بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

قادیان دار الامان

چہ گویم با تو گر آئی بہار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

نمبر ۱ | ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء مطابق ۹ رمضان ۱۳۱۹ھ المقدس یوم جمعہ | جلد ۶

چند ابتدائی اور ضروری باتیں

ناظرین الحکم کو سال نو مبارک ہو

ایک ضروری اور اشد ضروری مضمون کی وجہ سے الحکم کا یہہ اشو کامل طور پر اس ترتیب کو لئے ہوئے شایع نہیں کیا جاتا جو اس سال کے لئے خاکسار ایڈیٹر نے زیر نظر رکھی ہے اور جسکا بہت بڑا نمونہ اگلی اشاعت میں ملاحظہ کریں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

مختصر نوٹ اور نکات

تقوےٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کیطرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔

تقوےٰ ہر مشکل میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین۔

خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے مگر ان قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات ... کمالات ... جو اس ... کے ہی

اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے۔ جو الحمد للہ میں بیان ہوا ہے اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے جسکو زمین و آسمان پیش کرتے ہیں۔ اسلام اس خدا کیطرف رہبری کرتا ہے جس کی کوئی ابتدا اور انتہا نہیں اسلام اس خدا کا پتہ دیتا ہے جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا۔ اور جس پر موت نے فتح نہیں پائی۔ اسلام نے وہ خدا بتایا ہے جسکا کوئی بیٹا نہیں جسکے مرنے سے اسے رنج پہونچے غرض تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقایص سے منزہ جو حی و قیوم ہستی ہے وہ قادر مطلق خدا اسلام کا ہے۔

انسانیت کی روح کے نشوونما کے لئے اخلاق فاضلہ کی تعلیم دیتا ہے اور یہہ اصلاح کا دوسرا درجہ ... ہے پھر ایک دوسرے کی باہمی محبت اور ... کے درجہ سے بھی بالاتر اور بالاتر جا کر ... بت اور فنافی اللہ کے باریک دقایق سمجھا کر **والذین امنوا اشد حبا للہ** کی تعلیم دیتا ہے اور مہذب انسان کو **باخدا انسان** بنا دیتا ہے اسوقت سلسلہ **عالیہ احمدیہ** کے بانی کی بعثت کی اصل غرض یہی ہے۔

مبارک وہی ہوتا ہے جو مرنے سے پہلے مرجاتا ہے کیونکہ اس موت مین وہ ایک زندگی پاتا ہے ۔ اور اس کا نفس قبول حق مین تنگی یا بڑائی کو پیش نہیں کرسکتا ۔ مگر تھوڑے ہوتے ہین جو اس زندگی بخش موت کو حاصل کرتے ہین

اسوقت دنیا اور اہل دنیا کی حالت تو صاف بتاتی ہے کہ کسی **مرد خدا** کے آنے کی ضرورت ہے ۔ اس ضرورت حقہ کے موافق

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا

اطلاع

... اخبار ک...

الحمد للہ

دنیا بہر کی مذہبی کتابون ۔ شعرا کے دواوین اور جادو نگار مصنفون کے ایسے ایسے ملیق السان لیکچرارون کے لیکچرز کی ابتدا پڑھو ۔ اور **قرآن کریم** کی ابتدا **الہی** فطرۃ انسانی پر ایک غایر اور دقیق نظر کرتے ہوئے دیکھو تو تمہین اس ابتدا مین وہ اسرار اور غوامض نظر آئین گے جو اور کہین نہ ملین گے۔

صوفی ازم کی جان ۔ رضا ۔ تسلیم توکل اور ایثار انہی دو لفظون مین ہے

انسانی خلق کے دقیق راز اور علت غائی پر **الحمد للہ** ہی کے جملے مین اطلاع دی گئی ہے

الوہیت اور **عبودیت** مین جو رشتہ ہے اور الوہیت جو کچھہ عبودیت سے تقاضا کرتی ہے اور عبودیت کا جو **حقیقی معراج** ہے وہ **الحمد للہ** ہی کی تہ مین مرکوز ہے

حقیقی راحتوں کی کلید اور تمام شکھون کی منتہا جو اثر انسانی بناوٹ پر کرتی ہے اس کے اظہار کے لئے بہترین الفاظ الحمد للہ کے سوا ہرگز نہ ملین گے۔

دلچسپ مفید اور معلومات

سینٹ پٹرزبرگ مین کیادر نامی ایک عورت کا ابہی انتقال ہوا ہے اس کے پاس ۱۸ ہزار کتب کا کتب خانہ تہا جو سب عورتون کی ہی تصنیف کردہ تہین ۔ اسے مرد مصنف کی کتاب اپنے کتب خانہ مین رکھتے ہوئی شرم آتی تہی ۔

(ایڈیٹر) جدت طرازی کی ایک دہن ہے ورنہ علم آشنا کیا اور ایسی تفریق کیا؟

چین کا مشہور مدبر لی ہنگ چنگ جب مرنے لگا ۔ تو اسے بہت عمدہ پوشاک پہنائی گئی پہر اس کے دوستون نے ایک کاغذ کی کرسی جسکو آٹہہ کاغذ کے آدمی اٹہائے ہوئے تہے اور آٹہہ سیاہ کاغذ کے گہوڑے صحن مین لاکر کہڑے کردئے اور جب اس کی روح جسم سے پرواز کرگئی ۔ تو فوراً ان کاغذی چیزونکو آگ لگادی کہ اس طرح اسکی روح آسمان پر پہونچ جاوے گی ۔

(ایڈیٹر) باطل پرستی کی بہی کوئی حد ہے؟

جرمنی مین برقی ریلوے کی رفتار ۱۰۰ میل فی گھنٹہ ثابت ہوئی ہے۔

تعمیر مکانات کے متعلق ایک جدید ایجاد ہو رہی ہے کہ مکانات کے بہی سانچے لیا ہوا کرین جن مین تعمیر کا ایک جدید مصالحہ ڈالکر ... جدید مصالحہ کنکریٹ ... اس مصالحہ کے ... ن کی مضبوطی ... ہزار سال تک ... کے اجزا ... ۔ اور روغن ... کئی جاتے ہین ... کچھہ بہی دکہا ... ۔ اور ... حت ... ہے؟

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۴۸ جلد ۵

حضرت اقدس۔ جیسے آپ نے میرے سوال کو سمجھ لیا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی معرفت ہمیں بتایا ہے اور واقعات صحیحہ نے جسکی شہادت دی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سزا و جزا کا قانون خدا تعالیٰ نے ایسا مقرر کیا ہے کہ اسکا سلسلہ اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور جو شوخیاں اور شرارتیں انسان کرتا ہے وہ بجائے خود انھیں محسوس کرتا ہے یا نہیں کرتا اُنکی سزا اور پاداش یہاں ملتی ہے اُسکی غرض تنبیہ ہوتی ہے تاکہ توبہ اور رجوع سے شوخ انسان اپنی حالت میں نمایاں تبدیلی پیدا کرے۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا جو رشتہ ہے اسکو قائم کرنے میں جو غفلت اس نے کی ہے اسپر اطلاع پاکر اسے مستحکم کرنا چاہے اسوقت یا تو انسان اس تنبیہ سے فائدہ اُٹھاکر اپنی کمزوری کا علاج اللہ تعالیٰ کی مدد سے چاہتا ہے اور یا اپنی شقاوت سے اسمیں دلیر ہو جاتا ہے اور اپنی سرکشی اور شرارت میں ترقی کرکے جہنم کا وارث ٹھیر جاتا ہے۔ پس دنیا میں جو سزائیں بطور تنبیہ دی جاتی ہیں انکی مثال مکتب کی سی ہے جیسے مکتب میں کچھ خفیف سی سزائیں بچوں کو انکی غفلت اور سستی پر دی جاتی ہے اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ علوم سے انہیں استاد محروم رکھنا چاہتا ہے بلکہ اُسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ انہیں اپنی غرض پر اطلاع دیکر آیندہ کے لیے زیادہ محتاط اور ہوشیار بنا دے۔ اسیطرح پر اللہ تعالیٰ جو شرارتوں اور شوخیوں پر کچھ سزا دیتا ہے تو اسکا اقتضاء یہی ہوتا ہے کہ نادان انسان جو اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے اپنی شرارت اور اس کے نتائج پر مطلع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت سے ڈر جاوے اور اُسکی طرف رجوع کرے۔ میں نے اپنی جماعت کے سامنے بارہا اس امر کو بیان کیا ہے اور اب آپکو بھی بتاتا ہوں کہ جب انسان ایک کام کرتا ہے خدا تعالیٰ کیطرف سے بھی ایک فعل اسپر نتیجہ کے طور پر مترتب ہوتا ہے مثلاً جب ہم کافی مقدار زہر کی کھالیں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے اسمیں زہر کھانا یہ ہمارا اپنا فعل تھا اور خدا کا فعل اسپر یہ ظاہر ہوا کہ اس نے ہلاک کر دیا یا مثلاً یہ کہ اگر ہم اپنے کمرے کی کوٹھڑی کی کھڑکیاں بند کرلیں تو یہ ہمارا فعل ہے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا یہ فعل ہوگا کہ کوٹھڑی میں اندھیرا ہو جاوے گا۔ اسی طرح پر انسان کے افعال اور اسپر بطور نتائج اللہ تعالیٰ کے افعال کے صدور کا قانون دنیا میں جاری ہے۔ اور یہ انتظام جیسا کہ ظاہر ہے متعلق ہے اور جسمانی نظام میں اس کی نظیریں ہم ہر روز دیکھتے ہیں اسی طرح پر یہ [illegible] کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ اور یہی ایک اصول ہے جو قانون سزا کے سمجھنے کے واسطے ضروری ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ ہمارا ہر ایک فعل نیک ہو یا بد اپنے فعل کے ساتھ ایک اثر رکھتا ہے جو ہمارے فعل کے بعد ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اب عذاب اور راحت کو جو گناہوں کی پاداش یا نیکیوں کی جزا میں دی جاتی ہے ہم بہت جلد سمجھ سکتے ہیں اور میں پوری بصیرت اور دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس فلاسفی کے بیان کرنے سے دوسرے تمام مذہب بالکل عاری ہیں اب [illegible] ہر شخص جو خدا کو مانتا ہے اقرار کرتا ہے کہ انسان خدا ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس لیے اُسکی ساری خوشیوں کی انتہا اور ساری راحتوں کی غایت اسی میں ہو سکتی ہے کہ وہ سارے کا سارا خدا ہی کا ہو جاوے اور جو تعلق الوہیت اور عبودیت میں ہونا چاہیے یا یوں کہو کہ جب تک انسان اسکو مستحکم نہیں کرتا اور اسے حیز فعل میں نہیں لاتا وہ سچی خوشحالی کو پا نہیں سکتا۔ انبیاء علیہم السلام کے آنے کی یہی غرض ہوتی ہے اور وہ اسی اہم مقصد کو لیکر آتے ہیں کہ وہ انسان کو یہ گم شدہ متاع واپس دینا چاہتے ہیں جو عبودیت اور الوہیت کے درمیانی رشتہ کی ہوتی ہے۔ مگر جب انسان خدا سے دور ہٹ جاتا ہے تو وہ اپنے آپکو اس محبت کی زنجیر سے الگ کرلیتا ہے جو خدا اور بندہ کے درمیان ہونی چاہیے اور یہ فعل انسان کا ہوتا ہے اور اسپر خدا کا یہ فعل ہوتا ہے کہ وہ بھی اس سے دور ہٹتا ہے اور اسی بُعد کے لحاظ سے انسانی قلب پر تاریکی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور جسطرح آفتاب کیطرف کی دروازہ بند کرلینے پر ظلمت اور تاریکی سے کمرہ بھر جاتا ہے اسیطرح پر خدا سے مُنہ پھیرنے سے اندرونہ انسانی ظلمت سے بھرنے لگتا ہے اور جوں جوں وہ دور ہوتا جاتا ہے ظلمت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے اور یہی ظلمت ہے جو جہنم کہلاتی ہے کیونکہ اسی سے ایک عذاب پیدا ہوتا ہے۔ اب اس عذاب سے اگر بچنے کے لیے وہ یہ سعی کرتا ہے کہ ان اسباب کو جو خدا تعالیٰ سے بُعد اور دوری کا موجب ہوئے ہیں چھوڑ دیتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ رجوع کرتا ہے اور جیسے کھڑکیوں کے کھول دینے سے گئی ہوئی روشنی واپس آکر تاریکی کو دور کر دیتی ہے اسی طرح پر سعادت کا نور جو جاتا رہا تھا وہ اسی انسان کو جو رجوع کرتا ہے پھر دیا جاتا ہے اور وہ اس سے

۱۹۰۲ء کے الحکم کے مضامین کسی اور صورت میں ملنے ہی ناممکن ہیں۔

پورا مستفید ہونے لگتا ہے۔

اور **توبہ** کی یہی حقیقت ہے جس کی نظیر ہم قانون قدرت میں صاف مشاہدہ کرتے ہیں۔

ایکبات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نبیوں کے زمانہ میں جو قوموں پر عذاب آتے ہیں جیسے لوط کی قوم پر یا یہودیوں کو بخت نصر یا طیطس رومی کے ذریعہ تباہ کیا گیا تو ان عذابوں کا موجب محض اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے عذابوں اور دکھوں کا موجب وہ شرارتیں اور شوخیاں اور تکلیفیں ہوتی ہیں جو وہ نبیوں سے کرتے اور انھیں پہونچاتے ہیں آخر ان کی شرارتیں اُن پر ہی لوٹ کر پڑتی ہیں اور انھیں تباہ اور ہلاک کر دیتی ہیں جسطرح پر سیاست اور ملک داری کے اصولوں کی تہ میں یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ امن عامہ میں خلل انداز ہونے والوں کو وہ چور ہوں یا ڈاکو۔ باغی ہوں یا کسی اور جرم کے مجرم محض اس لیے سزا دی جاتی ہے تا آئندہ کے لیے امن ہو اور دوسروں کو اس سے عبرت اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے یہ قانون رکھا ہوا ہے کہ وہ شریروں اور سرکشوں کو جو اس کے حدود اور اوامر کی پروا نہیں کرتے سزا دیتا ہے۔ تاکہ حد سے نہ بڑھ جائیں جنھوں نے حد سے بڑھنا چاہا خدا نے وہیں انھیں تنبیہ کی۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ سزا اور تنبیہ اس شخص کے لیے بھی جسے دی جاتی ہے اور دوسروں کیواسطے بھی جو عبرت کی نگاہ سے اُسے دیکھتے ہیں بطور رحمت ہے۔ کیونکہ اگر سزا نہ دی جاتی + تو امن اُٹھہ جاتا اور انجام کار نتیجہ بہت ہی بُرا ہوتا۔ قانون قدرت پر نظر کرو۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فطرت انسانی میں یہ بات رکھی ہوئی ہے اور اس فطرتی نقش ہی کی بنا پر قرآن نے یہ فرمایا ہے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ

یعنی تمھارے تمدن کے قیام کیلیے قصاص کا ہونا ضروری ہے۔ اگر افعال کے کچھہ نتایج ہی نہیں ہوتے تو وہ افعال کیا ہوتے؟ اور ان سے کیا غرض مقصود ہوتی؟ غرض ضروری اور واقعی طور پر یہ سزائیں نہیں ہیں جو یہاں دیجاتی ہیں بلکہ یہ ایک ظل ہیں اصل سزاؤں کا اور انکی غرض ہے عبرت۔

دوسرے **عالم** کے مقاصد اور ہیں اور وہ بالاتر اور بالاتر ہیں۔ وہاں تو مَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ کا انعکاسی نمونہ لوگ دیکھہ لیں گے۔ اور انسان کو اپنے مخفی در مخفی گناہوں اور عزیمتوں کی سزا بھگتنی پڑے گی دنیا اور آخرت کی سزاؤں میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ دنیا کی سزائیں امن قائم کرنے اور عبرت کے لیے ہیں اور آخرۃ کی سزائیں افعال انسانی کے آخری اور انتہائی نتایج ہیں وہاں اسے سزا ضروری ملنی ٹھیری کیونکہ اس نے زہر کھائی ہوئی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ بدون تریاق وہ اس زہر کے اثر سے محفوظ رہ سکے۔

عاقبت کی سزا اپنے اندر ایک فلسفیانہ حقیقت رکھتی ہے جسکو کوئی مذہب بجز **اسلام** کے کامل طور پر بیان نہیں کرسکا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہو وہ اُس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بھی بدتر اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کو دیکھنے کی آنکھیں اور اُس کے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے انسان اپنے ساتھہ لیجاتا ہے جو یہاں اُن حواس کو نہیں پاتا وہاں وہ اُن حواس سے بہرہ ور نہیں ہوگا۔ یہ ایک دقیق راز ہے جسکو عام لوگ سمجھہ بھی نہیں سکتے اگر اس کے یہ معنی نہیں تو یہ تو پھر بالکل غلط ہے کہ اندھے اُس جہان میں بھی اندھے ہوں گے۔

اصل بات یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کو بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی دنیا میں صحیح طور پر اُسکی صفات و اسمائ کی معرفت حاصل کرنا آیندہ کی تمام راحتوں اور روشنیوں کی کلید ہے اور یہ آیت اس امر کیطرف صاف اشارہ کر رہی ہے کہ اسی دنیا سے ہم عذاب اپنے ساتھہ لے جاتے ہیں۔ اور اس دنیا کی کورانہ زیست اور ناپاک افعال ہی اُس دوسرے عالم میں عذاب جہنم کی صورت میں نمودار ہو جائیں گے اور وہ کوئی نئی بات نہ ہوں گے۔

جیسے ایک شخص گھر کے دروازے بند کر لینے سے روشنی سے محروم ہو جاتا ہے اور تازہ اور زندگی بخش ہوا اُسے نہیں مل سکتی۔ یا کسی زہر کھا لینے سے اُسکی زندگی باقی نہیں رہ سکتی۔ اسیطرح پر جب ایک آدمی خدا کیطرف سے ہٹتا ہے اور گناہ کرتا ہے + تو وہ ایک ظلمت کے نیچے آ کر عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ گُناہ اصل میں جُناح تھا جس کے معنے میل کرنے اور اصل مرکز سے ہٹ جانے کے ہیں پس جب انسان خدا سے اعراض کرتا ہے اور اُس کے نور کے مقابل سے ہٹ جاتا ہے اور اس روشنی سے دور ہو جاتا ہے جو صرف خدا کیطرف سے اُترتی اور دلوں پر نازل ہوتی ہے تو وہ ایک تاریکی میں مبتلا ہوتا ہے جو اُس کے لیے عذاب کا موجب ہو جاتی ہے پھر جس قسم کا یہ اعراض ہو اُسی قسم کا عذاب سے دُکھہ دیتا ہے لیکن اگر انسان پھر اس مرکز کیطرف آنا چاہے اور اپنے آپکو اُس مقام پر پہونچاوے جو الٰہی روشنی کے پڑنے کا مقام ہے تو وہ پھر اس گم شدہ نور کو پا لیتا ہے۔ کیونکہ جیسے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے کمرہ میں روشنی کو اسی وقت پا سکتے ہیں جب اُسکی کھڑکیاں کھولدیں ویسے ہی روحانی نظام میں مرکز اصلی کیطرف

سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم میں اچھوتے مضامین شایع ہونگے۔

بازگشت کرنا ہی راحت کا موجب ہوسکتا ہے اور اس دکھ درد سے ہے جو اس مرکز کو چھوڑنے سے ہوا تھا اسی کا نام توبہ ہے - اور یہی ظلمت جو اسطرح پر پیدا ہوتی ہے ضلالت اور جہنم کہلاتی ہے اور مرکز اصلی کیطرف رجوع کرنا جو راحت پیدا کرتا ہے جنت سے تعبیر ہوتا ہے اور گناہ سے ہٹکر پھر نیکی کیطرف جس سے اللہ تعالے خوش ہو جاوے بدی کا کفارہ ہو کر اسے دور کر دیتا ہے اور اس کے نتائج کو بھی سلب کر دیتا ہے اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں چونکہ بدی میں ہلاکت کی زہر ہے اور نیکی میں زندگی کا تریاق اس لیے بدی کی زہر کو دور کرنے کا ذریعہ نیکی ہی ہے یا اسی کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں عذاب راحت کی نفی کا نام ہے اور نجات راحت اور خوشحالی کے حصول کا نام ہے اسیطرح پر جیسے بیماری اس حالت کا نام ہے جب حالت بدن مجری طبیعت پر نہ رہے اور صحت وہ حالت ہے کہ امور طبعیہ اپنی اصل حالت پر قائم ہوں - اور جیسے کسی ہاتھ پاؤں یا کسی عضو کے اپنے مقام خاص سے ذرا ادھر ادھر کھسک جانے سے درد شروع ہو جاتا ہے اور وہ عضو نکما ہو جاتا ہے اور اگر چندے اسی حالت پر رہے تو پھر نہ خود بالکل بیکار ہو جاتا ہے بلکہ دوسرے اعضا پر بھی اپنا برا اثر ڈالنے لگتا ہے بعینہ یہی حالت روحانی ہے کہ جب انسان خدا تعالی کے سامنے سے جو اسکی زندگی کا اصل موجب اور مایہ حیات ہے ہٹ جاتا ہے اور فطرتی دین کو چھوڑ بیٹھتا ہے تو عذاب شروع ہو جاتا ہے اور اگر قلب مردہ نہ ہو گیا ہو اور اس میں احساس کا مادہ باقی ہو تو وہ اس عذاب کو خوب محسوس کرتا ہے - اور اگر اس بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح نہ کی جاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ پھر ساری روحانی قوتیں رفتہ رفتہ نکمی اور بیکار ہو جائیں اور ایک شدید عذاب شروع ہو جاوے پس اب کیسی صفائی کے ساتھ یہ امر سمجھ میں آ جاتا ہے کہ کوئی عذاب باہر سے نہیں آتا بلکہ خود انسان کے اندر ہی سے نکلتا ہے ہمکو اس سے انکار نہیں کہ عذاب خدا کا فعل ہے بیشک اسی کا فعل ہے مگر اسی طرح جیسے کوئی زہر کھائے تو خدا اسے ہلاک کر دے - پس خدا کا فعل انسان کے اپنے فعل کے بعد ہوتا ہے اسی کیطرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ یعنی خدا کا عذاب وہ آگ ہے جسکو خدا بھڑکاتا ہے اور اس کا شعلہ انسان کے دل ہی سے اٹھتا ہے اسکا مطلب صاف لفظوں میں یہی ہے کہ عذاب کا اصل بیج اپنے وجود ہی کی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے - اسیطرح بہشت کی راحت کا اصل سرچشمہ بھی انسان کے اپنے ہی افعال ہیں اگر وہ فطرتی دین کو نہیں چھوڑتا اگر وہ مرکز اعتدال سے ادھر ادھر نہیں ہٹتا اور عبودیت الوہیت کے محاذ میں پڑی ہوئی اسکی انوار سے حصہ لے رہی ہے تو پھر یہ اس عضو صحیح کیطرح ہے جو مقام سے ہٹ نہیں گیا اور برابر اس کام کو دے رہا ہے جس کے لیے خدا نے اسکو پیدا کیا ہے اور اسے کچھ بھی درد نہیں بلکہ راحت ہے -

قرآن شریف میں فرمایا ہے وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں ان کو خوشخبری دیدو کہ وہ ان باغوں کے وارث ہیں جنکے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں - اس آیت میں ایمان کو اللہ تعالی نے باغ سے مثال دی ہے اور اعمال صالحہ کو نہروں سے جو رشتہ اور تعلق نہر جاریہ اور درخت میں ہے وہی رشتہ اور تعلق اعمال صالحہ کو ایمان سے ہے پس جیسے کوئی باغ ممکن ہی نہیں کہ پانی بدون سرسبز اور ثمردار ہوسکے اسیطرح پر کوئی ایمان جس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں مفید اور کارگر نہیں ہوسکتا - پس بہشت کیا ہے وہ ایمان اور اعمال ہی کے مجسم نظارے ہیں - وہ بھی دوزخ کیطرح کوئی خارجی چیز نہیں ہے بلکہ انسان کا بہشت بھی اسکے اندر ہی سے نکلتا ہے - یاد رکھو کہ اسجگہ پر جو راحتیں ملتی ہیں وہ وہی پاک نفس ہوتا ہے جو دنیا میں بنایا جاتا ہے - پاک ایمان پودہ سے مماثلت رکھتا ہے اور اچھے اچھے اعمال اخلاق فاضلہ یہ اس پودہ کی آبپاشی کے لیے بطور نہروں کے ہیں جو اس کی سرسبزی اور شادابی کو بحال رکھتے ہیں - اس دنیا میں تو یہ ایسے ہیں جیسے خواب میں دیکھے جاتے ہیں مگر اس عالم میں محسوس اور مشاہد ہوں گے -

یہی وجہ ہے کہ لکھا ہے کہ جب بہشتی ان انعامات سے بہرہ ور ہوں گے تو یہ کہیں گے هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ دنیا میں جو دودھ یا شہد یا انگور انار وغیرہ چیزیں ہم کھاتے پیتے ہیں وہی وہاں ملیں گی نہیں وہ چیزیں اپنی نوعیت اور حالت کے لحاظ سے بالکل اور کی اور ہوں گی ہاں صرف نام کا اشتراک پایا جاتا ہے اور اگرچہ ان تمام نعمتوں کا نقشہ جسمانی طور پر دکھایا گیا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت پیدا کرنے والی ہیں ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے - رزقنا من قبل سے یہ مراد لینا کہ وہ دنیا کی جسمانی نعمتیں ہیں بالکل غلط ہے بلکہ اللہ تعالے کا منشا اس آیت میں یہ ہے کہ جن مومنوں نے اعمال صالحہ کیے انھوں نے اپنے ہاتھ سے ایک

بہشت بنایا جسکا پھل وہ اس دوسری زندگی میں بھی کھائیں گے اور وہ پھل چونکہ روحانی طور پر دنیا میں بھی کھاچکے ہوں گے اسلیے اُس عالم میں اُس کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل معلوم ہوتے ہیں - اور یہ وہی روحانی ترقیاں ہوتی ہیں جو دنیا میں ہوتی ہیں اس لیے وہ عابد و عارف ان کو پہچان لیں گے۔

پھر پھر صاف کرکے کہنا چاہتا ہوں کہ جہنم اور بہشت میں ایک فلسفہ ہے جسکا ربط باہم اسی طرح پر قائم ہوتا ہے جو میں نے ابھی بتایا ہے + مگر اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ دنیا کی سزائیں تنبیہ اور عبرت کے لیے انتظامی رنگ کی حیثیت سے ہیں سیاست اور حکمت دونوں باہم ایک رشتہ رکھتی ہیں - اور اسی رشتہ کے اطلاق پر سزائیں اور جزائیں ہیں انسانی افعال اور اعمال اسی طرح پر محفوظ اور بند ہوتے جاتے ہیں جیسی فونوگراف میں آواز بند کی جاتی ہے - جب تک انسان عارف نہ ہو اس سلسلہ پر غور کرکے کوئی لذت اور فائدہ نہیں اُٹھا سکتا + معرفت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ اول خداشناس ہو + اور خداشناسی حاصل نہیں ہوتی جب تک کسی **خدانما** انسان کی مجلس میں صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ ایک کافی مدت تک نہ رہے - اس کے بعد وہ اس سلسلہ کو جو جزا و سزا کا اور دنیا اور عقبیٰ کا ہے بڑی سہولت کے ساتھ سمجھ لے گا۔

اس بیان پر غور کرنے سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اور بہشت کی فلاسفی جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے وہ کسی اور کتاب نے نہیں بتائی - اور قرآن شریف کے مطالعہ سے یہ امر بھی کھل جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسکو ندریجاً بیان فرمایا ہے - مگر یہ راز اُنپر ہی کھلتا ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔

اور پاک نفس لیکر سو چتے ہیں - کیونکہ کوئی عمدہ بات بدون تکلیف کے نہیں ملتی ہے۔ یہ کہنا کہ ہر شخص اس راز پر کیوں اطلاع نہیں پاتا میں کہتا ہوں کہ دیکھو ہمارے حواس کے کام الگ الگ ہیں مثلاً آنکھ دیکھ سکتی ہے زبان چکھ سکتی اور بول سکتی ہے کان سُن سکتے ہیں - گویا ہر ایک حواس میں سے اپنے اپنے فرائض اور قوت کے ذمہ وار ہیں - یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ کان کے پاس مصری کی ڈلی رکھ دیجاوے اور وہ اُس کا ذائقہ بتا دے اور آنکھ خارجی آوازیں سُن لے یا زبان دیکھ لے پس اسیطرح پر خدا تعالیٰ کی معرفت کے دقیق اسرار کو معلوم کرنے کے واسطے خاص قویٰ ہیں وہی اُن پر اطلاع دے سکتے ہیں - اور یہ قویٰ دیے تو سب کو گئے ہیں لیکن ان سے کام لینے والے بہت تھوڑے ہیں - ظن کا کوئی قوی اثر نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ فلاسفروں کی ایمانی حالت بہت ہی کمزور ہوتی ہے اور وہ ظنیات سے آگے نہیں بڑھتے افلاطون جو بڑا مدبر اور دانشمند سمجھا جاتا تھا جب مرنے لگا تو اُس نے یہی کہا کہ فلاں بُت پر اُس کے لیے ایک مرغ چڑھا دینا + اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیسا کمزور ایمان تھا توحید پر قائم نہ ہوا پس وہ عظیم الشان ذریعہ جس سے

ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو

اور خدا تعالیٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو - ایک ہی ہے کہ انسان اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا تعالیٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنھوں نے اُس سے سُن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے۔

ابتدا میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو اسکی باتیں بالکل انوکھی اور نرالی معلوم ہوتی ہیں وہ بہت کم دل میں جاتی ہیں گو دل اُنکی طرف کھنچا جاتا ہے -

اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے ان معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے جو کچھ گرد و غبار دل پر بیٹھا ہوتا ہے **صادق** کی باتیں اُن کو دور کرکے اسے جلا دینا چاہتی ہیں تا اُسمیں **یقین کی قوت** پیدا ہو + جیسے جب کبھی کسی آدمی کو مسہل دیا جاتا ہے تو دست آور دوائی پیٹ میں جاکر ایک گڑگڑاہٹ سی پیدا کر دیتی ہے اور تمام مواد ردیہ اور فاسدہ کو حرکت اور جوش دیکر باہر نکالتی ہے اسی طرح پر **صادق** ان ظنیات کو دور کرنا چاہتا ہے اور سچے علوم اور اعتقاد صحیحہ کی معرفت کرانی چاہتا ہے اور وہ باتیں اس دل کو جس نے بہت بڑا زمانہ ایک اور ہی دنیا میں بسر کیا ہوا ہوتا ہے ناگوار اور ناقابل عمل معلوم ہوتی ہیں لیکن آخر سچائی غالب آ جاتی ہے اور باطل پرستی کی قوتیں مر جاتی ہیں اور **حق پرستی** کی قوتیں نشو و نما پانے لگتی ہیں + پس میں اس نور کو لیکر آیا ہوں اور دنیا میں **قوت یقین** کو پیدا کرنا چاہتا ہوں -

اور اس قوت کا پیدا ہونا صرف الفاظ اور باتوں سے نہیں ہوسکتا بلکہ یہ اُن **نشانات** سے نشو و نما پاتی ہیں جو **اللہ تعالیٰ کی مقتدرانہ طاقت سے** صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں +

میرا مدعا یہی ہوتا ہے کہ دوسری کلام نہ کروں جب تک ایک امر سننے والے کے ذہن نشین کر لوں اور سننے والا فیصلہ نہ کرلے کہ اسنے اسکو سمجھ لیا ہے یا اسپر کوئی اعتراض [illegible]

باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ

سنہ ۱۹۰۲ء میں جو الحکم کو نہ پڑھے گا اسکو ناقابل تلافی حسرت رہ جاوے گی

بازگشت کرنا ہی راحت کا موجب
ہو سکتا ہے اور اس دکھ درد سے
بچاتا ہے جو اس مرکز کو چھوڑنے سے
پیدا ہوا تھا اسی کا نام توبہ ہے۔ اور
یہی ظلمت جو اسطرح پر پیدا ہوتی ہے
ضلالت اور جہنم کہلاتی ہے اور مرکز
اصلی کیطرف رجوع کرنا جو راحت
پیدا کرتا ہے جنت سے تعبیر ہوتا ہے
اور گناہ سے ہٹکر بھلائی کیطرف
آنا جس سے اللہ تعالےٰ خوش ہو جاوے
اس بدی کا کفارہ ہو کر اسے دور
کر دیتا ہے اور اس کے نتائج کو بھی سلب
کر دیتا ہے اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ہے
اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ
یعنی نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں
چونکہ بدیوں میں ہلاکت کی زہر ہے اور
نیکی میں زندگی کا تریاق اس لیے بدی
کے زہر کو دور کرنے کا ذریعہ نیکی ہی
ہے یا اسی کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں عذاب
راحت کی نفی کا نام ہے اور نجات
راحت اور خوشحالی کے حصول کا نام ہے
اسیطرح پر جیسے بیماری اس حالت کا
[illegible] جب حالت بدن مجری طبیعت
[illegible] رہے اور صحت وہ حالت ہے
[illegible] امور طبیعیہ اپنی اصل حالت پر قائم
ہوں۔ اور جیسے کسی ہاتھ [illegible] پاؤں یا
کسی عضو کے [illegible] مقام خاص سے
ذرا ادھر ادھر کھسک جانے سے
درد شروع ہو جاتا ہے اور وہ عضو
نکما ہو جاتا ہے اور اگر چندے اسی
حالت پر رہے تو پھر نہ خود بالکل بیکار
ہو جاتا ہے بلکہ دوسرے اعضا پر بھی
اپنا برا اثر ڈالنے لگتا ہے بعینہ یہی
حالت روحانی ہے کہ جب انسان خدا
تعالی کے سامنے سے جو اسکی زندگی کا
اصل موجب اور مایہ حیات ہے ہٹ
جاتا ہے اور فطرتی دین کو چھوڑ بیٹھتا
ہے تو عذاب شروع ہو جاتا ہے
اور اگر قلب مردہ نہ ہو گیا ہو اور اس میں
احساس کا مادہ باقی ہو تو وہ اس
عذاب کو خوب محسوس کرتا ہے
اور اگر اس بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح
نہ کی جاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ پھر
ساری روحانی قوتیں رفتہ رفتہ کمی
اور بیکار ہو جائیں اور ایک شدید عذاب
شروع ہو جاوے پس اب کیسی صفائی
کے ساتھ یہ امر سمجھ میں آ جاتا ہے کہ کوئی
عذاب باہر سے نہیں آتا بلکہ خود انسان
کے اندر ہی سے نکلتا ہے ہمکو اس سے
انکار نہیں کہ عذاب خدا کا فعل ہے
بیشک اسی کا فعل ہے مگر اسی طرح
جیسے کوئی زہر کھالے تو خدا اسے
ہلاک کر دیتا ہے پس خدا کا فعل
انسان کے اپنے فعل کے بعد ہوتا ہے
اسی کیطرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے
نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى
الْاَفْئِدَةِ یعنی خدا کا عذاب وہ آگ
ہے جسکو خدا بھڑکاتا ہے اور اس کا
شعلہ انسان کے دل ہی سے اٹھتا ہے
اسکا مطلب صاف لفظوں میں یہی
ہے کہ عذاب کا اصل بیج اپنے وجود
ہی کی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت اختیار
کر لیتی ہے۔ اسیطرح بہشت کی راحت
کا اصل سرچشمہ بھی انسان کے اپنے
ہی اعمال ہیں اگر وہ فطرتی دین کو نہیں
چھوڑتا اگر وہ مرکز اعتدال سے
ادھر ادھر نہیں ہٹتا اور عبودیت
الوہیت کے محاذ میں پڑی ہوئی اسکی
انوار سے حصہ لے [illegible]
یہ اس عضو صحیح کیطرح ہے [illegible]
سے ہٹ نہیں گیا اور برابر اس کام
کو دے رہا ہے جس کے لیے خدا
نے اسکو پیدا کیا ہے اور اسے کچھ
بھی درد نہیں بلکہ راحت ہے۔
قرآن شریف میں فرمایا ہے وَبَشِّرِ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یعنی جو لوگ ایمان
لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں ان کو
خوشخبری دیدو کہ وہ ان باغوں کے
وارث ہیں جنکے نیچے ندیاں بہ رہی
ہیں۔ اس آیت میں ایمان کو اللہ تعالی
نے باغ سے مثال دی ہے اور اعمال
صالحہ کو نہروں سے جو رشتہ اور تعلق
نہر جاریہ اور درخت میں ہے وہی رشتہ
اور تعلق اعمال صالحہ کو ایمان سے ہے
پس جیسے کوئی باغ ممکن ہی نہیں کہ پانی
بدون سرسبز اور ثمردار ہو سکے اسیطرح پر
کوئی ایمان جس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ
ہوں مفید اور کارگر نہیں ہو سکتا۔
پس بہشت کیا ہے وہ ایمان اور اعمال
ہی کے مجسم نظارے ہیں۔ وہ بھی
دوزخ کیطرح کوئی خارجی چیز نہیں
ہے بلکہ انسان کا بہشت بھی اسکے
اندر ہی سے نکلتا ہے۔ یاد رکھو کہ اسجگہ
پر جو راحتیں ملتی ہیں وہ وہی پاک نفس
ہوتا ہے جو دنیا میں بنایا جاتا ہے۔
پاک ایمان پودہ سے مماثلت رکھتا
ہے اور اچھے اچھے اعمال اخلاق فاضلہ
یہ اس پودہ کی آبپاشی کے لیے بطور
نہروں کے ہیں جو اس کی سرسبزی اور
شادابی کو بحال رکھتے ہیں۔ اس دنیا میں
تو یہ ایسے ہیں جیسے خواب میں دیکھے جاتے
ہیں مگر اس عالم میں محسوس اور مشاہد
ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ لکھا ہے کہ جب بہشتی
ان انعامات سے بہرہ ور ہوں گے
تو یہ کہیں گے هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا
مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا
اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ دنیا میں جو
دودھ یا شہد یا انگور انار وغیرہ
چیزیں ہم کھاتے پیتے ہیں وہی وہاں
ملیں گی نہیں وہ چیزیں [illegible] نوعیت
اور حالت کے لحاظ [illegible]
اور ہوں گی ہاں صرف [illegible]
پایا جاتا ہے اور اگرچہ ان تمام نعمتوں
کا نقشہ جسمانی طور پر دکھایا گیا ہے مگر
ساتھ ہی ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ وہ
چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور
خدا کی معرفت پیدا کرنے والی ہیں
ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔ رزقنا
من قبل سے یہ مراد لینا کہ وہ دنیا کی
جسمانی نعمتیں ہیں بالکل غلط ہے
بلکہ اللہ تعالے کا منشا اس آیت میں
یہ ہے کہ جن مومنوں نے اعمال صالحہ
کیے انھوں نے اپنے ہاتھ سے ایک

بہشت بنایا جسکا پھل وہ اس دوسری زندگی میں بھی کھائیں گے اور وہ پھل چونکہ روحانی طور پر دنیا میں بھی کھاچکے ہونگے اسلیے اُس عالم میں اُس کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ وہی روحانی ترقیاں ہوتی ہیں جو دنیا میں کی ہوتی ہیں اس لیے وہ عابد و عارف اُن کو پہچان لیں گے۔

میں پھر صاف کر کے کہنا چاہتا ہوں کہ جہنم اور بہشت میں ایک فلسفہ ہے جسکا ربط باہم اسی طرح پر قائم ہوتا ہے جو میں نے ابھی بتایا ہے۔ مگر اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ دنیا کی سزائیں تنبیہ اور عبرت کے لیے انتظامی رنگ کی حیثیت سے ہیں سیاست اور رحمت دونوں باہم ایک رشتہ رکھتی ہیں۔ اور اسی رشتہ کے اظلال یہ سزائیں اور جزائیں ہیں انسانی افعال اور اعمال اسی طرح پر محفوظ اور بند ہوتے جاتے ہیں جیسی فونوگراف میں آواز بند کی جاتی ہے۔ جب تک انسان عارف نہ ہو اس سلسلہ پر غور کر کے کوئی لذت اور فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ معرفت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ اول [illegible] حاصل [illegible] اور [illegible] ایک کافی مدت تک [illegible] ہے۔ اس کے بعد وہ اس سلسلہ کو جو جزا و سزا کا اور دنیا اور عقبیٰ کا ہے بڑی سہولت کے ساتھ سمجھ لے گا۔

اس بیان پر غور کرنے سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اور بہشت کی فلاسفی جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے وہ کسی اور کتاب نے نہیں بتائی۔ اور قرآن شریف کے مطالعہ سے یہ امر بھی کھل جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسکو تدریجاً بیان فرمایا ہے۔ مگر یہ راز انہی پر کھلتا ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔

اور پاک نفس لیکر سوچتے ہیں۔ کیونکہ کوئی عمدہ بات بدون تکلیف کے نہیں ملتی ہے۔ یہ کہنا کہ ہر شخص اس راز پر کیوں اطلاع نہیں پاتا میں کہتا ہوں کہ دیکھو ہمارے حواس کے کام الگ الگ ہیں مثلاً آنکھ دیکھ سکتی ہے زبان چکھ سکتی اور بول سکتی ہے کان سن سکتے ہیں۔ گویا ہر ایک حواس میں سے اپنے اپنے فرائض اور قوت کے ذمہ وار ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ کان کے پاس مصری کی ڈلی رکھدیجاوے اور وہ اس کا ذائقہ بتادے اور آنکھ خارجی آواز سن لے یا زبان دیکھ لے پس اسیطرح پر خدا تعالیٰ کی معرفت کے دقیق اسرار کو معلوم کرنے کے واسطے خاص قویٰ ہیں وہی اُن پر اطلاع دے سکتے ہیں۔ اور یہ قویٰ دیے تو سبکو گئے ہیں لیکن ان سے کام لینے والے بہت تھوڑے ہیں۔ ظن کا کوئی قوی اثر نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ فلاسفروں کی ایمانی حالت بہت ہی کمزور ہوتی ہے اور وہ ظنیات سے آگے نہیں بڑھتے افلاطون جو بڑا مدبر اور دانشمند سمجھا جاتا تھا جب مرنے لگا تو اس نے یہی کہا کہ فلاں بت پر اس کے لیے ایک [illegible] چڑھا دینا [illegible] کہ کیسا [illegible] پر قائم نہ ہوا [illegible] انسان [illegible] ذریعہ جس سے

ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو

اور خدا تعالیٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو۔ ایک ہی ہے کہ انسان اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا تعالیٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنھوں نے اُس سے سن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے۔

ابتدا میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو اسکی باتیں بالکل انوکھی اور نرالی معلوم ہوتی ہیں وہ بہت کم دل میں جاتی ہیں گو دل اُنکی طرف کھنچا جاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے ان معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہوجاتی ہے جو کچھ گرد و غبار دل پر بیٹھا ہوتا ہے **صادق** کی باتیں اُن کو دور کر کے اسے جلا دینا چاہتی ہیں تا اسمیں **یقین کی قوت** پیدا ہو۔ جیسے جب کبھی کسی آدمی کو مسہل دیا جاتا ہے تو دست آور دوائی پیٹ میں جاکر ایک گڑگڑاہٹ سی پیدا کر دیتی ہے اور تمام مواد ردیہ اور فاسدہ کو حرکت اور جوش دیکر باہر نکالتی ہے اسی طرح پر **صادق** ان ظنیات کو دور کرنا چاہتا ہے اور سچے علوم اور اعتقاد صحیحہ کی معرفت کرانی چاہتا ہے اور وہ باتیں اس دل کو جس نے بہت بڑا زمانہ ایک اور ہی دنیا میں بسر کیا ہوا ہوتا ہے ناگوار اور ناقابل عمل معلوم ہوتی ہیں لیکن آخر سچائی غالب آجاتی ہے اور باطل پرستی کی قوتیں مرجاتی ہیں اور **حق پرستی** کی قوتیں نشو و نما پانے لگتی ہیں۔ [illegible] کر آیا ہوں اور [illegible] **یقین** کی [illegible] کرنا چاہتا ہوں [illegible] اور اس قوت کا [illegible] صرف الفاظ اور [illegible] سے نہیں ہوسکتا بلکہ یہ اُن **نشانات** سے نشو و نما پاتی ہیں جو **اللہ تعالیٰ کی مقتدرانہ طاقت سے** صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں۔

میرا مدعا یہی ہوتا ہے کہ دوسری کلام نہ کروں جب تک ایک امر سننے والے کے ذہن نشین کر لوں۔ اور سننے والا فیصلہ نہ کرلے کہ اب اسکو اسنے سمجھ لیا ہے یا اسپر کوئی اعتراض کرے۔

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

۱۹۰۲ء میں جو الحکم کو نہ پڑھے گا اُسکو ناقابل تلافی حسرت رہ جائے گی

کی طرف منسوب کرتا ہے ہم ہرگز منسوب نہیں کرتے اور ہم سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ اندھی نہیں گورنمنٹ ان خدمات کو جو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم والد مرزا صاحب نے ۱۸۵۷ء میں کی تھیں یا مرزا غلام قادر صاحب مرحوم برادر حقیقی مرزا صاحب نے تمّوں کے گھاٹ پر دکھائی تھیں یا جو حضرت اقدس پچیس سال سے کر رہے ہیں کبھی بھی انکو بھول نہیں سکتی تاہم اس غلط خیال کی اصلاح ضروری ہے ہماری رائے میں اس مسئلہ کے تصفیہ کے لیے کہ آیا خالص خدمات کس کی ہیں یہ امور تنقیح طلب ہیں

اول کیا مرزا صاحب موصوف کا خاندان گورنمنٹ کا وفادار رہا ہے اور گورنمنٹ نے ان خدمات کو تسلیم کیا ہے؟

دوم جبکہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کا نشان یضع الحرب رکھا گیا ہے تو مدعی **مسیح موعود یضع الحرب** کے خلاف جہاد کی تعلیم دیکر اپنے دعویٰ میں راستباز ہو سکتا ہے؟ اور کوئی شخص ایسے آدمی کا مرید ہو سکتا ہے جو اپنی شرائط بیعت میں گورنمنٹ کی خیر خواہی اور وفاداری کو لازمی شرط رکھدے اور [illegible] کرے

سوم اگر مرزا صاحب یضع الحرب کی تعلیم نہ دیتے تو یہ مولوی مخالفت کر سکتے تھے اور قتل کے فتوے دے سکتے تھے۔

چہارم مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ کیا ہے؟

ان امور چہارگانہ پر جب غور کیا جاوے گا تو یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاوے گا

امر اول کی نسبت ہمیں کسی طویل بحث کی ضرورت نہیں گورنمنٹ کے کاغذات اب تک موجود ہیں اور گورنمنٹ کی چٹھیات کو آپ کا مخالف شمس محمد حسین بٹالوی بھی شائع کر چکا ہے۔ اور اب بھی باوجود اسقدر مخالفت کے کبھی نہیں کہہ سکتا کہ اس خاندان نے گورنمنٹ کی خدمات نہیں کیں اس **خاندان کا کرسی نشین** ہونا ان خدمات کی تسلیم و اعتراف کا نشان اب تک موجود ہے

امر دوم کی نسبت سلیم الفطرت کو ماننا پڑے گا کہ کبھی بھی ایسا شخص جو اپنے دعوے کے خلاف شان تعلیم دے وہ صادق نہیں ہو سکتا پس مرزا صاحب اگر صدق دل سے اور اپنا ایمان سمجھکر گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی تعلیم نہ دیتے بلکہ بظاہر یہ کہتے اور مخفی طور پر یہ کہتے کہ نہیں یونہی بات ہے اصل یہ ہے کہ جہاد کرنا چاہیے۔ تو شاید **پیسہ اخبار** یا اس کے دوسرے ہم مشرب مولوی جنکے شاگرد سرحدی مجنونوں میں بھی پائے جاتے ہیں سب سے پہلے ماننے والے ہوتے۔ اور ایک بھی مخالفت کرنے والا نہ ہوتا اور یہ سچی بات ہے کہ محض اسی تعلیم کی وجہ سے مخالفت کا زور ہے کیونکہ مرزا صاحب نے ناعاقبت اندیش ملانوں کے فرضی اور خیالی اور خونی مہدی جنگی لڑائیوں سے لوٹ کے مال و منال پر دانت لگائے بیٹھے تھے مایوس کر دیا ہے اور ان کے اس خیال کو دلوں سے دور کر دینے میں خاص کام کیا ہے ورنہ یہ لوگ جو محض خدا کیلیے اس کے ساتھ ہیں انکی اس قسم کی تعلیم دیکھکر ایک سکنڈ بھی ان کے ساتھ نہ رہ سکتے وہ کون [illegible] ہو گا جو پہلے کہے کہ یضع الحرب میری صداقت کا نشان ہے مجھے قبول کرو۔ اور پھر یہ تعلیم دے کہ نہیں لڑائی کرنی چاہیے۔ اور پھر وہ کون غیور مرید ہو گا جو اسکو قبول کر لے مگر یہ اسقدر کثیر تعداد جو مرزا صاحب کے ساتھ ہو گئی ہے جن میں عالم فاضل گورنمنٹ کے معتمد عہدہ دار۔ رئیس۔ تاجر ہر قسم کے لوگ ہیں کیا ایسے شخص کے ساتھ ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

امر سوم کے متعلق ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ مولوی جو مرزا صاحب پر کفر کے فتوے دیتے ہیں اور پیسہ اخبار اور اسکے ہم خیال مسلمان کہلانے والے کبھی بھی مرزا صاحب کی مخالفت نہ کرتے اگر وہ خونی مہدی اور مسیح کے خیالات کی نفی کر کے جہاد کی ممانعت کا حکم نہ دیتے۔ کیونکہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ان لوگوں کے مسیح اور مہدی کی نسبت یہی عقیدہ ہے اور یہ لوگ کبھی بھی جہاد کو اب حرام نہیں سمجھتے اور اگر زبانی کہیں بھی تو یہ ان کا نرا دعوے ہو گا جس کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے ورنہ ان سے فتوے لیا جاوے کہ وہ مہدی کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں کہ کیا وہ آکر لڑائیاں کرے گا۔ اور غیر مذہب والوں سے جہاد کرے گا؟ اگر ان کا یہ عقیدہ ثابت ہو جاوے۔ تو گورنمنٹ خود نتیجہ نکال لیگی۔ کہ ہمارے مخالف یہ مسلمان ایسا عقیدہ رکھتے ہوئے بھی ہم پر الزام لگانے میں کہاں تک حق پر ہیں۔ اور ہم یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر جہاد کی ممانعت اور گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور اطاعت ان کا دلی منشا اور ایمان ہے۔ تو پھر یہ مرزا صاحب کی اس تعلیم کی مخالفت کیوں کرتے ہیں کیوں کثرت کے ساتھ اسی شایع نہیں کرتے دوسری باتوں کو جانے دیں۔ اسی ایک مسئلہ میں تو ان کے ساتھ ہو کر کثرت کے ساتھ اشاعت کریں۔ اور ہم دکھا دیں گے۔ کہ یہ ساتھ نہ دینگے اور انہوں نے نہیں دیا۔

امر چہارم کے متعلق ہم اسقدر بیان کرنا کافی سمجھتے ہیں کہ اول چونکہ مرزا صاحب جہاد کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔ اور مخالفوں کا ایمان ہے کہ غیر مذہب والوں سے لڑائی کرنی چاہیے

دوم مرزا صاحب سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین قرار نہیں دیتے اور گورنمنٹ انگلشیہ کو اس سے بڑھکر ماننے کی تعلیم دیتے تھے چنانچہ جبکہ [illegible] کے وقت جب ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کیا گیا تو پنجاب کے بعض اخباروں نے مخالفت کی اور مسلمانوں کو [illegible] سید احمد خان جیسے آدمیوں نے ہی تسلیم کر لیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اس معاملہ میں مرزا صاحب ہی کی رائے کی پیروی کرنی چاہیے۔

غرض یہ امور ہیں جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور ہم گورنمنٹ کی توجہ آخر میں پھر اس امر کی طرف دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ پر بہت جلد نوٹس لے اور ان خیالات کی جو پیسہ اخبار نے گورنمنٹ کی طرف منسوب کر کے اس کی زبان حال سے لکھکر پھیلائے ہیں اور جن کا بہت برا اثر پڑ سکتا ہے۔ تردید کرے۔ ختم کرنے سے پہلے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے لے کر اب تک اس مضمون پر

اشتہار ۲۹ مئی	۱۸۹۸ء	کل
الانذار	”	۵۰ — ۸۲
ضرورۃ الامام	”	۱۳ و ۱۴ و ۴۸
کشف الغطا	”	کل
ایام الصلح	۱۸۹۹ء	۲۸ و ۳۳ تا ۹۵ تا ۹۹ تا ۱۰۱
حقیقۃ المہدی ۲۱ فروری	۱۸۹۹ء	کل
اشتہار ۲۶ فروری	”	صفحہ ۲
ستارہ قیصریہ ۲۴ اگست	۱۸۹۹ء	کل
اشتہار ۲۲ اکتوبر	۱۸۹۹ء	صفحہ ۲
اشتہار ۱۷ دسمبر	”	” ۳
رویداد جلسہ ۲ فروری	۱۹۰۰ء	کل
اشتہار مورخہ ۲۸ مئی	۱۹۰۰ء	کل
اشتہار ... جون	”	”
اعجاز المسیح	۱۹۰۱ء	۱۵۲

اب اسقدر مجموعہ کو دیکھکر دانشمند گورنمنٹ کو خوب پتہ لگ اسکتا ہے کہ پیسہ اخبار نے اس کے کتنے بڑے خیر خواہ کی فیلنگز کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ اسقدر کارروائی کو ابھی تک غیر خالص سمجھتی ہے ہم اس مضمون کو فی الحال اتنے پر ختم کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ بہت جلد توجہ کر کے اس غلط خیال کو دور کرنیکی سعی کریگی +

فٹ نوٹ — اب ہم گورنمنٹ پنجاب کی چٹھی اور سول ملٹری گزٹ کا وہ نوٹ جن کا حوالہ اس مضمون میں دیا گیا ہے درج کرتے ہیں -

چٹھی نمبر ۲۱۳ ایس

منجانب - ایچ - جے - مے نارڈ صاحب بہادر جونیئر سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب بطرف شیخ رحمت اللہ سوداگر بمبئی ہوس لاہور -

شملہ مورخہ ۱۱ر جون ۱۸۹۸ء

جناب

حسب الارشاد جناب لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر مین اطلاع دیتا ہوں کہ جناب ممدوح نے اس جلسہ کے تمام رولداد کو جو ۲ر مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں متعلق ان قواعد کے جو گورنمنٹ نے انسداد بیماری طاعون کیلئے جاری کئے منعقد ہوا اور نیز اس تقریر کو جو میرزا غلام احمد رئیس قادیان نے اسوقت کی بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا حضور ممدوح کا منشاء ہے کہ مین اس مدد کے شکریہ کا اظہار کروں جو اس جلسہ کے ممبروں نے گورنمنٹ کو دی

دستخط

نقل نوٹ از سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۱ر جون ۱۸۹۸ء

مسلمانوں کی ایک بڑی باوقار جماعت کے جلسہ مین جو زیر نگرانی شیخ رحمت اللہ خان لاہوری بمقام قادیان منعقد ہوا بیماری طاعون کے رک جانے کے لئے دعائیں مانگی گئیں اور حکیم نورالدین نے قواعد سگریگیشن وغیرہ کی تائید میں جو گورنمنٹ نے بیماری کی انسداد کے لئے نافذ کئے ایک تقریر کی‡ اس وفادارانہ مدد کے شکریہ کی اطلاع جلسہ منعقد کرنے والوں کو دی گئی ہے - اس تقریر کا لب لباب یہ تھا کہ گورنمنٹ نے محض انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر بیماری کے روکنے کے لئے یہ قواعد جاری کئے ہیں - اور یہ قواعد بہت ضروری ہیں اور فرضی قصے کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دینا چاہتی ہے بالکل جھوٹے اور احمقانہ ہیں اور اس شخص کو جو کہ اپنے اندر عقل رکھتا ہے ایک لحظہ بھر کے لئے بھی انہیں تسلیم نہ کرنا چاہیے اور سخت خطرہ کی حالت مین مثلاً جبکہ خدا کی طرف سے کوئی بیماری نازل ہو عورتوں کا اپنے گھروں سے کھلے میدان مین سگریگیشن کی غرض سے مناسب طور پر چہرہ ڈھانکے ہوئے آنا اسلام کے اصولوں کے برخلاف نہیں -

مراسلات

خدا کے لئے گواہی

اخوی مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہ - السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بنی نوع انسان کی حقیقی بہتری اور خیر خواہی کی غرض سے میری ضمیر نے مجھے مجبور کیا ہے کہ حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کی نسبت اس سلسلہ پاک کی عظمت اور خدائے ذوالجلال کے اظہار جلال کے لئے آپ سے خواہش کروں زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ جب مجھے بطور تبلیغ حضور اقدس کے پاک مشن کی نسبت ذکر کرنیکا اتفاق ہوتا تو بعض اشخاص اپنی کج فطرتی کے باعث اسکا سننا ناگوار خاطر معلوم کرتے اور رفتہ رفتہ مخالفت کی آگ ایسی جگر شقاوت قلبی مین یہاں تک بڑھ گئی کہ بہتر ہوتا کہ وہ شخص ہی بالکل دور رہ جاتے مجھے اسوقت ان کی حالت پر نہایت ہی رحم آتا جب انہیں سے بعض کو سلسلہ عالیہ کی مخالفت مین جلتے کرتے اور ارضی وسماوی لعنتوں کا مورد ہوتے دیکھتا - ایک رات خواب مین بحسب ہوسٹر نگت کے خنزیر سیاہ رو کی شکل دکھلا کر دو اشخاص کی نسبت نام بنام مجھے الہام ہوا کہ ان

کا انجام یہ ہے (نام بخوف وقت خاص مصلحت سے محفوظ ہے) بیدار ہو کر مین نے استغفار پڑھا اور صبح اپنے احباب کو جو اب تک زندہ اور موجود ہیں اس واقعہ کی اطلاع دی جن اشخاص کی نسبت یہ الہام تھا انہیں سے ایک براہ راست صاف اور سیدھے الفاظ مین اس کے انجام سے خبر دی گئی جنہے جلدی ہی اپنے سینہ کو سلسلہ عالیہ کے بغض و عناد سے صاف کرنیکا واثق عہد پیش کیا اور اپنے مین عملاً تبدیلی پیدا کر کے اس انجام سے بچنے کے لئے ساعی ہو گیا - دوسرے کو بطریق مناسب اس کے اس انجام سنے تحریری اطلاع دیکر توبہ و استغفار کے لئے کہا گیا لیکن اس نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جسکے دو ہفتے بعد اس شدید عذاب الہی نے جو صادقان خدا کی تکذیب کرنیوالوں پر موجب سنت اللہ نازل ہوا کرتا ہے اس کو آ پکڑا اور کیسا دینوالے دردناک بیماری کی تکالیف اور عذاب کے بعد اسکی روح جسم عنصری سے ہمیشہ کیلئے جدا کر دیا

انا للہ وانا الیہ راجعون یہ الہام لفظاً اور واقعاً پورے معنوں میں اپنی پوری صداقتوں کے ساتھ روز روشن کیطرح ظاہر ہوا اور پورا ہوا جس نے مسیح موعود کی نسبت یقتل الخنزیر کے تصدیق کا نتیجہ اور کامل ثبوت دیکر معاندین حق پر حجت قائم کر دی فاعتبروا

یا اولی الابصار - اب گذشتہ رات کچھ دیر تک مین یہ سوچا کیا کہ بعض سیاہ باطن مجہول الفطرت معاندین کیوں شتاب کاری اور کوتاہ فہمی سے منکران حق مین داخل ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بن رہے ہیں اور خود گمراہ ہونے کے علاوہ جہلا میں غلط خیالات پھیلا کر کیوں ان کو بھی چاہ ضلالت مین ڈالتے اور انکا وبال اپنی گردنوں پر لیتے ہیں اور پھر باوجود اپنی تمام بیہودہ درایوں اور مخالفت کا پورا زور لگانے کے مقابلہ مین کوئی زندہ نشان جیسے آسمان کے ساتھ انکا کچھ تعلق ہونا پایا جائے پیش کرنے سے محض قاصر ہیں - کاش یہ سیاہ بخت کبھی بھی اپنے مآل کار کی نسبت کچھ سوچتے اور عقل و فکر سے کام لیتے - اس خیال نے مجھے یہاں تک مستغرق کیا کہ ان کے حقیقی بھی خواہی کے درد نے سیج آیا اور ہوتی

‡ اس جگہ سہو کاتب سے مولوی نورالدین صاحب کا نام لکھا گیا ہے اور یہی ہے اس کے جیسا کہ واقعی امر ہے اس عاجز کا نام یعنی میرزا غلام احمد لکھنا چاہئے تھا +

خطاب بسوی قوم

اے قوم تو تو جانتی سود و زیاں نہیں
تیرا دبال تجہہ ابھی تک عیاں نہین۔
مامور حق سے جنگ پہ باندھی ہے کیوں کمر
کیا یاد تجہہ کو سنت پیشینیاں نہین
کثرت پہ اپنی تجھکو ہے کیون اسقدر گھمنڈ
اعمال غیر تیرے خدا سے نہاں نہین
فتووں پہ کفر کے تجہے کیوں اسقدر ہے ناز
کچھہ اختیار مین تیرے نار و جناں نہین
ذلت پہ اپنی تجھکو نہیں قوم کیوں نظر
کیا کھو چکی تو ہند مین نام و نشاں نہین
اسلام تیرے فعلوں سے رکھتا ہے ننگ و عار
کیوں چھوڑتی تو اپنی یہ بیباکیاں نہین
صادق کے قتل کرنے مین تجھکو ہے کیوں بک
پر قوم تیرے ہاتھہ مین تیغ و سناں نہین
غفلت پہ تیرے رو چکے سب پیرکان قوم
تر دامنی پہ کون تیرے نوحہ خوان نہین
گھیرے ہے تجھکو ہند مین ادبار ہر طرف
تا ہم بحال خود کوئی پیر و جواں نہیں
مدت سے تجہہ یاس کا فتوے ہے لگ چکا
اب کچھہ بھی پیش جاتی تیری شیخیاں نہین
افسوس تجہہ قوم کہ یہ حال ہو گیا
اور تجھکو اپنی حال کا وہم و گمان نہین
نیکو نکو بد ہین کہتی وہی خود جو ہین خبیث
اے قوم بر محل یہ تیری گالیان نہین
انجام سوچ اپنا کہ کل ہو گا حال کیا
کیا ملتی جلتی اگلوں سے یہ شوخیاں نہین
قرآن پڑہ کے دیکھہ تو پہلوں کی حال کو
ویسا تو قوم تیرا بھی کیا امتحان نہیں
اسلام کا زمانہ غربت نہیں یہہ کیا
عصیان و اعتدا کا تو چہا یا دھواں نہیں
فرمایا ہے جو مخبر صادق نے ایک وقت
اے قوم یہہ زمانہ تو کیا وہ زماں نہیں
وعدہ جو مل چکا ہے خدائے علیم سے
کیا اس کے پورا ہونیکا یہ تو سماں نہیں
ضد و عنا د چھوڑ دے انصاف شرط ہے
باقی نشان کونسا ہے جو عیاں نہیں
مہدی کی اور عیسی کی آمد کے واسطے
تیار ان دنوں مین ہوا کیا جہان نہیں۔
کیا اسطرح سے خشک ہی رہجائیگی زمین
کیا اس زمین کے سر پہ کوئی آسمان نہیں؟
فسق و فجور جو کہ ہین اس وقت مین بپا
کیا ان کو دیکھتا وہ خدائے یگان نہین
رہجائیگا یوں ہی یہ مرض بے علاج کیا
کیا اب غریب بندوں پہ رب مہربان نہیں
حد سے بڑہی ہے غربت اسلام دیکھلو
اسلامیو نمین کوئی بھی تاب و توان نہین
پورا یہ ہوگا سب سے صادق کے ہاتھہ سے
اے قوم جسکا ہستی توامتنان نہین
اسوقت ہم تو دیکھتے آثار فیض ہین
حاصل اسمین ذرہ بھی شک و گمان نہیں

طلب دعا

دعا کر دعا اے خدا کی رسول
دعا تیری کرتا ہے مولا قبول
دعا کر دعا اے خدا کی نبی
کرم مجہہ پہ کر اے خدا کی ولی
دعا کر دعا اے مسیح الزمان
خدا اس سے بڑھکر کرے تیری شان
دعا کر تو اے مہدی نامور
کرے مجہہ پہ بھی تیرا ہادی نظر
دعا کر تو اے آدم پاکباز
کیا ہے خدا نے تجہے سر فراز
دعا کر تو اے احمد حق نما
محمد کے نائب دعا کر دعا
مین خادم ہون تو میرا مخدوم ہے
یہ عاجز تیرا دل سے محکوم ہے
مین پر عیب ہون اور خدا ہے غفور
خدا سے مجہے بخشوا دے ضرور
مین غمناک دل لیکی آیا ہون آب
نہ کر میرے مولا تو مجہپر غضب
مین اے میرے مولا خطا کار ہون
خدا سے بریں کا گنہگار ہون
گناہ و خطا کا تو قایل ہومین
دعا کا مگر تجہسے سائل ہومین
ہدایت کا رستہ دکہا دے مجھے
مین بگڑا ہوا ہوں بنا دے مجھے
تو کر میری بیماریوں کا علاج
تجہے کچھہ نہ کچھہ چاہیے میری لاج
قرابت ہے جو تیری اولاد سے
نہ اس کو بھلا تو کبھی یاد سے
میری لغزشوں پر نہ کر تو نظر
خطاؤں سے میری تو کر در گذر
نظر رحم کی کر کہ ہو مین فقیر
خدا نے بنایا ہے تجھکو بصیر
تجہے حق نے بخشا ہے علم و عمل
مگر میری ہر بات مین ہے خلل
مین ہوں مضطرب اور ہوں بیقرار
کیا ہے مجہے نفس ظالم نے خوار
اندھیرا ہے دل اور اندھیرا ہے باغ
ادہر دیکھہ اے میرے روشن چراغ
مین بے نور ہوں مجھکو پر نور کر
مین غمگین ہون مجھکو مسرور کر
دعاؤں مین اپنی مجھے کر شریک
میرے واسطے مانگ اس در سے بھیک
کہ جس در کے ہین سارے امیدوار
کرم جسکا ہے مثل ابر بہار
نہیں جسکی سرکار میں کچھہ کمی
ہمارا جو معطی اور خود غنی
کہ رحمت ہے جسکی غضب سے بڑی
عنایت کی ندی ہے ہر دم چڑھی
جو ونہیں سے انکار کرتا نہیں
طلبگار کو خوار کرتا نہین
نہیں جسکی دروازہ پر کوئی روک
نہیں طالبوں کے لئے کوئی ٹوک
دلوں کی جو فریاد سن لیتا ہے
وہ تجہہ جیسے مخلص کو چن لیتا ہے
ہمارے لئے تو دعا کر دعا
کہ ہمپر کرے مہر تیرا خدا
ہمین فضل سے اپنی کر دے نجیب
بنا لے ہمین بہی وہ اپنا حبیب
رہ راست پر ہمکو قائم کرے
کرم اپنا ہمپر وہ دائم کرے
بھلائی ہمین دین و دنیا کی دے
پناہ ہمکو دے آتش قہر سے
ہمین اپنے در کا بنائے غلام
مٹا دے ہمارے خیالات خام
ہمیشہ رکھے ہمکو تیرے حضور
ہمین اہل دنیا سے کر دے نفور
تیری ہمرہی مین جئین اور مرین
تیرے ساتھہ حق کی اطاعت کرین

دنیا کا ہفتہ

مذہبی دنیا

صوبہ سمرا میں دامگاہ کے قرب وجوار میں ایک بوڑھی عورت نے جو مبارک ماں کے نام سے پکاری جاتی ہے دیہاتی عورتوں کا ایک نیا فرقہ قائم کیا ہے۔ اس فرقہ کی ممبر پہاڑوں کے غاروں میں رہتی ہیں اور عبادت کرتے اور روزہ رکھتی ہیں ایام گذاری کرتی ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ یہ دنیا رفانی سے علیحدہ کر دی گئی ہیں۔

(ایڈیٹر) اسلام انسان کے کل قوتوں کی تکمیل اور تربیت کا متکفل ہے اس لئے اس نے لا رہبانیۃ فی الاسلام کہکر اپنی عظمت وجلال کو ظاہر کیا ہے۔ لیکن اسلام سے دور رہ کر جو لوگ خیالی منصوبوں سے دنیا داری سے الگ ہونا چاہتی ہیں وہ الگ ہو کر بھی اس میں مبتلا ہیں۔

کوئٹہ میں ایک چودہ سالہ لڑکی مسماۃ ربیع اپنے والدین کے مسلمان ہوئی یہہ لڑکی گیارہ سالوں سے عیسائی تھی اور خواندہ ہے پندرہ روپیہ ماہوار وظیفہ بھی پاتی تھی

نئی روشنی کی تہذیب کے مرکز لنڈن میں کسی شیر نے تارین کاٹ کر مفصلات کے ساتھ رشتہ تاربرقی بند کر دیا۔

چین کے مقام ٹانگ چاؤ میں جو عیسائی پارسال مارے گئے تھے ان کی لاشیں ۔ صندوقوں میں بند کر کے چینی کارکنوں کی طرف سے ان کی پبلک رسوم تکفین ادا کی گئی ہیں جو پایونیر کے نزدیک کافی تلافی نہیں +

(ایڈیٹر) دشمنوں کے ساتھ پیار کی تعلیم والی انجیل شاید پایونیر کی نگاہ سے نہیں گذری یا اس پر عمل کی ضرورت نہیں +

کلکتہ کے مستعفی بشپ ویلڈن جنہیں تقریر بازی کا بہت شوق ہے اور جنہیں نئی نئی تجویزیں سوجھا کرتی ہیں اور جو بہت جلد انہیں واپس بھی لینا پڑتی ہیں برہم سماج کے مشہور پرچارک پرتاپ چند موزمدار کو آدہا تیتر آدہا بٹیر بننے کی ہدایت کرتے ہیں اور عیسائیت کے امتیازی مسائل کے ماننے کی صلاح دیتے ہیں۔

(ایڈیٹر) برہمو صاحبان عیسائیت کے جسقدر قریب ہیں کسی دوسرے مذہب سے اس قدر نزدیک نہیں لیکن تعجب ہی ہے کہ معقول پسند کہلانے اور دانش اور کانشنس کے فرزند بننے کے باوجود بھی انجیل کی تعلیم میں انہیں کوئی پسندیدہ بات نظر آتی ہے۔

انجیل کی ناقص اور ادھوری تعلیم نے امریکہ والوں کو مجبور کر دیا کہ اس کی پرواہ نکرتے ہوئے وہ طلاق کے مسئلہ کی قدر کریں۔

(ایڈیٹر) یہ اسلام ہی کی فتح ہے۔

بلیک برن میں ایک عورت نے حال میں اپنی جان صرف اس لئے دی کہ وہ اپنے خاوند کی دوسری بیوی ہونے کی وجہ سے مشکلات کا پہاڑ اپنے سامنے دیکھتی تھی جبکہ خاوند پر دوسری بیوی نے نالش کر دی تھی +

ایڈیٹر اقصح الموود میں ثابت کر دکھائیگا کہ ایک سے زیادہ نکاح کا جواز اسلام کا فطرتی تقاضے کو پورا کرنیوالا اصول ہے اور واقعات اسلام کی فتح کی بشارت دے رہے ہیں ہمیں تو تعجب ہی آتا ہے کہ جب خود عیسائی مذہب کے بانی ماں اپنے خاوند کی دوسری بیوی تھی پھر عیسائیوں کو اسپر اعتراض کیوں ہے؟

ممالک غیر

جرمن کے ایک اخبار نویس نے اسبات کے تذکرہ میں کہ انگریزوں نے نہایت ثابت قدمی اور مستعدی سے اوگنڈا ریلوے کو طیار کیا ہے اپنی خاص غفلت پر افسوس ظاہر کیا ہے جس کے باعث سے جرمنی کی نو آبادیوں کو انگریزوں کا دست نگر رہنا پڑیگا +

شاہ ہنگری نے اعلیٰ نسل کے چار قزاقی گھوڑے سلطان روم کو ہدیۃً بھیجے ہیں

کانٹن میں تیس ڈاکوؤں کو ایک ساتھ پھانسی دئے گئے یہ عبرت کا سین قابل دید تھا۔

مصر میں ایک پل کے پیل پائے کھودتے کھودتے سونے کی کان نکل آئی۔

روم کا نوے سالہ پوپ چراغ سحری ہو رہا ہے

پریسیڈنٹ روزولٹ وقتاً فوقتاً عبادت خانوں میں نماز کراتے اور وعظ سناتے ہیں

شام کلیرک (فرانس) میں کنواں کھودتے ہوئے ایک سونے کی کان کا پتہ مل گیا +

ولایت میں ایک رائفل ایسوسی ایشن قائم کی گئی ہے تاکہ والنٹیر بسہولت مل سکیں۔

برٹش۔ جرمن اور فرنچ سفرا کی تجویز اور وزیر خارجہ کی تائید سے اٹلی میں گورنر کریٹ کی میعاد میں تین سال کا اور اضافہ کیا گیا۔

لنکا شایر والے ایک ڈیپوٹیشن کے ذریعہ سکرٹری آف سٹیٹ کے حضور انسداد قحط کی تجاویز پیش کرنیوالے ہیں۔

سین فرانسسکو کے ایک اخبار نے شایع کیا کہ صوبہ ڈانس کو خود مختاری کرنے کی سازش ہو رہی ہے +

"ہندوستان پنجاب"

سرحد

دہلی کے دربار تاج پوشی کی طیاریون مین شاہ عالم پناہ قیصر ہند ذاتی دلچسپی لیتی ہین اس دربار کے انتظام کے لئے ایک خاص افسر ولایت سے ہندوستان آئیگا

دربار قیصری دہلی کی منتظم کمیٹی سرگرمی سے مصروف کار ہے۔ کیمپ کے نقشے طیار ہورہے ہین دربار کے لئے دہلی سے ... میل کے فاصلے پر وہی مقام پلیٹ فارم بنانے کو تجویز کیا گیا ہے جہان سنہ ۱۸۷۷ء کا دربار ہوا تھا۔ لیکن اس دفعہ چبوترہ بہت بڑا ہوگا جس کی تعمیر پر ... لاکھ روپیہ خرچ ہوگا اس کے چارون طرف نقرئی سائبان سنہری جھالر کا لگایا جاویگا۔ ہر ایک صوبے کے درباریون کے لئے علیحدہ علیحدہ نشست کا انتظام ہوگا **رہبر ان** اخبار کی نشست کا خاص لحاظ رکھا جاویگا نقشہ جات طیار ہوکر حضور والسرائے کی منظوری کے بعد کام شروع ہوگا

گورنمنٹ ہند نے ایک جدید عہدہ ڈائرکٹر جنرل سررشتہ عمارات کا قائم کیا ہے۔ فی الحال کنگز کالج کیمبرج کے سابق پرافسر ... مارشل صاحب اس عہدہ کے لئے منتخب کئے گئے ہین جنکو سولہ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملیگی۔

برہما مین ایک مدرس نے جو حال مین اندھا ہوگیا تھا اندھون کے لئے ایک مدرسہ جاری کیا ہے اس مین سر دست پڑھنا اور بید کی ٹوکریان بنانی سکھائی جاتی ہین ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نے اس سکول کی امداد فرمائی ہے اور کامیابی کی امید کیجاتی ہے۔

گورنمنٹ کالج پنجاب کے حکام نے میڈیکل طبابت کی جماعت کو ڈی۔ اے وی کالج کو سپرد کردیا ہے اور یونانی طبابت کی جماعت اسلامیہ کالج کو دیدیا ہے

ان استادون کی تنخواہ گورنمنٹ دیگی اور وہ تعلیم ان مدرس گاہون مین دین گے۔

راولپنڈی کی تحصیل اٹک کا بمنظوری گورنمنٹ ہند جدید بندوبست ہونیوالا ہے

دہلی مین ہوس ٹیکس کی وجہ سے عام ناراضی کا اظہار ہے۔

چکوال ضلع جہلم اور مادھوپور ضلع گورداسپور مین ڈاکوؤن کا زور پایا گیا۔

انگلستان کی رائل سوسائٹی کی طرف سے ڈاکٹر کرسٹوفر اور سٹیفنز ہندوستان مین موسمی بخار اس کے اسباب اور علاج وغیرہ کی تحقیقات کے لئے آئے ہین

سخی سرور واقعہ ڈیرہ غازیخان مین یکم جنوری سے ۱۰ ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء تک توپخانہ کا تعلیمی کیمپ ہوگا۔

ہوتی مردان کے یورپین بینڈ ماسٹر مسٹر ولیم کی نوجوان کنواری لڑکی مس ولیم نے اپنے باپ کے ایک موقوف شدہ اردلی حسن الدین کے گھر آکر اسلام قبول کیا اور پھر اسی سے نکاح کرلیا والدین کی طرف سے اغوا کا مقدمہ ہوا مجسٹریٹ نے لڑکی کو آنے والی مشکلات سے آگاہ کیا مگر لڑکی نے پورا استقلال ظاہر کیا آخر مقدمہ خارج ہوا ۔مس ولیم عدالت مین برقعہ پہن کر گئی تھی اپنی دستکاری سے چالیس پچاس روپیہ کما سکتی ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق خبرین اور اطلاعین

---

۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء سے ریویو آف ریلیجنز نام انگریزی ماہواری میگزین شائع ہونا شروع ہوگا چھ روپیہ سالانہ قیمت پر منیجر کے نام بمقام قادیان درخواست کرنے سے ملے گا۔

اردو میگزین مارچ سنہ ۱۹۰۲ء سے شروع کیا جاویگا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا سالانہ امتحان ہوچکا ہے۔ نتائج کا مختصر سا نقشہ کسی اگلی اشاعت مین درج کیا جائیگا

لنگرخانہ کے اخراجات یوماً فیوماً بڑھ رہے ہین احباب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ماہوار مستقل اخراجات مین حصہ لین۔ اس لئے مناسب اور بہترین طریق یہ ہے کہ ہر شہر کی احمدی انجمنین ماہوار چندون کی فہرستین کھولین اور ہر مہینے باقاعدہ چندہ جمع کرکے ارسال کرتے رہین۔

جہان تک ہمیں علم ہے اسوقت **پٹیالہ** اور **لاہور** کی انجمنین مستقل طور پر ماہوار چندے بھیجتی ہین ہم یہ تحریک کرنا بھی ضروری سمجھتے ہین کہ جیسے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے عید کی تقریب پر احباب ایک ایک روپیہ یا کم وبیش دیتے ہین ایسے ہی لنگرخانہ کے لئے بھی ان تقریبون پر کچھہ نہ کچھہ دینا ضروری ہے اگرچہ الحکم کا یہ اشو عید کی تقریب کے بعد ناظرین کو پہونچیگا لیکن ہم امید کرتے ہین کہ اس کے متعلق کوئی نہ کوئی عملی تحریک ضرور شروع ہو جائیگی۔

قومی امتحان

ناظرین الحکم کو خوب معلوم ہے کہ حضرۃ اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود نے ڈسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے ایام کرسمس مین جو تجویز امتحان کی شائع کی تھی۔ احباب کی مختلف تحریکون اور وجوہ پر اس تجویز کو **عید الضحیٰ** کی تاریخ تک بڑھا دیا ہے۔ یعنی عید الضحیٰ کی تقریب پر ہوگا حضرۃ اقدس کی خواہش ہے کہ ہر ایک آدمی اسمین شامل ہو جو حضور سے تعلق رکھتا ہے۔ امتحانی کورس پہلے شائع کردئے گئے ہین غالباً سوالات کا ایک نمونہ بھی اگر مصلحت اور مناسب ہوا شائع کیا جاویگا۔ بہرحال عید الضحیٰ کی تقریب پر یہ امتحان ضرور ہونیوالا ہے۔ ہر ایک شخص احمدی قوم کا اس مین شامل ہو **اور اپنا نام معہ مفصل پتہ کے** **خاکسار**

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائٹر کا اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

حسٹر خیال ۷۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اِنّ اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۳؍ خواص اور معاونین سے ۱۰؍ ہندوستان سے باہر ۶؍

الحکم

قادیان دار الامان

نمبر ۲ ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء مطابق ۶ شوال ۱۳۱۹ھ ہجری المقدسہ یوم جمعہ جلد ۶

شحنۂ ہند کا ایڈیٹر اور اُس کا عنوان

اگر

اب بھی نہ سمجھیں تو پھر انسے خدا سمجھے

اِتَّقُوا اللہَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْن

شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جنوری ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی جری اللہ فی حلل الانبیاء پر اعتراض کیا گیا ہے اور اسکا عنوان جمایا گیا ہے بے معنی الہام ۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب جو مجدد السنۃ مشرقیہ ہونے کا دعوے کرتے ہیں ۔ فرماتے ہیں " یہ فقرہ بالکل بے معنی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کا خدا عرب کے محاورات اور انکی غلطی اور صحت سے ناواقف ہے ۔ بھلا ایسا ملہم خدا کس کام ۔ اب سنئے جری بروزن فعیل صفات میں سے ہے اسم فاعل نہ مفعول یعنی اللہ کیجانب مضاف ہے تو یہ معنی ہوئے خدا کا جرأت نیوالا یا خدا کو جرأت دینے والا یا اسکے معنی ہوئے کہ خدا کا جرأت کیا ہوا اگر زبردستی اس کو اسم مفعول بنانا چاہیں ۔

افسوس ! مستعجل نادان انجام سے بے خبر ڈرتا اور نہایت بیباکی سے زبان کی سرکش گھوڑے کا لگام ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے شحنۂ ہند کا ایڈیٹر لسان کے تذکیر و تانیث کے معاملہ میں ایکدفعہ ذلیل و رسوا ہو چکا تھا ۔ مگر اس سزا کو کافی نہ سمجھکر ذلت کا ہدف بننے کیلیے پھر تیار ہوا ہے ومن یھن اللہ فمالہ من مکرم

سنئے

السنۃ مشرقیہ کے مجدد صاحب ! یہہ جَرِیّ جَرُءَ یَجْرُءُ جُرْاَۃً یعنی باب الہمزہ سے نہیں جیسا آپنے سمجھا ہے ۔ یہہ جری یجری جریا و جِرَایۃً (یاء یئی) سے جسکے معنی ہیں ۔ الرسول ۔ چنانچہ لسان العرب میں لکھا ہے الجری الرسول ۔ والوکیل تقول جریت جریا واستجریت جریا ای اتخذت وکیلا وسمی الوکیل جریا لانہ یجری مجری موکلہ والضامن واما الجریء (جرأت کرنیوالا) المقدام فھو من باب الھمزہ ۔ اب جری اللہ فی حلل الانبیاء کے معنی ہوئے ۔ رسول اللہ وکیل اللہ ۔ ضامن اللہ یعنی رسول من عند اللہ ۔ وکیل من عند اللہ ضامن من عند اللہ یعنی اسکی طرف سے رسول و اللہ کیطرف سے وکیل اور اللہ کیطرف سے ضامن

اب

بتائیے کیا یہ وحی خدا کی اور زندہ اور سچے خدا کی اور عرب کے محاورات سے واقف خدا کی وحی اور کلام ہے یا نہیں ؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے جیسے رسول اور نبی اور نذیر اور بشیر کرکے پکارا ہے ویسے ہی جری کے لفظ سے یاد فرمایا ہے شاید اس نام سے اطلاق کرینگے ...

ناظرین سے دو تین منٹ

توسیع اشاعت الحکم کا سوال کچھ کم ضروری سوال نہیں ہے قوم جسقدر سعی اور کوشش اسکی کثرت اشاعت کے لئے کریگی اسیقدر سہولتیں ہم کو اسکی حجم کی ترقی اور کمی قیمت میں پیدا ہونگی

ہم منشی عزیز الرحمٰن صاحب کپورتھلہ کی اس محنت اور سعی کے لئے جزاہ اللہ احسن الجزا کہتے ہیں جو وہ الحکم کی توسیع اشاعت کی خاطر کر رہے ہیں اب تک منشی صاحب موصوف قریباً سات کے خریدار دے چکے ہیں اور ابھی کمربستہ ہیں کیا دوسرے احباب انکے نقش قدم پر نہ چلیں گے

ایسا ہی ہم منشی غلام نبی صاحب ادریسیر افریقہ کے شکر گذار ہیں جنہوں نے دو خریداروں کے نام آپ قیمت دیکر الحکم جاری کرایا ہے

جناب مولانا مولوی سید عبدالرحیم صاحب ہسوری بھی کچھ کم شکریہ کے مستحق نہیں جو جنوبی ہندوستان میں الحکم کی توسیع اشاعت کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں خدا تعالےٰ ان کا مددگار ہو اور ان کے ارادوں میں برکت دے مولوی صاحب موصوف نے بنگلور میں ایک زمرہ احمدیہ نام مجلس قائم کی ہے جسکی ذریعہ سے سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کا کام خوب زور سے ہو رہا ہے

جناب میاں محمد یوسف خان صاحب مہتمم باورچی خانہ مہاراجہ صاحب بہادر کپورتھلہ جو ایک مخیر آدمی ہیں اور ہمیشہ اپنے مال کو اچھے کاموں میں حتی الوسع خرچ کرتے رہتے ہیں خدا تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں ہم کو ان کی ذات سے امید ہے کہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام اور لنگر خانہ کی امداد میں معقول حصہ لیں گے۔

امسال ہم جو کلکتہ گئے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہاں اپنی ملنے والوں سے وہ حضرت اقدس کے سلسلے کی تبلیغ کرتے رہے ہیں چنانچہ بیعت کے سلسلہ میں جو کسی اگلی اشاعت میں شروع ہوگا بخوبی معلوم ہو جائے گا۔

جن احباب کے ذمہ سالگذشتہ یا اس سے پہلے کے بقایا ہیں وہ اس نوٹ کو پڑھ کر بہت جلد بھیجدیں۔ ورنہ ہم کو بذریعہ وی۔پی وصول کرنے کا ہر وقت اختیار ہوگا اور واپس کرنے پر معاً ہم ان کا اسم گرامی نادہندوں کی فہرست میں چھاپنے پر مجبور ہونگے۔ ہم صاف کہتے ہیں کہ کوئی شخص جو اخبار لیکر اس کی قیمت دینا نہیں چاہتا اس کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ خریدار ہو کر ایک قومی اور دینی خادم کو نقصان نہ پہونچائے۔

افریقہ کی جماعت کی خدمت

ضروری التماس

ہم برادران افریقہ کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اس تحریر کو پڑھ کر فی الفور اپنے بقایا سالگذشتہ اور سال رواں کی قیمت بحساب چھ روپیہ اگر وہ عام قیمت دینا چاہتے ہیں یا بحساب ؏ اگر خواص اور معاونین کی صورت میں قیمت دینا چاہیں بھیجدیں۔ اور آئندہ کے لئے وہ یہہ التزام نہ کریں کہ کسی ہندوستان کو آنے والے بھائی کا انتظار کریں کہ کوئی جانیوالا ہو تو اسے قیمت دیدیجاوے اس طریق سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے اور ٹھیک وقت پر روپیہ نہ پہونچنے کیوجہ سے نقصان بھی ہوتا ہے۔

حضرت اقدس کا ایک خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم سید فضل شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ افسوس! کہ اسوقت میں بباعث درد سر جو بوجہ گرمی ہو گئی ہے حاضر نہیں ہو سکا۔ آپنے جو چند کلمات نصیحت کے لئے لکھے ہیں اسیقدر کافی ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے رب کریم قادر قیوم کے احکام کو یاد رکھیں اور وہ یہہ کہ نماز پنجگانہ دلی خلوص سے ادا کریں ہمیشہ نماز میں بعض دعائیں اپنی پنجابی زبان میں کر لیا کریں اور نماز میں اپنی زبان میں بہت دعا کیا کریں۔

جہانتک ممکن ہو نماز تہجد کا بھی التزام رکھیں۔ اور اس میں بھی اپنی زبان پنجابی میں دعا کیا کریں موت کو یاد رکھیں کہ یہہ موت جب آتی ہے تو باز کیطرح ایک پوشیدہ جگہ سے اپنا شکار بنا لیتی ہے جہانتک ممکن ہو ہمیشہ کوشش کریں کہ جلد جلد اس جگہ آیا کریں کہ جس طرح ہر ایک چیز فانی ہے اسی طرح ہمارے وجود کی بھی حالت ہے ایک وقت آنیوالا ہے کہ ہمارا وجود اور یہہ ہماری مجلسیں خواب و خیال کیطرح ہو جائیگی۔ اور لازم ہے کہ بد صحبت سے پرہیز کریں دل کو گناہ کے منصوبوں سے پاک رکھیں کہ بد قسمت ہے وہ انسان اور بدبخت ہے وہ آدمی جسکا دل ہمیشہ گناہ کے منصوبے سوچتا ہے آپ کو دنیا کے شغل میں کئی ابتلا پیش آئینگے ہر ایک ابتلا میں خدا پر بھروسہ کریں نہ تو خوشحالی کی حالت کسی تکبر کا موجب ہو اور نہ کسی تنگی کی حالت میں بے صبر کر سکے باتیں بہت ہیں مگر بالفعل اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ خدا کا خوف اور اس کی مخلوق سے ہمدردی اور اپنی بیوی اور اہل سے طریق رحمت اور درگذر اور اولاد کو دین کی رغبت دینا اور بھائی کے ساتھ حلم اور خلق سے پیش آنا نفرت کرنا اور عام لوگوں کیساتھ حتی المقدور بھلائی اور ترک شر سے پیش آنا اور اپنے خدا اور اس کے رسول کو سب پر مقدم رکھنا اور چالیس دن میں سے ایک مرتبہ خدا تعالیٰ کے خوف سے رونا یہی طریق سعادت ہے خدا تعالےٰ توفیق بخشے مجھے اسوقت سر درد سے طاقت حاضری مسجد نہیں اسی جگہ دونو نمازیں پڑھوں گا اسلئے دوا مطلوبہ اور ایک کرتہ اور یہہ نصیحت نامہ ارسال ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

اپنی جماعت کے جوانوں سے خطاب

ہماری جماعت میں جو جوان ہیں وہ خوب یاد رکھیں کہ عمر جلد گذرتی جاتی ہے اور ہر ایک سانس موت کے قریب اور قبر کے نزدیک کرتا جاتا ہے جوانی میں بہت سے جذبات اور جوش نارکی روحانی بیماریاں لیکر آتی ہیں ہم نے جوانی کے جوش کو خدا کے فضل سے نہیں دیکھا مگر اسکا علم خدا نے دیا ہے اسلئے

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ا جلد (۶)

کیونکہ سوال کرنا بھی ایک قسم کا علم پیدا کرنا ہوتا ہے السوال نصف العلم مشہور ہے۔ پس مین اسکو بھی غنیمت سمجھتا ہون۔ کہ کسی کے دل مین امر حق کے متعلق سوال کرنے کی تحریک پیدا ہو جاوے یقیناً یاد رکھو۔ کہ سچی معرفت ہر ایک طالب حق کو جو مستقل مزاجی سے اس راہ مین قدم رکھتا ہے مل سکتی ہے یہ کسی کے لئے خاص نہین ہے۔ ہان یہ سچ ہے کہ جو غفلت کرتا ہے اور صدق نیت سے اس کی جستجو نہین کرتا اسکا کوئی حصہ نہیں ہے ورنہ خدا تعالے تو ہر ایک انسان کو اپنی معرفت کے رنگ سے رنگین کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان کو خدا نے اپنی صورت پر پیدا کیا اور اسی لئے فرمایا ہے **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا**

جن لوگون نے ایک عورت کے بچے کو یا یون کہو کہ انسان کو خدا بنایا ہے انہون نے نہ خدا کو سمجھا ہے اور نہ انسان ہی کی حقیقت پر غور کی ہے۔ انسان کیا ہے؟ وہ گویا کل مخلوقات الہیہ کی ایک ... صورت ہے جسقدر مخلوق دنیا مین جیسے بہائم ... وغیرہ موجود ہے یہ سب انسانی قوے کی انفرادی صورتین ہین۔

جیسے ایک مصنف جب کوئی کتاب لکھنی چاہتا ہے تو پہلے متفرق نوٹ ہوتے ہین پھر ان کو ترتیب دیکر ایک کتاب کی صورت مین لے آتا ہے اسیطرح یہ کل مخلوقات انسانی قوے کے خاکے ہین۔ ... یہ عملی صورت بتاتی ہے کہ انسان اعلیٰ قوے ... کر آیا ہے پس عیسائی مذہب انسانی قوے کی توہین کرتا ہے اور ان کی تکمیل اور نشو و نما کے لئے ایک خطرناک روک پیدا کر دیتا ہے جب کہ وہ انسان کو خدا بنا کر اس کے خون پر نجات کا انحصار رکھدیتا ہے۔

پس مین جو بات آپ کو پہونچانا چاہتا تھا وہ ہے کہ مین انسان کو **گناہ سے بچنے** ک... حقیقی ذریعہ بتاتا ہون اور خدا تعالے پر سچا ایمان پیدا کرنے کی راہ دکہاتا ہون۔ یہی میرا مقصد ہے۔ جس کو لے کر مین دنیا مین آیا ہون میری دلی خواہش ہے کہ آپ اس کو سمجھ لین۔ اور خوب غور سے سمجھ لین تا کہ جہان کہین آپ جائین اور اپنے دوستون مین بیٹھکر اپنے سفر کے عجائبات سنائین وہان ان کو یہہ باتین بھی بتائین جو مین نے آپ کو سنائی ہین۔

اس ساری تقریر کو پھر ہمارے مکرم بھائی مولوی **محمد علی** صاحب ایم۔ اے نے فصیح انگریزی مین بیان کیا۔ اور اپنے طرز طرز پر اسکو واضح کر کے صاحب موصوف کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی۔ جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکے تو مسٹر ڈکسن نے کہا

مسٹر ڈکسن۔ مینے آپ کا مطلب سمجھ لیا ہے اور مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ جہاں کہیں میں جاؤں گا۔ میں یوروپین لوگوں میں اسکا تذکرہ کرونگا۔

حضرت اقدس۔ ہم نے تو آپکا چہرہ دیکھکر ہی سمجھ لیا تھا کہ آپ میں انصاف ہے + ہماری دلی آرزو یہی تھی کہ آپ کچھ دنوں ہمارے پاس رہ جاتے تاکہ ہمیں پورا موقع ملتا کہ اپنے اصول آپکو سمجھائیں اور آپ کو بھی غور کرنے اور بار بار پوچھنے کا موقع ملتا۔ مگر تاہم ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی غور کرنے والی طبیعت ضرور کچھہ نہ کچھہ فائدہ اٹھاوے گی۔ انسان کے اعلے درجہ کے اخلاق کا نمونہ یہی ہے کہ وہ راستی کے قبول کرنیکے لیے ہر وقت طیار رہے بہت سے امور ایسے ہوتے ہیں کہ انسان محض ماں باپ کی تقلید کی وجہ سے باوجودیکہ ایک صریح نقص دیکھتا ہے نہیں چھوڑتا لیکن جو شخص سچے اخلاق اور اخلاقی جرأت سے حصہ رکھتا ہے وہ ان باتوں کی کچھہ پروا نہیں کرتا۔ وہ صرف راستی کا خواہشمند ہوتا ہے۔

بچپن میں دو قوتیں بڑی تیز ہوتی ہیں اول ہر ایک چیز اندر چلی جاتی ہے دوم خوب یاد رہتی ہے۔ بچہ کبھی دلائل نہیں پوچھتا کہ کیوں یہ بات ہے۔ مگر اصل سچا عقل یہی ہے کہ ان باتوں کو جو شیر مادر کیطرح پیتا ہے جب اسے معلوم ہو جاوے کہ انہیں حقیقت اور معرفت کا رنگ اور قوت نہیں ہے تو انہیں چھوڑنے کے لیے فی الفور طیار ہو جاوے تمام قوی کا بادشاہ انصاف ہے اگر یہ قوت ہی انسان میں مفقود ہے تو پھر سب سے محروم ہونا پڑتا ہے۔

انسان دنیا میں اس لیے نہیں آیا کہ وہ باطل کا ذخیرہ جمع کرے بلکہ اسے حقیقت شناس اور حق پرست ہونا چاہیے۔

دنیا میں چونکہ باطل بھی ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ باطل پرست اسے سچ سے بھی زیادہ چمکدار دکھانا چاہیں مگر دانشمند کو دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ اسکو لازم ہے کہ سچائی کو پورے طور پر پرکھے اور پھر قبول کرے میرے نزدیک عام مذاہب کا اسوقت یہ حال ہے کہ گویا کل مذاہب کا ایک میدان لگا ہوا ہے اور ہر ایک بجائے خود کوشش کرتا ہے کہ اپنے مذہب کو سچا دکھائے مگر میں کہتا ہوں کہ روحانیت کو دیکھو کہ کس میں ہے اور تائیدی نشان کون اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

اور کونسا مذہب ہے جو گناہ کے کیڑے کو ہلاک کرنے کی قوت رکھتا ہے میں آپ کو اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی سچی معرفت جسکی گرمی سے گناہ کا کیڑا ہلاک ہوتا ہے **اسلام** میں ملتی ہے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا ہے کہ کسی کے خون سے اس کیڑے کو موت آوے بلکہ خون پڑ کر تو اور بھی کیڑے پیدا کریگا۔ اس لیے **خون** گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہر گز نہیں ہے **نجات** اور پاکیزگی کی سچی اصل وہی ہے جو مینے آپکو بتائی ہے اور ساری دنیا کو چاہیے کہ اسی کو تلاش کریں۔

اس تقریر کے ختم کرتے کرتے نہر کا پل جو قادیان سے ۳ میل کے قریب ہے آ پہونچے۔ یہاں پہونچکر مسٹر ڈکسن حضرت سے رخصت ہو کر بٹالہ کو چلا گیا اور حضرت اقدس واپس تشریف فرما ہوئے وہ واقعات ہم پہلے لکھہ چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں

ایڈیٹر

ایک عیسائی خوجہ اور مسیح موعودؑ

منشی عبد الحق صاحب قصوری طالب علم بی۔اے کلاس لاہور نے جو عرصہ تین سال سے عیسائی تھے۔ **الحکم** اور حضرت اقدس علیہ السلام کی بعض تحریروں کو پڑھکر حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا کہ وہ **اسلام** کی حقانیت اور صداقت کو عملی رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں اس پر حضرت **خلیفۃ اللہ** نے انکو لکھ بھیجا تھا کہ وہ کم از کم دو مہینے تک یہاں قادیان میں آکر رہیں۔ چنانچہ انھوں نے **دار الامان** کا قصد کیا اور ۲۲ دسمبر ۱۹۰۱ء کو بعد دوپہر یہاں آپہونچے پس اس عنوان کے نیچے ہم جو کچھ لکھیں گے سردست ان ہی سے متعلق ہوگا۔

ایڈیٹر

پہلی ملاقات

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت بوجہ کثرت کار جو آجکل حضور رات کے بہت بڑے حصہ تک اس میں مصروف رہتے تھے کیونکہ ایک طرف **میگزین** کے لیے مضمون ترجمہ کیواسطے دینا تھا دوسری طرف **المنار** کے لیے موعودہ رسالہ لکھ رہے تھے پھر قریباً دو سو سے زائد عظیم الشان نشانوں اور پیشگوئیوں کے نقشہ کی ترتیب کیلیے ان پیشگوئیوں اور نشانوں کو مرتب اور جمع کر رہے تھے۔ دو تین روز سے ناساز تھی مگر مہمانوں اور اس نووارد حق جو مہمان کے لیے آج آپ نے سیر کو تشریف لیجانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ دس بجے کے قریب آپ باہر کو تشریف لے چلے۔ باہر نکلتے ہی منشی **عبد الحق صاحب عیسائی** کو حضور کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ اور جو کچھ گفتگو ہوئی اسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں

ایڈیٹر

حضرت اقدس

آپ کو عیسائی ہوئے کتنا عرصہ گذرا اور کیا اسباب پیش آئے تھے جو عیسائی ہو گئے:

منشی عبد الحق

مجھے عیسائی ہوئے اس دسمبر میں تین سال ہو جاتے ہیں۔ چونکہ بعض عیسائی میرے دوست تھے اور ان سے میل ملاقات رہتی تھی۔ اور فیروزپور میں پادری نیوٹن صاحب تھے وہ بھی بڑی مہربانی سے پیش آتے تھے یہی اسباب میرے عیسائی ہونیکے ابتداء میں پیدا ہوئے تھے۔

حضرت اقدس

یہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ آپ دو مہینے کے واسطے یہاں آگئے بظاہر یہ بات آپ کی حق جوئی کی نشانی ہے۔

منشی عبد الحق

جناب میں کالج سے نام کٹوا کر آیا ہوں رخصت نہیں ملتی تھی۔

حضرت اقدس

یہ تو اور بھی ہمت کا کام ہے۔ میرے نزدیک بہتر اور مناسب طریق جو آپکے لیے مفید ہو سکتا ہے اب یہ ہے کہ آپ ان اعتراضات کو جو اسلام پر رکھتے ہیں اور اہم ہیں سلسلہ وار لکھ لیں اور ایک ایک کرکے پیش کریں ہم انشاء اللہ تعالیٰ جواب دیتے رہینگے اور جس جواب سے آپکی تسلی نہ ہو اسے آپ بار بار پوچھ لیں اور صاف صاف کہدیں کہ اس سے مجھے اطمینان نہیں ہوا۔ مگر ان اعتراضوں میں اس بات کا لحاظ رکھ لیں کہ وہ ایسے ہوں کہ کتب سابقہ میں اس قسم کے اعتراضوں کا نام ونشان نہ ہو ورنہ تضیع اوقات ہی ہوگا۔ جب آپ اعتراض کر چکیں گے پھر ہم آپ کو اسلام کی خوبیاں بتائیں گے کیونکہ یہ دو ہی کام ہیں ایک آپ کریں اور ہمیں مدد دیں دوسرا ہم خود کریں گے

اسی سلسلہ میں حضرت **مسیح موعود** نے یوں سلسلہ کلام شروع کیا۔

تبدیل مذہب کے دو باعث ہوتے ہیں سب سے بڑا باعث وہ **جزئیات** ہوتی ہیں جنکو غلط فہمی اور غلط بیانی سے کچھ کا کچھ بنا دیا جاتا ہے اور اصول مذہب کو ان کے مقابلہ میں بالکل چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جیسے مثلاً اسلام کی بابت جب عیسائی لوگ کسی سے گفتگو کرتے ہیں تو اسلامی جنگوں پر کلام کرنے لگتے ہیں حالانکہ خود ان کے گھر میں **یشوع** اور **موسیٰ** کے جنگوں کی نظیریں موجود ہیں۔ اور جب انکا اسلامی جنگوں سے مقابلہ کیا جاوے تو وہ اسلامی جنگوں سے کہیں بڑھ کر مورد اعتراض ٹھیر جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ **اسلامی جنگ** بالکل دفاعی جنگ تھے اور ان میں وہ شدت اور سخت گیری ہرگز نہ تھی جو **موسیٰ** اور **یشوع** کے جنگوں میں پائی جاتی ہے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ موسیٰ اور یشوع کی لڑائیاں عذاب الٰہی کے رنگ میں تھیں تو ہم کہتے ہیں کہ اسلامی جنگوں کو کیوں عذاب الٰہی کی صورت میں تسلیم نہیں کرتے موسوی جنگوں کو کیا ترجیح ہے۔ بلکہ ان اسلامی جنگوں میں تو موسوی لڑائیوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی رعایتیں دی گئی ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ چونکہ وہ لوگ نواہیس الٰہیہ سے ناواقف تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے موسیٰ علیہ السلام کے مخالفوں کے مقابلہ میں بہت بڑا رحم فرمایا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔

* الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں سورۃ جمعہ کی تفسیر درج ہونے والی ہے۔

پھر اسلامی جنگوں میں موسوی جنگوں کے مقابلہ میں یہ بڑی خصوصیت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خادموں کو مکہ والوں نے برابر ۱۳ سال تک خطرناک ایذائیں اور تکلیفیں دیں اور طرح طرح کے دُکھ ان ظالموں نے دیے چنانچہ ان میں سے کئی قتل کیے گئے اور بعض بُرے بُرے عذابوں سے مارے گئے چنانچہ تاریخ پڑھنے والے پر یہ امر مخفی نہیں ہے بیچاری عورتوں کو سخت شرمناک ایذاؤں کے ساتھ مار دیا یہانتک کہ ایک عورت کو دو اونٹوں سے باندھ دیا اور پھر اُن کو مختلف جہات میں دوڑا دیا اور اُس بیچاری کو چیر ڈالا اس قسم کی ایذا رسانیوں اور تکلیفوں کو برابر ۱۳ سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت نے بڑے صبر اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔ اسپر بھی انھوں نے اپنے ظلم کو نہ روکا۔ اور آخر کار خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا گیا اور جب آپ نے خدا تعالےٰ سے انکی شرارت کی اطلاع پاکر مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی پھر بھی انھوں نے تعاقب کیا۔ اور آخر کار جب یہ لوگ پھر مدینہ پر چڑھائی کر گئے تو اللہ تعالےٰ نے انکے حملہ کو روکنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اب وہ وقت آ گیا تھا کہ اہل مکہ اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی پاداش میں عذاب الٰہی کا مزہ چکھیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے جو پہلے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئیں گے تو عذاب الٰہی سے ہلاک کیے جائیں گے وہ پورا ہوا۔ خود قرآن شریف میں ان لڑائیوں کی یہ وجہ صاف لکھی ہے

اُذِنَ للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الخ

یعنی ان لوگوں کو مقابلہ کی اجازت دی گئی جنکے قتل کے لیے مخالفوں نے چڑھائی کی (اس لیے اجازت دی گئی) کہ انپر ظلم ہوا۔ اور خدا تعالےٰ مظلوم کی حمایت کرنے پر قادر ہے یہ وہ مظلوم ہیں جو ناحق اپنے وطنوں سے نکالے گئے۔ انکا گناہ بجز اس کے اور کوئی نہ تھا کہ انھوں نے کہا کہ ہمارا **رب اللہ** ہے۔

یہ وہ آیت ہے جس سے اسلامی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پھر جسقدر رعایتیں اسلامی جنگوں میں دیکھو گے ممکن نہیں کہ موسوی یا یشوعی لڑائیوں میں اس کی نظیر مل سکے۔ موسوی لڑائیوں میں لاکھوں بے گناہ بچوں کا مارا جانا۔ بوڑھوں اور عورتوں کا قتل۔ باغات اور درختوں کا جلا کر خاک سیاہ کر دینا توریت سے ثابت ہے مگر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم باوصفیکہ ان شریروں سے وہ سختیاں اور تکلیفیں دیکھی تھیں جو پہلے کسی نے نہ دیکھی تھیں پھر ان دفاعی جنگوں میں بھی بچوں کو قتل نہ کرنے عورتوں اور بوڑھوں کو نہ مارنے راہبوں سے تعلق نہ رکھنے اور کھیتوں اور ثمردار درختوں کو نہ جلانے اور عبادت گاہوں کے مسمار نہ کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ اب مقابلہ کرکے دیکھلو کہ کس کا پلہ بھاری ہے

غرض

یہ بیہودہ اعتراض ہیں اگر انسان فطرت سلیمہ رکھتا ہو تو وہ مقابلہ کرکے خود حق پا سکتا ہے۔ کیا موسیٰ کے زمانہ میں اور خدا تھا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی اور۔ اسرائیلی نبیوں کے زمانہ میں جیسے شریر اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے اُس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں بھی حد سے نکل گئے تھے پس اسی خدا نے جو رؤف و رحیم بھی ہے پھر شریروں کے لیے ہمیں غضب بھی انکو ان جنگوں کے ذریعہ جو خود انھوں نے ہی پیدا کی تھیں سزا دیدی۔ لوط کی قوم سے کیا سلوک ہوا۔ نوح کے مخالفوں کا کیا انجام ہوا۔ پھر مکہ والوں کو اگر اس رنگ میں سزا دی تو کیوں اعتراض کرتے ہو۔ کیا کوئی عذاب مخصوص ہے کہ طاعون ہی ہو۔ یا پتھر برسائے جائیں خدا جسطرح چاہے عذاب دیدے +

سنت قدیمہ اسی طرح پر جاری رہی ہے اگر کوئی ناعاقبت اندیش اعتراض کرے تو اسے موسیٰ کے زمانہ اور جنگوں پر اعتراض کا موقعہ مل سکتا ہے جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی سختی روا نہیں رکھی گئی۔ نبی کریم کے زمانہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ آجکل عقل کا زمانہ ہے اور اب یہ اعتراض کوئی وقعت نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ جب کوئی مذاہب سے الگ ہو کر دیکھے گا تو اُسے صاف نظر آ جائے گا کہ اسلامی جنگوں میں اول سے آخر تک دفاعی رنگ مقصود ہے اور ہر قسم کی رعایتیں روا رکھی گئی ہیں جو موسیٰ اور یشوع کی لڑائیوں میں نہیں ہیں۔

ایک **آریہ** کی کتاب میری نظر سے گذری اُس نے موسوی لڑائیوں پر بڑے بڑے اعتراض کیے ہیں مگر اسلامی جنگوں پر اسے کوئی موقع نہیں ملا۔ مجھ سے جب کوئی آریہ یا ہندو اسلامی جنگوں کی نسبت دریافت کرتا ہے تو اُسے میں نرمی اور ملاطفت سے یہی سمجھاتا ہوں کہ جو مارے گئے وہ اپنی ہی تلوار سے مارے گئے۔ جب انکے مظالم کی انتہا ہو گئی تو آخر انکو سزا دی گئی اور ان کے حملوں کو روکا گیا۔

مجھے پادریوں کے سمجھانے اور اُنکے سمجھنے والوں پر سخت افسوس ہے کہ وہ اپنے گھر میں موسیٰ کی لڑائیوں پر تو غور نہیں کرتے اور اسلامی جنگوں پر اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ اور سمجھنے والے اپنی سادہ لوحی سے اُسے مان لیتے ہیں۔ اگر غور کیا جاوے تو موسوی جنگوں کا اعتراض حضرت مسیح پر بھی آتا ہے کیونکہ وہ توریت کو مانتے تھے اور حضرت موسیٰ کو خدا کا نبی تسلیم کرتے تھے۔ اگر وہ ان جنگوں اور ان بچوں اور عورتوں کے قتل پر راضی نہ تھے تو انھوں نے اسے کیوں مانا گویا وہ لڑائیاں خود مسیح نے کیں اور ان بچوں اور عورتوں کو خود مسیح نے ہی قتل کیا۔

الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر ایک مضمون شروع ہونے والا ہے۔

اور اصل یہ ہے کہ خود مسیح علیہ السلام کو لڑائی کا موقع ہی نہیں ملا۔ ورنہ وہ کم نہ تھے انھوں نے تو اپنے شاگردوں کو حکم دیا تھا کہ کپڑے بیچکر تلواریں خریدیں + یہ بالکل سچی بات ہے کہ اگر قرآن شریف ہماری رہنمائی نہ کرتا تو ان نبیوں پر سے امان اٹھ جاتا۔ قرآن شریف کا احسان ہے تمام نبیوں پر اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ انھوں نے آکر ان سب کو اس الزام سے بری کر دکھایا۔

قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اسکی یہی تعلیم ہے کہ کسی سے تعرض نہ کرو۔ جنھوں نے سبقت نہیں کی اُن سے احسان کرو۔ اور ایذا کرنے والوں اور ظالموں کے مقابلہ میں بھی دفاع کا لحاظ رکھو حد سے نہ بڑھو + اسلام کی ابتدا میں ایسی مشکلات درپیش تھیں کہ ان کی نظیر نہیں ملتی ایک کے مسلمان ہونے پر مرنے مارنے کو طیار ہو جاتے تھے اور ہزاروں فتنے بپا ہوتے تھے اور فتنہ تو قتل سے بھی بڑھ کر ہے پس **امن عامہ** کے قیام کے لیے مقابلہ کرنا پڑا اگر ہندو اس پر اعتراض کرتے تو کچھ تعجب اور افسوس کی جا نہ تھی مگر خود حق کے گھر مین اس سے بڑھکر اعتراض آتا ہے ان کو اعتراض کرتے ہوئے دیکھکر تعجب اور افسوس ہوتا ہے۔ عیسائیون نے اس قسم کے اعتراض کرنے مین بڑا ظلم کیا ہے کیا ان مین ایسا ہی ایمان ہے؟

مجملاً اور جزئیات کے **غلامی** کے مسئلہ پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ قرآن شریف نے غلاموں کے آزاد کرنے کی تعلیم دی اور تاکید کی ہے اور جو اور کسی کتاب مین نہیں ہے۔ اسی قسم کی جزئیات کو یہ لوگ محل اعتراض ٹھہرا کر ناواقف لوگون اور آزاد طبع جوانون کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ پس آپ کو مناسب ہے کہ آپ اعتراض کرتے وقت اس امر کا بڑا بھاری لحاظ کرین۔ کہ ایسے گناہ اور محل اعتراض ٹھہرائین جو خدا نے **گناہ قرار دیا ہو** نہ وہ جو کہ پادری تجویز کرین۔ مین سولہ یا سترہ سال کی عمر سے اُن سے ملتا تھا مگر اس نور کی وجہ سے جو خدا نے مجھے دیا تھا مین ہمیشہ سمجھ لیتا تھا کہ یہ دھوکہ دیتے ہین۔ باقی آئندہ

الحی القیوم

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کا ایک خطبہ الحکم کے ایڈیٹر کے الفاظ میں

(۱)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

اللہ ایسی ذات پاک ہے جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ ہے اُس کے سوا اور کوئی معبود۔ مطلوب۔ محبوب۔ اور مطاع نہیں۔ وہ **الحی** (زندہ) ہے اور ہر قسم کی زندگیوں کا سرچشمہ ہے۔ وہ **القیوم** (اپنی ذات میں قائم) ہے اور ہر چیز کا قیام اور بقا اُسی کے ساتھ ہے۔

(۲) قرآن شریف کی بڑی عظیم الشان کار روائیوں میں سے یا قرآن کریم کے پاک وجود کی ضرورتوں میں سے سب سے بڑی ضرورت کہ کیوں اس کتاب کے آنے کی ضرورت ہوئی اور اس نے آکر کیا کیا **ایک** یہ بھی ہے کہ اس نے وہ خدا پیش کیا ہے جو حقیقی خدا ہے۔ ہاں وہ خدا دکھایا ہے جسکی انسان کو ضرورت ہے اور بڑی صفائی اور پاکیزگی کے بعد جس پر بھروسہ کرکے انسانی فطرت ایک ذوق سے بھری ہوئی خوشی حاصل کر سکتی ہے اور دنیا کی صعبناک منزلوں میں جس کے سہارے پر وہ دوڑتا جاتا ہے۔ اور دنیا کے ہموم و غموم کے تاریک جنگلوں میں اور بیابانوں میں جسکی روشنی اور معیت سے وہ راہ پاتا اور تسلی پکڑتا ہے۔

۳۔ حقیقت میں یہ سچی اور بالکل سچی بات ہے کہ انسان کے اندر حوصلہ۔ ارادہ ہمت اور بلند پروازگی اسی قدر ہوتی اور ہو سکتی ہے جس قدر شے مطلوب ہو۔ جس پایہ اور رتبہ کی چیز کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے اسی اندازہ اور قدر کے ارادے اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور پھر انھیں ارادوں اور عزموں کے انداز پر حصول مطلب کیلیے دوسرے سامان وہ بہم پہنچاتا ہے دیکھو اگر ایک شخص زمین کے اندر ایک چھوٹا سا سوراخ کرنا چاہے تو اُسی سوراخ کی مقدار اور اندازہ کے موافق اسکی طیاری اور ارادہ ہوگا لیکن اگر وہ ایک کنواں طیار کرنا چاہے تو اسی کے موافق اس کا عزم اور اسکی طیاری کا سامان ہوگا۔ اسی طرح پر اگر ایک شخص ننگل (قادیان سے کوئی ایک کوس کی مار پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے) جانا چاہے تو اسکی طیاری اسی حیثیت سے ہوگی لیکن اگر اسکو کلکتہ یا بمبئی یا کم از کم لاہور امرتسر ہی جانا ہو تو اسکی طیاری میں اسی سفر کے انداز پر وسعت اور اُس کے قوی میں زبردست تحریک ہوگی ان مثالوں پر غور کر لینے سے یہ اصول صاف سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کے اندر ارادہ اور عزم ہمت اور حوصلہ شئے مطلوب کی بزرگی اور پایہ کے برابر ہوتا ہے۔ اب اسی اصول کو مدنظر رکھکر ہم کہتے ہیں کہ انسان کے سامنے جس قسم کا خدا پیش کیا جاوے ویسی ہی صفات اُن صفات کے حسب حال تحریکیں اور عزم اسمیں پیدا ہوں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے جو خدا دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور جو انسان کا حقیقی مطلوب۔ معبود اور محبوب ٹھہرایا ہے اُس کے تصور ہی سے انسانی ارادوں اور ہمتوں میں ایک زبردست تحریک بلند پروازگی اور اولو العزمی کی پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی انسانی فطرت کا اصل منشا اور مقتضا ہے **انسانی روح** کی وہ بیشمار قوتیں جو اسمیں حکیم و خبیر خدا نے ودیعت رکھی ہوئی ہیں اپنی تکمیل اور نشو و نما اور پھر ترقی پر ترقی کرنے کی اضطراری طلب جو انمیں موجود ہے وہ بالکل بیسود اور عبث ہوتی اگر مطلوب کمزور اور ناتوان ہوتا۔

۴۔ دنیا اللہ تعالے کی اس حقیقت اور صفات سے کوئی اطلاع نہ پا سکتی جو قرآن مجید نے آکر ظاہر کیں ہیں۔ انجیل نے مثلاً ایک خدا پیش کیا اور اسے گاڈ کے لفظ سے تعبیر کیا اور ساتھ ہی اسکی حقیقت یوں بتائی کہ مریم کے پیٹ میں اس گاڈ نے آکر نو ماہ تک حیض کے خون سے پرورش پائی اور پھر ریں ریں پیں پیں کرتا ہوا معمولی راہ سے

پیدا ہوا۔ اور ایک عرصہ تک اپنی ماں کے اوپر پیشاب پاخانہ کرکے دکھ دیتا رہا۔ بھوک، پیاس اور بیماریوں کے صدمات سے مضطرب ہوکر روتا چلاتا رہا۔ جب جوان ہوا تو شیطان آزماتا پھرا اور پہاڑوں پر لے گیا۔ آخر عدالتوں میں پکڑا اور گھسیٹا گیا اور بغاوت اور کفر کے الزام لگائے گئے۔ اور صلیب پر طمانچے کھاتا ہوا چڑھایا گیا اور ملعون ہوکر ہاویہ میں رہا وغیرہ وغیرہ۔

اور پھر انجیل دکھاتی ہے کہ اس میں کوئی علم۔ کوئی قوت نہیں بلکہ ہر قسم کا ضعف ناتوانی۔ بیکسی اس میں پائی جاتی ہے اب ایسے خدا کا تصور کرکے روح اور راستی سے کون اس کی عبادت کرے گا اور اس سے محبت کرے گا۔ میرا ایمان ہے کہ روح میں ایسے خدا کے لیے محبت کیونکر جوش اور تحریک پیدا نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کی فطرت میں ہے کہ وہ ایسی لغو اور فضول ردی اشیا سے پیار نہیں کرتی۔ اور اس کا عملی نمونہ یہی ہمیں کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی مجھے بتلائے کہ ان لوگوں نے جب ایسے خدا سے تعلق پیدا کیا تو پھل کیا پایا؟ کون سے عظیم الشان آثار خارق عادات اور نتائج انہیں پیدا ہوئے؟ بلکہ اس اعتقاد کی شامت سے عیسائیوں کو اس سے قطعاً انکار ہے کہ کوئی نشان دکھا سکتا ہے اور **قبولیت دعا** کا مسئلہ بھی ان میں نہیں رہا۔ میں ایک لفظ میں کہہ دیتا ہوں کہ **وہ زندہ مذہب نہیں رہا** + خیالات کی اشاعت کے لیے پانی کی طرح مال بہانا یا ہر قسم کے اسباب کو ہاتھ میں لینا یہ سچائی کی قوی دلیل نہیں ہوسکتی جب تک خود مذہب کے اندر سے روشنی نہ نکلے خود سچائی کے اظہار میں خارق عادت زندہ نشان اس کے ساتھ نہ ہوں۔

اس لیے میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ عیسائی مذہب کے زندہ برکات اس کے ساتھ نہیں یہ نحوست کیوں پڑی کہ ایک بھی صلیب کا پرستار ایسا دکھائی نہیں دیتا جو دعوی کے ساتھ کہہ سکے کہ ہاں میں انجیل کے جلال کو ظاہر کرنے کے واسطے تائیدی نشان دکھا سکتا ہوں اس کا فلسفہ یہی ہے کہ ان کے قلب پر جب یہ صدا آکر پڑی کہ خود ساری رات رونے رہنے والے خدا کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ اور اس کی ساری ناکام زندگی کا نظارہ ان کے سامنے آیا تو یہ منحوس اور مردہ اعتقاد رکھنا پڑا۔ کہ اس کے مکالمات مکاشفات نہیں ہوتے اس لیے کہ ان کے سامنے ایک کم علم اور کمزور خدا ہے چونکہ مرید میں حوصلہ مراد ہی کے موافق ہونا چاہیے تھا اس لیے انہیں وہ عزم وہ ہمت پیدا نہیں ہوسکتی۔

اگر کوئی ببول کے درخت کے نیچے جائے تو اسے پھل کھانے کا شوق اور عزم کہاں سے آئیگا لیکن ہاں اگر بیدانہ کے درخت کے نیچے جاؤ گے تو خواہ مخواہ ایک جوش اور تحریک پھل کھانے کے واسطے پیدا ہوگی اسی طرح پر ان لوگوں نے جو ضعف اور ناتوانی خدا کو سامنے پایا تو رفتہ رفتہ **قبولیت دعا** اور تائیدی نشانوں سے انکار ہی کر دیا۔ یہی حال تمام بت پرست قوموں کا ہے

لیکن

قرآن کریم جیسی مجید اور حکیم کتاب نے جو خدا انسان کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کی صفات اور شان بزرگ کے تصور ہی سے انسان کی امید دراز ہو جاتی اور اس کی فطرت میں عبادت اور حمد کے لیے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ **الحی القیوم** ہے۔ یعنی استحقاق عبادت اسے ہی ہے محبت اسی سے لگانی چاہیے اس لیے کہ زندہ اور قائم بالذات وہی ہے۔

اگر میں اس کی تفسیر کروں تو کم از کم دو تین گھنٹے مطلوب ہوں اور خطبہ اس کا متحمل نہیں اسلیے میں بہت مختصر طور پر اسے بیان کرتا ہوں۔ سب سے اول یہ دیکھنا چاہیے کہ ان الفاظ میں کیسی فصاحت بلاغت سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلیل دی ہے۔ یہ کہکر کہ وہ حی بالذات اور قائم بالذات ہے اور کسی چیز میں بغیر اس کی یہ صفت پائی نہیں جاتی کہ بغیر کسی علت موجدہ کے آپ قائم ہو اور نظام عالم کے لیے علت موجبہ ہو سکے۔

پھر ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ایک ایک صفت کے تصور سے کیا کیا ارادے اور امنگیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کیوں دل اس سے تعلق پکڑنے کو تڑپتا ہے۔ اس لیے کہ حقیقت میں انسان کی روح کا سچا مطلوب وہی ہے

مگر بدقسمتی ہے اس قوم کی جس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ وہ مصلوب ہوا اور لعنتی ہوا۔ اور ایک کتاب پیش کرتی ہے اس خدا کو جس کی ابتدا حیض کے خون سے اور انتہا صلیب کی لعنت اور ہاویہ کی سزا پر ہوئی۔

میں بار بار اس اصول کو پیش کرتا ہوں کہ اس خدا کے ماننے والوں نے کیا پایا؟ اور **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** نے جو خدا پیش کیا اس کو مانکر لوگوں نے کیا پایا؟ نمونہ کے طور پر خود **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** اور آپ کی قوم ہی کو دیکھو جو آپ کے ساتھ ہوئی آپ نے قریش کے درمیان دعوی کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں ایسے وقت میں کہ کوئی شان و شوکت نہ تھی جمعیت اور جتھا نہ تھا بالمقابل قریش کے ساری قوم مخالف تھی۔ اور خطرناک مخالفت اب خیال کرکے دیکھو کہ وہ کونسی قوت اور طاقت تھی جس کے سہارے پر **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** انہیں کہتے تھے کہ **فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُونِ**۔ ان جانستان مصیبتوں میں اسی **الحی القیوم** خدا پر سہارا تھا جو ایسے زبردست دعوے ان کے سامنے کیے گئے۔ اور پھر وہ سب کے سب پورے ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان چونکہ ایک مقتدر۔ قادر مطلق ہستی پر تھا یہ ایمان ہی ان کے اندر تمام قوی میں ایک حوصلہ اور تسلیم بھر دیتا تھا۔ اور روح میں دعاؤں کے لیے ایک زبردست جوش پیدا ہوتا تھا اس نے اپنی ساری دعاؤں کی قبولیت کا نمونہ دکھا دیا یہی وجہ ہے کہ آج جبکہ تمام قومیں اقرار کر چکی ہیں کہ خدا کے ساتھ سچے تعلقات کا نمونہ دکھانے والا ان میں کوئی نہیں اور اس نمونہ کی وجہ سے ہی خدا اس کے مکالمات۔ مکاشفات ملائکہ اور دعاؤں کی قبولیت کا انکار کیا گیا ہے خدا کی ہستی کے جتنے زبردست ثبوت تھے ان سے جب انکار رہا تو غیور خدا نے

اسی طرح جیسے ایک وقت میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا کہ الحی القیوم خدا کا نمونہ دکھا دے اسی طرح اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود کر کے بھیجا۔ جس نے آکر اسی طرز پر خدا کی ہستی کا ثبوت دکھایا۔

میرے دوستو! اگر تمہارے پاس اور کوئی بھی ثبوت نہ ہو تو تم مشرق میں مغرب میں کہیں نکل جاؤ اور کسی گدی نشین کسی راہب یا پادری سے ملو اور پوچھو کہ کیا وہ آسمانی نشان دکھاتے میں اسکا مقابلہ کر سکتا ہے؟ تمہیں صاف جواب ملیگا کہ ہرگز نہیں۔ پس جبکہ اس وقت مذاہب حشرات الارض کی طرح نکلے ہیں اور ہر ایک ان میں سے اپنے آپ کو سچا اور خدا کا قائم کردہ مذہب بتاتا ہے پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ ان میں خدا کی تائید کے نشانات نہیں اور صرف اسی کی پاس ہیں میرے دوستو! یہی دلیل تو اسکے صدق پر کافی ہے

پس تم سجدات شکر بجا لاؤ۔ کہ اس نے تمہیں توفیق دی کہ خدا کی ہستی یا الحی القیوم خدا کی ہستی پر اطلاع پانیکے زندگی کی روح رکھنے والے امام کو شناخت کیا اور اسی میں ہو کر زندہ خدا کو پہچانا جسکو مان کر تمہاری امیدوں کا میدان وسیع ہوا ۔ تمہیں قبولیت دعا کا پتہ لگا اور خدا کی قدرتیں تم پر آشکار ہوئیں۔

خدا ایسا کرے کہ ہم نے اس کی برگزیدہ امام کے ساتھ جو سچا تعلق پیدا کیا ہے اس اخلاص اور ایمان میں ہم دن بدن ترقی کریں ہمارا مرنا جینا اور قیامت کو اٹھنا اسی کے ساتھ ہو۔

ہمارے چال چلن میں ایک درخشاں تبدیلی ہو۔ ہم دنیا کے لیے ایک برگزیدہ نمونہ ٹھیریں۔ اور خدا کی ہستی پر صادق گواہ ہوں۔

آمین

خطبہ عید الفطر

جو حضرت مولانا و مخدومنا مولوی **نور الدین** صاحب حکیم الامت نے پڑھا اور ناظرین الحکم کے لیے ایڈیٹر نے بعد اصلاح و نظر ثانی مولانا موصوف شائع کیا۔ ایڈیٹر

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ

سورہ مومنون رکوع ۲

یہ آیتیں جو میں نے تمکو سنائی ہیں یہ اس شخص کا قصہ ہے جو دنیا میں اصلاح الناس کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اسکا نام **نوح** ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ایک پہلا انسان ہے جو لوگوں کو آگاہ اور بیدار کرنے کے واسطے غفلت کے زمانہ میں آیا تھا۔ وہ ایک خطرناک ظلمت اور تاریکی کے دنوں میں **نور** اور **ہدایت** لے کر آیا تھا + یہ قصے کہانیاں اور دل خوش کن قصے نہیں بلکہ

عبرۃ لاولوا الابصار

صداقتیں ہیں ان اہل نظر کے لیے جنمیں تذکر کا مادہ ہوتا ہے جو فہم و فراست سے حصہ رکھتے ہیں ان قصص میں بڑے بڑے مفید اور سود مند نصایح ہوتے ہیں میں نے بجائے خود ان قصص سے بہت بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ ان میں یہ عظیم الشان قصہ قابل غور ہے۔ اس کے کتنے وجوہ ہیں

اوّل کسی مامور من اللہ کو کیونکر شناخت کر سکتے ہیں؟۔

دوم مامور من اللہ کیا پیش کرتے ہیں یا یوں کہو کہ وہ کیا تعلیم لیکر آتے ہیں یا یہ کہو کہ وہ خدا تعالے کے حضور سے کس غرض کے لیے مامور ہو کر آتے ہیں۔

سوم لوگ انپر کس کس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔؟

یہ امور اس لیے پیش کیے ہیں تا کسی راستباز مامور من اللہ کی شناخت میں تمہیں کبھی کوئی دقت نہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سید و مولی ہادی کامل **محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم** نے اپنی رسالت اور نبوۃ کو پیش کرتے ہوئے یہی فرمایا اور یہی آپکو ارشاد ہوا

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ

میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا ہوں جو رسول پہلے آتے رہے ہیں انکی حالات اور تذکرے تمہارے پاس ہیں ان پر غور کرو اور سبق سیکھو کہ وہ کیا لائے اور لوگوں نے ان پر کیا اعتراض کیے کیا باتیں تھیں جنپر عملدرآمد کرنے کی وہ تاکید فرماتے تھے اور کیا امور تھے جنسے نفرت دلاتے تھے + پھر اگر مجھمیں کوئی نئی چیز نہیں ہے تو اعتراض کیوں ہے؟ کیا تمھیں معلوم نہیں؟ ان کے معترضوں کا انجام کیا ہوا تھا؟

الغرض پہلے نبیوں کے جو قصص اللہ تعالے نے بیان کیے ہیں انمیں ایک عظیم الشان غرض یہ بھی ہے کہ آیندہ زمانہ میں آنیوالے ماموروں اور راستبازوں کی شناخت میں دقت نہوا کرے + اس وقت میں نے نوح علیہ السلام کا قصہ آپ کو پڑھ کر سنایا ہے سب سے پہلی بات جو اس میں بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کا اصل وعظ اور انکی تعلیم کا اصل مغز اور خلاصہ کیا ہوتا ہے وہ خدا کے ہاں سے کیا لیکر آتے ہیں اور کیا سنوایا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے

ان اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ افلا تتقون۔ اللہ جلشانہٗ کی ہی فرمانبرداری اختیار کرو۔ اسکی اطاعت کرو۔ اس کی محبت کرو۔ اس کے آگے تذلل کرو۔ اسی کی عبادت ہو۔ اور اللہ کے مقابل میں کوئی غیر تمہارا مطاع محبوب معبود مطلوب امید و بیم کا مرجع نہ ہو۔ اللہ تعالے کے مقابل تمہارے لیے کوئی دوسرا ند ہو۔ ایسا

نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم انہیں ایکطرف بلاتا ہو اور کوئی اور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم اور برادری (سوسائٹی) کے اصول اور دستور ہوں۔ سلاطین ہوں امرا ہوں۔ ضرورتیں ہوں غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل میں تیرا اثر انداز نہ ہو سکے پس اللہ کی اطاعت۔ عبادت۔ فرمانبرداری تذلل اور اسکی حسب کے سامنے کوئی اور شے محبوب۔ معبود مطلوب اور مطاع نہ ہو۔

یہ ایک صورت خدا تعالیٰ کے ساتھ ند نہ بنانے کی اعتقادی طور پر ہے دوسری صورت یہ ہے کہ جسطرح اللہ تعالیٰ کا کوئی ند اور مقابل نہ ہو اسیطرح پر خدا تعالیٰ کی جسطرح پر عبادت کی جاتی ہے۔ جسطرح اس کے احکام کی تعمیل اور اوامر کی تعظیم کی جاتی ہے دوسرے کے احکام و اوامر کی ویسی اطاعت و ویسی تعمیل و ویسی تعظیم اسی طرز و نہج پر امید و ڈر ہرگز نہ ہو۔ اور کسیکو اسکا شریک بنایا جاوے۔

جب انسان ان دونوں مرحلوں کو طے کر لیتا ہے یا یوں کہو کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑتا اور اسکی اطاعت اور صرف اسی کی اطاعت کرتا ہے تو پھر اُسکا آخری مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان متقی ہو جاتا ہے۔ تمام دکھوں سے محفوظ ہو کر سچی راحتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے + پس نوح علیہ السلام نے آکر اپنی قوم کے سامنے وہی تعلیم پیش کی جو تمام راستبازوں کی تعلیم کا خلاصہ اور انبیا اور رسل کی بعثت کی اصل غرض ہوتی ہے اور پھر انہیں کہا۔

افلا تتقون۔

تم کیوں متقی نہیں بنتے؟ یاد رکھو انسان کو جسقدر ضرورتیں پیش آسکتی ہیں جسقدر خواہشیں اور امنگیں اسے کسی طرف کھینچکے لے جا سکتے ہیں وہ سب تقوی سے حاصل ہوتی ہیں۔

متقی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر انسان کسی دوست اور حبیب کی خواہش کر سکتا ہے تقوی سے انسان خدا تعالیٰ کی تولی کے نیچے آتا ہے۔ متقی کے ساتھ اللہ ہوتا ہے متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں متقی کو اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تعلیم دیتا ہے متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے اللہ تعالیٰ متقی کو ایسی راہوں اور جگہوں سے رزق پہونچاتا ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جیسا کہ خود اُسکی حمید و مجید کتاب میں موجود ہے۔

واللہ یحب المتقین۔ واللہ ولی المتقین۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔

اب مجھے کوئی بتاوے کہ انسان اسکے سوا اور چاہتا کیا ہے۔ اس کی تمام خواہشیں۔ تمام ضرورتیں۔ تمام امنگیں اور ارادے ان سات ہی باتوں میں آجاتی ہیں اور یہ سب متقی کو ملتی ہیں پھر نوح ہی کے الفاظ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کے ارشاد کے موافق میں آج تمہیں یہی کہتا ہوں۔

افلا تتقون

تم کیوں متقی نہیں بنتے؟ اور کیا تقوی کیا ہے؟ تقوی نام ہے اعتقادات صحیحہ۔ اقوال صادقہ۔ اعمال صالحہ۔ علوم حقہ۔ اخلاق فاضلہ۔ ہمت بلند شجاعت استقلال عفت حلم قناعت صبر کا۔ اور یہ شروع ہوتا ہے حسن ظن باللہ۔ تواضع۔ اور صادقوں کی محبت سے اور ان کے پاس بیٹھنے۔ انکی اطاعت سے جبکہ تقوی کی ضرورت ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے صادقوں کی صحبت اور محبت سے اور حسن ظن باللہ سے تو راستبازوں اور ماموروں کا دنیا میں آنا ضرور ہوا۔ اور انکی تعلیم اور بعثت کا منشا اور مدعا یہی ہوا اور یہی تعلیم لے کر نوح علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے قوم کو یہی فرمایا مگر عاقبت اندیش۔ حیلہ باز۔ حیلہ ساز مخالفوں نے اس کے جواب میں کیا کہا؟

فقال الملؤا الذین کفروا من قومہ ما ھذا الا بشر مثلکم۔

نابکار اعدائے ملت ائمۃ الکفر نے کہا تو یہ کہا

ما ھذا الا بشر مثلکم

کہ یہ شخص جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہونے کا مدعی ہے جو کہتا ہے کہ تمہیں ظلمت سے نکالنے کے لیے میں بھیجا گیا ہوں اس میں کوئی انوکھی اور نرالی بات تو ہے نہیں ہمارے تمہارے جیسا آدمی ہی تو ہے۔

پس یاد رکھو سب سے پہلا اعتراض جو جو کسی مامور من اللہ راستباز صادق انبیاء و رسل اور انکے سچے جانشین خلفا پر کیا جاتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ اسکو حقیر سمجھا جاتا ہے اور اپنی ہی ذات پر اُسکو قیاس کر لیا جاتا ہے ایکطرف وہ اس کے بلند اور عظیم الشان دعاوی کو سنتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں خدا کیطرف سے آیا ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اُس کے ملائکہ مجھ پر اُترتے ہیں۔ دوسری طرف وہ دیکھتے ہیں کہ وہی ہاتھ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ آنکھ اعضا رکھتا ہے بشری حوائج اور ضرورتوں کا اسی طرح محتاج ہے جسطرح ہم ہیں۔ اسی لیے وہ اپنے ابنائے جنس سمجھ کر یہی کہتے ہیں یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون پس ایسے جیسے انسان کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے خسارہ اُٹھاؤ گے۔

غرض

اس قسم کے الفاظ اور قیاسات سے وہ مامور من اللہ کی تحقیر کرتے ہیں اور جو کچھ اپنے اندر رکھتے ہیں وہی کہتے ہیں۔ مگر انبیاء مرسل مامور اور اصحاب شریعت کے سچے خلفا اور جانشین انھیں کیا جواب دیتے ہیں

ان نحن الا بشر مثلکم اور کہتے ہیں ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ۔

بیشک ہم تمہاری طرح بشر ہیں تمہاری طرح

کھاتے پیتے اور حوائج بشری کے محتاج ہیں مگر یہ خدا کا احسان ہوا ہے کہ اس نے ہمیں اپنے مکالمات کا شرف بخشا ہے اس نے ہمیں منتخب کیا ہے اور ہم میں ایک جذب مقناطیس رکھا ہے جس سے دوسرے کھچے چلے آتے ہیں۔ خدا کی توحید کا پانی جو مایہ حیات ابدی ہے وہ ہمارے ہاں سے ملتا ہے اور لوگ خوش ہوتے ہیں۔

مگر

بدکار انسان جس طرح اپنی بدیوں جاہلتوں شہوات و جذبات کا اسیر و پابند ہوتا ہے دوسروں کو بھی اسی پر قیاس کرتا ہے اور ایک نامرادی پر دوسری نامرادی لاتا ہے اور کہتے ہیں کہ

یرید ان یتفضل علیکم۔

یہ چاہتے ہیں کہ تم پر فضیلت حاصل کریں دکان چلجاوے۔ اپنے اور اپنی اولاد کے لئے کچھ جمع کرلیں یہ انکی اپنی ہی ہوائے نفس ہوتی ہے جس میں دوسروں کو اسی طرح ملوث اور ناپاک خیال کرتے ہیں جیسے خود ہوتے ہیں۔

یہ خطرناک مرض ہے جسکو شریعت میں سوءظن کہتے ہیں بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں اور ہزاروں قسم کی نکتہ چینیوں سے دوسروں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اور ایسے حقیر بنانے کی فکر میں ہیں مگر یاد رکھو

فان عاقبتم الآیۃ

عقاب کے معنے جو پیچھے آتا ہے انسان بلا وجہ دوسرے کو بدنام کرتا ہے اور سوءظن سے کام لیکر اسکی تحقیر کرتا ہے اگر وہ شخص اس بدی میں مبتلا نہیں جس بدی کا سوءظن والے نے اسے متہم ٹھہرایا ہے تو یہ یقینی بات ہے کہ سوءظن کرنیوالا ہرگز نہیں مرے گا جب تک خود اس بدی میں گرفتار نہ ہولے پھر بتاؤ کہ سوءظن سے کوئی کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ مت سمجھو کہ نمازیں پڑھتے ہو عجیب عجیب خوابیں تمکو آتی ہیں یا تمہیں الہام ہوتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر یہ سوءظن مرض تمہارے ساتھ ہے تو یہ آیات تمپر حجت ہو کر تمہارے ابتلا کا موجب ہیں

اس لیے ہر وقت ڈرتے رہو اور اپنے اندر کا محاسبہ کرکے **استغفار** اور حفاظت الٰہی طلب کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ آیات اللہ جن کے باعث کسیکو رفعت شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے انپر مخفی اطلاع نہیں وہ الگ رنبہ رکھتی ہیں مگر وہ چیزیں جیسے خودرائی خودپسندی۔ خودغرضی۔ تحقیر۔ بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے وہ انسان کو ہلاک کرنیوالی ہیں۔ ایک ایسے انسان کا قصہ قرآن میں ہے جس نے آیات اللہ دیکھے مگر اسکی نسبت ارشاد ہوتا ہے

ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض

اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث**

بدگمانیوں سے اپنے آپکو بچاؤ۔ ورنہ نہایت ہی خطرناک جھوٹ میں مبتلا ہو کر قرب الٰہی سے محروم ہو جاؤ گے + یاد رکھو حسن ظن والے کو کبھی نقصان نہیں پہونچتا مگر بدظنی کرنے والا ہمیشہ خسارہ میں رہتا ہے۔

غرض

پہلا مرحلہ جو انبیا علیہم السلام کے مخالفوں اور ان کی ذریت اور ذوایونکو پیش آیا وہ یہی تھا کہ اپنے آپ پر قیاس کیا۔ پھر یہ بدظنی کی کہ

یرید ان یتفضل علیکم

تمپر فضیلت چاہتا ہے + پس اس پہلی اینٹ پر جو ٹیڑھی رکھی جاتی ہے جو دیوار اسپر بنائی جاوے خواہ وہ کتنی ہی لمبی اور اونچی ہو مگر کبھی مستقیم نہیں ہوسکتی وہ آخر گرے گی اور نیچے کے نقطہ پر پہونچے گی۔ سوءظن کرنیوالا نہ صرف اپنی جان پر ظلم کرتا ہے بلکہ اسکا اثر اس کی اولاد پر اعقاب پر ہوتا ہے اور وہ انپر مصیبت کے پہاڑ گراتا ہے جنکے نیچے ہمیشہ راستبازوں کے مخالفوں کا سر کچلا گیا ہے۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ سوءظن خطرناک بلا ہے جو اپنے

غلط قیاس سے شروع ہوتا ہے پھر غلط نتائج نکالکر قوانین کلیہ تجویز کرتا ہے اور اسپر غلط ثمرات مترتب ہوتے ہیں اور آخر قوم نوح علیہ السلام کی طرح ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر اس سوءظن سے تیسرا خیال اور غلط نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ

لو شاء اللہ لانزل ملائکۃ

اگر اسکو قرب الٰہی حاصل تھا اگر یہ واقعی خدا کیطرف سے آیا تھا تو پھر کیوں خدا نے ملائکہ کو نہ بھیجدیا۔ جو مخالف کے دلوں کو کھینچکر اسکی طرف متوجہ کر دیتے اور انکو بھی مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرکے یقین دلا دیتے اسوقت بھی بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں میں اس نتیجہ پر ان خطوط کو پڑھ کر پہونچا ہوں جو کثرت سے میرے پاس آتے ہیں جنمیں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے ہم نے بہت دعائیں کیں توجہ کی۔ اور کوئی الہام رویا یا مکالمہ نہیں ہوا۔ پس ہم کیونکر جانیں کہ فلاں شخص اپنے اس دعوے الہام میں سچا ہے؟ یہ ایک خطرناک غلطی ہے جسمیں دنیا کا ایک بڑا حصہ ہمیشہ مبتلا رہا ہے حالانکہ انھوں نے کبھی بھی اپنے اعمال اور افعال پر نگاہ نہیں کی اور کبھی موازنہ نہیں کیا کہ قرب الٰہی کے کیا وسائل ہیں اور ان کے اختیار کرنے میں کہاں تک سچی محنت اور کوشش سے کام لیا ہے

وہ کہتے ہیں کہ اگر سنیت حق میں یہ بات ہوتی تو وہ ملائکہ بھیجتا۔ یہ مثال ان لوگوں کی طرح ہے جیسے کوئی چھوٹا سا زمیندار جس کے پاس دو چار گھماؤں اراضی ہو اسکو نمبردار کہے کہ محاصل ادا کرو تو سادہ وہ کہدے کہ تو میرے جیسا ہی ایک زمیندار ہے تجکو مجھپر کیا فضیلت ہے صرف اپنی عظمت اور نفیحی جتانیکو محاصل مانگتا ہے اور ہمارا روپیہ مارنا چاہتا ہے اگر کوئی بادشاہ ہوتا تو وہ خود آ کر لیتا وہ آپ کیوں نہیں آیا مگر

لقد استکبروا فی انفسہم و عتوا عتوا کبیرا (باقی آیندہ)

ایڈیٹوریل

اس عنوان کے تحت مین آئندہ باقاعدہ وہ مضامین درج ہونگی۔ جو ایڈیٹر کے اپنے قلم سے نکلے ہونگے ہونگے۔ لیکن چونکہ کئی اہم اور ضروری مضمون درپیش ہین جن مین سے بعض تو اسی اشاعت سے شروع کئے جاتے ہین اور بعض کسی اگلی اشاعت سے اور وہ بہت لمبی مضامین ہین۔ اس لئے ہم چاہتے ہین کہ حصہ رسدی کے طور پر ہر ایک مضمون شروع کردیا جاوے پس ناظرین باقی آئندہ کی قید سے نہ گھبرائیں۔ ایڈیٹر

یادِ رفتگان

معمول کے موافق اخباری دنیا مین سال گذشتہ کے واقعات پر اجمالی یا تفصیلی ریویو لکھا جا رہا ہے اور سب کے سب بالاتفاق سنہ ۱۹۰۱ء منحوس سال کہتے ہین۔ مگر ہم یہہ کہتے ہین کہ ہر ایک سال درحقیقت انسان کے اپنے اعمال کا ایک اثر اور نتیجہ ہوتا ہے سو افراد اور مجموعی اپنی جگہ فکر کرین کہ آسمان کی جو مین وہ کس قسم کے اعمال اوپر چڑھاتے لگی ہین اسلئے کہ وہی سعادت اور شقاوت اور نحوست کی شکل مین ہر ایک پر۔ ہمین اخبارات مین یہ جملے پڑھ کر افسوس ہوتا ہے کہ یہ سال منحوس تھا حالانکہ ہم یقیناً جانتے ہین وہ اندوہ ناک واقعات جو اس مین ہوئے حقیقت مین انسان کے لئے بیدار کن ملائکہ اور دنیا کی بے ثباتی کے عبرت بخش سین دکھا کر خشیت الٰہی کو پیدا کرنے والے الارم تھے۔ جنہین ہم نے بالکل سرسری اور اوپری نگاہ سے دیکھا اور ان سے کچھہ بھی سبق حاصل نہ کیا۔ ورنہ اگر ان عظیم الشان انسانون کے خاک مین ملجانے اور مختلف قسم کے کشت و خون یا ہیبت ناک بیماریون سے ہمنے کوئی سبق حاصل کیا تھا اور دنیا کی بے ثباتی اور مکافات عمل کے حق ہونے اور خدائے برتر و مقتدر کی ہستی اور بقا پر کوئی ٹھوکر ہمارے دل پر لگتی تھی اور اس نے دل پر حیرت انگیز اثر ڈال کر اس کو نیکیون کی طرف متوجہ کیا تھا تو گو وہ واقعات اپنی نوعیت مین کیسے ہی اندوہناک ہون۔ لیکن جب کسی دل کو نیکی کیطرف متوجہ کر سکین۔ اور خشیت الٰہی پیدا ہونے کے موجب ہون۔ کم از کم اس شخص واحد کی ذات کے لئے وہ مبارک ضرور ہو جاتے ہین۔

مگر

جب ہم اخبارات مین گذشتہ سال کی نحوست پر بڑے بڑے آرٹکل پڑھتے ہین تو حقیقت مین ہمین سخت رنج ہوتا ہے۔ کہ انسان ایسا بے خود اور رفتہ ہو رہا ہے اور اس کا دل کچھہ ایسا سُن اور خاموش ہے کہ کوئی بیدار کرنے والی تحریک اس کے لئے موثر نہین ہوتی۔

لیکن

ہان اس دارفتگی کے عالم پر ایک غائر نگاہ کرنے کے بعد اور ملک اور قوم کی یہ بے خودی اور خود فراموشی دیکھکر اور ان واقعات اور بلاؤن پر غور کرکے جو سال گذشتہ کو منحوس کہلانے کا موجب ہوئی ہین۔ ہم اس پاک ارشاد کی صداقت کو ضرور پاتے ہین جو خدا کی حکیم و مجید کتاب مین یون درج ہے وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا یعنی عذاب الٰہی نازل نہین ہوتا جب تک کسی رسول کی بعثت نہ ہووے۔

اب

اگر اخبار نویسون کا یہہ کہنا سچ ہے (اور ضرور سچ ہے) کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے واقعات سخت اندوہناک ہین اور وبلائین جو طاعون وغیرہ کی اس سال مین نازل ہوئیں۔ اور وہ کشت و خون جو دنیا کے مختلف حصون مین خونخوار جنگون کی صورت مین ہوئے عذاب الٰہی کم نہین تو پہر ہم کہتے ہین کیون وہ ان مصائب اور تکالیف کے اسباب پر غور کرنے کے لئے اپنی نظر بلند نہین کرتے؟

اگر مادہ پرستی اور نیچرازم نے بلند نظری اور غور کن طبیعت کو سرد کردیا ہے تو پہر ہم کہتے ہین کہ یہ حد سے بڑھی ہوئی بیماری جو بیماری کو تندرستی بتاتی ہے۔ کیون بجائے خود اس امر کی دلیل اور ضرورت حقہ نہین ہوسکتی۔ کہ

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

ملک کی حالت پر نوحہ خوانی کرنیوالے مدبرون اور ریفارمرون سے کوئی پوچھے کہ جس حال مین باوجود علوم و فنون کی روز افزون ترقیون کے ملک کی اخلاقی تمدنی اور معاشرتی اور مجلسی حالت گری جاتی ہے فسق و فجور فریب و دغا۔ غداری و بے ایمانی کا سیلاب اپنے حدود سے نکل گیا ہے اور انکی تدبیرون مین کوئی نمایان ترقی اور کامیابی نظر نہین آتی تو کیون وہ اس فکر مین نہین ہوتے کہ ان مفاسد کا علاج ان کے پاس نہین اور یہ مصائب بجائے خود اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ ان کا کوئی نہ کوئی صادق معالج ضرور ہونا چاہیے۔

عام لوگون کو چھوڑ کر ہم اپنی قوم کے دانشمندون اور بزرگون کو مخاطب کرتے ہین اور ان سے پوچھتے ہین۔ کہ ان کا مختلف سوسائٹیان اور مجلسین قائم کرنا بجائے خود اس امر کی دلیل ہے کہ مسلمانون کی نازک حالت ہے اور اصلاح کی زبردست ضرورت ہے ان سوسائٹیون کے مختلف اغراض مثلاً مسلمانون کے دین و مذہب کی حمایت۔ مخالفین مذہب کے اعتراضون کا جواب۔ یتامی اور بیوگان کی حفاظت غیر مذہب والون سے مسلمانون کی پولٹیکل حقوق کی حفاظت۔ انکی تعلیمی حالت کی اصلاح ان کے افلاس و ضعف پر غور وغیرہ وغیرہ اغراض و مقاصد صاف بتا رہے ہین۔ کہ مسلمان ہر پہلو سے گرے ہوئے ہین اور انکی مجموعی حالت

بشتابید نصرت ما

کی فریاد کر رہی ہے +

ان سب امور کو اب جمع کر دو اور پہر بتاؤ کہ کیا تمہاری نظر ہی قرآن مجید پر نہین پڑتی جو پکار پکار کر کہتا ہے وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباسآء والضرآء لعلھم یضرعون واقعات باسا اور ضرا کی شہادت دے اٹھی ہین عذاب الٰہی کی مختلف صورتین نمودار ہو چکی ہین۔ مگر افسوس کہ ان اسباب پر نظر نہین جو اس کا موجب ہوئے ہین۔

ہم اس مضمون کو کسیقدر بسط سے لکھنا چاہتے تھے اگر ہمین یہ خیال نہ ہوتا کہ گنجایش کم ہے

غرض

یہہ بلائین یہہ مصیبتین یہہ اندوہ ناک موتین یہہ جنگ و جدال جو سنہ ۱۹۰۱ء کو منحوس کہواتے ہین

اے دانشمندو!

تمہارے لئے نشانِ میل ہین اور کسی آنیوالے کا پتہ دیتی ہین اور ہماری ہی بداعمالیون کی پاداش کے نتائج ہین۔

مختصر یہ کہ یہہ واقعات کسی آنیوالے کا پتہ دیتی ہین اور خدا کا شکر ہے کہ ہم نے محض اسی

کے فضل سے اس آنیوالے کو پایا اور شناخت کیا اور جہان ہمیں یہہ واقعات بہہ مصائب و مشکلات ڈراتے ہیں وہان ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ کی خوشگوار آواز روح کو مسرت بخشتی ہے۔ بہرحال ایک مامور من اللہ ہم میں موجود ہے۔ اس کی صداقت و شناخت کے منجملہ بہت سے اسباب اور علامات کے ایک یہہ بھی ہے کہ اس کا قدم پہلے سے بڑھ کر اٹھتا ہے اور وہ ہر آن ایک نئی ترقی پاتا ہے وہ جلد جلد بڑھتا ہے اور سر قدم پر اسکو آواز آتی ہے۔ وللآخرۃ خیر لک من الاولی۔ پس ہم چاہتے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو ترقیات کی ہیں ان پر ایک اجمالی نظر کریں۔ اور کوتہ اندیش مخالفون کو دکھائیں کہ کیا کبھی مفتری اور کاذب بھی اس قسم کی کامیابیان حاصل کیا کرتا ہے؟

ان سب امور کو جدا جدا دکھانے کے واسطے مختلف عنوانون کے تحت میں ان کامیابیوں کو دکھائیں گے۔ انشاءاللہ العزیز

حضرت اقدس کی صحت حضرتنا حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کی صحت بفضلہ تعالے تمام گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں بہت اعلی درجہ کی رہی۔ گو عام نظر میں یہ ایک معمولی بات ہو۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جو شخص خدا تعالے کیطرف سے مامور ہونے کا مدعی ہو اور وہ حقیقت میں مامور نہو تو اللہ تعالے اس کے کاروبار کو روکدیتا ہے بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جنکو اس سال میں کام تک نہوا ہو اور اس لحاظ سے وہ بہت کچھہ ناز کریں مگر حضرت اقدس کی صحت کو ہم اسلیے اس لحاظ سے سمجھتے ہیں کہ آپکی صحت آپ کے کاروبار میں رکاوٹ کا پیدا نہ ہونا آپکی سچائی اور صداقت کی دلیل ہے بمقابلہ مفتری علی اللہ کے۔

حضرت اقدس کی صحت نسبتاً پہلے سالوں کے مقابلہ میں بہت اچھی رہی ہے اگرچہ بعض اوقات ان عوارض کے جو آپ کو ہمیشہ سے لاحق ہیں حملے بھی ہوے مگر خدا کا کسقدر احسان ہے کہ ان بیماریوں میں بھی آپ کا قلم ایک منٹ کیلیے نہیں رکا۔ ہم دکھائیں گے کہ اعجازی تفسیر انہیں ایام کا نتیجہ ہے۔

گویا صحت کو نسبتاً عمدہ رکھکر مولی کریم نے یہ دکھایا ہے کہ مفتری نہیں اور بیماریوں کے حملوں میں اعجازی تالیفات سے ثابت کیا کہ خدا کی تائید اسکے شامل حال ہے

یوں تو ہر نیا دن ایک نیا تائیدی نشان نشان لے کر آتا ہے۔ ہر روز کی ڈاک میں آنیوالے خطوط۔ منی آرڈر۔ پارسل۔ بذریعہ ریل آنے والے تحف۔ اور ہر روز آنیوالے مہمان جو دور دور دراز ملک کے حصوں سے آتے ہیں

یاتیک من کل فج عمیق اور یاتون من کل فج عمیق

کی پیشگوئی کو ہر روز نئی شان اور نئے رنگ میں پورا کرتے ہیں مگر اس کے علاوہ شروع سال ہی سے تائیدی نشانوں کا ظہور شروع ہوا چنانچہ پہلا نشان

اعجاز المسیح ہے

(باقی آیندہ)

امتحان ۔ امتحان !! امتحان !!!

حضرت اقدس کے ارشاد عالی کی تعمیل کے لیے عام اعلان کیا جاتا ہے کہ عید اضحی کی تقریب پر حضرت اقدس اپنی جماعت کا امتحان لیں گے۔ جیسا کہ پہلے بھی ناظرین کو معلوم ہے۔ سلیے ہر ایک صاحب کا فرض ہے کہ وہ اپنا نام بغرض مشمولیت امتحان خاکسار ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدے۔ تاکہ فہرست امیدواران کی مرتب ہو جاوے اسمیں تساہل سے کام نہ لیا جاوے

ضروری اعلان

حضرت مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب امروہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واعظ مقرر ہوے ہیں اور اسکا انتظام جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کے سپرد ہوا ہے اس لیے جن احباب کے پاس میر صاحب موصوف کے خطوط پہونچیں وہ بہت جلد انکا جواب دیں

سوال

کیا آپنے الحکم کی توسیع اشاعت کے خیال کو بہلا دیا ہے؟

مسیح موعود
برٹش گورنمنٹ اور ہمارے مخالف مسلمان

نمبر اول

ہم نے ہمیشہ سے اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ الحکم کے کالم حتی الوسع پولیٹیکل مضامین کی پیچیدگیوں سے الگ رکھے جائیں اور اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ احمدی قوم اور اس کا مقدس بانی عرفی پولیٹیکل پیچیدگیوں سے بالکل الگ تھلگ رہنا چاہتا ہے اور زیر بحث آئے ہوئی پولیٹیکل معاملات اس کے اغراض و مقاصد سے بالکل دور اور یکطرف ہیں۔ اسکی غرض و غایت صرف یہ ہے کہ دنیا میں خدا تعالے پر ایسا یقین اور ایمان پیدا ہو جاوے جو گناہ کے کیڑوں کو ہلاک کردے اور پھر تمام غل و غش سینوں سے نکال کر دنیا میں امن اور بہشت کی زندگی پھیل جاوے۔ یس جس شخص کی بعثت کی اصل غرض یہ ہو جو اخلاق انسان کی اصلاح اور تکمیل کے لیے آیا ہو اس کو یا اس کی قوم کو پولیٹیکل معاملات سے کیا تعلق اور کیا غرض !!! یہ ایک زبردست وجہ ہے جس نے ہمکو پولیٹیکل مضامین پر طبع آزمائیاں کرنے سے ہمیشہ روکا اور ہم نے ہمیشہ ایسے مضامین شائع کیے ہیں جو انسان کی اخلاقی اور روحانی بہتری اور بھلائی پر مشتمل ہوں اور یہی الحکم کا موضوع بھی ہے

لیکن

وہ امن اور صلحکاری جو مسیح موعود دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اسکا تعلق چونکہ ایک پہلو سے سلطنت کے ساتھہ بھی ہے اسلیے اس نے اپنی تعلیم میں یہ امر داخل کرلیا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی بھی اطاعت کی جاوے اور پوری وفاداری کے ساتھہ اسکے احکام کی تعمیل کیجاوے۔ اس سلسلہ کو اگر پولیٹیکل معاملات سے تعلق ہے تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ رعایا کے تعلقات کو سلطنت کے ساتھہ زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے لیے بہترین طریق ہند

ہے پس وہ مذہبی کی حیثیت میں ان تعلقات کو قائم کرتا ہے۔ اور اس قدر پولیٹیکل تعلقات کو بھی پولیٹیکل حیثیت سے نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ اس سچے مذہب نے اسپر فرض کیا ہے کہ حکومت کی اطاعت کی جاوے گویا یہ بھی مذہب ہی کے رنگ میں ہے۔

غرض

یہ تعلقات اس قوم کو جو احمدی کہلاتی ہے اور اس کے مقدس بانی کو جو مرزا غلام احمد یا مسیح موعود یا مہدی مسعود کے نام سے اسوقت مشہور ہے پولیٹیکل معاملات سے ہیں اسلیے انکو قائم رکھنے اور انکی حفاظت کرنے کے واسطے جیسے اسکے مقدس بانی نے کوئی موقع تحریر یا تقریر کا جانے نہیں دیا ایسے ہی احمدی قوم کے خدمتگذار الحکم نے حتی الوسع اسپہلو پر حسب ضرورت بحث کی ہے

لیکن

اسوقت ہم ایک سلسلہ مضامین میں اس امر پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور اس مضمون میں ہم مرزا صاحب کے دعاوی کے پولیٹیکل اثر پر مفصل لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسکی ضرورت ہمیں اس لیے پیش آئی ہے کہ بعض لوگ کچھ تو ناواقفیت اور جہالت سے اور کچھ شرارت اور بدنیتی سے ان دعاوی کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور قسم قسم کی افتراپردازیوں سے کام لیتے ہیں + اور جنکے ہاتھ میں قلم ہے انھوں نے اپنی آتشیں تحریروں کو اسی مقصد کے لیے رکھا ہوا ہے۔ اس لیے ہمیں ضرورت پڑی کہ کیوں اسپر مفصل آرٹکل نہ لکھے جاویں اور ان غلط فہمیوں اور افتراپردازیوں سے بنائے ہوئے بت کو نہ توڑا جاوے جسکو قائم رہنے کی صورت میں بہت سے نقصانات پیدا ہونے کا احتمال ہے

ہم اس امر کا پہلے سے عذر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہمارے اس سلسلہ مضامین میں انہی مخالف مسلمانوں کے بعض غلط اور بیہودہ عقائد پر جو اسی مضمون کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں لکھنا پڑیگا۔ اسی لیے ہم پہلے سے کہہ دیتے ہیں کہ ہماری غرض یہ نہیں ہوگی کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلکر گورنمنٹ سے انکو بدظن کرنیکے لیے ایسا لکھیں گے بلکہ ہماری غرض ان بیہودہ خیالات کی اصلاح ہوگی جنکو رکھتے ہوئے اسلام پر بھی حملے ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ خیالات ہیں جنکو پڑھ کر بعض ناتجربہ کار انگریزوں کو اپنی تصنیفات میں یہ رائے پولیٹیکل حیثیت سے ظاہر کرنی پڑی ہے جسکو ہم ہمیشہ نہایت ہی ناگوار اور کریہ الفاظ میں سنتے ہیں کہ مسلمان غیر اسلامی حکومت کو پسند نہیں کرتے اور یا یہ کہ وہ سچے وفادار نہیں۔ اگرچہ عملی طور پر مسلمانوں نے کبھی اس خیال کو ظاہر نہ کیا ہو + لیکن ہمیں اسمیں کلام نہیں کہ یہ عام بدظنی بعض حلقوں میں مسلمانوں کے ساتھ ان کے عقائد کا غلط مفہوم سمجھکر کی ہی جاتی رہی ہے۔

اور ہم یہ بھی بلند آواز سے کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ خود مسلمانوں کا اپنا قصور ہے کہ انھوں نے اسکی اصلاح نہیں کی۔ اور ان غلط بیانیوں اور غلط خیالات کو جو خدا تعالے کی سچی تعلیم کے مفہوم سے بالکل دور اور الگ تھے دور کرنے کی کوشش نہیں کی اور سچ تو یہ ہے کہ یہ کسی مولوی ملا یا گوشہ نشین صوفی کا کام نہ تھا کہ وہ ان غلط بیانیوں کی حقیقت کو کھولکر رکھدیتا جو فیج اعوج کے زمانہ میں پیدا ہو چکی تھیں حتی اس زمانہ تک تو ہر کہ آمد براں مزید کرد ہی کا مصداق ہوتا رہا ہے اور مسلمانوں کو اس اصل مرکز کی طرف آنے کا موقع نہ ملا جو خدا نے قائم کیا تھا

لیکن

اب جو خدا تعالے نے ایک آسمانی سلسلہ قائم کیا اور جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مبعوث کیا اور انھوں نے آکر ان بیہودہ اور غلط خیالات کی اصلاح کے لیے قلم اُٹھایا تو مسلمان اپنے خواب سے چونک پڑے اور اپنے خیرخواہ اور حقیقی ہمدردی سے بگڑ بیٹھے اور پھر اسکی مخالفت میں حد سے تجاوز کر گذرے

حضرت مرزا صاحب کی بعثت چونکہ مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری کے لیے تھی۔ اور اسلام کی سچائی اور جلال کے اظہار کے لیے انھوں نے جہاں ایک طرف ان الزاموں اور اعتراضوں کو دور کیا جو نادان پادریوں۔ آریوں۔ برہموؤں یا دوسرے مذہب والوں نے اسلام پر کیے تھے وہاں انہوں نے اس امر کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ اسلام اور اس کے ماننے والوں کو ان انگریز مصنفوں کے اعتراضوں اور بدظنیوں سے پاک کریں جو انھوں نے مسلمانوں کے تعلقات گورنمنٹ انگلشیہ پر کیے ہیں اور جنہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کی طرف سے گورنمنٹ کو توجہ دلائی۔ ہم جانتے ہیں کہ ممکن ہے گورنمنٹ پر ان الزاموں کا کبھی کچھ اثر نہ ہوا ہو۔ یا مسلمانوں نے اس مضرت کو محسوس نہ کیا ہو جو ایسی تحریروں سے پیدا ہو سکتی ہے + مگر حضرت مامور نے کبھی پسند نہیں کیا کہ اسلام کے چہرہ پر کوئی بدنما داغ رہنے دیا جاوے۔

اسی بنا پر انہوں نے اس پولیٹیکل معاملہ پر بھی قلم اُٹھایا ہے + ہم یہ دکھائیں گے کہ حضرت موعود کی غرض اس معاملہ پر قلم اٹھانے سے صرف یہ تھی کہ یہ ثابت کر کے دکھایا جاوے کہ ایک مسلمان جسقدر الفت اور محبت اپنے مذہب کے ساتھ رکھتا ہے اور جس سرگرمی اور جوش سے اپنے مذہب کی حفاظت وہ کرتا ہے اسی قدر پیار اور محبت اسکو اس گورنمنٹ کے ساتھ ہوتا ہے جسکے عہد حکومت میں اسکا پیارا مذہب محفوظ اور مامون ہے اور یہ محبت اور پیار ایک فرض مذہبی کے رنگ میں ہوتا ہے جسکی پابندی اس کے لیے اسی طرح لازم ہے جیسے صوم و صلوۃ اور دیگر احکام الہیہ کی۔

یہ نمونہ ہم علانیہ کہتے ہیں اور بڑے زور اور دعوی سے کہتے ہیں کہ بجز حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے وجود اور آپ کی جماعت کے دوسری جگہ ہرگز نظر نہ آوے گا

غرض

مسلمانوں کی اسی کمزوری اور اصل عقائد کو چھوڑ کر بیہودہ اور خود تراشیدہ خیالات کے تتبع نے نادانوں کو موقع دیا کہ وہ مسلمانوں سے عام طور پر بدظن ہوں ان بدظنی کے دور کرنے کے لیے اگرچہ بعض لوگوں نے اپنے طور پر کسی حد تک کوشش کی اور گو انکی کوشش کسی حد تک نتیجہ خیز بھی ہوئی ہو مگر ہم اس کوشش کو کوئی وقعت نہیں دے سکتے اس لیے کہ ان لوگوں نے اپنی کوشش کا پہلو اسلام سے الگ ہو کر اختیار کیا۔ اور یوں گویا دوسرے معنوں میں یہ قبول کر لیا کہ اگر اسلام میں یہ مسائل اور معتقدات ہوں تو حقیقت میں خطرناک ہیں۔ اس لیے ایک سچے مسلمان کی نظر میں ایسی مساعی جو عارضی مؤثر ہوں قابل وقعت نہیں ہو سکتی ہیں + حقیقی امر

اندازہ جو کوشش ہو سکتی تھی اور ہوئی ہے اور ہوگی وہ اسی پہلو پر ہوگی جو ہمارے سید و مولا جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے آنے سے ظاہر ہوا ہے۔

چونکہ یہ مضمون بجائے خود ایک تفصیل طلب ہے اس لیے ہم نے یہاں تک مختصر طور پر یہ بیان کرنا ضروری سمجھا کہ کیونکر مسلمانوں پر بدظنیاں کی گئیں ہیں اور ان کے رفع کرنے کا مسلمانوں نے کیا پہلو اختیار کیا اور حضرت اقدس مرزا صاحب نے کیا کرنا چاہا۔ اب ہم آگے چلتے ہیں جب یہ حالت تھی تو خدا تعالیٰ کے ایما اور الہام سے حضرت مرزا صاحب ۱۸۸۴ء کے قریب قریب مسلمانوں کی دینی بھلائی کے لیے مبعوث ہوئے۔ اور دنیا کا جہاں تک تعلق دین سے تھا اسکی اصلاح بھی آپکی بعثت کی غرض قرار پائی۔ آپ کے اس دعوی الہام و تجدید کو سنکر دو گروہ ہو گئے۔ ایک تو علما کا گروہ دوسرے دنیا داروں کا گروہ جنہوں نے ان مسائل و معتقدات سے الگ رہ کر جو ناواقف انگریز مصنفوں کی تحریروں کی باعث موجب بدظنی تھی مسلمانوں کی دنیوی فلاح کا ٹھیکہ اُٹھا لیا تھا۔ اول الذکر گروہ تو اس لیے مخالف ہوا۔ کہ وہ مذہبی حیثیت سے مغلوب تھے اور انہیں کسی ایک کو بھی قوت و مقدرت نہ تھی کہ مرزا صاحب کے سامنے میدان میں آتے ۔ اور خود چونکہ وہ ان صفات حسنہ سے موصوف نہ تھے جو مرزا صاحب میں پائی جاتی تھیں اس لیے انہوں نے اپنی دکانوں کی بے رونقی اور اپنی سرد بازاری کو دیکھکر مخالفت شروع کر دی ۔

آخر الذکر لوگوں نے اپنی مخالفت کو گو عام تو نہیں کیا مگر انہوں نے انشراح اور خوشی کے ساتھ اس عہد کے مقرر کردہ ریفارمر کو خیر مقدم بھی نہ کہا بلکہ جب کبھی انکی مجلسوں میں ذکر آیا تو انہوں نے نہ صرف ہنسی اور مذاق میں ہی اُڑانا چاہا بلکہ اپنی خیالی ریفارم اور ریفارمیشن کے اسے خلاف پایا اور اپنی کمزور اور دھندلی راؤں سے اپنے طبقوں میں کہنا شروع کیا کہ اس قسم کے دعووں سے مسلمانان ہند کی پولیٹیکل ترقیوں میں بعض رکاوٹیں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ غرض اس قسم کی مخالفت اور غلط فہمیوں نے جو جہلا اور سفہا کے طبقہ سے نکل کر خیال خویش ریفارمروں اور مصلحان قوم کے زمرہ میں پہونچے ہیں اور انہوں نے اپنی جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ شرارت اور شیطنت کی راہ سے انہیں قسم قسم کے رنگ دیے ہیں ہمکو مجبور کیا ہے کہ اس پر ذرا بحث کریں ۔ مخالف مسلمانوں کو تو یہ دکھانا ہے کہ تمہارے پولیٹکل حقوق کی حفاظت اور تمہارے اسلام پر سے پولیٹکل بدظنیوں کے دور کرنے اور تمہاری خیالی غداری اور بے وفائی کے اثر کو رفع کرنیکے لیے (جو ابتک ناواقف انگریز مصنفوں کی تحریروں سے پیدا ہو جانے کا احتمال رکھتا ہے جبکہ آئے دن کوئی نہ کوئی ایسی تحریر شائع ہو جاتی ہے) حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ہی کی راہ ہے اس لیے وہ اسکو اختیار کریں۔ اور گورنمنٹ کو بجائے خود یہ بتائیں کہ حضرت اقدس اور آپ کی جماعت ہی ایک ایسی قوم ہے جو گورنمنٹ کی مذہبی رنگ میں سچی وفادار اور فرمانپذیر ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب نے گذشتہ ۲۵ سال کے اندر عملی طور پر گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی تعلیم کے پھیلانے میں جسقدر کوشش کی ہے اسکی نظیر نہیں ملتی اور جس کے ضمن میں ہم یہ بھی دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی دعاوی (جو مسلمانوں کی اپنی کمزوری اور بدقسمتی سے غلط مفہوم کے وجہ سے خوفناک قرار دیے گئے تھے) ہم بجائے خود ایسے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے تعلقات کو گورنمنٹ کی ساتھ بہت ہی مضبوط کرنا چاہا ہے۔ اور یہ دعاوی ہرگز ہرگز اپنے اندر کوئی بھیانک چیز نہیں رکھتی اور جن لوگوں نے ایسے دعاوی پر کان کھڑے کیے ہیں انہوں نے سخت غلطی کھائی ہے کہ انکی حقیقت کو نہیں سمجھا ۔ اور اگر کوئی مسلمان اب بھی اس حقیقت کو ماننے سے انکار کرتا ہے جو مرزا صاحب نے بیان کی ہے تو پھر ہم اسکی نسبت یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس کے خیالات گورنمنٹ کے لیے ضرور قابل لحاظ ہیں پس یہ اہم پہلو ہیں جنپر اس مضمون میں ہمکو بحث کرنی ہے ۔ (باقی دوسرے نمبر میں)

تلاوت قرآن کریم کیلیے اشارات

اس عنوان کے تحت میں انشاء اللہ العزیز مسلسل طور پر قرآن کریم کے سمجھنے کے لیے بعض مشکلات الفاظ یا آیتوں کے معنی دیے جاوینگے جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کے درس سے نوٹ کیے جاتے ہیں جسطریق پر اس سے پہلے الحکم میں قرآن کریم پر لطیف نوٹ لکھے جانے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا اسطرز پر گنجائش بہت ہی کم ہے اس لیے یہ طریق اختیار کیا جاتا ہے ہاں جہاں کہیں مزید تشریح کی ضرورت ہوگی وہاں مفصل بحث بھی کر دی جاوے گی ورنہ اختصار ملحوظ رہے گا۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۱ء سے ہم اس سلسلہ کو شروع کرتے ہیں۔ جیدن سے کہ درس میں اٹھارہواں سیپارہ شروع ہوا ہے۔ اگلی اشاعت سے ہم پورا صفحہ اس مضمون کیلیے رکھینگے انشاء اللہ العزیز۔ (ایڈیٹر)

سورۃ المومنون

پارہ نمبر ۱۸

۳۱ دسمبر ۱۹۰۱ء ۔ رکوع اوّل

افلح دشمنوں پر مظفر و منصور ہوا ۔ یا مراد ہوا ۔

خاشعون نماز میں نماز کے سوا کسی کام میں نہ لگے رہے اس میں تین چیزیں ہوتی ہیں

(الف) السکون جسکے معنی ہیں ترک العبث

(ب) التواضع ۔ عظمت اور خشیت الٰہی سے متواضع بننا ۔

(ج) الخوف اللہ کی عظمت اور جبروت کو یاد کر کے ڈرنا

زکوٰۃ ۔ ایک سال کے بعد اپنے مال میں سے ۱/۴۰ حصہ خدا کی راہ میں دینا۔ ۲ ہر شے جو خدا نے عطا فرمائی ہے جیسے آنکھ پاؤں اور دیگر اعضا و قویٰ ۔ علوم ۔ مال و دولت وغیرہ اسکو مخلوق الٰہی کی ہمدردی اور نفع رسانی کے لیے خرچ کرنا ۔ ۳ ۔ زیور میں زکوٰۃ جو ہر سال دینی پڑتی ہے ۔

فروج جمع فرج - اپنے سوراخ (آنکھ، کان، ناک، پیشاب گاہ)

امانت۔ ۱۔ کسی حاکم کے ماتحت رعایا ہو تو حاکم کو رعایا کی بہتری و بھلائی کا ملحوظ خاطر ہونا۔ عدل و انصاف۔ انکی جان و مال و آبرو کی حفاظت۔ رعایا کو بھی وفاداری اور اطاعت ضروری ہے اور یہ امانت میں داخل ہے

۲۔ افسروں کو اپنے ماتحتوں سے نیک سلوک ماتحتوں کو اپنے فرائض کی پوری بجا آوری۔

۳۔ میونسپلٹی یا امیر کے انتخاب کیوقت جو لائق ہوں انکو منتخب کرنا۔ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلہا۔

۴۔ شریعت الٰہی کے معنی بھی ہیں انا عرضنا الامانة علی السموات والارض

حفاظت الصلوٰة - وقت پر۔ جماعت کے ساتھ معانی کے لحاظ و طمانینت اور عدل کے ساتھ نماز پڑھنا نماز کی محافظت ہے۔ **غطا** ما۔ بنا۔ **سبع طرائق** - ستارونکی سات قسمیں ہیں اور قطب شمالی سے چھوٹے۔ بڑے اس کے برابر کے ستارے وغیرہ۔ **شجرة** - کدو کا درخت **صبغ** - سالن۔ **الدھن** - چکنائی۔

استفسار اور انکے جواب

اس اشاعت سے یہ سلسلہ بھی الحکم میں شروع کیا جاتا ہے ناظرین الحکم جس قسم کے سوالات بھیجیں گے انکے جواب حتی الوسع شائع ہوتے رہینگے

۱۔ (ماسٹر) امینا اللہ صاحب جہلم - مکذب کا جنازہ مکذب امام کے پیچھے پڑھ لینا جائز ہے یا نہیں۔ **جواب** نماز جنازہ حقیقت میں ایک دعا ہی ہے جو کی جاتی ہے لیکن جو شخص بالجہر مکذب ہے اور گالیاں دیتا اور تکفیر کرتا ہے پھر مومن کی غیرت کیونکر تقاضا کر سکتی ہے کہ وہ اسکے پس ہووے۔ اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم یہ ایک فعل لغو ہوگا حالانکہ مومن کی شان ہے والذین ہم عن اللغو معرضون بہرحال جبکہ مکذب ہماری دعاؤں کو بیہودہ سمجھتے ہیں پھر کیا ضرورت ہے کہ انکے جنازہ میں ہم شریک ہوں۔ اور اس کا امتحان کہ وہ ہماری دعاؤں کو مفید نہیں سمجھتے یوں ہو سکتا ہے کہ اگر ان سے کہا جاوے کہ آؤ ہم جنازہ کی نماز پڑھا دیتے ہیں تو وہ کبھی نہ مانیں گے پھر جس حال میں انکی طرف سے یہ تشدد ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے جو خواہ نخواہ انکے ساتھ شریک ہوں ہاں اگر میت مجہول الاحوال ہو اور جہری دشمن نہ ہو۔ اس نے کبھی علانیہ تکفیر یا تکذیب نہ کی ہو تو کچھ ڈر نہیں اسکا جنازہ اگر پڑھ لیا جاوے۔ آنحضرتؐ نے ایک منافق کا جنازہ پڑھا ہے مگر وہ آپ ہی کے لشکر میں ملا جلا تھا۔ جہری مکذب نہ تھا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ صلعم کا اسوہ اسی حد تک ہے جب تک کچھ تصدیق کی بو ہو۔ جہری مکذب نہ ہو ورنہ یہ کہیں ثابت نہیں کہ ابوجہل کا جنازہ آپ نے پڑھا ہو یا ابوطالب ہی کا پڑھا ہو۔

صریح مکذب اور جہری مخالف اگر اسی پر مرے تو توان کے تعلقات کی کیا پروا ہو۔ جیسے آنحضرتؐ نے و د ۃ الو تد ھن سے گذارہ نہیں کیا ہم بھی نہیں کر سکتے۔ چند روزہ دنیا کے لیے ہم دین نہیں چھوڑ سکتے۔

جو غفلت کی زندگی بسر کرتے ہیں وہ اور ہیں مگر جو کافر کہتے ہیں اور تکذیب میں غلو کیا اور نشانات سے انکار کیا ان کا جنازہ پڑھنا یا انکے ساتھ ملکر پڑھنا صریح مخالفت کرنا ہے۔

آریہ سماج لاہور۔ اگر مرزا صاحب کوئی بیّن نشان دکھائیں تو ہم ماننے کو طیار ہیں۔ بیّن نشان ایسے ہوں جیسے ہم کہیں۔

جواب - بیّن نشان وہ ہوتا ہے جس کا مخالف مقابلہ نہ کر سکے اور انسانی طاقتوں سے وہ بالاتر ہو۔ ہم کوئی قید اور شرط نہیں لگا سکتے کہ فلاں نشان ہم دکھائیں گے مگر ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ ایسا نشان ہم ~~خدا کے فضل سے دکھا~~ سکتے ہیں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو اور دوسرے اسکی مثال سے عاجز آئیں **اقتراحی نشانات** کا ہم دعوی نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے یہ تو سوء ادب ہے خدا تعالیٰ پر کسی کا کیا حق ہے؟ جو چاہے وہ نشان دے ہم کوئی تخصیص کبھی نہیں کر سکتے۔ نشان دکھانا ہمارے اختیار میں نہیں ہے **انما الآیات عند اللہ** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فلا تکن من الجاھلین** ہم سنت اللہ سے واقف ہوکر اور شان الوہیت کے ادب کو ہاتھ سے دیکر اقتراحی نشانوں کا دعوی کیونکر کر سکتے ہیں؟ ہم اس کے جواب میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے سید و مقتدا نبی کریمؐ نے فرمایا **سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا**

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سب کو نشان دکھاتا ہے مگر بالکل قیامت ہی بنانا نہیں چاہتا کہ پردہ برانداز معاملہ ہو جاوے۔ اگر ایسا بیّن ہو کہ ہر ایک شخص اسے مان لے تو پھر **ایمان کی حقیقت** ہی کیا رہی۔ بیّن تو ہوتا ہے مگر حسن ظن والا سعید الفطرت اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور ایک شقی اسپر طرح طرح کے اعتراض کرتا ہے۔ اگر کوئی سوچ پر ایمان لاوے تو بتاؤ یہ ایمان اسکو کیا نفع دے گا۔ نشانات کسی نہ کسی پہلو میں خفا کا ایک رنگ ضرور رکھتے ہیں اور ان کا بیّن ہونا یہی ہوتا ہے کہ دوسرے اس سے عاجز ہوتے ہیں اور اسکو ہم **اعجاز** کہتے ہیں اگر کوئی اور بھی اسکی نظیر دکھا سکے تو وہ اعجاز نہ ہوگا۔ بہرحال اقتراحی نشانوں کے لیے ہمنے کبھی دعوی نہیں کیا اور ہم خدا کو ماتحت کبھی ایسا دعوی کر ہی نہیں سکتے جو سوء ادب ہے۔ ہاں ہمکو اپنے خدا پر یہ کامل یقین ہے کہ وہ سچائی کے اظہار کو **اسلام** کی صداقت کیلئے نشان دکھاتا ہے۔ ہمیں افسوس ہے آریہ لوگ جدید درخواست نشان بینی کی کیوں کرتے ہیں کیا پنڈت لیکھرام والا نشان انکے واسطے بیّن نہیں پہلے وہ اسی کا فیصلہ کر لیں کہ کیا ایک شخص کی مقدرت میں یہ امر ہو سکتا ہے کہ وہ چھ سال پہلے قطعی اور یقینی طور پر ایک شخص کو موت وقت موت صورت موت کی خبر دے۔ اور پھر اسیطرح پوری ہو جاوے۔ لیکھرام والی پیشگوئی کو چار منصفوں کے سامنے پیش کر لیں کہ وہ کیا فیصلہ دیتے ہیں ایسی عظیم الشان پیشگوئی ہے جسکے گواہ کروڑوں انسان ہیں۔ جنمیں ہندو مسلمان عیسائی ہر مذہب کے لوگ ہیں اور اسکے علاوہ ہمارے اور بہت سے مشہور نشانات جنکی تعداد دو سو سے زائد ہے انکی نظیر دکھا دیں پھر بھی اگر تسلی نہ ہو تو بیشک حق ہے کہ اسی کوئی نیا نشان مانگیں لیکن ایک طالب حق کی شان سے یہ بالکل خلاف ہے کہ وہ خود تجویز کرے کہ یہ نشان ہو خدا تعالیٰ جو چاہے سو ظاہر کرے اور یہ ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ اگر کوئی صدق دل سے حق جوئی کی غرض سے دو مہینے بھی ہمارے پاس رہے تو وہ کوئی نہ کوئی نشان ضرور دیکھ لیگا۔ سردست اسکا یہی جواب ہے لیکن عنقریب انگریزی میگزین میں دعا اور معجزہ پر ایک آرٹیکل شائع ہوگا جسمیں اور بھی وضاحت سے اس قسم کے سوالوں کا جواب آجائے گا۔

دار الامان

۱۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیر و عافیت ہیں۔ ۲۔ اتوار کو ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (انہ اوی القریۃ)

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

منارۃ المسیح

جلد ۶ | ۲۴ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۳ر شوال سنہ ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ | نمبر ۳

سلسلہ عالیہ کے متعلق

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے ارشاد عالی کے موافق ہمارے معزز و محترم بھائی جناب میرزا خدابخش صاحب مؤلف عسل مصفیٰ ایک دورہ کرنے والے ہیں اور غالباً الحکم کی دوسری اشاعت تک روانہ ہو جائیں گے۔ میرزا صاحب کے دورہ کے اغراض یہ ہوں گے۔

اول سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ۔

دوم۔ احمدی قوم کی ہر شہر میں باقاعدہ کمیٹیاں قائم کرنا۔

سوم احمدی قوم کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضروریات سے آگاہ کر کے ان کے لیے چندہ وصول کرنا۔ فی الحال مندرجہ ذیل ضرورتیں ہیں۔

(الف) لنگرخانہ اور مطبع اور سلسلہ تحریر و کتابت کے اخراجات کے لیے فی الحال یکمشت عطیے اور آئندہ کے لیے مستقل ماہوار چندوں کی تحریک (ب) مدرسہ کی عام اغراض اور تعمیرات کے لیے کئی ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ (ج) مساکین۔ یتامیٰ۔ مسافروں۔ مؤلفۃ القلوب۔ نومسلموں اور اور اسی قسم کے مقامی اخراجات۔ جن کی تفصیل بارہا الحکم میں اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے اشتہارات میں شائع ہوئے تھے۔

چہارم۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کے سلسلوں کی تبلیغ کے وسائل کی توسیع مثلاً میگزین جو بلاد یورپ و امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لیے شائع کیا گیا ہے اس کے لیے احباب کو توجہ دلانا کہ اسے خریدیں۔ اور ایسا ہی الحکم کے لیے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہفتہ وار اردو اخبار ہے اس کی طرف بھی متوجہ کرنا

پنجم سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے والوں کی ایک مکمل فہرست طیار کرنا۔ یہ پانچ کام ہیں جن کے لیے مرزا صاحب آجکل بدورہ پر روانہ ہوں گے

ہم امید کرتے ہیں کہ احمدی قوم نہایت عزت و احترام اور مسرت کے ساتھ ان کو خیر مقدم کہنے کے لیے طیار ہو گی اور اس سے پیشتر کہ وہ کسی جگہ پہونچیں پہلے ہی وہاں کی جماعت مندرجہ بالا امور کے متعلق پورا انتظام رکھے گی تاکہ ان کو زیادہ ٹھیرنا نہ پڑے۔

میگزین پراسپکٹس۔ اور الحکم کے اشتہار مرزا صاحب موصوف سے مل سکیں گے۔ مرزا صاحب کے پاس چھپی ہوئی رسیدیں ہونگی جو وہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات میں وصول کریں گے۔ اس کی رسید دینگے

ہم آخر میں الحکم کے خریداروں اور بقایاداروں کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم بقایاداروں کی ایک فہرست مرزا صاحب ممدوح کو دینگے وہ ان سے الحکم کا بقایا بھی وصول کریں گے۔ اور جو پیشگی قیمت الحکم کی دینا چاہیں وہ بھی مرزا صاحب کو دے سکتے ہیں۔

بہرحال مرزا صاحب ایک عظیم الشان قومی خدمت کے لیے جاتے ہیں۔ خدا انکو بخیر و خوبی و کامیابی واپس لاوے۔ آمین۔

امتحان! امتحان!! امتحان!!!

امتحان کی اطلاع پہلے دی جا چکی ہے عید ضحیٰ کی تاریخوں پر ہونیوالا ہے مگر افسوس کی بات ہے کہ ابھی تھوڑی درخواستیں آئی ہیں ہر ایک شہر کی جماعت اپنی اپنی فہرستیں مکمل کر کے آخر فروری سے پہلے پہلے خاکسار ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدیں آخر فروری پر وہ فہرستیں حضرت خلیفۃ اللہ کے حضور پیش ہوں گی۔ اس معاملہ میں بالکل سستی سے کام نہ لیا جاوے۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

ہم نہایت مسرت و انبساط اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ وہ انگریزی میگزین جس کے متعلق ایک سال کے زیادہ عرصہ سے الحکم میں مضامین نکل رہے تھے آخر ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو اس کا پہلا نمبر نہایت عمدہ دبیز کاغذ اور ۴۰ صفحوں پر شائع ہو گیا۔

میگزین کے مضامین کے متعلق کوہ کیسے ہیں

ہمیں بجز اس کے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں۔ میگزین کے اغراض و مقاصد سے الحکم کے پڑھنے والے بخوبی واقف ہیں حضرت اقدس کی بعثت اور رسالت کی اصل غرض کسر صلیب کے پورا کرنے میں میگزین بہت بڑا ہتھیار ہے مبارک ہوں گے وہ لوگ جنکے پاک مال اس کار خیر میں صرف ہوں۔ پس آپ خود خریدار ہوں اور دوسروں کو خریداری کی ترغیب دیں قیمت سالانہ چھ روپے ہے اردو میگزین مارچ سے شائع کیا جاوے گا جسکی قیمت ۲ سالانہ ہے اب ہم ذیل میں پہلے نمبر کے مضامین کی فہرست دیدیتے ہیں تمام درخواستیں مینیجر ریویو آف ریلیجنز کے نام بمقام قادیان آنی چاہییں۔

فہرست مضامین

الغرض مندرجہ بالا مضامین جو سب کے سب حضرت مسیح موعود کے قلم سے نکلے ہیں لیے ہوئے پہلا رسالہ شائع ہوا ہے ہم اپنے اس معزز و محترم دوست و باز و ہمعصر کا نہایت نیک دل کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے کامیاب کرے تا اُسکا جلال دنیا پر ظاہر ہو۔ آمین

ناظرین الحکم سے آخر میں اتنا ہم اور کہنا چاہتے ہیں کہ انمیں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ اگر ذرا بھی انگریزی سے آشنا ہے تو انگریزی میں ورنہ اردو میگزین ضرور خریدے۔ یہ امر ہرگز فراموش نہیں ہونا چاہیے کہ میگزین کو زیادہ مفید زیادہ مؤثر بنانے کے لیے اسکی مالی حالت کی تقویت پر جسپر پریس اور دیگر ضروریات کی تکمیل کا انحصار ہے پس ہم ان لوگوں سے جو مسیح موعود کے مقاصد اور اغراض کی دل سے قدر کرتے ہیں امید کرتے ہیں کہ وہ حضرت کے اس صریح حکم کی تعمیل کرینگے بکوشش ای مومنان تا بدین نوبت شود پیدا بہا ہونو ... [illegible]

تلاوت قرآن کریم کیلیے اشارات

از درس حکیم الامت

یکم جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

نمبر ۲

سورۃ المومنون رکوع ۲

اس رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ ۱۔ نوح ؑ کا ملک بین الدجلۃ والفرات یعنی وہ ملک جو دجلہ اور فرات کے درمیان واقع ہے۔ ۲۔ ماموروں کی شناخت۔ اوّل پہلے انبیاء و رسل کی تعلیم سے مطابقت ہو دوم۔ تائیدات سماویہ اُسکے ساتھ ہوں۔ سوم اُسپر وہی اعتراض ہوں جو پہلے نبیوں پر کیے گئے ۳۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا خلاصہ اور منشا یہ ہوتا ہے کہ اوّل صرف اللہ ہی کی عبادت کی جاوے جو کبھی اُمیہ یا ہمیشہ پر موقوف ہوتی ہے دوم ترک عبادت لغیر اللہ۔ اسکی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ کوئی خدا کا نمونہ بنایا جاوے اور نمونہ بنانا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام کے بالمقابل کسی اور کا حکم مانیں اور یہ کفر ہے فلا تجعلوا للہ انداداً۔ دوم تمثال۔ کسیکو خدا کی مثل سمجھنا وھم بربھم یعدلون پس اللہ کی مثل کسیکی عبادت کرنا شرک ہے۔ نِدّ اور شرک میں یہی فرق ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام ان دو سے خالص عبادت کی راہ بتاتے ہیں۔ الملاء ان بڑے امراء کو کہتے ہیں جنکی باتوں سے آدمی کے دل پر رعب آجاتا ہے اصحاب حکومت پہلے پہل کبھی ماموروں من اللہ پر ایمان نہیں لاتے اس میں سر اور منشاء الٰہی یہی ہوتا ہے کہ وہ کمزوروں کو زبردست بنانا چاہتا ہے۔

ماموروں پر مندرجہ ذیل اعتراض ہوتے ہیں

(۱) مثلکم (تمہارے جیسا)
(۲) یرید ان یتفضل علیکم (تم پر فضیلت چاہتا ہے)
(۳) ہم کو (مخالفین) بھی الہام ہو
(۴) رجل۔ بہ جنۃ

رجل بڑا آدمی ہے (بہ جنۃ) اسکو دہشت لگی ہوئی ہے۔

فتربصوا بہ حتی حین۔ چند روز انتظار کرلو

التنور۔ وجہ الارض۔ الصبح۔ چشموں کو بھی کہتے ہیں اور اونچے مکان پر بھی رہتے ہیں۔

فار۔ جوش مارا

من کل۔ ہر ایک ضروری شے

ان فی ذالک لآیات۔ اے کفار مکہ اس میں تیرے لئے بہت سے نشان ہیں۔

(۱) اعبدوا اللہ
(۲) ما لکم من الٰہ غیرہ
(۳) افلا تتقون
(۴) بشر مثلکم
(۵) یریدون ان یتفضل علیکم
(۶) لو شاء اللہ لانزل ملٰئکۃ
(۷) ما سمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین
(۸) رجل بہ جنۃ
(۹) فتربصوا بہ حتی حین
(۱۰) انصرنی بما کذبون

بما کذبون۔ وہ تکذیب جو تو جانتا ہے

وان کنا لمبتلین اور ضرور ضرور ہم انعام دینے والے ہیں۔

اِنَّ کے بعد اگر لام تاکید آوے تو اس کے معنے تحقیق کے ہوتے ہیں۔

نئی کتابیں

سراج الدین عیسائی نے منشی عبدالحق صاحب نومسلم کو خط لکھا تھا۔ اُس کا جواب جو منشی صاحب موصوف نے لکھا ہے وہ آجکل انوار احمدیہ پریس میں چھپ رہا ہے ایک عجیب قابل دید رسالہ ہوگا۔

(۲) اس رسالہ کے بعد سلک مروارید کے سلسلہ میں پہلی کتاب جو بطریق نامل حضرۃ حجۃ اللہ کے منشاء سے ایڈیٹر الحکم نے طیار کی ہے طبع ہونی شروع ہوگی صرف ۵۰۰ سے چھاپی جاویگی اگر درخواستیں اس سے زیادہ موصول ہوگئیں تو اس اندازہ سے طبع ہوگی اس لئے پہلے درخواستوں کا آنا ضروری ہے۔

(۳) ازالہ اوہام طبع ہو رہا ہے

تفسیر القرآن کا کام بعض اسباب اور وجوہات سے پیر معرض التوا میں تھا اب حضرۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہٗ جلد جلد مسودہ بعد اصلاح واپس فرما رہے ہیں اپنی طرف سے بہت جلدی کیجاتی ہے مگر خدا تعالیٰ جو بعض رکاوٹیں پیش کر دیتا اور ناچار ہو جاتی ہے وہ کبھی مصلحت اور فائدہ سے خالی نہیں ہوتا بہت سے نئے حقائق معلوم ہو جاتے ہیں دینیات کا پہلا رسالہ جو بغرض تعلیم الاسلام کے بچوں کیلئے عالیجناب خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے طیار کیا ہے طبع کے لئے مطبع میں آگیا ہے یہ رسالہ نماز پر ہے مگر بہت ہی سلیس زبان میں مختلف سنفون میں لکھا گیا ہے۔

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۲ جلد ۶

اسی طرح پر **تعداد ازدواج** کے مسئلہ پر اعتراض کر دیتے ہیں مگر مجھے سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان نادانوں نے یہہ اعتراض کرتے وقت بائبل پر ذرا بھی خیال نہیں کیا کہ اس کا اثر خود اُن کے خداوند پر کیا پڑتا ہے مجھے سخت رنج آتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ پادریوں کے اس اعتراض نے حضرت عیسیٰ پر سخت حملہ کیا ہے کیونکہ جس کے گھر میں حضرت مریم گئی تھیں اُس کی پہلی بیوی بھی تھی۔ پھر یہ اولاد کیسی قرار دیجاویگی۔ علاوہ ازیں جبکہ مریم نے اور اُسکی ماں نے یہ عہد خدا کے حضور کیا ہوا تھا کہ اس کا نکاح نہ کرینگی پھر وہ کیا آفت اور مشکل پیش آئی تھی جو نکاح کر دیا + بہتر ہوتا کہ روح القدس کا بچہ مقدس ہیکل میں ہی جنتی + بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے اپنے گھر میں نگاہ نہیں کی۔ ورنہ اس قوم کا فرض تھا کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول کرنے والے یہی ہوتے کیونکہ انکے ہاں نظائر موجود تھے۔ مگر جیسے اسوقت کو انھوں نے کھو دیا آج بھی یہ مسیح موعود کو قبول نہیں کرتے حالانکہ ایلیا کا قصہ انمیں موجود ہے اور یہی یسوع مسیح کی صداقت کا سارا معیار ہے۔ اگر مسیح واقعی مردوں کو زندہ کرتے تھے تو کیوں پھونک مار کر ایلیا کو زندہ نہ کر دیا تا یہود ابتلا سے بچ جاتے اور خود مسیح کو بھی ان تکالیف اور مشکلات کا سامنا نہ ہوتا جو ایلیا کی تاویل سے پیش آئیں۔ ایک یہودی کی کتاب میرے پاس موجود ہے وہ اسمیں صاف لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالے ہم سے مسیح کے انکار کا سوال کرے گا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھدینگے کہ کیا اسمیں نہیں لکھا کہ مسیح سے پہلے ایلیا آئے گا۔ اسمیں یہ کہا ہے کہ یوحنا آئے گا۔ اسپر اس نے بڑی بحث کی ہے اور پھر لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ بتاؤ ہم سچے ہیں یا نہیں؟

الغرض اس قسم کی جزئیات کو یہ لوگ بدنما صورت میں پیش کر کے دھوکا دیتے ہیں۔ آپ اپنے اعتراضوں کے انتخاب میں ان امور کو مد نظر رکھیں جو میں نے آپکو بتا دیے ہیں۔

دین کا معاملہ بہت بڑا اہم اور نازک معاملہ ہے اسمیں بہت بڑی فکر اور غور کی ضرورت ہے ہمیں وہ پہلے اختیار کرنا چاہیے جو مشترک امت کا ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کوئی ایسی بات قابل تسلیم نہیں ہو سکتی جس کے نظائر موجود نہوں مثلاً ایک شخص کہے کہ ایک صندوق میں ایک ہزار روپیہ رکھا تھا اور وہ جادو کے ذریعہ ہوا ہو کر اڑ گیا تو اسے کون مانے گا اسی طرح پر عیسائیوں کے معتقدات کا حال ہے آپ اپنے اعتراض مرتب کر کے پیش کریں اور انشاء اللہ ہم جواب دیں گے۔

منشی عبد الحق صاحب

اگر آپ تثلیث اور کفارہ کو توڑ کر دکھا دینگے تو میں شاید اور کچھہ نہ پوچھوں گا۔

حضرت مسیح موعود

تثلیث اور کفارہ کی تردید کے دلائل تو ہم انشاء اللہ تعالے اتنے بیان کریں گے کہ جو ان کے ابطال کے لیے کافی سے بڑھ کر ہوں گے۔ مگر میری رائے میں جو ترتیب میں نے آپ کو اشارہ کی ہے اسپر چلنے سے بہت بڑا فائدہ ہوگا + اسوقت میں خلط کرنا نہیں چاہتا + لیکن میں مختصر اور اشارہ کے طور پر اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت تین قومیں یہود مسلمان اور عیسائی موجود ہیں انمیں سے یہودی اور مسلمان بالاتفاق توحید پر ایمان لاتے ہیں لیکن عیسائی تثلیث کے قائل ہیں۔ اب ہم عیسائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی تثلیث کی تعلیم حق تھی اور نجات کا یہی اصل ذریعہ تھا تو پھر کیا اندھیر مچا ہوا ہے کہ توریت میں اس تعلیم کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ یہودیوں کے اظہار لیکر دیکھلو اس کے سوا ایک اور امر قابل غور ہے کہ یہودیوں کے مختلف فرقے ہیں اور بہت سی باتوں میں انمیں باہم اختلاف ہے۔ لیکن توحید کے اقرار میں ذرا بھی اختلاف نہیں اگر تثلیث واقعی مدار نجات تھی تو کیا سارے کے سارے فرقے ہی اسکو فراموش کر دیتے اور ایک آدھ فرقہ بھی اسپر قائم نہ رہتا کیا یہ تعجب خیز امر نہ ہوگا۔ کہ ایک عظیم الشان قوم جس میں ہزاروں ہزار فاضل ہر زمانہ میں موجود رہے اور برابر مسیح علیہ السلام کے وقت تک جنمیں نبی آتے رہے انکو ایک ایسی تعلیم سے بالکل بیخبری ہو جاوے جو موسیٰ علیہ السلام کی معرفت انھیں ملی ہو اور مدار نجات بھی وہی ہو + یہ بالکل خلاف قیاس اور بیہودہ بات ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ خود تراشیدہ عقیدہ ہے نبیوں کے صحیفوں میں اس کا کوئی پتہ نہیں ہے اور ہونا بھی نہیں چاہیے کیونکہ یہ حق کے خلاف ہے۔ پس یہودیوں میں توحید پر اتفاق ہونا اور تثلیث پر کسی ایک کا بھی قائم نہ ہونا صریح دلیل اس امر کی ہے کہ یہ باطل ہے حالانکہ خود عیسائیوں کے مختلف فرقوں میں بھی تثلیث کے متعلق ہمیشہ سے اختلاف چلا آتا ہے اور یونی ٹیرین فرقہ اب تک موجود ہے۔ میں نے ایک یہودی سے دریافت کیا تھا کہ توریت میں کہیں تثلیث کا بھی ذکر ہے اور کیا تمھارے تعامل میں کہیں اس کا بھی پتہ لگتا ہے اُس نے صاف اقرار کیا کہ ہرگز نہیں ہماری توحید وہی ہے جو قرآن میں ہے اور کوئی فرقہ ہمارا تثلیث کا قائل نہیں ہے اُس سے یہ کہا کہ اگر تثلیث پر مدار نجات ہوتا تو ہمیں جو توریت کے حکموں کو چوکھٹوں اور آستینوں پر لکھنے کا حکم تھا کہیں تثلیث کے لکھنے کا بھی ہوتا۔ پھر دوسری دلیل اس کے ابطال پر یہ ہے کہ باطنی شریعت میں اسکے لیے کوئی نمونہ نہیں ہے باطنی شریعت بجائے خود توحید چاہتی ہے۔ پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتاب میں اعتراف کر لیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے جزیرہ میں رہتا ہو جہاں تثلیث نہیں پہنچی اُس سے توحید ہی کا مطالبہ ہوگا نہ تثلیث کا۔ پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باطنی شریعت توحید کو چاہتی ہے نہ تثلیث کو۔ کیونکہ تثلیث اگر فطرت میں ہوتی تو سوال اس کا ہونا چاہیے تھا۔

پھر تیسری دلیل اس کے ابطال پر یہ ہے کہ جس قدر عناصر خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں وہ سب کروی ہیں پانی کا قطرہ دیکھو۔ اجرام سماوی کو دیکھو۔ زمین کو دیکھو۔ یہ اس لیے کہ کرویت میں ایک وحدت ہوتی ہے۔ پس اگر خدا میں تثلیث تھی تو چاہیے تھا کہ مثلث نما اشیا ہوتیں۔ ان ساری باتوں کے علاوہ بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہے۔ جو تثلیث کا قائل ہے اُسکا فرض ہے کہ وہ اس کے دلائل دے۔ ہم جو کچھ توحید کے متعلق یہودیوں کا تعامل باوجود اختلاف فرقوں کے۔ اور باطنی شریعت میں اس کا اثر ہونا اور قانون قدرت میں اسکی نظیر کا ملنا بتاتے ہیں اسپر غور کرنے کے بعد اگر کوئی تقویٰ سے کام لے تو وہ سمجھ لے گا کہ تثلیث پر جسقدر زور دیا گیا ہے وہ صریح ظلم ہے۔

انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ کبھی غیر تسلی کی راہ اختیار نہیں کرتا ہے پگ ڈنڈیوں کے بجائے شاہراہ پر چلنے والے سب سے زیادہ ہوتے ہیں اور ہر چلنے والوں کے لیے کسی قسم کا خوف و خطرہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس راہ کی شہادت قوی ہوتی ہے۔ پس جب دنیا میں یہ ایک روزمرہ مشاہدہ میں آئی بات ہے پھر آخرت کی راہ قبول کرنے میں انسان کیوں غیر تسلی کی راہ اختیار کرے جسکے لیے کوئی کافی اور معتبر اور سب سے بڑھ کر زندہ شہادت موجود نہ ہو۔ اسوقت دنیا میں ہزاروں راہیں نکالی گئیں ہیں۔ مگر سعید اور مبارک وہی ہے جو دنیا کے لالچوں کو چھوڑ کر محض خدا کے لیے فقر و فاقہ اختیار کر کے خدائی راہ پر چلنے کی تلاش میں نکلے اور جو خلوص نیت سے اُسے ڈھونڈتا ہے وہ اُسکو پا لیتا ہے۔

عیسائی مذہب کے استیصال کیلیے

ہمارے پاس تو ایک دریا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ یہ طلسم ٹوٹ جاوے اور وہ بت جو صلیب کا بنایا گیا ہے گر پڑے اور اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے مبعوث نہ بھی فرماتا تب بھی زمانہ نے ایسے حالات اور اسباب پیدا کر دیے تھے کہ عیسائیت کا پول کھل جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیرت اور جلال کے یہ صریح خلاف ہے کہ ایک عورت کا بچہ خدا بنایا جاتا جو انسانی حوائج اور لوازم بشریہ سے کچھ بھی استثنا اپنے اندر نہیں رکھتا۔

میں نے ایک کتاب لکھی ہے جسمیں میں نے کامل تحقیقات کے ساتھ یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مسیح صلیب پر مر گیا اصل یہ ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتار لیا گیا تھا اور وہاں سے بچکر وہ کشمیر میں چلا آیا۔ جہاں اُس نے ایکسو بیس برس کی عمر میں وفات پائی اور ابتک اُس کی قبر خانیار کے محلہ میں یوز آسف یا شہزادہ نبی کے نام سے مشہور ہے۔

اور یہ بات ایسی نہیں ہے جو محکم اور مستقیم دلائل کی بنا پر نہو بلکہ صلیب کے جو واقعات انجیل میں لکھے ہیں خود اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا سب سے اول یہ ہے کہ خود مسیح نے ہی مثال یونس سے دی تھی کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے یا مر کر۔ اسکے بعد یہ کہ پیلاطوس کی بیوی نے ایک ہولناک خواب دیکھا تھا جس کی اطلاع سے پیلاطوس کو بھی اشتباہ کر دی اور وہ اس فکر میں ہو گیا کہ اسکو بچایا جاوے اور اسی لیے پیلاطوس نے مختلف پیرایوں میں مسیح کے چھوڑ دینے کی کوشش کی اور آخر اپنے ہاتھ دھو کر بتا دیا کہ میں اس سے بری ہوں۔ اور پھر جب یہودی کسی طرح ماننے والے نظر نہ آئے تو یہ کوشش کی گئی کہ جمعہ کے دن بہت دیر کر کے صلیب دی گئی۔ اور چونکہ صلیب پر بھوک پیاس اور دھوپ وغیرہ کی شدت سے کئی دن رہ کر ہی انسان مر جایا کرتا تھا وہ موقع مسیح کو پیش نہ آیا کیونکہ کسیطرح نہیں ہو سکتا تھا کہ جمعہ کے دن غروب ہونے سے پہلے اُسے صلیب پر سے نہ اتار لیا جاتا کیونکہ یہودیوں کی شریعت کے رو سے یہ سخت گناہ تھا کہ کوئی شخص سبت یا سبت سے پہلے رات صلیب پر رہے مسیح چونکہ جمعہ کی آخری گھڑی صلیب پر چڑھایا گیا تھا اس لیے بعض واقعات آندھی وغیرہ کے پیش آجانے سے فی الفور اُتار لیا گیا۔ پھر دو چور جو مسیح کے ساتھ صلیب پر لٹکائے گئے تھے اُنکی ہڈیاں تو توڑ دی گئی تھیں مگر مسیح کی ہڈیاں نہیں توڑی گئی تھیں۔

اور پھر مسیح کی لاش ایک ایسے آدمی کے سپرد کر دی گئی جو مسیح کا شاگرد تھا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خود پیلاطوس اور اُس کی بیوی بھی اُس کی مرید تھی چنانچہ پیلاطوس کو عیسائی شہیدوں میں لکھا ہے اور اسکی بیوی کو ولیہ قرار دیا ہے۔ اور ان سب سے بڑھ کر مرہم عیسیٰ کا نسخہ ہے جسکو مسلمان یہودی۔ رومی اور عیسائی اور مجوسی طبیبوں نے بالاتفاق لکھا ہے کہ یہ مسیح کے زخموں کے لیے طیار ہوا تھا اور اسکا نام مرہم عیسیٰ اور مرہم حواریین اور مرہم رسل اور مرہم شلیخا وغیرہ بھی رکھا۔ کم از کم ہزار کتاب میں یہ نسخہ موجود ہے۔ اور یہ کوئی عیسائی ثابت نہیں کر سکتا کہ صلیبی زخموں کے سوا اور بھی کبھی کوئی زخم مسیح کو لگے تھے اور اسوقت حواری بھی موجود تھے۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ تمام اسباب اگر ایک جا جمع کیے جاویں تو صاف شہادت نہیں دیتے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ بچکر اتر آیا تھا۔ اسپر اسوقت ہمکو کوئی لمبی بحث نہیں کرنی ہے۔ یہودیوں کے جو فرقے متفرق ہو کر افغانستان یا کشمیر میں آ گئے تھے وہ اُنکی تلاش میں ادھر چلے آئے اور پھر آخر کشمیر ہی میں انھوں نے وفات پائی۔ اور یہ بات انگریز محققوں نے بھی مان لی ہے کہ کشمیری دراصل بنی اسرائیل ہیں چنانچہ برنیئر نے اپنے سفرنامہ میں یہی لکھا ہے اب جبکہ یہ ثابت ہوتا ہے اور واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اتر آئے تو پھر کفارہ کا کیا باقی رہا۔

پھر سب سے عجیب تر بات ہے کہ عیسائی جس عورت کی شہادت پر مسیح کو آسمان پر چڑھاتے ہیں وہ خود ایک چھپے اور شریعت چال چلن کی عورت نہ تھی۔

باقی آئندہ انشاء اللہ

بقیہ

خطبہ عید الفطر

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲ جلد ۶

کیا بڑا بول بولا۔ نادان زمیندار بادشاہ کو طلب کرتا ہے اسے معلوم نہیں کہ بادشاہ تو رہا ایک طرف اگر ایک معمولی سا چپڑاسی بھی آ گیا تو وہ مار مار کر سر گنجا کر دے گا اور محاصل لے لے گا۔ اسی طرح ہر مامور کے مخالف ایسے ہی اعتراض کیا کرتے ہیں لیکن جب ملائکہ کا نزول ہو جاتا ہے پھر ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں جو انھیں یا تو چکنا چور کر دیتے ہیں اور یا وہ ذلیل و خوار حالت میں رہ جاتے ہیں اور یا منافقانہ رنگ میں شریک ہو جاتی ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین قسم کے لوگ ہوئے تھے ایک وہ جو سابق اول من المہاجرین تھے اور دوسرے وہ جو فتح کے بعد ملے ہیں اور تیسرے اس وقت جو رائیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کے مصداق تھے اسی طرح جو لوگ عظمت و جبروت الٰہی کو پہلے نہیں دیکھ سکتے۔ آخر انکو داخل ہونا پڑتا ہے اور اپنی بودی طبیعت سے اپنے سے زبردست کے سامنے مامور من اللہ کو ماننا پڑتا ہے اور بلکہ آخر یعطوا الجزیۃ وھم صاغرون کے مصداق ہو کر رہنا پڑتا ہے۔

پھر اس سے ایک اور گندہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب ملائکہ بھی نہیں آتے ہمیں بھی الہام نہیں ہوتا۔ کشف نہیں ہوتا اور یہ دوکاندار بھی نہ سہی مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ کیا ہمارے پیشوایان مذہب نے اسکو مان لیا ہے؟ وہ لوگ چونکہ اپنے نفس کے غلام اور اپنی جذبات کے تابع فرمان ہوتے ہیں اس لیے پھر کہہ دیتے ہیں کہ

ما سمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین

ہم نے یہ باتیں جو یہ بیان کرتا ہے اپنے آبا و اجداد سے تو کبھی بھی نہیں سنی ہیں +

جب کوئی مامور من اللہ آتا ہے تو نادان۔ بدقسمتی سے یہ اعتراض بھی ضرور کرتے ہیں کہ یہ تو نئی نئی بدعتیں نکالتا ہے اور ایسی تعلیم دیتا ہے جس کا ذکر بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے نہیں سنا۔ اسوقت بھی جب خدا کی طرف سے ایک مامور ہو کر آیا اور اس نے سنت انبیا کے موافق ان بدعتوں اور مشرکانہ تعلیموں کو دور کرنا چاہا جو قوم میں بعد زمانہ کے باعث پھیل گئی تھیں تو ناعاقبت اندیش۔ ناقدر شناس قوم نے بجائے اس کے کہ اسکی آواز پر آگے بڑھ کر لبیک کہتی اسکی مخالفت شروع کی اور نوح کی قوم کیطرح اسکی باتوں کو سنکر یہی کہا ما سمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین یہ سلف کے خلاف ہے یہ اجماع امت کے مخالف ہے۔ فلاں بزرگ کے اقوال میں کہاں لکھا ہے؟ فلاں مفسر کے مخالف ہے وغیرہ وغیرہ یہی صدائیں ہمارے کان میں آ رہی ہیں ورنہ اگر غور کیا جاتا اور ذرا ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر توجہ کی جاتی جو خدا کا مامور لیکر آیا تھا اور سنت انبیا کے موافق اسکی تعلیم کو دیکھا جاتا تو آسانی کے ساتھ یہ عقدہ حل ہو سکتا تھا مگر افسوس ان نادانوں نے جلد بازی سے وہی کہا جو پہلے معترضوں اور مخالفوں نے کہا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف میں انبیا و رسل کے مخالفوں کے اعتراضوں کو پڑھکر مجھے بڑی عبرت ہوئی ہے۔ اور خدا کے فضل سے میں اس مقام پر پہونچ گیا ہوں کہ میرے سامنے اب کسی نشان یا اعجاز کی ضرورت میرے ماننے کے لیے نہیں رہی اسی لیے میں یہ اصول سمجھا ہوں کہ مامور من اللہ جب آتے ہیں تو کیا لے کر آتے ہیں؟ اور ان پر کس قسم کے اعتراض کیے جاتے ہیں؟ میں نے بارہا معترضوں اور مخالفوں سے اب بھی پوچھا ہے کہ وہ کوئی ایسا اعتراض کریں جو کسی پہلے نبی پر نہ کیا گیا ہو؟ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ کوئی نیا اعتراض پیش نہیں کرتے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ آج جو لوگ حضرت اقدس کی مخالفت میں اٹھتے ہیں ان کے معتقدات کا تو یہ حال ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اصل غرض اور قرآن شریف کی تعلیم کا خاص منشا دنیا میں سچی توحید کا قائم کرنا تھا مگر لوگوں کو پوچھو تو وہ مسیح کو خالق لمثلہ کخلق اللہ۔ شافی مانتے ہیں۔ عالم الغیب یقین کرتے ہیں۔ محیی اسے مانتے ہیں حلال و حرام ٹھیرانے والا اسی کو سمجھتے ہیں قدوس وہ ہے۔ ساری دنیا کے راستبازوں حتیٰ کہ اصفی الاصفیا اشرف الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کو مس شیطان سے بری نہیں سمجھتے مگر مسیح کو بری کہتے ہیں۔ مسیح خلا میں ہے زندہ ہے مگر باقی سارے نبی فوت ہو چکے اس کے آئندہ مرنے کے دلائل بھی تو بودے کمزور اور ایسے الفاظ پر مشتمل ہیں کہ ان پر بہت سے اعتراض ہو سکتے ہیں غرض وہ کون سی صفت خدا میں ہے جو مسیح میں نہیں مانتے؟ اس پر بھی یہ ایک خدا کے ماننے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور خدا کی عظمت و جلال کو اسی طرح قائم کرنا چاہتا ہے جیسے انبیا کی فطرت میں ہوتا ہے اس پر اعتراض کیا جاتا ہے اور اسکی تعلیم کو کہا جاتا ہے کہ سلف کے اقوال میں اس کے آثار نہیں پائے جاتے۔ افسوس!! یہ لوگ اگر انبیا علیہم السلام کی مشترکہ تعلیم کو پڑھتے اور قرآن شریف میں ماموروں کے قصص اور ان کے مخالفوں کے اعتراض اور حالات پر غور کرتے تو انھیں صاف سمجھ میں آ جاتا کہ یہ وہی پرانی تعلیم ہے جو نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ علیہم السلام اور سب سے آخر خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آیا تھا۔ اگر تعلیم پر غور نہ کر سکتے تھے تو ان اپنے اعتراضوں ہی کو دیکھتے کہ کیا یہ وہی تو نہیں جو اس سے پہلے ہر زمانہ میں ہر مامور پر کیے گئے ہیں۔

مگر

افسوس تو یہ ہے کہ یہ قرآن شریف کو پڑھتے ہی نہیں۔

غرض

یہ بھی ایک مرحلہ ہوتا ہے جو مامور من اللہ اور اسکی مخالفوں کو پیش آتا ہے اور اس زمانہ میں بھی پیش آیا۔

پھر جب یہ لوگ گھبرا اٹھتے ہیں اور لوگوں کو اسکی طرف رجوع کرتا ہوا پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کی مخالفتیں اور عداوتیں مامور کے حوصلے اور ہمت کو پست نہیں کر سکتی ہیں۔ اور وہ ہر آئے دن بڑھ بڑھ کر اپنی تبلیغ کرتا ہے اور نہیں تھکتا اور درماندہ نہیں ہوتا اور اپنی کامیابی اور مخالفوں کی ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتا ہے جیسے نوح علیہ السلام نے کہا کہ تم غرق ہو جاؤ گے اور خدا کے حکم سے کشتی بنانے لگے تو وہ اسپر ہنسی کرتے تھے نوح نے کیا کہا ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون۔ اگر تم ہنسی کرتے ہو تو ہم بھی ہنسی کرتے ہیں اور تمہیں انجام کا پتہ لگ جاوے گا کہ گندے مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اسی طرح فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ سنکر کہا قومھما لنا عابدون۔ انکی قوم تو ہماری غلام رہی ہے ھو مھین ولا یکاد یبین۔ یہ کمینہ ہے اور بولنے کی اسکو مقدرت نہیں اور ایسا کہا کہ اگر خدا کی طرف سے آیا ہے تو کیوں اسکو سونے کے کنگن اور خلعت اپنی سرکار سے نہیں ملا۔ غرض یہ لوگ اسی قسم کے اعتراض کرتے جاتے ہیں اور جب اسکی ان تھک کوششیں اور مساعی کو دیکھتے ہیں اور اپنے اعتراضوں کا اسکی ہمت اور عزم پر کوئی اثر نہیں پاتے بلکہ قوم کا رجوع دیکھتے ہیں تو پھر کہتے ہیں ان ھو الا رجل بہ جنۃ۔ میاں یہ دیوانہ آدمی ہے۔ انسان جس قسم کی دھت لگاتا ہے اسی قسم کی رویا بھی اسکو ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے خیالات کے اظہار سے وہ یہ کرنا چاہتے ہیں کہ تا خدا کی پاک اور سچی وحی کو ملتبس کریں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جیسے رمّال۔ احمق جفار۔ گنڈے والے۔ فال والے۔ ایک سچائی کے ساتھ دس جھوٹ ملاتے ہیں اسیطرح اس سچائی کا بھی خون کریں۔ اسلیے کہتے ہیں کہ یہ دحست کی باتیں ہیں یہ دعوے اور یہ پیشگوئیاں اپنے ہی خیالات کا عکس ہیں دوستوں کے لیے بشارتیں اور اعدا کے لیے انذار یہ جنوں کا رنگ رکھتی ہیں۔ سچائی اور آج یہ اب تک اعتراض کرتے ہیں

کہ قرآن شریف میں اپنے مطلب کی وحی بنالیتے ہیں اور دور کیوں جائیں اسوقت کے کم عقل مخالف بھی یہی کہتے ہیں۔ مگر ایک عجیب بات میرے دل میں کھٹکتی ہے کہ وہ کافر جو نوح علیہ السلام کے مقابل میں تھے انہوں نے یہ کہا

فتربصوا بہ حتی حین۔

چندروز اور انتظار کرلو۔ اگر یہ جھوٹا اور کاذب مفتری ہے تو خود ہی ہلاک ہو جاوے گا مگر ہمارے وقت کے ناعاقبت اندیش۔ اندھوں اور نادانوں کو اتنی بھی خبر نہیں اور انہیں اتنی بھی صداقت اور صبر نہیں جو نوح کے مخالفوں میں تھا وہ کہتے ہیں فتربصوا بہ حتی حین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوب سمجھتے تھے کہ کاذب کا انجام اچھا نہیں ہوتا اسکی گردن پر جھوٹ سوار ہوتا ہے خود اسکا جھوٹ ہی اسکی ہلاکت کیلیے کافی ہوتا ہے مگر وہ لوگ کیسے کم عقل اور نادان ہیں جو اس سچائی سے بھی دور جا پڑے ہیں اور اس معیار پر صادق اور کاذب کی شناخت نہیں کرسکتے میرے سامنے بعض نادانوں نے یہ عذر پیش کیا ہے کہ مفتری کے لیے مہلت ملجاتی ہے قطع نظر اس بات کے کہ انکے ایسے بیہودہ دعوے سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی نبوت پر کسقدر حرف آتا ہے قطع نظر اس کے ان نادانوں کو اتنا معلوم نہیں ہوتا کہ قرآن کریم کی پاک تعلیم پر اس قسم کے اعتراف سے کیا حرف آتا ہے اور رکیونکر انبیاء و رسل کے پاک سلسلہ پر سے امان اٹھ جاتا ہے؟ میں پوچھتا ہوں کہ کوئی ہمیں بتائے کہ آدم سے لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور آپ سے لے کر اسوقت تک کیا کوئی ایسا مفتری گذرا ہے جس نے یہ دعوی کیا ہو کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اور وہ کلام جسکی بابت یہ دعوی کیا ہو کہ خدا کا کلام ہے اس نے شائع کیا ہو اور پھر اسے مہلت ملی ہو۔ قرآن شریف میں ایسے مفتری کا تذکرہ یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اقوال میں پاک لوگوں کے بیان میں اگر ہوا ہے تو دکھاؤ کہ اس نے تقول علی اللہ کیا ہو اور بچگیا ہو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ایک مفتری بھی پیش نہ کرسکیں گے۔ مہلت کا زمانہ میرے نزدیک وہ ہے

جبکہ مکہ میں اللہ تعالے کا کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں نازل ہوا۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل۔ لاخذنا منہ بالیمین۔ ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین اگر یہ رسول کچھ اپنی طرف سے بنا لیتا اور کہتا کہ فلاں بات خدا نے میرے پر وحی کی ہے حالانکہ وہ اسکا اپنا کلام ہوتا نہ خدا کا۔ تو ہم اسے دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور پھر اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اسکو بچا نہ سکتا کیسا صاف اور سچا معیار ہے کہ مفتری کی سزا ہلاکت ہے اور اسے کوئی مہلت نہیں دیجاتی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی کیسی روشن دلیل اور ہر صادق مامور من اللہ کی شناخت کا کیسا خطا نکرنیوالا معیار ہے مگر اسپر بھی نادان کہتے ہیں کہ نہیں مفتری کو مہلت مل جاتی ہے!!! یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اب کیا مشکل ہے جو ہم اس زمانہ کو جو مفتری کے ہلاک ہونے اور راستباز کے راستباز ٹھہرائے جانے پر بطور معیار ہو سکتا ہے سمجھ لیں۔ اس آیت کے نزول کا وقت صاف بتاتا ہے مگر اندھوں کو کون دکھلا سکے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ جامع جمیع کمالات تھے آپکی امت ان تمام برکات اور فیوض کی جامع ہے جو پہلی امتوں پر انفرادی طور پر ہوئے اور آپ کے اعدا تمام خسرانوں کی جامع جو پہلے نبیوں کے مخالفوں کے حصے میں آئے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے جب سورہ شعرا میں ہر نبی کا قصہ بیان فرماتا ہے تو اسکے بعد فرماتا ہے ان ربک لھو العزیز الرحیم۔ باقی آئندہ

قاعدہ یسرالقرآن

شائع ہوگیا ہے محصولڈاک سے قیمت ہے حکیم فضل الدین سے

طلب کرو

زریں اصل

یہ ایک خطبہ کا خلاصہ ہے جو ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا + اور ایڈیٹر الحکم نے اپنی طرز و الفاظ میں لکھا۔ (ایڈیٹر)

مَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ

یہ آیت بہت ہی غور کے قابل ہے اور اس وقت میں اپنے دوستوں کو اس آیت کی طرف پوری توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ کافروں کی دعا بیکار جاتی ہے یا یوں کہ جسکی دعا بیکار۔ تہی اور ... ہو وہ کافر ہے یا بالفاظ دیگر یوں۔ تعبیر کرو کہ کسی کے کافر عند اللہ ہونے کی درگاہ سے مردود اور مخذول ہونے کا سب سے بڑھ کر یہ نشان ہے کہ اسکی دعا آسمان پر نہ چڑھ سکے۔

میرے دوستو! اللہ تعالےٰ کی کتاب میں یہ ایک عجیب لذیذ اور ساتھ ہی خوفناک ٹکڑا ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے ایک صادق راستباز اللہ تعالےٰ سے سچا اور حقیقی تعلق رکھنے والے مومن اور ایک کاذب مفتری ریا کار منافق میں امتیاز کی راہ رکھدی ہے اور جس قدر ایک دل رکھنے والا انسان اس آیت پر غور کرتا جائیگا اور اللہ تعالےٰ کے برگزیدوں اور مطرودوں کے حالات پر نگاہ کریگا ایک ذوق اور انشراح صدر کے ساتھ یہ زریں اصول اس کی سمجھ میں آجائیگا کہ راستباز کی شناخت کے منجملہ دیگر معیاروں کے ایک زبردست معیار یہ بھی ہے جسکو ہم

قبولیت دعا

کہتے ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں اسی کی تائید میں یوں فرماتا ہے

وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ

اللہ تعالےٰ کے مرسلوں اور ماموروں نے اس پاک ذات سے کبھی جب فتح چاہی اور اللہ تعالیٰ سے فیصلہ مانگا۔ اور مخالفوں نے بھی فیصلہ چاہا

لیکن ظالم مخالف حق کی راہ میں روک ہونیوالے ناکام و نامراد رہے۔

یہ مسئلہ ایسا صاف ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی کو ماننے کے لیے اس کی صفات سمجھنے کے واسطے اور اللہ تعالیٰ کے ماموروں اس سے سچا اور حقیقی تعلق رکھنے والے راستبازوں کی شناخت کیلیے اس سے بڑھ کر مصفا تر اور روشن تر سڑک نہیں ہے یعنی یہ کہ

کون ہے جسکی دعا قبول ہوتی ہے اور کون ہے جسکی نہیں

اس سے صاف معلوم ہو جاوے گا کہ جس کی دعا قبول ہوتی ہے وہ وہ انسان ہے جو رب السموٰت والارض کو پکارتا ہے۔ اور جسکی قبول نہیں ہوتی وہ راندہ درگاہ ہے جسنے حقیقی خدا کو چھوڑ کر کسی عورت زار ناتوان یا کسی اینٹ پتھر درخت کو پکارا ہے کیونکہ عدم قبولیت صاف بتاتی ہے کہ حقیقی خدا کو نہیں پہچانا ورنہ رحمٰن رحیم خدا ایسا نہیں جو کسی مضطر کی پکار سننے وہ جو بن مانگے عطا کرنے والا مولا و معطی ہے کب ہو سکتا ہے کہ کوئی اس سے سچے اخلاص اور حقیقی احتیاجمندی کے ساتھ پورے اضطراب اور اضطرار میں مانگے اور ناکام رہے؟

پس

جسکی دعا بے اثر اور جسکی پکار بے سود ہے وہ سمجھ لے کہ اس دربار میں اسکی دعا نہیں جہاں کوئی پکار رد نہیں ہوتی ہے۔

غرض

تمام قرآن شریف پڑھ کر دیکھ لو مدار فیصلہ اسی قبولیت دعا پر رکھا ہے تاریخ صحیح کے اوراق اب تک گواہی دیتے چلے آتے ہیں کہ ایک شخص کے مقابلہ میں لا انتہا مخلوق ہلاک ہو گئی ہے۔ ذرا بلند نظری سے دیکھو تاریخ میں کیسے کیسے پہاڑ جو اپنے ساز و سامان اپنی جمعیت اپنی تدابیر پر نازاں تھے ایک بیکس۔ ناتوان۔ کس مپرس۔ یتیم کے مقابلہ میں آخر قدرت ایزدی کیا کرشمہ دکھاتی ہے کہ وہ پہاڑ چور چور کیے جاتے ہیں اور وہ بیابان مکہ کا نکالا ہوا یتیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کامیاب ہو جاتا ہے وہ بات کیا تھی؟ یہی قبولیت دعا ہی تو تھی؟ یہ صرف صرف خدا ہی سے دعائیں ہوتی تھیں مخالف بھی تو اپنی جگہ دعائیں کرتے تھے مگر سنے کون اور نامراد ہونے کا یہی راز ہے کہ انکی دعا منہ پر ماری جاتی تھی

مطلق۔ مقتدر۔ غالب علی امرہ خدا کے حضور نہ تھیں بلکہ وہ لات منات عزّیٰ کے پتھروں سے تھیں پس وہ جو خود ہلنے اور حرکت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے جنمیں کوئی حس اور قوت نہ تھی وہ کسی کی دعا میں کیا قوت کا نمونہ دکھا سکتے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں کیا قوت اور اثر رکھتی تھیں؟ انمیں کیا جذب اور شوکت تھی؟ کہ آپکے لیے وہ زمین زمین اور آسمان آسمان نہ رہا۔ بلکہ ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا ہو گیا۔

بات صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں پورے شعور اور سچے اور لذیذ ایمان کے ساتھ جو حضور کو اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات پر تھا حقیقی طور پر خدا ہی سے تھیں اور اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ ایسا ہی ربنا و اتنا ما وعدتنا علی رسلک۔ وانصرنا علی القوم الکفرین۔ اس قسم کی جتنی دعائیں ہیں وہ سب قبول ہوئی ہیں اور ایک عالم نے انکی قبولیت کے آثار کو مشاہدہ کیا ہے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کے خلفاء راشدین کے زمانہ سے لیکر اب تک اور پھر قیامت تک ان کامیابیوں کے نمونے نظر آتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ دعا کرنیکے واسطے اولاً یہ ضروری ہے کہ وہ کونسی ہستی ہے جس کے حضور دعا کیجاتی ہے پھر اسکی صفات اور قدرتوں پر پورا ایمان ہو اور پھر اس کے ساتھ سچا تعلق ہو جب تک اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات کی معرفت اور پھر اپنے لذیذ ایمان نہو بات نہیں بنتی۔

وہ لوگ جنکو خدا نے سچی معرفت اور مستحکم ایمان بخشا ہے وہ بہت کم ہیں بہت ہیں جو استبعاد کے مرض میں مبتلا اور گرفتار ہیں۔

استبعاد کیا ہے؟ اپنے محدود اور ضعیف قویٰ اور کمزور اور ناقص علم پر لحاظ اور قیاس کر کے خدا تعالےٰ کی نسبت بھی یہی رائے قائم کر لینا کہ اس سے یہ کام نہیں ہونے کا۔ یہی استبعاد ہے جسکی وجہ سے ہزاروں انسان خودکشی کر چکے ہیں اور انکی تعداد تو بہت ہی زیادہ ہے جو روحانی طور پر خودکشی کرتے ہیں۔

خیالی تہذیب و شائستگی کے ملکوں میں خودکشیوں کی کثرت صاف بتاتی ہے کہ ان کا ایمان کیسی

ایسی زبردست اور مقتدر ہستی پر نہیں جو کبھی بھی انسان کو مایوس نہیں ہونے دیتی اور بڑی سے بڑی نامرادی اور ناکامی میں بھی جو مادی دنیا کی نگاہ میں نامرادی کہلاسکتی ہو مومن باللہ کے لیے ایک بھی کامیابی اور حقیقی راحت نظر آتی ہے کیوں؟ خدا تعالے پر ایمان ہے۔

میں جب یورپ کے مختلف ممالک کی خودکشیوں اور آئے دن ہی ناگوار فعل کی کثرت کو دیکھتا ہوں۔ تو مجھے عورت زاد خدا کو ماننے والوں پہ رحم اور عیسائیت پر افسوس آتا ہے کہ اس نے ان کے سامنے ایک ناتوان اور بیکس اور عدم قبولیت دعا کا پورا نمونہ خدا پیش کیا ہے اسلیے مردہ پرست قوم میں زندگی کی روح پیدا کیونکر ہو۔ مردہ پرست نصرانیت اگر اس خدا کا چہرہ دکھاتی جو عنوں کی تاریکی میں نور ہے تو یہ مصیبت آج اس کے پرستاروں کو پیش نہ آتی کہ ذرا بھی نامرادی پر گولی کھا کر ڈھیر ہوجاتے ہیں۔

غرض

دعا میں بڑی قوت اور تاثیر ہے مگر سچی دعا کے لیے مؤثر اور جاذب نصرت دعا کے لیے والا یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالے کی ذات اور اسکی صفات کی معرفت ہو اور اُس پر سچا ایمان ہو۔ وہ شخص جو اپنی راہ میں پہاڑ دیکھتا ہے اور کوئی ہتھیار انکو اُڑا دینے کا اسکے پاس نہیں کہ وہ کبھی بھی مایوس نہیں ہو سکتا اگر اسکو یہ یقین ہے کہ میرا خدا حقیقی طور پر علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے وہ اللہ تعالے کی قدرت اور طاقت پر نظر کرتا ہے اور وہ پہاڑ اسکے سامنے ایک ذرہ سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھہ سکتا اسکا دل آنے والی کامیابی کو دیکھکر لذت اور سرور سے بھر جاتا ہے اور وہ شرح صدر کے ساتھ بول اُٹھتا ہے مولیٰ کریم ان پہاڑوں کو دور کردے ذرا غور کرو۔ کیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات اور رکاوٹیں پہاڑوں سے کم تھیں؟ پہاڑوں کو تو آج کل کی سفر بلینٹ اُڑا دیتی ہیں ٹنل نکالکر رستے صاف کرلیتی ہیں لیکن اگر ان پہاڑوں کے کھود ڈالنے کو کوئی مشکل پیش آجاوے تو پھر انکو خودکشی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو لا انتہا مشکلات اور مصائب پیش آئے لیکن اگر حقیقی خدا آپ جلوہ گر نہ ہوتا تو کب ممکن تھا کہ بشری طاقتیں قائم رہ سکتیں۔

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات پر سوچتے سوچتے جب اس مقام پر پہونچتا ہوں کہ وہ بنی اسرائیل کو لیکر ایسے مقام پر پہونچے ہیں کہ آگے دریائے نیل موجیں مارتا ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے۔ آگے بڑھتے ہیں تو دریا غرق کرنے والا موجود اور پیچھے ہٹتے ہیں تو لشکر فرعون قتل پر آمادہ غرض نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن ایسی حالت میں کمزور فطرۃ ضعیف الایمان بنی اسرائیل کیا کہتے ہیں

یٰمُوسیٰ اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ

اے موسیٰ ہم تو پکڑے گئے۔ ان الفاظ پر غور کرو کہ کسقدر ضعف اور پریشانی اپنے اندر رکھتے ہیں۔ خدا جانے وہ ساٹھ ہزار تھے یا ستر ہزار مگر انکی گھبراہٹ کو دیکھو کہ کیسے بے دل ہو کر بولتے ہیں مگر وہ موسیٰ مرد خدا کیا کہتا ہے۔

كَلَّا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ

میرا رب میرے ساتھ ہے وہ عنقریب کوئی راہ نکال دے گا۔ ایک ہی قسم کے اسباب اور واقعات موسیٰ اور اسکی قوم کو درپیش ہیں قوم باوجودیکہ ساٹھ ہزار افراد کا مجموعہ تھی ایسے گھبرائے اور رستہ پٹائے کہ کچھہ بن نہیں پڑتا تھا مگر یہ مرد خدا انھیں واقعات کو دیکھتا ہوا یہی کہتا ہے كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ۔ یہ ثبوت ہے اللہ تعالے کی ہستی کا۔ اس لیے خدا کی چہرہ نمائی کی یہی راہ ہے وہ موسیٰ اگر انسانی قویٰ کا بندہ ہوتا اسکی نظر اگر زمین اور اسکے اسباب تک ہی محدود ہوتی تو وہ بھی وہی بولتا جو قوم بولی تھی مگر نہیں اسے خدا پر ایک قوی ایمان تھا جو قوم میں نہ تھا۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر خطرناک وقت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر آیا ہے اُس غار ثور میں جہاں سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کا خالص جاں نثار رفیق ابوبکر صدیق ہے اور دشمن ٹھیک اس غار کے منہ پر پہونچ گئے ہیں یہاں تک کہ اُن کے پاؤں کی چاپ بھی سنائی دیتی ہے۔ یہ صادق الایمان انسان کس قوت اور طمانیت کے ساتھ اپنے رفیق سے کہتا ہے۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اللہ اللہ ان الفاظ میں کیا قوت اور جذب ہے۔ موسیٰ تو اِنَّ مَعِيَ رَبِّي کہتا ہے اللہ تعالے کی ایک صفت کو لیتا ہے مگر یہ کامل انسان کس بصیرت اور معرفت کے عظیم الشان منار پر کھڑا ہے جو کہتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

یہ ایمانی رنگ اور خالص یقین جو معرفت کے نور سے منور ہے موسیٰ علیہ السلام کے الفاظ میں نہیں۔ یہ ایک ثبوت ہے آنحضرت صلعم کے افضل الرسول ہونے کا۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ ارشاد تمام دنیا پرست دہریوں کے لیے ایک روشن چراغ ہے ایک زمینی آدمی زمینی اسباب پر نگاہ رکھنے والا کیونکر یہ بات کہہ سکتا ہے اور نہ صرف کہتا ہے بلکہ پھل کھا کر دکھا سکتا ہے؟ ان امور پر غور کرکے ایک زیرک انسان اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ یہ خدا کے برگزیدے کن الفاظ میں بولتے ہیں۔ اگر یہ نتیجہ میں فیل ہوجاتے تو شبہ پڑ سکتا تھا کہ وہ خدا سے نہیں لیکن انکی کامیابیوں نے مہر کردی کہ وہ جو کچھہ کہتے تھے خدا سے فیض پاکر بولتے ہیں۔

ایسے الفاظ منہ سے نکالدینا تو کوئی بڑی بات نہیں ایک ذلیل انسان بھی کہہ سکتا ہے کہ خدا میرے ساتھ ہے اور ایک مردہ پرست عیسائی بھی کہدیتا ہے

[illegible]

مگر جب تک تجلی نہ ہو وہ جھوٹا ہے۔ بڑا بھاری نشان خدا کی نصرت اور بامرکامیابی کا اگر ساتھ نہیں تو کچھہ نہیں صرف منہ سے کہنا عبث اور باطل ہے پس سچا معیار اور کامل اصول جو خدا کے کلام میں ہیں ایمان کی پرکھہ کے لئے ہے وہ یہی ہے مَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ۔

وہ لوگ جو خدا تعالے پر سچا ایمان نہیں رکھتے اور استبعاد کے مرض میں گرفتار ہیں انکی دعا اور پکار کی مثال اس شخص کیسی ہے جو پانی کو کہے کہ اے پانی تو میرے منہ میں آجا۔ اس مثال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ پانی

کی فطرت اور پینے سے ناآشنا محض ہے کیونکہ پانی کبھی خود بخود منہ میں نہیں آجاتا

الغرض

قبولیت دعا ایک کبھی بھی خطا نہ کرنے والا معیار ہے آج بھی اسی پیمانہ پر راستباز مومن باللہ مامور من اللہ اور ایک مفتری کافر ہے ایمان کو آزماؤ۔ اگر کسی کے پاس منطقی ثبوت اس غرض کے لیے ہوں تو کچھ پڑا نہیں کیونکہ انبیاء و رسل اور تمام راستبازوں کا تصدیق کردہ اور مہر لگا ہوا ثبوت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ آج زمین کے اوپر آسمان کے نیچے سب سے اول کوئی ایسا شخص پیش کرو جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ خدا میری دعاؤں کو سنتا ہے؟ بجز حضرت مسیح موعود کے کوئی دوسرا شخص تمھیں نظر نہ آئیگا جس نے ہزاروں اشتہاروں رسالوں اور کتابوں میں یہ دعویٰ کیا ہو کہ **قبولیت دعا کا نشان مجھے دیا گیا ہے**۔ دعویٰ کا دعویٰ سے مقابلہ کرو اور پھر روشن دلائل کا دلائل سے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی سچائی پر اس آیت کے ذریعہ مہر کردی ہے۔ **مَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ**۔

اس خدا کے راستباز اور برگزیدہ نے اپنی دعاؤں کی قبولیت سے اور مخالفوں کو مقابل پر بلا کر اور انکی جرأت نہ ہونے سے صداقت ثابت کر دیا ہے کہ یہ خدا شناس خداپرست اور بالآخر خدا نما ہے۔ ہنری مارٹین کے مقدمہ میں جب مستعجل اور نادان مخالفوں نے مشہور کیا کہ ہم ہزار کی ضمانت کا وارنٹ جاری ہوا ہے اس آواز کو سنکر نادان سنت اللہ سے ناواقف غزنویوں اور انکے دوسرے ہم مشربوں نے جوف اللیل اور اطراف النہار میں دعائیں کیں کہ اب یہ خدا کا مامور ذلیل کیا جاوے گا اور بڑے بڑے دعوے کیے مگر آخر خدا تعالیٰ نے دکھایا کہ ان گدی نشینوں۔ غزنویوں۔ اخباریوں اور دوسرے ملانوں مشائخوں کی دعائیں آسمان تک نہیں جا سکتیں اس لیے کہ وہ ایمان جو دعا کو آسمان پر پہونچاتا ہے انہیں پایا نہ جاتا تھا مگر اس کے خدا نے پہلے ہی سے خبر دے دی

ابرا

چنانچہ اسی کے موافق یہ عزت و احترام سے بری ہوا میں کہتا ہوں خدا کے لیے ہمارے مخالف اور اور لوگ جنکے کانوں میں یہ آواز پہونچے سوچیں کہ کیا بات ہے؟ سارے مخالف مشائخ اور گدی نشین صوفی مولوی کافر اور مفتری کہنے والے اور جسکی ہلاکت کے لیے دعائیں کرنے والے آخر ناکام و نامراد ہوتے ہیں اور یہ راستباز عزت و نصرت پاتا ہے۔

وہ لوگ جنھوں نے امرت سر کی عیدگاہ میں مباہلہ کا نظارہ دیکھا تھا غور کریں کہ اگرچہ عبد الحق غزنوی شرمندہ نہیں ہوا مگر کیا دنیا کو معلوم نہیں کہ انھوں نے یہ منصوبہ کر رکھا تھا اور اپنے خیال خام میں وہ سمجھتے تھے کہ اگر میرزا نکا وہ منتر جسکو انھوں نے مباہلہ کے لیے تجویز کیا تھا منہ سے نکالے گا تو ہلاک ہو جاوے گا۔ مگر دیکھنے والوں کو خوب معلوم ہے کہ حضرت خدا کا مسیح زرد رنگ اور مندی ہوئی آنکھوں کے ساتھ ناتوان اور ضعف کی سچی تصویر اپنے کامل ایمان اور سچی بصیرت کے ساتھ بولا تھا کہ

ایخدا اگر میں تیری طرف سے نہیں تو مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو آجتک کسی مفتری پر نہ ہوا ہو

اگر وہ فی الواقعی مفتری ہوتا تو ہمیں کیا شک ہے کہ غیور خدا کے غضب کی بجلی اسے ہلاک کر دیتی

مگر

میں پوچھتا ہوں انصاف سے کہو خدا کیلیے سچی گواہی کو مت چھپاؤ کہ غزنویوں کے اس منتر کا اثر کس پر ہوا۔ کیا اسکے در و دیوار پر خدا کی برکت کی بارش نہیں برسی؟ کیا اسی وقت سے اسکی ترقی کا سلسلہ ایک زور اور جوش کے ساتھ نہیں چل پڑا۔ کیا وجہ ہے کہ لاکھوں کروڑوں کے مقابل میں یہ سرسبز ہو رہا ہے غور تو کرو۔ آج ہمارے لیے یہ بہت بڑا معیار اور کسوٹی ہے خدا کے لیے آنکھیں کھولو کاش تمھارے دل بینا ہوتے میرے دوستو! یہ بصائر ہیں یہ زریں اصول ہیں انکو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو آخر میں تمھیں کہتا ہوں کہ یہ آسمان جو بدلا ہوا ہے یہ ہوا کو نہیں جو تبدیلی تمھیں محسوس ہوتی ہے کہ مختلف قسم کی وبائیں اور بلائیں آتی ہیں امساک بارش کی وجہ سے مشکلات آتی ہیں یہ اسی کی بد دعاؤں کا اثر ہے میرا ایمان ہے کہ اسکی دعائیں ہوا کو نکو معاف کرتی ہیں اسی کی دعائیں انکو زہرناک کر سکتی ہیں۔ پس تم اسکی صحبت میں رہ کر دعا کے مسئلہ کی حقیقت سمجھو۔ تا تمھارا ایمان قوی ہو اور پھر تم دعا کی کیفیت سے ایک لذت حاصل کر سکو اللہ تعالیٰ مجھے اور تم سب کو اسکی توفیق دے **آمین**

قواعد انتظام مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اغراض مقاصد مدرسہ

(۱) اصل غرض اس مدرسہ کی ضروری دینی تعلیم اور اسکے ساتھ حتی الوسع تعلیم دنیاوی حسب ضرورت وقتی کے بموجب لازماً دینا ہے

(۲) مسلمان بچوں کو مخالفین اسلام قرآن کریم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور امام زمان حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعتراضوں کے جواب کیلیے تیار کرنا اور عقائد باطلہ کے بطلان سے آگاہ کرنا۔

(۳) مسلمان بچوں کو اسلام کی خوبیوں اور اسکے کامل تعلیم اور عقائد صحیحہ احمدیہ سے آگاہ کرنا جو اللہ تعالیٰ نے بتوسط مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تعلیم کیے ہیں۔

قواعد

(۱) ان قواعد کا نام بائی لاز انتظام مدرسہ تعلیم الاسلام ہوگا۔

(۲) اس مدرسہ کے بانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس لیے وہ مربی ہوں گے۔

(۳) اس مدرسہ کا انتظام حسب منشا و خواہش و تحریک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاکسار **محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ**

کریں گے جو ڈائرکٹر کہلائیں گے۔

(۴) معاونین مدرسہ کے اقسام مندرجہ ذیل ہوں گے۔

(ا) ٹرسٹی (ب) وزٹر (ج) حامی۔

(۵) ٹرسٹی وہ ہوں گے جو مندرجہ ذیل شرائط کو پورا کریں اور یہ اپنی قیمتی آراء کو وقتاً فوقتاً ڈائرکٹر صاحب کو مطلع کرسکتے ہیں اور ڈائرکٹر چاہیں تو اُن کی رائے لے سکتے ہیں۔

(ا) جو صاحب ۶۰ روپیہ یا ۶۰ سے زائد سالانہ مدرسہ کو دیں۔

(ب) جو ۵ روپیہ ماہوار یا ۵ روپیہ سے زائد نقد چندہ باجازت ڈائرکٹر صاحب وصول کرکے مدرسہ کو بھیجیں یا سفر کرکے اس مقدار تک چندہ باجازت ڈائرکٹر صاحب وصول کرکے بھیجیں مگر سفر خرچ کا بار مدرسہ پر نہ پڑے۔ ورنہ بمقدار سفر خرچ زائد چندہ وصول ہونا چاہیے یعنی کم سے کم ۵ روپیہ علاوہ سفر خرچ ہو اور اصل سفر خرچ چھٹے حصہ رقم چندہ وصول کردہ سے زیادہ نہ ہو۔ (ج) جو مدرسہ کیلیے کتابیں تالیف کرکے الحاق تالیف مدرسہ کو مفت عنایت فرماویں (د) جو کسی دوسرے طریق سے علمی عملی فائدہ پہنچائیں یعنی نصیحت و وعظ کرنا کسی ایسی خدمت مدرسہ کو مفت انجام دینا جسمیں ملازم کی ضرورت ہو مثلاً مدرسی۔ علاج۔ انجینیری وغیرہ مگر ایسی ہی معتدبہ ہو جیسے مندرجہ بالا شرائط میں ہے۔

(۵) پریسیڈنٹان لوکل کمیٹی ہائے وصول چندہ مدرسہ

(۶) وزٹر صاحبان وہ ہوں گے جنکو مدرسہ کے دیکھنے کا اختیار ہوگا اور اس کے انتظام میں اگر کوئی نقص انہیں وہ دیکھیں تو ڈائرکٹر کو اسکی اطلاع دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ مندرجہ ذیل شرائط کو پورا کریں

(ا) جو ایک روپیہ ماہوار چندہ دیتے ہوں اور خاص دلچسپی مدرسہ کے متعلق رکھتے ہوں (ب) کوئی عمدہ تجویز بھیجیں جس سے مدرسہ کو مالی یا علمی معتدبہ فائدہ حاصل ہو۔

(۷) حامی وہ اصحاب ہوں گے جو ماہوار کم از کم چندہ دیتے ہوں۔

انتظام مدرسہ

(۸) انتظام مدرسہ بموجب حکم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مرقومہ بالا تاریخ موصولہ ۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء جناب خانصاحب محمد علی خاں صاحب ڈائرکٹر کے سپرد ہوا۔ بمنشا حکم ہذا خانصاحب کو منشا ہے کہ بطور خود یا بذریعہ کسی کمیٹی کے انتظام مدرسہ یا بذریعہ چند اصحاب کے اُن کو جدا کام سپرد کرکے اپنی نگرانی پر انتظام مدرسہ کرائیں اور تمام ممبران فرقہ احمدیہ پابند ہیں کہ جن سے انتظام مدرسہ وغیرہ میں خانصاحب مدد لینا چاہیں وہ بلا عذر اس امر میں مدد دیں یا جو کام اُن کے سپرد کیا جاوے انجام دیں۔

(۹) ٹرسٹیان کو سال بھر میں ایکدفعہ دار الامان میں جمع ہونا ہوگا اور اُن کے سامنے رپورٹ مدرسہ پڑھ کر سنائی جایا کریگی اور ٹرسٹیان مدرسہ کے لیے تعلیم اور دیگر ضروریات مدرسہ مثل تعمیر وغیرہ کے لیے فنڈ مہیا کرنے کے واسطے تدابیر سوچیں گے اور اسپر بحث کرینگے اور جو رزولیوشن اس غرض سے پاس کرینگے ان کو عمل میں لاکر فنڈ جمع کرکے مدرسہ کو دیں گے۔ اور اسی طرح اور مفید مدرسہ رزولیوشن پاس کرکے انہیں عمل درآمد کریں گے اور جو رزولیوشن مفید متعلق تعلیم انتظام مدرسہ پاس کریں گے اُس کی ڈائرکٹر کو دیں گے اور حسب مصلحت وقت جو رزولیوشن عملاً مفید سمجھی جائیں گے اُن کے بموجب ڈائرکٹر صاحب اصلاح کریں گے۔

ایڈیٹوریل

مسیح موعود برٹش گورنمنٹ اور ہمارے مخالف مسلمان

نمبر دوم

الغرض حضرت مسیح موعود نے اپنے عظیم الشان دعویٰ کی بنا پر جسقدر مسلمانوں کی روحانی بھلائی اور اخلاقی اصلاح اور ترقی کے لیے کوشش کی ہے اسی قدر ضمنی طور پر ان اصلاحوں کے نتائج اور ثمرات میں مسلمانوں کی دنیوی بہبودی اور فلاح بھی ہوتی جاتی ہے اور آپکا وجود باوجود اہل اسلام کے لیے دونو پہلوؤں سے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اور اس امر میں کلام کرنا صرف سیاہ دل بدخواہ اور حاسد کا کام ہوسکتا ہے انکی ذات سے مسلمانوں کے تعلقات تاج برطانیہ کے ساتھ نہایت ہی مضبوط اور مستحکم ہوجائیں گے اور تعلقات کی استحکام سے وہ گورنمنٹ سے ان فوائد عظیمہ کے حاصل کرنیکو قابل ہوسکینگے جنکی انھیں خواہش ہے اور جسکی لیے وہ کہیں تعلیمی کانفرنسیں کرتے ہیں کہیں کچھ اور کہیں کچھ۔

ہمیں اس امر کے ماننے میں کوئی کلام نہیں بلکہ فخر اور ناز ہے کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی اور بعثت کی اصل غرض روحانی ترقی اور اخلاقی اصلاح کے مقاصد سے انکی عنان حکومت الگ کرنا چاہتا ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مذہبی اصلاح اور روحانی رفاہ ہی ایسی چیزیں ہیں جنکے نیچے آکر انسان اپنے بادشاہ کا سچا مطیع اور فرمانبردار ہوسکتا ہے کیونکہ جسقدر زبردست کا اثر مذہب کی ایک مذہب پرست انسان پر ہوسکتا ہے دوسری کوئی چیز اس سے بڑھ کر اپنا اثر نہیں ڈال سکتی ان لوگوں نے سخت غلطی کھائی ہے جو کسی ایسے مذہبی ریفارمر کی کاروائی کو بدظنی کی نگاہ سے دیکھنا چاہتے ہیں جو اخلاقی اور روحانی ترقی کے عملی نمونہ پیش کرنا چاہتا ہے وہ مذہب سچا مذہب اور وہ ریفارمر سچا ریفارمر نہیں ہوسکتا اور ہرگز نہیں ہوسکتا جو اپنے بادشاہ کی خلاف کوئی حکم دیتا ہو اور خصوصاً اس بادشاہ کی جو عادل منصف ہو نیکو علاوہ محسن بھی ہو۔ اور جسکی طرف سے مذہبی احکام کی بجا آوری اور تعمیل میں کسی قسم کی روک اور سختی نہ کیجاتی ہو بلکہ پوری آزادی عطا کی ہوئی ہو۔ یہ بات سرسری نگاہ سے دیکھنے کے قابل نہیں ہے بلکہ اسپر نہایت فکر کی ضرورت ہے۔ اسلیے ہم اس مضمون کے پانچ حصے کرینگے۔ پہلے حصہ میں ہم یہ دکھلاوینگے کہ اسلام اپنے بادشاہ وقت کی حکومت کے ماتحت رہنے کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے۔ دوسرے حصہ میں ہم یہ بیان کرینگے کہ حضرت مسیح موعود کے خاندان کو گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت کا کسقدر تعلق ہے۔ تیسرے حصہ میں اس امر پر بحث کرینگے کہ حضرت مسیح موعود نے عملی طور پر اس باب میں کیا کرکے دکھایا ہے۔ چوتھے میں ایک پیرلل (موازنہ) قائم کرکے دکھاویں گے۔ اور پانچویں حصہ میں اس مضمون کا خاتمہ بطور کلام

ایڈیٹوریل

یادِ رفتگان

(نمبر ۲)

تائیدی نشان ہم نے گذشتہ اشاعت مین سب سے پہلے **اعجاز المسیح** کو رکہا تہا لیکن دراصل اس سے بہی پہلے کا ایک نشان ہے جسکو ہم پہلے نمبر پر رکہتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ دسمبر کی آخری تاریخون مین حضرت اقدس نے ایک کشف مین حضرت ام المومنین علیہا السلام کو دیکہا ایک بیہوش پایا جسکی اطلاع کشف ہی مین ایک عورت نے آکر دی اس پر آپکی حالت کشفی رنگ سے الہام کیطرف منتقل کی گئی اور یہ الہام ہوا **صلے نزل جنی** چنانچہ تین جنوری ۱۹۰۱ء بعینہ یہ کشف پورا ہو گیا جو الحکم نمبر ۳ جلد ۵ مین شایع ہو چکا ہے۔

دوسرا نشان **اعجاز المسیح** کا ہے ناظرین الحکم اس امر سے خوب آگاہ ہین کہ کیونکر پیر مہر علی شاہ گولڑی نے تفسیر نویسی کے جلسہ سے بلطایف الحیل گریز کیا۔ لیکن چونکہ عوام تیرہ درون ملانون نے اس امر کو مشتبہ کرنے کی کوشش کی تہی اس لئے حضرت اقدس نے اتمام حجت کیخاطر ایک اشتہار دسمبر ۱۹۰۰ء کو شایع کیا کہ پیر مہر علیشاہ صاحب ۷۰ دن کے اندر سورۃ فاتحہ کی ایک اعجازی تفسیر لکہین جو چار جزو سے کم نہ ہو اور اسی سورۃ سے وہ آنحضرت کے دعاوی کی تردید بہی کرین۔ انہین اختیار ہوگا کہ اپنی مدد کے لئے ہندوستان پنجاب اور بلاد شام و عرب کے علماء و فضلاء ادیب شاعر سب اپنے ساتھ ملالین اور حضرت اقدس بہی اسی سورۃ کی ایک تفسیر لکہین گے جس مین نہایت فصیح بلیغ عربی عبارت مین حقایق و معارف کو بیان کرتے ہوئے اپنی دعاوی کا اثبات بہی کر کے دکہائینگے یہ اشتہار کثرت کیساتھ شایع کیا گیا۔

امید کیجاتی تہی کہ جس غیرت دلانیوالے الفاظ سے کام لیا گیا ہے اور جسقدر آزادی بیرونی امداد لینے کے واسطے دی گئی ہے اور جسقدر کافی مدت رکہی گئی ہے یہ ضرور کوئی نہ کوئی کرشمہ دکہائی گی۔ مگر ہم ابہی بتائینگے کہ نتیجہ کیا ہوا۔ اس اشتہار کی اشاعت کے بعد ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء کو ایک الہام ہوا۔

مَنَعَهُ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاءِ

یعنے اس تفسیر نویسی مین کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکیگا۔ خدا تعالےٰ نے مخالفین سے طاقت اور سلب علم کر لیا ہے اگرچہ ضمیر واحد مذکر غائب ایک شخص یعنی مہر شاہ کیطرف ہے لیکن خدا نے ہمین سمجہایا ہے کہ اس شخص کے وجود مین تمام مخالفین کا وجود شامل کر کے ایک ہی کا حکم رکہا ہے تاکہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اعظم سے اعظم معجزہ ثابت ہو کہ **تمام مخالفین ایک وجود یا کئی جان ایک قالب بنکر اس تفسیر کے مقابلہ مین لکہنا چاہین تو ہرگز نہ لکہہ سکین گے۔**

یہہ تحدی اور یہ الہام **الحکم نمبر ۳ جلد ۵** مین شایع کر دیا گیا تہا پہر اسی اخبار کے صفحہ ۸ کالم ۳ مین یہ بطور تحدی کے طور پر شایع کی گئی تہی **گولڑی اور اس کی ذریت اور تمام مخالف الرائے مسلمان عرب کے ہون یا عجم کے مشرق میں ہوں یا مغرب مین اٹہین اور اس تفسیر کے بالمقابل تفسیر لکہکر دکہائیں اور سورہ فاتحہ ہی سے حضرت اقدس کے دعاوی کو غلط ثابت کرین وہ یاد رکہیں کہ قیامت تک نہ کر سکین گے**

ولو كان بعضهم لبعض ظهيراً

یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی اور تحدی ہے **کیا کوئی ہے کہ اس کو غلط ثابت کرے؟**

"یقیناً ایک بھی نہیں" یہ تفسیر جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے بشارت دی ہے مخالفون کو نیچا دکہائیگی اور ان کی علمیت اور قرب الی اللہ کی حقیقت کہول دے گی۔"

ناظرین ان الفاظ کو خوب غور سے پڑہین اور ایک دانشمند ان سطور پر انصاف کی نظر ڈالے کہ کیسے پرزور الفاظ مین تحدی کی گئی ہے اور یہ تحدی ایسے وقت مین کی گئی ہے جب کہ ابہی کتاب نہ لکہی گئی تہی نہ شایع ہوئی تہی ان غیرت دلانیوالے الفاظ کا اثر اور نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تہا کہ ۴ جزو کیا چالیس جزو کی تفسیر ان مخالفون کیطرف سے شایع ہوتی تا اگر اور کچہ نہین تو کم از کم یہ پیشگوئی ہی غلط ٹہرائی جاتی کہ **وہ کچہ بھی نہ لکہہ سکینگے** یا یہ کہ کیا کوئی ہے کہ اس کو غلط ثابت کرے؟

یقیناً ایک بہی نہین۔

ناظرین سوچین کہ اس قسم کے تحدی سے بہرے ہوئے الفاظ کیا ایک ضعیف اور ناتوان انسان کی طاقت مین ہو سکتے ہین؟ ہرگز نہین۔

الغرض

جب یہ اشتہار اور یہ پیشگوئی بڑی شدومد سے شایع ہو چکی تو **مذہبی دنیا نہایت شوق کیساتھ انتظار** کر رہی تہی کہ اب **پیر مہر علیشاہ** اور ان کے دوسرے مدح سرا **لاہوری ملہم** پارٹی اور دیگر سجادہ نشین اور بخیال خویش بڑے بڑے مولوی اور ادیب **غزنوی۔ امرتسری** دہلوی۔ بٹالوی۔ ٹونکی۔ لاہوری۔ دیوبندی سہارنپوری وغیرہ وغیرہ ملکر ایک حیرت انگیز تفسیر شایع کرینگے مگر ان مولویون۔ سجادہ نشینوں اور مشایخون۔ صوفیوں۔ ادیبوں۔ کے ستر دن کے جل سے ایک مری ہوئی چوہیا بہی پیدا نہ ہوئی اور وہ سب کے سب ایکدوسرے کا منہہ دیکہتے رہے کہ حضرت اقدس حجتہ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کیطرف سے سترہوین دن سے بہی پہلے ساڑہے بارہ جزو یعنے پورے دو سو صفحہ کی کتاب اعجاز المسیح نام چہپکر شایع ہو گئی

فالحمد للہ علی ذالک

اب ناظرین سوچین کہ اس سے بڑہکر **عظیم الشان معجزہ** اور کیا ہوگا؟ اس **معجزہ** کی عظمت اور شان اور بہی بڑہ جاتی ہے جبکہ ان واقعات اور مشکلات پر نظر کیجاوے کہ جو اسکی تحریر مین حضرت اقدس پر بعض مدامی امراض کے خطرناک

آریہ مسافر میگزین اور ہم

…ایڈیٹر صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ
…نترو برکاتہ ۔ آج میری نظر سے آریہ
…سافر میگزین بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۱ء گزرا
…کی سرخی "قادیانی مسیح کے الہامی چوچلے"
…سے دلمیں آیا کہ ایک شریف
…با وقار قلم کبھی روا نہیں رکھ
…سکی زبان سے ایسے الفاظ نکلیں
…بازاری فاحشوں اور بھکڑوں کے
…مخصوص محاورے ہیں ۔ شریفانہ مخالفت
…نزاع اور ایجاد اور عجائبات علوم کی ترویج
…کی محرک ہوتی ہے ۔ جب سے دنیا
…انی تکلم اور جوہر نطق نے بازار گرم کیا
…اور ناسرہ اور جید اور ردی کلام
…آخری فیصلہ مباحثات اور مناظرا
…نقادی اور نکتہ چینی یا کریٹیسزم اور ریویو
…دیا ہے ۔ گویا انسانی فطرت کی صیقل
…جلا کے لیے فطرت کے حکیم خالق اور
…اسمیں یہ جوش طبعاً رکھدیا ہے
…قلم دوسرے کے ساختہ پرداختہ پر
…نظر کرے ۔ اس ملاحظہ سے صاف
…گیا کہ نکتہ گیری اور مباحثہ دراصل معیوب امر
…۔ مگر کارخانہ عالم کی گرمیٔ ہنگامہ کیلیے
…حکیم خدا نے … کے مقابل ایک شر
…کردی ہے … اس عالم کی دکانوں میں علوم
…تعلیم و تفہیم کے **اضداد** کو قرینہ
…سے سجایا ہے اس پاک **جوہر**
…اور جائز نکتہ چینی) کے خوشنما
…مشام جان کو معطر کرنیوالے پھول
…ساختہ بھی … دلخراش موذی کانٹا اگا
…۔ مقدس اور معمولی تاریخ مثالوں سے
…ہے کہ ہر ایک صداقت اور حق
…ہمیشہ ایک پست فطرت بکس
…گروہ پیدا ہوتا رہا ہے جسکی گندی
…لیوں … نشتروں اور دل آزار بانوں سے
…نوں نے ایک عرصہ تک دکھ اٹھایا
…باطل کا گروہ مع اپنے ناپاک سامان کے
صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گیا اور حق
اور صدق نے آخر بقائے دوام اور شہرت
عوام کا تاج سر پر رکھا ۔ جب سے خدا و تقدس
کے برگزیدہ مسیح نے تحدی اور دعوی کے میدان
میں پاؤں رکھا ہے بہت سے کلاب الدنیا
نے اس **مسلح سپاہی** کی زعم کے خلاف
انکی صورت دیکھنے کیلئے پھاڑ پھاڑ کر مل
غبار مچایا ۔ مگر افسوس دلمیں حسرت رہی کہ کوئی
شریف معترض اور متین نکتہ چین بھی دیکھا جاتا
یہودی ۔ اور عیسائی اور بعض اور گروہ مقابل
اُٹھے مگر شریفانہ مباحثہ کیطرف کسی ایک نے
بھی توجہ نہ کی ۔ کاش اس میدان میں سب سے
پیچھے نکلنے والا جالندھر کا ہندو پلیڈر گزشتہ
نکتہ چینوں کا عمدہ فدیہ ہوتا اور خدا کی تیز تلوار
کے نخچیر **آریہ مسافر** کی گندہ زبانیوں کی
کچھ تلافی کرتا ۔ مگر سچ بات یہ ہے کہ ایسی
مبارک اور پاک توقع اُس قوم سے رکھی
جاسکتی ہے جنمیں قدامت سے شرافت اور
نبالت اور نباہت کا مقدس سلسلہ محفوظ
چلا آتا ہو ۔ اسلیے کہ پاکیزہ زبان ۔ جودت
ذہن ۔ نفاظ فطرتی ۔ سلامت طبع ۔ متانت
رزانت ۔ حلم ۔ وقار اور موزون اور برمحل
غضب خاصہ ہے سچی شرافت اور حریت کا
مگر . . . جن لوگوں کی ذھانت اور جوہر
طبیعت کو **نیوگ کے** اختفائے مکدر اور تاریک
کردیا ہو وہ کیونکر اُس شریف اور اصل طریق
پر چل سکے انسان کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ عقائد
کا اثر اس کے قوائے اور انکی شگفتگی اور
ترقی پر بہت بڑا ہوتا ہے ۔ یہی وجہ ہے
کہ بُت پرستی اور اس کے لوازم
نیوگ اور ایسے اور اعمال سچے علوم اور
راست بازی کے مانع رہے ہیں ۔ الٰہیات
اور معارف حقہ کے سمجھنے کیلئے گھنونے بت پرست ہیں قوائی نہیں رہے
ای نیوگ تیرا دونوں جہانوں میں منہ کالا تیری
ناپاک رسم نے انسانی تمدن کا بہت بیڑا
مانگا اور سچی معاشرت اور پاک اخلاق کا خون
کردیا ہے ۔ تیرے طفیل لامعلوم زمانہ سے
آریہ ورت پست ہمت ۔ بزدل ۔ ڈرپوک
اور بیرونی حربے حملہ آوروں کا پامال رہا ہے
کاش اس زمانہ میں ہی کوئی باغیرت اُٹھتا
جو اس سفید داغ کو مٹاتا مگر کوئی ایک بھی پاک
دل اور لطیف طبع ہو تو اُسے یہ توفیق ملتی ۔
ایک شریف اور نجیب الطرفین اس بات کو سمجھ
ہی نہیں سکتا کہ آریہ مسافر میگزین کو عنوان
(الہامی چوچلے) کو جاکر شریف اور
عظیم الشان دشمن سے کیا انتقام لے سکتا ہے
ایک سلیم الفطرت پڑھنے والا تو نظر ڈالتے
ہی اس سچے فیصلہ پر پہنچ جاتا ہے کہ اس
مضمون کا لکھنے والا ضرور کوئی نیوگ کا حامی
ہے جسے فطرت کے تقاضا نے بازاری بولی
اور پھکڑ پنے پر مجبور کر رکھا ہے ایسے شخص
کو حقائق و معارف کے لکھنے یا ڈھونڈنے
کا سچا جوش جو شریفوں کا خاصہ ہے کبھی مل ہی
نہیں سکتا ۔
اگر کسی سادہ آدمی کے فریب کھاجانے کا
اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ایسے دنی فطرت کی طرف
کبھی توجہ نہ کرتے کیلیے کہ ایسے لوگوں کا جواب
لکھنا انھیں عزت دینا ہے ۔ اب ہم قولہ اور
اقول کے رنگ میں اسکی خردہ گیری پر مختصر نظر
کرتے ہیں ۔

قولہ ۔ کثرت ازدواج ۔ ہم بوثوق کہہ سکتے
ہیں کہ سوائے ویدک دھرم کے دنیا کے
کسی مذہب نے بھی یہ تعلیم نہیں دی کہ شادی
یا بواہ کا مقصد تندرست اولاد پیدا کرنا ہے
محمدی تعلیم میں تو اس خیال کا نام و نشان تک
نہیں چہ جائیکہ اسکے متعلق کوئی صریح ہدایت ہو

اقول اندھیر تو یہ ہے کہ اس تاریک جوہر
نے جو نیوگ کے اعتقاد کی وجہ سے تمھاری
وراثت میں آیا ہے تمھاری ادراکی قوتوں کو
ایسا غبی اور پلید کردیا ہے کہ تم حقائق کو سمجھ
ہی نہیں سکتے ۔ دنیا کی کل قدیم متمدن قوموں
اور انسانی عالم کے ریفارمروں میں مشترک
طور پر تعداد ازدواج کا تعامل کے طور پر ہوتا
بتاتا ہے کہ یہ انسانی فطرت کا طبعی تقاضا
اور سچا جوش ہے اور خالق حکیم کیطرف سے
انسانی فطرتوں میں ودیعت کیا گیا ہے ۔ انسان
ذوق اور لطف لینے والی ہستی بنایا ہے
اس کے حواس میں استلذاذ کا مادہ پیدا کیا گیا ہے
ممکن تھا کہ آنکھیں کوئی خوشنما منظر اور مشاہدہ
نہ پاتیں ۔ اور کان سُریلی اور دلکش آوازوں
کی حس نہ رکھتی یا ایسی آوازوں کا وجود ہی
نہ ہوتا ۔ اور نہ زبان سٹی اور کیچڑ اور کوڑی کرکٹ
اور روکھی پھیکی اور لذیذ اشیا میں فرق کرنے کا
حاسّہ پاتی ۔ اور ناک کو تعفن اور بو کی خوشی میں

عمرالدین

تمیز کا مادہ نہ ملتا۔ مگر سوچ لو کہ ان حواس اور اُن کے مظاہر کے نہ ہونے سے انسانی ہستی کا عالم کیا ہوتا۔ بے جوش سرد دل اور بے تمیز اور بیہوش اور بے حس و حرکت پتلے سے بڑھ کر اُسکا وجود کیا ہوتا۔ کیا یہ ہنگامہ ہستی بدوں حواس کے وجود اور ان کے مظاہر کے ہونے سے رونق اور گرم بازاری حاصل کر سکتا اور دلفریب اور قابل وقعت منظر ہو سکتا۔ غور کرو اگر نرا پیٹ بھر لینا اور دیکھ لینا اور سننا ہی مقصود تھا اور محض بقا کے لیے اتنا کافی تھا تو پھر کس باریک اور وسیع حکمت اور قدرت اور ارادہ نے چاہا کہ ان حواس کو ذوق پسند اور لذت گیر بنائے اور پھر انکے لیے مناسب حال مظاہر اور جلوہ گاہیں بھی پیدا کیں۔ ان حواس کی ذوق پسندی اور آگے بڑھنے والی فطرت نے اپنے اپنے مظہر میں نادرہ پسندی اور جدت (کیوری آسٹی) کا سچا جوش پا کر کبھی ایک مرکز پر پاؤں جما دینا پسند نہیں کیا۔ اسی سے تو کانوں کے طبعی جوش نے ہزار ہا ساز اور باجے ایجاد کروائے اور آنکھوں نے الگ طور پر اپنی پوری سیری اور خوشی کے مواد بہم پہنچائے۔ اور قوت ذائقہ نے کیسے کیسے الوان نعمت سے اپنے دستر خوان سجائے۔ اب ہم کیا تصور کر سکتے ہیں یا فرض کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ ذوق پسند حاسہ جس پر نظام عالم اور بقائے آدم کا مدار ہے بے ذوق پیدا ہوا ہے اس لیے اُسمیں آگے بڑھنے اور ندرت پسندی اور جدت کی قوت نہیں۔ یہ کہنا کہ بیاہ سے مقصد محض تناسل یا تندرست اولاد پیدا کرنا ہے" اور کوئی غرض انسانی فطرت کے تقاضا کے موافق نہیں بالبداہت ایسا ہی غلط ہے جیسے آنکھ اور کان اور زبان کی نسبت یہ کہدینا کہ انمیں نادرہ پسندی اور ذوق کی قوت نہیں۔ ان کی بناوٹ علوم اور حقائق کے خلاف صرف بلا تمیز دیکھنا اور سننا اور چکھنا اور ٹٹولنا ہے۔ اگر یہی مقصد ہوتا تو اس قوت کے محرکات حسن و جمال اور تناسب اعضا اور اعتدال قامت اور دیگر دواعی اور بواعث ہرگز نہ ہوتے۔ تناسل کی نیت سخت مجبور کر کے بے دلی اور سردی اور بے جوشی کی حالت میں جانداروں کو اس فعل پر آمادہ کرتی انسان

تو نسل کے شعور اور احساس سے ممکن تھا کہ ایسا گھونا اور خشک عمل اختیار کر لیتا مگر بہائیم اور حشرات اور طیور کس دل خوش کن امید پر اس عمل کے مرتکب ہوتے۔ غرض التذاذ اور ذوق بتاتا ہے کہ تناسل کے سوا اور قوی اور حواس کی تفریح اور سیری بھی مقصود تھی جو خالق حکیم نے فطرت میں اس مادہ کو خمیر کیا۔ اس صورت میں طبعی طور پر ممکن نہ تھا کہ یہ حاسہ اپنے مظہر کے لحاظ سے ایک ہی مرکز پر ٹھہر جانا گوارا کرتا۔ لہذا سچی فطرت نے اور سچی شریعتوں نے اور خدائے قدوس کے مقدس راستبازوں نے تعداد ازدواج کی رسم نکالی۔ اور عملاً کل قومیں اسکا ثبوت دے رہی ہیں۔ زناکاری کی کثرت اور رجحان وہاں سے بدکاری پکار کر بتا رہی ہے کہ جس ملک اور قوم نے اس پاک رسم سے اپنے نبیوں اور مقدس صحیفوں کے خلاف انکار کیا ہے وہ کس بلا میں گرفتار ہے۔ اس قوت میں آگے بڑھنا اور ندرت پسندی فطرتاً رکھی ہی گئی تھی کیونکر ممکن تھا کہ وہ اپنے حقیقی تقاضے کو پورا نہ کرتی سو اُسے پاک اور جائز طور پر تعداد ازدواج کے رنگ میں پورا نہ کیا حرامکاری کے رنگ میں پورا کر لیا۔ میں آپ کی اور ان تمام شریفوں سے جو آپ کے ہم مشرب ہیں ایک سوال کرتا ہوں۔ کیا شادی کرنے کے لیے آپ یکساں سمجھتے ہیں ایک عورت کو جو مکروہ صورت یا مجذوم یا مبروص ہے اور اسکو جو ہر پہلو کے لحاظ سے خوبصورت ہے۔ یا اُس عورت کو جس کے تمام قوی اور اعضا چست اور چاق ہیں اور کوئی مرض اُسے نہیں مگر ناک بیٹھی ہوئی اور آنکھیں کم ہیں ~~اور دو دانت~~ باہر نکلے ہوئے ہیں کیا کہا جا سکتا ہے کہ چہرہ کی خوبصورتی کو بھی اولاد کی تندرستی سے کچھ بھاری تعلق ہے اس لیے ضروری ہے کہ چہرہ کی مخصوص خوبصورتی کو ترجیح دیجائے۔ مگر قوائے انسانی کا علم جاننے والے جانتے ہیں کہ اس کا سر یہی ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ انسانی فطرت فعل اور ترک فعل کے لیے دواعی اور محرکات کی محتاج واقع ہوئی ہے۔ جہاں ظاہری ایک فعل کے قوی بواعث اور محرکات سے بنے

جسقدر مظاہر اور بواعث قوی یا ضعیف ہوں گے اُسی قدر نتائج ضعیف یا قوی ہونگے ایک شخص کی عورت خطرناک عوارض کیوجہ سے وقت سے پہلے ناقابل ہو گئی ہے یا مختلف عوارض نے اُسے بدشکل اور بھیانک کر دیا ہے اور اسمیں وہ جاذبہ رہا ہی نہیں جو ذوق پسند حاسہ کو اپنی طرف متوجہ کر سکے اور فطرت کے میلان کے لیے محرک بن سکے تو کیونکر ایک مرد اُس سے اولاد بھی لے سکتا ہے۔ جانوروں کے جذبات مظہر خواہش کی بدصورتی یا خوبصورتی کو دواعی اور محرک نہیں سمجھتے اُن کا طبعی جوش اُس امتیاز کا متقاضی نہیں ہوتا مگر سلیم الفطرت انسانوں کی فطرت قطعاً حیوانات کے خلاف واقع ہوئی ہے۔ اُن میں اس امتیاز کا سچا جوش ڈالا گیا ہے۔ اس سچے تقاضے کو ملحوظ رکھ کر اسلام نے جو حکیمانہ مذہب اور عالمگیر دین ہے ضرورت کی صورتوں میں تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے۔ اگر عورت کو معلوم ہو جائے کہ مرد ناقابل ہو گیا ہے اور کسی طرح بھی معاشرت کی حیثیت اُسمیں باقی نہیں رہی تو رحیم مذہب اسلام نے اس کے لیے بھی علاج تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت **خلع** کرالے اور یہ ویسا ہی ہے جیسے دوسری صورت میں مرد عورت کو طلاق دے سکتا ہے یہ ہے سچا اصول جو عین فطرت کے موافق ہے مگر اب سوال یہ ہے کہ وید مقدس نے ایسی حالتوں میں کیا علاج بتایا ہے۔ اسکا جواب صاف ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرد کی ناقابلیت کی حالت میں عین اُسکی زندگی میں اُسکی مملوکہ منکوحہ عورت کو تو اجازت دیدی ہے کہ دوسرے بیرج داتا سے گیارہ بچوں تک لے لے مگر بدقسمت مرد کو جسکی عورت ہر پہلو سے ناقابل ہو گئی ہے کوئی راہ نہیں بتائی۔ عجیب بیداد گر مذہب ہے۔ کہ دونوں کی عزت اور طہارت کو خاک میں ملاتا ہے مرد کو کوئی چارہ نہیں بتاتا اور نہ ہی تعدد ازدواج کو جائز رکھتا ہے اسطرح پر اُسے زنا کرنے پر مجبور کرتا ہے اور عورت کو جسے اولاد کی شدید خواہش ہے یا مرد عوارض کیوجہ سے ناقابل محض ہو گیا ہے اور اُسکی جوانی کے

جذبات اور طہارت اور عصمت اور عفت کی قوت کو قائم نہیں رکھ سکتا یہ حکم دیتا ہے کہ بچے ہر حال میں اس نالائق مرد کے ساتھ رہنا ہے اسطرح اُسے بھی خاندان کی عزت کی مٹی پلید کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مگر خوب غور کر کے دیکھلو کہ زندہ خدا کے زندہ مذہب اسلام نے کیسی دونوں کیلیے راہ کھولدی ہے اور اس اصول کو مد نظر رکھا ہے کہ نظام عالم میں اختلال واقع نہ ہو۔ اس میرے بیان سے ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت کی سچی نقل مذہب اسلام کے مدنظر ایک ہی غرض نہیں بلکہ وہ سب اغراض ہیں جو انسان کی فطرت کے سچے تقاضائیں اور جذبات کی سرجوش ہیں۔ یعنی پاک اور جائز طریق سے انسان کے ذائقہ پسند اور نادیدہ پسند قوی کو سیر کرنا بھی اور اسکی طہارت اور تقوی اور عفت کی طاقتوں کو محفوظ رکھنا بھی اور اولاد اور تناسل بھی۔ آپ سچ فرماتے ہیں کہ **ویدک** دھرم کی رو سے بیاہ سے اصل غرض اولاد لینا ہے۔ ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وید مقدس نے **نیوگ** کی پاک تعلیم دی اس لیے کہ اُس کے نزدیک اولاد کے بغیر مکش پانا ناممکن ہے۔ اور وید کا خدا چونکہ خود تو خالقیت سے قاصر اور ناتوان محض اور دعاؤں کی استجابت اور سامان جدید کی ترتیب سے عاجز تھا اُسے ضروری ہوا کہ نیوگ کا ذریعہ اپنے بندوں کو سکھا کر اسکے رموز انہی کے سپرد کردے۔ مگر سلیم نظر منیر اور خدائے غیور و قدوس کا زندہ اور حق مذہب اسلام نجات کو اولاد پر موقوف نہیں سمجھتی کہ اس کے لیے خواہ مخواہ غیرت اور حمیت کے جوہر کو خاک میں ملا کر اپنی منکوحہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دوسرے مسٹنڈے کی بغل میں دینا پڑے۔ افسوس کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ایسی تعلیموں کو (نیوگ) جو اخلاق کے برہمزن اور فتوت اور مروت کے جوہر کی بیخکنی کرنیوالی ہیں جہان سے اٹھا دیا جاوے۔ اور اس کتاب (وید) کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاوے جس نے خدا اور انسان دونوں کے حقوق تلف کیے ہیں۔ خدا کی نسبت تو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ ارواح اور اُن کے خواص کا خالق نہیں اور یہ اشیا اُسکے ساتھ اُسکی مانند انادی ہیں۔ پس جب وہ خالق نہیں تو اُسے حق ہی کیا رہا کہ انسان اُسکی حمد و تمجید کریں۔ یوں وید نے خدا تعالیٰ کا حق ضائع کیا۔ یہ تو ہوا اعتقاد۔ اب عمل یا انسانی حقوق کی نسبت یہ تعلیم دی کہ ایک مرد کی زندگی میں اُسکی جورو دوسرے سے ہم بستر ہو جاوے۔ ایسی کتاب کیا اس قابل ہے کہ اُسکی حمایت کیجائے یا اُسکا نام تک بھی زبان پر لیا جاوے۔ کیا دانا سمجھ نہیں سکتے کہ اس کتاب پر مدتوں سے موت آچکی ہے۔ اُسکی بولی کا خلۂ عالم سے مرجانا ہزار زبان سے بتاتا ہے کہ وہ درحقیقت بیدلی ثمر ہے اور زمین کی پیٹھ نے اُسکی خوفناک تعلیم (نیوگ) کے بوجھ کو برداشت نہ کرکے اور اُس خباثت کو زلزلہ افگن سمجھکر اپنے احاطہ سے اُسے مردہ کرکے باہر پھینکدیا ہے۔ اسوقت کوئی نہیں جو یہ دعویٰ کرسکے کہ وید کی تعلیم میں یہ زندہ برکات ہیں اور اُس کے خدا کے زندہ متکلم اور سمیع و بصیر ہونے کے یہ زندہ نمونے ہمارے پاس ہیں۔ وید کے حامی اس کے سوا کوئی برکت نہیں دکھا سکتے کہ وہ نیوگ کی تعلیم دیتا ہے اور یوں زمین کی پیٹھ پر شریف حلال زادوں کی کثرت کا باعث ہوتا ہے۔

قرآن کریم اور مذہب اسلام اسوقت زندہ اور مبارک طریق اور کلام ہے جس کے برکات ہر زمانہ میں تازہ بتازہ نظر آتے ہیں۔ اسکی زندگی کا بھاری ثبوت اسوقت خدا کا مبارک مسیح مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو اپنے خدا سے تعلق اور زندہ تعلق سے دکھا رہا ہے کہ قرآن زندہ کتاب ہے۔ اس برگزیدہ مرد کا دعویٰ ہے کہ اسلام کا خدا زندہ اور متکلم خدا ہے جو اُس سے کلام کرتا اور اُسے غیب پر مشتمل قادرانہ پیشگوئیاں سکھاتا ہے۔ چنانچہ پنڈت لیکھرام کی نسبت قادرانہ پیشگوئی صفحۂ دہر پر ابد تک لکھی رہیگی جسمیں دن۔ وقت۔ اور صورت موت اور ایسی تمام نشان بتائے گئے تھے۔ کیا اُسکے جانشینوں کیلیے یہ نشان کافی نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قولہ۔ جہاد۔ جہاد اسلام کی جان ہے۔ جہاد کے بغیر دین محمدی مثل مردہ جسم کے ہے **اقول** غارت ہوجائے یہ خانہ برانداز عقل برہمزن نیوگ کی رسم جسنے ذہانت اور نکتہ رس طبیعتوں کو سرے سے تباہ کردیا اور اس کے اعتقاد اور عمل نے ذہنوں کو ایسا تاریک کردیا ہے کہ کوئی خوشنما ہونہار زرکی پیدا نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ پر جسکی بڑا اعتراض کرنیوالا یورپ تھا اُسے تو اب اپنی سخت لغزش کا اعتراف کرنا پڑا ہے اور بہت سے علمائے یورپ جنھیں حقیقت کی آنکھ ملی ہے تلافی مافات کرتے اور زور سے لکھتے ہیں کہ اسلام پر یہ اعتراض نادانی اور متعصب پادریوں کا ظالمانہ حملہ تھا۔ اور یہ ظالمانہ حملہ پادریوں کی طرف سے اُسوقت شروع ہوا جبکہ اُن ہی کی قوم کے متعصب محبطیوں نے مسلمانوں سے مقدس لڑائیاں شروع کیں اور مسلمانوں سے خطرناک زکیں اٹھا کر انکی طرف سے اور انکے مذہب کیطرف سے سخت نفرت دلیں بٹھالی اور ایسے اعتراض کرنے شروع کردیے جو درحقیقت خود انکی کتابوں اور نیتوں پر کیسا عائد ہوتے تھے چنانچہ سب سے عمدہ اور مفید اور جامع کتاب اس مضمون پر کہ اسلام دعوت تبلیغی سے پھیلا ہے نہ بزور شمشیر مسٹر آرنلڈ صاحب نے لکھی ہے جو اسوقت لاہور گورنمنٹ کالج کے پروفیسر ہیں۔ پروفیسر صاحب پختہ عیسائی ہیں اور اسوقت تک مریم کے بیٹے کو خدا اور اسکے لہو کو موجب نجات مانتے ہیں اور فلسفہ کے پروفیسر ہیں۔ انھوں نے اپنی ہمقوموں کی اس غلطی کو بڑی زور سے نکالا ہے۔ اور ایک جہان کو منوا دیا ہے کہ قرآن کریم اپنی ذاتی خوبی سے دنیا میں پھیلا۔ مگر لالہ لوگ ابھی پادریوں کا سکھایا ہوا سبق رٹتے چلے جاتے ہیں کہ اسلام شمشیر سے پھیلا ہے سنو لالہ جی۔ اسلام نے کبھی کسیکو مسلمان بنانے کیلیے تلوار نہیں اٹھائی۔ ابتدائی زمانہ میں سب سے پہلے اسلام کو مکہ کے کفار سے لڑنا پڑا۔ تاریخ کا سرسری پڑھنے والا بھی جانتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے خدا کے صادق پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقابل بیان ایذائیں دیکر مکہ سے نکالا۔ آپکے بہت سے مسکین ساتھیوں کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا اور مکہ سے نکالدینے پر بھی صبر نہ کیا آخر دو سو میل طے کرکے مدینہ پر چڑھ گئی جہاں اُس مجبور قوم نے اپنے مظلوم ساتھیوں کو ساتھ پناہ لی تھی۔ اور یوں مسلمانوں کو دفاعی جنگ پر مجبور کرکے گویا اپنی ہی کھینچی ہوئی تلوار دے آپ ہلاک ہوئے۔ پھر ایرانیوں اور عیسائیوں سے مسلمانوں کو جنگ کا موقعہ پیش آیا۔ یہ بھی دفاعی تھا اسلیے کہ ایران کے کسریٰ اور قسطنطنیہ اور شام کے نصاریٰ رئیس اسلام کو برباد کرنیکی فکر میں تھے اور چڑھائیاں بھی کردی تھیں۔ تاریخیں جنمیں غزوات مذکور ہیں اُن ہی دفاعی جنگوں کی تاریخیں ہیں جو ظالم حملہ آوروں سے ہوئیں۔ ایک دانشمند کیلیے قرآن کی دو آیتیں کافی ہیں اگر اُنمیں راستی پسندی اور خدا ترسی ہو۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی یعنی دین میں جبر اور اکراہ نہیں۔ اور کیوں جبر کیا جاوے حق کی سچی

صورت کے لیے تلوار اُٹھائی۔ بجز ایسے شخص کے جسکی عقل اور ہمت کو نیوگ کے ماننے نے پست اور تاریک کردیا ہو۔ میرے خیال میں بالفعل اتنا کافی ہے اگر آریہ مسافر میگزین اب بھی نہ سمجھا تو پھر یہیں میدان ہمیں چوگان۔ **عاجز عبدالکریم** ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء از دارالامان۔

خدا تعالیٰ کے لیے ایک سچی گواہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں ایک نومسلم ہوں پہلے ہندو سکھ تھا گذارہ کے لیے زمین وغیرہ سب کچھ موجود تھا اپنی برادری میں بمقام موضع بوٹر ضلع گورداسپورہ عزت دار زمینداروں کی طرح بسر کرتا تھا میرے دل میں بارہا یہ خیال گذرتا تھا کہ یہ بات ضرور توجہ کے لائق ہے کہ بابا نانک صاحب جو ہمارے گرو ہیں وہ اپنے گرنتھ وغیرہ میں اسلام کی سچائی کی گواہی دیتے ہیں وہ گواہی گرنتھ اور جنم ساکھیوں میں موجود ہے اور علاوہ اسکے چولہ صاحب کی ایک زبردست گواہی الگ ہے جسپر قرآن شریف کی آیتیں اور کلمہ شریف لکھا ہوا ہے اور یہ کہ سچا دین اسلام ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ اسلام جھوٹا ہو ان خیالات کا اثر روز بروز میرے دل پر غالب ہوتا گیا کہ کسطرح ممکن ہے کہ باوا صاحب نے ایک کامل سنت ہو کر اسقدر جھوٹ کی پیروی کی کہ مسلمانوں کیطرح نمازیں پڑھتے رہے اور حج بھی کیا اور ایک افغان مسلمان کی لڑکی سے شادی بھی کی اور بعد موت کے ہندوؤں کیطرح جلائے جانے سے اپنے تئیں بچا لیا خواہ کسیطرح بچا لیا یہ بحث الگ ہے لیکن اگر اسلام سچا مذہب نہیں تھا تو ایسے عارف اور صادق اور سنت اور ستہ نے اسلام کی سچائی کی کیوں گواہی دی نہ صرف باتوں سے بلکہ عملی طور پر بھی یہانتک کہ حج بھی کیا یہ وہ امور تھے جنہوں نے مجھ اسلام کیطرف کھینچ لیا خوش قسمتی سے میں جاہل سکھوں کیطرح نہیں تھا علاوہ اپنی گرنتھ کے گرمکھی کی کتابیں بھی پڑھی تھیں میں نہیں کہہ سکتا کہ میں بڑا عالم تھا مگر واقفی طور پر مجھے گرنتھ صاحب اور سکھ مذہب کی سمجھ اور جنم ساکھیوں وغیرہ پر خوب نظر تھی مذہب کی رو سے میں ایک متعصب سکھ تھا مگر آخر ان احتمالات نے اسقدر میرے دل اور دماغ پر غلبہ کیا کہ رفتہ رفتہ اسلام کیطرف کھینچ لائے اور میں معہ اپنے تمام عیال کے مسلمان ہو گیا اور میں اب تک بابا نانک صاحب سے محبت رکھتا ہوں بلکہ ایسی محبت کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی سکھ بھی ایسی نہیں رکھتے ہونگے جیسا کہ میں اسکی وجہ یہ ہے

کہ درحقیقت انہوں نے ہی مجھے اس آگ سے نکالا اگر وہ تین گواہیاں گرنتھ اور جنم ساکھیاں اور چولہ صاحب کی دنیا میں نہ چھوڑ جاتے تو میرے جیسا سخت دل متعصب سکھ مسلمانوں کے سایہ سے بھاگنے والا کیونکر یہ دن دیکھتا کہ سچی توحید کے چشمہ سے پانی پیتا میرے تو دل سے باوا صاحب کیلیے دعائیں نکلتی ہیں کہ خدا انکو بہشت نصیب کرے وہ نہ صرف میرے لیے بلکہ سب سکھ بھائیوں کیلیے ہدایت کا بیج بو گئے ہیں میں انکی طرح انکی دعاؤں کی برکت سے ایک مسلمان نمازی ہوا مگر انہوں نے حج بھی کیا تھا لیکن میں محروم ہوں اگر خدا نے چاہا تو میں حج بھی کرونگا میں یقین رکھتا ہوں کہ باوا صاحب کی تخم ریزی ضرور دوسرے سعید سکھوں کے لیے بھی وہی بیشک پھل لائیگی ہے باوا صاحب مرحوم ہندو مذہب پر ایک سخت اور تیز حربہ چلا گئے ہیں چولہ صاحب کا درشن کس قدر انسان کے دل پر اثر ڈالتا ہے جب وہ مقدس چولہ جو قدرت کے ہاتھوں سے لکھا گیا تھا کھولکر دیکھا جائے تو پہلے ہی یہ عبارت بہت موٹے قلم سے لکھی ہوئی پائی جاتی ہیں کہ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ بعض ہمارے سکھ بھائی اسکے جواب میں یہ چھوٹا عذر پیش کرتے ہیں کہ ایک قاضی بابا صاحب نے جبرًا پہنایا تھا یہ وہی چولہ ہے مگر افسوس کہ وہ ان جنم ساکھیوں کی شہادت عمدًا پوشیدہ کرتے ہیں جنہیں لکھا ہے کہ یہ چولہ باوا صاحب کو خدا کیطرف سے ایک ہدایت نامہ ملا تھا تا اسکے موافق کاربند ہوں پھر سوال یہ ہے کہ اگر نعوذ باللہ یہ ناپاک چیز ہوتی تو اتنے بڑے اسقدر عزت سے کیوں محفوظ رکھی جاتی جو شخص اس چولہ کے درشن کے لیے ذرہ تکلیف اٹھا کر ڈیرہ نانک ضلع گورداسپور میں جائیگا اور درشن کریگا تو اسکو معلوم ہوگا کہ چولہ صاحب کا اسقدر عزاز کیا گیا ہے کہ شاید سو سے زیادہ رومال ریشمی کپڑے وغیرہ بڑے بڑے امیروں راجوں کے اسپر چڑھائے ہوئے ہیں اور بیمار انکو تبرکًا اس کے چڑھاوے اور پرشاد وہی چلتے ہیں اور باوا صاحب کے بعد جتنے گرو ہوئے چولہ صاحب کا بہت ادب کرتے رہے اور اسکو آگے رکھکر مشکلات کیوقت دعائیں مانگتے رہے بہت سے سکھ درشن کرنیکے وقت چولہ کو گویا سجدہ کرتے ہیں غرض میرے اسلام کیلیے یہ وجوہ ہیں جو میں نے بیان کئے پھر بعد اسلام میں سنت جماعت کا مذہب اختیار کرکے اطمینان میں تھا عام مسلمانوں کی طرح میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے لیکن جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ مسیح موعود ہونیکا کیا تو پھر دوبارہ

مجھے ابتلا پیش آیا کیونکہ اول خدا کے فضل سے میں نے سکھ مذہب چھوڑا اور برادری کے تعلقات توڑے کیونکہ مجھے بہت کچھ دکھ اٹھانے پڑے خطرناک تکلیفیں پہنچیں پرانے عزیزوں سے الگ ہونا پڑا اور اب جب مسلمان ہوا تو قریبًا پندرہ برس تک مسلمانوں میں رہ کر ان سے برادری کیطرح تعلقات پیدا ہو گئے ان تعلقات کے بعد یہ دوسری دعوت میرے کانوں میں پڑی کہ مذہب حق یہی ہے کہ درحقیقت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہیں اور دوسری کہانیاں محض خود تراشیدہ قصے یا راویوں کی غلط فہمیاں ہیں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میری جیسی انسان کیلیے کہ اول بہت سے تعلقات توڑ کر مسلمان ہوا تھا اسقدر مشکل تھا کہ اب دوبارہ ان تعلقات کو توڑ کر مرزا غلام احمد صاحب کی دعوت کو قبول کرتا مگر چونکہ میں ایک پرانے زمانہ سے ان کے حالات سے خوب واقف ہوں کہ افترا انکی طبیعت سے دور ہے اسلیے میں ایسا مخالف نہوا جیسے کہ دوسرے مخالف ہیں بلکہ ایک دفعہ دوراندیشی کی راہ سے بیعت بھی کرلی اور مخالفوں سے بھی لڑتا جھگڑتا رہا مگر بعض اوقات میرے دل میں خیال آتا تھا کہ کیا ممکن نہیں کہ الہام کے سمجھنے میں کچھ دھوکا ہو گیا ہو اس وسوسہ کا میں یہ جواب دیتا تھا کہ پھر اتنے نشان کیوں ظاہر ہوئے کہ رمضان میں خسوف کسوف بھی ہوا اور پیغمبر علیہ السلام کی بہت زبردست پیشگوئیوں نے زمانہ کے دلوں کو ہلا دیا لیکن پھر بھی بعض اوقات میرے دل میں خواہش پائی جاتی تھی کہ مجھے خود بھی خدا کیطرف سے کچھ معلوم ہو جاوے اور جیسا کہ خدا نے سکھ مذہب سے نکالنے کے لیے چولہ صاحب وغیرہ میرے لیے شہادتیں پیش کر دیں اسی طرح کوئی غیبی گواہی میرے دل کو ملے اور اس تلاش میں میں اب تک دعائیں کرتا رہا آخر تاریخ ۲۷ رمضان ۱۳۱۹ھ مجھے خواب آیا کہ ایک روشن رات ہے اور چاند نکلا ہوا ہے تب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں اور آسمان سے تکیہ لگایا ہوا ہے میں آپکے پاس گیا اور یہ پوچھنا چاہا کہ مرزا غلام احمد اپنے دعوے میں سچے ہیں یا جھوٹے تب میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا میں مرزا غلام احمد کی نسبت بہت اختلاف ہو رہا ہے آپ فرماویں کہ وہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ سچے ہیں اور تبسم کیا اور کہا دیکھو وہ تیرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں جب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مرزا غلام احمد صاحب آپکے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ نیچے ہے اور چاند درمیان ہی پھر چاند درمیان میں ان دونوں کے درمیان گم ہو گیا اور پھر میں ایک آواز سے جاگ اٹھا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خواب ہے اور یہ درحقیقت خدا کیطرف سے ہے میرے نو بیٹے فوت ہو چکے ہیں عمر ستر برس کے قریب ہو چکی ہے اور اب میں بغیر عمر صرف دو بیٹے باقی ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ اگر میں نے خدا پر افترا کیا ہے تو خدا تعالیٰ مجھ کو رسوا کرے اور ہلاک کرے یہ جو کچھ میں نے بیان

دنیا کا ہفتہ

مرض طاعون آجکل بہت زور پر ہے پچھلے سالون کی نسبت بیسیون نئی جگہ مین اس مرض نے ڈیرا جما دیا ہے۔ اب تک شہر جالندہر بچا ہُوا تھا مگر اسمین بھی سنا ہے کہ دو تین کیس ہو چکی ہین پرماتما ایسی بلاؤن سے اپنی پرجا کی رکھشا کرے

مختلف نتائج دیکھکر شراب نوشی بند ہونیکے واسطے تجاویز ہو رہی ہین چنانچہ ملازمان ریل کی ایک کانفرنس لنڈن مین ہوئی جسمین یہ ریزلیوشن پاس ہُوا کہ ملازمان ریل جب اپنی نوکری پر ہوا کرین تو شراب سے قطعی پرہیز کیا کرین۔

انگلستان اور ویلز مین سنہ ۱۸۹۰ء مین ۸۴۳۸ جذامی تھے جن کی تعداد بڑھتی بڑھتی یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تک ۱۱۶۶۱ تک پہنچ گئی یعنی دس سال مین ۲۲۲۷۱ مریض بڑھ گئے انمین سے سب مریضون کی بابت ڈاکٹرون کی رائے ہے کہ شراب خانہ خراب کی بدولت یہ ظہور مین آیا جب شراب سے یہانتک تباہی ہو رہی ہے پھر نہ معلوم کہ اس کا استعمال حکماً بند کیون نہیں کیا جاتا۔

پچھلے تیسرے سال مین شراب نوشی کی وجہ سے لنڈن مین پولیس کے فیصدی ۸۵ آدمیون کے معاملات مین دست اندازی کرنی پڑتی ہے۔ خدا معلوم کہان تک اسکی حد کرکے چھوڑینگے + (پیرچارک)

جالندہر کی کچہری ضلع کے متصل محلہ کوٹ پکھی مین ایک زمیندار کے دس بیل مکان مین بند تھے کہ ایک لڑکی جو چراغ لیکر اندر گئی تو کہین اُس کی چنگاری سے چارہ کو آگ لگ گئی چونکہ دروازہ بند تھا اس لئے دھوئین سے رس کے دس بیل تڑپ کر مرگئے۔

بدھ مذہب کے لوگون نے اکیاب مین لاکھ روپیہ جمع کیا ہے۔ گوتم بدھ کا بُت کیا کتا ؤمین نصب کرینگے +

عجیب چیفس کالج لاہور مین ایک مندر

اور دہرم سالہ بنانے کی تجویز ہے مسلمانون کے لئے ایک مسجد نواب صاحب بہاولپور کی فیاضی سے تعمیر ہو چکی ہے۔

کلکتہ کی نمایش حرفت وصنعت مین علاوہ دو سو دستاویزات کے ۳۰ طلائی ۰۶ نقرئی تمغے بانٹے گئے۔

سندہ کے ضلع تہار پرکار کے ایک زمیندار نے زراعتی بینک قائم کرنیکے واسطے ایک لاکھ روپیہ دیا اس معقول رقم سے جو فائدہ ہوگا کراچی کے مدرسہ اسلامیہ کو دیا جاویگا۔ سرکاری سرمایہ بھی مشترکہ ہوگا۔

راجہ صاحب سکیت نے کمشنر صاحب جالندہر کی سختی کے برخلاف پنجاب گورنمنٹ سے اپیل کی ہے اور درخواست کی ہے کہ کمشنر صاحب دہلی کے ماتحت رکھے جاوین جب تک کہ مسٹر اینڈرسن صاحب کمشنر جالندہر ہین۔

انبالہ سیالکوٹ اور شاہجہان پور مین جو بوئر قیدی رہتے ہین موسم گرما مین پہاڑ پر انگور کھینچینگے +

ہندی فوجین جو ہانگ کانگ اور چین مین رہتی ہین ہر دو سال کے بعد اُنکی بدلی ہُوا کریگی +

لنڈن مین شاہ عالم کے تاج قیصری مین کل ۱۹۰۳ جواہرات لگائے گئے جنمین ۱۰۶۰ خالص سفید ہیرے اور ۲۷۳ گلابی ہیرے کے ہین۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کچا انڈا اور دودھ پیٹ سے ہر قسم کا زہر نکالنے کے لئے ایک یقینی علاج ہے

سکندر آباد کے مشہور ساہوکار دن کو اس جرم مین کہ انھون نے بوقت شب عدالت کا دروازہ توڑ کر ایک بکس جسمین ایک وصیت انکی مقصد طلب تھی نکال لیجانیکا ارادہ کیا تہا تین تین سال قید اور چار چار ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ ایک بڑھئی اور سات کنسٹیبل پولیس بھی اسمین شریک تھے بڑھئی کو ایک ماہ قید دو کنسٹیبلون کو تین تین ماہ قید اور باقیماندہ سپاہیون کو آٹھ آٹھ ماہ قید کی سزا ہوئی

پونہ مین ایک یورپین انجن ڈرائیور کو دوبارہ شادی کرنیکے جرم مین چار ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔ مجرم کا عذر تہا کہ شراب کے نشہ مین تہا۔ مجھ دوبارہ شادی یاد نہین ہے۔ دوسرے دن جب نشہ اُترا تو معلوم ہُوا کہ میری شادی ہوئی تھی مگر عدالت نے اس عذر کو منظور نہین کیا +

دیسی اور انگریزی اخبار متفق ہوکر کلکتہ مین کوشش کر رہے ہین کہ قانون اخبارات مین اصلاح کیجائے۔

گورنمنٹ انڈیا نے ایکہزار روپیہ اس وٹرنری افسر کو انعام کے طور پر دینے کا وعدہ کیا جو ایک کتاب متعلق امراض وعلاج جانوران بار برداری تصنیف کرے۔

ایک نوجوان امریکن لیڈی مس میری ولیمز نے یونیورسٹی برلن کے علم فلسفہ مین ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی ہے اس کے ڈپلوما مین خاص الفاظ با اعزاز درج ہین +

ماسٹر غلام محی الدین صاحب مالک اخبار سول اینڈ ملٹری نیوز لودیانہ کی نسبت رپورٹ ہوئی کہ انکو بجائے خواجہ احسن شاہ صاحب مرحوم کے آنریری مجسٹریٹ مقرر کیا جاوے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگ اس تقرری سے بہت خوش ہیں ہم بھی اپنے معزز ہمعصر کو دل سے مبارکباد دیتے ہین

اشتہار

باجلاس بابو نربخنداس صاحب منصف درجہ دوئم بٹالہ

بالومل ولد چرنداس ذات کہتری ساکن سری گوبند پور مدعی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور **بنام** کلیانداس وددیا رام پسران ٹہاکرداس ساکن بہام ومسماۃ سودان بیوہ کرپا رام ذات کہتری ساکن سری گوبند پور تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

مقدمہ مندرجہ بالا مین کلیان داس مدعا علیہ تعمیل سمن سے عمداً گریز کرتا ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا آگاہ کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو حاضر عدالت ہوکر جوابدہی مقدمہ کی کرے تو بہتر ورنہ اُس کی نسبت کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی

$\frac{1}{52}$ ہ ۵ (دستخط مہر عدالت)

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

نمبر ۴ | ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۰ شوال سنہ ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ | جلد ۶

فہرست مضامین

مختصر نوٹ اور نکات

تجدید دین مسجد نشین ملانوں یا شرائع جدیدہ کے موجد مشایخوں کا کام نہیں بلکہ یہ اس پاک دل انسان کا کام ہو سکتا ہے جو اپنی طہارت باطنی اور صفائی قلب اور عاشقانہ جوش کی وجہ سے مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو۔ اسکی شناخت کے لیے یہ غلطی کی جاتی ہے کہ اپنے نا دانستہ اصولوں اور منطق پر اسکی دعاوی کو پرکھتے ہیں حالانکہ اسکی شناخت کی راہ وہی ہے جو خدا کے برگزیدہ نبیوں کی ہوتی ہے۔

دنیوی ریفارمروں اور خدا تعالے کے مامورین میں ایک عظیم الشان فرق ہوتا ہے جو عوام کی نظر سے مستور رہتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ریفارمر جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر نہیں آتا۔ اسکے افعال و اعمال از قبیل کوشیدن ہوتے ہیں اور مامورین اللہ کے از قبیل جوشیدن۔ ریفارمر حسرت قال ہے

ہوتا ہے بجائے ایک مامور من اللہ حال ہے ۔ بیقرار مرغ کی طرح بے چین ہوتا ہے مامور من اللہ اپنی فتوحات پر فرحاں نہیں ہوتا بلکہ اولوالعزم ہوتا ہے ۔ اور بیقرار مرغ کے کاموں میں وہ استقلال اور ثبات قدم نہیں ہوتا جو ایک مامور من اللہ کے اعمال میں نظر آتا ہے ۔

بیقرار مرغ ادنیٰ ناکامی اور مایوسی یا مخالفت پر گھبرا جاتا ہے مگر مامور من اللہ کا قدم مخالفت کی تیزی کے ساتھ زیادہ مضبوط اور زیادہ تیز رفتار ہوتا جاتا ہے ۔

ہمارے مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے کسی شخص نے ثواب کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا ثواب کی فلاسفی اطاعت الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے امر کی بجا آوری اور نہی سے رک جانا جو نتیجہ پیدا کرتا ہے وہی ثواب کہلاتا ہے

اس زمانہ کے متکلم اور لیکچرار کی اصل غرض اپنا علمی سرمایہ دکھانا مقصود ہوتا ہے یا اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجت سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لانا ۔ برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود کا کلام سننے والا بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ نبیوں کے طریق پر بولتا ہے جو نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل پر اترتا ہوا پاتے ہیں دوسروں کے دلوں پر ڈالتے ہیں وہ مخاطبین کو افسانہ کے طور پر کچھ نہیں سناتے بلکہ ان کو روحانی مریض پا کر علاج کے طور پر نصائح فرماتے ہیں ۔

تعلیم اور پیشگوئی میں امتیاز نہ کرنے کے باعث اکثر لوگ غلطی کھاتے ہیں یہ تعلیم بالکل کھلے کھلے الفاظ میں ہوتی ہے اور اس کے لیے تشریح اور تفصیل ضروری ہے بہ علاوہ بریں تعلیم اکثر معرض افادہ و افاضہ میں آتی رہتی ہے اس لیے اس کے معانی اور مفہوم میں کسی قسم کا اختلاف اور خفا نہیں ہوتا برخلاف اس کے پیشگوئیوں میں استعارات اور مجازات بھی ضرور ہوتے ہیں اور تعلیم کی طرح افادہ اور افاضہ کے سلسلہ کے نیچے نہ رہ کر ایک طرح سے گوشہ گمنامی میں پڑی رہتی ہیں یہ اس لیے جہاں کہیں تعلیم اور پیشگوئی میں تناقض ہو تو پیشگوئی کے وہ معنے کرنے چاہییں جو تعلیم کے موافق ہوں ۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون

کی تفسیر میں ایک مقام پر ہمارے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کے موافق اپنے کلام کی چار طرح سے محافظت کی ہے ۔ اول حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا اور ہر صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کیے جو اس کے پاک کلام کو سینوں میں حفظ رکھتے ہیں ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جاوے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں اور اس طرح پر قرآن کریم کو تحریف لفظی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا ۔ دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جنکو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے جنہوں نے قرآن شریف اور خدا کی تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا ۔ تیسرے متکلمین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دیکر خدا کے پاک کلام کو کوتہ اندیش فلسفیوں کے استخفاف سے بچایا ۔ چوتھے روحانی انعام پانیوالے لوگوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کے پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ۔

اے قوم کے بزرگو! دانشمندو!! تمہیں کیا ہو گیا کہ تمہاری نظریں زمین دوز ہیں؟ ذرا نظر اٹھا کر تو دیکھو! کہ آسمان اور زمین کسی آنیوالے کی تصدیق اور تائید کے لیے نشان پر نشان دکھا رہے ہیں اور تم ہو کہ مست از خواب گران ہو ۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ چودھویں صدی میں سے انیس برس گذرنے کو آئے؟ کیا معلوم نہیں کہ رمضان میں دو مرتبہ کسوف و خسوف ہو چکا جو مہدی معہود کا خاص نشان ہے؟ کیا ارتداد کی وبا سے لاکھوں انسان مخلوق پرستی اور مردہ پرستی کی قبر میں نہیں پہنچا دیے کیا نصرانیت صلیب کی لعنت لیے ہوئے کئی گھروں کو تباہ کر گئی؟ پھر تم خدا تعالیٰ پر کیوں ایسے بدظن ہو کہ اس کی نگرانی حوادث اور آفات پر پڑتی ہے اور ابھی تک ان گم گشتہ انسانوں کو ان عذابوں اور دکھوں سے نجات دینے والا کوئی نہیں بھیجا؟ اے بزرگو! اے دانشمندو!! اے صوفیہ سجادہ نشینو!!! آخر خدا سے صلح کرو ۔ خدا ترسی سے کام لو تا خدا نما وجود پر تمہاری نگاہ پڑے ۔ غیر معمولی سماوی حوادث اور زمین کے انذاری امراض کیسے تمہیں تمہارے طعن اور سب و شتم نمودار ہو رہے ہیں پس یہ وقت رونیکا ہے نہ سونے کا ۔ اٹھو اور ایمان کی منادی کرنیوالے کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دارالامان پہنچو ۔

طاعون ملک میں نہایت خطرناک صورت میں اختیار کرتا جاتا ہے ۔ اور وہ پودے جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو لگائے گئے مامور و مسیح کو نہایت بد اور کریہ شکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک صورت میں دکھلائے گئے تھے وہ اب بڑے بڑے درخت بنتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یا مسیح الخلق عدوانا کا الہام پورا ہو رہا ہے ۔ مگر ملک میں بے حیائی اور بیباکی کا بڑھ جانا اور یہی بدقسمتی کی دلیل ہے ۔ ہمیں ان تحریروں کو پڑھ کر افسوس ہوتا ہے جن میں ان خدا کے نشانوں پر ہنسی کی جاتی تھی ۔ ہنسی کرنیوالو! اور ٹھٹھے مارنیوالو یہ وقت اصلاح اور تجدید توبہ کا ہے خدا سے صلح کا ہے نہ جنگ کا ۔ اب جبکہ طاعون کمیشن کی رپورٹیں بھی اسباب اور انسدادی تدبیروں پر مطمئن نہیں ہو سکتی تو کیوں اس صدا کیطرف کان نہیں لگاتے جو سچی پاکیزگی ۔ توبہ و استغفار نیک عملوں ۔ ترک معصیت ۔ صدقات و خیرات کی طرف متوجہ کرتی ہے اور کہتی ہے ۔

خور تاباں سیاہ گشت است از بدکاری مردم
زمیں طاعون ہمی آرد پی تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے
نشاید تافتن سر زاں جناب عزت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرم بیکارے

اظہار رائے

مندرجہ ذیل کتابیں بغرض اظہار رائے دفتر الحکم میں پہنچی ہیں کسی اگلی اشاعت میں ہم ان پر مختصراً کچھ نہ کچھ لکھیں گے ۔ رسالہ آتشک و سوزاک ۔ تقویم الاسلام ۔ کلام ناطق

کلماتِ طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۳ جلد ۶

یاد رکھو کہ ایک فعل انسان کی طرف سے اولاً سرزد ہوتا ہے پھر اسکے بعد جو اثر یا خاصیت مخفی ہو خدا تعالےٰ کا ایک فعل اسپر مترتب ہو کر اسے ظاہر کر دیتا ہے مثلاً جب ہم اپنے گھر کی کوٹھڑی کی کھڑکی کو بند کر لیتے ہیں تو یہ ہمارا فعل ہے اور اسپر خدا تعالےٰ کا فعل یہ سرزد ہوتا ہے کہ اس کوٹھڑی میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت بند ہو کر تاریکی ہو جاوے گی + پس یہ ایک عادۃ اللہ اور قدیم سے اسی طرح پر چلی آتی ہے اور اسمیں کوئی تغیر تبدل نہیں ہو سکتا ہے کہ انسانی فعل پر خدا کیطرف سے ایک فعل سرزد ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جیسے یہ نظام ظاہری ہے اندرونی انتظام میں بھی یہی قانون ہے جو شخص صاف دل ہو کر تلاش حق کرتا ہے اور اگر کچھ نہیں تو کم از کم سلب عقائد ہی کی حالت میں آتا ہے تو وہ سچائی کو ضرور پا لیتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے دل میں پہلے سے ایک بات کا فیصلہ کر لیتا ہے اور ضد اور تعصب کے حلقوں میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اس کا معاندانہ جوش بڑھ کر فطرت کے انوار کو دبا لیتا ہے اور دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر حق و باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق نہیں پاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے پاکیزگی اور ہدایت کے پانے کے لیے خود ہی اپنے اندر ایک پاکیزگی کو پیدا کرنا چاہیے اور وہ یہی ہے کہ انسان بخل اور تعصب کو چھوڑ دے اور اپنے نفس کو ہرگز دھوکا نہ دے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جو شخص تلاش حق کا دعویٰ کر کے نکلتا ہے اور پھر اپنی جگہ پہلے ہی کسی مذہب کے اصول کو فیصلہ کر کے قطعی ہی قرار دے لیتا ہے وہ دنیا کا طالب ہوتا ہے جو دنیا کی فتح و شکست پر مرتا ہے۔ میں اس بات کا قائل نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا کو مانتا ہے نہیں میرے نزدیک وہ دہریہ ہے۔ پاک دل جو کسی زجر و توبیخ کی پروا نہیں کرتا اور جو اقرار کر لینے میں ندامت اور شرمساری نہیں پاتا وہی ہوتا ہے جو حق کو پا لیتا ہے ایسے ہی دل پر خدا کے انوار نازل ہوتے ہیں۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ ہرگز ایسے شخص کو ضائع نہیں کرتا جو اسکی جستجو میں قدم رکھتا ہے۔ وہ یقیناً ہے اور جیسے ہمیشہ سے اس نے اَنَا الْمَوْجُوْد کہا ہے اب بھی کہتا ہے جس طرح حضرت مسیح پر وحی ہوتی تھی اسی طرح اب بھی ہوتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں اور یہ نرا دعویٰ نہیں اسکے ساتھ روشن دلائل ہیں کہ پہلے کیا تھا؟ جواب نہیں اب بھی وہی خدا ہے جو سدا سے کلام کرتا چلا آیا ہے اسنے اب بھی دنیا کو اپنے کلام سے منور کیا ہے۔

ایک اور ضروری بات ہے جو میں کہنی چاہتا ہوں اور وہ **کفارہ** کے متعلق ہے کفارہ کی اصل غرض تو یہی بتائی جاتی ہے کہ نجات حاصل ہو۔ اور نجات دوسرے الفاظ میں گناہ کی زندگی اور اسکی موت سے بچ جانے کا نام ہے مگر میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ خدا کے لیے انصاف کر کے بتاؤ کہ گناہ کو کیسی خودکشی سے فلسفیانہ طور پر کیا تعلق ہے؟ اگر مسیح نے نجات کا مفہوم یہی سمجھا اور گناہوں سے بچانے کا یہی طریق انھیں سوجھا تو پھر نعوذ باللہ ہم ایسے آدمی کو تو رسول بھی نہیں مان سکتے۔ کیونکہ اس سے گناہ رک نہیں سکتے۔ آپکو یورپ کے حالات اور لنڈن اور پیرس کے واقعات اچھی طرح معلوم ہوں گے۔ بتاؤ کونسا پہلو گناہ کا ایسا ہے جو نہیں ہوتا سب سے بڑھ کر زنا توریت میں لکھا ہے مگر دیکھو کہ یہ سیلاب کس زور سے ان قوموں میں آیا ہے جنکا یقین ہے کہ مسیح ہمارے لیے مرا۔

اس خودکشی کے طریق سے تو بہتر یہ تھا کہ مسیح دعا کرتا اور لمبی عمر ملے تاکہ وہ نصیحت اور وعظ ہی کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا مگر یہ سوجھی تو کیا سوجھی۔

اسکے علاوہ ایک اور بات بھی ہے جو میں نے پیش کی تھی اور ابتک کسی عیسائی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ اور وہ یہ ہے کہ مسیح ہمارے بدلے لعنتی ہوا اب لعنت کے معنوں کے لیے عبرانی یا عربی کے لغات نکال کر دیکھ لو کہ ملعون کسے کہتے ہیں۔ لغت کی کتابوں میں صاف لکھا ہوا ہے کہ **لعین** شیطان کا نام ہے اور ملعون وہ شخص ہوتا ہے جسکا خدا سے کوئی تعلق نہ ہو اور وہ خدا سے دور ہو + اب عیسائیوں نے یہ بالاتفاق اپنے عقیدہ میں داخل کر لیا ہے کہ مسیح ہمارے بدلے لعنتی ہوا۔ چنانچہ تین دن کے لیے اسے ہاویہ میں بھی رکھتے ہیں اب یہ لعنتی قربانی جو انکے عقیدہ کے موافق ہوئی۔ نجات کو کیا تعلق اسکا ہوا؟

غرض جسقدر اسپر غور کرتے جائیں گے اسی قدر اسکی حقیقت کھلتی جائے گی۔ میں آپکو بتاتا ہوں کہ اصل مسیح کے متعلق عیسائیوں اور یہودیوں دونوں نے افراط اور تفریط سے کام لیا ہے عیسائیوں نے تو یہانتک افراط کی کہ ایک عاجز انسان کو جو ایک ضعیفہ عورت کے پیٹ سے عام آدمیوں کیطرح پیدا ہوا خدا بنا لیا اور پھر گرایا بھی تو یہانتک کہ اسے ملعون بنایا اور ہاویہ میں گرایا۔ یہودیوں نے تفریط کی یہانتک کہ معاذ اللہ اسے ولد الزنا قرار دیا اور بعض انگریزوں نے بھی اسکو تسلیم کر لیا۔ اور سارا الزام حضرت مریم پر لگایا مگر قرآن شریف نے آکر ان دونوں قوموں کی غلطیوں کی اصلاح کی۔ عیسائیوں کو بتایا کہ وہ خدا کا رسول تھا خدا نہ تھا۔ اور وہ ملعون نہ تھا مرفوع تھا اور یہودیوں کو بتایا کہ وہ ولد الزنا نہ تھا بلکہ مریم صدیقہ عورت تھی احصنت فرجہا کی وجہ سے اسمیں نفخ روح ہوا تھا + یہی افراط و تفریط اس زمانہ میں بھی ہوئی ہے + اور خدا تعالےٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں انکی اصل عزت کو قائم کروں مسلمان ناواقفی سے انھیں انسانی صفات سے بڑھ کر قرار دینے میں غلطی کرتے ہیں اور ان کی موت کی رازکی حقیقت سے ناواقف ہیں عیسائی مصلوب قرار دیکر ملعون بناتے ہیں پس اب وقت آیا ہے کہ مسیح کے سر پر سے وہ الزام دور کیے جائیں جو ایک بار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور کیے تھے۔ پس اسلام کا کس قدر احسان مسیح پر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان باتوں پر پورا غور کریں گے۔ میں آپکو بار بار یہی کہتا ہوں کہ جب تک آپ کی سمجھ میں

...ی بات نہ آوے اُسے آپ بار بار پوچھیں
ننہ یہ اچھا طریق نہیں ہے کہ ایک بات کو
...پ سمجھیں نہیں اور کہدیں کہ ہاں سمجھ لیا۔
...کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے۔ سراج الدین جو
...ہاں آیا تھا اُس نے ایسا ہی کیا اور کچھہ
...دہ نہ اُٹھایا اُس نے آپکو کچھہ کہا تھا؟

منشی عبد الحق صاحب

...ں وہ مجھے منع کرتے تھے کہ وہاں مت جاؤ
...کچھہ ضرورت نہیں ہے جب ہمنے ایک سچائی
...کو پالیا۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ اور تلاش
...کرتے پھریں اور یہ بھی اُنہوں نے کہا تھا
...کہ جب میں آیا تھا تو وہ مجھے تین میل تک
...چھوڑنے آئے تھے (ایڈیٹر۔ سلیم الفطرت
...لوگ حضرت مسیح موعود کی شفقت اور ہمدردی
...پر غور کریں اور اس جوش کا اندازہ کریں
جو اسکی ... میں کسی روح کو سچا لینے کیلئے
ہے۔ کیا تین میل تک جانا محض ہمدردی
ہی کے لیے نہ تھا؟ ورنہ میاں سراج الدین
سے کیا غرض تھی؟ اگر فطرت سلیم ہو تو
آپ کی اس جوش ہمدردی ہی سے حق کا
پتہ پالے۔ ہمارے لیے ایسا سچا جوش
رکھنے والے بجز خدا کا سلام سو سلام
برتو اے مرد سلامت۔) اور پسینہ آیا
ہوا تھا۔

حضرت مسیح موعود ؑ

...س پسینہ سے اُس نے یہ مراد لی کہ گویا جواب
نہیں آیا۔ افسوس۔ آپ اُس سے پوچھتے
تو سہی کہ پھر وہ یہاں رہ کر نمازیں کیوں
پڑھتا تھا اور کیا اُس نے نہیں کہا تھا کہ میری
تسلی ہو گئی ہے میرے سامنے ہو تو میں
اسکو ... دیکر پوچھوں۔ سامنے ہونے
سے کچھہ تو شرم آجاتی ہے۔

منشی عبد الحق صاحب

میں نے نمازوں کا حال پوچھا تھا انہوں نے
کہا تھا کہ ہاں میں پڑھا کرتا تھا۔ اور آخر
میں نے کہدیا تھا کہ میں کسی سرد مقام پر جاکر
فیصلہ کروں گا اور یہ بھی مسٹر سراج الدین
نے کہا تھا کہ مرزا صاحب شہرت پسند ہیں
میں نے چار سوال پوچھے تھے اُن کا جواب
چھاپ دیا۔

حضرت اقدس

اسمیں تو شہرت پسندی کی کوئی بات نہیں
ہم کیوں حقکو چھپاتے اگر چھپاتے تو گنہگار
ٹھہرتے اور معصیت ہوتی۔ خدا نے جب
مجھے مامور کرکے بھیجا ہے تو پھر میں حق کا اظہار
کرونگا اور جو کام میرے سپرد ہوا ہے
اُسے مخلوق کو پہونچاؤں گا۔ اور اسبات کی
مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی شہرت پسند کہے
یا کچھہ اور آپ اُنکو پھر خط لکھیں کہ وہ یہاں
کچھہ دن اور رہ جاویں۔

الغرض ان باتوں میں آپ مکان کے قریب پہنچ
گئے اور اُسوقت حضرت اقدس نے منشی
عبد الحق صاحب کو مخاطب کرکے یہ فرمایا
کہ آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان آرام تبھی
پا سکتا ہے جو بے تکلف ہو پس آپ کو جس چیز
کی ضرورت ہو مجھے بلا تکلف کہدیں اور پھر
جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا کہ دیکھو یہ
ہمارے مہمان ہیں اور تم میں سے ہر ایک
کو مناسب ہے کہ ان سے پورے اخلاق
سے پیش آوے اور کوشش کرتا رہے کہ
ان کو کسی قسم کی تکلیف نہو۔ یہ کہکر آپ گھر
میں تشریف لے گئے۔ ایڈیٹر

دوسری ملاقات

۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

خاکسار ایڈیٹر الحکم نے کل روئداد کو مرتب
کرلیا تھا اس لیے حضرت اقدس کی خدمت میں
عرض کی کہ میں اسکو سنا دیتا ہوں تاکہ مسٹر
عبد الحق صاحب اور جناب بھی سُن لیں اگر
کوئی بات خلاف واقع ہو تو اُسے بیان
کر دیا جاوے یا رہ گئی ہو تو اسے بتا دیا جاوے
حضرت اقدس نے اس طریق کو پسند فرماکر
اس روئداد کے پڑھنے کی اجازت دی
چنانچہ وہ پڑھ کر سنا دی گئی اور پھر سلسلہ
کلام یوں شروع ہو گیا۔ ایڈیٹر

حضرت مسیح موعود ؑ

مامور اگر ان امور کی جو اسپر کھولے جاتے ہیں
اشاعت نہ کرے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ
وہ مخلوق پر ظلم کرتا ہے اور خدا تعالے
کے سپرد کردہ فرض کو انجام نہیں دیتا۔ مامور کا
ایک یہ بھی نشان ہے کہ وہ اشاعت حق سے
نہیں رُکتا اور ہمیں افسوس ہوتا ہے جب انجیل
میں ایسے فقرات دیکھتے ہیں جنمیں مسیح اپنے
آپ کو چھپانے اور کسی پر ظاہر نہ کرنے کی
تعلیم اپنے شاگردوں کو دیتا ہے۔ مامور من اللہ
میں ایک شجاعت ہوتی ہے اسلیے وہ کبھی بھی
اپنے پیغام پہونچانے اور اشاعت حق میں نہیں
ڈرتا۔ شہادت حقہ کا چھپانا سخت گناہ ہے
پس میں کیونکر اُس حقیقت کو چھپا سکتا ہوں
جو خدا نے مجھپر کھولی ہے + میرے نزدیک
یہ طریق بہت ہی مناسب ہے جو یہ اسطرح پر
مرتب ہو جایا کرے آپنے اب دوبارہ سُن لیا
ہے اسپر غور کریں اور جو کچھہ آپکو شک باقی ہو
بے شک پوچھ لیں۔

مسٹر عبد الحق

میں اسپر مزید غور کروں گا۔

حضرت مسیح موعود

میں آپ کی اسبات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ
جلدی نہیں کی آپ بے شک چار پانچ روز
تک اسپر کافی غور کرلیں۔

مسٹر عبد الحق

میں نے آج ایک سوال قرآن شریف کی ضرورت
پر سوچا تھا مگر وہ اس تقریر میں آچکا۔ میں ایک یہ
سوال بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کہا جاتا ہے
کہ انجیل میں تحریف ہو گئی ہے اگر کوئی یہ پوچھے
کہ اصل کہاں ہے؟ تو اسکا کیا جواب ہے۔

حضرت مسیح موعود ؑ

یہ سوال آپ کا ایک نیا سوال ہے اور پہلے سوالوں کو
الگ ہے میں چاہتا ہوں کہ تداخل نہو۔ میں
اس سوال کا جواب بیان کرونگا مگر اول مناسب
یہی ہے کہ آپ اپنے سوالوں کے جواب پر غور
کرکے اور جو کچھہ ان کے متعلق پوچھنا ہو پوچھ
لیں اور جب وہ طے ہو جائیں پھر میں آپکے
اس سوال کا جواب دوں گا + مگر تداخل کو
میں مناسب نہیں سمجھتا جیسے تداخل طعام
درست نہیں ہے یعنی ایک کھانا کھایا پھر کچھہ
اور کھا لیا پھر کچھہ اور اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ سوء
ہضم ہو کر ہیضہ یا قے یا کسی اور بیماری کی
نوبت آئے اسی طرح تداخل کلام منع ہے
تداخل کلام سے کوئی بات محفوظ نہیں رہ سکتی
اور انسان اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا
بلکہ وہ وقت بالکل ضائع چلا جاتا ہے۔

میری عین مراد یہی ہے کہ یہ سوالات آپ کے باترتیب ہوں اور ہر سوال کی ایک مد مقرر کی جاوے اور اسکو دوسرا سوال قرار دیا جاوے اسوقت میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں غلط بحث کر کے اپنا وقت ضائع کروں اور آپ کو فائدہ سے محروم رکھوں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو پورا فائدہ پہونچاؤں جو میرے امکان و طاقت میں ہے اور اسکے لیے میری رائے میں یہی طریق مناسب ہے جو اختیار کیا گیا ہے۔ میں اس سوال کا جواب دیتے وقت آپ کو بتاؤں گا کہ تحریف کے خیالات شروع میں مسلمانوں سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ انجیل کے ماننے والوں ہی کیطرف سے ان خیالات کی ابتدا ہوئی ہے۔ اور میں اسکو جیسا میں نے کہا ہے دوسرے وقت پر رکھتا ہوں جب آپ پہلے سوالوں کے جوابات سمجھ لیں گے۔

جو لوگ بحث مباحثہ کرنے کے لیے بیٹھے ہیں اور تلاش حق ان کا مقصد نہیں ہوتا وہ ایک ہی جلسہ میں سب کچھ طے کر لینا چاہتے ہیں میں اسکو مذہبی قمار بازی کہتا ہوں جیسے قمار باز اپنی چابکدستی اور چالاکی سے ہاتھ مارنا چاہتے ہیں اسی طرح پر یہ لوگ کرتے ہیں اور ہم نے تجربہ سے دیکھ لیا ہے کہ اصل بات کو چھپاتے ہیں اور فرضی اور خیالی باتیں پیش کرتے ہیں۔ پس میں اسکو بہت ہی برا سمجھتا ہوں کہ انسان مذہبی قمار بازی کے لیے دست دراز ہو۔ اور خدا کا ذرا بھی خوف اور حیا نہ کر کے اپنی چالاکیوں سے کام لے۔ یہ مذہبی قمار بازی کب ہوتی ہے جب دنیا کی ہار جیت اور خیالی فتح و شکست مد نظر ہو۔ اور احباب اور ہمعصروں کی نگاہ میں واہ واہ سننے اور فتحیاب کہلانے کا خیال دل میں ہو۔ یہ قمار بازی دنیا کی قمار بازی سے بہت ہی بڑھ کر نقصان رساں ہے کیونکہ اسمیں تو صرف مال کا زیان ہے مگر اس قمار بازی میں دین اور دنیا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں اور تمام اخلاقی اور روحانی قوتیں جو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات کا وارث بنا سکتی ہیں ہار دیجاتی ہیں۔ اور اس متاع کے ہارنے سے جو رنج پیدا ہوتا ہے وہ ابدی ہوتا ہے پس اس قمار بازی کے خیال کو کبھی پاس بھی آنے نہیں دینا چاہیے اگر مقصد عظیم یہ ہو کہ راستبازوں کے نور سے حصہ ملے کبھی کوئی شخص اس نور کو نہیں پا سکتا اور اس متاع کو محفوظ نہیں رکھ سکتا جو فطرت سلیم اسکے پاس ہے جب تک حق گوئی اور حق جوئی اور پھر قبول حق کے لیے ساری دنیا کو اس کے سامنے مردہ قرار نہ دے لے اور ان امور کے لیے خدا تعالیٰ سے ایک عہد کرے جو ایسا عہد خدا تعالیٰ سے نہیں کرتا وہ خدا کو مانکر بھی دہریہ ہے ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ جیسے امراض کا بحران ہوتا ہے اسی طرح پر مختلف ملتوں اور مذہبوں کے بحران کے یہ ایام ہیں شیطان کی یہ آخری جنگ ہے اسلیے وہ اپنے تمام آلات حرب و ضرب لیکر حق کے مقابلہ میں نکلا ہے اور وہ پورے زور اور پوری طاقت سے کوشش کرتا ہے کہ حق پر غلبہ پاوے مگر خود اسے بھی یقین کامل ہے کہ اسکی یہ ساری کوشش بے سود اور بے فائدہ ہوگی اور بہت جلد وہ وقت آتا ہے کہ شیطان مارا جاوے گا اور ملایک کی فتح ہوگی۔ مگر باینہمہ وہ اپنی پوری طاقت سے اسوقت میدان میں آیا ہے اور اسکے بالمقابل حق بھی ہے اور اسکے سامان اور ہتھیار بھی آسمان سے نازل ہو رہے ہیں۔ چونکہ اسوقت دونوں میدان میں ہیں پس تمکو واجب ہے کہ حق کا ساتھ دو۔

اور میں نے بارہا اس امر کو بیان کیا ہے اور اب پھر بتاتا ہوں کہ حق کی شناخت کے واسطے تین نشان ہیں ان پر اگر تم اسکو جسے حق کہا جاتا ہے پرکھلوگے تو تمکو شیطان دہوکا نہ دے سکے گا۔ ورنہ اس نے اپنی طرف سے التباس حق و باطل کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

اور وہ نشان یہ ہیں اول نصوص صریحہ۔ یعنی جو معتقدات ہم رکھتے ہیں دیکھنا چاہیے کہ کیا ان کا نام و نشان خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی پایا جاتا ہے یا نہیں۔ اگر اس کے متعلق منقولی شہادت یعنی نصوص صریحہ قطعیہ نہوں تو خود سوچنا چاہیے کہ اسکو کہاں تک وقعت دیجا سکتی ہے۔ مثلاً جیسے کیمیا گر کہتا ہے کہ میں اکہزار کا دس ہزار کر دیتا ہوں تو کیا یہ ضروری نہیں کہ ہمیں علم ہو کہ پہلے کتنے ایسے بزرگ گذرے ہیں؟ لیکن جب ہم اسپر غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ ہزاروں نے ایسی باتوں میں آکر نقصان اٹھایا ہے ہمارے اس علاقہ میں ایک کیمیا گر اسی طرح پر دو آدمیوں کو ایک ہی وقت میں ٹھگ کر لیگیا۔ غرض پہلا نشان نصوص صریحہ کا ہے۔ اس کے ذریعہ اگر ہم عیسائیوں کے عقائد کو پرکھنے لگیں تو صاف معلوم ہو جاوے گا کہ یہ نرا ملمع ہے حق کی چمک اسمیں نہیں ہے جیسا کہ کل میں نے بیان کیا تھا کہ تثلیث اور یسوع کی خدائی کی بابت اگر یہودیوں سے پوچھا جاوے اور انکی کتابوں کو ٹٹولا جاوے تو صاف جواب ہے وہ کبھی تثلیث کے قائل نہ تھے اور نہ کبھی انہوں نے کسی جسمانی خدا کی بابت اپنی کتاب میں پڑھا تھا جو کسی عورت کے پیٹ سے عام بچوں کی طرح حیض کے خون سے پرورش پا کر نو مہینے کے بعد پیدا ہونیوالا ہو۔ اور انسانوں کے سارے دکھ خسرہ و چیچک وغیرہ جو انسانوں کو ہوتے ہیں اٹھا کر آخر یہودیوں کے ہاتھ سے مار کھاتا ہوا صلیب پر چڑھایا جاوے اور پھر ملعون ہو کر تین دن ہاویہ میں رہے۔ یا باپ بیٹا روح القدس کے مجموعہ اور مرکب خدا ہی کا ذکر انکی کتابوں میں کہیں ہوتا اگر تو ہم عیسائیوں سے ایک عرصہ سے سوال کرتے رہے ہیں وہ دکھائیں برخلاف اس کے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہودیوں نے منجملہ اور اعتراضوں کے جو اسپر کیے سب سے بڑا اعتراض یہی تھا کہ یہ خدا کا بیٹا اور خدا بنتا ہے اور یہ کفر ہے اگر یہودیوں نے توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں یہ تعلیم پائی تھی کہ دنیا میں خود خدا اور اس کے بیٹے بھی مار کھانے کے لیے آیا کرتے ہیں اور انہوں نے اس پلٹ کو دیکھا تھا۔ تو پھر انکار کی وجہ کیا ہو سکتی تھی؟ اصل حقیقت یہی ہے کہ اس معیار پر یہ عقیدہ کبھی پورا نہیں اتر سکتا اس لیے کہ اس میں حقانیت کی روح نہیں ہے۔

اور دوسرا طریق شناخت حق اور اصل حقیقت کا یہ ہے کہ عقل سلیم بھی اسکی مصدق اور مؤید ہو۔ عقل ایسی چیز ہے کہ اگر اس سے صحیح کام نہ لیا جاوے تو دین اور دنیا دونوں کے کام میں فتور پیدا ہوتا ہے۔ اب عقل کے معیار پر اسکو کسا جاوے تو وہ دور سے ان عقاید کو رد کرتی ہے کیا اس کے نزدیک یہ بات قابل تسلیم ہو سکتی ہے کہ ایک عاجز مخلوق ہی جسمیں انسانیت کے سارے لوازم اور بشری کمزوریوں کے سارے نمونے موجود ہیں خدا ہو سکتا ہے؟ کیا عقل اس بات کو ایک لمحہ کے لیے بھی رد

عمرالدین

رکھہ سکتی ہے کہ مخلوق اپنے خالق کو کوڑے مارے اور خدا کے بندے اپنے نادر خدا کے منہ پر تھوکیں اور اسکو پکڑیں اور سولی پر کھینچیں اور وہ یہ ساری ذلت دیکھکر اور خدا ہوکر اپنی رسوائی کا تماشا دکھاتا رہے؟ کیا عقل مان لیتی ہے کہ ایک عورت کا بچہ جو نو مہینے تک پیٹ میں رہے اور خون حیض کھاوے اور آخر عام بچوں کی طرح چلاتا ہوا شرمگاہ سے پیدا ہو وہ خدا ہوتا ہے؟ کیا کسی دلکو اسپر اطمینان ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خدا کہلاکر ساری رات موت سے بچنے کے لیے دعا کرتا رہے اور قبول نہ ہو؟ ایسا ہی کبھی عقل یہ تجویز نہیں کر سکتی کہ کسی کی خودکشی سے دوسرے کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگر مسیح کے روٹی کھانے سے حواریوں کے پیٹ بھر جاتے تھے اور عقل کے نزدیک یہ جائز ہے تو شاید یہ بھی سچ ہو کہ کسی کے دردسر کا علاج اپنے سر میں پتھر مارنا بھی ہے۔

تیسرا ذریعہ شناخت کا یہ ہے کہ خدا تعالے کبھی سچے مذہب کو ضائع نہیں کرتا اور اہل حق کو ہرگز نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالے کا باغ ہے اور کبھی کسی نے نہیں دیکھا ہوگا کہ ایک شخص باغ لگا کر اپنے باغ کی طرف سے بالکل لاپرواہ ہو جاوے نہیں بلکہ اسکی آبپاشی شاخ تراشی اور حفاظت وغیرہ تمام امور کا جو اسکی سرسبزی اور شادابی کے لیے ضروری ہیں پورا اہتمام کرتا ہے اسی طرح پر اللہ تعالے اپنے راستبازوں اور دی ہوئی صداقتوں کی تائید کے لیے ہمیشہ تازہ بتازہ تائیدات دیتا رہتا ہے جنکی روشنی میں صادق چلتا ہے اور شناخت کیا جاتا ہے۔

اب عیسائیوں کے عقائد اور مذہب کو اس معیار پر بھی آزماکر دیکھلو کہ ان میں بجز بوسیدہ ہڈیوں اور مردہ باتوں کے اور کیا رکھا ہے بالاتفاق وہ مانتے ہیں کہ انہیں آج ایک بھی ایسا شخص نہیں جو اپنے مذہب کی صداقت اور مسیح کی سچائی پر اپنے نشانات کی مہر لگا سکے۔ یہ تو بڑی بات ہے میں کہتا ہوں کہ انکے قرارداد نشانوں کے موافق تو شاید ایسا دار ہونا بھی ایک امر محال ہوگا۔

اچھا زندہ نشانات کو تو جانے دو۔ عیسائی مذہب جو اپنے تائیدی نشانوں کے لیے مسیح کی قبر پتہ دیتا ہے کہ اسنے فلاں قبر سے مردہ اٹھایا تھا وہ بجز قصوں کے اور کیا وقعت رکھہ سکتے ہیں اسی لیے مینے بارہا کہا ہے کہ یہ سلب امراض کے اعجوبے جو بعض ہندو سنیاسی بھی کرتے ہیں اور اس ترقی کے زمانہ میں مسمریزم والے بھی دکھاتے ہیں آج کوئی معجزات کے رنگ میں نہیں مان سکتا۔ اور پیشگوئی ہی ایک ایسا زبردست نشان ہے جو ہر زمانہ میں قابل عزت سمجھا جاتا ہے مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسیح کی جو پیشگوئیاں انجیل میں درج ہیں وہ ایسی ہیں کہ انکو پڑھ کر ہنسی آتی ہے کہ قحط پڑینگے۔ زلزلہ آئینگے مرغ بانگ دیگا وغیرہ اب ہر ایک گاؤں میں جاکر دیکھو کہ ہر وقت مرغ بانگ دیتے ہیں یا نہیں اور قحط اور زلزلے بالکل معمولی باتیں ہیں۔ جو آج کل کے مدبر توانس سے ہی پڑھ کر بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت طوفان آئے گا۔ فلاں وقت بارش شروع ہو گی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو دیکھو کہ کسطرح چبر چھ سو سال پہلے کہا کہ ایک آگ نکلے گی جو سبزہ کو چھوڑیگی اور پتھر کو گلا دیگی اور وہ پوری ہوئی۔ اس قسم کی درخشاں پیشگوئیاں تو پیش کریں۔ مینے ایک ہزار روپیہ انعام کا اشتہار مسیح کی پیشگوئیوں کے لئے دیا تھا مگر آج تک کسی عیسائی نے ثابت نہ کیا کہ مسیح کی پیشگوئیاں ثبوت کی قوت اور تعداد میں میری پیشگوئیوں سے بڑھکر ہیں جنکا گواہ سارا جہان ہے۔

مسیح کے معجزات جو قصص کے رنگ میں ہیں ان سے کوئی فوق العادت تائید الہی کا پتہ نہیں لگتا جبکہ آج اس سے بھی بڑھکر علمی کرشمے اور عجائبات دیکھے جاتے ہیں خصوصًا ایسی حالت میں کہ خود انجیل میں ہی لکھا ہے کہ ایک تالاب تھا جس میں ایک وقت پر غسل کرنیوالے شفا پا لیتے تھے اور اب تک یورپ کے بعض ملکوں میں ایسے چشمے پائے جاتے ہیں اور ہمارے ہندوستان میں بھی بعض چشموں یا کنوؤں کے پانی میں ایسی تاثیر ہوتی ہے تھوڑے دن ہوئے اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ ایک کنوئے کے پانی سے جذامی اچھے ہونے لگے ہیں۔ اب عیسائی مذہب کن تائیدی نشانوں کو ہم دیکھیں پچھلوں کا یہ حال ہے۔ اور اب کوئی دکھا نہیں سکتا۔ اگر اسیطرح ہی مان لینا ہے تو ہندوؤں نے کیا قصور کیا ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ
خطبہ عید الفطر
از حکیم الامت

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۳ جلد ۹

غرض یہ آیت لَوْ تَقَوَّلَ والی ہر ایک مفتری اور صادق مامور من اللہ میں امتیاز کرنے والی اور صادق کی صداقت کا کامل معیار ہے لیکن اگر کوئی نادان یہ کہے کہ اس سے تاریخ کا پتہ کیونکر لگائیں اور میعاد مقررہ کیونکر معلوم ہو؟ میں کہتا ہوں ان امور کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ یہ آیت مکی ہے اگر اسپر بھی کوئی یہ کہے کہ مکی اور مدنی آیتوں کا تفرقہ مشکلات میں ڈالتا ہے۔ اور اصطلاحات میں اب تک بھی اختلاف چلا آتا ہے تو میں کہتا ہوں اس سے بھی ایک آسان تر راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس آیت کو آخری آیت ہی تجویز کر لو۔ پھر بھی تمکو ماننا پڑیگا کہ تیئیس ۲۳ برس تک خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت۔ عظمت و جبروت۔ عزت و وجاہت۔ تائید و نصرت۔ دشمن کے خسران کے لیے ایک فیصلہ کن امر ہے اب بتاؤ کہ کیا حجت باقی رہی؟ مکی مدنی کا فیصلہ نہ کرو۔ اصطلاحات کے تفرقہ میں نہ پڑو۔ اس تیئیس ۲۳ سال کی عظیم الشان کامیابیوں کا کیا جواب دوگے پس بہر حال ماننا پڑے گا کہ اسقدر عرصہ دراز تک جو چوتھائی صدی تک پہونچتا ہے اللہ تعالے مفتری کو مہلت نہیں دیتا۔

ایک راستباز کی صداقت کا پتہ اس کے چہرہ سے۔ اس کے چال چلن سے اسکی تعلیم سے ان اعتراضوں سے جو اسپر کیے جاتے ہیں اس کے ملنے والوں سے لگ سکتا ہے لیکن اگر کوئی نادان ان امور سے پتہ نہ لگا سکے تو آخر ۲۳ سال کی کافی مہلت اور اسکی تائیدیں اور نصرتیں اسکی سچائی پر مہر کر دیتی ہیں میں جب اپنے زمانہ کے راستباز کے مخالفوں اور حضرت نوح علیہ السلام کے مخالفوں کے اقوال

کے حالات پر غور کرتا ہوں تو مجھے اس زمانہ کے مخالفوں کی حالت پر بہت رحم آتا ہے کہ یہ ان سے بھی جلد بازی اور شتاب کاری میں آگے بڑھے ہوئے ہیں وہ نوح علیہ السلام کی تبلیغ اور دعوت کو سنکر اعتراض تو کرتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں

فتربصوا بہ حتی حین چندے

اور انتظار کرلو مفتری ہلاک ہو جاتا ہے اسکا جھوٹ خود اس کا فیصلہ کر دے گا مگر یہ شتاب کار تا دان اتنا بھی نہیں کہہ سکتے

العجب ! ثم العجب !!

غرض جب ان شریروں کی شرارت اور تکذیب حد سے گذر گئی تو چونکہ مامور من اللہ بھی انسان ہی ہوتا ہے۔ اعدا کی تکذیب اور نہ صرف تکذیب بلکہ مختلف قسم کی تکالیف خود اسے اور اسکے احباب کو دی جاتی ہیں تو وہ بے اختیار ہوکر لوکان الموت المنیر کہہ اٹھتا ہے ایسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام نے بھی کہا رب انصرنی بما کذبون۔ اے میرے مولیٰ ! میری مدد کر و میری ایسی تکذیب کی گئی ہے جس کا نوعالم ہے۔ جب معاملہ اس حد تک پہونچا تو خدا کی وحی یوں ہوتی ہے۔

ان اصنع الفلک باعیننا ووحینا

ہماری وحی کے موافق ہماری نظر کے نیچے ایک کشتی طیار کرو اور اپنے والوں کو بھی ساتھ لے لو تو ہم تمکو اور تمھارے والوں کو بچا لینگے اور شریر مخالفوں کو غرق کر دیں گے

چنانچہ حضرت نوح نے ایک کشتی طیار کی اور اپنی جماعت کو لے کر اسمیں سوار ہوئے خدا کا غضب پانی کی صورت میں نمودار ہوا۔ وہی پانی حضرت نوح کی کشتی کو اٹھانے والا ٹھیرا اور اسی نے طوفان کی صورت اختیار کر کے مخالفوں کو تباہ کر دیا اور نتیجہ نے حضرت نوح علیہ السلام کی سچائی پر مہر کر دی۔ غرض یہ آسان پہچان ہے راستبازوں کی۔

تمھیں چونکہ اور بھی بہت سے کام ہونگے میں خطبہ کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور پھر مختصر سی بات کہکر آگاہ کرتا ہوں کہ جسطرح اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندوں کو اپنی خاص حفاظتوں میں لاتا ہے ارضی بیماریوں اور دکھوں سے بچاتا ہے آسمانی مشکلات سے بھی محفوظ رکھتا ہے اور اسکی نصرت فرماتا ہے اسیطرح وہ لوگ جو سچے طور سے اسکا ساتھ دیتے ہیں یا یوں کہو کہ ان کے رنگ میں رنگین ہوکر وہی بجالاتے ہیں سچا تقوی اور حقیقی ایمان حاصل کرتے ہیں اور مامور کا اچھا نمونہ بھی بجالاتے ہیں تو مقتدا کی عظمت و ترقی اور نصرت کے ساتھ اللہ تعالےٰ ان کو بھی شریک کرلیتا ہے

جو لوگ حضرت اقدس کے رات کے وعظ میں شریک تھے ان کو معلوم ہوگا اور جو بدقسمتی سے نہیں پہونچے ان کو میں ایک جملہ میں اس کا مغز اور خلاصہ بتا دیتا ہوں کہ انسان سچا متقی سچا مومن اور خدا کے حضور راستباز تب ٹھیرتا ہے

جب وہ دین کو دنیا پر مقدم کرلے

یہ چھوٹی بات نہیں کہنے کو بہت مختصر مگر حقیقت میں تمام نیکیوں کی جامع اور تمام اعمال حسنہ پر مشتمل ہے۔

یاد رکھو کبھی کسی گناہ کو چھوٹا اور حقیر نہ سمجھو چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے انسان ایک خطرناک اور گھیر لینے والے گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تمہیں معلوم نہیں یہ پہاڑ چھوٹے چھوٹے ذرات سے بنے ہیں یہ عظیم الشان بڑ کا درخت ایک بہت ہی چھوٹے سے بیج سے بنتا ہے۔ بڑے بڑے اجسام ان ہی باریک باریک ذرات سے بنے ہیں جو نظر بھی نہیں آتے پھر گناہ کے بیجکو کیوں حقیر سمجھتے ہو ؟ یاد رکھو چھوٹی چھوٹی بدیاں جمع ہوکر آخر بیں ڈالتی ہیں انسان جب چھوٹا سا گناہ کرتا ہے تو اسکے بعد اور گناہ کرتا ہے یہانتک کہ خدا تعالےٰ کی حدبندی کو توڑ کر نکل جاتا ہے جسکا نام کبیرہ ہوتا ہے اور پھر راستبازوں کے قتل کی جرأت کر بیٹھتا ہے۔

اسیطرح ادنی سی نیکی اگر کرو تو اس سے ایک نور معرفت پیدا ہوتا ہے۔ نیکی اور بدی کی شناخت کا انحصار ہے قرآن شریف کے علم پر اور وہ منحصر ہے سچے تقوے پر چنانچہ فرمایا

واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ ۔ اور فرمایا

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ جب اللہ تعالےٰ میں ہوکر انسان مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنی راہیں اسپر کھولدیتا ہے پھر سچے علوم سے معرفت نیکی اور بدی کی پیدا ہوتی ہے [illegible] کا علم ہوتا ہے اور اس سے سچی خشیۃ پیدا ہوتی ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ یہ خشیت بدیوں سے محفوظ رہنے کا ایک باعث ہوتی ہے۔ اور انسان کو متقی بناتی ہے اور تقوی سے محبت الٰہی میں ترقی ہوتی ہے۔ پس خشیۃ سے گناہ سے بچے اور محبت سے نیکیوں میں ترقی کرے تب بیڑا پار ہوتا ہے۔ اور مامورین اللہ کے ساتھ ہوکر اللہ تعالےٰ کے غضبوں سے جو زمین سے یا آسمان سے راجعہ نکلتے ہیں محفوظ ہوجاتا ہے۔

یہ بات کہ دین کو ہمنے دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں ہمکو واجب ہے کہ ہم اپنے تمام معاملات میں دین کے ہوں یا دنیا کے متعلق ہوں یا ان کے متعلق ہروقت سوچتے اور پرکھتے رہیں اور اپنا محاسبہ آخرت کے محاسبہ سے پہلے آپ کریں اور جب خدا کی راہ میں قدم اٹھایا جاتا ہے تو معرفت کا نور ملتا ہے۔ پس کوشش کرو۔ استغفار کرو۔ اور جس درخت کے ساتھ تمنے اپنا آپ پیوند کیا ہے اسکے رنگ میں رنگین ہوکر قدم اٹھاؤ اللہ تعالےٰ تمھاری مدد کرے گا۔

تلاوۃ قرآن کریم کے لیئے اشارات

از درس حکیم الامت

۲ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء — سورۃ المومنون رکوع ۳

اترفنھم۔ آسودہ حال بنایا۔ فارغ البال کیا تنعم عطا کیا **ھیھات** اسم صوت ہے پنجابی اور ہندی میں ہائے ہائے۔ **نموت ونحیا**۔ تناسخ کے رنگ میں ملتے تھے کہ بعضنا یموت وبعضنا یحیی۔ **الصیحۃ** عذاب شدید۔ **بالحق** ثابت و برقرار رہنے والا۔ **غثاء** کوڑا کرکٹ۔ جو سیلاب کی جھاگ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ **بعدا**۔ دور کر دیا۔ جلا وطن کر دیا۔ **ما تسبق من امۃ اجلھا**۔ کوئی امت اپنی اجل کو آگے نہیں کر سکتی۔ **تترا**۔ لگاتار۔ پے در پے۔ **ربوۃ** بلند اونچی جگہ **ذات معین**۔ چشمہ والے۔

۳ جنوری (رکوع ۴) سنہ ۱۹۰۲ء

طیبت۔ ہر پہلو میں پسندیدہ چیز۔ طبعی رو سے مفید صحت۔ شرعاً حلال۔

غذا کا اثر چونکہ جسم پر پڑتا ہے اور جسم روحانی افعال و اعمال پر موثر ہے اسلیے فرمایا یا ایہا الرسل کلوا من الطیبت واعملوا صالحاً انی بما تعملون علیم۔

اعمال صالحہ کے دو بڑے ذریعے بیان فرمائے ہیں اول طیب غذا کا کھانا دوم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال کا علیم ماننا۔ گناہ سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے رکے رہنے کا یہ زبردست ذریعہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے اور اپنی موت پر ہر وقت یقین رکھے۔ **وان ھذہ امتکم** یہی تو صرف تمھاری ملت ایک ہی ملت ہے۔

فاتقون

۱۔ خدا متقی کے ساتھ ہوتا ہے ۲۔ اللہ والی و وارث ہوتا ہے ۳۔ اللہ اسے علم سکھاتا ہے ۴۔ اسکے دشمن ہلاک کرتا ہے ۵ رزق بےگمان عطا کرتا ہے ۶۔ تنگی سے نجات دیتا ہے ۷ مقابل پر اسے غلبہ دیتا ہے۔ ۸۔ اللہ اس سے محبت کرتا ہے ۹۔ اسکی جگہ عطا فرماتا ہے۔ ۱۰۔ اسے غلطی سے آگاہ کرتا ہے ۱۱۔ اس کی عبادت اور اعمال قبول ہوتے ہیں۔

غمرت۔ جہالت۔ گھمن گھیر جسمیں انسان آ کر گم ہو جاتا ہے۔ **زبرا**۔ ٹکڑے ٹکڑے

مشفقون۔ ڈرتے ہیں۔

یسارعون فی الخیرات نیکی میں قدم مارتے ہیں۔ **لدینا کتاب ینطق بالحق**۔ (شیعہ اس مقام پر سوچیں) کہ ہماری کتاب قرآن شریف حق کے ساتھ بولتی ہے۔ چونکہ کلام اصل میں اولاً و بالذات متکلم کے پاس ہوتا ہے اسیے اسلیے **لدینا** فرمایا۔

قرآن شریف کے نزول کے وقت آواز اور الفاظ تھے اگر کوئی کہے کہ تشبیہ ہو جاتی ہے اور **لیس کمثلہ شیء** کے خلاف ہے وہ سوچے کہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر تجھ سے تشبیہ اور مثل ہوتی ہے۔ **تجئرون**۔ چلا کر دیتے عاجزی کرتے ہو **ینکصون**۔ الٹے چلے جاتے ہیں۔ **مستکبرین بہ** تکبر کرتے ہو بیت اللہ کے سبب سے کہ وہ تمھارے پاس ہے اور تم متولی ہو۔ **سامرا**۔ فسانہ گو بنکر

تھجرون چھوڑتے ہو قرآن کریم کو۔ **القول** قرآن شریف **اھوا**۔ گری ہوئی خواہشات **ذکر**۔ شرافت عزت **ناکبون** ہٹ جاتے ہیں **استکانوا**۔ عجز کرنا۔ **مبلسون**۔ ناامید۔

سلسلہ عالیہ کے متعلق

امتحان! امتحان!! امتحان!!!

امتحان کے لیے درخواستیں بہت جلد آنی چاہییں۔ جو لوگ عدم توجہی سے کام لے رہے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ درخواستیں قبل از وقت آنا ازبس ضروری ہیں کیونکہ فروری کے آخر میں یہ درخواستیں حضرت حجۃ اللہ کے حضور پیش کی جائیں گی ابھی تک بہت تھوڑی درخواستیں آئی ہیں۔

جناب میرزا خدا بخش صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف سے بہت جلد دورہ پر روانہ ہونے والے ہیں اور غالباً سب سے پہلے وہ پنجاب کے شمالی مغربی حصّہ کیطرف جائیں گے۔ مدرسہ کی تعمیرات اور سلسلہ احمدیہ کی دوسری ضروریات کے لیے سردست پچیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے جو وہ قوم سے لینا چاہتے ہیں اگر قوم کے جمیع افراد کوشش کریں تو اس رقم کا جمع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام بہت جلد شروع ہونے والا ہے اینٹیں طیار ہو چکی ہیں بنیادوں کی کھدائی کا کام بہت جلد شروع کیا جائے گا۔

ان کتابوں کے متعلق جو انوار احمدیہ پریس کی مطبوعہ نہیں ہیں براہ راست حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ کے نام درخواست آنی چاہیے ایڈیٹر الحکم ایسے خطوط کی تعمیل اپنی مصروفیت کیوجہ سے نہیں کر سکتا اور اسی سہولت کے لیے وہ کتابیں بھی جو دفتر الحکم سے متعلق ہیں حکیم صاحب موصوف کے پاس رکھدی گئی ہیں۔

پیسہ اخبار کی شوخ چشمی اور افترا پردازی

قابل توجہ گورنمنٹ

پیسہ اخبار لاہور نے ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی اشاعت میں ایک خطرناک غلط بیانی کی تھی۔ اور خواہ نخواہ گورنمنٹ کی لسان بنکر (جسکا اُسکے پاس کوئی ثبوت نہیں) گورنمنٹ کو ایک قدیم وفادار خاندان اور گورنمنٹ کی ایک کثیر التعداد وفادار رعایا کا دشمن ظاہر کیا تھا اور پبلک کو ایک خطرناک مغالطہ میں ڈالکر بدظن کرنا چاہا تھا جبکہ اُسنے **گورنمنٹ کی زبان** سے یہ ظاہر کیا کہ ایک نصف صدی کے **آزمودہ وفادار** اور گورنمنٹ کے لیے سربکف خاندان کی خدمات کو وہ **غیر خالص** سمجھتی ہے۔ یہ ایک شرمناک غلط بیانی تھی جسپر ہمنے ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم میں گورنمنٹ کو اس خیرہ چشم اخبار کی اس نامناسب حرکت پر متوجہ کیا تھا۔ اور ہمنے چاہا تھا کہ گورنمنٹ بذریعہ پریس میمو اس غلط بیانی کی تردید کر دے اور پیسہ اخبار سے جواب لے کہ اسے کسنے اس قسم کا حق عطا کیا ہے کہ **گورنمنٹ کی لسان بنے**۔

پیسہ اخبار اپنی اس افترا پردازی اور **غلط بیانی** کا نیک نیتی اور عاجزی سے اعتراف کرنے کے بجائے اپنے ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کے اشو میں اسکو قابل شرم حیلوں سے چھپانے کی سعی کرتا ہے۔ اور افترا پر افترا باندھتا ہے اور اپنی پردہ پوشی کے لیے وہ طریق اختیار کرتا ہے جو اُسکے اندرونی برص کو اور بھی کھولکر دکھا دے۔ ہم اس معاملہ کو ہرگز قلم انداز کرنا نہیں چاہتے کہ **پیسہ اخبار نے گورنمنٹ کی زبان حال سے حضرت مسیح موعود کی خدمات کو غیر خالص قرار دیکر تمام وفادار رعایا کو**

گورنمنٹ سے بدظن اور مایوس کرنا چاہتا ہے اور پیسہ اخبار کی یہ حرکت ہرگز ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ وہ نظر انداز کی جاوے۔ اور کیا اس قسم کی تحریریں پبلک کے خیالات کو ضرر پہنچانے والی اور ایک زہریلا اثر پیدا کرنے والی نہیں ہیں؟

یہ غلط بیانی تھی جسکو پیسہ اخبار نے اپنی اس جدید اشاعت میں چھپانا چاہا ہے اور آپ ایسے بھولے میاں بنتے ہیں کہ الحکم کے ۱۷ کالم کے مضمون میں یہ اسکو نظر نہیں آسکی۔ اور اگر اسوقت نہیں دیکھ سکے تو اب دیکھ لے۔

ایک متدین اور خود شناس اخبار نویس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ کوئی ایسی بات زبان قلم سے نہ نکالے جسکا اس کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو۔ ہم اس قسم کے بہت سے ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ گورنمنٹ **حضرت مسیح موعود** کے خاندان کی **وفادارانہ خدمات کا اعتراف** کر چکی ہے اور خود حضرت مسیح موعود کی ذاتی خدمات کا بھی اسنے وقتاً فوقتاً اعتراف کیا ہے جیسا کہ گورنمنٹ پنجاب نے اپنی چٹھی نمبری ۲۱۴ ایس مورخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء میں بایں الفاظ اعتراف کیا ہے کہ حضور ممدوح (نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب) کا منشا ہے کہ میں اس مدد کے شکریہ کا اظہار کروں جو اس جلسہ کے ممبروں نے گورنمنٹ کو دی ہے۔ اور ایسا ہی صوبہ پنجاب کا مقتدر روزانہ انگریزی اخبار جو نیم سرکاری اخبار کہا جاتا ہے اپنے ۱ جون ۱۹۰۱ء کی اشاعت کے ایک نوٹ میں حضرت مسیح موعود کی جماعت کو ایک بڑی **باوقار جماعت** تسلیم کرتا ہے اور جو کارروائی اس باوقار جماعت کی طرف سے طاعون کے متعلق کی گئی اسکو **وفادارانہ** مدد مانتا ہے۔

پھر بھی پیسہ اخبار کا گورنمنٹ کی لسان ہوکر ظاہر کرنا کہ **گورنمنٹ ان خدمات کو غیر خالص قرار دیتی ہے** کیا گورنمنٹ کی توہین اور گورنمنٹ پر ناقدر شناسی کا الزام دینا نہیں ہے؟ اور کیا یہ خطرناک جھوٹ نہیں ہے جو پولیٹیکل زہریلے مواد پھیلا سکتا ہے؟ اسپر بھی پیسہ اخبار کہتا ہے کہ مجھے وہ خطرناک **غلط بیانی** نظر نہیں آئی؟ کیا اسطریق سے یہ زہرناک اور متعفن تحریر گورنمنٹ کی نگاہ سے پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ یہ وہ خطرناک **غلط بیانی** ہے جو ہمنے گورنمنٹ کی توجہ کے لیے ۱۰ جنوری کے الحکم میں ظاہر کی تھی۔ اب ہم پیسہ اخبار کے ان مغالطوں اور غلط بیانیوں کو پیش کرتے ہیں جو اسنے ۲۵ جنوری ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار میں کی ہیں۔

پہلی غلط بیانی

جو مضمون ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کے الحکم میں شائع ہوا ہے جو ایڈیٹر الحکم کا اپنا مضمون اور ذاتی رائے ہے اسکو حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر میں اگر شرم و حیا کا مادہ مفقود نہیں ہوگیا اور اسنے اگر اپنی اس تحریر میں **کمینہ جھوٹ** کی نجاست پر خود منہ نہیں مارا ہے تو اسکا فرض ہے کہ وہ اس تحریر کو پیش کرے جو حضرت مسیح موعود کی اس کے پاس ہے اور جسکی نقل ۱۰ جنوری کے الحکم میں طبع ہوئی ہے۔ اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ پیسہ اخبار کبھی بھی اس امر کو ثابت نہیں کر سکتا۔ پھر ہم پیسہ اخبار سے ہی پوچھتے ہیں کہ کیا وہ اس کا نام ایمانداری۔ دیانت خداترسی اور انصاف اور راست بازی رکھیگا کہ ایک غیر متعلق بات کو خواہ نہ خواہ ایک بزرگ کی طرف منسوب کر دیا جاوے؟ اور وہ بھی بدون کسی ثبوت کے؟ اس قسم کا شرمناک جھوٹ بولتے ہوئے بھی دوسروں کو **کمینہ جھوٹ** کا الزام دینا ضرور سفاہت ہے۔ اور پیسہ اخبار کی تحریر کردہ ضرب المثل الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے اسی کے حسب حال ہے۔ اور الحکم کے آئینہ میں اسکا اپنا ہی چہرہ اسے نظر آیا ہے۔

دوسری غلط بیانی

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے ایک نہایت مکروہ اشتہار پر نکتہ چینی کی گئی تھی جسمیں انہوں نے گورنمنٹ انگریزی کی نظروں میں سوائے اپنے معدودے چند پیروان کے باقی سات کروڑ مسلمانان ہندوستان کو سرکار کے خطرناک دشمن اور جہاد کے شائق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے" یہ سراسر **کمینہ جھوٹ** ہے اور ایک خطرناک مغالطہ ہے جو گورنمنٹ اور پبلک کو پیسہ اخبار نے دینا چاہا ہے۔ پیسہ اخبار اس سے تمام مسلمانوں کو ان لوگوں کے ذیل میں داخل کرنا چاہتا ہے جو مولوی اور ملا کہلاتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود کے خلاف وہی لوگ ہیں جنکی تعداد بہت ہی محدود اور قلیل ہے اور یہ پاس سے بھی متجاوز نہ ہوگی۔ اور یہی وہ گروہ ہے جو خونی مہدی کی خوفناک لڑائیوں اور ان کے مقام کینہ کا نہایت بے صبری سے انتظار کر رہا ہے اور یہ وہ گروہ ہے جو حضرت مسیح موعود کا یہ دعوے اور بیان (کہ **خونی مہدی اور خونی مسیح** کوئی آنے والا نہیں بلکہ جیسا کہ موسوی سلسلہ کا خاتم مسیح چودھویں صدی میں جمالی رنگ میں آیا تھا اسی طرح محمدی سلسلہ کا چودھواں مجدد امن اور صلحکاری پھیلانے کے لیے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کے اظہار کے لیے عیسوی بروز ہوکر آئے گا اور دین کی تمام لڑائیوں اور جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔ اسکے آنے سے مذہب کے لیے ہرگز ہرگز تلوار نہ اٹھائی جاویگی) اور وہ مہدی اور مسیح میں ہوں یہ مسجد نشین ملا جو عوام کی روٹیوں پر بسر کرتے کرتے مکاری نکموں کی لوٹ پر دانت تیز کیے بیٹھے تھے سنکر جامہ سے باہر نکل گئے اور جھٹ اپنا خانہ ساز ہتھیار کفر کا فتوی دیدیا اور قتل کی دھمکیاں دیں۔ غرض پیسہ اخبار فریب دیتا نہیں تو فریب خوردہ ضرور ہے جبکہ وہ سارے مسلمانوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتا ہے اور خواہ نہ خواہ ان کو احمدی قوم کے معزز و مقتدر بانی اور قوم کے برخلاف اشتعال دلاتا ہے کہ گویا ہم انکو باغی قرار دیتے ہیں کیا امن عامہ میں خلل اندازی کا موجب اس قسم کی تحریریں ہوتی ہیں یا یہ کہنا کہ اب **جہاد حرام ہے** ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ پیسہ اخبار کا یہ بیان کہ سات کروڑ مولوی ہیں ہرگز صحیح نہیں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد تو مذہب اور مذہبی فرائض سے بالکل ناواقف اور بیخبر ہے۔ وہ عام مذہبی فرائض ہی ادا نہیں کر سکتے اور پنجاب میں جو مسلمان ہیں بہت ہی کم حصہ ان میں تعلیم یافتہ ہے وہ اس مسئلہ میں کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ جہاد حرام ہے ہمارے ساتھ متفق الرائے ہے یہ لوگ آزاد خیال ہیں اگرچہ وہ حضرت مسیح موعود کی مسیحیت و مہدویت کے قائل نہیں لیکن متعصب اور خشک مولویوں کی طرح وہ کافر کافر ہی نہیں کہتے اور ہم مسیحیت و مہدویت کے انکار میں انکو غلطی پر سمجھتے ہیں تاہم مسلمان جو مولویت کے حالات سے واقف نہیں ہمارے ساتھ ہیں اور انکو جلانے ہیں

لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو مسیح و مہدی کے سرے سے منکر ہیں وہ بھی ان مسجد نشینوں کے خانہ زاد کفر سے بچے ہوئے نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی جن کی تعداد بہت ہی کم ہے اور معدودے چند ہیں ہر ایسے شخص کو جو جہاد کو حرام ٹھہرائے اور گورنمنٹ برطانیہ کے حقوق اطاعت و وفاداری کی تعلیم دے اسکو کچھ اور وجہ پہلے رکھکر کافر ضرور کہہ دیتے ہیں اور اگر کھلے کھلے طور پر وہ اسی ایک مسئلہ پر کافر نہیں کہیں تو انکا نفاق اندر سے ڈراتا ہے چونکہ منافق میں اخلاقی جرأت نہیں ہوتی اسلیے صاف گو نہیں ہوسکتا۔

غرض بہت بڑا حصہ نے تعلیم یافتہ آزاد خیال لوگوں کا ہے اور ان کی نسبت ہمارا خیال ہے کہ وہ سرے سے ان عقائد کو مانتے ہی نہیں اس لیے وہ کبھی دینی لڑائیوں اور جہادوں کی منتظر نہیں ہیں اور وہ گورنمنٹ کے وفادار اور خیر خواہ ہیں اور وہ بھی اس مسئلہ میں ہمارے ہی ساتھ ہیں۔

پھر جو باقی رہے ان میں سے ایک رئیس پارٹی ہے جو بڑے بڑے وہ بھی ان آزاد خیال لوگوں ہی کے ساتھ ہے یہ وہ پارٹی ہے جو بڑے بڑے شہروں میں انجمن اسلامیہ کے نام سے پکاری جاتی ہے جیسے لاہور و امرتسر وغیرہ ہند و پنجاب کے قریباً ہر بڑے شہر میں وہ بھی اس مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہیں اور جو باقی بچتے ہیں انہیں سے ایک کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جو اپنے مذہبی فرائض کی بنا پر گورنمنٹ کی سچی وفادار رعایا ہیں اور جو مسیح اور مہدی کو مان کر **جہاد کی حرمت** کا فتویٰ دیتے ہیں یہ وہی قوم ہے جو احمدی قوم کے نام سے مشہور ہے اور جس کا بانی جناب مرزا غلام احمد **صاحب مسیح موعود اور مہدی معہود** کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اس آزاد خیال پارٹی کے تو کسقدر کم مگر ہمارے نوبخت مخالف رہ جاتے ہیں جو **خونی مہدی** اور خونی مسیح کے منتظر ہیں۔ اور انہی کی طرف ہمیشہ ہمارے روئے سخن رہا ہے۔

جو لوگ کسی خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر نہیں اور جہاد کو اب حرام سمجھتے ہیں وہ ہمارے اس مسئلہ میں کبھی مخاطب نہیں

پیسہ اخبار گورنمنٹ کو مغالطہ دینا چاہتا ہے کہ گویا ساٹھ کروڑ مسلمان اس کے خلاف ہیں حالانکہ وہ جماعت بھی ہمارے ساتھ ہے + اور وہ تمام **مذہب سے ناواقف** اور بہت ہی پست حالت میں رہنے والے مسلمان اور تعلیم یافتہ آزاد خیال لوگوں اور شریف طبع رئیس پارٹی کو جو گورنمنٹ کے سچے وفادار اور خیر خواہ ہیں ان فتنہ ملانوں اور مولویوں کی مد میں داخل کرنا چاہتا ہے جنکا **خونی مہدی اور خونی مسیح** کا انتظار اور سرکاری بنکوں کی لوٹ کا خیال اور عقیدہ جنون کی حد تک پہنچ گیا ہوا ہے وہ ان کتابوں کو پڑھتے ہیں اور اپنے گھروں میں رکھتے ہیں اور جن کے رشید شاگرد آئے دن سرحد پر ریشہ دوانیاں کرتے رہتے ہیں۔

ہم ان سوختنی کتابوں کا ذکر نہ کرتے اگر پیسہ اخبار اس ناگوار بحث کو نہ چھیڑتا۔ اس لیے ہم گورنمنٹ کو اس امر کیطرف بھی توجہ دلانے کی سعی کرتے ہیں کہ وہ ان مخالف مولویوں کی تلاشی لیکر دیکھے کہ انھوں نے ایسی کتابیں کیوں اپنے گھروں میں رکھی ہوئی ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ ان کتابوں کو جمع کرکے تلف کردیا جاوے جنسے ایسے گندے خیالات پیدا ہوتے ہیں

اب پیسہ اخبار بتائے کہ یہ کسقدر رکیک جھوٹ ہے کہ **حضرت مسیح موعود مسلمانان** ہند کو جہاد کا شائق قرار دینے والا بیان کرتا ہے۔ **حضرت مسیح موعود** کا روئے سخن ہمیشہ ان مولویوں کیطرف رہا ہے جنکا **خونی مہدی** کے انتظار کا عقیدہ جنون کی حد تک پہنچ چکا ہے اور اس امر کے اعلان اور اظہار میں ہم کبھی سے نہیں ہٹے کہ **خونی مہدی کے انتظار کا عقیدہ** رکھنے والا **سچی وفاداری** کے خیالات رکھ نہیں سکتا۔ ہم گورنمنٹ کی توجہ اور پبلک کی غور کے لیے ذیل میں خونی مہدی کے متعلق جو عقیدہ ہے بیان کیا جاتا ہے پیش کرتے ہیں اور پھر پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ کیا **وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے**؟ اور یہ عقیدہ رکھکر کیونکر کوئی سچا وفادار کہلا سکتا ہے؟

ہم زیادہ چون و چرا نہیں چاہتے پیسہ اخبار اس **عقیدہ کو یا تسلیم کرے** یا انکار کرے گورنمنٹ [illegible] لیگی

اور پیسہ اخبار کی خیالی کمیشن کا سودا بھی سر سے اتر جاوے گا

اور وہ عقیدہ جو خونی مہدی کے متعلق ہم ذیل میں درج کرتے ہیں وہ ہے جو **نواب صدیق حسن خان** کی کتابوں سے اقتباس کرکے لکھا جاتا ہے یہ وہی صدیق حسن ہے جسکو پیسہ اخبار کا مقبول مولوی ابوسعید محمد حسین اپنی اشاعۃ السنہ میں **مجدد** مانتا ہے اسکا عقیدہ یہ ہے تو پھر محمد حسین کے عقیدہ کو اسی پر قیاس کرلو۔

"ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ خونی مہدی کی نسبت"

نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب **حجج الکرامہ** کے صفحہ ۳۶۳ میں اور نیز اسکا بیٹا سید نور الحسن خان اپنی کتاب **اقتراب الساعۃ** کے صفحہ ۶۴ میں مہدی کی نسبت اہل حدیث کے عقیدہ کو اسطرح بیان کرتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے۔

مہدی ظاہر ہوتے ہی اسقدر عیسائیوں کو قتل کرے گا کہ جو انمیں سے باقی بچینگے انکو حکومت اور بادشاہت کا حوصلہ نہیں رہیگا۔ اور ریاست کی ہوا ان کے دماغ سے نکل جائیگی اور ذلیل ہوکر بھاگ جائیں گے۔ پھر اسی حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۷۴ سطر ۸ میں لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد مہدی ہندوستان پر چڑھائی کریگا اور ہندوستان کو فتح کرلیگا۔ اور ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈالکر اس کے سامنے حاضر کیا جائے گا اور تمام خزانے اور بنک گورنمنٹ کے لوٹ لیں گے

اور پھر اسی کی تشریح زیادہ کتاب اقتراب الساعۃ کے صفحہ ۶۴ میں اسطرح کی ہے جو صفحہ ۶۴ کی ۱۳ سطر سے ۱۸ تک یہ عبارت ہے

ہندوستان کے بادشاہوں کو گردن میں طوق ڈالکر ان کے یعنی مہدی کے سامنے لائیں گے ان کے خزائن بیت المقدس کا زیور کیے جاوینگے (پھر اس کے بعد اپنی رائے بیان کرتا ہے اور اس رائے کی تائید میں اسکے اپنے الفاظ یہ ہیں) میں کہتا ہوں ہند میں اب تو کوئی بادشاہ بھی نہیں ہے یہی چند رئیس ہندو یا مسلمان ہیں سو وہ کچھ حاکم مستقل نہیں ہیں بلکہ برائے نام

ہیں اس وصیت کے بادشاہ یورپین ہیں غالباً اسوقت تک یعنی مہدی کے زمانہ تک یہی حاکم یہاں کے رہینگے ان ہی کو ان کے روبرو یعنی مہدی کے روبرو گرفتار کرکے لے جائیں گے۔

اور اوپر یہی شخص لکھ چکا ہے کہ گردن میں طوق ڈالکر مہدی کے روبرو حاضر کریں گے اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے اغلباً چودھویں صدی ہجری میں یہ سب کچھ ہو جائے گا۔

اور پھر صفحہ ۶۵ اقتراب الساعۃ میں لکھا ہے کہ مہدی عیسائیوں کی صلیب کو توڑے گا یعنی ان کے مذہب کا نام و نشان نہیں چھوڑیگا اور پھر حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۱ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ آسمان سے اتر کر مہدی کا وزیر بنائیگا اور بادشاہ مہدی ہوگا پھر صفحہ ۳۰۰ حجج الکرامہ میں خوشخبری دیتا ہے کہ اب مہدی کا زمانہ قریب آگیا ہے۔

پھر صفحہ ۲۳۶ میں لکھتا ہے کہ ایک فرقہ مسلمانوں کا جو اسبات کو نہیں مانتا کہ مہدی اس شان اور امر یعنی غازی اور مجاہد ہونے کے طور پر آئیگا وہ فرقہ غلطی پر ہے کیونکہ اس نشان کے ساتھ مہدی کا ظاہر ہونا صحاح ستہ سے یعنی حدیث کی چھ معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے پھر صفحہ ۳۹۵ حجج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خان لکھتا ہے کہ زمانہ ظہور مہدی کا اب بہت قریب ہے تمام علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۲۴ میں لکھتا ہے کہ عیسیٰ بھی مہدی کی طرح تلوار کے ساتھ اسلام پھیلائے گا۔ دو ہی باتیں ہونگی یا قتل یا اسلام۔ اور کتاب احوال الآخرۃ کے صفحہ ۵۶ میں لکھا ہے کہ جو عیسائی ایمان نہیں لائیں گے وہ سب قتل کر دیے جائیں گے۔"

غرض یہ وہ عقائد ہیں جو نواب صدیق حسن خان نے بیان کیے ہیں جسکو مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ (جس کی تحریر کو جو جہاد کے متعلق اس نے لکھی ہو گی پیسہ اخبار بدرجہا بہتر قرار دیتا ہے) مجدد بتاتا ہے۔

اب ہم پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ

وہ ان عقائد والوں کو کیا کہتا ہے

اسے لازم ہے کہ اپنی پیچدار تحریروں کو جنمیں اصلیت کے چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے چھوڑ کر پبلک اور گورنمنٹ کی اطلاع کے لیے صاف اور موٹے الفاظ میں لکھ دیوے کہ اسکا اپنا عقیدہ ان عقائد کے متعلق کیا ہے؟ اور وہ ایسے عقیدہ رکھنے والوں کو کیا کہتا ہے؟ اگر اس کے دل میں چور نہیں اور وہ ان مولویوں کا (جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور جن کی تعداد مغالطہ دینے کے واسطے سات کروڑ عام مسلمان کہکر بتانی چاہتا ہے) بخوبی رازداں ہے تو خود اپنی بیزاری ان مولویوں کے دستخطوں سے شائع کر کے ہم گورنمنٹ کو کبھی مغالطہ میں رہنے دینا نہیں چاہتے یہی ایک مسئلہ ہے جس کی بنا پر ہمارے سید و مولے **حضرت مسیح موعود** کی مخالفت میں یہ لوگ گلے کی رگیں پھلا کر شور مچاتے ہیں۔ ہم تمہیں بے شک راضی ہیں اور انشراح صدر کے ساتھ پیسہ اخبار کی ہی تجویز پر عمل کرنے کی درخواست کرتے ہیں کہ گورنمنٹ سے ملکر ایک کمیشن کی درخواست کریں جو یہ تحقیقات کرے کہ کس کے عقائد خطرناک ہیں؟۔

پیسہ اخبار اگر دیانت داری سے کام لیتا تو ایسی کمیشن کی درخواست کرنی چاہیے تھی برخلاف اس کے وہ اس امر کو بھی مغالطہ اور دھوکے کے رنگ میں پیش کرنا چاہتا ہے جیسا کہ ہم اسکی غلط بیانیوں کے سلسلہ میں ابھی مفصل بیان کرتی ہیں اب معاملہ بالکل صاف ہے اور گورنمنٹ کو اس معاملہ پر ہمیشہ کے لیے فیصلہ کرنے کا ایک آسان طریق ہاتھ آتا ہے کہ اس قسم کے عقائد جو نواب صدیق حسن خان اور ان کے بیٹے سید نور الحسن خان نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں اور ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ان بیہودہ کتابوں کے حوالے ہمکو یہاں درج کرنے پڑے لیکن کیا عجب ان عقیدہ پرداز تحریروں پر گورنمنٹ کو اطلاع ہو کر ہمیشہ کے لیے ان کا ستیاناس ہو جاوے اور خونی مہدی کے منتظروں کے یہ مخفی ہتھیار چھین لیے جاویں گورنمنٹ مسلمانوں پر بڑا احسان کرے گی۔ اگر ایسی کتابوں کو تلف کر دے جنمیں لکھا ہے کہ **مہدی کے وقت میں ہندوستان کے بادشاہ کی گردن میں طوق ڈالکر اس کے سامنے پیش کیا جاوے اور تمام خزانے اور بنک گورنمنٹ کے لوٹ لیں گے اور یہ کہ ہندوستان کے بادشاہ یورپین ہی ہوں گے ان ہی کو مہدی کے روبرو گرفتار کرکے لے جائیں گے** ۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہیں۔

خونی مہدی کا عقیدہ رکھنے والوں کے عقائد گورنمنٹ انکو پیسہ اخبار ہی کی وساطت سے تمام مولویوں کے سامنے پیش کرے اور ان سے فتویٰ لے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق وہ کیا کہتے ہیں پھر **گورنمنٹ** کو معلوم ہو جائے گا کہ حق کس کے ساتھ ہے؟ منافقانہ طرز ہم پسند نہیں کرتے۔ پیسہ اخبار صفائی باطن کے ساتھ اس امر کے لیے طیار ہو تو ایسا ہی ایک فتوے پر جو جہاد کے حرام ہونے اور خونی مہدی اور خونی مسیح کے انتظار کی مخالفت میں ہو ان تمام مولویوں کے جو ہمیں کافر کہتے ہیں تصدیقی دستخط کرا دے۔ پھر وہ کثرت کے ساتھ اسلامی ملکوں میں شائع کر دے تاکہ ہمیشہ کے لیے یہ **خوفناک انتظار** جس نے ہمیشہ لاکھوں کروڑوں آدمیوں کے خون کرا دیے ہیں اور مصر اور سوڈان کے کابلیوں کی خونریزیاں ابھی تک تازہ ہیں مٹا دیا جاوے۔ ہم **بہت ہی خوش ہوں گے اگر پیسہ اخبار اپنی اور مولویوں کی بریت اور صفائی کے لیے اس فیصلہ پر رضامند ہو جاوے اور اپنا ذمہ لے لیکن اگر** وہ اس امر کے لیے طیار نہ ہوا تو اسکو اپنی غلط بیانی کی طرح جو اس نے گورنمنٹ پر الزام لگایا تھا کہ وہ **حضرت مسیح موعود** اور انکی **جماعت کی خدمات کو غیر خالص** سمجھتی ہے پیچدار عبارتوں میں چھپانا چاہیے تو گورنمنٹ اور پبلک آخر سوچنے والی ہے۔

تیسری غلط بیانی

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ انہوں نے اپنی نئی تحریرات میں مسلمانوں کو جہاد کرنیکی ممانعت اور گورنمنٹ کی وفاداری کی تاکید کی ہے اس لیے سب مسلمان انہیں کافر و غیرہ کہتے ہیں مرزا صاحب اور ان کے مرید بخوبی جانتے ہیں کہ ان سے سالہا سال پہلے سر سید احمد خان اور ان کے بعد مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے جہاد کے مسئلہ پر مرزا صاحب سے بدرجہا بہتر کتابیں لکھی ہیں۔"

پیسہ اخبار کو خود دیکھئے جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہ آئی جو اس نے لکھ دیا کہ مرزا صاحب سے سالہا سال پہلے محمد حسین یا سید احمد خان نے جہاد کے

مسئلہ پر بیدر جہا بہتر کتابیں لکھی ہیں۔
پیسہ اخبار اگر تجاہل عارفانہ نہیں کرتا اگر وہ ضمیر فروشی سے کام نہیں لیتا تو وہ بہت جلد اپنی اس خبط کا اقرار کرلے گا جب اسے معلوم ہوجاوے گا کہ مرزا صاحب سے پہلے لکھنے والوں کا نام لینے میں اس نے غلطی کھائی ہے ہم بہت پیچھے چلتے ہیں یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء کے خطرناک اور بھیانک نظارہ تک پہونچتے ہیں پیسہ اخبار بتائے کہ کیا اسوقت مولویوں نے جہاد کے فتوے نہ دئیے تھے اور کیا بعض مولوی سرکاری تحقیقات کے نیچے نہ آئے تھے؟ اگر ایسا ہوا تھا اور ضرور ہوا تھا تو پھر ہم پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ اسوقت کیا عالی جناب مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم والد حضرت مسیح موعود نے پچاس گھوڑوں اور سواروں کے ساتھ گورنمنٹ کو مدد نہ دی تھی؟ اب اس سے پیچھے کتنی دور پیسہ اخبار جانا چاہتا ہے یہ تو عملی طور پر حضرت اقدس کے خاندان کی مدد تھی کہ ایسے وقت میں (جو مسجدوں کے ٹکڑوں پر گذارہ کرنے والے ملا جہاد کے فتوے دیتے تھے اور آجتک بھی جن کے خیالات اور معتقدات خونی مہدی اور خونی مسیح کے متعلق ایسے ہی ہیں) حضرت مسیح موعود کا خاندان گورنمنٹ کی امداد کے لیے سر بکف اور جاں نثار ثابت ہوا۔ اور جسکی عزت پیسہ اخبار کے خاندان کو کبھی نہیں ملی +
سید احمد خان کا ذکر جانے دو۔ کیونکہ وہ خود حضرت اقدس مسیح موعود کے وفادارانہ جوش کی تعریف کرتا اور مسلمانوں کو اسکے اختیار کرنے کی رائے دیتا ہے اور وہ مر چکا ہے لیکن محمد حسین زندہ ہے اب اگر کوئی حمیت اور غیرت باقی ہے تو محمد حسین کی ان تحریروں کا پتہ دو جو مسئلہ جہاد کے متعلق حضرت اقدس سے پہلے شائع ہوئی ہیں۔
اور یہ بھی یاد رہے کہ محمد حسین نے جو ریویو براہین احمدیہ پر لکھا ہے اسکو بھی اپنے سامنے رکھ لینا خصوصاً اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۷ ۱۸۸۴ء کو بھی آنکھیں کھول کر پڑھنا کہ اس ملہم منیتمس کو کیا ماننا پڑا ہے ہم مولوی حسین ہی کے الفاظ میں پیسہ اخبار کو جواب دیتے ہیں +

ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اس کے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اسکی کتاب کی نسبت یہ گمان کہ وہ **گورنمنٹ** کی مخالف ہے پرلے سرے کی **بے ایمانی** اور **شرارت شیطانی** نہیں تو کیا ہے؟ خیر خواہان سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان **یا وہ گو حاسدوں** کی ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مؤلف کیطرف سے سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سنیگی بلکہ جو ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہونچائیگا اسکو اسکی **دروغگوئی پر سخت سرزنش کرے گی۔**
اب پیسہ اخبار اگر حضرت اقدس کی خدمات کو خواہ نہ خواہ گورنمنٹ کی لسان ہوکر **غیر خالص قرار دیتا ہے** تو اس کے لیے مولوی محمد حسین کی رائے بے شک قابل تعریف ہے۔
کیوں ایڈیٹر پیسہ اخبار صاحب! ابتو آپ خوش ہیں ہم مولوی محمد حسین کے ہم آہنگ ہو کر گورنمنٹ کے حضور باداب عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جو شخص مؤلف براہین احمدیہ کی نسبت ایسا گمان کرے یا ایسے خیالات پھیلانا چاہے اسکو اسکی دروغگوئی میں ضرور سرزنش کرنی چاہیے ہمیں امید ہے کہ مولوی محمد حسین کی اس تازہ رائے کو پیسہ اخبار جلی قلم سے چھاپ دے گا۔ اب ہم اس امر کا بھی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس سے پہلے جہاد پر تحریریں شائع ہوئی ہیں اول تو جہانتک ہمارا علم ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب کی کوئی تحریر اس سے پہلے نہیں نکلی اگر نکلی ہے تو اسکا ثبوت پیسہ اخبار کے ذمہ ہے وہ دکھاوے کہ ۱۸۸۴ء یا ۱۸۸۰ء سے پہلے مولوی محمد حسین نے کونسا رسالہ جہاد شائع کیا تھا؟ حضرت اقدس نے براہین احمدیہ کے زمانہ سے لے کر جسکو ۲۲ برس سے زیادہ کا زمانہ ہوتا ہے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور اب تک اسکو پورا کر رہے ہیں چنانچہ براہین میں جو **اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے** عنوان سے مضمون لکھا تھا اور اس میں آپ نے یہ تجویز کی تھی کہ چند مولوی صاحبان جنکی فضیلت علم اور زہد اور تقوی اکثر لوگوں کی نظر میں مسلم الثبوت ہو اس امر کے لیے چن لیے جائیں اور اطراف و اکناف کے اہل علم کہ جو اپنے مسکن کے گرد و نواح میں کسیقدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جنمیں بطریق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہے جہاد کرنیکی صاف ممانعت ہو لکھیں جب سب خطوط جمع ہوجائیں تو یہ مجموعہ جو مکتوبات علماء ہند کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے کسی خوشخط مطبع میں بہ صحت تمام چھاپا جاوے اور اسکے نسخجات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان اور خاصکر سرحدی ملکوں میں تقسیم کیے جائیں وغیرہ وغیرہ۔
پھر پیسہ اخبار بتائے کہ کیا یہ احسن تجویز مسلمانوں کی اظہار وفاداری کے لیے نہ تھی؟ پھر بتلائے کہ کتنے مولویوں نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہمکو کہنا پڑے گا کہ ایک نے بھی نہیں۔ اور جب کوئی اس خدمت کو کرنیوالا نہ نکلا تو خود حضرت مسیح موعود نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ اور اب تک اسی جوش میں چل رہے ہیں بلکہ سب سے بڑھکر یہ کام کیا کہ **اپنی شرائط بیعت میں اس امر کو داخل کر لیا** اور اسکو ایک مذہبی عقیدہ بنا دیا۔ اب پیسہ اخبار کو شرم کرنی چاہیے اس قسم کا کمینہ جھوٹ بولتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود سے پہلے کی تحریریں جہاد پر بدرجہا بہتر ہیں۔ وہ ایک بھی ایسی تحریر پیش نہیں کر سکتا اگر ایسی تحریریں پہلے سے موجود تھیں تو ڈاکٹر ہنٹر نے کیوں مستقل تحریر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے **دلی خیر خواہ نہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں۔**

محمد حسین صاحب اشاعت السنہ کی تحریریں

جو اس نے جہاد کے متعلق شائع کی تھیں اگر وہ بہت پہلے شائع ہوچکی تھیں اور بدرجہا بہتر تھیں تو انکو پڑھ کر بھی ہنٹر کو یہ رائے قائم کرنے کا موقع کیوں ملا؟ پیسہ اخبار اسکا کوئی جواب نہیں دے سکے گا کیونکہ یہ صرف ایک کمینہ جھوٹ تھا جو اس نے بولا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے پہلے محمد حسین کی تحریر مسئلہ جہاد پر بہتر شائع ہوچکی ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود کے

کے خلاف لکھنے سے اسے شرم کرنی چاہیئے۔

چوتھی غلط بیانی

پیسہ اخبار حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کو مفسدانہ اور بغاوت انگیز تحریر کرتا ہے۔

بڑے شرم کی بات ہے کہ پیسہ اخبار نے آجتک کبھی ان مولویوں کے متعلق ایک لفظ نہ لکھا جو بغاوت پھیلانے کی کتابیں **اقتراب الساعۃ** اور **حجج الکرامۃ** وغیرہ بغلوں میں دبائے ہوئے خونی مہدی کا انتظار کرتے ہیں اور جو شخص ایسی مفسدانہ عقائد کی تردید کرے۔ اور صلح اور امن کی باتوں کی اشاعت کرے۔ جہاد کی حرمت کا فتوے شائع کرے اُسکی تحریریں پیسہ اخبار کے نزدیک مفسدانہ تحریریں قرار دیجاویں!

ہم مختصر طور پر حضرت اقدس کی کل تصنیفات کا خلاصہ پیش کر دیتے ہیں گورنمنٹ ضرور غور کرے کہ اس تعلیم کو پیسہ اخبار مفسدانہ قرار دینے میں بجائے خود مفسدانہ تحریریں پھیلانے کا ارتکاب کرتا ہے یا نہیں؟

اوّل خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں اور کوئی ایسا آدمی جو آکر محسن کشی کرے اور یوروپین بادشاہ کے گلے میں طوق ڈالکر اپنے سامنے لائے ہرگز ہرگز آنیوالا نہیں ہے۔

دوم - گورنمنٹ انگلشیہ کی اطاعت اور وفاداری فرض ہے کیونکہ یہ **اولوالامر** میں داخل ہے۔

سوم اب دین کے لیے مذہبی لڑائیاں بالکل حرام ہیں۔ دین اور مذہب کے نام سے تلوار اُٹھانے والا اور گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد کا خیال رکھنے والا اللہ تعالےٰ اور اُس کے پاک رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایتوں کے خلاف کرتا ہے اور اسلام کی حدود سے نکل جاتا ہے۔

چہارم - آنے والا مسیح اور مہدی جس کا وعدہ دیا گیا ہے وہ ایک ہی شخص ہوگا جو مسیح ابن مریم کے نمونہ پر آئے گا یعنی جسطرح حضرت عیسیٰ نے آکر موسوی جنگوں کا خاتمہ کر دیا تھا اور تلوار کو اُٹھا دیا تھا اسی طرح پر مسیح محمدی جو مسیح موسوی کیطرح چودھویں صدی میں آئے گا امن اور سلامتی کا شہزادہ ہوکر آئے گا اسلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نشان یہ مقرر کیا ہے کہ **یضع الحرب** یعنی وہ مہدی جسکا دوسرا نام مسیح ہے اگر دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دے گا چنانچہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ دعویٰ کیا ساتھ ہی دین کے لیے لڑائیکے خلاف فتویٰ دیا۔ اور چونکہ **مسیح موعود** کا یہ نشان ہے اسلیئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار بار اپنی تحریروں تقریروں میں اس مسئلہ کی عام اشاعت کر رہے ہیں۔

پنجم - جو شخص اسوقت دین کے لیے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے ظاہر یا پوشیدہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا اس قسم کی کتابیں تلف کرنے یا کرانے کی تحریک قوم میں نہیں کرتا جو ایسے مفسدانہ خیالات پھیلا سکتی ہیں۔ یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے انکی وصایا۔ حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔

ششم - وہ مسیح موعود جس کا دوسرا نام مہدی بھی ہے اور جسکا کام جہاد اور دینی لڑائیوں کو اُٹھا دینا ہے اور دین کو سچائی کے انوار اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے دیگر متعارف مذاہب پر غالب کرنا ہے وہ میں ہوں

ہفتم حضرت مسیح علیہ السلام اپنی طبعی موت سے وفات پا چکے ہیں اور یہ جو خونی مہدی کے منتظر مولوی اپنی غلطی سے انکو زندہ آسمان پر چڑھاتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کے عقائد توحید کو بگاڑتے ہیں اور انکی معجزات انسانی حدود سے بڑھاتے ہیں صحیح نہیں اور ایسا ہی عیسائی جو انکو صلیب کی موت سے مار کر ملعون قرار دیتے ہیں ہم کبھی بھی خدا کے ایک برگزیدہ نبی اور راستباز کی نسبت یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ انکو ملعون کہا جاوے یہ عیسائیوں کی غلطی ہے۔

یہ امور ہیں جو حضرت مسیح موعود کی تعلیمات اور تمام کتابوں کا خلاصہ ہیں۔ اگر پیسہ اخبار کے نزدیک یہ مفسدانہ ہیں تو گورنمنٹ خود اندازہ کر سکتی ہے کہ پیسہ اخبار کی اس رائے کے کیا معنے ہیں۔

پیسہ اخبار نے کمیشن کے تقرر میں جو امر زیر بحث لانا [illegible] گورنمنٹ اور پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے ہماری دلی آرزو ہے کہ گورنمنٹ ایسی کمیشن بے شک مقرر کرے اور اس کیلئے غور طلب یہ امور ہوں۔

اوّل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اُنکی جماعت کے عقائد درباره مسیح و مہدی کیا ہیں؟ اور انکی مخالف الرائے مولویوں (جنمیں پیسہ اخبار بھی شامل ہے) کے عقائد کیا ہیں؟ خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر کون ہیں؟

دوم گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ جہاد کے حرام ہونے کا فتوی مسیح موعود علیہ السلام نے دیا یا ان مولویوں نے جو خونی مہدی کے منتظر ہیں۔؟

سوم - کیا پیسہ اخبار نے بھی اس فتوی کو شائع کیا جو جہاد کی حرمت پر مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے شائع کیا گیا تھا؟ اگر نہیں تو کیوں؟

چہارم - یہ تجویز سب سے اوّل کس نے کی تھی کہ کل جید اور معتبر اور اہل اثر علماء اپنی مؤثر تحریریں جو گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور سچی اطاعت اور جہاد کے لغو خیالات کے ابطال کیلئے ہوں لکھیں اور وہ **مکتوبات علماء ہند** کے نام سے طبع ہوکر شائع کی جاویں۔ خصوصاً سرحدی علاقوں میں پھر کسقدر مولویوں نے اس تجویز کی تائید کی اور کتنوں نے عمل کیا۔؟

پنجم عملی طور پر کس نے ہمیشہ گورنمنٹ کی وفاداری اور جہاد کی حرمت کے عقائد کو کثرت کے ساتھ شائع کیا اور کر رہا ہے؟ اور ضروری موقعوں پر کس نے اپنی طاقت کے موافق مدد دی ہے مثلاً طاعون کے فنڈ پر یا ٹرانسوال کے مجروحوں کی ہمدردی دی ہیں۔

ششم - ایسی کتابوں کی نسبت جنمیں خونی مہدی اور خونی مسیح کے آنے کے متعلق اشتعال دلانیوالی تحریریں ہیں کسنے نفرت دلانی چاہی

ہفتم - مذہبی مناظرات کی اصلاح کسنے کرنی چاہی کہ دس سال تک مذہبی مباحثے روک دیے جاویں یا کوئی فریق دوسرے فریق پر وہ اعتراض نہ کرے جو خود اُسکے اپنے مذہب یا کتاب پر ہو سکے۔ جیسا دوسرے فریق کی مسلّم مذہبی کتب میں نہیں؟ اور اس اصول کی اشاعت میں جو امن اور صلحکاری کے لیے بہت ہی قابل قدر اصول تھا پیسہ اخبار یا انکے ہمخیال مولویوں نے کہاں تک مدد دی ہے؟

ہشتم طاعون کے متعلق جو لوگوں کو اپنے اخلاق اور اعمال اور اپنے سچے تعلقات

خدا تعالیٰ کے ساتھ اور گورنمنٹ کے ساتھ قائم کرنے کی ہدایت کی تو کتنے مخالفوں نے ایسی مفید اور مؤثر ہدایتوں کی اشاعت میں کوشش کی خود مسیح موعود اور اسکی جماعت نے یا پیسہ اخبار اور اسکے ہمخیال مولویوں نے۔

نہم۔ گندے اور فحش اشتہارات اور اشتعال دہ کارٹون کسنے شائع کیے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت نے یا مخالفوں نے۔

دہم۔ حضرت مسیح موعود کا خاندان ہمیشہ سے گورنمنٹ کا وفادار اور مناسب موقعوں پر امداد دینے والا رہا ہے یا ان مخالف مولویوں اور ملاں طبع پیسہ اخبار کا؟ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ کس کا خاندان گورنمنٹ کا ہمیشہ سے خیر خواہ رہا ہے۔

یازدہم۔ گورنمنٹ اپنی چٹھیوں میں حضرت مسیح موعود کی وفادارانہ خدمات کی قدر اور شکر گزاری ہی پر پیسہ اخبار جو گورنمنٹ کیطرف منسوب کرتا ہے کہ وہ انہیں غیر خالص قرار دیتی ہے۔ اس الزام کا اثر خود گورنمنٹ اور ان خاندانوں پر جن کے تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہمیشہ وفادارانہ اور دوستانہ رہے ہیں) یا اور عام رعایا پر کیا پڑیگا۔

یہ گیارہ امور ہیں جو سردست ہم پیش کرتے ہیں اگر پیسہ اخبار کمیشن ہی کا خواہشمند ہے تو ہم شوق سے اسکی آرزو کرتے ہیں۔

پانچویں غلط بیانی

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ "گورنمنٹ سے حضرت مسیح موعود نے خطاب مانگا ہے" خطاب مانگنے میں کوئی شرعی اخلاقی۔ عرفی۔ گناہ ہے یا نہیں اور اس سے کسی مامور من اللہ کی شان پر کوئی حرف آسکتا ہے یا نہیں یہ سوال خود پیسہ اخبار کے حل کرنے کے قابل ہے اور ہماری رائے میں تو جب خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل مسیح ابن مریم ہیرودیس کی رومی گورنمنٹ کے ماتحت رہ سکتا ہے اور اسکی ماتحتی میں اسکی اس شان اور عہدہ میں کوئی فرق نہیں آسکتا تو اگر محمدی سلسلہ کا خاتم مسیح موعود برٹش گورنمنٹ کی ماتحتی پر ناز کرے اور گورنمنٹ اپنی قدر دانی اور بندگی کا ثبوت دے تو کیا عیب؟ کیونکہ مامور کی شان و بزرگی اس خدمت کے لحاظ سے ہوتی ہے جو وہ خدا کی طرف سے لیکر آتا ہے + تاہم حضرت مسیح موعود کی طرف سے کبھی کوئی درخواست عطاء خطاب کے لیے پیش نہیں کی گئی اگر پیسہ اخبار گورنمنٹ اور پبلک کو گمراہ کرنا نہیں چاہتا تو اسکو ایسے شرمناک اور کمینہ جھوٹ بولنے سے شرم کرنی چاہیے۔ بلکہ ہم نے الحکم نمبر ۴۳ جلد ۵ صفحہ میں مندرجہ ذیل فقرے لکھے ہیں جو پیسہ اخبار کو آنکھیں کھولکر پڑھنے چاہییں۔

"ہمارا مذہب یہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد حرام ہے اور اسکی اطاعت خدا کے اس حکم کے موافق ہے جو اس نے اولوالامر کی اطاعت کا دیا ہے ہم گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری میں خدا تعالیٰ کی رضا سمجھتے ہیں۔ اسی لیے ہمیں اس امر کی ذرا بھی پروا نہیں ہوتی کہ ان خدمات کے لحاظ سے جو احمدی قوم کے لیڈر کی طرف سے ۲۵ سال سے مسلمانوں کو جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کے دور کرنے اور گورنمنٹ کی سچی اطاعت کے رشتہ میں منسلک کرنیکے متعلق ہو رہی ہیں گورنمنٹ سے کسی خطاب یا اجر کی امید رکھیں ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہمارا ہادی ان باتوں کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا ہم گورنمنٹ کی ساری عطوفتوں اور کرمفرمائیوں کی اسے جان سمجھتے ہیں کہ ہماری جان و مال ہماری عزتیں خدا تعالیٰ نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کر دی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی ہے کہ ہم ان سچی اور پاک ہدایتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کر سکیں اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارے خون حلال جانتے اور ہمارے مال و اسباب اور عورتوں تک چھین لینے میں ثواب سمجھتے ہیں۔"

اب ہر ایک دانشمند دل غور کر سکتا ہے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ ہمیں خطاب کی خواہش ہے جو شخص گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کو خدا کا حکم سمجھکر بجا لاتا ہے اور اپنے دعویٰ کی سچائی کی دلیل ٹھیراتا ہے اس کے لیے تو تمام خطابات سے بڑھ کر ایسی محسن گورنمنٹ کا وجود ہی ہے جس کے سبب سے اسکی پاک اغراض و مقاصد کی اشاعت ہوتی ہو۔ پیسہ اخبار گورنمنٹ کے وجود اور ان نعمتوں اور برکتوں کی قدر جو اس کے آنے سے حضرت مسیح موعود اور اسکی پاک جماعت کو پہونچی ہیں کیا کر سکتا ہے؟ وہ انکو معمولی بات سمجھتا ہے مگر ہم اسکو خدا کا فضل سمجھتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں بار بار صفائی کے ساتھ درج ہے۔

غرض خطاب کی خواہش ان لوگوں کو ہو سکتی ہے جو خطاب ہی کے لیے کوئی کام کریں سچے اخلاص اور خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور رضا کے لیے نہ کریں اس سے گورنمنٹ یہ بھی سمجھ سکتی ہے کہ مسیح موعود کے تعلقات جو گورنمنٹ کے ساتھ ہیں وہ محض خدا کی رضا کیلئے ہیں جو سب سے زبردست اور قوی ہیں اور ہمارے مخالفوں کے تعلقات کی تہ میں خدا اور خلوص نہیں بلکہ دنیا اور خود غرضی ہے + ہاں ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ اپنی قدر دانی سے اور ان تعلقات کی بنا پر جو حضرت مسیح موعود کے وفادار خاندان کے ساتھ ہیں وہ ان خدمات کی اپنی جگہ قدر کرکر تو یہ امر گورنمنٹ کی شان کو بڑھانیوالا ضرور ہے گو حضرت مسیح موعود اس سے بے نیاز ہیں اور انکی یہ خدمات محض خدا ہی کے لیے اور اپنے فرض کو ادا کرنے کے لیے ہیں۔

یہ غلط بیانیاں ہیں جو پیسہ اخبار نے اپنی جدید اشاعت میں کی ہیں + ہم دیکھیں گے کہ پیسہ اخبار ان واقعات کو اب کسطرح چھپاتا ہے۔

آخر میں ہم مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے الفاظ میں مسلمانوں اور گورنمنٹ کے حضور یہ کہکر اس مضمون کو سردست ختم کر دیتے ہیں

"کہ ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اسکے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اسکی کتاب کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے پرلے سرے کی بے ایمانی اور شرارت شیطانی نہیں تو کیا ہے؟ خیر خواہان سلطنت و پیروان اسلام ان یاوہ گو حاسدوں کی ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مؤلف کیطرف سے سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سنے گی بلکہ جو ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہونچائے گا اسکو اسکی دروغگوئی پر سرزنش کرے گی۔" فقط +

(۷) منشی عبدالحق صاحب کا رسالہ بہت جلد طبع ہو کر شائع ہونے والا ہے۔

(۸) ہفتہ زیر اشاعت کے آخری دونوں میں مطلع کسی قدر ابر آلود رہا بارش نہیں ہوئی۔

(۹) جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو ایک مادہ خوک قادیان میں جنگل سے آگئی جس نے ایک عورت کے انگوٹھو پر کلہ کی زخم لگایا۔ خوش قسمتی سے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن موجود تھے جنہوں نے بڑی ہمدردی اور خیر خواہی اور پوری دانشمندی کے ساتھ اُس زخم کو سی دیا۔ اس قسم کے لوگوں کی خدمات کا ایسا خرچ کرنے بدون قادیان والوں کو ملنا حضرت مسیح موعود ہی کے پاک وجود کی برکت ہے کئی سو آدمی جمع ہو کر مارنے کے لیے باہر نکلے مگر افسوس کہ اُس نے کئی اور آدمیوں کو کاٹا جنمیں ایک قادیان ہی کا باشندہ تھا اُسے بھی ڈاکٹر صاحب نے سیا جزاہ اللہ خیر الجزا۔

(۱۰) ہمیں یہ سنکر خوشی ہوئی ہے کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور تقریب دورہ ۳ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو قادیان میں مقام کرینگے امید کی جاتی ہے کہ صاحب ممدوح قادیان کی صفائی کے معاملہ میں پوری غور کرینگے۔ کیونکہ ان ایام وبا میں ان امور کیطرف ازبس توجہ درکار ہے جو مضر یا مفید صحت ہوں

(۱۱) بیعت کرنے والوں کے نام۔

بیعت

ابراہیم ولد فتح الدین۔ تلونڈی ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ ڈاک خانہ قادیان۔
قائم علی صاحب " " " "
میاں بلندا صاحب " " " "
میاں عمر الدین۔ ننگل " " "
میاں عمر الدین موچی۔ قادیان۔
میاں وہاب الدین صاحب۔ چھتر۔ سیرہ السنہرہ ضلع ہزارہ۔
میاں غلام الدین صاحب " " "
ملا محمد علی صاحب " "
منشی احمد حسن صاحب وزیر آباد۔ ضلع گوجرانوالہ
غلام علی صاحب ساکن رہلو ڈاک خانہ خاص ضلع کانگڑہ۔ تھانہ شاہ پور۔
میاں ابراہیم صاحب ساکن لکھوپور تحصیل روپڑ ضلع انبالہ ڈاک خانہ چمکور۔
علی قدر صاحب طالب علم امیدوار امتحان مڈل سکول ساکن سوڈہ ڈاک خانہ خاص تحصیل چکوال ضلع جہلم
محمد رمضان صاحب ساکن قصبہ گومت ضلع علی گڑھ ڈاک خانہ خیر بال ملازم ملیٹری ڈیپارٹمنٹ کوہاٹ نمبر ۳۰۔
چودھری رحیم بخش صاحب حبیب نمبردار موضع تلونڈی جھنگلاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور
چودھری علی گوہر صاحب " "
میاں عبدا صاحب " " "
چودھری محمد بخش صاحب ساکن ڈیریوالا " " ڈاک خانہ کلا نور۔
محمد دین صاحب۔ کھارا۔ ضلع گورداسپور قریب قادیان
محمد عمر صاحب نمبردار " " " "
خان محمد صاحب ولد عبد العزیز صاحب ساکن جہیلان ضلع گجرات پنجاب حال وارد افریقہ
میاں فتح محمد صاحب ولد غلام اکبر صاحب " "
عبداللہ صاحب ولد حشمت صاحب ساکن بہوتہ ضلع گجرات حال وارد افریقہ
میاں محمد رمضان صاحب۔ ولد میاں فضل صاحب ساکن گھمبیرا " " "
معرفت فضل الرحمن صاحب ڈاکٹر ہاسپٹل نیروبی برٹش ایسٹ افریقہ یوگنڈا ریلوے۔
میاں وزیر الدین صاحب ممبر دار ملک نمبر ۲۶
دیسوندی صاحب خیاط نارووال ضلع سیالکوٹ
امام خان صاحب ولد حسین خان صاحب ساکن صدر بازار سیالکوٹ
عنایت اللہ صاحب محرر چونگی نارووال
سید سلطان احمد صاحب ولد سید مہر شاہ صاحب "
ڈلی داد خان صاحب مع والدہ وہمرہ و ہمشیرہ ساکن گھوگھیاٹ ڈاک خانہ میانی ضلع شاہ پور
میاں احمد الدین صاحب " "
سلطان احمد صاحب " غلام احمد صاحب "
منشی محمد صدیق صاحب " چودھری غلام نبی ولد چودھری عباس خان " محمد دھری
ملک بہاول بخش صاحب پتی دار "
چودھری نذر محمد صاحب " غلی محمد صاحب "

بعض صاحب اپنا پورا پتہ نہیں لکھتے مناسب ہے کہ پورا لکھیں اور نام صاف لکھیں

محمد سراج الحق نعمانی جمالی

مذہبی دنیا کی خبریں

عیسائیوں کی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی نے ترقی کے نام سے ایک ماہواری رسالہ شروع سال سے شروع کیا ہے۔ اسمیں یسوع مسیح کے عنوان سے جو مضمون لاہور کے بشپ صاحب نے لکھا ہے اسپر ایک مفصل مضمون الحکم کی اگلی اشاعت میں ہم لکھیں گے انشاء اللہ تعالےٰ

امریکہ میں ہولی گیوسٹر نام سے ایک جدید مذہبی فرقہ کھڑا ہوگیا ہے جس کا صدر مقام جی قصبہ سائیرلکیس (نیویارک) میں ہے اور پادری اس کے ڈاکٹر سینٹ کلیر ہیں جو سیاہ پوشاک پہنتے ہیں صرف گلوبند ہی سفید ہوتا ہے بالوں میں مانگ نکالتے ہیں اور اپنے فرقہ کو بیان کرتے ہیں ان کے اصول یہ ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ سب سے برتر سب کا پیدا کنندہ ہے۔
(۲) انسانی ترقی یعنی خداوند تک پہنچنے کی کوئی حد نہیں۔
(۳) غیر گوشت خوار ہیں۔
(۴) ہر فرد بشر سے خلوص۔ ملکی معاملات سے علحدگی عمدہ لوگوں کی صحبت۔

یسوع کی خدائی ماننے والونکو یاد رکھنا چاہیے کہ خود ان کے اندر ایسی کشمکش پیدا ہوئی ہے کہ یسوعی خدائی کا جب اب ٹوٹنے والا ہے۔

دمشق سے مکہ معظمہ تک سلسلہ ٹیلیگراف قائم ہو چکا ہے اور یمن کا سلسلہ بھی قریب الاختتام ہے اب جدہ سے مکہ معظمہ تک تار برقی لگانے کے لیے ستون گاڑے جاتے ہیں۔

کنور مہر نام سنگہ نے دیسی عیسائیوں کی تعلیم کے لیے پچاس ہزار روپیہ دیا ہے۔

عسل مصفّٰی

مولفہ جناب مرزا خدابخش صاحب۔ حضرت اقدس کے دعاوی کی تصدیق میں اور مخالفوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی ونقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۴۴۸ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین اور مالیر کوٹلہ میں حکیم محمد ... سے ... قیمت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے طبع ہوا

نمبر ۵ دار الامن والامان قادیان ۶ فروری سنہ ۱۹۰۲ء ۲۶ شوال ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ جلد ۶

فہرست مضامین

دعا

اے خداوند رہنمائے جہاں
صادقاں را زکاذباں بنما
آتش افتاد در جہاں ز فساد
الغیاث اے مغیث عالمیاں
اے خدا اے مالک ارض و سما
اے پناہ حزب خود در ہر بلا
اے رحیم و دستگیر و رہنما
ایکہ در دست تو فضل است و قضا
سخت شورے افتاد اندر زمیں
رحم کن بر خلق اے جان آفریں
امر فیصل از جناب خود نما
تا شود قطع نزاع و فتنہ ہا
اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھکو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
ایک نشاں دکھلا کہ ہو حجت تمام
اے خدا اے چارۂ آزار ما
اے علاج گریہ ہائے زار ما
حافظ و ستارے از جود و کرم
بیکساں را یارے از لطف اتم
از کرم بردا شتی ہر بار ما
اے تو ہر بار و بر اشجار ما
ہر کسے چوں مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی
صد ہزاراں نعمتی بخشی ز جود
مہر و مہ را پیشش آری در سجود

تلاوت قرآن کریم کیلیے اشارات

سورۃ المؤمنون رکوع ۵

دل کے قرآن شریف میں کئی نام ہیں اور وہ اس کے افعال کے لحاظ سے ہیں
اوّل افئدۃ - جب صداقت نہایت مضبوط رنگ میں ہوتی ہے - جیسے ماکذب الفؤاد - دوم قلب یقین اور ایمان پیدا ہونے کی جگہ وزینہ فی قلوبکم - سوم - صدور - فرمانبرداری اور اطاعت کرانیکی قوت - مرکز قوی - افمن شرح اللہ صدرہ - چہارم - لُب - جس میں دوام کے لیے علوم جاگزین ہوتے ہیں وذکریٰ لاولی الالباب -

(الف) اسلام (۱) صدا گر کمزور ہو تو اسکا علاج یہ ہے کہ غفلت کے مکانات اور مجلسوں کو ترک کرکے غافل نہ ہونے والے لوگوں اور غفلت سے بچانے والی جگہوں میں جاویے (۲) دعا استغفار سے شروع کرکے لاحول پڑھے بعد ازاں سورۃ فاتحہ کی دعا پڑھ کر درود شریف پڑھے - (ب) ایمان - ضعف قلب میں اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کو یاد کرکے اسکے عجائبات قدرت کا مطالعہ کرے اپنی کمزوریوں کو یاد کرے - فؤاد کی ضعف حالت میں جھوٹ اور جھوٹ کے نقصانات کو غور سے دیکھے آیات قرآنی میں تدبر تفکر کرے خصوصاً کذب کے احکام اور کاذبوں کے سوانح کو غور سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اسکے یقین کو بڑھاتا ہے - ان تینوں مرحلوں کے طے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ خود اسے لُب عطا فرماتا ہے -

یجأرون - یغیث یعنی لوگوں کی فریاد رسی کرتا ہے اذآ لذھب کل الٰہ یہ پیشگوئی ہے مکہ والوں کی ہلاکت کی -

دلچسپ واقعات

زولو عورتیں آٹا چکی میں نہیں پیستی ہیں بلکہ پتھر پر رگڑ کر گندم کا آٹا بناتی ہیں -

خرگوش کبھی پانی نہیں پیتا صرف گھاس کی شبنم اُس کے لیے کافی ہے -

ہندوستان میں برقی قوت سے آپ چلنے والی گاڑیاں آئی ہیں اور ناگپور میں ایک کمپنی قائم ہوگئی ہے کہا جاتا ہے کہ گاڑیاں معمولی سڑک پر چل سکتی ہیں بھاپ مٹی کے تیل سے پیدا کی جاتی ہے اور ۱۰ میل کے لیے پانچ یا چھ بوتل کافی ہیں -

یورپ میں مردم شماری کے ساتھ سنگ بھی شمار ہوئے - کتے فرانس میں فی ہزار ۷۵ - انگلستان میں ۸۰ - آئرلینڈ میں ۴۳ - جرمنی میں ۱۲ اور سویڈن میں ۱۱ فی ہزار ہیں

اگر شاہ یا ملکہ انگلستان کسی مقام میں جاکر اپنے دستخط کرنا چاہیں تو انھیں اس مطلب کے لیے وہ قلم دیا جاتا ہے جو اس سے پہلے کبھی مستعمل نہ ہوا ہو اور اس کے بعد بھی مالک مکان اس قلم کو استعمال نہیں کرسکتا جب تک کہ شاہی مہمان عالی مرتبہ اپنے ہاتھ سے وہ قلم اس کے ہاتھ میں نہ دے شاہی تحریر کے متعلق ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ جو خط شاہ انگلستان کے نام لکھا جاوے وہ تہہ بڑے لفافہ میں ڈالنا چاہیے جسمیں اس خط کے تہ کرنے کی ضرورت نہ ہو -

آیلڈ طور وغیرہ یورپین منجم سنہ ۱۹۰۲ء کو سلطنت انگلستان کے حق میں منحوس بتاتے ہیں خدا کرے انکی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوں -

اٹاوہ پنچ

ہم ناظرین الحکم کو اٹاوہ پنچ آف اٹاوہ کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہیں یہ اخبار ہمارے ایک معزز بھائی اجمل خاں کا اخبار ہے اور وہ اپنی ہراش

میں کرو بیش اُن مضامین پر بھی بحث کرتا ہے جنکا تعلق احمدی قوم سے ہوتا ہے اسلیے جو لوگ اپنے قومی اخبار ونکی امداد ضروری سمجھتے ہیں اور اخبارات کے مفاد سے آگاہ ہیں وہ اٹاوہ پنچ ضرور خریدیں اور کچھ نہیں تو کم از کم نمونہ ہی منگوا کر دیکھیں -

میگزین

میگزین کا پہلا نمبر شائع ہوچکا جسکی اطلاع عرصہ ہوا ناظرین الحکم پڑھ چکے ہیں - دوسرا نمبر ۲۰ر فروری کو شائع ہوجاوے گا انشاء اللہ العزیز اردو میگزین کا پہلا نمبر ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو شائع ہوگا - جن لوگوں نے ابھی تک خریداری کی درخواستیں نہیں بھیجیں ہیں وہ جلد روانہ کریں تاکہ اسکی تعداد طبع کا اندازہ ہوسکے - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ میگزین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے اغراض عالیہ میں سے ہے اسکی خریداری حصص اور خریداری میں شریک ہونا ضروری ہے - مگر جو لوگ الحکم بند کرکے میگزین خریدنا چاہتے ہیں وہ گویا ایک آنکھ پھوڑ کر دوسری کے خواہشمند ہوتے ہیں - میگزین اور الحکم اپنے اپنے رنگ اور کام کے لحاظ سے ہماری قوم کی دو آنکھیں ہیں - جو میگزین کو اس لیے چھوڑتا ہے کہ الحکم کا خریدار ہے وہ بھی یک چشم ہے اور جو الحکم کو چھوڑتا ہے کہ میگزین لے وہ ایک آنکھ پہلے پھوڑنا چاہتا ہے یہ سچ ہے کہ بعض اخراجات یا مالی حالتیں اجازت نہیں دیتیں کہ مزید اخراجات کی متکفل ہوں مگر

خدا خود میسر و نامراگر ہمت شود پیدا

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۴ جلد ۶

اب عیسائی مذہب کے کن تائیدی نشانوں کو ہم دیکھیں۔ پچھلوں کا یہ حال ہے اصحاب کوئی دکھا نہیں سکتا۔ اس طرح پر اگر مان لینا ہے تو ہندوؤں نے کیا قصور کیا ہے کہ ان کے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو نہ مانا جاوے اور پرانوں کے قصوں کو تسلیم نہ کیا جاوے۔ دیانند نے ایک جدید طریق نکالا کہ ہندوؤں کے مذہب پر تو ہاتھ صاف کیا کہ رام کا نام وید میں نہیں ہے مگر خود جو کچھ ویدوں کا خلاصہ پیش کیا وہ بھی ایک گند نکالا۔

مذہب کا خلاصہ دو ہی باتیں ہیں اور اصل میں ہر مذہب کا خلاصہ ان دو ہی باتوں پر آکر ٹھیرتا ہے یعنی حق اللہ اور حق العباد مگر ان دونوں ہی کے متعلق اس نے گند پیش کیا اور اسے وید کی تعلیم کا عطر بتایا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ حق دو ہی ہیں ایک خدا کے حقوق کہ اسے کس طرح پر ماننا چاہیے اور کس طرح اس کی عبادت کرنی چاہیے دوم بندوں کے حقوق یعنی اس کی مخلوق کے ساتھ کیسی ہمدردی اور مواسات کرنی چاہیے۔

دیانند نے اس کے متعلق جو کچھ بتایا ہے وہ میں پھر بتاؤں گا پہلے یہ ظاہر کر دوں کہ عیسائیوں نے بھی ان دونوں اصولوں میں سخت بیہودہ پن ظاہر کیا ہے۔ حق اللہ میں تو دیکھ لیا کہ انہوں نے اس خدا کو چھوڑ دیا جو موسیٰ اور دیگر راستبازوں اور پاکیزہ لوگوں پر ظاہر ہوا تھا اور ایک عاجز انسان کو خدا بنا لیا۔ اور حقوق العباد کی وہ مٹی پلید کی کہ کسی طرح پر وہ درست ہونے میں نہیں آتے۔

انجیل کی ساری تعلیم ایک ہی طرف جھکی ہوئی ہے اور انسان کی کل قوتوں کی مربی نہیں ہو سکتی۔ اول تو کفارہ کا مسئلہ مان کر پھر حقوق العباد کے اتلاف سے بچنے کے لیے کوئی وجہ ہی نہیں مل سکتی ہے!

کیونکہ جب یہ مان لیا گیا ہے کہ مسیح کے خون نے گناہوں کی نجاست کو دور کر دیا ہے اور دھو دیا ہے حالانکہ عام طور پر بھی خون سے کوئی نجاست دور نہیں ہو سکتی تو پھر عیسائی بتائیں کہ وہ کونسی بات ہے جو حقیقت میں انہیں روک سکتی ہے کہ وہ دنیا میں فساد نہ کریں۔ اور کیونکہ یقین کریں چوری کرنے بیگانہ مال لینے ڈاکہ زنی۔ خون کرنے۔ جھوٹی گواہی دینے پر کوئی سزا ملے گی۔ اگر باوجود کفارہ پر ایمان لانے کے بھی گناہ گناہ ہی ہیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کفارہ کے کیا معنے ہیں۔ اور عیسائیوں نے کیا پایا +

غرض حقوق العباد کو پورے طور پر ادا کرنے اور بجا لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قوتوں کا مالک بنا کر بھیجا تھا اور اس سے منشا یہی تھا کہ اپنے محل پر ہم ان قوتوں سے کام لیکر نوع انسان کو فائدہ پہنچائیں مگر انجیل کا سارا زور حلم اور نرمی ہی کی قوت پر ہے۔ حالانکہ یہ قوت بعض موقعوں پر زہر قاتل کی تاثیر رکھتی ہے اس لیے ہماری یہ تمدنی زندگی جو مختلف طبائع کے اختلاط اور ترکیب سے بنتی ہے اپنی ترکیب اور صورت ہی میں بالطبع یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے تمام قویٰ کو محل اور موقع پر استعمال کریں۔ لیکن انجیل محل اور موقع شناسی کو تو پس پشت ڈالتی ہے اور اندھا دھند ایک ہی امر کی تعلیم دیتی ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دیا عملی صورت میں بھی آ سکتا ہے اور کرتا ملنگتے والے کو چغہ دینے والے آپ نے بھی دیکھے ہیں اور کیا کوئی آدمی جو انجیل کی اس تعلیم کا عاشق زار ہو کبھی گوارا کر سکتا ہے کہ کوئی شریر اور نابکار انسان اس کی بیوی پر حملہ کرے تو وہ لڑکی بھی پیش کر دے ہرگز نہیں۔

جس طرح پر ہم کو اپنے جسم کی صحت اور مصلحت کے لیے ضرور ہے کہ مختلف قسم کی غذائیں موسم اور فصل کے لحاظ سے کھائیں اور مختلف قسم کے لباس پہنیں ویسی ہی روح کی صلاحیت اور اس کی قوتوں اور خواص کے نشوونما کے واسطے لازم ہے کہ اسی قاعدہ کو مدنظر رکھیں جسمانی تمدن میں جس طرح پر گرم سرد نرم سخت حرکت و سکون کی رعایت رکھنی ضروری ہے اسی طرح پر روحانی صحت کیلیے مختلف قوتوں کا عطا ہونا ہی صاف دلیل اس امر کی ہے کہ ہر نوع کی بھلائی کے لیے ان سے کام لینا ضروری ہے۔ اور اگر ان مختلف قوتوں سے ہم کام نہیں لیتے یا نہ لینے کی تعلیم دیتے ہیں تو ایک خدا ترس اور عقیدہ انسان کی نگاہ میں ایسا معلم خدا کی توہین کرنے والا ٹھیرے گا کیونکہ وہ اپنے اس طریق سے یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا نے یہ قوتیں لغو بنائی ہیں پس اگر انجیل ایک ہی قوت پر زور دیتی ہے اور دیتی ہے تو میں آپ سے ہی انصافاً پوچھتا ہوں کہ خدا سے ڈر کر بتائیں کہ یہ خدا کی اس فعل کی ہتک نہیں ہے کہ اس نے مختلف قوتیں اور استعدادیں انسان کی روح میں رکھدی ہیں۔ اگر کوئی عیسائی یہ کہے کہ صرف نرمی اور حلم ہی کی قوت سے ساری قوتوں کا نشوونما ہو سکتا ہے تو اس کی دانشمندی میں کوئی شک کریگا بحالیکہ خود خدا کی صفات بھی مختلف ہیں اور ان سے مختلف افعال کا صدور ہوتا ہے۔ اور خود کوئی عیسائی پادری ہم نے ایسا نہیں دیکھا کہ مثلاً سردی کے ایام میں بھی گرمی ہی کے لباس سے کام لے اور دیسی غذاؤں پر گذارہ کرے یا ساری عمر ماں ہی کا دودھ پیتا رہے یا بچپن ہی کے چھوٹے چھوٹے کرتے پاجامے پہنا کرے۔ غرض اس قسم کی تعلیم پیش کرتے ہوئے شرم آجاتی ہے اگر ایمان اور خدا کا خوف ہو۔ اگر نرمی اور حلم ہی کافی تھا تو پھر کیا مصیبت پڑی کہ انجیل کے ماننے والوں کو دیوانی فوجداری جرائم کی سزاؤں کے لیے قانون بنانے پڑے اور سیاست اور ملکداری کے آئین کی ضرورت ہوئی ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیرنے والوں کو فوجوں اور پولیس کی کیا ضرورت!! خدا کے لیے کوئی غور کرے۔ پس اس اصول نے تمام حقوق العباد پر پانی پھیر دیا ہے جب کہ ساری قوتوں ہی کا خون کر دیا۔

اب اس کے مقابل میں دیکھو کہ اسلام نے کیسی تعلیم دی اور کس طرح پر ساری قوتوں اور طاقتوں کا تکفل فرمایا۔ اسلام نے سب سے اول یہ بتایا ہے کہ کوئی قوت اور طاقت جو انسان کو دی گئی ہے فی نفسہٖ وہ بری نہیں ہے بلکہ اس کی افراط یا تفریط اور برا استعمال اسے اخلاق ذمیمہ کی ذیل میں داخل کرتا ہے۔

اور اس کا برمحل اور اعتدال پر استعمال ہی اخلاق ہے یہی وہ اصول ہے جو دوسری قوموں نے نہیں سمجھا اور قرآن نے جسکو بیان کیا ہے اب اس اصول کو مدنظر رکھکر وہ کہتا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح الآیہ یعنی بدی کی سزا تو اسی قدر بدی ہے لیکن جسنے عفو کیا اور اس عفو میں اصلاح بھی ہو۔ عفو کو تو ضرور رکھا ہے مگر یہ نہیں کہ اس عفو سے شریر اپنی شرارت میں بڑھے یا تمدن اور سیاست کے اصولوں اور انتظام میں کوئی خلل واقع ہو بلکہ ایسے موقعہ پر سزا ضروری ہے۔ عفو اصلاح ہی کی حالت میں روا رکھا گیا ہے اب بتاؤ کہ کیا یہ تعلیم انسانی اخلاق کی متمم اور مکمل ہو سکتی ہے۔ یا ترے طمانچے کھانے۔ قانون قدرت بھی پکار کر اسی کی تائید کرتا ہے اور عملی طور پر بھی اسکی ہی تائید ہوتی ہے۔ انجیل پر عمل کرنا ہے تو پھر آج ساری عدالتیں بند کر دو۔ اور دو دن کے لیے پولیس اور پہرہ اٹھا دو تو دیکھو کہ انجیل کے ماننے سے کسقدر خون کے دریا بہتے ہیں اور انجیل کی تعلیم اگر ناقص اور ادھوری نہ ہوتی تو سلاطین کو جدید قوانین کیوں بنانے پڑتے۔

غرض یہ حقوق العباد پر انجیل کی تعلیم کا اثر ہے۔

اب میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ دیانند نے جو وید کا خلاصہ ان دونوں اصولوں کے رو سے پیش کیا ہے وہ کیا ہے؟ حق اللہ کے متعلق تو اس نے یہ ظلم کیا ہے کہ مان لیا کہ خدا کسی چیز کا بھی خالق نہیں ہے بلکہ یہ ذرات اور ارواح خود بخود ہی اسکی طرح ہیں وہ صرف ان کا جوڑنے جاڑنے والا ہے جسکو عربی زبان میں مؤلف کہتے ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر حق اللہ کا اتلاف اور کیا ہوگا کہ اس کی ساری صفات ہی کو اڑا دیا اور عظیم الشان صفت خالقیت کا رو ورستی سے انکار کیا گیا۔ جبکہ وہ جوڑنے جاڑنے والا ہی ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ وہ ایک وقت مر بھی جاویگا تو اس سے مخلوق پر کیسا اثر پڑ سکتا ہے کیونکہ جب اس نے اسے پیدا ہی نہیں کیا تو وہ اپنے وجود کے بقا اور قیام میں قائم بالذات ہیں اسکی ضرورت ہی کیا ہے؟ جوڑنے جاڑنے سے اسکا کوئی حق اور قدرت ثابت نہیں ہوتی جبکہ اجسام اور روحوں میں مختلف قوتیں اتصال اور انفصال کی بھی موجود ہیں۔ روحوں میں بڑی بڑی قوتیں ہیں جیسے کشف کی قوت۔ انسانی روح جیسی قوت دکھا سکتا ہے اور کسی کا روح نہیں دکھا سکتا مثلاً گائے یا بیل کا اور نہیں افسوس ہے کہ آریہ ان ارواح کو بھی مع ان کی قوتوں اور خواص کے خدا کی مخلوق نہیں سمجھتا۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب یہ اشیاء اجسام اور ارواح خود بخود قائم بالذات ہیں اور انہیں اتصال اور انفصال کی قوتیں بھی موجود ہیں تو وجود باری پر ان کے وجود کیا دلیل لیجا سکتی ہے۔ کیونکہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ لوٹا ایک قدم چل سکتا ہے۔ دوسرے قدم پر اس کے نہ چلنے کی کیا وجہ؟

وجود باری پر دو ہی قسم کے دلائل ہو سکتی ہیں اول تو مصنوع کو دیکھکر صانع کے وجود کی طرف ہم انتقال ذہن کا کرتے ہیں وہ تو یہاں مفقود ہے کیونکہ اس نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا۔ کچھ پیدا کیا ہو تو اس سے وجود خالق پر دلیل پیدا کریں اور یا دوسری صورت خوارق اور معجزات کی ہوتی ہے اس سے وجود باری پر زبردست دلائل قائم ہوتی ہیں۔ مگر اسکے لیے دیانند نے اور سب آریوں نے اعتراف کیا ہے کہ وید میں کسی پیشگوئی یا خارق عادت امر کا ذکر نہیں اور معجزہ کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اب بتاؤ کہ کونسی صورت خدا کی ہستی پر دلیل قائم کرنے کی ان کے عقیدہ کے رو سے رہی۔ اور پھر ان کا ایسا خدا ہے کہ کوئی ساری عمر کتنی ہی محنت و مشقت سے اسکی عبادت کرے مگر اسکو ابدی نجات ملے گی ہی نہیں ہمیشہ جونوں کے چکر میں اسے چلنا ہوگا۔ کبھی کیڑا مکوڑا اور کبھی کچھ کبھی کچھ بننا ہوگا۔

حقوق العباد کے متعلق اتنا ہی کافی ہے کہ ان میں نیوگ کا مسئلہ موجود ہے کہ اگر ایک عورت کے اپنے خاوند سے اولاد نہ ہوتی ہو۔ تو وہ کسی دوسرے مرد سے ہم بستر ہو کر اولاد پیدا کرے۔ اور کھانے پینے مقویات اور بستر وغیرہ کے سارے اخراجات اس بیرج داتا کے اس خاوند کے ذمہ ہوں گے جو اپنی عورت کو اس سے اولاد لینے کی اجازت دیتا ہے اس سے بڑھ کر قابل شرم اور کیا بات ہوگی یہ تو مختصر سا نمونہ ہے۔ یہاں قادیان میں پنڈت سومراج ایک مدرس تھا جو آریہ ہے اسکو میں نے ایک جماعت کے روبرو بلایا جسمیں بعض ہندو بھی تھے اور اس سے یہ مسئلہ پوچھا تو اس نے کہا ہاں جی کیا مضائقہ ہے۔ اب ہمیں تو اس کے منہ سے یہ سنکر تعجب ہی ہوا۔ دوسرے ہندو رام رام کرنے لگے میں نے سنکر کہا کہ بس آپ جائیے۔ غرض یہ ہے انہیں حقوق العباد کا لحاظ۔

مسٹر عبد الحق صاحب

میں نے آپ کی کتاب آریہ دھرم پڑھی ہے۔

حضرت مسیح موعود ؑ

ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر سچا مذہب اور سچا عقیدہ ان تین نشانوں یعنی نصوص عقل اور تائید سماوی سے شناخت کیا جاتا ہے۔ اور عیسائی مذہب کی بابت میں نے مختلف پہلوؤں سے مختصر طور پر آپکو دکھایا ہے کہ اس معیار پر پورا نہیں اترتا۔ یہودیوں کی کتابوں میں اس تثلیث اور کفارہ کا کوئی پتہ نہیں اور کبھی وہ بیٹے خدا کے منتظر ہی نہ تھے اور عقل دور سے دھکے دیتی ہے۔ نشانات کا یہ حال کہ ایمان داروں کے نشان کا پایا جانا بھی مشکل ہے ایک بار فتح مسیح نام ایک عیسائی نے کہا تھا کہ مجھے الہام ہوتا ہے میں نے جب اسے کہا کہ تو پیشگوئی کر تو گھبرایا اور مجھے کہا کہ ایک مضمون بند لفافہ میں لکھا جاوے اور آپ اس کا مضمون بتا دیں۔ مجھے خدا تعالے نے اطلاع دی کہ تو اسکو قبول کر۔ جب میں نے اسکو بھی قبول کر لیا۔ تو کئی سو آدمیوں کے مجمع میں آخر پادری وائٹ بریخٹ نے کہا کہ یہ فتح مسیح جھوٹا ہے۔ غرض حق ایک ایسی چیز ہے کہ اپنے ساتھ نصوص اور عقل کی شہادت کے علاوہ نور کی شہادت بھی رکھتا ہے اور یہ شہادت سب سے بڑھ کر ہوتی ہے اور یہی ایک نشان مذہب کی زندگی کا ہے۔ کیونکہ جو مذہب زندہ خدا کیطرف سے ہے اسمیں ہمیشہ زندگی کی روح کا پایا جانا ضروری ہے تا اس کے زندہ خدا سے تعلق ہونے پر ایک روشن نشان ہو۔ مگر عیسائیوں میں

یہ ہرگز نہیں ہے حالانکہ اس زمانہ میں جو سائنس اور ترقی کا زمانہ کہلاتا ہے ایسے خارق عادت نشانوں کی بڑی بھاری ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلائل ہوں۔ اب اسوقت اگر کوئی عیسائی مسیح کے گذشتہ معجزات جنکی ساری رونق تالاب کی تاثیر دور کر دیتی ہے سنا کر اس کی خدائی منوانا چاہے تو اُسکے لیے لازمی بات ہے کہ وہ خود کوئی کرشمہ دکھلائے ورنہ آج کوئی منطق یا فلسفہ ایسا نہیں ہے جو ایسے انسان کی خدائی ثابت کر دکھائے جو ساری رات روتا رہے اور پھر اس کی دعا بھی قبول نہ ہو۔ اور جسکی زندگی کے واقعات نے اسے ایک ادنیٰ درجہ کا انسان ثابت کیا ہو۔ پس میں دعوے سے کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اسمیں سچا ہوں اور کثیر التعداد نشانات کی ایک کثیر تعداد نے میری سچائی کو روشن کر دیا ہے کہ اگر یسوع مسیح ہی زندہ خدا ہے اور وہ اپنے صلیب پرواروں کی نجات کا باعث ہوا ہے؟ اور وہ کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے باوجودیکہ اُنکی خود دعا قبول نہیں ہوئی؟ تو کسی پادری یا صاحب کو میرے مقابلہ پر پیش کرو۔ کہ وہ یسوع مسیح سے مدد اور توفیق پاکر کوئی خارق عادت نشان دکھائے۔ میں اب میدان میں کھڑا ہوں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں اپنے خدا کو دیکھتا ہوں وہ ہر وقت میرے سامنے اور میرے ساتھ ہے میں پکار کر کہتا ہوں مسیح کو مجھ پر زیادت نہیں کیونکہ میں

نور محمدی کا قائمقام ہوں

جو ہمیشہ اپنی روشنی سے زندگی کے نشان قائم کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کس چیز کی ضرورت ہوسکتی ہے تسلی پانیکے لیے اور زندہ خدا کو دیکھنے کے لیے ہمیشہ روح میں ایک تڑپ اور پیاس ہے اور اسکی تسلی آسمانی تائیدوں اور نشانوں کے بغیر ممکن نہیں ہے اور میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ عیسائیوں میں یہ نور اور زندگی نہیں ہے بلکہ یہ حق اور زندگی میرے پاس ہے میں ۲۶ برس سے اشتہار دے رہا ہوں اور تعجب کی بات ہے کہ کوئی عیسائی پادری مقابلہ پر نہیں آتا۔ اگر ان کے پاس نشانات ہیں تو وہ کیوں انجیل کے جلال کے لیے پیش نہیں کرتے۔ ایک بار میں نے ۱۶ ہزار اشتہار انگریزی اردو میں چھاپ کر تقسیم کیے جنمیں سے اب بھی کچھ ہمارے دفتر میں ہوں گے۔ مگر ایک بھی نہ اُٹھا جو یسوع کی خدائی کا کرشمہ دکھاتا۔ اور اس بت کی حمایت کرتا اصل میں وہاں کچھ ہے ہی نہیں کوئی پیش کیا کرے مختصر یہ کہ حق کی شناخت کے لیے یہ تین ہی ذریعے ہیں اور عیسائی مذہب میں تینوں مفقود ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ آپکو اچھا موقع مل گیا ہے اور آپ یہاں آگئے ہیں ان تقریروں کی ترتیب سے بہت فائدہ ہوگا آپ انکو خوب غور سے سن لیا کریں اور پھر جب آپکو اسمیں کچھ کلام باقی نہ ہو تو اُس پر دستخط کر دیا کریں۔ تاکہ ہمارا یہ وقت رائیگاں نہ جاوے اور سود مند ثابت ہو۔ سراج الدین کے لیے جو وقت ہمنے دیا اگر اسطرح پر تقریر لکھی جاتی تو ایک حجت رہتی۔ اسنے اپنے عمل سے دوسروں کو بھی بدظنی کا موقع دیا۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک شخص جب ایک جگہ سچائی کو چھوڑتا ہے وہ دوسری جگہ سچائی سے کیونکر پیار کرسکتا ہے۔

مسٹر عبد الحق

ہاں مجھے دستخط کرنے میں کیا عذر ہوسکتا ہے اور میرا اسمیں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بات یہ ہے کہ ساری جرأت دل کی پاکیزگی سے پیدا ہوتی ہے اگر دل صاف ہے تو اسے کوئی بات روک نہیں سکتی

مسٹر عبد الحق

میں نے جب یہاں آنے کا ارادہ کیا تو ایک عیسائی سے ذکر کیا تو اُس نے آپکو گالی دی اور مجھے یہ ناگوار معلوم ہوا۔ میں نے کہا کہ یہ تو بری بات ہے گالی دینے کے کیا معنے اس نے کہا کہ وہ ہمارا دشمن ہے میں نے کہا کہ انجیل میں تو لکھا ہے کہ دشمنوں سے پیار کرو۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ دشمنوں کو گالیاں دو۔

(ایڈیٹر۔ مسٹر عبد الحق! آپ کا خیال تو بہت ہی قابل قدر ہے۔ مگر مجھے شبہ گذرتا ہے کہ آپنے کہیں یسوع صاحب کی سنت پر عمل کیا ہو کیونکہ وہ تو سانپوں کے بچو۔ ریاکارو۔ حرامزادے وغیرہ الفاظ استعمال کیا کرتے تھے اور تعجب ہے کہ پھر اُسکی خدائی مخلوق سے منوانا چاہتے ہیں۔)

پھر میں نے مسٹر سراج الدین سے اس کا ذکر کیا انھوں نے بھی اسکو اچھا سمجھا بعض آدمیوں کی حالت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

گالیاں دیتے ہیں اسکی تو مجھے کچھ بھی پروا نہیں ہے۔ بہت سے خطوط گالیوں کے آتے ہیں جنکا مجھے محصول بھی دینا پڑتا ہے اور کھولتا ہوں تو گالیاں ہوتی ہیں اشتہاروں میں گالیاں دیجاتی ہیں اور اب تو کھلے لفافوں پر گالیاں لکھکر بھیجتے ہیں۔ مگر ان باتوں سے کیا ہوتا ہے اور خدا کا نور کہیں بجھ سکتا ہے ہمیشہ نبیوں اور راستبازوں کے ساتھ ناشکروں نے یہی سلوک کیا ہے ہم جس کے نقش قدم پر آئے ہیں مسیح ناصری اُسکے ساتھ کیا ہوا؟ اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہوا۔ اتنک ناپاک طبع لوگ گالیاں دیتے ہیں میں تو بنی نوع انسان کا حقیقی خیر خواہ ہوں جو مجھے دشمن سمجھتا ہے وہ خود اپنی جان کا دشمن ہے

ایڈیٹر۔ صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ لِلّٰہِ دَرُّکَ حَیْثُ قُلْتَ

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے

اتنے میں مکان کے قریب پہنچ گئے اور حضرت نے پھر فرمایا کہ آپ مہمان ہیں آپکو جس چیز کی تکلیف ہو مجھے بے تکلف کہیں کیونکہ میں تو اندر رہتا ہوں اور نہیں معلوم ہوتا کہ کسکو کیا ضرورت ہے اور آجکل مہمانوں کی کثرت کیوجہ سے بعض اوقات خادم بھی غفلت کر سکتے ہیں آپ اگر زبانی کہنا پسند نہ کریں تو مجھے لکھکر بھیجدیا کریں + مہمان نوازی تو میرا فرض ہے۔ (کیوں نہو اے خدا کے صادق! تجھے خود خدا نے کہا کہ تو ملاقاتوں سے نہ تھکیو)

خطبہ

جو ۳۱- جنوری سنہ ۱۹۰۲ء
کو حضرت حکیم الامت
نے پڑھا

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ آہ

یہ ایک مختصر اور چھوٹی سی سورۃ قرآن شریف کے آخری حصہ میں ہے مسلمانوں کے بچے علی العموم نمازوں میں اسے پڑھتے ہیں۔ اسپر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کو راضی کرنے اور اسکی جناب میں قدم صدق پیدا کرنیکے لیے اور اپنی عزت و آبرو کو دنیا و آخرۃ میں بڑہانے کے واسطے انسان کو مختلف اوقات میں مختلف موقعے ملتے ہیں ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ جب دنیا میں اندھیر ہوتا ہے اور ہر قسم کی غلطیاں اور غلط کاریاں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں خدا کی ذات پر شکوک اسماء الٰہیہ میں شبہات افعال اللہ سے بے اعتنائی اور مسابقت فی الخیرات میں غفلت پھیل جاتی ہے اور ساری دنیا پر غفلت کی تاریکی چھا جاتی ہے اسوقت اللہ تعالے کیطرف سے اسکا کوئی برگزیدہ بندہ اہل دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور اپنے مولی کی عظمت و جبروت دکھانے اسماء الٰہیہ و افعال اللہ سے آگاہی بخشنے کے واسطے آتا ہے تو ایک کمزور انسان تو ساری دنیا کو دیکھتا ہے کہ کس رنگ میں رنگین اور کس دھن میں لگی ہوئی ہے اور اس مامور کیطرف دیکھتا ہے کہ وہ سب سے الگ اور سب کے خلاف کہتا ہے۔ کل دنیا کے چال چلن پر اعتراض کرتا ہے نہ کسی کے عقائد کی پروا کرتا ہے نہ اعمال کا لحاظ صاف کہتا ہے کہ تمہارے ایمان ہو اور نہ صرف تم بلکہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سارے دریاؤں جنگلوں بیابانوں پہاڑوں اور سمندروں اور جزائر غرض ہر حصہ دنیا پر فساد مچا ہوا ہے۔ تمہارے عقائد صحیح نہیں اعمال درست نہیں۔ علم بودے ہیں اعمال ناپسند ہیں۔ قوئی اللہ تعالے سے دور ہو کر کمزور ہو چکے ہیں کیوں؟

بما کسبت ایدی الناس

تمہاری اپنی ہی کرتوتوں سے۔ پھر کہتا ہے دیکھو میں ایک ہی شخص ہوں اور اسلیے آیا ہوں کہ لیذوق الناس وبال امرھم لوگوں کو ان کی بدکرتوتوں کا مزہ چکھا دیا جاوے۔ بہت سی مخلوق اسوقت ایسی ہوتی ہے کہ ان کے عدم اور وجود کو برابر سمجھتی ہے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ بالکل غفلت ہی میں ہوتے ہیں انھیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور کچھ مقابلہ و انکار پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالے اپنی عظمت و جبروت دکھانا چاہتا ہے وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو مال و دولت کنبہ اور دستوں کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ضعیف ہوتے ہیں بڑے بڑے رؤسا اور اہل تدبیر لوگوں کے مقابلہ میں ان کی کچھ ہستی ہی نہیں ہوتی۔ یہ اس مامور کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یعنی ضعفا سب سے پہلے ماننے والے کیوں ہوتے ہیں؟ اس لیے کہ اگر وہ اہل دول مان لیں تو ممکن ہے خود ہی کہدیں کہ ہمارے ایمان لانیکا نتیجہ کیا ہوا؟ دولت کو دیکھتے ہیں املاک پر نگاہ کرتے ہیں اپنے اعوان و انصار کو دیکھتے ہیں تو ہر بات میں اپنے آپکو کمال تک پہونچا ہوا دیکھتے ہیں اسلیے خدا کی عظمت و جبروت اور ربوبیت کا ان کو علم نہیں آسکتا لیکن جب ان ضعفا کو جو دنیوی اور مادی اسباب کے لحاظ سے تباہ ہونے کے قابل ہوں عظیم الشان انسان بنا دے اور ان رؤسا اور اہل دول کو ان کے سامنے تباہ اور ہلاک کردے تو اسکی عظمت و جلال کی چمکار صاف نظر آتی ہے غرض یہ سر ہوتا ہے کہ اول ضعفا ہی ایمان لاتے ہیں۔

اس دنیا کے وقت جبکہ ہر طرف سے شور مخالفت بلند ہوتا ہے خصوصا بڑے لوگ سخت مخالفت پر اٹھے ہوئے ہوتے ہیں کچھ آدمی ہوتے ہیں جنکو اللہ تعالے اپنے فضل سے چن لیتا ہے اور وہ اس راستباز کی اطاعت کو نجات کے لیے غنیمت اور مرنیکے بعد قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں + اور بہت سے مخالفت کے لیے اٹھتے ہیں جو اپنی مخالفت کو انتہا تک پہونچاتے ہیں یہانتک کہ اللہ تعالے کی نصرت اور مدد آجاتی ہے اور زمین سے آسمان سے دائیں سے بائیں سے غرض ہر طرف سے نصرت آتی ہے اور ایک جماعت طیار ہونے لگتی ہے اسوقت وہ لوگ جو بالکل غفلت میں ہوتے ہیں اور وہ بھی جو پہلے عدم وجود مساوی سمجھتے ہیں آ آ کر شامل ہونے لگتے ہیں۔ وہ لوگ جو سب سے پہلے ضعف و ناتوانی اور مخالفت شدیدہ کی حالت میں آکر شریک ہوتے ہیں ان کا نام سابقین الاولین۔ مہاجرین اور انصار رکھا گیا۔ مگر ایسے فتوحات اور نصرتوں کے وقت جو آکر شریک ہوے۔ ان کا نام ناس رکھا ہے۔ یاد رکھو جو پودا اللہ تعالی لگاتا ہے اسکی حفاظت بھی فرماتا ہے یہانتک کہ وہ دنیا کو اپنا پھل دینے لگتا ہے لیکن جو پودا احکم الحاکمین کے خلاف اسکے منشا کے موافق نہو اسکی خواہ کتنی ہی حفاظت کی جاوے وہ آخر خشک ہو کر تباہ ہو جاتا ہے اور ایندھن کی جگہ جلایا جاتا ہے۔ پس وہ لوگ بہت ہی خوش قسمت ہیں جنکو عاقبت اندیشی کا فضل عطا کیا جاتا ہے۔

اس سورہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انجام کو ظاہر کرکے اللہ تعالی فرماتا ہے **فسبح بحمد ربک** اللہ کی تسبیح کرو۔ اسکی ستایش اور حمد کرو اور اس سے حفاظت طلب کرو۔

استغفار یا حفاظت الٰہی طلب کرنا

ایک عظیم الشان سر ہے۔ انسان کی عقل تمام ذرات عالم کی محیط نہیں ہوسکتی۔ اگر وہ موجودہ ضروریات کو سمجھ بھی لے تو آیندہ کے لیے کوئی فتوی نہیں دیسکتی۔ اسوقت ہم کپڑے پہنے کھڑے ہیں لیکن اگر اللہ تعالے ہی کی حفاظت اور فضل کے نیچے نہوں اور محرقہ ہو جاوے تو یہ کپڑے جو اسوقت آرام دہ اور خوش آیند معلوم ہوتے ہیں ناگوار خاطر ہو کر موذی اور مخالف طبع ہو جاویں۔ اور وبال جان سمجھکر انکو اتار دیا جاوے پس انسان کے علم کی تو یہ حد اور غایت ہے ایکوقت ایک چیز کو ضروری سمجھتا ہے اور دوسرے وقت اسے غیر ضروری قرار دیتا ہے اگر اسے

یہ علم ہو کو سال کے بعد اسے کیا ضرورت ہوگی ؟ مرنے کے بعد کیا ضرورتیں پیش آئینگی ؟ تو البتہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ جہت کچھ انتظام کرے لیکن جب کہ قدم قدم پر اپنی لاعلمی کے باعث ٹھوکریں کھاتا ہے پھر حفاظت الٰہی کی ضرورت نہ سمجھنا کیسی نادانی اور حماقت ہے - یہ صرف علم ہی تک بات محدود نہیں رہتی دوسرا مرحلہ تصرفات عالم کا ہے وہ اسکو مطلق نہیں ایک ذرہ پر اسے کوئی تصرف و اختیار نہیں غرض ایک بےعلمی اور بےبسی تو ساتھ تھی ہی پھر بدعملیاں ظلمت کا موجب ہو جاتی ہیں -

انسان جب اولاً گناہ کرتا ہے تو ابتدا میں دلیر نہیں ہوتا ہے پھر وہ امر بڑھ جاتا ہے اور زنگ کہلاتا ہے اس کے بعد مُہر لگ جاتی ہے یہ چھاپا مضبوط ہو جاتا ہے - قفل لگ جاتا ہے پھر یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ بدی سے پیار اور نیکی سے نفرت کرتا ہے خیر کی تحریک ہی قلب سے اٹھ جاتی ہے اسکا ظہور ایسا ہوتا ہے کہ خیر و برکت والی جانوں سے نفرت ہو جاتی ہے یا تو انکے حضور آنے ہی کا موقعہ نہیں ملتا یا موقع تو ملتا ہے لیکن استفادہ کی توفیق نہیں پاتا - رفتہ رفتہ اسے بعد ملائکہ سے دوری اور پھر وہ لوگ جنکا تعلق ملائکہ سے ہوتا ہے ان سے بُعد ہو کر کٹ جاتا ہے اسلیے ہر ایک عقلمند کا فرض ہے کہ وہ توبہ کرے اور غور کرے ہمنے بہت سے مریض ایسے دیکھے ہیں جنکو میٹھا تلخ معلوم دیتا ہے اور تلخ چیزیں لذیذ معلوم ہوتی ہیں - کسی نے مجھ سے ملذ ذتحفہ مانگا میں نے اسے صبر - کچلہ - سنہد ملا کر دیا اُسنے کہا کہ بڑا ملذذ ہے - یہ نتیجہ ہوتا ہے انسان کے معاصی کا - ان کی بصر اور بصیرت جاتی رہتی ہے اور انکی آنکھیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے چہروں پر نگاہ کر کے اہل بصر انہیں اسی طرح دیکھتے ہیں جیسے سانپ - بندر - خنزیر کو دیکھتے ہیں - اسلیے مومن کو چاہیے کہ خدا کی حمد اور تسبیح کرتا رہے اور اس سے حفاظت طلب کرتا رہے - جیسے ایمان ہر نیکی کے مجموعہ کا نام ہے اسی طرح ہر برائی کا مجموعہ کفر کہلاتا ہے - ان کے ادنی اور اوسط اور اعلیٰ تین درجے ہیں پس امید و بیم - سے وساطت ..... میں قدم آگے بڑھاؤ - اور اس سے حفاظت طلب کرو -

غور کرو - حفاظت طلب کرنے کا حکم اس عظیم الشان کو ہوتا ہے جو خاتم الانبیا اصفی الاصفیا سید ولد آدم ہے صلے اللہ علیہ وسلم تو پھر اور کون ہے جو طلب حفاظت سے غنی ہو سکتا ہے -

مایوس اور نا امید مت ہو - ہر کمزوری - غلطی - بغاوت کے لیے دعا سے کام لو - دعا سے مت تھکو - یہ دھوکا مت کھاؤ جو بعض ناعاقبت اندیش کہتے ہیں کہ انسان ایک کمزور ہستی ہے خدا اسکو سزا دیکر کیا کرے گا - انھوں نے رحمت کے بیان میں غلو کیا ہے کیا وہ اس نظارہ کو نہیں دیکھتے کہ یہاں بعض کو رنج اور تکلیف پہونچتی ہے پس بعد الموت عذاب نہ پہنچنے کی ان کے پاس کیا دلیل ہو سکتی ہے ؟ یہ غلط راہ ہے جو انسان کو کمزور اور سست بنا دیتی ہے بعض نے یاس کو حد درجہ تک پہونچا دیا ہے کہ بدیاں حد سے بڑھ گئی ہیں اب بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے - استغفار اس سے زیادہ نہیں کہ زہر کھا کر کلی کری - یہ بھی سخت غلطی ہے استغفار انبیا کا اجماعی مسئلہ ہے - اسمیں گناہ کے زہر کا تریاق ہے - پس استغفار کو کسی حال میں مت چھوڑو - پھر آخر میں کہتا ہوں کہ نبی کریم سے بڑھ کر کون ہے وہ اخشی للہ - اتقی للہ - اعلم باللہ - انسان تھا صلے اللہ علیہ وسلم پس جب اسکو استغفار کا حکم ہوتا ہے تو دوسرے لاابالی کہنے والے کیونکر ہو سکتے ہیں پس جنھوں نے ابتک اسوقت کے امام راستباز کے ماننے کے لیے قدم نہیں اُٹھایا اور وہ بداعیں ہیں وہ استغفار سے کام لیں کہ ان پر سچائی کی راہ کھلے اور جنھوں نے خدا کے فضل سے اسے مان لیا ہے وہ استغفار کریں تاکہ آئندہ کے لیے معاصی اور کسی لغزش کے ارتکاب سے بچیں اور حفاظت الٰہی کے نیچے رہیں -

---

جن لوگوں نے پچھلے حساب کے وی پی واپس کئے ہیں ۱۴ر فروری تک اگر ان کے بقایا وصول نہوئے تو ۱۴ر فروری کے الحکم میں ان کے نام شایع ہونگے

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر

ریویو

نمبر اوّل

مندرجہ بالا عنوان سے عیسائیوں کے جدید ماہواری رسالہ **ترقی** میں لاہوری بشپ صاحب نے ایک چھوٹا سا آرٹکل لکھا ہے جسپر ہم ریویو کرنا چاہتے ہیں - لاہوری بشپ صاحب سے غالباً ہمارے ناظرین ضرور واقف ہونگے تاہم مزید تعارف کے لیے ہم پھر لکھدیتے ہیں کہ یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے گذشتہ سے پیوستہ سال میں حضرت **مسیح موعود**ؑ کے مقابلہ میں آنے سے انکار کیا تھا - باوجودیکہ بعض انگریزی اخبارات نے بھی **بشپ** صاحب کو حضرت **مسیح موعود**ؑ کی دعوت قبول کرنے کی تحریک کی تھی کہ وہ اپنی علمی اور عملی قابلیت کے جوہر اب دکھائیں مگر بشپ صاحب نے کلیسیا کی اندرونی ترمیم و اصلاح اپنا کام قرار دیکر مقابلہ کے اس تلخ پیالہ کو ٹالا تھا - پھر ہمیں ترقی میں انکا یہ آرٹکل دیکھ کر افسوس ہوا - کہ ایک طرف تو وہ پبلک کے سامنے **مذہبی پلیٹ فارم** پر آنا بھی چاہتے ہیں اور دوسری طرف جب انھیں احقاق حق کی دعوت کی جاوے تو پھر اندرونی اصلاح کے عذر سے خانہ نشین ہو کر بزبان حال کہتے ہیں -

توبرونِ درچہ کردی - کہ درونِ خانہ آئی

بہرحال اب جب وہ اس آرٹکل کے ذریعہ پھر پبلک میں نکلے ہیں تو ہم اس آرٹکل کے ذریعہ **بشپ صاحب** سے پرانی راہ و رسم کی بنا پر تجدید ملاقات کرتے ہیں - کیونکہ جن دنوں (غالباً سنہ ۱۸۹۲ء) رونڈ لیفرائی نے دہلی سے تبلیغ عیسویت کے لیے لاہور آکر رنگ محل میں تین لیکچر دیے تھے اور یہ بات انھیں اور لاہور کی پبلک کو خوب معلوم ہے اسوقت بھی **ایڈیٹر الحکم** نے جو

ایک طالب العلم کی حیثیت رکھتا تھا پادری صاحب کے لیکچروں پر بہت بڑی ریویو کیا تھا اور کئی ہزار آدمیوں کے مجمع میں موجود بشپ صاحب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کی تھی جسمیں آخر موجود بشپ صاحب کو ماننا پڑا تھا کہ اس سلسلہ سے ہم بحث نہیں کر سکتے

اب جبکہ پادری صاحب بشپ کی حیثیت سے پبلک کے سامنے آتے ہیں تو کیوں ہم اس ملاقات دیرینہ کو مدنظر رکھکر اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے بشپ صاحب کے اس آرٹکل کی حقیقت کو نہ کھولیں

بشپ صاحب کا یہ مضمون یوحنا کی انجیل کے پندرھویں باب کی پانچویں اور ساتویں آیت پر مبنی ہے۔ جو یہ ہیں "میں انگور کا درخت ہوں تم ڈالیاں ہو جو مجھمیں قائم رہتا ہے اور میں اسمیں وہی پھل لاتا ہے کیونکہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے اگر کوئی مجھمیں قائم نہ رہے تو وہ ڈالی کی طرح پھینک دیا جاتا۔ اور سوکھ جاتا ہے اگر تم مجھمیں قائم رہو اور میری باتیں تم میں قائم رہیں تو جو چاہو مانگو تمکو ملے گا۔"

اس مضمون کے ہم دو حصے کرتے ہیں پہلے حصہ میں جو خصوصیت بشپ صاحب مسیح میں دکھانا چاہتے ہیں اسکو توڑ کر دکھلاتے ہیں دوسرے حصہ میں انشاء اللہ تعالے یہ دکھائیں گے کہ کامل انسان حضرت سید الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہے جسکی خصوصیت کو دوسرا کوئی نہیں پہونچ سکتا۔ اسمیں حضرت مسیح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرکے دکھائیں گے۔ بقول بشپ صاحب ان آیتوں میں اس خصوصیت کا ذکر ہے جسپر مسیحی مذہب کا دارومدار ہے۔ اور چونکہ انھوں نے ہر شخص کا فرض ٹھیرایا ہے "کہ اسپر غور کرے اور بڑی سعی وکوشش کے ساتھ خدا کی پاک روح کی ہدایت مانگ کے اسکو سچا ٹھیراوے۔ اور دل سے قبول کرے یا غلط ثابت کرکے رد کرے"

پہلے بشپ صاحب کی اس وصیت پر ہم عمل کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ یہ خصوصیت جسپر بقول بشپ صاحب مسیحی مذہب کا مدار ہے مسیحیت کے لحاظ سے بیہودہ تھی سنت اللہ کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کے جلال اور عظمت کے منافی یسوع مسیح کی عدم معرفت کی دلیل ہے۔ اور اگر اسی پر عیسویت کا مدار ہے تو ناظرین خود اندازہ کرلیں کہ اسمیں کیا ہے؟ اور ہم بشپ صاحب کو اسی خصوصیت کا جو وہ اس آیت میں سمجھتے ہیں واسطہ دیتے ہیں کہ وہ اس ریویو کو ضرور غور سے پڑھیں اور کوئی جواب ان کے پاس ہو تو دیں۔

انجیل کی انگوری تمثیلوں کو پڑھ پڑھ کر ہمیں بارہا حیرت ہوئی ہے مگر آج یہ عقدہ کھلتا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ یسوع کو چونکہ شراب سے بڑی محبت تھی اور انجیل سے پایا جاتا ہے کہ سب سے پہلا معجزہ بھی قانائے گلیل میں مے سازی کا یسوع صاحب نے دکھایا تھا (دیکھو یوحنا باب ۲) اور انگور کا شیرہ انکو آسمان پر جاکر بھی نہیں بھولا۔ عشاء ربانی میں بھی شراب ہی میں روح پھونک دی یہ سب انجیلی واقعات ان انگوری تمثیلوں کی حقیقت کو خوب کھولتے ہیں خیر بقول بشپ صاحب بہادر عیسائی مذہب کا مدار ہے۔ غالباً رشید شاگردوں نے ان انگوری تمثیلوں اور یسوعی معجزہ شراب کی یادگار اور عشاء ربانی کی حرمت اور تعظیم کی خاطر ہی شراب نوشی میں یہ ترقی کی کہ لنڈن کے مے فروشوں کی دوکانیں مستقیم لائن میں رکھنے سے ۷،۵ میل تک چلی جاتی ہیں اور جو غالباً سبت کے دن بھی بند نہیں ہو سکتی ہیں۔ اگر یہی خصوصیت اور یہی عیسویت کا ستون ہے تو بشپ صاحب کی نکتہ رسی قابل تعریف ہے۔ لیکن سب سے قابل غور امر تو یہ ہے کہ یسوع نے اپنے حقیقی پیوند اور اپنی باتوں کے قیام اور زندہ رہنے کا جو نشان اسمیں بتایا ہے وہ تو یہی لفظ ہیں **جو چاہو مانگو تمکو ملے گا** عیسائیوں کے لیے فخر اور ناز کا مقام ہوتا اگر اس اصول پر بشپ صاحب نے اپنے عہدہ کی حیثیت سے اپنے وسیع معلومات سے اس کی فلسفی بیان کی ہوتی یا اپنے تقدس کی بنا پر اپنے وجود کو یسوع کی اس تعلیم کی تصدیق کے لیے پیش کیا ہوتا +

اگر بشپ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں عیسویت کی زندگی اور یسوع کے زندہ رسول ہونے اور موجودہ انجیل کو زندہ کتاب ثابت نہ کرسکے تھے تو انہیں انھیں متوقع تھا کہ اس آیت کی تفسیر میں کوئی اعجازی نمونہ پیش کردیتے۔

ہم پبلک پر انصاف چھوڑ دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیا یسوع کے یہ الفاظ کہ **"اگر تم مجھ میں قائم رہو اور میری باتیں تم میں قائم رہیں تو جو چاہو مانگو تمکو ملے گا"** انجیل کی زندگی ۔ عیسویت کی زندگی کے لیے معیار ناطق نہیں؟ پھر اگر اب کوئی عیسائی خواہ وہ ادنی درجہ کا کینٹی کسٹ ہو یا بشپ اور اس سے بھی بڑھ کر بطریق اعظم **جو چاہو مانگو تمکو ملے گا** کا نشان نہیں دکھا سکتا تو کیا اسکا لازمی نتیجہ یہ نہیں کہ یسوع سے تعلق رکھنے والے اس میں قائم نہیں اور اسکی باتیں ان میں موجود نہیں ؟

عیسائی اب کتنے ہی ہاتھ پیر ماریں لیکن اگر انجیل کی یہ آیت سچی ہے اور بقول بشپ صاحب عیسویت کا مدار اسی پر ہے اور دوسرے مذاہب سے عیسویت کو جدا کرنیوالی یہی ہے تو پھر سب سے پہلے بشپ صاحب ہی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے عملی نمونہ سے اسکی سچائی ظاہر کریں ورنہ یاد رکھیں کہ عیسویت کی کچ دیوار گرکر اپنے مرکز پر آنیکو ہے بلکہ مردہ پرستی کی ہیکل کی بنیادیں کھوکھلی ہوگئی ہیں اور تزلزل پڑ چکا ہے +

غرض اس آیت کی رو سے عیسویت کا رہا سہا اعتبار بھی مقدس بشپ صاحب نے کھودیا ہے جبکہ وہ کوئی نمونہ جو چاہو مانگو تمکو ملے گا کا نہ دکھا سکے اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ وہ ہرگز نہ دکھا سکیں گے کیونکہ مردہ پرست قوم زندگی کے آثار کہاں سے لا سکتی ہے ۔؟

عیسائی قوم جبکہ تین مردوں کی تثلیث کی پرستار ہے پھر اس سے زندگی کے پھل کی امید رکھنا ویسا ہی ہے جیسے حضرت یسوع صاحب بے موسم انجیر کے درخت کے نیچے بھوک سے بیتاب ہو کر گئے تھے۔ پہلی مردہ پرستی تو یہ ہے کہ جس کو خدا بنایا بقول ان کے وہ صلیب پر لٹکایا گیا۔ ملعون ٹھیرا۔ ہاویہ میں رہا۔ وہ ایک [illegible]

انسان زندہ تھا جو معمولی بچوں کی طرح پیدا ہوا آخر صلیبی لعنت سے زندہ بچکر کشمیر میں آکر مر گیا اور یہ اسکو زندہ تصور کر کے عورتوں کی شہادت یا ضعیف الایمان۔ لالچی طامع اور بعض لعنت کرنے والوں کی شہادت پر آسمان پر پہونچاتے ہیں + بایں ہمہ وہ کوئی زندگی کا کرشمہ نہیں دکھاتا۔

دوسری مردہ پرستی یہ ہے کہ **اصل انجیل** جو عبرانی میں تھی (کیونکہ مسیح کی مادری بولی عبرانی تھی اور آخری الفاظ جو اُن کے اس انجیل میں درج ہیں وہ یہی ہیں کہ **ایلی ایلی لما سبقتانی** جو عبرانی ہیں) اس کا پتہ ہی نہ رہا کہ کہاں گئی اور اس کے بجائے یونانی ترجمہ کو اصل قرار دے لیا + یہ بھی مردہ پرستی ہوئی۔

تیسری مردہ پرستی **کفّارہ** کی ہے جسکو گناہوں سے نجات کا موجب ٹھیرایا ہے حالانکہ کفارہ یسوعی کو گناہ سے کوئی تعلق اور نسبت ہی نہیں اور نہ اسکے نتائج نجات کا کوئی اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ پھر اس تین مردوں کے پرستاروں میں زندگی کہاں؟ جبکہ معتقدات ہی میں سچائی کی روح نہیں ہے

غرض بشپ صاحب اور دوسرے انجیل یا صلیب برداروں کا فرض ہے کہ وہ عیسویت کے **اخص شہتیر** کی حفاظت کریں اور اس **خصوصیت** کو ثابت کر کے دکھائیں ورنہ مردہ پرستی کی دیمک نے صلیب کو کھا لیا ہے۔ اور وہ **زندہ خدا کی زندگی بخش ہوا** (جو مسیح موعود میں ہو کر چلی ہے) کا جھونکا اسے گرا رہا ہے۔

اب ہم ایک اور پہلو سے بھی اس آیت پر نظر کرنا چاہتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ **جو مانگو تمکو دیا جاویگا** اسکی تعلیم دینے والا **آداب الٰہی** سے ناواقف **سنت اللہ سے نامحرم** اور مسئلہ **دعا کی حقیقت سے ناآشنا** محض ہے + کیونکہ یہ ناممکن مطلق ہے کہ جو مانگے وہی ملے اسلیے کہ اگر جو مانگا جاوے وہی دیا جاوے تو اللہ تعالےٰ کو علیم و حکیم صفات سے

معزول معطل ماننا پڑے گا۔

ہم انسان کی فطرت میں اس امر کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ باوجودیکہ والدین کو بچوں سے از حد محبت ہوتی ہے لیکن پھر بھی بچے اپنی نادانی سے جو مانگیں انہیں نہیں دیا جاتا مثلاً اگر ایک بچہ آگ کے سرخ اور روشن انگاروں کو دیکھکر ماں سے درخواست کرے کہ ایک انگارہ مجھے دیدو۔ کیا ایک دانشمند اور عاقبت اندیش اور مہربان مادر وہ انگارہ اسکی طفلانہ اور ناعاقبت اندیش طلب پر اُسے دیدے گی؟ ہرگز نہیں اس لیے کہ وہ جانتی ہے کہ یہ انگارہ اسے جلا دے گا۔ ہاں عیسائی صاحبان اگر روح القدس کے آگ کے شعلوں کو پیش کریں تو یہ ایک جداگانہ امر ہے یہ آگ انھیں مبارک ہو۔ جبکہ نادان بچہ اپنی کمی علم کے باعث اپنی خواہشوں کے اندازہ اور نتائج پر نگاہ نہیں کر سکتا ویسے ہی ایک دعا کرنے والا کیونکر ظاہری بہتری کے اور کیا سمجھ سکتا ہے کہ اس کے نتائج کیا ہیں؟ پس اگر جو مانگا جاوے اور وہی ملے تو انسان کی زندگی اسپر تلخ ہو جاوے اور اُسے معلوم ہو جاوے کہ خدا کو بھی نتائج اور عواقب امور کی خبر نہیں ہے اور کیا بشپ صاحب آپ جو مانگتے ہیں وہ ملجاتا ہے؟ پس صاف ظاہر ہے کہ جو شخص ایسی تعلیم دیتا ہے وہ یا تو خدا تعالےٰ کو **علیم و حکیم** نہیں مانتا یا ایسی تعلیم کے رنگ میں **دہریت** پھیلانی چاہتا ہے کیونکہ جب کسی نے خدا سے جو چاہا مانگا اور اُسے نہ ملا تو بجز انکار کے اور کیا کرے گا۔ اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ صفات الٰہی کے علم سے کوئی حصہ نہیں رکھتا اور خود **قبولیت دعا** کی لذت سے ناآشنا ہے اور دعا کی حقیقت پر اطلاع نہیں رکھتا۔ اور یسوع کی زندگی کے حالات جو انجیل میں لکھے ہیں پڑھ کر ہمیں اور بھی تسلی ہوتی ہے کہ ایسے شخص سے کیا ہی تعلیم کی اُمید ہو سکتی تھی غالباً یہی وجہ ہو گی کہ ساری رات روتے رہے اور موت کا پیالہ نہ ٹلا اور اس عدم قبولیت

(بقول عیسائی صاحبان) نے اس تعلیم کی بیہودگی ظاہر کر دی۔ غرض جہاں تک غور کیا جاوے یہ آیت جسپر بقول بشپ صاحب **عیسویت کا مدار** ہے عیسویت کی حقیقت کو طشت از بام کیے دیتی ہے اگر یہ آیت سچی ہے تو اسمیں پھر کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ موجودہ عیسویت ضرور افترا ہی کا پتلا ہے یا یوں کہدو کہ اس آیت کے رو سے اس میں زندگی نہیں پھر مردوں میں زندگی کو تلاش کرنے والے دانشمند اسپر غور کریں۔ پھر بشپ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا اور رسولوں کی تعلیمات سے مقابلہ کرنا تو امر دیگر ہے۔ اور ایسا مقابلہ ہو کیونکر سکتا ہے جس حال میں انہیں سے کسی نے اس قسم کا دعوی کبھی کیا ہی نہیں؟ ہم اس مقابلہ کو دوسرے حصہ میں دکھائیں گے سر دست ہم بھی مانتے ہیں کہ اس قسم کے بیہودہ باتیں جو نہ عقل سلیم تسلیم کرے اور نہ قانون قدرت اور سُنن الٰہیہ میں اسکی نظیر ہو کہ **جو چاہو مانگو دیا جاوے گا** دوسرے نبیوں اور راستبازوں کی تعلیم میں کیونکر ہونے لگیں۔ لیکن ہم اسی مضمون کے دوسرے حصہ میں دکھائیں گے کہ **زندہ رسول** صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے وہ اس بے پھل تعلیم کے مقابلہ میں کیسی روشن۔ واضح۔ مدلل۔ معقول۔ اور ہر زمانہ میں اپنے نتائج ساتھ رکھنے والی ہے۔

اسی سلسلہ کلام میں بشپ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ (دوسرے رسول) صرف خدا ہی کا حکم سُنانے تھے اور اسی کی طرف لوگوں کے دل حتی الوسع متوجہ کرتے تھے + یہ گویا ان کا بڑا فخر اور کمال خوبی تھی۔ کہ تم خود کچھ نہ سمجھے جائیں اور صرف خدا کے حکم کی طرف توجہ کی جاوے جو ہماری معرفت نازل ہوا ہے۔ جب کبھی اُن کے معتقد حد سے زیادہ اُنکی عزت کرنے لگتے تھے تو وہ یہی جواب دیا کرتے تھے کہ ہمکو نہ سمجھو ہماری کچھ حقیقت نہیں ہم بھی ڈھونڈنے والے تم بھی بندے ہیں خدا کی طرف خیال لگاؤ اُسکو سمجھو اُس کے حکم پر عمل کرو۔ اسکی راہ طیار کرو۔ اس کے راستے بناؤ۔

لاریب خدا کے راستباز نبیوں اور برگزیدوں

ابو اسحٰق و یوسف کی شرارت ضلالت ہی ضلالت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

اما بعد ایک اشتہار دو ورقہ جس کے عنوان میں لکھا تھا کہ جہالت ہے جہالت ہے جہالت مشتہرہ ابو اسحاق محمد الدین امرتسری مؤلفہ ثناء اللہ طالب علم آج کی تاریخ ۱۷ جنوری کو محب مکرم منشی تاج الدین صاحب نے میرے پاس لاہور سے روانہ کیا جس کے حاشیہ سطر زیرین میں لکھا تھا کہ (فقیر حافظ محمد یوسف کیطرف سے مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے خط مندرجہ الحکم ۲۴ نومبر کے جواب میں سر دست یہی مضمون ملاحظہ کریں فقط) جبکہ میں نے اسکو مطالعہ کیا تو مجھکو حافظ محمد یوسف صاحب کی جہالت پر بڑا ہی افسوس پیدا ہوا کیونکہ خط مندرجہ الحکم ۲۴ نومبر میں جو دلائل بینہ مدعا اور مطلوب پر قائم کی گئی ہیں انمیں سے کسی ایک دلیل کا بھی اس اشتہار میں جواب نہیں ہے پھر حافظ صاحب نے اس اشتہار کو خط مذکور کا جواب کیونکر قرار دیدیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جسطرح پر ظاہری قوی و جوارح حافظ صاحب کے معطل ہو گئے ہیں جنکے سبب سے پنشن کے مستحق ہوئے ہیں اسی طرح پر قوی روحانی اسباب ایمان و تقویٰ کے بھی مسلوب ہو گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون اور اگر حافظ صاحب میں ایک ذرہ بھر بھی ایمان و تقویٰ کا باقی ہے تو بمقام لاہور ایک جلسہ منعقد کریں جسمیں عاجز کا خط پڑھا جاوے اور ہر ایک اسکی دلیل کا جواب اس اشتہار سے طلب کیا جاوے اگر کسی ایک دلیل مندرجہ خط کا بھی نقض اس اشتہار میں موجود ہوگا تو میں کل دلائل مندرجہ خط کو واپس لیلونگا اور کل دلائل کو منقوض سمجھ لونگا ورنہ حافظ صاحب کو دلائل مندرجہ خط کا تسلیم و

تصدیق کرنا واجب اور لازم ہوگا میرا حاضر ہونا بھی لاہور میں کچھ ضروری نہیں ہماری جماعت میں سے کوئی صاحب اس خط کو پڑھینگے اور ان سے اسی اشتہار میں سے جواب طلب کرینگے خارج اشتہار سے کوئی جواب مسموع نہیں ہوگا تاکہ سامعین کو طوالت سے ملالت پیدا نہ ہو بالفعل آپ کے اس اشتہار جہالت کا یہی جواب ہے ہاں بالفعل میں آپ کے اس اشتہار کی عبارت کو آپ پر ہی لوٹائے دیتا ہوں آپ جواب اس کا کسی عالم سے تمام علماء عرب یا عجم میں سے مطالبہ کر کر مجھکو عنایت فرماویں وہی ہمارا سوال یہ ہے کہ نبی اور رسول کی بابت جو مسلمانوں کا قاطبۃً عقیدہ ہے الی قولہ ما لا یخفی انتہی بلفظہ پس اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ یہ سب تعریف مذکورہ اور حکم رسول یا نبی کا حضرت عیسیٰ پر صادق آتا ہے یا نہیں بشق اوّل آپ کے عقائد مندرجہ اشتہار کے بموجب حضرت عیسیٰ بالضرور مبعوث الی الخلق ہو کر لتبلیغ الاحکام بڑی عظمت و شان کے ساتھ آوینگے بلکہ جملہ مرسلین اور تمام انبیا سے انکی بعثت و رسالت عجیب و غریب شان کی ہوگی کہ نہ کبھی ایسی رسالت دنیا میں واقع ہوئی اور نہ کبھی ہوگی کیونکہ باقی تمام مرسلین وانبیا تو حسب سنت الٰہیہ کے اسی زمین سے مبعوث ہوئے بخلاف حضرت عیسیٰ کے کہ انکا ارسال و انزال آسمان سے بجسدہ العنصری ایک بڑی عظمت و شان سے زمین پر واقع ہوگا پس وہ تو بالضرور ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے ایسے کامل مصداق ہونگے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ارسال نصیب نہ ہوا مگر وقت تو آپ پر یہ وارد ہوتی ہے کہ اس آپکے فتویٰ مندرجہ اشتہار سے خود حضرت عیسیٰ بھی کافر ہو گئے اور جو مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں یا بوقت نزول ان پر ایمان لا دینگے وے بھی بموجب آپ کے زعم کے سب کافر ہو گئے اور پھر اسپر علاوہ یہ ہوا کہ بیچارے تمام اہلکتاب یہود اور نصاریٰ جو انکے نزول کے وقت میں انپر ایمان لا دینگے جیسا کہ آپکی دلیل قطعی قرآن مجید میں موجود ہے کہ وان من اھل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ وہ بیچارے بھی سب کے سب

کافر ہو گئے کیونکہ جبکہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدعی نبوت کافر ہے تو جو اسپر ایمان لاوے وہ بھی بدرجہ اولیٰ کافر ہے حضرت عیسیٰ کا نزول کیا ہوا بسیط الارض پر کوئی مومن باقی ہی نہ رہا اور ایں رسالت نشد قیامت شد کا مصداق ہو گیا۔ اور اگر آپ کہیں کہ حضرت عیسیٰ اپنے ہوتے نبی و رسول کے شریعت جدید نہیں لاوینگے بلکہ شریعت محمدیہ کے ہی احکام کی تبلیغ کرینگے تب بھی ہماں آش در کاسہ موجود ہے کیونکہ مطلق نبوۃ کو بعد آنحضرت صلعم کے آپ کفر قرار دیتے ہیں دیکھو اپنے عقیدہ کو صفحہ ۳ کی سطر ۱۵ میں آپ تحریر مگر مسلمانوں کا قاطبۃً عقیدہ اور قرآنی شہادت سے امر بیّن دلیل ہے الی قولہ کہ کئی نبی توریت ہی سے حکم اور فیصلہ کرتے رہے الی آخرہ انتہی بلفظہ اس دلیل سے مشتہر نے اپنے زعم میں ثابت کیا ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی نبی شارع ہو یا غیر شارع نہیں ہو سکتا اور یہ اعتقاد کرنا کفر ہے فاین المفر اور بشق ثانی تمام یہود مکذبین حضرت عیسیٰ کے حق پر رہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہود نے تو اول ہی سے حضرت عیسیٰ کی نبوۃ کی تکذیب کی ہے اور آپ نے بعد از تامل بسیار اور مدت دراز میں انکو معزول عن النبوۃ کر دیا مگر پھر بھی آپ آفت کفر سے محفوظ نہیں کیونکہ تمام علماء متکلمین کے نزدیک کسی نبی کا نبوۃ ثابت شدہ سے معزول اعتقاد کرنا بھی کفر ہے جسکے اول متکلمین نے کتب عقائد میں درج فرمایا ہے علاوہ بریں اندک غور کرو کہ قرآن مجید میں جسجگہ پر حضرت عیسیٰ کو بوصف رسالت یا نبوۃ متصف فرمایا گیا ہے وہاں پر حضرت عیسیٰ کی نبوت کا سلب کسی زمانہ میں کسی جگہ کسی آیت میں ارشاد نہیں کیا گیا بلکہ وجیھا فی الدنیا و الآخرۃ ہی ارشاد کیا گیا ہے پھر آپ کیونکر حضرت عیسیٰ کو معزول عن النبوۃ کر سکتے ہیں کیا عزل و نصب نبوۃ کا آپ ہی کے اختیار میں آگیا ہے کہ جب چاہیں کسی نبی کو معزول کر دیویں۔ اگر آپ حضرت عیسیٰ کا معزول عن النبوۃ ہونا کسی ایک آیت یا ایک حدیث صحیح سے ہی ثابت کر دیوینگے تب بھی میں کل دلائل مندرجہ خط مذکور کو واپس لیلونگا بعد اللتیا والتی یا تو آپ کو اس اشتہار کے بموجب عقیدہ نزول حضرت عیسیٰ رسول و نبی اللہ سے توبہ کرنی پڑے گی اور یا نعوذ باللہ ختم نبوۃ خاتم النبیین صلعم سے انکار کرنا لازم ہوگا۔ اور یا چار و ناچار جو مسلک ہمنے خط الحکم ۲۴ نومبر میں اختیار کیا ہے اسی میں اشتہار کے عقائد سے رجوع کر کر آپ کو اسکی

اعلان

بجواب بشارت خلیفہ مسیح ابن مریم

ناظرین کو معلوم ہو کہ مولوی فضل حق صاحب امام مسجد ایبٹ آباد ضلع ہزارہ نے ایک اشتہار بعنوان بشارت شائع کیا ہے جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

کہ ۲۷ رمضان المبارک کو مسیح ابن مریم علیہ السلام نے معرفت حضرت خضر مجھے یہ بشارت دی ہے کہ میں (عیسیٰ بن مریم) تجھکو (فضل حق) واسطے ابطال دعوی مرزا قادیانی کے مامور کرتا ہوں اور دس زبردست نشان تجھکو عطا کرتا ہوں کہ جن کے ذریعہ سے تو مرزا قادیانی کو مغلوب کر دے گا۔ اور خضر تیرے ساتھ ہوگا۔ انکی ماننا۔ مختصراً اب میں اس خلیفہ ابن مریم کی خدمت میں دست بستہ التماس کرتا ہوں کہ یہ عاجز بھی اپنے آپ کو مسیح ابن مریم موعود قادیانی کا خلیفہ جانتا ہے۔ پس خلیفہ کا مقابلہ خلیفہ سے ہونا چاہیے نہ کہ ایک طرف خود مامور من اللہ مسیح ابن مریم اور دوسری طرف مامور ابن مریم۔ سہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک * خلیفہ صاحب چھوٹا منہ بڑی بات بہت ہی ناموزوں ہوا کرتی ہے۔ اپنی بساط سے پاؤں بڑھانا عند العقلا جائے شرم ہے۔ پس کوئی حق نہیں کہ آپ حضرت قادیانی مامور ربانی کو مخاطب کر سکیں پہلے ہم سے نبٹ لو اس مسیح موعود کا خلیفہ دانتہ میں آپ سے بمقابلہ نشانات میں موجود ہے اور آپکی اس دعوت کو بسر و چشم منظور کرتا ہوں۔ آپ کو لازم ہے کہ دس نشان اور بھی مسیح ابن مریم سے مانگ لیں اور کوئی قریب تاریخ آپ ہی مقرر کر دیں اور مقام مقابلہ جامع مسجد ہری نگر کشمیر ہی ہے اور کوئی جگہ منظور نہیں سب سے ضروری اور تصفیہ طلب بات یہ ہے کہ اگر آپ کے نشانات خارق عادت ثابت نہ ہوں بلکہ وہ مسمریزم اور شعبدہ بازی کے ثابت ہوں تو کیا آپ اپنی خلافت ابن مریم سے توبہ کر کے مامور من اللہ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ یہ اقرار نامہ جلدی شائع کر کے روانہ کشمیر ہو جاویں اور میرا بھی یہی اقرار ہے کہ اگر آپ وہ دس نشان خارق عادت طور پر دکھا دیں گے تو میں اسی میدان میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا امید کہ آپ زیادہ تاخیر نہ فرماویں گے بلکہ جلدی اس فرض خلافت کو ادا کر کے اپنے آپ کو سبکدوش فرماویں۔ اگر ۲۰ فروری تک آپ کیطرف سے کوئی اشتہار نشان نمائی نہ نکلا اور ہمیں یقین ہے کہ ہرگز نہیں نکلے گا تو یاد رکھیں کہ آپ کاذب ہیں اور آپ کو اس وعید سے ڈرنا چاہیے جو قرآن شریف میں کاذبوں کے حق میں وارد ہے الا لعنة الله على الكذبين۔ اور اس برے انجام سے ڈریں جو صادقوں کے مقابلہ میں کاذبوں کا ہوا۔ ابلیس۔ نمرود۔ ہامان شداد۔ ابوجہل۔ مسیلمہ کذاب۔ علماء یہود وغیرہ وغیرہ کے نام آپ کو یاد ہوں گے۔

والسلام علی من اتبع الهدیٰ

المعلن کمترین **محمد یمین**

احمدی از داتہ ضلع ہزارہ ڈاکخانہ مانسہرہ

۲۷ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

مصر کی عربی

مصر میں دو قسم کی عربی مستعمل ہے عامی صافی۔ عامی وہ زبان ہے جسمیں کل اہل ملک اپنے محاورات میں گفتگو کرتے ہیں یہ زبان مخلوط ہے الفاظ قبطی۔ مصری قدیم ترکی زبان اور عربی فصیح سے مگر جزو غالب عربی فصیح ہے اجانب اسطرف زور دے رہے ہیں کہ حکومت صافی سے قطع نظر کر کے زبان عامی کو ترقی دے اور دفتر سرکاری اور جرائد کے کارخانے سب متفق ہو کر اسی کو ترقی دیں یہ فریق اعتراض کرتا ہے کہ یہ کیا معنی ہیں کہ انسان بولے کچھ اور لکھے کچھ مثلاً اہل مصر لکھتے ہیں خبز اور ماء۔ اور بولنے میں عیش میہ دونوں کا ترجمہ روٹی اور پانی ہے یہ بحث مصر میں چھڑ گئی ہے دیکھیں کیا فیصلہ ہو۔

مسئلہ جہاد پر ایک فرانسیسی عالم کا مضمون

اگرچہ یورپ میں زمانہ دراز سے کتابیں لکھی جا رہی ہیں جنسے مذہب اسلام کو اہل یورپ کی نظر میں برا ثابت کیا جاتا ہے اور خاصکر مسئلہ جہاد پر مضامین لکھے گئے ہیں ان سے تو اور بھی بھیانک شکل اس مذہب کی دکھائی گئی ہے جسکو اس زمانہ میں کرۂ ارض کے دو سو بیس ملین باشندے مانتے ہیں تاہم اس براعظم میں ایسے منصف مزاج اور محقق عالم بھی موجود ہیں جنھوں نے نہایت غور و تامل سے مذہب اسلام کا مطالعہ کیا ہے اور اسکے مسائل و عقائد کی نہایت موشگافی کے ساتھ چھان بین کی ہے اور یورپ کی غلط فہمیوں اور بیجا نکتہ چینیوں کی تردید کیلیے مضامین اور کتابیں لکھی ہیں۔ انہی انصاف پرست عالموں میں سے ایک شخص موسیو اوجین کلافن بھی ہے جس نے یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مذہبی مسائل و عقائد کی تحقیقات میں اپنی تمام عمر صرف کر دی ہے۔ یہ منصف مزاج عالم ملک فرانس کا ایک باشندہ ہے اس نے اسلام کے ان تمام معرکۃ الآرا مسائل پر جدا جدا مضامین لکھے ہیں۔ جنپر یورپ کے مصنف کئی صدیوں سے نکتہ چینی کر رہے ہیں ذیل میں اسکا وہ مضمون ترجمہ کیا جاتا ہے جو اس نے جہاد کے مسئلہ پر لکھا ہے۔ ہمکو امید ہے کہ ناظرین اس مضمون کو دلچسپی اور تامل کے ساتھ مطالعہ کرینگے۔ وہو ہذا

مذہب اسلام کی بنیاد توحید پر رکھی گئی ہے۔ عرب کے اس جلیل القدر پیغمبر نے جسکو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام سے پکارا جاتا ہے موسیٰ علیہ السلام کیطرح بت پرستی سے ہمیشہ نفرت ظاہر کی ہے۔ انکی مقدس زندگی کا یہ ایک اہم واقعہ ہے کہ انھوں نے تین سو ساٹھ بتوں کو جو کعبہ میں تھے اور جن کی اسلام سے پہلے نہایت شد و مد کے ساتھ پرستش ہوتی تھی طرفۃ العین میں برباد کر دیا۔ قرآن مجید میں بت پرستی کو مٹانے اور بت پرستوں کے ساتھ جنگ* کرنے کی تاکید کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ صنم پرستی پر اعتقاد کرنا مذہب اسلام کی نظر میں ایک اخلاقی جرم ہے۔

* چودھویں صدی کے ایڈیٹر کا منصبی فرض ہے کہ اس جواب کو بھی چھاپ دے۔ ایڈیٹر

مگر جو مذہب اسلام سے پہلے موجود تھے اور خدا کی وحدانیت کی تعلیم دیتے تھے اُن کے ساتھ اسلام نے اسطرح کا برتاؤ نہیں کیا - کہ اُن مذہبوں کی عزت کرتے اور اُن مذہبوں کے ماننے والوں کو اپنی حفاظت میں لیتے اور اُن کے ساتھ فیاضی سے پیش آنے کی ہدایت کی ہے - یہ سچ ہے کہ اسلام نے عیسائیوں اور یہودیوں کو مومنین کی فہرست میں شامل نہیں کیا اور جو رعایت انکے ساتھ کی ہے وہ بہ نسبت اُس رعایت کے جو مسلمانوں کے ساتھ کی جاتی ہے کم ہے - مگر اس بات سے کوئی نکتہ چینی اسلام پر نہیں ہوسکتی - کیونکر ممکن تھا کہ غیر مذہب والوں کو مسلمانوں کی سوسائٹی میں اسی طرح شامل کر لیا جاتا جس طرح مسلمانوں کو شریک کیا جاتا تھا؟ یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ جو لوگ عقیدہ اسلام کو مانتے ہیں انکو اُن کے ساتھ جو اس عقیدہ سے انکار کرتے تھے برابر سمجھا جاتا۔

پیغمبر اسلام (علیہ الصلوۃ والسلام) اُس زمانہ میں جبکہ انھوں نے اپنی نبوۃ اور رسالۃ کا اعلان کیا اُن لوگوں کے ساتھ رعایت اور شفقت سے پیش آنے کا حکم دیا جو خدا کی وحدانیت اور قیامت کو مانتے تھے - اور نیکی کے کام کرتے تھے - قرآن مجید میں ایک آیت اس مضمون کی ہے کہ " مسلمان - یہودی - عیسائی اور صابی جو خدا کی وحدانیت پر ایمان لائے ہیں اور جو قیامت کے آنیکو تسلیم کرتے ہیں اور جو نیک کام کرتے ہیں اُن کو خدا اُن کی نیکیوں کا ثواب دیگا آیندہ زندگی میں اُن کو کوئی خوف نہیں ہے اور وہ اُس زندگی میں غمگین نہیں ہوں گے "

قرآن مجید میں ایک اور آیت ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ " جو لوگ اسلام کے سوا کوئی اور دین رکھتے ہیں اُن کا دین خدا کے نزدیک مقبول نہیں ہے اور وہ آخرت میں ضرور نقصان اُٹھائیں گے "

ہر دو آیت مذکورہ بالا کو جو شخص نظر انصاف سے دیکھے گا اس بات پر ضرور یقین کرے گا کہ ان آیتوں میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو غیر مذہب والوں کے ساتھ فیاضی اور تحمل کا برتاؤ کرنے کے خلاف ہو - ان آیتوں میں کوئی اشارہ اس بات کا نہیں ہے کہ جو لوگ اسلام کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں انکو اُن پر کسی طرح کا جبر وستم کیا جائے - دوسری آیت میں صرف اس امر کو بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا اور کوئی عقیدہ خدا کے نزدیک مقبول نہیں ہے - اس سے صرف یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اسلام اپنے گروہ کو اور گروہوں سے ممتاز اور جدا رکھنا چاہتا ہے - اور یہ ایک ایسا مقصد ہے کہ اسپر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا -

سب سے زیادہ توجہ کے لائق وہ آیتیں ہیں جنمیں پادریوں اور راہبوں کی حمایت اور حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ اسلام رہبانیت کا سخت دشمن ہے اور اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے - قرآن مجید کی پانچویں سورۃ کی ایک آیت کا یہ مضمون ہے کہ " مسلمانوں کے سب سے زیادہ پکّے دوست وہ لوگ ہیں جو اپنے تئیں عیسائی کہتے ہیں - کیونکہ انمیں پادری اور راہب لوگ شامل ہیں اور انمیں تواضع اور فروتنی کے سوا تکبر کی کوئی بات نہیں ہے " قرآن مجید کے مفسروں نے پادریوں اور راہبوں کو اُن لوگوں میں شامل کیا ہے جنکا لڑائی کے وقت مسلمانوں کو ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہیے اور اُن کے ساتھ فیاضی اور مروت کا برتاؤ کرنا چاہیے - مثلاً ایک مشہور عالم نے جسکا نام امام خلیل ہے جنگ کے زمانہ میں عیسائیوں کے بچوں بوڑھوں اور عورتوں کی جان بچانے اور پادریوں اور راہبوں کی حفاظت اور حمایت کرنے کی سخت تاکید کی ہے اور اسکو اسلام کے اُن احکام میں شمار کیا ہے جنکے خلاف کرنے سے آدمی سخت گناہ گار ہوتا ہے -

وہ قاعدے جنکی رو سے مسلمانوں کو عیسائیوں کی حمایت اور حفاظت کرنی چاہیے اُس عہد نامہ میں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں جو پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ و السلام نے عیسائیوں کو لکھوا کر دیا تھا - اس عہد نامہ کو شیخ عطاء اللہ آفندی نے جو روس میں شیخ الاسلام ہیں روسی زبان میں ترجمہ کیا ہے - ایک مشہور عالم ترک فریدون بے نے بھی اس عہد نامہ کو اپنی ایک کتاب میں درج کیا ہے -

اس عہد نامہ کے چند فقرے یہ ہیں کہ " راہب لوگ کسی پہاڑ پر ہوں یا کسی وادی میں - کسی شہر میں ہوں یا کسی جنگل میں - کسی گرجا میں ہوں یا کسی خانقاہ میں خود انکی جان ومال کی حفاظت کروں گا - اور میرے تمام دوست اور رفقا بھی انکی نگہبانی اور حفاظت کرینگے کیونکہ وہ میری رعیت ہیں اور میری حمایت کے سایہ میں ہیں - کوئی بات ایسی نہیں کی جائے گی جس سے وہ ناراض ہوں یا اُن کو تکلیف پہونچے - یا جسمیں اُن کا ضرر ہو - نہ اُنپر کسی طرح کا جبر کیا جائیگا نہ اُن کے ساتھ بے مروتی اور بیرحمی کا برتاؤ کیا جائے گا نہ اُن کے قاضیوں کو اُن کے منصب سے ہٹایا جائے گا نہ راہبوں کو خانقاہوں سے نکالا جائے گا - نہ اُن کا کوئی مسافر لوٹا جائے گا - نہ اُن کا کوئی گرجا گرایا جائے گا - اور نہ اُن کی کوئی چیز جو جبر وستم سے لی گئی ہو مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو سکے گی " -

کوئی مسلمان جنگ کے زمانہ میں اُن کو لڑانے یا تلوار اُٹھانے پر مجبور نہیں کرے گا - خود مسلمان انکی طرف سے لڑیں گے اور انکی حمایت اور حفاظت کا پورا حق ادا کرینگے - اگر اُن کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ ہو تو نہایت سنجیدگی اور نرمی کے ساتھ اُن سے مباحثہ کیا جائے گا - جیسی کہ قرآن مجید میں ہدایت کی گئی ہے

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ بت پرستوں کو اسلام نے وہ حقوق ادا نہیں کیے جو اُس نے عیسائیوں اور یہودیوں کو دیے ہیں اور اس لحاظ سے شاید ہم اس بات کے کہنے کی بھی جرأت کر سکتے ہیں کہ اسلام نے اُن کو انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا ہے اور اسی سبب سے اُن کی نسبت کوئی حکم اسلامی کتابوں میں نہیں پایا جاتا - اور اسی سبب سے بت پرستوں اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات قائم نہیں ہو سکتے - برخلاف اسکے مسلمانوں اور عیسائیوں یا یہودیوں کے درمیان تعلق ہو سکتا ہے - یہ سچ ہے کہ عیسائی مرد اور مسلمان عورت کے درمیان رشتہ ازدواج قائم ہونے سے قرآن مجید میں ممانعت کی گئی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کو اپنے شوہروں کی اطاعت کا جو حکم دیا ہے اُس سے مسلمان عورت کے عیسائی یا یہودی ہو جانے کا اندیشہ ہے مگر مسلمان مرد اور عیسائی یا یہودی عورت کے درمیان زناشوئی کے

تعلق پیدا [illegible] کو اسلام نے روا رکھا ہے۔

مذکورہ بالا احکام کے بیان کرنے کے بعد ہمکو اسبات کی حاجت نہیں ہے کہ ہم اسلام کے فیاضانہ طریقوں پر زیادہ گہری نظر ڈالیں کیونکہ انھی احکام کے لحاظ سے اسلام کو مذہب عیسوی پر بہت زیادہ فضیلت اور فوقیت حاصل ہے۔ مذہب عیسوی میں نکاح کی سب سے ضروری شرط یہ ہے کہ دولہ اور دلہن ایک مذہب کے ہوں۔ اُس نے ہرگز اسبات کی اجازت نہیں دی ہے کہ عیسائیوں اور غیر مذہب کے آدمیوں کے درمیان نکاح کا رشتہ قائم ہو۔

جو عیسائی یا یہودی عورت کسی مسلمان کی بیوی ہو اُسکو وہ تمام حقوق عطا کیے جاتے ہیں جو مسلمان بیویوں کو دیے جاتے ہیں۔ مسلمان شوہر کو اسبات کی سخت تاکید ہے کہ وہ عیسائی یا یہودی بیوی کے ساتھ مسلمان بیویوں کی طرح برتاؤ کرے۔ پیغمبر اسلام کے اُس عہدنامہ میں جسکی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے یہ فقرے موجود ہیں کہ "اگر کوئی عیسائی عورت کسی مسلمان مرد سے شادی کرنی چاہے تو یہ اُسی عورت کی رضامندی پر منحصر ہے اور مسلمان مرد کے ساتھ بیوی بنکر رہنے کی صورت میں اُسکو کبھی گرجا میں جانے سے نہیں روکا جائیگا" یہ سچ ہے کہ عیسائی عورت اپنے مسلمان شوہر کے ورثہ پر قبضہ نہیں کر سکتی۔ مگر مسلمان مرد بھی اپنی عیسائی بیوی کے ترکہ سے محروم کردیا گیا ہے تاہم مسلمانوں کو اسبات کی اجازت بھی دی گئی ہے کہ وہ اگر چاہیں تو کسی یہودی یا عیسائی کے لیے اپنی جائداد میں سے جس قدر حصہ کی چاہیں وصیت کر دیں۔ اس صورت میں جو جائداد وصیت کے ذریعہ سے کسی یہودی یا عیسائی کو ملے گی اسمیں تصرف کرنے کا اُسکو کامل اختیار ہے۔ اور اس اختیار سے اُسے کوئی شخص محروم نہیں کر سکتا۔

ہم اس مضمون میں اُن تمام قواعد پر مفصل بحث نہیں کر سکتے جنکے ذریعہ سے عیسائیوں اور یہودیوں کو مسلمانوں کی فیاضی سے حصہ ملتا ہے تاہم جسقدر ہم نے بیان کیا ہے اس دعوی کے ثابت کرنے کے لیے شاید کافی ہوگا کہ اسلام نے بہ نسبت دیگر مذہبوں کے اُن لوگوں کے ساتھ جو اُس کے عقائد اور مسائل سے منکر ہوں نہایت فیاضانہ برتاؤ کیا ہے۔ اگر ان قواعد میں کوئی بات حیرت انگیز ہے تو وہ یہ ہے کہ یہ قواعد جنکی بنیاد مذہب اور رائے کی آزادی پر ہے ساتویں صدی عیسوی میں وضع کیے گئے تھے جبکہ یورپ کی تمام قومیں وحشیانہ حالت میں تھیں اور جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتی پھر رہی تھیں۔

ہم اسبات کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ بہت سے نکتہ چیں یورپ میں ایسے بھی موجود ہیں جو ہماری اس تحریر کو پڑھ کر ہم پر نہایت شد و مد سے اعتراض کرینگے اور قرآن مجید کی اُن آیتوں سے استدلال کر کے جنمیں جہاد کا حکم ہے ہم سے یہ کہیں گے کہ جو احکام تم نے بیان کیے شاید وہ صحیح ہوں۔ مگر اسمیں کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو اسلام کو کفار کے برباد اور ہلاک کرنے سے مانع آسکے۔ مذہب اسلام کا اصلی حکم یہی ہے کہ جو شخص اسلام کے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے اُسکو فوراً قتل کرنا لازم ہے۔ اسمیں کچھ شبہ نہیں ہے کہ آج کل جو شخص مذہب اسلام پر اعتراض کرتا ہے اُسکے اعتراض کی بنیاد اسی قسم کے خیالات پر ہوتی ہے لیکن اگر کوئی شخص غور و تامل سے مذہب اسلام کا مطالعہ کریگا تو اُسکو صاف طور پر یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ جہاد کا مسئلہ بھی منجملہ اُن مسائل کے ہے جنکی نسبت تمام یورپ میں غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں اور یہ بات ناممکن ہے کہ اسلام جیسے مذہب میں جسپر تیرہ صدیاں گذر چکی ہیں اور جس کے احکام پر دو سو ملین انسانوں کی گردنیں جھکتی ہیں ایسے احکام موجود ہوں جو ایک دوسرے کے برخلاف ہوں جیسا کہ مخالفین اسلام کا خیال ہے۔

ہمکو اسبات پر سخت افسوس ہے کہ قوی الوہم یورپ کے مصنفوں اور عالموں کا ایک گروہ اسبات کا دعوی کرتا ہے کہ قرآن مجید میں جہاد کے جو احکام موجود ہیں وہ اسبات پر واضح طور سے دلالت کرتے ہیں کہ اسلام تعصب کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اُس نے غیر مذہب والوں کے ساتھ فیاضی کا سلوک کرنے کی بالکل اجازت نہیں دی۔ یہ مصنف اور علما فی الحقیقت نہ قرآن مجید کی آیتوں پر غور کرتے ہیں نہ اُن کے معنے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ اُنکی نظر قرآن مجید کی تفسیروں پر ہے جو مسلمانوں میں مستند خیال کیجاتی ہیں۔ اُن عالموں کے اقوال کو اُنھوں نے مطالعہ کیا ہے جو مسلمانوں میں معتبر سمجھے جاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ ایسا کرتے تو اُنکو اسبات میں شبہ کرنے کی مطلق گنجایش نہ ہوتی کہ یورپ نے جو اسلام پر الزام لگائے ہیں وہ بالکل غلط اور محض ناواجب ہیں۔ نیز اُنکو اسبات کا بھی یقین ہو جاتا کہ اُنھوں نے مذہب اسلام کے احکام پر رائے دینے میں شتابزدگی اور عجلت سے کام لیا ہے اور اسی سبب سے وہ گہری اور تاریک غلطیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

ہمارے مضمون کے مطالعہ کرنے والوں کو اس سے پیشتر کہ ہم مسئلہ جہاد پر کچھ لکھیں یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے اُس سے اسلام کی مدح و ستایش کرنی مقصود نہیں ہے ہم حتی الوسع اپنے تئیں جنبہ داری کے الزام سے بچانا چاہتے ہیں اور اظہار حقیقت کے سوا ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔ مسئلہ جہاد پر بھی آیندہ جو کچھ ہم لکھنا چاہتے ہیں اُس سے بھی یہی غرض ہے کہ یورپ میں جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں وہ ہماری ناچیز کوشش سے دور ہو جائیں۔

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ آیا مذہب اسلام میں اصلاح و ترمیم کی گنجایش ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عام مسلمان اس کے بالکل قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ اُن کے نزدیک مذہب کے احکام کی بنیاد الہام پر ہے نہ انسانوں کی مرضی اور خواہش پر مگر وہابیوں کا خیال اس کے برخلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلامی احکام پر جدید احکام کا اضافہ ہو سکتا ہے اور گذشتہ صدیوں میں جو تغیر لوگوں کے حالات میں ہوا ہے۔ اُس کے بموجب اُن احکام کی اصلاح بھی ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کے اس گروہ کے نزدیک اصلاح احکام ایک ضروری چیز ہے۔ اور انہی کو پچھلے چند سالوں میں اپنی مرضی کے موافق اسلامی احکام میں کسیقدر تغیر و تبدل کرنے میں کامیابی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ سعادتاو مسواس پاشا نے اسبات کو نہایت شد و مد سے بیان کیا ہے کہ اسلام میں اصلاح کی قابلیت ہے اور احکام میں حسب ضرورت اصلاح کرنا اُسکے اصولوں میں

داخل ہے۔ ہم عدم اسیات کے قائل ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جسمیں اصلاح نہ ہو سکے اور جسمیں عمدہ سے عمدہ تر ہونے کی قابلیت موجود نہ ہو۔

اگر ہم اسیات سے بھی قطع نظر کر لیں کہ اسلام کے احکام میں اصلاح و ترمیم ہو سکتی ہے یا نہیں اور صرف موجودہ احکام ہی پر تامل اور انصاف کی نظر ڈالیں تاہم یہ بات واضح طور پر دکھائی دیگی کہ اسلام انسان کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ خیالات کا نمونہ ہے اور نوع انسان کے لیے وہ بہتر سے بہتر قوانین اور احکام پیش کرتا ہے۔ اب ہم جہاد کے مسئلہ پر غور کرتے ہیں مگر اس سے پیشتر یہ مناسب جانتے ہیں کہ ہم اُن قوموں کے مذہبی اور تمدنی قوانین پر ایک سرسری نظر ڈالیں جو مسلمانوں سے پہلے ہو گذرے ہیں اور اسیات کا سراغ لگائیں کہ ان قوموں نے اپنے سوا اور قوموں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے اس سے ہم بآسانی اسیات کا اندازہ کر سکیں گے کہ مسلمانوں اور اُن قوموں میں سے کس قوم کا مذہب زیادہ فیاض اور زیادہ تحمل پسند اور انصاف دوست ہے۔

دنیا کے قوانین میں سب سے زیادہ شاندار وہ قوانین ہیں جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئے تھے اور جو عبرانیوں کو عطا کیے گئے تھے۔ عبرانیوں کے مذہب کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔ (اول) یہ کہ وہ خدائے واحد کے سوا اور کسی معبود کی پرستش نہ کریں۔ (دوم) یہ کہ وہ اپنے مذہب کو دنیا میں پھیلائیں اور اُسکی حکومت دنیا میں قائم کریں۔ اور اپنی قوم کو دنیا کی دیگر اقوام سے بالاتر رکھیں۔ عبرانیوں کے پاس صرف مذہبی قوانین ہی کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ سوشیل اور پولیٹیکل ہدایتوں پر بھی حاوی ہے۔ اُن کا مذہب اسیات کی سخت تاکید کرتا ہے کہ یہودیوں کو ایک ہی وقت میں ملکی اور روحانی حکومت کرنی چاہیے۔ مگر اُس نے آخرۃ میں جزا اور سزا کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اُس نے اپنے احکام پر عمل کرنیوالوں کو اسی دنیا میں سرسبزی اور کامیابی کی بشارت دی ہے اور جو لوگ اُس کے احکام پر نہ چلیں اُنکو بھی اسی دنیا کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونیکی دھمکی دی ہے۔ چنانچہ اُن کی الہامی کتاب کے چند فقرے یہ ہیں کہ "اگر تم خدا کی آواز پر کان لگاؤ گے اور اُس کے احکام کی تعمیل کرو گے جو تمپر فرض کیے گئے ہیں تو دنیا میں تمھارا بول بالا ہوگا اور تمھاری قوم دنیا کی تمام قوموں پر برتری حاصل کریگی۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر یہ فقرے درج ہیں کہ "اگر تم خدا کے احکام کی اطاعت نہ کرو گے اور اُسکی آواز پر کان نہیں لگاؤ گے تو خدا کی لعنت تمپر نازل ہوگی اور تمکو یہ سزا دیجائیگی کہ روے زمین سے تمھارا وجود مٹا دیا جائیگا۔"

باقی آئندہ

طاعون یا پلیگ

یہ ناہنجار اور مہلک مرض کوئی نیا مرض نہیں ہے۔ قدیم سے چلا آتا ہے۔ مختلف کتب تواریخ میں جابجا اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ چھٹی صدی عیسوی میں تمام سلطنت رومۃ الکبریٰ و یورپ میں لاکھوں جانیں اس سے تلف ہو گئیں۔ اور سنہ ۱۳۴۷ء سے سنہ ۱۳۴۹ء تک فقط یورپ میں دو کروڑ ۵۰ لاکھ آدمی اسکی نذر ہوئے۔ اور سنہ ۱۵۰۰ء سے سنہ ۱۶۰۰ء تک اس سے برابر تباہی ہوتی رہی۔ پھر سنہ ۱۶۶۵ء و ۱۶۶۶ء کے مابین اس نے لاکھوں جانیں ضائع کیں۔ اسی طرح ہندوستان میں پہلے کئی بار یہ مرض پھیل چکا ہے۔ جسکا ذکر کتب تواریخ میں موجود ہے۔ چنانچہ بادشاہ جہانگیر کے زمانہ میں یہ مرض آگرے اور پنجاب وغیرہ کے گرد و نواح میں پھیلا۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں لاہور کی طاعون کا ذکر کیا ہے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات میں بھی اس ناہنجار مرض کا ذکر ہے۔ اور سیر المتاخرین میں شاہجہان بادشاہ کے عہد کے واقعات میں بھی اس مرض کا تذکرہ موجود ہے۔ جب کبھی یہ مرض ظاہر ہوا ہے اس نے ملکوں کے ملک ہی تباہ اور برباد کر دیے ہیں۔ مگر اُس زمانہ میں حکام کی عدم توجہ کے سبب سے کوئی آسان تدبیر اُس کے روکنے کی معلوم نہ ہوئی۔ اور ایسی عالمگیر بیماریوں میں جبتک سلطنت کی طرف سے دستگیری نہ کی جائے عوام کچھ نہیں کر سکتے۔ مگر اب برخلاف اُس زمانہ کے ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری مہربان سرکار اپنی عزیز رعایا کے لیے بہادر ڈیوٹیوں کو اپنے ذمہ لیتی ہے۔ سب معالجوں کو علاج کیلیے اور افسروں کو انتظام کے لیے مہیا فرماتی ہے۔ اور ہماری جانوں کے بچانے کے لیے لاکھوں روپیہ خرچ کرتی ہے۔

واقعات گذشتہ کے تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر مریض اپنی جگہ کو چھوڑ کر کھلی ہوا دار اور دھوپ والے مکان میں چلا جاوے تو ممکن ہے کہ بچ جاوے اور مرض رُک جاوے اور ایسے مکان کو رطوبت اور گندگی اور میلے سامان سے پاک و صاف رکھا جاوے۔ مکان کو پاک اور صاف کرنیکی تدبیر یہ ہے۔ اول۔ جس گھر میں یہ مرض پھوٹے اسکو خالی کر دیا جائے۔ دوم۔ اُس کے فرش یا زمین کو آگ سے جلا کر سُرخ کر دیا جائے۔ پھر تمام مکانوں میں دافع عفونت و کرم کُش ادویہ کی کوچی پھیر دی جاوے جسکی آسان تدبیر یہ ہے کہ رسکپور ایک تولہ بیس سیر پانی میں حل کر کے اسمیں سے بجھائے چونہ ملایا جاوے اور دیواروں پر پھیر دیا جاوے۔ ***بھائیو! اگر اس مرض کو ملک سے نکالنا چاہتے ہو تو ان تدبیروں پر عمل کرو۔ اگر اسپر عمل نہ کیا تو ناحق جانیں جاویں گی۔ اور ملک برباد ہوگا۔ جب کبھی تمہارے گھروں سے چوہے اپنے مسکنوں کو چھوڑ کر دیوانہ وار باہر نکلیں یا کثرت سے مرے ہوئے پائے جاویں تو سمجھلو کہ پیش خیمہ مرض طاعون کا آگیا ہے۔ فی الفور اُس مکان کی سکونت ترک کر دو اور چوہوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ کسی دستپنے سے پکڑ کر جلا دو یا دبا دو اگر چوہے کھانے کے ذخیرے میں مرے ہوئے پڑے ملیں تو وہ ذخیرہ تلف کر دو۔ ورنہ خوف ہے کہ جو اس ذخیرہ کے زہریلے غلہ کو کھائے گا اس مرض میں مبتلا ہو جاویگا۔ باشندگان شہر لاہور کو مزید دل لگا کر میری معروضات کو سُننا چاہیے۔ یہ مسئلہ اطبا کے حال و سلف ہے کہ کہنہ شہر خصوصًا جن شہروں کے قریب دریا۔ نہر یا جاری ہوں بوجہ مرطوب ہونیکے معدن بلیات ہوتے ہیں۔ خصوصًا وہ مکان جنمیں روشنی نہ پڑے اور نہ تازہ ہوا کا گذر ہو۔ ایسی مکانات کیطاہ یا قلعہ

*** رعایت اسباب بیشک ضروری ہے اور ان تجاویز پر عمل کرنا چاہیے۔ مگر سب سے بڑھکر یہ ضروری ہے کہ فسق و فجور کی زندگی چھوڑ کر تجدید توبہ کرو اور اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور عصیان اور طغیان کی حالت چھوڑ دو۔ ایڈیٹر

یا سٹور یا امراض متعدی کے ہوتے ہیں۔ ایسے مکانات میں اجرام سامیہ کی پرورش ہوتی ہے۔ جو ذرا تحریک سے پرواز کرکے حملہ آور ہوتے ہیں۔ ایسے مکانات میں رہنے والے کو طب کی اصطلاح میں مستعدین وبا کہا جاتا ہے۔ جو تھوڑی سی بے احتیاطی اور خرابی سے مبتلائے مرض ہو جاتے ہیں۔ علاوہ گندی اور گنجان آبادی۔ مکان چھوٹے چھوٹے۔ اور وہ بھی دو منزلہ سہ منزلہ۔ ایک ایک کوٹھڑی میں دو دو چار چار آدمی رہنے کے علاوہ کھانا پکاتے اور اسی کے قریب جائے ضرور بھی موجود ہوتا ہے۔ یہ سب سامان برباد کنندہ صحت اور تحریک کرنیوالے امراض متعدیہ کے ہیں۔ چونکہ اس شہر میں بحیثیت مجموعی تمام نقص جو مضر صحت مندرجہ بالا لکھے گئے ہیں موجود ہیں۔ لہٰذا تمام باشندگان شہر کو ان نقصوں کے دور کرنے کے لیے خود بخود سعی کرنی چاہیے۔ اور اپنی جان بچانے۔ اور ہمسایہ کو ناحق کی زحمت اٹھانے سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ کوئی طاعون سا مہلک مرض شہر میں نہ گھسنے پائے۔ ورنہ اگر وہ آیا۔ تو اسکا نکالنا بہت مشکل ہو جاوے گا۔

ہماری دوا سے صدہا اس مرض کے بیمار تندرست ہوگئے ہیں۔ وبازدہ مقامات سے جو شخص چاہے مندرجہ ذیل پتہ پر خط لکھے اور دوا مفت منگالے۔ محصول بھی اپنی گرہ سے دینگے اور دوا بذریعہ ڈاک بھیجدیں گے۔

راقم حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما۔ موچی دروازہ۔ لاہور۔

اطلاع

افریقہ سے ایک صاحب نے ۲۵ روپیہ مولوی نور الدین صاحب کے نام حصص میگزین میں بھیجے تھے جو ماہ جنوری ۱۹۰۲ء میں انکو وصول ہوئے مگر اتفاقاً انکا پتہ گم ہوگیا ہے۔ اس لیے التماس ہے کہ وہ اپنا نام اور پتہ دوبارہ تحریر فرماویں۔

خاکسار محمد علی سکرٹری انجمن اشاعت الاسلام دار الامان قادیان

حقیقی خوشحالی

حقیقی خوشحالی جس نے انسان کو مذہب کا طالب بنایا ہے بجز اسلام کے اور کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ جس وقت اس ضروری سوال پر ہم غور کرتے ہیں کہ کیونکر ہم نہایت خوشحالی سے اس پرفتنہ دنیا سے سفر کر سکتے ہیں تو ہماری روح جو سچے آرام اور کامل خوشی کو چاہتی ہے معاً یہ جواب دیتی ہے کہ ہماری کامل اور لازوال خوشحالی کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

اول یہ کہ اس فانی زندگی کے فانی تعلقات میں ہم ایسے اسیر اور مقید نہ ہوں کہ انکا چھوڑنا ہمارے لیے عذاب الیم ہو۔

دوم۔ یہ کہ ہم حقیقت خدا تعالیٰ کو ان تمام چیزوں پر مقدم رکھ لیں اور جس طرح ایک شخص بالارادہ سفر کرکے ایک شہر کو چھوڑتا اور دوسرے شہر میں آجاتا ہے اسی طرح ہم اپنے ارادہ سے دنیا کی زندگی کو چھوڑ دیں اور خدا کے لیے ہر ایک دکھ کو قبول کریں اگر ہم ایسا کریں تو اپنے ہاتھ سے اپنے لیے بہشت کی بنیادی اینٹ رکھیں گے۔

اسلام کیا چیز ہے؟

اس سوال کا مختصر جواب مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ **اسلام** یہی ہے کہ ہم اس سفلی زندگی کو کھو دیں اور نابود کر دیں اور ایک اور نئی اور پاک زندگی میں داخل ہو جائیں اور یہ ناممکن ہے کہ جب تک ہمارے تمام قویٰ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان نہ ہو جائیں اسلام پر قدم مارنے سے نئی زندگی ملتی ہے اور وہ انوار و برکات ملتے ہیں جو حیطہ بیان سے باہر ہیں۔

۲۔ خدا ہے اور اسکی ذات پر ایمان لانا اور درحقیقت اسی کا ہو جانا یہی راہ ہے جس کا نام اسلام ہے لیکن اس راہ پر وہی قدم مارتا ہے جسکے دل پر اس زندہ خدا کا خوف ایک قوی اثر ڈالتا ہے اکثر لوگ بیہودہ طریقوں پر نجات کے خواہشمند ہوتے ہیں لیکن اسلام وہی طریق نجات بتاتا ہے جو درحقیقت خدا تعالیٰ کیطرف سے ازل سے مقرر ہے اور وہ یہ ہے کہ سچے اعتقاد اور پاک عملوں اور اسکی رضا میں محو ہونے سے اسکے قرب کے مکان کو تلاش کیا جاوے۔

۳۔ پھر اسلام کیا ہے؟ اسلام انسانی صعود و نزول کی مختلط ترکیب کے نتیجہ کا نام ہے۔ صعود اسکا اللہ تعالیٰ کیطرف ہو اور نزول بنی نوع کی ہمدردی کے لیے۔ یا یوں کہو کہ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کی ترکیب سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ **اسلام** ہے۔

طاعون کا علاج

لاہور کے پادری نارمن نے جب سول ملٹری گزٹ لاہور میں طاعون کے علاج کی یہ تجویز شائع کی کہ تمام ملک کو اسکی بلا خیز ترقی کے روکنے کے لیے ایک روزہ رکھنا چاہیے اور استغفار کرنا چاہیے تو پیسہ اخبار بھی اس مشورہ کے دینے کو تیار ہوگیا۔ لیکن جب سب سے اول طاعون کے پنجاب میں آتے ہی ہمارے سید و امام حضرت مسیح موعود نے باعلام الٰہی اس مجرب علاج کیطرف توجہ دلائی تھی تو اس پیسہ اخبار نے ہنسی اڑائی تھی اور دعا اور دوا کے علاج پر استہزا کیا تھا۔ مگر اب آخر اسی راہ پر آنا پڑا۔ بہر حال یہ امر از بس ضروری ہے کہ اہل ملک بیدار ہو جائیں۔ اور اپنے اعمال میں ایک پاک تبدیلی کریں خیرات و صدقات سے کام لیں انکار و عصیان کو چھوڑ دیں۔ ان ایام اللہ میں غضب الٰہی سے ڈر جائیں اور خدا کے حضور میں بھی نیازمندی کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔

طاعون خدا کا غضب ہے اور یہ اعمال بد طغیان و عصیان کا نتیجہ ہے اس سبب کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ تو یہ بلا رک سکتی ہے کیونکہ وہ اپنے مامور کو فرما چکا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

شادی فنڈ والوں کو سزا

گجرانوالہ شادی فنڈ والوں کو ملتان میں سزا ہو چکی ہے کیا کوئی قانون داں بزرگ اس امر پر بھی توجہ کر سکتا ہے کہ جن اخباروں میں ایسے دغاباز فنڈوں کے اشتہار شائع ہوتے رہے ہیں ان سے بھی مواخذہ ہو جاوے۔

نمبر ۶ | ۱۴- فروری سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۴- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ | جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق

ضروری اعلان۔ حضرت مسیح موعود دام اللہ فیوضہم نے ارشاد فرمایا ہے کہ الحکم کے ذریعہ اپنے تمام دوستوں کو اطلاع دیدیجائے کہ چونکہ طاعون پنجاب کے اکثر حصوں میں زور کے ساتھ پھیل گیا ہے اور پھیلتا جاتا ہے ایسی صورتوں میں یہ امر قرین مصلحت نہیں کہ ایسا مجمع ہو جس میں وبازدہ علاقوں کے لوگ بھی شامل ہوں اس لیئے عید الضحیٰ پر جو تجویز امتحان کی قرار پائی تھی وہ کسی دوسرے وقت کیلئے ملتوی کیجاتی ہے وہ لوگ جنکے شہروں اور دیہات میں طاعون شدت کے ساتھ پھیل گیا ہے اپنے شہروں سے دوسری جگہ نہ جائیں۔ اپنے مکانوں کی صفائی کریں اور انہیں گرم رکھیں اور ضروری تدابیر حفظ ماتقدم کی عمل میں لائیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ سچی توبہ کریں اور پاک تبدیلی کر کے خدا تعالیٰ سے صلح کریں راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں دعائیں مانگیں۔ ہر ایک قسم کے فسق و فجور خیانت اور غلط کاری کی راہ سے اپنے آپ کو بچائیں اپنی حالت کی سچی تبدیلی ہی خدا کے اس عذاب سے بچا سکے گی۔ والنعم ما قیل

گر تابان سیہ گشت است از بدکاری مردم
زمین طاعون ہمی آرد پئے تخویف و انذار

بہ تشویش قیامت ماند این تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آن جز حسن کردارے

التوا۔ طاعون ہی کی وجہ سے جناب میرزا خدا بخش صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضروریات کے لیئے جو بغرض چندہ دورہ کرنیوالے تھے انکا دورہ فی الحال مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کے آخیر تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔ امید ہے اس عرصہ التوا میں احمدی جماعتیں اپنی اپنی جگہ انکے دورہ تک مناسب انتظام کر رہیں گی۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مع اہل بیت بہمہ وجوہ تندرست ہیں اور خارق عادت قوت و توانائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی تبلیغ میں رات دن مصروف ہیں۔

آجکل عصمت انبیاء پر ایک زبردست مضمون لکھ رہے ہیں جو میگزین کی کسی اگلی اشاعت میں شایع ہوگا۔

۲- حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب

\+ قادیان میں ہی نہ آنا چاہیئے۔ منہ

صاحب انوار الاسلام سیالکوٹ کے مقدمہ مین بغرض شہادت ۱۴-فروری کو سیالکوٹ تشریف لے گئے۔

۳- حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید مین علمی خدمت مین پوری قوت و طاقت کیساتھ مصروف ہین چنانچہ اس اشاعت مین شحنہ ہند کے سچا فیصلہ آپکے پر زور قلم کا نتیجہ ہے۔

۴- مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی بعض امور کے انصرام کے لیئے امروہہ تشریف لے گئے تھے وہان جاکر آپ نے جناب قاضی آل محمد صاحب رئیس امروہہ کی تحریک سے بہت بڑی تبلیغ کی ہے اور خدا کے فضل سے ہر میدان مین فتح و نصرت انکے شامل حال رہی وہان بعض بڑے بڑے جید [illegible] اس سلسلہ عالیہ مین داخل ہونے والے [illegible] اللہم زد فزد۔

۵- ہمارے مکرم و محترم عزیز بھائی ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم نے دار الامان آکر نظیر ہر دلعزیزی اور شہرت حاصل کرنے کے علاوہ ایک قابل تقلید نظیر قایم کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے فن مین جسقدر ماہر اور ہوشیار ہین۔ اسکا تذکرہ ہم دوسرے تعمیر سرکاری یادداشتون کی بنا پر کرینگے۔ فی الحال ہمکو اس نظیر کا ذکر کرنا ہے جو انہون نے قادیان مین آکر قایم کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے دار الامان مین آکر یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ مریضان چشم کا علاج کرینگے اور انکی فیس مین جو کچھ وصول ہوگا وہ سارے کا سارا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد مین دینگے چنانچہ انہون نے آنکھین بنانی شروع کین اور آجتک قریباً ۱۵ آنکھین موتیابند کے مریضون کی بنائی ہین خدا کا فضل ہے کہ سب کی آنکھین بہت عمدہ بن گئی ہیں۔ انکے حسن اخلاق ہوشیاری اور اس فن مین پوری تجربہ کاری کا اسقدر شہرہ ہے کہ ارد گرد کے دیہات سے لوگ چلے آتے ہین اور حضرت اقدس کے دروازہ پر ایک خاصہ گروہ آنکھ کے بیمارونکا جمع رہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب بڑی مہربانی ہمدردی اور توجہ سے پیش آتے ہین۔ غربا اور ضعفاء کا علاج مفت کیا جاتا ہے اور فیس کے لئے کسی کو مجبور نہین کیا جاتا جو کچھ کوئی دے دے لیتے ہین۔ غرض اس طریق سے نہ صرف بیسون انسانون کو بیش قیمت فایدہ پہونچا بلکہ سلسلہ عالیہ کی سچائی پر ایک شہادت قایم ہوئی اور مالی مدد بھی پہونچی۔ ہم اسپر ذرا مفصل لکھنا چاہتے ہین تاکہ ہمارے دوسرے بھائی جو ڈاکٹر ہین اس نظیر سے سبق حاصل کرین۔ ہمکو امید ہے کہ یہ نظیر عمدہ نتیجے پیدا کرے گی۔

۶- بیعت کرنے والون کے نام کالم مبایعین مین درج ہین۔ مگر اس سلسلہ بیعت میں ہم جناب میاں محمد یوسف خانصاحب مہتمم باورچیخانہ مہاراجہ کپورتھلہ کا ذکر کرنا چاہتے ہین اگرچہ وہ اس سلسلہ مین داخل تھے مگر انہون نے بیعت کے لیئے اپنا ایک خاص آدمی تحریری درخواست دیکر بھیجا کیونکہ انکو رخصت نہ مل سکتی تھی۔ ہمارے ناظرین آگاہ ہین کہ کلکتہ مین خانصاحب موصوف نے اس سلسلہ کی تبلیغ مین بہت کوشش کی ہے۔ ہمکو معلوم ہوا ہے کہ وہ تبلیغ کے سلسلہ مین نمایان پارٹ لینے والے ہین انکا ارادہ ہے کہ حضرت اقدس کی بہت سی کتابین مختلف جگہون مین پھیلائین چونکہ انکے دوستون اور احباب کا ایک وسیع دایرہ ہے امید ہے وہ اپنے سچے اخلاص کی بنا پر اس پاک سلسلہ کی اطلاع ان سب کو دینگے۔ اور سلسلہ عالیہ کی اہم دینی ضروریات مین اپنا سچا اخلاص ظاہر کرین گے۔

مینڈکی کو بھی زکام ہوا۔ مرزا حیرت کی مخالفت کرتے کرتے دار العلوم دہلی کے پنجابی کاتب کا تختہ ہوگیا ہے اسلیئے وہ ۱۰- فروری ۱۹۰۲ء کے دو ورقہ مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر منہ آیا ہے مگر الحکم ۱۳- فروری سے پہلے دار العلوم کو پہونچ سکتا تو ہم اسکو اسی اشاعت مین خدا کے فضل و کرم سے دکھا دیتے کہ جس تحریر کا جواب اسکے قبلہ و کعبہ پیسہ اخبار سے نہین ہوسکا اسپر اسکی بودی اور بیہودہ تحریر بالکل اسی کے مصداق ہے۔

عذر نا معقول ثابت میکند الزام را

بہر حال وہ منتظر رہے ہم در خور اتا بخانہ اش باید رسانید پر عمل کرکے اسکو دکھا دینگے انشاء اللہ العزیز۔

تلاوۃ قرآن کریم کے لئے اشارات

سورۃ المؤمنون رکوع - ۶

جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے تو دو قسم کے لوگ ہوتے ہین جو عذاب میں پکڑے جاتے ہین اول وہ بدکار اور نافرمان لوگ ہوتے ہین جن کی بدکاریون اور نافرمانیون نے عذاب الٰہی کو کھینچا ہے۔

دوم وہ لوگ جو بدکار تو نہ تھے مگر بدکارون سے تعلق رکھتے تھے اور ان سے اجتناب نہ کرتے تھے پس بدکاریون اور بدکارون سے بہر حال علیحدگی اختیار کر لینی چاہیئے۔

ادفع بالتی ہی احسن۔ بدی کو ایسی تدبیر کے ساتھ ہٹا دو۔ جو بڑی خوبیان رکھتی ہو۔ یعنی عمدہ تدبیر سے بدی کو دور کرو۔

نحن اعلم بما یصفون سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ۔ انبیاء و رسل۔ کتب الٰہیہ۔ جنت و نار اور آخرۃ کی بابت صفت بیان کرنے مین احتیاط کرنی چاہیئے

ہمزات - ایڑیان

من ورائہم برزخ الی یوم یبعثون۔ تناسخ کے ابطال پر صریح دلیل ہے۔ برزخ کے معنے روک کے ہین۔

تلفح - جھلس دے گی۔

کالحون - کالے کلوٹے

اخسئوا - مت بولو کتے کی دھتکار کو اخسأ کہتے ہیں۔

عبثا - بیہودہ

اطلاع

اظہار رائے کے لیئے جو کتابین اور رسالے دفتر الحکم مین آئے ہوئے ہین انپر ہم اگلی اشاعت مین مختصراً اظہار رائے کرینگے۔

عرب مین خانہ جنگی۔ بصرہ سے ایک نامہ نگار ٹائمز آف انڈیا نے لکھا ہے کہ ابن رشید مقام صفوان مین خیمہ زن ہے جو بصرہ سے کویت کی راہ ہی گورنر بصرہ نے اسکو بصرہ مین طلب کیا تھا لیکن اسنے عذر کیا اور اپنا ایک سکرٹری بطور قائمقام کے بھیجا امیر نجد کا سکرٹری تین روز تک بصرہ مین ٹھیرکر والی بصرہ کیطرف سے ایک نادر تحفہ آقا کے لئے لایا والی بصرہ نے ابن رشید کو صلاح دی ہے کہ سردست شیخ مبارک پر حملہ کرے اور اپنے دار الخلافہ کو چلا جائے۔

عبد العزیز ایک وہابی سردار ہے اسکا امیر جو ابن رشید کا سخت دشمن ہے علاقہ نجد مین لوٹ مار کر رہا ہے کہتے ہین کہ بہت سے فرقے اسکے ساتھ شامل ہوگئے ہین اور کسی نہ کسی روز ابن رشید اور عبد العزیز کے مابین معرکہ کی جنگ ہوکر رہیگی اگر ایسا ہوا تو خون ریزی بڑے پیمانہ پر ہوگی جسکے سامنے وہ جنگ ماند ہو جائیگی جو ابن رشید اور شیخ مبارک کے مابین سال گذشتہ مین ہوئی تھی۔ اور اسکا اثر عرب کے تمام قبیلون پر پڑیگا کیونکہ ہر ایک قبیلہ ایک نہ ایک فریق کی مدد ضرور کرے گا۔

والی بصرہ کی صلاح ابن رشید کو پسند نہ آئی کیونکہ وہ پچھلا بدلہ لینے والا

کلمات طیبات

حضرت امام آخرالزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۵ جلد ۶

تیسری ملاقات

۲۴ دسمبر کی صبح کو حضرت اقدس کی تقریر ختم کر سنائی گئی اسکے بعد حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل تقریر مسٹر عبد الحق کے اس سوال کے جواب میں کہ کفارہ کا مسئلہ تو میں نے سمجھ لیا ہے تثلیث کا رد کریا فرمائی۔ (ایڈیٹر)

میں نے سب سے پہلے اسی لئے آپکو کہا تھا کہ آپ اپنے اعتراض پیش کریں جو اسلام پر ہوتے ہیں۔ اور خود اپنی تقریر کے ضمن میں جہاد۔ غلامی۔ تعدد ازدواج پر کچھ باتیں کی تھیں تاکہ آپ کو اس پر اعتراض کرنے کا موقع ملے۔

میری رائے میں طالب حق کا فرض ہے کہ جو بات اسکے دل میں خلجان کرے اسکو فوراً پیش کردے ورنہ وہ ایمان کو گزند کرے گی۔ اور روحانی قوتوں پر برا اثر ڈالے گی۔ جیسے کوئی خراب غذا کھالے تو وہ اندر جاکر خرابی پیدا کرتی ہے اور قے یا دست کی صورت میں نکلتی ہے اسی طرح کوئی گندہ عقیدہ اندر رہ کر فساد کرنے سے نہیں رکتا اور اسکا فساد یہی ہے کہ انسان کے اخلاق اور چلن پر برا اثر ہو جاتا ہے اور وہ ایک مجذوم کی مانند بن جاتا ہے۔

پس جو چیز آپکے دل میں کھٹکے آپ اسے پوچھیں۔ اور تثلیث کے رد میں مختصراً میں کہہ چکا ہوں اور اب میں آپ سے اسکے دلائل سننا چاہتا ہوں کیونکہ اسکا بار ثبوت آپ پر ہے۔ جو اسے مدار نجات ٹھیراتے ہیں اور ایک گروہ کثیر سے اختلاف کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص ایک معمولی بات کے خلاف جو دنیا نے مانی ہے کہ انسان آنکھ سے دیکھتا ہے اور زبان سے چکھتا اور بولتا ہے اور کانوں سے سنتا ہے۔ یہ کہے کہ انسان آنکھ سے بولتا ہے اور کان سے دیکھتا ہے تو قانون کی رو سے ثبوت اسی کے ذمہ ہے۔

اسی طرح پر تثلیث کا تو کوئی قایل نہیں یہودی جو ابراہیمی سلسلہ میں ہیں وہ اس سے انکار کرتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں اسکا کوئی نام ونشان نہیں۔

برخلاف اسکے توحید کی تعلیم ہے اور نہ آسمان پر نہ زمین پر نہ پانی میں غرض کہیں بھی دوسرا خدا تجویز کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

پھر میں نے قانون قدرت سے آپکو ثابت کر دکھایا کہ توحید ہی ماننی چاہیئے۔ پھر باطنی شریعت میں توحید کے نقوش ہیں اب آپ جو نقل عقل اور باطنی شریعت کے خلاف کہتے ہیں کہ خدا ایک نہیں بلکہ تین ہیں تو یہ ثبوت آپ ہی کے ذمہ ہے یہ مسئلہ ایسا ہے کہ ہمیں تو فقط اسکے سننے ہی کا حق ہے کیونکہ نبیوں اور راستبازوں کی تعلیم کے صریح خلاف ہے۔

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں اور خدا نے میرے دل کو اس سے پاک بنایا ہے کہ اس میں بے انصافی ہو کہ اسکا بار ثبوت آپکے ذمہ ہے رکیک تاویلوں سے کام نہیں چلتا اور نہ ان سے تسلی ہو سکتی ہے آپ خود دل میں انصاف کریں **کہ راستباز کے بغیر کوئی وہ کام نکریگا جو میں کرتا ہوں۔**

پس آپ جسقدر مفصل پیپر لکھ سکیں وہ لکھکر سناویں مگر اتنا یاد رکھیں کہ دعوے اپنے نفس میں ابہام رکھتا ہے۔ بعض آدمیوں کو یہ دھوکہ لگ جاتا ہے کہ وہ دعوے اور دلیل میں فرق نہیں کر سکتے دعوی کے لئے دلیل ایک روشن چراغ ہوتی ہے پس دعوی اور دلیل میں فرق کر لینا ضروری ہے۔

اسپر مسٹر عبد الحق نے کہا کہ میں کل لکھ کر سنا دونگا۔ اور حضرت اقدس تشریف لے گئے۔

چوتھی ملاقات

۲۶- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

آج احباب بہت کثرت سے آگئے تھے اور لاہور وزیر آباد- راولپنڈی- علاقہ کابل- جموں- گوجرانوالہ امرتسر- کپورتھلہ- گڈھ شنکر- لودہانہ- الہ آباد- سانبھر وغیرہ مقامات سے اکثر دوست آچکے تھے۔ حضرت اقدس حسب معمول سیر کو نکلے اور خدام کے زمرہ میں یہ **نور خدا** چلا- احباب کا پروانوں کی طرح ایک دوسرے پر گرنا بھی بجائے خود دیکھنے والے کے لئے ایک عجیب نظارہ تھا- الغرض مسٹر عبد الحق صاحب نے کل کے حضرت اقدس کے ارشاد کے موافق ایک مختصر سی تحریر پڑھکر سنائی جو انکے اپنے خیال میں تثلیث اور مسیح کی **الوہیت** کے دلایل پر مشتمل تھی- اسکو سن لینے کے بعد حضرت اقدس نے اپنا سلسلہ کلام یوں شروع فرمایا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے اور اس سے کوئی دانشمند انکار نہیں کر سکتا کہ ہر آدمی جس غلطی میں مبتلا ہے یا جس غلط خیال میں گرفتار ہے وہ اسکے لئے اپنے پاس کوئی نہ کوئی وجوہات رکیکہ ضرور رکھتا ہے۔ مگر دانشمند اور سلیم الفطرت انسان کا خاصہ ہے کہ وہ انکی توزین کرکے اصل نتیجہ کو جو سچائی ہوتی ہے تلاش کرنے لگتا ہے۔ اب اسی اصول کے موافق عیسائیوں نے بھی اپنے اس عقیدہ تثلیث کے متعلق کچھ باتیں بنا رکھی ہیں جنکو وہ دلایل قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں مگر ابھی آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ دلایل کیا وقعت رکھ سکتے ہیں اور انمیں کہانتک قوت اور زور ہے۔

جس حال میں عیسائیوں میں ایسے فرقے بھی موجود ہیں جو مسیح کی الوہیت اور خدائی کے قایل نہیں اور نہ وہ تثلیث ہی کو مانتے ہیں جیسے مثلاً **یونی ٹیرین** تو کیا وہ اپنے دلایل اور وجوہات انجیل سے بیان نہیں کرتے؟ وہ بھی تو انجیل ہی پیش کرتے ہیں۔ اب اگر صراحتاً بلا تاویل انجیل میں مسیح کی الوہیت یا تثلیث کا بیان ہوتا تو کیا وجہ ہے کہ **یونی ٹیرین** فرقہ اس سے انکار کرتا ہے حالانکہ وہ انجیل کو اسی طرح مانتا ہے جس طرح دوسرے عیسائی۔

جو پیشگوئیاں توریت کی پیش کی جاتی ہیں انکے متعلق بھی ان لوگوں نے کلام کی ہے اور ایک یونی ٹیرین کی بعض تحریریں بھی میرے پاس اب تک موجود ہیں کیا انہوں نے ان کو نہیں پڑھا اور نہیں سمجھا؟ قرآن شریف نے کیا خوب کہا ہے **كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ**

میری مراد اس کے بیان کرنے سے صرف یہ ہے۔ کہ تاویلات رکیکہ اور ظنی باتیں تو ایک باطل پرست بھی پیش کرتا ہے مگر کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ہم اسپر پورا غور کریں؟ یونی ٹیرین لوگوں نے تثلیث پرستوں کے بیانات ان پیشگوئیوں کے متعلق سن کر کہا ہے کہ یہ قابل شرم باتیں ہیں جو پیش کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور اگر تثلیث اور الوہیت مسیح کا ثبوت اسی قسم کا ہو سکتا ہے تو پھر بائیبل سے کیا ثابت نہیں ہو سکتا! لیکن ایک محقق کے لئے غور طلب بات یہ ہے کہ وہ انکو پڑھکر ایک امر **منقح** طلب قرار دے اور پھر اندرونی اور بیرونی نگاہ سے اسکو سوچے۔ اب ان پیشگوئیوں کے متعلق جہانتک میں کہہ سکتا ہوں یہ امر قابل غور ہیں۔

اول- کیا ان پیشگوئیوں کی بابت یہودیوں نے بھی (جنکی کتابوں میں یہ درج ہیں) یہی سمجھا ہوا تھا کہ ان سے تثلیث پائی جاتی ہے یا مسیح کا خدا ہونا ثابت ہوتا ہے؟

دوم- کیا مسیح نے خود بھی تسلیم کیا کہ یہ پیشگوئیاں میرے ہی

لیئے ہیں اور پھر اپنے آپ کو انکا مصداق قرار دیکر مصداق ہونے کا عملی ثبوت کیا دیا؟ اب اگرچہ یہ ایک لمبی بحث بھی ہوسکتی ہے کہ کیا درحقیقت وہ پیشگوئیاں اصل کتاب میں اسی طرح درج ہیں یا نہیں مگر اسکی کچھ چنداں ضرورت نہ سمجھکر ان دو تنقیح طلب امور پر نظر کرلیتے ہیں۔

یہودیوں نے جو اصل وارث کتاب توریت ہیں اور جنکی بابت خود مسیح نے کہا ہے کہ وہ موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں کبھی بھی ان پیشگوئیوں کے یہ معنے نہیں کیئے جو آپ یا دوسرے عیسائی کرتے ہیں + اور وہ کبھی بھی مسیح کی بابت یہ خیال رکھکر کہ وہ **تثلیث** کا ایک جزو ہے منتظر نہیں چنانچہ مین نے اس سے پہلے بہت واضح طور پر اسکے متعلق سنا لیا ہے اور عیسائی لوگ محض زبردستی کی راہ سے ان پیشگوئیوں کو حضرت مسیح پر جماتے ہیں جو کسی طرح بھی نہیں جمتی ہیں ورنہ علماء یہود کی کوئی شہادت پیش کرنی چاہیئے کہ کیا وہ اس سے یہی مراد لیتے ہیں جو تم لیتے ہو۔

پھر انجیل کو پڑھکر دیکھ لو وہ کوئی بہت بڑی کتاب نہیں ہے مگر کہیں بھی ایسا نہیں ہوا کہ حضرت مسیح نے ان پیشگوئیوں کو پورا نقل کرکے کہا ہو کہ اس پیشگوئی کے رو سے میں **خدا** ہون اور یہ میری الوہیت کے دلایل ہیں۔ کیونکہ نرا دعویٰ تو کسی دانشمند کے نزدیک بھی قابل سماعت نہیں ہے اور یہ بجائے خود ایک دعویٰ ہے کہ ان پیشگوئیوں میں مسیح کو خدا بنایا گیا ہے؟ مسیح نے خود کبھی دعویٰ نہیں کیا تو کسی دوسرے کا خواہ نخواہ انکو خدا بنانا عجیب بات ہے۔

اور پھر اگر بفرض محال کیا بھی ہو تو اس قدر تناقض انکے دعویٰ اور افعال میں پایا جاتا ہے کہ کوئی عقلمند اور خداترس انکو پڑھکر انہیں خدا نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ کوئی بڑا عظیم الشان انسان کہنا بھی مشکل ہوجاتا ہے۔ انجیل کے اس دعویٰ کو رد کرنے کے لیے تو خود انجیل ہی کافی ہے کیونکہ کہیں مسیح کا ادعا ثابت نہیں بلکہ جہان انکو موقع ملا تھا کہ وہ اپنی خدائی منوا لیتے وہان انہوں نے ایسا جواب دیا کہ ان ساری پیشگوئیوں کے مصداق ہونے سے گویا انکار کردیا اور انکے افعال اور اقوال جو انجیل میں درج ہیں وہ بھی اسی کے موید ثابت ہوتے ہیں کیونکہ خدا کے لیئے تو یہ ضرور ہے کہ اسکے افعال اور اقوال میں تناقض نہ ہو۔ حالانکہ انجیل میں صریح تناقض ہے مثلاً مسیح کہتا ہے کہ باپ کے سوا کسی کو قیامت کا علم نہیں ہے۔ اب یہ کیسی تعجب خیز بات ہے کہ اگر باپ اور بیٹے کی **عینیت** ایک ہی ہے تو کیا مسیح کا یہ قول اسکا مصداق نہیں کہ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ کیونکہ ایک مقام پر تو دعوےٰ خدائی اور دوسرے مقام پر الوہیت کے صفات کا انکار۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ انجیل میں مسیح پر **بیٹے** کا لفظ آیا ہے اسکے جواب میں ہمیں یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ انجیل محرف یا مبتدل ہے۔ بائیبل کے پڑھنے والوں سے یہ ہرگز مخفی نہیں ہے کہ اسمیں بیٹے کا لفظ کسقدر عام ہے۔ اسرائیل کی نسبت لکھا ہے کہ اسرائیل فرزند من بلکہ نخست زادہ من است۔

اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔ اور خدا کی بیٹیاں بھی بائیبل سے تو ثابت ہوتی ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ **خدا** کا اطلاق بھی ہوا ہے۔ کہ تم خدا ہو اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا۔ اب ہر ایک منصف مزاج دانشمند غور کرسکتا ہے کہ اگر ابن کا لفظ عام نہوتا تو تعجب کا مقام ہوتا لیکن جب کہ یہ لفظ عام ہے اور آدم کو بھی شجرہ ابناء میں داخل کیا گیا ہے اور اسرائیل کو نخست زادہ بتایا گیا ہے اور کثرت استعمال نے ظاہر کردیا ہے کہ مقدسوں اور راستبازوں پر یہ لفظ حسن ظن کی بنا پر بولا جاتا ہے۔ اب جب تک مسیح پر اس لفظ کے اطلاق کی خصوصیت نہ بتائی جاوے کہ کیوں اس ابنیت میں وہ سارے راستبازوں کے ساتھ شامل نہ کیا جاوے۔ اسوقت تک یہ لفظ کچھ بھی مفید اور موثر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جب یہ لفظ عام اور قومی محاورہ ہے تو مسیح پر اسنے کوئی نرالے معنے پیدا نہیں کرسکتا۔ میں اس لفظ کو مسیح کی خدائی یا ابنیت یا الوہیت کی دلیل مان لیتا اگر یہ کسی اور کے حق میں نہ آیا ہوتا۔

میں سچ سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے خوف سے کہتا ہون کہ ایک پاک دل رکھنے والے اور سچے کانشنس والے کے لیئے اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں ہوسکتی اور ان الفاظ کی کچھ بھی وقعت نہیں ہوسکتی جب تک یہ ثابت کرکے نہ دکھایا جاوے کہ کسی اور شخص پر یہ لفظ کبھی نہیں آئے اور یا آئے تو ہیں مگر مسیح ان وجوہات قویہ کی بنا پر اورون سے ممتاز اور خصوصیت رکھتا ہے یہ تو **دورنگی** ہے کہ مسیح کے لیئے کبھی لفظ آئے تو وہ خدا بنایا جاوے اور دوسروں پر اسکا اطلاق ہو تو وہ بندے کے بندے!

اگر یہ اعتقاد کیا جاوے کہ خدا خود ہی آکر دنیا کو نجات دیا کرتا ہے یا اسکے بیٹے ہی آتے ہیں تو پھر دور لازم آئیگا اور ہر زمانہ میں نیا خدا یا اسکے بیٹو نکا آنا ماننا پڑیگا جو صریح خلاف بات ہے +

ان ساری باتوں کے علاوہ ایک اور بات قابل غور ہے کہ وہ کیا نشانات تھے جن سے حقیقتاً مسیح کی خدائی ثابت ہوتی۔ کیا **معجزات**؟ اول تو سرے سے ان معجزات کا کوئی ثبوت ہی نہیں کیونکہ انجیل نویسوں کی نبوت ہی کا کوئی ثبوت نہیں اگر ہم اس سوال کو درمیان نہ بھی لائیں اور اس بات کا لحاظ نہ کرین کہ انہوں نے ایک محقق اور چشم دید حالات لکھنے والے کی حیثیت سے نہیں لکھے۔ تب بھی ان معجزات میں کوئی رونق اور قوت نہیں پائی جاتی جب کہ ایک تالاب ہی کا قصہ مسیح کے سارے معجزات کی رونق کو دور کردیتا ہے اور مقابلتہً جب ہم انبیاء سابقین کے معجزات کو دیکھتے ہیں تو وہ کسی حالت میں مسیح کے معجزات سے کم نہیں بلکہ بڑھکر ہیں کیونکہ بائیبل کے مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ پہلے نبیوں سے مردوں کا زندہ ہونا ثابت ہے بلکہ بعض کی ہڈیوں سے مردوں کا لگ کر بھی زندہ ہونا ثابت ہے حالانکہ مسیح کے خیالی معجزات میں ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہے۔ مسیح کی لاش نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ پھر بتاؤ کہ مسیح کو کونسی چیز خدا بنا سکتی ہے؟

کیا پیشگوئیاں؟ انکی حقیقت میں نے پہلے بتادی ہے۔ کہ مسیح کی پیشگوئیاں پیشگوئی کا رنگ ہی نہیں رکھتی ہیں جو باتیں پیشگوئی کے رنگ میں مندرج ہیں وہ ایسی ہیں کہ ایک معمولی آدمی بھی ان سے بہتر باتیں کہہ سکتا ہے۔ اور قیافہ شناس مدبر کی پیشگوئیاں ان سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہیں۔ میں علی الاعلان کہتا ہون کہ اگر اسوقت مسیح ہوتے تو جسقدر عظیم الشان تائیدی نشان پیشگوئیوں کے رنگ میں اب خدا نے میرے ہاتھ پر صادر کیئے ہیں وہ انکو دیکھ کر شرمندہ ہوجاتے اور اپنی پیشگوئیوں کا کہ زلزلے آئینگے مری اور قحط پڑینگے یا مرغ بانگ دیگا۔ کبھی مارے ندامت کے نام نہ لیتے۔

پھر آپ ہی ہمیں بتائیں کہ کس طرح پر ہم مسیح کو مانیں کہ وہ خدا تھا۔ خدائی کا دعویٰ انہیں نہیں۔ صحف سابقہ کی پیشگوئیوں کے اپنے متعلق ہونے کا انہون نے کوئی دعوےٰ نہیں کیا۔ اور نہ اپنے متعلق ہونے کا کوئی ثبوت دیا۔ پھر سلب صفات خدائی کو ہم ان میں دیکھتے ہیں **قیامت** کی بابت انہیں اقرار ہے کہ مجھے اسکا علم نہیں۔ باپ اور بیٹے کے باوجود متحد فی الوجود ہونیکے ایک کا عالم دوسرے کا جاہل ہونا قابل لحاظ ہے + تقدس کا یہ **حال** کہ خود کہتا ہے

کہ مجھے نیک نہ کہو۔ صرف باپ ہی کو نیک ٹھیراتا ہے پھر یہ اختلاف بھی باپ بیٹے کی عینیت کے خلاف ہے صرف ابن کا لفظ انکی خدائی کو ثابت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ حقیقت اور مجاز میں باہم تفریق کرلنے کے ہم مجاز نہیں ہوسکتے کہ کہدیں کہ یہاں تو حقیقت مراد ہے اور فلاں جگہ مجاز ہے۔ یہی لفظ یا اس سے بھی بڑھکر جب دوسرے انبیاء اور راستبازوں اور قاضیوں پر بولا جاوے تو وہ نرے آدمی ہیں اور مسیح پر بولا جاوے تو وہ خود خدا اور ابن بن جاویں۔ یہ تو انصاف اور راستی کے خلاف ہے۔ اور پھر گویا نئی شریعت اور نئی کتاب بنانا ہے اس سے کوئی فایدہ نہیں۔

پادریوں نے خیالی اور فرضی طور پر مسیح کی خدائی کے ثبوت کے لیئے بڑے ہاتھ پاؤں مارے ہیں مگر آجتک ایک بھی رسالہ یا تحریر انکی میری نظر سے نہیں گذری اور کوئی پادری مین نے نہیں دیکھا جس نے مسیح کے معجزات کے چہرہ سے تالاب کے قصہ کے داغ کو دور کیا ہو اور جب تک انجیل مین یہ قصہ درج ہے یہ داغ اٹھ نہیں سکتا۔ مین بار بار آپ کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہون کہ خدا تعالے کی صفات کو دیکھو یا **پولوس** جسکی باتوں سے خدائی نکالی جاتی ہے وہ اپنے چال چلن کے لحاظ سے بجائے خود غیر معتبر اور اسکے لئے مسیح کی کوئی پیشگوئی نہیں۔ پھر آپ ہی بتائیں کہ ایک دانشمند اسے **خدا** کس طرح مان کے، ایسے خدا کی کوئی پرستش کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مسیح کی زندگی اسکی پوری ناکامی اور نامرادی کی تصویر ہے آج وہ **زندہ ہوتے** تو انکو وہ نشانات دیکھکر جو **اس مسیح** کے ہاتھ پر صادر ہو رہے ہیں شرمندہ ہونا پڑتا کیا یہی قبولیت دعا ہوتی ہے کہ ساری رات چلاتا رہا اور کسی نے بھی نہ سنا اور آخری ساعت میں خدا کا شکوہ کرتا ہوا رخصت ہوا کہ **ایلی ایلی لما سبقتانی**۔ اسوقت جو خدا نے **مجھے** مامور کرکے بھیجا ہے اور جو نشانات میری تائید میں ظاہر ہوئے ہیں انکی نظیر تو پیش کرو۔ مثلاً یہی ڈگلس کا مقدمہ جو **دیندار** پادریوں کی کوشش اور ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دینے والوں کیطرف سے کیا گیا کئی سو آدمی اس بات کے گواہ موجود ہیں کہ کس طرح پر قبل از وقت کل واقعات سے اطلاع دی گئی۔ اور خدا نے کسطرح ہر قسم کی ذلت سے محفوظ رکھ لیا۔

پہلے امرتسر میں جب یہ مقدمہ دائر کیا گیا تو ڈپٹی کمشنر نے چالیس ہزار کی ضمانت کے ساتھ وارنٹ جاری کردیا مگر خدا کی قدرت دیکھو کہ وہ اسے جاری نکرسکا۔ وہ اسی کی کتاب میں رہ گیا پیچھے جب اسے یہ معلوم کرایا گیا کہ ایسے وارنٹ کا اجرا ناجایز تھے تو اسنے گورداسپور تار دی کہ وارنٹ رد کا جاوے مگر وہاں پہونچا ہی نہ تھا۔ آخر یہ مقدمہ چلا اور عیسائیوں نے ہر طرح سے میرے سزا دلانے میں سعی کی مگر خدا نے اپنی قدرت کا نشان دکھایا۔ اور میری اہانت چاہنے والوں کی اہانت کی۔ ڈگلس صاحب نے نہایت عزت و احترام سے مجھے بلایا اور کرسی دی حالانکہ مجھے ان باتوں کی ایک ذرہ بھر بھی پروا نہیں۔ آریہ اور بعض مسلمان بھی ان کے شریک تھے۔ پنڈت رام بھجدت پلیڈر جو آریہ ہے وہ بلا فیس آتا تھا اور اسنے مجھے خود کہا کہ وہ اسلئے شریک ہوا ہے کہ لیکھرام کے قاتل کا پتہ ملے۔ محمد حسین گواہ ہوکر آیا اور کرسی مانگ کر بہت ذلیل ہوا۔ آخر جب ساری کارروائی ہوچکی اور عبد الحمید نے صاف اقرار کرلیا کہ مجھے قتل کے لئے بھیجا ہے پوری مثل مرتب ہوجانے پر خدا نے اپنی قدرت کی چمکار دکھائی اور ڈگلس کے دل میں ڈالدیا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ اسنے کپتان لیمار چنڈ کو کہا کہ میرا دل اطمینان نہیں پاتا پھر عبد الحمید سے دریافت کرو۔ آخر عبد الحمید نے اصل راز بتا دیا کہ مجھے سکھایا گیا تھا۔ پھر ڈپٹی کمشنر کو تار دیا گیا اور نتیجہ وہی ہوا۔ جسکی خبر مقدمہ کے نام و نشان سے بھی پہلے تمام شہروں میں شایع ہوچکی تھی۔ ایسا ہی لیکھرام کا نشان اور صدہا نشان ہیں۔

جماعت کے لحاظ سے بھی اگر دیکھا جاوے تو مسیح ناکام اٹھا حواریوں نے سامنے قسمیں کھائیں اور لعنت کی اور ادہر یہ حال ہے کہ ہمارے ایک مخلص دوست عبد الرحمن نام کو جو نواح کابل میں رہتا تھا محض ہماری وجہ سے ایک سال تک قید رکھا گیا کہ وہ توبہ کرے مگر اسنے موت کو انکار پر ترجیح دی۔ آخر کہتے ہیں کہ اسے گلا گھونٹ کر ماردیا گیا اور جیسا اسنے کہا تھا مرنے کے بعد ایک نشان اسکا ظاہر ہوا۔ مجھے افسوس ہے کہ عیسائی اپنے **ایمان** کی متاع پولوس کی باتوں پر ہار دیتے ہیں۔ علاوہ بر اس انجیل کا ایک بہت بڑا حصہ بھی یہی تعلیم دیتا ہے کہ خدا ایک ہے۔ مثلاً جب مسیح کو یہودیوں نے اس کے اس کفر کے بدلے میں کہ یہ ابن اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے پتھراؤ کرنا چاہا تو اسنے انہیں صاف کہا کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ تم **خدا** ہو۔ اب ایک دانشمند خوب سوچ سکتا ہے کہ اس الزام کے وقت تو چاہیئے تھا مسیح اپنی پوری بریت کرتے اور اپنی خدائی کے نشان دکھا کر انہیں ملزم کرتے اور اس حالت میں کہ انپر کفر کا الزام لگایا گیا تھا تو ان کا فرض ہونا چاہیئے تھا کہ اگر وہ فی الحقیقت خدا یا خدا کے بیٹے ہی تھے۔ تو یہ جواب دیتے کہ یہ کفر نہیں بلکہ میں واقعی طور پر خدا کا بیٹا ہوں اور میرے پاس اسکے ثبوت کے لئے تمہاری ہی کتابوں میں فلاں فلاں موقع پر صاف لکھا ہے کہ میں قادر مطلق عالم الغیب خدا ہوں اور لاؤ میں دکھا دوں۔ اور پھر اپنی قدرتوں طاقتوں سے انکو نشانات خدائی بھی دکھا دیتے۔ اور وہ کام جو انہوں نے خدائی کے پہلے دکھائے تھے انکی فہرست الگ دیدیتے پھر ایسی بیّن ثبوت کے بعد کس یہودی فقیہہ یا فریسی کی طاقت تھی کہ انکار کرتا وہ تو ایسے خدا کو دیکھکر سجدہ کرتے۔ مگر برخلاف اسکے آپ نے کیا تو یہ کیا کہ کہدیا کہ **تمہیں خدا لکھا ہے** اب خدا ترس دل لیکر غور کرو کہ یہ اپنی خدائی کا ثبوت دیا یا ابطال کیا۔

غرض یہ باتیں ایسی ہیں کہ انکے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے میں اسکو آپ ہی کے انصاف پر چھوڑتا ہوں۔ توریت۔ اسلام۔ قانون قدرت۔ باطنی شریعت تو توحید کی شہادت دیتے ہیں اور عیسائی یسوع کی خدائی کے یہ دلایل دیتا ہے کہ کتب سابقہ میں اسکی بشارتیں ہیں جنکو یہودیوں نے کبھی تسلیم نہیں کیا کہ وہ خود خدا یا اسکے کسی بیٹے کے لیئے ہیں۔ بلکہ وہ مسیح کے آنے سے پہلے ہی پوری ہوچکی ہیں) اور پھر انجیل کے بعض اقوال بتاتے ہیں کہ اسکا یہ حال ہے کہ اصل کا پتہ ہی نہیں کیونکہ اصل زبان مسیح کی عبرانی تھی۔ اور خود مسیح اپنی الگ انجیل کا ذکر کرتے ہیں پھر مسیح نے کہیں اپنی خدائی کا دعوی نہیں کیا یہودیوں کے پتھراؤ کرنے پر اور اس کفر کے الزام انکا قومی اور کتابی محاورہ پیش کرکے نجات پائی۔ اپنی خدائی کا کوئی قوی ثبوت نہ دیا۔ اور اپنے سے کبھی فوق العادت کام کو نہ دکھایا۔ معجزات کا وہ حال پیشگوئیوں کی وہ حالت۔ علم کی یہ صورت کہ اتنا پتہ نہیں کہ انجیر کے درخت کو اسوقت پھل نہیں ہوگا۔ اختیار کا یہ حال کہ اسے لگا نہیں سکا۔ ساعت کا علم نہیں دلیسکتا ضعف و ناتوانی اتنی کہ طمانچہ اور کوڑے کھاتا ہوا صلیب پر چڑھتا ہے یہودی کہتے ہیں کہ خدا کا بیٹا ہے تو اتر آ اتر نا تو درکنار انکو کچھ جواب بھی نہیں دے سکتا۔ چال چلن کا وہ حال کہ استاد بھی عاق کردیتا ہے۔ اور یہودیوں کے الزامات کئی پشت تک ماں باپ پر ہوتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔

(باقی آیندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت ایک سیاہ جھوٹ

بمیر تا برہے اے حسود کیں رنجے است
کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست

ہم ان مخالفون کے اعلام کے لئے جو رات دن اس غرض کے لیئے کڑھتے اور سر دھنتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کی نسبت کوئی بری خبر سنیں اور اپنے لاوے سے بھرے ہوئے سینوں کی جلن کو بجھائیں چند سطریں اس امر کا لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ فی ارض اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الف الف سلام من اللہ الودود پوری عافیت اور صحت سے ہیں بلکہ حق بات یہ ہے کہ آجکل کی عمدہ صحت کیساتھ بہت سے گزشتہ دنوں اور مہینوں کی صحت کو کوئی نسبت نہیں آپ ایک رسالہ عربی زبان میں لکھ رہے ہیں جسکا نام ہے نزول المسیح علی المنارہ۔ اس میں آپ نے بڑی قوت اور شوکت سے تحدی کی ہے کہ علمائے مصر۔ شام۔ عرب اور ہند اکیلے اکیلے اور مل مل کر بھی اسکی فصاحت و بلاغت کی نظیر لانے سے عاجز رہیں گے۔ یہ آپکی کرامت درحقیقت تجدید اور احیاء ہے قرآن کریم کی اس جلیل الشان پر تحدی دعوے کا جو فاتوا بسورۃ من مثلہ میں کیا گیا ہے جبکہ خدا کے نبیوں نے دوسرے معجزات کی زندگی اور بقاء کے لئے اولیاء کو کرامتیں عطا کیں۔ اور اس طرح نہ چاہا کہ معجزات کا نام و نشان مٹ جاوے اسلیئے کہ وہ شے جسکی کوئی نظیر کچھ مدت بر روئے کار نہ آوے آخر وہ تقویم پارینہ ہو جاتی اور بالکل مرجاتی ہے اس قاعدہ کی بنا پر از بس ضروری تہا کہ قرآن کریم کی اس معجزانہ تحدی کی بقاء اور نظیر کے لئے بھی کسی قرآن کے خادم کو قوت دی جاتی جو ایسے زمانہ میں جبکہ علم و فن کی اشاعت نے معجزات اور خوارق کو بازیچہ اطفال کی مدمین داخل کر دیا ہے اور بڑا ماہر اور متبحر عالم وہی مانا جاتا ہے جو آیات اللہ کو سخت استخفاف کی نگاہ سے دیکھے اور معاً سنتے ہی نا ممکن۔ نا ممکن خلاف نیچر خلاف نیچر کہدے۔ اپنے کمال سے اس معجزہ کو زندہ کر دکہاتا۔ تعجب ہے ان مسلمانوں پر جو مانتے ہیں کہ کرامات اور خوارق عادات حق ہیں اور نبی کے نشان کو معجزہ کے نام سے اور ولی تابع نبی کے نشان کو کرامت کے نام سے یاد فرماتے ہیں اور درحقیقت لفظی فرق کے سوا کوئی سچا ما بہ الامتیاز دونو فعلوں میں نہیں بتا سکتے اور اس طرح روا رکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یا تمام انبیاء علیہم السلام کے ہزاروں ہزار شرکاء ہوں اور دلوں میں پکا اعتقاد رکھتے ہیں کہ باوجود اسکے کوئی شرک فی النبوۃ لازم نہیں آتا۔ وہ کیوں ناراض ہوتے ہیں عربی زبان دانی میں لانظیریت کے اس دعوی پر جو خدا کے برگزیدہ مسیح غلام احمد کیطرف سے باواز بلند کیا جا رہا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی جاری عادت اور غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہئے تہا کہ اس نزول معجزہ کی زندگی اس طریق سے قایم رکہتا۔ آج زمانہ کے علوم مادیہ کے پرستار کیونکر بے اختیار یقین کر سکتے کہ کسی ایک گذشتہ زمانہ میں اب سے تیرہ سو سال پہلے ایک امی نے بے شمار فصحا و بلغاء قوم کے مقابل دعوی کیا اور انہیں مقابلہ کے لئے بارہا بڑا بڑا جوش دلایا اور وہ سب اسکے مقابل ایک آیت یا سورۃ کا مقدار لانیمیں عاجز رہے جو بڑے بہاری قصیدے فی البدیہہ کہہ ڈالتے تھے۔ آج بیمار دلوں کو بڑا شبہ دل میں پیدا کرنے اور زبان پر اس بات کے لانے کا موقعہ تہا کہ ضرور فصحائے عرب نے مقابلے کیے ہونگے۔ پر مسلمانوں نے قدرت اور غلبہ پاکر ان کے نتایج طبع خاک گمنامی میں ملا دیئے۔ چنانچہ بعض ظالم پادریوں نے اپنی کتابوں میں ایسا لکھا ہے۔ لہذا خدائے حی قیوم نے زندہ کتاب اور زندہ اسلام اور اسکی صفات اور خواص کی زندگی اور برکت کے اثبات کے لئے وہی معجزہ کرامت کے رنگ میں حضرت مسیح موعود کو دیا اور آپ کی تحدی اور دعوے کے مقابل ہندو پنجاب کے تمام علماء اور ادبائے عرب کے کذ کی طرح عاجز آکر قرآن کریم کے اس معجزہ کی صداقت پر مہر کر دی۔

بات دور نکل گئی مجھے اس امر کی تحریک اس سے پیدا ہوئی کہ آج لاہور کے ایک مشہور دنیادار نے قادیان کے ایک مسلم مخالف کو خط لکھا کہ "معتبر ذرایع سے خبر ملی ہے کہ مرزا غلام احمد مرض جذام میں مبتلا ہو گیا ہے اس کی تصدیق کے لئے آپکو لکھا گیا ہے آپ جلد جواب دیں اس سے بہت سی مخلوق کو فائدہ ہوگا" اس سے بیشتر کہ ایسے بد باطن دشمن اسلام کا کوئی جواب دیا جاوے ہم لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھتے ہیں اور نہ صرف رسمی اور ظاہری طور پر بلکہ اس حقیقت کو ملحوظ رکھکر جو ایمیں مولا کریم نے رکھی ہے اور اس مبروص القلب کو [illegible] کرتے ہیں کہ وہ اپنے کذب کی پاداش میں اس لعنت سے حصہ لینے کے لئے ضرور تیار رہے کیونکہ خدا سچا ہے اور اسکا کلام سچا ہے اس لئے بد باطن کاذب اس پاداش سے مخلصی نہیں پا سکتا۔

اب میں ہر دشمن خدا اور رسول کو بڑی خوشی اور دلیری سے جواب دیتا ہوں اور خدا کے فضل سے اس کی ناپاک روح کو ہاویہ کے عذاب میں گراتا ہوں جبکہ بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود بالکل صحیح اور تندرست ہیں اپنے خدام کے ساتہہ ہر روز صبح کو سیر کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اور تمام نمازوں کو مسجد مبارک میں جماعت کے ساتہہ ادا کرتے ہیں۔

اے خدا کے دشمن۔ رسول کے دشمن۔ مذہب ملت کے دشمن اب بول تیرا کیا حال ہے۔ ہاں اے **مجذوم دل! مبروص سیرۃ** کیا تو نہیں جانتا ہے کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ بد باطن انسان اپنی اندرونی حالت کا نقشہ ایک پاکباز کی بیرونی حالت میں دیکھتا ہے پس تیرے لئے خوف کا مقام ہے کہ تیری اندرونی حالت بالکل مجذوم اور تیری روحانیت بالکل مسخ ہو گئی ہے جو تو خدا کے اپنے ہاتہہ سے معطر کئے ہوئے مسیح موعود کی نسبت ایسی خبریں شایع کرتا ہے۔ اب بتا تو کس قسم کے جواب کا منتظر تہا اور کیسا جواب تجھے ملا ہے سن اے ستمگر نادان آج اسلام کی زندگی۔ تمام نبیوں کی زندگی۔ قرآن کی زندگی اور خدا کی عزت وابستہ ہے مرزا غلام احمد کی زندگی کے ساتہہ۔ آج بطلان کی موت۔ بد زبان نصرانی کے ناپاک اعتراضوں اور نکتہ چینیوں کی موت جسکی بوچھاڑ وہ آئے دن سید المعصومین خاتم المرسلین علیہ الصلواۃ والسلام پر مارتا ہے۔ آج نیوگ کے حامیوں کی گندہ دہانیوں کی موت جنہیں وہ آئے دن اپنے میگزینوں کے ذریعہ پھیلا رہا ہے۔ غرض آج ہر قسم کے جھوٹ کی موت موقوف ہے۔ مرزا غلام احمد کی زندگی پر اور تو بدبختی اور شقاوت سے اسی کی موت کا خواستگار ہے مگر خدا تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے کہ تو اور تیرے امثال ناشادی اور نامرادی کے دوزخ میں یہاں بھی اور وہاں بھی جلا کریں۔ سو ایک دفعہ پھر اسی شعر کو سن لے جو تجھے سب سے پہلے سنایا گیا ہے ؎

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست
کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست

میں ہوں تمہارا ناصح حبیب
عبدالکریم۔ ۹ فروری ۱۹۰۲ء

ایڈیٹر۔ دراصل اس افترا اور کمینہ جہوٹ کا بانی مبانی لاہور کے ایک اخبار کا ایڈیٹر اور پروپرائیٹر ہے جو اپنی افترا پردازی کی پاداش میں عدالت سے سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے اپنے لاہور میں ایک تقریب پر جسمیں اکثر معزز اور شریف آدمی موجود تھے۔ خدا تعالیٰ کے اس سخت

شحنۂ ہند سے سچا فیصلہ

ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۴ جنوری سنہ [illegible] میں بعنوان "خداوند تعالے پر قادیانی کا بہتان" "خدا تعالیٰ کی جلالی وحی" پر جو اس نے اپنے برگزیدہ مسیح پر نازل کی "یحمدک اللہ من عرشہ" ایک "یحمد اللہ من عرشہ" اعتراض کیا گیا ہے کہ "قرآن شریف میں حمد کا اطلاق کہیں خداوند تعالیٰ کے سوا دوسرے پر نہیں ہوا" پھر پہلے درجہ کی گستاخی اور بے باکی سے جو راستبازوں کے مسخ الفطرۃ مکذبوں کا خاصہ ہے لکھا ہے کہ "یہ تو مہمل اور لغو اور ناقص حضرت مجذوب کی بڑ اور تعلیم شیطانی معلوم ہوتے ہیں" اور اسکی دلیل یہ دیتا ہے کہ "کل دنیا کو تو خدا تعالے نے یہ سکھایا کہ الحمد للہ رب العالمین اور اس قاعدہ کلیہ کو توڑ کر قادیانی کی حمد کرنے لگے"

اس اعتراض کا لکھنے والا یا اس جہالت کا مرتکب گو اصل میں ۱ - ۲ گجراتی ہے مگر حقیقت میں یہ اعتراض بھی السنہ مشرقیہ کے مجدد صاحب کی طرف سے ہے۔ اسلئے کہ ایڈیٹر کی نقا[illegible] نے اپنے پرچہ میں اسے جگہ دینی پسند کی اور اسکی عاقبت کی وخامت میں [illegible] ہونا اختیار کیا۔

اب ہم عرفاً اور عقلاً حق کہتے ہیں کہ اس بارہ میں جو کچھ عرض کریں مجدد السنہ کی خدمت میں عرض کریں

[illegible] مجدد صاحب! یہ تیسرا موقعہ ہے جس میں آپ عربی زبان کی تجدید اور مذہبی واقفیت کا علم لیکر میدان میں نکلے ہیں کس [illegible] ذلت اور فضیحت ہوگی جبکہ ادنے بصیرت والے بھی واضح طور پر دیکھ لینگے کہ ایکی دفعہ بھی آپکی زبان دانی کیسی خاک میں ملائی گئی ہے امید ہے کہ آپ اسکے بعد غور سے ہزار لعنت بھیجیں گے اوس جاہل دوست پر جسنے اپنے ناپاک اعمال نامہ کی طرح آپکے منہ پر سیاہی تھوپی سب سے پہلے خدا تعالے کے حول و قوت سے ہم وہ مثال دیتے ہیں جسے سنکر مسلمان تعجب اور حقارت سے دیکھیں گے شحنۂ ہند کے ایڈیٹر کے دعوے تجدید السنہ مشرقیہ کو ــــ بلکہ یقیناً پکار اٹھینگے کہ اس شخص میں در پردہ الحاد اور زندقہ کی زہریلی رگ ہے جو اسنے دانستہ ایسا دعویٰ کر دیا ہے کہ "حمد کا اطلاق کہیں خداوند تعالیٰ کے سوا دوسرے پر نہیں ہوا" سنو اور خوب سنو کہ ہمارے ہادی کامل خاتم النبیین سید الاولین والآخرین کا نام مبارک محمدؐ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) خداوند حکیم علیم قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین معہ الآیۃ - محمدؐ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اسکے معنے ہیں بہت ہی حمد کیا گیا۔ حد سے زیادہ ستائش کیا گیا۔ اب خواہ حمد کو خدا تعالیٰ کی طرف نسبت کرو کہ وہ پاک ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد و ستائش تمام مخلوق سے بڑھکر کرتا ہے۔ اور خواہ [illegible] خلق کی طرف نسبت کرو کہ خلقت نے آپ کی بہت ہی حمد کی اور آپ بلحاظ حمد و ستائش خلق کے محمد ٹھیرے دونوں صورتوں میں بات ایک ہی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ رسول کریم کی حمد کرتا ہے اور اس لحاظ اور معنوں سے آپ محمد ہیں جب بھی ایڈیٹر شحنۂ ہند ذلت کے گڑھے میں اوندھا گرتا ہے اس لئے کہ اسکے نزدیک حرام ہے کہ اللہ تعالے کو اپنے برگزیدہ محبوب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا حامد اور ستائش کنندہ مانا جاوے۔ اور اگر لاانتہا مخلوق کی حمد اور بے نہایت ستائش کے لحاظ سے آپکا گرامی نام محمد ٹھیرا ہے جب بھی شحنۂ ہند کے ایڈیٹر پر آسمانی انگارے پڑتے ہیں اسلئے کہ اسکے نزدیک قطعی حرام ہے کہ مسلمان اپنے رسول اکرم سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی حمد و ستائش کریں غرض ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام محمد سب سے اول مدافعت کرتا ہے۔ تمام سیاہ دل ابوجہل فطرت مخالفوں کے مقابل خدا تعالے کی اس مبارک وحی کی طرف سے جو محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے اور آخری خلیفہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام آج سے ۲۲ سال پہلے ہوئی سبحان اللہ علیم و علیم خدا تیری غیرت اور تیرے کامل علم کے قربان۔ تیری سنت تیرے سارے برگزیدوں سے ایک ہی نہج پر جاری ہے ہم صدق دل سے ایمان لاتے اور یقین رکھتے ہیں کہ جس طرح تونے اس بلند شان کامل کو جو احمد تھا یعنی تیری حمد ساری مخلوق سے بڑھکر کرنے والا اس مکافات میں یعنی اپنی حمد بیان کرنے کے عوض میں محمد بنایا۔ یعنی تو خود ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے طریق پر اسکا حامد ہوا اسی طرح تونے آج

اس احمد (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو محمد ٹھیرایا جبکہ تونے اپنے عرش عظیم سے اسکی حمد کی۔ تیرا یہ کام اور تیری یہ حمد و تحمید مسیح موعود کی نسبت یونہی نہیں۔ تو نے دیکھا کہ جس طرح اسکے متبوع و مقتدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے لات منات اور عزیٰ اور تمام آلہۂ باطلہ سے ساری حمد چھین کر تجھ اکیلے کو دیدی اور اسکے عوض وہ اس قابل ہو گئے کہ تیری طرف سے انکا نام محمد ہو۔ اسی طرح آج غلام احمد نے وہی عزت اور شوکت اور حمد جو دوسری وضع کافر نعمتوں نے تیری پاک ذات سے چھین کر مسیح اسرائیلی کو دی تھی جبکہ اسے حی قیوم محی شافی علام الغیوب ٹھیرا کر تیرا شریک مقابل بناویا اور آسمان پر بٹھا دیا تھا۔ اور رہی سہی تیری عزت دجال کے قبضہ میں کر دی تھی جسے آسمان اور زمین کے امور پر قادر مطلق متصرف مان لیا تھا۔ اور اسی طرح ہزارہا آلہۂ باطلہ اپنی طرف سے تراش کر تیرے شریک بنائے تھے تیری مقدس و منزہ ذات کی طرف پھر واپس کی۔ اسلئے تونے اپنی کامل حکمت اور کامل علم کی بنا پر اپنے عرش سے اسکی حمد کی اور اسے محمد ٹھیرایا۔ اور خدا کی سنت مستمرہ ہے کہ جو بندہ اسکا حامد ہوتا ہے آخر وہ کریم خدا ان حمدوں کو اوسی کی طرف لوٹا کر اسے بھی محمد و محمود بنا دیتا ہے۔ یا یوں کہو کہ جب ایک بندہ فرش سے اسکی حمد کرتا ہے تو وہ عرش سے اسکی حمد کرتا ہے۔ اے رحمان رحیم مولے تیرا شکر ہے کہ تو ہر موطن میں اپنے برگزیدوں کو اپنے دشمنوں پر فتح دیتا ہے تو ہی ان بے باک گستاخوں کو سمجھا کہ ان شرارتوں اور زبان درازیوں سے باز آجائیں جن کے مرتکب داؤد اور عیسیٰ بن مریم اور خاتم النبیین علیہ الصلوات والسلام کی زبان سے ملعون ٹھیرائے گئے۔ تو انہیں توجہ دلا کہ تیری غضبناک آنکھ کو پہچانیں اور تیرے پیارے چہرہ کے تیور پہچان لیں جنہیں تو صفائی سے طاعون اور خشک سالی کے رنگ میں جہان پر ظاہر کر رہا ہے۔

اگرچہ اتنی بڑی عظیم الشان برہان کے بعد کوئی ضرورت باقی نہیں رہی کہ ہم شحنۂ ہند کے دعوے کے ابطال میں کوئی اور دلیل لائیں مگر مضمون کی توضیح اور ناظرین کی واقفیت کے بڑھانے کے لئے کسی قدر تحریر کرتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ زبان عربی میں حمد کا لفظ وسیع طور پر آیا ہے

ومن امثالھم من انفق مالہ علی نفسہ فلا یحمدہ الی الناس المعنی انہ لا یحمد علی احسانہ الی نفسہ انما یحمد علی احسانہ الی الناس ویقال احمد الارض صادفھا حمیدۃ - ویقال احمد جزاہ وقضی حقہ واحمدہ استبان انہ مستحق للحمد واحمد الرجل فعل ما یحمد علیہ - وطعام یستحمد ای لا یحمد - وحمدت علی فلان حمدا۔ لسان العرب جلد چہارم

اور سنو مشہور مصری اخبار المنار کا ایڈیٹر حضرت ابوبکر صدیق علیہ السلام کے خطبہ کی نقل [illegible] بعد اس کی شرح میں لکھتا اور صحابہ کی حمد و ستائش کرتا ہے وکانوا یوعظون خولا وکتابۃ یحمدون من یعظھم ویامرھم بالخیر یعنی صحابہ کی یہ عادت تھی کہ لوگ لکھکر بھی اور زبانی بھی انہیں وعظ کرتے اور اسکے عوض حمد کرتے اس شخص کی جو انہیں وعظ کرتا اور خیر کا امر کرتا۔ المنار - الجزء ۱۶ رمضان سنہ ۱۳۱۹ ہجری (المجلد الرابع)

مجدد السنہ مشرقیہ ایڈیٹر شحنۂ ہند اب مہربانی کر کے بولیں کہ انکی خدمت کے لئے اتنا بس ہی یا ہنوز ہل من مزید کہتے ہیں؟

ان لوگوں کی غیرت اور حیا پر رہ رہ کر تعجب آتا ہے کیوں چادر سے بڑھکر پاؤں پھیلاتے اور حد سے نکلتے ہیں لسان کے تذکر و تانیث کے متعلق سب سے پہلے ان مجدد صاحب نے اعتراض کیا اور ذلیل ہوئے پھر حسبۃ للہ فی علل الانبیاء کی [illegible]

وعید لعنت اللہ علی الکاذبین سے ذرا بھی خوف نہ کھا کر یہ جھوٹ بولا اور اپنی دنائت فطرت کا ثبوت دیا اور اسی پر اکتفا نہ کر کے اپنا قادیان آنا در گیٔی گو ہولنا ساتھ لانا بھی بیان کیا۔ ہم ایسے شریر النفس کا جواب بجز اسکے اور کچھ دینا نہیں چاہتے جو خود خدا تعالےٰ نے تجویز فرمایا ہے اور وہ یہ ہے

لعنت اللہ علی الکاذبین

، ایسے بیباک۔ **شوخ چشم** کو اپنے جھوٹ کی اس الٰہی پاداش سے حصہ لینے کے لیے تیار رہنا چاہیئے کیونکہ یہ جھوٹ ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اسکے ملائکۃ المقربین ایسے کذب و افترا کے تپلے پر لعنت نہ کریں پس پھر خدا اور ملائکہ کی لعنت سے اسے ضرور حصہ لینا پڑے گا۔

ہمکو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے مخالف ابھی ایسی ذلیل اور قابل شرم حرکتیں کرنے لگے ہیں کہ انکو دیکھ کر ایک معقول پسند شریف النسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ راستبازی اور خدا ترسی سے کوئی حصہ نہیں رکھتے اور معقولیت سے بالکل تہیدست ہیں۔ ختم کرنے سے پہلے ہم اس **مسخ الفطرت مجذوم القلب** ایڈیٹر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ او ناعاقبت اندیش اللسان! تو اپنی ان بے سرو پا افترا پردازیوں نے **نور اللہ کو تو بجھانے سے رہا**۔ مگر دیکھ عرش عظیم پر خدا اور اسکے ملائکہ تیری ان ہفوات کو سنکر باآواز بلند کہتے ہیں۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔ اور یہ لفظی لعنت نہیں بلکہ اصلی معنے کے رو سے لعنت ہے۔

خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے معطر کئے ہوئے مسیح موعود کے خدام خاص توجہ کریں

غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ انگریزی میگزین دی ریویو آف ریلیجنز کا پہلا نمبر جنوری کی ۲۰ تاریخ کو شایع ہو چکا ہے اسمیں گناہ کی حقیقت پر اور اسپر کہ کیونکر گناہ سے حقیقی نجات اسی عالم میں حاصل ہو سکتی ہے جس سے یقین ہو جائے کہ دوسرے عالم میں بھی نجات ملے گی۔ اور اسپر کہ عیسائیوں کے زعم کے موافق یسوع مسیح کے خون میں غسل کرنا یا اسکی صلیب و لعنتیت پر ایمان لانا گناہوں کے دور ہونے اور نجات سے کوئی مناسبت اور جوڑ نہیں رکھتا بلکہ کفارہ پر ایمان لانا خطرناک گناہوں کے پرزور سیلاب کی راہ سے بند کو توڑتا ہے اور اسپر کہ اسوقت سچا نجات دہندہ کون ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے پرزور مضمون نکلا ہے اور آیندہ کسی اشاعت میں انبیاء علیہم السلام کی اور خصوصاً سید الانبیاء و امام المعصومین و رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰت والسلام کی عصمت پر بڑا مفصل اور پرزور مضمون اسی سلطان القلم جری اللہ علیہ السلام کیطرف سے ہوگا۔ یہ ایک ایسا حربہ ہوگا جو عیسائی نکتہ چینیوں کی مدتوں کی حرف گیری کی عمارت خاک میں ملا دیگا۔ عیسائی مذہب میں چونکہ ذاتی خوبی نہیں اور فی الحقیقت وہ خدا کے عورت کے پیٹ میں درآنے اور پھر پیٹ کے اندر کی غذائے طیبت کو کھا کر معمولی بچوں کی طرح پیدا ہونے اور آخر یہودیوں کی سنگدلی موجود کو پورا کر کے انکے ہاتھوں سے صلیب پر کھینچے جانے اور یوں توریت کے خوفناک وعید کے موافق ابدی ملعون ہوتے کے حقایق اور معارف کیا بیان کریں لہٰذا اس باطل کے پرستاروں نے دوسرے جھوٹے معبودوں کے پجاریوں آریوں وغیرہم کیطرح ایک ہی طریق اختیار کر رکہا ہے اور اسے اپنے جھوٹ اور فریب کے ترویج کا کاری ہتیار سمجہا ہے کہ خدا کی حکیم حمید نور فرقان کتاب پر اعتراض کریں اور خاتم الانبیاء نبی معصوم زندہ جاوید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر عیب لگائیں کہ وہ نعوذ باللہ گنہگار تھے اور شفیع ہونیکے قابل نہ تھے اور پھر یسوع کو اپنے باطل زعم کے موافق بیگناہ ثابت کر کے کفارہ کی راہ نکال لیں مدتوں سے ابتک بلا تبدیل اور بلا کسی قسم کی ترقی کے یہی ناپسندیدہ شیوہ ان جعلی سکہ کے چلانے والوں کا چلا آتا ہے اس علمی ترقی کے زمانہ میں عجیب اور سخت قابل افسوس بات ہے کہ ادنیٰ کرسچین سے لیکر بشپ تک اسی پامال سڑک پر قدم مار رہے ہیں چنانچہ تہوڑے دن ہوئے لاہور میں پنجاب کے بشپ بہادر نے سادہ مسلمانوں کو راہ حق سے دور پھینکنے کے لیے اسی مضمون پر لکچر دیا۔ اور ان ہی دنوں میں بنگالہ کے محض سادہ اور بے خبر مسلمانوں کے عقاید حقہ کے استیصال کے لیے پادری مانز دنے اسی مضمون پر انگریزی میں بارہ صفحہ کا رسالہ شایع کیا جسے ایک معزز مسلمان نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کیخدمت میں بھیجکر بڑی عاجزی اور الحاح سے درخواست کی کہ حضرت ممدوح اسکا جواب انگریزی میگزین میں شائع کریں اور وہ اسے بنگال کی بنگالی بولی میں ترجمہ کرا کے اپنے خرچ سے مسلمانوں میں شائع کریگا۔ اور اسنے پر درد لفظوں میں ظاہر کیا کہ اس پادری کے طبع مضمون نے سادہ مسلمانوں کے دلوں میں سخت اضطراب اور غلیان پیدا کیا ہے۔ اسلئے کہ مسلمانان بنگالہ کی صاف اور سیدھی زبان میں ترجمہ کرا کے اسے پھیلایا ہے اور اس معزز مگر دردول سے منیغث مسلمان نے یہ بھی لکھا کہ بنگالہ کی ایک محترم اور خواندہ جماعت کی امیدیں حضرت ممدوح (ایدہ اللہ) کے قلم کی سیف آبدار کی چمک کی راہ تکتی ہیں جو باطل کے نشان کو ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے

غرض حضرت غیرۃ اللہ غلام احمد علیہ السلام) کی غیرت اپنے متبوع و مقتدا احمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعزتی اور ہتک دیکھ حرکت میں آئی اور آپ نے یہ نیا مضمون لکھنا شروع کیا ہے اور اسے دس عنوانوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ عنقریب حق اپنی خوشنما چمک دکھائیگا اور باطل اپنی خیرہ چشمی اور دریدہ دہنی پر شرمندہ ہوگا اور ہمیشہ کے لئے اپنے منہ میں پتھر ڈال لے گا۔ اسی قسم کے مضامین جنکی آج دنیا کو سخت ضرورت ہے رفتہ رفتہ اس رسالہ میں شائع ہونگے۔ جیسے دعا کی حقیقت اور اسکے متعلق مفصل بحث اور اثبات نبوت او حقایق جنت و نار اور ثبوت وحی و مکاشفہ و رویا و ثبوت وجود باری عزاسمہٗ وغیرہا۔ خدا کا شکر ہے کہ پہلے رسالہ کو بہت پسند کیا گیا ہے اور امید ہے کہ اس شیریں آواز پر دور دور سے لبیک ہوگی۔

حضرت امام مطاع علیہ السلام کی مدت سے آرزو تھی کہ ہندیوں ایرانیوں اور عربوں کی دعوت و تبلیغ کے بعد یورپ کو انگریزی کی راہ سے خدا کی آواز پہنچائیں۔ اللہ تعالےٰ نے اب اسکی راہ نکالی ہے اب عیسائیوں پر۔ یورپ کے آزاد منش عیسائیوں پر اسلام کی سچی اور اصلی حقیقت آشکار ہوگی ازبسکہ اس رسالہ کا اجرا اللہ تعالےٰ اور اسکے برگزیدہ رسولوں کی عزت کے قائم کرنے اور ابطال باطل کے لیے اور اللہ تعالےٰ کی رضا کی اسوقت ایک ہی راہ ہے اور اسکا قیام ظاہری اسباب پر نظر کر کے قوم کی نصرت و تائید پر موقوف ہے قوی امید ہے کہ خدا اور رسول کے سچے عاشق اور اشاعت حق کے بھوکے پیاسے اسکی خریداری میں شامل ہوکر اور کوشش سے دوسروں کو شامل کر کر اس نظام کے قیام میں ناصر و مؤید ہونگے۔ اولاً ازبس ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے کلی سو آدمی اسکے خریدار ہوں اور یوں اس کی بنیاد محکم چٹان پر قایم ہو جائے گی انگریزی میگزین کی قیمت چھ روپیہ سالانہ ہے۔ اور اردو میگزین کی قیمت جو مارچ سنہ ۱۹۰۲ء سے شایع ہوگا۔ ۴ سالانہ ہے۔ تمام درخواستیں منیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

عسل مصفیٰ

مؤلفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرۃ اقدس مسیح موعود کی دعاوی کے تصدیق میں اور معترضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے ۲/۸ قیمت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے۔ جلد خریدو۔ خریداری بہت ہے +

شحنہ ہند سے سچا فیصلہ

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء میں بعنوان "خداوند تعالیٰ پر قادیانی کا بہتان" خدا تعالیٰ کی جلالی وحی پر جو اس نے اپنے برگزیدہ مسیح پر نازل کی یحمدک اللہ من عرشہ ویمشی الیک یحمدک اللہ من عرشہ اعتراض کیا گیا ہے کہ "قرآن شریف میں حمد کا اطلاق کہیں خداوند تعالیٰ کے سوا دوسرے پر نہیں ہوا" پھر پرلے درجہ کی گستاخی اور بے باکی سے جو راستباز وں کے ممسوخ الفطرۃ مکذبوں کا خاصہ ہے لکھا ہے کہ "یہ تو مہمل اور لغو اور ناقص مجذوب کی بڑ اور تعلیم شیطانی معلوم ہوتے ہیں" اور اسکی دلیل یہ دیتا ہے کہ "تمام دنیا کو تو خدا تعالیٰ نے یہ سکھایا کہ الحمد للہ رب العالمین اور اس قاعدہ کلیہ کو توڑ کر قادیانی کی حمد کرنے لگے"۔

اس اعتراض کا لکھنے والا یا اس جہالت کا مرتکب گو اصل میں ا۔۔۔ و گجراتی ہے مگر حقیقت میں یہ اعتراض بھی السنہ مشرقیہ کے مجدد صاحب کی طرف سے ہے۔ اسلئے کہ ایڈیٹر کی نقالطبیعت نے اپنے پرچہ میں اسے جگہ دینی پسند کی اور اسکی عاقبت کی دخامت میں شامل ہونا اختیار کیا۔

اب ہم عرفاً اور عقلاً تو کہتے ہیں کہ اس بارہ میں جو کچھ عرض کریں مجدد السنہ کی خدمت میں عرض کریں

سنئیے مجدد صاحب! یہ تیسرا موقعہ ہے جس میں آپ کی زبان کی تجدید اور مذہبی واقفیت کا علم لیکر میدان میں نکلے ہیں کسقدر ذلت اور فضیحت ہوگی جبکہ ادنےٰ بصیرت والے بھی واضح طور پر دیکھ لینگے کہ ایکی دفعہ بھی آپکی زبان دانی کیسی خاک میں ملائی گئی ہے امید ہے کہ آپ اسکے بعد ضرور ہزار لعنت کھینچیں گے اوس جاہل دوست پر جسنے اپنے ناپاک اعمال نامہ کی طرح آپ کے منہ پر سیاہی تھوپی سب سے پہلے خدا تعالیٰ کے حول و قوت سے ہم وہ مثال دیتے ہیں جسے سنکر مسلمان تعجب اور حقارت سے دیکھیں گے شحنہ ہند کے اڈیٹر کے دعوے تجدید السنہ مشرقیہ کو۔۔۔ بلکہ یقیناً پکار اٹھینگے کہ اس شخص میں در پردہ الحاد اور زندقہ کی زہریلی رگ ہے جو اسنے دانستہ ایسا دعویٰ کر دیا ہے کہ "حمد کا اطلاق کہیں خداوند تعالیٰ کے سوا دوسرے پر نہیں ہوا" سنو اور خوب سنو کہ ہمارے ہادی کامل خاتم النبیین سید الاولین والآخرین کا نام مبارک محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) خداوند حکیم علیم قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ الآیۃ۔ محمد مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اسکے معنے ہیں بہت ہی حمد کیا گیا۔ حد سے زیادہ ستائش کیا گیا۔ اب خواہ حمد کو خدا تعالیٰ کی طرف نسبت کرو کہ وہ پاک ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد و ستائش تمام مخلوق سے بڑھکر کرتا ہے۔ اور خواہ اسے خلق کی طرف نسبت کرو کہ خلقت نے آپ کے بہت ہی حمد کی اور آپ بلحاظ حمد و ستائش خلق کے محمد ٹھیرے دونوں صورتوں میں بات ایک ہی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ رسول کریم کی حمد کرتا ہے اور اس لحاظ اور معنوں سے آپ محمد ہیں جب بھی ایڈیٹر شحنہ ہند ذلت کے گڑھے ہیں اوندھا گرتا ہے اس لئے کہ اسکے نزدیک حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے برگزیدہ محبوب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا حامد اور ستائش کنندہ مانا جاوے۔ اور مگر بلا انتہا مخلوق کی حمد اور بے نہایت ستائش کے لحاظ سے آپکا گرامی نام محمد ٹھیرا ہے جب بھی شحنہ ہند کے ایڈیٹر پر آسمانی انگارے پڑتے ہیں اسلئے کہ اسکے نزدیک قطعی حرام ہے کہ مسلمان اپنے رسول اکرم سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی حمد و ستائش کریں غرض ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام محمد سب سے اول موافقت کرتا ہے۔ تمام سیاہ دل ابوجہل قدرت کے مخالف تھے مقابل خدا تعالیٰ کی اس مبارک وحی کی طرف سے جو محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے اور آخری خلیفہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام آج سے ۲۲ سال پہلے ہوئی۔ اے علیم و علیم خدا تیری غیرت اور تیرے کامل علم کے قربان۔ تیری سنت تیرے سامنے ہر گز بدلتی نہیں ایک ہی نہج پر جاری ہے ہم صدق دل سے ایمان لاتے اور یقین رکھتے ہیں کہ جس طرح تو نے اس انسان کامل کو جو احمد تھا یعنی تیری حمد ساری مخلوق سے بڑھکر کرنے والا اس مکافات میں یعنی اپنی حمد بیان کرنے کے عوض میں محمد بنایا۔ یعنی تو نے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے طریق پر اسکا حامد ہوا اسی طرح تو نے آج اس احمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محمد ٹھیرایا ہے تو نے اپنے عرش عظیم سے اسکی حمد کی۔ تیرا یہ کام اور تیری یہ حمد و تحمید مسیح موعود کی نسبت یونہی نہیں۔ تو نے دیکھا کہ جسطرح اسکے متبوع و مقتدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے لات منات اور عزیٰ اور تمام آلہہ باطلہ سے ساری حمد چھین کر تجھ اکیلے کو دیدی اور اسکے عوض وہ اس قابل ہو گئے کہ تیری طرف سے انکا نام محمد ہو۔ اسی طرح آج غلام احمد نے وہی عزت اور شوکت اور حمد جو دوسری وضع کافر نعمتوں نے تیری پاک ذات سے چھین کر مسیح اسرائیلی کو دی تھی جبکہ اسے حی قیوم محی شافی علام الغیوب ٹھیرا کر تیرا شریک مقابل بنا دیا اور آسمان پر بٹھا دیا تھا۔ اور رہی سہی تیری عزت دجال کے قبضہ میں کر دی تھی جسے آسمان اور زمین کے امور پر قادر مطلق متصرف مان لیا تھا۔ اور اسی طرح ہزارہا آلہہ باطلہ اپنی طرف سے تراش کر تیرے شریک بنائے تھے تیری مقدس و منزہ ذات کی طرف پھر واپس کی۔ اسلئے تو نے اپنی کامل حکمت اور کامل علم کی بنا پر اپنے عرش سے اسکی حمد کی اور اسے محمد ٹھیرایا۔ اور خدا کی سنت مستمرہ ہے کہ جو بندہ اسکا حامد ہوتا ہے آخر وہ کریم خدا ان حمدوں کو اوسی کی طرف لوٹا کر اسے بھی محمود بنا دیتا ہے۔ یا یوں کہو کہ جب ایک بندہ فرش سے اسکی حمد کرتا ہے تو وہ عرش سے اسکی حمد کرتا ہے۔ اے رحمان رحیم مولے تیرا شکر ہے کہ تو ہر موطن میں اپنے برگزیدوں کو اپنے دشمنوں پر فتح دیتا ہے تو ہی ان بے باک گستاخوں کو سمجھا کہ ان شرارتوں اور زبان درازیوں سے باز آجائیں جن کے مرتکب داؤد اور عیسیٰ بن مریم اور خاتم النبیین علیہ الصلوات والسلام کی زبان سے ملعون ٹھیرائے گئے۔ تو انہیں تو جدلا کہ تیری غضبناک آنکھ کہاں اور تیرے ہیبت چہرہ کے تیور پہچان لیں جنہیں تو صفائی سے طاعون اور خشک سالی کے رنگ میں جہان پر ظاہر کر رہا ہے۔

اگرچہ اتنی بڑی عظیم الشان بیان کے بعد کوئی ضرورت باقی نہیں رہی کہ ہم شحنہ ہند کے دعوے کے ابطال میں کوئی اور دلیل لائیں مگر مضمون کی توسیع اور ناظرین کی واقفیت کے بڑھانے کے لئے کسی قدر تحریر کرتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ زبان عربی میں حمد کا لفظ وسیع طور پر آیا ہے

ومن امثالھم من انفق مالہ علی نفسہ فلا یتحمد بہ الی الناس المعنی انہ لا یحمد علی احسانہ الی نفسہ انما یحمد علی احسانہ الی الناس ویقال احمد الارض صادفھا حمیدۃ - ویقال حمد جزاہ وقضی حقہ واحمدہ استبان انہ مستحق للحمد واحمد الرجل فعل ما یحمد علیہ - وطعام لیس بمحمد ای لا یحمد - وحمدت علی فلان حمدا۔ لسان العرب جلد چہارم

اور مشہور مصری اخبار المنار کا ایڈیٹر حضرت ابوبکر صدیق علیہ السلام کے خطبہ کی نقل کر کے اس کی شرح میں لکھتا اور صحابہ کی حمد و ستائش کرتا ہے وکانوا یوعظون فوکل کتابتہ فیحمدون من یعظھم ویامرھم بالخیر یعنی صحابہ کی یہ عادت تھی کہ لوگ لکھائی اور زبانی بھی انہیں وعظ کرنے اور اسکے عوض حمد کرتے اس شخص کی جو انہیں وعظ کرتا اور خیر کا امر کرتا۔ المنار۔ الجزو ۸ غرہ رمضان سنہ ۱۳۱۹ ہجری (المجلد الرابع)

مجدد السنہ مشرقیہ ایڈیٹر شحنہ ہند اب مہربانی کر کے بولیں کہ انکی خدمت کے لئے اتنا بس ہی یا ہنوز اور تحریر کی ضرورت سمجھتے ہیں؟

ان لوگوں کی غیرت اور حیا پر رہ رہ کر تعجب آتا ہے کیوں چادر سے بڑھکر پاؤں پھیلاتے اور حد سے نکلتے ہیں لسان کے تذکرو تانیث کے متعلق سب سے پہلے ان مجدد صاحب نے اعتراض کیا اور دلیل ہو نے سیر صحیحی اللہ فی حلل الانبیاء کی وحی میں

لفظ جری پر بنہ کہولا - اور سننے کی کہانی - اب اس نئے اعتراض مین بہی وہی روز بد دیکھنا پڑا - اور اسپر دعوے کرتے چلے جاتے ہین کہ ہم اہل السنۃ مشرقیہ کے مجدد ہین کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا اگر ذرا بہی فراست ایمانی ان لوگون مین ہوتی تو وحی یحمدک اللّٰہ ویمشی الیک اور یحمدک اللّٰہ من عرشہ کو پڑھکر ڈر جاتے اور دلون مین خوب غور کرتے کہ ایسا کلام انسانی افترا نہین ہو سکتا اور ایک مفتری کاذب بے ایمان بے بضاعت کبہی جرأت نہین کر سکتا کہ یہ دعوی کرے کہ اللّٰہ تعالی مجہے یون فرماتا ہے کہ اپنے عرش سے تیری حمد کرتا ہون - اور مین تیری حمد کرتا اور تیری طرف چل کر آتا ہون - ایک متعمد مفتری کذاب کی زبان جل جاوے جو ایسا کلمہ منہ سے نکالے - حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دعوے کرتے ہین کہ مین اللہ جلشانہ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ اس وحی کو مین اسی یقین اور ایمان اور دلائل کے ساتہ اللہ تعالی کا کلام مانتا ہون جیسے کہ قرآن کریم کی وحی پر یقین اور ایمان رکہتا ہون کہ وہ منجانب اللہ ہے اور جیسا کہ مین یقین رکہتا ہون کہ اگر قرآن کی وحی کو منجانب اللہ نہ مانون تو بے ایمان اور کافر ہو جاونگا ویسا ہی کامل یقین رکہتا ہون کہ اگر اپنی اس وحی اور اسکی مثل کو منجانب اللہ نہ مانون تو بے ایمان اور کافر ٹہیرونگا - اللّٰہ اللّٰہ! کیا ممکن ہے کہ اپنی حالت اور واقعی حالت کی نسبت احساس اور شعور رکہنے والا یون دعوی کرے کہ فلان کلام اسپر خدا کیطرف سے اترا ہے حالانکہ وہ اسکا اپنا جوڑا توڑا ہو -

افسوس بغض اور حسد نے ان لوگون کے ایمان اور فہم کو تاریک کر دیا ہے اور اب توقع نہیں کہ پہلی تکذیب انہین راہ پر آ جانے کا موقعہ دے - سب سے پہلے غور کے قابل اور بڑی آسان بات یہ تہی کہ دیکہ لیتے کہ یہ وحی جسپر اعتراض کر رہے ہیں اس براہین احمدیہ کے مین درج ہے جسکا ریویو کئی سال ہوئے مولوی محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعت السنہ نے کیا تہا - اور بڑے زور شور سے ان تمام پاک وحیون کیطرف سے ان دشمنون کے منہ بند کئے تہے جو لدھیانہ اور دیگر بلاد سے اٹھے تہے اور سچ تو یہ ہے کہ اسی ریویو مین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان پاک کا تبرسہ ہر قسم کے چرک اور لوث سے کیا تہا مولوی محمد حسین ابتک شحنۂ ہند اور اسکے دیگر رفقا کا ممدوح اور مکرم ہے - کیسی سیدہی بات تہی کہ مولوی بٹالوی کیطرف رجوع لاتے اور اس وحی الہی کی کیفیت ان سے پوچہتے - امید قوی تہی بلکہ یقین ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی انکی تسلی

اور تسکین کر دیتے اور ناحق تارواجلد بازی سے یہ برے دن انہین دیکہنے نہ پڑتے - اسلئے کہ یہ ممکن نہین کہ مولوی صاحب موصوف اپنے مسلم علم و فضل پر یہ دہبہ لگانا گوارا کرین کہ ریویو کے وقت وہ اتنی عربی نہین جانتے تہے کہ اس وحی (یحمدک اللّٰہ من عرشہ) کی حقیقت سمجہ سکتے اگرچہ مولوی بٹالوی اسوقت سخت انکار پر کہڑے ہیں مگر یہ تو وہ ہرگز نہ مانین گے کہ ان وحیون پر نظر کرنے کے وقت اس امر کے منکر تہے کہ عربی مین حمد کا لفظ کسی مخلوق کیطرف بہی منسوب ہوتا ہے - بہتر ہے کہ شحنۂ ہند ان سے سوال کرے اور انکے جواب کو شایع کر دے - اس حال کا اور اس سے بڑہکر اور بہی خدا کے عظیم کا کلام ہے جو وقتاً فوقتاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا - موقعہ ہے کہ کسی قدر یہان لکہا جائے اسلئے کہ خداترس دل ڈر جائیں اور یقین کر لین کہ بجز صادق منجانب اللہ انسان کے کسی کا دل گردہ نہیں ہوتا کہ ایسا دعوی کرے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو اسپر اترا ہے اور وہ یہ ہے اصحاب الصفہ - وما ادراک ما اصحاب الصفہ - تری اعینھم تفیض من الدمع ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان وداعیا الی اللہ اس مین دعوے ہے کہ ایک جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود پر صلوٰۃ بہیجتے ہین اور آپ داعی الی اللہ اور سراج منیر ہین - اور - یا احمد بارک اللّٰہ فیک الرحمٰن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر آباءھم ولتستبین سبیل المجرمین - ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اس مین اتنا بڑا دعوے ہے کہ خداشناس خداترس کی گردن جہک جاتی ہے اس مین اپنے تئین نعم الرسول اسلام کو تمام دینون پر غالب کرنے والا کہا ہے - یہ وحی بہی براہین احمدیہ مین درج ہے اور مولوی صاحب بٹالوی اسے اسوقت بڑی غور سے خدا کا کلام مان چکے ہوئے ہین - اور قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ اس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی اتباع کو خدا کے محبوب بننے کا ذریعہ ٹہیرایا ہے بڑی جلیل الشان وحی ہے اور تحدی کی وحی - یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اس مین خداوند کریم اپنے بندے مسیح موعود کو فرماتا ہے کہ ہم تیری حمد کرتے اور تجہپر صلوٰۃ بہیجتے ہین اور اپنے تئین نور اللہ کہا ہے - اور یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک - انک باعیننا - یرفع اللّٰہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والآخرۃ - یا احمدی انت مرادی ومعی - غرست کرامتک بیدی - یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی انی جاعلک للناس اماما - انت وجیہ

فی حضرتی اخترتک لنفسی - الارض والسماء معک کما ھو معی - سر سرک سری - انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ - سلام علیک جعلت مبارکا - وانی فضلتک علی العٰلمین - یا عبد القادر انی معک وانک الیوم لدینا مکین امین - ان علیک رحمتی فی الدنیا والدین - وجیھا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین - نفخت فیک من لدنی روح الصدق والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی - یحمدک اللہ ویمشی الیک خلق آدم

غرض اس طرح کا عظیم الشان کلام ہے جو سالہا سال سے حضرت مسیح موعود پر اتر رہا ہے اور انکے طبع سے پہلے اسے مان چکے تہے مگر آج شحنۂ ہند نے ان لوگون کو مسیح کی نوک پر رکہا ہے انہین جرأت دلائی ہے اور چاہتے ہین کہ پہلے مکذبین کی روحونکو تازہ کرین اور ان سے ایک قدم بہی پیچہے نہ رہ جائیں - اور اس استعجال اور استکبار سے وہی پہل پائین جو انکے اسلاف نے پایا - کاش میان احمد حسن اڈیٹر شحنۂ ہند نزدیک کی چند باتون پر غور کرتے کہ کس کس نے خدا کے مسیح کے مقابل شوخی کی اور کیا مزا چکہا - علیگڈہ کے مولوی اسمٰعیل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت خدا سے دعا کر کے فیصلہ چاہا کہ جو دونون مین کاذب ہے وہ پہلے ہلاک ہو - اب زمین کی پشت پر اسے ڈہونڈو وما عاقبۃ المستعجل کہان ہے - پہر مولوی غلام دستگیر قصوری جو اول الکافرین تہا اور دشمنی کی تیز زہر سے اسکی شریانین بہری ہوئی تہیں یہی فیصلہ خدا تعالے سے مانگا - اب تلاش کرو وہ کہان ہے اگر ان مکذبون کی موت شحنۂ ہند کے نزدیک عبرت انگیز اور تاثیر بخش نہیں تو آسان فیصلہ ہے - وہ خدا تعالی کی قسم کہا کر اتنا شایع کر دے کہ وہ ان وحیونکو جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خداوند ذو الجلال کی منہ کی باتین کہتے ہین افترا اور شیطانی کلام اعتقاد کرتا ہے اور دعا کرے کہ ہم دونون میں سے جو کاذب ہے وہ راستباز سے پہلے مر جاوے - تب وہ یقیناً دیکہ لے گا - وہ غیور خدا جسکا یہ کلام ہے اسکے ساتہ وہی معاملہ کریگا جو وہ حق کے سیاہ دل مکذبون سے کیا کرتا ہے وہ یقیناً رب العرش کے بطش شدید سے ہرگز مخلصی نہ پاسکے گا - یہ کیسا قطعی صاف اور سیدہی راہ فیصلہ کی ہے اگر روح مین طاقت اور اپنے باطل پر پورا اعتقاد ہے تو اس قسم کی اشاعت مین توقف کرنا درست نہ ہوگا -

یہ امر تو طے ہوا - اب رہا آپکے مجدد اہل السنۃ مشرقیہ ہونیکا دعوی - اسکے فیصلہ کا طریق یہ ہے کہ پندرہ مولوی جنکے اسماء درج کئے جاتے ہین - اپنے اپنے دستخطونکے ساتہ عہد نامہ شایع کرین کہ وہ آپکو عربی زبان دانی کے لحاظ سے اپنا وکیل اور قائمقام تسلیم کرتے اور آپکی ذلت و عزت کو مقابلہ مین اپنی ذلت و عزت مانتے ہین پہر ایک مقام تجویز ہو اور اسی شخص کا تجویز کردہ مقام منظور ہو جو فریق ثانی کے ہر قسم کے اخراجات کے بار کا متحمل و متکفل ہو اور اس مقام مین قرآن کریم کے کسی حصہ کی تفسیر ایک دوسرے کے بالمقابل بیٹہ کر نہایت درجہ

کی فصیح و بلیغ عربی زبان لکھی جانے جو اپنے جلال اور شوکت سے فارق ہو کر جائے حق اور باطل میں۔ ہم سوا ہوئی جنگ و تحفظ ذیل میں ثبت ہیں اقرار کرتے ہیں کہ ہماری طرف سے ہمارے وکیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوں گے اور انکی فتح و شکست ہماری فتح و شکست ہوگی۔ ہم ان مولویوں پر یہ جبر نہیں کرتے کہ وہ فیصلہ کے بعد خدا کے مسیح کے منقاد ہو جائیں اسلئے کہ انقیاد اور شرح صدر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے اسکا وارث بنائے۔ سارے خدا تعالیٰ کی حکومت ہے اور اسکی غیرت کبھی تقاضا نہیں کر سکتی کہ مفتری اور صادق دونوں یکساں اسکی مملکت میں گردن دعویٰ بلند کریں امید ہے کہ اس طریق سے جلد اور آسان فیصلہ ہو جائیگا۔ علاوہ بر آں آپکا بڑا کام اور نام ہو جائیگا۔ اور آپ ان سب مولویوں اور صوفیوں کی طرف سے انکے اس بھاری قرضہ کے ادا کرنے والے ہونگے جو انکے ذمہ ابتک واجب الادا چلا آتا ہے خصوصاً پیر مہر علیشاہ گولڑوی تو آپکے لئے جان کھینچیں گے اور اپنے مریدوں سے ایک بھاری رقم چندہ وصول کر کے آپکو تحفہ دینگے اسلئے کہ اعجاز المسیح کے وجود نے ان کی اور انکے حامیوں کی خصوصاً عصائے موسیٰ مصنف اور اسکے ... کی تو ناک کاٹی ہوئی ہے اور وہ چلا رہے ہیں کہ کوئی ... میدان نکلے جو عربی زباندانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقابلہ کر کے انکی پیٹھ پر سے خاک مذلت کو صاف کرے ان لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ محمد حسین بٹالوی جو اس آدم کا پہلا منکر ہوا اور اسکے جنت سے نکالنے میں جان توڑ کر لڑا وہ بھی ابتک عربی زبان جاننے کا کوئی نمونہ پبلک میں پیش نہ کر سکا۔ ایک شخص محمد حسن ساکن بھیں سنا ہے اعجاز المسیح کے مقابلہ کے لئے اٹھا تھا وہ بھی اچانک عین ۳۲ برس کی عمر میں بہت سی حسرتیں دل میں لیکر اپنے مناسب حال ٹھکانے میں جا پہونچا۔ اب اسوقت آپ السنۃ مشرقیہ ... تبحر بلکہ تجدید کا ڈنکا بجا رہے ہیں سخت بزدلی اور نامردی ہوگی جو آپ نے اپنی قوم کے داغ مٹانے کی فکر اور کوشش نہ کی۔ اب ہم ان نامی مولویوں کے نام لکھتے ہیں۔ جو آپکو اپنا وکیل قرار دینگے

(۱) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی (۲) مولوی محمد بشیر صاحب بھوپال (۳) مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (۴) مولوی محمد ابراہیم صاحب آگرہ (۵) مولوی محمد علی صاحب کانپور (۶) مولوی نذیر احمد صاحب شمس العلماء دہلی (۷) مولوی نذیر حسین صاحب دہلی (۸) مولوی حمید اللہ صاحب میرٹھ (۹-۱۰) مولوی پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑہ (۱۱) مولوی اصغر علی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ (۱۲) مولوی عبد اللہ ٹونکی پروفیسر لاہور۔ (۱۳) قاضی ظفر الدین صاحب پروفیسر لاہور۔ (۱۴) صاحبزادہ خلیل الرحمان سجادہ نشین سرساوہ (۱۵) مولوی عبد الجبار غزنوی امرتسر

یاد رہے کہ دعویٰ اور نرا دعویٰ فضول گوئی اور ... ورآئی سے زیادہ نہیں ہوتا سب سے بڑی اور پختہ دلیل کسی مدعی کے دعویٰ کے اثبات اور تصدیق میں خدا تعالیٰ کی تائید اور آسمانی نصرت ہے اس مقابلہ میں ہمارا اور آپکا مقدمہ آسمان پر دائر ہو جائے گا اور ایک عالم دیکھ لیگا کہ ڈگری کس کے حق میں ہوتی ہے۔

آخر میں ہم اپنی جماعت کے ان بزرگوں کے اسمائے گرامی درج کرتے ہیں جو اس مقابلہ میں حضرت جری اللہ علیہ السلام کو اپنا وکیل تسلیم کرتے ہیں۔

(۱) جناب مولوی حافظ حکیم نور الدین صاحب بھیروی۔ (۲) عاجز عبد الکریم سیالکوٹی (۳) مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی (۴) مولوی برہان الدین صاحب جہلمی (۵) مولوی فضل الدین صاحب خوشابی (۶) مولوی بشیر محمد صاحب ساکن ہوجیاں (۷) مولوی شیخ عبد الحی صاحب عرب (۸) مولوی غلام حسن صاحب پشاوری (۹) مولوی قاضی سید امیر حسین صاحب بھیروی (۱۰) مولوی محمد اکرم صاحب کملانہ ضلع گجرات (۱۱) مولوی محمد افضل صاحب کملانہ ضلع گجرات۔ (۱۲) مولوی جبیب شاہ صاحب خوشابی (۱۳) مولوی حاجی حافظ حکیم فضل الدین صاحب بھیروی (۱۴) مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل جموں۔ (۱۵) مولوی حکیم محمد زمان صاحب مالیر کوٹلہ (۱۶) مولوی غلام حسین صاحب لاہوری (۱۷) مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی (۱۸) مولوی عبد الرحمن صاحب کشمیری (۱۹) مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی (۲۰) مولوی جمال الدین صاحب سیدوالہ (۲۱) مولوی خان ملک صاحب کھیوالی (۲۲) مولوی عبد الرحمان صاحب کھیوالی (۲۳) مولوی فتح محمد صاحب (۲۴) مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی (۲۵) مولوی خلیفہ نور الدین صاحب جموں (۲۶) مولوی مرزا خدابخش صاحب ابو العطا مصنف عسل مصفّٰی (۲۷) مولوی نواب خان صاحب ثاقب رئیس مالیر کوٹلہ (۲۸) مولوی سید سرور شاہ صاحب کشمیر مظفر آبادی (۲۹) مولوی عنایت حسین صاحب مراد آبادی (۳۰) مولوی عرفان صاحب ... (۳۱) مولوی ... صاحب دینگران (۳۲) مولوی محمد یعقوب صاحب (۳۳) مولوی محمد یامین صاحب ... (۳۴) مولوی عبد الستار خان صاحب خوست لوح کابل (۳۵) مولوی میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی (۳۶) مولوی عبد الرحیم صاحب کتکی (۳۷) مولوی عبد الرحیم ہانسوی (۳۸) حافظ مولوی حبیب اللہ خان صاحب ... (۳۹) مولوی حافظ محمد حسین صاحب ڈنگوی (۴۰) مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور (۴۱) مولوی محمد حسین صاحب احمد آبادی (۴۲) مولوی صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سرساوی۔ (۴۳) مولوی مفتی محمد صادق صاحب بھیروی (فاضل عبرانی) (۴۴) مولوی حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس مولوی فاضل

(۴۵) مولوی عبد الرحیم صاحب قادیانی (۴۶) مولوی قاضی ضیاء الدین صاحب قادیانی (۴۷) مولوی میر ناصر نواب صاحب نبیرہ خواجہ میر درد دہلوی (۴۸) مولوی سید محمد سعید طرابلسی شامی مؤلف ایقاظ الناس (۴۹) مولوی شہاب الدین صاحب خراسانی (۵۰) مولوی محمد اسماعیل صاحب امرتسری (۵۱) مولوی صوفی عبد الرحیم صاحب مالیر کوٹلی (۵۲) مولوی خداے نذر صاحب خوست (خراسان) (۵۳) مولوی محمد یوسف صاحب سنوری (۵۴) مولوی غلام نقشبند کابلی (۵۵) مولوی عبد الستار صاحب قصوری (۵۶) مولوی احمد الدین صاحب چک باسیریان (۵۷) مولوی نبی عدن (۵۸) مولوی غلام علی صاحب رہتاسی (۵۹) مولوی یار محمد صاحب لاہوری (۶۰) مولوی نظام الدین صاحب رنگ پوری (۶۱) مولوی صاحبزادہ افتخار احمد صاحب خلف مولوی احمد جان صاحب لودہانوی (۶۲) مولوی عبد اللہ صاحب کھرل وال (۶۳) مولوی ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب پٹیالہ (۶۴) مولوی فضل الدین صاحب کھاریاں (۶۵) مولوی حافظ احمد الدین ڈنگوی (۶۶) مولوی کرم الدین صاحب پاڑیانوالہ گجرات (۶۷) مولوی قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹی (۶۸) مولوی سلطان حامد صاحب پنڈی بخش (۶۹) مولوی گلاب الدین رہتاسی (۷۰) مولوی جمال الدین سیکھوانی (۷۱) مولوی حکیم نور محمد صاحب موکل (۷۲) مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل (۷۳) خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل (۷۴) خواجہ جمال الدین صاحب بی اے جموں۔ (۷۵) مولوی شیر علی صاحب بی اے قادیان (۷۶) راجہ خیر محمد خان بی۔ اے۔ جموں (۷۷) چوہدری غلام احمد بی۔ اے۔ سنگلگٹ (۷۸) بابو غلام محمد صاحب بی۔ اے سیالکوٹ (۷۹) چوہدری محمد اسماعیل بی اے ضلع سیالکوٹ (۸۰) مولوی ... بخش بی اے ڈیرہ غازیخان (۸۱) مرزا افضل بیگ مختار عدالت قصور (۸۲) سیٹھ عبد الرحمن حاجی اللہ رکھا سایٹھ کمپنی مدراس (۸۳) شیخ رحمت اللہ مالک بمبئی ہوس لاہور (۸۴) خلیفہ رجب دین تاجر لاہور (۸۵) قاضی خواجہ علی ٹھیکہ دار لودہانہ (۸۶) میاں نبی بخش تاجر امرتسر (۸۷) سیٹھ اسماعیل آدم بمبئی (۸۸) شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان (۸۹) مولوی صادق علی ایڈیٹر ... (۹۰) شیخ احمد حسین رفاہ عام پریس لاہور (۹۱) نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم (۹۲) سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس (۹۳) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس (۹۴) شیخ غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس (۹۵) شیخ محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس (۹۶) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ بی اے۔ ایل ایم ایس

مسئلہ جہاد پر ایک فرانسیسی عالم کا مضمون

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۵ جلد ۶

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) عبرانیوں کو بت پرستی سے نہایت تاکید کے ساتھ منع کرتے تھے اور دنیا کی دیگر اقوام سے اپنی امت کو الگ تھلگ رکھنا چاہتے تھے اور تاریخ سے بھی یہی ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے اس مطلب کے حاصل کرنے میں غایت درجہ کی کوشش کی یہی سبب ہے کہ یہودیوں کی قوم آج تک دنیا کی دیگر قوموں سے بالکل الگ تھلگ ہے اگر یہ بات محض غلط ہے کہ شریعت موسوی نے بت پرستوں کے مال لوٹنے کو جائز رکھا ہے تاہم اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ غیر قوموں کے جو لوگ فلسطین میں آ رہتے تھے وہ تمدنی اور ملکی حقوق سے محروم کر دئے گئے تھے اور عبرانیوں کے نزدیک نہ وہ مدعی ہونیکی قابلیت رکھتے تھے۔ نہ مدعا علیہ ہونیکی۔ اس شریعت کا یہ حکم تھا اگر کوئی یہودی غیر قوم کے کسی آدمی کو قرض دے تو اس سے معقول رقم سود کی ٹھہرائے مگر جب غیر قوم کا کوئی آدمی کسی یہودی کو قرض دے تو اس کو سود لینے کا کوئی حق نہیں ہے +

مذکورہ بالا بیان سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ عبرانیوں کی شریعت میں غیر قوموں کے ساتھ فیاضانہ برتاؤ کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ برخلاف اسکے ایسے احکام شدومد کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جن سے تعصب اور جنبہ داری کی بو آتی ہے۔ اس شریعت نے غیر قوم کے آدمیوں کو صرف وہی قدرتی حقوق عطا کئے ہیں جو ہر انسان کو انسان ہونے کے لحاظ سے حاصل ہیں +

میڈیا اور قدیم فارس کے باشندوں کے قوانین بیان کرنیکی اس موقع پر بالکل حاجت نہیں ہے کیونکہ خود کتاب اوستا میں ایسے قوانین مفصل بیان نہیں ہوئے ہیں جس سے غیر قوموں کے ساتھ وہ کوئی تعلق قائم کرسکتے۔ اگرچہ ان قوانین کی رو سے انسانوں کے مختلف درجے اور مرتبے قرار دئے گئے ہیں مگر درحقیقت وہ سب بکریوں کے ایک گلہ کی مانند ہیں جن میں چرواہے کو اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنیکا پورا اختیار ہے اسکے علاوہ انسانیت اور اخلاق کا ان قوانین میں مطلق لحاظ نہیں کیا گیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک لڑکی اور اس کے باپ میں اور بھائی اور اس کی بہن میں زناشوئی کا تعلق ہوسکتا ہے غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کو رائے اور مذہب کی آزادی مطلق نہیں دی گئی ہے اور ایسے فیاضانہ طریقوں کا ان قوانین میں نام ونشان بھی نہیں ہے۔

جن لوگوں نے قدیم مصر کے قوانین کا مطالعہ کیا ہے ان کو یہ بات صاف طور پر معلوم ہوگئی ہے کہ عبرانیوں کی نسبت ان کا سلوک غیر قوموں کے ساتھ زیادہ سخت تھا کیونکہ مصریوں کے قوانین کے مطابق کاہنوں اور تلوار باندھنے والوں کے سوا کسی کو بھی ملکی حقوق نہیں دئے گئے۔ صنعت و حرفت یا زراعت کا پیشہ کرنیوالے ملکی حقوق کے علاوہ تمدنی حقوق سے بھی محروم کئے گئے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی حاصل کی ہوئی جائداد پر بھی مالکانہ طور پر قبضہ نہیں کرسکتے تھے جب مصریوں کے قانون میں خود مصریوں کے ساتھ کوئی نہیں کی گئی ہے تو غیر قوم کے آدمی اُن سے رعایت اور مروت کی کیا توقع رکھ سکتے تھے۔ اجنبی ملکوں کے باشندوں سے مصریوں کو یہاں تک نفرت تھی کہ بہت قدیم بادشاہوں کے زمانہ میں کسی شخص کو مصر میں آنیکی اجازت نہیں تھی اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ مصر کی پاک زمین اجنبی لوگوں کے قدموں کے چھونے سے ناپاک ہوتی ہے اس حکم سے مقصد یہ تھا کہ نہ مصر کا کوئی باشندہ مصر سے باہر جاسکے نہ کوئی غیر ملک کا باشندہ مصر میں قدم رکھ سکے نامور مورخ ھیروڈوٹس نے لکھا ہے کہ مصر میں اجنبی ملکوں کے باشندوں کو داخل ہونیکی بالکل ممانعت کی اب تھوڑے ہی دنوں سے ان کو اس ملک میں آنیکی اجازت دی گئی ہے یہ مورخ پانچویں صدی قبل مسیح میں موجود تھا۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مصر میں غیر ملکوں کے باشندوں کو داخل ہونیکی اجازت تقریباً (۲۴۰۰) سال سے دی گئی ہے۔ اس مورخ نے آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے جو بیان کیا ہے کہ اجنبی لوگوں کو مصر میں داخل ہونیکی اجازت دی گئی ہے اس سے یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ اس ملک میں جہاں چاہیں جاسکتے ہیں اور جہاں چاہیں ٹھہر سکتے ہیں۔ حاشا وکلا ایسا ہرگز نہیں ہے تمام ملک مصر میں صرف ایک شہر نوقراطیس ہے جہاں غیر ملکوں کے باشندوں کو داخل ہونیکی اجازت ہے اور بس اس کے علاوہ کسی مصری کو اس بات کی بھی اجازت نہ تھی کہ وہ کسی یونانی یا عبرانی کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھائے۔ کیونکہ یہ بات ان کے نزدیک نہایت ننگ و عار تھی مذکورہ بالا بیانات سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوگئی ہوگی کہ غیر فیاضانہ برتاؤ کرنا مصریوں کے تمدنی قانون کا ایک ضروری عنصر تھا اور یہ برتاؤ اجنبیوں ہی کے ساتھ محدود نہ تھا بلکہ اہل شمشیر و اہل مذہب کے سوا باقی تمام مصری بھی اسی قانون کی ذیل میں داخل تھے +

ھندوستان میں غیر قوموں کے ساتھ جو برتاؤ کیا جاتا تھا اس سے زیادہ بدتر کوئی برتاؤ نہیں ہوسکتا اور اجنبی لوگوں پر اس ملک میں جو ظلم وستم کیا جاتا تھا اس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ میں بالکل طاقت نہیں ہے چنانچہ شودر جو درحقیقت اُسی ملک کے اصلی باشندے تھے مگر آریانسل سے نہ تھے اُنکو آریا ایک ایسی ناپاک مخلوق تصور کرتے تھے کہ جسکو دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہ تھا ان کو ملکی اور تمدنی حقوق سے محروم کردیا گیا تھا اور ان کو وہ اسی طرح نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے جسطرح مڈل ایجز (قرون متوسطہ) میں ان لوگوں کو دیکھا جاتا تھا۔ جو برص یا جذام میں مبتلا ہوتے تھے موسیو اسز لباشن نے لکھا ہے کہ بدھ مذہب نے شودروں کے دل میں یہ عقیدہ پیدا کردیا تھا کہ دنیا میں اُن سے بھی کمتر اور ادنیٰ درجہ کے لوگ موجود ہیں اور اس سے غیر ملک کے باشندے مراد لئے گئے تھے اس تعلیم سے غرض یہ تھی کہ شودر اپنی حالت پر قانع رہیں مذکورہ بالا بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ ھندوستان والوں کے مذہب میں فیاضانہ طریقے نام ونشان کو نہ تھے بلکہ وہ غیر قوموں کے ساتھ جو برتاؤ کرتے تھے وہ نہایت بیہودہ اور قابل نفرت تھا۔

یونانیوں نے اجنبی ملکوں کے باشندوں کے ساتھ تعصب کا دو طریقے سے ثبوت دیا ایک تو وہ طریقہ تھا جو اسپارٹا کے مقنن لیکورجس نے وضع کیا تھا جو ایتھنز کے مقنن سولن نے قرار دیا تھا مصر کی طرح اسپارٹا میں بھی اجنبی لوگوں کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا خود اسپارٹا کے باشندوں کو اسپارٹا کے سواحل پر بھی قیام کرنیکی اجازت نہایت مشکلوں سے دیجاتی تھی اور وہ بھی کبھی کبھی۔ جن اجنبی شخص کو کسی ساحل پر ٹھہرنے کی اجازت دی جاتی تھی وہ ہمیشہ اس خطرہ میں رہتا تھا کہ اسپارٹا والے جب چاہیں ان کو نکال سکتے ہیں اسپارٹا کے باشندوں کو جو ملکی اور تمدنی حقوق حاصل تھے وہ اجنبی لوگوں کو ہرگز نہیں دئے جاتے تھے کسی اجنبی کو یہ حق حاصل نہیں تھا +

(باقی آئندہ)

یادِ رفتگان

(نمبر ۳)

تیسرا نشان مہر علیشاہ گولڑوی کی دعوت تفسیر نویسی میں ناکام و نامراد رہنے سے حضرت حجۃ اللہ علی الارض کے وہ نشان پورے ہوئے جنکا ذکر ہم پہلی نمبر میں کر آئے ہیں۔ مگر مہر علیشاہ کی نامردی نے ایک اور نشان بھی پورا کیا جو **ایک عزت کا خطاب** ہے چنانچہ **اعجاز المسیح** کے نکلنے پر آپ کا صدق آفتاب کیطرح چمک اٹھا اور یوں یہ الہام پورا ہوا۔

چوتھا نشان اسی نشان کے ضمن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ جو درمنثور۔ تفسیر ابن کثیر۔ اور فتح الباری وغیرہ کتابوں میں لکھی ہے **تجمع له الصلوٰۃ** یعنی مسیح موعود کو کے لئے نماز جمع کیجاویگی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود کو بیماری اور تفسیر نویسی میں مصروفیت کیوجہ سے ان نمازوں کو جو جمع ہو سکتی ہیں جمع کرنا پڑا اور اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہو کر مخالفوں پر حجت ٹھیری۔

پانچوان نشان **انی مهین من اراد اهانتک** کا نشان ہمیشہ نئی شان اور نئے رنگ میں پورا ہوتا رہتا ہے۔ اس سال شحنہ ہند کے حصہ میں آیا چنانچہ ۸ فروری ۱۹۰۱ء کے شحنہ میں حضرت اقدس حجۃ اللہ کے اس شعر سے

چون زمن آید ثنا سرور عالی تبار

پر نادان وکاذب مدعی مجددالسنہ نے اعتراض کیا کہ **ثنا** کا لفظ بجز اللہ تعالےٰ کے اور کسی کے لئے نہیں آتا۔ اور اس اعتراض کے ذریعہ اس کی مجددیت کی پردہ دری ہو گئی۔ کہ اس نے **کریما** تک بھی نہیں پڑھی

ورنہ

زبان تا بود در دہان جاگیر + ثنائے محمد بود دل پذیر

اسے ضرور یاد ہوتا۔ اس طرح پر اس کی مجددی شاعری اور فارسی دانی ساری کرکری ہو کر الہام **انی مهین من اراد اهانتک** پورا ہو گیا۔

چھٹا نشان چھٹا نشان **خراب المجالد** کا ہے۔ یعنی ہمارے مخالفوں نے جو دیوار چھوٹی مسجد کو جانے والے راستہ میں بنا دی تھی اور ایک سال سے زاید عرصہ سے اس کا مقدمہ دائر تھا۔ آخر وہ ہی رفتار و طرز پر چلتے چلتے جیسا کہ قبل از وقت خدا تعالےٰ کی وحی ہو چکی تھی۔ ۲۰ر اگست ۱۹۰۱ء کو خود ان لوگوں ہی کو گرانی پڑی جنہوں نے کھڑی کی تھی۔ اس کے لئے مفصل دیکھو الحکم مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۰۱ء۔

ساتوان نشان شحنہ ہند کی دوسری ذلت جو اس نے ۱۶ر مارچ ۱۹۰۱ء کے ضمیمہ میں **لسان** کے مونث ہونے پر اعتراض کیا اور اسے دکھا دیا گیا کہ لغت عرب میں **لسان** کے مونث ہونے کی سند موجود ہے۔ اس طرح اس کی مجددیت کی پردہ دری کی گئی جو مفصل الحکم نمبر ۱۱ میں درج ہے یہ بھی ایک نشان تھا جو **انی مهین من اراد اهانتک** کے رنگ میں پورا ہوا

آٹھوان اور نوان نشان حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کا **احیا**۔ صاحبزادہ صاحب سخت بیمار ہو گئے تھے اور غش پر غش آجانے سے بہت ہی کمزور ہو گئے یہانتک کہ ایک مرتبہ زندگی کا کوئی نشان موجود نہ تھا **انا للہ و انا الیہ راجعون** پڑھ دیا گیا۔ لیکن آخر حضرت امام موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے یہ مردہ **زندہ ہو گیا** اور ایسا ہی قاضی یوسف علی نعمانی اپنی مرض الموت سے ایسے وقت میں جبکہ ان کی زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی حضرت اقدس کی دعا سے بچ گئے۔ اور بہت سے نشان آپ کی تائید میں ظاہر ہوئے جو مختلف اوقات میں الحکم میں شایع ہوتے رہے یہاں ہم مفصل بحث نہیں کر سکتے۔

تصنیفات و تالیفات

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کی پہلی تصنیف اسی سال میں **اعجاز المسیح** شایع ہوئی۔ اور تحفہ **گولڑویہ**۔ **تریاق القلوب**۔ **لجتہ النور**۔ **خطبہ الہامیہ** سال کے آخیر حصہ تک برابر چھپتے رہے اور بہت جلد یہ کتابیں قریباً سب کی سب شایع ہونے والی ہیں۔

اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دوسرے اہل قلم کی طرف سے بھی کئی کتابیں شایع ہوئیں۔ چنانچہ پیر مہر شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایۃ کا جواب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کی طرف سے بنام **شمس بازغہ** شایع ہوا جسکا جواب آجتک نہیں ہو سکا۔

اور جناب مرزا خدا بخش صاحب ابوالعطا کی طرف سے ایک ضخیم کتاب آٹھ سو سے زاید صفحوں کی بنام **عسل مصفیٰ** شایع ہوئی۔

قرآن کریم کی خدمت کے لئے ایڈیٹر الحکم نے تفسیر القرآن کا پہلا پارہ شایع کیا حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے دو خط اور رسالہ مسلمانوں کا خدا اور اس کے **حضور** دعا اور آسمانی فیصلہ دوبارہ طبع ہو کر شایع ہوئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کیطرف سے ایک جدید اور عجیب قاعدہ **یسرنا القرآن** نام طیار کیا گیا۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت نے قرآن شریف کا ترجمہ لکھنا شروع کیا اور عربی تفسیر بھی

مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے الٰہی بخش اینڈ کو کی کتاب **عصاء موسےٰ** کا جواب بنام آیات الرحمٰن لکھنا شروع کیا۔

غرض یہ صیغہ اپنے رنگ میں پہلے تمام سالوں سے بڑھا ہوا ہے

اللّٰھم زد فزد

اشتہارات

اس سال میں بھی بفضلہ تعالےٰ یہ صیغہ خوب ترقی پر رہا۔ چنانچہ اس سال میں قریباً دس ہزار کے مختلف اشتہارات سلسلہ عالیہ کی تبلیغ اور تائید کے لئے اللہ تعالےٰ کی نصرتوں اور خدا نمائیوں کے اظہار کی خاطر شایع کئے گئے۔

خطوط

خط و کتابت کا سلسلہ بہت بڑا سلسلہ ہے اور اس سے بہت لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ سلسلہ **دو مدوں** میں منقسم ہے ایک تو وہ خطوط ہیں جو براہ راست حضرت حجۃ اللہ یا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے نام آتے ہیں۔ اور دوسرے وہ خطوط ہیں جو حضرت حکیم الامتہ مولانا مولوی نورالدین صاحب یا دوسرے لوگوں کے نام آتے ہیں۔ ان خطوط سے ہماری مراد وہ خطوط ہیں جو حضرت اقدس کے متعلق آتے ہیں حضرت اقدس کے خطوط کا جواب خدا تعالےٰ کی خاص تائید سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب برابر دیتے ہیں۔

وہ خطوط جو باہر سے حضرت اقدس اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے نام سے آئے ان کی روزانہ اوسط تیس ۳۰ تک ہے اس انداز سے سال تمام میں قریباً **بارہ ہزار** خطوط آئے۔

اور ان خطوط کی اوسط روزانہ جو حضرت مولوی نورالدین

صاحب یا دیگر لوگوں کے نام بغرض استفسار تھا حضرت اقدس آئے ۱۵ ہے یا سالانہ ۵۴۷۵ گویا ساڑھے پانچہزار کل تعداد قریباً اٹھارہ ہزار۔ اور اسقدر خطوط لکھی گئی ہین۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کسقدر لوگوں مین بذریعہ خطوط اس پاک سلسلہ کی تبلیغ پہونچی ہے۔

مہمانوں کی آمدورفت

یہ سلسلہ بھی اس سال ترقی پر رہا۔ روزانہ اوسط حضرت اقدس کے دسترخوان پر کھانے والون کی اسّی کے قریب رہی ہے اس لحاظ سے سال بھر مین آنے والون کی تعداد مجموعی کسی صورت مین بیس ہزار سے کم نہیں ہے۔ (باقی ائیندہ)

بدگہر از خطا خطا نکند

پیسہ اخبار کی یہ شرمناک پولیسی کہ وہ خواہ نخواہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی مخالفت کرتا ہے۔ حقیقت مین

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

کی مصداق ہے۔ چنانچہ اس کا تازہ ثبوت اس کی ۸ ر فروری سہ رواں کا پیسہ اخبار ہے جس مین اس نے صفحہ ۸ پر کسی **فضل حق** کا ایک اشتہار غالباً بدون اجرت شایع کیا ہے۔ ہم کو اس پر کوئی اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس نے یہ اعلان کیون شایع کیا ؟ مگر ہان ہم یہ ضرور کہتے ہین کہ اس اشتہار کا **عنوان** جو پیسہ اخبار نے **ہر فرعونے راموسےٰ** تجویز کیا ہے یہ ضرور اس کے خبث باطن کی دلیل ہے اور اس **ملایانہ** عناد اور ضد کو ظاہر کرتا ہے۔ جو اسے حضرت مسیح موعود سے ہے گویا **پیسہ اخبار** کا مسلمان ایڈیٹر اس عنوان مین **فضل حق** کو موسیٰ قرار دیتا ہے حالانکہ نہ فضل حق کا یہ دعوے ہے اور نہ اس کی موسویت کا ثبوت کوئی ثبوت پیسہ اخبار کے پاس پھر **مسلمان** کہلا کر ایسی بیہودہ حرکت کرنا عوذ اللغو معرضون کی شان سے دور ہونا نہیں تو کیا ہے ؟

پیسہ اخبار جو اپنی گذشتہ اشاعت مین عیسائیوں کے لاہوری ماہواری رسالہ پر اعلیٰ درجہ کا تعریفی ریمارک کرتا ہے اور یون اپنی اسلامی غیرت کا ثبوت دیتا ہے **اسلام** سے جسقدر واقف ہے ہمین اس کا خوب علم ہے۔ اور ہم دعوے سے کہہ سکتے ہین کہ حضرت مسیح موعود کی تصنیفات اس نے نہیں پڑہی ہین۔ پھر یہ کیسی بے حیائی ہے کہ دریدہ دہن ہو کر وہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر لکھنے کے لئے قلم اٹھاتا ہے۔ بحالیکہ وہ مسلمان کہلاتا ہے اور قرآن شریف اسے ہدایت کرتا ہے۔ لا

تقف ما لیس لک بہ علم۔

پھر خدا تعالے کے ایک مامور و مرسل کو **فرعون** کہنے کی جرات کرنا ایک **مسلمان** خداترس مسلمان عاقبت اندیش مسلمان کی شان سے ضرور بعید ہے گو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے نزدیک ایک معمولی بات ہو ہمین زیادہ تر افسوس اس بات پر ہے کہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر جو ہندوؤن سے ربط ضبط بڑھانے کے لئے کانگرس کی تائید بھی ضرورتاً کر دیا کرتا ہے)

اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے بھی اس الزام کو دور نہیں کر سکتا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کے خلاف مضامین شایع کرنے کی تو دلیری کرتا ہے۔ لیکن جب اسکی تردید اس کے پاس بھیجی جاوے تو وہ اسے ہرگز نہین چھاپتا اور ہمین بارہا اس کا تجربہ ہوا ہے خود ہم نے اور ہمارے احباب نے پیسہ اخبار کی اس قسم کی بیہودہ گوئیون پر اسے بیدار کرنے والے مضامین لکھی ہین جو اس نے شایع نہین کئے اور مجبوراً دوسرے اخبارات مین انجمن شایع کرانا پڑا ہے حالانکہ ایک آزاد اخبار نویس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ کبھی بھی اپنی رائے کی پاسداری کی پروا نہ کرے۔

جب کہ اس کی کمزوری اور بیہودگی دلایل اور واقعات کے رو سے ثابت کر دیجاوے۔ ہم دیکھینگے کہ پیسہ اخبار آیندہ کے لئے اس اصول کی کہانتک پروا کرتا ہے سردست ہم اسے اسلامی ہمدردی کے رو سے سمجھاتے ہین کہ وہ اپنے اس طرز کو بدل دے اور خدا تعالے سے ڈر کر قلم اٹھایا کرے۔ جب تک وہ حضرت مسیح موعود کی ساری تحریرون کو نہ پڑھ لے۔ ان پر نکتہ چینی کرنے کا اسے کوئی حق شرعاً عرفاً۔ اخلاقاً حاصل نہیں ہے۔ اور یا تو وہ اس قسم کے مضامین جو محض دل آزاری کے لئے غلط بیانیون کے سلسلہ مین شایع کئے جاتے ہین شایع نہ کیا کرے اور یا وہ تحریرین بھی ضروری شایع کرے جو ان کی تردید مین اس کو بھیجی جاوین۔

فی الحال ہم اسی پر اکتفا کرتے ہین اور محض خیر خواہی کی بنا پر اسے یہ رائے دیتے ہین ورنہ پیسہ اخبار کو یاد رہے کہ اس کی اس فرعونیت اور شیخی کو توڑنے کے لئے ہم بفضلہ تعالےٰ ہر **ہر فرعونے راموسےٰ** کی مثال عملی رنگ مین اسے سمجھا دین گے۔

نصیحت گفتمت و بشنو و بہانہ مگیر
کہ ہرچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

رویائے صحیحہ

۱۴ ر جنوری کی شب کو سونے سے پہلے دعا کے لئے کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے (جن مین سے ایک لاہور مین طاعون کا آجانا بھی تھا) جن کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے توفیق بخشی کہ مین حضور قلب سے اپنے مولا سے دعا مانگون۔ نماز عشاء کے بعد جناب باری مین دعائیں مانگتا ہوا سو گیا۔ دیکھتا ہون کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دولت خانہ کی لپائی کا ارادہ فرمایا ہے اور راج مزدور لپائی کے کام مین مصروف ہین۔ مین بھی ثواب اور شوق کی وجہ سے بجائے ایک مزدور کے ایک کوچی سے دیوارون پر لپائی کرنے لگا مین جب لپائی دیوار پر کر چکا اور غالباً لپائی کا سب کام ہو چکا تھا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ حضور کا ارادہ اس کام کے عوض مین کچھ بخشش کرینگا ہے۔ معاً حضور قرآن شریف اٹھا لاے اور سورہ **یٰسٓ** کا تیسرا رکوع یعنے **وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ** الخ نکالا مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ حضور نے اس رکوع مبارک کی کونسی دو آیتون کا ترجمہ فرمایا۔ غرض وہ وقت میرے لئے ایک نہایت بیش قیمت اور نوری وقت تہا جبکہ مین حضور کی زبان مبارک سے ترجمہ سنتا تھا۔ کیونکہ وہ ویسا ترجمہ نہ تھا جو عام لوگ کیا کرتے ہین۔ مین اسی حالت مین یہ بھی جانتا تھا کہ یہ قرآن شریف کے ظاہری معنی نہیں بلکہ باطنی

یعنی روحانی اور خاص معنے ہیں - جنکا علم حضور ہی کو دیا گیا ہے -

قبل ترجمہ کے مین یہ بھی بھائیوں کو بتانا چاہتا ہون کہ لاہور مین دو روز سے اکثر اوقات ابر رہتا ہے اور بارش کی امید رہتی ہے میرے خواب کی حالت مین بھی ویسا ہی ابر موجود تھا حضور نے آیت شریف پڑھی اور پھر ابر کو دیکھا - فرمایا بارش ہوگی اور پھر آیت پر غور کیا - پھر فرمایا - ہان ۳ روز ہوگی پھر دوسری آیت پڑہی پھر فرمایا - دیکھو - روزے رکھنا بتاکیداً فرمایا کہ روزے ضرور رکھنا اگر نہ رکھو گے تو نقصان کرو گے مین نے سمجھا کہ یہ طاعون کے متعلق حضور نے علاج فرمایا ہے -

بس اسکے بعد حضرت تشریف لے گئے اور خواب کا سلسلہ ختم ہوا اور مین اٹھ کھڑا ہوا - کیونکہ صبح کی نماز کا وقت تھا - پس میرا منشا الحکم مین اس کی شاعت کا صرف یہی ہے کہ سب بھائیوں کو اس حکم کی اطلاع ہوجاوے - اگرچہ میرے خواب کی بنا پر کسی دوسرے شخص پر اس حکم کی پابندی لازم نہ ہوسکتی ہو لیکن مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ ہم سب معترفانِ بیعت چونکہ ایک ہی دیوار کی اینٹین ہین - اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ جو بات کسی ایک بھائی کو ملے وہ حتی المقدور سب کو کم سے کم اس کی اطلاع ضرور کردے -

روزہ ایک ایسی مقبول اور خدا کی جناب مین ایک بھاری عبادت ہے - بشرطیکہ وہ اپنی پوری لوازمات کے ساتھ ہو - یعنی ہر ایک قسم کی بدی آنکھ کی - کان کی - زبان کی - ہاتھ کی - غرض جسم کے تمام اعضا جو کسی بدی کے مرتکب ہوسکتے ہین سب سے بکلی روزہ ہو - تو پھر اس کی برکات اور بے حد انعامات و ثمرات کے ملنے مین ایک رائی برابر بھی شک نہین -

پس میری ناقص رائے مین ہر ایک بھائی کو خصوصاً ایسی جگہون مین جہان طاعون موجود ہو (۳) روزے ضرور رکھنے چاہئیں - اور پھر خصوصیت کے ساتھ جب بارش ہو تو ضرور ہی رکھیں کیونکہ اس حکم کی منشا یہی معلوم ہوتی ہے -

عام طور پر جسم کو سردی سے خوب بچائیں تر جگہ پر بود و باش نہ رکھیں - مکانون کو صاف و ستھرا رکھیں چونہ - قلعی - مٹی وغیرہ سے مکانون کو لپائی کرائیں حسب استطاعت - لوبان - عود - اگر کی بتیان مکانون مین ایک وقت سلگا لیا کرین - غذا نرم اور زود ہضم کھائیں - سب سے بڑھکر یہ کہ رات دن دعاؤن مین مصروف رہیں - اور مجھ نابکار کو بھی دعاؤن مین شامل رکھیں -

والسلام
عاجز محمد حسین قریشی - رفیق الصحت لاہور
حویلی کابلی مل - ۱۴ جنوری ۱۹۰۷ء

مخمس از محمد نواب صاحب ثاقب احمدی مالیر کوٹلوی

جو دسمبر ۱۹۰۶ء کی آخر تاریخ کو ایک بڑی جماعت مین پڑھی

مدرسہ تعلیم الاسلام کے طالبعلمین

برادران! ہمت بلند دے خدا تمہیں
وفاق و اتفاق دے محبت و صفا تمہیں
صراطِ مستقیم کیطرف ہو رہنما تمہیں
ملے خدا سے نورِ عقل و حکمت و ذکا تمہیں
بنائے کشتیِ سلامتی کا ناخدا تمہیں

نہ محنتون سے جی چراؤ اور نہ کام سے تھکو
بڑے ہی چست و چاق ہو کے زندگی بسر کرو
جوانیون کے ولولون سے کوئی نیک کام لو
دکھاؤ پھر جہان جہان مین جس سے نیک نام ہو
ملیگا اس طرح خدا سے عزت و علا تمہیں

برائیون کی محفلون سے تم الگ تھلے رہو
بھلائیون کی دوڑ مین ہر ایک سے بڑھے رہو
وہ طاقتین ہون تم مین جس سے علم پر پلے رہو
وہ قوتین ہون دل مین جس سے کام پر جمے رہو
نہ لڑکھڑائے راہِ حق مین وہم اور خطا تمہیں

بُری نگاہ سے نہ تکتکی لگائیں بور ٹو بہ
ہر ایک لحہ اس خدائے پاک کا ہو دل مین ڈر
بیان ہو آبدار اور دہن مین ہون بھرے گہر
نہ آنے پائے اک بھی لفظ پر زیان زبان پر
کہو کسی کو اور کہے نہ کوئی ناسزا تمہیں

بڑون کا صد ہزار جان و دل سے تم کرو ادب
اڑی ہوئی مین اون کے اچھے مشورے کرو طلب
فرو کرو بھڑک اوٹھے جو اُن کی آتشِ غضب
جو روٹھ جائیں وہ مناکے لاؤ انکو سب کے سب
کہ پُر ثمر کریگی اونکی پُر اثر دعا تمہیں

خدا بے اچھے سانچے مین جسے ہرا و ثبات ہی
شکوک و وہم سے پرے ہر ایک ان کی بات ہے
ہے آئے روز عید اونکو رات شب برات ہے
بیان مین لطف انکی بات بات مین نبات ہے
ٹپک پڑیگی رال پڑ گیا جو کچھ مزا تمہیں

وہ متقی جو ہمتون کو ہارتے نہین کبھی
مصیبتون مین جز خدا پکارتے نہین کبھی
کئے بغیر شیخیان بگھارتے نہین کبھی
وہ حوصلہ سے بڑھکے ڈینگ مارتے نہین کبھی
سنائینگے ہم اونکے وصف اور بھی دراتمہیں

بنی ہوئی کو ایک دم مین وہ بگاڑتے نہین
سلی ہوئی قبا کو وہم سے وہ پھاڑتے نہین
عدو جو گر پڑا ہے سامنے پچھاڑتے نہین
بھلا برا سنا کے انکو کچھ لتاڑتے نہین
برادران! چاہئے یہ ظرف و حوصلہ تمہیں

پھنساندین بری جگہ تمہارے دل کے ولولے
ملین جہان پہ تم کو دل لبھانے والے مشغلے
ہون صحبتین بہت بُری جلیں ہون بھائی بری
خدا کی آتشِ غضب مین جو کہ ہون ہزار گلے
بچائیگا اس آگ سے تمہارا اتقا تمہیں

لباسِ اتقا اوسی جوان کے ہوگا زیبِ تن
برہنہ رکھے سستی اور کاہلی سے جو بدن
اوسی کو خلعتِ قبول دیگا خدائے ذوالمنن
کہ اتقا ہی جسکی روح و تن ہواو پیرہن
بنو جو متقی یہ بالیقین ملے قباتمہیں

بلند ہمتون سے کارِ دین تم کئے چلو
مسیحِ وقت کی ہدایتون پہ جان دیے چلو
علوم کی شرابِ ناب دمبدم پیئے چلو
پھر خوانِ عام ہے یہان سے آب و نان لئے چلو
یہان سے روح کے لئے ملیگی تر غذا تمہیں

ملینگے پھر کبھی جو اپنی زندگی وفا کرے
بری یہ چیز ہے خدا فراق کا برا کرے
ہر ایک تم سے بھائیو میرے لئے دعا کرے
کہ پھر ملائے ہمکو آپ سے خدا خدا کرے
دعائے ثاقب اک یہ ہے کہ رکھو خوش خدا تمہیں

رسالہ برہان الحق مصنفہ شیخ عبدالحق نومسلم شائع ہوگیا ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ۳ہر ہے بہت جلد خرید لینا قابل دید رسالہ ہے عیسائی مذہب کی حقیقت طشت ازبام کرتا ہے - درخواستین دفتر الحکم یا حکیم فضلدین صاحب کے پتہ پر آنی چاہئیں -

مغرب کے مذہبی خیالات مین تغیر

مغرب کے مذہبی خیالات مین حیرت انگیز تبدل واقع ہوا ہے۔ اخبار ویسٹمنسٹر ورلڈ نے ... حال مین پرانے اور نئے خیالات کا موازنہ کیا ہے جو ریورنڈ گنپت کی جدید کتاب مین لکھے گئے ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیسا عظیم الشان تغیر عیسائی مذہب مین پیدا ہوتا جاتا ہے اور کس طرح سے فلسفہ وہی رخ اختیار کر رہا ہے جو مشرق مین اختیار کر چکا ہے کسی ... الفاظ کے تبدل سے جدید خیالات یورپ بالکل ایک عظیم گروہ ہند کے فلسفہ سے ملتے ہین

پرانا عیسائی خیال | نیا عیسائی خیال

پرانا عیسائی خیال	نیا عیسائی خیال
خدا سب سے علیحدہ ہے تثلیث میں وحدانیت ہے	خدا سب میں ہے وحدانیت سب مین ہے
خدا نے عیسیٰ کا جسم انسان قبول کیا جو تاریخی واقعہ ہے۔	انسان مین خدا ہے اور بلا رکاوٹ کے سلسلہ پیدائش قائم ہے۔
بائبل ہر ایک راستی کا ذریعہ ہے اور راستی کے دریافت کے لئے قطعی سند ہے۔	انسان کی روح مین ذریعہ قطعی سند کا ہے وحشیانہ حالت سے انسان نے ترقی کی ہے
گنہگاری پھیلی ہوئی ہے۔ گناہ کی ابتدا ہوئی	انسانی فطرت غیر مکمل ہے۔ گناہ انسان نے ورثہ مین پایا۔
عفو ایک ناراض خدا کا درگذر کرنے کا ہے نجات روح کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔	انسانی روح کو اطمینان راستی کی طرف ملتا ہے قبول حقیقت سے آنند حاصل ہوتا ہے
بہشت انعام اور جہنم سزا کا مقام ہے جو ایک ہی خاص مقام پر قائم ہے اور آئندہ حاصل ہو سکتا ہے	بہشت و جہنم انسان کی روح کی حالتین ہین اس کو راحت و تکلیف اس دنیا مین حاصل ہوتی ہے۔

پادری گنپت رائے صاحب کا خیال ہے کہ خود راسخ الخیال عیسائی اس ضرورت کو قبول کرینگے آزادی خیالات سے تعصب دور کرین اور بیسوین صدی اس عجیب نظارہ کو دیکھیگی۔ وسیع خیال عیسائی تحریک شروع ہوگی جو مختلف گروہ عیسوی مذہب مین اتحاد پیدا کرے گی اور مختلف مذاہب کو باہم ملائیگی

مختلف خبرین

ڈیرہ غازیخان کی قسمت کا فیصلہ اب ہوا چاہتا ہے گورنمنٹ نے اب اس شہر کو زیادہ محفوظ کرنے کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے ایک کمیٹی عنقریب منعقد ہوکر اس امر کا فیصلہ کریگی کہ شہر مذکور کو اب کون سے نئے مقام پر آباد کرے۔

کلکتہ مین جہازرانی کا فن سکھانے کے لئے ایک جہاز خاص کئے جانے کی استدعا کیگئی ہے۔

مدراس مین ایک کتے نے اپنے مالک کے چار سالہ بچے کو جو تالاب مین گر پڑا تھا ڈوبنے سے بچا لیا۔

پاینیر کا یہ مشورہ نہایت معقول ہے کہ جشن قیصری کے موقعہ پر پنجاب کے غیر آبپاش علاقون اور دیگر قحط زدہ قطعات کے مالگذارون کو ملتوی شدہ معاملہ معاف کر دیا جائے۔ گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ بقایا معاملہ کی علت مین بغیر منظوری گورنمنٹ قرقی کے وارنٹ جاری نہ ہوا کرین۔

رنگون مین ۴۵ بھکاریونکی جنکو ایک ایک ہفتہ سخت قید کی سزا ملی جو لوگون کے کان کہاتے پہرتے تھے۔

کلکتہ کی طرح مدراس یونیورسٹی مین بھی امتحان بیچلر آف سائنس لینا منظور کیا گیا ہے

مقدمہ پنا کا فیصلہ ہوگیا رانی کنول کور، سول اور لچھمی پرشاد بعدم ثبوت رہا ہوئے۔ اچہر لال کو ۰ دت کی سزا ہوئی مہاراجہ صاحب کی نسبت گورنمنٹ مین رپورٹ ہوگئی۔ امید نہیں کہ وہ پھر گدی پر بیٹھ سکین۔

طرابلس سے خبر آئی ہے کہ ایک گہر مین کوئلے سلگا کر دروازے بند کر دیئے گئے ہوا کی آمد و رفت کے لئے کوئی سوراخ نہ رہنے سے صبح کو تمام گھر کے آدمی مرے ہوئے پائے گئے اگر لمپ جل رہا ہو یا کوئلے سلگ رہے ہون تو اس امر کی ضرور احتیاط رہنی چاہئیے کہ مکان مین ہوا کے تمام مخارج بند نہ کئے جاوین

لاہور مین انتظام طاعون کے لئے ایک اسسٹنٹ ... ہوا تنخواہ چھ سو ماہوار مقرر ہوئی اضافہ پولیس بھی ہوگا جنکے لئے میونسپلٹی لاہور نے دسہزار ماہوار منظور کیا باقی سرکار دیگی۔

حجاز ریلوے کے کام کے متعلق ہفتہ مختتمہ ۲۲ رمضان المبارک کی رپورٹ مظہر ہے کہ کام نہایت سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ کام کرنیوالے پہلے کی نسبت زیادہ بڑہا دئے گئے ہین۔ چار مختلف مقامات پر کام شروع ہے اس ہفتہ سڑک کہودنے مٹی کوٹنے اور پتھر ڈالنے والون کی تعداد ۲۱۵۴ تھی۔ چڑہائی کرنے سلیپر بچھانے اور پلون والون کی تعداد ۲۳۷۱ مزدور تھے اور ۲۳ معمار اور لوہار۔ ۵۳۱ گدھے ۱۲۸ اونٹ ۶۵ پتھر ڈھونے کی گاڑیان تھین۔

بیعت

عبدالقادر صاحب ساکن علیوال۔ حال وارد کوہاٹ دروازہ بنون دکان ابراہیم رنگریز
فضل حسین صاحب ساکن کرٹیالوالہ ضلع گجرات حال وارد سائیں ضلع گجرات ڈاکخانہ حاجی والہ
محمد دین صاحب چیف انجنیر نیروبی افریقہ ملک مشرقی
فتح محمد صاحب ساکن اوچہانہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ حال پسرور سرمونڈل
مولوی محمد صاحب ساکن پیل ضلع خوشاب تھانہ نوشہرہ
شیخ ڈومن صاحب کاتب سرکاری مونگیر خاص بازار
محبوب عالم صاحب لاہور رنگ محل
امام بخش صاحب ساکن ڈھولن ضلع سیالکوٹ۔ تحصیل ظفروال ڈاکخانہ ظفروال
عبدالکریم صاحب ״
میان ماہیا صاحب ״
مولوی برہان الدین صاحب دریس ساکن نورا ضلع گجرات پنجاب حال نیروبی ہسپتال افریقہ
امام الدین صاحب افریقہ نیروبی ہسپتال
شیخ فرزند علی صاحب ساکن شاہ جہان پور حال وارد الہ آباد بخشی بازار محلہ کوتوالی
میان عبداللہ ساکن کنگنہ ضلع ہوشیار پور تھانہ بلاچور
عنایت علی صاحب مراد آبادی ٹھیکیدار

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

بنام علی محمد درزی ساکن سوہل

تمہارا خط مجھکو ملا یہ تم لوگوں کا ایمان ہے کہ میں نے قسم کھاکر لکھا کہ مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مرزا غلام احمد سچا اور منجانب اللہ ہے اور تم کہتی ہو کہ نعوذ باللہ وہ نبی نہین بلکہ شیطان تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بن گیا یہ کسقدر گستاخی اور بے ادبی اور بے ایمانی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ذلت روا رکھی جاکہ شیطان آپکی شکل پر آجاتا ہے حالانکہ حدیث شریف ہے کہ من رأنی فقد رئی الحق فان الشیطان لا یتمثل بصورتی یعنی جس نے مجھے دیکھا درحقیقت اس نے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت پر ظاہر نہیں ہو سکتا - ہان یہ ممکن ہی کہ ایک شریر خبیث آدمی جھوٹے طور پر یہ کہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا - اور اصل مین کچھہ نہ دیکھا ہو - کیونکہ اس زمانہ مین ایسی بدمعاش بھی بہت ہین کہ بے خوف ہو کر سچائی کا مقابلہ کرنیکے لئے جھوٹی خوابین بھی پیش کرتے ہین اور اشتہاروں مین چھپوا تے ہین اسیوجہ سے مین نے لکھا تھا کہ اگر مین نے جھوٹ بولا ہے تو میرے دونوں بیٹے ہلاک ہوجائین ورنہ جو شخص مکذب ہو - اس کو چاہیے کہ اپنی تکذیب کی تقریب پر بنا رکھکر یہ اشتہار شایع کرے کہ یہ خواب جھوٹی ہے ورنہ میرا بیٹا ہلاک ہو جا تو مین امید رکھتا ہوں کہ اس کا بیٹا ہلاک ہوجائے گا - مگر تم نے تو کوئی اشتہار شایع نہ کیا صرف بیہودہ طور پر چند سطرین اپنے قلم سے لکھکر میری طرف بھیجدین اور خدا کے ساتھ بھی ایک چال بازی اختیار کی اور لکھا کہ مین یکم فروری ۱۹۰۲ء سنہ سے ۱۰ فروری ۱۹۰۲ء سنہ تک میعاد مقرر کرتا ہوں کہ اگر مین اس خواب کی تکذیب مین جھوٹا ہوں جو عبد الرحمن یعنی اس عاجز نے دیکھی ہی تو میرا بیٹا عبد العزیز اس روز تک ہلاک ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ تمہیں بے ایمانی کی شرارتوں مین خوب مشق ہے اس قسم کی چال پہلے زمانہ مین کافر کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن شریف مین لکھا ہے واذ قالوا اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب اليم کافروں نے کہا کہ اگر یہ نبی سچا ہی - تو ہم پر پتھر برسین یا دردناک عذاب آجاوے تو اب بتلاؤ کہ یہ درخواست کافروں کی جو قرآن شریف مین موجود ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا قبول ہوئی کسی جگہ قرآن شریف مین یہ لکھا ہوا نہیں پایا جاتا کہ انپر پتھر برسے تھے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلیگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سچے نہیں تھے اور کیا تم کہہ سکتے ہو کہ کافروں نے جو طریق فیصلہ کیلئے تجویز کیا تھا اسمین وہ غالب رہے اور بجائے پتھر کے ایک ٹکڑہ اینٹ کا بھی آسمان سے نہ برسا اب بتلاؤ تمہارے اس قول مین اور ابو جہل وغیرہ کے قول مین کیا فرق ہی ہان تمنے ذرا زیادہ شوخی دکھلا کر اُن کافروں کے بھی کان کاٹے کہ اپنی طرف سے میعاد بھی مقرر کردی - اے احمق نادان اس طرح پر تو ہر ایک مخالف اسلام کا سچا ہو سکتا ہی مثلاً ایک نصرانی اگر تمہاری طرح شوخی کرکے اور تمہارے اسی عقیدہ کو صحیح تسلیم کرکے یہ کہدے کہ قرآن شریف مین جو لکھا ہی تکاد السموات يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولدا یعنی اس عقیدہ پر کہ رحمن کا کوئی بیٹا ہی - قریب ہی کہ آسمان پھٹ جاوے اور زمین شق ہو جاوے اور پہاڑ چور چور ہو جاوین - اور مین مسیح کو ابن اللہ کہتا ہوں اگر قرآن سچا ہے تو مجھپر ابھی آسمان ٹوٹ پڑین - تو کیا ایسا ہوگا ؟ کبھی نہین - تو پھر اے اسلام کے دشمن ! اے نبی کریم کے دشمن ! اور اے قرآن کے دشمن ! کیا تو اس قسم کی چالاکی سے اسلام کی ہنسی کرانی چاہتا ہی اور اپنے فریب خوردہ نفس کے خیالات سے دنیا کو سچا کیطرف آنیسے روکنا چاہتا ہی - ایسا ایک ہندو یا عیسائی یا یہودی کہہ سکتا ہے کہ اگر اسلام سچا ہے تو الٰہی میرے پر بجلی پڑی - اور ظاہر ہی کہ اس کے کہنے کے موافق اسیوقت کوئی بجلی نہیں گریگی کیونکہ یہ اس کی منہہ کی بات ہے - نہ خدا کے منہہ کی تو کیا تو اس سے یہ نتیجہ نکال لیگا کہ اسلام جھوٹا ہے کیونکہ بجلی نہین پڑی - اگر تجھے اس مین کلام ہے تو دو تین آدمی سے بھی زیادہ سکھ - ہندو آریہ وغیرہ ایسی باتین کہہ سکتے ہین - تو پھر دیکھے کیا دنی بجلی تاریخ مقررہ تک کسی پر پڑتی ہے - یہی تم لوگوں کی بیدینی اور حماقت کی باتین ہین جو قرآن شریف کی ہدایتوں کی خبر نہیں میعاد مقرر کرنا خدا تعالے کا کام ہے نہ انسان کا کام مین نے تو مکذب کے لئے قرآن شریف کی آیت کے مطابق لکھا تھا جو اللہ تعا فرماتا ہی وان يك كاذبا فعليه كذبه یعنی اگر یہ جھوٹا ہے تو اپنی جھوٹہ سے ہلاک ہوجائیگا اور ایسا ہی وہ فرماتا ہی ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب باياته - یعنی اس سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افترا باندھے یا خدا کے نشانوں کی تکذیب کرے اور ظالموں کیلئے سزا کا وعدہ ہی مگر ان آیتوں مین کوئی تاریخ مقرر نہین اسلئے ہم بھی مقرر نہیں کرسکتے - اگر تمہارے دل مین خدا کا خوف ہے تو ابو جہل کی طرح اپنی طرف سے کوئی بات مت تراشو یہ لعنتیوں کا کام ہے بلکہ چاہئے کہ قرآن کے وعدے کے مطابق عمل کرو یعنی یہ کہ اگر تمہارے دل مین ہے کہ یہ خواب شیطانی ہے یا مین نے آپ بنایا ہے تو اس بارہ مین ایک بار ایک اشتہار چھپا ہوا شایع کردو کہ مین اس خواب کو یقین دل کے ساتھ شیطانی یا انسانی بناوٹ سمجھتا ہوں اور اگر یہ خدا کی طرف سے ہے تو بخدا مین دعا کرتا ہوں کہ میرا بیٹا عبد العزیز مجھہ سے پہلے مرجاوے - تو ہم یقین کرتے ہین کہ عبد العزیز تم سے پہلے ضرور مریگا - کیونکہ خدا

مغرب کے مذہبی خیالات مین تغیر

مغرب کے مذہبی خیالات میں حیرت انگیز تبدل واقع ہوا ہے۔ اخبار ویسٹمنسٹر گزٹ لندن [illegible] مین پرانے اور نئے خیالات کا موازنہ کیا ہے جو ریورنڈ گپت کی جدید کتاب مین لکھے گئے ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیسا عظیم الشان تغیر عیسائی مذہب مین پیدا ہوتا جاتا ہے اور کس طرح سے فلسفہ وہی رخ اختیار کر رہا ہے جو مشرق مین اختیار کر چکا ہے کسی قدر الفاظ کے تبدل سے جدید خیالات یورپ بالکل ایک عظیم گروہ ہند کے فلسفہ سے ملتے ہین

پرانا عیسائی خیال	نیا عیسائی خیال
خدا سب سے علیحدہ ہے	خدا سب میں ہے
تثلیث میں وحدانیت ہے	وحدانیت سب مین ہے
خدا نے عیسیٰ کا جسم انسان قبول کیا جو تاریخی واقعہ ہے۔	انسان مین خدا ہے اور بلا رکاوٹ کے سلسلہ پیدائش قائم ہے۔
بائیبل پر ایک راستی کا ذریعہ ہے اور راستی کے دریافت کے لئے قطعی سند ہے۔	انسان کی روح مین ذریعہ قطعی سند کا ہے وحشیانہ حالت سے انسان نے ترقی کی ہے
عام گنہگاری پھیلی ہوئی ہے۔	انسانی فطرت غیر مکمل ہے۔
گناہ کی ابتدا ہوئی	گناہ انسان نے ورثہ مین پایا۔
عفو ایک ناراض خدا کا درگذر کرنے کا ہے	انسانی روح کو اطمینان راستی کی طرف ملتا ہے
نجات روح کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔	قبول حقیقت سے آنند حاصل ہوتا ہے
بہشت انعام اور جہنم سزا کا مقام ہے جو ایک ہی خاص مقام پر قائم ہیں اور آئندہ حاصل ہو سکتا ہے	بہشت و جہنم انسان کی روح کی حالتین ہین اس کو راحت و تکلیف اس دنیا مین حاصل ہوتی ہے۔

پادری گپت رائے صاحب کا خیال ہے کہ وہ راسخ الخیال عیسائی اس ضرورت کو قبول کرینگے آزادی خیالات سے تعصب دور کرین اور بیسوین صدی اس عجیب نظارہ کو دیکھیگی۔ وسیع خیال عیسائی تحریک شروع ہوگی جو مختلف گروہ عیسوی مذہب مین اتحاد پیدا کرے گی اور مختلف مذاہب کو باہم ملائیگی

مختلف خبرین

ڈیرہ غازیخان کی قسمت کا فیصلہ اب ہوا چاہتا ہے گورنمنٹ نے اب اس شہر کو زیادہ محفوظ کرنے کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے ایک کمیٹی عنقریب منعقد ہو کر اس امر کا فیصلہ کریگی کہ شہر مذکور کو اب کون سے نئے مقام پر آباد کرے۔

کلکتہ مین جہاز رانی کا فن سکھانے کے لئے ایک جہاز خاص کئے جانے کی استدعا کیگئی ہے۔

مدراس مین ایک کتے نے اپنے مالک کے چار سالہ بچے کو جو تالاب مین گر پڑا تھا ڈوبنے سے بچا لیا۔

پانیر کا یہ مشورہ نہایت معقول ہے کہ جشن قیصری کے موقعہ پر پنجاب کے غیر آبپاش علاقون اور دیگر قحط زدہ قطعات کے مالگذارون کو ملتوی شدہ معاملہ معاف کر دیا جائے۔ گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ بقایا معاملہ کی علت مین بغیر منظوری گورنمنٹ قرقی کے وارنٹ جاری نہ ہوا کرین۔

رنگون مین ۱۰ بھکاریونکو ایک ایک ہفتہ سخت قید کی سزا ملی جو لوگون کے کان کھاتے پھرتے تھے۔

کلکتہ کی طرح مدراس یونیورسٹی مین بھی امتحان بچلر آف سائنس لینا منظور کیا گیا ہے

مقدمہ پنا کا فیصلہ ہو گیا رانی کنول کور رسول اور لچھمی پرشاد بعدم ثبوت رہا ہوئے۔ اچھی لال کو ۷ دن کی سزا ہوئی مہاراجہ صاحب کی نسبت گورنمنٹ میں رپورٹ ہو گئی۔ امید نہیں کہ وہ پھر گدی پر بیٹھ سکین۔

طرابلس سے خبر آئی ہے کہ ایک گھر مین کوئلے سلگا کر دروازے بند کر دیے گئے ہوا کی آمد و رفت کے لئے کوئی سوراخ نہ رہنے سے صبح کو تمام گھر کے آدمی مرے ہوئے پائے گئے اگر لمپ جل رہا ہو یا کوئلے سلگ رہے ہون تو اس امر کی ضرور احتیاط رہنی چاہئے کہ مکان مین ہوا کے تمام مخارج بند نہ کئے جاوین

لاہور مین انتظام طاعون کے لئے ہیلتھ افسر مقرر ہوا تنخواہ چھ سو ماہوار مقرر ہوئی اضافہ پولیس بھی ہوگا جنکے لئے میونسپلٹی لاہور نے دسہزار روپیہ ماہوار منظور کیا باقی سرکار دیگی۔

حجاز ریلوے کے کام کے متعلق ہفتہ مختتمہ ۲۲ رمضان المبارک کی رپورٹ مظہر ہے کہ کام نہایت سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ کام کرنیوالے پہلے کی نسبت زیادہ بڑہا دئے گئے ہین۔ چار مختلف مقامات پر کام شروع ہے اس ہفتہ سڑک کھودنے مٹی کوٹنے اور پتھر ڈالنے والون کی تعداد ۲۱۵۴ تھی۔ جڑائی کرنے سلیپر بچھانے اور پلون والون کی تعداد ۱۲۳۷ مزدور تھے اور ۲۳ معمار اور لوہار۔ ۵۳۱ گدھے ۲۸-۱ اونٹ ۶۵ پتھر ڈھونے کی گاڑیان تھین۔

بیعت

عبد القادر صاحب ساکن علیوال۔ حال وارد کوہاٹ دروازہ بنون دوکان ابراہیم رنگریز

فضل حسین صاحب ساکن کڑیالنوالہ ضلع گجرات حال وارد سائیں ضلع گجرات ڈاکخانہ حاجی والہ

محمد دین صاحب چیف انجنیر نیروبی افریقہ ملک مشرقی

فتح محمد صاحب ساکن امو چہانہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ حال پسرور سرمونڈل

مولوی محمد صاحب ساکن پیل ضلع خوشاب تھانہ نوشہرہ

شیخ ڈومن صاحب کاتب سرکاری مونگیر خاص بازار

محبوب عالم صاحب لاہور رنگ محل

امام بخش صاحب ساکن ڈھولن ضلع سیالکوٹ۔ تحصیل ظفروال ڈاکخانہ ظفروال

عبد الکریم صاحب " "

میان ماہیا صاحب " "

مولوی برہان الدین صاحب درس ساکن نورا ضلع گجرات پنجاب حال نیروبی ہسپتال افریقہ

امام الدین صاحب افریقہ نیروبی ہسپتال

شیخ فرزند علی صاحب ساکن شاہ جہان پور حال وارد الہ آباد بخشی بازار محلہ کوتوالی

میان عبداللہ ساکن کنگنہ ضلع ہوشیارپور تھانہ بلاچور

عنایت علی صاحب مرادآبادی ٹھیکیدار

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

نمبر ۷ | ۲۱- فروری ۱۹۰۲ء مطابق ۱۱- ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ | جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق

میگزین کا دوسرا نمبر بھی خدا کے فضل سے ۲۰ فروری ۱۹۰۲ء کو پہلے نمبر سے بھی بڑھ کر صفائی اور خوبصورتی کے ساتھ شایع ہو گیا۔ سول ملٹری گزٹ کے ایک نوٹ پر ایک لطیف مضمون حضرت ایڈیٹر رسالہ کے قلم سے لکھا ہوا شایع ہوا ہے جس مین مذہبی مناظرات پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے طرز کلام پر عجیب بحث ہے اور ایسا ہی اس جری اللہ فی حلل الانبیا کا ایک بیش قیمت مضمون توحید اور تثلیث پر ہے + اردو میگزین مارچ ۱۹۰۲ء سے شایع ہونے لگے گا۔

اردو میگزین اور انگریزی کے لیے کل خط کتابت براہ راست منیجر میگزین کے نام سے ہونی چاہیئے

عید الضحے پر ہونے والے امتحان کا التوا کسی دوسرے موقعہ پر حضرت حجۃ اللہ نے کر دیا ہے۔ جس کی وجہ ملک مین طاعون کا بشدت پھیل جانا ہے۔ حضرت اقدس شرعی طبی اور ملکی مصالح کی بنا پر ان ایام مین ایسا مجمع پسند نہین فرماتے جس مین طاعون زدہ علاقون کے لوگ بھی شامل ہون اسی وجہ سے جناب مرزا خدا بخش صاحب کا دورہ بھی ملتوی کرنا پڑا۔

حضرت حکیم فضل الدین صاحب چاہتے ہین کہ بذریعہ الحکم احمدی قوم کو مطلع کرین کہ حضرت حجۃ اللہ فی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نام جو خطوط آتے ہین ان مین صرف ان امور ہی کا تذکرہ ہونا چاہیئے جو حضرت اقدس ہی کے متلق ہون ان خطوط مین ایسے امور جو مہتمم کتب خانہ یا منیجر میگزین یا ایڈیٹر الحکم یا کسی اور بزرگ کے متعلق یادداشتین ہون اس سے حضرت اقدس کے اوقات گرامی مین بہت بڑا ہرج ہونیکے علاوہ لبسا اوقات ان یادداشتون کی تعمیل نہین ہو سکتی۔ بہتر طریق یہی ہے کہ ہر ایک کے نام جدا جدا خط و کتابت کی جاوے۔

ناظرین الحکم آگاہ رہین کہ ۱۹۰۲ء اور بقایا قیمتون کے وصول کرنے کے لیے وی پی کا سلسلہ اس اشاعت سے جاری کیا جاتا ہے جو بزرگ کسی خاص وجہ سے عند الطلب یعنے وی پی کے پہونچنے پر قیمت دینے کیلئے تیار نہون وہ پہلے اطلاع دین ورنہ بدون اطلاع کے اگر واپس کرینگے تو اخبار ان کے نام بند کرکے ہرجانہ وی پی ان کے حساب مین جمع کیا جاویگا الحکم کی بہتری کیلئے مجبوراً اس طریق پر عمل کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔

استفسارات کے جواب اور بغرض رائے موصول شدہ کتابون پر رائے بوجہ کثرت م

مسئلہ جہاد پر ایک فرانسیسی عالم کا مضمون

اسپارٹا کے باشندوں کو جو ملکی اور تمدنی حقوق حاصل تھے وہ اجنبی لوگوں کو ہرگز نہیں دئے جاتے تھے کسی اجنبی کو یہ حق حاصل نہیں تھا۔ کہ وہ اپنی محنت سے کچھ کما سکے، یا جو چیز اُس کے پاس ہے، اُس کی ملکیت کا دعوےٰ کر سکے، یا اپنی مرضی کے موافق اس کو استعمال کر سکے۔ عدالت کے دروازے بھی اجنبی لوگوں کے لئے بند کر دئے گئے تھے کیونکہ نہ وہ کوئی نالش کر سکتے تھے نہ اپنے مال کو کسی غاصب سے واپس لے سکتے تھے غیر قوموں کے جو باشندے گرفتار ہوتے تھے ان کے ساتھ تو نہایت ہی ظالمانہ برتاؤ کیا جاتا تھا ان کو غلاموں کیطرح ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان سے ایسا بُرا سلوک کیا جاتا تھا کہ اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ غلاموں کے لئے سخت تاکید تھی کہ وہ اپنی حالت پر قائم رہیں۔ اگر کوئی غلام اس درجہ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا، تو وہ فوراً قتل کیا جاتا تھا۔

استھنز میں اگرچہ وہ مذہب جو حکومت کا تھا اس بات میں بدنام تھا کہ وہ اپنے ہی احکام کے مقلدوں کو ہر قسم کے امتیازات و منصب عطا کرتا ہے، تاہم سولن نے، جو قوانین وضع کئے تھے وہ اجنبی ملکوں کے باشندوں کے حق میں کسی قدر نرم تھے سرکاری مذہب کی حالت تو یہ تھی کہ جو شخص اس کے برخلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالتا تھا، وہ یا تو یونان سے جلا وطن کیا جاتا تھا یا فوراً اُس کی گردن اڑا دیجاتی تھی۔ سقراط، پروٹاگورس، دیاگورس، اکلساگورس، سٹلون اور مبلیا۔ وغیرہ نامور لوگوں کی نسبت مشہور ہے کہ وہ جو کام کرتے تھے اس میں مذہبی تعصب کی بو پائی جاتی تھی اور ان میں سے ہر ایک شخص مذہبی رسموں کی سخت پابندی کرتا تھا یونانیوں نے اپنے ملک کے بڑے بڑے نامور اور مشہور آدمیوں اور حکیموں کی نسبت قتل یا سزا کے احکام جاری کرنے سے بھی کوتاہی نہیں کی ہے اور یہ برتاؤ اس حالت میں کیا گیا ہے جبکہ ان کی طرف سے ذرا بھی اس بات کا شک پیدا ہو کہ وہ سرکاری مذہب کے کسی عقیدہ یا مسئلہ سے منکر ہیں، مگر باوجود اس مذہبی تعصب کے وہ لوگوں کے ساتھ کسیقدر مروت کا برتاؤ بھی کرتے تھے، اگرچہ وہ اجنبی ملکوں کے باشندے بھی کیوں نہ ہوں۔ رفتہ رفتہ ان کی اس عادت نے یہانتک ترقی کی۔ کہ یونانیوں اور غیر ملکوں کے باشندوں میں تعلقات کا سلسلہ جاری ہو گیا اور وہ اجنبیوں کے ساتھ اخلاق و مدارات سے پیش آنے لگے پھر کچھ عرصہ کے بعد استھنز مجبوروں، مظلوموں، بیکسوں اور غریب الوطنوں کے لئے جائے پناہ بن گیا۔ اس کے بعد اجنبی لوگوں کو رفتہ رفتہ یہ حق بھی حاصل ہو گیا کہ وہ یونانیوں کی قوم میں شامل ہو کر رہیں اس صورت میں جو ان کو وہ عام حقوق دئے جاتے تھے، جو تمام یونانیوں کو حاصل تھے اسی فیاضانہ برتاؤ کے سبب سے استھنز کو ہمدرد نوع انسان کا لقب دیا گیا تھا اور یہ شہر قدیم زمانہ میں اسی لقب سے مشہور تھا۔ مگر ہم نے یہ جو بیان کیا ہے کہ اجنبی ملکوں کے باشندوں کو یونانی اپنی قوم میں شامل کر لیتے تھے اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ یونان کے اصلی باشندوں کو جو ملکی اور تمدنی حقوق حاصل تھے وہ سب ان کو عطا کر دئے جاتے تھے۔ حاشا و کلّا ایسا ہرگز نہیں تھا، بلکہ نہ وہ سرکاری عہدوں پر مامور ہو سکتے تھے نہ ان کو اپنی یونانی بیویوں پر وہ اختیار تھا، جو شوہروں کو اپنی بیویوں پر ہوا کرتا ہے جو حقوق ان کو دئے گئے تھے وہ صرف ایسے حقوق تھے، جو ہر انسان کو قدرتی طور پر حاصل ہیں اگر وہ اس درجہ سے آگے بڑھنا چاہتے تو ان کو یونان میں رہنے کا حق نہیں رہتا تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ امن عام میں خلل انداز ہوتے ہیں اگر کوئی اجنبی شخص کسی ایسے حقوق کا دعوےٰ کرتا تھا جو یونان کے اصلی باشندوں کو حاصل تھے۔ تو یا تو اس کو جلا وطن کر دیتے تھے جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ یا اس کی آزادی چھین لیتے تھے اور اس کو کسی یونانی کا غلام بنکر رہنا پڑتا تھا اور اپنی ذات پر اُس کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا تھا اگر کوئی آقا اس کو نہ ملتا، جو اُس کو اپنی خدمت میں رکھ سکے اور اس کے نان و نفقہ کا کفیل ہو سکے تو جلا وطنی کے سوا اور کوئی علاج اس کے لئے نہیں تھا۔

رومیوں کا جو برتاؤ غیر قوم اور غیر مذہب والوں کے ساتھ تھا اس کے لحاظ سے وہ تمام گذشتہ قوموں میں سب سے زیادہ بدنام ہیں رومی اجنبی لوگوں سے سخت عداوت رکھتے تھے اگرچہ رفتہ رفتہ ان کا کنبہ کسیقدر تہذیب کے سانچہ میں ڈھل گیا تھا مگر درحقیقت نفرت اور عداوت کا عنصر اونکے اخلاق میں مدت دراز تک موجود رہا۔ بت پرست رومیوں نے جو ظلم عیسائیوں پر کئے اور جن کے سننے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تاریخ کی کتابوں میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اور ہم کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم ان خونریزیوں اور سفاکیوں کی تشریح کریں۔

بت پرست قوموں کا جو برتاؤ غیر ملکوں اور غیر قوموں کے آدمیوں کے ساتھ رہا اوسکا مختصر بیان ہم کر چکے ہیں اور وہ غالباً اس بات کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہوگا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں قوانین معاشرت و اخلاق میں جو ترقی ہوئی تھی اس کے لحاظ سے مسلمانوں اور بت پرستوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کیا تھی اور دونوں قوموں کا برتاؤ اپنے سوا دوسری قوموں کیساتھ کیسا تھا۔

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے پانسو ستر برس پہلے دنیا میں ایک عجیب انقلاب ہوا تھا اور اس سے ہماری مراد حضرت عیسٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا مبعوث ہونا ہے۔ انھوں نے اون تمام قوموں کو جنکی گردنوں میں ذلت کے طوق تھے جن کے پاؤں میں جہالت کی بیڑیاں تھیں جو غلامی کی زندگی بسر کر رہی تھیں ایک ایسے دین کی طرف بلایا جو اونکو انسانیت کے بلند ترین درجہ پر پہونچانے کی قابلیت رکھتا تھا اور جو اون کو جہالت اور نادانی کے اندھیرے سے نکالکر آزادی کی روشنی میں لا سکتا تھا۔ جب یہ مذہب ایک حد تک پھیل چکا۔ تو اوس کے بعد اسلام نے اپنا علم بلند کیا اور دونوں مذہبوں کے ماننے والے اس بات پر مائل ہو گئے کہ ان دونوں مذہبوں کا مقابلہ کریں اور دونوں کے مسائل اور عقائد کا امتحان کر کے ایک کو دوسرے پر فضیلت دیں۔

ہم اس مباحثہ اور مجادلہ میں پڑنا نہیں چاہتے اور اُس کو فریقین کے ان لوگوں پر چھوڑتے ہیں جو ہر دو مذاہب کے مسائل سے کامل واقفیت رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک اس قسم کے مباحثوں اور مناظروں سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اور الٹا نقصان ہوتا ہے اور خرابیوں اور غلط فہمیوں کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ ہمارا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ ہم دونوں مذہبوں کا موازنہ عقلی طریقہ سے کریں اور ان کے اہم اور ضروری مسائل کو ایک دوسرے کے مقابل لا کر جانچیں۔

ہمکو اس بات پر پورا یقین ہے۔ کہ قرآن مجید اور انجیل کا مقصد ایک دوسرے سے مختلف ہے اگر کوئی شخص اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ ان دونوں میں مشابہت اور مطابقت کا ہونا ثابت کرے تو ہماری رائے میں وہ غلطی پر ہے اور وہ یقیناً غلط نتیجے نکالیگا اور راہ راست سے دور جا پڑیگا ہمارے نزدیک حضرت مسیح (علیہ السلام) ایک ایسا مذہب لے کر آئے تھے جو دلشکستوں کا ساتھی اور مظلوموں کا حامی تھا۔ اُنھوں نے پیشین گوئی کی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ تمام انسان بمنزلہ ایک گلہ کے ہونگے اور ان پر ایک ہی چرواہا حکومت کرے گا اس سے مذہب عیسوی کا تمام دنیا پر غالب آ جانا مراد لیا جاتا ہے یہ پیشین گوئی انجیل میں بار بار بیان ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک

کلمات طیّبات

حضرت امام آخرالزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۶ جلد ۶

اور پھر مسیح کے حالات کو پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ شخص کبھی بھی اس قابل نہیں ہو سکتا کہ نبی بھی ہو چہ جائیکہ خدا یا خدا کا بیٹا۔

تدبیر عالم اور جزا و سزا کے لئے عالم الغیب ہونا ضروری ہے اور یہ خدا کی عظیم الشان صفت ہے مگر مین ابھی دکھا آیا ہون کہ اُسے قیامت تک کا علم نہین اور اتنی بھی اُسے خبر نہ تھی کہ بے موسم انجیر کے درخت کے پاس شدت بھوک سے بیقرار ہوکر پھل کھانے کو جاتا ہے اور درخت کو جسے بذات خود کوئی اختیار نہین ہے کہ بغیر موسم کے بھی پھل دے سکے بددعا دیتا ہے۔ اول تو خدا کو بھوک لگنا ہی تعجب خیز امر ہے اور یہ خوبی صرف انجیلی خدا ہی کو حاصل ہے کہ بھوک سے بیقرار ہوتا ہے پھر اس پر لطیفہ یہ بھی ہے کہ آپ کو اتنا علم بھی نہین ہے کہ اس درخت کو پھل نہین ہے اور پھر اگر یہ علم نہ تھا تو کاش کوئی خدائی کرشمہ ہی وہان دکھاتے اور بے بہار کے پھل اس درخت کو لگا دیتے تا دنیا کے لیے ایک نشان ہو جاتا۔ مگر اسکی بجائے بددعا دیتے ہین۔ اب ان ساری باتون کے ہوتے یسوع کو خدا بنایا جاتا ہے؟ مین آپ کو سچی خیرخواہی سے کہتا ہون کہ تکلف سے کچھ نہین ہو سکتا۔ ایک شخص ایک ہی وقت مین اپنی دو حیثیتین بتاتا ہے باپ بھی اور بیٹا بھی خدا بھی اور انسان بھی۔ کیا ایسا شخص دہوکہ نہین دیتا ہے۔؟

انجیل کے جن مقامات کا آپ ذکر کرتے ہین وہان سیاق سباق پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکی خدائی کے ثابت کرنے کے لیے کافی نہین ہیں کیونکہ وہ تو اس کی انسانیت ہی کو ثابت کرتے ہیں۔ اور انسانیت کے لحاظ سے بھی اسے عظیم الشان انسانون کی فہرست مین داخل نہین کر سکتے۔ جب اسے نیک کہا گیا تو اس نے انکار کیا۔ اگر اس کی روح مین بقول عیسائیان کامل تطہیر اور پاکیزگی تھی پھر وہ یہ بات کیون کہتا ہے کہ مجھے نیک نہ کہو۔ علاوہ برین یسوع کی زندگی پر بہت سے اعتراض اور الزام لگائے گئے ہین اور جسکا کوئی تسلی بخش جواب آجتک ہماری نظر سے نہین گذرا۔

ایک یہودی نے یسوع کی سوانح عمری لکھی ہے اور وہ یہان موجود ہے اس نے لکھا ہے کہ یسوع ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا تھا اور اپنے اوستاد کے سامنے اسکے حسن وجمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو اوستاد نے اسے عاق کر دیا۔ اور انجیل کے مطالعہ سے جو کچھ مسیح کی حالت کا پتہ لگتا ہے وہ آپ سے بھی پوشیدہ نہین ہے کہ کس طرح پر وہ نامحرم نوجوان عورتون سے ملتا تھا۔ اور کس طرح پر ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا۔ اور یسوع کی بعض نانیون اور دادیون کی جو حالت بائبل سے ثابت ہوتی ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہین ان مین سے تین جو مشہور و معروف ہین ان کے نام یہ ہین بنت سبع۔ راحاب۔ تمر اور پھر یہودیون نے اس کی ماں پر جو کچھ الزام لگائے ہین وہ بھی ان کتابون مین درج ہین۔ ان سب کو اگر اکٹھا کر کے دیکھین۔ تو اس کا یہ قول کہ مجھے نیک نہ کہو اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے اور یہ فروتنی یا انکسار کے طور پر ہرگز نہ تھا۔ جیسا بعض عیسائی کہتے ہین۔ اب مین پوچھتا ہون کہ جس شخص کے اپنے ذاتی چال چلن کا یہ حال ہو اور حسب نسب کا یہ تو کیا خدا ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ یہ باتین اللہ تعالےٰ کے تقدس کے صریح خلاف ہین خدا اپنی قدرت سے کبھی الگ نہیں ہوا اور یسوع کی نسبت صاف معلوم ہے کہ پورا ناتوان اور بے علم تھا پھر یسوع کی راستبازی مین کلام ہے پہلے کہا کہ مین داؤد کا تخت قایم کرنے کے واسطے آیا ہون اور حواریون کو کپڑے بیچ کر تلوارین خریدنے کی بھی تعلیم دی لیکن جب دال گلتی نظر نہ آئی تو اس کو یہ کہکر ٹالدیا کہ آسمانی بادشاہت ہے کیا داؤد کا تخت آسمانی تھا۔

اصل یہ ہے کہ ابتدا مین اسے خیال نہ تھا کہ کوئی مخبری کی جاوے گی۔ لیکن آخر جب مخبری ہوئی اور عدالتون مین طلبی ہوئی تو آنکھ کھلی اور آسمانی سلطنت پر اسے ٹالا۔

بھلا اس قسم کے ضعف اور بے علمی اور ایسے چال چلن کے ہوتے ہوئے کہین خدا بننا کہین بیٹا کہلانا اور انسان ہونا یہ ساری باتین ایک ہی وقت مین جمع ہو جاتین کسقدر حیرت کو بڑھانے والی ہین۔

باقی رہا پولوس کا اجتہاد یا اس کے اقوال۔ جن لوگون نے پولوس کے چال چلن پر غور کی ہے اور جیسا کہ اس کے بعض خطوط کے فقرات سے بھی معلوم ہوتا کہ وہ ہر مذہب والے کے رنگ مین ہو جاتا تھا تمھین خوب معلوم ہے اور اس کے حالات مین آزاد خیال لوگون نے لکھا ہے۔ کہ اچھے چال چلن کا آدمی نہ تھا۔ بعض تاریخون سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک کاہن کی لڑکی پر عاشق تھا۔ اور ابتدا مین اس نے بڑے بڑے دکھ عیسائیون کو دیئے اور بعد مین جب کوئی راہ اسے نہ ملی اور اپنے مقصد مین کامیابی کا کوئی ذریعہ اسے نظر نہ آیا تو اس نے ایک خواب بنا کر اپنے آپ کو حواریون کا سجدار بنا لیا۔ خود عیسائیون کو اس کا اعتراف ہے کہ وہ بڑا سنگدل اور خراب آدمی تھا۔ اور یونانی بھی پڑھا ہوا تھا۔ مین نے جہانتک غور کی ہے مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ ساری خرابی اس لڑکی ہی کے معاملہ کی تھی۔ اور عیسائی مذہب کے ساتھ اپنی دشمنی کامل کرنے کے لئے اس نے یہ طریق آخری سوچا کہ اپنا اعتبار جمانے کے لیئے ایک خواب سنادی اور عیسائی ہوگیا اور پھر یسوع کی تعلیم کو اپنے طرز پر ایک نئی تعلیم کے رنگ مین ڈھالدیا۔ مین کہتا ہون کہ عیسائی مذہب کی خرابی اور اس کی بدعتون کا اصل بانی یہی شخص ہے۔ اور اسکے سوا مین کہتا ہون کہ اگر یہ شخص ایسا ہی عظیم الشان تھا اور واقعی یسوع کا رسول تھا اور اسقدر انقلاب عظیم کا موجب ہونے والا تھا کہ خطرناک مخالفت کے بعد پھر یسوع کا رسول ہونے کو تھا تو ہمین دکھاؤ کہ اس کی بابت کہان پیشگوئی کی گئی ہے کہ ان صفات والا ایک شخص ہوگا اور اس کا نام ونشان دیا ہو اور یہ بھی بتایا ہو کہ وہ یسوع کی خدائی ثابت کرے گا۔ ورنہ یہ کیا اندہیر ہے کہ پطرس کے لعنت کرنے اور یہودا اسکریوطی کے گرفتار کرانے کی پیشگوئی تو یسوع صاحب کر دین اور اتنے بڑے عیسوی مذہب کے مجتہد کا کچھ بھی ذکر نہ ہو؟

اس لیئے اس شخص کی کوئی بات بھی قابل سند نہین ہو سکتی ہے اور جو کچھ اسنے کہا ہے وہ کونسے دلایل ہین وہ بجائے خود نرے

دعوے ہی دعوے ہین - مین بار بار یہی کہتا ہون اور اسلئے مکرر سہ کرر اس بات کو بیان کرتا ہون کہ آپ سمجھ لین کہ انجیل ہی کو یسوع کی خدائی کے رد کرنے کے لیئے آپ پڑھین وہ خود ہی کافی طور پر اس کی تردید کر رہی ہے اگر وہ خدا تھا تو کیون اس نے بالکل نرالی طرز کے معجزات نہ دکہائے - مین نے تحقیق کر لیا ہے کہ ان کے معجزات کی حقیقت سلب امراض سے کچھ بھی بڑھی ہوئی نہ تھی جس مین آج کل یورپ کے مسمریزم کرنیوالے اور ہندو اور دوسرے لوگ بھی مشتاق ہین اور خیالات ایسے بیہودہ اور سطحی تھے کہ صرع کے مریض کو کہتا ہے کہ اس مین جن گھسا ہوا ہے حالانکہ اگر صرع کے مریض کو کونین - کچلا - فولاد دین اور اندر دماغ مین رسولی نہ ہو تو وہ اچھا ہو جاتا ہے - بھلا جن کو مرگی سے کیا تعلق - چونکہ یہودیون کے خیالات ایسے ہو گئے تھے ان کی تقلید پر اس نے بھی ایسا ہی کہدیا اور یا یہ کہ جیسے آج کل جادو ٹونے کرنے والے کرتے ہین کہ بعض ادویات کی سیاہی سے تعویذ لکھ کر علاج کرتے ہین - اور بیماری کو جن بتاتے ہین ویسے ہی اس نے کہدیا ہو - مجھے افسوس ہے کہ مسیح کے معجزات کو مسلمانون نے بھی غور سے نہین دیکھا اور عیسائیون کی دیکھا دیکھی اور ان سے سن سن کر انکے معنے غلط کر لئے ہین مثلاً اکمہ کا لفظ ہے - جس کے معنے شب کورکے ہین اور اب معنے یہ کر لیئے جاتے ہین کہ مادر زاد اندھون کو شفا دیا کرتے تھے حالانکہ یہ اکمہ وہ مرض ہے کہ جس کا علاج بکرے کی کلیجی کھانا بھی ہے اور اس سے بھی یہ اچھے ہو جاتے ہین یسوع ضعف - ناتوانی - بے کسی اور نامرادی کی سچی تصویر ہے اور عام کمزوریون مین انسانون کا شریک ہے کوئی امر خاص اس مین پایا نہین جاتا - کتب سابقہ کی پیشگوئیوں کا جو ذخیرہ پیش کیا جاتا ہے ان مین صدہا اختلاف ہے اول تو خود یہودیون کی تفسیرون مین انکے معنے ہی نہین جو عیسائی کرتے ہین اور دوسرے ان تفسیرون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پوری ہو چکی ہوئی ہین - ایک شخص عرصہ ہوا میرے پاس آیا تھا - آخر خدا نے اس پر اپنا فضل کیا اور وہ مسلمان ہو گیا - اور مسلمان ہی مرا اس کے واسطے یہودیون کو لکھا تھا اور ان سے دریافت کیا تھا -

اور اصل وارث تو یہودی ہی ہین کہ جو ہمیشہ نبیون سے تعلیم پاتے چلے آئے تھے انہی کا حق تو ہے کہ وہ اس کی صحیح تفسیر کرین اور خود مسیح نے بھی فقیہون اور فریسیون کی بات ماننے کا حکم دیا ہے گو انکے عمل سے منع کیا ہو عیسائیون اور یہودیون مین اختلاف یہ ہے اول الذکر ان سے ابنیت اور الوہیت نکالتے ہین اور آخر الذکر کہتے ہین پوری ہو چکی ہین انصاف کے رو سے وہی حق پر ہین جنہون نے ہمیشہ نبیون سے تعلیم پائی اور ان باتون کی تجدید سے ایمان تازہ کیئے - اور برابر چودہ سو برس تک خدا کی باتین سنتے آئے تھے حضرت مسیح موسیٰ علیہ السلام سے چودہ سو سال بعد یعنے چودھوین صدی مین آئے تھے اور جیسے اس زمانہ مین مسیح دیا گیا تھا کہ تا موسوی جنگون کے اعتراض کو اپنی تعلیم سے دور کر دے اور خاتمہ جنگ وجدال پر نہ ہو - ویسے ہی اس امت کے لیئے مثیل موسیٰ صلے اللہ علیہ وسلم - کے خلفا مین سے چودھوین صدی پر مسیح موعود مبعوث کیا گیا تا اپنی پاک تعلیم کے ذریعہ جہاد کے غلط خیال کی اصلاح کر دے اور ثابت کر دے کہ اسلام تلوار سے ہرگز نہین پھیلایا گیا - بلکہ اسلام اپنے حقایق اور معارف کی وجہ سے پھیلا ہے غرض یہودی پیشگوئیون کی بحث مین غالب آجائین گے اور حق انکے ساتھ ہے اور یہ دیکھا بھی گیا ہے کہ یہودی معقول بات کہتے ہین جیسے ایلیا کے بارے مین انہون نے کہا ہے، اور ایسا ہی اس بارے مین انکے ہاتھ مین شہادتون کا ایک زرین سلسلہ ہے اور اگر کوئی چاہے تو ان کی کتابین اب بھی منگوا کر دکہا سکتے ہین یہی مین نے سراج الدین کو بھی کہا تھا -

دیکھو انسان ایک برتن کو لیتا ہے تو اسے بھی دیکھ بھال کر لیتا ہے - پھر ایمان کے معاملہ مین اتنی لاپروائی کیون کی جاتی ہے ؟ پس یہ پیشگوئیان تو یون رد ہوئیں اب باقی ہے انجیل کے اقوال تو سب سے پہلے تو ہم یہ کہتے ہین کہ جب اصل انجیل ہی انکے ہاتھ مین نہین ہے تو کیون یہ امر قرین قیاس نہ مانا جاوے کہ اسمین تحریف کی گئی ہے - کیونکہ مسیح اور اور اس کی مان کی زبان عبرانی تھی جس ملک مین رہتے تھے وہان عبرانی بولی جاتی تھی - صلیب کی آخری ساعت مین مسیح کے منہ سے جو کچھ نکلا وہ عبرانی تھا - یعنے ایلی ایلی لما سبقتانی - اب بتاؤ کہ جب اصل انجیل ہی کا پتہ ندارد ہے تو اس ترجمہ پر کیا دوسرے کو حق نہین پہونچتا کہ وہ کہے اصل انجیل پیش کرو - اس صورت مین تو عیسائی یہودیوں سے بھی گر گئے کیونکہ انہون نے اپنی اصلی کتاب کو تو گم نہین کیا -

پھر انجیل مین مسیح نے کہا ہے کہ میری انجیل اب اس لفظ پر غور کرنے سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل مسودہ انجیل کا کوئی مسیح نے بھی لکھا ہوا ورنہ یہ تو نبی کا فرض ہوتا ہے کہ وہ خدا کی وحی کو محفوظ کرے - اور اس کی حفاظت کا کام دوسرون پر نہ ڈالے کہ وہ جو چاہین سو لکھ لین - پولوس کی بابت مین پہلے کہہ آیا ہون کہ جس کی تحریرون یا تقریرون پر اپنی خدائی کا انحصار تھا - تعجب کی بات ہے کہ خدا ہو کر اسکے واسطے منہ سے ایک لفظ بھی پیشگوئی کا نہ نکلا - بلکہ چاہیئے تھا کہ وصیت نامہ لکھ دیتے کہ پولوس اس مذہب کا جمعدار کیا جاوے گا - اور جب یہ نہین تو پھر اس کو کیا حق حاصل تھا کہ وہ خود بخود مجتہد بن بیٹھا - اس کو یہ سارٹیفکیٹ ملا کہان سے تھا؟ یہی وجہ ہے کہ یہ یسوعی مذہب نہین بلکہ پولوسی ایجاد ہے - غرض صدق اور اخلاص بڑی نعمت ہے جس کو خدا دے - مختصر یہ کہ خدا بہتر جانتا ہے - اور مین حلفاً کہتا ہون کہ مَین تو اپنے دشمن کا بھی سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہون - کوئی میری باتون کو سنے بھی - یہ جو کچھ مین نے کہا ہے آپ اس پر غور کرین اور اسپر جو کچھ باقی رہ جاوے اسے بیان کرین

حضرت اقدس نے اپنی تقریر کو اس مقام پر ختم کر دیا تھا کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے عرض کی کہ مسٹر عبد الحق صاحب نے اپنی تقریر مین عماد الدین کے حوالہ سے ایک بات

تثلیث کے ثبوت مین کہی ہے کہ وضو کرتے وقت تین دفعہ ہاتھ دھوتے ہین یہ تثلیث کا نشان ہے اس پر بھی کچھ فرما دیا جاوے۔
فرمایا یہ تو بالکل بیہودہ اور کچی باتین ہین اس طرح ثبوت دینا چاہو تو جتنے مرضی ہین خدا بنا لو۔ عماد الدین کی ان باتون پر پادری رجب علی نے ایک ریویو لکھا تھا اور اس نے بڑا واویلا کیا تھا کہ ایسی باتون سے عیسائیت کی توہین ہوتی ہے چونکہ وہ کچھ ظریف طبع تھا کہ عماد الدین سے تثلیث کے ثبوت مین یہ بات رہ گئی اور پھر ایک ایسی مثال دی جو قابل ذکر نہین۔ عماد الدین بالکل ایک جاہل آدمی تھا مین نے اس کو اردو کی عبارت کا مطلب بیان کرنے ہی کی دعوت کی تھی جس کا جواب نہ دے سکا اور نور الحق کا جواب آج تک نہ ہوا حالانکہ پانچہزار روپیہ انعام بھی تھا۔ ایسی باتین تو پیش کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ دیکھو آخر مرنا ہے خدا سے ڈرنا چاہیئے + دین کے معاملہ مین بڑی غور و فکر درکار ہے + اور پھر خدا کا فضل۔

عیسائیون کے چند عجیب و غریب فرقے

قریب دو ہزار برس کے ہوئے کہ عیسائیت کا نام نمود شروع ہوا۔ اس وقت سے لے کر آج تک بہت سی عورتون اور مردون نے اپنے جدا جدا اور نئے نئے پنتھ عیسائی مذہب کے نام سے قایم کئے بعض بیچارے دو چار برس چلکر ہی رہ گئے بعض اور فرقون کے ساتھ خلط ملط ہو کر کچھ دیر زیادہ چلے اور بعض ان مین سے ابتک قایم ہین۔ مسٹر ہنری ڈبلیو۔ مچل صاحب ہاربنجر مین ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے لکھتے ہین۔ اور وہ فرماتے ہین کہ عیسائیون کے مختلف فرقے اس تعداد مین موجود ہین کہ درحقیقت ان کا شمار کرنا محال ہے اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جتنے منہ اتنی باتین عیسائی مذہب کی بنیاد بہت کمزور ہے اسلیئے ناممکن ہے کہ کوئی دیرپا عمارت اس پر قایم ہو سکے۔ اور بقول صاحب موصوف سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ یہ تمام مختلف فرقے اپنے قول و فعل کی تائید و صداقت مین بائبل کی ایک نہ ایک آیت پیش کر دیتے ہین گویا بائبل مین شرابخور شراب کے جواز مین آئتین پیش کرکے حضرت عیسٰی کی زندہ مثال اور رسوم مروجہ حال کو جو عیسائیون مین پائی جاتی ہین آگے رکھ دیتے ہین۔ مثلاً ایک قسم کی شراب کو حضرت عیسٰی کا خون اور ڈبل روٹی کو اسکا جسم قرار دیکر دونون کو بڑے دنون مین بطور تبرک چکھا جاتا ہے۔ دوسری طرف شراب کے دشمن بائبل کی دو چار آئتین شراب کے خلاف پیش کر دیتے ہین غرضیکہ ہر ایک عیسائی اپنے مطلب کی بات بائبل مین ٹٹول لیتا ہے اور اسی کو کلام الٰہی سمجھ کر عمل شروع کر دیتا ہے گویا بائبل کے کچکول میں قسم قسم کے لوازمات بھرے ہوئے ہین۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ بائبل کی آئتین مختلف قسم کے خیالات مختلف طبایع مختلف مذاق اور مختلف لیاقتون کے آدمیون نے حسب ضرورت مختلف زمانون مین گھڑی ہین جن مین سے بہت سی مہمل یا ایسی لچکدار ہین کہ ہر طرف کو جھک جاتی ہین یہی وجہ ہے کہ بائبل کا مجموعہ بے ترتیب اور بے ربط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تھوڑے سالون کے بعد عیسائی پادریون کو مجلس کرکے بہت سی آیتون کو غیر مستند قرار دینا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ زمانہ حال کی نکتہ چینیون سے تنگ آگئے تو انہون نے پرانے عہد نامہ (عہد عتیق) کو قصہ پارینہ سمجھکر بالکل جواب دیدیا۔ اور اس کے کسی حوالہ کو بہت سے عیسائی فرقے قبول نہین کرتے۔

اس مضمون مین زیادہ تر یہ دکھلایا جاویگا کہ عیسائیون مین وقتاً فوقتاً کیسے عجیب و غریب فرقے پیدا ہوئے جنہون نے بہت سے آدمیون کو اپنا گرویدہ اور معتقد بنا لیا تھا۔

سنہ عیسوی کی دوسری صدی مین ایک عیسائی فرقہ پیدا ہوا جو اپنے آپ کو ایڈیمائیٹیز یعنی آدم پنتھی کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ مگر آجتک یہ امر طے نہین ہوا کہ اس کا اصل بانی مبانی کون تھا۔ اس فرقہ کے لوگ کسی زمانہ مین بہت بڑھ گئے تھے اور انہون نے ایک قسم کی انجمنین بنائی تھین۔ جن کو یہ پیریڈائیز یعنی بہشت کہا کرتے تھے ان انجمنون مین یہ تمام رسوم اور مذہبی کارروائیان بالکل مادرزاد برہنہ ہوکر کیا کرتے تھے۔ مراد یہ کہ جس طرح بہشت مین بقول عیسائیون کے بابا آدم اور اماحوا بالکل ننگے رہتے تھے اسی طرح سے یہ ان کی تقلید کیا کرتے تھے اور اس وحشیانہ حرکت سے یہ لوگ ذرا شرمسار نہین ہوتے تھے۔ وجہ یہ کہ یہ لوگ حضرت آدم کو اپنا رہبر قرار دیتے تھے مگر یہ فرقہ کچھ زیادہ دیر قایم نہ رہ سکا لیکن پانچ چھ برس گذرے ہین کہ مختلف نام رکھکر اسے از سر نو سرسبز کرنے کی جدوجہد کی گئی تھی۔ مسٹر اے ڈبلیو میکڈونلڈ صاحب نے قریب چھ برس کے ہوئے کہ اس فرقہ کو ڈی فروٹیرینیا کے نام سے حیات دینی چاہی تھی چنانچہ انہون نے کئی مشہور و معروف یورپین اصحاب اور ان کی خاتونون کو اپنا ممد اور معاون بنا لیا تھا ان لوگون نے قدیم آدم پنتھیون کی تعلیم کی اشاعت کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی مگر بعد مین ان کا کچھ کام چلتا نظر نہین آیا۔ اور اب کہین ان کا ذکر تک سننے مین نہین آتا۔ تاہم یہ یقین کیا جاتا ہے کہ ایسے کئی عیسائی فرقے ہین جو اپنے جلسے بالکل خفیہ طور پر کرتے ہین اور ان کے پیرو کارزن و مرد مادرزاد برہنہ ہوکر ان مین شریک ہوتے ہین۔ مگر چونکہ ان کے بارہ مین عوام الناس کے روبرو کامل شہادتین پیش نہین ہوئین اس لیئے ان کا زیادہ ذکر کرنا چندان ضروری نہین ہے۔

جس زمانہ مین کہ فرقہ آدم پنتھی کا ظہور ہوا اسی زمانہ مین عیسائیون کا ایک اور عجیب و غریب فرقہ پیدا ہوا جس کا نام میلچیسی۔ ڈیلینز تھا۔ انہون نے اپنے

نام کو بائیبل کے اس عجیب وغریب شخص کے نام پر مقرر کیا جسکا نام میلشیڈک تھا۔ اس شخص کا پُر اسرار چلن صدیون تک عیسائی دنیا کے لیئے ایک معمار ہا۔ اور اس کی نسبت اب بھی عیسائی لوگ اس سے زیادہ نہین جانتے جتنا کہ پندرہ سو برس پیشتر جانتے تھے ہزارون صفحے اس شخص کی نسبت عیسائیون نے لکھ مارے اور اسے سلیم کا بادشاہ قرار دیتے ہین۔ مگر یہ کوئی عیسائی نہیں بتلا سکا کہ وہ سلیم کہان واقعہ تھا یہ حضرت میلشیدک کون تھا۔ اور اس کو دراصل کیا منصب حاصل تھا۔ عیسائیونکا یہ فرقہ میلشیدک کو طاقت الٰہی اور حضرت عیسےٰ سے برتر مانتا تھا۔ اور ان کا عقیدہ تھا کہ میلشیدک خدا کے روبرو فرشتون کی شفاعت کرایا کرتا ہے۔ اس فرقہ میں کثیر التعداد آدمی شامل ہوگئے تھے مگر بعد ازان لگاتار ستایا جانے اور اسی قسم کے دیگر بواعث سے چندسالون کے اندر ہی نیست ونابود ہوگیا۔ نارمنز عیسائیون کے میلچی شیڈک اور قریشان کے مجرد لوگون مین ایک طریقہ جاری ہے کہ اس کے خاص پیروکار ہمیشہ مجرد رہتے ہیں اور میلشیڈک کے نام سے اپنی جماعت کا نام رکھتے ہین دہمینز لوگ بھی میلشیڈک کے نام کی تعظیم وتکریم کرتے ہین مگر عام طور پر عیسائیونکے گرجے ان لوگون سے کچھہ سروکار نہین رکھتے۔ باوجودیکہ بائیبل مین ایک باب کا باب میلشیڈک کے تذکرہ مین موجود ہے اور پرانے عہدنامہ مین بھی بہت سی آیتین میلشیڈک کے بارہ مین پائی جاتی ہین۔

قریبًا دوسو برس تک یعنی تیرہوین صدی سے پندرھوین صدی تک جرمنی۔ اٹلی اور فرانس مین ایک نئے عیسائی فرقہ کے پیدا ہونے سے نہایت شوروغل برپا رہا۔ اسکا نام بریدرن اینڈ سسٹرز آف دی فری سپرٹ (آزاد سپرٹ کے بھائی اور بہن) تھا۔ اس کو تیرھوین صدی کے وسط مین ایک فرانسسکن طریق کے سادھو نے قایم کیا تھا۔ اور بعد مین یہ مشہور شہزادی ول جیلما کے نام سے جو بوہیمیا کی ملکہ کانسٹینس کی ایک بیٹی تھی) سے منسوب ہوگیا۔ شہزادی موصوف کو وہ لوگ نبوت کا درجہ دیتے تھے۔ اور پال رسول کے اس مقولہ پر "کیونکہ اس روح زندگی کی شریعت نے جو مسیح یسوع مین ہے مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے چھڑادیا (کیونکہ جتنے خدا کی روح سے راہنمائی کئے جاتے ہین وہ خدا کے بیٹے ہین) اپنے فرقہ کی بنا قایم کرتے تھے۔ اس فرقہ کی تعلیم کچھہ کچھہ ہمہ اوست کے عقیدہ یا نوین ویدانت سے ملتی جلتی تھی۔ ان لوگون کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ روحانی تصورات سے وہ خدا مین جذب ہو سکتے ہین اسلیئے وہ اپنے آپ کو خدا کا ایک حصہ یا جزو قرار دیتے تھے اور تمام قوانین انسانی والٰہی سے منحرف تھے نہ وہ بپتسمہ لیتے تھے اور نہ وہ مذہبی رسوم کے ہی پابند تھے۔ عیسائی چرچون کیجانب سے انکے ساتھ نہایت بے رحمانہ سلوک کئے گئے اور انہین طرح طرح کے عذاب پہونچائے گئے اور قریب قریب روزمرہ ان کی توہین وتحقیر کی جاتی تھی مگر باین ہم سنہ ۱۴۶۰ء تک یہ فرقہ قایم رہا۔ بعد ازان کالعدم کر دیا گیا۔ بزور مغلوب کیا گیا۔ مگر ان کی تعلیم کبھی قطعی دور نہین ہوئی۔ کئی مرتبہ اس کی اشاعت ہوتی رہی گو آج کے دن کوئی خاص فرقہ اس نام کا موجود نہین ہے۔ مگر پھر بھی عیسائی گرجون کے ہزارون آدمی ان کی رائے کو تسلیم کرتے ہین۔

سنہ ۱۸۱۱ء مین قصبہ پیشوا ایل واقعہ ریاست ٹینیسی صوبجات متحدہ امریکہ مین ایک فاضل عیسائی رہتا تھا۔ جسکا نام پین تھا۔ اسکی علمی لیاقت معقول تھی۔ اور اس کی دیگر قابلیتون مین سے ایک قابلیت یہ تھی کہ وہ ایرانی زبان کا بڑا بھاری ماہر تھا۔ اسے یہودیون اور عیسائیون کی مذہبی کتابون پر خوب دسترس تھی اور اسنے اپنے مطالعہ سے یہ عجیب وغریب نتیجہ نکالا تھا۔ کہ عورتون مین روح نہین ہے مسٹر پین نے ایک رسالہ اسی بارہ مین شایع کیا۔ جس مین اپنے دعوے کے ثبوت مین اسنے خوب بائیبل کی آیتون کی بھرمار کی جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ عورتین آدمی سے کمتر ہین اور غیرفانی نہیں ہین یعنی ان کے اندر روح یا کوئی ایسی چیز نہین ہے جو کہ بعد از مرگ قایم رہے اس رسالہ نے عوام مین کسی قدر حیرت اور جوش پیدا کردیا اس کے بعد مسٹر پین نے ایک اور رسالہ شایع کیا۔ جس میں کم از کم اپنے حسب اطمینان بائیبلی حوالون سے یہہ واضح کردیا کہ تمام عورتیں محض حیوان مطلق ہین اور روح سے خارج۔ صرف آدمیوں مین ہی غیرفانی روح ہے جہان تک مسٹر پین کا تعلق ہے یہ مسئلہ نیا نہین ہے۔ کیونکہ اس معاملہ کی نسبت اکثر عیسائی گرجون مین اضطراب پیدا ہوتا رہا ہے اور چھٹی صدی مین مقام میکن واقعہ فرانس مین عیسائیون کی ایک بھاری کونسل ہوئی تھی۔ جس مین قریب پچاس لاٹ پادری اس مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ بہت بڑے بحث مباحثہ کے بعد کونسل بغیر کسی تحریری فیصلہ کے اٹھ کھڑی ہوئی مگر یہ اس نے قبول کرلیا کہ غالب شہادت یہ ہے کہ عورتون مین روح نہین ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قدیم عیسائیون میں عورتون کی پوزیشن نہایت ادنیٰ تھی اور آج کل کی طرح عورتون کو آدمیون کے برابر حقوق کا مستحق نہین مانا جاتا تھا۔

سنہ ۱۸۴۶ء مین ریورینڈ ہنری جیمیز پرنس۔ چرچ آف انگلینڈ کے ایک مشہور پادری نے ایک نیا پنتھ جاری کیا جس کا نام انہون نے۔ ایگے۔ پے۔ مون رکھا اس لفظ کا مخرج یونانی زبان کا ایک لفظ ہے۔ جسکے معنے ہین "مسکن محبت" مسٹر پرنس کا یہ دعوے تھا کہ خدا کی جانب سے ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور ان کے فرقہ کا مقدم مشن یہ تھا۔ کہ ایک ایسی انسٹیٹیوشن قایم کی جاوے جس مین کہ شریف زن ومرد باہم ملکر ایک مکمل زندگی بسر کر سکین۔ کئی مالدار آدمی مسٹر پرنس کے معتقد ہوگئے اور انہون نے ٹانٹن کے قریب چار لنچ مین

* پولوس کا خط رومیونکو باب ۸ آیت ۲۔

ایک بڑی بھاری جایداد خرید کی۔ جسکے اندر انہون نے مسکن محبت قایم کیا۔ جہان مسٹر پرنس کے پیروکار تمام عیش وعشرت کے سامانون سے لطف اٹھاتے تھے۔ اور جن جن اشیا کو دولت بہم پہونچا سکتی ہے وہ سب وہان مہیا تھین اگرچہ اس احاطہ کے اندر آنے یا گھر کے اندر جانے کی کسی غیر شخص کو اجازت نہ تھی۔ مگر اس مسکن محبت کے رہنے والے پوری آزادی کے ساتھ اندر باہر آتے جاتے تھے۔ مسٹر پرنس اپنے معتقدون کو کیا سکھاتے تھے یا کیا نہین سکھاتے تھے کسی کو ٹھیک معلوم نہین ہے۔ اگرچہ اس زمانہ مین تمام قسم کی افواہین مشہور تھین۔ گذشتہ سال کے آغاز مین مسٹر پرنس ۷۰ برس کی عمر کے ہوکر انتقال کر گئے۔ اور انہون نے ۵۲ برس تک مسکن محبت کا اہتمام اپنے ہاتھ مین رکھا۔ یہ انسٹیٹیوشن ابھی تک قایم ہے۔ جس کا اہتمام ان کے جانشینون کے ہاتھ مین ہے۔

ایک اور کسی قدر اسی قسم کی انسٹیٹیوشن چند سال ہوئے کہ دو رچسٹر واقعہ صوبجات متحدہ امریکہ مین قایم کی گئی تھی۔ اس کا نام ایمان کا گھر رکھا گیا تھا۔ اس مین صرف بارہ آدمی شامل تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ خاص روحانی وجسمانی وسایل سے ان کا ہر ایک ممبر نئی زندگی حاصل کر کے مکمل ہو جاتا ہے اور یسوع مسیح کے ہم پلہ ہو کر تا ابد اس دنیا پر قایم رہتا ہے۔ کچھ عرصہ سے اس فرقہ کی بابت کوئی ذکر اذکار سننے مین نہین آیا۔ اور غالبًا نیست و نابود ہو گیا ہے۔

آریہ میگزین

پنجابی کاتب اور حضرت مسیح موعود

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

کچھ دنون سے ایک پنجابی کاتب صاحب نے دہلی جاکر مرزا حیرت صاحب کی مخالفت اور مولوی نذیر احمد بجنوری کے ترجمۃ القرآن کی غلطیون کی بے جا حمایت مین دار العلوم کے نام سے ایک دو ورقہ شایع کرنا شروع کیا ہے۔ جس پر ریویو کے لیئے ہم سے بھی درخواست کی تھی۔ ہم نے حیرت اور نذیر احمد کے ترجمۃ القرآن پر جب رائے دی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ نذیر احمد کی بے جا حمایت کی تکمیل کے لیئے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بھی منہ چڑاتا۔ مگر ہم اس ناعاقبت اندیش پنجابی کاتب کو یہ مشہور مقولہ یاد دلاتے ہین۔

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

اور

کجا غوغائے شان برخاطر من وحشتے آرد
کہ صادق بزدلے نبود وگر بیند قیامت را

ہم کو کچھ ضرورت نہ تھی کہ اس پنجابی کاتب کو مخاطب کرین کیونکہ الحکم کے اجرا کی غرض وغایت اور ہمارا مقصد صرف اسیقدر ہے کہ ان پاک تعلیمات اور ربانی ہدایتون کو جو اس تاریکی اور الحاد کے زمانہ مین اسلام کو زندہ کرنے کے لیئے ہمارے سید ومولا امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام لے کر آئے ہین۔ ان سعید الفطرۃ لوگون تک پہونچائین۔ جنہون نے محض خدا کے فضل سے اس آسمانی نور کو شناخت کیا ہے چنانچہ الحکم کے پڑھنے والے بخوبی جانتے ہین کہ الحکم کے کالم ہمیشہ اس قسم کی تحریرون سے پاک رکھے جاتے ہین جو محض نفسانی اغراض کی بنا پر تو تو مین مین تک پہونچائی جاتی ہین۔ جس کا اچھا خاصہ نمونہ اسی پنجابی کاتب کا دو ورقہ ہے اور جیسا کہ خود اس کی ہی تحریر سے معلوم ہوا۔ پبلک پر بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ اس کی غرض وغایت بجز مرزا حیرت کو گالیان دینے کے اور کچھ نہین۔

لیکن ہان اس قدر اعتراف ہم ضرور کرتے ہین کہ جب کوئی شخص محض شرارت کی راہ سے ان ہدایتون کی تبلیغ مین ہمارا سد راہ ہونا چاہے اور مسلمانون کے مذہبی عقاید کو صدمہ پہونچانے کی کوشش کرے اور غلط بیانیون سے مخلوق کو مغالطہ مین ڈالنا چاہے تو ایسے موقعہ پر ہم اپنا فرض سمجھتے ہین کہ معقول متین اور موثر پیرایہ مین ایسے غولان راہ کی شعبدہ بازیون اور ابلہ فریبیون سے اپنے ہم جنسون کو بچایا جاوے اور ان متاع ایمان کے ڈکیتون سے ڈیفنسو (دفاعی) اصول پر اپنی قوم کو محفوظ رکھنے کی سعی کرین۔

جس حال مین ہماری غرض وغایت ہمارا مقصد ومدعا صرف اسی قدر ہے کہ وہ پاک ہدایتین اور امن بخش تعلیمات جن کا دوسرا نام اسلام ہے شایع کرین اور جن کی اشاعت کے لیئے خدا کا فضل ہے کہ ہم کو تاج برطانیہ نے ہر طرح کی آزادی عطا فرما رکھی ہے اور یہ کہ ہم اپنے امام ومقتدا کی ہدایتون کو اپنی جماعت کو پہونچاتے رہین۔ جو ہند وپنجاب کے مختلف حصون مین آباد ہے اور اس تبلیغ مین ہم کو پریس کی طاقت سے کام لینا پڑتا ہے۔ پھر یہہ کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ وہ لوگ جن کو ہم کبھی مخاطب نہین کرنا چاہتے کیون ہمارا روئے سخن اپنی طرف سمجھ لیتے ہین ان کا یہ فعل ایسا ہے کہ دانشمند گورنمنٹ اس پر توجہ کرے۔

ہان یہ سچ ہے کہ ہم اپنی جماعت کو ان عقایئد سے بیزاری کی تعلیم دیتے ہین جو قرآن کریم یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے منشاء کے خلاف ہین۔

مثلاً یہہ کہ مذہب کے نام سے تلوار اٹھانا حرام ہے یا خونی مہدی اور خونی مسیح کا انتظار یہود گی اور چھپی ہوئی غداری اور کفران نعمت ہے یا ایسا عقیدہ رکھنا کہ مہدی کے سامنے انگریزی سلطنت کے حکام اسیر کر کے پیش کیئے جاوینگے یا سرکاری خزانے اور بنک لوٹے جاوینگے

---

* پنجابی کاتب ہم نے مخصوصًا اسلیئے لکھا ہے کہ دار العلوم کے ایڈیٹر نے حضرت حجۃ اللہ علے الارض کو پنجابی پیغمبر لکھ کر پنجابی کو ایک حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے حالانکہ خود ایڈیٹر صاحب پنجابی اخلاط . . . . . کی ترکیب سے بنے ہوئے ہین۔ (ایڈیٹر)

جیسا اقتراب الساعۃ اور حجج الکرامہ وغیرہ کتابون مین درج ہے۔ ان عقیدون کو سچے اسلام سے کوئی تعلق نہین ایسے خیالات محض پولیٹکل جنگون اور منصوبون کے زمانون اور انسانون کی ایجاد اور اختراع ہین۔ مسیح موعود یا مہدی مسعود کے ساتھ ان کو منسوب کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنا ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے والے موعود کا نشان **یضع الحرب** قرار دیا ہے کہ وہ لڑائیون کو دور کر دے گا۔ اب جبکہ یہ عقاید چھوڑنے کی تعلیم ہم اپنی جماعت کو دینا چاہتے ہین اور یہی ہمارا مقصود ہے تو ہماری ایسی تحریرون پر جو لوگ خواہ نخواہ چونکتے ہین اور مضطرب الحال ہو کر کہتے ہین کہ مسلمانونکو بدخواہ سرکار قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے دانشمند اور فرزانہ طبع گورنمنٹ ضرور اس نتیجہ پر پہونچ سکتی ہے کہ ایسے لوگ حقیقت مین مسلمانون کے بدخواہ ہین جو ان کو ایسے عقاید رکھنے والے بتا کر دوستی کے لباس مین دشمنی کرتے ہین اور خود گورنمنٹ کے لیئے قابل لحاظ ہین۔ ہم اس بات کو بتکرار بیان کرنا چاہتے ہین کہ ہمارے مخالف ان باتون پر کیون چونکتے اور چڑتے ہین جن کی تعلیم ہم اپنی جماعت کو دینا چاہتے ہین۔ گورنمنٹ ضرور اس امر پر توجہ کرے کہ ہم اپنی جماعت کو روکتے ہین کہ جہاد حرام ہے اور خونی مہدی اور خونی مسیح کا عقیدہ رکھنے والون سے الگ ہو جانا چاہیئے۔ یہ لوگ خواہ نخواہ اس سے چڑتے ہین۔ کہ ہم کیون ایسی تعلیم دیتے ہین؟ اگر یہ خونی مسیح اور خونی مہدی کا عقیدہ نہین رکھتے تو کیون ہماری مخالفت کرتے ہین۔ بہرحال یہ ہمارے عقاید اور ہماری تعلیم ہے۔ جو ہمین خدا کے موعود اور معظم... امام کے ذریعہ ملی ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ الحکم کے ایڈیٹر کی حیثیت سے الحکم کے اغراض و مقاصد کے لحاظ سے اس کو ملک مین شایع کرین اور اپنی جماعت کو ہدایت کرین کہ وہ ایسے معتقدات رکھنے والون سے الگ ہو جائین۔ اور ان منافقانہ مزاج لوگون سے نہ ملین۔

جو ایسا عقیدہ رکھکر بھی سچے فرمانبردار کہلانا چاہتے ہین حالانکہ یہ عقیدہ رکھکر کہ مہدی کے سامنے بادشاہ ہند کے گلے مین طوق ڈال کر حاضر کیا جاوے گا۔ تاج برطانیہ کے ساتھ سچی ارادت کا دعویٰ نری فضول گوئی ہے۔

الغرض

پنجابی کاتب نے بمصداق چور کی داڑھی مین تنکا اپنے آپ کو ان عقاید کا معتقد قرار دے کر پیسہ اخبار کی حمایت مین اسکی طرف سے فدیہ ہونا گوارا کیا ہے۔ اور ۱۰- فروری کی اشاعت مین ایک مضمون الحکم کے مضمون مندرجہ ۳۱- جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کی تردید مین بخیال خویش شایع کیا ہے دار العلوم نے اس مضمون کے ذریعہ دراصل پیسہ اخبار کی مزاجپرسی کی مخالفت کے احسان کا بدلہ دیا ہے یا پاس وطن کے لحاظ سے اس پر احسان کیا کہ جن امور کا جواب اس سے نہ بن پڑتا تھا اور کبھی نہ ہو سکے گا۔ ان کو اپنی بیہودہ اور لاطایل تحریر کے ذریعہ چھپا کر پیسہ اخبار کی پردہ پوشی کی۔ ہم امید کرتے ہین کہ پیسہ اخبار ایسے نادان دوست کی حمایت سے کبھی خوش نہین ہوگا۔ ہم اس مضمون پر ایک سرسری نظر کرتے ہین جو **پنجابی کاتب** نے اپنے دو ورقہ مین اپنے دہلوی یا بجنوری حمائتیون کے بھروسہ پر لکھا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس پر ریویو کرین محض اس غرض سے کہ ناظرین اور گورنمنٹ کو معلوم ہو جاوے کہ اس **پنجابی کاتب نے** کس قدر شطنیت سے کام لیا ہے اور اصل مضمون کو چھوڑ کر خارج از مبحث امور پیش کر کے حقیقت کو چھپانا چاہا ہے ان امور کو بیان کرتے ہین۔ جو ہم نے ۳۱- جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم مین شایع کئے تھے جن کو عمداً **پنجابی کاتب** نے چھوڑ دیا ہے اور ان پر ایک سطر بھی نہین لکھی

پہلی فروگذاشت- خونی مہدی اور خونی مسیح کے عقاید جو ہم نے نواب صدیق حسن خان اور اس کے بیٹے سید نور الحسن خان کی کتابون **حجج الکرامہ** اور **اقتراب الساعۃ** کے صفحون کے حوالے سے بیان کیئے تھے جو الحکم کے صفحہ ۱۰ کالم ۲ و ۳ اور صفحہ ۱۱ کالم اول مین درج ہین ان کی کوئی تردید نہین کی گئی اگر وہ ان عقاید کا دل سے دشمن اور ان کی اشاعت کو روکنے کی تدبیرون پر ہماری طرح کمربند ہونے والا ہے تو اسے چاہیئے تھا کہ نیک نیتی کے ساتھ ہماری تائید کرتا اور ان ملانون کو الگ (جنہون نے یہ کتابین مفت سمجھ کر بہت سی لے لی تھین خصوصاً غیر مقلدون کو) اور گورنمنٹ کو الگ توجہ دلاتا کہ بیشک الحکم کی تحریر کے موافق ان کتابون کو جلا دیا جاوے۔ لیکن جبکہ وہ ان کتابون کے ذکر اور ان عقاید کی تردید کو بالکل چھوڑتا ہے تو کیا یہ ارادی اور عمدی ابلہ فریبی اور منافقانہ کارروائی نہین-؟ ہم دعوے سے کہتے ہین کہ دار العلوم کا **پنجابی کاتب** ہرگز ہرگز صفائی نیت کے ساتھ اس تجویز مین ہمارا شریک نہین ہوگا۔ اور نہین ہو سکتا اور اگر وہ اس معاملہ سے الگ رہے تو صاف سمجھ مین آسکتا ہے کہ ہماری مخالفت کی **اصل وجہ کیا ہے؟** ہان یہ ہماری دلی آرزو ہے کہ وہ اس تجویز مین ہماری تائید کرے اور ان **سوختنی کتابون** اور **خطرناک عقاید کو ملانون** کے حجرون اور دلون سے نکالنے مین ہمارا شریک ہو تو سب سے زیادہ خوشی ہمین اپنے اس دعوی کی غلطی کے ماننے مین ہو گی کہ دار العلوم نے خونی مہدی اور خونی مسیح کے عقائد سے بیزاری پیدا کرنے مین ہماری تائید کی۔
بات کیسی سہل اور آسان تھی- مگر دار العلوم نے عمداً اس پوائنٹ کو ٹچ نہین کیا۔

دوسری فروگذاشت- دوسرا امر اہم جس پر ہم نے زور دیا تھا وہ یہ تھا

---

* ہم کو افسوس ہے کہ ساتھ ان عقاید کو ظاہر کرنا پڑتا ہے ورنہ یہ ایسی باتین ہین کہ ان کے بیان سے ہی شرم آتی ہے اور ہم ہرگز ہرگز ان خطرناک عقیدون کا ذکر نہ کرتے اگر وہ کتابین جن مین یہ درج ہین ان ناعاقبت اندیش ملانون کی وظیفہ مین نہ ہوتین اور شایع نہ کی گئی ہوتین اور ان کے مصنفونکو بڑی عزت اور عظمت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا۔ (ایڈیٹر)

کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد کا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔ اِس لیئے جہاد کی ممانعت مین مولویون سے ایک فتوے لیا جاوے۔ اس کو بھی دارالعلوم نے صاف طور پر چھوڑ دیا ہے اور آیندہ کسی وقت پر مسئلہ جہاد پر کسی مضمون لکھنے کے وعدہ سے ٹالنا چاہا ہے۔

تیسری فروگذاشت۔ گورنمنٹ کی اطاعت بہ حیثیت اولوالامر کے کرنی چاہیئے۔ اس کو بھی دارالعلوم چبا گیا ہے۔

چوتھی فروگذاشت۔ آنے والا مسیح موعود اور مہدی مسعود ایک ہی شخص ہوگا۔ اور وہ مسیح ابن مریم کے نمونہ پر آئے گا۔ یعنے جس طرح پر اس نے آکر موسوی جنگون کے اعتراض کو اٹھا دیا تھا۔ اور امن اور صلحکاری کے ساتھ اپنی تعلیم پھیلاتا تھا۔ اسی طرح پر محمدی مسیح جو سلسلہ احمدیہ کا خاتم الاولیا ہے ان جنگون کا نام و نشان مٹادے گا جن کا غلط اور بیہودہ الزام اسلام پر لگایا جاتا ہے۔ بلکہ اپنی عملی سچائیون اور اخلاقی صدا قتون اور روحانی فیوض و برکات اور سچی تعلیم کی ذاتی خوبیون اور حسن کے اظہار اور اس کے نتائج اور ثمرات کے بین نمونون سے ثابت کردیگا کہ اسلام کبھی تلوار سے نہین پھیلا۔ اور نہ کو اسلام کے لیئے کبھی تلوار اٹھانے کی ضرورت ہی نہین ہوسکتی۔

دارالعلوم نے اس اہم مسئلہ کو جس پر ہم نے بڑا زور دیا ہے بالکل چھوڑ دیا۔

پانچوین فروگذاشت۔ اسوقت مذہب کے لیئے جو لڑائی کرتا ہے۔ یا لڑنے والے کی تائید کرتا یا ایسے کا عقیدہ رکھتا ہے کہ کوئی مذہب کیلیئے لڑائیان کرنے والا آئے گا وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔ اس کی تائید مین ایک لفظ بھی نہین لکھا۔

سر دست ہم ان پانچ فروگذاشتون پر ہی اکتفا کرتے ہین + اب یہ امر کس قدر دیانت داری اور تقویٰ شعاری کے خلاف ہے کہ امور مہمہ کو چھوڑ کر نفس مضمون سے بالکل الگ ہوکر اپنی خیالی اور فرضی باتین پیش کی جاوین دارالعلوم کی شرارت کے پورے اظہار کے لیے ہم یہ ظاہر کردینا بھی ضروری سمجھتے ہین کہ پیسہ اخبار کی مجوزہ کمیشن کے لیے جو امور عشرہ جن کا ذکر الحکم کے صفحہ ۱۳ کالم ۳ و صفحہ ۱۴ کالم ۱ اول مین وضاحت سے کیا گیا ہے ان کی تحقیقات کے لیے یہ پنجابی قوام کا ایڈیٹر دارالعلوم کوئی بحث نہین کرتا۔ اگر اسے دین و دیانت سے پیار اور راستی اور حق پسندی سے عار نہین تھی توکیون اس نے ان امور عشرہ کی تحقیقات کے لیے اپنی رضامندی ظاہر کرکے تائید نہین کی؟ یہ تیسری بات ہے جو دارالعلوم کے چھپے ہوئے منافقانہ عقاید کو طشت از بام کیئے دیتی ہے۔

اگرچہ اس کے بعد کوئی ضرورت نہ تھی کہ دارالعلوم کی بالکل بیہودہ اور ابلہ فریب تحریر پر کوئی نوٹس لیا جاوے مگر محض اس خیال سے کہ کسی سعید روح کو اس سے فائدہ پہنچ جاوے۔ ہم ان امور پر بھی ایک نظر کرتے ہین جو دارالعلوم کا مایہ ناز ہین۔ ہم اِس حصہ کو چھوڑ کر جو پیسہ اخبار کے بھانڈپن مین صرف کیا ہے دارالعلوم کی قابل جواب تحریر پر توجہ کرتے ہین۔ اور اسے قول اور اقول کے طرز پر لکھتے ہین۔

قولہ۔ اب کئی امور تنقیح طلب ہین۔ (۱) کیا مرزا صاحب کے مخالف صرف پچاس مولوی ہین یا اور مسلمان بھی۔ (۲) کیا مرزا صاحب کی مخالفت لوگ اس وجہ سے کرتے ہین کہ وہ جہاد کی مخالفت کرتے ہین یا یہ کہ وہ اسلام مین رخنہ اندازی کرتے ہین (۳) کیا مرزا صاحب اپنے مخالفون پر سچے الزام قائم کرتے ہین (۴) کیا صرف پچاس مولویون کے خلاف مین انسداد جہاد کی کوششین کرنے سے مرزا صاحب گورنمنٹ کے اعزاز و اکرام کے مستحق ہوسکتے ہین۔؟

ان امورات تنقیح طلب کا جواب جو دارالعلوم نے خود ہی دیا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ امر اول کے متعلق لکھا ہے۔ کہ پچاس مولویون کے علاوہ اور بھی علماء مخالف ہین اور اس کے ساتھ تعلیم یافتہ مسلمان جن کا تعلق مختلف قومی انسٹیٹیوشنز سے ہے ان مولویون کے ہم خیال اور ہم زبان ہین۔

اقول۔ ایڈیٹر دارالعلوم کی راستبازی کی شناخت کے لیے یہی فقرے کافی ہین ہم پھر اس کے قبلہ و کعبہ پیسہ اخبار کی مجوزہ اور دارالعلوم کی تائیدی کمیشن کے انعقاد پر خوشی ظاہر کرتے ہین کہ اسی بات کی تحقیقات کی جاوے کہ تعلیم یافتہ گروہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے زیادہ قریب ہے یا مولویون سے۔ دارالعلوم کیا مسلمانون اور گورنمنٹ کو دھوکا دینا نہین چاہتا۔ جبکہ وہ تعلیم یافتہ گروہ کو مولویون کا ہم خیال بتاتا ہے۔ مسلمانون کے تعلیم یافتہ گروہ سے مراد ہمیشہ وہ قوم ہے جنہون نے انگریزی خیالات مین نشوونما پایا ہے اور مسلمانون مین یہ گروہ وہی ہے جو اپنے خیالات کی آزادی اور گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی اور وفاداری کے ان اصولون پر چل رہا ہے جو سید احمد خان بالقابہ کے اصول تھے۔ اور کل رئیس پارٹی اسی گروہ مین ہے* جو مولویون سے متنفر اور بیزار ہے کیونکہ ان مولویون نے ان کو نیچری قرار دے کر ان پر بھی کفر کے فتوے دیئے ہین پھر ہم دارالعلوم سے پوچھتے ہین۔ کہ وہ اپنے ایمان سے بتائے تو سہی کہ کیا یہ تعلیم یافتہ گروہ اور رئیس پارٹی اور مولویون کے معتقدات اور خیالات یکسان ہین؟ سید احمد خان اور اس کی تعلیم یافتہ جماعت خونی مہدی کے آنے اور اسکے جنگون سے ہی انکار کرتی ہے اور ان حدیثون کو وضعی قرار دیتی ہے کیا آپکے مقبول مولوی مثلاً نذیر حسین صاحب

* یہی وہ رئیس پارٹی ہے جن مین سے بعض خاندانون نے ۱۸۵۷ء کے غدر مین گورنمنٹ کو مدد دی تھی اور اسوقت مسلمانون کی فوجین بھی گورنمنٹ کیطرف سے لڑنے والی تھین۔ ہان بعض مولوی ایسے تھے جنہون نے اسوقت کو غنیمت سمجھکر اپنی بدذاتی سے جہاد کے فتوے دیئے تھے اس سے عام مسلمانون رؤسا اور مولویون کے حالات کا اندازہ ہوسکتا ہے + (ایڈیٹر)

ہی ہی وہ کبھی انکار کرتے ہین ؟ ذرا ان سے فتوے تو لے کر شایع کرو + اس امر مین تم اگر اپنے محسن مولوی نذیر احمد سے بھی پوچھ لیتے تو اس قدر ذلیل نہ ہوتے پھر یہ کس قدر بد دیانتی ہے کہ اپنے مطلب کی خاطر خواہ مخواہ تعلیم یافتہ گروہ کو جو کل رئیس پارٹی ہے ساتھ ہے مولویون کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ تعلیم یافتہ گروہ ان امور مین ہمارے ساتھ ہے نہ مولویون کے ساتھ اس کا سب سے زبردست ثبوت یہ ہے کہ خود سید احمد خان صاحب بہادر بالقابہ نے اپنے علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۴- جولائی ۱۸۹۷ء مین "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ کر مسلمانون کو توجہ دلائی ہے اور اسی طریق وفاداری سرکار انگلشیہ کی طرف متوجہ کیا ہے۔ جو ہمارے سید و مولا امام پیش کرتے ہین چنانچہ لکھا ہے کہ "مرزا صاحب نے جو اشتہار ۲۵- جون ۱۸۹۷ء کو جاری کیا ہے۔ اس اشتہار مین مرزا صاحب نے ایک نہایت عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک

ہر مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی

کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہیئے

جیسا مرزا صاحب نے لکھا ہے" الاخرہ"

اب منصف مزاج پبلک اور دقیقہ رس گورنمنٹ سوچے کہ کیا دار العلوم صریح مغالطہ دینا نہیں چاہتا جبکہ تعلیم یافتہ گروہ کو حضرت مسیح موعود کے خلاف مولویون کا ہم خیال بتاتا ہے۔ یہی نہین بلکہ تعلیم یافتہ گروہ کی وفاداری اور سچی ارادت پر جو وہ تاج برطانیہ کی نسبت رکھتا ہے۔ ایک خطرناک لائیبل کرتا ہے اور ان کو ان عقاید کا پابند اور ماننے والا ٹھہراتا ہے جو بعض ناعاقبت اندیش ملانون کے سرون اور دلون میں پائے جاتے ہین۔ جن کا کوئی ماخذ قران اور حدیث صحیح مین نہین ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہین کہ تعلیم یافتہ گروہ سب سے زیادہ قریب حضرت اقدس مسیح موعود سے ہے اور یہی وہ قوم ہے جو بوجہ اپنے خیالات کی آزادی اور معقول پسند طبیعت کے حضرت مسیح موعود کے سلسلہ عالیہ مین داخل ہوتی جاتی ہے۔ چنانچہ بہت سے ایم- اے- بی- اے- ڈاکٹر- وکیل گورنمنٹ کے عہدہ دار سلسلہ عالیہ احمدیہ مین شامل ہو چکے ہین اور آئے دن ہوتے رہتے ہین + اور خود ان مولویون نے تسلیم کیا ہے کہ یہ دونون فریق ایک ہی ہین- اور دوسرے علماء جو کہے جاتے ہین وہ سب ان سربرآوردہ اور مشہور ملانون کے طفیلی ہین جن کا ذکر ہم نے اپنے مضمون مین کیا تھا- پس امر اول کی تنقیح پر بعد غور کرنے کے یہی کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے مخالف صرف وہ مولوی ہین جن کی تعداد پچاس سے زیادہ نہین۔ اور یہ مغالطہ ہے جو عام مسلمانون کو ان کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے- وہ لوگ جو بالکل جاہل ہین ان کی کوئی مستقل رائے نہین ہے اور خود دار العلوم کو یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ نور ایمان سب کے

دلون مین روشن ہے اگرچہ ماند پڑ گیا ہے

ہم عام مسلمانون کو اس تنقیح کے ضمن مین متوجہ اور آگاہ کرنا چاہتے ہین کہ دار العلوم نے خواہ مخواہ جیسے تعلیم یافتہ گروہ کے وفادارانہ معتقدات اور ان کی لائلٹی پر یہ حملہ کیا ہے کہ وہ مولویون کے ساتھ متفق ہین- یعنے **خونی مہدی** اور **خونی مسیح** کے عقیدہ رکھتے ہین- اسی طرح پر تمام مسلمانون کو بھی بغاوت کے الزام کے نیچے لانے کی کوشش کی ہے- یہ کہکر کہ وہ سب کے سب پچاس مولویون کے جو ہمارے مخالف ہین ساتھ ہین- اور نہ صرف ان مسلمانون کو باغی ٹھیرانا چاہتا ہے بلکہ گورنمنٹ کو ایک کثیر تعداد دکہا کر اور ان کو مذہبی رنگ مین دکھا کر خطرناک صورت مین دہمکی دینا چاہتا ہے حالانکہ گورنمنٹ ایسی چالون کو خوب سمجھتی ہے- گورنمنٹ ایسی بے خبر گورنمنٹ نہین کہ عام مسلمانون کی نسبت وہ اپنی رائے قایم نہ کر سکے وہ خوب جانتی ہے کہ جاہل مسلمان جو اپنے مذہب سے بالکل ناواقف ہین ان مولویون کے ہرگز زیر اثر نہین اور نہ ان کی کوئی ذاتی رائے ہے دار العلوم یاد رکھے کہ عام مسلمان اس کی ان ابلہ فریبیون سے باغیانہ عقاید رکھنے والے نہین ٹھیر سکتے جبکہ ان کی کوئی مستقل رائے ہی نہین ہے خود مولویون کا گھر مین اتفاق نہین- مقلد غیر مقلد کو کافر اور غیر مقلد مقلد کو کافر کہتے ہین- اور دونون ملکر تعلیم یافتہ گروہ کو کافر بناتے ہین- پھر دار العلوم ان کے اتفاق رائے کا دعوے کرتا ہے چہ خوش!

امر دوم کے متعلق دار العلوم کہتا ہے کہ جہاد وجہ مخالفت نہین ہے؟ ہم اس کو تسلیم کر لین گے! اگر وہ انہی پچاس مولویون سے ہی ایک تحریر اس مضمون کی لیکر شایع کر دے کہ جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو جہاد کی ممانعت اور اس کے حرام ہونے کا فتوے دیتے ہین- یہ بالکل صحیح ہے- **کوئی خونی مہدی اور خونی مسیح** اس پاک مذہب کے لئے تلوار نہ اٹھائے گا" وغیرہ وغیرہ- اور جب تک وہ شایع نہ کرے اس جواب دینے مین جھوٹا سمجہا جاوے گا- اور صاف وجہ مخالفت کی جہاد کی ممانعت اور خونی مہدی اور خونی مسیح کے عقاید کا استیصال ہے جو آئے دن حضرت مسیح موعود کر رہے ہین-

اور اگر بعض جزئیات مین اختلاف رائے ہو اور وہ وجہ مخالفت قرار دی گئی ہو- جیسا کہ دار العلوم لکہتا ہے تو یہ حضرت اقدس مسیح موعود سے مخصوص نہین یہ اختلاف مسلمانون مین عالمگیر ہے اور اگر ان کفر نامون کو جو ایک دوسرے کے خلاف ان جلد باز ملانون نے شایع کئے ہین- جمع کیا جاوے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بالکل صحیح ثابت ہوکر حضرت مسیح موعود کے پاک وجود کو ثابت کئے دیتی ہے کہ اسلام کا صرف نام ہی نام رہ جاویگا اب مقلد اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے لیکن غیر مقلد کے نزدیک وہ بدعتی مشرک کافر ہے ایسا ہی غیر مقلد مقلد کے نزدیک نیچری دونون کے نزدیک شیعہ سنیون کے نزدیک اور خوارج کے

نزدیک وقس علے ہذا۔

اب اگر کفر کا مجموعہ لیا جاوے تو کیا؟ اسلام کا صرف نام ہی نہ نکلے گا۔ پس معلوم ہوا دوسرے اختلافات حضرت مسیح موعود سے مخصوص نہیں ہین وہ عام ہین۔ اہم اور سر برآوردہ وجہ یہی ہے + اور اگر مسیح موعود یا مہدی معہود کا دعوی موجب مخالفت قرار دو۔ تب بھی مآل وہی ہوتا ہے۔ اسی دعوے کی حیثیت سے تو حضرت مسیح موعود نے جہاد کی ممانعت اور حرمت کا فتوے دیا اور ان خوفناک امیدون کا خاتمہ کر دیا جو اقترابت الساعۃ اور حجج الکرامہ پڑھنے والے حریصون کے دلون مین مہدی کے وقت تھین۔ اور وہ منتظر بیٹھے تھے کہ مہدی آئے گا تو خزانے اور ملک لوٹین گے مگر حضرت مسیح موعود نے آکر کہا کہ مہدی تو آ گیا لیکن یہ خیالات بالکل بیہودہ اور قابل نفرت ہین ان خام خیالیون کو سر سے نکال دو۔ امن اور صلحکاری سے اپنی زندگی بسر کرو۔ تو پھر اگر یہ ملان مخالفت کرین تو دارالعلوم ہی بتائے کہ وجہ مخالفت جہاد اور سرکاری

خزانون کی لوٹ مار کی موہوم

امیدون پر پانی پھیرنا ہی ہوا یا

کیا؟ جو کچھ بھی وجہ قرار دی جاوے اسکا مآل آخر کار یہین آکر ٹھیرتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ مخالفت کی وجہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود جہاد اور خونی مہدی کے خلاف تعلیم دیتے ہین اور یہ ان مولویون کو ناگوار ہے کیونکہ اس سے ان کی ساری امیدین خاک مین مل گئین یا یون کہو کہ ان شیخ چلی کے بھائیون کے خیالی پلاؤ کی رکابی توڑ دی اور یہ امر کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود اور آپ کی جماعت جہاد کی واقعی مخالف ہے غیر قومون نے بھی تسلیم کر لیا ہے چنانچہ آریہ مسافر میگزین جو پرتی ندی سبھا کے ایما سے جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے اور جو اسلام کا سیاہ دشمن ہے وہ اپنے رسالہ نمبر ۵ کے صفحہ ۲۹۱ مین صاف اعتراف ہے کہ جہاد دین اسلام

کی جان ہے جس مین کسی محمدی عالم کو انکار نہین ہو سکتا بجز میرزا صاحب اور ان کے حواریون کے"

اگرچہ یہ اس کی صریح غلطی ہے جو جہاد کو ملۃ اسلام کی جان قرار دیتا ہے۔ اسلام تو صاف لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کہتا ہے۔ بہرحال یہان ہم کو صرف اتنا دکھانا مقصود ہے کہ ہمارے مخالف قوم آریہ نے بھی یہ تسلیم کر لیا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ جہاد کے خلاف ہے اور ان کے مخالف مولوی جہاد کو اسلام کی جان سمجھتے ہین اب اس سے بڑھکر دارالعلوم کس شہادت کو چاہتا ہے۔ دارالعلوم جو وجوہات مخالفت بتاتا ہے ان پر ہم بہت مختصر لکھین گے کیونکہ زیادہ مفصل کی گنجایش نہین لیکن اگر ضرورت پڑی تو ہم اسے اس کے گھر پہنچا کر چھوڑین گے۔

قولہ۔ اول میرزا صاحب نے نبوت اور پیغمبری کا جھوٹا دعوے کیا۔ **اقول۔** لعنت اللہ علے الکاذبین۔ حضرت اقدس مسیح موعود کا دعوے کوئی نرالا اور انوکھا نہین۔ کیا وہ مسیح موعود جس پر چالیس سال تک وحی نبوۃ ہوتی رہے گی۔ نبوۃ کے منصب سے معزول ہو جائے گا۔ جو تمہارے خیال مین آسمان سے اترنے والا ہے۔ حضرت اقدس کا دعوے مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور مسیح موعود کے جو لوازمات ہین وہ اس دعوے کے ساتھ ہین۔ کیا تمہارا مسلم موعود نبوۃ اور پیغمبری کا مدعی نہین ہوگا۔ بلکہ معزول عن النبوۃ ہوگا؟ یہ شرارت اور بے ایمانی ہے جو عام مسلمانون کو مغالطہ دینے کے لیئے لکھدیا کہ نبوۃ اور پیغمبری کا دعوے کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود نے کوئی نرالا دعوے نہین کیا وہی کیا جو مسیح موعود کے لیئے بخاری اور مسلم مین موجود ہے + ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہین اور آپ کے بعد آپکے سوا دوسرا نبی آنے والا ہرگز نہین مانتے

قولہ۔ جناب رسول خدا کے برابر اپنا پہلو جما دیا۔ **اقول۔** لعنت اللہ علی الکاذبین حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

اور اپنی تصنیفات مین صدہا مقامات پر ذکر کیا ہے کہ ہم جو کچھ لیتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بدولت اور آپ کی سچی اطاعت کے ذریعہ سے لیتے ہین۔ یہ مضمون بڑی وضاحت کے ساتھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کتابون مین درج ہے۔ اگر دارالعلوم کا پنجابی ایڈیٹر انکار کرے گا تو ہم اس کو کھول کر دکھا دینگے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمسری کا الزام دینا تمہارے خبث باطن کی دلیل ہے۔

قولہ۔ اپنے نام کے ساتھ علیہ الصلوۃ والسلام اور اپنی بیویون کے لیئے امہات المومنین لکھوانے لگے۔

اقول۔ اے تیرہ اندرون! کیا تجھے معلوم نہین کہ عام مسلمانون پر بھی السلام علیکم بولا جاتا ہے۔ اور السلام علینا وعلے عباد اللہ تو نماز مین نہین پڑھتا۔ پھر یہ کس قدر حماقت ہے کہ حضرت مسیح موعود پر علیہ الصلوۃ والسلام کے لفظ سے تو چڑتا ہے۔ جس کو خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور اکابران امت نے سلام دیا پھر اس پر علیہ الصلوۃ والسلام لکھنے سے چڑنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا نہین تو کیا ہے* ؟ اے نادان سوچ تیری مخالفت کا نتیجہ کہان تک جاتا ہے اور کیا حضرت مسیح موعود جو نکاح شادی کرینگے جس سے اولاد بھی ہوگی وہ تمہارے نزدیک ام المومنین نہ ہوگی؟ اس کے متعلق تیری ذاتی رائے قابل سند نہین دہلی کے مکفر المسلمین مولوی نذیر حسین سے فتوے پوچھ ؟ اور نہین تو مولوی نذیر احمد سے ہی پوچھ لے۔ جو تیرا ممدوح ہے

قولہ۔ حمایت اسلام کا دعوے اور تخریب اسلام کے سامان حضرت عیسی علیہ السلام کو مغلظات سنائین؟ **اقول۔** لعنت اللہ علی الکاذبین یہ تیسری لعنت ہے حمایت اسلام پیچے

* ان اللہ وملائکتہ یصلون علے النبی۔ مین۔ اور ہوالذی یصلی علیکم وملائکتہ مین اشتراک صلوۃ کے لحاظ سے کوئی فرق تم ہی بتا دو منہ

اور حقیقی معنون مین کرکے دکھائی اظہار الدین علے جمیع الملل کرکے دکھادیا۔ آریون پر الگ حجت۔ سکھون پر الگ۔ برہمنون پر الگ۔ صلیب کے پرستارون پر جدا اور اسلام کے زندہ برکات کو اپنے وجود سے ثابت کرکے دکھایا! جس کی نظیر آج زمین کی پشت پر نہین۔ حضرت عیسے علیہ السلام کو گالیان سنانے کا الزام دینا سب سے بڑھکر شرارت اور بے ایمانی ہے + کیا پبلک احمق یا گورنمنٹ نادان ہے جو تیری اس چال کو نہین سمجھ سکتی۔ اس قسم کی باتون سے دار العلوم پبلک کو بھڑکانا چاہتا ہے جو بالکل غلط ہین۔ کیا جو شخص اپنے تئین حضرت عیسے علیہ السلام کا مثیل ٹھیراتا ہے وہ اس کو گالیان بھی دے سکتا ہے؟ کچھ تو شرم کر! ہان یہ سچ ہے کہ تم نے اس پاک اور راستباز کی توہین کی جب تم یہ اقرار کرتے ہو کہ وہ نبوۃ سے معزول کیا جاوے گا۔ اور خدا اپنے وعدہ کے خلاف اس کو جنت سے نکالے گا اور اس پر دو موتین وارد کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

قولہ۔ پادریون اور آریون وغیرہ سے ایسے برے طریقے سے مناظرے کئے کہ انکو بالمقابل ہمارے بزرگان دین کے ساتھ ناشائستگی سے پیش آنے کا موقع مل گیا

اقول۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ یہ چوتھی لعنت ہے۔ اگر دار العلوم کے پنجابی ام کے ایڈیٹر مین کچھ بھی شرم و حیا باقی ہے تو وہ ایسی بیہودہ اور بے معنی باتون سے آیندہ کے لیے توبہ کرے گا۔ ہم واقعات کے ذریعہ سے بتاتے ہین کہ یہ کیسی کریہہ جھوٹ کی نجاست ہے جس پر دار العلوم کے ایڈیٹر نے منہ مارا ہے۔ پبلک اور گورنمنٹ کو ایسے غلط بیان لوگون کو زیر نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ جھوٹ بول کر دوسرون کو اشتعال دلاتے ہین + ہم دکھاتے ہین کہ دریدہ دہن مخالفین اسلام نے ہمیشہ ابتدا کی ہے اور حضرت مسیح موعود کی بعثت بلکہ پیدایش سے بھی کبھی ایک عرصہ دراز پہلے یہ لوگ شرارت کی راہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کو گالیان دیتے رہے ہین۔

چنانچہ ہم دار العلوم کے باخبر ایڈیٹر کو مخاطب کرکے پوچھتے ہین کہ پنجابی کاتب صاحب ذرا بتاؤ تو سہی۔

۱۸۴۵ء مین جبکہ ابھی شاید دار العلوم کے ایڈیٹر کا پنجاب مین قوام بھی تیار نہ ہوا ہوگا دافع البہتان نام ایک کتاب پادری رانکلین صاحب نے الہ آباد کے مشن پریس مین چھپواکر شایع کی۔ جسکے صفحات ۲۳ و ۲۴ و ۳۱ و ۶۹ و ۷۴ و ۸۷ و ۸۸ و ۱۵۳، و ۱۵۴ وغیرہ پر نہایت ہی گندہ زبانی سے کام لیا گیا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگ شان مین گستاخیان کی گئی ہین۔

کیا دار العلوم کا ایڈیٹر بتائے گا کہ پادری رانکلین نے یہ کتاب حضرت مسیح موعود کی کس کتاب کے جواب مین لکھی تھی؟

پھر ماسٹر رامچندر عیسائی نے ۱۸۴۹ء مین ایک کتاب مسیح الدجال کے نام سے لکھی تھی جس مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ دجال بنایا گیا۔؟

کیون جی دار العلوم کے پنجابی ایڈیٹر صاحب یہ کتاب مسیح موعود کی کس کتاب کی وجہ سے لکھی گئی تھی؟ کچھ شرم ہے یا نہین

پھر ٹھاکر داس نے سیرۃ المسیح والمحمد لودہانہ کے مشن پریس مین چھپواکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے کیے کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ حضرت مسیح موعود کے کس رسالہ کا جواب ہے؟ کچھ تو شرم کرو۔

پھر پادری راجرس نے ۱۸۵۸ء مین تفتیش الاسلام کے نام سے ایک کتاب شایع کی جس کے صفحات ۲۳ و ۴۹ و ۵۲ و ۵۴ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۶۰ و ۶۵ و ۸۰ و ۸۲ و ۹۷ و ۱۰۰ پر خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی ہے۔ کیا دار العلوم کا ناعاقبت اندیش ایڈیٹر ایمان اور حیا کے ساتھ بتا سکے گا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود کے کس اشتعال سے لکھی گئی۔؟

پھر پادری عماد الدین کی تصنیفات جو ۱۸۵۷ء سے بھی پہلے شایع ہو چکی ہین جن مین بجز گندہ دہانی کے اور کچھ نہین یہانتک خود عیسائیون کو اعتراف کرنا پڑا کہ ۱۸۵۷ء کا غدر ہوگا تو عماد الدین کی تحریرون سے اور عماد الدین نے مسلمانون کا دل گورنمنٹ سے پھاڑنے کے لیے یہ کتابین تصنیف کی ہین دیکھو اخبار شمس الاخبار لکھنؤ جو پادری کریون صاحب کے اہتمام سے نکلتا تھا مورخہ ۱۵-اکتوبر ۱۸۷۵ء اور اخبار ہندو پرکاش امرتسر و آفتاب پنجاب لاہور ۱۸۷۵ء ایسا ہی میزان الحق اور پادری فنڈر کی دوسری کتابین۔

او ناعاقبت اندیش مفتری اب بتا اسلام کی توہین کس نے کرائی؟ تو نے اور تیرے حامیون یا حضرت مسیح موعود نے۔

اور بیسیون کتابون اخبارون اور رسالون کے ہم حوالے دے سکتے ہین جو حضرت مسیح موعود سے بہت عرصہ پہلے عیسائیون کی طرف سے شایع ہوئے تھے۔ مندرجہ بالا کتابون اور حوالون سے معلوم ہوگیا کہ دار العلوم کا ایڈیٹر ایک کمینہ اور گندہ جھوٹ بولتا ہے۔ جب کہ وہ یہ کہتا ہے کہ عیسائیون کو اسلام کی توہین کے لئے اشتعال دلایا۔ ابھی ہم بتاتے ہین کہ حضرت مسیح موعود کی تحریرین اور مضامین اگر شایع نہ ہوتے تو حقیقت مین شمس الاخبار لکھنؤ کے خیال کے موافق ایک خطرناک ایجی ٹیشن مسلمانون مین پھیل جاتی۔

مگر ابھی ہم یہ بھی دکھانا چاہتے ہین کہ آریون نے بھی اسلام پر پیش دستی کرکے حملے کئے ہین۔ چنانچہ سب سے پہلے ۱۸۶۶ء مین اندرمن مرادآبادی نے جب ہمارے سید و مولا امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کوئی بیس برس سے بھی کم ہوگی پاداش اسلام نام ایک گندی سے گندی کتاب شایع کرکے مسلمانون کو ستایا۔ اور ۳۰۰ صفحون مین بے انتہا گالیان دی ہین۔ پھر اندر بجر اور تحفۃ الاسلام وغیرہ وغیرہ کتابون مین اس نے سخت بدزبانی کی ہے۔ اب ایڈیٹر دار العلوم

اگر کچھ بھی حیا اور غیرت اور ایمان رکھتا ہے تو بتائے کہ اندرمن کو کس نے اشتعال دلایا تھا؟ او جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے والے پنجابی کاتب کیون تو خدا سے نہین ڈرتا۔ پھر لودہانہ کے مشہور کھنیا لال الکھ دھاری نے اسلام کی توہین کی اور ۱۸۷۵ء مین دیانند نے ستیارتھ پرکاش شایع کی جس مین ایک مستقل باب لکھکر مسلمانون پر دل آزار حملے کیئے۔ قرآن شریف اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔

اب ان واقعات کے موجود ہوتے ہوئے بھی دار العلوم کا کہدینا کہ حضرت مسیح موعود نے ان لوگون کو جوش دلایا صریح بے حیائی ہے۔ ہان یہ بات ہم بھی جانتے ہین اور ثابت شدہ واقعہ ہے کہ مولوی محمد حسین نے حضرت مسیح کے متعلق بعض سخت مضامین لکھکر جو کشف الحقایق بمبئی مین بھی چھپے تھے عیسائیون کو جوش دلایا۔ جنہون نے امہات المومنین جیسی گندی اور دل آزار کتاب لکھی اور اعتراف کیا کہ محمد حسین کی وجہ سے لکھی ہے مگر آج تک حضرت اقدس کی تو کسی کتاب کا جواب ہی نہین ہوا نہ آپ نے ابتدا کی بلکہ حضرت اقدس کی تحریرون نے امن بخش کام کیا اور اسی لیئے ہم دعوے سے کہتے کہ حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود نے اپنی کتابون اور تحریرون کے ذریعہ مسلمانون کے جوش کھائے ہوئے دلون کو ایک **سکنیت** اور **اطمینان** کی حالت پر پہونچا دیا اور جو خطرہ خود پادریون کو بعض مفسدانہ تحریرون سے ہوگیا تھا۔ اسکو دور کرکے **امن عامہ** اور صلحکاری کی زندگی پھیلادی کیونکہ اگر ان کتابون کا جواب لکھکر دفاع نہ کیا جاتا تو مسلمانون کا جوش بھڑکتا۔ اور حقیقت مین یہ گورنمنٹ برطانیہ ہی کی مہربانی اور اس کی عطا کردہ آزادی کا نتیجہ ہے جس سے حضرت مسیح موعود نے سچا اور حقیقی فایدہ اٹھاکر ان الزامات کی مدافعت کی کیونکہ اگر سخت دل آزار حملون اور توہین اسلام کا جواب نہ دیا جاتا تو بعض جاہل جو جلد تر بدگمانی کی طرف جھک جاتے ہین شاید یہ خیال کرتے کہ گورنمنٹ کو پادریون کی خاص رعایت ہے اور اس سے وہ خطرہ پیش آتا جو شمس الاخبار لکھنو کے ایڈیٹر کے خیال مین ۱۸۵۷ء مین نظر آتا تھا مگر جب حضرت مسیح موعود نے ان کتابون کے اعتراضون کا بحیثیت مجموعی **معقول متین** اور لاجواب جواب دیدیا تو وہ اشتعال جو جاہلون کے دلون مین بھڑک کر خطرناک نتایج پیدا کر سکتا تھا اندر ہی اندر دب گیا اور مسلمانون کو معلوم ہوگیا کہ گورنمنٹ نے ہر مذہب کے پیرو کو اپنے مذہب کی تائید کی سچی آزادی دی ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود کی ان دفاعی تحریرون نے وہ عظیم الشان احسان ملک اور قوم پر کیا ہے جس کی کوئی نظیر نہین ہے اور گورنمنٹ عالیہ تاج برطانیہ کو امن اور صلحکاری کے قیام کے لیے وہ بیش قیمت مدد دی ہے جس کا اعتراف ہر منصف مزاج کو کرنا پڑیگا ملک اور قوم پر یہ احسان کیا کہ ان کو مخالفون کے حملون سے ہمیشہ کے لیے بچا لیا۔ اور گورنمنٹ کو ان خطرات سے بچا لیا جو ان اشتعال بخش تحریرون کے جواب نہ دیئے جانے کی وجہ سے پیش آسکتے تھے۔

ہم علے الاعلان کہتے ہین اور واقعات اور دلایل کی بنا پر کہتے ہین کہ اس **قلمی جنگ** مین قلم کے ساتھ ہی صلح کا علم اسی سلطان القلم نے بلند کیا ہے۔ اور ملک کے عام امن کے قیام مین ایسی مدد دی ہے

جس کی نظیر سلسلہ قلم مین نہین ہے

(باقی آیندہ)

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر ریویو

نمبر دوم

گو سلسلہ کے لیئے دیکھو نمبر ۵ جلد ۶

پھر بشپ صاحب فرماتے ہین کہ "خداوند یسوع مسیح خدا باپ کا بھی بہت ذکر کرتا تھا اور نیز اپنی ذات اور لاثانی حقیقت پر بھی بہت ہی زور دیتا تھا مثلاً ایسے الفاظ بارہا اس کی زبان مبارک سے نکلے تھے کہ

مین وہ زندگی کی روٹی ہون جو آسمان سے اتری اگر کوئی اس روٹی مین سے کھالے تو دیر تک زندہ رہے گا یوحنا ۶/۵۱
قیامت اور زندگی مین ہوں یوحنا ۱۱/۲۵
راہ حق اور زندگی مین ہون یوحنا ۱۴/۶"

یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ جس حال مین بقول بشپ صاحب یسوع مسیح خدا باپ کا ذکر کرتا تھا اور نیز اپنی ذات اور لاثانی حقیقت پر بھی زور دیتا تھا دو مختلف ذاتون کے بیان کرنے سے صاف سمجھ مین آتا ہے کہ اس مین اور خدا باپ مین ایک غیریت تھی۔ بحالیکہ بشپ صاحب اپنے عقیدہ کے موافق اقنوم اول اور ثانی مین عینیت کے قایل ہین یہ کیسا معما اور عقدہ ہے جو حل ہونے مین نہین آتا۔ بشپ صاحب عیسائی قوم پر احسان فرمائین گے؟ اگر وہ اس عقدہ کو حل کرین کہ یسوع بحیثیت یسوع ہونے کے خدا کا باپ بھی ہے اور خدا بیٹا بھی!

جو جملے بشپ صاحب نے یسوع کی لاثانی حقیقت کے اظہار کے لیے یوحنا کی انجیل سے پیش کیئے ہین حقیقت مین وہ قابل غور ہین اور ہم ناظرین اور بشپ صاحب کو ان آیتون پر ریمارک کرکے دکھاتے ہین کہ ان مین **صداقت** اور **حقانیت** کی روح کہان تک ہے؟ بشپ صاحب نے محض خوش اعتقادی کی بنا پر انجیل یوحنا کے ان فقرات کو کوٹ کیا ہے جن کی کوئی صداقت دنیا کی تاریخ مین یسوع کی نسبت موجود نہین ہے۔

یہ امر تو صاف ظاہر ہے کہ یسوع مسیح کا منشا اس زندگی کا جو یوحنا کی ان آیتون مین بیان کی گئی ہے روحانی زندگی ہے۔ ورنہ ابدی حیات جو اس دنیا کی ہو وہ تو بصراحت باطل ہے لیکن ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ روحانی زندگی بھی ان ایمان لانے والون مین پائی

نہین جاتی جو اس زندگی کی روٹی مین سے کہلاتے ہین اگر یہ الفاظ واقعی حضرت مسیح کے منہ سے نکلے ہوتے تو ہمارا ایمان ہے کہ یہ بڑے دعوے کے رنگ مین نہ ہوتے بلکہ اس کے ساتھ دلائل اور واقعات صحیحہ ہوتے لیکن ہم کو کسقدر مایوس ہونا پڑتا ہے جب ایک طرف یسوع کے یہ الفاظ اور دوسری طرف آپ کی قوت قدسی اور حیات ابدی کا نمونہ یہ پاتے ہین کہ ایک کو بھی زندہ نہ کر سکے۔

یسوع صاحب جس قدر ناکام و نامراد دنیا سے اٹھے ہین اس کی نظیر کسی ایسے انسان کے حالات مین نہین ملتی جس نے خدا کی طرف سے مامور ہو کر آنے کا دعوےٰ کیا ہو۔
بحالیکہ یسوع مسیح تو بہ اعتقاد بشپ صاحب خود خدا تھے +

حیات ابدی اور قیامت کا ثبوت تو یہ ہوسکتا تھا کہ آپ کی تعلیم سے اعلےٰ درجہ کے انسان درست ہو کر نکلتے۔
لیکن اس زمانہ مین آخر عیسائی پادریون کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ یسوع مسیح کی تعلیم ان کے حواریون یا شاگردون کی پست خیالی کم فہمی اور دنیا طلبی کو دور نہ کر سکی اور ان مین سے ایک بھی ایسا مستعد۔ زکی۔ اور پاکیزگی کا کامل نمونہ نہ نکلا جس کو بطور شہادت پیش کیا جاوے۔
کامل وفاداری اور خلوص کے اظہار کا وہ وقت تھا جبکہ یہ نرالی وضع کا خداوند یسوع مسیح یہودیون کے ہاتھون پکڑا گیا اور صلیب پر چڑھایا گیا۔ ایسے وقت مین جو کچھ بزدلی اور بد اعتقادی ان زندگی کی روٹی مین سے کھانے والون نے کھائی وہ انجیل کے صفحات مین یسوع مسیح کی تعلیم کی کمزوری اور موت کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔

یہوداا سکریوطی کا تیس درہم لیکر اپنے خدا کو پکڑوا دینا اور پطرس کا سامنے لعنت کرنا ایسی باتین نہین ہین جو ایک غور کن ریویو نویس کی نظر سے بچ جائین۔ خصوصاً

ایسی حالت مین کہ وہ یسوع مسیح کے اس دعوے پر نظر ثانی کر رہا ہو کہ قیامت اور زندگی مین ہون یا زندگی کی روٹی مین ہون۔
یسوع مسیح کی زندگی بخش تعلیم سے جو جو لوگ تیار ہوئے تھے انہون نے امتحان اور آزمایش کے وقت جو کچھ نمونہ دکہایا ہے وہ ایسا ہے کہ بعض فاضل مسیحون نے حواریون کی ان حرکات کو قابل شرم قرار دیا ہے پھر اس پر بھی یہ کہنا کہ زندگی کی روٹی یسوع مسیح ہے یا حیات ابدی وہ ہے۔ کس قدر مضحکہ خیز دعوے ہے +

ہم کہتے ہین کہ اگر واقعی یسوع مسیح کی زندگی اور حیثیت نرالی قسم کی تھی اور اعلےٰ درجہ کے اقتداری معجزات جو انجیل کے خوش اعتقاد بیان کرتے ہین انسے ظاہر ہوئے تھے تو پھر کیا وجہ ہے؟ کہ وہ حواری جو رات دن ان کے ساتھ رہتے تھے اور ان پر ایمان لا چکے تھے انجام کار ایسے سست اعتقاد او ضعیف الایمان ثابت ہوئے کہ خود انجیل ہی اس کی شہادت کے لیئے کافی ہے پھر وہ لوگ جو آپ کے ہم نوالہ ہم پیالہ تھے اور جن مین سے بعض کو بہشت کی کنجیان تفویض کی گئی تھین اور جو خود انکا معتمد علیہ خزانچی تھا اوس کو پکڑوانے اور لعنت کرنے لیے تیار ہو جائین تو اورون کا کیا ٹھکانا ہے۔
خود حضرت مسیح نے ان کو سست اعتقاد اور شیطان کہہ کر پکارا ہے تو پھر اور کون ہے جو ان کی روحانیت کے کمال کا تذکرہ کر سکے۔
پس جبکہ یسوع مسیح کی زندگی مین زندگی کی روٹی کھانے والے لو... کی تنگ و تار قبرون سے نہ نکل ... خدا مین زندگی کی ہوا لے ... تنگ نہ کیا ہو تو اور کس کی بابت نیا روٹی ... جاوے کہ وہ یسوع مسیح ... مین سے کھا کر زندہ ہو گیا۔
زندگی کے آثار جب قوم مین مفقود ہین تو اس کے بانی کو زندگی کی روٹی کہنا بجائے خود ایک مردہ دل کا کام

ہوسکتا ہے + ہم بشپ صاحب اور دیگر عیسائیونکو اور بھی وضاحت کے ساتھ دکھائینگے کہ عیسائیون مین زندگی کی روح نہیں۔ اس لیئے کہ موجودہ نصرانیت کے بانی اور اس کی تعلیم مین زندگی نہین ہے اور اس لیئے اس کی تاثیرین زندہ جاوید نہین ہوسکتی ہین۔ (باقی آئندہ)

"قادیانی کا دیانی"

قادیان (بقات قرشت) ضلع گورداسپور پنجاب مین ایک چھوٹا سا موضع ہے۔ وہ جیسا آبادی مین چھوٹا ہے ویسا ہی شہرت مین بڑا ہے۔ دنیا کے ممالک مین سے کوئی ملک ایسا نہین ہوگا۔ جہان اس کا نام نہین پہونچا ہوگا۔ اور جہان کے عام نہین تو خاص باشندے اس کے نام سے واقف نہ ہون آج سے بیس پچیس برس پیشتر کوئی قادیان کو جانتا بھی نہ تھا کہ کہان ہے؟ کدھر ہے مگر آج ہندوستان کے گھر گھر مین وہ مشہور و معروف ہے۔ اس کی اس عالمگیر شہرت کا باعث مرزا غلام احمد صاحب ہین اور وہ ان کی وجہ سے یہانتک مشہور ہوگیا ہے کہ اگر مرزا صاحب کا نام نہ لیا جائے اور محض قادیانی بولا جائے تو اس سے مرزا غلام احمد صاحب ہی سمجھے اور مراد لئے جاتے ہین۔
مرزا صاحب کا دعوے ہے کہ وہ ملہم من اللہ اور اس صدی کے مجدد ہین خدا نے اُن کو لوگون کی ہدایت کے لیئے بھیجا ہے وہ مثیل مسیح اور مسیح موعود ہین اور ان کے ساتھ آسمانی نشانات ہین جو مخالفون کے لیے موجب قہر اور اتباع کے لیے باعث برکات ہین وہ اخبار غیب سے مطلع ہوتے اور آیندہ وقوع مین آنے والی باتون کی پیشین گوئیان کرتے ہین۔ ادھر ان کا تو یہ دعوے ہے ادھر مخالفین کہتے ہین کہ ملہم و مجدد ہونا تو درکنار سرے سے ان کا ایمان اور اسلام ہی مخدوش ہے ان کے عقاید

اسلام کے خلاف ہین- وہ کافر ہین ملحد ہین زندیق ہین اور ان کے سب دعوے باطل ہین وہ نہ ہادی ہین نہ مہدی نہ مثیل مسیح بلکہ فریبی اور لوگون کو دھوکا دینے والے ہین یہی سبب ہے کہ یہ لوگ اپنی تحریرون مین ان کو قادیانی نہین لکھتے بلکہ کادیانی (یعنی اپنے نزدیک مکار) لکھتے ہین- دیکھنا یہ ہے کہ کادیانی کے کیا معنی ہین- ہم نے مرزا صاحب کے مخالفین کی تحریرون مین جب جب ان کو کادیانی لکھا ہوا دیکھا ہمیشہ تعجب کیا- کیونکہ کادیانی نہ کوئی لفظ ہے نہ اسکے معنے مکار کے ہین نہ اس کا مادہ کید ہے- اسکے معنی مکار تب ہو جب یہ کید سے مشتق ہو مگر کید سے تو کائد کیاد ہوتا ہے نہ کادی اور پھر کادی سے کادیانی زیادہ عجیب ہے

مرزا صاحب کے معتقد عموماً اس لفظ کے بارے مین مخالفین کی نسبت یہ کہتے ہین کہ ان لوگون کو قادیانی بھی صحیح لکھنا نہین آتا- اور یہ ایک نہایت لطیف پیرائے مین مخالفین مرزا صاحب پر الزام ہے مگر ذی علم لوگ بالخصوص یہ کہتے ہین کہ مخالفین کید سے کادیانی بنا کر اپنی بے علمی کا اظہار بلکہ اس کو ثابت کر رہے ہین زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ مخالفین مرزا صاحب کیا ادنے کیا اعلےٰ کیا وہ جو بڑا عالم ہے اور کیا وہ بیچارہ جو شد بد سے زیادہ نہین جانتا سبھی کادیانی لکھتے ہین- اور کسی کا ذہن اس طرف منتقل نہین ہوتا کہ کسی کی ضد و مخالفت کے سبب صحیح لفظ کو غلط کیون لکھین اور اس کو بےمعنی کیون بنا دین خدا تو فرماتا ہے ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوےٰ یعنی ایسا نہ کرنا کہ کسی کی ضد کے سبب عدل کو ہاتھ سے چھوڑ دو- عدل کیا کرو- کہ یہی خدا ترسی اور پرہیزگاری کی بات ہے-

عدل کا لفظ عام ہے اور وہ انسان یا اور جاندار اشیا کے ساتھ مخصوص نہین اس کا اطلاق ہر چیز کی نسبت ہوتا ہے- کیا انسان کیا حیوان- کیا جاندار- کیا بیجان- کیا محسوس کیا معقول کیا لفظ کیا معنی سب کی نسبت یہ لفظ بولا جاتا ہے بلکہ داد کا لفظ جو فارسی مین عدل ہی کا ترجمہ ہے اور نہایت کثرت سے مستعمل ہے سب جانتے ہین کہ الفاظ و معانی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے- کہتے ہین "سبحان اللہ کیا کلام ہے اسکا ایک ایک لفظ داد دینے کے قابل ہے" "ایک نظم بھیجتا ہون پڑھئے گا تو بیساختہ داد دیجیے گا-

پس جو لوگ قادیانی کے لفظ کو بگاڑ کر لکھتے یا ایک غلط اور بےمعنی لفظ تراشتے ہین وہ خلاف عدل و داد کرتے ہین-

راست می گویم و یزدان نہ پسندد جز راست
حرف نا راست سر و دن روش اہرمن است

راقم ایک حق پسند

بیعت

مولوی محمد صاحب ساکن پیل ضلع شاہپور تحصیل خوشاب-
شیخ ڈومن صاحب کاتب سرکاری کرکپور ضلع مونگیر خاص بازار
محبوب عالم صاحب- لاہور رنگ محل
امام بخش صاحب زمیندار ساکن ڈہولن ضلع سیالکوٹ تحصیل ظفروال
عبدالکریم صاحب معمار ایضاً
میان ماہیا صاحب ایضاً
مولوی برہان الدین صاحب ساکن لورا ضلع گجرات-
امام الدین صاحب افریقہ نیروبی ہسپتال-
شیخ فرزند علی صاحب شاہجہانپور حال الہ آباد محلہ بازار علاقہ کوتوالی
رحیم بخش صاحب کشمیری- ساکن چونڈہ ضلع سیالکوٹ تحصیل ظفروال
محمد رمضان صاحب تاجر چرم ساکن لودھران ضلع ملتان-
میان عبداللہ صاحب- کھنگنہ ضلع ہوشیارپور ڈاکخانہ بلاچور-
مولوی قطب الدین صاحب ساکن کالہ کمالہ ضلع گجرات ڈاکخانہ ڈنگہ-
میان بڈہا صاحب حکیم ساکن بدوملی ضلع سیالکوٹ
میان ودہاوا صاحب جراح ایضاً
امام الدین صاحب ساکن جیون گھڑیہ
میان عبداللہ صاحب نومسلم ساکن بدوملی-
غلام صاحب جراح ساکن بدوملی-
وفضل الدین صاحب ٹھیکہ دار ″
عزیز الدین صاحب جراح ″
سائین مستان شاہ صاحب ساکن پنجگرائیان
پنوں خان صاحب ساکن علی پور جھنگلان-
میان ہیرا صاحب ایضاً
میان نتھو صاحب ساکن جیون گڑھ
شیخ فضل الدین صاحب ساکن پنجگرائیان-
شیخ روڑا صاحب ساکن علی پور جھنگلان-
خلیفہ پیراندتا صاحب ساکن رامداس ضلع امرتسر تحصیل اجنالہ-
رحیم بخش صاحب ساکن رامداس ضلع امرت سر-
مراد علی صاحب ایضاً
نبی بخش صاحب ایضاً
میان میلو صاحب ایضاً
میان جیون صاحب ایضاً
میان رلدو صاحب ایضاً

ندائے حق

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
باز بغض و کینہ و انکار ایشان را ببین
اے ملامت گر خدا را برزمان کن یک نظر
چون خدا خاموش ماند چنین وقت خطر
خستگان دین مرا از آسمان طلبیدہ اند
آمدم وقتے کہ دلہا خون زغم گردیدہ اند
دعوے ما را فروغ از صد نشانہا دادہ اند
مہر و ماہ ہم از پے تصدیق ما استادہ اند

آریہ مسافر اور ہم

(نیوگ اور نکاح)

حیا سوز، غیرت کُش اور اخلاقی قوتوں کے برباد کن مسئلہ **نیوگ** کا حامی آریہ مسافر میگزین کثرت ازدواج پر اپنے گھر میں باوجود اسقدر خباثت اور گند کے اعتراض کرتا ہے اور **پردہ سسٹم** اور **طلاق** پر بھی نکتہ چینی کرتا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ کثرت ازدواج۔ پردہ۔ اور طلاق پر کس رنگ میں بحث کریں جو یہ **نیوگ مت** کا حامی ان کی حقیقت پر مطلع ہو سکے وہ کیڑا جو سنڈاس میں پیدا ہوتا ہے وہ کسطرح پر اس تیتری کی مشامہ حاصل کر سکتا ہے۔ جو پھولوں پر بیٹھتی اور رہتی ہے۔

اسیطرح پر جس شخص کے نزدیک اپنی بیوی کو اولاد حاصل کر لینے کے لئے دوسرے مرد کے پاس بھیجدینا روا رکھا گیا ہو۔ وہ غیرت کے مفہوم کو کیونکر سمجھ سکتا ہے۔

ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس **نیوگ** کے حامی کو کثرت **ازدواج** کو شہوت رانی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے ذرا بھی شرم نہ آئی اور سچ تو یہ ہے کہ شرم آ کسطرح سکتی جبکہ گھر میں **نیوگ** کا پوتر مسئلہ دید بھاش اور ستیہ ارتھ پرکاش میں تلاوت کرتے ہیں۔

ہمارے محسن و مخدوم مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی **ایدہ اللہ بروح القدس** نے اپنے آرٹکل میں **نکاح** کی فلاسفی پر ایک لطیف اور عالمانہ بحث کی تھی مگر اس سے حظ اٹھانے اور اس کی تہ تک پہونچنے کے لئے ضرورت ہے ایسے **دماغ** کی جو انسان کے قوٰی اور طبعی تقاضوں کا علم رکھتا ہو۔ ہم اس مختصر نوٹ میں **آرین نیوگ** اور اسلامی نکاح کا مقابلہ کر کے دکھانا چاہتے ہیں کہ محض **شہوت رانی** مقصود کس میں ہے

اسلامی نکاح کی علت غائی جہانتک قرآن کریم پر نظر غور کرنیسے معلوم ہوتی ہے تقوٰی اور پرہیزگاری ثابت ہوتی ہے چنانچہ فرمایا **محصنین غیر مسافحین** یعنے تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تم تقوٰی اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ حیوانات کی طرح محض شہوت رانی تمہارا مقصود ہو۔

احصان کا لفظ جو **حصن** سے نکلا ہے صاف بتاتا ہے کہ شادی کرنیسے عفت و پرہیزگاری اور حفظ **صحت** کے قلعے میں انسان داخل ہو جاتا ہے اور اسی طرح پر اولاد ہو کر خاندان بھی تباہ ہونیسے بچ جاتا ہے اور ایسا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو شادی نہ کر سکتے ہوں روزہ رکھنے کی ہدایت فرمائی اور نہ یہ کہ وہ **وید** کے تجویز کردہ **نیوگ** پر قدم ماریں۔

اور **اولاد** کے لئے بھی نری **اولاد** قرآن کریم کا منشا نہیں ہے بلکہ **الباقیات الصالحات** اور قرۃ اعین۔ اس لئے اسلام نے انسان کو ہر فعل پر ایک نہ ایک ایسی تعلیم دی ہے جو اس کو **تقوٰی** کی طرف رہبری کرتی ہے۔

برخلاف اس کے **نیوگ** زناکاری کی رسم کو عام کرنے والا اور بے حیائی اور بے غیرتی کو رواج دیکر انسان کے اخلاق فاضلہ کا خون کرنے والا محض شہوت رانی کا ذریعہ ہے چنانچہ پنڈت دیانند نے اپنی تصنیفات میں صاف لکھدیا ہے کہ عورت کے حاملہ ہونے کی حالت میں یا مرد یا عورت کے بیمار ہونے کی حالت میں عورت یا مرد اپنی شہوانی قوتوں پر غلبہ نہ پاسکیں تو مرد کسی اور عورت سے اور عورت کسی دوسرے مرد سے نیوگ کر لے اب **نیوگ** کی حمایت کرنیوالا آریہ مسافر بتلائے تو سہی کہ اسی **بیغیرتی** پر اسے ناز ہے اور اسی نیوگ کو محض اولاد پیدا کرنیکا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر وہ سب کے سب حالات جو نیوگ کے متعلق پنڈت دیانند نے اپنی تصنیفوں میں لکھے ہیں لکھے جائیں تو وہ فحش کے نیچے نہ آجائیں۔

ہم اس خیال میں ہیں کہ گورنمنٹ کو اس حیا سوز طریق کے بند کرنے کیطرف توجہ دلائیں۔ کیونکہ اس سے نہ صرف بدکاری اور فحش کو ترقی ہوتی ہے بلکہ نسلوں کے اختلاط کے سبب سے بہت کچھ نقصان آریہ ستان کو پہونچ سکتا ہے۔ اور خطرناک امراض کے پھیلنے کا بھی اندیشہ ہو سکتا ہے۔ کسی آریہ عورت کو اگر وہ حمل کو زایل کرنیوالے ادویات استعمال کر کے نیوگ کراتی رہے۔ تو کونسا امر مانع ہو سکتا ہے۔ جس حال میں کہ آریوں کے نیوگ کے متعلق اشتہار شایع ہونے لگے ہیں۔ تو کیا آیندہ یہ خطرناک وبا پھیل کر ملک کے اخلاق کو صدمہ نہ پہونچائیگی۔ اور ابھی تو مردوں کے اشتہار نکلے ہیں۔ پردہ سسٹم پر اعتراض کرنیوالے آریوں کی **بہو بیٹیاں** اگر آزادی کی ہوا سے متاثر ہو کر سوامی دیانند کی آگیا پالن کرنے کے لئے نیوگ کے اشتہار دینے لگیں تو بے شک بدکاری کے سیلاب کا بند ٹوٹ جاوے گا اس لئے ہم ایک مضامین کے سلسلہ میں اس خطرناک مسئلہ پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود اَدَامَ اللّٰہُ فُیُوضَہُم مع جمیع ممبران خاندان خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور عصمت انبیاء پر ایک زبردست اور فیصلہ کن مضمون لکھ رہے ہیں بدخواہ حاسدوں اور جھوٹی اور بیہودہ خبریں اڑانیوالوں کا جواب لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ مولنا مولوی نورالدین صاحب مع الخیر سیالکوٹ سے واپس تشریف لے آئے واپسی کے وقت آپ احباب لاہور کی سخت اصرار اور گذارشوں پر ایک دن کے لئے لاہور قیام فرما ہوئے کئی ہزار آدمیوں کے مجمع میں ایک عظیم الشان لکچر قرآن کریم کے حقایق و معارف پر مشتمل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کے لئے دیا سننے والوں کا مجمع حد سے زیادہ تھا یہانتک کہ کئی سو آدمیوں کو عدم گنجایش کیوجہ سے واپس جانا پڑا۔

۳۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بھی خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں بدستور مصروف ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس ہفتہ کلانور تشریف لے گئے۔

۵۔ لاہور سے منشی تاجدین صاحب اور میاں غلام محمد دار الامان میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے۔ افریقہ سے میاں رحیم بخش مستری تشریف لائے۔

۶۔ بیعت کرنیوالوں کے نام کالم بیعت میں درج ہیں۔

۷۔ اس ہفتہ میں مولوی عبدالرحیم صاحب حیدرآبادی مالابار ایک عرصہ دراز کی بیماری کے بعد انتقال کر گئے انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم ایک سعید نوجوان تھا مرنے سے پہلے حضرت اقدس کی

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم باتو گر آئی جہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۸ | ۲۸- فروری سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۸- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ یوم جمعہ | جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق

عید الضحےٰ کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔ امتحان کے لیے جو جلسہ دارالامان مین اس تقریب پر ہونا قرار پایا تھا وہ بوجہ طاعون ملتوی کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس حجتہ اللہ علے الارض کا منشا ہے کہ طاعون زدہ علاقون اور شہرون کے لوگون کا مجمع اس موقع پر نہ ہو۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کا سوال اس تقریب پر بدستور موجود ہے الحکم کے پڑھنے والے احمدی احباب خوب جانتے ہین کہ عیدین کی تقریب پر مدرسہ کی امداد کے لیے ہر بھائی ایک روپیہ یا کم و بیش حسب استطاعت اس موقع پر دیا کرتا ہے اسلیے یاددہانی کے طور پر نوٹس دیا جاتا ہے کہ ہر شہر کی جماعت اپنی اپنی جگہ یہ رقوم چندہ جمع کر کے عید کے دوسرے دن روانہ کرین۔ ہان ہم اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہین کہ عید الفطر کی تقریب پر ہم نے لنگر خانہ کی مستقل امداد کے لیے بھی توجہ دلائی تھی بعض جگہون کی جماعتون نے اسپر توجہ کی ہے اور بعض کی توجہ لگا رہے پس وہ اس کو بھی نہ بھولین۔

قربانی کی کھالین یکجا کر کے بعد فروخت ان کا روپیہ مساکین فنڈ کے لیے یا دارالامان کی مساجد کے انتظام کے لیے روانہ کرنا چاہیئے بہرحال قربانی کی کھالون کا روپیہ دارالامان بھیجا جاوے۔

ضروری اطلاع

مدرستہ تعلیم الاسلام کے متعلق ہر قسم کا روپیہ **عالیجناب خان صاحب** نواب محمد علیخانصاحب رئیس مالیرکوٹلہ ڈائرکٹر مدرسہ کے نام بمقام قادیان آنا چاہیئے۔ کیونکہ فی الحال وہ دارالامان ہی مین مقیم ہین۔ منی آرڈر کے کوپن پر فرستندہ اپنا پورا نام اور پتہ مع تفصیل چندہ لکھدیا کرے۔

استفسارات۔ کے جواب اس اشاعت مین بھی درج نہین ہو سکے۔ وجہ؟ عدم گنجایش !!

حکیم الامت کے مکتوبات

ذیل میں ہم حضرت حکیم الامت کے مکتوبات کا ایک سلسلہ درج کرتے ہیں اس سلسلہ مین تاریخ اور سنہ کا لحاظ ہم نہ رکھینگے اور نہ مضامین کا خیال بلکہ ہر قسم کے خطوط جو ہمین دستیاب ہون گے درج کرین گے

اس لئے ہم الحکم کے پڑہنے والون سے درخواست کرتے ہین۔ کہ جس کسی کے پاس حکیم الامتہ کے خطوط مین وہ خواہ کیسے ہی ہون براہ کرم عام فائدہ کی خاطر ہمین سرِدست اصل بہیجدین بعد نقل وہ اصل انکو بہیجدی جاویگی۔

ایڈیٹر

ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم

مین تم سے ملا پر کیا ملاقات کرنیکا موقع بھی نہ ملا دل کی باتین دل ہی مین رہین۔ جدا ہوا تو کیسا جدا ہوا شیخ صاحب سے اسٹیشن پر صرف السلام علیکم ہوئی ریل مین ایک پادری صاحب سے بحث تھی کچھ ادھر کا خیال کچھ ریل کے چلے جانیکا۔ وزیرآباد پہونچکر خود سخت بیمار ہوگیا۔ بخار درد سر گھبراؤ دامن گیر ہوا رات کو سیالکوٹ پہونچا وہی بے آرامی بدقت جموون پہونچا کل ہی ذرہ آرام ہے۔ میان احمد یار صاحب بیمار تہے ان کی بھی آپنے خبر نہ دی العدر کہے کی اصلاح کا حال نہ لکہا + آپ نے دعاگو کی خبر بھی نہ لی۔ کہ اس نے جموون پہونچکر خط نہین لکہا خیر ہو۔ خداوند کریم کا رحم ہو۔ غرض یہ سب شکایت محبانہ ہے اور مجہے شکایت نہین۔ کیونکہ اول بیمار پھر مہجور دوم پھر غریب الوطن۔ وغیرہ۔ وغیرہ وغیرہ۔

شیخ فضل الٰہی صاحب بھی بخار مین تھے شافی نے شفا بخشی ہو۔ جناب موصوف کو میرا بہت بہت السلام علیکم کہنا اور میری طرف سے عیادت کرنی تاکید ہے۔ گردہاری چوپڑے کا حال دریافت کرکے لکہنا۔ اور راس کیے بہائی اور دوا الدکا۔ حافظ غلام محی الدین سنا ہے راولپنڈی سے واپس آکر بیمار ہوگئے انکا حال بھی ارقام فرمانا شہر مین بیماری کی کیا حالت ہے میرا بہانجا بیمار تہا۔ اس کی بھی خبر نہیں۔ حافظ غلام محمد صاحب کیسے ہین۔ ان کا بچہ کیسا ہے۔

پیارے عزیز سنو سنو کان رکہو۔ نماز مین ہر روز محبوب حقیقی جامع جمیع کمالات رحمٰن رحیم حضرت رب العلمین مالک یوم الدین کی تعریف کرکے آپ پڑہا کرتے ہو ایاک نعبد وایاک نستعین اہدنا الصراط المستقیم ایاک نعبد کے معنی ہین۔ تیری ہی عبادت کرتے ہین۔ اور کرینگے۔ یہ دعوےٰ سب مسلمان رات دن کئی بار خداوند عالم سے کرتے ہین۔ پیارے دیکہو اس دعوے مین ہم کسقدر سچے ہین۔ رات کو سوئے چار پہر تین پہر سوتے ہے۔ صبح کو اٹھے پاخانے گئے وہان سے آئے باتین کین پہر کہانے کی فکر مین لگے۔ روٹی کہائی پھر کچہری مین دنیا کمانے کو گئے۔ پہر جو جو کام وہان ہم کرتے ہین اس کو ہم ہی خوب جانتے ہین پہر آئے ہوا خوری کوچہ گردی سیر بازار گھر آئے بال بچے مین لگ گئے۔ لیاقت واستعداد ہے الف لیلہ فسانہ آزاد کفارسیان وغیرہ وغیرہ وغیرہ پڑہنے بیٹھ گئے۔

بتاؤ یہی ایاک نعبد کا مطلب ہے۔ پہر اگر کوئی بہت بڑا نیک ہوا۔ تو پنجگانہ نماز بھی دربان میز پڑہ لی۔ پہر اس مین باسمعنہ سستی کاہلی تاخیر وقت نقصان سجود رکوع قومہ جلسہ وقرأت ہوتا ہے منصف ہے اسے خوب جانتا ہے۔ بھلا پیارے معنی ایاک نعبد کے ہونگے نہین نہین۔ بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ ہمکو ہر ایک کام مین اور بات مین رضامندی جناب باری تعالےٰ کی مدنظر رکہنی چاہیے۔ نوکری کرین مگر اس نیت پر کہ روپیہ حاصل کرکے صلہ رحمی کرینگے ماں کو بہن کو بہائی بہانجا بہتیجا وغیرہ کو دین گے صلہ رحمی سے رب تعالیٰ راضی ہوگا جہانتک ہو سکا لوگون کی بہتری مین کوشش کرین گے۔ سوتے ہین۔ مگر اس نیت سے کہ خواب سے طاقت کہانیکی حاصل ہوگی۔ بدن کو صحت مین عبادت پر لگاوینگے۔ وہ روزی جس سے صلہ رحمی ہو اور آپ سوال چوری فریب دغا قمار وغیرہ وغیرہ سے آدمی بچے۔ کمانے کی طاقت اسے نیند سے حاصل ہوتی ہے اسواسطے سوتے ہین۔ لوگو سے باتین کرتے ہین اس خیال سے کہ باہم محبت بڑہے اتفاق پیدا ہو جو خداوند کریم کا حکم ہے۔ اسیطرح ہر ایک کام مین رضامندی مولا مقصود ہو اور وہی مدنظر رہے تو ایاک نعبد کے معنی صحیح ہمپر صادق آوین اور دعوےٰ درست ہو اب چلو ایاک نستعین کیطرف اس کے معنی ہین تجہہ ہی سے مدد مانگتے ہیں یہ بھی دعوےٰ ہے سچا تب ہو جب ہر کام مین ہمکو یہی خیال رہے کہ اس کا انجام اور اتمام بدون رضامندی حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ اور اس کی عنایت کے نہین ہو سکتا۔ اے خدا تو ہی ممد اور معاون رہ دیکہو کبھی زمیندار کاشتکاری کرتا ہے خرمن بناتا ہے امیدوار ہے کہ دانہ گہر لیجاوے خرمن کو آگ لگجاتی ہے اور گناہ کی شامت وہ خرمن خاکستر کا انبار ہو جاتا ہے اسی کا رحم ہو کہ گناہ عفو ہوجاوین اور اس خرمن سے ہم نفع اٹھاوین پس ضرور ہوا کہ ایاک نستعین مین ذات باری پر اعتماد رہے۔

اب دیکہو اہدنا الصراط المستقیم اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ کوئی کام اس دنیا مین بدون کسی سبب کے نہین ہوتا۔ ظاہری اندہیرے کے لئے سورج چاند چراغ بتی وغیرہ کے لئے روشنی چاہیے۔ سینے کو سوئے سرما کیواسطے گرم کپڑا آگ چاہیے۔ دوسرے دوست کے مطالب سمجہنے کو خط وکتابت پیغام چاہیے۔ دریا سے پار اترنے کو کشتی چاہیے شنائی تلہ وغیرہ چاہیے پیاس کے دور کرنے کو پانی بہوک کے لئے غذا۔ جلد پہونچنے کو ریل جلد خط بہیجنے کو تار کی خبر اسی طرح دیکہتے جاؤ کوئی کام بدون سبب نہین جن کامون کو آپ بدون سبب جانتے ہو وہ بھی حقیقت مین سبب کے ساتھ پیوستہ ہین۔

اہدنا الصراط سے یہ مطلب ہے کہ الٰہی کوئی کام بدون سبب واقعی نہیں ہوا کرتا اور ہمکو کامون کے اسباب ٹہیک ٹہیک معلوم نہین اس لئے ہمارے کام نہین ہوتے اگر بیماری کی صحت کا ٹہیک سبب معلوم ہو تو ہمارے بیمار کیون بیمار رہین اور اگر دفع افلاس کے واقعی اسباب معلوم ہون تو ہم کیون مفلس رہین عزت کے اسباب دریافت ہو جاوین تو جلد تر ذی عزت ہو رہین ذلت کے اسباب معلوم ہون تو ان سے بچین اور ذلیل نہ ہون پادشاہ ہوجانیکے اسباب دریافت ہون تو پادشاہ بنین۔ غرض ہر وقت ہر آن مین ہمکو ضرور ہے کہ خداوند کریم کی درگاہ مین سوال کرتے رہین کہ الٰہی فلانے کام مین سبب حقیقی کی راہ نمائی فرما فلانے مین راہ نمائی کر فلانے مین رہ نمائی عطا کر اگر ہر وقت کامونکی ضرورت ہے تو ہر وقت اہدنا الصراط المستقیم کی ضرورت بھی لگی ہوئی ہے ہر صبح نماز کے بعد کبھی با سیطرح اہدنا الصراط المستقیم کیا ساری الحمد فکرون کے ساتھ پڑہنی چاہیے۔ باقی الحمد کے بارہ مین پھر لکہونگا اسمین ذرہ غور کرکے مجہے اطلاع بخشو۔ والسلام

نور الدین ۲۶ [illegible] جمون

کلماتِ طیبات امام الزمان علیہ السلام

قضا اور دعا

قدر اور جبر پر بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں مگر تعجب کی بات ہے کہ لوگ اس پر کیوں بحث کرتے ہیں۔ میرا مذہب یہ ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد ہی اس قسم کی بحثوں کی بنیاد پڑی ہے ورنہ انسانیت یہ چاہتی تھی کہ ان پر توجہ نہ کی جاوے جب روحانیت کم ہو گئی تو اس قسم کی بحثوں کا بھی آغاز ہو گیا۔

جس شخص کا یہ ایمان نہ ہو کہ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نے خدا تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور ایسا ہی اس شخص نے بھی شناخت نہیں کیا جو اس کو علیم بذات الصدور اور حی و قیوم کہ دوسروں کی حیات و قیام اسی سے ہے اور وہ مدبر بالارادہ ہے مدبر بالطبع نہیں تھا جو فلاسفروں کا عقیدہ ہے غرض ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں یہ بات قریب بہ کفر ہو جاتی ہے اگر یہ تسلیم کریں کہ کوئی حرکت یا سکون یا ظلمت یا نور بدون خدا کے ارادے کے ہو جاتا ہے اس پر ثبوت اول قانون قدرت ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں دو کان ایک ناک دیئے ہیں اتنے ہی اعضا لے کر بچہ پیدا ہوتا ہے پھر اسی طرح عمر ہے اور بہت سے امور ہیں جو ایک دائرہ کے اندر محدود ہیں بعض کے اولاد نہیں ہوتی بعض کے لڑکے یا لڑکیاں ہی ہوتی ہیں غرض یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے قدیر ہونے کو ثابت کرتے ہیں پس ہمارا مذہب یہ ہے کہ خدا کی الوہیت اور ربوبیت ذرہ ذرہ پر محیط ہے اگرچہ احادیث میں آیا ہے۔ کہ بدی شیطان یا نفس کی طرف سے ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ بدی جس کو بدی سمجھا جاوے۔ مگر بعض بدیاں ایسی ہیں کہ ان کے اسرار اور حکم اور مفہوم سے ہم آگاہ نہیں ہیں جیسے مثلاً آدم کا دانہ کھانا

غرض ہزارہا اسرار ہیں جو مستحدثات کا رنگ دکھلانے کے لیے کر رکھے ہیں۔

قرآن شریف میں ہے مَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ تموت میں روحانی اور جسمانی دونوں باتیں رکھی ہوئی ہیں ایسے ہی ہدایت اور ضلالت خدا کے ہاتھ میں ہیں اس پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ انبیا علیہم السلام کا سلسلہ لغو ہو جاتا ہے؟ ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ کوئی ایسی فہرست پیش کرو جس میں لکھا ہو کہ فلاں شقی ہے؟

انبیا علیہم السلام جب دعوت کرتے تو اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی اثر مترتب ہوتا ہے اور ایسا ہی دعا کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ قضا و قدر کو بدل دیتا ہے اور قبل از وقت اس تبدیلی کی اطلاع بھی دیدیتا ہے۔ اس وقت ہی دیکھو کہ جو رجوع لوگوں کا اس سلسلہ کی طرف اب ہے براہین احمدیہ کے زمانہ میں کب تھا۔ اس وقت کوئی جانتا بھی نہ تھا۔

میں نے خود عیسائیوں کی کتابیں پڑھی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ایک طرفۃ العین کے لیے بھی عیسائی مذہب کی سچائی کا خیال میرے دل میں نہیں گذرا وہ قرآن شریف کی اس تعلیم پر کہ خدا کے ہاتھ میں ضلالت اور ہدایت ہے اعتراض کرتے ہیں لیکن اپنی کتابوں کو نہیں پڑھتے جن میں لکھا ہے کہ شریر جہنم کے لیے بنائے گئے ہیں یا مثلاً یہ لکھا ہے۔ کہ فرعون کا دل سخت ہونے دیا اگر لفظوں پر ہی اعتراض کرنا ہو تو عیسائی ہمیں بتائیں اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟

بد دیانت آدمی سے تو مرے ہوئے کتے سے بھی زیادہ بدبو آتی ہے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ان پادریوں کا اسلام پر ایسا اعتراض نہیں ہے جو توریت اور انجیل کے ورق ورق پر صاف صاف نہ آتا ہو۔ ایسا ہی رگ وید اور فارسیوں اور سناتنیوں کی کتابوں سے پایا جاتا ہے۔

قرآن شریف نے ان امور کو جن سے احمق معترضوں نے جبر کی تعلیم نکالی ہے۔ محض اس عظیم الشان اصول کو قایم کرنے کے لیئے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور ہر ایک امر کا مبدء اور مرجع وہی ہے وہی علت العلل اور مسبب الاسباب ہے یہ غرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بعض درمیانی وسایط اٹھا کر اپنے علت العلل ہونے کا ذکر فرمایا ہے ورنہ قرآن شریف کو پڑھو۔ اس میں بڑی صراحت کے ساتھ ان اسباب کو بھی بیان فرمایا جن کی وجہ سے انسان مکلف ہو سکتا ہے۔

علاوہ بریں قرآن شریف جس حال میں اعمال بد کی سزا ٹھیراتا ہے اور حدود قائم کرتا ہے اگر قضا و قدر میں کوئی تبدیلی ہونے والی نہ تھی اور انسان مجبور مطلق تھا تو ان حدود اور شرایع کی ضرورت ہی کیا تھی؟

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف دہریوں کی طرح تمام امور کو اسباب طبعیہ تک محدود رکھنا نہیں چاہتا بلکہ خالص توحید پر پہونچانا چاہتا ہے اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے دعا کی حقیقت کو نہیں سمجھا اور نہ قضا و قدر کے تعلقات کو جو دعا کے ساتھ ہیں تدبر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ جو لوگ دعا سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے راہ کھول دیتا ہے وہ دعا کو رد نہیں کرتا۔ ایک طرف دعا ہے دوسری طرف قضا و قدر خدا نے ہر ایک کے لئے اپنے رنگ میں اوقات مقرر کر دیئے ہیں اور ربوبیت کے حصہ کو عبودیت میں دیا گیا ہے اور فرمایا ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

مجھے پکارو میں جواب دونگا۔ میں اسلئے ہی کہا کرتا ہوں کہ ناطق خدا مسلمانوں کا ہے لیکن جس خدا نے کوئی ذرہ پیدا نہیں کیا یا جو خود یہودیوں سے طمانچے کھا کر مر گیا وہ کیا جواب دیگا۔

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

جبر اور قدر کے مسئلہ کو اپنی خیالی اور فرضی منطق کے معیار پر کسنا دانشمندی نہیں ہے۔ اس سِر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرنا بیہودہ ہے۔ الوہیت

اور ربوبیت کا کچھ تو ادب بھی چاہیئے اور یہ راہ ترک ادب کے خلاف ہے کہ الوہیت کے اسرار کو سمجھنے کی کوشش کی جاوے۔ الطریقۃ کلہا ادب۔

قضا و قدر کا دعا کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے دعا کے ساتھ معلق تقدیر ٹل جاتی ہے۔ جب مشکلات پیدا ہوتے ہین تو دعا ضرور اثر کرتی ہے جو لوگ دعا سے منکر ہین۔ ان کو ایک دھوکا لگا ہوا ہے۔ قران شریف نے دعا کے دو پہلو بیان کئے ہین ایک پہلو مین اللہ تعالےٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور دوسرے پہلو مین بندے کی مان لیتا ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع مین تو اپنا حق رکھ کر منوانا چاہا ہے۔ نون ثقیلہ کے ذریعہ سے جو اظہار تاکید کیا ہے۔ اس سے اللہ تعالےٰ کا یہ منشا ہے کہ قضائے مبرم کو ظاہر کرینگے تو اسکا علاج انا للہ و انا الیہ راجعون ہی ہے۔ اور دوسرا وقت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کی امواج کے جوش کا ہے وہ ادعونی استجب لکم مین ظاہر کیا ہے۔

پس مومن کو ان دونو مقامات کا پورا علم ہونا چاہئے صوفی کہتے ہین کہ فقر کامل نہین ہوتا جب تک محل اور موقع کی شناخت حاصل نہ ہو بلکہ کہتے ہین کہ صوفی دعا نہین کرتا جب تک کہ وقت کو شناخت نہ کرے۔

سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دعا کے ساتھ شقی سعید کیا جاتا ہے بلکہ وہ تو یہانتک کہتے ہین کہ شدید الاختفا امور مشبہ بالمبرم بھی دور کئے جاتے ہین۔

الغرض دعا کی اس تقسیم کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی اللہ تعالےٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور کبھی وہ مان لیتا ہے۔ یہ معاملہ گویا دوستانہ معاملہ ہے۔

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جیسی عظیم الشان قبولیت دعاؤن کی ہے اس کے مقابل رضا اور تسلیم کے بھی آپ اعلےٰ درجہ کے مقام پر ہین۔ چنانچہ آپ کے گیارہ بچے مرگئے مگر آپ نے کبھی سوال نہ کیا کہ کیون؟

جو لوگ فقرا اور اہل اللہ کے پاس آتے ہین اکثر ان مین سے محض آزمائش اور امتحان کے لیئے آتے ہین وہ دعا کی حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہین اس لیئے پورا فائدہ نہین ہوتا۔ عقلمند انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر دعا نہ ہوتی تو اہل اللہ مرجاتے۔ جو لوگ دعا کے منافع سے محروم ہین ان کو وہ کاہی لگا ہوا ہے کہ وہ دعا کی تقسیم سے ناواقف ہین۔

میرا جب سب سے پہلا لڑکا فوت ہوا تو اس کو ایک سخت غشی کی حالت تھی۔ گھر مین اس کی والدہ نے جب دیکھا کہ حالت نازک ہے تو انہون نے کہا کہ یہ تو امید نہین اب جا نبر ہو مین اپنی نماز کیون ضایع کرون چنانچہ وہ نماز مین مصروف ہوگئے اور جب نماز سے فارغ ہوکر مجھ سے پوچھا تو اسوقت چونکہ انتقال ہوچکا تھا مین نے کہا کہ لڑکا مرگیا ہے انہون نے پورے صبر اور رضا کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ خدا جب امر نامراد کرتا ہے اس نامرادی پر صبر کرنے والون کو ضائع نہین کرتا۔ اسی صبر کا نتیجہ ہے کہ خدا نے ایک کی بجائے چار لڑکے عطا فرمائے۔

الغرض دعا بڑی دولت ہے بیصبر ہوکر دعا نہ کرے۔ بلکہ دعاؤن مین لگا رہے یہانتک کہ وہ وقت آجاوے۔

اوّل با آخر نسبتے دارد

قران شریف کو سورۃ فاتحہ سے شروع کر کے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر ختم کیا ہے۔ لیکن جب ہم مسلمانون کے معتقدات پر نظر کرتے ہین تو دجال کا فتنہ ان کے ہان عظیم الشان فتنہ ہے اور یہ ہم کبھی تسلیم نہین کرسکتے ہین کہ خدا تعالےٰ دجال کا ذکر ہی بھول گیا ہو۔ نہین بات اصل یہ ہے کہ دجال کا مفہوم سمجھنے مین لوگون نے دھوکا کھایا ہے۔ سورہ فاتحہ مین جو دو فتنون سے بچنے کی دعا سکھائی ہے۔ اول غیر المغضوب علیہم۔ غیر المغضوب سے مراد باتفاق جمیع اہل اسلام یہود ہین اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت امت پر آنے والا ہے جبکہ وہ یہود سے تشابہ پیدا کرے گی اور وہ زمانہ مسیح موعود ہی کا ہے جبکہ اس کے انکار اور کفر پر اسی طرح زور دیا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم کے کفر پر یہودیون نے دیا تھا۔ غرض اس دعا مین یہ سکھایا گیا کہ یہود کی طرح مسیح موعود کی توہین اور تکفیر سے ہم کو بچا اور دوسرا عظیم الشان فتنہ جس کا ذکر سورۃ فاتحہ مین کیا ہے اور جس پر سورۃ فاتحہ کو ختم کردیا ہے وہ نصاریٰ کا فتنہ ہے۔ جو ولا الضالین مین بیان فرمایا ہے۔

اب جب قران شریف کے انجام پر نظر کی جاتی ہے تو وہ بھی ان دونون فتنون کے متعلق کھلی کھلی شہادت دیتا ہے مثلاً غیر المغضوب کے مقابل مین سورۃ تبت یدا ہے مجھے بھی فتوے کفر سے پہلے یہ الہام ہوا تھا۔ اذ یمکر بک الذی کفر۔ اوقد لی یا ھامان لعلی اطلع علی الٰہ موسیٰ۔ وانی لاظنہ من الکاذبین۔ تبت یدا ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا وما اصابک فمن اللہ۔ یعنی وہ زمانہ یاد کر کہ جبکہ مکفر تجھ پر تکفیر کا فتوے لگائے گا۔ اور اپنے کسی حامی کو جس کا لوگون پر اثر پڑ سکتا ہو کہے گا کہ میرے لیئے اس فتنہ کی آگ بھڑکا تا مین دیکھ لون کہ یہ شخص جو موسے کی طرح کلیم اللہ ہونے کا مدعی ہے خدا اس کا معاون ہے یا نہین اور مین تو اسے جھوٹا خیال کرتا ہون۔ ابی لہب کے دونون ہاتھ ہلاک ہوگئے اور آپ بھی ہلاک ہوگیا اس کو نہین چاہیئے تھا کہ اس مین دخل دیتا بلکہ ڈر ڈر کر اور جو رنج تجھے پہونچے گا وہ خدا کی طرف سے ہے۔ غرض سورۃ تبت مین غیر المغضوب علیہم کے فتنہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور ولا الضالین کے مقابل قرآن شریف کے آخر مین سورہ اخلاص ہے اور اس کے بعد کی دونون سورتین

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ان دونو کی تفسیر مین ان دونون سورتون مین اس تیرہ وتار زمانہ سے پناہ مانگی گئی ہے جبکہ مسیح موعود پر کفر کا فتوے لگا کر مغضوب علیہم کا فتنہ پیدا ہوگا اور عیسایت کی ضلالت اور ظلمت دنیا پر محیط ہونے لگے گی۔ پس جیسے سورہ فاتحہ مین جو ابتدائے قران ہے ان دونو بلاؤن سے محفوظ رہنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ اسی طرح قران شریف کے آخر مین بھی ان فتنون سے محفوظ رہنے کی دعا تعلیم کی تاکہ یہ بات ثابت ہوجاوے کہ اول بآخر نسبتے دارد سورۃ فاتحہ مین جو ان فتنون کا ذکر ہے وہ کئی مرتبہ بیان کیا ہے۔ مگر قران شریف کے آخر مین جو ان فتنون کا ذکر ہے وہ بھی مختصر طور پر سمجھ لو۔

الضّالین کے مقابل آخر کی تین سورتین ہین۔ اصل تو قل ہو اللہ ہے اور باقی دونو سورتین اس کی شرح ہین قل ہو اللہ کا ترجمہ یہ ہے کہ نصارے سے کہدو کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر ہے

پھر سورۃ الفلق مین اس فتنہ سے بچنے کے لیے یہ دعا سکھائی۔ قل اعوذ برب الفلق۔

یعنے تمام مخلوق کے شر سے اس خدا کی پناہ مانگتا ہون جو رب الفلق ہے یعنے صبح کا مالک ہے یا روشنی ظاہر کرنا اسی کے قبضہ واقتدار مین ہے۔ رب الفلق کا لفظ بتاتا ہے کہ اس وقت عیسایت کے فتنہ اور مسیح موعود کی تکفیر اور توہین کے فتنہ کی اندھیری رات احاطہ کرلے گی۔ اور پھر کھول کر کہا کہ شر غاسق اذا وقب۔ اور مین اس اندھیری رات کے شر سے جو عیسایت کے فتنہ اور مسیح موعود کے انکار کے فتنہ کی شب تار ہے پناہ مانگتا ہون۔ پھر لکھا ومن شر النفاثات فی العقد۔ اور ان زنانہ سیرت لوگون کی شرارت سے پناہ مانگتا ہون جو گنڈون پر پھونکین مارتے ہین۔

گرہون سے مراد وہ معضلات اور مشکلات شریعت محمدیہ ہین جن پر جاہل مخالف اعتراض کرتے ہین اور ان کو ایک پیچیدہ صورت مین پیش کرکے لوگون کو دھوکہ مین ڈالتے ہین اور یہ دو قسم کے لوگ ہین ایک تو پادری اور ان کے دوسرے پس خوردہ کھانے والے اور دوسرے وہ ناواقف اور ضدی ملّان ہین جو اپنی غلطی کو تو چھوڑتے نہین اور اپنی نفسانی پھونکون سے اس صاف دین مین اور بھی مشکلات پیدا کر دیتے ہین۔ اور زنانہ خصلت رکھتے ہین کہ خدا کے مامور و مرسل کے سامنے آتے نہین پس ان لوگون کی شرارتون سے پناہ مانگتے ہین اور ایسا ہی ان حاسدون کے حسد سے پناہ مانگے ہین اور اسوقت سے پناہ مانگتے ہین جب وہ حسد کرنے لگین۔

اور پھر آخر سورۃ مین شیطانی وسوسون سے محفوظ رہنے کی دعا تعلیم فرمائی ہے جیسے سورۃ فاتحہ کو الضالین پر ختم کیا تھا ویسے ہی آخری سورۃ مین خناس کے ذکر پر ختم کیا تاکہ خناس اور الضالین کا تعلق معلوم ہو۔

اور آدم کے وقت مین بھی خناس جس کو عبرانی زبان مین نحاش کہتے ہین جنگ کے لیے آیا تھا اس وقت بھی مسیح موعود کے زمانہ مین جو آدم کا مثیل بھی ہے ضروری تھا کہ یہی نحاش ایک دوسرے لباس مین آتا اور اسی لیے عیسائیون اور مسلمانون نے باتفاق یہ بات تسلیم کی ہے کہ آخری زمانہ مین آدم اور شیطان کی ایک عظیم الشان لڑائی ہوگی جس مین شیطان ہلاک کیا جاوے گا۔ اب ان تمام امور کو دیکھ کر ایک خدا ترس آدمی [illegible] رجاتا ہے۔ کیا یہ میرے اپنے بنائے ہوئے امور ہین جو خدا نے جمع کر دیے ہین۔

کس طرح پر ایک دائرہ کی طرح خدا نے اس سلسلہ کو رکھا ہوا ہے ولا الضالین پر سورۃ فاتحہ کو جو قرآن کا آغاز ہے ختم کیا اور پھر قرآن شریف کے آخر مین وہ سورتین رکھین جن کا تعلق سورۃ فاتحہ کے انجام سے ہے۔

ادھر مسیح اور آدم کی مماثلت ٹھیرائی اور مجھے مسیح موعود بنایا تو ساتھ ہی آدم بھی میرا نام رکھا۔

یہ باتین معمولی باتین نہین ہین یہ ایک علمی سلسلہ ہے جس کو کوئی رد نہین کر سکتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے اس کی بنیاد رکھی ہے۔

شفیع کون ہوسکتا ہے؟

شفیع کا لفظ شفع سے نکلا ہے۔ جسکے معنے جفت کے ہین۔ اس لیے شفیع وہ ہوسکتا ہے جو دو مقامات کا مظہر اتم ہو یعنے مظہر کامل لاہوت اور ناسوت کا ہو۔ لاہوتی مقام کا مظہر کامل ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کا خدا کی طرف صعود ہو وہ خدا سے حاصل کرے اور ناسوتی مقام کے مظہر کا یہ مفہوم ہے کہ مخلوق کی طرف اس کا نزول ہو جو خدا سے حاصل کرے۔ وہ مخلوق کو پہونچاوے۔ اور مظہر کامل ان مقامات کا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہین اسی کی طرف اشارہ ہے

دَنٰی فتدلّٰی فکان قاب قوسین اَو اَدنٰی

ہم دعوے سے کہتے ہین کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بدون کامل حصہ مقام لاہوت کا کسی نبی مین نہین آیا۔ اور ناسوتی حصہ چاہتا ہے بشری لوازم کو۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مین یہہ ساری باتین پوری پائی جاتی ہین۔ آپ نے شادیان بھی کین۔ بچے بھی ہوئے دوستون کا زمرہ بھی تھا۔ فتوحات کرکے اختیاری قوتون کے ہوتے ہوئے انتقام چھوڑکر رحم کرکے بھی دکھایا۔ جب تک انسان کے پیرایہ پورے نہ ہون وہ پوری ہمدردی نہین کرسکتا اس حصہ اخلاق فاضلہ مین وہ ناکمل رہیگا۔ مثلاً جسنے شادی ہی نہین کی وہ بیوی

اور بچون کے حقوق کی کیا قدر کر سکتا ہے۔ اور ان پر اپنی شفقت اور ہمدردی کا کیا نمونہ دکھا سکتا ہے رہبانیۃ ہمدردی کو دور کر دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رہبانیۃ کو نہین رکھا۔

غرض کامل شفیع وہی ہو سکتا ہے جس مین یہ دونون حصے کامل طور پر پائے جائین۔ چونکہ یہ ایک ضروری امر تھا۔ کہ شفیع ان دونون مقامات کا مظہر ہو۔ اللہ تعالےٰ نے ابتدائے آفرینش سے ہی اس سلسلہ کا ظل قایم رکھا۔ یعنے آدم علیہ السلام کو جب پیدا کیا تو لاہوتی حصہ تو اس مین یون رکھدیا جب کہا فاذا نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین اور ناسوتی حصہ یون رکھا کہ حوّا کو اُس سے پیدا کیا۔

یعنے جب روح پھونکی تو ایک جوڑ تو ہم کا خدا تعالےٰ سے قایم ہوا اور جب حوّا نکالی تو دوسرا جوڑ مخلوق کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ناسوتی ہو گیا۔ پس جب تک یہ دونو حصے کامل طور پر کامل انسان مین نہ پائے جاوین وہ شفیع نہین ہو سکتا۔ جیسے آدم کی پسلی سے حوّا نکلی اسی طرح پر کامل انسان کی پسلی سے مخلوق نکلتی ہے۔

تصویر اور نماز

ایک شخص نے دریافت کیا کہ تصویر کی وجہ سے نماز فاسد تو نہین ہوتی؟ جواب مین حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا۔ کفار کے تتبع پر تو تصویر ہی جایز نہین۔ ہان نفس تصویر مین حرمت نہین بلکہ اس کی حرمت اضافی ہے۔ اگر نفس تصویر مفسد نماز ہو تو مین پوچھتا ہون کہ کیا پھر روپیہ پیسہ نماز کے وقت پاس رکھنا مفسد نہین ہو سکتا؟ اسکا جواب اگر یہ دو کہ روپیہ پیسہ کا رکھنا اضطراری ہے تو مین کہونگا کہ کیا اگر اضطرار سے پاخانہ آجاوے تو وہ مفسد نماز نہ ہوگا؟ اور پھر وضو کرنا نہ پڑیگا۔

اصل بات یہ ہے کہ تصویر کے متعلق یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا اس سے کوئی دینی خدمت مقصود ہے یا نہین؟ اگر یونہی بے فایدہ تصویر رکھی ہوئی ہے اس سے کوئی دینی فایدہ مقصود نہین تو یہ لغو ہے اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے والذین ہم عن اللغو معرضون۔ لغو سے اعراض کرنا مومن کی شان ہے اسلئے اس سے بچنا چاہیئے لیکن ہان اگر کوئی دینی خدمت اس ذریعہ سے بھی ہو سکتی ہو تو منع نہین ہے کیونکہ خدا تعالےٰ علوم کو ضایع نہین کرنا چاہتا۔

مثلاً ہم نے ایک موقعہ پر عیسائیون کے مثلث خدا کی تصویر دی ہے جس مین روح القدس بشکل کبوتر دکھایا گیا ہے۔ اور باپ اور بیٹے کی بھی جدا جدا تصویر دی ہے۔ اس سے ہماری یہ غرض تھی کہ تا تثلیث کی تردید کر کے دکھائین کہ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے وہی حقیقی خدا ہے جو حیّ و قیوم۔ ازلی و ابدی غیر متغیر ہے اور تجسم سے پاک ہے۔ اس طرح پر اگر خدمت اسلام کے لیے کوئی تصویر ہو تو شرع کلام نہین کرتی ہے کیونکہ جو امور خادم شریعت ہین انپر اعتراض نہین ہے۔

کہتے ہین کہ حضرت موسےٰ کے پاس کل نبیون کی تصویرین تھین۔ قیصر روم کے پاس جب صحابہ گئے تھے تو انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اُسکے پاس دیکھی تھی تو یاد رکھنا چاہیئے کہ نفس تصویر کی حرمت نہین۔ بلکہ اس کی حرمت اضافی ہے۔ جو لوگ لغو طور پر تصویرین رکھتے اور بناتے ہین وہ حرام ہین۔ شریعت ایک پہلو سے حرام کرتی ہے اور ایک جایز طریق پر اسے حلال ٹھیراتی ہے روزہ ہی کو دیکھو رمضان مین حلال ہے۔ لیکن اگر عید کے دن روزہ رکھے تو حرام ہے

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

حرمت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بالنفس حرام ہوتی ہے۔ ایک بالنسبت۔ جیسے خنزیر بالکل حرام ہے۔ خواہ وہ جنگل کا ہو یا گھر کا سفید ہو یا سیاہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ایک قسم کا حرام ہے۔ یہ حرام بالنفس ہے۔ لیکن حرام بالنسبت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص محنت کر کے کسب حلال سے روپیہ پیدا کرے تو حلال ہے۔ لیکن اگر وہی روپیہ نقب زنی یا قمار بازی سے حاصل کرے تو حرام ہوگا۔

بخاری کی پہلی ہی حدیث ہے۔ انّما الاعمال بالنیات۔

ایک خونی ہے اگر اس کی تصویر اس غرض سے لے لین کہ اس کے ذریعہ اس کو شناخت کر کے گرفتار کیا جاوے تو یہ نہ صرف جایز ہوگی۔ بلکہ اس سے کام لینا فرض ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر ایک شخص اسلام کی توہین کرنے والے کی تصویر بھیجتا ہے تو اس کو اگر کہا جاوے کہ حرام کام کیا ہے تو یہ کہنا موذی کا کام ہے۔

یاد رکھو اسلام بُت نہین ہے بلکہ زندہ مذہب ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل نا سمجھ مولویون نے لوگون کو اسلام پر اعتراض کرنیکا موقع دیا ہے۔

آنکھون مین ہر شے کی تصویر بنتی ہے بعض پتھر ایسے ہین کہ جانور اڑتے ہین تو خود بخود ان کی تصویر اتر آتی ہے اللہ تعالےٰ کا نام مصوّر ہے۔ یصوّرکم فی الارحام۔ پھر بلا سوچے سمجھے کیون اعتراض کیا جاتا ہے۔ اصل بات یہی ہے جو مین نے بیان کی ہے کہ تصویر کی حرمت غیر حقیقی ہے۔ کسی محل پر ہوتی ہے اور کسی پر نہین غیر حقیقی حرمت مین ہمیشہ نیت کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر نیت شرعی ہے تو حرام نہین ورنہ حرام ہے۔

حدیثون ہی پر تکیہ نہ کر لو۔ اگر قرآن شریف پر حدیث کو مقدم کرتے ہو تو پھر گویا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہو۔ کہ کیون انہون نے احادیث کو خود جمع

خطبہ

[جو ۲۱-فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے سلسلہ ربہ سے پڑھا]

سیپارہ ۸-۱۹- کا آخری رکوع

ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا- حضرت صالح نے ان کو یہ کہا کہ تم اللہ کی عبادت کرو- ایسا لطیف اور عمدہ جملہ جو اعلےٰ درجہ کی تعلیم اپنے اندر رکھتا تھا- حضرت صالح نے فرمایا مگر اس پر بھی دو فریق ہو گئے ایک وہ سعید الفطرۃ لوگوں کا گروہ جنہوں نے خدا کے راستباز اور برگزیدہ بندے کی آواز کو سنا- اور دوسرے وہ ناعاقبت اندیش مستعجل جنہوں نے جھوٹا کہا- اور دکھہ دینے کے ارادے کیئے- حضرت صالح نے فرمایا کہ اے قوم! تو نیکی سے پہلے برائی کے لئے کیون جلدی کرتی ہے-

کیا اچھا ہوتا اگر تم اللہ کے حضور بخشش مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جاتا-

ان آئتون مین بہت سی قابل غور باتین ہین خدا تعالیٰ کے مامور مرسل جب آتے ہین تو کیا تعلیم لیکر آتے ہین؟ جلد باز اور ناعاقبت اندیش قوم ان سے کس طرح پیش آتی ہے؟ اور کیونکر اس کو دکھہ دینے اور ایذا رسانی کے منصوبے سوچتی ہے؟ حضرت صالح نے اپنی قوم کو وہی تعلیم دی جو انبیار علیہم السلام کا اجماعی مسئلہ ہے- کہ ان اعبدوا اللہ- اللہ ہی کی عبادت کرو کیسی لطیف اور پاکیزہ تعلیم تھی مگر اس پر بھی مخالفت کا شور اٹھا اور ناداتون نے ان کو دکھہ دینے کے ارادے کیئے- خدا کا برگزیدہ انہین کہتا ہے اے لوگو! تم کیون اپنا برا کرتے ہو؟ کیون برائی چاہتے ہو؟ نیکی کیون طلب نہین کرتے؟ کیون خدا کے حضور استغفار نہین کرتے جسکا نتیجہ یہ ہو کہ تم پر رحم کیا جاوے-

یہ بات بڑی ہی غور کے لائق ہے کہ خدا کا مامور اپنے ساتھ لعنت اور برکت لیکر آتا ہے اور دونون کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے- لعنت ان کے لیئے جو بدگمانیان کرتے اور اسے کاذب اور مفتری ٹھیرا کر ایذا رسانی کی کوشش کرتے ہین اور برکت ان کے لیے جو حسن ظن اور صبر سے کام لیکر اس کے ساتھ ہو لیتے ہین- جیسے وہ کہتا ہے کہ میرے ساتھ والون پر رحم ہوگا- یہ بھی کہتا ہے کہ میرے منکرون پر عذاب ہوگا- احمق اس دوسری بات کے پیچھے لگ جاتے ہین اور عذاب کا مطالبہ شروع کر دیتے ہین-

مین حیران ہوتا ہون جب اس امر پر سوچتا ہون کہ ایک معمولی آدمی اگر آکر کہدے کہ فلان راستہ پر ڈاکہ پڑتا ہے یا سانپ بیٹھا ہے تو دوسرے اسکو سن کر ڈر جاتے ہین اور اس راہ کو چھوڑ دیتے ہین لیکن یہ کیا بات ہے کہ مامور جب اس کو پیش کرتا ہے تو اس کی پروا نہین کرتے- آخر سنن الٰہیہ کے مطابق جب مختلف قسم کے عذاب الٰہی کبھی خوفناک بیماریون کی صورت مین کبھی خطرناک قحط کی شکل مین نمودار ہونے لگتے ہین تو پھر الٹا الزام اسی کو دیتے ہین اور کہہ اٹھتے ہین **قالوا اطیرنابک وبمن معک**- یہ ساری نحوستین تیری اور تیرے ساتھیون ہی کی وجہ سے ہین- مگر انہین وہی جواب ملتا ہے جو حضرت صالح نے دیا کہ احمقو! یہ تمہاری شامت اعمال اور کرتوت بد کا نتیجہ ہے- جو اس لعنت کی شکل مین تم پر نازل ہوا-

یہ اللہ تعالےٰ کی دوامی سنت ہے کہ جب جب کوئی مامور من اللہ آتا ہے تو قحط- خوفناک امراض ضرور آتے ہین اور اس کی وجہ یہی ہوتی ہے جو خود اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام مین بیان فرمائی ہے لعلہم یضرعون تاکہ ان مین خوف خشیت پیدا ہو- مگر سنت اللہ سے ناواقف مستعجل منکر ان عذابون کو مامور من اللہ کی نحوست بتاتے ہین جس طرح پر صالح علیہ السلام کو خطاکار قوم نے کہا کہ یہ تیری اور تیرے ساتھیون کی نحوست ہے اسی طرح پر آج بھی جبکہ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے قوم کو ان اعبدوا اللہ کی طرف بلایا اور اسی سنت الٰہی کے موافق قوم نے اسی سرد مہری اور ناعاقبت اندیشی سے اس کی مخالفت مین شور برپا کیا اور اس کی تکلیف اور ایذا دہی کیلیئے ہر قسم کے منصوبے سوچے اور عذاب الٰہی نے طاعون اور خوفناک قحط کی صورت اختیار کی تو یہ شتاب کار بھی بول اٹھے کہ یہ تیری ہی وجہ سے ہے- اس قسم کے خطوط آئے ہین اور مین نے پڑھے ہین جن مین حضرت مسیح موعود کو مخاطب کرکے لکھا گیا تھا کہ طاعون تیرے ہی باعث سے ہے مگر کوئی ان احمقون سے اتنا پوچھے کہ اگر طاعون حضرت مسیح موعود کی (معاذاللہ) شامت اعمال کا نتیجہ ہے تو یہ کیا ہو گیا کہ اسے تو انہ اوی القریۃ کی بشارت دی؟ حالانکہ چاہیئے تھا کہ سب سے پہلے اسکے ہی ساتھیون پر پڑتی؟ لیکن یہان تو صورت دوسری ہے تمہاری اپنی ہی برادریون کو صاف کر رہی ہے-

غرض یہ ہے کہ جب کوئی قوم اللہ کو چھوڑتی ہے اللہ بھی انھین چھوڑ دیتا ہے حضرت مسیح موعود نے اپنی قوم سے وہی سنا جو حضرت صالح نے سنا تھا- اور جب ان مخالفون کی کچھ پیش نہ گئی تو آخر نو بڑے بڑے آدمیون نے مل کر ایک کمیٹی حضرت صالح کے خلاف کی اور خدا کی قسمین کہا کہا کر اپنے قول و اقرار کو پکا کیا کہ راتون رات اس پر ٹوٹ پڑین اور اس کے خاندان کو ہلاک کر ڈالین اگر کوئی ہم سے پوچھے گا تو کہدین گے کہ ہم کو خبر ہی نہین- یہ ان لوگون کی آخری تدبیر ہوتی ہے کہ جب دلیل اور مباحثہ سے عاجز آجاتے ہین تو پھر قتل کرنے کے منصوبے اور کوششین کرتے ہین و مکروا مکرا انہون نے بڑی بڑی مخفی تدبیرین اور منصوبے کیئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ومکرنا مکرا

ہم نے بھی تدابیر کین اور ان کو ان کا علم بھی نہوا فانظر کیف کان عاقبة مکرهم انا دمرناهم وقومهم اجمعین ذرا دیکھو تو سہی کہ ان کی تدابیر کا انجام کیا ہوا؟ ہم نے انکا اور ان کی ساری قوم کا نام و نشان مٹا دیا - اور حضرت صالح اب بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہلاتے ہین -

یہ دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی ہے جس طرح حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ واقع گذرا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی ایسا ہی وقوع مین آیا - مکہ کے جمیع اکابر و رؤساء نے بہت زور لگایا کہ آپ کو خاموش کرائین مگر وہ خدا کا رسول کیونکر خاموش ہو سکتا تھا - آپ کا زور تبلیغ اور بھی بڑھتا گیا - جب مکہ والے بالکل عاجز آ گئے اور کوئی دلیل پیش نہ گئی اور مسلمانون کی جانین لیکر بھی وہ اس خدا کے برگزیدہ بندہ کو خاموش نہ کرا سکے تو آخر آپ کے قتل کی کمیٹی مین بھی نو ہی آدمی شریک ہوئے اللہ تعالیٰ کا کیسا خدا ہونا ثابت ہوتا ہے صالح کے لیئے بھی نو ہی آدمی اور قریش کے بھی نو ہی آدمی منتخب ہوتے ہین اور دارالندوہ مین ایک کمیٹی کی جس مین چالیس برس سے زاید عمر کے لوگ شریک ہوا کرتے تھے اس کمیٹی مین مختلف تجویزین پیش ہوئین آخری تجویز قتل کی تھی - بعض نے کہا کہ قتل کی وجہ سے چونکہ عظیم الشان قوم سے ہے ہم بدلہ نہ دے سکین گے مگر ایک شیطان بولا کہ جب نو آدمی مل کر قتل کر دینگے تو کسی کو خبر بھی نہ ہو گی - ان احمقون کو اتنی خبر نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ وکانت فی المدینة تسعة رهط کہکر ایک عرصہ پہلے اسی تجویز اور منصوبے سے آپ کو واقف کر چکا تھا - اور آخر وہی انجام ہوا جو صالح کے دشمنون کا ہو چکا تھا آپ کے دشمنون کا بیڑا غرق ہو گیا اور آج روئے زمین پر نوے کروڑ سے زیادہ انسان ہر وقت آپ پر درود پڑھتے ہین - اللهم صل علے محمد وعلے آل محمد وبارک وسلم اسی طرح سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے وجود کی چمکار دکھاتا ہے اور آج بھی خدا اپنے مسیح موعود کی نصرتین اسی طرح سے کر رہا ہے تا عاقبت اندیش شریر النفس مخالف کبھی اقدام قتل کے مقدمون کی سازش مین حصہ لیتے ہین کبھی ٹیکس کے مقدمون کی شکل مین اس کے مال پر حملہ کرنا چاہتے ہین - اور کبھی قتل کے فتوون کی صورت مین جانی نقصان کے منصوبے کرتے ہین - مگر وہ ہر میدان مین مظفر و منصور ہوتا ہے -

خدا کا شکر کرو کہ تم نے اس کو شناخت کیا اور یہ اسی کا احسان ہے جس نے شناخت کی آنکھ عطا فرمائی دعا کرو کہ تم اپنے اندر تقوی اور خشیت الہی پیدا کرو - جو خدا کی نصرتون کے جاذب ہین - اللہ تعالیٰ مجھے اور تم سب کو عمل کی توفیق دے - آمین -

---

چون مرا نورے پئے قومے مسیحے دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من نہادہ اند

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر ریویو

نمبر سوم

ہم نے پچھلے دو نمبرون مین یہ دکھانا چاہا ہے - کہ یسوع مسیح کی نسبت جو کچھ بشپ صاحب نے اپنی خوش اعتقادی یا انجیل نویسون کی خوش فہمی کی بنا پر لکھے ہین وہ نرے دعوے ہی دعوے ہین جن مین حقانیت اور صداقت کا نہ کوئی ذاتی رنگ موجود ہے اور نہ ان کے اثبات کے لیئے قوی دلایل انجیل نویسون یا پرستاران صلیب کے ہاتھ مین ہین - زندگی مین انسان اسی قدر ترقی کرتا ہے - جس قدر وہ روحانی موت کے اسباب اور اقسام سے دور ہوتا جاتا ہے - چنانچہ یہ ایک مسلم بات ہے - کہ چار قسم کی موت انسان کی روح کو ہلاک کرتی ہے اول غفلت کی موت دوم گناہ کی موت سوم شرک کی موت چہارم کفر کی موت -

جس قدر انسان ان موتون سے بچے گا اسی قدر حیات ابدی کے قریب ہوتا جاویگا -

اب ہم کو یہ دکھانا چاہیئے کہ کیا انجیل کی تعلیم یا یسوع مسیح کا نمونہ اس قابل ہے کہ ہم کو موت کے ان چارون گھونٹون سے الگ کر کے چشمہ حیات کی طرف لے جاوے؟ یہ ایک سوال تھا جس کا جواب تقدس مآب بشپ لاہور کو نہ بحیثیت اپنے عہدہ کے بلکہ ان معلومات اور ذاتی تقدس کے لحاظ سے جو اس عہدہ کے لوازمات ہونے چاہئین - بڑی وضاحت سے دینا چاہیئے تھا - جس کو وہ چھو بھی نہین سکے -

اگرچہ ایک دقیقہ رس اور نکتہ شناس انسان کی نگاہ مین بشپ صاحب کا اتنے بڑے ضروری اور اہم مضمون سے کنارہ کشی کرنا ناقابل عفو غلطی یا کمزوری ہے تاہم ہم اس کا کچھ لحاظ نہ کر کے بجائے خود یہ تحقیق کرتے ہین کہ عیسائی مذہب انجیل کی تعلیم اور یسوع مسیح کے ذاتی نمونہ مین زندگی کے آثار کہانتک پائے جاتے ہین؟ سب سے اول ضروری امر تعلیم ہے اور اس پہلو مین ہم دیکھتے ہین کہ انجیل کوئی شریعت اور قانون پیش ہی نہین کرتی بلکہ شریعت کو ایک لعنت قرار دیا جاتا ہے - اب یہ زندگی جو حیات ابدی کہلاتی ہے یہ کوئی خارجی چیز تو ہے نہین جو باہر سے نکلتی ہے - بلکہ انسانی قوی کے برمحل استعمال کے نتایج کا نام زندگی ہے - طبعی قوتون کو جب بیہودہ جوشون اور بے سروپا رفتار سے روک کر ایک اعتدال پر قایم کیا جاوے تو تقوی کے قریب تر انسان پہونچ سکتا ہے جیسا کہ اس بارہ مین کامل کتاب قرآن مجید فتوے دیتی ہے - اعدلوا هو اقرب للتقوی -

افراط تفریط سے بچنا یا دوسرے

الفاظ مین یوں کہو کہ صراط مستقیم پر چلنا انسان کو متقی بناتا ہے۔

لیکن

جب کہ انجیل کوئی شریعت پیش ہی نہین کرتی کوئی قانون بتاتی ہی نہین تو کیا انجیل کی غرض وغایت یہی نہین ہو سکتی کہ وہ قوےٰ انسانی کی بے حرمتی کرتی ہے؟ اور خدا تعالےٰ کے بے نقص فعل کو عبث اور لغو قرار دیتی ہے؟ بیہودہ لفاظی سے کام لینا امر دیگر ہے لیکن اگر انصاف کوئی چیز ہے تو ہم دعوےٰ سے کہتے ہین کہ انجیل کے پرستار اس معقول بات کا کوئی جواب نہین دے سکتے۔

خدا باپ کے علم کامل میں اگر شریعت واقعی لعنت تھی تو ابتدائے آفرینش کے ساتھ ہی اس لعنت کو بھیجنے کی اسے کیا ضرورت تھی؟ اور ان قوےٰ کے ساتھ انسان کا بنانا ہی کیون ضروری ہوا جو اپنے اوپر ایک حکومت کو چاہتے ہین اور اپنی فطرت مین بہت سے خواص اور افعال کی طاقت لئے ہوئے ہین۔

ہم کو نہایت افسوس اور رنج ہوتا ہے جب ہم انجیل کی اس تعلیم پر جو نہ صرف قوےٰ انسانی کی بے حرمتی کرنے والی ہے بلکہ حقیقت مین خدا تعالےٰ کی مقدس ذات پر اعتراضات کو پیدا کرکے دہریت اور اباحت پھیلانے والی ہے نظر کرتے ہین۔

غرض اول تو انجیل سرے سے کوئی تعلیم دیتی ہی نہین اور شریعت کو لعنت کہہ کر ٹلاتی ہے؛ لیکن پھر جو کم وبیش تعلیم بطور شریعت دی ہے یا انجیل ہی کے محاورہ مین یون کہو کچھ لعنت پیش کی ہے وہ ایسی نکمی، ادہوری اور بیہودہ ہے کہ بجز ہلاکت کے اور اس مین کچھ ہے ہی نہین؛

انجیل کی اس تعلیم کے ہم دو حصے کر لیتے ہین اول خدا کی بابت دوم انسان کے متعلق۔

خدا کے متعلق انجیل کے ماننے والون کے خیال کے موافق یہ کہدینا کہ خدا ایک نہین بلکہ تین ہین اور پھر تین نہین بلکہ ایک ہین یہی کافی ہے اور یہ تثلیث کا عقیدہ ہی اس کے بطلان کے لیے بس ہے۔ بشپ صاحب کا منشاء اس مضمون مین یسوع کی خدائی کا ظاہر کرنا ہی ہے۔ جس کو وہ کھلے کھلے الفاظ مین آگے بیان کرتے ہین ہم اس پر اسی مقام پر بحث کرینگے۔

سردست ہم یہ کہتے ہین کہ عیسائیون نے تین خداؤن کا عقیدہ سارے نبیوں کے خلاف اور قانون قدرت کے خلاف تجویز کیا۔ اور پھر جس انسان کو خدا بنایا اس کی خدائی کے ثبوت مین ایک بھی قوی دلیل پیش نہ کی۔ اور اس کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ اعلےٰ درجہ کے انسان کی شان کے بھی خلاف ہے اور انسانی تہذیب کے متعلق جو کچھ انجیل نے سکھایا ہے وہ اور بھی قابل نفرت ہے اگر ہم اس کے مختلف شعبون پر اخلاق کی تقسیم کرکے لکھین تو یہ ریویو گو ریویو کی حدود سے تو نہین نکل سکتا لیکن ہمین یہ احتمال ضرور ہے کہ امید سے بہت زیادہ طویل ہو جاوے اس لئے اس پہلو پر بھی اسی انداز سے مختصر سی بحث کرتے ہین جیسے خدا تعالےٰ کے متعلق تعلیم پر کلام کیا ہے۔

اس مین کسی کو کلام نہین ہو سکتا۔ اور خود مشاہدہ صحیحہ ایک زبردست گواہ موجود ہے کہ انسان دنیا مین بہت سی قوتون کو ساتھ لیکر آیا ہے اور انسان جو ایک نادر الخلقت مخلوق ہے۔ اس کا کمال یہی ہو سکتا ہے کہ وہ ان قوتون مین کمال حاصل کرے جو اس کو دی گئی ہین تاکہ اس مین اور اسکے غیر ومین ایک مابہ الامتیاز قایم ہو۔

اور حیات ابدی اور زندگی کی روشنی کا کمال یہی ہے کہ اس کی ہر قوت مین تقوےٰ اور خداشناسی کی چمک نظر آوے۔

لیکن جو مذہب کہ خداشناسی کی تعلیم ہی کامل طور پر نہین دے سکتا وہ خود فراموشی کی راہ یعنے اپنی مرضیات اور خواہشات پر فنا طاری کرکے خدا تعالیٰ مین زندگی کی راہ کب دکھا سکتا ہے؟

پس انسان جو بیشمار قوتین رکھتا ہے۔ جب تک ان مین زندگی کی تجلی نہ پائی جاوے اسے زندہ نہین کہہ سکتے؛ ان قوتون مین سے بعض یہ ہین۔

عقل- عفت- شجاعت- عدل- رحم
صبر- استقامت- شکر- محبت- خوف
طمع- حزن وغم- ایثار- سخاوت- حیا-
سخط- غضب- اعراض- رضا- شفقت
تذلل- حمد- ذم- امانت دیانت- صدق
عفو- انتقام- کرم- جود- مواسات-
ذکر- تصور- مروت- غیرت- شوق-
ہمدردی- حلم- شدت- فہم- فراست-
تدبیر- تقوےٰ- فصاحت- بلاغت-
عمل جوارح- ذوق- انس دعا- نطق-
ارادہ- تواضع- رفق- مدارات- وفا-
حسن عہد- صلہ رحم- وقار- زہد- غبطہ
ایجاد- معاونت- طلب تمدن- تسلیم-
شہادت صدق- رضا بقضا- احسان-
توکل- اعتماد- تحمل تبتل- اطاعت-
موافقت- مخالطت- عشق- فنا نظری-
تطہر- فکر - ادراک- توبہ- ندامت-
استفسار- بذل روح- ایمان- توحید-
رویا- کشف وغیرہ بہت سی قوتین۔

انسان کو دی گئی ہین جن مین کوئی دوسرا فی الحقیقت شریک نہین۔ اب ان قوتون کا ذکر کرنے اور ان کو فی محل خرچ کرنے کی تعلیم اگر ساری انجیل مین تلاش کرو۔ تو ہرگز نہ ملے گی۔؟ اور اگر بشپ صاحب یہ دعوےٰ کرین تو ان کا فرض ہے کہ وہ انجیل سے ان قوتون کے نشو ونما کے متعلق تعلیمات کا ذکر کرین؛ مگر ہم بلا خوف تردید لکھتے ہین کہ انجیل بجز حلم اور نرمی کی قوت پر زور دینے کے دوسری کسی قوت کی آبپاشی کر ہی نہین سکتی؛ حالانکہ یہی حلم اور نرمی بعض موقعون پر دوسری قوتون کے زایل کرنے ہی کے لیے زہر قاتل نہین بلکہ تمدن کے اصولون کی صریح متضاد ہوتی ہے۔

وہ شخص سخت دہوکہ دیتا ہے یا دہوکا کھاتا ہے جو ہمارے اس بیان سے یہ یہ نتیجہ نکال کر پیش کرنا چاہتا ہے کہ ہم حلم اور نرمی کے خلاف ہین۔ نہین ہمارا

یہ دعوےٰ ہے کہ ہر محل پر نرمی اور حلم کا استعمال ہو سکتا ہی نہیں اور یہ درشت صرف اپنے ہی مقام اور محل پر کارآمد ہو سکتی ہے۔

اس پر ہمیں منطقیانہ بحث کی ضرورت نہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری روحانی زندگی کا طرز جسمانی زندگی ہی کے ہمرنگ ہے اور مختلف امزجہ اور بلاد مختلفہ اور فصول اور موسموں کے تغیر و تبدل ہمیں اپنے اپنے لحاظ سے مختلف قسم کے لباسوں اور غذاؤں کے استعمال سے صاف سبق دیتے ہیں کہ ایک ہی قوت کا نشو و نما ہماری اخلاقی - ذہنی اور روحانی کمال کا موجب نہیں ہو سکتا۔

اور تجربہ صحیحہ نے شہادت دی ہے کہ انجیل کی تعلیم کو بالکل ناکافی اور غیر مناسب سمجھ کر آخر عیسائی سلطنتوں کو بھی اپنی طرف سے سیاست مدن کے اصول اور قوانین بطور خود تجویز کرنے پڑے یہ زبردست شہادت ہے۔ جو عیسائی قوموں نے ہمارے ہاتھ میں انجیل کی تعلیم کے نقص اور کمزوری کے ثبوت میں دی ہے۔

(باقی آئندہ)

امریکہ کے مشہور مسلمان شیخ

محمد الگزینڈر وب کے نام ایک خط

میرے پیارے بھائی - السلام علیکم - آپ کا خط مورخہ ۱۳- جنوری ۱۹۰۲ء مجھے یہاں ۱۸- فروری ۱۹۰۲ء کو ملا - جس میں مسٹر بردن کا ایک خط ہے ...... مسٹر بردن کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی پاکیزگی نے اس کے سوچنے والے دل پر اثر کیا ہے آپ اس کو اسلام کے اصول سکھلاتے رہیں اور امید ہے کہ وہ کسی دن سچا پر جوش مسلمان ہو جائے گا بے شک ملک امریکہ میں اسلام پھیلانے کیلئے آپ کے راہ میں بہت مشکلات ہیں لیکن آپ یقین رکھیں کہ اگر آپ کی سعی خالصاً للہ ہے تو ایک دن آپکو کامیابی ہو کر رہے گی - تاہم آپ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اسلام کے متعلق بعض غلط عقاید جو عام مسلمان لوگوں میں آج کل شایع ہو رہے ہیں ان کی اشاعت آپ ہرگز نہ کریں کیونکہ ان عقاید کی وجہ سے اللہ تعالےٰ لوگوں پر ناراض ہے اور اسی لیے اس نے اپنا مرسل حضرت مرزا غلام احمد بھیجا ہے تاکہ ایسے عقاید کی اصلاح کرے - اب خدا تعالےٰ اسے برکت دیگا اور ان لوگوں کو برکت دیگا جو اس کے پاک اور سچے اصولوں کی پیروی کریں گے۔ دوسروں سے اس نے اپنا منہ پھیر لیا ہے اور وہ ان لوگوں کی دعائیں نہ سنے گا جو اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے

پس آپ لوگوں کو ان پاک اصولوں کے مطابق تعلیم دیں جو کہ آپ ان رسائل اور کتب سے اخذ کر سکتے ہیں جو کہ میں آپ کو وقتاً فوقتاً بھیجتا ہوں تب آپ کو اللہ تعالےٰ کامیاب کرے گا کیونکہ خدا کی مرضی اسی طرح ہے اور اسی کی مرضی بہرکیف پوری ہو گی - اگر آپ اس کام کو اختیار کرینگے تو مقدس انسان حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی دعائیں آپکے شامل حال ہوں گی۔

عیسائیوں نے جو غلط فہمیاں اسلام کے متعلق ان ممالک میں شایع کر رکھی ہیں ان کا دفعیہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ سچے اور پاک اصول اسلام پر کتابیں اور رسالے لکھ کر ان ممالک میں شایع کیئے جائیں - جیسا کہ آپ کا خیال ہے بہتر طریقہ یہی ہے کہ ایک اخبار امریکہ میں جاری رہتا مجھے افسوس ہے کہ اس ملک کے مسلمان اپنی بات پر سچے نہ نکلے اور انہوں نے وعدے کو پورا نہ کیا اور آپکو مجبوراً اپنا اخبار بند کرنا پڑا - لیکن میرے پیارے دوست یہی تمہاری ٹھیک جزا تھی - آپ نے برگزیدۂ خدا کے متعلق ان لوگوں کی جھوٹی باتوں پر یقین کر لیا اور ان کے قابل شرم جھوٹ پر اعتبار کر کے آپ نے ہند میں آکر اس شخص کی ملاقات سے اعراض کیا حالانکہ صرف وہی ایک شخص قابل زیارت سارے ہند میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں تھا - پس خدا نے آپ کو ایک سبق سکھایا - خدا نے آپکو جتلا دیا کہ ایسے لوگوں پر اعتبار نہیں کرنا چاہیئے - شاید میرے الفاظ آپ کو ناگوار ہوں - مگر الحق مُر ہے - میں مثال دیکر آپ کو سمجھاتا ہوں۔

فرض کرو ایک شخص امریکہ کو جاتا ہے - اس کا سفر صرف مذہب کی خاطر ہے وہ اس پاک نیت سے سیر کرتا ہے کہ بزرگ مسلمانوں سے ملاقات کرے اور اپنے ملک میں اسلام پھیلانے کے لیے ان سے مدد لے وہ سارے امریکہ میں پھرتا ہے - مگر وہ محمد وب کو ملنا نہیں پسند کرتا - وہ کہتا ہے کہ محمد وب کو اس کے ہم وطن اچھا نہیں سمجھتے - اس کے ہم مذہب اس کے حق میں اچھا کلمہ نہیں بولتے - وہ تمہارے شہر کے پاس سے گذرتا ہے - لیکن یہ شہر اس کے لیے کسی دلچسپی کا موجب نہیں ہے - آپ ایسے شخص کے حق میں کیا کہتے ہیں کیا اس نے براعظم امریکہ کے اکلوتے مسلمان کی ملاقات کا موقع ضایع نہیں کر دیا - مگر یہ مثال ابھی ناقص ہے کیونکہ آپ ابھی اسلام کی دہلیز پر ہیں حالانکہ مرزا صاحب کو خدا تعالےٰ نے روحانی دنیا کا حاکم بنایا ہے روحانی برکات کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ نے اس بندے کو اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تخت پر بٹھایا ہے۔

لیکن میرے پیارے دوست اللہ تعالےٰ غفور الرحیم ہے وہ توبہ کرنے والوں کی طرف توجہ کرتا ہے - استقامت کے ساتھ استغفار کریں تو اسکا بے حد رحم جوش میں آوے گا - اسکے رحم کے ذریعہ سے تمام مشکلات دور ہو سکتے ہیں۔

اس کو سب طاقتین ہین کوئی بیٹا اسکی اجازت کے بغیر ہل نہین سکتا - اگر وہ چاہیے تو امریکہ مین کئی اخبار جاری ہو سکتے ہین - آپ اسلام کے پھیلانے کے لیے انتھک کوششین کرین - تب مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری سب خواہشون کو پورا کر دے گا - جب حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا تب ان کے مرید بہت تھوڑے تھے اور دشمن ہزارون تمام مولوی مولویون نے انہین کافر اور غیر مسلم کا فتوےٰ دیا - لیکن خدا ہمیشہ ان کے ساتھ ہے اب ان کے مریدون کی تعداد پچاس ہزار کے قریب ہے - دو مطبع قادیان کے گاؤن مین چل رہے ہین - ایک اردو اخبار بنام الحکم ہفتہ وار نکلتا ہے - انگریزی میگزین بھی نکلنا شروع ہوا ہے جسکا پہلا نمبر آپ کو آگے روانہ کیا گیا تھا اور دوسرا نمبر اب روانہ کیا جاتا ہے - آپ اس کو غور سے مطالعہ کرین اور اپنے دوستون کے درمیان اس کی اشاعت کرین - اس کا پڑھنا آپ کے لیے بہت سے مسایل پر روشنی ڈالے گا - ایک بڑے فاضل مولوی صاحب یہان ہر روز درس قران دیتے ہین کوئی سو طالب علم ہر روز ان کے لکچر پر حاضر ہوتا ہے - دو سال سے ایک ہائی اسکول یہان جاری ہے جس مین دینی اور دنیوی تعلیم دیجاتی ہے - پس آپ دیکھ لین کہ جس کو خدا رکھنا چاہے اس کو کوئی تباہ نہین کر سکتا -

آپ نے عربی زبان کے سیکھنے مین کہانتک ترقی کر لی ہے - عربی کا سیکھنا ایک مسلمان کے لیے لابد ہے - اپنے دوستون کو ہمیشہ عربی پڑھنے کے لیے ہدایت کیا کرین - اس سے ان کو بہت فایدہ ہوگا -

مسٹر ڈوئی کے متعلق آپ کا یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپیہ جمع کرنے کے واسطے یہ سب کچھ کرتا ہے - مین نے آپ کا ذکر حضرت اقدس کی خدمت مین عرض کیا تھا اور آپ کا سلام علیکم پہونچایا تھا وہ آپ کی خبر سن کر خوش ہین اور آپ کو السلام علیکم کہتے ہین - اور آپکو نصیحت کرتے ہین کہ آپ دین اسلام پر پکے رہین اور میگزین کو غور سے پڑھین اور دوستون کے درمیان اس کی اشاعت کرین - ہمارے سب دوست آپ کے خطوط سن کر خوش ہوتے ہین اور آپکی ترقی اسلام مین کامیابی کے خواہشمند ہین -

آپ مولوی حسن علی صاحب کو جانتے ہین - ہندوستان کے سفر مین وہ آپکے ساتھی تھے - اس نے بھی آپ کو اس بات کی ترغیب دی تھی کہ آپ حضرت مرزا صاحب کی ملاقات نہ کرین - لیکن آپ کے امریکہ چلے جانے کے جلد بعد وہ قادیان آئے اور حضرت کے مریدون مین شامل ہوئے انہون نے اپنی اس غلطی کا اقرار کیا - اور توبہ کی اور ایک کتاب تصنیف کی جس مین انہون نے مفصل لکھا کہ وب صاحب کو مرزا صاحب کی ملاقات سے روکنے مین بڑا زور مین نے ہی دیا تھا - جس کی وجہ سے مین بہت پشیمان ہون - ان کی کتاب شایع ہو چکی ہے جس مین انہون نے ثابت کیا ہے کہ اسلام کا سچا فرقہ وہی ایک ہے جس کے بانی حضرت مرزا صاحب ہین وہ بیچارے فوت ہو گئے ہین آپ نے ان کی وفات کی خبر سن لی ہوگی -

اب مین ایک نہایت ہی ضروری امر کیطرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہون - میرے پیارے بھائی آپ کو اس امر کا تجربہ ہو چکا ہے کہ ہند کے مسلمان اور ان کے مولوی حضرت مرزا صاحب کے عقاید کے ساتھ کیسی مخالفت رکھتے ہین - اگر یہ خیالات ایران یا روم کے مسلمانون کے آگے ظاہر کئے جائین تو ایک دفعہ تو وہ بھی ضرور ان کی مخالفت کرین گے اگرچہ ہمین امید ہے اور یقین ہے کہ انجام مین کامیابی ہمارے لیے ہوگی تاہم ممکن ہے کہ ابتدا مشکلات سے تاریک نظر آوے - پس آپ معلوم کر سکتے ہین کہ ہمارے ساتھ ہاتھ ملا کر آپ فی الحال کوئی خوشی کا منہ بظاہر نہین دیکھ سکتے اگر آپ حضرت مرسل من اللہ کے عقاید کی اشاعت کو اپنے ذمہ لین تو ضرور ہوگا کہ آپ ایشیا اور یورپ کے برائے نام مسلمانون کی نفرت اور کینہ کا نشانہ بننے کے لیے اپنے آپ کو تیار کرین کیونکہ وے سب ہمین مجنون کہتے ہین اور یہی نام آپ کا بھی رکھا جاوے گا پس آپ تازہ مشکلات اور تکالیف اس راہ مین دیکھین گے - اگر آپ اللہ کے رسول میرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت پر ایمان لاتے ہین اور اپنے تئین ایسے اعتقاد کی اللہ تعالےٰ آپ کو برکت دے گا - تب آپ کی عاقبت درست ہو جائیگی اور دنیا مین اس سے بڑھکر کوئی امر قابل رشک نہین کہ کسی کی عاقبت درست ہو جائے - اس پر خوب غور کرین اور احتیاط سے قدم آگے بڑھائین نبیون کی پیروی ان کی زندگی کے ایام مین جبکہ لوگ سنت اللہ کے مطابق انکی مخالفت مین تلے ہوئے ہون - ایک بڑی قربانی چاہتی ہے - ان باتون پر غور کر کے مجھے اطلاع دین -

آپکا سچا خیر خواہ - مفتی محمد صادق -

پنجابی کاتب اور حضرت مسیح موعود

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

قولہ - دعوےٰ سے کہا جا سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی قوت تقریری و تحریری در پردہ اسلام کی مخالفت مین صرف کی دوست نما دشمن بنکر بنام نہاد حمایت کی اور پھر ایک گروہ لیکر علیحدگی کی ٹھہرائی -

اقول - لعنت اللہ علے الکاذبین - ۱ہم اس سفید اور نہایت ہی کمینہ جھوٹ کا جواب اور کیا دین - حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض نے جو حمایت اسلام کی کی ہے اس کو ہم اپنے الفاظ مین بیان نہین کرتے بلکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ وایڈوکیٹ اہل حدیث کی رائے پیش کرتے ہین جو دار العلوم کے پنجابی ایڈیٹر بننے سے بہت پہلے شایع ہو چکی ہے جو ریویو براہین احمدیہ مین انہون نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ

اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ مین ظاہر کرتے ہیں ہماری رائے مین یہہ کتاب اس زمانہ مین اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آجتک (۱۸۸۴ء تک ایڈیٹر الحکم) اسلام مین تالیف نہین ہوئی۔ اور آیندہ کی خبر نہین

اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی۔ جانی۔ قلمی۔ لسانی۔ و حالی و قالی نصرت مین ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانون مین بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایسی کتاب بتادے جس مین حملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہون نے اسلام کی نصرت مین مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ مین مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوی کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کرے اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا۔

اب ہم ایڈیٹر دار العلوم سے پوچھتے ہین کہ یا تو تم مولوی محمد حسین صاحب کو جھوٹا قرار دو۔ اور ان کو جھوٹا اسی صورت مین قرار دے سکتے ہو ــــ کہ براہین احمدیہ کی نظیر تیرہ سو برس کے اندر دکھادو ــ اور حضرت اقدس مصنف براہین احمدیہ جیسے دوچار ناصرین اسلام کا نام پیش کرو۔ اور پھر اسکا جواب خود مولوی محمد حسین صاحب ہی سے پوچھو۔

مولوی صاحب نے اپنی اسی تحریر مین جس مین انہون نے زبردست تحدی کی ہے اور لاریب حق بجانب تحدی کی ہے) حضرت حجۃ اللہ کو تیرہ سو سال کے اندر لانظیر حامی اسلام تسلیم کیا ہے لیکن اس پر بھی دار العلوم کا پنجابی ایڈیٹر اپنی ملایانہ سرشت کی بنا پر آپکی حمایت اسلام سے انکار کرتا ہے اور بقول مولوی محمد حسین صاحب مولف براہین کے مقابلہ مین کفران نعمت کرتا ہے۔

ہم اور بہت سے حوالے اور کوٹیشن اسی ریویو نگار کی تحریر مین سے پیش کر سکتے ہین مگر اتنا ہی کافی ہے۔ دار العلوم کا صرف اتنا کہدینا کہ مولوی محمد حسین کی رائے قابل وقعت نہین جواب نہین ہو سکتا۔ جب تک وہ اس تحدی کا جواب ندے جو مولوی صاحب نے اپنے اس ریویو مین کی ہے اور جسے ہم نے جلی قلم سے لکھدیا ہے۔ یہ بات ہم تسلیم کرتے ہین کہ مولوی محمد حسین دار العلوم کے ایڈیٹر کے مقابلہ مین بہت بڑی وجاہت اور عزت رکھتا تھا اور جسوقت اس نے ریویو لکھا تھا وہ حقیقت مین فرقہ اہل حدیث کا ایڈوکیٹ تھا۔ حالانکہ ہم جانتے ہین کہ دار العلوم کا ایڈیٹر غالباً معمولی ملان سے بڑھکر اپنا درجہ اور اعزاز قوم مین نہین رکھتا ہوگا۔

پھر سید احمد خانصاحب بہادر بالقابہ کی رائے حضرت مسیح موعود کے متعلق ہم گذشتہ اشاعت مین لکھ چکے ہین۔ جس کا انکار غالباً آپکے ممدوح مولوی نذیر احمد صاحب بجنوری بھی نہ کرسکین؟

شحنہ ہند میرٹھ ہین جو حضرت اقدس اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سیاہ دشمن ہے اس ریویو کے قریب قریب ایام مین ایک نظم شایع ہوئی تھی جس کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

بشارت اے مسلمانان کہ قصر کفر ویران شد
چو فیضان خداوندی طرب انگیز انسان شد

امام قادیانی میرزا یعنی غلام احمد
زحق ماموروملہم از پے تائید قرآن شد

اگرچہ یہ نظم کسی اور شخص کی ہے مگر شحنہ ہند کے ایڈیٹر کا بدون کسی مخالفت کے اسکا شایع کردینا صاف طور پر حضرت موعود کے موید اسلام ہونے کے اعتراف و اقرار کی دلیل ہے۔

غرض یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے جس سے پنجابی ملان دار العلوم نے انکار کیا ہے۔ اور اگر دار العلوم کو حضرت حجۃ اللہ کی حمایت اسلام نظر نہ آوے تو پھر اس کے حسب حال یہ شعر ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

قولہ ـ عبد اللہ آتھم کی جھوٹی پیشگوئی

مین اسلام کی خفت کرائی۔

اقول۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔ اگر کچھ بھی غیرت اور حیا ہے تو عبد اللہ آتھم کو پیش کرو کہان ہے؟ اور اسلام کی فتح کو خفت اسلام ٹھیرانا اسلام کے بدخواہ کا کام ہے۔ عبد اللہ آتھم کی پیشگوئی دو صورتون مین پوری ہوئی۔ اول اس نے شرط سے فایدہ اٹھایا اور پھر جب اسے قسم کے لیے بلایا گیا اور اس نے حق کا اخفا کیا تو آخر پیشگوئی کے موافق مر گیا آتھم کی پیشگوئی پر اعتراض کرنا اسلام پر اعتراض کرنا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور کل انبیاء علیہم السلام کی نبوتون اور پیشگوئیون سے انکار کرنا ہے۔ کیونکہ اسی رنگ کی پیشگوئیان موجود ہین۔ دار العلوم انکار کرنے سے پہلے جا کر مولوی نذیر احمد سے پوچھ لے جو کہا کرتا ہے کہ آج اگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہوتے تو ان کو اپنی نبوت منوانی مشکل ہوتی۔ دار العلوم کے نزدیک شاید ایسے لوگ حامیان اسلام ہونگے؟ العجب ثم العجب۔

قولہ۔ نکاح آسمانی اور آپ کی الہامی چال بازیان۔ اقول۔ اسی قسم کے اعتراض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر دریدہ دہن آریہ اور عیسائی بھی کیا کرتے ہین اگر حضرت مسیح موعود پر دار العلوم کا پنجابی ایڈیٹر کرے تو کیا افسوس! یہی تو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت ہے کہ آپ پر کوئی جدید اعتراض نہین ہوا۔ بلکہ وہی اعتراض ہین جو پہلے نبیون پر ہو چکے ہین اور ہم دعوے سے کہتے ہین کہ کوئی اعتراض پیش کرو جو انبیاء علیہم السلام کے نا لکار دشمنون نے ان پر نہ کئے ہون۔ غرض اس نکاح کے متعلق جب تک خود حضرت مسیح موعود اور موعودہ عورت زندہ ہین کسی قسم کا اعتراض کرنا کھلی بے حیائی ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے یعنی مرزا احمد بیگ جو لڑکی کا باپ تھا نکاح کے بعد پیشگوئی کے موافق میعاد کے اندر مر گیا۔

قولہ۔ ایسی کتابون پر الہام بازی کی ٹھیرائی جن سے بہتر ہمارے علماء تصنیف فرما چکے ہین اقول۔ اسکا جواب بھی ہم بجز لعنت اللہ علے الکاذبین کے کیا دین؟ مولوی محمد حسین صاحب کی رائے ہم پہلے درج کر چکے ہین اس کے تکرار کی ضرورت نہین۔ حضرت مسیح موعود نے مخالفین اسلام کے بالمقابل جو جدید علم کلام پیش کیا ہے اس پر ہم کچھ لکھنے سے قاصر ہین۔ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ارادہ کیا ہوا ہے کہ اس مضمون پر ایک سیر کن بحث کسی آرٹیکل مین کرین گے[*] لیکن ہان ہم اتنا کہتے ہین کہ حضرت مسیح موعود کے بالمقابل کسی آریہ برہمو۔ عیسائی دہریہ وغیرہ کو حوصلہ نہین کہ آپ کے بالمقابل آسکے جیسا کہ بشپ صاحب لاہور نے پچھلے دنون صاف انکار کیا اور حضرت اقدس کی شان تو بہت ہی بزرگ ہے آپ کے زور قلم اور قوت بیان کا یہانتک رعب مخالفین اسلام مین ہے کہ وہ احمدی قوم کے عام ممبر کے ساتھ بھی بحث کرنے سے جی چراتے ہین اگر شک ہے تو لاہور کے مسلمان اور ہندوؤن سے پوچھ لو کہ نبی معصوم اور زندہ رسول کے لیکچر جو لاہوری بشپ نے دیئے تھے کیا آخر اس نے اعتراف کیا تھا یا نہین کہ ہم اس جماعت کے ساتھ کلام نہین کرنا چاہتے غرضیکہ اسلام کی حمایت جو اس خدا کے مسیح موعود نے کی ہے اس کے مقابل مین اور کسی کی خدمت نہین ہے۔

قولہ۔ مرزا صاحب کی بہت سی کتابون سے مذہبی فتنہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

اقول۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ حضرت اقدس کی ایک بھی تصنیف ایسی نہین ہے۔ ہان تمہارے ملانون نے جو کچھ حمایت اسلام مین لکھا ہے۔ البتہ ان سے بسا اوقات فتنے پیدا ہوئے ہین جیسا کہ ابھی دہلی مین تیغ فقیر نامی کتاب پر شور اٹھا۔

حضرت اقدس مقدس کی تحریرین چونکہ ہمیشہ دفاعی رنگ مین ہین اور دلایل و براہین ساطعہ کے ساتھ جوابات مین معقولیت اور متانت ہے اس لیے ان تحریرون نے ہمیشہ امن کی صورت پیدا کی ہے۔ یعنے مسلمانون کے جوش کو ٹھنڈا کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پچھلے نمبر مین دکھلایا ہے ان ساری باتون کے علاوہ ہم ایک اور زبردست امر پیش کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اقدس ہمیشہ تلخی ناپسند ہین۔ اور وہ یہ ہے کہ آج تک کسی ہندو یا مسلمان یا عیسائی نے مذہبی مناظرات اور مباحثات کی اصلاح کے لیئے کوئی کوشش نہین کی۔ یہ فخر صرف ہمارے سید و مولا امام ہی کو ہے کہ اس نے قریباً پندرہ ہزار مسلمانون کے دستخط کرا کر گورنمنٹ کے حضور ایک میموریل اس غرض سے بھیجا کہ مذہبی مناظرات دس سال کے لیئے بند کرائے جاوین۔ یہ امر دیگر ہے اور گورنمنٹ کے اپنے اختیار مین تھا کہ وہ مصالح ملکی یا اپنی وسیع فیاضی (اور آزادی) کے لحاظ سے اسے منظور نہ کر سکی تاہم حضرت اقدس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی اور پھر دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے وسیع کرنے کے لیے آپ نے ایک میموریل ارسال کیا۔

یہانتک ہی اپنی امن پسند طرز مباحثات کو محدود نہین رکھا بلکہ آریہ صاحبان و پادری صاحبان و دیگر صاحبان مذاہب مختلفہ کے نام ایک نوٹس ۲۲۔ ستمبر ۱۸۹۵ء کو چھاپ کر تقسیم کیا جس مین ان کو مذہبی مناظرون کو اصلاح پر لانے کی صلاح دی تھی۔ اور پھر ۲۰۔ ستمبر ۱۸۹۷ء کو ایک نوٹس عام طور پر شایع کیا جس مین اپنے مریدون کو جوابی طور پر بھی مباحثات اور مناظرات مین سخت الفاظ استعمال نہ کرنے کی ہدایت کی اور جوابی طور پر بھی سخت الفاظ چھوڑ دیئے اور مخالفین مذہب کو پھر نوٹس دیا کہ وہ آیندہ سخت اور جوش پیدا کرنے والے

---

[*] مختصراً اس مضمون مین دیکھو ان کی کتاب سیرۃ مسیح موعود ؑ۔

الفاظ اور ہتک آمیز فقرے اور جملے اپنے اخبارون اور رسالون مین ہرگز استعمال نہ کرین یہ سارا نوٹس حضرت اقدس کے اس طرز پر پوری روشنی ڈالتا ہے۔ جو وہ مذہبی مناظرات مین پسند کرتے ہین یہی وجہ ہے کہ ہمارے مخالف گندی گالیون سے بھرے ہوئے اشتہار اور ضمیمہ شایع کرتے ہین اور ہم محض ان اشتہارون اور اعلانون کی پابندی کی وجہ سے جو ہمارے سید و مولا امام نے نرمی اختیار کرنے کے لئے شایع کئے ہین ان گندی گالیون کو سن کر اور پڑھ کر خاموش ہو رہتے ہین یہانتک کہ در عدالت تک جانا بھی پسند نہین کرتے حالانکہ قانونی طور پر ہمین حق حاصل ہے کہ ان گالیان دینے والون پر استغاثہ کرین۔

بہر حال اسقدر واقعات کے ہوتے ہوئے بھی یہ کہنا کہ حضرت اقدس کی تصنیفات سے مذہبی فساد ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ خطرناک غلط بیانی ہونے کے علاوہ مذہبی فساد پھیلانے کی تحریک ہے کیونکہ ہم صرف اپنی قوم کو تعلیم دینا چاہتے ہین دوسرے لوگ خواہ مخواہ کیون درمیان مین کود پڑتے ہین ہم کہتے ہین جہاد نہ کرو۔ دار العلوم جیسے اپنے ملایانہ جوش کو ظاہر کرکے کہتے ہین کہ ہمین باغی قرار دیا جاتا ہے کیا یہ تعجب کی بات نہین؟

قولہ۔ قتل لیکھرام کے متعلق ہندو مسلمانون کی کشیدگی جناب مرزا صاحب ہی کی فتنہ پردازی کا نتیجہ تھی۔

اقول۔ لعنت اللہ علے الکاذبین ہندو مسلمانون کے تعلقات مین کبھی کوئی فرق نہین آیا۔ آریہ مسلمانون سے کبھی کبھی خوش نہیں ہوئے۔ نہ لیکھرام کے مرنے سے پہلے اور نہ بعد۔ اگر ہندو مسلمانون کی کشیدگی کا باعث مرزا صاحب تھے تو دار العلوم یہ تو بتائے کہ آریون کے گھر مین فساد کس نے ڈلوا دیا جو گھاس خور اور ماس خور الگ پارٹیان ہو گئین سناتن دھرم اور آریہ سماج کی باہم

تکفیر و تفسیق کی جنگ ہو رہی ہے اس کا باعث کون ہے؟ اور آج کل جو دار العلوم مرزا حیرت کو گالیان دیتا ہے اور مرزا حیرت مولوی بجنوری کے ترجمے کی غلطیان نکالتا ہے اس کا باعث کون ہے؟ پچھلے دنون جو دلی کے مولویون مین طوفان بے تمیزی برپا ہو کر عدالتون تک نوبت پہونچی تھی اس کا سبب کیا تھا؟ پنجابی ایڈیٹر صاحب! خدا سے کچھ تو ڈرو۔

لیکھرام کا قتل اس کشیدگی کا موجب نہین اس کے اسباب اور ہین اپنے گھر مین فاضل بجنوری ہی سے پوچھ لے کیا سبب ہین؟

اور بھلا جب محرم۔ دسہرہ پر اور عید الضحی پر ہندو و مسلمانون مین فساد ہوتے تھے تو کیا ہر فساد پر پنڈت لیکھرام قتل ہوا کرتا تھا؟ کچھ شرم اگر باقی ہے تو آیندہ ایسی مفسدہ پردازانہ تحریون سے توبہ کرو۔

لیکھرام کی پیشگوئی خود لیکھرام کی درخواست پر کی گئی تھی اور نہ صرف درخواست پر بلکہ بے حد اصرار پر اس کے خطوط موجود ہین شایع ہو چکے ہین عدالتون مین پیش ہو چکے ہین لیکن تمہین معلوم نہ ہو تو کیا کیا جاوے پھر لیکھرام کے قتل پر مختلف رائین تھین بعض اس کی پرایویٹ وجوہات بتاتے تھے جیسا کہ پنجابی ایڈیٹر کے ممدوح ثانی پیسہ اخبار مین بھی اسی قتل کا ایک نوٹ شایع ہوا تھا اور ناظم ہند وغیرہ اخبارات نے ایسی ہی رائین دی تھین اور ہندوؤن پر بھی شبہ ہو سکتا تھا۔ اخبار عام نے صاف لکھا تھا غرض جسقدر منہ اتنی ہی باتین یہانتک کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کی بھی تلاشی ہوئی۔ دلی اور بمبئی مین بھی قاتل کا سراغ لگایا گیا۔ کیونکہ دلی اور بمبئی مین اس پر نالش کی گئی تھی۔

لیکھرام کے متعلق جو کچھ تم نے کہا یہ ساری ناواقفی کی لعنت ہے جو تم پر پڑی ہے اگر اور نہین حضرت اقدس کا استفتا ہی قتل لیکھرام کے متعلق پڑھ لیتے تو ایسی بیہودہ بات بیان کرنے سے تمہین خود شرم آتی + (باقی آیندہ)

اظہار رائے

دفتر الحکم مین جو کتابین یا رسالے اور اخبار عام طور پر بغرض ریویو آتے ہین ان پر ہم ہمیشہ اظہار رائے کے عنوان کے نیچے مختصر طور پر اپنی رائے اظہار کیا کرتے ہین چنانچہ کئی ہفتہ سے مندرجہ ذیل کتابین آئی ہوئی ہین جن پر آج ہم آجکل کے مروجہ طرز پر ریویو کرتے ہین۔

انیگلو ورنیکلر خالق باری۔ قاضی محمد جلال الدین صاحب مرادآبادی نے عقل کل یا جامع الفنون وغیرہ رسالجات لکھ کر اچھی خاصی شہرت حاصل کی ہے۔ انکی یہ پہلی تصنیف ہے جو ہمارے پاس اظہار رائے کے لئے بھیجی گئی ہے اور اس سے پہلے ہمکو ان کی تصنیفات کے مطالعہ کا اتفاق نہین ہوا + بہر حال یہ جدید تالیف جو انہون نے انگریزی زبان کی خالق باری کے رنگ مین کی ہے۔ حقیقت مین قابل قدر ہے۔ انگریزی زبان کے الفاظ کو صحیح تلفظ کے ساتھ اردو اشعار مین بیان کرنا اور پھر وزن اور ضروریات شعری مین فرق نہ آنے دینا بڑی بات ہے روزمرہ انگریزی بول چال کے بارہ سو الفاظ کو تین سو شعرون مین بیان کیا اور ترجمہ ایسا کیا ہے جو ٹھیک اور درست ترجمہ کہلاتا ہے۔ بہر حال یہ کتاب ان لوگون کیلئے جو بلا اُستاد انگریزی زبان سیکھنا چاہین۔ بہت بڑی مددگار ثابت ہوگی۔ علاوہ بریں ظاہری مراتب لکھائی چھپائی اور کاغذ بھی اعلی درجہ کے ہین۔ ۴ ر فی جلد پر ماسٹر جلال الدین صاحب مرادآبادی سے مل سکتی ہے۔

تقویم الاسلام۔ قیمت ۸ مجلد۔ اس نئے طرز کی تقویم کا مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے تالیف کرکے خواجہ محمد صدیق حسین صاحب مہتمم آگرہ اخبار کو حق تالیف دیدیا ہے اس سے پیشتر اس قسم کی کوئی تقویم ہمارے مطالعہ سے نہین گذری مضامین کی فہرست پورے ۶ صفحہ پر ہے جسکو افسوس ہے ہم درج نہین کر سکتے۔ یہ تقویم حقیقت مین ایک قسم کی اسلامی تاریخ ہے جسمین بڑی بڑی ضروری اور اہم امور پر بحث کی گئی ہے ہر مہینے کے نام کی وجہ تسمیہ اور بعض دیگر

صوم کشیدگی کا موجب کون ہوا؟ مسلمانون مین جو ایک عرصہ سے باہم مخ

یادِ رفتگان

(تتمہ)

تعمیرات — چونکہ مہمانون کی کثرت دن بدن ہو رہی ہے اور مہاجرین بھی یوماً فیوماً بڑھ رہے ہین علاوہ ازین مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کی ضروریات روز افزون ہین۔ اس لئے الہام وسع مکانک

یاتون من کل فج عمیق

کا نظارہ بھی سال بھر تک برابر جاری رہا اور جاری ہے۔ اس سال مین مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق چار جدید کمرے طیار ہوئے۔ اور سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کے لئے الگ مکان تعمیر کیا گیا۔ اس کے علاوہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض کے رہنے والے مکان مین کئی ضروری عمارتین طیار ہوئین۔

جلسے — اس سال مین کرسمس کے معمولی جلسے کے علاوہ عیدین کی تقریبون پر بھی دو جلسے ہوئے جن کے حالات انہین دنون کے الحکم مین طبع ہو چکے ہین روئداد جلسہ ایام کرسمس الحکم کی اگلی اشاعت سے انشاء اللہ شروع کیجاویگی۔

نومسلم — یون تو ہر شخص جو آکر حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے۔ وہ نومسلم ہی ہوتا ہے۔ لیکن غیر قومون سے بھی عموماً لوگ آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر توبہ کرتے اور اسلام قبول کرتے ہین۔ اس سال مین جس شخص کو یہ فخر حاصل ہوا وہ ہمارے عزیز دوست شیخ عبدالحق صاحب طالب علم بی۔ اے کلاس فورمن کالج ہین۔ یہ شخص پہلے مسلمان تھا ان کے والد مشن سکول مین اورینٹل ٹیچر ہین۔ تین سال تک یہ عیسائی رہے۔ ڈسمبر ۱۹۰۱ء مین حضرت اقدس کے حضور بغرض تحقیق اسلام آئے اور کچھ سوالات پوچھتے رہے جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعتون سے معلوم ہوا ہوگا جن مین وہ ساری روئداد چھاپی گئی ہے۔ آخر خدا تعالے نے اپنا فضل کیا اور ۲۷ ڈسمبر ۱۹۰۱ء کو مجمع عام مین اسلام قبول کیا جسکا اعلان خود انھون نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کے الحکم مین کیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے اب اسلام کی خدمت مین مصروف ہین

چنانچہ عیسائی مذہب کی تردید مین ان کا پہلا رسالہ **برہان الحق** نام شایع ہو چکا ہے۔

مہاجرین — گذشتہ سالون کی نسبت اس جماعت مین بڑی ترقی ہوئی ہے چنانچہ اس وقت قادیان دارالامان کے مختلف حصون مین جماعت احمدیہ کے مہاجرون کے قریباً **۷۰ کنبہ** آباد ہین۔

اللھم زد فزد۔

مبایعین — اس سال مین مبایعین کی تعداد بہت ترقی پر رہی ہے۔ ہر ہفتہ ہم پوری تعداد کی گنجایش کیوجہ سے شایع نہین کرسکے روزانہ اوسط خود حاضر ہو کر بیعت کرنے والون اور بذریعہ خطوط بیعت کرنے والون کی ۵۰ رہی ہے اور اس انداز سے سال بھر مین قریباً اٹھارہ ہزار آدمی اس سلسلہ مین شامل ہوئے ہین جو گذشتہ سال سے چھ گنا کے برابر ہین۔

شفاخانہ — حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے ایک شفاخانہ اپنے صرف خاص سے کھول رکھا ہے جس مین بیمارون کا مفت علاج کیا جاتا ہے جہان دور دور جگہ سے شدید امراض کے بیمار آکر علاج کراتے ہین۔ اس سال شفاخانہ مین مریضون کی آمد گذشتہ سال سے بہت زیادہ ہوگئی چنانچہ روزانہ اوسط نئے اور پرانے بیمارون کی ملاکر قریباً ایک سو رہی ہے۔ اور وہ مریض الگ ہین جنکا علاج آپ نے بذریعہ خطوط کیا۔ ایسے اس انداز سے سال تمام مین قریباً **چالیس ہزار انسان** کو حضرت حکیم الامۃ کے شفاخانہ سے فائدہ پہونچا۔ اس شفاخانہ مین دو مستقل اور بعض صورتون مین تین تین اور چار چار کمپونڈر بھی کام کرتے رہے ہین۔

مدرسہ کے متعلق ڈسپنسری — شفاخانہ کے مریضون کو زیادہ وسعت سے فائدہ پہونچانے کے لئے اس سال مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق ایک جدید ڈسپنسری کھولی گئی ہے جو طالب علمون کے لئے مخصوص ہے۔ اس ڈسپنسری کا اہتمام سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ کے ہاتھ مین ہے مگر علاج طلبا کا بھی حضرت حکیم الامۃ ہی کرتے ہین۔

اسقدر امور کے تذکرہ کے بعد ہم کو صرف **مدرسہ تعلیم الاسلام اور الحکم** کے متعلق بحث کرنی باقی ہے لیکن چونکہ انپر ذرا زیادہ بحث کرنی ہوگی اس لئے ہم اس کو اگلے نمبر مین انشاء اللہ ختم کرینگے۔ لیکن اس چوتھے نمبر کو ختم کرنیسے پہلے یہ ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے

کہ اس سال مین **جدید امور** کیا پیش آئے۔

میگزین کی اشاعت — سب سے اول اس ضمن مین ہم میگزین کا ذکر کرینگے اسی سال مین یہ تجویز کی گئی کہ مشترکہ سرمایہ سے ایک انگریزی ماہوار رسالہ شایع کیا جاوے جس مین حضرت اقدس کے قلم سے لکھے ہوئے مضامین ترجمہ ہو کر چھپین چنانچہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے ایک مجمع قائم کیا گیا اور دس ہزار روپیہ کے سرمایہ سے شروع جنوری ۱۹۰۲ء سے میگزین کی اشاعت تجویز ہوئی جسکے اسوقت تک دو نمبر نکل چکے ہین۔

اردو میگزین — محض انگریزی میگزین کے قیام کے اسباب مین سے یہ بھی سوچا گیا کہ **انگریزی میگزین** کے مضامین کا اردو ترجمہ اردو میگزین کے نام سے مارچ ۱۹۰۲ء سے شروع کیا جاوے۔

منارۃ المسیح — **منارۃ المسیح** کی تعمیر کے سلسلہ مین نقشہ کا طیار کرنا اور اینٹون کی طیاری ضروری تھی اس سال مین بفضلہ تعالی یہ امور طے ہو چکے۔ اینٹین طیار پڑی ہین **طاعون** کے خطرات کیوجہ سے سلسلہ تعمیر کا کام چندے التوا مین ہے کیونکہ تعمیر منارۃ المسیح کے وقت مختلف مقامات سے کاریگرون کا بلانا ضروری ہے اور بعض مقامات ایسے ہین جہان شدت سے طاعون ہے۔ جیسے سیالکوٹ وغیرہ اس لئے گو تعمیر کا کام ۱۹۰۲ء مین بفضلہ تعالے امید کیجاتی ہے شروع ہو تاہم اسکی تعمیر کا انتظام بھی اسی ۱۹۰۱ء کی ترقیون مین شامل ہے۔

حضرت اقدس کے سفر — حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عرصہ سے دارالامان ہی مین مقیم ہین اس سال آپ نے صرف گورداسپور تک ایک سفر کیا جبکہ مین ادائے شہادت کے لئے جانا پڑا تھا جسکے حالات الحکم مین مفصل چھپے ہین۔

فرقہ احمدیہ — مارچ ۱۹۰۱ء مین چونکہ مردم شماری ہونے والی تھی اس لئے امتیاز کے لئے حضرت اقدس نے اپنی جماعت کا نام **احمدیہ** تجویز فرمایا۔ چنانچہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ ۱۹۰۱ء مین یہ قوم دوسرے مسلمانون سے **ممتاز** ہو گئی اور سرکاری کاغذات مین اس نام سے درج ہوئی۔ (باقی آیندہ)

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ رسول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع ممبران خاندان تندرست اور پوری صحت سے ہین -

۲ - حضرت مسیح موعود عصمت انبیاء اور مسئلہ شفاعت پر ایک فیصلہ کن مضمون لکھ رہے ہین - شفیع کے متعلق بہت ہی مختصر سا نوٹ ناظرین اس اشاعت کے الحکم مین بھی پڑہین گے جو حضرت اقدس کی ایک مختصر سی تقریر کو مرتب کر کے لکھا گیا ہے

۳ - رسالہ نزول المسیح علے المنارہ ۵ جزو سے زیادہ چھپ چکا ہے - اور ابھی چھپ رہا ہے -

۴ - حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ خدا کے خاص فضل و کرم سے تندرست ہین اور سلسلہ عالیہ کی قلمی اور علمی خدمت مین حسب معمول مصروف ہین -

۵ - حضرت حکیم الامت مولانا المکرم مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت کے آخری دنون مین ناساز ہو گئی تھی مگر خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہے اور حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤن کا نتیجہ ہے کہ حکیم الامت اب قریباً بالکل تندرست ہین والحمد للّٰہ علے ذالک - مولوی ممدوح پر حلق کی کسی بیماری نے حملہ کیا تھا جس سے کھانے پینے اور بولنے مین تکلیف تھی اس لیے آپ لکھکر دو دن تک مدعائے دلی کا اظہار کرتے رہے -

کسی قدر نوٹ جو اس حالت مین ہم کو ملے ہین ہم . . . ناظرین کو انشاء اللہ العزیز اگلی اشاعت مین ان سے محظوظ کرین گے ان کے اندراج سے ہم کو یہ دکھانا مقصود ہے کہ مولانا صاحب کے ایمان باللہ اور ایمان بالجزاء اور تناسب جزاء الافعال کے علم اور حضرت مسیح موعود کی اطاعت مین فنا کا اظہار اپنے دوستون کے ایمان کی ترقی کے لیے کرین - باوصفیکہ بیماری کا حملہ شدید تھا - مگر مولوی صاحب کی طبیعت مین کوئی گھبراہٹ کوئی اضطراب نہ تھا - جو آپ کے صادق الایمان ہونے کا زبردست نشان ہے - آپ بیماری مین بھی بدستور مطالعہ کتب کرتے رہے + خاکسار ایڈیٹر الحکم جب عیادت کے لیئے حاضر ہوا تو فرمایا کہ ایک عجیب مضمون خدا نے میرے دل مین ڈالا ہے انشاء اللہ لکھون گا - بہر حال یہ نافع اور سودمند انسان مسیح موعود کی پاک دعاؤن اور احباب اور دوسری مخلوق کی دعاؤن کو ساتھ لیکر اور خود اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ کے وعدہ کے موافق اس عارضہ سے آناً فاناً صحت مین ترقی کر رہا ہے - اور اسوقت قریباً بالکل تندرست ہین - الحمد للّٰہ علے ذالک -

۶ - بیعت کرنے والون کے نام کالم بیعت مین درج ہین -

۷ - حضرت حجۃ اللہ علے الارض کی تائید تصدیق کے متعلق ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے - جس کے متعلق ایک اشتہار عنقریب شایع ہوگا - ناظرین انتظار کرین -

بیعت

حکیم علی احمد ولد حکیم محمد علی صاحب ساکن رجوعہ ضلع گجرات تحصیل پھالیہ

عطا محمد صاحب ساکن گوہرپور ضلع سیالکوٹ

چودھری عبد اللہ صاحب کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ -

چودھری علی محمد صاحب - ″

چودھری چراغ الدین صاحب - ساکن گورایہ ضلع سیالکوٹ

چودھری جلال الدین صاحب - باجوہ ضلع سیالکوٹ -

چودھری نتھے خانصاحب - باجوہ ضلع سیالکوٹ -

چودھری عبد اللہ صاحب ″

بابو رحیم بخش صاحب معہ والدہ - سلہڑ ضلع سیالکوٹ

عمر الدین صاحب ساکن کلاس والہ ضلع سیالکوٹ

اللہ دتا صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ یوگنڈا ریلوے - الیسٹ افریقہ ساکن کنجاہ ضلع گجرات -

شیخ سوندھا صاحب پٹواری سامانہ ریاست پٹیالہ - حال بھوانی گڑھ پٹیالہ ڈیرہ شیخ علی احمد صاحب -

محمد یوسف صاحب طالب علم مدرسہ حمایت الاسلام اول مڈل پشاور ساکن ہوتی مردان ضلع پشاور

نبی خانصاحب سرائی لدہیانہ

شیخ رحمت اللہ صاحب خیرادی پٹیالہ -

مستری محمد لطیف صاحب ″

منشی ناظر حسین صاحب نائب مدرس وطوالہ سندھوان -

قربان علی صاحب مد محرر ساکن شاہ پور حال میانہ گوندل ضلع شاہ پور سابق مرید مہر علی شاہ گولڑوی -

رحیم بخش صاحب معہ والدہ سلہڑ ضلع سیالکوٹ -

ملا شہاب الدین صاحب برانوالی ضلع سیالکوٹ

نبی بخش صاحب عرف عبد الواحد صاحب معہ یک زوجہ و سہ دختر و یک پسر جہلم -

وہاب الدین صاحب - ضلع ہزارہ

غلام الدین صاحب - بستی رندان ضلع ڈیرہ غازیخان -

ملا محمد علی صاحب ″

حافظ حاجی احمد صاحب - والد مولوی محمد صاحب مرحوم معہ والدہ و خوشدامن و سہ دختر و یک فرزند عبد القادر - ″

قیصر خانصاحب - ″

محمد کلاکل صاحب ″

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے چھپکر شایع ہوا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۹ | ۱۰- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۸- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ھ یوم دوشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق

عید اضحی کی تقریب بہت قریب آگئی ہے ناظرین الحکم کو ہم گذشتہ اشاعت مین اطلاع دے چکے ہین کہ اس تقریب پر مدرسہ اور لنگر خانہ کی امداد کا خاص خیال رکھین اور قربانی کی کھالون کی قیمت دارالامان روانہ کرین-

آج کی اشاعت کے ساتھ ایک اشتہار حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بطور ضمیمہ الحکم شایع کیا جاتا ہے ہم نے بجائے خود اس سے پہلے متعدد مرتبہ احمدی قوم کو لنگر خانہ کی ضروریات کیطرف توجہ دلائی ہے امید ہے احمدی قوم اس اشتہار پر پوری سرگرمی سے کارروائی کرے گی +

الحکم کی توسیع اشاعت کے لیئے بار بار ہمین توجہ دلاتے ہوئے اندیشہ ہوتا ہے کہ قوم پر عدم توجہ کا الزام عائد نہ کیا جاوے چند احباب کے سوا ابھی قریباً کل ناظرین کی توجہ والتفات اسطرف منعطف نہین ہوئی - بابو غلام محمد صاحب گلگٹ سے - اور چودھری غلام احمد صاحب گلگٹ سے اس امر خیر کی طرف پوری توجہ کر رہے ہین + جن کی للہی سعی کے ہم مشکور ہین

۵- مارچ ۱۹۰۲ء سے صوبہ پنجاب کی لفٹنٹی کا چارج عالیجناب آنریبل سر چارلس ریواز صاحب بہادر نے لے لیا ہے- ہز آنر صوبہ پنجاب مین اجنبی نہین بلکہ پنجاب اور اہل پنجاب سے بخوبی واقف ہین- ہم سردست ہز آنر کا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے خیر مقدم کرتے ہین اور آیندہ انشاءاللہ کسی مناسب تقریب ذرا بسط سے لکھین گے-

ہم کو اپنے لاہور کے بعض خریداران کی سخت شکایت ہے جنہون نے کم از کم چار چار مرتبہ وی پی واپس کئے ہین + ہم اس ہفتہ محض خیر خواہی کی بنا پر انکے اسماء گرامی کو نادہندو کی فہرست مین درج نہین کرتے اور سردست انکے نام اخبار بند کرتے ہین اگر ایک ہفتہ تک انہون نے اپنے حساب بیباق نہ کئے تو...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و اید اخویم محمد علی خان صاحب۔

السلام علیکم و رحمتہ و برکاتہ۔ آپ کا خط پہونچا۔ اس عاجز نے جو بیعت کے لئے لکہا تہا۔ وہ محض آپ کے پہلے خط کے حقیقی جو [illegible] مین واجب سمجھکر تحریر ہوا تہا کیونکہ آپ کا پہلا خط اس سوال پر متضمن تہا کہ پر معصیت حالت سے کیونکر رستگاری ہو سو جیسا کہ اللہ جل شانہ نے اس عاجز پر القا کیا تحریر مین آیا اور فے الحقیقت [illegible] بات نفسانیہ سے نجات پانا کسی کے لئے بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ عاشق زار کی طرح خاک پائی محبان الہی ہوجائے اور بصدق و ارادت ایسے شخص کے ہاتھ مین ہاتھ دے جسکی روح کو روشنی بخشی گئی ہے تا اس کے چشمہ صافیہ سے اس [illegible] ماندہ کو زندگی کا پانی پہونچے اور اس تر و تازہ درخت کی ایک شاخ ہوکر اس کے موافق پھل لاوے غرض آپنے اپنے پہلے خط مین نہایت انکسار اور تواضع سے اپنے روحانی علاج کی درخواست کی تہی سو آپ کو وہ علاج بتلایا گیا تہا جس کو [illegible] آدمی بصد شکر قبول کریگا مگر معلوم ہوتا ہے کہ ابہی آپ کا وقت نہیں آیا معلوم نہیں کہ ابہی کیا کیا دیکہنا ہے اور کیا کیا ابتلا در پیش ہے اور یہ جو آپ نے لکہا ہے کہ مین شیعہ ہون اس لئے مین بیعت نہین کرسکتا سو آپ کو اگر صحبت فقرا کاملین میسر ہو تو آپ خود ہی سمجہہ لین کہ شیعون کا یہ عقیدہ کہ ولایت اور امامت بارہ اماموں پر ختم ہو چکی ہے اور اب خدا تعالے کی یہ نعمت آگے نہیں ہے بلکہ پیچھے رہ گئی ہے کیسا لغو اور حقانیت سے دور ہے اگر خدا کریم و رحیم کو یہی منظور تہا کہ ولایت اور امامت [illegible] شخصوں پر محدود ہو کر آئندہ قرب الہی کے دروازہ پر مہر لگ جائے تو پہر اس سے تمام تعلیم اسلام عبث ٹہرتی ہے اور اسلام ایک ایسا گہر ویرا اور سنسان ماننا پڑتا ہے جس مین کسی نوع کی برکت کا نام و نشان نہین اور اگر یہی سچ ہے کہ خدا تعالی تمام برکتوں اور اماموں اور ولائیتوں پر مہر لگا چکا ہے اور آئندہ بکلی وہ راہیں بند ہیں تو خدا تعالے کے سچے طالبوں کے لئے اس سے بڑہ کر کوئی دل [illegible] نے والا واقعہ نہ ہوگا گویا وہ جیتے ہی مر گئے اور ان کے ہاتھ مین بجز چند خشک قصوں کے اور کوئی مغز اور بات نہین اور اگر شیعہ لوگ اس عقیدہ کو سچ مانتے ہین۔ تو پہر کیوں پنجوقت نماز مین یہ دعا پڑہتے ہین اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم کیونکہ اس دعا کے تو یہی معنی ہین کہ اے خدا قادر ہمکو وہ راہ اپنے قرب کا عنایت کر جو تو نے نبیوں اور اماموں اور صدیقوں اور شہیدوں کو عنایت کیا تہا پس یہ آیت صاف بتلاتی ہے کہ کمالات امامت کا راہ ہمیشہ کے لئے کہلا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے تہا اس عاجز نے اسی راہ کے اظہار ثبوت کے لئے بیس ہزار اشتہار مختلف دیار و امصار مین بہیجا ہے۔ اگر یہ برکت نہین تو پہر اسلام میں فضیلت ہی کیا ہے یہ تو سچ ہے کہ اکثر امام کامل اور بزرگ اور سید القوم تھے۔ مگر یہ ہرگز سچ نہین کہ کمالات مین ان کے برابر ہونا ممکن نہین۔ خدا تعالے کے دونوں ہاتھ رحمت اور قدرت کے ہمیشہ کہلے ہین اور کہلے رہینگے۔ اور جسدن اسلام مین یہ برکتین نہیں ہونگی اسدن قیامت آجائے گی خدا تعالے ہر ایک کو راہ راست کی ہدایت بخشے یہ پورانا عقیدہ ایسا موثر ہوتا ہے کہ بجائے دلیل مانا جاتا ہے اور اس سے کوئی انسان بجز فضل خداوند تعالے نجات نہین پا سکتا ایک آدمی آپ لوگوں مین اس مدعا کے ثابت کرنے کے لئے موجود ہے کیا آپ لوگوں مین سے کسی کو خیال آتا ہے کہ اس کی آزمایش کرے۔

کتاب براہین احمدیہ کا اتبک حصہ پنجم طبع نہیں ہوا امید ہے کہ خدا تعالے کے فضل سے جلد سامان طبع کا پیدا ہوجائے صرف کتاب کے چند نسخے باقی ہین اور قیمت بطور پیشگی لی جاتی ہے اور بعد تکمیل طبع باقی حصے انہیں کو ملین گے جو اول خریدار ہوچکے ہین۔ قیمت کتاب سو روپیہ سے پچیس ۲۵ روپیہ تک حسب مقدرت ہے یعنی جس کو سو روپیہ کی توفیق ہے وہ سو روپیہ ادا کرے اور جسکو کم توفیق ہے وہ کم مگر بہرحال پچیس ۲۵ روپیہ سے کم نہ ہو اور نادار کو مفت للہ ملتی ہے آپ جس صیغہ مین چاہین لے سکتے ہین اور چاہین تو مفت بہیجی جائے۔ والسلام۔

احقر العباد مرزا غلام احمد

مکتوبات حکیم الامت

{ذیل مین جو خط درج کیا جاتا ہے اس سے مولنا ممدوح کی اس محبت کا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک کلام سے آپ کو ہے پتہ ملسکتا ہے ان خطوط پر ہم بعد مین انشا اللہ ایک ریویو کرین گے۔ ایڈیٹر}

قربانت شوم و بلا گردانت

میرے پیارے پیر نہایت ہی پیارے محب صمیم و باوفا حفظک اللہ و سلم۔ موجب سرور فرحت نامہ مورخہ ۲۹ جون ۴ جولائی کو پہونچا۔ جزاک اللہ۔ اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی۔ پیارے مین تمہارے ان ہاتھوں کو چوم لوں جن ہاتھوں نے نخبی حدیث کی کتاب کے واسطے تاکید کی یا اس قلم کو جس قلم سے لکہا راقم تمہارا دلی دوست آپ کی پیاری اور نہایت عمدہ فرمایش کو بہولنے والا نہیں تھا الا اس قسم کی کتابین میرے لخت جگر ثالج کبد بحز بہوپال کے نہیں ملسکتین اور مین اسوقت سرینگر ملک کشمیر مین ہوں جہان نام و نشان ان کتابوں کا نہیں۔ آپ تسلی فرماوین انشاء اللہ تعالے آپکو جلد تر پہونچا دونگا۔ قلمدان یا ٹیبل جس قسم کا مطلوب ہو اس سے اطلاع بخشین زیادہ شوق دیدار ۴۴

کلماتِ طیّبات امام الزّمان علیہ الصلٰوۃ والسلام

روئیداد جلسہ ایام کرسمس

حضرت اقدس حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود دام اللہ فیوضہم نے ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد نماز عصر مندرجہ ذیل تقریر مسجد اقصیٰ میں بیان فرمائی۔

(ایڈیٹر)

سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہیئے اور پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو۔ کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا معاملہ ہے۔ اس مین غفلت سستی۔ اور عدم توجہ بہت برے نتیجے پیدا کرتی ہے جو لوگ ایمان مین غفلت سے کام لیتے ہین اور جب ان کو مخاطب کرکے کچھ بیان کیا جاوے تو غور سے اس کو نہین سنتے ہین۔ ان کو بولنے والے کے بیانیے خواہ وہ کیسا ہی اعلے درجہ کا مفید اور موثر کیون نہ ہو کچھ بھی فایدہ نہین ہوتا ایسے ہی لوگ ہوتے ہین جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہین مگر سنتے نہین دل رکھتے ہین پر سمجھتے نہین۔ پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑی غور سے سنو۔ کیونکہ جو توجہ سے نہین سنتا ہے وہ خواہ عرصہ دراز تک فایدہ رسان وجود کی صحبت مین رہے اسے کچھ بھی فایدہ نہین پہونچ سکتا۔

جب خدا تعالٰے انبیاء علیہم السلام کو دنیا مین مامور کرکے بھیجتا ہے تو اس وقت دو قسم کے لوگ ہوتے ہین ایک وہ جو ان کی باتون پر توجہ کرتے اور کان دھرتے ہین اور جو کچھ وہ کہتے ہین اسے پورے غور سے سنتے ہین یہ فریق وہ ہوتا ہے جو فایدہ اٹھاتا ہے اور سچی نیکی اور اس کے برکات، و ثمرات کو پالیتا ہے۔ دوسرا فریق وہ ہوتا ہے جو ان کی باتون کو توجہ اور غور سے سننا تو ایک طرف رہا ان پر ہنسی کرتے اور ان کو دکھ دینے کے لیے منصوبے سوچتے اور کوشش کرتے ہین۔

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اس وقت بھی اسی قاعدہ کے موافق دو فریق تھے ایک وہ جس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی باتون کو سنا اور پورے غور سے سنا اور پھر آپ کی باتون سے ایسے متاثر ہوئے اور آپ پر ایسے فدا ہوئے کہ والدین اور اولاد احبا اور اعزہ غرض دنیا مین جو چیز انہین عزیز ترین ہو سکتی تھی آپ نے آپکے وجود کو مقدم کرلیا۔ اچھے بھلے آرام سے بیٹھے تھے۔ برادری کے تعلقات اور احباب کے تعلقات سے اپنے خیال کے موافق لطف اٹھا رہے تھے مگر اس پاک وجود کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہی وہ سارے رشتے اور تعلق ان کو چھوڑنے پڑے اور ان سے الگ ہونے مین انہون نے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ کی بلکہ راحت اور خوشی سمجھی اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کیا چیز تھی؟ جن سے ان لوگون کو اپنا ایسا گرویدہ بنا لیا کہ وہ اپنی جانین دینے کے لیے طیار ہو گئے اپنے تمام دنیوی مفاد اور منافع اور تمام قومی اور ملکی تعلقات کو قطع کرنے کے لیے آمادہ ہوئے نہ صرف آمادہ بلکہ انہون نے قطع کرکے اور اپنی جانون کو دیکر دکھا دیا کہ وہ آپ کے ساتھ کس خلوص اور ارادت سے ہوئے تھے۔ بظاہر آپ کے پاس کوئی مال و دولت نہ تھا جو ایک دنیا دار انسان کے لیے تحریص اور ترغیب کا موجب ہو سکے۔ خود آپ نے ہی یتیمی مین پرورش پائی تھی تو وہ اورون کو کیا دکھا سکتے تھے۔

مین کہتا ہون کہ بے شک آپ کے پاس کوئی مال و دولت اور دنیوی تحریص و ترغیب کا ذریعہ نہ تھا۔ اور ہرگز نہ تھا۔ لیکن آپکے پاس وہ زبردست چیزین جو حقیقی اور اصلی موثر اور جاذب ہین تھین وہی انہون نے پیش کین۔ اور انہون نے ہی دنیا کو آپ کی طرف کھینچا۔ وہ تھین

حق اور کشش

یہ دو چیزین ہی ہوتی ہین جن کو انبیاء علیہم السلام لیکر آتے ہین جبتک یہ دونون موجود نہ ہون انسان کسی ایک سے فائدہ نہین اٹھا سکتا اور نہ پہونچا سکتا ہے۔ حق ہو کشش نہ ہو کیا حاصل؟ کشش ہو لیکن حق نہ ہو اس سے کیا فایدہ؟ بہت سے لوگ ایسے دیکھے گئے ہین اور دنیا مین موجود ہین کہ ان کی زبان پر حق ہوتا ہے مگر دیکھا گیا ہے کہ وہ حق مفید اور موثر ثابت نہین ہوتا کیون؟ وہ حق صرف ان کی زبان پر ہے اور دل اس سے آشنا نہین اور وہ کشش جو دل کی قبولیت کے بعد پیدا ہوتی ہے اس کے پاس نہین ہے اس لیے وہ جو کچھ کہتا ہے جس اوپرے دل سے کہتا ہے اسی طرح پر اس کا اثر ہوتا ہے۔

سچی کشش۔ حقیقی جذب اور واقعی تاثیر اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب اس حق کو جسے وہ بیان کرتا ہے نہ صرف آپ قبول کرے بلکہ اس پر عمل کرکے اس کے چمکتے ہوئے نتائج اور خواص کو اپنے اندر رکھتا ہو جب تک انسان خود سچا ایمان ان امور پر جو وہ بیان کرتا ہے نہین رکھتا اور سچے ایمان کے اثر یعنے اعمال سے نہین دکھاتا وہ ہرگز ہرگز موثر اور مفید نہین ہوتے وہ باتین صرف بدبودار ہونٹون سے نکلتی ہین جو دوسرون کے کان تک پہونچنے مین اور بھی بدبودار ہو جاتی ہین بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ یہ ظالم و سفاک حق کا یون بھی خون کرتے ہین کہ چونکہ اس کے برکات اور درخشان ثمرات انکے

ساتھ نہین ہوتے اس لیے سننے
والے محض خیالی اور فرضی باتین
سمجھ کر ان کی پرواہ بھی نہین کرتے
اور یون دوسرون کو محروم کر دیتے
ہین۔

غرض یہ بات یاد رکھنے کے
قابل ہے کہ وہ شخص جو دنیا کی اصلاح
اور بہتری کا مدعی ہے جب تک
اپنے ساتھ حق اور کشش نہ رکھتا
ہو کچھ فایدہ نہین پہونچا سکتا۔ اور وہ
وہ لوگ جو توجہ اور غور سے اس کی
بات کو نہین سنتے وہ ان سے بھی
فایدہ نہین اٹھا سکتا جو کشش اور
حق بھی رکھتے ہون۔

جیسا کہ خدا تعالے کا قانون قدرت
ہے کہ رات کے بعد دن اور دن
کے بعد رات آتی ہے اور اس
قانون قدرت مین کوئی تبدیلی واقع
نہین ہوتی اسی طرح دنیا پر اس قسم
کے زمانے آتے رہتے ہیں کہ کبھی
روحانی طور پر رات ہوتی ہے اور
کبھی طلوع آفتاب ہو کر نیا دن چڑھتا ہے
چنانچہ پچھلا ایک ہزار جو گذرا ہے روحانی
طور پر ایک تاریک رات تھی جس کا
نام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے
فیج اعوج رکھا ہے خدا تعالے
کا یہ ایک دن ہے جیسا کہ فرماتا
ہے۔

انّ یومًا عند ربک کالف سنۃ مما تعدون

اس ہزار سال مین دنیا پر ایک خطرناک
ظلمت کی چادر چھائی ہوئی تھی جس مین
ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کی عزت کو ایک ناپاک کیچڑ مین ڈالنے
کے لیے پوری تدبیرون اور مکاریون
اور حیلہ جوئیون سے کام لیا گیا ہے
اور ان لوگون مین ہر قسم کے شرک
اور بدعات ہو گئے جو مسلمان کہلاتے
تھے مگر اس گروہ کی نسبت نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیسوا منی و لست منہم

یعنی نہ وہ مجھ سے ہین اور نہ مین اُن سے ہون

غرض جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا
یہ ہزار سالہ رات تھی جو گذر گئی اب خدا
تعالے نے تقاضا فرمایا کہ دنیا کو روشنی
سے حصہ دے اس شخص کو جو حصہ
لے سکے کیونکہ ہر ایک اس قابل نہین
ہے کہ اس سے حصہ لے۔

چنانچہ اس نے مجھے اِس صدی
پر مامور کر کے بھیجا ہے تاکہ مین اسلام
کو زندہ کرون۔

جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ حضرت
موسے علیہ السلام پورے طور پر اور
اصلی معنون مین کامیاب نہ ہو سکے
کیونکہ وہ بہتون کو مخلص نہ بنا سکے ذرا سی
غیر حاضری مین قوم بگڑ گئی باوجودیکہ ہارون
ابھی ان مین موجود تھے اور قوم نے گوسالہ
پرستی اختیار کی اور ساری عمر قسم
قسم کے شکوک و شبہات پیش کرتے
رہے کبھی بھی انشراح قلب کے ساتھ ساری
قوم باوجود بہت سے نشانون کے
دیکھنے کے مخلص نہ ہو سکی۔ اور ایسے
ہی حضرت عیسے علیہ السلام ناکام رہے
یہانتک کہ حواری بھی جیسا کہ انجیل مین
لکھا ہے بگڑ گئے اور بعض مرتد ہو کر
لعنتین کرنے لگے۔ فقیہہ اور فریسی جو
موسے کی گدی پر بیٹھنے والے تھے
ان کو نصیب نہ ہوا کہ اس آسمانی نور
سے حصہ لیتے اور ان سچائی کی
باتون کو جو حضرت مسیح علیہ السلام
لیکر آئے تھے قبول کرتے اور توجہ
سے سنتے۔ اگرچہ کہا جائے گا کہ ان کو
بہت سی مشکلات پیش آئین جو مسیح
کی علامتون اور نشانات کے متعلق
پیشگوئیون کے رنگ مین تھین لیکن اگر
توجہ کرتے اور رشید ہوتے اور انکو
قوت حاسہ ملی ہوتی تو ضرور فایدہ
اٹھا لیتے اور زور دیگر مشکلات سب
نکل جاتے۔ ان امور اور واقعات پر
نگاہ کرنے سے طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا
ہے کہ ایسا کیون ہوتا ہے؟ اس کا
مختصر جواب یہی ہے کہ انسان اپنے
ہی حربہ سے ہلاک ہوتا ہے۔

جو لوگ توجہ نہین کرتے اور اس کے
وجود کو بے سود اور فضول قرار دیتے
ہین اور اس کی پاکیزہ باتون پر کوئی
غور نہین کرتے اس کا لازمی نتیجہ یہی
ہوتا ہے کہ وہ محروم رہ جاتے ہین جیسا
مین نے شروع مین کہا تھا کہ توجہ اور
غور سے سننا چاہئے اور جو لوگ توجہ اور
غور سے نہین سنتے وہ ایسے ہی لوگ
ہوتے ہین جو کان رکھتے ہوئے نہین
سنتے۔ اسی طرح پر مین اب یون کہتا
ہون کہ یہی وہ لوگ ہوتے ہین جن کے
دلون پر قفل لگے ہوئے ہوتے ہین۔
اور جن کے کانون اور آنکھون پر پردے
ہوتے ہین اس لیے وہ خدا تعالے
کے مامورون اور مرسلون کی باتون پر
ہنسی کرتے ہین اور ان سے فایدہ
نہ اٹھا کر محروم ہو جاتے ہین اور آخر
عذاب الٰہی مین گرفتار ہو جاتے ہین
لیکن جو حسن ظن سے کام لیکر
صبر اور استقلال کے ساتھ
اس کی باتون کو متوجہ ہو کر سنتے ہین
وہ فائدہ اٹھا لیتے ہین۔ آخر سچائی کی
چمک خود ان کے دل کو روشن کر دیتی
ہے۔ ان کی آنکھین کھل جاتی ہین اور
ان کے کانون مین نئی سننے کی قوت
پیدا ہوتی ہے۔ دل فکر کرتا ہے۔ اور
عمل کا رنگ پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے
وہ سکھ پاتے ہین۔

دنیا ہی مین ہم دیکھتے ہین کہ جب
انسان کو نیکی اور بھلائی کا موقع ملے۔
اور وہ اس کو کھو دے تو اس موقع
کے ضایع کرنے سے اسکو ہم و غم
ہوتا ہے اور ایک درد محسوس کرتا
ہے اس طرح پر جنہون نے انبیاء
علیہم السلام کا زمانہ پایا اور اس موقع
کو کھو دیا وہ عذاب الٰہی مین گرفتار
ہین مگر افسوس یہ ہے کہ اہل دنیا
اس سے بے خبر ہین اگر اہل دنیا
کو مُردون کے حالات پر اطلاع ہو سکتی
اور مردے دنیا مین دوبارہ آکر اپنے
حالات سنا سکتے تو سب کے سب فرشتہ

کی سی بسر کرنے والے ہوتے اور دنیا مین گناہ پر موت طاری ہو جاتی لیکن خدا تعالے نے ایسا نہین چاہا اور اس معاملہ کو پردہ اور خفا مین رکھا ہے تاکہ نیکی کا اجر اور ثواب ضایع نہ ہو جاوے۔

دیکھو اگر امتحان سے پہلے سوالات کو شایع کر دیا جاوے تو ان کے جوابات مین لیاقت کیا معلوم ہو سکتی ہے؟ اسی طرح پر خدا تعالے نے جو مواخذہ کا طریق رکھا ہے اس کو افراط تفریط سے بچا کر رکھا ہے اگر اللہ تعالے سارے پردے کھولدیتا.... اور کوئی امر مخفی اور پوشیدہ نہ ہوتا اور مُردے آ آ کر کہدیتے کہ جنت نار سب حق ہین تو بتاؤ کہ کیا کوئی دہریہ اور بت پرست رہ سکتا تھا؟ مثلاً اگر یہان ہی کے دو چار مردے آکر حقیقت بتاوین اور اپنے پوتون اور عزیزون کو بتائین تو کوئی روگردان رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اللہ تعالے نے ایسا نہین چاہا۔ اب اگر کوئی آفتاب پر ایمان لاتا ہے اور روشنی دیتا ہے تو بتاؤ اس ایمان کا کوئی ثواب اسے ملسکتا ہے؟ کچھ بھی نہین اسی طرح پر اللہ تعالی نے ایمان کی قدر و قیمت اور نیکی کی جزا کے لیے یہ پسند فرمایا ہے کہ کچھ خفا بھی ہو۔ دانشمند آدمی سعادت پاتا ہے۔ بیوقوف اس سے محروم رہ جاتا ہے اور پھر کوئی ایمانی امر ایسا نہین ہے جس مین حقیقت اور فلسفہ نہو اس خفا مین عظیم الشان فلسفہ ہے جیسا کہ مین نے ابھی کہا ہے کہ اگر ایسا انکشاف ہوتا کہ کوئی چیز مخفی نہ رہ جاتی۔ معاد کا سوال خدا کی رضا کا پتا معلوم ہو جاتا تو نیکی نیکی نہ رہتی اور نہ اس کی کوئی قدر ہوتی۔ مشہود محسوس چیزون پر ایمان لانے سے کوئی ثواب نہین مل سکتا۔ مسجد پر یا درخت یا آفتاب پر ایمان لانے والا اور ان کے وجود کا اعتراف کرنے والا کسی جزا کا مستحق نہین ہے لیکن جو مخفی کو معلوم کرکے ایمان لاتا ہے وہ بے شک قابل تعریف عقل کا کرنے والا ٹھیرتا ہے اور مدح اور تعریف کا مستحق ٹھیرتا ہے۔ جب بالکل انکشاف ہو گیا پھر کیا؟ اسی طرح پر اگر کوئی ۲۹ دن کے ہلال کو دیکھتا ہے تو بیشک اس کی نظر قابل تعریف ہو گی لیکن اگر کوئی چودہ دن کے بعد جب کہ بدر ہو گیا ہے اور عالمتاب روشنی نظر آتی ہے لوگون کو کہے کہ آؤ مین تمہین چاند دکھاؤن مین نے دیکھ لیا ہے تو وہ مسخرا اور فضول گو ٹھیرایا جاوے گا۔

غرض قابلیت فراست سے ظاہر ہوتی ہے خدا نے کچھ چھپایا ہے اور کچھ ظاہر کیا ہے اگر بالکل ظاہر کرتا تو ایمان کا ثواب جاتا رہتا اور اگر بالکل چھپاتا تو سارے مذاہب تاریکی مین دبے رہتے۔ اور کوئی بات قابل اطمینان نہ ہو سکتی اور آج کوئی مذہب والا دوسرے کو نہ کہہ سکتا کہ تو غلطی پر ہے اور نہ مواخذہ کا اصول قایم رہ سکتا تھا کیونکہ یہ تکلیف مالایطاق تھی۔ مگر خدا تعالے نے فرمایا ہے

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا

پس خدا کا فضل ہے کہ ہلکا سا امتحان رکھا ہوا ہے جس مین بہت مشکلات نہین باوجودیکہ وہ عالم ایسا ادق ہے کہ جو جاتا ہے پھر واپس نہین آتا۔ پھر بھی خدا تعالے نے انوار و برکات کا ایک سلسلہ رکھا ہے جس سے اس دنیا ہی مین پتہ لگ جاتا ہے اور وہ مخفی امور متحقق ہو جاتے ہین۔

آج کل کے فلاسفرون نے مردہ کے واپس آنے کی بہت تحقیقات کی ہے امریکہ مین ایک شخص کو مار کر دیکھا کہ شعور رہتا ہے یا نہین (باقی آیندہ)

ملفوظات احمدیہ

(ڈائری کا اقتباس)

۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء (شب) طاعون کی خبرین سن کر فرمایا۔ یہ خدا کیطرف سے کسقدر تنبیہ ہے اگر اب بھی دل بیدار نہ ہون اور اب بھی خدا سے صلح کا عہد باندھنے کے لیے مستعد نہ ہون تو کیسی بدقسمتی ہے۔ افسوس ہے کہ لوگ اب بھی خدا تعالے کیطرف توجہ نہین کرتے اور فسق و فجور اور شوخیون سے باز نہین آتے۔ اگر کسی کے اولاد اور عزیزون پر آفت آجاوے تو ساری باتین رہ جائین۔ پھر کس شیخی اور بھروسہ پر انسان خدا سے اس قدر سرکشی کرتا ہے؟ وہ اس کی حکومت سے کہین بھاگ کر نہین جا سکتا۔ جب یہ حال ہے تو سب سے بہتر اور محفوظ طریق عذاب الہی سے بچنے کا تو خود اس کی ہی پناہ مین آنا ہے وہ احمق ہے جو خدا کے حدود کو توڑ کر نکلتا ہے اس لیئے کہ امان پاوے۔ وہ مصیبت کو بلاتا ہے اور عذاب کو جذب کرتا ہے اب وقت ہے کہ مسلمان اپنے ایمان اور توبہ کی تجدید کرین۔ یہ وقت آیا ہے کہ خدا اپنا وجود دکھانا چاہتا ہے اور اپنی ہستی کو منوانا چاہتا ہے"

ایمان باللہ کے تین ذریعے

اللہ تعالے پر ایمان لانے اور اسکو مستحکم اور مضبوط کرنے کی تین صورتین ہین اور خدا تعالے نے وہ تینون ہی سورۃ فاتحہ مین بیان کر دی ہین۔

اول۔ اللہ تعالے نے اپنے حسن کو دکھایا ہے جب کہ جمیع محامد کے ساتھ اپنے آپ کو متصف کیا ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ خوبی بجائے خود دلکو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے خوبی مین ایک مقناطیسی جذب ہے جو دلونکو کھینچتی ہے۔ جیسے موتی کی آب۔ گھوڑے کی خوبصورتی۔ لباس کی چمک دمک غرض یہ حسن پھولون پتون۔ پتھرون۔ حیوانات۔ نباتات۔

جماعت کسی چیز مین ہو اسکا خاصہ ہے کہ بے اختیار دل کو کھینچتا ہے پس خدا تعالے نے پہلا مرحلہ اپنی خدائی منوانے کا حسن کا رکھا ہے جب الحمد للہ فرمایا کہ جمیع اقسام حمد ستائش اسی کے لیے سزاوار ہین۔

پھر دوسرا درجہ احسان کا ہوتا ہے انسان جیسے حسن پر مایل ہوتا ہے ویسے ہی احسان پر بھی مایل ہوتا ہے اس لیے پھر اللہ تعالے نے رب العالمین - الرحمٰن - الرحیم مالک یوم الدین صفات کو بیان کرکے اپنے احسان کی طرف توجہ دلائی لیکن اگر انسان کا مادہ ایسا ہی خراب ہو اور وہ حسن اور احسان سے بھی سمجھ نہ سکے تو پھر تیسرا ذریعہ سورۃ فاتحہ مین غیر المغضوب کہہ کر متنبہ کیا ہے! اعلے درجہ کے لوگ تو حسن سے فایدہ اٹھاتے اور جو ان سے کم درجہ پر ہون وہ احسان سے فایدہ اٹھاتے ہین لیکن جو ایسے ہی پلید طبع ہون انکو اپنے جلال اور غضب سے متوجہ کیا ہے یہودیون کو مغضوب کہا ہے - اور ان پر طاعون ہی پڑی تھی - خدا تعالے نے سورۃ فاتحہ مین یہودیون کی راہ اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ ان کہو کہ طاعون کے عذاب شدید سے ڈرایا ہے - شیطان بیباک انسان پر ایسا سوار ہے کہ وہ سن لیتے ہین مگر عمل نہین کرتے - اصل یہ ہے کہ جب تک جذبات اور شہوات پر ایک موت وارد ہو کر انہین بالکل فنا نہ کر دے خدا تعالے پر ایمان لانا مشکل ہے - اب تو غضب الٰہی کے نمونے خطرناک ہین - ابھی تین مہینے باقی ہین خدا جانے کیا ہونے والا ہے

مسیح موعود اور مخالف

مخالفون کی خطرناک مخش تحریرون پر فرمایا کہ ہمارے دوستونکے دل اللہ تعالے نے ہی کے ہاتھ مین ہین - خدا تعالے نیتون کو خوب جانتا ہے اور ان افعال کو جو ہم کر رہے ہین دیکھتا ہے وہ خود فیصلہ کر دے گا - اور سچائی پر اپنی مہر کر دے گا -

ہم کو تو یہ تعجب آتا ہے کہ اگر یہ لوگ تقوے اور خدا ترسی سے کام لیتے تو خوف کے محل اور مقام سے ڈر جاتے اور مخالفت مین اس قدر زبان درازی نہ کرتے۔

وہ دیکھتے کہ کیا وہ وقت نہین آیا کہ مسیح موعود نازل ہو؟ کیا صلیب کا غلبہ نہین؟ کیا اسلام کی توہین اور تضحیک نہین کی جاتی؟ وہ دیکھتے کہ صدی مین سے انیس سال گذر گئے اور کوئی مدعی کھڑا نہ ہوا جو درماندہ اسلام کی حمایت کے لیے میدان مین آتا؟

پھر ضرورت اور وقت ہی پر اپنی نگاہ محدود نہ رکھتے اگر وہ غور کرتے تو انکو معلوم ہوتا کہ آسمان نے صاف شہادت دیدی اور کسوف خسوف ظاہر ہو گیا جو عظیم الشان نشان مقرر ہو چکا تھا - تائیدی نشانون کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے وہ اسے دیکھتے اور سلسلہ کی ترقیات پر غور کرتے اور سوچتے کہ کیا مفتری اسی طرح ترقی کیا کرتے ہین؟

ان سب امور پر یکجائی نظر کے بعد تقوے کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس قدر بین شواہد کے ہوتے ہوئے بھی اگر ان کی نگاہ تاریک تھی تو وہ خاموش ہو جاتے اور صبر سے انتظار کرتے کہ انجام کیا ہوتا ہے؟ مگر یہان تو شور عظیم میری مخالفت مین برپا کیا گیا اور گندی گالیان دی گئین جن کی نظیر پہلے مخالفوں مین بھی پائی نہین جاتی۔

حجج الکرامہ مین نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ آیات پوری ہو گئی ہین اور پھر اپنی اولاد کو سلام کی وصیت کرتا ہے مگر مین کہتا ہون کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو خود بھی ان مخالفت کرنے والون ہی کے ہمراہ ہوتے یہ لوگ کب ماننے والے ہوتے ہین جب تک وہی نظارہ آنکھون سے نہ دیکھ لین جو خیالی طور پر دل مین فرض کر رکھا ہے۔

یہ لوگ جو کچھ ان سے بن پڑتا ہے میری مخالفت مین کرین مجھے ذرا بھی پروا نہین کیونکہ یہ میرا مقابلہ نہین یہ تو خدا سے مقابلہ کیا جاتا ہے اگر میری اپنی مرضی پر ہوتا تو مین تخلیہ کو بہت پسند کرتا تھا مگر مین کیا کر سکتا تھا جبکہ خدا تعالے نے ہی ایسا پسند کیا یہ مقابلہ کرین مگر دیکھ لین گے کہ خدا کے ساتھ کوئی جنگ نہین کر سکتا وہ ایک طرفۃ العین مین سالہا سال کی کارروائی کو ملیا میٹ کر دیتا ہے - اس لیے ہمین خوشی ہے اور ان کی مخالفت سے ذرا بھی رنج نہین ہوتا کیونکہ ہمارا خدا ایسا خدا ہے جو ساری خوبیون سے متصف ہے جیسا کہ الحمد للہ مین ہم کو پہلے ہی بتایا گیا ہے پھر خدا داری چہ غم داری ہمین ان کی مخالفت کا کیا فکر؟؟؟

ہم کیون بے حوصلہ ہون؟ کیا معلوم ہے کہ اس نے اس مخالفت کے طوفان کے انجام مین کیا مقدر رکھا ہے؟؟؟

یہ جو خدا تعالے نے فرمایا ہے واستفتحوا وخاب کل جبار عنید۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انبیاء اور رسل آتے ہین وہ ایک وقت تک صبر کرتے ہین اور مخالفون کی مخالفت جب انتہا تک پہونچ جاتی ہے تو ایک وقت توجہ تام سے اقبال علی اللہ کرکے فیصلہ چاہتے ہین اور پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے۔

وخاب کل جبار عنید

استفتحوا سنت اللہ کو بیان کرتا ہے کہ وہ اسوقت فیصلہ چاہتے ہین

اور اس فیصلہ چاہنے کی خواہش ان مین پیدا ہی اس وقت ہوتی ہے جب گویا فیصلہ ہوچکا ہوتا ہے پس ہم اپنے مخالفون کی مخالفت کی کیا پروا کرین - یہ مخالف نوبت بہ نوبت اپنے فرض منصبی کو سر انجام دیتے ہین ابتدا ان کی ہوتی ہے اور انجام متقیون کا والعاقبت عند ربک للمتقین -

معنی خیز جملے

جبتک انسان ہمہ تن خدا تعالے مین ہو کر ہر کام اور ہر حال اور ہر فکر مین مصروف نہین ہوتا اور نہین محسوس کرتا کہ اس سے دور رہ کر وہ ایک خطرناک راہ پر چلتا ہے اسکا ہر قدم اسکو تنزل اور ہلاکت کے گڑھے کیطرف لے جا رہا ہے -

یہ سچی بات ہے کہ انسان جو کچھ اللہ تعالے کے لیے دیدیتا ہے "وہ کچھ" محفوظ کرلیتا ہے لیکن "جو کچھ" اپنے تصرف مین رکھ چھوڑتا ہے وہ سخت خطرہ سے محفوظ نہین ہوتا -

انسان اپنی مرضی اور عقل کے موافق جو کچھ اپنے یا دوسرے لوگونکی بہتری اور بہبودی کے واسطے کرتا ہے "وہ کچھ" اسکے اپنے اور دوسرے کے بھلے اور فایدے کا موجب نہین ہوتا - مگر ہان جو کچھ وہ خدا تعالے کی رضا کو مد نظر رکھ کر اور اسی کی ہدایت کے بموجب اپنے یا دوسرے لوگونکے فایدے کیواسطے کرتا ہے وہ لاریب حقیقی بھلائی کا موجب ہوتا ہے -

خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

از ناصر نواب باخویم مولوی محمد یوسف صاحب بعد سلام کے واضح ہو کہ آپکا دلخراش ظلم و جور سے بھرا ہوا خط پہونچا جس کو پڑھ کر سخت افسوس ہوا نہ فقط اس سبب سے کہ آپ نے ہمارے امام علیہ السلام کو برا بھلا لکھا ہے بلکہ اس باعث سے بھی کہ امت محمدی کے علماء کا کہانتک حال پہونچا ہے جن مین نورانیت کے علاوہ معمولی انسانیت بھی نہین رہی اور ضد و تعصب کے پتلے بن گئے ہین یہی حال پیرزادون اور مشایخ کا ہے - پھر کہتے ہین کہ اس زمانہ مین کسی مجدد اور مصلح کی ضرورت ہی کیا ہے - سلیم الفطرتی سے بالکل دور جا پڑے ہین - صراط مستقیم عقل و دین سے علیحدہ ہوگئے ہین دل ایسے مسخ ہوگئے ہین کہ نور و نار اور گل و خار کی تمیز باقی نہین رہی ہے اس قدر لکیرون کے فقیر بنے ہین کہ فہم و فراست سے کام لینے کو گویا حرام سمجھتے ہین - مردون کی تقلید پر ایسے اڑے ہین کہ زندون کا کلام انکے مرے ہوئے دلون مین اثر ہی نہین کرتا - قرآن و حدیث طوطے کی طرح پڑھتے ہین - غور و تدبر ہرگز نہین کرتے بلکہ غور و تدبر پچھلون کا حصہ خیال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جو معنے قرآن و حدیث کے پچھلے بزرگون نے سمجھے خواہ وہ غلط ہون یا صحیح انہین پر چلنا ہمین کافی ہے جس طرح قرآن و حدیث کو وہ بزرگ سمجھ گئے ہین وہی اللہ تعالے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد ہے اب آیندہ انکے برخلاف جو کوئی اور معنے کریگا وہ معنے غلط اور وہ شخص گنہگار ہوگا پھر پچھلے بھی صحابہ نہین تابعی نہین بلکہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سو برس بعد پیدا ہوئے جن کے حق مین حضرت فرما گئے ہین فیج اعوج لیسوا منی ولست منہم کیونکہ یہ تمام تفاسیر جن پر علما کا بڑا مدار ہے خیر القرون کے بعد بنی ہین اور اکثر احادیث کی کتابین بھی مدت کے بعد تصنیف ہوئی ہین اور ان کی شرحین تو بہت ہی بعد مین گھڑی گئی ہین - مفسرین اور محدثین ان کے نزدیک خدا و رسول سے کچھ کم نہین ہین جن تفاسیر پر ان کا اعتماد ہے انکا یہ حال ہے کہ الف لیلہ - طوطا کہانی مہابھارت و قصۂ امیر حمزہ سے بھی زیادہ ان کے بعض اقوال فضول ہوتے ہین جنکے پڑھنے اور سننے سے ایک مسلمان کو شرم آتی ہے مگر ان کے نزدیک وہ سب اقوال سچ ہین کیونکہ بڑے فرما گئے ہین - انہی تفسیرون مین بعض انبیاء کو حرام کار اور مکار بھی لکھا ہے اور بعض کو مشرک بھی قرار دیا ہے ایسے ایسے من گھڑت قصے تفاسیر مین درج ہین کہ جن کے ذکر سے حیا دامنگیر ہوتی ہے مگر یہ مولوی ممبرون پر چڑھ کر وہی لغو قصے آج کل بھی لوگون کو سناتے ہین اور مخالفین کو اسلام پر ہنسواتے ہین اور اس پاک مذہب سے غیر قومون کو متنفر کرتے ہین اور ایسا ہی حال بعض احادیث کی کتابون کا ہے اور انکی شروح کا تو کچھ کہنا ہی نہین جنکے پڑھنے سے اور بغیر صحیح معنے سمجھنے کے جسکا علم ان علماء مین آج کل مفقود ہے انسان شیطان بنجاتا ہے اور اسلام سے بیزار ہوجاتا ہے اور جو صحیح معنے کرے وہ بقول ان کے کافر ہے جیسے ہمارے امام علیہ السلام مفسرین ایک ایک آیت کے بغیر سند کے سو سو معنے کرتے ہین جن سے سننے والا حیران ہوجاتا ہے -

کہ اب کس معنے پر اعتبار کرے اللہ تعالے فرماتا ہے۔ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا اور مفسرین کو بغیر اختلاف کثیر کے [illegible] ہی نہین آتا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

محدثین بھی احادیث کے تسلی بخش معنے نہین کرتے جس سے کسی کو پورا اطمینان ہو اور ثلج قلب سے [illegible]ل کرلے۔ ایک طرف تو مولوی [illegible] ہین کہ اللہ تعالے کے خاصے کسی بشر مین نہین ہوتے اور جو اللہ تعالی کے خاصے ہین وہ اگر کوئی شخص کسی بشر مین [illegible] کرے تو وہ مشرک ہے اور کافر ہے دوسری طرف یہ بھی فرماتے ہین کہ حضرت عیسلے حی و قیوم ہین۔ خالد ہین محی ہین شافی ہین عالم الغیب ہین وغیرہ۔ مزا یہ کہ اس کو قرآن شریف سے ثابت کرتے ہین اور جو نہ مانے وہ کافر۔ خلاصہ یہ کہ خدائی خاصہ اگر کسی بشر مین سوائے عیسلی کے کوئی ملنے تو کافر مشرک لیکن اگر عیسے مین خدائی خاصہ تسلیم نہ کرے تو کافر۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ان علماء نے حضرت عیسلے کو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ بنا رکھا ہے پیدا ہوتے ہی باتین کرتے تھے۔ مس شیطان سے ان کے سوا کوئی نہین بچا وغیرہ وغیرہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ مولوی [illegible] ہین عیسلے بے مثل و مانند ہین اللہ تعالے نے انہین آدم سے نرالی کوئی خصوصیت نہین بتلائی۔ یہ اپنے گھر سے ان مین پیدا کرتے ہین وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ مس شیطان کے معنے ہی ان مولویون کی سمجھ مین نہین آئے لفظ پرست موٹی عقل کے ہین کسی کے چھونے سے کیا بگڑتا ہے اور شیطان کیا آدمی کی طرح جسم رکھتا ہے کہ بچہ کو ہاتھ لگا دیتا ہے بلکہ مس شیطان سے

اس کی وسوسہ اندازی مراد ہے۔ جس سے دین و ایمان مین فرق آتا ہے۔ اب بقول علماء کے حضرت عیسلے کے سوا تمام انبیاء و اولیا حتے کہ خاتم النبیین شیطان کی وسوسہ اندازی سے نہین بچے حالانکہ یہ غلط ہے اور صریح بے ایمانی ہے ان باتون سے علماء کی قرآن دانی اور حدیث فہمی کی قلعی خوب کھلتی ہے انہین علمانے اپنی غفلت لاپروائی ناقص العلمی و بدمزاجی کے سبب سے ہزارون لاکھون مسلمانون کو ورطۂ ضلالت مین ڈالا اور عیسائی ہونے پر مائل کردیا اور ان کے اعتراضون کے جو شیطان کے بہکانے سے انہون نے پیش کیئے شافی جواب نہ دیئے علاوہ حضرت عیسلے کے شریک باری بنانے کے دجال کو بھی خدائے ثانی بنا دیا ہے اس کا گدہا اتنا لمبا چوڑا ہے کہ گدھے کا بچہ کبھی اس قدر ہوا نہ ہوگا یہ گدھے اسقدر نہین سمجھتے کہ گدھا بھی کبھی ایسا ہوا ہے کہ جسکے ایک کان سے دوسرے کان تک ستر گز کا فاصلہ ہو استعارون کو ظاہر پر حمل کرکے آپ بھی الو بنتے ہین اور اپنے پیرون کو بھی بناتے ہین جسکے ایک کان سے دوسرے کان تک ستر گز کا فاصلہ ہوگا اس کی بلندی اور درازی کسقدر ہوگی۔ پھر اس کا سوار بھی اسی قدر لمبا چوڑا چاہیئے کہ جو اسکو قابو مین لاسکے۔ جب یہ اعتراض سنتے ہین تو کہتے ہین کہ حدیث مین یونہی آیا ہے تم بیدین ہو کہ حدیث کو نہین مانتے۔ ہم تو بیدین نہین مگر وہ اسلام کے چھپے دشمن اور عقل کے اندھے ہین جو کانے دجال کو خدا بنا رہے ہین۔ دجال کے دوزخ جنت اور روٹیون کے پہاڑ اور دریاؤن کے اس کے ساتھ چلنے کو چالیس روز مین اسکے دنیا کے گرد گھومنے کو ظاہر پر حمل کر بیٹھے

ہین جس سے اسلام نہین رہتا۔ اور نہ قرآن سچا ٹھیرتا ہے اور نہ عقل سلیم ان امور کو باور کرتی ہے۔ یہ علماء ہین جو اصل مین جہال ہین۔ عقاید تو خود کافرون کے سے رکھتے ہین لیکن اورونکو بزعم خود کافر سمجھتے ہین آج کل یہ نایب رسول اللہ باقی رہ گئے ہین خدا تعالے انکے وجود نامسعود سے جہان کو پاک و صاف کرے۔ شعر

+گر ہمین مکتب است و این ملا
+کار طفلان تمام خواہد شد+

فرماتے ہین کہ قرآن و حدیث کے ظاہری معنون سے انحراف جائز نہین ہے۔ مَنْ کَانَ فِیْ ہٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَہُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی کے معنے بقول انکے یہ ہوئے کہ اندھا دیدار الہی سے محروم رہیگا اور صراط مستقیم بموجب انکے ظاہری معنونکے کلکتہ سے پشاور کو جو سڑک جاتی ہے اسکا نام ہے یا مکہ سے مدینہ کو جو راستہ جاتا ہے اسکو کہنا چاہیئے یہ کجرو چونکہ الہی صراط مستقیم پر خود نہین چلتے اورون کو کب چلا سکتے ہین چونکہ صراط مستقیم نظری ہے اس لیے ان ظاہر بینون کو نظر نہین آتی اس لیے تعجب نہین کہ اس سے منکر ہون اسی ظاہر پرستی کے سبب سے یہ ظاہر پرست ملا دعائین مانگ رہے تھے کیا الہی عیسلے علیہ السلام جلدی آسمان سے نزول فرماوین اور مہدی موعود ظاہر ہون تاکہ ہم اس مفلسی محتاجی سے رہائی پاوین اور تمام کفار کو مار کر انکی دولت لوٹ لین اور ان کے اموال سے اپنے گھر بھر لین اب جو عیسلے کا نزول ہوا اور مہدی موعود نے ظہور فرمایا تو ان کی آنکھین اندھی ہوگئین کیونکہ انکے موہوم طریق کے موافق انکا نزول نہ ہوا بلکہ عادت اللہ کے موافق انکا ظہور ہوا اب جو دینی دولت دینے والا آیا تو کھسیانے ہوکر لڑتے ہین اور ظاہری دولت کیلیئے

عمادالدین

آہ و فغان کرتے اور اپنے نصیبون کو روتے ہین اور کہتے ہین ظاہر سے نصوص کو کیون پھیرا جاتا ہے کہ جس سے ظاہری دولت ہاتھ سے جاتی ہے ع

برین عقل و دانش بباید گریست

حیلہ سازی۔ دھوکہ دہی۔ تفریق بین المسلمین۔ بغض۔ حسد۔ الفاظ پرستی کج بحثی۔ ریا۔ سمع اسکے سوا آج کل کے مولویون اور پیرزادون مین رکھا ہی کیا ہے الا ما شاء اللہ کوئی شاذ و نادر بھلا مانس ہوگا وہ یا اس طرف آگیا یا بزدلی سے خاموش بیٹھا ہے یہ تو بطور تمہید کچھ عرض کیا گیا ہے۔ اب آپ کے خط کا جواب لکھتا ہون۔ و باللہ التوفیق۔

قولک۔ اب تک آپ پر آپ کے امام کی مکاری کا حال نہین کھلا اب آپ توبہ کیجیے اور اس شخص سے بھی توبہ کرائیے

اقول۔ مین اور میرے امام تو اکثر توبہ کرتے ہی رہتے ہین اور لوگ اطراف سے توبہ کرنے کے لیے آتے ہین انہین بھی امام علیہ السلام توبہ کراتے رہتے ہین چنانچہ آج تک ہمارے امام کے ہاتھ پر ہزارون لوگون نے توبہ کی ہے مگر بقول شخصے۔ ع

توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

تم افترا پردازی اور دروغ گوئی سے کیون توبہ نہین کرتے مرد خدا تم نے ہمارے امام کو مکار کس طرح سمجھا ان کی کسی کتاب سے یا ان سے ملکر آج تک تم نے ہمارے امام کی زیارت تک تو کی نہین بغیر ملے بغیر کلام کئے بغیر تحقیق کسی کو مکار کہنا یہ متقیون کا کام نہین بلکہ مفتریون کا کام ہے زبان کی فضولیون سے بہت سے لوگ جہنم مین منہ کے بل گرائے جاوین گے۔ مین اندیشہ کرتا ہون کہ کہین تم بھی انہین مین نہ بنو تا اگر کسی کتاب سے تم نے اپنے بئس القرین کے اغوا سے انہین مکار قرار دیا ہے تو تم اس کا حوالہ دیتے تاکہ ہم غور کرتے اور تمہین معقول دلایل سے سمجھاتے مگر تمہارے زبانی ہفوات کا جواب بجز لعنت اللہ علے الکاذبین کے سر دست اور کچھ نہین۔ آیندہ اگر تم نے کسی کتاب کا حوالہ دیا تو دیکھا جاویگا۔ شعر

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

قولک۔ اب وہ اپنی تحریف قرآنی اور بے موقع تاویل احادیث سے باز آوین قیامت آنے والی ہے ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

اقول۔ تحریف کرنا اصل مین یہود کی صفت ہے۔ اور ہمارے ہادی خاتم النبیین نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ مین مسلمان یہودی بن جاوینگے جس سے مراد علماء اسلام ہین کیونکہ جہان یہود کا ذکر قرآن مین ہے وہان بھی علماء یہود مراد ہین جن کو اللہ تعالے نے گدھا بھی فرمایا ہے کیونکہ وہ کتابون سے لدے ہوئے تھے اور عمل نہین کرتے تھے یہود کی مذمت بطور قصہ کہانی کے نہین بلکہ بطور پیشگوئی کے ہے کہ جس طرح یہود اپنے آخر زمانہ مین نہایت بگڑ گئے تھے اسی طرح مسلمان علماء بھی آخر بگڑ جاوینگے جس طرح یہود نے تحریف کی تھی اسی طرح یہودی صفت مسلمان بھی تحریف کرینگے بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہود کی ریس مین ...... سے بھی زنا کرکے چھوڑینگے سو یہ سب کرتوتین مولویوں کی ہین جو قرآن کی نظم کو بگاڑ کر انی متوفیک و رافعک کو آگے پیچھے کرکے حضرت عیسے کو آسمان پر زندہ پہونچاتے ہیں اور رفع کے معنے رفع جسمانی کرتے ہین وغیرہ وغیرہ۔ اور ہمارے حضرت تو باموقع تاویل احادیث کی فرماتے ہین مگر تمہارا تو یہ حال ہے کہ مصرعہ خود غلط املا غلط انشا غلط۔ تقلید کی مار کے سبب سے جو الٹی باتین ذہن نشین ہو چکی ہین وہ سیدھی معلوم ہوتی ہین جو اصلی اور سیدھا راستہ دکھاوے۔ وہ الٹا معلوم ہوتا ہے جیسے بخار والے کا منہ اصل مین کڑوا ہوتا ہے وہ مصری اور شہد کو بھی کڑوا بتاتا ہے اپنے منہ کی خبر نہین لیکن اصل یہ ہے کہ بیمار کی عقل بھی بیمار ہوتی ہے۔ دعوے اور دلیل مین آج کل کے مولوی فرق نہین کرتے جب دعوے پر دلیل مانگو تو ایک اور دعوے پیش کر دیتے ہین جب اسپر دلیل طلب کرو تو ایک اور دعوے پیش کر دیتے ہین۔ اگر تیسری دفعہ بولو تو گالیان دینے لگتے ہین ہندوون کی طرح اوہام مین مبتلا ہو گئے ہین جب کسی ہندو سے سوال کرو کہ گنگا اور جمنا کا پانی کیون متبرک سمجھتے ہو اور گنگا مین غوطہ لگانے سے گناہ کس طرح دور ہو جاتے ہین تو کہتے ہین کہ گنگا جمنا مین بھی خاصیت ہے۔ اور اگر کہو کہ یہ خاصیت کیون ہے تو کہتے ہین کہ ہمارے بزرگ جو فرما گئے اور اگر کہو کہ تمہارے بزرگ بھی تمہارے جیسے آدمی تھے ممکن ہے کہ انہون نے غلطی کی ہو تو گالیان شروع ہو جاتی اور ہذیان بکنے ہین اس سے زیادہ بولو۔ تو فوجداری اور پھر کسی نہ کسی کو جیلخانہ کیونکہ جہالت کا نتیجہ تو جیلخانہ ہی ہونا چاہیے۔ مولویون کو جب کچھ اختیار تھا تو ہزارون خون کرائے تھے اور آپس کی ضد مین قرآن اور حدیث کو پھینک دیتے تھے اب بھی ادنے ادنے اختلاف پر کچہریون مین دھکے کھاتے پھرتے ہین کیا وہ مولوی نہین تھے جنہون نے امام حسین کے لیئے بغاوت کا فتوے تجویز کیا تھا اور وہ بھی مولوی تھا جس نے امام احمد حنبل جیسے بزرگ امام کو پٹوا کر قید مین ڈلوایا تھا۔ اور وہ بھی مولوی تھا جس نے حضرت عبد القادر جیلانی کو شیطان کہا اور انپر کفر کا فتوے لگایا اور وہ بھی مولوی صاحب ہی تھے جنہون نے مجدد سرہندی صاحب کو ناگفتنی باتین کہین جہانگیر نے ان مولویون کے شبہ سے اس امام کو گوالیار مین قید کیا تھا کہانتک شمار کرون امام غزالی کی تصنیف ملاحظہ کرو تاکہ مولویون کی کرتوتین معلوم ہون مولوی

صدیق حسن خان صاحب کا حال تو تمہین چشم دید ہے قیامت کے نزدیک ہونے مین کیا شک ہے سب سے بڑی نشانی تو مولویون کا یہود منش ہو جانا ہے جس مولوی کو دیکھو ایسے ہی پاؤ گے الا ماشاء اللہ اور یحمل اسفارا کا مصداق دیکھو گے۔ اب بتاؤ کہ محمدی یہود کی اصلاح کے لیے محمدی مسیح چاہیئے یا موسوی مسیح غور کرو امت محمدی مین ہزارون یہود پیدا ہو گئے عیسے ایک نہ ہو سکا انا للہ و انا الیہ راجعون اور بھی بہت سے نشان ہین جن سے قیامت نزدیک معلوم ہوتی ہے۔ یاجوج ماجوج جنکو مولوی ہرگز نہین بتلا سکتے کہ کہان رہتے ہین ہم نے آنکھ سے دیکھ لئے اور ان کی فتوحات کو بھی سن رہے ہین ابھی چین کو نیچا دکھا دیا تھا کوئی ایسی بلندی نہین جس پر وہ غالب نہ آ گئے ہون اور نہ کوئی ایسی ریاست ہے جو ان کی مغلوب نہ ہو دجال کو ہم نے دیکھ لیا کہ سوائے مکہ مدینہ اور تمام جہان مین اسکا دورہ ہو رہا ہے اور اکثر ناقص العقل اسکے دین مذہب مین شامل ہو رہے ہین اور اس کی روٹیونکے پہاڑ مین سے حصہ لے رہے ہین اس کا گدھا بھی تمام ملک مین گشت کر رہا ہے ہم خود کئی بار کرایہ دیکر اسپر سوار ہو چکے ہین۔ حج بند ہوا طاعون بھی نمودار ہے۔ قحط بھی موجود ہے اخبار اور رسالے بھی اڑتے پھرتے ہین اونٹ بھی بیکار ہو گئے ہین زمین بھی قریبًا کل آباد ہو گئی ہے۔ نہرین بھی دریاؤن کو چیر کر نکالی گئی ہین۔ سود و شراب کا بھی رواج بکثرت ہے۔ زنا اور اسکے نتائج سوزاک اور آتشک بھی ملک مین پھیلے ہوئے ہین مسیح و مہدی بھی موجود ہین دعوے فرما رہے ہین ان کے منکر بھی انکار کر رہے ہین لوگ رفتہ رفتہ مانتے بھی جاتے ہین اگر تلوار کا ڈر نہوتا تو ہمارے مہدی کو مولوی ضرور مار ڈالتے زمینی

اور آسمانی نشان بھی مہدی و مسیح کی نصرت مین ظاہر ہو رہے ہین۔ چنانچہ رمضان مین چاندگہن کی اول شب مین چاندگہن ہوا اور سورج گہن کے درمیان دن مین سورج گہن ہوا مرزا احمد بیگ و عبد اللہ آتھم و پنڈت لیکھرام پشاوری موافق پیشگوئیون کے انتقال کر گئے۔ محی الدین ساکن لکھو کے غلام دستگیر قصوری۔ مولوی اسماعیل علی گڈھی۔ خود ہی مباہلہ کر کے ایک سال کے اندر گذر گئے جلسہ اعظم لاہور مین جیسا کہ قبل از وقت ہمارے امام نے اشتہار دیا تھا کہ ہمارا مضمون بالا رہیگا وہ باتفاق موافق و مخالف بالا رہا وغیرہ باوصف ان سب نشانون کے جاہل اور کور باطن غفلت کی نیند مین سوئے ہوئے ہین انکا جگانا ہمارا یا ہمارے امام کا کام نہین بلکہ اللہ جلشانہ کا کام ہے وہی جگا جگا کر دور دراز ملکون سے خلقت کو قادیان مین بھیج رہا ہے جنکے نصیب اچھے ہین وہ آتے جاتے ہین جو مردود ازلی ہین وہ دور ہی سے بیٹھے گالیان دیتے ہین اور غوغا کرتے ہین ایسے نااہلون کی تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بھی اصلاح نہین ہوئی تھی فریق فی السعیر جو اللہ تعالے نے مقرر فرما رکھا ہے وہ ہر زمانہ مین موجود رہتا ہے اور رہے گا یہانتک کہ قیامت آوے بقول تمہارے توبہ کے دروازے کھلے ہوئے ہین لیکن حق کے قبول کرنے کے لیے خدا تعالے تمہارے دل بھی کھولدے یہ دعا مانگا کرو ورنہ کروڑون روپے شہرون مین موجود ہین لیکن جنکے ہان فاقہ ہے انہین وہ کروڑون روپیہ کچھ فایدہ نہین دیتے شعر
این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

طلب کرو سچا طلب کرنے والا محروم نہین رہتا۔

قولک - آپ کے امام خود اپنی تصنیف مین لکھتے ہین کہ ہمارا نیا فرقہ ہے یہ خود اپنے بدعتی ہونے کے قایل ہین لیکن ہمارا تو نیا فرقہ نہین بلکہ ہمارے تو وہی عقاید ہین جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہین جو صحابہ و تابعین و صلحاء دین کا اعتقاد تھا وہی ہمارا عقیدہ ہے لیکن آپکے امام کا اعتقاد نیا ہے اور محدث ہے آپ کو چاہیئے کہ غور کرین اور اس عقیدہ جدیدہ سے باز آئین۔

اقول - کفار مکہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون پر بھی یہی اعتراض کرتے تھے کہ تم نے نیا مذہب اختیار کیا ہے اور پورانا مذہب بت پرستی جو آبائی مذہب تھا اسے چھوڑ کر بدعتی بن گئے ہو۔ کفار مکہ اپنے مذہب کو ابراہیم علیہ السلام کیطرف منسوب کرتے تھے جسپر اللہ تعالے نے فرمایا کہ ابراہیم تو مشرک نہین تھا یہ تو بالکل جھوٹ ہے کہ ہم مسلمان نہین۔ یا تم مسلمان نہین۔ بیشک تم بھی مسلمان کہلاتے ہو اور ہم بھی مسلمان ہین مگر تمہاری مسلمانی کو پھپوند لگ گئی ہے اور اسپر جا بجا کائی جم گئی ہے اور اسپر گرد و غبار جم گیا ہے۔ اور سچے اصولون کو تم نے بھلا دیا ہے اور بجائے اسکے خیالات خام کو دخل دیدیا ہے اور یہ خرابی بعد خیر القرون کے شروع ہو کر رفتہ رفتہ اسلام کو بدنما بناتی رہی ہے اگرچہ درمیانی زمانون مین مصلح اور مجدد آئے لیکن اصلاح خاص اور مقامی اصلاح تھی اور کمزور تھی جسکا اثر پھر تھوڑی مدت مین زایل ہوتا رہا اور خرابیان روزافزون ہوتی گئین یہانتک کہ تیرھوین صدی مین رہی سہی برکت اسلام کی اور
[illegible]

جان کندن تک پہونچگیا تب اللہ تعالے نے بموجب اپنے وعدہ اور اپنے رسول کی اطلاع سے ہمارے مسیح اور مہدی کو دنیا مین نازل فرمایا اور اس نے بحکم الٰہی بتجدید اسلام کا بیڑا اٹھایا اب اسلام نیا اسلام لوگون کو نظر آنے لگا۔ جیسا کہ ایک جان بلب مدت کا بیمار اچھا ہوکر اور توانا ہوکر نیا آدمی معلوم ہوتا ہے گو کہ اصل مین وہی پورانا شخص ہوتا ہے جس نے نئی زندگی حاصل کی ہوتی ہے ہمارا اسلام وہی پورانا اسلام ہے لیکن بسبب اسکے کہ پورانا اسلام اٹھ گیا تھا اور ثریا پہ چلا گیا تھا اور ہمارے امام اسے ثریا سے پھر اتار کر لائے ہین اب وہ نیا اسلام کہلانے کا بھی مستحق ہے باوصفیکہ کلام الٰہی قدیم ہے لیکن جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اترا تو اس اترنے کو یا خود قرآن شریف نے فرمایا جب محدث صفت قرآن ہے تو ہمارے فرقہ کو محدث یعنے نیا فرقہ کہلانا فخر ہے نہ عیب۔ پورانے عقاید کو علمانے رفتہ رفتہ بگاڑ دیا تھا ہمارے امام نے نئے طور پر انہین عقاید کو اصلاح کر کے پیش کیا ہے ایک طرح وہی پورانا اسلام ہے۔ اور دوسری طرح بیشک نیا بھی ہے یون سمجھو کہ اسی پورانے اسلام پر نئی قلعی کر دی ہے جس کو تم نے میلا کر دیا تھا ابھی تسلی ہوئی یا نہین۔

قولک۔ جب کوئی ایسی بات ہوتی ہے کہ آپ کے امام کو جواب نہین آتا تو حکام کیطرف التجا کیجاتی ہے۔

اقول۔ مارتے کے ہاتھ پکڑے جاتے ہین لیکن جھوٹے کی زبان پکڑی نہین جاتی۔ آج تک کبھی ایسی نوبت نہین آئی کہ مولویون نے کوئی دینی سوال کیا ہو اور ہمارے امام کو جواب نہ آیا ہو اور پھر سرکار مین عرضی دی ہو کہ سرکار مجھے جواب نہین آتا۔ گورنمنٹ کو کی معقول جواب ان مولویون کو میری طرف سے ... سے یہ کام تو پادری بھی نہین کرتے چہ خود گورنمنٹ ایسے ہم مذہب ہین ایسی خام باتین آپ سے خام خیالون کو سوجھتی ہین اگر یہ کہو کہ بعض بدمعاشون کی ہمارے امام نے گورنمنٹ مین شکایت کی تو یہ کچھ تعجب کی بات نہین۔ انتظام کے معاملہ میں کسی مفسد ڈاکو یا شریرون کے حال سے سرکار کو اطلاع دیکر حفاظت طلب کرنا دینی دنیوی قانون کے برخلاف نہین اگر کوئی شخص کسی چور کو اپنے یا کسی متمول شخص کے مکان کے گرد پھرتا دیکھے اور احتمال ہو کہ نقب زنی کے ارادے سے تاڑتا ہے تو اگر پولیس مین رپورٹ کر دے تو کیا حرج۔ یہ تمہارے نزدیک توکل کے برخلاف ہے یا اس مین علمی کمزوری پائی جاتی ہے یہ تو ظاہری انتظام ہے۔ اور دور اندیشی مین داخل ہے البتہ یہ باتین جب تمہین پہنچتی کہ ہمارے امام کے دعاوی اور دلایل کو عقل اور نقل سے رد کر دیتے اور وہ تم سے عاجز ہو جاتے اور ان سے کچھ نہ بنتا۔ اور وہ تم سے سرکار مین عرضیان دیکر پیچھا چھڑاتے تو اس کے برخلاف تمہین ہر طرح زیر مواخذہ ہو قرآن کی رو سے وہ سچے حدیث کی رو سے وہ سچے عقل ان کے موافق نقل انکی مطابق قرآن تمہین جھٹلاتا ہے حدیث تمہین ہراتی ہے عقل تمہین دھکے دیتی ہے پچاس ساٹھ کتابین ہمارے امام نے اپنے دعاوی اور ان کے دلایل مین اردو فارسی عربی مین تصنیف فرمائین۔ اور شایع کین جن مین سے اکثر کی ایک ایک کاپی تمہین بھی اس عاجز نے اتمام حجت کے لیئے بھیجدی جس کو تم نے اور تمہارے دوست مولویون نے مطالعہ کیا ہوگا لیکن تم ایمانًا کہو کہ تم نے کبھی بجز چند اک گالیون کے کوئی معقول جواب ان کتب مین سے کسی ایک کا بھی دیا ہمارے امام نے تمام جہان کے علمار کو اشتہار دیا کہ تم مجھ سے مباحثہ کر لو مباہلہ کر لو۔ مقابلہ مین کوئی کرامت دکھاؤ قبولیت دعا کا کوئی نمونہ پیش کرو عربی مین کہین سے قرآن شریف کی تفسیر لکھو اور صاف طور پر پیشگوئی بھی کر دی تھی کہ تم تمام مخالف علمار مجھ سے مباحثہ مباہلہ عربی تفسیر نویسی واستجابت دعا وکرامت نمائی مین ہاروگے۔ اور تم سے کچھ بھی نہ ہو سکے گا آجتک تو یہ قول ہمارے امام کا صحیح نکلا اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالے صحیح نکلیگا تم کو قسم ہے خدائے وحدہ لاشریک کی کہ تم اور جو تمہارے حمایتی بھوپال مین ہین ہمارے امام کے مقابلہ پر آؤ جس طرح تم سے ہو سکے زور لگاؤ مگر تم کبھی کامیاب نہین ہوسکے تم مین نہ اسلامی غیرت ہے نہ اسلامی جوش نہ تقویٰ نہ طہارت اصل یہ کہ تمہارے ساتھ خدا نہین اور تمہارا ایمان پورانا ہوگیا اسے گھن کھا گیا ہے تم مین نہ نور ہے نہ اسلامی برکت ہے۔ عورتون کی طرح کوسنا آتا ہے۔ سو تم پانی پی پی کر اور گو وپھیلا پھیلا کر کوسو گالیاں دو اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرو عنقریب معلوم ہو جائے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے مگر فتح مکہ کے بعد جو مسلمان بھی ہوئے تھے ان مین سے اکثر قبیلہ بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرتد ہوگئے تھے نیک مسلمان اور مقبول وہی تھے جو غربت اسلام کے وقت اسلام لائے اور جنہون نے ابتدا مین رسول اللہ صلعم کی صداقت کو پہچانا صبح صادق کے وقت جس نے معلوم کر لیا کہ اب دن چڑھیگا وہ بصیر بینا ہے اور سورج نکلے جس نے دن چڑھنا منظور کیا وہ بھی کیا نہین آدمی ہے اور جو اسوقت بھی نہ مانے وہ شیطان ہے۔ اب تم سوچو اور غور کرو کہ ہمارے امام کی نسبت تمہارا فہم اول مرتبہ تو خطا کر چکا ہے دوسری ہی مرتبہ کو غنیمت سمجھو۔

پھر تیسرا مرتبہ ہے جس سے خدا تعالے تم کو بچاوے۔

قولک۔ اور آپکے امام کا جو دعوے ہے کہ مین مسیح کا مثیل ہون تو ابتک کیا اسکا اظہار ہوا کونسی اسلام کی ترقی ہوئی کچھ حدود شرعیہ جاری ہوگئین جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اگر یہ شخص مجدد ہے تو کونسے اللہ تعالے کے حکم جاری ہوئے قطع طریق زنا سرقہ کیا خلاف باتین روکین۔

اقول۔ گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم + چشمۂ آفتاب راچہ گناہ + دین اسلام مین بعد خیر القرون کے ایسے ایسے گندے عقیدے مل جل گئے تھے کہ جس سے اسلام کی ساری شان و شوکت جاتی رہی تھی ہمارے امام نے وہ عقاید باطلہ دور کئے اور کر رہے ہین نئے سرے سے مسلمانون کو مسلمان بنایا اور [illegible] رہے ہین تمہارے پورانے عقاید کے موافق حضرت عیسے شریک باری اور دجال اسنے بھی دو قدم زیادہ ہے ہمارے امام کے عقیدے کے موافق حضرت عیسے حضرت موسے کے ایک تابع اور پیرو نبی تھے اور ان مین کوئی ایسی صفت نہین تھی جو کسی اور نبی مین نہ ہو اگر کہو کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو جواب یہ ہے کہ حضرت آدم بغیر مان باپ کے پیدا ہوئے اگر کہو کہ وہ مردے زندہ کرتے تھے تو جواب یہ ہے کہ اصلی مردے قبرون سے سوا ے خدائے تعالے کے کوئی اٹھا نہین سکتا اور خدائے تعالے بھی قیامت کو اٹھائے گا اسکا بھی دستور نہین کہ کسی کو زندہ کرے اگر کہو کہ وہ مٹی سے جانور بنا کر انہین زندہ کر دیتے تھے تو بالکل غلط ہے پھونک مار کر اڑا دیتے دیتے نہ کہ زندہ کر دیتے تھے یون تو حضرت موسے کا عصا بھی سانپ بنجاتا تھا۔ مگر اصل مین وہ لاٹھی کی لاٹھی تھی اور حضرت عیسے کی مٹی کی چڑیان بھی ذرا پرے جا کر گر پڑتی تھین اور مٹی کی مٹی رہجاتی تھین۔ دوسرے معجزون کا بھی ایسا ہی حال ہے اکمہ رتوندہ (رات اندھا) والے کو کہتے ہین مولویون نے مادرزاد اندھا غلط ترجمہ کیا ہے اگر یہ کہو کہ حضرت عیسے اور ان کی مان مس شیطان سے پاک تھین اور کل نبیون کو شیطان نے ہاتھ لگایا ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ ہاتھ لگانا کیسا ہمارے رسول مقبول کا شیطان تو خود مسلمان ہی ہو گیا تھا۔ اسی طرح دجال اور یاجوج ماجوج دابۃ الارض کو عجیب الخلقت بنا رکھا ہے جس کی حقیقت ہمارے امام نے کھولی ہے ان کی کتابین دیکھو اور ہزار ہا مسایل دینیہ کو تم نے خراب کر رکھا تھا اور قرآن و حدیث کے معنے بہت جگہ سے الٹے پلٹے کر رکھے تھے ہمارے امام نے انہین سہل اور آسان کر دیا اور ایسا عمدہ طرح سے سمجھایا کہ سبحان اللہ کچھ شک و شبہ باقی نہ رہا حکماً عدلاً ہمارے امام کی شان ہے بیرونی دشمنون پادریون اور آریون وغیرہ کو ایسا قایل کیا کہ بول نہین سکتے براہین احمدیہ ایسی لاجواب کتاب لکھی کہ جو بے تعصب ہو کر پڑھے گا وہ لطف اٹھائیگا۔ آج ہمارے امام کے سوا قرآن شریف اور رسول کریم کا کون حامی و مددگار ہے۔ کہنے کو تو سیکڑون مجلسین اور انجمنین نکل پڑی ہین لیکن عملی طور پر کسی نے آج تک کچھ نہین کیا اور تم کر بھی کیا سکتے ہو جبکہ تم خود اپنے عقاید کے رو سے نیم عیسائی ہو۔ حضرت عیسے کو آدھا رتبہ خدا کا تم نے دے رکھا ہے۔ عیسائیون نے پورا دے رکھا ہے۔ تم ان کے مددگار ہو۔ دو ہزار سال سے زندہ تم بھی مانتے ہو آسمان پر جو فرشتون اور روحون کی جگہ ہے تم نے انہین بیٹھا رکھا ہے محی تم انہین تسلیم کرتے ہو پرندونکا خالق تم انہین مانتے ہو۔ شافی تم کہتے ہو عالم الغیب تم کہتے ہو ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہو کہ اذن الٰہی سے ان مین یہ خدائی اوصاف تھے پھر ہم سوال کرتے ہین کہ خدا اپنے جیسا خدا بھی بنا سکتا ہے یا نہین اگر یہ اوصاف بندونکے لیے جائز ہین تو محمد رسول اللہ ان سے کیون محروم رہے اور باوجود اسقدر تنزل کے وہ افضل الرسل اور سید ولد آدم کیونکر ہمارے امام نے حضرت عیسی کو آدمی بنایا جنہین تم نے خدا بنا رکھا تھا انہین آسمان سے اتار کر کشمیر جنت نظیر کے نواح سری نگر محلہ خانیار مین سلا دیا۔

عیسائیون پر اسلام کی ایسی حجت پوری کی کہ تمام عیسائی یہانتک لاہور کا بشپ صاحب بھی مقابلہ سے گریز کیا اب اگر کوئی پادری قادیان مین آتا ہے اگر ادب سے ہمارے امام کا کلام سنتا ہے چون وچرا ہرگز نہین کرتا جنگ مقدس جو امرتسر مین ہوئی تھی جس مین آتھم صاحب کی نسبت ہمارے امام نے پیشگوئی کی تھی وہ دو پہلو سے پوری ہوئی اول بسبب حق کی طرف رجوع کرنے کی میعاد پیشگوئی بڑھ گئی لیکن جب اس نے اظہار حق اور قسم کھانے سے انکار کیا تو بہت جلد اس جہان سے رخصت ہو گیا پنڈت لیکھرام نے ایک اودھم مچا رکھا تھا جب ہمارے امام سے مقابلہ ہوا۔ اور اس نے گستاخی سے پیشگوئی طلب کی تو ہمارے امام نے اس کی درخواست پر پیشگوئی کی کہ چھ سال مین تیرا کام کسی عذاب سے تمام ہوگا آخر ایسا ہی ہوا کہ جیسا الہام مین بتایا گیا تھا کہ عید کے دوسرے دن وہ لاہور مین سر شام مارا گیا اس کا قصہ لاہور مین مشہور ہے۔ سکھون پر بھی ہمارے امام نے حجت پوری کی اور انکے گھر سے انکے گرو نانک کا چولا جس پر قرآن شریف کی آیات جابجا تحریر ہین نکال کر انہین دکھا دیا کہ گرو نانک ایک مسلمان تھے جو نماز پڑھا کرتے تھے اور حج بھی دو دفعہ کیا تھا اور مسلمان اولیا کے مقابر کے

نزدیک چالبازیان کیا کرتے تھے جسکا معقول جواب کسی سکھ نے آج تک نہین دیا تمہاری اصل مرضی یہ ہے کہ جہاد کیون نہین کیا جسکو بسبب انگریزون کے خوف کے صاف صاف زبان پر نہین لا سکتے اور اسی مسئلہ کے اختلاف کے سبب سے اکثر مولوی ہمارے امام علیہ السلام کے دشمن جان بن گئے ہین بہانہ اور اور کرتے ہین۔ لیکن خوب سمجھتے ہین کہ اصل باعث کیا ہے نامردی کے سبب سے اظہار نہین کر سکتے مثل مشہور ہے گونگم مشکل وگرنہ گونگم مشکل جس طرح کوئی چور رات کو اگر کسی سے پٹ کر آتا ہے تو اپنی مار کا اظہار نہین کر سکتا۔ بلکہ خفیہ خفیہ علاج کرتا ہے اور کسی اور بہانہ سے اس مارنے والے کو برا بھلا کہتا ہے کیونکہ اگر اصل حقیقت کا اظہار کرے تو پکڑا جاوے ہمارے امام نے جس مسلمان فرقہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی ہے اس مین ابتک قریبًا نصف لاکھ مخلوق الہی داخل ہو چکی ہے اور ہوتی جاتی ہے اور یہ فرقہ اسلام کی اصل تعلیم سیکھتا جاتا ہے سب سے پہلے تو توبہ نصیب ہوتی ہے پھر نماز کی تعلیم ہوتی ہے پورانی نماز نہین جو تم پڑھا کرتے ہو وہ ٹکرین ہین ہمارے امام نے ایسی نماز سکھائی ہے کہ جس مین غفلت نہین ہوتی سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے اور سوائے قرآن شریف اور ماثورہ دعاؤن کے اپنی بولی مین بھی جابجا دعا کا حکم فرماتے ہین۔ ایک آدہ منٹ مین چار رکعت نہین پڑھتے اسی طرح علم کا اس جماعت مین بڑا چرچا ہے یہانتک کہ امام کی صحبت کی برکت سے کم علم لوگ بھی اسقدر واقف ہوگئے ہین کہ مولوی ان سے گھبراتے ہین اور جان چراتے ہین۔ اور لاجواب ہو جاتے ہین اور حیلہ اور حوالہ کر کے گفتگو کو ٹال دیتے ہین ہماری جماعت مین علاوہ العمہ

پرہیزگار لوگ ہوتے ہین اور دن بدن تقوے مین ترقی کرتے جاتے ہین صداقت اور راستی اس فرقہ کا شعار ہے اور حقوق عباد اور حقوق سرکار کے لئے ہمارے امام کی بڑی تاکید ہے اور یہ سب تاثیر امام کی بیعت اور ہمارے امام کی صحبت اور تعلیم کی ہے ابھی تم کہتے ہو کہ تمہارے امام نے کیا کیا۔ عقاید کی اصلاح کی غیر اقوام پر اسلام کی حجت اور تبلیغ پوری کی جو ان کی جماعت مین داخل ہوتا ہے وہ سچا مسلمان بن جاتا ہے رفتہ رفتہ نیک تعلیم دنیا مین پھیلا کرتی ہے انشاء اللہ تعالے وہ زمانہ اب نزدیک ہے کہ بڑا حصہ مسلمانون کا ہمارا ہوگا اور باقی مخالف ذلیل حالت مین رہ جاوینگے جیسے آج کل چوڑھے چمار وغیرہ ذلیل حالت مین ہین جو کسی طرح کا دعوے نہین رکھتے بلکہ خادمون کی طرح ذلیل حالت مین بسر اوقات کرتے ہین رہی یہ بات کہ احکام شرعی قطع ید وسنگسار وغیرہ سزائین کیون نہین جاری کین یہ کام تو بادشاہ خلیفہ کا ہے ہمارے امام آدم۔ ابراہیم اور عیسے کی طرح خلیفہ ہین۔ موسے اور داؤد کی طرح نہین جو بادشاہ خلیفہ ہوتا ہے وہ حدود وقصاص جاری کرتا ہے کیا حضرت عیسے نے حدود وقصاص جاری کئے تھے جو ہمارے عیسی ومہدی جاری کرین کیا مجدد کے لیے حدود وقصاص کا جاری کرنا شرط ہے اگر شرط ہے تو مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ صاحب تمہارے نزدیک مجدد نہین تھے اور امام شافعی اور امام غزالی بھی مجدد نہین تھے اب چاہو تم جھوٹ بولو لیکن تم اور تمہارا سارا خاندان اور تمہارا کل فرقہ ان لوگون کو مجدد بھی مانتا ہے ظاہر ہے کہ ان لوگون نے حدود وقصاص جاری نہین کئے بلکہ خود قوم سے مغلوب تھے۔

اور دل خراش باتین سنتے تھے جیسا تم ہمارے امام کو جھوٹی تہمتین دیتے ہو ویسا ہی اسوقت کے نااہل ان بزرگون کو ستاتے تھے اور ان کی شان مین گستاخیان کرتے تھے ان خلاف شرع باتین تو بہت ہمارے امام نے روکین جسقدر ان کی تابع جماعت ہے کم سے کم زنا۔ چوری شرک۔ بدعت۔ شراب۔ جوئے فتنہ پردازی۔ دروغ گوئی وغیرہ امور سے تو ضرور پرہیز کرتی ہے اور بہت لوگ اس سے بھی اعلیٰ درجہ کے ہین جنہین اولیا کہنا بجا ہے وہ تو بہت ہی پاکباز اور نیک دل ہین کہ جنکا ثانی مسلمانون کے کسی فرقہ مین آج کل نہین ہے لیکن خبیث تو ابوبکر صدیق اور علی مرتضیٰ کو بھی آج تک کافر اور بے ایمان ہی کہتے جاتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی کو آپ کی زندگی مین زنا کی تہمت لگائی گئی۔ جس کا فیصلہ قرآن شریف نے کیا بلکہ مریم صدیقہ کو بھی یہود زانیہ اور عیسے علیہ السلام کو حرامی کہتے تھے جن کا دامن قرآن شریف نے پاک کیا۔ یہود ابتک باز نہین آتے۔

قولک۔ یہ شخص جو امامت کا دعوے کرتا ہے اور یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مین مغل ہون اور مغل ایک شعبہ ترکون کا ہے تو ترکون سے تو اس امت کو فلاح نہین ہوئی بلکہ ترکونکے ہاتھ سے تو امت کی تباہی ہوئی۔ خلافت عباسیہ انہین کے ہاتھ سے تباہ ہوئی حدیث شریف مین آیا ہے اترکوا الترک ما ترکوکم

اقول۔ مسلمانون کی تباہی ترکون کے ہاتھ سے نہین ہوئی بلکہ خود انہون نے اپنے ہاتھ سے اپنی تباہی کی۔ جب حزم اور احتیاط کو ترک کر دیا اور غفلت اور عیش مین پڑ گئے تو [illegible]

آپ بھی عیش میں پڑ گئے اور اہلکاروں کو
بھی عیاش بنا دیا اور وزیر جو بڑا معتبر
چاہیئے وہ شیعہ مقرر کیا - آخر جب
اللہ تعالےٰ کی نظر میں لایق عذاب
ٹھیر گئے تو اپنی ہی کرتوتوں کا پھل
پایا اگر ترک بھی اسی طرح غافل ہوتے
اور مسلمان ہوشیار اور چست ہوتے
تو یہ بھی ان کی سلطنت لے سکتے تھے
حضرت عمرؓ بھی تو خلیفہ تھے انہوں
نے کسطرح ملک حاصل کیا تھا -
اور ملکہ معظمہ نے کیونکر ہندوستان
لے لیا یہ شکایت عبث ہے اور
ترک اسوقت کافر تھے اور تمہارے
بزرگ مسلمان پھر کیا قہر ہوا کہ خدا
نے کافروں کو فتح دی اللہ تعالےٰ
قرآن شریف میں فرماتا ہے -
لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین
سبیلا - معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچے مسلمان
نہیں تھے اور خدائی قانون سے
باہر ہو گئے تھے بعد فتح کے ترکوں
اور مغلوں نے اسی صدی میں اسلام
قبول کر لیا - اور ان کا اسلام اسلام
کے حق میں نہایت مفید ہوا چنانچہ
ان میں سے بعض نے تو ہندوستان
میں اسلام کی سلطنت قایم کی اور کئی
سو برس تک اسلام کی پشت و پناہ
نہایت عمدگی سے بنے رہے علم
کے بڑے قدردان تھے اور علماء کو
بڑی بڑی جاگیریں اور عہدے
دیتے تھے ہزارہا مساجد تعمیر کرائیں
جہاں بنائے جہاں بت خانے
تھے وہاں مساجد تعمیر اور اللہ اکبر
کی ندائیں بلند کرانا یہ شیخوں کا کام تھا
یا مغلوں کا ہندوستان میں شیخوں کی
شیخی مغلوں کے ہی دم سے تھی اب
تمہاری ساری شیخی کرکری ہوگئی دیکھو
آج تک بھی ایک گاؤں میں ایک حصہ
زمین پر قبضہ رکھتے ہو جو مغلوں کی
بخشی ہوئی ہے پھر یہ نمک حرامی ۔
استغفر اللہ بھوپال کی بیگم صاحبہ اگر
خلافی ہوتیں تو ایسی باتیں دلیری سے

آپ نہ لکھتے یہ ہندوستان کا حال
ہے اب عرب کا حال سنیئے کہ ایک
عرصہ سے ترکوں نے قسطنطنیہ -
بیت المقدس مکہ مدینہ پر قبضہ کر رکھا
ہے اور وہ ان متبرک مقامات کے
محافظ ہیں اور وہاں کے شرفاء و علماء
کو بیش بہا تنخواہیں دیتے ہیں انکی
خوف سے کوئی غیر سلطنت ہمارے
معابد کیطرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ
سکتی ورنہ قدر عافیت معلوم ہوتی
ترکوں اور مغلوں کے مسلمانوں پر
بڑے احسان ہیں ناشکری نہ کرو
ناشکروں سے خدا تعالےٰ بیزار ہے
تمہارے نانا دلی سے ہجرت کر کے
ترکوں ہی کی عملداری میں پناہ لیگئے
تھے اور جیسا ترکوں کے بزرگ کافر
تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا ایک
وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے قتل کے لیے نہیں آئے تھے اور
خالد وغیرہ قریش ... اور عباس عم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا بدر
اور احد میں ہمارے رسول مقبول
سے نہیں لڑے تھے تو عباسیوں
اور عمریوں اور خالد کی اولاد کو گالیاں
دو - اصل میں تمہیں تعصب نے
اور ہمارے امام کی دشمنی نے حواس
باختہ کر دیا ہے بے سوچے سمجھے جو
منہ میں آتا ہے کہدیتے ہو حقیقت
میں تم معذور ہو - ع
چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر
قولک - افسوس ہے کہ آپ سید ہوکر
انکا اعتقاد رکھو جس قوم سے کہ دین
کی بربادی ہوئی اور اب اس شخص
کی ذات سے ہو رہی ہے ساری
امت کا خلاف آپ کو نہیں چاہیئے
کہ قریشی سید ہوکر ایسے دھوکہ میں
آئیں -
اقول - افسوس تو تب ہوتا کہ میں
قرآن و حدیث کے برخلاف کسی قول
تکرتا ہمارے امام کو کسی کل ... اسلام ...

لیکن یہ فارسی الاصل ہیں اور اولاد
اسحق علیہ السلام سے ہیں اور ان کی
بعض دادیاں سیدانیاں بھی تھیں
تو اس حساب سے اہل بیت سے
بھی تعلق ہوا اور دین میں ذات کا کچھ
تعلق کبھی نہیں کسی قوم کا ہو - ہاں
مامور من اللہ پنج اور کمینہ نہیں
ہوتے ورنہ ولی تو ہر مومن بھی ہوتا
ہے لیکن ہمارے رسول مقبول کے
رشتہ دار جو کافر تھے کیا تمہارے
نزدیک مقداد - بلال - ابو ہریرہ
وغیرہ سے بہتر تھے یا نہیں - اب جو
ہمارے تمہارے رشتہ دار بد افعال
اور متکبر و شریر النفس ہیں وہ بمقابل
ایک صالح مغل یا پٹھان کے لایق
تعظیم ہیں ؟ افسوس تم میں ایام جاہلیت
کی حمیت باقی ہے یہ تمام انبیاء کیا حضرۃ
فاطمہؓ کی اولاد تھے اور تمہارے نزدیک
تمام انبیاء سید تھے یا نہ تھے - سید
تو افعال سے ہوتا ہے نہ کہ فقط ذات
سے اور چوہڑے چمار بھی اعمال سے
ہوتے ہیں نہ فقط قومیت سے -
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم قرآنی حکم
ہے مگر تم حافظ ہوکر پھر بھول گئے افسوس
کہ آج کل کے مولوی اس علم پر ناز
کرتے ہیں اور ساری امت کا خلاف
ہم نے نہیں کیا بلکہ ہمارے ساتھ
خدا رسول اور کل صحابہ و اکابر امت
ہیں تمہاری مراد امت سے فیج
اعوج ہے تو بے شک ہم انکے
برخلاف ہیں کیونکہ حضرت نے فرمایا
ہے لیسوا منی ولست منہم ہمارے
امام کی ذات سے اسلام کو اسقدر
قوت پہونچی ہے اور پہونچ رہی ہے
کہ بعد خیر القرون کے کسی بزرگ سے
نہیں پہونچی اسلام میں ہمارے
امام کے سبب سے جان پڑ گئی -
مگر ... علماء مر گئے ان کا
اور ... کا ساختہ پرداختہ
بالکل برباد ہو گیا ... کی خدائی
... کے

آنے پر جولوٹ گھسوٹ مدلون کو ملنے کی امید تھی وہ سب ہباءً منثورًا ہوگئی تمہاری امیدین مایوسی سے بدل دین وہ دل خوش کن خیالی پلاؤ افسوس کہ تمہین اب نصیب نہین ہونے کا خاطر جمع رکھو اپنی محنت کی کمائی کے سوا غارت کا مال ہرگز تمہین میسر نہین آنے کا اگر فرض محال لوٹ بھی ہوتی تو مولویون کو اور سست پیرزادون کو کب میسر آسکتی تھی ان سے ہلا تو جاتا نہین لوگ لوٹ کر لیجاتے یہ منہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے۔

قولک - یہ سب مین نے آپ کی خیرخواہی سے لکھا ہے آپ برا نہ مانئے گا۔

اقول - نہین حضرت برا ماننے کی کوئی بات نہین جو فتحیاب قوم ہوتی ہے اس کو لوگ گالیان دیا ہی کرتے ہین آجتک ابوبکرؓ و عمرؓ کو روافض لوگ گالیان دیتے ہین اور علیؓ کو خوارج اور پادری بھی مخلوق الٰہی کو جو ہرطرح کی کوششون سے عیسائی بنارہے ہین یہ خیرخواہی کا ہی جوش ہے اور شیعہ بھی بڑی جانفشانی کررہے ہین کہ کوئی سنی شیعہ بنجائے یہ بھی محبت اور خیرخواہی کے باعث کررہے ہین بلکہ ایک چور بھی اپنی جماعت مین کسی کو شامل کرتا ہے تو اس کی بہتری اپنی دانست مین سمجھتا ہے مین آپ کا اس خیرخواہی کے لیے شکریہ ادا کرتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالےٰ آپ کو وہ آنکھین عطا کرے کہ جن سے آپ ہمارے امام کو پہچانین اور قبول کرین تاکہ آپ کا انجام بخیر ہو آمین۔

تنبیہہ

جو نبی دنیا مین آتے رہے ہین انکی بہت اکثر انکے پہلے نبی اطلاع دیتے رہے ہین لیکن ایک بھی ایسا نبی نہین جسکو آتے ہی لوگون نے بموجب پیشگوئی کے پہچان لیا ہو اصل مین پیشگوئیان بھی ایک قسم کی پہیلیان ہوتی ہین جنکو دینی عقلمند بوجھتے ہین اور بیدین بیعقل با وصف آتے ہی بتانے کے حیران رہ جاتے ہین انکی سمجھ مین خاک نہین آتا بقول شخصے ولی را ولی می شناسد نیکون کو نیک ہی پہچانتے ہین - محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابوبکرؓ نے فورًا پہچان لیا - بلال وغیرہ نے پہچانا مگر مکہ کے بڑے بڑے سردارون نے نہ پہچانا اصل یہود نے جس طرح اصل ابن مریم کو نہین پہچانا تھا یہ مثیل یہود بھی جنسے مراد علما ہین مثیل ابن مریم کو نہین پہچان سکتے اگر انبیاء کو لوگ آتے ہی قبول کرلیتے اور پہچان لیتے تو اللہ تعالےٰ کا یہ قول معاذ اللہ غلط ٹھہرتا مایأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ۔ اولیا انبیاء کے اظلال ہوتے ہین انکو بھی پہچاننا مشکل ہے اسی سبب سے اس امت کے تمام اولیاء نے علما اور جہلا کے ہاتھون سے بڑے بڑے دکھ اٹھائے سو جن کی آنکھون پر پردے پڑے تھے اور کان بہرے ہوگئے تھے کیا اصل مین اندھے اور بہرے ہوگئے تھے یا قبول حق سے اندھے اور بہرے ہوگئے تھے اللہ تعالےٰ کسی پر ظلم نہین کرتا ظاہری آنکھون اور کانون کے بیکار ہونیکے بھی اسباب ہوتے ہین اسی طرح باطنی آنکھین اور کان بھی سرکشی اور شرارتون کے سبب سے پھیچتے جاتے ہین اور توبہ اور استغفار سے پھر مل بھی جاتے ہین ظاہری بیماریون کا جس طرح علاج ہوسکتا ہے اور ہزارون بیمار شفا پاتے ہین اسی طرح باطنی بیماریان بھی اچھی ہوسکتی ہین انکا بھی علاج اللہ و رسول نے فرمایا ہے سب سے پہلے تو ہر ایک خیال سے خالی ہوکر اللہ تعالےٰ کیطرف آدمی رجوع کرے اور رو رو کر اور سخت بیقراری اور گریہ و زاری سے التجا کرے رات کو دن کو دوپہر کو پانچون نمازون کے رکوع مین سجود مین قومہ مین جلسہ مین آخر کے قعدہ مین ایک مصیبت زدہ کی طرح گڑگڑاوے اور آہین مار مار کر فریاد کرے اور تھکے نہیں ماندہ نہ ہو لگاتار کوشش کئے جاوے اور بس نہ کرے جب تک اللہ تعالےٰ انکشاف حقیقت نہ فرماوے - اور کثرت استغفار اور درود رات دن محنت سے کرے انشاء اللہ چالیس روز نہین گذرینگے کہ حقیقت منکشف ہوجاوے گی پہلے سے دلمین یہ تصور کرلینا نہین چاہیئے کہ فلان جھوٹا ہے احکام اسلام کے برخلاف ہے انسان کو یون دعا کرنی چاہیئے اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ اللھم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ -

. . . . اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے خواب مین یا دیگر دلایل سے معلوم ہو اس کو بلاچون چرا ماننے کا پہلے سے ارادہ دل مین ٹھان لیوے تعصب بالکل نہ کرے دوم یہ کہ کتابونکو بغور ملاحظہ کرے بیہودہ سمجھکر پھینک نہ دے بار بار کتابون کو پڑھے - اور سوچے آخر حق و باطل مین خدا تعالےٰ تمیز پیدا کردے گا - والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - کوشش بغیر کچھ ہوتا نہین ادنےٰ کام بھی بغیر تکلیف کے بہم نہین پہونچتا - دین کچھ کھیل نہین ہے شطرنج کی بازی نہین ہے کہ نہ جیتنے سے کچھ فائدہ نہ ہارنے سے کچھ نقصان بلکہ یہان جنت و دوزخ روبرو رکھے ہین ایک جنت کا راستہ ہے دوسرا دوزخ کا جس راستہ پر قدم اٹھاؤگے جہان وہ پہونچے گا وہین تم بھی جاؤگے خواہ تمہارا ارادہ ہو یا نہو چودھوین صدی اچھی آئی کہ بجائے مجدد کے ایک دجال بقول تمہارے پیدا ہوا۔

اور مجدد کو آنے سے اس نے روکدیا خدا اور رسول کی باتین کبھی غلط نہین ہوتین کیا یہ وقت فتنون کا نہین پہلے مجددین کی نسبت تو ہزار گونہ فتنے دنیا مین زیادہ موجود ہین اسوقت تو کوئی بڑا ہی بھاری مجدد درکار ہے (جیسے ہمارے امام ہین جو تمہاری نظر مین معاذ اللہ ایک دجال کا حکم رکھتے ہین) جو ان فتن کا مقابلہ کرے صلیب کا زور ابھی تمہیں محسوس نہین ہوا کہ جسکے توڑنیوالے کی ضرورت محسوس ہو اور خنزیر خصلت شیطان سیرت آدمی آپنے نہیں دیکھے کہ جنکو دلائل کی تلوار سے قتل کرنیوالے کی آمد پر سجدات شکر بجالاؤ اور اس کے ساتھ ہو جاؤ۔ کیا دجالی فتن انتہائی درجہ کو نہیں پہونچے کہ جن کے مٹانے کے لئے مسیح ابن مریم کی ضرورت ہو جو **علامات** اور **نشانات** سے بے خبر ہین وہ دل مرے ہوئے ہین جس طرح ظاہری حواس بعض بیماریوں سے بیکار ہو جاتے ہین ایسے ہی باطنی حواس بھی گناہون کی کثرت سے ضائع ہو جاتے ہین اس زمانہ مین لوگ دنیا پر اسقدر مائل ہو گئے ہین کہ دین کا خیال بھی نہین رہا اور جس چیز کا خیال بھی نہ ہو اس سے آدمی بے خبر ہو جاتا ہے اور جس چیز سے بیخبر ہو اس مین رائے زنی بیہودہ ہے۔ اگر کسی بنئے سے لڑائیون اور سپاہیون کے معاملہ مین پوچھا جاوے تو وہ خاک بتلائے گا۔ اور اگر کچھ بتلائے گا تو غلط بتائے گا۔ آجکل کے ہمارے مولویون کا بھی یہی حال ہے کہ علم دین سے ایسے ہی بیخبر ہین جیسا کہ شیخ صاحب کے بھاؤ سے یا کوئی جاٹ عطر کی قدر و قیمت سے۔ اول تو عالم رہے ہی نہین مولوی ایک فرضی یا آبائی نام ہے جیسے سرکاری خطاب کہ بعض جولاہوں اور تیلیوں کو بھی بسبب عہدوں کے خان بہادر کا خطاب ملجاتا ہے مگر بہادری ایک قلب کا فعل ہے وہ تو سرکار کسی کو عطا نہیں کر سکتی اور اگر ہزاروں مین سے ایک آدھا ہو بھی تو وہ دنیا پرست ہے *تحمل اسفار* کا مصداق **ایمان ثریا پر چلا گیا تھا** جسکو ہمارے امام دوبارہ لائے ہین ایک ہی شخص ہے جس سے ایمانی نعمت ملتی ہے بھلا جو اس کا دشمن ہوگا اس کو ایمان کسطرح حاصل ہو سکتا ہے پرانی باتوں کو دماغ سے نکالدو تاکہ تازہ ایمان تمہین حاصل ہو اور اس عارف باللہ اور نائب رسول اللہ کے پاس عجز و انکسار سے حاضر ہو کر دیکھو تا تمہین حقیقت معلوم ہو ورنہ چند روز مین نہ مین رہوں گا نہ تم آخر وہی اللہ کا ایک نام رہیگا مگر مجھے آپسے محبت اور ہمدردی ہے جس لئے پہاڑ پہاڑ کر اور کھول کھول کر تمہین تنبیہ کرتا ہون واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت امامنا و امام الزمان سلمہ الرحمان خدا تعالے کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ توانا و تندرست ہین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور پیغام الہی کی اشاعت مین شب و روز مصروف ہین۔

بعد از مغرب آپ ایک فاضل یہودی کی کتاب سنتے ہین جو اس نے عیسائی مذہب پر لکھی ہے اس کتاب کے فقرہ فقرہ کو سنکر اور علماء سوء کی حالت کو دیکھکر بے اختیار ماننا پڑتا ہے کہ [illegible] ہر حال حضرت حجۃ اللہ کسر صلیب مین مصروف ہین روحانی مردے آپکے انفاس سے زندہ ہو رہے ہین اسلام کی عظمت اور صداقت کا نور پھیل رہا ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نوردین صاحب سلمہ بفضلہ تعالے اب بالکل تندرست ہین کسیقدر ضعف اور نقاہت باقی ہے مگر آپکے استقلال اور ہمدردی مخلوق کو دیکھکر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ ایمانی قوت کے بدون حاصل نہیں ہو سکتا۔ محض اس خیال سے کہ دوسرے بیمارون کو تکلیف نہ ہو آپ باوجود ضعف و ناتوانی ہر روز باہر تشریف لاکر مریضوں کو دیکھتے اور ہر ایک کے لئے مناسب دوا تجویز فرماتے ہین۔

۳۔ حضرت مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ بہ خدا کا احسان ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قلمی خدمت مین دن رات مصروف ہین۔ خدا تعالے روح القدس سے انکی تائید فرماوے۔

۴۔ حضرت مولنا مولوی محمد احسن صاحب اس ہفتہ دار الامان واپس تشریف لے آئے۔ امروہہ مین مخالفین کو سخت نیچا دکھایا اور سلسلہ عالیہ کی خوب تبلیغ فرمائی کتاب آیات الرحمن اب جلد طبع ہونی شروع ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔

۵۔ بیعت کرنیوالوں کے نام کالم بیعت مین درج ہین۔

۶۔ منشی عبدالحق صاحب نو مسلم نے اپنا دوسرا رسالہ **دعوت الحق** نامی لکھا ہے جو ہمارے مطبع مین جیبی تقطیع پر طبع ہوا ہے کاغذ اعلے درجہ کا لگایا گیا ہے قیمت صرف ۹ پائی علاوہ محصول ڈاک ہے اس رسالہ مین **انجیل متی** کی حقیقت کھولی گئی ہے یہ رسالہ منشی عبدالحق صاحب یا دفتر الحکم سے ملسکے گا۔

عسل مصفی

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابو العطاء حضرت اقدس مسیح موعود کی دعاوی کی تصدیق مین اور معترضون کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۰۰ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب مالیرکوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے عہ قیمت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے۔ جلد خریدو۔

سرکاری خبریں

شیخ ظہیر الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے رخصت سے واپس آنے پر ۔۔۔ بی۔ ایچ برڈ صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج جھنگ لدھیانہ میں تعینات کئے جائینگے

خان عبد الغفور خان صاحب خان ۔۔۔ کے شاہپور میں واپس آ جانے پر ۔۔۔ اے ای ۔۔۔ صاحب ایچ ۔ ایس ۔۔۔ صاحب کی جگہ جو لاہور کو تبدیل کئے ۔۔۔ گئے ۔ امرتسر تعینات کئے ۔۔۔ گئے ۔

۔۔۔ جے کینیڈی صاحب ڈویژنل جج راولپنڈی ۔۔۔ ڈبلیو چیوس صاحب ڈویژنل ۔۔۔ فیروزپور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مقام کی تبدیلی کریں گے ۔

منشی محمد محمود علی صاحب قائمقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جالندھر دہلی کو تبدیل ۔۔۔ ہیں ۔

بیعت

چودھری امام الدین صاحب ۔ نور پور کھیوا ضلع سیالکوٹ ۔
چودھری نواب خان ۔ چیمہ ۔ وارد کھیوا ۔
ان اللہ دتا میراثی موضع کھیواہ ۔
چودھری حاکم خان موضع بسرا تحصیل ۔۔۔ ضلع سیالکوٹ ۔
۔۔۔ ل الدین ولد غلام محمد داروغہ
چاولی سیالکوٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
محمد بخش چودھری ۔
۔۔۔ لف دین ولد محمد بخش ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
جلال الدین ولد محمد بخش ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
فضل الدین حداد ۔ راولپنڈی بازار ۔۔۔ ۔۔۔ مکان مولوی حکیم شاہ نواز خان صاحب احمدی ۔
الٰہی بخش پسر نیاز

قادر بخش پسر ۔۔۔
مسماۃ لالاں دی زوجہ کون اسمعیل پرنیا معرفت مولوی عبد الحق چک لوہٹ ضلع لودیانہ ڈاک خانہ کوٹالہ
مسماۃ بھولی زوجہ کریم کنسٹیبل پولیس لودیانہ باشندہ غوث گڈھ
مولوی حافظ محمد دین ساکن منٹگری شاگرد رشید حافظ عبد المنان وزیر آبادی ۔
قاضی ملا عبد الغفار ۔ ننگل گھیپیانہ ڈاک خانہ ریہ ضلع سیالکوٹ
سردار علی شاہ مالیر کوٹلہ
ملا جان محمد ولد رحیم بخش چیووال تحصیل لورن سرریاست جموں ڈاکخانہ آرمیہ معہ زوجہ و دختر
غلام حسین ولد جان محمد علی اکبر کوٹ ولاور ڈاکخانہ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ
جمیل الدین احمد ولد نذیر الدین ملازم لوکس کوٹ الہ آباد محرر
جلال الدین کلرک دفتر چیف سٹورکیپر ریلوے لاہور ۔
زوجہ و والدہ عبد الحق چک لوہٹ ضلع لودیانہ
ضیاء الحق ولد عبد الحق
مظہر الحق ولد عبد الحق
گاموں ولد کماں زمیندار ڈاک خانہ کوٹالہ ۔
یعقوب علی ولد صدر الدین
نادر حسین ۔۔
عبد الکریم ولد نہال
زوجہ پیر بخش احمدی
معرفت قاضی بدر الدین صاحب
غلام حیدر قصاب ۔۔۔ ملتان
خوشی محمد ولد جان محمد کشمیری معہ اہل و عیال ۔
گل محمد ولد خوشی محمد
عبد اللہ ۔ ان کے خط میں ٹھکانہ نہیں ہے
محمد عبد الباری پٹواری ڈہامال صورت گڈھ ریاست بیکانیر
میاں حاجی معرفت ۔۔۔ محمد ۔۔۔ صاحب

سکرٹری انجمن اخوان الصفا پٹیالہ
امیر حسن ۔ انٹرنس کلاس ایم اے سکول سیالکوٹ
شیخ غلام قادر ولد میراں بخش سائیس سیانہ حال جیتوی ضلع و تحصیل پٹیالہ
حکیم کرم الٰہی ساکن ستو کے تحصیل سرور ضلع سیالکوٹ
عطا محمد ولد نصیر الدین مرحوم چھیانوالی تحصیل جگراؤں ضلع لودیانہ حال سٹوڈنٹ سینیر سپیشل کلاس گورنمنٹ سکول لودیانہ
بدر الدین کوٹ دلاور ڈاک خانہ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ
چراغ الدین محرر جوڈیشل متعلقہ عدالت مجسٹریٹی وڈالہ سندھواں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
کرم الٰہی ولد بہاول بخش معہ اہل و عیال ہرنپور تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم حال وارد راولپنڈی
میراں بخش ولد امام الدین کشمیری سیالکوٹ محلہ حنداں
عبد اللہ ولد مولوی احمد الدین کشمیری نارووال
موسیٰ پسر نا معہ زوجہ چک لوہٹ ضلع لودیانہ ۔۔ ۔۔
زوجہ اسمعیل ۔۔ ۔۔
سید اسد اللہ شاہ ولد برکت علی شاہ ساکن موضع سو تحصیل سرور ضلع سیالکوٹ حال نعیم کوٹ لونڈہ تحصیل ضلع سیالکوٹ ۔
عباد اللہ صاحب ڈہک بازار محلہ رحمت شہر پٹیالہ
ولد بدھا و الٰہو مسلم قوم جھینور دکاندار ساکن موہن مزرعہ تحصیل روپڑ معرفت عبد الحق صاحب ساکن چک لوہٹ ضلع لودیانہ ۔
سید ظہور علی کارندہ محمد رحمت اللہ الٰہی خان رئیس شاہ پور تحصیل لودیانہ ضلع مظفرنگر
نبی بخش ولد جھنڈا بنر کشن پورہ المشہور والی والہ ڈاکخانہ و ضلع سیالکوٹ

طاعون

بربادکنندۂ بنی آدم بعد از مدت ہند مین پھیلا ہے ۔ اب تک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور مرض بطور علاج حفظ ماتقدم کچھ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہین پاتا چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے ہر حصہ مین جہان یہ ظاہر ہوا ۔ تصدیق ہوگئی ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے ۔ علیحدہ کتاب آٹھ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے قیمت شیشی (عہ) درجن شیشی (ا مے)

شفایاب مریضون کے چند سارٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری بمکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ٹواکر اسٹریٹ بمبئی ۔ دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضون مبتلایان طاعون کو وہ دوا دی ان مین سے دو مریض جو فوراً مبتلائے طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی بعد دس منٹ کے ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے دیتے ہی پیاس کی شدت کم ہوگئی اور بخار میں بھی افاقہ ہوگیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریض کا بخار اترتا نہین مگر خدا کے فضل سے اور آپ کی تشخیص سے اس دوا دینے سے چار شخصون کو فائدہ ہوا

طبیعت اس دوائی سے عجب مسرور ہوتی ہے
دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے

دوائی ایسی ہے یا کہ نقش اسم اعظم ہے
کہ جسکے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے

کئی کالی بلا کے مرض مین تھے مبتلا انسان
دیا جسکو وہین اس سے بلا یہ دور ہوتی ہے

کرے تعریف کس منہہ سے دوا کی احمد کمتر
مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

جناب محمد یوسف خان صاحب مسجد گلی بمبئی
ترجمہ چٹھی
آپ کے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا

اور بمبئی مین بہت سی جانین بچائی ہین اکثر احباب اس کی تعریف مین رطب ہین ۔

جناب سید عبدالرحمن خلف سید حسین قلعدار از مقام جزیرہ جیتان ضلع علی باغ متصل بمبئی آپکی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام کیا ہے

جناب سیٹھ اے ذلیرو وسہ بہاری آف کنٹر ماکنٹر کیماڑی شہر کراچی ۔ آپنے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑون شفا پاچکے ہین اور پائے جاتے ہین سو مہربانی فرماکر بذریعہ کارڈ بندا کچھہ دوا ارسال فرمادین ۔

جناب صوبہ دار حسن پنشنر رام باغ گارڈن احاطہ کراچی ۔ عرق طاعون دو تین مریضون کو دیا بحکم خدا اچھے ہوئے ۔

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت اللہ شاہ نقشبندی محل ناریل باڑی داؤد حسن شاہ بمبئی عرض یہ ہے کہ آپ کی ارسال شدہ دوائی سے بمبئی مین لوگون کو بہت فائدہ ہوا مین بچشم خود دیکھتا ہون کہ جسوقت مریض کو دوا پلائی فوراً ہوش آگیا

جناب منشی قلندر حسین ۔ ہوش ۔ ار ۔ کے ۔ ہیڈ ایم ۔ او ۔ کیمپ ہوش کوٹہ ضلع بنگلور اچھے عرق طاعون نے لوگون کو بہت فائدہ ہوا ۔ دو شیشی مہربانی فرماکر اور ارسال کرین

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

ضیاء الاسلام پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ... کے اہتمام سے چھپا

نمبر ۱ | ۱۷- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۶- ذالحجہ سنہ ۱۳۱۹ھ یوم دوشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ کے متعلق

عیدضحیٰ بہت ہی قریب ہے اور ہم ایک سے زیادہ مرتبہ اپنے ناظرین کو سلسلہ عالیہ کی ضرورتون خصوصاً مدرسہ اور لنگرخانہ کی امداد کے متعلق اس موقع پر لحاظ کرنے کی طرف توجہ دلا چکے ہین +

معمولی ڈونیشن کے علاوہ جو اس تقریب پر احمدی قوم مدرسہ کے دیتی ہے ضروری بات یہ ہے کہ قربانی کی کھالون کا مصرف دارالامان کی ضروریات سے بڑھکر کوئی نہین اس لئے وہ کل روپیہ لنگرخانہ یا مسکین فنڈ کی امداد کے لئے آنا چاہیئے مدرسے کے متعلق ہر قسم کا روپیہ نواب محمد علیخان صاحب ڈائرکٹر مدرسہ رئیس اعظم مالیرکوٹلہ حال قادیان کے نام آنا چاہیئے اور لنگرخانہ کے متعلق کل روپیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام .. کے نام

خدا تعالےٰ کا احسان ہے کہ میگزین کا تیسرا نمبر بھی طیار ہوکر ۲۰ر مارچ کو انشاءاللہ شائع ہوجائیگا اور اردو میگزین کا پہلا [illegible]

ہونیوالا ہے

بعض استفسارون کے جوابات اور بعض کتابونپر اظہار رای ہم عدم گنجائش کیوجہ سے نہین لکھ سکے ناظرین گھبرائین نہین اور طلبگار بایں ہمہ سوڑ محول پر عمل کرین

مضامین کی کثرت اور اخبار کے حجم کی باوجود ۱۶ صفحہ کلان ہونے کے کمی نے اس سوال کو قابل غور بنا دیا ہے کہ آیا اخبار کا حجم بڑھایا جاوے یا اس کو ہفتہ مین دو مرتبہ کردینے کی تجویز سوچی جاوے - بہرحال ہم سردست اسپر کوئی رائے پیش نہیں کرتے ناظرین الحکم کی ذاتی راؤن کا اندازہ کرنے کے لئے اس سوال کو قوم کی خدمت مین پیش کردیا ہے +

حقیقت مین بہت سے ضروری اور اشد ضروری مضامین ہین جو قلت گنجائش کی وجہ سے شائع نہین ہوسکتے مثلاً ظہر اور عصر کی نمازون کے جمع کرنے پر حضرۃ حجۃ اللہ کی ایک لطیف اور حقائق سے لبریز تقریر ہے جو گذشتہ نومبر مین فرمائی تھی اور اب تک پانچ مہینے مین اس کی نوبت نہین آئی ایسا ہی مردون سے مدد مانگنے کے متعلق ایک سوال کے جواب مین ایک بیش بہا تقریر ہے

مکتوبات حکیم الامۃ

مکتوب نمبر ۳

(میرے پیارے پیارے دل
کے سرور آنکھوں کے نور
اللہ تعالیٰ دین سلامت رکھے
اور تمہاری ترقی میں مجھے خورسند
اور لوگوں کو نفع مند کرے۔ اے
خدا ایسا ہی کرے)

دین! تمہارے للّٰہی فقرون اور دین کی باتوں پر جسقدر خوشی ہوئی اور ہوتی ہے بیشمار اور مشرقی خیالات سے قطع نظر کرکے کہتا ہوں۔ کوئی کلمہ نہیں ملتا جسمیں میرے دلی ولولے کا بیان ہوسکے۔ امتثالاً لحکم جناب الرسول صلے اللہ علیہ وسلم جزاک اللہ تعالیٰ احسن الجزا پر اکتفا کرتا ہوں

اللھم علم حبی

الکتاب وفقہ فے الدین اللہم زد حبی علماً وعملاً۔ او خدا ایسا ہی ہو۔ پیارے راقم کا تحقاق نہ بھولئے۔ غفلت اور لاپروائی کے سمندر مین ڈوبا جاتا ہوں دعا کرو نجات پاؤں کبھی مین نے بھی آپ کے لئے تمام آنا کن اجابت حرمین شریفین مین بہت بہت دعائیں کیں جنکا ثمرہ ایک تو بھی دنیوی معاملہ ہین اور دوسرا ثمرہ جنت مین انشاء اللہ تعالیٰ دیکھو گے

پیارے مذہب اسلام بےریب ایک الہی مذہب ہے۔ مین نے یہودیت اور عیسائیت مجوسیت آریا دھرم کو بہت کچھ سنا اور برہمو آریا قوم کی شاخ ہے۔ سب پر اسلام کو بڑی دلیری سے بےتعصب ترجیح دیتا ہوں اور اسلام مین شراب کی حرمت اول تو اوس رسول پاک کی زبانی جس کے کہنے سے قرآن شریف کو ہمنے کلام الہی مانا۔ ثابت۔ کل مسکر خمر۔ کل مسکر حرام۔ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وتحریم تحلیل الخمر قرآن شریف مین تو اس ام الخبائث کی حرمت ایسی بیان ہوئی ہے جس کی حد ہی نہیں

اے ایمان والو

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ
شراب اور جوا
وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ
بت اور تیر پانسے پلید ہین گندے
مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ
شیطانی کام بچو تو
تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ
نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے
اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ
تم مین بیر دشمنی ڈالے
فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ
شراب اور جوئے سے اور روکے
ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ
اللہ کی یاد سے اور نماز سے اب کیا
اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ
تم باز آؤ گے مانو اللہ کو
وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا
اور مانو رسول کو اور ڈرو
فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰی
اگر نہ مانو تو جان لو ہمارے
رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝
معجزے کا کام کہہ دینا۔
یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ
کہ اسمین اثم بڑا اور نفع
خمر اثم ٹھیرا اور اثم کا حکم ہے
قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ
کہ کہ کبھی اور بیہی بےحیائی
مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ
اور اثم
وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِکُوْا
اور بغاوت اور اللہ سے شرک
بِاللّٰہِ

خمر اثم کبیر اور اثم چھوٹا بڑا سب حرام۔ وتر ایک اور تین بدون التحیات اوسط اور پانچ ایک تشہد سے اور سات ایک تشہد سے اور نو رکعت جسمین اقصوین اور نوین مین التحیات ہو۔ سب سنت ہے تراویح تہجد وتر ایک ہی چیز ہو اسلام اتباع قرآن شریف اور حدیث صحیح ہو۔ اسلام ہی تھا اسمہ فرمان

اور فطرتی مذہب ہے۔ پیارے مین نے ان دنون توریت اور صحف انبیاء اور انجیل کو بہت دیکھا واللہ العظیم بےاختیار میرے مونہہ سے نکلتا تھا فداک ابی وامی یا رسول اللہ انت خاتم الانبیاء واصفی الاصفیاء وانت متممہ مکارم الاخلاق

پیارے دین! افسوس ہم ناشکروں نے قرآن شریف اور حدیث کی قدر نہ کی مولویوں کے خیالات پر اڑ گئے۔ کہاں مشت خاک اور کہاں احکم الحاکمین کا کلام پاک آپکی سچی اور دلی محبت پر مجھے یقین ہے کہ آپ ہر روز ایک حصہ ترجمہ قرآن شریف کا پڑھتے ہونگے اور خوب حظ پاتے ہونگے۔ پیارے دین! تذکرے کے لئے قرآن شریف نہایت ہی سہل۔ یسرنا القرآن کے سامنے کسی زید و بکر کی بات پر کب وجہ ن ہوسکتا ہے۔ مسجد مین۔ تو تفنن شروع ہوا ہے کو بند دینا۔ اوسکی طرف رخ کرکے جھکنا خندہ پیشانی سے پیش آنا عجز آمیز بااخلاق کلام کرنا بشرطیکہ اوسمین تصنع نہو اور استقبال کے لئے اوٹھنا۔ نہایت عمدہ اور پسندیدہ ہے اور انجام کیسی وثبا بھی لغو تراویح تہجد ایک ہی چیز ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے کبھی زیادہ نہیں پڑہی

خاکسار نور دین۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیریت ہین اور عربی رسالہ لکھ رہے ہین عصمت انبیاء پر جو مضمون حصہ لکھ رہے تھے وہ ختم ہوچکا

۲۔ حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بھی بفضلہ تعالیٰ تندرست ہین۔

۳۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کتاب [illegible] کی تبییض کے کام مین مصروف ہین۔

۴۔ اس ہفتہ مین ہمارے کرم و مخدوم جناب نا نظیر حسین صاحب کوٹلہ سے تشریف لائے ہین

کلماتِ طیّبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۹ جلد ۶

امریکہ مین ایک شخص کو مار کر دیکھا کہ آیا مرنے کے بعد شعور باقی رہتا ہے یا نہین۔ اس شخص کو جس پر یہ تجربہ کرنا چاہا کہدیا گیا کہ تم آنکھ کے اشارے سے بتا دینا۔ مگر جب وہ ہلاک کیا گیا تو کچھ بھی نہ کر سکا کیونکہ یہ ایک سِرّ الٰہی ہے جس کی تہ تک کوئی نہین پہنچ سکتا۔ انسان جب حد سے گذرتا ہے تو سِرّ کی تلاش کی فکر مین ہوتا ہے۔ مغربی دنیا جو ذہنی تحقیقات مین لگی ہوئی ہے وہ ہر فلسفہ مین ادب سے دور نکلجاتی ہے اور انسانی حدود کو چھوڑکر آگے قدم رکھنا چاہتی ہے۔ گیفایدہ

مختصر یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ان امور کو جو ایمانیات سے متعلق ہین نہ تو اس قدر چھپایا ہے کہ تکلف کی حد تک پہونچ جائین اور نہ اسقدر ظاہر کیا ہے کہ ایمان ایمان ہی نہ رہے اور کوئی فایدہ اس پر مترتب نہ ہو سکے۔

باوجود ان ساری باتونکے **آج اسلام کے لیے خوشی کا دن ہے** کہ مجموعۂ عالم مین کوئی اسکا مقابلہ نہین کر سکتا اور وہ اپنی روشن ہدایتون اور عملی سچائیون کے ساتھ **زندہ نشانات** اور **زندہ برکات** کا ایک زبردست **معجزہ** اپنے ساتھ رکھتا ہے جسکے مقابلہ کی کسی مین **طاقت** نہین!

یہ بات کہ **اسلام** اپنی پاک تعلیم اور اسکے **زندہ نتایج** کے ساتھ اس وقت مجموعۂ عالم مین **ممتاز** ہے نرا دعویٰ ہی دعویٰ نہین بلکہ خدا تعالےٰ نے **اپنے بندے** کے ذریعہ اس سچائی کو ثابت کر دیا ہے اور کل مذاہب و ملل کو دعوتِ حق کرکے اس نے بتا دیا ہے کہ فی الحقیقت **اسلام ہی ایک زندہ مذہب** ہے اور جسے ابھی تک شک ہو وہ **میرے پاس آئے** اور ان خوبیون اور **برکات** کو خود مشاہدہ کرے مگر **طالب صادق** بن کر آئے نہ جلد باز **معترض** ہوکر۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس زمانہ مین دنیا مین ظاہر ہوئے اور خدا تعالےٰ کا جلال اور گم گشتہ **توحید** کو زندہ کرنے کے لیئے آپ مبعوث ہوئے اس زمانہ ہی کی حالت پر اگر کوئی سعادتمند سلیم الفطرۃ غور کن دل لیکر فکر کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ کی حالت ہی آپ کی سچائی پر ایک روشن دلیل ہے اور دانشمند اس وقت ہی کو دیکھ کر اقرار کرے اور معجزہ بھی طلب نہ کرے

پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتاب میزان الحق مین یہ سوال کیا ہے کہ کیا سبب ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت دعویٰ کیا اور خدا تعالےٰ نے انکو نہ روکا؟ اس سوال کا پھر آپ جواب دیتا ہے کہ اسوقت چونکہ عیسائی بگڑ گئے تھے انکے اخلاق اور اعمال بہت خراب تھے انہون نے سچی راستبازی کا طریق چھوڑ دیا تھا اس لیے اللہ تعالےٰ نے ان کی تنبیہ کے لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور اسی لیئے آپ کو نہ روکا۔ اس سے یہ نادان عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا تو اعتراف نہین کرتا بلکہ معترض کی صورت مین اس کو پیش کرتا ہے۔

مین کہتا ہون کہ کیا اسوقت کے حسب حال کسی **مصلح** کی ضرورت تھی یا یہ کہ ایک کا جو ایک ہاتھ کاٹا ہوا ہے تو دوسرا بھی کاٹا جاوے۔ جو بیمار ہے پتھر مار کر مار دیا جاوے کیا یہ خدا تعالےٰ کے رحم کے مناسب حال ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ اسوقت جیسا کہ عیسائی تسلیم کرتے ہین وہ تاریکی کا زمانہ تھا۔ اور دیانند نے اپنی کتاب مین تسلیم کیا ہے اور تاریخ بھی شہادت دیتی ہے کہ ہندوستان مین بت پرستی ہو رہی تھی نہ صرف ہندوستان مین بلکہ کل معمورۂ عالم مین ایک خطرناک تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جسکا اعتراف ہر قوم اور ملت کے مورخون اور محققون نے کیا ہے اب ایسی حالت مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود بے ضرورت نہ تھا بلکہ وہ کل دنیا کے لیئے ایک رحمت کا نشان [illegible]

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

یعنے اے نبی کریم ہم نے تمہین تمام عالم پر رحمت کے لیے بھیجا ہے آپ کو تو کچھ معلوم نہ تھا کہ اسوقت آریہ ورت کی کیا حالت ہے۔ اور کسی خطرناک بت پرستی کے تاریک غار مین گرا ہوا ہے یہانتک کہ انسان کی شرمگاہ تک کی پرستش بھی ان وید کے ماننے والون مین مروج تھی اور نہ آپکو معلوم تھا کہ بلاد شام کے عیسائیون کا کیا حال ہے وہ کس قسم کی انسان پرستی مین مصروف ہوکر اخلاق اور اعمال صالحہ کی قیود سے نکلکر بالکل تاریک زندگی بسر کر رہے تھے اور نہ آپ کو اس بات کا علم تھا کہ ایران اور مصر مین کیا ہو رہا ہے! غرض آپ تو ایک جنگل مین پیدا ہوئے تھے نہ اس وقت کوئی تاریخ مدون ہوئی تھی جو آپ نے پڑھی ہوتی نہ کسی مدرسہ اور مکتب مین آپ نے تعلیم پائی تھی جو معلومات وسیع ہوتے اور نہ کوئی اور ذرایع لوگون کے حالات معلوم کرنے کے تھے جیسے تار یا اخبار یا ڈاک خانے وغیرہ۔

آپ کو تو دنیا کے بگڑجانے کی اطلاع صرف خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے ملی جب یہ آیت اتری۔ **ظہر الفساد فی البر والبحر** یعنے دریا بھی بگڑ گئے اور جنگل بھی بگڑ گئے دریاؤن سے مراد وہ لوگ ہین جن کو پانی دیا گیا یعنے شریعت اور کتاب اللہ ملی اور جنگل سے مراد وہ ہین جن کو اس سے حصہ نہین ملا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب بھی بگڑ گئے اور مشرک بھی۔ الغرض آپ کا زمانہ ایسا زمانہ تھا کہ دنیا تاریکی میں پھیلی ہوئی تھی اس وقت اللہ تعالےٰ نے آپ کو پیدا کیا تا تاریکی کو دور کرین ایسے پر فتن زمانہ مین کہ چارون طرف فسق و فجور کی ترقی تھی اور شرک اور دہریت کا زور تھا کہ نہ اعتقاد ہی درست تھے اور نہ اعمال صالحہ اور نہ اخلاق ہی باقی رہے تھے، آپ کا پیدا ہونا بجائے خود آپ کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے کاش کوئی اس پر غور کرے۔ عقلمند اور سلیم الفطرۃ انسان ایسے وقت پر آنے والے مصلح کا [illegible]

نہین کر سکتا اور کم از کم اس کو اتنا تو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ وقت پر آیا ہے۔ وباء طاعون اور ہیضہ کی شدت کے وقت اگر کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ مین ان کے علاج کے لیے آیا ہون؟ تو کیا اس قدر تسلیم کرنا نہین پڑے گا کہ یہ شخص ضرورت کے وقت پر آیا ہے؟ بیشک ماننا پڑیگا۔ اسی طرح پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے لیے پہلی دلیل یہی ہے کہ آپ جس وقت تشریف لائے وہ وقت چاہتا تھا کہ

مردے از غیب برون آید و کارے بکند۔

اسی کی طرف قرآن کریم نے اس آیت مین اشارہ کیا ہے

بالحق انزلناہ وبالحق نزل

پس یاد رکھو کہ مامور من اللہ کی شناخت کی پہلی دلیل یہی ہوتی ہے کہ اس وقت اور موقع پر نگاہ کی جاوے کہ کیا اسوقت کسی مرد آسمانی کے آنے کی ضرورت بھی ہے یا نہین؟

ایک شخص اگر نہرون کی موجودگی اور متعدد کنوؤن کے ہوتے ہوئے پھر ان مین ہی کنوان لگاتا ہے تو صاف کہنا پڑے گا۔ کہ یہ وقت اور روپیہ کا خون کرتا ہے لیکن اگر وہ کسی ایسے جنگل مین جہان کوئی کنوان نہین ہے کنوان لگاتا ہے تو ماننا پڑیگا کہ اسنے خیر جاری کے لیئے یہ کام کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے جسمانی جنگل مین پیدا ہوئے ویسے ہی روحانی جنگل بھی تھا۔ مکہ مین اگر جسمانی اور روحانی نہرین نہ تھین تو دوسرے ملک روحانی نہر کے نہ ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو چکے تھے۔ اور زمین مر چکی تھی جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔

اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا

یعنے یہ بات تمہین معلوم ہے کہ زمین ساری مر گئی تھی اب خدا تعالےٰ نئے سرے اس کو زندہ کرتا ہے پس یہ زبردست دلیل ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی کہ آپ ایسے وقت مین آئے کہ ساری دنیا عام طور پر بدکاریون اور بد اعتقادیون مین مبتلا ہو چکی تھی اور حق و حقیقت و توحید اور پاکیزگی سے خالی ہو گئی تھی۔

پھر دوسری دلیل آپ کی سچائی کی یہ ہے کہ آپ ایسے وقت من اللہ تعالےٰ کیطرف اٹھائے گئے جب وہ اپنے فرض رسالت کو پورے طور پر ادا کر کے کامیاب اور بامراد ہو چکے۔ حقیقت مین جیسے مامور من اللہ کے لیے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا وہ وقت پر آیا ہے یا نہین؟ یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہ کامیاب ہوا یا نہین؟ اس نے ان بیمارون کو جنکے علاج کے لیے وہ آیا اچھا بھی کیا یا نہین؟ (باقی آیندہ)

ملفوظات احمدیہ

(ڈائری کا اقتباس)

عصمت اور شفاعت

(ایڈیٹر کے اپنے الفاظ مین)

تعجب ہے کہ عیسائی لوگ شفاعت کیلئے **عصمت** کا مسئلہ پیش کرتے ہین کیونکہ ان کے ہان نری عصمت شفاعت کا موجب نہین ہو سکتی بلکہ شفاعت تب ہو سکتی ہے جب کہ شفیع معصوم ہو اور پھر وہ **ابن اللہ** ہو اور پھر صلیب پر لٹکایا جا کر **ملعون** ہو جب تک یہ تثلیث عیسائی مذہب کے عقیدہ کے موافق قائم نہو شفیع نہین ہو سکتا پھر وہ عصمت عصمت ہی کیون پکارتے ہین کیا اگر کوئی معصوم انکے سامنے پیش کیا جاوے یا ثابت کر دیا جاوے تو وہ مان لینگے کہ وہ شفیع ہے؟ ہرگز نہین بلکہ عیسائی عقیدہ کیموافق یہ ضروری ہے کہ وہ خدا بھی ہو بلکہ **ابن اللہ** ہو اور وہ مصلوب ہو کر جب تک **ملعون** نہو لے ہرگز ہرگز وہ شفیع نہین ہو سکتا پھر ایک اور بات قابل غور ہے کہ جب کہ یسوع خود خدا تھا اور اس لئے وہ علت العلل تھا اور اس نے کل جہان کے گناہ بھی اپنے ذمے لئے پھر وہ معصوم کیونکر ہوا اور گناہون کا تذکرہ ہم چھوڑ دیتے ہین جو یہودی مورخون اور فری تھنکرون (آزاد خیال) نے انکی انجیل سے ثابت کئے ہین لیکن جب اس نے خود گناہ اُٹھا لئے اور بوجہ علت العلل ہونے کے سارے گناہون کا کرانیوالا وہی ٹھہرا تو پھر اُسے [illegible] شفیع [illegible] پھر خدا کا نام معصوم نہین کیونکہ معصوم وہ ہے جس کا کوئی دوسرا عاصم ہو خدا کا نام عاصم ہے اس لئے جب شفاعت کے لئے ابنیت کی ضرورت ہے اور اس کے لئے بھی مصلوبیت کی لعنت ضروری ہے تو یہ سارا تانا بانا ہی بنائے فاسد بر فاسد کا مصداق ہے۔

حقیقی اور سچی بات یہ ہے جو مین نے پہلے بھی بیان کی تھی کہ شفیع کے لئے ضروری ہے کہ اول خدا تعالےٰ سے تعلق کامل ہو تا کہ وہ خدا سے فیض کو حاصل کرے اور پھر مخلوق سے شدید تعلق ہو تا کہ وہ فیض اور خیر جو وہ خدا سے حاصل کرتا ہے مخلوق کو پہنچاوے جب تک یہ دونون تعلق شدید نہ ہون شفیع نہین ہو سکتا۔ پھر اسی مسئلہ پر تیسری بحث قابل غور یہ ہے کہ جب تک نمونے نہ دیکھے جائین کوئی مفید نتیجہ نہین نکل سکتا اور ساری بحثین فرضی ہین مسیح کے نمونہ کو دیکھ لو کہ چند حواریونکو بھی درست نہ کر سکے ہمیشہ ان کو سست اعتقاد کہتے رہے بلکہ بعض کو شیطان بھی کہا اور انجیل کی رو سے کوئی نمونہ کامل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بالمقابل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل نمونہ ہین کہ کیسے روحانی اور جسمانی طور پر انھون نے عذاب الیم سے چھوڑایا اور گناہ کی زندگی سے ان کو نکالا کہ عالم ہی پلٹ دیا ایسا ہی حضرت موسے کی شفاعت سے بھی فائدہ پہونچا۔ عیسائی جو مسیح کو مثیل موسی قرار دیتے ہین تو یہ ثابت نہین کر سکتے کہ موسیٰ کیطرح انھون نے گناہ سے قوم کو بچایا ہو بلکہ ہم دیکھتے ہین کہ مسیح کے بعد قوم کیحالت بہت ہی بگڑ گئی۔ اور اب بھی اگر کسیکو شک ہو تو لنڈن یا یورپ کے دوسرے شہرون مین جا کر دیکھ لے کہ آیا گناہ سے چھڑا دیا ہے یا پھنسا دیا ہے اور یون کہنے کو تو ایک چوہڑا بھی کہہ سکتا ہے کہ بالمیک نے چھوڑایا مگر یہ… نرے دعوے ہی دعوے ہین جن کے ساتھ کوئی واضح ثبوت نہین ہے پس عیسائیونکا یہ کہنا کہ مسیح چھوڑانے کے لیئے آیا تھا ایک خیالی بات ہے جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ انکے بعد قوم کی حالت

بہت بگڑ گئی اور روحانیت سے بالکل دور جا پڑی۔

ہاں سچا **شفیع** اور کامل **شفیع** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنھوں نے قوم کو بت پرستی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی قوم بنا دیا اور پھر اس کا **ثبوت** یہ ہے کہ ہر زمانہ میں آپ کی پاکیزگی اور صداقت کے ثبوت کے لئے اللہ تعالےٰ نمونہ بھیجدیتا ہے اس کے بعد **استغفا**ر کا مسئلہ بھی قابل غور ہے عیسائیوں نے اپنی جہالت اور نادانی سے اس پاک اصول پر بھی نکتہ چینی کی ہے حالانکہ یہ انسان کی طبعی منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔

جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف میں دو نام پیش کئے ہیں **الحی** اور **القیوم** الحی کے معنے ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنیوالا۔ **القیوم** خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث ہر ایک چیز کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہیں دونوں صفات کے طفیل سے ہے پس **حی** کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کیجائے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں **ایاک نعبد** ہے اور **القیوم** چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے اس کو **ایاک نستعین** کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔

حی کا لفظ عبادت کو اس لئے چاہتا ہے کہ اس نے پیدا کیا اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا جیسے مثلاً معمار جس نے عمارت کو بنایا ہے اس کے مر جانے سے عمارت کا کوئی حرج نہیں ہے مگر انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی **استغفا**ر ہے اصل حقیقت تو استغفار کی یہ ہے پھر اس کو وسیع کر کے ان لوگوں کے لئے کیا گیا کہ جو گناہ کرتے ہیں کہ ان کے برے نتائج سے محفوظ رکھا جاوے لیکن اصل یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں سے بچایا جاوے پس جو شخص انسان ہو کر **استغفار** کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے۔

خطبہ

جمعہ ۷ مارچ ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا

واذ قلنا ادخلوا ھذہ القریۃ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اس گاؤں میں تم داخل ہو جاؤ۔ اور جو چاہو کھاؤ اور جب دروازے کے اندر داخل ہو تو سجدہ کر کے داخل ہونا اور یہ کہنا کہ کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ بخش ہم تیرے فرمانبردار ہیں۔ ہم تمہارے گناہ معاف کردینگے جو کوئی اسپر بچا رہا اُسے اچھے اچھے بدلے دینگے مگر بدکاروں نے حرام کاریاں شروع کیں جنکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر **طاعون** بھیجا اس لئے کہ فسق کرتے تھے۔

یہ آیتیں سورہ بقرہ کی ہیں اس سورہ میں خدا تعالےٰ نے یہود کے بہت سے معایب بیان کئے ہیں جس نے سادہ ترجمہ بھی قرآن شریف کا پڑھا ہے اُسے خوب معلوم ہے کہ اس سورہ شریفہ میں یہود کے بڑے بڑے عیب خدا تعالےٰ نے ظاہر فرمائے ہیں اس میں کیا سر ہے یہ کلام الہی جو مسلمانوں کے لئے آیا اس میں یہودیوں کی عیب شماری سے کیا غرض تھی؟ وہ تو مر چکے تھے پھر دوبارہ انکا ذکر کرنے سے کیا حاصل؟

اس روشن کتاب میں جو سراسر حکمت اور محکم ہے کوئی بات ایسی نہیں جو اعلیٰ درجہ کی خوبیوں اور فوائد کو اپنے اندر نہ رکھتی ہو یہود کے معایب جو اس کتاب نے بیان کئے ہیں بظاہر اس کتاب کے مقصد اعظم سے ان کا کوئی تعلق نظر نہ آتا ہو لیکن جب ایک آدمی پورے غور اور فکر سے اس کتاب مجید کی ترتیب اور طرز بیان پر نگاہ کرتا ہے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں میں یہود کی سی بد اطواریاں اور بداخلاقیاں ایک وقت پیش جانیوالی تہیں اس لئے علیم و حکیم خدا نے قبل از وقت انکے معایب اور ان کی بدکاریاں

اور متنبہ کر دیا ہے کہ وہ ان سے بچیں یہی وہ سر اور بھید ہے۔ جسکے لئے سورۃ الفاتحہ کو پہلے رکھا ہے الحمد للہ سے شروع کر کے غیر المغضوب ولا الضالین پر اسے ختم کیا ہے کل مفسروں کا اسپر اتفاق ہے کہ مغضوب سے **یہود** مراد ہیں اور **ضالین** سے نصاریٰ اس لئے اللہ تعالےٰ نے سکھایا ہے کہ تم اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرو۔ یعنی ان لوگوں کی راہ جنپر بڑے بڑے انعام و اکرام ہوئے ہیں اے مولا ہم کو دکھا اور وہی فضل و برکات اور رحمتیں ہمیں بھی عطا فرما۔ اب ایک غور کرنے والا دل سوچ سکتا ہے کہ اگر وہ انعام و اکرام خدا تعالےٰ نے آئندہ کسی پر کرنے نہ تھے تو اس دعا کی تعلیم کی ہی کیا ضرورت تھی؟ اس دعا کا سکھایا جانا ہی صاف بتاتا ہے کہ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسےٰ حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو انعام کئے ہیں ہم پر بھی انعام کر اس دعا سے بہت بڑی خوشیاں مومنوں اور صادقوں کو عطا کی ہیں اور امیدوں کو بڑھا دیا ہے **مومن** کا دل خوشی سے لبریز ہو جاتا ہے جب وہ اس آغاز ہی پر نظر کرتا ہے کہ کس طرح پر اس کو رب العلمین۔ الرحمن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین صفات الہیہ سے شروع کیا گیا ہے۔ رحمان جو بن مانگے دینیوالا ہے۔ اور رحیم جو مانگنے پر بھی عطا کرنیوالا ہے۔ نعوذ باللہ اگر اس کے پہلے یہ ہوتا کہ خدا کے پاس کچھ نہیں تو فطرت انسانی میں وہ جوش اور اضطراب جو دعا کے لئے ضروری ہے پیدا ہی نہ ہوسکتا۔

پھر جب الحمد للہ کہتا ہے تو معاً دل میں یہ جوش پیدا ہوتا ہے کہ حضرۃ موسیٰ و مسیح و نوح و ابراہیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اسی ستائش سے پایا انکی کامیابیوں پر نگاہ کرتے اگر یہی نسبت یہ گمان کرے کہ جو کچھ ملنا تھا انکو مل چکا مجھے کچھ نہیں ملسکتا بڑا بے **ایمان** ہے جو خدا کی نسبت ایک آن کے لئے یہ وہم کرے کہ اس کے پاس نہیں وہ لم یزل اور لایزال خداوند ہے وہ جیسا آدم اور **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت خدا تھا ویسا ہی اب بھی ہے جامع صفات ازلی ابدی خدا

طیار ہے یہاں کوئی موسیٰ اور مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت حاصل کرے

یعنی سورۃ فاتحہ مین اول اللہ تعالیٰ کی صفات کو ذکر فرمایا تاکہ مومن کی امید بڑہے اور دعا کے لئے جوش پیدا ہو اور پہر دعا یہ تعلیم کی کہ منعم علیہم گروہ کی راہ دکہا اور یہودیون اور نصرانیون کی راہ سے بچنے کی دعا تعلیم کی چونکہ سورۃ فاتحہ مین مغضوب قوم یہود کی راہ سے بچنے کی دعا تعلیم کی تہی اس لئے ازبس ضروری تہا کہ اس قوم کے معایب سے اطلاع دیتا خطبہ مین اسقدر وقت کی گنجائش نہین کہ اس ترتیب پر مین مفصل آپ کو کچہ سناؤن کیونکہ مختصر طور پر مجہے آپکو اس غضب الہی سے ڈرانا ہے جو آج کل طاعون کی صورت مین نمودار ہو رہا ہے جبکہ طاعون مغضوب قوم کا نشان ہے تو ظاہر ہے کہ وہ یہودیت جس کے معائب خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے تہے پیدا ہو چلی ہے اور یہ بات اور بہی قوی ہو جاتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور **معطر مسیح موعود** ہم مین موجود ہے پس توبہ کرو اور دعا کرو کہ خدا تعالیٰ اس سے محفوظ رکہے -

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہودیون پر ہم نے طاعون بہیجی تہی اسکے اسباب مین سے ایک فسق بہی بتایا ہے اور یہ بہی بتایا ہے کہ انکو حکم دیا گیا تہا کہ جب تم اس شہر مین داخل ہو شرارت نکرنا بلکہ فرمانبردار ہوکر رہنا اور اپنے گناہون کی معافی چاہنا مگر ظالمون نے شرارت اور بدکاری اختیار کی نتیجہ یہ ہوا کہ ہلاک ہو گئے ان آیتون مین ہمارے لئے سبق ہے خدا نے فرمایا ہے کہ جب ظالم خدا کے حکم کو بدل دیتا ہے تو اسپر طاعون آتی ہے مین خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ جس کی پاک اور سچی کتاب میرے ہاتہ مین ہے سورۃ بقر کے مندرجہ معائب اسوقت مسلمانون مین پائے جاتے ہین پہر کیا ضروری نہ تہا کہ طاعون نازل ہوتا - اب کس قدر یہ موقع تہا کہ یہ لوگ سمجہتے - اور خدا تعالیٰ کی وصیت کو بدلنے کی سعی نکرتے مگر انہون نے اسے بدل ڈالا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل موسیٰ ہونا خدا تعالیٰ کا کما استخلف الذین من قبلہم کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انا نحن نزلنا الذکر فرمانا اور پہر سورۃ **فاتحہ** کی ترتیب مین صاف بتا دینا کہ ساتوین ہزار پر

مسیح موعود آئے گا اور ضالین کو اس مین سب سے پیچہے رکہنا اور مغضوب کو اس سے پہلے بیان کرنا اور فاتحہ کی سات آیتین رکہنا یہ سب امور صاف بتاتے ہین کہ وہ خدا کا برگزیدہ کسوفت ظاہر ہوگا - وہ وقت وعدہ کے موافق آیا - ساتوان ہزار آگیا جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی آیتون کی تعداد مین معلوم ہوتا ہے اور قرآن شریف کے دوسرے مقامات مین پایا جاتا ہے چودہوین صدی آگئی جیسا کہ آیت استخلاف اور مثیل موسیٰ والی آیت کی مطابقت سے پایا جاتا ہے *

عیسائی مذہب کا فتنہ حد سے بڑہ گیا اب بہی ان کے خیال مین کسی مسیح کی ضرورت نہیں ؟ افسوس اور وا ویلا ان پر مین تمہین سناتا ہون سنو اور یاد رکہو خدا کا مسیح موعود اپنے وعدہ کے موافق آیا **دنیا نے اس کو قبول نکیا مگر خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا** *

اور یہ طاعون اس کے زور آور حملون سے ایک حملہ ہے پس خدا سے ڈرو - اور توبہ کرو اپنی چال چلن مین نمایان تبدیلی کر دو خدا سے صلح کر لو اور دیکہ لو کہ بلا تمہارے دروازہ پر آ پہونچی ہے -

سچی پاکیزگی اور طہارت اختیار کرو - اپنے طرز عمل سے دکہا دو کہ تم خدا کے پاک **مسیح موعود** کی جماعت ہو جو منعم علیہ وجود ہے خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس کی ہی پناہ مین آنے کے لئے سعی کرین *

وصیت الحق

اس عنوان کے تحت مین صرف آج کی اشاعت مین ہم چند ضروری باتین درج کرتے ہین جن کا ناظرین الحکم تک پہونچانا ہم اپنا فرض سمجہتے ہین *

اول حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت موجودہ دارالامان کو مخاطب کر کے حکم دیا ہے کہ چونکہ طاعون بشدت پہیلتا جاتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا قہری نشان ہے اس لئے مین چاہتا ہون کہ وہ لوگ جو میرے ساتہ رہتے ہین ذی الحجہ کے پہلے عشرہ مین ضرور ضرور تہجد کے لئے اٹہیں اور پورے خشوع و خضوع کے ساتہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے دعائین مانگین اور اپنی عملی زندگی مین ایک نمایان تبدیلی کر لین اور پہر کسی کو کوئی **مبشر رویا** ہو تو وہ ہمین سناوے اور اگر کوئی مشکوک اور منذر رویا ہو تو ضرورت نہین کہ ہمین سنائے - اپنے طور پر کثرت سے استغفار کرے اگرچہ تہجد کیلئے حضرت حجۃ اللہ کی ہمیشہ ہی سخت تاکید اور آپکی شرائط بیعت مین یہ درج ہے مگر ان ایام عشرہ مین خصوصیت کے ساتہ حضور نے حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر شخص جو اس سلسلہ مین داخل ہے وہ تہجد کے لئے اٹہے اپنے گہر مین عورتون کو بہی تاکید کرے گو الحکم کی اشاعت تک عید اضحی تک بہت تہوڑا وقت رہ جائیگا لیکن جسقدر بہی کسی کو موقع مل جاویگا اور جو کوئی اس امام کے حکم پر عمل کریگا وہ ثواب مین داخل ہو جائے گا لہذا **احمدی قوم** کو یہ وصیت حق بذریعہ الحکم پہنچا دی جاتی ہے مبارک وہ جو اسپر عمل کرے *

دوم - اسی طاعون کی شدت کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کے ذریعہ حکم دیا ہے کہ وہ بذریعہ اعلان مشتہر کر دین کہ طاعون زدہ مقامات یا متاثر علاقجات کے لوگ عید اضحی پر قادیان آنیکا ہرگز ہرگز ارادہ نکرین اگرچہ ہم الحکم مین اس سے پہلے بہی کئی مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اس اعلان کو شائع کر چکے ہین مگر مکرر تبلیغ کے لئے اس اعلان کو دوسرے مقام پر درج کرتے ہین اسے غور سے پڑہا جاوے

سوم حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ تام اور اتمام حجت کی خاطر یہ انتظام فرمایا کہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۲ کو بروز جمعہ تمام مسلمانان قصبہ قادیان کو مسجد اقصیٰ میں جمع کر کے طاعون کے خطرناک حملے سے ڈرایا جاوے اور انکو **احکام الہی** کی تبلیغ کی جاوے کہ وہ اپنی حالت مین اصلاح کرین اور نمازون کی پابندی اور دوسرے نیکی اور خدا ترسی کے کامون مین مصروف ہون اور خدا تعالیٰ کے غضب سے

رقیمۃ الوداد نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

محب مکرم اخونا الاکرم حضرت قاضی سید آل محمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آمد آخر ز پسِ پردۂ تقدیر پدید

وہ یہ ہے کہ مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ عربی امروہہ۔ بعض روسار امروہہ کی بڑی آرزوؤں کے بعد اس میدان مناظرہ مین تشریف لے آئے ہین جس سے امر حق کا ظہور اب سہل و آسان ہوگیا ہے۔ واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ اندرین ایام بحالت قیام خاکسار کے امروہہ مین جبکہ مولوی سید بدرالحسن صاحب شاگرد مولوی احمد حسن صاحب مدرس پر دربارہ وفات حضرت عیسٰی بن مریم و ابن مریم موعود ہونے حضرت اقدس کے بعد مباحثات کے امر حق وضح ہوگیا اور انہون نے دعاوی حقہ حضرت امام آخرالزمان کو تسلیم کرلیا تو امروہہ مین بڑا شور و غل برپا ہوا اور مولوی بدرالحسن صاحب پر اس امر حق کے واضح ہوجانے سے مدرس صاحب کی جو حالت ہوئی اس کی خبر یا تو اس علیم خبیر کو ہی ہے یا **بل الانسان علے نفسہ بصیرۃ** کے خود مدرس صاحب جانتے ہونگے **ولا ابالی قل موتوا بغیظکم**۔ بہرحال جب تک خاکسار امروہہ مین مقیم رہا تخمیناً ایک ماہ تک مدرس صاحب کو واسطے فیصلہ حیات و وفات عیسٰے بن مریم کے بسبب برپا ہونے اس شور و غل عوام کے اہل حق کی طرف سے مدعو کیا گیا۔ اور اشتہار مناظرہ بھی پہنچا دیا گیا لیکن مدرس صاحب نے عذر بارد عدیم الفرصتی کا پیش فرماکر عاجز کے ساتھ فیصلہ کرنا ہرگز ہرگز نہ چاہا جو بعض ان کے ہم خیالوں کو بھی ناگوار گذرا تھا بلکہ سابق ازین مدت نو دس سال تک جب کسی [illegible] کے صاحب نے [illegible]

مین بخدمت مدرس صاحب عاجز سے فیصلہ کرانا چاہا تھا تو بھی عذر عدیم الفرصتی کا پیش فرما دیا تھا۔ ہان ایک مرتبہ عاجز کی غیبت مین قاضی سید آل محمد صاحب سے یہ شرط کی تھی کہ مین تم مسئلہ متنازعہ فیہا سمجھا دونگا مگر مولوی محمد احسن موجود نہون۔ وکذا وکذا ولنعم ما قیل

ہیبت حق است این از خلق نیست
ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

اب جو خاکسار امروہہ سے قادیان گیا تو خط قاضی سید آل محمد صاحب موسومہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سے (مد اللہ ظلہ العالے الی مدی الایام واللیالی) معلوم ہوا کہ مدرس صاحب نے میدان خالی پاکر مولوی سید بدرالحسن صاحب اپنے شاگرد کے روبرو جن پر امر حق واضح ہوچکا ہے۔ درپئے اثبات حیات حضرت عیسٰے بن مریم کے ہوکر آیت **تکلم الناس فی المھد وکھلا** سے اپنے زعم فاسد مین حیات عیسٰے بن مریم پر استدلال کیا اور قول حسن بصری ان عیسٰے **لم یمت** بھی پیش کیا افسوس کہ کجا آیت **تکلم الناس فی المھد وکھلا** اور کجا حیات عیسٰے بن مریم اور کجا رفع ان کا **بجسدہ العنصری الی السماء** اور کجا ان کا نزول کذائی

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

لہذا حسب درخواست قاضی صاحب ممدوح کے جو مندرجہ خط موصولہ ہے اس استدلال باطل کی حقیقت منکشف کیجاتی ہے مدرس صاحب پر ضروری ہے کہ اس میدان مین کھڑے ہونے کی شرم فرماکر اس خط کا جواب ضرور بالضرور قاضی صاحب موصوف کو عنایت فرماوین۔ تصدیقاً ہو یا تکذیباً۔ مع الدلایل۔ ورنہ اب امر حق کے وضوح اور ظہور کے لیے امروہہ مین بھی اب وہ وقت آگیا ہے جو **جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** کا مصداق ہے۔ اب کسی سے یہ امر حق مخفی نہ ہوسکیگا بلکہ کالشمس فی نصف النہار ہر اہل بصیرت پر وقتاً فوقتاً روشن ہوتا جاوے گا واللہ مجیب [illegible]

مین یہ آیت محوث عنہا دو جگہ اس طرح پر وارد ہوئی ہے اول پارہ سوم رکوع ۱۳ مین فرمایا اللہ تعالٰے نے **ویکلم الناس فی المھد وکھلا** دوسری جگہ پارہ ہفتم رکوع ۵ مین فرمایا اللہ تعالٰے نے **اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلا** اس آیت سے استدلال مدرس صاحب کا یہ ہے کہ حالت کہولت مین حضرت عیسٰے کا کلام کرنا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے اور زمانہ کہولت کا حضرت عیسٰے کے لیے ابھی تک نہ آیا تھا کہ اس کا رفع ہوگیا۔ پس زمانہ کہولت کا حضرت عیسٰے کے لیے بعد نزول من السماء کے ہوگا۔ جبکہ وہ سن کہولت یعنی چالیس برس کو پہونچین گے لہذا حضرت عیسٰے کی حیات اس آیت سے ثابت ہوا افسوس صد افسوس باوجودیکہ یہ استدلال باطل مدرس صاحب کا مصداق ہے اس مثل کے جو مشہور ہے کہ

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا • الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا •

مگر تاہم مولوی بدرالحسن صاحب نے اس استدلال نعت ربود کے ابطال سے محض سکوت اختیار کیا باوجودیکہ حق شاگردی و استادی کا بھی مقتضی اس امر کا تھا کہ اس استدلال کو مدرس صاحب سے بخوبی سمجھتے نہ کہ محض سکوت اختیار کرتے لہذا اب قاضی آل محمد صاحب کیطرف سے اول یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ جو صدہا مقربین و صالحین سن کہولت کو پہونچکر اس سن کہولت مین کلام بھی کرتے رہے ہین آپ کے اس استدلال سے لازم آتا ہے کہ وے سب بھی زندہ ہون اور بجسد عنصری آسمان پر مرفوع بھی ہوگئے ہون اور پھر اون کا نزول کذائی بھی ماننا لازم ہوجاوے واللازم باطل فالملزوم مثلہ۔ مدرس صاحب پر اس قدر تو ضرور تھا کہ اولاً حضرت عیسٰے کا رفع الی السماء قبل التکھل بجسدہ العنصری دلایل مستقلہ یقینیہ سے ثابت کرتے۔ صرف اسی قدر ثابت کر دیتے کہ رفع الی اللہ کا محاورہ جو **بل رفعہ اللہ الیہ** مین ہے وہ بمعنی **رفع الی السماء بجسدہ العنصری** کے بھی آیا ہے۔ یا اللہ تعالٰے اور سماء دونو [illegible]

نزول بجسدہ العنصری کا ثبوت قطعی دیا ہوتا ولا یمکن لہ ابدا ان یثبتہ۔ بعد اثبات ان ہر دو مقدمات کے کسی قدر گنجایش اس استدلال کی ہو سکتی تھی و دونہ خرط القتاد مگر اب تو وہی مثل ہوئی کہ مار دن گھٹنا پھوٹے سر آنکھ۔ ثانیاً استفسار ہے کہ حضرت عیسے کا کلام کرنا آپ کے زعم کے بموجب صرف دو وقت مین ثابت ہوتا ہے ایک تو حالت مہد مین اور دوسرے بوقت کہولت جس کی تحدید آپ نے چالیس برس سے کی ہے تو کیا آپکے نزدیک حضرت عیسٰی ابین زمانہ فی المہد اور سن کہولت چالیس برس کے محض گنگ اور بے زبان ہی رہے تھے پھر جس انجیل کا ذکر قرآن مجید مین ہے وہ کلام انجیلی کس وقت کا ہے بینوا توجروا- یہ کیسے متضاد قول ہین کہ یا تو حضرت عیسے خورد سالی ہی مین بولنے لگے تھے معہذا پھر جب سن نوجوانی کو پہونچے تو گونگے ہوگئے پھر بولے تو ایک مدت کے بعد جب سن کہولت کو پہونچینگے اور اس پر مزید لطف یہ ہوا کہ سن کہولت کو تخمیناً دو ہزار برس کے بعد پہونچے وما ہذا الا سفسطۃ محض شاید انہون نے شیخ سعدی کی اس نصیحت پر عمل کیا ہوگا ؎

مزن بے تامل بگفتار دم
نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم

مگر آج کل تو ان کے بولنے کی سخت ضرورت واقع ہے کہ عہدہ مسیح موعود کا ایک دوسرے شخص نے امت محمدیہ مین سے چھین لیا ہے اور دین اسلام مین زندقہ و الحاد کو طرح طرح سے شامل کئے دیتا ہے اگر اب بھی نہ بولے تو پھر کب بولین گے شیخ سعدی نے یہ بھی تو فرمادیا ہے ؎

دو چیز طیرہ عقل است دم فروبستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

ثالثاً دریافت طلب یہ امر ہے کہ اللہ تعالےٰ تو ان کے حق مین فرماتا ہے اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المہد وکہلا اس تائید روح القدس کا ثمرہ اور نتیجہ آپ کے نزدیک حضرت عیسے کے لیے کیا خوب حاصل ہوا ہے کہ خورد سالی سے جو گونگے ہوئے تو چالیس برس کی عمر تک بے زبان ہی رہے بلکہ دو ہزار برس تک بے زبان ہی رہے انا للہ وانا الیہ راجعون جنابمن ایسی تائید روح القدس سے خدا کے واسطے حضرت عیسے کو معاف فرمایئے تاکہ ان کی نبوت تو ثابت رہے اور یہود ان کے انکار نبوت مین معذور نہ ہون جیسا کہ منشار قرآن مجید کا ہے ورنہ ابطال انجیل مندرجہ قرآن مجید کا لازم آویگا- بلکہ خود قرآن مجید کا ابطال نعوذ باللہ آپ کے زعم فاسد کے بموجب لازم آیا جاتا ہے سچ ہے نادان کی دوستی جی کا زیان یا نیم ملا خطرہ ایمان۔ اے ناظرین کجا تائید پر تائید الہی ان کے لیے بروح القدس اور کجا اس قدر مدت دراز تک گنگے اور بے زبانے ؎

اے عجب تو عاشق این ہر دو

رابعاً یہ گذارش ہے کہ حضرت عیسی کے یہ تمام معجزات قولیہ و خوارق کلامیہ بصیغہا متکلم جو قرآن مجید مین مذکور ہین کس وقت کے ہین کما قال تعالےٰ انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لاٰیۃ لکم ان کنتم مومنین ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم وجئتکم باٰیۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم وغیر ذالک من الآیات الکثیرۃ التی [illegible] علیسے- اگر آپ کہیں کہ یہ جملہ اقوال و دعاوی حضرت عیسے نے حالت مہد مین ہی فرمائے ہین تو یہ قول آپ کا خود آپ کی تفاسیر مسلمہ کے خلاف ہے کیونکہ مواہب اور اس کی شرح زرقانی وغیرہ مین لکھا ہے وانما یکون الوصف بالنبوۃ بعد بلوغ الموصوف بہا اربعین سنۃ اذ ہو سن الکمال ولہا تبعث الرسل ومفاد ہذا الحصر شامل لجمیع الانبیاء حتے یحییٰ وعیسی وہو الصحیح کما فی فتح البیان- اور اگر آپ کہین کہ یہ معجزات قولیہ جو مشتمل پیشین گوئیون پر ہین وقت دعویٰ نبوۃ ہی کے ہین جو سن چہل سالگی ہے تو پھر حضرت عیسے کا سن کہولت کو پہونچ جانا اسی دنیا مین وقت بعثت اولیہ کے ہی لازم آتا ہے فاین البعثۃ الثانیۃ وانی نزولہ من السماء بجسدہ العنصری۔

خامساً- خود آپ کی تفاسیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ صحیح یہ مذہب ہے کہ رفع حضرۃ عیسےٰ کا بعمر ۱۲۰ برس کے واقعہ ہوا ہے- اور اس دنیا مین ۱۲۰ برس تک رہے ہین کما فی زاد المعاد للحافظ ابن القیم ما یذکر ان عیسےٰ رفع وہو ابن ثلث وثلثین سنۃ لا یعرف بہ اثر متصل یجب المصیر الیہ قال الشامی وہو کما قال فان ذالک انما یروی عن النصارے والمصرح بہ فی الاحادیث النبویۃ انہ انما رفع وہو ابن ماۃ وعشرین سنۃ ثم قال الزرقانی وقع للحافظ الجلال السیوطی فی تکملۃ تفسیر المحلے

وشرح الثقابہ وغیرہما من کتبہ الجزم بان عیسے رفع وہو ابن ثلث و ثلثین سنۃ ویمکث بعد نزولہ سبع سنین۔ ومازلت التعجب منہ مع مزید حفظہ واتقانہ وجمعہ للمعقول والمنقول حتی رائیتہ فی مرقاۃ الصعود رجع عن ذالک انتہی ہکذا فی فتح البیان۔ پس بموجب اس قول صحیح کے بھی تکلم حضرت عیسے کا بحالت کہولت اسی دنیا میں واقع ہو چکا لاغیر فاین نزولہ المزعوم۔

سادسا۔ تمام کتب لغات مین تحت معنی کہل کے یہی لکھا ہے کہ الکہل من وخطہ الشیب ورأیت لہ بجالۃ او من جاوز الثلثین اواربعا وثلثین الی احدی وخمسین قطر المحیط۔ مگر کسی لغت عرب کی کتاب مین دو ہزار برس یا زیادہ کا زمانہ کہل کے معنون مین معتبر نہین رکھا گیا اگر کسی کتاب لغت عرب مین لکھا ہو تو نقل فرمایا جاوے۔

سابعا۔ یہ گذارش ہے کہ سوائے کذائیہ حضرت عیسے کے دو حال سے خالی نہین ہو سکتے یا تو اس دو ہزار برس مین بحکم آیت ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق کے حضرت عیسے مین ایسا تغیر اور نکس اونکی خلقت مین آگیا ہوگا کہ تمام قوے جسمانی ان کے اس دو ہزار برس مین محض بیکار اور معطل ہو گئے ہونگے اور اس کہولت کا تو ذکر ہی کیا ہے شیخ فانی کے درجہ سے بھی بڑھکر ترقی معکوس کر گئے ہونگے بلکہ منہ مین دانت تک بھی باقی نرہے ہونگے جنکے ذریعہ سے تکلم کر سکین کیونکہ من نعمرہ ننکسہ فی الخلق کے عموم مین داخل ہین اوریا الآن کما کان کے مصداق بنکر بصفت لایزول ولا یحول متصف ہو گئے ہونگے لاکن بشق اول ان کے نزول ولہبت سے پھر کیا فایدہ ہوگا اور ایسی حالت مین وہ اس دنیا مین آکر کیا کرینگے اور بشق ثانی عیسائیونکا کیا قصور ہے جو ان کو ابن اللہ یا الہ اعتقاد کرتے ہین کیونکہ صفات مختصہ الوہیت یعنی الان کما کان ولا یزول ولا یحول مین تو وہ آپ کے نزدیک بھی شریک باری تعالے کے ہین خواہ دو ہزار برس تک ہی سہی مع ان الشرک لظلم عظیم وکلا الشقین باطلان بالبداھتہ۔

ثامنا۔ عرض ہے کہ صحیح بخاری سے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ معنی کہل مین صاف لکھا ہے کہ جوان مضبوط کو کہتے ہین۔ وقال مجاہد الکہل الحلیم۔ اور کتب لغات عرب مین معنی حلیم کے غلام بالغ کے ہین اور تفاسیر معتبرہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کما فی تفسیر تبصیر الرحمن۔ تکلم الناس فی المہد وکہلا ای فی اضعف الاحوال واقواہا۔ پس بموجب اصح الکتب بعد کتاب اللہ اور تفاسیر معتبرہ کے بھی معنی مزعوم مدرس صاحب کے باطل ہو گئے فانی نزولہ المزعوم۔

تاسعاً حسب منشاء آیت کیف نکلم من کان فی المہد صبیا قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کے جس طرح پر حضرت عیسے کا کلام فی المہد بدعوی نبوت اور ایتاء کتاب واقع ہوا تھا۔ پس حالت کہولت مین یہ دعوے بطریق اولے کچھ زیادت کے ساتھ ہونا ضرور چاہیئے اب اگر حسب زعم فاسد آپ کے حضرت عیسے وقت نزول خود یہ دعوے نبوت وایتاء کتاب انجیل یا تورات کا باستقلال کرین گے کیونکہ یہی ان کا تکلم فی الکہولت ہے تو پھر مہر نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کی نعوذ باللہ ٹوٹ جاویگی ہذا خلف علاوہ یہ کہ یہ دعوی ان کا خود ان کے قول مندرجہ قرآن مجید کے مخالف ہے۔ کما قال تعالے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ پس نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت ابھی تک واقع نہین ہوئی کیونکہ نہ حضرت عیسے ابھی تک سن کہولت کو پہونچے ہین اور نہ ابھی تک ان کا دعوے نبوت و رسالت وایتاء کتاب جو تکلم فی الکہولت ہے واقع ہوا ہے آگے رہا کلام فی المہد سو وہ تو بطور ایک پیشین گوئی کے ہے جو ابھی تک واقع نہین ہوئی فاین المفر۔

عاشراً حدیث صحیح مستدرک حاکم اور طبرانی نے اس آیت کی تفسیر واقعی کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے جسکے مقابل نہ قول کسی مفسر یا تابعی کا حجت ہو سکتا ہے اور نہ کوئی حدیث ضعیف یا مرسل اسکو رد کر سکتی ہے مثل مشہور ہے کہ اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل وہ حدیث یہ ہے۔ قال رسول اللہ صلعم فی مرضہ الذی توفی فیہ لفاطمۃ ان جبریل کان یعارضنی القرآن فی کل عام مرۃ وانہ عارضنی بالقرآن العام مرتین واخبرنی انہ لم یکن نبی الا عاش نصف الذی قبلہ واخبرنی ان عیسے بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ ولا ارانی الا ذاھبا علے راس الستین ورجالہ ثقات ولہ طرق۔ اب یہ تو ہر اہل بصیرت جانتا ہے کہ لفظ عیش عربی مین بمعنی حیات اور زندگی کے آیا ہے جو مقابل موت کے ہے لہذا اس حدیث سے بطور نص کے ثابت ہوا کہ حضرت عیسے بن مریم ایک سو بیس برس تک زندہ رہے اور موت ان کے ایک بیس برس کی عمر مین واقع ہوئی دیکھو جملہ عاش عشرین ومائۃ سنۃ کو جسکا ٹھیک ترجمہ ہے۔ کہ زندہ رہے عیسے بن مریم ایک سو بیس برس تک پس جبکہ عمر حضرت عیسے کی ۱۲۰

بموجب اس حدیث صحیح کے جس کے سب راوی معتمد اور ثقات ہین اور طرق بھی اس کے متعدد ہین ایک سو بیس برس کی ثابت ہوگئی تو زمانہ کہولت بھی اس مین آگیا خواہ معنی کہولت کے کچھ بھی ہووین پس معنی آیت کے ایسے لطیف ہوگئے کہ اب کوئی خدشہ اور وسوسہ ان مین ہو ہی نہین سکتا بلکہ ایک لطیف پیشین گوئی بھی جو بطور بشارت کے مستنبط ہوتی ہے وہ بھی سن کہولت مین واقع ہوگئی ولنعم ما قیل مصنف تصنیف را مصنف نیکو کند بیان معنی آیت کے یہ ہوئے کہ اے عیسے مین تیری تائید روح القدس کے ساتھ کی ہے لہذا تو انسانون سے کلام نبوۃ مہد مین بھی کرتا ہے اور حالت کہولت مین بھی اندرین صورت معنی کہولت کے خواہ بموجب صحیح بخاری کے لیئے جاوین یا حسب کتب لغات تسلیم کئے جاوین یا موافق زعم مخالفین کے مانے جاوین ہر حال مین کلام نبوۃ اور رسالت حضرت عیسے کا سن کہولت مین واقع ہوچکا حتی کہ یہ دعوے حالت مہد مین بھی کیا گیا کما قال تعالیٰ **کیف نکلم من کان فی المہد صبیا قال انی عبداللہ اتانی الکتاب** وجعلنی نبیا اور پیشین گوئی مندرجہ آیت سورہ آل عمران پورے طور پر واقع ہوگئی اور کلمہ **من الصالحین** نے قتل صلیبی مزعوم یہود کو بھی نفی کردیا کیونکہ بموجب حکم تورات کے مقتول بالصلیب صالحین مین سے نہین ہوسکتا بلکہ وہ تو ملعون ہوتا ہے جو ضد مرفوع ہے۔ اور چونکہ آیت مین لفظ ناس کا بھی موجود ہے وہ بھی رد کررہا ہے خیال رفع جسمانی حضرت عیسے کو آسمان کی طرف کیونکہ آسمان پر یہ انسان جو تکلم الناس مین مراد ہین خواہ یہود ہون یا غیر یہود بجسد عنصری کہان موجود ہین جن سے وہ کلام کرتے بنی نوع البشر یہود ہون یا نصاریٰ اسی زمین پر ہین کما قال تعالیٰ **فیہا تحیون وفیہا تموتون** مگر اس صورت مزعومہ مخالفین مین یہ لطیف پیشین گوئی ہی غلط ہوئی جاتی ہے **فالایۃ المذکورۃ دلیل لنا لا لکم وتلک عشرۃ کاملۃ لابطال المعنی الذی زعمہ المخالف**

پس اہل اسلام کے لیے بجز اسکے چارہ نہین ہے کہ واسطے توفیق اور تطبیق نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے نزول عیسے بن مریم کا بروزی طور پر مراد لیا جاوے جسپر لفظ منکم بھی ایک دلیل بین ہے **تنبیہہ**۔ واضح ہو کہ ہمارا خطاب ان سب مفسرین سے بھی ہے جنہون نے اس آیت سے بموجب اپنے زعم کے حیات اور نزول حضرت عیسے کا قول کیا ہے جیسا کہ تفسیر ابو السعود و تفسیر کبیر و بیضاوی و معالم وغیرہ مین بھی اس قسم کے اقوال رکیکہ لکھے ہین جو کسی طرح پر بمقابل نصوص قرآنیہ کے حجت نہین ہوسکتی کیونکہ محل استدلال مین قول کسی مفسر کا مفسرین مین سے حجت شرعی نہین ہوسکتا ہے اور بسبب مخالفت نصوص قطعیہ شرعیہ کے ساقط الاعتبار ہے پس مدرس صاحب پر لازم ہے کہ ایسے اقوال رکیکہ کو پیش کرکر ہمارے مقابلہ مین نہ آوین جب تک کہ وجوہ عشرہ مطالبات و مواخذات مذکورہ کو ادلہ یقینیہ شرعیہ سے رد نہ کرین۔ اے ناظرین یہ تو ہوئی تفسیر دانی۔ مدرس صاحب کی جو تم نے ملاحظہ کی۔ اب اوسکا دعوے علم حدیث بھی ملاحظہ فرمایا جاوے کہ ایسے مسایل معرکۃ الآرا مین جن کا ثبوت ہم نصوص یقینیہ کتاب اللہ اور احادیث اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے متعدد رسایل اور کتب مین دے چکے ہین اور اسکا جواب مخالفین سے آج تک بجز سب و شتم کے نہین ہوسکا ان تمام نصوص قطعیہ شرعیہ کے رد و مقابلہ مین آپ یہ قول حسن بصری کا پیش فرماتے ہین کہ **ان عیسے لم یمت** باوجودیکہ قول حسن کے مقابل مین تو قول احسن۔۔ بھی موجود ہے کہ **واللہ ان عیسے قد فات وقد مات** اے مدرس صاحب ایسے اقوال یا احادیث ضعیفہ جو بعض تفاسیر وغیرہ مین لکھے ہین باب اعتقادیات و ایمانیات مین ان کو کیا دخل ہے یہ مسیح موعود تو ایسے ہی اقوال ضعیفہ کے فیصلہ کے لیے حکم ہوکر آیا ہے اگر مسیح موعود ان تمام روایات ضعیفہ و متعارضہ کو جو درباب مہدی و مسیح موعود کتابون مین مندرج ہین ان سب کو قبول کرلے یا اُن سب روایات متخالفہ کا مصداق ہوجاوے تو اول تو یہ غیر ممکن ہے اور ثانیاً صفت حکم ہونے کی جو احادیث صحاح مین اسکے لیے وارد ہوئی ہے بالکل ضائع اور لغو ہوئی جاتی ہے اندرین

سلہ واضح ہو کہ آیت سورہ آل عمران کی بطور پیشین گوئی کے واقع ہوئی ہے جس مین حضرت مریم کو مخاطب کرکر عیسے کی بشارت دیگئی ہے کما قال تعالیٰ اذ قالت الملائکۃ یامریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسے بن مریم وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المہد وکہلا ومن الصالحین اور آیت سورہ مایدہ مین حضرت عیسے کو مخاطب کرکے بطور وقوع پیشین گوئی کے فرمایا گیا ہے کہ اذ قال اللہ یا عیسے بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلے والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المہد وکہلا۔ چونکہ یہان پر لفظ اذ موجود ہے جو خاص واسطے زمانہ ماضی کے آتا ہے اس لیے تکلم مضارع کے معنے بھی ماضی کے ہوگئے ہین اور مضارع بمعنی ماضی کے قرآن مجید مین صدہا مقام پر آیا ہے۔ کما قال تعالیٰ۔ ان مثل عیسے عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون یہان پر بھی لفظ فیکون مضارع بمعنی ماضی کے ہی ہے۔ لاغیر منہ

صورت وہ حکم کیونکر ہو سکتا ہے دیکھو حضرت
عیسے بن مریم کے باب مین جو علماء احبار
یہود گمراہ ہوگئے ان کو بھی ٹھوکر لگی تھی اور
جو اہل کتاب آنحضرت صلعم کے منکر رہے
وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ تمام رطب و یابس
مندرجہ روایات اور مجموعہ ان کے خیالات
کا حضرت صلعم پر صادق آجاوے مگر یہ تو
ہرگز واقع نہوا جسکے عدم وقوع کے سبب
وہ منکر ہی رہے پس بجز اس کے چارہ نہین
کہ جو روایات مخالف کتاب اللہ اور سنت
صحیحہ کے ہین یہ حکم موعود ان سب کو رد
رد کر دیوے ورنہ آپ ہی فرمادین کہ آپکا
مسیح منتظر جو آویگا وہ بھی حکم ہوگا یا نہین
بشق اول ہمان آش در کاسہ موجود ہے
یعنی آپ کو اس کی بھی تکذیب کرنی پڑے گی
اور بشق ثانی باوجود انتفاء صفت مختصہ
حکم ہونے کے جو خاص اصح الصحاح سے
ثابت ہے وہ منتظر مسیح موعود کیونکر ہو سکتا
ہے۔ بینوا توجروا۔ کیا آپ ایسے ہی اقوال
رکیکہ یا احادیث ضعیفہ مخالفہ نصوص
قطعیہ شرعیہ کی بنا پر مباہلہ کرنے کو
رو در صدہا آدمیو نکے بروز جمعہ تیار
ہوگئے تھے اے حضرت یاد رکھئے کہ
مباہلہ بعد اتمام حجت کے ہوا کرتا ہے اول
آپ نے ہمارے براہین اور حجج بینہ مندرجہ
رسائل کو دیکھ لیا ہوتا تب ایسی آمادگی
واسطے مباہلہ کے ظاہر کی ہوتی چونکہ ہم
اسی آیت اور حدیث کے ذیل مین آپ پر
اتمام حجت کر چکے ہین لہذا آپ کو اس جملہ
تحریر پر نظر اور غور کرنا واجب اور فرض
ہے اگر اس پر بھی آپ مباہلہ کی ہی
درخواست فرماتے ہین تو بحلف اپنی
جماعت نمازیان جمعہ کے روبرو عبارت
ذیل معلم بخطوط لکھکر سنا دیوین کہ میرا

ایمان ہے کہ حضرت عیسےٰ کی

حیات بجسد عنصری اور ان کا

نزول کذائی میرے نزدیک

اس آیت اور حدیث سے

قطعی ثابت ہے اور مرزا صاحب

جو فرماتے ہین کہ اس آیت کو یا

کسی دوسری آیت کو حیات

جسمانی عیسے بن مریم یا رفع جسمانی

اور اون کے نزول جسمانی سے

کوئی تعلق نہین ہے بلکہ وہ وفات

پا چکے ہین وہ سراسر جھوٹے

ہین اور نیز جس قدر کتابون عربی

فارسی اُردُو وغیرہ مین انہون

نے دلایل اپنے دعاوی کے

بیان کیے ہین ان سب کتابونپر

مینے نظر غائر کر لی ہے مین یقینا

کہتا ہون کہ وہ سب پوچ اور

غلط ہین اور دلایل مندرجہ

اون کی کتب سے ان کا دعوی

وفات عیسے بن مریم اور انکا

مجدد مسیح موعود ہونا وغیرہ وغیرہ

ہرگز ہرگز ثابت نہین ہو سکتا۔

ان دونون فریق مین سے

جو فریق کاذب اور جھوٹا ہووے

اللہ تو اس پر اپنی لعنت اور

عذاب نازل فرما آمین۔ اور پھر

آپ کی کل جماعت جو حاضرین نماز جمعہ مین
سے ہون وہ سب بھی آمین کہین۔ آپکی
درخواست کے بموجب یہی مباہلہ ہو جاویگا
کیونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب بھی اس
عبارت کے تحت اپنے دستخط معہ آمین کے
کر دیوینگے اور بعد دستخط کے اسی کل خط کو
حضرت اقدس اپنے صرف سے طبع بھی
کرا دیوینگے اس صورت مین کسی کے آنے
جانے کی بھی ضرورت نہ رہے گی اور آپ کی
درخواست کے بموجب مباہلہ بھی ہو گیا۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان
تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

بالآخر مین آپ پر صرف براہ ہمدردی پھر اتمام
حجت کرتا ہون کہ مباہلہ تو مصداق آخر الدواء
الکی کا ہے آپ پھر اس قول حسن بصری
یا حدیث مرسل مین باصول محدثین نظر
غائر فرمالیوین یعنی اولاً تو آپ اس حدیث
کی تخریج فرمایئے کہ کس طبقہ کی کتب احادیث
مین یہ حدیث لکھی ہے۔ ثانیاً۔ تعدیل و
توثیق رواۃ اسناد کی کر لیجئے۔ ثالثاً۔ بعد
طے کر لینے ان مراتب کے کتب اصول حدیث
مین اس امر کا فیصلہ بھی دیکھ لیجئے کہ ایسی
حدیث مرسل بمقابل حدیث صحیح متصل
مرفوع کے یا بمقابل نصوص قرانیہ کے
حجت ہو سکتی ہے یا نہین اور اس قاعدہ
اصول حدیث پر بھی نظر کر لیجئے کہ
فذہب الجمہور الی ضعفہ و عدم
قیام الحجۃ بہ خاکسار نے یہ چند
سطور محض آپ کی ہمدردی کے لیے اس
غرض سے عرض کی ہین کہ مجھکو آپ سے
چند طرح کے تعلقات ہین ایسا نہ ہو کہ
آپ اس اصرار مباہلہ سے جس پر بلا تامل
و غور اور بغیر اتمام حجت کے آپ نے دلیری
اور جسارت کی ہے مورد عذاب الٰہی ہو
جاوین آیندہ اختیار بدست مختار۔ بعد
اسکے مدرس صاحب کیخدمت مین یہ
التماس ہے کہ اگر آپ واسطے تفسیر نویسی
کے بمقابلہ حضرت اقدس کے آمادہ ہین
تو آپ کو اجازت ہے کہ جواب تفسیر
اعجاز المسیح کا اپنے گھر ہی مین بیٹھکر ستر
روز مین مطبوع اور شایع کرا دیجئے جو
فیصلہ حضرت اقدس نے سائین مہر علی
صاحب سے کیا تھا اوسی فیصلہ کی تجدید
ہم آپ سے اب بھی کرتے ہین اور اسی
تفسیر نویسی کو دار مدار صدق اور کذب فریقین
کا اب بھی قرار دیتے ہین اور اگرچہ اعجاز المسیح

آپ کے پاس بامدت ہوئی پہونچا دیا گیا ہے مگر واسطے رفع کرنے آپ کے عذرات بار دہ کے عرض کیا جاتا ہے کہ آپ ایک نسخہ تفسیر مذکور کا محبی الٰہی بخش صاحب تاجر کتب امروہہ محلہ گذری سے بلا قیمت پھر لے لیجیے جس روز آپ کو یہ تفسیر ملجاوے اسی روز سے ستر دن محسوب کئے جاوینگے اور اگر آپ سے بمقابلہ بھی حضرت اقدس ساختہ نہ ہوسکے تو مناظرہ کے لیے یہ خاکسار اب بھی حاضر ہے اپنے خرچ آمد و رفت سے امروہہ پھر حاضر ہوسکتا ہے فرار نہیں ہوا جیسا کہ آپ نے وعظون مین بیان کیا مگر شرط یہ ہے کہ حسب شرایط مندرجہ اشتہار اتمام الحجت جو آپکے پاس پہونچا دیا گیا ہے تعیین تو اریخ اور کسی ماہ کی جو آپ مقرر فرما دین ایک اشتہار مین طبع کرا دیوین تا کہ میری آمد و رفت مین اوقات ضایع نہوا ور اگر مین امروہہ مین آپ کی تو اریخ معینہ پر حاضر نہ ہوا تو ہم جھوٹے اور ہمارا سلسلہ بھی جھوٹا اور ساختہ پرداختہ خاکسار کے مناظرہ کا حضرت اقدس کو بھی منظور ہے پس اگر ان تینوں صورتوں مین سے کسی صورت پر آپ مستعد اور آمادہ نہو وین پھر آپ اپنے دعوے نہین جو وعظون مین بیان کرتے ہین کاذب اور جھوٹے ہین اور ہر دو فریق سے جو جھوٹا اور کاذب ہے وہی مستحق وعید لعنت اللہ علی الکاذبین کا ہے اس بات کو اہل بصیرت خود سمجھ سکتے ہین۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

رقیمہ نیاز محمد احسن از قادیان

یہ خط میری اجازت سے لکھا گیا ہے۔

مرزا غلام احمد

اب بخدمت جناب قاضی صاحب بعد سلام سنت الاسلام عرض ہے کہ آپ خود جا کر ضرور بالضرور اس خط کو بخدمت مدرس صاحب پہونچا دیوین کیونکہ اس خط مین حسب درخواست مدرس صاحب کے ذکر مباہلہ کا کیا گیا ہے اور پھر اس خط کا جواب مدرس صاحب سے لیوین اور سید و مکرمی مولوی سید بدر الحسن کو بھی واضح ہو کہ آپ پر لازم ہے کہ بحکم الحق اکبر منہ کے حق کی تائید مین ساعی اور کوشان رہین۔ اور **الحق یعلو و لا یعلیٰ** کو یاد رکھین کہ مسئلہ مسلمہ ہے اور ایسا سکوت عن الحق جیسا کہ بالفعل آپ نے کیا کسی کے روبرو اختیار نہ فرماوین کیونکہ وعید **الساکت عن الحق شیطان اخرس** احادیث مین وارد ہوا ہے اور قرآن مجید مین صفات یہود سے یہ صفت قرار دی گئی ہے کہ **وتکتمون الحق وانتم تعلمون** لہٰذا ایسے صفات ذمیمہ سے نہایت درجہ کا پرہیز و اجتناب مومن کے لیے فرض و لازم ہے خالص مومنوں کی صفت تو یہہ ہے کہ **لا یخافون لومۃ لائم**۔ یہ جواب مختصر ابوالپسی ڈاک لکھا گیا ہے کیونکہ مدرس صاحب ابھی اس کوچہ میں نو آموز ہوکر آئے ہین اور وہ بھی بڑی آرزو کے بعد اگر اس پر مدرس صاحب بلا نظر و غور کچھ تحریر فرماوینگے تو انشاء اللہ تعالیٰ اوسکی خبر مفصل طور پر لیجاوے گی۔ ؎

نگفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

والسلام خیر الختام ۔۸۔ مارچ ۱۹۰۲ء

محمد احسن امروہوی

تبلیغ عام

یہ اس خطبہ کا مضمون ہے جس کا ذکر وصیت الحق کے تحت مین ہم نے کیا ہے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے خطبہ ٹھیٹھ پنجابی مین پڑھا تھا اسلئے ایڈیٹر حکم نے اپنے طرز اور طریق پر اسے نہ صرف اردو زبان مین لکھا ہے بلکہ بعض ضروری مطالب کو کسی قدر واضح کر دیا ہے جنہیں ہمارے محسن و مخدوم مولانا صاحب صرف خطبہ کے تنگ وقت کیوجہ سے اشارۃً ہی کر سکے تھے۔ ایڈیٹر

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (سورۃ الحشر رکوع آخر)

ایمان والو! خدا سے ڈر جاؤ۔ اور ہر ایک شخص کو لازم ہے کہ وہ اس بات کی فکر کرے کہ کل کے لیے اس نے کیا بھیجا ہے۔ اور خدا سے ڈر جاؤ۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔ جسقدر تم یہان موجود ہو وہ بخوبی سن لین اور دوسرون کو جہانتک تم سے بن پڑے سنا دو + کہ خدا تعالیٰ کا کسی سے کوئی رشتہ ناطہ نہین ہے وہ تو **لم یلد ولم یولد** خدا ہے۔ پس ضروری امر یہ ہے کہ تم اسکی رضا کو حاصل کرو اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کیا بات ہے جس کے اختیار کرنے سے ہم اس کو راضی کر سکین ؟ خدا تعالیٰ کو کیا عزیز ہے ؟ وہ تم سے کیا چاہتا ہے خود خدا تعالیٰ نے اپنی حکیم اور مجید کتاب مین بتا دیا ہے **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون**۔ مین نے جن اور انس کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کرین اور اوامر کی تعمیل کرین .... اور نواہی سے باز رہین یہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے انسان کی خلق سے یا یون کہو کہ انسان کی خلقت کی علت غائی اور اس کی زندگی کا فرض **عبادت الٰہی** ہے۔

اب اگر کوئی شخص محض اتنی ہی بات پر فخر کرتا ہے کہ وہ **مسلمان** ہے۔ یا مسلمان والدین کے گھر مین پیدا ہوا ہے تو وہ یاد رکھے کہ یہ کوئی فخر کی بات نہین ہے اگر اس مین سچے مسلمان کی روح نہین اس کی عملی زندگی اس پر مسلمان کا لفظ عاید نہین کرتی + اسی لیے خدا تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا ہے

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی معزز و مکرم ہے

جو تقی ہے۔ غرض ایک مسلمان کا بحیثیت مسلمان ہونے بلکہ بحیثیت انسان ہونے یہ **فرض** ہے کہ وہ اوامر الٰہیہ کی تعمیل کرے اور خدا تعالےٰ کی منع کی ہوئی باتون سے رک جاوے یہی ایک بات ہے جو کسی کو سچا مسلمان بنا سکتی ہے۔ یہ دنیا ایک غفلت کا گھر ہے اور بازیگرون کے تماشے کی طرح (جہان ان کی ڈگڈگی اور بانسری کی آواز پر تمام چھوٹے بڑے جمع ہو جاتے ہین اور اس کھیل تماشے مین کچھ ایسے محو اور از خود رفتہ ہوتے کہ بھوک پیاس طبعی تقاضون کو بھی بھول جاتے ہین) یہ عالم ایک بازیگاہ ہے لیکن دانشمند اور مبارک وہ ہے جو اس کے انجام پر نظر کرتا ہے اور نتیجہ کو دیکھتا ہے کیا سچ کہا ہے کسی نے

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

مختصر یہ ہے کہ ایک طرف تو دنیا اور اس کی غفلتون مین پھنسا دینے والے محرکات ہین اور دوسری طرف انسانی زندگی کا سچا مدعا عبادت الٰہی ہے پھر اس منشاء الٰہی کو پورا کرنے کے لیئے کیا کیا جاوے ؟ اور کس امر کو مد نظر اور ملحوظ خاطر رکھا جاوے کہ اس غفلت کی زندگی سے نکلکر انسان بیدار اور ہوشیار ہو کر اس **فرض** کو سوچے جسکے لیئے وہ پیدا کیا گیا ہے یعنے

عبادت الٰہی کو

اس کے لیئے خدا کی حمید و مجید کتاب نے ایک راہ بتائی ہے اور وہ یہ ہے۔

اتقوا اللہ

خدا سے ڈر جاؤ۔ خوف خدا ایک ایسی شے ہے کہ اس سے بڑھ کر نیکی کرنیکا کوئی گر نہین * جو لوگ کچھ عذر اور بہانے کرتے ہین کہ وہ اپنی غفلت کی زندگی سے بیدار نہین ہو سکتے اور کچھ ایسی سستی آکر ان پر پڑی ہے کہ وہ **نماز** اور دیگر احکام اللہ کی تعمیل نہین کر سکتے وہ اپنے اس عذر مین بالکل جھوٹے ہین اور خدا تعالےٰ کی حجت ان پر تمام ہو چکی ہے خود ان کی فطرت اور روزمرہ کے واقعات ان پر الزام قایم کرتے ہین کہ اس عذر اور بہانہ سازی مین جھوٹے ہین کیونکہ اگر رات کو زلزلہ آجاوے یا آتش زدگی یا کوئی اور خطرناک واقع پیش آوے تو ساری نیند اور سستی اور غفلت اُڑ جاتی ہے یا کوئی سنگین فوجداری مقدمہ قایم ہو تو پھر بھلا دیکھین کوئی تاسخ پیشی پر کیونکر خواب راحت یا غفلت مین سو سکتا ہے ؟ ہرگز نہین یہ کیون ؟ صرف اسلیے کہ ایک خوف ہے جو دلپر غلبہ کیئے ہوئے ہے وہ دوسرا خیال آنے ہی نہین دیتا اسی قسم کے ہزارہا واقعات ہمین ہر روز پیش آتے ہین پس اگر خدا تعالےٰ کے جلال اور جبروت کا خوف ہو۔ مرنے کی فکر اور مالک یوم الدین کے حضور کھڑا ہونے کا ایمان اور یقین ہو تو کیونکر انسان بے فکر اور غافل ہو سکتا ہے۔ پس تمہارے یہ روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات تمہین ملزم کرتے ہین اور تمہارے اس قسم کے عذرات کو کہ سستی ہوتی ہے یا غفلت کی وجہ سے بیدار نہین ہو سکتے توڑتے ہین اور خدا کی حجت تم پر پوری ہوتی ہے اب تم مین سے کسی کا حق نہین کہ وہ یہ عذر کرے۔

اسلیے مین تمہین پکار کر کہتا ہون کہ **اتقوا اللہ** خدا سے ڈر جاؤ پھر کہتا ہون کہ خدا سے ڈرو تا تم نیکی کرنے کی قوت اور فطرت حاصل کر سکو۔ اور اس طرح پر اسکے عذاب سے بچ جاؤ۔ ع

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نمے بینم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے

خوف الٰہی سے کیا مراد ہے ؟ خدا کے خوف سے یہ مراد ہے کہ تم **صفات الٰہیہ** پر غور کر کے ان سے حیا کرو اور وہ کام نہ کرو جو خدا کی کسی صفت کے منافی ہون مثلاً خدا تعالےٰ کی ایک صفت ہے علیم بذات الصدور اور یعلم السر و اخفی۔ یعنے وہ انسان کے سینہ کے حالات سے آگاہ ہے۔ اور انسان کے مخفی در مخفی اور نہان در نہان منصوبون کو بھی یہانتک کہ اسنے کبھی آگاہ ہے جو ابھی اوس کے دل مین پیدا بھی نہین ہوئے۔ اب جو شخص خدا تعالےٰ کی ان صفات پر ایمان لاتا ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے سینہ اپنے خیالات پر ایک گہری نظر کرے کہ کیا ان مین کوئی ناپاک اور خدا کے منشاء کے خلاف تو کوئی بات نہین ہے ؟ جب کوئی شخص پسند نہین کرتا کہ وہ اپنی مجلس مین برا کہلوائے یا اپنے ہمسرون مین ذلیل ہو پھر کیون وہ اس بات کا لحاظ نہین کرتا کہ اس خدا کے سامنے جو علیم بذات الصدور ہے برے منصوبے اور ناپاک ارادے اور خواہشین کرتا اور خیالی فسق و فجور کے سلسلہ کو اپنے سینہ مین دراز کرتا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ آنکھ کی خیانت کو جانتا ہے اب جو اس صفت پر ایمان لائے گا اسکے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی آنکھ کو نامحرم جگہ پر ڈالنے سے بچاوے اور بد نظری سے بچ کر **غض بصر** کی تعلیم پر عمل کرے۔

اسی طرح خدا تعالےٰ کی یہ صفت ہے ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین۔ اللہ ہی رزق دینے والا ہے بڑی قوت والا خدا ہے اس رزاق کی صفت پر ایمان ہو تو پھر چوری۔ بددیانتی۔ خیانت۔ فریب اور ہر ایک قسم کے ناجائز طریق سے مال حاصل کرنے کی جرأت پیدا نہ ہو۔ اسی طرح پر اور صفات الٰہیہ ہین۔ پس اللہ سے ڈرنا اور اس کی صفات پر ایمان لانا کیا ہے ؟ یہی کہ ان سے حیا کر کے ان افعال اور اعمال سے رک جاوے جو ان صفات کے خلاف ہین اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کا نام صمد ہے جسکے معنے ہین کہ وہ کسی کا محتاج نہو اور خود سب کا حاجت روا ہو جو اللہ تعالےٰ کی اس صفت کو مانے اسپر لازم ہے کہ اللہ ہی کے سامنے اپنے مطالب و اغراض کو پیش کرے اور

پورے خشوع وخضوع اور تذلل کے ساتھ اسی کو حاجت روا اور مشکلکشا سمجھ کر دعائین کرے اپنی حاجتین نہ کسی درخت و پتھر کے سامنے لیجاوے نہ سورج چاند یا دیگر اجرام سماوی کے سامنے پیش کرے اور نہ کسی مردہ پیر سے حاجت روائی کی درخواست کرے اور قبرون اور خانقاہون پر ٹھوکرین کھاتا پھرے بلکہ اسی صمد خدا کے حضور سب کچھ مانگے غیر اللہ سے مرادین مانگنا سب جھوٹی اور بیہودہ باتین ہین ان سے اپنے سینون کو صاف کر دو جیسے تم مین سے کوئی کبھی بھی پسند نہین کرتا کہ اس کے گھر مین کوڑا کرکٹ اور پاخانہ پھینکا جاوے اسی طرح پر خدا تعالےٰ جو قدوس خدا ہے کبھی پسند نہین کرتا کہ اس کے گھر مین جو **انسان کا دل** ہے اس قسم کا ناپاک مواد جمع کیا جاوے جو کوئی خدا تعالےٰ کے اس گھر کو ناپاک کرتا اور اس مین کوڑا کرکٹ جمع کرتا ہے وہ خدا کا چور اور باغی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود۔

میرے گھر کو طواف کرنے والون اور اعتکاف کرنے والون اور رکوع وسجود کرنے والون کے لیے پاک کر دو۔

مومن کا دل بیت اللہ ہوتا ہے جسپر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو کوئی اسکو خراب کرتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے حضور گستاخی اور خطاکاری کا موجب ٹھیرتا ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ کا نام ہے لم یلد و لم یولد۔ نہ اللہ کا مان باپ ہے نہ اسکا کوئی بیٹا ہے جو اللہ تعالےٰ کی اس صفت پر ایمان لاوے اس کا فرض ہے کہ ان تمام عقیدون سے بیزاری ظاہر کرے جو اس صفت کے خلاف ہین جیسے مثلاً عیسائی کہتے ہین کہ عیسےٰ خدا کا بیٹا ہے اور وہ آسمان پر خدا کے دائین ہاتھ بیٹھا ہے اور بدقسمتی سے مسلمانون نے مسلمان کہلا کر لم یلد ولم یولد خدا پر ایمان لانے کا دعوے کرکے یہ خبیث عقیدہ تراشا ہے کہ مسیح اس جسم کے ساتھ جو کھانے پینے اور بول براز کی ضرورتون کا محتاج جسم ہے آسمان پر چڑھ گیا ہے اس قسم کے گندے عقیدون کو اپنے دل سے نکال ڈالو۔ اور مرے ہوئے کتے کی بدبو اور پاخانہ کی پلیدی سے بھی زیادہ مردار اور نجس اس قسم کے عقیدون کو سمجھو۔ غرض پھر مین تم سب کو مخاطب کر کے کہتا ہون۔

یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ

اے ایمان والو اللہ کے خوف سے ڈر جاؤ۔

پھر دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ ولتنظر نفس ما قدمت ہر ایک شخص کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل کی کیا فکر کی ہے بڑا ہی افسوس ہے اور دل درد سے بھر جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ بہت ہی تھوڑے ایسے آدمی ہین جنکو ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہو کہ خدا تعالےٰ کے حضور کھڑا ہو کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہوگا۔

مین تم سب کو کھول کر کہتا ہون کہ تم پر خدا کی حجت پوری ہو چکی ہے تمہاری فطرت نے خود تمہین ملزم کر دیا ہے کہ کل کے فکر کا جوش تم مین پایا جاتا ہے۔ دیکھو برسات کے آنے سے پہلے تم کیونکر اپنے مکانونکی لپائی اور مرمت کے لیے تیار ہو جاتے ہو تمہارا اضطراب کے ساتھ اپنے مکانون کی لپائی کا فکر کرنا ہی تم پر حجت ہے کہ فطرت مین یہ بات موجود ہے پھر کیون تم عقبےٰ کے توشہ کے لیے فکر نہین کرتے ہو؟

ایک ... [illegible] ... سن رسیدہ [illegible]

ساتھ ہر روز اپنے کام پر حاضر ہوتا ہے اور کوئی بہانہ تکلیف یا تکان کا نہین کرتا مگر نماز کے لیے عذر اور بہانہ ضرور کر دیتا ہے یہ کیون؟ اسے خدا تعالےٰ کے پاک وعدون پر ایمان نہین۔

اگر وہ اس بات پر سچا ایمان لاتا کہ نیکی کی جزا مین وہ جنت ملینگے جن کی تعریف ہے **تجری من تحتہا الانہار** اور **خالدین فیہا** کے مصداق ہین تو وہ بے اختیار ہو کر نیکی کی طرف دوڑتا۔ اور ایسے ہی اگر اسے خدا تعالےٰ کی سزا **وقودہا الناس والحجارہ** کا سچا خوف ہوتا تو بے قرار ہو ہو کر نیکی کرتا مگر بات یہی ہے کہ سچا ایمان اور **یقین کی قوت** نہین رہی پس تم سب جو یہان موجود ہو خوب غور اور فکر سے سن لو اور جو موجود نہین انکو سنا دو کہ خدا کی حجت آج تم پر **پوری کر دی گئی ہے** آج تمہین صرف اس لیے جمع کیا گیا ہے کہ اسی یقین اور ایمان کی قوت کو مضبوط کرنے کے لیے خدا کا برگزیدہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب (خدا کے برکات اور فضل اسپر ہون) آیا ہے اور وہ بڑے فضل اور برکات لیکر آیا ہے مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون جس کی پاک کتاب میرے ہاتھ مین ہے اور جو جھوٹون کو ہلاک کر دیتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور خطرناک امساک باران کے وقت ابر رحمت ہو کر آیا ہے اسکی قدر وہی کرتے ہین جو رات دن اسکی باتین سنتے ہین اسکے دل مین یہ بات آئی ہے کہ وہ تم لوگون کو طاعون جیسی خوفناک مرض سے ڈراوے جس کے مردے مرے چوہے سے بھی زیادہ متعفن اور گھنونے ہو جاتے ہین۔

گورداسپور اور ارد گرد یہ بیماری پھیل گئی ہے اور یہ خدا تعالےٰ کا قہری نشان ہے جو حرامکاری۔ بے حیائی اور غفلت کیوجہ سے آتا ہے۔ پس اس رحیم کریم انسان نے پسند کیا ہے کہ تمکو آگاہ کرے اور اللہ کی حجت تم پر پوری کرے پس تم

گواہ رہو کہ

یہ پیغام تم کو پہنچا دیا گیا

اب یہ وقت غفلت کا وقت نہیں اب سونے کا مقام نہیں بلکہ رونے کا وقت ہے خدا سے صلح کرو اور اپنے اعمال اور چال چلن مین ایک تبدیلی کرو۔ نمازین سنوار سنوار کر پڑھو اور اپنے بیوی بچون کو بھی تاکید کرو اور خدا سے ایسے ڈرو کہ گویا موت سامنے کھڑی ہے پچھلی رات اٹھکر جسقدر ممکن ہو دو چار آٹھ رکعت پڑھو اور کثرت سے استغفار کرو۔ اور دعا کرو کہ خدا تعالےٰ اس عذاب سے محفوظ رکھے خدا تعالےٰ تم سب کو توفیق دے کہ تم ان باتون پر عمل کرو اور مجھے بھی توفیق دے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لنگر خانہ کے انتظام کیلئے

چونکہ کثرت مہمانون اور حق کے طالبون کیوجہ سے ہمارے لنگر خانہ کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے اور کل مین نے جب لنگر خانہ کی تمام شاخون پر غور کر کے اور جو کچھ مہمانون کی خوراک اور مکان اور چراغ اور چارپائیان اور برتن اور فرش اور مرمت مکانات اور ضروری ملازمون اور سقا اور دھوبی اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت مصارف پیش آتے رہتے ہین ان سب کو جمع کر کے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ان دنون مین آٹھ سو روپیہ اوسط ماہواری خرچ ہوتا ہے اس خرچ کے ایخاص خدا تعالےٰ نے ہی ایسے اتفاقات پیش کئے اب تک ہمین محض خدا تعالےٰ کے فضل اور رحمت سے کوئی فاقہ نہین آیا مگر چونکہ ہر ایک امر جسکے ساتھ کوئی انتظام نہین موجب ابتلا ہوتا ہے اور سلسلہ غمون کا اندازہ سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اسلیے اس پر تشویش وقت مین کہ جبکہ آمدن مستقل طور پر ساٹھ روپیہ ماہواری بھی نہین اور خرچ آٹھ سو روپیہ ماہواری سے کم نہین کوئی انتظام توکلاً علے اللہ ضروری ہے بالخصوص جبکہ قحط کے دن بھی شدت کرتے جاتے ہین اور طاعون[1] کے دن بھی ہین اس لیے مین نے سخت گھبراہٹ کے وقت مین بلحاظ ہمدردی اس جماعت کی جسکو مین اپنے ساتھ رکھتا ہون اس انتظام کو اپنا فرض سمجھا اور نیز اس خیال سے بھی کہ عمر کا اعتبار نہین لہذا مین چاہتا ہون کہ غربا اور ضعفاء کی ایک جماعت میرے ساتھ رہے جو میری باتون کو سنے اور سنین اور سمجھین اگرچہ ہمارے سلسلہ کے ساتھ اور مصارف بھی لگے ہوئے ہین لیکن مین سنت انبیاء علیہ السلام کے مطابق سب سے زیادہ اس فکر مین رہتا ہون کہ ایک گروہ حق کے طالبون کا ہمیشہ میرے پاس رہے اور نیز دور دور سے لوگ آوین اور اپنے اپنے شبہات پیش کرین اور مین ان شبہات کو دور کرون اور نیز ایسے لوگ آوین جو خدا تعالےٰ کی راہ مجھ سے سیکھنا چاہتے ہین اور نیز یہ کہ جو کچھ مین لکھون وہ کتابین چھپتی رہیں اگرچہ ہمارے ساتھ مدرسہ کا بھی تعلق ہے اور اسکا انتظام خرچ بھی ابھی ناقص اور بالکل ناقابل اطمینان ہی ہے اور مین یہ بھی خوب جانتا ہون کہ جو لڑکے اس مدرسہ مین پڑھین گے وہ نسبتاً کچھ نہ کچھ سچائی اور دینداری اور پرہیزگاری اور نیک چلنی کی راہ سیکھین گے لیکن ان مین اور ہم مین بڑے بڑے پہاڑ اور کانٹے اور شورہ زمین بہت تھوڑے ہین جو ان سب کو چیر کر ہم تک پہنچ سکتے ہین ورنہ عموماً سب پڑھنے والے اپنی دنیا کے لیے مر رہے ہین اور اس کتے کی مانند ہین جو ایک دفن کئے ہوئے مردار کی مٹی اپنے پیرون سے کھودتا ہے اور جب وہ مردار ننگا ہو جاتا ہے تو اسے کھاتا ہے اسی طرح ان پڑھنے والون مین بڑا گروہ تو ایسا ہی ہے کہ اسی مردار کی تلاش مین ہین اور جب وہ مردار انہین مل گیا تو پھر ہم کہان اور وہ کہان آخر انہین باپون کے وہ فرزند ہین جنہون نے دنیا کو قبول کر رکھا ہے۔ ہم کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ دنیا کو تین طلاق بھیجکر ہمارے پیر چلین گے اور ہمارے سلسلہ کے لیے اپنی عمرین وقف کر دینگے یہ بالکل جھوٹ ہے ہمارا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہین کرتا بلکہ اکثر لڑکے اپنی دنیا کے لیے ہی مرتے ہین اور جب اسقدر کوئی ڈگری حاصل کر لین گے کہ جس سے وہ نوکر ہو سکین تب وہ فی الفور روحانی تناسخ کو قبول کر کے ایک اور جون مین آجائین گے بھلا جوش جوانی کی تاریک ظلمتون اور جذبات سے باہر آنا سہل بات ہے یا ہر ایک کا کام ہے نہین بلکہ نہایت ہی مشکل ہے۔ لیکن میری امیدین ان غریبون پر بہت ہین جو نہ تو اسے بننا چاہتے ہین اور نہ ایم اے بلکہ بقدر کفایت معاش دنیا اختیار کرتے ہین۔ اور انکے دلون مین ہر دم یہ خلش ہے کہ کسی طرح ہم نیک انسان بنجائین اور خدا ہم سے راضی ہو سو وہ ہدایت پانے سے بہت قریب ہین کیونکہ انکے خیالات مین تفرقہ نہین ہے۔ وہ میرے پاس رہکر ہر روز تازہ بتازہ ہدایت پا سکتے ہین سو انہین کا سب سے زیادہ مجھے فکر ہے کیونکہ ہم عمر کا بہت سلسلہ طے کر چکے ہین اور تھوڑا باقی ہے اسی اطمینان کے حاصل کرنے کے لیے مین یہ اشتہار شایع کرتا ہون یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہین بلکہ ان لوگون کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہین۔ یہ آخری فیصلہ کرتا ہون مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہین سے پیوند ہے یعنے وہی خدا کے دفتر مین مرید ہین جو اعانت اور نصرت مین مشغول ہین۔

---

[1] چونکہ شرعاً یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ علاقہ کے لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائین اسلیئے مین اپنی جماعت کے ان تمام لوگونکو جو طاعون زدہ علاقون مین ہین منع کرتا ہون کہ وہ اپنے علاقہ سے نکلکر قادیان یا کسی دوسری جگہ جانیکا ہی قصد کرین اور جہانتک ممکن ہو

یسے ہین کہ گویا خدا تعالے [illegible] چلہتے ہین سو ہر ایک شخص [illegible] اس نئے انتظام کے بعد [illegible] عہد کرے۔ اپنی خاص تحریر [illegible] کہ وہ ایک فرض حتمی [illegible] چندہ ماہواری بھیج [illegible] چاہیئے کہ اس مین لاف [illegible] ہو جیسا کہ پہلے بعض سے [illegible] آیا کہ اپنی زبان پر وہ قایم نہ [illegible] سو انہون نے خدا کا گناہ کیا جو [illegible] اب چاہیئے کہ ہر ایک شخص [illegible] کر اسقدر ماہواری چندہ [illegible] جسکو وہ دیسکتا ہے گو [illegible] ہو۔ مگر خدا کے ساتھ [illegible] فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاو نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اسکو چاہیئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہین کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ [illegible] کچھ بھی مدد دیسکتا ہے وہ منافق ہے۔ اب اسکے بعد وہ سلسلہ مین رہ نہین سکیگا اس اشتہار کے شایع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت [illegible] والے کے جواب کا انتظار کیا [illegible] گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لیئے قبول کرتا ہے اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا سلسلہ بیعت سے اسکا نام کاٹ دیا [illegible] گا اور مشتہر کر دیا جائے گا اگر کسی [illegible] ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپروائی کی تو اسکا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اسکے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار مین داخل نہین اس سلسلہ مین ہرگز نہین رہیگا۔ والسلام علی من اتبع الہدے۔

المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از

قادیان ضلع گورداسپور ۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

تتمہ:۔ یاد رہے کہ مدرسہ کا قیام اور بقا بھی چونکہ بہت سے مصالح پر مبنی ہے لہذا ازبس ضروری ہے کہ جب استطاعت ہر شخص اسکے لیئے بھی ایک ماہوار رقم اپنے اوپر لازم کرلے اور یہ بات مین پھر دوبارہ یاد دلاتا ہون کہ ہر شخص اپنی حالت اور استطاعت کو دیکھکر چندہ مقرر کرے ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر کے بعد اسے فوق الطاقت بوجھ سمجھکر ملول ہو جائے کہ اس طرح اللہ تعالے کے نزدیک وہ گنہگار ٹھہرے گا۔ اور اس تجدید اور تعیین چندہ کی نسبت درخواستین اخویم مولوی عبد الکریم صاحب کے پاس آنی چاہئین۔ یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکواۃ اور اس طرح کی ہر قسم کی خیرات کا روپیہ بھی یہان آنا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بہت ضروری اطلاع

ہماری ساری جماعت آگاہ رہے کہ حضرت امام مطاع باذن اللہ مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام اللہ تعالے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم اور سنت کی اتباع و اطاعت کی غرض سے حکم دیتے ہین کہ کوئی شخص ایسی جگہون سے جہان طاعون ہے جیسے سیالکوٹ۔ جمون اور نواح سیالکوٹ اور نواح جمون۔ وزیر آباد۔ لایل پور کے متاثر علاقے۔ گورداسپور۔ جالندہر لودہانہ۔ پٹیالہ۔ سرہند بسی وغیرہ وغیرہ عید اضحی کے موقعہ پر ہرگز ہرگز قادیان مین نہ آوین بلکہ جب تک انکے شہرون مین طاعون کا دورہ اور اثر ہے ادھر آنیکے لیئے کوشش نہ کرین والسلام ۶ مارچ ۱۹۰۲ء

المشتہر فقیر عبد الکریم از دار الامان قادیان

بیعت

دولو ولد بوٹا راے پور ریاست نابھا
لہنا ولد محکم 〃
سوداگر ولد خدا بخش 〃
حبیب ولد بالا 〃 〃
سکندر ولد کریم بخش نمبردار 〃
عیدو ولد خدا بخش 〃
رحیم بخش ولد لہنا 〃
نور بخش ولد بخشو 〃
کریم بخش ولد گلاب 〃
نور بخش ولد روشن ساکن رامپور
کریم بخش ولد نور بخش 〃
نتھو عرف رحیم بخش ولد کرم بخش 〃
الہی بخش ولد نور بخش 〃
خیر الدین ولد الہی بخش 〃
فتح الدین ولد الہی بخش 〃
عبد اللہ ولد 〃 〃
غلام الدین 〃 〃
اللہ بخش 〃
ضیاء الحق 〃
فاطمہ دختر 〃 〃
زوجہ الہی بخش 〃
مسماۃ جیندو 〃
مسماۃ حکیمان زوجہ نور بخش 〃
غلام غوث ولد لکھا 〃
غلام نبی ولد غلام غوث 〃
مسماۃ جنت دختر غلام غوث 〃
مسماۃ مریم 〃 〃
عبد الکریم ولد ہیرا 〃
ابراہیم 〃 〃
مسماۃ آموکان والدہ ابراہیم
سلطانی ولد پیر بخش موہن مزرعہ
عبد اللہ ولد سلطانی 〃
مسماۃ کریمان زوجہ سلیمان 〃
اللہ بخش ولد بینا 〃
مولی شاہ ولد جہنگر شاہ 〃

[illegible] اشتہارات کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک شہر مین چند اشتہار ایک آدمی کیطرف بھیجے جاتے ہین پس ہر ایک صاحب کو جسکے پاس ان اشتہارات [illegible] کے لوگ جو سلسلہ بیعت مین داخل ہون اس اشتہار کا مضمون بخوبی سمجھا کر از سر نو [illegible]

غیر معمولی خاص عام تخفیف
حمیدیہ ایجنسی لاہور کی کتب و دیگر کارآمد اشیا کی قیمت اور اخبار وطن لاہور کے چندہ میں
تہائی کی رعایت
چوتھائی کی رعایت
قانونی کتب معہ شرح
www.aafil.org

پیک طاعون

دیدۂ عبرت کشاؤ قہر قہاری ببین

طاعون

شامت اعمال ماصورت نادر گرفت

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب از بزنگ پیٹھ آپکی دوا مین خدا کے فضل و کرم سے بیشک فائدہ ہے مین نے ایک بیمار کی حالت در دسر اور ہذیان مین یہ دوا دی دو شیشی سے فائدہ ہوا میرے پاس اور دوا نہین ایکدرجن بوتل عرق طاعون ارسال فرماوین جو مفید ثبوت دواتر دوا ہے -

جناب محمد حیات بادشاہ چندہ پیٹ اسکاٹ میری ہمشیرہ بیماری طاعون سے صحت یاب ہے صرف پاؤن پر ورم باقی ہے اس کا کوئی علاج ارسال کرین +

جناب ابراہیم بوزنگ پیٹھ ۲۵ عدد شیشی عرق طاعون ارسال کرین آپکی دوائی بہت فائدہ ہوا -

جناب عبدالحمید معرفت عبدالقیوم صاحب ہیڈ اکونٹنٹ آفدی سٹی میونسپلٹی بنگلور میری گردن پر ایک بار گر نمودار ہے اس کے واسطے دوا ارسال فرماوین

سرکار جلالت آثار نواب آقا محمد خانصاحب بہادر کاظمین علاقہ ہند بدست سید علی منشی نیو ایجنٹ آپکی ایجاد کردہ دوائی طاعون مفید ہے

جناب محی الدین خانصاحب احمد سیٹھ جنرل بہادر میسور آپ کی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے چند شیشیان ارسال فرمادین

جناب حکیم محمد یوسف ٹمکوری ریاست میسور مقام سرا - آپکی دوائی طاعون کی شہرت یہان بکثرت ہو رہی ہے -

جناب سید محمد پنشنر رام باغ گاڑی خانہ کراچی - آپکا ایجاد کردہ عرق دو مریضون کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید کہ جناب چند بوتلین اور ارسال فرماوینگے

جناب شیخ رحمان صاحب استاد مدن پورہ بمبئی سفر آبادی آپکی دوا طاعون سے کئی مریض اچھے ہوئے مہربانی کرکے دوا کی تھوڑی شیشیان اور ارسال کرین +

جناب محمد علی ٹیلر معرفت کپتان سرگمن بمبئی کلب بمبئی آپکے عرق سے ۴ آدمی اچھے ہوئے ۳ بوتل اور ارسال کرین

یہ برباد کنندۂ بنی آدم بعد از مدت ہند میں پھیلا ہے اب تک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور بطور علاج حفظ ماتقدم کچھ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہیں پاتا - چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے ہر حصہ مین جہان یہ ظاہر ہوا تصدیق ہوگئی ہے کہ یہ طاعونکو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے علیحدہ کتاب آدھ آنے کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے قیمت فی شیشی عہ درجن شیشی سے

شفایاب مریضون کے چند سارٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضون مبتلایان طاعون کو وہ دوا دی انمین سے دو مریض جو فوراً مبتلائے طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی دس منٹ کے بعد ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے پیتے ہی پیاس کی شدت کم ہوگئی اور بخار مین بھی افاقہ ہوگیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریض کا بخار اترتا نہیں مگر خدا کے فضل سے دوا کی تشخیص سے اس دوا کے دینے سے چار شخص کو فائدہ ہوا طبیعت اس دوا سے عجب مسرور ہوتی ہے دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے دوا نہ آپکی ہے یا کہ نقش اسم اعظم ہے کہ جس کے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے کئی کئی بلا کے مرض مین تھے مبتلا انسان دیا جسکو وہین اس سے بلایہ دور ہوتی ہے کرے تعریف کس منہ سے دوا کی احمد کمتر مثال تیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

جناب محمد یوسف خانصاحب گلی بمبئی (ترجمہ چٹھی)
آپکے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا اور بمبئی مین بہت سی جانین بچائین اگر احباب اسکی تعریف کرین ...

جناب سید عبدالرحمن خلف سیدی حسین تعلقدار از جزیرہ جنشان ضلع علی باغ متصل بمبئی - آپ کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام ہے

جناب سعیدہ اے ولیرو وسہ بہاری آف کنٹرکٹر کیماڑی شہر کراچی آپ نے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑون مریض شفا پا چکے ہین اور پاتے جاتے ہین سو مہربانی فرماکر بذریعہ کارڈ ہذا کچھ دوا ارسال کرین

جناب صوبہ دار حسن پنشنر رام باغ گاڑی احاطہ کراچی - آپ کا عرق طاعون دو تین مریضون کو دیا گیا بحکم خدا اچھے ہوئے +

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت اللہ شاہ نقشبندی محل ناریل باڑی داؤد حسن شاہ بمبئی - عرض یہ ہے کہ آپکی ارسال شدہ دوائی نے بمبئی مین لوگونکو بڑا فائدہ ہوا مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جس وقت مریضکو دوائی پلائی فوراً ہوش آگیا

جناب منشی قلندر حسین ہوش ار - کے - اینڈ - ایم او کیمپ ہوش کوٹ ضلع بنگلور آپ کے عرق طاعون نے بہت فائدہ ہوا دو شیشی مہربانی فرماکر اور ارسال کرین +

نمبر ۱۵ حکیم ڈاکٹر غلام نبی ... طاعون منزل لاہور

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ با در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۱	۲۴ - مارچ سنہ ۱۹۰۲ مطابق ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۹ ہجری یوم دوشنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ کے متعلق

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں حضرت اقدس عصر کے لئے نزولی رسالے اور عصمت انبیاء والے مضمون کو ختم کر چکے ہیں اس لئے اب ظہر اور عصر کی نمازیں جمع نہیں کی جاتی ہیں +

حضرت مولوی صاحبان بھی بفضل تعالیٰ بخیریت ہیں۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کی کتاب آیات الرحمٰن طبع ہونی شروع ہو گئی +

اردو میگزین کا پہلا نمبر شائع ہو گیا اور دوسرا پریس میں چلا گیا - جو لوگ انگریزی میگزین سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے یعنی انگریزی نہیں جانتے انکو اردو میگزین سے فائدہ اٹھانا

بیعت کرنے والے احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ چونکہ انکے نام ہفتہ وار الحکم میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور بسا اوقات ایڈیٹر کے پاس غلط اطلاع کیوجہ سے اندراج میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اس لئے آئندہ سب بزرگ یاد رکھیں کہ بیعت کرنیوالے مندرجہ ذیل نقشہ کیموافق اپنے بیعت کے خطوط ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدیا کریں جو ایک باقاعدہ مرتب رجسٹر میں انکو درج کر کے علاوہ الحکم میں شائع کر دیا کرے گا -

بیعت کرنیوالے کا نام — باپ کا نام — سکونت ضلع ڈاکخانہ

ذیل میں ہم اپنے عزیز بھائی ایڈیٹر اٹاوہ پنچ کی چٹھی انکی خواہش کیموافق درج کرتے ہیں اگرچہ ہم اس ضرورت میں انکے ساتھ نہیں کہ شحنہ کی گالیوں کے جواب میں کوئی ضمیمہ الگ شائع کریں ان لوگوں کی مخالفت حد تہذیب و انسانیت سے نکل چکی ہے اور وہ قابل خطاب نہیں رہے -

جماعت احمدی کیخدمت ایڈیٹر اٹاوہ پنچ اٹاوہ کا نیاز نامہ

برادران - السلام علیکم - اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ سے مین نے ایک اخبار اٹاوہ پنچ نام اٹاوہ سے شائع کرنا شروع کیا ہے اس اخبار کے اجراء سے دراصل حضرۃ اقدس مسیح موعود کے مشن کی اشاعت مقصود ہے اخبار کو ...

کتاب و سنت اور حدیث

۲۳- کی شب کو بعد نماز مغرب اور ۲۴- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کی صبح کو سیر کا مضمون یہی تھا جو عنوان مین ہم نے لکھا ہے اور یہ مضمون قاضی نعمت علی صاحب احمدی ... کی تحریک سے پیدا ہوا اس سے پہلے بھی حضرت اقدس نے اس مضمون پر کئی بار تقریر فرمائی ہے ہم اس کو مقدم کر کے اسی لیے چھاپتے ہین کہ آج کل ہمارے مخالفون نے محض دھوکہ دہی کی بناپر یہ شیوہ اختیار کر رکھا ہے کہ جہان انسے گفتگو کی جاوے وہ حدیث کو قران شریف پر قاضی مقرر کر دیتے ہین اور حدیث پر بہت زور دیتے ہین- سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیرو چونکہ قرآن کریم کو مقدم کرتے ہین اور حدیث کو اس کی حد سے بڑھانا نہین چاہتے اسلئے مخالف شور مچا دیتے ہین کہ دیکھو یہ حدیث کا انکار کرتے ہین اس قسم کے مشکلات عام ہین اسلئے ہم بذریعہ الحکم حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تقریر کا خلاصہ اپنے الفاظ مین زاید امور کو چھوڑ کر ناظرین الحکم کے فایدہ کے لیے یہان درج کرتے ہین-

چنانچہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہیئے جب کوئی نبی خدا کیطرف سے آتا ہے تو وہ دو ذمہ داریان لیکر آتا ہے اور اسکا فرض ہوتا ہے کہ وہ ان کو امانت کیطور پر پہونچا دے- اول کلام الٰہی دوم کلام الٰہی کے موافق عمل کر کے دکھا دینا اور یہی دو باتین اللہ تعالےٰ کے نزدیک اصل ہین اور اسی کو کتاب اور سنت کہتے ہین اور اب ایک تیسری بات ان دو کے ساتھ شامل کر لی گئی ہے وہ حدیث ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ تیسری شے یعنی حدیث جب تک ان دونون یعنے کتاب اور سنت کے موافق نہ ہوگی ہم نہین مانین گے ان لوگون نے دھوکہ دہی کے طور پر سنت اور حدیث کو مخلوط کر کے ایک بنا دیا ہے حالانکہ وہ دو جداجدا چیزین ہین سنت اور شے ہے اور حدیث اور چیز- سنت کے معنے طریق اور عمل کے ہین اور حدیث کا مفہوم صرف باتین ہے۔ یعنی وہ باتین جو لوگون نے اپنے الفاظ مین مدتون بعد جمع کین- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ تعالےٰ سے پاتے تھے سنت کے طریق پر اسے بتا دیتے تھے مثلاً نماز کا حکم ہوا آپ نے نماز پڑھ کر بتا دی- ایسا ہی زکوٰۃ- اور اسکے متعلق جملہ امور حج اور اسکے ارکان روزہ اور اسکے متعلقات غرض تمام امور جو اللہ تعالےٰ سے آپ پاتے ان کو کر کے دکھا دیتے- آپ کے اس عمل کا نام ہی سنت ہے جو حدیث سے بالکل الگ ہے اور قرآن شریف کی طرح سلسلہ تعامل مین یہ محفوظ ہے- کیا اگر حدیث نہوتی تو ہمارے مخالف کہہ سکتے ہین کہ مسلمان نماز نہ پڑھتے یا روزہ نہ رکھتے یا زکوٰۃ نہ دیتے یا حج نہ کرتے؟ نہین نماز روزہ حج زکوٰۃ اور دیگر ضروریات دین اسی طرح ہوتین جیسے اب ہین- کوئی نہین کہہ سکتا کہ حدیث کے زمانہ تک جو دو سو برس تک کا زمانہ ہے مسلمانون مین ضروریات دین پر عمل نہ ہوتا تھا اور جب تک بخاری اور مسلم مرتب نہوئین مسلمان مسلمان نہ تھے یہ تو قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے کہ آپ نے اس ذمہ داری کو پورا نہ کیا جو لیکر آئے تھے- قرآن مین سب کچھ ہے مگر نبوت کا استدلال لطیف ہوتا ہے جبرئیل سے جو معصوم ہوتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم علم پاکر اپنے عمل سے دکھا دیتے- پس اس بات سے کبھی دھوکا نہ کھاؤ کہ حدیث اور سنت کو ایک قرار دو- حدیث وہ اقوال رطب و یابس ہین جو پیچھے جمع ہوئے ان مین وہی قابل اعتبار ہین اور صحیح ہین جو کتاب اور سنت کے مخالف اور منافی نہین ہین-

اگر کوئی سوال کرے کہ قرآن شریف سے نماز کی رکعتین دکھاؤ تو اسکا جواب یہی ہے کہ یہ ہمین حدیث سے نہین بلکہ سنت سے معلوم ہوا ہے اور اگر حدیثین ایسی ہی تھین جیسے قرآن شریف تو پھر کیون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذمہ داری مین فرق ڈالا-

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دو کام کئے اول قرآن سنا دیا اور پھر اپنے عمل سے دکھا دیا چنانچہ اول کے لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم اور دوسرے امر کے متعلق یعنے سنت کے لئے فرمادیا اتممت علیکم نعمتی اور دونوں کے مجموعہ اور نتیجہ کا نام اسلام ہوا-

اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق سنت دکھاؤ تو اسکا جواب یہی ہے کہ سنت موجود ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود مر کر دکھا دیا- ورنہ اگر اوپر آسمان پر چڑھ جانا سنت انبیا تھا تو آسمان پر اٹھ جاتے مگر جیسے قرآن نے شہادت دی مسیح کی وفات پر اور آپ کی وفات پر انک میت وانہم میتون آپنے مر کر دکھا دیا اور ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کی تصدیق کر دی- یہی وجہ ہے کہ پہلا اجماع آپکی وفات پر حضرۃ مسیح علیہ السلام کی وفات کی نسبت ہوا- حضرت ابوبکر کا استدلال کیسا لطیف تھا اور یہ خدا تعالےٰ کا قانون ہے کہ جو خلیفہ ہونیوالا ہوتا ہے اس کو لطیف استدلال اور نبوت کے انوار کا حصہ دیا جاتا ہے اور وہ ملکہ مخفی رہتا ہے جب تک کہ وہ وقت نہ آجاوے جیسا کہ

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۱۰ جلد ۶

زیادہ تفصیل کی اس مقام پر ضرورت نہین کیونکہ اس مجمع مین بہت سے لوگ ایسے ہین جنکو بخوبی علم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب کا کیا حال تھا کوئی بدی ایسی نہ تھی جو ان مین نہ پائی جاتی ہو جیسے کوئی ہر صیغہ اور امتحان کو پاس کرکے کامل اُستاد ہر فن کا ہوجاتا ہے اسی طرح پر وہ بدیون اور بدکاریون مین ماہر اور پورے تھے۔ شرابی۔ زانی۔ یتیمون کا مال کھانے والے۔ قمار باز۔ غرض ہر برائی مین سب سے بڑھے ہوئے تھے بلکہ اپنی بدکاریون پر فخر کرنے والے تھے ان کا قول تھا ان ھی الا حیوٰتنا الدنیا نموت ونحیٰ۔ ہماری زندگی اسی قدر ہے کہ یہان ہی مرتے ہین اور زندہ ہوتے ہین حشر نشر کوئی چیز نہین قیامت کچھ نہین جنت کیا اور جہنم کیا؟ قرآن شریف کے احکام جن بدیون اور برائیون سے روکتے ہین وہ سب مجموعی طور پر انہین موجود تھین ان کی حالت کا یہ نقشہ ہے جس پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ کیا تھے؟ ایک موقع پر فرماتا ہے یاکلون ویتمتعون کہاتے ہین اور تمتع اٹھاتے یعنے اپنے پیٹ کی اور دوسری شہوات مین مبتلا اور اسیر ہین۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب انسان جذبات نفس اور دیگر شہوات مین اسیر اور مبتلا ہوجاتا ہے تو چونکہ وہ طبعی تقاضون کو اخلاقی حالت مین نہین لاتا اس لیے ان شہوات کی غلامی اور گرفتاری ہی اس کے لیے جہنم ہوجاتی ہے اور ان ضرورتون کے حصول مین مشکلات کا پیش آنا اسپر ایک خطرناک عذاب کیصورت ہوجاتی ہے اس لیے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ وہ جس حال مین ہین گویا جہنم مین مبتلا ہین یہ بات ہرگز ہرگز بھول جانے کے قابل نہین ہے کہ قرآن شریف جو خاتم الکتب ہے دراصل قصون کا مجموعہ نہین ہے جن لوگون نے اپنی نا فہمی اور حق پوشی کی بنا پر قرآن شریف کو قصون کا مجموعہ کہا ہے انہون نے حقائق شناس فطرت سے حصہ نہین پایا ورنہ اس پاک کتاب نے تو پہلے قصون کو بھی ایک فلسفہ بنادیا ہے اور یہ اسکا احسان عظیم ہے ساری کتابون اور نبیون پر ورنہ آج ان باتون پر ہنسی کی جاتی۔ اور یہ بھی اللہ تعالے کا فضل ہے کہ اس علمی زمانہ مین جبکہ موجودات عالم کے حقائق اور خواص الاشیاء کے علوم ترقی کر رہے ہین اس نے اسمانی علوم اور کشف حقایق کے لیے ایک سلسلہ کو قایم کیا۔ جس نے ان تمام باتونکو جو فیج اعوج کے زمانہ مین ایک معمولی قصون سے بڑھ کر وقعت نہ رکھتی تھین اور اس سائنس کے زمانہ مین ان پر ہنسی ہورہی تھی علمی پیرایہ مین ایک فلسفہ کیصورت مین پیش کیا۔

پہلے زمانہ مین ہم دیکھتے ہین کہ بالکل خیالی اور سادہ طور پر بہشت و دوزخ کو رکھا گیا تھا حضرت مسیح نے پھانسی پانے والے چور کو یہ تو کہدیا کہ آج ہم بہشت مین جائینگے مگر بہشت کی حقیقت پر کوئی نکتہ بیان نہ فرمایا ہم اس وقت اس سوال کو سامنے لانے کی ضرورت نہین سمجھتے کہ عیسائیون کو انجیلی عقیدے اور بیان کے موافق وہ بہشت مین گئے یا ہاویہ مین۔ بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ بہشت کی حقیقت انہون نے کچھ بیان نہین کی ہان یونہی عیسائیون نے اپنے بہشت کی مساحت بھی کی ہوئی ہے۔

برخلاف اس کے قرآن شریف کسی تعلیم کو قصے کے رنگ مین پیش نہین کرتا بلکہ وہ ہمیشہ ایک علمی صورت مین اسے پیش کرتا ہے مثلاً اسی بہشت و دوزخ کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے من کان فی ھٰذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ یعنی جو اس دنیا مین اندھا ہے وہ آخرت مین بھی اندھا ہوگا کیا مطلب کہ خدا تعالے اور دوسرے عالم کے لذات کے دیکھنے کے لیے اسی جہان مین حواس اور آنکھین ملتی ہین جس کو اس جہان مین نہین ملین اسکو وہان بھی نہین ملینگے اب یہ امر انسان کو اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ انسان کا فرض ہے کہ وہ ان حواس اور آنکھون کے حاصل کرنے کے واسطے اسی عالم مین کوشش اور سعی کرے تاکہ دوسرے عالم مین بینا اٹھے۔

ایسا ہی عذاب کی حقیقت اور فلسفی بیان کرتے ہوئے قرآن شریف فرماتا ہے۔ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ۔ یعنے اللہ تعالے کا عذاب ایک آگ ہے جسکو وہ بھڑکاتا ہے اور انسان کے دل ہی پر اسکا شعلہ بھڑکتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ عذاب الٰہی اور جہنم کی اصل جڑ انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اور گندے ارادے اور عزم اس جہنم کا ایندھن ہین اور پھر بہشت کے انعامات کے متعلق نیک لوگون کی تعریف مین اللہ تعالے فرماتا ہے یفجرونہا تفجیرا۔ یعنے اسی جگہ نہرین نکال رہے ہین اور پھر دوسری جگہ مومنون اور اعمال صالحہ کرنے والون کی جزا کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ جنت تجری من تحتہا الانہار اب مین پوچھتا ہون کہ کیا کوئی ان باتون کو قصہ قرار دیسکتا ہے یہ کیسی سچی بات ہے جو یہان آبپاشی کرتے ہین وہی پھل کھائینگے غرض قرآن شریف اپنی ساری تعلیمون کو علوم کی صورت اور فلسفہ کے رنگ مین پیش کرتا ہے اور یہ زمانہ جس مین خدا تعالے نے ان علوم حقہ کی تبلیغ کے لیے اس سلسلہ کو خود قایم کیا ہے کشف حقایق کا زمانہ ہے۔

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف نے

پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو ان کی تعلیموں کو جو قصہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دیدیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا۔ جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے۔ کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ **انہ لقول فصل وما ہو بالہزل** ہے وہ **میزان ۔ مہیمن ۔ نور اور شفا ۔ اور رحمت** ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف کو نہیں پڑھا بلکہ اسکی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اسقدر تیز ہو گئے ہیں؟ **صرف اسی لیے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے** ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ **قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھکر وقعت نہ دیں۔** ہم اسکو گوارا نہیں کر سکتے خدا تعالے نے اپنے فضل سے ہم پر کھولدیا ہے کہ **قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے** اس لیے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پرواہ کریں۔ غرض میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالے نے اس سلسلہ کو **کشف حقایق** کے لیے قایم کیا ہے کیونکہ بدوں اسکے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا اور میں چاہتا ہوں کہ **عملی سچائی** کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لیے مامور کیا ہے۔ اسلیئے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصہ سمجھکر نہیں بلکہ **ایک فلسفہ سمجھکر۔**

اب میں پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری کتاب نے بیان نہیں کی اس نے صاف طور پر ظاہر کر دیا کر دیا ہے کہ اسی دنیا سے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے چنانچہ فرمایا **ولمن خاف مقام ربہ جنتان** یعنے جو شخص خدا تعالے کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اسکے واسطے دو بہشت ہیں یعنے ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالے کا خوف اسکو برائیوں سے روکتا ہے اور بدیوں کیطرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے لیکن جو شخص خدا کا خوف کہاتا ہے تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تو دم نقد بچ جاتا ہے جو شہوات اور جذبات نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے جس سے ایک لذت اور سرور اسے دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی زندگی اسی دنیا سے اسکے لیے شروع ہو جاتی ہے اور اسی طرح برا اسکے خلاف کرنے سے جہنمی زندگی شروع ہو جاتی ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کر دیا ہے۔

اسوقت میرا صرف یہ مطلب ہے کہ میں اس دوسری دلیل کیطرف تمہیں متوجہ کروں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر خدا تعالے نے دی ہے یعنے یہ کہ آپ جس کام کے لیے آئے تھے اس میں پورے کامیاب ہو گئے میں نے بتایا ہے کہ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے ہزارہا مریضوں کو مرض کے آخری درجہ میں پایا جو ان کی موت تک پہونچ گیا تھا۔ بلکہ حقیقت میں وہ مر ہی چکے تھے جیسا کہ اسوقت کی تاریخ کے پتہ سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر انصافاً کوئی سوچے کہ اپنے خدمتگاروں کے عیب دور نہیں کر سکتے تو جو شخص ایک بگڑی ہوئی قوم کی ایسی اصلاح کر دے کہ گویا وہ عیب اس میں تھے ہی نہیں تو اس سے بڑھکر اس کی **صداقت** کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہیں کی ورنہ یہ ایسے روشن دلایل ہیں کہ دوسرے نبیوں میں اسکے نظائر بہت ہی کم ملیں گے مثلاً جب ہم آپ کے بالمقابل حضرت مسیح کو دیکھتے ہیں تو کسقدر افسوس ہوتا ہے کہ وہ چند حواریوں کی بھی کامل اصلاح نہ کر سکے اور ہمیشہ ان کو سست اعتقاد کہتے رہے یہانتک کہ بعض کو شیطان بھی کہا وہ ایسے لالچی تھے کہ یہودا اسکریوطی جو مسیح کا خزانچی تھا بسا اوقات اس تھیلی میں سے جو اس کے پاس رہا کرتی تھی کبھی کبھی چرا بھی لیا کرتا تھا آخر اسی لالچ نے اسے مجبور کیا کہ وہ تیس درہم لیکر اپنے استاد اور مرشد کو گرفتار کرا دے اور ادھر جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیطرف دیکھتے ہیں تو انہوں نے اپنی جانیں دینی آسان سمجھیں بجائے اسکے کہ انہیں غداری کا ناپاک حصہ پایا جاتا یورپین مورخوں تک کو اس امر کا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں جو انس وفاداری اور اطاعت اپنے ہادی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اسکی نظیر کسی دوسرے نبی کے متبعین میں نہیں ملتی ہے خصوصاً مسیح علیہ السلام تو اس مقابلہ میں بالکل تہیدست ہیں۔ اب جبکہ اسقدر غلو ان کی شان میں کیا گیا ہے اور باوجود کمزوریوں کی ان مثالوں اور واقعات کے ہوتے ہوئے جو انجیل میں موجود ہیں ان کو خدا بنایا گیا ہے انکی قوت قدسی اور جذب و کشش کا یہ نمونہ

پیش کیا گیا ہے کہ وہ چند حواریون کو بھی درست نہ کر سکے تو اوران سے کیا امید ہوسکتی ہے عیسائی جب حواریون کی اعتقادی اور علمی کمزوریون کا کوئی جواب نہین دے سکتے تو یہ کہدیتے ہین کہ مسیح کے بعد ان مین قوت اور طاقت آگئی تھی اور وہ کامل نمونہ ہو گئے تھے مگر یہ جواب کیسا مضحکہ خیز اور اور عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے کہ چراغ کی موجودگی مین تو کوئی روشنی نہین چراغ کے بجھ جانے کے بعد روشنی ہوگئی - کیا خوب!!!

ایک نبی کے سامنے تو وہ پاک صاف نہ ہو سکے اسکے بعد ہوگئے؟ اس سے تو معلوم ہوا کہ مسیح اپنی **قوت قدسی** کے لحاظ سے اور بھی کمزور اور ناتوان تھا معاذ اللہ یہ ایک نحوست تھی کہ جبتک حواریون کے سامنے رہی وہ پاک نہ ہوسکے اور جب اٹھ گئی تو پھر روح القدس سے معمور ہوگئے - **تعجب!!!**

بہت سے انگریز مصنفون نے بھی اس مضمون پر قلم اٹھایا ہے اور رائے ظاہر کی ہے کہ مسیح نے ایک گروہ پایا تھا جو پہلے سے توریت کے مقاصد پر اطلاع پا چکے تھے اور فقیہون فریسیون سے خدا کی باتین سنتے تھے اگر وہ راستباز اور پاک باز ہوتے تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی اور ۱۴ سو برس تک لگاتار ان مین وقتاً فوقتاً نبی اور رسول آتے رہے جو خدا کے احکام اور حدود سے انہین اطلاع دیتے رہے گویا ان کے نطفہ مین رکھا ہوا تھا کہ وہ خدا کو مانین اور خدا کے حدود کی عظمت کرین اور بدکاریون سے بچین پھر کیونکر ممکن تھا کہ وہ اس تعلیم سے جو مسیح انہین دینا چاہتا تھا بے خبر ہوتے -

مسیح اگر انہین درست بھی کر دیتے تب بھی یہ کوئی بڑی قابل تعریف بات نہ تھی کیونکہ ایک طبیب کے کامل علاج کے بعد اگر دوسرا کوئی اچھا کر دے تو یہ خوبی کی بات نہین اس لیے بفرض محال اگر مسیح نے کوئی فائدہ پہونچایا بھی ہو تو بھی یہ کوئی قابل تعریف بات نہین ہے لیکن افسوس ہے کہ یہان کسی فایدہ کی نظیر بھی نظر نہین آتی یہودا نے ۳۰ روپیہ لیکر استاد کو بیچ لیا - اور پطرس نے سامنے کھڑے ہوکر لعنت کی اور دوسری طرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اُحد اور بدر مین آپکے سامنے سر دیدیئے اب انصاف کا مقام ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے ہوتے اور قرآن شریف نہ ہوتا تو ایسے نبی کی بابت کیا کہتے جس کی تعلیم اور قوت قدسی کا نمونہ یہودا **اسکریوطی اور پطرس** ہین قوت قدسی کا یہ حال اور تعلیم ایسی ادھوری اور ناقص کہ کوئی دانشمند اسے کامل نہین کہہ سکتا - اور نہ صرف یہی بلکہ انسان کی **تمدنی - معاشرتی** - اور **سیاسی** زندگی کو اس سے کوئی تعلق ہی نہین - اور پھر لطف یہ کہ اس کے کوئی تاثیرات باقی نہین ہین - دعوے ایسا کیا کہ **عقل - کانشنس قانون قدرت** - اور متقدمین کے عقاید اور مسلمات کے صریح خلاف - ان انگریز مصنفون کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ اگر قرآن نہ آتا تو بہت بری حالت ہوتی انہون نے اعتراف کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے درندون - وحشیون کو درست کیا اور پھر ایسے صادق اور وفادار لوگ تیار کیئے کہ انہون نے اس کی رفاقت مین کبھی اپنے جان و مال کی بھی پروا نہین کی اس قسم کی **وفاداری** اور **اطاعت ایثار** - اور **جان نثاری** پیدا نہین ہو سکتی جب تک **مقتدا اور متبوع** مین اعلے درجہ کی قوت قدسی اور جذب نہو پھر لکھتا ہے کہ عربون کو سچی راستبازی ہی نہ سکھائی گئی تھی بلکہ ان کی دماغی قوتون کی بھی تربیت کی تھی - حواری تو ایک گاؤن کا بھی انتظام نہ کر سکتے تھے مگر صحابہ نے دنیا کا انتظام کرکے دکھادیا کون کہہ سکتا ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے والدین نے حکومت اور سلطنت کی تھی اور اس سیئے وہ انتظام ملکداری اور قوانین سیاست سے آگاہ تھے؟ نہین ہرگز نہین یہ صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور قرآن شریف کی کامل تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ایک طرف اس نے ان کو فرشتے بنادیا اور دوسری طرف وہ عقل مجسم ہوگئے - (باقی آیندہ)

ملفوظاتِ احمدیہ

(ڈائری کا اقتباس)

مخالفانہ تحریرون کا جواب

مخالف جو گالیان دیتے ہین اور گندے اور ناپاک اشتہار شایع کرتے ہین ہم کو ان کا جواب گالیون سے کبھی دینا نہین چاہیئے ہم کو سخت زبانی کی ضرورت نہین - کیونکہ سخت زبانی سے برکت جاتی رہتی ہے اسلیئے ہم نہین چاہتے کہ اپنی برکت کو کم کرین ان کو تو مخاطب کرنے کی بھی ضرورت نہین یہ لوگ بجائے خود واجب الرحم ہین ہان فضول باتون کو نکال کر اگر کسی معقول اعتراض کا جواب عوام کو دھوکے سے بچانے کے لیے دیا جاوے تو نامناسب نہین اگر ہم ان کے مقابل پر سخت زبانی کا استعمال کرین تو یہ تو اپنے مرتبہ کا بھی تذلل ہے اگر کبھی کوئی سخت لفظ استعمال کیا گیا ہے تو وہ حق کی لازمی مرارت ہے جو دوا کے طور پر ہے جس کی نظیر انجیل اور نبیون کے کلام مین پائی جاتی ہے - ریس اور تقلید کرنا انبیا کا کام نہین نام تو وہی ہوتا ہے جو آسمان پر رکھا جاتا ہے کسی کے ظالم - کافر کہنے سے کیا بنتا ہے - زمینی نامون کا آخر خاتمہ ہو جاتا ہے اور آسمانی نام ہی رہجاتے ہین بس دنیا کے کیڑون کے نامون کی کیا پروا؟ اس نام کی قدر کرو جو آسمان پر نیک لکھا جاوے -

عمرالدین

مسیح کا نزول دو چادروں مین زرد چادرون سے مراد اگر یہی ہو جو ہمارے مخالف بیان کرتے ہین تو پھر عام ہندو جوگیون اور مسیح مین مابہ الامتیاز کیا ہوگا۔ اصل ہین خدا کی چادر اپنے الگ معنے رکھتی ہے اور وہ وہی ہین جو خدا تعالے نے مجھ پر کھولے ہوئے ہین کہ دو زرد چادرون سے مراد دو بیماریان ہین جو مجھے لاحق حال ہین

تبلیغ اور انسانون کی تقسیم دنیا مین تین قسم کے آدمی ہوتے ہین۔ عوام متوسط درجے کے۔ امرا۔ عوام عموماً کم فہم ہوتے ہین ان کی سمجھ موٹی ہوتی ہے اسلیے ان کو سمجھانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ امرا کے لیے سمجھانا بھی مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ نازک مزاج ہوتے ہین اور جلد گھبرا جاتے ہین اور ان کا تکبر اور تعلی اور بھی سد راہ ہوتی ہے۔ اسلیے انکے ساتھ گفتگو کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ ان کے طرز کے موافق ان سے کلام کرے یعنے مختصر گر پورے مطلب کو ادا کرنے والی تقریر ہو قلّ و دلّ۔ مگر عوام کو تبلیغ کرنے لیئے تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی چاہیئے رہے اوسط درجہ کے لوگ زیادہ تر یہ گروہ اس قابل ہوتا ہے کہ ان کو تبلیغ کی جاوے وہ بات کو سمجھ سکتے ہین۔ اور انکے مزاج مین وہ تعلی اور تکبر اور نزاکت بھی نہین ہوتی جو امرا کے مزاج مین ہوتی ہے اسلیے ان کو سمجھانا بہت مشکل نہین ہوتا۔

بعثت انبیا پر لوگ کس طرح ہدایت پاتے ہین؟ جب انبیاء علیہم السلام مامور ہو کر دنیا مین آتے ہین تو لوگ تین ذریعون سے ہدایت پاتے ہین یہ اسلیئے کہ تین ہی قسم کے لوگ ہوتے ہین ظالم مقتصد۔ اور **سابق بالخیرت**۔

اول درجے کے لوگ تو سابق بالخیرات ہوتے ہین جن کو دلایل اور معجزات کی ضرورت ہی نہین ہوتی۔ وہ ایسے صاف دل اور سعید ہوتے ہین کہ مامور کے چہرہ ہی کو دیکھکر اس کی صداقت کے قایل ہو جاتے ہین اور اسکے دعوی کو ہی سنکر اسکو بزنگ دلیل سمجھ لیتے ہین ان کی عقل ایسی لطیف واقع ہوئی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ انبیا کی ظاہری صورت اور ان کی باتون کو سن کر قبول کر لیتے ہین۔

دوسرے درجہ کے لوگ مقتصدین کہلاتے ہین جو ہوتے تو سعید ہین مگر ان کو دلایل کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ شہادت سے مانتے ہین۔

تیسرے درجہ کے لوگ جو ظالمین ہین ان کی طبیعت اور فطرت کچھ ایسی وضع پر واقع ہوتی ہے کہ وہ بجز مار کھانے اور سختی کے مانتے ہی نہین۔

جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہین کہ اسلام جبر سے پھیلا ہے وہ تو بالکل جھوٹے ہین کیونکہ اسلامی جنگین دفاعی اصول پر تھین مگر ہان یہ سچ ہے کہ خدا تعالے نے اپنے قانون مین یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ تیسرے درجہ کے لوگون یعنے **ظالمین** کے لیئے ایک طریق رکھا ہوا ہے جو گویا جبر کہلاتا ہے اور ہر نبی کے وقت مین عوام کی ہدایت جبر کے کسی نہ کسی پیرایہ مین ہوئی ہے کیونکہ دور سے دیکھنے والے کا مقابلہ بجز آنکھ سے دیکھنے والا نہین کر سکتا۔ جب استعدادین مختلف ہین تو پھر سب کے لیئے ایک ہی ذریعہ کیونکر مفید ہو سکتا ہے۔

بڑے مقبول اور مقرب اور رسالت کی سچی خلافت حاصل کرنیوالے وہی ہوتے ہین جو سابق بالخیرات ہوتے ہین انکی مثال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سی ہے کہ آپ نے کوئی معجزہ اور نشان طلب نہین کیا۔ سنتے ہی ایمان لے آئے۔

اور حقیقت مین یہ ہے بھی سچ اسلیئے کہ جس شخص کو اخلاقی حالت کی واقفیت ہو اس کو معجزہ اور نشان کی ہرگز ضرورت نہین ہوتی اسی لیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یاد دلایا کہ قد لبثت فیکم عمرا۔ سابقین کو تو یہ صورت پیش آتی ہے کہ وہ اپنی فراست صحیحہ سے ہی تاڑ جاتے ہین۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ جب آپ مدینہ تشریف لے گئے تو بہت سے لوگ آپ کو دیکھنے آئے ایک یہودی بھی آیا اور اس سے جب لوگون نے پوچھا تو اس نے یہی کہا کہ یہ **منہ تو جھوٹون کا نہین ہے۔**

اور مقتصد لوگ وہ ہوتے ہین۔ جو دلایل اور معجزات کے محتاج ہوتے ہین اور تیسری قسم ظالمین کی ہے جو سختی سے ملتے ہین جیسے موسٰے علیہ السلام کے زمانہ مین کبھی طاعون سے اور کبھی زلزلہ سے ہلاک ہوئے اور دوسرون کے لیے عبرت گاہ بنے یہ ایک قسم کا جبر ہے جو اس تیسری قسم کے لیے خدا تعالے نے رکھا ہوا ہے اور سلسلہ نبوت مین یہ لازمی طور پر پایا جاتا ہے۔

مامور من اللہ کی دعاؤن کا کل جہان پر اثر ہوتا ہے اور یہ خدا تعالٰی کا ایک باریک قانون ہے جسکو ہر ایک شخص نہین سمجھ سکتا جن لوگون نے شفیع کے مسئلہ سے انکار کیا ہے انہون نے سخت غلطی کھائی ہے شفیع کو قانون قدرت چاہتا ہے اسکو ایک تعلق شدید خدا تعالے سے ہوتا ہے اور دوسرا مخلوق سے۔ مخلوق کی ہمدردی اس مین اسقدر ہوتی ہے کہ یون کہنا چاہیئے کہ اسکے قلب کی بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ہمدردی کے لیئے جلد متاثر ہو جاتا ہے اسلیئے وہ خدا سے لیتا ہے اور اپنی عقد ہمت اور توجہ سے مخلوق کو پہنچاتا ہے اور اپنا اثر اس پر ڈالتا ہے۔ اور یہی شفاعت ہے۔

انسان کی دعا اور توجہ کے ساتھ

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے پیارے دوست نواب محمد علیخانصاحب سلکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ آپ کا محبت نامہ عین انتظار مین مجھ کو ملا۔ جسکو مین نے تعظیم سے دیکھا اور ہمدردی اور اخلاص کے جوش سے حرف حرف پڑہا میری نظر مین طلب ثبوت اور استکشاف حق کا طریقہ کوئی ناجائز اور ناگوار طریقہ نہین ہے بلکہ سعیدون کی یہی نشانی ہے کہ وہ ورطۂ مذبذبات سے نجات پانے کے لیے حل مشکلات چاہتے ہین لہذا یہ عاجز آپکے اس طلب ثبوت سے ناخوش نہین ہوا بلکہ نہایت خوش ہے کہ آپ مین سعادت کی وہ علامتین دیکھتا ہے جس سے آپکی

نسبت عرفانی ترقیات کی امید بڑھتی ہے۔

اب مین آپ پر واضح کرتا ہون کہ مین نے مباہلہ سے قطعی طور پر انکار نہین کیا اگر امر متنازعہ فیہ مین قرآن اور حدیث کی رو سے مباہلہ جائز ہو تو مین سب سے پہلے مباہلہ کے لیے کھڑا ہون لیکن ایسی صورت مین ہرگز مباہلہ جائز نہین جبکہ فریقین کا یہہ خیال ہو کہ فلان مسئلہ مین کسی فریق کی اجتہادی فہم یا سمجھ کی غلطی ہے۔ کسی کی طرف سے عمداً افترا یا دروغ باقی نہین کیونکہ اگر مجرد ایسے اختلافات مین جو قطع نظر مصیب یا مخطی ہونے کے صحت نیت اور اخلاص اور صدق قدم پر مبنی ہین مباہلہ جایز ہوتا اور خدا تعالےٰ ہر یک جزئی اختلاف کی وجہ سے مخطی پر عندالمباہلہ عذاب نازل کرتا تو آج تک تمام اسلام کا روے زمین سے خاتمہ ہوجاتا۔ کیونکہ کچھ شک نہین کہ مباہلہ سے یہ غرض ہوتی ہے کہ جو فریق حق پر نہین اس پر عذاب نازل ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ اجتہادی امور مین مثلاً کسی جزئی مین حنفی حق پر ہین اور کسی مین شافعی حق پر اور کسی مین اہل حدیث اب جبکہ فرض کیا جائے کہ سب فرقے اسلام کے جزئی اختلافات کی وجہ سے باہم مباہلہ کرین اور خدا تعالےٰ اس پر جو حق پر نہین عذاب نازل کرے۔ تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنی اپنی خطا کی وجہ سے تمام فرقے اسلام کے روئے زمین سے نابود کیے جائین۔ اب ظاہر ہے کہ جس امر کے تجویز کرنے سے اسلام کا استیصال تجویز کرنا پڑتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک جو حامی اسلام اور مسلمین ہے کیونکر جائز ہوگا۔ پھر مین کہتا ہون کہ اگر اسکے نزدیک جزئی اختلافات کیوجہ سے مباہلہ جائز ہوتا تو وہ ہمین یہ تعلیم نہ دیتا کہ ربنا اغفر لنا ولاخواننا یعنے اے خدا ہماری خطا معاف کر اور ہمارے بھائیون کی خطا بھی عفو فرما بلکہ مصیب اور مخطی کا تصفیہ مباہلہ پر چھوڑتا اور ہمین ہر یک جزئی اختلاف کی وجہ سے مباہلہ کی رغبت دیتا لیکن ہرگز ایسا نہین اگر اس امت کے باہمی اختلافات کا عذاب سے فیصلہ ہونا ضروری ہے تو پھر تمام مسلمانون کے ہلاک کرنے کے لیئے دشمنون کی نظر مین اس سے بہتر کوئی حکمت نہین ہوگی کہ ان کا تمام جزئیات مختلفہ مین مباہلہ کرایا جائے تا ایک ہی مرتبہ سب مسلمانون پر قیامت آجائے کیونکہ کوئی فرقہ کسی خطا کیوجہ سے ہلاک ہوجائے گا۔ اور کوئی فرقہ کسی خطا کے سبب سے مورد عذاب و ہلاکت ہوگا وجہ یہ کہ جزئی خطا سے تو کوئی فرقہ بھی خالی نہین۔

اب مین یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہون کہ کس صورت مین مباہلہ جائز ہے سو واضح رہے کہ صرف دو صورت مین مباہلہ جائز ہے۔

(۱) اوّل اس کافر کے ساتھ جو یہ دعوی رکھتا ہو جو مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسلام حق پر نہین اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدائی کی صفتین مین مانتا ہون وہ یقینی امر ہے۔

(۲) دوم اس ظالم کے ساتھ جو ایک بیجا تہمت کسی پر لگاکر اسکو ذلیل کرنا چاہتا ہے مثلاً ایک مستورہ کو کہتا ہے کہ مین یقیناً جانتا ہون کہ یہ عورت زانیہ ہے کیونکہ مین نے بچشم خود اسکو زنا کرتی دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ مین یقیناً جانتا ہون کہ یہ شرابخوار ہے کیونکہ مین نے بچشم خود اسکو شراب پیتے دیکھا ہے۔ سو اس حالت مین بھی مباہلہ جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہین بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت پر بنا رکھکر ایک مومن بھائی کو ذلت پہونچانا چاہتا ہے جیسے مولوی اسماعیل صاحب نے کیا تہا۔ اور کہا تہا کہ یہ میرے ایک دوست کی چشم دید بات ہے کہ مرزا غلام احمد یعنے یہ عاجز پوشیدہ طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے اور انہین کے ذریعہ سے کچھ کچھ آیندہ کی خبرین معلوم کرکے لوگون کو کہدیتا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے سو مولوی اسماعیل صاحب نے کسی اجتہادی مسئلہ مین اختلاف نہین کیا تھا بلکہ اس عاجز کی دیانت اور صدق پر ایک تہمت لگائی تہی جس کی اپنے ایک دوست کے رویت پر بنا رکھی تھی لیکن اگر بنا صرف اجتہاد پر ہو اور اجتہادی طور پر کوئی شخص کسی مومن کو کافر کہے یا ملحد نام رکھے تو یہ کوئی تہمت نہین بلکہ جہانتک اس کی سمجھ اور اسکا علم تھا اسکے موافق اسنے فتوے دیا ہے غرض مباہلہ صرف ایسے لوگون سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھکر دوسرے کو

* یہ خط سنہ ۱۹۰۱ء کا ہے جبکہ ازالہ طبع ہو [illegible] اگو خط پر [illegible] کی طبع کا حوالہ اس سنہ ۱۹۰۱ء کا پتہ دیتا ہے۔ (ایڈیٹر)

مفتری اور زانی وغیرہ قرار دیتے ہین پس ما نحن فیہ مین مباہلہ اسوقت جایز ہوگا کہ جب فریق مخالف یہ اشتہار دین کہ ہم اس مدعی کو اپنی نظر مین اس قسم کا مخطی نہین سمجھتے کہ جیسے اسلام کے فرقون مین مصیب بھی ہوتے ہین اور مخطی بھی اور بعض فرقے بعض سے اختلاف رکھتے ہین بلکہ ہم یقین کلی سے اس شخص کو مفتری جانتے ہین اور ہم اس بات کے محتاج نہین کہ یہ کہین کہ امر متنازعہ فیہ کی اصل حقیقت خدا تعالیٰ جانتا ہے بلکہ یقیناً اس پیشگوئی کی سب اصل حقیقت ہمین معلوم ہو چکی ہے اگر یہ لوگ اسقدر اقرار کر دین تو پھر کچھ ضرورت نہین کہ علمار کا مشورہ اس مین لیا جائے وہ مشورہ نقصان علم کیوجہ سے طلب نہین کیا گیا صرف اتمام حجت کیوجہ سے طلب کیا گیا سو اگر یہ مدعیان ایسا اقرار کر دین کہ جو اوپر بیان ہو چکا ہے تو پھر کچھ حاجت نہین کہ علمار سے فتوے پوچھا جائے تو ظاہر ہے کہ جو شخص آپ ہی یقین نہین رکھتا وہ مباہلہ کس بنا پر کرنا چاہتا ہے مباہل کا منصب یہ ہے کہ اپنے دعوے مین یقین ظاہر کرے صرف ظن اور شبہ پر بنا نہ ہو۔ مباہل کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ اس امر کے بارے مین خدا تعالےٰ کو معلوم ہے وہی مجھکو یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے تب مباہلہ کی بنیاد پیدا ہوتی ہے۔

پھر یہ بھی بات ہے کہ مباہلہ سے پہلے شخص مبلغ کا وعظ بھی سن لینا ضروری امر ہے یعنے جو شخص خدا تعالےٰ سے مامور ہو کر آیا ہے اسے لازم ہے کہ اول دلیل بینہ سے اشخاص منکرین کو اپنے دعوے کی صداقت سمجھا دے اور اپنے صدق کی علامتین انپر ظاہر کرے پھر اگر اسکے بیانات کو سنکر اشخاص منکرین باز نہ آوین اور کہین کہ ہم یقیناً جانتے ہین کہ تو مفتری ہے تو آخر الحیل مباہلہ ہے یہ نہین کہ ابھی نہ کچھ سمجھا نہ بوجھا نہ کچھ سنا پہلے مباہلہ ہی لے بیٹھے۔

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو مباہلہ کی درخواست کی تو وہ اسوقت کی تھی کہ جب کئی برس قرآن شریف نازل ہو کر کامل طور پر تبلیغ ہو چکی تھی مگر یہ عاجز کئی برس نہین چاہتا صرف یہ چاہتا ہے کہ ایک مجلس علمار کی جمع ہو اور ان مین وہ لوگ بھی حاضر ہون جو مباہلہ کی درخواست کرتے ہین پہلے یہ عاجز انبیا کے طریق پر شرط نصیحت بجا لا دے اور صاف صاف بیان سے اپنا حق پر ہونا ظاہر کرے جب اس وعظ سے فراغت ہو جائے تو درخواست کنندہ مباہلہ اٹھ کر یہ کہے کہ وعظ مین نے سن لیا مگر مین اب بھی یقیناً جانتا ہون کہ یہ شخص کاذب اور مفتری ہے اور اس یقین مین شک اور شبہ کو راہ نہین بلکہ رویت کی طرح قطعی ہے ایسا ہی مجھے اس بات پر بھی یقین ہے کہ جو کچھ مین نے سمجھا ہے وہ ایسا شک و شبہ سے منزہ ہے کہ جیسے رویت۔

تب اسکے بعد مباہلہ شروع ہو۔ مباہلہ سے پہلے کسی قدر مناظرہ ضروری ہوتا ہے تا حجت پوری ہو جائے کبھی سنا نہین گیا کہ کسی نبی نے ابھی تبلیغ نہین کی اور مباہلہ پہلے ہی شروع ہو گیا غرض اس عاجز کو مباہلہ سے ہرگز انکار نہین مگر اسی طریق سے جو اللہ تعالےٰ نے اسکو پسند کیا ہے مباہلہ کی بنا یقین پر ہوتی ہے نہ اجتہادی خطا و ثواب پر جب مباہلہ سے غرض تائید دین ہے تو کیونکر پہلا قدم ہی دین کے مخالف رکھا جائے۔ یہ عاجز انشاء اللہ ایک ہفتہ تک ازالہ اوہام کے اوراق مطبوعہ آپ کے لیئے طلب کرے گا مگر شرط یہ ہے کہ ابھی آپ کسی پر انکو ظاہر نہ کرین اس کا مضمون اب تک امانت رہے اگرچہ بعض مقاصد عالیہ شاید ابھی تک طبع نہین ہوئے اور یکجائی طور پر دیکھنا بہتر ہوتا ہے تا خدانخواستہ قبل از وقت طبیعت سیر نہ ہو جائے مگر آپکے اصرار سے آپ کے لیئے طلب کرونگا چونکہ میر انوکر جسکے اہتمام اور حفاظت مین یہ کاغذات ہین اس جگہ سے تین چار روز تک امرتسر جائے گا اس لیئے ہفتہ یا عشرہ تک یہ کاغذات آپ کی خدمت مین پہونچین گے آپکے لیئے ملاقات کرنا ضروری ہے ورنہ تحریر کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً استکشاف کرنا چاہیئے۔

یسوع مسیح مرقومہ پشپ صاحب لاہور

پر ریویو

نمبر چہارم

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۹ جلد ۶

پس جبکہ یسوع کی تعلیم ایسی ناقص اور ادھوری ہے تو یہ ایک ظاہر بات ہے کہ وہ انسان کو غفلت کی موت مین مبتلا کر دے گی کیونکہ جس حال مین شریعت کا نام ہی **لعنت** قرار دیا گیا ہے پھر وہ کون دانشمند انجیل کا ماننے والا ہوگا جو اس **لعنت** کو اٹھانے کے لیے تیار ہوگا۔

پھر اس غفلت کی موت کا باعث شریعت کو **لعنت** قرار دینا ہی نہین ہے اور انجیل کی ناقص اور ادھوری بے معنی تعلیم ہی اس کا موجب نہین بلکہ وہ اصول اور بھی غفلت کے پیدا کرنے والا اور انسانی قوتون کو ہلاک کرنے والا ہے جسکا نام پادریون کی اصطلاح مین یا انجیل کے محاورہ مین **کفارہ** اور

فدیہ ہے۔
اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب دنیا مین گناہ حد سے بڑھ گیا تو خدا تعالےٰ کو اس گناہ کے انسداد اور گنہ گارون کی نجات کی بجز اس کے اور کوئی سبیل نظر نہ آئی کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو **صلیب** کی لعنتی **موت** کا نشانہ بنا دے اور اس طرح دنیا کو نجات دے چنانچہ یسوع مسیح مصلوب ہو کر دنیا کو چھڑانے کے لیے ملعون ہوا۔

اس مسئلہ نے عیسائی قومون پر جسقدر برا اثر ڈالا ہے ہم اسپر مفصل بحث کرنیکی اسوقت چندان ضرورت نہین سمجھتے کیونکہ کفارہ کے مسئلہ کو مان کر ایک انسان جسقدر دلیر ہو سکتا ہے وہ عام بات ہے اور علاوہ برین اسکے اثر کے نمونے اور نتیجے موجود ہین۔

ان ممالک مین جہان **صلیب** کی پرستش کرنے کا فخر سلاطین کو ہے۔ جو کچھ اخلاقی اور معاشرتی حالت ہے وہ دنیا سے مخفی نہین ام الخبائث اور ام الجرایم شراب کی جسقدر کثرت ہے۔ وہ طشت از بام فسق و فجور اور اسکے محرکات مین جسقدر سرگرمی ہے وہ ظاہر ہے پھر ہم کیونکر یہ امر تسلیم کر لین کہ اس اصول نے کوئی زندگی قوم کو عطا کی ہے۔

گناہ کی حالت پر موت اس اصول کو مانکر کبھی آسکتی نہین کیونکہ گناہ کو یسوع کے مصلوب ہو کر ملعون ہونیسے کوئی تعلق نہین اور قانون قدرت مین اس کی کوئی نظیر موجود نہین۔ کبھی دیکھا نہین کہ کسی کے سر درد پر دوسرے نے اپنا سر پتھر سے پھوڑ ڈالا ہو اور سر درد والے کو شفا ہو گئی ہو۔ پس کفارہ سے گناہ پر موت نہ آئی بلکہ یہ گناہ کی زندگی کا موجب ہو گیا اسلیئے یہ گناہ کی موت بھی عیسائیون پر آئی ہوئی ہے۔

پھر شرک اور کفر کی موت تو بجائے خود عیان ہے جب کہ ایک خدا کو چھوڑ کر تین خدا تجویز کیئے جاتے ہین۔

ان سب امور پر یک جائی نظر کرنے کے بعد ہم صاف اس نتیجہ پر پہونچتے ہین کہ بشپ صاحب نے انجیل سے جو آیات یسوع مسیح کی خصوصیت کے اثبات کے لیئے اقتباس کی ہین وہ اسکی دوسری آیتون اور واقعات صحیحہ اور دلایل کی بنا پر اس خصوصیت کی مبطل ہین اور ہرگز ہرگز وہ انوکھا دعویٰ قابل پذیرائی نہین ہو سکتا جسپر بشپ صاحب کو ناز ہے۔

پھر بشپ صاحب نے اپنے کسی بزرگ کا خلاصہ پیش کیا ہے ہم چاہتے ہین کہ اسپر بھی ایک سرسری نظر ڈالین۔ چنانچہ وہ بزرگ فرماتے ہین۔ "یسوع مسیح کے کلام مین شفاعت کی حقیقت کے متعلق ایسی خاص تعلیم پائی جاتی ہے جو باقی سب ہادیون کی تعلیم سے ممیز ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جو کچھ اسنے دنیا پر ظاہر کیا وہ اس تمام مکاشفے کا موضوع بلکہ اسکا جامع اور اسکا لب لباب خود ہی تھا جس دین کی اسنے تعلیم دی وہ دین خود آپ ہی تھا اسنے نہ صرف اور نبیون کی طرح خدا کے بارے مین تعلیم دی بلکہ خود خدا ہی کو دنیا پر ظاہر کر دیا جو انسانی کام اس نے انسانون مین رہ کر کیئے ان کے ذریعہ سے اسنے گویا خدا کی جملہ صفات کو حقیقی انسان کی صورت مین ظاہر کر دیا۔" یہ وہ خلاصہ ہے جو بشپ صاحب نے اپنے مضمون کے متعلق کسی بزرگ کا پیش کیا ہے اس خلاصہ مین چند امور قابل غور ہین جنپر ریویو کرنے کی ہم ضرورت محسوس کرتے ہین۔

اول۔ یسوع مسیح کی تعلیم شفاعت کے متعلق کیا ہے جو دوسرے نبیون اور ہادیون کی تعلیم سے ممیز ہے؟۔

دوم کیا یہ سچ ہے کہ یسوع مسیح خود ہی وہ دین تھا جس کی اس نے تعلیم دی؟

سوم۔ کیا یسوع نے جو کام انسانون مین رہ کر کیئے وہ سچ مچ ایسے تھے کہ انپر خدائی صفات کا اطلاق ہم کر سکتے ہین؟

امر سوم کے ضمن مین ہم چاہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم **تخلقوا باخلاق اللہ** پر بھی ایک لطیف اور مختصر سی بحث کر جاتے مگر ہم ان امور کو اس ریویو کے دوسرے حصہ مین جس مین ہم انشاء اللہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ان دعاوی اور تعلیمات کا عموماً اور ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصاً تذکرہ کرین گے جو یسوع مسیح کے ان دعاوی سے کہین بڑھ کر اور فوق الفوق ہین جن کی بنا پر ہمارے **خوش اعتقاد** بشپ صاحب یسوع مسیح کو انسانیت کی حدود سے نکال کر خدا بنائے بغیر صبر نہین کر سکتے۔

بہرحال

اس بزرگ کے خلاصہ کی تثلیث وہی ہے جو ہم نے اوپر پیش کر دی ہے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان امور ثلاثہ کے متعلق ہم ہر ایک امر کو لیکر غایر نظر سے اسپر ریویو کرین*

(باقی پانچوین نمبر مین)

فٹ نوٹ۔ اس ریویو کا سلسلہ اگلی اشاعتون مین ہم انشاء اللہ العزیز مسلسل لکھنا چاہتے ہین یہ ریویو سردست بشپ صاحب ہی کے مضمون پر ہے لیکن ہم خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے امید کرتے ہین کہ رسالہ ترقی کے مذہبی حصہ پر انشاء اللہ پورا ریویو کیا جاویگا جس کے تین نمبر ہمارے دفتر مین موصول ہو چکے ہین

(ایڈیٹر)

سلک مروارید شایع ہو گیا۔

قیمت ۴ر علاوہ محصولڈاک

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کی ابتدا

جو

٢٧ - دسمبر سنہ ١٩٠٢ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا - اور ایڈیٹر الحکم نے ناظرین الحکم کے لیے اپنے الفاظ مین لکھا
(ایڈیٹر)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ

ہم اس دنیا مین یہ قاعدہ دیکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص قصیدہ لکھنا چاہے یا غزل لکھنے کا ارادہ کرے یا کسی قسم کے مضمون پر طبع آزمائی کرے تو اس کی بڑی کوشش اور سعی اس امر پر ہوتی ہے کہ اگر غزل ہے یا قصیدہ ہے تو اسکا مطلع ایسے عجیب لذیذ اور فصیح طرز اور نہج پر ہو کہ سننے والے کے دلکو اپنی طرف کھینچ لے اور پورا موثر ثابت ہو۔

اسی طرح پر اگر وہ کوئی رسالہ لکھنا چاہتا ہے تو وہ ابتدائے مضمون مین ساری کوشش اور توجہ اس ایک بات پر صرف کرتا ہے کہ مضمون مین خاص قسم کی ندرت - زور - فصاحت و بلاغت - طرز بیان پیدا ہو - جو سامعین کے لیے دلپذیر ہو + یہ ایک عام قاعدہ ہے جس سے کوئی انکار نہین کر سکتا اور وہ جو اہل قلم ہین اسکو خوب سمجھتے ہین ہین دنیا کی ساری کتابون کو چھوڑ کر صرف مذہبی کتابون پر جو مقدس سمجھی جاتی ہین نظر کرونگا کیونکہ میرے مضمون کا موضوع یہی ہے + ہر ایک مذہب کی کتاب اسوقت ہمارے سامنے ہے بجز بعض کے جو بدقسمتی سے مر چکی ہین (مثلاً وید جو مردار کی طرح سالہائے دراز سے خاموش اور گنگ بلکہ یون کہو کہ قریباً مفقود اور معدوم ہے اور جس کی زبان پر بھی فنا طاری ہو چکی ہے جیسا کہ محققون نے تسلیم کر لیا ہے کہ سنسکرت ایک مردہ زبان ہے) ساری مذہبی کتابین مل سکتی ہین ۔ لیکن ان مذہبی کتابون پر قرآن شریف کے سوا باقیون کی زبان پر بھی موت کی بلا نازل ہو چکی ہے اور ان بولیون پر بھی وید والی بجلی زمانے نے گرائی ہے مثلاً توریت اور انجیل - اول الذکر کی بولی اب بولی نہین جاتی اور آخر الذکر کی اصل زبان کا ہی پتہ نہین ملتا کہ وہ کس بولی مین تھی - عیسائیون مین اس مضمون پر بڑی بڑی طبع آزمائیان اور مباحثے ہوئے ہین کہ انجیل کی اصل زبان کیا تھی ؟ یہ مناظرے اور مباحثے یہانتک ہی محدود نہین رہے بلکہ فرقہ بندیان ہو چکی ہین اور اب تک بھی محقق مصنفون کو اعتراف کرنا پڑا ہے کہ انجیل کا اصل عبرانی نسخہ کہین پایا نہین جاتا + یہ ترجمے در ترجمے جو پھیلائے گئے ہین یہ ایک یونانی نسخے سے لئے گئے ہین - حالانکہ خود مسیح کی مادری زبان عبرانی تھی - اور انجیل مین انکے آخری الفاظ ایلی ایلی لما سبقتانی ابتک بھی انجیل کی وقعت کو کم کرنے کے لئے موجود ہین + غرض جہان ایک طرف ان کتابون کی زبان پر موت آ چکی ہے - اور انجیل کے اصلی نسخہ کو عدم کی دیمک نے چاٹ لیا ہے وہان دوسری طرف قرآن مجید خدا کی زندہ جاوید کتاب اپنی اصلی زبان مین ابد الآباد کے لیے زندہ رہے گی اور زندہ موجود ہے -

میرا مقصد اسوقت یہ نہین ہے کہ مین ان مذہبی کتابون کی زبان پر بحث کرون - بلکہ میری غرض صرف یہ ہے کہ اس خطبہ مین جو نہایت ہی مختصر ہونا چاہیئے ان خوبیون اور برکات کا مختصر سا مقابلہ کرون جو قرآن کریم کے ابتدا مین بمقابل دوسری کتابون کی ابتدا کے پائی جاتی ہین یہ کتابین کل کی کل ترجمون کے ذریعہ سے پبلک کے سامنے موجود ہین اور ہر ایک شخص انکو دیکھ سکتا ہے + پس ہر ایک کا جو اس لطیف مضمون سے حظ اٹھانا چاہتا ہے) فرض ہے کہ وہ ان کتابون کی ابتدا پڑھے اور پھر قرآن کریم کی ابتدا اور آغاز سے مقابلہ کرے - اسوقت اسے معلوم ہوگا کہ قرآن کریم کی ابتدا کسقدر عجیب معارف اور حقائق سے بھرا ہوا ہے میرے دل مین بارہا یہ خیال آیا ہے اور مین نے مدتون اسپر غور اور فکر کی ہے تب مین اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ یہ کسقدر ضروری امر تھا کہ قرآن شریف جو خاتم الکتب مبارک حکیم اور زندہ کتاب ہے - اس کا آغاز عظیم الشان جلالت اور عظمت اپنے اندر رکھنے والا ہونا چاہیئے اور خدا تعالےٰ کا شکر ہے اور ہمین اور صرف ہمین یعنے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو یہ فخر اور ناز ہے کہ قرآن کریم کی عظمت و بزرگی کا اظہار اور ثبوت اس جدید پیرایہ مین صرف یہی ایک سلسلہ کر سکتا ہے چنانچہ اس اصول کو قایم کر کے مین نے اپنی طاقت اور سمجھ کے مطابق اسپر بہت غور کی اور جہانتک خدا تعالےٰ نے سمجھایا - یہی معلوم ہوا - کہ اس زندہ کتاب کا آغاز اور مطلع یہی ہونا چاہیئے تھا - جو اس وقت مین نے پڑھا یعنے الحمد للہ رب العالمین -

اب غور کرو کہ اس پاک ابتدا مین کسقدر حقایق و معارف بھرے ہوئے ہین جون جون انسان انپر غور کرتا ہے اسیقدر اس کتاب کی جلالت شان پر

پڑھتا ہے۔ اس الحمد للہ میں اس کتاب کی شان کے موافق جس میں اولین اور آخرین کے عجائبات شامل ہیں ہزارہا معارف حقہ ایسے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اور ہر سعید و پاکیزہ فطرت انسان پر کھولتا ہے الحمد للہ سے قرآن شریف کا آغاز صاف بتاتا ہے کہ خدا کی ذات انسان سے کیا چاہتی ہے یا یوں کہو کہ الوہیت عبودیت سے جو کچھ چاہتی اور تقاضا کرتی ہے اسکو الحمد للہ کے لفظ نے ادا کیا ہے اور ساتھ ہی الحمد للہ کا لفظ اس بات کو ظاہر کرتا ہے جو عبودیت کی واقعی اور آخری کمال ہے الوہیت اور عبودیت میں جو تعلق اور رشتہ ہے اسپر غور کرنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے عبودیت کا سچا تقاضا یہ ہے کہ وہ الوہیت کے جلال۔ عظمت اور جبروت کو ظاہر کرے اور قضاؤ قدر کے ساتھ پوری مصالحت اور مسالمت ہو۔ چونکہ اس عالم میں مختلف صفات اللہ نے تقاضا کیا ہے کہ آلام اور رنج و محن کے حوادث بھی ہوتے رہیں اور انسان کی ذات پر مختلف قسم کی گردشیں آتی رہیں اور ساتھ ہی بشری کمزوریاں لازماً چاہتی ہیں کہ قویٰ میں انقلاب ہو اس لیئے یہ مشکل تھا کہ رضا بالقضا کی تعلیم ایسے ذوق اور سرور کے رنگ میں ہو کہ باوجود ان صفتوں اور کمزوریوں کے پھر بھی شرح الصدر ہو کر خدا تعالیٰ سے مصالحت کرلے اور اسکا طریق بجز اسکے کہیں نہیں پایا جاتا جو الحمد للہ میں بیان ہوا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی موذی شے سامنے آتی ہے تو اس کو دیکھتے ہی طبعاً دل میں ایک کراہت اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور کسی آرام دہ شے کے سامنے آجانے اور وصال سے وہی کراہت اور نفرت دور بھاگتی ہے اور اسکی جگہ طبیعت میں ایک سرور اور لذت آنے لگتی ہے۔ اب ایسی حالت میں جبکہ انسان ان راحتوں اور آسائشوں سے متمتع ہو اس صورت میں غور کرنا چاہیئے کہ وہ کیا جملہ اور فقرہ ہونا چاہیئے جس سے انسان اپنے قلب کی حالت اور اس تعلق کو جو اسوقت اللہ تعالیٰ سے (جو منعم حقیقی ہے) ہونا چاہیئے ظاہر کرے یقیناً سمجھو کہ الحمد للہ سے بڑھ کر کوئی اور جملہ بہتر ہو سکتا ہی نہیں + جو لوگ قویٰ کی فطرت اور فلاسفی سے آگاہ ہیں اور علم القویٰ پر جنہوں نے غور کی ہے وہ ان طبعی تقاضوں اور جوشوں پر غور کر کے جو ایسی حالت میں عبودیت کا تعلق الوہیت سے ہونا چاہیئے کہہ سکتے ہیں کہ بجز الحمد للہ کے اور کوئی صورت اسکے اظہار ہی کی ممکن نہیں بھلا آرام اور انعام کی صورت میں تو یہ جملہ لانظیر ہی سہی لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ آلام اور مصائب کے رنگ میں یہ منتہائے فطرت انسانی کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہ سوال ایک حد تک موزون اور مناسب ہے مگر اس کے جواب پر غور کرنے سے الحمد للہ کی خوبی اور اس کتاب مجید کی عظمت کا اور بھی اعتراف کرنا پڑیگا۔

یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت ایسی بنائی ہے کہ آسمان سے ایلام آوین لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا باری تعالیٰ اسکو پسند کرتا ہے کہ اس سے لوگ ایسی طرح بھاگیں جیسے ایک شخص شیر سے اسکو مضر سمجھ کر بھاگتا ہے اور کیا اس سے بھی اسی طرح بھاگنا چاہیئے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسے واقعات بے شک ہوتے ہیں کہ کبھی ہونہار نوجوان بیٹے پر موت آتی ہے کبھی مال یا جان یا آبرو پر کوئی آفت آتی۔ اور زراعتوں اور پھلوں کو بسا اوقات تلف کر دیا اور مصیبت پر مصیبت آتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ درندوں اور دوسری ایذارساں چیزوں سے انسان بھاگے اور نفرت کرے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جب یہ مصائب اور شداید پیدا ہوں تو خدا سے بجائے نفرت کرنے کے رغبت کرے اور اس سے خوف کی بجائے محبت کرے؟ اور جسقدر مار پڑے اسیقدر ایک معصوم بچے کی طرح جس میں شرارت نہیں ہوتی ماں کیطرف دوڑے اور لپکے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ الوہیت عبودیت سے نہ صرف یہی چاہتی ہے بلکہ عبودیت کی فطرت اور بناوٹ میں یہی بات موجود ہے کہ وہ الوہیت کے حضور اپنی ایسی ہی حالت پیش کرے خدا تعالیٰ کی ذات اسکے صفات اور اسماء اور افعال یہی چاہتے ہیں کہ مقادیر الہی کے ساتھ انسان کی پوری رضامندی اور آشتی ہو اور پوری موافقت ہو یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سچے ملت اور طریق کا نام جو عبودیت کی فطرت اور بناوٹ کے منتہا اور منشاء کو سچے معنوں میں ظاہر کرتا ہے اسلام رکھا اور فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام۔

اسلام کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کی مقادیر کے ساتھ پوری اور سچی صلح اور آشتی کر لینا اسکے حضور سر تسلیم کہدینا میں نے ابھی بتایا ہے کہ انسان مضر اشیاء سے بھاگتا ہے لیکن الوہیت یہ چاہتی ہے کہ اس کے جلال اور جبروت کا خوف بھی عبودیت پر وارد ہو اور عبودیت الوہیت سے متنفر اور بھاگنے والی نہو یہی سر ہے۔ جو قرآن شریف الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے کیونکہ الحمد للہ کا جملہ حسن کامل کی لانظیر تصویر ہے جس کو دیکھ کر ہی صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ جلال

اور جبروت والی ہستی عبودیت پر لرزہ ڈالنے والا خوف تو ضرور پیدا کرتی ہے مگر اس خوف کی تہ مین وہ انعام اکرام ہین جنکو لیکر انسان بے اختیار ہو کر الحمد للہ کہہ اٹھتا ہے۔

یہ ایک باریک سِر ہے اور ہر شخص اس بھید اور راز پر پہنین لے جا سکتا جو معرفت کے دقایق مین سے ہے اور بجز عارف کے اس کا سمجھنا کسی قدر مشکل ہے کہ کس طرح پر خدا تعالےٰ کے خوف ہی مین سے

وہ بات پیدا ہوتی ہے - جو دل کو ایک مقناطیسی جذب سے الوہیت کی طرف لیجاتی ہے۔

اگر خطبہ بہت طویل ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو مین انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دوستون کو وہ عجیب عجیب باتین اس **الحمد للہ** کے متعلق سناتا جو خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل اور حضرت مسیح موعود کے طفیل سے مجھے سمجھائی ہین۔

غرض جیسے عبودیت کا تقاضا ہے کہ اس پر مختلف قسم کے آلام اور مصائب و شدائد آئین اور **الوہیت** کی شان اور جبروت بھی اسے چاہتی ہے اور ساتھ ہی تقاضا کرتی ہے کہ انسان آلام و مصائب پر بھی **الوہیت** سے دور نہ بھاگے بلکہ اس معصوم بچے کی طرح جو مار کھا کر اور بھی اضطراب اور بیقراری کے ساتھ مان کی طرف دوڑتا ہے اس کی طرف آئے اور **الحمد للہ** ہی پکارے اب مین تم سے پوچھتا ہون کہ بتاؤ وہ انسان کس قسم کا عظیم الشان قلب رکھتا ہے - جو ہر **مصیبت** اور بلا کے نزول پر بھی **الحمد للہ** کہتا ہے؟ (باقی آیندہ)

دار الامان مین عید اضحیٰ

اجتماع احباب کی ممانعت کا اعلان چونکہ پنجاب کے اکثر اضلاع اور مقامات مین اس سال مسیح موعود کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لیے طاعون بشدت پھیل گیا ہے اسلیئے حضرت مسیح موعود نے اتباع سنت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اور طبی اصولونکو مد نظر رکھکر یہ اعلان شایع کر دیا تھا کہ متاثر مقامات کے احباب اس موقع پر قادیان آنیکا عزم نہ کرین اس اعلان کی وجہ سے عید اضحیٰ کا معمولی اور مقرر جلسہ گویا ملتوی قرار دیا گیا تھا - اسلیئے اس موقع پر صرف چند شہرون کے دوست جمع ہو سکے تھے - چنانچہ ضلع گوجرانوالہ لاہور - کپورتھلہ - اور بعض دیگر مقامات اور دیہات کے احباب اس تقریب پر موجود تھے +

نماز عید اضحیٰ اور خطبہ جمعہ کے روز نو بجے کے قریب مسجد اقصیٰ مین عید کی نماز کے لیئے احباب کا مجمع ہو گیا اور قریبًا پانچسو سے زیادہ آدمی نماز مین شریک ہوئے نماز مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے پڑھائی اور خطبہ بھی پڑھا - مولوی صاحب نے خطبہ کے لیے سورۃ الحج کی چند آیتین جن مین قربانی کا ذکر ہے پڑھین اور نہایت وضاحت اور صفائی کے ساتھ قربانی کی علت غائی پر بحث فرمائی ہم اس خطبہ . . . کو دوسرے مقام پر درج کرتے ہین۔

جمعہ کی نماز اپنے وقت پر جمعہ کی نماز ادا کی گئی اور حسب معمول حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھائی آج کا خطبہ بالکل غیر متوقع اور اچھوتے مضمون پر تھا خطبہ کا مضمون قرآن کریم کے **قصص کی فلاسفی تھا۔**

یہ مضمون بہت نازک مگر ایک ضروری مضمون ہے جس پر ناعاقبت اندیش آریون اور مردہ پرست نصرانیون نے اپنے اپنے رنگ اور طرز پر اعتراض کئے ہین + خطبہ کا وقت چونکہ بالکل محدود اور تنگ وقت ہوتا ہے اس لیے . . اس مضمون کے تمام پہلوؤن پر مولوی صاحب موصوف کے لیے ممکن نہ تھا تاہم جس عظیم الشان پہلو پر مولانا موصوف نے بحث کی ہے وہ لاریب سوح القدر کی تفہیم اور القا کا نتیجہ ہے جیسا کہ ہمارے ناظرین اپنے وقت اور محل پر جب اسکو پڑھینگے تو انہین معلوم ہو جائیگا اگرچہ وہ مضمون جو ہم درج کرین گے - اصل خطبہ کا صرف ری پروڈکشن ہی ہوگا تاہم پڑھنے والون کو مضمون کی عظمت اور خوبی کا پتہ لگ جاویگا - حضرت مولانا موصوف نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ توفیق دے تو کسی وقت اس مضمون کے نازک اور مختلف پہلوؤن پر کوئی تحریر شایع کرین اسلیئے ہم دعا کرتے ہین کہ خدا تعالےٰ مولوی صاحب موصوف کی روح القدس سے مدد فرماوے تا وہ حقایق اور معارف کی بھوکی پیاسی قوم کے سامنے اس لذیذ آسمانی مایدہ پیش کرنے کے جلد قابل ہو سکین +

عسل مصفّٰی

مولفہ جناب میرزا **خدا بخش صاحب ابو العطا** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق و تائید مین اور معترضین کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیرکوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت عہ علاوہ محصولڈاک ملتی ہے۔

خطبہ عید اضحیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ہفت بار تکبیر پڑھی - الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ و نومن ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ و نشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - ولکل امۃ جعلنا منسکاً لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم اللہ من بہیمۃ الانعام آخر رکوع تک پڑھا جس کی آیات بجا بجا ترجمہ تفسیری مین آتی ہین بعد اوسکے ترجمہ تفسیری شروع کیا اور کہا کہ یہ آیات جو پڑھی گئین سورہ حج کی ہین اس سورہ کا نام سورہ حج اسواسطے رکھا گیا ہے کہ اس مین فرضیت حج کی بیان کی گئی ہے اور اسکے ارکان اور منافع اور تعظیم شعائر اللہ کے اور اسرار اوسکے اور نیز قربانی وغیرہ کے احکام بیان ہوئے ہین لفظ قربان کا اصل مادہ قرب ہے جو معنی نزدیکی کے ہے چونکہ یہ قربانیان جو آج کے روز یوم النحر مین اور نیز ایام التشریق مین کیجاتی ہین سوجب قرب الٰہی کے ہین لہٰذا ان اضاحی کا نام قربانی رکھا گیا ہے اور اس مہینے کا نام ذیحجہ ہے جو سال قمری کا آخری مہینہ ہے اس ماہ ذیحجہ کو ہمارے مسیح موعود کے زمانہ سے نہایت درجہ کی مشابہت ہے کیونکہ جیسا کہ یہ مسیح موعود اور مہدی معہود امام آخر الزمان ہے اسیطرح یہ مہینا ذالحجہ کا بھی آخر الشہور ہے اور آیندہ ماہ سے جو محرم کا مہینا ہوگا پھر سال جدید شروع ہوگا اور اس ماہ ذالحجہ کے ختم سے سال بھی ختم ہو جاویگا - اور یہی وجہ ہے کہ حضرت امام آخر الزمان کو یہ الہام بھی ہوا ہے کہ **یاتونک من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق** یہ الہام مخالف اور موافق سب پر ایک بڑی حجت ہے - مخالف پر اس واسطے حجت ہے کہ ۲۲ یا ۲۳ برس سے یہ الہام براہین مین چھپا ہوا موجود ہے اور اسوقت کا یہ الہام ہے کہ کوئی صنا قریب جگہ سے یا کسی دیہہ نزدیک سے بھی حضرت اقدس کے پاس نہ آتا تھا - اور نہ کوئی قادیان کو جانتا تھا اب دیکھو کہ کسقدر صدہا اہل اسلام مخلصین اس جامع مسجد مین دور دور سے آئے ہوئے بیٹھے ہوئے ہین - اور ہمیشہ آتے رہتے ہین جسقدر یہ اہل اسلام تعداد مین ہون ہمارے امام کے منجانب اللہ ہونیکے لیئے نشانات بینہ ہین اور کس زور شور سے یہ الہام ۲۲ یا ۲۳ برس کا پورے طور پر واقع ہو رہا ہے پھر مخالف اسکا کیا جواب دے سکتا ہے دیکھو حج کی نسبت بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ **اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلیٰ کل ضامر یاتین من کل فج عمیق** - پس جو مین نے سابق مین اس مسیح موعود کے زمانہ کی مشابہت ساتھ ماہ ذالحجہ کے بیان کی ہے اگر وہ مشابہت واقع مین نہین تھی تو پھر حضرت امام انام کو یہ الہام **یاتونک من کل فج عمیق** کیون ہوا اور پھر کیون پورا واقع ہو رہا ہے اور موافقین بھی اسپر غور کرین کہ یہ الہام حضرت اقدس کا کیا کیا اسرار اپنے اندر رکھتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اسی سورہ حج مین سب سے اول وہ آیت نازل ہوئی ہے جس مین دشمنان اسلام کے حملون کے ذب و دفع کے واسطے حکم الٰہی صادر ہوا ہے کیونکہ ۱۲ یا ۱۳ برس تک دشمنان اسلام بانی اسلام اور اہل اسلام کو انواع انواع کی تکالیف پہونچاتے رہے بہت سے اہل اسلام کو ناحق قتل کرتے رہے ان مصائب کا کہانتک بیان کیا جاوے جو ابتدائے اسلام مین مشرکین اور کفار کی طرف سے اہل اسلام کو پہونچین - بالآخر جبکہ ظلم ظالمونکا انتہا درجہ کو پہونچ گیا - تب غیرت الٰہی جوش مین آئی اور اذن انتقام کا صادر ہوا کما قال اللہ تعالےٰ فی ہذہ السورۃ **اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرہم لقدیر** چونکہ اس انتقام لینے مین بھی صدہا نفوس اہل اسلام کی قربانیان واقع ہونے والی ہین اور اصل قربانی بھی یہی تھی لہٰذا اللہ تعالےٰ نے اس راز تک پہونچنے کے لیئے ظاہری قربانیونکا حکم بھی اسی سورت مین نازل فرمایا ہے لہٰذا ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے ہر ایک امت کے واسطے جو موحد ہے اور کتب آسمانی پر ایمان رکھتے ہین قربانی مقرر کی ہے لفظ منسک فتح اور کسر عین کلمہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے بصورت فتح کے مصدر میمی ہے اور درصورت کسر کے صیغہ ظرف کا ہوگا جسکے معنی ہین جگہ قربانی کی - یہ قربانیان کیون مقرر کی ہین اسواسطے کہ وقت قربانی کے اللہ تعالےٰ کے نام کا ذکر کرین ان چوپائے مویشیو نپر جو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائے ہین بہیمۃ الانعام مین سے یہانپر لفظ بہیمہ اسلیئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ چوپائیون مین عقل اور تمیز نہین ہوتی اور بول بھی نہین سکتے اصلی معنی مین اسکے اشتباہ اور ابہام

ماخوذ ہے لہذا بہیمۃ الانعام فرمایا گیا کیونکہ چوپایئون مین نیک اور بد کی تمیز ہی نہین ہوتی جدھر کو چاہتے ہین چلے جاتے ہین چاہے کیسا ہی راستہ کسی کے کھیت کیطرف کو جاتا ہو اور سوائے کھانے پینے کے اور کوئی دوسرا عزم وقصد ان کا نہین ہوتا ہے یہی حال انسان کے نفس امارہ کا ہے کہ مانند بہائم کے اوسکو بھی نیک وبد کی کچھ تمیز نہین ہے اور سوا اکل وشرب اور استعمال قوار شہوانی کے جائز وناجائز امور مین اور کسی طرح کا اونکو فکر نہین ہوتا ہے اور پھر باوجود اسکے قلوب انسانی کا تعلق اُنکے ساتھ ازحد ہے جیساکہ بہیمۃ الانعام کے ساتھ بھی انسانونکو ازحد محبت ہے پس جس طرح پر تعلیم اسلام مین قربانی بہیمۃ الانعام کی مسنون اور واجب کی گئی ہے۔ اُسیطرح پر نفس امارہ کی قربانی کرنی بھی ضروری ہے اور اس کی قربانی یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اوامر اور نواہی کے روبرو مانند بہیمۃ الانعام کے اسکو فرمانبردار کیا جاوے اور بہیمہ کی شہ رگ کو کاٹکر مثل ذبیحہ کے اسکو تابع احکام مالک حقیقی کا کردیا جاوے یہانتک کہ کوئی رگ بہیمہ کی اوسمین باقی نہ رہے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے اوامر ہین اوسکو پورے طور پر بجا لاوے اور جسقدر نواہی ہین ان سے بالکل اجتناب اور پرہیز کرے اور چونکہ جسقدر احکام ظاہری قرآن مجید اور اسلام مین وارد ہوئے ہین ان کا ایک بطن اور ستر ضروری ہوتا ہے۔ جیساکہ حدیث مین آیا ہے لکل آیۃ منہا ظہر وبطن بنابرین اس حکم قربانی کا سر اور بطن یہی ہے کہ انسان اپنے نفس امارہ کی اماریت کو ذبح کرکر مطیع اوامر الٰہیہ کا کردیوے اور مجتنب نواہی الٰہیہ سے ہو جاوے بغیر کرنے اس قربانی اصلی کے قربانی ظاہری بھی نہیں ہو سکتی اور اگر ہو تو کچھ وقعت نہین رکھتے چنانچہ اسی رکوع مین فرمایا گیا ہے کہ لن ینال اللّٰہ لحومہا ولا دماءہا ولکن ینالہ التقوی منکم

اور جیساکہ قربانی ظاہری پر تکبیر کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے نام کا ذکر کرنا واجب ہے اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کی کبریائی اور اوسکا جبروت اور اسکی صفات اور افعال کی عظمت بوقت ذبح کرنے نفس امارہ کے نہایت ضروری ہے تاکہ تزکیۂ نفس کا بخوبی حاصل ہو اور اللہ تعالےٰ کیطرف سے ایک دوسرا نفس بحیات ابدی اوسکو عطا فرمایا جاوے جسکو نفس مطمئنہ کہتے ہین جب یہہ مرتبہ اوسکو حاصل ہوتا ہے تب اللہ تعالےٰ کی توحید اسکے رگ وپے مین بیٹھ جاتی ہے لہذا فرمایا گیا کہ فالٰہکم الہ واحد یعنے پس معبود تمہارا ایک معبود ہے اس جملہ کو جو حرف فا کے ساتھ لایا گیا اس مین یہی سر ہے کہ بعد اس مرتبہ فنا کے تمکو مرتبہ توحید کا عطا ہو سکتا ہے اور یہی قربانی جو تمام قربانیون کا اصل الاصول ہے نہایت دشوار اور مشکل ہے جیساکہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ واژدہا وشیر نر مارا تو کیا مارا

اس زمانہ مین پورے طور پر اس قربانی کا جو کرنے والا ہے صرف وہ ایک ہی شخص ہے وہ کون ہے مجدد اس صدی کا مسیح موعود اس قرن کا امام آخر الزمان اور مہدی معہود اس زمانہ کا۔ اصل اس قربانی کی اپنے کمال کے ساتھ تو حضرت ابراہیم علےٰ نبینا وعلیہ السلام سے شروع ہوئی اور آنحضرت خاتم النبیین صلعم پر نقطۂ انتہائی پر پہونچکر اس شخص کو وراثت مین ملی۔ جو مصداق ہے یواطی اسمہ اسمی کا یعنے الیس اللّٰہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد مسیح وقت ومہدی ہم مجدد برسر انیصد اپنے اموال کو اپنے اوقات کو اپنے اوقاف کو اپنی زندگی کو اور جو چیز کہ اوسکے پاس ہے سب کو اسلام کی تائید مین قربان کر رہا ہے اور تمام دنیا مین جو شرک پھیلا ہوا تھا حتی کہ نام کے موحدین اسلام نے بھی حضرت عیسےٰ کو صفات مختصہ الوہیت مین شریک کر رکھا تھا مثلاً الآن کما کان اور لایزول ولا یحول وغیرہ وغیرہ مین ایک اسکے بندہ کو شریک باری تعالیٰ جانتے تھے اس شرک کا دفع اسی کے حصہ مین ازل سے رکھا ہوا تھا اسی کے ذریعہ سے اعلائے کلمۃ اللہ کی آواز تمام دنیا مین پہونچ رہی ہے اور نظارہ لیظہرہ علی الدین کلہ کا مشاہدہ ہونا شروع ہو گیا ہے والحمد للہ اسی قربانی کے کرنے کی وجہ سے اس کو یہ الہام ہوا کہ یاتونک من کل فج عمیق اور کیون نہوتا وہ تو مصداق ہے۔ مضمون ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کا

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس فنا سے مرتبہ بقا باللہ کا حاصل ہوتا ہی تب بھی تو ایسے نفوس قدسیہ کو بھی یہی حکم ہے کہ فلہ اسلموا یعنی ہمیشہ اس فرمانبرداری پر قایم رہو تاکہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے اسکے عوض مین بشارات ملتی رہین لہذا فرمایا گیا کہ وبشر المخبتین یعنے ایسے نفوس قدسیہ کو جو مطمئن باللہ ہین اللہ تعالےٰ کیطرف سے بشارات دیدو کیونکہ ان کا یہ حال ہے الذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبہم یعنے باوجود حصول ان بشارات اور اطمینان کے جب اللہ تعالےٰ کا ذکر ان کے روبرو ہوتا ہے

عمرالدین

تو ان کے دل ترسان اور خایف ہو جاتے ہین اور اللہ تعالے کے راہ مین جس قدر مصایب اُن پر وارد ہوتے ہین وہ اسکی کچھ بھی پروا نہین کرتے بلکہ الصابرین علی ما اصابہم کے مقام پر باستقلال قایم رہتے ہین اور اس صبر مین ان کو ایسی مشق اور تمرین ہو گئی ہے کہ نمازون اور دعاؤن مین ہمیشہ لگے لپٹے رہتے ہین۔ والمقیمی الصلواۃ اور معبود حقیقی کی عبادت مین انکو وہ مرتبہ عبودیت کا حاصل ہے کہ ماسوا اللہ کی محبت سے بالکل علیحدہ ہو گئے ہین حتی کہ مال کی محبت سے جو بالطبع مایمیل الیہ الطبع تھی اپنا قطع تعلق کر لیا ہے کہ مما رزقنا ہم ینفقون واضح ہو کہ جس جگہ پر قرآن مجید اللہ تبارک و تعالے نے نماز کی تاکید فرمائی ہے یا نماز پڑھنے والون کی ثنا اور مدح کی ہے اس جگہ پر لفظ اقامت اور اسکے مشتقات سے وہ مدح بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ یہان پر بھی والمقیمی الصلوۃ ارشاد فرمایا گیا یعنی اپنی نمازون اور دعاؤن کو نہایت استقامت اور درستی کے ساتھ ادا کرتے ہین اور جسقدر واجبات اور فرایض بلکہ سنن اور مستحبات ہین ان سب کو بجا لاتے ہین خشوع کے ساتھ اور تعدیل ارکان یعنے قومہ و جلسہ و رکوع و سجود کو خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہین نہ یہ کہ سجدہ وغیرہ ایسا کرین جیسا کہ مرغی ٹھونگے مارتی ہے کیونکہ ایسی نماز پڑھنے والونکے لیے اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ

فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون پس اقامت نماز سا یہی ہے کہ اپنے اپنے اوقات منجبہ معینہ مین تعدیل ارکان کے ساتھ بخشوع و خضوع ادا کیجاوے اور ہر ایک انفاق مال مین صرف ابتغاء وجہ اللہ

مرکوز نظر رہے جیسا کہ حضرت امام آخر الزمان اسبارہ مین ہمیشہ اپنی جماعت کو تاکید شدید فرماتے رہتے ہین اور جبکہ انفاق مال مین یہ اخلاص پیدا ہو گا تو بڑی قیمت کی شئے کے انفاق مین بھی داگر ضرورت دینی آکر پڑیگی) ایسے مخلص کامل کو ہرگز دریغ نہ ہو گا اسی واسطے وجوہ انفاق مال مین سے اونٹون کی قربانی کے لیے ان ایام مین اس امت کو حکم ہوتا ہے کہ **والبدن جعلنا ہا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر** لفظ بدن جمع بدنہ کی ہے اونٹ کو جو عربی مین بدنہ کہتے ہین اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا بدن اور چوپایون سے بڑا ہوتا ہے اور اگرچہ لفظ بدنہ کے معنی عرب مین اونٹ کے ہی آئے ہین لیکن آنحضرت صلعم نے گائے بیل کو بھی اسکے حکم مین شامل فرما دیا ہے یعنے جیسا کہ اونٹ مین سات حصہ قربانی کے ہو سکتے ہین اسی طرح گائے بیل مین بھی سات حصص مقرر ہو سکتے ہین اور لکم کے لفظ سے جو ایک قسم کی تخصیص مفہوم ہوتی ہے وہ اسلیئے ہے کہ یہود کے یہان اونٹ کی قربانی نہین تھی یہ اونٹ کی قربانی اسی امت کیلئے ایک فضیلت خاصہ ہے جو ایک نشان اور علامت بطور شعائر اللہ کے دین اسلام مین قرار دی گئی ہے اس واسطے کہ جب اللہ تعالے کے لیے خالصًا قربان کیا جاوے تو بسبب عظیم الجثہ ہونے اسکے کے اللہ تعالی کی عظمت و جبروت یاد آجاوے اور پھر اوسکے ذبح کرنے مین جو (خالصًا لوجہ اللہ ہو) تمہارے لیے بڑی خیر اور بہتری ہے کیونکہ اونٹ سے بڑے بڑے فوائد دنیوی حاصل ہوتے ہین سواری اس پر کیجاتی

ہے دودھ اس کا پینے کے کام مین آتا ہے پشم اور بال اس کے کام مین آتے ہین تمام چوپایون سے زیادہ تر عظیم الجثہ ہے باوجود اسکے خوراک اسکی بہت تھوڑی وغیرہ وغیرہ بدینوجہ اللہ تعالے نے بھی اوسکی قربانی کا ثواب ان تمام منافع سے زیادہ رکھا اور فرمایا لکم فیہا خیر کشاف مین ایک روایت لکھی ہے کہ بعض سلف سے منقول ہے کہ ایک شخص کے پاس صرف نو دینار تھے اس نے ان سب کا اونٹ خرید کر عید اضحیٰ مین قربان کیا اوسپر بعض لوگون نے اعتراض کیا تو اس نے اس اعتراض کا یہی جواب دیا کہ میرا پروردگار فرماتا ہے کہ لکم فیہا خیر اب ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح پر تم نے اپنے دل مین اللہ تعالے کی بڑائی اور کبریائی کو متہ نشین کر لیا ہے زبان سے بھی اللہ تعالے کا ذکر اسکے ذبح کرنے کے وقت کر دیعنی بسم اللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہم منک والیک پڑہو اور چونکہ اونٹ کا ذبح کرنا کھڑے کھڑے ہوتا ہے لہذا ارشاد ہے کہ **صواف** یعنے برابر ایک صف اور قطار مین جو صف باندھے ہوئے کھڑے ہون اور ہاتھ انکے بندھے ہوئے ہون اونکے سینہ مین نیزہ مارتے وقت اللہ تعالے کے نام کا ذکر کرو تا کہ اس طرح سیدھا کھڑا کر کر اونٹ کا نحر کرنا ایک دلیل تمہاری استقامت کی ہو اور تم اس راز پر پہونچو کہ ہم احکام شریعت اسلام کی فرمانبرداری مین مستقیم ہین۔ پس جبکہ وہ اپنی کروٹون کے بل گر پڑین تو اوسکے گوشت مین سے تم خود بھی کھاؤ اور سائل غیر سائل کو بھی کھلاؤ۔ تا کہ نفع اوس کا عام اور تام ہو اسی طرح جب تم اپنے نفس امارہ کو ذبح کر کر نفس مطمئنہ پیدا کر و گے (باقی آیندہ)

طاعون

یہ برباد کنندہ بنی آدم بعد از مدت ہند میں پھیلا ہے اب تک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ قبل از ظہور بطور علاج حفظ ماتقدم کچھہ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہیں پاتا۔ چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے ہر حصہ میں جہاں یہ ظاہر ہوا تصدیق ہو گئی ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے علیحدہ کتاب آٹھ آنے کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے قیمت

فی شیشی عمر درجن شیشی ہے

شفایاب مریضوں کے چند سرٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی۔ دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضوں مبتلایان طاعون کو وہ دوا دی ان میں سے دو مریض جو فوراً مبتلائے طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی دس منٹ کے بعد ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے پیتے ہی پیاس کی شدت کم ہو گئی اور بخار میں بھی افاقہ ہو گیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریض کا بخار اتر نا نہیں مگر خدا کے فضل سے اور آپ کی تشخیص سے اس دوا کے دینے سے چار شخصوں کو فائدہ ہوا۔

طبیعت اس دوائی سے عجب مسرور ہوتی ہے
دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے
دوائی آپ کی ہے یا نقش اسم اعظم ہے
کہ جس کے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے
کئی کالی بلا کے مرض میں تھے مبتلا انسان
دیا جسکو وہیں اس سے بلا یہ دور ہوتی ہے
کرے تعریف کس منہ سے دوا کی احمد کمتر
مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

جناب محمد یوسف صاحب گلی بمبئی (ترجمہ چٹھی) اپکے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا ہے اور بمبئی میں بہت سی جانیں بچائیں اکثر احباب اس کی تعریف کرتے ہیں۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب از بوڑھا پیٹھ آپ کی دوا میں خدا کے فضل و کرم سے بیشک فائدہ ہے۔ میں نے ایک بیمار کی حالت درد سر اور بخار ان میں یہ دوا دی دو شیشی سے فائدہ ہوا۔ میرے پاس اور دوا نہیں ایک درجن بوتل عرق طاعون ارسال فرمادیں جو مفید اور زود اثر دوا ہے۔

جناب محمد حیات بادشاہ چند پیٹ اسکاٹ میری ہمشیرہ بیماری طاعون سے صحت یاب ہے صرف پاؤں پر ورم باقی ہے اسکا کوئی علاج ارسال کریں۔

جناب ابراہیم بورڈنگ پیٹھ ۲۵ عدد شیشی عرق طاعون ارسال کریں آپ کی دوائی سے بہت فائدہ ہوا۔

جناب عبدالحمید معرفت عبدالقیوم صاحب ہیڈ اکونٹنٹ آف دی سٹی میونسپلٹی بنگلور میری گردن پر ایک بار گرہ نمودار ہے۔ اس کے واسطے دوا ارسال فرماویں۔

سرکار عدالت آثار نواب آقا محمد خان صاحب بہادر کاظمین علاقہ بدست سید علی منشی نیو ایجنٹ آپ کی ایجاد کردہ دوائی طاعون مفید ہے۔

جناب محی الدین خان صاحب احمد پیٹھ جنرل بہادر میسور آپ کی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے چند شیشیاں ارسال فرماویں۔

جناب حکیم محمد یوسف ٹمکوری ریاست میسور مقام سرا۔ آپ کی دوائی طاعون کی شہرت یہاں بکثرت ہو رہی ہے۔

جناب سید محمد بنشنر رام باغ گاڑی خانہ کراچی۔ آپکا ایجاد کردہ عرق دو مریضوں کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید کہ جناب چند بوتلیں اور ارسال فرماویں گے۔

جناب شیخ رحمان صاحب استاد مدن پور بمبئی مظفر آبادی آپکی دوا طاعون سے کئی مریض اچھے ہوئے مہربانی کر کے دوا کی تھوڑی شیشیاں ارسال کریں۔

جناب محمد علی ٹیلر معرفت کپتان سیر گنو بمبئی آپکے عرق سے جو آدمی اچھے ہوئے تین بوتل اور ارسال کریں۔

جناب صوبیدار تو ابدار (؟) قلعدار از جزیرہ حبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی۔ آپ کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام کیا ہے۔

جناب سیٹھ آسنے ولیرو دوسر بہاری آف ٹنڈر کٹر کیماڑی شہر کراچی آپنے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑوں مریض شفا پا چکے ہیں۔ اور پاتے جاتے ہیں سو مہربانی فرما کر بدون کاٹر دو ہند اکچھہ دوا ارسال کریں۔

جناب صوبیدار حسن پنشنر رام باغ گاڑی احاطہ کراچی۔ آپ کا عرق طاعون تین مریضوں کو دیا گیا بحکم خدا اچھے ہوئے

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت شاہ نقشبندی محل ناریل واڑی داؤد حسن شاہ بمبئی۔ عرض یہ ہے کہ آپ کی ارسال شدہ دوائی سے بمبئی میں لوگوں کو بڑا فائدہ ہوا میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جسوقت مریضوں کو دوائی پلائی فوراً ہوش آگیا۔

جناب منشی قلندر حسین صاحب ہوش آر۔ کے۔ اینڈ۔ ایم۔ او۔ کیمپ ہوش کوٹہ ضلع بنگلور آپکے عرق طاعون نے بہت فائدہ ہوا۔ دو شیشی مہربانی فرما کر اور ارسال کریں

زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (انہ اوی القریہ)

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر | ۳۱ مارچ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱۹ ہجری یوم دوشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

الحکم کے اضعاف حجم یا ہفتہ مین دوبار کا سوال

کسی گذشتہ اشاعت مین ہم نے بعض مضامین کے عدم اندراج کے متعلق جو معذرت کی تھی اس مین اس سوال کو بھی قوم کے سامنے پیش کر دیا تھا کہ کیا اس کا حجم اور بڑھایا جاوے یا ہفتہ مین دوبار کیا جاوے -

ہمارے لئے خوشی اور فخر کی بات ہے کہ اس سوال پر جماعت نے غور کرنا شروع کر دیا ہے اور ہمارے پاس رائین آئے لگین ہین جنکو ہم کسی اگلی اشاعت سے سلسلہ وار چھاپنا شروع کر دینگے

اس سوال کے متعلق بعض ضروری امور بھی ہین جو سرپرستانِ الحکم کی توجہ کے قابل ہین اسلئے ہم ان کو بھی مختصر بیان کر دیتے ہین

اول اخبار کے ہفتہ مین دوبار کرنیکی ضرورت مین اگر یہی حجم رکھا جاوے اور اس کو ہفتہ مین دوبار کر کے شائع کیا جاوے تو کسی صورت مین مفید نہین ہو سکتا بلکہ اس سے قوم پر جسکا ایک پیسہ اس وقت گران قیمت ہے، مفت کا بوجھ ہوگا اس لئے بہرحال سوال حجم کی بیشی کا ہے خواہ ہفتہ مین دوبار ہو یا ایک بار

دوم حجم کی بیشی مین یہ ضروری امر ہے کہ اخبار وزنی ہونیکی وجہ سے ۲ آنے کے ٹکٹ مین جانے لگے جس سے اخراجات محصول کم از کم دوچند ہو جائینگے

سوم سٹاف اور سامان مطبع کو دوچند کرنا ضروری ہوگا

پس ہمارے احباب رائے دیتے وقت ان سوالات کو مدِ نظر رکھکر اپنی قیمتی رائے لکھین اور جو بزرگ پہلے اپنی رائے بھیج چکے ہین وہ بھی ان امور کو ملحوظ رکھکر اور سوالات ذیل کے لحاظ سے پھر اپنی رائے لکھین۔

اول - اخبار ہفتہ مین دوبار ہو یا حجم بڑھایا جاوے پہلی صورت مین ہر اشاعت کا حجم کیا ہو اور دوسری صورت مین کتنے صفحے اور بڑھائے جائین -

دوم ہفتہ مین دوبار کی صورت مین قیمت کیا ہو؟ اور بیشی حجم کی صورت مین کیا؟

یہ امور ہین جنپر غور کرنا ضروری ہے یہ سوال شاید آخر دسمبر ۱۹۰۲ سے پہلے عملی صورت مین ہم حل نہین کر سکینگے کیونکہ اس کا حل بصورت عمل صرف ناظرین ہی کی رائے اور مرضی پر ہے اور یہ معاملہ بہت ہی نازک اور غور طلب ہے۔

حافظ محمد یوسف صاحب کے نام خط

ناظرین حافظ محمد یوسف صاحب کے نام سے واقف ہین انکے نام ہمارے مکرم مخدوم جناب بابو محمدؐ صاحب ہیڈ کلرک نہر سرہند نے مندرجہ ذیل دو خط لکھے تھے جنکا جواب نہین معلوم کیا دیا گیا ہم ان خطوط کو بجنسہ ناظرین کے فائدے کے لئے درج کرتے ہین مگر اتنا کہنا ضروری سمجھتے ہین کہ یہ خط دراصل حافظ صاحب کے ایک پیغام کے جواب مین ہین وہ پیغام یہ تھا کہ حافظ صاحب کے پاس ان کی بدقسمتی سے ایبٹ آباد کا مغرور ملان فضل دین آیا جو پیسہ اخبار کا موسٹی قرار دیا گیا ہی اور حافظ صاحب جسکے سکرٹری بنے ہین اور اُسے نشان نمائی کے لئے قادیان لانا چاہتے تھے اس کا جواب حافظ صاحب کو دیا گیا ہے ۔ ایڈیٹر

پہلا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حافظ جی صاحب مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

مین نے آپکا پیغام حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین عرض کر دیا ہے آپ جسوقت چاہین قادیان تشریف لے آوین اور جس بزرگ کے آپ سکرٹری بنے ہین ان کو ہمراہ لے آوین اب رہا نشان آسمانی کی بابت اس مین ہر طرح سے پابندی قرآن شریف کی کرنی ہوگی یعنے جو کچھ نشانات کی بابت اللہ پاک نے فرمادیا ہے اس کی پابندی کرنی ہوگی اس حکم الٰہی کی تفصیل آپکے اسجگہ آنے پر ہو جاویگی آپکا قادیان آنا ایک ضروری بات کیوا سطے بھی مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ میرا چھوٹا بھائی نور محمد نامی لاہور گیا اس کو منشی الٰہی بخش صاحب نے بتلایا تھا کہ ایک بڑے بزرگ نے خواب دیکھا ہے کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الہام ہو گیا بلکہ لاہور کے ایک مسلمان نے اس بارے مین اشتہار بھی جاری کیا ہے اب آپ اسجگہ آکر اپنی زبان سے جھوٹے اور مفتری کو لعنت اللہ کہنے کے حقدار ہو جاوینگے ۔ مین شاید انوار کو اس جگہ سے واپس ہونگا ۔

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلے علی رسولہ الکریم

حافظ جی صاحب مخدومی مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ

ایک خط آپ کی خدمت مین ارسال کیا تھا جو اُمید ہے کہ پہنچ گیا ہوگا اب ایک اشتہار اس بزرگ کا جس کے آپ سکرٹری بنے ہین دیکھا گیا ۔ حافظ مین آپ کو محض خلوص نیت سے کہتا ہون کہ ایسے شخص کے مقابل پر جو مسیح موعود ہونیکا دعوی کرکے قرآن حدیث ۔ اور نشان آسمانی ۔ اور دلائل عقلیہ سے ایک کافی ثبوت دنیا کو دے چکا ہے ۔ چند سطر اشتہار شایع کرکے مرعون بٹیرون کی طرح فتح کا خواستگار ہونا خدا ترسی کا طریق نہین ہے ۔ ایسے طریق کو کوئی متقی اور منصف مزاج پسند نہیں کریگا مناسب یہ ہے کہ آپ مع اپنے اس بزرگ کے قادیان تشریف لاوین اور میرزا صاحب جو مسیح موعود ہونے کے مدعی ہین ان سے دریافت کرین کہ آپکے پاس اس دعوی پر موافق قدیم سنت اللہ کے تین طور کا ثبوت ہونا چاہیئے یعنی (۱) کتاب اور سنت سے (۲) آسمانی نشانون سے (۳) دلائل عقلیہ سے ۔ سو اگر آپ کے پاس ان تینون قسم کا ثبوت موجود ہے تو پیش کرو ۔ پھر اگر وہ تینون قسم کا ثبوت جو ایک ایسے شخص کے لئے ضروری ہے جو الہام کے ساتھ لوگون کو اپنی بیعت اور اطاعت کے لئے بلاتا ہے پیش کر دین اور آپ دیکھین کہ وہ ثبوت کافی نہین ہے تب اُسوقت اس کے مقابل پر آپکا منتخب بزرگ مخالفانہ ثبوت دے سکتا ہے یعنی اسپر لازم ہوگا کہ قران و حدیث کے مقابل میرزا صاحب سے بڑھکر کتاب اور سنت سے ثبوت پیش کرے اور عقل کے مقابل پر ان سے زیادہ عقلی دلائل پیش کرے اور آسمانی نشانون کے مقابل ان سے بڑھکر نشان دکھلاوے ۔ مباحثہ کا یہی طریق ہے کہ پہلے مدعی سے ثبوت مانگا جائے اگر اس مقابلہ کے وقت آپ کے بزرگ صاحب نے تینون قسم کے ثبوتون مین سے اپنا غلبہ ثابت کر دیا تو خود فیصلہ ہو جائیگا کہ میرزا صاحب جھوٹے ہین اور اس طریق سے دنیا باسانی سمجھ جائیگی کہ کن دلائل کے ساتھ دعوی پیش ہوا تھا اور اب کس طرح توڑ دیا گیا اور اس صورت مین نہایت سہولیت اور آسانی سے حق کھل جائیگا حافظ صاحب اسقدر تو آپ اپنے دنیوی تجربہ سے بھی جانتے ہین کہ اول مدعی کا حق ہے کہ وہ اپنا ثبوت پیش کرے جسقدر خدا تعالےٰ نے اس کو دلائل دیے ہین وہ سب دکھلاوے پھر ان ثبوتون کا اگر رد کیا گیا تو بیشک وہ دعوی باطل ہو جائیگا مگر مداری کے تماشے کیطرح یہ کوئی تماشا نہیں سمجھنا چاہیئے آپ بھی اب قبر مین پیر لٹکائے بیٹھے ہین ذرا ہوش کرکے تقوی کے التزام کیساتھ مقابل پر آنا چاہیئے ۔

کلمات طیبات امام الزمان علیہ التحیۃ والسلام

ایک جامع درس

گذشتہ نمبرون جو سلسلہ روئداد کرسمس کا شروع ہے اس نمبر مین (اس تقریر کے لیئے جو ذیل مین درج کیجاتی ہے) ہم . . ملتوی کرتے ہین اگلے نمبر مین بدستور وہ سلسلہ جاری ہوگا انشاء اللہ یہ تقریر ہمارے سید و مولا امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۴- مارچ ۱۹۰۲ء کی شب کو فرمائی تھی- (ایڈیٹر)

مامور من اللہ کی صحبت مین رہنے والے لوگ بہت کچھ فایدہ اٹھاتے ہین اور ایک حد تک علم صحیح اس تعلق کے متعلق جو مامور من اللہ اور خدا تعالے مین ہوتا ہے حاصل کرتے ہین مگر وہ کامل علم جو اس مامور کو دیا جاتا ہے کسی دوسرے کو نہین مل سکتا- اور خدا تعالے کا علم تو پھر اور ہی رنگ رکھتا ہے- جب امور تکذیب اور انکار حد تک پہونچ جاتا ہے تو پھر ٹھیک اسی طرح جیسے زمیندار جب فصل پک جاتی ہے تو اسکے کاٹنے کے واسطے درانتی کو درست کرتا ہے اللہ تعالے بھی مکذبون کے لیے تیاری کرتا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ اب وہ وقت آگیا ہے خدا تعالے ہر پہلو سے حجت پوری کر چکا ہے اسلیئے اب ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ خاموشی سے آسمانی ہتیار اور حربے کو دیکھے دنیا مین ہم یہ قانون دیکھتے ہین کہ جب ایک حاکم کو معلوم ہو جاوے کہ فلان مظلوم ہے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے تو پھر خدا تعالے جسکا علم سب سے زیادہ صحیح اور یقینی ہے جو ہر حال کا بینا ہے کیون اس مظلوم صادق کی مدد نہ کریگا جو محض اسلیئے ستایا گیا ہے کہ اس نے اللہ تعالے سے الہام پاکر یہ کہا کہ مین خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لیے بھیجا گیا ہون اللہ تعالے اپنے راستباز بندون کو کبھی ضایع نہین کرتا وہ ان کی مدد کرتا ہے لیکن ہان یہ سنت اللہ ہے کہ وہ صبر سے کام لیتا ہے یہ کہنا کہ خدا تعالے کو اس تکذیب اور انکار کی خبر نہین کفر ہے وہ تو ابتدا سے جانتا ہے کہ کیا کیا جاتا ہے-

اسوقت خدا تعالے کے فضل سے دو فریق ہو گئے ہین جس طرح ہماری جماعت شرح صدر سے اپنے آپ کو حق پر جانتی ہے اسی طرح مخالف اپنے غلو مین ہر قسم کی بے حیائی اور جھوٹ کو جایز سمجھتے ہین شیطان نے انکے دلون مین جما دیا ہے کہ ہماری نسبت ہر قسم کا افترا اور بہتان انکے لیے جایز ہے اور نہ صرف جایز بلکہ ثواب کا کام ہے- اسلئے اب ضروری ہے کہ ہم اپنی کوششون کو انکے مقابلے مین بالکل چھوڑ دین اور خدا تعالے کے فیصلہ پر نگاہ کرین جسقدر وقت ان کی بیہودگیون اور گالیون کیطرف توجہ کرنے مین ضایع کرین بہتر ہے کہ وہی وقت استغفار اور دعاؤن کے لیے دین-

ہماری جماعت کو یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ اس امر کو مدنظر رکھین جو مین بیان کرتا ہون مجھے ہمیشہ اگر کوئی خیال آتا ہے تو یہی آتا ہے کہ دنیا مین تو رشتے ناطے ہوتے ہین بعض ان مین سے خوبصورتی کے لحاظ سے ہوتے ہین بعض خاندان یا دولت کے لحاظ سے اور بعض طاقت کے لحاظ سے لیکن جناب الہی کو ان امور کی پروا نہین اس نے تو صاف طور پر فرما دیا کہ اِنّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم یعنے اللہ تعالے کے نزدیک وہی معزز و مکرم ہے جو متقی ہے- اب جو جماعت اتقیا ہے خدا اس کو ہی رکھے گا اور دوسری کو ہلاک کریگا- یہ نازک مقام ہے اور اس جگہ پر دو کھڑے نہین ہو سکتے کہ متقی بھی وہین رہے اور شریر اور ناپاک بھی وہین معنوی ہے کہ متقی کھڑا ہو اور خبیث ہلاک کیا جاوے اور چونکہ اسکا علم خدا کو ہے کہ کون اس کے نزدیک متقی ہے پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے- خوش قسمت ہے وہ انسان جو متقی ہے اور بدبخت ہے وہ جو لعنت کے نیچے آیا ہے-

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ ان مین علماء بھی ہین ملہم بھی ہین تو یہ ایک خیالی بات ہے اور اس سے کوئی فایدہ اس مقصد کو نہین پہونچ سکتا جو انسانی ہستی کا ہونا چاہیئے- یاد رکھو وہ امر جس پر خدا راضی ہوتا ہے جب تک وہ نہو نہ علم صحیح ہوتا ہے نہ الہام مفید جو شخص پاخانہ کے پاس کھڑا ہے پہلے تو اسکو بدبو ہی آئیگی پھر اگر عطر اسکے پاس کیا جاوے تو وہ اس سے کیا فایدہ اٹھائے گا- جبتک خدا تعالے کا قرب حاصل نہ ہو کچھ نہین ملتا اور خدا کی قریب کرنے والی بات صرف تقوے ہے سچی آواز سننے کے لیئے متقی بننا چاہیئے

مین نے بہت سے لوگ دیکھے ہین جو ہر آواز کو جو انہین آ جاوے الہام ہی سمجھتے ہین حالانکہ اضغاث احلام بھی ہوتے ہین ہم یہ نہین کہتے کہ جو آوازین انہین سنائی دیتی ہین وہ بناوٹی ہین نہین انکو آوازین آتی ہونگی مگر ہم ہر آواز کو خدا تعالے کی آواز قرار نہین دے سکتے جب تک اسکے ساتھ وہ انوار اور برکات نہون جو اللہ تعالے کے پاک کلام کے ساتھ ہوتے ہین اسلئے ہم کہتے ہین کہ ان الہام کے دعوی کرنے والون کو اپنے الہامون کو اس کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے اور اس بات کو بھی انہین فراموش نہین کرنا چاہیئے کہ بعض آوازین نری شیطانی ہوتی ہین- اسلئے ان آوازون ہی پر فریفتہ ہو جانا دانشمند انسان کا کام نہین بلکہ جبتک اندر روحانی نجاست اور گند دور نہ ہو- اور تقوے کی اعلی درجہ کی صفائی حاصل نہو اور اس درجہ اور مقام پر انسان نہ پہونچ جاوے جو دنیا ایک مرے ہوئے کیڑے کی

سے بھی حقیر اور ذلیل نظر آوے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی ہر قول و فعل مین مقصود ہو اُس مقام پر قدم نہین پڑ سکتا جہان پہونچکر انسان اپنے اللہ کی آواز سنتا ہے اور وہ آواز حقیقت مین اسی کی آواز ہے کیونکہ اسوقت یہ تمام نجاستوں سے پاک ہوگیا ہوتا ہے۔

غرض نری آوازین اور چند رسمی کتابون کے پڑھ لینے سے فیصلہ نہین ہوتا بلکہ فیصلہ کی اصل اور سچی راہ وہی ہے جس کو تائیدات الٰہیہ کہتے ہین انسے ہی فیصلہ ہوتا ہے اور خدا ہی کا ہاتھ یہ فیصلہ کرتا ہے۔ جو شخص خدا تعالےٰ کے حضور ایسے مقام پر کھڑا ہے جو نجاست سے بالکل الگ ہے وہ وہی پاک آوازین سنتا ہے جو حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ حضرت نوح حضرت ابراہیم اور دوسرے انبیا علیہم السلام نے سنین اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنکو سنا تھا مین سچ سچ کہتا ہون کہ ان آوازون کی صداقت اور عملی ظہور کے لئے انسانی ہاتھون کی ضرورت نہین ہے بلکہ خود خدا تعالےٰ ان کی چمکار دکھاتا ہے اگرچہ یہ بہت ہی باریک باتین ہین جو معرفت کے اسرار مین داخل ہین تاہم خوشبو اور بدبو اپنے مختلف نظاروں سے شناخت کیجا سکتی ہے اچھے درخت کو کسی طرح پہچان لیتے ہین پتون سے بھی شناخت کر لیتے ہین مین نے ایکبار الائچی کا درخت انبالہ مین دیکھا اور ایک پتا اسکا لیکر سونگھا تو اس مین الائچی کی خوشبو موجود تھی۔ اگرچہ ابھی اسکے تین درجے باقی تھے مگر خوشبو موجود تھی دانشمند انسان بہت سے قرائن سے امر واقعی کو معلوم کر لیتا ہے۔ خباثت بھی ہزار دن پردون مین چھپی رہتی ہے اور تقوے بھی ہزار دن پردون مین مخفی رہتا ہے مگر انکے اثار اور قرائن سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے۔

صوفیون نے لکھا ہے کہ جیسے کوئی آدمی عین بدکاری کی حالت مین پکڑا جاوے تو اسے بہت ہی شرمندہ ہونا پڑتا ہے ایسے ہی ایک متقی جب اپنے تقوے کے سِرّ و عبادت مین مصروف ہو اور کوئی اجنبی اسپر گذرے تو اسکو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ شرمندگی کے موجبات تو ایک ہی ہین بدکار کو اپنی بدکاری کو امر مستور رکھنا چاہتا ہے اور متقی اپنے تقویٰ کو۔ غرض تقوے کے امور بہت پوشیدہ ہوتے ہین بلکہ اصل تو یہ ہے کہ اس سِرّ کی ملائکہ کو بھی خبر نہین ہوتی پھر دوسرے کو کیسے اطلاع مل سکتی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو تعلق تبتّل کا تھا اس کی کیفیت کو اللہ تعالےٰ جسقدر سمجھتا تھا اسکو کسی دوسرے نے ہرگز نہین سمجھا نہ حضرت ابوبکر نے اسے سمجھا نہ حضرت علی نے اور نہ کسی اور نے۔ آپ کا انقطاع تام اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور مخلوق کو مرے ہوئے کیڑے سے ہیچ سمجھنا ایک ایسا امر تھا جو دوسرونکو نظر نہ آ سکتا تھا مگر خدا تعالےٰ کی تائیدونکو دیکھ کر لوگ یہ نتیجہ ضرور نکالتے تھے کہ جیسا خدا تعالےٰ سے سچا اور قوی تعلق اسنے پیدا کیا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ نے بھی اس سے کوئی فرق نہین کیا ہے۔

کیسی عظیم الشان بات ہے کہ آپ کو کوئی مقام ذلّت کا کبھی نصیب نہین ہوا۔ بلکہ ہر میدان مین آپ ہر طرح معزز و مظفر ثابت ہوئے ہین لیکن بالمقابل اگر مسیح کی حالت کو دیکھین تو معلوم ہوتا ہے کہ انہین کیسی ذلت پر ذلت نصیب ہوئی ہے بسا اوقات ایک عیسائی شرمندہ ہو جاتا ہوگا جب وہ اپنے اس خدا کی حالت پر غور کرتا ہوگا جو انہون نے فرضی اور خیالی طور پر بنایا ہوا ہے۔ مجھے ہمیشہ تعجب اور حیرت ہوئی ہے کہ عیسائی اس تعلیم کو جو انجیل مین بیان ہوئی ہے اور اس خدا کو جس کے واقعات کسیقدر انجیل سے ملتے ہین رکھکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اسے ترجیح کیونکر دیتے ہین مثلاً یہی تعلیم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دو۔ اب اسکے تمام پہلوؤن پر غور کرو تو صاف نظر آجائے گا کہ یہ کیسی بودی اور نکمی تعلیم ہے۔ بعض باتین ایسی ہوتی ہین کہ ان سے بچے خوش ہو جاتے ہین۔ بعض سے متوسط درجے کے لوگ اور بعض سے اعلےٰ درجہ کے لوگ۔

انجیل کی تعلیم صرف بچون کا کھلونا ہے کہ جس کی حقیقت کچھ بھی نہین۔ کیا اللہ تعالےٰ نے جو انسان کو اسقدر قویٰ عطا فرمائے ہین ان سب کا موضوع اور مقصود یہی ہے کہ وہ طمانچے کھایا کرے؟ انسان انسان تب ہی بنتا ہے کہ وہ سارے قویٰ کو استعمال کرے مگر انجیل کہتی ہے کہ سارے قویٰ کو بیکار چھوڑ دو اور ایک ہی قوت پر زور دیئے جاؤ۔ بالمقابل قرآن شریف تمام قوتون کا مربّی ہے اور برمحل ہر قوت کے استعمال کی تعلیم دیتا ہے جیساکہ مسیح کی اس تعلیم کے بجائے قرآن شریف فرماتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی و اصلح یعنے بدی کی سزا تو اسیقدر بدی ہے مگر عفو بھی کرو تو ایسا عفو کہ اسکے نتیجہ مین اصلاح ہو وہ عفو بےمحل نہو۔ مثلاً ایک فرمانبردار خادم ہے اور کبھی کوئی خیانت اور غفلت اپنے فرض کے ادا کرنے مین نہین کرتا۔ مگر ایک دن اتفاقاً اسکے ہاتھ سے گرم چاء کی پیالی گر جاوے اور نہ صرف پیالی ہی ٹوٹ جاوے بلکہ کسیقدر گرم گرم چاء سر پر بھی پڑ جاوے تو اسوقت یہ ضروری نہین کہ آقا اس کو سزا دے۔ بلکہ اسکے حسب حال سزا یہی ہے کہ اسکو معاف کر دیا جاوے ایسے وقت پر موقع شناس آقا تو خود شرمندہ ہوجاتا ہے

کہ اس بیچارے نوکر کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ لیکن کوئی خسیس نوکر اس قسم کا ہے کہ وہ ہر روز نقصان کرتا ہے اگر اس کو عفو کر دیا جائے تو وہ اور بھی بگڑیگا اسکو تنبیہہ ضروری ہے غرض اسلام انسانی قوی کو اپنے اپنے موقع اور محل پر استعمال کرنیکی تعلیم دیتا ہے اور انجیل اندھا دھند ایک ہی قوت پر زور دیتی چلی جاتی ہے۔ مگر حفظ مراتب کہنی زندیقی غرض حفظ مراتب کا مقام قرآن شریف نے رکھا ہے کہ وہ عدل کیطرف لیجاتا ہے۔ تمام احکام مین اس کی یہی صورت ہے مال کیطرف دیکھو نہ ممسک بناتا ہے نہ مسرف یہی وجہ ہے کہ اس امت کا نام ہی **امتہ وسطا** رکھدیا گیا

پھر دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقرب کو دیکھنا چاہیئے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ بادشاہ کے دل کی بات تو بادشاہ ہی جانتا ہے مگر جسپر وہ اسرار ظاہر کرتا ہے یا اپنی رضامندی کے آثار جسپر دکھاتا ہے ضروری ہے کہ ہم اسکو مقرب کہین اسیطرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہم دیکھتے ہین تو آپکے قرب کا مقام وہ نظر آتا ہے جو کسی دوسرے کو کبھی نصیب نہین ہوا وہ عطایا اور نعماء جو آپ کو دئے گئے ہین سب سے بڑھکر ہین اور جو اسرار آپ پر ظاہر ہوئے اور کوئی اس حد تک پہنچا ہی نہیں۔ قران شریف ہی کو دیکھ لو کہ کسقدر عظیم الشان پیشگوئیان اس مین موجود ہین حضرت مسیح کا مجھے بار ہا خیال آتا ہے کہ یہ نادان عیسائی کس شیخی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا مقابلہ کرنے بیٹھتے ہین حضرت مسیح کا تو دعوی ہی بجائے خود محدود ہے وہ صاف کہتے ہین کہ مین بنی اسرائیل کی بھیڑون کے لئے آیا ہون ضربت علیہم الآیۃ کی مصداق آپکی دعوت کی مخاطب قوم تھی یہ دعوی تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی نمبرداری یا پتی داری کا دعوی کرے۔ اب انکی ہمت۔ استقلال۔ اور توجہ اسی دعوی کی نسبت سے ہونی چاہیئے دوسری طرف ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین **قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** اب اس ہمت اور بلند نظری اور توجہ کا مقابلہ کرو کیا یہی خدائی کی شان ہے؟ کہ یہودیون کے چار گھرون کے سوا ورکسی کی اصلاح کے لئے بھی نہین آئے؟

خدا کے حسب حال تو ہونا چاہیئے تھا کہ آپ کی دعوت کا میدان بڑا وسیع ہوتا۔ خیر بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑون کے لئے ہی دعوت سہی مگر اب یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ اس مین کامیابی کیا ہوئی تھوڑکیا جاوے اور انجیلی واقعات پر نگاہ کیجاوے تو یہ راز بھی کھل جاتا ہے کہ آپکو ہر میدان مین ذلیل ہونا پڑا۔ دشمنون پر کامیابی نہ ملی بلکہ انھون نے پکڑکر صلیب پر چڑھا دیا اور قصہ پاک ہوا؟ اس خدا کا مقابلہ رسول اللہ صلے اللہ وسلم سے کیا جاتا ہے آپ ہر میدان مین مظفر ومنصور ہوئے آپکے دشمن آپ پر کبھی قابو اور غلبہ نہ پا سکے اور آپ کے سامنے ہی ہلاک ہوئے آپ کو بھیجا ایسے وقت مین گیا جب کہ زمانہ آپکی ضرورت کو خود ثابت کرتا تھا اور اٹھائے ایسے وقت گئے جب کہ کامل اصلاح ہو چکی اور آپ اپنے فرض منصبی کو پوری کامیابی کے ساتھ ادا کر چکے اور **الیوم اکملت لکم دینکم** کی آواز آپ نے سن لی +

پھر مسیح کیطرف دیکھو آپ صلیب پر چڑھے ہوئے ہین اور ایلی ایلی لما سبقتنی کی فریاد کرتے ہین یہودا اسکریوطی تیس روپیہ پر اپنے پاک استاد کو پکڑوا چکا ہے اور پطرس صاحب **لعنت** بھیج رہے ہین مسیح کے لئے وہ نظارہ کیسا مایوسی بخش ہے دوسری طرف انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کے جان نثار رفیق کسطرح پر اپنی جانین آپکے قدمون پر قربان کر رہے ہین۔ ایسے وفادار اور فرمانبردار اصحاب اور رفیق کس کو ملے؟ اور یہ وفاداری اور اطاعت مین فنا کہ اپنی جانون تک کے دیدینے مین دریغ نکیا آپکی **ذاتی قوت قدسی** کا ثبوت ہے جو مقابلہ کرنے سے مسیح مین کچھ بھی نظر نہین آتی

پھر **اسرار** کیطرف نگاہ کرو۔ جسقدر اسرار اور رموز قرآن شریف مین ہین توارت اور انجیل مین وہ کہان! پھر قرآن شریف تمام امور کو صرف دعوے ہی کے رنگ مین بیان نہین کرتا جیسے کہ توارت یا انجیل جو دعوٹی ہی دعوی کرتی ہین بلکہ قرآن شریف **استدلالی** رنگ رکھتا ہے کوئی بات وہ بیان نہیں کرتا جس کے ساتھ اسنے ایک قوی اور مستحکم دلیل نہ دی ہو جیسی قرآن شریف کی فصاحت وبلاغت اپنے اندر ایک جذب رکھتی ہے جسطرح اس کی تعلیم مین معقولیت اور کشش ہے ویسے ہی اس کے دلائل مؤثر ہین۔ غرض میرا مطلب ان ساری باتون سے یہ ہے کہ سب سے بڑھکر کامل اور مؤثر نمونہ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

اسیطرح پر اب بھی وہی خدا ہے جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان اور انعام کئے اور اسیطرح پر اب بھی اس کے فضل اور برکات کے انعام ہو رہے ہیں پس یاد رکھو کہ جو فریق اس **حق** کی مخالفت کرتا ہے اور اسے مفتری کہتا ہے وہ جسقدر مخالفت چاہین کرین مخالف الہام سنائین **ان کو آخر معلوم ہو جائیگا کہ غالب وہی ہوتا ہے جسکو خدا نے اپنا نور اور فضل دیکر بھیجا ہے** اور خدا تعالے اپنی قدیم سنت اور عادت کیموافق **اس قوم**

پر اپنا فضل کریگا جسکو اس نے منتخب کیا ہے وہی دنیا پر پھیلے گی اور وہی قرآن شریف - اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی وارث ہو گی +

دنیا میں ہمیشہ انسانون کے تین طبقے ہوتے ہین - سابق بالخیرات مقتصد اور ظالم - سابقین کو نشانات اور معجزات کی ضرورت نہین ہوتی وہ تو قرائن اور حالات موجودہ سے پہچان لیتے ہین - مقتصد کو کچھ حصہ روشن دماغی کا ملا ہوا ہوتا ہے اور کچھ تاریکی کا - اس لئے وہ دلائل اور معجزات کے محتاج ہوتے ہین مگر تیسرا طبقہ جو ظالمین کا ہوتا ہے وہ چونکہ بہت ہی غبی اور بلید ہوتے ہین بجز مار کھانیکے وہ نہین مانتے یہ ایک قسم کا جبر ہوتا ہے جو ہر مذہب حق مین پایا جاتا ہے کیونکہ ظالمین بجز اس کے سمجھ نہین سکتے - حضرۃ مسیح کے لئے طیطاؤس رومی کا اتفاق ہوگیا - موسیٰ کی قوم جو پہلے ہی سے مزدوری اور فرعون کی سختیون سے نالان تھی اس نے حضرۃ موسیٰ کی دعوت کو قبول کر لینا اپنی نجات کا موجب سمجھا اور پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً ان پر عذاب بھیجتا رہا کبھی طاعون کبھی زلزلے مختلف طریق پر انہیں منوایا اور اسی طرح ہوتا رہا ہے

غرض یہ ایک سنت اللہ ہے کہ ظالمین کو اللہ تعالیٰ اس طریق پر سمجھاتا ہے کیونکہ یہ فرقہ زیادہ بھی ہوتا ہے اور غبی بھی اسوقت بھی یہ فرقہ زیادہ ہے جو نشانات خدا نے ظاہر کئے ان پر بھی جرح کرتے ہین کسوف خسوف کی حدیث کو مجروح قرار دیدیا - لیکھرام کی پیشگوئی پر اعتراض کر دیا ہر نشان جو ظاہر ہوتا ہے اعتراض کر دیتے ہین مگر خدا تو سب کا مرشد ہے اس نے تیسری صورت

اور آخری حجت اختیار کی ہے جو -

طاعون ہے -

طاعون کا علاج توبہ و استغفار ہی ہے یہ کوئی معمولی بلا نہیں بلکہ ارادہ الٰہی سے نازل ہوئی ہے یہ تو ہم نہین کہہ سکتے کہ ہماری جماعت مین سے کسیکو نہ ہو صحابہ مین سے بھی بعض کو طاعون ہو گئی تھی لیکن ہان ہم یہ کہتے ہین کہ جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرع اور زاری کرتا ہے اور اسکے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے وہ خدا کے فضل سے ضرور حصہ لیگا اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ **تہجد کی نماز کو لازم کرلیں** جو زیادہ نہین وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اسکو دعا کرنیکا موقع بہرحال ملجائیگا اسوقت کی دعاؤں مین ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہین جب تک ایک خاص سوز اور درد دل مین نہ ہو اسوقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا مین رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار **قبولیت دعا** کا موجب ہو جاتے ہین +

لیکن اگر اٹھنے مین سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل مین نہین کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے لیکن جب کہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھکر ہے جو بیدار کر رہا ہے

پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیون سے پاک رکھا جاوے زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی مین آجاتا ہے جب خدا ڈیوڑھی مین آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟

پھر یاد رکھو کہ **حقوق اللہ اور حقوق عباد** مین دانستہ ہرگز غفلت نکیجاوے جو ان امور کو مد نظر رکھکر دعاؤن سے کام لیگا یا یون کہو کہ جسے دعا کی توفیق دیجاویگی ہم یقین رکھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اسپر اپنا فضل کریگا اور وہ بچ جاویگا - ظاہری تدابیر صفائی وغیرہ کی منع نہین ہین بلکہ برتوکل زانوے اشتر بہ بند پر عمل کرنا چاہیے جیسکہ ایک نعیدوا یاک نستعین سے معلوم ہوتا ہے مگر یاد رکھو کہ اصل صفائی وہی ہے جو فرمایا ہے **قد افلح من زکّٰھا** ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ اپنی حالت مین تبدیلی کرے تمہین یاد ہو گا کہ مجھے الہام ہوا تھا **ایام غضب اللہ غضبت غضبًا شدیدًا** یہ طاعون کے متعلق ہے مگر وہی خدا کے فضل کا امیدوار ہو سکتا ہے جو سلسلہ دعا - توبہ اور **استغفار کا نہ توڑے اور عمداً گناہ نکرے**

گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اور خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہے گناہ سے صرف خدا تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت ہٹاتی ہے طاعون بھی گناہ ہونے سے بچانیکے لئے ہے صوفی کہتے ہین کہ سعید کسی موقع کو ہاتھ سے نہین دیتے بعض کے حالات سنے ہین کہ انہون نے دعا کی کہ کوئی ہیبت ناک نظارہ ہو تاکہ دل مین رقت اور درد پیدا ہو اب اس سے بڑھکر کیا ہیبت ناک نظارہ ہوگا کہ لاکھون بچے یتیم کئے جاتے ہین - بیواؤن سے گھر بھر جاتے ہین ہزارون خاندان بے نام و نشان ہو جاتے ہین - اور کوئی باقی نہین رہتا -

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کو ایسے موقعون پر ہمیشہ بچا لیتا ہے جبکہ بلائین عذاب الٰہی کی صورت مین نازل ہون - پس اسوقت خدا کا غضب بڑھا ہوا ہے اور حقیقت مین یہ خدا کے غضب کے ایام ہین اس لئے کہ خدا کے حدود اور احکام کی بیحرمتی کیجاتی ہے اور اس کی باتون پر ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے - پس اس سے بچنے کے لئے یہی علاج ہے کہ دعا کے سلسلہ کو نہ توڑو اور توبہ و استغفار سے کام لو - وہی دعا مفید ہوتی ہے جب کہ دل خدا کے آگے پگھل جاوے اور خدا کے سوا کوئی مفر نظر نہ آوے جو خدا کیطرف بھاگتا ہے اور اضطرار کیساتھ امن کا جویان ہوتا ہے وہ آخر بچ جاتا ہے +

ملفوظات احمدیہ

ڈائری کا اقتباس

مامور کی صحبت بہترین معلم ہے شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے اسی لئے قرآن شریف فرماتا ہے یاایھاالذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اتقا کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادق کی معیت اور صحبت نہ ہو کیونکہ اس کی صحبت میں رہ کر وہ اس کے انفاس طیبہ عقد ہمت اور توجہ سے فائدہ اٹھاتا ہے -

قبول ہونیوالی دعا کا راز دعا جب قبول ہونے والی ہوتی ہے تو اللہ اس کے لئے دل میں ایک سچا جوش اور اضطراب پیدا کر دیتا ہے اور بسا اوقات اللہ تعالے خود ہی ایک دعا سکھاتا ہے اور الہامی طور پر اس کا پیرایہ بتا دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالے اپنے راستباز بندوں کو قبول ہونے والی دعائیں خود الہاماً سکھا دیتا ہے -

بعض وقت ایسی دعا میں ایسا حصہ بھی ہوتا ہے جسکو دعا کرنیوالا ناپسند کرتا ہے مگر وہ قبول ہو جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس آیت کے مصداق ہے عسی ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم

مامور من اللہ کی سچی ہمدردی مامور من اللہ جب آتا ہے تو اس کی فطرت میں سچی ہمدردی رکھی جاتی ہے اور یہ ہمدردی عوام سے بھی ہوتی ہے اور جماعت سے بھی - اس ہمدردی میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھے ہوئے تھے - اس لئے کہ آپ کل دنیا کے لئے مامور ہو کر آئے تھے اور آپ سے پہلے جسقدر نبی آئے وہ مختص القوم اور مختص الزمان کے طور پر تھے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کل دنیا اور ہمیشہ کے لئے نبی تھے اس لئے آپ کی ہمدردی بھی کامل ہمدردی تھی چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین اس کے ایک تو یہ معنے ہیں کہ کیا تو ان کے مومن نہونے کے فکر میں اپنی جان دیدیگا اس آیت سے اس درد اور فکر کا پتہ لگ سکتا ہے جو آپکو دنیا کی تباہ حالت دیکھکر ہوتا تھا کہ وہ مومن بنجاوے یہ تو آپ کی عام ہمدردی کے لئے ہے اور یہ معنے بھی اس آیت کے ہیں کہ مومن کو مومن بنانیکی فکر میں تو اپنی جان دیدیگا یعنی ایمان کو کامل بنانے میں +

اسی لئے دوسری جگہ اللہ تعالے فرماتا ہے یاایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ - بظاہر تو یہ تحصیل حاصل معلوم ہوتی ہوگی لیکن جب حقیقت حال پر غور کیجاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے بھی مراتب ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالے تکمیل چاہتا ہے - غرض مامور کی ہمدردی مخلوق کیساتھ اس درجہ کی ہوتی ہے کہ وہ بہت جلد اس سے متاثر ہوتا ہے

رسول مامور اللہ تعالے اور اس کے ماموروں کے درمیان دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں - مامور تو اللہ تعالے کا رسول تو ہی ہے لیکن بعض مقامات پر اللہ تعالے بھی مامور کا رسول ہو جاتا ہے یہ ایک باریک بھید ہے جسکو ہر شخص جلدی نہیں سمجھ سکتا - یہ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب مامور اپنی جماعت کو اپنی منشا کیموافق نہیں دیکھتا تو اس کے دل میں ایک درد پیدا ہوتا ہے اور اسے ایک ٹھوکر لگتی ہے اسوقت خدا تعالے تمثیلی طور پر بعض افراد کو انکے عیوب ان پر ظاہر کر دیتا ہے اور کبھی اس فعل کا علم مامور اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے انسان دونوں کو ہوتا ہے اور کبھی ایک ہی کو -

ہم اس عقیدہ کو حل کرنے کے لئے ذرا مثال کے طور پر سمجھا دیتے ہیں بہت سے لوگ ایسے ہونگے بلکہ قریباً ہر ایک شخص پر اس قسم کے واقعات گذرے ہونگے کہ جب کبھی وہ کسی گناہ کی حالت میں گرفتار ہونیکو ہوا ہے تو رویا میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نے زیارت کی اور اس گناہ کی حالت سے بچ گیا اس قسم کے تمثلات وہ ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالے مامور کا رسول ہوکر اپنا فیض پہونچاتا ہے

ایڈیٹر

قرآن کریم کی ابتدا

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۱۱ جلد ۶

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایک ہی انسان دنیا میں گذرا ہے جس نے اللہ تعالے سے پوری صلح کی ہے دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جن کے دہان پاک سے یہ جلیل الشان وحی نکلی ہے مکہ کی زندگی میں جبکہ مصائب کے پہاڑ آپکے سر پر ٹوٹ رہے تھے ہر طرف سے آپ پر درندوں کیطرح حملہ کیا جاتا تھا ایسی حالت میں جبکہ ایک ضعیف القویٰ انسان ایک لحظہ کے لئے بھی استقامت اختیار نہیں کر سکتا آپ کسطرح پر خدا تعالے کی قضا اور مقادیر سے رضامند رہے ہیں کوئی گھڑی آپ پر ایسی نہیں گذری کہ اللہ تعالے کا شکوہ کیا ہو - بلکہ آپکی زبان

زبان سے یہی الحمدللہ نکلتا رہا۔ وہ جانگداز صدمے جو اس زندگی مین آپنے اٹھائے انکو بیان کرنے سے بھی زہرہ گداز ہوتا ہے جبکہ آپ کے صحابہ کو بھیڑ بکری کیطرح ذبح کیا جاتا ہے اور مختلف قسم کی اذیتین اور تکلیفین دی جاتی ہین کمزور اور ناتوان فطرت عورتون کی شرمگاہون مین برچھے مارے جاتے ہین اور مختلف اونٹون سے باندھ باندھ کر ان کو مخالف جہات مین دوڑا کر چیرا جاتا ہے اس قسم کی تمام تکلیفین آپ تیرہ سال تک برداشت کرتے رہے مگر ایسی پر انقلاب زندگی مین قدم قدم پر ناگفتنی واقعات پیش آنے پر بھی یہ جلیل الشان انسان الحمدللہ کہتا ہے۔ کوئی شخص غور کرنیوالی فطرت اور انصاف کرنیوالا دل لیکر آپکے حالات پر نظر کرے تو اسکو تعجب ہوگا اور بے اختیار ہو کر ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالےٰ کے قاہر ارادون اور حکیمانہ تدبیرونکے ساتھ طوع دل سے صلح کرنیوالا ایک اور صرف ایک ہی انسان دنیا مین گذرا ہے۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

مین نے بار ہا آنحضرت صلے اللہ علیہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر غور کی ہے اور جس جس قدر مین نے اس دریا مین غوطے لگائے ہین۔ لذت اور سرور کے موتیون سے مالا مال ہو کر نکلا ہون اور اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ جبتک انسان ان تمام آلام کو جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہنچتے ہین انعام کے رنگ مین نہ سمجھے اور مصائب و مشکلات کے تیرونکو جو بارش کیطرح برس رہے ہون پھول قرار نہ دے ممکن نہین کہ الحمدللہ اسکے منہہ سے نکلے۔

یہ عرفان کا عالی مقام ہے جہان ہر ایک شخص نہین پہنچ سکتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام تک تو کوئی پہنچا ہی نہین۔ اس مقام پر اللہ تعالےٰ پر ایمان ایسا قوی اور مضبوط ہوتا ہے کہ ہر دکھہ اور مصیبت محسوس اللذت اور مدرک الحلاوت ہو جاتی ہے اور جبتک دکھہ اور مصیبت لذت اور حلاوت کا رنگ اختیار نکرے دل کی سوزش اور کاہش کم نہین ہو سکتی اور سچا اطمینان اور تسلی نہ ملنے کے باعث الحمدللہ منہہ سے نہین نکل سکتا لیکن جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو دوربین نگاہ سے دیکھتا ہے بشرطیکہ اس کا دل جاگتا ہو اور اس کے سر مین عقل اور انصاف کا مادہ موجود ہو تو آپ کی اس قوت قدسی اور عرفان کا اقرار کرنا پڑیگا جس نے آپکے دل کو قوی کر دیا تھا اور اپنے محبوب مولا کی ہر ادا پر انشراح صدر کے ساتھ نثار کر دیا تھا۔

پھر ہم دیکھتے ہین کہ مکی زندگی کے ایام ہی مین جو مصیبتون کی زندگی ہے یہ اللہ تعالےٰ سے سچی صلح دکھانے والا الحمدللہ نہین کہتا بلکہ جب مدینہ کی کامیاب زندگی کا دور شروع ہوتا ہے اور پوری کامیابی اور نصرت کا تاج آپکے سر پر رکھا جاتا ہے اور آپ دس ہزار قدوسیون کے ساتھ مکہ کو فتح کرتے ہین اس کامیابی کی گھڑی مین (جو کسی نبی کی تاریخ مین پائی نہین جاتی) پھر بھی یہ خدا کا جلیل الشان نبی حامد محمد۔ احمد صلے اللہ علیہ وسلم وہی پاک کلمہ جس سے خدا تعالےٰ کی مقادیر سے پوری صلح اور سلم کی عجب خوشبو آتی ہے کہتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ مصائب اور تلخیون نے آپکے کوہ وقار دل پر کوئی اثر ڈالا اور نہ کامیابی اور فتح کی شادمانی نے آپکو از خود رفتہ کیا۔ اس نظارہ کو ذرا مد نظر رکھکر سوچو کہ ایک شخص خونی دشمن پر اپنے اس مولد اور موطن مین جہان سے وہ بظاہر ذلت کے ساتھ نکالا گیا تھا اور وہ خاردار جھاڑیون مین چھپتا ہوا بھاگا تھا پوری کامیابی حاصل کرتا ہے اور اس کی قسمت اس بیابان مکہ کے نکالے ہوئے کے ہاتھ مین دی جاتی ہے اس خوشی اور کامیابی اور نصرت پر چاہئے تھا کہ اگر الوہیت کے ساتھہ کامل رشتہ عبودیت رکھنے والا انسان نہوتا تو اپنے جامے سے باہر ہو جاتا مگر یہ لانظیر حوصلہ اور استقامت کا انسان (صلے اللہ علیہ وسلم) ایسی عظیم الشان فتح مین جو آدم سے لیکر اسوقت تک اور اسوقت سے لیکر ابتک اور پھر قیامت کسی کو نصیب نہین ہوئی اور نہ ہوگی اس الحمدللہ کو بھول نہین گیا بلکہ اسیطرح بلا تفاوت موئے وہ اپنے محبوب مولا کی حمد کرتا ہے بہت سے لوگ ایسے ہین بعض نہین بلکہ قریباً سارے ہی ایسے ہین جو غم اور خوشی مین اپنے مولا سے اعراض کرتے ہین اور تھوڑے ہین اور بہت ہی تھوڑے ہین جو مقادیر الٰہی سے صلح کرتے ہین مگر صلح کے جس بلند اور مستحکم چٹان پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہین اور کسی دوسرے کا وہان گذر نہین۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی صفات کا کامل مظہر تھے اس اپنے ارادہ اور بشریت کا حصہ آپ مین نہ تھا ورنہ بات کیا ہے اور کیا ستر ہے کہ نہ آپکو غم بیہوش کر سکے اور نہ کامیابی کا نشہ از خود رفتہ بنا سکے مین بڑی دلیری سے کہتا ہون کہ الوہیت کا جوڑ عبودیت سے کبھی ہو سکتا ہی نہین جب تک خدا تعالےٰ کی قضا و قدر سے سلم اور آشتی نہو اور اس صلح کا پورا بے عیب بان کامل اور لانظیر نمونہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہین مین دعوے سے کہتا ہون اور مردہ پرست نصرانی اور مادہ پرست آریہ کو چیلنج کرتا ہون کہ رضا بقضا کا ایسا نمونہ پیش کرین اور مین اس تحدی کے ساتھہ بلا خوف تردید کہتا ہون کہ کوئی بھی نہین ایک بھی نہین۔

دنیا کی اور کوئی کتاب کوئی تعلیم اس سے بڑھکر سنہری اصول پیش نہین کر سکتی ہر ایک مدعی مذہب سے پوچھو کہ انسان کی علت غائی کیا ہے؟ اور خدا کو مانکر اس کے ساتھہ جوڑ کس رنگ کا ہو کہ خدا کا نزول اسپر ہو اور اس کا (انسان کا) صعود الی اللہ کیسے ہو؟

مین بلند آواز سے کہتا ہون کہ کوئی کتاب کوئی مذہب نہین ہے اور ہرگز نہین ہے

جوان عظیم الشان اور ضروری مقاصد پر کچھ بھی روشنی ڈال سکے یہ فخر اسلام اور صرف اسلام - قرآن اور صرف قرآن کو ہے کہ وہ اس فلسفہ کو بیان کرتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے عمل سے دکھاتے ہیں کسی قوم کے پاس یہ وظیفہ نہیں جو الوہیت میں فنا ہونیکا الحمد للہ کے لفظ میں اور عملی طور پر نماز میں اسلام نے پیش کیا ہے -

یہ یورپ یہ عیسائی قومیں جنکو بعض غلطی سے بہادر اور شجاع مانتے ہیں میں کہتا ہوں ان کی بہادری انکی شجاعت آتشین ہتیاروں سے ہوگی ورنہ روح کے تعلق سے یہ قومیں بزدل ہیں کیونکہ وہ مذہب مردہ پرست مذہب جو ان کو ملا ہے وہ علو ہمتی اور شجاعت کو پیدا نہیں کرتا بلکہ بزدلی کو پیدا کرتا ہے اس کی تعلیم پر نظر کرو تو بزدلی اور تعلیم پر عمل کرنیوالے کا نمونہ دیکھو تو بالکل ناقص اور قابل شرم!!!

بجز خودکشی کے اور کیا نمونہ باطل پرست نصرانی پیش کرے گا - اس خودکشی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ جب کبھی کوئی بڑے سے بڑا متمول - جاہ و حشمت رکھنے والا بھی اس قانون قدرت کی کشاکش میں مبتلا ہوا اور مصیبت کا ایک ہلکا سا تھپڑ بھی اس پر آپڑا - تو وہ اس کو برداشت نہیں کرسکتا اور اپنی مخلصی اور رہائی فقط خودکشی میں پاتا ہے ؛

چنانچہ یہ بات واقعات صحیحہ کی رو سے ثابت ہو چکی ہے اور اعداد و شمار سے اس کا پتہ لگایا گیا ہے کہ ان ممالک یورپ میں جو اپنی جگہ پر تہذیب و شائستگی کے چشمہ بنے بیٹھے ہیں ہر سال کثرت کے ساتھ خودکشیاں ہوتی ہیں اس کا راز اور بھید یہی ہے کہ ان میں رضا بالقضا اور تسلیم و توکل کی نہ کوئی تعلیم ہے اور نہ کوئی مؤثر اور کامل نمونہ ہے پھر اگر وہ خودکشی نکریں تو کیا کریں؟ انسانی زندگی کے منازل میں بسا اوقات مصائب اور مشکلات کا آنا ضروری ہے لیکن جس کے سامنے ان تلخیوں کے موقع پر کوئی کامل تعلیم اور کامل نمونہ موجود نہیں ہے وہ ہرگز ہرگز ان کو برداشت کرنے کی قوت پا نہیں سکتا عیسائی دنیا کے سامنے ایسی تعلیم نہیں ہے اور بجز خودکشی کے کوئی نمونہ نہیں پھر ناکامیوں کے نتائج خودکشیوں کی فہرستیں ہی دیکھی جا سکتی ہیں اور کوئی امید مردہ پرست نصرانی سے رکھنی ہی لاحاصل ہے

اصل اور سچی بات یہی ہے کہ صرف ایک ہی چیز ہے جو انسان کو اس کی زندگی کے نشیب و فراز میں پوری استقامت اور سکینت اور طمانیت بخش سکتی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات پر کامل اور لذیذ ایمان جس کا عملی اظہار اس الحمد للہ میں کیا گیا ہے اور عملی طور پر اسے نماز کی صورت میں دکھایا ہے -

دنیا میں کسی قدر وقفہ کے ساتھ نماز کا کوئی نہ کوئی وقت آجاتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ ان اوقات میں کسی نہ کسی وقت نمازی پر کوئی حادثہ نازل ہوا ہو - مثلاً ایک شخص کا ایک ہی اکلوتا ہونہار نوجوان بیٹا تھا جس پر بظاہر ساری امیدیں تھیں مگر وہ دفعتہً مرگیا اب اس واقعہ اور حادثہ کے بعد یہ تو ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی نماز کا وقت آجاوے - اب اس جانگداز حادثہ کے بعد جب کہ دنیا اس کی آنکھوں میں تیرہ و تار نظر آتی ہے جبکہ اس کی جان پرور امیدوں کا خون ہو چکا ہے اسے نماز میں کھڑے ہوتے ہی الحمد للہ کہنا ہوگا یعنی ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی حمد و ستائش کا مستحق اور سزاوار ہے اب اگر اس کی زبان اس کے دل سے موافق نہیں تو اس کے لئے کسقدر خوف کا مقام ہے کہ یہ نماز اس کو منافقوں کی فہرست میں داخل نکردے کیونکہ اس کا دل تو اللہ تعالیٰ کو کوستا ہے اور اس کی قاہر تقدیر کی تیز تلوار کا جو ابھی اس پر چل چکی ہے شاکی ہے - اور زبان سے وہ الحمد للہ کہتا ہے مگر یہ کون پسند کرسکتا ہے کہ وہ خدا کے حضور منافق اور ریاکار ٹھہرایا جاوے اس لئے اس کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو اور اس کی صفات پر سچا ایمان لائے

پس یہ تعلیم جو اسلام کی ابتدائی تعلیم ہے ہاں قرآن کریم کی زبر ابتدا حقیقت میں کل سالکان حق کی آخری اور انتہائی معراج ہے جو کسی اور کتاب نے پیش نہیں کی یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچکر انسان نبیوں کا نمونہ بنتا ہے - (باقی آئندہ انشاءاللہ تعالیٰ)

یسوع مسیح مزعومہ بشپ صاحب لاہور

پر ریویو

نمبر پنجم

گذشتہ نمبر میں ہم نے تین امور قابل ریویو تحریر کئے ہیں جن میں سے پہلا یہ ہے کہ یسوع مسیح کی تعلیم شفاعت کے متعلق کیا ہے جو دوسرے نبیوں اور ہادیوں کی تعلیم سے ممیز ہے؟

اس امر تنقیح طلب پر بحث کرتے ہوئے ہمکو سب سے اول سخت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ یسوع مسیح نے بجائے خود شفاعت کے مفہوم اور معنوں کو ہی نہیں سمجھا چہ جائیکہ وہ اس کے متعلق کوئی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دے سکتے اور اپنے آپکو شفیع ٹھہرا سکتے -

عیسائی خود بیان کرتے ہیں (جو مدعی سست گواہ چست کے مصداق ہیں) کہ خدا تعالیٰ نے معاذ اللہ دنیا کو گنہگار پاکر ان کی نجات کی یہ راہ تجویز کی کہ اپنا اکلوتا بیٹا دنیا کو بخشا جو صلیب پر چڑھایا گیا اور اس کے خون سے نجات ہوئی

یہ عقیدہ جسقدر غیر معقول اور بیہودہ ہے اسیقدر اس کے نتائج قابل نفرت ہیں

ہمارے محترم ناظرین غالباً اس امر سے ناواقف نہ ہونگے کہ بقول یسوع مسیح درخت اپنے پھلون سے پہچانا جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجات کے لئے یہی ایک راہ اور قانون تھا تو تعجب کی بات ہے کہ اس راہ پر چلنے والون کی نجات یافتہ روحون کے نمونے ہمارے سامنے موجود نہین بلکہ جہان تک نگاہ کیجاوے وہ اصل غرض جو نجات کی قرار دیجاتی ہے اس طریق سے پیدا ہی نہیں ہوسکتی جیسا کہ ہم اسی ریویو مین کسی مناسب محل پر اس کا تذکرہ کرینگے اور کسیقدر ہو بھی چکا ہے

الحکم کے پڑھنے والے بخوبی جانتے ہین کہ شفیع کا لفظ دو خصوصیتون کا جامع ہے یا بالفاظ دیگر یون کہو کہ شفیع وہی ہوسکتا ہے جو دو وجہین ہو کیونکہ شفع جس سے یہ لفظ نکلا ہے وہ جفت کے مفہوم کو مستلزم ہے اور وہ دو صفتین جو شفیع مین ہوتی ہین یہ ہین کہ ایک تو اس کا شدید تعلق اللہ تعالےٰ سے ہوتا وہ الوہیت کے چشمہ سے فیض حاصل کرے اور دوسرا تعلق اس کا مخلوق سے ہوتا وہ فیض مخلوق کو پہونچا سکے اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک نہر کا دہانہ دریا سے لگا ہوا ہے اور دوسرا دہانہ اسکا کھیت سے لگا ہوا ہے دریا سے لیتی ہے اور کھیت کو پہنچاتی ہے اسیطرح پر شفیع گویا دو منہہ کی ایک نالی ہوتا ہے خدا تعالےٰ کے فیض کو جذب کرتا ہے اور مخلوق کو پہنچاتا ہے جب تک یہ صفت کسی انسان کامل مین نہ پائی جاوے وہ شفیع نہین ہو سکتا اس کسوٹی پر ہم یسوع مسیح کو پرکھتے ہین اور دیکھتے ہین کہ کیا وہ اس صفت کو اپنے اندر رکھتا ہے ؟

اس مین شک نہین کہ عیسائیون نے مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیا ہے لیکن اس سے یہ بات ثابت نہین ہوسکتی جو شفیع کے لئے ضروری ہو کیونکہ مخلوق اور خدا کے درمیان کسی کامل انسان کی ضرورت ہے۔ خدا یا خدا کے بیٹے کے توسل کی تو بوجہ غیر جنس ہونے کیضرورت نہین ہوسکتی ؟ اگر خدا کے بیٹے ہی کا توسل ضروری تھا تو چاہئے تھا کہ شروع سے خدا کے بیٹے دنیا مین آتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا ہے

علاوہ برین جب کہ یسوع خود خدا یا خدا کا بیٹا تھا تو صاف ظاہر ہے کہ اس مین کا ایک حصہ جو خدا تعالےٰ سے فیض حاصل کرتا ہے وہ مفقود ہے کہ خدا تعالےٰ کے جمیع فیوض سے انسان بدون توسط کے بہرہ ور نہیں ہوسکتا جیسے مثلاً سورج کی روشنی کے بدون وہ دیکھ نہین سکتا یا ہوا کے بغیر سن نہین سکتا غرض وسایط ضروری ہین۔ لیکن جب کہ خود خدا ہی آدمیون مین آ گیا تو اپنے فیوض۔ پہنچانے کے لئے اسے کسی اور درمیانی کی ضرورت ہے کیونکہ سنت اللہ تبدیل نہین ہوسکتی پس یسوع اس حیثیت سے بھی شفیع نہین ہوسکتا۔

اب ہم ایک اور پہلو سے اس مسئلہ پر نظر کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ یسوع کی دعوت جیسکہ عام نہین بلکہ خاص ہے تو وہ شفیع کیونکر ٹھہر سکتا ہے وہ اعتراف کرتا ہے کہ مین بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے لئے آیا ہون پھر وہ دنیا کا نجات دہندہ ہرگز نہین ہوسکتا جبکہ اس کی دعوت ہی محدود اور تنگ دائرے کے اندر ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ یسوع کی تعلیم شفاعت کے متعلق کوئی روشنی اور صداقت اپنے اندر نہین رکھتی۔

پھر اس سے بھی بڑھکر نقص اس تعلیم مین یہ ہے کہ یسوع کو شفیع قرار دینے کے لئے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ یسوع دنیا کے گناہون کے باعث **ملعون** ہوا اور لعنت کی لکڑی پر لٹکایا گیا حالانکہ کسی راستباز کی نسبت اس قسم کے الفاظ کا استعمال بجائے خود سخت گناہ اور ناروا بات ہے

غرض یسوع کو شفیع قرار دینے مین اوّلاً ضروری ہے کہ شفاعت کے اصل مفہوم کو چھوڑ دیا جاوے پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ شفاعت شفیع کو ملعون قرار دیتی ہے اور پھر یہ بھی کہ یسوع کی شفاعت عملی نمونہ کوئی نہیں دکھا سکتی

اب ہم ناظرین الحکم سے انصاف چاہتے ہین کہ بشپ صاحب لاہور اور انکے بزرگ اس کے متعلق کسقدر غلطی مین پڑے ہوئے ہین۔ ہم اس مضمون پر بہت کچھ تفصیل سے لکھتے مگر اس ریویو کے مقاصد کے لئے اسی قدر کافی ہے ؛

باقی آئندہ

ہمارا ریویو کشف الحقائق اور ہم

مندرجہ بالا ریویو پر بمبئی کے رسالہ کشف الحقائق نے ایک مختصر سا مضمون لکھا ہے ہم چاہتے ہین کہ اس پر بھی ایک سرسری نظر کرین لیکن چونکہ کشف الحقائق نے اسی ریویو کو جو ہم لکھ رہے ہین پورا نہین پڑھا اس لئے ہم ایڈیٹر کشف الحقائق کی خدمت مین وہ پچھلے نمبر بھی بھیجدیتے ہین تاکہ ان کو پڑھکر وہ کسی مفید نتیجہ پر پہنچین۔ ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کشف الحقائق نے ان نمبرون کو پڑھنے کے بدون اپنی رائے ظاہر کرنے مین جلدی کی ہے۔ اور اس لئے اگر وہ اپنی اس شتابکاری کی پاداش مین ندامت اٹھائین تو وہ فی الحقیقت اس کے سزاوار ہین مگر ہم اس ریویو کو جو کشف الحقائق کی اس تحریر پر لکھنا چاہتے ہین اس وقت تک ملتوی کرتے ہین جب تک کشف الحقائق کی

ہندوستان مین انجیل مقدس

تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ڈاکٹر ولڈن سابق بشپ ہند نے گورنمنٹ کو یہ رائے دی تھی کہ سرکاری درسگاہون مین تعلیم بائبل لازمی کردی جائے کسی اور ویسرائے کا عہد ہوتا تو شاید اسپر کچھ توجہ ہوتی مگر عہد معدلت مہد حضور لارڈ کرزن مین ایسی لایعنی اور ناعاقبت اندیش رائی کو کب وقعت ہوسکتی تھی حضور ویسرائے کے اشارے پر جناب سر انٹونی مکڈانلڈ صاحب بہادر سابق لفٹنٹ گورنر ممالک شمال مغربی نے بشپ صاحب کے خیالات کی خوب خبر لی اور بحیثیت گورنری رعایا کو اطمینان دلایا کہ ہرگز گورنمنٹ بشپ صاحب کی رائے پر عملدرآمد نہ کریگی۔ لارڈ بشپ صاحب کو یہ امر نہایت شاق گذرا تھی کہ وہ بعذر علالت ہمیار یورپ ہوگئے اور وہین پر اپنے عہدہ لارڈ بشپی سے سبکدوشی حاصل کرلی۔ ایک ولڈن صاحب کو ناکامی ہوئی تو کیا ہوا لاکھون ولڈن انگلینڈ و یورپ مین موجود ہین اور ان کے مرکوز خاطر یہی ہے کہ اہل ہند مسیحی بنجائین۔ وہ نئے نئے رنگ اور عجیب غریب اشکال مین پیش ہوا کرتے ہین جبسے مسئلہ اعلی تعلیم پر غور ہونے لگا ساتھ ساتھ تعلیم انجیل پر بار بار زور دیا گیا بعض اوقات سرکار ہند بھی اس رائے پر مائل ہوگئی مگر مآل اندیش مدبران پارلیمنٹ نے اس سے صریح اختلاف کیا اور اس امر کا قطعی فیصلہ کردیا کہ گورنمنٹ ہند مسئلہ تعلیم مذہبی سے بالکلیہ علیحدگی اختیار کرلی۔ بااین ہمہ خودغرض منشری حضرات اور بعض مذہب پرست حکام ہمیشہ اسی اُدھیڑ بن مین سرگردان رہا کرتے ہین کہ کسی نہ کسی طرح ہندوستان مین شرقاً غرباً انجیل کا رواج ہو جائے بعض تو اس خیال کو دل ہی دل مین رکھتے ہین اور جلدباز طبائع ڈنکے کی چوٹ کہدیا کرتے ہین۔ چنانچہ آنریبل مسٹر ڈی یم ہمیلٹن سی یس آئی۔ یم۔ یے۔ یف۔ سی یس نے سالانہ جلسہ "انڈیہ سنڈے اسکول یونین" کلکتہ مین بڑی دھوم کی تقریر کی اور صاف کہدیا کہ اس انجمن کی غرض و غایت یہ ہے کہ اطفال کے ذریعہ ۲۹ ½ کروڑ اہل ہند مین اشاعت مسیحیت کرے اور سال زیر رپورٹ مین انجمن نے ہر شاخ مین جو ترقی کی ہے حوصلہ افزا ہے جیسا کہ سنہ ۱۹۰۱ء کی رپورٹ میں کہا گیا ہے "جہان منشریان نہیں جاسکتے تو انہ وہ یعنی بچے ہی جاتے ہین جہان منشری وعظ نہیں کر سکتے وہین یہ دعا کرتے ہین اور انجیل مقدس کی صداقتون کے سننے اور ماننے مین جن کے کان بہرے اور دل پتھر ہورہے ہین وہ بھی ان کمسنون کی زبان گوہر فشان سے انجیل کی صداقتون کو دلی رغبت و شوق سے سنتے ہین لہذا مجھکو اس انجمن کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ تعلیم بائبل مقدس کو ہندوستان بھر مین شائع کرنے کے لئے جدوجہد ہمارا فرض منصبی ہے اور اس تخم ریزی کے لئے اطفال سے زیادہ کوئی عمدہ کاشتکار نہین ملسکتا۔

ہندوستان مین ایک عظیم الشان مسیحی سلطنت کے ہوتے ہوئے (جو کہ بنی نوع انسان پر فرمانروائی کررہی ہے) خلق خدا کا خدا کے الہامی الفاظ سے لاعلم رہنا نہایت تعجب خیز امر ہے تعلیم مذہبی سے گورنمنٹ کی علیحدگی کو مین بڑی وقعت کی نگہ سے دیکھتا ہون مگر بعض اوقات اس غضب کے اجتناب سے لاعلم جماعتون پر پوشیدہ ظلم ہوجانیکا خوف ناشی ہے۔ اس کے ثبوت مین آنریبل جنٹلمین نے بڑی دماغ سوزی سے ایسا عمدہ خیالی ظاہر فرمایا ہے کہ انصافاً اس کی داد دینی چاہئے وہ فرماتے ہین کہ اہل ہند کے جسمانی سود و بہبود کے لئے گورنمنٹ نے شفاخانے دوا خانے اور ڈاکٹرون کا معقول انتظام کیا ہے اور ان اغراض کے لئے محاصل ملک سے ایک معقول حصہ وقف کیا گیا ہے مگر گورنمنٹ نے رعایا کو دواخانے جانے اور ڈاکٹرون سے رائے یا دوا لینے پر ہرگز ہرگز مجبور نہیں کرتی۔ البتہ منجانب گورنمنٹ یہ ظاہر کردیا گیا ہے کہ انکے ذریعہ اہل ہند کی خاصی طرح تشخیص مرض ہوگی اور عمدہ ادویات سے انکا علاج کیا جائیگا۔

اسیطرح تعلیم کے متعلق یعنی سرکار خلائق کی ذہنی ترقیون کے لئے عمدہ ترین سامان مہیا کرنے مین ساعی ہے۔ یونیورسٹیون مدرسون کتب درسی اور مدرسون کے لئے بھاری بھاری رقمین اٹھائی جاتی ہین مگر اس اسباب کے قبول کرنے پر کسی کو مجبور نہین کیا جاتا بلکہ محض خوشی خوشی فائدہ اُٹھانے کی غرض سے پیش کئے جاتے ہین سچ پوچھیئے تو مسئلہ تعلیم کے متعلق سرکار گو براہ راست نہ سہی اور طرق سے دبا ڈالتی ہے آگے آنریبل جنٹلمین فرماتے ہین

"بنابرین مجھکو یہ امر ایک راز سربستہ معلوم ہوتا ہے کہ کیون گورنمنٹ انہین اصول پر انجیل مقدس کو کم از کم اس غرض سے رعایا پر نہین پیش کرتی کہ وہ اگر چاہین تو اسکو قبول کرلین کیونکہ ہمارے (عیسائیون کے) اعتقاد کی رو سے یہی ایک بہترین وسیلہ نجات اور یہی ایک مؤثر نسخہ ہے جسکے ذریعہ ایک مسیحی سلطنت اپنی کروڑون رعایا کو ذلت سے عزت پر پہنچا سکتی ہے اس مین دوا اور تعلیم سے زیادہ کوئی جبر و تعدی تو نہوگی اور کسی چیز کا پیش کرنا ہرگز مذہبی مداخلت نہین سمجھا جاسکتا سوانح مسیح جوانان ہند کے حق مین اخلاق حسنہ کی عمدہ مثال ہوگی اور میری جان کی سوگند! مین اب تک نہ سمجھ سکا کہ یونیورسٹیون اور مدارس مین اپنی رضامندی سے پڑھنے کے لئے کیون انجیل پیش نہین کیجاتی باوجود غیر منصفانہ نکتہ چینیون کے انجمن کے سابق میر مجلس ڈاکٹر ولڈن بشپ ہند نے جس بہادری سے مدارس مین ترویج انجیل کی وکالت کی۔ اس کی مین کمال درجہ قدر کرتا ہون آگے آنریبل مقرر نے کہا کہ انگریزی تعلیم سے اہل ہند کی اخلاقی حالت کسی طرح ترقی پذیر نہیں ہوئی اور جبتک اہل ہند پر انجیل نہ پیش کیجائے محض تعلیم سے اونکی تہذیب اخلاق ناممکن ہے"

اس مین شک نہین کہ لائق مقرر نے بڑی

شائستگی سے گورنمنٹ کو انجیل پڑھوانے پر راغب کیا اور اپنی سمجھ مین اس امر کا تصفیہ کر دیا گورنمنٹ مدارس مین انجیل رائج کر دادے تو مذہبی مداخلت کی مرتکب نہ خیال کیجائیگی لیکن افسوس ہے اس بلند حوصلہ ہمدرد و اخلاقی اتالیق اہل ہند نے ایک بات کی کسر چھوڑ دی یعنی اس نے گورنمنٹ پر بدلائل قویہ ثابت نہ کر دیا کہ انجیل اور فقط انجیل ذریعہ نجات ہے - اور بس - لائق مقرر نے سہواً اس سے چشمپوشی نہین کی ہے بلکہ قصداً اس بحث سے اجتناب کیا وہ جانتے ہین کہ بڑے بڑے پادریوں نے اس بحث مین ناخنون تک زور لگایا اور آج تک لاکھون پونڈ ماہوار پاکر اپنی ساری علمیت اسکے ثبوت مین صرف کر رہے ہین مگر ایک نہین پیش جاتی ہم اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے پہلی صدی عیسوی سے اب تک سینکڑون مجلسین ہوئین اور بڑے بڑے بشپون کی صلاح و مشورت سے انجیل مقدس مین صدہا تحریفین کیگئین تاہم مقصود اصلی حاصل نہوا

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

پھر بچارے انریبل مقرر کیون کر اس بحث سے آنکھ چراتے - یہ تو بڑی بات تھی مگر تعلیم انجیل کے حامی مقرر یہی فرماتے کہ وہ کونسی انجیل اہل ہند کو پڑھائینگے برناباس کی یا وہ انجیل جس مین سلیمانی و دیگر قدیم کتابین شامل ہین یا یونانی - رومی - کیتھولک - پروٹسٹنٹ یا یونیٹرین بائیبلون سے ہماری ہدایت کرائی جائیگی اس کے تشفی بخش جواب سے ہمین بھی مایوسی ہی مایوسی ہے

مآل اندیش گورنمنٹ کو ایسی قلعی دار الفاظون سے تعلیم انجیل پر ترغیب دلانا لا حاصل ہے کیونکہ اس تحریک کو رعایا ہرگز اچھی نظر سے نہیں دیکھیگی - اسلئے یہ خوف ہے کہ وہ کہین قرآن شریف - وید - ژند اوستا کتب جین مذہب وغیرہ کی تعلیم پر گورنمنٹ کو متوجہ نکرنے لگے پھر گورنمنٹ کس کس کو رضامند کرسکیگی - بہ فرض محال اگر گورنمنٹ آنریبل مقرر کی سفارش مان لے اور بائیبل کو مدارس ہند مین مشن اسکولون کیطرح جاری کر دیا تو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا گورنمنٹ کو اس امر کا خاصہ علم ہے کہ بائیبل نے یورپ و برطانیہ مین کون سی اصلاحین کی ہین اور وہان کی اخلاقی حالت کو کس معراج کمال پر پہنچا دیا ہے کیا گورنمنٹ کو اتنا نہیں معلوم کہ یورپین ممالک مین چشم بددور - زنا - قمار - بازی - بٹیر بازی قتل عمد - خودکشی - شراب خواری - بادشاہ کشی - عہد شکنی - دہریت وغیرہ کی کوئی کمی نہیں گو انجیل مقدس کو ان جرائم قبیحہ سے کوئی تعلق نہین مگر اس بات کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ باوجود کثرت اشاعت انجیل نے ان کے انسداد پر کوئی قابو نہ پایا - انجیل کو یہ رسوخ و ہاتھ کیا حاصل ہوسکتا یورپین جدت پسند طبائع نے تو اسکو ناقابل العمل تسلیم کر لیا ہے اور دن بدن اسکے آسمانی احکام سے نہ فقط چشم پوشی کیجارہی ہے بلکہ اسکے تنسیخی احکام جاری ہونے لگے ہین ایک نکاح و طلاق کے مسئلہ کو لیجئے یہ کیسا مہتم بالشان اخلاقی و روحانی مسئلہ ہے مگر یورپ نے اسکو بیسیون پہلو سے آزمانے کے بعد ناقابل العمل ہونے کیوجہ سے حکومتی قانون نافذ کر دیا - دوسری اقوام ملل کو چھوڑ دو محض عیسائی اور وہ بھی یورپین عیسائی اقوام پر نظر کی جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ یورپین اخلاق کی انجیل نے کہاں تک اصلاح کی کیا وہ اسی انجیل کے ماننے والے نہ تھے جنہون نے لاکھون عربون کو بے گناہ اسپین مین تہ تیغ کر دیا کیا وہ کسی انجیل کے معتقد نہ تھے جنہون نے اپنے ہزارون ہم مذہبون کو جلتی آگ مین جھونک دیا ہم اس کو بھی انجیلی تعلیم پر محمول نہ کرینگے بلکہ یہ سب فاعلون کے غلط کاریون کا نتیجہ تھا اگر سا نہ ہی اننا تو کہنا پڑیگا کہ مقدس انجیل یورپ کو ان سیہ کاریون سے باز نہ رکھہ سکی - اور اس کی تعلیم کا ان پر کوئی اثر نہ ہوسکا

قطع نظر ان امور کے مدارس میں ترویج انجیل کو ہم ایک اور خیال سے پسند نہین کرتے ہین ہم پر کیا منحصر جس لحاظ سے ہم اس کے موافق نہین - گورنمنٹ بطرز اولی مخالف ہوگی وہ یہ ہے کہ تعلیم انجیل کے رو سے خدائی سلطنت کے تین متحدہ افراد مالک ہین جنہین عیسائی اصطلاح مین باپ بیٹا اور روح القدس کہا جاتا ہے - ہمین اس اصول کے صحت و سقم سے بحث نہین مگر ہماری رائے مین اس کا دنیاوی سلطنتون پر یہ اثر ہوا کہ لوگ ان مین بھی وہی اشتراک چاہنے لگے یعنے اکثر عیسائی ملکون پر تین متحدہ عناصر بادشاہ وزرا و رعایا کی مشترکہ حکومت ہوا کرتی ہے بادشاہ وزرا اور عوام سے مخالفت کر کے سلطنت نہین کرسکتا اور وزرا کو بادشاہ و عوام کے خلاف کامیابی ہو نہین سکتی اور رعایا بھی ان دونون کے بغیر اپنی سلطنت نہین سنبھال سکتی یہ خیال اب یورپ تک محدود نہ رہا بلکہ ہند مین بھی اس کا خوف ناشی ہے - چھپانے کی کونسی بات ہے کانگرس تو اسی مقصد کے لئے برسون سے محنت شاقہ کھینچ رہی ہے ایسی حالت مین اگر آنریبل اسمیٹن صاحب کی سفارش پر تعلیم انجیل جاری کر دی گئی اور عوام اس کے ظاہری معنون پر اسیطرح مائل ہوگئے - جیسے اہل یورپ ہوگئے تو پھر بہت جلد ساری رعایا ممبران کانگریس ہو جائیگی اور نہیں معلوم کہ اسوقت کیا کیا دقتین پیش ہونگی - خدانخواستہ ائرش کیطرح یہان کے لوگون کو بھی آزادیون کے خواب نہ آنے لگین - گو ہمارا یہ دعوے نہین کہ اسیطرح ہوگا - لیکن یہ بھی تو کوئی نہین کہہ سکتا کہ ایسا ہونا ممکن نہیں بنائےعلیہ ہم یہ کہینگے کہ گورنمنٹ کو ایسے خطرناک تحریکات پر آمادہ کرنا خلاف طریق وفاکیشی و خیر طلبی گورنمنٹ ہے

خطبہ عید اضحیٰ

گذشتہ اشاعت سے آگے
سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۰ جلد ۶

تو اس سے نفس مطمئنہ سے خود تم کو بھی فائدہ پہونچیگا اور تمام دنیا بھی اس سے مستفید ہوگی جیساکہ ہمارا امام آخرالزمان نفس مطمئنہ حاصل کرکر تمام دنیا کو نفع پہنچا رہا ہے اور اپنے انوار سے تمام ظلمات شرک و بدعت کو دور کر رہا ہے ؎

سید ختم چون قمر تام چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ما افتادہ اند

جو لوگ کہ اس امام آخرالزمان کی بیعت مین داخل ہوگئے ہین بطفیل اس امام انام کے اونکی قربانیان نفس امارہ کی ہی شروع ہوچلی ہین کہ اپنے اموال اور اوقات اعمار کو اس کی تعلیم توحید اسلام کے لئے صرف کرتے ہین اور مخالفین کے سہام مطاعن پہ صبر کر کر طرح طرح سے تحمل تکالیف کر رہی ہین ابھی تو یہ قربانیان شروع ہوئی ہین عنقریب ایک ایسا وقت آویگا جو مصداق ہوگا اس فرمودہ خداوند تعالیٰ کا کہ كَذَالِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُون یعنے ہم نے ان چوپاؤن اور اونٹون کو تمہارا فرمانبردار اور مسخر ایسا ہی کر دیا ہے جیساکہ تمہارے نفسون امارہ کو تمہارا مسخر اور فرمانبردار کر دیا ہے تاکہ تم شکریہ اس تسخیر کا بجالاؤ یا اس کا عکس لیلو یعنی ہم نے تمہارے نفسون امارہ کو ایسا مسخر اور فرمانبردار تمہارا کر دیا ہے جیساکہ چوپاؤن مویشیون کو تمہارا مسخر کر دیا ہے یہان پر جو آیات مذکورہ کا بطن بیان کیا گیا وہ لفظ کذالک سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر اس قربانی ظاہری کا کوئی سر اور بطن نہین ہے تو پھر کذالک کیون فرمایا گیا اور اس تسخیر بہیمۃ الانعام کو کس چیز سے تشبیہ دی گئی۔ جسکے لئے ضرورت لفظ كَذَالِكَ کی پڑی اب اللہ تعالےٰ اس بطن اور سر کو بطور عبارۃ النص کے ارشاد فرماتا ہے کہ لَن يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ حقیقت تقوی وہی ہے کہ جملہ احکام اسلام کے روبرو اپنی گردنون کو جھکا دیا جاوے اور کسی طرح کا تفاوت اطاعت مین باقی نرہے اور یہی حالت اطمینان کی ہے جو نفس مطمئنہ کو حاصل ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالےٰ کی جانب سے ان کو یہ بشارت ملتی ہے کہ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي اور جبکہ یہ مرتبہ تقوی کا حاصل ہوگیا تو اس تسخر کو مکرر بیان فرماکر ارشاد ہوتا ہے کہ كَذَالِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ یہ تسخیر تمہارے نفسون امارہ کی اور نیز مویشی چوپاؤن کے تمہارے لئے اس لئے کی ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی کبریائی اور بڑائی کرو۔ اسبات پر کہ تم کو ایسے علوم ظاہر اور باطن کی طرف ہدایت کی ہے کہ تمام ماسوائے اللہ تمہاری نظرون مین اللہ تعالےٰ کے فرمانون کا ایسا مسخر اور مطیع معلوم ہو رہا ہے جیساکہ کوئی امر مشاہد ہوجاتا ہے جو مرتبہ احسان کا ہے لہذا اب محسنین کے لئے حکم ہوتا ہے کہ اونکو ہماری طرف سے بشارات فتوحات دینی و دنیوی کے دیدو کہ تمہارے مخالف اور دشمن تم کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکینگے کیون ایسے محسنین کے لئے اللہ تعالےٰ خود حامی ہوجاتا ہے اور دشمنان محسنین کی مدافعت فرماتا ہے کہ إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا دیکھو اس امام آخرالزمان کے مرتبہ احسان پر پہنچنے کا ثبوت کسقدر عظیم الشان ثبوت ہے کہ مخالفین نے اسکے ضرر پہنچانے مین کوئی دقیقہ دقائق ایذا سے فروگذاشت نہین کیا حتی کہ اس کے قتل کرنے مین بھی جان توڑ کر کوششین کین تکفیر کے فتوے طیار کر کر مال و اسباب و اولاد و ازواج کے لوٹ لینے مین طرح طرح سے سعی کی جو تمام دنیا کو معلوم ہے لیکن اوس کا ایک بال بھی بیکا نہوا بلکہ خود مخالفین ہی ہر ایک اپنے ارادہ مین ناکام رہکر ذلیل اور خوار ہوگئے یہ کیون ہوا اسواسطے کہ إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا۔ اور ثبوت پر ثبوت یہ کہ علاوہ اس وعدہ الہیہ مندرجہ قرآن مجید کے اللہ تعالےٰ اسکو الہامات اور بشارات کرتا رہا جو کامل طور پر پورے ہوئے پھر اس کی جماعت کے ایذا دینے مین بھی کیسی کیسی کوششین کین مگر اوس کا بھی کچھ نہ بگاڑ سکے اور ہر میدان مین جیت اسکی جماعت کے ہاتھ رہا صدق اللہ تعالےٰ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ پس ثابت ہوا کہ اس کی جماعت کو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنی اپنی استعدادون کے موافق احسان مین کچھ حصہ دے رکھا ہے کیونکہ وہ سب اس کے متبع ہین اور قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ فَاتَّبِعُونِي کے مصداق ہین پس بشارت ہو تم کو ایہا المخلصون کہ اس امام کے اتباع کے ذریعہ سے تم محبوب الہی ہو سکتے ہو لہذا کوشش کرو کہ اس حصن حصین مین پورے طور پر داخل ہوجاؤ تاکہ اللہ تعالےٰ تم کو ہر ایک مخالف کے ظلم و ایذا سے محفوظ رکھے بلکہ ہر ایک رجز اور عذاب دنیوی سے بھی مصئون رہو کیونکہ اس آیت مین یہ قید نہین ہے کہ صرف ظالمون کے ظلم سے ہی اللہ تعالیٰ مدافعت کریگا بلکہ مطلق فرمایا گیا ہے کہ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا اور مفعول کو مذکور نہین کیا گیا تاکہ حذف کرنا مفعول کا عموم پر دلالت کرے پس خبردار ہوجاؤ کہ یہ جو عذاب الہی یعنی طاعون نہایت پھیل رہا ہے اگر تم اس کے حصن حصین مین

پورے طور پر داخل ہو گے تو اللہ تعالےٰ تم کو اس طاعون سے مصون و محفوظ رکھے گا مگر تضرع اور زاری کے ساتھ دعاؤن اور نمازون مین مشغول رہنا شرط ہے ورنہ اللہ تعالےٰ کی ذات بے پروا ہے اس نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ واتقوا فتنة لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصّة کیونکہ یہ بڑی خیانت اور ناشکری ہو گی کہ باوجود داخل ہونے کے اس سلسلہ مین پھر بھی اپنے نفس امارہ کو مثل بہیمۃ الانعام کے مطلق العنان اور شتر بے مہار رکھو اس لئے آخر رجوع مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان اللہ لایحب کل خوان کفور یعنی اس مین کچھ شک و شبہ نہین ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسی بڑی خیانت کرنیوالے ناشکرے کو دوست نہین رکھتا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وبارك اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالایات والذکر الحکیم انہ تعالےٰ جواد قدیم کریم ملك بر رؤف الرحیم اور بعد جلسہ خفیفہ کے دوسرا خطبہ پڑھکر دعا کیواسطے حضرة امام الزمان سے عرض کیا حضرت امام الزمان معہ کل حاضرین جماعت کے دیر تک دعا فرماتے رہے *

محمد احسن

سرپرستان الحکم کی خدمت مین ایڈیٹر الحکم کی ایک درخواست

الحکم کے معزز اور محترم ناظرین بخوبی آگاہ ہین کہ ایڈیٹر الحکم نے کبھی اپنے ذاتی اغراض کو اپنے سرپرستون کے سامنے پیش نہین کیا اور اس چھ سال کے اندر جب سے کہ الحکم نے اپنی قوم کی دینی خدمت کا فخر حاصل کیا ہے کبھی بھی کوئی موقع ایسا نہیں آیا کہ وہ اپنی مخدوم قوم کو ان ضروریات کے متعلق توجہ دلائے جنکا تعلق بظاہر اڈیٹر کی ذات سے سمجھا جاسکتا ہے اگرچہ حق شناس اور قدر کرنیوالی قوم اڈیٹر کی ذاتی ضروریات کو الحکم کی اغراض سے ہرگز الگ نہیں سمجھنی اسی بنا پر مین اپنی قوم کے سامنے آج ایک ضروری امر کے متعلق ایک التماس کرنی چاہتا ہون اور مجھے اپنے محسن سرپرستون پر بفضلہ تعالےٰ قوی امید ہے کہ وہ اس معاملہ مین الحکم کی خدمات کے لحاظ سے اپنے قومی خادم کی التماس اور درخواست پر پوری توجہ کرینگے گو بظاہر یہ ذاتی معاملہ قرار دیا جاوے لیکن حقیقت مین اس کا اثر الحکم پر پڑتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مین اسے اخبار کے ذریعہ پیش کرتا ہون

اور وہ یہ ہے۔

کہ الحکم کا دفتر اور کارخانہ چھ روپیہ ماہوار کرایہ کے ایک مکان مین ہے جو الحکم کے اخراجات مین ایک معقول سالانہ رقم ہے اس بات کی بھی پروا نکی جاتی لیکن یوماً فیوماً بڑھنیوالی ضروریات کے لئے اب وہ مکان بھی مکتفی نہین رہا اور شہر مین اور مکانات کرایہ پر ملنے دشوار ہو گئے ہین اور مین یہ بھی گوارا نہین کرسکتا کہ مطبع اور رہنے کے مکانات کو الگ الگ کرون اس لئے ان سب ضروریات کو مد نظر رکھکر مین نے خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اور یہ سمجھکر کہ الحکم کے سرپرست اس ضرورت کو محسوس کر کے مجھے مدد دینے مین تامل نہ فرماوینگے ایک پختہ مکان سردست بنانے کا ارادہ کیا ہے جسکے لئے خدا کے فضل و کرم سے ایک قطعہ اراضی کا ملگیا ہے اب مین چاہتا ہون کہ اسپر چند ضروری مکان۔ مطبع دفتر اور کتب خانہ وغیرہ کیلئے تعمیر ہوجائین۔ اس لئے مین اپنے مربیان اخبار کی خدمت مین ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل چند باتین پیش کرتا ہون

اول۔ ہر ایک خریدار اپنے بقایا جات کو اگرچہ کچھ ہی ہو اس درخواست کے پڑھنے پر معاً بھیجدے *

دوم ہر خریدار کم از کم دو خریدار جدید پیشگی قیمت دینے والے عطا فرماوے

سوم۔ ہر خریدار سنہ ۱۹۰۲ کی پیشگی قیمت کے علاوہ ایک سال کی پیشگی قیمت اس وعدہ پر کارخانہ الحکم کو دے کہ اس کو دو سالون مین اپنی ذمگی قیمت مین وضع کرلے۔

چہارم۔ ہر خریدار کوشش کرے کہ مطبع کی کتابون کا ایک سٹ کم از کم اسموقعہ پر بطور امداد خرید کرلے ان کتابون کی فہرست صفحہ ۱ پر دی گئی ہے۔

اگرچہ مین امدادی چندے کے واسطے بھی درخواست کرتا تو مجھے امید تھی کہ الحکم کے سرپرستون مین سے بہت سے عالی حوصلہ بزرگ اس امداد مین شریک ہونیکے لئے طیار ہوجاتے مگر مین نے اس تحریک کو بوجوہات پسند نہین کیا اور یہ تحریک کرنی پسند کی ہے کہ وہ امور متذکرہ بالا کو اختیار کر کے مجھے مدد دین۔ جو بزرگ اس طریق پر کارخانہ الحکم کی تعمیر مین مجھے مدد دینگے انکے نام سلسلہ وار الحکم مین یادگار کے طور پر اور

اس خیال سے کہ دوسروں کو تحریک ہو میں چھاپ دوں گا اور یہی رسید ہوگی۔

بعض سرپرستوں کی خدمت میں جو الحکم کے خاص معاونین ہیں میں علیحدہ عریضے بھی ارسال کرنیکا ارادہ رکہتا ہوں تاہم یہ عام خریداروں کی خدمت میں التماس ہے۔ مجھے امید ہے اسپر بہت جلد توجہ کیجاویگی اور میں اپریل کی پہلی اشاعت سے ہی اس قابل ہو سکونگا کہ بعض بزرگوں کے نام اس سلسلہ میں شائع کر سکوں

میں پرزور الفاظ اور موثر پیراؤں میں اس مضمون کو پیش کرسکتا تھا اگر مجھے یہ خیال ہوتا کہ میری مخاطب ظاہر پرست قوم ہے لیکن حقیقت پسند اور حق شناس - قدردان قوم کے ساتھ ایسا طریق اختیار کرنا سخت غلطی اور نادانی ہوتی اس لئے میں نے سادہ اور صاف الفاظ میں اپنے سرپرستوں کے آگے ایک امر پیش کر دیا ہے جسپر توجہ کرنا ان کا کام ہے والسلام

آپکا حقیقی خدمتگذار

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

بیعت کا کالم

منشی محمد شریف صاحب سررشتہ دار سب ڈویژن محکمہ نہر ولد محمد دین قوم کہوکہر تحصیل چنیوٹ ڈاکخانہ بنگلہ کوٹ خدایار

حسن خان ولد محمد شریف صاحب ساکن ڈہنگہ تحصیل خانقاہ ڈوگران

نصر اللہ خان کہوکہر ولد محمد شریف

ولی داد عرائض نویس ولد حامد کہاریاں ضلع گجرات

خواجہ غلام غوث حیدرآباد دکہن متصل آبدارخانہ ابن صاحب اندرون کمان غالب الدولہ۔

رحمت خان ولد محمد شریف

غلام فاطمہ اہلیہ محمد شریف

کرم بی بی ہمشیرہ محمد شریف

آمنہ بی بی ہمشیرہ محمد شریف

رحیم بی بی ہمشیرہ محمد شریف

اللہ دتا برادر محمد شریف

ابراہیم برادر محمد شریف

میاں احمد دین عم محمد شریف

امام الدین ولد قطبا اوجلی ضلع گورداسپور

نانک ولد فتح الدین از سیکہوال

میراں بخش ولد لتہا از کہارا

بلندا ولد دولا

عظیما ولد کالو از ننگل

رحیما ولد عیسٰی " "

فتح الدین ولد از بہنی بانگر

کریم بخش ولد نورا " "

دینا حجام از تلونڈی جہنگل

رانجہا موچی ولد لتہا "

دین محمد ولد محمد بخش کمہار ساکن بہاڑی تحصیل ضلع گورداسپور

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس امام ہمام حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالےٰ بخیر وعافیت پیام الہی کی تبلیغ میں مصروف ہیں آجکل طاعون کی متعلق ایک اشتہار لکھہ رہے ہیں جو ملک اور قوم پر عظیم الشان اتمام حجت اور نشان ہوگا۔ کیونکہ اس میں سلسلہ وار ان الہامات اور رویاء اور کشوف کو درج کیا گیا ہے جو طاعون کے متعلق آپکو ہوئے تھے جنپر نادان لوگوں نے ہنسی کی تہی اور پہر مبشر الہامات بھی درج ہونگے جو آج کل دارالامان کے محفوظ رہنے اور طاعون کے رفع ہونیکے متعلق ہیں مثلاً الہام لولا الاکرام لہلک المقام اور الہام یاتی علی جہنم زمان لیس فیہا احد وغیرہا ہم اسپر مفصل لکہتے اگر حضرۃ حجۃ اللہ کا اشتہار نکلنے والا نہ ہوتا بہت جلد یہ اشتہار شائع ہونے والا ہے جو مومنوں کے ایمان بڑہانیوالا ہے

(۲) حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں

(۳) مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کی کتاب آیات الرحمٰن طبع ہو رہی ہے۔

پیسہ اخبار اور تعویذ حفظ طاعون

ہمیں نہایت افسوس کیساتھہ اس امر پر کچھ کہنے کی ضرورت پڑی کہ ابنائے ملک اور خصوصاً مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ طاعون کی اس خطرناک شدت کے ہوتے ہوئے بجائے اسکے کہ ان کو صدقات خیرات اور اعمال صالحہ کیطرف توجہ دلائی جاتی اوہام پرستی تعویذ ٹوٹکے کیطرف توجہ دلانیوالے بہی موجود ہیں یہ حالت ہی صاف بتلا رہی ہے کہ اس وقت کسی مرد آسمانی کی ضرورت ہے۔

۲۹ مارچ کے پیسہ اخبار میں حفظ طاعون کے لئے ایک تعویذ مشتہر کیا گیا ہے اور تعجب ہے کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے بلا غور و فکر اسے شائع کیا ہے قطع نظر اس کے کہ تعویذ ٹوٹکے بذات خود مشرکانہ باتیں اور اوہام پرستیاں ہیں اسی تعویذ میں ایک خطرناک بات ہے جس نے ہمکو چونکا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس تعویذ کے لئے یہ شرط لکھی ہے کہ سیاہی پاک ہو اور لکھنے والا غازی - پرہیزگار - اور با طہارت ہو ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس تعویذ کی شرط میں غازی کی شرط کیسی ہے۔

اس کے معنے پرہیزگار اور با طہارت سے ضرور الگ ہیں اور غازی عرف عام میں جہاد کرنیوالے کو کہتے ہیں کیا اس قسم کے تعویذ شائع کرنیوالے کا منشا جہاد کی تعلیم دینا ہے یا کچھہ اور اور پیسہ اخبار نے کیوں اس قسم کے تعویذ کے شائع کرنے میں احتیاط:

طاعون

سہے یا طاعون

دیدۂ عبرت بکشا قہر قہاری بہ بین

جناب محمد یوسف صاحب گلی بمبئی از تبہ چٹھی آپ کے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا ہے اور بہت بھی جانین بچائین اکثر احباب اس کی تعریف کرتے ہین ۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب از بونگ پیٹھ آپکی دوا مین خدا کے فضل و کرم سے بیشک فائدہ ہے مین نے ایک بیمار کی حالت دردسر اور بخار مین یہ دوا دی دو شیشی سے فائدہ ہوا امید ہے پارسل اور دوا بھیس ایکدرجن بوتل عرق طاعون ارسال فرماوین جو مفید اور زود اثر دوا ہے ۔

جناب محمد حیات بادشاہ چندہ پیٹھ اسکا ٹاہیری ہمشیرہ بیماری طاعون سے صحت یاب ہے، صرف پاؤن پر ورم باقی ہے اسکا کوئی علاج ارسال کرین ۔

جناب ابراہیم بوڑزنگ پیٹھ ۲۵ عدد شیشی عرق طاعون ارسال کرین آپ کی دوائی سے بہت فائدہ ہوا

جناب عبدالحمید معرفت عبدالقیوم صاحب ہیڈ اکونٹنٹ آف دی سیٹی میونسپلٹی بنگلور میری گردن پر ایک بار گر نمودار ہے اس کیواسطے دوا ارسال فرماوین

سرکار جلالت آثار نواب آقا محمد خانصاحب بہادر کاظمین علاقہ ہند بدست سید علی منشی نیو ایجنٹ آپکی ایجاد دوائی طاعون مفید ہے

جناب محی الدین خانصاحب احمد سیٹھ جنرل بہادر میسور آپ کی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے، چند شیشیان ارسال فرماوین

جناب حکیم محمد یوسف ٹمکوری ریاست میسور مقام سرا آپ کی دوائی طاعون کی شہرت یہان بکثرت ہو رہی ہے

جناب سید محمد پنشنر رام باغ گاڑی خانہ کراچی آپکا ایجاد کردہ عرق طاعون دو مریضون کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید ہے کہ جناب بوتلین اور ارسال فرماوینگے۔

یہ برباد کنندہ بنی آدم بعد از مدت ہند مین پھیلا ہے ابتک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور بطور علاج حفظ ماتقدم کچھ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہین پاتا چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے اکثر حصہ مین جہان یہ ظاہر ہوا تصدیق ہوگئی ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے علیحدہ کتاب آٹھ آنے کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے قیمت فی شیشی عمر درجن شیشی ـــ سے

شفایاب مریضونکی چند سرٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضون مبتلایان طاعونکو دی انمین سے دو مریض جو فورًا مبتلائے طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی دس منٹ کے بعد ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے پیتے ہی پیاس کی شدت کم ہوگئی اور بخار مین بھی اضافہ ہوگیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے بغیر سینے کا بخار اترتا نہیں مگر خدا کے فضل سے اور آپکی تشخیص اس دوا کے دینے سے چار شخصونکو فائدہ ہوا طبیعت اس دوائی سے عجیب مسرور ہوتی ہے دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے دوائی آپکی ہے یا نقش اسم اعظم ہے کہ جسکے دیکھنے سے ہی بلا کا فور ہوتی ہے کرے تعریف کس منہ سے دوائی احمد کمترمثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

شامت اعمال ماصورت طاعون گرفت

جناب سیدی عبدالرحمٰن خلف سیدی حسین خلعدار از جزیرہ جبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی آپ کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام کیا ہے

جناب سیٹھ آنے دیرو دسہ بہاری آف کنٹرکٹر کیماڑی شہر کراچی آپنے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑون مریض شفا پا چکے ہین اور پاتے جاتے ہین سو مہربانی فرماکر بذرین کارڈ ہذا کچھ دوا ارسال کرین

جناب صوبہ دار صاحب حسن خانصاحب پنشنر رام باغ گاڑی احاطہ کراچی ۔ آپکا عرق طاعون دو تین مریضون کو دیا گیا بحکم خدا اچھے ہوئے

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت شاہ نقشبندی محل ناریل باڑی داؤد حسن شاہ بمبئی عرض یہ ہے کہ آپ کی ارسال شدہ دوائی سے بمبئی مین لوگونکو بڑا فائدہ ہوا مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جسوقت مریضون کو دوائی پلائی فورًا ہوش آگیا

جناب منشی قلندر حسین صاحب ہوش آر۔ کے اینڈ۔ ایم۔ او کیمپ ہوش کوئٹا ضلع بنگلور آپکے عرق طاعون نے بہت مریضون کو فائدہ دیا ۔ دو شیشی مہربانی فرماکر اور ارسال کرین

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

ہوا

عمر الدین ... ۱۱ اکتوبر ... سے چھپکر شائع

نمبر ۱۳ | ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء مطابق ۳۰ ذیحجہ ۱۳۱۹ھ یوم پنجشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

پیسہ اخبار اور لاہور
اور
مسیح موعود (علیہ السلام) اور
قادیان دارالامان

بہت سے دیسی اخبار ویان کے خلاف لاہور کے پیسہ اخبار نے ایک عرصہ سے التزام کر رکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے صادق مرسل مسیح موعود اور احمدی سلسلہ کی نسبت سخت تلخ دلی اور غیظ سے زہر اگلتا ہے - ایک ایسا شخص جو اس امر میں اپنی قوم اور معاصرین میں کبھی مسلم اور مشار الیہ نہیں ہوا کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ - احقاق حق اور ابطال باطل کے جوش اور حمیت سے لبریز ہے اور شعایر اللہ کی بزرگداشت اپنے

اعمال و اقوال سے کرنے والا اور انکی بیعزتی اور ہتک پر بے اختیار جامہ سے باہر ہو جانے والا ہے - بیچین کرنے والے بغض سے بھر کر ایک سر آشفتہ کیطرح چودھوین صدی کے مجدد خدا کے مسیح اور مہدی کی عزت پر بڑھ بڑھ کر حملہ کرتا ہے - اس بے طرح کے جوش کے اسباب اور علل پر غور کرنے سے اور کوئی وجہ اور تحریک سمجھ مین نہین آتی بجز اسکے کہ

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

بد قسمت نا عاقبت اندیش پیسہ اخبار اگر ہمارے ساتھ اپنے مقدمہ فوجداری کو زمین تک محدود رکھتا تو ممکن تھا کہ اسکا منحوس وجود بے التفاتی اور اعراض کے تاریک گڑھے مین بے فائدہ کوڑے کرکٹ کی طرح پھینک دیا جاتا مگر شقاوت

اور انانیت نے اسے صبر کرنے نہیں دیا جب تک اس نے خدا کے اپنے ہاتھ قایم کردہ سلسلہ کے ساتھ اپنے مقدمہ کو آسمان پر پہونچا نہیں لیا۔ اب وہ دیکھینگے اور دیکھنے والے دیکھین گے کہ آسمان سے کھلا کھلا اور حق و باطل مین فرق کر دینے والا فیصلہ کس کے حق مین نازل ہوتا ہے۔

پیسہ اخبار مطبوعہ ۵- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء نے آٹھوین صفحہ مین "قادیان کے اخبار کی [illegible] ان اور قادیان کے مذہب کا نمونہ" عنوان جماکر لاہور کی نسبت لکھا ہے کہ لاہور مین انجمن حمایت اسلام کے جلسہ پر صدہا آدمی طاعون زدہ ہوا اور کئے اور پھر لاٹ صاحب کی تقریب ورود پر اسی قسم کے لوگون کا بہت بڑا ہجوم ہوا پھر بھی لاہور طاعون سے محفوظ رہا اور امید ہے کہ محفوظ رہیگا اور پھر بڑی جرأت اور شوخی سے لکھتا ہے "اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لاہور قادیان سے ایمانداری مین فائق ہے۔"

پیسہ اخبار کی یہ امید یا پیشگوئی اور یہ نتیجہ خوفناک جملے ہین۔ خدا ئے غیور کی اس عظیم الشان وحی پر جو کئی دفعہ الحکم مین شایع ہوئی انہ اوی القریۃ یعنی یقینی بات ہے کہ خدا نے اس گاؤن کو اپنی پناہ مین لے لیا اور اس وحی پر کہ لولا الاکرام لہلک المقام یعنی اس سلسلہ احمدیہ کا پاس اور اکرام اگر خدا کو نہ ہوتا تو یہ مقام بھی ہلاک ہوجاتا اب سننے والے سنین! اور دیکھنے والے دیکھین! کہ ایک طرف پیسہ اخبار ایک زمینی کیڑا اپنے جوش نفس اور ارضی مادہ کے ابخرات کی تحریک سے پیشگوئی کرتا اور ڈھکیلتا ہے کہ لاہور طاعون سے محفوظ رہیگا۔

اور دوسری طرف خدا کا مامور۔ مرسل جری اور مسیح موعود خود خدائے حکیم علیم قدیر کی وحی انہ اوی القریۃ کی بنا پر ساری دنیا کے طبیبون فلیسفون اور منجمین لیسٹون کو کھول کر سناتا ہے کہ قادیان یقیناً اس پراگندگی۔ تفرقہ۔ جزع فزع اور موت الکلاب اور تباہی سے محفوظ رہیگا اور بالضرور محفوظ رہیگا جس مین دوسرے بلاد مبتلا ہین اور بعضے ہونیوالے ہین۔

پیسہ اخبار نے خدا کی جلیل الشان وحی کی کسر شان کے لیے ایسا جھوٹا دعوے کیا اور امید ظاہر کی اور ناپاک نتیجہ نکالا ہے۔ پیسہ اخبار کا دل اور کانشنس گواہ ہین کہ اس کی امید کی بنیاد کسی مضبوط چٹان پر نہین۔ وہ ان زمینی قوتون پر بھروسہ کرکے آسمان کے خدا اور اس کے کلام کی ہتک کرتا ہے جو اتنک ہر سیلاب کے مقابل بند لگانے مین خس و خاشاک سے بھی بڑھ کر کمزور اور ہیچ ثابت ہوئی ہین پیسہ اخبار مین ذرا بھی خدا شناسی کا یا کم سے کم دور اندیشی کا مادہ ہوتا تو وہ سہانپتے ہوئے دل اور پر آب آنکھون سے اس پر تحدی کلام کو دیکھتا اور بالبداہت اس نتیجہ پر پہنچ جاتا کہ زمین زادہ اور تاریکی کا فرزند ایسا دعوے کرنے اور کلام کرنے کا دل گردہ نہین رکھتا اس زمانہ مین جبکہ زمین کے غلیظ بخارو یعنی علوم مادیہ ڈاکٹری اور طبعی تحقیقات اور خورد بینی تکشیفات نے اپنے تئین کمال عروج پر پہنچا لیا ہے اور یورپ کے دلیر اور پر حوصلہ فرزند خدائی کی کل ہاتھ مین لے لینے کے لیے بر و بحر کو زیر و زبر کر رہے ہین اور با این ہمہ اس بلائے جانستان کے مقابل جہل اور ناتوانی کا اعتراف کرتے ہین ایک شخص جو پر شغب اور پر ہنگامہ اور پر تمدن شہر و سے ایک دور کے کنارہ مین رہتا ہے کس قدر قوت اور غیر متزلزل شوکت سے دعوے کرتا ہے کہ اگرچہ طاعون تمام بلاد پر اپنا پر ہیبت سایہ ڈالے گی مگر قادیان یقیناً یقیناً اس کی دستبرد اور صولت سے محفوظ رہیگا۔

اور وہ دیکھتا اور جانتا ہے کہ قادیان کے چارون طرف طاعون پھیلتا جاتا ہے اور قریب قریب کے اکثر گاؤن مبتلا ہو گئے ہین اور جوق جوق لوگ متاثر جگہون سے قادیان مین آتے ہین اور روک کا کوئی بھی سامان اور مقدرت نہین اس پر بھی وہ یہ بلند دعوے کرتا اور اقرار کرتا ہے کہ یہ مین اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ یہ خدا کا کلام ہے جو مین پہونچاتا ہون۔

مگر افسوس پیسہ اخبار نے راستی کے تمام مکذبون کی طرح سخت شتابکاری اور گستاخی اختیار کرکے چاہا ہے کہ خدا کے کلام کو پیرون کے نیچے کچلدے۔

مگر کیا پیسہ اخبار کی ذمہ داری لاہور کے لیے اور قادر علیم خدا کی ذمہ داری قادیان کے لیے ایک مضحکہ آمیز بات یا بازاری گپ کی مانند غیر ممیز رہ جائیگی؟ نہین! نہین! عنقریب ظاہر ہوجائیگا۔ کہ زمین کے کمزور کیڑے کی بات مین اور فاطر ارض و سما کے مقتدر کلام اور دعوے مین کیا فرق ہے۔

سنو اے زمین کے فرزندو! اور کان لگاؤ اے آسمان سے انقطاع کرکے مادیات پر جھک جانے والو! پھر سنو اے خدا کے مامور مرسل کی بیعزتی کرنے والو! اور رسالتوں سے عداوت کرنے کے ٹھیکہ دارو! کہ انہ اوی القریۃ اس خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت نازل کی اور حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر خاتم الکتب قرآن کریم کو اتارا۔ ہم آسمان وزمین کے فاطر خدا کو گواہ رکھ کر کہتے ہین کہ **یہ وحی ویسی ہی سچی ہے جیسے قرآن کریم کی وحی اس لیے کہ یہ اُسی کی تائید و** تصدیق مین اتری ہے اور یہ ضرور **پوری ہوگی اور ضرور ہوگی۔**

انہ اوی القریۃ کا مفہوم صاف لفظون مین تقاضا کرتا ہے کہ اس مین اور اس کے غیر مین بین امتیاز ہو۔ اور یہ نہین ہوسکتا جب تک کم سے کم وہ شہر طاعون مین مبتلا نہ ہون جنہون نے سب سے زیادہ جنگ خدا کے سلسلہ سے کی۔ اور جہان پیسہ اخبار سا دشمن حق بود و باش رکھتا ہے۔ غیور خدا اپنے کلام کے اکرام اعزاز کے لیے ایسا کرنے والا ہے تو کہ اڈیٹر پیسہ اخبار کی امید اور پیشگوئی کی آنکھ مین خاک ڈالدے اور آدم کے دشمنون کی گردنین نیچے کروا کر اقرار لے کہ کیا یہ صحیح نہین کہ **قادیان دارالامان ہے؟**

پھر سن لو از بس ضروری ہے کہ یہ بلا عام طور پر محیط ہو اس لیے کہ کوئی کہنے کا موقعہ نہ پاسکے کہ قادیان ہی محفوظ نہین رہا فلان فلان جگہ بھی محفوظ ہے۔ خصوصاً خدا کی غیرت کا حملہ ان جگہون پر ہے جہان بڑے بڑے آئمۃ الکفر رہتے ہین اور ممکن ہے بلکہ غالب امید ہے کہ وہ بہتیر کس مپرس ناتوان و بہات بچ رہین۔ جہان سے تابڑ توڑ توبہ اور استغفار اور بیعت کے خطوط آرہے ہین اور وہ چلا چلا کر کہہ رہے ہین کہ یا مسیح الخلق عدوانا اب پیسہ اخبار اپنے استہزا اور تکذیب اور لعن طعن کی ساری قوتون کو مسلح کرے اور انتظار کرے اس دن کا جبکہ اس کی امید اور نتیجہ کو خدا کا غضب اور حلم کسی اور رنگ مین ظاہر کرے جس کی اسے ہرگز توقع نہین۔

اسوقت معلوم نہین ناعاقبت اندیش اڈیٹر پیسہ اخبار کا لاہور مین ہوگا اور اپنی ذمہ داری کے میدان مین کھڑا ہوگا یا راستی کے ناکام دشمنون کے تاریک اور تنگ گڑھے مین ان سے ہم کنار ہوکر سوتا ہوگا۔

اس وقت بہت مناسب موقعہ اور موزون وقت تھا کہ پنجاب کے خرمن مین آگ لگی ہوئی دیکھ کر پیسہ اخبار اور لاہور کے غور و فکر کی قوت رکھنے والے لوگ خدا کے مسیح کے حضور مین ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا کی درخواست کرتے اور بڑی تضرع سے التجا کرتے کہ انکا لاہور بھی خدا کی عصمت و ایواء کے وعدہ مین **قادیان** کی قسمت مین شریک ہوجائے۔

انسان کی ہستی ضرر سے بچنے والی اور نفع کو لینے والی واقع ہوئی ہے لہذا کس قدر ضروری تھا کہ خدا ترس اور عاقبت اندیش دل اس بات کو دیکھ کر ڈر جاتے **کہ طاعون کی خبر** خدا کے مرسل نے کوئی آج سے یا چار برس سے نہین دی بلکہ ۲۵ برس اس سے پہلے کی یہ باتین ہین۔ خدا تعالے نے اپنی بزرگ وحی مین **خوفناک لفظون مین** خبر دی تھی کہ آخری دنون مین **مسیح موعود** کی اتمام حجت کے بعد دنیا پر خطرناک امراض کا غلبہ ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی خبر دی تھی کہ اس کے احباب اور انصار اس غضب سے محفوظ رہین گے*۔ کون نہین جانتا کہ اُسوقت دنیا کی ہوا اس زہر سے کس قدر پاک صاف تھی۔ اور اب کس قوت اور شوکت کے ساتھ یہ خبر اپنی سچائی کا ظہور دکھا رہی ہے اس سے ہر ایک بصیرت والا سمجھ سکتا ہے کہ اس شخص کی بات کے ماننے مین امن اور نجات ہے۔ جس نے اسوقت بھی اور آج بھی علے وجہ البصیرت دعوے کیا کہ تمام بلاد اس زہر ہلاہل کے پیالہ کو مجبوراً پئین گے مگر **قادیان** اسوقت **پورے امن و عافیت کے عہد مین آرام کرتا ہوگا؟** یا اس نادان خدا سے دور کی جھوٹی امید مین شریک ہوجائے۔

خدا سے امن مل سکتا ہے جو اپنے جوش نفس سے کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے۔ اب بھی موقعہ ہے اگر پیسہ اخبار اور جعفر زٹلی اور انکے مثیل توبہ نامہ شایع کردین اور بڑے انکسار سے اپنی شتابکاری اور گستاخی کا اعتراف کرلین تو حضرت **موعود علیہ السلام** کمال رافت و کرم اور رحم سے جو آپ کا فطری خاصہ ہے انکے حق مین دعا مانگنے کو آمادہ ہین۔ اور وہ یقین رکھتے ہین کہ سچا تائب جہان کہین ہو **قادیان دارالامان** مین ہے۔ مگر افسوس ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا آسان ہے پر بدبخت پیسہ کے فرزند کا خدا کی ملکوت مین داخل ہونا سخت دشوار ہے۔ محبوب عالم کے لیے بڑا منحوس اور پر شقاوت وہ دن تھا جبکہ اس نے اپنے اخبار کا نام پیسہ اخبار رکھا۔ اس منحوس نام نے جو ابن الدینار والدرہم نام کا گویا مرادف ہے اسکے قواے ذہنی پر ایسا اثر ڈالا کہ خدا طلبی اور رضا جوئی کے قوے اس سے سلب کرلئے اور پھر لازماً اسکے دل مین خدا اور اسکے سلسلہ سے نبرد آزمائی کا جوش ڈالدیا۔ اگر اب تک پیسہ اخبار اور لاہور کے لوگ اپنے استہزا اور تعلی اور تکبر پر اصرار کرتے اور خدا کی ان باتون کو کذب اور افترا سمجھتے ہین تو انکے لیے بڑا **عجیب موقعہ ہے کہ خدا کی قدرت نمائی کے جلی اور صاف صاف** پڑھے جانیوالے نشان دیکھ لین۔ ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی راستی اور شفاعت کبرے کا یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ قادیان کی نسبت تحدی کردی

* اور ان الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولئک لهم الامن وهم مهتدون ۔
[illegible] منہ

کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا اور اپنی جماعت کے علاوہ اس جگہ کے ان تمام لوگون کو جو اکثر دہریہ طبع - کفار مشرک اور دین حق سے ہنسی کرنے والے ہین خدا کے مصالح اور حکمتونکی وجہ سے اپنے سایۂ شفاعت مین لے لیا ہے جیسے کہ برسون اس سے پہلے خدا تعالے نے براہین احمدیہ مین خبر دی تھی کہ وماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنی خدا انکو عذاب سے ہلاک نہ کریگا جبکہ تو انکے درمیان ہے - غرض ایک طرف تو اس بڑے بھاری دعوے کے مدعی نے اپنی بستی کی نسبت یہ دعوے کیا ہے اور دوسری طرف یہ دعوے کیا ہے کہ لاہور اور اس کی مثل وہ مقامات جن مین آئمۃ الکفر رہتے ہین طعمۂ طاعون ہونے سے ہرگز نہ بچین گے - اور حضرت ممدوح نے لکھا ہے اور بار بار فرماتے ہین کہ جہان ایک بھی راست باز ہوگا اس جگہ کو خدا تعالے اس مشتعل غضب سے بچالے گا اور حضرت ممدوح بڑے زور سے دعوے کرتے ہین کہ ان مقامات مین جن کی نسبت وہ خدا کے غضب کی پیشگوئی کہتے ہین ایک بھی راست باز نہین بلکہ راستی کے مکذب ہین - اور ایک بھی دل نہین جسمین حقیقی تقوے اور طہارت ہو - تو اب لاہور کے شرفا - علما اور پبلک کا فرض ہے کہ اپنے علما - فضلا - حکما - اور ملہمون کے پاس جاکر عرض کرین خصوصاً منشی الہی بخش - عبد الحق سے بااصرار کہین کہ وہ بھی بالمقابل ایک پرزور پیشگوئی کر دین کہ لاہور ضرور ضرور محفوظ رہے گا اور اپنی شفاعت اور راستی کا اسطرح ثبوت دین - میان الہی بخش اپنی کتاب مین دعوے کرتے ہین کہ بارش کی طرح الہام ان پر برستے ہین اب وہ ایک ہی الہام لاہور کے حق مین کر دین - اب تو خداوند غیور نے فیصلہ کی بڑی آسان اور سیدھی سڑک تیار کر دی ہے اور صدق و کذب کا واضح معیار بر روئے کار آنے کے قریب ہوگیا ہے اس بیہودہ طومار مین جو داستان امیر حمزہ سے زیادہ دلچسپ اور مفید نہین اس آسمانی سلسلہ کی تردید کے لیے الہی بخش نے بڑی زحمت اٹھائی ہے مگر وہ کمزور کاغذ کہان روک سکتے تھے اس ترقی کے طوفان کو جو خدا کی اپنی مرضی اور تائید سے چل رہا ہے اور ہزارہا آدمی اسوقت سے اس پاک سلسلہ مین داخل ہو چکے ہین - اب بڑا آسان اور صاف فیصلہ ہے خدا کا موعود مسیح اپنے صدق و حقیت کا معیار اس پیشگوئی کو ٹھیراتا ہے لہذا ان صدق کے مکذبون کا ہر طرح سے فرض ہے کہ اس کی تکذیب کے لیے جان توڑ کر لڑین اگر مصنف عصائے موسے کا مصنف اسوقت اسی شد و مد سے یہ الہام شایع کر دے کہ قادیان کے پیغمبر کے دعوے کے خلاف لاہور طاعون کی دست درازی سے بچ رہیگا اسلیے کہ کم سے کم الہی بخش ملہم اور صادق اس مین ہے اور خدا کا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ تھا کہ اگر ایک بھی راستباز ہوگا تو وہ لوط کی بستی کو ہلاک نہ کریگا - اگر الہی بخش لاہور کے بچاؤ کی پیشگوئی نہین کرتا تو وہ بڑی صفائی سے جایز رکھتا ہے کہ وہ کاذب اور تقوے اور تقرب الہی سے محروم مشہور ہو جائے - اور . . عوام کالانعام مین محبوب ہونا زیادہ سے زیادہ جعفر زٹلی ثانی سمجھا جائے جنکا آسمان سے کوئی تعلق نہین

اور اب سے خدا کا خوف کرین اور حیا سے کام لین وہ لوگ جو اسے اور اس کی کتاب کو خدا کے سلسلہ کا حریف مقابل بناتے ہین اور اسکے عجز کیصورت مین اسے عجل جسد لہ خوار سمجھ کر خدا کے سلسلہ کیطرف قدم بڑھائین - اور اسکے بعد ضروری ہے کہ لاہوری اور امرتسری امرتسر کے معزز قومی جرگہ کے پاس عرضداشت لے جائین اور کہین کہ پہلے بزدرا درگاہ ہے بہت نہین کہین کہ وہ جسے تم دجال کذاب اور مفتری کے نام سے یاد کرتے ہو اس نے ایسی عظیم الشان پیشگوئی کی ہے اور یہ گول مول اور پہلو دار باتین نہین بلکہ صاف صاف ہین اسلئے کہ وہ عنقریب اپنے صدق و کذب کی آپ گواہ بن جانے والی ہین تم لوگ بھی الہام اور مقرب اللہ ہونے کے مدعی ہو اور خدا کے راستبازونکے مکفر و مکذب ہو - اٹھو اور جلدی کرو اور مل کر کوئی ایسی پیشگوئی کرو جس سے "قادیان کے پیغمبر" کا دعوے باطل ہو جائے اور اس کی دو ہی صورتین ہین - یا یہ کہ لاہور اور امرتسر طاعون کے حملے سے محفوظ رہین یا یہ کہ

قادیان طاعون مین مبتلا ہو جائے

حضرت مرزا غلام احمد کا یہ دعوے ۲۵ - برس سے ہے کہ ان کی تکذیب پر آخر کار دنیا مین طاعون پڑنا تھا اور پھر خدا نے اس اکیلے صادق کی طفیل قادیان کو جس مین اقسام اقسام کے لوگ تھے اپنی خاص حفاظت مین لے لیا - کیا ممکن نہین کہ تم لوگ بھی خدا سے دعا کرکے ایک پیشگوئی اس سے لو کہ وہ لاہور اور امرتسر کو بچالے اس سے دو باتین پوری ہو جائین گی - مدعی مسیحیت اور مہدویت کا سارا شیرازہ کھل جائیگا اور آپ لوگ خدا اور خلق کے نزدیک مسلم راستباز ٹھہر جاؤ گے - اب یہ امتحان اور ابتلا کا وقت ہے ضروری ہے کہ اس راہ سے

نوٹ احمدی جماعت جہان ہون وہ درحقیقت قادیان مین ہین اور وہ بیزار ہین ان سے جو اس پاک سلسلہ مین داخل نہین +

حق اور باطل ممتاز ہو جائے ۔
پھر از بس ضروری ہے کہ لوگ انجمن حمایت لاہور کی خدمت میں بھی ڈیپوٹیشن لے جائیں اسلئے کہ اسکا بڑا بلند دعوے ہے کہ وہ حامی اسلام ہے اور بڑا افسوس ہے آج اس فرد اور اس گروہ پر جو ایسے نازک وقت میں مسلمانوں کی حمایت سکا ذمہ دار نہ ہو غرض انجمن سے درخواست کریں کہ وہ بھی اپنے ملہمون سے کوئی پیشگوئی شایع کرائیں یا اپنے مسلم اطبا سے کوئی نسخہ تیار کرائیں کہ انکے محبوب وطن کے سر سے یہ بلا ٹل جائے - اب تو ضروری ہے کہ خدا کے غیور کی غیرت جوش میں آکر لاہور کی تقدیر کو خوبی اور عافیت سے بدلدے اگر بلائی اس کی قسمت میں لکھی ہی تھی - اس لیے کہ دوسری صورت میں مولویوں اور پیرزادوں اور سجادہ نشینوں اور تمام مکذبوں کی امیدوں اور فتووں کے خلاف وقت آگیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی ایک عالم کے نزدیک مسیح موعود اور مہدی مسعود یقیناً ثابت ہو جائیں اور التباس اور شک کا سارا پردہ اُٹھ جائے -

اے نیچریو - اور اے بیباک تندگی کی چال کو پسند کرنے والو ! - اور اے مذہب اور خدا کو پرانے زمانہ کا مشغلہ کہنے والو ! اور اے یورپ کی عقل اور سائنس کو خدا کے لاکھوں راستبازوں کے سچے فلسفہ پر ترجیح دینے والو ! - اور اے خدا کی صفت تکلم اور پیشگوئیوں پر ہنسی اڑانے والو ! اور اپنی ہوا و ہوس کے بتوں کے پرستارو بولو اور سوچ کر بولو کیا تمہارے نزدیک مسیح موعود کے اس دعوے اور پیشگوئی میں خدا کی ہستی پر - قرآن کریم کی حقیقت پر - خدا کے متصف بصفات کاملہ ہونے پر - یعنی ازل سے ابد تک متکلم ہونے اور مدبر بالارادہ ہونے اور قادر مطلق ہونے پر اور بالآخر میرزا غلام احمد قادیانی کے منجانب اللہ ہونے پر چمکتی ہوئی دلیل نہیں ؟

اب خدا کا ارادہ ہے کہ تم میں سے بہتوں کو جگائے جو غفلت کی نیند میں ایڈے پڑے سوتے تھے اور بہتوں کے منہ اپنی قدرت نمائی سے بند کر دے - جو بہت جلدی خدا کی باتوں پر ہنس دیتے تھے اور وقت آگیا ہے کہ خدا کی اس وحی کی صداقت ظاہر ہو جائے جو آج سے ۲۲- برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھی گئی اور وہ یہ ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا دنیا نے اسے قبول نہ کیا پر خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

یہ وہی خدا کے زور آور حملے ہیں جو اس کی سچائی کے اظہار کے لیے ہو رہے ہیں - اور ہنوز خدا معلوم کب تک انکا سلسلہ جاری رہے - آج وہی سعید ہے جو ہوا سے محسوس کرے کہ پیچھے زور سے برسنے والا بادل آرہا ہے -

وان فی ذلک لآیۃ لقوم یومنون -

خاکسار عبدالکریم - قادیان -

۹- اپریل ۱۹۰۲ء

تتمہ - اگرچہ اس سے پہلے ہم بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور عاقبت بین خدا ترس اس سے کافی سبق سیکھ سکتے ہیں - مگر خلق اللہ کے نفع اور مختلف پیرایوں میں اتمام حجت کے لئے پھر اسی مضمون کو بہ رنگ دیگر اعادہ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں - کہاں ہیں اب منشی الہی بخش جنہوں نے اتنی بڑی کتاب عصائے موسے نام لکھ ماری اس غرض سے کہ اس سلسلہ کو نابود کریں ان پر فرض ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام انہ اوی القریۃ کے مقابل شایع کریں انہ اوی لاہور - اور کہاں ہیں حافظ محمد یوسف جو ایک ذلیل مداری کی طرح ایبٹ آباد کے فضل حق کو کھیلو نکا تھیلا بنا کر ادھر ادھر لیے پھرتے ہیں حافظ صاحب ہوش کریں اور خدا سے ڈریں اور غور کریں کہ خدا کے نشان وہ نشان ہوتے ہیں جن سے خلقت کو فائدہ پہونچے - حضرت اقدس مسیح موعود نے انہ اوی القریۃ کے الہام میں وہ نشان دکھایا ہے جس نے قادیان کی مخلوق کو اپنی حفاظت اور عاطفت کے پروں کے نیچے لیکر حضرت موصوف کا منجی اور نفع رسان خلایق ہونا ثابت کر دیا - اب حافظ صاحب کا اور انکے خلیفہ مسیح کا فرض ہے کہ وہ بھی کوئی ایسا نشان مشتہر کریں اے عبدالجبار - اے عبدالحق - اے عبدالواحد - اے راستبازوں کی مکذب حسد اور بغض سے لبریز قوم اٹھ کہ اب تجھ پر نیند اور آرام حرام ہے اب یہ امتحان کا وقت اور ایمان کی جانچ پڑتال کا موقعہ ہے کہاں ہیں تمہارے ملہم اور قبول دعا کے مدعی اب وقت ہے کہ وہ اپنا تعلق اور تقرب اللہ تعالے سے ثابت کریں اور شایع کریں کہ خدا تعالے انکی دعا اور برکت سے امرتسر کو بچالے گا - یہ ایسا موقعہ ہے کہ اس میں کوئی شر و فساد اور جنگ و جدال نہیں بلکہ اس میں گورنمنٹ عالیہ کی بڑی بھاری تائید اور اس تشویش کے وقت میں انکا ہاتھ بٹانا ہے گورنمنٹ کو امرتسر اور لاہور کی خاص رعایت اور اکرام منظور ہے اسلئے کہ صوبہ پنجاب کے یہی دو عظیم الشان شہر ہیں اور لاہور تو دارالامارۃ ہے - جیسے گورنمنٹ دل و جان سے آمادہ ہے کہ ایسے شخص کی پوری قدر اور منزلت کرے جو طاعون کے ازالہ کی مفید اور موثر دوا ایجاد کرے - یقیناً گورنمنٹ بڑی شکر گذار ہوگی -

ایسے مبارک وجود کی جو پوری ہو پیچ رہین گے -اب الہی بخش عبد الحق حافظ محمد یوسف اور غزنوی جرگہ کو خدا کیطرف سے ایسا موقعہ ملا ہے جو کبھی ایسا نہین ملا- اگر وہ اب خاموش رہے اور کوئی الہام شایع نہ کیا تو صاف ثابت ہوجایگا کہ وہ خدا تعالےٰ کے تقرب اور تعلق سے دور اور پورے مخذول ہین اور اگر انہون نے لاہور اور امرتسر کی نسبت پیشگوئی شایع کردی جب بھی خدا تعالےٰ ظاہر کردیگا کہ اسکی طرف سے کس نے کلام شایع کیا اور شیطان کے منہ سے کون بولا- ہان اے شیخ الکل فی الکل علی الکل نذیر حسین -اس بڑھاپے مین تو ہی کوئی ثبوت دکھا جا کہ تیرا آسمان سے تعلق ہے تجھ پر افسوس ہوگا کہ خدا کے مسیح موعود کی نسبت سب سے پہلے تو نے کفر کا فتوے لکھنے کے لیے قلم اٹھایا اور اب کیا اسی مسیح کے مقابل جو پکار پکار کر اپنا مقرب اللہ اور مرسل اللہ ہونا ثابت کرتا اور سینکڑون گذشتہ نشانونکے علاوہ اس وقت کے حسب حال یہ جدید نشان پیش کرتا ہے کہ انہ اوی القریۃ غرض اسی راستباز کے مقابل جسکی تذلیل کے لیئے تو نے بہت کوشش کی اب اس ذلت اور خذلان کو پسند کرے گا کہ خدا تعالےٰ سے تیرا کوئی علاقہ نہین اور نہ استجابت دعا کا شرف تجھے بخشا گیا ہے اگر تو نے دہلی کی نسبت دعائین کرکے خدا تعالےٰ سے اس کی نسبت یہ الہام نہ پایا کہ انہ اوی دہلی- بوڑھے دہلوی کے شاگرد رشید محمد حسین بٹالوی کیا تو اس میدان مین نہین نکلے گا- تو وہی نہین جو بڑی جرأت اور فضول گوئی سے ہوائی کاغذ مین ہانکین لگاتا تھا کہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیچھے پیچھے شکاری کیطرح پھرتا ہے اور وہ آگے آگے بھاگتے ہین اگرچہ تیری اس ہرزہ درائی کو

خدا نے بڑے بڑے عظیم الشان موقعون اور میدانون مین خاک مین ملایا- مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدمے تیری سخت کھال کو محسوس نہین ہوئے اور تو نے اپنے تیئن بھی مغالطہ مین ڈالا اور دوسرون پر بھی امر حق کو مشتبہ رکھنے مین کوشش کی- اب کیسا عجیب موقعہ ہے کہین آنا نہین جانا نہین- شرایط شروط کے جھگڑے نہین- گورنمنٹ کی حفاظت کی ذمہ داری اور پولیس کے درمیان آنیکے کوئی قضئے نہین گھر بیٹھے امن و آرام سے کام بنتا اور معاملہ طے ہوتا ہے- تم بھی بڑی قوت اور شوکت سے شایع کردو کہ تمہارے خمیر کی جگہ بٹالہ طاعون سے محفوظ رہے گا- بٹالہ اور قادیان پاس پاس ہی تو ہین- اگر قادیان محفوظ رہ سکتا ہے تو بٹالہ کیون اس صاف ہوا سے حصہ نہین لے سکتا تم نے ایک دفعہ اپنے خواب بھی شایع کیئے تھے اور ان خوابون کی بنا پر خدا کے مرسل اور اسکے سلسلہ طیبہ کی ہتک کی تھی- اب وقت ہے کہ اس ذریعہ سے اپنی راستی پر مہر لگاؤ ورنہ خوب سمجھ لو کہ وہ جس کی عزت کی روزافزونی اور اسکے سلسلہ کی ترقی تمہارے لیے آتش جہنم سے کم نہین اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے پر کس اکرام اور عزت کے تاج کو سر پر رکھنے والا ہے- پیر گولڑی- شمس بازغہ کے بنانے والے جو فضیلت کا عمامہ باندھنے کے لیئے لاہور دوڑے آئے تھے اور اندر ہی اندر انہین آگ لگ رہی ہے کہ خدا کے سلسلہ کی بیعزتی دیکھین- کیا اس میدان مین نہین نکلینگے- پیر صاحب کے لیے تو بڑا ابھاری موقعہ ہے کہ اب کرامت نمائی کا نشان کھڑا کرین اور خدا تعالےٰ سے الہام پاکر یہ دعوے شایع کرین کہ ان کا مولد و منشا گولڑہ طاعون کے صدمہ سے بچ رہے گا-

پیر صاحب اب وقت آگیا ہے کہ آپ بھی اور آپ کے پیرو بھی نفس کے غلیظ اور تہ در تہ حجاب اور مغالطہ سے باہر نکل آئین- اگر آپ نے خدا سے دعا کرکے یہ الہام پالیا انہ اوی گولڑہ یا اس کی ہم معنی کلام جسے آپ خدا کا کلام کہکر شایع کرین خواہ کسی زبان مین ہو تو خود آپکو اپنے تیئن مبارکباد دینے کا اچھا موقعہ مل جائے گا کہ آپ مقرب اللہ اور ملہم اور محدث ہین اور آپ کی جماعت آپ کی نسبت ایمان مین نمایان ترقی کرے گی اور اگر آپ خاموش رہے اور خدا تعالےٰ نے ایک مخذول و مطرود کیطرح آپ سے اپنا مقدس چہرہ چھپالیا تو خود آپکو بھی صاف طور پر واضح ہوجائے گا- کہ آپ مسند مشیخت پر بیٹھ کر اپنے آپ کو اور خدا کی خلق کو فریب دے رہے ہین-

اگر یہ لوگ جو مخاطب کیئے گئے ہین خاموش رہ جائین تو ضرور ہے کہ ان کے حامی اور مداح اٹھین اور ان پردہ نشینون کو پکڑ پکڑ کر میدان مین لائین اللہ اکبر اللہ اکبر! کیا فیصلہ کا دن ہے کسقدر صفائی سے ایک بات پیش کی گئی ہے اس سے پہلے خدا کے مسیح کے ہر نشان کو تم لوگون نے بیعزت کرنے اور پامال کرنے کی بڑی کوشش کی اور امر حق کو دنیا کی آنکھ مین پوشیدہ اور مشتبہ کردیا جبکہ تم نے آتھم نصرانی کے عظیم الشان نشان کی بیقدری کی اور طرح طرح کی بیجا باتین اس کی نسبت کہین اور پھر لیکھرام کی موت کے بین نشان کو بھی پاؤن کے نیچے کچل ڈالا اب تو بڑا صاف موقعہ اور مسطح میدان ملگیا ہے اب ہی نکلو- اور اگر تم نے اب بھی توجہ نہ کی تو یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کی حجت تم پر پوری ہوگئی-

بالآخر موقعہ ہے کہ ہم لاہور کے ان پادریون کو عموماً اور پادری ڈاکٹر وائٹ بریخٹ کو خصوصاً مخاطب کرین جنکے اہتمام سے چند ہی روز ہوئے ایک پرچہ

نکلا تھا- کہ اگر لوگ طاعون سے محفوظ رہنا چاہتے ہین تو یسوع مسیح پر ایمان لائین- اگر ان کی طرف سے یہ پرچہ اور ایسا دعوے شایع نہ ہوتا تو ہمین کچھ ضرورت نہ تھی کہ ہم ان لوگون کو مخاطب کرتے مگر اسلام کا صدق اور اسلام کی سچی زندگی ہمین جوش دلاتی اور اس ہتک کے مقابل جو ضمناً اس عیسائی پرچہ نے اسلام کی نسبت جایز رکھی ہمین حق واجب دیتی ہے کہ ہم ان پادریون سے خطاب کرین- سو ہم بڑے زور اور وضاحت سے کہتے ہین اور ساری دنیا گواہ رہے کہ حقیقی نجات اور سچی شفاعت وہ ہے جسکے ساتھ اس دنیا مین چمکتے ہوئے ثبوت اور نشان ہون- اس لئے کہ اس جہان مین ہر قوم کا دعوے ہے کہ ان کے مذہب کی پیروی مین نجات اور کشش ہے یہانتک کہ ہمارے ملک کے بھنگی بھی بڑی قوت سے امید ظاہر کرتے ہین کہ والمیک کے دامن سے وابستہ ہو کر آخر کار وہی نجات پاینگے اور باقی ساری قومین ان کے پیچھے رہ جائینگی- اب اگر کوئی بین اور بنیادی ثبوت تو طبیہ اور تمہید کے طور پر اس مشہود اور محسوس دنیا مین نہ ہو تو کسی کے ہاتھ مین اس بات پر یقین کرنے کی کیا وجہ ہین کہ اسکا مذہب اور پیشوا دوسرے جہان مین یقیناً اسکا شفیع اور منجی ہوگا- پادری صاحب دہائی دیتے پھرتے ہین کہ یسوع مسیح اکیلا منجی ہے اور نجات اسکے خون سے وابستہ ہے اور وہی اکیلا الفا امیگا خدا ہے اس وقت ایک شخص نے صاف لفظون مین نہ اب سے بلکہ بارہ سال سے دعوے کیا ہوا ہے کہ وہ وہی مسیح موعود ہے جسکا وعدہ توریت کے مقدس نبیون نے اور خود حضرت مسیح ناصری نے اپنے دوبارہ آنے کے استعارہ مین دیا تھا- حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا یہ بھی دعوے ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام جنپر انجیل اتری اور جنہین غلطی سے عیسائی زندہ خدا بنا بیٹھے ہین دوسرے نبیون کی طرح موت کا پیالہ پی کر زمین کے تہ خانہ مین سو رہا ہے اور حضرت میرزا صاحب اپنے مسیح موعود ہونے اور مرسل اللہ ہونے کے ثبوت مین پیش کرتے ہین اپنے زندہ تعلقات کو زندہ خدا سے اور ان تعلقات کا اظہار کرتے ہین غیب کی مقتدرانہ پیشگوئیون سے جن پر صادق مرسل اللہ کے سوا کوئی قادر نہین ہو سکتا- اور ان کی ان سب قدرت نمائیون کا صاف اور سچا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام ہی صرف زندہ مذہب ہے اور اسی کا سچا متبع زندہ نشان اور برکات دکھا سکتا ہے دوسرے تمام مذاہب بے برکت اور مردہ ہین اور ان مین زندگی کی روح قطعاً نہین رہی اسوقت موقعہ ہے کہ بڑے بڑے سرگرم اور غیور پادری خصوصاً ریورنڈ ڈاکٹر صاحبان جنہین صلیب اور کفارہ کی تائید اور اشاعت کا بڑا بھاری جوش ہے اور سب کام چھوڑ کر اٹھین اور ایک کام سے درحقیقت دو بڑے یادگار کے قابل کام کرین- جس طرح حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود نے خدا کی اس وحی کی قوت اور بنا پر کہ وماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم انہ اوی القریۃ- لولا الاکرام لہلک المقام دعوے کیا ہے کہ ان کے وجود باجود کی برکت سے کہ وہ زندہ خدا کے زندہ مسیح یا زندہ خلیفہ ہین انکا وطن اور مقام طاعون کے دست برد سے محفوظ رہے گا اور اس طرح آپ نے اسی جہان مین ثبوت دیا ہے کہ وہ شفیع اور نجات دہندہ ہین اور یون ایک قوم کو یقین سے سرشار کر دیا ہے کہ لاریب زندہ اور حق مذہب اسلام ہے جس کی پیروی اسی جہان کی نجات اور تقرب الہ کا نتیجہ بخشتی ہے اور اس نتیجہ سے یقین دلاتی ہے کہ دوسرے جہان کی نجات بھی اسی پاک طریق مین ہے- اسی طرح اسکے مقابل تمام پادری دعائین مانگ کر اور اپنے الفا امیگا یسوع مسیح سے جو کالوری کے پہاڑ پر مصلوب ہوا تھا ہاتھ جوڑ کر نشان مانگین اور رو رو کر اسے کہین کہ اے خدا کے بیٹے یسوع مسیح اب موزون وقت ہے کہ تو اپنی زندگی اور خدائی کا ثبوت دے جبکہ تیرے مقابل ایک شخص نے دعوے کیا اور ایک جہان مین غلغلہ برپا کر دیا ہے کہ وہ موعود مسیح وہی ہے- اور نصرانیون کا یسوع مسیح مردہ اور کشمیر مین مدفون ہے- دیکھ اے خدا کے بیٹے اسی طرح ہمین شرمندہ نہ کر جیسے تو نے اسوقت اپنے شاگردون کو ذلیل کیا تھا جبکہ یہودیون نے بڑے زور سے کہا تھا کہ اگر تو زندہ خدا کا بیٹا ہے تو صلیب سے اتر آ- وہ معاملہ تو ایک بستی مین تھا اور تاریکی کے دفتر مین مخفی ہو چکا ہے- اب تمام دنیا مین مرزا غلام احمد نے عربی کے ذریعہ- فارسی کے ذریعہ- انگریزی کے ذریعہ ہندوستان کی زبانون کے ذریعہ شور مچا دیا ہے کہ یسوع مسیح عاجز اور ناتوان انسان تھا جو دوسرے انسانون کی طرح مر گیا ہے- اب تو اے خداوند موقعہ ہے کہ تو اپنی پیاری کلیسیا کی لاج رکھ لے اور ہمین الہام کر دے کہ جس جگہ تیرا قایم مقام بشپ سکونت گزین ہے وہی مقام تیری قدرت اور برکت سے طاعون سے محفوظ رہ جائے اور ہم بھی تحدی اور غیر متزلزل دعوے سے مرزا غلام احمد کے مقابل ہزارون اخبارون مین شایع کر دین کہ مثلاً لاہور کو جو بشپ صاحب کا صدر مقام ہے یا مثلاً بٹالہ جو پنجاب مین عیسائیون کا پسندیدہ

مقام ہے یقینًا یقینًا طاعون سے محفوظ رہے گا۔

پادری صاحبان۔ غور کا مقام ہے کہ قادیان سے دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون تاخت و تاراج کر رہی ہے اور قادیان ایک جزیرہ کی طرح اس موجزن خونخوار سمندر مین بن رہا ہے اور روک اور حفاظت کا کوئی قہری اور جبری سامان نہین۔ گورنمنٹ حفاظت سے دست کش ہو چکی ہوئی ہے اور طاعون زدہ مقامات سے بلا روک ٹوک برابر اور گنوار قادیان اور اسکے بازار مین آتے جاتے ہین باایں ہمہ ایک شخص علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ خدا تعالے مجھ سے بولا اور اسنے مجھے کہا انہ اوی القریۃ۔ لولا الاکرام* لہلک المقام۔ آپ لوگونکے پاس کسقدر سامان ہین۔ آپ کے کنوان مین کرم کش دوائین ڈالی جاتی اور طاعون کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بڑی ہتیا بندی کی جاتی ہے اور آپ ہزارون ہزار تنخواہین گورنمنٹ سے یا گورنمنٹ سے پاتے ہین احسان کا معاوضہ اور مذہب عیسوی کی صداقت ظاہر کرنے کا امتحان اور میدان تواب پیش آیا ہے۔ موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیجیئے۔ اگر آپ نے بالمقابل کچھ نہ کیا تو یسوع مسیح کی موت ثابت ہو جائے گی اور ایک جہان پر روشن ہو جائیگا کہ نصرانیت مردہ مذہب ہے اور حضرت مسیح عاجز انسان اور خدا کا عاجز بندہ تہا جو اپنے دوسرے بھائیون کی طرح فوت ہوگیا اور قرآن کریم اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے ہین اور وہی شفیع اور منجی ہمارے نبی کریم محمد مصطفے احمد مجتبے صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور وہی زندہ نبی اور معصوم نبی ہین جنہون نے اس زمانہ مین بھی اپنی زندگی اور اپنے کلام کی زندگی اور برکات کا ثبوت اپنے مخاطب قومون کو دیا اور اب بھی اپنے سچے جانشین غلام احمد مسیح موعود کے وجود مین اسلام کی زندگی کا ویسا ہی ثبوت دے رہے ہین۔ بالآخر ہم اس مضمون کو قرآن کریم کی ایک آیت پر ختم کرتے ہین جو سورۂ مایدہ کے اس حصہ کی آیت ہے جہان خداوند غیور نے عیسوی مذہب کا دلایل بینہ سے استیصال کر دیا ہے اور رکوع کی آخری آیت مین قطعی دلیل نصرانیت کے لطلان مین نصارے کو مخاطب کر کے یہ دی ہے۔ **قل اتعبدون من دون اللہ مالا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ہو السمیع العلیم۔ قل یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل**

یعنی ان سے کہہ دو کہ تم اللہ کو چھوڑ کر ایسے شخص کی (مردہ یسوع مسیح کی جسے اللہ اور ثالث ثلاثہ مانا ہے) عبادت کرتے ہو جسکے ہاتھ مین تمہارا نفع اور ضرر نہین اور دعاؤنکو سننے والا اور داعی کے باطنی سوز و گداز کو جاننے والا تو اللہ ہے (عاجز اور مردہ مخلوق مین یہ طاقت کہان) کہو اے کتاب والو اپنے دین مین غلو مت کرو اور ان لوگون کی نفسانی باتون کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے گمراہ ہوئے اور بہتون کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے۔ ان آیتون مین خدا کی کتاب کس صفائی اور خوبی سے دکھاتی ہے کہ معبود ہونے کا استحقاق اسکو ہے جسکے قبضہ قدرت مین نفع اور ضرر ہو اور کتاب اللہ دعوے کرتی ہے کہ یسوع مسیح مین یہ طاقت ہرگز نہین لہذا وہ معبود ہونے کے قابل نہین۔

اب کس قدر ضروری ہے کہ آجکل کے پادری اس آیت کا لگایا ہوا بدنما داغ نصرانیت کے ماتھے سے دھوئین اور اس کی سبیل یہی ہے کہ یسوع سے نشان مانگین جو اسکے زندہ ہونے اور ضار و نافع ہونے کا ثبوت ہو جائے اگر ایسا نہ کرین گے تو وہ سمجھ لین کہ خود انہون نے مسیح کی قبر پر ہزارون من کے پتھر رکھدیئے کہ وہ ذرا سی کروٹ بھی نہ بدل سکے۔ اور دوسری آیت الزام دیتی ہے کہ مسیح کو خدا بنانا پرانے بت پرستونکی ریس ہے۔ خدا کی کتابون مین اس کا کوئی ثبوت نہین +

غور کرو!

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے
مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آن مردے
کہ مے ترسد از آن یارے کہ غفارست و ستارے
گر آن چیزے کہ مے بینم عزیزان نیز دیدندے
ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خور تابان سیہ گشت است از بد کاریٔ مردم
زمین طاعون ہمے آرد پئے تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند این تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آن جز حسن کردارے
نشاید تافتن سر زان جناب عزت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یکدمے چون کرم بیکارے
من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر این روز است اے دانا و ہشیارے

رسالہ پیسہ اخبار اور لاہور

اور

حضرت مسیح موعود اور قادیان

علیحدہ بھی طبع ہوگیا ہے۔ درخواستین دفتر اخبار الحکم و حکیم فضل دین صاحب کے پاس آنی چاہئین +

قرآن کریم اور الوہیت مسیح

یہ ایک خطبہ کا مضمون ہے جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۲ کو پڑھا

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ (سورۃ مائدہ رکوع ۱۰)

یہ رکوع جو مین نے پڑھا ہے۔ عیسائی مذہب کی تردید اور ابطال کے لئے اس سے بڑھکر کسی اور تلوار اور حربہ کی ہمین ضرورت نہین اگر اللہ جلشانہ کی اس بزرگ کتاب کی **عزت و عظمت** کے لئے اور کوئی بھی دلیل نہوتی۔ اگرچہ ہزار ہا دلائل اور شواہد اس کی مسلم عظمت کے لئے ہین اور اس بزرگ کتاب کی سچائی پر لا انتہا براہین ہین تو یہی ایک دلیل کافی تھی کہ اس کتاب نے اس کفر عظیم اور شرک کی جڑ کاٹی ہے جس نے انسانی قوی کی بے حرمتی کی ہے اور جس نے تقوے اور طہارت کی جڑون مین پانی پھیر کر تمام اخلاق فاضلہ کا خون کر دیا ہے۔ قرآن کریم نے مسیح ابن مریم کی الوہیت کے خوفناک عقیدہ کی ایسی تردید کی ہے کہ ایک انگریز پادری کو آہ مار کر کہنا پڑا ہے کہ **اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو ساری دنیا عیسائی ہو جاتی۔** حقیقت مین یہ سچ ہے قرآن کریم نے آدم کی اولاد پر عظیم الشان احسان کیا ہے جو اس نے اس لغو عقیدہ کا استیصال کر دیا ہے۔ ہم اس عیسائی کے قول کی نہایت فخر اور خوشی سے **ہان** مبارکبادی سے تصدیق کرتے ہین کہ قرآن کریم ہی کا احسان عمیم ہے کہ اس نے دنیا کو ابدی **لعنت** اور عیسیٰ پرستی نہیں بلکہ مردہ پرستی اور اس کے خطرناک نتائج کی تاریک غار سے بچا لیا۔

یہ **مردہ پرستی** قرآن کریم کی نظر مین اس قدر خطرناک اور نفرت انگیز ہے کہ اس نے اسی ایک عقیدہ کی نسبت تَكَادُ السَّمٰوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا فرمایا ہے ایسی خوفناک آیت بجز اس ناشدنی عقیدہ کے اور کسی گناہ پر نہین۔ مختلف مکذب قومون اور شریرون کا ذکر آیا ہے۔ مگر اس قسم کی پرہیبت آیت کہ آسمان ٹوٹ پڑے۔ اور زمین پاش پاش ہو جاوے۔ اسی کی نسبت آئی کہ خدا کا بیٹا تجویز کیا گیا۔ بات یہ ہے کہ یہی ایک عقیدہ ہے جو تمام برائیون کا منبع اور ہر قسم کی بد اخلاقی اور شیطنت پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ اسی نے زنا۔ شراب۔ انبیا کی ہتک۔ خدا کی بے عزتی اور دہریت اور اباحت کو دنیا مین پھیلایا ہے کوئی بدی اور دنیا برہم زن شر نہین ہے جو مسیح کو زندہ ابن اللہ اور خدا ماننے سے پیدا نہ ہوا ہو پس کسقدر احسان ہے اس رب کریم کا کہ قرآن کو بھیجکر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجکر اور پھر آج **مسیح موعود** کو بھیجکر اس **لعنت** سے دنیا کو بچا لیا جو اس عقیدہ کے سبب سے پھیلی اور جس کی وجہ سے قریب تھا کہ آسمان اس سے پھٹ جاتا۔۔ اور زمین قومون کو نگل جاتی یہ اس رحمۃ للعالمین کے وجود باجود کا ذریعہ ہے کہ زمین قائم ہے اور آسمان استادہ ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم ہی کی تعلیم کے باعث نظام عالم قائم ہے اور یہ نرا دعوی ہی نہین ہے بلکہ سچ ہے کہ **تقوی۔ عفت۔** پرہیزگاری اور تمام نیکیان جو اسوقت ہو رہی ہین یا آئندہ ہون گی وہ محض قرآن کریم ہی کی برکت اور پاک تعلیم کا نتیجہ ہین اور ان ہی سے نظام عالم قائم ہے

الغرض قرآن کریم ہی نے اس **ظلم عظیم** کی بنیاد کو کاٹا ہے چنانچہ فرمایا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ یقیناً یقیناً کافر ہین وہ لوگ جن کا یہ دعوے ہے کہ اللہ وہی ہے جو مریم کا بیٹا مسیح ہے۔ اس دعوے کی تردید مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ۔ اور مسیح کا یہ قول ہے کہ اے اسرائیل کے فرزندو! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اللہ! اللہ! قرآن کریم نے کیسی لطیف طرز سے اس **لعنتی عقیدہ** کی تردید کی ہے ایک ایک لفظ اس کی جڑ کاٹنے کے لئے تیز تلوار ہے۔ مین اس وقت اس ترتیب پر جو اس آیت مین اللہ تعالے نے بیان فرمائی ہے بحث نہین کرون گا بلکہ موٹے موٹے دلائل بیان کرونگا جو اس ترتیب مین رکھے ہوئے ہین۔

سب سے پہلی دلیل اللہ تعالے نے بیان فرمائی لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ آیت کے اس حصہ ہی کی ترتیب پر نگاہ کرو پہلے ل تاکید کا پھر قد کے ساتھ اس تاکید اور بھی موکد کیا گیا ہے یعنی یقیناً یقیناً یہ کافرون کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے اس مین الوہیت مسیح کا ابطال یون فرمایا کہ یہ قول تو کفار کا اپنا قول ہے مسیح ابن مریم کا نہین۔ مدعی سست گواہ چست ہاگر مسیح واقعی خدا یا ابن خدا تھا تو یہ اس کا فرض ہونا چاہیئے تھا کہ وہ ایسا دعوی خود کرتا حالانکہ یوحنا کی انجیل کے ۵ باب آیت ۱۱ مین اس کے صریح خلاف ہے۔ غرض قرآن کریم کی یہ زبردست دلیل ہے جس کا نقض کسی نے نہین کیا مین پھر اس دلیل کو بیان کر دیتا ہون کہ تا بخوبی سمجھ مین آجاوے قرآن فرماتا ہے کہ حق تو یہ تھا کہ مسیح کا اپنا قول ہوتا اسوقت قرآن مسیح کی بریت کرتا ہی کہ یہ قول غلط ہے مگر یہان قرآن نے کہا کہ کافر کہتے ہین کافر کے لفظ مین خود دلیل ہے۔ کافر وہ ہے کہ جسپر اللہ کی حجت و دلائل بینہ سے پوری ہو جاوے اور اسپر بھی وہ بدلا یانی پر اڑا رہے۔ اور سچائی کے ڈھانپنے والا ہو

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱۱ جلد ۶ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء

یہ کیسی بدیہی اور صاف بات ہے کہ ایک طبیب اگر نا قابل علاج مریضوں کو اچھا کر دے تو اس کو طبیب حاذق ماننا پڑیگا اور جو اسپر بھی اس کی حذاقت کا اقرار نکرے اس کو بجز احمق اور نادان کے اور کیا کہینگے۔ اسیطرح پر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لاکھوں مریضان گناہ کو اچھا کیا حال آنکہ ان مریضوں مین سر ایک بجائے خود ہزار ہا قسم کی روحانی بیماریوں کا مجموعہ اور مریض تہا جیسے کوئی بیمار کہے کہ سر درد بھی ہے۔ نزول ہے استسقے ہے وجع المفاصل ہے طحال ہے وغیرہ وغیرہ تو جو طبیب ایسے مریض کا علاج کرتا ہے اور اسکو تندرست بنا دیتا ہے اسکی تشخیص اور علاج کو صحیح اور حکمی ماننے کے سوا چارہ نہین ہے ایسا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنکو اچھا کیا انمین ہزاروں روحانی امراض تھے جس جس قدر ان کی کمزوریوں اور گناہ کی حالتوں کا تصور کرکے پھر انکی اسلامی حالت مین تغیر اور تبدیلی کو ہم دیکھتے ہین اسی قدر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور قوت قدسی کا اقرار کرنا پڑتا ہے ضد اور تعصب ایک الگ امر ہے جو اپنی تاریکی کی وجہ سے سچائی کے نور کو دیکھنے کی قوت کو سلب کر دیتا ہے لیکن اگر کوئی دل انصاف سے خالی نہیں اور کوئی سر عقل صیحح سے حصہ رکھنے والا ہے تو اس کو صاف اقرار کرنا پڑے گا کہ آپ سے بڑھکر عظیم الشان پاکیزگی کیطرف تبدیلی کرا دینے والا انسان دنیا مین نہین گذرا۔ اللہم صل علے محمد و آلہ

اب بالمقابل ہم پوچھتے ہین کہ مسیح نے کس کا علاج کیا؟ انہون نے اپنی روحانیت اور قدسیت اور قوت قدسی کا کیا کرشمہ دکھایا؟ زبانی باتین بنانے سے تو کچھ فائدہ نہین جب تک عملی رنگ مین ان کا نمونہ نہ دکھایا جاوے جبکہ اسقدر مبالغہ انکی شان مین کیا گیا ہے کہ باین ضعف و ناتوانی ان کو خدائی کا منصب دیدیا گیا ہے تو چاہیئے تو یہ تہا کہ انکی عام رحمت اپنا اثر دکھاتی اور اقتداری قوت کوئی نیا نمونہ پیش کرتی کہ گناہ کی زندگی پر دنیا مین موت آجاتی اور فرشتوں کی زندگی بسر کرنیوالوں سے دنیا معمور ہو جاتی؟ مگر یہ کیا ہوگیا کہ چند خاص آدمی بھی جو آپ کی صحبت مین ہمیشہ رہتے تھے درست نہو سکے؟

عیسائی اپنے خدا یسوع کا مقابلہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کرنے بیٹھ جاتے ہین مگر تعجب ہے کہ انہین شرم نہین آتی کہ وہ اس طرز پر کبھی ایک قدم بھی چلنا گوارا نہیں کرتے اور اس طریق پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکا مقابلہ کرین تو انہین معلوم ہو جاوے۔

یاد رکھو کہ نبی تخلقوا باخلاق اللہ ثابت کرنے کے لیئے آتے ہین اور وہ اپنی عملی حالت سے دکہا دیتے ہین کہ وہ اخلاق اللہ کا پورا نمونہ ہین اور یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا مین جسقدر اشیاء خدا تعالےٰ نے پیدا کی ہین وہ سب کی سب کسی نہ کسی پہلو سے انسان کے لیئے مفید ہین۔ جیسے درخت بنایا ہے۔ اس کے پتے اسکا سایہ اس کی چھال۔ اس کی لکڑی۔ اس کا پہل غرض اس کے سارے حصے کسی نہ کسی رنگ مین فائدہ بخش ہین سورج کی روشنی سے انسان بہت سے فائدے حاصل کرتا ہے اور اسیطرح پر تمام چیزین ہین جو انسان کے لیئے مفید اور نفع رسان ہین مگر ہمکو عیسائیون کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ انہون نے ایک عاجز انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا بھی قرار دیا مگر اس کا کوئی فائدہ دنیا پر ثابت نہین کر سکے اور کوئی اسکی مقتدرانہ تجلی کا نمونہ انکے ہاتھ مین نظر نہین آتا۔ چاہیئے تو یہ تہا کہ۔۔ ان کا ابن اللہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند کا مصداق ہوتا مگر جب اس کی سوانحعمری پر غور کرتے ہین تو افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔ نری خودکشی اور دوسرونکی مصیبت کو دیکھکر اپنی جان پر کھیل جانا یہ کیا دانشمندی اور مصلحت ہے اور اس سے ان مصیبت زدون کو کیا فائدہ!

انصاف اور ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین مسیح کو نا نکل ناکامیاب ماننا پڑتا ہے کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قسم کا موقع ملا ہے مسیح کو نہین ملا ہے اور یہ انکی بدقسمتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح کو کامل نمونہ ہم کہہ ہی نہین سکتے۔ انسان کے ایمان کی تکمیل کے دو پہلو ہوتے ہین۔ اول یہ دیکھنا چاہیئے کہ جب وہ مصائب کا تختہ مشق ہو اسوقت خدا تعالےٰ سے وہ کیسا تعلق رکھتا ہے؟ کیا وہ صدق اخلاص۔ استقلال۔ اور سچی وفاداری کے ساتھ ان مصائب پر بھی انشراح صدر سے اللہ تعالےٰ کی رضا کو تسلیم کرتا اور اس کی حمد و ستایش کرتا ہے یا شکوہ و شکایت کرتا ہے اور دوسرے جب اس کو عروج حاصل ہو اور اقبال اور فروغ ملے تو کیا اس اقتدار اور اقبال کی حالت مین وہ خدا تعالی کو بہول جاتا ہے اور اس کی حالت مین کوئی قابل اعتراض تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے یا اسیطرح خدا سے تعلق رکھتا اور اس کی حمد و ستایش کرتا ہے اور اپنے دشمنون کو عفو کرتا اور ان پر احسان کرکے اپنی عالی ظرفی اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیتا ہے؟ مثلاً ایک شخص کو کسی نے سخت مارا ہے اگر وہ اسپر قادر ہی نہین ہوا کہ اسکو سزا دے سکے اور اپنا انتقام لے سکے پھر وہ کہے کہ دیکھو مینے اس کو کچھ بھی نہین کہا تو یہ بات اخلاق مین داخل نہین ہو سکتی اور اسکا نام بردباری اور تحمل نہین رکھہ سکتے کیون کہ اُسے قدرت ہی حاصل نہین ہوئی۔ بلکہ ایسی حالت ہے کہ گالی کے مقابل ہی رو پڑے تو یہ تو ستر بی بی از بے چادری کا معاملہ ہے اس کو اخلاق اور بردباری سے کیا تعلق!!!

مسیح کے اخلاق کا نمونہ اسی قسم کا ہے اگر انہین کوئی اقتداری قوت ملتی اور اپنے دشمنون سے انتقام لینے کی توفیق نہین ہوئی۔ پھر اگر وہ اپنے دشمنون سے پیار کرتے اور ان کی خطائین بخش دیتے تو بیشک ہم تسلیم کر لیتے کہ ہان انہون نے اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھایا لیکن جب یہ موقع ہی ان کو نہین ملا تو پھر یہ اخلاق کا نمونہ ٹھہرانا صریح بیجا ہے جب تک دونون پہلو نہون خلق کا ثبوت نہین ہوسکتا اب مقابلہ مین ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب مکہ والون نے آپ کو نکالا اور تیرہ برس تک ہر قسم کی تکلیفین آپکو پہنچاتے رہے آپکے صحابہ کو سخت سخت تکلیفین دین جنکے تصور سے بھی دل کانپ جاتا ہے اسوقت جیسے صبر اور برداشت سے آپنے کام لیا وہ ظاہر بات ہے لیکن جب خدا تعالےٰ کے حکم سے آپنے ہجرت کی اور پھر فتح مکہ کا موقع ملا تو اسوقت ان تکالیف اور مصائب اور سختیونکا خیال کر کے جو مکہ والون نے تیرہ سال تک آپ پر اور آپ کی جماعت پر کی تہین آپکو حق پہونچتا تہا کہ قتل عام کر کے مکہ والون کو تباہ کر دیتے اور اس قتل مین کوئی مخالف بھی آپ پر اعتراض نہین کرسکتا تھا کیونکہ ان تکالیف کے لئے وہ واجب القتل ہو چکے تھے اس لئے اگر آپ مین قوت غضبی ہوتی تو وہ بڑا عجیب موقعہ انتقام کا تھا کہ وہ سب گرفتار ہو چکے تھے مگر آپنے کیا کیا؟ آپ نے ان سب کو چھوڑ دیا اور کہا لا تثریب علیکم الیوم

یہ چھوٹی سی بات نہین ہے مکہ کی مصائب اور تکالیف کے نظارہ کو دیکھو کہ قوت و طاقت کے ہوتے ہوئے کس طرح پر اپنے جانستان دشمنون کو معاف کیا جاتا ہے یہ ہے نمونہ آپکے اخلاق فاضلہ کا جسکی نظیر دنیا مین پائی نہین جاتی

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مکہ والون نے آپ کی نری تکذیب ہی نہیں کی تھی۔ نری تکذیب سے جو محض سادگی کی بنا پر ہوتی ہے اس دنیا مین اللہ تعالےٰ سزا نہین دیتا ہے لیکن جب مکذب شرافت اور انسانیت کے حدود سے نکل کر بیحیائی اور دریدہ دہنی سے اعتراض کرتا ہے اور اعتراضون ہی کی حد تک نہین رہتا بلکہ ہر قسم کی ایذادہی اور تکلیف رسانی کے منصوبے کرتا ہے اور پھر اس کو حد تک پہونچاتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی غیرت جوش مین آتی ہے اور اپنے مامور و مرسل کے لئے وہ اُن ظالمون کو ہلاک کر دیتا ہے جیسے نوح کی قوم کو ہلاک کیا۔ یا لوط کی قوم کو اس قسم کے عذاب ہمیشہ ان شرارتون اور مظالم کیوجہ سے آتے ہین جو خدا کے ماموروں اور ان کی جماعت پر کئے جاتے ہین ورنہ نری تکذیب کی سزا اس عالم مین نہین دیجاتی اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے اور اس نے ایک اور عالم عذاب کے لئے رکھا ہے۔ عذاب جو آتے ہین وہ تکذیب کو ایذا کے درجے تک پہنچانے سے آتے ہین۔ اور تکذیب کو استہزا اور ٹھٹھے کے رنگ مین کر دینے سے آتے ہین اگر نرمی اور شرافت سے یہ کہا جاوے کہ مین نے اس معاملہ کو سمجھا نہیں اس لئے مجھے اس کے ماننے مین تامل ہے تو یہ انکار عذاب کو کھینچ لانیوالا نہیں ہے کیونکہ یہ تو صرف سادگی اور کمی علم کی وجہ ہے مین سچ کہتا ہون کہ اگر نوح کی قوم کا اعتراض شریفانہ رنگ مین ہوتا تو اللہ تعالےٰ نہ پکڑتا ساری قومین اپنی کرتوتون کی پاداش مین سزا پاتی ہین خدا تعالےٰ نے تو یہانتک بھی فرما دیا ہے کہ جو لوگ قرآن سننے کے لئے آتے ہین ان کو امن کی جگہ تک پہونچا دیا جاوے خواہ وہ مخالف اور منکر ہی ہون اس لئے کہ اسلام مین جبر اور اکراہ نہین جیسے فرمایا لا اکراہ فی الدین لیکن اگر کوئی قتل کرے گا یا قتل کے منصوبے کریگا اور شرارتین اور ایذا رسانی کی سعی کرتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ سزا پاوے قاعدہ کی بات ہے کہ مجرمانہ حرکات پر ہر ایک پکڑا جاتا ہے۔ پس مکہ والے بھی اپنی شرارتون اور مجرمانہ حرکات کے باعث اس قابل تھے کہ ان کو سخت سزائین دیجاتین اور ان کے وجود سے اس ارض مقدس اور اس کے گرد نواح کو صاف کر دیا جاتا مگر یہ رحمۃ للعالمین اور انک لعلےٰ خلق عظیم کا مصداق۔ آپنے واجب القتل دشمنونکو بھی پوری قوت اور مقدرت کے ہوتے ہوئے کہتا ہے لا تثریب علیکم الیوم

اب پادری ہمین بتائین کہ مسیح کے اس خلق کو ہم کہان ڈھونڈین؟ ان کی زندگی مین آپکا نمونہ کہان سے لائین؟ جبکہ وہ ان کے عقیدے کے موافق مار ہی کہاتا رہا۔ اور جسکو سر رکھنے کی جگہ بھی نہ ملی (اگرچہ ہمارا یہ عقیدہ نہین ہے کہ ہم خدا تعالےٰ کے ایک نبی اور مامور کی نسبت یہ گمان کرین کہ وہ ایسا ذلیل اور مفلوک الحال تہا) انسان کا سب سے بڑا نشان اس کا خُلق ہے لیکن ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دینیوالے معلم کی عملی حالت مین اس خلق کا ہمین کوئی پتہ نہیں لگتا۔

دوسرون کو کہتا ہے کہ گالی نہ دو مگر یہودیون کے مقدس فریسیون اور فقیہون کو حرامکار۔ سانپ اور سانپ کے بچے آپ ہی کہتا ہے۔ یہودیون مین بالمقابل اخلاق پائے جاتے ہین وہ اُسے نیک استاد کہکر پکارتے ہین اور یہ ان کو حرامکار کہتے ہین اور کتون اور سؤرون سے تشبیہ دیتے ہین باوجودیکہ وہ فقیہہ اور فریسی نرم نرم الفاظ مین کچھہ پوچھتے ہین اور وہ دنیوی وجاہت کے لحاظ سے بھی رومی گورنمنٹ مین کرسی نشین تھے ان کے مقابلہ مین ان کے سوالون کا جواب تو بہت ہی نرمی سے دینا چاہئے تہا اور خوب انکو

سمجھانا چاہیے تھا حالانکہ یہ بجائے سمجھانے کے گالی پر گالی دیتے چلے جاتے ہین کیا اسی کا نام اخلاق ہے۔ مین بار بار کہتا ہون کہ اگر قرآن شریف نہو تا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے ہوتے تو مسیح کی خدائی اور نبوت تو ایک طرف شاید کوئی دانشمند ان کو کوئی عالی خیال اور وسیع الاخلاق انسان ماننے مین بھی تامل کرتا یہ قرآن شریف کا اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان عام ہے تمام نبیون پر اور خصوصًا مسیح پر کہ اس نے انکی نبوت کا ثبوت خود دیا۔

پھر ایک اور پہلو سے بھی مسیح کی خدائی کی پڑتال کرنی چاہیئے کہ اخلاقی حالت تو خیر یہ تھی ہی کہ یہود کے معزز بزرگون کو آپ گالیان دیتے تھے۔ لیکن جب ایک وقت قابو آ گئے تو اسقدر دعا کی جس کی کوئی حد نہیں مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ وہ ساری رات کی دعا عیسائیون کے عقیدے کے موافق بالکل رد ہوگئی اور اس کا کوئی بھی نتیجہ نہ ہوا۔ اگرچہ خدا کی شان کے ہی یہ خلاف تھا کہ وہ دعا کرتے چاہیے تو یہ تھا کہ اپنی اقتداری قوت کا کوئی کرشمہ اسوقت دکھا دیتے جس سے بچارے یہود اقرار اور تسلیم کے سوا کوئی چارہ ہی نہ دیکھتے مگر یہان الٹا اثر ہو رہا ہے اور

اوخود گم است کرا رہبری کند

کا معاملہ نظر آتا ہے دعائین کرتے ہین چیخنے ہین چلاتے ہین مگر افسوس وہ دعا سنی نہین جاتی اور موت کا پیالہ جو صلیب کی لعنت کی زہر سے لبریز ہے نہیں ٹلتا۔ اب کوئی اس خدا سے کیا پائیگا جو خود مانگتا ہے اور اسے دیا نہیں جاتا۔ ایک طرف تو خود تعلیم دیتا ہے کہ جو مانگو سو ملیگا دوسری طرف خود اپنی ناکامی اور نامرادی کا نمونہ دکھاتا ہے

اب انصاف سے ہمین کوئی بتائے کہ کسی پادری کو کیا تسلی اور اطمینان ایسے خدا نے کا کام مین مل سکتا ہے؟

غرض جس پہلو سے مسیح کا مقابلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے باین دعوی خدائی کیا جاوے تو صاف نظر آتا ہے کہ مسیح کو آپ سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔

آپ کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوت قدسی اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤن کی قبولیت کے غرض ہر طرح اور ہر پہلو مین چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھہ رکھتے ہین کہ جن کو دیکھکر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اسکے دل مین بیجا ضد اور عداوت نہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تخلقوا باخلاق اللہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہین لیکن جب جب کوئی مسیح حالات پر نظر کرتا ہے تو ایک دانشمند اور منصف مزاج انسان کو تامل ہوتا ہے کہ ایسے انسان کو جو مہذب اور شریفانہ باتون کا جواب گالی سے دیتا ہے نیک استاد کہنے والو کو سانپ اور سانپ کے بچے اور حرامکار کہتا ہے خدا تو ایکطرف نبی ہی تسلیم کرے۔

ان ساری باتون کے علاوہ یہود کو ایک اور عجیب مشکل درپیش تھی جنمین بظاہر وہ حق پر ہو سکتے ہین اور وہ یہ تھی کہ ملاکی نبی کی کتاب مین وہ پڑھ چکے تھے کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کا آسمان سے اترنا ضروری ہے جب تک وہ نہ آوے مسیح نہ آویگا اب ان کے سامنے کسی کے دوبارہ آنے کی نظیر موجود نہین اور ایلیا کا آسمان سے اترنا وہ اپنی کتابون مین پڑھتے آئے تھے انھون نے ایلیا کو آتے دیکھا نہین مسیح نے آنیکا دعوی کیا اسے تسلیم کرین تو کیونکر؟ مسیح نے جو فیصلہ ایلیا کے آنے کا کیا کہ وہ یوحنا کے رنگ مین آگیا۔ یہودیون کے پاس بظاہر اس کے انکار کے لئے وجوہات تہین کیون کہ ان کو ایلیا کا وعدہ دیا گیا تھا نہ مثیل ایلیا کا اور اس سے پہلے کوئی واقعہ اس قسم کا ہوا نہ تھا اس لئے ان کو مسیح کا انکار کرنا پڑا۔

ایک یہودی کی کتاب میرے پاس موجود ہے اس نے بڑے زور سے اس امر پر بحث کی ہے اور پھر اپیل کرتا ہے کہ بتاؤ ایسی صورت مین ہم کیا کرین بلکہ اس نے یہانتک لکھا ہے کہ اگر خدا تعالے ہمین اس کے متعلق بازپرس کریگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھول کر اس کے سامنے رکھدینگے۔

غرض ایک مشکل تو یہودیون کو یہ پیش آئی پھر دوسری مشکل یہ پیش آئی کہ مسیح مصلوب ہوگیا اور صلیب کی لعنت نے انکے کذب پر ایک اور رنگ چڑہا دیا کیون کہ وہ توریت مین پڑھ چکے تھے کہ جھوٹا نبی صلیب پر لٹکایا جاتا ہے اور وہ ملعون ہوتا ہے پس انہون نے یہ خیال کیا کہ ایکطرف تو ایلیا آیا نہین اور یہ مسیح ہونیکا مدعی ہے اور ایلیا کے قصے پر جو فیصلہ دیتا ہے وہ بظاہر ملاکی نبی کی کتاب کے مخالف ہے اس لئے کاذب کی لعنت اور خود مسیح کے طرز عمل اور سلوک نے یہودیون کو اور بھی برافروختہ کر دیا تھا جب وہ ان کو حرامکار اور سانپ اور سانپ کے بچے کہکر پکارتے تھے پس انہون نے صلیب کے لئے کوشش کی اور جب صلیب پر چڑہا دیا تو ان کے پہلے خیال کو اور بھی مضبوطی ہوگئی کیونکہ انہون نے دیکھا کہ یہ صلیب پر لٹکایا جا کر لعنتی ہوگیا ہے اس لئے سچا نہین ہے۔

اب انہون نے یہ یقین کر لیا کہ جب یہ خود لعنتی ہوگیا تو دوسرون کا شفیع کیسے ہو سکتا ہے صلیب نے اس کے کاذب ہونے پر مہر لگا دی دو گواہون کے ساتھہ انسان پہانسی پا سکتا ہے انہون نے اسوقت بھی کہا کہ اگر تو سچا ہے تو اتر آ مگر وہ اتر نہ سکا اس امر نے ان کو اور بدظن کر دیا +

باقی آئندہ

ملفوظات احمدیہ

(ڈائری کا اقتباس)
ایڈیٹر کے اپنے الفاظ مین

معراج اور آسمان

معراج مین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کو مختلف آسمانون پر دیکہا ہے۔ حقیقت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے نبیون کا سلسلہ زمانی طور پر بتایا ہے سب سے اوپر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ابوالانبیاء تھے دکہایا ہے اور دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چونکہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کا زمانہ مشترک تہا اس لئے انکو اکٹھے بٹھایا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوسرے درجے پر تھے اس لئے دوسرے آسمان پر ان کو دکہایا اور آدم کو پہلے آسمان پر دکہایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آدم تھے اسی لئے آپ کو پہلے آسمان پر دکہایا گیا

مذہب ایک سائنس ہے

اسوقت خدا تعالےٰ نے مذہبی امور کو قصص اور کہتا کے رنگ مین نہیں رکھا ہے بلکہ مذہب کو ایک سائنس (علم) بنا دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ زمانہ کشف حقائق کا زمانہ ہے جبکہ ہر بات کو علمی رنگ مین ظاہر کیا جاتا ہے۔ مین اس لئے ہی بھیجا گیا ہون کہ ہر اعتقاد کو اور قرآن کریم کے قصص کو علمی رنگ مین ظاہر کرون۔

ذوالقرنین اور مسیح موعود

یہ زمانہ چونکہ کشف حقائق کا زمانہ ہے اور خدا تعالیٰ قرآن شریف کے حقائق اور معارف مجھپر کہول رہا ہے ذوالقرنین کے قصے کیطرف جو میری توجہ ہوئی تو مجھے یہ سمجہایا گیا ہے کہ ذوالقرنین کے پیرایہ مین مسیح موعود ہی کا ذکر ہے اور اللہ تعالےٰ نے اسکا نام ذوالقرنین اس لئے رکہا ہے کہ قرن چونکہ صدی کو کہتے ہین اور مسیح موعود دو قرنون کو پائیگا اس لئے ذوالقرنین کہلائیگا چنانچہ مین نے تیرھوین اور چودھوین صدی دونون پائی ہین اور اسیطرح پر دوسری صدیان ہندوان اور عیسائیون کی بھی پائی ہین اس لحاظ سے تو ذوالقرنین ہے اور پھر اسی قصہ مین اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ ذوالقرنین نے تین قومین پائین اول وہ جو غروب آفتاب کے پاس ہے اور کیچڑ مین ہے۔ اس سے مراد عیسائی قوم ہے جس کا آفتاب ڈوب گیا ہے یعنی شریعت حقہ انکے پاس نہین رہی روحانیت مر گئی اور ایمان کی گرمی جاتی رہی ہے یہ ایک کیچڑ مین پھنسے ہوئے ہین

دوسری قوم وہ ہے جو آفتاب کے پاس ہے اور جہلسنے والی ہے یہ مسلمانون کی موجودہ حالت ہے۔ آفتاب یعنی شریعت حقہ انکے پاس موجود ہے مگر یہ لوگ اس سے فائدہ نہین اٹھاتے۔ کیونکہ فائدہ تو حکمت عملی سے اٹھایا جاتا ہے جیسے مثلاً روٹی پکانا۔ وہ گو آگ سے پکائی جاتی ہے لیکن جب تک اس کے مناسب حال انتظام اور تدبیر نہ کی جاوے وہ روٹی طیار نہین ہو سکتی۔

اسیطرح پر شریعت حقہ سے کام لینا ہی ایک حکمت عملی کو چاہتا ہے پس مسلمانون نے اسوقت باوجودیکہ انکے پاس آفتاب اور اس کی روشنی موجود تہی اور ہے لیکن کام نہین لیا اور مفید صورت مین اسکو استعمال نہین کیا اور خدا کے جلال اور عظمت سے حصہ نہین لیا۔

اور تیسری وہ قوم ہے جس نے اس سے فریاد کی کہ ہمکو یاجوج ماجوج سے بچا۔ یہ ہماری قوم ہے جو مسیح موعود کے پاس آئی اور اس نے اس سے استفادہ کرنا چاہا ہے

غرض آج ان قصون کا علمی رنگ ہے ہمارا ایمان ہے کہ یہ قصہ پہلے بھی کسی رنگ مین گذرا ہے لیکن یہ سچی بات ہے کہ اس قصہ مین واقعہ آئندہ کا بیان بھی بطور پیشگوئی تہا جو آج اس زمانہ مین پورا ہو گیا۔

ہدی اور حق

هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله پر سوچتے سوچتے مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اس مین دو لفظ ہدی اور حق کے رکھے ہین ہدی تو یہ ہے کہ اندر روشنی پیدا کرے معارف ہون یہ گویا اندرونی اصلاح کی طرف اشارہ ہے جو مہدی کا کام ہے۔ اور حق کا لفظ اس بات کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ خارجی طور پر باطل کو شکست دیوے چنانچہ دوسری جگہ آیا ہے جاء الحق وزهق الباطل اور خود اس آیت مین بھی فرمایا ہے لیظهره علی الدین کله یعنی اس رسول کی آمد کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حق کو غلبہ دیگا۔ یہ غلبہ تلوار اور تفنگ سے نہین ہوگا بلکہ وجوہ عقلیہ سے ہوگا یاد رکہو کہ پاک صاف عقل کا خاصہ ہے کہ وہ قصون پر اکتفا نہین کرتی بلکہ اسرار کو کھینچ لاتی ہے اسواسطے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جنکو حکمت دیگئی ان کو خیر کثیر دی گئی ہے

انه اوی القریه

آجکل ہماری حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ طاعون کی طرف زیادہ ہے اور چونکہ یہ لوگ عارف تر ہوتے ہین اس لئے خدا تعالےٰ کی غناء ذاتی سے خائف تر بھی ہوتے ہین عموماً سیر اور بعد شام طاعون پر کچھ نہ کچھ تقریر ہو جاتی ہے انه اوی القریه کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہو چکا ہے اس کے متعلق فرمایا کہ مین اس کے معنے یقیناً یہی سمجہتا ہون کہ وہ افرا تفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالےٰ قادیان کو ضرور محفوظ رکھیگا اگرچہ یہ امر ممکن ہی ہو کہ کوئی کیس خدانخواستہ ... تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا ... بیان ہو جائے

جنت الفردوس

[یہ ایک خطبہ کا مضمون ہے جو ۴ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو ہمارے محسن و مخدوم مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے اپنے الفاظ مین ناظرین الحکم کے فائدے کے لئے لکھا۔]

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا

جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے اچھے کام کئے ان کو اس کے بدلے مین فردوس کے باغ ملتے ہین اور یہ انعام بطور ان کی مہمانی کے ہوگا

جیسے کوئی شخص کسی میزبان اپنے پیارے مہربان دوست کے پاس مہمان ہوتا ہے وہ اسوقت اسکے آنے پر کچھ چیزین اس کے سامنے پیش کرتا ہے اور پہر لائق مہمانی طیار کرتا ہے اسیطرح پر اللہ تعالے کیطرف سے ایسے مومنون اور نیک کام کرنیوالون کو پہلا تحفہ جنت الفردوس ملینگے اور وہ ایسی اچھی جگہ ہونگی کہ وہان سے نکلنا۔ اور کسی اور جگہ جانا وہ ہرگز پسند نکرینگے یہ آیت مینے اس لئے پڑہی ہے کہ مین اپنے دوستون کو یہ بتانا چاہتا ہون کہ جس چیز کا وعدہ اللہ تعالے ایمان اور اعمال صالحہ پر کرتا ہے یہ نہ سمجہو کہ مرنے کے بعد ہی ہے نہین بلکہ اسی دنیا میں اس کی بنیاد پڑجاتی ہے اور فردوس کے باغ جن سے کر نکلنے کو جی نہ چاہے وہ شروع تو اسی جگہ سے ہوجاتے ہین ہان دوسرے جہان مین کامل طور پر ملین گے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مین اللہ تعالے بتاتا ہے کہ اس ایمان اور نیک کام مین بہشت رکہا گیا ہے جو خدا پر ایمان لاکر پہر اس ایمان کے حسب حال نیک کام کرے اسے اسی جہان مین جنت الفردوس ملجاتا ہے فردوس کے معنے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کیا کرتے ہین کہ جہان اللہ تعالے کے سوا کوئی اور دوست غمخوار و غمگسار نہو

اور اس مقابلہ مین یہ سمجہنا چاہئے کہ جن لوگون مین ایمان نہیں اور اعمال صالحہ نہیں وہ اسی جہان مین نار دیکھتے ہین ہم شرح صدر سے اس بات پر ایمان لاتے ہین اور یقین رکہتے ہین کہ خدا کا یہ **کلام سچ ہے** اسی دنیا مین سچا ایمان اور اعمال صالحہ راحت سے بہرا ہوا **فردوس** دیتے ہین جس سے مومن یقین کرلیتا ہے کہ اللہ تعالے کے وعدے سچے ہین اور موت کے بعد بھی وہ وعدہ کیموافق جنت الفردوس عطا کریگا

یہ مسئلہ کہ اسی دنیا مین بہشت اور دوزخ کی زندگی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اگرچہ یہ ایک باریک مسئلہ ہے لیکن مین ایک موٹی نظیر پیش کرتا ہون جسپر غور کرکے ہر ایک شخص اس کو سمجہنے کے قابل ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص مانتا ہے کہ زنا کو خدا برا سمجہتا ہے اور وہ غیور خدا ہے اور من غیرتہٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ جو شخص سچے دل سے اسپر ایمان لاتا ہے اور پہر اُس کے حسب حال وہ عملی طور پر...... بدکاریون اور بدنظریون سے بچتا ہے تو وہ اس آگ سے جسکو آتشک کہتے ہین اسی دنیا مین محفوظ رہتا ہے۔ اور بالمقابل وہ بیماری جو بدکار زانی کو ہوتی ہے اسکا نام آتشک رکہا ہے یعنے چیزیکہ منسوب بہ آتش است

جو لوگ اس بیماری سے واقف ہین وہ سمجہہ سکتے ہین کہ یہ کسقدر خطرناک ہے سات پشت تک برابر چلی جاتی ہے مین نے خود اپنی آنکھ سے آتشک والے کی اولاد دیکھی ہے جب بچہ مان کے پیٹ سے نکلتا ہے تو وہ چھیچھڑے کی طرح ہوتا ہے۔ بہت سے آتشک والون کو خطرناک جذام میں مبتلا دیکہا ہے اس نامراد مرض کے مریضونکو ایسی حالت مین دیکہا ہے کہ بدن زخمونسے چھلنی ہوگیا ہے جس سے پیپ اور لہو نکلتا ہے مین نے اپنے شہر مین ایک شخص کو ایسی حالت مین دیکہا کہ اس کے بدن سے پیپ بہتی تہی اور اس کے رشتہ دار اور عزیز اس سے دس دس قدم کے فاصلے پر رہتے کیونکہ وہ اس متعفن اور پیپ بہتے ہوئے زخمون کے پاس نہ آسکتے تھے آخر پانچ مہینے تک اسیطرح چیختے چلاتے ہوئے وہ تڑپ تڑپ کر مرگیا مگر دیکہو کہ ایک **صالح - صدیق** جو خدا تعالے کی غیرت کو دیکہکر اس سے رُکتا ہے وہ اس آتشک سے بچ رہتا ہے

اسیطرح دیکہو کہ ایک شخص اپنے گھر مین بیٹہا ہوا ہے وہ بڑا راستباز ہے اس نے نہ کسی کا مال چرایا ہے نہ کسی کا قرضہ دبایا ہے اور نہ کسی سے اس نے گندہ معاملہ کیا ہے وہ دیکھو اپنے گھر مین کیسے چین سے بیٹہا ہے لیکن جو چوری کرکے آیا ہے یا ڈاکہ مار کر اور کسی بیگناہ کا خون کرکے آیا ہے اسے ہر وقت کھٹکا اور دہڑکا لگا ہوا ہے اور ایکدم بھی وہ چین سے نہیں گذار سکتا یہی جہنم کی زندگی ہے

میرے دوستو! اللہ جل شانہ کا یہ انتظام حق ہے مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ زمین اور آسمان اور ان کے مابین جو کچہہ ہے وہ سب حق و حکمت سے بہرا ہوا ہے اور ایک ایک ذرہ خدا کی ذات پر گواہی دیتا ہے تمام چیزین انگلی بن بن کر خدا کیطرف رہنمائی کرتی ہین یقیناً سمجہو کہ اگر حفیت اور نصرت کی تائید نہوتی تو راستبازی کو کوئی امتیاز نہوتا -

اس کو بڑہاتے جاؤ تو پہر یہ صاف سمجہہ مین آجاویگا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کیسا سچا کلام ہے یعنے جو لوگ مومن ہوتے ہین اور پہر اس ایمان کے موافق اچھے عمل کرتے ہین ان کو اسی جہان مین ایسے باغ ملتے ہین جہان اللہ تعالے ہی ان کا ہمنشین اور مونس اور غمگسار ہوتا ہے

مجہے زیادہ تر ضرورت تو اس آیت پر بولنے کی اس لئے ہوئی کہ اللہ تعالے اپنے پاک مرسل مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاک کلام مین مخاطب کرکے یون فرماتا ہے اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْیَةَ اور

اور لولا الاکرام لھلک المقام یعنے میری قہر کی آگ اور غضب کی تلوار سارے جہان پر چل رہی ہے اور طاعون خطرناک شکاری کیطرح آدم کی نسل کو شکار کر رہی ہے اور ایک نمونہ قیامت کا برپا ہے اس قیامت مین بہائی بہائی سے اور بیوی خاوند سے الگ ہو رہی ہے۔ آدمیون کی لاشون کو اسطرح پر گڑھے مین ڈالتے ہین جیسے مہتر کسی مرے ہوئے مویشی کو اٹھا کر لیجاتی ہین ایسی رستخیز مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انہ آوی القریۃ کہ اس گاؤن کو ہم نے اپنی پناہ مین لے لیا ہے اور پھر فرماتا ہے

لولا الاکرام لھلک المقام یعنی اے مسیح تو اور تیرا پاک سلسلہ اور مقدس کارخانہ خدا کے نزدیک عزت کے قابل نہوتا تو یہان کی مخلوق بھی تباہ کر دی جاتی مگر تیری عزت کے لحاظ سے اس کی بھی عزت کیجاتی ہے۔

یہ باتین اللہ کی طرف بڑھنے اور اعمال حسنہ کے لئے سچی ترغیبین ہین۔

اب دیکھو کہ کیسی جنت الفردوس ہے

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

(خدا کے صلوات اور برکات اسپر ہون)

ایک انسان ہے اور وہ لوگ جو طاعون میں مبتلا ہوئے ہین وہ بھی آدم زاد اور بشر ہین جو چیخنے چلاتے ہین لیکن وہ کیا بات ہے جبکہ ہفتہ وار اموات کی تعداد ۰۰ ہزار تک پہنچ گئی ہے اور دبازدہ شہرون مین ایک قیامت کا میدان نظر آتا ہے سیالکوٹ سے ایک دوست کا خط آیا ہے کہ اب ماتم پرسی بھی دور ہو گئی لوگ کتون اور چوہون کیطرح مر رہے ہین اور اب کسی جگہ سے رونے چیخنے کی آواز بھی نہین آتی یعنی اس شدت سے بیماری پھیلی ہوئی ہے کہ رونا پیٹنا اور ماتم پرسی کی رسم سب اٹھ گئی غرض ایک طرف آدمیون کے بیٹون پر یہ بلا اور دوسری طرف ابن آدم کو یہ صدا آتی ہے

لولا الاکرام لھلک المقام

اب بتاؤ ہمارے آقا مسیح کو خدا کے برگزیدہ مسیح کو جنت الفردوس دی یا نہ دی؟ اور اُس کے دامن پکڑنے والون کو ملی یا نہ ملی؟ تم مین سے کوئی اگر کسی معزز آدمی کے ساتھ دوستی کرے تو وہ کیسا خوش ہوتا ہے کہ اس کا ایک معزز دوست ہے پھر اس کو کسقدر خوش ہونا چاہیئے جو رب العزۃ پر سچا ایمان رکھتا ہو اور اس ایمان کے موافق اعمال صالحہ بھی کرتا ہے کیا سچ فرمایا ہے اللہ کریم نے ان الذین ... سبقت لھم منا الحسنیٰ وہ لوگ جن کے حق مین ہم وعدہ کر چکے ہین کہ وہ ہماری راستباز بندے ہین وہ اس جلتے تنور سے بالکل الگ اور دور رہینگے وہ اس کے جوش کی آواز کو نہ سنینگے بلکہ اپنے دل کی لذتون مین مسرور اور آرام سے بسر کرینگے

مین پھر کہتا ہون اے دوستو عزیزو! دیکھو کہ یہ خدا کا برگزیدہ مسیح اس تنور آتشین کی لپیٹ سے کسقدر دور اور محفوظ ہے اور اس کے طفیل اور برکت سے وہ لوگ بھی جو اس کے دامن کے سایہ مین پناہ گزین ہین اس سے دور اور محفوظ ہین۔

غرض جو سچے دل سے ایمان لائے اور نیک عمل کرے اسی دنیا مین اللہ تعالیٰ اسکو بہشت دیتا ہے اور آخرت مین اسے اکمل بہشت عطا کریگا پس اس بنا پر وہ تمام جو میری آواز سنتے ہین خوب سمجھ لین کہ سچا ایمان پیدا کرو۔

یاایھا الذین امنوا امنوا

اب وقت ہے کہ نئے سرے سے ایمان کی تجدید کرو یاد رکھو کہ اگر کھوٹا روپیہ پیسہ یا نوٹ کوئی بچہ غلطی سے کھرا سمجھ لے تو لے سکتا ہے مگر صرافون کے بازار مین اس کی پردہ دری ہو جائیگی اسیطرح وہ ایمان جس مین دغا۔ فریب اور اللہ تعالیٰ کے حکمون کی نافرمانی ہے وہ کھوٹا روپیہ ہے وہ کام نہین آسکتا بلکہ جیسے کھوٹے روپیہ والا جعلی سکہ بنانیوالے کے جرم مین ماخوذ ہوگا یہ بھی پکڑا جاویگا

پس اس سے بچو

یہ طاعون بعض کے لئے سعادت اور رحمت کا نشان ہے اور اکثرون کے لئے ذلت اور بدبختی کا۔ اللہ تعالےٰ کے مسیح اور متوسلین کے لئے برکت کا نشان ہے اور اس کے مخالفون کے لئے ذلت اور بدبختی کا۔ جب سے طاعون پھیلا ہے ہزارون آدمی اس پاک سلسلہ مین داخل ہوئے ہین بعض وقت پچاس پچاس اور بعض وقت سو سو آدمیون کے دستخطی محضرنامہ شمولیت بیعت کے لئے آئے ہین

یہ ایک عجیب بات ہے اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہوتا تو ایسے وقت مین لوگ ایمان نہ لاتے

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان راحت کے وقت خدا کو بھول جاوے تو بھول جاوے مگر تکلیف اور مصیبت کے وقت آخر اس کو خدا کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے چنانچہ فرمایا ہے

واذا رکبوا فی الفلک الاٰیۃ

اللہ تعالےٰ نے یہ معیار رکھا ہوا ہے کہ جب انسان دکھون اور سختیون مین مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی امیدونکی تمام رسیان ٹوٹ جاتی ہین اور کوئی امید کسی طرف کی باقی نہین رہتی تو اس کی فطرت مین یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ وہ آخر خدا کیطرف توجہ کرتا ہے۔ مین اس آیت سے سچی دلیل نکالتا ہون کہ اس افترا تھری مین اگر یہ خدا کا مسیح خدا کیطرف سے نہ آیا ہوتا تو چاہیئے تھا کہ لوگ بڑھکر بڑھکر تکفیر کرتے اور ضال مضل لکھکر شور مچاتے اور صوفیون اور مشایخون کی قدر کرتے اور ان کی طرف رجوع لاتے مگر یہ عجیب معاملہ ہے کہ اُدھر سے الگ ہو کر ادھر رجوع کرتے ہین اور خدا کی اس پاک وحی کو سچا کر رہے ہین جو قریبًا [illegible] برس پہلے کی ہے

یا مسیح الخلق عدوانا

یہ بڑی عظیم الشان دلیل ہے کاش کوئی خدا کے کلام مین سوچے۔

مین اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اور اس نازک مقام پر کھڑا ہو کر کہتا ہون کہ خدا تعالےٰ سچ فرماتا ہے کہ آرام کے وقت خدا کو چھوڑ سکتے ہین مگر سختی اور مصیبت مین آخر خدا ہی کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ بطرح اس قیامت خیز

ہنگام میں اے مسیح موعود تیری طرف لوگوں کا رجوع اور توجہ لاریب تیری سچائی کی محکم دلیل ہے اور اس لئے مبارک ہو تجھے اے مسیح کہ تو سچا ہے اور جیسے خدا کے لئے یہ ایک نشان ہے ویسے ہی تیری سچائی پر یہ ایک روشن نشان ہے پھر تجھے مبارک ہو کہ تیرا صدق کھل گیا۔

آخر میں ہمارے دوست یہ سمجھ لیں کہ اگر آگ سے بچنا اور فردوس میں داخل ہونا ہے تو ایمان اور اعمال صالحہ حسب حال ایمان پیدا کرو۔ اندر ہی اندر سوچ کر اور غور کر کے دیکھو کہ سچا تو نہیں ہو کوئی خیانت اور بد دیانتی تو نہیں ہے اور تمہارا دل یقین دلا دے تو سمجھو کہ سچے مومن ہو اب وقت آ گیا ہے کہ ہماری جماعت اپنی زبان کو خدا کے لئے کھولے اور ایسے اعمال اختیار کرے جو خدا کی رضامندی کا موجب ہوں نہ ہو کہ تمہارے قدم کسی سچائی کے گھر جائیں خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم میں ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ تم خدا کے مسیح کے دلائل بنجاؤ۔ آمین

شادی کی ضرورت

ہمارے اخبار کے پڑھنے والے شیخ عبد الحق صاحب نومسلم کے نام سے بخوبی واقف ہیں وہ بائیس تیس برس ایک کے ایک شریف نوجوان ہیں جنہوں نے ایف۔ اے۔ کا امتحان پاس کیا ہوا ہے اور بی۔ اے۔ کے امتحان کا ارادہ رکھتے ہیں بالفعل مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں ملازم ہیں وہ شادی کرنے کے خواہشمند ہیں۔ جو صاحب اس معاملہ کے متعلق کسی قسم کی خط و کتابت کرنا چاہیں انکے نام سے کریں +

ایک ضروری خط اور جواب

بعالی خدمت جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بندہ ان دنوں میں چند اوہام میں مبتلا ہے امید ہے کہ آنجناب ان کا ازالہ فرما کر مخلصی عطا فرماوینگے۔

حضرت اقدس نے اشتہار بعنوان طاعون مارچ ۱۹۰۱ء میں شائع کیا تھا کہ جب وبائے طاعون کہا جاتا ہے آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا منہ کرے تو اس شہر کے جلد نکلو الخ۔ مگر آپ نے اشتہار میں فرمایا ہے کہ لوگ طاعون کے خوف سے اپنے اپنے شہروں سے نہ نکلیں اور قادیان میں بھی نہ آئیں کیونکہ یہ شرعاً ممنوع ہے ان دونوں میں اختلاف اور تناقض ہے اور دوسرا حضرت نے لنگر خانہ کی امداد کے لئے اشتہار شائع کیا ہے کہ جو شخص لنگر کے مدد کے لئے چندہ نہیں دیگا وہ بیعت سے خارج ہوا اور منافق ہے یہ مسئلہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کس دلیل سے وہ منافق ٹھہرایا گیا ہے فقط

راقم عبد الغنی امرتسر کٹڑہ باگھ سنگھ

۲ اپریل ۱۹۰۲ء

میری طرف سے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کاش آپ ایک عرصہ یہاں رہیں یہ اعتراض کتاب اور سنت کی ناواقفیت سے پیدا ہوتے ہیں درحقیقت اگر کوئی شخص مختلف قرائن اور وجدانیات کی بنا پر ایک مامور کی حقیقت پر ایمان لے آئے اور اس کی روح شرح صدر سے بول اٹھے کہ وہ من جانب اللہ ہے تو اعتراضوں اور نکتہ چینیوں اور وسوسوں کا مادہ ہی نابود ہو جاتا ہے اگر خدا کے مسیح پر آپ ایمان لا چکے ہیں تو ایسے وسائل کی تلاش کریں جن سے شرح صدر پیدا ہو سکے اور پھر نزغ شیطان قلب پر تسلط نہ پا سکے اور اگر آپ ہنوز تردد ہی میں ہیں تو اعتراض کرنے سے قبل سوچ لیا کریں کہ ایسا اعتراض کہیں خدا کی کتاب اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال پر تو نہیں پڑتا خدا کے مامور کی کسی بات میں دوسری بات سے اختلاف نہیں۔ ناسمجھی یا بغض کی آنکھ خدا کی بزرگ کتاب قرآن کریم میں بھی تناقض اور اختلاف پیدا کر لیتا ہے جس کا دعوی ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ چنانچہ ناپاک نصرانی اور ان کی ظالمانہ کتابیں ایسی نکتہ چینیوں سے لبریز ہیں۔ جو جواب قرآن کریم کی طرف سے دیا جاتا ہے وہی بلا تفاوت مولے ادھر سے بھی سمجھئے۔

(۱) خدا تعالیٰ کے وعدے حفاظت کے بجائے خود حق ہیں اور سلسلہ اسباب کی رعایت رکھنا خدا کے امر کے موافق ہوتا ہے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدا کے پاک اور زبردست وعدے تھے کہ وہ دشمنوں پر غالب آئینگے اور واللہ یعصمک من الناس وغیرہ پھر مکہ معظمہ سے آپکا خفیہ نکل جانا اور مدینہ طیبہ پہنچنا۔ اور دشمنوں کے مقابل ہتھیار پکڑ کر لڑنا اور لشکر کے گرد خندق کھودنا اور بیماری میں دوا کا استعمال کرنا اور پچھنی لگوانا وغیرہ وغیرہ یہ سب امور جو اسباب کی رعایت کی غرض سے ہیں خدا کے وعدوں پر اعتماد و توکل کے منافی نہیں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ طاعون زدہ شہر میں مت جاؤ اور جہاں جوش ہو جائے وہاں سے مت نکلو ابتدا میں جب ایک آدھ واردات ہو تو نکلنا قہر کی زمین سے بچاؤ ڈھونڈنا ہے اور درست ہے مگر جب خمیر خوب پیدا ہو گیا تو پھر نکلکر دوسری غیر متأثرہ جگہ کو ہلاک کرنا ہوتا ہے۔ باوجودیکہ خدا نے وعدہ دیا انہ اوی القریۃ مگر آج اگر آپ

ہوتے تو دیکھتے کہ کس قدر فکر سے حضرت صاحب کوشش کرتے ہین کہ طاعون زدہ علاقہ کا کوئی شخص یہان نہ آنے پائے۔ یہ خدا تعالےٰ کے غنائے ذاتی سے ڈرنا اور اس کے بنائے ہوئے سلسلہ اسباب کی جوڑا پختہ علی سلسلہ ہے رعائت رکہنا ہے۔ اور یہی نشان ہے حضرت موعود کے خدا کی طرف سے ہونے کا۔ کہ وہ ساری دنیا سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے۔ حالانکہ اسکے ساتہہ خدا کے وعدے بھی ہین۔ ہرکہ نزدیک ترا ست ترسان ترا ست۔ مگر لوگ باوجود اس کے کہ رستخیز قیامت برپا ہے اور کتون کی طرح مر رہے ہین ذرا بھی خدا سے نہین ڈرتے کیا اس بیبی کی اور جرأت کے سبب سے آپ ان لوگونکو بڑے دلیر اور بڑے متوکل خدا کہینگے جو خرمن مین آگ لگی ہوئی دیکہکر بھی رقص و سرود مین مصروف ہین۔ اور خدا کے راستبازون کو ڈرپوک اور کم دل اور خدا پر توکل نہ رکھنے والے یقین کرینگے جبکہ وہ ذرا ذرا سے خوف کیوقت مضطرب ہوتے اور حد سے زیادہ اظہار خوف کرتے ہین۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکہا ہے کہ بادل کو چڑہتا دیکہکر آپ کا رنگ زرد ہوجاتا تہا اور فرماتی تہے کہ ایک ہلاک شدہ قوم نے اس سے پہلے بادل کو دیکہکر کہا تہا کہ لو دیکہو بادل آیا ہے اور اب خوب برسے گا مگر وہ اُن کے ہلاکت کا موجب ہوا۔

ہمارے عظیم الشان صاحب عزم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کل راستبازون کی زندگی کے ایسے ہی نمونے موجود ہین اور اصل بات یہ ہے کہ جس کی زندگی مین خدا سے ڈرنے کے ایسے نمونے پائے نہ جائین وہ مرد خدا اور مرسل خدا نہین۔ اسی خوف کا نتیجہ ہے جو ہمارے کامل ہادی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم استغفار سے رطب اللسان رہتے تہے اور ایک لحظہ بہر بھی خدا کی حفاظت اور عصمت طلب کرنے سے غافل نہین رہتے تہے اور بیدل شجاع عرب جو ہمارے عندیون ہوں بلکہ تمام ممالک دنیا سے جری تر اور صاحب عزم نبی خدا کے خوف اور ڈر کی یہ کیفیتین اپنے مولا کے وجود مین دیکہکر ایمان اور محبت مین چھلانگین مار مار کر آگے نکلتے تہے آپکے مذاق کیمو افق ضروری تہا کہ وہ پہلے سوال کرتے کہ حضور آپ سے خدا کے اتنے زبردست الفاظ مین پرزور اور صاف صاف وعدے ہین اور پہر آپ اسباب کی یہ رعایت کرتے اور ڈرتے ہین یہ تو صریح تناقض ہے آپکے قول مین اور فعل مین۔ اور پہر اس سوال کے بعد ایمان مین متزلزل ہوجاتے مگر نہین وہ مغز حق اور حقیقت کو جانتے تہے وہ خدا کی صفات اور اسماء کے مقتضیات سے واقف تہے وہ ان آثار و علامات کو دیکہکر اور بھی زیادہ قریب اپنے محبوب و مرشد کے ہوجاتے تہے اسیطرح خدا نے اپنی بزرگ کتاب مین ہمکو بھی صحابہ کا مثیل اور ہمرنگ فرمایا ہے پس ہم بھی کس قدر حق رکھتے ہین کہ یہی ہی علامتین اپنے محبوب و موئے خدا کے مسیح میں دیکہکر اس کی نسبت ایمان و محبت مین فوق العادت ترقی کرین

لنگر کا اشتہار اور ادائے چندہ پر بیعت کو منحصر رکھنا خدا تعالےٰ کی سنتون اور راستبازون کی چالون کے موافق ہے خدا تعالےٰ کے سلسلہ کو جسقدر اخراجات لگے ہوئے ہین کتابون کا خرچ اور بیشمار اشتہارون کی اشاعت کا خرچ اور لاتعداد مہمانون کا خرچ یہ آج سے نہین مدت سے ہین خدا کے مامور کی مصروفیت احقاق حق اور ابطال باطل کیطرف بالکل یکطرفہ ہونی چاہیئے توجہ کی پراگندگی اور اور اسباب کیطرف دھیان کرنا اُس کی حالت کے منافی ہے۔ اب یہ اخراجات تو ضروری ہین اور ضروری ہے کہ کاروبار کے متکفل اور مختلف ذمہ داریون کے متعہد لوگ حضرت مامور سے بار بار خرچ مانگین اور وہ اُس وقت عظیم الشان مضمون کی تحریر مین یا توجہ الی اللہ مین مصروف ہین۔ تو کیا یہ حرکت اس کے دل مین تفرقہ اور پراگندگی کی موجب نہ ہوگی۔ جبکہ سوال کیوقت اور ضروری سوال کیوقت حاجت کے پورا کرنے سے اس کا کیسہ خالی اور عہدہ برآ ہو سکے یہ صورت چاہتی تہی کہ مدتون اس سے پہلے لوگ از خود معین رقمین اپنے نفس پر فرض کر لیتے۔ مگر خدا کی یہ عادت ہے کہ وہ بتدریج ایسی موجبات سے اخیار و اشرار مین تمحیص اور تمیز کیا کرتا ہے اور ایسا ہی ہوتا رہا ہے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے اخراجات پیش آئے اور آپکے قلب مبارک پر ایسے بوجھ پڑے تو خدا کی کتاب نے یہ ندا شروع کی کہ من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا اور خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم بھا اور بار بار یہ کہا گیا یجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم مومن کا نشان یہی قرار دیا گیا کہ وہ مالون کو خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین اور فرمایا ومما رزقناھم ینفقون اور زکوٰۃ کو نشان ایمان قرار دیا گیا اور خدا کے رسول کے بلا فصل صادق و مصدوق خلیفہ صدیق اکبر علیہ السلام نے زکوٰۃ کے ادا نہ کرنے والون سے اسیطرح جنگ کی جیسی اسلام کے موذی اعدا سے کیجاتی تہی۔

اُسوقت بھی بعض لوگون نے ان چندون پر اعتراض کئے اور دکان داری اور مال جمع کرنیکے الزام لگائے اور کہا کہ خدا مفلس ہوگیا ہے جو ہم سے چندے مانگتا ہے۔ اب سوچو یہ دہائی جو قرض کے لئے خدا کی کتاب مین ہے اور پہر سود در سود کے وعدہ پر کیا اس مین اور ہمارے مسیح موعود کے لنگر کے اشتہار مین کوئی اختلاف اور لڑائی ہے۔

خدا کے سلسلے اسیطرح چلا کرتے ہین مومن ان آوازون پر خوش ہوتے ہین اور سمجہتے ہین کہ اب انکی تطہیر اس چندہ کے سبب سے ہوگی۔ وہ اپنے دلون مین ادا کرنے کے لئے شرح صدر پاکر خدا کا شکر کرتے ہین کہ وہ اس امتحان کیوقت مومن راسخ نکلتے ہین۔ چنانچہ اس اشتہار لنگر کے اشاعت کے بعد جسقدر خطوط میرے پاس آئے

کہ کوئی [illegible] دنی گناہ تو نہین جو قبول حق کے مقابل تاریکی پیدا کردیتا اور ایسی روشن باتوجنکے نظائر سے خدا کی کتاب بھری ہوئی ہے مانع نہین دیتا + خاکسار عبدالکریم از قادیان ۱۹۰۲

نظم

از جناب منشی محمد نواب خانصاحب ثاقب احمدی
مالیر کوٹلوی

مبارک احمدی امت تجھے یہ بزم یکتائی
جنھون نے قادیان دارالامان مین ہر امان پائی
کوئی یورپ سے آیا ہے کوئی پچھم سے آپہنچا
گئی دوری بہت نزدیک نزدیک یکجائی
ہے اُبھا تیرے اقبال کا اختر مبارک ہو
کہ جن کے نور کو چشم مخالف دیکھ شرمائی
کھلے جاتے ہین دل بستان احمد کی طراوت سے
ہوا رنگ عدو پھیکا طبیعت اس کی مرجھائی
ہوئے ہین شیر و شکر دریا پچون اپنی گئی مین ہین
اخوت اور صداقت کا مزا اسپر ہے بالائی
خدا کے ذکر سے دل اپنا اطمینان پاتے ہین
دلون مین آگئی قوت گئی سب ناتوانائی
بہت بیٹھے ہین یان دھونی رمائے نور دین کے پاس
بہت کو اپنے عیسے کی کرامت کھینچکر لائی
نہ سمجھو نور دین کو تم الگ اپنے مسیحا سے
یہ وہ بیمار ہے جس نے مسیحا سے شفا پائی
زمین و آسمان سب منتظر تھے ابن مریم کے
کہ اتنے مین زمین پر آسمان سے یہ ندا آئی
کہ عیسیٰ بنکے اترے حضرت میرزا غلام احمد
وہ احمد جسکو حق نے خلعت احمد ہی پہنائی
رہے الحمد للہ سبکے اب ورد زبان ہر دم
کہ احمدؐ اور محمدؐ کی تمہین صورت نظر آئی
گروہ آخرین مین احمد والا نشان آیا
کہ سچے دین احمد کی حقیقت جس نے بتلائی
ہمارا مہدی عادل مسیح ہادی برحق
کہ جس نے انبیاء و اولیا کی راہ دکھلائی
علوم معرفت کا وہ بڑا زخار دریا ہے
کہ غواصان حکمت نے نہ پائی جس کی گہرائی
نرالے وہ عالی جاہ لایا نور ایمان کو
کہ جس کے عزم ثابت کے تلے پربت بھی ہے رائی
کھڑا ہے سچے دعوی پر قدم اپنا جمائے وہ
ہے وہ ثابت قدم جس نے کبھی ٹھوکر نہیں کھائی
عرب لکن عجم ابکم ہین اسکے سامنے لاشک
ہے امیت مین وہ بخشی خدا نے اس کو گویائی
پڑھے لکھے جو ہین پتھر پڑے ہین انکی عقلون پر
کچھ ایسی دجل کی اور جہل کی آکر گھٹا چھائی
ہلا جس سے وہ خوبی رخ ایمان سے روگردان
جسے دیکھو سو اپنے حسن و خال و خط کا شیدائی
جوانون مین تو ہوتا تھا خرام نازمستانہ
ہے بوڑھون مین جوانون سے سوا مستی و رعنائی
کہین لہو و لعب کے جمگھٹون کے بدنما منظر
پڑے پھرتے ہین مارے مارے ہر جانب تماشائی
مگر اس فتنہ و آشوب و ظلمت کے زمانہ مین
نہین ہے نور حق کی نام کو بھی دل مین جویائی
یہودی ہو چلے تھے دین حق کو چھوڑ کر مُلّا
ادھر شوخی مین حد سے بڑھ گئی تھی قوم عیسائی
جنہون نے آسمان پر ایک مردے کو چڑھایا ہے
انہین نیچا دکھائے گا یہ انکا دین آبائی
خدا کی عزت و غیرت نے پھر جا کر دنیا مین
خدائے قادر قہار واحد کی ہو دارائی
زمین و آسمان مین اس کی عظمت اور عزت ہو
مٹے عیسیٰ پرستی اور مُردے کی مسیحائی
صلیبین ٹوٹ کر اب سرنگون ہونے لگین آخر
قلم کی تیغ سے خنزیر بد مرتے ہین بن آئی
فہادینا و مہدینا ینادینا باعلی الصوت
فاکرمنی بالہام و اخزی اللہ اعدائی
یہ زندہ معجزے گر دیکھہ پاتے اپنی آنکھون سے
ندامت کے لحافون مین دبک جاتے مسیحائی
اب آخر مین اُٹھا ہاتھ از بہر دعا ثاقب
رہین احمد کے سایہ مین ہمیشہ احمدی بھائی

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر

ریویو

(نمبر ششم)

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ جلد ۶

اب ہم امر ثانی کے متعلق کسیقدر بحث کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ کیا یہ سچ ہے کہ یسوع مسیح خود وہ دین تھا جسکی اس نے تعلیم دی؟

اس سوال کا جواب ہمین بالکل نفی مین دینا پڑتا ہے جب ہم انجیل اور ان کتابون پر نظر کرتے ہین جو یسوع کی سوانح کے نام سے لکھی گئی ہین اس سوال کا مفہوم اور مقصود تو یہ ہے کہ یسوع مسیح اپنی تعلیم پر خود بھی پورا کاربند تھا یا نہین؟ یا دوسرے الفاظ مین یہ کہو کہ اس کا نمونہ قابل تقلید ہے یا نہین؟

ہر ایک انسان قطع نظر اس کے کہ وہ نبی ہو یا غیر نبی دو ہی طرح کامل طور پر شناخت کیا جاتا ہے اپنے قول اور فعل سے۔ قول اور فعل سے شناخت کے دو پہلو ہین اول یہ کہ جو کچھ وہ کہتا ہے بجائے خود وہ باتین انسانی تہذیب اخلاق کے لئے اعلی درجے کی ہین یا نہیں دوسرے وہ خود بھی جو کچھ کہتا ہے اسپر عمل کرتا ہے یا نہین؟

لیکن ہمین افسوس اور سخت افسوس ہوتا ہے جب عیسائیون کے خود تراشیدہ یسوع مسیح کے حالات اور اقوال پر نظر کرتے ہین کہ نہ تو اس کی تعلیم ہی اعلیٰ درجے کی ہے اور نہ وہ خود ہی اسپر عمل کرنیوالا ہے۔ گویا ہاتھی کے کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور

ہم یسوع مسیح کی تعلیم پر مختصراً جیسا کہ اس ریویو کا منشاء ہے بحث کر آئے ہین اور دکھا چکے ہین کہ وہ تعلیم یہودیون کی مسلسل تین ہزار برس کی تعلیم کے صریح متضاد اور مخالف ہے جو ان کی کتابون مین نبیون کی معرفت ان کو دی گئی تھی اور ہم نے یہ بھی دکھایا ہے کہ انجیل صرف ایک ہی قوت کی تربیت اور نشو و نما پر زور دیکر انسان کی باقی قوتون کی بے حرمتی کرتی ہے اور ان کے تکفل سے عاری ہے اور اسطرح پر گویا خدا تعالےٰ کے فعل کو لغو قرار دیتی ہے جب وہ انکے لئے کوئی قانون ہی پیش نہین کرتی۔ پھر ہم اس امر پر بھی بحث کر آئے ہین کہ انجیلی تعلیم صرف انسانی تہذیب اور اصلاح نفس کے متعلق ہی ادھوری اور ناکمل نہین بلکہ انجیل نے خدا تعالےٰ کی نسبت جو کچھ تعلیم دی ہے وہ اور بھی دانشمند انسان کو مجبور کرتی ہے

کہ وہ اس سے بیزاری اور نفرت ظاہر کرے کیونکہ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ توحید نجات کے لئے کافی نہین ہے بلکہ تثلیث کا ماننا اور یعنی قربانی پر ایمان لانا ضروری ہے وغیرہ وغیرہ

غرض اسپر ہمکو اب زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ ہان یہان صرف اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ کیا جو کچھ یسوع نے کہا خود اسپر عمل کیا اور دوسرے یہ کہ کیا یسوع نے خود اپنی بے عیب زندگی کا اعتراف کیا؟

جب ہم انجیل کا مطالعہ کرتے ہین تو یہ دیکھکر ہمین تعجب ہوتا ہے کہ یسوع ایک سائل کے جواب مین صاف اقرار کرتا ہے کہ مجھے نیک نکہو۔ ہم تہذیب اور اخلاق کے خلاف کرینگے اگر یسوع کو اس جملہ کے کہنے مین جھوٹا یا ریاکار قرار دین کہ دراصل اسکا منشاء کچھ اور تھا کیونکہ اس نے صرف نیک استاد کہا تھا۔

اور اس سے پہلے جب مختلف وفنون میں بد وضع عورتون نے اسکے پاؤن پر عطر ملا یا اسکو بوسے دیئے تو یسوع نے فوراً اسپر اعتراض کرنیوالون کا تادیل سے گھر پورا کر دیا۔ پس یسوع اپنے اقرار کے موافق نیک ہونیسے صریح انکار کرتا ہے اور اپنے فعل سے شہادت دیتا ہے کہ جو کچھ اس نے اس سائل کے جواب مین کہا وہ کسی صورت مین ریاکاری اور جھوٹ نتھا یہ خوش اعتقاد متبعین کی مہربانی ہوگی جو اپنے استاد اور مرشد کو اس قول مین جھوٹا قرار دین جبکہ وہ کہتے ہین کہ دراصل یسوع کا یہ منشاء نتھا

چنانچہ یسوع نے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے اسی طریق اور نہج پر بپتسمہ لیا جسطرح دوسرے گنہگار لیتے تھے انجیل مین صاف لکھا ہے کہ اس کے پاس لوگ آکر اپنے گناہون کا اقرار کرتے تھے۔ اور یسوع نے ناصرت سے آکر یہی بپتسمہ یوحنا سے لیا۔ اور اپنے گناہون کا اقرار اسے اسیطرح کرنا پڑا۔ ورنہ یہ اصطباغ نعل لغو ٹھہرتا ہے جو یسوع کی خدائی شان سے بدرجہا بعید ہونا چاہیئے جیسا کہ ایک عام شریف آدمی بھی لغویات سے پرہیز کرنا ضروری سمجھتا ہے

پھر جسقدر واقعات یسوع کے انجیل مین لکھے ہین اپر غائر نظر کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہین کہ شراب پینے کا انہین خاص شوق تھا۔ اور اس امر مین اپنے پیر و مرشد حضرت یوحنا کے بھی خلاف کیا کیونکہ یوحنا شراب نہ پیتے تھے اور شراب بالاتفاق ام الجرائم اور ام الخبائث ہے اور ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعض دفعہ بد وضع عورتون کے ہان بھی آتے جاتے تھے۔ انجیل یہ بھی بتاتی ہے کہ باوصفیکہ وہ کہتے تھے کہ مین تورات کو پورا کرنے آیا ہون لیکن ساتھ ہی توریت کی تعلیم کو بالکل بدل ڈالا بلکہ منسوخ کر دیا۔ پھر شیطان کے ہمراہ چالیس روز تک رہنا ایک سلیم الفطرۃ انسان کو اور بھی دھوکہ مین ڈالتا ہے ایسا ہی یہود کے بزرگ فقیہون اور فریسیون کے مقابلہ مین آتش زبانی سے کام لینا ایسی صورت مین کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دیتے تھے حیرت انگیز معاملہ ہے اور اسیطرح اپنی مان کے ساتھ بے التفاتی سے پیش آنا اور ایسی الفاظ سے اس کو مخاطب کرنا جو ایک شریف اور سعادتمند بیٹے کی شان کے صریح خلاف اور متضاد ہے یسوع کو ملزم قرار دیتا ہے۔ اور پھر صلیب کی لعنت ان تمام امور کو اور بھی قوی کر دیتی ہے۔ غرض جہان تک انجیل پر تدبر سے نظر کیجاوے۔ اسیقدر امور یسوع کے نمونہ ہونے کے خلاف نظر آتے ہین کہ ان پر اگر تفصیلی بحث کیجاوے تو ایک انجیل مقدس طیار ہو جاوے۔ اس ریویو مین ہم کو صرف اجمالی نظر کرنا مقصود ہے اس لئے اسیقدر بس ہے اس مضمون پر ہمارے سید و مولا امام نے (خدا کی برکات اور نصرتین اسپر ہون) ریویو آف ریلیجنز نام ماہواری رسالہ مین عصمت انبیاء کے مضمون پر بحث کرتے ہوئے فیصلہ کن مضمون لکھا ہے جو غالباً مئی یا جون میں شایع ہوگا۔

امر سوم کے متعلق ہمکو زیادہ بحث کی ضرورت باقی نہین رہی۔ کیونکہ اس امر دوم ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یسوع کے یہ افعال اس کو خدائی کا درجہ تو درکنار کوئی عظیم الشان انسان ہونے کا مرتبہ بھی نہین دیتے

(باقی ساتوین نمبر مین)

قرآن کریم کی ابتدا

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ جلد ۶

میرے دوستو! دنیا کی اندھیری گھڑیون مین (جو نامرادی اور ناکامی کی تاریکی سے پیدا ہوتی ہین) قرآن کریم کو اپنا نور بنانیوالا کبھی بھی اس تلخی اور ناکامی سے گھبرا نہین سکتا جو الحمد للہ کہنے مین ریاکار نہین ہے اس کو اپنا سچا وظیفہ بنانیوالا کبھی مخذول نہین ہو سکتا اور دنیا کی ناکامی اس پر فتح حاصل نہین کر سکتی۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی دنیوی مصائب اور مشکلات کا ہدف ہو سکتا ہے! گیارہ بچون کا مرنا۔ اور پیارے چچا امیر حمزہ کے ناک کان کاٹے گئے اور قسم قسم کی تکالیف اس فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئین مگر تم دیکھو کہ ہر گھڑی اس کے مُنہ سے بجز الحمد للہ کے اور کچھ نہین نکلا اور یہ الحمد للہ بھی روح اور راستی سے نہ لاف و گزاف کے طور پر مین دعوی سے کہتا ہون کہ دنیا ایسے عظیم الشان عارف کی نظیر سے بالکل خالی ہے۔

جب قاری اور حفاظ ذبح کئے گئے اس وقت بھی الحمد للہ کہا۔ جب مکہ سے نکالے گئے اسوقت بھی الحمد للہ کہا پھر تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہلا کر مصائب اور مشکلات مین کیون کر گھبرا سکتے ہو؟ جبکہ آپکا **اسوہ حسنہ** ایسے رنگ مین موجود ہے۔

میرے دوستو! مین سچے دل سے کہتا ہون اور اس نازک مقام پر کھڑے ہو کر کہتا ہون کہ یہ تعلیم ایک یا قوتی ہے

جو مومن کے دل کو اطمینان اور سکینت سے ایسا قوی بنا دیتی ہے کہ کوئی تکلیف اور ناکامی اس کے ایمان میں ذرا بھی تزلزل ڈال نہیں سکتی ٭

میں یہ بھی کہتا ہوں کہ جو تعلیم الحمد للہ میں دی گئی ہے اس کی نظیر کسی دوسری کتاب میں ہرگز ہرگز نہ ملیگی۔ دنیا کی ساری کتابیں اس سے عاری اور تہیدست ہیں اگر خطبہ اجازت دیتا تو میں مختلف کتابوں کی ابتدا تمہیں سناتا مگر تم خود ان کتابوں کو لیکر پڑھو اور مقابلہ کرو کہ وہ کس تعلیم اور حملے سے شروع ہوتی ہیں اور قرآن کریم کی ابتدا تو میں تمہیں سنا چکا ہوں پھر تمہیں خود بخود معلوم ہو جاویگا کہ قرآن کریم کیسی کتاب ہے پھر ایک اور بات میرے دل میں آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ الحمد للہ تم سمجھ سکتے ہو تمام کامیابیوں کی انتہا اور تمام مقاصد اور مطالب کے ملجانیکا آخری نظارہ ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ دل کیسا یقین اور معرفت کے نور سے لبریز تھا اور وہ آنکھ کیسی دوربین تھی جس نے ان تمام کامیابیوں کو مصائب اور مشکلات کی گھڑیوں میں معاینہ کرلیا اور جوش مسرت سے الحمد للہ کہنے پر دیکھنے والے کو مجبور کردیا۔ یہ ایک نازک مسئلہ ہے اس سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمانی قوت اور عرفانی طاقت اور نظر کا پتہ لگتا ہے کہ آپ کو اپنی کامیابیوں اور خدا تعالےٰ کے وعدوں پر اور اپنے انجام پر شرح صدر کے ساتھ ایمان تھا کہ وہ واقعات جو ایک زمانہ دراز کے بعد آنے والے تھے وہ پہلے ہی آپنے دیکھ لئے پھر ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ الحمد للہ کہنے والا کس قسم کا آدمی ہونا چاہیئے اگر کوئی شخص تمام بدصفات کا جامع ہو کر کسی ممدوح کی تعریف کرے تو یقیناً سننے والے اس ممدوح سے بیزار ہو جائینگے

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابن مریم کو خدا کا بیٹا بنایا گیا اور ظلم و زور کی راہ سے اس کو باوجودیکہ وہ خون حیض کھا کر پلا تھا خدائے ذوالجلال کے عرش پر بٹھایا گیا اور پھر اس کو ملعون قرار دیکر ہاویہ میں رکھا۔ اب ایک قوم نے تو یہ تمجید اور تحمید رب العرش کی کی۔

ایک اور قوم اٹھی اس نے خدائی صفات کو بتوں اور پتھروں کے حوالے کیا اور قابل شرم مقامات کی عبادت اور پرستش شروع کردی اور قدوس

وسبوح خدا کو ذلیل مظاہر میں حلول کرنیوالا ٹھیرایا یہانتک کہ خنزیر اور مگرمچھ کے قالب میں آنیوالا مانا۔

ایک اور قوم نے جو ایران میں رہتی تھی اہرمن کو قادر مطلق خدا ٹھیرایا غرض اس قسم کی ناپاکی اور گندگی کے پھیل جانے پر محمد صلعم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پکار کر کہا کہ

الحمد للہ

اب الحمد للہ کہنے والا چاہتا تھا کہ خدا ہی کی حمد ہو اور ان تمام صفات کو جو اللہ تعالےٰ کے لئے مختص ہیں اور نا اہلوں اور مشرکوں نے اپنی جہالت کے باعث وہ کمزور اور ناتوان مخلوق کو دی رکھی ہیں پھر انسے چھین کر خدا تعالیٰ کے جلال کو ظاہر کرے۔

اس کی اصل غرض یہی تھی کہ اللہ تعالےٰ ہی کی حمد ہو

اب کسقدر ضروری تھا کہ جس کی غرض و غایت اور اصل مقصود یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ ہی کی حمد ہو وہ **احمد و محمود** ہو

غور کرو کہ جو خدا کی حمد کرنا چاہتا ہے جب تک وہ خود احمد اور محمود نہووے پہلے خود تعریف رکیا گیا نہووے تو لوگوں کو رشک کیونکر آوے یہ میران بخش پاگل اگر کسی کی تعریف کرے تو بتاؤ تم اس میں کسقدر دلچسپی لے سکتے ہو پاگل کی بڑ کہکر اس کو ٹالدوگے۔ تو اس سے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسقدر عظمت اور شوکت معلوم ہوتی ہے ایسی پرظلمت زمانہ میں جبکہ مردہ پرست نصرانیت اور بت پرستی ایکطرف تھی۔ ایک شخص بولا کہ ساری حمد خدا ہی کے لئے ہے جو ساری صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقایص سے منزہ ہے اور اسی کی طرف بلاتا ہوں پھر وہ کیونکر محمد صلعم و احمد نہوتا یہی وجہ تھی کہ خدا تعالےٰ نے آپکا نام محمد صلعم رکھا۔ اور اسی تحریک سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ وحی ہوئی

وَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا

(باقی آئندہ)

صلیب ٹوٹی کہ ٹوٹی

وزیرآباد میں عیسائیوں کا مذہبی سالانہ جلسہ دو ہفتے تک رہا نوجوان (کالی چمڑی) عیسائی اور چند یورپین پادر وغیرہ بھی تھے پہلے پہل تو عیسائی نوجوان بازاروں میں ڈھولکیاں بجاتے اور مذہبی گیت گاتے گاتے منادی اور مناظرہ بھی شروع کردیتے تھے پھر جب ہم لوگوں نے دیکھا کہ یہ لوگ سیدھے سادے مسلمانوں کو دبانے اور شوخیاں کرنے لگے ہیں تو پھر رہا نہ گیا اور وہ لوگ ہمارے ایک ہی مقابلہ میں بمصداق "جاء الحق وزہق الباطل" ایسے بھاگے کہ پھر آخیر جلسے تک منادی اور مناظرہ تو کجا گانا بجانا بھی بھول گئے بلکہ سمجھداروں کو ہماری ایسی محبت ہوگئی کہ وہ دن دن بھر ہماری صحبت میں رہتے اور اسلام کی صداقت کو دل لگاکر سنتے الحکم کے کئے پرچے معہ رسالہ دعوت الحق بھی (جو میں نے بھائی شیخ محمد جان صاحب سے لیا تھا) مجھسے لے گئے جس کا مجھے افسوس بھی ہے اور خوشی بھی افسوس اس لئے کہ وہ نادر اور پُر از رموز مضامین پھر مجھے ہاتھ نہ آئینگے اور خوشی اس لئے کہ چند نوجوان عیسائیوں میں تبلیغ تو ہوگئی سوائے چند اعتراضات کفارہ اور تثلیث کے میرے ایک اعتراض (اناجیل اختلاف) پر (جو ذیل میں درج ہے) بہتوں کے کان کھڑے ہو گئے ٭

(ایسی گواہوں کی شہادت پر مجرم ہرگز مصلوب نہیں ہو سکتا)

متی باب ۲۸ سبت کے بعد جب ہفتے کے پہلے دن پو پھٹنے لگی مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں اور دیکھو بڑا بھونچال آیا تھا کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اترکے آیا اور اس پتھر کو قبر کو ڈھلکاکے اسپر بیٹھ گیا الخ اور اس کے ڈر سے نگہبان کانپ اٹھے۔ ۱۰

مرقس باب ۱۶ جب سبت کا دن گذر گیا مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم اور

سلومے نے خوشبودار چیزین مول لین تاکہ ان کو اسپر ملین اور ہفتے کے پہلے دن بہت سویرے سورج نکلتے پر قبر پر آئین الخ جب انہون نے نگاہ کی تو اس پتھر کو ڈہلکا ہوا دیکہا اور قبر مین جاکر انہون نے ایک جوان کو سفید پوشاک پہنے دہنی طرف بیٹھے ہوئے دیکہا

لوقا اور وہ (جلیلی عورتین) اتوار کے دن بڑے تڑکے ان خوشبویون کو جو تیار کی تہین لیکر قبر پر آئین اوران کے ساتہہ کئی اور بہی تہین اور انہون نے پتھر کو قبر پر سے ڈہلکایا ہوا پایا اور اندر جاکے خداوند یسوع کی لاش نہ پائی اور ایسا ہوا کہ جب وہ اس بات سے حیران تہین دیکہو دو شخص چمکتی پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے ‡

یوحنا ہفتے کے پہلے دن مریم مگدلینی تڑکے ایسا ہوا کہ ہنوز اندھیرا تہا قبر پر آئی اور پتہر کو قبر پر سے ڈھلکا ہوا دیکہا تب وہ شمعون پطرس اور دوسرے شاگرد پاس جسے یسوع پیار کرتا تہا دوڑی آئی ‡

دیکئے متی تو دو عورتین اور مرقس تین لوقا بے تعداد اور یوحنا صرف ایک عورت کا قبر پر جانا بیان کرتا ہے۔ متی۔ عورتون کے روبرو ایک فرشتہ آسمان سے اُترا اور پتھر کو قبر سے ڈہلکاکر اسپر بیٹھہ گیا مرقس تین عورتون نے پہلے ہی سے پتھر کو ڈہلکا ہوا اور ایک فرشتہ قبر مین دیکہا لوقا مین پتھر پہلے ہی سے ڈہلکا ہوا اور دو فرشتے قبر مین۔ یوحنا صرف ایک عورت اور پتھر ڈہلکا ہوا اور فرشتہ ندارد بیان کیا ہے۔ متی کے سوا کسی نے پہرہ دارون کا ذکر نہین کیا۔ مرقس کے سوا سب نے اندھیرا لکھا ہے یوحنا کے سوا کسی اور نے پطرس اور دوسرے شاگرد کا دن نکلنے سے پہلے قبر پر جانا بیان نہین کیا متی کے سوا کسی نے بہونچال کا ذکر نہین کیا یہودیونکی شہادت اور پہرہ والون کا بیان کہ اس کے شاگرد قبر مین سے نکال کرلیگئے۔ یہ سب باتین اگر ملاکر پڑھی جاوین اور پہر یسوع مسیح کا چالیس دن تک حواریون کے ساتہہ زندہ رہنا اور زخم دکہانا اور کہانا پینا پند و نصائح کرنا مانا جاوے تو کیا پھر بھی کفارہ اور مصلوبیت کے فلاسفی ہمارے حق مین نہین ہو سکتی۔ اور کیا پھر بھی یہ موجودہ اناجیل الہامی اور روح القدس کی مدد سے لکھی ہوئی ماننے کے قابل ہو سکتی ہین۔ شرم! شرم! شرم!

(نامہ نگار از وزیر آباد)

حکیم الامت کے خطوط

السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

دنیا مین مرزا جی ایک طوبیٰ کا درخت ہے اور بحمد للہ یہ خاکسار نوردین اسکی ایک شاخ۔ اور میرا پیارا بھی بحمد للہ اس شاخ مین پھنسا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ابھی وہ زمین پر گرا نہین اور خدا کرے کہ نہ گرے۔ میرزا جی کا کام کیا ہے صرف قرآن کریم سنانا۔ اگر اس کے قرآن سے کسیکا دل صاف نہو تو وہ پھر قرآن ہی سنائیگا یہان تک کہ وہ قرآن کا اثر پا جاوے میرے پیارے۔ تو یاد کر اپنے لڑکپن اور بچپن کو کیا تیرا سچا۔ اور مخلص دوست بدعقیدہ۔ بدچلن۔ نافہم۔ یا کمزور ہے کیا تو نے کوئی بدنمونہ اس مین پایا کہ تو اس سے الگ رہنا چاہتا ہے۔ یاد رکھ تیری دعائین تیرے حق مین تیرے خاندان کے حق مین تیرا ناہونین کبھی مؤثر ہوئین۔ مجہہ پر بڑا ہی سخت افسوس گزرا ہے کہ تجھے میرزا جی کے متعلق ابتک توہمات ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو نے اپنے دوست۔ اور دلی دوست نورالدین کو بھی نہین پہچانا۔ کیا تیرے لئے یہ کافی نہتا کہ نورالدین میرزا جی کا مرید ہے اور بس

اصل یہ ہے کہ تو دنیا پرست ہے اور اپنی نافہمی کا گرفتار۔ خبردار ہو جا اور یہان چلا آ۔ کہان تیری عقل اور مرزا جی پر توہمات تو یہ کرلے اور بوا پسی ڈاک قادیان پہونچ جا۔ والا مین تو افسوس کرونگا۔ مگر تجھے افسوس کے ساتہہ ملامت اُٹھانی ہوگی ‡

(نورالدین)

دوسرا خط

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

تم مجھے بے ریب عزیز تھے اور ہو مین نے تم سے محبت کی اور بہت کی۔ مین نے تمہارے لئے دعائین کین اور اکثر قبول ہوئین الحمدللہ۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ یقین ہے کہ قیامت مین بھی انکی قبولیت ظاہر ہوگی

میری محبت ایسے وقت سے شروع ہوئی جب مجھہ مین شعور و تمیز کا مادہ نہ تہا اور وہ میری علم و شعور کے ساتہہ ساتہہ بڑھتی رہی میرا تمہارا بچپن تہا مگر اللہ تعالےٰ کا محض فضل اور اس کی خاص رحمت تھی اور تعجب انگیز کرم تہا کہ میرے اور تمہارے درمیان باین جوش محبت اور شدت پیار کے بچپن سے کوئی ایسی حرکت واقع نہ ہوئی جسکو تم یا مین یا ہمارے پرانے دوست حقارت کی نگاہ سے دیکہین۔ تم خوب یاد کرو۔ کوئی لفظ کوئی حرکت۔ کوئی ناشائستہ ارادہ۔ اور نالائق خواہش میری تمپر کبھی بھی ظاہر ہوئی۔ یہ اللہ تعالےٰ کی نعمتین ہین جو ابتداء سے میرے شامل حال ہین مین ذکر کرونگا۔ کیونکہ یہ نعمت کا بیان ہے۔ مین نے جب دعا کی اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے لئے۔ اور تعجب آتا ہے کہ کس طرح اللہ کریم میرا ساتہہ تہا کہ مجھکو ہمیشہ محفوظ رکہا بچپن مین انسان کیا نہین کر گذرتا۔ پھر مین نے ہمیشہ ترقی کی یہان تک کہ حضرت امام صادق کی بیعت نصیب ہوئی اور تم میرا مقدم مرید ہوئے اب مجھے امید ہوگئی کہ الہ دین جو میرا پیارا دوست ہے۔ میرا بہائی ہو گیا اب انشاء اللہ تعالےٰ ترقی کریگا لاکن تم نے ٹہوکر کہائی اور قادیان کا آنا تو ترک کر دیا تہا۔ مگر جو چندہ بغرض خدمت وعدہ کیا تھا اس سے بھی بخل کیا۔ افسوس۔ افسوس۔ افسوس۔ کیا تمپر یہ فضل کچھہ کم تہا کہ میرا کوئی دنیوی احسان تمپر نہین ہوا۔ مین نے اب تک تم سے ایک

کوڑی کا سلوک نکیا - باایکہ مجہ مین دولت کے لحاظ سے بڑی وسعت تھی تم اس بھید کو نہین سمجہا اسمین بھی حکمت تہی - اور ہے اگر سوچو والا ہم بتا دینگے -

حال جس خرچ کا تم کو ڈر تہا شاید اتنا خرچ مشکلات مین ہو جاوے - اللہ رحم کرے - اللہ دین مین راستباز ہون - اور میرا امام بے ریب بالکل راستباز ہے - ہم دنیا پرست نہین - دنیا کے طالب نہین - دنیا کے لئے ہم کوشش نہین کرتے - راستبازی پہیلانے کی کوشش کرتے ہین - اسواسطے کامیاب ہین اور رہینگے آہ کوئی سمجہے اور تم سمجہو -

اب میری صلاح یہ ہے کہ تم سچی توبہ کرلو - کہانے پینے - لباس - خوراک - گہر کے اسباب مین - ایسی تدبیر کرو جسمین مال حرام کا کوئی حصہ نرہے اور استغفار و دعا اپنا شعار بنالو - اور متواتر بحضور حضرت امام خطوط لکہو مگر براہِ راست ہون - میرے ذریعہ سے نہون -

مین دعا کرونگا - مگر تم نے مجہے بہت ناراض کردیا ہوا ہے مین نے ایک خط مین صاف لکہہ دیا تہا مدت ہوئی کہ تم ضرور یہان آجاؤ مگر کون سنتا ہے اللہ تعالےٰ تمپر فضل کریگا اور تمہاری مدد کریگا اور میری سنیگا جب مین کرونگا - غور کرو - ہمارا کنبہ کسطرح محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے پلتا ہے کیا ہم کسی سے روپیہ لیتے ہین - نہیں - مرزا جی کے مریدوں مین منشی الہ داد وہان موجود ہے اور حکیم فضلدین بھیرہ مین کسی سے پوچہو - کیا مین یہان میرزا جی کے مریدون سے کچہ لیتا ہون نہین نہیں نہین اور ہرگز نہین - کیا محمد یوسف تمہاری طرح خوبصورت ہے - اسکی مان محمد یوسف کے سر پر ہاتہ رکہکر یہ دعا پڑہ دے اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ سات بار - ای اللہ اس کو قرآن سکہا اور دین کا سمجہدار بنا -

منشی الہ داد کو السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ پہونچا دینا -

نورالدین از قادیان ۱۲ مارچ ۱۹۰۲ء

بیعت

عمردین دیب گران ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ یا مانسہرہ ڈاکخانہ بگہ
اسیر " "
تیمر " "
رحمت نور بنت شرف الدین موضع دیب گران
زوجہ غلام محمد "
مسماۃ کرم نور بنت غلام محمد "
مسماۃ نسو بنت مطیع علی "
مسماۃ بالو بنت غلام اعوان "
مسماۃ فضل نور بنت حبیب اعوان "
مسماۃ قاسم نور بنت عبداللہ اعوان "
مسماۃ کرم نور بنت احمد نور "
مسماۃ خانی بنت صوفی اعوان "
مسماۃ وہاب نور بنت حبیب اعوان "
مسماۃ رحمت بی بی بنت مطیع علی "
فتح محمد سجی کوٹ ہزارہ ایبٹ آباد
فضل " " "
امیل محمد " " "
مسماۃ وہاب جی بنت نیاز محمد " "
سید محمد " "
محمد ولد خیر محمد " "
محمد ولد فضل " "
حبیب نور بنت فقیر محمد " "
مسماۃ گامی زوجہ فتح محمد " "
مسماۃ خانجا " "
حکیم امام الدین صاحب کہیوا سیالکوٹ پسرور
شیخ محمد جعفر صاحب " " "
چودہری مہرداد صاحب " " "
چودھری نبی بخش صاحب " " "
میان عمرالدین نجار " " "
میان الہ دتا صاحب نجار " " "
میان ارڑا حجام " " "
میان خدابخش گزربردار " " "
اہلیہ منشی الہ دتا صاحب سیالکوٹ محلہ نوال
عبدالمجید خان " "
عبدالحمید خان " "
مستری عزیزالدین ملازم محکمہ پبلک ورکس ادہم پور سڑک جدید مقام شیدہ ڈاکخانہ دلنسال
شیخ ناصر بمعہ سارجنٹ پولیس لدیانہ
جناب سید فرزند علی شاہ صاحب سجادہ نشین غوث پور
نعمت اللہ کوٹلہ مالیر
عبداللہ صاحب خانپوری "
سنتا نومسلم موہن مزرعہ ضلع انبالہ
ملک الہ دتا بستی رائیمن ملتان
زوجہ غلام حسین صاحب صدیقی سیالکوٹ
زوجہ مستری نورالدین "
نبی بخش صاحب نجار
جلال الدین لاہکی لاہور
عمرالدین سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب
خان بخش معمار پٹیالہ
قاسم علی کرنال قلندر دروازہ
سید ولایت شاہ صاحب میران پنڈی سیالکوٹ
حسین شاہ صاحب " "
چودھری محمد علی صاحب گجرات
صاحب محمد دین صاحب جموں جوگی دروازہ
متصل مسجد عبدالغنی خالصاحب
علی محمد خالصاحب بہٹالوالا گورداسپورہ بہرام پورہ
مصاحب صاحب چک لوہٹ لدیانہ
عبدالرحمن صاحب " "
عیسیٰ صاحب " "
مولا بخش صاحب " "
بدرالدین صاحب " "
خان محمد صاحب " "
عبدالرحمن صاحب " "
علیا صاحب " "
غلام نبی صاحب " "
الہی بخش ولد صوبہ " "
نور محمد ولد کریم بخش " "
الہی بخش ولد محمد " "
نور محمد ولد الہی بخش " "
اسمعیل صاحب " "
عبدالصمد صاحب " "
سلیمان صاحب " "
عبداللہ صاحب " "
بوٹا صاحب " "
گامون صاحب " "
نور محمد صاحب " "
ابراہیم صاحب " "
لکہا ولد نغرد " "
لکہا ولد محرم " "
علی احمد " "

طاعون

یہ برباد کنندہ بنی آدم بعد از مدت ہند میں پھیلا ہے ابتک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور بطور علاج حفظ ماتقدم کچھ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہیں پاتا چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے اکثر حصہ میں جہاں یہ ظاہر ہوا تصدیق ہو گئی ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے علیحدہ کتاب آٹھ آنے کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے قیمت فی شیشی ۸ درجن شیشی ۸

شفایاب مریضوں کے چند سارٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی دوا و اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضوں مبتلایان طاعون کو دی انہیں سے دو مریض جو فوراً مبتلائے طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی دس منٹ کے بعد ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے پیتے ہی پیاس کی شدت کم ہو گئی اور بخار میں بھی افاقہ ہو گیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریض کا بخار اترتا نہیں مگر خدا کے فضل سے اور آپکی تدبیر سے اس دوا کے دینے سے چار شخصوں کو فائدہ ہوا طبیعت اس دوائی سے عجیب مسرور ہوتی ہے دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے دوائی آپکی ہے یا نقش اسم اعظم ہے کہ جسکے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے کرے تعریف کس منہ سے دوا کی احمد کمتر مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

دیدۂ عبرت کشا قہر قہاری یہ بین

جناب محمد یوسف صاحب کلی بمبئی (از جرجہ ٹی) آپ کے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا ہے اور بہت سی جانیں بچائیں اکثر احباب اس کی تعریف کرتے ہیں۔

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب از بورنگ پیٹھ آپکی دوا میں خدا کے فضل و کرم سے بیشک فائدہ ہے میں نے ایک بیمار کی حالت دردسر اور ہذیان میں یہ دوا دی دو شیشی سے فائدہ ہوا میرے پاس اور دوا نہیں ایک درجن بوتل عرق طاعون ارسال فرماویں جو مفید اور زود اثر دوا ہے۔

جناب محمد حیات بادشاہ چندہ پیٹ اسکاٹ میری ہمشیرہ بیماری طاعون سے صحت پائی ہے، صرف پاؤں پر ورم باقی ہے اسکا کوئی علاج ارسال کریں۔

جناب ابراہیم بوڑرنگ پیٹھ ۲۵ عدد شیشی عرق طاعون ارسال کریں آپکی دوائی سے بہت فائدہ ہوا

جناب عبد الحمید معرفت عبد القیوم صاحب ہیڈ اکونٹنٹ آف دی سیٹی میونسپلٹی بنگلور میری گردن پر ایک بار گرنمودار ہے اس کیواسطے دوا ارسال فرماویں

سرکار جلالت آثار نواب آقا محمد خانصاحب بہادر کاظمین علاقہ ہند بدست سید علی منشی نیو ایجنٹ آپکی ایجاد دوائی طاعون مفید ہو

جناب محی الدین خانصاحب احمد سیٹھ جنرل بہادر میسور آپ کی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے، چند شیشیاں ارسال فرماویں

جناب حکیم محمد یوسف ٹمکوری ریاست میسور مقام سرا آپ کی دوائی طاعون کی شہرت یہاں بکثرت ہو رہی ہے

جناب سید محمد پنشنر رام باغ گاڑی خانہ کراچی آپکا ایجاد کردہ عرق طاعون دو مریضوں کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید ہے کہ جناب دو تین ارسال فرما دینگے۔

شامت اعمال ما صورت طاعون گرفت

جناب سیدی عبد الرحمن خلف سیدی حسین خلعدار از جزیرہ حبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی آپ کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے فوراً اکسیر کا کام کیا ہے

جناب سیٹھ آنے ویرو دسہ بہاری آف کنٹراکٹر کیماڑی شہر کراچی آپنے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑوں مریض شفا پا چکے ہیں اور پاتے جاتے ہیں سو مہربانی فرماکر بدین کارڈ بنا کچھ دوا ارسال کریں

جناب صوبہ دار صاحب حسن خانصاحب پنشنر رام باغ گاڑی احاطہ کراچی۔ آپکا عرق طاعون دو تین مریضوں کو دیا گیا بحکم خدا اچھے ہوئے

جناب عبد الرزاق شاہ ولد نعمت شاہ نقشبندی محل ناریل باڑی داؤد حسن شاہ بمبئی عرض یہ ہے کہ آپ کی ارسال شدہ دوائی سے بمبئی میں لوگوں کو بڑا فائدہ ہوا میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جسوقت مریضوں کو دوائی پلائی فوراً ہوش آگیا

جناب منشی قلندر حسین صاحب ہوش آر۔ کے اینڈ۔ ایم۔ او کیمپ ہوش کوٹہ ضلع بنگلور آپکے عرق طاعون نے بہت مریضوں کو فائدہ دیا۔ دو شیشی مہربانی فرماکر اور ارسال کریں

ہماری خاص ساخت (ہوم میڈ) گھڑیاں

گارنٹی بارہ سال قیمت ۔۔ روپیہ اوپن فیس کیس نیوزکل سلور

ریلوے ریگولیٹر گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت آٹھ روپیہ اوپن فیس کیس۔ باریزنیل نکل سلور کیس

کلائی پر باندھنے کی گھڑی

قیمت آٹھ روپیہ اصل چاندی گارنٹی چار سال اوپن فیس کیس سلند معہ چمڑہ کلائی

ملنے کا پتہ

کشن چند سدا نند کمپنی سوداگران گھڑی و کلاک انارکلی لاہور

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

حضرت [illegible] مرزا صاحب اور ان کے اصحاب کی مختلف قسم کی تصویریں فل سائز [illegible] طلب کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم - ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (انا اوی القریہ) نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نور دکہلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا آتش سوزاں سے جلایا ہم نے

الحکم

دارالامان قادیان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱۵	۲۴-اپریل سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۴-محرم الحرام سنہ ۱۳۲۰ یوم پنجشنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

قواعد وضوابط الحکم

بعض احباب الحکم کے متعلق قواعد وضوابط پوچھتے ہین یا خریداری کی درخواست کرتے ہین لیکن جب مطبع کے قواعد کے موافق قیمت طلب پیکٹ بھیجا جاتا ہے تو واپس کر دیتے ہین اسلیے ضروری ہے کہ ان قواعد اور ضوابط کا عام اعلان کر دیا جاوے جنکا مطبع کار بند ہے اور جنکے موافق خریداران کو عمل کرنا چاہیئے +

اول - اخبار عموماً ۲۴ صفحہ پر شائع ہوتا ہے اور مہینے مین چار بار دسمبر کے آخری ہفتہ مین عام تعطیل کیجاتی ہے -

دوم - نمونہ کے لیے ہمیشہ ۲ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے - ورنہ عدم رسی نمونہ پر شکایت کرنا مناسب نہین ہے -

سوم - ہر جدید خریدار کو قیمت درخواست کے ہمراہ ارسال کرنی لازمی ہے یا پہلا پرچہ قیمت طلب منگوا لے +

چہارم - قیمت کے پیشگی لیے جانے کا دستور ہے - اور مطبع مجاز ہے کہ جب چاہے بذریعہ قیمت طلب پیکٹ کے قیمت وصول کرے کسی جدید اطلاع کے دینے کی لازماً ضرورت نہین ہے

پنجم - جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے ورنہ عدم رسی جواب کی شکایت معاف -

ششم - بیرنگ خطوط ہرگز نہ لیے جاوینگے بجز خاص صورتون کے یعنے فرستندہ نے ٹکٹ لگایا ہوا اور بوجہ وزنی ہونے کے بیرنگ ہو گیا ہو - یا کوئی کارخانہ کا خوش معاملہ قدیم معاون ہو -

ہفتم - قیمت عوام سے ۵ روپیہ سالانہ اور خواص اور معاونین سے ۱۰ روپیہ سالانہ - ہندوستان سے باہر چھ روپیہ سالانہ محصولڈاک اس مین شامل ہے -

ہشتم - ۵ روپیہ قیمت دینے والے ایک خریدار کے نام سے ۱۲ سالانہ قیمت پر

الانوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی ایڈیٹر مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

اگر جاری کرا سکتے ہیں جو پہلے خریدار نہ ہو اور حقیقت میں صد مہ قیمت دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔

اور ہشتم۔ سالانہ قیمت دینے والے ہے شرح سے اخبار جاری کرانے کے علاوہ اس سے بھی کم قیمت پر ایک اخبار کسی مستحق شوقین کم استطاعت کے نام جاری کرانے کے مجاز ہیں +

قیمت ہر حال میں پیشگی وصول ہونی چاہیے جو صاحب مطبع کی مرضی کے موافق عند الطلب قیمت دینے کے لیے تیار نہ ہوں وہ براہ کرم ہرگز درخواست نہ بھیجیں +

نہم۔ تاریخ اشاعت اخبار سے ایک ہفتہ کے اندر اگر کسی کو اخبار نہ پہونچے تو اطلاع ملنے پر مطبع بلا قیمت دوسرا اخبار بھیج دیگا اور ایک ہفتہ کے بعد اطلاع دینے والے پر ۲ آنہ قیمت لیجاوے گی۔

دہم۔ تبدیلی مقام کی اطلاع دینا لازمی ہوگا ورنہ عدم رسی اخبار کی شکایت قابل سماعت نہیں۔ اخبار کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت میں چٹ کا نمبر ضرور دینا چاہیئے +

الحکم میں اشتہارات کے قواعد اور نرخ

۱۔ الحکم کی تعداد اشاعت الحکم ساڑھے پانچسو ہفتہ وار طبع ہوتا ہے اور پانچسو بذریعہ ڈاک ہندوستان۔ برما۔ اور پنجاب کے حصص میں جاتا ہے اور برٹش افریقہ میں بھی

۲۔ الحکم میں اشتہارات کا شایع کرنا ایڈیٹر اور پروپرائیٹر کی ذاتی رائے پر منحصر ہے۔

۳۔ کوئی اشتہار کسی قدر اجرت پر بھی الحکم میں شایع نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکا مسودہ ایڈیٹر دیکھ کر اندراج کے لیے اسکو منظور نہ کرے جن فقرات یا الفاظ کو وہ قلمزن کرنا مشتہر پابند ہوگا کہ انکو اپنے اشتہار سے نکالدے۔ یا ایڈیٹر کی حسب مرضی ترمیم کرے۔ بدوں اسکے اشتہار چھپ نہیں سکیگا۔

۴۔ مشتہر کو ایڈیٹر کیساتھ تحریری معاہدہ کرنا پڑیگا کہ اگر اسکے اخبار پڑھنے والوں میں سے کسی کی شکایت مشتہر کی اشیاء کے متعلق اس قسم کی آئی کہ وہ اشتہار کے موافق نہیں ہے تو بلا عذر اسکو ایسے شکایت کرنیوالے کو قیمت واپس دینی ہوگی اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو ایڈیٹر کو حق ہوگا کہ اسکا اشتہار فی الفور بند کردے۔

۵۔ مشتہر کو اخبار بلا قیمت ہرگز نہیں ملیگا۔

۶۔ اشتہار ہمیشہ ضمیمہ کے طور پر شایع ہوگا

۷۔ اجرت اشتہارات کی ہمیشہ پیشگی لیجاوے گی اس عرصہ کیلئے جسکا معاہدہ کیا جاویگا۔

۸۔ کوئی اشتہار تین مہینے سے کم عرصہ کے لیے نہ لیا جاویگا۔ اور مہینے میں ایک بار سے زیادہ بدلا نہ جاویگا۔

۹۔ اگر اشتہار کسی خاص طرز کا لکھوا کر شایع کرنا مشتہر کا مقصود ہو تو کاپی خود کرا کر بھیجے ورنہ مطبع اپنی طرز کا معمولی اشتہار لکھوا لیگا۔

۱۰۔ اجرت ختم ہونے پر بلا اطلاع اشتہار بند کر دیا جاویگا۔

۱۱۔ اگر ایڈیٹر اور مالک کسی مشتہر سے بعض وجوہات پر کوئی خاص رعایت کرے تو دوسرے مشتہر کا حق نہیں ہے کہ اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایڈیٹر کو مجبور کرے۔

۱۲۔ جب تک دوسرا نرخنامہ شایع نہ ہو الحکم میں اجرت اشتہارات کی شرح حسب ذیل ہوگی۔

اندازہ جگہ	ایکسال	چھ ماہ	تین ماہ
پورا صفحہ	اللعہ	صعہ	للعہ
نصف صفحہ	صعہ	للعہ	صعہ
ایک کالم	صہ	سہ	عسہ

۱۳۔ ایک کالم سے کم کے اشتہار ۳ فی سطر کے حساب سے ایک مہینے تک اور اسکے بعد ۲ آنہ فی سطر کے حساب سے۔

۱۴۔ حاشیہ طول کی پوری سطر کیلئے سالانہ عہ اور حاشیہ عرض کی پوری سطر کے لیے سالانہ عہ لیے جاوینگے +

۱۵۔ اجرت کی کمی بیشی کیلئے ہرگز ہرگز کوئی خط و کتابت نہ کی جاوے

رعایت۔ جو شخص الحکم کے پورے دو صفحہ اشتہار کے لیے لیگا۔ اس سے بجائے اللعہ کے للعہ لیے جاوینگے۔

۱۶۔ اگر کوئی صاحب الحکم میں اشتہار دینے کے خواہشمند ہوں تو انکا پہلا فرض ہے کہ وہ الحکم کی شرائط اشتہار کو غور سے پڑھ لیں اور پھر اشتہار دینے کا ارادہ کریں۔

۱۷۔ ہر قسم کی خط و کتابت اور ترسیل زر شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر الحکم کے نام ہونی چاہیئے +

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست اور اعلائے کلمۃ الحق میں شب و روز مصروف ہیں۔

یہ ہفتہ خدا تعالےٰ کے خاص برکات کا ہفتہ ہے کئی بشیر الہام ہوئے جو رسالہ دافع البلاء میں شایع ہوچکے ہیں +

یہ رسالہ طاعون کے متعلق ایک اشتہار ہے جو شایع ہوگیا ہے اور الحکم کی اسی ہی اشاعت میں بطور ضمیمہ ناظرین کو ملیگا۔

۲۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ خدا کے فضل سے خوش و خرم ہیں اور خدمت دین میں از بس مصروف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کا بہت بڑا بوجھ مولوی صاحب نے محض خدا کے لیے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۳۔ حضرت حکیم الامت بھی اللہ تعالےٰ کا احسان ہے اپنے فیض سے جسمانی اور روحانی مریضوں کو بہرہ ور فرما رہے ہیں۔ قرآن کریم کا درس حسب معمول ہر روز ہوتا ہے اور بیماروں کے علاج کے علاوہ مختلف سبق بھی پڑھاتے ہیں اور تفسیر بھی لکھ رہے ہیں۔

۴۔ اس ہفتہ دار الامان میں جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم اور انکے اثر سے متاثر ہوکر جناب چودھری محمد سلطان صاحب سابق میر منشی دولت خداداد

نام بسلسلہ بیعت میں درج ہیں + ۷۔ اشتہار طاعون کے متعلق چھپ کر شایع ہوگیا ہے رسالہ بعد میں شایع ہوگا +

ایک ضروری خط جو بحکم حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محبی چراغ الدین صاحب بعد السلام علیکم آنکہ آپکا اشتہار نمبر سوم علاج طاعون حضرت امام الزمان علیہ السلام من اللہ الرحمن جری اللہ فی حلل الانبیاء مہدی معہود و مسیح موعود کی خدمت مبارک مین سنایا گیا۔ حضرت اقدس نے چند مضامین مندرجہ اور نیز ان کی دعاوی مندرجہ بلا ثبوت کو بہت نا پسند فرمایا قطع نظر بے ثبوتی کے آپ نے آداب الرسول کا بھی بالکل پاس و لحاظ نکیا حالانکہ آپ پر فرض اور واجب تہا۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپنے ہمارے ان احباب قدیم اور مخلصین مہاجرین کے تمام حقوق تلف کئے جو قدیم سے فدائے اور جان نثار ہین اور جنکی نسبت براہین وغیرہ مین الہام موجود ہین حبیاک من اللہ علیک وعلی احبابک ایضاً محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار۔ ایضاً۔ اصحاب الصفۃ وما ادراک ما اصحاب الصفۃ وغیرہ وغیرہ ان تمام مخلصین ناصرین قدیم کے اخلاص و نصرت کو آپنے بالکل پامال کردیا ہے حالانکہ قرآن مجید مین جا بجا اللہ تعالیٰ سابقون اولون کو ہی فضیلت دیتا ہے۔ لہذا آپکو ان تمام گستاخیون اور بے ادبیون سے ایک توبہ نامہ شائع کرنا ضرور ہے اور حضرۃ اقدس کو آپ کی نسبت اسی اثنائے مین یہ الہام ذیل بھی ہوئے اوّل نَزَلَ بِہٖ جَبِیْزٌ اور دوسرا الہام اُذِیبَ مِنْ مُبَرِیْئًا یہ الہام بڑے منذر ہین لہذا ضرور بالضرور آپ ایک توبہ نامہ بھیجدیوین ایسا نہو کہ آپکے تمام اعمال حبط ہوجاوین دیکھو اللہ تعالیٰ آداب الرسول کی نسبت ارشاد فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم۔ یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون

بعض اغلاط مندرجہ سے آپکو متنبہ کیا جاتا ہے **اوّل** ۔ جو مضمون آپنے حاشیہ صفحہ ۲۴ مین لکھا ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانون کے درمیان صلح اور موافقت پیدا کرنیکے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مین واسطہ اور درمیانی مامور کیا گیا ہوں آخر تک یہ کل مضمون غلط ہے حق اور باطل مین کیسی صلح نور اور ظلمت مین کیسا اتفاق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وماذا بعد الحق الا الضلال یہ مضمون [illegible] کا مشعر ہے اس امر کو کہ عیسائی بھی [illegible] صادق ہوں حالانکہ [illegible] اسلام قبول کرنیکے [illegible] صلح نہیں ہوسکتی ولن ترضی عنک الیہود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتہم ہمارا فرض منصبی کسر الصلیب ہے [illegible] اور اسلام مین صلح کیونکر [illegible] انبیاء ومرسلین کی رسالت [illegible] کو آپنے ایک حالت مین محض دعوی قرار دیا ہے حتی کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کو بھی محض دعوی قرار دیا ہے یہ محض غلط بلکہ کفر ہے آنحضرت صلعم کی حقیقت رسالت پر ہزارون شواہد و براہین ہر آن اور ہر وقت مین موجود رہے مکذبین کے پاس کوئی دلیل و برہان نہیں ہے انکے لئے قل ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین انکو فرمایا گیا اس احمد کے غلام کے ساتھ تو صدہا نشان اور خوارق ابتدای بعثت سے ہر وقت مین موجود ہین چہ جائیکہ وہ خاتم النبیین صلعم۔

(۳) صفحہ ۱۲ مین آپنے نشان نمائی کا دعوے بڑے زور سے کیا ہے حالانکہ ابھی تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا فلم تقولون ما لا تفعلون۔ ایسے دعاوی بیجا سے تائب ہونا چاہئے (۴) صفحہ ۱۲ مین تعدد انبیاء بنی اسرائیل کو اپنے رسول اور نبی ہونے کے لئے دلیل گردانا ہے اس دلیل سے کسی کی رسالت اور نبوت کیا ثابت ہوسکتی ہے کلا وحاشا۔ اور پہر روبرو حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ایسی دعاوی کسقدر موجب گستاخی اور بے ادبی کے ہین خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ آپ کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ رسول الوالعزم بھی ہین حضرت اقدس کے جان نثار بیس بائیس سال سے بڑی بڑی تائیدین اور نصرتین کررہے ہین اور مواقع صعبہ اور ساعت عسرہ مین انکا اخلاص اور صدق ظاہر ہوچکا ہے اور آپنے چند ایام سے بیعت کی ہے اور آپکو صحبت اقدس سے بھی کچھ فیضیابی حاصل نہیں ہوئی پہر یہ تقدم اور سبقت آپ کو ابہی سے کیونکر حاصل ہوسکتا ہے بقول شخصے کے آمدی و کے پیر شدی۔ یہ جملہ خیالات آپ کے حدیث۔ النفس والقاءات شیطانی ہین ان سے توبہ کرنی چاہئے حضرت یوسف جو خاندانی نبی ہین باپ انکے رسول دادا انکے رسول کریم ابن الکریم ابن الکریم وہ فرماتے ہین وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء اور آپنے تو ابتک کوئی کام اولوالعزمی کا کسی قسم کی اولوالعزمی کا ہو کیا بھی نہیں جو آپ مرید اولوالعزم ہی کہا جاوے (۵) صفحہ ۲۲ مین آپنے اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ دونون رجل جنمین سے آپ ایک اپنے تئین خیال کررہے ہین افراط و تفریط سے خالی نہیں ہین اور یہ آپکا قول ہے کہ صراط مستقیم سے وہ دونو باہر ہین اگر ایسا کچھ ہے تو صراط مستقیم سے تجاوز کرنیوالے ہمارے ناصر کیونکر ہوسکتے ہین حدیث مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک خط مستقیم کھینچکر اس کے دونون طرف دیگر خطوط آڑے ٹیڑھے کھینچے اور فرمایا یہ خط مستقیم میرا صراط مستقیم ہے اور باقی خطوط شیطانی راستے ہین پس جو کوئی شخص افراط و تفریط کی راہ مین پڑیگا وہ ہمارا ناصر نائب کیونکر ہوسکتا ہے (۶) صفحہ ۱ مین آپ لکھتے ہین کہ کل برکات جو ماموں من اللہ کے لئے ہوتے ہین مجھکو حاصل ہین۔ آپ سے کونسے برکات کا ظہور ہوا ہے خود آپ کی

بستی جس مین آپ سکونت رکھتے ہین طاعون سے ہلاک ہوگئی غرضیکہ ایسے دعاوی بے ثبوت سے جماعتکو سوائے ابتلا کے اور کیا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے (۷) آپنے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سے ایسے مخفی راز ہین جو اب تک دنیا سے مخفی ہین میرے ہاتھ پر ظاہر ہونگے لیکن قبل از ظہور یہ تمام دعاوی محض شطحیات اور لغویات سے ہین ہماری مجلس مین جو علماء فحول اور مفسرین کلام اللہ وکلام الرسول حاضر رہتے ہین ان کے نزدیک ایسے دعاوی بے ثبوت کیونکر خیر قبول مین جگہ پکڑ سکتے ہین (۸) دو جگہ پر آپنے اشعار اردو و فارسی مین لکھے ہین وہ سبکے سب خلاف محاورہ ساقط الاوزان ہین جن مین زحافات اور دیگر نقائص علم عروض و قوافی موجود ہین اور مضمون بھی انکا محض خلاف نفس الامر ہے اس مجلس علماء فحول مین کیونکر پسند ہو سکتے ہین (۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپنے ایک طویل مضمون مین احیاء جسمانی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اور حضرت عیسٰی کو اس کے ساتھ مختص کیا ہے یہ بھی بالکل غلط اور کفر ہے حضرت عیسٰی مین وہ کونسا احیاء جسمانی تھا جو ہمارے حضرت صلعم مین نہ تھا (۱۰) قرآن و انجیل مریمیہ کی موافقت کا وہ کونسا راز ہے جو آپ پر منکشف کیا گیا ہے یہ دعوٰی بھی محض بے ثبوت ہے غرضکہ مختصر طور پر آپکو اپکی چند اغلاط سے مطلع کیا گیا ۔ اور اپکی خدمت مین پھر مکرر عرض ہے کہ آپکا یا کسی کا یہ دعوٰی ماموریت یا رسالت کا بغیر صدور امر عالی حضرت اقدس کے ہرگز ہرگز درست نہین ہو سکتا ۔ جب تک خود حضرۃ امام الزمان جری اللہ فی حلل الانبیاء آپ کو امر فرما کر مامور بہ نیابت مقرر نفرماوین کیونکہ درصورت موجود ہونے منبع کے کوئی شخص بغیر منبع کے قائم کئے ہوئے خود بخود مامور من اللہ کیونکر ہو سکتا ہے ۔ کہ چراغ پیش آفتاب قدرے ندارد ۔ اسپر علاوہ یہ کہ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسیر مستقل مامور من اللہ ہین کہ تمام برکات جو مامور من اللہ مین ہوا کرتے ہین وہ بہ تمام و کمال آپ مین موجود ہین ۔ بھلا اور برکات تو رہنے دیجئے یہانپر صرف ایک ہی برکت

کا ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرۃ اقدس علیہ السلام نے اس زمانہ مین جو قلم کی لڑائی کا زمانہ ہے متعدد کتابین زبان عربی فصیح و بلیغ مین متضمن حقائق و معارف قرآنی نظم و نثر مین محرر فرما کر اعجاز بلاغت محمدیہ کی تجدید فرمادی ہے کیونکہ اس قرن مین صرف قلم کی لڑائی ہے اس برکت اعجازی کی سخت ضرورت تھی کہ اس اعجاز محمدی کی ہی تجدید کی جاوے ۔ اسلئے آپ کوئی ایک ہی کتاب یا رسالہ ہی سہی متحدیانہ عربی فصیح و بلیغ مین معہ معارف و حقائق قرآنی کے نظم و نثر مین تحریر فرمادیجئے تاکہ ثابت ہو کہ حقائق اور معارف قرآنی جو زبان عربی مین ہین آپکو کسقدر حاصل ہین مگر جب کہ آپ زبان عربی سے محض ناآشنا ہین اور نہ بطور وہبی کے آپکو زبان عربی کی تعلیم ہوئی ہے تو پھر آپ حقائق و معارف قرآنی کیونکر جان سکتے ہین پھر آپکا یہ دعوٰی ماموریت و رسالت جو بغیر صدور امر عالی حضرت اقدس کے آپنے مستقل طور پر کیا ہے کیسا سرتاپا غلط ہی ہے نکیسہ ؎ بر جائے بزرگان نتوان زد بگزاف ۔ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ۔ اور نہین تو آپ اپنے انہین رسائل کو عربی فصیح و بلیغ مین قدرے نثر و قدرے نظم تحریر کیجئے تاکہ صرف آپکی قرآن دانی جو ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے ثابت ہو ورنہ ایسے دعاوی بے ہودہ سے توبہ کیجئے اور جو رسائل آپنے تحریر فرمائے ہین وہ تو ہر ایک ادنٰی خادم خدام حضرۃ اقدس مین سے تحریر کر سکتا ہے ۔ چہ جائی اون خدام کے جو علماء فحول جامع علوم کتاب اللہ و سنت رسول حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے زیر اقدام پڑے ہوئے ہین مگر افسوس کہ زبان اردو و فارسی کے اشعار جو آپنے نمبر سوم مین لکھے ہین وہ بھی ایسے بے محاورہ و ساقط الاوزان ہین جنپر اطفال مکتب بھی مضحکہ اڑاتے ہین اگرچہ بحکم الحق مر کے یہ نصیحت جو بحکم حضرۃ اقدس کے آپکو لکھی گئی ہے آپکو تلخ معلوم ہوگی مگر محض نصحاً للہ ولرسولہ وللمومنین خالصاً للہ آپکو لکھی گئی ۔ واضح ہو کہ آپکے اشتہاروں سے کسیطرح کی نصرت اس سلسلہ الٰہیہ کے لئے نہیں ہو سکتی بلکہ ضرر اسکا نفع سے زیادہ متصور ہے آپ امتحان کر لیجئے کہ اس اپنی نصرت خیالی سے آپ معطل ہو

جاوین اور پھر دیکھین کہ ترقی اس سلسلہ الٰہیہ کی کیسے بین طور پر ہوتی ہے اور پھر کسی اپنی نصرت کا بھی تو آپنے اظہار کیا ہوتا کہ جس کی وجہ سے آپ اپنے تئین ناصر خیال کر رہے ہین ۔ کیا یہی نصرت ہوتی ہے کہ حضرۃ خاتم النبیین و سید المرسلین صلعم کو جنکی شان ہی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وکان فضل اللہ علیک عظیما انکو حضرۃ عیسٰی کی نسبت جنکی شان فقط رسولا الی بنی اسرائیل ہے اعجاز احیاء جسمانی سے مستثنٰی کر دیا ۔ مذہب صلیبی اور اسلام مین صلح کرانیکو مستعد ہوئے ۔ مشرق النور اور مغرب النور کو ایک کرنا چاہا الاسلام نور والکفر ظلمہ مین صلح کرانی چاہی ۔ حضرت اقدس فرماتے ہین کہ ہم خاتم النبیین و سید المرسلین صلعم کو تمام انبیاؤن سے افضل اعتقاد رکھتے ہین اور اسی مقصد کے لئے ہماری بعثت ہے ۔ آپ ہماری صلح ایسے لوگون کے ساتھ کرانی چاہتے ہین جو انکو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب اعتقاد کرتے ہین اللہ تعالٰے تو فرماوے کہ قالوا اتخذ الرحمٰن ولدا تکاد السمٰوات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا اور میان چراغدین ایسے قائلین سے ہماری صلح کیواسطے مامور ہوون **نکتہ لطیفہ** ۔ حضرۃ اقدس کا الہام شب کو بوقت چاندگرہن کے جو ہوا ہے کہ اذیب من یریب اس مین چند سر ہین اول آنکہ اللہ تعالٰے اپنے اس الہام مین جو عین وقت خسوف کے ہوا اشارہ فرماتا ہے کہ میرا یہ قول یعنی الہام اور یہ فعل یعنی خسوف دونون باہم مطابق ہین یعنی جسطرح کہ مین قمر کو حالت خسوف مین لا رہا ہوں اوسیطرح جو شخص انکار یا دعوٰی تساوی اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کا کریگا اگرچہ وہ مثل قمر کے روشن اور منور بھی ہو تب بھی مین اسکے نور کو معدوم کر دونگا فطابق القول بالفعل والفعل بالقول ۔ ثانیاً آنکہ چراغدین نے اپنے اشتہار نمبر دوم مفوتین کے حاشیہ مین طول لاطائل کر کر اپنے ناصر اور مامور من اللہ ہونے پر آیت کریمہ خسوف و کسوف یعنی فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر سے بے ہودہ استدلال کیا ہے ۔ لہٰذا حکمت الٰہی متقضی ہوئی اس امر کے لئے کہ خاص خسوف قمر ہی کیوقت اسکی تمام بیہودہ استدلال کو حضرۃ اقدس پر یہ الہام نازل فرما کر باطل کر دیا جاوے کہ اذیب من یریب ثالثاً چونکہ بعض احباب نے اسوجہ سے کہ یہ شخص جماعت احمدیہ سے ہی خیال کر لیا تھا کہ چراغدین بھی

۔۔۔ ان تحبط اعمالکم ہے ۔ جو آیت مذکورہ مین سابق گذر چکا ولنعم ما قیل ؎ آنکس ست اہل بشارت کہ اشارت داند نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست کتبہ سید محمد احسن ۔ از قادیان ۔

کلمات طیبات امام الزمان علیہ السلام الرحمٰن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

عیسائی چونکہ لعنت کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف تھے اسلئے مسیح کو ملعون قرار دیتے وقت انہوں نے کچھ نہین سوچا کہ اسکا انجام آخر کیا ہوگا؟ علاوہ برین چونکہ عربی سے انہین بغض تھا اس لیے عبرانی مین بھی پوری مہارت حاصل نہ کرسکے یہ دونوں زبانین ایک ہی درخت کی شاخین ہین اور عربی جاننے والے کے لیے عبرانی کا پڑھنا سہل تر ہے +مگر عیسائی بوجہ بغض عبرانی لغت سے بھی فایدہ نہ اٹھا سکے۔

لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ . . . کوئی خدا تعالے سے سخت بیزار ہوجاوے اور خدا تعالے اس سے بیزار ہوجاوے۔ عیسائیوں کے اپنے مطبع کی چھپی ہوئی لغت کی کتابین جو بیروت سے آئی ہین۔ ان مین بھی لعنت کے یہی معنے لکھے ہوئے ہین + اور لعین شیطان کو کہتے ہین مجھے ان لوگون کی سمجھ پر سخت افسوس آتا ہے کہ انہوں نے اپنے مطلب کیخاطر ایک عظیم الشان نبی کی سخت بے حرمتی کی ہے اور اسکو لعین ٹھہرایا ہے اور انہوں نے اسپر بھی توجہ نہین کی کہ لعنت کا تعلق دل سے ہوتا ہے جبتک دل خدا سے برگشتہ نہو۔ کوئی ملعون نہین ہوسکتا۔ اب کسی عیسائی سے پوچھو کہ کیا عربی اور عبرانی لغت مین لعنت کے یہ معنی متفق علیہ ہین یا نہین؟ پھر اگر دل مین شرارت اور ہٹ دھرمی نہین ہے اور محض خدا تعالے کی رضا کے لیے ایک مذہب کو اختیار کیا جاتا ہے تو کیا ایک لعنت ہی کا مضمون عیسائی مذہب کے استیصال کے لئے کافی نہین ہے؟ اول غور کرو کہ جب یہ بات مسلم تھی اور پہلے تورات مین کہا گیا تھا کہ وہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے اور وہ کاذب ہے تو بتاؤ جو خود ملعون اور کاذب ٹھہر گیا وہ دوسرون کی شفاعت کیا کرے گا؟

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

مین سچ کہتا ہون کہ جب سے ان عیسائیون نے خدا کو چھوڑ کر الوہیت کا تاج ایک عاجز انسان کے سر پر رکھدیا ہے۔ اندھے ہوگئے ہین ان کو کچھ دکھائی نہین دیتا۔ ایک طرف اسے خدا بناتے ہین دوسری طرف صلیب پر چڑھا کر لعنتی ٹھہراتے ہین اور پھر تین دن کے لیے ہاویہ مین بھی بھیجتے ہین۔ کیا وہ دوزخ مین دوزخیونکو نصیحت کرنے گئے تھے یا ان کے لیے وہان جا کر کفارہ ہونا تھا؟

مختصر یہ کہ اس قسم کے فساد موجود ہین اب اصل مطلب یہ ہے کہ یہی نہین بلکہ کوئی بھی اخلاقی حالت مسیح کی ثابت نہین ہے صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سہارے سے مانا گیا ہے اگر انجیل کی بنا پر ہی ماننا پڑتا تو پھر ان مشکلات مین پڑ کر کون تسلیم کرسکتا ہے عیسائیون نے اور انجیل نے تو اور بھی داغ لگائے ہین۔ یہودی جس قسم کے الزام لگاتے ہین ان کے تو بیان کرنے سے بھی شرم معلوم ہوتی ہے یہ دلیر قوم تو اس کی ماں کو بھی متہم کرتی ہے۔ ایک اور خطرناک معاملہ ہے جسکا جواب عیسائیونکے پاس ہرگز نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ مریم کی ماں نے عہد کیا تھا کہ وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی اور تارک رہے گی نکاح نہ کریگی اور خود مریم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ مین ہیکل کی خدمت کرونگی باوجود اس عہد کے پھر وہ کیا بلا اور آفت پڑی کہ یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا۔ ان تاریخون مین جو یہودی مصنفون نے لکھی ہین۔ اور باتونکو چھوڑ کر بھی اگر دیکھا جاوے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح کرلے اور اسرائیلی بزرگون نے اسے کہا کہ ہر طرح تمہین نکاح کرنا ہوگا اب اس واقعہ کو مدنظر رکھکر دیکھو کہ کسقدر اعتراض واقع ہوتے ہین۔

اول جب عہد باندھا گیا تھا تو پھر خدا کی ماں اور نانی نے اپنے عہد کو کیون توڑا؟

دوم جبکہ عیسائیونکے نزدیک کثرت ازدواج زناکاری ہے تو وہ اسکا کیا جواب دیتے ہین کہ یوسف کی پہلی بیوی بھی تھی اور مریم دوسری بیوی تھی؟ کیا وہ اپنے آپ یہ الزام اپنی مقدس کنواری پر قایم نہین کرتے ہیں؟

سوم۔ جبکہ حمل ہوچکا تھا پھر توحمل مین نکاح کیون کیا گیا۔؟

یہ تین زبردست اعتراض ہین۔ جو اسپر ہوتے ہین۔ اور باتونکو اگر چھوڑ دیا جاوے مثلاً یہ کہ جب فرشتہ نے آکر مریم کو بشارت دی تھی کہ تیرے پیٹ مین خدا آتا ہے تو اسے چاہیئے تھا کہ شور مچا دیتی اور دنیا کو آگاہ کرتی کہ خدا کا استقبال کرنے کو تیار ہوجاؤ وہ میرے پیٹ سے پیدا ہوگا۔ پھر اس کو چھپایا کیون گیا۔ ہم اس قسم کے اعتراضونکو سردست چھوڑ دیتے ہین لیکن جو تین بڑے اعتراض اوپر کئے گئے ہین انکا جواب عیسائیون کے پاس حقیقت مین کچھ بھی نہین ہے۔

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مریم کو ہیکل مین پیٹ ہوگیا تھا اور مریم نے یہ سمجھا کہ لوگون کو اگر بتایا گیا کہ مجھے فرشتہ نے آکر بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دی ہے تو لوگ ٹھٹھا کرینگے۔ اور کہین گے کہ اس کو بیاہ کے خواب آتے ہین۔ کوئی بدکار ٹھہرے گا۔ لیکن جب پیٹ چھپ نہ سکا۔ اور چرچا ہونے لگا تو آخر سب کو فکر پڑی اگر پہلے سے بتا دیتی جب فرشتہ نے آکر کہا تھا تو شاید اسقدر شور نہ ہوتا۔

لیکن انہون نے بھی کہا کہ سوقت اگر بتایا تو یہی کہیں گے کہ خداوند مانگتی ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ اگر کنواری لڑکی ذرا سا بھی کوئی ذکر کر بیٹھے تو لوگ اس کی نسبت یہی نتیجہ نکال لیتے ہین۔ پس وہ ڈرتی رہی اور یہی اس نے سوچا کہ خاموش رہون۔ لیکن چار پانچ مہینے کے بعد جب پیٹ بڑھا اور پردہ نہ رہ سکا۔ تو پھر رہا نہ گیا تو ہیکل کے بزرگون کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ مریم حاملہ ہے اور انہین فکر پیدا ہوئی اور جیسا کہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی شریف خاندان کی کوئی لڑکی حاملہ ہو جاوے تو جھٹ پٹ اسکا نکاح کر دیتے ہین تاکہ ناک نہ کٹ جاوے ان بزرگونکو بھی یہی فکر پیدا ہوئی کیونکہ وہ اصل واقعہ سے بالکل بے خبر اور ناآشنا تھے اسلیے انہون نے ان باتون کی ذرا بھی پروا نہ کی کہ اس نکاح سے عہد شکنی کا ارتکاب ہوگا یا دوسری شادی کی وجہ سے بقول یسوع مسیح یہ زناکاری ٹھہرے گی یا حاملہ کا نکاح کرنا جایز نہین ہے۔ عزیزون نے بھی سمجھا کہ اگر اب خاموشی کی گئی اور نکاح نہ کیا گیا تو ناک کٹ جاویگی اسلئے یہ نکاح کر دیا گیا جس پر اسقدر اعتراض ہوتے ہین۔

مگر غور طلب سوال یہ ہے کہ ان انجیل نویسون نے اس واقعہ پر کیون دیانت داری کے ساتھ روشنی نہین ڈالی یہ دیانت داری کے خلاف ہے ایک جگہ ایک انجیل نویس لکھتا ہے۔ کہ یسوع نے اسقدر کام کیے کہ اگر وہ لکھے جاتے تو دنیا مین نہ سما سکتے مگر اس عقلمندی کی سمجھ پر افسوس آتا ہے کہ اس ایک ہی جملہ نے انجیل کی ساری حقیقت کھولدی کہ اس مین جو کچھ لکھا گیا ہے ایسی ہی مبالغہ آمیز باتین ہین کیونکہ یہ ہنسی کی بات ہے کہ جو کام تین برس میں ہو سکتے ہین وہ دنیا مین نہین سما سکتے جب محدود زمانہ مین سما گئے تو پھر مکانی طور پر کیون محدود نہین ہو سکتے؟

اس قسم کے ردی مواد سے بھرا ہوا عیسائی مذہب کا پھوڑا ہے۔ پھوڑون کے پھوٹنے کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ نصرانی مذہب بھی ایک پھوڑا ہے جو اندر پیپ سے بھرا ہوا ہے اس لئے باہر سے چمکتا ہے مگر اب وقت آگیا ہے کہ یہ ٹوٹ جاوے اور اس کی اندرونی غلاظت ظاہر ہو جاوے۔

ابھی سکھون کا زمانہ گذرا ہے جس مین شائستگی بالکل جاتی رہی تھی عالم باعمل نہ رہے تھے اگر کسی کو شبہات پڑتے اور وہ سوال کرتا تو اس کو واجب القتل ہونے کا فتوے دیا جاتا یہ زمانہ ایسا ہی ہو گیا تھا مگر اب خدا تعالے نے فضل کیا کہ ایک مہذب اور شائستہ۔ علم دوست گورنمنٹ کو ہم پر حکمران کیا جس نے عدل اور انصاف کے ساتھ حکومت کرنی چاہی ہے اور مذہبی آزادی کی برکت سے ساری قومون کو مستفید کیا اب وہ وقت آگیا ہے کہ مذہب کے متعلق سوال کرنے والون سے کوئی سختی نہین کی جاتی اور ہر ایک سایل کو جواب دیا جاتا ہے جب زمانہ نے اس قسم کی ترقی کی اور اشاعت حق کے سامان اور ذریعے پیدا ہو گئے۔ تو اللہ تعالے نے اسلام کو کل امتون پر غالب کرنے کے لیے مجھے مامور کر کے بھیجا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب دنیا مین بھیجا تھا۔ اس وقت کل تری خشکی فساد سے بھر چکی تھی آپ نے آکر بہت سے بگڑے ہوؤن کو بنا دیا یہ بات سرسری نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل نہین ہے بلکہ اس مین بڑے بڑے حقایق ہین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بزرگی کا پتہ لگتا ہے کیونکہ بجز اعلے درجہ کے مقدس۔ راستباز کے کوئی دوسرے کو درست نہین کر سکتا جس کی اپنی قوت قدسی کمال کے درجہ پر نہ پہونچی ہوئی ہو۔ اور ایسی قوت اس مین پیدا نہ ہو چکی ہو جو ساری ناپاکیون کے اثر کو زایل کر دے وہ دوسرون کو درست نہین کر سکتا۔ یون تو ہر ایک نبی نے اپنے اپنے وقت مین اپنی قوم کی اصلاح کی اور اسکو درست کیا مگر جس شان اور مرتبہ کی اصلاح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اسکو کسی اور کی اصلاح نہین پہونچ سکتی + بلکہ اسکے مقابل مین دوسری اصلاحین ہیچ نظر آتی ہین حضرت موسے علیہ السلام اپنی ٹیڑھی قوم کو پورے طور سے درست نہ کر سکے اور حضرت مسیح چند حواریون کی سچی تبدیلی نہ کر سکے اسلئے جب اس مقابلہ مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ایک ہی ہے جس نے لاکھون کروڑون مردون کو زندہ کیا محی اگر ہے تو وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہے جھوٹے ہین وہ لوگ جو کہتے ہین کہ مسیح مردے زندہ کیا کرتا تھا جس نے اپنے چند حواری بھی زندہ نہ کیے ان کے پاس ہمیشہ مردے ہی رہے۔ مین ہمیشہ حیران ہوا کرتا ہون اور حقیقت مین یہ حیران ہونے کی بات ہے کہ وہ حیات کیسی ہے جسکے ساتھ فنا لگی ہوئی ہے۔ یہ مسئلہ ہی غلط ہے جو کہے کہ فلان شخص زندہ کرتا ہے اگر زندہ کرنیکا

مفہوم مراد ہوتا اگر یہ نہ ہوتا تو خدا تعالےٰ
کیون فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت
فرماتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ محاورہ
[illegible] اور ہے ورنہ اس سے تو تناقض
لازم آتا ہے کہ ایک طرف کہے کہ زندہ
نہین ہوتا اور دوسری طرف کہدے
کہ زندہ ہو جاتا ہے۔

اگر مسیح سچ مچ مردہ زندہ کرتا تھا تو قرآن
شریف ضرور اس کی نسبت فرماتا کہ
یحیی المتوفی۔ کیونکہ توفی کا لفظ وہان
آتا ہے جہان قبض روح ہو۔ موت تو
اس سے پہلے بھی آسکتی ہے۔ اور توفی
کا لفظ اسلیئے استعمال کیا ہے تاکہ یہ ثابت
کیا جاوے کہ مرنے کے بعد روح باقی
رہتی ہے جو اللہ تعالےٰ کے قبضہ مین
آجاتی ہے۔

کسقدر حیرت اور افسوس کی جگہ ہے کہ
معجزات مسیح پر بحث کرتے ہوئے
اگر یہ لوگ پوری توجہ نہین کرتے قرآن کریم
کو غور سے پڑھ لیتے اور سنت اللہ پر
نظر کرتے تو مسئلہ سمجھ مین آجاتا کچھ بھی
مشکل نہ تھا۔

صحیح تاریخ ایک عمدہ معلم ہے اس سے
پتہ لگتا ہے کہ ہر نبی کے معجزات اس
رنگ کے ہوتے ہین جس کا چرچا اور
زور اسکے وقت مین ہو۔ حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے وقت سحر کا بہت بڑا
زور تھا اس لیے انکو جو معجزہ دیا گیا وہ
ایسا تھا کہ اس نے ان کے سحر کو باطل
کر دیا۔ اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم کے وقت مین فصاحت بلاغت
کا زور تھا اسلیے آپکو قرآن کریم بھی ایک
معجزہ اسی رنگ کا ملا۔ یہ رنگ اسی لیے
اختیار کیا کہ شعرا جادو بیان سمجھے جاتے
تھے اور ان کی زبان مین اتنا اثر تھا
جو چاہتے تھے چند شعر پڑھ کر
کر دیتے تھے جیسے آجکل جوش دلانی
کے لیے انگریزون نے باجا رکھا ہوا
ہے ان کے پاس زبان تھی جو دلیری
اور حوصلہ پیدا کر دیتی تھی۔ حرب مین وہ
شعر سے کام لیتے تھے اور فی کل واد
یہیمون کے مصداق تھے۔ اس لیے
اسوقت ضروری تھا کہ خدا تعالےٰ اپنا
کلام بھیجتا۔ پس خدا تعالےٰ نے اپنا کلام
نازل فرمایا اور اسی کلام کے رنگ مین
اپنا معجزہ پیش کر دیا جبکہ انکو مخاطب کرکے
کہدیا کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی
عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الایۃ۔ تم
جو اپنی زباندانی کا دم مارتے اور لاف
زنی کرتے ہو اگر کوئی قوت اور حوصلہ
ہے تو اس کلام کے معجزہ کے مقابل کچھ پیش
کرکے دکھاؤ لیکن باوجود اسکے کہ وہ جانتے
تھے کہ اگر کچھ نہ بنایا (خصوصاً ایسی حالت
مین کہ جب تحدی کر دی گئی ہے کہ تم
ہرگز ہرگز بنا نہ سکوگے) تو ملزم ہو کر
ذلیل ہو جائینگے پھر بھی وہ کچھ پیش
نہ کر سکے اگر وہ کچھ بناتے اور پیش کرتے
تو صحیح تاریخ ضرور شہادت دیتی مگر کوئی
ثابت نہین کر سکتا کہ کسی نے کچھ بنایا
ہو۔ پس خدا تعالےٰ نے اسوقت اسی
رنگ کا معجزہ دکھایا تھا۔ ایسا ہی یہودیون
مین سلب امراض کا نسخہ چلا آتا
تھا۔ ہندوؤن مین بھی ہے مسلمانون
مین بھی ہے عیسائیون مین بھی ہے
بلکہ انگریزون مین تو آج کل یہ علم بہت
ترقی کر گیا ہے اس سے نبوت
کا ثبوت نہین ہوتا اور نہ نبوت سے
اسکو کوئی تعلق ہے کیونکہ یہ صرف مشق
پر موقوف ہے اور ہر شخص جو مشق
کرے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان
عیسائی ہو یا دہریہ غرض کوئی بھی ہو
وہ مشق کرنے سے اس مین مہارت
پیدا کر سکتا ہے اسلئے اس سلب
امراض کو نبوت سے کوئی تعلق
نہین ہے بلکہ یہ ایک عام بات ہے
تو حضرت مسیح کے وقت مین چونکہ
اسکا زور تھا اللہ تعالےٰ نے اسی رنگ
کا معجزہ حضرت مسیح کو [illegible]

ہر انسان مین موجود ہے کہ وہ توجہ
کرتا ہے توجہ کرنے کے ساتھ ایک چیز
اسکے دل سے اٹھ کر پڑتی ہے چنانچہ
مسیح نے کہا کہ کس نے مجھے چھوا ہے
کہ میری قوت نکلی ہے۔ سلب امراض
والے بھی یہی کہتے ہین۔

مختصر یہ کہ مسیح کے معجزات اس رنگ
مین اگر بہت ہی کمزور اور ضعیف ہو جاتے
ہین اسکے علاوہ مسیح کے معجزات پر
ایک اور بڑا اعتراض بھی ہے اور وہ
یہ ہے کہ انجیل مین لکھا ہے کہ ایک تالاب
ایسا تھا کہ لوگ اسکے پانی کے ہلنے کا
انتظار کیا کرتے تھے۔ باقی آیندہ۔

ڈائری

(از مفتی محمد صادق صاحب)

۱۷۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء بعد از مغرب۔ فرمایا
(طاعون کے متعلق بعض لوگ اعتراض
کرتے ہین کہ اکثر غریب مرتے ہین اور
امرا اور ہمارے بڑے بڑے مخالف
ابھی تک بچے ہوئے ہین لیکن سنت اللہ
یہی ہے کہ آئمۃ الکفر آخیر مین پکڑے جایا
کرتے ہین۔ چنانچہ حضرت موسےٰ کے
وقت جسقدر عذاب پہلے نازل ہوئے
ان سب مین فرعون بچا رہا چنانچہ قرآن
شریف مین بھی آیا کہ نأتی الارض ننقصہا
من اطرافہا یعنی ابتدا عوام سے ہوتا ہے
اور پھر خواص پکڑے جاتے ہین اور
بعض کے بچانے مین اللہ تعالےٰ کی
یہ حکمت بھی ہوتی ہے کہ انہون نے
آخر مین توبہ کرنی ہوتی ہے یا ان کی
اولاد مین سے کسی نے اسلام قبول
کرنا ہوتا ہے)

فرمایا (کمالات متفرقہ جو تمام انبیاء
مین پائے جاتے تھے وہ سب حضرت
رسول کریم مین ان سے بڑھ کر موجود
تھے اور اب وہ سارے کمالات
حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر

ہم کو عطا کیئے گئے ۔ اور اسی لیئے ہمارا نام آدم ابراہیم موسے نوح - داؤد یوسف سلیمان یحیی عیسے وغیرہ ہے - چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اسواسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام مین پیدا ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے اور اب بھی لوگون کا یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی بتون کی پرستش مین مصروف ہین اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہین پہلے تمام انبیا ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات مین اور اب ہم ان تمام صفات مین نبی کریم کے ظل ہین مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

نام احمد نام جملہ انبیا است
چون بیامد صد نود ہم پیش ما است

کریم نے گویا سب لوگون سے چندہ ل کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے پر نبی کریم کے پاس کروڑون روپئے ہو گئے -

فرمایا (معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر فان وبا مین یہ ہندوؤن کی قوم بھی سلام کیطرف توجہ کرے - چنانچہ جب ہم نے باہر مکان بنوانے کی تجویز کی تھی تو ایک ہندو نے ہمکو آکر کہا تھا کہ ہم تو قوم سے علیحدہ ہوکر آپ ہی کے پاس باہر رہا کرینگے اور نیز دو دفعہ ہم نے رویا مین دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ اوتار ہین اور کرشن ہین اور ہمارے آگے نذرین دیتے ہین - اور ایک دفعہ الہام ہوا ہے کہ کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو تیری استتی گیتا مین موجود ہے لفظ رودر کے معنے نذیر اور گوپال کے معنے بشیر کے ہین)

فرمایا - (عیسائیون نے جو شور مچایا ہتا کہ عیسے مردون کو زندہ کرتا تھا اور وہ خدا تھا - اسواسطے غیرت الہی نے جوش مارا کہ دنیا مین طاعون پھیلا اور ہمارے مقام کو بچائے تاکہ لوگون پر ثابت ہو جائے کہ امت محمدی کا کیا شان ہے کہ احمد کے ایک غلام کی اس قدر عزت ہے اگر عیسے مردون کو زندہ کرتا تھا تو اب عیسائیون کے مقامات کو اس بلا سے بچائے اسوقت غیرت الہی جوش مین ہے تاکہ عیسے کا کسر شان ہو جسکو خدا بنایا گیا ہے ؎

چہ خوش ترانہ زد این مطرب مقام شناس
کہ در میان غزل قول آشنا آورد

قرآن شریف اور احادیث مین جو حضرت عیسے کے نیک اور معصوم ہونے کا ذکر ہے اس سے یہ مطلب نہین کہ دوسرا کوئی نیک یا معصوم نہین بلکہ قرآن شریف اور حدیث نے ضرورتاً یہود کے منہ کو بند کرنے کے لیے یہ فقرے بولے ہین کہ یہود نعوذ باللہ مریم کو زناکار عورت اور حضرت عیسے کو ولد الزنا کہتے تھے اسلیئے قرآن شریف نے انکا ذب کیا ہے کہ وہ ایسا کہنے سے باز آوین)

فرمایا (حضرت رسول کریم کے ہزارون جسمانی برکات بھی تھے - آپ کے جبہ سے بعد وفات آپکے لوگ برکات چاہتے تھے بیماریون مین لوگون کو شفا دیتے تھے اور بارش نہ ہوتی تو دعا کرتے تھے اور بارش ہو جاتی تھی - ایک لاکھ سے زیادہ آپ کے اصحابی تھے بہتوں کی جسمانی تکلیفات آپ کی دعاؤن سے دور ہو جاتی تھین - عیسے کو نبی کریم کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے جس کے ساتھ چند آدمی تھے اور انکا حال بھی انجیلون سے ظاہر ہے کہ وہ کس مرتبہ روحانیت کے تھے -)

فرمایا (ابوجہل اس امت کا فرعون تھا کیونکہ اس نے بھی نبی کریم کی چند دن پرورش کی تھی جیسا کہ فرعون مصری نے حضرت موسے کی پرورش کی تھی اور ایسا ہی مولوی محمد حسین صاحب نے ابتدا مین براہین پر ریویو لکھکر ہمارے سلسلہ کی چند یوم پرورش کی)

حضرت اقدس نے اپنا ایک پرانا الہام سنایا - یا یحیی خذ الکتب بالقوۃ والخیر کلہ فی القرآن اور فرمایا کہ اسمین ہم کو حضرت یحیی کی نسبت دی گئی ہے کیونکہ حضرت یحیی کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور حدیثون کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے اور ہر بات مین احادیث کو پیش کرتے تھے ایسا ہی اس زمانہ مین ہمارا مقابلہ اہل حدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہین)

ایک شخص اپنا مضمون اشتہار دربارہ طاعون سنا رہا تھا اذان ہونے لگی وہ چپ ہو گیا فرمایا (پڑھتے جاؤ اذان کے وقت پڑھنا جائز ہے)

ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرے اہل خانہ اور بچے ایک ایسے مقام مین ہین جہان طاعون کا زور ہے مین گھبرایا ہوا ہون اور وہان جانا چاہتا ہون فرمایا (مت جاؤ - لاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ - پچھلی رات کو اٹھکر ان کے لیے دعا کرو بہتر ہو گا - بہ نسبت اسکے کہ تم خود جاؤ - ایسے مقام پر جانا گناہ ہے -)

حضرت اقدس کو الہام ہوا - انت معی وانی معک انی بایعتک - بایعنی ربی

فرمایا کہ (اللہ تعالے کا منشا ہے کہ قرآن شریف کو حل کیا جائے اسواسطے اکثر الہامات جو قرآن شریف کے الفاظ مین ہوتے ہین ان کی ایک عملی تفسیر* ہو جاتی ہے -)

فرمایا کہ (اس آیت قرآن کریم مین اس زمانہ

* اس سے خدا تعالے یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہی زندہ اور بابرکت زبان ہے اور تو کہ ثابت ہو جائے کہ تیرہ سو سال اس سے قبل ہی اسیطرح یہ خدا کا کلام نازل ہوا ع

اور طاعون کے متعلق پیشگوئی ہے

والمرسلت عرفا۔ فالعصفت عصفا۔ والنشرت نشرا۔ فالفرقت فرقا۔ فالملقیت ذکرا۔ عذرا او نذرا۔

قسم ہے ان ہواؤں کی جو آہستہ چلتی ہین یعنی پہلا وقت ایسا ہوگا کہ کوئی کوئی واقعہ طاعون کا ہوجایا کرے پھر وہ زور پکڑے اور تیز ہوجاوے پھر وہ ایسا ہو کہ لوگوں کو پراگندہ کردے اور پریشان خاطر کردے پھر ایسے واقعات ہون کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق اور تمیز کردین اسوقت لوگوں کو سمجھ آجاوے گی کہ حق کس امر مین ہے آیا اس امام کی اطاعت مین یا اس کی مخالفت مین یہ سمجھ مین آنا بعض کے لیے صرف حجت کا موجب ہوگا (عذرا) یعنی مرتے مرتے ازبند دل اقرار کرجائے گا۔ کہ ہم غلطی پر تھے اور بعض کے لیے (نذرا) یعنی ڈرانے کا موجب ہوگا کہ وہ توبہ کرکے بدیون سے باز آوین۔

آداب الدعاء

۱۶۔اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کے جمعہ مین ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے جو خطبہ پڑھا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔لیکن چونکہ خطبہ مین اس قسم کے وسیع اور دقیق مضمون پر پوری نظر سے بوجہ کمی وقت تقریر نہین ہوسکتی حضرت مولانا موصوف نے صرف آداب الدعا کے اصول پر ہی کلام فرمایا۔ جسکو ہم ناظرین کے فائدہ کے لیے ذیل مین درج کرتے ہین۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین وہ خدا ہون جو **مضطر کی دعا سنتا ہون** اور اس کی مصیبت کو اس سے دور کرتا ہون۔ حقیقت مین یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ وصف کسی اور مین نہین ہے مضطر کی دعا کو سننا اور اسکے دکھ درد کو دور کرنا اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے قرآن شریف کی یہ آیت بہت ہی قابل غور ہے جو عالی نکات اور اسرار کا مخزن ہے خطبہ ان سب کے بیان کرنے کا متحمل نہین ہوسکتا۔ اس آیت پر تقریر کرنے کی تحریک مجھے ابھی ہوئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مین نے **انجمن حمایت اسلام** لاہور کے سکرٹری منشی شمس الدین صاحب کا ایک چھپا ہوا اشتہار دیکھا ہے جو انہون نے اس غرض سے جاری کیا ہے کہ لوگ رفع طاعون کیلیے باہر میدانین جمع ہوکر دعا مانگین۔اس انجمن نے یہ بھی دعوے کیا ہے کہ جیسے سنہ ۱۹۰۱ء مین نماز استسقا کے لیے انجمن کے اشارہ کے موافق لوگ باہر میدان مین نکلے تھے اور اسوقت مینہ برسا تھا۔آج طاعون کے دفعیہ کے لیے بھی یہی علاج ہے۔ہم اسباب پر تو بے شک ایمان لاتے ہین کہ اللہ تعالیٰ مضطر کی دعا سنتا ہے اور دعاؤن مین عجیب و غریب تاثیرین ہین اور خدا کا محض فضل ہے کہ دعاؤن کی قبولیت کے نظارے جسقدر ہم دیکھتے ہین دوسرون نے ہرگز ہرگز نہین دیکھے لیکن ہم کو سخت افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ جو اس قسم کے اشتہار جاری کرتے ہین اس حق اور حقیقت سے یقیناً بیخبر ہین کہ وہ اضطراب اور اضطرار کس قسم اور رنگ کا ہوتا ہے جو **قبولیت** کی قوت اپنے اندر رکھتا ہے اور جس کے جذبہ اور قوت سے دعا آسمان پر پہنچتی اور قبول ہوتی ہے۔ اگر یہی بات ہو کہ ہر دعا جس طرح کی جاوے پوری ہوجاوے اور سنی جاوے تو پھر دنیا کا نظام ہی بدل جاوے اور خدا تعالیٰ کی میز ملکوت کا نشان اٹھ جاوے ایک **مومن متقی خدا ترس**۔اور ایک ریاکار فاسق فاجر مین تمیز ہونی مشکل ہوجائے اس سے معلوم ہوا کہ **قبولیت دعا** مین بھی بعض اسرار اور مخفی شرائط اور آداب ہین جنکے بغیر دعا قبولیت کا لباس پہن نہین سکتی۔چنانچہ فرمایا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین خدا تعالیٰ متقیون کی دعائین قبول کرتا ہے۔تقوے اور اسکے مدارج پر بحث کرنا اسوقت ملحوظ خاطر نہین ہے بلکہ مین یہ بتانا چاہتا ہون کہ آداب دعا کیا ہین۔ اول ادب قبولیت دعا کے لیے یہ ہے کہ دعا مانگنے والے کے دل مین اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق سچا اور صحیح عقیدہ ہو۔قرآن شریف کو دیکھو کہ اس کی دعاؤن کا کیا طرز ہے کسی دعا کو دیکھو کہ اسے اللھم سے شروع کیا ہے اور کسی کو ربّ کے لفظ سے۔سب سے عظیم الشان دعا جو فاتحۃ الکتاب مین اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمائی ہے یعنے اھدنا الصراط المستقیم اسکو الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین سے شروع کیا ہے اس مین کیا بھید اور ستر کیا ہے؟ اس نکتہ مین اگر کوئی غور کرے تو صاف سمجھ مین آسکتا ہے کہ دعا کی قبولیت درحقیقت داعی کے اندر ہی سے شروع ہوتی ہے۔داعی کا سچا تعلق خدا سے اور اسے تمام صفات کاملہ سے موصوف اور محمود جاننا اور تمام شرکون اور ناپاکیون سے اس کو بری سمجھنا ہی پہلی بات ہے کہ جس کے خون سے ملی ہوئی دعا قبولیت کی قوت لیکر نکلتی ہے۔

خدا کے لیے غور کرو اسی بات مین۔جو ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے فتح مکہ کے دن جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے) بتون کو مخاطب کرکے کہی کہ تم جھوٹے اور سراسر جھوٹے ہو۔

ہم تیرہ چودہ برس تک تمہاری تعظیم و تکریم کرتے رہے اور دعائین کرتے رہے اگر کوئی قوت اور بل تم مین ہوتا تو نہ تم خود ذلیل اور خوار ہوتے اور نہ اپنے ماننے والوں کو ذلیل کراتے -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تنہا تھے - آپ کے مقابل تمام عظماء و سردار تھے مگر آخر دیکھ لو کہ کامیاب کون ہوا؟ قرآن کریم کی دعاؤن کو بار بار پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ان مین اعلی تعلیم اور آداب دعا کے سکھائے گئے ہین اور یہ دعائین سچی پیشگوئیان ہین ان دعاؤن کا سچا نتیجہ جسقدر خدا تعالے نے چاہا اس دنیا مین اسکا مزا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو چکھایا -

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار - اب یہ نرے لفظ ہی نہیں ہین -

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے اللہ تعالے نے کامیاب کیا اور دنیا کی حسنات سے بہرہ ور فرمایا اور آپ کے دشمنوں کو ذلیل و نامراد کیا اور ان کو طعمۂ نار کیا اسی طرح سے یہ دعا اللہم مالک الملک تو تی الملک من تشاء - چونکہ یہ دعا ایک مقدر ہے اس لیے اسکو اللہ نے شروع فرمایا کہ اے اللہ مالک ملک کے تو جسکو چاہے ملک عطا کرے اور جس سے چاہے ملک چھین لے - اس دعا کا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی زندگی مین نظارہ دیکھ لیا کہ کس طرح آپ کو ملک عطا ہوا اور دشمنون سے چھین لیا گیا اور کس طرح آپکو عزت و رفعت ملی - اسی طرح یہ قرآن مجید کی ساری دعاؤن کا جتنا حصہ اللہ تعالے نے چاہا آپ اور آپکے طفیل سے صحابہ کو دیا اور آج تک ان دعاؤن کا سلسلہ جاری ہے -

اسی طرح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو دیکھو جو انہون نے وادِ غیر ذی زرع مین مانگی اور ان کی ذریت کی پہاڑیوں مین رہنا وابعث فیہم رسولا منہم کی دعا کا نتیجہ کیا ہوا کہ وہ مکان بیت الحرام قرار پایا اور کل دنیا کا ماوی اور ملجا بنا اور اسی دعا کے نتیجہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان مین پیدا ہوئے غور تو کرو کہ اس دعا کی برکت سے کیسے آثار ظاہر ہوئے اور وہ کیسی پوری ہوئی -

مگر

برخلاف اسکے آج کوئی قوم ایسی نہیں ہے جو اس طرح پر دکھا سکے یہودی ہون یا عیسائی - ایک بھی نہیں - کیا آریہ کہہ سکتا ہے کہ رگ وید کی دعائین قبول ہوئین ؟ اس مین جو بڑے زور شور سے دعوے کیا گیا تھا کہ اے اگنی ہمارے دشمن پامال ہون اور ہمارے مویشی موٹے ہون یہ ساری دعائین ان پر بد دعائین ہو کر ظاہر ہوئین وہ غیر قوموں کے جوئے کے نیچے ہزار سال سے چلے آتے ہین مین لذت بھرے سینہ سے یقین دلاتا ہون کہ ایک ہی کتاب ہے کہ جس کی دعائین لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً پوری ہوئین -

غور کرنے کی بات ہے کہ ایک طرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکیلا دعا مانگنے والا تھا دوسری طرف یہود و نصاریٰ کے راہب و احبار دعائین مانگنے والے اور مکہ کے قریش لات وعزے کے سامنے چلاتے اور دعائین مانگتے تھے مگر آخر دیکھو کہ بیابان مکہ کا بے کس و بے بس فروگذاشتہ انسان مگر کامل انسان کامیاب ہو جاتا ہے اور سارے جہان کو منقلب کر دیتا ہے کیون ؟ اس کی دعائین قبولیت کا تاج پہنکر ہی اس کے سینے سے نکلتی تھین +

یہ سچی بات ہے کہ جب تک قاعدہ اور ادب کے ساتھ پکارا نہ جاوے کچھ اثر نہیں ہوتا دیکھو یہ کچہریان انصاف اور داد فریاد کے لیئے ہین لیکن اگر کوئی پانچ ہزار روپیہ کی نالش کے لیے آٹھ آنہ کا فیس کورٹ لگادے یا فوجداری عرضی کو دیوانی صورت سے لکھدے تو وہ عرضی دینے والے کے منہ پر ماری جاوے گی - اسی طرح دعا کا حال ہے ہمارا ایمان ہے اور بفضلہ تعالے ان سب جھوٹے لاف زن لوگون سے نرالا ایمان اس بات پر ہے کہ دعائین قبول ہوتی ہین لیکن یہ ساتھ ہی ضروری امر ہے کہ وہ قواعد اور سنن ان کے ساتھ مد نظر ہونے چاہئین جو اللہ تعالے نے مقرر کر دیئے ہین -

پس مین سچ سچ کہتا ہون کہ خدا جو فرماتا ہے کہ مین مضطر کی دعا کو سنتا ہون یہ تو صحیح ہے لیکن یہ بھی تو ضروری ہے کہ داعی اضطرار کو محسوس کرتا ہوا اللہ تعالے کو یقیناً علے کل شئے قدیر مانتا ہو *

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان پر ساری دنیا کے ایمان نثار ہون مکہ کی مصیبت کی گھڑیون مین انک علے کل شئی قدیر کہکر تو تی الملک من تشاء کہتے اور ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ جیسی دعا مانگتے ہین . . . یہ دعا بتاتی ہے کہ الٰہی شرح صدر سے یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالے مجھ یتیم کو بادشاہ اور ملک بنادیگا اور ایک فروگذاشتہ کو ملک اور عزت عطا کرے گا - غرض ضروری ہے کہ خدا تعالے کو قادر مانتا اور استبعاد کے مرض سے صحیح اور محفوظ ہو -

دنیا اس ادب سے بالکل ناواقف ہے ایک طرف دعا مانگتے ہین دوسری طرف اندر ہی اندر استبعاد کا مرض لگا ہوا ہے - پس یقیناً یاد رکھو کہ جب تک سینہ اس استبعاد سے پاک اور سچے اور صحیح عقاید سے بھرا ہوا نہ ہو قبولیت آ نہیں سکتی +

* اور بڑی شرط یہ ہے کہ وہ مضطر داعی خدا کے ابتلا مین گرفتار ہو مقت اور غضب کی سزا مین مبتلا نہ ہو کہ اس صورت مین اس کی آواز سنی نہیں جاتی گی منہ

مین نے حاجی شمس الدین کے اس اشتہار کو تعجب اور نہایت افسوس کی نگاہ سے دیکھا جب اس پر امن یجیب المضطر کی آیت پڑھی حاجی صاحب پر فرض تھا کہ پہلے مضطر مومن داعی کی تعریف خدا کے منشاء کے موافق بیان کرتے اور اُن موانعات کو ضرور مذکور فرماتے جو [illegible] افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم کے حقایق سے محض نا واقف ہین اور اس کو ایک کہانی یا کتھا کے طور پر پڑھنا چاہتے ہین۔

پھر کیسی تعجب خیز بات ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہین دوسری طرف اضطرار کو پیش کرکے دعا کرتے ہین + میرا سینہ زخمی ہوجاتا ہے جب مین اس انجمن کی کارگذاری پر نظر کرتا ہون کہ لاہور کے بشپ نے اس لاہور مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت اور زندگی پر ناپاک حملہ کیا اور آپ کو مردہ رسول اور گنہ گار کہا اور مقابلے مین ایک عاجز انسان کو خدا بنایا اور اسکو زندہ اور معصوم ٹھرایا اور یون خدا کا ذرا بھی خوف نہ کرکے خدا کے راستباز اور برگزیدہ رسول افضل الرسل سول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی مگر اس انجمن کو ذرا بھی غیرت اور جوش نہ آیا کسی نے اٹھ کر نہ کہا کہ مسیح مر گیا ہے اور زندہ رسول صرف صرف محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جسکے برکات اور فیوض اب تک زندہ اور جاری ہین۔

غرض ان لوگون نے اسلام کی حمایت کا دعوے کرکے اسلام کو ذلیل کرانا چاہا ہے اور مسیح کو خدا بنانے مین مدد دیکر عیسائیون کو جرأت اور حوصلہ دلایا ہے اور اس طرح پر خدا کے غضب کو بھڑکایا اور اسپر ظلم یہ کیا کہ جب خدا نے راستباز صادق مسیح موعود نے اس نصرانی سحر کو معجزہ سے باطل کردیا اور دکھا دیا کہ وہ مریم کا بیٹا جو خدا بنایا جاتا ہے کشمیر مین مدفون ہے۔ اس وقت ان سے اتنا نہ ہوا کہ اسکی ہی حمایت اور تائید کرتے اگر اس سے بھی رہ چکے تھے تو کم از کم ان لوگون ہی کو روکتے جو اسوقت سب وشتم کرنے پر اٹھ کھڑے تھے اور جنہون نے کفر کے فتوون سے بھی تجاوز کرکے گندی اور ناپاک گالیون تک نوبت پہونچادی ہے ان کو روکتے مگر نہین انہون نے اپنی خاموشی سے ان کو ہی حوصلہ دلایا اور یون گویا اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ اس حال مین خدا کیونکر خوش ہو اور دعائین سنے ایک طرف اس کے غضب کے موجبات کو اپنے ہم[2] اب وہ دیکھین گے کہ انکے اشتہار کیا نتیجہ پیدا کرتے ہین۔ اسوقت خدا قہر مین ہے کیونکہ محمد رسول اللہ کی بے عزتی کی گئی ہے اور اس کی توہین کی گئی جو مسیح موعود کے نام سے غلام احمد ہوکر آپ کی عظمت اور عزت کے اظہار کے لیے آیا ہے پس یاد رکھو کہ یہ بلا اور عذاب ٹل نہین سکتا جب تک خدا کے مسیح موعود کیطرف رجوع نہ کیا جاوے گا یہی آخری اور سچا علاج طاعون کا ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے اور افسوس اسپر جو اس سے دور رہے۔ ایک انجمن کیا ہزارون انجمنین ایسی تجویز کرین وہ اور ان کے حامی دیکھ لین گے کہ کیا ہوتا ہے

اور سن رکھو کہ

ہان آپ تم نے چھوڑ دیا دین کی راہ کو
عادت مین اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
تقوے کے جتنے جامے تھے سب چاک ہوگئے
جتنے خیال دل مین تھے ناپاک ہوگئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہوگئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیان جدا ہوئے
روتے رہو دعاؤن مین بھی وہ اثر نہین
کیونکہ ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہین

فٹ نوٹ۔ انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنی کرامت نمائی کی خاطر اپنی نماز استسقا کے بعد مینہ کا برسنا ظاہر کیا ہے جو سراسر غلط ہے خدا کا مامور وصادق موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بہت عرصہ پہلے بارش کے ہوجانے کی خبر دے چکا تھا چنانچہ وہ رویا اخبار الحکم نمبر ۳۶۔ جلد ۳۔ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۷ پر طبع ہوچکی ہے جو ۱۸ ستمبر ۱۸۹۹ء کی ہے کہ آپ نے خواب مین دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے آہستہ آہستہ مینہ برس رہا ہے پس وہ نشان بھی تو حضرت مسیح موعود ہی کا تھا نہ کسی کی نماز استسقا کا اثر*
(ایڈیٹر)

عسل مصفےٰ

مؤلفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق وتائید مین اور معترضون کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت عہ علاوہ

[1] قبول دعا کی راہ مین حائل ہوتی ہین۔

[2] ہاتھ سے جمع کیا جاتا ہے اور پھر اس ہی رحم کی درخواست کیجاتی ہے۔

* [illegible]

قرآن کریم کی ابتدا

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ امر قابل غور ہے کہ اللہ تعالے کی حکیم و مجید کتاب جو حقائق اور معارف پر مشتمل ہے اس میں اس دعوی کی کیا ضرورت تھی کہ فقد لبثت فیکم عمرا یعنی مین چالیس سال تک تم مین رہا ہون کیا تم مین سے کوئی ہے جو یہ کہہ سکے کہ مین سوسائٹی کے عیوب اور مجلس کی ناپاکیون مین کبھی شریک رہا ہون - ہرگز نہین - اے مشن کے مدعیو اور اے دانشمند و پھر سوچو اور غور کرو کہ یہ دعوی جو عظیم الشان دعوے ہے اس بزرگ کتاب مین کیون کیا گیا ہے -

عزیزو

اس دعوی کی ضرورت اس لئے تھی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام باطل معبودون کو کاٹ کر جو اللہ تعالے کی مجید و حمید ذات کی طرف دعوت کی اس لئے اگر آپ مین کوئی عیب ہوتا تو دعوت ناتمام اور ناقص بلکہ بالکل بے سود جاتی جبکہ عرب کی سوسائٹی سے کوئی کھڑا ہو کر اس دعوی پر کہہ دیتا کہ فلان وقت آپنے یہ ناشائستہ کام کیا تھا لیکن آپ بچپن ہی سے الامین اور المامون پکارے جاتے تھے اس لئے آپنے جب یہ دعوت کی کہ ساری حمدین اللہ تعالے ہی کے لئے سزاوار ہین جو جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ ہے تو اس بے عیب زندگی نے کہ آپ ان ہی کے بیچ سے محمد ہو کے نکلے تھے فقد لبثت فیکم عمرا کے دعوے اور تحدی نے اس دعوت کو بہت قوی اور مضبوط اور برمحل قرار دیا -

غرض آنحضرت صلی اللہ کی زندگی کامل نمونہ ہے اس امر کا کہ جو کچھ آپکے منہہ سے نکلا درحقیقت - - اللہ تعالی کی نسبت وہی تعلیم حق اور صحیح تھی اور مسیح کی زندگی مین ہم کونسا نمونہ اس ایثار - توکل - اور رضا بالقضا کا تلاش کرین جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ مین ہمین ملتا ہے - گال پر طمانچہ کھانے والی تعلیم عیسائی پیش کیا کرتے ہین مگر ہم کہتے ہین کہ یہ تعلیم ناتوانی کے وقت کی ہے شوکت کی نہین اگر انہین شوکت دیجاتی اور پھر وہ اپنا نمونہ دکھاتے تو - عیسائیون کو حق تھا کہ اس کو پیش کرتے اگرچہ دوسرے پہلوؤن مین پھر بھی یہ ناقص جا ٹھہرتی تاہم اُن کو کچھ کہنے کا موقع ہوتا لیکن جب یہ موقع ہی انکو نہین ملا تو اس کو پیش کرنا محض لاحاصل ہے - ایسا ہی بحیثیت باپ ہونے کے - دوست ہونے کے - فاتح ہونے کے جرنیل ہونے کے خاوند ہونے کے غرض مختلف حیثیتون مین مسیح کے اخلاق کا کیا نمونہ دنیا دیکھہ سکتی ہے ؟ کچھ بھی نہین مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مین اور آپکے زندگی مین اخلاق کے سارے شعبون کی تکمیل پاؤ گے مین دعوی سے کہتا ہون کہ ایک فہرست بناؤ اور اسکے اتنے مختلف خانے بناؤ جسقدر کہ اخلاق کے شعبے ممکن ہین - پھر تم دیکھہ لوگے کہ وہ سارے خانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے بھر جائینگے - بفائدہ ہوگا اگر اورون کی تاریخ مین اخلاق کی تکمیل کو تلاش کرین

اور یہ خدا تعالے نے اپنی حکمت اور ازلی ارادے سے کیا تا اس کے نام کا جلال ظاہر ہو اور اس ظلم و زور کا انتقام لیا جاوے - جو خدا تعالے کی صفات دوسرون کو دی گئی تھین اس لئے محمد جلیل الشان نبی کو مبعوث فرمایا جس نے دنیا کو خدا کی حمد و ستائش سے بھر دیا یہ سنت اللہ ہے کہ جب خدا تعالے کے نام کی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے اور اس کی صفات کی بے عزتی کرنے والے بیباک ہوجاتے ہین اس وقت اللہ تعالے کی طرف سے پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم آتا ہے زمانہ کی فطرت اسوقت خود تقاضا کرتی ہے کہ محمد آوے

اسوقت بھی وہی پہلی حالت ہو چکی تھی اللہ کے نام کی ہتک کی گئی اور ظالم نصرانیون نے خدا کی صفات ایکطرف انسان کو دیدین اور ایک قوم نے نیوگ اور تناسخ کی نالشدنی مسائل تراشکر خدا کی جلیل الشان صفات کا انکار کر دیا اور کہا کہ خدا کسی چیز کا خالق نہین اور اپنے اعمال مین نیوگ جیسی قابل شرم بات کو محل مدح مین ٹھہرایا - جسکو سنکر ایک غیور انسان کی روح کانپ جاتی ہے اور سب سے بڑھکر مردہ پرست قوم نے صلیب کی حمایت مین پانی کی طرح روپیہ بہا دیا اور ہر قسم کے وسائل اور اسباب کو ہاتھہ مین لینا چاہا اور مزدک فرقون کی طرح دنیا مین فسق و فجور کا دریا بہہ چلا گیا

اسوقت ایسی حالت مین - ضروری نہ تھا کہ محمد کا ظہور ہوتا ؟ جو پھر الحمد للہ سے زمین و آسمان کو بھر دے ؟

بیشک ضروری تھا اور خوشخبری ہو تم کو اے سننے والو ! کہ اللہ تعالے نے اپنے جلال کے اظہار اور ستائش کے غلغلہ کے بلند کرنے کے لئے محمد **کو نازل فرمایا وہ اسیطرح آیا جیسے اسکا آنا مقدر تھا اس نے آکر ثابت کر دیا کہ ساری حمد و ستائش کا سزاوار حقیقی اللہ تعالے** ہی ہے - مین اپنے آپ کو اور اپنے دوستون کو مبارکباد دیتا ہون کہ مین جو کچھہ کہتا ہون مبالغہ نہین خدا آسمان پر دیکھتا ہے اور اوپر عرش سے اس کی حمد کر کے اسے محمد قرار دیتا ہے

پس اے دوستو ! وہ **غلام احمد قادیانی** درحقیقت **محمد** مکی صلی اللہ علیہ وسلم

س

ہی کا ظل اور بروز ہے اور وہی ہے جو تم میں نازل ہوا ہے وہی قد لبثت فیکم عمراً کی صدا اسے بھی آئی اور اسنے یہ تحدی کی ٹھیک اسیطرح جیسے محمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ خدا تعالے نے تیرہ سو سال کے اندر دو ہی شخصوں کی پاک اور بے عیب زندگی کا ٹھیکہ لیا اور تحدی کی ہے یا **احمد مکی** کی اُسوقت اور **احمد قادیانی** کی اِسوقت۔

احمدی جماعت ! تیرے لئے کسقدر مبارکباد ہے کہ **تیرا امام اور تیرا ہادی** وہ انسان جلیل الشان ہے جس کی بے عیب اور پاک و مطہر زندگی کا خدا گواہ ہے اور تعریف کرنے والا ہے بے شک تو اس کو مان کر کسی **صوفی۔ ملہم۔ ولی۔ ادیب۔ شاعر۔ مصنف** غرض کوئی ہو کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہے

اے خدا کے برگزیدہ **مسیح موعود** تجھ پر تیرے در و دیوار پر تیری ہر بات پر خدا تعالے کی بے حد برکات اور نصرتیں ہوں کہ تیرا دامن پکڑ کر ہم ہر میدان میں فتحمند ہیں والحمد للہ علی ذالک۔

آخر میں (اگرچہ مضمون لذیذ ہے۔ اور جی نہیں چاہتا کہ اس کو چھوڑا جاوے مگر خطبہ کی وجہ سے بند کرنا پڑتا ہے) میں اس جماعت کو جو یہاں موجود ہے اور ان کو جو اس خطبہ کو کسی اور رنگ میں سن لیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جیسے خدا تعالے نے تمہیں **بے عیب۔ برگزیدہ مطہر و مقدس امام عطا** فرمایا ہے۔ تم بھی اپنے چال چلن ایسے بناؤ کہ جب وطن اور گھر جاؤ تو شہداء علی الناس ہو جاؤ۔ تمہارا تعلق سب سے پاک ہو ریاکاری **مکاری** فتنہ باہم مخالفت نہو

خدا کرے کہ تم دنیا کے لئے ایک نمونہ اور نظیر ہو جاؤ۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

قرآن کریم اور الوہیت مسیح

تتمہ الحکم نمبر ۱۳ جلد ۶ صفحہ ۱۲ - (از)

غرض یہ ایک زبردست علمی دلیل ہے جو قرآن کریم نے پیش کی ہے کہ اول مسیح ہی کا دعوی بالفاظ صریح نہیں ہے۔ پھر دوسری آفاقی دلیل یہ پیش کی کہ پہلے مخاطب ہمارے اسلام کے مقابلہ اول میں کچلے گئے اور شام کے عیسائی اسلام کے مقابلہ میں سخت ذلیل ہو گئے ان حجج اور براہین کو پیش کر کے قرآن تثلیث پرست نصرانیوں کو خطاب کر کے کہتا ہے **افلا یتوبون** یعنی ایسی علمی اور عملی دلائل کے ہوتے ہوئے چاہیئے تھا کہ تم اسلام کی طرف رجوع کرتے اور سچے خدا کے حضور توبہ کرتے تاکہ وہ غفور الرحیم خدا تم پر رحم فرماتا باوجودیکہ یہ دلائل ایک سلیم الفطرۃ اور سعادتمند انسان کے لئے کافی تھیں اور ہیں کہ وہ مردہ پرستی اور تثلیث پرستی سے تائب ہو جاوے لیکن اللہ تعالے اتمام حجت کے لئے ایک اور دلیل پیش کرتا ہے۔

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الاٰیۃ مسیح ابن مریم بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ وہ اللہ کا رسول تھا اس سے پہلے جسقدر رسول آئے وہ مر چکے دنیا رسولوں کے دیکھنے سننے کی عادی ہے وہ جانتی ہے کہ رسول کیسے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ... مسیح بھی اس جنس سے ایک رسول ہے پہلے رسولوں میں سے کسی نے کبھی خدائی کا دعوی نہیں کیا۔ ان کی امتوں میں سے کبھی کسی نے یہ خیال نکیا کہ خدا خود بھی رسول ہو کر آیا ہے یا کرتا ہے باوجودیکہ یہودیوں کے بہت سے فرقے ہو گئے تھے مگر کوئی بھی انہیں قائل تھا کہ خدا مجسم ہو کر دنیا میں آیا کرتا یا کبھی آیگا

پھر فرمایا کہ اس کی ماں راستباز عورت تھی کیا کوئی عورت کے پیٹ سے نکلکر بھی خدا بن سکتا ہے پھر فرمایا کہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے یعنی محتاج تھے ضعیف تھے وہ جو پیٹ کا محتاج ہے وہ سب کا محتاج ہے آخر میں قرآن بڑے ناز اور ذوق کے ساتھ فرماتا ہے **انظر کیف نبین لھم الاٰیات** ذرا غور تو کر کے دیکھو کہ ہم کیسے کھلے نشان بیان کرتے ہیں۔ اور یہ بدقسمت کہاں بھٹکتے پھرتے پھرتے ہیں۔ پھر سب سے بڑھکر ایک اور زبردست دلیل اس کے ابطال کے لئے دی **قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک** الاٰیۃ یہی وہ دلیل ہے جسپر خدا کا برگزیدہ مسیح موعود پورے زور اور قوت سے کھڑا ہوا ہے اور اسی دلیل نے عیسائیت کا ستیاناس کر دیا ہے۔ ہم مان لیتے کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے یا یہ کہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہے اگر وہ اپنے سچے پرستاروں کی کچھ بھی نصرت کر سکتا۔ ان کے لئے کوئی قانون قدرت بدل سکتا مگر خدا تعالے اگر وہ لاشئے وجود ہے ضار۔ اور نافع اللہ ہی کی ذات ہے یہ زبردست ثبوت ہے مسیح کے خدا یا ابن خدا نہ ہونے کا۔

اگر عیسائی اپنے دعوی میں سچے ہیں تو وہ اس وقت مرد میدان بنکر نکلیں اور خداوند مسیح سے رو رو کر کوئی نشان مانگیں اور نہیں تو کسی بشپ صاحب کے رہنے کے مقام کو طاعون سے محفوظ رکھے جانے ہی کا نشان ظاہر کریں جیسے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے شائع کر دیا ہے غرض یہ عظیم الشان دلیل ہو سکتی ہے مسیح کی الوہیت پر۔ پس اے پادری صاحبان اور ریورنڈ ڈاکٹر صاحبان! یہ وقت ہے مسیح کی الوہیت کے ثابت کرنے کا اسوقت فرداً فرداً اور مل مل کر دعائیں کرو اور کوئی نشان پیش کرو ورنہ یاد رکھو کہ صلیب ٹوٹ چکی اور **مسیح موعود کی حجت تم پر پوری ہو گئی**

اللہ تعالے کا ہزار ہزار احسان ہے کہ ہمیں اس نے قرآن جیسی نعمت دی اور اسکے ذریعہ توحید کا وارث بنایا اور مسیح موعود کی جماعت میں داخل کیا جس کے ذریعہ یہ دلائل روشن ہمیں ملے ہیں ہم کبھی تردید نہ کر سکتے اگر خدا تعالے یہ سلسلہ قائم نکرتا

میگزین

خدا کے فضل وکرم سے میگزین کا چوتھا نمبر اور اردو میگزین کا دوسرا نمبر بھی اپنے ٹھیک وقت پر شائع ہو گیا ہے یہ امر کہ ہر دو سرا نمبر پہلے سے زیادہ شان اور آب و تاب سے شائع ہوا ہے میگزین کے پڑھنے والوں کو خوب معلوم ہے میگزین کے سرمایہ اور قواعد کے متعلق چند روز ہوئے ہیں مولانا مولوی محمد علی صاحب نے ایک سرکلر حصہ داران میگزین کے نام ارسال کیا ہے اور ہمیں امید ہوتی ہے کہ الحکم کے اس نمبر کے پہونچنے تک وہ چٹھی حصہ داران کے پاس پہونچ چکی ہوگی اور انکو کسیقدر غور و تامل کا موقع مل گیا ہوگا۔ غالبًا یہ امر بادی الرائے میں موزوں سمجھا جاوے کہ ہم اپنی رائے ایسی طریق پر پیش کرتے جو اس چٹھی میں چاہا گیا ہے لیکن ہمارے ناظرین اور انجمن اشاعت اسلام کے مینیجنگ ڈائرکٹر صاحب ہمیں معذور سمجھینگے اگر ہم اپنی رائے بذریعہ الحکم شائع کرنے پر مجبور ہوں بات یہ ہے کہ الحکم احمدی قوم کا آرگن تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لئے الحکم کا فرض ہے کہ جیسے وہ اپنے سید و مولا و مقتدا امام علیہ الصلوۃ والسلام کے کلمات طیبات یا بزرگان ملت کے مواعظ و ملفوظات کو شائع کرتا ہے اور ہر پیش آمدہ موقع پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پولیٹیکل حقوق کی حفاظت کرنے کی سعی کرتا ہے اسی طرح ان ضروری امور پر جن کا تعلق قوم سے ہو اور جنکا اثر سلسلہ عالیہ پر پڑتا ہو اپنے مناسب وقت نوٹ لکھکر قوم کو توجہ دلائے یہی وجہ ہے کہ میگزین کے متعلق بذریعہ الحکم ہمکو اپنی رائے کے اظہار کی ضرورت پیش آئی ہے۔

میگزین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اہم مقاصد میں سے ایک ضروری اور اشد ضروری مقصد ہے جو ہمارے سید و مولا **امام** کی رسالت کے ساتھ وابستہ ہے غیر قوموں میں (جنکی زبان انگریزی) ہے تبلیغ کا اکیلا ذریعہ میگزین ہے اس لئے اس ضرورت پر ہمکو کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں میگزین کا سرمایہ تجارتی اور خیراتی حصص کی طرز پر بہم پہونچایا جاتا ہے اور تجارتی شاخ ہی ایک ایسی شاخ ہے جسکے لئے آئے دن [illegible] کی ترتیب و ترمیم کی ضرورت پیش آتی ہے اور حقیقت میں **تجارتی شاخ** احمدی سلسلہ میں ہو کر تقاضا کرتی ہے کہ تمام سوسائٹیوں اور کمپنیوں سے بہت کچھ بڑھکر احتیاط سے اس کی نگہداشت اور حفاظت کیجاوے اور اس لئے ان لوگوں کو (جنکا بہت بڑا تعلق رسالہ سے ہے خواہ اس کے ایڈیٹوریل سٹاف سے یا اس کے انتظامی حصہ سے) اپنے بیش قیمت وقت کا بہت بڑا حصہ ان امور کے لئے دینا پڑتا ہے۔

تجارتی طریق معیوب تو نہیں کہا جا سکتا بلکہ ایک پہلو سے مستحسن سمجھا جا سکتا ہے کہ قوم میں متفق ہو کر کام کرنیکی روح پیدا ہوئی ہے لیکن **خیراتی** طریق میگزین کے بہت ہی حسب حال ہے۔ ہم اسوقت بہت ہی خوش ہوئے تھے جب ہمارے مخدوم مکرم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہوس لاہور نے میگزین کے چلانے کے لئے خیراتی طرز کو پیش کیا تھا اور نہ صرف پیش بلکہ پچاس حصص خرید بھی کئے تھے مگر بعد میں بعض مصالح کے لحاظ سے اس کی دو شاخیں کر دینی پڑیں یعنی تجارتی اور خیراتی۔ ہمارا شروع سے خیال تھا کہ اس کو **خیراتی** طرز پر چلایا جاوے اور قوم کے باہمت افراد سے تین ہزار روپیہ سالانہ کی اپیل کیجاوے تین سال تک کے لئے اور ہمیں امید تھی کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی قوم اس میدان میں بھی پیچھے نہ ہٹتی۔ کیونکہ اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے بزرگ ہیں جنہوں نے اپنے سرمایہ کو خیراتی رکھا ہوا ہے

مختصر یہ کہ اب چونکہ قواعد میں ترمیم و اصلاح کی ضرورت پیش آئی ہے اسلئے اس موقع پر ہم اگر اپنی عاجزانہ رائے کو نیک نیتی سے پیش کر دیں تو کچھ حرج نہیں ممکن ہے کہ اس سے کوئی مفید بات پیدا ہو سکے اور گاہ باشد کہ کودکے نادان بغلط بر ہدف زند تیرے۔ کا ہی معاملہ ہو چکا ہماری رائے میں میگزین کی **خیراتی شاخ کو وسیع کیا جاوے** اور کوشش کی جاوے کہ کم از کم اڑہائی **سو آدمی** ایسے قائم ہو جاویں جو عہ سالانہ میگزین کے لئے چندہ دیں۔ اور اسطرح پر میگزین کے موجودہ خیراتی حصص اور خریداروں کی تعداد ملاکر ہم امید کر سکتے ہیں کہ میگزین نہایت ہی خوش اسلوبی سے چل سکتا ہے اور اگر قوم توجہ کرے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

ہم نہایت خوشی سے ایسی تحریروں کو الحکم میں شائع کر دینگے جو اس رائے کی تائید میں ہمارے پاس بھیجی جاوینگی

اس تجویز کے ساتھ اگر ہم اردو میگزین سے متعلق بھی اپنی رائے پیش کر دیں تو بے محل نہ ہوگی مگر یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اردو میگزین کے متعلق جو کچھ ہم ذیل میں لکھتے ہیں وہ مشروط ہے مندرجہ بالا تجویز کے پختہ اور قائم ہو جانے کے ساتھ۔ اور وہ یہ ہے کہ حقیقت میں ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ احمدی قوم ایک ہی زبان کے ایک سے زیادہ اخبارات کو چلا سکے اگرچہ وہ وقت آتا ہے کہ خدا چاہے تو ایک زبان میں اس کے متعدد اخبار ہونگے لیکن اسوقت جب کہ مختلف قسم کے چندوں کا بوجھ جماعت پر ہے اور خدا کا فضل ہے کہ باوجود اس قدر بوجھ کے وہ ہر نئی ضرورت پر نئے ایمان اور نئے جوش سے من انصاری الی اللہ کی صدا سنکر نحن انصار اللہ کہنے کے لئے طیار ہوتی ہے۔ ایک سے زیادہ اردو زبان کے جریدہ کی ضروریات کا پورا ہونا کسیقدر مشکل ہے۔ اور جبکہ سب سے پہلے **خادم قوم الحکم** کی اشاعت ابھی تک سات سو بھی نہیں ہوئی اور آئے دن مالی مشکلات کی تکالیف ہوتی ہے تو دوسرے کسی اخبار

کا اجرا قومی مقاصد کی راہ مین اخباری حیثیت سے ضرر رسان سمجہا سکتا ہے اور قوم پر ایک جدید بوجہہ۔ لیکن **اردو میگزین** کا اجرا جس غرض اور مقصد کو مدنظر رکہکر کیا گیا ہے وہ **انگریزی میگزین** کی بقا اور استحکام کے اسباب مین سے ایک سبب سمجہکر کیا گیا ہے گو یقیناً نہ سہی لیکن ہم اپنے قیاس سے کہہ سکتے ہین کہ اگر **انگریزی میگزین** کے استحکام اور استقلال کے لئے مندرجہ بالا صورت قائم ہوجاوے تو اردو میگزین کے مضامین الحکم ہی کے ذریعہ قوم کو ملسکتے ہین اور ان زائد مصارف سے جو اسوقت لازماً اٹہانے پڑتے ہین قوم بچ سکتی ہے اور **انگریزی میگزین** کی اشاعت کی اصل غرض پوری آزادی سے پوری ہوسکتی ہے اس لئے ہم اپنی رائے اسوقت عام غور کے لئے بذریعہ الحکم شائع کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ وہ تمام لوگ جو میگزین کے حصون کے خریدار ہین اسپر پوری فکر کرینگے اور ایسا ہی انجمن اشاعت اسلام قادیان کے کارکن اصحاب کی خدمتمین التماس ہے کہ اگر وہ انگریزی میگزین کے استحکام کی اسصورتمین فکر کرین اور خدا چاہے انہیں کامیابی ہوجاوے تو وہ اردو میگزین کی اشاعت کا ذریعہ الحکم کو قرار دین اس سے کئی فائدہ ہونگے اردو میگزین کے اجرائے کی اصل غرض پوری ہوجاویگی اسکے ساتہہ ہی الحکم کی خدمات کا میدان وسیع ہونے کے ساتہہ اس کے استحکام کا رنگ اور صورت نکل آویگی اور قوم مزید مصارف سے بچیگی

بہرحال یہ ہماری ذاتی رائے ہے جسکو ہم نے نہایت نیک نیتی کے ساتہہ قوم کی خدمت مین پیش کیا ہے اسپر غور کرنا اور عمل کرنا قوم کے ہاتہہ مین ہے - مرا دِ ما نصیحت بود کردیم

تعمیر دفتر الحکم اور سرپرستان الحکم

میرے لئے یہ امر کس قدر مسرت اور فخر کا موجب ہوسکتا ہے جب مین یہ دیکہتا ہون کہ الحکم کے سرپرست الحکم کی خدمات کے سچے دل سے قدر کرتے ہین اور یہی ایک امر ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا نشان ٹھہر سکتا ہے بشرطیکہ سعادتمند غور کرنیوالا ہو۔ کیونکہ کسی قوم مین سچی شکرگزاری اور احسان شناسی کی حالت پیدا نہین ہوسکتی جب تک اس کا سچا تعلق خدا تعالے سے نہ ہو جیسا کہ مین لم یشکر الناس لم یشکر اللہ سے پایا جاتا ہے پس جب ایک قوم اپنے ایک خادم کی خدمات کا شکرگزاری کے ساتہہ اعتراف کرے تو سمجہ لینا چاہیئے کہ اس قوم مین خداشناسی کی روح نفخ ہوچکی ہے چنانچہ الحکم کے دفتر کی تعمیر کے متعلق جو عرضداشت مین نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین شائع کی تہی اسپر سرپرستان الحکم نے توجہ کرنی شروع کردی ہے اور مجہے یقین ہوتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ اپنے **محبوب الحکم** کی عرضداشت پر پوری توجہ کرین گے۔

مین جیسا کہ وعدہ کرچکا ہون الحکم مین ان تمام معاونین کے اسماء گرامی وقتاً فوقتاً شائع کرتا رہون گا جو اس سلسلہ تعمیر دفتر الحکم مین میرے مددگار ہون گے۔ چنانچہ آج مین چند احباب کے نام شائع کرتا ہون

اول - سب سے اول مین جناب چودہری غلام احمد صاحب بی - اے - انسپکٹر ڈاک خانجات گلگت کا نام درج کرتا ہون چودہری صاحب موصوف نے جس ارادت اور شوق سے خط لکہا ہے وہ اس قابل تہا کہ سارا درج کیا جاتا مگر عدم گنجائش کی وجہ سے مین ایسا کرنے سے قاصر ہون چودہری صاحب نے ان تمام مدون مین جو دفتر الحکم کی تعمیر کے لئے پیش کی گئی تہین شریک ہونا چاہا چنانچہ انہون نے ایک جدید خریدار بہی پیشگی قیمت دینے والا عطا فرمایا باوجودیکہ اس سے پہلے ایک خریدار دیچکے ہین اور آئندہ اور بہم پہونچانے کا وعدہ کرتے ہین مطبع کی **کتابون** مین سے بعض خرید کی ہین اور پانچ روپیہ بطور پیشگی بہی بہیجدئے ہین جزاہ اللہ احسن الجزا ہمین امید ہے کہ الحکم کے سرپرست چودہری صاحب کے اس کار خیر کی تقلید بہت جلد کرینگے۔

دوم - اس کے بعد مین میرٹھ کے خریداران الحکم کی گرانقدر امداد کی رسید دیتا ہون

ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب صمہ امدادی
منشی عبد الرشید صاحب صمہ قیمت پیشگی الحکم
ماسٹر محمد عبد العزیز صاحب عـہ امدادی

اپنے رنگ مین ماسٹر محمد عبد العزیز صاحب اور ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب کی امداد سب سے پہلے اور بہت ہی گرانقدر ہے یعنے جیسا کہ الحکم مین لکہا تہا کہ اگر مین محض امدادی رقوم طلب کرتا تو الحکم کے پڑہنے والے قدردان امدادی چندہ کے لئے طیار ہوجاتے۔ لیکن میرے لئے یہ امر بہت ہی مسرت کا ہے کہ باوجودیکہ مین نے پیشگی قیمت مانگی تہی یا جدید خریداران کے پیدا کرنے یا خرید کتب کے ذریعہ امداد کی درخواست کی تہی لیکن میرے میرٹھ کے سرپرستان الحکم نے امدادی چندہ بہیجکر ایک اور نظیر قائم کردی ہے۔ گویا وہ عملی طور پر اس تحریک کے بانی ہوئے ہین اللہ تعالے انہین جزائے خیر دے **پھر لودیانہ** مین لودیانہ کے خریداران الحکم کا شکرگزار ہون جنہون نے اپنے خط کے ذریعہ ان تجاویز پر عمل کرنیکی مجہے اطلاع دی اور ان مین سے حاجی عمر الدین صاحب نے پیشگی قیمت دینے کے علاوہ بذریعہ خرید کتب بہی مدد دی - پہر مین الحکم کے ایک خاص معاون شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآبادی کا شکرگزار ہون جنہون نے بذریعہ خط بہت جلد ہر قسم کی مدد دینے کا وعدہ فرمایا پہر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کی مہربانی کا شاکر ہون جنہون نے جہلم واپس جاکر میری پیش کردہ تجاویز کو عملی صورت مین لانے کا وعدہ فرمایا،

مین امید کرتا ہون کہ دوسرے

رقیمہ الوداد نمبر سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ایہا الاحباب رؤساء امروہہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار بذریعہ عریضہ ہذا کے آپ کی خدمات عالیہ مین حاضر ہوکر گذارش کرتا ہے کہ خاکسار نے ایک خط موسومہ قاضی سید آل محمد صاحب محلہ دربار کلان امروہہ۔ اخبار الحکم مورخہ ۱۷۔ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مین طبع کرا کر چھبیس چھبیس پرچہ اوسکے امروہہ مین شایع کیئے تھے اور تخمیناً ۵۰۰ عدد پرچہ دیگر بلاد ہندوستان وغیرہ مین بھی روانہ کیا گیا تھا جس مین مولوی احمد حسن صاحب مدرس امروہہ سے اور جو ان کا ہم مشرب ہو کوئی ہو اور کہین ہو کائنا من کان وحیث ما کان مطالبہ جواب کیا گیا تھا۔ اس خط مین دلایل عشرہ کتاب و سنت سے حیات مزعومہ حضرت عیسے کی باطل کی گئی تھی اور وفات ان کی حیز ثبوت کو پہونچائی گئی تھی۔ اور ثانیاً تفسیر اعجاز المسیح جو حضرت اقدس نے سائین مہر علی صاحب کے مقابلہ مین متحدیانہ لکھے تھے جس کو مدت دراز گذر گئی اور ان سے اسکا جواب آجتک نہین بن پڑا۔ مدرس صاحب امروہہ سے بھی اوسکے جواب کا مطالبہ حسب شرایط مفید طرفین کیا گیا تھا اور معاہدہ سابقہ مہر علیشاہ کی تجدید کر کر دار مدار صدق وکذب فریقین کا اسی مقابلہ تفسیر نویسی کو مجدداً قرار دیا گیا تھا اور ثالثاً حسب درخواست مدرس صاحب موصوف کے جو وعظون مین برملا مباہلہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہین عبارت مفیدہ فریقین مباہلہ کیلئے اس غرض سے تحریر کر دی تھی کہ فریقین کے دستخط ہوکر دنیا مین شایع ہو جاوی اور کل صرفہ طبع کا حضرت اقدس کے ذمہ رہے گا اور اتماماً للحجۃ آخر خط مین یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر ان تینون صورتون مین سے کسی صورت پر آپ مستعد نہ ہون تو آپ اپنے دعاوی مباہلہ و مناظرہ وغیرہ مین جو اپنے وعظون مین بیان کرتے ہین محض خلاف گو ہین۔ یہ خط مذکورہ اغلب ہے کہ آپ صاحبون نے مطالعہ فرمایا ہوگا اور جس صاحب نے مطالعہ نہ فرمایا ہو وہ صاحب قاضی آل محمد صاحب موصوف سے بالفعل لیکر مطالعہ فرمالیوے اب گذارش بطور اپیل کے آپ کی خدمات مین یہ ہے کہ اس خط کا جواب آج تک جسکو عرصہ زائد ایک ماہ کا منقضی ہوچکا مدرس صاحب نے بشرایط مندرجہ عنایت نہین فرمایا اور نہ کسی اور صاحب نے جو ان کا ہمخیال ہو اس خط کا جواب لکھا۔ چونکہ مدرس صاحب کو انتہا درجہ کا جوش وخروش اسوقت تھا لہذا مجھ کو بڑی امید تھی کہ جواب خط مذکور کا ضرور مرحمت ہوگا اور یہ خیال تھا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس خط وکتابت سے حق اور باطل اہل بصارت پر امروہہ مین بھی منکشف ہو جاوے گا۔ مگر بالآخر معلوم ہوا کہ بحکم جولۃ الباطل ساعۃ وجولۃ الحق الے الساعہ* کے مدرس صاحب کیطرف سے اب محض سکوت ہی سکوت ہے شاید انہون نے اس سکوت مین یہ مصلحت سمجھی ہے کہ ایک چپ سو کو ہراوے جو مثل مشہور ہے اللہ اکبر ایسا عظیم الشان مسئلہ جس مین ہماری تکفیر کی گئی۔ نماز ہمارے امامت مین پیچھے پڑھنی جائز نہین وغیرہ وغیرہ اور اب ادلہ قاہرہ پیش ہونے پر یہ سکوت۔ حضرت مین ان سب پیچون کو جانتا ہون جو ایسے سکوت مین دانشمند دنیا کو ہوا کرتے ہین بقول شاعر ؎

بطبعم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید
خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمی آید

مگر یہ تو فرمایئے کہ شریعت اسلام نے بعض مواقع معلومہ مین سکوت کو بھی قائم مقام رضا کے گردانا ہے۔ جس کی وجہ سے خاکسار تو سمجھ گیا ہے کہ مدرس صاحب کا دل ہمارے ادلہ قاہرہ کو مان گیا گو بپاس ولحاظ شرم وحیا زبان پر نہ لا سکین کیونکہ الخاموشی نیم رضا گو الف لام کے ساتھ باعتبار ترکیب لفظی غلط ہو۔ مگر مضمون تو اسکا ہر ایک اہل عقل کو مسلم ہے۔ اب مجھکو محرک مطالبہ جواب کے لئیے یہ امر ہوا ہے کہ بلاد ہندوستان اور نیز خود امروہہ سے بعض احباب کے خطوط متواتر بنا بر مطالبہ جواب آرہے ہین کہ مدرس صاحب سے یا تو مضمون خط کی تصدیق کرائی جاوے یا تکذیب اور تکذیب ہو تو مع دلائل کے ہو اور دونون صورتون مین جواب مطبوعہ ہو تاکہ فایدہ اوسکا عام ہو جاوے لہذا آپ کی خدمات عالیہ مین بطور اپیل کے تصدعہ دیا جاتا ہے کہ از راہ عنایت اور حمایت دین اسلام کے جو ہر اہل اسلام پر فرض وواجب ہے مدرس صاحب سے خط مذکورہ کا جواب الکتاب مطبوعہ اندر میعاد مناسب مثلاً پندرہ روز مین لیکر خاکسار کے پاس روانہ فرمادیا جاوے اور اگر اس خط مذکورہ کا جواب ان سے نہین ہو سکتا تو لیجیئے اور چند سطور ذیل مین پیش کی جاتی ہین انہین کا جواب مرحمت ہو۔

---

* جوش وخروش باطل کا ایک ساعت بھر ہی ہوا کرتا ہے لیکن امر حق مین جوش کرنا تو قیامت تک باقی رہتا ہے۔

اور مدرس صاحب کو اجازت دیجاتی ہے کہ اگر جواب ان چند سطور کا دینا ان پر دشوار اور مشکل ہو تو دیگر علما اپنے موافقین کو بھی اپنا معاون فرما لیوین ہماری اجازت ہے کیونکہ اس تعاون مین کوئی ہرج ہمارا نہین بلکہ امر حق تو ظاہر ہو جاویگا اور اگر آپ کہین کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت مین بہت کتابین چھپ چکی ہین تو گذارش ہے کہ انہین کتابون مین سے نکال کر جواب عنایت ہو۔ لیکن اگر ان چند سطور کا جواب بھی اندر میعاد مذکورہ کے مرحمت نہ ہوا تو خاکسار آپ ہی سے دریافت کرتا ہے کہ بحکم الانصاف احسن الاوصاف آپ اتنا تو فرما دیوین کہ پھر یہ سکوت مدرس صاحب کا اسی سکوت مین کیون داخل نہ کیا جاویگا جس کو شریعت اسلام نے قایم مقام رضا کے گردانا ہے بینوا توجروا۔

جواب طلب قلم اول لفظ توفی کا وہ محاورہ جو فلما توفیتنی مین باب تفعل سے آیا ہے یعنی اللہ تعالے کیطرف اس کی اسناد ہو اور انسان اوسکا مفعول بہ واقع ہوا ہو جیسا کہ توفاہ اللہ ہے سوائے قبض روح کے کسی اور معنی مین بھی آیا ہے یا نہین۔ بصورت اول۔ شاہد اس کا خواہ قرآن مجید سے ہو یا احادیث صحیحہ سے یا محاورات عرب یا کتب لغات عرب سے معہ حوالہ کتاب تحریر فرمایا جاوے۔ مگر اقوال تفسیری جو اسی آیت کی ذیل مین لکھے گئے ہین وہ قابل استدلال کے نہین ہو سکتے کیونکہ یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہوا جاتا ہے یعنی وہی دعوے اور وہی دلیل حالانکہ اثبات دعوے مین شاہد اور دلیل کا بجز دعوے کے ہونا ضروری ہے۔

جواب طلب قلم دوم۔ ایسا محاورہ جیسا کہ بل رفعہ اللہ الیہ مین حضرت عیسے کی نسبت فرمایا گیا ہے یعنی حرف الے رفع کے صلہ مین موجود ہو اور اللہ تعالی کیطرف کسی انسان کا رفع بیان کیا جاوے تو ایسے محاورہ سے جسم کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف مراد ہوا ور مقرب کرنا جو رفع روحانی ہے مراد نہ ہوا سکا جواب بھی بحوالہ کتاب دیا جاوے۔

قلم سوم۔ اللہ تعالے نے جبکہ حضرت عیسے سے مطالبہ کیا یا موجب قول مخالفین کے قیامت مین کرے گا کہ

اانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین من دون اللہ ۔ تب حضرت عیسے کا جواب اس مطالبہ کے بارہ مین یہ ہوا ہے یا ہوگا کہ **کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم** اس جواب مین حضرت عیسے نے اپنی دو حالتون کا صرف ذکر کیا ہے اول تو اپنی قوم مین زندہ موجود رہنے کی حالت بیان کی جو ما دمت فیہم مین ہے دوسرے اپنی وفات کے بعد کا زمانہ جو فلما توفیتنی مین ہے۔ اور یہ جواب ان کا جناب باری مین مقبول بھی ہو چکا ہے کیونکہ جناب باری کی طرف سے کوئی جرح اسپر نہین کیا گیا پس اگر حضرت عیسے بموجب آپ کے اعتقاد کے آسمان پر زندہ ہین جسکو عرصہ دو ہزار برس کا تخمیناً ہو گیا۔ پھر اس جواب مین اس زمانہ کا تذکرہ کیون نہین کیا گیا حالانکہ عقاید شرکیہ اور اتخاذ النصارے کا اسی زمانہ دو ہزار برس مین وقوع مین آچکا ہے اور انہون نے حضرت عیسے اور ان کی ماں کو اسی زمانہ مین معبود اور الہ پکڑ لیا ہے اور اسیوجہ سے قرآن مجید جا بجا نصارے کے ان عقاید شرکیہ کو رد فرما رہا ہے۔ پس اندرینصورت جواب حضرت عیسے کا بالکل ناقص رہا جاتا ہے جو قابل پذیرائی جناب باری مین ہرگز نہین ہو سکتا اور مزید اسپر یہ ہے کہ بموجب آپ کے اعتقاد کے جب وہ نازل ہونگے تو تمام عیسائیون کو بچشم خود مشرک دیکھ لیوینگے تو پھر یہ جواب حضرت عیسے کا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ سارے تو میری وفات کے بعد مشرک ہوئے تھے اور مین ان کا رقیب و نگہبان نہین تھا پس مین بری الذمہ ہون یہ جواب تو بالکل دروغ اور کذب ہے آپ کے اعتقاد کے بموجب یا تو اللہ کو نعوذ باللہ اس زمانہ دو ہزار برس کی نسبت دھوکہ ہو گیا اور یا قرآن مجید جو بآواز بلند عیسائیون کو مشرک قرار دے رہا ہے وہ سب کا سب غلط ہو گیا و نعوذ باللہ منہ لہذا آپ پر فرض و واجب ہے کہ یا تو ان آیتون متضمن سوال و جواب کی توفیق و تطبیق فرما دیجئے یا ایسے عقیدہ سے توبہ کیجئے جس سے ایسے مفاسد کلام پاک الٰہی مین لازم آتے ہین۔

قلم چہارم جواب طلب ضروری آنحضرت حضرت عیسے کی وفات ادلہ اربعہ شرعیہ سے ثابت ہے اما الکتاب پس واضح ہو کہ قرآن مجید کی تیس آیتون سے حضرت عیسے کی وفات ثابت ہوتی ہے منجملہ انکے ایک آیت یہانپر ذکر کیجاتی ہے

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم آخر تک۔ حضرت عیسے کا فریقین کے نزدیک رسول ہونا تو مسلم ہے۔ کیونکہ قرآن مجید مین متعدد جگہ انکو رسول فرمایا گیا ہے پس وہ بالضرور بلفظ الرسل

۵۱ اے عیسے لوگون سے کیا تو نے کہدیا تہا کہ سوائے اللہ کے مجھکو اور میری ماں کو معبود بنالیجیو۔
۵۲ مین انپر نگہبان تہا جبتک انمین زندہ رہا اور جب تو نے مجھکو وفات دیدی تو تو ہی انکا نگہبان رہا۔

مین داخل ہین خصوصاً جبکہ الف لام کا لحاظ بھی کیا جاوے - اور خلت کے معنے بجز مضت کے یہان پر اور کچھ ہو نہین سکتے - کما قال تعالے تلک[1] امۃ قد خلت - ایضا اتعدانني ان اخرج وقد خلت القرون من قبلی - ایضا قال الشاعر

این القرون الخالیہ
کہان ہین تمام امتین جو گذر چکی ہین
بانوا قصورا عالیہ
جنہون نے بڑے بڑے محل بنائے تھے۔

علاوہ یہ کہ آیت ما نحن فیہ مین تو خود اللہ تعالے نے بطور تفسیر لفظ خلت کی ارشاد فرمادیا ہے افان مات او قتل اس سے ثابت ہے کہ گذر جانے کی دو ہی صورتین ہین یا تو موت طبعی سے فوت ہو جانا اور یا بذریعہ قتل کے مرجانا - مگر آسمان پر چڑھ جانا خلت کے معنے کہین نہین آئے اور یہی محاورہ اردو فارسی مین بھی موجود ہے کہ فلان آدمی دنیا سے گذر گیا - یعنے مرگیا - شیخ سعدی ایک جگہ فرماتے ہین - ؎ پدر چون دور عمرش منقضی گشت مرا این یک نصیحت کرد و بگذشت پس علاوہ آیت فلما توفیتنی کے یہ آیت بھی حضرت عیسے کی موت پر دلالت صریح کر رہی کیونکہ لفظ الرسل جمع صیغ عموم سے اوسکا کوئی مخصص یہان پر موجود نہین اور نہ حضرت عیسے کا استثنا یہان پر مذکور ہے - تفاسیر مین بھی لفظ الرسل کو عام قرار دیا ہے چنانچہ حاشیہ بیضاوی وغیرہ مین لکھا ہے لیس رسولنا صلعم مستثنیٰ عن الھلاک والموت کسائر الرسل ویخلوا لما خلوا - واما اجماع الصحابہ - پس دیکھو صفحہ ۴۳۶ صحیح بخاری اور اس کی شروح کو اور نیز دیگر کتب سیر معتبرہ مثل ملل و نحل شہرستانی وغیرہ کو ہم اس جگہ پر ماحصل قصہ وفات آنحضرت صلعم کا بقدر حاجت کے صحیح بخاری وغیرہ سے اردو مین لکھتے ہین اگر کسی کو اس ماحصل قصہ وفات مین شک ہو تو وہ بخاری اور اسکی شروح کا مطالعہ کرے وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم کا حادثہ وفات واقعہ ہوا تو بروز وفات یہ قصہ پیش آیا کہ حضرت عمر لوگون سے کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت صلعم فوت ہو گئے تو مین اپنی تلوار سے اس کو قتل کر دونگا آنحضرت صلعم فوت نہین ہوئے ہین بلکہ آپ کا رفع ہوا ہے جیسا کہ عیسے بن مریم رفع کئے گئے ہین - یہ عبارت ملل و نحل شہرستانی کی ہے) جو اپنے فن کا ایک بڑا امام ہے - تب حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے عمر بیٹھ تو جاو کیا کہتے ہو مگر عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا تب حضرت ابوبکر نے خطبہ پڑھنا شروع کیا تب لوگ ابوبکر کیطرف متوجہ ہو گئے اور عمر کو چھوڑ دیا ابوبکر نے کہا کہ بعد حمد و صلواۃ کے واضح ہو کہ جو شخص تم مین سے محمد صلعم کی پرستش کرتا تھا تو جان لے کہ محمد صلعم تو فوت ہو چکے اور جو تم مین سے اللہ تعالے کی عبادت کرتا ہے - تو بیشک اللہ تعالے زندہ ہے جو کبھی نہین مریگا کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ نہین ہین محمد مگر ایک رسول اور ان سے پہلے تمام رسول گذر چکے ہین[2] یہ آیت حضرت ابوبکر نے کلمہ الشاکرین تک پڑھی اور آیت انک[3] میت وانہم میتون بھی پڑھی غرضکہ اس طرح سے تمام رسولون گذشتہ کی وفات ثابت کر کر حضرت صلعم کی وفات ثابت کی اور پھر راوی کہتا ہے کہ قسم ہے اسکی کہ لوگ اس آیت سے بے خبر تھے - یعنی ان کو اس آیت سے ذہول ہو گیا تھا - کہ یہ آیت بھی اللہ تعالے نے قرآن مین نازل کی ہے اور ابوبکر کے پڑھنے سے ان کو پتہ لگا پس اس آیت کو کل صحابہ نے ابوبکر سے سیکھ لیا اور کوئی صحابی یا غیر صحابی باقی نہ رہا جو اس آیت کو پڑھتا نہ پھرتا ہو انتہی موضع الحاجت یہ خلاصہ اور ماحصل ہی مختصراً اس عبارت کا جو صحیح بخاری اور اس کی شروح اور ملل و نحل شہرستانی مین موجود ہے اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ جو کوئی کہے گا کہ حضرت صلعم وفات پا گئے تو مین اسکو اپنی تلوار سے قتل کر دونگا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایسے حادثہ جانگزا کے وقت اونکا خیال وہمیا شاید اسطرف گیا ہو کہ بعض پیشین گوئیونکا پورا ہونا آنحضرت صلعم کی حیات ہی مین ضروری سمجھے ہونگے لہذا انکا اجتہاد اسطرف گیا کہ جب تک وہ پیشین گوئیان پوری نہ ہولین تب تک حضرت صلعم کی وفات نہین ہو سکتی لہذا اس اجتہاد سے جو ایسی مصیبت کے وقت کیا گیا - انہون نے آنحضرت صلعم کی حیات کو ایمانیات سے یقین کر لیا اور قول وفات آنحضرت کو ارتداد خیال کیا جو قتل کرنے کے لیئے جوش مین آکر فرمادیا - اس قصہ وفات سے یہان پر ہم چند امور اور بھی بیان کرتے ہین اولاً یہ کہ بانی مبانی اس اجماع کے

[1] وہ ایک امت ہے جو گذر چکی - کیا تم دونون مجھکو وعدہ دیتے ہو کہ مین پھر زندہ ہو کر نکلونگا حالانکہ مجھسے پہلے کی تمام امتین گذر چکین
[2] ہمارے رسول صلعم موت سے جدا نہین ہو سکتے جیسے تمام رسول گذر چکے اوسی طرح یہ بھی گذر جاوینگے
[3] بیشک تو بھی مرنیوالا ہے اور وہ بھی مرنیوالے ہین

خلیفہ بلافصل و اول الخلفا یعنی حضرت صدیق اکبر ہین۔ اور ایک عظیم الشان رجل یعنی خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم سے بحث مباحثہ ہوکر یہ اجماع منعقد ہوا ہے پس اس اجماع کا مکذب یا منکر جو کوئی ہو اسکا حال آپ لوگون سے ہی استفسار طلب ہے اور فرجع القوم الی قولہ علیہ السلام
ثانیاً واضح ہو کہ یہ ایسا اجماع ہے جس سے کوئی متنفس صحابہ مین سے خارج نہین رہا کیونکہ صحیح بخاری مین جملہ فتلقاہا منہ الناس کلہم موجود ہے۔ اور نیز جملہ

فما اسمع بشرا من الناس الا یتلوہا

بھی مذکور ہے جو بطور نفی و اثبات استثنائی کے حصر کیا گیا ہے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ ایسے حادثہ وفات خاتم النبیین صلعم کے وقت کونسا ایسا صحابی ہوگا جو حاضر نہ ہوا ہوا اور پھر اسپر علاوہ یہ کہ قصہ تیاری جیش اسامہ کا بھی وقت وفات کے درپیش تھا۔
ثالثاً- یہ کہ یہ اجماع تمام اجماعون سے مقدم منعقد ہوا ہے حتی کہ خلافت راشدہ کے اجماع سے بھی مقدم ہے لہذا بڑی حجت ہے
رابعاً- یہ کہ صحابہ کرام حضرت عمر وغیرہ بسبب اس حادثہ وفات کے جو ایک غم جانکاہ تھا قریب تھا کہ اپنے ہوش و حواس کو کھو دیوین انکو بذریعہ اس خطبہ عظیم الشان کے حضرت خلیفہ بلافصل نے تعزیت کی اور انکو اس وقت صبر ہوا کہ جب تمام رسولوں کا فوت ہو جانا ان کو متیقن ہو گیا اگر منجملہ رسولون کے ایک رسول کی حیات بھی اونکے ذہنون مین باقی رہتی تو پھر ان کو اپنے رسول خاتم النبیین کے فوت ہو جانے سے صبر کا آجانا بڑا ہی دشوار ہوتا چنانچہ حضرت حسان نے جو آنحضرت صلعم کی وفات مین مرثیہ پڑھا ہے اسکا ایک شعر یہ ہے ؎
کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

یعنی تو میری آنکھ کی روشنی کے لیے پتلی تھی۔ اب تو میری آنکھ اندھی ہو گئی۔ اب تیرے مرنے کے بعد سب ہی کا مر جانا چاہیئے۔ جو زندہ بھی ہو وہ بھی مر جاوے ہمین تو تیری موت ہی کا خوف و حذر تھا تھا مگر کسی نے حضرت ابوبکر صدیق کے استدلال قطعی کے روبرو دم نہ مارا اور سب نے اپنی گردنین کتاب اللہ کے روبرو جھکا دین اگر حضرت عیسےٰ اس استدلال خلیفہ بلافصل سے مستثنی ہوتے تو پھر استدلال صدیقی کو کیونکر صحابہ سب کے سب تسلیم کر لیتے یہ خطبہ صدیقی کیا تھا ایک تعزیت نامہ تھا کل صحابہ و حضرت عمرؓ کے لیے جیسا کہ ہمارے یہان بھی تعزیت مین ایسے الفاظ کہنے کی رسم ہے یعنی جب کوئی عزیز و قریب کسی کا مر جاتا ہے تو اہل میت کو ایسے ہی فقرات تسلی آمیز سے مخاطب کر کر تعزیت کیجاتی ہے کہ بھائی اب صبر کرو دیکھو تمام گذشتہ اکابر اولیا و انبیاء و مرسلین گذر گئے یہ راہ سب کو طے کرنا ہے وغیرہ وغیرہ اور اللہ تعالےٰ نے جو اس تعزیت کا کرنے والا حضرت صدیق اکبر کو گردانا اس مین ایک اشارہ لطیف یہ بھی تھا کہ خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر ہی ہونگے کیونکہ تسلی اور تسکین دینے والا جملہ حادثات اسلام مین امیر المومنین اور خلیفہ ہی ہوا کرتا ہے۔
خامساً- ہم یہ بھی بیان کرتے ہین کہ اس اجماع کے مقدم ہونے مین تمام اجماعون سے حتی کہ اجماع خلافت سے بھی سر الہی یہ تھا کہ چونکہ خلافت راشدہ نبوت خاتم النبیین کی متفرع ہے ختمیت نبوت آنحضرت صلعم پر اور وجہ خلافت راشدہ کا ختمیت نبوت آنحضرت صلعم سے نمبر دوم پر واقع ہوا ہے لہذا حکمت الہی اس امر کے لیے مقتضی ہوئی کہ سب سے اول جو اجماع منعقد ہو وہ ختمیت نبوت پر ہو یعنی یہ کہ سلسلہ خلافت

محمدیہ مین اب کوئی نبی نیا یا پرانا زندہ موجود نہین اور تمام سلاسل نبوتون بنی اسرائیل کے ہمارے حضرت صلعم پر ختم ہو چکے اب کوئی نبی نیا یا پرانا اسرائیلی بطور خلافت کے بھی نہین آسکتا کہ انہم[1] لا یرجعون قول الہی ہے۔
سادساً- عرض ہے کہ بعد وقوع اس اجماع ختم نبوت کے دوسرے درجہ مین انعقاد اجماع کا خلافت راشدہ کے لیے ہوا کیونکہ خلافت راشدہ فرع نبوت کی تھی اس اجماع مین کسی طرح کا انتظار عیسے یا موسےٰ کے نزول کا نہین کیا گیا بلکہ امت مین سے ایک شخص خاص کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع فوراً واقع ہو گیا اگر کوئی صاحب کسی قدر تاخیر سے اس اجماع مین شریک ہوا تو اوس کا یہ عذر وسبب نہیں تھا کہ حضرت صلعم لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم فرما گئے ہین جو قرب نزول عیسےٰ پر دلالت کرتا ہے کیونکہ تمام صحابہ بخوبی سمجھے ہوئے تھے کہ وہ ابن مریم موعود امامکم منکم ہوگا نہ من بنی اسرائیل بلکہ اوس تاخیر شرکت کی وجوہ دیگر تھین جو اپنے محل مین مذکور ہین اور لیوشکن کے معنے یہی ہین کہ اپنی ضرورت کے وقت ابن مریم موعود بہت قریب اور جلد آجاویگا اور ایک روز کی تاخیر بھی نہوگی......
سابعاً پس امت مین سے ایک شخص خاص کی خلافت پر اجماع منعقد ہونے مین ایک اشارہ لطیف اسطرف بھی تھا کہ اب قیامت تک خلافت راشدہ نبوت محمدیہ کا سلسلہ اسی امت مین سے ہوتا رہیگا۔ لاغیر جیسا کہ لفظ منکم اور جملہ کما[2] استخلف الذین من قبلہم اس پر دلالت صریحہ کر رہا ہے کہ خلفاء راشدین اسی امت مین سے ہون گے ہان برکات اور فیوض نبوت کے مظہر خلفاء راشدین بالضرور ہونگے۔ مگر عین بنی اسرائیل مین سے کوئی نبی نہین آنے کا۔ اور خاتم الخلفاء کی تو وہ شان ہوگی کہ

[1] بیشک موتے دنیا مین دوبارہ نہین آسکتے
[2] جیسا کہ خلیفہ کیا ہے حضرت موسیٰ کا اول......

یواطی اسمہ اسمی اما الاحادیث
دیکھو رسالہ چہل حدیث مسک العارف
کو اور اگر بسبب طوالت کے اوسکو نہ
دیکھ سکو تو رقیمۃ الوداد نمبر دوم کیطرف
رجوع کرو کیونکہ یہ خط اگرچہ طویل ہوگیا گا
تو مجھے اندیشہ ہے کہ اسکی طوالت موجب
آپکی ملامت کے ہو- واما القیاس
واضح ہو کہ اس جگہ پر قیاس اندین
و مجتہدین نہین ہو سکتا- کیونکہ جبکہ
وفات حضرت عیسے کی نصوص کتاب اللہ
مین موجود ہے تو پھر قیاس کہان
علاوہ ہوکہ دیگر شرائط قیاس مجتہدین کی
بھی یہان نہین پائی جاتین ہان بپاس
خاطر طلبہ مدرس صاحب کے قیاس
منطقی ہم یہان لکھے دیتے ہین سو
واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ہم نے
نہایت بسط کے ساتھ شمس بازغہ
مین شکل اول بدیہی الانتاج سے
حضرت عیسے کی وفات ثابت کردی ہے
گر یہان پر نہایت اختصار کے ساتھ صرف
دو تین سطرون مین شکل اول کو لکھے
دیتے ہین- عیسے بن مریم کان
نبیا من الناس الذین کانوا
قبل نبینا صلعم ومات الناس الذین
کانوا قبلہ کلہم حتی الانبیا فعیسے بن
مریم الینا مات مقدمہ صغرے تو
اوسکا مسلم فریقین ہے اور مقدمہ
کبرے آیت وما محمد الا رسول
قد خلت من قبلہ الرسل سے بھی
ثابت ہوچکا اب آپ کی خدمات عالیہ مین
گذارش یہ ہے کہ جو مسئلہ آیات کتاب اللہ
اور سنت صحیحہ اور نیز اجماع صحابہ اور
قیاس استقرائی سے ثابت ہوا اس
مسئلہ کے مکذب اور منکر کے پیچھے نماز
جایز ہے یا نہین اور جس اجماع کے
بانی مبانی خلیفہ اول بلا فصل حضرت
صدیق اکبر ہون اس کی تکذیب کرتی
رفض مین داخل ہے یا نہین اور پھر
ایسی حیات کہ لایزول ولایحول
والان کما کان جو صفات مختصہ الہیہ
سے ہے اور اس کے ماننے مین تائید
مذہب باطل عیسائیون کی بھی لازم
آتی ہے فرق صرف اسقدر ہے کہ
عیسائی حضرت عیسے کو خدا یا خدا کا بیٹا
مانتے ہین اور مخالف ہمارے صفات
مختصہ الوہیت مین ان کو شریک گردانتے
ہین اب اس مسئلہ کا جواب آپکے دینا یا اپنے
مولوی صاحبان سے دلانا آپ پر
فرض اور واجب ہے اور حجت الہی
آپ پر خصوصا مولوی بدر الحسن صاحب
پر پوری ہوگئی ہے اللہ تعالے سے
آپکو ڈرنا چاہیئے کہ دنیا مین عذاب
طاعون کلی نازل ہو رہا ہے- اور جواب
ہو تو ترتیب ادلہ کے ساتھ ہو یعنے
بمقابلہ آیات کتاب اللہ کے آیات کتاب اللہ
ہون جو منصوص طور پر حیات عیسے پر
دلالت کرتی ہون اور پھر ہماری آیات
پیش کردہ اور ان مین توفیق و تطبیق
بھی کی جاوے کیونکہ یہ تو ممکن نہین
کہ کچھ آیات سے تو حیات ثابت ہوتی
ہو اور کسی قدر آیات سے وفات ثابت
ہوتی ہو- اللہ تعالے فرماتا ہے
ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا
فیہ اختلافا کثیرا- یعنی اگر قرآن
مجید اللہ تعالے کے غیر کی طرف سے
ہوتا تو پھر اوس مین بڑا اختلاف
پاتے + اور حدیث ہو تو ویسی
ہی صحیح حدیث ہو جیسے ہم نے پیش
کی ہے- اور اجماع صحابہ ہو تو پھر
بین الاجماعین توفیق و تطبیق بھی ہو
وانی لہم التناوش وانی لہم
الاجماع والاحادیث- بل لیس
عندہم حدیث واحد ضعیف
ایضا فی ہذا الباب- اور ایسا نہ
ہو کہ ہمارے ان ادلہ قاہرہ کے
روبرو روایات رطب ویابس یا احادیث
ذو الوجوہ یا ضعاف یا اقوال تفسیری
پیش کر دیئے جاوین کیونکہ ایسا
خلط ملط کرنا والغوا فیہ لعلکم تغلبون
یعنی لغو باتین اس مین خلط ملط کردو
تا کہ تم غالب ہوجاؤ- کا مصداق
ہے- جس کو تمام اہل علم اصول
جائز نہین سمجھتے- اور نیز واضح ہو
کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے
اس خط مین آپ کا امتحان لیا ہے
اگر آپ اس امتحان مین پاس ہوگئے
اور جواب خط کا علوم دینیہ وادبیہ
سے حسب شرائط لکھا تو پھر آپ کو
معہ آپکے ایک خادم کے اپنے
پاس سے کرایہ دیکر قادیان مین
طلب فرمالیوین گے اور آپکے
تمام شبہات کا قلع قمع کر دیا جاویگا
ورنہ پھر آپکا دعوے عالمیت و محدثیت
جو آپ اپنی تلامذہ کے روبرو
بیٹھ کر کیا کرتے ہین وہ ہمارے
نزدیک کیا وقعت رکھتا ہے ولنعم
ما قال سرمد ؎
سرمد برہنہ کرامات تہمت است
کشفے کہ ثابت است در و کشف عورت است
اور آپ کو معلوم ہو کہ ایسے لغویات کیطرف
جو آپ اندر و عظون کے عوام کو سناتے
ہین ایسے عظیم الشان مامور من اللہ
کب توجہ کیا کرتے ہین کہ والذین
ہم عن اللغو معرضون اللہ تعالے
اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے-
والسلام علے من اتبع الہدے-
مورخہ ۲۴- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء-

کتبہ سید محمد احسن از قادیان

دار الامان ضلع گورداسپور

بیعت

محمد عبد الرحمن خانصاحب - ساکن سیالکوٹ - محلہ نوان -
نیاز احمد صاحب - ساکن جمون جیون - چک سکندر ضلع امرتسر
پیر محمد صاحب - بہیڑین ضلع گورداسپور تحصیل و ڈاکخانہ بٹالہ -
کیمان صاحب - تلونڈی ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ
چغتا - بہیڑین ضلع گورداسپور - تحصیل بٹالہ -
محمد رمضان صاحب - سندھ ڈاکخانہ کمال ڈیرہ -
ملو - ساکن بہیڑین ضلع گورداسپور
خیر الدین صاحب - 〃
منشی چراغ الدین صاحب - حوالدار پولیس نمبر ۵۵ صدر کوتوالی کپورتھلہ
قادر بخش صاحب - ساکن مکووال ضلع انبالہ تحصیل روپڑ -
عبد اللہ - ایضاً
کریم بخش - 〃
نتھو - 〃
غلام غوث - 〃
ابراہیم - 〃
مسماۃ صاحبی والدہ نتھو 〃
مسماۃ بیندان ہمشیرہ نتھو 〃
مسماۃ عائشہ بنت نتھو 〃
اللہ بخش - 〃
مسماۃ جیوی زوجہ اللہ بخش 〃
فتح علی - 〃
قادر بخش - 〃
اللہ دتا - 〃
مسماۃ رسمان زوجہ عظیم بخش - ایضاً
عائشہ بنت عظیم بخش - 〃
مسماۃ جیوی بنت عظیم بخش - 〃
فاطمہ بنت عمرا - 〃
احمد - 〃

علی محمد - مکووال ضلع انبالہ
امام الدین 〃
ولی محمد - 〃
نور محمد - 〃
بنا - 〃
عبد اللہ - 〃
بوٹا - 〃
چنو - 〃
عبد الکریم 〃
مسماۃ فاطمہ - 〃
شیر محمد - ساکن ساؤنکا ضلع لدیانہ - تحصیل سمرال
عبد العزیز - مکووال ضلع انبالہ
مسماۃ فتو بنت جیتا - 〃
مسماۃ رجی - ساکن چکل ضلع ہوشیارپور
علم الدین - ساکن بوہا ضلع گجرات
مہر دین 〃
فتح علی - 〃
میران دتا 〃
عبد الکریم - ساکن نورپور ضلع کٹک
شیخ داؤد صاحب - 〃
عبد اللہ صاحب الاتی 〃
عبد الوہاب - 〃
احمد حسین 〃
خیر دین حجام ساکن قادیان ضلع گورداسپور
جلال الدین - لاہور محلہ حکیمان
لعل دین 〃
مسماۃ امتہ الرحمن - ڈیرہ دون
مسماۃ نصیبن - 〃
فضل الرحمن 〃
مسماۃ اللہ رکھی 〃
میان بھاگ - ننگل باغبان ضلع گورداسپور -
میان یونس - 〃
محمد جمیل 〃
عبد العزیز - 〃
دین محمد 〃
محمد اسماعیل - 〃
سید محمود - میانی ضلع پشاور

احمد بخش - بھنجیا ضلع سیالکوٹ
فضلدین - کوڑی - ضلع خوشاب
حکیم محمد اکرام صاحب - سامانہ ریاست پٹیالہ -
اہلیہ حکیم محمد اکرام صاحب
پسر حکیم صاحب موصوف
دختر 〃
ہمشیرہ 〃
شریف الحسن - ساکن سامانہ مذکور
مرزا مراد بیگ صاحب 〃
اہلیہ مراد بیگ صاحب 〃
اہلیہ مرزا احمد بیگ صاحب 〃
دختر برہان بیگ 〃
دختر شیخ ہدایت علی 〃
مولوی فتح دین صاحب ضلع گجرات
حاکم - بہیڑین - ضلع گورداسپور
نتھو - 〃
عبد الرشید - ریاست کپورتھلہ
عبد الحمید - 〃
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب - بے داپور ضلع لاہور -
مولاداد صاحب - 〃
حاکم خانصاحب 〃
اللہ داد صاحب 〃
حبیب خان - چک ایمرچ - کشمیر -
مسماۃ وہاب نور - 〃
ابراہیم صاحب - شوراپور - کٹک
رسول صاحب 〃
عبد اللہ صاحب - 〃
غلام نبی صاحب - 〃
عبد اللہ - 〃
عبد الکریم - 〃
شیر محمد - بہیڑ ضلع گورداسپور
اللہ دتا - سری گوبندپور - 〃
فضلدین - لوچینا - ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ -
محمد ابراہیم - خاص جالندھر حال دکسینٹر جہلم -
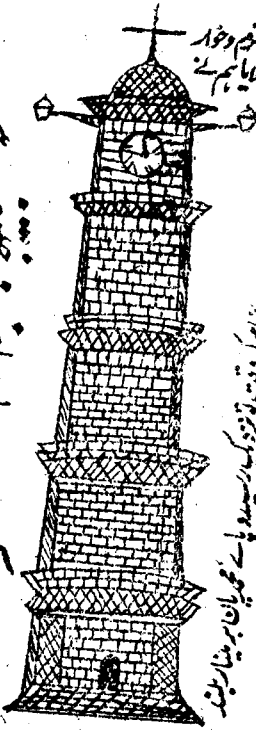
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶

نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزان نے جلایا ہم نے

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم انہ اوی القریۃ ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہ اوج قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۶	۳۰- اپریل ۱۹۰۲ء مطابق ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ یوم چہار شنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود دام اللہ فیوضہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اپنے تمام ممبران خاندان سمیت تندرست ہین اور خدا تعالےٰ کے پیام کی تبلیغ مین شب و روز ساعی ۔ آجکل بندگان عالی عصمت انبیا کے متعلق مضمون کا تتمہ لکھ رہے ہین +

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہین اور سلسلہ احمدیہ کی قلمی خدمت مین مصروف ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد مین جو ماہواری چندے مقرر ہین وہ مولانا ممدوح کے نام آتے ہین اور آپ ہی کے نام آنے چاہئین آپ کی دستخطی رسید روپے کے برمحل پہنچ جانے کی کافی دلیل ہے

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب بھی تندرست ہین اور اپنے روحانی اور جسمانی فیض سے ہر قسم کے مریضون کو فائدہ پہنچا رہے ہین

حضرت عمدۃ المناظرین مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کتاب آیات الرحمٰن بجواب عصائے موسیٰ کی طبع کے کام مین مصروف ہین ۔ کتاب موصوف پانچ جز تک چھپ چکی ہے پچھلے دنون سے چونکہ مطبع مین کام کثرت سے ہے اس لئے کتاب مذکور کی طبع کے کام مین توقف ہو رہا

ازالہ اوہام کی پہلی جلد دوبارہ چھپکر شائع ہو گئی ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ۱۲ اور مع محصول ڈاک و خرچ وی پی وغیرہ عہ دفتر الحکم یا حکیم فضلدین صاحب سے درخواست کرنے پر ملسکتی ہے ۔

ست بچن کے دوسرے ایڈیشن کے پانچ جز چھپ چکے ہین امید کیجاتی ہے کہ انشاء اللہ ست بچن مئی ۱۹۰۲ء کے آخر تک غالباً شائع ہو جاوے

طاعون کے متعلق حضرۃ حجۃ اللہ کا اشتہار کثرت سے شائع ہو رہا ہے

نہایت خوشی سے لکھا جاتا ہے کہ ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب احمدی اسپیشل اسسٹنٹ سرجن کی منصفانہ رپورٹ سے جو بابت دیہات کالک و معظم آباد وغیرہ کے بھیجی بملاحظہ اس واقعی کیفیت امراض کے صاحب سول سرجن بہادر نے پورے ایک مستند ثبوت کے ساتھ ان کی دیانت نیک نیتی اور پاک طینتی کی نسبت تحریر کیا ہے اور لکھا ہے کہ در حقیقت اس شخص نے اپنے فرض منصبی کو اس طریق سے ادا کیا ہے کہ پبلک خوش رہی اور گورنمنٹ بھی قاضی صاحب موصوف کے متعلق اس قسم کی رپورٹ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بزرگی اور احترام کا موجب ہے ۔ اگر ہماری تمام جماعت کے معزز عہدہ داران کے متعلق اس قسم کی رپورٹین ہوتی رہین تو ہمین امید ہوتی ہے کہ عنقریب خدا کے فضل سے یہ امر تسلیم کیا جاویگا کہ اس سلسلہ کے لوگ سب سے بڑھکر دیانتدار اور اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنیوالے ہین ڈاکٹر صاحب کی اس اخلاقی کامیابی پر ہم اپنی قوم کو مبارکباد دیتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ وہ ہر قسم کی کامیابی حاصل کرین +

دار الامان مین مکان بنانے والونکو خوشخبری ۔ اگر کوئی

قصص قرآنی کی فلاسفی

۱۰

یہ مضمون ایک خطبہ کا رمی پروڈکشن ہے جو ۱۸ مارچ ۱۹۰۲ء کو عید ضحی کے دن ہمارے محسن مخدوم حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا چونکہ خطبہ کا محدود وقت اس قسم کے عظیم الشان مضمون کے تمام پہلوؤن پر پوری بحث کرنے کے لئے کافی نہ تھا اور نہین ہو سکتا حضرۃ مولانا صاحب نے قصص قرآنی کی فلاسفی بیان فرماتے ہوئے ایک ہی پہلو پر مختصر سی بحث کی ہے جو بطور ایک اصول اور نشان راہ کی ہے جسپر غور کرنے سے ایک فہیم اور ذکی انسان اس مضمون کے متعلق ایک مفید نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے اس لئے ہم اپنے ناظرین کے فائدہ کے لئے اس کو اپنے الفاظ مین جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے درج کرتے ہین اور ہم افسوس کرتے ہین کہ بہت جلد ہم اس کو شائع نہین کر سکے ایڈیٹر

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

ان لوگون کی باتون مین دانشمندون کے لئے بڑی عبرت ہے۔ حقیقت مین یہ امر نہایت ہی قابل غور ہے کہ قرآن شریف مین جو انبیاء علیہ السلام کے قصص اور حالات بیان ہوئے ہین ان سے قرآن کریم کی غرض اور علت غائی کیا ہے؟ مینے سالہا سال تک اس مضمون پر فکر کی ہے اور قرآن شریف کے بیان کردہ قصص پر مختلف پہلوؤن سے نگاہ کی ہے اور مین نے ان قصص کی تہ مین مدتون ڈوب کر سوچا ہے کہ کیا قرآن کریم رستم و اسفندیار کی.... داستان کیطرح ان قصونکو بیان کرتا ہے اور اس کی غرض تاریخ کا بیان کرنا اور داستان سرائی ہے یا کوئی اور عظیم الشان مقصد ان قصون مین اس نے رکہا ہے؟ مین اپنی سالہا سال کی تحقیقات اور فکر کے بعد جس نتیجہ پر پہنچا ہون محض خدا تعالے کے لئے انشراح صدر سے اس خدا کے گھر مین کھڑا ہو کر اس کو بیان کرتا ہون کہ قرآن شریف کے قصص ہرگز ہرگز اپنے اندر وہ رنگ نہین رکھتے جو ہندؤن کی کتھاؤن یا طالمود کی داستانون مین پایا جاتا ہے مین یہ بھی علی الاعلان کہتا ہون کہ ان قصص مین مسلسل تاریخی رنگ بھی موجود نہین ہے کیونکہ قرآن شریف کی شان جیسی ایک قصہ گو کی داستان سے پاک ہے۔ ویسی ہی ایک مؤرخ کیطرح وہ تاریخ بیان کرنے سے بھی الگ ہے۔ ورنہ قرآن شریف کو اساطیر الاولین کہنے والون کا اعتراض تسلیم کرنا پڑتا ہے حالانکہ وہ بزور اس کی نفی کرتا ہے

پھر وہ بات کیا ہے۔ اور وہ راز کیا ہے جو ان قصص کی تہ مین اللہ تعالے نے رکہا ہوا ہے؟ یہ مضمون بہت ہی وسعت طلب ہے اور افسوس ہے کہ مین خطبہ کے بہت ہی مختصر وقت مین اس کے سارے پہلوون پر بحث نہین کر سکتا۔ ورنہ مین مختلف طرز و طرق سے ان اسرار کو بیان کرتا جو ان قصص کے بیان کے متعلق اللہ تعالے نے اپنے خاص فضل سے مجھے سمجھائے ہین تاہم مین ایک سر پر کسیقدر بحث کرتا ہون۔

مین کہہ چکا ہون کہ قرآن شریف ان قصص کو داستان سرائی کے طور پر بیان نہین کرتا بلکہ تمام نبیون کے جسقدر واقعات قرآن شریف نے بیان کئے ہین ان واقعات مین اللہ تعالے نے ایک عظیم الشان پیشگوئی بیان فرمائی ہے جس کے پورا کرنے کے لئے ایک عظیم الشان انسان آیا وہ واقعات اساس اور راہ صاف کرنے والے نشان تھے اور اس لئے بیان ہوئے تھے کہ تا آنیوالے انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کا نشان ٹھہرین +

مین عیسائیون اور بے باک آریون کے اس اعتراض کو ہمیشہ نفرت اور افسوس سے دیکھتا ہون جو وہ قرآن کریم کے قصص پر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ قصون کا مجموعہ ہے مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر وہ راستی کے فرزند ہو کر قرآن کریم کے قصص کی حقیقت پر غور کرتے اور دیکھتے کہ کسطرح قرآن شریف ان قصص کو آیات قرار دیتا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے نشان اور آپ کی زندگی کے پیش آنیوالے واقعات ٹھہراتا ہے تو وہ قرآن شریف کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے۔ مگر افسوس تو یہی ہے کہ ان کورچشمون نے اس حقیقت کو دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ عناد اور حسد تیرا ستیاناس ہو کہ تو عظیم الشان خوبی اور حسن کو بدنما کر کے دکہاتا ہے۔

قرآن کریم کی سچائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اللہ تعالے کی علیم و خبیر قادر مقتدر ہستی پر یہ زبردست گواہ ہین +

قرآن کریم کیسی تحدی آمیز اور پرشوکت الفاظ کہتا ہے **مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ** یہ قرآن شریف افترا نہین بلکہ قرآن کریم اپنی سچائی کی یہ دلیل قوی رکھتا ہے کہ نبیون کے تمام واقعات پر تصدیق کی مہر کرنے والا اور وہ تمام باتین جو پہلے طوطیہ کے طور پر مجمل تہین اس جلیل الشان کتاب نے ان کو کہولدیا اور ان کی تفصیل کردی ہے اور مومنون کے لئے یہ رحمت ہے اور وہ اس دنیا مین اس کتاب کی اتباع کے طفیل کامیابی کا پہل کہائینگے۔

یہ آیتین سورہ یوسف کی آخری آیتین ہین میرا مطلب یہ ہے کہ اس مضمون کے لحاظ سے اس جماعت کو جو اسوقت یہان موجود ہے ان مین سے بہتیرے ایسے ہونگے جنہون نے بہت تہوڑی باتین اس سلسلہ کے متعلق سنی ہون یا بعض کی واقفیت کچی ہو غرض ان کو فائدہ پہنچانے کے لئے اور جو واقفیت رکھتے ہین ان کے لطف کو بڑہانے کے لئے اسپر بحث کرنی چاہتا ہون۔ میرے اس مضمون کا موضوع جیسا مین پہلے کہہ آیا ہون قرآن کریم کے قصص کی حقیقت ہے اور یہ تحریک مجھے دو وجہ سے ہوئی ایک تو یہ کہ خدا سے دور نصرانی قوم نے سنن انبیاء کی ناواقفیت اور جہالت کی وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ یہ قصے توریت سے لئے ہین۔ دوسری وجہ مسلمانون کی ناواقفی ہے جنہون نے نصرانیون یا آریون کو ایسے اعتراض کرنے

کا موقع دیا ہے اور ان قصتون پر تدبر نکرنے کی وجہ سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ بلکہ وہ ان کو داستان کے طور پر قصص الانبیاء بنا کر پڑھتے ہین۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکیم و مجید کتاب مین سورۂ فاتحہ مین اِس راز کو کہول دیا ہے۔ جب کہ فرمایا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنی اِس میں تین قومون کا ذکر فرمایا اول منعم علیھم جو ان راستون پر چلے جو خدا تعالےٰ کی مرضی کیموافق تھے اور جنپر ان راہون پر چلنے کی وجہ سے انعام ہوئے۔ دوسرے وہ جنہون نے خدا کے راستبازون اور مامورون سے عداوت اور بغض کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کا غضب ان پر بھڑکا اور وہ اس دنیا مین بھی ذلیل و خوار ہوئے تیسری وہ قوم جو ضالین کہلاتی ہے۔ جسنے ایک عاجز و ناتوان انسان کو خدا بنا دیا۔ مغضوب سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہین۔ اور یہ مسلمانون کا اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے اب غور طلب بات یہ ہے کہ خدا کی جلیل اور حکیم کتاب نے شروع سورہ فاتحہ مین مسلمانون کو یہ کیا تعلیم دی؟ اور پھر سورہ یوسف مین فرمایا لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب دانشمندون کے لیے انبیاء علیہم السلام کے قصتون سے گذر کر ایک خاص مقصد پر پہونچنے والی بات ہے اور پھر سورہ شعرا مین ہر نبی کا قصتہ بیان کرکے فرمایا ان فی ذالک لایۃ کہ اس مین تیرے لئے عظیم الشان نشان ہے۔

بات اصل مین یہ ہے کہ یہ قصص قصص نہین بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات ہین جو بطور پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائے ہین اس لئے یہ فرمایا ان فی ذالک لایتہ یا لقد کان فی قصصہم عبرۃ

یہ واقعات عبرۃ ہین۔ عبرۃ ایک مقام سے گذر کر ایک عظیم الشان مقصد کیطرف لیجانے کا نام عبرۃ ہے۔ خدا تعالےٰ نے کیسی محکم اور ابلغ ترتیب رکھی ہے۔ پہلے سورہ مین تین گروہون کا ذکر کیا اول منعم علیہم جنکی چال ہماری رضا کے موافق ہے اور جسپر چل کر انسان ہمارے فضل و کرم کا مورد ہو جاتا ہے اور دوسرا گروہ یہود کا جو اپنی ضد اور بغض سے خدا کے راستبازون کا انکار کرنے والے ٹھہرے اور تیسرا گروہ ان لوگون کا ہے جنہون نے ایک عاجز و ناتوان انسان کو خدائی کے عرش پر بٹھا لیا

یہ اجمالی ذکر تھا اب سورہ بقر کو پڑھو تو معلوم ہوگا کہ کس صفائی اور ذوق کے ساتھ ان ہر سہ گروہ کا ذکر کیا ہے پھر ایک عظیم الشان بحث سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے شروع کی ہے اور پھر بیت اللہ کو قبلہ مرجع اور ماویٰ قرار دیکر رسول کریم صلعم کو ان کا نمونہ قرار دیا۔ اور پھر صفا اور مروہ کو ملکہ ہاجرہ اور اس کے اکلوتے ناتوان بیٹے کے بہوک پیاس سے بیتاب ہونے کا نشان ہونا اور پھر اس کو اسقدر برومند کرنا کہ ریت کے ذرون اور اسمان کے ستارون کو بھی اس کی نسل کے سامنے شرمندہ کر دیا ان تمام واقعات کو دیکھو کہ کس لطافت اور ترتیب اور محکم نظام کے ساتھ بیان کیا ہے۔ پھر دیکھو کہ یہود کے مثالب کیسے بیان کئے ہین اس مین اللہ تعالےٰ نے ایک مرتب اور باقاعدہ سلسلہ مین ان واقعات کو دکھایا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی یا آپ کے بروزی نزول مین پیش آنیوالے تھے اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم

اب غور سے دیکھا جائے تو سورہ بقر کیا ہے یہود کی معائب شماری کی سورۃ ہے مگر خدا کی جلیل الشان کتاب ہے جسکا ایک شعشہ بھی حق و حکمت سے خالی نہین اور جسکا مقصد صرف یہ ہے کہ الہیات کی تعلیم دے اور علم کلام سکہائے اور رذایل سے نفرت اور فضائل کی ترغیب دے یہودیون کے معائب کیون بیان کئے؟ اس سوال پر نظر کرتے ہوئے پھر اس آیت کو پڑھو لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

باقی آئندہ

ضروری اطلاع

اشتہار دافع البلا کا جلد شایع ہونا از بس ضروری اور حضرت حجۃ اللہ کا عین منشا تہا اس لئے کارخانہ الحکم کے دونون پریس بھی اس خدمت کے لئے لگائے گئے تھے یہی وجہ ہے کہ ۳۰ اپریل کا اخبار پورے تین چار روز بعد اشاعت پذیر ہوتا ہے ناظرین الحکم کی اس بدیر اشاعت کے لئے اس کی مجبوری کو خوشی سے منظور کرلین۔

باوصفیکہ نمبر ۱۵ مین جو ۲۴ صفحون پر شایع ہوا اس امر کا اعلان کر دیا گیا تہا کہ نمبر ۱۶ الگ شایع نہ ہوگا اور پھر نمبر ۱۵ ابھی ۲۴ صفحون پر شایع کر دیا گیا۔ لیکن ہمارے ناظرین اپنے ذوق مین کچھ ایسے محو ہین کہ نمبر ۱۶ کے متعلق پھر یاد دہانی کی ضرورت سمجھتے ہین۔

جو لوگ اخبارات پڑھتے ہین انہین خوب معلوم ہے کہ اکثر اخبارات معمولی تہوارون پر خواہ وہ ہندون کے ہون یا مسلمانون کے تعطیل کر لیا کرتے ہین لیکن الحکم جو سال کے آخری نتیجہ کے سوا کبھی کوئی تعطیل نہیں کرتا اگر محض کسی اہم قومی خدمت کے پیش آجانے سے ذرا دیر سے نکلے تو ایسے مورد اعتراض قرار دیا جاتا ہے اس اضطراب سے جو اس کی بدیر اشاعت پر ناظرین کی طرف سے ظاہر کیا جاتا ہے نہایت ہی خوش ہوتا ہون اور اس امر کو محسوس کرتا ہون کہ قوم الحکم کو اپنی ضروریات کا بہت بڑا جزو سمجھتی ہے اور اگر وہ شے ضروریہ کے بغیر نہین رہ سکتی تو یہ بھی سچ ہے کہ الحکم کے بغیر نہین رہ سکتی یہ اضطراب مبارک فال ہے

تعمیر دفتر الحکم کے متعلق مندرجہ ذیل بزرگون کی امداد کی رسید دینی ضروری سمجھتا ہون

(۱) ڈاکٹر رامانند صاحب از منی پور

(۲) ڈاکٹر ابو العلی عبد الرحیم صاحب دفتر الحکم کی کل کتابون کا ایک سٹ اور پیشگی قیمت پہلے

حضرت مسیح موعود کا خطاب نادان مخالف سے

اے پئے تحقیر من بستہ کمر
نیست جز ہجو من کارِ دگر
مے کشائی ہر دمے بر من زبان
چون نترسی از خدائے رازدان
از سرِ تقوے ہمین باید جدال
تا کجا دشنامہائے بدخصال
چون گرگِ بیابانی نہ مار
ترک کن این خوی وا زحق شرم دار
اے عجب از سیرتت اے پُر غضب
از حقیقت بے خبر دور از ادب
خیز و اوّل فہم خود را کن درست
نکتہ چین را چشمے باید نخست
دل شود از بدزبانیہا سیاہ
بدزبانان را درآنجا نیست راہ
کم نشین با زمرۂ مستہزئین
تا بیابی حصۂ از مہتدین
روز و شب بد گفتنم کارِ تو شد
لعنت و تحقیر کردارِ تو شد
لعنت آن باشد کہ از رحمٰن بود
لعنتِ نااہل و دون آسان بود
گر کسے لعنتے بر ما کند
از نہ بر ما خویش را رسوا کند
ہر کہ میدارد دلِ پرہیزگار
چون عجب دارد ز کارِ کردگار
آنکہ از یک قطرۂ انسانے کند
وز دو مشتِ تخم بستانے کند
چون کسے را گر مسیحائے کند
یا گدائے را شہنشاہے کند
نیست از فضل و عطائے او بعید
کور باشد ہر کہ از انکار دید
ہان مشو نومید زان عالی جناب
بندہ باش و ہر چہ میخواہی بیاب
قادر است و خالق و ربِ مجید
ہر چہ خواہد مے کند عجزش کہ دید
قطرۂ را روئے درخشان می دہد
سنگ را لعل بدخشان می دہد
بر کسے چون مہربانی مے کند
از زمینی آسمانی مے کند

ہم چنین بر من عطائے کردہ است
فضلہائے بے انتہائے کردہ است
مظہرِ انوار ان بیچون شدم
در معارف از ہمہ افزون شدم
یارِ من بر من کرم دارد بسے
صد نشان دارم اگر آید کسے
بشنوید اے مردگان من زندہ ام
اے شبانِ تیرہ من تابندہ ام
این دو چشم من کہ زیب این سرا
بیند آن یارے کہ یارے دلبرم
این قدم تا عرش حق دارد گذر
واین دو گوشم را رسد از حق خبر
صد ہزاران نعمتم بخشیدہ اند
واین زخم از غیر حق پوشیدہ اند
می دہم فرعونیان را ہر زمان
چون یدِ بیضائے موسیٰ صد نشان
زین نشانہا بدرگان کور و کر اند
صد نشان بینند و غافل بگذرند
دور افتادم ز چشمانِ بشر
از مقامم کس نمیدارد خبر
در من افتادند از نقص عقول
بخت برگردیدہ محروم از قبول
کس ز رازِ جان من آگاہ نیست
عقل شان را تا در ما راہ نیست
از سرِ حمق است جوش و جنگ شان
وز پئے اطفاء حق آہنگ شان
اے مزوّر گر بیائی سوئے ما
واز و فار خت افگنی در کوئے ما
واز سرِ صدق و صداقت پروری
روزگارے در حضورِ ما بری
عائے بینی ز ربانی نشان
سوئے رحمان خلق و عالم را کشان
من نمی خواہم کہ آزارے دہم
بر سرِ ہر ماہ دینارے دہم
ہم چنین یکسال مے باید قیام
از من این عہد است واز تو التزام
گر گذشت این سال و عدم بے نشان
ہر چہ مے گوئی ہمی گو بعد ازان
صالحان را این طریق و سنت است

راہِ استعجال راہِ لعنت است
ہر کہ روشن شد درون از حضرتش
کیمیا باشد دمے در صحبتش
ہر کہ او را ظلمتے گیرد بہ راہ
دامن پاکان است او را عذرخواہ
آنخدا با یارِ خود یاری کند
با وفاداران وفاداری کند
ہر کہ عشقش در دل و جانش فتاد
ناگہان جانے در ایمانش فتاد
عشق حق گردد عیان بر روئے او
بوئے او آید ز بام و کوئے او
دیدِ او باشد بحکم دیدِ او
خود شنید حق پئے تائیدِ او
بس نمایان کارہا کاندر جہان
مے نماید بہر اکرامش عیان
صد شعاعش میدہد چون آفتاب
تا مگر جانے بر آید از حجاب
این چنین بر من کرمہا کردہ است
منکرم بر خود ستمہا کردہ است
علم قرآن علم آن طیب زبان
علم غیب از وحیِ خلاقِ جہان
این سہ علم چون نشانہا دادہ اند
ہر سہ ہمچون شاہدان استادہ اند
آدمی زادے ندارد ہیچ فن
تا در آویزد درین میدان بمن
حجتِ رحمان بر ایشان شد تمام
یاوہ گوئی ماند در دستِ لئام
از کسوف و ترک آن نور یکہ بود
مہر و مہ ہم پیشم آمد در سجود
این نشان بر آسمان رحمان نمود
بر زمین ہم دستِ بینہا کشود
ہست لطفِ یارِ من بر من اتم
او مرا شد من ہم از مہرش شدم
دلبرم در شد بجان و مغز و پوست
راحتِ جانم بیا در روئے اوست
رازہا دارم بیار دلبرم
شد عیان از من بہارِ دلبرم
ہر کسے دستے بہ دامانے زند
ما بہ ذیلِ حیّ و قیوم واحد
اے دریغا قوم من نشناختند ۲۴......

کلمات طیبات امام الزمان علیہ السلام

(سلسلے کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت)

اور وہ مانتے تھے کہ اسکو فرشتہ ہلاتا ہے پس جو سب سے پہلے اس میں اترتا تھا وہ اچھا ہو جاتا تھا اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ مسیح اس تالاب پر اکثر جایا کرتے تھے پھر کیا تعجب ہے کہ مسیح نے بیماروں کے علاج کا کوئی نسخہ اس تالاب کی مٹی وغیرہ سے ہی تیار کیا ہو۔ تالاب کے اس قصہ نے جو انجیل میں درج ہے مسیحی معجزات کی حقیقت کو اور بھی مشتبہ کر دیا ہے اور ساری رونق کو دور کر دیا ہے اسی لیے عمادالدین جیسے عیسائیوں کو ماننا پڑا ہے کہ تالاب والا قصہ الحاقی ہے لیکن انجیل کے ان نادان دوستوں نے اتنا خیال نہیں کیا کہ اس باب کو محض الحاقی کہدینے سے مسیحی معجزات کی گئی ہوئی رونق نہیں آ سکتی بلکہ انجیل کو اور بھی مشتبہ قرار دینا ہے کیونکہ پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ جس انجیل میں ایک باب **الحاقی** ہو اور حصہ اسکا الحاقی نہ ہو + اور جبکہ نسب نامہ کو الحاقی کہنے والے بھی موجود ہیں پھر اس تالاب جیسے چشمہ اور ملکوں میں بھی پائے جاتے ہیں یورپ کے اکثر ممالک میں ایسے چشمے ہیں جہاں جا کر اکثر امراض کے مریض شفا پاتے ہیں۔ کشمیر میں بھی بعض چشموں کا پانی ایسا ہی ہے جن میں گندھک کا پانی اور نمک اور اور اس قسم کے اجزا ملے ہوئے ہوتے ہیں پس وہ معجزہ نما تالاب مسیح کے سارے معجزات پر پانی پھیرتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ مسیح کا اس تالاب پر جانا اور اس کی مٹی کا آنکھوں پر لگانا اور اپنے پاس رکھنا بھی بیان کیا جاتا ہے اور پھر عمادالدین اسے الحاقی مانتا ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک حصہ الحاقی مانکر پھر آسمانی کہتے ہوئے اسے شرم نہیں آتی۔

مسیح کی لکھی ہوئی انجیل نہیں حواریوں کی زبان عبرانی نہیں تیسری مصیبت یہ ہے کہ الحاقی بھی ہے اور پھر آخر یہ کہ تعلیم ادھوری اور ناقص اور نامعقول ہے اور اسے پیش کیا جاتا ہے کہ نجات کا اصلی ذریعہ یہی ہے۔

معجزات کا تو یہ حال ہے پیشگوئیوں کا یہ حال ہے کہ ایسی پیشگوئیاں ہر مدبر شخص تو درکنار عام لوگ بھی کر سکتے ہیں کہ لڑائیاں ہونگی قحط پڑیں گے مرغ بانگ دیگا۔ ان پیشگوئیوں پر نظر کرو تو بے اختیار ہنسی آتی ہے ان کو یہودی خدائی کا ثبوت کب تسلیم کر سکتے تھے خدائی کے لیے تو وہ جبروت اور جلال چاہیے جو خدا کے حسب حال ہے لیکن یسوع اپنی عاجزی اور ناتوانی میں ضرب المثل ہے یہانتک ہوائی پرندوں اور لومڑیوں سے بھی ادنے درجہ پر اپنے آپ کو رکھتا ہے اب کوئی بتلائے کہ کس بنا پر اس کی خدائی تسلیم کیجاوے کس کس بات کو پیش کیا جاوے ایک صلیب ہی ایسی چیز ہے جو ساری خدائی اور نبوت پر پانی پھیر دیتی ہے کہ جب مصلوب ہو کر ملعون ہو گیا تو کاذب ہونے میں کیا باقی رہا۔ یہودی مجبور تھے ان کی کتابوں میں کاذب کا یہ نشان تھا اب وہ صادق کیونکر تسلیم کرتے ہ جو خود خدا سے دور ہو گیا وہ اوروں کے گناہ کیا اٹھائیگا + عیسائیوں کی اس خوش اعتقادی پر سخت افسوس آتا ہے کہ جب دل ہی ناپاک ہو گیا تو اور کیا باقی رہا۔ وہ دوسروں کو کیا بچائے گا۔ اگر کچھ بھی شرم ہوتی اور عقل و فکر سے کام لیتے تو مصلوب اور ملعون کے عقیدے کو پیش کرتے ہوئے یسوع کی خدائی کا اقرار کرنے سے انکو موت آجاتی۔ اب کسر صلیب کے سامان کثرت سے پیدا ہو گئے ہیں اور عیسائی مذہب کا باطل ہونا ایک بدیہی مسئلہ ہو گیا ہے جس طرح پر چور پکڑا جاتا ہے تو اول اول وہ کوئی اقرار نہیں کرتا اور پتہ نہیں دیتا مگر جب پولیس کی تفتیش کامل ہو جاتی ہے تو پھر ساکھی بھی نکل آتے ہیں اور عورتوں بچوں کی شہادت بھی کافی ہو جاتی ہے کچھ کچھ مال بھی برآمد ہو جاتا ہے تو پھر اسکو بے حیائی سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہاں میں نے چوری کی ہے اسی طرح پر عیسائی مذہب کا حال ہوا ہے صلیب پر مرنا یسوع کو کاذب ٹھہراتا ہے۔ لعنت دل کو گندہ کرتی اور خدا سے قطع تعلق کرتی ہے اور اپنا قول کہ یونس کے معجزہ کے سوا اور کوئی معجزہ نہ دیا جاوے گا۔ باقی معجزات کو رد کرتا اور صلیب پر مرنے سے بچنے کو معجزہ ٹھہراتا عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ انجیل میں کچھ حصہ الحاقی بھی ہے

یہ ساری باتیں مل ملا کر اس بات کا اچھا خاصہ ذخیرہ ہیں جو یسوع کی خدائی کی دیوار کو جو ریت پر بنائی گئی تھی بالکل خاک سے ملا دیں + اور سرینگر میں اس کی قبر نے صلیب کو بالکل توڑ ڈالا۔ مرہم عیسے اسکے لیے بطور شاہد ہو گئی۔ غرض یہ ساری باتیں جب ایک خوبصورت ترتیب کے ساتھ ایک دانشمند سلیم الفطرت انسان کے سامنے پیش کیجاویں تو اسے صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا اسلیئے کفارہ جو عیسائیت کا اصل الاصول ہے بالکل باطل ہے۔

پس یاد رکھو کہ یہ وہ حقائق ہیں جو اسوقت خدا تعالے نے اپنے فضل و کرم سے **مسیح موعود** پر کھولے ہیں میں پکار کر کہتا ہوں کہ اب خدا کا وقت آگیا ہے جو کچھ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہوا تھا اسکے پورا ہونے کا وقت آپہونچا کہ مسیح موعود **صلیب کو توڑے گا**۔ اس سے یہ مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ تھی کہ وہ صلیبیں توڑتا پھرے گا کیونکہ اگر صلیب توڑنے ہی سے کوئی مسیح موعود ہو سکتا ہے تو پھر صلاح الدین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں بہت سی صلیبیں توڑی گئی تھیں علاوہ بریں صلیب کے اس طرح پر توڑنے سے کچھ فایدہ نہیں اگر ایک لکڑی کی صلیب توڑی جاوے تو دس اور بن سکتی ہیں۔ چاندی سونے کی بن جاتی ہیں مگر نہیں خدا تعالے نے **مسیح موعود** کے لیے جو کسر صلیب مقرر کیا تو اس سے یہ ہرگز مراد نہیں تھی کہ ان صلیبوں کو توڑتا پھریگا کیونکہ اس سے ظالم ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ پس جو لوگ یہ اعتقاد کرتے ہیں وہ دین کو بدنام کرتے ہیں۔ خدا تعالے نے مسیح موعود کو اس جسمانی جنگ سے بری رکھا ہے اور اسکے لیے یہ مقرر کیا کہ **یضع الحرب** تاکہ اس دودھ میں مکھی نہ پڑ جاوے۔

مسیح موعود دُنیا میں آیا ہے تاکہ دین کے نام سے تلوار اٹھانیکے خیال کو دور کرے اور اپنی حجج اور

عمرالدین

براہین سے ثابت کر دکھائے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت مین تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہین بلکہ اسکی تعلیم کی ذاتی خوبیان اور اس کے حقایق و معارف و حجج و براہین اور خدا تعالےٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزین ہین جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہین۔ اس لیے وہ تمام لوگ آگاہ رہین جو اسلام کے بزور شمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض کرتے ہین کہ وہ اپنے اس دعوے مین جھوٹے ہین۔ اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کے لیئے کسی جبر کی محتاج نہین ہین اگر کسی کو شک ہے تو وہ میرے پاس رہ کر دیکھ لے کہ اسلام اپنی زندگی کا ثبوت براہین اور نشانات سے دیتا ہے +

اب خدا تعالےٰ چاہتا ہے اور اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ ان تمام اعتراضونکو اسلام کے پاک وجود سے دور کر دے جو خبیث آدمیون نے اس پر کیئے ہین۔ تلوار کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کا اعتراض کرنے والے اب سخت شرمندہ ہونگے۔

یہ کہنا کہ سرحدی غازی آئے دن فساد کرتے رہتے جہاد کے خیال سے یہ ایک بیہودہ بات ہے۔ اور ان مفسد ونکو غازی کہنا سراسر نادانی اور جہالت ہے اگر کوئی جاہل مسلمان ان کے ساتھ ذرا بھی ہمدردی رکھتا ہے اس خیال سے کہ وہ جہاد کرتے ہین مین سچ کہتا ہون کہ وہ اسلام کا دشمن ہے جو مفسد کا نام غازی رکھتا ہے اور اسلام کے بدنام کرنے والون کی تعریف کرتا ہے۔

یہودیون کے لیے خدا نے جو مسیح پیدا کیا تھا اسکی غرض بھی یہی تھی کہ یہودیون کی اس الائش کو دھو ڈالے جو جبر کے ساتھ اشاعت مذہب کی ان سے منسوب کی گئی تھی۔ اسی طرح یہ چودھوین صدی مین جو مسیح موعود خدا نے اسلام کو دیا ہے اس کی غرض اور مقصود بھی یہی ہے کہ اسلام کو اس اعتراض سے صاف کرے کہ اسلام جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے۔ اسلیئے اسکا پہلا کام یہی ہے کہ وہ لڑائی نہ کرے گا۔

انگلستان اور فرانس اور دیگر ممالک یورپ مین یہ الزام بڑی سختی سے اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ وہ جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ وہ نہین دیکھتے کہ اسلام لااکراہ فی الدین کی تعلیم دیتا ہے اور انہین نہین معلوم کہ کیا وہ مذہب جو فتح پا کر بھی گرجے نہ گرانے کا حکم دیتا ہے کیا وہ جبر کر سکتا ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ ان ملانون نے جو اسلام کے نادان دوست ہین یہ فساد ڈالا ہے۔ انہون نے خود اسلام کی حقیقت کو سمجھا نہین اور اپنے خیالی عقاید کی بنا پر دوسرونکو اعتراض کا موقعہ دیا۔ جو کچھ عقاید ان احمقون نے بنا رکھے ہین انسے نصارے کو خوب مدد پہنچی ہے۔

اگر یہ لوگ جہاد کی صورت مین دھوکا نہ دیتے یا نہ کھاتے تو کسی کو اعتراض کا موقع ہی نہین مل سکتا تھا مگر اب خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے پاک اور درخشان چہرہ سے یہ سب گرد و غبار دور کرے اور اس کی خوبیون اور حسن و جمال سے دنیا کو اطلاع بخشے چنانچہ اسی غرض اور مقصد کے لیے اسوقت جبکہ اسلام دشمنون کے نرغہ مین پھنسا ہوا بے کس اور یتیم بچہ کی طرح ہو رہا تھا اس نے اپنا یہ سلسلہ قایم کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے تا مین علمی سچائیون اور خدا کے نشانات کے ساتھ اسلام کو غالب کرون۔

(باقی آیندہ)

ڈایری

(مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب)

۱۸- اپریل ۱۹۰۲ء- فرمایا کہ آج رات کو یہہ الہام ہوا۔

انی مع الرّسول اقومُ
ومن یلومہٗ الوم
افطر و اصوم

یعنی مین اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اس کی مدد کرونگا۔ اور جو اس کو ملامت کریگا اسکو ملامت کرونگا۔ روزہ افطار کرونگا۔ اور روزہ رکھونگا۔ یعنی کبھی طاعون بند ہوجایگی۔

اور کبھی زور کرے گی -

نماز جمعہ کے بعد انجمن حمایت اسلام کا اشتہار دربارہ دعا برائے دفیعہ طاعون آپ کو دکھایا گیا جس کی تحریک پر آپ نے طاعون کا مختصر اردو اشتہار لکھا +

قادیان میں ایک بدگو بد باطن مخالف آیا ہوا تھا اس نے احباب میں سے ایک کو بلایا۔ وہ اس کے ساتھ بات کرنے کو گیا۔ حضرت کو خبر ہوئی تو (فرمایا کہ ایسے خبیث مفسد کو اتنی عزت نہین دینی چاہیئے کہ اسکے ساتھ تم مین سے کوئی بات کرے۔)

فرمایا کہ مختلف لوگون کو جو رویا ہوئے ہین کہ قادیان مین طاعون نہین ہوگی۔ ان خوابون کو جمع کرکے شائع کردینا چاہیئے۔

مولوی محمد احسن صاحب ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کرتے ہین۔ ان کو فرمایا کہ (اصل مین ہمارا منشا یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تقدیس ہو اور آپ کی تعریف ہو اور ہماری تعریف اگر ہو تو رسول اللہ کے ضمن مین ہو)

فرمایا (وفات مسیح یا ایسے مسایل کے متعلق پہلے لوگ جو کچھ کہ آئے اسکے متعلق ہم حضرت موسے کی طرح یہی کہتے ہین کہ علمہا عند ربی یعنی گزشتہ لوگون کے حالات سے اللہ تعالے بہتر واقف ہے ہان اس حال کے لوگون کو ہم نے کافی طور پر سمجھا دیا ہے اور حجت قایم کردی ہے)

فرمایا (خدا تو چور کا بھی دشمن ہے اگر مین مفتری ہوتا تو وہ مجھے اتنی مہلت کیون دیتا۔ ہان اللہ تعالے کی عادت مین سے ہے کہ موافق مخالف ہر طرح کے لوگ دنیا مین ہون تاکہ ایک نظارہ قدرت ہو۔ جن دنون لڑکی پیدا ہوئی تھی اور لوگون نے غلط فہمی پیدا کرنے کے لیے شور مچایا کہ پیشگوئی غلط نکلی ان دنون مین یہ الہام ہوا تھا۔ ؎

دشمن کا بھی خوب وار نکلا
تس پر بھی وہ وار پار نکلا

یعنی مخالفون نے تو یہ شور مچایا ہے کہ پیشگوئی غلط نکلی مگر جلد فہیم لوگ سمجھ جاوینگے اور ناواقف شرمندہ ہونگے +

فرمایا (مکہ والونکو جب فتح کا وعدہ دیا گیا تو ان کو ۱۳ سال اسکے انتظار مین گذر گئے مگر آخر اللہ تعالے کے وعدہ کا دن آگیا اور دشمن ہلاک ہوگئے ورنہ وہ کہا کرتے تھے متی ہذا الفتح)

فرمایا۔ (اللہ تعالے تمحیص کرنا چاہتا ہے تاکہ جیسا دوسرے پیرون کا حال ہے ہمارے پاس بھی ہر طرح کے گندے اور ناپاک لوگ بھی شامل نہ ہوجاوین۔ اسواسطے اس قسم کے ابتلا بھی درمیان مین آجاتے ہین)

۲۶- اپریل- ایک شخص نے عرض کی کہ زیور پر زکوٰۃ ہے یا نہین- فرمایا کہ جو زیور استعمال مین آتا ہے اور مثلاً کوئی بیاہ شادی پر مانگ کر لیجاتا ہے تو دیدیا جاوے وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے -

سوال ہوا کہ جو آدمی اس سلسلہ مین داخل نہین اس کا جنازہ جایز ہے یا نہین-

فرمایا (اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا- اور ہمین برا کہتا اور سمجھتا تھا تو اسکا جنازہ نہ پڑھو اور اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت مین تھا تو اسکا جنازہ پڑھ لینا جایز ہے- بشرطیکہ نماز جنازہ کا امام تم مین سے کوئی ہو ورنہ کوئی ضرورت نہین-)

سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہین تو اس کے پیچھے نماز پڑھین یا نہ پڑھین (فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اسکے پیچھے اپنی نماز ضایع نہ کرو- اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو-)

فرمایا اگر کوئی ایسا آدمی مرجائے جو تم مین سے نہین اور اسکا جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے غیر لوگ موجود ہون اور وہ پسند نہ کرتے ہون کہ تم مین سے کوئی جنازہ کا پیش امام بنے اور جھگڑے کا خطرہ ہو تو ایسے مقام کو ترک کرو اور اپنے کسی نیک کام مین مصروف ہوجاؤ-)

۲۷- اپریل- فرمایا جیسا کہ یہودی فاضل نے اپنی کتاب مین لکھا ہے یہ بات صحیح ہے کہ موجودہ مذہب نصارے جس مین شریعت کا کوئی پاس نہین اور سؤر کھانا اور غیر مختون رہنا وغیرہ تمام باتین شریعت موسوی کے مخالف ہین یہ باتین اصل مین پولوس کی ایجاد ہین اور اسواسطے ہم اس مذہب کو عیسوی مذہب نہین کہہ سکتے بلکہ دراصل یہ پولوسی مذہب ہے اور ہم تعجب کرتے ہین کہ حواریون کو چھوڑ کر اور ان کی رائے کے برخلاف کیون ایسے شخص کی باتون پر اعتبار کرلیا گیا تھا جس کی ساری عمر یسوع کی مخالفت مین گذری تھی- مذہب عیسوی مین پولوس کا ایسا ہی حال ہے جیسا کہ باوا نانک صاحب کی اصل باتونکو چھوڑ کر قوم سکھ گورو گوبند سنگھ کی باتون کو پکڑ بیٹھی ہے کوئی سند ایسی مل نہین سکتی جسکے مطابق عمل کرکے پولوس جیسے آدمی کے خطوط اناجیل اربعہ کے ساتھ شامل کئے جاسکتے تھے- پولوس خواہ مخواہ معتبر بن بیٹھا تھا ہم اسلام کی تاریخ مین کوئی ایسا آدمی نہین پاتے جو خواہ مخواہ صحابی بن بیٹھا ہو-

۲۸- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء- اشتہار دافع البلاء کے متعلق حضرت بہت تاکید کررہے تھے کہ اس کو بہت جلد شائع کیا جائے- مگر مطبع مین ہفتہ کے اندر سات آٹھ سو چھپ سکتا ہے اس پر شیخ یعقوب علی صاحب نے عرض کی کہ اخبار الحکم مین ہر دو پریس ہم دو دن کے لیے خالی کروا دیتے ہین۔ حضرت نے بہت پسند فرمایا اور حکم دیا کہ ایسا کیا جاوے تاکہ یہ اشتہار وقت پر جلد شایع ہوجائے+ اللہ تعالے شیخ صاحب موصوف کو جزائے خیر دے انکے مطبع سے اسطرح وقتاً فوقتاً حضرت کے زیادہ ضروری کامون مین نصرت ملتی رہتی ہے -

۲۸- اپریل- حضرت اقدس کو الہام ہوا

انی احافظ کل من فی الدار- فرمایا دار کے معنے نہین کھلے کہ اس سے مراد صرف یہ گھر ہے یا قادیان مین جتنے ہمارے سلسلے کے متعلق گھر ہین مثلاً مدرسہ اور مولوی صاحب کا گھر وغیرہ

۲۹- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء- ظہر کے وقت فرمایا

میاں چراغ الدین جموں والے نے اپنا توبہ نامہ بھجدیا ہے یہ ان کی بڑی سعادت ہے اور ہم مانتے ہیں کہ انہوں نے دراصل کوئی افترا نہیں کیا تھا بلکہ حدیث نفس اور ... غاث احلام سے ایک دھوکا لگ جاتا ہے شیخ یعقوب علی الحکم میں شایع کر دیں کہ سب لوگ ان کو اپنا بھائی سمجھیں اور خلق کے ساتھ ان سے پیش آویں ۲۹- اپریل کے الہام کا ذکر تھا۔ فرمایا کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمارا گھر اتنا بڑا ہوتا کہ سارے جماعت والے اسکے اندر آجاتے +

عیسائیوں کے باہمی اختلافات کا ذکر تھا ... کتاب پڑھی جارہی تھی جس میں یہ ذکر ہے کہ موجودہ مذہب عیسوی اصل میں پولوس نے فریب دہی سے بنایا ہے مسیح کا یہ مذہب نہ تھا۔ حضرت اقدس نے ... کہ (دیکھو یہ لوگ آپ ہی عیسائیت کی جڑیں کاٹ رہے ہیں کیونکہ لکھا ہے کہ اگر مسیح دجال کو نہ مارے گا تب بھی وہ گل گل کر مرجائے گا۔)

۳۰- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء۔ فرمایا آج رات کو الہام ہوا۔

لولا الامر لہلک النمر۔ یعنی اگر ... اللہ اور امر الہی اس طرح پر نہ ہوتا کہ ائمۃ الکفر اخیر میں ہلاک ہوا کریں تو اب بھی بڑے بڑے مخالف جلد تباہ ہوجاتے لیکن چونکہ بڑے مخالف جو ہوتے ہیں انہیں ایک خوبی عزم اور ہمت اور لوگوں پر حکمرانی اور اثر ڈالنے کی ہوتی ہے۔ اسواسطے انکے متعلق یہ امید بھی ہوتی ہے کہ شاید لوگوں کے حالات سے عبرت پکڑ کر توبہ کریں اور دین کی خدمت میں اپنی قوتوں کو کام میں لاویں۔

فرمایا اس بات میں بڑی لذت ہے کہ انسان خدا کے وجود کو سمجھے کہ وہ ہے۔ اور رسول کو برحق جانے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے گذارے کے مطابق اپنی معیشت کو حاصل کرے۔ اور دنیا کی بہت مرادیابیوں کی خواہش کے پیچھے نہ پڑے۔

ڈائری کا اقتباس

ایڈیٹر کے الفاظ میں

ہم جو کچھ کر رہے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لیے کر رہے ہیں۔ ہم تو اسلام کے مزدور ہیں میرا نام جو غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) رکھا میرے والدین کو کیا خبر تھی کہ اس میں کیا راز ہے اور یہ جو خدا تعالے نے فرمایا کہ مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہے اس میں یہی سر تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ دکھائی جاوے۔ وہ حضرت موسے علیہ السلام کا مسیح تھا اور یہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مسیح وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے اور ایک محدود وقت کے لیے اور یہ مسیح کل دنیا کے لیے اور ہمیشہ کیلئے۔ کیونکہ یہ مسیح اس عظیم الشان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے جو انی رسول اللہ الیکم جمیعا کا مصداق ہے۔

پہلا مسیح واقعات اور عیسائیوں کے مسلمات کے لحاظ سے نامراد گیا اسلیے انکو ماننا پڑا کہ مسیح کا دوسرا نزول جلالی ہوگا۔ یہودی بھی یہ مانتے ہیں کہ دوسرا مسیح بڑھ کر ہوگا۔ جاہل ان باتوں سے برافروختہ ہوتے ہیں۔ مگر انہیں کیا معلوم ہے کہ ملایکہ خدا تعالے کے ان کلمات سے عرش پر خوشی کرتے ہیں اور ترنم کرتے ہیں۔ سلف پر حجت نہیں مگر آج یہ حجت پوری ہو چکی ہے کیونکہ انکو کھولکر بتادیا گیا اور نشانات سے ثابت کردیا گیا۔

اگر میں اسلام کو مٹانا چاہتا تو کیا خدا تعالے میرے دل کی حالت کو نہیں جانتا تھا پھر اسنے اسقدر تائیدات سے اس سلسلہ کو کیوں مستحکم کیا؟ کیا خود خدا اسلام کا دشمن ہے؟ ہرگز نہیں یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں یہ اسلام کے دشمن ہیں جو اس سلسلہ کی دشمنی میں حد سے بڑھ گئے ہیں جو خدا نے اپنے ہاتھ سے اسلام کی صداقت او عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے قایم کیا ہے۔

کوئی ان سے پوچھے کہ خدا جھوٹوں کیساتھ ایسی ہی کارروائی کیا کرتا ہے کہ اسقدر مہلت دے اور تائیدات سے ان کی سچائی پر گواہ ٹھہرے۔ مجھ سے چھوٹی عمر کے صدہا آدمی یہاں مرچکے ہیں تو کیا خدا ایک مفتری اور دشمن اسلام کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا کہ اس کی عمر اور صحت میں برکت دیتا غور سے دیکھ لو کہ منہاج نبوت پر کونسی کارروائی ہے جو خدا نے اس سلسلے کے لیے نہیں کی۔

ہم گورنمنٹ سے نیکی کے بدلے نیکی کرتے ہیں لیکن ایمان فروشی نہیں کرسکتے اور جو کچھ ہم گورنمنٹ کے متعلق کہتے ہیں اور تعلیم دیتے ہیں منافقانہ طور پر نہیں کہ باہر گورنمنٹ سے ملے تو کہدیا کہ خونی مہدی سے منکر ہیں اور وہ حدیثیں مجروح ہیں اور گھر آئے تو کہدیا کہ وہ حدیثیں صحیح ہیں۔ ہم ہرگز اس بات کی پروا نہیں کرسکتے کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ جو امر حق ہے اسکے اظہار سے ہم نہیں رک سکتے۔

جب صادق کے دشمن کثرت سے ہوجائیں تو سمجھ لو کہ اب کرامت ظاہر ہوگی۔ اگر کاذب کے دشمن کثرت سے ہوں تو اسکی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے۔

ایک پرانا الہام سنایا۔ لوگ آے اور اسکو پکڑ بیٹھے۔ شیر خدا نے انکو پکڑا۔ اور شیر خدا نے فتح پائی۔

مسیح موعود کے لیے جو لکھا ہے کہ وہ دو فرشتوں کے ساتھ اتریگا اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے ظاہری اور باطنی طور پر اسکو محفوظ رکھیگا اور ملایکہ اسکے ساتھ ہونگے ورنہ مامور کے ساتھ تو ہزاروں ملایکہ ہوتے ہیں جو دنیا میں کام کرتے ہیں اسوقت جو عالمگیر تحریک ہو رہی ہے یہ ملایکہ ہی کا کام ہے۔ ایسی جگہوں سے خطوط آتے ہیں جہاں ہمیں ....

بیان

۱۲۹۸ھ ہجری مطابق ۱۸۸۲ء میں جب خاکسار بمقام قادیان حضرت اقدس امام المسلمین توحید رب العلمین مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا تو یہ مقام قادیان ایسا بے رونق تہا جس کے بازار خالی پڑے تھے اور بہت کم آدمی چلتے پہرتے نظر آتے تھے بعض دکانین ٹوٹی پہوٹی اور بعض غیر آباد خالی پڑی ہین۔ اور دو تین یا کم و بیش دکانین نون مرچ کی تہین وہ بھی ایسی کہ اگر چار پانچ آنے کا مصالح خریدنے کا اتفاق ہو تو اُن دو دکانون سے بجز دو چار پیسے کے نہین مل سکتا تہا اور تہوڑی تہوڑی ضرورتون کے واسطے بٹالہ جانا پڑتا تہا علی ہذا القیاس اور چیزون کا بھی یہی حال تہا دو دکان حلوائیون کی بھی تھی لیکن اُن کی بے رونقی اور کم مائیگی کا یہ حال تہا کہ شاید دو تین پیسہ کی ریوڑیان گوڑ کی جن سے دانتون کے بھی ٹوٹنے کا احتمال ہو اگر کوئی خریدے تو خریدے ورنہ اور مٹھائی کے لئے مصالح کیطرح بٹالہ ہی یاد آئے۔ مجھے اب تک وہ دو کانین یاد ہے کہ جسمین کسیقدر نون مرچ اور کچہ تیل کے علاوہ دو چار تہان کپڑا کے بھی رکھے تھے ایک تہان گاڑھے اور اُدھر کا جسکو پنجاب مین کہدر کہتے ہین اور ایکدو تہان گھٹیل قند سرخ کے جسکو الوان بھی کہتے ہین اور شاید ایکدو تہان نکمی سی سوسی اور بھدی سی چھینٹ کے رکھے ہوئے تھے جنکو دیہات کی جٹیون کے سوا اور کوئی خریدنے کا نام تک نہ لیتا تہا کسی منڈی سبزی کی منڈی یا اور کسی قسم کے فواکہ اور میوہ کا تو ذکر کیا۔ گھی۔ چاول۔ دودھ کہیا ب اور اور اشیاء ضروری مفقود قصائی کی ایک دو کان ایسی تھی کہ اگر قصاب کبھی اپنی شامت سے ایکا بکرا کر لیتا تہا تو وہ بکرا اس کی جان کا وبال ہوتا تہا۔ اگر گرمیون کا موسم ہے تو گل سڑ کر خراب ہو گیا۔ اور جو سردیان ہوئین تو چار چار پانچ روز نمک رکہکر کچہ یہان کچہ دیہات مین اناج کے بدلے بمشکل تمام بیچ کہوچ کر پورا کیا جس مین نفع نقصان برابر سرابر۔ کچہ مکان یہان پختہ بھی تھے مگر بے رونق جب چہوٹی چھوٹی ضرورت کے لئے سات کوس بٹالہ جانا پڑتا تہا تو اسپر انسان خود قیاس کر سکتا ہے کہ قادیان مین کیسی رونق ہو گی۔ گو اس سے پہلے کسی زمانہ مین قادیان پر رونق تہا جس مین کئی سو حافظ قرآن اور علماء و فضلاء کا مجمع رہتا تہا اور اسی لحاظ سے اس کا نام اسلام پور تہا اور قادیان کے اردگرد کے رہنے والے اس کو مکہ خورد کہا کرتے تھے لیکن وہ ایک دور و دراز کا زمانہ تہا جسکو ہماری آنکھون نے نہین دیکھا اس ترقی کے بعد اسپر ایسا تنزل آیا گویا قادیان ایک بے حیثیت گانوں کیطرح ہو گیا پس جسطرف دیکھو کچے مکان اور بے مرمت مکان پڑے تھے ہان حضرت اقدس دا اکرم کا مکان پختہ تہا یا آپکے بڑے بہائی کا لیکن وہ کچے مکانون کی طرح مکان تھے جو بعض حصہ ان کا زمین دوز تہا اندر کا پانی باہر جانا برسات مین دشوار تہا جسکا نمونہ اب تک موجود ہے کہ حضرت کے مکان کے ملحق میرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا مکان ہے۔ حضرت اقدس جس مکان مین جلوہ افروز تھے وہ ایک چہوٹا سا حجرہ تہا اور اب بھی ہے اس مین دس پندرہ آدمیون کے سوا زیادہ نہین آ سکتے تھے اس حجرہ کا نام بیت الفکر ہے اور اسکے دیوار بدیوار ایک چہوٹی سی مسجد تھی اور وہ اب بھی ہے جس کا نام بیت الذکر ہے جسکا ذکر براہین احمدیہ مین درج ہے اور خدا تعالےٰ نے اس مسجد کا نام مبارک رکہا ہے اور ایک الہام بھی اس کی نسبت ہے جسمین تاریخ بنائے تعمیر نکلتی ہے اور وہ یہ ہے مبارک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ اور اس حجرے کے آگے ایک دالان تہا اور نیچے کے مکان مین بہی ایک دالان تہا اور ایک دو مکان اور مختصر سے تھے اور ایکطرف کی عمارت خام تھی اور ایک گول کمرہ تہا جسکو دوبارہ گرایا جاتا تہا یعنی کچہ حصہ اوس کا بن چکا تہا اور کچہ بن رہا تہا اور مسجد مبارک بھی اسوقت ناتمام تھی معمار مزدور لگ رہے تھے اور اب تو اس مکان مین بہت سے مکان پختہ عمارت عالی شان بنگئے ہین۔ آپکے ہان لوگون کی آمد و رفت بہت کم تھی یہان تک کہ بعض دو دو چار چار یا دس دس کوس کے آدمی بھی آپسے کم واقفیت رکہتے تھے مجھے خوب یاد ہے کہ اسوقت دو چار نمازی آپکے ساتہہ ہوتے تھے۔ اکثر حضرت اقدس نماز پڑہایا کرتے تھے اور کبھی مین ایک ہی مقتدی ہوتا تہا اور آپ امام اور کبھی مین امام اور آپ مقتدی۔ سیر کا بھی یہی حال تہا کہ کبھی ایکدو آدمی ساتہہ ہوتے تھے اور کبھی آپ اکیلے ہی سیر کو تشریف لے جاتے تھے ایکدو ہندو اُس زمانہ مین آیا کرتے تھے وہ ہندو آپکے الہامات کو جو خدا کیطرف سے ہوتے تھے لکہا کرتے تھے اور ہمیشہ آپکی پیشگوئیون کی تک و دو مین لگے رہتے تھے کہ آیا یہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہین آخر کار اُنہون نے صدہا پیشگوئیان آپ کی پوری ہوتی دیکہین مگر خدا جانے اُن کے اندر کیا نہانی معصیت تھی جسکے سبب برکات سے محروم رہ گئے اور اب تک محروم ہین۔ ہم ان ہندؤن پر کیا افسوس کرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی باوجود مسلمان ہونے کے اور مولوی کہلانے کے اور حضرت اقدس کو خوب جانتے بوجھنے کے پھر محروم رہے اس ابو سعید پر افسوس جب مجھے مولوی صاحب کی کیفیت ابو سعید یاد آتی ہے تب ہی یہ حدیث شریف بھی زبان پر جاری ہو جاتی ہے السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ۔ لوگ دور سے آئے اور برکت پائی اور نزدیک رہنے والے اس روشنی سے بے نصیب ہیں سچ ہے چراغ تلے اندھیرا۔ میرے آنے سے بہت پہلے یہ سلسلہ الہامات کا جاری تہا

اس زمانہ مین آپ نے یہ الہام بیان فرمایا تہا کہ یاتون من کل فج عمیق وسع مکانک یاتیک من کل فج عمیق یعنی بہت دور دور سے تیرے پاس لوگ آئینگے ان کے لئے اپنے مکان کو وسیع اور طیار کر۔ اسوقت حضرت اقدس کی دوسری شادی نہین ہوئی تھی اس تنہائی اور مجردانہ عالم کے عجیب وغریب حالات وکمالات وفیوض وبرکات حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار حال پنشنر اور منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ لاہوری نے مجھے بہت سنائے تھے ان کے لکھنے کی اسوقت گنجایش نہین اور نہ اخبار الحکم ان کے درج کرنے کی وسعت رکہتا ہے لہذا مین نے ارادہ کیا ہے کہ انشاءاللہ تعالے رسالہ سراج الحق کے حصہ سوم میں جو چار جز یا زیادہ اوراق کا ہے اس مین مفصل اور مبسوط بحث کرونگا چنانچہ وہ رسالہ مین نے طیار کر لیا ہے عنقریب وہ شائع ہوگا اس مین حضرت اقدس کے دلچسپ حالات اور دلکش واقعات بطور سیرۃ کے مفصل مع شرح بیان کئے جاوینگے اور وہ حالات جو مینے بچشم خود مشاہدہ کئے یا اور بہت سے وہ جو معتبر لوگون کے ذریعہ سے معلوم ہوئے اور نیز دشمنون کی زبانی معلوم ہوئے اور بہت سے لطیف مسائل بھی درج ہونگے جس کی ہمارے لئے روزمرہ ضرورتین پڑتی ہین۔ حافظ معین الدین جو حضرت کی خدمت مین رہتے ہین ایک دفعہ وہ کہتے تھے کہ ایک زمانہ مین جو مین حضرت کی خدمت مین رہتا تہا مجہکو جو کسی قسم کی ضرورت اور تنگی پڑتی اور حضرت سے شکایت کرتا تو حضرت فرماتے کہ حافظ جی صبر کرو اور امید رکھو ایک زمانہ خدا کے وعدونکا آنیوالا ہے اور وہ مبارک ایام اللہ آیا چاہتے ہین کہ سب ضرورتین انشاءاللہ گھر بیٹھے بٹھائے پوری ہو جائینگی سو مین دیکھتا ہون کہ ان موعود دنون مین سے بہت سے دن آگئے ہین اور بہت سے آنے والے ہین خدا کے وعدے ٹل نہین سکتے اور میرا تو یہ بھی یقین ہے کہ اس حدیث متفق علیہ کے

مطابق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح اسقدر مال تقسیم کریگا کہ لوگ لیتے لیتے تہک جائینگے اگرچہ روحانی طور پر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی کہ اس نے روحانی مال اور برکتون کے ڈھیر کے ڈھیر ہمین عنایت کئے کہ ہمارے دامن فہم وعقل وذہن وذکا بھرپور ہوگئے اسرار ومعارف حقائق ودقائق کے خزائن لبین بھر بھر کر دامن اور چادرین بھر بھر کر ہمین دے رہا ہے اور ہم لے رہے ہین افسوس اُن پر جو اس سے محروم ہین اور مبارک ہوان کو جو اس مبارک خرمن کے اردگرد بیٹھے ہوئے مزے اڑا رہے ہین مگر انشاءاللہ تعالے ظاہری طور پر بھی وہ ظاہری مال تقسیم کریگا۔ جیسا کہ خدا کے پیارے رسول صادق رسول سید الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آئندہ آنے والی نسلین اسوقت کو یاد کرکے روئینگی اور ملکی کبھڑ کھیر پر وقت ہاتھ ملین گی اور کچھ بن نہ پڑ لیگا سو اس زمانہ مین سے بہت سا زمانہ مبارک آگیا باقی دن مبارک بھی آئین گے اور ضرور آئینگے قادیان کی پہلی حالت کو دیکھنے والے دیکھکر حیران ہوتے ہین کہ قادیان کیا تہا اور ہمارے دیکھتے دیکھتے کیا ہوگیا۔ قادیان کا بازار لبالب ہے دکانین پڑ رہی ہین ہر ایک حرفہ اور کام اور پیشہ کے لوگ موجود ہین۔ جن دکانون سے چار پیسہ کی گوڑ کی ریوڑیان دندان شکن نہین ملتی تہی اب اُن دکانون سے روپیون کی حسب دلخواہ ہر ایک قسم کی شیرینی مل جاتی ہے تمام دکانین جو بند تہین وہ کہل گئین اور نئی نئی دکانین عمدہ عمارت کی طیار ہوگئین اور طیار ہوتی جاتی ہین جن دکانون سے دو چار آنہ کا مصالح نمک مرچ ملنا مشکل تہا اب وہی دکانین ہین کہ اسباب سے پر ہین یہان تک کہ قصاب کی دوکان جو ایک بکرے کا افسوس کرتا تہا اب اس پر چار چار پانچ پانچ بکرے اور کبھی زیادہ روزمرہ

ہوتے ہین اور پھر بھی گاہک خالی رہ جاتے ہین۔ کپڑا سینے والا نہین ملتا تہا اب درزیون کی دس بارہ دکانین موجود ہین اور راتدن مشینین غرغر سر سر چل رہی ہین اور ایکدم کی ان کو فرصت نہین ملتی دس بارہ دکانین بزازون کی بھی ہوگئین ہین اور عمدہ عمدہ قسم کا کپڑا موجود رہتا ہے۔ اسقدر بکری ہوتی ہے کہ دینے والے تہک جاتے ہین مگر لینے والے نہین تہکتے۔ گھی چاول غلہ دودھ کی وہ افراط ہے کہ سبحان اللہ جتنا چاہو لیلو اور جسوقت چاہو لیلو۔ بہت لوگون کا گذارہ صرف دودھ گھی پر ہی ہو رہا ہے اور وہ اسی مین چین کر رہے ہین گائے بیل بھینسین بکریان بکثرت ہین صبح وشام دارالامان مین صدہا بکریان دودھ والی لوگ دور دور سے لیکر آتے ہین اور وہ دودھ بیچتے ہین یہ ذکر کرنا بھی لطف سے خالی نہ ہوگا کہ ایک روز حضرت اقدس سیر کے لئے تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو بکریون سے میدان بھرپور تہا اور دودھ اسقدر فروخت ہوتا تہا کہ لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور وہ خریداری مین اسقدر مصروف ومستغرق تھے کہ حضرت کی تشریف آوری کی بھی کسی کو خبر نہوئی ادھر تو حضرت کے ساتھ پچاس ساٹھ آدمی ادھر خریدار جمع ہوکر عجیب غریب نظارہ پیدا ہوا۔ حضرت کو بھی آگے چلنے کی جگہ نہ ملی۔ فرمایا یہ کیا ہے مین نے اور ایک اور بھائی نے عرض کیا کہ حضرت بکریان آئی ہین ہمارے بھائی سب دودھ خرید رہے ہین فرمایا ہان خریدو اور ہمین خریداری مین ساتھ ملالو کہ ہم بھی تمہارے شریک ہوجاوین۔ اچھا دو پیسے کا دودھ ہمین بھی لے دو۔ سبحان اللہ امام ہو تو ایسا ہو۔ کیسا شفیق ورفیق اور کیسا رحیم وکریم انسان کہ آپ بھی ہماری اپنی شفقت سے ہمراہ رہنا چاہتے مین سچ ہے آپکو خدا نے وحیاً فرمایا ہے کہ

لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک یعنی اگر تو سنگدل اور کڑوے مزاج کا ہوتا تو تیرے پاس کوئی بھی آکر نہ پھٹکتا اور فرمایا یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے۔ غرضکہ زمینداروں کا کام بہت سا نکل آیا - حدادو نجار جو کس مپرس تھے اب انکا کام ایسا چمک گیا کہ ان کے گھروں میں رونق اور زیوروں سے ان کی عورتیں لدرہی ہیں - مزدور جنکو دو آنہ روزانہ پر کوئی نہ پوچھتا تھا اب وہ تین تین چار چار آنے پر بھی خوش نہیں ہوتے - معمار جو گھروں میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے اب ان کے کام ایسے جاری ہیں کہ ان کو معماری کی فرصت نہیں ملتی رات دن بسولی اور کرنی کھڑکتی ہی رہتی ہے چار آنہ روزانہ کے بدلے دس دس آنہ اٹھ اٹھ آنہ روپیہ روپیہ روزانہ لیتے ہیں اور روٹی الگ - یکہ والوں کی ایسی گرم بازاری ہے کہ رات دن چلتے ہی رہتے ہیں بٹالہ کے یکے بھی اور قادیان کے یکے بھی چلتے ہی نظر آتے ہیں ایک آتا ہے دو جاتے ہیں پانچ آتے ہیں تو چار جاتے ہیں۔ اور مکہ سے مدینہ سے ملک عرب سے بصرہ سے بغداد سے نجف سے طرابلس سے شام سے روم سے فارس سے مراکش سے کابل سے غزنی خست سے بخارا وقندہار سے حبش سے آسام سے چین سے لنڈن سے اور ان ملکوں سے اور دور دراز امصار و بلاد سے جنکا نام بھی کبھی نہیں سنا تھا دیکھنے کے کیا معنے اور خصوص ہندوستان سے پنجاب و ممالک متوسط مدراس دکھن مچھلی بندر کلکتہ ڈہاکہ بنگالہ روہیلکھنڈ - راجپوتانہ ہریانہ غرض اٹک سے لیکر کٹک تک لوگ فوج در فوج اور جماعتیں کی جماعتیں آتی ہیں اور یہ آنے والے کوئی جاہل نہیں - بے سمجھ نہیں دیوانے نہیں - ہاں ہوشیار بالغ دنیا کے گرم و سرد سے واقف - عالم فاضل پیرزادی سجادہ نشین - تاجر - بڑے عہدہ دار - بی - اے - ایم - اے - سنجیدہ اور ذیعقل ہوتے ہیں اور بیعت کا سلسلہ وہ گرم ہے کہ اپ آئے نام بھی لکھنے میں نہیں آتے خدا تعالےٰ کی وحی کے کیسے سچے لفظ ہیں اور یہ براہین احمدیہ میں مندرج ہیں اذا جاءَ

نصر اللہ والفتح وانتھی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق یعنی جب اللہ کی نصرت اور فتح آئیگی اور زمانہ کا منتہا ہماری طرف ہوگا - کیا یہ بات سچ نہیں ہے - کئی بار آپنے فرمایا کہ جو لوگ اپنی ایمانی فراست سے بغیر کسی معجزہ اور نشان کے ایمان لے آتے ہیں وہی مقبول و محبوب الہی ہوتے ہیں اور جو نشان دیکھنے کے بعد یا فتح و نصرت کے زمانے میں ایمان لائے وہ ان کے برابر ہو سکتے ہیں جو قبل از نصرت تھے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ایمان سب سے پہلے لائے وہ صدیق - فاروق - ذی النورین اور عشرہ مبشرہ کہلائے مگر جو لوگ بعد میں ایمان لائے انکا ایمان خدا نے قبول کیا مگر وہ ناس یعنی لوگوں میں ہی داخل رہے وہ بڑے عہدوں کے لینے والے نہ رہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اذا جاءَ

نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا

جب اس زمانہ اور اس زمانہ کو ہم خیال کر کے دیکھتے ہیں تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ فرش و عرش کا فرق ممتاز ہوگا خدا کرے ایسا ہی ہو اور ہم وہ زمانہ مبارک موعود اپنی آنکھوں سے دیکھیں اللھم انصر غلام احمد واجعلنا منھم واخذل من خذل غلام احمد ولا تجعلنا منھم وہ زمانہ تو اب ہی آگیا کہ بہت سے لوگوں کو بوجہ کثرت حضار مشکل زیارت نصیب ہوتی ہے سیر کو بھی جس وقت حضرت باہر تشریف لے جاتے ہیں پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ سو سو [illegible] اور کبھی اس سے زیادہ ہمراہ ہوتے ہیں اور ایک کثیر گروہ قادیان میں حضرت کی خدمت میں برکات و فیضان حاصل کر رہا ہے وہ خالی اور غیر آباد جگہ جہاں گنوار عورتیں پاخانہ پھرتی تھیں اور وہ تالاب جسمیں ہاتھی غرق ہوتا تھا وہاں خدا کے فضل سے مکانات ہماری جماعت کے اور مہمان خانہ اور مدرسہ اور بورڈنگ ہوس اور اس کا باورچی خانہ اور شفاخانہ اور حضرت اقدس کا کتب خانہ اور مطبع ضیاء الاسلام اور مدرسے کا دفتر اور چاہ ہے اور وہاں ایک وسیع اور کشادہ سڑک ہے جس پر برسات میں ٹہلنے اور کھڑے ہونے سے نظارۂ بحر دکھائی دیتا ہے اور روز بروز یہاں اور بھی عمارتیں طیار ہوتی جاتی ہیں قادیان میں وہ مکان جن میں کوئی مفت بھی رہنا پسند نہیں کرتا تھا اب وہی مکان کرایہ پر بھی نہیں ملتے بعض مکان ۸ر اور بعض ۱۰ر اور بعض ۱۲ر اور بعض پانچ چھ روپیہ کرایہ پر ہیں خدا کے فضل سے ایک مطبع کی جگہ دو مطبع ہو گئے ہیں ایک مطبع کا ذکر کر چکا اور دوسرا مطبع شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی کا جس میں سے ہفتہ وار اخبار الحکم جاری ہوتا ہے اور دوسری کتابیں اور رسالے اور اشتہار بھی طبع ہوتے ہیں - جو زمین یہاں پانچ روپے کو مہنگی تھی اب وہ پچاس روپے کو بھی سستی سمجھی جاتی ہے اور پھر بھی نہیں ملتی لکڑیاں اور اپلے جو کوئی مفت کو بھی نہ پوچھتا تھا - اب وہ بڑی گران قیمت کو ملتی ہیں - غرض قادیان جوبن پر آرہا ہے اور روز بروز ترقی ہو رہی ہے جو ایکبار آکر پھر دوبارہ خواہ دو چار ماہ کے بعد آوے اس کو ایک اور کا اور عالم نظر آتا ہے اور جو یہاں رات دن حضرت کی خدمت مبارک میں رہتے ہیں وہ دن دونی رات چوگنی بہار دیکھتے ہیں ادہر حضرت کے فیضان کی ترقی - تحریر کی ترقی - تقریر کی ترقی - مضامین کی ترقی اسرار و معارف

کی ترقی حقائق و دقائق قرآنیہ کی ترقی وحی الہی کی ترقی مراتب و منازل مین ترقی اور حضرت کے صحت مین ترقی وہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کیسی سچی ہوئی جو مسلم کی حدیث ہے کہ مسیح زرد رنگ کی دو چادرون مین نازل ہو گا اور اسی کتاب اور ایک دوسری متفق علیہ حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مسیح حمام سے نکلا ہے اور اسکے بالون سے پانی ٹپکتا تہا اور بالون مین کنگھی کی ہوئی ہے سو ان دونون حدیثون کے مطابق جب آپنے دعوے مسیحیت کیا ہے تو اسقدر شدید بیمار تہی کہ روزمرہ نعوذ باللہ حضرت کے دشمنون کا خطرہ ہی رہنا تہا اور اکثر فرمایا کرتے تہے کہ کبہی وہ دن بھی ہو گا جو ہم کھڑے ہو کر نماز پڑھینگے اس زمانہ مین وہ دو زرد کپڑون کا گہرا اور نیا رنگ چڑہا ہوا تہا حضرت سخت بیمار تہے۔ اور اب جون جون زمانہ دراز اور لمبا ہوتا جاتا ہے وہ زرد رنگ بھی پھیکا پڑتا جاتا ہے اور صحت مین اللہ کے فضل سے روز بروز نمایان ترقی ہے اور وہ دن بھی آنے والے ہین کہ آپ ماشاء اللہ صحت کامل پائینگے غرض ہر ایک چیز مین ترقی ہے مہاجر و انصار مین ترقی۔ مدرسہ کی ترقی لنگر کی ترقی ہان خوب یاد آیا بیشک دشمنون کا تنزل ہے۔ جو بڑے بڑے دشمن معاند عنید تہے وہ دنیا سے اُٹھ گئے اور جو باقی ہین وہ بھی خدا کے فضل سے کسی روز خس کم جہان پاک میدان خالی ہو جاویگا اور خوب غور سے دیکھا گیا کہ جب کوئی عنید شدید حضرت امام علیہ السلام کی مخالفت پر خواہ تقریرًا یا تحریرًا کہڑا ہو جاتا ہے سلسلہ احمدیہ کی بھی ترقی ہو جاتی ہے اور اس قدر بیعت کا سلسلہ زور شور سے ترقی پکڑ جاتا ہے کہ بیان مین نہیں آتا۔ مہر علیشاہ گولڑوی نے جب سے مخالفت اور ہٹ دہرمی کی تب سے ہزارون ہزار اس سلسلہ مین لوگ داخل ہو گئے ایک چہوٹی سی بات اس کے متعلق یاد آ گئی کسی شہر مین سائین مہر شاہ گولڑوی کی کتاب واہیات شمس الہدایہ

کسی شخص نے ایک بزرگ صوفی کو مطالعہ کے لیے دی وہ نصف سے زیادہ اس کو پڑھ چکے تہے تو خدا کی قدرت کسی شخص نے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب مستطاب آئینہ کمالات اسلام ان کے ہاتھ مین دیدی اس بزرگ نے اس کو دیکہکر شمس الہدایہ کو اس زور سے پھینکدی کہ جیسے کوئی استنجہ کا ڈھیلا ہاتھ سے پھینکدیتا ہے اور آئینہ کمالات اسلام کو ایسا خوش ہو کے ہاتھ مین لیا جیسے کوئی حسین ومہ جبین آئینہ کو ہاتھ میں لیکر خوش ہوتی ہے اور جب سے شحنۂ حق (شحنہ ہند) خبیثہ نکلنا شروع ہوا ہے تب سے تو لوگ اسقدر حضرت امام علیہ السلام کیطرف رجوع ہو رہے ہین جیسے شمع پر پروانے نثار ہوتے ہین کیونکہ جو شحنۂ حق نے جو ٹہہ بولنا اختیار کیا ہے وہ پہلے تو لوگون کی نظر مین سچ معلوم ہوا۔ آخر رفتہ رفتہ جہوٹھ کہل گیا اب اس کی طرف کوئی نظر اٹہا کے بھی نہیں دیکھتا۔ ایک کوڑے کرکٹ کی بہی لوگون کو کہاد اور پڑا وہ لگانے کی ضرورت مین ایک وقعت معلوم ہوتی ہے مگر اسکی اتنی بھی نہین۔ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو شہر کو بہاگتا ہے یہ جانے اور اس کا کام مگر اس سے ہمارا یہ فائدہ ہے کہ اسکے جہوٹھ سے ہماری ترقی ہے اور یہ ہماری شہرت کا ذریعہ ٹہرا۔ بہت سے لوگ ارادہ کر رہے ہین کہ قادیان مین مہاجر بنکر رہین اور بہت سے مبارک وہ لوگ ہین جو اپنے گہربار ملک واملاک چہوڑ کر اس امام علیہ السلام کی خدمت مین رہتے ہین اول تو حضرت مولوی نوردین صاحب ہین جنہون نے سب سے پہلے ہجرت کی پہر ان کے بعد اور صاحب ہین چنانچہ حضرت سید میر ناصر نواب صاحب دہلوی جو حضرت امام علیہ السلام کے خسر ہین۔ صاحبزادہ منظور محمد صاحب مولوی قطب الدین صاحب۔ مولوی قاضی امیر حسین صاحب بہیروی۔ شیخ عبدالرحیم صاحب حکیم فضلدین صاحب بہیروی۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب پشوری۔ ماسٹر عبدالرحمن صاحب

شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی اور خاکسار راقم۔ ہیڈ ماسٹر شیر علیصاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے و ایل ایل بی محمد اکبر خانصاحب۔ حافظ قدرت اللہ خانصاحب۔ بابو محمد افضل صاحب لاہوری۔ احمد جانصاحب پشوری شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی۔ قاضی ضیاء الدین صاحب ساکن قاضی کوٹ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر و پروپرائیٹر اخبار الحکم و مؤلف تفسیر القرآن شیخ مسیح اللہ صاحب شاہجہان پوری میانجی نجم الدین صاحب بہیروی۔ مفتی محمد صادق صاحب بہیروی۔ شیخ عبدالحق قصوری۔ مولوی عبداللہ صاحب کشمیری۔ مستری قطب الدین صاحب بہیروی۔ حاجی فضل حسین صاحب شاہجہان پوری۔ مولوی شیخ عبدالحی صاحب نجفی۔ سید عبداللہ صاحب بغدادی عبدالرحمن صاحب زرگر لودیانوی اور حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔ پہلے اکثر سال بسال یا چہٹے مہینے آتے تہے مگر اب اکثر آپکا قیام قادیان ہی مین رہتا ہے اور نواب محمد علیخانصاحب معہ اپنے رفقاء و اہلبیت و ملازمین بہت مدت سے یہان ہین اور بہت سا اپنے رہنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہین علاوہ ان کے اور بہت سے احباب ہین جو یہان رہتے ہین اسوقت ان کا نام مجہے یاد نہین۔ حضرت اقدس ایک روز فرماتے تہے کہ ہم نے کشف مین دیکہا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے اونچی اونچی دو منزلی چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوترون والی دکانین عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہین اور موٹے موٹے سیٹھ بڑی بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے بیٹھے ہین اور

ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیون اور روپیون اور اشرفیون کے ڈھیر لگ رہے ہین اور قسما قسم کی دوکانین خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہین ۔ بجے بگیان ٹمٹم فٹن پالکیان ۔ گھوڑے ۔ شکرم پیدل اسقدر بازار مین آتے جاتے ہین کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان عجیب شہر عظیم الشان بنجائیگا پھر فرمایا کہ جو لوگ بڑے لوگون اور عزیزون کی یادگارین بناتے ہین کیا خدا اپنے پیارے کی یادگار قائم نہ کریگا ضرور کریگا اور فرمایا کہ آجکل جو طاعون کا سخت زور شور ہو رہا ہے اور ساٹھ یا سو برس تک اس کا دور رہتا ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ یا تو یہ مرض گناہ کو نگل جاتا ہے یا گنہگارونکو کھا جاتا ہے اور مرسل و مامور کے زمانے مین تو یہ آتا ہی رہا ہے اور یہ لوگون کی بداعمالیون کا نتیجہ ہو جاتا ہے ۔ وہ مامور ... کرتے ہین وہ آپ طاعون مین گرفتار ہوتے ہین پس جب اس کا اسقدر دورہ رہا تو لوگ امن کی جگہ تلاش کرینگے تو کیا عجب ہے کہ ہمارا کشف اسیطرح پورا ہو وے کہ لوگ ہلاکت اور طاعون زدہ مقامات کو چھوڑ کر قادیان مین آکر بسین ۔ خاکسار نے بھی دو خواب اسی کشف کے مطابق ایک سال شاید ہوا ہوگا دیکھے ایک خواب مجھے اسوقت خوب یاد آگیا وہ یہ ہے کہ مین نے دیکھا کہ حضرت اقدس امام علیہ السلام اور خاکسار اور بہت سے اپنی جماعت احمدیہ کے لوگ کہین سفر کو گئے ہین جب واپس آئے تو قادیان کے قریب پہونچکر کیا دیکھتے ہین کہ قادیان ایک عظیم الشان گلزار جنان بنا ہوا ہے ۔ سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کی تحریرون سے مکانات بلند بنے ہوئے ہین اور انگریزون کی کوٹھیان اور مکانات عمدہ عمدہ خوبصورت بنے ہوئے ہین وایسرائے اور اور لفٹنٹ گورنر اور کمشنر اور کلکٹر اور نیز بڑے بڑے عہدہ دارون کے بنگلے رفیع الشان مزین ہین اور انمین وہ صاحب رونق افروز ہین اور فوجین اور لشکر پڑے ہوئے ہین ڈیرے اور خیمے اور چولداریان کو سون مین لگی ہوئی ہین اور وہ تالاب جسکا مین نے ذکر کیا ہے وہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے اس مین کشتیان اور جہاز چل رہے ہین اور دھوبی بکثرت ایک طرف کپڑے دھو رہے ہین پھر مین جاگ اٹھا اور مجھے وہ وحی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام جو اس پاک انسان پر نازل ہوا ہے جو خدا کا پیارا اور نبیون و مرسلون ... مقدس ۔ اولیا غوث و قطب ابدال علمائے ربانی کا موعود ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا اوقیانت ببرکتہ و

اجلی انوارہا حتی یتبرک بثیابک الملوک دالسلاطین

یعنی یہانتک تیرے ... کی ترقی ہوگی کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈینگے ۔ واقعی یہ بات سچ ہے کہ چارون طرف ایسا ... ہوگا اور قادیان امن کی جگہ ہوگا تو لوگون کو چل پھر کر قادیان ہی سوجھے گا ۔ اب تو لوگ ٹھٹھا اور استہزا کرتے ہین مگر بعد مین انکو حقیقت معلوم ہوگی مثل مشہور ہے کہ پانڈی جی پچھتائینگے اور وہی چنے کی کھائینگے پھر قادیان ہوگا اور مستہزئین ہون گے ۔ اور قادیان کی نسبت جو طاعون اور فتن دجالیہ سے محفوظ و مصئون و مامون رہنے کے لیئے الہامات حضرت کو ہوئے ان مین سے چند الہام بطور نمونہ کے لکھتا ہون ۔

اول ۔ انہ اوی القریۃ یعنی قادیان کو ہم اپنی پناہ مین لے لین گے یا منتشر ہونے سے بچا لین گے ۔ پس جو خدا کی پناہ مین مقام ہوا اور منتشر ہونے سے بچایا جائے وہ ضرور مجمع اور ماوی اور مامن اور کہف الناس ... ہوگا ۔

دوم ۔ من دخلہ کان امنا یعنی جو اس شہر مین داخل ہوا یعنی قادیان مین وہ امن مین ہوگا

سوم ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنی جب تک تو یہان ہے خدا ایسا نہین کہ وہان کوئی عذاب بھیجے

چہارم یاتون من کل فج عمیق ویسع مکانک یاتون من کل فج عمیق ۔ یاتیک من کل فج عمیق ۔ لوگ اور تحفے تحائف دور دور سے تیرے پاس آئینگے ان کا آنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اور کوئی جگہ امن وامان کی سوائے قادیان کے نہ ہوگی یا یہ ہے کہ لوگ جو دور سے آئینگے تو اسی واسطے آئینگے کہ برگزیدہ اور فرستادہ خدا کی زیارت سے مشرف ہون پس اگر وہ مقام عذاب کا مقام ہو تو کون ہے جو وہان آئے اور اس کو برگزیدہ بارگاہ ایزدی سمجھے ۔

خط وکتابت

ازبیت الصدق لاہور
مورخہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

مائی ڈیر مسٹر مائرز

نہ آپ کوئی خردہ فروش ہین اور نہ مین کوئی سوداگر ہون ۔ نہ آپ مجھے جانتے ہین اور نہ مین آپ کو پہچانتا ہون ۔ باوجود اس کے مین آپکو خط لکھنا اور ایک شلنگ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرنے کی جرأت کرتا ہون اگر آپ سوال کرین کہ کس چیز نے مجھے اس امر پر مجبور کیا تو اس کا جواب یہی ہے کہ اس شوق نے جو مجھے آپکے ساختہ ٹیڑھے قلمون کے استعمال کے ساتھ ہے ۔ ہم آپ کی ان قلمون کو جنکی نوک داہنی طرف مڑی ہوئی ہوتی ہے

کرتا ہے لہذا اس کے ساتھ بیان ضروری ہے ۔ دوسرے اس وجہ سے کہ مین جو کاپی لکھتا ہون مجھے نزلہ کا بھی مرض ہے منہ نیچے کرنا ...

اور ان پر الف کا نشان ہوتا ہے اپنی زبان مین ٹیڑھے پر کہتے ہین۔ آپ کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ایک کی تصویر بھی یہان بنا دیتا ہون

یہ تصویر مین نے ایک نب کو لیکر اور اس کا خالی حصہ نیچے کیطرف کر کے کاغذ پر رکھکر بنائی ہے اور اس کے اوپر کیطرف کچھ حروف لکھے ہوئے ہین جو کہ بسبب اُلٹا ہونے کے میرے پڑھنے مین نہین آسکتے۔ ہان کوئی مطبع کا کمپازیٹر یا سنگ ساز ہو تو فوراً پڑھ لے تاہم مین امید کرتا ہون کہ جن قلمون کی طرف میرا اشارہ ہے ان کو آپ اچھی سمجھ گئے ہونگے۔ خیر قریب دس سال کا عرصہ گذرا ہوگا جب کہ مین نے پہلے پہل یہ قلمین دیکھین۔ اور مجھے ایسی پسند آئین کہ تب سے مین ہمیشہ انکو اپنے پاس رکھتا ہون میرے خیال مین صرف یہی ایک اس قسم کی قلم ہے جو ہر طرح کے طرز حروف کو عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ لکھ سکتی ہے۔ انگریزی۔ عربی عبرانی سنسکرت۔ ہندی اور فارسی حروف کی نسبت تو میرا اپنا تجربہ ہے لیکن مین امید کرتا ہون کہ دنیا مین مین کسی قسم کے حروف ہون یہ قلم سب کے لئے کار آمد ہوگی۔ مین نے ان قلمون کو اپنے دوستون اور شاگردون بزرگون اور چھوٹون مین رائج کیا اور کئی جگہون مین سب سے پہلے مین نے ہی اس کا رواج دیا ہے اور مین نے ہر جگہ اس کو لوگون کے درمیان پسندیدہ دیکھا ہے۔

لیکن اس پسندید قلم کے کئی سالون کے استعمال کے بعد اب ہمین افسوس آتا ہے کہ بازار مین خراب قسم کے نب ملتے ہین اور عمدہ قسم کے نہین ملتے مین فیصلہ نہین کر سکتا کہ یہ خرابی کسی ادنی درجہ کے مصالح کے استعمال کرنے سے پیدا ہوئی ہے یا آپکی کلون مین کچھ نقص آگیا ہے یا شاید آپکے موجدون نے تجارت کی ارزانی کی خاطر اس قسم کے پرزے ایجاد کئے ہین۔ بہرحال مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ گذشتہ ایام کے عمدہ مضبوط پائدار نب اب ہمین نہین ملتے اور ہمین مجبوراً کمزور اور سستون کے ساتھ ہاتھ ہلانا پڑتا ہے جو کہ بہت جلد آرام لینے کی خواہشمند ہو کر ایک ٹانگ دوسری پر رکھکر لیٹ جاتی ہین۔ قدیمی دوستون کا رنگ تو کچھ خاکی سا تھا۔ پر وہ مضبوط اور پائدار تھے اور نو وارد چمکیلے اور خوشنما ہین۔ پر وہ جلد پھسلنے والے اور ناپائدار ہین۔ اب مین یقین کرتا ہون کہ آپ سمجھ گئے ہونگے کہ مین نے ایک شلنگ آپکو کیون روانہ کیا ہے جتنی جلد ممکن ہو سکے آپ مجھے ایک شلنگ والا بکس جس مین مضبوط اور پائدار قلمین ہون ارسال فرماوین وہ قلمین یہان کے سوداگرون کو دکھاؤن گا اور وہ پھر اس قسم کے منگوا لیا کرینگے مین امید کرتا ہون کہ آپ جلدی اس خط کی طرف توجہ کرینگے تاہم مین پسند کرتا ہون کہ صاف باطن آدمی کیطرح اپ کو وہ اصلی سبب بھی بتا دون جس نے مجھے ان قلمون کے واسطے اس قدر تردد کرنے کی طرف متوجہ کیا ہے شاید یہ امر آپکو جلد ارسال کرنے پر آمادہ کرے اور نیز مین یقین رکھتا ہون کہ وہ بات آپکے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔

اصل بات یہ ہے کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ مین نے ہی یہ قلمین سب سے پہلے اپنے حضرت مسیح کے پیش کی تہین۔ ہمارے حضرت ان کے استعمال سے ایسے خوش ہوئے کہ انہون نے اس کے سوا اور کسی قلم سے لکھنا چھوڑ دیا۔ اور تب سے یہی قلم انکے استعمال مین آتی ہے۔ کئی دفعہ انہون نے اس کے کار آمد ہونے کا ذکر فرمایا بلکہ ایک خط مین انہون نے مجھے تحریر فرمایا کہ لکھنے کے وقت جو دقت ہوتی تہی وہ اس سے دور ہو گئی ہے جزاکم اللہ خیراً الجزا لیکن گذشتہ چند ماہ سے جب کبھی مین آنحضور کی خدمت مین حاضر ہوتا ہون تو آپ فرماتے ہین کہ اب یہ قلمین عمدہ قسم کی نہین ہوتین۔ مین نے عرض کی کہ مین عمدہ قسم تلاش کرون گا مگر یہان کے بازار مجھے اس تلاش مین مدد نہ دے سکے اور اس پرانی کہاوت کے مطابق کہ ضرورت ایجاد کی مان ہے میری اس تڑپ نے کہ مین کسطرح حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل کرون مجھے انگلینڈ خط لکھنے پر مجبور کیا شاید آپ "حضرت مسیح" کا فقرہ میرے خط مین پڑھکر چونک اُٹھے ہون کہ یہ کیا ہے۔ اسواسطے مین مناسب سمجھتا ہون کہ چند الفاظ مین اس کی تشریح کر دون اور اگرچہ خط لمبا ہو گیا ہے تاہم مین امید کرتا ہون کہ یہ آپکے واسطے دلچسپی سے خالی نہوگا۔ کیا عیسائی اور کیا مسلمان سب اس بات پر ایمان رکھتے ہین کہ مسیح دوبارہ دنیا مین آوے گا۔ لیکن ہر ایک نے اس کی دوبارہ نمود کی طرز مین اختلاف کیا ہے۔ عیسائی تو یہ کہتے ہین کہ وہ خدا کا بیٹا تہا دوبارہ دنیا کے آخر مین آئیگا اور تمام غیر عیسائی سلطنتون کو تباہ کر دیگا اور تمام غیر عیسائیون کو قتل کر کے دنیا بھر مین عیسائیت کی سلطنت قائم کر دیگا۔ برخلاف اس کے مسلمان یہ امید کئے بیٹھے ہین کہ وہ دنیا مین آکر تمام غیر مسلم بادشاہون اور ان کے نائبون اور تمام غیر مسلم مخلوقات کو قتل کر کے دنیا مین اسلامی سلطنت قائم کر دے گا یہ تو تمام عیسائیون اور مسلمانون کے خیالات ہین۔ ہمارے حضرت مسیح فرماتے ہین کہ یہ دونون قومین غلطی پر ہین وہ فرماتے ہین کہ عیسیٰ بن مریم خدا کا ایک نبی تہا جو کہ یہودیون کی اصلاح کے لئے آیا تہا۔ مگر یہودیون نے

اُسے تکلیف پہنچائی۔ پلاطوس کے پاس اس کے بر خلاف مقدمہ کھڑا کیا آخر وہ صلیب پر چڑہایا گیا۔ لیکن موت کی سی بیہوشی کی حالت مین وہ صلیب سے اُتار لیا گیا تہا اس کے بدن پر شفا دینے والی مرہمین لگائین گئین اور ایک ٹہنڈی غار مین وہ رکہا گیا جہان اسے رفتہ رفتہ ہوش آئی تو پہر باہر نکل کر اپنے حواریون سے ملاقات کرتا پہرا لیکن چونکہ ممکن نہ تہا کہ ایسی طرح صلیب سے بچکر پہر اسی ملک مین رہے اسواسطے اس نے مشرق کیطرف رخ کر کے ایک لمبا سفر اختیار کیا اور آخرکار ملک کشمیر مین پہنچا اور ان علاقون مین مذہب بدھ کے لوگون پر بہت اثر ڈالا چنانچہ اب تک وہ لوگ عیسیٰ کو بھی ایک بدھ مان کر پرستش کرتے ہین اور ان کی کتابون مین ایسے نصیحات پائی جاتی ہین جو بالکل انجیل سے ملتے جلتے ہین۔ غرض ان ممالک مین وہ بہت عرصہ تک رہا اور ایک لمبی عمر پا کر اسی جگہ فوت ہوا اور کشمیر سری نگر مین دفن کیا گیا۔ جہان کہ اس کی قبر آج تک محفوظ ہے اور اس وادی کے باشندے کہا کرتے ہین کہ یہ قبر شہزادہ نبی عیسیٰ کی قبر ہے جو کہ ۱۹۰۰ سال گذرے ہین کہ ممالک مغرب سے یہان آیا تہا اور قوم کا اسرائیلی تہا۔ ۔۔۔۔

خود یسوع مسیح نے اس امر کو صاف کر دیا تہا کہ میرا دوبارہ آنا کس طرح سے ہوگا کیونکہ اُس نے لوگون کو کہا کہ الیاس کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی یوحنا کے آنے مین پوری ہو چکی ہے جو کہ الیاس کی روح اور طاقت مین آیا ہے۔ پہر ہمارے حضرت مسیح فرماتے ہین کہ مسلمانون کا یہ خیال کہ کوئی خونی مسیح آئیگا۔ جو سب غیر مسلمون کو قتل کریگا۔ درست نہین ہے۔ ہم ایک مہذب زمانہ مین زندگی بسر کر رہے ہین اور ہر ایک شخص اپنی مذہبی راے اور ایمان کے متعلق آزاد ہے اسواسطے مذہبی جنگون کی اب کوئی ضرورت نہین۔ ہمارے حضرت مسیح فرماتے ہین کہ مین یسوع مسیح کی روح اور قوت مین آیا ہون تاکہ دنیا مین روشنی اور نور امن کے ساتہہ پہیلا دون کوئی لڑائی نہین لڑی جاویگی اور نہ آدمیون کو قتل کیا جاویگا۔ بلکہ مین دنیا کو وہ سچا راہ دکہانے کے واسطے آیا ہون جو دائمی خوشی تک انسانکو پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے وحی پاکر مین اس بات کا دعوی کرتا ہون کہ مین وہی مسیح ہون جسکے آنیکا دنیا کو انتظار تہا اور مین نے اپنے دعوے کو سینکڑون نشانات کے ساتہہ سچا کر دکہایا ہے میرا مشن یہ ہے کہ عیسائیون کو اس بات سے متنبہ کرون کہ وہ انسان کو خدا ماننے مین غلطی کہاتے ہین۔ اور مسلمانون کو سمجہاؤن کہ جبکہ ہم سلطنت برطانیہ جیسی پُرامن حکومت مین رہتے ہین تو مذہبی جنگون کے تمام خیالات دلون سے دور کر دینے چاہیئے اور اسطرح مین سب کو امن اور ہمدردی خلائق اور خدا کے ساتہہ سچی محبت کے جھنڈے کے نیچے لاؤنگا۔ ہمارے حضرۃ مسیح کی کئی سو پیشگوئیان پوری ہو چکی ہین اگر کوئی آدمی سوسائٹی یا گورنمنٹ صداقت پر پہنچنے کے لئے سچے دل سے فکرمند ہو تو وہ ہمیشہ اس امر کے لئے طیار ہین کہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرین کہ اور نشان دکہایا جائے قریباً پچاس ہزار آدمی ان کے فرقے مین شامل ہو چکا اور جیسا کہ مین اپنے تجربے سے کہ سکتا ہون ان کی صحبت انسان کو دل کا پاک شریف۔ رضائے الٰہی پر فرمانبردار بنی آدم کے ساتہہ ہمدرد اور گورنمنٹ کا وفادار بنا دیتی ہے۔

اس جگہ مین فی الحال ختم کرتا ہون اور اگر آپ مجھے اطلاع دینگے کہ یہ امر آپکے واسطے دلچسپی اور فائدہ کا موجب ہوا ہے تو مین آپکو دوبارہ باتین تحریر کرونگا اور قلمون کے متعلق پہر ایکدفعہ یاددہانی کرانے کے بعد مین اپنے خط کو بند کرتا ہون۔

آپکا خیرخواہ محمد صادق لاہور

جواب جو انگلینڈ سے آیا ہے

از مقام شارلاٹ سٹریٹ کارخانہ قلم شہر برمنگہم مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

بخدمت مفتی محمد صادق صاحب قادیان ضلع گورداسپور ملک ہندوستان

پیارے جناب

ہمین آپکے معزز اور دلچسپ خطوط مورخہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء ۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۱ء اور ۱۳ فروری سنہ ۱۹۰۲ء ملے اور ہم اس بات کا افسوس ظاہر کرنے سے رک نہین سکتے کہ جو قلمین ہم نے آپکو ارسال کی تہین وہ اب تک آپکو نہین پہنچین۔ اسواسطے آج ہم ایک اور بکس روانہ کرتے ہین۔ اور مزید احتیاط کے لئے اس کو رجسٹری کرا لیتے ہین تاکہ آپ کو ضرور پہنچ جائے۔ ہم امید کرتے ہین کہ آپ اور آپکے خداوند مسیح ان قلمون کو ضرور پسند فرماوینگے۔

جو عزیز ہندوستانی بہائی ہمارے ساتہہ ایک ہی بادشاہ کی رعایا ہین ان کے متعلق جو امور دنیوی مدنی یا مذہبی ہون ان کی اطلاع پانا ہمارے لئے ہمیشہ بڑی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ مگر تجارتی کاروبار مین ہم کو اتنی فرصت نہین کہ ایسے مضامین پر تحریر کرین۔ تاہم ہم اپنی امید کو

ذیل میں ہم میاں چراغدین ساکن جمون کا توبہ نامہ شائع کرتے ہیں اگرچہ بعض امور اس توبہ نامہ کے زیادہ صراحت کے ساتھ بیان ہونے کے قابل ہیں اور ہم نے امید کی تھی کہ میاں چراغ الدین صاف طور پر اس امر کا اعتراف شائع کر دینگے کہ میں نے استفادہ الہامات کو حدیث النفس اور اضغاث احلام سے پاک سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور چونکہ انہوں نے سچا وتمندوں کی راہ پر قدم مارنے کی کوشش کی ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا ہے اس لئے ہم حضرة اقدس کے ارشاد عالی کی تعمیل میں میاں چراغ الدین صاحب کے توبہ نامہ کو شائع کرتے ہیں اور حضرة اقدس کے اس ارشاد کا درج کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں ہماری جماعت میں سے ہر ایک شخص کو چاہیے کہ وہ میاں چراغ الدین صاحب سے اخلاق سے پیش آئیں اور کسی طرح پر اُن کی دل شکنی کا موجب نہ ہوں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ احمدی قوم اپنے امام ہمام علیہ الصلوٰة والسلام کے حکم کی تعمیل کریگی اور میاں چراغدین صاحب بھی آئندہ کے لئے جیسا کہ انہوں نے اقرار کیا ہے ایسی بلند پروازی سے تائب رہینگے۔ اور اور بھی وضاحت کے ساتھ اس امر کو شائع کر دینگے کہ انہوں نے سخت دھوکہ کھایا کہ حدیث النفس کو القائے ربانی سمجھ لیا۔ اب ہم وہ توبہ نامہ درج کرتے ہیں

توبہ نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یا خلیفة اللہ علی الارض السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حضور کا اشتہار متعلقہ خاکسار حرف بحرف اس عاجز نے پڑھا اعوذ باللہ من غضبہ وعقابہ

اس لئے سب سے پہلے تو میں اپنا توبہ نامہ پیش کرتا ہوں تاکہ میں ان ناراضگیوں کو جو میری نسبت حضور کے دل میں پیدا ہوئی ہیں دور کر دوں۔ اور میں آپکی ناراضگی سے جسکا نتیجہ خدا کا غضب ہے خدا کے امان میں محفوظ رہوں میں ایک بار نہیں بلکہ ہزار بار توبہ کرتا ہوں اور بڑی خوشی سے بلکہ اس بات کو میں اپنے فخر اور صلاح و نجات دارین کا موجب سمجھتا ہوں جیسا کہ میں منافقانہ طور سے نہیں بلکہ خلوص دل سے پورے صدق اور کامل ایمان کے ساتھ لوگوں کو اپنے اشتہارات کے ساتھ جناب کی مخالفت سے ڈراتا اور توبہ و استغفار کی طرف ترغیب دیتا تھا تو کیا سب سے پہلے میں ہی اس نمونہ کو اپنے حال پر وارد نکروں بلکہ میرا فرض ہے کہ سب سے بڑھکر کرتا ہوں تاکہ کسی مخفی یا علانیہ دانستہ یا نادانستہ۔ چھوٹی یا بڑی مخالفت کے باعث جس کے ذریعہ سے میں حضور کے اس عتاب اور سرزنش کا عند اللہ مصداق ہوں اپنے خواہ نہ دل کے ساتھ توبہ کرکے اس کے بڑے اور پر خوف غضبناک نتیجہ کے ظہور سے خدا تعالےٰ سے معافی اور امان چاہتا ہوں اور اس بات پر خدا میرا گواہ ہے اور حضور کو بھی گواہ کرتا ہوں۔ خدا تعالےٰ میری اس توبہ کو قبول کرے اور حضور کی بھی نظر منظور ہوں اور اللہ تعالےٰ کسی دانستہ یا نادانستہ خطا اور گستاخی کے انتقام سے جو حضور کی مخالفت پر مبنی ہو معاف فرماوے اور اپنے حفظ امان میں محفوظ رکھے آمین ثم آمین

پس واضح خدمت عالی کہ میں نے اپنے دعوے کے متعلق جو کچھ اظہار کیا ہے اس کو خالصًا بلا تحریک نفسانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھکر اسکی رضامندی اور اس کے اس پاک سلسلہ احمدیہ کی تائید و تصدیق کے لئے کیا تھا جس پر اللہ تعالےٰ میرا گواہ ہے

مگر چونکہ حضور امام الزمان اور خلیفة اللہ اور حکم ہیں اس لئے جناب کا فیصلہ اور حکم ہر ایک فرد بشر کو ماننا اور قبول کرنا فرض ہے لہذا میں بھی حضور کے فیصلہ کو جو کہ میرے دعوے ماموریت کی نسبت صادر ہوا ہے سچے دل سے منظور و قبول کرتا ہوں

اور میں نے اپنے اس دعوے کے متعلق ہمیشہ کے لئے یہ استعفا اور توبہ نامہ لکھکر حضور میں ارسال کیا ہے اسکو قبول فرماویں اور اگر مرضی مبارک میں آوے تو شائع بھی کر دیں کیونکہ میں ایک غریب آدمی ہوں اس لئے اشاعت کی توفیق نہیں رکھتا۔

برائے خدا میری معافی کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور دعا مانگیں تاکہ خدا تعالےٰ میرے اس قصور کو جو حضور کی طرف سے میری طرف منسوب کیا گیا ہے معاف فرماوے اور آئندہ کے لئے حضور کسی طرح کی ناراضگی اپنے دل میں اس خاکپائے کی نسبت نہ رکھیں تاکہ خدا تعالےٰ اس عاجز کو آپ کی ناراضگی کے باعث کسی انتقام میں ماخوذ نکرے آمین اور میں امید کرتا ہوں کہ حضور براہ الطاف واکرام قبول توبہ سے مطلع فرماوینگے۔

عریضہ نیاز خاکسار چراغ الدین احمدی
از جموں ۲۷ اپریل ۱۹۰۲ء

عسل مصفےٰ

مولفہ جناب میرزا خدابخش صاحب ابوالعطا
حضرة مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے دعاوی کی تصدیق وتائید میں اور معترضوں کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۸ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت ۳ علاوہ محصولڈاک ملتی ہے اس نادر

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۔ اِنَّهٗ اَوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۶ | یوم شنبہ ۱۳۲۰ صفر یکم مطابق ۱۹۰۲ ۱۰ ۔ مئی | نمبر ۱۷
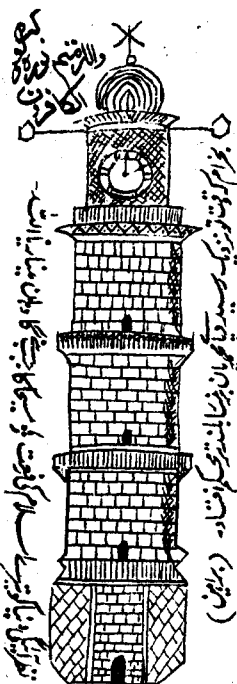
فہرست مضامین

کیا آپ طاعون سے بچنا چاہتے ہین؟

اے پنجاب کے مسلمانون! اپنی جانون پر ظلم نہ کرو - اور میری آواز پر کان دھرو - اب تو خداوند تعالے کے غضب نے سارے پنجاب کو چارون طرف سے گھیر لیا ہے اور بے انتہا جانین تلف ہوئی ہین اور تمہارے یہ خیال ہین کہ یہ بیماری بھی ہیضہ کی بیماری کی طرح چند روز تاراج کر کے نکل جاویگی نہین بلکہ یہ وہ بیماری ہے جو مدتون رہتی ہے اور جہان آجاوے وہانکے باشندے کیا انسان کیا حیوان سب کو چٹ کر جاتی ہے گویا ٹڈی دل کی طرح نہ گیہون کے درخت کو چھوڑتی ہے اور نہ بھنگ کے درخت کو بالکل ویرانہ بنا دیتی ہے اور اسی بنا پر گورنمنٹ کیطرف سے بھی اس کے روکنے کے واسطے بڑا تردد کیا جا رہا ہے اسواسطے تم لوگونکو مناسب ہے کہ تم اپنے آپ پر . . . رحم کھا کر اس نسخہ سے فایدہ اٹھاؤ جو حضرت امام الوقت نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے یعنے تم سچے اور اضطرار دل کے ساتھ اللہ تعالے کے حضور توبہ اور زاری کرو اور اُس نذیر سے جس صدی کے سر پر اللہ تعالے کی قدیم سنت پر ظاہر ہو کر تمکو للکارا پر تم نے اسکی آواز کو نہ سنا بلکہ الٹا اسکو جھٹلایا اور مذاق بازی سے کام لیکر خدا کے غضب کو بھڑکایا تھا کرو کہ وہ دعا کرین کہ تمپر سے یہ غضب ہٹا لیا جاوے تمہارے مذاق بازیون پر اللہ تعالے انکو خبر دیچکا ہے اور تم اسے سن چکے ہو کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملونسے اسکی سچائی کو ظاہر کریگا - سو یاد کر لو کہ یہ وہی زور آور حملے ہین پس اگر تم خدا کے اس غضب سے امان چاہتے ہو تو اپنے آپ کو پاک صاف بنا کر گوش دل سے امام الوقت کی باتون پر کان دھرو اور خدا کے واسطے اسکا مذاق نہ اڑاؤ اور ان بیباکانہ باتون سے باز آجاؤ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے مضطر ونکی سی شکل بنا کر خدا سے نصرت چاہو اور اس امام کو خدا کے حضور اپنا وکیل بنا کر خدا سے امان مانگو اور یقین کر لو کہ خداوند کریم اسکی دعا کو ضرور ضرور سنیگا - اور تم لوگ بچ جاؤ گے اور اگر تم ایسا نہین کرو گے تو یاد رکھو کہ آخر پشیمان اور شرمندون کی طرح تمکو ایسا کرنا پڑیگا لیکن اسوقت تک کہ تم پشیمان ہو تمہارے بہت سے عزیز اور اقارب تم سے جدا ہو چکے ہونگے - اور اے لاہور اور امرتسر شہر ونکے مسلمانون تم کسی ناسمجھ جو فروش گندم نما کی باتون مین نہ آجانا کہ تمہارے شہرون مین طاعون نے دخل نہین کیا یا نہین کریگا بلکہ یاد کر لو کہ امام الوقت نے تحدی سے تملوگونکو آگاہ کر دیا ہے کہ اگر تملوگ توبہ اور استغفار سے کام نہین لوگے تو ضرور طاعون تمہارے شہر مین آویگا اور مین کہتا ہون کہ وہ آئیگا اور ضرور آئیگا - ایسا درست ہو کر نہ آوے کہ تمکو درست بنا کر چھوڑے اور جو حالت نباتات کی ٹڈی دل کا یونگ کرتا ہے وہ ظاہر ہے وہی صورت طاعون کے پچھاڑنے کا نہ ہو جاوے لہذا تم ابلہ فریبونسے بچو اور اپنے رب سے صلح کے واسطے کوئی ذریعہ ۔

تلاوت قرآن کریم کے لیئے اشارات

درس قرآن مجید سے ایڈیٹر کی اپنی تحریر

سورہ نور رکوع (اول)

۱- سورہ نور کی بابت ایک عالم ربانی کا خیال ہے کہ ہندوستان مین یہ سورۃ قریباً عملی طور پر منسوخ سمجھی جاتی ہے یون تو قرآن شریف پر بہت کم عمل مسلمانون مین بدقسمتی سے رہ گیا ہے یہانتک کہ ہندو بستیکے وقت واجب العرض مین بعض لوگون نے لکھا دیا ہے کہ ہم شریعت پر عمل نہین کرتے بلکہ رواج پر-

۲- سورہ نور مین اصل مطلب خلافت کی بحث ہے اور اسکو شروع فرمایا گیا ہے- زنا سے اس مین راز اور ستر یہ ہے کہ جو قوم خلفاء راشدین پر مطاعن کرتی ہے اس مین فسق و فجور کثرت سے ہے-

۳- بحث خلافت مین خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا ہے- چونکہ وہ انسان کامل ہی اسلیئے اسکا نفس مطہر و مقدس اور بلند ہمت بمنزلہ ایک منارکے ہے جسپر آسمانی انوار و فیوض کا نزول ہوتا ہے اسلیے اس سورۃ کے نام اور مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے ایک لطیف اشارہ ہے-

۴- حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت سلمہ اللہ تعالےٰ فرمایا کرتے ہین کہ جو کوئی شخص بدنظری اور فسق و فجور سے بچتا ہے تو اسکے بدلے مین اللہ تعالےٰ اسمین ایک نور معرفت پیدا کر دیتا ہے-

۵- نور وہ چیز ہے جسکے ذریعے سے دوسری چیزون کا ظہور ہوتا ہے جس مین ظہور اور اظہار کی طاقت ہوتی ہے-
- نور کے کئی اقسام ہین- سورج کا نور چاند کا نور- چراغ وغیرہ کا نور- نور عقل- نور ایمان (فراست) نور کشف- نور مکالمہ ان تمام نورونکا منتہی اللہ تعالےٰ ہے-

اب اسکے بعد ہم پہلے رکوع کے بعض الفاظ پر مختصر نوٹ دیتے ہین جو تلاوت کے لیے مفید ہو سکتے ہین مبسوط نوٹ جیسا کہ ہم نے ارادہ کیا ہوا ہے اور شروع بھی کر رکھا ہے خدا کے محض فضل کرم سے اپنی تفسیر القرآن مین جسکا پارہ نمبر ۱ چھپ رہا ہے انشاء اللہ لکھین گے-

انزلنٰہا - تاکید کے واسطے اور شرم دلانے اور زجر کے لیے فرمایا ہے بلکہ اسی پر بس نہین کی- فرمایا

فرضنٰہا - یعنی اسکے احکام ضروری العمل ہین اور پھر اور بھی ترقی کر کے فرمایا-

انزلنا فیہا آیت بینٰت - یعنی اس مین کھلی کھلی اور فاسقون کو خدا تعالےٰ اور مومنون سے کاٹ دینے والی آیات نازل کی ہین-

پھر انکے نزول کی علت غائی بیان فرمائی ہے **لعلکم تذکرون** تاکہ تم ان کو یاد رکھو اور عمل کرو +

تذکرہ - اس دھاگے کو کہتے ہین جو عرب جاہلیت کے دنون مین کسی شے کی یادآوری کے لیے انگلی سے باندھ لیتے تھے یا رومال کو گرہ دے لیتے تھے ہمارے اس ملک مین بھی یہ دستور باقی ہے-

الزانیۃ والزانی - کنواری عورت اور کنوارا مرد زنا کرنے والا-

زناکارون کے کئی گروہ ہین سب سے بدکار راسدھاریون کی جماعت کمال زنا وہان سے شروع ہوتا ہے پھر رنڈیان پھر اور زناکار قومین انسے اتر کر بدنظری کرنے والے انسے نیچے وہ قصے اور ناول جو بدنظری کا ذریعہ ہوتے ہین-

زانی اور زانیہ کے لیے تین حکم ہین- **اول** سو کوڑے کی سزا دوم سزا کے وقت نرمی نہ کیجاوے- سوم- عمائد شہر اور مومن سزا کے وقت اکٹھے ہون-

دین اللہ - سزا جو اللہ تعالےٰ کیطرف سے مقرر ہے-

مائۃ جلدۃ - اس زانی کی سزا ہے جس نے شادی نہ کی ہو-

الزانی لاینکح الازانیۃ - زانی مرد زانی عورت سے ہی نکاح کرے- بدکار مرد اور بدکار عورت کا تعلق نیک مرد اور نیک عورت سے جائز نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایک نیک مرد کو بازاری رنڈی کے ساتھ نکاح جائز نہین **حرم ذالک علے المومنین** مین ذالک کی ضمیر زنا کیطرف نہین بلکہ زانیہ عورت کو نکاح مین لانا حرام ہے-

یرمون - تہمت کرتے ہین-

یدرؤا - ہٹا دیتا ہے-

جو لوگ بلاشہادت اپنی عورتون کو متہم کرتے ہین تو میان بیوی قسمین کھانے کے بعد الگ ہو جائین-

مرد کا پانچوین قسم پر رکھا ہے کہ وہ کہے **لعنت اللہ علیہ ان کان من الکاذبین** - اور عورت کے لیئے رکھا ہے **ان غضب اللہ علیہا** اسمین ستر یہ ہے کہ انسان ان چیزون کو جو اس کی عادت مین ہون معمولی خیال کرتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر عورتین نار مین ہونگی کیونکہ وہ لعنت بہت کرتی ہین اسلئے اللہ تعالےٰ نے غضب کا لفظ رکھا تاکہ وہ لعنت کو معمولی بات نہ سمجھین-

اور ایک یہ بھی ستر ہے کہ مرد چونکہ اسکو الگ کرنا چاہتا ہے اور لعنت کے معنے بھی قرب سے دور کرنا ہے اسلیئے اسکے لیے یہ سزا رکھی اور عورت نے مرد کو ناراض کیا ہے تو اسکی پاداش غضب رکھی-

---

سید عبداللہ عرب حکیم نے ادویات کا ایک اشتہار دیا ہے یہ دوائین انہون نے حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب حکیم الامت کے مجربات سے لی ہین اور آپ سے ہی عرب صاحب موصوف نے طب کی تعلیم حاصل کی ہے- چنانچہ حضرت حکیم الامت نے مندرجہ ذیل الفاظ مین سید عبداللہ عرب کی دوائیون کی تصدیق کی ہے-

"سید عبداللہ عرب میرے پاس طب پڑہتا رہا ہے اور میرے طریقہ علاج کو دیکھتا اور تجربہ کرتا رہا ہے جو ادویات اسنے تیار کی ہین وہ اکثر میرے مجربات ہین اور مفید ہین"

احمدی بھائیونکو اگر کسی دوا کی ضرورت ہو تو وہ دفتر الحکم کی معرفت منگوا سکتے ہین-

مختصر نوٹ اور نکات

ہماری بعثت کیا ہے؟ اسباب حصول جنت اور موانع جنت - اسباب جہنم - یا موانع جہنم کا بیان ہے -

نادان اپنی جہالت اور پست فطرتی سے جب یہ سنتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں ایک میزان ہے جس سے نیکی اور بدی وزن کیجاتی ہے تو اعتراض کرتا ہے لیکن کمبخت کو اتنا معلوم نہیں کہ جب نیکی کے اسباب اور موانع اور بدی کے اسباب اور موانع دو جدا جدا چیزیں ہیں تو ان اسباب اور موانع کے لحاظ سے وزن کی ضرورت ہے یا نہیں؟ وزن کی تو بہرحال ضرورت ہے پھر میزان ایمان لانے میں کیا عذر؟ ہاں میزان کی کیفیت اور اس میں چون چرا کرنا اس کی ضرورت کچھ نہیں اس لئے کہ وہ ایمانیات سے ہے -

سبت کی تعظیم کسی نہ کسی رنگ میں تمام قوموں اور ملتوں میں موجود ہے لیکن سبت کی حقیقت پر بہت ہی کم غور کی گئی ہے سبت کے معنے آرام کے بھی ہیں پس اگر خدا تعالےٰ کسی کو کوئی آرام اور راحت عطا فرمائے تو اس کی بڑی قدر کرنی چاہئیے ورنہ اگر اسکی قدر نہ کیجاوے تو خدا ہلاک کر دیتا ہے سبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مراد ہے - آپ سبتی نبی کہلاتے ہیں - آپ کے وجود باوجود سے عرب کو کیسا آرام ملا اس لئے کہ آپ رحمۃ للعالمین تھے اور پھر سبت میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا اشارہ ہے کیونکہ مسیح موعود ساتویں ہزار پر مبعوث ہوا ہے اور اسی لیے سورۃ جمعہ میں اصلی اور حقیقی سبت کا ذکر خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے پس مبارک ہے وہ شخص جو اس سبت کی تقدیس کرتا ہے کیونکہ وہ راحت سے حصہ لیگا - لیکن جو اس سبت کی بے حرمتی کرتا ہے وہ لقد علمتم الذین اعتدو منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین کے وعید سے حصہ لیگا

مسلم - مومن - یا احمدی کہلانا ہی اگر کافی سمجھا جاوے تو شاید اسلام - ایمان کی حقیقت ہی کچھ نہ رہے لیکن اسکے ساتھ ضروری ہے وفاداری - شعائر اللہ کی عظمت اور ان امور کے پیدا کرنے .. کی .. ضرورت خدا تعالےٰ کے فضل و رحم کے جذب کے لیے لازم ہے قبول ہونے والی دعا اور خالص دعا پیدا ہوتی ہے اخلاص اور تقوے سے +

سلامتی کا شہزادہ اور صلح کا فرزند اس قسم کے لفظ اکثر انجیل میں بولے جاتے ہیں - لیکن وہ جو خود کہتا ہے کہ میں صلح کرانے نہیں بلکہ آگ لگانے آیا ہوں کیونکر صلح کا فرزند کہلا سکتا ہے؟ وہ جو کپڑے بیچ کر تلواروں کے خریدنے کا حکم دیتا اسے کب سزاوار ہے کہ وہ سلامتی کا شہزادہ کہلائے؟ یہ فخر اگر کسی کو ہو سکتا ہے اور اگر ان کا سچا مصداق کوئی ہے تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جسکے لیئے بشارت ملی کہ یضع الحرب کہ وہ لڑائیوں کو اٹھا دیگا اور جس نے آکر جہاد کی ممانعت کا فتوے شایع کیا - سلامتی کا شہزادہ مسیح موعود کا نام ہے نا انجیلی یسوع کا - غور کرو!

اکثر لوگوں کی زبان پر مصنفوں کے کلام میں یہ جملہ سنا اور پڑھا جاتا ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کا مضمون ہو گیا یہ اس موقع پر بولتے ہیں جب کوئی شخص اپنے مطلب کے لیے ادھا جملہ چھوڑ دے کیونکہ یہ پاک جملہ قرآن شریف کی ایک آیت کا جو اس طرح ہے -

لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاریٰ

سکارے سے مراد ہے بے خبر بیہوش - متوالا نشہ باز ہے بے خبر اور مدہوش کو منع کر دیا گیا ہے کہ ایسی حالت میں نماز نہ پڑھے کیونکہ وہ دعا اور عرض کرنے میں جو نماز کا اصل مغز ہے باخبر نہیں ہو سکتا - اس آیت سے اس امر کی بڑی ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ نماز کے معانی پر پوری اطلاع ہونی چاہیئے کیونکہ سکارے کو اسی لیے منع کیا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے اسے سمجھتا نہیں - متوالا نشہ باز نماز کا پابند نہیں ہو سکتا - کیونکہ نماز ایک کے بعد دوسرے کی تیاری ضروری ہے اور نشہ باز میں یہ مفقود - اور نماز فرض اسلیئے نشہ کا حرام ہونا قرآن کریم کے طرز استدلال بالاولے سے کیسا واضح ہوتا ہے - فتدبر

لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم وکان اللہ سمیعًا علیما - یعنی اللہ تعالےٰ کبھی مظلوم کے سوا پسند نہیں کرتا کوئی کھول کھول کر کسی کی بدی اپنی زبان سے بیان کرے اور اللہ تو سننے والا اور جاننے والا ہے - یہ کیسی آب زر سے لکھنے والی بات تھی بلکہ آب زر سے لکھنا بھی اسکے حق اور خوبی کو ادا نہیں کر سکتا - مظلوم کو اجازت ہے کہ وہ ظالم کی بدی بیان کرے اب ہم پوچھتے ہیں کہ مامور من اللہ سے بڑھ کر کون مظلوم ہوتا ہے - جسقدر ظلم و ستم اس واجب الاحترام وجود پر نا اہلوں کی طرف سے توڑے جاتے ہیں ان کی کوئی انتہا نہیں ہوتی + اس پر بھی یہ لوگ اپنے جائز حق کو چھوڑ دیتے ہیں اور کان اللہ سمیعًا علیما سے ہی فایدہ اٹھاتے ہیں + اس پر بھی ظالم ان کی حق و حکمت سے بھری ہوئی تحریروں کو گالیاں کہتے ہیں حالانکہ وہ کہتے ہیں وہ -

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تثلیث کی ایجاد یہ امر تو طشت از بام ہے کہ عیسائی تثلیث کے قایل ہیں یعنی باپ (خدا) بیٹا (مسیح) روح القدس (کبوتر کی شکل میں نازل ہونے والا) تینوں ایک ہیں اور ایک تین ہیں - یہ بات کہ اس ہولی ٹرنٹی (تثلیث مقدس) کا عجیب غریب فلسفہ کوئی سمجھ سکے محال مطلق ہے عیسویت کا بنیادی اصول یہی ہے گو شمشدرا...

جس کی عجیب غریب تصویر ہے جو لوگ بائیبل کا مطالعہ کرنے والے نہین ہین یا جنہون نے یورپ کے فلاسفرون کی تحقیقات اور ریویو بائیبل پر نہین پڑھے ان کے لیے یہ امر ضرور دلچسپی کا موجب ہوگا - اگر بتایا جاوے کہ عیسائیون نے اس تثلیث کو کہان سے لیا ہے -

عہد عتیق اور عہد جدید مین تثلیث کا ہرگز ہرگز کوئی ذکر نہین بلکہ عیسوی تثلیث کی اصل مصری تثلیث ہے مصریون کے ہان اوسیرس - پتاہ اور امون - تین خاص دیوتاؤن کے نام تھے اور اسکے علاوہ ایک اور تثلیث بھی ان مین مروج تھی جسکے تین رکن اوسیرس - آئی سس اور ہورس تھے آئی سس کی بابت انکا یہ اعتقاد تھا کہ وہ مجسم ہوکر بدیون کا کفارہ ہوکر اور مرکر جی اٹھا - اور پھر مردونکا جج مقرر ہوا + یہ ہے عیسوی تثلیث کی اصل جڑ - عیسائیون نے اس عقیدہ کو براہ راست مصریون سے نہین لیا بلکہ یونانیون سے لیا ہے اس عقیدہ کی قسطنطین اعظم کے عہد مین ہوئی اور بمقام نائس ۳۲۵ء مین عیسائی بشپون کی کونسل ہوکر تثلیث کو جزو ایمان قرار دیا گیا -

---

انجیل کے ماننے والے کہتے ہین کہ گناہ کی مزدوری موت ہے لیکن اسپر ہمین تعجب ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہین یسوع کی خدائی کا اعتراف کرنے والے اور اپنے گناہون کی گٹھری اس کی گردن پر رکھنے والے اسے ملعون قرار دیکر بھی مرتے ہی رہتے ہین معلوم نہین یہ موت کس گناہ کا نتیجہ ہے کیا عیسائی کوئی جواب دے سکتے ہین -؟

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آدم کے گناہ کا [illegible] تمام انسانون اور حیوانون کی موت کا باعث ہے لیکن ایک محقق اس اعتقاد پر ہنسی کریگا - جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ آدم کے وجود سے پہلے بھی ایک مخلوقات دنیا مین رہ چکی ہے اور وہ مرتی بھی تھی اسوقت تو آدم یا آدم کا گناہ موجود نہ تھا وہ موت کہان سے آئی ؟ -

---

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مقام پر تحریر فرماتے ہین کہ خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب مین بہت جگہ اشارہ فرمایا ہے کہ مین ڈھونڈنے والون کے دل نشانون سے منور کرونگا - یہانتک کہ وہ خدا کو دیکھین گے اور مین اپنی عظمت انکو دکھاؤنگا یہانتک کہ سب عظمتین ان کی نگاہ مین ہیچ ہو جائنگی یہی باتین ہین جو مین نے براہ راست خدا کے مکالمات سے سنتین پس میری روح بول اٹھی کہ خدا تک پہونچنے کی یہی راہ ہے اور گناہ پر غالب آنیکا یہی طریق ہے - حقیقت تک پہونچنے کے لیئے ضروری ہے کہ ہم حقیقت پر قدم مارین - فرضی تجویزین اور خیالی منصوبے ہمین کام نہین دے سکتے ہم اس بات کے گواہ ہین اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہین کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہونچاتی ہے قرآن سے پایا ہمنے اس خدا کی آواز سنی اور اسکے پرزور بازو کے نشان دیکھے جسنے قرآن کو بھیجا سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا ہے اور تمام جہانونکا مالک ہے ہمارا دل اس یقین سے ایسا پر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے سو ہم بصیرت کی راہ سے

اس دین اور اس روشنی کیطرف

ہر ایک کو بلاتے ہین -

ہمنے اس نور حقیقی کو پایا جسکے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہین اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے -

---

حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ ایک مجلس مین ایک نوجوان سے **فضیلت اسلام** پر ذکر فرما رہے تھے کہ فضل زیادت کو کہتے ہین - اب یہ امر صاف ہے کہ اگر کوئی مذہبی صداقت ایسی ہو کہ دوسرے مذہب مین موجود ہو اور اسلام مین نہو تو وہ مذہب بلحاظ اس صداقت کے اسلام پر فضیلت رکھ سکتا ہے مگر بحمد اللہ اسلام مین ایک فضیلت خاص ہے جو دوسرے مذاہب مین نہین اور وہ یہ ہے کہ دوسرے مذاہب نے بعض صداقتونکا اپنے اندر موجود ہونیکا صرف دعوے کیا ہے لیکن کوئی دلیل بیان صداقت مین اسکے ساتھ نہین دی اور یہ کیسی سچی اور صاف بات ہے کہ نرا دعوے بدون دلیل کبھی بھی تسلیم نہین کیا جاسکتا اسلیئے وہ صداقتین جو دوسرے مذہب پیش کرتے ہین دعوے ہی کے رنگ ہونیکی وجہ سے صداقت (لٹرو تھ) نہین کہلا سکتی ہین + لیکن اسلام نے کوئی صداقت ایسی پیش نہین کی اور کوئی دعوے نہین کیا جسکے دلایل ساتھ نہ دیئے ہون یہ کسقدر عظیم الشان **فضیلت** اسلام کی ہے - دنیا کے تمام مذاہب مین جسقدر صداقتین واقعی طور پر ہین وہ سب بہ ہیئت مجموعی اسلام مین موجود ہین - ہان دوسرے مذاہب نے انکا کوئی ثبوت نہین دیا اور اسلام نے انکو ثابت کرکے دکھایا ہے اس لیئے صاف ظاہر ہے کہ نہ تو اسلام نے اقتباس کیا بلکہ خدا تعالےٰ نے وہ صداقتین براہ راست عطا کی ہین اور نہ اس مین کمی ہے پس جو صداقت اور مذاہب مین فرداً فرداً موجود ہے وہ اسلام مین باجتماع موجود ہے - پس بلحاظ ہر ایک مذہب کے علیحدہ علیحدہ اسلام مین اجتماع کی بھی فضیلت ہے +

یہ بات بالکل سچ ہے کہ اخلاق فاضلہ کا امتحان غصہ اور بیماری کی حالت مین ہوتا ہے اسوقت سب حجاب اٹھ جاتے ہین اور اصل حقیقت کھل جاتی ہے -

کلماتِ طیّبات امامُ الزّمان سلّمہ الرّحمٰن

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۶ جلد ۹

ان لوگون نے اپنی رائون اور خیالون کو دخل کرکے اصل امر کو بدنما بنانے کی کوشش کی ہے ان کی وہی مثال ہے۔ ما دلّہم علٰی موتہ الا دابۃ الارض یعنی سلیمان کی موت پر دلالت کرنے والا کوئی امر نہ تھا یہ ساری شرارت گویا دابۃ الارض کی تھی کہ اس نے عصا کھالیا اور وہ گر پڑا خدا تعالےٰ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سچ ہے یہ قصّے اور داستانین نہین ہین بلکہ یہ حقایق اور معارف ہین اسلام راستی کا عصا تھا جو اپنے سہارے کھڑا تھا اور اسکے سامنے کوئی آریہ ہندو - عیسائی دم نہ مار سکتا تھا - لیکن جبسے یہ دابۃ الارض پیدا ہوئے اور انہون نے قرآن کو چھوڑکر موضوع روایتون پر اپنا انحصار رکھا۔ تا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف سے اسلام پر حملے ہونے شروع ہو گئے۔

دابۃ الارض کے معنے اصل مین یہ ہین کہ ایک دیمک ہوتی ہے جس مین کوئی خیر نہین جو لکڑی اور مٹی وغیرہ کو کھا جاتی ہے اس مین فنا کا مادہ ہے اور اچھی چیز کو فنا کرنا چاہتی ہے اس مین آتشی مادہ ہے۔

اب اسکا مطلب یہ ہے کہ ... دابۃ الارض اسوقت کے علما ہین جو جھوٹے معنے کرتے ہین اور اسلام پر جھوٹے الزام لگاتے ہین جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عظمت کو حد سے بڑھاتے ہین اور ان کو خدا تعالےٰ کی صفات سے متصف قرار دیتے ہین جبکہ ان کو محی اور شافی - عالم الغیب - غیر متغیر وغیرہ مانتے ہین اور ایسا ہی اسلام پر یہ جھوٹا الزام لگاتے ہین کہ وہ تلوار کے بدون نہین پھیلا بھوپال کے ایک ملا بشیر نے مجھے دجال کہا حالانکہ یہ لوگ خود دجال ہین جو مجھے کہتے ہین کیونکہ وہ حق کو چھپاتے ہین اور اسلام کو بدنام کرتے ہین غرض عصائے اسلام جسکے ساتھ اسلام کی شوکت اور رعب تھا اور جس کے ساتھ امن اور سلامتی تھی اس دابۃ الارض نے گرا دیا ہے۔ پس جیسے وہ دابۃ الارض تھا یہ اس سے بدتر ہین اس سے تو صرف ملک مین فتنہ پڑا تھا مگر ان سے دین مین فساد پیدا ہوا اور ایک لاکھ سے زاید لوگ مرتد ہو گئے ایک وہ وقت تھا کہ اگر ایک مرتد ہو جاتا تو گویا قیامت آجاتی تھی - یا اب یہ حال ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ مرتد ہو گیا اور کسی کو خیال بھی نہین - کئی کروڑ کتابین اسلام کے خلاف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور ہجو مین لکھی گئی ہین لیکن کسی کو خبر تک بھی نہین کہ کیا ہو رہا ہے اپنے عیش و عشرت مین مشغول ہین اور دین کو ایک ایسی چیز قرار دیدیا ہے جسکا نام بھی مہذب سوسائیٹی مین لیا جانا گناہ سمجھا جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اسلام پر جو اعتراض طبعی - فلسفہ کے رنگ مین کئے جاتے ہین ان کا جواب یہ لوگ نہین دے سکتے اور کچھ بھی بتا نہین سکتے حالانکہ اسلام پر جو اعتراض عیسائی کرتے ہین وہ خود ان کے اپنے مذہب پر ہوتے ہین سب سے بڑا اعتراض جہاد پر کیا جاتا ہے لیکن جب غور کیا جاوے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اعتراض خود عیسائیون کے مسلمات پر پڑتے ہین - اسلام نے جہاد کو اٹھایا اسلام پر اعتراض نہین ہان وہ اپنے گھر مین موسے علیہ السلام کی لڑائیون کا کوئی جواب نہین دے سکتے اور خود عیسائیون مین جو مذہبی لڑائیان ہوئی ہین اور ایک فرقہ نے دوسرے فرقہ کو قتل کیا آگ مین جلایا اور دوسری قومون پر جو کچھ ظلم و ستم کیا جیسا کہ سپین مین ہوا اسکا کوئی جواب ان عیسائیون کے پاس نہین ہے اور قیامت تک یہ اسکا جواب نہین دے سکتے۔

یہ بات بہت درست ہے کہ اسلام اپنی ذات مین کامل - بے عیب اور پاک مذہب ہے لیکن نادان دوست اچھا نہین ہوتا اس دابۃ الارض نے اسلام کو نادان دوست بنکر جو صدمہ اور نقصان پہونچایا ہے اس کی تلافی بہت ہی مشکل ہے لیکن اب خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کا نور ظاہر ہو - اور دنیا کو معلوم ہو جاوے کہ سچا اور کامل

مذہب جو انسان کی نجات کا متکفل ہے

وہ صرف اسلام ہے - اسی لیئے خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا بخرام

کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان

بر منار بلند تر محکم افتاد - لیکن ان ناعاقبت اندیش نادان دوستون نے خدا تعالےٰ کے اس سلسلہ کی قدر نہین کی بلکہ یہ کوشش کرتے ہین کہ یہ نور نہ چمکے یہ اسکو چھپانے کی کوشش کرتے ہین مگر وہ یاد رکھین کہ خدا تعالےٰ وعدہ کر چکا ہے - واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یہ مجھے گالیان دیتے ہین لیکن مین ان کی گالیون کی پروا نہین اور نہ ان پر افسوس کرتا ہون کیونکہ وہ اس مقابلہ سے عاجز آگئے ہین اور اپنی عاجزی اور فرومائگی کو بجز اسکے نہین چھپا سکتے کہ گالیان دین - کفر کے فتوے لگائین - جھوٹے مقدمات بنائین اور قسم قسم کے افترا اور بہتان لگائین ۔ وہ اپنی ساری طاقتون کو کام مین لاکر میرا مقابلہ کرلین اور دیکھ لین کہ آخری فیصلہ کس کے حق مین ہوتا ہے مین ان کی گالیون کی اگر پروا کرون تو وہ اصل کام جو خدا تعالےٰ نے مجھے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے - اسلیئے جہان مین ان کی گالیون کی پروا نہین کرتا مین اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہون کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی گالیان سن کر برداشت کرین اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دین کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کرین اور اپنے اخلاق دکھائین - یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور

فٹ نوٹ - دابۃ الارض کے معنے طاعون کے بھی ہین جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے - واذا وقع القول علیہم اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمہم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون یعنی جب لوگون پر حجت پوری ہو جائیگی تو ہم انکے لیئے زمین سے ایک کیڑا نکالینگے جو لوگون کو اس واسطے کاٹیگا کہ وہ خدا تعالےٰ کے نشانون پر ایمان نہین لاتے تھے تکلمہم کے معنے اقرب الموارد مین فٹ کاٹنے کے لکھے ہین

۴ مئی (ایڈیٹر)

جوش مین خطرناک دشمنی ہے جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قایم نہین رہ سکتی لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اسکو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتون مین ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے غصہ اور جوش کی حالت مین چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہین اسلیئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ مین پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ اسلام کی جو حالت اس وقت ہو رہی ہے اور یہ مختلف فرقہ بندیان جو آئے دن ہوتی رہتی ہین اور مخالف اسپر دلیر ہو رہے ہین اور بے باکی سے حملے اور اعتراض کرتے ہین یہ سب اسی دابۃ الارض کا فساد ہے انہون نے ہی عیسائیون کو مدد دی ہے۔ مگر اب خدا کا شکر کرو کہ اس نے عین وقت پر دستگیری فرمائی ہے اور اس سلسلہ کو قایم کیا ہے اسلیئے تمکو مناسب ہے کہ اس فضل کو جو تمکو دیا گیا ہے ضایع نہ کرو۔ اور ادب کی نگاہ سے دیکھو + اور اس مدد اور نصرت کی جو تمہین دی گئی ہے قدر کرو یقیناً یاد رکھو کہ خدا کی مدد بدون اور اس کے بلائے بغیر کوئی شخص راستی سے اور پوری قوت سے ایک امر کو بیان نہین کر سکتا بغیر اسکے دلایل ملتے ہی نہین اور طرز بیان نہین دیا جاتا + اور یہ بھی خدا کا خاص فضل ہوتا ہے کہ اس طرز بیان نیکی کی قوت رکھنے والے اس شخص کو جو خدا کی قوت اور طاقت پاکر روح القدس سے بھر کر بولتا ہے۔ شناخت کر لیتے ہین پس خدا تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے تمہین یہ قوت عطا کی اور شناخت کی آنکھ دی۔ اگر وہ یہ فضل نہ کرتا تو جیسے اور لوگ پردون مین ہین اور گالیان دیتے ہین تم بھی ان مین ہی ہوتے۔ جس چیز نے تم کو کھینچا ہے وہ محض خدا کا فضل ہے۔ جیسے میان عبد الحق ہی کو دیکھو کہ خدا کا فضل ان کی دستگیری نہ کرتا تو یہ کیونکر اُس کشمکش کی جگہ سے نکل سکتے تھے۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ انکے پاس کئی ناصح بھی جمع ہوئے اور انہون نے منع بھی کیا کہ قادیان مت جاؤ۔ بلکہ ایک نے گالی بھی دی حالانکہ گالی دینا ان کے مذہب مین منع ہے اور عام طور پر تہذیب اور شائستگی کے بھی خلاف ہے لیکن ان تمام باتون پر خدا کا خدا کا فضل غالب آگیا اور انکو کھینچ لایا ان کو بدی کے اسباب ہی میسر نہ آئے ورنہ اگر یہ بیوی کر لیتے تو پھر ابتلا پیش آجاتا۔ مگر خدا نے ہر طرح سے بچایا۔ خدا کا فضل مستحدث نہین ہوتا۔ جسپر وہ اپنا کرم کرتا ہے اسے ہر طرح سے بچا لیتا ہے یہ خیال مت کرو کہ ہم مسلمان ہین۔ اسلام بڑی نعمت ہے اسکی قدر کرو اور شکر کرو۔ اسکے اندر فلاسفی ہے جو زبان سے کہدینے سے حاصل نہین ہوتی اسلام اللہ تعالےٰ کے تمام تصرفات کے نیچے آجانے کا نام ہے اور اسکا خلاصہ خدا کی سچی اور کامل اطاعت ہے۔ مسلمان وہ ہے جو اپنا سارا وجود خدا تعالےٰ کے حضور رکھدیتا ہے بدون کسی امید پاداش کے

من اسلم وجہہ للّٰہ فہو محسن

ڈایری کا اقتباس

ایڈیٹر کے الفاظ مین

انبیاء اور دعا انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ مین یہی رہا ہے کہ وہ پیشگوئیون کے دیئے جانے پر بھی اور اللہ تعالےٰ کے وعدون پر سچا ایمان رکھ کر بھی دعاؤنکے سلسلہ کو ہرگز نہ چھوڑتے تھے اسلیئے کہ وہ خدا تعالےٰ کے غناءِ ذاتی پر بھی ایمان لاتے ہین اور مانتے ہین کہ خدا کی شان لایدرک ہے اور یہ سوءِ ادب ہے کہ دعا نہ کیجاوے۔ لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی مین جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بڑے اضطراب سے دعا کر رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور! اب دعا نہ کرین خدا تعالےٰ نے آپکو فتح کا وعدہ دیا ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا مین مصروف رہے بعض نے اسپر تحریر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ تھا بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اور ہر کہ عارف تر باشد خایف تر باشد وہ معرفت آپکو اللہ تعالےٰ کے غناءِ ذاتی سے ڈراتی تھی۔ پس دعا کا سلسلہ ہرگز چھوڑنا نہین چاہیئے۔

مسیح موعودؑ کی دعاؤنکی عظمت ۱۰- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء صبح کو سیر مین فرمایا کہ مین آج کل طاعون سے قادیان کے محفوظ رہنے کے لیے بہت دعائین کرتا ہون . . . اور باوجود اسکے کہ اللہ تعالےٰ نے بڑے بڑے وعدے فرمائے ہین لیکن یہ سوءِ ادب اور انبیاء کے طریق سے دور ہے کہ خدا کی لایدرک شان اور غناءِ ذاتی سے خوف نہ کیا جاوے آج پہلے وقت ہی یہ الہام ہوا۔

دلم مے بلرزد چو یاد آورم
مناجات شوریدہ اندر حرم

شوریدہ سے مراد دعا کرنیوالا ہے۔ اور حرم سے مراد جسپر خدا نے تباہی کو حرام کر دیا ہوا اور دلم مے بلرزد خدا کی طرف ہے یعنی یہ دعائین قوی اثر ہین مین انہین جلدی قبول کرتا ہون یہ خدا تعالےٰ کے فضل اور رحمت کا نشان ہے دلم مے بلرزد بظاہر ایک غیر محل سا محاورہ ہو سکتا ہے مگر یہ اسی کے مشابہ ہے جو بخاری مین ہے کہ مومن کی جان نکالنے مین مجھے تردد ہوتا ہے۔ توریت مین جو پچھتانا وغیرہ کے الفاظ آئے آئے ہین دراصل وہ اسی قسم کے محاورہ ہین جو اس سلسلہ کی ناواقفی کی وجہ سے لوگون نے نہین سمجھے۔ اس الہام مین خدا تعالےٰ کی اعلےٰ درجہ کی محبت اور رحمت کا اظہار ہے اور حرم کے لفظ مین گویا حفاظت کیطرف اشارہ ہے (حرم کے لفظ پر اسوقت خاکسار ایڈیٹر نے

عرض کیا تھا کہ حضور کا الہام من دخلہ کان آمنا اور بھی اس لفظ حرم کی تصدیق کرتا ہے۔ اور اب ہم کہتے ہین کہ انی احافظ کل من فی الدار کا الہام بھی اسی کا موید ہے یاد آورم اسی طرح ہے جیسے اذکرونی اذکرکم۔

من یقرض اللہ قرضاً اللہ تعالے جو قرض مانگتا ہے تو اس سے یہ مراد نہین ہوتی ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالے کو حاجت ہے اور وہ محتاج ہے ایسا وہم کرنا بھی کفر ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ جزا کے ساتھ واپس کریگا یہ ایک طریق ہے۔ اللہ تعالے جس سے فضل کرنا چاہتا ہے۔

رایت ربی علی صورۃ ابی حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رایت ربی علی صورۃ ابی یعنے مین نے اپنے رب کو اپنے باپ کی شکل پر دیکھا۔ مین نے بھی اپنے والد صاحب کی شکل پر اللہ تعالے کو دیکھا ان کی شکل بڑی بارعب تھی انہون نے ریاست کا زمانہ دیکھا ہوا تھا۔ اسلیئے بڑے بلند ہمت اور عالی حوصلہ تھے غرض مین نے دیکھا کہ وہ ایک عظیم الشان تخت پر بیٹھے ہین اور میرے دل مین ڈالا گیا کہ خدا تعالے ہے۔ اس مین سر یہ ہوتا ہے کہ باپ چونکہ شفقت اور رحمت مین بہت بڑا ہوتا ہے اور قرب اور تعلق شدید رکھتا ہے اسلیئے اللہ تعالے کا باپ کی شکل مین نظر آنا اسکی عنایت تعلق اور شدت محبت کو ظاہر کرتا ہے اسلیئے قرآن شریف مین بھی آیا ہے۔ کذکرکم اباءکم اور میرے الہامات مین یہ بھی ہے انت منی بمنزلۃ اولادی یہ قرآن شریف کی اسی آیت کے مفہوم اور مصداق پر ہے۔

۱۰۔ اپریل کو الہام ہوا۔ افسوس صد افسوس۔ اور ۱۱۔ اپریل کو الہام ہوا رنگبرا اے عالم جاودانی شد۔

ہمارا اصل منشاء اور مدعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر کرنا ہے اور آپکی عظمت کو قایم کرنا۔ ہمارا ذکر تو ضمنی ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین جذب اور افاضہ کی قوت ہے اور اسی افاضہ مین ہمارا ذکر ہے۔

قصص قرآنی کی فلاسفی

سلسلے کے لیے دیکھو نمبر ۱۶ جلد ۶

ان واقعات کو داستانین اور افسانے خیال نہ کرو۔ بلکہ ان کو پڑھکر ان واقعات پر پے لے جاؤ جو اس قوم مین ہونے والے ہین اور پھر ان واقعات کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین پیش آئے اور یا اب احمد قادیانی کی زندگی یعنے آپ کے بروزی رنگ مین ظہور مین آ رہے ہین) دیکھکر صاف اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقعی کبھی ابراہیم۔ موسے۔ نوح۔ وغیرہم علیہم السلام ہین۔

یہ مبالغہ نہین بلکہ حقیقت اور اصلیت یہی ہے کہ جسقدر نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیشتر آئے وہ بطور تمہید کے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے تمام نبیون سے آپ کی بابت اقرار لیا۔ مین انشراح صدر اور ایک ذوق کے ساتھ اس نکتہ پر پہونچا ہوا ہون اور اپنے اس دعوے مین قرآن کریم سے لاانتہا شواہد پیش کرنے کے قابل ہون کہ ایک بھی نبی دنیا مین ایسا نہین گذرا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی بنیادی اینٹ نہ رکھی ہو۔

جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر قرآن شریف نے کیا ہے یقیناً سمجھو کہ وہ ایک دوسرے طرز اور رنگ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے واقعات بطور پیشگوئی ہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات تھے جو کمالات دوسرے نبیون مین متفرق طور پر تھے آپ مین یکجائی طور پر جمع تھے اور چونکہ کمالات نبوت آپ پر آکر ختم ہو چکے تھے اسلیئے نبوت بھی ختم ہو چکی تھی۔ اب جبکہ یہ واقعات عبرت کے لیئے ہین تو کسقدر ضروری ہے کہ انکو قصص سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ ان کی مغز اور جان پر تدبر کرو اور ان امور کی تہ تک پہونچو جو ان مین رکھے ہوئے ہین۔ مجھے ظالم مردہ پرست نصرانی اور غیرت کش مسئلہ نیوگ کے ماننے والے آریہ پر سخت افسوس اور تعجب آتا ہے کہ وہ ان قصص پر اعتراض کرتا ہے۔ ایک ظالم نصرانی نے ایک کتاب لکھی ہے جہان وہ موسیٰ کا قصہ قرآن مین یا توراۃ کے دوسرے نبیونکا دیکھتا ہے کہتا ہے کہ یہ توراۃ سے لیا ہے۔ اس احمق کو اپنے گھر کی تو کوئی خبر نہین کہ انجیل کے مواد کیا ہین مگر مین اسوقت اس بحث کو درمیان لانا نہین چاہتا۔ لیکن افسوس کرتا ہون اس کور فطرت انسان پر جو محض ایک نام دیکھکر یہ اعتراض کرنے کے لیئے اٹھ کھڑا ہوا۔ مردہ پرستی! ہان صلیب پر لٹکائے گئے کو خدا ماننے والی قوم! تیری فہم و فراست پر ہزار بلکہ بے شمار افسوس! کہ تو کس طرح بہکی بہکی پھرتی ہے۔

مین نے یورپ کے فلسفہ کو مطالعہ کیا ہے اور عیسائی مذہب کے فاضلون کی کتابون کو پڑھا ہے مگر مین سچ کہتا ہون کہ مین نہایت ہی بدگمان ہون اس مردہ پرست قوم پر اور اسکے فلسفہ اور الہیات پر۔ مین خدا کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ یورپ کا مذہب مضحکہ سے زیادہ نہین معلوم ہوتا۔ مین سب سے پہلے ان کے پاؤن چومتا اور انکے فلسفہ کا قایل ہو جاتا اگر یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قایل ہو جاتے اور قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بناتے۔ مگر مردہ پرستی کی لعنت نے دل و دماغ کو

کو کچھ ایسا گندہ کیا ہے کہ الہیات کو سمجھنے والی قوتون کو بالکل زایل کر دیا ہے۔ حیف ہے ان کی دانش پر!! اور افسوس انکے فلسفہ پر!!

مین جب ان کے فلسفیون کے اعتراض کو پڑھتا ہون تو مجھے ان سے سخت نفرت ہو جاتی ہے اس لیئے کہ وہ صحیح نتایج کو چھوڑ کر اپنی غرض اور مقصود کو مدنظر رکھ کر نئے مقدمات ترتیب دیکر ایک غلط نتیجہ نکالنے کی کوشش کرتے ہین مین نے یورپ ان کی فلسفی پر غور کی ہے اور ان کے الہیات کو پڑھا ہے۔ لیکن سچ کہتا ہون کہ ان کو آسمان سے کوئی نسبت ہی نہین ورنہ اگر یادری انصاف کو ہاتھ مین لیکر اسپر غور کرتے لقد کان فی قصصھم عبرۃ تو اپنے اعتراضون کو دیکھ کر شرمندہ ہو جاتے۔ ایک سورۂ یوسف ہی کو پڑھو کہ کس طرح پر وہ مکی مدنی زندگی کے واقعات کو مرتب کر کے دکھاتی ہے۔ لقد کان فی یوسف واخوتہ اور لقد کان فی قصصھم عبرۃ ملا کر پڑھو تو ایک ذوق پسند طبیعت [illegible] سے بھر کر سجدہ کرا اٹھے گی۔ کہ کس طرح پر اللہ تعالےٰ نے انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو کھولکر حضرت یوسف کے قصہ کے رنگ مین بیان کیا ہے۔

خوشتر آن باشد کہ راز دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

ان واقعات کو عبرت اور تدبر کی نگاہ سے دیکھو اور سورہ یوسف پر غور کرو کہ کس طرح پر اس وقت سے لیکر جب کہ بھائیون نے آپ کی مخالفت شروع کی اسوقت تک کہ جب جلالی رنگ مین یوسف کو وہ دیکھتے اور شرمندہ ہوکر سرنگون ہوتے ہین اور یوسف اپنی عظمت و جلال کے ساتھ اپنی شناخت انکو کراتا ہے اور وہ نہایت ہی تعجب اور حیرت سے کہتے ہین أئنک لانت یوسف کیا تو یوسف ہے اور یوسف انہین کہتا ہے۔ ہان ہان مین یوسف ہون اور یہ میرا بھائی ہے خدا نے ہم پر فضل کیا ہے اسکو انہ سے اللہ تعالےٰ نے شروع کیا ہے تاکہ یہ ظاہر کرے کہ یہ خدا تعالےٰ کی عادت مستمرہ اور قاعدہ کلیہ ہے کہ جو میری طرح متقی ہو جاوے اسپر ایسے ہی انعام ہوتے ہین۔ اب ایک ظاہر بین۔ سطحی خیال کا انسان تو اسکو یوسف کے واقعات کہہ دیگا لیکن رموز شناش۔ نکتہ رس فی الفور بول اٹھے گا کہ اس مین صاف اشارہ ہے امام المتقین سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان کامیابیون کا۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن جب آپ قدوسیون کی دس ہزار جماعت کے ساتھ خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق نہایت تزک و احتشام اور جلال کے ساتھ مکہ مین داخل ہوئے تو آپ نے صاف فرمایا انی اقول کما قال اخی یوسف

لاتثریب علیکم الیوم

اللہ! اللہ! ان واقعات سے اللہ تعالےٰ کی لاتبدیل ہستی کیسے صاف معلوم ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ اگر عیسائی یا دوسرے اعتراض کرنے والے سوچتے اور دیکھتے کہ یہ قصہ نہین بلکہ پیشگوئی ہے تو پھر ان کو اعتراض کرنے سے شرم آتی مکہ مین جب قسم قسم کے مصائب اور مشکلات کا طوفان بپا تھا یہ سورۃ نازل ہوتی ہے اور اس مین کہا جاتا ہے لقد کان فی قصصھم عبرۃ اور لقد کان فی یوسف واخوتہ ایات السائلین کیا یہ عظیم الشان پیشگوئی نہین ہے؟ ہے اور ضرور ہے مگر ظالم طبع کور چشم اسکو دیکھ نہین سکتا جو مردہ پرستی کے گڑھے مین پڑا ہوا ایک ناتوان انسان کی لاش سے استمداد کر رہا ہے۔ کہان مکے سے جانا پھر احزاب اور بدر کا فتح ہونا اور پھر آخر مکہ کا فتح ہونا اور دس ہزار قدوسیون کے ساتھ داخل ہونا اور پھر یوسف علیہ السلام کی طرح

لاتثریب علیکم الیوم

کہنا عظیم الشان باتین ہین مگر اولوالالباب کے لیئے۔

میرے دوستو! اللہ کے لئے اس کتاب کی عظمت پر دل مین غور کرو۔ مین تمہین یقین دلاتا ہون اور اپنے تجربہ سے کہتا ہون۔ ہان پھر سن لو کہ اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ اس حکیم و مجید کتاب کی عظمت و معانی مین غور کرو اس نے یقینا خدا کو ہاتھ پکڑ کر دکھا دیا ہے۔ یورپ کی فلسفیت کو تم نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھو گے جب تم اس فلسفہ پر تدبر کروگے جو قرآن کریم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور جس مین کوئی غلطی کوئی اختلاف اور نقص نہین جو ابدالاباد تک ہمیشہ صحیح نتائج پر پہونچانے والا اور ہر قسم کی غلطیون اور ٹھوکرون سے بچانے والا ہے۔

میرے دلمین درد پیدا ہوتا ہے اور میری روح بیقرار ہو جاتی ہے۔ جب مین ان یورپ کے فلسفیون اور پادریون کے اعتراضون کو پڑھتا ہون اور قرآن کریم کے قصص پر غور کرتا ہون یہ نادان خشک فلسفی تو مجبور سمجھو یا معذور سمجھو اپنی پست فطرتی اور کم ظرفی کے باعث جو مردہ پرستی نے ان مین پیدا کی ہے ان حقایق کے سمجھنے کے قابل نہ تھے لیکن سب سے زیادہ افسوس جو چیز پیدا کرتی ہے اور جس سے دل پر سخت صدمہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ خود مسلمانون نے اس جلیل کتاب کی عظمت و شان کو مستور رکھنا چاہا ہے۔ انہون نے کوشش نہین کی کہ اسلام کی فلسفیانہ روح دنیا مین پھونکین اور اصل تو یہ ہے کہ خود ان مسلمانون نے بھی اسے اساطیر الاولین سے بڑھ کر وقعت نہین دی۔

نالایقون نے یوسف زلیخا کے قصے بنا دیئے اور قصون ہی کا رنگ ان عظیم الشان پیشگوئیون کو دینا چاہا۔ لیکن جب قرآن کے جلال اور عظمت کو اندر باہر سے مٹانے کی فکر کی گئی اور اسکی توہین اپنے حد کو پہونچ گئی

توخدا تعالیٰ نے جو اس پاک اور مجید کلام کا حافظ و ناصر ہے اپنے وعدہ کے موافق کہ نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ آسمان سے قرآن کریم کی حفاظت اور اسکی عظمت و جلال کے اظہار کا ایک ذریعہ پیدا کیا اور ارادہ فرمایا کہ قرآن کریم کا نزول دوبارہ ہو اور پھر دنیا کو اس کی عظمت پر اطلاع دیجاوے اس غرض کے لیے اس نے پھر محمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم کو بروزی رنگ مین احمد قادیانی صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت مین نازل فرمایا۔ خدا کے لاانتہا سلام اور برکات ہون اس مرد خدا پر جس نے عین وقت پر آکر ہماری دستگیری کی اور جو قرآن کریم کی عزت اور شوکت کو دنیا مین بحال کرنے کے لیے ہر قسم کے دکھ اور مصیبت کو بخوشی خاطر اٹھانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اللہم صل علے محمد و علے آل محمد و بارک وسلم۔ یہ باتین نری لسانی اور لفاظی نہین مین خدا تعالیٰ کے گھر مین کھڑا ہو کر اس کی پاک کتاب ہاتھ مین لیکر اس نازک مقام پر ایک لفظ بھی بولنا جسکا صحیح اور سچا مفہوم اسکے اس لفظ کے موافق دل مین نہو سخت گناہ سمجھتا ہون پھر اسکو اگر کوئی مبالغہ سمجھے تو وہ سخت ظالم ہے اور مجھ پر افترا کرتا ہے مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ سچ یہی ہے یہی حق ہے۔

کہ قرآن کریم کی گم شدہ عزت اور عظمت کو پھر بحال کرنے کے لیے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود خدا کی نصرتین اس کے ساتھ ہون کی صورت مین یقیناً محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آیا جو چاہتا ہے قبول کرے اور جو خدا سے جنگ کرنا چاہتا ہے وہ انکار کرکے خدا سے لڑے۔

(باقی آیندہ)

پیسہ اخبار سے خط وکتابت

ذیل مین ہم اس خط وکتابت کو کسی قسم کے رائے ظاہر کیے بغیر درج کرتے ہین جو ہم نے ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سے کی ہے۔

(ایڈیٹر الحکم کا پہلا خط)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار! آپکا اخبار مورخہ ۲۶-اپریل سنہ ۱۹۰۲ء میری نظر سے گذرا اور آپ کا لیڈنگ آرٹکل (جو الحکم کے ایک فیصلہ کن مضمون کے بظاہر جواب مین لکھا گیا ہی) پوری توجہ اور فکر سے پڑھا۔ مین سخت افسوس کرتا ہون کہ حقایق و معارف اور خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان کا نام آپکی زبان مین گالیان ہین بحالیکہ اس آرٹکل مین جو تہذیب و شائستگی کے مدعی پیسہ اخبار نے لکھا ہے شروع سے اخیر تک بجز گالیون کے ایک بھی معقول بات نہین ہے لیکن مین آپ کو اس ... مریض کی طرح معذور سمجھتا ہون جو مصری کا مزہ تلخ بتا دیتا ہے۔

اس عریضہ کے لکھنے کی مجھے کوئی ضرورت نہ تھی لیکن جب آپکے لیڈر کے آخیر مین مین نے آپ کی یہ درخواست پڑھی کہ اسکو الحکم مین چھاپ دیا جاوے تو مجھے ضروری معلوم ہوا کہ اس عریضہ کے ذریعہ ایک ضروری امر آپ کیخدمت مین پیش کرون تاکہ دوسرونکو تنگ ظرف کہنے والے ایڈیٹر پیسہ اخبار کی عالی حوصلگی اور کشادہ دلی کا امتحان ہو جاوے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے بھی ایڈیٹر الحکم نے آپ کے سفر یورپ سے پہلے بذریعہ خط آپ کو اخبار نویسی کے اصول سے اس امر کی ہدایت کی تھی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو اعتراض آپ کرتے ہین یعنے بذریعہ اخبار جو نکتہ چینی کرتے ہین۔ آپکا فرض ہونا چاہیئے کہ ایسی تحریرین جو آپ کی اس نکتہ چینی کے جواب مین بھیجی جاوین محض اس خیال سے کہ ایڈیٹر کی ذاتی رائے کے خلاف ہین درج ہونے سے روکنی نہین چاہئین۔ اسوقت آپ نے وعدہ کیا تھا کہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر۔ ایڈیٹر الحکم یا اور لوگون کی ایسی تحریرین چھاپ دیگا۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وعدہ کا ایفاء جب پیسہ اخبار کے طرز عمل سے مضمون بھیجکر چاہا گیا۔ تو ان جوابی تحریرون کو صاف ہضم کر لیا گیا اور وعدہ پورا نہ ہوا اور پھر جب بعض مضامین کے متعلق جو پیسہ اخبار کے جواب مین الحکم مین شایع ہوئے چاہا گیا کہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اپنے ناظرین کو مغالطہ سے بچانے کے لیئے ان کو پیسہ اخبار مین چھاپ کر اپنی عالی ظرفی کا ثبوت دے اور یہ ثابت کرے کہ اس کی نکتہ چینی ذاتی عداوت اور عناد کا نتیجہ نہین۔ بلکہ نیک نیتی کی بنا پر ہے۔ تو پیسہ اخبار نے ہمیشہ خاموشی اختیار کی

اب آپ کی یہ پہلی درخواست ہے کہ پیسہ اخبار کے لیڈر کو الحکم مین چھاپ دیا جاوے اسلیئے آپ کی اس درخواست پر اگر آپکے وعدہ اور جایز نکتہ چینی کے اصول کے لحاظ سے مین پھر آپ سے اس امر کا مطالبہ کرون کہ الحکم کا مضمون پیسہ اخبار مین چھاپ دیا جاوے تو مین سمجھتا ہون کہ عرفاً۔ اخلاقاً شرعاً مین حق پر ہون۔

اس لیے مین بذریعہ عریضہ ہذا آپ کو آپ کی ادعائی آزادی۔ عالی ظرفی۔ نیک نیتی۔ ملکی خیرسگالی۔ تہذیب و شائستگی اور ایفاء وعدہ کا واسطہ دیکر ایک ضروری امر کیطرف توجہ دلاتا ہون اور وہ یہ ہے کہ آپ سلسلہ وار ان تمام مضامین کو پیسہ اخبار مین چھاپ دیجیے جو پیسہ اخبار کی نکتہ چینیون کے جواب مین الحکم مین طبع ہو چکے ہین۔

اس ترتیب سے کہ پہلے پیسہ اخبار کی نکتہ چینی۔ پھر الحکم کا جواب پھر ... جواب الجواب اگر ہو۔ اسی سلسلہ مین آپکا وہ مضمون

آجائے گا- جسکا جواب الحکم کی گذشتہ اشاعت
مین نکلا ہے اسکے بعد مین آپ کو یقین دلاتا
ہون کہ اسی ترتیب سے الحکم مین وہی
سلسلہ مضامین کا پورا چھاپدیا جاویگا اور
اگر آپ اسقدر لمبے سلسلے کے لیے تیار
نہون حالانکہ اگر آپ کے دل مین کچھ بھی
انصاف اور ملک کی بھلائی اور خیرخواہی
کا خیال ہے تو ہرگز انکار نہین ہونا چاہیئے
تو پھر کم از کم آپ اتنا ہی کرین کہ آپ پہلے
اس مضمون کو جو پیسہ اخبار ۰۰ مورخہ
۵- اپریل سنہ۱۹۰۲ء مین طبع ہوا ہے- پھر
الحکم مورخہ ۱۰- اپریل سنہ۱۹۰۲ء کے مضمون
کو اور پھر پیسہ اخبار مورخہ ۲۶- اپریل
سنہ۱۹۰۲ء کے لیڈر کو یکجائی چھاپ دین-
پبلک صحیح نتیجہ پر انشاء اللہ ضرور پہونچ
جاوے گی-
اور اسی ترتیب سے مین الحکم مین تینون
مضمون ملاکر چھاپ دونگا+
مجھے امید ہے کہ آپ فراخ حوصلگی کیساتھ
میری اس تجویز سے اتفاق رائے ظاہر
کرینگے- ایڈیٹر صاحب- یہ کام بہت
بڑی نیکی کا موجب ہے پیسہ اخبار کے
بہت سے ناظرین اور الحکم کے پڑھنے
والے کم از کم اس نتیجہ پر ضرور پہونچ
جاوینگے کہ ادعائی تہذیب و شائستگی
کے باوجود کون شخص گندی گالیان دینے
والا اور حقائق و معارف اور معقول-
مدلل باتونکے [illegible] لاطائل بے معنے
اور فضول گوئی سے کام لینے والا ہے
مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ اگر آپ
اس طرز عمل کرینگے تو پیسہ اخبار کے
ناظرین پر بہت بڑا احسان کرینگے+
اور اگر اس تجویز پر عمل کرنے کو بھی آپکی
عالی حوصلگی اجازت نہ دے اور اسکو
تنگ ظرفی سے تبدیل کرنا چاہے تو پھر
آخری تجویز یہ ہے کہ آپ پیسہ اخبار کے
ہمراہ ہمارا ایک پمفلٹ شایع کردین
جس مین آپ کا ۵- اپریل والا اور الحکم
کا ۱۰- اپریل والا مضمون ہوگا- اس طرح
پر ناظرین پیسہ اخبار کو موقعہ ملجاویگا کہ
وہ اندازہ کر سکین کہ آپ کہان تک حق
پر ہین-
مین اس چٹھی کو رجسٹری کراکر بھیجتا ہون
اور آپ کے جواب کا واپسی ڈاک مین
انتظار کرتا ہون تاکہ جو تجویز آپ پسند کرین
اس پر عملدرآمد کیا جاوے- والسلام
آپ کا خیر طلب ال یعقوب علی عفی اللہ عنہ
از دارالامان قادیان- ۲۸- اپریل سنہ۱۹۰۲ء دفتر الحکم

آخر مین اس چٹھی کے چھاپدینے کی بھی درخواست ہے

ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کا جواب

یکم مئی سنہ۱۹۰۲ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الحکم-
السلام علیکم- بجواب آپ کے رجسٹری خط
۲۸- اپریل سنہ رواں کے گذارش ہے
کہ مین آپ کی اس چٹھی کے مضمون سے
اتفاق نہین کر سکتا- صرف اسلیئے کہ جس
الحکم کے مضامین کی آپ مجھے پیسہ اخبار
مین نقل کرنے کی صلاح دیتے ہین وہ
اتنے طویل ہین کہ پیسہ اخبار مین کبھی اتنے
طویل مضامین نہین چھپے اور ان کا چھاپنا
اسکے قرارداد طریقہ کے خلاف ہے-
ہان جتنا بڑا مضمون ۲۶- اپریل کے پیسہ اخبار
مین ہے اتنا ہی بڑا اپنے مقاصد اور اغراض
پر حاوی اپنے مضمون کا خلاصہ مجھے
بھیجدیجئے- یا مجھے اجازت دیجئے- کہ
آپ کے مضمون سے اسقدر حصہ مین پیسہ اخبار
مین چھاپدون [illegible] اور آپ اتنا مضمون ۲۶
اپریل کے پیسہ اخبار سے الحکم مین نقل
کردین- میرے خیال مین فریقین کے
ناظرین کو صحیح حالات سے واقف کرنے
کیلیئے اسی قدر کافی ہے زیادہ مضامین
درج کرنا غیر ضروری ہے-
آپ نے جو میرے سفر سے پہلے کا قصہ لکھا
ہے اسکے متعلق مین اسیقدر کہنا کافی سمجھتا
ہون کہ میری غیر حاضری مین میرے
قائمقام ایڈیٹر نے ممکن کہ آپ کا کوئی خط
نہ چھاپا ہو- لیکن مین نے آپ سے آپکا
خط درج کردینے کا وعدہ کیا تھا- اور
اسکی تعمیل پر مستعد تھا- اب بھی جب بھی
آپ کوئی خط پیسہ اخبار مین چھپوانا
ضروری سمجھین- بشرطیکہ پندرہ بیس
سطر سے زیادہ نہ ہو- اور آپکے اغراض
کی تائید مین ہو اسے جو ایمانداری سے کسی
غلط فہمی کی تردید کی کوشش کی گئی ہو-
درج کرنے پر آمادہ ہون- والسلام-
آپکا خادم
بندہ محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور-

ڈایری

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۵- مئی سنہ۱۹۰۲ء- رات کے تین بجے
حضرت اقدس کو الہام ہوا-
انی احافظ کل من فی الدار
الا الذین علوا باستکبار
یعنی مین دار کے اندر رہنے والون کی
حفاظت کرونگا- سوائے ان لوگونکے
جنہون نے تکبر کے ساتھ علو کیا-
فرمایا علو دو قسم کا ہوتا ہے- ایک جائز
ہوتا ہے اور دوسرا ناجائز- جائز کی
مثال وہ علو ہے جو حضرت موسے
علیہ السلام مین تھا اور ناجائز کی مثال
وہ علو ہے جو فرعون مین تھا+
اور فرمایا کہ صبح کی نماز کے بعد یہ الہام
ہوا-
انی اری الملائکۃ الشداد
یعنی مین سخت فرشتونکو دیکھتا ہون
جیساکہ مثلاً ملک الموت وغیرہ ہین-
فرمایا کہ خدا کے غضب شدید سے بغیر
تقوے وطہارت کے کوئی نہین بچ
سکتا- پس سب کو چاہیئے کہ تقوے

وطہارت کو اختیار کرین اور اگر کوئی فاسق اور فاجر دار مین داخل ہوجائے تو اس کا بچ رہنا یقینی کیونکر ہوسکتا ہے ہان آہمین پھر بھی ایک قسم کی خصوصیت کی گئی ہے۔ کیونکہ جو لوگ علو استکبار نہ کرین۔ ان کی حفاظت کا اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا ہے لیکن انہ اوی القریتہ مین یہ امر نہین وہان انتشار اور ہلچل شدید سے بچنے کا وعدہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالے ایسا امر نہین کرتا جس سے لوگونکو جرأت پیدا ہوجائے اور گناہ کیطرف جھکنے لگین۔ متکبر علو کرنے والونکے استثنار کی مثال ایسی ہے جیساکہ ایک کافر نے حضرت رسول کریم کے زمانہ مین بیت اللہ کی پناہ لی تھی تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اسکو اسی جگہ قتل کردو کیونکہ اللہ تعالے کا گھر مفسد کو پناہ نہین دیتا۔

اس گاؤن مین دراصل اس قسم کے سخت دل اور مخالف دین اسلام لوگ موجود ہین کہ اگر اس سلسلہ کا اکرام نہوتا تو یہ سارا گاؤن ہلاک ہوجاتا۔ اور اب بھی اگرچہ ممکن ہے کہ بعض وارداتین ہون مگر تاہم اللہ تعالے ایک مابہ الامتیاز قایم رکھیگا۔

ایک شخص نے ایک لمبا خط لکھا کہ سیونگ بنک کا سود اور دیگر تجارتی کارخانون کا سود جائز ہے یا نہین کیونکہ اسکے ناجائز ہونے سے اسلام کے لوگون کو تجارتی معاملات مین بڑا نقصان ہورہا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اور جب تک کہ اسکے سارے پہلوؤن پر غور نہ کیجائے اور ہر قسم کے ہرج اور فوائد جو اس سے حاصل ہوتے ہین وہ ہمارے سامنے پیش نہ کیے جاوین۔ ہم اسکے متعلق اپنی رائے دینے کے لیئے تیار نہین ہین کہ یہ جائز ہے۔ اللہ تعالے نے ہزارون طرق روپیہ کمانے کے پیدا کیئے ہین۔ مسلمان کو چاہیئے کہ انکو اختیار کرے اور اس سے پرہیز رکھے ایمان صراط مستقیم سے وابستہ ہے اور اللہ تعالے کے احکام کو اس طرح سے ٹال دینا گناہ ہے۔ مثلاً اگر دنیا مین سؤر کی تجارت ہی سب سے زیادہ نفع مند ہوجاوے توکیا مسلمان اس کی تجارت شروع کردیگا۔ ہان اگر ہم یہ دیکھین کہ اس کو چھوڑنا اسلام کے لئے ہلاکت کا موجب ہوتا ہے تب ہم فمن اضطر غیر باغ ولاعاد کے نیچے لاکر اسکو جائز کہہ دین مگر یہ کوئی ایسا امر نہین۔ اور یہ ایک خانگی امر اور خودغرضی کا مسئلہ ہے۔ ہم فی الحال بڑے بڑے عظیم الشان امور دینی کیطرف متوجہ ہین۔ ہمین تو لوگونکے ایمان کا فکر پڑا ہوا ہے۔ ایسے ادنے امور کیطرف ہم توجہ نہین کرسکتے۔ اگر ہم بڑے عالیشان دینی مہمات کو چھوڑ کر ابھی سے ایسے ادنے کامون مین لگ جائین تو ہماری مثال اس بادشاہ کی ہوگی جو ایک مقام پر ایک محل بنانا چاہتا ہے مگر اس جگہ بڑے شیر اور درندے اور سانپ ہین اور نیز مکھیان اور چیونٹیان ہین۔ پس اگر وہ پہلے درندون اور سانپون کیطرف توجہ نہ کرے اور انکو ہلاکت تک نہ پہونچائے اور سب سے پہلے مکھیون کے فنا کرنے مین مصروف ہو تو اسکا کیا حال ہوگا + اس سائل کو لکھنا چاہیئے کہ تم پہلے اپنے ایمان کا فکر کرو۔ اور دوچار ماہ کے واسطے یہان آکر ٹھہرو تاکہ تمہارے دل ودماغ مین روشنی پیدا ہو اور ایسے خیالات مین نہ پڑو +

شیخ بٹالوی اور مسلمانون کی تکفیر

مشکلے دارم زدانشمند مجلس بازپرس
توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کی ترقی اب اس درجہ تک پہونچ گئی ہے اور اس زور سے ہورہی ہے کہ ہمین ہرگز ہرگز ضرورت نہین رہی کہ کسی تحریر سے کوئی اقتباس اس کی تائید مین پیش کرین + بلکہ اس سے ان تائیدی تحریرون کو وقعت دینا ہے + لیکن جس تحریر کا اقتباس ہم ذیل مین شایع کرتے ہین اس سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ تا ان لوگون کے حالات سے پبلک اور مسلمانون کو آگاہ کیا جاوے جو اپنے آپکو قوم کے لیڈر اور ایڈوکیٹ سمجھتے ہین اور یہ بھی مدنظر ہے کہ تا وہ اپنی ہی تحریرونکو پڑھکر کچھ فایدہ اٹھائین اور اپنی غلطیون کی اصلاح کے لیے موقعہ پاسکین +

شیخ بٹالوی اگرچہ اب ہمارا مخاطب نہین رہا اور اس نے خود محسوس کرلیا ہی بلکہ دیکھ رہا ہی کہ اسکے ان دعوونکا کیا اثر ہوا کہ مین نے ہی اس سلسلہ کو بلند کیا ہے اور مین ہی گراؤنگا اسکو اور پبلک کو یقین ہوگیا ہے کہ اس سلسلہ کو انسانی طاقتین گرا نہین سکتی ہین جو خدا تعالے کی تائید اور نصرت اپنے شامل حال رکھتا ہے۔

مختصر یہ کہ اس تحریر کے شایع کرنیسے ہماری غرض زیادہ تر شیخ بٹالوی کی اصلاح ہی اور ہماری دلی آرزو ہے کہ وہ اپنی اس تحریر کو ایکبار غور سے پڑھے اور سوچے۔ سب سے پہلے چونکہ فتوے تکفیر کے بانی وہی ہین گو اس فتوے کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہین ملی اور وہ شخص جسکو قل انی امرت وانا اول المومنین کی صدا آتی ہو پروا نہین کرسکتا تاہم یہ اقتباس دوسرے لوگونکے لیے کسیقدر انتفاع بخش ہوگا کہ وہ مولوی جو اپنے گھر مین ۹۹ وجوہ کفر کے ہونے پر بھی فتوے کفر نہ دینے کی ہدایت کرتا ہے اپنے عمل مین پکے مسلمان کو کافر بنانے کے لیے ایک وجہ کفر کا افترا کرلینا بھی کافی سمجھتا ہے + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجاست۔

اب ہم ذیل مین اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۹ کا کچھ حصہ بطور اقتباس پیش کرتے ہین اور شیخ بٹالوی اور انکے رفقا سے پوچھنا چاہتے ہین کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود کے فتوے کفر مین انہون نے کہانتک اس احتیاط سے کام لیا ہے ؟

ترقی معکوس

مرادر دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

ہماری قوم ہمارے اسلامی بھائیوں ہمارے مذہبی رشتہ دارون کا حال گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا مصداق ہو رہا ہے۔

کچھ کہتے ہین تو اپنی شکایت کرنی پڑتی ہے جس سے اقوام غیر کی نظرون مین اپنی ذلت وحقارت ہوتی ہے چپ رہتے ہین تو اپنی قوم کی تباہی کیحالت دن بدن ترقی کرتی نظر آتی ہے۔

آخر اس کشمکش کے بعد کچھ کہنے ہی کو ترجیح معلوم ہوئی ہے اور جو ذلت وحقارت اقوام غیر کی نظرون مین بصورت شکایت نظر آتی ہے سکوت مین اس سے بڑھکر دکھائی دیتی ہے اسلیئے ہم ناچار ہو کر کچھ کہتے ہین اور اپنی قوم کے آگے کمال ادب ونیاز وعجز وانکسار سے التجا کرتے ہین کہ وہ غور سے اسکو پڑھین۔

یالیت قومی یعلمون

جب ہم اپنے گروہ مسلمانون کیطرف نظر غائر سے دیکھتے ہین اور آنکھ پر چشمہ (عینک) چڑھا کر خوردبین لگا کر انمین ترقی کے آثار ڈھونڈھتے ہین تو اسکا کہین اثر ونشان نہین پاتے اور اپنی نگاہ کو ہم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسا وہو حسیر کا مصداق بناتے ہین۔ ہان بجائے اسکے ترقی معکوس کے آثار کالشمس فی رابعۃ النہار بلا اشتباہ واستتار مشاہدہ کرتے ہین انکی دنیاوی ترقی معکوس تو عیان ہی محتاج اظہار وبیان نہین ہے کون نہین جانتا کہ ان کی ذلت وافلاس پر دوست ودشمن دونون کے گھر مین ماتم ہو رہا ہے۔ کوئی لاٹ ریپن بالقابہ کے آگے ان کی مفلسی بدحالی کا رونا روتا ہے کوئی انکی شکایت حال مین اخبار ونکے اوراق سیاہ کرتا اور اپنا وقت کھوتا ہے کوئی لیکچرون اور منادیونکے ذریعہ سے ان کی تباہی حال پر آنسو بہاتا ہے اس مقام پر ہم صرف انکی مذہبی ترقی معکوس کا بیان اور اسپر افسوس مد نظر ہے۔

اگر انکے اس سال کا پہلے سال سے اور اس سے پہلے کا اس سے پہلے سے مقابلہ کرتے ہین تو علم مین کمالات مین ترقی مذہب مین اشاعت اسلام مین سبھی مین فیصدی پچاس اور بعض امور مین فیصدی نوّے کی ترقی معکوس (تنزل) انمین پاتے ہین علوم وکمالات کے تنزلات ہم پھر کسی موقعہ پر بیان کرینگے (اگر ہمارے بھائی ہماری ان باتونکو عداوت واہانت پر محمول نہ کرینگے۔) بالفعل ہم ان کی مذہبی ترقی معکوس کو بیان کرتے ہین پہلے سال اگر کسی شہر مین ایک لاکھ مسلمان شمار کئے جاتے تھے تو اس سال وہان پچاس ہزار رہ گئے ہین اور اگر انکے اصول پر زیادہ توجہ کرکے دیکھین تو لاکھ مین سے دس ہزار ہی نظر آتے ہین۔ اس سے ہمارا مدعا یہ نہین کہ (خدانخواستہ) وہ مرتد ہو گئے ہین اور اسلام چھوڑ کر کسی اور دین عیسائی یہودی مین داخل ہو گئے ہین بلکہ مقصود اس سے یہ ہے کہ وہ اپنے ہی اسلامی بھائیون (جو میدان ترقی معکوس کے شہسوار ہین) کے بضابطہ حکم وفتوے سے دین اسلام سے خارج کئے گئے ہین کوئی وہابی کوئی بدعتی کوئی مشرک کوئی لامذہب کوئی رافضی کوئی نجدی قرار پا کر گروہ اہل اسلام سے علیحدہ کئے گئے ہین [1] ہمنے اپنی مدت العمر مین جہانتک کتب (حدیث تفسیر فقہ اصول عقاید وغیرہ اسلامی علوم کا) عبور کیا ہے انمین یہی مسئلہ پایا کہ جس مسلمان سے کوئی کلمہ کفر وارتداد یا فعل موجب حد سزا شرعی سرزد ہو اسکو اس سے انکار کرانا وتاویل کر جانے کے تلقین کرنا اور اس انکار وتاویل کو (بفرض وقوع اس قول وفعل کے) توبہ قرار دینا اور جسکے قول مین ننانوے وجوہ کفر ہون اور ایک وجہ اسلام اسکو اس ایک وجہ اسلام کے اعتبار ولحاظ سے دائرہ اسلام مین جگہ دینا اور بلحاظ وجوہ کفر اسلام سے خارج نہ کرنا لازم ہے مگر یہان اسکا قضیہ عکس ہوتا ہے جس شخص سے کوئی فعل وقول موجب کفر سرزد نہوا ہو اسکو خواہ اسکا قائل وفاعل قرار دیا جاتا ہے اور جسکے قول یا فعل مین ننانوے وجوہ اسلام ہون اور ایک وجہ کفر اسکو ایک وجہ کفر کے لحاظ سے کافر ٹھہرایا جاتا ہے پھر اس طرفہ پر یہ طرہ چڑھایا جاتا ہے کہ جو اس کافر کے کفر مین شک کرے وہ خود کافر ہو جاتا ہے اور جو اس شک کرنے والے کے کفر مین تردد کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اس تدبیر سے اصلی کافر جن باتونکے مرتکب قرار دیئے جاتے ہین فیصدی پچاس نکلتے ہین اور جو انکے کفر مین یا شک کنندونکے کفر مین شک کرنے کے سبب کافر بنتے ہین وہ فیصدی نوّے پیدا ہوتے ہین۔

ان لوگونکو واجب یہ تھا کہ اس اتفاقی مسئلہ (جسکا خلاف ہمنے آجتک کسی کتاب حدیث وفقہ اور کسی مذہب شافعی حنفی مین نہین دیکھا) پر عمل کرکے تاویلی وناد انستہ کفر کے مرتکب کو مسلمان بناتے اور مسلمانونکا عدد بڑھاتے انہون نے اپنے فاسد خیالونسے اسکا خلاف تراش کراسکے ذریعہ مسلمانونکو کافر بنایا اور مسلمانونکا عدد (جو پہلے ہی پاس ہونیکے درجہ سے کم تھا۔) اور بھی گھٹایا اور اس باعی کا مصداق بنکر دکھایا۔ [2]

شنیدم کہ مردان راہ خدا ✤ دل دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کی میسر شود این مقام ✤ کہ با دوستانت خلافست و جنگ

اور اپنی آپکو یہ شعر نہ سنایا "تو برائے وصل کردن آمدی ✤ نے برائے فصل کردن آمدی"

آخری فقرہ مولویصاحب کا مسلمانونکو مخاطب کرکے شروع ہوتا ہے لیکن ہم مضمون کی دلچسپی کے لحاظ سے انکے الفاظ مین صرف اتنا تصرف کرتے ہین کہ مسلمانونکی بجائے مولویصاحب! شروع کرتے ہین۔ (ایڈیٹر)

مولویصاحب! آؤ خدا سے شرماؤ اب بھی ایسی باتونسے جو ترقی معکوس کی علت تامہ ہین باز آؤ۔ اسلام کو بڑھاؤ مسلمانونکے عدد کو (برائے نام ہی کیون نہو) بڑھنے دو۔ مسلمان آگے ہی تھوڑے ہین تم ان تھوڑے کو اور نہ گھٹاؤ اور کافرونکی تعداد کو نہ بڑھاؤ اور اگر تمکو کافرونکی ایسی ہی کثرت ضرورت وحاجت ہے تو دنیا مین ان کلمہ گویونکے [3]

---

[1] پھر تو آنکھ کو دوبارہ پھیر کر دیکھ تیری طرف عاجز ہو کر اور تھک کر پھر آئیگی یعنی کچھ دیکھ نہ سکیگی ✤ [2] اور کوئی اسی متبعیت کے ہاتھ سے مرزائی کہلا کر اہل اسلام سے علیحدہ ہوئے ہین۔ افسوس۔ لم تقولون مالا تفعلون ✤ ایڈیٹر ✤ [3] ہان مولویصاحب اپنی گریبان مین بھی ذرا منہ

قصیدہ در معرفت انسان کامل مظہر حق تعالیٰ و طریق فیصلہ با نزاع کنندگان

ہمان ز نوع بشر کامل از خدا باشد
کہ با نشان نمایان خدا نما باشد

بتابد از رُخ او عشق و صدق و وفا
ز خلق او کرم و غربت و حیا باشد

صفات او ہمہ ظلِ صفات حق باشد
ہم استقامت او ہمچو انبیا باشد

روان بچشمۂ او بحر سرمدی باشد
عیان در آئینہ اش روئے کبریا باشد

صعود او ہمہ سوئے فلک بود ہر دم
وجود او ہمہ رحمت چو مصطفےٰ باشد

خبر دہد ز قدومش خدا بمصحف پاک
ہم از رسول سلامے بصد ثنا باشد

نہد بدار رہ جانان خود سر اخلاص
اگرچہ سیل مصیبت بزد رہا باشد

براہ یار عزیز از بلا نہ پرہیزد
اگرچہ در رہ آن یار اژدہا باشد

کند حرام ہمہ عیش و خواب را بر نفس
چو جملہ عارف و عاشے درین بلا باشد

دل از کف و کلہش باشد افتادہ ز فرق
فراغت از ہمہ خود بینی و ریا باشد

اصول او ہمہ بر خلق رحم باشد و لطف
طریق او ہمہ ہمدردی و عطا باشد

ہمیشہ نفس شریفش بجا بدار حسرتے
کہ چون گروہ بدان تابع بدی باشد

ہمیشہ محترز از صحبت بدان ماند
غیور از پئے دین ہمچو اصفیا باشد

پناہ دین بود ملجاء مسلمانان
بعقد ہمت خود دافع قضا باشد

ہزار سرزنی و مشکلے نہ گردد حل
چو پیش او بروی کار یک دعا باشد

چو شیر زندگی او بود درین عالم
ز صید او دگران را ہمہ غذا باشد

گہے نشان نماید ز بہر دین قویم
گہے بمعرکہ جنگش باشقیا باشد

بود مظفر و منصور از خدائے کریم
ز معضلات شریعت گرہ کشا باشد

ز مہر یار ازل بر رخش ببارد نور
ز شان حضرت اعلیٰ در و ضیا باشد

کشوف اہل کشوف از برائے او باشند
ہم از نجوم پئے مقدمش صدا باشد

غرض مقام ولایت نشانہا دارد
نہ ہر کہ دلق بپوشد ز اولیا باشد

کلید این ہمہ دولت محبت ست و وفا
خوشا کسیکہ چنین دولتش عطا باشد

سخن ز فقر بدزدی ہمینتوان گفتن
ولے علامت مردان رہ صفا باشد

ز مشکلات رہ راستی چہ شرح دہم
کہ شرط ہر قدمے گریہ و بکا باشد

بسوزد آنکہ نسوزد بصدق در رہ یار
بمیرد آنکہ گریزندہ از فنا باشد

کلاہ فتح و ظفر ہیچ سر نمیبا بد
مگر سریکہ پئے حفظ دین فدا باشد

نشانہائے سماوی بہ ہیچکس ندہند
مگر کسیکہ ز خود گم پئے خدا باشد

کسے رسد بمقام خوارق و اعجاز
کہ در مقام مصافات و اصطفا باشد

ضرورت است کہ درو ین چنین امام آید
چو خلق جاہل و بیدین و مردہ سا باشد

جہانیان ہمہ ممنون منتش باشند
چرا کہ او بینہ ملت لہدے باشد

اگرچہ تیغ ندارد مگر بہ تیغ دلیل
ہے در وصف تو ہیچکس نا سزا باشد

چو پہلوان بدر آید ز نہر در رب کریم
بہر دمش صدق مدعا باشد

چہ دستہا کہ نماید بزور کشتی و جنگ
بایں امید کہ نفسے مگر رہا باشد

ہمین است طائفہ برگزیدگان خدا
ہمین علامت شان از خدائے ما باشد

بجنگ و حرب گذارند ہر دمیکہ بود
کہ تا حفاظت مردم ز فتنہ ہا باشد

بخیر و عافیت بگذرد و شب اندر خواب
کہ پاسبانی ایشان بصد عنا باشد

غلام ہمت مردان کارزار بباش
کہ امن مرد و زن از مردم دغا باشد

پناہ بیضۂ اسلام ان جوانمردیست
کہ خون بدل ز پئے دین مصطفےٰ باشد

ازین بود کہ ہمہ اہل و نیک طینت را
سر نیاز بدرگاہ شان فرا باشد

دماغ و کبر بمردان حرب نادانی است
کسیکہ کبر کند سخت بیحیا باشد

چہ جائے کبر کہ ایشان پناہ ہر بشراند
طفیل شان ہمہ عمامہ و قبا باشد

اگر ز دامن شان یکدمے جدا بشوی
متاع دمایہ ایمان ز تو جدا باشد

سراسر زیر تبر صادقان مخلص را
کہ رہد سر تو میکہ در بلا باشد

اصول شان ہمہ ہمدردیست و مہر و کرم
طریق شان رہ عجز و سر رضا باشد

ہزار جان گرامی فدائے آندل باد
کہ مست و محو رضاہائے کبریا باشد

بکنج خلوت پاکان اگر گذر بکنی
عیان شود کہ چہ نورے دران سرا باشد

بدولت دو جہان سر فرو نمی آرند
بعشق یار دل زار شان دوتا باشد

مناز با کلہ سبز و خرقۂ پشمین
کہ زیر دلق طمع فریب ہا باشد

ز دست و بازوئے آنمرد خدمتے آید
کہ سوختہ دل و جان از پئے ہدی باشد

کسیکہ دل ز پئے خلق سوزدش شب و روز
محقق است کہ او خادم الوریٰ باشد

بسبب حادثہ بنیاد دین ز جا ببرد
اگر ز ملت ما ظل شان جدا باشد

ازین بود کہ چو سال صدی تمام شود
برآید آنکہ بدین نائب خدا باشد

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہمان مردم
کہ او مجدد این دین و رہنما باشد

نوائے ما بنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایان بنام ما باشد

عجب مدار اگر خلق سوئے ما بدوند
کہ ہر کجا کہ غنی میشود گدا باشد

گلے کہ روئے خزان را گہی نخواہد دید
بباغ ماست اگر قسمتت رسا باشد

منم مسیح ببانگ بلند میگویم
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

مقدر است کہ روزی برین ادیم زمین
ہزار ہا دل و جان بر رہم فدا باشد

عام معاملات

یہ خبر ہم نے بڑی مسرت سے پڑھی ہے کہ حقوق شفع کو زائل کرنے کی خاطر جو دستاویزات مین زائد رقوم درج کرائی جاتی ہین چیف کورٹ پنجاب نے اس کو جرم قابل سزا قرار دیا ہے۔ ایک مقدمہ کے دوران مین ہمکو بحیثیت کمیشن ہونے کے یہ امر قابل توجہ معلوم ہوا تھا۔ چنانچہ اپنی رپورٹ مین اس امر پر ہم نے وضاحت سے روشنی ڈالی تھی لیکن عدالت نے اس قسم کی رپورٹ کو غیر ضروری قرار دیا تھا۔ ہم کوئی ضرورت نہین دیکھتے کہ عدالت کے اس طرز پر نکتہ چینی کرین بہرحال اس ضرورت کو چیف کورٹ نے محسوس کرکے اس کے انسداد کی طرف توجہ فرمائی ہے جس سے حقوق کے ازالہ کا بندوبست ہو گیا ہے۔

ایک اور امر ہے جسپر ہم چیف کورٹ کو توجہ دلانا چاہتے ہین اور اس سے پہلے ایک مرتبہ جب ایڈیٹر الحکم امرتسر کے ایک اخبار کا ایڈیٹر تھا ہم نے چیف کورٹ کو اس معاملہ پر متوجہ کیا تھا اور چیف کورٹ نے پوری توجہ کرکے ضروری احکام نافذ کردئے تھے اگرچہ ان مین اصلاح کی ضرورت تھی تاہم اب اسپر بالکل یا قریباً بہت ہی کم عملدرآمد ہوتا ہے اس لئے ہم پھر اسپر توجہ دلانا چاہتے ہین اور وہ امر یہ ہے کہ زیر دفعہ ۸۲ جو اشتہار شائع کئے جاتے ہین اس وقت اس کے دو ذریعے ہین۔ بذریعہ گزٹ سرکاری یا بذریعہ اخبارات۔ گزٹ کے ذریعہ جو اشتہارات شائع کئے جاتے ہین۔ ان کا تو عدم وجود برابر ہے اس لئے کہ وہ سرکاری محکمون اور افسرون کے سوا دوسری جگہ بہت ہی کم جاتے ہین اس لئے وہ اصل غرض جو ایسے اشتہارون سے سرکار نے رکھی ہے پوری نہین ہوتی بلکہ ایک طرح سے یہ طریق نقصان رسان ہے۔ دوسرا طریق اخبارات مین اشتہار شائع کرانے کا ہے یہ طریق بیشک مفید اور موزون ہے لیکن اس مین بھی ایک نقص پیدا ہوگیا ہے کہ علی العموم یہ اشتہار بلا امتیاز تعداد اشاعت یا قریب تر مقام اشاعت اخبار کے شائع ہوتے ہین مثلاً جہلم کے ضلع کے اشتہارات ہین اور وہ شائع ہوتے ہین امرتسر مین تو اب اس سے اشتہار کی اصل غرض کیونکر پوری ہوگی؟ یا گورداسپور کے اشتہار ہین شائع ہوتے ہین لاہور مین اس قسم کے اشتہار کوئی مفید نتیجہ انصاف کی تائید مین پیدا نہین کر سکتے چیف کورٹ کا اس کے متعلق سرکلر ہونا چاہئے کہ یہ اشتہارات اپنے ضلع کے اخبارات مین اور کثیر الاشاعت اخبارات مین شائع ہون اور یہ بھی دیکھ لینا چاہئے کہ کیا ایسے اشتہار جن اخبارون مین طبع ہوتے ہین انکا کسی قسم کا ذاتی تعلق تو اس اخبار سے نہین ہے؟ ہم اس معاملہ پر وضاحت سے لکھنا چاہتے ہین امید ہے دوسرے ہمعصر بھی توجہ کرینگے خصوصاً وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ اور پبلک گزٹ امرتسر۔ پیسہ اخبار لاہور وکیل امرتسر اور وطن لاہور

جشن تاج پوشی

کی تقریب پر دیسی پریس کی طرف سے جو ایڈرس مبارکبادی کا بھیجے جانیکی تجویز کی تحریک ہمعصر سماچار نے کی ہے بیشک برمحل اور مناسب موقع ہے لیکن اس سے پہلے غالباً ایک ضروری اور اشد ضروری قابل حل ہے کہ دیسی پریس کی وقعت اور عزت کو قائم کرنے کے لئے کسی کوشش کی ضرورت ہے یا نہین؟ پیسہ اخبار نے جو کانفرنس لاہور مین بنانی چاہی تھی وہ گو اسوقت قبل از وقت تھی۔ لیکن اب ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اس تقریب پر دیسی پریس اپنی قوت اور عزت کو قائم کرنے کے لئے ایک باقاعدہ کانفرنس استقلال کے ساتھ قائم کرے اور دربار دہلی سے پہلے پہلے اسوقت کے حسب حال ضروری تجویزین کرے بہتر ہوگا کہ کم از کم لاہور کے کل اخبار نویس جمع ہو کر ایک ابتدائی کمیٹی قائم کرکے سرکلر لیٹر کے ذریعہ دوسرے اخبار نویسون کو مدعو کرین اور تمام ضروری پہلوؤن پر ملکر غور کرین ✤

امرتسر کی میونسپل کمیٹی کے موجودہ سکرٹری کے خلاف وہان کا ایک اخبار سنگین الزام لگا رہا ہے۔ کیا ضروری نہین معلوم ہوتا کہ ان الزامات کی اصلیت پر غور کیجاوے

لارڈ کرزن۔ کا عہد سلطنت انکی اصلاحون کے باعث ہندوستان کی تاریخ مین یادگار لارڈ رپن کے زمانہ سے بھی بہت کچھ بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو کارروائی جناب ممدوح نے حال مین دہلی اگرہ کی مسجد کے واگذار کئے جانیکے متعلق فرمائی ہے مسلمانون کے لئے بہت ہی خوش کرنیوالی ہے ۲۹ اپریل کو لاٹ صاحب ممدوح چپ چاپ لاہور مین داخل ہوئے۔ اور کرایہ کی گاڑی لیکر وزیرخان اور شاہی مسجد کا معائنہ کیا اور ان تحائف کو دیکھا جو آپ نے عطا فرمائے تھے یعنی وزیرخانوالی مسجد کا منبر اور شاہی مسجد کی لالٹین۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ قیمتی لالٹین اچھی حالت مین نہ تھی۔ جسپر جناب ممدوح نے تحریری نوٹس لینا چاہا ہے۔ پھر محلہ کی موتی مسجد کو دیکھا اور اس کو خالی کئے جانیکا حکم دیا اسیطرح ریلوے اسٹیشن والی مسجد جس مین ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کا دفتر ہے دیکھی اور اس کے خالی کئے جانیکا حکم دیا۔ یہ وہی مسجد ہے جسکے واگذار کئے جانے کے متعلق الحکم نے بھی تحریک کی تھی خدا کا شکر ہے کہ یہ مسجدین واگذار ہوگئی ہین۔ دفتر شاہ چراغ والی مسجد کے واگذار کئے جانے کی بھی امید ہے ایسے نیکدل

مراسلات

اخوی ام مکرم ومعظم جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم قادیان
السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک چشم دید واقعہ عرض کرتاہون اس کو اپنے . . . قیمتی پرچہ مین جگہ دیکر پبلک کو دکہا دین کہ حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مخالفون کی کہان تک نوبت پہونچ گئی ہے گویا اس خاتم الاولیا کی مخالفت سے یہ لوگ اسفل سافلین مین جا گرے ہین اللہ تعالے ان نام کے مسلمانون کے شر سے بچاوے۔ وہو ہذا

آج میان امام الدین مدرس گجراتی (جن کے کرتب اکثر پرچہ شحنہ ہند میرٹھ مین ا-د گجراتی کے نام سے ظاہر ہوا کرتے ہین) معہ اپنے چند دیگر ہمجنسون کے وزیر آباد واسطے تعظیم ایک کوٹھری شفا خانہ کے تشریف لائے اس کی التفصیل یہ ہے کہ عرصہ دراز کا ذکر ہے کہ وزیر آباد کے شفا خانہ کی ایک کوٹھری مین کوئی فقیر صاحب رہا کرتے تھے اور عرصہ ہوا وہ فقیر صاحب کسی اور شہر مین جاکر فوت ہو گئے۔ مگر یہ لوگ سال بسال شفاخانہ کی کوٹھری کی تعظیم کے لئے شفاخانہ وزیر آباد مین آکر عرس کا کھانا پکایا کرتے تھے چونکہ اس سال اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ نے ان کو یہ بیہودہ حرکت شفاخانہ کے صحن مین کرنے ندی اس لئے ایک دوسرے قبرستان مین جو حافظ مغنی صاحب کے نام سے مشہور ہے اور شفاخانہ کے قریب ہے میان امام الدین گجراتی نے معہ اپنے رفقاء کے اپنی رسم عرس کھانا وغیرہ پکا کرادا کی اور بخیال خویش فقیر صاحب کی روح کو خوش کیا۔ مگر میان ا-د گجراتی اوران کے دیگر ہمجنس یاد رکھین کہ ایسی مشرکانہ حرکات سے فقیر صاحب مرحوم کبھی خوش نہین ہو سکتے افسوس میان ا-د گجراتی اوران کے رفقاء کی قرآن مجید اور سرور عالم خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کو پس پشت ڈالکر کہان تک نوبت پہونچ گئی انا للہ وانا الیہ راجعون

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

جب مر گئے تو آئے ہماری مزار پر
پتھر پڑین صنم تیری ایسی پیار پر

دیگر

مویان نال دوستی جیوندیان نال ویر۔
انہین گلین سُنہریا کدے نہین ہوندی خیر

میان ا-د صاحب کیا اسی خانہ ساز دین پر آپ حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت پر تلے ہوئے ہین۔ شرم۔ شرم۔ شرم

میان ا-د گجراتی صاحب کیون آپ خدا کے مرسلون کے مخالفون کا انجام قرآن شریف سے تدبر سے نہین دیکھتے آپ اپنی حالت پر رحم کر کے اپنے خانہ ساز آبائی دین کو چھوڑدو اور سچا اسلام جسکو خدا تعالے کا برگزیدہ مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام سرور کائنات فخر موجودات حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوکر پیش کرتا ہے قبول کرلو ورنہ آپ کے حسد وبغض سے خدا تعالے کے مسیح علیہ السلام کا کچھ بگڑ نہین سکتا کیونکہ خدا تعالے کا برگزیدہ پکار کر کہہ رہا ہے ؎

بد بوئے حاسدان نرساند زیان بمن
من ہر زمان زنافہ یادش معطرم

والسلام علی من اتبع الہدی
نامہ نگار از وزیر آباد

جناب ایڈیٹر صاحب الحکم سلمکم اللہ الاکرم دام عنایتکم
السلام علیکم۔ ہم نے آپکے اخبار گہربار مین حضرۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب قبلہ شیخ الاسلام مدظلہ اللہ الانام کا ایک پاکیزہ مضمون جو دربارہ پیشگوئی قادیان دار الامان تہا دیکھا سبحان اللہ جسکا ہر ہر لفظ دلون کو ہلا دیتا ہے اور طالبان حق کے لئے روح القدس کا کام دیتا ہے۔ اگر کسی قلب سلیم نے اسپر غور کی تو تعجب نہیں ہے کہ مالک حقیقی کی تائید اور ہدایت اس کے شامل حال ہوجائے

ہمارے حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو بطور پیشگوئی فرمایا ہے کہ قادیان دار الامان مین وہ افراتفری اور موت الکلاب نہو گی اس مین کچھ شک نہیں کہ اللہ جلشانہٗ اپنے افضال و کرم سے ایسا ہی کریگا جیساکہ حضرۃ نے فرمایا ہے کیونکہ آپ مامور من اللہ ہین انکی کسی بات مین احتمال کذب کا ہرگز ہو نہین سکتا ✽

ہم خدا کا شکر کرتے ہین کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ کے بنگلور مین جتنے مرید ہین انمین سے اسوقت تک کوئی بھی مرض طاعون سے ہلاک نہیں ہوا اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے کیا بعید کہ آئندہ بھی محفوظ رکھے۔ ہم دعا کرتے ہین کہ وہ ایسا ہی کرے آمین۔ اگرچہ یہ بات حضرت امام ہمام کی تصدیق کا معیار نہین مگر ہم نے صرف تحدیث بالنعمۃ اور حضور کی دعاؤن کی قبولیت کے اظہار کے لئے لکھی ہے

اگرچہ طاعون کو اس بنگلور مین آئے ہوئے چار سال کا عرصہ ہوتا ہے اس عرصہ مین ہزار ہا گھر ستیاناس ہو گئے اور بعض گہرون مین ایک ہی شب دس بارہ آدمی کی جانین تلف ہو گئین۔ صدہا عورتین بیوہ لکوکہا بچے یتیم ہو گئے اور بیشمار لاشین مردہ کتون کیطرح کوچہ وگلیون مین بے گور وکفن پڑی نظر آئین جسکا ہماری مہربان گورنمنٹ نے پورا پورا انسداد کیا یہ واقعہ ایک قیامت نما واقعہ تہا جو ہمارے شامت اعمال نے ہمین دکہایا پھر بھی لوگون نے اس قادر ذو الجلال کی نہ مانی اور اس سے صلح نہ کرلی اور مامور من اللہ کی ہدایتون اور اس کے راستبازون سے مُنہہ موڑا۔ اگرچہ وہ آفتاب نصف النہار کے مانند اپنی صداقت کا ثبوت دیتا آیا۔

ای خالق ذو الجلال وای قادر متعال تو ہماری سارے مسلمان بہائیون کو ہدایت نصیب کرکہ وہ تیرے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پیرو بنین اور ہر بلا وآفت سے محفوظ رہین

نامہ نگار از بنگلور

بیعت

خدا بخش صاحب قصاب راولپنڈی
چھاونی نمبر ۲۲
اہلیہ سید سرور شاہ صاحب دانہ ہزارہ
ولایت علی شاہ صاحب مالیرکوٹلہ
قربان علی شاہ صاحب ″
مسماۃ بیگا بی بی زوجہ شیخ احمد جان صاحب الہ آباد
محمد دین صاحب امام مسجد گجرات
میاں بہاگ ۔ ہنڈل سیالکوٹ
غلام محمد ولد بہاگ ″
غلام احمد ″
مسماۃ فتح بی بی بنت ″
حاکم بی بی ولد بہاگ ″
بیگم بی بی ″
مسماۃ جیوان زوجہ بہاگ ″
محمد دین طالب علم سیالکوٹ
غلام قادر غوث گڑھ
امام الدین کفش دوز راولپنڈی
رحیم بخش راولپنڈی
نبی بخش ″
ڈاکٹر جمال الدین صاحب ″
عبدالکریم ملازم کارخانہ کولاٹیان سرکار نابن لدیانہ
زوجہ عبدالکریم لدیانہ
اہلیہ جناب حکیم محمد شاہ نواز صاحب راولپنڈی
اہلیہ جناب سردار بخش صاحب برادر حکیم
صاحب موصوف راولپنڈی
حیات محمد ریشم باف سیالکوٹ
جناب شیخ ضیاء اللہ صاحب گجراتی ہیڈ
ماسٹر مدرسہ انگریزی مانسہرہ ہزارہ
فقیر محمد جہلم
چوہدری حسن محمد صاحب نمبردار کوٹلی خواجہ
سیالکوٹ قلعہ سوالہ
محمد دین ٹپ گر امرتسر کٹڑہ قلعہ بھنگیاں
فضل الدین خوشاب
محمد دین ستری ″
محمد ″
جیونا ″
اکمل الدین ″
مسماۃ غلام بی بی ″

بہاگن بی بی زوجہ الٰہی بخش سیالکوٹ
نور بی بی ″ ″ ″ ″
محمد اسمٰعیل ″
محمد یعقوب ″
جناب شیخ نور احمد صاحب ایل ایل بی پلیڈر
ایبٹ آباد ہزارہ
والدہ شیخ محمد حسین صاحب کلرک میڈیکل
سٹور ڈیپو میانمیر چھاونی
میاں نظیر علی ″
میاں سلطان محمد قلعی گر واعظ پسرور
رمضان محمد ″
غلام عبدالعزیز صاحب
جمال الدین صاحب کہاریاں
غلام محمد ″
ولی محمد ورنیکلر ماسٹر سکول
سلطان بخش صاحب مانوالہ ملتان
رحیم بخش صاحب کمپوڈر میڈیکل سٹور
ڈیپو چھاونی میانمیر
محمد علی صاحب ویٹنری اسسٹنٹ شہر
میرٹھ
امیر بخش صاحب گردآور قانونگو تیمن
پلیگ ڈیوٹی للیانی لاہور
مسماۃ کرم بی بی زوجہ امیر بخش صاحب ″
عبدالعزیز ولد امیر بخش صاحب
عمر الدین صاحب
نظام الدین صاحب
~~سید محمد سرور شاہ صاحب~~
اہلیہ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب
دادی جناب ڈاکٹر صاحب موصوف
اہلیہ دوم جناب ڈاکٹر صاحب
سکندر بیگ صاحب برادر جناب ڈاکٹر صاحب
محمد حیات خانصاحب معرفت ڈاکٹر صاحب
مسماۃ جان بی بی اہلیہ غلام قادر ریشم باف
ملتان بیرون پاک دروازہ
مسماۃ غلام عائشہ اہل دوم غلام قادر
محمد نواب خان ولد مولوی سردار خانصاحب
للیانی لاہور
افضل النسا زوجہ مولوی سردار خانصاحب
بنت الٰہی بخش بن محمد چٹو للیانی لاہور
چودھری چراغ الدین صاحب ٹھیکہ دار

نمبردار گلوبیر لاہور للیانی
منشی کرم دین صاحب ″
میاں تاجا چک نمبر ۲۷۸ جھنگ برالہ
میاں بخرا ″
میاں نادر ″
میاں غلام قادر ″
میاں عیسیٰ ″
میاں غلام محمد ″
محمد عمر چک نمبر ۲۷۸ جھنگ برالہ
نور محمد علاقہ خوست غزنی زیر حکومت کابل
عادل شاہ ″ ″
داؤد شاہ ″ ″
عیسیٰ ″ ″
حبیب الرحمن ″ ″
یونس ″ ″
شعیب ″ ″
ابراہیم ″ ″
حبیب اللہ ″ ″
عبدالخالق ″ ″
یوسف ″ ″
عبداللہ ″ ″
عبدالہادی ″ ″
عبدالغفار ″ ″
صدیق ″ ″
عثمان ″ ″
عبدالغفور ″ ″
سلیمان ″ ″
محمد ″ ″
میر محمد ″ ″
نور الدین ″ ″
ایوب ″ ″
الیاس ″ ″
عبدالکریم ″
مسماۃ حاجدہ والدہ عبدالستار ″
عائشہ بنت عبدالغفار ″
عبدالجبار ″
مسماۃ نورالنسا والدہ عبدالجبار ″
مکرم ″
عبدالقادر ″

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب (احمدی) ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۸ | ۱۷ - مئی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۹ - صفر سنہ ۱۳۲۰ھ یوم شنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

سنو مین کیا کہتا ہون

اے پنجاب کے مسلمانون! اپنی جانون پر ظلم نکرو اور میری آواز پر کان دھرو - اب تو خداوند تعالے کے غضب نے سارے پنجاب کو چارون طرف سے گھیر لیا ہے اور بے انتہا جانین تلف ہو رہی ہین اور تمہارے یہ خیال ہین کہ یہ بیماری بھی ہیضہ کی بیماری کی طرح چند روز تاراج کر کے نکلجاویگی نہین بلکہ یہ وہ بیماری ہے جو مدتون رہتی ہے اور جہانپر آجاوے وہان کے باشندے کیا انسان کیا حیوان سب کو چٹ کر جاتی ہے گویا ٹڈی دل کی طرح نہ گیہون کے درخت کو چھوڑتی ہے اور نہ بھنگ کے درخت کو بالکل ویرانہ بنادیتی ہے اور اسی بناپر گورنمنٹ کیطرف سے بھی اس کے روکنے کے واسطے بڑا تردد کیا جا رہا ہے اس واسطے تم لوگونکو مناسب ہے کہ تم اپنے آپ پر رحم کھا کر اس نسخہ سے فائدہ اٹھاؤ جو حضرت امام الوقت نے تمہارے سامنے پیش کیا ہی یعنی تم سچے اور اضطرار دل کیساتھ اللہ تعالے کے حضور توبہ اور زاری کرو اور اس نذیر سے جس نے صدی کے سر پر اللہ تعالی کی قدیم سنت پر ظاہر ہو کر تمکو للکارا پر تمنے اسکی آواز کو نہ سنا بلکہ الٹا اسکو جھٹلایا اور مذاق بازی سے کام لیکر خدا کے غضب کو بھڑکایا - التجا کرو کہ وہ دعا کرین کہ تمپر سے یہ غضب اٹھا لیا جاوے تمہارے مذاق بازیونپر اللہ تعالیٰ انکو خبر دیچکا ہے اور تم اسے سن چکے ہو کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملونسے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا - سو یاد کر لو کہ یہ وہی زور آور حملے ہین پس اگر تم خدا کے اس غضب سے امان چاہتے ہو تو اپنے آپ کو پاک صاف بنا کر گوش دل سے امام الوقت کی باتون پر کان دھرو اور خدا کیواسطے اسکا مذاق نہ اڑاؤ اور ان بیباکانہ باتون سے باز آجاؤ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے .. مضطرون کی سی شکل بنا کر خدا سے نصرت چاہو اور اس امام کو خدا کے حضور اپنا وکیل بنا کر خدا سے امان مانگو اور یقین کر لو کہ خداوند کریم اس کی دعا کو ضرور ضرور سنیگا اور تم لوگ بچ جاؤگے اور اگر تم ایسا نہین کروگے تو یاد رکھو کہ آخر پشیمان اور ترسندون کی طرح تمکو ایسا کرنا پڑیگا لیکن اسوقت تک کہ تم پشیمان ہو تمہارے بہت سے عزیز اور اقارب تمسے جدا ہو چکے ہونگے اور اسلاہو اور امرتسر شہرونکے مسلمانون تم کسی نا سمجھ ہوا سواسطے وہ خطرناک ہی ہے آؤ تمکو مین ملاح کا پتہ دون وہ قادیان مین ہے اور اسنے بھی ایک کشتی خدا کے حکم سے تیار کی ہے آؤ اور اس مین سوار ہو جاؤ ورنہ جب لنگر اٹھا لیا جاویگا اسوقت اس مسافر کیطرح افسوس کرنا پڑیگا جسکو کشتی چھوٹ جانے پر رات لب دریا آجایا کرتی ہی - عطا محمد

تلاوت قرآن کریم کیلئے اشارات

(سورۃ نور) رکوع ۲

اس رکوع مین ... عجیب اصول اللہ تعالٰے نے بیان فرمائے ہین کہ کس طرح پر انسان راحت حاصل کر سکتا ہے اور کسطرح دکھ کے قریب ہوجاتا ہے

اول - ذاتی اخلاق اگر اچھے ہون توان اخلاق سے اپنی ذات کو سکھ پہنچتا ہے اور عذاب سے بچ رہتا ہے لیکن اگر برے ہون تو اسکا عذاب ہوتا ہے اسصورت مین بہلا یا برا اثر اپنی ہی ذات تک محدود رہتا ہے مثال کیطور پر حاسد یا متکبر کی حالت پر نگاہ کرو

دوم - ذاتی اخلاق سے بڑہکر اگر تدبیر منزل کے اصولون کیموافق گہر کا انتظام اچہا ہو - اور گہروالے خوش وخرم ہین تو گہر کی طرف سے اس کو ایک بہشت حاصل ہوتا ہے اگر انتظام اچہا نہین گہروالے ناراض اور تنگ ہین تو وہ عذاب مین ہے -

سوم - اس کو اور وسیع کرو اور دیکھو کہ بیوی بچون کے علاوہ برادری کے ساتھ تعلقات قوی ہین اور پسندیدہ طور پر باہم سلوک ہوتا ہے تو اس کی بہشت کا میدان اور بھی وسیع ہوتا ہے +

چہارم - پہر اسپر اور زیادہ کرو کہ بازار مین رسوخ ہے لین دین مین کوئی حجت و تکرار اور بے اعتباری نہین تو اور بھی بڑہکر خوشی ہے

پنجم حکام کے ساتھ تعلقات جسقدر وفادارانہ اور اخلاص مندانہ ہون اسی قدر فائدہ اور بہتری کی توقع ہے -

ششم - اسی پر قیاس کرکے دیکھ لو کہ خدا تعالٰے سے جسقدر عبودیت کے تعلقات ہون اور سچا تقوٰے اور طہارت ہو اسیقدر راحت اور آسائش کی تفنیں امید اور جسقدر اس سے بگاڑ ہو اسی قدر عذاب کا خطرہ ہے

غرض یہ امور اور تعلقات اور ان کے بہترین نتائج منحصر ہین وحدت قومی پر جو خدا کے فضل سے حاصل ہوتی ہے -

ان اصول کو مدنظر رکہکر اس رکوع کو پڑہو اور مندرجہ ذیل الفاظ پر توجہ کرو

والذی تولٰی کبرہ منہم لہ عذاب عظیم

جس نے اس بدی مین بڑا حصہ لیا اس کے لئے عذاب عظیم ہے (یہ آیت افک کرنیوالون کو خاص سبق دیتی ہے) کہتے ہین حضرۃ حسان بن ثابت جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے ہوئے تہے کسی نے کہا کہ یہ وہی ہین جو آپ کی تہمت مین شریک تہے حضرۃ صدیقہ نے جوابدیا ان کو سزا مل چکی ہے +

لولا اذ سمعتموہ - کیون ایسا نہین ہوا کہ جب تم نے یہ بات سنی تہی تو مومن مرد اور مومن عورتین اپنے لوگون کے حق مین نیک گمان کرتے اور یہ انکے لئے بہتر ہوتا -

(یہ آیت صاف بتلاتی ہے کہ ہر ایسی خبر پر جو کسی کی بدنامی کا موجب ہو فی الفور یقین کرنا مناسب نہین بلکہ نیک گمان کرنا چاہیئے) اس کے بعد جو لولا ہے وہ تو بیخ کے لئے ہے +

کسی پر زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ چار گواہ پیش کرے ورنہ خدا تعالٰے اس کا نام **فاولئک عند اللہ ہم الکاذبون** کہکر کاذب رکہتا ہے -

پھر ولولا فضل اللہ مین لولا شرط کیلئے ہے یعنی اگر خدا تعالٰے کا فضل اور رحمت تم پر نہوتی +

سبحانک ھذا بہتان عظیم میں سبحانک کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جو افک کیا گیا تہا وہ اللہ تعالٰی پر افک تہا کیونکہ یہ لفظ جناب الٰہی کا بیان کرتا ہے - اس سے جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وشان کا پتہ ملتا ہے

تشیع الفاحشۃ - بدنامی پہیل جاوے

فی الذین اٰمنوا اس لئے فرمایا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مطاعن کرنیوالے ایسا ہی کرتے ہین -

لہم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ بہتان مین شریک ہونے والون کو دنیا اور آخرت مین عذاب ہوگا

حضرت حکیم الامت کے ایمان اور تحقیق کے نزدیک امہات المومنین کا مصنف اسی لعنت کے نیچے ہے اور اس سے بڑہکر حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر اعتراض کرنے والے بھی +

فتدبرو!

لولا فضل اللہ علیکم یہ لولا امتناعیہ ہے

بعض ضروری اطلاعین

(۱) اکثر احباب اب تک باوجودیکہ الحکم مین کئی مرتبہ ذکر ہو چکا ہے نمبر ۱۴ مانگتے ہین ان کو معلوم رہنا چاہیئے کہ نمبر ۱۴ نمبر ۱۳ اور نمبر ۱۵ کے ساتھ ملکر شائع کیا گیا ہے

(۲) سال رواں کی پہلی ششماہی مین سے ایک مہینہ باقی رہ گیا ہے اس لئے قیمتون کے وصول کرنے مین وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے ہر صاحب جس کے ذمہ الحکم کی قیمت بقایا سنہ ۱۹۰۲ یا سنہ ۱۹۰۲ باقی ہے اپنا حساب بیباق کرنے کے لئے ہر وقت وی پی پہونچنے کے منتظر رہین +

(۳) اراضی فروختنی کے متعلق اب کوئی درخواست نہیں آنی چاہئے کیونکہ اس کا فیصلہ ہو گیا -

(۴) مضامین جو الحکم مین درج کرنے کے لئے آتے ہین ان مین سے ہر ایک مضمون کے درج کرنے کے لئے ایڈیٹر مجبور نہین ہے اور جو درج نہ ہون وہ واپس بھی نہین کئے جائینگے

عسل مصفٰے

مؤلفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق وتائید مین اور معترضون کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی ونقلی جوابات

انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک چھپکر شایع ہوا

مختصر نوٹ اور نکات

اس قدر شوخی انسان کو نہین چاہئے اور یہ بیباکی آدم زاد کے لیئے مناسب نہین ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے زبردست اور فوق الطاقت کامون کو دیکھے اور پھر انکار کرے یا ایسے اعتراض شروع کر دے جو سوء ادبی اور استہزا کا نتیجہ ہون +

کسی مذہب کے اثر کے رو سے کسی قوم کا اچھا ہو جانا یا کسی مذہب کو کسی قوم کی شائستگی کا اصل موجب قرار دینا اسوقت ثابت ہوگا جب اس مذہب کے کامل متبعین مین اس قسم کے روحانی کمال پائے جاوین جو دوسرے مذہب مین ان کی نظیر نہ مل سکے لیکن جب دوسرے مذاہب کا اسلام سے اس امر مین مقابلہ کیا جاوے تو یہ خاصہ صرف اسلام مین ہے اسلام نے ہزارہا انسانوں کو اس درجہ کی پاک زندگی تک پہونچایا ہے جس پہ ہم کہہ سکتے ہین کہ گویا خدا کی روح انکے اندر سکونت رکھتی ہے اور قبولیت کی رشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو گئی ہے کہ گویا وہ خدا کی تجلیات کے مظہر ہین یہ لوگ ہر ایک صدی مین ہوتے رہتے ہین اور اس ثبوت کے لیئے خدا تعالےٰ نے اس صدی پر بھی ایک عظیم الشان بزرگ کو مبعوث فرمایا ہے - جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام سے غلام احمد ہو کر آیا ہے -

خدا تعالےٰ چونکہ مبدء فیض ہے اور اسکا نور ہر ایک تاریکی کو دور کرنے کے لیئے ہر وقت تیار ہے اسلیئے پاک زندگی کے حصول کے لیئے صراط مستقیم یہی ہے کہ اس چشمہ طہارت کیطرف دونون ہاتھ پھیلائین تا وہ زور سے ہماری طرف حرکت کرے اور تمام گند کو یک دفعہ بہا لیجائے +

عیسائی اپنی نادانی اور غلطی سے اعتراض کرتے ہین - کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم استغفار کرتے تھے - لیکن ان نادانون کو اتنا معلوم نہین کہ پاکیزگی اور طہارت کا کمال اسی مین ہے کہ خدا تعالےٰ سے حفاظت طلب کیجائے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال پاکیزگی اور راستبازی کا ثبوت ہے کیونکہ استغفار ہی ایک ایسی شے ہے جس سے ایمان کی جڑین مضبوط ہوتی ہین اور خدا کی محبت کا چشمہ جس سے یہ نکلتا ہے اور گناہ ہونے کے ظہور کو جو خدا سے الگ ہو کر جوش مارتا ہے دبا دیتا ہے لیکن ہم اس آدم زاد کی بابت کیا کہین جو خدا سے الگ رہ کر اپنی راستبازی اور تقدس کا مدعی ہو ؟ -

اسلام تو یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لیئے اس سے بڑھکر کوئی قربانی نہین کہ ہم درحقیقت اس کی راہ مین موت قبول کر کے اپنا وجود اس کے آگے رکھدین برخلاف اسکے عیسائی مذہب رضائے الٰہی کا صرف یہ طریق بتاتا ہے کہ یسوع کی قربانی پر جو لعنتی قربانی ہے ایمان لاؤ - دانشمند خود فکر کر سکتے ہین کہ اقرب بہ ہدایت کونسی راہ ہے ؟ -

اسلام لاریب ایک زندہ مذہب ہے اس لیئے کہ اسکے اصولون پر چلنے سے انسان اپنے اندر زندگی کی روح کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھ لیتا ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ ہر زمانہ مین ایسے انسان اسلام کی زندگی پر عملی اور ذاتی شہادت دینے والے موجود ہوتے ہین لیکن دوسرے مذاہب مین کبھی کوئی اسکا نظیر پائی نہین جاتی پھر ہمکو ان کی زندگی کا اعتراف ہو تو کیونکر ؟

کس قدر تعجب اور حیرت بڑھ جاتی ہے جب ہم یسوع مسیح کے کلمات مین بزدلی اور ضعیف القلبی کو مشاہدہ کرتے ہین عیسائیون کو شرم نہین آتی وہ دعوے تو یہ کرتے ہین کہ یسوع خدا تھا لیکن وہ اپنے شاگردونکو کہتا ہے کہ کسی سے نہ کہنا کہ مین یسوع مسیح ہون حالانکہ اس اقرار سے کوئی ان کو ہلاک نہین کرتا تھا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنگ احد مین تلوارون کے سایہ مین بھی کہہ رہے تھے مین محمد ہون مین نبی اللہ ہون مین ابن المطلب ہون - اللہم صل علے محمد و علے آل محمد و بارک وسلم اسقدر عظیم الشان شجاعت کسی قلب کو مل نہین سکتی جب تک کہ خدا تعالےٰ کا عرش اسکے اندر نہ ہو -

تعصب اور ہٹ دھرمی کا برا ہو کہ یہ انسان کو دیکھتے ہوئے اندھا اور سنتے ہوئے بہرا بنا دیتی ہے - بہت سے لوگونکو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود نے بعض مسائل سید احمد خانصاحب کی تحریر و لٹریچر سے لیے ہین یہ اعتراض اسی قسم کا ہے جیسے بعض عیسائیون نے کیے ہین کہ قرآن شریف عیسائیون اور یہودیون کی کتابون کا اقتباس ہے + قطع نظر اسکے سید صاحب کا امام و مقتدا یورپ کا فلسفہ تھا اور جو باتیں یورپ کے فلسفی بیان کرتے سید صاحب اسکو تسلیم کر لیتے تھے بحالیکہ حضرت حجۃ اللہ کا امام و مقتدا کتاب اللہ الحکیم ہے اور قانون قدرت کے واقعات صحیحہ یقینیہ کا معیار اور پیمانہ قرآن کریم ہے اگر خلاف سارے جہان کا فلسفہ باطل ہے برخلاف اسکے سید صاحب یورپ کے طبعی اور فلسفہ کے آگے سجدہ مین گر کر خواہ مخواہ کوشش کرتے تھے کہ قرآن کی نیازمندانہ صلح اس سے کرا دین

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مجددین الٰہی اور مامور من اللہ لوگ ہمیشہ سرچشمہ روح اور راستی ہوتا ہے وہ جب کبھی کسی ریفارمیشن یا تجدید کا ارادہ کرلیا چاہتے ہین کبھی ٹلتے ہی نہین لوگ لاکھہ جتن کرین کتنی ہی جان توڑ کوشش کرین وہ اپنے ارادہ سے ڈگمگانا جانتے ہی نہین انکو کوئی ترغیب یا ترہیب ارادہ حقہ کے اتمام و کمال سے ہرگز ہرگز نہین روک سکتی

ضلع گورداسپور کے بعض معاملات

گورداسپور کے ڈاکخانہ مین اندھیر ہم کو معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ گورداسپور کے ڈاکخانہ مین ایک عجیب اندھیر مچا ہوا ہے معلوم نہین اسپر محکمہ ڈاکخانہ کے بالائی اہلکار یعنی اسٹیٹ سپرنٹنڈنٹ کی طرف سے پوری توجہ ابھی تک کیون نہیں کی گئی۔ ہم الحکم کی اگلی اشاعتون مین انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ان امور پر روشنی ڈالینگے جو **پوسٹماسٹر جنرل** کی توجہ کے قابل ہین۔

سردست ہم ایک امر پیش کرتے ہیں اور **پوسٹماسٹر گورداسپور** سے امید کرتے ہین کہ اگر وہ ہماری تحریر مین کوئی امر قابل اصلاح پائین تو اس کی تردید واقعات کے رو سے کر دینے کے وہ مجاز ہین کیونکہ ہم اس معاملہ پر محض نیک نیتی سے نکتہ چینی کرتے ہین وہ امر توجہ طلب یہ ہے کہ معلوم ہوا ہے کہ بعض **ہرکارون کو سنہ ۱۹۰۱ء** کے بعض مہینون کی تنخواہین اب تک نہین دی گئی ہین اور ایک آدھ آدمی کی نسبت ہی اس قسم کی کارروائی نہین ہوئی۔ بلکہ ایسے مظلوم بہت سے ہین جن کے ساتھ اس قسم کے سلوک ہوئے ہین یہ امر سہولت سے کے ساتھ کہل نہین سکتا بلکہ اس میں پوری تفتیش اور تحقیقات بکار ہے کہ یہ کیا ہوا کہ ایک ایک یا دو دو مہینونکی تنخواہ نہین ملی اور پھر متواتر ملتی رہی۔ یہانتک ہی بس نہین ہوئی۔ یہ امر شاید کسیقدر خفیف قرار دیا جاتا لیکن ایک اور امر بھی قابل لحاظ ہے کہا جاتا ہے کہ **کمی پورا کرنے کے لئے بعض ہرکارونکو اگر ایکماہ کی تنخواہ دی گئی ہے تو دو دو ماہ کی ان سے واپس لی گئی ہے۔** یہ معما ہماری سمجھ مین تو آتا نہین۔ امید ہے ڈاکخانہ کے ذمہ دار اسپر توجہ فرماوینگے۔ ہم جیسا کہ اوپر ذکر کر چکے ہین اسپر مبسوط بحث کرنا چاہتے ہین اس لئے ایسے تمام ہرکارون کو جن کو ابھی تک تنخواہین نہین ملی ہین یا جن سے واپس لی گئی ہین۔ اور جنکی عرضیون پر کوئی توجہ نہیں کیجاتی۔ اطلاع دیتے ہین کہ وہ اپنے واقعات سے ہمین اطلاع دین۔ ہم ان واقعات کو الحکم کے ذریعہ پوسٹماسٹر جنرل تک پہنچانے کی کوشش کرینگے جن کی بیدار مغزی نے انکو پنجاب مین قابل تعریف بنا دیا ہے۔

نائب تحصیلدارونکے امور یہ دیکھکر ہم کو کمال تعجب اور افسوس ہوا ہے کہ نائب تحصیلداران کے محرر دراصل چپڑاسی ہوتے ہین اور وہ محرر جوڈیشل کا کام کرتے ہین ان کو چھ سات روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ ایکطرف رشوت لینا گورنمنٹ کے نزدیک جرم ہے اور حقیقت میں جرم ہونا چاہیئے لیکن بعض صورتون مین واقعات اس قسم کے ہوتے ہین کہ رشوت لینے کے محرک ہوتے ہین اور ان محرکون مین گورنمنٹ کی مزید توجہ نہ ہونا بھی ہوجاتا ہے لارڈ کرزن نے اس سوال پر بہت غور کی ہے اور کئی مرتبہ پبلک نے ان باتونکو سنا ہے کہ وہ ذمہ دار لوگون کی کمی تنخواہ کے سوال کو حل کرنا چاہتے ہین اور ہمین امید ہے کہ یہ سوال حل ہوجائیگا۔

نائب تحصیلدارون کے محرر جو سات یا چھ روپے کے چپڑاسی ہوتے ہین۔ انکو اپنی حیثیت اور وضع قائم رکھنے کے لئے جوانکے منصب اور کام کے لحاظ کر ضروری ہے۔ یہ تنخواہ ہرگز مکتفی نہین ہوسکتی اور یہ امر بالکل عیان ہے۔ پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ اس حیثیت کو قائم رکھنے کے لئے رشوت نہ لین تو کیا کرین۔ ہم اس امر کی تو کوئی کافی وجہ پیش کرنا نہین چاہتے کہ وہ رشوت ضرور لیتے ہین ممکن ہے بہت سے ایسے ہون جو گھر سے آسودہ حال ہون اور آمدنی کے اور ذرایع رکھتے ہون اور محض **نائب تحصیلدار کے محرر** ہی کہلانے ہی کا شوق ان سے یہ کام کراتا ہو لیکن اکثرون کے لئے بچنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ہم کسی خاص شخص کی نسبت اس قسم کی بحث کرنا نہین چاہتے بلکہ اس سوال کو عام سوال کے طور پر زیر بحث قرار دیتے ہین کہ اس حیثیت اور **تنخواہ کا آدمی کیونکر گزارہ کر سکتا ہے** بہرحال یہ امر گورنمنٹ کے لئے قابل توجہ اور پریس کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کے معاملات پر بحث کرکے گورنمنٹ کو مفید مشورہ دے +

ہم اس قدر لکھ چکے تھے کہ ہمین معلوم ہوا کہ گورنمنٹ پنجاب اسپر توجہ کرنا چاہتی ہے اور غالباً ضلع گورداسپور کے **لائق** اور بیدار **مغز ڈپٹی کمشنر میجر ڈالس کے** . . . سامنے بھی یہ سوال ہے تو پھر ضروری معلوم ہوا کہ اس سوال کے دوسرے حصہ پر بھی غور کی جاوے کہ کیا اس عہدہ کی تنخواہ مین اگر **اضافہ نہو تو پھر اسپر جدید ملازم رکھے جاوین یا وہی لوگ جو اب تک کام کرتے آئے** اور جن کو پورا تجربہ ہو چکا ہے۔ غالباً یہ امر تو بہرحال مسلم ہے کہ تجربہ کار کو نوآموز پر ترجیح دینی چاہیئے۔ پھر اسپر زیادہ بحث کی ضرورت کیا۔ ہان یہ دیکھ لینا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خدمات کے لحاظ سے جو شخص زیادہ مستحق معلوم ہو اس کو مقرر کیا جاوے بعض ایسے محرر اسی ضلع گورداسپور مین اس عہدہ پر کام کرنیوالے ملینگے جو کئی کئی سال سے کام کرتے ہین اور ہمیشہ اپنے افسرونکو اپنے کام سے انہون نے خوش کیا ہے۔ اس لئے وہ زیادہ حقدار ہین کہ ترقی تنخواہ کی صورت مین پہلے ان کو جگہ دیجاوے میجر ڈالس کی انصاف پسند اور غور کن طبیعت ہمین یقین دلاتی ہے کہ اگر کوئی ایسی تحریک ہوئی تو وہ **حق بحقدار رسید** کی مثل ثابت کر دکھائینگے۔ اس لئے ضلع گورداسپور کے متعلق نائب تحصیلداران کے محررون کو اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ انکا معاملہ **میجر ڈالس** کے سامنے ہے امید ہے کہ میجر صاحب اپنے مشہور انصاف کے نتائج سے گورداسپور کی رعایا کو بھی ویسا ہی گرویدہ بنالینگے جیسا کہ امرتسر اور سیالکوٹ مین انہون نے لوگونکو ہاتھ مین لیا

سٹیشن بٹالہ کا بکنگ افس محکمہ ریل کے ذمہ دار افیسرونکو بٹالہ کے بکنگ آفس کی طرف بہت جلد توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ ٹرین آنے سے صرف چند منٹ پیشتر ٹکٹ گھر کہولا جاتا ہے اور پھر معمولی کھڑکی کی راہ سے ٹکٹ لینے والے تو بچارے کھڑے انتظار کرتے ہین اندر سے واقف کارون اور دوستون کی فرمائشون کی تعمیل ہوتی رہتی ہے۔ انٹرمیڈیٹ کلاس اور عورتون کے لئے ٹکٹ تقسیم کرنیکا کوئی باقاعدہ انتظام نہین ہے۔ ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکا جاتا ہے جس سے از بس تکلیف

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمن

(سلسلے کے لیے دیکھو الحکم نمبر ۱۷ جلد ۶)

یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے لیے وقف کردے اور سپرد کردے اور اعتقادی اور عملی طور پر اسکا مقصود اور غرض اللہ تعالےٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو۔ اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں وہ بمشقت اور مشکل کی راہ سے نہوں بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کردے +

حقیقی مسلمان اللہ تعالےٰ سے پیار کرتا ہے یہ کہکر اور مانکر کہ وہ میرا محبوب و مولا پیدا کرنیوالا اور محسن ہے + اس لیئے اسکے آستانہ پر سر رکھدیتا ہے سچے مسلمان کو اگر کہا جاوے کہ ان اعمال کی پاداش میں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اور نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے اور نہ آرام ہیں نہ لذات ہیں تو وہ اپنے اعمال صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا کیونکہ اس کی عبادات اور خدا تعالےٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنا کسی پاداش یا اجر کی بنا اور امید پر نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت میں خدا تعالےٰ ہی کی شناخت اس کی محبت اور اطاعت کیلئے بنائی گئی ہے اور کوئی غرض اور مقصد اسکا ہے ہی نہیں اس لیے وہ اپنی خداداد قوتوں کو جب ان اغراض اور مقاصد میں صرف کرتا ہے تو اسکو اپنے محبوب حقیقی ہی کا چہرہ نظر آتا ہے بہشت و دوزخ پر اس کی اصلاً نظر نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مجھے اس امر کا یقین دلا دیا جاوے کہ خدا تعالےٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت

میں سخت سے سخت سزا دیجاویگی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تکلیفوں اور بلاؤں کو ایک لذت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے اور باوجود ایسے یقین کے جو عذاب اور دکھ کیصورت میں دلایا جاوے کبھی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ایک قدم باہر نکلنے کو ہزار بلکہ لاانتہا موت سے بڑھکر اور دکھوں اور مصائب کا مجموعہ قرار دیتی ہے۔ جیسے اگر کوئی بادشاہ عام اعلان کرائے کہ اگر کوئی ماں اپنے بچے کو دودھ نہ دیگی تو بادشاہ اس سے خوش ہوکر انعام دیگا تو ایک ماں کبھی گوارا نہیں کرسکتی کہ وہ اس انعام کی خواہش اور لالچ میں اپنے بچے کو ہلاک کرے اسی طرح ایک سچا مسلمان خدا کے حکم سے باہر ہونا اپنے لیے ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے خواہ اس کو اس نافرمانی میں کتنی ہی آسایش اور آرام کا وعدہ دیا جاوے۔

پس حقیقی مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کیجاوے کہ خدا تعالےٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بنا پر نہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہوکر ہو + پھر وہ محبت بجائے خود اسکے لیے ایک بہشت پیدا کردیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے کوئی آدمی بہشت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہیں کرتا ہے اس لیے میں تمکو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہوں کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے خدا تعالےٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جسکا نام اسلام رکھا ہے + پھر نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے۔ جس روز اتمام نعمت ہوا یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو لیظہرہ علے الدین کلہ کیصورت میں ہوگا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا وہ جمعہ اب آگیا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے اس لیئے کہ اتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں اول تکمیل ہدایت دوم تکمیل اشاعت ہدایت اب تم غور کرکے دیکھو تکمیل ہدایت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل طور پر ہوچکی لیکن اللہ تعالےٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ میں ظہور فرماویں + اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لیظہرہ علے الدین کلہ اس شان میں فرمایا گیا ہے تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کرلیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے درحقیقت اظہار دین اسیوقت ہوسکتا ہے جبکہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہوجائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آگیا ہے چنانچہ اسوقت پریس کی طاقت سے کتابوں کی اشاعت اور طبع میں جو جو سہولتیں میسر آئی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں ڈاکخانوں کے ذریعے سے کل دنیا میں تبلیغ ہوسکتی ہے اخباروں کے ذریعہ سے تمام دنیا کے حالات پر اطلاع ملتی ہے ریلوں کے ذریعہ سفر آسان کردیئے گئے ہیں غرض جس قدر آگے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں + اسلیئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لیظہرہ علے الدین کلہ

کہہ کر فرمائی تھی یہ وہی زمانہ ہے جو الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت مین دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے۔ جس مین وآخرین منہم لما یلحقوا بہم کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ اسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور بروزی رنگ مین ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قایم ہوئی ہے اتمام نعمت کا وقت آپہونچا ہے لیکن تھوڑے ہین جو اس سے آگاہ ہین اور بہت ہین جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھون مین اڑاتے ہین مگر وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالے

اپنے وعدہ کے موافق تجلی فرمائیگا

اور اپنے زور آور حملون سے دکھادیگا

کہ اس کا نذیر سچا ہے۔

مین سچ کہتا ہون کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالے نے سعادت مندون کے لیے پیدا کردی ہے مبارک وہی ہین جو اس سے فایدہ اٹھاتے ہین + تم لوگ جنہون نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہوجاؤ کہ جو کچھ تمنے پانا تھا پاچکے۔ یہ سچ ہے کہ تم ان منکرون کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہون نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا اور یہ بھی سچ ہے کہ تمنے حسن ظن سے کام لیکر خدا تعالے کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آپہونچے ہو جو اسوقت خدا تعالے

نے ابدی زندگی کے لیے پیدا کیا ہے

ہان پانی پینا ابھی باقی ہے۔ پس خدا تعالے کے فضل اور کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہین سیراب کرے کیونکہ خدا تعالے کے فضل بدون کچھ بھی نہین ہوسکتا + یہ مین یقیناً جانتا ہون کہ جو اس چشمہ سے پئیگا وہ ہلاک نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملون سے محفوظ کرتا ہے + اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالے نے جو دو حق تم پر قایم کئے ہین ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ انمین سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا + اپنے خدا کو وحدہ لاشریک سمجھو جیسا کہ اس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ

یعنی مین شہادت دیتا ہون کہ کوئی محبوب مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہین ہے یہ ایک ایسا پیارا جملہ ہے کہ اگر یہ یہودیون عیسائیون یا دوسرے مشرک بت پرستون کو سکھایا جاتا اور وہ اسکو سمجھ لیتے تو ہرگز ہرگز تباہ اور ہلاک نہ ہوتے اسی ایک کلمہ کے نہ ہونے کی وجہ سے انپر تباہی اور مصیبت آئی اور ان کی روح مجذوم ہوکر ہلاک ہوگئی۔ (باقی آیندہ)

قصص قرآنی کی فلاسفی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض قرآن کریم کے قصص قصص نہین ہین وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور بروزی ظہور کے واقعات ہین + جو ان نالایقون نے قصے بنادیئے ہین۔ میرے بیان پر اگر کسی کو غیظ آجاوے تو ایک اور بات کہتا ہون کہ انہون نے قصون کے رنگ مین اسے پڑھا ہی کیون؟ وہ نمازون مین سورہ فاتحہ کو ہر روز پڑھتے تھے مگر کیا انہون نے کبھی اسپر غور بھی کی؟ کہ صراط الذین انعمت علیہم سے کیا مراد ہے؟ اور غیر المغضوب علیہم سے کیا غرض؟ وہ سوچتے اور فکر کرتے کہ وہ کونسی راہ ہے جسپر چل کر کوئی قوم منعم علیہ یا مغضوب علیہ ہوسکتی ہے اور کیا قرآن نے اس راہ کا پتہ دیا ہے چنانچہ سورہ بقرہ مین کیسی صفائی کے ساتھ یہود کے حالات بتائے ہین اور پھر سورۃ فاتحہ کو **ضالین** پر ختم کیا ہے اور قرآن شریف کو **خناس** کے ذکر پر ختم کیا اے قرآن کریم کے عاشقو! ذرا غور تو کرو۔ کہ خدا تعالے کی جلیل کتاب نے کیسا انتظام رکھا ہے اور پھر اسپر بھی غور کرو کہ سارے نبی دجال سے ڈراتے آئے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی اس انذار سے ایک مقصود اعظم معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دجال کے فتنہ سے ڈرایا اور اسکے ظہور پر فواتح الکہف پڑھنے کا ارشاد فرمایا جس مین انسان کو خدا کا بیٹا بنانے والی قوم کا ذکر ہے اور جسکے لیے تکاد السموات یتفطرن منہ آیا ہے اور پھر تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ ضالین سے نصارے اور مغضوب سے مراد یہود ہین۔

ان ساری باتون کو یکجا جمع کرو اور پھر سوچو! کیا کوئی دانشمند ہے جو اس نکتہ پر غور کرے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آخر مین ایک عظیم الشان فتنہ ہوگا۔ جب کہ مسلمان یہودی رنگ کے ہوجائین گے اور اسقدر مشابہت ان سے پیدا کرلینگے کہ اگر کسی یہودی نے مان سے زنا کیا ہو تو وہ بھی کرینگے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک خطرناک سیرۃ اختیار کرلینگے اور دوسری طرف نصارے کا فتنہ زور شور سے ہوگا۔ قرآن کی بے عزتی اور توہین کا فتنہ حد سے بڑھیگا اسوقت سورہ فاتحہ کی ہی ترتیب کے موافق ضروری ہے کہ ایک منعم علیہ کی راہ انہین ہو اور وہ **مسیح موعود** کی راہ ہے جبکہ یہودیون کا رنگ اختیار کرلیا تو کیا ضروری نہ تھا کہ ایک مسیح ان مین ہوجاوے کیونکہ مغضوب علیہم وہی ہین جنہون نے مسیح کا انکار کیا تو کیا خدا سورۃ فاتحہ کی سات آیتین قرار دیکر سبق نہین دیتا کہ ساتوین ہزار پر مسیح موعود کے منکر ہوکر یہود نہ بن جانا + ظالم ہے وہ شخص جو خدا پر افترا کرتا ہے مین تمہین یقین دلاتا ہون کہ خدا اسکے فرشتون اور زمین کے راستبازون اور پاکون کے نزدیک یہی حق ہے قرآن کریم کے نصوص

صریحہ شہادت دیتے ہین اب انکار کی گنجائش نہین رہی قرآن نے کسقدر واضح الفاظ مین کہاہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الے فرعون رسولا- اب دیکھو کہ مماثلت موسے کا سلسلہ طبعی طور پر تقاضا کرتا ہے کہ چودھوین صدی کے سر پر ایک مسیح موعود پیدا ہو- مین کہتا ہون کہ اگر کوئی سلبھی دلیل اس صدی پر مسیح موعود کے آنے کی نہ ہوتی تب بھی سلسلہ موسویہ کی مماثلت طبعی طور پر چاہتی ہے کہ ایک مسیح ہو- اور اسپر کہا وعد اللہ الذین آمنوا منکم الایۃ یعنے مین تم مین اسی طرح خلیفون کا سلسلہ جاری کرونگا- جیسے تمسے پہلے کیا یہ آیت بھی صاف بتاتی ہے کہ جیسے حضرت موسے علیہ السلام کا سلسلہ استخلاف چودہوین صدی مین مسیح پر ختم ہوا تھا اسی طرح ضروری تھا کہ مسیح موعود پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ استخلاف ختم ہو- اللہ کے لیے سوچو مفتریون کے لیے دلایل اور حجج نہین ہوتے-

آخر مین کہتا ہون کہ دانشمند وا یہودیون کے قصون مین عبرۃ لو- آسمان گواہی دے رہا ہے زمین گواہی دے اٹھی ہے- لیکن اسوقت جو نہین سمجھتا وہ بدقسمت ہے- موت آخر اسکو سمجھادے گی خدا کا مسیح آگیا وہ اپنا کام پورا کر رہا ہے جو احقاق دین کیلئے اور بتون کی سرشکنی کے لیے ہے اس نے جو علم کلام ایجاد کیا ہے اگر اسکا دعوے نہ بھی ہوتا تب بھی اس کی خدمات اسلام کے لیے اس قسم کی ہین کہ اسکے پاؤن چوم کر اسے تسلیم کر لیا جا مین ان کو مبارکباد دیتا ہون جنہون نے اس کو تسلیم کیا اور جنہون نے ابھی نہین مانا ان کے لیئے چاہتا ہون کہ خدا تعالے ان کی آنکھین کھولے اور وہ قرآن کو داستان سرائی کے طور پر نہ پڑھین یہ داستانین نہین بلکہ عظیم الشان پیشگوئیان ہین خدا کے لیئے پڑھو اور غور کرو- خدا تعالے ہمکو قرآن کی اتباع نصیب کرے- آمین-

خطبہ کا خلاصہ

۱۶- مئی ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے جو مختصر سا خطبہ پڑہا وہ اس آیت پر تھا یا ایہا الذین آمنوا لا تلہکم اموالکم واولادکم عن ذکر اللہ- فرمایا مومنو! اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تمہارے مال تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردے اللہ تعالے نے انسان کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ خدا تعالے کی عزت اور جلال کے قایم کرنیوالا ٹھیرے- جیسا کہ خود اسنے فرمایا ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون- یعنی جن وانس کی خلقت کی علت غائی اور پیدائش کی اصل غرض یہ ہے کہ وہ میری عبادت کرین- یعنے اپنے ہر فعل اور قول مین انسان اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت کو قایم کرنے والا اور اس کی رضا کا جویا ہو-

مگر یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ اکثر انسان اپنے کاروبار مین ایسے مصروف ہین کہ کبھی اللہ تعالے کا خیال بھی نہین آتا جیسے شہد کی مکھی شہد مین جاکر پھنس جاتی ہے اور آخر مرجاتی ہے اسی طرح انسان ان دینوی لذات اور سفلی خوشیون مین ایسا محو ہوا ہے کہ خدا کو چھوڑ بیٹھا ہے- اور اسقدر زمین کیطرف جھکا ہے کہ آسمان کی طرف اسکی نگاہ اٹھ نہین سکتی ہے-

پس اللہ تعالے کی اس آواز پر کان لگاؤ- یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون- اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے آباؤ اجداد کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے اس عبادت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم سکھ پاؤ گے اور دکھون سے بچ جاؤ گے-

حقیقت مین خدا تعالے کی عبادت ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو دکھون سے نجات دیتی ہے اور یہ عبادت خدا تعالے ہی کا حق ہے جسنے پیدا کیا ہے-

انسان کی فطرت مین یہ بات رکھی ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے- اس لیے اللہ تعالے اس کی فطرت کے موافق یہ احسان پیش کرتا ہے- جب انسان اللہ تعالے کے احسان پر نظر کرتا ہے اور ان مین فکر کرتا ہے- تو اسکا دل خدا تعالے کی محبت سے بھر جاتا ہے پھر وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جو والذین آمنوا اشد حبا للّٰہ مین بیان کیا گیا ہے-

پس یاد رکھو کہ انسان سچا موحد اسوقت کہلاتا ہے جب وہ دین کو دنیا پر مقدم کر لیتا ہے یہ وقت بہت مشکلات کا ہے خدا کا غضب بھڑکا ہوا ہے تم مین سے بہت ہین جو اس سے بے خبر نہین کل ہی مین نے اخبار مین پڑھا ہے کہ ایک آتش خیز پہاڑ کے پھٹنے سے کئی ہزار جانین تباہ ہوگئی ہین کئی جہاز پاش پاش ہوگئے ہین-

اس لیے خدا کے غضب اور عذاب سے ڈر جاؤ اور اپنے اعمال مین تبدیلی کرو- اور خدا تعالے کی عظمت اور جلال کو قایم کرنے مین لگ جاؤ خدا سے دعا کرو کہ وہ اس آگ سے جو دنیا مین لگ رہی ہے تمہین محفوظ رکھے چلتے پھرتے استغفار کرو اور دعا مین لگے رہو- آمین

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ چھپ رہا ہے۔

پیسہ اخبار سے خط و کتابت

ایڈیٹر الحکم کا دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار! السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔

مین آپکے خط مورخہ یکم مئی سنہ ۱۹۰۵ء کی (جو میرے رجسٹرڈ خط کے جواب مین لکھا گیا ہے) آپکو شکر گذاری کے ساتھ رسید دیتا ہون اور چند ضروری امور آپ کی خدمت مین پیش کرکے امید کرتا ہون کہ آپ خدا ترس دل لیکر تنہائی مین ان امور پر غور کرینگے +

آپنے اپنے خط مین میری گذارش کے موافق ان تمام مضامین کو جو پیسہ اخبار مین اور اسکے جواب مین الحکم مین چھپے ہین باترتیب شایع کرنیسے من وجہ انکار کیا ہے مین نہین چاہتا کہ خواہ نخواہ اسپر اصرار کرون اگرچہ آپ اگر پیسہ اخبار کی بہتری کے خیال سے مجھ سے دریافت کرین تو مین آپ کو پتہ دینے کیلئے تیار ہون کہ اس مین بہت سے غیر ضروری اور لمبے مضمون بعض وقت شایع ہو جاتے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ آپکی نگاہ سے بھی مخفی نہ رہتے ہونگے +

بہر حال مین ایک بے دلیل ضدی متعصب کی طرح آپکو ہرگز ہرگز اس تکلیف کے برداشت کرنے پر مجبور نہین کرتا جو آپ کی طاقت سے بالا تر ہو + اور یہ امر آپکو بخوبی معلوم ہے کہ مین خدا کے محض فضل سے کبھی کسی ایسے امر پر مصر نہین ہوا جسکے متعلق مین نے کافی غور نکرلی ہو اور بدلایل اسے معقول نہ پایا ہو + اور خواہ نخواہ بند ور دوسرے کو زیر کرنا مقصد ہو بلکہ مین اسکو بہت ہی مذموم سمجھتا رہا ہون چنانچہ یہ بات آپنے اسوقت بھی مجھ مین دیکھی تھی جبکہ پیسہ اخبار کے کارخانہ کے ساتھ میرا تعلق تھا بلکہ آپکو یاد ہوگا کہ پیسہ اخبار ہی کے تعلق سے مجھے سب سے پہلے اس ندا کی خبر پہنچی تھی جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نام سے آنیوالے انسان نے دنیا کو سنائی تھی بہر حال مین آپکی مجبوری سمجھکر اشاعت کے اس سلسلہ کو ایک اور صورت مین لانا چاہتا ہون اور جیسا کہ آپنے اپنے خط مین دوسری جگہ اعتراف کیا ہے کہ آپ میرے خطوط جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اغراض کی تائید مین ہون چھاپنے کے لیے حسب وعدہ مستعد ہین اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہون اور آپکی مہربانی کا شکر گذار ہون البتہ آپکی اس شرط کو کہ پندرہ بیس سطر سے زیادہ نہو مین غیر ضروری سمجھتا ہون اور اسکی اصلاح ان الفاظ سے کردیتا ہون کہ بلا وجہ الیساطول نہ دیا جاوے جو پیسہ اخبار کے صیغہ مراسلات کی گنجایش سے بڑھ کر ہو +

مین آپ کی اس مورل کرج (اخلاقی جرأت) کے بہترین نتایج کی امید کرنی چاہتا ہون جبکہ آپ میرا وہ مضمون جو اس عریضہ کیہمراہ رجسٹری کراکر الگ رسال ہے پیسہ اخبار کے قریب ترین اشو مین شایع کردینگے۔

جیسا کہ مینے پہلے عرض کیا ہے پہلے تمام سلسلوں کو محض اسلیئے چھوڑ کر کہ پیسہ اخبار انکی اندراج کی گنجایش نہین رکھتا یہ راہ اختیار کرلی گئی ہے اور جب آپ غور کرینگے تو قرین قیاس ہے کہ آپ اس تجویز کو پیسہ اخبار کی دلچسپی کو بڑھانے والی پائینگے۔ اور بہت ہی خوشی سے اسپر عمل کرینگے

جو مضمون اس عریضہ کے ہمراہ ہے آپ اسے پیسہ اخبار مین اپنے اس قسم کے نوٹ کیساتھ چھاپ دین کہ ہم اس مضمون کو محض صداقت کے امتحان کیلئے شایع کرتے ہین اور ان تمام لوگونکو جو بنی نوع انسان کیساتھ ہمدردی رکھتے ہین اور وہ جناب مرزا صاحب کے دعاوی پر اعتراض کرتے ہین۔ اطلاع دیتے ہین کہ وہ بھی اگر اسی قسم کا کوئی مضمون جس مین وہ اپنے شہر کے طاعون سے محفوظ رہنے کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو شایع کرانا چاہین بلکہ انکا فرض ہے کہ وہ ضرور ایسے موقعہ بنی نوع کی روحانی اور جسمانی بھلائی کے ارادہ سے دعا مانگکر کے اس قسم کی اطلاع شایع کرین کہ فلان مقام بذریعہ الہام انکو معلوم ہوا طاعون سے محفوظ رہیگا۔ غرض اس قسم کا نوٹ دیکر آپ اس مضمون کو شایع کردین اور ساتھ ہی یہ بھی لکھدین کہ پیسہ اخبار اسوقت تک جبکہ یہ میعاد نگزر جاوے خود کوئی رائے اس سلسلہ کے متعلق ظاہر کرنے کی ضرورت نہین سمجھتا اور نہ انصاف پسند اور حق جو پبلک کو شایان ہے کہ وہ تہذیب اور شایستگی کے حدود سے نکلکر جلد بازی کرکے کوئی رائے قبل از وقت ظاہر کرنیکی کوشش کرے بلکہ راستی سے پیار کرنیوالون کیطرح صبر اور خاموشی سے فیصلہ کا انتظار کرے۔

اور آپکا فرض ہونا چاہیئے کہ آپ اسوقت تک بالکل خاموشی سے نظارہ کرین۔ غرض آپکا اخبار ایک دلچسپی کا عمدہ ذریعہ ہوگا اور یہ مذہب حق کی نمایش ہوگی۔ آپ مسلمان ہین مسلمانون کی ہمدردی اور بہی خواہ ہونیکا کم از کم . . . . آپکو دعوے ہی ہے اس سے غیر قومون پر بھی ایک حجت اسلام کی قایم ہوگی۔ الغرض آپ میرے اس مضمون کو شایع کرین اور انجام کے لیئے انتظار۔

ایڈیٹر صاحب آخر ہمکو مرکر خدا کے حضور جانا ہے۔ یہ دین اور ایمان کا معاملہ ہے جلد بازی یہان فایدہ نہین پہونچا سکتی آپ ایک آزاد خیال ایڈیٹر کے فرایض منصبی ہی کے لحاظ سے بالکل نیوٹرل رہکر اس نظارہ کو دیکھ لین۔ آخر مین مین آپکو یقین دلانا چاہتا ہون کہ الحکم کو آپسے کوئی ذاتی عداوت نہین بلکہ کسیقدر تعلق رہا ہے اور یہی وجہ تھی کہ روزانہ پیسہ اخبار کی اسٹاف مین ایڈیٹر الحکم نے آپکی مرضی کے موافق شامل ہونا پسند کرلیا تھا۔ ہان اسکو کوئی منصف مزاج طبیعت کبھی گوارا نہین کرسکتی کہ ایک شخص کا (جو سچے دل سے ایک بات کو حق یقین کرتا ہے اور اسکے ساتھ اپنی نجات کو وابستہ سمجھتا ہے) یہ فرض نہین ہونا چاہیئے کہ جب اسکے ایسے عقیدہ پر بزدلی سے حملہ کیا جاوے تو وہ اسکی حفاظت نکرے؟ نہین اسوقت اسکا فرض ہے کہ وہ اسکی حفاظت کیلئے ہر طرح تیار ہو۔ پس پیسہ اخبار کے خلاف جب کبھی کچھ لکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو محض حق اور انصاف کی حمایت سے اور جب کبھی اس قسم کا موقع پیش آیا ہے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور مین دعوے سے کہہ سکتا ہون کہ پیسہ اخبار نے سخت غلطی کھائی ہے یا مغالطہ دینا چاہا ہے اور ان تعلقات کیوجہ سے جو پیسہ اخبار کیساتھ میرے رہے ہین مجھے سخت ناگوار معلوم ہوا ہے۔ م

رقم خرچ کرکے دنیا کی خاطر اسقدر طویل سفر کیا ہے چند روز کیلئے اگر آپ قادیان مین آکر بھی بسر کرین تو غالباً آپکے لئے بہت مفید ہو اور آپ کم از کم ایک رائے قایم کرنیکے حقدار تو ہو سکین + اب مین اسپر اس خط کو ختم کرتا ہون۔ ع من از ہمدردی انچہ گفتم تو ہم خود فکر کن باید + خرد از بہر این روز است اے دانا و ہوشیار۔

مین ہون آپکا خیر طلب - یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(سلسلے کے لیے دیکھو الحکم نمبر ۱۷ جلد ۶)

یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے لیے وقف کردے اور سپرد کر دے اور اعتقادی اور عملی طور پر اسکا مقصود اور غرض اللہ تعالےٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو۔ اور تمام نیکیان اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہون وہ بمشقت اور مشکل کی راہ سے نہون بلکہ ان مین ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کردے +

حقیقی مسلمان اللہ تعالےٰ سے پیار کرتا ہے یہ کہہ کر اور مانکر کہ وہ میرا محبوب و مولا پیدا کرنیوالا اور محسن ہے + اس لیئے اسکے آستانہ پر سر رکھدیتا ہے سچے مسلمان کو اگر کہا جاوے کہ ان اعمال کی پاداش مین کچھ بھی نہین ملے گا۔ اور نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے اور نہ آرام ہین نہ لذات ہین تو وہ اپنے اعمال صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہین سکتا کیونکہ اس کی عبادات اور خدا تعالےٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت مین فنا کسی پاداش یا اجر کی بنا اور امید پر نہین ہے بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت مین خدا تعالےٰ ہی کی شناخت اس کی محبت اور اطاعت کیلئے بنائی گئی ہے اور کوئی غرض اور مقصد اسکا ہے ہی نہین اس لیے وہ اپنی خداداد قوتون کو جب ان اغراض اور مقاصد مین صرف کرتا ہے تو اسکو اپنے محبوب حقیقی ہی کا چہرہ نظر آتا ہے بہشت و دوزخ پر اس کی اصلاً نظر نہین ہوتی۔ مین کہتا ہون کہ اگر مجھے اس امر کا یقین دلا دیا جاوے کہ خدا تعالےٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت

مین سخت سے سخت سزا دیجاویگی تو مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تکلیفون اور بلاؤن کو ایک لذت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے اور باوجود ایسے یقین کے جو عذاب اور دکھ کیصورت مین دلایا جاوے کبھی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ایک قدم باہر نکلنے کو ہزار بلکہ لاانتہا موت سے بڑھ کر اور دکھون اور مصائب کا مجموعہ قرار دیتی

ہے۔ جیسے اگر کوئی بادشاہ عام اعلان کرائے کہ اگر کوئی مان اپنے بچے کو دودھ نہ دیگی تو بادشاہ اس سے خوش ہو کر انعام دیگا تو ایک مان کبھی گوارا نہین کر سکتی کہ وہ اس انعام کی خواہش اور لالچ مین اپنے بچے کو ہلاک کرے اسی طرح ایک سچا مسلمان خدا کے حکم سے باہر ہونا اپنے لیے ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے خواہ اس کو اس نافرمانی مین کتنی ہی آسایش اور آرام کا وعدہ دیا جاوے۔

پس حقیقی مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کیجاوے کہ خدا تعالےٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بنا پر نہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہو کر ہو + پھر وہ محبت بجائے خود اسکے لیے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے کوئی آدمی بہشت مین داخل نہین ہو سکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہین کرتا ہے اس لیے مین تمکو جو میرے

ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہون کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے خدا تعالےٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی **دین** ہے جسکا نام **اسلام** رکھا ہے + پھر نعمت مین **جمعہ** کا دن بھی ہے۔ جس روز اتمام نعمت ہوا یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو **لیظہرہ علے الدین کلہ** کیصورت مین ہوگا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا وہ جمعہ اب آگیا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے اس لیئے کہ اتمام **نعمت** کی صورتین دراصل دو ہین اول **تکمیل ہدایت** دوم **تکمیل اشاعت ہدایت** اب تم غور کرکے دیکھو **تکمیل ہدایت** تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کامل طور پر ہو چکی لیکن اللہ تعالےٰ نے مقدر کیا تھا کہ **تکمیل اشاعت ہدایت** کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ مین ظہور فرماوین + اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ **لیظہرہ علے الدین کلہ** اس شان مین فرمایا گیا ہے تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کرلیا ہے کہ یہ آیت **مسیح موعود** کے زمانہ سے متعلق ہے درحقیقت اظہار دین اسیوقت ہو سکتا ہے جبکہ کل مذاہب میدان مین نکل آوین اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائین اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آگیا ہے چنانچہ اسوقت پریس کی طاقت سے کتابون کی اشاعت اور طبع مین جو جو سہولتین میسر آئی ہین وہ سب کو معلوم ہین ڈاکخانون کے ذریعہ سے کل دنیا مین تبلیغ ہو سکتی ہے اخبارون کے ذریعہ سے تمام دنیا کے حالات کی اطلاع ملتی ہے ریلون کے ذریعہ سفر آسان کر دیئے گئے ہین غرض جس قدر آگے دن نئی ایجادین ہوتی جاتی ہین اسی قدر **عظمت** کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار **دین** کی صورتین نکلتی آتی ہین + اسلیئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ **لیظہرہ علے الدین کلہ**

کہہ کر فرمائی تھی یہ وہی زمانہ ہے جو الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت مین دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے اور پھر یہ وہی وقت اور رجعہ ہے۔ جس مین وآخرین منہم لما یلحقوا بہم کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔

اسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور بروزی رنگ مین ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قایم ہوئی ہے اتمام نعمت کا وقت آپہونچا ہے لیکن تھوڑے ہین جو اس سے آگاہ ہین اور بہت ہین جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھون مین اڑاتے ہین مگر

وہ وقت قریب ہاں کہ خدا تعالے

اپنے وعدہ کے موافق تجلی فرمائیگا

اور اپنے زور آور حملوں سے دکھاویگا

کہ اس کا نذیر سچا ہے۔

مین سچ کہتا ہون کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالے نے سعادت مندون کے لیے پیدا کردی ہے مبارک وہی ہین جو اس سے فایدہ اٹھاتے ہین + تم لوگ جنہون نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہو جاؤ کہ جو کچھ تمنے پانا تھا پاچکے۔ یہ سچ ہے کہ تم ان منکرون کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہون نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا اور یہ بھی سچ ہے کہ تمنے حسن ظن سے کام لیکر خدا تعالے کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آپہونچے ہو جو اسوقت **خدا تعالے**

نے ابدی زندگی کے لیے پیدا کیا ہے

ہان پانی پینا ابھی باقی ہے پس خدا تعالے کے فضل اور کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہین سیر آب کرے کیونکہ خدا تعالے کے فضل بدون کچھ بھی نہین ہوسکتا + یہ مین یقیناً جانتا ہون کہ جو اس **چشمہ سے پئے گا وہ**

ہلاک نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملون سے محفوظ کرتا ہے + اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالے نے جو دو **حق** تم پر قایم کئے ہین ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ انمین سے ایک **خدا کا حق** ہے دوسرا مخلوق کا + اپنے خدا کو وحدہ لاشریک سمجھو جیسا کہ اس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ

یعنی مین شہادت دیتا ہون کہ کوئی محبوب مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہین ہے یہ ایک ایسا پیارا جملہ ہے کہ اگر یہ یہودیون عیسائیون یا دوسرے مشرک بت پرستون کو سکھایا جاتا اور وہ اسکو سمجھ لیتے تو ہرگز ہرگز تباہ اور ہلاک نہ ہوتے اسی ایک کلمہ کے نہ ہونے کی وجہ سے انپر تباہی اور مصیبت آئی اور ان کی روح مجذوم ہوکر ہلاک ہوگئی۔ (باقی آیندہ)

قصص قرآنی کی فلاسفی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض قرآن کریم کے قصص قصص نہین ہین وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور بروزی ظہور کے واقعات ہین + جو ان نالایقون نے قصے بنادیئے ہین۔ میرے بیان پر اگر کسی کو غیظ آجاوے تو ایک اور بات کہتا ہون کہ انہون نے قصون کے رنگ مین اسے پڑھا ہی کیون؟ وہ نمازون مین سورہ فاتحہ کو ہر روز پڑھتے تھے مگر کیا انہون نے کبھی اسپر غور بھی کی؟ کہ صراط الذین انعمت علیہم سے کیا مراد ہے؟ اور غیر المغضوب علیہم سے کیا غرض؟ وہ سوچتے اور فکر کرتے کہ وہ کونسی راہ ہے جسپر چل کر کوئی قوم منعم علیہ یا مغضوب علیہ ہوسکتی ہے اور کیا قرآن نے اس راہ کا پتہ دیا ہے چنانچہ سورہ بقرہ مین کیسی صفائی کے ساتھ یہود کے حالات بتائے ہین اور پھر سورۃ فاتحہ کو **ضالین** پر ختم کیا ہے اور قرآن شریف کو **خناس** کے ذکر پر ختم کیا اے قرآن کریم کے عاشقو! ذرا غور تو کرو۔ کہ خدا تعالے کی جلیل کتاب نے کیسا نظام رکھا ہے اور پھر اسپر بھی غور کرو کہ سارے نبی دجال سے ڈراتے آئے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی اس انذار سے ایک مقصود اعظم معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دجال کے فتنہ سے ڈرایا اور اسکے ظہور پر فواتح الکہف پڑھنے کا ارشاد فرمایا جس مین انسان کو خدا کا بیٹا بنانے والی قوم کا ذکر ہے اور جسکے لیے تکاد السموات یتفطرن منہ آیا ہے اور پھر تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ ضالین سے نصاریٰ اور مغضوب سے مراد یہود ہین۔

ان ساری باتون کو یکجا جمع کرو اور پھر سوچو! کیا کوئی دانشمند ہے جو اس نکتہ پر غور کرے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آخر مین ایک عظیم الشان فتنہ ہوگا۔ جب کہ مسلمان یہودی رنگ کے ہوجائینگے اور اسقدر مشابہت ان سے پیدا کرلینگے کہ اگر کسی یہودی نے مان سے زنا کیا ہو تو وہ بھی کرینگے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک خطرناک سیرۃ اختیار کرلینگے اور دوسری طرف نصاریٰ کا فتنہ زور شور سے ہوگا۔ قرآن کی بے عزتی اور توہین کا فتنہ حد سے بڑھیگا اسوقت سورہ فاتحہ کی ہی ترتیب کے موافق ضروری ہے کہ ایک منعم علیہ کی راہ انمین ہو اور وہ **مسیح موعود** کی راہ ہے جبکہ یہودیون کا رنگ اختیار کرلیا تو کیا ضروری نہ تھا کہ ایک مسیح ان مین ہوجاوے کیونکہ مغضوب علیہم وہی ہین جنہون نے مسیح کا انکار کیا تو کیا خدا سورۃ فاتحہ کی سات آئتین قرار دیکر سبق نہین دیتا کہ ساتوین ہزار پر مسیح موعود کے منکر ہوکر یہود نہ بن جانا + ظالم ہے وہ شخص جو خدا پر افترا کرتا ہے مین تمہین یقین دلاتا ہون کہ خدا اسکے فرشتون اور زمین کے راستبازون اور پاکون کے نزدیک یہی حق ہے قرآن کریم کے نصوص

صریحہ شہادت دیتے ہیں اب انکار کی گنجایش نہیں رہی قرآن نے کسقدر واضح الفاظ میں کہا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ اب دیکھو کہ مماثلت موسیٰ کا سلسلہ طبعی طور پر تقاضا کرتا ہے کہ چودھوین صدی کے سر پر ایک مسیح موعود پیدا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بھی دلیل اس صدی پر مسیح موعود کے آنے کی نہ ہوتی تب بھی سلسلہ موسویہ کی مماثلت طبعی طور پر چاہتی ہے کہ ایک مسیح ہو۔ اور اسپر کہا وعد اللہ الذین آمنوا منکم الایۃ یعنے میں تم میں اسی طرح خلیفوں کا سلسلہ جاری کرونگا۔ جیسے تمسے پہلے کیا یہ آیت بھی صاف بتاتی ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ استخلاف چودھوین صدی میں مسیح پر ختم ہوا تھا اسی طرح ضروری تھا کہ مسیح موعود پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ استخلاف ختم ہو۔ اللہ کے لیے سوچو مفتریوں کے لیے دلایل اور حجج نہیں ہوتے۔

آخر میں کہتا ہوں کہ دانشمندو! یہودیوں کے قصوں میں عبرۃ لو۔ آسمان گواہی دے رہا ہے زمین گواہی دے اٹھی ہے۔ لیکن اسوقت جو نہیں سمجھتا وہ بدقسمت ہے۔ موت آخر اسکو سمجھا دے گی خدا کا مسیح آ گیا وہ اپنا کام پورا کر رہا ہے جو اختلاف دینے کیلئے اور بتوں کی سرشکنی کے لیے ہے اس نے جو علم کلام ایجاد کیا ہے اگر اسکا دعوے نہ بھی ہوتا تب بھی اس کی خدمات اسلام کے لیے اس قسم کی ہیں کہ اسکے پاؤں چوم کر اسی تسلیم کر لیا جا۔ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے اس کو تسلیم کیا اور جنہوں نے ابھی نہیں مانا ان کے لیئے چاہتا ہوں کہ خدا تعالے ان کی آنکھیں کھولے اور وہ قرآن کو داستان سرائی کے طور پر نہ پڑھیں یہ داستانیں نہیں بلکہ عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں خدا کے لیے پڑھو اور غور کرو۔ خدا تعالے ہمکو قرآن کی اتباع نصیب کرے۔ آمین۔

خطبہ کا خلاصہ

۱۶۔ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے جو مختصر سا خطبہ پڑھا وہ اس آیت پر تھا یاایہا الذین آمنوا لاتلہکم اموالکم واولادکم عن ذکر اللہ۔ فرمایا مومنو! اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تمہارے مال تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے

اللہ تعالے نے انسان کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ خدا تعالے کی عزت اور جلال کے قائم کرنیوالا ٹھیرے۔ جیسا کہ خود اسنے فرمایا ہے ماخلقت الجن والانس الالیعبدون۔ یعنی جن و انس کی خلقت کی علت غائی اور پیدائش کی اصل غرض یہ ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ یعنے اپنے ہر فعل اور قول میں انسان اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت کو قایم کرنے والا اور اس کی رضا کا جویا ہو۔

مگر یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ اکثر انسان اپنے کاروبار میں ایسے مصروف ہیں کہ کبھی اللہ تعالے کا خیال بھی نہیں آتا جیسے شہد کی مکھی شہد میں جا کر پھنس جاتی ہے اور آخر مر جاتی ہے اسی طرح انسان ان دنیوی لذات اور سفلی خوشیوں میں ایسا محو ہوا ہے کہ خدا کو چھوڑ بیٹھا ہے۔ اور اسقدر زمین کیطرف جھکا ہے کہ آسمان کی طرف اسکی نگاہ اٹھ نہیں سکتی ہے۔

پس اللہ تعالے کی اس آواز پر کان لگاؤ۔ یاایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے آباؤ اجداد کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے اس عبادت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم سکھ پاؤ گے اور دکھوں سے بچ جاؤ گے۔

حقیقت میں خدا تعالے کی عبادت ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو دکھوں سے نجات دیتی ہے اور یہ عبادت خدا تعالے ہی کا حق ہے جس نے پیدا کیا ہے۔

انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالے اس کی فطرت کے موافق یہ احسان پیش کرتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالے کے احسان پر نظر کرتا ہے اور ان میں فکر کرتا ہے تو اسکا دل خدا تعالے کی محبت سے بھر جاتا ہے پھر وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جو والذین آمنوا اشد حبا للہ میں بیان کیا گیا ہے۔

پس یاد رکھو کہ انسان سچا موحد اسوقت کہلاتا ہے جب وہ **دین کو دنیا پر مقدم** کر لیتا ہے یہ وقت بہت مشکلات کا ہے خدا کا غضب بھڑکا ہوا ہے تم میں سے بہت ہیں جو اس سے بے خبر نہیں کل ہی میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ ایک آتش خیز پہاڑ کے پھٹنے سے کئی ہزار جانیں تباہ ہوگئی ہیں کئی جہاز پاش پاش ہوگئے ہیں۔

اس لیے خدا کے غضب اور عذاب سے ڈر جاؤ اور اپنے اعمال میں تبدیلی کرو۔ اور خدا تعالے کی عظمت اور جلال کو قایم کرنے میں لگ جاؤ خدا سے دعا کرو کہ وہ اس آگ سے جو دنیا میں لگ رہی ہے تمہیں محفوظ رکھے چلتے پھرتے استغفار کرو اور دعا میں لگے رہو۔ **آمین**

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ چھپ رہا ہے۔

پیسہ اخبار سے خط و کتابت

ایڈیٹر الحکم کا دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار! السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔

مین آپکے خط مورخہ یکم مئی ۱۹۰۲ء کی (جو میرے رجسٹرڈ خط کے جواب مین لکھا گیا ہے) آپکو شکرگذاری کے ساتھ رسید دیتا ہون اور چند ضروری امور آپ کی خدمت مین پیش کر کے امید کرتا ہون کہ آپ خدا ترس دل لیکر تنہائی مین ان امور پر غور کرینگے +

آپنے اپنے خط مین میری گذارش کے موافق ان تمام مضامین کو جو پیسہ اخبار مین اور اسکے جواب مین الحکم مین چھپے ہین با ترتیب شایع کرنیسے من وجہ انکار کیا ہے مین نہین چاہتا کہ خواہ نخواہ اسپر اصرار کرون اگرچہ آپ اگر پیسہ اخبار کی بہتری کے خیال سے مجھ سے دریافت کرین تو مین آپ کو پتہ دینے کیلئے تیار ہون کہ اس مین بہت سے غیر ضروری اور لمبے مضمون بعض وقت شایع ہوجاتے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ آپکی نگاہ سے بھی مخفی نہ رہتے ہونگے +

بہرحال مین ایک بے دلیل ضدی متعصب کی طرح آپکو ہرگز ہرگز اس تکلیف کے برداشت کرنے پر مجبور نہین کرتا جو آپ کی طاقت سے بالاتر ہو + اور یہ امر آپکو بخوبی معلوم ہے کہ مین خدا کے محض فضل سے کبھی کسی ایسے امر پر مصر نہین ہوا جسکے متعلق مین نے کافی غور نکر لی ہو اور بدلائل اسے معقول نہ پایا ہو + اور خواہ نخواہ ضد اور دوسرے کو زیر کرنا مقصد ہو بلکہ مین اسکو بہت ہی مذموم سمجھتا رہا ہون چنانچہ یہ بات آپنے اسوقت بھی مجھ مین دیکھی تھی جب کہ پیسہ اخبار کے کارخانہ کے ساتھ میرا تعلق تھا بلکہ آپکو یاد ہوگا کہ پیسہ اخبار ہی کے تعلق سے مجھے سب سے پہلے اس ندا کی خبر پہنچی تھی جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نام سے آنیوالے انسان نے دنیا کو سنائی تھی بہرحال مین آپکو مجبور نہین کرتا کہ اشاعت کے اس سلسلہ کو ایک اور صورت مین لانا چاہتا ہون اور جیسا کہ آپنے اپنے خط مین دوسری جگہ اعتراف کیا ہے کہ آپ میرے خطوط جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اغراض کی تائید مین ہون چھاپنے کے لیے حسب وعدہ مستعد ہین اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہون اور آپکی مہربانی کا شکرگذار ہون البتہ آپکی اس شرط کو کہ پندرہ بیس سطر سے زیادہ نہو مین غیر ضروری سمجھتا ہون اور اسکی اصلاح ان الفاظ سے کردیتا ہون کہ بلاوجہ اسقدر طول نہ دیا جاوے جو پیسہ اخبار کے صیغہ مراسلات کی گنجایش سے بڑھ کر ہو +

مین آپ کی اس مورل کریج (اخلاقی جرأت) کے بہترین نتایج کی امید کرنی چاہتا ہون جبکہ آپ میراوہ مضمون جو اس عریضہ کے ہمراہ رجسٹری کراکر الگ رسال ہے پیسہ اخبار کے قریب ترین اشو مین شایع کردینگے۔

جیسا کہ مینے پہلے عرض کیا ہے پہلے تمام سلسلو کو محض اسلیئے چھوڑکر کہ پیسہ اخبار انکی اندراج کی گنجایش نہین رکھتا یہ راہ اختیار کرلی گئی ہے اور جب آپ غور کرینگے تو قرین قیاس ہے کہ آپ اس تجویز کو پیسہ اخبار کی دلچسپی کو بڑہانے والی پائینگے۔ اور بہت ہی خوشی سے اسپر عمل کرینگے۔

جو مضمون اس عریضہ کے ہمراہ ہے آپ اسے پیسہ اخبار مین اپنے اس قسم کے نوٹ کیساتھ چھاپدین کہ ہم اس مضمون کو محض صداقت کے امتحان کیلئے شایع کرتے ہین اور ان تمام لوگوں کو جو بنی نوع انسان کیساتھ ہمدردی رکھتے ہین اور وہ جناب مرزا صاحب کے دعاوی پر اعتراض کرتے ہین۔ اطلاع دیتے ہین کہ وہ بھی اگر اسی قسم کا کوئی مضمون جس مین وہ اپنے شہر کے طاعون سے محفوظ رہنے کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو شایع کرانا چاہین بلکہ انکا فرض ہے کہ وہ ضرور ایسے موقعہ بنی نوع کی روحانی اور جسمانی بھلائی کے ارادہ سے دعا مانگین کرکے اس قسم کی اطلاع شایع کرین کہ فلان مقام بذریعہ الہام انکو معلوم ہوا طاعون سے محفوظ رہیگا۔ غرض اس قسم کا نوٹ دیکر آپ اس مضمون کو شایع کردین اور ساتھ ہی یہ بھی لکھدین کہ پیسہ اخبار اب اسوقت تک جبکہ یہ میعاد نگذر جاوے خود کوئی رائے اس سلسلہ کے متعلق ظاہر کرنے کی ضرورت نہین سمجھتا اور نہ انصاف پسند اور حق جو پبلک کو شایان ہے کہ وہ تہذیب اور شایستگی کے حدود سے نکلکر جلدبازی کرکے کوئی رائے قبل از وقت ظاہر کرنیکی کوشش کرے بلکہ راستی سے پیار کرنیوالون کیطرح صبر اور خاموشی سے فیصلہ کا انتظار کرے۔ اور آپکا فرض ہونا چاہیئے کہ آپ اسوقت تک بالکل خاموشی سے نظارہ کرین۔ غرض آپکا اخبار ایک دلچسپی کا عمدہ ذریعہ ہوگا اور یہ مذہب حق کی نمایش ہوگی۔ آپ مسلمان ہین مسلمانون کی ہمدردی اور بہی خواہ ہونیکا کم از کم .... آپکو دعوے ہی ہے اس سے غیر قومون پر بھی ایک حجت اسلام کی قایم ہوگی۔ الغرض آپ میرے اس مضمون کو شایع کرین اور انجام کے لیئے انتظار۔

ایڈیٹر صاحب آخر ہمکو مر کر خدا کے حضور جانا ہے۔ یہ دین اور ایمان کا معاملہ ہے جلدبازی یہان فایدہ نہین پہونچا سکتی آپ ایک آزاد خیال ایڈیٹر کے فرایض منصبی ہی کے لحاظ سے بالکل نیوٹرل رہ کر اس نظارہ کو دیکھ لین۔ آخر مین مین آپکو یقین دلانا چاہتا ہون کہ الحکم کو آپسے کوئی ذاتی عداوت نہین بلکہ کسیقدر تعلق رہا ہے اور یہی وجہ تھی کہ روزنہ پیسہ اخبار کی اسٹاف مین ایڈیٹر الحکم نے آپکی مرضی کے موافق شامل ہونا پسند کر لیا تھا۔ ہان اسکو کوئی منصف مزاج طبیعت بھی گوارا نہین کرسکتی کہ ایک شخص کا (جو سچے دل سے ایک بات کو حق یقین کرتا ہے اور اسکے ساتھ اپنی نجات کو وابستہ سمجھتا ہے) یہ فرض نہین ہونا چاہیئے کہ جب اسکے ایسے عقیدہ پر بزدلی سے حملہ کیا جاوے تو وہ اسکی حفاظت نکرے؟ نہین اسوقت اسکا فرض ہے کہ وہ اسکی حفاظت کیلئے ہر طرح تیار ہو پس پیسہ اخبار کے خلاف جب کبھی کچھ لکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو محض حق اور انصاف کی حمایت سے اور جب کبھی اس قسم کا موقع پیش آیا ہے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور مین دعوے سے کہہ سکتا ہون کہ پیسہ اخبار نے سخت غلطی کھائی ہے یا مغالطہ دینا چاہا ہے اور ان تعلقات کیوجہ سے جو پیسہ اخبار کیساتھ میرے رہے ہین مجھے سخت ناگوار معلوم ہوا ہے۔ ۴

رقم خرچ کرکے دنیا کی خاطر اسقدر طویل سفر کیا ہے چند روز کیلیئے اگر آپ قادیان مین آکر بھی بسر کرین تو غالباً آپکے لئے بہت مفید ہو اور آپ کم از کم ایک رائے قایم کرنے کے حقدار تو ہوسکین + اب مین اسپر اس خط کو ختم کرتا ہون۔ ۔ من از ہمدردی ات گفتم تو ہم خود فکر کن بایئے + خرد از بہرین روز است اے دانا و ہوشیار

مین ہون آپکا خیر طلب - یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

تتمیہ الوداد نمبر (۳)

بجواب خط حضرت ابو الحامد

منشی حسن علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مخدوم مکرم حضرت ابو الحامد منشی حسن علی صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپکا خط گرامی مشتمل چند استفسارات واسطے جواب کے خاکسار کو مرحمت فرمایا گیا مضامین مندرجہ سے آگہی حاصل ہوئی اگرچہ طلب حق کی خوشبو اسکے ہر ایک فقرہ سے مشموم ہوتی ہے مگر اس امر سے افسوس بھی پیدا ہوتا ہے کہ مستفسر صاحب نے یا تو ہماری کتابوں اور رسائل کو مطالعہ نہیں فرمایا اور یا بہ اقتضائے تقاضائے رسوخ خیالات قدیمہ کے ہمارے رسائل کے مضامین سے آنکھ ہٹا لی ہے۔ بہرحال چونکہ جناب کو جواب استفسارات مندرجہ خط کا علاوہ کتب مصنفہ کے جداگانہ لینے ہی پر اصرار ہے اور پھر اسکے ساتھ اختصار بھی منظور ہے لہذا بحکم ما قل و دل خیر مما کثر و الٰہی کے جواب مختصر اور ایک حد تک کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ باقی تفاصیل کا حوالہ کتب و رسائل مصنفہ پر ہے مگر یہاں پر ضرور ہے کہ اولاً آپ مقدمات اربعہ متناسبہ ذیل کو پیش نظر رکھیں اور پھر ہر ایک سوال کا جواب انہیں مقدمات کے بموجب حل فرما لیویں کیونکہ یہ مقدمات اربعہ متناسبہ ناظرین کو اس خط کے مضمون کے سمجھنے میں بھی کام دینگے اور ہمارے سلسلہ کے ہر ایک رسالہ اور کتاب کے سمجھنے کے لیے آیندہ کو بھی مفید ہونگے وہی ہذہ

مقدمہ اول

واضح ہو کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے بارہ میں درمیان فیج اعوج کے اس قدر اختلاف تھا کہ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا کا مصداق ہو گیا تھا اور اس اختلافات کی توفیق و تطبیق بھی آج تک کسی سے ایسی نہیں کی گئی جس سے اس پیشین گوئی کے بارہ میں کسی کو اطمینان و ثلج صدر کے ساتھ حاصل ہوا نہیں وجہ اکثر فرقے جو اہل اسلام میں ہیں اس پیشین گوئی کے منکر اور مکذب بھی ہو گئے اور قبل از وقت جس امر کی تشریح کسی وجہ سے کسی کو حاصل ہوئی اس نے وہی مذہب اپنا اختیار کر لیا بناءً علیٰ ہذا۔ اس پیشین گوئی میں مذاہب مختلفہ پیدا ہو گئے تھے اور [illegible] رہے کہ ما بین الشیعہ بھی مہدی کے بارہ میں بڑا اختلاف ہے جس کی تطبیق کرنا ایسا ہے جیسا کہ اضداد میں جمع کرنا آپ [illegible] [illegible] اتفاق [illegible] عظیم الشان [illegible] پیشین گوئی [illegible] [illegible] ہو جاوے کیونکہ یہ فیصلہ [illegible] اور تفاصیل [illegible] کبھی نہیں دیا جاتا [illegible] اس کی ابھی ضرورت ہی نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک مقدمہ میں فیصلہ تو بعد علم تمام تفاصیل جزئیہ کے ہوا کرتا ہے۔ ہاں اس پیشین گوئی کا قدر مشترک صرف اسقدر ضرور ثابت ہے کہ زمانہ آخر میں ایک عظیم الشان مصلح اور مجدد بنام مسیح بن مریم حکم ہو کر مبعوث ہوگا اور فتن دجالیہ کو نیست و نابود کر کے دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دیگا اور باقی تمام ادیان باطلہ اسکے عہد میں ہلاک ہو جاوینگے۔ اور کچھ ہوا اور عقلی بھی دنیا میں ایسی ہی چلے گی کہ اس کی اس کوشش بلیغ کے موافق ہو گی و بس۔ اب تمام و کمال اختلافات مذاہب و روایات کا بیان اس خط مختصر میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں صرف امور مندرجہ آپ کے خط میں جو اختلاف باعتبار مذاہب مختلفہ و روایات متضادہ کے ہے اپنے اپنے نمبر کے ذیل میں مختصراً انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جاویگا تاکہ اس مقدمہ کا ثبوت بھی اہل انصاف پر ثابت ہو جاوے اور پھر کسی طرف سے دعوے اجماع یا اتفاق کا صادر نہ ہو۔

مقدمہ ثانیہ

دنیا میں اختلاف عظیم کہ مذاہب فرق اسلامیہ بھی اس میں مختلف ہوں اور روایات حدیثیہ بھی متضاد ہوں اور پھر اس میں مذہب باطلہ عیسائیوں کی تائید بھی ہوتی ہو دین اسلام کو سخت مضر تھا جس کی وجہ سے مخالفین اسلام کو ایک حملہ عظیم کرنیکا موقع ملگیا تھا۔ علاوہ بریں اس قسم کے اختلافات من عند اللہ کبھی ہرگز نہیں ہو سکتے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ پس رحمت اور حکمت الٰہی بھی اس کی مقتضی تھی کہ اس اختلاف عظیم کا فیصلہ پردہ غیب سے کسی حکم عدل کے ذریعہ سے کیا جاوے کیونکہ وعدہ الٰہی ہو چکا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔

مقدمہ ثالثہ

چونکہ دین اسلام ایک ایسا کامل دین ہے کہ تمام ادیان سماویہ سے اکمل تر ہے کما قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ لہذا دین اسلام میں ایسے کلیات اور اصول بھی ضرور ہونگے جن سے اس فساد عظیم متعلق اختلافات کو کوئی حکم دور کر کر مراد الٰہی کو بزور علم ظاہری و بقوۃ علم لدنی و نیز نشانات سماویہ و ارضیہ خوارق خود دنیا پر ظاہر کر دیوے پس جبکہ ہم ان اصول کا تفحص اسلام میں کرتے ہیں تو صحابہ کرام کے وقت سے لیکر اس وقت تک یہی پاتے ہیں کہ تمام نزاعوں اور اختلافات میں اول فیصلہ قرآن مجید سے کیا جاتا ہے کیونکہ ذلک الکتاب لاریب فیہ سوا کتاب اللہ کے کوئی دوسری کتاب موجود نہیں ہے بعد قرآن مجید کے

سنت صحیحہ ہے - بعدہ اجماع صحابہ ہے جو مستند بکتاب اللہ و سنت صحیحہ ہو اور فیصلہ درمیان احادیث کیلئے ہی کتب اصول حدیث مین یہ اصول موصل کیئے گئے ہین کہ صحیح کو ضعیف پر مقدم کر کر ضعیف کو ترک کیا جاتا ہے اور صحیح کو اخذ وغیر ذلک من القواعد والاصول - لہذا ہم پر فرض و واجب ہے کہ اسی اصول کو مرعی رکھ کر اس مسئلہ پیش آمدہ کا فیصلہ کرین کیونکہ یہ مسئلہ اب قبل از وقت نہین رہا ایک مدعی اپنے وقت پر موجود ہو گیا ہے اور جبکہ کوئی حکم اسی ترتیب ادلہ سے اس اختلاف عظیم کو رفع فرما دیوے تو نور علی نور ہے اور ہم پر واجبات سے ہے کہ اس کو بسر و چشم قبول کرین - کما قال اللہ تعالے فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما - خصوصاً جبکہ وہ حکم اس ترتیب ادلہ شرعیہ سے فیصلہ دیکر ساتھ اسکے اس فیصلہ پر نشانات سماویہ و ارضیہ اور دیگر خوارق و معجزات والہامات صادقہ بھی پیش کرے اندرینصورت اسکے قبول نہ کرنے مین اور حجتی لا امتی کا مصداق بنکر تکذیب کیئے جانے مین خطرہ عظیم الحاد کا بالضرور ہے ونعوذ باللہ منہ ناظرین منصفین خوب جانتے ہین کہ کسی مقدمہ کی تحقیقات مین ایک ادنے سراغ کافی ہو جاتا ہے - چہ جائیکہ اسقدر دلایل قطعیہ کسی مقدمہ مین موجود ہو جاوین -

مقدمہ رابعہ

قرآن مجید مین تو کسی طرحکا اختلاف ہو ہی نہین سکتا البتہ روایات حدیثیہ مین جو تخمیناً ڈیڑھ سو برس کے بعد تحریر مین منضبط ہوئین ہین بہت بڑا اختلاف واقع ہے لہذا درصورت تعارض کے اور عدم امکان توفیق و تطبیق کے دونون روایتون مین سے وہ روایت اخذ کیجاوے گی کیونکہ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے کہ فیہا کتب قیمہ کی پوری مصداق ہے اور لم یجعل لہ عوجا اسی کے حق مین فرمایا گیا ہے - ہان البتہ یہ امر ضرور ہے کہ اس توفیق و تطبیق مین جہانتک لسان عرب اجازت استعارہ مجاز اور تشبیہ کے دیوگی حتی الوسع بین الاحادیث توفیق و تلفیق کیجاوے گی - کیونکہ استعارہ مجاز وغیرہ اول تو کل زبان عرب مین شایع ہے مگر پیشین گوئیون مین مجاز استعارہ و تشبیہ وغیرہ بہت کثرت سے غالب ہوتا ہے اس عمل مین ہم اسواسطے کوشش کرتے ہین کہ قضیہ الاعمال خیر من الاہمال جو قاعدہ علم اصول کا ہے وہ ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے اب بعد تمہید ان ہر چہار مقدمات کے جو چار و ناچار واجب القبول ہین آپکے ہر ایک نمبر کا جواب بلحاظ ترتیب طبعی کے دیا جاتا ہے لہذا اولا ہم وفات و حیات عیسے بن مریم پر نظر کرتے ہین - یہ خیال تو بالکل غلط ہے کہ حضرت عیسے کی حیات پر مفسرین و علما کا اتفاق ہے کیونکہ ہم جو کوئی تفسیر دنیا کی تفسیرون مین سے دیکھتے ہین اس مین کسی نہ کسی کا قول وفات کا بھی پاتے ہین تفسیر جلالین ہی کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ تمسک ابن حزم بظاہر الایۃ و قال بموتہ - امام مالک کا قول مجمع البحار مین وقوع موت ہی کی نسبت لکھا ہوا ہے اور دیگر آئمہ کبار کے اقوال ہی حضرت عیسے کی وفات کی نسبت تفاسیر معالم التنزیل وغیرہ مین پائے جاتے ہین جنکا ذکر بسبب طوالت کے اس خط مین نہین کیا جا سکتا لہذا جبکہ خود مفسرین اور علما کے اقوال ہی اس حیات عیسے مین مختلف پائے گئے تو حضرت عیسے کی حیات خود متمسکات مخالفین ہی سے مشکوک ہو گئی خصوصاً جبکہ سنت اللہ اسکے مخالف پڑی ہوئی ہے بنا ء علی ہذا جسقدر حالات اور خیالات کتب تفاسیر یا رسایل آثار محشر مین ان کی حیات پر مترتب کیئے گئے ہین وہ بھی سب مشکوک ہو گئے اور جبکہ ظن کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً تو پھر شک کا کیا ذکر ہے جو مفید کسی علم کا ہو سکے کیونکہ علم و یقین کی بنا امر شکی پر کیونکر ہو سکتی ہے علاوہ اسپر یہ ہے کہ قول بالحیات الکذائیۃ جو بالکل مخالف سنت اللہ کے ہے اگرچہ توحید اسلام کو ہر وقت مین ضرر رسان تھا لیکن نہ اسقدر کہ اس زمانہ فتن دجالیین مضر ہے مضر کیا ہے وہ تو ایک سم قاتل ہے کیونکہ مذہب صلیبی اس قرن مین تمام دنیا مین بڑے زور و شور سے پھیل رہا ہے جو زمانہ سابق مین اسکے ایسے شیوع کا پتہ بھی نہین تھا پس حضرت عیسے کی ایسی حیات کہ جس مین نہ حاجت اکل و شرب کی ہو اور نہ کسی طرحکا تغیر ان کے جسم مین پیدا ہوتا ہو بلکہ بصفات مختصہ الوہیت یعنی الان کما کان اور لا یتبدل ولا یحول وغیرہ وغیرہ متصف ہو جو کسی ابن آدم مین آدم سے لیکر قیامت تک نہین پائی جاتین توحید اسلام کے لیے جو قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد - ہی ایک سم قاتل ہے اور مذہب صلیبی کے لیئے (ایسا مفید ہے جیسا کہ تریاق سموم کے لیئے) جو تمام عالم مین طاعون کی طرح زور شور سے پھیلا ہوا ہے لہذا بموجب مقدمہ ثانیہ کے ایسے اختلاف عظیم الشان کے رفع کرنے کے لیے اس قرن مین اللہ تعالے کی حفاظت جو دین اسلام کے لیے قیامت تک ہی مقتضی ہوئی کہ ایک ایسا مصلح اور مجدد عظیم الشان مبعوث ہو کہ اس فساد عظیم الشان کو جسکا مواد اکثر تفاسیر مین بھی موجود ہے اور اسکا ضرر و اثر سمی خود اہل اسلام تک پہونچ گیا ہے من جانب اللہ حکم ہو کر رفع کرے اور اسی کے ہاتھ سے کسر صلیب بھی واقع ہو - لہذا اسنے قرآن مجید کی تیس آیتون سے حضرت عیسے کی وفات ہمیشہ کے لیئے ثابت کر دی اور انحضرت صلعم کا حیات النبی ہونا جو بطور اعتقاد کے چلا آتا تھا اوسکو نشانات بینہ سے حیز ثبوت کو پہونچا دیا اور احادیث صحیحہ سے بھی وفات عیسے ثابت کی گئی اور اجماع صحابہ کرام سے بھی ثبوت کو پہونچا دی گئی - جیسا کہ رقیمۃ الوداد نمبر دوم و سوم مین یہ تفصیل مذکور ہے اور علوم تواریخ سے وفات کا ہی ثبوت ہوا کما فی رسالتنا اور الہامات بھی اسکے اس مسئلہ کے لیئے موید اور مثبت ہو گئے اور چونکہ یہ مجدد اور مصلح منجانب اللہ حکم ہو کر آیا ہے

لہذا نشانات ارضیہ وسماویہ بھی اس کی تائید دعوے مین واقع ہوئے لہذا اب یہ مسئلہ نور علی نور ہوگیا یا دوسرے الفاظ مین یون کہو کہ قد تبین الرشد من الغی کا مصداق واقع ہوگیا مگر اس خط مین ان سب آیات احادیث اجماع صحابہ اور نقول علم تواریخ والہامات ونشانات وغیرہا کے نقل کرنیکی گنجائش نہین لہذا آپ رسائل اور کتب مصنفہ کا ملاحظہ فرماوین لیس جبکہ بموجب مقدمہ ثالثہ کے جو مسلم ہوچکا ہے اگر کوئی حدیث یا قول صحابی یا قول کسی مفسر کا مخالف قرآن مجید کے ہو تو وہ ساقط الاعتبار ہے چہ جائیکہ ان تمام ادلہ شرعیہ مذکورہ کے مخالف ہو کہ وہ تو بالضرور واجب الترک ہوگا ورنہ جو مفاسد مذکورہ وغیر مذکورہ درصورت قول بالحیات الکذابیہ کے لازم آتے ہین کوئی صاحب انکو رفع فرماوین اور صرف دو ہی آیتین منجملہ تیس آیتون کے یعنی فلما توفیتنی اور ما محمد الا رسول قد خلت قبلہ الرسل کو اس فیصلہ مین پیش نظر رکھین تاکہ طوالت موجب ملالت کے نہ ہو۔ ثانیاً۔ ہم حضرت عیسے کے رفع مین گفتگو کرتے ہین کہ جسمانی ہے یا روحانی اس مین بھی مفسرین کا اختلاف نظر آرہا ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین ایک یہ قول بھی لکھا ہے واعلم ان ہذہ الایۃ تدل علی ان رفعہ فی قولہ ورافعک الی ہو الرفعۃ بالدرجۃ والمنقبۃ لا بالمکان والجہۃ اور اسی تفسیر مین ایک قول یہ بھی لکھا ہے ورافعک الی ای ورافع عملک الی وہو کقولہ الیہ یصعد الکلم الطیب غرضیکہ مفسرین مین اس رفع کے بارہ مین بڑا اختلاف پڑا ہوا ہے کہ جسمانی ہے یا روحانی پس بموجب خود دستاویز مخالفین ہی کے رفع جسمانی عیسے کا مشکوک ہوگیا اور دیگر مسائل جو رفع جسمانی پر متفرع تھے یعنی نزول جسمانی وغیرہ وہ سب مشکوک ہوکر غت ربود ہوگئے اور پھر علاوہ اسکے مخالف سنت اللہ اسکو جدا مانع ہو رہی ہے خصوصاً جبکہ اس امر کا لحاظ بھی کیا جاوے کہ اس

شان وشوکت کا نزول جو تھے یا دوسرے آسمان سے کسی رسول بشر کے لیے نہین واقع ہوا ہان اللہ تعالے کا نزول احادیث صحیحہ سے دنیا کے آسمان پر آخر شب مین ثابت ہے واللہ اعلم کیفیتہ وحقیقتہ مگر کسی بشر رسول کے لیے یہ نزول ثابت نہین حتی کہ آنحضرت صلعم کے لیے بوقت ضرورت اعجاز نمائی کے صرف ایک کتاب کے انزال من السماء کے بارہ مین یہ جواب دیا گیا کہ یسئلک اہل الکتاب ان تنزل علیہم کتابا من السماء فقد سالوا موسے اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جہرۃ فاخذتہم الصاعقۃ بظلمہم تو پھر کسی بشر کا خواہ وہ رسول ہی ہو آسمان سے جسمانی نزول کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے الحاصل ایسا رفع جسمانی جو خود مخالفین کی دستاویزات سے مشکوک اور مختلف فیہ ہے اور سنت اللہ کے بھی مخالف ہے اور مذہب صلیبی کا بڑا موید ہے اسکا فیصلہ قطعی کرنا بھی اس حکم کے فرایض منصبی سے تھا ورنہ پھر حضرت عیسے کے نزول کیوقت اسلام کی تائید تو کیا ہوتی اس اقتداری نشان کو دیکھکر لاکھون آدمی اور عیسائی ہوجاتے سو اس حکم نے اول تو حضرت عیسے کی وفات پاجانے سے ہی یہ فیصلہ کردیا کہ جب حضرت عیسے قطعی وفات پاگئے تو پھر رفع جسمانی کیسا فیہا تحیون وفیہا تموتون الم نجعل الارض کفاتا احیاء وامواتا قانون الٰہی موجود ہے ثانیاً کتاب اللہ سے یون فیصلہ کیا کہ جبکہ باوجود ضرورت اعجاز نمائی کے بوقت سوال وا صرار کرنے کفار کے جو واسطے رفع جسمانی آنحضرت صلعم کے کیا گیا تھا کہ او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرأہ اور کتاب جواب یہ ملا کہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا تو پھر بلا ضرورت داعیہ کے ہوتے اس [illegible] کے حضرت عیسے کا رفع جسمانی کیونکر ہوسکتا ہے۔ ثالثاً۔ اس فیصلہ قطعی کو یون موجہ کیا کہ قصہ صلیبی حصر یہ ہین جو بل رفعہ اللہ الیہ ہے اگر اس سے مراد رفع جسمانی ہو تو

کلام الٰہی بالکل عبث ہوا جاتا ہے اور کوئی فیصلہ مزعومات اہل کتاب مین اس سے حاصل نہین ہوتا کیونکہ اہل کتاب یہود حضرت عیسے کو بوجہ قتل صلیبی اپنے مزعوم کے ملعون سمجھتے تھے اور عیسائی بھی تین دن کے لیئے انکو ملعون قرار دیتے ہین اور یہود اسی لیے قتل صلیبی کے درپے تھے کیونکہ بموجب حکم توریت کے قتل صلیبی انکے نزدیک موجب لعنت کا ہے جو ضد رفع کی ہے کیونکہ مفہوم لعنت کا بعد اور دوری ہے اللہ تعالے کی جناب سے اور مفہوم رفع کا مقرب الٰہی ہونا ہے کیونکہ تمام کتب لغات معتبرہ مین رفع کے معنی تقریب کے لکھے ہین لہذا مزعوم اہل کتاب کو جو لعنت ہے رفع کے ساتھ جو اسکی ضد ہے رد فرمایا گیا بخلاف اسکے کہ رفع سے مراد اگر رفع جسمانی لیا جاوے تو پھر لعنت سے ذب کرنا حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ لعنت اور رفع جسمانی دونو جمع ہوسکتے ہین آپکا خود مشاہدہ ہوگا کہ اکثر کفار مشرکین کشمیر کے پہاڑ پر دوسرے اہل اللہ سے مرفوع الجسم الی السماء موجود ہین یا بذریعہ غبارہ کے رفع جسمانی اور لعنت دونون جمع ہوسکتی ہین مگر بہ سبب کفر وشرک کے باوجود رفع جسمانی کے اللہ تعالے سے بہت بعید اور دور ہین اور پھر دیکھو کہ شیاطین کا رفع واسطے استراق سمع کے آسمان تک ہوتا ہے باوجودیکہ وہ ملعون اور مرجوم ہین اندرینصورت کلمہ بل بھی نعوذ باللہ لغو ہوا جاتا ہے دحاصل یہ ہوا کہ رفع سے مراد صرف تقرب الٰہی ہے جو واسطے رد کرنے مزعوم فاسد اہل کتاب کے لعنت سے ذب کیا گیا ہے اب ایک فیصلہ قطعی نزاع اہل کتاب کا حاصل ہوگیا کما قال اللہ تعالے ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون وانہ لہدی ورحمۃ للمومنین اور یہ بھی واضح رہے کہ عین صلیب کے وقت وعدہ رفع کا ہوا ہے جو عیسے

یا عیسےٰ انی متوفیک و رافعک الی مین فرمایا گیا تھا اور ایفاء وعدہ کا تذکرہ بل رفعہ اللہ الیہ مین مذکور ہوا ہے۔ رابعًا - اس پر غصہ کو یون مبرہن کیا گیا اگر کلمہ رفع جو بغیر صلہ حرف الی کے کسی جگہ پر واسطے رفع جسمانی کے آگیا ہو تو اس مین کچھ بحث نہین ہے یہا ن گفتگو ایک خاص محاورہ رفع الی اللہ مین ہے جو کسی جگہ محاورات عرب مین خواہ قرآن مجید ہو یا حدیث ہو یا کتب لغات عرب مین سے کوئی کتاب ہو بمعنی رفع جسمانی کے ہرگز ہرگز نہین آیا - لہذا ما نحن فیہ مین کلمہ رفع صرف ایک معنی واحد کے لیئے جو رفع روحانی ہے متعین المعنی ہوگیا ہے اور رفع جسمانی کا احتمال ہے۔ اس مین ہرگز نہین ہو سکتا اس بحث مین اور بھی ادلہ قطعیہ ہین اس امر پر کہ رفع جسمانی حضرت عیسے کا ہرگز نہین ہوا بلکہ رفع درجات اور رفع روحانی ہوا ہے جو بمقابلہ مزعوم اہل الکتاب کے ہے اور رفع جسمانی کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل مروی نہین ہے آپ کا ایسا خیال بالکل خلاف نفس الامر کے ہے رابعًا ہم اس بارہ مین تحقیق کرنا چاہتے ہین کہ جبکہ حضرت عیسے اپنی عمر ۱۲۰ برس پا کر فوت ہو گئے ہین جیسا کہ حدیث طبرانی و حاکم مین مذکور ہے اور ہمارے رسائل مین بتفصیل مندرج ہو چکی ہے اور نہ انکار رفع جسمانی ہوا ہے جو نزول جسمانی اس پر متفرع ہو اور موتے حقیقی کا رجوع بھی اس دنیا مین ممکن نہین کہ قد سبق القول منی انہم لا یرجعون وارد ہے تو پھر ان احادیث کے کیا معنی ہین جن مین ابن مریم کے نزول کا وعدہ دیا گیا ہے پس واضح ہو کہ عیسے بن مریم اس قرن کے مجدد کا نام ہے جو آنحضرت صلعم نے تعلیمًا اعلے سے یہ نام رکھا ہے گو اس نام کے رکھنے مین اکثر امت ایک اشتباہ مین پڑ گئی مگر اسلام مین سوا محکمات کے متشابہات کا موجود ہونا بھی ضروریات سے اور موجب ترقیات علوم کا ہے اگر متشابہات نہ ہون تو تمام علوم ضایع ہو جاوین اور قوای دماغی وقلبی بشر کے معطل اور بیکار رہین اور پھر والذین اوتوا العلم درجات کا رفع کیونکر ظاہر ہو کیونکہ نصوص اور محکمات کے سمجھنے مین تو اہل لسان خواہ علماء راسخین ہون یا غیر انکے سب برابر ہوتے ہین اور پھر تمیز اور تخصیص بین المخلصین والمعاندین کیونکر حاصل ہو غرضکہ محکمات کے ساتھ متشابہات کا ہونا بھی ضروریات سے ہے کما قال اللہ تعالے ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایات محکمات ہن ام الکتاب واخر متشابہات فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب اور مقربین امت کے نام رکھنے مین آنحضرت صلعم کو انکے نفسون اور ما باپ سے بھی زیادہ اختیار ہے کما قال اللہ تعالے النبی اولے بالمؤمنین من انفسہم یہی وجہ آنحضرت صلعم نے اکثر صحابہ کے نام ابتداءً بھی رکھے ہین اور پہلے نامو کو بدل کر دوسرے نام بھی تجویز فرما دیئے ہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام بکنیت ابو تراب آنحضرت صلعم نے رکھا ہے باوجودیکہ حضرت علی کی کنیت دوسری ابو الحسن بھی تھی مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کنیت ابو تراب کو بسبب تسمیہ آنحضرت صلعم کے کنیت ابو الحسن سے محبوب تر رکھتے تھے اور آپکو اس کنیت سے جو کوئی پکارتا تھا بہت خوش ہو جاتے تھے وما سماہ ابا تراب الا النبی صلعم دیکھو بخاری صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۹ چونکہ مجدد اس قرن چہاردہم کا آنحضرت صلعم کے نزدیک دیگر مجددین سے معظم مکرم تر اور محبوب تر تھا لہذا اسکو سلام بھی اپنا تاکیداً پہونچایا ہے جو مشعر تعظیم و تکریم کے لیے ہے اور نام بھی اسکا عیسے بن مریم خود رکھا ہے تاکہ حسب الحکم آیت کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی ابوت روحانی آنحضرت کی اس مجدد کے لیے واضح ہو جاوے اور اگرچہ بموجب روایت ابن المسیب کے جو احب الاسماء الی اللہ اسماء الانبیاء ہے آنحضرت نے اس مجدد کے دیگر اسماء انبیاء کے ساتھ بھی نام رکھے ہین مگر نام عیسے بن مریم اور نامون سے بیشتر رکھا گیا ہے اور دوسرے نام یا تو الہام سے دریافت ہوئے یا اشارۃ احادیث سے معلوم ہوئے ہین جیسا کہ وارد ہے کہ **یواطی اسمہ اسمی** پس جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کنیت ابو تراب سب نامون سے زیادہ محبوب تر تھی اس لیئے اس مجدد کو بھی نام عیسے بن مریم زیادہ تر محبوب ہوا اور اولًا وہی دعوے عیسے بن مریم ہونے کا پیش کیا گیا اگرچہ دیگر انبیاؤں کے نام پر بھی رو سکے نام ہین تاکہ ترتیب وضعی ترتیب طبعی کے موافق ہو جاوے

اور دوسرا نام اس مجدد کا محمدی بشیر مہدی جو تھا نبی اللہ اور خود اللہ تعالے نے ما باپ کے ذریعہ سے غلام احمد نام رکھا ہے چونکہ ان مقربین کے نامو نمین جو قضیہ مسلمہ الاسماء تنزل من السماء کے مصداق ہوتے ہین وجہ تسمیہ اور معانی کا لحاظ بھی ضرور ہوا کرتا ہے اور بلا لحاظ معانی اور مناسبات کے یہ اسما نہین نازل ہوا کرتے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکم قضیہ مسلمہ ہے لہذا ان ہر پنج اسماء کیلئے بھی مناسبت کا ہونا ضروری ہے اور اسی لیئے تعبیر الرویا مین جو عالم روحانی سے ہے اکثر تعبیرات بلحاظ معانی اسما کے ہی ہوا کرتی ہین اور نیز آنحضرت صلعم سے اسما کے ساتھ تفاول بھی مروی ہے اگر لحاظ معانی اور مناسبات کا نہوتا تو نعوذ باللہ یہ جملہ ہدایات اسلامیہ لغو ہو جاتی لہذا ہم یہان پر ہر پنج نامونکے لئے کچھ مناسبت اور مماثلت مختصراً بیان کئے دیتے ہین - **اسم اول کی مناسبت** تو خود ظاہر ہے اور خود حضرت اقدس نے بھی بیان فرما دی ہین سے

چون مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند
ابن مریم مصلحت را نام من بنہادہ اند

اور محمد مہدی کے نام رکھنے جو حکم یواطی اسمہ اسمی کے الہاماً بھی تسمیہ کیا گیا ہے یہ سر ہے کہ چونکہ اس قرن مین اللہ تعالے

کے صفات و افعال مین ایک شرک عالمگیر
پھیلا ہوا ہے حتیٰ کہ قوم نصارے کے ساتھ
اہل اسلام نے بھی کسی قدر ہان مین ہان
ملا دی ہے اور اس مجدد کی کوشش ہمہ تن
اس شرک کو دفع کر کر بجائے اس کے توحید
و تمجید و تحمید الہی قایم کرنے کے لیے ہے۔
اور اسی ضمن مین آنحضرت صلعم کی شان
کی تمجید مقصود اعظم ہے جو اہل اسلام
نے بھی بمقابلہ حضرت عیسے کے اسکو گم
کر دیا ہے ولا مقصود لہ الا ہو لہذا رسول
کریم صلعم نے بطور بدلے اور عوض دینے
کے اس کی اس تحمید کے مقابلہ مین اسکا
نام محمد رکھا اور فرما دیا کہ یواطی اسمہ اسمی
ولنعم ما قیل ؎
نان دہے گر بہر حق نانت دہند
جان دہے گر بہر حق جانت دہند
اور مہدی نام بھی اسلیئے رکھا گیا کہ اسوقت
مین ایک عالم کا عالم مذکورہ شرک مین پھنسا
ہوا ہے اور صرف یہی مجدد مہدی یعنی ہدایت
یافتہ من جانب اللہ ہے یا اس کی جماعت
اور واقعات اس کی شہادت دے رہے
ہین اس کا مشاہدہ کر لو کہ ایک تو فرقہ عظیم
نصارے جو چالیس کروڑ سے بھی زیادہ
ہین حضرت عیسے کو خدا جانکر صفات مختصہ
الوہیت ان مین ثابت کر رہے ہین اور پھر
بھی مولویان اہل اسلام ان کی تائید کر رہے
ہین اور پھر نظر ثانی کرو اس امر مین کہ سوا
جماعت احمدیہ کے عیسائیونکے اعتراضونکا
جواب دینے والا مسلمانون مین اب کوئی
نظر نہین آتا بشپ صاحب لاہور کا
قصہ آپ نے سنا ہی ہوگا وغیرہ وغیرہ اور
نبی اللہ نام اسلیئے رکھا گیا کہ اس صدی
مین واسطے تائید اسلام کے الہامات
پیشین گوئی کی سخت ضرورت ہے کیونکہ
دنیا مین صدہا علوم عقلیہ و فنون طبعیہ
اب شایع ہوگئے ہین اگر الہام الہی مدد
نہ فرماوے تو پھر غلبہ اسلام ان علوم
فنون پر کیونکر حاصل ہو صرف ایک الہام
متضمن پیشین گوئی ہے جو سب علوم پر غالب
ہو جاتا ہے اور تمام علوم اسکے مقابلہ مین

مغلوب ہو جاتے ہین کیونکہ طاقت بشریہ سے
باہر ہے اس لیے اس مجدد کو اس کثرت سے
الہامات پیشین گوئی ہوتی ہین کہ مجددین سابقین
مین کہین ان کا پتہ اور نشان بھی نہین ملتا
دیکھو اسکے رسائل اور اس کی کتابون کو
مثل براہین احمدیہ و تریاق القلوب وغیرہ
کو جن مین الہامات پیشین گوئی کے بکثرت
موجود ہین اور چونکہ نبار کی حقیقت شرعی
اخبار عن اللہ ہے - لہذا بوجہ کثرت الہامات
پیشین گوئیونکے نبی اللہ یعنی مخبر عن اللہ
نام رکھا گیا اور چونکہ خبر جو مترادف نبار کا
ہے مقولہ علم سے ہے لہذا اس مین ایک
اشارہ یہ بھی ہے کہ اسکے ذریعہ سے معارف
اور علوم قرآنی اور دقایق و حقایق فرقانی
کا کشف پہلی [illegible] زیادہ تر ہوگا واقعات
نے اس امر کی بھی شہادت دیدی دیکھو اسکی
کتب و رسائل کو - اور اللہ تعالے نے نام
اسکا بدر [illegible] کے غلام احمد رکھوایا ہے
اس کی [illegible] ہے کہ غلام احمد قادیانی
کے اعداد [illegible] ہین جو سنین منصب
تجدید [illegible] اشارہ لطیفہ کر رہا ہے اور
چونکہ غلام احمد قادیانی کے اعداد ۱۳۰۰ ہین
جو اس کا سنہ تجدید ہے اور کوئی دوسرا
شخص مدعی مسیحیت و مہدویت کا جو غلام احمد
قادیانی ہو اس [illegible] نہین ہے لہذا یہ ایک
اشارہ لطیفہ ہے اسکے الہام انت منی
بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کیطرف اور یہ الہام
اشارہ لطیفہ کر رہا ہے اسکے خاتم الخلفاء
ہونے پر کیونکہ سوائے اس تفرد اور توحد
کے جو خاتم الخلفاء کے لیے ضروری ہے
اور تفرد و توحد بشر کے لیے ہو ہی نہین
سکتا علاوہ اسکے ایک سر یہ ہے کہ جس
عیسے کو عیسائیون نے خدا یا خدا کا بیٹا قرار
دے لیا ہے تو جبکہ یہ مسیح غلام احمد کا
خوارق وغیرہ مین اس سے بڑھکر ہے تو
پھر اس عیسے اسرائیلی کی الوہیت کہان
باقی رہی ولنعم ما قیل ؎
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بڑھکر غلام احمد ہے
اس بیان سے وہ تمام شکوک و شبہات

جو مثیل کے بارہ مین تھے رفع ہوگئے
ہونگے کیونکہ ہم جو مماثلت ابن مریم کے ساتھ
بیان کرتے ہین وہ صرف اسلیئے ہے کہ وجہ
تسمیہ ساتھ ابن مریم کے پیدا ہو جاوے
اور یون تو اسکو تمام انبیاؤن کے ساتھ
مماثلت ہے الہام جری اللہ فی حلل الانبیا
مدت ۲۰ یا ۲۲ سال سے براہین احمدیہ مین
شایع ہو چکا ہے ہان عیسے بن مریم کے
ساتھ جو دربارہ مماثلت زیادہ زور دیا گیا
ہے وہ اسوجہ سے ہے کہ آنحضرت صلعم
نے سب سے اول یہ تسمیہ فرمایا ہے اور پھر
کسر صلیب اسی کا فرض منصبی ہے
یہ وجوہ مماثلت مختصراً بیان کی گئی ہین اگر
بہ تفصیل دیکھنا ہو تو دیکھو کتب اس سلسلہ
الہیہ کو۔ **خامساً** - ہم نظر اس بارہ مین
کرتے ہین کہ مہدی اور مسیح دو شخص ہین
جو ایک زمانہ مین ہو وینگے یا ایک ہی شخص
ہے جس مین ہر دو شان جمع ہونگے - سو
واضح ہو کہ اس بارہ مین بھی اختلاف
ہے اور بعض احادیث سے ان دونون کا
ایک ہونا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان حدیثون
مین جو صفت مسیح کی بیان کی گئی ہے وہی
صفت مہدی کی دوسری حدیث مین
مذکور ہے اور برعکس اسکے دیکھو حجج الکرامہ
وغیرہ کو چونکہ یہ بحث طول و طویل ہے لہذا
ہم یہان پر صرف ایک حدیث سے اس
مقدمہ کا فیصلہ کئے دیتے ہین کیونکہ تحقیقات
کسی مقدمہ مین جبکہ کچھ ادنے سراغ بھی
ملجاتا ہے تو پھر اہل بصیرت پر تحقیق اس
مقدمہ کی سہل و آسان ہو جاتی ہے -
چہ جائیکہ جملہ آثار و علامات معلوم ہو جاوین
وہ حدیث یہ ہے - کیف تہلک امۃ انا
اولہا والمہدی وسطہا والمسیح اخرہا ولکن
بین ذلک فیج عوج لیسو منی ولا انا منہم
رواہ رزین مشکوۃ شریف باب ثواب
ہذہ الامۃ فصل ثالث اس حدیث سے
ثابت ہے کہ اگر کوئی مہدی ہوگا بھی تو زمانہ
وسط مین ہوگا چنانچہ اس امت مین ہر
صدی مین مجددین گذر چکے ہین جو بالضرور
وہی مہدی بھی ہے یعنی ہدایت یافتہ

من جانب اللہ ہوگی لیکن آخر زمانہ مین سوائے مسیح موعود کے کوئی دوسرا شخص مہدی نہین ہوگا اور حدیث لاالمہدی الاعیسیٰ ابن مریم نے بھی یہی فیصلہ کردیا ہے آگے رہا اس حدیث کا ضعیف ہونا سو یہ غلط ہے کیونکہ کسی شخص کا یہ خواب ہے کہ امام شافعی نے اس سے کہا کہ یہ حدیث میری نہین۔ یونس راوی نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ اس پر امام حافظ الحدیث عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہین کہ یونس بن عبدالاعلی صدفی ثقات اور معتمدین سے ہین صرف کسی کی خواب سے وہ مطعون نہین ہوسکتے حاشیہ سندی مین لکھا ہے قال ابن کثیر یونس بن عبدالاعلی الصدفی من الثقات لایطعن فیہ بمجرد منام انتہی موضع الحاجتہ علاوہ اس پر یہ ہے کہ جس قدر احادیث مہدی کے بارہ مین آئی ہین وہ سب مخدوش اور مجروح ہین دیکھو ابن خلدون وغیرہ کو اور اس پر مزید یہ ہے کہ صحیحین مین کوئی باب مہدی کا منعقد نہین کیا گیا بخلاف مسیح موعود کے پس جبکہ ان وجوہ نقلیہ سے بھی ثابت ہوگیا کہ سوائے مسیح موعود کے مسیح موعود کے قرن مین کوئی دوسرا شخص مہدی نہین ہے اور اس دعوے پر علاوہ ان وجوہ نقلیہ کے شہادات سماویہ وارضیہ مثل کسوف وخسوف وغیرہ کے بھی پیدا ہوگئین تو پھر بموجب مقدمہ رابعہ کے قرن مسیح موعود مین کسی دوسرے شخص کا مہدی ماننا بالکل مخالف ہے تعلیم اسلام کے بلکہ وہی ایک شخص مسیح موعود بھی ہے اور مہدی بھی ہے اقتدائے نماز پر جو گفتگو حدیث مسلم مین آئی ہے اس مین مہدی کا کہین ذکر نہین صرف لفظ امیر ہے جو بموجب تعلیم اسلام کے تین آدمیون مین بھی ایک امیر ہوسکتا ہے چنانچہ بطور تناوب کے یہان نماز کے چند امیر ہین کیونکہ حضرت کے لیئے فطرتاً وقدرتاً چند ایسے موانع موجود ہین کہ وہ خود نماز نہین پڑھا سکتے پس یہ پیشین گوئی بھی قدرتی موانع سے پوری

ہورہی ہے۔ سادساً۔ ہم اس امر مین نظر کرتے ہین کہ مہدی عترت اور اہلبیت یا اولاد فاطمہ سے ہونا کس حد تک صحیح ہے یہ تو معلوم ہوچکا کہ مسیح موعود کے زمانہ مین کوئی دوسرا مہدی نہین ہوگا پس اس سوال کی اس جگہ گنجایش ہی نہین رہی مگر ہم یہان پر مختصر کچھ اور بھی تحریر کیئے دیتے ہین واضح ہو کہ اس بارہ مین بھی احادیث مختلف آئی ہین کسی مین اولاد حسن سے اور کسی مین اولاد حسین سے اور کسی مین بنی عباس سے مہدی کا ہونا آیا ہے۔ یہ باب طویل الذیل از روئے روایات مختلفہ کے مصداق ہے۔ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا کا۔ تواریخ معتبرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک خاندان مذکورہ سے مہدی گذر چکے ہم یہان پر صرف یہ امر جتلانا چاہتے ہین کہ اولاد حضرت فاطمہ علیہا السلام سے بھی ملک عجم طبرستان عراق اور جیلان وغیرہ مین چند ائمہ اور خلفاء ایسے ہوئے ہین کہ ان کے اوصاف حمیدہ مطابق ہوجاتے ہین ساتھ اوصاف مہدی مندرجہ احادیث کے اور چونکہ احادیث مین اوصاف مہدی متغائرہ پائے جاتے ہین لہٰذا مہدی بھی متعدد اشخاص ہوئے ہین۔ ان خلفاء اور ائمہ دین فاطمین نے دعوت الی الاسلام بھی کی ہے اور جہاد بھی واسطے ذب کرنے حملہ مخالفین اسلام کے کیئے اور بعض ان آئمہ کے اپنے خصال کمالات مین وحید العصر بھی تھے اور وسیع العلوم بھی تھے اور ملک جیلان کے کفار ان کے ہاتھ پر اسلام لائے ان نومسلمونکی تعداد ریاض مستطابہ مین لکھی ہے کہ کانوا زہاء مأۃ الف او یزیدون اور انہین سے بعض نے بیس برس تک خلافت اور امامت کی ہے اور عدل مین بھی ضرب المثل تھے دیکھو الریاض المستطابہ صفحہ ۸۰ واما الذین قاموا بالامامۃ من الفاطمین فی بلاد العجم والعراق اکثر من عشرین اماما وتمکن منہم بضعۃ

عشر پس اگر احادیث مشعر المہدی من ولد فاطمہ کو تسلیم ہی کیا جاوے تو ایک مہدی کی جگہ چند مہدی ہوسکتے ہین اور بسبب تعدد کے احادیث مختلفہ کے بھی مصداق قرار پا سکتے ہین لیکن مسیح موعود کے زمانہ مین سوائے اسکے اور کوئی مہدی نہین ہوسکتا اور کیونکر ہوسکے کہ اس مسیح موعود کا خاتم الخلفا ہونا اپنے محل پر ثابت کیا گیا ہے اور ہوتے خاتم الخلفا کے کسی دوسرے امام یا خلیفہ کا ہونا کیونکر متصور ہوسکتا ہے ورنہ وہ خاتم الخلفا نہ ہوگا دیکھو رسائل مصنفہ کو۔ نمبر چہارم مین جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ کے رفع ونزول مین حدیثین بہت وارد ہین اور تمام مفسرین اور محدثین وغیرہم کا اعتقاد یہی ہے اسکا غلط ہونا بیان سابقہ سے ثابت ہوگیا البتہ صرف نزول مین احادیث موجود ہین اور نزول کے معنی آسمان پر سے اترنے کی ہرگز نہین ہین دیکھو بخاری کو اس مین لکھا ہے باب نزول النبی صلعم الحجر کیا نبی کریم مقام حجر مین آسمان پر سے اترے تھے لفظ منزل وغیرہ بھی نزول ہی سے مشتق ہے تو کیا کسی منزل مین آسمان پر سے بھی آدمی اترا کرتے ہین لہٰذا حقیقت نزول مسیح کی صرف اسقدر ہے کہ اس کی بعثت منجانب اللہ ہوگی۔ تائیدات سماوی اسکے شامل حال ہونگی الہامات او سپر نازل ہونگے وغیرہ وغیرہ سابعاً یہ بھی واضح ہو کہ اس زمانہ کے باامن ہونے مین کیا کلام ہے مثلاً نظر کرو آنحضرت صلعم کی حالت مکی پر کہ اہل اسلام کے لیئے کیسا پرخطر زمانہ تھا اور پھر اس زمانہ کو دیکھو کہ کیسا پرامن زمانہ ہے پھر دور کیون جاؤ ہم شیخ سعدی کے زمانہ ہی پر نظر ڈالو وہ کہتے ہین ؎

خلاف رائے سلطان رائے جستن
بخون خویش باید دست شستن
اگر شہ روز را گوید شب است این
بباید گفتن اینک ماہ و پروین

اور پھر اس زمانہ پر امن کی آزادی کو دیکھو کہ ایک ادنےٰ سا آدمی گورنمنٹ عالیہ پر کسقدر نکتہ چینی اور اعتراض کرتا ہے معہذا گورنمنٹ اس سے ناخوش نہیں ہوتی بلکہ خوشی سے بعض اعتراض اگر اپنے محل پر ہین تو قبول کر کر قوانین مین اصلاح بھی کر لیتی ہے۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ثامناً - طلوع ستارہ ذوالسنین کی نسبت آپ لکھتے ہین کہ ثبوت مسیحیت یا مہدویت کے لیے تسکین بخش نہین ہے۔ اس مین آپ کو بڑا دھوکہ لگا ہے اصل حال یہ ہے کہ علامات و آثار دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو وہ آثار ہین جو بمنزلہ عرض عام کے ہوتے ہین یعنی متعدد جگہ پر پائے جاتے ہین اور دوسرے وہ آثار ہین جو بمنزلہ خاصہ کے ہوتے ہین یہ آپکا کہنا صحیح ہے کہ کسی شے کے عوارض عامہ سے پوری تعریف اس شے کی حاصل نہین ہوسکتی جب تک کہ اس کی خاصہ کو شامل نہ کیا جاوے ہان بعض عوارض عامہ بھی ایسے جمع ہو جاتے ہین کہ اسکا مجموعہ بھی معرف شے کبھی ہو جاتا ہے مگر جبکہ ان عوارض عام کے ساتھ خاصہ بھی منضم کیا جاوے تو پھر تعریف شے بخوبی حاصل ہو جاتی ہے مثلاً انسان کی تعریف اگر چاہین تو فقط جسم نامی سے حاصل نہین ہو سکتی پھر اسکے ساتھ حساس متحرک بالارادہ بھی منضم کیا تو بھی پوری تعریف حاصل نہوگی لیکن جبکہ ضاحک یا کاتب بھی ان عوارض عامہ کے ساتھ منضم کر دیا جاوے تو پھر پوری تعریف حاصل ہو جاوے گی علےٰ ہذا القیاس اس مسیح موعود کے تمام آثار جو کہ موجود ہو گئے ہین کچھ تو بمنزلہ عرض عام کے ہین اور کچھ بمنزلہ خاصہ کے عرض عام تو آپ جانتے ہی ہین اور مثال خاصہ کی مثلاً اجتماع خسوف کسوف ماہ رمضان ۱۳۱۱ ہجری کا ہے اور سوائے اسکے دیگر خاصہ بھی ہین پس اگر کسی خاصہ کو اسکے عوارض عامہ کے ساتھ ضم کر کر نظر کیجاوے تو مجموعہ ان کا بمنزلہ ایک معرف تام شے ہو جاویگا اور پھر بطور دلیل انی کے مسیح موعود کے وجود کا علم بھی بالضرور حاصل ہو جاویگا کیونکہ دنیا کی اکثر اشیا کا علم دلائل انی ہی سے حاصل ہوا کرتا ہے دیکھو خدا کی خدائی بھی اسکے آثار قدرت ہی ... کو دیکھکر حاصل ہوئی ہے۔ رسول کریم صلعم کی رسالت و نبوت کا علم بھی آثار رسالت معلوم کر کر حاصل ہوا ہے پھر دیکھو کسی مکان مین اگر دھوان دیکھا جاتا ہے تو وجود آگ کا معلوم ہو جاتا ہے۔ کسی دیوار کے پیچھے آواز زید کی سنکر وجود زید معلوم کر لیتے ہین غرضکہ اکثر علوم اشیاء دنیا کے اسکے آثار دیکھکر ہی حاصل کیئے جاتے ہین پس اگر آثار مسیح موعود جو کچھ تو بمنزلہ عرض عام کے ہون اور کچھ بمنزلہ خاصہ کے جمع کئے جاوین تو پھر اس شخص کے مسیح موعود ہونے کا علم بھی جو ان آثار کا مصداق ہو حاصل ہو جاویگا اگر ایسا نہ ہو تو پھر تمام اشیاء دنیا مین سے کسی شے کا علم بھی حاصل نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی کہے کہ سلمنا اجتماع خسوف و کسوف مہدی کے لیے بمنزلہ ایک خاصہ کے ہے مگر حضرت مرزا غلام احمد کے لیے وہ خاصہ کیونکر ہوگیا جائز ہے کہ کسی دوسرے شخص کے لیے ہو جو وہی دراصل مہدی ہو تو کہا جاویگا کہ دلیل استقرائی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرن مین کوئی دوسرا شخص مدعی مہدویت کا نہین پایا جاتا ہے جس کی تکذیب بھی بڑے زور شور سے از طرف مولویان کی گئی ہو اور چونکہ یہ آسمانی نشان واسطے تصدیق ایسے مدعی مہدویت کے مقرر کیا گیا ہے جو دراصل عنداللہ صادق ہے اور لوگون نے اس کو کاذب قرار دیا ہے کیونکہ لام جو ان لمہدینا آیتین مین موجود ہے وہ واسطے انتفاع کے آیا ہے اب دیکھو دنیا مین صرف ایک شخص غلام احمد ہی ہے جسنے دعوے مسیحیت اور مہدویت کا بڑے زور شور سے کیا اور تکذیب بھی اس کی بڑے زور شور کے ساتھ واقع ہوئی پس متعین ہوا کہ یہ نشانی آیت بھی واسطے تصدیق حضرت مرزا غلام احمد ہی کے مخصوص ہے وہو المدعا۔ اور واضح ہو کہ آثار سے موثر کا علم حاصل کرنا ایک ایسا مشہور قاعدہ ہے کہ سب جگہ پر جاری ہو جاتا ہے کسی شخص کے آثار شجاعت دیکھ اسکو شجاع جان لیتے ہین اور آثار سخاوت دیکھکر کسی کو سخی سمجھ لیتے ہین علوم طبیہ اور مخزن الادویہ کے علوم بھی یون ہی حاصل ہوتے ہین بعد تمہید اس قاعدہ کے ہم یہان پر نظر کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ صدی کا سر موجود ہے جو مجدد کو باآواز بلند بلا رہا ہے بلکہ ایک خمس صدی کا گذر بھی گیا غلبہ مذہب صلیبی موجود ہے جو اسلام کو ضرر پہونچا رہا ہے۔ یہ مسیح موعود کسر صلیب کر رہا ہے جو اس کا فرض منصب ہے اور یہ کسر صلیب ایسی شان سے کر رہا ہے کہ آج تک کسی نے نہین کیا کیونکہ اس غلبہ صلیبی کے وقت حکمت الہی اسلام کی تائید کے لیے ایسی ہی کسر کو مقتضی بھی تھی۔ پھر ہم دیکھتے ہین کہ یہ مسیح موعود تمام اراکین مذاہب باطلہ بلکہ سلاطین کو بھی دعوت الی الاسلام کر رہا ہے جسکی تبلیغ بسبب مہیا ہو جانے تمام سامان و اسباب کے کل دنیا کے لیے اب ضروری ہوگئی تھی تاکہ پیشین گوئی لیظہرہ علی الدین کلہ پوری ہو۔

الہامات متضمن اخبار مستقبلہ کا ثبوت بین طور پر ہو رہا ہے جو الہامات مندرجہ براہین تھے گویا کہ وہ بمنزلہ عہد عتیق کے تھے اور انکا پورا ہونا بمنزلہ عہد جدید کے ہے کیونکہ اسوقت مین ایسے الہامات کی سخت ضرورت تھی کیونکہ بمقابلہ علوم طبعیہ وغیرہا کے بذریعہ الہام ہی کے جو علم حاصل ہوتا ہے وہی فوق طاقت بشریہ کے ہے لاغیر۔

کسوف وخسوف کا اجتماع ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ مین جو اس کے لیے بمنزلہ ایک خاصہ کے تھا واقع ہو چکا اونٹون کی سواری تمام دنیا مین بسبب اجراے ریلوے کے بیکار ہوتی چلی جاتی ہے جسکا ذکر بعہد مسیح موعود احادیث مین موجود ہے وترک القلاص فلا یسعی علیہا۔ طاعون بھی دنیا مین پڑا ہوا ہے جسکا ہونا بوقت مسیح موعود کے رسائل آثار محشر مثل حدیث الغاشیہ وغیرہ کے لکھا ہوا ہے اور الہامات مندرجہ براہین مین بھی طاعون کا ذکر پایا جاتا ہے جسکو شایع ہوئے ۲۰ یا ۲۲ سال ہو چکے۔ اس سلسلہ الٰہیہ کے لیے نصرت اور فتح بھی ابتدا سے آجتک حاصل ہوتی رہی جیسا کہ مامورین الٰہی کے لیے وعدہ الٰہی ہو چکا ہے اور الہامات براہین احمدیہ مین بھی اس فتح ونصرت کا ذکر بصراحت موجود ہے جسکا وقوع ملہم کے لیے دلیل صدق منجانب اللہ ہونے کے ہے وغیرہ وغیرہ غرضکہ جسقدر آثار اور علامات صدق اس مسیح موعود کے لیے اب واقع ہو گئی ہین بعض ان کے بمنزلہ خاصہ کے ہین اگر ان کل کو جمع کر کر نظر کیجاوے تو بالضرور علم وجود مسیح موعود کا اور مصداق ہونا ان سب کا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے حاصل ہو جاویگا لیکن اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ جسقدر روایات رطب ویابس کتابون مین تفاسیر وغیرہ کے پائی جاتی ہین یا جسقدر خیالات مسیح موعود کی نسبت من تلقاء نفس کوئی شخص رکھتا ہے وہ سب پورے طور پر واقع ہو جاوین تب وہ مسیح موعود تسلیم کیا جاوے تو یہ امر نہ کسی مامور من اللہ کے وقت مین ہوا اور نہ کبھی ہوگا خود رسول مقبول صلعم کے وقت مین جو علما آثار واخبار یہود دیکھتے تھے اسی ٹھوکر کھانے کی وجہ سے اکثرون نے آنحضرت کو قبول نہین کیا ورنہ بشارات آنحضرت صلعم مین تو تمام کتب مقدسہ ابتک مملو ہین۔ باقی رہین وہ چند احادیث جو آپکے خط مین مندرج ہین سو انکے سمجھنے کے لیے ہمنے مقدمات اربعہ ایسے لکھدیئے ہین کہ اگر آپ ان مقدمات اربعہ کو ملحوظ اور مرعی رکھین گے تو خود بخود مراد ان حدیثو نکے سمجھ سکتے ہین ورنہ ہمارے رسائل کا ملاحظہ فرماوین اور مقدمات مذکورہ کو پیش نظر رکھین تو پھر یہ احادیث اور نیز متعلق اس پیشین گوئی کے جسقدر احادیث ہین کل حل ہو جاوین گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام خیر ختام۔ مورخہ نہم مئی سنہ ۱۹۰۲ء الراقم

سید محمد احسن امروہوی نزیل قادیان ضلع گورداسپور

بیعت

مولوی عبد الرحمن برادر زادہ جناب مولوی غلام رسول صاحب ساکن قلعہ میان سنگھ ضلع گوجرانوالہ
محمد الدین خیاط - جہلم
خدا بخش - کنسٹبل - جہلم حال پنڈ دادنخان
غلام محمد کنسٹبل - ساکن نوان گران متصل جادا جہلم
امام الدین بوچڑ - جہلم
دوست محمد خیاط - "
غلام محمد - ادہولا ضلع گورداسپور
فضل الدین سمار - کھارا افغانان ضلع گورداسپور
احمد دین - مہندرا - راولپنڈی
کرم الدین - چک پنیار - ضلع گجرات
مسماۃ کلثوم - زوجہ شیخ ہدایت اللہ صاحب - صدر پشاور
صغریٰ - بنت شیخ ہدایت اللہ صاحب صدر پشاور
علی بخش - ہرمی ضلع لدیانہ
برکت علی - "
زوجہ علی بخش "
نبی بخش - جہٹ - "
اولیا - "
بوڈو - " "
کرم بخش "
مولا بخش - برم "
محمد ابراہیم - بہنی - جالندھر
علیا - علی پور - متصل بہادلہ ضلع لدہانہ
گوجر - ایضاً
عطا محمد طالب علم بہادلہ - لدہیانہ
ماموان - "
سید غلام مولا صاحب مدرس ساکن بہادلہ ضلع لدہانہ
محمد علی صاحب - حیدر آباد دکن کوچہ بہرو پیان
محبوب علی صاحب - "
محمد جہانگیر خانصاحب "
منظور علی صاحب - "
محمد عظیم - جوکی والہ - ڈیرہ غازیخان
جیون بخش - "
الٰہی بخش - "
مسماۃ نور بھری "
مسماۃ عائشہ زوجہ محمد عظیم "
مسماۃ بخت وڈی بنت محمد عظیم "
مسماۃ مبارکہ بنت " "
مسماۃ موتیا نوالی بنت " "
" گوہر " " "
" سبھائی " " "
" غلام فاطمہ " " "
" ہمشیرہ محمد عظیم "
" عائشہ زوجہ مرید احمد "
موسےٰ - بستی رندان "
صاحبو - "
کریم بخش "
رحیم بخش "
احمد بخش "
مسماۃ حیاۃ زوجہ الٰہ بخش "

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم ... نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

الحکم

دار الامان قادیان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چه گویم بانو گر آئی چهار ستادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۹ | ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۶ صفر سنہ ۱۳۲۰ یوم شنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت کی بشارت الحکم کے ایک خاص نمبر کے ذریعہ احمدی قوم کو دیجا چکی ہے اس کے بعد حضرت ممدوح کی صحت یوماً فیوماً رو بترقی رہی چنانچہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز جمعہ مین شریک ہوئے ۔ والحمد للہ علی ذالک ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باہر تشریف لانیسے جسقدر خوشی جماعت مقیم قادیان کو ہوئی اس کا اندازہ ان چند سطور مین نہین ہو سکتا اور نہ ہم اس مسرت کا کوئی اندازہ کر سکتے ہین جو اس روح افزا بشارت کے پڑھنے سے احمدی قوم کو ہوگی حضرت حجۃ اللہ کی اس بیماری سے ہمین کیا کیا سبق حاصل ہوئے اور خدا تعالے کے کیا کیا نشانات ظاہر ہوئے ہماری دلی آرزو ہے کہ ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ اس مضمون پر کوئی آرٹکل شایع کرین ۔

دوران ایام دورہ مرض مین الیوم یوم عید ۔ کل یوم ہو فی شان ۔ اے

میرے قادر خدا اس پیالہ کو ٹالدے ۔ خدا غمگین ہے ۔

یعظمک الملائکۃ ۔ خدا تعالے کی وحی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی +

آج ۲۴ ۔ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو ۹ ۔ بجے کے قریب حضرت اقدس بیت الفکر مین تشریف لائے اور قریباً بیس آدمیون کو بیعت مین داخل کیا ۔ بہر حال حضرت اقدس کی طبیعت اب خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہے صرف ضعف اور نقاہت باقی ہے ۔

۲ ۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی مشہور و معروف کتاب خلافت راشدہ کی پہلی جلد عنقریب دفتر الحکم سے احباب کے بیحد اصرار پر شایع کیجاویگی جن لوگون نے درخواستین بھیجی ہوئی تھین وہ جلد تجدید کر دین غالباً جون کے پہلے ہی ہفتہ مین انشاء اللہ شایع ہو جاویگی

۳ ۔ ایات الرحمان جواب عصائے موسیٰ کی پہلی جلد دس جزو پر ختم کر کے شایع کیجاویگی جسکی بہت جلد اشاعت کی امید کیجاتی ہے

۴ ۔ ست بچن آریہ دھرم دوسرا اڈیشن زیر طبع

شادی کی ضرورت

شادی کی ضرورت ۔ دفتر الحکم کے کاتب منشی عبد الرزاق لودیانوی احمدی شادی کرنا چاہتے ہین جو ایک شریف مزاج ۔ ۲۴ برس کے نوجوان ہین ۔ سر دست عللہ ماہوار کے ملازم ہین ۔ ترقی کی بہت بڑی امید ہے ۔ ایڈیٹر کی معرفت خط و کتابت کی جاوے +

کیا قادیان طاعون سے پاک نہین ہے؟

الحکم کے ناظرین اور دوسرے لوگ غالبًا جب بعض اخبارون مین پڑھتے ہونگے کہ قادیان مین **طاعون** کی وارداتین ہوئی ہین تو ان کو حیرت اور تعجب ہوتا ہوگا + ہم نے اس معاملہ پر اجتک ایک سطر بھی لکھنے کی اس لیئے ضرورت نہ سمجھی تھی کہ جب اخبارات مین محض بے حیائی اور ابلہ فریبی کی راہ سے خدا تعالے کے سخت وعید لعنت اللہ علے الکاذبین سے نہ ڈر کر حضرت اقدس علیہ الصلواۃ والسلام کے دشمنون کے مجذوم ہونے کی خبر شائع کی گئی تھی اور دانشمند اور شریف پبلک نے یہ نتیجہ نکال لیا تھا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت مین اب اس قسم کی بیہودگیون اور شرارتون کے سوا مخالفون کے پاس کچھ نہین رہا تو ہمارا خیال تھا کہ بہت سے لوگ اس قسم کی بیہودگیون اور بازاری خبرون کی توثیق مین ضرور شبہ کرینگے اور انکو بھی اسی قسم کی مخالفانہ حرکتونکے نتائج قرار دینگے لیکن ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض دیسی اخبارون نے (جن کی نسبت ہمارا خیال تھا کہ وہ بدون تصدیق تام خبرونکو درج نہ کرتے ہونگے) اس قسم کی بازاری خبرونکو اپنے اخبارات مین جگہ دی تو ہمین خاموش رہنا گناہ معلوم ہوا۔ اسلیئے ہم سردست مختصر طور پر اس سوال کو حل کرنا چاہتے کہ **قادیان طاعون سے پاک نہین؟**

ہمکو لاہور کے اخبار وطن اور پیسہ اخبار کی خطرناک غلطی پر سخت افسوس ہے۔ کہ دونون اخبارون کے ایڈیٹرون نے اصول اخبار نویسی کے خلاف محض بازاری خبر اپنے اخبار مین درج کرکے اپنی وقعت کو کم کرنا چاہا۔ ہے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے سب سے پہلے ہم یہ کہنا چاہتے ہین کہ قادیان مین طاعون کی کسی شاذ واردات کا ہوجانا اس **عظیم الشان وحی** اور پیشگوئی کی وقعت کو کم نہین کرسکتا جو قادیان کے محفوظ رہنے اور اقرب بالامن ثابت ہونے کے متعلق الحکم مین اور الگ اشتہارات کے ذریعہ شایع ہوچکی ہے مگر کوئی احمق اس سے یہ نتیجہ نکالکر اپنی نادانی کا ثبوت ندے کہ ہم گویا تسلیم کرتے ہین کہ قادیان طاعون سے پاک نہین ہے اگر وہ اس سے اس نتیجہ پر پہونچے تو وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالے نے قادیان کو اس افراتفری اور موت الکلاب سے جو طاعون کی وجہ سے دوسرے شہرون مین ہوئی محفوظ رکھے گا +

لیکن اسوقت جو پیسہ اخبار نے دوسرے اخبارون کا پس خوردہ کھاکر یہ شایع کیا ہے کہ **قادیان مین طاعون ہے۔** یہ سراسر **جھوٹ اور کذب** ہے ہم اس بات کے ذمہ دار نہین ہوسکتے کہ کوئی آدمی خدا سے نہ ڈر کر محض جھوٹ پیسہ اخبار کو لکھدے کہ قادیان مین طاعون کی وارداتین ہوئی ہین + بحالیکہ ایک بھی کیس نہ ہوا ہو اور نہ ہم اس بات کے کفیل ہوسکتے ہین کہ کوئی ناواقف چوکیدار اپنی کتاب **طاعون** کے ذریعہ کسی موت کا ہونا ظاہر کرے باوجودیکہ وہ پلیگ کے حالات اور اسکی علامات اور تشخیص کرنے کے محض ناقابل ہو۔ لیکن ہان ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہین کہ قادیان مین طاعون کے ہونے یا نہ ہونے کے متعلق **میڈیکل آفیسر پلیگ ڈیوٹی** کی تصدیق ہونی چاہیئے۔ ہم کسی اگلی اشاعت مین سرکاری تحریرون کی بنا پر یہ شایع کرنے کے قابل ہوسکین گے + کہ قادیان مین جو طاعون کے کیس ہونے کی خبرین شایع کی گئی ہین وہ محض جھوٹ اور افترا اور پچاس ہزار سے زاید گورنمنٹ کی مخلص اور فرمانبردار رعایا کی دل شکنی اور مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہونچانے کی غرض سے شایع کی گئی ہین ہم اس معاملہ کے متعلق جو کچھ لکھینگے وہ انشاءاللہ سرکاری تصدیق کی بنا پر لکھینگے اور اس کے پولیٹکل نتائج اور اثر پر گورنمنٹ کو توجہ دلائینگے اسوقت لاہور کا پیسہ اخبار مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء ہمارے سامنے ہے جسکے صفحہ کالم اول مین **قادیان مین طاعون سی موتین** کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ لکھا گیا ہے جس مین ۶ کیس دکھائے گئے ہین۔ ہم سردست دو چار کی بابت لکھتے ہین باقیون کو اسی پر قیاس کرلو پیسہ اخبار کو اس خط کی بنا پر لکھنے سے شرم کرنی چاہیئے تھی مولا چوکیدار اور نتھو چوکیدار کی بابت جو لکھا ہے یہ صریح جھوٹ ہے مولا چوکیدار ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو فوت ہوا اور رجسٹر اموات مین نمبر ۵۳ پر اسکی موت کا باعث بخار درج ہے اور نتھو جو ۱۸- اپریل کو فوت ہوا نمبر ۷۹ پر اسکی موت کا باعث بھی بخار درج ہے پھر تعجب ہے کہ یہ لوگ جھوٹ بولنے سے ذرا بھی پرہیز نہین کرتے کیا پیسہ اخبار اپنے اس جھوٹ کی تردید کریگا؟ مولا چوکیدار کی بیوی ابتک زندہ ہے اور تندرست ہے اگر پیسہ اخبار نے اپنی اس تحریر کی تردید نکی تو اندیشہ ہوتا ہے کہ اس قسم کی غلط اور رنجدہ خبر کا خمیازہ اسے کھینچنا پڑے۔ مولا چوکیدار کی کوئی لڑکی نہ کبھی تھی اور نہ فوت ہوئی اب اس سے بڑھکر قابل شرم کمینہ جھوٹ کیا ہوگا۔ ہم دیکھینگے کہ پیسہ اخبار صاف طور پر اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے یا ہضم!

پسر بڈھا تیلی بھی ان متوفیون مین ایک نام ہے اور یہ لڑکا دفتر الحکم سے کوئی دس گز کے فاصلہ پر فوت ہوا ہے + اور ساری قادیان کو معلوم ہے کہ لڑکا سگ دیوانہ کے کاٹنے سے فوت ہوا ہے اور پیسہ اخبار کا راست بیان ایڈیٹر اسکو طاعون کی واردات قرار دیتا ہے + اب ہم اس صریح جھوٹ کو بغیر لعنت اللہ علے الکاذبین کے اور کیا کہین پیسہ اخبار اگر عمدًا جھوٹ کی نجاست پر منہ نہین مارتا تو وہ اسکی تکذیب کرے۔ مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت کی کسی رشتہ دار عورت کے طاعون سے مرجانے کی خبر لکھکر پیسہ اخبار یا اسکے دوسرے رفیقون نے جو ایک عظیم الشان گروہ کو صدمہ پہنچایا ہے اسکے لیے **قانونی حقوق** کو ہم محفوظ رکھتے ہین اور کسی مناسب موقع پر ایسے صریح جھوٹ بولنے والونکو معلوم ہوجاویگا کہ جھوٹ بولنے کی کیا سزا ہے؟ مولوی صاحب موصوف کی کوئی رشتہ دار عورت جسکو بعض تحریرون مین ساس ظاہر کیا گیا ہے نہ کبھی طاعون زدہ ہوئی اور نہ طاعون سے ہلاک ہوئی + اگر پیسہ اخبار نے عمدًا جھوٹ نہین بولا تو وہ اس بیہودہ سرائی کے متعلق دیکر دینا اسکی تعریف کیا اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوگی + ص

[illegible] ہم دیکھینگے کہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اور وطن کا ایڈیٹر کہانتک پاس وضع کرکے دکھاتے ہین +

+ ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ نے جو ایک شریف عہدہ دار ہے اس کیس کا تعشیہ لیا کیا ہے۔ ایڈیٹر

ہوشیار باش

اے پنجاب کے مسلمانو! اپنی جانون پر ظلم نہ کرو اور میری آواز پر کان دھرو۔ اب تو خداوند تعالےٰ کے غضب نے سارے پنجاب کو [illegible]ون طرف سے گھیر لیا ہے اور بے انتہا [illegible] تلف ہو رہی ہین اور تمہارے یہ خیال [illegible]ن کہ یہ بیماری بھی ہیضہ کی بیماری کی طرح چند [illegible] تاراج کر کے نکلجاوے گی نہین بلکہ یہ [illegible] بیماری ہے جو مدتون رہتی [illegible] جہان پر آجاوے وہانکے باشندے [illegible] انسان کیا حیوان سب کو چٹ کر جاتی [illegible] گویا ٹڈی دل کی طرح نہ گیہون کے درخت کو چھوڑتی ہے اور بھنگ کے درخت کو بالکل [illegible]رانہ بنا دیتی ہے اور اسی بنا پر گورنمنٹ کی [illegible]ت سے بھی اسکے روکنے کے واسطے بڑا تردد کیا جا رہا ہے اس [illegible]اسطے تم لوگونکو مناسب ہے کہ تم اپنے [illegible] پر رحم کھا کر اس نسخہ سے فائدہ اٹھاؤ جو حضرت امام الوقت نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے یعنی تم سچے اور اضطرار دل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور توبہ اور زاری کرو اور اس نذیر سے جس نے صدی کے سر پر اللہ تعالےٰ کی قدیم سنت پر ظاہر ہو کر تم کو للکارا پہلے اس کی آواز کو نہ سنا بلکہ الٹا اسکو جھٹلایا اور مذاق بازی سے کام لیکر خدا کے غضب کو بھڑکایا التجا کرو کہ وہ دعا کرین کہ پھر سے یہ غضب اٹھا لیا جائے تمہارا مذاق بازیون پر اللہ تعالےٰ ان کو [illegible] دیکھا ہے اور تم اسے سن چکے ہو کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول [illegible] کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور زور [illegible] حملون سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا سو یاد کر لو کہ یہ وہی زور آور حملے ہین پس اگر تم خدا کے اس غضب سے [illegible]ان چاہتے ہو تو اپنے آپ کو پاک صاف [illegible] کر گوش دل سے امام الوقت کی باتون پر کان دھرو اور خدا کے واسطے اسکا مذاق نہ اڑاؤ اور ان بیباکانہ باتون سے باز آجاؤ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے اضطرارون کی سی شکل بنا کر خدا سے نصرت چاہو اور اس امام کو خدا کے حضور اپنا وکیل بنا کر خدا سے امان مانگو اور یقین کر لو کہ خداوند کریم اس کی دعا کو ضرور ضرور سنے گا اور تم لوگ بچ جاؤ گے اور اگر تم ایسا نہین کرو گے تو یاد رکھو کہ آخر پشیمان اور شرمندون کی طرح تم کو ایسا کرنا پڑیگا لیکن اسوقت تک کہ تم کو پشیمان ہو تمہارے بہت سے عزیز اور اقارب تم سے جدا ہو چکے ہونگے اور اے لاہور اور امرتسر شہرون کے مسلمانون تم کسی ناسمجھ جو فروش گندم نما کی باتون مین نہ آجانا کہ تمہارے شہرون مین طاعون نے دخل نہین کیا یا نہین کریگا بلکہ یاد کر لو کہ امام الوقت نے تحدی سے تم لوگونکو آگاہ کر دیا ہے کہ اگر تم لوگ توبہ اور استغفار سے کام نہین لوگے تو ضرور طاعون تمہارے شہرون مین آویگا اور یہ مین کہتا ہون کہ دیر آید درست آید۔ ایسا درست ہو کر نہ آوے کہ تم کو درست بنا کر چھوڑے اور جو حالت نباتات کی ٹڈی دل کا پونگ کرتا ہے وہ ظاہر ہے یا جو وہی صورت طاعون کے پچھاڑے کا نہ ہو جاوے لہذا تم اہلہ فریبون سے بچو اور اپنے رب سے صلح کیواسطے کوئی ذریعہ تلاش کرنیکی فکر کرو ورنہ پچھتاؤ گے انجمن حمایت اسلام نے جو کشتی اس طوفان سے بچنے کے واسطے تمہارے لیے تجویز کی وہ خوب تو ہے مگر اسکے ساتھ کوئی ملاح نہین ہے جو علم دریا سے واقف ہو اسواسطے وہ خطرناک ہی ہے آؤ تمکو مین ملاح کا پتہ دون وہ قادیان مین ہے اور اسنے بھی ایک کشتی خدا کے [illegible]م سے تیار کی ہے آؤ اور اس مین سوار ہو جاؤ ورنہ جب لنگر اٹھا لیا جاویگا اسوقت اس مسافر کیطرح افسوس کرنا پڑیگا جسکو کشتی چھوٹ جانے پر رات لب دریا آجایا کرتی ہے۔ الراقم

شیخ عطا محمد صاحب اورسیر از بلوچستان کوئٹہ

رسید زر قیمت اخبار

۱۔ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور بقایا سابقہ۔ .... لعہ

۲۔ جناب حافظ محمد اسحاق صاحب اورسیر بقایا سابقہ۔ .... عگر

۳۔ جناب حافظ غلام رسول صاحب سکینڈ ماسٹر سنہ ۱۹۰۲ء ...... صہ

۴۔ مرزا حاکم بیگ صاحب۔ بقایا سابقہ۔ ۱۲ر

۵۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب از بربرا سنہ ۱۹۰۲ء ...... ے ر

۶۔ جناب محمد نواب خانصاحب ثاقب جاگیردار سنہ ۱۹۰۲ء ۔ صہ

۷۔ جناب منشی منصب علیخانصاحب اہلکار نواب محمد علی خانصاحب ۔ صہ

۸۔ جناب نواب محمد علیخانصاحب برائے جماعت مالیرکوٹلہ ۔ صہ

۹۔ میر عنایت علی صاحب خزانچی نواب صاحب موصوف ۔ صہ

۱۰۔ جناب حکیم محمد زمان صاحب معالج خاندان نواب صاحب موصوف ...... للعہ

(معرفت نواب صاحب موصوف)

۱۱۔ جناب نواب محمد علیخانصاحب بقایا سابقہ۔ ...... للعہ

۱۲۔ ایڈیٹر صاحب صدالبشر۔ ۲ر

۱۳۔ بابو محمد بخش صاحب الور سنہ ۱۹۰۲ء .... صہ

۱۴۔ ماسٹر ولی اللہ صاحب لاہور سنہ ۱۹۰۲ء ...... صہ

میزان [illegible]

ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے دوسرے خریداران اخبار جنکے ذمہ کچھ بھی باقی ہے وہ اسوقت بھیجکر ہماری مدد کرینگے ✤

(ایڈیٹر)

مختصر نوٹ اور نکات

نیشنلٹی اور ہیومنٹی آج کل یورپ کی تقلید وضع کے شوق اور جوش نے بہت سی [...] اور بیہودہ باتون کو سرون مین بھردیا [...] مین سے ایک **نیشنلٹی** ہے۔ یہ ایک [...] ہے جو آج کل کے نوتعلیم یافتون کی زبان پر عام ہے مگر ہم کو افسوس اور تعجب سے کہنا پڑتا ہے کہ اس لفظ کا جو کچھ مفہوم اور مقصد ہے [...] من کی زندگی بسر کرنے نہین دیتا۔ **نیشنلٹی** کا اقتضا یہ ہے کہ دولت۔ ثروت۔ علمی قابلیت اور لیاقت حکومت اور سلطنت غرض سب کچھ اسی ایک قوم کو [...] ئے جو اس نیشنلٹی کو پیدا کرنا چاہتی ہے۔ مثلاً ایران کی نیشنلٹی کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا مین ایران ہی ایران ہو اور یورپ کا یہ کہ یورپ ہی ہو۔ وقس علےٰ ہذا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ نیشنلٹی خودغرضی کی تعلیم دیتی [...] یا نہین؟ غایر نظر کے بعد صاف معلوم [...] گا کہ یہ خودغرضی ہے۔ یہ تو ہے یورپین تہذیب کا خلاصہ اور مغز۔ برخلاف اسکے **اسلام** نے ہمیشہ **ہیومنٹی** یعنی نوع انسان کی ہمدردی کا سبق دیا ہے۔ اور اس نے اخوت پیدا کرنی چاہی ہے اسلام اس [...] کی تفریق ہرگز نہین کرتا کہ فلان ہندی ہے یا [...] عربی ہے یا فارسی۔ اسلام کے نور کے نیچے آکر خواہ کوئی ہی ہو سب کے حقوق یکسان اور عادی ہوتے ہین اس کی وجہ [...] ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت عام تھی اور وہ **رحمۃ للعالمین** ہوکر آئے تھے اور اس قدر عظیم الشان رتبہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم کی مظہریت تامہ کا کسی دوسرے کو ملا نہین اسلئے تمام دوسری تعلیمین اور ہدایتین اپنی وقتی گو کیسی ہی مکمل ہون مگر اسلام کے مقابلہ مین تکمیل طلب [...] جو اسلام ہی سے ہوئی۔

ایک عیسائی فاضل اپنی کتاب اکاونٹ آف محمڈنزم مین لکھتا ہے کہ سچ تو یہ ہے کہ جسقدر معزز گواہیان اور سندین نبی اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) کے لیے پیش کیجا سکتی ہین ایک **عیسائی** کی قدرت نہین ہے کہ ایسی گواہیان یسوع کے معجزات کے ثبوت مین عہد جدید سے پیش کرسکے اور اس سے زیادہ یا اس سے بہتر سندین لاسکے۔

قرآن کریم مین ابتک دو عظیم الشان نہرین جاری ہین اور وہ ابدالاباد تک جاری رہین گی ایک دلایل عقلیہ کی نہر دوسری آسمانی نشانون کی نہر لیکن عیسائیون کی انجیل ان دونون سے ہمیشہ بے نصیب اور خشک رہی ہے ولنعم ما قیل۔

کے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانی بود
پس بگیرید برہ شان ہرکہ گریانی بود
آن خداوندے کہ نامش ہست بر ہرگز ثبت
ہرکہ جوید آن خدا را او مسلمانے بود

ایک نادان عیسائی نے عدم ضرورت قرآن نام ایک رسالہ لکھ کر توریت کی بعض تعلیمون کا ذکر کرکے قرآن کریم کے وجود کو بے ضرورت بتایا ہے لیکن ہمین اسکی اس خوش فہمی پر رحم آتا ہے۔ کہ اسکو ابھی تک اتنا بھی معلوم نہین کہ تمام کتابین موسیٰ کی کتاب توریت سے لیکر انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہین اور صاف اور صریح الفاظ مین کہتی ہین کہ ان کی ہدائیتین عام فائدہ کے نہین بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہین مگر قرآن شریف کے مدنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے۔ پھر جب کہ قرآن شریف کی اصل غرض عامہ خلایق کی اصلاح ہے اور توریت کی غرض صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے تو توریت کی بعض باتون کو پیش کرکے کہنا کہ پہلے سے موجود ہین کیسی حماقت اور نادانی ہے۔

معاملات کی صفائی مین اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینے مین قرآن کریم نے جو تعلیم دی ہے وہ دنیا کی کسی دوسری مذہبی کتاب یا ہدایت نامہ مین ہرگز نہ ملے گی چنانچہ ایک مقام پر فرماتا ہے یاایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علےٰ انفسکم او الوالدین والاقربین الایۃ یعنے مومنو! انصاف پر مضبوط خدا کے لیے شہادت دینے والے رہو گو کسی طرح تمہارے یا تمہارے ماں باپ یا قرابتیون کے حق مین مضر بھی ہو۔ اور ایک جگہ فرمایا **لایجرمنکم شنان قوم علےٰ ان لاتعدلوا**۔ کسی قوم کی ضد سے انصاف نہ چھوڑا کرو۔

غالباً جون سنہ ۹۳ء کا ذکر ہے کہ حضرت حکیم الامت نے امرت سر کے رؤسا کی تحریک اور درخواست پر **اسلام** کی ضرورت۔ صداقت اور فضیلت پر ایک عظیم الشان لیکچر دیا تھا۔ ہمنے اسوقت اس گرانقدر لیکچر کے نوٹ لیے تھے مگر خدا جانے وہ کہان جاتے رہے تاہم فاضل لیکچرار نے اپنے لیکچر کا **خلاصہ** جو شروع ہی مین کردیا تھا ہم کو خدا کے فضل سے ابتک یاد ہے اور وہ صدا اسیطرح آج ۹ برس بعد بھی ہمارے کانون مین گونجتی ہے "میرے لیکچر کا مضمون وسیع ہے تو اسقدر کہ قیامت تک ختم نہین ہوسکتا کیونکہ **اسلام کی ضرورت** اس کی صداقت اور فضیلت کے نئے نئے پہلو ہمیشہ نکلتے رہین گے جبکہ اسلام عالمگیر اور **ابدی** مذہب ہے اور مختصر ہو تو اتنا کہ چند لفظون مین یون ختم ہوجاتا ہے۔ **اسلام** کے معنے ہین **صلح وآشتی** یعنی فرمانبرداری جسکے نتیجہ مین راحت اور سکھ ملتا ہے پس تم مین سے کون ہے جسکو صلح اور آشتی یا راحت وآسایش کی ضرورت نہین لہذا اسلام کی ضرورت ہر فرد بشر کو ہے۔ **اسلام** کا فطری ضرورت ہونا ہی اس کی صداقت کا ثبوت اور اپنے دعوے کے ساتھ دلیل کا رکھنا ہی اس کی **فضیلت** کا باعث ہے۔"

کلمات طیبات امام الزمان علیہ الرحمٰن

(سلسلے کے لیئے دیکھو گذشتہ اشاعت)

ایسا ہی فرمایا قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ یعنے کہدو کہ وہ خدا ایک ہے ہو خدا کا نام ہے وہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے نہ کھانے پینے کی اسکو ضرورت نہ نہ ماں یا مکان کی حاجت نہ کسی کا باپ نہ بیٹا اور نہ کوئی اسکا ہمسر اور بے تغیر ہے۔ یہ چھوٹی سورت قرآن شریف کی ہے جو ایک سطر مین آجاتی ہے لیکن دیکھو کس خوبی اور عمدگی کے ساتھ ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالےٰ کی تنزیہ بیان کی ہے۔

حصر عقلی ہے شرک کے جسقدر قسم ہو سکتے ہین ان سے اسکو پاک بیان کیا ہے جو چیز آسمان اور زمین کے اندر ہے وہ ایک تغیر کے نیچے ہے مگر خدا تعالےٰ نہین ہے۔ اب یہ کیسی صاف اور ثابت شدہ صداقت ہے دماغ اسی کیطرف متوجہ ہوتا ہے نور قلب جس کی شریعت دل مین ہے اسپر شہادت دیتا ہے قانون قدرت اسی کا موید و مصدق ہے یہانتک کہ ایک ایک پتہ اسپر گواہی دیتا ہے۔ پس اس کو شناخت کرنا ہی عظیم الشان بات ہے۔ خدا تعالےٰ نے جو قرآن شریف مین یہ چھوٹی سی سورت نازل کی یہ ایسی ہے کہ اگر توریت کے سارے دفتر کی بجائے اتنا اسیقدر ہوتا تو وہ تباہ نہ ہوتے اور انجیل کے اتنے بڑے مجموعہ کو چھوڑ کر اگر یہی تعلیم انکو دیجاتی تو آج دنیا کا ایک بڑا حصہ ایک مردہ پرست قوم نہ بن جاتا۔

مگر یہ خدا کا فضل ہے جو اسلام کے ذریعہ مسلمانونکو ملا اور اس فضل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے جس پہلو سے دیکھو مسلمانون کو بہت بڑے فخر اور ناز کا موقع ہے مسلمانون کا خدا پتھر۔ درخت حیوان۔ ستارہ۔ یا کوئی مردہ انسان نہین ہے بلکہ وہ قادر مطلق خدا ہے جس نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے پیدا کیا وہ حی و قیوم ہے۔

مسلمانون کا رسول وہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کی نبوت اور رسالت کا دامن قیامت تک دراز ہے آپ کی رسالت مردہ سالت نہین بلکہ اسکے ثمرات اور برکات تازہ بتازہ ہر زمانے مین پائے جاتے ہین جو اس کی صداقت اور ثبوت کی ہر۔ زمانہ مین دلیل ٹھہرتے ہین چنانچہ اسوقت بھی خدا نے ان ثبوتون اور برکات اور فیوض کو جاری کیا ہے اور مسیح موعود کو بھیجکر نبوت محمدیہ کا ثبوت آج بھی دیا ہے۔ اور پھر اسکی دعوت ایسی عام ہے کہ کل دنیا کے لیئے ہے قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور پھر فرمایا ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ کتاب دی تو ایسی کامل اور ایسی محکم اور یقینی کہ لا ریب فیہ اور فیہ کتب قیمہ اور آیات محکمات۔ قول فصل میزان مہیمن۔

غرض ہر طرح سے کامل اور مکمل دین مسلمانون کا ہے جسکے لیے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کی مہر لگ چکی ہے۔ پھر کسقدر افسوس ہے مسلمانونپر کہ وہ ایسا کامل دین جو رضاء الٰہی کا موجب اور باعث ہے رکھکر بھی بے نصیب ہین اور اس دین کے برکات اور ثمرات سے حصہ نہین لیتے بلکہ خدا تعالےٰ نے جو ایک سلسلہ ان برکات کو زندہ کرنے کے لیے قایم کیا تو اکثر انکار کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور لست مرسلا اور لست مومنا کی آوازین بلند کرنے لگے +

یاد رکھو خدا تعالےٰ کی توحید کا اقرار محض ان برکات کو جذب نہین کر سکتا جو اس اقرار اور اسکے دوسرے لوازمات یعنے اعمال صالحہ سے پیدا ہوتے ہین۔

یہ سچ ہے کہ توحید اعلے درجہ کی جز ہے۔ جو ایک سچے مسلمان اور ہر خدا ترس انسان کو اختیار کرنی چاہیئے مگر توحید کی تکمیل کے لیئے ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ محبت الٰہی ہے یعنے خدا سے محبت کرنا۔

قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور مدعا یہی ہے کہ خدا تعالےٰ جیسا وحدہ لاشریک ہے ایسا ہی محبت کے رو سے بھی اس کو وحدہ لاشریک یقین کیا جاوے اور کل انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا اصل منشا ہمیشہ یہی رہا ہے۔ چنانچہ لا الہ الا اللہ جیسے ایک طرف توحید کی تعلیم دیتا ہے ساتھ ہی توحید کی تکمیل محبت کی ہدایت بھی کرتا ہے اور جیسا کہ مین نے ابھی کہا ہے یہ ایک ایسا پیارا اور پر معنی جملہ ہے کہ اس کی مانند ساری توریت اور انجیل مین نہین اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب نے کامل تعلیم دی ہے۔

الہ کے معنے ہین ایسا محبوب اور معشوق جس کی پرستش کیجاوے گویا اسلام کی یہ اصل محبت کے مفہوم کو پورے اور کامل طور پر ادا کرتی ہے۔

یاد رکھو کہ جو توحید بدون محبت کے ہو وہ ناقص اور ادھوری ہے۔

خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین۔ جورو اپنی اولاد اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالےٰ کی رضا کو مقدم کر لیا جاوے چنانچہ قرآن شریف مین آیا ہے۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا یعنے اللہ تعالےٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپون کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو + اب یہان یہ امر بھی غور طلب ہے کہ خدا تعالےٰ نے یہ تعلیم نہین دی کہ تم خدا کو باپ کہا کرو بلکہ اس لیئے یہ سکھایا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکہ نہ لگے اور خدا کو باپ کر کے پکارا نہ جائے اور اگر کوئی کہے کہ پھر باپ سے کم درجہ کی محبت ہوئی تو اس اعتراض کے رفع کرنے کے لیئے او اشد ذکرا رکھدیا اگر او اشد ذکرا نہ ہوتا تو یہ اعتراض ہو سکتا تھا۔ مگر اب اسنے اسکو حل کر دیا + جو باپ کہتے ہین وہ کیسے گرے کہ ایک عاجز کو خدا کہہ اٹھے۔

بعض الفاظ ابتلا کے لیئے ہوتے ہین اللہ تعالےٰ کو نصاریٰ کا ابتلا منظور تھا اس لئے ان کی کتابون مین انبیاء کی یہ اصطلاح ٹھہر گئی مگر چونکہ وہ حکیم اور علیم ہے۔ اس لیے پہلے

ہی سے لفظ اب کو کثیر الاستعمال کر دیا مگر نصاریٰ کی بدقسمتی کہ جب مسیح نے یہ لفظ بولا تو انہوں نے حقیقت پر حمل کر لیا اور دھوکا کھا لیا حالانکہ مسیح نے یہ کہہ کر کہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ تم اِلٰہ ہو اس شرک کو مٹانا چاہا اور انکو سمجھانا چاہا مگر نادانوں نے پروا نہ کی اور ان کی اس تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی ان کو ابن اللہ قرار دے ہی لیا۔

یہودیوں کو بھی اس قسم کا ابتلا آیا۔ چونکہ موذی قوم تھی ان کی درخواست پر منّ سلویٰ نازل ہوا کیونکہ یہ طاعون پیدا کرنیکا مقدمہ تھا اللہ تعالےٰ چونکہ جانتا تھا کہ وہ حد سے نکل جائینگے اور ان کی سزا طاعون تھی اسلیے پہلے سے وہ اسباب رکھدیئے میں پھر اصل مطلب کیطرف آتا ہوں کہ اصل توحید کو قایم کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت سے پورا حصہ لو اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جبتک عملی حصہ میں کامل نہ ہو نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیرین کام ہو جائے یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلوتہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا اسی طرح پر اگر خدا تعالےٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اسکے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فایدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے نہیں میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے اسلیئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی **اسلام** ہے یہی وہ غرض ہے جسکے لیے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس **وقت** اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالےٰ نے اس غرض کے لیے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب

رہتا ہے اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہیئے کہ وہ چشمہ کیطرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمہ جاری کے کنارے پر اپنا منہ رکھدے اور یہ ہو نہیں سکتا جبتک خدا تعالےٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کرلے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑیگا اور خدا تعالےٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہیگا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ **اسلام** کا منشا یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے + پس تم میں سے ہر ایک کوشش کرنی چاہیئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ

ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو

اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو

تم ان راہوں سے آؤ۔ بے شک وہ تنگ راہیں ہیں لیکن ان سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گذرنا پڑیگا اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے اگر گذرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے پھینک دو + ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اسکو چاہیئے کہ اسکو پھینکدے تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں **وفاداری** اور **اخلاص** نہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور خدا تعالےٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے خدا تعالےٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اُسے فریب دے سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو + تم پر خدا تعالےٰ کی حجت سب سے بڑھ کر پوری

ہوئی ہے تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا ہے پس تم خدا تعالےٰ کے الزام کے نیچے ہو اسلیئے ضروری ہے کہ تقوےٰ اور خشیت تم میں سب سے زیادہ پیدا ہو۔

خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں مختلف طریقوں اور پہلوؤں سے اس سلسلہ کی حقانیت کو ثابت کیا ہے اور بتایا ہے یہانتک کہ ہر ایک قصہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے مثلاً ذوالقرنین کا قصہ ہے اس میں اسی کی پیشگوئی ہے چنانچہ قرآن شریف کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین مغرب کیطرف گیا تو اسے آفتاب غروب ہوتا نظر آیا یعنے تاریکی پائی اور ایک گدلا چشمہ اس نے دیکھا وہاں پر ایک قوم تھی پھر مشرق کیطرف چلتا ہے تو دیکھا کہ ایک ایسی قوم ہے جو کسی اوٹ میں نہیں ہے اور وہ دھوپ سے جلتی ہے تیسری قوم ملی جس نے یاجوج ماجوج سے بچاؤ کی درخواست کی اب یہ بظاہر تو قصہ ہے لیکن حقیقت میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو اس زمانہ سے متعلق ہے خدا تعالےٰ نے بعض حقایق تو کھولدیئے ہیں اور بعض مخفی رکھے ہیں اسلیئے کہ انسان اپنے قوے سے کام لے اگر انسان نرے منقولات سے کام لے تو وہ انسان نہیں ہو سکتا ذوالقرنین اس لیے نام رکھا کہ وہ دو صدیوں کو پائیگا اب جس زمانہ میں خدا نے مجھے بھیجا ہے سب صدیوں کو بھی جمع کر دیا گیا یہ انسانی طاقت میں ہے کہ اسطرح پر دو صدیوں کا صاحب ہو جاوے۔ ہندوؤں کی صدی بھی پائی اور عیسائیوں کی بھی۔ مفتی صاحب نے تو کوئی ۱۶ یا ۱۷ صدیاں جمع کر کے دکھائی تھیں۔

غرض ذوالقرنین کے معنے ہیں دو صدیاں پانیوالا اب خدا تعالےٰ نے اسکے لیئے تین قوموں کا ذکر کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ پہلی قوم جو مغرب میں ہے اور آفتاب وہاں غروب ہوتا ہے اور وہ تاریکی کا

چشمہ ہے یہ عیسائیون کی قوم ہے جسکا آفتاب صداقت غروب ہوگیا اور آسمانی حق اور نور انکے پاس نہین رہا۔

دوسری قوم اسکے مقابل مین وہ ہے جو آب کے پاس ہے مگر آفتاب سے فایدہ نہین اٹھا سکتی یہ مسلمانون کی قوم ہے جنکے پاس آفتاب صداقت قرآن شریف اسوقت موجود ہے مگر دابۃ الارض نے انکو بے خبر بنا دیا ہے اور وہ اس سے ان فوایدکو حاصل نہین کر سکتے بجز جلنے اور دکھ اٹھانے کے جو ظاہر پرستی کی وجہ سے انپر آیا + پس یہ قوم اس طرح پر بے نصیب ہوگئی اب ایک تیسری قوم ہے جسنے ذوالقرنین سے التماس کی کہ یاجوج ماجوج کے درے بند کر دے تاکہ وہ انکے حملون سے محفوظ ہو جاوین۔

وہ ہماری قوم ہے جس نے اخلاص اور صدق دل سے مجھے قبول کیا

خدا تعالے کی تائیدات سے مین ان حملون سے اپنی قوم کو محفوظ کر رہا ہون جو یاجوج ماجوج کر رہے ہین + پس اسوقت خدا تعالے تمکو تیار کر رہا ہے تمہارا فرض ہے کہ سچی توبہ کرو۔ اور اپنی سچائی اور وفاداری سے خدا کو راضی کرو تاکہ تمہارا آفتاب غروب نہو۔ او تاریکی کے چشمہ کے پاس جانے والے نہ ٹھہرو۔ اور نہ تم ان لوگون سے بنو جنہون نے آفتاب سے کوئی فایدہ نہین اٹھا + پس تم پورا فایدہ حاصل کرو۔ اور پاک چشمہ سے پانی پیو تا خدا تم پر رحم کرے۔

وہ انسان بدقسمت ہوتا ہے جو خدا تعالے کے وعدون پر ایمان لاکر وفاداری اور صبر کے ساتھ انکا انتظار نہین کرتا اور شیطان کے وعدونکو یقینی سمجھ بیٹھتا ہے۔

اس لیے کبھی بے دل نہو جاؤ اور تنگی اور عسر کی حالت مین گھبراؤ نہین خدا تعالے خود رزق کے معاملہ مین فرماتا ہے و رزقکم فی السماء و ما توعدون۔

انسان جب خدا کو چھوڑتا ہے تو پھر شیطان کا غلام بن جاتا ہے وہ انسان بہت ہی بڑی ذمہ داری کے نیچے ہوتا ہے جو خدا تعالے کی آیات اور نشانات کو دیکھ چکا ہو پس کیا تم مین سے کوئی ہے جو یہ کہے کہ مین نے کوئی نشان نہین دیکھا بعض نشان اس قسم کے ہین کہ لاکھون کروڑون انسان انکے گواہ ہین جو ان نشانون کی قدر نہین کرتا اور انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ خدا تعالے اسکو دشمن سے پہلے ہلاک کرے گا۔ کیونکہ وہ شدید العقاب بھی ہے جو اپنے آپ کو درست نہین کرتا وہ نہ صرف اپنی جان پر ظلم کرتا ہے بلکہ اپنے بیوی بچون پر بھی ظلم کرتا ہے + کیونکہ جب وہ خود تباہ ہو جاوے گا تو اسکے بیوی بچے بھی ہلاک اور خوار ہونگے خدا تعالے اس کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہے۔ وَلَا یَخَافُ عُقْبٰہَا۔

مرد چونکہ الرجال قوامون علے النساء کا مصداق ہے اسلیئے اگر وہ لعنت لیتا ہے تو وہ لعنت بیوی بچون کو بھی دیتا ہے۔ اور اگر برکت پاتا ہے تو ہمسائیون اور شہر والون تک کو بھی دیتا ہے + اسوقت کل ملک مین **طاعون** کی آگ لگ رہی ہے وہ لوگ غلطی کر رہے ہین جو اس کو ملعون کہتے ہین۔ یہ خدا تعالے کا ایک فرشتہ ہے جو اسوقت ایک خاص کام کے لیے مامور کیا گیا ہے + اسکا علاج خدا تعالے نے مجھے بھی بتایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ یہ طاعون بدکاریون اور فسق و فجور اور میرے انکار اور استہزا کا نتیجہ ہے اور یہ نہین رک سکتا جب تک لوگ اپنے اعمال مین پاک تبدیلی نہ کرین اور سب و شتم سے زبان کو نہ روکین۔ پھر فرماتا ہے۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ اس گاؤن کو پریشانی اور انتشار سے حفاظت مین لے لیا۔ کیا اس گاؤن مین ہر قسم کے لوگ چوہڑے چمار۔ دہریہ۔ اور شراب پینے والے۔ اور بیچنے والے اور ادر قسم کے لوگ نہین رہتے۔ مگر خدا نے میرے وجود کے **باعث سارے گاؤن کو اپنی پناہ مین لے لیا**۔ اور اس افراتفری اور موت الکلاب سے اسے محفوظ رکھا جو دوسرے شہرون اور قصبون مین ہوتی ہے۔

غرض یہ خدا تعالے کے نشان ہین انکو عزت اور عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور اپنی ساری قوتون کو خدا تعالے کی مرضی کے نیچے استعمال کرو + توبہ اور استغفار کرتے رہو تا خدا تعالے تم پر اپنا فضل کرے۔

(یہ تقریر ختم ہوئی)

قرآن شریف کے ترجمون کا انقطاعی فیصلہ

الحکم کے ناظرین اس امر سے بخوبی آگاہ ہین کہ مرزا حیرت صاحب ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جب سے جدید ترجمہ قرآن شریف کا اعلان کیا ہے اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ قرآن مجید کی غلطیون کو اپنے اخبار کے ذریعہ شایع کرنا شروع کیا ہے اسوقت سے مسلمانون کی اخباری دنیا مین موافق مخالف بحث کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا ہے چنانچہ دہلی سے ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ کی حمایت مین ایک خاص اخبار اسی غرض کے لیے شایع ہونے لگا ہے جسکا کام مرزا حیرت صاحب ہی مخالفت ہے جو ہمین افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ معقولیت کی حد سے گذر کر ذاتیات تک پہونچ گئی ہے۔

ہم نے ۱۰- نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے الحکم مین دہلوی اور بجنوری مترجمون کیخدمت مین ایک التماس محض قرآن کریم کی عزت اور جلال کے اظہار کو ملحوظ خاطر رکھ کر کی تھی جس کی بابت ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ لاپروائی سے دیکھی گئی +

اب معزز ہمعصر **رفیق ہند** نے ہماری رائے سے ملتی ہوئی ایک تجویز تراجم کی

صحت اور غیر صحت کے آخری فیصلہ کے متعلق ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کے رفیق ہند مین شایع کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مولوی نذیر احمد صاحب اور مرزا حیرت صاحب ایک دوسرے کے ترجمہ کی غلطیون کی ایک ایک فہرست تیار کرین اور اپنے خرچ سے بیس بیس ہزار کاپیان چھپوائین اور ایڈیٹر رفیق ہند لاہور مین ایک کمیٹی قایم کرکے ان کاپیون کو علمائے ہند کے پاس بھیجکر ان کی رائین جمع کرکے پھر ہندوستان کے منتخب علماء کے سامنے وہ پیش کر کے ایک قطعی فیصلہ حاصل کیا جاویگا۔

یہ تجویز ہمارے محسن و مخدوم حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے (جو قرآن کریم کے عاشق زار ہین اور جو سالہائے دراز سے ہر روز ایک وسیع معلومات سے بھرا ہوا درس قرآن شریف کا دیتے ہین) اور ایسا ہی حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے (جن کی زبردست تحریر ون اور قادرالکلامی کا عام شہرہ ہے اور جو قرآن شریف کے حقایق اور معارف بیان کرنے مین روح القدس کی تائید سے بولا کرتے ہین) اور دوسرے لوگون نے سنی اور پڑھی تو قرآن شریف کی عظمت کو قایم کرنے کے لحاظ سے اسکو قابل قدر قرار دیا اور پسند کیا بلکہ آرزو ظاہر کی کہ خدا کرے کہ کوئی ایسا انتظام ہو جاوے تو کیا عجب کہ قرآن کریم کے حسن و جمال کے اظہار کی نئی صورت نکل آوے۔

ہم اپنے ہمعصر رفیق ہند کی یہ تجویز بہت قابل قدر اور واجب العمل ہے اور ہم خوشی سے ظاہر کرتے ہین کہ مرزا حیرت صاحب نے اس تجویز کی منظوری کا اعلان اپنے اخبار کے ذریعہ سے کر دیا ہے لیکن ہماری رائے مین مرزا حیرت اس میدان مین اور بھی قابل تعریف سمجھے جاوینگے اگر وہ اس تجویز پر عمل بھی شروع کر دین یعنے ڈپٹی صاحب کے ترجمہ کی غلطیون کی فہرست حسب تصریح تجویز مذکور بیس ہزار چھپا دین پھر کیا عجب کہ یہ تحریک ڈپٹی صاحب کو مجبور کرے۔ ڈپٹی صاحب کو اگر اپنے ترجمہ کی صحت پر پورا یقین ہے اور قرآن شریف کی عزت عظمت کے اظہار کے لیے انکے دل مین جوش ہے اور مسلمانون کی بہتری اور بھلائی کا درد ہے تو وہ اس تجویز پر بہت جلد عمل کرنے کے لیے تیار ہونگے اور اگر خدانخواستہ ڈپٹی صاحب نے اس تجویز پر عمل نہ کیا تو مرزا حیرت صاحب کی عملی کارروائی ان کے لیے بہترین نتیجہ پیدا کر سکے گی بہرحال ہم اپنے محترم ہمعصر مرزا حیرت صاحب سے امید کرتے ہین کہ وہ بہت جلد اپنے اخبار کے ذریعہ مجوزہ بیس ہزار کاپیون کے چھاپنے کا اعلان کر دینگے اور چونکہ ابھی ان کا ترجمہ پورا شایع بھی نہین ہوا اسلیے پہلے ان کا ہی حق ہے کہ وہ ڈپٹی صاحب کے ترجمہ کی غلطیان مجوزہ ترتیب کے ساتھ چھاپ کر شایع کرین۔

اس صورت فیصلہ مین الحکم اپنے واجب الاحترام بزرگان ملت حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب وغیرہم کے وسیع معلومات سے مدد لیکر خدا تعالے کے فضل و کرم سے نمایان حصہ لینے کی توقع کر سکتا ہے۔

آخر مین ہم پھر اتنا کہنا چاہتے ہین کہ ہم نہایت شوق سے اس اعلان کا انتظار کرتے ہین جو مرزا حیرت صاحب کیطرف سے غلطیون کی فہرستون کی اشاعت کے متعلق جلد نکلنا چاہیئے ٭

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ چھپ رہا ہے

بیعت

اللہ بخش صاحب ساکن لبتی رندان۔ ضلع ڈیرہ غازیخان۔
عیسے صاحب ساکن ایضاً
مسماۃ جھنن بنت اللہ بخش۔ ایضاً
مبارکہ بنت اللہ بخش۔ ایضاً
بی بی جنت زوجہ عیسے ″
مسماۃ عالم خاتون زوجہ علی ″
مسماۃ نور بھری زوجہ خدا بخش ″
مسماۃ چندو وڈی بنت خدا بخش ″
فاطمہ بنت سردار
مسماۃ سبھائی زوجہ مسلم ″
مسماۃ صاحبہ بنت مسلم ″
مسماۃ مرادن۔ ″
مسماۃ نور بھری بنت ماہی ″
مسماۃ صاحبہ بنت عیسے ″
مسماہ جھنن زوجہ کالو
مسماۃ بخت وڈی بنت پلیانی ″
فاطمہ زوجہ عیسے ″
اللہ دتا – پیر والہ
پیرن – جوگیوالہ
رحیم بخش – رائے پور ریاست نابھہ
سکندر ″
اکبر ″
کھوکھا ″
کولا ″
روڑیا ″
الہی بخش ″

عسل مصفی:- مولفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق و تائید مین اور معترضونکے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۵۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت عہ علاوہ محصولڈاک ملتی ہے۔

اس ادکتاب ... [illegible]

رقیمۃ الوداد

نمبر پنجم ۵

بجواب خط حضرت محمد عجب صاحب نائب تحصیلدار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم حضرت محمد عجب صاحب نائب تحصیلدار السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ جناب کا اس خاکسار کو شیخ صاحب اڈیٹر الحکم نے واسطے لکھنے جواب کے عنایت کیا لہذا جواب استفسارات جناب کے مختصراً عرض کئے جاتے ہین مگر اولا ہمکو ۔۔۔۔ تمہید ضرور چاہیئے کہ صحیح معنے خاتم النبیین کے بخوبی سمجھ لیوین کہ کیا ہین لہذا معنی بھی وہ تحریر کیے جاتے ہین جو علماء راسخین نے لکھے ہین - سو واضح ہو کہ ختم نبوت ایک تو صرف باعتبار تاخر زمانہ کے ہوسکتا ہے جیسا کہ اکثر عامہ علما سمجھ رہے ہین اور دوسرے باعتبار اختتام ان مراتب کے جو کمالات نبوت کے لیے چاہیئین یعنی باعتبار نقطہ انتہائی ان کمالات نبوت کے جس نقطہ انتہائی پر آنحضرت صلعم کی نبوت پہونچی ہوئی ہے اور وہان پر تمام سلاسل نبوت کے اختتام کو پہونچ جاتے ہین اور پھر کوئی کمال نبوت کا باقی نہین رہتا بلکہ سب ختم ہو جاتے ہین اور یہ اختتام اختتام مرتبی بھی ہے ہان اسکو اختتام زمانی بھی ضمناً وتبعاً لازم پڑا ہوا ہے اور اس اختتام مرتبی کے بعد کوئی نبی اس مرتبہ عظیم الشان کا قبل یا بعد آنحضرت صلعم کے نہین آسکتا اور یہان پر اصل مراد ختم نبوت سے یہی ہے کیونکہ ختم نبوت جو صرف باعتبار تاخر زمانی کے ہو اس مین کوئی کمال اور فضیلت بالذات معلوم نہین ہوتی کیونکہ تاخر زمانی کسی شئے کا کسی شئے سے موجب کسی فضیلت کا نہین ہوسکتا بلکہ موہم مفضولیت کا ہو جاتا ہے لہذا مقام مدح اور بیان کمالات و فضیلت آنحضرت صلعم مین ایسے امر کا بیان کرنا جو موہم مفضولیت کا ہو ہرگز ہرگز مطلوب الٰہی کلام الٰہی سے نہین ہوسکتا ہے۔

خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ جملہ منفیہ **ما کان محمد ابا احد من رجالکم** کے بعد لفظ لکن بھی ہے جو سامع کو منتظر کرتا ہے اس امر کا کہ جبکہ یہ کمال جسمانی یعنی سلسلہ ابوت و بنوت جسمانی کا آنحضرت صلعم مین منتفی ہے جو ایک ادنے کمال بشری ہے تو بعد لکن کے کوئی بڑا ہی کمال روحانی بیان فرمایا جاوے گا جو تدارک و استدراک پہلے جملہ منفیہ کا کر دیوے گا - پس اگر ختم نبوت کو صرف باعتبار تاخر زمانہ کے ہی مانا جاوے اور اس جگہ پر اختتام مراتب کمالات نبوت کو بالذات لحاظ نکیا جاوے تو کلام الٰہی نعوذ باللہ لغو ہوا جاتا ہے اور نہ اس مین کوئی کمال افضلیت آنحضرت صلعم کے لیے پیدا ہوتا ہے جو خلاف مراد الٰہی ہے اور نیز سیاق اور سباق کلام الٰہی کے بھی مخالف ہے اور معنی عامہ علماء کے دیگر نصوص افضلیت آنحضرت صلعم مثل انا اعطیناک الکوثر الی قولہ تعالے ان شانئک ھو الابتر وغیرہ کے بھی مناقض ہین - اب ہم یہان پر چند وجوہ یہ دعوے ثابت کرتے ہین کہ مراد ختم نبوت سے یہی ہے کہ جسقدر مراتب کمالات نبوت کے ہین ان سب کا سلسلہ آنحضرت صلعم کی ذات حمیدہ صفات جامع العلوم والکمالات پر ختم ہو جاتا ہے اور تمام انبیاء و نبیین کی نبوتین اسی ذات ستودہ صفات جامع الکمالات سے مستفاد و مستعار ہین اور آنحضرت صلعم کی ذات جامع العلوم ان تمام کمالات متفرقہ کے لیے مفید اور مفیض ہے اولاً آنکہ قال اللہ تعالے **واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علے ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین فمن تولے بعد ذلک فاولئک**

ھم الفاسقون - یہ آیت بنام آیت میثاق موسوم ہے ہم اس خط مختصر مین یہ بحث کرنا نہین چاہتے ہین کہ یہ میثاق عالم ارواح مین تمام انبیاؤن سے لیا گیا ہے یا عالم شہادت مین انبیاء اولوالعزم سے یہ میثاق اخذ کیا گیا جیسا کہ من ابتدائے درس ۱۵ - لغایت ۲۰ حضرت موسے سے اس عہد کا لیا جانا سفر مثنی باب ۱۸ توریت مین بھی مذکور ہے ہان ہم اس آیت کی تفسیر مین ناظرین کو چند امور کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہین اول لفظ میثاق پر نظر کرو جو عہد مضبوط اور موثق کو کہتے ہین - دوم لفظ النبیین صیغہ جمع سالم معرف باللام پر غور کرو جس مین تمام انبیا داخل ہین - سوم آیت مین لفظ کتاب اور حکمت کا ہے جو ان کو دی گئی جس مین بشارات محمدیہ مندرج تھین - چہارم کلمہ مصدق لما معکم جو دلالت کرتا ہے کہ جو کمالات اور فضائل بطور بشارات کے اس کتاب مین مذکور تھے وہ سب اوس پر صادق آگئے - جب ہی تو آنحضرت صلعم اس کتاب و حکمت کے مصدق ہوئے اور نیز اس مین آنحضرت صلعم کے جامع العلوم ہونے پر بھی ایک اشارہ ہے کیونکہ لفظ ما موصولہ صیغ عموم سے ہے جو شامل ہے تمام علوم انبیاؤنکو کیونکہ جو مصدق ان تمام علوم کا ہوگا اسکا جامع ہونا ان تمام علوم کے لیے ضروری ہے ورنہ مصدق کیونکر ہوسکتا ہے اور پھر تصدیق کیونکر حاصل ہوسکتی ہے پنجم جملہ لتؤمنن بہ پر غور کرو جو دلالت کرتا ہے کہ تمام انبیاؤن کا ایمان لانا آنحضرت صلعم پر ضروریات سے ہے لہذا آنحضرت صلعم نبی الانبیاء بھی ہوئے ششم جملہ لتنصرنہ کو دیکھو جو دلالت کرتا ہے کہ فقط

ایمان لانا بھی عنداللہ کافی نہین ہے
بلکہ آنحضرت صلعم کے کمالات واوصاف
حمیدہ کی اشاعت وابلاغ واشتہار
دینا بھی ان پر فرض ہے ولنعم ماقیل

مسیح از سقدم او مژدہ گوئی
کلیم از مشعلہ اوشعلہ جوئی
زجودش گر نگشتے راہ مفتوح
بجودی کے رسیدے کشتی نوح

وغیرہ وغیرہ ہفتم اس عہد وثیق کا
دوبارہ اس تاکید سے اقرار کروانا
جو جملہ أأقررتم واخذتم علے ذلکم اصری
مین مذکور ہے ہشتم پھر ان انبیاؤن
کو اس اقرارنامہ موثق پر گواہ بھی قرار
دینا تاکہ اون کی گواہی اون کی امت
پر حجت ہو جاوے اور تمام انبیا اس
گواہی کو اپنی کتابون مین بھی مندرج
کر دیوین نہم اس اقرارنامہ پر خود
اللہ تعالے کا گواہ ہو جانا ہے کما قال
تعالے **وانا معکم من الشاہدین**
اور اللہ تعالے کی گواہی یہ ہے کہ باوجود
مرور دہور اور وقوع تحریفات اور
نیز واقع ہونے تبدلات تراجم السنہ
مختلفہ کے آنحضرت صلعم کی بشارات
ان کتابون مین اب تک موجود ہین
پس یہ کسقدر عظیم الشان شہادت دائمہ
وقائمہ اللہ تبارک وتعالے کیطرف سے
پائی جاتی ہے جیساکہ نظام مملکت
جسمانی مین کسی دستاویز پر حاکم جسمانی
کی رجسٹری ہو جاتی ہے اور پھر وہ
دستاویز اسکی گواہی سے نہایت
موثق اور مضبوط ہو جاتی ہے حتی کہ اگر
یہ دستاویز کہین محرف یا مبدل
یا گم بھی ہو جاوے تو دفاتر سرکاری
سے پھر تصحیح نقل بھی ہو سکتی ہے - اور
اس کی نقل بھی کیجا سکتی ہے علی ہذالقیاس
یہ دستاویز موثق گورنمنٹ الہی کیطرف
سے رجسٹرڈ ہو چکی ہے اور قیامت
تک یہ دستاویز قایم رہیگی کیون
اسلیئے کہ وانا معکم من الشاہدین
[illegible] باوجود [illegible]

اس اقرارنامہ کے اگر پھر بھی کوئی شخص اس
سے منہ پھیرے اور اس رسول پر ایمان نہ لاوے
اور اس کی نصرت نہ کرے تو بحکم قطعی
وآخری اس احکم الحاکمین کے وہی لوگ
فاسق ہین کما قال تعالے **فمن تولے**

بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون

اس آیت سے آنحضرت صلعم کا نبی الانبیا
ہونا بڑی وضاحت کے ساتھ بلا تاویل
ثابت ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ دیگر
تمام انبیاؤن کی بعثت آنحضرت صلعم
کی بعثت کے واسطے بطور توطیہ اور تمہید
کے ارہاصًا تھی جیساکہ کسی شاہنشاہ کی
آمد کے لیے مقدمۃ الجیش پہلے پہونچ رہتا ہے
اللہم صل وسلم وبارک علے نبیک ورسولک
محمد وآلہ اجمعین - وجہ دوم حدیث ذیل
متعدد الفاظ سے مروی ہوئی ہے کہ
کنت نبیا وآدم بین الماء والطین عن ابی
ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ متی وجبت
لک النبوۃ قال وآدم بین الروح والجسد
رواہ الترمذی وعن العرباض بن ساریہ
عن رسول اللہ صلعم قال انی عنداللہ
مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل
فی طینتہ الحدیث رواہ فی شرح السنہ
ہکذا فی المشکوٰۃ ان حدیثون سے ظاہر ہے
کہ آنحضرت صلعم کی نبوت اور نیز ختمیت
آدم ابوالبشر کی نبوت سے بھی سابق
ہے اور تمام انبیاؤن سے آپ پہلے نبی
ہین اور پھر ایسا تقدم ہے کہ اسوقت
نبوت ورسالتین آنحضرت صلعم کی حضرت
آدم کو سوا مرتبہ ماء وطین یا روح و
جسد کے کوئی مرتبہ نبوت کا حاصل نہین
ہوا تھا - علے ہذالقیاس دیگر انبیا بطریق
اولے مرتبہ ماء وطینی کے مقام مین
تھے ولس - پس اگر آنحضرت صلعم کی
ختمیت باعتبار انتہائی مراتب کمالات
کے نہوتی تو یہ تقدم کیونکر ہو سکتا تھا
پس اس حدیث سے بھی ثابت ہے
کہ جو کمالات نبوت کے حضرت آدم ابوالبشر کو
ماء وطین کے مرتبہ [illegible]

جسد کے مرتبہ سے بڑھکر مرحمت ہوئی
وہ سب آنحضرت صلعم کا فیض ہے
لاغیر غور کرو الفاظ احادیث مذکورہ مین
پس بعد آدم ابوالبشر کے سائر انبیا کی
نبوتین بطریق اولے آنحضرت صلعم کے
فیضان سے ظہور پذیر ہوئین وہوالمدعا
اور اسبارہ مین دیگر احادیث بھی ہین
جیساکہ انا قائد المرسلین وغیرہ مگر بسبب طوالت
کے درج خط ہذا نہین کیجا سکتین -
وجہ سوم یہ کہ آنحضرت صلعم کی ذات
ستودہ صفات جامع الکمالات تمام علوم
اولین وآخرین کی جامع ہے کما قال
علیہ السلام علمت علم الاولین والآخرین
اس حدیث کی تائید آیت ذیل کر رہی
ہے قال تعالے ونزلنا علیک الکتاب
تبیانا لکل شئ وہدی ورحمۃ وبشری
للمسلمین ایضًا قال تعالے فیہا کتب
قیمہ ایضًا قال تعالے وما ارسلناک الا
رحمۃ للعالمین - اگر آنحضرت صلعم تمام
علوم اولین وآخرین کے مجموعہ نہ ہووین
تو پھر کتاب اللہ قرآن مجید جو آنحضرت
صلعم کا ایک مجموعہ علوم اور مہیمن کتب
ہی تبیانا لکل شئ کیونکر ہو سکتا ہے -
اور پھر آپ کا وجود باوجود تمام عالمونکے
لیے رحمۃ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ تمام
دینی اور اخروی رحمتین علم ہی کے
ذریعہ سے پیدا ہوتی ہین جیساکہ نعم دنیویہ
کا علم ہی سبب ہے دیکھو اس زمانہ
کے علوم جدیدہ نے کیسے کیسے اسباب
آسایش وآرام انسانی پیدا کیئے ہین
پھر علاوہ جامع ہونے علوم اولین
وآخرین کے آنحضرت صلعم جامع ہدی
بھی ہین یعنی جو پہلی کتابون مین
واسطے رفع شبہات اور اثبات دعاوی
کے دلائل نہین دیئے گئے تھے وہ بھی
اس کتاب مین دئے گئے جنسے انسان
کو منزل مقصود کیطرف ہدایت ہو جاتی
ہے کیونکہ قرآن مجید مین کوئی ایسا دعوی
نہین جسپر دلائل بینہ قایم نہ کیئے گئے ہون
اور کوئی شبہ قابل دفع نہین جو دفع نہ کیا گیا ہو

تب ہی تو مسلمین مورد رحمت الہی ہوئے ہین اور پھر تمام واقعات آیندہ کی بشارات خواہ قبل قیامت کے یا بعد قیامت کے اس قرآن مجید مین موجود ہین اس آیت سے یہی ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم معہ زیادت جامع ہین تمام علوم اولین و آخرین کے اور تمام انبیائے سابقین آپ کی روح پر فتوح سے مستفیض علوم نبوت کے ہین ولنعم ما قال الصادق المصدوق وانا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین - ولا فخر - اور حدیث لایشبع منہ العلما ولایخلق عن کثرۃ الرد ولاتنقضی عجائبہ بھی گویا ان آیات کی تفسیر واقع ہوئی ہے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ خاتم بفتح تا صیغہ آلہ کا ہے جو ما یختم بہ کو کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ مختوم علیہ مین جو نقوش پیدا ہوتے ہین علت ان کی خاتم ہی ہوتی ہے بغیر خاتم کے کوئی نقش مختوم علیہ مین پیدا نہین ہو سکتا پس جبکہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کو خاتم مقرر فرمایا ہے اور تمام نبیین کو مختوم علیہ گردانا تو اس سے ثابت ہوا کہ جملہ انبیا و مرسلین سابقین آپ ہی کی ذات جامع العلوم والبرکات سے مستفیض یعنے منقش بعلوم نبوت ہوئے ہین اب آیت کے معنے خوب صاف ہو گئے اور حرف لکن کے ساتھ استدراک بھی صحیح اور درست ہو گیا جیسا کہ ہمنے رقیمۃ الوداد نمبر ایک مین بھی مشرح بیان کیا ہے اور اس مین اشارہ اسطرف ہی ہے کہ بغیر خاتمیت آنحضرت صلعم کے کوئی وثیقہ نبوت انبیاء و مرسلین کا معتبر اور مستند ہو ہی نہین سکتا - حاصل مطلب آیت کا یہ ہوا کہ آنحضرت صلعم کے لیئے گو کسی مرد کی نسبت کمال ابوت جسمانی کا حاصل نہین ہے لیکن اس سے بڑھ کر کمال ابوت معنوی و روحانی کا تمام انبیاؤنکے لیے موجود ہے لہذا آنحضرت صلعم تمام انبیاؤنکے لیے بمنزلہ والد کے مربی العلوم ہوئے اور تمام انبیا بمنزلہ اولاد معنوی ... [illegible] آنحضرت صلعم کے ہو گئے

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اجمعین - اب باقی رہی امت مرحوم آنحضرت صلعم کی سو اسکا حق اس استفادہ علوم مین بسبب بہت سی خصوصیات قرب وغیرہ کے انبیا سابقین سے بہت بڑھ کر ہے اسی لیے اس امت مرحومہ کو بوساطت آنحضرت صلعم کے وہ وہ علوم و معارف یقینیہ و حقایق و دقایق دینیہ مرحمت ہوئے ہین جو پہلے انبیاؤنکو بھی مرحمت نہین ہوئے تھے ولنعم ما قال الملا رومی - ع غوطہ دہ موسے خود را در بحار روز میان امت احمد برار - اور دعوے اس زیادتی خصوصیت کا اس امت کے لیے مبرھن ہے ساتھ قول خداوند تعالے کے قال اللہ تعالے النبی اولے بالمومنین من انفسھم اس آیت سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کو اپنی مومنین امت کے ساتھ خود انکے نفسون سے بھی زیادہ تر بحیثیت ایمانی وہ قرب حاصل ہے جو انکو اپنے نفسون کے ساتھ بھی حاصل نہین ہے کیونکہ اولے بمعنی اقرب کے آتا ہے اور اگر اولے کو بمعنی احب یا اولے بالتصرف کے لیوین تب بھی مطلوب کو مستلزم ہے ہان البتہ یہ امر ضروری ہے کہ جسقدر مومنین کو کمال ایمانی حاصل ہوگا - اسی قدر اقربیت یا احبیت یا ولویت بالتصرف آنحضرت سے زیادہ ہوتی چلی جاوے گی حتی کہ جس مومن کو مرتبہ اول المومنین کا حاصل ہو آنحضرت صلعم ایسے مومن کے ساتھ اس کے نفس سے بھی زیادہ تر اقرب یا احب یا اولے بالتصرف ضرور ہو وینگے یہانتک کہ مرتبہ بروز محمدیت کا اس مومن کو حاصل ہو جاوے گا جیسا کہ مہدی معہود اور مسیح موعود کو حاصل ہے کما قال علیہ السلام یواطی اسمہ اسمی - اور یہی معنی ہین اس حدیث کے جو حضرت صدیق اکبر کی شان مین وارد ہے کہ ما صب اللہ فی صدری شیئاً الا صببتہ فی صدر ابی بکر او کما قال یا جیسے دوسری حدیث حضرت علی ... [illegible]

کے واسطے فرمائی گئی ہے کہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا اب جبکہ معنی خاتم النبیین کے معین و مقرر ہو چکے لہذا جناب کے سوالات کا جواب نمبروار مختصراً دیا جاتا ہے -

سوال اول

کیا خاتم النبیین کا لفظ نبیونکے سلسلہ کو ختم نہین کرتا گو ظلی طور پر ہو یا اصلی طور پر

الجواب - تمام انبیاؤن سابقین کا نور نبوت آنحضرت صلعم کی نسبت ایک ظلی نور ہے مانند ہو پے کے اور آنحضرت صلعم کا نور نبوت ایسا ہے جیسا کہ خود آفتاب اور ظاہر ہے کہ آفتاب کی روشنی سے جو اشیا منور ہوتی ہین ان کا منور ہونا دو طرح سے ہوتا ہے اول تو بلا واسطے کسی شیشہ وغیرہ کے چنانچہ دیوار کہسار صحن خانہ لوہا تانبا پیتل چاندی سونا شیشہ وغیرہ وغیرہ منور ہوتے ہین جیسا کہ صحابہ کرام حضرت کے زمانہ مین تھے اور دوسرے بوساطت آئینہ و شیشہ وغیرہ کے مکان محجوب مین بھی روشنی آفتاب کی پہونچتی ہے جیسا کہ انبیاء اولوالعزم اور صاحب کتاب و شریعت کے تھے یا اس امت کے مجددین و ما تنور ہین ان کی مثال مثل آئینہ او شیشہ کے ہے کہ آفتاب سے نور حاصل کر کر دوسرے محجوب لوگون کو وہ نور پہنچاتے ہین اور اصل ان تمام نور و نکا وہی آفتاب ہوتا ہے اور باقی سب اسکے طفیلی اولین ہون یا آخرین پس تمام نبوتین سابقین کی ہون یا آیندہ زمانہ کی بطور ظل کے آنحضرت صلعم سے فیضیاب ہین - اور مسیح موعود کا نام جو حدیث صحیح مین نبی اللہ رکھا گیا ہے وہ بھی اسی اعتبار اور لحاظ سے فرمایا گیا ہے اور اسکو جو سلام پہونچایا گیا ہے اس سلام کی حقیقت بھی یہی ہے اور اگر یہ انوار نبوت کمال افراد امت کے حق مین بالکل منقطع ہو جاوین - جیسا کہ مزعوم عامہ علما ہے تو آنحضرت

صلعم کا نعوذ باللہ ابتر ہونا لازم آتا ہے جو مخالف ہے انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ہو الابتر کے ہان البتہ بعد آنحضرت صلعم کے نبوت تشریعی ممکن نہین ہے کیونکہ اگر کوئی حکم شرعی بعد آنحضرت صلعم کے نازل ہو تو تین حال سے خالی نہین ہے یا تو شریعت محمدیہ مین وہ حکم موجود نہین تھا اور اب بسبب واقع ہونے ضرورت کے نازل ہوا یہ صورت بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اس صورت مین شریعت محمدیہ کا ناقص ہونا نعوذ باللہ لازم آتا ہے جو باطل و مخالف لقولہ تعالے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وایضاً مخالف لقولہ تعالے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ وغیر ذلک من الایات الکثیرۃ اور یا وہ حکم مخالف کتاب اللہ و سنت صحیحہ کے ہوگا وہو ایضاً باطل بل ابطل الاباطیل لقولہ تعالے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین وغیر ذلک من الایات المتعددہ۔ اور یا وہ حکم موافق ہوگا احکام شریعت محمدیہ کے یہ صورت جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت مین استحکام شریعت محمدیہ کا ہوتا ہے کیونکہ جو حکم شریعت محمدیہ مین نازل ہو چکا تھا اوسکو الہام یا کشف افراد کمل متبعین نے بھی بشہادت الہام و کشف خود محکم اور مضبوط کر دیا یہ بھی ایک صورت حفاظت دین اسلام کی ہے کما قال تعالے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اس صورت کا جواز اسلئے بھی ہے کہ یہ صورت نبوت تشریعی کی نہین ہو سکتی بناءً علیہ ثابت ہوا کہ بعد آنحضرت صلعم کے کوئی نبی صاحب کتاب و شریعت جدیدہ ہرگز ہرگز نہین ہو سکتا۔ اور نہ کوئی نبی آنحضرت صلعم سے جدا ہو کر آسکتا ہے کیونکہ آپ خاتم ہین اور بغیر خاتم کے کوئی شے مختوم علیہ مستند نہین ہو سکتی پس ایسے نبی کا نہ آنا لازم پڑا ہوا ہے۔ اس معنی خاتم النبیین کے لیے جو ہم لکھ آئے ہین پس جن احادیث مین مضمون لانبی بعدی کا آیا ہے ان احادیث کے معنی بھی یہی ہین کہ کوئی نبی صاحب کتاب و شریعت بعد آنحضرت صلعم کے نہین آسکتا لیکن جزئی نبوت کا سلسلہ بسبب عطاء کوثر کے آنحضرت صلعم کے لیے قیامت تک جاری رہے گا ورنہ پھر ان احادیث کے کیا معنی ہونگے۔ جن مین مسیح موعود نبی اللہ کہا گیا ہے آگے رہے حضرت ہارون جیسے نبی کی نفی جو بعد آنحضرت صلعم کے آئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسے کے کارخانہ نبوت مین شریک تھے لقولہ تعالے واشرکہ فی امری۔ پس ایسی شرکت بھی جو ظلی طور پر نہو کسی کے لیے آنحضرت صلعم کے کارخانہ نبوت مین نہین ہو سکتی اسی واسطے فرمایا گیا ہے کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسے الا انہ لانبی بعدی جسکا مفہوم یہ ہے کہ میرے کارخانہ نبوت مین کوئی شریک نہین ہو سکتا ہان بطفیل اتباع ظلی طور پر مستفیض ہو سکتے ہین۔

سوال دوم

اگر ہم ظلی طور پر تسلیم کر لین تو اسرائیلی نبی بھی حضرت موسے کے بعد تورات کی تصدیق کے واسطے آئے تھے کوئی نئی شریعت نہین لائے تھے پس اسرائیلی نبی اور حضرت مرزا صاحب مین کیا فرق ہے اور خاتم النبیین کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ آیندہ اسرائیلی نبیون کی طرح کبھی نبی کا لفظ کسی پر نہین بولا جاوے گا۔ انتہی ملخصاً۔

الجواب۔ بنی اسرائیل مین بعض نبی تو صاحب کتاب و شریعت تھے۔ جیسا کہ حضرت موسے اور بعض متبع تھے جیسا کہ حضرت موسے کے بعد دیگر انبیاء بنی اسرائیل کے ہوئے پس حضرت مرزا صاحب اور انبیاء سابقین مین ایک تو یہ فرق ہے کہ حضرت مرزا صاحب کوئی کتاب اور شریعت جدیدہ نہین لائے کیونکہ شریعت محمدیہ اپنے نقطہ انتہائی کمال کو پہونچ گئی ہے کما مر ارا اور دوسرا یہ فرق ہے کہ جو انبیا متبع تھے اور غیر شارع وہ تابع اور مبلغ توریت کے تھے اور حضرت مرزا صاحب تابع اور مبلغ قران مجید کے ہین جسقدر فرق توریت اور قران مجید مین ہے اسی قدر فرق حضرت مرزا صاحب اور ان انبیاؤن مین سمجھو تو ضرور ہونا چاہیئے ورنہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا کے پھر کیا معنی ہونگے اور پھر قران مجید اور آنحضرت صلعم مین کوئی فضیلت مابہ الامتیاز توریت و موسے کی نسبت نہ رہے گی کیونکہ متبوع کے سبب توابع کی فضیلت بھی ضرور ہونی چاہیئے دیکھو ایک بادشاہ کا غلام رعایا کے غلامون سے کسقدر افضل ہوتا ہے پھر کیا وجہ کہ احمد کا غلام انبیاء متبع سے جو غیر شارع ہین افضل نہ ہو آگے رہا سلسلہ نبوت جزئیہ کا سو وہ بیشک اس امت مین بطفیل اتباع خاتم النبیین صلعم کے ضروری ہے ورنہ تعلیم دعا اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی عبث ہو جاویگی اور آنحضرت صلعم کا فیض جاری الی یوم القیام منقطع ہو جاوے گا جو انا اعطیناک الکوثر کے مخالف ہے ولنعم ما قال الامام

؎ این آتشے کہ دامن آخر زمان بسوخت
از ہر چارہ اش بجذ نہر کوثر م

اور پھر نظر کرو اس حدیث پر کہ مثل متی کمثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ کہ کس شان سے آنحضرت صلعم نے

اپنے اس فیض جاری کے بقا کے لیئے الی یوم القیام ارشاد فرمایا ہے اور دوسری حدیث اس حدیث کے بیان واقع ہوگئی ہے کیف تہلک امۃ انا اولہا والمسیح بن مریم اخرہا۔

سوال سوم

حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل خاتم النبیین کے لفظ کو محفوظ رکھنے کے واسطے ہے کہ مشابہ بالنبی شخص کو عالم امت سے تعبیر فرمایا نہ بلفظ نبی الخ

الجواب - یہ حدیث واسطے بیان کرنے علو درجات علما کے ہے نہ مسیح موعود کے لیے کہ اسکا درجہ تو علما سے کہین بڑھ کر ہے پس جبکہ علماء امت مانند انبیاء بنی اسرائیل کے ہوئے تو بموجب فحوائے خطاب کے مجددین مبعوثین اور ماموریں مجددین خصوصاً مسیح موعود کا درجہ علما سے بطریق اولٰے بڑھ کر ہونا چاہیئے اسیواسطے مسیح موعود کو نبی اللہ فرمایا گیا نہ کالنبی۔ پس یہ حدیث تو موید مدعا ہو گئی بلکہ اس امت مرحومہ کا تو طالبعلم ہی ایسے مدارج عالیہ پر پہونچ جاتا ہے کہ درمیان انبیاء اور اس طالبعلم کے صرف ایک درجہ باقی رہجاتا ہے کما قال تعالٰے والذین اوتو العلم درجات اور حدیث نے اس ایت کی یہی تفسیر کردی ہے کہ من جاءہ الموت وہو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ وبین النبیین درجۃ واحدۃ فی الجنۃ رواہ الدارمی خلاصہ یہ کہ جبکہ بموجب کتاب وسنت صحیحہ کے ایک ادنے طالب علم دین کا یہ مرتبہ ہے تو پھر مسیح موعود اور مہدی معہود جسکو خود رسول مقبول صلعم نبی اللہ فرماویں کیون اسکے مدارج عالیہ مین طرح طرح سے نکتہ چینیان کیجاوین۔ تلک اذا قسمۃ ضیزی تنبیہ وفات عیسٰے بن مریم تو نصوص قطعیہ سے ثابت ہو چکی ہے دیکھو رقیمۃ الوداد نمبر ۲ و ۳ و ۴ کو اور قرآن مجید و حدیث مین وعدہ استخلاف و امامت کا بلفظ منکم اسی امت کے لیے ہوا ہے پس لامحالہ نبی اللہ کا لقب اسی امت مین سے مجدد اس قرن کے لیے متعین ہو گیا۔

سوال چہارم - کیا وحی اور رسول اور نبی کے الفاظ کی تعبیر بالفاظ الہام و ملہم یا مجدد و محدث درست نہین تھے جیسا کہ اس سے پہلے ہوتا رہا۔

الجواب - یہ سب الفاظ قریب قریب مترادفہ ہین اور دونون طرح تعبیر کرنا درست ہے اور ہر دو تعبیر کتاب اور سنت صحیحہ مین موجود ہے ہان عوام علما کے خیالات اسکے خلاف تھے اور چونکہ ایسے خیالات عظمت شان خاتم النبیین مین موہم ابتریت کے تھے کیونکہ ایسے خیالات سے سلسلہ کمالات نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کا بالکل منقطع ہونا مفہوم ہوتا تھا اور ایسے خیالات سے آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کی شان گھٹتی تھی لہذا یہ ضرورت ان تعبیرات کیلئے مقتضی ہوئی کیونکہ ایک مقصد عظیم مقاصد مہمہ مسیح موعود سے عظمت شان آنحضرت صلعم کا دنیا پر ظاہر کرنا بھی ہے بخلاف ید اللہ فوق ایدیہم اور قل یا عبادی اور ما رمیت اذ رمیت اور رانت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی کے کہ انکے معنی ظاہری کا لینا مخالف نصوص کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے ہے۔

سوال پنجم - اگر مجدد قرن ہذا یعنی مہدی و مسیح موعود اپنی خطاء اجتہادی سے یا کسی دوسری وجہ سے خدا اور خدا کے رسول کے قول کے متناقض قول پیش کرے تو اس کی صحت کا ہمارے پاس کیا معیار ہے انتہی ملخصاً۔

الجواب - اجتہادی خطا بالفرض اگر اسکے اجتہاد مین ہو تو بحیثیت مجتہد ہونے کے ہوگی نہ باعتبار ملہم ہونے کے اور شریعت اسلام مین المجتہد قد یخطی و قد یصیب مسئلہ مسلمہ ہے لقولہ تعالٰے ففہمنا ہا سلیمان حضرت داؤد کی خطاء اجتہادی جو نبی تھے ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو سمجھائی گئی اور اجتہاد سلیمانی اللہ تعالٰے کے نزدیک پسند ہوا دیکھو اس آیت کی تفسیر کو اور معیار اسکا ہمارے پاس وہی نصوص شرعیہ اسلامیہ موجود ہین جن کی نسبت وارد ہے کہ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ ہان ایسے ملہم مامور من اللہ کا خطائی اجتہاد پر علی الدوام قائم رہنا ہو سکتا ہے اور نہ اسکو ایسا الہام ہو سکتا ہے جو مخالف کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے ہو لقولہ تعالٰے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اور اگر خطائے اجتہادی واقع ہی ہو جاوے تو اللہ تعالٰے اسکو اس پر قایم نہین رکھیگا لقولہ تعالٰے فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ وجہ اسکی یہ ہے کہ اسکی بعثت بلا حجاب وغبار کے ایک ظل کامل ہے اپنے اصل موصل کا اور ظل اپنے اصل سے مخالف نہین ہو سکتا اگر ایسا کچھ ہو تو پھر یہ بھی جائز ہو جاوے کہ ظل آفتاب کا جو دھوپ ہے مخالف و مناقض آفتاب کے ہو جاوے یعنی تاریکی اور ظلمت ہو جاوے۔ اندرینصورت جو مقصود اسکی بعثت سے ہے وہ بالکل فوت ہو جاویگا کہ الشئی اذا خلی عن مقصودہ لغی قضیہ مسلمہ ہے اور اللہ تعالٰے کے افعال ایسے لغویات سے منزہ اور پاک ہین کیونکہ مقصود الٰہی تو بعثت سے یہی ہے جو انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون مین مذکور ہے ہان یہ امر بھی ہمپر واجبات سے ہے کہ ہم اسکے مجتہدات کو دوسرے مجتہدین کے مجتہدات سے حتی الممکن ضرور ترجیح دیوینگے کیونکہ اسکا علم دیگر مجتہدین کے علم سے اعلٰی اور افضل ہے کیونکہ انوار الہام بھی اسکے ہمراہ موجود ہین لیکن یہ تمام امور غلطی و خطا کے بطور فرض ہی کے ہین ورنہ کوئی الہام حضرت اقدس کا آجتک خلاف نہین پایا گیا اور نہ

کوئی الہام اس مسیح موعود کا ناسخ شریعت محمدیہ ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے یہ وعدہ محکم ہوچکا کہ ہم اسکے حافظ رہین گے پھر نسخ کیسا کما قال تعالےٰ۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور پھر دیکھو کہ ظل اصل کا ناسخ کیونکر ہوسکتا ہے۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ قرآن کے احکام کے برابر حقیت مین کوئی مامور من اللہ جدید حکم لاسکے کما قال تعالےٰ ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا۔ اس مضمون جواب سے سوال نمبر ششم کا جواب بھی حاصل ہوگیا۔

سوال ہفتم۔ کیا مرزا صاحب کے الہامون مین غلطی کا اندیشہ نہین ہے یا کیا اس کی تعبیر مین غلطی کا اندیشہ نہین۔

الجواب۔ جن الہامونکو حضرت مرزا صاحب نے بطور قول فصل کے دنیا مین شایع فرمادیا ہے ان مین غلطی کا اندیشہ کیونکر ہوسکتا ہے ان کی اثبات حقیت کے لیے تو شہادات ارضی و سماوی موجود ہیں۔

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

چنانچہ واقعات خسوف و کسوف وغیرہ نے اس شہادت کو ثابت و قایم کردیا آگے رہی خطائے اجتہادی اگر انکی تعبیر مین واقع ہوجاوے سو اسپر ایسے مامورین مصلحین کا اصرار قایم نہین رہ سکتا لقولہ تعالےٰ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی (و فی قراءۃ ولا محدث کما فی البخاری) الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ۔ اور جناب نے جو قبر کی نسبت تحریر فرمایا مجھکو اس سے بڑا تعجب ہوا کیونکہ اول تو کوئی قبر حضرت عیسےٰ کی بالہام نہین بتلائی گئی دوم جو دو قبرین حضرت عیسےٰ کی حضرت اقدس کے رسائل مین لکھی گئی ہین وہ دونون موجود ہین جو قبر بیت المقدس مین ہے جسمین بعد واقعہ صلیب کے تین روز تک حضرت عیسےٰ رہے تھے وہ بھی موجود ہے اور وہان پر تو ایک بڑا ہجوم اور میلا ہوا کرتا ہے اور یہ قبر ایسی مشہور ہے کہ تمام مسافرین آیندہ روندہ بیت المقدس اور شام کے اسکو جانتے ہین اور انکی دیکھی ہوئی ہے اور جو قبر سری نگر کشمیر مین تحقیقات علمی سے دریافت کی گئی ہے اس قبر مین حضرت عیسےٰ ۱۲۰ برس کی عمر مین فوت ہوکر دفن ہوئے اس قبر کی تحقیقات کچھ تو رسالہ راز حقیقت شایع شدہ مین کی گئی ہے اور مفصل بیان اس کا کتاب مسمے مسیح ہندوستان مین موجود ہے یہ کتاب ابھی تک شایع نہین ہوئی اور از روئے الہام کے نہ قبر واقعہ بیت المقدس بتلائی گئی ہے اور نہ قبر واقعہ سری نگر معلوم کی گئی اور مقلدین کا فساد ضلالت جو آپنے تحریر فرمایا کہ انہون نے مجتہدین کے پیچھے قرآن مجید اور سنت صحیحہ کو چھوڑ دیا تو کیا رسول یا نبی مانکر قرآن مجید اور اتباع سنت صحیحہ متروک نہ ہوجاوے گا۔

الجواب۔ یہ مقلدونکی غلطی ہے جسکے لیے کوئی دلیل شرعی موجود نہین ہے اور ہم یہ مسئلہ مکرر ثابت کرچکے ہین کہ الہام ایسے ملہم کا جسکے ملہم ہونے پر شہادات سماوی و ارضی قائم ہوچکی ہون مخالف کتاب اللہ و سنت صحیحہ کے ہو ہی نہین سکتا کیونکہ ایسے ملہم کا الہام قطعاً منجانب اللہ ہی ہوتا ہے اور جو الہامات قطعاً منجانب اللہ ہووین ان مین اختلاف کہان ہوسکتا ہے جس کی دلیل خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا علاوہ اس دلیل نقلی کے دلیل عقلی بھی ہم سابق مین لکھ چکے ہین کہ ظل اپنے اصل کا مخالف ہرگز نہین ہوسکتا اگر ایسا کچھ ہو تو آفتاب کا نور کسیوقت مین ظلمت بھی ہوجاوے ولایمکن ذلک ابدا ہان بطور فرض کے اگر کسی الہام کے فہم و تعبیر مین خطا اور غلطی واقع ہوجاوے تو اس کی جانچ و پڑتال کے لیئے وہی اصل الظل یعنے کتاب اللہ اور سنت صحیحہ معیار موجود ہے اور ایسی خطائے اجتہادی پر ہی ایسے ملہم کا استمرار و دوام کے ساتھ اصرار نہین ہوسکتا لقولہ تعالےٰ۔ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ اور پھر اگر کوئی شخص ایسے خطائے اجتہادی پر جو مخالف اس معیار کے ہووے جو اصل الظل ہے علے تقدیر الفرض مثل مقلدین کے اصرار کرکر اس غلطی کو واجب التقلید سمجھے تو یہ اس کی بھی غلطی ہے جو ہرگز کسی کے لیے جائز نہین ہے لقولہ تعالےٰ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ اور معترض صاحب کی تقریر پر لازم آتا ہے کہ مجتہدین کو بھی دعوے اجتہاد کا جائز نہوتا کیونکہ مقلدین انکے دعوے اجتہاد سے گمراہ ہوگئے مگر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی دعوے صحیح حسب تقاضائے اشد ضرورت جس کی تاکید منجانب اللہ بھی بڑے شد و مد سے واقعہ ہوئی ہو مثلاً جیسے یہی دعوے مسیحیت و مہدویت کا ہے اور نیز جو اس دعوے کے متعلقات اور مالہ وما علیہ ہین یہ سب دعاوی اس خوف سے ترک کئیے جاوینگے کہ بعض لوگ اسکے مخالف یا گمراہ ہوجاوینگے۔ اس صورت مین تو سلسلہ خلافت محمدیہ کا ہی جسکا وعدہ آیت استخلاف

مندرجہ سورہ نور مین بڑے زور شور سے اللہ تعالے نے فرمایا ہے سب غت ربود ہوجاویگا ہان دنیا مین جب کبھی کوئی ماموز من اللہ آیا ہے اس قسم کی مخالفت یا ضلالت تو ہمیشہ ہوتی رہی ہے — خلاصہ مقال یہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے اس دعوے نبوت ظلی سے آنحضرت صلعم کی خاتمیت مین کچھ فرق نہین آسکتا بلکہ شان عظمت خاتمیت اسی کو مقتضی ہے کہ آپکی امت کے کمل افراد کو نبوت ظلی ضرور حاصل ہو خصوصاً خاتم الخلفا کو جو مسیح موعود و مہدی مسعود ہے کہ اس کی نسبت تو خود نبی کریم نے بلفظ نبی اللہ فرمایا ہے تاکہ عظمت شان خاتمیت دوبالا ہو اور رہا شان عظیم الشان خاتمیت سید المرسلین و قائد النبیین مین کوئی نقص لازم نہ آوے جو مراد الٰہی انا اعطیناک الکوثر سے ہے اور مضمون ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی حاصل ہو تاکہ امت مرحومہ طوفان بحار ظنون اور شکیات سے نجات پاکر ساحل یقین ایقان پر پہونچے جو دار و مدار نجات اخروی کا ہے کیونکہ ذخیرہ ظنیات و شکیات کا جواب امت مرحومہ کے پاس ہے وہ ساحل یقین و ایمان تک نہین پہونچا سکتا جس پر نجات اخروی موقوف ہے کما قال تعالے ان الظن لا یغنی من الحق شیٔا اسی واسطے فرمایا گیا ہے کیف تہلک امۃ انا اولہا والمسیح اٰخرہا والسلام خیر ختام

کتبہ السید محمد احسن امروہوی
وارد حال قادیان ضلع
گورداسپور

پیسہ اخبار سے خط و کتابت

(مضمون بغرض اندراج پیسہ اخبار)

طاعون اور ایک عظیم الشان نشان

(مذہبی دنیا مین حیرت انگیز صدا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ آپ کے نوازش نامہ نے جو میرے رجسٹرڈ خط مورخہ ۲۰ اپریل سنہ رواں کے جواب مین آپنے لکھا ہے مجھے جرأت دلائی ہے کہ مین مندرجہ ذیل مضمون پیسہ اخبار کے ناظرین کے فائدہ کے لیے خصوصاً اور عام لوگون کے لیے عموماً بغرض اندراج پیسہ اخبار آپ کی خدمت مین ارسال کرون +

چونکہ مین اپنے سامنے بہت ہی محدود پیسہ اخبار کے کالمون کا دیکھتا ہون اس لیئے تمہیدی امور کو چھوڑ کر صرف مطلب کی بات کہنا چاہتا ہون — پیسہ اخبار کے ناظرین حضرت میرزا

غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود

کے نام سے بخوبی واقف ہین اور پیسہ اخبار مین انہون نے متعدد نوٹ آپ کے متعلق پڑھے ہونگے اگرچہ مین افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہون کہ پیسہ اخبار کے وہ نوٹ قابل اصلاح تھے جو پیسہ اخبار ہی کے ذریعہ ہونی چاہئے تھے جو نہین ہوئی + اور مین اگر اسکا ذمہ وار ایڈیٹر پیسہ اخبار کو قرار دون تو یہ صحیح ہے — مین اسوقت ان تمام نوٹس پر ریمارک کرکے ناظرین پیسہ اخبار کو یہ دکھانا نہین چاہتا۔ کہ مثلاً آتھم کی پیشگوئی پر جو ریمارک کیا گیا تھا وہ اصل پیشگوئی ہی کے مفہوم اور منطوق کے خلاف نہ تھا بلکہ پیشگوئیون کی حقیقت اور قرآنی پیشگوئیون خصوصاً انذاری پیشگوئیون کی ناواقفیت کی بنا پر بھی تھا کیونکہ آتھم کا مرجانا اور اس کی موت کی پیشگوئی کرنیوالے

مدعی کا ابتک زندہ رہنا کوئی چھوٹی سی بات نہین ایسا ہی مین حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور دلایل پر کوئی مبسوط بحث کرنے کیلئے بھی اسوقت موقع نہین دیکھتا اسلیئے مین اس بحث سے بالکل الگ رہتا ہون کہ قرآن کریم نے کس طرح پر حضرت مسیح کی وفات کا زور شور سے ذکر کیا ہے اور توفی کا وعدہ کرکے فلما توفیتنی مین مسیح کا اقرار موجود ہے اور نہ مین موسوی سلسلہ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت پر بحث کرکے یہ دکھانا چاہتا ہون کہ ان دونون سلسلونکا توافق کس طرح طبعی طور پر چاہتا ہے کہ چودھوین صدی مین آنے والا مجدد مسیح موعود ہو اور اسی طرح مین ان نشانات پر بھی جو مسیح موعود کے لیے مقرر تھے اور پورے ہوچکے ہین بحث کرنے کا موقع نہین پاتا ہون مثلاً کسوف خسوف کا رمضان مین ہونا یا ذوالسنین ستارہ کا نکلنا وغیرہ اور ایسا ہی مجھے موقع نہین کہ مین ان مناظرات اور مباحثات پر ریویو کرون جو آج تک حضرت مسیح موعود سے ہوچکے ہین علے ہذا القیاس مین ان کمی سو پیشگوئیون کا تذکرہ بھی کمی گنجائش کی وجہ سے نہین کرسکتا جو پوری ہوچکی ہین اور نہ مین اس مضمون پر کچھ کہہ سکتا ہون کہ پیر گولڑی اور تمام علماء ہند و پنجاب نے آپ کی اس عظیم الشان دعوت کے مقابلہ مین کس قدر قابل افسوس سکوت اور عاجزی ظاہر کی جو انہون نے قرآن کریم کے حقایق و معارف کو عربی فصیح بلیغ تفسیر کی صورت مین مقابلہ کرنے یا قبولیت دعا کا نشان دکھلانے کے لیئے کی تھی — مین اسوقت آپ کی ان خدمات کا تذکرہ بھی کرنا نہین چاہتا جو نصارے — آریون اور سکھون کے مقابلے مین اسلام کی آپنے کی ہین اور نہ اس سلسلہ کی پولٹیکل حالت پر بحث کرکے یہ دکھانے کی کوشش کرسکتا ہون کہ یہ سلسلہ کس طرح پر گورنمنٹ کے لیے مفید مبارک اور امن بخش اصولون کی بنا پر ہے اور کس طرح اس خاندان نے ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمات کی ہین کیونکہ یہ مضامین بحث طلب ہین اور پیسہ اخبار کے کالمونین

گنجایش کم اس لیے مین ان سب امور کو چھوڑکر اصل مطلب کا تذکرہ کرتا ہون جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے حضرت اقدس کا یہ دعوے کہ مین **مسیح موعود** ہون کوئی چھوٹا دعوے نہین بلکہ عظیم الشان ہے اسلیے ہر دانشمند اور سلیم الفطرت انسان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ کسی قسم کے اعتراض یا نکتہ چینی اور انکار سے پہلے اسکے متعلق **مدعی مسیح موعود** کی تصنیفات کو بغور پڑھ لے مگر جلدباز انسان ایسا نہین کرتے اگرچہ **نصوص قرانیہ** اور **حدیثیہ** - اور عقلی شہادتون اور دلایل کے ساتھ اور آسمانی نشانون اور تائیدات سے اس سلسلہ کی سچائی ظاہر کی گئی لیکن پھر بھی بہت لوگون نے اسی طرح مخالفت کی جس طرح **منہاج نبوۃ** پر قائم ہونے والے سلسلون کی ہوتی ہے - حضرت اقدس کے دعاوی کی شناخت کا صحیح معیار یہ تھا کہ اسے منہاج نبوۃ پر آزمایا جاتا مگر ایسا نہین کیا گیا آخر خدا تعالے نے ایک عظیم الشان **نشان** قایم کیا ہے جیسا کہ پچیس برس پہلے براہین احمدیہ مین یہ الہام موجود ہے -

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا

اور لایصدق السفیہ الا سیفتہ الہلاک وغیرہ وغیرہ پس جن لوگون کو پہلے نشانات اور دلایل و براہین نے کوئی فایدہ نہین پہونچایا - وہ اسوقت اس نشان سے جو طاعون کی صورت مین نمودار ہوا ہے فایدہ اٹھائین - حضرت اقدس نے یہ مشتہر کردیا ہے کہ **طاعون**† میرے لیئے ایک نشان ہے - اور آج سے پانچ سال پہلے پیشگوئی شایع کی گئی تھی کہ پنجاب مین طاعون کے پودے لگائے جارہے ہین اور جو لوگ پنجاب کے حالات سے واقف ہین کم از کم پیسہ اخبار کے پڑھنے والے وہ بخوبی جانتے ہین کہ اب پنجاب کی کیا حالت ہے - اسیوقت حضرت اقدس نے یہ بھی مشتہر کردیا تھا کہ مجھے الہام ہوا ہے - **انہ اوی القریۃ** یعنے قادیان کو خدا تعالے اس پراگندگی سے **محفوظ رکھے گا** اور اب اسی کی تائید مین یہ الہام بھی ہوئے ہین **لولا الاکرام لہلک المقام** اور پھر **انی حافظ کل من فی الدار** - غرض ان الہامات کی بنا پر یہ عظیم الشان نشان سعادت مندونکے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اسوقت اپنی زبانون کو روک کر کم ازکم تین چار دن تک اسکا انتظار کرین اور دیکھین کہ کیا قادیان اس افراتفری اور موت الکلاب سے جو طاعون کی وجہ سے دوسری جگہون مین ہوئی ہے محفوظ رہتا ہے یا نہین؟ اور یہ امر مبنی ہے مقابلہ پر اگر مقابلہ کے وقت نسبتاً قادیان اقرب بالامن اور دارالامان ثابت ہوجاوے تو اس سے بڑھکر اور کیا نشان ہوگا لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی ضرور ہے کہ وہ لوگ جو ملہم یا مستجاب الدعوات ہونیکے مدعی ہین خواہ وہ گدی نشین ہین یا مشایخ الکافرض ہے کہ وہ بھی اپنی قبولیت دعا اور الہام کا کوئی کرشمہ دکھائین - اور ہم ان سے کوئی زائد امر نہین چاہتے بلکہ جسقدر یہان ظاہر کیا گیا ہے اسی قدر وہ ظاہر کردین کہ **فلان مقام محفوظ رہیگا مثلاً لاہور یا امرتسر یا کلکتہ** یا کوئی اور ناظرین پیسہ اخبار کے لیے شاید یہ امر زیادہ دلچسپی کا موجب ہو کہ اس مقابلہ مین منشی الہی بخش صاحب مصنف عصائے موسے جسکی کتاب پر پیسہ اخبار مین ریویو چھپا تھا اور ایسا ہی پیر گولڑی جنکے لیئے مقابلہ تفسیر نویسی سے گریز کی پردہ پوشی بذریعہ پیسہ اخبار کی گئی تھی اس میدان مین خصوصاً نکلین اور وہ اپنے شہرون کی نسبت ایسی پیشگوئی کرین اور ایسا ہی انجمن حمایت اسلام جو اپنی قبولیت دعا مین استسقائی نماز پر بارش ہونے کا دعوے کرتی ہے اپنی دعا کا ثمرہ قبل از وقت شایع کردے

اور اسی طرح ہندوون آریون عیسائیون کو بھی حق ہے کہ اگر وہ خدا تعالے کے ساتھ اپنے تعلقات کے ثبوت اور اپنے مذہب کی زندگی کے اظہار کے لیے ایسا نشان پیش کرین تو یہ امر حق و باطل مین فارق ہوجائیگا - پس اگر کوئی اس مقابلہ مین نہ آیا تو پھر یقیناً کسیکو حق نہین پہونچتا کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کرے اور ایسا ہی اگر مقابلہ مین قادیان اقرب بالامن ثابت ہو اور وہ شہر اقرب بالامن ثابت نہون جنکا اشتہار دوسرے لوگ دینگے تب بھی حضرت مسیح موعود کی مخالفت جایز نہ ہوگی - لیکن اگر مقابلہ کرنے والون نے اپنے الہام شایع کردیئے اور وہ الہام صحیح ثابت ہوئے تو پھر انکا حق ہوگا جو چاہین سو کہین لیکن سردست اسپر کسی قسم کی نکتہ چینی کرنی اخلاقاً اور انصافاً ناجایز ہے کیونکہ جب تک تین چار ہفتے نہ گذر جاوین اسپر کوئی رائے قایم کرنے کا کسی کو حق نہین ہونا چاہیئے پس مین پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب کی خدمت مین عرض کرنا چاہتا ہون کہ وہ پیسہ اخبار مین اس عظیم الشان نشان کا مقابلہ کرین جو تحریرین اس قسم کی آئین وہ چھاپدی جائین اور ایسا ہی الحکم مین طبع ہوتی رہین اور نیز ایڈیٹر کی طرف سے کسی قسم کا حاشیہ نہ چڑھایا جاوے بلکہ ایڈیٹرونکی رائے آخری وقت تک محفوظ رکھی جاوے اور جب وقت گذر جاویگا پبلک خود صحیح نتیجہ پر پہونچ جاویگی مین امید کرتا ہون کہ یہ سلسلہ مضامین کا نہایت دلچسپی سے دیکھا جاویگا اور انصاف پسند طبیعتین اس سے بہت کچھہ فایدہ اٹھائین گی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ کوئی غیر متعلق تحریر شایع نہ کیجاوے صرف اس قسم کی تحریرین شایع ہون کہ فلان شخص اپنے الہام سے فلان شہر کے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کرتا ہے جس مین وہ رہتا ہے اور اسکی عزت و احترام کرکے خدا نے اسکو محفوظ کرلیا ہے اور یہ مقابلہ اسی رنگ اور شان کا ہوگا جیسا کہ **قادیان** کا کیا جاویگا - اس مقابلہ سے سردست کئی فایدہ ہونگے - اول یہ کہ سب و شتم کا سلسلہ بند ہوجاویگا -

† یہ وہ نشان ہے کہ قرآن کریم - احادیث اور انجیل سے بھی مسیح موعود کا نشان ٹھیرایا گیا ہے -

...کردینگے - ایسی تحریرین دفتر پیسہ اخبار اور دفتر الحکم قادیان مین آنی چاہئین - والسلام - پبلک کا خیرخواہ شیخ یعقوب علی تراب احمد ایڈیٹر الحکم قادیان -

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی

نمبر ۲۰ | ۳۱ - مئی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۲ صفر سنہ ۱۳۲۰ھ یوم شنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

توبہ نامہ

ذیل میں ہم میاں عبد الغفور صاحب سگنلر سٹیشن ہاکھیاں کا توبہ نامہ درج کرتے ہیں۔ میاں عبد الغفور خان صاحب بیعت کر کے بعض عولان راہ ہدے کی چالاکیوں سے دھوکہ میں آگئے تھے اور انہوں نے فسخ بیعت کر لی تھی مگر پھر خدا تعالے نے ان پر حق کھولدیا اور انہوں نے رجوع الی الحق کیا۔ اللہ تعالے انکو اس توبہ پر قایم رکھے شحنہ ہند نے انکے فسخ بیعت کو بڑے زور شور سے شایع کیا تھا کیا اب وہ اس تجدید بیعت کو بھی شایع کریگا

بمیر تا برہے اے حسود کین رنجیست
کز مشقت آن جز بمرگ نتوان رست

توبہ نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف جناب حضرت صاحب ہادی ہدایت رہنما خلق خدا حضرت اقدس مسیح موعود امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام و برکاتہ +

گذارش ہے کہ بندہ بسبب واقفیت علم دینی کے حضور کے مخالفین کے دھوکے میں آگیا تھا چند سوالات جو مخالفوں نے مجھ جناب کے ایک بنا کر دیئے تھے جواب نہ دیکا اور نہ حضور کی تائید میں بحث کر سکا بدینوجہ میں آپکی بیعت مورخہ ۲۵ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے پرچہ شحنہ ہند میں فسخ کرا چکا ہوں اور بعد بیعت کے فسخ ہونیکی دلکو سخت صدمہ پہنچا جسکا بیان تحریر سے باہر ہے اب میں دوبارہ صدق دل سے حضور کی مامور من اللہ ہونے پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی غلطی سے جو مخالفوں کے دھوکے آکر کی تھی سچے دل سے توبہ کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حضور بھی عاجز کے حق میں دعا کرینگے اور از سر نو احقر کو اپنی غلامی میں منظور فرماوینگے اور میری والدہ صاحبہ جو عمر رسیدہ ہیں اور میری بیوی بھی جنکی دلی خواہش حد سے زیادہ ہے کہ وہ بھی حضور کی خادموں میں سے ہوں بیعت قبول فرماویں میں چونکہ ایک غریب آدمی ہوں اسقدر جرأت نہیں رکھتا کہ اس توبہ نامہ کو بطور اشتہار شایع کرا دوں لہذا عرض ہے کہ حضور سے مہربانی فرما کر پرچہ الحکم میں چھپنے کا حکم فرماویں تاکہ اور بھائی بھی میرے واسطے دعا کریں فقط مرسلہ نیاز مند عبد الغفور خان سگنلر سٹیشن ہاکھیاں نوشہرہ دکھنی۔ ریلوے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ - حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بحمد اللہ تندرست ہیں اور جمیع ممبران خاندان بھی خدا کے فضل سے تندرست ہیں حضرت ...

... حجت اللہ نے طاعون کے متعلق ایک اور اشتہار لکھنا شروع کر دیا ہے جسکی اشاعت کی بہت جلد امید کیجاتی ہے + ۲ - حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے اپنی مشہور معروف کتاب خلافت راشدہ کا دیباچہ خدا تعالے کے فضل اور تائید سے لکھنا شروع کر دیا ہے + بہت جلد اس کتاب کے پہلی جلد کی اشاعت انشاء اللہ ہو گی۔ ... اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور ...

دارالامان اور طاعون

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین ہم نے پیسہ اخبار کے ایک خطرناک جھوٹ کی تردید مختصر طور پر کر دی تھی + اور آج کی اشاعت مین اس پر ایک مبسوط مضمون لکھنے کا وعدہ کیا تھا - چونکہ حضرت حجت اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک اور اشتہار لکھنے کا ارادہ فرمایا ہے اسلئے ہم سردست مختصر طور پر ہی پھر اس غلط فہمی کے رفع کرنے کی کوشش کرتے ہین جو پیسہ اخبار اور اسکے دوسرے ہم جنس اخبارون نے قادیان کی نسبت پھیلانی چاہی ہے +

سب سے پہلے ہم اس امر کا ذکر کرنا چاہتے ہین کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی اس مضمون کا کوئی اشتہار شایع نہین کیا کہ قادیان بالکل طاعون سے محفوظ رہے گا + بلکہ پیسہ اخبار اور دوسرے مخالف اخبارون اور اشتہار بازون نے جب الحکم مین مندرجہ ذیل نوٹ شایع ہوا تھا تو قسم قسم کی باتین بنائی تھین

"انہ اوی القریۃ"

آج کل ہمارے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی توجہ طاعون کیطرف زیادہ ہے اور چونکہ یہ لوگ عارف تر ہوتے ہین اسلئے خدا تعالے کے غنا ذاتی سے خایف تر بھی ہوتے ہین عموماً سیر اور بعد شام طاعون پر کچھ نہ کچھ تقریر ہو جاتی ہے - انہ اوی القریۃ کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہو چکا ہے اسکے متعلق فرمایا ہے - کہ مین اسکے معنے یقیناً یہی سمجھتا ہوں کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کیوجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالے قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا - اگرچہ یہ امر ممکن ہے کوئی کیس یہان ہو جاوے - مگر وہ النادر کالمعدوم کے ضمن مین ہے تاہم اللہ تعالے کے فضل اور وعدہ کے موافق ہمین یقین ہے کہ وہ ہمین تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھیگا

اسکے علاوہ متعدد مرتبہ الحکم کے ذریعہ اس قسم کے مضامین شایع ہوئے اور کبھی بھی حضرت اقدس نے یہ دعوے نہین کیا کہ قادیان مین کوئی بھی واردات نہو - اور پیسہ اخبار نے اس کو تاویل کا مقدمہ بتایا تھا - پھر فیصلہ کن مضمون حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پیسہ اخبار کے مقابلہ مین لکھا تھا اس مین بڑی وضاحت اور صراحت سے یہ بات لکھدی ہے کہ قادیان مین موت الکلاب نہ ہوگی -

چنانچہ خود حضرت اقدس نے جو اشتہار عظیم الشان تحدی کے ساتھ دافع البلا کے نام سے کئی ہزار شایع کیا ہے اسکے صفحہ ۵ کے حاشیہ مین مندرجہ ذیل معنے انہ اوی القریۃ کے لکھے ہین جن کو ہم پھر پبلک کی توجہ اور غور کے لیے ذیل مین درج کرتے ہین -

پس اس کلام الٰہی مین یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہین ہوگی +

کچھ حرج نہین کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان مین بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے +

قادیان مین کبھی طاعون نہین پڑیگی جو گاؤن کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے +

اب ہم سلیم الفطرت اور خدا ترس دل والے ناظرین سے پوچھتے ہین کہ وہ خدا کا خوف کھا کر تقوے اور انصاف پسندی کو ہاتھ سے نہ دے کر ہمین بتائین کہ اسمین کہان یہ دعوے کیا گیا ہے کہ قادیان مین ایک بھی واردات طاعون کی نہ ہوگی + بلکہ وہ فقرات جو جلی قلم سے لکھے گئے ہین صاف اور واضح طور پر اس عقدہ کو حل کرتے ہین اب اس کے بعد کہ جب دارالامان کے متعلق صریح اور صاف الفاظ مین یہ دعوے کیا گیا ہے کہ یہان طاعون جارف نہین ہوگی اس کے خلاف پیشگوئی کے الفاظ کو چھوڑ کر شور مچانا یہ طریق خدا ترسی کے خلاف ہے - فاتقوا اللہ ! ان اللہ مع المتقین - در اصل قادیان مین طاعون کی بعض وارداتون کا ہونا اور پھر عام تجربہ کے خلاف اسکا افراتفری اور موت الکلاب سے محفوظ رہنا ایک مادہ پرست انسان کے نزدیک بھی بڑی پیشگوئی ہے -

اس مختصر بیان کے بعد اب ہم اس امر پر بحث کرنے کی ضرورت سمجھتے ہین **کہ اس وقت جو قادیان مین طاعون کی وارداتون کا ہونا ظاہر کیا جاتا ہے یہ کہان تک صحیح ہے ؟**

جس حال مین کہ قادیان مین کسی واردات کا ہو جانا خدا کی عظیم الشان وحی اور پیشگوئی کے مخالف اور متضاد نہین بلکہ ایک پہلو سے پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہے - پھر ہماری نسبت یہ خیال کرنا کہ قادیان مین اگر کوئی واردات ہو تو ہم اسکو مخفی کرینگے یہ دیانت سے بعید ہے ہم سب سے پہلے ایسی واردات کا اعلان کرینگے کیونکہ یہ خدا کی عظیم الشان پیشگوئی کے ایک پہلو کو پورا کرتی ہے -
الغرض قادیان مین کسی واردات کا ہونا ہمارے ہرگز مخالف نہین مگر اسوقت

جو شور مچایا گیا ہے یہ بالکل جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے۔

ہم کو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر سخت افسوس ہے کہ اسنے اپنے ایک مختصر سے نوٹ مین کئی جھوٹ اور پھر دل آزار جھوٹ بولے ہین۔

حالانکہ کئی سال کے تجربہ اخبار نویسی کے رو سے چاہیئے تھا کہ وہ اس خبر کی تصدیق کے لیے بہترین ذرایع کو اختیار کرتے مگر انہون نے ایک غور کن۔ دور اندیش ایڈیٹر کے منصب کے خلاف جلد بازی اور عجلت سے کام لیکر ایک بیہودہ امر کو اپنے اخبار مین شایع کر دیا جو اسکی خفت کا موجب ہوا + پیسہ اخبار اگر محض تعصب اور بیجا عداوت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت نہین کرتا تو ہمین اس سے مایوس نہین ہونا چاہیئے اور امید کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے اس نوٹ کی بہت جلد تردید کریگا لیکن اگر اس نے بیجا حجت اور خاموشی سے کام لیا تو وہ اپنے فرض منصبی کے حدود سے ہی نکلنے والا نہ ٹھہریگا۔ بلکہ ہمارا حق ہوگا کہ ہم کہین کہ اس نے خدا ترسی سے کام نہین لیا

اب ہم ذیل مین پیسہ اخبار کے ان خطرناک جھوٹون کو سلسلہ وار لکھتے ہین۔

پہلا جھوٹ۔ مولا چوکیدار کی وفات کا باعث طاعون قرار دیا ہے حالانکہ ہم نے گذشتہ اشاعت مین سرکاری . . . کتاب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ وہ طاعون سے نہین مرا چنانچہ ہمنے دکھایا ہے کہ رجسٹر اموات پیدائش قادیان نمبر ۵۳ پر ۲۰۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء پر اسکی وفات بذریعہ بخار درج ہے۔

یہ شخص ۲۰۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اگر وہ طاعون سے اسوقت مرا تھا اور رجسٹر مین غلط باعث بخار درج ہوا ہے تو پھر پیسہ اخبار یا وہ دروغگو جس نے پیسہ اخبار کو ایسی جھوٹی خبر دی ہے گویا قادیان کے نمبردار اور پٹوارکے ڈپٹی انسپکٹر تحصیلدار اور ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر الزام لگاتا ہے + کہ انہون نے ایک واردات کو مخفی کیا اور سرکاری طور پر اس کی اطلاع نہین دی گئی۔ پیسہ اخبار بہت جلد اس شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کا تشویش افزا خط لکھا ہے تاکہ ایسی جھوٹی خبرین شایع کرانے کی وجہ سے ہم افسران مجاز کو اس کی بابت اطلاع دے سکین بہرحال یہ افسران مجاز کا فرض ہے۔ کہ ایسے شخص کے متعلق مناسب انتظام کرین +

دوسرا جھوٹ۔ نتھو چوکیدار کی وفات کے متعلق ہے یہ شخص ۱۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اور نمبر ۶۹ کتاب مذکور مین باعث موت بخار درج ہے۔

تیسرا جھوٹ۔ مولا کی بیوی۔ یہ بہت ہی خطرناک جھوٹ ہے مولا کی بیوی اس وقت تک قادیان مین زندہ موجود ہے۔ ایک زندہ شخص کی نسبت اسکے مرنے اور طاعون سے مرنے کی متوحش خبر شایع کرنا پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو خوب معلوم ہے۔ قانونی جرم ہے جس سے اس عورت کے رشتہ دار چارہ جوئی کر سکتے ہین + کیا پیسہ اخبار کا اپنا فرض نہین ہے کہ وہ ایسے غلط بیان شخص پر ہزار بار نفرین کرے۔

چوتھا جھوٹ۔ مولا کی لڑکی کا بھی طاعون سے مرنا ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ ساری عمر مین مولا کے ہان کوئی ہوئی ہی نہین پھر اس خانہ ساز واردات کی بابت ہم بجز اسکے کیا کہین لعنت اللہ علی الکاذبین

پانچوان جھوٹ۔ نتھو کی بیوی کا مرنا بھی طاعون سے ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ یہ بیچاری بھی بخار سے مری ہے۔

چھٹا جھوٹ۔ صدرو ولد بھاگا بافندہ قادیان مین اس نام کا کوئی شخص ابھی تک ہمکو معلوم نہین ہوا۔ اور رجسٹر پیدائش اموات مین درج ہے بھاگا ایک بافندہ ہے مگر اسکا کوئی لڑکا اس نام کا نہین ہے اور نہ فوت ہوا ہے۔

ساتوان جھوٹ۔ پسر ڈھا تیلی۔ یہ لڑکا سگ گزیدہ تھا اور رجسٹر مذکور مین اس کی ہلاکت کا باعث یہی درج ہے۔

مگر ہمین افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک وہ طاعون سے مرا گویا جسقدر واقعات اور وارداتین پیسہ اخبار نے دی ہین سب کی سب جھوٹ ہین +

پیسہ اخبار اگر اپنی وقعت کو کم نہین کرنا چاہتا تو آیندہ ایسے دوستون پر اعتماد نہ کرے ورنہ اسے سخت نقصان اٹھانا پڑے گا۔

آٹھوان جھوٹ۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب کی کسی رشتہ دار عورت کی نسبت طاعون سے مرجانے کی جھوٹی خبر مشتہر کرکے ان صدہا عزیزون اور لاکھون دوستون کو رنج پہونچایا ہے۔

مولوی صاحب کے عزیزون مین سے کوئی عورت نہ طاعون سے بیمار ہوئی اور نہ ہلاک ہوئی۔

نوان جھوٹ اور خطرناک جھوٹ جس مین تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے۔ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوة والسلام کی بیماری کو اسی طاعون کی خبر مین لکھکر یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ نصیب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہین لعنت اللہ علی الکاذبین +

یہ حضرت اقدس کی فیاضی اور فراخدلی ہے کہ آپ قانونی چارہ جوئی نہ خود کرنا چاہتے ہین اور نہ اپنے کسی خادم کو اجازت دیتے ہین ورنہ پیسہ اخبار کو اپنی اس طرز تحریر کا پتہ لگ جاتا +

پیسہ اخبار کو ۲۴۔ مئی سنہ ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرت حجت اللہ کی بیماری دردسر اور پھر اس سے شفایاب ہوجانے کی خبر الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اسکے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنجدہی کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے۔

بہرحال یہ جھوٹ ہین جو پیسہ اخبار نے بولے ہین اب پیسہ اخبار کا فرض ہے

کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کر دکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔

اور آیندہ ان لوگون کی تحریرونکو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی یا اور ان کے ہم جنس اسکو لکھ دیتے ہین اور اپنے آپ کو مخمصہ مین نہ ڈالے۔

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہین۔ کہ اس قسم کی جھوٹی خبرون کے مخزن زیادہ تر قادیان کے سماجی ہین۔ جن مین نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہین کہ وہ اپنی بریت کے لیے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبرین اسے بہم پہونچائی ہین۔ ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اسطرف منعطف کرانا چاہتے ہین کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبرون کے دینے والے کا مناسب نوٹس لین +

اب ہم اسکے متعلق اسوقت اور کہنے کی ضرورت نہین سمجھتے۔ آخر مین پھر پیسہ اخبار کے اڈیٹر سے خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آیندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے۔

ہم پیسہ اخبار کے اڈیٹر سے بڑھ کر اس معاملہ مین پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہین جنہون نے بازاری خبرون پر اعتبار نہین کیا بلکہ مزید احتیاط و حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمالیا۔ پیسہ اخبار کا اڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے +

مختصر نوٹ اور نکات

ہمارے مخالف واقعی واجب الرحم ہین جب ہم ان کی ان چالون اور تدبیرون پر غور کرتے ہین جو وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نور کو اپنی پھونکون سے بجھانے کے لیے اختیار کرتے ہین اور پھر اسکے نتائج مین واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون کی شان ملاحظہ کرتے ہین تو ان کیحالت بہت ہی قابل رحم نظر آتی ہے وہ نئے دن نئی شرارت اور نئی چال اختیار کرتے ہین ان کی غرض اور غایت یہ ہوتی ہے کہ سلسلہ عالیہ کی ترقی کو روکدین یا سلسلہ عالیہ کے امام و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو رنج دین مگر جون جون وہ مخالفت مین ترقی کرتے ہین سلسلہ کی ترقی ایک امواج دریا کی طرح ہوتی جاتی ہے اور ہزارون سعید روحین اپنی بھلائی کے لیئے اسمین داخل ہوتی جاتی ہین۔

پس جب وہ بیعت کے کالمون مین ہر ہفتہ بہت سے نام پڑھتے ہین تو انکے اندر ایک سوزش اور جلن شروع ہو جاتی ہے اور دوسری طرف وہ یہ دیکھتے ہین کہ حضرت اقدس انکی تحریرون اور تقریرون کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہین دیتے اور انکی رنجدہ باتون مین سے بھی ایک خوشی کا سامان نکال لیتے ہین تو ان بدقسمتون کی حالت پر ہمین اور بھی افسوس آتا ہے کاش یہ گالیون کے اشتہار لگانے والے بدزبان اور خطون کے ذریعہ گالیان دینے والے بیباک اسوقت حضرت اقدس کو دیکھین جب انکے خطوط یا اشتہار پہنچتے ہین! تو انہین معلوم ہو جاوے کہ ان خطوط اور اشتہارون کا کوئی اثر بھی ہوتا ہے؟ بجز اسکے کہ خدا کا صادق مسیح موعود انکو اپنی کامیابی کا ذریعہ اور خدا تعالے کی نصرت کا سامان قرار دے۔

وہ ان اشتہارون اور گالیون کے خطوط کو اپنی زراعت کی کھاد قرار دیتا ہے +

اے نادان اشتہار باز و! اور اے بدزبانی کرنے والو تم خود ہی ہمکو بتاؤ کہ ایسے جری انسان پر جس کا قلب ایسا مطمئن اور منشرح ہے تم فتح حاصل کر سکتے ہو؟ ہرگز نہین۔

پھر کیا وجہ ہے کہ تم اپنی محنت کے بے سود ہونے پر اور اپنے اعمال کے حبط ہونے پر بھی اس کی مخالفت سے باز نہین آتے؟ خدا سے ڈرو اور خدا سے جنگ نہ کرو۔

مخالفون کی حد سے گذری ہوئی شرارتون اور تکلیفون کا جب کبھی کوئی ذکر حضرت مسیح موعود کے حضور ہوتا ہے تو آپ اکثر فرمایا کرتے ہین کہ ہماری رونق اور سلسلہ کی ترقی کے لیے مخالفون کا وجود ضروری ہے۔ ابو جہل اور اسکے ہم جنس نہوتے تو قرآن شریف ایسی عظیم الشان کتاب مین بجز چند احکام کے خدا تعالے کی جلالی پیشگوئیان اور معارف نہ ہوتے۔ اور قرآن شریف چند صفحون کی ... ایک کتاب ہوتی۔ جس جس قدر مخالف اعتراض کرتے اور مخالفت کی راہین نکالتے ہین اسی قدر معارف اور حقایق نازل ہوتے اور خوارق کا وجود پیدا ہوتا ہے۔ کیا اس ایمان کے کوہ وقار انسان کو زمینی کیڑے ہلا سکتے ہین؟ ہرگز نہین۔ ولنعم ما قیل۔

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیاہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
گر نبودے بخصمے کار دین جنگ و نبرد
کے شدے جوہر عیان شمشیر خون آشام را
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی
وا ز جہالت ہاست عز و قدر عقل تام را
حجت صادق ز بغض و جرح روشن تر بود
عذر نا معقول ثابت میکند الزام را

چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اسکا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی جب اسے موقعہ ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے یہ خدا تعالےٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا اور رجوع بہ رحمت فرماتا ہے اپنا فضل اسپر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے اس لیے تم بھی اب ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے نماز سنوار کر پڑھو خدا جو یہان ہے وہان بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہان ہو تمہارے دلون مین رقت اور خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھرون مین جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔ نہین بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہین رہنا چاہیئے ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالےٰ راضی ہوگا یا [illegible] اصل نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے خدا تعالےٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے نماز اس لیئے نہین کہ ٹکرین ماری جاوین یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگین مار لین بہت لوگ ایسی ہی نمازین پڑھتے ہین اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہین یہ کچھ نہین +

نماز خدا تعالےٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالےٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنا گناہون کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہین ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہین پڑھتا + پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتا دے کہ تم خدا تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری مین دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جسکا دل ڈرتا ہے اور نمازون مین اپنے دین اور دنیا کے لیے دعا کرو۔

طاعون جو دنیا مین آئی ہے اور اس نے لاکھون انسانون کو زیر زمین کر دیا ہے جس سے لاکھون بچے یتیم اور عورتین بیوہ ہو گئی ہین بلکہ کئی گھر بالکل تباہ ہو گئے اور خاندانون کے خاندان بے نام و نشان ہو گئے ہین یہ خدا تعالےٰ کا ایک غضب ہے جو انسانون کی غفلت اور حد سے بڑھی ہوئی شرارت اور انکار کیوجہ سے آیا ہے۔

خدا تعالےٰ کا قانون یہی ہے کہ جب انسان غافل ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی بدکاریون اور فسق فجور مین مبتلا ہو جاتا ہے تو اسوقت خدا کا غضب جوش مین آتا ہے۔ اسوقت بھی دنیا کی ایسی ہی حالت ہو گئی تھی کچھ تو خود گمراہ ہی تھے اور غفلت اور سستی انمین آ گئی تھی سچے مذہب کے سچے عقاید کو چھوڑ بیٹھے تھے اور تمام اعمال صالحہ کی جگہ صرف چند رسومات نے لے لی تھی اسپر پادریون نے اور بھی مٹی پلید کی + انہون نے مختلف ذریعون سے اس بیہودہ مذہب کو جس مین ایک عاجز انسان کو جو مر گیا ہے خدا بنایا گیا لوگون کے سامنے عجیب عجیب رنگ دیکر پیش کیا اور اسکے خون کو گناہون کا کفارہ قرار دے کر بے باک زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی۔ حیلہ جو طبیعتون کو ایک بہانہ مل گیا اور بہت سے مرتد ہو گئے اور اکثرون نے دین کی عظمت کو دل سے دور کر دیا۔

پادریون کے اس فتنہ کے ساتھ ہی یہ نقص پیدا ہوا کہ انگریزی تعلیم اور انگریزی وضع نے بھی ایک قسم کی نصرانیت پھیلا دی جسکے سرون مین آزادی ہی آزادی کا خیال بھر گیا + ادھر یورپ کے فلسفہ اور طبیعیات نے اپنی جدید تحقیقاتین جو پیش کین تو علما نے اپنی کمی معرفت اور علوم حقہ سے بے خبری کے باعث اور بھی نقصان اسلام کو پہونچایا ان مین سے بعض نے تو قرآن کریم کی تعلیمات کی اس فلسفہ دیکر ایسی تاویلین شروع کر دین جو خدا تعالےٰ کے کلام پاک کے منشاء کے صریح خلاف تھین اور بعض نے سرے سے ان علوم جدیدہ کے پڑھنے والون کے اعتراضون پر انکو کفر کے فتوے دینے شروع کر دیئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی تعلیم نے جو آزادی پھیلا دی تھی اس نے مسلمانون کے گھرون مین پیدا ہوئے ہوئے بچون کو بالکل بے باک کر دیا + اور پھر ایک اور آفت یہ آئی کہ مسلمانون مین سستی اور غفلت تو پیدا ہو ہی چکی تھی + سچے عقاید کو چھوڑ کر قسم قسم کی بدعتین اور سلسلے خدا تعالےٰ کے سچے دین اور سلسلے کے خلاف پیدا کیئے گئے اور مشرکانہ تعلیمات اور وظائف قائم کر لیئے۔

ان ساری آفتون کے ہوتے ہوئے جب خدا تعالےٰ نے اپنے قدیم قانون کے موافق محض اپنے فضل سے ایک بندہ بھیجدیا جو ان ساری مصیبتون کا چارہ گر اور مداوا تھا۔ ان لوگون نے ناحق اسے تکلیف دی اور اس کی مخالفت کے لیئے اٹھے۔ جب ان کی مخالفت اور شرارت حد سے بڑھ گئی اور خدا تعالےٰ کے حضور ان کی شوخیان اور گستاخیان اور بیجا ضد اور عداوت سے ملا ہوا انکار قابل سزا ٹھیر گیا تو اس نے اپنے وعدہ کے موافق اس بندہ کی تائید کے لیئے طاعون بھیجا۔ ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالےٰ اس مرض سے محفوظ رکھے اور اپنی پناہ مین لے۔ طاعون کوئی معمولی مرض نہین ہے اور نہ اسکے دورہ کا کوئی خاص نظام ہے بلکہ بعض اوقات یہ سالہائے دراز تک اپنا سلسلہ جاری رکھتی ہے اور اسوقت تو طاعون خدا تعالےٰ کیطرف سے ایک خاص کام کیلئے مامور کیگئی ہے وہ لوگ غلطی اور گناہ کرتے ہین جو طاعون کو برا کہتے ہین یہ خدا کا فرشتہ ہے جو اسکے بندے کی سچائی پر ایک گواہی قائم کرنے کے لیئے آیا ہے۔ (باقی آیندہ)

کلمات طیبات امام الزمان علیہ السلام الرحمن

(اپنی جماعت سے خاص خطاب)

۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو جبکہ خدام حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مختلف باتوں کے تذکرہ کے اثناء مین فرمایا

مین بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہان کہین وہ ہین منع کرتا ہون کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ۔ مقابلہ اور مجادلہ نہ کرین اگر کہین کسی کو کوئی درشت اور ناملایم بات سننے کا اتفاق ہو تو اعراض کرے مین بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہون کہ مین دیکھ رہا ہون کہ ہماری تائید مین آسمان پر خاص

تیاری ہو رہی ہے ہمار یطرف سے ہر پہلو کے لحاظ سے لوگون پر حجت پوری ہو چکی ہے اسلیئے اب خدا تعالے نے اپنی طرف سے اس کارروائی کے کرنے کا ارادہ فرمایا ہے جو وہ اپنی سنت قدیم کے موافق اتمام حجت کے بعد کیا کرتا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اگر ہماری جماعت کے لوگ بدزبانیون اور فضول بحثون سے باز نہ آئینگے تو ایسا نہ ہو کہ آسمانی کارروائی مین کوئی تاخیر اور روک پیدا ہو جاوے کیونکہ اللہ تعالے کی عادت ہے کہ ہمیشہ اس کا عتاب ان لوگون پر ہوتا ہے جن پر اس کے فضل اور عطایات بے شمار ہون اور جنہین وہ اپنے نشانات دکھا چکا ہوتا ہے وہ ان لوگون کی طرف کبھی متوجہ نہین ہوتا کہ انہین عتاب یا خطاب یا ملامت کرے جنکے خلاف اس کا آخری فیصلہ نافذ ہونا ہوتا ہے چنانچہ ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے فاصبر کما صبر اولوالعزم ولاتستعجل لہم اور فرماتا ہے ولاتکن کصاحب الحوت۔ اور۔ فان استطعت ان تبتغی نفقا فے الارض۔ الاٰیۃ

یہ محبت آمیز عتاب اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت جلد فیصلہ کفار کے حق مین چاہتے تھے مگر خدا تعالے اپنے مصالح اور سنن کے لحاظ سے بڑے توقف اور حلم کے ساتھ کام کرتا ہے لیکن آخرکار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنون کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کا نام و نشان مٹا دیا اسی طرح پر ممکن ہے کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ طرح طرح کی گالیان افترا پردازیان اور بدزبانیان خدا تعالے کے سچے سلسلے کی نسبت سن کر اضطراب اور استعجال مین پڑین مگر انہین خدا تعالے کی اس سنت کو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتی گئی ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے اس لیے مین پھر اور بار بار تاکید حکم کرتا ہون

کہ جنگ و جدال کے مجمعون تحریکون اور تقریبون سے کنارہ کشی کرو۔ اس لیے کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو یعنی دشمنون پر حجت پوری کرنا وہ اب خدا تعالے نے اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے۔

تمہارا کام اب یہ ہونا چاہیئے کہ دعاؤن اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس مین مشغول ہو جاؤ اس طرح اپنے تئین مستحق بناؤ خدا تعالے کی ان عنایات اور توجہات کا جنکا اس نے وعدہ فرمایا ہے اگرچہ خدا تعالے کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیان ہین جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہون گی مگر تم خواہ نخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ ہر قسم کے حسد کینہ بغض۔ غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہون اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیون کا ہوتا ہے جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے والعاقبۃ عند ربک للمتقین۔

اس لیے متقی بننے کی فکر کرو۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے ذکر کیا کہ حضور کی بیماری کی شدت مین میرے دل مین بہت رقت پیدا ہوئی تو مین نے بہت دعا کی اور اس طرح پر دعا کی کہ مولا کریم اسلام کی عزت۔ قرآن کی عزت۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور بالآخر تیری اپنی عزت اور جلال کے اظہار کا بھی اس وقت یہی ذریعہ ہے تو اس پر فرمایا۔

بیماری کی شدت مین جبکہ یہ گمان ہوتا تھا کہ معدہ سوراخ کر جائیگی مجھے بھی الہام ہوا اللّٰھم ان اھلکت ھٰذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابدًا۔ یعنی اے خدا اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر اس کے بعد اس زمین مین تیری پرستش کبھی نہ ہوگی۔

فرمایا یقینًا یاد رکھو یہ سلسلہ اس وقت اللہ تعالے نے اپنے ہاتھ سے قایم کیا ہے اگر یہ سلسلہ قایم نہ ہوتا تو دنیا مین نصرانیت پھیل جاتی اور خدائے وحدہ لاشریک کی توحید قایم نہ رہتی یا یہ مسلمان ہوتے جو اپنے ناپاک اور جھوٹے عقیدون کے ساتھ نصرانیت کو مدد دیتے ہین اور ان کے معبود اور خدا بنائے ہوئے مسیح کے لیئے میدان خالی کرتے ہین۔ یہ سلسلہ اب کسی ہاتھ اور طاقت سے نابود نہ ہوگا۔ یہ ضرور بڑھیگا اور پھولیگا اور خدا کی بڑی بڑی برکتین اور فضل اس پر ہونگے جب ہین خدا کے زندہ اور مبارک وعدہ ہر روز ملتے ہین اور وہ تسلی دیتا ہے کہ مین تمہارے ساتھ ہون اور تمہاری دعوت زمین کے کنارون تک پہونچاؤنگا پھر ہم کسی کی تحقیر یا گالی گلوچ پر کیون مضطرب ہون۔

۵- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کی ایک تقریر

۵- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کی شام کو چند آدمی بیعت کے لیئے آئے ہوئے تھے آپنے بعد بیعت بظاہر انکو خطاب کرکے کل جماعت کو یون ہدایت فرمائی۔ (ایڈیٹر)

استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنیوالی چیز نہین ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالے اپنا فضل کرتا ہے۔

جو وقت انسان اللہ تعالے کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالے پہلے گناہ بخشدیتا ہے پھر بندہ کا نیا حساب

دارالامان مین پہلا زمانہ

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد
زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم

حضرت حجت اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گذشتہ ایام ناسازی طبیعت کی وجہ سے وہ جلسہ جو بعد نماز مغرب مسجد مبارک مین ہوا کرتا تھا اس کی رونق اور لطف مین جو کمی ہو گئی تھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شفایاب ہو جانے پر پھر وہی مجلس اور وہی زمانہ شروع ہو گیا ہے۔ والحمد للہ علےٰ ذالک۔ اب بندگان عالی دو تین روز سے برابر تشریف لاتے اور بعد نماز مغرب حسب معمول اجلاس فرماتے مین آپ کی طبیعت بحمد اللہ اب بالکل اچھی ہے کوئی شکایت بجز کسی قدر ضعف کے باقی نہین۔ ۲۰ مئی ۱۹۰۳ء کی شام کو مختلف باتون کے تذکرہ مین یہ ذکر شروع ہوا کہ لوگ جناب کے اس فقرہ پر کہ میں مسیح اور حسین سے بڑھ کر ہون بہت جھلا رہے ہین۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دنیا مین دو قسم کے لوگ ہوتے ہین ایک تو وہ جو خواہ مخواہ بلا کسی قسم کے استحقاق کے اپنے تئین محامد۔ مناقب اور صفات حمودہ سے موصوف کرنا چاہتے ہین گویا وہ یہ چاہتے ہین کہ خدا تعالےٰ کی کبریائی کی چادر آپ اوڑھ لین۔ ایسے لوگ لعنتی ہوتے ہین۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہین جو طبعًا ہر قسم کی مدح وثنا اور منقبت سے نفرت اور کراہت کرتے ہین اور اگر وہ اپنے اختیار پر چھوڑ دیے جاوین تو دل سے پسند کرتے ہین کہ گوشہ گمنامی مین زندگی گذار دین۔ مگر خدا تعالےٰ اپنے مصالح اور باریک حکمتون کی بنا پر ان کی تعریف اور تمجید کرتا ہے اور درحقیقت ہونا بھی اسی طرح چاہیئے۔ کیونکہ جن لوگون کو وہ مامور کر کے بھیجتا ہے ان کی ماموریت سے اسکا منشا یہ ہوتا ہے کہ اسکی حمد وثنا اور جلال دنیا مین ظاہر ہو اگر ان ماموروں کی نسبت وہ یہ کہے کہ فلان مامور جسے مین نے مبعوث کیا ہے۔ ایسا نکما بزدل۔ نالایق۔ کمینہ۔ سفلہ اور ہر قسم کے فضایل سے عاری اور بیگانہ ہے تو کیا خدا تعالےٰ کی اس کے ذریعے سے کوئی صفت قایم ہو سکے گی۔ حقیقت مین خدا کا ان کی تمجید اور مدایح اور فضایل بیان کرنا اپنے ہی جلال اور عظمت کی تمہید کے لیے ہوتا ہے۔

وہ تو اپنے نفس سے بالکل خالی ہوتے ہین اور ہر قسم کے مدح وذم سے بے پروا ہوتے ہین چنانچہ سالہا سال اس سے پہلے جبکہ نہ کوئی مقابلہ تھا نہ گرد وپیش مین کوئی مجمع تھا نہ یہ مجلس اور نہ کوئی تمہید تھی اور نہ دنیا مین کوئی شہرت تھی۔

خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ مین میری نسبت یہ فرمایا کہ یحمدک اللہ من عرشہ۔ یحمدک ونصلی۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس وافتخارا للمومنین۔ یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک۔ انک باعیننا۔ یرفع اللہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والآخرۃ یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی۔ یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی۔ بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیک حقا فیک۔ شانک عجیب۔ واجرک قریب۔ انی جاعلک للناس اماما۔ انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی الارض والسماء معک کما ہو معی۔ وسرک سری انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی سبحان اللہ تبارک وتعالےٰ زاد مجدک۔ سلام علیک جعلت مبارکا۔ وانی فضلتک علے العالمین ولقد کرمنا بنی آدم وفضلنا بعضہم علی بعض۔ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنےٰ۔ وان علیک رحمتی فی الدنیا والدین۔ والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی۔ یحمدک اللہ ویمشی الیک۔ خلق آدم فاکرمہ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ انت معی وانا معک خلقت لک لیلا ونہارا۔ اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق۔ ویعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس۔ ولو لم یعصمک الناس یعصمک اللہ۔ انت المسیح الذی لا یضاع وقتہ۔ کمثلک در لا یضاع انت الشیخ المسیح وانی معک ومع انصارک۔ وانت اسمی الاعلےٰ۔ وانت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی وانت منی بمنزلۃ المحبوبین۔ علیک برکات وسلام۔ سلام قولا من رب رحیم۔ مظہر الحق۔ وانت منی مبدء الامر۔ وما ینطق عن الہوےٰ ان ہو الا وحی یوحی۔

فرمایا مین اپنے قلب کو دیکھ کر یقین کرتا ہون کہ کل انبیاء علیہم السلام طبعًا ہر قسم کی تعریف اور مدح وثنا سے کراہت کرتے تھے مگر جو کچھ خدا تعالےٰ نے انکے حق مین بیان فرمایا ہے اپنے مصالح کی بنا پر فرمایا ہے اور مین خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ یہ الفاظ میرے الفاظ نہین

خدا تعالےٰ کے الفاظ ہین - اور یہ اس لیے کہ خدا تعالےٰ کی عزت اور جلال اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت اور جلال خاک مین ملا دیا گیا ہے اور حضرت عیسےٰ اور حضرت حسین کے حق مین ایسا غلو اور اطرا کیا گیا ہے کہ اس سے خدا کا عرش کانپتا ہے -

اب جبکہ کروڑہا آدمی حضرت عیسےٰ کی بیجا ثنا سے گمراہ ہو چکے ہین اور ایسا ہی بے انتہا مخلوق حضرت حسین کی نسبت غلو اور اطرا کر کے ہلاک ہو چکی ہے تو خدا کی مصلحت اور غیرت اسوقت یہی چاہتی ہے کہ وہ تمام عزتون کے کپڑے جو بیجا طور پر ان کو پہنائے گئے تھے ان سے اتار کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالےٰ کو پہنائے جاوین پس ہماری نسبت یہ کلمات درحقیقت خدا تعالےٰ کی اپنی عزت کے اظہار اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لیے ہین فرمایا مین حلفاً کہتا ہون کہ میرے دل مین اصلی اور حقیقی جوش یہی ہے کہ تمام محامد اور مناقب . . . . . اور تمام صفات جمیلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف رجوع کرون میری تمام تر خوشی اسی مین ہے اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی توحید اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا مین قایم ہو مین یقیناً جانتا ہون کہ میری نسبت جسقدر تعریفی کلمات اور تمجیدی باتین اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہین یہ بھی درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف راجع ہین اس لیے کہ مین آپ کا ہی غلام ہون - اور آپ ہی کے مشکوۃ نبوت سے نور حاصل کرنے والا ہون اور مستقل طور پر ہمارا کچھ بھی نہین اسی سبب سے میرا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ دعوےٰ کرے کہ مین مستقل طور پر بلا استفاضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مامور ہون اور خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتا ہون تو وہ مردود اور مخذول ہے خدا تعالےٰ کی ابدی مہر لگ چکی ہے اس بات پر کہ کوئی شخص وصول الی اللہ کے دروازہ سے آ نہین سکتا ہے بجز اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے -

---

۳۱ - مئی سنہ ۱۹۰۲ء

شرک تین قسم کا ہے اول یہ کہ عام طور پر بت پرستی درخت پرستی وغیرہ کی جاوے یہ سب سے عام اور موٹی قسم کا شرک ہے دوسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اسباب پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا جاوے کہ فلان کام نہوتا تو مین ہلاک ہوجاتا یہ بھی شرک ہے تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے وجود کے سامنے اپنے وجود کو بھی کوئی شے سمجھا جاوے - موٹے شرک مین تو آجکل اس روشنی اور عقل کے زمانہ مین کوئی گرفتار نہین ہوتا - البتہ اس مادی ترقی کے زمانہ مین شرک فی الاسباب بہت بڑھ گیا ہے + طاعون کے پھیلنے پر یہ کوئی خیال نہین کرتا کہ شامت اعمال سے پھیلی ہے - اور اور اسباب کیطرف توجہ کرتے ہین

نماز اپنی زبان مین نہین پڑھنی چاہیئے خدا تعالےٰ نے جس زبان مین قرآن شریف رکھا ہے اس کو چھوڑنا نہین چاہیئے - ہان اپنی حاجتون کو اپنی زبان مین خدا تعالےٰ کے سامنے بعد مسنون طریق اور اذکار کے بیان کر سکتے ہین مگر اصل زبان کو ہرگز نہین چھوڑنا چاہیئے - عیسائیون نے اصل زبان کو چھوڑ کر کیا پھل پایا کچھ بھی باقی نہ رہا -

---

قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون سے کوئی جگہ باقی نہ رہیگی - جیسے فرمایا ہے ان من قریۃ الا نحن مہلکوہا قبل یوم القیامۃ او معذبوہا - الآیۃ

اس سے لازم آتا ہے کہ کوئی قریہ مس طاعون سے باقی نہ رہے اس لیئے قادیان کی نسبت یہ فرمایا انہ اوی القریۃ یعنے اس کو انتشار اور اغراق القری سے اپنی پناہ مین لے لیا - سزائین دو قسم کی ہوتی ہین ایک بالکلیۃ ہلاک کرنیوالی جس کے مقابلہ مین فرمایا لولا الاکرام لہلک المقام یعنی یہ مقام ہلاکت سے بچایا جاتا گا - دوسری قسم سزا کی بطور تعذیب ہوتی ہے غرض خدا تعالیٰ نے قادیان کو ہلاکت سے محفوظ رکھا ہے اور تعذیبی سزا . . .

دانے کا کیا وجود ہوتا ہے لیکن جمع کیئے جاوین تو سیری کا موجب ہو جاتا ہے ایک سیر خام مین قریباً ۱۵ ہزار کے دانہ ہوتے ہین جس سے ایک آدمی بخوبی سیر ہو جاتا ہے اسی طرح پر آیات اللہ کو اگر جمع کیا جاوے اور قدر کی جاوے تو وہ روحانی سیری کا موجب ہو جاتی ہین ہمارے نشانات کو اگر یکجائی طور پر دیکھا جاوے تو ان کی قوت اور شوکت معلوم ہوتی ہے -

---

آج کل جو ایک پہاڑ کی وجہ سے جزائر غرب الہند مین سینٹ پیری اور مارٹنیک ہلاک ہوئے ہین ان کے متعلق تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا لوط کی بستی پر بھی اسی طرح پتھر برسے جیسے کوہ آتش فشان سے پڑتے ہین - یہ قانون قدرت ہے - موجودہ واقعہ جو ہلاکت کا ہوا ہے یہ مسیح کے زمانہ کا ایک نشان ہے -

---

ہم قرآن کریم کے ذریعہ توریت کی اصلاح کرنا چاہتے ہین توریت کے ذریعہ قرآن کی اصلاح کرنا نہین چاہتے - توریت کا مقابلہ ہی قرآن سے کیا ہے جہان قرآن اور توریت کا اختلاف ہے وہان صاف نظر آتا ہے کہ توریت مین ایک گند اور جھوٹ ہے جو بعد مین ملایا گیا ہے -

---

انبیاء اور ماموریہ ہمیشہ کزرع آتے ہین ابتدا مین حقیر اور ذلیل نظر آتے ہین فلسفی انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے لیکن آخر خدا تعالیٰ کی قدرت کا

دو سوالوں کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال دربارہ وجوب عشر اراضی ہندوستان جسمین خراج سرکار ادا کیا جاتا ہے از طرف نمبردار موضع بدوالہ نمبر ۱۰۲ تحصیل لائل پور۔

ہندوستان مین اراضی مزروعہ جس مین سے سرکار کو خراج دیا جاتا ہے عشر دینا واجب ہے یا نہین۔

الجواب۔ ہندوستان مین اکثر اراضی عشری نہین معلوم ہوتی کیونکہ جو تعریف اراضی عشری کی مجتہدین نے لکھی ہے وہ اکثر جگہ صادق نہین آسکتی وجہ یہ ہے کہ ہدایہ وغیرہ مین اراضی عشری کی تعریف یہ لکھی ہے - وکل ارض اسلم اہلہا او فتحت عنوۃ وقسمت بین الغانمین فہی ارض عشر - یعنی جس ملک کے لوگ طوعاً خود مسلمان ہو جاوین یا وہ ملک بادشاہ اسلام کے ہاتھ سے بزور فتح کیا گیا ہو اور فاتحون مین تقسیم کیا گیا ہو تو اس ملک کی زمین عشری قرار دیجاتی ہے ظاہر ہے کہ ہندوستان کی زمینون مین سے اکثر زمین ایسی نہین معلوم ہوتی کہ جسپر یہ تعریف پوری صادق آجاوے اور نیز سوا اس تعریف کے دیگر مجتہدین نے جو تعریف عشری زمین کی لکھی ہے وہ بھی صادق نہین آتی بسبب طوالت کے بیان وہ تعریف اور عدم مصدق اسکا اکثر یہان کی اراضی پر اس خط مین نہین کیا جا سکتا لہذا وجوب عشر کا ہندوستان کی اکثر اراضی پر شرعاً نہین معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ اراضی عشری ہی نہین ہے ہان اگر کوئی اراضی ایسی ہو جسپر تعریف عشری زمین کی صادق آتی ہو اور نیز خراج بھی گورنمنٹ مین ادا کیا جاتا ہو تو اس زمین پر عشر واجب ہوگا۔

وجہ ثانی یہ ہے کہ کل اراضی ہندوستان پر الا ماشاء اللہ مالگذاری سرکار یا اقل درجہ نذرانہ جو ایک قسم کا خراج ہے بحکم سرکار ادا کرنا ایسا واجبات سے ہے کہ ایک دستور قدیم اور معروف مین داخل ہو گیا ہے اور ہر ایک امر معروف اور معقول مین خواہ اپنے نزدیک محبوب ہو یا خلاف مرضی ہو سرکار کے حکم اطاعت اور تعمیل فرض ہے اگر کوئی کہے کہ مسلمان کو خراج کا ادا کرنا کیسا تو جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام سے بھی ادا کرنا خراج کا ثابت ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے وقد

صح ان الصحابۃ اشتروا اراضی الخراج

وکانوا یؤدون خراجہا فدل علی جواز الشراء

واخذ الخراج وادائہ للمسلم من غیر کراہۃ

بیہقی وغیرہ مین ایسی روایات بھی موجود ہین پس جبکہ ادائے خراج صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو گیا تو یہ خراج یعنے مالگذاری سرکار یا نذرانہ داخل خزانہ سرکار کرنا منجملہ معروف کے ہو گیا اور امر معروف مین اطاعت حکام کی واجب ہے طوعاً وکرہاً جیسا کہ احادیث بخاری وغیرہ سے ثابت ہے کہ ان لا ننازع الامر اہلہ یعنی حکام سے امر معروف مین مخالفت کرنا پسند و ناپسند امور مین جائز نہین ہے کذا فی سیاق اور جبکہ ان اراضی سے خراج گورنمنٹ مین داخل کیا جاتا ہے تو خراج اور عشر کا جمع کرنا واجب نہین ہے - جیسا کہ ہدایہ مین ہے کہ ولا عشر فی الخارج من ارض الخراج یعنی زمین خراجی مین پیداوار پر عشر واجب نہین ہے ابن ہمام اسپر لکھتے ہین وغالب الظن

ان الخلفاء من عمر وعثمان وعلی لم یاخذوا

عشرا من ارض الخراج والا لنقل کما نقل

تفاصیل اخذہم الخراج یعنی ظن غالب

یہی ہے کہ خلفاء راشدین حضرت عمر و عثمان اور علی نے زمین خراجی سے عشر نہین لیا ورنہ روایات مین ضرور مروی ہوتا جیسا کہ اور تفاصیل جزئیہ اخذ خراج کے منقول و ماثور ہوئین ہین لہذا ان اراضی پر جو خراج سرکار ادا کیا جاتا ہے ان پر ادا کرنا عشر کا واجب نہین ہے

ہدایہ مین لکھا ہے ولنا قولہ علیہ السلام لا

یجتمع عشر وخراج فی ارض مسلم ولان

احدا من ائمۃ العدل والجور لم یجمع

بینہما وکفی باجماعہم حجۃ ولان الخراج

یجب فی ارض فتحت عنوۃ وقہرا

والعشر فی ارض اسلم اہلہا طوعا والوصفان

لا یتنافیان فی ارض واحدۃ وسبب الحقین

واحد وہو الارض النامیۃ الا انہ یعتبر

فی العشر تحقیقا وفی الخراج تقدیرا ولہذا

یضافان الی الارض۔ ترجمہ یعنی ہماری دلیل حدیث آنحضرت صلعم کی ہے - کہ مسلمان کی زمین مین عشر اور خراج دونون جمع نہین ہوتے ہین اور نیز کسی نے سلاطین و خلفاء اسلام مین سے خواہ وہ عادل ہون یا غیر عادل عشر اور خراج کو جمع نہین کیا اور یہ او نکا اجماع واسطے ہونے حجت شرعی کے کافی ہے اور نیز خراج اس اراضی مین ہوتا ہے جو بزور فتح کی گئی ہو اور عشر اس اراضی ہے جسکے اہل اور سکان اپنی رغبت سے اسلام مین داخل ہوئے ہون اور یہ دونون وصف مختلف ایک اراضی مین مین جمع نہین ہو سکتے - اور نیز عشر اور خراج کے وجوب کی علت ایک ہی ہے یعنے پیداواری زمین کی - ہان البتہ عشر مین ضرور ہے کہ پیداوار بالفعل ہوتی ہو اور خراج مین فعلیۃ ضرور نہین ہے بلکہ افتادہ زمین پر بھی ہو سکتا ہے - کیونکہ کسی نہ کسی وقت مین کاشت اسمین ہو سکتی ہے اور اسی لیے عشر و خراج دونون زمین ہی کیطرف منسوب کئے جاتے ہین نہ ذوات انسان کیطرف

تنبیہ ضروری - ہان اس مین شک نہین ہے کہ نصوص کتاب اللہ نے اراضی مزروعہ مین وقت درو کے اور خرمن کرنے کے مساکین کے حقوق کبھی ضرور قرار دیئے ہین کما قال اللہ تعالے وآتوا حقہ یوم حصادہ یعنی دو حق اسکا دن کاٹنے اسکے کے اور قصہ اصحاب الجنۃ کا جو سورہ نون والقلم مین مذکور ہے جس مین اللہ تبارک وتعالے نے اونکا قول ان لا یدخلنھا الیوم علیکم مسکین نقل فرمایا ہے اور حق مسکین کے روکنے پر عذاب نازل کیا ہے کما قال تعالے فی آخر الرکوع کذلک العذاب ولعذاب الآخرۃ اکبر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اراضی پیداوار پر بوقت درو اور خرمن کرنے کے حق مسکین کا نکالنا مسلمانون پر واجب ہے - چونکہ تحدید اس حق کی قرآن مجید مین بیان نہین فرمائی گئی لہذا اسکی تحدید باختیار خود دو طرح سے ہوسکتی ہے یا تو حسب الارشاد علے الموسع قدرہ وعلے المقتر قدرہ یعنی گنجایش والے پر بموجب اوس کی مقدرت کے اور تنگی والے پر حسب اس کی مقدرت کے دیا جاوے جیسا کچھ کہ ہو اور یا بقدر نصاب زکوٰۃ کے پیداوار کا اندازہ کر لیا جاوے کیونکہ پانچ وسق اسوقت مین بقدر نصاب زکوٰۃ کے ہی ہوتا تھا اور پھر چالیسوان حصہ مثل زکوٰۃ کے اس پیداوار مین سے حقوق مساکین کے لیے نکالا جاوے پس یہ تحدید زمیندار و معافیدار کی ہمت اور استعداد پر موقوف ہے چونکہ اللہ تعالے اسوقت کے زمیندارون کی تنگی حال سے واقف تھا لہذا اوس رحمن و رحیم نے اپنے کلام پاک ازلی و ابدی مین اس حق کی تحدید اور تعیین بیان نہین فرمائی اور عدم تحدید مین بھی سر الٰہی تھا ورنہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی خاص تحدید اسکو منظور اور مرکوز ہوتے اور پھر بھی اسکو بیان نہ فرماتا اور اپنے کلام پاک کو نعوذ باللہ ناقص رکھتا - اب جو ہم دستور زمینداران پر نظر کرتے ہین تو مشاہدہ ہے کہ یہ حقوق مساکین کے ہر اراضی کاشت پیشہ زمینداران و معافیداران بوقت درو و خرمن کے نکالتے بھی ہین اور کوئی زمیندار یا معافیدار الیسا بخیل اور کمبخت نہین جو پیداوار اراضی پر کچھ نہ کچھ حقوق مساکین کے نہ نکالتا ہو - فقط

کتبہ السید محمد احسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

سوال دربارہ قربانی غنم از طرف نمبر دار موضع بڑاوالہ نمبر ۱۰۲ تحصیل لائل پور -

قربانی مین بکرا ایک سال کا درست ہے یا دو سالہ ہونا ہی ضروری ہے -

الجواب - بکرا ایک سالہ بھی قربانی مین درست ہے عربی مین ایک سال کے بکرے کو مسنہ کہتے ہین اور ثنی بھی کہتے ہین یعنے دو دانت کا حواشی اور شروح احادیث و فقہ مین اس کی تفصیل لکھی ہے چنانچہ ہم اسکی تفصیل ہدایہ سے لکھتے ہین - والثنی منہا (ای من الضان) ومن المعز ابن سنۃ ومن البقر ابن سنتین ومن الابل ابن خمس سنین - ترجمہ ثنی یعنے دو دانت والا دنبہ ہو یا بکرا ایک سال کے بعد ہوجاتا ہے اور گائے بیل دو برس مین دو دانت والا ہوجاتا ہے اور اونٹ دو دانت کا پانچ برس کے بعد ہوتا ہے اور حاشیہ ابن ماجہ مین فاضل سندی لکھتا ہے الثنیۃ ای المسنۃ وہی التی بلغت سنتین[له] یعنے ثنیہ اور مسنہ دو دانت کا ہوتا ہے اور شارع علیہ السلام کیطرف سے اس مسئلہ مین توسیع معلوم ہوتی ہے چنانچہ حدیث مسلم مین ہے - لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان رواہ مسلم - یعنے قربانی نہ کرو سوائے ایک برس کی عمر والے کے مگر جبکہ تم پر دشواری اور عسر ہو تو پھر جذعہ - یعنے چھ ماہ کا دنبہ بھی قربانی کرلو - بہرحال بکرے اور دنبہ مین یہ فرق ہے جو مذکور ہوا ترمذی مین لکھا ہے وقد اجمع اہل العلم ان لا یجزی الجذع من المعز وقالوا انما یجزی الجذع من الضان - یعنے اہل علم کا اس مسئلہ مین اتفاق ہے کہ چھ ماہ کا بکرا قربانی مین کافی نہین ہے اور اگر دنبہ ہو تو چھ ماہ کا بھی جائز ہے حدیثون پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے اس مسئلہ مین کہین رخصت پر بھی عمل کرایا ہے جیسا کہ ابن ماجہ مین ہے کنا مع رجل من اصحاب رسول اللہ صلعم یقال لہ مجاشع من بنی سلیم فعزت الغنم فامر منادیا فنادی ان رسول اللہ صلعم کان یقول ان الجذع یوفی مما توفی منہ الثنیۃ یعنے آنحضرت صلعم نے بوقت گرانی بھیڑ بکری دنبہ کی منادی کرادی کہ چھ ماہ کا دنبہ یا بکرا کافی ہے بجائے ایک برس کے دنبہ یا بکرے کے اور کبھی عزیمت پر عمل کرایا ہے جیسا کہ لا تذبحوا الا مسنۃ مین گذرا - لہذا ہمکو بھی رخصت اور عزیمت دونون کا لحاظ کرنا ضروری ہے

[له] سنین یعنی مسنون کا معلوم ہوتا ہے ... دو دانت ... ایک برس کی عمر مین اور ... دو برس ... پانچ برس ... [illegible] - واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ

ہیں ایک غریب کیواسطے چھ ماہ کا دنبہ بھی جائز ہے اور اس کے لئے رخصت ہے اور توانگر اور امرا کے لئے افضل دو سال کا ہے جو عزیمت بھی ہے۔ لیکن ایک جانب پر اصرار کرکر ایکطرف کو فرض اور واجب قرار دیدینا خلاف مراد شارع کے ہے کیونکہ عتود کی نسبت بھی حاشیہ بخاری مین اختلاف لکھا ہے عتود بفتح المہملہ وضم المثناۃ الخفیفہ ہو من اولاد المعز ما قوی ورعی واتی علیہ حول وقال ابن بطال العتود الجذع من المعز ابن خمسۃ اشہر وف ہومن اولاد المعز ما صتہ ما رعی ولم یبلغ سنتہ کہ وفی المحکم العتود الجدی الذی استکرش وقیل الذی بلغ السفاد ۱۲ سفد الذکر علی الانثی کضرب وعلم سفادا بالکسر نزاکم ۱۲ قاموس ✲ سے

حررہ سید محمد احسن

کوہ آتش فشان کی غارتگری

جزائر غرب الہند مارٹینک سینٹ پیری اور سینٹ ونسینٹ کی تباہی کے مختصر حالات ہفتہ گذشتہ مین معلوم ہوئے تھے چشم زدن مین ہزارہا جیتی جاگتی مخلوق کا فنا ہو جانا سخت ہولناک واقعہ ہے جس کی خیال مین تصویر کھینچنا مشکل ہے۔ اس کے بعد جو خبرین متواتر آتی رہی ہین وہ حادثہ کی بربادی اور وسعت کو اس سے بہت زیادہ تبلاتی ہین جو شروع کے مبہم تاربرقیون سے ظاہر ہوتا تھا۔

آتش فشان پہاڑ کم وبیش ہر ایک بر اعظم مین موجود ہین۔ بعض مین سے ہروقت آگ کے شعلے اور کم وبیش دھوان نکلتا ہے۔ بعض اس قسم کے ہین کہ جنکا آتش خیز مادہ خارج ہوچکا ہے۔ اور اب ٹھنڈے ہوگئے ہین۔ بعض مین گرم چشمے جاری ہین جن مین گندھک کے اجزا پائے جاتے ہین۔ ہندوستان مین بھی کوہ آتش فشان کا ایک نمونہ ضلع کانگڑہ مین موجود ہے جہان ہرسال ہزارہا اہل ہنود زیارت کو جاتے ہین بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آتش فشان پہاڑ کا اندرونی مادہ دفعتہً جوش مین آجاتا ہے سخت زلزلہ کی سی صورت پیدا ہوتی ہے اور نہایت ہولناک گڑگڑاہٹ کی آواز گونجتی ہے گویا صدہا توپون کے فیر ہورہے ہین اور پھر ایک رقیق مادہ پگھل کر بہ نکلتا ہے راکھ اور پتھر کے اور معدنی اشیاء کے ٹکڑے میلون تک اڑ کر جاتے ہین اور سطح زمین پر دور تک راکھ کا فرش بچھ جاتا ہے رقیق مادہ جسکو لاوا کہتے ہین۔ ایک دریائے آتش ہوتا ہے وہ ہر شے کو جلا کر خاک تر بناتا جاتا ہے اور بعض دفعہ سخت زہریلی ہوائین غار کوہ سے نکلتی ہین اور ہرایک جاندار کی موت کا باعث ہوتی ہین ✲

دو ہزار برس کا عرصہ گذرا اٹلی کے آتش فشان پہاڑ سووبیس کے خروج سے دو نہایت خوبصورت شہر ہرکولینیم اور پومپئی بالکل تباہ ہوگئے تھے جن کے کھنڈرات ابتک سیاحون کے لئے ایک حسرتناک نظارہ ہین ✲

سنہ ۱۸۸۳ء مین اسی قسم کا ایک بربادی بخش حادثہ کراکاٹوا مین واقع ہوا تھا جبکہ جزیرہ مذکور کا دو تہائی حصہ غارت ہوگیا اور اس کیساتھ ہی سمندر مین طغیانی آئی جس سے ساحل جاوا وسماٹرا کے ۳۰۰ دیہات دریا برد ہوگئے اور ۳۵ ہزار جانین ضائع ہوئین یہ بربادی کوہ آتش فشان کے خروج کا بالواسطہ نتیجہ تھا ✲

جزائر غرب الہند جہان آٹھ ماہ حال کو قیامت بپا ہوئی۔ امریکہ کے قریب بحر اوقیانوس مین ایک مجمع الجزائر ہے مارٹینگ اور سینٹ پیری اہل فرانس کی نوآبادیان ہین جزیرہ مارٹینک کا طول ۴۳ میل۔ عرض ۱۹ میل اور رقبہ ۳۸۰ مربع میل ہے زیادہ تر آبادی کریول قوم اور حبشیون اور دوغلی نسلون کی ہے سینٹ پیری ایک تجارتی منڈی تھی اور مشہور بندرگاہ ۱ ایک کروڑ ۷ لاکھ روپیہ کی کھانڈ سال بھر مین یہان سے طیار ہوکر یورپ کو جایا کرتی تھی ✲

جزیرہ سینٹ ونسینٹ مین انگریزی عملداری ہے اس کا طول ۱۹ میل اور عرض ۱۱ میل اور رقبہ ۱۳۴ میل مربع ہے۔ ان تمام جزیرون مین ایک پہاڑ کا سلسلہ جس کی بلندی کسی کسی جگہ ۵ ہزار فٹ تک ہے گذرتا ہے جس کی آتش فشانی کے نشان گندھک کے نکلنے اور گرم چشمون کے جاری رہنے اور ایک گرم پانی کی جھیل کے موجود ہونے سے مخفی نہین تھے۔ تاہم یہ کسیکو گمان نہین تھا۔ کہ وہ دفعتہً ایسی آفت ڈھائیگا۔ قدرت کی مخفی طاقتون اور آسمانی انتظام سے کون واقف ہے کہ دم بھر مین کیا ہونیوالا ہے مارٹینک اور سینٹ ونسینٹ مین مخلوق کی مصیبتون اور بربادیون کا حال بیان نہین ہوسکتا تمام سطح زمین پر انقلاب کا عمل ہورہا ہے بعض دریا خشک ہورہے ہین۔ اور بعض طغیانی پر آرہے ہین جو موت سے بچے وہ فاقہ کا شکار ہورہے ہین تنہا مارٹینگ مین ۵۰ ہزار آدمیون کی یہ حالت ہے کہ کہین بیٹھنے کو ٹھکانا نہین ہے سینٹ ونسینٹ کی شمالی سمت سے شعلے اُٹھ رہے ہین اور وہان کسی کے جانے کی ہمت نہین ہے۔ نقشون کے دارکٹری معائنہ سے معلوم ہوا کہ مارٹینگ کے لوگ پہاڑ کے خروج سے زہریلی گیسون کے نکلنے سے ایک آن کی آن مین دم گھٹ کر مرگئے گذشتہ اتوار کو گردو نواح کے جزیرونکے حکام سینٹ پیری کے کھنڈرات دیکھنے گئے وہ بیان کرتے ہین کہ جزیرہ پر دھند اور غبار چھایا ہوا تھا۔ رقیق مادہ جو کوہ آتش فشان سے بہ کر نکلا۔ بندرگاہ کے گھاٹون پر پڑا ہوا تھا اور بیشمار نعشین ادھر اُدھر سمندر مین تیرتی پھرتی تھین جنکو دریائی جانور چٹ کر رہے تھے۔ کبھی ایسی گرم ہوا آتی گویا دوزخ کا دروازہ کھل گیا اور کبھی یخ جیسی سرد ہوا کے جھونکے بارش کے ساتھ۔ وہ کہتے ہین کہ شہر ابتک جل رہا ہے اندر داخل ہونا مشکل ہے بازارون کی شکل اس قدر بدل گئی ہے کہ پہچان نہین سکتے کہ یہ کون بازار ہے مردہ نعشون کے ڈھیر کے ڈھیر جابجا

سرنگون پڑے ہوئے ہین سینٹ پیری کے بعض مکانات صحیح وسالم تھے لیکن ان کے رہنے والے مرے پڑے ہین سینٹ پیری کی ۲۵ پچیس ہزار آبادی سے صرف ۳۰ آدمی بچے لیکن ان مین سے بھی ۱۸ جہاز پر مرگئے اور باقی شفاخانہ مین زیر علاج ہین جنمین سے صرف ۴ کے جانبر ہونیکی امید ہے مارٹنیک کی آبادی ۲ لاکھ ۱۰ ہزار تھی جسمین سے چالیس پچاس ہزار کا صفایا ہوگیا۔ بعد کی خبرون سے واضح ہوا کہ سینٹ پیری مین اور بھی جانین بچی ہین وہان سے ۴۵۰۔ آدمی ایک سٹیمر فورٹ ڈی فرانس مین لایا۔ ان لوگون نے ایک بلند مقام پر پناہ لی تھی اور ان کے چارون طرف آگ کا دریا موجین مارتا تھا۔

اگرچہ لاوا کا خروج ۵ ماہ حال کو شروع ہوا تھا۔ اور گورنر نے ایک کمیشن مقرر کی جس نے تاریخ ۷ کو رپورٹ بھیجی کہ کچھ اندیشہ کا مقام نہین ہے مگر دوسرے ہی روز آفت نازل ہوگئی۔ سینٹ پیری کے علاوہ اور بھی تین بستیان برباد ہوگئین۔ راکھ گرد اور دھوئین کے بادل ڈنڈورڈ تک چھائے ہوئے ہین جو ۵۰ میل پر واقع ہے الغرض جو خبرین آتی ہین صورت حال کو زیادہ سے زیادہ تباہی بخش ثابت کرتی ہین ✦

سنو سنو پیارے قوم

اے پنجاب کے مسلمانون! اپنی جانون پر ظلم نہ کرو اور میری آواز پر کان دھرو۔ اب تو خداوند تعالے کے غضب نے سارے پنجاب کو چارون طرف سے گھیر لیا ہے اور بے انتہا جانین تلف ہو رہی ہین اور تمہارے یہ خیال ہین کہ یہ بیماری بھی ہیضہ کی بیماری کی طرح چند روز تاراج کرکے نکلجاویگی نہین بلکہ یہ وہ بیماری ہے جو مدتون رہتی اور جہان پر آجاتی ہے وہان کے باشندے کیا انسان کیا حیوان سب کو چٹ کر جاتی ہے گویا ٹڈی دل کی طرح نہ گیہون کے درخت کو چھوڑتی ہے اور بھنگ کے درخت کو بالکل ویرانہ بنا دیتی ہے اور اسی بنا پر گورنمنٹ کیطرف بھی اسکے روکنے کیواسطے بڑا تردد کیا جا رہا ہے اس واسطے تم لوگون کو مناسب کہ تم اپنے آپ پر رحم کھا کر اس نسخہ سے فائدہ اٹھاؤ جو حضرت امام الوقت نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے یعنے تم سچے اور اضطرار دل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور توبہ اور زاری کرو اور اس نذیر جس نے صدی کے سر پر اللہ تعالے کی سنت پر ظاہر ہوکر تمکو ڈرایا پر تم نے اس کی آواز کو نہ سنا بلکہ الٹا اس کو جھٹلایا اور مذاق بازی سے کام لیکر خدا کے غضب کو بھڑکایا۔ التجا کرو کہ وہ دعا کرین کہ تم پر سے یہ غضب اٹھالیا جاوے تمہارا مذاق بازیون پر اللہ تعالے ان کو خبر دے چکا ہے اور تم اسے سن چکے ہو کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملون سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا سو یاد کرلو کہ یہ وہی زور آور حملے ہین۔ پس اگر تم خدا کے اس غضب سے امان چاہتے ہو تو اپنے آپ کو پاک صاف بنا کر گوش دل سے امام الوقت کی باتون پر کان دھرو اور خدا کے واسطے اسکا مذاق نہ اڑاؤ ان بے باکانہ باتون سے باز آجاؤ۔ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرکے اضطرارون کی سچی شکل بنا کر خدا سے نصرت چاہو اور اس امام کو خدا کے حضور اپنا وکیل بنا کر خدا سے امان مانگو اور یقین کرلو کہ خداوند کریم اس کی دعا کو ضرور ضرور سنے گا اور تم لوگ بچ جاؤگے اور اگر تم ایسا نہین کروگے تو یاد رکھو کہ آخر پشیمان اور شرمندون کی طرح تم کو ایسا کرنا پڑیگا لیکن اس وقت تک کہ تم کو پشیمان ہو تمہارے بہت سے عزیز اور اقارب تم سے جدا ہو چکے ہونگے اور اے لاہور اور امرتسر شہرون کے مسلمانون تم کسی نا سمجھ جو رفروش گندم نما باتون مین نہ آجانا کہ تمہارے شہرون مین طاعون نے دخل نہین کیا یا نہین کریگا بلکہ یاد کرلو کہ امام الوقت نے تحدی سے تم لوگون کو آگاہ کردیا ہے کہ اگر تم لوگ توبہ اور استغفار سے کام نہین لوگے تو ضرور طاعون تمہارے شہرون مین آویگا۔ اور یہ مین کہتا ہون کہ دیر آید درست آید۔ ایسا درست ہوکر نہ آوے کہ تمکو درست بنا کر چھوڑے اور جو حالت نباتات کی ٹڈی دل کا پونگ کرتا ہے وہ ظاہر ہے یا جو وہی صورت طاعون کے پچھاڑنے کا نہ ہوجاوے لہذا تم ابلہ فریبیون سے بچو اور اپنے رب سے صلح کے واسطے کوئی ذریعہ تلاش کرنے کی فکر کرو ورنہ پچھتاؤگے انجمن حمایت اسلام نے جو کشتی اس طوفان سے بچنے کے واسطے تمہارے لئے تجویز کی وہ خوب تو ہے مگر اسکے ساتھ کوئی ملاح نہین ہے جو علم دریا سے واقف ہو اسواسطے وہ خطرناک ہی ہے۔ آؤ تمکو مین ملاح کا پتہ دون وہ قادیان مین ہے اور اس نے بھی ایک کشتی خدا کے حکم سے تیار کی ہے آؤ اور اس مین سوار ہوجاؤ ورنہ جب لنگر اٹھا لیا جاویگا اس وقت اس مسافر کیطرح افسوس کرنا پڑیگا جسکو کشتی چھوٹ جانے پر رات لب دریا آجایا کرتی ہے۔

الراقم شیخ عطا محمد سب اورسیر از بلوچستان کوئٹہ۔

مردان ضلع پشاور

۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے پیارے آقا مرشد و مولا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود ادام اللہ برکاتکم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ازینجانب کمترین شاہ دین اداب بندگانہ وتسلیمات غلامانہ کے ساتھ عرض پرداز ہے کہ چند روز ہوئے کہ راستبازون کا دشمن ملا فضل حق جو اپنے تئین کسی شیطانی القا کی بناپر خلیفۃ المسیح بواسطہ خواجہ خضر ظاہر کرتا ہے اور حضور کے مقابل دو ایک اشتہار بھی بغرض مقابلہ دیچکا ہے یہان مردان مین آیا اور مقامی دلیسی حکام و دیگر اہلکارون مین یہ شور مچانا شروع کیا کہ مین نے تین چار اشتہار مرزا صاحب کے مقابل شایع کئے ہین اور دہلی اسی غرض سے بٹالہ تک گیا ہون تاکہ وہ لکھین تو قادیان ہی مین پہونچکر ان کا مقابلہ کرون مگر مرزا صاحب نے جواب تک نہین دیا اور اس جواب نہ دینے کو حضور کے فرار اور عجز کیطرف محمول کیا آخر جب یہ زہر اس نے عوام الناس مین بھی پھیلانا چاہا تو برادرم میان محمد یوسف صاحب اپیل نویس نے بذریعہ رقعہ خاکسار کو اس شور و فساد سے اطلاع دی اور مجھے بلایا تاہم دونو جاکر اسکے دعاوی اور مقاصد دریافت کرین چنانچہ خاکسار اپنے کام سے فراغت پاکر اسی روز قریب شام بہمراہی میان محمد یوسف صاحب موضع بکٹ گنج مین سردار میر عالم خانصاحب تحصیلدار کے مکان پر گیا جہان وہ دشمن حق اترا ہوا تھا وہان جاکر دیکھا کہ منشی منظفر الدین صاحب انسپکٹر پولیس وخان عبداللہ خان صاحب ڈپٹی وارباب محمد اسلم خان ڈپٹی انسپکٹر پولیس بمعہ چند معزز خوانین علاقہ مردان کے تشریف فرما ہین اور خلیفہ صاحب ایک چارپائی پر بڑے انداز سے بیٹھے ہوئے ہین القصہ ہم بھی وہان جاکر بیٹھ گئے۔تھوڑی دیر تک تو ادھر ادھر کی باتین ہوتی رہین اور خاکسار اس اثنائے مین خلیفہ صاحب کی شکل و شباہت کو تاکتا رہا چنانچہ بندہ نے ان کی ہر ایک ادا مین تصنع پایا۔ڈاڑھی بہت لمبی رنگ سیاہ۔دستار سبز رنگ وضع رعونت سے بھری ہوئی وغیرہ۔اتنے مین تحصیلدار صاحب نے جنکا تعلق پیر صاحب گولڑی سے ہے ایک اور صاحب کے ایما سے جنہین اس بارہ مین گفتگو سننے کا بڑا شوق تھا خلیفہ صاحب سے اس عاجز کی نسبت ذکر کیا اور اس طرح سلسلہ جنبانی ہوگئی۔خلیفہ صاحب نے حاضرین کی استفسار پر بڑے تکلف سے گفتگو شروع کی اور کہا کہ مین نے متعدد اشتہار دیکر آخر بٹالہ مین بھی جاکر مرزا صاحب سے درخواست کی کہ اگر قادیان سے باہر نہین آسکتے تو مجھے وہان ہی بلالین تاقادیان ہی مین مقابلہ کرکے آپکا نعوذ باللہ باطل ہونا ثابت کیا جائے۔اس کے اس بیان سے حاضرین اس کی طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگے اتنے مین خاکسار نے خلیفہ صاحب سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ براہ عنایت یہ تو بتلاوین کہ آپ کونسی بات مین حضرت مرزا صاحب سے مقابلہ کرنا چاہتے ہین۔انہون نے جواب مین کہا کہ مین آپ سے ذکر نہین کرسکتا اور نہ کوئی اسبارہ مین گفتگو کرسکتا ہون میرے مخاطب صرف مرزا صاحب ہین دوسرے سے کلام نہین کرونگا۔خاکسار نے عرض کیا کہ میری غرض اس گفتگو سے صرف استفادہ ہے نہ بحث اور ہار جیت۔آپ کیون اس سے پرہیز کرتے ہین آپنے جو یہان دو ایک روز سے شور مچا رکھا ہے تو کیا خوب ہو جو آپکی اس گفتگو سے لوگ اور بھی مستفید ہون اور آپ کی قابلیت اور دینی معلومات اور بھی آشکارا ہوجاوین نیز اگر کوئی صاحب حاضرین مین سے مرزا صاحب سے حسن ارادت رکھتے ہون تو وہ باسانی اس مین فیصلہ کرسکین اور اگر پہلے ہی انکار ہے تو پھر یہ شور وغوغا کیسا۔میرے اس بیان کی حاضرین نے بڑے زور کیساتھ تائید کی اور خلیفہ صاحب کو مجبوراً منظور کرنا پڑا۔لہذا جو گفتگو مابین خلیفہ صاحب اور اس عاجز کے واقع ہوئی وہ جسقدر یاد ہے ویسی ہی درج ذیل کیجاتی ہے۔

خاکسار۔آپ نے اپنے اشتہار مین جو حضرت میرزا صاحب کا نعوذ باللہ کاذب اور باطل پر ہونا ظاہر کیا ہے وہ کن دلایل اور بصیرت کی بنا پر ہے۔

خلیفہ صاحب۔یہ باتین میرے اشتہار مین درج ہین اسی کو پڑھ لیا جاوے تا حاضرین کو بھی واقفیت ہوجاوے۔

خاکسار۔آپ کے اشتہار مین تو یہ باتین درج نہین۔البتہ ناسزا الفاظ لکھکر مقابلہ کیلئے بلایا گیا ہے چنانچہ خاکسار نے اشتہار اپنی جیب سے نکالکر حاضرین کو سنادیا اور اس مین کوئی امر مطلوبہ مین سے نہ پایا گیا لہذا پھر مطالبہ کیا گیا کہ وہ دلایل بیان کئے جاوین جن کی بنا پر حضرت میرزا صاحب کا کاذب اور باطل پر ہونا آپ ثابت کرتے ہین۔

خلیفہ صاحب۔پہلے دو حدیثین دربارہ خلاف اجماع امت سناکر بڑے زور سے بیان کیا کہ آج اسلام مین لکھوکھہا علمائے کرام اور ہزارون اولیاء اللہ یا اہل باطن موجود ہین اور اتنا بیان کرکے حاضرین کی داد چاہی پھر کہا کہ ان سب بزرگون کا عقیدہ گذشتہ اکابر کیطرح مسیح موعود کے بارہ مین مرزا صاحب کے بالکل بخلاف ہے اور مرزا صاحب تو آپ مسیح موعود بن بیٹھے ہین لہذا جمہور اہل اسلام کے مقابل وہ جھوٹے ہین۔اور یہ جمیع علماء اور اہل اللہ جھوٹے نہین ہوسکتے۔

خاکسار۔یہ دلیل آپ کی تو بندہ نے سن لی ہے اور دلایل بھی بیان فرمائیے تاجو سب سے زیادہ زبردست آپ کے نزدیک ہو اسکا ازالہ کیا جاوے مگر خلیفہ صاحب نے بڑے زور سے کہا کہ کیا یہ تھوڑی دلیل ہے پہلے آپ اسکو توڑین

پھر اور بیان کیجاوینگی بندہ نے عرض کیا کہ یہ دلیل تو کچھ نہین آپ کوئی اور بیان کرین اور یا یہ مان لین کہ میرے نزدیک اس سے بڑھکر دوسری دلیل نہین پھر مین اسکا فیصلہ کن جواب دونگا۔ اور میری تائید مین حاضرین نے بھی رائے دی مگر خلیفہ صاحب نے پھر یہی کہا کہ یہ ایک بڑی زبردست اور کافی دلیل ہے اور اس طرح ظاہر کردیا کہ انکے پاس بس یہی ایک بات تھی جسپر انکے مقابلہ کا سارا دار مدار تھا۔ لہذا خاکسار نے جواب حسب ذیل بیان کیا۔ کہ اول سارے علماء اسلام اور اولیاء اللہ کا زمانہ حال یا گذشتہ مین اس عقیدہ مین حضرت مرزا صاحب کے برخلاف متفق ہونا بجائے خود ایک دعوے ہے جسپر کوئی دلیل پیش نہین کی گئی اور نہ کسی نے آجتک ان سارے بزرگون سے فرداً فرداً اسبارہ مین بیان لیا ہے بلکہ اس تمام قصہ کی بنا صرف چند تفسیرون پر ہے جو ہر قسم کے رطب و یابس سے پر ہین اور با وجود باہمی تناقض کے محض شخصی رائین قرار دیجا سکتی ہین۔ اور ہرگز اجماع امت کے نام سے موسوم نہین ہوسکتین۔

دویم اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کیا جاوے کہ آج علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہی عیسے بن مریم جو بنی اسرائیل کا آخری نبی تھا جس کی وفات کو قرآن کریم دلائل قاہرہ سے بیان فرماتا ہے آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری موجود ہے اور وہی کسی وقت امت محمدیہ کی اصلاح کے لیے آویگا تو اس بات کا ثبوت دینا چاہیئے کہ افراد امت کیطرف سے اس پیشگوئی کی چونگی اور چگونگی وقوع کی نسبت جو ہنوز پردہ غیب مین ہین اور جنکا وقوع ہزارہا سال تک ممتد ہے کوئی تحدید قبل از وقوع ہوسکتی ہے اور اس کی نظیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعامل اور خیر القرون کے عملدرآمد سے پیش کرنی چاہیئے۔ اور اگر یہ نہین جیسا کہ فی الواقعہ درست ہے تو پھر اس پیشگوئی مین خواہ نخواہ کیون ضد کیجاتی ہے سلف صالحین کی تو یہی عادت رہی ہے کہ وہ ہمیشہ پیشگوئی کے اجمال پر ایمان لاتے رہے اور اس کی تفصیل کو حوالہ بخدا کرتے رہے پس آپ ہی انصاف سے بتلاوین کہ خلاف سنت آپ سے یا آپ کے ہم خیال علماء سے سرزد ہو رہا ہے یا حضرت میرزا صاحب اور ان کی جماعت سے۔

خلیفہ صاحب۔ پہلے تو مذکورہ بالا ہردو دلایل کو ادھر ادھر کی باتون مین ہی ٹالنا چاہا جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب نے انہین سمجھا ہی نہین اسلیئے جب بندہ نے دوبارہ زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا تو خلیفہ صاحب جواب مین یون گویا ہوئے کہ اگرچہ اس پیشگوئی کے باقی سب امور کی نسبت کوئی تحدید نہین ہوسکتی تاہم الفاظ مسیح بن مریم اور اسکے نزول کی نسبت بے شک ہوسکتی ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک مسیح بن مریم کا مفہوم بجز حضرت عیسے صاحب انجیل کے اور کوئی شخص نہ ہوا اور نہ ہوگا لہذا اس پیشگوئی مین موعود کی شخصیت کی نسبت تحدید ہوسکتی ہے ابن مریم کا اطلاق کسی دوسرے پر ہرگز نہین ہوا اور یہی وجہ ہے کہ اس پیشگوئی مین بجز عیسے علیہ السلام صاحب انجیل کے دوسرا شخص مراد نہین ہوسکتا۔

خاکسار۔ خلیفہ صاحب کا یہ دعوے کہ اس نام کا اطلاق بجز عیسے نبی کے کسی دوسرے پر نہین ہوا صحیح نہین ہے قرآن شریف لایا جاوے اور سورۃ تحریم کا آخری رکوع ملاحظہ کیا جاوے اسمین تو اللہ تعالے نے ہر ایک مومن کا مریم اور ابن مریم ہونا بیان فرمایا ہے اور حدیثون مین بھی اس نام کا اطلاق صفتی طور پر دوسرونکے حق مین ہوا ہے جیسا کہ بخاری کی یہ حدیث یقینی طور پر اس کا اطلاق غیر عیسے پر بیان کرتی ہے

ما من مولود یولد الا و الشیطان یمسہ حین یولد الا مریم و ابنہا۔ یعنی کوئی مولود پیدا نہین ہوتا مگر شیطان اسے مس کرتا ہے وقت ولادت کے بجز مریم اور اسکے بیٹے کے یعنی بجز اس شخص کے جو مریم اور ابن مریم کی صفت اور رنگ پر ہو + پھر سب سے بڑھکر یہ کہ وہ حدیث صحیح بخاری کی جس مین یہ پیشگوئی درج ہے وہ خود اس لفظ ابن مریم کو ایک صفت قرار دیتی ہے جیسا کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ یعنی رسول خدا صلعم فرماتے ہین کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم مین آویگا اور وہ تم مین سے تمہارا ایک امام ہوگا فقرہ امامکم منکم اس مین قابل غور ہے۔ پس جب بندہ نے قرآن شریف و حدیث صحیح سے ابن مریم کا اطلاق غیر عیسے پر ثابت کردیا تو پھر کیون خواہ نخواہ اسپر ضد کیجاتی ہے کہ پیشگوئی کا مصداق بجز حضرت عیسے نبی صاحب انجیل کے دوسرا نہین ہے لہذا ثابت ہوا کہ اس نام کے مصداق مین قبل از وقوع پیشگوئی تحدید کرنا خلاف سنت ہے اور پھر اسپر اجماع امت۔ العجب ثم العجب

خلیفہ صاحب۔ حدیث کیف انتم الخ بخاری کی حدیث نہین ہے گویا انکے نزدیک یہ حدیث ضعف سے خالی نہین +

خاکسار۔ یہ صرف آپ کی دھوکہ دہی ہے ورنہ یہ حدیث بالضرور بخاری مین موجود ہے بندہ کو تو اسکا صفحہ تک یاد ہے کتاب منگائی جائے تا مین نکالکر دکھادون۔

خلیفہ صاحب۔ اس بارہ مین تو خاموشی اختیار کی مگر واو اور منکم کے الفاظ پر فضول بحث چھیڑکر اپنی نادانی اور جہالت کا اور بھی ثبوت دیدیا چنانچہ واو پر بڑا زور دیکر کہا کہ یہ واو عاطفہ ہی ہوتی ہے یا اور قسم بھی تو عمداً حاضرین کو دھوکا دینے کے واسطے کہدیا کہ واو ہمیشہ عاطفہ ہی ہوتی ہے دوسری قسم کی ہرگز نہین ہوتی شاید خلیفہ صاحب نے گمان کیا کہ یہ ایک انگریزی خوان بابو ہے اسے اتنی خبر کہان ہوگی۔ مگر جب خاکسار نے کہا کہ کیا واو کبھی تفسیریہ یا بیانیہ نہین ہوا کرتی تو

صاف جواب دیا کہ نہین ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو اس کی کوئی اور نظیر پیش کرنی چاہیئے۔

خاکسار - اور کتابین تو درکنار بندہ قرآن کریم سے ہی کئی نظیرین واو تفسیریہ کی پیش کر سکتا ہے منجملہ انکے ایک یہ ہے تلک ایات الکتاب وقران مبین - سورہ حجر اب یا تو بموجب اصول مسلمہ اپنے کے علاوہ قرآن کریم کے کسی دوسری ایسی کتاب کا ثبوت دو جو آنحضرت صلعم کی طرف نازل ہوئی ہو اور یا اپنی ضد کو چھوڑ کر حدیث زیر بحث کی واو کو تفسیری مان لو اور ابن مریم کا امامکم منکم کی ایک صفت ہونا قرار کرو - اس بیان پر خلیفہ صاحب بہت جھنجلائے اور کوئی جگہ گریز کی نظر نہ آئی آخر ایک اور بیہودہ عذر پیش کر دیا کہ جو نظیر واو تفسیریہ کی پیش کیگئی ہے وہ حدیث زیر بحث سے مطابق نہین کیونکہ اس نظیر مین ایات الکتاب مضاف مضاف الیہ ہے اور عطف مضاف الیہ پر پڑا ہے اور یہ صورت حدیث مین موجود نہین - یہ عذر سنتے ہی اللہ تعالے نے میرے دل مین ڈالا کہ حدیث زیر بحث مین بھی ابن مریم مضاف مضاف الیہ ہی ہے اور عطف مضاف الیہ پر ہی پڑا ہے۔ چنانچہ جب بندہ نے بیان کیا تو خلیفہ صاحب بالکل ششدر رہ گئے - بمصداق آیت کریمہ فبہت الذی کفر اور اللہ تعالے نے اپنی پاک وحی انی مہین من اراد اہانتک کی صداقت ایک مجمع عام مین ظاہر کر دی فالحمد للہ - علی ہذہ النصرۃ والتائید۔

خلیفہ صاحب - تھوڑے سکوت کے بعد پھر کچھ سوچکر بیان کیا کہ حدیث زیر بحث مین اگر واو کو تفسیریہ بھی مان لین تاہم کچھ ہرج واقعہ نہین ہوتا کیونکہ لفظ منکم کے صرف یہ معنی ہین کہ وہ ابن مریم نبی مذہب کے رو سے مسلمان ہوجاویگا۔ اور اپنے سابقہ دین اور انجیل کی حمایت نہین کریگا بلکہ تمہاری طرح قرآن کا تابع ہوگا نہ یہ کہ کوئی شخص اس امت مین سے ہوگا جو ابن مریم بن جاویگا۔

خاکسار - لفظ منکم کے جو معنی خلیفہ صاحب نے بیان کئے ہین وہ سراسر غلط ہین انکی صحت پر جب تک کوئی نظیر قران و حدیث سے پیش نہ کیجائے یہ معنی ہرگز قابل پذیرائی نہین ہو سکتے اور یاد رہے کہ ان معنونکے وثوق پر کوئی نظیر نہین مل سکے گی - منکم لفظ کے بجز اسکے اور کوئی معنی نہین کہ وہ ابن مریم تمہین مین سے ہوگا نہ کسی اور قوم مین سے جو ہزار ہا سال پہلے گذر چکی ہو اور ان معنون کی صحت پر صدہا نظیرین قرآن کریم اور احادیث سے پیش ہوسکتی ہین مثلاً یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم - سورہ اعراف وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت - سورہ نور - ہو الذی بعث فی الامیین رسول منہم وغیرہ - باقی رہا یہ وہم کہ حضرت عیسے علیہ السلام باوجود نبوت اور رسالت تامہ کے احد من المسلمین قرار دئے جاوینگے اور بعد نزول اپنی نبوت اور رسالت اور اپنی کتاب انجیل کا نام تک نہین لین گے بلکہ قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ کتب کی دوسرے مسلمانون کی طرح پیروی کرینگے سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تنزل عظیم انکے لیے کیونکر روا رکھا جاویگا اور یہ بھی یاد رہے کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہین ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہوجانا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ - یعنی ہر ایک رسول مطاع بنانے کے لیے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہین بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو اور ایسا اعتقاد رکھنے سے جیسے ایک طرف حضرت عیسے علیہ السلام کا تنزل عن الرسالت لازم آتا ہے ویسا ہی دوسری طرف مہر ختم نبوت ٹوٹتا کر آنحضرت صلعم کی کسر شان لازم آتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب ایک کامل رسول بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پھر دنیا مین آ گیا تو ختم نبوت نہ رہا علاوہ ازین قرآن و حدیث مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت پر ایک ایسا وقت آنیوالا ہے کہ یہ امت بگڑ کر یہودیون سے بکلی مشابہت پیدا کرلیگی اور ہر ایک فعل شنیع جو پہلے یہودیون سے سرزد ہو چکا ہے ان سے بھی ضرور ہوگا پھر ان کی اصلاح کیلئے ابن مریم آویگا اب ظاہر ہے کہ یہودی تو یہ امت بنے اور ان کی کیلئے ابن مریم بنی اسرائیل مین سے لایا جاوے کیا اس سے کسر شان آنحضرت صلعم کی لازم نہین آتی نعوذ باللہ منہا بلکہ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ جیسے یہ امت اپنی سیرت و اعمال مین نہ حقیقی طور پر یہودیون کی مثیل بن جاویگی تو انکی اصلاح کے لیے بھی افراد امت مین سے ایک شخص سیرت و اخلاق مین نہ حقیقی طور سے ابن مریم کا مثیل ہوکر آئے گا۔ اور یہ عقیدہ ان تمام مفاسد کا ازالہ بھی کر دیتا ہے جو بصورت دیگر پیدا ہونے ضروری ہین افسوس کہ ہمین ہمیشہ یہی خواہش رہتی ہے کہ ہمارے مخالف کبھی کوئی معقول بات بھی پیش کرین مگر کبھی کوئی معقول اعتراض نہ سنا گیا۔

خلیفہ صاحب - بڑا پیچ و تاب کھاکر جو آیت اوپر بیان کی گئی ہے اس سے یہ کہان نکلتا ہے کہ کوئی رسول دوسرے رسول کا تابع نہین ہوگا بلکہ اس سے تو یہ نکلتا ہے کہ جس قوم کی طرف وہ آویگا اسکا وہ مطاع ہوگا خاکسار نے جواب مین عرض کیا کہ اس آیت شریفہ مین ما اور الا کے الفاظ بالتخصیص ظاہر کرتے ہین کہ وہ رسول یا غیر رسول کسی کا بھی مطیع نہین ہوگا - اور کوئی استثنا مذکور نہین ہوا اسپر خلیفہ صاحب نے کہا کہ اس سے تو پھر لازم آیا کہ وہ خدا کا بھی مطیع نہ ہو کیونکہ کوئی استثنا جو مذکور نہین - بندہ نے عرض کہ یہ قیاس

قیاس مع الفارق جب ارسال ہی
اس رسول کا خدا کیطرف سے ہے تو پھر اسکا
مطیع ہونا کیا معنی علاوہ ازین اس
آیت مین باذن اللہ کا فقرہ بھی موجود ہے
جو ثابت کرتا ہے کہ وہ رسول صرف
الٰہی کا مطیع ہوتا ہے اور کسی کا نہین
اس تمام تقریر کے بعد خلیفہ صاحب تو
سخت نادم ہو کر خاموش ہو گئے اور
حاضرین نے بھی جو دوران گفتگو مین
انکے حامی تھے اب انسے کنارہ کر لیا
اور میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپ
اس بحث کو چھوڑ کر ہمین اسبات
کا ثبوت دین کہ مرزا صاحب موعود
ہین۔ بندہ نے جواب مین عرض کیا
کہ قبل اسکے جو بندہ مرزا صاحب کا مسیح
موعود ہونا ثابت کرے اسبات کا
فیصلہ ضروری ہے کہ اسرائیلی مسیح فوت
ہو گیا ہے اور اب اسکا دنیا مین آنا ممکن
نہین کیونکہ جب یہ فیصلہ ہو جاوے
تو پھر لازماً یہ ماننا پڑیگا کہ مسیح موعود
کوئی شخص دیگر افراد امت مرحومہ مین
سے ہے خواہ مرزا صاحب ہون یا کوئی
اور اسکے جواب مین حاضرین نے کہا کہ
ہم مانا کہ اسرائیلی مسیح فوت ہو گئے
اور اب وہ نہین آوینگے اسلئے آپ
اب یہ ثبوت دین کہ مرزا صاحب ہی
وہ موعود ہین چنانچہ خاکسار نے اسبارہ مین
بتفصیل بیان کرنا شروع کیا اور حاضرین
سننے لگے مگر ابھی تھوڑا ہی بیان کیا تھا کہ
اتنے مین میان حسین بخش صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
جو بٹالہ کے رہنے والے ہین تشریف لے
آئے اور انہون نے آتے ہی خلیفہ صاحب کے
دعاوی عجیبہ اور رایہ علمی کو جو انہون نے
میرے ساتھ گفتگو مین ظاہر کیا تھا مختصر طور پر
سنکر باتون ہی باتون مین خوب مضحکہ اڑایا
اور انہین نصیحت کی کہ آپ اس خیال مقابلہ
کو چھوڑ دین آپ تو مرزا صاحب کے مریدون سے
بھی تاب مقابلہ نہین رکھتے اور پھر مرزا
امام الدین کا حال جو حضور کے مقابل ہو کر
سکا بیر بنگیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی

کی ایک بحث کا واقعہ جو حضور کے ساتھ
ہوئی اور جسمین وہ بہت ناکام رہا تھا بیان
کر کے خلیفہ صاحب کو اور بھی ذلیل کیا۔
چنانچہ میان صاحب کی اس تقریر کیوجہ سے
مجھے اپنی تقریر جو قبل ازین شروع کی تھی بند
کرنی پڑی۔ بعد ازان میان حسین بخش
صاحب نے جو حضور کے حالات قدیم سے
بخوبی واقف ہین خاکسار سے دریافت کیا
کہ مرزا صاحب نے اب نیا دعوےٰ پیش کیا ہے
مین نے عرض کی کہ کوئی نیا دعوےٰ نہین وہی
دعاوی ہین جو ابتدا مین تھے انہون نے کہا
کہ مین نے سنا ہے کہ ایک جدید اشتہار مین صاف
طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے مین نے جواب دیا کہ
آپ وہ اشتہار دیکھ سکتے ہین اسمین کوئی ایسی
بات نہین چنانچہ انکی درخواست پر میان
محمد یوسف صاحب گھر سے اشتہار بعنوان
ایک غلطی کا ازالہ لے آئے اور بڑی متانت
اور سنجیدگی سے پڑھکر سنایا جس سے سامعین
کے دل پر بہت اثر ہوا مگر میان صاحب کی سمجھ مین
بروز کا مسئلہ نہ آیا کبھی تو اسکو تناسخ قرار دیا
اور کبھی کہا کہ آپ دیکھینگے کہ آیندہ مرزا صاحب شمس تبریز
اور منصور کی طرح نعوذ باللہ خدائی کا بھی
دعوے کرینگے خاکسار نے ہرچند کوشش کی
کہ یہ مسئلہ انکی سمجھ مین آجاوے اور حضرت مجدد
ہندی رح و سید احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ
وغیرہ اکابر امت کی سوانح عمریان اسکی نظیرین بھی بیان
کین مگر پھر بھی وہ سمجھ نہ سکے آخر بندہ نے انسے پوچھا
کہ آپ تو باعث پڑوسی ہونیکے حضرت مرزا صاحب
کے سابقہ حالات سے بخوبی واقف ہونگے کیا آپ کہہ
سکتے ہین کہ انہون نے تمام حصہ عمر مین کبھی
آگے بھی افترا کیا یا جھوٹ بولا میان صاحب نے جواب
مین کہا کہ مین حلفاً کہہ سکتا ہون کہ مرزا صاحب
نہایت پرہیزگار سچے مسلمان اور بڑے راستباز ہین
جنہون نے آگے کبھی جھوٹ نہین بولا مگر اس دعوی
مین وہ حق پر نہین ہین مین نے عرض کیا کہ اگر
ایسا ہی ہے تو پھر اس آیت کے کیا معنی ہین۔
ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون ۔ یہ آیت
آنحضرت صلعم کے اثبات نبوت مین بطور دلیل
اللہ تعالےٰ نے پیش کی ہے اور یہی آیت مرزا صاحب
کے اثبات دعوی مین اللہ تعالےٰ نے الہاماً نازل

کی ہے پس اگر اتنا بڑا حصہ عمر کا جو قوائے انسانی کے جوش
کا زمانہ ہے راستبازی اور سخت پرہیزگاری مین گذار کر
بھی کوئی شخص اللہ پر افترا کر سکتا ہے تو پھر یہ دلیل
مندرجہ آیت نعوذ باللہ لغو ٹھہرتی ہے اسکے جواب
مین میان صاحب نے فرمایا کہ یہ آیت بطور دلیل آنحضرت
صلعم کے بارہ مین ہے نہ اور کسی کے مین نے پھر عرض کیا
کہ وہ دلیل کیا ہے جسکا اطلاق کسی اور پر نہ ہو سکے
وہ تو پھر یکطرفہ خیال ہوگا نہ دلیل آپکو چاہیئے
کہ اگر اور نہین تو پاس ادب آنحضرت صلعم کی حضرت
مرزا صاحب کے بارہ مین انکی سابقہ عمر کی نسبت یہ
زبردست رائے دیکر انکے دعوے کی پھر تکذیب نہ کیا کرین
تا اس سے اس آیت کے استدلال کی تکذیب لازم نہ آوے
آپ تو ماشاء اللہ ڈلدرجہ کی مجسٹریٹ ہین باسانی سمجھ
سکتے ہین خیر اسپر وہ خاموش ہو گئے ۔
اتنے مین خان عبد اللہ خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ خلیفہ فضل حق صاحب
اشعار اور قصاید بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے
ہین اسلئے انہون نے خلیفہ صاحب سے کچھ سنانے کی درخواست
کی پہلے تو خلیفہ صاحب ہماری موجودگی کیوجہ سے انکار کرنے
لگے مگر حاضرین کیطرفسے جو گانا سننے کے بڑے مشتاق
تھے اسمین اصرار ہوا تو خلیفہ صاحب نے بڑی ادا سے مولوی
الطاف حسین حالی کی مسدس دربارہ تنزل اسلام
کے اشعار سنانے لگے اور جب پرجوش لہجہ مین سناتے
سناتے انکی زبان سے اس قسم کے اشعار بھی نکلنے لگے
جنمین انکے ہم پیشہ لوگونکی حقیقت واقعی طور پر مذکور
تھی جیساکہ ؎ یہ ٹھہرے ہین اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارث انبیاء اب + وغیرہ تو برادرم
میان محمد یوسف صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور حاضرین
کو مخاطب کر کے پوچھا کہ جب اہل اسلام کا یہ ناگفتہ بہ
حال ہے جو خلیفہ صاحب کے اشعار سے ظاہر ہو رہا ہے اور
جنکی تصدیق آپ سب صاحبان کر رہے ہین تو پھر وہ کہو کہا
علمائے کرام اور ہزارہا اہل اللہ کہان ہین جنکا ذکر
خلیفہ صاحب نے ہمارے پہلے سوال کے جواب مین کیا
تھا اور جنکی مخالفت کا فرد جرم لگا کر حضرت مرزا
صاحب کا نعوذ باللہ باطل پر ہونا بیان کیا تھا کیا
خلیفہ صاحب نے ان اشعار مرغوبہ کے ذریعہ خود اپنے
ہی دعوی کا باطل پر ہونا ثابت نہیں کر دیا اور نیز جب
اسلام کا تنزل اسدرجہ تک ہو گیا ہے تو کیا اب بھی
مسیح موعود و مہدی معہود کی آنیکی ضرورت نہین
تھی اس سے اور بھی خجالت خلیفہ صاحب کے دامنگیر ہوئی

... کا موجب ہو جاوے اور انہیں معلوم ہو جاوے کہ یہ دشمن حق کہاں تک دینی معلومات اور تقویٰ اور راست گوئی ...

عاجز شاہدین اسٹیشن ماسٹر مردان ضلع پشاور

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۱ | ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۰ھ یوم شنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں۔ اور طاعون کے متعلق ایک جدید اشتہار لکھ رہے ہیں آج پہلا دن ہے کہ حضرت حجۃ اللہ سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے اور اب انشاء اللہ حسب معمول ہر روز جایا کرینگے۔ سیر سے واپس آکر شیخ عبد الرحمن ملازم خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ نے جو اپنی غلط فہمی اور کوتہ اندیشی کی وجہ سے ان کی ملازمت سے مستعفی ہوئے تھے رخصت چاہی حضرت حجۃ اللہ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ملازم کے لئے ملازمت سے پہلے ایسی جگہ دیکھ لینی چاہئے جہان آقا نیک اور متقی ہو کیونکہ بندگی بیچارگی ملازم ناصح کا درجہ نہیں پا سکتا اس لئے بسا اوقات ایسے لوگون کی ملازمت ہوتی ہے جہان دین برباد ہو جاتا ہے پس نواب صاحب کی ملازمت کو بہت ترجیح دینی چاہئے نواب صاحب بڑے صالح اور با مروت ہین اور پھر قادیان جیسی جگہ کو چھوڑنا نہین چاہئے یہان امن سے بیٹھے ہو دنیا مین ایک آگ لگی ہوئی ہے اور ابھی معلوم نہین کیا ہوگا ملک الموت قریب آ رہا ہے لیکن یہان تم سنتے ہو کہ خدا اپنا فضل کر رہا ہے جب انسان دینی فواید کو چھوڑ کر دنیوی فوائد کے پیچھے جاتا ہے تو دنیوی فواید بھی جاتے رہتے ہین۔ پس بری مجلسون سے توبہ کرو اور جہان تکذیب ہوتی ہو وہان سے اُٹھ جاؤ ورنہ تم بھی اونکے مثل سمجھے جاؤگے میری رائے مین بہتری یہی ہے کہ تم اپنے اس ارادہ پر نظر ثانی کر لو"

چنانچہ شیخ عبد الرحمن نے حضرت نواب صاحب سے اپنا استعفا واپس لینے کے لئے عرض کر دیا اور نواب صاحب موصوف نے اپنی عام فیاضی اور فراخدلی سے ان کو پھر ملازم رکھ لیا۔

(۲) شام کے وقت ایک ہندو مسلمان ہوا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا۔

(حکیم الامت) اسے مشرف باسلام کرین چنانچہ مولویصاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ مین اسلام کی تلقین کی ❊

اسلام کیا چیز ہے؟ تین باتون کا نام ہے اول جس نے پیدا کیا اور جس کے قبضۂ قدرۃ مین سب کچھ ہے اس کو ایک مانا جاوے اس کے سوا نہ کسیکو سجدہ کیا جاوے نہ اس کے نام کے سوا کسی کا روزہ رکھا جاوے اور نہ اُس کے نام کے سوا کسی جانور کو ذبح کیا جاوے کیونکہ جانورنکا مالک وہی ہے اور نہ اس کے سوا کسیکا روزہ رکھا جاوے اور نہ اس کے سوا کسیکا طواف کیا جاوے اور کوئی خوف اور امید اس کے سوا کسیکا نہ کیا جاوے یہ تو لا الٰہ الا اللہ کے معنے ہین۔ ساری دکھ ساری سکھ سارے آرام اور ضرورتون کا پورا کرنا اسیکے اختیار مین ہے اسی کے حضور عرض کرنا چاہیئے ان باتون کو جب سچے دل سے مان لین تو اُس کا نام اسلام ہے اس کے لئے کسی ظاہری رسم اور اصطباغ (پوہل) کی ضرورت نہین ❊

دوسرا زینہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کا نبی مانا جاوے وہ اس لئے دنیا مین بھیجے گئے تھے کہ اللہ تعالےٰ ہی کی عظمت اور تعریف اور استتی کرین اور لوگون کو بھی سکہائین اس لئے دوسرا جزو اسلام کا

محمد رسول اللہ ہے

رسول کے معنے ہین اللہ کا بھیجا ہوا ❊

تیسری بات اسلام کی یہ ہے کہ سب مخلوق کو سکھ پہنچانے کی کوشش کرین یہ تو منہہ سے کہنے اور ماننے کی باتین ہین اور پھر یہ بھی ماننا چاہیئے کہ خدا کے فرشتے حق ہین۔ نبیون اور کتابون پر ایمان لائے اور اسبات پر بھی کہ جو کرینگے اسکا بدلہ پائینگے اس کو جزا سزا کہتے ہین۔ ان باتون کے ماننے کے بعد ضروری ہے کہ مسلمان نماز پڑھے اور روزہ کے دن ہون تو روزہ رکھے۔ جب ۲۵ روپے ہون تو چالیسوان حصہ زکوٰۃ کے طور پر غریبون اور مسکینون کی مدد کے لئے دے۔ پھر اور

طاقت ہو تو مکہ معظمہ جاکر خدا کی بندگی کرے اصل اسلام دل سے مان لینے کا نام ہے جو سچے دل سے مان لیگا اور عمل بھی اس کے مطابق کریگا پس تم دل سے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو مان

لو اس کے لئے نہ کسی رسم کی ضرورت ہے اور نہ کچھ اور البتہ نہا لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ دعا مانگو کہ اللہ اوپر تو جسم کو ہم دہوتے ہین اندر سے تو دھو دے۔ اور کپڑے بدل لے اس لئے کہ اب سستی نہیں کرون گا۔ اس کے بعد اس کا نام حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تجویز کے موافق **عبد اللہ** رکھا گیا ❊

(۳) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کتاب اہل مصر اور دیگر ممالک بلاد اسلامیہ کے لئے لکھی ہے وہ چھپ کر شائع ہوگئی اس کا نام

الہدیٰ و تبصرۃ لمن یریٰ

رکھا گیا ❊

مفتری خلیفۃ المسیح

آپکے اخبار الحکم کے پچھلے پرچہ مین مولوی فضل حق کے متعلق ایک مضمون مباحثہ کا جو مردان مین ہوا چھپا تہا۔ مولوی فضل حق چند ماہ تک ایبٹ آباد رہے ہین اور مجھے ان سے اچھی طرح ذاتی واقفیت ہے جب انہون نے دعوٰی خلیفۃ المسیح ہونیکا کیا تو مین نے اور میرے بہت سے دوستون نے اس طرف توجہ ہی نہیں کی اور جناب میرزا صاحب مسیح الزمان کے مقابلہ مین ان کو کیا نسبت۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

لیکن آپکے اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ اب انھون نے مختلف جگہ جاکر شور و غوغا شروع کردیا۔ اس لئے مین ضروری خیال کرتا ہون کہ آپکو اس بات سے اطلاع دون کہ مولوی فضل حق ایک معمولی معلومات کا آدمی ہے۔ چنانچہ مین نے بھی اُس سے بعد اس کے القائے شیطانی کے کہا کہ پہلے تم حضرت مسیح کی حیات و ممات کے بارے مین مجھ سے گفتگو کرو۔ لیکن میرے ساتھ اس نے اس معاملہ مین گفتگو کرنے سے انکار کیا۔ جہان تک مین انکی بابت رائے قائم کرسکا تہا وہ یہ تھی کہ وہ علمی مباحثات سے کوسون بہاگتا ہے اور ان کے پرائیویٹ حالات جو مجھے معلوم تھے اور اب تک معلوم ہین وہ محض ایک ادنیٰ درجہ کا دنیادار آدمی ہے اور محض دنیا کمانیکی غرض سے جال پہیلایا ہے۔ لیکن خدا کی شان کو ملاحظہ فرماوین۔ کہ چونکہ اس نے افترا باندھا اور بعد اس کے کہ مین نے اس کو اچھی طرح سے حضرت میرزا صاحب کے دعاوی کی تبلیغ بھی کردی تھی اور اس کو بھی حضرت میرزا صاحب کے دعاوی و مشن سے پوری واقفیت ہوچکی تھی اسپر بھی اُس نے کتمان حق کیا اور محض دنیا کی سفلی زندگی اور آرام و آسائش کی خاطر ایک بڑا بھاری بہتان کھڑا کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانان ایبٹ آباد جنکو اگرچہ میرزا صاحب کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہین تھی اس سے بیزار اور متنفر ہوگئے اور اس کو جھوٹا اور مفتری خیال کرنے لگے اور بالاخر اس کو اول تو جناب شہزادہ صاحب سید عبد الملک صاحب نے اپنی مسجد سے الگ کردیا جہان سے اس کو دس روپیہ ماہوار ملتے تھے اور بعد ازان مجلس اسلامیہ ہزارہ نے اس کو اپنی مجلس سے الگ کردیا جہان اس کو ۵ روپیہ وعظ کے لئے تنخواہ ملتی ہے گویا اب اس کو ایبٹ آباد کی مجلس اسلامیہ سے کسی قسم کا تعلق نہین ہے۔ اب مولوی فضل حق کی گذران جیسی کہ عام ملاؤن کی ہوتی ہے ہے۔ اور جس مدعا کے لئے بیچارہ نے جال پھیلایا تہا اور اس مین چند ایک اشخاص کو اپنی مدد کے لئے شامل بھی کرنا چاہا تہا بالاخر اس مین ناکامیاب رہ گیا ❊

مولوی فضل حق مین باوجود ان تمام امور کے ایک خاص ذاتی خوبی ہے خواہ اس کو خوبی

تصور کرین۔ یا عیب۔ کہ جس قسم کی مجلس ہوتی ہے اسی قسم کا آپ پہلو بدل لیتے ہین اور کسی خاص اصول کی پابندی ذات شریف مین نہین ہے +

علاوہ ازین جس قسم کا فتوی کسیکو درکار ہو مولویصاحب نہایت عمدگی سے دیسکتے ہین چنانچہ ایک دفعہ ایک بڑی مجلس مین جبکہ مختلف خیالات کے مسلمان جن مین اچھی اچھی شریف خیالات والے بھی شامل تھے کسی بات پر آپنے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مذہب مین کسی ہندو کا مال غصب کر کر یا چرا کر غرضیکہ جسطرح مل سکے کہانا جائز ہے اور اسی بناء پر ہندؤن سے رشوت لینی بھی درست ہے بلکہ یہان تک کہدیا کہ اگر کسی ہندو کی عورت ملے تو اس سے بدفعلی کر لینی بھی جائز ہے اور کوئی گناہ نہین۔

اس بات کے شاید میرے بہت سے دوست و مسلمانان ایبٹ آباد مین سے دیگر اشخاص جو اس جلسہ مین شامل تھے گواہ ہین پس ایسے شخص کے مقابلہ مین کسی احمدی بہائی کا آنا بھی درست نہین +

باقی جو وہ نشانات کے متعلق کہتا ہے یہ سراسر کذب ہے۔ اسکے پاس کوئی نشان نہین ہے اور خدائے غیور ایسی شخص کو ہرگز ہرگز کوئی نشان نہین دیتا جو بُرے خیالات کا ہو۔ اور جسکا دل دنیا کی خباثتون سے پُر ہو۔ جہان تک مجھے اس کے خیالات و حالات معلوم ہین مین کہہ سکتا ہون کہ ان باتون سے اس کا یہ منشاء ہے کہ عوام مسلمان جو جناب میرزا صاحب کے مخالف ہین وہ میری ان باتون مین آ کر میرے مؤید ہو جائینگے اور اسطرح پر میرا سلسلہ روزی خاطر و خدمت بہت وسیع ہو جائیگا۔ لیکن خدا ایسے شخص کی جلدی پردہ دری کرتا ہے اور وہ ہرگز اپنے مدعا مین کامیاب نہین ہو گا اور نہ ہو سکتا ہے +

خاص ایبٹ آباد مین جو مولوی فضل حق کی خفت ہوتی ہے وہ ادنیٰ درجہ پر اسی سے ظاہر ہے کہ اکثر لوگ اس کو بُرے بُرے نام سے یاد کرتے ہین اور نام تک نہیں لیتے۔ جیسے مولوی گھڑیال یا مولوی لم ڈاڑھیا۔ اگرچہ مین ایسے نام کسی شخص کے رکھنا پسند نہین کرتا اور تہذیب کے بالکل مخالف ہے لیکن اس سے کم سے کم یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ عام آدمیون مین بھی اس کی ایبٹ آباد مین عزت نہین ہوئی اور اس دعوی خلافت مسیح کے بعد اس کو چند در چند خفتین اُٹھانی پڑین۔ اور جھوٹا اور کاذب اور مفتری نام رکھوایا جن لوگون کو کہ حضرت میرزا صاحب کے ساتھ دلی عناد تھا اور جنکے دل سیاہ تھے جیسے جعفر زٹلی انھون نے اس کی قدر کی ہو تو کی ہو۔ ورنہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ خداوند غیور اس شخص کو کوئی نشان نہین دیتا یہ محض اس کی لاف و گزاف ہے +

مین اس شخص کی بابت جو محض اس سلسلہ کے ساتھ للہی بغض رکھتا ہے ضروری خیال کرتا ہون کہ اس کا صاف صاف حال بیان کرون اور مین نے مختصر موٹے حالات بیان کئے ہین۔ پرائیویٹ حالات مولویصاحب موصوف کے جب تک وہ خود مجھے ظاہر کرنیکی اجازت ندین نہیں لکھ سکتا

آپکا خادم نور احمد پلیڈر

ایک مبارک تجویز

ذیل میں ہم اپنے محترم عزیز بہائی ڈاکٹر نعمت خانصاحب وٹرنری اسسٹنٹ کی ایک تجویز شائع کرتے ہین جو انہون نے سلسلہ عالیہ کے مقاصد اور اغراض کی اشاعت کے لئے عملی طور پر پیش کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب اس سے پہلے مدرسہ تعلیم الاسلام کے والنٹیر ہین اور باقاعدہ اس کی امداد کیلئے چندہ جمع کر کے بھیجتے ہین اسمین شک نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی تجویز قابل قدر اور واجب العمل ہے اور اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص احباب نے اسپر عمل شروع کر دیا جسکی بہت بڑی امید کی جاتی ہے تو اس سلسلہ کی اشاعت کے فنڈز کو بہت بڑی بہاری تقویت پہونچے گی اور جسقدر لوگ اس تجویز پر عمل کرینگے کچھ شک نہین کہ انکا ثواب ڈاکٹر صاحبکو الدال علی الخیر کفاعلہ کے موافق ضرور ملیگا اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحبکو اس کار خیر مین سبقت کرنیکی جزائے خیر دے اور انہین اس سے بڑھکر خدمت دین کا جوش عطا فرماوے آمین + ایڈیٹر

ایک مبارک تجویز

براداران فرقہ احمدیہ کی خدمت مین التماس

ای برادران فرقہ احمدیہ اللہ تعالی آپ پر اپنی رحمت نازل فرماوے اور دن بدن اس سے بھی زیادہ نیک کامون کے سرانجام کی توفیق بخشے یہ عاصی ایک تجویز آپ صاحبان کی خدمت مین پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ اشاعت اسلام کا ہونا ضروریات سے ہے اور بلا کسی مستقل سرمایہ کے اسکا قائم رہنا مشکل اور اسکیلئے خیراتی حصص بڑہانیکی کوشش ضروری اس عاصی کے ناقص عقل مین یہ آیا ہے کہ اگر ہر ایک بہائی اس تجویز پر عمل درآمد کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اس انجمن کو بہت سی تقویت پہونچیگی بلکہ اگر سب بہائی اسکی طرف توجہ فرماوینگے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس انجمن کے سرمایہ تا قیامت رہیگا سو چونکہ حضرت اقدس کی خاص توجہ اس کی اشاعت کی طرف ہے اسواسطے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس کار خیر مین برکت ڈالیگا جو بہائی کہ ملازم پیشہ ہین انکو چاہئے کہ جب انکی ترقی تنخواہ ہو تو وہ اس اضافہ کو انجمن اسلام کے فنڈ مین دین اگر اللہ تعالیٰ توفیق بخشے تو ایکسال تک وہ روپیہ جو پہلی تنخواہ سے اضافہ ہووے اس روپئے سے اس انجمن کے خیراتی حصص خرید کرے اگر سال بھر تک نہین دے سکتا تو ۶ ماہ تک دیوے اگر ۶ ماہ تک گنجائش نہیں دیکھتا تو ۳ ماہ تک اور اگر یہ بھی نہین دیسکتا تو ایکماہ کی اضافہ تنخواہ تو ضرور دے۔ اگر ہر ایک بہائی اسپر عمل درآمد کریگا تو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑی ہی مدۃ مین یہ انجمن ایک مستقل سرمایہ کی مالک ہو جائیگی۔ علاوہ ملازمت پیشہ بہائیون کے ان بہائیونکی خدمتمین بھی عرض ہے جو کہ سوداگر یا ٹھیکیدار یا وکالت پیشہ یا دوکاندار ہین۔ وہ بھی اسطرف توجہ فرماوین۔ ان بہائیون کو چاہئے کہ جو کچھ سال بھر مین یا ۶ ماہ مین ہو یا ۳ ماہ مین یا ایکماہ مین نفع حاصل ہوا ہے اس مین سے کچھ نہ کچھ اس کار خیر مین دین اور اس رقم سے خیراتی حصص خرید فرماوین اب چونکہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ سے اس عاصی کو عہ روپیہ ترقی ہوئی ہے یعنی بجای للعہ کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے للعہ ہو گئے ہین اس

محمد وب کا خط بنام مفتی محمد صادق

ازمقام رور فورڈ ملک امریکہ مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

مائی ڈیر برادر

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا عنایت نامہ مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۲ مجھے ابھی ملا ہے اور اسی پڑہکر مجھے بہت فرحت حاصل ہوئی ہے مجھو اس بات کا تسکین بخش ہوا ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد میری اُن کوششون مین دلچسپی لیتے ہین جوکہ مین اسلام کی شاندار صداقتون کو یہان پھیلانے مین کر رہا ہون چونکہ میرا کام مشکل اور بعض دفعہ ناامید کرنیوالا ہے۔ اسواسطے یہ خبر پاکر مجھو فرحت حاصل ہوئی کہ حضرت میرزا صاحب اور آپ میرے واسطے دعا مانگتے ہین جب مین ہندوستان گیا تو مجھے یقین تہا کہ ہمارے مسلمان بھائی میری حتی الوسع مدد کرینگے میرے خیال میں یہ بات نہ آسکتی تھی کہ مسلمان کہلاکر کوئی شخص میری مخالفت کریگا اور میری کوششون مین روک ڈالیگا مین نے انکو صاف کہدیا تہا کہ بہت سے عیسائی میری مخالفت کرینگے اور مجھو ناکام کرنیکے لئے مجھو الزام لگائینگے اور ہر قسم کی مخالفت کرینگے مینے انہین سمجھایا تہا کہ ان عیسائیون کی باتونکو نہ سننا اور یہ سوچنا کہ ان کا مدعا کیا ہے لیکن جونہی یہان کے عیسائیون کی مخالفت کی خبر ہند مین پہونچی وہان کے بے ایمان مسلمان میرے مخالف ہوگئے اور ہر طرح مجھے تکلیف پہنچانیکی کوشش کی۔ میرے ساتھ جو وعدے انہون نے کئے تھے اُن سبکو بھلا دیا اور اپنے اقرارون کو توڑنے کے لئے صرف بہانے کے طلبگار رہے لیکن اب مجھو سمجھ آئی ہے کہ ان لوگون نے کیون ایسا کیا۔ دراصل بات یہ ہے کہ انکا مذہبی علم صرف سطحی ہے۔ سچائی کی روشنی انمین نہین پائی جاتی اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری انکے دلون مین نہین ہے خدائے قادر مطلق جانتا تہا کہ میرے لئے کس امر مین بہتری ہے اور اس نے وہی کیا جو میرے لئے بہتر تہا۔ غالباً میرے لئے یہ امر مفید نہ تہا کہ وہ لوگ میرے ساتھ وفاداری کا تعلق قائم رکھتے اگر وہ اپنے وعدون کو پورا کرتے اور میرے ساتھ تعلقات قائم رکھتے تو باوجود میری کوششون کے یہان بھی اسلام کی ایک ایسی ہی بگڑی ہوئی شکل قائم ہوجاتی جیسی کہ ان لوگون مین ہے

مجھے ابھی ایک نومسلم کا خط ملا ہے جس کی بابت مین خیال کرتا ہون کہ وہ اسلام کے لئے کارآمد ہوگا اسکا نام جیمز ال ۔ برن ہے وہ مدت تک پادری کا کام کرتا رہا ہے لیکن اُسے عیسائیت پر شک آنے لگے اور پھر اس مذہب کو چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ اس نے میری ایک تقریر پڑھی تھی جس سے اُسکا شوق اور بھی بڑہا۔ بعض اسلامی کتابین اس نے پڑہین اور سچائی کا نور اُس کے دل مین بیٹھ گیا اب اُس نے اپنے آپکو مسلمان مشہور کردیا ہے اور وہ زیادہ علم حاصل کرنیکا شوق رکھتا ہے۔ اس مین کچھ شک نہین کہ اس کے پہلے دوست اس کے مخالف ہوجائینگے لیکن اُسے اس بات کی کچھ پروا نہین وہ بڑا سرگرم معلوم ہوتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہمارے لئے بہت مفید کام کریگا مجھے یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ اُسے خط لکھین اور کچھ کتابین بھیجکر اُسے فائدہ پہنچائین اور میگزین جو آپنے مجھے ارسال کئے تھے وہ سب مین تقسیم کرچکا اور میرے پاس سوائے اپنی کتابون کے اور کچھ نہین کہ مین بھیجون وہ اس ملک مین مجھ سے بہت دور رہتا ہے دو دفعہ مین اسے خط لکھ چکا ہون اور جہان تک مجھ سے ہوسکے گا مین اس کی مدد کرونگا

مسٹر برن بھی ایک مسلمان ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر آپ اس کو بھی خط لکھین تو آپکے خطوط نتیجہ آور ہونگے اس ملک کے مسلمانون کو اس بات مین بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ہند کے مسلمان بھائیون کے ساتھ خط وکتابت کرین کیونکہ اس سے دو ملکون کے بھائیون مین برادری کا تعلق پختہ ہوتا ہے۔ مین نے پہلے بھی کوشش کی تھی کہ ہند کے مسلمان اس امر کی طرف توجہ کرین مگر انہون نے کچھ پروا نہ کی امریکہ کے لوگ قدرتاً بجائے عرب یا روم کے اسلام کا منبع ہندوستان کو سمجھتے ہین اہل امریکہ بھی سمجھتے ہین کہ اسلام عرب مین پیدا ہوا تہا مگر اسلام کی تفہیم کے لئے انکی نظرین ہندوستان کی طرف اُٹھ رہی ہین علاوہ ازین یہ بات بھی ہے کہ دوسرے مشرقی ممالک کی نسبت ہندوستان مین انگریزی خوان مسلمان زیادہ ہین اسواسطے انہین یہ بات خوش آتی ہے کہ کسی ہندوستانی بھائی کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ قائم رکھین اگر آپ پسند کرین تو بعض اہل امریکہ کے پتے آپکو لکھ بھیجونگا ✣

مجھے اپنا پیارا بھائی حسن علی خوب یاد ہے اور وہ وقت مجھے یاد ہے جو کہ مین نے اس کی پسندیدہ صحبت مین گذارا اس نے اپنی سمجھ کے مطابق نیکی کی سعی کی لیکن میری طرح اس نے بھی غلطی کھائی۔ مجھے یہ سنکر خوشی ہوئی کہ وہ مرنے سے پہلے حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوچکا تہا جب مین ہند مین تہا تو اس نے میری مدد کی اور مین سمجھتا ہون کہ وہ اور مین دونون اسی وقت قادیان کیون نہ گئے۔

خدا نے مجھ پر اور میرے کنبہ پر بڑی مہربانی کی اور مین اسکا شکر گذار ہون کہ اس نے مجھے اسلام کی سچی روشنی عطا فرمائی ✣

مین امید کرتا ہون کہ آپ جلد جلد مجھے خط لکھا کرینگے اور مین خوشی سے ہر طرح آپ کی خدمت کرنے کے لئے طیار رہون ✣

حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر آپ میرا اسلام عرض کرین اور ان سے التجا کرین کہ میری کامیابی کے لئے دعا فرماوین ✣

مین آپ کے لئے سلامتی اور امن کی دعا کرتا ہون ✣

آپکا بھائی۔ محمد الکس وب

دارالامان اور پیسہ اخبار کا طاعون

جو مضمون ہم ذیل مین درج کرتے ہین اگرچہ اسی کا مفہوم اور خلاصہ ہم سابقہ اشاعتون مین درج کر چکے ہین لیکن پیسہ اخبار کے خبث اور کذب کی افشاء اور اعلان کے لیے جو اس نے قادیان مین طاعون کے عنوان سے لکھ کر ظاہر کیا ہے ہم اس مضمون کو پورے **تین مرتبہ** شایع کرین گے اور دیکھین گے کہ پیسہ اخبار کہانتک راستبازی اور صداقت کی قدر کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے - (ایڈیٹر)

۲۴ - مئی سنہ ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۷ کالم اول مین قادیان مین طاعون سے موتین کے عنوان سے ایک مختصر نوٹ ایڈیٹر پیسہ اخبار کیطرف سے شایع کیا گیا ہے جس مین یہی نہین کہ ایڈیٹر نے حق پژوہی اور خدا ترسی سے کام نہ لیکر قلم اٹھایا ہے بلکہ اخبار نویسی کے عام اصول اور قانونی حدود کی نگہداشت کو بھی ملحوظ خاطر نہین رکھتا - چنانچہ (جیساکہ ہمارے اس مضمون کے پڑھنے والون کو معلوم ہوجاوے گا) اس نے اپنے اس نوٹ مین تین خطرناک جھوٹ بولے ہین جن مین سے ایک تو ایسا ہے کہ اس سے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا ہے - اور وہ یہ ہے کہ قادیان مین طاعون کی کسی واردات کے ہوجانے کو حضرت اقدس مسیح موعود کی پیشگوئی انہ اوی القریہ کے خلاف قرار دیا ہے حالانکہ حضرت اقدس نے کبھی اس قسم کی کوئی تحریر شایع ہی نہین کی کہ قادیان مین ایک بھی طاعون کی واردات نہ ہوگی بلکہ جب سے کہ یہ الہام ہوا اسکے متعلق جسقدر تقریرین الحکم مین یا اور صورت مین شایع ہوئی ہین یہی ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ قادیان اس انتشار افراتفری اور موت الکلاب سے محفوظ رہے گا جو دوسرے شہرون مین طاعون کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اور اسی لیے جب دوسرے لوگون کو اس مقابلہ کی دعوت کی گئی تو صاف لفظون مین لکھا تھا کہ ان سے بھی اسی قدر مطالبہ کیا جاتا ہے مقابلہ مین جو اقرب بالامن ثابت ہو وہ صادق کی سچائی پر گواہ ٹھہریگا - چنانچہ خود پیسہ اخبار نے اپنے اخبار مین اپنا اعتراف بصورت اعتراض پیش کیا تھا کہ یہ پیشگوئی کی تاویل کے لیے لکھا جاتا ہے -

پھر جس حال مین پہلے سے پیسہ اخبار خوب جانتا تھا کہ انہ اوی القریہ کے معنے اس مضمون کو اپنے اندر نہین رکھتے کہ وہان کوئی بھی واردات طاعون کی نہ ہوا اور نہ ایسا شایع کیا گیا ہے تو پھر الہام شایع کردہ کے خلاف ایک بات کا پیش کرنا یہ کیسی ناخدا ترسی اور ناانصافی ہے پس سب سے پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اس نے خود بخود حضرت اقدس کے الہام کے خلاف ایک معنے تجویز کر کے پبلک کو دھوکا دینا چاہا - چنانچہ اس امر کی صراحت کے لیے ہم ذیل مین وہ فقرات درج کرتے ہین جو اس الہام کے متعلق شایع کئے گئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶ - کالم ۳

انہ اوی القریہ کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہوچکا ہے اسکے متعلق فرمایا کہ مین اسکے معنے یقیناً یہی سمجھتا ہون کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالے قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا - اگرچہ یہ امر ممکن ہے کہ کوئی کیس یہان ہوجاوے مگر وہ النادر کالمعدوم کے ضمن مین ہے تاہم اللہ تعالے کے فضل اور وعدہ کے موافق ہمین یقین ہے کہ وہ ہمین سخت تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا "

پھر خود حضرت اقدس نے جو رسالہ دافع البلاء کئی ہزار چھاپ کر شایع کیا ہے اسکے صفحہ کے حاشیہ مین نہایت صراحت کے ساتھ الہام انہ اوی القریہ کی تفسیر کر دی ہے ہم اسکو بجنسہ ذیل مین درج کرتے تاکہ پبلک خود صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہوجاوے اور وہ یہ ہے -

حاشیہ - اوی عربی لفظ ہے جسکے معنے ہین تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ مین لے لینا - یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جسکا نام طاعون جارف ہے یعنے جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہین اور کتون کی طرح مرتے ہین یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے - پس اس کلام الہی مین یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہین ہوگی اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام - لہلک المقام یعنے اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو مین قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا اس الہام سے دو باتین سمجھی جاتی ہین

ع

اول یہ کہ کچھ حرج نہین کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان مین بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہوا اور موجب فرار وانتشار نہ ہو۔ کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (۲) دوسری یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہرون مین بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہین انکے شہرون یا دیہات مین ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی یہانتک کہ لوگ بے حواس ہوکر ہر طرف بھاگین گے ہم نے اوی کا لفظ جہانتک وسیع ہے اسکے مطابق یہ معنے کر لیے ہین اور ہم دعوے سے لکھتے ہین کہ قادیان مین کبھی طاعون جارف نہین پڑے گی جو گاؤن کو ویران کرنیوالی اور کھا جانیوالی ہوتی ہے مگر اسکے مقابل پر دوسرے شہرون اور دیہات مین جو ظالم اور مفسد ہین ضرور ہولناک صورتین پیدا ہونگی تمام دنیا مین ایک قادیان ہے جسکے لیئے یہ وعدہ ہوا۔ فالحمد للہ علے ذلک منہ

اب اس تحریر کے پڑھ لینے پر وہ انسان بڑا ہی ظالم اور نا اہل ہوگا جو یہ کہیگا کہ حضرت اقدس کے الہام کا یہ منشا رکھا کہ قادیان مین طاعون کا ایک بھی کیس نہین ہوگا پس سب سے پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اُس نے خلاف الہام امر کو پیش کرنا چاہا ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اس وقت قادیان مین طاعون ہے یا پیسہ اخبار نے جو وارداتین لکھی ہین وہ طاعون سے ہوئی ہین یہ صحیح ہے؟ ہرگز نہین بالکل جھوٹ ہے اور یہ دوسرا جھوٹ ہے جو پیسہ اخبار نے بولا ہے اور اس مین نو جھوٹ ہین جن کو ہم نمبروار ذیل مین درج کرتے ہین۔

پہلا جھوٹ۔ مولا چوکیدار کی وفات کا باعث طاعون قرار دینا ہے حالانکہ ہم نے گذشتہ اشاعت مین سرکاری کتاب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ وہ طاعون سے نہین مرا چنانچہ ہم نے دکھایا ہے کہ رجسٹر اموات پیدائش قادیان نمبر ۳۰ پر ۲۰- فروری سنہ ۱۹۰۲ء مین اس کی وفات بذریعہ بخار درج ہے۔ یہ شخص ۲۰- فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اگر وہ طاعون سے اسوقت مرا تھا اور رجسٹر مین غلط باعث بخار درج ہوا ہے تو پھر پیسہ اخبار یا وہ دروغ گو نامہ نگار جس نے پیسہ اخبار کو ایسی جھوٹی خبر دی ہے گویا قادیان کے نمبردار اور بٹالہ کے ڈپٹی انسپکٹر۔ تحصیلدار اور ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر الزام لگاتا ہے کہ انہون نے ایک واردات کو مخفی کیا اور سرکاری طور پر اس کی اطلاع نہین دی گئی پیسہ اخبار بہت جلد اس شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کا تشویش افزا خط لکھا ہے تا کہ ایسی جھوٹی خبرین شایع کرانے کی وجہ سے ہم افسران مجاز کو اس کی بابت اطلاع دے سکین بہر حال یہ افسران مجاز کا فرض ہے کہ ایسے شخص کے متعلق مناسب انتظام کرین۔

دوسرا جھوٹ۔ نتھو چوکیدار کی وفات کے متعلق ہے یہ شخص ۱۸- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اور نمبر ۶۹ کتاب مذکور مین باعث موت بخار درج ہے۔

تیسرا جھوٹ۔ مولا کی بیوی یہ بہت ہی خطرناک جھوٹ ہے مولا کی بیوی اسوقت تک قادیان مین موجود ہے ایک زندہ شخص کی نسبت اسکے مرنے اور طاعون سے مرنے کی متوحش خبر شایع کرنا پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو خوب معلوم ہے۔ قانونی جرم ہے جس سے اس عورت کے رشتہ دار چارہ جوئی کر سکتے ہین۔ کیا پیسہ اخبار کا اپنا فرض نہین ہے؟ کہ وہ ایسے غلط بیان شخص پر ہزار بار نفرین کرے۔

چوتھا جھوٹ۔ مولا کی لڑکی کا بھی طاعون سے مرنا ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ ساری عمر مین مولا کے ہان کوئی لڑکی ہوئی ہی نہین پھر اس خانہ ساز واردات کی بابت، ہم بجز اسکے کیا کہین لعنت اللہ علے الکاذبین

پانچوان جھوٹ۔ نتھو کی بیوی کا مرنا بھی طاعون سے ظاہر کیا گیا بحالیکہ یہ بیچاری ۵ ۲- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعارضہ کہانسی بخار فوت ہوئی ہے جو رجسٹر اموات نمبر ۳۷ پر درج ہے کیا دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی مری ہوئی عورت پیسہ اخبار کو آج طاعون سے مری ہوئی ثابت ہوئی خوب!

چھٹا جھوٹ۔ صدرو ولد بھاگا باشندہ قادیان مین اس نام کا کوئی شخص ابھی تک ہم کو معلوم نہین ہوا اور نہ رجسٹر پیدائش اموات مین درج ہے بھاگا ایک باشندہ ہے مگر اسکا کوئی لڑکا اس نام نہین ہے اور نہ فوت ہوا ہے۔

ساتوان جھوٹ۔ پسر بڈھا تیلی۔ یہ لڑکا سگ گزیدہ تھا اور رجسٹر مذکور مین اس کی ہلاکت باعث یہی درج ہے مگر ہمین افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک وہ طاعون سے مرا گویا جس قدر واقعات اور وارداتین پیسہ اخبار نے دی ہین سب کی سب جھوٹ ہین۔ پیسہ اخبار اگر اپنی وقعت کو کم نہین کرنا چاہتا تو آئندہ ایسے دوستون پر اعتماد نہ کرے ورنہ اسے سخت نقصان اٹھانا پڑیگا۔

آٹھوان جھوٹ۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب کی کسی رشتہ دار عورت کی نسبت طاعون سے مرجانے کی جھوٹی خبر مشتہر

کر کے انکے صدہا عزیزون اور لاکھون دوستون کو رنج پہونچایا ہے۔ مولویصاحب کے عزیزون مین سے کوئی عورت نہ طاعون سے بیمار ہوئی اور نہ ہلاک ہوئی۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت کی رشتہ دار عورت (ساس) کے طاعون سے ہلاک ہونے کے متعلق جو جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے وہ قانونی زد سے باہر نہین ہے اور اسی لیئے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ظاہر کیا ہے۔ اس رنجدہ خبر کی اشاعت کے متعلق سردست قانونی حقوق کو محفوظ رکھا گیا ہے کیونکہ اس خبر نے مولوی صاحب جیسے عزیزون اور دوستون کے وسیع دائرہ والے شخص کے متعلقین کو اس سے تشویش مین ڈالا ہے اور نہ صرف مولویصاحب ہی کے تعلق والون کو بلکہ ان لوگونکو بھی جو مولویصاحب کی عفیفہ پارسا زاہدہ ساس کے رشتہ دار ہین اور چونکہ وہ مشہور و معروف صوفی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی اہلیہ ہین جنکے ہزارون مرید مختلف مقامات مین رہتے ہین اور اپنی اس روحانی والدہ سے مخلصانہ اور فرزندانہ ارادت رکھتے ہین اس لیے اس طبقہ کے تمام لوگون کی بھی دل آزاری ہوئی ہے + پھر یہ کیسی حماقت اور نادانی ہے کہ حق کی بیجا مخالفت مین پیسہ اخبار اگر خدا ترسی سے کام نہین لے سکتا تھا تو کم از کم برٹش لا سے ہی ڈرتا اور اسقدر دلیری سے کام نہ لیتا۔

ان سب سے بڑھکر ایک اور مغالطہ آمیز جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے جسمین تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے دشمنون کی علالت طبع کی خبر اسی طاعون والے مضمون کے ضمن مین لکھی ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ نصیب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہین ولعنت اللہ علی الکاذبین۔

پیسہ اخبار اور ہماری دور اندیش گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر جن لوگون نے بیعت توبہ کی ہے اور جنہون نے اسکو اپنا امام و مقتدا تسلیم کیا ہے اور جس مین گورنمنٹ کے معزز۔ دیانت دار عہدہ دار اور دوسرے معزز تعلیم یافتہ تاجر ڈاکٹر۔ پلیڈر۔ اور ہر قسم کے معزز اہل حرفہ اور عوام داخل ہین اور جو گورنمنٹ سے سچی ارادت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہین ان کی تعداد ستر ہزار سے بھی متجاوز ہے اور ایک لاکھ تک پہونچنے والی ہے ان کو اس خبر نے سخت دکھ دیا ہے حضرت اقدس کی صحت کی خبر ان کی جان بعد اور روح افزا ہے وہ گویا اس سے جیتے ہین اپنے کسی عزیز سے عزیز کی بیماری اور صحت کی خبر ان کی جان اور روح پر اتنا اثر نہین ڈال سکتی جتنا حضرت اقدس کی۔ پھر پیسہ اخبار نے اس بدخبر سے جو بالکل جھوٹ تھی اس وفادار گروہ کی سخت دل آزاری کی ہے اس قسم کے خطوط آئے ہین جن مین پیسہ کے حوالہ سے حضرت اقدس کی صحت کے متعلق استفسار تھے یہ سچ ہے کہ حضرت اقدس اپنی عدیم المثل فیاضی اور فراخدلی کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی نہین کرنا چاہتے لیکن کیا کسی ناعاقبت اندیش کو اس سے یہ سبق لینا ضروری ہے کہ وہ جرأت اور جسارت کرکے بے حیائی کے ساتھ ایک شریف گروہ کی دل آزاری کرے ؟۔

پیسہ اخبار کو ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرت حجت اللہ کی بیماری درد ریح اور پھر اس سے شفایاب ہوجانے کی خبر الحکم۔ کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اسکے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنجدہی کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے۔

بہر حال یہ جھوٹ ہین جو پیسہ اخبار نے بولے ہین اب پیسہ اخبار کا فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کر دکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ اور آیندہ ان لوگون کی تحریرونکو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی یا اور ان کے ہم جنس اس کو لکھدیتے ہین اور اپنے آپ کو مخمصہ مین نہ ڈالے۔

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اس قسم کی جھوٹی خبرون کے مخزن زیادہ تر قادیان کے سماجی ہین جن مین نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید۔

ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہین کہ وہ اپنی بریت کے لیے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبرین اسے بہم پہونچائی ہین۔ ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اسطرف منعطف کرانا چاہتے ہین کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبرون کے دینے والے کا مناسب نوٹس لین +

اب ہم اسکے متعلق اسوقت اور کچھ کہنے کی ضرورت نہین سمجھتے۔

آخر مین پھر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آیندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے۔

ہم پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے بڑھکر اس معاملہ مین پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہین جنہون نے بازاری خبرون پر اعتبار نہین کیا۔ بلکہ مزید احتیاط اور حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمالیا۔ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے +

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۰ جلد ۶

پس ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ خدا اس سے محفوظ رکھے۔ بظاہر طاعون ہر ایک گاؤن کا دورہ کریگی۔ یہ نہ سمجھو کہ کوئی باقی رہ جاویگا وہی بچ سکتا ہے جو توبہ اور استغفار مین مصروف ہیں اس لئے اس وقت ضروری ہے کہ اپنی جان اور اپنی بیوی بچون پر رحم کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے دن ہین بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی بدکاریان اور شوخیان اس حد تک پہونچی ہوئی ہوتی ہین کہ جب وہ خدا کے غضب سے ہلاک ہوتا ہے تو اس لعنت اور غضب کا اثر اس کی اولاد تک بھی پہونچتا ہے اسی لئے قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے **ولا یخاف عقبھا۔ عقبھا سے اولاد** اور پسماندگان مراد ہین۔ جہان جہان طاعون پھیلا ہے۔ لوگ کتون کی طرح مرتے ہین بعض مردہ چوہون کی طرح بدبودار ہو جاتے ہین کوئی ان کو اٹھا بھی نہیں سکتا اور ان کے جنازون کو گھسیٹ گھسیٹ کر قبرون مین ڈالتے ہین بہت سے خطوط طاعون زدہ علاقون اور گاؤن سے آئے ہین جن مین لکھا ہوا تھا کہ کوئی جنازہ نہین پڑھتا۔ مرداروں کی طرح مردون کو گڑھے کھود کر ڈالدیا جاتا ہے مگر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ لوگون نے اس بات کی طرف توجہ نہین کی کہ خدا تعالے کا یہ غضب کیون آیا؟ مین یقیناً کہتا ہون کہ خدا تعالے کی طرف سے جو لوگ آتے ہین جب ان کی باتون کو لوگ نہیں مانتے اور شرارت اور شوخی سے ان کا انکار کرکے ایذا رسانی کی حد تک پہونچ جاتے ہین تو پھر خدا تعالے کا غضب کسی نہ کسی رنگ مین جوش مین آتا ہے۔ چنانچہ پہلے نبیون کے وقت مین کسی قوم کو کسی عذاب سے ہلاک کیا کسی کو کسی سے۔ مگر اسوقت جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ خدا تعالے نے اس شرارت اور شوخی سے ملے ہوئے انکار کی سزا کے لئے طاعون کو مقرر کیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے **مسیح موعود** کے زمانہ کا نشان طاعون قرار دیا اور انجیل مین بھی اسی کی صداقت موجود ہے۔ براہین احمدیہ مین بھی آج سے پچیس برس پیشتر خدا تعالے نے **طاعون** کے پھیلنے کی خبر دی تھی چونکہ انکار حد سے زیادہ بڑھ گیا اور انکار کے ساتھ شرارت اور ایذا رسانی بھی ہے اور قسم قسم کے طعن کئے جاتے ہین۔ اس لئے خدا تعالے نے طاعون ہی کو سزا کے لئے بھیجا۔ اور یہ بات کہ **مامور من اللہ** کی تکذیب اور ایذا رسانی پر عذاب کیون آتا ہے ایسی صاف ہے کہ تم اس کی مثال ایسی سمجھ سکتے ہو۔ جیسے سرکار کسی چپڑاسی کو معاملہ وصول کرنے کے لئے بھیجے حالانکہ وہ چپڑاسی پانچ چھ روپیہ ماہوار کا ملازم ہوتا ہے لیکن اگر کوئی اس کو معاملہ ندے یا شرارت کرکے اس کو دکھ دے تو گورنمنٹ سارے گاؤن کو سزا دینے کے لئے طیار ہو جاتی ہے۔ خواہ اس مین کیسے ہی معزز اور دولتمند زمیندار بھی ہون۔ اسیطرح پر خدا تعالے کے مامورون کی بے عزتی کی جاوے تو خدا تعالے کی غیرت جوش مین آتی ہے اور اس کا غضب بھڑک اٹھتا ہے اسوقت وہ شریرون کو سزا دینے کے لئے اپنے بندے کی حمایت مین **نشان** ظاہر کرتا ہے پھر مین یہ کہتا ہون کہ خدا کی طرف سے جو آتے ہین وہ کوئی بری بات تو کہتے ہی نہیں وہ تو یہی کہتے ہین کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور مخلوق سے نیکی کرو۔ نمازین پڑھو اور جو غلطیان مذہب مین پڑ گئی ہوئی ہین انہین نکالتے ہین چنانچہ اس وقت جو مین آیا ہون تو مین بھی ان غلطیون کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا ہون جو **فیج اعوج** کے زمانہ مین پیدا ہو گئی ہین سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو خاک مین ملا دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **سچی** اور اہم اور اعلیٰ تعلیم توحید کو مشکوک کیا گیا ہے ایک طرف تو عیسائی کہتے ہین کہ یسوع زندہ ہے اور تمہارے نبی صلعم زندہ نہین ہین اور وہ اس سے حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہین کیونکہ وہ دو ہزار برس سے زندہ چلے آتے ہین۔ زمانہ کا کوئی اثر ان پر ہوا۔ دوسری طرف مسلمانون نے یہ تسلیم کرلیا کہ بیشک مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے اور دو ہزار برس سے ابتک اسی طرح موجود ہے کوئی تغیر و تبدل اسکی حالت اور صورت مین نہین ہوا اور رسول اللہ صلعم مر گئے مین سچ کہتا ہون کہ **میرا دل کانپ جاتا ہے جب مین ایک مسلمان مولوی کے منہ سے یہ لفظ سنتا ہون** کہ رسول اللہ صلعم مر گئے **زندہ نبی** کو مردہ رسول قرار دیا گیا۔ اس سے بڑھکر بے حرمتی اور بے عزتی اسلام کی کیا ہوگی مگر یہ غلطی خود مسلمانون کی ہے جنہون نے قرآن شریف کے صریح خلاف ایک نئی بات پیدا کرلی۔ قرآن شریف مین مسیح کی موت کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے لیکن اصل میں اس غلطی کا **ازالہ میرے ہی لئے رکھا تھا کیونکہ** میرا نام خدا نے **حکم** رکھا ہے اب جو اس فیصلہ کیلئے آوے وہی اس غلطی کو نکالے دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اس کو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ اس قسم کی باتون نے دنیا کو بڑا نقصان پہونچایا ہے مگر اب وقت آگیا ہے کہ یہ سب جھوٹ ظاہر ہو جاوے خدا تعالے نے جسکو حکم کرکے بھیجا اس سے یہ باتین مخفی نہین رہ سکتی ہین۔ بھلا دائی سے پیٹ چھپ سکتا ہے قرآن نے صاف فیصلہ کردیا ہے کہ آخری

نوٹ۔ چونکہ طاعون والا مضمون اہم اور ضروری سمجھا گیا ہے اس لئے اس اشاعت مین کلمات طیبات اور اس کے متعلق نوٹ و

رقیمۃ الوداد

نمبر ہفتم

جواب استفسارات حضرت

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم حضرت نجم الدین صاحب ملازم رفاہ عام پریس لاہور السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکا خط متضمن استفسار جواب چند سوالات خاکسار کو واسطے لکھنے جواب کے مرحمت فرمایا گیا چونکہ آپ نے درخواست کی ہے کہ اس عریضہ کو معہ اسکے جواب کے الحکم مین شائع کر دیا جاوے لہذا سوالات مستفسرہ مندرجہ خط کو جو آپکے خط مین مختلط اور غیر واضح ہین با وضع تقریب تلخیص کر کر جواب اسکا واسطے اشاعت کے ذریعہ الحکم دیا جاتا ہے۔

سوال اول۔ قدیم الایام سے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ مین کافر ایک قول کہتے چلے آئے ہین ما ہذا الا بشر مثلکم۔ ان انتم الا بشر مثلنا۔ اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو اونکا یہ قول بجا ہے کیونکہ تابع متبوع مین کوئی مابہ الامتیاز ہونا ضرور چاہیئے مین نے مابہ الامتیاز یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ اور ہی قسم کے بشر تھے یا فرشتے نازل ہوئے۔ انکو خدا تعالے نے معجزات دیئے۔ مثلاً فلق بحر عصا ید بیضا احیاء موتے ابراء اکمہ و ابرص ناقۃ اللہ نجات آگ مشتعل سے وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے حضرت صلعم کی نسبت گو یہ قرآن مجید مین مذکور نہین لیکن ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الے معاد۔ نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا اور والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنۃ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر وغیرہ وغیرہ معجزات باعث تسکین ہین افسوس کہ حضور نے ان سبکو اڑا دیا۔ یعنے اب کوئی مابہ الامتیاز درمیان انبیاء اور غیر انبیاء کے باقی نہ رہا پھر اونکا اتباع کیون کیا جائے۔ انتہی ملخصاً

الجواب۔ بے شک انبیاء علے نبینا و علیہم السلام مین اور انکے غیر مین ضرور بالضرور مابہ الامتیاز بہت ظاہر ہے اور بڑا فرقان واضح موجود ہے لیکن صرف انہین لوگونکے لیے جو بالانصاف اور اہل بصیرت ہین اور اللہ تعالے سے ڈرنے والے کما قال اللہ تعالے ذلک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین۔ و غیر ذلک من الآیات لیکن جو لوگ ان انتم الا بشر مثلنا کہنے والے ہین انکے نزدیک یہ مابہ الامتیاز اور فرقان کچھ بھی حقیقت نہین رکھتا ہے۔ کیونکہ انکے خیالون مین یہ امر راسخ اور جما ہوا ہوتا ہے کہ انبیاء کوئی ایسا نشان دکھلاوین جو ایمان لانے کیطرف انکو اولاً ہی مجبور کر دیوے اور ایمان بالغیب جو الذین یومنون بالغیب مین فرمایا گیا ہے وہ اول ہی سے ایمان بالغیب نہ رہے اور تمام حجب اور پردے رفع ہو جاوین ارنا اللہ جہرۃ کا نظارہ اونکے پیش نظر ہو جاوے بلکہ منصب رسالت و نبوت کا جو مقام عبودیت ہے الوہیت کے رنگ مین آجاوے لیکن بوقت رفع ہونے تمام حجب کے پھر ایمان بالغیب قبول کب ہو سکتا ہے کیونکہ اس عالم مین اول ہی سے تمام حجب کا رفع ہو جانا خلاف سنت الہیہ کے ہے لہذا اب ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام نے منکرین اور قائلین۔ ان انتم الا بشر مثلنا کا جواب کیا دیا ہے تاکہ وہی جواب بلکہ کسی قدر زیادتی کے ساتھ علے منہاج النبوت با وضع طریق مانحن فیہ کے لیے بھی کافی ہو جاوے پارہ دوازدہم رکوع سوم مین فرماتے ہین فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما نراک الا بشراً مثلنا وما نراک اتبعک الا الذین ہم اراذلنا بادی الرای وما نری لکم علینا من فضل بل نظنکم کاذبین اس آیت مین مکذبین نے حضرت نوح پر چند اعتراض کیے ہین جن مین سے ایک یہ اعتراض ہے کہ تم ہماری ہی مانند بشر ہو کوئی فضیلت ہمپر تمکو حاصل نہین ہے اور اگر تم کو اپنے تابعین کے اتباع کیوجہ کچھ فخر کا خیال ہو تو وہ سب اراذل ہین جو بمقابلہ ہم شرفاء و عقلاء قوم کے قابل شمار اور اعتبار کے نہین ہین علاوہ یہ کہ ان تمام اراذل نے بھی تمہارے باب مین کچھ بھی تعمق نظر کے ساتھ غور نہین کیا بلکہ بادی الرائے مین تمہارے سحر اور شعبدات کو آیات سمجھ لیا ہے اور شبہات کو دلائل مان لیا ہے اگر کوئی فضیلت تمکو حاصل ہوتی تو کیا ہمکو نظر نہ آتی جو عقلاء اور شرفاء قوم ہین لہذا تمہارے خوارق جو فی الحقیقت سحر یا مسمریزم ہین یا دلایل تمہارے جو لسانہ کلمات ہین وہ موجب تمہاری فضیلت یا تصدیق کے نہین ہو سکتے لہذا ہم تمکو کاذب سمجھتے ہین قوم نوح کیطرف سے یہ چند اعتراض ہین جو ماحصل آیت مذکورہ کا ہین اب ہم دیکھین کہ حضرت نوح علیہ السلام ان اعتراضون کا کیا جواب دیتے ہین قال یا قوم ارأیتم ان کنت علے بینۃ من ربی و آتانی رحمۃ من عندہ فعمیت علیکم انلزمکموہا و انتم لہا کارہون۔ ماحصل جواب کا یہ ہے کہ میرے پاس بینات ثبوت اور نشانات فضیلت میرے صدق دعوے کے لیے ضرور ہین اور ہدایت اور نبوت جو عین رحمت من عندہ ہے اللہ تعالے نے مجھکو دی ہے مگر جبکہ تم ان بینات کیطرف نظر اٹھا کر بھی نہین دیکھتے بلکہ اسکو بہت ہی ناپسند رکھتے ہو اور اس سے کراہت کرتے ہو تو پھر تبلاؤ مین ان بینات اور رحمت کو تمہارے لیے کیونکر تمہارے گلے کا ہار کر دون اور تمہارے گلے سے کیونکر اتار دون۔

اللہ اکبر اس جواب سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح کو ثبوت دعوے کیلئے نشانات اور بینات تو ضرور دیئے گئے تھے مگر عقلاء اور شرفاء قوم نوح پر بسبب عدم نظر اور توجہ کرنے کے وہ سب ان پر مخفی تھے دیکھو ضمیت کو اس جواب کے آگے چلکر بھی حضرت نوح نے بدلایل و براہین انکو قایل و معقول کیا ہے اور یہ بھی

ثابت کیا ہے کہ مجھ مین کوئی رنگ الوہیت کا سوا ر رسالت اور عبودیت کے نہین ہے مگر اسپر بھی قوم نوح نے ان سب دلائل کو مغالطات ومجادلات ہی قرار دیا کما قال تعالے قالوا یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین اس بیان سے صریح ثابت ہوا کہ حضرت نوح نے کوئی ایسا نشان بدیہی پیش نہین کیا کہ مرتبہ ایمان بالغیب سے انکو نکال کر جبراً بطور ... کے اپنے دعاوی کو منوا دیا جاوے جب ہی تو وہ آخر تک مکذب اور منکر رہے پھر سیپارہ ۱۳ - رکوع ۱۴ مین اللہ تعالے فرماتا ہے ان انتم الا بشر مثلنا تریدون ان تصدونا عما کان یعبد اباؤنا فاتونا بسلطان مبین - ماحصل مکذبین کے اعتراض کا یہ ہے کہ جبکہ تم مثل ہماری ہی بشر ہو تو اگر تم رسول ہو تو پھر چاہیئے کہ ہم سب بھی رسول ہی ہو جاوین ... مثل جو ٹھیرے علاوہ یہ کہ تم ... کو گمراہ بھی کیئے دیتے ہو کہ ان معبودون کی عبادت سے روکتے اور ٹوکتے ہو جنکو ہمارے اباو اجداد جو بڑے بڑے مقتدا و پیشوا تھے پرستش کرتے چلے آئے ہین اور اگر تمکو الٰہی ہادی اور مامور من اللہ ہونیکا کچھ دعوے ہے تو کوئی ایسی حجت لاؤ جو ہمکو ایمان کے لیئے مجبور کر دیوے ناظرین اب ہمکو چاہیئے کہ انبیا کیطرف سے جو اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے اس پر بھی نظر کرین - قال اللہ تعالے قالت لہم رسلہم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ وما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا باذن اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون وما لنا الا نتوکل علی اللہ وقد ہدانا سبلنا ولنصبرن علی ما اذیتمونا وعلی اللہ

فلیتوکل المتوکلون - حاصل جواب انبیاء علیہم السلام کا یہ ہے کہ ہم نے تسلیم کیا کہ ہم تمہاری طرح ہی بشر ہین اور درجہ نبوت تم کو بھی مل سکتا تھا لیکن اللہ تعالے پر کوئی شے واجب نہین جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے اپنی مصلحت اور حکمت اور علم کے موافق درجہ نبوت کا عطا فرماتا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ جیسا کہ مراتب سلطنت و امارت وغیرہ کو بموجب تقاضی اپنی حکمت بالغہ کے عنایت کرتا ہے اور حجت وسلطان یعنے نشانات باذن اللہ تعالے کے ہماری قدرت کے تحت مین نہین ہین اسلیئے مومنون کا کام یہی ہے کہ ظہور نشانات مین بھی اللہ تعالے ہی پر توکل کرین اور جبکہ عام مومنون پر توکل علی اللہ واجب ہے تو پھر انبیا اس توکل کے لیے زیادہ تر مستحق ہین اور اللہ تعالے نے ہمکو ہمارے سیدھے راستون ہدایت پر لگا رکھا ہے اگر اسپر بھی تم اذیت ہی ہم کو پہونچاؤ گے تو ہم صبر ہی کرینگے امر جواب انبیا سے ثابت ہے کہ انہون نے نشان خاص مقترحہ کفار کی نسبت بھی کہا ہے کہ ہمارے اختیار مین نہین ہے اور ہم کو تمام مقامات مین خواہ نشانات ہون یا غیر اسکے توکل کرنا بہ نسبت دیگر مومنون کے واجب تر ہے باوجودیکہ مسلم ہے کہ انبیا ومرسلین کے پاس انکے صدق کے نشانات ہر چہار طرف سے موجود تھے تو صریح معلوم ہوا کہ مکذبین کوئی ایسا بدیہی نشان چاہتے تھے جو ان کو ایمان کیطرف مجبور کر دیوے اور شان الوہیت اس مین ظاہر ہو جب ہی تو کہتے تھے کہ فاتونا بسلطان مبین ایضاً حضرت صالح نے اسی قول کفار کے جواب مین یہ کہا تھا قال رب انصرنی بما کذبون یعنے اے پروردگار میرے انکی تکذیب پر میری مدد فرما بالآخر وہ قوم ہلاک ہو گئی - ایضاً - حضرت صالح نے ان کے اس طلب کرنے نشان پر یہ بھی فرمایا ہذہ ناقۃ لہا شرب ولکم شرب

یوم معلوم ولا تمسوہا بسوء فیاخذکم عذاب یوم عظیم فعقروہا فاصبحوا نادمین

یہان پر اس ناقہ کو حضرت صالح نے نشان اپنے صدق کا قرار دیا مگر یہ توسبکو معلوم ہے کہ اس نشان کے ساتھ انہون نے کیا کیا اس سے معلوم ہوا کہ ناقہ بھی کوئی ایسا بدیہی نشان نہین تھا جو ایمان کی طرف مجبوراً انکو کھینچکر لے آتا - حضرت شعیب کی قوم نے بھی یہی اعتراض کیا تھا اور ایک عذاب خاص یعنے قطعۃ من السماء طلب کیا تھا جسکا جواب یہ دیا گیا قال ربی اعلم بما تعملون فکذبوہ فاخذہم عذاب یوم الظلۃ انہ کان عذاب یوم عظیم حاصل جواب کا یہ ہے کہ تمہارے عملون کی سزا کو میرا رب ہی خوب جانتا ہے یعنی مجھکو کیا معلوم ہے کہ وہ کونسا عذاب مناسب تمہاری بداعمالیون کی سزا مین تم پر پہنچاویگا بالآخر عذاب مطلوب یعنی قطعۃ من السماء تو نازل نہوا مگر بادل سے آگ برسی جس سے وہ ہلاک ہو گئے - ایضاً سورہ یٰسین مین بھی یہی قول مکذبین کا نقل فرمایا گیا ہے اور اسکا جواب دیا گیا ہے قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ نشانات تو ہمارے پاس ضرور ہین جنکو وہ رب ہمارا جانتا ہے اور یہی ظہور نشانات کا ہمارے مرسل ہونیکی دلیل ہے اور وہ ہمارے مرسل ہونے کو بھی خوب جانتا ہے کیونکہ نشانات ہمارے دعاوی پر ظاہر فرماتا ہے اگر وہ ہمکو مرسل نہ گردانتا تو تصدیق ہمارے دعاوی رسالت کے اظہار نشانات سے نفرماتا لہذا ثابت ہوا کہ ہمارے مرسل ہونیکو وہی خوب جانتا ہے کیونکہ نشانات ہمارے دعاوی پر ظاہر فرماتا ہے ہان البتہ ہمپر بھی یہ امر واجب ہے کہ اقامت براہین اور حجج سے اور نیز دفع شبہات مخالفین ومکذبین کر کر اپنے دعاوی رسالت اور مقاصد توحید کو ثابت کرین - اس جواب انبیا مین اگرچہ ذکر نشانات کا بصراحت مذکور نہین ہے

لیکن جملہ ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون جو موکد بتاکید شدیدہ ہے اور بمنزلہ حلف اور قسم کے ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ ضرور بالضرور ان کے صدق کے نشانات اللہ تعالے کیطرف سے صادر ہوتے تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا اور دوسرا جملہ یعنی وما علینا الا البلاغ المبین اسواسطے فرمایا گیا کہ علاوہ نشانات الٰہیہ کے دلایل علمیہ اور براہین عقلیہ بھی وہ پیش کرتے تھے۔ ایضاً قال اللہ تعالے وقالوا لولا انزل علیہ ایات من ربہ قل انما الایات عند اللہ وانما انا نذیر مبین اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب یتلے علیہم ان فی ذلک لرحمۃ وذکرے لقوم یومنون۔ اس آیت مین آنحضرت صلعم کے اعجاز کا بیان کیا ہے اور مکذبین کی ایات مقترحہ کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالے ہی کے اختیار مین ہین یعنی جس نبی کے لیے جونسی ایات کا عطا فرمانا وہ مناسب جانتا ہے وہی اسکو عطا فرماتا ہے اور سر اس تقسیم آیات مین یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی آیات متوارث چلی آوین تو پھر مکذبین ان کو سحر متوارث کہدینگے اور اللہ تعالے کے قادر مطلق ہونے مین شک کرنے لگین گے اب حضرت صلعم ارشاد فرماتے ہین کہ مجھہ مین وہ قوت بیانیہ ہے جو کسی نبی کو عطا نہین ہوئی اور اسی لیئے مجھہ کو وہ کتاب عطا کی گئی ہے جو تمام حقایق کونیہ اور معارف الٰہیہ کو جامع ہے جس سے وقتاً فوقتاً بے نہایت علوم جدیدہ حاصل ہوتے جاتے ہین جو مومنین کے لیے ایک بڑی عظیم الشان رحمت ہین اور یہ کتاب تمام علوم فطرت کے یاد دلانے والی ہے مگر یہ سب ہدایت ایمان والون کے ہی لیے خاص ہے تو کیا ایسی کتاب بلیغ باقصی غایۃ البلاغۃ پر از اسرار و معارف بے شمار بھی انکے لئے معجزہ ہونیکو کافی نہین خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ یہ تمام علوم اولین و آخرین کے ایک ایسے امی کی زبان سے

نکل رہی ہین جو کسی اسکول یا کالج مین اس نے ایک حرف تک نہین پڑہا اب ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کو علاوہ کتاب اللہ کے ہزارہا معجزات دوسرے بھی دئے گئے تھے مگر مکذبین انکولا شئے سمجھہ رہے تھے اسواسطے اللہ تعالے نے اس جگہ پر قران مجید کا معجزہ پیش فرمایا جو قیامت تک باقی رہیگا اور وقت نزول سے آج تک کوئی مکذب اسکا مقابلہ نہین کرسکا باوجودیکہ ہر قریہ و دیہہ مین ہزار ہا الشانون کی زبانون سے یہ تحدی کرائی جاتی ہے کہ قل ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ اور پھر یہ پیشین گوئی بھی کی جاتی ہے کہ قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔ مگر کسی مخالف کی مجال نہین کہ اس پیشین گوئی کو جھوٹا کر سکے اللہم صل علی محمد وعلے آل محمد کما صلیت علے ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اور پھر قربان جایئے اس مسیح موعود کے کہ اس نے حسب الہام مندرجہ براہین کے کہ یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک وغیرہ الہامات کے اس معجزہ محمدیہ کو تازہ کر دکھایا اور متعدد کتب بلیغہ اور رسائل فصیحہ عربی مبین مین بتائید روح القدس ایسی متحدیانہ تصنیف فرمائین کہ آج تک کوئی مخالف اونکے مقابلہ مین ایک سطر تک یا ایک شعر تک بھی نہ لکھہ سکا باوجودیکہ ہزارون روپیوںکا اشتہار اس تحدی کے ساتھہ بھی شایع کیا الحمد للہ کہ اعجاز بلاغت محمدیہ کی تجدید بڑے زور و شور کے ساتھہ تمام دنیا مین کردے۔ ثم الحمد للہ غرضکہ اسی طرح پر دیگر متعدد مقامات مین قرآن مجید کے مکذبین کے اس قسم کے اعتراضون کے جواب اسی قسم کے دیئے گئے ہین جیسے

کہ مذکور ہوئے ان جوابون انبیاؤن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ نشانات تو بالضرور انبیا علیہم السلام کو دیئے گئے تھے مگر انمین کوئی ایسے نشان نہ ہوتے تھے جو مکذبین کو ایمان کیطرف جبراً بطور الجا کے کھینچکر نہین لاتے تھے اور بڑی وجہ یہی تھی کہ مکذبین کی توجہ ان نشانات کیطرف نہوتی تھی اور نیز تقوے جو ہدی للمتقین مین مذکور ہے انکے دلون مین نہ تھا لہذا وہ نشانات ان کے لیے کوئی فائدہ نہ پہونچاتے تھے بالآخر ایسی آیات عذاب انپر آتی رہین کہ آخر مین ہلاک ہوگئے ولنعم ماقیل ؎

اگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانند آیدش بازیچہ در گوش
نگویند از سر بازیچہ حرفے
کزان پندے نگیرد صاحب ہوش

اب مین اس جواب کے آخر مین منتظر ہون کہ آپ کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے ایسا نہو کہ انہین منکرین سابقین کا سا جواب ہو جو ما انتم الا بشر مثلنا کے قائلین جواب دیتے رہے ہین لہذا واسطے حفظ ماتقدم کے اپنے اقوال کو پیچھے ڈالکر چند اشعار مثنوی کے واسطے چاشنی مذاق ناظرین کے تحریر کیئے جاتے ہین ؎

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد
کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند
اولیا را مثل خود پنداشتند
گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر
ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمی
ہست فرقے درمیان بے منتہا
ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب
زان یکے سرگین شد و زان مشک ناب
ہر دو گون زنبور خوردند از یک محل
زان یکے شد نیش و زان دیگر عسل
ہر دو صورت گر بہم ماند رواست
آب تلخ و آب شیرین را صفاست
جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم
شہد نا خوردہ کجا دانی ز موم

این خور دگردد پلیدے زو جدا
وان خور دگردد ہمہ نور خدا
این خورد زاید ہمہ بخل و حسد
وان خور دگردد ہمہ نور احد+

اور جو آخر اس سوال مین آپنے بعض معجزات انبیا کو شمار کر کر یہ لکھا ہے (کہ افسوس کہ حضور نے ان سب کو اڑا دیا) یہ قول بالکل خلاف نفس الامر کے ہے آپ غور فرماوین کہ یہ امر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی ماموّر من اللہ خود مدعی صدور آیات اور نشانات الہیہ کا ہوا ور پھر مرسلین سابقین کے معجزات اور نشانات کو اڑا دیوے یہ تو وہی قصہ ہوگا۔ ؎

یکے بر سر شاخ و بن مے برید
خداوند بستان نگہ کرد و دید
بگفتا گر این مرد بد میکند
نہ با من کہ با نفس خود میکند

بیان ملائکہ۔ البتہ فرشتے انبیاء پر نازل ہوئے امنت باللہ و ملائکتہ وکتبہ ورسلہ۔ لیکن حقیقت نزول کی وہ صحیح نہین ہے جو عوام خیال کر رہے ہین کہ آسمان پر سے ملائکہ کا نزول اس طرح پر ہوتا تھا کہ غیر انبیا انکو آسمان پر سے اترتا ہوا دیکھتے ہون بلکہ انکے نزول کی حقیقت وہی ہے جو ہمارے رسایل تحذیر المومنین وغیرہ مین لکھی گئی ہے اور پھر دور مت جاؤ خود اپنے پر ہی فرشتونکا نزول یا وجود یا حفاظت کو اونکی خیال کرو کہ کس طرح پر ہے قال اللہ تعالےٰ وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ماتفعلون۔ کیا کوتوال چوکیداروں کی طرح کوئی انکی حفاظت کو دیکھتا ہے یا جو اعمال حسنہ وسیئہ وہ لکھتے مین انکے کتابت کا غذ قلم وغیرہ کسی کو مشاہد ہوتے ہین ایضاً قال تعالےٰ ان کل نفس لما علیہا حافظ وغیر ذلک من الایات الکثیرۃ علی ہذا القیاس دیگر ملائکہ کا نزول اور تبدل جو لیل و نہار مین نصوص شرعیہ مین وارد ہوا ہے وہ بھی ہر ایک شخص کو کب مشاہد ہو سکتا ہے

ہان انبیا علیہم السلام کو گاہے مشاہد ہو جاتا ہے احادیث مین جو حضرت جبرئیل کا تمثل بصورت دحیہ کلبی صحابی حسین وجمیل کے وارد ہوا ہے کسقدر نظری امر ہے مثلاً اگر آپ کے پاس کوئی ایکا دوست آوے اور پھر وہ چلا جاوے اور آپ اپنے دوستونسے یہ کہین کہ فلان شخص جو میرے پاس آیا تھا وہ حضرت جبرئیل تھے تو سامعین کو کسقدر تعجب لاحق ہوگا کوئی بڑا ہی مخلص دوست جو آپکو ہمتن صدق مجسم سمجھتا ہو وہی یقین کرے گا کہ آپ صادق ہین غرضکہ نزول ملائکہ برحق ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد مگر ایک امر نظری ہے نہ بدیہی۔ بیان فلق بحر۔ ضرور بالضرور حضرت موسے کے لیے آخر مین اور انجام کار مین حسب الحکم والعاقبۃ للمتقین کے فلق بحر ہوا اگر جماعت احمدیہ مین سے کوئی شخص اسکے اسباب طبعیہ بھی اس غرض سے بیان کرے کہ تمام مسببات کیلئے اس عالم مین اسباب کا وجود بھی بنظر قانون قدرت ضروری ہے تو اس سے فلق بحر کا انکار کیونکر سمجھا گیا مثلاً توریت سے سبب اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت عبور حضرت موسے کے آندھی کا ایک طوفان آیا تھا اور ظاہر ہے کہ آندھی کے طوفان کی شدت سے پانی خلیج کا پھٹ کر راستہ عبور کی لایق بن جانا ممکن ہے اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین کہ فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم اس مضمون کا نظارہ کیا دشوار ہے اور جب کہ وہ طوفان آندہی کا ساکن ہو جاوے تو پھر پانی خلیج کا اپنی اصلی حالت پر بھی آجانا ضروری ہے لہذا جب کہ فرعونی اوسمین داخل ہوگئے تو وہ طوفان آندہی کا ساکن ہو گیا پس پانی خلیج کا اپنی اصلی حالت پر آگیا اور تمام فرعونی اوس مین غرق ہوگئے تو اس اسباب طبعیہ کے بیان کرنے سے تکذیب فلق بحر کی کب لازم آتی ہے کیونکہ یہ تمام اسباب و مسببات اللہ تعالےٰ کے حکم سے بوقت

ضرب عصا کے صادر ہوے پس معجزہ موسوی بھی بحال رہا قال اللہ تعالےٰ فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاك البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم وازلفنا ثم الاخرین وانجینا موسی ومن معہ اجمعین ثم اغرقنا الاخرین ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرہم مومنین تذکرہ عصا عصا جو حضرت موسے کو دیا گیا تھا اوس کے تسلیم کرنے مین کسکو کلام ہے قال اللہ تعالےٰ و اوحینا الی موسی ان الق عصاك فاذا ھی تلقف ما یافکون۔ ایضاً وما تلك بیمینك یاموسی قال ھی عصای اتوکؤا علیہا واھش بہا علی غنمی ولی فیہا مارب اخری قال القہا یاموسی فالقاہا فاذا ھی حیۃ تسعی پس ہوتے ان نصوص کے عصا موسوی کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے ہاں بموجب حدیث لکل ظہر بطن کے اگر مراد عصا سے کوئی معنی بطور بطن کے بھی مراد لئے جاوین تو وہ بھی ہو سکتے ہین اور جب کہ اس زمانہ مین عجیب وغریب صنائع اور بدائع ایسے ظاہر ہوے ہین کہ کسی شے کا بصورت سانپ کے متمثل ہو جانا کچھ دشوار بھی نہیں تو پیرا امر الہی سے عصا کا بصورت سانپ کے متمثل ہو جانا کیا دشوار ہے تذکرہ ید بیضا ید بیضا سے بھی ہمکو انکار نہیں خواہ روحانیت اوسکی بطور بطن کے کچھ بھی ہو قال اللہ تعالےٰ ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للناظرین پھر اگر وہان پر ید بیضا تھا تو یہان پر منارہ بیضاء عیسوی ہے جس کی نسبت براہین مین مدت بائیس تئیس سال سے الہام موجود ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنار بلند تر محکم تر افتاد۔۔۔ ذکر احیاے موتے حقیقی احیاء موتی حقیقی کے لئے چونکہ نصوص قرآنیہ مخالف

احیائے ثانوی اس عالم مین موجود ہین لہذا احیاء مزعوم عوام کو ہم تسلیم نہین کرسکتے کیونکہ معنی احیاء کے قرآن مجید اور کتب احادیث اور کتب لغات مین اور نیز محاورات عرب مین متعدد مستعمل ہوئے ہین دیکھو ہمارے رسائل کو مثلاً ایک معنی ہین زمین خشک کو سرسبز اور شاداب کردینا - کما قال اللہ تعالے ویحیی الارض بعد موتہا وکذلک تخرجون دوسرے معنی ایمانیات اور اعمال صالحہ سے مردہ دلونکو زندہ کرنا اور ان کا روشن اور منور کرنا کما قال اللہ تعالے استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم وغیر ذلک من الایات پس جس قسم کا احیا حضرت عیسے کو اللہ تعالے نے عطا فرمایا تھا اس سے بڑھکر آنحضرت صلعم کو عنایت ہوا تھا لیکن احیاء احیاء حقیقے مزعوم عوام کا جو آنحضرت صلعم کے لیئے نہین دیا گیا وہ حضرت عیسے کو کبھی نہیں دیا گیا تھا دیکھو جب آنحضرت صلعم سے کفار نے درخواست کی تو اس درخواست کا یہ جواب ملا کہ اذا تتلی علیہم آیاتنا بینات ماکان حجتہم الا ان قالوا ائتوا بآبائنا ان کنتم صادقین قل اللہ یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیامہ لاریب فیہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون اس آیت مین اللہ تعالے نے اپنی تین صفات بیان فرمائی ہین - اول احیاء دوم صفت اماتت جو اس عالم دنیوی مین ظاہر ہو رہی ہین اور تیسری صفت جامع اموات کے لیے جو بعد الموت برزخ سے لیکر قیامت تک ہے چونکہ صفت جامع اس آیت مین مقید ہے ساتھ قید الی یوم القیامہ کے لہذا بعض موتے حقیقی کا دوبارہ اس عالم مین زندہ کرنا اس خاص صفت جامع کے مخالف ہے لہذا بعد الموت عالم برزخ مین تمام موتے جمع کیے جاتے ہین اور قیامت تک جمع کیے جاوینگے

پس احیاء مزعوم عوام اس صفت جامع کے مخالف ہے لہذا باطل ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ من ورائہم برزخ الی یوم یبعثون ایضاً وحرام علی قریة اہلکناہا انہم لا یرجعون وغیر ذلک من الایات الکثیرہ - ذکر ابراء اکمہ وابرص - ابراء اکمہ وابرص مین کس کو کلام ہے ہان البتہ اکمہ لغت مین شب کور کو بھی کہتے ہین چنانچہ کتب لغات مین لکھا ہے کمہ یکمہ کمہا عمی وصار اعشے فہو اکمہ . . . . یعنی جسکو مرض رتوندہ ہوجاوے اسکو اکمہ کہتے ہین چونکہ مادرزاد اندھے کا بینا ہونا خلاف قانون قدرت اور سنت اللہ کے ہے لہذا معنی اکمہ کے بموجب لغت کے شب کور کے ہین چونکہ زمانہ عیسوی مین کیا کلام ہوسکتا ہے ذکر ناقة اللہ ناقة اللہ کا کون انکار کرتا ہے اسکا تذکرہ قرآن مجید مین متعدد جگہ موجود ہے ہان البتہ کلام الہی سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ ناقة اللہ کسی خاص پتھر مین سے برآمد ہوئی ہو آگے رہا اسکا معجزہ ہونا تو وہ ناقہ کیا اس طرح آیت الہی نہین ہوسکتی جس طرح پر خود جناب الہی نے اسکو آیت فرمایا ہے - قال ہذہ ناقة لہا شرب ولکم شرب یوم معلوم ولا تمسوہا بسوء فیاخذکم عذاب یوم عظیم -

حاصل آیت کا یہ ہے کہ جب قوم صالح نے حضرت صالح سے نشان اسکے صدق کا طلب کیا تو انہون نے فرمایا کہ یہ ناقہ میرے صدق کا نشان اس طرح پر ہے کہ تمکو اس کی رعایت کرنی واجب ہے اور وہ رعایت یہ ہے کہ ایک وقت خاص مین پانی چارہ اس ناقہ کے لیئے مقرر کیا گیا اور دوسرے وقت معین مین تمہارے جانور رہنگے لہذا اس تعین و تقرر مین کسی طرح کا تغیر و تبدل نہونے پاوے اور کسی طرح سے کوئی شر اور بدی اسکو نہ پہونچاو اگر ایسا کروگے

تو تم پر عذاب الہی نازل ہوگا پس یہی نشان میرے صدق دعوے رسالت کا ہے - اس معنی صحیح اور متبادر لینے کی ضرورت اس لیے ہے کہ اگر وہ ناقہ ان کے روبرو کسی خاص پتھر مین پتھر شق ہوکر برآمد ہوتی تو قوم صالح ایسے خرق عادت خلاف سنت اللہ کو دیکھکر اس ناقہ کو کیونکر ہلاک کرتے بلکہ اس قوم کے عوام تو اس پرستش کرنے لگتے حتی کہ خواص بھی اس کی تعظیم وتکریم ضرور کرتے لیکن سب کو معلوم ہے کہ انہون نے بجائے تعظیم وتکریم کے اسکو قتل کر ڈالا کما قال اللہ تعالے فعقروہا فاصبحوا نادمین فاخذہم العذاب ان فی ذلک لاٰیہ وماکان اکثرہم مومنین - اب اس آیت مین نظر کرو کہ اللہ تعالے نے عذاب کے نازل ہونے کو آیت قرار دیا ہے نہ اوس ناقہ کے پتھر مین برآمد ہونے کو جو عوام کا مزعوم ہے اور بہر چونکہ پہاڑ وغیرہ اور با جنگلوں مین اکثر خیمہ اتنات تری رہا کرتے ہین اگر وہ ناقہ حضرت صالح کو پہاڑ مین سے دستیاب ہوگئی ہو اور پھر برے سے الگ ہوگئی ہو تو یہ بھی ایک احتمال قوی ہے لیکن پتھر شق ہوکر اس مین سے ایک اوٹنی عظیم الجثہ کا نکلنا قرآن مجید یا سنت صحیحہ مین کہان پر مذکور ہے جو مزعوم عوام کا ہے اور اس ہمارے بیان کی تائید مین وہ آیت بھی ہے جس مین صرف ارسال ناقہ بیان فرمایا گیا ہے نہ پتھر مین سے برآمد ہونا کما قال اللہ تعالے انا مرسلوا الناقة فتنة لہم فارتقبہم واصطبر آخر آیت تک غور کرو کہ اس آیت مین لفظ ارسال ماخذ سے مرسلوا موجود ہے اور علاوہ اسکے لفظ فتنة موجود ہے اگر وہ ناقہ حسب مزعوم عوام پتھر شق ہوکر برآمد ہوئے ہوتے تو مرسلو کیونکر فرمایا جاتا بلکہ یون کہا جاتا

انا شققنا الصخر فاخرجنا منہ الناقۃ اور پھر لفظ فتنہ کیون ارشاد ہوتا کیونکہ فتنہ تو امور نظریات مین واقع ہوسکتا ہے نہ بدیہیات مین علاوہ برین یہ بھی فرمایا کہ اے صالح تم منتظر رہو اور صبر کرو پس اگر ناقہ پتھر مین سے شق ہوکر برآمد ہوئی ہوتی تو قوم ضرور اسکو تسلیم کرلیتی پھر انتظار کس امر کا باقی رہتا ان تمام الفاظ اور سیاق وسباق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناقہ باعتبار تضمن پیشین گوئی ہی کے نشان اور آیت تھی لہذا اسکے آیت ہونے مین اب کیا کلام ہے کیونکہ جو پیشین گوئی اس کی اشارت مین کی گئی تھی وہ ہوبہو واقع ہوگئی -

تذکرہ نار ابراہیم - حضرت ابراہیم کو جو آگ سے نجات دی گئی اس مین کون کلام کرسکتا ہے ہان اب نظر کرنا چاہیئے طریقہ نجات پر اور حضرت ابراہیم پر اسکا برد و سلام ہوجانا کیونکر واقع ہوا پس ہم قرآن مجید مین جب نظر کرتے ہین تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور لوط کو بسبب ہجرت کرنے کے طرف ملک شام کی اس آگ سے نجات دی گئی ہے کما قال اللہ تعالے وارادوبہ کیدا فجعلناہم الاخسرین ونجیناہ ولوطا الی الارض التی بارکنا فیہا للعالمین - حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کے لیے مخالفین نے جو مکر اور کید انکے آگ مین جلانے کے لیئے کیئے تھے ہم نے انکے ان تمام کیود کو اسطرحپر باطل کردیا کہ زمین مبارک کیطرف مع حضرت لوط کے ان کو پہونچا دیا اور انکے دشمنون کو ناکام اور خائب وخاسر کیا اور ایسا ہی واقعہ ہجرت کا آنحضرت صلعم کے لیے پیش آیا ہے لہذا اب غور کرو کہ کفار مکہ نے جب آنحضرت صلعم کے قتل وغیرہ کے لیے اپنے منصوبے مصمم کرلیئے تو اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کو بھی بذریعہ ہجرت کے معہ یار غار حضرت ابوبکر صدیق انکے منصوبون قتل سے نجات عطا فرمائی یہ دونون قصے بیان مین کسقدر متشابہ البیان ہین یعنے جسطرح یہاس جگہ لفظ کید ہے حضرت صلعم کے لیے مشتقات لفظ مکر کے موجود ہین کما قال تعالے و یمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین اور پھر دیکھو کہ قصہ ہجرت حضرت ابراہیم مین دوسری جگہ پر یون فرمایا گیا ہے کہ قال سلام علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعو ربی عسی ان لا اکون بدعاء ربی شقیا غور کرو الفاظ سلام علیک اور اعتزلکم وما تدعون مین جو صریح ہجرت پر دلالت کر رہی ہین - ادھر آنحضرت صلعم کے لئے انھین معاملات کیوجہ سے فرمایا گیا ہے کہ واتبع ملتہ ابراہیم حنیفا اور قصہ نجات ابراہیم آنحضرت صلعم کو اس لئے سنایا گیا ہے کہ جسطرحپر ہمنے ابراہیم کو نجات دی تھی اسیطرحپر منصوبون قتل کفار سے ہم تم کو بھی نجات دینگے کما قال تعالے واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ان آنحضرت صلعم کے لئے یہ امر حضرت ابراہیم سے بھی مزید واقع ہوا ہے کہ جس شہر یعنی مکہ سے نکالے گئے تھے اوس مین بڑی شوکت اور جلال کے ساتھ پھر داخل ہوئے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد اور جب تورات پر نظر کیجاتی ہے تو اسمین سے بھی حضرت ابراہیم کی ہجرت ہی ثابت ہوتی ہے فصار ہذا التفسیر نور علی نور

تذکرہ شق القمر اور شق القمر کو کون تسلیم نہین کرتا بلکہ حضرت اقدس نے سرمہ چشم آریہ ایک رسالہ ضخیم اسی باب مین تصنیف فرمایا ہے پس آپ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ حضرت اقدس نے ان سب معجزات کو اڑادیا ان ہذا لشئے عجاب اور دیکھو بیان شق القمر کا [illegible] المعارف مین اور جو آیات ذیل آپ نے تحریر فرمائی ہین یعنے ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا اور والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنۃ اور ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ وغیرہ وہ سب بہ سبب متضمن ہونے مضمون پیشین گوئی کے ضرور معجزہ عظیم الشان ہین کیونکہ اسی طرحپر مضمون ان کا واقع ہوا مگر یہ معجزات بھی نظری ہی ہین بدیہی نہین ہین کیونکہ مخالف معاند اور ظالم کہہ سکتا ہے کہ لڑائی مین فریقین مین سے کوئی فریق غالب ہو ہی جاتا ہے اور یہ امور اتفاقیات مین سے ہین خود قرآن مجید مین مذکور ہے - کہ تلک الایام نداولہا بین الناس لیکن جبکہ ان پیشین گوئیون پر انصاف سے نظر کیجاوے تو ضرور بالضرور صدق دعوے مدعی رسالت کا اونکے وقوع سے ثابت ہوگا لہذا آپ کو بھی ضروری ہے کہ اس مسیح موعود کے خوارق یا پیشین گوئیونکو علے منہاج النبوۃ تصدیق فرماکر تسلیم فرماوین وما علینا الا البلاغ المبین -

سوال دوم - آپ مجھے کوئی آیت دکھلاوین تو مین آپ پر بلا تامل ایمان لے آؤن اور اگر آپ کے پاس کوئی بھی آیت نہین ہے تو کیا ارحم الراحمین کے آگے یہ ہمارا عذر نہین ہوسکتا -

الجواب - آپ تو ایک آیت طلب کرتے ہین یہان تو صدہا آیات موجود ہوچکی ہین - کیا لیکھرام کا قصہ ایک آیت عظیم الشان نہین ہے یا آتھم کے وہ سوانح جو اسکو بعد پیشگوئی کے پیش آئی اور پھر موافق شرط پہلی پیشگوئی کے چندے مہلت پاکر پھر میعاد پیشین گوئی دوم مین بسبب عدم اظہار حق کے ہاویہ حقیقی مین داخل ہوگیا کیا یہ سب اسکے حالات نشان نہین ہین اور کیا اجتماع خسوف وکسوف ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ ... کا ایک بینہ ثبوت دعوے مہدی موعود کا نہین ہے لہذا آپ سائل

اور کتب مصنفہ حضرت ہذا ملاحظہ فرماوین اس خط مختصر مین تمام نشانات کے لکھنے کی کب گنجایش ہے ہان ان نشانات کا مطالعہ اور ملاحظہ علی منہاج النبوت ہونا ضروری ہے اور پھر بہا پیر تو بطفیل حضرت خاتم النبیین صلعم کے اسقدر نشانات کا مجموعہ ہو گیا ہے کہ پہلے انبیاؤن مین بھی اسقدر مجموعہ آیات نہین پایا جاتا پھر فرمائے کہ در صورت تکذیب کے آپ اس ارحم الراحمین کے روبرو کونسا عذر پیش کر سکتے ہین۔

سوال سوم۔ واقعات مین سے طاعون کو بلا وجہ آپنے ایک نشان اپنا قرار دے لیا ہے حالانکہ طاعون ہانگ کانگ اور کانسٹن سے شروع ہو کر کراچی پونا الہ آباد وغیرہ ہوتا ہوا پنجاب مین پہونچا ہے اگر یہ نشان آپ کے لیے تھا تو سب سے اول ہانگ کانگ پر کیون نازل ہوا الجواب اگر طاعون کی چال دنیا مین اس شان مذکورہ سے وقوع نہ ہوتی تو حسب مضمون پیشین گوئی کے واقع نہ ہونا اور پھر اوس کے نشان ہونے مین کسیقدر فرق آجانا اور خلاف سنت اللہ کے ہونا اوس کے علاوہ ہی دیکھو فرعون آخر مین ہلاک ہوا یا اول ہین ابو جہل وغیرہ سردار سرکش بالآخر ہلاک ہو گئے یا سب سے اول اسی واسطے والعاقبۃ للمتقین فرمایا گیا ہے جسکا مفہوم مخالف یہی ہی کہ مکذبین بالآخر ہلاک ہوتے ہین پھر دیکھو طاعون کی نسبت جو پیشین گوئی ہے سنریہم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم یعنی ہم اون کو نشان طاعون اول دور دور کے ملکون مین دکھاوینگے اور پھر خود اونہین کے نفسون مین ہمارے نشان ظاہر ہونگے اور پھر دیکھو دوسرا الہام انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا یعنی ہم آوینگے ان کی زمین مین اس طرح پر کہ اول اول زمین کی اطراف سے اہل زمین کو گھٹانا شروع کرینگے۔ پس یہ چال طاعون کی حسب منشا الہام کے

اور ابھی کیا ہوا ہے ہنوز دہلی دور ہے کیونکہ ابھی تو وہ وقت بھی آنیوالا ہے جس مین ایک خلقت پکار اٹھے گی کہ یا مسیح الخلق عدوانا اور یہ جو گالیان ابتک دی جاتی ہین وہ سب نیست و نابود ہو جاوینگے جیساکہ الہام ذیل بھی اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کذلک مننا علی یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشا۔ اور یا ولی اللہ کنت لا اعرفک وغیرہ وغیرہ۔ اب گذارش یہ ہے کہ حضرت اقدس ہزارہا اشتہار نسبت طاعون کے قبل از وقت من ابتدائے اشاعت براہین الی ہذا الایام السنہ مختلفہ عربی فارسی اردو پشتو مین شایع فرما چکے اور اسی اشاعت کے بموجب دنیا مین طاعون واقع ہوا تو پھر فرمایئے کہ نشان صدق ہوا یا نہین۔

بشق ثانی۔ تمام نبوتین نعوذ باللہ باطل ہو جاوین گی اور اگر آپ اس طاعون کو کسی اور مجدد کے لیے نشان قرار دیوین تو آپ اسیقدر ہی کوشش کرین۔ کہ اس قرن مین جو لوگ مدعی الہام اور کشف کے ہین ان مین سے کسی کو حضرت اقدس کے مقابلہ مین کھڑا کر کے ایک اس قسم کا الہام شایع کرادیوین جیساکہ حضرت اقدس نے شایع کیا ہے کہ انہ اوی القریۃ ولولا الاکرام لہلک المقام اور آپ جو آیت رحمت کی طلب فرماتے ہین کیا یہ الہام آخری آیت رحمت نہین ہے اللہ تعالیٰ سے خوف کرنے والے کے نزدیک یہا پیر تو آیت عذاب بھی موجود ہے اور آیت رحمت بھی ہان علی منہاج النبوت تسلیم کرو تو سب کچھ موجود ہے ورنہ آپ اکثر انبیا کا اقوال اعجاز اشتمال قرآن مجید سے سن چکے ہین والحمد للہ

سوال چہارم۔ جو لوگ غلطی سے حضرت عیسےٰ کو زندہ مانتے ہین اونہین بھی مین مسلمان ہی مانتا ہون کیونکہ وے اس غلطی مین سلف ہی کے پیرو ہین الجواب اے محب مکرم خلف موجودہ کا قیاس کرنا سلف پر نہین ہو سکتا کہ وہ تو معذور تھے کیونکہ تفاصیل جزئیہ کسی پیشین گوئی کا علم قبل از وقوع دیا جانا ضروری نہین ہے دیکھو شواہد عشرہ اعلام الناس حصہ اول کو لیکن جبکہ وہ پیشین گوئی وقوع مین آگئی اور صدق اسکا ہر شش جہت سے ثابت ہو گیا آسمان نے بھی اجتماع خسوف کسوف وغیرہ سے گواہی دی اور زمین نے بھی اجرائے ریلوے اور شیوع طاعون وغیرہ سے شہادت دی معہذا ظالم طبع لوگ اپنی شرارت اور سب و شتم اور تکذیب آیات الہیہ سے باز نہین آتے تو پھر یہ مخالفین کیونکر عند اللہ معذور ہو سکتے ہین اے حضرت ابتو وہ وقت آگیا ہے کہ نظارہ لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ کا انشاء اللہ ہر ایک اہل تصیرت کو مشاہدہ ہو جاوے گا سوال پنجم

کی بود در قادیان دعوی کجا
باب لدّ و جانب شرقی کجا

الجواب اس سوال سے مجھکو بہ نسبت آپ کی بڑا تعجب پیدا ہوا ہے کیونکہ مدت ہوئی کہ قادیان کا شرقی دمشق کے ہونا ہم اپنے رسائل اعلام الناس و مسک العارف وغیرہ مین از روی علوم جغرافیہ وغیرہ کے ثابت کر چکے ہین اگر آپکو اس مین کچھ شبہ پیدا ہوا تھا تو نقشہ کلاں ایشیا وغیرہ کا ملاحظہ فرما لیا ہوتا تب آپکو ثابت ہو جاتا کہ قادیان عین جانب شرقی دمشق کے واقع ہوا ہے آگے رہا باب لدّ سو چونکہ ہم اپنے رسائل مین صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت کر چکے ہین کہ احوال دجال وغیرہ آنحضرت صلعم کو رویا مین منکشف ہوئے ہین اور علم تعبیر رویا کا لغت

مثل لتعطیر الانام وغیرہ کے وہ ہے جیسے حضرت
یوسف نے بطور شکریہ کے عرض کیا ہے
کہ علمتنی من تاویل الاحادیث لہذا باب
کا مفہوم ایک نہایت لطیف استعارہ
ہے جس میں عجیب وغریب نکات بھرے
ہوئے ہیں یہاں پر مختصراً لکھا جاتا ہے
واضح ہو کہ باب مدینۃ العلم احادیث
میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے
استعمال ہوا ہے اور حضرت اقدس کو
حضرت علی کی صفات کے ساتھ نہایت
درجہ کی مناسبت اور مماثلت ہے حتی کہ
کہ آپ کا ایک نام اسماء الہامیہ میں سے
علی بھی ہے دیکھو الہام مندرجہ آئینہ کمالات
کویا علی دعہم وانصارہم وزراعتہم لیس
چونکہ یہ مہدی و مسیح موعود مثیل علی کے
بھی ہوئے تو حضرت اقدس کا باب
مدینۃ العلم ہونا بھی ثابت ہو گیا اور جس طرح
پر علم قرآن خصوصاً حقایق قرآنیہ و دقایق لدنیہ
سورہ فاتحہ کے حضرت علی کو دیئے گئے
تھے کما قال علی کرم اللہ وجہہ لو شئت
لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر فاتحۃ
الکتاب مگر چونکہ اسوقت میں ان علوم
کے نزول کی ضرورت نہ تھی لہذا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو تدوین کر کر
شایع نہیں فرمایا لیکن اس قرن میں
چونکہ صدہا علوم و فنون ارضیہ دنیا میں
شایع ہو رہے ہیں لہذا اسیطرح پر علوم قرآن خصوصاً سورہ فاتحہ
کے شیوع کی اب سخت ضرورت تھی
سو اس مسیح موعود نے مکرر سہ کرر معارف و
اور حقایق سورہ فاتحہ کے جو لم یطمثہن
انس قبلہم ولا جان کے مصداق ہیں
شایع کئے ہیں اور یہ سب تفاسیر تحدیاً
جنکے ساتھ ہزاروں روپیوں کا
انعام بھی مقابل میں لکھنے والونکے
لیے مشتہر کیا گیا ہے خلاصہ مقال یہ
ہے کہ جب حضرت اقدس باب مدینۃ العلم
ثابت ہو گئے تو انکا مخالف اور مقابل قوم لد
ٹھیرا جسکے پاس سوا جھگڑے بلا دلیل اور مکر
و فریب کے اور کچھ بھی نہو کیونکہ علم کے مخالف اور
معارض سوا جہل و ضلالت کے اور کیا

ہو سکتا ہے وماذا بعد الحق الا الضلال اور
قرآن مجید میں بھی اس قوم صلیبی کو قوماً لداً فرمایا
گیا ہے آگے رہا باب لد سو چونکہ اس قوم لد کی
ہلاکت کے ظہور و شیوع کا ابتدا جنگ مقدس سے شروع
ہوا ہے جسکا بانی مبانی ڈاکٹر مارٹن کلارک
تھا لہذا ڈاکٹر مذکور ایک پہلا نمونہ و مظہر عالم
شہادت میں باب لد کا ٹھیرا کیونکہ باب سے ہی اغاز
ہر ایک دار یا شہر کا ہوا کرتا ہے اور آتھم جو تمام
دجاجلہ کیطرف سے وکیل مقرر ہوا تھا وہ پہلا نمونہ
دجال کا قرار پایا اور جنگ مقدس جو واقع
ہوئی وہ عالم شہادت میں اون تمام جنگونکا
پہلا نمونہ و مظہر ہے جو آئندہ دجال سے
واقع ہوئیں یا ہونگی کیونکہ اصلی دجال نام
تمام مذہب صلیبی مجموعہ کا ہے جس میں سوا
دجل اور مکر اور فریب کے اور کچھ بھی نہیں
پس جسطرح پر جنگ مقدس میں ایک نمونہ و مظہر
دجال کا یعنے آتھم عالم شہادت میں باب لد
کے پاس جو ڈاکٹر مارٹن کلارک اوسکا مظہر
ہے مسیح موعود کی دعا سے مقتول ہوا اسی
طرح پر تمام مذہب باطلہ صلیب پرستی کا جو اصلی
دجال ہے باب لد کے نزدیک جو قوم پادریاں
ہے مسیح موعود کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو
جاویگا گویا جنگ مقدس ایک فوٹو عالم شہادت
میں کھینچا گیا ہے واسطے اس ہلاکت دجال کے
یعنے مذہب صلیبی کے جو آئندہ اوس کے لیے
مسیح موعود کے ہاتھ سے مقدر ہے پس اس
حدیث کے سمجھنے کیواسطے یہ امور ذیل یاد
رکھنے چاہئیں کہ دجال تو مذہب صلیبی کا مجموعہ
ہے اور قتل اوسکا بالاخر ہلاک ہو جانا ہے
مسیح موعود کے ہاتھ سے اور باب لد قوم پادریان
ہے جنکے پاس سوا جھگڑے بے سود اور مکر
و فریب کے اور کچھ بھی نہیں ہے ... اور جنگ مقدس
عالم شہادت میں ایک نمونہ یعنی مظہر قایم کیا گیا ہے
واسطے آئندہ فتوح اسلام اور لطف یہ ہے کہ خود
مخالفین کیطرف سے اس اول مناظرہ کا نام
جنگ مقدس اللہ تعالے نے رکھوایا ہے کیونکہ
اوسمیں ایک نمونہ اور مظہر دجال کا دعاے
مسیح موعود سے مقتول ہوا ہے اور چونکہ یہ اسلام
کی جنگ آخری ہے مذہب صلیبی کیساتھ لہذا
بحکم پیشین گوئی مخبر صادق کے جو یکسر الصلیب

یقتل الخنزیر ہے اس مقابلہ میں مذہب صلیبی
کا خاتمہ ہو کر مذہب صلیبی نیست و نابود یعنی
ہلاک ہو جاویگا کما قال تعالے لیہلک من
ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ لہذا
بخدمت مبارک اہل اسلام کے نہایت انکسار
کیساتھ عرض ہے کہ اس جنگ میں آپ صاحبان
عیسائیوں کیساتھ شریک نہو دیں اور ان کی
تائید نکریں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ گیہوں
کیساتھ گھن بھی پس جایا کرتا ہے اور آپ اپنی
اوس شعر مذکورہ سوال کی اصلاح اس طرح
پر فرما لیجیے

قادیان چون مہبط وحی خداست
باب لد ہم جانب شرقی بجاست

(باقی آیندہ)

کتبہ السید محمد احسن امروہی عفی عنہ محررہ ۵ر جون ۱۹۰۲ء

بیعت

عبد الکریم رنگریز ملتان بابوڑیرہ
محمد علی منگل گورداسپور بٹالہ
عبد العزیز صاحب بالسو نروالہ
عبد الحق صاحب پٹواری حلقہ جونگ ریاست
اہلیہ ثانیہ ضامن علی صاحب کپورتھلہ
برہان بخش صاحب نمبردار فیروزوالہ گوجرانوالہ
محمد ہاشم صاحب " "
عبد اللہ کتب فروش مالیر کوٹلہ
عتیق الرحمن موکل فیروز پور
عبد القادر صاحب صدر بازار چھاونی بنگلور
محلہ فراشان
حبیب الرحمن موکل ضلع فیروز پور
چودہری سکندر صاحب رجوعہ گجرات
خدا بخش ایضاً "
حسن محمد ایضاً "
جان محمد ایضاً "
غلام محمد ایضاً "
خنجر ایضاً "
خوشی محمد ایضاً "
شاہ محمد ایضاً "

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهٗ أَوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۲ | دار الامان قادیان ۱۷ جون سنہ ۱۹۰۲ء ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۰ ہجری | جلد ۶

فہرست مضامین

حاشیہ

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بحمد اللہ بخیریت ہیں اور جمیع اہل بیت بھی حضرت حجۃ اللہ ایک مضمون لکھ رہے ہیں جس میں لاہوری شیعہ علی حائری کے اشتہار مقابلہ پر بھی ریمارکس ہونگے تو قدم کر

(۲) حضرت حجۃ اللہ کی صحت کی خوشی میں عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ نے احمدی جماعت مقیم قادیان کو ۱۳ جون سنہ ۱۹۰۲ء کو ایک پر تکلف دعوت دی۔

(۳) مولوی عبد الکریم صاحب خدمت ارشدہ کی پہلی جلد مکمل کر چکے جسکا صرف دیباچہ طبع ہونا باقی ہے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد شائع ہوگی جن لوگوں نے پہلی درخواستیں بھیجی تھیں چونکہ کتاب مذکور کے طبع اور اشاعت میں معمول سے زیادہ توقف ہو گیا تھا اسلیے ان درخواستوں کو محفوظ نہیں رکھا گیا پس جو صاحب جنھوں نے درخواستیں بھیجی تھیں اپنی درخواستوں کی تجدید کریں۔ بہت جلد درخواستیں آنی چاہئیں کیونکہ صرف ۵۰۰ نسخے طبع ہوئے ہیں جن میں سے صرف ۲۵۰ نسخے فروخت ہونگے قریباً ۵۰ جلدیں مفت تقسیم کی جاویں گی مفصل اشتہار کسی اگلی اشاعت میں ہوگا

(۴) چونکہ جون کے آخر میں مطبع کو دوسرے مکان میں منتقل کر دینے کا ارادہ ہے اسلیے کار پردازان اسباب کے نقل مکانی میں اور پریسوں کے دوسری جگہ لگانے میں مصروف رہیں گے بہت کم توقع کی جاتی ہے کہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۲ء کا الحکم شائع ہو سکے اگرچہ میں پوری کوشش کرونگا۔ اگر اخبار شائع نہ ہو سکے تو میرے ناظرین مجھے معذور نہ سمجھیں گے کہ جبکہ عام اخبار ایک معمولی سی تقریب پر بھی تعطیل منا لیا کرتے ہیں اور ملک معظم کے جشن تاجپوشی کی تقریب پر بھی تعطیل کی جا رہی ہے اور الحکم بجز سال کے آخری ہفتہ کے تعطیل نہیں کرتا تو اس اتفاقی تعطیل کے لیے ضرور معذور سمجھا جاوے گا خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ اس کی تلافی کر دینے کا خدا کے فضل پر بھروسا کر کے وعدہ کرتا ہے*

ایک سوال اور اُس کا جواب

سُوال

کیا طاعون جارف ہی عذاب ہے جس سے قادیان اور جمیع متعلقان اُن کے محفوظ رہنے کا وعدہ ہے یا مطلق طاعون۔ بصورۃ ثانیہ بعض احمدیوں کی موت بالطاعون پر اعتراض لاجواب ہے اور پہلی صورت وضاحت طلب جارف کی حد جامع مانع کیا ہے؟

فَاَمَّا الجواب

قبل اس کے کہ ہم اس سوال کا جواب دیں ہم قرآن کریم کی مندرجہ ذیل دو آیتوں کی طرف اہل بصیرت عاقبت اندیش کو توجہ دلاتے ہیں کیونکہ ان میں ایک وسیع اور صحیح واقعہ کیطرف توجہ دلائی گئی ہے اور اگر ایک دانا دہریہ بھی اسمیں غور کرے تو اُسے انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔ انہیں سے پہلی آیت یہ ہے ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یضرعون اور دوسری آیت یہ ہے لولا اذ جاءھم باسنا لعلھم یضرعون ولکن قست قلوبھم

ان آیات پر تدبر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنگوں اور مصیبتوں کا آنا ہر ایک رسل اللہ کے وقت اسی لیے ضروری ہے کہ لوگ اپنی بے ثباتی اور دکھوں کیوقت جناب الٰہی کیطرف توجہ کریں کیونکہ انسان تین قسم کے ہوتے ہیں بعض ایسے سعید الفطرت اور سابق بالخیرات ہوتے ہیں کہ وہ اپنے گردو پیش کے نظاروں اور جناب الٰہی کے انعامات کو دیکھکر ماموری من اللہ کی باتوں پر غور کر کے معاً اُسکی پہلی ہی آواز پر آمنّا وصدّقنا کہکر اُس کے ساتھ ہو لیتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جنکو تصدیق کے لیے بعض دلائل اور نشانات کی ضرورت ہوتی ہے اور تیسری قسم وہ ہے جو بڑے ہی سنگدل اور غبی ہوتے ہیں اور وہ بجز تنبیہ اور تہدید کے نہیں مان سکتے۔ اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ مامور کے وقت تہدید یا ور تنبیہ [illegible] رنگوں میں ہو۔ کبھی قحط پڑتے ہیں [illegible] اور بھونچال آتے ہیں آتش فشاں پہاڑوں کے مواد جوش میں آکر بعض سرسبز بستیوں کو تباہ کر دیتے ہیں خونخوار جنگیں شروع ہو جاتی ہیں مختلف قسم کے امراض پھیل جاتے ہیں۔ غرض اور غایت ان امراض اور مصائب کی صرف لوگوں میں نیکی کی تحریک کرنا اور دنیا کی بے ثباتی کا ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ ایکطرف ماموری من اللہ اپنے جذب کی قوت سے لوگوں کو کھینچتا اور اپنی ہمت سے اپنے پاک ارادوں کو ان سعید الفطرت لوگوں کی روحوں میں ڈالتا ہے اور نیکی کی تحریک وعظ سے اور پھر اپنے عمل سے کرتا ہے اور سابق بالخیرات لوگوں پر اثر ڈالتا ہے پھر اُس کی تائید میں جو نشانات ظاہر ہوتے ہیں وہ مقتصد لوگوں کی ہدایت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور ادھر اُس کی مخالفت اور انکار تہذیب اور شایستگی کی حد سے گذر کر شرارت اور ایذا رسانی کا رنگ اختیار کرتا ہے اس لیے ظالم طبع لوگوں میں نیکی کی تحریک پیدا کرنے کے لیے خدا تعالیٰ کے قہری نشان نمودار ہوتے ہیں اور پھر یہ قہری نشان عظیم الشان و اعظم بنتے ہیں پس اصل فلاسفی اور حقیقت ماموری من اللہ کی وقت مصائب اور شدائد کے نزول کی یہ ہے۔ بعض لوگوں نے اس نکتہ کو نہ سمجھکر نادانی سے یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ لوگ جن تک اس مامور کی تبلیغ نہیں پہنچی وہ ایسی بلاؤں میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں لیکن جب ایک سلیم الفطرۃ اس اصول اور حقیقت پر جو بیان کی گئی ہے غور کرے گا تو اُسے صاف معلوم ہو جاوے گا کہ جس چشمہ سے مرسل کے ارسال کی تدبیر ہوتی ہے اُسی چشمہ سے ہی ان امراض و باؤں قحط و قتل کے سامان بھی مہیا کیے جاتے ہیں جسطرح ماموری من اللہ کے بہت سے دشمن پیدا ہو جاتے ہیں ان وباؤں قحطوں اور دیگر قہری امور کے دشمن بھی پیدا ہو جاتے ہیں مگر جسطرح مامور اپنے کام [illegible] رکھتے ہیں اسی طرح یہ بھی کام کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک معتدبہ گروہ ان دونوں نسلوں کے لیے نمونہ اور مصلح پیدا ہو جاوے جسطرح انبیا اور رسل کے مقابلہ میں فریق ثانی نے انکو بڑے بڑے دُکھ دیے اور ان سے مقابلہ شروع کیا اور تلوار چلائی۔ ان جنگوں میں جو ہوئیں آیات بالا کی مصداق ہوئیں انبیا کے اصحاب میں سے بھی بعض شہید ہوتے تھے اور کفار کے لوگ بھی قتل ہوتے تھے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ان جنگوں کے نتیجے دونوں قوموں کے لیے مساوی تھے؟ ہرگز نہیں کفار کے مدبر عمائد اور ائمۃ الکفر ہلاک ہوتے تھے اور ایسے لوگ ہلاک ہوتے تھے جنمیں کفر کی تائید کی رگ جوشزن ہوتی تھی جنکی مساعی جمیلہ بہت موثر ہوتی تھیں اور وہ باقی رہتے تھے جو آیندہ نسلوں کے لیے ایک عمدہ نمونہ اور مصلح اور ایک ممتاز جماعت کے محرک ہونے والے ہوتے یا یوں کہو کہ جن کے وجود بہت ہی مفید اور نفع بخش ہونے تھے چنانچہ قرآن شریف کی ایک آیت اسی مضمون کیطرف اشارہ کرتی ہے اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔

واقعات پر اگر ہم نظر کریں تو یہ امر اور بھی صاف اور واضح ہو جاتا ہے دیکھو جنگ بدر اور اُس کے ارد گرد حوادث میں کسطرح اہل مکہ کے وابر مدبر اور آئمۃ الکفر ہلاک ہوئے۔ اور اسلام کے سارے مدبر اس جنگ میں محفوظ رہے بقیۃ السیف کفار مکہ وہ تھے جو آخر مسلمان ہوئے پس وہ بھی ایک عظیم الشان باءسا تھا جس نے کیسا عظیم الشان کام کیا ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ

اور یہ بھی باعث ہوتا ہے کہ بعض مومن ان لوگوں سے کچھ تعلق رکھتا ہے جو اس قابل

ہوتے ہیں کہ اس دنیا سے اُٹھا دیے جاویں اور وہ اپنی قوت ایمانی سے ایسا زبردست کام نہیں لیتا جسکہ مخالف سے بالکل قطع تعلق کر دیتا ہے۔ پس اس سزا میں وہ بھی گرفتار ہو سکتا ہے خلفاء راشدین کے وقت ایک طاعون نمودار ہوئی تھی مگر کیا اُس نے اسوقت فتوحات اسلامی کو روکا ابو عبیدہ جیسے سپاہی اس جنگ میں کام آئے مگر کیا مفتوح قوم کی کمر نہ ٹوٹ گئی اور فاتح قوم کے شہداء فتوحات کو روک نہ سکے نیز اصل منشاء ان تمام بأساء وغیرہ کا تو حصول تضرع ہے۔ جب یہ غرض حاصل ہو جاوے تو پھر طاعون میں کوئی مبتلا ہو۔ کسی مامور من اللہ کی پیشگوئی میں یہ ہوتا کہ اگر لوگ اسکی طرف توجہ کریں تو طاعون اُٹھ سکتی ہے اس کی اصل غرض بھی یہی ہوتی ہے کہ اس سے امن قائم ہوتا ہے اور مامور کو اپنی ممتاز جماعت کے قائم کرنے کا موقع ملجاتا ہے پھر جب وہ بلا اُٹھتی ہے تو سب دوست دشمن محفوظ ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ دعا اس وقت کرتا ہے جب اُسکی غرض پوری ہو جاتی ہے اور خدا اُسکی دعا ہی اُس کی غرض کو پوری بھی کرتی ہے یہ کہنا کہ اگر متبع مبتلا ہو جاوے تو پھر اعتراض مخالف کا لاجواب ہے یہ ایسا ہی فقرہ ہے جیسے کوئی کہے کہ جبکہ اللہ تعالیٰ کی تمام کتاب میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے نصرت کے وعدے تھے اور اس نصرت میں جیسے اعدا مارے گئے بہت سے احباب نے بھی جان دی پھر وعدہ نصرت کیا ہوا؟ مگر ہم اسکو یہی کہیں گے کہ یہ اسکی نافہمی ہے۔ قادسیہ اور یرموک کی جنگ نے کسقدر صحابہ کو لیا مگر کیا شام اور عراق صحابہ کے قبضہ میں آئے یا اعدا کے قبضہ میں؟ پس کسی مخلص کا جان دیدینا مخالف کے اعتراض کو کوئی وقعت نہیں دے سکتا کیونکہ آخر موت تو دنیا سے نہیں اُٹھ سکتی

ہاں مصلح آپ یا خدا تعالیٰ کی نظر میں اس سچے مصلح کے معاون اور نفع رساں وجود جو آیندہ نسلوں کے لیے نمونہ اور ممتاز جماعت بنانے کے محرک ہوتے ہیں اگر وہ ہلاک ہو جائیں اور پھر اُس کے مقابلہ میں اعدائے **مدبر اور راس الکفر** اگر زندہ رہیں۔ تو اعتراض ہو سکتا ہے اور بعد حصول مطلب تو کوئی مر جاوے اعتراض باقی نہیں رہ سکتا آخر سب کو مرنا ہے مگر ایک موسیٰ کا مرنا ہے اور ایک فرعون کا مرنا موسیٰ مقابلہ میں بچ جاتا اور فرعون ہلاک ہو جاتا ہے فرعون اور فرعونیوں پر موسیٰ علیہ السلام کے وقت عذاب اور بلائیں آئیں تھیں اور فرعون ان میں ایک وقت تک محفوظ رہا تھا لیکن ہمارے زمانہ کے لال بجھکڑ اُسوقت بھی ہوتے تو کہتے کہ یہ بلائیں جو موسیٰ کے ذریعہ آئیں پہلے انکا نشانہ فرعون ہونا چاہیے مگر حقیقت شناس جانتے ہیں!

غرض انجام کار فرعون ہلاک ہوا اور موسیٰ اُسکے مقابلہ میں مظفر و منصور۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ اس اصول کو سمجھ لینے کے بعد مندرجہ بالا سوال اپنے معنوں میں حل ہو جاتا ہے **اگر طاعون جارف** کے معنے مدنظر ہیں تو ایک اکمال الدین نام کتاب ہے اُس میں یہ لکھا ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ سات میں سے پانچ مر جاویں۔ مگر یہ میزان بھی مدبروں ہی کے متعلق ہے عام لوگ کس گنتی میں ہیں اور مدبروں کا سمجھنا خدا کے اختیار میں ہے۔

سر دست یہ کافی ہے اگر اسپر بھی سائل کو کچھ اعتراض باقی رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُس کے حل کے لیے بھی کوشش کی جاوے گی۔

کتاب ست بچن علاوہ آریہ دھرم طیار ہو گیا ہے قیمت ۱۵؎ محصول ڈاک ۱؎ وی پی ۱؎

بیعت

۱ میاں جمعہ صاحب۔ ڈگری گھمنا نزی ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور۔
۲ احمد بخش صاحب۔ بھویا وال ضلع امرتسر
۳ شیخ غلام احمد صاحب۔ دھرم کوٹ رندھاوہ ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ۔
۴ میاں محمود صاحب۔ ڈنگہ ضلع گجرات
۵ مرزا سلطان بیگ صاحب۔ قلعہ دار سلطان ضلع گجرات۔
۶ مسماۃ حسین بی بی بنت غلام احمد صاحب سیالکوٹ
۷ مسماۃ کرم بی بی والدہ محمد الدین و مہر الدین "
۸ مہر دین صاحب "
۹ محمد الدین صاحب "
۱۰ اللہ دتا صاحب۔ جیند ضلع "
۱۱ محمد دین صاحب نجار سیالکوٹ
۱۲ زوجہ میاں بلاغ صاحب وصولن "
۱۳ معہ پنج پسر
۱۴ کرم الٰہی صاحب۔ نگینہ ریاست نابھہ
۱۵ میاں باغ صاحب قصبہ سیالکوٹ
۱۶ اللہ بخش صاحب۔ نگینہ۔
۱۷ معراج الدین صاحب۔ لاہور
۱۸ فتح الدین صاحب راولپنڈی
۱۹ عبد اللہ صاحب طالب العلم "
۲۰ شیخ محمد افضل صاحب۔ نابھہ
۲۱ خدا بخش صاحب خرادی۔ پٹیالہ
۲۲ حشمت اللہ صاحب طالب علم پٹیالہ
۲۳ چھوٹو شاہ صاحب "
۲۴ مرزا امداد بیگ صاحب "
۲۵ مولا بخش صاحب حوالدار۔ نابھہ
۲۶ دختر منشی جلال الدین صاحب گنج نانکی متصل شفاخانہ۔ میانمیر لاہور
پیر رحیم بخش صاحب "
زوجہ منشی جلال الدین صاحب "
زوجہ حکیم غلام محی الدین صاحب "
حکیم غلام محی الدین صاحب "
زوجہ غلام نبی صاحب۔ "

کلمات طیّبات

حضرت امام آخر الزمان سلّمہُ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲۱ جلد ۶

پھر وہ دین جو خدا تعالیٰ کی **توحید** کا سرچشمہ تھا اور جس کی حمایت اور آبیاری کے لیے زمین صحابہ کے پاک خون سے سرخ ہو گئی تھی اسی کے ماننے کا دعویٰ کرنے والوں نے ایک عورت کے بچہ کو عیسائیوں کا تتبع کر کے خدا بنا دیا اور خدا کی صفات کو اسمیں قائم کر دیا جب یہانتک نوبت پہنچ گئی تو **خدا تعالے نے**

اپنی غیرت اور جلال کیلیے یہ سلسلہ قائم کیا اور اُس نے اُس نبی ناصری کے نمونہ پر مجھے بھیجا جسکو نادان مسلمانوں نے خدائی صفات سے متصف کرنا چاہا ہے۔

مجھے بھیجا ہے

مگر ان لوگوں نے جو ضد اور تعصب سے خالی نہ تھے بلکہ ان کے دل ان تاریک بخارات سے سیاہ ہو چکے تھے میری مخالفت کی اور اس مخالفت کو شرارت اور ایذا رسانی کی حد تک پہنچایا۔ اسپر خدا تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کے لیے **غیرت** رکھتا ہے **طاعون** کو بھیجا اور یہ اُسوقت ہوا ہے جب ہر قسم کی حجت پوری ہو چکی۔ عقلی دلائل انکے سامنے پیش کیے گئے نصوص قرآنیہ حدیثیہ سے اُنپر حجت پوری کی اور آخر خدا تعالے کے تائیدی نشانات بھی کثرت کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ ہر قسم کے نشان انکو ملے مگر انھوں نے انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور اُنپر ٹھٹھا کیا اسلیے آخری علاج **طاعون** رکھا گیا یہ وہ نشان ہے، جسکا ذکر اللہ تعالے نے آج سے پچیس برس پہلے براہین میں بھی کیا ہے۔ اور خدا تعالے نے پہلی کتابوں میں بھی **مسیح موعود** کے زمانہ کا یہ ایک **نشان** رکھا ہے۔ اس سے وہی بچیں گے جو توحید اختیار کرینگے اور **عاجز انسان** کو خدا نہ بنائینگے اور خدائی صفات سے اُسکو متصف نہ ٹھہرائیں گے اور خدا تعالے کے بھیجے ہوئے **رسُول** کی قدر کرینگے۔

سب سے پہلی بات جو یاد رکھنی چاہیئے

وفاتِ مسیح

کا ہی مسئلہ ہے۔ یہ لوگ بعض وقت چھوڑ دیتے ہیں کہ **وفات مسیح** کی بحث کی ضرورت ہی کچھ نہیں حالانکہ اصل جڑ یہی ہے۔ اسی مسئلہ سے عیسائیوں کی ساری کارروائی باطل ہوتی ہے اور حضرت مسیح کی خدائی کی ٹانگ ٹوٹتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت دنیا میں قائم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے **وفات مسیح** کے مسئلہ پر بر خلاف اور نبیوں کی وفات کے بہت ہی بڑا زور دیا ہے اور ۳۰ سے بھی زیادہ آیتوں میں اس مضمون کو بیان کیا ہے چنانچہ **یعیسیٰ انی متوفیک** اور **فلما توفیتنی** وغیرہ آیتوں میں بڑی صراحت کے ساتھ یہ ذکر موجود ہے۔ یہ بیوقوف کہتے ہیں کہ وفات نہیں ہوئی بلکہ خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا یہ غلطیاں ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف دین کی ہتک کے لیے لوگوں نے از خود پیدا کر لی ہیں۔ خدا تعالے نہیں چاہتا ہے کہ اُسکی صفات عاجز انسان کو دیجاویں پھر کسقدر تلخی ہے یہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں کیا اسلام اسی کا نام ہے کہ یہ اقرار کیا جاوے کہ کچھ مخلوق خدا کی ہے اور کچھ مسیح کی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ایسے عقائد بنا کر ان لوگوں نے اسلام کی ہتک کی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور خدا تعالیٰ کی مخالفت کی ہے۔ افسوس!

کیا اسلام یہی کچھ لیکر دنیا میں آیا تھا؟

اسی کا نام اتمام نعمت تھا؟

اسلام وہ مصفا اور خالص توحید لیکر آیا تھا جسکا نمونہ اور نام و نشان بھی دوسری ملتوں اور مذہبوں میں پایا نہیں جاتا یہانتک کہ میرا ایمان ہے کہ اگرچہ پہلی کتابوں میں بھی خدا کی توحید بیان کی گئی ہے اور کل انبیا علیہم السلام کی بعثت کی غرض اور منشا بھی توحید ہی کی اشاعت تھی لیکن جس اسلوب اور طرز پر خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم توحید لیکر آئے اور جس نہج پر قرآن نے توحید کے مراتب کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کسی اور کتاب میں اسکا ہرگز پتہ نہیں ہے۔ پھر جب ایسے صاف چشمہ کو انھوں نے مکدر کرنا چاہا ہے تو بتاؤ اسلام کی توہین میں کیا باقی رہا۔ اسپر ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ جب انکو وہ اصل اسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے پیش کیا جاتا ہے اور قرآن شریف کے ساتھ ثابت کر کے دکھایا جاتا ہے کہ تم غلطی پر ہو تو کہدیتے ہیں کہ ہمارے

باپ دادا اسیطرح مانتے آئے ہیں

مگر میں کہتا ہوں کہ کیا اتنی بات کہکر یہ اپنے آپکو بری کر سکتے ہیں؟ نہیں! بلکہ قرآن شریف کے موافق اور خدا تعالے کی سنت قدیم کے مطابق ان کے قول سے بھی ایک حجت انپر پوری ہوتی ہے۔ جب کبھی کوئی خدا کا مامور اور مرسل آیا ہے تو مخالفوں نے اُسکی تعلیم کو سنکر یہی کہا ہے

مَا وَجَدْنَا فِیْ اٰبَائِنَا الْاَوَّلِیْن

تعجب کی بات ہے کہ تجدید کا قانون یہ ہر روز دیکھتے ہیں ایک ہفتہ کے بعد کپڑے بھی میلے ہو جاتے ہیں اور اُن کی دھلائی کی ضرورت پڑتی ہے لیکن کیا پوری صدی

گذر جانے کے بعد بھی مجدد کی ضرورت نہیں ہوتی ؟ ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ

سلسلہ قائم کیا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد اصلاح خلق کے لیے آتا ہے۔

کیونکہ صدی کے اس درمیانی حصہ میں بہت سی غلطیاں اور بدعتیں دین میں شامل کر لی جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کبھی پسند نہیں فرماتا کہ اسکے پاک دین میں خرابی رہ جاوے اس لیے وہ انکی اصلاح کیخاطر **مجدد** بھیجدیتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین پھر تابعین پھر تبع تابعین کے زمانے کیسے مبارک زمانے تھے ان تین زمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خیر القرون فرمایا ہے بعد اس کے نیکی اور خیر میں کمی آتی رہی اور غلطیاں پیدا ہونے لگیں یہانتک کہ بہت ہی خطرناک غلطیاں پیدا ہو گئیں یہ وہ زمانہ ہے جسکا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **فیج اعوج** رکھا ہے اور جس میں جھوٹ کثرت سے پھیل گیا۔ اور جسکی بابت آپ نے فرمایا **لیسوا منی ولست منھم** اب اس زمانہ کے بعد خدا نے چاہا ہے کہ ان غلطیوں کو دور کرے اور **اسلام کا حقیقی چہرہ** پھر دنیا کو دکھائے اور شرک اور مردہ انسان کی پرستش کو دور کرے۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **بروزی** طور پر ظہور ہوا۔ اور آپ کی عظمت کو مسیح کے مقابلہ میں ظاہر کرنے کے لیے خدا کی غیرت نے چاہا کہ

احمد کے غلام کو مسیح سے افضل قرار دیا

اسی بات کے لیے سورج چاند کو رمضان میں مقررہ تاریخوں پر پیشگوئی کیموافق گرہن لگا۔ یہ مولوی جب تک یہ واقع نہ ہوا تھا مہدی کی علامتوں میں بڑے زور وشور سے منبروں پر چڑھ چڑھ کر اسکو بیان کرتے تھے لیکن اب جب کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر اس نشان کو ظاہر کر دیا تو میری **مخالفت** کے لیے یہ خدا تعالیٰ کے اس جلیل الشان **نشان کی بیحرمتی** کرتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک پیشگوئی کی توہین کرتے ہوئے حدیثوں کو جھوٹا قرار دیتے ہیں !!!۔ افسوس۔

اسی طرح یہود کے بڑے بڑے مولوی فقیہ اور فریسی کرتے تھے جب حضرت مسیح آئے انھوں نے بھی انکار کیا * یاد رکھو حق میں ایک خوشبو ہوتی ہے اور وہ خود بخود پھیل جاتی ہے اور خدا اسکی حمایت کرتا ہے جب خدا تعالیٰ نے مجھے **مامور** کیا تھا اس وقت میں اکیلا تھا اور کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا مگر اب پچاس ہزار سے بھی زیادہ انسان اس سلسلہ میں شامل ہیں اور اطراف عالم میں اس دعوی کا شور مچ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اگر ساتھ نہ ہوتا اور اسکی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا تو اسکی تائید کیونکر ہو سکتی تھی اور یہ سلسلہ قائم کیونکر رہ سکتا تھا۔ ؟

اور پھر یہ نہیں کہ اس طریق میں سبکو خوش کیا گیا تھا ؟ نہیں بلکہ سب سے مخالفت اور سب کو ناراض کیا گیا۔ عیسائی الگ ناراض اور سب سے بڑھ کر ناراض ہیں جبکہ انکو سنایا گیا کہ **صلیبی اعتقاد کو پاش** پاش کرنے آیا ہوں اور انکو دعوت ملی کہ تمھارا **یسوع مسیح** جسکو تم نے خدا بنایا ہے اور جسکی صلیبی موت پر جو تمھارے نزدیک **لعنتی موت** ہے تمھاری نجات منحصر ہے وہ ایک **عاجز انسان** تھا اور وہ **کشمیر میں مرا پڑا ہے** ۔ عیسائی اگر ناراض تھے تو اور کسی قوم کے ساتھ بھی صلح نہ رہی آریوں کے ساتھ الگ مخالفت جبکہ ان کے **نیوگ - تناسخ** اور دوسرے معتقدات کی ایسی تردید کی گئی کہ جس کا جواب ان سے کبھی نہ ہو سکے گا * اور آخر خدا تعالیٰ نے اپنے ایک بین نشان کے ساتھ اتمام حجت پوری کی۔ اور اگر یا مہدا ناراض تھے تو مسلمان ہی خوش ہوتے مگر تم دیکھلو کہ ان لوگوں کی جب غلطیاں نکالی گئیں ان کے مشائخ - پیرزادوں - مولویوں اور دوسرے لوگوں کی بدعتوں اور مشرکانہ رسومات کو ظاہر کیا گیا اور انکے خانہ ساز عقائد کو کھولا گیا تو یہ سب سے بڑھ کر دشمن ثابت ہوئے۔ اب ان سب لوگوں کی مخالفت کے ہوتے ہوئے اس سلسلہ کا ترقی کرنا اور دن بدن بڑھنا بتاؤ خدا کی تائید کے بغیر ہو سکتا ہے ؟ کیا انسانی منصوبوں پر یہ عظیم الشان سلسلہ چل سکتا ہے ؟

انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جب اس کی عادت اور عقیدہ کے خلاف کہا جاوے تو وہ مخالف ہو جاتا ہے اور ناراض ہو جاتا ہے۔ ایک ہندو کو جب گنگا کے خلاف ذرا سی بات بھی کہی جاوے تو وہ دشمن بجاتا ہے پھر کل مذاہب کے خلاف کہا گیا وہ کیوں ناراض نہ ہوتے اور اسپر اگر خدا کیطرف سے یہ کام نہ ہوتا تو تباہ ہو جاتا اسقدر مخالفت کے ہوتے ہوئے۔ اس کا سرسبز ہونا ہی اس کے خدا کیطرف سے ہونیکی دلیل ہے۔

پھر عام پیروں اور مشائخ کیطرح نہیں کہ نذر و نیاز سے ہی کام ہے خواہ وہ چوری کی ہی ہو۔ اور کچھ بھی خدا تعالیٰ کی سچی شریعت کے متعلق نہیں بتاتے بلکہ بتلاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ وہ اسقدر جرات نہیں کر سکتے کہ ایک چور مرید کو چوری کرنے سے منع کر سکیں یا سود خوار یا بدکار کو اس کے عیبوں سے آگاہ کر سکیں دنیا کے گدی نشینوں اور مہنتوں کا اس طرح پر گذارہ نہیں ہو سکتا۔

یہ خدا ہی کے سلسلہ میں برکت ہے کہ وہ دشمنوں کے درمیان پرورش پاتا اور بڑھتا ہے۔

باقی آیندہ

حضرت اقدس علیہ السلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

اور

سر سید احمد خان آنجہانی

حضرت اقدس میرزا صاحب اور سر سید کے مذہبی خیالات اور عقائد میں جیسا کہ ان دونوں صاحبوں کی تالیفات اور طرز معاشرت سے عیاں ہے۔ ہر چند آسمان و زمین کا فرق ہے تاہم اخبار چودھویں صدی اور وکیل سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ایسے نیچریا باطل پرست لوگ بھی موجود ہیں۔ جنکو یہ بین اور نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا اور سید الطائفہ نیچریان کی محبت کا جوش اس قدر ان کے دلوں میں موجزن ہے کہ بیساختہ ان کی زبان و قلم سے یہ اعتراض نکل جاتا ہے کہ میرزا صاحب سر سید کی نقل کرتے ہیں بلکہ بے حیائی اور شوخ چشمی انھیں یہ لکھ ڈالنے کی بھی جرات دلاتی ہے کہ سید ..... کی تحریرات کو اگر متن کتاب مانا جائے تو مرزا صاحب اسپر شرحیں لکھتے حاشیے چڑھاتے ہیں۔ لہذا ہم ایسے غافل و خود فراموش معترضین کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سبجکٹ پر قلم اٹھائیں اور اصل واقعات کو روشنی میں لا کر پبلک کے روبرو پیش کریں تاکہ اہل بصیرت کو نور و ظلمت کا فرق بآسانی معلوم ہو جائے۔ اس غرض کے لیے ہم معزز ناظرین کی توجہ ایک ایسے اہم مسئلہ کیطرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جو دینیات کا اصل اصول اور سر چشمہ ہے۔ وہ کیا ہے۔ وحی اور الہام کا مسئلہ۔ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ ایسا ضروری و مہتم بالشان مسئلہ ہے کہ اسے دینیات و الہیات کا فانڈیشن اسٹون کہنا زیبا ہے۔ پس ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس اور سید صاحب نے اس مسئلہ میں اپنی اپنی تحقیقات کا نتیجہ کیا ظاہر کیا اور ان میں سے کونسا نتیجہ ایسا ہے جو معرفت الٰہی کے اغراض میں ہمارا معین اور مددگار اور موصل الی المطلوب ہو سکتا ہے۔ پہلے ہم اس بارہ میں سر سید ..... کی تحقیقات کا نتیجہ ظاہر کرتے ہیں پھر حضرت اقدس نے وحی و الہام کے متعلق جو کچھ سر سید کے جواب میں ان کی زندگی میں تحریر فرمایا تھا نقل کریں گے۔ تاکہ ذی علم ناظرین اس سے نتیجہ نکال لیں کہ ... حضرت اقدس سر سید مرحوم کے تابع اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ یا سر سید کی غلطیاں درست کرنے والے اور ان کو راہ راست کا پتہ بتانے والے۔ امید ہے کہ سر سید کے مریدین کچھ نہیں تو بعض ہی کچھ انصاف سے کام لیں گے اور ان شعروں کا مضمون نصب العین فرمائینگے

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں

سر سید صاحب لکھتے ہیں کہ نبوت کا ملکہ نبی کی اصل فطرت میں ودیعت ہوتا ہے اور جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ النبی نبی ولو کان فی بطن امہ وہ ماں کے پیٹ سے نبی پیدا ہوتا ہے اور جسطرح تمام ملکات اور قوائے فطری بتدریج ترقی کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ملکہ نبوت بتدریج ترقی پاتا ہے۔ یہانتک کہ جب وہ کمال کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اس سے وہ ظہور میں آتا ہے جو اسکا مقتضا ہوتا ہے اور جسکو عرف عام میں بعثت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی لیے جو وحی اسپر نازل ہوتی ہے۔ وہ کسی ایلچی یا قاصد (یعنی فرشتہ) کی وساطت سے نازل نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ خود بخود ایک چیز اسی کے دل سے اٹھتی ہے اور اسی پر گرتی ہے"۔ اس تحریر سے سر سید کا وہ عقیدہ جو انھوں نے کمال تحقیق و تدقیق کے بعد وحی کی بابت اختیار کیا تھا اور جس سے شریعت انبیا پر پانی پھیر جاتا ہے بخوبی معلوم ہو گیا۔ اب مسئلہ الہام کے متعلق سر سید مرحوم نے جو گلفشانی فرمائی ہے وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔

مولانا الطاف حسین صاحب حالی اپنی کتاب "حیات جاوید" کے صفحہ ۵۳۶ میں لکھتے ہیں۔

"ایک شخص نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت جن کو صاحب الہام اور مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے ایک طول طویل خط سر سید کو لکھا اس کے جواب میں وہ لکھتے ہیں۔ مخدومی! ہر شخص یہاں تک کہ شہد کی مکھی بھی الہام کا دعوی کر سکتی ہے مگر اسکا نتیجہ کیا؟ اور کسیکو کسی کے الہام سے کیا فائدہ اور کیا نقصان پہونچ سکتا ہے۔ نادان ہیں وہ جو اس سے جھگڑا کرتے ہیں۔ والسلام"

ایہا الناظرین یہ ہے وہ تحقیق جو اس بے نظیر محقق نے الہام کے بارہ میں ظاہر فرمائی۔ اس نادر تحقیق کا ادنی نتیجہ یہ ہے کہ اس کی بدولت ملہمین و مکلمین کا وہ پاک سلسلہ جس کی پیشین گوئی قرآن کریم و احادیث نبی رؤف و رحیم میں کی گئی ہے اور جس کا ظہور برابر ہوتا چلا جاتا ہے۔ نیست و نابود ہوا جاتا ہے۔

اب میرزا صاحب نے وحی و الہام کی بابت جو کچھ سر سید کے خلاف اپنے ایک رسالہ برکات الدعا میں تحریر فرمایا ہے اسے ملاحظہ فرمائیے اور برائے خدا انصاف سے کام لیجیے۔

"سید صاحب نے اپنی کتاب میں وحی کو معیار صداقت نہیں ٹھیرایا اور نہ ٹھیرانا چاہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ وحی کو خواہ وہ وحی نبوت ہو یا وحی ولایت نظر عزت سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ اسکو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہیں سو ان کی اس رائے کی نسبت بھی اسجگہ کسی قدر بیان کرنا قرین مصلحت ہے سو واضح ہو کہ سید صاحب کی یہ بڑی غلط اور سخت فتنہ انداز اور خوف سے

دور ڈالنے والی رائے ہے کہ وحی اللہ کو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کی فطرت میں کئی قسم کے ملکات ہوتے ہیں اور تمام ملکات اس قسم کے ہیں کہ ایک کی طرز اور وضع دوسرے کی طرز اور وضع پر شاہد ہے۔ مثلاً بعض کی فطرت علم حساب اور علم ہندسہ سے ایک مناسبت رکھتی ہے اور بعض کی علم طب سے اور بعض کی علم منطق اور کلام سے۔ لیکن خود بخود یہ استعداد مخفیہ کسی کو محاسب اور مہندس یا طبیب اور منطقی نہیں بنا سکتی بلکہ ایسا شخص تعلیم استاد کا محتاج ہوتا ہے اور پھر دانا استاد جب اس شخص کی طبیعت کو ایک خاص علم سے مناسبت رکھتا ہے تو اسی کے پڑھنے کی اسکو رغبت دیتا ہے اسی کے مناسب یہ شعر ہے۔ ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل آن اندر دلش انداختند

اس تعلیم پانے کے بعد وہ ملکہ جو تخم کی طرح چھپا ہوا تھا وہ بھڑک اٹھتا ہے اور طرح طرح کی باریکیاں اس علم کی اسکو سوجھتی ہیں اور جو کچھ اس فن کے متعلق نئے نئے امور عجائب اسکے دل میں پیدا ہوتے ہیں اگر انکا نام الہام اور القاء رکھیں تو کچھ بعید نہیں ہوتا۔ کیونکہ بلاشبہ وہ تمام عمدہ باتیں جن سے انسانوں کو نفع پہونچتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے دلمیں ڈالی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ جلشانہ بھی درحقیقت اسی کی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے فالهمها فجورها وتقوٰها یعنی بری باتیں اور نیک باتیں جو انسانوں کے دلوں میں پڑتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی الہام ہوتی ہیں۔ اچھا آدمی اپنی اچھی طبیعت کی وجہ سے اس لائق ٹھہرتا ہے کہ اچھی باتیں اس کے دل میں پڑیں اور برا آدمی اپنی بری طبیعت کی وجہ سے اس لائق ٹھہرتا ہے کہ برے خیالات اور بد اندیشی کی تجویزیں اسکے دل میں پیدا ہوتی رہیں اور درحقیقت نیک انسان اس قسم کے الہامات حاصل کرنے کے لیے فطرتاً ایک نیک ملکہ اپنے اندر رکھتا ہے اور برا انسان فطرتاً ایک برا ملکہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی ملکہ فطرتی کی وجہ سے بہت سے لوگ اچھی اور بری تالیفیں اور پاک اور ناپاک ملفوظات اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ انبیاء کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ بھی درحقیقت ایک ملکہ فطرۃ ہے جو اس قسم کے القا سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے جس کی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو معلوم شد کیونکہ انبیاء کی وحی کو ایک ملکہ فطرۃ قرار دیکر پھر انبیاء اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں مابہ الامتیاز کرنا نہایت مشکل ہے۔ شاید سید صاحب اسجگہ یہ فرمائیں کہ ہم وحی متلو کے قائل ہیں یعنی قرآن کریم بالفاظ وحی ہے مگر میں سید صاحب کی اس حکمت عملی کو خوب سمجھتا ہوں۔ وہ اس وحی متلو کے ہرگز قائل نہیں۔ جس کے ہم لوگ قائل ہیں۔ ظاہر ہے کہ یوں تو کوئی القا الفاظ کے بغیر نہیں ہوتا اور ایسے معانی جو الفاظ سے مجرد ہوں ذہن میں آ ہی نہیں سکتے۔ لیکن پھر خود قرآن اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک فرق ہے اور اسی فرق کی بنا پر حدیث کے الفاظ کو اس چشمہ سے نکلا ہوا قرار نہیں دیتے جس چشمہ سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں۔ گو عام القا اور الہام کا مفہوم مدنظر رکھکر حدیث کے الفاظ بھی منجانب اللہ ہیں۔

چنانچہ آیت وما ینطق عن الهوىٰ ان هو الا وحي يوحىٰ اسپر شہادت دے رہی ہے یہ بات تو ہم دوبارہ یاد دلاتے ہیں کہ گو کسی قسم کا القا ہو الفاظ ہمیشہ ساتھ ہوں گے۔ مثلاً ایک شاعر جو ایک مصرعہ کے لیے دوسرا مصرعہ تلاش کر رہا ہے تو جب اس کے ذہن پر منجانب اللہ کوئی القا ہوگا تو الفاظ کے ساتھ ہی ہوگا۔

اب جبکہ یہ بات پختہ طور پر فیصلہ پا گئی کہ حکما اور عرفا اور شعرا کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی القا ہوتا ہے اور وہ بھی الہام متلو ہی ہوتا ہے اور ان میں سے راستبازوں کو راستی کا اور بدوں کو بدی کا ایک ملکہ عطا کیا جاتا ہے اور مناسب حال اس ملکہ کے وقتاً فوقتاً ان کو الہام بھی ہوتا رہتا ہے مثلاً جس نے ریل ایجاد کی اسکو بھی القا ہی ہوا تھا اور جو تار برقی کا موجد گزرا ہے وہ بھی ان معنوں کر کے ملہم ہی تھا۔ تو وہی اعتراض جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں سید صاحب پر وارد ہوگا۔ اگر سید صاحب یہ جواب دیں کہ درحقیقت نفس القا میں تو انبیاء اور حکما بلکہ کافر اور مومن برابر ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انبیاء کا القا ہمیشہ صحیح ہوتا ہے تو اس صورت میں سید صاحب کو اس بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ وحی نبوت کفار کے الہام سے کوئی ذاتی امتیاز نہیں رکھتی۔ صرف یہ زائد امر ہے کہ انبیاء کی وحی غلطی سے پاک ہوتی ہے اور ارسطو اور افلاطون وغیرہ حکما کی وحی غلطی سے پاک نہیں تھی۔ لیکن یہ دعوی بے دلیل ہے۔ بلکہ سراسر تحکم ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ حصہ کثیرہ حکما کے مواعظ اور نصائح اور اخلاقی باتوں کا جو غلطیوں سے پاک اور قرآن کے موافق ہے۔ اسکو بلاشبہ کلام الٰہی سمجھیں اور فرقان مجید کے برابر قرار دیدیں اور اسکے وحی متلو ہونے پر ایمان لاویں اور دوسرا حصہ جس میں غلطی ہو اسکو اسی طرح اجتہادی غلطیوں کے مد میں داخل کر دیں جیسا کہ انبیاء سے بھی کبھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے اور پھر اس اصول کے موافق ایسے

لیسے حکمار اور کفار کو بھی سمجھ لیں۔
اب ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ ایسا خیال ہے کہ قریب ہے کہ سید صاحب کا ایمان اُس سے ضائع ہو جائے بلکہ شاید کسی موقعہ پر نیوٹن وغیرہ حکما کی وحی کو قرآن کی وحی سے اعلیٰ سمجھ لیں۔ افسوس ہے کہ اگر سید صاحب قرآن کے معنے سمجھنے کے لیے قرآن کو ہی معیار ٹھہراتے تو اس ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچ جاتے۔ قرآن نے کسی اپنی وحی کی یہ مثال پیش نہیں کی کہ وہ اُس چشمہ کی مانند ہے کہ جو زمین سے جوش مارتا ہے۔ بلکہ ہر جگہ یہی مثال پیش کی کہ وہ اُس بارش کی مانند ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور اگر سید صاحب لکھنے کے وقت کسی صاحب حال سے پوچھ لیتے کہ وحی اللہ کیا شی ہے اور کیونکر نازل ہوتی ہے تو تب بھی اُس لغزش سے بچ جاتے۔ اس ٹھوکر سے سید صاحب نے ایک جماعت کثیرہ مسلمانوں کو تباہ کر دیا اور قریب قریب الحاد اور دہریت کے پہنچا دیا اور وحی نبوت کی عزت کو کھو کر اس کو فطرتی ملکہ تک محدود کر دیا جس میں کافر اور بے ایمان بھی شریک ہیں۔
اس وقت میں محض للہ اپنی شہادت سید صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ شاید خدا اُن پر فضل کرے وہ اے عزیز سید مجھے اُس اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ یہ بات واقعی صحیح ہے **کہ وحی آسمان سے دل پر ایسی گرتی** ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی شعاع دیوار پر۔ میں ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب مکالمہ الٰہیہ کا وقت آتا ہے تو اول یکدفعہ مجھ پر ایک ربودگی طاری ہوتی ہے تب میں ایک تبدیل یافتہ چیز کی مانند ہو جاتا ہوں اور میرے حس اور میرا ادراک اور ہوش گو گم نہیں باقی ہوتا ہے مگر اُسوقت میں پاتا ہوں کہ گویا ایک وجود شدید الطاقت نے میرے تمام وجود کو اپنی مٹھی میں لے لیا ہے اور اُسوقت احساس کرتا ہوں کہ میری ہستی کی تمام رگیں اُس کے ہاتھ میں ہیں اور جو کچھ میرا ہے اب وہ میرا نہیں بلکہ اُسکا ہے جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اُسوقت سب سے پہلے خدا تعالیٰ اُن خیالات کو میری نظر کے سامنے پیش کرتا ہے جن پر اپنے کلام کی شعاع ڈالنا اُسکو منظور ہوتا ہے۔ تب ایک عجیب کیفیت سے وہ خیالات یکے بعد دیگرے نظر کے سامنے آتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک خیال مثلاً زید کی نسبت دل میں آیا کہ وہ فلاں مرض سے صحت یاب ہوگا یا نہ ہوگا تو جھٹ اُس پر ایک ٹکڑہ کلام الٰہی کا ایک شعاع کی طرح گرتا ہے اور بسا اوقات اُس کے گرنے کے ساتھ تمام بدن ہل جاتا ہے پھر وہ مقدمہ طے ہو کر دوسرا خیال سامنے آتا ہے۔ ادھر وہ خیال نظر کے سامنے کھڑا ہوا اور ادھر ساتھ ہی ایک ٹکڑا الہام کا اُس پر گرا۔ جیسا کہ ایک تیر انداز ہر ایک شکار کے نکلنے پر تیر مارتا جاتا ہے اور عین اُسوقت میں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ خیالات کا ہمارے ملکہ فطرۃ سے پیدا ہوتا ہے اور کلام جو اُس پر گرتا ہے وہ اوپر سے نازل ہوتا ہے۔ اگرچہ شعراء وغیرہ کو بھی سوچنے کے بعد القا ہوتا ہے۔ مگر اس وحی کو اُس سے مناسبت دینا سخت بے تمیزی ہے۔ کیونکہ وہ القا خوض اور فکر کا ایک نتیجہ ہوتا ہے اور ہوش و حواس کی قائمی اور استا بینت کی حد میں ہونیکی حالت میں ظہور کرتا ہے۔ لیکن یہ القا صرف اُسوقت ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کے تصرف میں آجاتا ہے اور اپنا ہوش اور اپنا جوش اور اپنا خوض کسی طور سے اسمیں دخل نہیں رکھتا۔ اُسوقت زبان ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا یہ اپنی زبان نہیں اور ایک دوسری زبردست طاقت اس سے کام لے رہی ہے اور یہ صورت جو مینے بیان کی ہے اُس سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ فطرتی سلسلہ کیا چیز ہے اور آسمان سے کیا نازل ہوتا ہے۔
بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس منحوس نیچریت کو مسلمانوں کے دل سے ایسا دھو دیوے کہ کوئی داغ اسکا باقی نہ رہے۔ کیونکہ اسلام کی برکتیں جس آنکھ سے دیکھی جاتی ہیں وہ آنکھ تب تک نہیں کھلے گی جب تک کہ یہ سامان آگے سے دور و دفع نہیں ہوگا۔ ؎

اے نیچری شوخ ایں چہ ایذا ست
از دست تو فتنہ ہر طرف خاست
آنکس کہ رہ کجیت پسند ید
دیگر نہ گزید جانب راست
لیکن چو زغور و فکر بینم
از ماست مصیبتے کہ بر ماست
متروک شدست درس فرقان
زاں روز ہجوم ایں بلا ماست
نیچیرنہ باصل خویش بد بود
واپس گم شد و نور عقل ما کاست
بر فطرۂ نگوں شدند یک بار
رو تافتہ زانطرف کہ دریاست
بر جنت و حشر و نشر خندند
کیں قصہ بعید از خرد ماست
چوں ذکر فرشتگاں بیاید
گویند خلاف عقل داناست
اے سید گروہ ایں قوم
ہشدار کہ پائے تو نہ برجاست
پیرانہ سرایں چہ در سر افتاد
رو توبہ کن ایں راہ نہ نقواست
ترسم کہ بدیں قیاس یک روز
گوئی کہ خدا خیال بیجا ست
ایکو اچہ بر و کہ فکر انساں
در کار خدا ز نوع سوداست
آخر ز قیاس ما چہ خیزد
بنشیں کہ نہ جائے شور و غوغاست
اے بندہ بصیرت از خدا خواہ
اسرار خدا ز خوان یغماست

دارالامان اور پیسہ اخبار کا طاعون

جو مضمون ہم ذیل مین درج کرتے ہین اگرچہ اسی کا مفہوم اور خلاصہ ہم سابقہ اشاعتون مین درج کر چکے ہین لیکن پیسہ اخبار کے خبث اور کذب کی افشاء اور اعلان کے لئے جو اس نے قادیان مین طاعون کے عنوان سے لکھکر ظاہر کیا ہے ہم اس مضمون کو پوری تین مرتبہ شائع کرینگے اور دیکھینگے کہ پیسہ اخبار کہان تک راستبازی اور صداقت کی قدر کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے

(ایڈیٹر)

۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۷ کالم اول مین قادیان مین طاعون سے موتین کے عنوان سے ایک مختصر نوٹ ایڈیٹر پیسہ اخبار کیطرف سے شائع کیا گیا ہے جس مین یہی نہین کہ ایڈیٹر نے حق پژوہی اور خداترسی سے کام نہ لیکر قلم اُٹھایا ہے بلکہ اخبار نویسی کے عام اصول اور قانونی حدود کی نگہداشت کو بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا + چنانچہ (جیسا کہ ہمارے اس مضمون کے پڑھنے والون کو معلوم ہوجاویگا) اس نے اپنے اس نوٹ مین تین خطرناک جھوٹ بولے ہین جن مین سے ایک تو ایسا ہے کہ اس سے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا ہے اور وہ یہ ہے کہ قادیان مین طاعون کی کسی واردات کے ہوجانے کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پیشگوئی انہ اوی القریہ کے خلاف قرار دیا ہے حالانکہ حضرت اقدس نے کبھی اس قسم کی کوئی تحریر شائع ہی نہین کی کہ قادیان مین ایک بھی واردات نہوگی بلکہ جب سے کہ یہ الہام ہوا اسکے متعلق جسقدر تحریرین الحکم مین یا اور صورت مین شائع ہوئی ہین یہی ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ قادیان اس انتشار افرا تفری اور موت الکلاب سے محفوظ رہیگا جو دوسرے شہرون مین طاعون کیوجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اور اسی لئے جب دوسرے لوگون کو اس مقابلہ کی دعوت کی گئی تو صاف لفظون مین لکھا تھا کہ ان سے بھی اسی قدر مطالبہ کیا جاتا ہے مقابلہ مین جو اقرب بالامن ثابت ہو وہ صادق کی سچائی پر گواہ ٹھہریگا۔ چنانچہ خود پیسہ اخبار نے اپنے اخبار مین اپنا اعتراف بصورت اعتراض پیش کیا تھا کہ یہ پیشگوئی کی تاویل کے لئے لکھا جاتا ہے +

پھر جس حال مین پہلے سے پیسہ اخبار خوب جانتا تھا کہ انہ اوی القریہ کے معنے اس مضمون کو اپنے اندر نہین رکھتے کہ وہان کوئی بھی واردات طاعون کی نہو اور نہ ایسا شائع کیا گیا ہے تو پھر الہام شائع کردہ کے خلاف ایک بات کا پیش کرنا یہ کیسی ناخداترسی اور ناانصافی ہے۔ پس سب سے پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اس نے خود بخود حضرت اقدس کے الہام کے خلاف ایک معنے تجویز کر کے پبلک کو دھوکا دینا چاہا۔ چنانچہ اس امر کی صراحت کے لئے ہم ذیل مین وہ فقرات درج کرتے ہین جو اس الہام کے متعلق شائع کئے گئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶ کالم ۳ انہ اوی القریہ کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہوچکا ہے اس کے متعلق فرمایا کہ مین اس کے معنے یقیناً یہی سمجھتا ہون کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالےٰ قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا اگرچہ یہ امر ممکن ہے کہ کوئی کیس یہان ہوجاوے مگر وہ النادر کالمعدوم کے ضمن مین ہے تاہم اللہ کے فضل اور وعدہ کے موافق ہمین یقین ہے کہ وہ ہمین سخت تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا "

پھر خود حضرت اقدس نے جو رسالہ دافع البلاء کئی ہزار چھاپ کر شائع کیا ہے اس کے صفحہ ۵ کے حاشیہ مین نہایت صراحت کے ساتھ الہام انہ اوی القریۃ کی تفسیر کردی ہے ہم اسکو بجنسہ ذیل مین درج کرتے ہین تاکہ پبلک خود صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہوجاوے اور وہ یہ ہے +

حاشیہ - اوی عربی لفظ ہے جس کے معنے ہین تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ مین لے لینا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون سخت بربادی بخش وہ ہے جسکا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہین اور کتون کی طرح مرتے ہین یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الٰہی مین یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہین ہوگی اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام لھلک المقام۔ یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو مین قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اس الہام سے دو باتین سمجھی جاتی ہین اول یہ کہ کچھ حرج نہین کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان مین بھی کوئی واردات شاذونادر طور پر ہوجاوے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہو کیونکہ شاذونادر معدوم کا حکم رکھتا ہے + (۲) دوسری یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہرون مین بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہین انکے شہرون یا دیہات مین ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑیگی یہان تک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگینگے۔ ہم نے اوی کا لفظ

جہان تک وسیع ہے اس کے مطابق یہ معنے کردیئے ہین اور ہم دعوے سے لکہتے ہین کہ قادیان مین کبھی طاعون جارف نہین پڑیگی جو گاؤن کو ویران کرنے والی اور کہا جانیوالی ہوتی ہے مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہرون اور دیہات مین جو ظالم اور مفسد ہین ضرور ہولناک صورتین پیدا ہونگی۔ تمام دنیا مین ایک قادیان ہے جسکے لئے یہ وعدہ ہوا فالحمد للہ علی ذالک منہ ۔

اب اس تحریر کے پڑھ لینے پر وہ انسان بڑا ہی ظالم اور نااہل ہوگا جو یہ کہیگا کہ حضرت اقدس کے الہام کا یہ منشا تہا کہ قادیان مین طاعون کا ایک بھی کیس نہیں ہوگا پس سب سے پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اس نے خلاف الہام امر کو پیش کرنا چاہا ہے+ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسوقت قادیان مین طاعون ہے یا پیسہ اخبار نے جو وارداتین لکھی ہین وہ طاعون سے ہوئی ہین یہ صحیح ہے؟ ہرگز نہین بالکل جھوٹ ہے اور یہ دوسرا جھوٹ ہے جو پیسہ اخبار نے بولا ہے اور اس مین نو جھوٹ ہین جنکو ہم نمبروار ذیل میں درج کرتے ہین +

پہلا جھوٹ ۔ مولا چوکیدار کی وفات کا باعث طاعون قرار دینا ہے حالانکہ ہم نے گذشتہ اشاعت مین سرکاری کتاب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ وہ طاعون سے نہین مرا چنانچہ ہم نے دکہایا ہے کہ رجسٹر اموات پیدائش قادیان نمبر ۳۵ پر ۲۰ فروری ۱۹۰۲ء مین اس کی وفات بذریعہ بخار درج ہے +

یہ شخص ۲۰ فروری ۱۹۰۲ء کو مرا ہے وہ طاعون سے اسوقت مرا تہا اور رجسٹر مین غلط باعث بخار درج ہوا ہے تو پھر پیسہ اخبار یا وہ دروغ گو نامہ نگار جس نے پیسہ اخبار کو ایسی جھوٹی خبر دی ہے گویا قادیان کے نمبردار اور بٹالہ کے ڈپٹی انسپکٹر۔ تحصیلدار اور ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر الزام لگاتا ہے کہ انھون نے ایک واردات کو مخفی کیا اور سرکاری طور پر اس کی اطلاع نہین دی گئی پیسہ اخبار بہت جلد اس شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کا تشویش افزا خط لکھا ہے تاکہ ایسی جھوٹی خبرین شایع کرانے کی وجہ سے ہم افسران حکام کو اس کی بابت اطلاع دے سکین بہرحال یہ افسران مجاز کا فرض ہے کہ ایسے شخص کے متعلق مناسب انتظام کرین +

دوسرا جھوٹ نتھو چوکیدار کی وفات کے متعلق ہے ۔ یہ شخص ۱۸ اپریل ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اور نمبر ۶۹ کتاب مذکور مین باعث موت بخار درج ہے

تیسرا جھوٹ ۔ مولا کی بیوی ۔ یہ بہت ہی خطرناک جھوٹ ہے مولا کی بیوی اسوقت تک قادیان مین موجود ہے ایک زندہ شخص کی نسبت اسکے مرنے اور طاعون سے مرنے کی منحوس خبر شایع کرنا پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو خوب معلوم ہے قانونی جرم ہے جس سے اس عورت کے رشتہ دار چارہ جوئی کرسکتے ہین کیا پیسہ اخبار کا اپنا فرض ہے؟ کہ وہ ایسے غلط بیان شخص پر ہزار بار نفرین کرے۔

چوتھا جھوٹ ۔ مولا کی لڑکی کا بھی طاعون سے مرنا ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ ساری عمر مین مولا کے ہان کوئی لڑکی ہوئی ہی نہین پھر اس خانہ ساز واردات کی بابت ہم بجز اسکے کیا کہین لعنت اللہ علے الکاذبین۔

پانچوان جھوٹ ۔ نتھو کی بیوی کا مرنا بھی طاعون سے ظاہر کیا گیا بحالیکہ بیچاری ۲۵ ۔ دسمبر ۱۹۰۱ء کو بعارضہ کہانسی بخار فوت ہوئی ہے جو رجسٹر اموات نمبر ۳ پر درج ہے کیا دسمبر ۱۹۰۱ء کی مری ہوئی عورت پیسہ اخبار کو آج طاعون سے مری ہوئی ثابت ہوئی خوب!

چھٹا جھوٹ ۔ صدر و والد بھاگا بافندہ قادیان مین اس نام کا کوئی شخص ابھی تک ہم کو معلوم نہین ہوا اور رجسٹر پیدائش اموات مین درج ہے بھاگا ایک بافندہ ہے مگر اس کا کوئی لڑکا اس نام کا نہیں ہے اور نہ فوت ہوا ہے +

سانوان جھوٹ ۔ پسر بڈھا تیلی ۔ یہ لڑکا سگ گزیدہ تہا اور رجسٹر مذکور مین اس کی ہلاکت کا باعث یہی درج ہے مگر ہمین افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک وہ طاعون سے مرا گویا جسقدر واقعات اور وارداتین پیسہ اخبار نے دی ہین سب کی سب جہوٹ ہے ۔

پیسہ اخبار اگر اپنی وقعت کو کم نہیں کرنا چاہتا تو آئندہ ایسے دوستون پر اعتماد نکرے ورنہ اسے سخت نقصان اٹھانا پڑیگا+

آٹھوان جہوٹ مولوی حکیم نوردین صاحب کی کسی رشتہ دار عورت کی نسبت طاعون سے مرجانے کی جھوٹی خبر مشتہر کرکے انکے صدہا عزیزون اور لاکھون دوستون کو رنج پہونچایا ہے ۔

مولویصاحب کے عزیزون مین کوئی عورت نہ طاعون سے بیمار ہوئی اور نہ ہلاک ہوئی حضرت مولانا مولوی نوردین صاحب حکیم الامتہ کی رشتہ دار عورت (ساس) کے طاعون سے ہلاک ہونے کے متعلق جو جہوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے وہ قانونی زد سے باہر نہیں ہے اور اسی لئے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ظاہر کیا ہے اس رنجدہ خبر کی اشاعت کے متعلق سر دست قانونی حقوق کو محفوظ رکہا گیا ہے کیونکہ اس خبر نے مولویصاحب جیسے عزیز و دوستون کے وسیع دائرہ والے شخص کے متعلقین کو اس سے تشویش مین ڈالا ہے اور نہ صرف مولویصاحب ہی کے تعلق والون کو بلکہ ان لوگون کو بھی جو مولوی صاحب کی عفیفہ پارسا زاہدہ ساس کے رشتہ دار ہین اور چونکہ وہ مشہور و معروف صوفی منشی احمد جانصاحب مرحوم کی اہلیہ ہین جنکے ہزارون مرید مختلف مقامات مین رہتے ہین اور اپنی اس روحانی والدہ سے مخلصانہ اور فرزندانہ ارادت رکھتے ہین اس لئے اس طبقہ

کے تمام لوگوں کی بھی دل آزاری ہوئی ہے۔ پھر یہ کیسی حماقت اور نادانی ہے کہ حق کی بیجا مخالفت مین پیسہ اخبار اگر خدا ترسی سے کام نہیں لے سکتا تھا تو کم از کم برٹش لا سے ڈرتا اور اس قدر دلیری سے کام نہ لیتا۔

ان سب سے بڑھکر ایک اور مغالطہ آمیز جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے جس مین تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی علالت طبع کی خبر اسی طاعون والے مضمون کے ضمن مین لکھی ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ نصیب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہین ولعنت اللہ علی الکاذبین۔

پیسہ اخبار اور ہماری دور اندیش گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جن لوگون نے بیعت توبہ کی ہے اور جنہون نے اس کو اپنا امام و مقتدا تسلیم کیا ہے اور جسمین گورنمنٹ کے معزز دیانت دار عہدہ دار اور دوسرے معزز تعلیم یافتہ۔ تاجر۔ ڈاکٹر پلیڈر اور ہر قسم کے معزز اہل حرفہ اور عوام داخل ہین اور جو گورنمنٹ سے سچی ارادت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہین ان کی تعداد ستر ہزار سے بھی متجاوز ہے اور ایک لاکھ تک پہونچنے والی ہے ان کو اس خبر نے سخت دھوکہ دیا ہے۔ حضرۃ اقدس کی صحت کی خبر ان کی جان پرور اور روح افزا ہے وہ یقیناً اسی سے جیتے ہین اپنے کسی عزیز سے عزیز کی بیماری اور صحت کی خبر ان کی جان اور روح پر اتنا اثر نہین ڈال سکتی جتنا حضرۃ اقدس کی۔ پھر پیسہ اخبار نے اس بد خبر سے جو بالکل جھوٹ تھی اس وفادار گروہ کی سخت دل آزاری کی ہے اس قسم کے خطوط آئے ہین جن مین پیسہ اخبار کے حوالہ سے حضرۃ اقدس کی صحت کے متعلق... استفسار تھے۔ یہ سچ ہے کہ حضرۃ اقدس اپنی عدیم المثل فیاضی اور فراخدلی کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی نہین کرنا چاہتے لیکن کیا کسی ناعاقبت اندیش کو اس سے یہ سبق لینا ضروری نہین ہے کہ وہ جرأت اور جسارت کرکے بے حیائی کے ساتھ ایک شریف گروہ کی دل آزاری کرے؟

پیسہ اخبار کو ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرۃ حجۃ اللہ کی بیماری در درسر اور پھر اس سے شفایاب ہو جانیکی خبر الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اس کے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنجدہی کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے

بہر حال یہ جھوٹ ہین جو پیسہ اخبار نے بولے ہین اب پیسہ اخبار کا فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کر دکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ اور آئندہ ان لوگون کی تحریرون کو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی یا اور ان کے ہم جنس اس کو لکھدیتے ہین اور اپنے آپ کو مخمصہ مین نہ ڈالے۔

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اس قسم کی جھوٹی خبرون کے مخزن زیادہ قادیان کے سماجی ہین جن مین نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید۔

ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہین کہ وہ اپنی بریت کے لئے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبرین اسے پہونچائی ہین۔ ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اسطرف منعطف کرانا چاہتے ہین کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبرون کے دینیوالے کا مناسب نوٹس لیں۔

ہم اس کے متعلق اسوقت اور کہنے کی ضرورت نہین سمجھتے

آخر مین پھر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آئندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے۔

ہم پیسہ کے ایڈیٹر سے بڑھکر اس معاملہ مین پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہین جنہون نے بازاری خبرون پر اعتبار نہیں کیا بلکہ مزید احتیاط اور حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرما لیا۔ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے۔

ایک ضروری اطلاع

دفتر الحکم کی تعمیر کا کام خدا کے فضل سے شروع ہے اور بہت بڑا حصہ اس کا طیار ہو گیا ہے سردست کمی روپیہ کی وجہ سے مطبع پاس کے ایک مختصر مکان میں خفیف سے کرایہ پر رکھا جاوے گا تاہم اس مکان کی تعمیر کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ بہت بڑی امداد مطبع کو پہونچ جاوے گی میں ان کرمفرماؤں کی عنایت اور مہربانی کا شاکر ہوں جنہوں نے ہر طرح سے مجھے اس کام میں مدد دی خصوصاً عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی مہربانی کا شکر گذار ہوں جنہوں نے ہر قسم کی مالی مدد کے علاوہ مکان کے نقشہ اور دوسرے ضروری امور کے مشوروں میں اپنا گران قیمت وقت دیکر اپنی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے امید کی جاتی ہے کہ جولائی کی ابتدائی تاریخوں میں الحکم کا دفتر اپنے مکان میں اٹھ آئے گا میں اس عرصہ میں چونکہ طیاری مکان میں مصروف رہا ہوں اس لیے جن احباب کے خطوط یا فرمائشوں کی تعمیل نہیں کر سکا وہ مجھے معذور سمجھکر معاف فرماویں گے یہی وجہ ہے کہ جون میں اخبار کی اشاعت بعد از وقت ہوتی رہی ہے میں اس کے لیے شرمندہ ہوں مگر اپنے سرپرستوں پر مجھے اطمینان ہے کہ میری اس معروفیت کو وہ خوشی کی نظر سے دیکھیں گے۔ (خاکسار ایڈیٹر)

رقیمۃ الوداد

نمبر ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بقیہ جواب سوالات نجم الدین پریس

رفاہ عام لاہور

از طرف جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی

کہ باب مدینۃ العلم احادیث مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے استعمال ہوا ہے اور حضرت اقدس کو حضرت علی کی صفات کے ساتھ نہایت درجہ کی مناسبت اور مماثلت ہے حتیٰ کہ آپکا ایک نام اسماء الہامیہ مین سے حضرۃ علی بھی ہے دیکھو الہام مندرجہ آئینہ کمالات اسلام کو۔

یا علی دعہم و انصارہم و زراعتہم

پس جبکہ یہ مہدی و مسیح موعود مثیل علی کے بھی ہوئے تو حضرۃ اقدس کا باب مدینہ علم ہونا بھی ثابت ہو گیا اور جسطرح پر علم قرآن خصوصاً حقائق قرآنیہ و دقائق لدنیہ سورہ فاتحہ کے حضرت علی کو دے گئے تھے کما قال علی کرم اللہ وجہہ **لو شئت لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر فاتحۃ الکتاب** مگر چونکہ اسوقت مین ان علوم کے نزول کی ضرورت نہ تھی لہذا حضرۃ علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو تدوین کر کر شائع نہین فرمایا۔ لیکن اس قرن مین چونکہ صدہا علوم و فنون ارضیہ دنیا مین شائع ہو رہے ہین لہذا اسطرح پر علوم قرآن خصوصاً سورہ فاتحہ کے اس مثیل علی کو دے گئے جنکے شیوع کی اب سخت ضرورت تھی سو اس مہدی موعود نے مکرر سہ کرر اسرار قرآنی اور معارف اور حقائق سورہ فاتحہ کے جو **لم یطمثہن انس ولا جان** کے مصداق ہین شائع کئے ہین اور یہ سب تفاسیر متحدیانہ ہین جن کے ساتھ ہزارون روپون کا اشتہار بھی مقابل مین لکھنے والے کے لئے مشتہر کیا گیا ہے خلاصہ مقال یہ ہے کہ جب حضرت اقدس باب مدینۃ العلم ثابت ہو گئے تو اونکا مخالف اور مقابل قوم لد ٹھہرا جس کے پاس سوائے جھگڑے بلا دلیل اور مکر اور فریب کے اور کچھ بھی نہو۔ کیونکہ علم کے مخالف و متضاد سوائے جہل ضلالت کے اور کیا ہو سکتا ہے **وماذا بعد الحق الا الضلال** اور قرآن مجید مین بھی اس قوم صلیبی کو قوماً لدا فرمایا گیا ہے آگے رہا باب لد سو چونکہ اس قوم لد کی ہلاکت کے ظہور و شیوع کا ابتدا جنگ مقدس سے شروع ہوا ہے جسکا بانی مبانی ڈاکٹر مارٹن کلارک تھا لہذا ڈاکٹر مذکور ایک پہلا نمونہ و مظہر عالم شہادت مین باب لد کا ٹھہرا کیونکہ باب سے ہی آغاز ہر ایک دار یا شہر کا ہوا کرتا ہے اور آتھم جو تمام دجاجلہ کیطرف سے وکیل مقرر ہوا تھا وہ پہلا نمونہ دجال کا قرار پایا اور جنگ مقدس جو واقع ہوئی وہ عالم شہادت مین ان تمام جنگون کا پہلا نمونہ و مظہر ہے جو آئندہ دجال سے واقع ہوئین یا ہونگی کیونکہ اصلی دجال نام تمام مذہب صلیبی مجموعہ کا ہے جسمین سوائے دجل اور مکر اور فریب کے اور کچھ بھی نہیں پس جسطرح جنگ مقدس مین ایک نمونہ و مظہر دجال کا یعنی آتھم عالم شہادت مین باب لد کے پاس جو ڈاکٹر مارٹن کلارک اوسکا ہی مظہر ہے مسیح موعود کی دعا سے مقتول ہوا اسطرح تمام مذہب باطلہ صلیبیہ پرستی کا جو اصلی دجال ہے باب لد کے نزدیک جو قوم پادریان ہے مسیح موعود کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو جاویگا گویا جنگ مقدس ایک فوٹو عالم شہادت مین کھینچا گیا ہے واسطے اوس ہلاکت دجال کے یعنی مذہب صلیبی کے۔ جو آئندہ اسکے لئے مسیح موعود کے ہاتھ سے مقدر ہے پس اس حدیث کے سمجھنے کے واسطے یہ امور خوب یاد رکھنے چاہئین کہ دجال تو مذہب صلیبی کا مجموعہ ہے اور قتل اسکا بالاخر ہلاک ہو جانا بھی مسیح موعود کے ہاتھ سے اور باب لد قوم پادریان ہے جن کے پاس سوائے جھگڑے بے سود اور مکر و فریب کے اور کچھ بھی نہین اور جنگ مقدس عالم شہادت مین ایک نمونہ قائم کیا گیا ہے واسطے آئندہ فتوح اسلام کے اور لطف یہ ہے کہ خود مخالفین کی طرف سے اس اول مناظرہ کا نام جنگ مقدس اللہ تعالیٰ نے رکھوایا ہے کیونکہ اس مین ایک نمونہ اور مظہر دجال کا دعائے مسیح موعود سے مقتول ہوا ہے اور چونکہ یہ اسلام کی جنگ آخری ہے مذہب صلیبی کے ساتھ لہذا بحکم پیشگوئی مخبر صادق کے جو یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر ہے اس مقابلہ مین مذہب صلیبی کا خاتمہ ہو کر مذہب صلیبی نیست و نابود یعنی ہلاک ہو جاویگا کما قال تعالیٰ **لیہلک من ہلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ** لہذا بخدمت مبارک اہل اسلام کے نہایت انکسار کے ساتھ عرض ہے کہ اس جنگ مین اب صاحبان عیسائیون کے ساتھ شریک نہوین اور انکی تائید نکرین ورنہ آپ جانتے ہین کہ گیہون کیساتھ گھن بھی پس جایا کرتا ہے اور آپ اپنے اس شعر مذکورہ سوال کی اصلاح اسطرح پر فرمایئے ؎

قادیان چون مہبط وحی خداست
باب لدہم جانب شرقی بجاست

باقی آئندہ

کتبہ سید محمد احسن عفی عنہ امروہی

محررہ ۵ جون سنہ ۱۹۰۲ء

سوال ششم - روایات مین جو علامتین مسیح موعود کی بیان ہوئی ہین۔ وہ تو وہی ہین جنکی وجہ سے آپ مسلمانونکو مسیح پرست فرماتے ہین یعنی وہ روایات بھی صحیح نہیں ہو سکتین جن کی وجہ سے آپ مسیح موعود ہو سکیں؟

الجواب یہ صرف آپکا خیال ہے کوئی روایت صحیحہ ایسی نہیں جس سے مسیح پرستی لازم آتی ہو اور اگر کوئی روایت ضعیف موضوع ایسی ہو تو وہ مردود ہے کیونکہ ہم یہ براہین قاطعہ اپنے رسائل مین ثابت کر چکے ہین کہ مسیح اسرائیلی کا رفع جسمانی علی السماء باطل ہے اور پھر وہان پر اس قدر

اس قدر مدت دراز دو ہزار برس سکونت جسمانی بلا اکل و شرب کے باطل ہے اور پھر اس کا نزول جسمانی حسب زعم مخالفین بھی باطل ہے ہاں روایات صحیحہ سے صرف اس قدر ثابت ہے کہ اس امت میں سے ایک امام و مجدد بنام مسیح موعود دنیا میں نزول اجلال فرمائیگا اور اس کے ہاتھ کسر صلیب یعنی اہلاک مذہب صلیبی اور نیز ابطال جملہ مذاہب باطلہ کا ہو جاویگا وغیرہ وغیرہ دیکھو ہماری رسائل کو پس ان تمام روایات سے مسیح پرستی باطل ہو جاویگی نہ یہ کہ مسیح پرستی اور بڑھ جاوے ہاں مخالفین کے خیالات کے بموجب ضرور مذہب صلیب پرستی کی ترقی لازم آتی ہے واللازم باطل فالملزوم مثلہ

سوال ہفتم احادیث کی تحقیق و تنقید کے قواعد جو فقہا اور محدثین نے مقرر کئے ہین ان کو آپ اور آپکے مریدین تسلیم نہیں کرتے اب ہمکو مشکل معلوم ہوتی ہے کہ کس روایت کو صحیح جانین اور کسکو غلط کس کو ظاہر پر محمول کرین اور کسمین تاویل کرین آپ ہی کوئی قاعدہ کلیہ بیان فرما دین جس سے ثابت ہو کہ فلان روایت صحیح ہے اور اس مین ہماری بشارت موجود ہے اور فلان موضوع یا ضعیف ہے جو واجب الترک ہے *

الجواب جو قواعد اور اصول فقہا و محدثین نے درباره تحقیق و تنقید احادیث و حمل علی ظاہرہ یا حمل علی تاویلہ کتب معتبرہ مین لکھے ہین اور ان پر فقہا اور محدثین کا اجماع بھی ہے ہم ان کو تسلیم کرتے ہین مگر چونکہ ان علوم سے ہر ایک شخص واقفیت نہیں رکھتا لہذا حضرت امام ہمام انہیں احادیث و روایات کی نسبت جو مرحب ان علوم کے واجب الترک او رمردود ہین ارشاد فرماتے ہین کہ ان احادیث یا روایات کو ترک کر دو لیکن جو لوگ کہ اس جماعت احمدیہ کے علما ہین وہ ان تمام اصول متفقہ کی رعایت کر کر روایات و احادیث کو بموجب حکم انہیں اصول مسلمہ کی اخذ یا ترک کرتے ہین اگر آپکو باور نہو تو آپ کوئی حدیث پیش کر دیکھیں ہم اسکو بموجب اصول اور قواعد محدثین ہی کے اور نیز علم اصول فقہ کے بموجب یا تو اخذ کر لیوینگے یا اسے ان کے حکم سے ترک کر دیوینگے اور ہم ہرگز ان اصول متفقہ سے باہر نجاوینگے ہاں نفوس قدسیہ کو جو کہ مامور من اللہ ہوتے ہین اور علم لدنی انکو دیا جاتا ہے ان کو اس اصول کی کچھ حاجت بھی نہیں ہوتی۔ انکی نفوس قدسیہ غلطی کو ایسا پھینک دیتی ہین جیسا معدہ صحیحہ مکھی کو کما ثبت فی محلہ۔ مثلا عجم کے لئے لسان عرب کی تحصیل بغیر علوم آلیہ کے دشوار ہے لیکن اہل لسان کو علوم آلیہ کی بھی چندان ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہ تو ان کی مادری زبان ہے۔ یہ تو ہمارا مسلک ہے بخلاف مخالفین کے کہ انہوں نے تمام اصولوں کو ہمارے مقابلہ مین ترک کر دیا ہے مثلاً اصول فقہ مین یہ مسئلہ ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ ادلہ شرعیہ مین سب سے مقدم کتاب اللہ ہے اور اس مسئلہ پر اصولیین کا اتفاق ہے لیکن مخالفین نے اس اصل موصل کو بالکل ترک کر دیا ہے حضرت عیسیٰ کی وفات مین ہم نصوص قرآنیہ پیش کرتے ہین اور روایات ضعیفہ کو ان کے مقابلہ مین ترک معہذا مخالفین بمقابلہ نصوص قرآنیہ کے روایات ضعیفہ موضوعہ کے ساتھ تمسک کر رہے ہین اور نصوص قرآنیہ کو پس پشت ڈالدیا ہے ونعوذ باللہ منہ یہی فعل تو یہود کا تھا قال اللہ تعالےٰ واذا اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظہورہم واشتروا بہ ثمنا قلیلاً فبئس ما یشترون۔ علی ہذالقیاس یہ قاعدہ بھی علم اصول حدیث مین متفق علیہا ہے کہ در صورت تعارض احادیث کے صحیح غیر صحیح پر مقدم ہوگی اور صحیح غیر صحیح پر اور حسن ضعیف وغیرہ وغیرہ پر۔ مخالفین نے ہماری مقابلہ مین اس اصل موصل متفق علیہ کو بھی متروک کر دیا ہے۔ ہان البتہ اگر کوئی اصل اصول حدیث سے یا اصول فقہ سے ایسا بھی ہو جسمین خود آئمہ سلف کا اختلاف ہو تو ہم اس اصل کو اخذ کرینگے جسکو مسیح موعود اور مہدی معہود موافق بکتاب اللہ تصور فرما دینگے کیونکہ اس حکم عدل کا بڑا فرض منصب ایک یہ ہے کہ

بین الاختلافات فیصلہ کرے کیونکہ وہ منجانب حکم عدل ہو کر آیا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی شخص جب ہی حکم ہو سکتا ہے کہ صور اختلافیہ مین قوی اور صحیح کو اخذ کر ضعیف اور غلط کو ترک کرا دیوے بلکہ تمام مومنین کے لئے اس اصول کا اتباع کرنا ضروری ہے کما قال اللہ تعالےٰ **فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہداہم اللہ واولئک ہم اولوا الالباب** پھر مکرر عرض ہے کہ آپ امتحانا کوئی حدیث ہمارے روبرو پیش کر دیکھیں ہم اس کے اعمال یا اہمال مین اس اصول سے باہر ہرگز ہرگز نجاوینگے یعنی یا تو اس حدیث کو موجب اصول موصلہ و متفقہ محدثین و فقہا کے اخذ کرینگے یا حسب الحکم انہیں اصول موصلہ کے ترک کر دیوینگے ہان یہ ہم سے نہین ہو سکتا کہ احادیث متعارضہ مین نہ توفیق و تطبیق کرین اور نہ بموجب اصول محدثین و فقہا کے اعمال اور اہمال کو کام مین لاوین اور دین اسلام کو نعوذ باللہ مجموعہ متناقضات کا گردا ندیوین۔ پس یہ آپکی بڑی غلطی ہے کہ اس طریقہ واجبۃ الاتباع کو جو توفیق بین الادلہ یا تعادل و ترجیح ہر یا موجب اصول موصلہ کے اعمال یا اہمال ہے اس کو مصداق **افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض** کا گردانتے ہین کیونکہ یہ تو اتباع احسن الاقوال ہے اور جیسا کہ احادیث مین اختلاف ہے وہ اختلاف قرآن مجید مین ہرگز ہرگز نہیں ہے کیونکہ احادیث بعد آنحضرت صلعم کے ایک مدت دراز کے

لکھی گئی ہین جسکے سبب سے کچھہ راویون کا فہم اور کچھہ خاص راویون کے الفاظ بھی داخل ہو گئے ہین اور پھر موضوع اور غیر موضوع کی بحث اسپر علاوہ ہے +

سوال ہشتم - اگر صرف قرآن مجید ہی پر سب مسائل کا دار و مدار ہے تو پھر آپ کی مجددیت اور مہدویت اور مسیح ہونیکا کیا ثبوت ہے۔ قرآن مین کسیکے آنیکا ذکر نہین اور نہ ابھی کسیکے آنے کی ضرورت ہے۔

الجواب* - ایحضرت قرآن مین تو سب کچھہ موجود ہے کما قال تعالٰے **وانزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی** وغیر ذالک من الایات الکثیرہ - ہان بالضرور افہام عوام تمام مسائل اور حقائق دقائق قرآنی کے استخراج پر قرآن مجید سے قادر نہیں ہو سکتے لہذا یہ ضرورت داعی ہوئی کہ قرن اول آنحضرت صلعم مین جن احکام غیر مروجہ کی ضرورت پڑی ان کو قرآن مجید کستے خود حضرت صلعم نے استنباط فرماکر نافذ فرمایا اور یہی فہم رسول مقبول صلعم کا حدیث کہلاتی ہے اور بعد آنحضرت صلعم کے خلفائے راشدین اور ائمہ مجتہدین نے نوازل جدیدہ کی احکام استنباط کئے حتی کہ نوبت خاتم الخلفاء یعنی مہدی معہود اور مسیح موعود کی پہونچی اس خاتم الخلفاء اور ائمہ مجتہدین مین فرق یہ ہے کہ یہ مجدد **حکم عدل من جانب اللہ** ہے اور کاسر صلیب اور قاتل خنزیر ہونیکی اسکو خصوصیت حاصل ہے اور پہلے اکابر کو یہ مراتب مرحمت نہیں ہوئے اسی لئے اس الہامات اس قدر کثرت سے ہوئے کہ سابقین مین سے کسیکے اس قدر الہامات کا نشان تک نہین ملتا اور یہی سر ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسکا نام نبی اللہ رکہا ہے لہذا اس مجدد کا مرتبہ تمام مجتہدین سابقین اور مجددین ماضین سے کہیں بڑہکر ہے کیونکہ اس کے دعوے پر نشانات ارضی و سماوی شہادت دے رہے ہین پھر اس کا الہام یا اوس کا فیصلہ واجب القبول نہ سمجھا جاویگا جس کے لئے مدت ۲۵ سال سے یہ الہام شائع ہوچکا ہے **کل برکۃ من محمد صلعم فتبارک من علم و تعلم** اور آپ جو کہتے ہین کہ ابھی کسی کے آنیکی ضرورت نہین اقول العجب وما ادراک ما العجب ایحضرت تمام دنیا مین مذاہب باطلہ مخالفۂ اسلام خصوصًا مذہب صلیبی کا ظہور و شیوع بڑے زور و شور سے ہو رہا ہے اور پھر اس پر علاوہ یہ کہ تمام ادیان باطلہ اسلام پر سخت حملجات کر رہے ہین کہ لاکہون اہل اسلام ان کے حملون سے مرتد عن الاسلام ہو گئے دین اسلام اور قرآن مجید برائے نام باقی رہ گیا ہے۔ پھر تمام دنیا مین فسق و فجور شرک و بدعات عالمگیر ہوگیا ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ ہو رہا ہے۔ خود باہم اہل اسلام مین ایسا اختلاف ہے کہ ایکدوسرے کو کافر سمجہہ رہا ہے۔ راس صدی گذر گیا بلکہ صدی سے ۲۰ برس منقضی ہو گئے۔ دین اسلام ان امراض عالمگیر سے ایسا ضعیف و نزار ہوگیا کہ قریب جان بلب ہونیکے پہونچ گیا ہے۔ اگر اب بھی کوئی مسیحا نفس نہ آوے تو پھر وعدہ **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون** کیا نعوذ باللہ باطل ہو جاویگا۔ بقول خسرو ؎

پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

چنانچہ ایک اخبار مین دیکہا گیا کہ ۲۹ لاکھ اہل اسلام اپنے دین سے مرتد ہوچکے ہین اور نیز کیا یہ وعدہ **ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا** لغو اور باطل ہو جاویگا و نعوذ باللہ منہ اگر ایسی حالت نازک مین بھی مہدی اور مسیح موعود نہ آئے تو پھر وہ آکر کیا کرینگے ؎

کس مرض کی ہین دوا یہ لب جان بخش ترے
جان بلب ہین ترے آزار محبت والے
ہم مرگئے تو آئے ہماری مزار پر
پتھر پڑین صنم ترے ایسے پیار پر

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ایک مجدد عظیم الشان کو بلا رہے ہین۔ آسمانی اور زمینی نشانات جو مخبر صادق نے فرمائی تہین وہ سب واقع ہوئین مکاشفات اولیا و علماء اس صدی چہاردہم کے واسطے نزول مسیح کے باآواز بلند ندا کر رہے ہین کہ مسیح کا آنا ضروری ہے مگر آپ فرماتے ہین کہ ابھی کسی کے آنے کی ضرورت ہے نہین۔ ان ہذا لشئی عجاب +

سوال نہم کا جواب اسی جواب مین گیا **فلا نعیدو ایا مزہ اخری**

سوال دہم۔ اگر عیسائیون سے مباحثہ کرنے پر آپ کو فخر ہے تو یہ خدمت بھی مولوی رحمت اللہ صاحب اور حافظ ولی اللہ صاحب نے کچھہ کم نہین کی پھر آپکی تخصیص مسیح ہونے کے لئے کہان باقی رہی

الجواب اے حضرت۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک کجا ہر دو صاحبون کی مباحثات اور کجا یکسر الصلیب اور یقتل الخنزیر اور یقتل الدجال جسکو مخبر صادق نے مخصوص ساتھ مسیح موعود کے کیا ہے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے جب ابن صیاد کو دجال تصور فرماکر ارادہ قتل کا کیا تو آنحضرت صلعم نے ان کو قتل سے منع فرمایا اور قتل اس کا مخصوص تھا مسیح موعود کے کیا پھر مولوی رحمت اللہ اور حافظ ولی صاحب کس شمار مین ہین پھر ہم یہ بھی کہتے ہین کہ انہون نے جو کچھہ اپنے وقت مین کیا اچھا کیا۔ کیونکہ حدیث مسلم مین آچکا ہے **وان یخرج و انا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرا حجیج نفسہ واللہ خلیفتی علی کل** مسلم الحدیث پھر اسی حدیث کے آگے صفات جلیلہ مسیح موعود کی بیان کی گئین ہین۔ جیسا کہ تحذیر المومنین مین ہمنے شرح اس حدیث کی مفصلاً بیان کی ہے پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ان لوگون نے مسیح موعود سے کچھہ کم نہیں کیا اب واسطے اظہار حقیقت الحال شان مسیح موعود کے ہم آپسے صرف سوال کرتے ہین آپ اس کا جواب ان دونون صاحبون کی کتابون سے استخراج کر دیجئے اگر جواب اس کا شافی ان کی کتابون سے ملگیا تو تو بہتر اور نہ پھر یہ قول آپکا صحیح

---

* قرآن کریم کے متعدد مقامات مین بصراحت مسیح موعود کی ... خبر ہے غور کرو محمدی اور موسوی سلسلہ کی مماثلت مین انا ارسلنا الیکم رسولا الخ ....

نہ ہیگا + **سوال** یہ ہے کہ حضرت عیسٰی ع بموجب مذہب مسلمانون کے تخمیناً دو ہزار برس سے بجسدہ العنصری دوسرے یا چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہین نہ تو وہ بیمار ہوتے ہین اور نہ کسی طرح کا تغیر اُنکے جسم مین آتا ہے آدم سے لیکر قیامت تک یہ مرتبہ کسی بشر کو حاصل نہیں ہوا کہ اس کو کہانے پینے کی کچھ حاجت ہزارون برس تک نہوئی اور نہ کسی طرح کا تغیر اوس کے جسم مین آیا ہو **الان کما کان** کے مصداق ہین اور **لایزول ولا یحول** بھی اونکی شان ہے جو صفات الوہیت سے ہے حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ صفت عنایت نہیں ہوئی پھر ان سب کے علاوہ یہ کہ اکثر پرندون کے وہ خالق بھی ہین وغیرہ وغیرہ لہذا یا تو وہ خدا ہین یا خدا کے بیٹے ہین توحید اسلام پر بعد اون کی رفع جسمانی کے ہزارون آفتین آئین اور برعکس اس کے صلیبی مذہب جو انکو خدا قرار دے رہا ہے۔ تمام دنیا مین پھیل گیا اگر ان کو بشر طیکہ رسول اللہ ہوتے اور توحید اسلام کا کچھ خیال ہوتا تو بحکم **لتومنن بہ ولتنصرنہ** کے جو آیت میثاق مین موجود ہے وہ ضرور بالضرور اوتر آتے اور نصرت اسلام کی کرتے۔ چونکہ وہ خود خدا یا خدا کے بیٹے ہین لہذا اونھون نے اپنی پرستش کرنیوالون اور ربنا ایح ربنا المسیح کہنے والون کو تمام دنیا کی سلطنت دے رکھی ہے۔ پھر مسلمانون کو اون کی الوہیت اور یا ادنی درجہ ابن اللہ ہونے مین کیا شک ہے پس جبکہ اسلام بھی مذہب عیسائیونکی بشرح بیان صدر تائید ہی کر رہا ہے تو پھر مذہب صلیبی ہی سچا ہے وغیرہ وغیرہ اس سوال کا جواب مولوی رحمت اللہ علیہ رحمتہ اللہ وغیرہ کی کتابون سے دیا گیا یہ سوال متعلق الوہیت کے ہوا اور دوسرا سوال متعلق نبوت کے کیا جاتا ہے

سوال دوم۔ اگر ہم ان کو بشر بھی تسلیم کر لیوین تو مسلمانون کے رسول صلعم کو اون پر کونسی فضیلت حاصل ہے کیونکہ وقت ہجرت بلکہ وقت ولادة سے لیکر طرح طرح کے مصائب آخیر عمر تک اون پر وارد ہوئین اور بالآخر مثل دیگر انسانون کے مرض مہلک سے وفات پاکر زمین کے نیچے دفن ہو گئے بخلاف حضرت عیسٰی کے کہ جب مخالفین نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو بلا کسی تکلیف کے ایک کوٹھری کی چھت مین اپنی اعجاز اقتداری سے کھڑکی بناکر جھٹ آسمان پر چڑھ گئے اور بصفات خدائی متصف ہوکر بعیش و آرام آسمان پر بیٹھے ہوئے ہین۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کے قتل کے لئے جب مخالفین نے ارادہ کیا تو مکہ معظمہ سے بہزار دشواری بھاگ کر ایک غار تنگ و تاریک یعنی غار ثور مین جاکر پناہ لی اور طرح طرح کے مصائب اور تکالیف اوٹھا کر مدینہ منورہ پہونچے اور وہان پر بھی چین سے نہ بیٹھنے پائے۔ پھر اُمت ان کی ایسی نالائق کہ انمین سے کوئی مسیح ثانی بھی نہین ہو سکتا ہے جب وہ خود ہی بڑی شان و شوکت کے ساتھ آسمان سے نزول اجلال فرماوینگے تب کچھ اصلاح دین اسلام کی ہوگی مگر مین کہتا ہون کہ اس صورت مین بھی جو فساد پہلے سوال مین لازم آتا ہے۔ ہمان اسی درکا سے یہان پر بھی موجود ہے کیونکہ پادری صاحبان کو اس وقت بڑا موقعہ ملیگا تمام مولویان اسلام کی گردن پکڑ کر الزام دوینگے کہ کیون مولویو ہم کیا کہتے تھے کہ عیسٰی خدا کا بیٹا ہے اب تو کہو کہ کیا یہ شان خدا کے بیٹے کے نزول کی ہے یا کسی اور کی اگر کوئی رسول یا نبی اس شان سے آسمان سے نازل ہوا ہو تو بتلاؤ دیکھو تمہاری ہی حدیثون سے ثابت ہے کہ آخر شب مین اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول اجلال فرمایا کرتا ہے مگر جو اس کا بیٹا ہے اُس نے آخری دنون مین اپنا نزول زمین پر فرمایا اب کہو کہ مذہب عیسائی سچا ہے یا جنکو تم خاتم النبیین مان رہے ہو اس کا دعوی ختمیت سچا ہے پس اب تم کو ضرور چاہیے کہ بموجب آیت **وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل یوم القیامة** کے حضرت عیسٰی ہی پر ایمان لاؤ اور اب وہ آیت یعنی **لتکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیداً** دیکھنا چاہیے کہ مولوی صاحبان پادریون کے اس سوال کا جواب کیا دیوینگے یا سب کے سب اپنی گردنین جھکا کر کہینگے کہ ہان بھائیون تم ہی سچے نکلے ہان یہان پر مجھے قصہ بشپ صاحب لاہور کا بھی یاد آگیا کہ اس نے لاہور مین مسئلہ زندہ رسول وغیرہ مسائل مین مولوی صاحبان سے گفتگو کرنا چاہی تھی۔ لاہور مین بھی کوئی مولوی اس کا مقابلہ نہ کر سکا تھا تو پھر جبکہ خود عیسٰی آسمان سے بشوکت و جلال تمام فرشتون کے کندھون پر سوار اُترا وین گے تو پھر بشپ صاحب لاہور اور لاٹ پادری کلکتہ اور لنڈن وغیرہ کے جمع ہوکر مولویون سے کہینگے کہ اب لاؤ کتابین۔ مولوی رحمت اللہ اور ولی اللہ صاحب کی ہار کر مقابلہ مین کہ ہم سچے ہین یا وہ سچے تھے اب تو سب مولوی صاحبان بچارے خاموش اور دم بخود ہو جاوین گے کیا جواب دے سکین گے۔ شاید کسیکو کچھ توفیق رفیق ہو جاوے تو جسطرح پر ایک رجل احمدی صادق حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے بوقت مقابلہ بشپ صاحب لاہور

نمبر ۲۳ — دار الامن و الامان قادیان ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۲ء — جلد ۶

فہرست مضامین

دارالامان کا ہفتہ

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ السلام مع اہلبیت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں اور خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور روحانی برکات اور جسمانی فوائد کے لیے ہر وقت کوشاں۔

(۱) حضرت حجۃ علیہ السلام آج کل جدید دو رسالہ لکھ رہے ہیں جو طبع ہونا بھی شروع ہو گیا ہے اس رسالہ کا نام مبارک نزول المسیح ہے یہ رسالہ وہی اشتہار موعود و مذکور ہے جسکا ذکر کسی گذشتہ اشاعت الحکم میں اور نیز دافع البلاء رسالہ میں وعدہ دیا گیا تھا۔

(۲) حضرت حکیم الامت اور مولوی عبدالکریم صاحب بھی خدا کے فضل سے تندرست ہیں۔ مولوی صاحب کی زیر دست اور مشہور کتاب

خلافت راشدہ

کا دیباچہ طبع ہو رہا ہے ایک عشرہ تک اشاعت کی اُمید کی جاتی ہے

(۳) مولانا مولوی حضرت سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی آج کل امروہہ میں ہیں

معذرت

جون کے مہینہ میں الحکم کی باقاعدہ اشاعت میں جو بے ترتیبی دفتر الحکم کی تعمیر کے متعلق میری مصروفیت کی وجہ سے ہوئی ہے اسنے الحکم کے سرپرستوں کو اضطراب میں ڈال دیا ہے جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ وہ الحکم کو کسی قدر عزیز رکھتے ہیں۔ جو کچھ تعویق اور توقف ہوا ہے اسکی وجہ دفتر الحکم ہی کا سوال ہے جیسا کہ پہلے اطلاع دی جا چکی ہے جولائی کی ابتدائی تاریخوں میں دفتر بدل دیا جاتا ہے۔ اور امید ہے ۱۰ جولائی سے انشاء اللہ باقاعدہ اشاعت کا سوال حل کر دیا جاتا ہے۔ امید ہے ناظرین میری پہلی مصروفیت کی وجہ سے معذور رکھینگے۔

کلماتِ طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلیے دیکھو گذشتہ اشاعت

انھوں نے بڑے بڑے منصوبے کیے خون تک کے مقدمے بنوائے مگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو باتیں ہوتی ہیں وہ ضائع نہیں ہوسکتیں ۔ میں تحقیق سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اگر انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں کا نتیجہ ہوتا تو انسانی تدابیر اور انسانی مقابلے اب تک اسکو نیست و نابود کر چکے ہوتے انسانی منصوبوں کے سامنے اسکا بڑھنا اور ترقی کرنا ہی اس کے خدا کیطرف سے ہونے کا ثبوت ہے ۔ پس جسقدر تم اپنی **قوتِ یقین** کو بڑھاؤگے اُسی قدر دل روشن ہوگا ۔

قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی نا اُمید نہ ہو مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالےٰ سے مایوس ہوجاتے ہیں ہمارا خدا **علیٰ کلّ شیءٍ قدیر** خدا ہے ۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اسکا مطلب بھی سمجھلو + اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھکر نہ پڑھو بلکہ اسکو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھکر پڑھو + نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ۔ البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بیشک ادا کرو ۔ اور خدا تعالےٰ سے مانگو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی ۔ آجکل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں نماز تو بہت جلد جلد مرغ کیطرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کے لیے بیٹھے رہتے ہیں نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہوسکتا ہے ۔ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اسکو اپنا حال عرض کرنے کا موقع بھی ہو لیکن وہ اُسوقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے ۔ اسے کیا فائدہ ۔ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے + تمکو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کر لیا کرو اور پورے **آداب الدعا** کو ملحوظ رکھو ۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کے شروع ہی میں دعا سکھائی ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی دعا کے آداب بھی بتا دیے ہیں ۔ سورہ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے اور یہ دعا ہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل دعا نماز ہی میں ہوتی ہے + چنانچہ اس دعا کو اللہ تعالےٰ نے یوں سکھایا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الیٰ آخرہ

یعنی دعا سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کی جاوے + جس سے اللہ تعالیٰ کے لیے روح میں ایک جوش اور محبت پیدا ہو + اس لیے فرمایا **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں **رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** سب کو پیدا کرنے والا اور پالنے والا **اَلرَّحْمٰن** جو بلا عمل اور بن مانگے دینے والا ہے **اَلرَّحِیْم** پھر عمل پر بھی بدلا دیتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دیتا ہے **مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ** ہر بدلا اُسی کے ہاتھ میں ہے نیکی بدی سب کچھ اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہے ۔ پورا اور کامل موحد تب ہی ہوتا ہے جب اللہ تعالےٰ کو **مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ** تسلیم کرتا ہے + دیکھو حکام کے سامنے جا کر ان کو سب کچھ تسلیم کر لینا یہ گناہ ہے اور اس سے شرک لازم آتا ہے اس لحاظ سے کہ اللہ تعالےٰ نے انکو حاکم بنایا ہے انکی اطاعت ضروری ہے ۔ مگر انکو خدا ہرگز نہ بناؤ **انسان کا حق انسان** کو اور **خدا تعالےٰ کا حق خدا تعالیٰ** کو دو پھر یہ کہو

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ الخ

ہمکو سیدھی راہ دکھا یعنی اُن لوگوں کی راہ جنپر تونے انعام کیے اور وہ **نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین** کا گروہ ہے اس دعا میں ان تمام گروہوں کے فضل و انعام کو مانگا گیا ہے ۔ اُن لوگوں کی راہ سے بچا جنپر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہوے ۔ غرض یہ مختصر طور پر سورہ فاتحہ کا ترجمہ ہے اسی طرح سمجھ سمجھ کر ساری نماز کا ترجمہ پڑھ لو ۔ اور پھر اسی مطلب کو سمجھکر نماز پڑھو ۔ طرح طرح کے حرف رٹ لینے سے کچھ فائدہ نہیں + یہ یقیناً سمجھو کہ آدمی میں سچی توحید آہی نہیں سکتی جب تک وہ نماز کو طوطے کیطرح پڑھتا ہے روح پر وہ اثر نہیں پڑتا اور ٹھوکر نہیں لگتی جو اسکو کمال کے درجہ تک پہونچاتی ہے ۔ عقیدہ بھی یہی رکھو کہ خدا تعالےٰ کا کوئی ثانی اور نِدّ نہیں ہے اور اپنی عمل سے بھی یہی ثابت کر کے دکھاؤ ۔

خدا تعالےٰ کی دو زبردست گواہیاں ہر بات میں ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے

ہوتی ... ہیں اول گواہی اس کی کتاب کی ہے جو قرآن شریف ہے قرآن شریف میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح اور سچ ہے اور ہم ایمان لاتے اور یقین کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالے کی طرف سے ہے پس اسکے بعد اور دوسری گواہی اس کے کام کی ہے زمین و آسمان اپنی شہادتوں سے اسکی سچائی کو ثابت کرتے ہیں + اللہ تعالے نے اس سلسلہ کو جو قائم کیا ہے اور مجھے جو پیدا کیا ہے تو اسمیں بھی ان دونوں گواہیوں کو ساتھ رکھا ہے۔

اول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے کا بڑی صفائی کے ساتھ قرآن شریف میں ذکر کیا اور ۳۰ آیتوں میں کھول کھول کر اسکی موت بیان کی۔

دوم قرآن شریف نے یہ بھی تعلیم دی کہ حقیقی مردے کبھی واپس نہیں آسکتے۔

سوم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ ٹھیرا کر یہ تعلیم دی کہ جس طرح سلسلہ موسوی میں رسول آتے رہے محمدی سلسلہ میں بھی اسکا نمونہ اور نظیر ہوگی گویا اس سلسلہ کا خاتم الخلفا موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفا کے نام پر مسیح کے نام سے آئے گا۔

چنانچہ ان وعدوں کے موافق جب خدا نے مجھے **مسیح موعود** بنا کر بھیجا تو میری تائید میں زمین اور آسمان نے بھی اپنی شہادت کو ادا کر دیا۔

یعنی زمین کی حالت بجائے خود ایسی ہوگئی کہ وہ پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ خدا کا **مامور** اور **مصلح** اسوقت آئے وہ ہر قسم کے فساد سے لبریز ہوگئی تھی اسلام پر خطرناک حملے شروع ہوچکے تھے آسمان نے اپنے نشانوں سے میری شہادت دی چنانچہ جسطرح پر پہلے کہا گیا تھا اسی طرح اپنے وقت پر کسوف و خسوف ہوگیا + زمین کے دوسرے نشانات میں سے **طاعون** بھی ایک بڑا نشان ہے غرض جو کچھ تسلی کے لیے ضروری تھا وہ خدا نے سب پیدا کر دیا۔ اگر کسیکو خبر نہیں تو اُسے چاہیئے کہ ان کتابوں کو جو ہمنے لکھی ہیں پڑھے یا سُنے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے نشانات کو وقت پر پورا کیا ہے بغیر علم کے انسان اندھا ہوتا ہے اور جہالت ایک موت ہے پس اس نابینائی اور موت سے بچنا چاہیئے خدا کے نشانات سمندر کی طرح بہ رہے ہیں۔ ایک زبردست اور کھلا کھلا نشان **طاعون** کا ہے جو خدا تعالیٰ نے طعنہ کرنے والوں اور سفیہوں کے لیے رکھا ہوا تھا وہ بھی پورا ہوگیا میں سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اسوقت **غضب** میں ہے۔ اسکی باتوں پر ہنسی کی گئی اسکے نشانوں کو ذلیل قرار دیا گیا اس لیے خدا کے قہر کے دن آگئے اب دیکھو گے کہ وہ کیا کرے گا اب وہ وقت آیا ہے کہ یہ

الہام پورا ہورہا ہے دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔

اس لیے اب وہ وقت ہے کہ نیک بخت کو بھی ڈرنا چاہیئے کیونکہ خدا بے نیاز ہے موت کو یاد رکھو کہ یہ دن خدا کے غضب کے ہیں نمازوں پر پکے ہو جاؤ تہجد پڑھو اور عورتوں کو بھی نماز کی تاکید کرو۔

غرض یہہ **طاعون** خدا کا قہر ہے عقلمند وہی ہے جو ہوا پہچان لے + اور خدا کی باتوں پر صدق دل سے ایمان لے آئے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ جو اسوقت عذاب دے رہا ہے وہ ایک خاص کام کے لیے عذاب دے رہا ہے۔ ہمارے سلسلہ کی بابت مولویوں صوفیوں یا سجادہ نشینوں سے بات کرو تو وہ پہلے ہی گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں اب دیکھلو کہ خدا تعالیٰ کا صبر کتنا بڑا صبر ہے کہ ہزار برس سے اوپر ہونیکو آیا کہ خدا کے پاک نبیوں اور راست بازوں اور برگزیدوں کو گالیاں دیجاتی ہیں اور انکی بیحرمتی اور ذلت کے لیے ہر قسم کے وسائل اختیار کیے جاتے ہیں آخر اس نے ان سب نبیوں اور خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کو قائم کرنے کے لیے سلسلہ قائم کیا اور جب سے یہ قائم ہوا ہم سے کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا جو پہلے راست بازوں کے ساتھ ہوا تھا + مگر آخر خدا تعالیٰ نے ان حد سے بڑھے ہوئے بیباکوں اور شوخ چشموں کا علاج کرنا چاہا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ بہت حلیم ہے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ جب پکڑتا ہے تو سخت پکڑتا ہے۔ کیا سچ کہا ہے۔ **شعر**

ہان مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں + ایک تو وہ سعید الفطرت ہوتے ہیں جو پہلے ہی مان لیتے ہیں یہ لوگ بڑے ہی دور اندیش اور باریک بین ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور ایک بیوقوف ہوتے ہیں جب سر پر آپڑتی ہے تب کچھ چونکتے ہیں اس لیے تم اس سے پہلے کہ خدا کا غضب آجاوے **دعا کرو** اور اپنے آپ کو خدا کی پناہ اور حفاظت میں دیدو۔ دعا اسوقت قبول ہوتی ہے جب دل میں درد اور رقت پیدا ہو اور مصائب اور غضب الٰہی دور ہو + لیکن جب بلا سر پر آئی بے شک اُسوقت بھی ایک درد پیدا ہوتا ہے مگر وہ درد قبولیت دعا کا جذب اپنے اندر نہیں رکھتا یقیناً سمجھو کہ اگر مصیبت سے پہلے اپنے دلوں کو گداز کرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور اپنی اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے گریہ و بکا کرو گے تو تمھارے خاندان اور تمھارے بچے طاعون کے

عذاب سے بچائے جائیں گے۔ اگر دنیا داروں کی طرح رہو گے تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کہ تم نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے تاکہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو۔ بیعت اگر دل سے نہیں تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔ **میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔** پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اُس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ تب فرشتے اُسکی حفاظت کرتے ہیں ایک گاؤں میں اگر ایک آدمی نیک ہو تو اللہ تعالیٰ تو اُس نیک کی رعایت اور خاطر سے اُس گاؤں کو تباہی سے محفوظ کر لیتا ہے لیکن جب تباہی آتی ہے تو پھر سب پر پڑتی ہے مگر پھر بھی وہ اپنے بندوں کو کسی نہ کسی نہج سے بچا لیتا ہے۔ سنت اللہ یہی ہے کہ اگر ایک بھی نیک ہو تو اُس کے لیے دوسرے بھی بچائے جاتے ہیں۔

جیسی حضرت ابراہیم کا قصہ ہے کہ جب لوط کی قوم تباہ ہونے لگی تو انہوں نے کہا کہ اگر سو میں ایک بھی نیک ہو تو کیا تباہ کر دیگا کہا نہیں آخر ایک تک بھی نہیں کرونگا فرمایا لیکن جب بالکل حد ہی ہو جاتی ہے تو پھر **لا یخاف عقبٰہا** خدا کی شان ہوتی ہے پلیدوں کے عذاب پر وہ پرواہ نہیں کرتا کہ اُنکی بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا اور صادقوں اور راستبازوں کے لیے **کان ابوھما صالحا** کی رعایت کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ اور خضر کو حکم ہوا تھا کہ ان بچوں کی دیوار بنا دو اس لیے کہ ان کا باپ نیکبخت تھا اور اُسکی نیکبختی کی خدا نے ایسی قدر کی کہ پیغمبر اُس کے مزدور ہوئے۔ غرض ایسا تو رحیم کریم ہے لیکن اگر کوئی شرارت کرے

اور زیادتی کرے تو پھر بہت بُری طرح پکڑتا ہے۔ وہ ایسا غیور ہے کہ اُسکے غضب کو دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہے دیکھو لوط کی بستی کو کیسے تباہ کر ڈالا۔

اسوقت بھی دنیا کی حالت ایسی ہی ہو رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لائی ہے تم بہت اچھے وقت آ گئے ہو اب بہتر اور مناسب یہی ہے کہ تم اپنے آپکو بدلا لو۔ اپنے اعمال میں اگر کوئی انحراف دیکھو تو اسے دور کرو تم ایسے ہو جاؤ کہ نہ **مخلوق کا حق تمہارے ذمہ باقی رہے نہ خدا کا۔** یاد رکھو جو مخلوق کا حق دباتا ہے اُسکی دعا قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ ظالم ہے۔

باقی آئندہ

مختصر نوٹ اور نکات

ہم نے الحکم کی اس اشاعت میں اردو میگزین سے توحید اور تثلیث کے عنوان سے شائع ہونے والا مضمون بایں وجہ نقل کیا ہے اول یہ کہ اس مضمون کی اشاعت اور وسیع ہو دوسرے اردو میگزین کیطرف ناظرین الحکم کو توجہ ہو۔

خدا کا کلام حکمت کے طریقوں سے انسان کو ترقی کے منارتک پہنچاتا ہے وہ اس سے شرم نہیں کرتا کہ انسان کو جو انسانیت سے گرا ہوا ہو ظاہری ناپاکیوں سے بھی چھڑائے جیسا کہ وہ باطنی ناپاکیوں سے چھڑاتا ہے اُس نے اپنے پاک کلام میں انسانوں کو دونوں قسم کی پاکیزگی کی طرف ترغیب دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین** یعنی خدا توبہ کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے اور اُنکو بھی جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔

نادان **مخلوق پرست** اور مردہ اور مادہ کی پرستار قومیں بعض اوقات باوجودیکہ خود روحانیت سے بالکل دور ہیں اسلام کے بعض شعائر جیسے وضو اور طہارت وغیرہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ جسمانی طہارت کیطرف کیوں توجہ دلائی؟ افسوس یہ کہ تیرہ دل لوگ اتنا نہیں جانتے کہ نبی چونکہ روحانی باپ ہوتا ہے اسلیے وہ تقریباً ہر ایک ناپاکی سے چھڑانا اور ہر ایک خطرہ سے بچانا چاہتا ہے پس اول درجہ کی ناپاکی جو انسان کو وحشیانہ حالت میں ڈالتی ہے جسمانی ناپاکی ہے اور اسی سے خطرناک امراض اور مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں پس ضروری تھا کہ خدا کی کامل کتاب اپنی تعلیم کی ابتدا اسی سے کرتی تاکہ وحشیانہ حالتوں سے نکالکر انسان بناتی پھر اخلاق فاضلہ اور طہارت باطنی کے آداب و احکام سکھا کر انسانوں کو مہذب انسان بناتی اور پھر محبت اور فنا فی اللہ کے باریک دقائق تک پہنچا کر مہذب انسانوں کو باخدا انسان بنا دیتی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بارہا سوال ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی کلام کو نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے کے بغیر ہی تو نازل کر سکتا تھا اسقدر نبیوں کی بھیجنے کی کیا ضرورت ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کی بعثت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ روحانی بیماریوں کو دیکھکر اُن کے حسب حال علاج کریں۔ اسلیے وہ برائی کو نفسانی طور پر دیکھکر اُس کی روکنے کے لیے نصائح ضروریہ کی تیر اندازی کرتے ہیں اور بگڑے ہوئے اخلاق کو اعتدال پر لانا چاہتے ہیں چونکہ یہ علاج ہمیشہ کے لیے ہر زمانہ کی حالت میں منصور ہے اور ایسی حالت میں کما حقہ ممکن نہیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے ہزار نبی اور رسول بھیجے اور اُنکی شرف صحبت میں مشرف ہونے کا حکم دیا۔ تاکہ ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پاکر اور اُنکی وجود

دارالامان اور پیسہ اخبار

کا

طاعون

جو مضمون ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اگرچہ اسکی کا مفہوم اور خلاصہ ہم سابقہ اشاعتوں میں درج کر چکے ہیں لیکن پیسہ اخبار کے خبث اور کذب کے افشا اور اعلان کے لیے جو اس نے قادیان میں طاعون کے عنوان سے لکھکر ظاہر کیا ہے ہم اس مضمون کو پورے تین مرتبہ شائع کریں گے اور دیکھیں گے کہ پیسہ اخبار کہاں تک راست بازی اور صداقت کی قدر کرکے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے۔

ایڈیٹر

۲۴ مئی ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار کے صفحے کالم اول میں قادیان میں طاعون سے موتیں کے عنوان سے ایک مختصر نوٹ ایڈیٹر پیسہ اخبار کی طرف سے شائع کیا گیا ہے جس میں یہی نہیں کہ ایڈیٹر نے حق پژوہی اور خدا ترسی سے کام نہ لیکر قلم اٹھایا ہے بلکہ اخبار نویسی کے عام اصول اور قانونی حدود کی نگہداشت کو بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ چنانچہ (جیسا کہ ہمارے اس مضمون کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو جاوے گا) اس نے اپنے نوٹ میں تین خطرناک جھوٹ بولے ہیں جن میں سے ایک تو ایسا ہے کہ اس سے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا ہے اور وہ یہ ہے کہ قادیان میں طاعون کی کسی واردات کے ہو جانے کو حضرت اقدس مسیح موعود کی پیشگوئی **انہ اوی** **القریۃ** کے خلاف قرار دیا ہے حالانکہ حضرت اقدس نے کبھی اس قسم کی کوئی تحریر شائع ہی نہیں کی کہ قادیان میں شاذ واردات بھی نہ ہوگی بلکہ جب سے کہ یہ الہام ہوا اس کے متعلق جسقدر تحریریں الحکم میں یا اور صورت میں شائع ہوئی ہیں یہی ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ قادیان میں اس انتشار افراتفری اور موت الکلاب سے محفوظ رہے گا جو دوسرے شہروں میں طاعون کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اور اسی لیے جب دوسرے لوگوں کو اس مقابلہ کی دعوت کی گئی تو صاف لفظوں میں لکھا تھا کہ ان سے بھی اسیقدر مطالبہ کیا جاتا ہے مقابلہ میں جو اقرب بالامن ثابت ہو وہ صادق کی سچائی پر گواہ ٹھیرے گا۔ چنانچہ خود پیسہ اخبار نے اپنے اخبار میں اپنا اعتراف بصورت اعتراض پیش کیا تھا کہ پیشگوئی کی تاویل کے لیے لکھا جاتا ہے۔

پھر جس حال میں پہلے سے پیسہ اخبار خوب جانتا تھا کہ **انہ اوی القریۃ** کے معنے اس مضمون کو اپنے اندر نہیں رکھتے کہ وہاں کوئی بھی واردات طاعون کی نہ ہو اور نہ ایسا شائع کیا گیا ہے تو پھر الہام شائع کردہ کے خلاف ایک بات کا پیش کرنا کیسی ناخدا ترسی اور ناانصافی ہے پس سب سے **پہلا جھوٹ** تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اس نے خود بخود حضرت اقدس کے الہام کے خلاف ایک معنی تجویز کرکے پبلک کو دھوکا دینا چاہا چنانچہ اس امر کی صراحت کے لیے ہم ذیل میں وہ فقرات درج کرتے ہیں جو اس الہام کے متعلق شائع کیے گئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۶ کالم ۱۲

انہ اوی القریۃ کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہو چکا ہے اس کے متعلق فرمایا کہ میں اسکے معنی یقیناً یہی سمجھتا ہوں کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالیٰ قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا اگرچہ یہ امر ممکن ہے کہ کوئی کیس یہاں ہو جاوے مگر وہ النادر کالمعدوم کے ضمن میں ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور وعدہ کے موافق ہمیں یقین ہے کہ وہ ہمیں سخت تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا۔

پھر خود حضرت اقدس نے جو رسالہ دافع البلاء کئی ہزار چھاپ کر شائع کیا ہے اس کے صفحہ ۵ کے حاشیہ میں نہایت صراحت کے ساتھ الہام **انہ اوی القریۃ** کی تفسیر کر دی ہے ہم اس کو بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ پبلک خود صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہو جاوے اور وہ یہ ہے۔

حاشیہ

اوٰی عربی لفظ ہے جس کے معنے ہیں تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ میں لے لینا۔ یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ طاعون سخت بربادی بخش وہ ہے جس کا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام لھلک المقام یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔

اس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں **اول** یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جاوے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے ۲۔ **دوسرے** یہ کہ یہ امر ضروری ہے

کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم طبع اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں اُن کے شہروں یا دیہات میں ضرور برباد بخش طاعون پھوٹ پڑے گی یہانتک کہ لوگ بیحواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے۔ ہم نے اُوی کا لفظ جہاں تک وسیع ہے اُس کے مطابق یہ معنے کر دیے ہیں اور ہم دعویٰ سے لکھتے ہیں کہ **قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے** اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہونگی تمام دنیا میں ایک قادیان ہے جس کے لیے یہ وعدہ ہوا فالحمد للہ علی ذالک

منہ

اب اس تحریر کے پڑھ لینے پر وہ انسان بڑا ہی ظالم اور نااہل ہوگا جو یہ کہے گا کہ حضرت اقدس کے الہام کا یہ منشا تھا کہ قادیان میں طاعون کا ایک بھی کیس نہیں ہوگا بس سب سے پہلا **جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے** کہ اس نے خلاف الہام امر کو پیش کرنا چاہا ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اس وقت قادیان میں طاعون ہے یا پیسہ اخبار نے جو واردات لکھی ہیں وہ طاعون سے ہوئی ہیں یہ صحیح ہے ہرگز نہیں بالکل جھوٹھ ہے اور یہ **دوسرا جھوٹ** ہے جو پیسہ اخبار نے بولا ہے اور اس میں **نو (۹) جھوٹھ ہیں** جنکو ہم نمبروار ذیل میں درج کرتے ہیں۔

پہلا جھوٹ

دلا چوکیدار کی وفات کا باعث طاعون قرار دیتا ہے حالانکہ ہم نے گذشتہ اشاعت میں سرکاری کتاب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ وہ طاعون سے نہیں مرا چنانچہ ہم نے دکھایا ہے کہ رجسٹر اموات و پیدائش قادیان نمبر ۵۳ پر ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء میں اسکی وفات بذریعہ بخار درج ہے۔ یہ شخص ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اگر وہ طاعون سے اسوقت مرا تھا اور رجسٹر میں غلط باعث بخار درج ہوا ہے تو پھر پیسہ اخبار یا وہ دروغگو نامہ نگار جس نے پیسہ اخبار کو ایسی جھوٹھی خبر دی ہے گویا قادیان کے نمبردار اور بٹالہ کے ڈپٹی انسپکٹر تحصیلدار اور ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر الزام لگاتا ہے کہ انھوں نے ایک واردات کو مخفی کیا اور سرکاری طور پر اس کی اطلاع نہیں دی گئی پیسہ اخبار بہت جلد اس شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کا تشویش افزا خط لکھا ہے تاکہ ایسی جھوٹی خبریں شائع کرانے کی وجہ سے ہم افسران مجاز کو اسکی بابت اطلاع دیسکیں بہرحال یہ افسران مجاز کا فرض ہے کہ ایسے شخص کے متعلق مناسب انتظام کریں

دوسرا جھوٹ

نتھو چوکیدار کی وفات کے متعلق ہے یہ شخص ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اور نمبر ۶۹ کتاب مذکورہ میں باعث موت بخار درج ہے

تیسرا جھوٹ

مولا کی بیوی - یہ بہت ہی خطرناک جھوٹھ ہے مولا کی بیوی اسوقت تک قادیان میں موجود ہے ایک زندہ شخص کی نسبت اُس کے مرنے اور طاعون سے مرنے کی منحوس خبر شائع کرنا پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو خوب معلوم ہے قانونی جرم ہے جس سے اس عورت کے رشتہ دار چارہ جوئی کر سکتے ہیں کیا پیسہ اخبار کا اپنا فرض ہے کہ وہ ایسے غلط بیان شخص پر ہزار بار نفرین کرے

چوتھا جھوٹ

مولا کی لڑکی کا بھی طاعون سے مرنا ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ ساری عمر میں مولا کے ہاں کوئی لڑکی ہوئی ہی نہیں پھر اس خانہ ساز واردات کی بابت ہم بجز اس کے کیا کہیں لعنة الله على الكاذبين۔

پانچواں جھوٹ

نتھو کی بیوی کا مرنا بھی طاعون سے ظاہر کیا گیا بحالیکہ یہ بیچاری ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعارضہ کھانسی و بخار فوت ہوئی ہے جو رجسٹر اموات نمبر ۳۷ پر درج ہے کیا دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی مری ہوئی عورت پیسہ اخبار کو آج طاعون سے مری ہوئی ثابت ہوئی خوب!۔

چھٹا جھوٹ

صدرو ولد بھاگا باشندہ قادیان ہیں اس نام کا کوئی شخص ابھی تک ہمکو معلوم نہیں ہوا اور نہ رجسٹر پیدائش و اموات میں درج ہے بھاگا ایک باشندہ ہے مگر اُسکا کوئی لڑکا اس نام کا نہیں ہے اور نہ فوت ہوا ہے۔

ساتواں جھوٹ

پسر بڈھا تیلی - یہ لڑکا سگ گزیدہ تھا اور رجسٹر مذکورہ میں اسکی ہلاکت کا باعث یہی درج ہے مگر ہمیں افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک وہ طاعون سے مرا گویا جسقدر واقعات اور واردات پیسہ اخبار نے دی ہیں وہ سب کی سب جھوٹ ہے

پیسہ اخبار اگر اپنی وقعت کو کم نہیں کرنا چاہتا تو آیندہ ایسے دوستوں پر اعتماد نہ کرے ورنہ اسے سخت نقصان اٹھانا پڑے گا۔

آٹھواں جھوٹھ

مولوی حکیم نور الدین صاحب کی کسی رشتہ دار عورت کی نسبت طاعون سے مرجانے کی جھوٹی خبر مشتہر کر کے انکے صدہا عزیزوں اور لاکھوں دوستوں کو رنج پہونچایا ہے۔

مولوی صاحب کے عزیزوں میں کوئی عورت نہ طاعون سے بیمار ہوئی اور نہ ہلاک ہوئی حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامة کی رشتہ دار عورت (سائل) کے طاعون سے ہلاک ہونیکے متعلق

جو جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے وہ قانونی زد سے باہر نہیں ہے اور اسی لیے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ظاہر کیا ہے اس رنجیدہ خبر کی اشاعت کے متعلق سردست قانونی حقوق کو محفوظ رکھا گیا ہے کیونکہ اس خبر نے مولوی صاحب جیسے عزیز و دوستوں کے وسیع دائرہ والے شخص کے متعلقین کو اس سے تشویش میں ڈالا ہے اور نہ صرف مولوی صاحب ہی کے تعلق والوں کو بلکہ ان لوگوں کو بھی جو مولوی صاحب کی عفیفہ پارسا زاہدہ ساس کے رشتہ دار ہیں اور چونکہ وہ مشہور و معروف صوفی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی اہلیہ ہیں جنکے ہزارہا مرید مختلف مقامات میں رہتے ہیں اور اپنی اس روحانی والدہ سے مخلصانہ اور فرزندانہ ارادت رکھتے ہیں اس لیے اس طبقہ کے لوگوں کی بھی دل آزاری ہوئی ہے۔ پھر یہ کیسی حماقت اور نادانی ہے کہ حق کی بیجا مخالفت میں پیسہ اخبار اگر خدا ترسی سے کام نہیں لے سکتا تھا تو کم از کم برٹش لا سے ڈرنا اور بقدر دلیری سے کام نہ لیتا۔

ان سب سے بڑھ کر ایک اور مغالطہ آمیز جھوٹھ پیسہ اخبار نے بولا ہے جسمیں تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے دشمنوں کی علالت طبع کی خبر اسی طاعون والے مضمون کے ضمن میں لکھی ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ نصیب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہیں ولعنۃ اللہ علے الکاذبین۔

پیسہ اخبار اور ہماری دور اندیش گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر جن لوگوں نے بیعت توبہ کی ہے اور جنھوں نے آپکو اپنا امام و مقتدا تسلیم کیا ہے اور جسمیں گورنمنٹ کے معزز دیانتدار عہدہ دار اور دوسرے معزز تعلیم یافتہ تاجر ڈاکٹر پلیڈر اور ہر قسم کے معزز اہل حرفہ اور عوام داخل ہیں اور جو گورنمنٹ سے سچی ارادت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہیں ان کی تعداد ستر ہزار سے بھی متجاوز ہے اور ایک لاکھ تک پہونچنے والی ہے انکو اس خبر نے سخت دھوکا دیا ہے۔ حضرت اقدس کی صحت کی خبر انکی جاں پرور اور روح افزا ہے وہ یقیناً اسی سے جیتے ہیں اپنے کسی عزیز سے عزیز کی بیماری اور صحت کی خبر ان کی جان اور روح پر اتنا اثر نہیں ڈال سکتی جتنا حضرت اقدس کی۔ پھر پیسہ اخبار نے اس بدخبر سے جو بالکل جھوٹھ تھی اس وفادار گروہ کی سخت دل آزاری کی ہے اس قسم کے خطوط آئے ہیں جنمیں پیسہ اخبار کے حوالہ سے حضرت اقدس کی صحت کے متعلق استفسار تھے۔ یہ سچ ہے کہ حضرت اقدس اپنی عدیم المثل فیاضی اور فراخدلی کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کرنا چاہتے لیکن کیا کسی ناعاقبت اندیش کو اس سے سبق لینا ضروری نہیں ہے کہ وہ جرأت و جسارت کرکے بیحیائی کے ساتھ ایک شریف گروہ کی دل آزاری کرے؟

پیسہ اخبار کو ۲۴ رمئی ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرت حجۃ اللہ کی بیماری درد پیچ اور پھر اس سے شفایاب ہوجانے کی خبر الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اس کے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنجیدہ کرنے کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے۔

بہرحال یہ جھوٹھ ہیں جو پیسہ اخبار نے بولے ہیں اب پیسہ اخبار کا فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کردکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ اور آئندہ ان لوگوں کی تحریروں کو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی یا اور ان کے ہمجنس اسکو لکھدیتے ہیں اور اپنے آپکو مخمصہ میں نہ ڈالے۔

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی جھوٹی خبروں کے مخزن زیادہ قادیان کے سماجی ہیں جنمیں نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید +

ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بریت کے لیے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبریں اسے پہونچائی ہیں۔ کیم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اسطرف منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبروں کے دینے والے کا مناسب نوٹس لیں۔

ہم اس کے متعلق اسوقت اور کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

آخر میں پھر پیسہ اخبار کے اڈیٹر سے خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آئندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھے سے نہ رہ سکے۔

ہم پیسہ کے اڈیٹر سے بڑھ کر اسمعاملہ میں پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہیں جنھوں نے بازاری خبروں پر اعتبار نہیں کیا بلکہ مزید احتیاط اور حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ پیسہ اخبار کا اڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے ✻

خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب حافظ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں محض نصح خالص سے چند باتیں عرض کرتا ہوں امید ہے کہ آپ انہیں متقی اور بہ خشیت اور موحدانہ قلب سے غور فرماویں گے۔ عوام اور خواص میں سائر دائر ہے کہ جب کسی شخص کا نیک ہونا ثابت کرنا ہوگا تو اسمیں وہ اعمال ثابت کیے جاوینگے جو مسلم الفریقین نیکوں میں پائے جاتے ہیں اور کسی کی بدی ثابت کرنے میں مسلم بدوں کے احوال مدنظر ہوتے ہیں۔ جسقدر انبیا و مامورین من اللہ آئے ہیں ان کے وقت میں چار گروہ ہوتے رہے ہیں (۱) متقیین۔ (۲) مخالفین (۳) غافلین جو کہ باوجود سننے مامور کی صدا کے اور ظہور آیات کے انکشاف حال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور دنیوی حظوظ میں مشغول رہتے ہیں (۴) طالبین۔

اوّل گروہ تو سابقین فائزین وغیرہ خطابات پاتا ہے

دوم سأصرف عن ایاتنا الذین یتکبرون فیہا کا مصداق ہوکر خسر الدنیا والاخرۃ سے حصہ لیتے ہیں

سوم صم بکم ہونے اور انکی طبیعی نما کے اتنا فی الدنیا حسنۃ پر محصور ہونے سے لا یرجعون ولا یھتدون کی نیچے آکر درک اسفل میں رہتے ہیں۔

چہارم والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کا مصداق ہونے سے لنھدینھم کے وعدہ کے نیچے ہوتے ہیں۔

حضرت سیدنا خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پر نظر کرنے سے اقسام اربعہ اور ان کے احوال احکام کا پورا انکشاف ہو سکتا ہے۔ آیت خلافت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ الخ کے بعد وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ کا ذکر کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً الْجَاھِلِیَّۃِ وغیرہما صراحۃً دلالۃ کرتے ہیں کہ خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کے خلفا کے وقت میں ہی تقسیم سابق جاری رہتی ہے۔ اسوقت میں جبکہ ضلالۃ اپنے انتہائی نقطہ تک پہونچی اور ۱۴ صدی کا آغاز ہوا اس وقت ایک شخص کی آواز آئی کہ میں اس خدا کی طرف سے مامور اور خلیفہ اور مجدد اور امام ہوکر آیا ہوں کہ جو راستباز وں کی صداقت کو اپنے نشانات اور زور آور حملوں سے ظاہر کرتا اور مفتری کو مہلت نہیں دیتا بلکہ جلد ہلاک کر دیتا ہے اس آواز کو سنکر بہت سے راستبازوں اور بوبکری جماعت نے ابوبکر کیطرح سراپا وجد اور اسکی عمر گذشتہ کے سوانح پر غور کرتے ہوئے لیس بوجہ کذاب اور لا یخزیک اللہ ابدًا الخ کہکر اسپر فدا و شیدا ہوکر یار غار بنگئے۔ بعض طالب حق رہے کہ وہ اپنے وقت بوقت پر سعادت ہدایت حاصل کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ اور کچھ معاند اور غافل دنیا پرست ہوئے جو کہ خدائی وعید کے نیچے آئے۔

اے میرے پیارے حافظ صاحب اپنے دل میں نگاہ کرکے دیکھ کہ تو کس گروہ میں ہے۔ کیا یہ سچ بات نہیں کہ اگر یہ پکارنے والا واقعہ میں وہی مہدی اور مسیح موعود ہے کہ جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور ہمارے آبا اجداد اسکی آرزو میں گذر گئے تو پھر اسکی شرف بیعت سے محروم رہنے والا کسقدر حرمان کا مستحق کیا بلکہ سخت عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا۔

بس اے میرے پیارے حافظ صاحب آپ پر فرض ہے کہ آپ ایک سچے طالب بنکر بے غل وغش اور متقی اور غائر دل کے ساتھ اس پکارنیوالیکی انکشاف صدق و کذب کے طالب بنجاویں۔

میں پہلے تمہید کے مطابق آپکو ایک راہ بتاتا ہوں جس سے آپ اس صداقت کی سڑک پر چلکر مقصد اصلی تک پہونچ جاویں۔ پہلے آپ ان راستبازوں کی صداقت کا ایک یا متعدد معیار قائم کرلیں کہ جس سے آپ یا سب دنیا یا محققین ان مسلم راستبازوں کی صداقت ثابت کرتے یا مانتے ہیں پھر اس معیار کو حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے حق میں جاری کریں اگر اس معیار پر کہ جس سے سب راستبازوں کی صداقت ثابت ہوئی، حضرت اقدس کی صداقت ثابت ہوجاوے تو مان لیں ورنہ نہ مانیں اور وہ طرز ہرگز اختیار مت کرو کہ جس کے سبب سے پہلے ہلاک ہوئے قرآن مجید میں مخالفوں اور غافلوں دنیا پرستوں کی ہلاکت کی راہیں مفصل بیان ہیں۔ اور جب حضرت اقدس مرزا صاحب کے متعلق کوئی اعتراض کرو تو ایسا نہ کرو کہ وہ اعتراض براہ راست ان راستبازوں پر وارد ہو جو کہ آپکے نزدیک مسلم ہیں یا یوں کہو کہ وہ اعتراض ایسا ہو کہ پہلے راستبازوں کے مدمقابل نے وہ اعتراض ان راستبازوں یا ان کے براہین وآیات پر یا انکی ذاتیات پر کیا ہو کیونکہ وہ یقینًا ہلاکت کی راہ ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص اس ضابطہ اور قانون کے مطابق حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی تلاش کرے گا وہ بہت جلد حضرت اقدس کی صداقت کو ضرور ضرور تسلیم کرلے گا۔ مینے بار بار آزما کر دیکھا ہے کہ جب کسی مخالف سے بات چیت ہوئی اور معیار مذکور پر حضرت اقدس کی صداقت ثابت کی گئی مخالف اس کی تردید سے صاف عاجز ہوجاتا ہے اور آج کے دن تک کسی مخالف نے حضرت مرزا صاحب پر ایسا اعتراض نہیں کیا

جو پہلے مسلم راستبازوں پر وارد نہ ہوا کہ ان راستبازوں کے مخالفوں نے اُن پر نہ کیا ہو۔ میں اس راہ پر آپ کے ساتھ کچھ آگے بھی چلنا طلب کرتا ہوں۔ قرآن مجید پر ایمان لانے والے بخوبی جانتے ہیں کہ جسطرح خدا کی ذات اور صفات کے سب دلائل اور آیات سے بڑی دلیل راستباز ہوتی ہیں اسی طرح راستبازوں کی صداقت کی بڑی دلیل اور بڑا معیار خدائے علیم قدیر کی گواہی ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید پہلے امر کو هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ الخ میں ثابت کرتا اور دوسرے امر کو وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا سے مبرہن فرماتا ہے۔ پس جس مدعی کے واسطے خدائے علیم قدیر کی گواہی پائی جاوے وہ صادق ہے اور جس کے لیے وہ زبردست شہادت نہ ہو وہ کاذب ہے۔ خداوند کریم کی گواہی یوں تو نہیں ہوتی ہے اور نہ اُس کی شان کے لائق ہے کہ وہ اپنی کبریائی کے پردے اُتار کر انسانوں کیطرح کسی مجلس منعقدہ میں حاضر ہو کر گواہی دے کہ یہ شخص میری طرف سے مرسل اور مبعوث اور مامور ہے بلکہ خداوند تعالیٰ کی شہادت عموماً چار طور پر ہوتی ہے

اوّل اپنے اس کلام میں کہ جو پہلے راستبازوں پر اُتارتا ہے

دوم اپنے اُس پر شوکت اور پر حکمت ومعارف اور مشتمل بر پیشگوئیہا کلام سے جو اُس مدعی پر اُترتی ہے

یہ دونوں قسم کلامی شہادت ہوتی ہیں۔

سوم۔ اُن تائیدات اور نشانات وآیات کو کرامات ومعجزات کے ذریعہ سے جو کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے ہیں

چہارم اُس ہوا مخالف اور موافق سے جو کہ اس کے دعوی کے پہلے متصل چلتی ہے مخالف تو اسباب کو بتاتی ہے کہ جب ضلالت اس غایت درجہ کو پہنچی ہے تو اب ضرور کوئی نہ کوئی مصلح آئیگا جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مصلح اتم واکمل کی ضرورت پر گواہی دیتی تھی اور موافق اس بات کیطرف دلالت کرتی ہے کہ وہ مصلح فلاں فلاں اصلاح کرے گا جیساکہ عرب میں ابی کیشہ وغیرہ کی ایک عظیم الشان کھیپ اسباب کے واسطے قائم ہوئی تھی کہ شرک بڑی چیز ہے اور توحید ہی سبیع الخیرات ہے پس اسی کو پھیلانا چاہیے۔ اور اس ہوا نے صاف بتا دیا تھا کہ وہ مصلح شرک کو باطل کرے گا اور توحید کو پھیلا دے گا۔ یہ دونوں قسمیں خدائے قدیر کی فعلی گواہی ہوتی ہیں۔ پس اے میرے پیارے حافظ صاحب آپ حضرت صاحب کے دعوی کی صداقت کے واسطے پہلے چار شہادتیں تلاش کریں۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جسطرح خداوند کریم نے حضرت رسول اکرم خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے چار قسم کی شہادتیں بکثرت دی تھیں ہو بہو اسی طرح حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے صدق دعوی پر خداوند کریم نے چاروں شہادتیں بکثرت پیش کردی ہیں لیکن افسوس یہی ہے کہ جسطرح احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سوچنے والے اور خوف خدا رکھنے والے دل بہت کم تھے اسی طرح غلام احمد صلی اللہ علیہما وسلم کے وقت میں بھی ایسے دل بہت کم ہیں۔ حافظ صاحب خط کی اور وقت کی تنگی مجھے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دیتی لیکن پھر بھی آپ کی محبت اور راستہ کا پر خوف ہونا مجھے مجبور کرتے ہیں کہ کچھ اور بھی آپ کے ساتھ چلا کروں۔ میرے پیارے حافظ صاحب چونکہ ایمانیات میں ایمان بالغیب مطلوب ہوتا ہے اور اصل غرض اسمیں قوت نظر کا امتحان ہوتا ہے اس لیے [illegible] کچھ

اجمال اور استعارات سے غیبت کا رنگ چڑھایا جاتا ہے چنانچہ حضرت اشرف الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی جس قدر کتب سابقہ میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں یا پائی جاتی تھیں اُنمیں اجمال اور استعارات سے غیبت کا رنگ بہت کچھ موجود تھا۔ کیا یہی کچھ کم بات تھی کہ آخری نبی اسرائیلی (مسیح) نے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بتایا کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نام جو پیدائش کے بعد رکھا گیا محمد تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور نبی ہونے تک وہ اسی نام سے بلائے جاتے تھے اور کبھی احمد کے نام سے مشہور نہ تھے۔ مسیح کا حال پہلی کتابوں میں صاف درج تھا کہ مسیح اُسوقت آئے گا کہ جب ایلیا نبی آسمان سے اُترے گا حالانکہ جب مسیح آئے تو ان سے پہلے کوئی ایلیا آسمان سے نہ اُترا تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہ کہنا پڑا کہ انجیل میں میرا نام احمد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ کہنا پڑا کہ وہ ایلیا جو مجھ سے پہلے آنا تھا وہ یحییٰ بن ذکریا ہے لیکن باوجود اس کے ایک سوچنے والے اور متقی دل کے واسطے تمیلر کی گواہی میں اسقدر قرائن جمع ہوتے ہیں جو اس کے لیے بیّن ثبوت ہوتا ہے اور وہ استعارات کو استعارات قرار دیکر بیّنات کیطرف رجوع کرکے مطلب تک پہونچ جاتا ہے۔ خداوند کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اور پہلے انبیا کی معرفت یہ کہدیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری خلیفہ مہدی اور مسیح ہوگا اس سے اگرچہ وہم ہوسکتا تھا کہ وہی اسرائیلی مسیح ہوگا جیسا کہ ایلیا سے وہی پہلا ایلیا سمجھا گیا تھا لیکن خداوند کریم نے ایسے امور جمع کردے جو کہ اہل بصیرت کے واسطے کافی گواہ ہیں کہ وہ مسیح اسرائیلی مسیح نہیں ہوگا بلکہ آں حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ایک شخص

ہے گا۔ چنانچہ خداوند کریم نے قرآن مجید
میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ذریعہ سے صاف بیان کر دیا کہ حضرت
مسیح فوت ہو گئے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں
فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي۔ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ فِيهَا تَحْيَوْنَ
وَفِيهَا تَمُوتُونَ۔ وغیرہ آیات سے
اس کی موت کی گواہی دی آنحضرت صلعم
کے ذریعہ یہ گواہی دی کہ ایک سو بیس برس
کی عمر پاکر حضرت مسیح فوت ہو گئے۔
پھر یہ بھی گواہی دیدی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سب خلفاء اسی امت میں
سے ہوں گے اور اسی طور پر ہوں گے
کہ جس طور پر پہلے انبیاء کے خلفاء آتے
تھے چنانچہ وہ صاف فرماتا ہے وَعَدَ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ۔ مِنْكُمْ سے صاف
بتاتا ہے کہ اسی امت میں سب خلیفہ
ہوں گے اور کَمَا بھی صاف بتاتا ہے
کہ اسی امت میں سے ہونگے کیونکہ پہلے
سب خلفاء اسی امت میں ہوتے تھے
اور نیز یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ ایک پیرا
ہو کر خلیفہ بنکر آئے گا اور یہ
بھی کہ وہ مجسم آسمان پر نہ ہوگا اور
نہ وہاں سے مجسم اترے گا کیونکہ
پہلے خلفاء میں ایسا کوئی نہیں پایا جاتا
اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حق میں قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ
ذِكْرًا رَّسُوْلًا۔ فرما کر بتا دیا کہ کسی نبی کا
آسمان سے اترنا اس طور پر نہیں ہوتا
کہ زندہ آسمان سے مجسم اتر آئے
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی
بھی گواہی دیدی کہ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ
پھر یہ بھی بیان کر دیا کہ حضرت مسیح اسرائیلی
کا اور حلیہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود محمدی
کا اور حلیہ ہے۔ وغیر ذلک۔

دوم جو کلام الٰہی حضرت اقدس امام
آخر الزمان علیہ السلام پر اترا ہے
وہ اپنی پر شوکت تحدیوں اور معارف کے
علاوہ اور سچی پیشگوئیوں پر مشتمل ہونے
سے بھی شہادت دے رہی ہے کہ
حضرت اقدس خلیفۃ اللہ اپنے دعوے میں
سچے ہیں۔

سوم تائیدات اس کثرت سے ہیں کہ
جنکا احصار مشکل ہے۔ مسلمانوں کے
مولویوں صوفیوں بلکہ خواص و عوام نے
اور آریہ برہموں سماج دھرم سماج سکھوں
عیسائیوں وغیرہم نے اپنے ناخنوں تک
زور لگایا کہ یہ سلسلہ پامال ہو جاوے
اور جس وقت سے یہ مقابلہ شروع کیا حضرت
اقدس کے مرید انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے
لیکن بجائے اس کے کہ وہ پاک سلسلہ
مٹتا اور گھٹتا اور بڑھتا چلا خدا قدیر نے
اس قدر تائید فرمائی کہ آج قریباً ۔ ہزار
انسان آپ کی بیعت میں داخل ہو گیا اور
معتقدوں اور حسن ظن رکھنے والوں کا
شمار نہیں کہ لاکھوں لاکھ لوگ دنیا میں
پائے جاتے ہیں اور بیعت میں رات دن
کثرت سے لگا تار داخل ہو رہے ہیں اور
جو مخالفت اٹھا وہ بالآخر تھک کر بیٹھ
گیا اور وہ مرد میدان ہرگز نہ تھکا۔

بے شمار پیشگوئیاں قبل از
وقت شائع کی گئیں اور اپنے وقت پر
ٹھیک ٹھیک پوری ہوئیں جنکی دنیا
گواہ ہے باوجود پنجابی اور امی ہونے کے
خداوند کریم نے آپکی ایسی تائید فرمائی
کہ آپ نے بہت سی کتابیں عربی زبان میں
بتائید ربی تحریر فرمائیں اور صاف دعوی
فرمایا کہ ان کی مثل کوئی نہ بنا سکے گا خواہ
کوئی عرب ہو یا عجم ہو مولوی ہو یا صوفی
ہو۔ چنانچہ تفسیر سورہ فاتحہ عربی
اعجاز المسیح میں جو مہر علی شاہ
کے مقابلہ پر تحریر فرمائی اس میں تمام صوفیوں
مولویوں عربوں عجموں کو مخاطب کر کے
فرماتے ہیں کہ ان اجتمعوا علی ان
یاتوا بمثل ھذا التفسیر لا یاتون
بمثلہ ولو کان [illegible]
ظہیرا اور ... تفسیر ...
مسمی بکرامات الصادقین میں بعد مطالبہ
مثلیت وان لم تفعلوا و واللہ
لن تفعلوا ہزار روپیہ انعام بھی
دینا چاہا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عرصہ
دراز گذرنے پر ان سخت عنید مولویوں
صوفیوں عربوں نے اس امی پنجابی کی
کسی کتاب کی مثل اب تک نہیں بنائی
اور یقیناً وہ بنا بھی نہیں سکتے۔ حضرت
اقدس مرزا صاحب کے مقابلہ پر بڑی
بڑی ضخیم کتابیں تصنیف کی گئیں اور
مخالفوں نے ہزاروں روپے خرچ کیے
اور اپنے عزیز وقت آپ کی مخالفت میں
تباہ کر دیے مگر کسی نے ان قلیل الحجم
کتابوں میں سے ایک کی مثل بھی نہ بنا کر
دکھلائی حالانکہ حضرت اقدس نے اپنے صدق
کا سب دار و مدار عدم اتیان مثل پر رکھا
تھا اور یہ بھی صاف بتا دیا اور تحریر کر دیا
تھا کہ مثلیت کے منصف بھی انہیں سے
یعنی مخالفوں ہی میں سے مقرر کیے جاوینگے
پس جب اس حالت میں وہ اتیان مثل سے
عاجز رہ گئے تو ہم کیونکر نہ مانیں کہ وہ کتابیں
ایک معجزہ ہیں اور نیز یہ بھی کیوں نہ مانیں
کہ حضرت اقدس کی عدم اتیان مثلیت کی
پیشگوئی صادق ہو گئی۔ جبکہ یہ دلیل حضرت
اقدس کی صداقت پر یقیناً پائی جاتی ہے
اور یہی دلیل سے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت اور قرآن مجید کا کلام اللہ ہونا
ثابت کرتے ہیں پس ہم ہرگز تسلیم نہیں
کر سکتے کہ جو شخص حضرت اقدس کی صداقت
اس دلیل سے ثابت شدہ تسلیم نہیں کرتا
وہ آنحضرت صلعم کی نبوت اور قرآن مجید کا
کیونکر قائل ہے۔ قرآن کے قائل کے لئے حضرت
اقدس کی صداقت کے واسطے یہ کافی
دلیل ہے۔ الغرض کہ حضرت اقدس کے
ساتھ بیشمار تائیدات الٰہیہ ہیں کہ اس مختصر
سے خط میں ان کا شمار بھی محال ہے

چہارم ہوا مخالف کا تو یہ حال ہے
کہ ضلالت اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچ
گئی تھی اور موافق کا یہ حال ہے کہ جس
توحید کو قائم کرنے کے واسطے حضرت اقدس ...

تے لوگ خود اس کے قریب آتے جاتے ہیں بہت سے عیسائی عیسیٰ کو ابن اللہ ماننے سے انکار پر ہیں چنانچہ اسوقت دنیا میں بڑی جماعت وہی ہے جو حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے یا خدا ہونے سے منکر ہو گئی ہے ہندوؤں میں آریہ فرقہ ایسا فرقہ نکلا کہ بُت پرستی سے صاف منکر اور توحید کا مدعی ہے۔ علی ہذا القیاس اے میرے پیارے حافظ صاحب اب میں وقت کی تنگی سے اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ اور آپ کو اسقدر نصیحت کرتا ہوں کہ آپ دنیاوی خیالات اور ملاؤں کی تقلید اور حسد وغیرہ سے خالی ہو کر سوچکر ان امور پر غور کریں اور کیا عمدہ ہو کہ آپ چند روز کے لیے یہاں آ کر کتابیں بھی مطالعہ کریں اور زبانی بھی اپنے شکوک رفع کریں اور حضرت اقدس کی صحبت کے برکات کو بھی ملاحظہ کریں اگر یہ میسر نہ ہو تو کم از کم حضرت اقدس کی چند کتابیں منگوا کر مطالعہ کریں اور اگر یہ بھی نہو سکے تو بذریعہ خط بعض امور دریافت کرتے رہیں اور متواتر خداوند کریم سے دُعا مانگیں کہ خداوند تعالےٰ آپ پر حق کو ظاہر فرماوے۔

حضرت اقدس کا ایک اشتہار جو ابھی شائع ہوا ہے ارسالخدمت ہے۔ مجھے یہ بھی شوق ہے کہ اس خط اور اشتہار مرسلہ کو پڑھکر آپ بھی لکھیں جسمیں آپ اپنے خیال و اعتقاد کا اظہار کریں یا جو شکوک ہوں وہ تحریر کریں۔ حافظ صاحب میں اُس خداء علیم خبیر اور علیم کلشئی قدیر کی حلف کہا کر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کی صداقت مجھپر ایسی ظاہر ہو گئی ہے کہ جیسا آفتاب نصف النہار پر ہوتا ہے حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے سے میری ایمانی ترقی ایسی ہوئی ہے کہ موجودہ ایمان کی نسبت پہلے ایمانکو کفر صریح سمجھتا ہوں۔ بہت سے گناہ عیوب اور بہت مخفی در مخفی پر اطلاع ہوئی پس آپ بھی اس وقت کو غنیمت سمجھیں اور کوشش فرماویں یہانتک کہ لنہد ینہم کی بشارت پاویں خداوند کریم مجھپر اور آپ پر رحم کرے۔ والسلام

الراقم سید محمد سرور از قادیان دار الامان

ابرِ رحمت

میں اس سے پہلے کہ اس سُرخی کی نسبت جو میں نے لکھی ہے دوستوں کو توجہ دلاؤں تمہید کے طور پر دو چار باتیں سنانی چاہتا ہوں جس سے اس لطیف سرخی کی قدر معلوم ہو اور واضح ہو کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ حضرت اقدس امام ہمام محبوب ذی الجلال والاکرام اکیلے تھے اور کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا اور دوسرا زمانہ وہ ہوا کہ براہین احمدیہ آپ کے قلم سے وہ نکلی کہ جس نے اپنی بےنظیری سے عالم کو حیران کر دیا میں نے براہین احمدیہ میں جب اس آیت کلام الٰہی کو پڑھا جو آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی کہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ تو اس کیطرف مجھے خاص دل لگی پیدا ہوئی اور اپنی اُس حالت اور دلچسپی کی وجہ سے جو تصوف میں لگی ہوئی تھی بہت کچھ غور اور فکر کیا اور متصوفین کی کتابیں بہت کچھ دیکھیں لیکن کچھ تسلی نہ ہوئی اور کسی قسم کا اطمینان جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا حاصل نہوا کیونکہ متصوفین نے اس حدیث کے معانی و شروح میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں اور لمبے چوڑے مضامین لکھے آخر کار میں نے سوچا کہ اب یہ حدیث حدیث نہیں بلکہ یہ ایک آیت آیات الٰہیہ میں سے ہو گئی ہے اور اس نے خدا کیطرف سے محدث و مرسل پر نازل ہو کر وحی متلو کا رنگ اختیار کر لیا پس اس کے معنی اُسی سے دریافت کرنے چاہییں کہ جو مامور و مرسل اور تمام مرسلوں کی صفات کا جامع ہے پس میں نے ایک روز حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت کنت کنزا الخ کے معانی میں صوفیا نے اور غیر دیگر علماء نے بہت کچھ زور لگائے آپ فرمائیں کہ اس جملہ مبارک کے کیا معنے ہیں فرمایا آسان معنی اس کے یہی ہیں کہ جب دنیا میں ضلالت اور گمراہی اور کفر و شرک اور بدعات اور رسومات

مخترعات پھیل جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس تک پہونچنے کی راہیں گم ہو جاتی ہیں اور دل سخت اور خشیت اللہ سے خالی ہو جاتے ہیں تو ایسے وقت اور ایسے زمانہ میں خدا تعالےٰ مخفی خزانہ کیطرح ہو جاتا ہے تو اس کے بعد خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ میں پھر دنیا پر ظاہر ہوں اور دنیا مجھے پہچانے تو خدا تعالےٰ کسی اپنے بندہ کو اپنے بندوں میں سے چن لیتا ہے اور اسکو خلعت خلافت عطا فرماتا ہے اُس کے ذریعہ سے وہ شناخت کیا جاتا ہے وہ پسندیدہ اور برگزیدہ بندہ خدا تعالیٰ کی محبت از سر نو خالی دلوں میں بھرتا اور اُسکی معرفت کے اسرار لوگوں پر ظاہر کرتا ہے ہر ایک زمانہ میں ابتدائے آفرینش سے یہی سنۃ اللہ اور یہی طریقہ جاری رہا ہے بالآخر ہمارے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا کہ لوگ معرفت الٰہی کو کھو بیٹھے صفات الٰہی میں کچھ کا کچھ اپنی طرف سے تصرف کیا اسماء اللہ سے غافل ہو گئے اُسکی کتابوں اور صحیفوں کو ترک کر بیٹھے اُس کے ند اور شریک بنا لیے پس جب خدا تعالیٰ پوشیدہ خزانہ کیطرح ہو گیا تو خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنی معرفت اور محبت دیکر بھیجا تاکہ دنیا کو راہ راست پر لگایا جاوے پس اسی واسطے ہم تحریر سے تقریر سے توجہ سے دعا سے اپنے چال چلن سے پیشگوئیوں اور اسرار غیب سے جو خدا نے ہمیں عطا کیے اور معارف و حقائق و دقائق قرآنی سے رات دن لگے ہوئے ہیں اور ہم کیا خدا تعالیٰ نے ہمارے سب کاروبار اور اعضا اور ناطقہ مصدقان اور ایک ایک حرکت و سکون کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے جسطرح اُسکی مرضی ہوتی ہے وہ ہمیں چلاتا ہے اور ہم اُسی طرح چلتے ہیں ہمکو ہمیں کچھ اختیار نہیں ؎

خودکشی و خودکشائی کار را
خود ہی رونق تو آں بازار را
بر کسے چوں مہربانی می کنی
از زمینی آسمانی می کنی

پس براہین کے بعد حضرت اقدس کی تائید الٰہی

اسّی کے قریب کتابیں اور ایک لاکھ سے زیادہ اشتہار نکلے اور بعض وہ عربی کتابیں کہ جنکی نظیر لانے سے ہر طبقہ اور ہر مذہب کے انسان عاجز رہے مجھے یاد ہے کہ نور الحق کتاب عربی زبان میں لکھنے کے لئے آپ آمادہ ہوئے تو آپکو مسجد مبارک میں صبح کی نماز کے بعد کہ خاکسار آپ کی کمر اور سر اور گردن دبا رہا تھا یہ وحی ہوئی

ان کنتم فی ریب مما انزلنا علی عبدنا فاتوا بکتاب من مثلہ

اسی وقت آپ نے یہ وحی ہمکو سنائی اور بشارت دی کہ اس کتاب کی مثل کوئی پیش نہیں کر سکتا خواہ دنیا جمع ہو جاوے اس وقت مولوی سید محمد احسن صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب اور چار پانچ اور صاحب بھی موجود تھے اور حضرت اقدس کے خدام کے اشتہاروں اور رسالوں کی تو کوئی حد نہیں ہے اور رات دن یہ سلسلہ جاری ہے آپ نے بارہا فرمایا کہ عبادت مفروضہ کے بعد عبادت اور وظیفہ یہی ہے کہ انسان خدا کے بندوں کی بھلائی اور ہدایت کے لیے کھڑا ہو تقریر سے خواہ تحریر سے خدا کا منشا یہی ہے خدا کی مرضی اسی میں پائی جاتی ہے مخالفوں کے کئی اشتہار و رسالے شائع جائیں گے اور یہ سلسلہ مبارک باقی رہجائیگا۔ جب براہین کے سوا اور کوئی کتاب نہ تھی میں نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت اقدس ایک وسیع مکان میں بیٹھے ہیں اور چاروں طرف آپ کے صدہا و ہزارہا کتابوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور آپ زور سے فرما رہے ہیں کہ لوگ یوں تمائیں گے اس میگزین اور سلح خانہ کے ذریعہ سے منوائیں گے سو خدا تعالیٰ نے میرے خواب کا ظہور مجھے اور سبکو دکھایا کہ کس قدر تالیفات کا سلسلہ احمدی گروہ میں جاری ہے۔ پس اسی لحاظ سے کہ میں بھی خدا کا بھروسہ اختیار کر کے چاہتا ہوں کہ خدا کی مرضی کے مطابق ایک کتاب لکھوں جس کا نام **ابر رحمت** ہو اور وہ اس امام کے منجانب اللہ اور مبعوث ہونے اور آپ کے دعاوی اور حقیت کی صداقت میں ہو اور اسمیں آپ کے خصائل اور سوانح اور پہلے حالات اور ابتدائی واقعات سے لیکر آج تک جو گذرے بیان کیے جاویں اور وہ حالات بھی جو ہمکو کی زبانی معلوم ہوئے یا دوستوں سے سنے گئے اور آپ کے اخلاق و عادات و سیرت کیطور پر کمالات اور آپ کی سچائی کی حقیقتیں اور آپ کی سخاوت اور کرم اور حرکات و سکنات اور طرز عبادات اور معاشرت اور آپ کے صبح کے حالات شام کے حالات اور تقریر اور تحریر پر بحث کی جاوے اور دنیا کو آپ کی منجانب اللہ ہونیکی حقیت کا اظہار کر دیا جاوے اور ہر ایک بیان کو علحدہ علحدہ سرخیاں ڈالکر کالشمس فی نصف النہار دکھا دیا جاوے کہ آپ صادق اور تمام انبیا و مرسلین کے نمونہ ہیں اور آپ کے وجود سے تمام نبیوں اور رسولوں کی صداقت ثابت ہوتی ہے خدا کی ہستی کے آپ زندہ ثبوت ہیں آج اگر دنیا میں آپ کا وجود نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ کی پرستش کرنے والا ایک فرد بھی انسانوں میں سے نہ ملتا۔ اگرچہ کتاب بڑی ہے لیکن میں نے رفاہ عام اور تبلیغ حق کے لیے ۴ روپیہ فی نسخہ قیمت رکھی ہے۔ جو صاحب اس کتاب کے لینے کی خواہش رکھیں وہ صاحب ۴ روپیہ میرے پاس بطور پیشگی قیمت روانہ فرما دیں تا کہ درخواست خریداروں کی تعداد معلوم ہو جاوے اور مجھے اس کے چھپوانے کے لیے سرمایہ میسر ہو جاوے اس کتاب میں بہت سے حالات حضرت کے اور بہت سا مجموعہ الہامات کا درج ہوگا اور وہ مسائل بھی درج ہوں گے جنکی ہماری جماعت کو روز مرہ ضرورت پڑتی ہے۔ مجھے اس کتاب میں کچھ تاجرانہ فائدہ مد نظر نہیں بلکہ یہ بات پیش نظر ہے کہ حق کی تبلیغ ہو اور سچائی دنیا میں پھیلے اور کوئی بڑی چیز نہیں۔ والسلام

خاکسار محمد سراج الحق نعمانی جمالی
از دار الامان قادیان

بیعت

کرم بخش صاحب۔ ریاست نابھا پنجاب
کریم بخش صاحب ساکن دھولن ضلع سیالکوٹ تحصیل ظفروال
عبد اللہ صاحب " زوجہ کریم بخش صاحب "
غلام قادر صاحب " والدہ حسین بخش صاحب "
امام بخش صاحب " زوجہ " "
میاں محمد بلند صاحب " اللہ دتا صاحب "
الٰہی بخش صاحب " فقیر اللہ صاحب چوکیدار "
کرم الدین صاحب " کرم اننہ "
حاکم الدین صاحب " کرم اننہ "
بی بی کرم اننہ "
کرم اننہ "
رکن الدین صاحب معہ زوجہ و دختر ساکن فیروز والہ ضلع گجرانوالہ۔
مولا بخش صاحب۔ مالیر کوٹلہ۔
پیراں بخش صاحب۔ گوجرانوالہ۔
بی بی خانم۔ سکال گھر تھانہ چکوال ضلع جہلم
سید نذیر حسین صاحب۔ محلہ مہاجری فتح پور بسوہ۔
نور محمد صاحب۔ سیالکوٹ شہر
اللہ دین صاحب " امام الدین صاحب "
مہر بخش صاحب امام الدین صاحب ولد مالم "
مراد شاہ صاحب مستری چراغ الدین صاحب "
عبد الرحمن صاحب۔ انار کلی لاہور
محمد اسمعیل صاحب " زوجہ سلطان بخش "
منشی برکت علی صاحب۔ منٹگمری۔
اہلیہ و دختر مولوی غلام حسن صاحب سب رجسترار۔ پشاور۔
محمد نذیر صاحب ولد نور محمد صاحب سکرٹری انجمن اخوان الصفا۔ بٹالہ۔
محمد شریف صاحب "
سوہنے خانصاحب خاص تھانہ بنگہ ضلع جالندھر
میاں کوڑا صاحب "
نبی بخش صاحب طلاق "
زوجہ نواب خانصاحب مالیر کوٹلہ
محمد عبد العزیز خانصاحب کوٹھی نواب صاحب مالیر کوٹلہ منصوری۔

قدر دانانہ ارادت رکھتے ہیں اس لیے اس طریقہ سے تمام لوگوں کو بھی دل آزاری ہوئی ہے پھر یہ کیسی حماقت اور ناداتی ہے کہ حق کی بیجا مخالفت میں پیسہ اخبار اگر خدا ترسی سے کام نہیں لے سکتا تھا تو کم از کم برٹش لا سے ڈرنا اور اس قدر دلیری سے کام نہ لیتا۔

ان سب سے بڑھ کر ایک اور مغالطہ آمیز جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے جس میں تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی علالت طبع کی خبر اسی طاعون والے مضمون کے ضمن میں لکھی ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ بعضے اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہیں ولعنۃ اللہ علی الکذبین۔

پیسہ اخبار اور ہماری دور اندیش گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جن لوگوں نے بیعت توبہ کی ہے اور جنھوں نے اس کو اپنا امام ومقتدا تسلیم کیا ہے اور جس میں گورنمنٹ کے معزز دیانت دار عہدہ دار اور دوسرے معزز تعلیم یافتہ تاجر ڈاکٹر پلیڈر اور ہر قسم کے معزز اہل حرفہ اور عوام داخل ہیں اور جو گورنمنٹ سے سچی ارادت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہیں اُن کی تعداد ستر ہزار سے بھی متجاوز ہے اور ایک لاکھ تک یہ جماعت بہت قریب پہونچنے والی ہے انکو اس خبر نے سخت دھوکا دیا ہے۔ حضرت اقدس کی صحت کی خبر انکی جان پرور اور روح افزا ہے وہ یقیناً اسی سے جیتے ہیں اپنے کسی عزیز سے عزیز کی بیماری اور صحت کی خبر انکی جان اور روح پر اتنا اثر نہیں ڈال سکتی جتنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ پھر پیسہ اخبار نے اس بد خبر سے جو بالکل جھوٹ تھی اس وفادار گروہ کی سخت دل آزاری کی ہے اس قسم کے خطوط آئے ہیں جن میں پیسہ اخبار کے حوالہ سے حضرت اقدس کی صحت کے متعلق استفسار تھے۔ یہ سچ ہے کہ حضرت اقدس اپنی عدیم المثل فیاضی اور فراخ دلی کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کرنا چاہتے لیکن کیا کسی ناعاقبت اندیش کو اس سے یہ سبق لینا ضروری نہیں ہے کہ وہ جرات اور جسارت کرکے بیحیائی کے ساتھ ایک شریف گروہ کی دل آزاری کرے؟۔

پیسہ اخبار کو ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی بیماری درد ریح اور پھر اس سے شفایاب ہو جانے کی خبر الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اس کے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنج دہی کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے۔

بہرحال یہ جھوٹ ہیں جو پیسہ اخبار نے بولے ہیں اب پیسہ اخبار کا فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کر دکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ اور آیندہ ان لوگوں کی تحریروں کو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی ہیں اور ان کے ہمجنس اسکو لکھدیتے ہیں اور اپنے آپکو مخمصہ میں نہ ڈالے۔

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی جھوٹی خبروں کے مخزن زیادہ قادیان کے سماجی ہیں جنھیں نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید۔

ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بریت کے لیے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس سے اس قسم کی جھوٹی خبریں اسے پہونچائی ہیں۔ ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اس طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبروں کے دینے والے کا مناسب نوٹس لیں۔ ہم اس کے متعلق اسوقت اور کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

آخر میں پھر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آیندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے۔

ہم پیسہ کے اڈیٹر سے بڑھ کر اس معاملہ میں پادری **فتح مسیح** صاحب کی تعریف کرتے ہیں جنھوں نے بازاری خبروں پر اعتبار نہیں کیا بلکہ مزید احتیاط اور حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمالیا۔

پیسہ اخبار کا اڈیٹر
پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے

کتاب آیات الرحمٰن

مصنفہ حضرت علامہ زمان فاضل عصر جناب مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب امروہوی ختم فیضہ بجواب کتاب **عصای موسیٰ** مصنفہ بابو الٰہی بخش صاحب لاہوری چھپکر طیار ہوگئی ہے حضرت مقدس سید کریم النسب ممدوح نے جس خوبصورتی اور معقولی ومنقولی طرز میں عصای موسیٰ کا رد فرمایا ہے وہ بیان میں نہیں آسکتا درحقیقت آیات الرحمٰن کو ہاتھ میں لیکر پڑھے بغیر رہا نہیں جاتا اور بعد ختم کے ایک افسوس رہ جاتا ہے کہ یہ کتاب کیوں ختم ہوگئی اور پھر لطف یہ ہے کہ اس کتاب کے بار بار پڑھنے سے بار بار لطف حاصل ہوتا اور نئے نئے معارف کھلتے ہیں

قطعہ

ارض وسماہیں سارے ثنا خوان احمدی
یوگو جلوہ دکھا میں نہیں شان احمدی
ہے شاد سرو ولالہ وگل ابر تو بہار
جوبن پہ آرہا ہے گلستان احمدی
توحید کی جو مے سے ہیں سرشار آج کل
جلتے ہیں جھوم جھوم کے مستان احمدی

تثلیث اور توحید

جہاں تک میں سوچتا ہوں ان لوگوں کے لیے جو خدا تعالیٰ کے وجود کو مانتے اور اس کی ہستی اور اسکی تمام پاک صفات اور جزا سزا پر ایمان رکھتے ہیں سب سے ضروری امر یہ ہے کہ وہ نجات کے صحیح طریقہ کو تلاش کریں اور خدا کے قدیم قانون قدرت اور صحیفہ فطرت اور اس کی پاک کتابوں کی تعلیم کی کھلی کھلی شہادتوں سے اور نیز جو اس کی کتابوں پر ایمان لانے والے فرقے ہیں انکی کثرت رائے سے اور دوسرے زندہ ثبوتوں سے اگر یہی ثابت ہوتا ہے کہ بغیر مسیح کے خون کے نجات نہیں اور بغیر عقیدہ تثلیث کے رہائی نہیں تو اس صورت میں بڑا گناہ ہوگا کہ اس عقیدہ کو قبول نہ کیا جائے کیونکہ جس جگہ یہ تمام امور اکٹھے ہوں گے ممکن نہیں کہ وہ امر غلط ہو لہذا ضروری ہے کہ اسوقت ان پانچوں پہلوؤں پر نظر ڈالیں اور پھر جو نتیجہ نکل سکتا ہے معزز ناظرین کو اس کی اطلاع دیدیں *

نجات کے بارے میں جس طریق کی طرف مسیحی واعظان دعوۃ کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ نجات ان دو باتوں پر موقوف ہے اول یہ کہ ایک شخص اس طرح پر تثلیث پر ایمان لاوے کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس کو ایک وجود سمجھے اور پھر تین بھی اور ان کا تین ہونا عقیدہ رکھے اور پھر ایک بھی (۲) اور دوسری بات یہ کہ وہ اس بات پر ایمان لاوے کہ یسوع مسیح نے صلیب کے ذریعہ سے کہ اس لعنت سے پورا حصہ لیا جو شیطان اور اس کے گروہ کے لیے قدیم سے طیار کی گئی تھی۔ اور اس طور سے اس پر ایمان لانے والے اس لعنت کے پہلوں اور نتیجوں سے بچائے گئے جو کفر اور ظلم اور طرح طرح کی بدکاریوں کا خیال دلوں میں ڈالتی اور بے ایمانی کی راہ سکھاتی اور دلوں کو اندھا کر دیتی اور خدا سے بیزار اور جدا کر دیتی ہے اور ایسے لوگ جو اس لعنت سے حصہ لیتے ہیں ان کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ شیطان کے وارث ہو کر بے ایمان اور خدا سے برگشتہ ہو جائیں اور ہمیشہ کے جہنم میں جائیں کیونکہ لعنت شیطان کے منہ کا سیاہ داغ ہے۔

مگر یسوع مسیح نے دنیا سے یہ محبت کی کہ ایسی مہلک اور خطرناک لعنت جو ایمان کی دشمن ہے جس کے ایسے مہلک اور خطرناک نتیجے ہیں اپنے باپ سے درخواست کر کے اپنے ہی دل پر وارد کرا لی۔

یہ وہ دو باتیں ہیں جو مسیحی صاحبوں کے عقیدہ کے رو سے نجات موقوف ہے لیکن افسوس کہ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ نہ تو خدا کا قانون قدرت اور نہ صحیفہ فطرت ان کا مصدق ہے اور نہ اس کی پاک کتابوں میں انکی کوئی گواہی پائی جاتی ہے اور نہ کوئی زندہ ثبوت انکا مؤید ہے اور نہ اہل کتاب کی کثرت رائے نے انکی سچائی پر مہر لگائی ہے۔

اول تثلیث کو دیکھو تو خدا کا قانون قدرت بالکل اس کے مخالف ہے۔ خدا نے ہر ایک بسیط چیز کو کروی شکل پر پیدا کیا ہے جو توحید سے نہایت مناسب ہے دیکھو آفتاب و ماہتاب ستارے زمین سب کروی شکل پر ہیں یہاں تک کہ عناصر کی شکل بھی کروی [illegible] ہے۔ اگر پانی کے ایک قطرہ کو دیکھو تو اسکو بھی کروی شکل کا ہی پاوگے اب ظاہر ہے کہ اگر تثلیث کا مسئلہ صحیح ہوتا تو ہر ایک بسیط کی سہ گوشہ شکل ہونی چاہیے تھی اور ضروری تھا کہ آسمان کے ستارے اور زمین کے عناصر سہ گوشہ شکل رکھتے تا تثلیث پر انکی دلالت ہوتی۔ یہ عجیب بات ہے کہ خدا تو اپنی ذات میں مثلث ہو۔ مگر اسکے ہاتھ سے نکلے ہوئے تمام بسائط کروی شکل رکھیں اب خوب غور کرلو کہ خدا کا قدیم قانون قدرت تثلیث کے عقیدہ کی کچھ بھی تائید نہیں کرتا بلکہ اس کی نفی کرتا ہے

اب جب کہ قانون قدرت سے تثلیث پر کوئی شہادت پیدا نہ ہوئی تو ہم صحیفہ فطرت کو دیکھتے ہیں کہ کیا اس میں سے تثلیث پر کوئی گواہی ملتی ہے تو فی الفور ثابت ہوتا ہے کہ صحیفہ فطرت بھی مسئلہ تثلیث کا ایسا ہی مخالف ہے جیسا کہ قانون قدرت۔ حضرات عیسائی صاحبان اسبات کو مانتے ہیں بلکہ کتاب میزان الحق میں پادری ڈاکٹر فنڈل صاحب نے اسبات کا اقرار کر لیا ہے کہ اگر کسی جزیرہ میں ایسے لوگ موجود ہوں جنکو انسانی عقل دی گئی ہے اور تثلیث کی تعلیم ان تک نہیں پہنچی تو ان سے قیامت کو محض توحید کی بازپرس ہوگی تثلیث کی بازپرس نہیں ہوگی۔ اب دیکھیے کہ اگر انسان کے صحیفہ فطرت میں تثلیث کی شریعت موجود ہوتی تو ضرور ایسے لوگوں سے جو اس کے منکر ہیں اور عقل رکھتے ہیں گو تثلیث کی تعلیم ان تک نہیں پہونچی خدا کا مواخذہ ہونا اگر صحیفہ فطرت میں صانع حقیقی کی طرف سے کوئی تثلیث کا نقش بھی موجود ہے تو کیا وجہ کہ اسپر عملدرآمد نہ کرنے سے بازپرس نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ شریعتیں جو انسانوں کو نبیوں کی معرفت ملی ہیں وہ باطنی شریعت کا

حضرت اقدس کا خط

احمدی قوم کے نام

مدرسہ کی ضروریات کے لئے جناب مرزا خدا بخش صاحب کے متعلق۔

ذیل میں ہم حضرت حجۃ اللہ کا ایک گرامی نامہ جو حضور علیہ السلام نے احمدی قوم کے نام لکھا ہے ہم درج کرتے ہیں وہ مطالب اور مقاصد خود اسی سے واضح ہوں گے جن کے لیے یہ کرامت نامہ لکھا گیا ہے جناب مرزا خدا بخش صاحب دارالامان سے اسی غرض کے لیے ۱۰ ماہ حال کو روانہ ہوتے ہیں

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جمیع اخوان و احباب این سلسلہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سب سے پہلے مجھے اللہ تعالیٰ کا شکر دل میں جوش مارتا ہے جس نے میری جماعت کو سچی ارادت اور محبت اور ہمدردی عطا فرمائی ہے اگر خدا تعالیٰ کا فضل ان کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ توفیق ان کو ہرگز نہ دی جاتی کہ وہ **صحابہ رضی اللہ عنہم** کے قدم پر اس درجہ کی اطاعت کرتے کہ باوجود اپنی مالی مشکلات اور کمی آمدن کے اپنی طاقت سے بڑھ کر خدمت مالی میں مصروف ہوتے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان سب کے مالوں میں برکت دے اور یہ نصرت اور اعانت جو وہ دینی اغراض کی تکمیل کے لیے کر رہے ہیں خدا تعالیٰ دونوں جہانوں میں ان کی بھلائی کا موجب کرے آمین ثم آمین

بعد اس کے اے عزیزان اس وقت اخویم **میرزا خدا بخش صاحب** کو آپ صاحبوں کی خدمت میں اس غرض سے روانہ کیا جاتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مدرسہ **قادیان** کی قائمی کے لیے جو آمدن ہونی چاہیئے اس کی حالت بہت ابتر ہے اور اگر یہی حال رہا تو پھر اس مدرسہ کا قیام مشکل ہے اگرچہ ہمارے سلسلہ کے لیے جو اصل غرض ہماری زندگی کی ہے کوئی عمدہ اور معتدبہ نتیجہ ابھی تک اس مدرسہ سے پیدا نہیں ہوا مگر اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ اگر پوری احتیاط اور انتظام سے کام لیا جاوے تو پیدا ہو سکتا ہے۔ زمانہ حال میں حکمت عملی پر چلنے والے جسقدر فرقے ہیں انہوں نے مان لیا ہے کہ سادہ دلوں پر اثر تعلیم ڈالنے کے لیے جس قدر سریع الاثر اور پائدار یہ طریق ہے اور کوئی طریق نہیں اسی لیے وہ لڑکے جو پادریوں کے سکولوں کالجوں میں پڑھ کر اور ایک مدت تک ان کے زیر اثر رہ کر جسقدر جراءت اور نفرت دل سے اسلام کے دشمن ہو جاتے ہیں اسقدر وہ لوگ نہیں جو محض روپیہ کے لالچ سے عیسائی ہوتے ہیں سو جب کہ دلوں پر اثر ڈالنے کا ایک یہ بھی طریق ہے تو ہم کیوں اسمیں پیچھے رہیں بہر حال اس **مدرسہ** کا قائم رہنا اسی بات پر موقوف ہے کہ ہماری جماعت کی اس طرف بھی پوری توجہ ہو۔ بباعث اس سلسلہ کے ابتدائی حالت کے ہر ایک شاخ میں مشکلات تو بہت ہیں **منارہ** کے لیے ابھی روپیہ کافی نہیں بعض **کتابیں** جن کے لیے ارادہ ہے کہ کم سے کم **بیس بیس ہزار** چھپ جائیں ان کے لیے کچھ بھی سامان نہیں **مہمان خانہ** کے لیے بعض ضروری عمارتوں کی ضرورت ہے ان کے لیے روپیہ نہیں لیکن یہ ایسے ہموم ہیں کہ ابھی ہماری جماعت کی طاقت سے خارج معلوم ہوتے ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ ان غموں کو خدا تعالیٰ ہمارے دل پر سے دور کرے لیکن اگر ہماری جماعت کی توجہ ہو تو قادیان کے **مدرسہ** کے قائم رہنے کے لیے بالفعل بہت مدد کی ضرورت نہیں اگر **ایک ہزار آدمی چار چار آنے ماہواری** اپنے ذمہ قبول کرے تو **۲۵۰ اڑھائی سو روپیہ** ماہواری مدرسہ کو مل سکتا ہے اور زود تر کے بعد فیس کی آمدن بھی ہو سکتی ہے غرض اس مشکل کے دور کرنے کے لیے **مرزا خدا بخش صاحب** کو روانہ کیا جاتا ہے ہر ایک صاحب جو اس کام کیلیے کوئی مدد تجویز فرماویں وہ لنگر خانہ سے اس مدد کو مخلوط نہ کر دیں یہ اختیار ہوگا کہ اگر مقدرت نہ ہو تو لنگر خانہ کی رقم . . . سے جو ان کے ذمہ ہے کچھ کم کر کے اسمیں شامل کر دیں مگر اسکو بالکل الگ رکھیں اور یہ رقم بخدمت محبی عزیزی اخویم **نواب محمد علیخان صاحب** بمقام قادیان یا جسکو وہ تجویز کریں آنی چاہیئے تا حساب صاف رہے کیونکہ لنگر خانہ کا روپیہ میرے پاس پہونچتا ہے اور یہ کام دقت سے خالی نہیں کہ پہلے مدرسہ کا روپیہ میرے پاس پہونچے اور پھر میں وہ روپیہ کسی دوسرے کے حوالہ کروں بالفعل یہ تمام کاروبار مدرسہ **نواب صاحب موصوف** کے ہاتھ میں ہے پس انھیں کے نام روپیہ آنا چاہیئے بہر حال اس مدرسہ کے لیے کوئی خاص رقم مقرر ہونی چاہیئے جو ماہ بماہ آیا کرے میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ قائمی مدرسہ بامید اس نیک نتیجہ کے ہے جس کے ہم امیدوار ہیں اسی لیے ہم اس سلسلہ کے ضروری اخراجات میں اسکو شریک کرتے ہیں والسلام علی من اتبع الہدیٰ

الراقم المفتقر الی اللہ الصمد

غلام احمد

عافاہ اللہ و ایدہ

لیکن ظل ہیں انسان کسی امر کے قبول کرنیکے لیے مکلف نہیں ہو سکتا جس کا باطنی شریعت کے نقوش میں نام و نشان نہ ہو اور باطنی شریعت ہمکو صرف یہ سکھلاتی ہے کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے مگر اس کا مثلث یا مربع ہونا اور تین اقنوم سے مرکب ہونا یہ ایک ایسا امر ہے کہ انسانی فطرت پر کوئی نقش اسکا نمایاں نہیں یہی وجہ ہے کہ گو انسانوں نے بیہودہ حیلہ جوئیوں کے طور پر ہزارہا بکھو کہا دیویاں اور دیوتے اپنی طرف سے تراش لیے ہیں مگر باوجود اس کے پھر بھی انکو ماننا پڑا کہ خدا ایک ہے۔ پس کیا وجہ کہ باوجود اسقدر وسیع شرک کے دلوں نے کثرت معبودوں پر آرام نہ کیا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ صحیفہ فطرۃ نے انکو اسبات کے لیے مجبور کیا کہ وہ خدا واحد کو مان لیں *

نبیوں کی کتابوں کی شہادت

اب جبکہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت دونوں تثلیث کے منکر ثابت ہوئے تو یہ دیکھنا باقی رہا کہ نبیوں کی پاک کتابوں کی کھلی کھلی کیا تعلیم ہے میری دانست میں بائبل نے باوجود صدہا تغیر تبدل کے جو اس میں واقع ہوئے توحید کی تعلیم کو ایسے پورے طور پر انجام دیا ہے کہ توریت سے ملاکی نبی تک تمام کتابیں توحید کی تعلیم پر زور دے رہی ہیں اور اس سے پر ہیں۔ نمونہ کے طور پر دیکھو توریت۔ خروج ۱۴/۳۴ دانیال ۲۸/۳ یسعیاہ ۸/۴۴ و یسعیاہ ۵/۴۵ و ۱۸ یرمیاہ ۲/۱ ہوسیع ۴/۱۳ زبور ۱۰/۸۶ نحمیاہ ۶/۹ تواریخ کی پہلی کتاب ۲۰/۱۷ ایسا ہی اور صدہا مقامات پر ان کتابوں میں کھلی کھلی توحید کی تعلیم ہے اور اگر انہیں کی تعلیموں کو دیکھا جائے جس کے تحریف کرنے میں سخت کوشش کی گئی ہے تو ان کیا بھی کھلی کھلی تعلیم توحید کی ہی ثابت ہوگی اور تثلیث کا نام و نشان نہیں ہوگا ایک شخص جو خدا سے خوف کرتا اور کوئی حصہ حیا اور انصاف کا اپنے اندر رکھتا ہے وہ اگر ان تمام کتابوں کی کھلی کھلی تعلیم جو توحید کے بارے میں ہے تراز و کے ایک پلہ میں رکھے اور دوسرے پلہ میں عیسائی مذہب کے وہ توہمات رکھے جو بعض پیشگوئیوں کے غلط معنوں سے یا انجیل کے بعض ان فقروں سے جو استعارات کے رنگ میں ہیں بنائے گئے ہیں اور پھر ایک نظر اس ذخیرہ پر ڈالے جو توحید کا ذخیرہ ہے اور ایک نظر ان چند توہمات پر جو حضرت مسیح کے خدا بنانے کے لیے تراشے گئے ہیں تو میری دانست میں وہ نہایت آسانی سے سمجھ جائے گا کہ خدا کی کتابوں سے یہ امید رکھنا کہ تثلیث ثابت ہو یہ ایسی ہی امید ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک پھونک مار کر آفتاب کی روشنی دور کرنا چاہے کیا کوئی شخص یہ بات منہ پر لا سکتا ہے کہ جس صفائی اور تصریح اور تاکید اور بار بار کی وصیت سے صدہا مرتبہ توریت اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں توحید کیطرف بلایا گیا ہے وہی صفائی اور تصریح اور تاکید اور بار بار کی وصیت تثلیث کے بارے میں بھی پائی جاتی ہے حاشا وکلا ہرگز ہرگز نہیں اور اگر یہ تاکید پائی جاتی ہے تو میں سب سے پہلے قبول کروں گا ورنہ ہمیں نہیں چاہیے کہ خدا کو بیخوف ہو کر محض توہمات کی بنیاد پر ان دلائل کو پھینک دیں جو قطعیۃ الدلالۃ ہیں اگر توہمات سے ہی کام لینا ہے تو پھر ان ہندوؤں کا کیا گناہ ہے جو راجہ رامچندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب کو خدا بنائے بیٹھے ہیں اس قسم کے خداؤں کی دنیا میں کمی نہیں۔ یہ کسقدر ظلم ہے کہ دو تین کمزور حق ہیں ابن اللہ وغیرہ ہونیکے الفاظ پا ابھی قسم کے اور استعارات جو بائبل میں موجود ہیں پائے جائیں تو وہ لوگ سب انسان رہیں کوئی خدا نہ بنے لیکن جب وہی الفاظ بلکہ ان سے کمتر یسوع مسیح کے حق میں سمجھے گئے یا خیال کیے گئے اور وہ بھی حضرت اعتقادی طور پر نہ قطعی فیصلہ سے تو ان سے حضرت مسیح خدا بن گئے اگر اسی طرح کسی کو خدا بنا سکتے ہیں تو گو تانبے سے سونا بنانا محال ہے ہو مگر خدا بنانے کا نسخہ نہایت سہل ہے لیکن کیا تم ایسے خدا پر بھروسہ کر سکتے ہو جسکو تم نے خود بنایا۔ !

اب جبکہ خدا کی کتابوں سے بھی تثلیث کا کچھ پتہ نہ چلا تو آؤ ہم یہ بھی دیکھ لیں کہ کیا اہل کتاب کی کثرۃ رائے نے تثلیث کو صحیح عقیدہ قرار دیا ہے ظاہر ہے کہ بائبل کے اول وارث یہودی تھے اور ان میں ایک مستقل اور کامل شریعت لانے والا موسیٰ تھا جسنے نہ صرف توریت کو بنی اسرائیل کے حوالہ کیا بلکہ خود مفسرین کو اس کے تمام معنی سمجھا بھی دیے اور توریت کی ہر ایک کتاب میں توحید کی تعلیم پر زور دیا گیا اور سخت تاکید کی گئی کہ ان تعلیموں کو حفظ کرو اور اپنی آستینوں اور اپنی چوکھٹوں اور اپنے دروازوں کی پیشانیوں پر لکھو اور انکو ڈرایا گیا کہ اگر تم ان تعلیموں کو بھولوگے تو طرح طرح کی بیماریوں اور زہرناک پھوڑوں اور پھنسیوں اور دوسری آفات ارضی و سماوی سے ہلاک کیے جاؤگے اور تم دیوانہ اور مجذوم ہو کر مروگے اور تعلیم پر توجہ دلانے کے لیے صرف دھمکی ہی نہیں دی گئی بلکہ امیدیں بھی دلائی گئیں اور علاوہ اس کے یہ بھی انتظام کیا گیا کہ چودہ سو برس تک ان میں سلسلہ نبوۃ برابر چلا آیا ان پر بے نبی کی کوئی زمانہ نہ آیا اور خود حضرت موسیٰ نے انکو اپنے مرنیکے وقت بیوہ عورت کیطرح نہیں چھوڑا بلکہ خدا کے حکم سے بلا توقف یشوع نبی کو اپنا قائم مقام کر دیا اور پھر یہ سلسلہ نبیوں کا ایسا برابر ان کی محافظت کرتا آیا کہ دنیا میں اسکی کوئی بھی نظیر نہیں۔ خدا نے تعصبوں سے خالی ہو کر سوچو کہ کیا ممکن تھا کہ یہودی توریت کی تعلیم کو جو توریت کی

اصل مقصود تھا جس کو انھوں نے صدہا نبیوں کی معرفت سنا تھا اور جس کی نسبت ہمیشہ ان کو تازہ بتازہ سبق ملتا تھا اور جس پر عملی طور پر ان کے باپ دادے پابند چلے آتے تھے ایسا بھول جاتے کہ تثلیث اور کفارہ سے بالکل انکاری ہو جاتے۔ خدا کی ذات اور صفات کی نسبت جو توریت کی تعلیم تھی وہ صرف قصوں کے رنگ میں توریت میں نہیں تھی بلکہ یہودیوں کے دلوں میں ڈالی گئی تھی۔ ان کے بچے اور بوڑھی عورتیں بھی اس تعلیم سے خبر رکھتی تھیں +

جب کہ تثلیث اور کفارہ مسیح سے انکار کرنا ایسا سخت کفر ہے کہ جس کے ترک کرنے میں ابدی جہنم کی سزا ہے تو کیونکر خیال میں آ سکتا ہے کہ نبیوں نے اس عقیدہ کی تعلیم کو گول مول بیان کیا ہو کہ اس صورت میں بڑا فرض ان کا تو یہی ہونا چاہیے تھا کہ وہ بار بار ایسے عقیدہ کو کھول کھول کر بیان کرتے اور کوئی ایسا لفظ منہ پر نہ لاتے جو عقیدہ کے منافی ہو نہ ایسا یہ انھوں نے کیا کیا کہ تمام کتابوں کو توحید کی تعلیم سے بھر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف توحید ہی یہودیوں کے ذہن نشین ہو گئی۔ اگر نبی لوگ تثلیث کی مسلسل تعلیم دیتے چلے آتے اور اپنی بعثت کی علت غائی اسی کو ٹھہراتے تو کیونکر ممکن تھا کہ یہودی اس تعلیم سے بے خبر رہ سکتے جبکہ اصل مدار نجات کا تثلیث اور خون مسیح تھا تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ موسیٰ اور دوسرے نبیوں نے اس اہم مسئلہ کو کیوں چھپایا اور شائع نہ کیا اور اگر شائع کیا تھا تو کیا وجہ کہ توریت میں اس تعلیم کا نام و نشان نہیں پایا جاتا اور کیا وجہ کہ یہودیوں کے تمام فرقے اس تعلیم سے ایسے بے خبر رہے جیسا کہ ایک مسلمان کا بچہ ہندوؤں کے دیوتا اور پوجا کے طریقوں اور بت پرستی کے منتروں سے بے خبر ہوتا ہے۔ یہ بات کس کو معلوم نہیں کہ یہودی نہ آج سے بلکہ قدیم سے تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے یہی گواہی دیتے آئے ہیں اور اب بھی دیتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں تثلیث اور کفارہ کا نام و نشان نہیں اور نہ خدا کے دنیا میں مجسم ہو کر آنے کی ان کو امید دلائی گئی ہے۔ فرض کیا کہ یہودی فاسق تھے ظالم تھے خونی تھے لیکن اسقدر بے انصافی نہیں چاہیے کہ ہم یہ رائے ظاہر کریں کہ انھوں نے اتفاق کر کے تثلیث اور کفارہ کی تعلیم کو جو ان کے ایمان کا مدار ہونی چاہیے تھی توریت میں سے نکال دیا اور بجائے اس کے ایک سادہ توحید جو بالکل قرآن کے موافق ہے توریت میں لکھ دی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ہزاروں اختلافات کے جو یہودیوں میں پائے جاتے ہیں اس بات میں ان کے تمام فرقے متفق ہیں کہ کبھی ان کو تثلیث اور کفارہ کی تعلیم نہیں دی گئی۔ ان دنوں میں کئی فاضل یہودیوں سے خط و کتابت کر کے ان سے یہ امر استفسار کیا گیا کہ آپ لوگوں کو جیسا کہ انجیل سے انکار ہے ویسا ہی قرآن سے بھی ہے۔ اس لیے ہم آپکو قسم دیکر پوچھتے ہیں کہ کیا خدا کے بارے میں توریت کی تعلیم عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث اور کفارہ سے مشابہ ہے یا قرآن کی تعلیم سے مشابہ ہے تو انہوں نے بڑی صفائی سے جواباً خطوط بھیجے اور تحریر کیا کہ توریت میں خدا کے بارہ میں سراسر توحید کی تعلیم ہے ایک حرف بھی توریت کی تعلیم کا ایسا نہیں ہے کہ تثلیث اور کفارہ پر دلالت کرتا ہو اور لکھا کہ وہ تعلیم قرآن کی تعلیم کے بالکل موافق اور تثلیث اور کفارہ کی تعلیم سے بالکل مخالف اور منافی ہے اور توجہ دلائی کہ توریت موجود ہے اور نبیوں کی تمام کتابیں موجود ہیں خود دیکھ لو کہ ان میں تثلیث اور کفارہ کی تعلیم کہاں اور کدھر ہے۔ وہ چٹھیات انکی ہمارے دفتر میں موجود ہیں اور خود یہودی ہمارے اس برٹش انڈیا میں بکثرت پائے جاتے ہیں ہر ایک براہ راست دریافت کر سکتا ہے۔

بیشک ایک خدا ترس اور طالب حق آدمی کو اس موقعہ پر غافلانہ طور پر نہیں گذرنا چاہیے۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ الٰہی مدرسہ میں سب سے پہلے تعلیم پانے والے یہودی ہیں جو خدا کی قوم کہلاتے رہے ہیں پس اس سے زیادہ دنیا میں کونسا حیرت افزا واقعہ ہوگا کہ باوجود اس کے کہ توریت کی تعلیم کو تازہ کرنے کے لیے چودہ سو برس تک متواتر نبی آتے رہے اور کثرت انبیا کی وجہ سے کسی اجتہاد کی بھی حاجت نہ ہوئی مگر پھر بھی یہودی تثلیث اور کفارہ کے مسئلہ سے بے خبر رہے اگر یہی مدار نجات تھا تو ان صدہا نبیوں کی زندگی پر افسوس ہے جو یہودیوں کی تعلیم کے لیے بھیجے گئے اور پھر ان کو اصل تعلیم سے بے خبر رکھتے رہے۔ کیا یہ مقام غور نہیں کہ یہودیوں میں ایک بھی کوئی ایسا فرقہ نہیں کہ جس نے ایک ذرہ گمان بھی کیا ہو کہ ان کی نجات تثلیث اور کسی کی صلیبی موت پر موقوف ہے پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر عیسائیوں کے فرقے سب کے سب تثلیث کے قائل ہوتے تب بھی ایک عیسائی کو خوش ہونے کے لئے کوئی بات ہاتھ میں ہوتی مگر اب عیسائیوں کے لیے کس قدر تلخی اور ناخوشی کا مقام ہے کہ اندرونی ثبوت نے بھی ان پر خدا کی حجت پوری کر دی اور قرآن شریف کے نزول کے زمانہ میں بھی وہ فرقے موجود تھے جن کا قرآن شریف میں ذکر موجود ہے۔

اب جبکہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت اور یہودیوں کی پاک کتابوں اور یہودیوں کی اتفاق رائے اور خود عیسائیوں کے بعض فرقوں کی شہادت سے بھی ثابت ہوا کہ تثلیث اور کفارہ مسیح کا مسئلہ نہ عقل سے ثابت ہے اور نہ نقل سے

تو اب پانچواں امر یہ دیکھنا باقی رہا کہ کیا حضرت مسیح میں کوئی ایسی خاص بات ہے جس سے ان کی نسبت خدائی کا گمان پیدا ہو سکتا ہے سو جہاں تک انسانی طاقتیں زور سے گواہی دے سکتی ہیں ہم اس گواہی کو پوری بصیرت اور پورے زور سے ادا کرتے ہیں کہ کوئی بھی امر ایسا نہیں جس سے حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت ہو جو اُن کی خدائی کا گمان پیدا کرتی ہو ہاں بار بار اُن کی ولادت کو پیش کیا جاتا ہے مگر ہم تو اُس پہلے انسان کو بھی خدا نہیں کہہ سکتے جس کے باپ اور ماں دونوں نہ تھے اور ہم روز دیکھتے ہیں کہ صدہا کیڑے بغیر ذریعہ ماں باپ کے پیدا ہوتے رہتے ہیں تو کیا ہم انکو خدا قرار دیدیں یا خدا کے بیٹے سمجھ لیں کیا کریں ہماری دانست میں قرآن نے حضرت مسیح اور اُن کی ماں پر ایک بڑا احسان کیا ہے جو چھ سو برس کے بہتان کو اپنی تصدیق سے رد کر دیا اور حضرت مسیح کی ولادت کو اسطور سے مان لیا جس سے حضرت مریم کی پردہ پوشی ہو گئی ورنہ یہودی اصل ولادت کی نسبت جو کچھ کہتے ہیں وہ اس لائق نہیں کہ اسجگہ اُس کا ذکر بھی کیا جائے غرض حضرت مسیح کی ولادت میں کوئی خصوصیت نہیں بلکہ یونانی اور ہندی طبیبوں نے اس کی نظیریں دی ہیں کہ کبھی انسان محض ماں کے مادہ سے بغیر باپ کے نطفہ کے پیدا ہو سکتا ہے۔

ہاں شاید کوئی یہ کہے کہ حضرت مسیح کا اپنے تئیں ابن اللہ کہنا انکی خدائی کی دلیل ہے تو اسکا یہ جواب ہے توریت صدہا خدا کے بیٹوں سے بھری پڑی ہے بلکہ یعقوب کی نسبت یہ فقرہ ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پہلوٹا بیٹا ہے اور صرف خدا کے بیٹوں کا ذکر نہیں بلکہ بعض جگہ تو خدا کی لڑکیوں کا بھی ذکر ہے اور ایک آیت میں یہ بھی ہے کہ تم سب خدا ہو اب اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ وہ تمام بیٹے غیر حقیقی تھے مگر مسیح خدا کا حقیقی بیٹا تھا اصل بات یہ ہے کہ عیسائیوں نے اس خیال میں بہت دھوکا کھایا ہے عارف جانتے ہیں کہ یہ عادت الٰہی ہے کہ خدا اپنے جن خاص بندوں سے پیار کرتا ہے کبھی ایسے الفاظ اُن کے حق میں بیان کر دیتا ہے کہ ایک جاہل ان الفاظ کو دستاویز پکڑ کر بآسانی اُن کو خدا بنا سکتا ہے آدم کو بھی انجیل میں خدا کا بیٹا لکھا ہے پس کیا وہ درحقیقت خدا کا بیٹا ہے۔ پہلا مقدمہ تو یہی پیش آیا ہے ذرا اسکا تو فیصلہ کرو۔

یہ تو ان انبیا کا حال ہے جنکا ذکر توریت میں ہے اور اگر اسی طرح کوئی خدا بن سکتا ہے تو ہم اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف کی رو سے بآسانی ٹھہرا سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ اُن کے حق میں فرماتا ہے **ید اللہ فوق ایدیھم** یعنی یہ خدا کا ہاتھ ہے جو تمہارے ہاتھوں پر ہے اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے اور پھر ایک اور آیت میں فرمایا ہے **قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً** یعنی کہہ اے میرے بندو تم رحمت الٰہی سے نومید مت ہو تمہارے سب گناہ بخشے جائیں گے۔ اب اس آیت میں تمام دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے قرار دیا گیا اور نہ صرف یہی بلکہ انکو گناہ بخشنے کا اختیار بھی دیا گیا اب بتاؤ اس سے زیادہ نقلی طور پر خدائی کا اور کیا ثبوت ہوگا اسی طرح اور بہت سی آیات قرآن شریف کی ایسی ہیں کہ اگر چاہو تو ان آیات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ایسی صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے کہ اُن کے مقابل پر حضرت مسیح کا ابن اللہ ثابت کرنا ایک باطل خیال ہے اور نہ صرف یہی بلکہ غلبہ اور قدرت جو الوہیت کی ضروری صفت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ہی پایا جاتا ہے اس بات کو غور کر کے دیکھو کہ جب آنجناب نے دعویٰ نبوت کیا تو تمام قومیں آپ کی دشمن ہو گئی تھیں کیونکہ آپ دنیا کی تمام قوموں کو اسلام کی طرف دعوت کرتے تھے اس لیے تمام قوموں نے آپ کے نابود کرنے کا ارادہ کیا اور ایذا رسانی میں کسی نے کمی نہ رکھی بلکہ بعض بادشاہوں نے بھی کوشش کی کہ آپ کو گرفتار کر کے قتل کر دیں جس میں وہ نامراد رہے پھر وہ کیا راز تھا جسکی وجہ سے آپ تمام دنیا کے حملوں سے بچتے رہے؟ وہ آپ کی روح کا خدا سے ایک عمیق در عمیق تعلق تھا جو کسی انسان کو اس کی مانند نہ ہوا اور نہ ہوگا۔ آپ خدا کے لیے غیرت مند تھے اور خدا آپ کے لیے۔

یہودا حواری نے صرف تیس روپے لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرا دیا جس سے ظاہر ہے کہ حواریوں پر حضرت مسیح کے تقوے کا کیا اثر تھا لیکن آنجناب کے اصحاب چونکہ آپ کو بالکل خدا کا مظہر دیکھتے تھے اس لیے برعکس یہودا حواری کے انھوں نے اپنے گھروں کے تمام عزیز مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھدیے اور انھوں نے اپنے پاک نبی کے سامنے وہ صدق دکھلایا جس کی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے کون اس یقین کے سمندر کی پیمائش کر سکتا ہے جو ان کے دلوں میں موجیں مار رہا تھا گویا وہ آنحضرت کے چہرہ میں خدا کا چہرہ دیکھتے تھے مگر معلوم نہیں کہ حواریوں کے دلوں میں حضرت مسیح کی نسبت کیا خیالات تھے جو پطرس جیسے بہشت کی کنجیوں کے مالک نے بھی

حاشیہ: مسیح کی ولادت آدم کی ولادت سے بڑھ کر نہیں
حاشیہ: ابن اللہ کی حقیقت
حاشیہ: قرآن کریم کے الفاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں

نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ حضرت مسیح پر لعنت بھیجی ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے ایک دنیا نے منصوبے کیے لیکن کچھ بھی نقصان نہ کرسکے بلکہ جسنے سر اٹھایا وہی مارا گیا چنانچہ جب برجنت خسرو پرویز شاہ ایران آنجناب کے خون کا پیاسا ہوا اور اپنے سپاہی گرفتاری کے لیے روانہ کر دیے تو ایک رات بھی اُسپر گذرنے نہ پائی کہ خدا نے اُس کی خبر لے لی حالانکہ ثابت نہیں کہ آپ نے اُس کی ہلاکت کے لیے کوئی دعا بھی کی ہو بلکہ جب سپاہیوں نے پکڑنے کے لیے پیغام پہونچایا تو آپ نے انھیں فرمایا کہ یہ میرا کام نہیں ہے اسکا جواب خدا تعالیٰ دیگا تب دوسری صبح کو کہا کہ آج میرے خداوند نے رات کو تمہارے خداوند کو قتل کر دیا دیکھو مظہر الوہیت اسے کہتے ہیں کہ ایک تو خسرو پرویز نے آپ کی گرفتاری کا ارادہ کیا اور دوسری طرف آسمانی حکم سے بلاتوقف ملک الموت اُس کی جان لینے کے لیے ایران میں پہونچ گیا۔

اس واقعہ کے مقابل پر جب ہم حضرت مسیح کی گرفتاری کا واقعہ دیکھتے ہیں تو نہایت افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یسوع مسیح کی ساری رات کی دعاؤں کا کچھ بھی اثر نہوا ناحق بے آرام رہے اور نیند بھی ضائع کی اور صبح ہوتے ہی انکی گرفتاری کے لیے رومی سلطنت کا ایک سپاہی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا اور یسوع مسیح کو گرفتار کرکے دن کے دس بجنے سے پہلے ہی حوالات میں جاکر داخل کر دیا گیا۔ یہی خدائی تھی جسکا یہ انجام ہوا۔ ہم کسی شخص کا خدا سے کامل تعلق کس طرح اور کیونکر سمجھ لیں جبتک خدا کا فضل امتیاز کے ساتھ اسی دنیا میں اُس پر نہ دیکھ لیں مسیح وہ شخص ہے کہ جس نے دعائیں کیں اور باقرار حضرات مسیحیان وہ دعائیں قبول نہ ہوئیں اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ مرد خدا ہے کہ جس کی تائید بغیر دعا کے بھی ہوتی رہی

یہی وجہ ہے کہ جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس مرد کی تائید میں خدا کی مددیں بارش کیطرح برس رہی ہیں تو وہ اُسپر فدا ہوگئے اور بھیڑ بکری کی طرح اُس کی راہ میں ذبح کیے گئے اور صدق سے جانیں دیں اور اگر خدا کے دین میں کسی انسان کی پرستش جائز ہوتی تو وہ دنیا کی سب مصنوعی خداؤں میں سے اسی برگزیدہ کو بڑا خدا سمجھتے جس ادب اور اطاعت کو انھوں نے ہمارے سید نبی اللہ کی نسبت اختیار کیا کبھی موسیٰ کی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ مسیح کو دیکھنا نصیب ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مقابل پر حواریوں کی ایمانی کیفیت دیکھنی ہو تو یہودا کا نمونہ باربار غور کرکے دیکھو اور اگر یہ نہیں تو حواریوں کے سردار پطرس کی آخری گواہی انجیل میں پڑھ لو۔ یاد رہے کہ حواریوں کے یہ ناحق کے خوف تھے یہود نے کبھی انکو ایک طمانچہ بھی نہیں مارا تھا اور خود وہ لوگ حضرت مسیح کی اپنی ہی قوم کے تھے اور وہ بھی بباعث گم ہوجانے اکثر فرقوں کے بہت تھوڑے رہ گئے تھے اور ذلت میں بسر کرتے تھے تاہم حواری لوگ حضرت مسیح کی زندگی میں کوئی وفاداری کا کام دکھلا نہ سکے کسی کی ذرہ سی جھڑکی سے بھی الگ ہونے کو طیار ہو جاتے تھے کیا یہی اثر اس شخص کے وعظوں کا ہونا چاہیئے جو خدائی کی قوتیں لیکر ظاہر ہو۔ غرض خدائی جلال محمدی زندگی سے ہی نمایاں ہے نہ یہ کہ ادنیٰ ادنیٰ لوگوں سے مار کھاتے پھریں اور کچھ خدا کی تائید ظاہر نہو۔

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جبکہ ہو متذکرہ بالا کے رو سے حضرت مسیح کی کوئی خدائی کی خصوصیت ثابت نہ ہوسکی تو کیا آپ کے اخلاق کے رو سے آپکی خدائی پر کوئی دلیل قائم ہوسکتی ہے مگر افسوس کہ اس تلاش میں بھی ہم ناکام رہے اور ہماری راست پسندی ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم گواہی دیں کہ حضرت مسیح کا ایک نیک خلق بھی عقلی طور پر ثابت نہیں ہوسکا کیونکہ اخلاق دو قسم کے ہیں ایک (۱) بعض دولت اور ثروت کی حالت میں ثابت ہوتے ہیں (۲) اور بعض ایسی حالت میں کہ اول عاجزانہ طور پر زندگی بسر کرکے دشمنوں سے طرح طرح کے دُکھ اٹھائیں اور پھر انتقام لینے کے لیے پوری قدرت پالیں۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ ان دونوں حصوں میں سے حضرت مسیح کے نصیب میں کوئی حصہ بھی اخلاق کا نہیں ہوا۔ اگر وہ دولت اور ثروت کا زمانہ پاتے اور انواع اقسام کی فیاضیاں اور سخاوتیں اُن سے ظاہر ہوتی تو ہم کہہ سکتے کہ وہ فی الحقیقت سخی اور فیاض تھے جنھوں نے اپنے وقت میں بیواؤں کو یتیموں کو مسکینوں کو بھوکوں کو قحط زدوں کو اپنے مال سے مدد دی۔ مگر اب ہم کس ثبوت کی بنا پر اُن کا نام سخی یا جواد رکھیں۔ اور اگر وہ دُکھ دیے جانے کے بعد قدرت اور حکومت کا زمانہ پاتے اور اپنے دشمنوں پر قابو پاکر پھر انکو بخشدیتے اور انتقام نہ لیتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ بڑے عفو اور درگذر کرنیوالے تھے مگر اب انکے عفو کا ثبوت کیا دیں کا کوئی خلق ثابت نہیں اور تاریخی واقعات کے ذریعہ سے ایک ذرہ بھی اخلاقی نیکی انکی ثابت نہیں ہوسکتی یہ اور بات ہے کہ ہم اپنے نیک خیال سے انکو اچھا اور بزرگ نبی سمجھتے ہیں ایسا خیال ہمارا محض ایمانی رنگ میں ہے نہ عرفانی اور تحقیقی رنگ میں کیونکہ کوئی عقلی دلیل ہمارے ہاتھ میں نہیں۔

لیکن جب اُن کے مقابل پر ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر نظر ڈالتے ہیں تو اعلیٰ درجہ کے ثبوت پر اُن جناب کے دونوں قسم کے اخلاق ہمیں دکھائی دیتے ہیں عقل اور انصاف دونو ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم آپ کے اخلاق فاضلہ کا اقرار کرلیں کیونکہ آپ کی سخاوت کے متعلق بڑے بڑے کافروں نے گواہی دی ہے - باقی آیندہ

رجسٹرڈ ایل نمبر

نمبر ۲۴ | دار الامان قادیان ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ | جلد ۶

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت امام ہمام مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے معہ اہل بیت تندرست ہین اور نزول المسیح نام ایک کتاب لکھہ رہے ہین جو اعلیٰ درجہ کے ولایتی کاغذ پر چھپ رہی ہے ❖

(۲) مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور حضرۃ حکیم الامت بھی بخیریت ہین ❖

(۳) گولڑوی کی کتاب جو اُس نے بزعم خود اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے جواب مین لکھی ہے آگئی ہے تعجب کی بات ہے کہ جواب تو اعجاز المسیح کا اور کتاب اردو مین۔ اعجاز المسیح کے مقابلہ مین لکھی ہوئی کتاب تو چاہئے تھی فصیح بلیغ عربی زبان مین ہوتی۔ یہ کتاب کیسی ہے اور پیر صاحب نے کہان سے لیکر لکھی ہے عنقریب اس کا راز طشت از بام ہوا چاہتا ہے ❖

(۴) اس ہفتہ مین لاہور سے جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بابو غلام محمد صاحب اور میان غلام حسین صاحب کلرک تشریف لائے۔ اور کپورتھلہ سے میان ظفر احمد صاحب اور میان عزیز الرحمٰن اور میان محمد یوسف خان صاحب افسر باورچی خانہ سرکار مہاراجہ کپورتھلہ صاحب۔ خانصاحب باوجودیکہ وہ ایک بڑے متمول اور دولتمند آدمی ہین۔ لیکن بڑے خلیق اور ملنسار اور مخیر ہین ❖

(۵) بیعت کرنیوالون کے نام کالم بیعت مین درج ہین ❖

(۶) دار الامان مین بارش ہوگئی اور فصل خریف کی تخم ریزی شروع ہے۔ اور ابھی صبح و شام بادلون سے آسمان گھرا رہتا ہے ❖

شکر نعمت

خدا کا شکر ہے کہ محض اس کے فضل و کرم سے دفتر الحکم کی تعمیر کا کام قریب الختم ہے اور اب دفتر کرایہ کے مکان سے اٹھکر اپنے مکان مین آگیا۔ چنانچہ یہ نمبر اپنے ہی دفتر مین ایڈٹ کیا گیا ہے جن احباب نے اس تعمیر مین مجھے مدد دی ہے خدا تعالیٰ خود اُن کی جزا ہو آخر مین الحکم کے ناظرین سے معافی چاہتا ہون کہ اس مصروفیت کی وجہ سے ان کی پوری خدمت نہین کر سکا اور خدا سے مدد چاہتا ہون کہ مین اس قصور خدمت کی تلافی کرنیکی قوت پا سکون

دوستو اک نظر خدا کے لئے
سید الخلق مصطفےٰ کے لئے

رک نہین سکتا دلِ مجبور والمدا اندلون
دیکھکر جو ہو رہا ہے شور بر پا اندلون
وا ئے بر حالِ مسلمانان سمجھ سکتے نہین
کیون ہوئے جاتے ہین طاعون نوالا اندلون
اک مسیحِ وقت کی خاطر عزیز دبے خطا
افترا تم نے بھلا کیا کیا نہ باندھا اندلون
کرچکا تھا شرک وجہل اپنا تصرف جابجا
غیرتِ حق نے ہراک کو توڑ ڈالا اندلون
صدقے اِس فضل وکرم کے اور اس احسان کے
کھل گیا رفع و توفی کا معما اندلون
پھیک گئی تھی اب نئی روح قالب توحید مین
دھوم ہے تجدید کی چاروطرف کیا اندلون
سینکڑون بھولے بھٹکے اور بگڑتے بن گئے
بحرِ رحمت نے جو آکر جوش مارا اندلون
شانِ جباری کے صدقے اور قربان کیون نہون
لطف کا اپنے دکھایا کیا نمونا اندلون
چھوڑ دو فسق و فجور وشرک اور سب بدعتین
ہین یہی طاعون کا باعث سراپا اندلون
دل مین اور اعمال مین اک پاک تبدیلی کرو
اور نیا حاصل کرو کچھ زہد و تقویٰ اندلون
مین چلے دل کے پھپولے توڑنیوالا نہیں
خوب روشن ہے خدا پر میرا شیوہ اندلون
ہے بقولِ ملہم صادق مسافر کی دعا
کھولدے ہراک پہ اصلیت خدایا اندلون

۱۷ اقم مسافر

اشعار

زندگی بخش جام احمدؐ ہے
کیا پیارا یہ نام احمدؐ ہے
لاکھ ہون انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھکر مقام احمدؐ ہے
باغ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستان کلام احمدؐ ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

(ڈائری کا اقتباس)

مردونکا جی اُٹھنا ہم خدا تعالےٰ کے اُسی قانونِ قدرت کو مانتے ہین جو قرآن شریف مین بیان ہوا ہے جو مردہ ایسے ہین کہ قبر مین رکھے جاتے ہین اور انکے پاس ملائکہ آتے ہین ان کی نسبت قرآن شریف کا یہی فتویٰ ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت مگر بزنگ دیگر غیر حقیقی موت مین احیا بھی ہوتا ہے چنانچہ اس قسم کے واقعات خود ہمارے ساتھ بھی پیش آئے ہین چنانچہ مبارک کے متعلق ...... اس قسم کی موتین فیمسک التی قضی علیہا الموت سے نہین اور وہ یہ احیا ہے جس پر ہم ایمان لاتے ہین کہ مردہ جی اُٹھتا ہے۔

غرض خدا تعالےٰ نے جو قانون باندھا ہے اسے ہم مانتے ہین اگر اس پر اعتبار نہ کرین اور یقین نہ لائین تو ایمان اُٹھ جاتا ہے پس خدا تعالےٰ کا قانون قدرت جو کتاب اللہ مین درج ہے اس پر ہمارا ایمان ہے اور ہم اسبات پر بھی ایمان لاتے ہین کہ خدا تعالےٰ اپنی صفات کے خلاف نہین کرتا۔ مثلاً کوئی کہے کہ خدا تعالےٰ قادر ہے تو کیا خودکشی بھی کرلیتا ہے؟ ہم اس کے جواب مین کہینگے کہ کبھی نہین کیونکہ لہ الاسماء الحسنیٰ کوئی صفت اس سے منسوب نہین کرسکتے وہ اپنی صفات قدیمہ کے خلاف نہین کرتا غرض احیاء موتےٰ اور قانون قدرت کے متعلق ہمارا یہی مذہب ہے کہ ہم اس احیاء کے قائل ہین جو قرآن شریف نے بیان کیا اور وہ قانونِ قدرت ہمارا امام ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے یورپ کا فلسفہ اور اس کی محدود تحقیقین ہمارے لئے رہبر نہیں ہوسکتی ہین (۲۴ ۱۴)

حضرت مسیح موعود کی ایمانی قوت ہم اپنے خدا تعالےٰ پر یہ قوی ایمان رکھتے ہین کہ وہ اپنے صادق بندہ کو کبھی ضائع نہین کرتا حضرت ابراہیم کی طرح اگر وہ آگ مین ڈالا جاوے۔ تو وہ آگ اس کو جلا نہین سکتی ہمارا مذہب یہی ہے کہ ایک آگ نہیں اگر ہزار آگ بھی ہو تو وہ جلا نہین سکتی۔ صادق اس مین ڈالا جاوے تو ضرور بچ جاویگا ہمکو اگر اس کام کے مقابلہ مین جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے آگ مین ڈالا جاوے تو ہمارا یقین ہے کہ آگ جلا نہیں سکیگی اور اگر شیرون کے پنجرہ مین ڈالا جاوے تو وہ کہا نہ سکین گے۔ مین یقیناً کہتا ہون کہ ہمارا خدا **وہ خدا نہین جو اپنے صادق کی مدد نہ کرسکے** بلکہ ہمارا خدا **قادر خدا ہے**۔ جو اپنے بندون اور اس کے غیرون مین مابہ الامتیاز رکھدیتا ہے اگر ایسا نہو تو پھر دعا بھی ایک فضول شئے ہو۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ جو کچھ مین خدا تعالیٰ کی نسبت بیان کرتا ہون اس کی قوتین اور طاقتین اس سے بھی کروڑ در کروڑ درجے بڑھ کر ہین جن کو ہم بیان نہین کرسکتے۔

ہمارا ایمان ہے کہ اگر قریش مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ کو پکڑ کر آگ مین ڈالدیتے تو وہ آگ ہرگز ہرگز آپ کو جلا نہین سکتی تھی اگر کوئی محض اس بنا پر کہ آگ اپنی تاثیر نہین چھوڑتی انکار کرے تو وہ **خبیث اور کافر** ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے جب ان سب دشمنون کو مخاطب کرکے یہ کہدیا **فکیدونی جمیعاً** تم سب مکر کرکے دیکھلو مین اس کو ضرور بچالونگا پھر اگر کوئی یہ وہم بھی کرے کہ آگ مین ڈالتے تو معاذ اللہ جل جاتے یہ کفر ہے قرآن شریف سچا ہے اور خدا تعالےٰ کے وعدے سچے ہین وہ کوئی بھی حیلہ اور فریب آپ کی جان لینے کے لئے کرتے اللہ تعالےٰ ضرور ان کے گزند سے محفوظ رکھتا جیسا کہ محفوظ رکھکر دکھادیا۔ خواہ وہ صلیب کا مکر کرتے خواہ آگ مین ڈالنے کا غرض کوئی بھی کرتے آخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے وعدے کے موافق صادق ثابت ہوتے جیسا کہ ہوئے۔ جسطرف

ہم اپنی جماعت کو کھینچنا چاہتے ہین وہ بھی عظیم الشان مرحلہ خدا شناسی کا ہے اور ہم یقین رکھتے ہین کہ انشاء اللہ تعالیٰ

آہستہ آہستہ سب کچھ ہوجاویگا + ۱۴ ۶/۲

تبلیغ کا جوش ہمارے اختیار مین ہو تو ہم نقیرون کیطرح گھر بگھر پھر کر خدا تعالی کے سچے دین کی اشاعت کرین اور اس ہلاک کرنیوالے شرک اور کفر سے جو دنیا مین پھیلا ہوا ہے لوگونکو بچالین + اگر خدا تعالی ہمین انگریزی زبان سکہادے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کرکے تبلیغ کرین اور اسی تبلیغ مین زندگی ختم کردین خواہ مارے ہی جاوین +

مسیح کی قبر کی اشاعت یورپ مین یورپ اور دوسرے ملکو ںمیں ہم ایک اشتہار شائع کرنا چاہتے ہین جو بہت ہی مختصر ایک چھوٹے سے صفحے کا ہو تا کہ سب اسی پڑھ لین اس کا مضمون اتنا ہی ہو کہ مسیح کی قبر سری نگر کشمیر مین ہے جو واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے اس کے متعلق مزید حالات اور واقفیت اگر کوئی معلوم کرنا چاہے تو ہم سے کرے اس قسم کا اشتہار ہو۔ جو بہت کثرت سے چھپوا کر شائع کیا جاوے

پان حقہ وغیرہ پر نصیحت حدیث مین آیا ہے کہ

من حسن الاسلام ترك مالا يعنيهِ

یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہو وہ چھوڑ دیجاوے۔

اسیطرح پر یہ پان۔ حقہ۔ زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزین ہین۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزون سے پرہیز کرے کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان انکا بغرض محال نہو تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہین اور انسان مشکلات مین پھنس جاتا ہے مثلا قید ہوجاوے تو روٹی تو ملیگی لیکن بھنگ۔ چرس یا اور نشی اشیا نہیں دیجاویگی یا اگر قید نہو کسی ایسی جگہ مین ہو جو قید کے قائمقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہوجاتے ہین۔

عمدہ صحت کو کسی بیہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہین چاہیئے شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہو کہ ان مضر صحت چیزونکو مضر ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔

یہ سچی بات ہے کہ نشون اور تقوی مین عداوت ہے افیون کا نقصان بھی بہت بڑا ہوتا ہے طبی طور پر یہ شراب سے بھی بڑھکر ہے اور جس قدر قوی لیکر انسان آیا ہے انکو ضائع کر دیتی ہے۔

عصائے موسی کا مصنف منشی الہی بخش مولوی عبداللہ غزنوی اور اور اس کے مسیح موعود ؑ دوسرے رفیق اعتراض کرتے ہین کہ مین بید مشک اور کیوڑہ کا استعمال کرتا ہون۔ یا اور اس قسم کی دوائیان کھاتا ہون تعجب ہے کہ حلال اور طیب چیزون کے کھانے پر اعتراض کیا جاتا ہے اگر وہ غور کرکے دیکھتے اور مولوی عبداللہ غزنوی کی حالت پر نظر رکھتے تو میرا مقابلہ کرتے ہوئے ان کو شرم آجاتی مولوی عبداللہ کو بیویونکا استغراق تھا اس لئے انڈے اور مرغ کثرت سے کھاتے تھے یہانتک کہ آخیر عمر مین شادی کرنا چاہتے تھے میری شہادت ملسکتی ہے کہ مجھے کیوڑہ وغیرہ کی ضرورت کب پڑتی ہے مین کیوڑہ وغیرہ کا استعمال کرتا ہون جب دماغ مین اختلال معلوم ہوتا ہے یا جب دل مین تشنج ہوتا ہے خدائے وحدہ لاشریک جانتا ہے کہ بجز اس کے مجھے ضرورت نہین پڑتی۔ بیٹھے بیٹھے جب بہت محنت کرتا ہون تو یکدفعہ ہی دورہ ہوتا ہے۔ بعض وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ قریب ہے کہ غش آجاوے اس وقت علاج کے طور پر استعمال کرنا پڑتا ہے اور اسی لئے ہر روز باہر سیر کو جاتا ہون +

مگر مولوی عبداللہ جو کچھ کرتے تھے یعنی مرغ۔ انگور۔ انڈے وغیرہ جو استعمال کرتے تھے اس کی وجہ کثرت ازدواج تھی اور کوئی سبب نہتھا +

انبیاء علیہ السلام ان چیزونکو استعمال کرتے تھے مگر وہ خدا کی راہ مین فدا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی گھبراتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مار کر کہتے اے عائشہ ہمکو راحت پہونچا آنحضرت کے لئے تو سارا جہان دشمن تھا پھر اگر ان کے لئے کوئی راحت کا سامان نہ ہو تو یہ خدا کی شان کے ہی خلاف ہے۔ یہ خدا تعالی کی حکمت ہوتی ہے کہ جیسے کافور کے ساتھ دو چار مرچین رکھی جاتی ہین کہ اڑ نہ جاوے +

اسلام مین جبر نہین ہوا اللہ تعالے جو کچھ کرتا ہے وہ تعلیم اور تربیت کے لئے کرتا ہے چونکہ شوکت کا زمانہ دیر تک رہتا ہے اور اسلام کی قوت اور شوکت صدیون تک رہی اور اس کے فتوحات دور دراز تک پہونچے اس لئے بعض احمقون نے سمجھ لیا کہ اسلام جبر سے پھیلایا گیا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم ہے لا اکراہ فی الدین اس امر کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے اسلام جبر سے نہیں پھیلا اللہ تعالے نے خاتم الخلفا کو پیدا کیا اور اس کا کام یضع الحرب رکھکر دوسری طرف لیظهره علی الدین کله قرار دیا یعنی وہ اسلام کا غلبہ ملل ہالکہ پر حجت اور براہین سے قائم کرے گا۔ اور جنگ وجدال کو اٹھادیگا وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہین جو کسی خونی مہدی اور خونی مسیح کا انتظار کرتے ہین +

اسلام کا عظیم الشان اعجاز اسلام کا سب سے بڑا اور عظیم الشان معجزہ جس کی نظیر کہین نہیں ملسکتی وہ اس کی حقانیت اور روشنی ہے نہ کسی پہلو سے شرمندہ نہین ہوتا تمام حقائق اور صداقتین اسلام مین موجود ہین ہر ایک پہلو سے کامل سب کے حملونکا جواب دیتا ہے اور دوسرون پر ایسا حملہ کرتا ہے کہ اس کا

جواب نہین ہوسکتا۔

درازی عمر کا راز ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو لیکن بہت ہی کم ہین وہ لوگ جنھوں نے کبھی اس اصول اور طریق پر غور کی ہو جس سے انسان کی عمر دراز ہو قرآن شریف نے ایک اصول بتایا ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ یعنی جو نفع رسان وجود ہوتے ہین ان کی عمر دراز ہوتی ہے اللہ تعالے نے ان لوگون کو درازی عمر کا وعدہ فرمایا ہے جو دوسرے لوگون کے لئے مفید ہین حالانکہ شریعت کے دو پہلو ہین۔ اول خدا تعالی کی عبادت۔ دوسرے بنی نوع سے ہمدردی۔ لیکن یہان یہ پہلو اس لئے اختیار کیا ہے کہ کامل عابد وہی ہوتا ہے جو دوسرون کو نفع پہنچائے۔ پہلے پہلو مین اول مرتبہ خدا تعالے کی محبت اور توحید کا ہے۔ اسمین انسان کا فرض ہے کہ دوسرونکو نفع پہونچائے اور اس کی صورت یہ ہے۔ ان کو خدا کی محبت پیدا کرے اور اس کی توحید پر قائم ہونے کی ہدایت کرے۔ جیساکہ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ سے پایا جاتا ہے انسان بعض وقت خود ایک امر کو سمجھ لیتا ہے لیکن دوسرے کو سمجھانے پر قادر نہین ہوتا اس لئے اس کو چاہئے کہ محنت اور کوشش کرکے دوسرونکو بھی فائدہ پہونچاوے۔ ہمدردی خلائق بھی ہے کہ محنت کرکے دماغ خرچ کرکے ایسی راہ نکالے کہ دوسرون کو فائدہ پہونچا سکے تاکہ عمر دراز ہو اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ کے مقابل پر ایک دوسری آیت ہے جو دراصل اس وسوسہ کا جواب ہے کہ عابد کے مقابل نفع رسان کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور عابد کی کیون نہین ہوتی؟ اگرچہ مین نے بتایا ہے کہ کامل عابد وہی ہوسکتا ہے جو دوسرونکو فائدہ پہنچاوے لیکن اس آیت مین اور بھی صراحت ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ۔ یعنی ان لوگونکو کہدو کہ اگر تم لوگ ربکو نہ پکارو تو میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے یا دوسرے الفاظ مین یون کہ سکتے ہین کہ وہ عابد کی پروا کرتا ہے۔ وہ عابد زاہد جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ بنون اور جنگلون مین رہتے اور تارک الدنیا تھے۔ ہمارے نزدیک وہ بودے اور کمزور تھے کیونکہ ہمارا مذہب ہے کہ جو شخص اس حد تک پہنچ جاوے کہ اللہ اور اس کے رسول کی کامل معرفت ہوجاوے وہ کبھی خاموش رہ سکتا ہی نہین وہ اس ذوق اور لذت سے سرشار ہوکر دوسرونکو اس سے آگاہ کرنا چاہتا ہے۔

حکمت ایمانیان را ہم بخوان یقین ایک ایسی شئے ہے جو انسان کو ایک قوت اور شجاعت عطا کرتا ہے یقین معلومات سے بڑھتا ہے اور جب معلومات وسیع ہون تو یقین کی قوت سے ایک ماتحت اپنے افسر کے سامنے اپنے مقصد کو بیان کرنے سے نہین ڈرتا لیکن اگر معلومات کم ہون تو یقین مین بھی ایک قسم کی کمزوری ہوگی اور پھر خواہ وہ افسر بھی ہو تو اُسے بھی دبنا پڑتا ہے

یہ صحیح بات ہے کہ زندگی اور طاقت تب پیدا ہوتی ہے جب پورا علم ہو اس وقت انسان اپنے آپکو مشکلات مین ڈالتا ہوا بھی پروا نہیں کرتا جیسے صحابہ جو یقین اور معرفت کے نور سے بھر کر دلمین ایک قوت اور شجاعت رکھتے تھے وہ بادشاہون کے سامنے کس دلیری سے جا بولے۔

یقین ایسی چیز ہے جو موت کو بھی آسان کردیتا ہے اسی لئے شہادت کی موت سہل اور آسان ہے۔

اگر ایک پکے مسلمان کو قتل کی دھمکی دی جاوے تو وہ قتل اس کو سہل معلوم ہوگا یقین ایک روحانی سکن ہے۔

شہادت کی موت والا دنیا اور طول امل کو طاق پر رکھ دیتا ہے۔ غرض انسان کو یقین حاصل کرنا چاہئے اس سے پہلے کہ وہ فلسفہ اور طبیعات مین ترقی کرے۔

اے کہ خواندی حکمت یونانیان
حکمت ایمانیان را ہم بخوان

جس نے حکمت ایمان نہین پڑھی وہ مردہ پرست ہی رہا۔

ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے جون جون انسان بڈھا ہوتا جاتا ہے دین کی طرف بے پروائی کرتا جاتا ہے۔ یہ نفس کا دھوکہ اور سخت غلطی ہے جو موتکو دور سمجھتا ہے۔ موت ایک ایسا ضروری امر ہے کہ اس سے کسی صورت مین بچ نہین سکتے اور وہ قریب ہی قریب ہے ہر ایک نیا دن موت کے زیادہ قریب کرتا جاتا ہے مین نے دیکھا ہے کہ بعض آدمی اوائل عمر مین بڑے نرم دل تھے لیکن آخر عمر مین آکر سخت ہوگئے ایسا کیون ہوتا ہے؟ نفس دھوکہ دیتا ہے کہ موت ابھی بہت دور ہے حالانکہ بہت قریب ہے موت کو قریب سمجھو تاکہ گناہون سے بچو

این درگہ ما درگہ نومیدی نیست خدا تعالے کے فضل و کرم کا دروازہ کبھی بند نہین ہوتا انسان اگر سچے دل سے اخلاص لیکر رجوع کرے تو وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو قبول کرنیوالا ہے یہ سمجھنا کہ کس کس گنہ گار کو بخشے گا خدا تعالے کے حضور سخت گستاخی اور بے ادبی ہے اس کی رحمت کے خزانے وسیع اور لاانتہا ہین اس کے حضور کوئی کمی نہیں اس کے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے۔ انگریزونکی نوکریون کی طرح نہین کہ اتنے تعلیم یافتہ کو کہان سے نوکریان ملین خدا کے حضور جستقدر پہونچین گے سب اعلی مدارج پائین گے یہ یقینی وعدہ ہے وہ انسان بڑا ہی بدقسمت اور بدبخت ہے جو خدا تعالے سے مایوس ہو اور اس کی نزع کا وقت غفلت کی حالت مین اس پر آجاوے۔ بے شک اس وقت دروازہ بند ہوجاتا ہے۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو گذشتہ اشاعت

اس سلسلہ مین داخل ہوکر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بنجاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نرہو یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ مین تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے۔ یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جاوینگے۔ نہیں خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہین ہوتا۔ اسپر کبھی برے دن نہین آسکتے۔ خدا جسکا دوست اور مددگار ہو۔ اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہین۔ مومن اگر مشکلات مین بھی پڑے۔ تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لیئے بہشت کے دن ہوتے ہین خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہین ✣

مختصر یہ کہ خدا خود ان کا محافظ اور ناصر ہو جاتا ہے یہ خدا جو ایسا خدا ہے کہ وہ علیٰ کل شیئٍ قدیر ہو کر وہ عالم الغیب ہے، وہ حی و قیوم ہے۔ اس خدا کا دامن پکڑنے سے کوئی تکلیف پا سکتا ہے؟ کبھی نہین۔ خدا تعالےٰ اپنے حقیقی بندے کو ایسے وقتون مین بچا لیتا ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ آگ مین پڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زندہ نکلنا کیا دنیا کیلئے حیرت انگیز امر نہ تہا کیا ایک خطرناک طوفان مین حضرت نوح اور آپ کے رفقا کا سلامت بچ رہنا کوئی چھوٹی سی بات تھی اس قسم کی بے شمار نظیرین موجود ہین اور خود اس زمانہ مین خدا تعالےٰ نے اپنے دست قدرت کے کرشمے دکھائے ہین دیکھو مجھ پر خون اور اقدام قتل کا مقدمہ بنایا گیا ایک بڑا بھاری ڈاکٹر جو پادری ہے وہ اس مین مدعی ہوا اور آریہ اور بعض مسلمان اس کے معاون ہوئے لیکن آخر وہی ہوا جو خدا نے پہلے سے فرمایا تہا کہ ابرا (ء) آپ تصویر ٹھہرانا)

پس یہ وقت ہے کہ تم توبہ کرو اور اپنے دلونکو پاک صاف کرو۔ ابھی طاعون تمہارے گاؤن مین نہین یہ خدا کا فضل و کرم ہے۔ اس لیئے توبہ کا وقت ہے اور اگر مصیبت سر پر آپڑی اس وقت توبہ کیا فائدہ دیگی۔ جموں۔ سیالکوٹ اور لودیانہ وغیرہ اضلاع مین دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے ایک طوفان برپا ہے اور قیامت کا ہنگامہ ہو رہا ہو اس قدر خوفناک موتین ہوئی ہین کہ ایک سنگدل انسان بھی اس نظارہ کو دیکھکر ضبط نہین کر سکتا چھوٹا سا بچہ پاس پڑا ہوا تڑپ رہا اور بلبلا رہا ہے ماں باپ سامنے مرتے ہین کوئی خبرگیر نہیں ہے بہت عرصہ کا ذکر ہے کہ مینے ایک رویا دیکھی تھی کہ ایک بڑا میدان ہے۔ اس مین ایک بڑی نالی کھدی ہوئی ہے جسپر بھیڑین لٹا کر قصاب ہاتھ مین چھری لیئے ہوئے بیٹھے ہین اور وہ آسمان کی طرف منہہ کئے ہوئے حکم کا انتظار کرتے ہین میں پاس ٹہل رہا ہون۔ اتنے مین مین نے پڑھا **قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم** یہ سنتے ہی انہون نے جھٹ چھری پھیر دی بھیڑین تڑپتی ہین اور وہ قصاب انہیں کہتے ہین کہ تم ہو کیا گوہ کھانیوالی بھیڑین ہی ہو وہ نظارہ اسوقت تک میری آنکھون کے سامنے ہے ✣

غرض خدا بے نیاز ہے اُسے صادق مومن کے سوا اور کسی کی پرواہ نہین ہوتی اور بعد از وقت دعا قبول نہین ہوتی ہے ✣

جب اللہ تعالےٰ نے مہلت دی ہے اس وقت اسے راضی کرنا چاہیئے لیکن جب اپنی سیہ کاریون اور گناہون سے اُسے ناراض کر لیا اور اس کا غضب اور غصہ بھڑک اٹھا اس وقت عذاب الٰہی کو دیکھکر توبہ استغفار شروع کی اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ جب سزا کا فتویٰ لگ چکا ✣

یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی شہزادہ بھیس بدل کر نکلے اور کسی دولتمند کے گھر جاکر روٹی یا کپڑا یا پانی مانگے اور وہ باوجود مقدرت ہونے کے اس سے مسخری کرین اور دھکے مار کر نکال دین اور وہ اسیطرح سارے گھر پھرے۔ لیکن ایک گھر والا اپنی چارپائی دیکر بٹھلائے اور پانی کی بجائے شربت اور خشک روٹی کی بجائے پلاؤ دے اور پھٹے ہوئے کپڑون کی بجائے اپنی خاص پوشاک اس کو دے۔ تو اب تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ چونکہ دراصل تو بادشاہ تہا اب ان لوگون سے کیا سلوک کریگا۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کم بختون کو جنہون نے باوجود مقدرت ہونے کے اس کو دھتکار دیا اور اس سے بدسلوکی کی سخت سزا دیگا اور اس غریب کو جس نے اس کے ساتھ اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھکر سلوک کیا وہ دیگا جو اس کے وہم و گمان مین بھی نہین آسکتا ✣

اسیطرح حدیث مین آیا ہے کہ خدا کہیگا کہ مین بھوکا تہا مجھے کھانا ندیا مین ننگا تہا مجھے کپڑا ندیا۔ مین پیاسا تہا مجھے پانی ندیا۔ وہ کہینگے کہ یا رب العالمین کب؟ وہ فرمائیگا کہ فلان جو میرا حاجتمند بندہ تہا۔ اس کو دینا ایسا ہی تہا جیسا مجھکو اور ایسا ہی ایک شخص کو کہیگا کہ تو نے روٹی دی کپڑا دیا وہ کہیگا کہ تو تو رب العلمین ہے تو کب بھوکا تہا کہ میں نے دیا تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ فلان بندہ کو دیا تہا ✣

غرض نیکی وہی ہے جو قبل از وقت ہے اگر بعد مین کچھ کرے تو کچھ فائدہ نہین۔ خدا اُنکی قبول نہین کرتا جو صرف فطرت کے جوش سے ہو کشتی ڈوبتی ہے تو سب روتے ہین اور دعائین مانگتے ہین مگر وہ رونا اور چلانا چونکہ تقاضا فطرت کا نتیجہ ہے اس لئے اس وقت سودمند نہین ہو سکتا۔ اور وہ اس وقت مفید ہو جو اس سے پہلے ہوتا ہے جبکہ امن کی حالت ہو۔

یقیناً سمجھو کہ خدا کو پانے کا یہی گر ہے جو قبل از وقت چوکنا اور بیدار ہوتا ہے ایسا بیدار کہ گویا اس پر بجلی گرنیوالی ہے۔ اسپر ہرگز نہین گرتی لیکن جو بجلی کو گرتے دیکھکر چلاتا ہے اسپر گریگی اور ہلاک کریگی وہ **بجلی** سے ڈرتا ہے نہ **خدا** سے اسیطرح پر جب طاعون گھر مین آگئی اس وقت اگر توبہ و استغفار شروع کیا تو وہ **طاعون کا خوف ہے نہ خدا کا** **اس کا بت طاعون ہے خدا** معبود نہین اگر خدا سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اس کو نقصان نہ پہنچاؤ یہ مت سمجھو کہ طاعون گرمی مین ہٹ جاتی ہے۔ سرد کدہ مین پھر بھی بلا آن موجود ہوتی ہے بعض وقت اس کا دورہ ستر ستر برس تک ہوتا ہے۔ یہود پر بھی یہی بلا پڑی تھی۔ غیر المغضوب مین اللہ تعالےٰ نے یہی تعلیم

[illegible] راہ سے بچائیو جن
[illegible] اس وقت عاجزی کرو گو
[illegible] تمہارے لئے نیک نتیجے پیدا
[illegible] اگر تم غافل ہوگئے تو کچھہ فائدہ نہ ہوگا
[illegible] یاد رکھو اور موت کو سامنے موجود
[illegible] ہوتے ہین اگر ایک
[illegible] بھی امن سے گذر جاوے تو بے خوف
[illegible] ہین +

[illegible] تم لوگ کچھہ محنت کر کے کھیت طیار
[illegible] ہو تو فائدہ کی امید ہوتی ہے اسیطرح
[illegible] محنت کے لئے ہین اگر اب غافل کو
[illegible] تو اسکا مزا پاؤگے اگرچہ زمینداری
[illegible] دنیا کے کامون کے مقابلہ مین نمازون مین
[illegible] ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے اور تہجد کے لئے
[illegible] ۔ مگر اب اگر اپنے آپ کو اسکا عادی کرلو
گے تو پھر کوئی تکلیف نہ رہیگی۔ اپنی دعاؤن
مین طاعون سے محفوظ رہنے کی دعا ملالو اگر
دعائین کروگے تو وہ کریم رحیم خدا احسان کریگا +
دیکھو اب کام تم کرتے ہو اپنی جانون اور
اپنے کنبہ پر رحم . . . کرتے ہو بچون پر تمہین رحم
آتا ہے جسطرح اب ان پر رحم کرتے ہو۔ یہ بھی
ایک طریق ہے کہ نمازون مین ان کے لئے دعائیں
کرو۔ رکوع میں بھی دعا کرو۔ پھر سجدہ مین دعا کرو
کہ اللہ تعالےٰ اس بلا کو پھیر دے اور عذاب سے
محفوظ رکھے۔ جو دعا کرتا ہے وہ محروم نہین رہتا
یہ کبھی ممکن نہین ہے کہ دعائین کرنیوالا غافل پلید
کیطرح مارا جاوے۔ اگر ایسا ہو تو خدا کبھی
پہچانا ہی نہ جاوے وہ اپنے صادق بندون
اور غیرون مین امتیاز کر لیتا ہے۔ ایک بچایا جاتا
ہے دوسرا ہلاک کیا جاتا ہے۔ غرض ایسا ہی کرو
کہ پورے طور پر تم مین سچا اخلاص پیدا ہو جا
وے +

حضرت مسیح موعود کی تبلیغ عورتون کو

ہم ذیل مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک سترہ برس پیشتر کی ایک تحریر شائع کرتے ہین اور اس کی اشاعت سے ہماری غرض اس حکم کی تعمیل ہے جو اس کے اوپر لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ ناظرین ذیل مین ملاحظہ کرینگے۔ ہم امید کرتے ہین کہ جو مقصد اس تحریر سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا اس کے پورا کرنے کا ہمارے ناظرین لحاظ رکھینگے اور پورے طور پر تبلیغ کرینگے + ایڈیٹر

جس شخص کے پاس یہ اشتہار پہنچے اس پر فرض ہے کہ گھر مین جاکر اپنے کنبے کی عورتون کو تمام مضمون اس اشتہار کا اچھی طرح سمجھا کر سنادے اور ذھن نشین کردے اور جو عورت خواندہ ہو اس پر بھی لازم ہے کہ ایسا ہی کرے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار بغرض تبلیغ و انذار

چونکہ قرآن شریف واحادیث صحیحہ نبویہ سے ظاہر وثابت ہے کہ ہر یک شخص اپنے کنبہ کی عورتون وغیرہ کی نسبت جن پر کسی قدر اختیار رکھتا ہے سوال کیا جائیگا کہ آیا بے راہ چلنے کی حالت مین اُس نے ان کو سمجھایا اور راہ راست کی ہدایت کی یا نہین اس لئے ہمنے قیامت کی باز پرس سے ڈر کر مناسب سمجھا کہ اُن مستورات و دیگر متعلقین کو (جو ہمارے رشتہ دار [illegible] وابستہ دار ہین) اُن کی بے راہیون و بدعتون پر بذریعہ اشتہار کے اُنہین خبردار کرون کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ ہمارے گھرون میں قسم قسم کی خراب رسمین اور نالائق عادتین جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہین اور اُن بری رسمون اور خلاف شرع کامون سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہین جو نیک اور دینداری کے کامون سے کرنا چاہئے ہر چند سمجھایا گیا کچھہ سنتے نہین ہر چند ڈرایا گیا کچھہ ڈرتے نہین۔ اب چونکہ موت کا کچھہ اعتبار نہین اور خدا تعالےٰ کے عذاب سے بڑھکر اور کوئی عذاب نہین اس لئے ہم نے ان لوگون کے بُرا ماننے اور بُرا کہنے اور ستانے اور دکھہ دینے سے بالکل لاپروا ہوکر محض ہمدردی کی راہ سے حق نصیحت پورا کرنے کے لئے بذریعہ اس اشتہار کے ان سبکو اور دوسری مسلمان بہنون اور بھائیون کو خبردار کرنا چاہا تا ہماری گردن پر کوئی بوجھہ باقی نہ رہ جاوے اور قیامت کو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمکو کسی نے نہین سمجھایا اور سیدھا راہ نہین بتایا سو آج ہم کھولکر باواز بلند کہہ دیتے ہین کہ سیدھا راہ جس سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقون کو چھوڑ کر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو کچھہ اللہ جلشانہٗ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے اُس راہ سے نہ بائین طرف مونہہ پھیرین نہ دائین اور ٹھیک ٹھیک اسی راہ پر قدم مارین اور اس کے برخلاف کسی راہ کو اختیار نکرین۔ لیکن ہمارے گھرون مین جو بدرسمین پڑگئی ہین اگرچہ وہ بہت ہین۔ مگر چند موٹی موٹی رسمین بیان کی جاتی ہین تا نیک بخت عورتین خدا تعالیٰ سے ڈر کر اُن کو چھوڑ دین اور وہ یہ ہین

(۱) ماتم کی حالت مین جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخین مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات مونہہ پر لانا۔ یہ سب ایسی باتین ہین جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے اور یہ سب رسمین ہندوؤن سے لی گئی ہین۔ جاہل مسلمانون نے اپنے دین کو بھلا دیا اور ہندوؤن کی رسمیں پکڑ لین کسی عزیز اور پیارے کی موت کی حالت مین مسلمانون کے لئے قرآن شریف مین یہ حکم ہے کہ صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہین یعنی ہم خدا کا مال اور ملک ہین اسے اختیار ہے جب چاہے اپنا مال لے لے اور اگر رونا ہو تو صرف آنکھون سے آنسو بہانا جائز ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ شیطان سے ہے +

(۲) دوم برابر ایکسال تک سوگ رکہنا اور
نئی نئی عورتوں کے آنے کے وقت یا بعض خاص
دنوں میں سیاپا کرنا اور باہم عورتوں کا سر ٹکرا کر
چلا کر رونا اور کچہ کچہ مونہہ سے بکواس کرنا اور
پھر برابر ایک برس تک بعض چیزوں کا پکانا
چھوڑ دینا اس عذر سے کہ ہمارے گھر میں یا ہماری
برادری میں ماتم ہوگیا ہے یہ سب ناپاک رسمیں
اور گناہ کی باتیں ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہئے
(۳) سوم سیاپا کرنے کے دنوں میں بیجا خرچ
بھی بہت ہوتے ہیں حرام خور عورتیں شیطان کی
بہنیں جو دور دور سے سیاپا کرنے کیلئے آتی ہیں
اور مکر اور فریب سے مونہہ کو ڈہانک کر اور بہنوں
کیطرح ایک دوسرے سے ٹکرا کر چیخیں مار کر روتی
ہیں ان کو اچھے اچھے کھانے کھلائے جاتے
ہیں اور اگر مقدور ہو تو اپنی شیخی اور بڑائی جتلانے
کے لئے صدہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکا کر برادری
وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے اس غرض سے کہ تا
لوگ واہ واہ کریں کہ فلاں شخص نے مرنے پر
اچھی کرتوت دکھلائی اچھا نام پیدا کیا سو یہ سب
شیطانی طریق ہیں جن سے توبہ کرنا لازم ہے
(۴) اگر کسی عورت کا خاوند مرجائے تو گو وہ
عورت جوان ہی ہو دوسرا خاوند کرنا ایسا برا
جانتی ہے جیسا کوئی بڑا بھارا گناہ ہوتا ہے اور
تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہ کر یہ خیال کرتی ہے کہ میں
نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور پاک دامن بیوی
ہوگئی ہوں حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت
گناہ کی بات ہے عورتوں کے لئے بیوہ ہونیکی
حالت میں خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات
ہے ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور
ولی ہے جو بیوہ ہونیکی حالت میں برے خیالات
سے ڈر کر کسی سے نکاح کرلے اور نابکار عورتوں
کے لعن طعن سے نہ ڈرے۔ ایسی عورتیں جو خدا
اور رسول کے حکم سے روکتی ہیں۔ خود لعنتی اور
شیطان کی چیلیاں ہیں جن کے ذریعہ سے
شیطان اپنا کام چلاتا ہے جس عورت کو اللہ رسول
پیارا ہے اس کو چاہئے کہ بیوہ ہونے کے بعد
کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرکر
اور یاد رکھے کہ خاوند کی خدمت میں مشغول رہنا
بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا
درجہ بہتر ہے ✦

(۵) یہ بھی عورتوں میں خراب عادت ہے کہ وہ
بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور
ان کی اجازت کے بغیر انکا مال خرچ کر دیتی ہیں
اور ناراض ہونیکی حالت میں بہت کچہ برا بھلا
ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں ایسی عورتیں اللہ
اور رسول کے نزدیک لعنتی ہیں ان کا نماز روزہ
اور کوئی عمل منظور نہیں اللہ تعالے صاف
فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب
تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری
نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا
نہ لائے اور پس پشت یعنی اس کے پیچھے
اس کی خیرخواہ نہ ہو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے
مردوں کی تابعدار رہیں ورنہ ان کا کوئی عمل
منظور نہیں اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ
کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے
خاوندوں کو سجدہ کیا کریں اگر کوئی عورت اپنے
خاوند کے حق میں کچہ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت
کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم ربانی
سنکر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے خدا اور
رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہئے
کہ اپنے خاوند کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے
اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکہنا چاہئے کہ بجز خاوند
اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز
نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری
ہے جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں
شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں
پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں
کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور انکو
اپنی خدمت میں نہ رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ
کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی
ہم صحبت ہو۔

(۶) عورتوں میں یہ بھی ایک بدعادت ہے کہ جب
کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لئے
کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور
اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور
گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس
بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہیں ایسی عورتیں اور
ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں
کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں
صدہا مصالح ہیں مردوں کو اجازت دے
رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضروریات یا مصلحت
کے وقت چار تک بیویاں کرلیں پھر جو شخص
اللہ رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح
کرتا ہے تو اس کو کیوں برا کہا جائے ایسی
عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے
اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکموں
کا مقابلہ کرتی ہیں نہایت مردود اور شیطان
کی بہنیں اور بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور
رسول کے فرمودہ سے مونہہ پھیر کر اپنے
رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں اور
اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی
بدذات بیوی ہو تو اسے مناسب ہے کہ اس کو
سزا دینے کے لئے دوسرا نکاح ضرور کرے

(۷) بعض جاہل مسلمان اپنے ناطہ رشتہ
کے وقت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ جس کے ساتھ
اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی
پہلی بیوی بھی ہے یا نہیں پس اگر پہلی بیوی
موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح
کرنا نہیں چاہتے سو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے
لوگ بھی صرف نام کے مسلمان ہیں اور ایک
طور سے وہ ان عورتوں کے مددگار ہیں جو
اپنے خاوندوں کے دوسرے نکاح سے
ناراض ہوتی ہیں سو ان کو بھی خدا تعالیٰ
سے ڈرنا چاہئے ✦

(۸) ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بدرسم
ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں
کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے
یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریق ہے جو سراسر
احکام شریعت کے برخلاف ہے بنی آدم
سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں رشتہ
ناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے
نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک
وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا
نہیں جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہئے
کہ اسلام میں قوموں کا کچہ بھی لحاظ
نہیں صرف تقوی اور نیک بختی کا لحاظ ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اکرمکم
عند اللہ اتقاکم یعنی تم میں سے خدا تعالیٰ
کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ

سر پرہیز گار ہے ٭

(۹) ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے سو یاد رکھنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بہاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عند الشرع حرام ہیں اور آتشبازی چلوانا اور کنجروں ڈوموں کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے گناہ سر پر چڑھتا ہے صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنیوالا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکاکر کھلادیوے ٭

(۱۰) ہمارے گھروں میں شریعت کی پابندی کی بہت سستی ہے بعض عورتیں زکوٰۃ دینے کے لائق اور بہت سا زیور اُن کے پاس ہے وہ زکوٰۃ نہیں دیتیں بعض عورتیں نماز روزہ کے ادا کرنے میں بہت کوتاہی رکھتی ہیں۔ بعض عورتیں شرک کی رسمیں بجالاتی ہیں جیسے چیچک کی پوجا۔ بعض فرضی بیویوں کی پوجا کرتی ہیں بعض ایسی نیازیں دیتی ہیں جن میں یہ شرط لگا دیتی ہیں کہ صحنک میں کھاویں کوئی مرد نہ کھاوے یا کوئی حقہ نوش نہ کھاوے۔ بعض جمعرات کی چوکی بھرتی ہیں مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سب شیطانی طریق ہیں۔ ہم صرف خالص اللہ کے لئے ان لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ آؤ خدا تعالیٰ سے ڈرو ورنہ مرنے کے بعد ذلت اور رسوائی سے سخت عذاب میں پڑو گے اور اُس غضب الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ گے جس کا انتہا نہیں ٭

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

یسوع ناصری

نمبر (۱)

یسوع ناصری زمانہ سلف کے الجھنوں میں ایسا الجھا ہوا ہے اور اس کی سرگذشت افسانہ سی ایسی مبہم ہے کہ ہم اس کو **نقشۂ پابر ریگ** سے مشابہت دے سکتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ "یسوع" اس نام کا کوئی شخص ہوا ہے مگر واقعی ہمکو اس امر کا مطلق علم نہیں ہے کہ وہ کس ڈھب کا آدمی تھا صرف انجیل ہی ایک ایسی کتاب ہے جس سے کہ ہم اس کے کچھ حالات معلوم کر سکتے ہیں[۱] مگر غیر متعصب محققین کی تفتیشات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انجیل بعید از قیاس اور دور از فہم و فراست قصوں اور افسانوں کا بے ترتیب مجموعہ ہے نہ کہ کوئی معتبر تواریخ یسوع کی بابت کوئی صاف اور یقینی دعوی کرنا فرض سے کم و بیش اور کچھ نہیں ہے اس لئے ہم صرف قیاس دوڑا سکتے ہیں ٭

لبرل مصنف لاحاصل فلاسفی چھانٹے ہیں اور فصاحت گھولتے ہیں جبکہ نئے عہد نامہ کی تواریخی صحت کی بیخ کنی کر دینے پر بھی وہ یسوع کی مدح سرائی کرتے ہوئے اس کو بنی نوع انسان میں سب سے نیک اور اعلی انسان قرار دیتے ہیں[۲]

لیکن واقعات اس ڈھنگ کی بحث کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔ ہم مناسب طور پر اس کے نام کی عزت کر سکتے ہیں اور زمانہ قدیم کے مذہبی پیشواؤں ریفارمروں اور نیک مردوں کی فہرست میں اس کا نام درج کر سکتے ہیں مگر اس سے تجاوز کرنا پرلے درجے کی بے انصافی ہے۔

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ یسوع کی سرگذشت مندرجہ نیا عہد نامہ اس شخص کی سوانحعمری کا جزو ہے جو کہ فی الحقیقت پیدا ہوا اور ستایا گیا تو وہ ایک گزرے ہوئے زمانہ کے قصوں سے اخذ کئے ہوئے خیالات سے ایسی خلط ملط ہوئی ہوئی ہے کہ ان کی تہ میں اگر کوئی تواریخ کے ٹکڑے ہوں بھی تو ان کا پتہ لگانا ناممکن ہے **گوتم بدھ** بلاشبہ ایک تواریخی شخص تھا تو بھی اسکی سرگذشت میں اس قدر دست اندازی کی گئی ہے کہ ہم درحقیقت اس کی بابت یقینی طور پر کچھ نہیں جانتے ہیں۔ سکندر اعظم ایک تواریخی شخص تھا تو بھی اس کی تواریخ افسانوں کا ایک انبار ہے یہی حال **کرشن شنکر کبیر نانک** اور بیسیوں دیگر مہان پرشوں کا ہے ٭

بذریعہ علمی تحقیقات کے ہم اصلی یسوع کا کوئی پتہ نہیں لگا سکتے اس کی تصویر بحال نہیں ہوسکتی اس نے کوئی تحریری یادداشت اپنی بابت نہیں چھوڑی۔ اُس کے پیرو ناخواندہ تھے اس کا زمانہ جہالت کا زمانہ تھا **پال** کو صرف اس کی روایتیں دستیاب ہوئیں وے کہاں تک صحیح ہیں اُس کے جاننے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ صرف انہی تو وے جمع کئے جانے کے لائق معلوم ہوتی ہیں اور نہ ہی ان میں ایسی مطابقت ہے کہ ہم ان کو پال کے ذاتی خیالات سے جدا کر سکیں جیسا کہ مسٹر رتے ہیں۔ صاحب فرماتے ہیں "وہ یسوع جو کہ اس پر پوشیدہ الہام نازل کرتا ہے

فٹ نوٹ [۱] انسان یسوع اُس کے خیال اور ارادوں اور اس کے زمانہ کے بیرونی شکل کے علم کے لئے ہماری امید صرف نیا عہد نامہ ہے اگر یہ امید ٹوٹ جائے تو اس کی ستارہ دار شہرت کا ستون دار آسمان بوسیدگی ہے۔ عیسویت کی بنیاد جہانتک کہ یہ خارجی اور شخصی ہے تنکوں پر رکھی گئی" (جان ڈبلیو۔ کیڈوک)

[۲] مسٹر رے میں صاحب یسوع کو باوجود مجذوب قرار دینے اور یہ بات قبول کرنے کے کہ اس کے دوست اس کو دیوانہ خیال کرتے تھے اور اس کے دشمن مشہور کرتے تھے کہ اس کے اندر بھوت ہے فرماتے ہیں "وہ شخص جس کا کہ یہاں نقشہ کھینچا گیا ہے انسانی عظمت کی چوٹی پر درجہ حاصل کرنیکا مستحق ہے" "یہ نہایت اعلی انسان ہے۔ ایک عظیم الشان شخص" "وہ اس کو ربانی کہنا مبالغہ نہیں ہے" یہی حال اکثر دیگر لبرل مصنفوں کا ہے۔ العجب!

اس کا من گھڑت ایک سایہ ہے " یہ اس کا اپنا آپ ہے جسکو کہ سنتا ہے۔ جبکہ خیال کرتا ہے کہ یسوع مجھ سے بول رہا ہے ٭

دین عیسوی کے قدیم حمایتوں اور کرشچن چرچ کے نا دروں کی تحریرونکے مطالعہ کرنے مین جہانکہ ہمین قدرتًا ایسی زبان کی امید کرنی چاہئے جوکہ واقعات مندرجہ انجیل کا صحیح صحیح وقوع پذیر ہونا بیان کرنے والی ہو (اگر وہ واقعات دراصل وقوع مین آئے ہون ہم صرف ایسی زبان ہی نہین پاتے۔

بلکہ دیکھتے ہین کہ جا بجا لفظون کا ہیر پھیر کرکے جان بوجھ کر مغالطے دئے گئے ہین۔ اور نفس مضمون کا ذرا بھی خیال نہ رکھتے ہوئے ہر قسم کی حیلہ سازی کو کام مین لایا گیا ہے اگر ہم خاص اس جگہ جاوین جہان کہا جاتا ہے کہ یسوع مسیح دفن کیا گیا تھا تو ہم وہان صرف یہی پاوینگے کہ وہ وہان کبھی نہین تھا تواریخ اسکے انسانی شکل مین موجود ہونے کی شہادت طلب کرتی ہے لیکن ایک دیوار پر تیزی سے دوڑتے ہوئے سایہ سے بڑھکر اس کو اس کا کوئی سراغ نہین ملتا ٭

"بیت اللحم کا ستارہ" اس کے راستہ پر نہیں چمکا اور انتظام قدرت اس کے مشاہدہ بغیر معطل کیا گیا۔ تواریخ یورپ کے مجوسیوں کی ہمزبان ہوکر پوچھتی ہے " وہ کہان ہے جو پیدا ہوا ہے یہودیون کا بادشاہ" مگر اس کو انکی مانند اپنے سوال کا کوئی جواب نہین ملتا سوائے اس ہدایت کے جوکہ ایک مقام کی ویسی ہی رہنمائی کرتی ہے جیسی کہ دوسری کی سوائے اُن بیانات کے جوکہ ایس کیولا پئٹس بدہ اور کرشن سے ویسے ہی منسوب ہوتے ہین جیسے کہ یسوع سے۔ سوائے ان پیشنگوئیون کے جنکے پورا ہونیکی کوئی شہادت نہین ملتی سوائے ان معجزون کے جنکا جنہیں دیکھنے والا کہا جاتا ہے۔ اُنہین ہی اُن سے منکر بھی تبلایا جاتا ہے۔ سوائے غیر معتبر بیانات بغیر تاریخ واقعات اور گمنام تحریرون کے یسوع کی شاگردی کا دم بھرنیوالے بے فائدہ جوسیفس و رٹیکٹس[۱] کے فقرون کو پیش کرتے ہین ان کا یسوع کے مصلوب ہونے کی جگہ۔ اصلی صلیب کے ٹکڑون یا کیلون کو جن سے اُس کے ہاتھ پاؤن چھیدے گئے تھے اور قبر جسمین کہ وہ رکھا گیا تھا بطور شہادت پیش کرنا لاحاصل ہے۔ دوسرون نے بیسیون دیومالا کے دیوتون کے لئے جوکہ کبھی اس دنیا مین پیدا ہی نہین ہوئے اسی قسم کی باتین گھڑی ہین کیا ٹائنا کے ایپولو بینئس کے عزیز شاگرد ڈامس نے ہندوستان کو آتے ہوئے کوہ قاف پر وہی زنجیرین نہیں دیکھی تہین جن سے کہ پرومیتھئس چٹانون کے ساتھ باندھا گیا تھا؟

کیا elcyttian نہین کہتے تھے کہ ھرکیولیز اُن کے ملک مین گیا تھا؟ اور کیا وے اپنی کہانی کو ثابت کرنے کے لئے ایک چٹان پر اس کے پاؤن کا نقش نہین تبلاتے تھے[۱] کیا کیڈ زمین اس کی قبر نہین دیکھی جاتی تھی اور وہان اس کی ہڈیان نہین دکھلائی جاتی تہین[۲] ؟ کیا یونان میں باچس کا مزار نہین دیکھا جاتا تھا[۳] ؟ کیا ڈیلفی میں اپولو کا مقبرہ نہین دیکھا جاتا تھا۔ کیا ایچلیز کی قبر ڈوڈونا مین نہین دیکھی جاتی تھی۔ جہانکہ سکندر اعظم نے اس پر ایک تاج رکھکر عزت کی[۷] کیا ایس کیولاپیئس کی قبر کینڈیا مین دریائے لیوسس کے نزدیک ایک گفا مین نہین بنی ہوئی تھی[۸]۔ کیا ڈیوکالیئس (جو کہ طوفان سے بچ رہا تھا) کی قبر ایتھنز مین اولمپیئس جووکی سنکچوائری کے نزدیک نہین بتلائی جاتی تھی[۹] ؟ کیا اوسیرس کی قبر مصر مین نہین دیکھی جاتی تھی جہانکہ پروہت مقررہ وقتون پر جلوس میں جاتے تھے اور اس پر پھول چڑہاتے تھے[۱۰] ؟ کیا یونس جوکہ ایک مچھلی سے نکالا گیا تھا) کی قبر نینوی یونس میں موصل کے نزدیک نہیں دیکھی جاتی تھی[۱۱] کیا آدم۔ حوا۔ ہابیل۔ سیت ابراہیم اور دیگر پرانے عہد نامہ کے اشخاص کی قبرین تاحال نہین دیکھی جاتی ہین[۱۲] اور کیا بادشاہ کانسٹنٹائن نے سینٹ جارج کے مقبرہ پر ایک خوبصورت گرجا سمرین نہیں کیا تھا[۱۳] ؟ تب یسوع ناصری جیسے شخص کی ہستی کے ثبوت مین اس قسم کی شہادت کیا وزن رکھتی ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ اس کی زندگی کے ریکارڈ ذرائع بہت قلیل ہین اور ان کو کلیسائی مطلب۔ تعصب باطل پرستی اور جہالت کے ہاتھون نے ایسا بنا دیا ہے رنگ دیا ہے اور بدل دیا ہے کہ اصلی نقشے کا پتہ لگانا مشکل ہے باقی آئندہ

(آریہ میگزین)

---

[۱] پلل کا یسوع کوئی شخص نہین تھا لیکن ایک خیال تھا اس نے شخصی یسوع کی بابت واقعات دریافت کرنے کی محنت گوارا نہیں کی وہ دراصل اس بات کا فخر کرتا تھا کہ اُس نے حواریون سے کچھ نہین سیکھا اس کا مسیح ہر ایک نئی ضرورت کے موافق سال بسال نئی طاقتون اور اوصاف کو اختیار کرتے ہوئے اپنے خیال اور جذبات سے نکالا ہوا ایک وہمی قیاس تھا۔

(جان ڈبلیو۔ کیڈک)

[۱] اس بارے مین ہم ایک علیحدہ مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتے ہین

[۲] دیکھو ہیروڈوٹس بک ۴ باب ۸۲

[۳] دیکھو ڈوپیواس صفحہ ۲۶۴ + [۴] نائیٹرز اینشنٹ آرٹ اور مائی تہالوجی صفحہ ۱۹۶ مسٹریز آف ایڈنی صفحہ ۹۰

[۵] دیکھو ڈوپیواس صفحہ ۲۶۴ ۔ [۶] دیکھو بیلرز پیتھین جلد اول صفحہ

[۷] بیلرز پیتھین جلد اول صفحہ ۲۷

[۸] ایضًا جلد اول صفحہ ۲۷

[۹] ایضًا جلد اول صفحہ ۱۲ قدم

[۱۰] بوینگ صفحہ ۱۵۵

[۱۱] چمبرز آرٹیکل جونا)

[۱۲] بائیبل فارلیرنرز جلد اول صفحہ ۲۱۵ - گولڈزیہیر صفحہ ۲۸۰

[۱۳] اکیوری اس متھس صفحہ ۲۶۴)

تثلیث اور توحید

کہ اس شخص کا نظیر سخاوت مین دنیا مین نہین چنانچہ صدہا کتابین ان واقعات سے بھری ہین اور جب آپ نے برابر بیس برس تک دکھ اٹھاکر مکہ فتح کیا اور ان لوگون پر قابو پایا جو ہزارون خون ریزیون کے وجہ سے اس لائق تھے کہ ان کی بوڑھی اور جوان عورتین اور شیر خوار بچے مع ان کے قتل کئے جاتے تو آپنے تمام لوگون کا گناہ بخش دیا اور کہا کہ آج مین تم سے وہ معاملہ کرتا ہون کہ جو یوسف نے قابو پانے کے بعد اپنے بھائیون سے کیا تھا جاؤ مین نے سب کو آزاد کردیا یہ کہنا مکہ والون کیلئے بڑا نشان ہوا اور سچائی کے قبول کرنے کے لئے ان کے دل اچھل پڑے اور طاقت بالا ان کو کھینچکر لے گئی اور شام ہونے سے پہلے ہی سب نے اسلام قبول کرلیا اب دیکھو کیسی صفائی سے ثابت ہوا کہ اخلاق فاضلہ جو کہ خدا کی صفات کے ظل ہوتے ہین یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی ثابت ہین اور آپ صرف سخی اور کریم النفس ہی نہین بلکہ حلیم اور پاک سینہ اور دشمنون کے گناہ بخشنے والے تھے غرض جنگون کے میدانون نے آپکی شجاعت کو ثابت کیا اور داد و دہش نے آپ کی سخاوت ثابت کی اور دشمن پر قابو پاکر گناہ بخش دینے نے آپکے اعلی درجہ کا حلم اور رحیم ہونا ثابت کردیا

پھر ہم حضرت مسیح کی خدائی کی کوئی جز تلاش کرنے کے لئے یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ کیا خدا کی عام خدائی کی طرح ان کی دعوت عام تھی یا ایک خاص گروہ تک محدود تھی۔ ظاہر ہے کہ خدا صرف یہودیون کا خدا نہین بلکہ تمام قومون یہودی مجوسی۔ عیسائی ہندو۔ ستارہ پرست وغیرہ کا خدا ہے اور جو شخص خدا کا پورا ظل ہوکر دنیا مین ہدایت کے لئے آتا ہے ضرور ہے کہ اس کی دعوت بھی عام ہو اور چاہیئے کہ اس کی فطرتی ہمدردی کا دائرہ اس قدر وسیع ہو جسقدر زمین پر مختلف قومین وسعت کے ساتھ موجود ہین غرض مظہر کامل کے لئے یہ ضروری ہے کہ جیسے خدائی عام ہے ویسا ہی اس کی دعوت بھی عام ہو اب دیکھو یہ تعجب کی جگہ ہے یا نہیں کہ دعوی تو خدائی کا ہے مگر ہمت اس قدر منقبض اور مضمحل ہے کہ صرف ڈیڑھ قوم یہود تک جو بارہ قومون مین سے باقی رہ گئی تھی اور وہ بھی ذلیل اور پست حالت مین تھی صرف انھی تک حضرت مسیح اپنی خدائی کا دائرہ محدود رکھنا چاہتے ہین گویا رب العلمین کے مقابل پر ایک چھوٹی سی خدائی کی تجویز کی گئی ہے کیا خدا کی خدائی یہودیون کے چند اُجڑے ہوئے گھرون تک محدود تھی مین کیونکر مان سکتا ہون کہ جو شخص اپنے تئین اس خدا کا اوتار قرار دیتا ہے کہ جو دنیا کی تمام قومون کا خدا ہے اس کی ہمت اور نظر صرف اپنے چند آبائی شریکون تک ہی محدود رہے۔

دیکھو جو خدا کا پورا خلیفہ اور مظہر اتم تھا اس نے مسیح کی طرح نہین کیا جو صرف مکہ والون تک اپنی دعوت کو محدود رکھا ہو بلکہ ظاہر کردیا کہ وہ بھی خدا کی طرح اپنی دعوت عام رکھتا ہے۔ ہم اس مقام مین کسی پر زبردستی نہین کرینگے بلکہ صرف ہم حضرت مسیح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت اور ہمدردی کا بالمقابل اندازہ دکھلانے کے لئے انجیل اور قرآن شریف مین دو آیتین لکھدیتے ہین تا ناظرین کو معلوم ہو کہ ان دونون بزرگ نبیون مین سے کون نبی صفت علو ہمت اور عام ہمدردی کی بنا پر دعوت کے لئے اُٹھا ہے اور کون نبی صرف اپنے خاندان کے چند گھرون تک اپنی ہمت اور ہمدردی محدود رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ انسان کی پاک فطرت اور پورا مظہر الہی ہونے کے لئے یہ بھی ایک پیمانہ ہے کہ بنی نوع کی ہمدردی کے بارے مین اس کی ہمت ایسی عالی اور اس کی خیر خواہی ایسی اتم اور اکمل ہو کہ کوئی فرد انسانی اور کوئی قوم اس کے نیک ارادون سے باہر نرہ سکے ایسا شخص درحقیقت خدا کا کامل مظہر اور کامل خلیفہ ہوتا ہے جس کی بنی نوع کے لئے ہمدردی تمام انسانی روحون پر محیط ہوتی ہے اور ایسی کامل ہوتی ہے جو خدا کی ربوبیت اور رحیمیت کے دوش بدوش چلتی ہے۔ سو اس عظیم الشان صفت کی جب ہم حضرۃ مسیح مین تلاش کرتے ہین تو چارون انجیلون کی ورق گردانی کرکے صرف ہمیں یہ آیت ملتی ہے کہ مین بجز بنی اسرائیل کی بھیڑون کے اور کسیکی طرف نہیں بھیجا گیا (متی ۱۵ باب ۲۴) لیکن قرآن اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئین تمام نوع انسان کی اصلاح کے لئے پیش کیا جیساکہ خدا نے فرمایا قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی کہدے کہ مین تمام انسانون کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہون اور ہم نے تمام عالمون کے لئے تجھے ایک رحمت مجسم بناکر بھیجا ہے۔

اب دیکھو کہ دعوت کے امر مین محمدی ہمت نے زمین کا کوئی ایسا کنارہ چھوڑنا نہیں چاہا جسمین کوئی فرقہ انسانون کا موجود ہو بلکہ تمام انس وجن کو ہدایت کے لئے بلایا ہے اور کسی سے بخل نہین کیا پھر آنجناب کے مقابل پر اس نبی کو دیکھو جس کی طرف خدائی کا دعوی منسوب کیا گیا ہے کہ اسرائیل کی بھیڑون سے باہر قدم رکھنا نہین چاہتا اور پھر حیرت پر حیرت یہ کہ اس فرض کو بھی پورا نہ کرسکا۔

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کے ظہور سے بہت عرصہ پہلے بنی اسرائیل کے فرقے زمین پر متفرق ہوچکے تھے بلکہ ان کے بارہ فرقون مین سے دس فرقے دنیا کے مختلف مقامات اور بلاد مین بخت نصر کے حادثہ کے وقت پراگندہ ہوچکے تھے۔ خود محقق عیسائی اس بات کے قائل ہین کہ بعض فرقے ان مین سے ایران کی طرف سے ہوکر افغانستان مین اقامت گزین ہو گئے تھے اور درحقیقت وہی لوگ ہین جو اب افغان کہلاتے ہین اور اسی ملک مین آباد ہین اور بعض فرقے انہین مین سے ہندوستان سے ہوکر کشمیر کی طرف چلے گئے اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ کشمیری لوگ درحقیقت وہی اسرائیلی ہین جو طرح طرح کے انقلاب کے بعد آخر مسلمان ہو گئے اور پھر توریت کے آخری وعدہ کے موافق حق قبول کرنیکے بعد ان کو سلطنت بھی دی گئی جیساکہ ظاہر ہے

کہ افغانون مین بھی ابتک سلطنت اور حکمرانی پائی جاتی ہے اور کشمیری بھی بادشاہ رہے ہین اور بعض یہودیونان کی طرف بھی چلے گئے تھے اور بعض تبت میں اور بعض چین تک بھی گئے لیکن ان کا گروہ کثیر افغانستان اور کشمیر میں رہا

پھر اگر مسیح اس دعوے مین سچا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کی متفرق بھیڑون کو جمع کرنے آیا ہے تو اس کا فرض تھا کہ صلیب کے واقعہ کے بعد ان تمام ملکون کی سیاحت کرتا جن مین یہود نے بود وباش اختیار کرلی تھی اور مناسب تھا کہ جبکہ وہ یروشلم کے یہودیون کی اصلاح سے نومید ہوچکا تھا تو بلا توقف صلیب سے نجات پاکر یا بقول عیسائیان دوبارہ زندگی حاصل کرکے ہندوستان مین آتا اور ایران اور افغانستان کی سیر کرتا اور کشمیر مین جاتا اور اس ملک کے یہودیون پر اتمام حجت کرتا اور اس حیات ابدی کی طرف ان کو بلاتا جس سے یروشلم کے یہودی بے نصیب رہے تھے اور اسطرح اپنا فرض پورا کرکے ان کامل بندون مین داخل ہوتا جو اپنی ذمہ واری کے کامون کے لئے جان دینے تک کو طیار ہوتے ہین۔ یہ کس قسم کی دانشمندی تھی کہ فرض منصبی تو ابھی پورا نہین کیا اور وہ بدقسمت قومین جن کی اصلاح کے لئے آیا تھا ابھی اکثر ان کے بلکہ قریبًا تمام انکو ایک قلیل فرقہ کے اس کے آنے سے ہی بیخبر ہین جھٹ آسمان پر جا بیٹھا۔ کیا آسمان پر بھی کوئی یہودیون کا فرقہ رہتا تھا جن کی اصلاح کے لئے آسمانی سفر بھی ضروری تھا اور جبکہ مسیح مین اس قدر قوت اور طاقت موجود تھی کہ وہ آسمان پر چڑھ گیا تو اس صورت مین ظاہر ہے کہ کشمیر کا سفر اس کے لئے کچھ مشکل نہ تھا بلکہ یہ ملک بلاد شام سے آب و ہوا مین بہت ملتا تھا اور سچ تو یون ہے کہ افغانستان مین جانا بھی کچھ دشوار نہ تھا پھر اس کو کیونکر یہ خیال آیا کہ اپنے فرض سے سبکدوش ہونے سے پہلے ہی لاکھون یہودیون کو بے خبر اور ناکام چھوڑ کر آسمان کی راہ لی۔ تعجب کہ کیونکر اسکا قدم آسمان کی طرف چلا اور کیونکر اس کے کانشنس نے قبول کرلیا کہ ایک گروہ کثیر یہودیون کو جو صدہا سال سے اُس کی انتظار کررہے تھے اور دن رات اس کے ظہور کے لئے دعائین مانگتے تھے اور وطن سے بے وطن تھے بیگبارگی اُس نے فراموش کردیا اور ایک ذرہ ہمدردی کی رگ جنبش مین نہ آئی ☩

اسمیں کچھ شک نہیں کہ اگر وہ اپنا فرض منصبی ادا کرلیتا تو قابل تعریف ٹھہر جاتا آسمان پر بنی سیاح کہلاتا اور زمین پر تکالیف سفر کی وجہ سے قوم کی نظر مین سچا فدیہ ٹھہرتا ظاہر ہے کہ آسمان پر اس کا بیٹھنا نہ اس کے لئے مفید تھا اور نہ اس کی قوم کے لئے۔ سچا فدیہ یہی تھا کہ وہ یہودیون کا پتہ لگاکر ان دور دراز ملکون تک سفر کرتا کہ جن ملکون مین یہودیون نے بود وباش اختیار کرلی تھی اور اس عظیم الشان فدیہ کی یادگار کے لئے نہایت مناسب اور موزون تھا کہ وہ اسی تلاش مین غربت مین مرتا اور غیر ملک مین اس کی قبر ہوتی۔ تب ہر ایک عقلمند قائل ہوتا کہ درحقیقت اس نے قوم کی بھلائی کے لئے اپنی جان کو مشقت اور تکلیف مین ڈالکر اور آخر اسی راہ مین جان دیکر ان کے لئے اپنے تئین کفارہ کیا۔ مگر یہ بیہودہ کفارہ سمجھ مین نہین آتا کہ قوم کے تو لاکھون آدمی ابھی اس کے وجود سے ہی بے خبر بیٹھے ہین مگر اس نے ایک لعنتی موت کو اپنے لئے پسند کرلیا۔ ایسے کفارہ مین کوئی سچی فلاسفی مخفی نہین۔ اگر زید کے سر مین سخت درد ہو اور بکر اس کی اس حالت سے گھبرا کر ایک پتھر سے اپنا سر پھوڑے تو کوئی عقلمند اقرار نہیں کریگا کہ بکر نے زید کی خیرخواہی کے لئے یہ فعل کیا اسیطرح مسیح کی حقیقی خیرخواہی یہودیون کے حق مین اسی مین تھی کہ وہ تکالیف سفر اپنے پر گوارا کرے۔ یقینًا اگر ایسا کرتے تو خدا کی راہ مین سچے شہید کہلاتے اور چونکہ مسیح کے لفظ کے ایک یہ بھی معنی ہین کہ بہت سیاحت کرنیوالا لہٰذا وہ اس سیاحت سے ان معنون کے بھی مصداق ہوجاتے تب ہر ایک شخص آہ کھینچکر کہتا کہ کاش مین بھی قوم کے لئے ایسی ہی تکالیف اُٹھاکر قوم کے لئے فدیہ ہوتا جیساکہ مسیح نے اُٹھائین اور فدیہ ہوا اور آئندہ نسلون کے لئے یہ اس کا کارنامہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہوتا کہ وہ قوم کی اصلاح اور دستگیری اور غمخواری کے لئے دور دراز ملکون مین گیا اور غربت اور مسافرت کی حالت مین جان دی اور وہین دفن ہوا اور اس صورت مین وہ ہجرت کی سنت قدیمہ کو بھی جو سنت انبیاء ہے پورا کرلیتا بلکہ اپنے اس قول کے رو سے جو نبی بے عزت نہین مگر اپنے وطن مین آسمان اور زمین دونون جگہون مین عزت پاتا ہائے اس نے یہ کیا کیا کہ اپنے فرض منصبی کو ناتمام چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھا گویا بار نبوت سے گھبرا کر گوشہ گزینی اور آرام پسندی اختیار کی جو طریق مردی اور فتوت سے بہت بعید ہے ☩

غرض حضرت مسیح کا اپنے فرض منصبی سے قاصر رہنا اور ان کے مقابل پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انسانون کو پورے جوش سے ہدایت کے لئے دعوت عام کرنا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح مین ایک ایسا فرق ہے جس سے بداہت معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مین صفت رحمت عامہ موجود تھی اور وہ تمام لیاقتین آپ کے نفس نفیس مین جمع تھین جو دنیا کی تمام مختلف قومون کو دعوت کرنے کے لئے ایک کامل مصلح مین ہونی چاہئین مگر حضرت مسیح کی فطرت مین نہ رحمت عامہ اور نہ باقی یہ تمام صفات موجود تھین یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح کی ہمت اپنی قوم کے چند نفر کفار سے یعنی یہود سے آگے نہ بڑھ سکی کیونکہ ان کی فطرت مین آگے بڑھنے کے قوے موجود نہ تھے ناچار انھون نے ایک تھوڑے سے اور مختصر کام پر ہی اپنی نبوت کو ختم کردیا اور صاف اقرار کردیا کہ مین صرف یعقوب کی اولاد اور اپنے جدی لوگون کے لئے پیغام دعوت لیکر آیا ہون اور دنیا کی قومون سے مجھے کچھ کام نہین لیکن محمدی

ہمت اور فطرت چونکہ تمام انسانی روحون سے ہمدردی کا تعلق رکھنی تھی اور آنجناب کی وہ روح تھی جس سے تمام روحین فیضیاب ہونے کے لئے پیدا کی گئی تھین لہذا اس عالی ہمت نے اس پر اکتفا نہ کیا کہ وہ صرف قریش تک ہی اپنی رسالت کو محدود رکھتے یا محض عرب تک ہی اپنی دعوت کا انحصار کر لیتے بلکہ تمام نوع انسان کو دین اسلام کی طرف بلایا اور یہ ثابت کر دیا کہ اس پاک اور کامل فطرت کو یہ جوش دیا گیا ہے کہ ہر ایک جو زمین پر رہنے والا ہے خواہ نوع انسان مین سے ہے یا نوع جن مین سے ہے وہ اس کے فیض عام سے فائدہ اُٹھاوے سچ تو یہ ہے کہ زمین کے تمام کنارون تک تمام ہمدردی کا خیال دل مین بھر جانا اور عام قومین جو دوسری قومون سے بکلی منقطع ہوکر اور علیحدہ علیحدہ مذہبون اور ناموں سے مخصوص ہوکر اپنی اپنی جگہ پر مستقل ہو چکی تھین سب کی اصلاح کا فکر کرنا اور سب کو نیکی اور ہدایت کی طرف بلانا اس قسم کی دعوت عامہ کا منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو بھی نہیں دیا گیا ان مین سے بعض کا تو وہ زمانہ تھا کہ ہنوز مختلف قومین دنیا مین آباد نہین تھین اور بوجہ نہ پڑنے کسی تفرقہ قاطعہ کے تمام انسان ایک ہی قوم کے حکم مین تھے اور بعض کا وہ زمانہ تہا کہ قومین آباد تو تھیں مگر ایک کو دوسری کی خبر نہ تھی یا خبر بھی تھی مگر ملاقات باہمی سخت دشوار تھی سہل اور آسان نہ تھی ان دونون مذکورہ بالا صورتون مین غیر ممکن تہا کہ کسی نبی کی انبیاء گذشتہ مین سے کل قومون کے لئے دعوت عامہ ہوتی یا وہ دعوت کل قومون کے لئے دعوت کہلا سکتی پس جیسا کہ دوسرے نبیون کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکے ہین تمام قومون کے لئے دعوت عامہ کا منصب نہین دیا گیا ایسا ہی حضرت مسیح کو بھی نہین دیا گیا یہ منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خاص کیا گیا کیونکہ آپ ہی کی فطرت اس بوجھ کی متحمل ہوئی اب جہان تک انسانون کیلئے خدا تعالیٰ کی خدائی کا زمین پر دامن پھیلا ہوا ہے وہان تک ان تمام انسانون کے لئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بھی عام ہے اور یہ ایک عظیم الشان خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ہے جسمین کوئی دوسرا نبی شریک نہیں +

ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کا مظہر تام ہوتے یا یون کہو کہ خدا ہوتے تو یہ خصوصیت انمین ہونی چاہیے تھی اور ہرگز ممکن نہ تہا کہ وہ اس ذات کامل کا روپ بنکر جس نے سب انسانون کے لئے اپنے سورج اور چاند اور دوسری مخلوقات کو پیدا کیا ہے ایسی کم ہمتی دکھلاتے کہ صرف یہودیون کے معدودے چند گھرون تک اپنی نبوت کو منحصر کر لیتے بلکہ چاہیئے تہا کہ وہ یہ سمجھتے کہ جیسا کہ خدا تمام نوع انسان کا خدا ہے ایسا ہی مین بھی تمام نوع انسان کے لئے بھیجا گیا ہون اور یہ عذر کہ اگرچہ پہلے اُنھون نے یہی کہا تہا کہ میری رسالت بنی اسرائیل تک ہی محدود ہے اور مین خاص انھی کے لئے بھیجا گیا ہون مگر آخر کو اس قول کی پابندی چھوڑ دی اور اپنے اس اقرار پر قائم نہ رہ سکے اور پھر دعوت عام کا دعویٰ کر دیا یہ جواب ایسا ہے کہ بجز اس کے کہ ایک طور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجو کی جائے اور یہ مان لیا جائے کہ ان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی تھی کہ ان کو اپنے قول اور اقوال کا کچھ بھی پاس نہ تھا اور کچھ بھی اس جواب کا نتیجہ معلوم نہین ہوتا کیون کہ جبکہ خود بقول حضرت مسیح کے یہ بات فیصلہ پا چکی تھی کہ وہ صرف یہودیون کے لئے بھیجے گئے ہین نہ کسی اور کے لئے تو پھر اس فیصلہ اور اس اقرار کے بعد ان کیلئے یہ گنجائش باقی نہیں تھی کہ وہ پہلے بیان سے انکاری ہوکر یہ کہدیتے کہ مین نہ صرف بنی اسرائیل کے لئے بلکہ تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہون۔ اس کی تو بعینہٖ یہ مثال ہے کہ مثلاً فرض کرو کہ گواہ خالد نام نے حلف اُٹھا کر ایک جج کے سامنے اول یہ بیان کیا کہ زید نے جو ایک بڑا مالدار تھا ایک کروڑ روپیہ مجھے اس غرض سے حوالہ کیا تہا کہ مین اس روپے کی کوئی جائداد خرید کر بکر کو اس کی طرف سے دیدون اور وہ جائداد کا مالک واحد ہوگا اور اس جائداد مین کسی اور شخص کو ایک پیسہ کا بھی حصہ دار قرار نہ دیا جائیگا اور پھر اپنے تتمہ بیان مین لکھوایا کہ زید نے یون کہا تھا کہ وہ جائداد صرف بکر کے حوالہ نہین کی جائیگی بلکہ اس کے پچاس اور شخص بھی مالک ہونگے اور بکر کے شریک مساوی نہ کہ بکر اکیلا اور ان کے یہ یہ نام ہین تو اب بتلاؤ کہ کیا وہ جج اس مختلف بیان کو صحیح سمجھ لیگا اور پیش کردہ اشخاص کو بکر کے شریک قرار دیدیگا نہیں بلکہ مین سچ سچ کہتا ہون کہ وہ اسی وقت اس کو حلف دروغی کے مقدمہ مین پھنسائیگا اور اس سے پوچھے گا کہ تیرے ان دونون بیانون مین سے کونسا سچا اور کونسا جھوٹا ہے اور آخر قانون کی حد تک حلف دروغی مین اس کو سزا دیگا

یہ حضرت عیسیٰ کی سخت بے ادبی ہے کہ نعوذ باللہ ایسے متناقض اقوال ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہین جو کسی عدالت مین پیش ہونے سے جرائم قابل سزا مین پھنساتے ہین لیکن افسوس کہ حضرات پادری صاحبون کو اس حرص شدید کی وجہ سے کہ کسی طرح حضرۃ مسیح کو خدا مان لیا جائے یہ محسوس ہی نہین ہوتا کہ ان کی کلام مین امور متناقضہ اور متضادہ جمع ہو گئے ہین۔ ایک بات کرتے ہین اور پھر اسی وقت دوسری بات اس کی ضد اور اس کی نقیض بیان کر دیتے ہین مثلاً ایکطرف تو یہ کہتے ہین کہ مسیح خدا کامل ہے اور پھر دوسری طرف یہ بھی کہدیتے ہین کہ وہ انسان کامل ہے اور نہین سوچتے کہ جب تمام انسانی لوازم انسانیت کا کمال ثابت کرنے کے لئے انکی ذات مین جمع ہونگے تو وہ الوہیت کے کمالات کے مخالف پڑین گے کیونکہ ایک طرف تو انسانی جہالتین اور انسانی سہو ونسیان اور انسانی شہوات کا طوفان حضرۃ مسیح کے نفس مین مان لیا جاویگا اور پھر اسی نفس کی نسبت یہ بھی عقیدہ رکھنا پڑیگا کہ تمام جہالتون سے ازلی پاک اور تمام سہو ونسیان سے ازلی برتر و اعلیٰ ہے۔ پادری صاحبون کیلئے ہرگز مناسب نہین کہ اپنے غلط عقیدہ کو خواہ نخواہ صحیح ٹھہرانے کے لئے حضرت مسیح کے کلام کو تناقضات کا مجموعہ بنا دین اور اس طرح پر یہودیون کو نکتہ چینی کیلئے ......

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

تاج پوشی کا التوا ۲۶ جون کا دن حضور قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی کی رسوم ادا ہونے کے لئے مقرر ہو چکا تھا مگر شاہنشہوں کے شاہنشاہ مالک الملک مولی کریم کے حضور اس مبارک تقریب کے لئے ابھی اور وقت آنے والا تھا اس لئے ملک معظم کی علالت طبع کی خبر نے کل وفادار رعایا کو سخت صدمہ پہنچایا ہے مگر مرضیٔ مولا از ہمہ اولی۔ آپ کی بحالیٔ صحت کے لئے عام دعائیں کی گئی ہیں اور خداوند کریم کا شکر ہے کہ اب قیصر ہند کی صحت روز بروز رو بہ ترقی ہے تاج پوشی کا جشن غالباً اکتوبر یا ستمبر میں ہو سکیگا ۔

عرفت ربی بفسخ العزائم اگرچہ قیصر ہند کی علالت طبع نے تمام رعایا کے دلکو رنج پہونچایا ہے مگر اس علالت نے یورپ اور امریکہ کی مادہ پرست دنیا اور انگلستان کے دہریوں کے سامنے ایک عبرت ناک اور عظیم الشان سبق خدائے لم یزل ولایزال کی ہستی کو منوانے کا پیش کر دیا ہے ظرفۃ العین میں ایسی کیفیت کا پیدا کر دینا جو دنیا کے بڑے بڑے مدبروں اور اہل الرائے فرزانوں سے لیکر معمولی درجہ کے انسان کے ارادہ علم او یقین اور امید کے بالکل خلاف ہو بجز خدائے مقتدر کے کس کے حیطہ اقتدار میں ہے اس لئے ایک بزرگ کا یہ قول کہ عرفت ربی بفسخ العزائم حقیقت میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ۔ خدا کرے کہ ہمارے قیصر کو شفاء عاجل نصیب ہو اور یورپ کے مادہ پرستوں اور منکران خدا کو علی کل شیئ قدیر کی خدائی منوانے کے لیئے یہ التوا رہنمائی کا کام دے آمین

مسلمانوں کی شادیاں پائونیر میں اس عنوان سے ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے جس میں افسوس ظاہر کیا گیا کہ مسلمانوں کے طریقہ نکاح اور قانون طلاق کے متعلق گورنمنٹ کو توجہ کرنی چاہئے اگرچہ اس مضمون میں اسلامی آبادی کے ادنی طبقہ کی عورتوں پر بحث کی ہے لیکن تاہم یہ بحث بہرحال مسلمانوں سے متعلق ہے پائونیر صاحب گورنمنٹ کو مشورہ دیتے ہیں کہ نکاحوں کی باقاعدہ رجسٹری ہوا کرے اور نکاح خوان ملاں مقرر کئے جاویں ان کو باضابطہ رجسٹر دیئے جاویں جس نکاح کی رجسٹری نہو اسے صحیح تسلیم نہ کیا جاوے۔ ایسا ہی طلاق کے متعلق طلاق بوجہ موجہ کی تشریح کی جاوے ۔ جسکے بدون طلاق جائز نہ سمجھی جاوے اس قسم کی انوکھی رائے پائونیر صاحب گورنمنٹ کو دے رہے ہیں ہمکو نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے معزز ہمعصر **چودھویں صدی** نے اس مضمون پر طبع آزمائی کرتے ہوئے اسلامی قانون شریعت کی بیحرمتی کا ذرا بھی لحاظ نہیں کیا اور بلا سوچے سمجھے پائونیر کی تجویز کی تائید کرتا ہے ہمیں کچھ ضرور نہیں کہ پائنیر کی صحت نیت پر بحث کریں مگر یہ معاملہ جس رنگ میں پیش کیا گیا ہے کچھ شک نہیں کہ اسلامی شریعت کی ناواقفی پر مبنی ہے اسلامی قانون نکاح اور طلاق کے متعلق کامل بلکہ اکمل ہے اور اس سے بہتر کوئی اور قانون ہونا ناممکن ہے پنجاب کے بعض اضلاع میں نکاح کے رجسٹر رکھے گئے ہیں جنکا نتیجہ ہماری رائے میں اور بھی خراب اور افسوسناک ہے۔ نکاح خوان ملاؤں سے ملکر اغوا نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے ۔ پائنیر یا اسکا مؤید چودھویں صدی اگر گورنمنٹ کو یہ رائے دیتے کہ **اسلامی احکام** کو ایسے مقدمات میں نافذ کیا جاوے اور ان حدود کو استعمال کیا جاوے جو اسلام نے مقرر کی ہیں تو ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ اس قسم کے مقدمات میں بہت جلد معتدبہ کمی ہو کر اصلاح ہو سکتی ہے ۔

اس لئے ہم اپنے معزز ہمعصروں کو متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کریں اور بجائے شادیوں کے رجسٹری ہونے کے **گورنمنٹ** کو یہ صلاح دیں کہ وہ اسلامی حدود اور احکام کو ایسے مقدمات کے انفصال کے لئے نافذ کرے اور مسلمانوں کے مقدمات وراثت اور دیوانی اور فوجداری وغیرہ کے لئے ایک **محکمہ قضاء** مقرر کیا جاوے جہاں مسلمانوں کے مقدمات کا فیصلہ از روئے شریعت ہو مسلمان اگر توجہ کریں اپنی شریعت کی عزت اور حرمت کو بحال کرنا چاہیں تو ہمیں یقین کامل ہے کہ گورنمنٹ کو توجہ دلانے پر ایسے محکمے کا انعقاد ہو سکتا ہے۔ اگر منشاء ایزدی اور قرین مصلحت ہوا تو اس **محکمہ قضاء** کی ضرورت پر چند مضامین لکھیں گے

سرکاری ملازمت میں قومی امتیاز **سول ملٹری** گزٹ لاہور کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے وہ کہ کیا ہندوستان کے مسلمانوں کا بھی سرکاری ملازمت سے کچھ حصہ نخرہ ہے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو سوال فوراً یہیں ختم ہو جاتا ہے اگرچہ ہر ایک شخص اس کی وجہ دریافت کرنیکا مجاز ہے لیکن جس صورت میں جواب اثبات میں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اکثر پبلک محکموں کی ملازمت میں صرف ایک ہی قوم کے افراد بھرتی کئے گئے ہیں چنانچہ دہلی کے جدید محکمہ جشن تاج پوشی میں سپرنٹنڈنٹ سب ڈویژنل آفیسران اور سیر۔ سب اوورسیر اہلکار۔ مستری - نقشہ نویس۔ سٹورکیپر خزانچی - ٹھیکہ دار۔ سپلائی کرنیوالے چپراسی چوکیدار۔ بلکہ پنکھا قلی غرض کہ اعلی وادنی تمام ملازمین ہندو ہی ہندو ہیں؟ کیا صوبہ بھر میں قابل اور تعلیم یافتہ مسلمان کلارک ماتحت اہلکار ٹھیکہ دار مل نہیں سکتے؟ کیا ہندو سارڈینٹ اور ٹھیکہ دار ہی واقفکار اور قابل اعتبار رہ گئے ہیں؟ کیا چوکیداری چپراس - پنکھا قلی کی تقرری کیواسطے کوئی ضروری اور خاص معیار ہے جسمیں مسلمان ناکام رہتے ہیں؟ یا مسلمان درحقیقت فطرتاً ہی ہندو امیدواروں سے کمزور ہیں؟ کیا مسلمانوں کے دلوں میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور عقیدت کا جوش کم ہے؟ جسکے واسطے ان کے تمام حقوق مراعات نظر انداز کئے جاتے ہیں کیا ہماری عادل اور انصاف مجسم گورنمنٹ دربار دہلی کے

تمام [illegible] رہ اور متعینہ ملازمین اور ٹھیکہ داران وغیرہ [illegible] فہرست بغرض ملاحظہ طلب کرینگی تکلیف گوارا کریگی؟ اور اس عرضداشت کو حق بجانب پاسنے پر از راہ مہربانی غریب مسلمانون کی بہتری کے لئے انکے حقوق [illegible] ہوگی؟ معروضہ بالا شکایت محض ایک [illegible] کے طور پر ہے ورنہ تمام صوبہ کے [illegible] محکمون اور دفترون مین اعلی عہدے ہندؤن کے ہاتھون مین ہین اور اس پر بھی مسلمانون کو مورد الزام بنایا جاتا ہے

لوکل معاملات

(لوکل معاملات سے مراد الحکم کے کالم مین ضلع گورداسپور کے معاملات ہوا کرینگے) ایڈیٹر

نائب تحصیلدارون کے محرر ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین ذکر کیا تھا کہ نائب تحصیلدارون کے محرر معمولی چپڑاسی ہوتے ہین جنکو چھ سات روپے ماہوار تنخواہ ملا کرتی ہے اور بلحاظ انکے کام کے کہ وہ نائب تحصیلدارون کے محرر بنتے ہوتے ہین وہ اپنی حیثیت اور وضع کو اس [illegible] مین ہرگز قائم نہیں رکھ سکتے اس لئے ان کی تنخواہون مین ترقی ہونی ضروری ہے ہمین یہ معلوم کرکے ازبس خوشی ہوئی ہے کہ اس معاملہ پر توجہ کی گئی ہے اور غالباً دس ماہوار کی سٹ دیہ آسامی مقرر ہوئی ہے یا ہونے والی ہے۔ اب دوسرا سوال ہم یہ پیش [illegible] ہتے ہین کہ آیا اس آسامی پر وہی محرر [illegible] کام کرتے ہین رہنے چاہین یا نئے آدمی رکھے جا دین؟ اس کا جواب انصاف اور [illegible] ل کو مدنظر رکھکر صاف ہے کہ یہ ترقی ان ہی لوگون کو ملنی چاہئے جو پہلے سے کام کرتے ہین نہ یہ کہ کمی تنخواہ پر تو وہ کام [illegible] تے رہین اور ترقی کسی اور کو ملے علاوہ برین یہ لوگ بوجہ عرصہ دراز سے کام کرنے کے تجربہ کار بھی ہین۔ ہم اپنے ضلع کے بیدار مغز صاحب ڈپٹی کمشنر میجر ڈاوس صاحب بہادر سے امید رکھتے ہین کہ وہ اس سوال کو حل کرتے وقت سابق ملازمین کا پورا لحاظ رکھینگے ✤

بٹالا اسٹیشن کا بکنگ آفس الحکم کے ناظرین کو یاد ہوگا کہ سٹیشن بٹالہ کے بکنگ آفس کے متعلق چند اصلاح طلب امور کی طرف ہم نے توجہ دلائی تھی ہم ریلوے کی بالائی اتھارٹیز خصوصاً ڈی۔ ٹی۔ ایس صاحب بہادر کی توجہ فرمائی کے ازبس مشکور ہین کہ انھون نے ہماری تجویز پر بہت ہی جلد نوٹس لیا اور سٹیشن ماسٹر صاحب بٹالہ کو ان اصلاحون کی طرف توجہ دلائی ✤

اب بکنگ آفس کے متعلق کس قدر اصلاح ہوئی؟ یہ ایک سوال ہے جسکا جواب تجربہ اور عام شہادت پر موقوف ہے ہمکو اس کے بعد امرتسر لاہور وغیرہ جانے کی ضرورت پڑی ہے اور اس سوال کا جواب ہم نے باوجود ڈی ٹی ایس صاحب بہادر کے نوٹس لینے کے عملی طور پر دیکھنا چاہا ہے۔ مگر اس کا جواب ہمکو بجز مایوسی کے اور نہیں ملا۔ ہمکو اس امر کا بے شک اعتراف ہے کہ بٹالہ کا سٹیشن ماسٹر ایک خوش اخلاق اور نرم مزاج آدمی ہے لیکن ہم اس امر کے بیان کرنے مین غلطی نہین کرتے کہ موجودہ بکنگ آفس کا انتظام قابل اصلاح ہے اور یہ ہمکو عمدہ حالت پر نظر نہین آتا جب تک موجودہ بکنگ کلرک اپنے اخلاق مین نمایان ترقی نہ دکھلائے اور زیادہ مستعدی اور ہوشیاری سے کام نہ لے۔ بٹالہ کا سٹیشن بوجہ تجارت کی ایک منڈی ہونے کے پٹھانکوٹ لائن پر سب سے بڑا سٹیشن ہے اس اسٹیشن پر جیسے یہ ضروری ہے کہ سٹیشن ماسٹر خوش اخلاق اور سب سے محبت سے پیش آنے والا ہو اسیطرح یہ بھی لازمی ہے کہ بکنگ کلرک اور دوسرے ملازم رفق اور ملائمت سے پیش آنیوالے ہون اور اگر ذرا اور توجہ کی جاوے تو یہ سب کچھ ممکن ہے اور ہمین امید ہے کہ ڈی۔ ٹی۔ ایس صاحب ضرور توجہ کرینگے ✤

اور اس امر کے لئے ضرور ضرور احکام نافذ فرماوینگے کہ اول ٹکٹ ہمیشہ گاڑیکی روانگی سے ایک گھنٹہ پہلے ملنے شروع ہوا کرین ✤

دوم۔ مستورات کو ٹکٹ لینے اور اندر جانے کے لئے ممکن سہولت اور آسانی ہو ✤

سوم انٹرمیڈیٹ کلاس کے مسافرون کے لئے الگ کھڑکی کھلی ہی فقط نشان ہو ہم بٹالہ کے سٹیشن ماسٹر صاحب سے بھی امید کرتے ہین کہ وہ ان امور پر پوری توجہ کرینگے ہان ہم یہ بھی ظاہر کرنا ضروری سمجھتے ہین کہ آجکل موسم گرما مین خصوصیت کے ساتھ پانی بھی کافی طور پر مسافرون کو نہیں ملسکتا اور یہ صرف بٹالہ ہی سے مخصوص نہیں بلکہ بٹالہ سے لیکر امرتسر تک برابر یہی حال ہوتا ہے سقہ یا ہندو کہار ایکطرف پانی لیکر کھڑے رہتے ہین اور کبھی کبھار ایک آدھ ہانک لگا دیتے ہین اس موسم مین یہ عملہ بڑھا دینا چاہئے پانچ دس منٹ مین ایک سقہ یا ایک ہندو پانی پلانے والا اتنی بڑی ٹرین کے مسافرون کے لئے مکتفی نہین۔ ہم جناب صاحب ڈی ٹی ایس بہادر سے امید کرتے ہین کہ اس سوال پر غور فرماوین گے اور ہمین بھی اطلاع دیکر مشکور فرماوین گے کہ انہون نے اس پر کیا نوٹس لیا ✤

اسی کی تائید مین دن بدن پٹھانکوٹ لائن پر تجارت اور سواریون کی کثرت ہورہی ہے خصوصاً بٹالا اور امرتسر کے درمیان اس لئے اب موجودہ ٹرین جو ایک صبح اور ایک شام کو جاری ہین مکتفی نہین اگر ساری لائن پر دو سے زیادہ گاڑیان چلانی نامناسب ہون تو کم ازکم بٹالہ اور امرتسر کے درمیان دو لوکل ٹرینین جاری ہوجانی ضروری ہین اور اگر ٹائم ٹیبل مین بھی مناسب تبدیلی کردی جاوے تو بہت ہی فائدہ مسافرون کو ہوسکتا ہے مثلاً اگر تقسیم اوقات یون ہوجاوے کہ ایک گاڑی امرتسر سے صبح کے چھ بجے گرمیون مین اور آٹھ بجے سردیون مین روانہ ہوا اور دوسری لوکل ٹرین موجودہ وقت پر چلے اور رات کی گاڑی بجلے

سات بجے کے اگر امرتسر سے ۳ بجے بعد دوپہر روانہ ہوا کرے تو بٹالہ ۴ بجے کے بعد پہنچ جایا کرے جس سے مسافروں کو بہت ہی بڑا آرام ملے اور رات کو جو انہیں تکلیف ہوتی ہے نہ ہو غرض اس قسم کا مناسب تغیر و تبدل ٹائم ٹیبل میں کیا جاوے اور ایک زاید ٹرین کم از کم سردست بٹالہ اور امرتسر کے درمیان جاری ہو جانی ضروری ہے جس سے اس لائن پر سفر کرنے والے مسافروں کو بہت بڑے آرام اور فائدہ کی توقع ہے ❊

قادیان اور بٹالہ کی سڑک | بٹالہ کی تحصیل کو فخر ہے کہ وہ ایک لائق محنتی اور غیر متعصب تحصیلدار لالہ موتی رام صاحب اپنا مقامی حاکم رکھتی ہے لالہ موتی رام صاحب کا ذکر ہم نے ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم میں کیا ہے اور صرف یہ اس لئے کہ وہ ہمیشہ ان رفاہ عام کاموں پر پوری توجہ فرماتے ہیں جن کی بابت انہیں توجہ دلائی جاوے۔ قصبہ قادیان کی صفائی کے متعلق آپکو توجہ دلائی گئی تھی آپ نے پورا نوٹس لیا اور ایسا ہی یہاں کے قصابوں کے متعلق جب ظاہر کیا گیا کہ وہ عمدہ گوشت نہیں بیچتے۔ بلکہ بعض اوقات ایسے مریل مریض جانور ہوتے ہیں کہ جن سے بیماری کا اندیشہ ہوتا ہے اس پر بھی آپ نے توجہ تو فرمائی مگر ابھی تک مزید توجہ کی ضرورت ہے اور ہمیں امید ہے کہ وہ اپنی قادیان کی رعایا کو مشکور فرما سکیں گے اگر اس کے متعلق پورا نوٹس لیں اس وقت جس معاملہ پر ہم جناب تحصیلدار صاحب کو توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ اس سڑک کے متعلق ہے جو بٹالہ سے قادیان کو آتی ہے اگرچہ صاحب ممدوح نے ہماری پہلی گذارشوں پر نظر فرما کر اس سڑک کی درستی کے لئے کچھ مٹی وغیرہ ڈلوائی تھی اور کچھ درخت بھی لگائے جانے شروع ہوئے تھے مگر آپکے عارضی طور پر چلے جانے کے باعث یہ کام ادھورا رہ گیا اب ہم پھر آپ کی بیدار مغزی اور رعایا پروری سے امید کرتے ہیں کہ چونکہ اس سڑک پر کثرت سے یکوں کی آمد و رفت ہے اس لئے اگر سردست فنڈ اس کے پختہ بنانے کی اجازت نہیں دیتا تو اس کی مرمت کرا کر عام حالت درست کرائی جاوے خصوصاً وہ ٹکڑا جو قادیان کو آتا ہے اس حصہ پر برسات کے دنوں میں سخت خطرہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ہم آپکی نیک نیتی اور پبلک کی خیر خواہی سے امید کرتے ہیں کہ اس سڑک کی حالت زار پر ضرور توجہ فرمائی جاوے گی ❊

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

جناب میرزا خدابخش صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے دارالامان سے آج روانہ ہونے والے ہیں ❊

جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر بمبئی ہوس لاہور سے جو شادی انگلستان میں کی تھی خدا تعالیٰ کے فضل سے انکے ہاں بیٹا پیدا ہوا جسکا نام عبد اللہ رکھا گیا دارالامان میں اس بچے کا عقیقہ کیا گیا خدا تعالیٰ نے مولود مسعود کو دینی و دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور کرے آمین

جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن تعلیم سے [illegible] لاہور میڈیکل کالج میں پروفیسر ہوکر تبدیل ہوئے۔ آپ کی روانگی پر جہلم میں ایک الوداعی جلسہ ہوا جسمیں عمایدین شہر کے علاوہ سول سرجن بہادر اور دفاتر کے حکام بھی تھے اس جلسہ میں ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا سول سرجن بہادر نے بہترین الفاظ میں اعتراف کیا یہ ہمارے سلسلہ کی خوبیوں کے زندہ ثبوت ہیں ❊

ہمارے عزیز بھائی شیخ احمد حسین احمدی فریدآبادی مصحح رفاہ عام پریس کی اہلیہ نے تپ دق کے عارضہ سے انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کا جنازہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معہ اپنی جماعت کے دارالامان میں پڑھا خدا مرحومہ کو غریق رحمت کرے آمین

لاہور کے پیسہ اخبار کے نام مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کی طرف سے عنقریب ایک نوٹس جاری ہونیوالا ہے کہ اس نے بلا وجہ ان کی رشتہ دار عورت کے متعلق جھوٹی خبر طاعون سے بیمار ہونے اور پھر بدحواسی سے باہر نکالے جانے اور پھر مر جانے کی شائع کی پیسہ اخبار نے اگر معافی نہ مانگی اور اس خبر کی تردید نہ کی تو یقین کیا جاتا ہے اس سے قانونی سلوک ہو ❊

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پیسہ اخبار کو ایک دو نوٹس اور بھی اس قسم کے ملنے والے ہیں یہ نتیجہ ہے شتاب کاری کا ❊

خلافت راشدہ کا دیباچہ طبع ہو رہا ہے بہت جلد اشاعت کی توقع کی جاتی ہے

ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے معزز ہمعصر نیر اعظم مراد آباد ۵ جولائی کی اشاعت میں نین مہینے ماقبل کی ایک مراسلات خلیفۃ المسیح کے متعلق چھاپ کر اپنی بے احتیاطی کا ثبوت دیتا ہے غالباً ایڈیٹر کے سفر میں ہونے کا نتیجہ ہے ❊

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جناب صاحبزادہ سراج الحق صاحب کی طرف سے **پان** پر ایک مضمون شائع ہوا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون کو سنا اور بعض تجربوں کی وجہ سے آپ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اشتہار منشی اشیاء کے استعمال کے روکنے کے لئے شائع کریں یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ اشتہار کب شائع ہو۔ لیکن تاہم حضرت حجۃ اللہ مثلاً کو [illegible] چرس۔ افیون۔ شراب۔ زردہ (جو پان کے ہمراہ کھایا جاتا ہے) علی ہذا القیاس اور دوسری منشی اشیاء سے سخت بیزار ہیں اور نفرت ظاہر فرماتے ہیں اور اپنی جماعت کو منع فرماتے ہیں کہ وہ ان چیزوں کو ہرگز ہرگز استعمال نہ کریں جب تک کہ یہ اشتہار شائع ہو ہم مختصر طور پر لکھنا کافی اور ضروری سمجھتے ہیں ❊

مذہبی اور اسلامی دنیا کی خبرین

ہندوستان مین تو سینکڑون مذہبی فرقے تھے ہی لیکن آئرلینڈ اور برطانیہ اعظم مین بھی کچھ کم نہیں ہین چنانچہ یہ بات دریافت کی گئی ہے کہ وہان دوسو ستائیس مذہبی فرقے ہین +

سفو طری کے امریکن کالج سلطان کی پروفیسر مس آئی ڈی کے مسلمان ہوئے پر قسطنطنیہ کی یورپین آبادی مین بڑی حیرت پھیلی ہے اس پر مدراس کا اخبار **ہند و** رقمطراز ہے کہ مسلمانون کو چاہیئے کہ اور بہت سے عیسائیون کو مسلمان بنالین تاکہ پادریون کو پتہ لگجاوے کہ جب وہ کسی ہندو بیوی کو میان سے یا بیٹے کو مان باپ سے جدا کر کے عیسائی کرتے ہین تو انہین ایسا ہی ناگوار معلوم ہوتا ہے

تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک ہندو نے کلکٹر حیدر آباد سے درخواست کی کہ اس کو مسلمان ہونے کی اجازت دی جاوے کلکٹر کو اپنے عقائد کے یقین دلانے اور بلا تامل اجازت دینے کے لئے اس نے بیان کیا کہ اہل ہنود کی رسم کیمطابق بعد از مرگ جسم کے جلائے جانے سے مجھکو ڈر لگتا ہے دفن ہونے کو پسند کرتا ہون اس لئے بغیر اسلام قبول کرنے کے چارہ نہین +

اسکندریہ کے انگریزی اخبار کا بیان ہو کہ فرنچ اخبارات کی یہ رائے بالکل غلط ہے کہ مصری حکومت کو سنوسی کی طرف سے خطرہ ہے اور وہ اس پر حملہ کرنیوالا ہے اور نہ یہ ہی خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ نواح جھیل چاڈ مین فرانسیسی فوج نے سنوسی کی سپاہ کو ملکر شکست دی ہے +

بیعت

خدا بخش صاحب ساکن شہر جہلم
اہلیہ سید سرور شاہ صاحب دانہ ہزارہ
ولایت علی شاہ کوٹلہ مالیر
قربان علی شاہ " مسماۃ بیگا بی بی زوجہ
شیخ احمد جان صاحب الہ آباد
محمد دین صاحب امام مسجد گجرات
میان بھاگ ہنڈل - سیالکوٹ
غلام محمد - " "
غلام احمد " "
ڈاکٹر جمال الدین راول پنڈی
عبد الکریم لودیانہ + زوجہ عبد الکریم لودیانہ
اہلیہ جناب حکیم محمد شاہ نواز صاحب راول پنڈی
اہلیہ جناب سردار بخش صاحب برادر حکیم شاہ نواز صاحب + حیات محمد ریشم باف بھڈال سیالکوٹ + جناب شیخ ضیاء اللہ ہیڈ ماسٹر گجرات - مدرسہ انگریزی مانسہرہ
فقیر محمد - جہلم محلہ کھوکران
چودھری حسن محمد صاحب نمبردار کوٹلی خواجہ سیالکوٹ + محمد دین ٹیپ گرامرتسر کٹرہ قلعہ بھنگیان - افضل دین - خوشاب خیبوٹا - اکمل الدین + سلطان بخش صاحب رحیم بخش کمپوڈر - محمد علی صاحب وٹرنری اسسٹنٹ درجہ اول شہر میرٹھ
امیر بخش صاحب گرداور قانونگو منڈالہ والی قصور + مسماۃ کرم بی بی زوجہ امیر بخش صاحب
عبد العزیز - عمر دین - سیالکوٹ
نظام الدین سیالکوٹ - سید محمد سرور شاہ
اہلیہ جناب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب
دادی جناب ڈاکٹر صاحب "
سکندر بیگ برادر ڈاکٹر صاحب
محمد حیات خان صاحب معرفت ڈاکٹر صاحب
مہان خاتون بی بی اہلیہ غلام قادر ریشم باف
از ملتان بیرون پاک دروازہ
مسماۃ غلام عائشہ اہلیہ "
محمد نواب خان - للیانی - لاہور
شعیب + ابراہیم - حبیب اللہ - عبد الخالق
یوسف + عبد اللہ - عبد الہادی

صدیق + عثمان + عبد الغفار - عبد الغفور
سلیمان - محمد - میر محمد - نور دین ایوب
محمد دین طالبعلم راول پنڈی
مسماۃ کلثوم زوجہ شیخ ہدایت اللہ صدر بازار پٹیالہ " +
علی بخش + صغری + برکت علی لودیانہ
زوجہ علی بخش - نبی بخش جھمٹ
اولیاء از جھمٹ لودیانہ
بوڈو - کرم بخش مولا بخش عظمت برج
محمد ابراہیم - بھنی - جلندر - پھلور
علیا - علی پور لودیانہ متصل بہادلہ
گوجر + بہادلہ - لودیانہ
عطا محمد طالبعلم " "
مسماۃ عائشہ - جوگی والہ - غازیخان
موسیٰ + غازیخان
صاحبو + پاپا خان - کریم بخش + رحیم بخش
واحد بخش - مسماۃ حیات زوجہ الہ بخش
عیسیٰ - مسماۃ چینن + مسماۃ مبارکہ
بی بی جنت - بھنی + زوجہ عیسیٰ
مسماۃ عالم خاتون زوجہ "
مسماۃ نور بھری زوجہ خدا بخش
مسماۃ فاطمہ - مسماۃ سہجائی زوجہ مسلم
مسماۃ صاحبہ زوجہ مسلم
اہلیہ ثانیہ - ضامن علی صاحب کپور تھلہ
برہان بخش صاحب نمبردار گجرانوالہ
محمد ہاشم گجرانوالہ
عبد اللہ کتب فروش مالیر کوٹلہ
عتیق الرحمن - از فیروز پور
حبیب الرحمن از فیروز پور
عبد القادر صاحب - میان میر - صدر بازار
چھاؤنی محلہ فراشان
چودھری سکندر صاحب - گجرات - پنپالہ
خدا بخش رجوعہ - حسن محمد
خان محمد - غلام محمد - شاہ محمد
فضل دین - سلطان + امیر علی گجرات
عبد العزیز مدرس مدرسہ زنانہ
میان محمد امین صاحب
قاضی امیر علی صاحب - عبد الکریم
حافظ کریم بخش - عمر الدین - اللہ داد
شیخ علی - احمد خان - محمد خان - عبد الحق

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

منارۃ المسیح

چہ گویم با تو گر آئی جہاد رقادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی
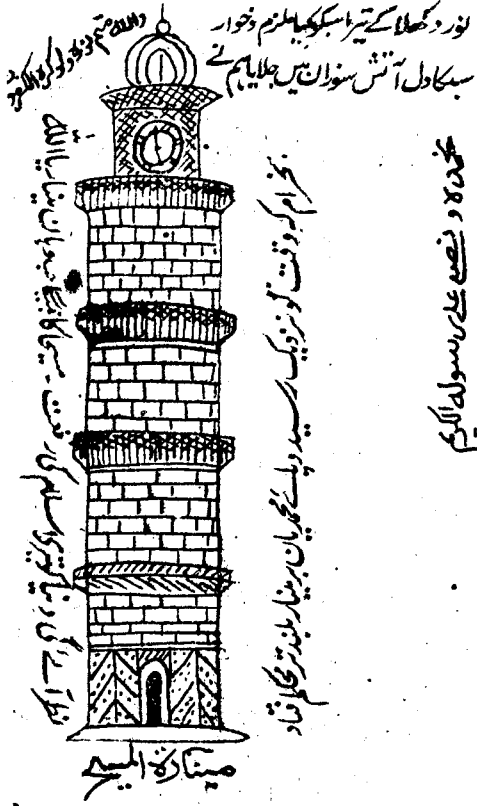
نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان ۱۷ جولائی ۱۹۰۲ء یوم پنجشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی مین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ مین مین ایک تجویز پیش کرنی چاہتا ہون جس سے امید کیجاتی ہے کہ الحکم کی تبلیغ کا میدان وسیع ہو جاوے اور وہ یہ ہے کہ اسقدر مدت کیلئے جو دفتر مذکور کی تعمیر مین لگی اخبار الحکم جدید خریدارون کو

چار روپے سالانہ قیمت پر دیا جاوے

یس ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ء تک جسقدر جدید خریدار ہونگے ان سے الحکم کی قیمت ایک سال کیلئے صرف چار روپے لی جاوے گی ✦

اور پرانے خریدارون سے یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ انوار احمدیہ پریس کی کل طبع شدہ کتابین جو مطبع کی ملکیت ہین وہ ایک ان دو مہینون کے اندر **نصف قیمت** پر خرید سکین گے۔ خواہ ایک نسخہ خریدین یا ایک سے زیادہ

جدید خریداران کے علاوہ اور کوئی شخص نصف قیمت پر ان کتابونکو لینے کا حقدار نہوگا جدید الطبع کتابین جو اس مہینے مین طبع ہون اس رعایت سے مستثنیٰ ہین اس کے بعد یہ رعایت نرہیگی

ایڈیٹر الحکم قادیان

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

خلوت اور جلوت

عیسائی مذہب مین خلوت زیادہ تھی اور موسوی مذہب مین جلوت اسلام چونکہ ان دونون کا جامع تھا اس لئے دست بکار دل بہ یار پر عمل کیا۔ جو قوت انسان مین ہو اُسے محل اور موقع پر استعمال کرو۔ اس کو تلف نہیں کرنا چاہئے اور جس قوت مین تحریک اور جوش نہ ہو۔ خواہ نخواہ اسے جوش مت دو۔ ایسی خلوت کہ نہ بیمارون کی عیادت کرے نہ تشریک جنائز ہو اور بہت سی نیکیون اور خوبیون سے محروم کردے کسی حالت مین مفید اور نیکی کا کام نہیں ہوسکتی یاد رکھو نیکی دو قسم کی ہوتی ہے ایک تجرید سے ملتی ہے اور دوسری قسم کی نیکی وہ ہے جو دوسرون کی شمولیت سے ملتی ہے جو تجرید ہی کو اختیار کرتا ہے وہ نیکی کے دوسرے حصے کو ضائع کرتا ہے۔ اس امت کا نام اللہ تعالے نے امتہ وسطاً رکھا کہ اس مین نہ افراط ہے نہ تفریط۔ پہلی اُمتین یا افراط پر تھیں یا تفریط پر۔ موسیٰ کی شریعت مین تشدد انتقام تھا اور عیسائیون مین عفو پر زور دیا گیا تھا اگر عفو نکرتے تو گنہگار ہوتے مگر اسلام نے دونون کو جمع کیا اور موقع اور محل تناسب کی تعلیم دی کہ سزا کا محل اور موقع ہو تو سزا دو اگر عفو کا موقع ہے جس سے اصلاح متصور ہے تو معاف کرو۔ اس تعلیم کے اختیار کرنے مین رحمت اور ہیبت دونون پائی جاتی ہین اور صفات الٰہی مین بھی یہی نمونہ ہے کبھی جلالی رنگ۔ کبھی جمالی رنگ دیکھ لو کبھی بارشین ہوتی ہین اور کبھی قحط اور امساک باران۔ انسان کامل کبھی نہیں ہوتا جب تک تخلقوا باخلاق اللہ پر اس کا عمل نہ ہو۔ پس جب ہم خدا تعالے کے صفات کو دیکھیں تو وہ دونون قسم کے نظر آتے ہین ان مین سختی اور نرمی کا ظہور نظر آتا ہے اسی طرح سالک کو چاہئے کہ خلوت اور جلوت کا جامع ہو اور جلال و جمال کا مظہر۔

طلب العلم فریضۃ

حدیث مین لکھا ہے کہ طلب العلم فریضۃ اس مین سب امور آجاتے ہین جہالت ایک قسم کی موت ہے اس سے انسان تب ہی بچ سکتا ہے کہ سچے علوم کو حاصل کرے انبیاء علیہم السلام کے انکار کی بڑی بھاری وجہ جہالت اور عدم واقفیت ہے جو کچھ ہم اس وقت لیکر آئے ہین وہ اس زمانہ کی طبیعتون پر گران گزرتا ہے کوئی کافر کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے انبیاء علیہم السلام کے زمانہ مین بھی یہی ہوا ہے اور اسی وجہ سے مین نے کہا ہے طلب العلم فریضۃ کیونکہ اس سے غفلت دور ہوتی ہے اور حقائق کی طرف توجہ ... جب غفلت انسانون مین آجاوے تو وہ انکار کو پیدا کرتی ہے۔

اسی کی تائید میں

یاد رکھو لغزش ہمیشہ نادان کو آتی ہے شیطان کو جو لغزش آئی وہ علم کی وجہ سے نہیں بلکہ نادانی سے آئی اگر وہ علم مین کمال رکھتا تو لغزش نہ آتی قرآن شریف مین علم کی مذمت نہیں بلکہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ہے اور نیم ملان خطرہ ایمان مشہور مثل ہے پس میرے مخالفون کو علم نے ہلاک نہیں کیا بلکہ جہالت نے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا قل رب زدنی علما پس اگر علم کوئی معمولی اور چھوٹی سی چیز ہوتی تو یہ دعا آپ کو تعلیم نہ کی جاتی اور پھر فرمایا من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً غرض ساری سعادتین علم صحیح کی تحصیل مین ہین یہ جسقدر لوگ نصرانی ہوئے ہین وہ جہالت کے سبب ہوئے اگر علم کامل ہوتا تو انسان کو خدا نہ بناتے خدا تعالے فرماتا ہے کہ جہنمی کہین گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر یہ جو کہتے ہین العلم حجاب الاکبر یہ غلط ہے الجہل حجاب الاکبر۔ علم نور ہے وہ حجاب نہیں ہوسکتا بلکہ جہالت حجاب الاکبر ہے۔ خدا کا نام علیم ہے اور پھر قرآن مین آیا ہے الرحمٰن علم القرآن اسی لئے ملائکہ نے کہا۔ لا علم لنا الا ما علمتنا مختصر یہ کہ یاد رکھو ساری زہرین نادانی مین ہین جہالت سچ مچ ایک موت ہے تمام اطباء اور ڈاکٹر اور دوسرے لوگ جو غلطی کھاتے ہین وہ تصور علم کی وجہ سے کھاتے ہین۔ انبیاء علم لیکر آتے ہین جب دنیا مین ظلمت چھا جاتی ہے اور مخلوق شیطان ہوجاتی ہے اور خدا تعالے سے کوئی تعلق نہیں رہتا اس وقت خدا تعالے اپنے بندون کو تجدید کے لئے بھیجتا ہے۔

از کلمات مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دنیا کی ہر پرستش کی چیز۔ سورج چاند وغیرہ انسان کے خادم ہین ان کو مخدوم بنانا جائز نہین ہے چہ جائیکہ خدا بنایا جاوے (حکیم الامۃ)

قرآن نے کیا کیا۔ پہلی ضرورت ہستی باری تعالے کی ہے اس کے دلائل دیئے۔ ملائکہ۔ تقدیر۔ رسالت کتابون کی ضرورت۔ ختم نبوت مرکر جی اُٹھنے پر بحث کی۔ جب ان ستہ چیزون پر ایمان کامل ہوجاوے

سید علی حایری لاہوری شیعہ کا وسیلۃ المبتلا

حضرۃ حجۃ اللہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح موعود و امام المنتظر نے رسالہ دافع البلاء میں یہ دعوےٰ کیا گیا تہا کہ مین حسین سے بڑہکر ہون اسپر لاہوری شیعہ علی حائری نے وسیلۃ المبتلا نام ایک رسالہ شائع کیا اُس کا جواب پشاور کے ایک **شیعہ** صاحب نے شائع کیا ہے جسکو ناظرین کے دلچسپی کے لئے ہم ذیل مین درج کرتے ہین

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آج یہ رسالہ **وسیلۃ المبتلا** میری نظر سے گذرا ہرچند مین نے اپنے تئین ضبط کیا اور دلکو سمجہایا کہ ایسے معاملات مین کیون دخل دیتے ہو مگر دل قابو سے نکل گیا اور یہ خیال کیا کہ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے علماء امامیہ کیسے بودے خیال کے ہین وہ عقل خدا داد سے کام نہین لیتے اپنے علم اور شرافت کا کوئی کرشمہ نہین دکھلاتے۔

کیا ایک ایسے مدعی امامت کے مقابلہ مین اس قسم جوابات بے دلیل کفایت کرسکتے ہین خدا مین امامیہ ہوکر انصافاً کہتا ہون کہ ہرگز یہ روایات اور استدلال من غیر کلام اللہ ایک ایسے زبردست مدعی کے بالمقابل مکتفی نہین ہوسکتے گالیان نکالنا اور کسیکو نجس اور خبیث اور ضال لکہنا اور جسقدر الفاظ ناشائستہ لغت کے کتابون مین درج ہین اپنی تحریر کو اُن سے مزین کرنا علم اور شرافت کو بٹا لگانا ہے۔

علماء ربانی کا کام یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے اپنے عندیات کو قوت دین۔ پہر انصاف پسند طبائع پر ان کی معقولیت ظاہر کرین ناظرین حق اور باطل مین خود تمیز رکہینگے

اب مین جناب مولویصاحب کی خدمت مین عرض کرتا ہون۔ جناب من آپ کا مخاطب ایک مدعی امامت ہے۔ اگرچہ آپ اس کو کاذب اور مفتری جانتے ہین پس اس کے مسلمات سے اُسے ساکت کرنا لازم ہے تفسیر برغانی اور طبرانی ابونعیم وغیرہ کا حوالہ دینا یا اونکی روایات غیر صحیح پیش کرنا ایک مدعی امامت کے بالمقابل جسکا دعویٰ ہو کہ مین حکم ہوکر قرآن مجید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنیکے لئے دنیا مین آیا ہون اپنے اوپر جہالت کا الزام قائم کرنیسے زیادہ نتیجہ خیز نہین ہوسکتا وہ نہ حنفی ہے۔ نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی اور نہ جعفری نہ مقلد نہ اہل حدیث پہر آپ حنفیون یا شافعیون یا مالکیون وغیرہ کے علماء یا مفسرین کے اقوال پیش کرکے اس کو ملزم کیون کرسکتے ہین۔ اگر وہ ان اقوال کا پابند ہو تو منصب امامت درحقیقت اسکے لئے سزاوار نہین ہے وہ دعوی کرتا ہے کہ مین اس وقت کا حکم ہون برغانی ہو یا طبرانی انمین مفسرون کے اپنے عندیات کا ذخیرہ ہوگا یا کچہ اور اور اگر آپ کہین کہ تفسیر قرآن ہے تو ہم لکہینگے کہ پہر مختلف الاقوال تفاسیر جنکی تعداد ہزارہا سے بڑہ گئی کیون شائع ہوئے ہین اور ان مین اختلاف ہے کیون واقع ہوا اور حضرت مہدی آخرالزمان کی نسبت کیا آپکے مسلمات مین درج نہین کہ وہ اختلاف رفع کرینگے دین گے اور سب ادیان کو ایک دین بناوین گے کیا جب امام مہدی تشریف لاوینگے بلا وعظ اور بلا نصیحت اور بلا تغیر و تبدیل دین خود بخود ایک ہو جاویگا آیا کچہ ترمیم اور تنسیخ بھی کرینگے یا نہیں۔ کیا وہ ظاہر ہوکر مجتہدین کربلا کے فتوے پر چلینگے۔ یا مجتہدین نجف و ایران یا مجتہدین لکھنؤ و لاہور فرما دین وہ کس مجتہد کے مقلد ہون گے اور کس کے فتوے پر چلینگے نہین مین بھول گیا وہ ضرور آپکے فتوے پر چلینگے مگر افسوس یہی آپ نہ مانیگے پس جو امام ہوتا ہے وہ کسی کا مقلد نہین ہوتا بلکہ وہ خود حکم ہوتا ہے اسکے بالمقابل تفسیر برغانی اور دلائل النبوت کا حوالہ دینا کوئی عقلمند طبیعت اسکو جائز رکھ سکتی ہے ہان اس کے مسلمات قرآن مجید اور سنت صحیحہ ہین مین بہت خوش ہوتا کہ جب آپنے سورۃ انعام کی آیت یا ایہا الذین امنوا الخ پیش کی تہی اس کی تفسیر مین قرآن مجید ہی سے ثابت کیا ہوتا کہ لفظ وسیلہ سے جو آیت مرقومہ بالا مین ہے حسین اور اس کے آباء کرام مراد ہین اور اپنے دعوی کو مؤکد کرنیکے لئے بخاری۔ یا مسلم کی کوئی حدیث پیش کی ہوتی جو مدعی امامت کے مسلمہ کتب سے ہین یا ذرہ غصے کو ٹالکر اپنی ہی تفسیرون کی طرف رجوع کیا ہوتا کہ وہ کیا کہتے ہین جہان تک مین اپنی تفسیرون کو دیکہتا ہون انمین بھی اس آیت کی تفسیر مین مختلف اقوال ہین۔ ایک شخص بیہقی اور حاکم اور ابونعیم کا حوالہ دیتا ہے اور ایک روایت یا قصہ بیان کرتا ہے دوسرا اسکے بالمقابل قرآن مجید سے نکال کر خدا کا کلام پیش کرتا ہے اور اپنے دعوے کے واسطے سنت صحیحہ اور حدیث پیش کرتا ہے ہم کسکو مانین اور کسکو جانین کہ وہ عالم اور عامل بالقرآن ہے اسکے آگے آپ فرماتے ہین ثابت ہے کہ حسین ؑ اور اس کے آباء اطہار کو انبیاء و اوصیاء نے سخت تکلیف کیوقت خدا اور اپنے درمیان وسیلہ قرار دیا ہے جسکی وجہ سے ان کی حاجتین پوری ہوئین۔ آپ اپنے زعم کی بنیاد مجاہد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ کا قول قرار دیتے ہین اور آیت فتلقی ادم من ربہ کلمات کو اپنے زعم کی تفسیر قرار دیتے ہین گویا آپ کا قول مجمل تہا جو پہلے سے کسی کتاب آسمانی مین درج چلا آتا تہا قرآن نے اس کی تصریح کردی بدین عقل و دانش بباید گریست

اسی فہم لطیف کے بہروسے پر اپنے مخالف پر طعن کرتے ہین ذرہ انصاف کرین اور اپنی ہی کتابون کو دیکہین۔ کہ کیا علماء اور مفسرین امامیہ نے کلمات کی تفسیر مین صرف نام ہای بخ مبارک پر حصر تفسیر رکہا ہے میرے پاس اس وقت تین تفسیرین امامیہ کی موجود ہین۔ تفسیر عمدۃ البیان خلاصۃ المنہج۔ مجمع البیان انمین بہت سے مختلف اقوال درج ہین پہر حیات القلوب نکال کر جلد اول صفحہ ۵۶ و ۵۷ مین روایات مختلفہ کا حال دیکہین کہ کس قدر اقوال نقل کئے گئے ہین اور ہر ایک کو علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے بسند صحیح از امام محمد باقر منقول است و در حدیث معتبر دیگر منقول است و بسند صحیح از حضرت صادق منقول است وغیرہ وغیرہ کرکے لکہا ہے پہر مولانا صاحب جب آپکے گہر مین یہہ روایات متعدد مختلفہ ہین۔ تو مہربان من آپ نے کلمات کی تفسیر مین جزم کسطرح کرلیا کہ اُن سے مراد اسماء پنجتن پاک ہین اور پہر اس پر متفق علیہ کا جملہ بھی جڑ دیا اسمین تو علماء اور مفسرین امامیہ ہی متفق نہین اورون کا تو کیا ذکر۔ اس کے آگے آپ رقام فرماتے ہین کہ تہتر مذہب کی متفق علیہ حدیث ولہ

سے بھی یہی ثابت ہے کہ حضرت نوح عم نے طوفان کیوقت اور حضرت ابراہیم نے الی آخرہ ذرہ مہربانی کر کے تہتر مذہب کے اتفاق کا جو آپ نے دعوے کیا ہے ہر ایک مذہب والے کی ایک ایک حدیث اس مضمون کی متعلق درج فرمادین اور ہم آپکے ان احادیث پیش کردہ مین مطابق اصول احادیث جرح بھی نکرینگے خواہ وہ ضعیف ہی کیون نہون - صرف مذہب والے کا نام اور حدیث کے وہ عربی الفاظ جو بقید روایات درج کئے گئے ہون معہ حوالہ کتب جس سے وہ حدیث نقل کی گئی ہے مرحمت فرمادین - پھر مین اصل مطلب کیطرف عود کر کے آپ سے دریافت کرتا ہون کہ آپ رسالہ کے سر پر یہ عبارت درج فرماتے جسکے الفاظ یہ ہین (اس کے ... مین اورامام حسین کی فضیلت بغیر محمد صلی اللہ علیہ سلم کل انبیاء پر)

(۱) ان الفاظ کے ثبوت مین آپنے کونسا قول خدا کا ذکر کیا جہان اللہ جل شانہ نے فرمایا ہو کہ امام حسین عم افضل ہین تمام انبیاء پر اجمالی طور یا تفصیلی طور جدا جدا انبیاء علیہم السلام کے نام ذکر کر کے۔

(۲) کسی حدیث صحیح مین رسول اکرم نے فرمایا کہ حسین افضل ہین تمام انبیاء سے

(۳) امام حسین نے خود فرمایا ہو کہ مین افضل ہون تمام انبیاء پر سوا ... کے

(۴) باقی ائمہ اہلبیت عم مین سے کسی امام نے فرمایا ہو کہ امام حسین عم افضل ہین تمام انبیاء سابقہ سے سوائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب ہم آپکا منطقی ثبوت دیکھتے ہین کہ کہان آپنے منطق کا صغریٰ اور کبریٰ قائم کر کے اسکا ثبوت دیا ہے +

(الاشارۃ تکفی للعاقل) چونکہ تمام انبیاء نے حضرۃ حسین علیہ سلام اوران کے آباء کرام کو وسیلہ اپنی دعاؤن مین گردانا ہے

نوٹ (اس کا ثبوت ابھی آپ کے ذمہ باقی ہے) اور اسی کے ذریعہ سے ان کی دعائین قبول ہوئین اس لئے جسکا وسیلہ طلا جاتا ہے اور اس کے طفیل انبیاء علیہم السلام کی دعائین قبول ہوتی ہین وہ وسیلہ ضرور خدا کے نزدیک افضل ہوتا ہے ورنہ انبیاء علیہ السلام اس کو وسیلہ نگردانتے - یہ ہے آپکی انوکھی منطق اور بوسیدہ علم کلام مثلاً - کیا اگر کوئی حکیم کسی مریضکو ایک نسخہ تبلادے کہ اگر تم یہ نسخہ استعمال کرو تو تم اچھے ہوجاؤ گے اور تمہارا مرض سلب ہوجاویگا - اور ایسا اتفاق بھی ہوجاوے کہ وہ مریض اچھا ہو جاوے تو کوئی عاقل اس سے یہ نتیجہ نکالیگا کہ وہ نسخہ افضل ہے بیمار سے تعجب کا مقام ہے کہ جس الزام پر آپنے اپنے مخالف کو کوسا - کہ حسین سے اپنے کو افضل بتلاتے ہین خود اسمین مبتلا ہوگئے - کہ خود حسین کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت کرنے لگے - پھر دعویٰ تو اسقدر مگر دلیل ندارد - آپ کو چاہئے تھا کہ فضیلت کے وہ مدارج تحریر کرتے کہ ان باتون سے حسین عم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ علماء امامیہ نے حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت ثابت کرنیکے لئے بالمقابل باقی صحابہ کے مدارج فضیلت قائم کئے ہین آپ کو چاہئے تھا کہ (مثلاً) تحریر کرتے کہ حضرت امام مظلوم حسین عم عابد تھے اور اس کے بالمقابل حضرت آدم یا حضرت نوح کی عبادت النسبی بہت کم یا حضرت حسین عم صابر اور شاکر تھے اور اسکے بالمقابل دیگر فلان فلان انبیاء مین صبر و شکر کم تھا اور اس کمی کو اس ترازو مین بھی وزن کرتے جو آپ کے پاس ہے وغیرہ وغیرہ -

جب اس قسم یا اس جیسے جو بخیال آپکے وجہ فضیلت قرار پاسکتی ہون تمام مدارج اور اصول فضیلت بالمقابل باقی انبیاء علیہم السلام کے آپ بیان فرماتے اوران کو نص یا حدیث صحیح اور تواتر اور تعامل قومی سے بھی موکد کرتے تب اہل حق پر ظاہر ہوجاتا کہ واقعی حسین علیہ السلام افضل ہین دیگر انبیاء پر - یہ خشک منطق کہ چونکہ انبیاء گذشتہ نے حسین کو وسیلہ اپنی دعاؤن مین خدا کے پاس گردانا ہے اس لئے وہ افضل ہین ہمارے کس کام - اول تو آپ قرآن سے ثابت کرین کہ واقعی حضرت آدم نے حسین کا نام لیکر اُن کو وسیلہ گردانا تھا - اس وقت حسین کہان تھا نام لکھا ہوا دیکھا کہان ذکر ہے - قرآن مین کہ حضرت آدم نے ساق عرش پر اسماء پنجتن لکھے ہوئے دیکھے کہان ذکر ہے کہ آدم نے دیکھکر سمجھ بھی لیا کہ یہ حسین یا پنجتن پاک میری ... ہزار سال بعد پیدا ہون گے کسی ان کے دل مین القاء کیا اور القاء کرنیکا ذکر قرآن مین کہان ہے قرآن مجید تو صاف ہے اور ایک لطیف بیان اپنے اندر رکھتا ہے - دیکھین جہان اسمائی تعلیم کا ذکر ہے وہان اللہ جل شانہ نے صاف فرمایا وعلّم آدم الاسماء کلھا فقال انبئونی باسماء ھؤلاء قال یا آدم انبئھم باسمائھم فلما انباھم باسمائھم - مگر اس جگہ جہان فتلقّی آدم من ربہ کلمات صاف ہے دوسری موقعہ پر یعنی حضرت آدم کے قصہ مین قرآن شریف نے کلمات کی تفسیر کردی ہے سورہ اعراف ربنا ظلمنا انفسنا الخ اب جس کی تصریح خود قرآن کریم نے کردی ہو نہ کنایہ نہ اشارہ سے بلکہ صاف الفاظ مین - اور کچھ ابہام اور شک بھی باقی نرہنا ہو پھر ایسی معقول استدلال قرآنی کو چھوڑ کر آپکے یا برغانی کے زعم کی پیروی کون عقلمند کرسکتا ہے

(میان) سید علی ہمدانی اور طبرانی نے لکھا ہے اپنی اپنی کتابون مین - اے مدعی علم وتحقیق کیا یہ لوگ معصوم تھے کہ جو کچھ انھون نے اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے واجب الا خذ ہے یا انپر وحی نازل ہوتی تھی یا حضرت آدم خواب مین آکر انکو بتلا گئے تھے کہ ابتلا کیوقت مین نے یہ نام لئے تھے (ان کنتم شہداء ام علی اللہ تفترون) وہ سینکڑون سالون کے بعد کے زمانہ مین ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلم سے حدیث نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا فرمایا ہے اور منقولی روایت جسکی صحت کا کوئی معیار انکو پاس نہین اپنی اپنی کتابون مین درج کردی سنئے رسول خدا نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد بہت کذاب پیدا ہونگے اور جھوٹی حدیثین میرے نام سے روایت کرینگے پس تم کو لازم ہے کہ اسوقت حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کرو اگر موافق ہو تو لیلو ورنہ ترک کردو - پھر ہم بغیر اس معیار کے کسی حدیث کو کیونکر صحیح سمجھ سکتے ہین جبکہ خود آنحضرت صلعم یہ معیار تصحیح حدیث تبلادیا ہے اور مولانا صاحب بھی اس حدیث کو اپنے کسی رسالہ مین ذکر کیا ہوا ہے - پس یہ بات کہ جو حدیث کسی کتاب مین لکھی ہوئی ہو وہ درحقیقت حدیث رسول ہوگی امر مسلم نرہا بلکہ جو حدیث مطابق کتاب اللہ ہوگی وہ حدیث رسول ہوگی - دیکھین اصول کافی کتاب العلم امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہین فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف فدعوہ کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فھو زخرف - اصول کافی کے دیباچہ ہی مین نظر کرین کہ ہمارے شیخ المحدثین اپنے شیعونکی احادیث کی نسبت کیا تحریر فرماتے ہین طرفہ تر یہ کہ آپ تو ان علماء پر جنکی روایات آپنے پیش کی ہین تبرا بھیجتے ہین پھر ان سے حجت پکڑنا چہ معنی دارد - دو حال سے خالی نہین یا تو آپ میرزا صاحب کے اصول سے بکلی ناواقف ہین یا عوام کو دھوکہ دیتے ہین +

اب آخری فیصلہ بھی ذرا سن لین - غایۃ المقصود حصہ اول صفحہ ۱ سطر ۹ ملاحظہ ہو - جناب مولانا صاحب نے خود تسلیم کرلیا ہے (کہ نبوت افضل از امامت است قطعاً) اس جگہ امام حسین جو واقعی امام تھے ان کی نسبت کوئی استثناء ذکر نہین

سید ... حائری صاحب مہربانی کر کے یہ بھی بتادین کہ خارجی بھی ان تہتر فرقون مین شامل ہین یا نہین - ایڈیٹر

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(حضرت اقدس کی ایک مختصر سی تقریر جو ۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء کو حضور نے فرمائی)

مرشد اور مرید کے تعلقات استاد اور شاگرد کی مثال سے سمجھ لینے چاہئیں جیسے شاگرد استاد سے فائدہ اٹھاتا ہے اسیطرح مرید اپنے مرشد سے لیکن شاگرد اگر استاد سے تعلق تو رکھے مگر اپنی تعلیم میں قدم آگے نہ بڑھائے تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا یہی حال مرید کا ہے پس اس سلسلہ میں تعلق پیدا کر کے اپنی معرفت اور علم کو بڑھانا چاہئے طالب حق کو ایک مقام پر پہنچکر ہرگز ٹھہرنا نہیں چاہیئے ورنہ شیطان لعین اور طرف لگا دیگا اور جیسے بند پانی میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے اسیطرح اگر مومن اپنی ترقیات کے لئے سعی نہ کرے تو وہ گر جاتا ہے پس سعادتمند کا فرض ہے کہ وہ طلب دین میں لگا رہے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی انسان کامل دنیا میں نہیں گذرا لیکن آپ کو بھی رب زدنی علما کی دعا تعلیم ہوئی تھی۔ پھر اور کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کر کے ٹھہر جاوے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے۔ جوں جوں انسان اپنے علم اور معرفت میں ترقی کریگا اسے معلوم ہوتا جاویگا کہ ابھی بہت سی باتیں حل طلب باقی ہیں بعض امور کو وہ ابتدائی نگاہ میں (اس بچے کیطرح جو اقلیدس کے اشکال کو محض بیہودہ سمجھتا ہے) بالکل بیہودہ سمجھتا تھا لیکن آخر وہی امور صداقت کی صورت میں ان کو نظر آئے اس لئے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بدلنے کے ساتھ ہی علم کو بڑھانے کے لئے ہر بات کی تکمیل کی جاوے۔ تم نے بہت ہی بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر اس سلسلہ کو قبول کیا ہے اگر تم اس کی بابت پورا علم اور بصیرت حاصل نہیں کرو گے تو اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوا۔ تمہارے یقین اور معرفت میں قوت کیونکر پیدا ہوگی ذرا ذراسی بات پر شکوک اور شبہات پیدا ہوں گے اور آخر قدم کو ڈگمگا جانے کا خطرہ ہے۔ دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے نہیں صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے انھوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انھوں نے حاصل کیا یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔

میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پا لیتا ہے دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو **دین کی ترقی کی فکر** میں ہو جاتے ہیں یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے مال چونکہ تجارت سے بڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی **طلب دین اور ترقی دین** کی خواہش کو ایک **تجارت** ہی قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے پس میں بھی خدا تعالیٰ کے ان ہی الفاظ میں یہ کہتا ہوں کہ ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم **میں زیادہ امید ان پر کرتا ہوں جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہیں کرتے** جو اس شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان ان پر قابو نہ پالے اس لئے کبھی سست نہیں ہونا چاہیئے ہر امر کو جو سمجھ میں نہ آئے پوچھنا چاہیئے تاکہ معرفت میں زیادت ہو پوچھنا حرام نہیں بحیثیت انکار کے بھی پوچھنا چاہیئے اور عملی ترقی کے لئے بھی۔ جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ **قرآن شریف کو غور سے پڑھیں**۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کریں اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہونچائے۔

قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہ میں بڑے بڑے نایاب اور بیش بہا گوہر موجود ہیں جب تم کسی عیسائی سے ملوگے تو دیکھوگے کہ ان میں نقالوں اور ٹھٹھے والوں کی طرح دیانت مفقود نظر آئے گی۔ یوں تو ان میں سے بعض ایسے ہیں جو یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کے ترجمہ سے واقف ہیں مگر انھوں نے مشق تو کی ہے لیکن انہیں روحانیت نہیں ہے اور اس کا ہمیں بارہا تجربہ ہوا ہے جب ان کو بلایا گیا تو انھوں نے گریز کی ہے۔ اگر واقعی ان میں روحانیت ہے؟ اگر واقعی ان کی معرفت اور علم یقین کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے؟ تو پھر کیا وجہ کہ وہ گریز کرتے ہیں دیکھو لاہور کے بشپ صاحب نے لاہور میں بڑے اہم مضامین پر لیکچر دئے اور اپنی قرآن دانی اور حدیث دانی کے ثبوت کے لئے بڑی کوشش کی۔ لیکن [illegible] کی تو باوجودیکہ پانچ [illegible] شرمندگی دلائی [illegible] ہمارا دشمن ہے [illegible] بھاگ لیا [illegible] ہم کو افسوس ہے کہ [illegible] بشپ صاحب تو مسیح کی تعلیم کا کامل نمونہ بننا چاہئے

تھا اور اپنے دشمنوں کو پیار کرو پر ان
کا پورا عمل ہوتا اگر میں انکا دشمن بھی ہوتا
حالانکہ میں سچ کہتا ہوں اور خدا کی قسم
کھاکر کہتا ہوں کہ **نوع انسان کا
سب سے بڑھکر خیرخواہ اور
دوست میں ہوں** ہاں یہ سچ ہے
کہ میں ان تعلیمات کا دشمن ہوں جو انسان
کی روحانی دشمن ہیں اور اس کی نجات
کی دشمن ہیں غرض بشپ صاحب کو کئی
بار اخباروں نے اس معاملہ میں شرمندہ
کیا۔ مگر وہ سامنے نہ آئے عیسائیوں کی یہ
حالت ہے کہ اگر کسیکو سادہ دیکھتے ہیں تو
چھوٹا ہے تو بیٹا بنا کر اور بڑا ہے تو باپ
بنا کر اندر داخل ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں
کہ اگر وہ حالات سے واقف ہے تو پھر اس
سے بغض کرتے ہیں اس لئے کہ جب
وہ اس سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں تو مخلوق سے
سچی ہمدردی کیونکر پیدا ہو۔ مگر ہماری
جماعت خاص ہے اس کو عام مسلمانوں کی
طرح نہ سمجھیں یہ مسلمان دابۃ الارض ہیں
اور اس لئے اس کے مخالف ہیں جو
آسمان سے آتا ہے۔ جو زمینی بات
کرتا ہے وہ دابۃ الارض ہے خدا تعالیٰ
نے ایسا ہی فرمایا تھا روحانی امور کو وہی
دریافت کرتے ہیں جن میں مناسبت ہو چونکہ
ان میں مناسبت نہ تھی اس لئے انھوں نے
عصائے دین کو کھالیا جیسے سلیمان کے
عصا کو کھالیا تھا اور اس سے آگے قرآن
شریف میں لکھا ہے کہ جب جنوں کو یہ پتہ لگا تو
انھوں نے سرکشی اختیار کی اسیطرح پر
عیسائی قوم نے جب اسلام کی یہ حالت دیکھی
یعنی اس دابۃ الارض نے اس **عصاء
راستی** کو کمزور کردیا تو ان قوموں کو
سر پر وار کرنے کا موقع دیدیا جن وہ
چھپکر وار کرے اور پیار کے رنگ
میں دشمنی کرتے ہیں وہی پیار جو حوا سے
آکر خناس نے کیا تھا اس پیار کا انجام
وہی ہونا چاہئے جو ابتدا میں ہوا آدم
پر اسی سے مصیبت آئی اسوقت گویا وہ
خدا سے بڑھکر خیرخواہ ہوگیا اسیطرح پر یہ
بھی وہی **حیاۃ ابدی** پیش کرتے ہیں جو
شیطان نے کی تھی اس لئے قرآن شریف نے
اول اور آخر کو اسی پر ختم کیا اس میں یہ سر
تھا کہ تا بتایا جاوے کہ **ایک آدم آخر
میں بھی آنیوالا ہے**۔ قرآن شریف
کے اول یعنی سورہ فاتحہ کو **ولاالضالین**
پر ختم کیا یہ امر تمام مفسر بالاتفاق مانتے ہیں
کہ ضالین سے عیسائی مراد ہیں اور آخر جس پر
ختم ہوا وہ یہ ہے قل اعوذ برب الناس
ملک الناس - الہ الناس من
شر الوسواس الخناس الذی یوسوس
فی صدور الناس من الجنۃ والناس
سورۃ الناس سے پہلے **قل ھواللہ** میں
خدا تعالیٰ کی توحید بیان فرمائی اور اس
طرح پر گویا تثلیث کی تردید کی اس کے بعد
سورۃ الناس کا بیان کرنا صاف ظاہر کرتا
ہے کہ عیسائیوں کی طرف اشارہ ہے پس
آخری وصیت یہ کی کہ شیطان سے بچتے رہو
یہ شیطان وہی **خناس** ہے جسکو اس
سورۃ میں **خناس** کہا ہے جس سے بچنے
کی ہدایت کی اور یہ جو فرمایا کہ رب کی پناہ
میں آؤ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جسمانی امور
نہیں ہیں بلکہ روحانی ہیں خدا کی معرفت
معارف اور حقائق پر پکے ہوجاؤ تو اس سے
بچ جاؤگے اس آخری زمانہ میں
شیطان اور آدم کی آخری جنگ
کا خاص ذکر ہے۔ شیطان کی لڑائی خدا
اور اس کے فرشتوں سے آدم کے ساتھ
ہوکر ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کے
ہلاک کرنے کو پورے سامان کے ساتھ
اتریگا اور خدا کا مسیح اس کا مقابلہ کریگا
یہ لفظ مسیح ہے جس کے معنے خلیفہ کے
ہیں عربی اور عبرانی میں حدیثوں میں مسیح
لکھا ہے اور قرآن شریف میں خلیفہ لکھا ہے
غرض اس کے لئے مقدر تھا کہ اس آخری
جنگ میں خاتم الخلفاء جو چھٹے ہزار کے آخر
میں پیدا ہو **کامیاب ہو**۔

سورۃ العصر میں دنیا کی تاریخ موجود ہے
جسپر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام سے
مجھ کو اطلاع دی ہے اور یہ اصلی اور سچی
تاریخ ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ
ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
تک کسقدر زمانہ گذرا ہے پس اس حساب
سے اب ساتویں ہزار سے کچھ سال گذر گئے
اور خاتم الخلفاء چھٹے ہزار کے آخر میں
پیدا ہوا تا کہ اول را باآخر نسبتے دارد
کا مصداق ہو۔ آدم بھی چھٹے دن پیدا
ہوا تھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک
دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے اس چھ
دن کے چھ ہزار ہوئے اور پھر آدم کی
پیدائش چھٹے دن کے آخر میں ہوئی
تھی اس لئے خاتم الخلفاء بھی چھٹے ہزار
کے آخر میں ہوا اور ساتویں میں جنگ
ہے اس جنگ سے توپ وتفنگ کی
لڑائی مراد نہیں بلکہ یہ عیسائیت اور الٰہی
دین کی آخری جنگ ہے۔ عیسائیت
نے زمینی خدا بنالیا ہے اور یہ وہی
خدا یا خیالی خدا ہے جیسے بہت
سی عورتیں ایک وہمی حمل رجا کر لیتی
ہیں یہاں تک کہ پیٹ میں وہمی طور
پر حرکت بھی معلوم ہوتی ہے اور پیٹ
بڑھتا بھی ہے اسیطرح پر فرضی مسیح
بنالیا گیا ہے جسے خدا سمجھا گیا ہے غرض
سچے مسیح کے مقابل وہ کھڑا ہے اب
یہ لڑائی ان دونوں میں شروع ہے
اور خدا اس میں اپنا **چمکتا ہوا ہاتھ
دکھلائیگا**۔

چالیس کروڑ سے بھی زائد انسان عیسائی
ہوچکے ہیں جب اول ہی اول یہ لوگ آئے
تو مولوی ان کے حملوں اور اعتراضوں سے
محض ناواقف تھے ان کو پورا علم ان کے
اعتراضوں کا تھا اور نہ قرآن شریف کے
حقائق ہی سے آگاہ تھے برخلاف اس
کے عیسائیوں کے پاس اقبال اور
تالیف قلوب کے ذریعے تھے اس لئے
ان کی ترقی ہوتی گئی مگر اب ان
میں ایک بھی نہیں جو اس کے تنزل کو دیکھ
سکے اب ان کا دور ختم ہونیوالا ہے
اور مختصر طور پر جعلی فرضی خدا کو سمجھ لینگے
اصل بات تو یہ ہے کہ عیسائیوں کا تانا بانا

اور یہ اور سناتن سے بھی بودا ہے کیونکہ انھون نے ساری بنیاد حیات مسیح پر رکھی ہوئی ہے اس کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی ساری عمارت گرجاتی ہے یہ بات اس زمانہ مین کہ وہ زندہ آسمان پر گیا ہے کوئی مان نہین سکتا جبکہ دلائل قطعیۃ الدلالت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ وہ مرگیا ہے اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اب تو لاش کے دکھا دینے تک نوبت پہنچ گئی ہے کیونکہ (سرینگر) کشمیر مین اس کی قبر واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے ان ساری باتون کے ہوتے ہوئے کون عقلمند یہ قبول کرسکتا ہے اور اس کی موت کے ساتھ ہی **صلیب۔ کفارہ۔ لعنت** وغیرہ ساری باتین علوم یقینیہ کی طرح غلط ثابت ہوجائینگی۔ ان ساری باتون کے علاوہ یہ مذہب ایسا کمزور ہے کہ جو پہلو اس نے اختیار کیا ہے وہی بودا۔ ایک لعنت ہی کے پہلو کو دیکھو اگر اس پہلو کو اختیار نہ کرتے تو بہتر تھا کیونکہ جب یہ سچی بات ہے کہ لعنت کا تعلق دل سے ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ملعون خدا کا اور خدا ملعون کا دشمن ہوجاوے اور خدا سے اسکا کوئی تعلق نرہے اور وہ خدا سے برگشتہ ہوجاوے تو پھر کیا باقی رہا ایک کتاب مین لکھا ہے کہ مسیح کو شیطان لئے پھرا۔ اگر جسمانی طور پر شیطان لئے پھرا ہوتا تو مسیح تماشا دکھا سکتے تھے اس کا کوئی معقول جواب تو نہیں دے سکے کسی یھودی کو شیطان کہہ دیا اور پھر تین مرتبہ شیطانی الھام ہوا۔ غرض اب عیسائی مذہب کے خاتمہ کا وقت آگیا +

پس تم اپنی ہمت اور سرگرمی مین سست نہ ہو۔ بہت سے مسلمان کہلا کر دوسرے امور مین ہھک ہوجاتے ہین مگر تم خدا سے ڈرو اور سچی تبدیلی اور تقوی طہارت پیدا کرو اس راہ مین سست ہونا شیطان کو نقب لگا کر ایمان کا مال لیجانے کا موقع دینا ہے

اس وقت وہی خدا جو آدم پر ظاہر ہوا تھا اور دوسرے نبیون پر ظاہر ہوتا رہا ہے وہی مجھ پر ظاہر ہوا ہے

اسوقت خدا نے موقع دیا ہے کہ تم اپنے معلومات کو بڑھا سکو۔ اس لئے جو بات سمجھ مین نہ آئے اس کو فورًا پوچھ لینا چاہئے جو سمجھنے سے پہلے کہتا ہے کہ سمجھ لیا اس کے دل پر ایک چھالا سا پڑجاتا ہے آخر وہ ناسور ہوکر نکلتا ہے مین تھکتا نہین ہون خواہ کوئی ایک سال تک پوچھتا رہے پس اس موقع کی قدر کرو میری باتون کو سنو اور سمجھو اور انپر عمل کرو پھر خادم دین بنو سچائی کو ظاہر کرو۔ خدا سے محبت کرنا اور مخلوق سے ہمدردی کرنا یہ دونون باتین دین کی ہین انپر عمل کرو

مختصر نوٹ اور نکات

پیشگوئیون کے سائنس سے ناواقف اور الہیات سے نابلد لوگون کے منہ سے جب ہم یہ اعتراض سنتے ہین کہ انذاری الہامی پیشگوئی مین کوئی شرط نہین ہونی چاہئے تو تعجب کے علاوہ معترضین پر رحم بھی آتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ جہالت حقیقت خطرناک موت ہے۔ ایسے لوگون کو اگر قرآن شریف اور سنن انبیاء سے اطلاع ہوتی تو ایسے اعتراض نکرتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ وہ اس باطنی شریعت پر بھی توجہ نہین کرتے کہ ہر انسان نزول بلا کے خطرے سے دعاؤن پر زور دیتا اور صدقات و خیرات سے رد بلا چاہتا ہے پس اگر توبہ اور رجوع الی اللہ کوئی چیز نہ تھی اور اس سے موعود عذاب ٹل نہین سکتے تو پھر یہ اضطراری جوش انسان کی فطرت مین کیون ہے؟

⁂

قرآن شریف بنی نوع انسان کے ساتھ نیکی اور ہمدردی کرنے مین وہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیتا ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی کتاب مین موجود نہین ہے کیونکہ وہ محض احسان تک ہی اس کو نہین چھوڑتا جس مین بسا اوقات انسان جزا اور پاداش کا بھی خواہان ہوتا ہے بلکہ وہ اس نیکی کی ہدایت کرتا جو **ایتائی ذالقربیٰ** کے نام سے پکاری جاتی ہے اور یہی نیکی کا آخری درجہ ہے ماں اپنے بچے کے ساتھ جو نیکی کرتی ہے وہ ایک طبعی جوش کا نتیجہ ہے بچے سے اس کے لئے کسی معاوضہ کی خواہشمند نہین ہے۔ اب اس کے مقابلہ مین دنیا کی مذہبی کتابون اور تحریرون کی ورق گردانی کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ اس درجہ سے تہیدست محض ہین

⁂

ایک روز ہم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی خدمت مین حاضر تھے فرمایا کہ عبادت دو قسم کی ہے ایک روحانی اور اور جسمانی جسمانی عبادت تو یہ صاف نظر آتی ہے۔ مگر روحانی عبادت مین مین معلوم کرتا ہون کہ جسقدر خدا تعالےٰ کے انعام و برکات ہون اسیقدر روح مین ایک خاص قسم کا تذلل اور انکساری پیدا ہوتی جاتی ہے اور مین دیکھتا ہون کہ روح آستانہ الوہیت پر گری پڑتی ہے مومن کا کمال یہی ہے کہ وہ خدا کے فضل دیکھ دیکھ کر بجائے شیخی اور فخر کے فروتنی اختیار کرتا اور خدا کے حضور شرمندہ ہوتا ہے

⁂

قرآن کریم کی قدر و منزلت سے ناآشنا جب کبھی کسی احمدی سے یہ سنتے ہین کہ وہ قرآن شریف کو ہی **اپنا امام حکم** مانتا ہے اور اس کا ایمان ہے کہ قرآن شریف اپنی تعلیم مین کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہین جیساکہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے **ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ** یعنی ہم نے تیرے پر وہ کتاب نازل کی ہے جس مین ہر ایک چیز کا بیان ہے تو پھر اعتراض کرنے لگتے ہین کہ فجر کی نماز کے دو فرض اور دو سنت کہاں لکھے ہین حالانکہ ان نادانون کو یہ معلوم نہین کہ **سنت** بھی ایک چیز ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔ اس مین شک نہین کہ قرآن شریف مین تمام امور بیان کردئے

گئے ہین لیکن تمام مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اور اس کی مجملات کی تفاصیل پر حسب منشاء الٰہی قادر ہونا ہر مولوی اور ملان کا کام نہین بلکہ یہ خاص طور پر ان لوگون کا کام ہے جو وحی الٰہی سے بطور نبوت یا بطور ولایت عظمیٰ مدد دئے گئے ہون یہ نہین کہ ہر کس و ناکس قرآن شریف کی ہانڈی ٹٹولنے اور نکالنے کی بے سود کوشش کرے ایسے لوگ جو بوجہ غیر ملہم اور غیر تعلیم یافتہ ہونے کے استخراج و استنباط قوت نہین پاتے ان تعلیمات کو بالکل مان لین جو سنن متوارثہ متعاملہ کے ذریعہ ملی ہین اور وحی نبوت سے نور پانے والون کی نقل کرکے اپنی نیکی نکرا ہین

مذہب اس زمانہ مین صرف ایک **فیشن** ہو گیا تھا کیونکہ تمام مختلف مذاہب کے لوگون نے بالاتفاق کسی نہ کسی پہلو سے مان رکھا تھا کہ اب خدا تعالے کی تازہ بتازہ تجلیات کا نزول نہیں ہوتا مردہ پرست اور مادہ پرست مذاہب ہی اگر اس حالت مین ہوتے تو کوئی افسوس کا مقام نہ تھا کیونکہ انمین روحانیت ہے ہی نہین لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اسلام جو تمام صداقتون اور سچائیون کا منبع اور ما خذ اور ہر زمانہ مین زندہ برکات کا ثبوت اپنے ساتھ رکھنے والا تھا اس کے ماننے والون نے بھی اس کو ایسی حالت مین پہنچا دیا تھا یہان تک کہ بڑے جلسون مین جہان مختلف مذاہب کے لوگون کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا بعض نا خدا ترس بول اُٹھے کہ اس وقت کوئی نہین جو زندہ برکات اپنے ساتھ رکھتا ہو مگر خدا تعالےٰ کا کس قدر احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے خدا کے بے انتہا سلام اور برکات اس پر ہون اس نے آکر ثابت کر دیا کہ روئے زمین پر **زندہ اور علمی مذہب** صرف اسلام ہے کیونکہ مذہب اسی زمانہ تک علم کے رنگ مین رہ سکتا ہے جب تک خدا تعالےٰ کی صفات ہمیشہ تازہ بتازہ تجلی فرمانی رہیں ورنہ کہانیون کی صورت مین ہو کر جلد مر جاتا ہے یہ موت تمام مذاہب پر وارد ہو چکی **اسلام اپنی زندگی کے ثبوت مین اپنی زندہ برکات کے اظہار کے لئے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی نبی اللہ مسیح موعود کے وجود پر ناز کرتا ہے جس نے اس الحاد کے زمانہ مین مذہب کو نہ بطور فیشن بلکہ بطور سائنس دنیا کے سامنے پیش کیا۔**
کیا کوئی ہے جو اس کا جوبان ہو!

یاد رکھو سچائی سچائی ہے گو ساری دنیا اس سے انکار کرے اور جھوٹ جھوٹ ہے گو ایک عالم اس کا مصدق اور معترف ہو

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفون کی عجیب حالت ہے کہ وہ جب کوئی بات آپ کے منصب اور مرتبہ کے متعلق سنتے ہین تو آتش حسد سے جل بھن کر اُسپر اعتراض کر دیتے ہین اور شور مچاتے ہین اور طرز مناظرہ کے خلاف سوال کرنے لگتے ہین مثلاً جب آپ کا یہ دعوےٰ سنا کہ وہ ابن مریم سے افضل یا حسین سے بڑھ کر ہے تو جامہ سے باہر ہو گئے حالانکہ اگر ان کو کوئی اعتراض ہو تو اعتراض اصل دعویٰ پر ہونا چاہیئے باقی جو کچھ وہ کہتا ہے سب صحیح ہے کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جاوے (اور ہو چکا ہے) کہ وہ **مامور من اللہ** ملہم۔ **صادق** مسیح موعود ہے تو پھر اور امور پر تو اعتراض ہی فضول اور لا حاصل ہے۔ کہان گئی ان کی منطق دانی اور اصول مناظرہ کی وسیع واقفیت

مامور من اللہ جب اپنے سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنی قوم سے چندہ مانگتا ہے اور **من انصاری الی اللہ** کہتا ہے؛ تو نا خدا ترس اعتراض کرتے ہین کہ چندون کی کیا ضرورت ہے؟ اصل یہ ہے کہ وہ اپنی جماعت کو رعایت اسباب کا سبق دینا چاہتے ہین جو بجائے خود دعا کا ایک شعبہ ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے وعدون پر انکو کامل یقین ہوتا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اگر ایک بھی انکا ساتھ دینیوالا اور ان کی آواز پر لبیک کہنے والا نہو تب بھی ان کے کاروبار مین روک پیدا نہ ہو من انصاری الی اللہ کہکر ماَمور نصرت الٰہیہ کا استقبال کرتا ہے اور ایک فرط شوق سے بے قرارون کی طرح اس کی تلاش مین ہوتا ہے۔

موت کے متعلق ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
"**موت** سے کبھی نہین ڈرنا چاہئیے
مگر خدا کے غضب سے بچنا چاہئیے
کیونکہ موت تو بہرحال آنیوالی ہے"
"**موت** نہین ٹلتی مگر جو خدا کے دین کے خادم ہون اعلائے کلمۃ اللہ چاہتے ہون ان کی عمر دراز کی جاتی ہے جو اپنی زندگی کھانے پینے تک محدود رکھتے ہین انکا خدا ذمہ وار نہین
موت مومن کے لئے خوشی کی باعث ہے کیونکہ وہ ایک مرکب ہے جو دوست کو دوست کے پاس پہنچاتی ہے"

قرب الٰہی کے حصول کی دو چیزین ہین **اول سچا ایمان، دوم اعمال صالحہ** عیسائی مذہب مین دونون باتین نہین ہین۔ اصول ایمان کی جگہ کفارہ نے لی۔ اور اس کے ساتھ ہی اعمال صالحہ حذف ہوئے کیونکہ ضرورت نہ رہی

مصر کے اخبارات مسلمان ریفارمر مین انگریزی طرز پر لیکچر دینے کی روح پھونکنا چاہتے ہین افسوس کی بات ہے کہ کھڑے ہو کر تقریر کرنا یہ مسلمانون ہی کی ایجاد ہے جسکو...

یسوع ناصری

گذشتہ اشاعت سے آگے

پہلی دو صدیوں مین عیسویت کے پیرو کئی فرقوں میں منقسم تھے۔ لیکن وے تمام دو حصوں مین اکٹھے کئے جا سکتے تھے ایک وہ حصہ جسمین کہ ناصری ابیونائیٹز اور متعصب شامل تھے دوسرا وہ جس مین کہ باقی تمام فرقے شامل تھے اور ناسٹک کے نام سے پکارے جاتے تھے فریق مقدم الذکر کی بابت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ یسوع کے مصلوب ہونے کے قائل تھے مگر فریق موخر الذکر جو کہ یسوع کو بطور آئیون[1] (Aeon) مانتے تھے اگرچہ مصلوبی تھے لیکن انکا یہ اعتقاد تھا کہ یسوع کسی بعید الفہم حکمت سے مصلوب ہوا تھا۔ مگر باوجود اس قسم کی اختلاف رائی کے ابتدا مین دونون فریق متفق تھے کہ یسوع کی موت درحقیقت صلیب پر نہیں ہوئی جیسا کہ آج کل پراٹسٹنٹ وغیرہ عیسائیوں کا یقین ہے۔ ٹی ڈبلیو ڈون صاحب کی رائے ہے کہ ناسٹک یا مشرقی عیسائیوں نے اپنا اس قسم کا عقیدہ ہندوستانی تصلیب سے لیا تھا انھوں نے بہت سے دیگر مسائل بھی جن سے کہ کرسچن چرچ نہایت آلودہ پایا گیا ہے ہندوستان سے لئے تھے[2] انکا حسب ذیل اعتقاد تھا۔

ظلمت مین مقید روحوں کی نجات کے لئے وہ روشنی کے شہزادی یا سورج کی روح ما نے ذہنی دنیا (سورج جس کا نمونہ ہی) کے استخلاص کے لئے تعین ہوکر اپنے تائیں انسان کے درمیان ظاہر کیا روشنی تاریکی مین نمودار ہوئی لیکن تاریکی نے اس کو نہ پہچانا فی الحقیقت روشنی اور اندھیر کا ملاپ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے صرف انسانی شکل اختیار کی تصلیب کیوقت یسوع صرف بادی النظر مین مرتا ہوا معلوم دیا اس کا جسم غائب ہو گیا تھا اردگرد کھڑے ہوئے لوگون نے اس کے بجائے ایک روشنی کی صلیب دیکھی جسپر کہ ایک آسمانی آواز سے یہ الفاظ نکلے۔ "صلیب اگس (دروازہ) کرسٹس (خوشی) کہلاتی ہے" دیکھو بائبل متھس اینڈ پیریلیلز ان ادر ریلیجز صفحہ ۵۱)

ناسٹک نہایت چرب زبانی سے انجیلی تواریخون مین سے کئی آیتین اپنے عقیدے کی تائید مین پیش کرتے تھے یسوع کے یہودیون کے درمیان مین سے نکل کر چلے جانے کی کہانی جب کہ وہ اس کو ایک پہاڑی کے دامن سے سر کے بل گرانے لگے تھے (لوقا $\frac{۴}{۲۹ و ۳۰}$) اور جب کہ وے اس کو سنگسار کرنے لگے تھے (یوحنا $\frac{۸}{۵۹}$ و $\frac{۱۰}{۳۱ و ۳۹}$) ایسی مثالیں تھیں جو آسانی رد ہو سکتی تھیں اس بارے مین بشپ پالسٹس صاحب اپنے خیالات یون ظاہر کرتے ہین

"کیا تم انجیل کو مانتے ہو؟ (تم پوچھتے ہو) بیشک مین مانتا ہون۔ تو پھر کیا تم یہ بھی یقین رکھتے ہو کہ یسوع پیدا ہوا تھا؟ میرا ایسا یقین نہیں ہی۔ کیونکہ اس سے کسی طرح بھی یہ لازم نہیں آتا کہ چونکہ مین انجیل کو مانتا ہون اس لئے میرے لئے یہ بھی ماننا لازمی ہی۔ کہ یسوع پیدا ہوا تھا تب کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ مریم کنواری سے پیدا ہوا تھا مینر کہتا ہے کہ خدا نہ کرے جو مین کبھی یہ بات قبول کرون کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح ...... وغیرہ

دیکھو لارڈ ونرز ورکس جلد ۴ صفحہ ۱۰)

مسٹر کنگ صاحب ناسٹک عیسائیون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہین :-

"ان کے خاص مسائل ان کے زمانہ سے صدیون پہلے ایشیا کوچک کے کئی شہرون مین مانے جاتے تھے یہان انکا آغاز غالباً اسوقت ہوا جبکہ شاہان سیلیوسڈی Seleucidae اور ٹالمیز Ptolemies کے عہد مین ہندوستان کے ساتھ براہ راست راہ و رسم قائم ہوئی ایفی سس مین ایسی نیز اور میگا ئیزرو کا کالج ٹرنس کے آرفکس قاہرہ کے کیوریٹس تمام ایک قدیم اور مشترک مذہب کی صرف شاخین ہین اور اس کی اصلیت ایشیائی ہے" دیکھو کنگز ناسٹگز صفحہ ۱

ان قدیم عیسائی ناسٹکز[3] کا نئے عہد نامہ کی کئی آیتون مین حوالا پایا جاتا ہے جیسا کہ :-

"ہر ایک روح جو اقرار کرتی ہے کہ یسوع مسیح جسم مین آیا ہے خدا کی طرف سے ہے اور ہر ایک روح جو اقرار نہین کرتی کہ یسوع مسیح جسم مین آیا خدا کی طرف سے نہین (یوحنا کا پہلا خط عام باب ۴ آیت ۲ و ۳) کیونکہ بہت سے دغاباز دنیا مین گھس آئے ہین جو اقرار نہین کرتے کہ یسوع مسیح جسم مین آیا (یوحنا کا دوسرا خط باب ۱۔ آیت ۷)"

اس طرح کی زبان کبھی استعمال نہ کی جاتی اگر یسوع مسیح کی انسانی ہستی کی اصلیت سے انکار نہ کیا جاتا یا جیسا کہ اغلب معلوم دیتا ہے کہ اگر رسول اپنے دعوے کے ثبوت مین کوئی شہادت پیش کر سکتا۔ اس بارہ مین قدیم عیسائیون کے درمیان زمانہ دراز تک جھگڑے ہوتے رہے پرسس اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بھائیون کو کہتا ہے :-

اے میرے عزیز اس بات کا خیال رکھو کہ تمہارے جھگڑے تم کو اپنی زندگیون سے محروم نہ کرین۔ تم خدا

---

[1] لفظ Aeon عموماً "رات کی ملکہ" یا "ستارہ زحل" کے معنون مین آتا ہے مگر ناسٹکز اس لفظ کو گرہون یا سورج وغیرہ مین مقیم ارواح کے معنون مین استعمال کرتے تھے (دیکھو سولر ایلیگریز مصنفہ جی۔ ایچ گولڈ ڈاک G. H Gauladuke صفحہ ۲۵

[2] جبکہ عیسائی دنیا کے ایک حصہ میں خاص دلچسپی کی باتیں یسوع کی انسانی سرشت اور انسانی زندگی تھی عیسائی دنیا کے ایک دوسرے حصہ مین اس کے وجود کے متعلق خیالات ایسے وہمی ہو گئے تھے کہ اس کی انسانیت درجہ صفر تک پہنچ گئی تھی مختلف ناسٹک طریقہ (سسٹم) عموماً اس بارہ میں متفق تھے کہ یسوع ایک آئی ون تھا وہ انسانون کی روح کا نجات دہندہ تھا اُن کی جسمانی نیچر کے ساتھ ذرا بھی تعلق نہیں رکھتا تھا (ہسٹری آف دی ڈاگما (ڈاکٹرین) آف جیزس مصنفہ اے ویوائل +

[3] (نوٹ نمبر ۱) ایچ فیبنی سچ بیان کرتا ہے کہ یسوع سے قبل بتیں کفر تھے اور اس مین ذرا بھی شک نہین ہو سکتا کہ یہ قول بالکل درست ہے کیونکہ تمام عیسائی فرقون کے بہت سے مسائل اور رسومات یسوع ناصری کے زمانہ سے پیشتر موجود تھین (ٹی ڈبلیو ڈون)

کے برگزیدون کو کیسے ہدایت کرو گے
جبکہ تم خود قابل اصلاح ہو؟ اس لئے تم
ایک دوسرے کو تنبیہ کرو اور آپس مین امن
قائم رکھو کہ مین تمہارے باپ کے روبرو
کھڑا ہوا خدا کے آگے تمہارا حساب دے
سکون" ہرس بک باب ۳

اگناٹیس اپنے خط بنام سمیرنٹز مین لکھتا ہے:-
صرف یسوع مسیح کے نام پر مین تمام
مصیبتین جھیلتا ہون۔ وہ جو کہ مکمل انسان
بنایا گیا تھا مجھے طاقت دیتا ہے جبکہ بعضے
نہ جانتے ہوئے انکار کرتے ہین یا خصوصاً
اُن سے انکار کیا گیا ہے جو کہ جھوٹ کے
پیرو ہین نہ کہ سچائی کے۔ جن کی نہ ہی پیشگوئیون
اور نہ موسیٰ کی شریعت سے تسلی ہوئی ہے
نہ ہی نا ہنوز انجیل سے یا ہماری تکالیف کے
دیکھنے سے وہ قائل ہوئے ہین۔ کیونکہ وہ
ہماری بابت بھی ویسا ہی خیال کرتے ہین
اُس شخص سے مجھ کو کیا حاصل جو کہ میری
تعریف کرے اور میرے خدا کے حق مین یہ
کلمہ کفر کہے کہ وہ جسم مین نہین آیا تھا" باب ۲

پھر وہی اپنے خط بنام اہل فیلڈلیفیا مین
لکھتا ہے:-
"مین نے بعضون کی نسبت سنا ہے جو کہتے
ہین کہ جبتک ہم اصل کتاب مین لکھا ہوا
نہ دیکھ لین ہم یقین نہین کرین گے کہ ایسا
انجیل مین لکھا ہے۔ اور جب مین نے کہا کہ
لکھا ہے تو اُنھون نے جواب مین وہ کہا جو
کہ اُن کی تحریف شدہ نسخون مین لکھا تھا"
باب ۳۔

پولیکارپ اپنے خط بنام فلی پینسٹز مین لکھتا ہے
"جو کوئی یسوع مسیح کے جسم مین آنیکا قائل
نہین ہے وہ دین عیسوی کا مخالف ہے اور
وہ جو اُس کے مصلوب ہونیکا قائل نہین
ہے شیطان کی طرف سے ہے اور وہ جو خدا کے
پاک کلام کو اپنی نفسانیت کیموافق اُلٹ
دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نہ ہی قیامت ہو گی
نہ انصاف وہ شیطان کا اکلوتا ہے" باب ۷

اگناٹیس اہل میگنیشیا سے کہتا ہے:-
"اجنبی عقیدون پر مت بھولنا
نہ ہی قدیم داستانون پر جو کہ لاحاصل ہین
کیونکہ اگر ہم ابھی یہودی شریعت کے ہی پابند
رہے تو گویا ہم خود ہی اقرار کرتے ہین کہ
ہم نے فضل حاصل نہین کیا کیونکہ نہایت
پاک پیغمبر بھی یسوع مسیح کے موافق
چلتے تھے اس واسطے اگرچہ انھون نے
ان قدیم قوانین مین تربیت پائی تھی تو بھی
امیدین تر و تازہ ہوئین اُنھون نے سبت
کا ماننا ترک کر دیا اور خداوند کے
دن کو ماننے لگے جسدن کہ اُس کی اور
اس کی موت سے ہماری زندگی بھی نکلی
ہے جس سے کہ بعض ابھی تک منکر ہین۔
جس اسرار سے ہم ایمان لائے ہین اور اس
لیئے منتظر ہین کہ ہم اپنے ایک ماتر مالک یسوع
مسیح کے شاگرد ثابت ہون ..... اے میرے
عزیزو یہ باتین اس لئے تم کو نہین لکھتا
کہ تمہارے مین سے کسیکو اس غلطی مین مبتلا
پاتا ہون۔ لیکن اپنے تئین آپکا ایک دلی
خادم جان کر مین تم کو خبردار کرتا ہون
تاکہ تم فضول عقیدہ کے جال مین نہ پھنس
جاؤ" (باب ۳) (باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قصیدہ

اے برادر بہ بین کہ در قرآن
بہر مہدی خدا چہ داد نشان
ہم در الہام بین کہ قبل از وقت
چون خبر دادہ این امام زمان
از دل و جان شوی غلام امام
گر شوی آگہ زین رموز نہان
آیت اذا برق البصر وخسف القمر
جمع الشمس والقمر یقول الانسان
یومئذ این المفر الہام [illegible] مین
ایک نذیر آیا۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا
پر خدا اس کو قبول کریگا اور بڑے
زور آور حملون سے اس کی سچائی
ظاہر کر دیگا ۔

اے گروہ احمدی کر حمد رب دوجہان
جس نے اپنے فضل سے تجھکو کیا ہے شادمان
تیرے مہدی کی سچائی آج سب پر کھل گئی
کر دئے ظاہر خدا نے دونون قرآنی نشان
پہلے رمضان مین ہوا تھا چاند اور سورج کو گہن
اب ہے طاعونی نشان لو دیکھتا سارا جہان
ہر دو قرآنی نشان جب صاف ظاہر ہو گئے
کون ہے جو اب نہ مانے مہدئ آخر زمان
ہان مگر جو منکر قرآن ہے وہ معذور ہے
ہے یہان روئے سخن با زمرۂ اسلامیان
دیکھکر بین نشان پھر بھی نہ لانا اعتقاد
صاف آیات اللہ کی تکذیب ہے کر لو عیان
اب تو جو منکر ہے حضرت مہدی موعود کا
سینہ زوری سے وہ داخل ہے بزمرۂ مسلمان
ورنہ مسلم غیر مسلم مین ہے پھر کیا امتیاز
کونسا الزام رکھو گے بد سر کافران
چھوڑ دو ضد و عناد انصاف سے کچھ کام لو
ورنہ طاعون توڑ دیگی سب کی سب ہٹ دھرمیان
اب تو صدق و کذب کا جھگڑا ہی سب طے ہو گیا
کر چکی ہے فیصلہ صادر عدالت آسمان
کاذبون کی قرقیون کا حکم ہے طاعون کو
صادقون کو مل گئین امن و امان کی ڈگریان
فارق طاعون کی صورت دیکھتے ہی پڑ گئین
کاذبان بدزبان کی سخت نبضیں ڈھیلیان
وہ جو رکھتے تھے سدا ہنگامۂ شورش بپا
چپ ہوئے ایسے کہ گویا اب نہین منہ مین زبان
کان کاٹے سے بھی کوئی اب ہلاتا سر نہین
کالبد مین گویا مطلق نہین روح روان
جن کو دعوے تھے کہ ہم ہین رستم و اسفندیار
خاک مین سب مل گئین یہ اُن کی شورہ پشتیان
کائین کائین کی صدا اب کان مین آتی نہین
بھر لین اہل نظر نے گویا منہ مین گھنگنیان
جمگھٹون پر ایسا سناٹے کا عالم چھا گیا
جیسے جاتا ہے کوئی بے کوس و کرنا کاروان
یہ ہے طاعونی نشان کا اہل دنیا پر اثر
تن کی گردن کی گئین سخت [illegible] استخوان
[illegible]
[illegible]
[illegible] برکات [illegible] کا نزول

دی رہا ہے مژدۂ خیر و صلاح خادمان
سبکو آگہ کر دیا تھا آپ نے پہلے چار سال
ملک میں آنے کو ہے طاعون بلائے جان ستان
توبہ و ترک گناہ و خبث اس کا ہے علاج
بڑھ گئیں ہیں ان دنوں ہر قوم میں بدعملیان
ہوگا جب پنجاب میں طوفان طاعون جوش زن
قادیان کو اس کے صدمے سے نہ ہوگا کچھ زیان
کیونکہ یہ مسکن ہے اس کے مہدی موعود کا
اس کی نسبت ہے (دی القریۃ) ندائے آسمان
اپنے مہدی کی صداقت کیلئے رب العلا
قادیان کو ٹھیک کر دکھلائیگا دارالامان
چونکہ اہل اللہ کو دنیا نے کبھی جانا نہیں
چشمۂ خورشید سے ہیں کور چشم شپران
اس لئے اسوقت نااہلوں نے ہنسی کی کھول کر
اس ندائے آسمانی پر اڑائی کھلیان
اہل اخبارات کو اک مشغلہ ہاتھ آگیا
ناصح مشفق یہ دنیا کو بنایا بدگمان
آج اس پیشین گوئی کی صداقت دیکھئے
کسطرح سے دونوں پہلو سے ہوئی جلوہ کنان
ملک میں طاعون کا گھر گھر ہے جھاڑو پھر رہا
قادیان ہے فضل حق سے با ہمہ امن و امان
گرچہ دو دو کوس پر اک آگ ہے بھڑکی ہوئی
اک جزیرہ کی طرح ہے قادیان ہے درمیان
لاکن اب تک پاک ہے طاعون کی صدماتسے
گویا بٹھلائے گئے ہیں اس کے در پر حاجبان
یا کسی نے کھینچ دی ہے گرد میں روئیں فصیل
جسکو ڈھا سکتے نہیں طاعون کے جنگی جوان
آج وہ اخبار اس اقرار سے خاموش ہیں
کلمۃ الحق کی اشاعت ہے انہیں از بس گران
آہ دنیا اہل دنیا کا کلیجا کھا گئی
دین کی باتوں سے لوگوں کو نہیں دلچسپیان
پیشگوئیوں کی حقیقت پر نہیں مطلق نظر
کھا رہے راہ خدا میں ہیں سراسر ٹھوکران
سوچتے ہرگز نہیں یہ اس خدا کا کام ہے
قبضۂ قدرت میں جس کی ہے سپہر و اختران
وہ ہی اپنے مہدی صادق کو دیتا ہے پیام
تا کہ اس کا حکم کر دے اسکے بندوں پر بیان
ورنہ مشت خاک انسان کو کہاں یہ دستگاہ
خود بنا کر پیشگوئیاں خود ہی کرلے پوریان
عقل انسانی بھی ہے لاریب دُرِّ شب چراغ

اس سے بھی انساں نے اکثر کی ہیں کار ستانیان
لیک علم غیب بالاتر ہے کہنا عقل سے
خواہ افلاطون ہو یا ہو ارسطوئے زمان
بیگمان یہ علم ہے مخصوص پروردگار
بے بتائے اس کے اس سے بیخبر ہیں بندگان
حضرت مہدی کی ان اخبار غیب اظہار پر
اب تلک بھی جسکو شک و شبہ ہو بطلان جان
چاہئے اس کو ادالقریہ کی پیشین گوئی پر
بالمقابل ہو کے کر لے از سر نو امتحان
وہ بھی دیدے اپنے مسکن کے لئے اک اشتہار
اس کو طاعون سے بچا لینے کا بنیاد گمان
شہر کردے کہ میرا شہر بھی بچ جائے گا
پائینگے طاعون سے امن اس شہر کے باشندگان
تین چار برسوں تک اگر وہ اس کا مسکن بچ گیا
پھر تو وہ مخدوم اور ہم اسکے ادنی چاکران
آزمائش کے سوا ہو شان مومن سے بعید
دوسرے مومن کے حق ہیں کذبکی بدظنیان
آزمائش کے لئے سب کو صدائے عام ہے
بالخصوص انکو جواب تک ہیں مخالف بدزبان
اے مخالف صاحبان اب آپ سے ہے التجا
وقت ہے دکھلائے حضرات اپنی پھرتیان
اپنی عزت کا کرشمہ آپ ہی دکھلائیے
اپنی اہل شہر میں آج آپ ہیں پیر مغان
بالمقابل آپ بھی کر دیجئے گا مشتہر
اپنے قصبہ کو بچا لینے کی پیشین گوئیان
گر نہ نکلا آپ کی جانب سے ایسا اشتہار
پھر تو دنیا آپ کو سمجھیگی طبل غازیان
آج تک دنیا کو جو کچھ آپ پر ہے اعتبار
صاف اڑ جائیگا وہ مثل غازۂ روئے بتان
آپکو آگاہ کر دینا ہمارا فرض ہے
اب عمل کرنا نکرنا اختیار حضرتان
جن مسلمانوں کو خود اس بات کی طاقت نہیں
اور کوئی ملا انہیں ہو دے رہا دم بازیان
چاہئے ان کو کہ ملا سے دلادیں اشتہار
گر گرانی ہے تو بعل و صفت کھاوے روٹیان
پیر جی کو پیشوا کو شاہ جی کو شیخ کو
اب نہیں لازم کہ گھر بیٹھے ہی بگھاریں شیخیان
اپنے اپنے مسکنوں کا جلد دیدیں اشتہار
جسکا قصبہ بچ گیا وہ ہے امام مومنان
یہ کوئی جنگ و جدل کا معرکہ مطلوب نہیں

صرف اللہ سے دعا کرنا ہے بہر بندگان
ہو گئی جس کی دعا مقبول وہ مقبول ہے
واقعی اس کا مخالف ہے شریک مدبران
آریو۔ عیسائیوں۔ سکھو۔ سناتن دھرمیون
آپ بھی سنتے ہو یا رو یہ انوکھی داستان
آپ بھی اپنے بزرگوں سے دلادو اشتہار
جنکو طاعون سے بچا لینے کا ہو تاب و توان
جسکا مسکن طعمۂ طاعون سے بچ جائیگا
اس کا مذہب حق ہے باقی استخوان مردگان
مذہبوں کے پرکھنے کو یہ کسوٹی ٹھیک ہے
اس سے خود کھوٹا کھرا ہو جائیگا سب پر عیان
اس کسوٹی پر کھرا نکلا تو مذہب مہر ہے
ورنہ دانا ہو کے کیوں باندھو گرہ میں کوڑیان
پاس مذہب مت کرو پاس خدا کام آئیگا
جسکو ہوگا پاس حق حق ہوگا اسکا پاسبان
قادیان کو صدمۂ طاعون سے لینا بچا
سرسری مت سمجھو۔ اس میں ہیں بھید از نہان
اس سے دنیا کو خدا نے اپنا دین جتلا دیا
تا رہے باقی نہ روز حشر عذر غافلان
مہدی حق کا بھی دنیا کو پتا بتلا دیا
تا کہ اس کے فیض سے سیراب ہوں تشنہ لبان
نیز روشن کر دیا قرآن کلام اللہ ہے
اس کے حکموں کی اطاعت میں ہے راحت جاودان
اسکے کامل متبع سے ہوتا ہے حق ہمکلام
جس سے اعلیٰ تر نہیں رتبہ برائے خاکیان
یہ وہ درجہ ہے کہ جس سے انبیاء ممتاز ہیں
جن کی کفش پائے پر قربان ہیں تاج شہان
یہ وہ درجہ ہے کہ جس سے بندۂ خاکی نژاد
پاتا ہے عز و شرف بر زمرۂ قدوسیان
جنکو یہ رتبہ عطا کرتا ہے ایزد ذوالجلال
ان کی عزت چاہتا ہے برتر از شاہنشہان
انہیں کی خاطر خدا نے خلق کو پیدا کیا
انہیں کی خاطر بنائے یہ زمین و آسمان
دوستان حق ہیں ہیں حق تعالی کے عزیز
ان کے دشمن دشمن حق ہیں سراپا سفلگان
جب کبھی دنیا نے ان کی کی نہ قدر و منزلت
ہو گیا قہر الٰہی نازل اہل جہان
آسمانی آفتوں نے کر دئے فرش زمین
ایک کی خاطر ہزاروں کی بنیں جو تنگ جان
الغرض تھی انکی خاطر ہو گیا طاعون عیان

تثلیث اور توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

یہ حضرت مسیح کی زندگی پر ظالمانہ حملہ ہے کہ ان کی طرف اس دروغ بے فروغ کو منسوب کریں کہ اول مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے رہے ایک مدت تک بلکہ صلیبی زمانہ تک بار بار کوچہ و بازار میں یہ سناتے رہے کہ میں بجز اسرائیل کی بھیڑوں اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا اور پھر جب دیکھا کہ یہ بات تو بنتی نہیں اور یہودی مجھے قبول نہیں کرتے اور ان کی نسبت تو اب بکلی امید قطع ہو چکی ہے تو اپنی ان تمام باتوں کو فراموش کر کے کہ جو کہا کرتا تھا کہ مجھے دوسری قوموں سے کچھ غرض و واسطہ نہیں یہ شور مچانا شروع کر دیا کہ نہیں بلکہ میں تو تمام قوموں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اب دیکھو اس تناقض کو جس کی نسبت سمجھتے ہیں کہ اس کا ارتکاب کرانے والی ایک غرض نفسانی تھی حضرت مسیح کی طرف منسوب کرنا کس قدر اس غریب و راستباز نبی پر ظلم شدید ہے۔

اگر بطور فرض مان لیں کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نکلا تھا جس میں بظاہر اس قابل شرم تناقض کا وہم گذرتا تھا تو مناسب تھا کہ پاک دل محققین کی طرح ان دونوں قسم کے کلمات میں جو اپنی ظاہری صورت میں ایک نادان کے نزدیک تناقض کا خیال پیدا کرتے تھے اور حضرت مسیح پر اعتراض کا موقع دیتے تھے ایسے معنوں سے تطبیق کر دیتے کہ تناقض باقی نہ رہتا اور یہودیوں کو ہنسنے کا موقع نہ ملتا چنانچہ بات بھی یہی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اول تو صاف صاف کہہ دیا کہ میں بجز اسرائیل کی بھیڑوں کے اور کسی طرف نہیں بھیجا گیا اور پھر جبکہ وہ یہودی جو یروشلم میں اور اس کے گرد تھے شرارت اور بے ایمانی سے باز نہ آئے اور حضرت مسیح کو قبول نہ کیا تو پھر حضرت مسیح نے اپنا فرض منصبی پورا کرنے کے لیے اپنے پر یہ حق واجب اور فرض لازم دیکھا کہ ان یہودیوں کی طرف توجہ کریں جو مختلف ملکوں کی طرف جلا وطن ہو کر چلے گئے تھے جیسا کہ بعض یونانیوں میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور بعض ہندوستان اور کشمیر کی طرف چلے آئے تھے اور بعض افغانستان میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اب دیکھو یہ معنی کیسے صاف اور سیدھے اور قریب قیاس ہیں جن کے ماننے سے نہ تو کوئی تناقض لازم آتا ہے اور نہ مسیح جیسے راستباز نبی کے کلام میں کسی بناوٹ اور جدید منصوبہ کی بدبو آتی ہے اور دل خود مان لیتا ہے کہ جب کہ حضرت مسیح کو معلوم تھا کہ وہ تمام یہودیوں کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوئے ہیں نہ صرف چند گھروں کے لیے تو یہ ان کا کام تھا اور ان کو کرنا چاہیے تھا کہ جب کہ یروشلم کے یہودی سرکشی اور شرارت سے پیش آئے تھے اور ان سے امید ہدایت قطع ہو چکی تھی تو وہ تکلیف سیاحت اور سفر اپنے ذمہ لے کر ان یہودیوں کی طرف متوجہ ہوتے جو دور دراز ملکوں میں چلے گئے تھے اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ حضرت مسیح یروشلم کے یہودیوں سے نومید ہو کر گم گشتہ یہودیوں کے فرقوں کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ اپنے پہلے قول اور اقرار کے مخالف اپنے حواریوں کو یہ حکم کیا کہ اب تم غیر قوموں کی طرف جاؤ اور ان کو اپنے دین کی دعوت کرو تو یہ ایک دوسرا اعتراض حضرت مسیح پر وارد ہوگا کہ جس حالت میں ابھی دس فرقے یہود کے ان کے وجود سے ہی بے خبر تھے جن تک اپنی دعوت کو پہونچانا مسیح کا اصل فرض تھا تو کیوں اس فرض کو نظر انداز کر کے دوسری قوموں کی طرف توجہ کی۔

غرض یہ بات کسی طرح ٹھیک نہیں ہے کہ حضرت مسیح کی دعوت عام تھی اور جبکہ دعوت عام نہ تھی تو اس سے خدائی کا دعویٰ بھی بداہتاً باطل ثابت ہوتا ہے اور ایسا ہی کفارہ کا مسئلہ کیونکہ خدا تمام قوموں کا خدا ہے نہ صرف یہودیوں کا اور وہ سب کے لیے نجات کے طریق ظاہر کرتا ہے نہ محض اسرائیل کی اولاد کے لیے پس اگر یہ سچ ہے کہ انسانوں کی نجات بغیر کسی کے سولی ملنے کے غیر ممکن ہے تو اس صورت میں دوسری تمام مخلوقات کی نجات کے لیے کسی دوسرے مسیح کے خون کی اشد ضرورت ہے بلکہ دو مسیحوں کی ضرورت۔ (۱) ایک تو ایسا مسیح چاہیے کہ جس فرض کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ادھورا چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے تھے یعنی یہود کے دوسرے فرقوں کو حکم الٰہی پہونچانا جو ان کا فرض تھا اس فرض کو وہ پورا کرے اور سیاحت اختیار کر کے جس قدر یہود غیر ملکوں میں آباد ہیں ان کو خدا کا حکم پہونچاوے اور پھر ان کے لیے سولی ملنجاوے (۲) دوسرا وہ مسیح چاہیے جو دوسرے تمام انسانوں کے لیے جو یہودی نہیں ہیں صلیب پر اپنی جان دیوے۔

یسوع کی خدائی پر بحث اُس کی پیش کردہ معصومیت کے لحاظ سے

اب جبکہ دلائل مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میری دعوت تمام نوع انسان کے لیے عام ہے بلکہ

دعوی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تو دعوت کی رو سے تو حضرت مسیح میں کوئی ایسی خصوصیت پائی گئی جس سے ان کی خدائی کا کچھ خیال پیدا ہو سکے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا باقی رہا کہ کیا معصوم ہونے میں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت ہے تا یہ حجت پیش ہو سکے کہ وہی خصوصیت ان کی خدائی پر ایک دلیل ہے

پس واضح ہو کہ اس مقام میں حضرت مسیح کا اپنا ہی قول ایک فیصلہ کرنے والا قول ہے کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کہ ایک نے آکے مسیح سے کہا اے نیک اُستاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اُسے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا دیکھو انجیل متی باب ۱۹ - ۱۷۔ آیت مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے نیک ہونے سے انکار کیا ہے اور اس کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ مسیح اپنے تئیں گنہگار سمجھتا تھا اور پادری صاحبوں کی طرف سے اگرچہ یہ جواب ہے کہ چونکہ مسیح جانتا تھا کہ میں خدا ہوں اس لیے اس طرز کی تقریر سے اس کا یہ منشا تھا کہ جو شخص مجھے انسان سمجھتا ہے وہ کیوں مجھے نیک کہتا کیا انسان نیک ہو سکتا ہے مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ جواب ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اگر مسیح نے اپنی خدائی کا دعوی یہودیوں کے آگے پیش کیا تھا تو ایسا دعوی کرنے والا تو اُن کے نزدیک کافر اور نہایت برا آدمی اور توریت کی رو سے واجب القتل تھا تو پھر کیونکر ایک یہودی ایسے دعوی کو سُنکر اسکو نیک کہہ سکتا تھا اور اگر اس یہودی نے خدائی کے دعوی کو مان لیا تھا تو پھر ایسی بات کہنے کا کوئی موقع نہیں تھا تو میری خدائی سے منکر ہو کر پھر مجھے کیوں نیک کہتا ہے یہ بات درحقیقت غیر معقول اور غیر ممکن ہے کہ ایک یہودی شخص نے اپنے کانوں سے سنا ہو کہ حضرت مسیح خدائی کا دعوی کرتے ہیں اور پھر وہ اُن کو نیک کہہ سکے یہودیوں کا ہرگز یہ مذہب نہیں ہے کہ خدائی کا دعوی کرنے والا نیک ہو سکتا ہے پس جس یہودی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نیک کہا تھا اس کی نسبت پادری صاحبوں کو بہرحال یہ فرض کرنا پڑے گا کہ وہ حضرت مسیح کی خدائی پر ایمان رکھتا تھا ورنہ وہ کیونکر ان کو نیک کہہ سکتا تھا تو اس صورت میں وہ توجیہ باطل ہو جائے گی جو پادری صاحبان اس آیت میں کرتے ہیں پس کچھ شک نہیں کہ ایسے معنی مذکورہ بالا آیت کے محض بناوٹ سے کیے گئے ہیں مسیح کے الفاظ سے وہ معنی ہرگز ہرگز نہیں نکلتے اور ایسی کھینچ تان سے مسیح کے معصوم بنانے کے لیے کوشش کرنا ہرگز کوئی منصف اور عقلمند پسند نہیں کرے گا۔

صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے مذکورہ بالا آیت میں اپنے نیک ہونے سے سادہ اور سہل الفاظ میں انکار کیا ہے اور یہی الفاظ راست بازوں کے محاورہ میں ہمیشہ سے داخل ہیں کہ وہ اپنے تئیں کمزور سمجھکر حقیقی نیکی خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر صرف خدا ہی نیک ہے اور تمام بندے اسی سے قوت پاکر نیک بنتے ہیں نہ کوئی خود بخود۔ اب کس قدر ظلم اور حق پوشی ہے کہ ایک سیدھے اور صاف اقرار کو جو راست بازوں کی خو اور خلق کے سراسر مناسب حال ہے خدائی کے دعوے کیطرف کھینچا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہی الفاظ قدیم سے راستبازوں کے استعمال میں آتے رہے ہیں اور ہر ایک قوم کے راستبازوں کے منہ سے یہی کلمے نکلے ہیں کہ وہ حقیقی نیکی کا سرچشمہ اپنے مولی کریم کو ٹھہراتے رہے ہیں بلکہ جب اُنکو نیک کہا جاتا تھا تو وہ انکسار کے طور پر اور اپنی کمزوری کو خیال کر کے یہی جواب دیتے رہے کہ حقیقی نیکی خدا کے لیے مسلم ہے

اب ایسے کلمات کو جو اپنی کمزوری اور خدا کی عظمت کے لیے وضع کیے گئے تھے متکبرانہ رنگ میں لے آنا اور اُن سے خدائی کا دعوی نکالنا عجیب طرح کا تحکم ہے۔ کیا ایک پاک کانشنس قبول کر سکتا ہے کہ نیک اُستاد کہنے سے مسیح کو یہ جوش آیا کہ لوگ مجھے خدا کر کے کیوں نہیں پکارتے حالانکہ آیت کے سیاق سباق سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح نے اس مقام میں اپنی فطرتی سعادت کی وجہ سے انکسار دکھلایا اور اس شخصکو اس بات پر متنبہ کیا کہ حقیقی نیکی کا سرچشمہ خدا ہے اور جو کچھ تو مجھمیں نیکی دیکھتا ہے وہ میری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے یہ ایک معرفت کا سبق تھا جو مسیح نے اسکو دیا نہ یہ کہ شیخی میں آکر نہایت تکبر سے اپنی خدائی کو پیش کیا۔ خدائی تو جو کچھ تھی وہ روزانہ مصیبتوں اور ناکامیوں سے ظاہر تھی حاجت بیان نہیں پھر اس کے نہ ماننے سے ناراض ہونا اور چڑنا اور غصہ ہونا اخلاق سے بھی بہت بعید تھا اور سراسر بیوجہ تھا ہمیں پادری صاحبان معاف کریں اگر انکو یہ بات تلخ معلوم ہو کہ جس شخص کو حفاظت خود اختیاری کی بھی طاقت نہیں تھی جو خدائی کے ادنی لوازم میں سے ہے۔ اور یہودیوں نے جو خود کمزور اور ذلیل ہو رہے تھے اسکو پورے اقتدار سے تکلیفیں پہنچائیں اور جو کچھ چاہا اس سے کیا تو کیا ایسی شخصکو عقل سلیم خدائے قادر مطلق کہہ سکتی ہے یا ایک عاجز انسان؟ کیا ہم خدا کی طرف یہ ذلتیں منسوب کر سکتے ہیں کہ وہ چند کمزور انسانوں کے ہاتھ سے پکڑا گیا اور حوالات میں

کیا گیا اور ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں اُس کا چالان ہوا اور سپاہیوں کے ہاتھ سے اس طمانچے کھائے اور ساری رات کی دعا قبول نہ ہوئی۔ اور کیا عقل قبول کر سکتی ہے کہ جو شخص خود خدا تھا اُسکو بھی دعا کی حاجت تھی؟۔ -

(مسیح کی عصمت پر پادریوں کے بعض اعتراضات)

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جیسا کہ پادری صاحبان سمجھتے ہیں معصوم ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے استغفار گناہ گار ہونے کے معنے نکلے جاتے ہیں تو پھر حضرت مسیح کے اس اقرار سے کہ مجھے نیک مت کہو بوجہ اولیٰ گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ مسیح کی عملی حالتیں انھی معنوں پر روشنی ڈالکر حق الیقین تک انکو پہنچاتی ہیں کیونکہ اول تو مسیح نے یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کا اصطباغ لیا جسمیں اعتراف گناہ کا ہے پس اصطباغ کیا لیا گویا گنہگار ہونے پر مہر لگا دی مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ہاتھ پر توبہ نہیں کی۔ یہ بات ایک بڑے غور کے لائق ہے کہ اگر مسیح معصوم تھا تو اسے توبہ کی کیا ضرورت تھی دوسرے کی خدمت میں ایک ذلت کے ساتھ حاضر ہونا اور گناہ کا اقرار کرنا بجز اس صورت کے کب ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے دل میں محسوس کرتا ہو کہ میں گنہگار ہوں اور دوسرے یہ کہ مسیح پر اور اُس کی والدہ پر دشمنوں نے جو یہودی ہیں وہ سخت تر الزام لگائے ہیں جن کے لکھنے سے بھی ہاتھ کانپتا ہے بلکہ بعض الزام تو ایسے ہیں کہ مسیح نے اپنے ذمہ خود ان کو قبول کر لیا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ انجیلوں میں حواریوں نے انپر گواہی دیدی ہے اور عیسائی مورخوں نے ان کو مان لیا ہے اور یہودیوں کی کتابوں اور تاریخوں کے دیکھنے سے جو اعتراضات سے پُر ہیں مسیح کی عصمت کی نسبت اسقدر دقتیں اور مشکلات پیش آگئی ہیں کہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کاش پادری صاحبان خدا کے پاک نبیوں کی نکتہ چینی نہ کرتے اور توہین اور تحقیر اور عیب گیری نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا دل نہ دکھاتے تا مسلمان بھی یہودیوں کی کتابوں کی مدد سے اور خود انجیلوں میں سے بھی حضرت مسیح کے عیبوں کی تفتیش نہ کرتے یہ گناہ درحقیقت پادری صاحبوں کی گردن پر ہے کہ وہ تمام مقدس اور راستباز نبیوں کی عیب گیری پر کمر بستہ ہو گئے اور طرح طرح کی بیجا تاویلوں بلکہ افتراؤں سے چاہا کہ خواہ نخواہ خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کو گنہگار ٹھہرا دیں اس لیے خدا نے حضرت مسیح کو بھی نکتہ چینیوں سے محفوظ نہ رکھا یہ مقولہ نہایت سچ ہے بلکہ پادری صاحبوں کے حق میں یہ پیشگوئی ہے کہ عیب مت لگاؤ تا تم پر بھی عیب لگایا جائے۔ اور یاد رہے کہ یہ طریق نبیوں کی عیب گیری اور نکتہ چینی کا درحقیقت اُنیسویں صدی عیسوی کے پادریوں کو اس کا موجد کہنا چاہیے مگر انھوں نے اچھا نہیں کیا کہ اس طریق پر حد سے زیادہ زور دیا اور مسلمانوں کے دلوں کو حد سے زیادہ آزار پہنچایا۔ ہم سمجھ نہیں سکتے کہ وہ کونسی عصمت اور پاکدامنی حضرت مسیح میں ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود نہیں مسیح کی سرگذشت میں گناہ کا اقرار بھی موجود ہے گنہگاروں کی طرح توبہ بھی موجود ہے اور گنہگاروں والے افعال بھی موجود ہیں۔ اور اگر دشمن کی نکتہ چینی اور عیب گیری سے کوئی نبی خدا کا مجرم بن سکتا ہے تو جیسا کہ یہودیوں کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے ایسی نکتہ چینیوں کے انبار در انبار حضرت مسیح کی زندگی میں بھی موجود ہیں۔

(شراب اور مسیح کا اسکو استعمال کرنا)

مثلاً ایک شراب کو ہی دیکھو جو ام الخبائث ہے جس سے طرح طرح کے نفسانی جوش پیدا ہو کر کبھی انسان مرتکب فسق و فجور کا ہوتا ہے اور کبھی خونریزی کا ارتکاب کرتا ہے اور بلاشبہ یہ تمام گناہوں کی ماں ہے مگر نہ صرف یہودیوں کے اعتراضات سے بلکہ انجیل سے بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح تمام عمر اس کے مرتکب رہے اسیوجہ سے عیسائیوں کی عشاء ربانی کی بھی یہ ایک جزو ہے اور انجیل میں حضرت مسیح اقرار کرتے ہیں کہ یوحنا شراب نہیں پیتا تھا مگر اپنی نسبت مبالغہ سے کھاؤ پیو کا لفظ استعمال کیا ہے غرض اس میں کسی کو بھی کلام نہیں کہ یسوع مسیح شراب پیا کرتا تھا۔ چنانچہ پرچہ اخبار ایپی فنی ۲۷ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء میں بھی جو ایک مشہور پادریوں کا پرچہ انگریزی زبان میں کلکتہ سے نکلتا ہے یہ عبارت ہے " مسیح گوشت بھی کھاتا تھا اور شراب بھی پیتا تھا اور کتاب دانی ایل باب اول میں شراب کو ناپاک قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ دانی ایل اسکو ناپاک سمجھتا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ شراب ایسی خبیث چیز ہے کہ اس کا پلید ہونا اس بات کا محتاج نہیں کہ توریت یا انجیل یا کسی دوسرے صحیفہ میں اسکو پلید اور ناپاک لکھا ہو بلکہ اگر فرض کے طور پر کسی کتاب نے شراب کی تعریف کی ہو تو شراب اس سے قابل تعریف نہیں ٹھہرے گی ہاں اُس کتاب پر اعتراض آئے گا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے جس چیز کے عیب اور مضرتیں تجارب سے کھل گئے ہوں اسمیں ہم کتاب کی شہادت کے محتاج نہیں ہیں ہزاروں قسم کی زہریں اور خبیث چیزیں دنیا میں موجود ہیں جنکی مضرتیں تجربہ نے ہمپر کھولدی ہیں پس ضرور نہیں کہ ہم اُن چیزوں کو خبیث ٹھہرانے کے لیے آسمانی کتابوں کی ورق گردانی کریں ان سب میں سے اول درجہ پر شراب ہے دنیا میں ہزاروں شہادتیں اس کی مضرت اور خباثت پر موجود ہیں اُن سب کا لکھنا موجب تطویل ہے اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ عیسائیوں میں سے فقط ایک نامی انسان کی شہادت شراب کے بارہ میں بیان کی جائے چنانچہ ہم ذیل میں اس شہادت کے لیے جناب وائسرائے **لارڈ کرزن** کی سپیچ تحریر کرتے ہیں اور یہ وہ تقریر ہے جو وائسرائے ممدوح نے بمقام سملہ ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو فوجی ٹمپرنس سوسائٹی کے جلسہ پر بیان فرمائی تھی چونکہ اس سپیچ کا پڑھنا ناظرین کے لیے دلچسپی سے خالی نہیں اسلیے ہم اسکو بجنسہ نقل کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے

"اب میں اس انجمن کی کارروائی اور اس کی خدمت

پر گفتگو کرتا ہوں۔ فوج برطانیہ کے اعتدال یا غیر اعتدال کے جس پہلو کو دیکھو اس نے ضرور تغیرات کی کئی منزلیں طے کی ہیں۔ ہمیں اُن سپاہیوں کے واقعات یاد ہیں جنکو ساتھ لیکر ڈیوک آف ولنگٹن نے بہت سے میدان مارے تھے اُن میں چنداں اعتدال یا پرہیزگاری نہ تھی۔ وہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے بھرتی کیے جاتے تھے اور ان ایام میں یہ عجیب وہم پھیلا ہوا تھا کہ سب سے زیادہ شرابی سب سے عمدہ لڑنے والا ہوتا ہے اگرچہ بعد کے تمام تجارب نے اس امر کو غلط قرار دیا ہے ڈیوک آف ولنگٹن نے کئی بار اس بات کو بیان کیا تھا اور وہ اپنے سپاہیوں کی بہادری کی عزت کو ان کی بدیوں کی نفرت کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیان کرتا تھا۔ لیکن وہ زمانہ اب آگیا اور موجودہ زمانہ میں کوئی کمان افسر ایسا نہ ملے گا جو یہ نہ کہے کہ بہت شراب پینے والا سپاہی . . . اخلاقی طور پر موجب ذلت اور جنگی موقع پر خطرناک ہے (نعرہ خوشی) وزیر لارڈ رابرٹ کی رپورٹ جنوبی افریقہ کی جنگ میں سپاہیوں کے متعلق پڑھو وہاں انھیں مجبوراً بھی خوشی سے بھی شراب سے پرہیز رکھنا پڑا چونکہ شراب ملتی ہی نہ تھی اور باوجود اس کے انھوں نے مردانہ اور شریفانہ کارروائیاں کیں بلکہ ان کی واپسی پر لارڈ رابرٹ نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ جس اعلیٰ درجہ کے مرد یہ میدان میں تھے اب ویسے نہ رہیں گے کیونکہ وطن میں شراب پینے کے لیے بہت سی ترغیب انھیں مجبور کرتی تھی۔ پس اب ہم ایک ایسے زمانہ میں آگئے ہیں جس میں ہر ایک شخص اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ پرہیز رکھنے والا سپاہی شرابی سے بہتر ہے اور اوسط درجہ کا شرابی سخت شرابی سے بہتر ہے اور . . . بالکل نہ پینے والا سب سے بہتر ہے۔ (نعرہ خوشی) اس امر سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن صاحبان ہمیں یہاں بس نہیں کرنی چاہیے۔ یہانتک تو صرف لفظی باتیں تھیں اب ان کو حقیقی واقعات پر لگانا چاہیے افلاطون کے امثال کو پڑھ کر خوش ہو لینا

اور اتنے ہی میں سمجھ لینا کہ ہم اپنا کام کر چکے کچھ فائدہ نہیں رکھتا۔ پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر صرف تقریر کرنا کہ اب ہماری فوج جنگ بلکلاوہ یا جنگ واٹرلو کے ایام سے بہتر ہے اور اسی کو اپنے مقصد کا انجام سمجھ لینا کچھ مفید نہ ہوگا۔ نہ جرنیل کے اور نہ کسی اور مقام کے سپاہیوں کے لیے یہ بات مفید ثابت ہوگی کہ ان عمدہ خیالات پر خوشی کے نعرے مارے جائیں اور بعد میں ان ساری تقریروں کو نہایت فیاضی کے ساتھ رجمنٹ کے شراب خانہ کے خم میں ڈبو دیا جاوے (نعرہ خوشی) پس ہمیں واقعات کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور صرف خیالات کے ساتھ یا نقشوں کے ساتھ اپنے آپکو دھوکا نہ دینا چاہیے کیونکہ اگر کوئی بات خیالات سے بڑھ کر غلط ہو سکتی ہے تو وہ نقشوں کے ہندسے ہیں۔ پس میں صرف اتنے پر کہ گذشتہ تاریخ کی نسبت اب بہتر حال ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اب سب کچھ درست ہے اور نہ میں مجرموں اور اردلیوں کے کمروں کے نقشہ جات کا کچھ حوالہ دینا چاہتا ہوں تا کہ ایسا نہ ہو کہ صرف نقشوں کو دیکھکر میں خوش ہو جاؤں اور سمجھ لوں کہ ہمنے لڑائی جیت لی ہے مجرموں کے نقشے نہ تو کافی معیار ہو سکتے ہیں اور نہ وہ غلطیوں سے خالی ہیں اور وہ کمان افسر بے وقوف ہوگا جو صرف نقشوں کی صفائی پر بھروسا کرکے یہ کہدے کہ اب شراب بہت نہیں پی جاتی ہمیں تسلیم کرنا چاہیے اور اس انجمن کو بھی چاہیے کہ اس بات کو تسلیم کرے کہ اگرچہ شراب کے سبب سے جرم اب کم ہوتا ہے تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بہت زیادہ ہے اور اگرچہ شرابی اور بد انتظام تھوڑے ہیں تاہم چاہیے کہ اور بھی تھوڑے ہوں اور کہ اب بھی رجمنٹوں میں ایک بڑی تعداد ایسے آدمیوں کی موجود ہے جو کہ عادتاً سخت شرابی ہیں اگرچہ ان سے کوئی جرم صادر نہ ہوا ہو اور اگرچہ وہ حد سے باہر نہ ہو گئے ہوں تاہم وہ حد پر پہنچ چکے ہیں۔ اگلے دن مجھے ایک انگریزی فوج کا نقشہ دکھایا گیا جسمیں یہ لکھا تھا کہ صرف ایک رجمنٹ میں ایک مہینہ کے اندر (. . .) دو ہزار روپیہ کی شراب پی گئی ہے اور اس

بیماروں اور نہ پینے والوں کے علاوہ کل ۴۰۰ آدمی ہیں۔ اس سے یہ اوسط نکلی کہ ہر ایک آدمی ہر روز قریباً تین سیر شراب پیتا ہے اور اگر ان میں بعض آدمی تھوڑا پینے والے ہوں گے تو پھر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بہت پینے والے کس کثرت سے پیتے ہونگے۔ اس انجمن کو چاہیے کہ ایسے آدمیوں کو اپنے میں ملائے۔ ہمیں صرف یہی نہیں چاہیے کہ جرم کے روکنے کی خاطر سخت شراب خوری کو بند کر دیں بلکہ ہمارا یہ منشا ہے کہ ایسی شراب خوری کو بھی روکا جائے جس سے جسمانی اور اخلاقی قوی کو نقصان پہنچتا ہے میں یقین کرتا ہوں کہ اگر ہر ایک کمان افسر کو یہ کہا جائے کہ تمہاری حکومت تمہاری رجمنٹ کی پرہیزگاری سے جانچی جائیگی اور شراب خانہ کی رونق ایک خراب کرنیل کی نشانی ہوگی تو اس سے بہت فائدہ ہوگا اور میں یہ تجویز بیں کا نڈر ان چیف کے آگے باادب پیش کرتا ہوں۔

اب صرف ایک اور امر باقی ہے جسکی طرف میں اس انجمن کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ ایک زیادہ وسیع خیالات کی بات ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب کو برٹش تاج کے نائب یعنی وائسرائے ہند سے لے کر ایک معمولی سپاہی تک . . . کس طرح اپنا رویہ رکھنا چاہیے ہم سب کو چاہیے کہ اپنے وطن کی خاطر ایک نمونہ قائم کریں جو آدمی نیک نمونہ قائم کرتا ہے وہ اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ لیکن شرابی کیا نمونہ قائم کرے اور کونسا نمونہ وہ قائم کر سکتا ہے وہ جو شراب کی عادت کو پاؤں کے نیچے کچل ڈالنے کی بجائے اس کے آگے گر جاتا ہے۔ وہ کیا نمونہ قائم کرے گا۔ اس موقع پر یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ دیسی سپاہی بھی شراب پیتے ہیں کیونکہ ایک کا گناہ کرنا دوسرے کے واسطے موجب معذرت نہیں ٹھہر سکتا۔"

اب اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ عیسائی قوم میں شراب نے بڑی بڑی خرابیاں پیدا کی ہیں اور بڑی بڑی مجرمانہ حرکات ظہور میں آئی ہیں لیکن ان تمام گناہوں کا منبع اور مسیح کی تعلیم اور اسکے اپنے حالات ہیں۔ باقی آئندہ

۲۸ ندارد

نور دکھلا کے تیرا سبکو کیا ملزم و خوار
سبکا دل آتش سوزان مین جلایا ہم نے

واللہ متم نورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل ۷۶

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل ۷۶

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (۱۱:۱۳) اوی القریۃ

الحکم

دار الامان قادیان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہا در قادیان بینی
شفا بینی دوا بینی غرض دار الامان بینی

منارۃ المسیح
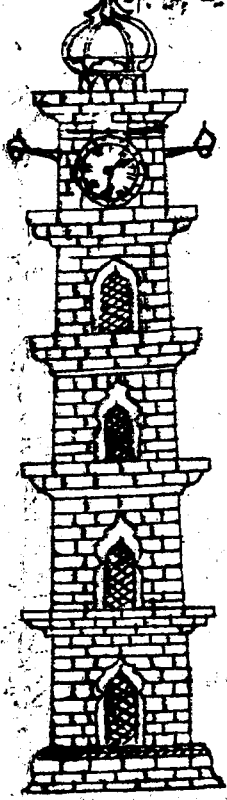
نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء یوم پنجشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی مین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ مین مین ایک تجویز پیش کرنی چاہتا ہون جس سے امید کیجاتی ہے کہ الحکم کی تبلیغ کا میدان وسیع ہوجاوے اور وہ یہ ہے کہ اس قدر مدت کے لیے جو دفتر مذکور کی تعمیر مین لگی اخبار الحکم جدید خریدارون کو چار روپے سالانہ قیمت پر دیا جاوے یس ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک جسقدر جدید خریدار

ہونگے ان سے الحکم کی قیمت ایکسال کے لئے صرف چار روپے لیجاویگی اور پرانے خریدارون سے یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ انوار احمدیہ پریس کی کل طبع شدہ کتابین جو مطبع کی ملکیت ہین وہ ایک بار ان دو مہینون کے اندر نصف قیمت پر خرید سکینگے خواہ ایک نسخہ خریدین یا ایک سے زیادہ پرانے خریدارون کے علاوہ اور کوئی شخص نصف قیمت پر ان کتابون کو لینے کا حقدار نہوگا جدید الطبع کتابین جو اس مہینے مین طبع ہونگی اس رعایت سے مستثنیٰ ہین اس کے بعد یہ رعایت نہ رہے گی ؎

ایڈیٹر الحکم قادیان

متفرق نوٹ اور نکات

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی میں قدیم خریداران الحکم کے لیے جو نصف قیمت پر کتابوں کے دے جانے کی رعایت مشتہر کی گئی ہے اسمیں بعض احباب کو یہ مغالطہ پیدا ہوا ہے کہ وہ انوار احمدیہ پریس کی ہر طبع شدہ کتاب نصف قیمت پر لینا چاہتے ہیں اشتہار میں صراحت ہے کہ جو مطبع کی ملکیت ہیں نفع شک کے لیے دوسرے مقام پر ان کتابوں کی فہرست درج کی جاتی ہے

بہرہ اشتہارات میں شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس قادیان کا ایک اشتہار کو کسی نمایاں جگہ پر چھاپنے کے لیے عذر کرتے ہیں شیخ صاحب نے ان دواؤں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مجوزہ نسخہ کے موافق ترکیب دیکر بنایا ہے اور ان دواؤں کے مفید ہونے کے لیے اتنا ہی کہدینا کافی ہے طاعون کے جو تین علاج حضرت اقدس نے ایک اشتہار میں لکھے تھے گولیاں۔ عرق ... و ... ڈاکٹر صاحب نے عام لوگوں خصوصاً اپنی جماعت کے فائدہ کے لیے محنت سے طیار کیے ہیں ہر خواہشمند ان سے منگوا سکتا ہے۔ ہر گھر میں یہ دوائی اگر رہے تو مفید ہے۔

راولپنڈی کے چودھویں صدی میں آجکل بعض تحریریں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف شائع ہونے لگی ہیں۔ باقی آیندہ کی قید اٹھہ جانے کے بعد اگر مناسب موضوعی سمجھا گیا تو ہم انشاء اللہ ریویو کرینگے الدہ کہتر ...

پیر گولڑوی نے سیف چشتیائی جو کتاب طیار کی ہے اُس کے ٹائیٹل پیج پر دو تلواروں کی تصویر بھی دی ہے۔ ہمکو یاد پڑتا ہے کہ لارڈ لارنس کے سٹیچو پر جو تلوار اور قلم کا کتبہ ہے اُسپر اعتراض کیا گیا تھا اور اہل ہند بالعموم اور کم از کم اہل پنجاب کی خواہش ظاہر کی گئی تھی کہ اس کتبہ کو بدل دیا جاوے سیف چشتیائی کے مصنف کی غرض ان تلواروں کے بنانے سے اگر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف قتل کا مخفی اشارہ نہیں یا جہاد کی ترغیب نہیں تو اس فضول تحریک سے کیا فائدہ تہا یہ امر بہرحال گورنمنٹ کے نوٹس لینے کے قابل ہے اور ہم اس پر کسی قدر صراحت سے لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک گوشہ نشین۔ نقاب پوش۔ درویش کی تحریر پر ان تلواروں کا نشان حیرت انگیز امر ہے اور کسی خاص راز کیطرف ایما کرتا ہے ورنہ پیر گولڑوی کے مذاق اور مشرب کے لحاظ سے تو طنبور و چنگ کی تصویریں موزون تہین ٭

یسوع مسیح کا شیطان اُس پر ایمان نہ لایا بلکہ اس کو ساتھ لیکر پہاڑی پر چڑھ گیا اور اُسے گمراہ کرنا چاہا یسوع کا شیطان کے ساتھ چلے جانا ایک حیرت انگیز بات ہے اور ہماری سمجھ مین نہین آتی کہ شیطان کو اس قدر قابو یسوع پر کیون ملا؟ بالمقابل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ مسیح اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کا مقابلہ کرنے والے ذرا اس مقام پر بھی غور کرلین ٭

یورپین فلاسفر جو شیطان کے وجود ہی کے قائل نہین معلوم نہین انجیل کے اس واقعہ کے کیا معنے کرتے ہین شاید نور افشان اس راز کو بیان کردے

خدا تعالے کے مامور اور مرسل پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی ابتدائی حالت مین اُس دقیق در دقیق ذات اور نہان در نہان ہستی کو کامل شعور اور بصیرت سے شناخت نہین کرسکتا اور یہ مامور و مرسل خدا تعالی کی ہستی کا زندہ اور بین ثبوت ہوتے ہین اس لئے ان ماموروں کے وجود ہین جو خوردبین کا حکم رکھتے ہین خدا نظر آتا ہے اس لئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین ؎

آن خدائے کہ از واہل جہان بیخبرند
برمن او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

ایک مشہور ضرب المثل ہے خدا داری چہ غم داری لیکن ایک آریہ اس سے کیا تسلی پاسکتا ہے جبکہ وہ اپنے خدا کے وجود کو ہی ثابت نہین کر سکتا یا اُسے مان کر کم از کم اتنا ماننا ہے کہ وہ اُس کی روح اور ذرات جسم کا خالق نہین ہے اور عملوں کے معاوضہ کے سوا کوئی کرم اور فضل ضعیف انسان پر نہین کرسکتا غرض بد قسمت ہے وہ انسان جو اُسے پرمیشر پر بھروسہ رکھتا ہے جسکو اپنا وجود ثابت کرنیکے لئے بھی بباعث کمی قدرت کوئی عمدہ اسباب میسر نہین ہین ٭

انجیل مین جس خدا کا ذکر ہوا ہے کیا اسکا پرستار خدا داری چہ غم داری سے کوئی تسلی پاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ جب وہ اپنے خدا کی یہ حالت خود دیکھتا اور پڑہتا ہے کہ ساری رات دعا کرکے بھی اپنے مطلب مین ناکام رہا اور نہایت ہی ذلت سے گرفتار ہو کر ایلی ایلی کہتا ہوا مر گیا وہ دوسرون کی مدد کیا کریگا حقیقت مین ان حالات اور واقعات کے تصور سے جو انجیل کے خودساختہ خدا یسوع مسیح کے بیان کئے گئے ہین ایک سالک اور صادق کی کمر ہمت ٹوٹ جاتی ہے اور اسے مایوس ہوکر کہنا پڑتا ہے کہ او خود گم است کرا رہبری کند

البتہ اس فقرہ کے موافق اصلی اور حقیقی تسلی اور اطمینان ایک صادق مسلمان کو ملسکتی ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ ایک **قادر حیی و قیوم رحمن رحیم** غرض تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام رزائل سے منزہ خدا کو اس کے سامنے پیش کیا گیا ہے یہ نرا زبانی دعوی نہیں بلکہ حقیقت بھی ہے جو چاہے وہ اسلام کا مطالعہ کرے پھر اس پر عمل کر کے دیکھ لے کہ سچا اطمینان اور سکینت اسمین ملتی ہے یا کسی اور مذہب مین

*

حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے ایکروز فرمایا کہ امر ہم **شوری بینہم** پر غور کرتے کرتے مین صحابہ کی اس پاک سیرۃ کے نتیجہ پر پہنچا کہ دنیا مین اس قسم کے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہین جو اپنی کمزوریون کو کسی سے سنکر صبر کرسکین اور ان کی صلاح کرین بلکہ اگر کسی کو کسی کی غلطی یا نقص سے آگاہ کیا جاوے تو وہ خطرناک طور پر مقابلہ کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے لیکن صحابہ کی پاک سیرۃ کا اس سے پتہ ملتا ہے کہ اگر ان کو کسی غلطی یا کمزوری پر مطلع کیا جاتا تو وہ نہایت ہی خوشی اور شکر گذاری سے اس بات کو سنتے۔ حقیقت مین وہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہے جسکو کوئی نصیحت کرنیوالا دوست ملے ÷

بعض فطرتین کیسی سعادتمند اور پاک ہوتی ہین کہ بعض قسم کے گناہ کا نام سنکر بھی انہیں تعجب ہوتا ہے حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر قرآن شریف مین لوط کی قوم کی بے حیائی کا ذکر نہ ہوتا تو ان کے وہم مین بھی نہین آسکتا تھا کہ ایسی بے حیائی بھی ہوتی ہے اسی قسم کی پاک فطرت ہمارے حکیم الامتہ کی ہے۔ ہم آپ کا ایک واقعہ لکھکر اس امر کا اظہار کرتے ہین۔ مولانا ممدوح نے ایک بار فرمایا کہ جب مین لکھنؤ مین طب پڑھتا تھا اسمین علت آبنہ کی بیماری کا ذکر آیا تو مجھے تعجب ہوا اور مین نے کہا کہ یہ بالکل غلط ہے میرے استاد سخت حیران ہوئے وہ زور دیتے تھے اور مین انکار کرتا تھا اس وقت میری عمر بائیس سال کے قریب تھی اس سے ایک دانشمند آپکی پاکیزہ فطرۃ کی طرف پے لے جاسکتا ہے۔ اسی تذکرہ کلام مین آپ نے اس بیماری کے اسباب بتائے عام فائدے کے لئے وہ بھی درج کردیتے ہین ÷

اوّل - جو شخص عورت سے لواطت کرے اس کی اولاد ایسی ہوگی ÷

دوّم - مٹھائی کھانے کی عادت

سوّم امیرون کے لڑکون کو ان کے کھلانے والے ایسی بدعادتین ڈالدیتے ہین ÷

چہارم - صحبت بد

ان سب کا علاج ہے - **استغفار اور توبہ** ÷

ملفوظات مین سے کچھ

(نماز اور حج)

عباذہ کے دو حصے تھے ایک وہ جو انسان اللہ تعالی سے ڈرے جو ڈرنیکا حق ہے خدا تعالی کا خوف انسان کو پاکیزگی کے چشمہ کی طرف لیجاتا ہے اور اس کی روح گداز ہوکر الوہیت کی طرف بہتی ہے اور **عبودیت** کا حقیقی رنگ اسی مین پیدا ہوجاتا ہے ÷

دوسرا حصہ عباذہ کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنیکا حق ہے اسی لئے فرمایا ہے والذین امنوا اشد حبا للّٰہ اور دنیا کی ساری محبتون کو غیر فانی اور آنی سمجھکر حقیقی **محبوب** اللہ تعالے ہی کو قرار دیا جاوے ÷

یہ دو حق ہین جو اللہ تعالی اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے ان دونون قسم کے حقوق کے ادا کرنیکے لئے یون تو ہر قسم کی عباذہ اپنے اندر ایک رنگ رکھتی ہے مگر اسلام نے دو مخصوص صورتین عبادت کی اس کے لئے مقرر کی ہوئی ہین ÷

خوف اور محبت دو ایسی چیزین ہین کہ بظاہر ان کا جمع ہونا بھی محال نظر آتا ہے کہ ایک شخص جس سے خوف کرے اس سے محبت کیونکر کرسکتا ہے مگر اللہ تعالے کا خوف اور محبت ایک الگ رنگ رکھتی ہے جسقدر انسان خدا کے خوف مین ترقی کریگا اسی قدر محبت زیادہ ہوتی جاویگی اور جسقدر محبت الٰہی مین وہ ترقی کریگا اسیقدر خدا تعالی کا خوف غالب ہوکر بدیون اور برائیون سے نفرت دلاکر پاکیزگی کی طرف لیجائیگا ÷

پس اسلام نے ان دونون حقوق کو پورا کرنے کے لئے ایک صورت نماز کی رکھی جسمین خدا کے خوف کا پہلو رکھا ہے اور محبت کی حالت کے اظہار کے لئے حج رکھا ہے **خوف** کے جسقدر ارکان ہین وہ نماز کے ارکان سے بخوبی واضح ہین کہ کسقدر تذلل اور اقرار عبودیت اسمین موجود ہے اور حج مین محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہین بعض وقت شدت محبت مین کپڑے کی بھی حاجت نہین رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے کپڑون کو سنوار کر رکھنا یہ عشق مین نہین رہتا - سیالکوٹ مین ایک عورت ایک درزی پر عاشق تھی اسے بہتیرا پکڑ کر رکھتے تھے وہ کپڑے پھاڑ کر چلی آتی تھی غرض یہ نمونہ جو انتہائے محبت کا لباس مین ہوتا ہے وہ حج مین موجود ہے۔ سر منڈایا جاتا ہے۔ دوڑتے ہین محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے جو خدا کی ساری شریعتون مین تصویری زبان مین چلا آیا ہے پھر قربانی مین بھی کمال عشق دکھایا ہے اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی ہے نادان ہے وہ شخص جو اپنی نابینائی سے اعتراض کرتا ہے ÷

دارالامان کا ہفتہ

(بزرگانِ ملت)

(۱) حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت بفضلہ تعالیٰ خوش و خرم ہین۔

۲ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرۃ حکیم الامتہ بھی بفضلہ تعالیٰ بہمہ وجوہ تندرست ہین حکیم الامتہ ایک روز کے لئے دارالامان سے باہر ایک شہادۃ کے لئے جانے کی ضرورت پڑی تھی آج مع الخیر تشریف لے آئے ہ

۳ مولوی سید محمد احسن صاحب ابھی تک امروہہ مین ہین ہ

تالیفات وتصنیفات

۱ حضرہ حجتہ اللہ کی کتاب نزول المسیح نہایت ہی خولصورت اور عمدہ کاغذ پر خاص اہتمام سے طبع ہو رہی ہے اس کتاب کی اشاعت پر مذہبی عالم مین ایک حیرت انگیز تبدیلی کی امید کی جاتی ہے۔

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کی کتاب **خلافت راشدہ** الحکم کی اگلی اشاعت سے پہلے پہلے انشاء اللہ تعالے شائع ہو جائیگی نہایت ہی عجیب وغریب کتاب ہے جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے مضامین کی فہرست پورے نو صفحون پر ہے . . . **قیمت** علاوہ محصولڈاک عمر اور مع محصولڈاک عیر

ست بچن چھپ کر شائع ہو گیا آریہ دھرم طبع ہو رہا ہے اور ازالہ اوہام کی دوسری جلد بھی ہ

مدرسہ

۱ - مدرسے کا کل اہتمام جیساکہ پہلے بھی شائع ہو چکا ہے حضرت نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیرکوٹلہ کے ہاتھ مین حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے دیدیا ہے۔

۲ - مدرسے کی امداد کے لئے چندہ جمع کرنے کو جناب میرزا خدابخش صاحب سفیر ہوکر قوم کی خدمت مین مختلف شہرون مین گئے ہین امید ہے قوم نہایت عزۃ اور خوشی سے اُن کو ریسیو کریگی اور اُن کے اغراض ومقاصد کی تکمیل مین پوری مدد دیگی ہ

بیعت کا کالم

شیخ عبدالعزیز زورہ تصبشبین کشمیر تحصیل ہری پور
محمد عزیز دین صاحب دولت پور جہلم تحصیل پنڈدادنخان
اکبر علی صاحب خاص ہوشیار پور

عبداللطیف صاحب لنا چور جالندہر نواشہر
بوڑا صاحب نول - منٹگمری
شامہ " "
حاجی " "
غلام محمد " "
جیوا صاحب " "
صوبہ " "
احمد " "
علی " "
ولی محمد " "
امیرا " "
شاہ محمد " "
مسماہ عالم خاتون " "
مسماہ پناہ بی بی زوجہ عبدالحمید سید عالہ "

محمد دین ملکی گجرات کہاریان
امام الدین بیگ قادیان
احمد بیگ پٹی لاہور قصور
غلام محی الدین بیگ سیکر وڑ سیالکوٹ ظفروال
میرزا سلطان بیگ قلعہ مغلان " "
فضل بیگ
محمود ڈنگہ گجرات
عبدالعزیز پت رائی لاہور قصور
مسماہ سہاگ بی بی زوجہ میان اکمل الدین صاحب خوشاب
حافظ بی بی بنت میان اکمل الدین خوشاب
حافظ کرم دین صاحب "
مسماۃ الہ جیوائی "
بلند خانصاحب - جہلم نوان بازار
محمد صاحب دلیپ گجرات
عزیز محمد پنڈوری گہگوڑیان ہوشیارپور
رشید محمد " " "
ابراہیم - بٹالہ
محمد عزیز الدین تکیریان ہوشیارپور
غلام رسول "
اقبال علی تہاڑہ لودیانہ
شہاب الدین " "
اہلیہ سکندر علی لکھو کلان گورداسپور
زینت بنت سکندر علی " "
مع برکت بی بی " "
مہر بی بی " "
منشی غلام محمد صاحب " "
فضل الٰہی صاحب " "
فقیر اللہ " "
گلاب بی بی والدہ " "
غلام محمد صاحب " "
۱ بنت غلام محمد " "
۲ بنت غلام محمد " "
عبدالرزاق لودیانہ
محمد ابراہیم "
قمر الدین "
قطب الدین "
محمد حسن "
پیر بخش "

باقی آئندہ

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

حضرت اقدس کی ایک لانظیر تقریر

(جو ۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کی شام کو حضور نے جناب سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن کے اس سوال کے جواب مین فرمائی کہ کیا **مردون سے استعانت مانگنی چاہیے**)

بات یہ ہے کہ مردون سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین یہ ضعیف الایمان لوگون کا کام ہے کہ مردون کی طرف رجوع کرتے ہین اور زندون سے دور بھاگتے ہین خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی مین لوگ انکی نبوت کا انکار کرتے رہے اور جب وہ انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہو گئی اللہ تعالےٰ نے کہین بھی مردون کے پاس جانے کی ہدایت نہین فرمائی بلکہ **کونوا مع الصادقین** کا حکم دیکر زندون کی صحبت مین رہنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستون کو بار بار یہان آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہین اور ہم جو کسی دوست کو یہان رہنے کیواسطے کہتے ہین تو اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ محض اس کی حالت پر رحم کرکے ہمدردی اور خیرخواہی سے کہتے ہین مین سچ سچ کہتا ہون کہ **ایمان درست نہین ہوتا جب تک انسان صاحب ایمان کی صحبت** مین نہ رہے اور یہ اس لئے کہ چونکہ طبیعتین مختلف ہوتی ہین ایک ہی وقت مین ہر قسم کی طبیعت کیموافق حال تقریر نا صح کے منہ سے نہین نکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آجاتا ہے کہ اس کی سمجھ اور فہم کیمطابق اس کے مذاق پر گفتگو ہوجاتی ہے جس سے اس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے اور اگر آدمی بار بار نہ آئے اور زیادہ دنون تک نہ رہے تو ممکن ہے کہ ایک وقت ایسی تقریر ہو جو اس کے مذاق کے موافق نہین ہے اور اس سے اس کو بددلی پیدا ہوا اور وہ حسن ظن کی راہ سے دور جا پڑے اور ہلاک ہوجاوے غرض قرآن کریم کے منشا کیموافق تو **زندون** ہی کی صحبت مین رہنا ثابت ہوتا ہے اور استعانت کے متعلق یہ بات یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اصل **استمداد** کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے اور اسی پر قرآن کریم نے زور دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ **ایاک نعبد و ایاک نستعین** پہلے صفات الٰہی رب العٰلمین۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین کا اظہار فرمایا۔ پھر سکھایا کہ **ایاک نعبد و ایاک نستعین** یعنی عبادت بھی تیری کرتے ہین اور استمداد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ اصل حق استمداد کا اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے کسی انسان۔ حیوان۔ چرند پرند غرضیکہ کسی مخلوق کے لئے نہ آسمان پر نہ زمین پر یہ حق نہین ہے۔ مگر ہان دوسرے درجہ پر ظلی طور سے یہ حق اہل اللہ اور مردان خدا کو دیا گیا ہے۔ ہم کو نہین چاہئے کہ کوئی بات اپنی طرف سے بنالین۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے فرمودہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے اندر اندر رہنا چاہئے اسی کا نام صراط مستقیم ہے۔ اور یہ امر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** سے بھی بخوبی سمجھ مین آسکتا۔ اس کے پہلے حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا محبوب۔ معبود اور مطلوب اللہ تعالیٰ ہی ہونا چاہئے اور دوسرے حصے سے رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا اظہار ہے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ رسالت مین ایک امر ظاہر ہوتا ہے اور ایک مخفی ہوتا ہے مثلاً **لا الہ الا اللہ** ایک کلمہ ہے جیسے رسالت مآب نے بایں الفاظ لوگون کو پہنچا دیا ہے۔ لوگ مانین یا نہ مانین۔ یعنی رسالت کا کام صرف پہنچا دینا تھا مگر رسالت کے یہ ظاہری معنے ہین۔ ہم جب اور زیادہ غور کرکے بطون کی طرف جاتے ہین تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت جو **لا الہ الا اللہ** کے ساتھ بطور ایک جزو غیر منفک کے شامل ہوئی ہے یہ صورت ابلاغ تک ہی محدود نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوت قدسیہ کے زور سے اس تبلیغ کو با اثر بنانے مین لانظیر نمونہ دکھلایا ہے اور قرآن کریم سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ آپ کو کس قدر سوزش اور گدازش لگی ہوئی تھی چنانچہ فرمایا **لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین** یعنے کیا تو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا اس فکر مین کہ یہ مومن کیون نہین بنتے۔ یہ یکی بات ہے کہ ہر نبی صرف لفظ لیکر نہین آتا بلکہ اپنے اندر وہ ایک درد اور سوز و گداز بھی رکھتا ہے جو اپنی قوم کی اصلاح کے لئے ہوتا ہے اور یہ **درد اور اضطراب کسی بناوٹ سے** نہیں ہوتا بلکہ فطرتاً اضطراری طور پر اس سے صادر ہوتا ہے۔ جیسے ایک مان اپنے بچے کی پرورش مین مصروف ہوتی ہے اگر بادشاہ کی طرف سے اس کو حکم بھی دیا جاوے کہ اگر وہ اپنے بچہ کو دودھ نہ بھی دے اور اسطرح پر اس کے ایک دو بچے مر بھی جاوین تو اس کو معاف ہین اور اس سے کوئی باز پرس نہ ہوگی تو کیا بادشاہ کے ایسے حکم پر کوئی مان خوش ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہین بلکہ بادشاہ کو گالیان دیگی وہ دودھ دینے سے رک سکتی ہی نہین یہ بات اس کی طبیعت مین طبعاً موجود ہے

اور دودھ دینے مین اس کو کبھی بہشت نہین جانا یا اس کا معاوضہ پانا مرکوز اور ملحوظ نہین ہوتا۔ اور یہ جوش طبعی ہی جو اس کو فطرت نے دیا ہے ورنہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو چاہئے تہا کہ جانورون کی مائیں بکری۔ بھینس۔ یا گائے یا پرندون کی مائین اپنے بچون کی پرورش سے علیحدہ ہو جاتین۔ ایک فطرت ہوتی ہے ایک عقل ہوتی ہے اور ایک جوش ہوتا ہے ماؤن کا اپنے بچون کی پرورش مین مصروف ہونا یہ فطرت ہے اسیطرح پر مامورین جو آتے ہین انکی فطرت مین بھی ایک بات ہوتی ہے وہ کیا؟ مخلوق کے لئے دلسوزی اور بنی نوع انسان کی خیرخواہی کے لئے ایک گداز ش۔ وہ طبعی طور پر چاہتے ہین کہ لوگ ہدایت پاجاوین اور خدا تعالیٰ مین زندگی حاصل کرین بس یہ وہ سر ہے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے دوسرے حصہ مین یعنی اظہار رسالت محمدیہ مین رکھا ہوا ہے۔ جیسے پیغام پہنچانے والے عام طور پر پیغام پہنچا دیتے ہین اور اس بات کی پرواہ نہین کرتے کہ اس پر عمل ہویا نہ ہو گویا وہ تبلیغ صرف کان ہی تک محدود ہوتی ہے برخلاف اس کے ماموران الٰہی کان تک بھی پہونچاتی ہین اور اپنی قوت قدسی کے زور اور ذریعہ سے دل تک بھی پہونچاتے ہین اور یہ بات جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور **ظل اللہ** بنتا ہے پھر وہ **مخلوق** کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم اس مرتبہ مین کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہین سکتے تھے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **عزیز علیہ ما عنتم** ۔ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہین سکتا۔ وہ اس پر سخت گران ہے اور اسے ہر وقت اسبات کی تڑپ

لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں۔ ان ساری باتون کو یکجائی طور پر دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اول خدا تعالےٰ مدد دیتا ہے پھر دوسرے درجہ پر **مامورمن اللہ** کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دل مین جوش ڈالا ہے اور وہ اسی جوش اور تقاضاء فطرت کے ساتھ مخلوق کی بہتری مین ہر ایک قسم کی کوشش کرتے ہین جیسے مان اپنے بچے کو دودھ دیتی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھکر اس لئے کہ والدہ کا نفس مزکی نہین ہے اور یہ مزکی النفس لوگ ہوتے ہین انہین کو صادقین اس آیت **کونو مع الصادقین** مین فرمایا گیا ہے اب مین سورۃ الفاتحہ کی طرف رجوع کر کے کہتا ہون کہ **اہدنا الصراط المستقیم** مین انعمت علیہم کی راہ طلب کی گئی ہے اور مین نے کئی مرتبہ یہ بات بیان کی ہے کہ **انعمت علیہم** مین چار گروہون کا ذکر ہے نبی صدیق۔ شہید۔ صالح۔ پس جبکہ ایک مومن یہ دعا مانگتا ہے تو ان کے اخلاق اور عادات اور علوم کی درخواست کرتا ہے۔ اسپر اگر ان چار گروہون کے اخلاق حاصل نہیں کرتا تو یہ دعا اس کے حقمین بے ثمر ہوگی اور وہ بیجان لفظ بولنے والا حیوان ہے یہ چار طبقے ان لوگون کے ہین جنہون نے خدا تعالےٰ سے علوم عالیہ اور مراتب عظیمہ حاصل کئے ہین نبی وہ ہوتے ہین جنکا تبتل الی اللہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ خدا سے کلام کرتے اور وحی پاتے ہین۔ اور صدیق وہ ہوتے ہین جو صدق سے پیار کرتے ہین سب سے بڑا صدق لا الٰہ الا اللہ ہے اور پھر دوسرا صدق **محمد رسول اللہ** ہے وہ صدق کی تمام راہون سے پیار کرتے ہین اور صدق ہی چاہتے ہین تیسرے وہ لوگ ہین جو **شہید** کہلاتے ہین وہ گویا خدا تعالےٰ کا مشاہدہ کرتے ہین شہید وہی نہین ہوتا جو

قتل ہو جاوے کسی لڑائی یا وبائی امراض مین مارا جاوے بلکہ شہید ایسا **قوی الایمان** انسان ہوتا ہے جسکو خدا تعالےٰ کی راہ مین جان دینے سے بھی دریغ نہ ہو۔ صالحین وہ ہوتے ہین جنکے اندرسے ہر قسم کا فساد جاتا رہے جیسے تندرست آدمی جب ہوتا ہے تو اس کی زبان کا مزا بھی درست ہوتا ہے پوری اعتدال کی حالت مین تندرست کہلاتا ہے کسی قسم کا فساد اندر نہین رہتا۔ اسیطرح پر صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہین ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہین ہوتا اس کا کمال اپنے نفس مین نفی کے وقت ہے اور شہید۔ صدیق۔ نبی کا کمال **ثبوتی** ہے۔ شہید ایمان کو ایسا قوی کرتا ہے گویا خدا کو دیکھتا ہے۔ صدیق عملی طور پر صدق سے پیار کرتا اور کذب سے پرہیز کرتا ہے اور نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ ردائے الٰہی کے نیچے آجاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ کمال کسی دوسرے کو حاصل نہین ہو سکتے اور مولوی یا علما کہتے ہین کہ بس ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لے اور نماز روزہ کے احکام کا پابند ہو جاوے اس سے زیادہ ان احکام کے ثمرات اور نتائج کچھ نہین اور نہ ان مین کچھ حقیقت ہے۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے اور ایمانی کمزوری ہے انھون نے رسالت کے مدعا کو نہیں سمجھا۔ اللہ تعالےٰ جو ماموروں اور مرسلون کو خلق اللہ کی ہدایت کیواسطے بھیجتا ہے۔ کیا اس لئے بھیجتا ہے کہ لوگ انکی پرستش کرین؟ نہین بلکہ ان کو نمونہ بنا کر بھیجا جاتا ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے بادشاہ اپنے ملک کے کاریگرون کو کوئی تلوار دے تو اس کی مراد بھی ہے کہ وہ بھی ویسی تلوار بنانیکی کوشش کرین اللہ تعالےٰ ان لوگون کو جو مامور اور مرسل ہوتے ہین اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف بناتا ہے اور دنیا کی طرف مامور کرتا ہے تا لوگ انکے اخلاق اور

کمالات سے حصہ لیں اور اسی طرز و روش پر چلیں۔ کیونکہ یہ لوگ اس وقت تک فائدہ پہنچاتے ہیں جب تک زندہ ہوں۔ گذرنے کے بعد تبدیل ہو جاتا ہے اسواسطے صوفی لوگ کہتے ہیں کہ زندہ بلی مردہ شیر سے بہتر ہوتی ہے خدا تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے

الر۔ کتاب احکمت الاٰیۃ

الف سے مراد اللہ اور لؔ سے مراد جبرائیل اور رؔ سے مراد رسل ہیں چونکہ اس میں بھی قصہ ہے کہ کونسی چیزیں انسانوں کو ضروری ہیں اس لئے فرمایا **کتاب احکمت** الاٰیۃ یہ کتاب ایسی ہے کہ اس کی آیات پکی اور استوار ہیں قرآن کریم کی تعلیموں کو اللہ تعالیٰ نے کئی طرح پر مستحکم کیا تاکہ کسی قسم کا شک نہ رہے اور اسی لئے شروع میں ہی فرمایا **لاریب فیہ** یہ استحکام کئی طور پر کیا گیا ہے۔

اوّلاً۔ قانون قدرت سے استواری اور استحکام قرآنی تعلیموں کا قانون قدرۃ سے کیا گیا۔ جو کچھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے قانون قدرت اس کو پوری مدد دیتا ہے گویا جو قرآن میں ہے وہی **کتاب مکنون** میں ہے اسکا راز انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے بدون سمجھ میں نہیں آسکتا اور یہی وہ سر ہے جو **لا یمسہ الا المطہرون** میں رکھا گیا ہے غرض پہلے قرآنی تعلیم کو قانون قدرۃ سے مستحکم کیا ہے مثلاً قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی صفت وحدہ لاشریک بتلائی جب ہم قانون قدرۃ میں نظر کرتے ہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ ضرور ایک ہی خالق و مالک ہے کوئی اس کا شریک نہیں دل بھی اسے ہی مانتا ہے اور دلائل قدرہ سے بھی اسی کا پتہ لگتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز جو دنیا میں موجود ہے وہ اپنے اندر کرویت رکھتی ہے۔ جیسے پانی کا قطرہ اگر یا نہ سی چھوڑیں تو وہ کروی شکل کا ہوگا اور کروی شکل توحید کو مستلزم ہے اور یہی

وجہ ہے کہ پادریوں کو بھی ماننا پڑا کہ جہاں تثلیث کی تعلیم نہیں پہونچی وہاں کے رہنے والوں سے توحید کی پرسش ہوگی۔ چنانچہ پادری فنڈر نے اپنی تصنیفات میں اس امر کا اعتراف کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قرآن کریم دنیا میں نہ بھی ہوتا تب بھی **ایک** ہی خدا کی پرستش ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا بیان صحیح ہے کیونکہ اسکا نقش انسانی فطرت اور دل میں موجود ہے اور دلائل قدرت سے اُس کی شہادۃ ملتی ہے۔ برخلاف اس کے انجیلی تثلیث کا نقش نہ دل میں ہے نہ قانون قدرت اس کا مؤید ہے یہی معنے ہیں **کتاب احکمت** الاٰیۃ کے یعنی قانون قدرت سے اسکی تعلیموں کو ایسا استحکام اور استوار کیا گیا ہے کہ مشرک وعیسائی کو بھی ماننا پڑا کہ انسان کے مادہ فطرت سے توحید کی باز پرس ہوگی

دوسری وجہ استحکام کی خدا تعالیٰ کے نشانات ہیں کوئی نبی کوئی مامور دنیا میں ایسا نہیں آتا جسکے ساتھ تائیدات الٰہی شامل نہوں اور یہ تائیدات اور نشانات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت پر شوکت اور پر قوت تھے آپکے حرکات سکنات میں کلام میں نشانات تھے گویا آپکا وجود از سرتا پا **نشانات الٰہی** کا پتلا تھا۔

تیسرا احکام نبی کا پاک چال چلن اور راستبازی ہے یہ منجملہ ان باتوں کے ہے جو عقلمندوں کے نزدیک امین ہونا بھی ایک دلیل ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے دلیل پکڑی تھی

چوتھا احکام جو ایک زبردست وجہ استواری اور استحکام کی ہے نبی کی قوت قدسیہ ہے جس سے فائدہ پہنچتا ہے جیسے طبیب خواہ کتنا ہی دعوے کرے کہ میں ایسا ہوں اور ویسا ہوں اور اُس کو سند بھی خواہ لنڈن ہی کی کیوں نہو لیکن اگر لوگوں کو اُس سے فائدہ نہ پھونچے تو بھی کہینگے کہ اس کے ہاتھ میں شفا نہیں ہے۔ اسی طرح پر **نبی کی قوت قدسی** جسقدر زبردست ہو اُسی قدر اس کی شان اعلیٰ اور بلند ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کے استحکام کے لئے یہ پشتیبان بھی سب سے بڑا پشتیبان ہے۔

ہمارے پیغمبر خدا صلعم کی قوت قدسی اس درجہ پر پہنچی ہے کہ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کسی نے آپ کے مقابلے میں کچھ نہیں کیا۔ یہودی دنیا کے کتے ہیں۔ عیسائیوں کو دیکھو تو وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے چشمے سے دور جا پڑے کوئی حضرت مریم کی پرستش کرتا ہے کوئی مسیح کو خدا جانتا ہے اور دنیا پرستی ہی شب و روز کا شغل اور کام ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طیار کردہ جماعت کو اگر دیکھا جاوے تو وہ ہمہ تن خدا ہی کے لئے نظر آتے ہیں اور اپنی عملی زندگی میں کوئی نظیر نہیں رکھتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور کامیاب زندگی کی تصویر یہ ہے کہ آپ ایک کام کے لئے آئے اور اُسے پورا کر کے اس وقت دنیا سے رخصت ہوئے جسطرح بندوبست والے پورے کاغذات پانچ برس میں مرتب کر کے آخری رپوٹ کرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے اُس دن سے لیکر جب **قم فانذر** کی آواز آئی پھر **اذا جاء نصر اللہ** اور **الیوم اکملت لکم دینکم** کے دن تک نظر کریں تو آپ کی لا نظیر کامیابی کا پتہ ملتا ہے۔ ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاص طور پر **مامور** تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپکی زندگی میں

کامیابی نصیب نہ ہوئی جوانکی رسالت کا منتہا تھی وہ **ارض مقدس** اور موعود سرزمین کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکے بلکہ راہ ہی مین فوت ہو گئے۔ کافر کب مان سکتاہے اور ایک بےایمان آدمی راہ مین فوت ہوجانے اور وعدہ کی زمین مین نہ پہنچ سکنے کے وجوہات کب سننے لگا وہ تو یہی کہیگا کہ اگر مامور تھے تو وہ وعدے زندگی مین کیون پورے نہ ہوئے سچی بات یہی ہے کہ سب نبیون کی نبوت کی پردہ پوشی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوئی۔

ایسا ہی مسیح علیہ السلام کی زندگی پر نظر کرو ساری رات خود دعا کرتے رہے دوستون سے کراتے رہے آخر شکوہ پر اُتر آئے اور ایلی ایلی لما سبقتنی بھی کہدیا۔ یعنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا۔ اب ایسی حسرت بھری حالت کو دیکھکر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ **مامور من اللہ** ہے جو نقشہ پادریون نے مسیح کی آخری حالت کا جاکر دکھایاہے وہ تو بالکل مایوسی بخشتاہے لا کہین تو یقین کہ خدا کی پناہ اور کام کچھ بھی نہ کیا ساری عمر میں کل ایکسو بیس آدمی طیار کئے اور وہ بھی ایسے **پست خیال** اور **کم فہم** جو خدا کی بادشاہت کی باتون کو سمجھ ہی نہ سکتے تھے اور سب سے بڑا مصاحب جسکی بابت یہ فتوی تھا کہ جو زمین پر کرے آسمان پر ہوتاہے اور بہشت کی کنجیان جسکے ہاتھ مین تھین اُسی نے سب سے پہلے لعنت کی اور وہ جو امین اور خزانچی بنایا ہوا تہا جسکو چھاتی پر لٹاتے تھے اُسی نے تیس درم لیکر پکڑوا دیا اب ایسی حالت مین کب کوئی کہہ سکتاہے کہ مسیح نے واقعی **ماموریت** کا حق ادا کیا۔

اور اس کے مقابل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا پکا کام ہے اُس وقت سے جب کہ کہا کہ مین ایک کام کرنے کے لئے آیا ہون جب تک یہ نہ سن لیا کہ الیوم اکملت لکم دینکم آپ دنیا سے نہ اُٹھے۔ جیسے یہ دعوے کیا تھا کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ اس دعوے کے مناسب حال یہ ضروری تھا کہ کل دنیا کے مکروہ مکائد متفق طور پر آپ کی مخالفت مین کئے جاتے۔ آپ نے کس جوش اور دلیری کے ساتھ مخالفون کو مخاطب کرکے کہا کہ **فکیدونی جمیعًا** یعنی کوئی دقیقہ مکر کا باقی نہ رکھو۔ سارے فریب مکر استعمال کرو۔ قتل کے منصوبے کرو۔ اخراج اور قید کی تدبیرین کرو مگر یاد رکھو **سیھزم الجمع ویولون الدبر** آخر فتح میری ہے تمہارے سارے منصوبے خاک مین ملجاوین گے تمہاری ساری جماعتین تتر اور براگندہ ہوجاوین گی اور پیٹھ دے نکلین گی جیسے وہ عظیم الشان دعوے انی رسول اللہ الیکم جمیعًا کسی نے نہین کیا اور جیسے **فکیدونی جمیعًا** کہنے کو کسی کی ہمت نہ ہوئی یہ بھی کسی کے مُنہہ سے نہ نکلا سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ یہ الفاظ اُسی مُنہہ سے نکلے جو خدا تعالے کے سائے کے نیچے الوہیت کی چادر مین لپٹا ہوا پڑا تھا۔

غرض ان وجوہات پر ایک اجنبی آدمی بھی نظر ڈالے تو اُس کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالے نے کیسے صاف اور واضح طور پر کتاب اللہ کو مضبوط و مستحکم فرمایا ہے اگر کوئی قانون قدرت پر نظر کرتاہے تو قول اور فعل الٰہی کو باہم مطابق پاتا ہے پھر اگر خوارق پر نظر کرتاہے تو اسقدر کثرت سے ہین کہ حد شمار سے باہر ہین یہان تک کہ آپکا قول۔ فعل وحرکات و سکنات سب خوارق ہین قوت قدسیہ کو دیکھتاہے تو صحابہ کرام کی پاک تبدیلی حیرت مین ڈالتی ہے پھر **کامیابی** کو دیکھتاہے تو دنیا بھر کے ماموردن اور مرسلون سے بڑھکر رہے تھے

ان وجوہات احکام آیات کے علاوہ میرے نزدیک اور بھی بہت سے وجوہات ہین منجملہ ان کے ایک **اکثر** کے لفظ سے پتہ لگتاہے یہ لفظ مجددون اور مرسلون کے سلسلہ جاریہ کی طرف اشارہ کرتاہے جو قیامت تک جاری ہے اب اس سلسلہ مین آنے والے مجددون کے خوارق۔ ان کی کامیابیان ان کی پاک تاثیرون وغیرہ وجوہات احکام آیات کوگن ہی نہین سکتی اور یہ سب خوارق اور کامیابیان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے متبعین مجددون کے ذریعہ سے ہوئین۔ اور قیامت تک ہونگی درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابیان ہین۔ غرض ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ مُردون سے **استمداد** خدا تعالی کی منشاء کے موافق نہین۔ اگر مردون سے مدد کی ضرورت ہوتی تو پھر زندون کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہزارون ہزار جو اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہین اسکا کیا مطلب تھا۔ مجددین کا سلسلہ کیون جاری کیاجاتا؟ اگر اسلام مُردون کے حوالے کیاجاتا تو یقینًا سمجھو کہ اس کا نام ونشان مٹ گیا ہوتا۔ یہودیون کا مذہب مردون کے حوالے کیاگیا نتیجہ کیا ہوا! عیسائیون نے مردہ پرستی سے بتلاؤ کیا پایا؟ مردون کو پوجتے پوجتے خود مُردہ ہو گئے۔ نہ مذہب مین زندگی کی روح رہی نہ ماننے والون مین زندگی کے آثار باقی رہے۔ اول سے لیکر آخر تک مردون ہی کا مجمع ہوگیا اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اسلام کا خدا **حي وقیوم خدا** ہے پھر وہ مردون سے پیار کیونکر نے لگا وہ حی وقیوم خدا تو بار بار مردون کو جلاتاہے **یحي الارض بعد موتہا** تو کیا مردون کے ساتھ تعلق پیدا کرا کر جلاتاہے نہین ہرگز نہین! اسلام کی حفاظت کا ذمہ اُسی حي وقیوم خدا نے **انالہ لحافظون** کہ کر اُٹھایا ہوا ہے پس ہر زمانہ مین یہ دین زندون سے زندگی پاتاہے اور مردون کو جلاتا ہے۔ یاد رکھو اسمین قدم قدم پر زندگی آتے ہین پھر فرمایا **ثم فصلت** ایک تو وہ تفصیل ہے جو قرآن کریم مین ہے دوسری یہ کہ قرآن کریم کے معارف و حقائق کے اظہار کا سلسلہ قیامت تک دراز کیا گیاہے۔

ہر زمانے مین نئے معارف اور اسرار ظاہر ہوتے ہین فلسفی اپنے رنگ مین طبیب اپنے مذاق پر صوفی اپنے طرز پر بیان کرتے ہین اور پھر یہ تفصیل بھی حکیم و خبیر خدا نے رکھی ہے حکیم اس کو کہتے ہین کہ جن چیزون کا علم مطلوب ہو وہ کامل طور پر ہوا اور پھر عمل بھی کامل ہو ایسا کہ ہر ایک چیز کو اپنے اپنے محل و موقع پر رکھ سکے حکمت کے معنے وضع الشئی فی محلہ۔ اور خبیر مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی ایسا وسیع علم کہ کوئی چیز اس کی خبر سے باہر نہین چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب مجید کو **خاتم الکتب** ٹھہرایا تھا اور اس کا زمانہ قیامت تک دراز تھا وہ خوب جانتا تھا کہ کسطرح پر یہ تعلیمین ذہن نشین کرنی چاہئین چنانچہ اسی کے مطابق تفاصیل کی ہین پھر اس کا سلسلہ جاری رکھا کہ جو مجدد و مصلح احیاء دین کے لئے آتے ہین وہ خود مفصل آتے ہین اس کے بعد ایک عجیب بات سوال مقدر کے جواب کے طور پر بیان کی گئی ہے یعنی اس قدر تفاصیل جو بیان کی جاتی ہین انکا خلاصہ اور مغز کیا ہے؟

الا تعبدوا الا اللہ خدا تعالےٰ کے سوا ہرگز ہرگز کسی کی پرستش نکرو اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علت غائی یہی عبادت ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا ہے۔ **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** ۔ عبادت اصل مین اس کو کہتے ہین کہ انسان ہر قسم کی قساوت۔ کجی کو دور کرکے دل کی زمین کو ایسا صاف بنادے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے عرب کہتے ہین مور معبد جیسے سرمہ کو باریک کرکے آنکھون مین ڈالنے کے قابل بنالیتے ہین۔ اسیطرح جب دل کی زمین مین کوئی کنکر۔ پتھر ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو اس کا نام عبادۃ ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس مین شکل نظر آجاتی ہے اور اگر زمین کی کی جاوے تو اسمین انواع و اقسام کے پھل پیدا ہو جاتے ہین

پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر دل صاف کرے اور اسمین کسی قسم کی کجی اور ناہمواری۔ کنکر۔ پتھر نہ رہنے دے تو اس مین **خدا نظر آئیگا** مین پھر کہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے درخت اس مین پیدا ہو کر نشوونما پائین گے اور وہ اثمار شیرین و طیب ان مین لگین گے جو اکلہا دائم کے مصداق ہونگے یاد رکھو کہ یہ وہی مقام ہے جہان صوفیون کے سلوک کا خاتمہ ہے۔ جب سالک یہان پہنچتا ہے تو خدا ہی خدا کا جلوہ دیکھتا ہے اسکا دل عرش الٰہی بنتا ہے اور اللہ تعالےٰ اس پر نزول فرماتا ہے۔ سلوک کی تمام منزلین یہان آکر ختم ہو جاتی ہین کہ انسان کی حالت تعبد درست ہو جس مین روحانی باغ لگ جاتے ہین اور آئینہ کیطرح خدا نظر آتا ہے اسی مقام پر پہنچکر انسان دنیا مین جنت کا نمونہ پاتا ہے اور یہان ہی ہذا الذی رزقنا من قبل و اتوا بہ متشابہا کہنے کا حظ اور لطف اٹھاتا ہے

غرض حالت تعبد کی درستی کا نام عبادت ہے پھر فرمایا۔ **اننی لکم منہ نذیر و بشیر** چونکہ یہ تعبد تام کا علم اتنا کام انسان بدون کسی اسوۂ حسنہ اور نمونہ کاملہ کے اور کسی نمونہ قدسیہ کے کامل اثر کے بغیر نہین کرسکتا تھا اس لئے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین کہ مین اسی خدا کی طرف سے نذیر اور بشیر ہو کر آیا ہون اگر میری اطاعت کروگے اور مجھے قبول کروگے تو تمہارے لئے بڑی بڑی بشارتین ہین کیونکہ مین بشیر ہون اور اگر رد کرتے ہو تو یاد رکھو کہ مین نذیر ہو کر آیا ہون۔ پھر تم کو بڑی بڑی عقوبتون اور دکھون کا سامنا ہوگا۔

اصل بات یہ ہے کہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے اور اسی طرح پر کورانہ زیست جو خدا تعالےٰ اور اس کے رسول سے بالکل الگ ہو کر بسر کیجاوے جہنمی زندگی کا نمونہ ہے اور وہ بہشت جو مرنے کے بعد ملیگا اسی بہشت کا اصل ہے اور اسی لئے تو بہشتی لوگ نعماء جنت کے حظ اٹھاتے وقت کہینگے **ہذا الذی رزقنا من قبل** دنیا مین انسان کو جو بہشت حاصل ہوتا ہے وہ **قد افلح من زکٰھا** پر عمل کرنے سے ملتا ہے۔ جب انسان عبادۃ کا اصل مفہوم اور مغز حاصل کرلیتا ہے تو خدا تعالیٰ کے انعام و اکرام کا پاک سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور جو نعمتیں آئندہ بعد مردن ظاہری مرئی اور محسوس طور پر ملین گی وہ اب روحانی طور پر پاتا ہے پس یاد رکھو کہ جب تک بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع نہ ہو اور اس عالم مین اوس کا حظ نہ اٹھاؤ۔ اسوقت تک سیر نہ ہوا اور تسلی نہ پکڑو۔ کیونکہ وہ جو اس دنیا مین کچھ نہین پاتا اور آئندہ جنت کی امید کرتا ہے وہ طمع خام کرتا ہے اصل مین وہ من کان فی ہذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ کا مصداق ہے اس لئے جب تک ماسوا اللہ کے کنکر اور سنگریزے زمین دل سے دور نکرلو اور اسے آئینہ کی طرح مصفا اور سرمہ کی طرح باریک نہ بنالو۔ صبر نکرو۔ ہان یہ سچ ہے کہ انسان کسی مزکی النفس کی امداد کے بغیر اس سلوک کی منزل کو طے نہیں کرسکتا اسی لئے اس کے انتظام و انصرام کے لئے اللہ تعالےٰ نے کامل نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا اور پھر ہمیشہ کے لئے آپ کے سچے جانشینون کا سلسلہ جاری فرمایا۔ تاکہ ناعاقبت اندیش براہمون کا رد ہو۔ جیسے یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ جو کسان کا بچہ نہین ہے نلائی (گوڈی دینے) کے وقت اصل درخت کو کاٹ دیگا اسی طرح پر یہ زمینداری جو روحانی زمینداری ہے کامل طور پر کوئی نہین کرسکتا جب تک کسی کامل انسان کے ماتحت نہ ہو جو تخم ریزی۔ آبپاشی۔ نلائی کے تمام مرحلے طے کرچکا ہو اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ **مرشد کامل** کی ضرورت انسان کو ہے مرشد کامل کے بغیر انسان کا عبادت کرنا اسی رنگ کا ہے جیسے ایک نادان دنیا و نفف بچہ ایک کھیت مین بیٹھا ہوا اصل پودون کو کاٹ رہا ہے اور اپنے خیال وہ سمجھتا ہے کہ وہ گوڈی کررہا ہے یہ گمان ہرگز نکرو

کہ عبادت خود ہی آجاویگی نہیں جب تک رسول نہ سکھلائے انقطاع الی اللہ اور تبتل تام کی راہیں حاصل نہیں ہوسکتیں۔ پھر طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مشکل کام کیونکر حل ہو اس کا علاج خود ہی بتلایا

وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ

یاد رکھو کہ دو چیزیں اس امت کو عطا فرمائی گئی ہیں ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے۔ دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے قوت حاصل کرنے کے واسطے **استغفار** ہے جسکو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے اسی طرح پر روحانی مگدر **استغفار** ہے اس کے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے۔ غفر ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ استغفار سے انسان اُن جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہیں۔ پس استغفار کے یہی معنے ہیں کہ زہریلے مواد جو حملہ کرکے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اُن پر غالب آوے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی بجاآوری کی راہ کی روکوں سے بچکر اُنہیں عملی رنگ میں دکھائے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قسم کے مادے رکھے ہیں ایک سمی مادہ ہے جس کا موکل شیطان ہے اور دوسرا تریاقی مادہ ہے جب انسان تکبر کرتا ہے اور اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے اور تریاقی چشمہ سے مدد نہیں لیتا تو سمی قوت غالب آجاتی ہے۔ لیکن جب اپنے تئیں ذلیل و حقیر سمجھتا ہے اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چشمہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اُس کی روح گداز ہو کر بہ نکلتی ہے اور یہی استغفار کے معنے ہیں یعنی یہ کہ اُس قوت کو پاکر زہریلے مواد پر غالب آجاوے ✤

غرض اس کے معنے یہ ہیں کہ عبادت پر یوں قائم رہو۔ اول رسول کی اطاعت کرو دوسرے ہر وقت خدا سے مدد چاہو۔ ہاں پہلے اپنے رب سے مدد چاہو جب قوت ملگئی تو **توبوا الیہ** یعنی خدا کی طرف رجوع کرو **استغفار اور توبہ** دو چیزیں ہیں ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم ہے کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے۔ جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے عادت اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیگا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دیدے گا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاویگا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اس میں ایک قوت پیدا ہو جاویگی جسکا نام توبوا الیہ ہے اسی لئے طبعی طور پر بھی یہی ترتیب ہے غرض اس میں ایک طریق ہے جو سالکوں کے لئے رکھا ہے کہ سالک ہر حالت میں خدا سے استمداد چاہے۔ سالک جب تک اللہ تعالیٰ سے قوت نہ پائیگا کیا کرسکیگا توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے اگر استغفار نہ ہو تو یقیناً یاد رکھو کہ توبہ کی قوت مرجاتی ہے پھر اگر اسطرح پر استغفار کروگے اور پھر توبہ کروگے تو نتیجہ یہ ہوگا

یمتعکم متاعاً حسناً الی اجل مسمی سنت اللہ اسیطرح پر جاری ہے کہ اگر استغفار اور توبہ کروگے تو اپنے مراتب پالوگے ہر ایک شخص کے لئے ایک دائرہ ہے جس میں وہ مدارج ترقی کو حاصل کرتا ہے ہر ایک آدمی نبی۔ رسول۔ صدیق شہید نہیں ہو سکتا ✤ غرض اس میں شک نہیں کہ تفاضل درجات امر حق ہے اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان امور پر مواظبت کرنے سے ہر ایک سالک اپنی اپنی استعداد کے موافق درجات اور مراتب کو پالےگا یہی مطلب ہے اس آیت کا **ویؤت کل ذی فضل فضلہ** لیکن اگر زیادت لے کر آیا ہے تو خدا تعالیٰ اس مجاہدہ میں اُس کو زیادت دیدیگا اور اپنے فضل کو پالیگا جو طبعی طور پر اُس کا حق ہے ذی الفضل کی اضافت ملکی ہے مطلب یہ ہے کہ خدا محروم نہ رکھے گا ✤

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میاں ہم نے **ولی** بننا ہے؟ جو ایسا کہتے ہیں وہ دنی الطبع کافر ہیں انسان کو مناسب ہے کہ قانون قدرت کو ہاتھ میں لیکر کام کرے ✤

اب ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ مردوں سے مدد مانگنے کا خدا نے کہیں ذکر نہیں کیا بلکہ زندوں ہی کا ذکر فرمایا خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا جو اسلام کو زندوں کے سپرد کیا۔ اگر اسلام کو مردوں پر ڈالتا تو نہیں معلوم کیا آفت آتی۔ مردوں کی قبریں کہاں کم ہیں کیا ملتان میں تھوڑی قبریں ہیں۔ گرد و گرما گدا و گورستان اُس کی نسبت مشہور ہے میں بھی ایک بار ملتان گیا۔ جہاں کسی قبر پر جاؤ مجاور کپڑے اتارنے کو گرد ہو جاتے ہیں۔ پاک پٹن میں مردوں کے فیضان سے دیکھلو کیا ہو رہا ہے۔ اجمیر میں جاکر دیکھو بدعات اور محدثات کا بازار کیا گرم ہے۔ غرض مردوں کو دیکھوگے تو اس نتیجہ پر پہنچوگے کہ اُن کے مشاہد میں سوا بدعات اور ارتکاب مناہی کے کچھ نہیں خدا تعالیٰ نے جو صراط المستقیم مقرر فرمایا ہے وہ زندوں کی راہ ہے مردوں کی راہ نہیں۔ پس جو چاہتا ہے کہ خدا کو پائے اور حی و قیوم خدا کو ملے تو وہ زندوں کو تلاش کرے۔ کیونکہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے نہ مُردہ۔ جنکا خدا مردہ ہے۔ جنکی کتاب مردہ وہ مردوں سے برکت چاہیں تو کیا تعجب ہے؛ لیکن اگر سچا مسلمان جسکا خدا زندہ خدا جسکا نبی زندہ نبی جس کی کتاب زندہ کتاب ہے۔ اور جس دین میں ہمیشہ **زندوں کا سلسلہ جاری** ہو۔ اور ہر زمانہ میں ایک **زندہ انسان**

خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کرنیوالا آتا ہو وہ اگر اس زندہ کو چھوڑ کر بوسیدہ ہڈیوں اور قبروں کی تلاش مین سرگردان ہو تو البتہ تعجب اور حیرت کی بات ہے!!!

پس تم کو چاہیئے کہ تم زندون کی صحبت تلاش کرو۔ اور بار بار اُس کے پاس آکر بیٹھو۔ ہان ہم یہ بھی کہتے ہین کہ ایک دو مرتبہ مین تاثیر نہین ہوتی سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ مین تدریجی ترقی ہوئی جو سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوگا اُس مین بھی تدریجی ترقی کا قانون کام کرتا ہوگا پس چاہیئے کہ صحابہ کیطرح اپنے کاروبار چھوڑ کر یہان آکر بار بار اور عرصہ تک صحبت مین رہو تاکہ تم دیکھو جو صحابہ نے دیکھا اور وہ پاؤ جو ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پایا۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

یا لوٹن لوٹ مقدمی یا لوٹن اللہ لون لوٹ

تم دیکھتے ہو کہ مین بیعت مین یہ اقرار لیتا ہون کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا یہ اس لئے تاکہ مین دیکھون کہ بیعت کنندہ اس پر کیا عمل کرتا ہے ذرہ سی نئی زمین کسی کو ملجاوے تو وہ گھر بار چھوڑ کر وہان جا بیٹھتا ہے اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ وہان رہے تا وہ زمین آباد ہو۔ محمد حسین جیسے کو بھی بار مین جاکر ٹھہرنے کی ضرورت آپڑی۔ پھر ہم جو اک نئی زمین اور ایسی زمین دیتے ہین جس مین اگر صفائی اور محنت سے کاشت کی جاوے تو ابدی پھل لگ سکتے ہین کیون یہان آکر لوگ گھر نہین بناتے (ورنہ اگر اس بے احتیاطی کے ساتھ اس زمین کو کوئی لیتا ہے کہ بیعت کے بعد یہان آنا اور چند روز ٹھہرنا بھی دوبھر اور مشکل معلوم دیتا ہے تو پھر اس کی فصل کے پکنے اور بار آور ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ خدا تعالےٰ نے قلب کا نام بھی زمین رکھا ہے **اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا**۔ زمین کو کسقدر تردد کرنا پڑتا ہے۔ بیل خریدتا ہے ہل چلاتا ہے۔ تخم ریزی کرتا ہے آبپاشی کرتا ہے غرضیکہ بہت بڑی محنت کرتا ہے اور جب تک خود دخل نہ دے کچھ بھی نہین بنتا لکھا ہے کہ ایک شخص نے پتھر پر لکھا دیکھا کہ زرع زر ہی زر ہے کھیتی تو کرنے لگا مگر نوکرون کے سپرد کر دی لیکن جب حساب لیا کچھ وصول ہونا تو درکنار کچھ واجب الادا ہی نکلا۔ پھر اس کو اس موقعہ پر شک پیدا ہوا تو کسی دانشمند نے سمجھایا کہ نصیحت تو سچی ہے لیکن تمہاری بیوقوفی ہے۔ خود تم ہم ہو تب فائدہ ہوگا۔ ٹھیک اسیطرح یہ ارض دل کی خاصیت ہے۔ جو اس کو بیعزتی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اُس کو خدا تعالیٰ کا فضل اور برکت نہین ملتی۔ یاد رکھو مین جو **اصلاح** خلق کیلئے آیا ہون جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے لیکن مین صاف طور پر کہتا ہون کہ وہ جو سرسری طور پر بیعت کر کے چلا جاتا ہے اور پھر اس کا پتہ بھی نہین ملتا کہ کہان ہے اور کیا کرتا ہے؟ اس کے لئے کچھ نہین ہے وہ جیسا تہیدست آیا تھا تہیدست جاتا ہے*

یہ فضل اور برکت صحبت مین رہنے سے ملتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **اللہ اللہ فی اصحابی** گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ انکو ملتا اگر دور ہی بیٹھے رہتے یہ بہت ضروری مسئلہ ہے خدا کا قرب بندگان خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد **کونوا مع الصادقین** اسپر شاہد ہے یہ ایک سر ہے جسکو تھوڑی ہین جو سمجھتے ہین **مامور من اللہ** ایک ہی وقت مین ساری باتین کبھی بیان نہین کر سکتا۔ بلکہ وہ اپنے دوستون کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقع ان کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ اُن کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج مین ساری باتین بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہون جو آج ہی کی تقریر سنکر چلے جاوین اور بعض باتین اُن مین اُن کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہون تو وہ محروم گئے لیکن جو متواتر یہان رہتا ہے وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے۔ جسمین تبدیلی نہین ہے۔ وہ **من کان فی ہذہ اعمی** کا مصداق ہے۔ مجھے بہت سوز وگداز رہتا ہے کہ جماعت مین ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل مین ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھکر میری وہی حالت ہے **لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین** مین نہین چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لئے جاوین اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے ہماری یہ غرض ہرگز نہین کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے اسی پر بس نہین ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نیا انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم مین سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مین اور ہون مین پھر کہتا ہون کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صحبت مین رہ کر کوئی یہ نہ سمجھے کہ مین اور ہو گیا ہون اُسے فائدہ نہین پہونچتا*

فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت مین اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہو جاوے تو کچھ بات ہے

ورنہ کچھ بھی نہین میرا یہ مطلب نہین کہ دنیا کے اشتغال چھوڑدو۔ خدا تعالےٰ نے دنیا کے شغلون کو جائز رکھا ہے کیونکہ اس راہ سے بھی ابتلا آتا ہے اور اسی ابتلا کی وجہ سے انسان چور قمار باز ٹھگ۔ ڈکیٹ بن جاتا ہے اور کیا کیا بری عادتین اختیار کرلیتا ہے مگر ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے دنیوی شغلون کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ مین تمہارے لئے مدد سامان پیدا کرسکین اور مقصود بالذات اس مین دین ہی ہو پس ہم دنیوی شغلون سے بھی منع نہین کرتے اور یہ بھی نہین کہتے کہ دن رات دنیا ہی کے دھندون اور بکھیڑون مین منہمک ہوکر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دنیا ہی سے بھردو اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہونچاتا ہے اور اس کی زبان پہ نرا دعوےٰ ہی رہ جاتا ہے، الغرض زندون کی صحبت مین رہو تاکہ زندہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آوے ✤

تثلیث اور توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

جس شخص کے نمونے کو دیکھکر پرہیزگاری مین لوگون نے ترقی کرنا تھا جب کہ وہی خود شراب کا مرتکب ہوا پھر ان کے حرکات مین اورون کا کیا گناہ ہے اور جس حالت مین مسیحی لوگ یقیناً جانتے ہین کہ ہمارا رہبر اور ہادی شراب پینے کا شائق تھا بلکہ غشا ربانی سے اس نے شراب خواری کو دین کی جزو ٹھہرا دیا تھا تو اسصورت مین کسی دوسرے کی تقریر سے انپر کیا اثر پڑسکتا ہے اگر ایسی نصیحتون کیوقت ایک آیت بھی انجیل مین سے شراب کے حرام ہونے پر پیش ہو سکے جس کے نہ ملنے کا ہر ایک پرہیزگاری کے واعظ کو افسوس ہوگا تو ان نصیحتون مین سچائی کی روح پڑجاوے اور دلون پر ان کا فوق العادت اثر ہو لیکن وے لوگ جو عیسائی کہلاتے اور انجیل شریف پر فدا ہین جبکہ وہ شراب خوری کی انجیل مین ممانعت نہین پاتے بلکہ حضرت مسیح کو جس سے وہ پیار کرتے ہین۔ خود اس کو مرتکب دیکھتے ہین تو کیونکر شراب سے رک سکتے ہین انسان بالطبع اپنے ہادی اور پیشوا کی پیروی کرتا ہے اور اس کے نمونے پر چلتا ہے پھر جبکہ مسیح نے شراب سے بچنے کا نمونہ دکھلایا اور اسی لئے اسکو کھاؤ پیؤ کہا گیا تو کیونکر عیسائیون کو شراب چھوڑنے کی طاقت ملسکتی ہے اب ہزار کوشش کرو بے فائدہ اور ہزار سعی کرو لاحاصل کیونکہ آپ لوگون کے پیشوا کی زندگی مین اس قسم کی پرہیزگاری اور معصومیت نہین۔ ہم قبول کرتے ہین کہ عیسائی قوم کی عصمت کو اس خانہ خراب شراب نے قوت غضبیہ اور شہویہ کے اشتعال دینے سے بڑا نقصان پہونچایا ہے لیکن ہم قبول نہین کرسکتے کہ عیسائیت کے دائرہ مین رہکر ہر ایک طبیعت اور فطرت کا آدمی شراب سے کامل پرہیز کرسکتا ہے الّا شاذ ونادر جو معدوم کے حکم مین ہے ✤

شراب کی اباحت کا انجیل کی اخلاقی تعلیم پر اثر

ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ شراب کی اباحت نے انجیل کی تمام اخلاقی تعلیم کو بیکار کردیا مثلاً یہ سچ ہے کہ یہ فقرہ اپنی ظاہری صورت مین بہت عمدہ ہے کہ شر کا مقابلہ نکر اور اگر کوئی شخص تیری دائین گال پر طمانچہ مارے تو تو دوسری بھیر دے۔ لیکن ہم پوچھتے ہین کہ ایک شراب خوار آدمی اس حکم کا پابند رہ سکتا ہے؟ کیا وہ ایک دانت نکالنے سے غصے مین آکر چار دانت نہین نکال دیگا؟ ایسا ہی انجیل کا یہ فقرہ کہ جو شخص بیگانہ عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ دل میں اس سے زنا کرچکا۔ یہ دیکھنے مین تو اچھا ہے لیکن عقلمندون مین سے کون ہے جو اس بات کو قبول کریگا کہ ایک مے خوار جب مے سے بدمست ہوا اور شہوت غالب ہوا اور نفس طالب ہو تو وہ ایسی حالت مین اپنی نظر پاک رکھ سکتا ہے نہین بلکہ مین سچ کہتا ہون کہ وہ نہ صرف صلح سے بدکاری مین مبتلا ہوگا بلکہ چونکہ وہ شراب سے اندھا ہے لہذا وہ زنا بالجبر کا بھی مرتکب ہوگا۔ ایسی تعلیم جس نے گناہ سے تو منع کیا ہے لیکن گناہ کے جو اصل موجبات ہین ان کے بڑے بڑے دروازے کھول دئے ہین وہ حقیقی نیکی قائم نہین کرسکتی ✤

اس بارہ میں قرآن کریم کی تعلیم

اس کے مقابل پر قرآن شریف نے ایک طرف تو شراب کی سخت مذمتین بیان کرکے اور پرہیزگاری کی دشمن ٹھہرا کر قطعی طور پر اس کو حرام کردیا اور پھر دوسری طرف آنکھ اور دل کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ ایک بیوی کرو یا دو یا تین یا چار لیکن حرام کاری سے اپنے تئین بچاؤ کیونکہ جو شخص اپنے تئین پاک رکھنے کے لئے چند بیویون سے نکاح کرتا ہے وہ اس سے اچھی حالت مین ہے جو ایک بیوی رکھتا ہے مگر اس سے موافقت نہین رکھتا اور حرام کاری مین پڑتا یا ہمیشہ اپنی نظر پاک رکھتا ہے۔ جو شخص شراب نہین پیتا اور بضرورت کرکے ایک بیوی کے بیمار ہونیکی حالت مین یا کسی اور وجہ سے ناقابل اور موجب نفرت ہونے کی حالت مین دوسری بیوی نکاح مین لاتا اور دونون کے حقوق کی رعایت رکھتا ہے وہ سچا پرہیزگار ہوکر فرشتون کی طرح زمین پر چلتا ہے اس کا بھی ثبوت کافی ہے کہ اس قسم کے لوگ کثرت کے ساتھ پرہیزگار پاؤگے میرے نزدیک اس شخص سے بڑھکر کوئی

خطرناک حالت مین نہین ہے جو ایکطرف تو شراب پیتا ہے جو شہوتون کو ابھارتی اور جوش دیتی ہے اور دوسری طرف اس کی کوئی بیوی نہین ہے جس سے وہ اُن متحرک شدہ شہوتون کو محل پر استعمال کر سکے ✦

اسی وجہ سے مین اپنے سچے دل سے اپنے سید و مولٰے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بمقابل حضرت مسیح کے بہت پیار سے دیکھتا ہون اور معصومیت کے اعلےٰ اور اکمل مقام پر پاتا ہون کیونکہ محسن حقیقی نے جو پرہیزگاری کے اسباب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے وہ حضرت مسیح کو عطا نہین کئے ہین۔ مین شریر انسانون کی طرح خواہ نخواہ کی رعایت نہین کرتا اور نہ کسی خدا کے مقدس اور راستباز پر بیہودہ حملہ کرنا چاہتا ہون لیکن مین نے خوب غور کرکے دیکھا ہے اور جہان تک فکر کام کرسکتا ہے خوب سوچا ہے میرے نزدیک جبکہ مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہین تہا اور کوئی اس کی بیوی بھی نہین تھی تو گو مین مانتا ہون کہ خدا نے اس کو بھی برے کام سے بچایا۔ لیکن مین کیا کرون میرا تجربہ اسبات کو نہیں مانتا کہ وہ عصمت مین ایسا کامل ہو سکے جیساکہ وہ دوسرا شخص کہ جو نہ شراب پیتا ہے اور نہ حلال وجہ کی عورتون سے اس کو کچہ کمی ہے گو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مسیح کا یہ بھی ایک معجزہ تہا کہ باوجود شراب پینے اور باوجود کسی بیوی کے نہ ہونے کے پھر بھی وہ پرہیزگاری پر قائم رہا۔ لیکن جب مین دیکھتا ہون کہ شریر دشمنون نے انھی واقعات کو مدنظر رکھکر مسیح پر یہ الزام لگائے ہین کہ کیون اُس نے مریم نام ایک کنجنی کو یہ موقع دیا کہ اُس نے اس کو چھوا اور اُس کے سر پر اپنے ہاتھون سے تیل ملا اور پیرون کو اپنے بالون سے پونچا اور کیون اُس نے ایک دوسری عورت کو جو فاحشہ کرکے مشہور تھی جسکا نام بھی مریم تہا ہمیشہ اپنے پاس رہنے دیا تو مجھے خیال آتا ہے کہ کاش ایسے معجزے سے مسیح اپنے تئین بچاتا تو اچھا ہوتا مسیح کا یہ فرض تھا کہ ایسی عورتون کو جو جرائم کاریون مین شہرت پاچکی تھین اپنے پاس سے دفعہ کرکے حواریون مین ایک نیک نمونہ قائم کرتا۔ اب دشمنون کا بھی اعتراض ہے کہ اس نے اس فرض کے ادا کرنے مین اسیوجہ سے کمزوری دکھلائی کہ وہ شراب کا عادی اور نعوذباللہ شہوت انگیز جذبات مین گرفتہ رہتا ایسا اعتراض کرنیوالے صرف یہودی ہی نہین بلکہ وہ بھی ہین جو عیسائی قوم مین سے ہین اور نہایت بے قیدی سے ایسے اعتراض مسیح کے چال چلن پر کرکے پھر ان رسالون کو نہ صرف لنڈن کے بازارون مین تقسیم کرتے بلکہ ہندوستان اور دوسرے ملکون مین بھی شائع کرتے ہین ✦

مین دیکھتا ہون کہ اب انیس سو برس کے بعد عیسائی صاحبون کو محسوس ہوا ہے کہ شراب پینا ایسا گناہ ہے جو اخلاق کو بگاڑتا اور پرہیزگاری کا ستیاناس کرتا ہے اور ان کے جنٹلمین اس کوشش مین ہین کہ اس بدعت کا اپنی قوم مین سے استیصال کرین لیکن میرے خیال مین ایسی کوشش کرنا مسیح سے آگے قدم رکھنا یا ایک نئی انجیل بنانا ہے مین دیکھتا ہون کہ وہ سبق جو زمانہ دراز کی شراب خواری نے عیسائی صاحبون کو دیا ہے اور وہ مشکلات جو ان کو پیش آئی ہین وہ قرآن شریف کی تعلیم کی طرف ان کو کھینچ رہی ہین۔ مجھے اس سے تعجب آتا ہے کہ جو شراب خواری کا خوفناک نقشہ لارڈ کرزن نے اپنی سپیچ مین کھینچا ہے وہی نقشہ نہایت موثر الفاظ میں قرآن کریم مین پاتی ہین لیکن فرق اتنا ہے کہ قرآنی نقشہ تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے سکھایا اور اس سپیچ کا نقشہ لارڈ کرزن کو زمانہ نے اور تجربون کے مشاہدہ نے بتایا۔ لارڈ کرزن نہایت مدبر اور اصلاح کے کامون مین سرگرم معلوم ہوتے ہین اور ان کی سپیچ مین گورنمنٹ اور قوم کی ہمدردی کی روح موجود ہے اگر ان کے لئے ممکن ہوتا تو وہ ایسی موثر سپیچ مین ضرور کوئی انجیل کی آیت بھی یاد دلاتے اور اگر یہ سپیچ کسی افسر مسلمان کی طرف سے ہوتی تو وہ پرزور قرآنی آیات سے دکھاتا کہ کس قدر خدا شراب پینے والون پر ناراض ہے بہرحال غنیمت ہے کہ ایسے بیدار مغز اعلیٰ افسر گورنمنٹ اور رعایا کے خیرخواہ نے تسلیم کرلیا ہے کہ درحقیقت شراب مجرمانہ حرکات کی موجب ہوتی ہے اور اخلاقی اور روحانی قوٰی پر بہت برا اثر ڈالتی ہے ✦

پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اخلاقی تعلیم بے فائدہ ہے جس مین شراب کی ممانعت نہیں۔ شراب خورون کو عفو اور درگذر کی تعلیم کرنا اور شہوت کی نظر سے روکنا اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ہم ایک شخص کو ایک دوا سے بے ہوش کردین اور پھر اُس سے ہوشمندون کے کام لینا چاہین۔ نبی کے لئے اہم امر یہ ہوتا ہو کہ وہ گناہون کے اصل اسباب اور موجبات معلوم کرکے اُن کے دور کرنے کے لئے کوشش کرے اور جب وہ دور ہو جاوین گے تو خود گناہ کا سیلاب رک جائیگا۔ سو قرآن اور انجیل مین یہ فرق ہے کہ انجیل نے تو گناہ کے علل اور اسباب سے نظرانداز کرکے محض چند اخلاقی فقرون کے بولنے سے لوگون کو خوش کرنا چاہا ہے اور قرآن نے حکیم حاذق اور سچے ہمدرد کیطرح ان علل اور اسباب اور موجبات کو درمیان سے اُٹھانا چاہا ہے جو اخلاقی خباثت کو پیدا کرتے ہین۔ پس اس

عیسائیون کا بالآخر قرآن کریم کی تعلیم کی طرف رجوع کرنا

یسوع کی عصمت پر [illegible] سے اعتراض

جگہ ان لوگون کو غور کرنا چاہیئے جو خواہ نخواہ انجیلی تعلیم پر فخر کرتے اور اخلاقی خزانہ کی اُس کو کنجی سمجھتے ہین۔ ہم سچ سچ کہتے ہین کہ انجیلی تعلیم نے شراب کو حلال اور مباح کر کے اخلاقی حالات کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ رحم انصاف۔ راستبازی۔ پرہیزگاری جو کچھ عمدہ صفتین ہین اُن سب کی شراب دشمن ہے پھر جب تک ایک گھر مین دشمن موجود ہے کیونکر توقع ہو سکتی ہے کہ اُس گھر والے اُس دشمن کے حملہ سے بچ سکین۔

ایسا ہی یہودی آج تک یہ بھی کہتے ہین کہ یسوع مسیح کا ایک یہ بھی توریت کے رو سے گناہ تھا کہ اس نے ماں کی بے عزتی کی دیکھو متی باب ۱۲ آیت ۴۸ وہ یہ بھی الزام رکھتے ہین کہ وہ عمداً ایک بے گناہ کی نقصان رسانی کا مرتکب بھی ہوا دیکھو متی باب ۵ – ۱۳ اُن کا یہ بھی اعتراض ہے کہ اس وجہ سے بھی توریت اُس کو گنہگار ٹھہراتی ہے کہ اُس نے اپنے شاگردون کو حرام کا مال کھانے سے منع نکیا دیکھو متی باب ۱۱ – ۱۔ وہ بڑے دعوے اور اصرار سے اس لئے بھی اس کو مجرم ٹھہراتے ہین کہ اس نے ایک بدکار اور فاحشہ عورت کو موقع دیا کہ اُس کے بعض اعضاء سے اپنے اعضاء چھوئے اور اپنے مال حرام کا عطر اس کے سر پر ملے دیکھو لوقا باب ۷ – ۳۷ و ۳۸ وہ یہ بھی کہتے ہین کہ توریت کے رو سے نہایت سخت اور قابل نفرت اس سے یہ بھی گناہ ہوا کہ اُس نے خدا کی تحقیر کی اور اپنے تئین اُس کے برابر ٹھہرا کر اس کے نام کو بے عزت کیا پس وہ اس حرکت سے نہ صرف گنہگار بلکہ کافر اور واجب القتل ہو گیا دیکھو یوحنا باب ۵ – ۱۸ اُن کا ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مریم مگدلینی ایک عورت فاحشہ تھی کیون یسوع نے اُس کو آخر تک اپنے پاس رکھا اور اپنے تئین اُس کی صحبت سے نہ بچایا وہ لوگ اس کے گنہگار ہونیکا یہ بھی موجب ٹھہراتے ہین کہ اُن کا قول ہے کہ ایک مرتبہ یسوع کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہو گیا تھا اور قوم اسرائیل مین اس گناہ کی یہان تک شہرت ہوئی کہ ایک بزرگ نے جو مسیح کا اُستاد بھی تھا اس سے وہ حرکت دیکھکر اور سخت ناراض ہو کر ہمیشہ کے لئے اس کو اپنے سے علیحدہ کر دیا دیکھو کتاب سیفر ٹولڈتھ جیشو۔ یہودی لوگ اپنی شرارت اور خباثت سے یہ بھی الزام پیش کرتے ہین کہ یسوع مسیح کی ماں پاکدامن نہین تھی یعنی حضرت مسیح کی پیدائش نعوذ باللہ ناجائز ہے اور یہ امر صریح معصوم ہونے کے برخلاف ہے اس جگہ پادری صاحبان کے لئے بڑی مشکل ہے کیونکہ جب مان لیا گیا ہے کہ یسوع کی پیدائش اپنے باپ کی طرف سے نہ تھی تو اس بات کا بار ثبوت عیسائیون کے ذمہ ہے کہ روح القدس بھی عورتون کو حاملہ کر دیا کرتا ہے اور جب تک نظیرون کے ساتھ اس کا شافی ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک معترضین کا حق ہے کہ اعتراض کرین۔

ہندوون مین اس قسم کے افسانے بہت ہین اور پرانون مین اس قسم کے تذکرے پائے جاتے ہین کہ بعض عورتون کو چاند سے حمل ہو گیا تھا اور بعض کو سورج سے اور بعض کو اندر سے اور بعض کو کسی اور دیوتا سے لیکن وہ نظیرین بھی یقینی طور پر پیش کرنے کے لائق نہین کیونکہ ہندوؤن مین نیوگ کی بھی رسم ہے جو مقدس مانی گئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انسانی فطرت کی حیا کے سبب سے نیوگ کی اولاد کو ان اجرام کی طرف منسوب کر دیا گیا ہوگا کیونکہ ہندوؤن کے نزدیک نیوگ کی رسم ایک بڑی مقدس رسم ہے اور گو دوسری قومین اپنی اجنبیت کی وجہ سے اعتراض کرین مگر چونکہ یہ تمام کارروائی وید کے رو سے ہے۔ اس لئے ایک مہاتما آریہ اس بات سے کچھ بھی کراہت نہین کرتا کہ کسی وقت اولاد کی ضرورت کی وجہ سے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہمبستر کراوے اور وہ بھاگوان اس طرح پر اجنبی مرد کے ذریعہ سے گیارہ تک اولاد نرینہ لے سکتی ہے مگر لڑکیان حساب سے باہر ہین گو بیس ہو جائین۔ معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اوائل زمانہ مین نیوگ مین یہ شرط تھی کہ اس دھرم ریت کے بجالانے والا کوئی مقدس برہمن ہو اور استعارہ کے طور پر اسی کو سورج یا چاند یا اندر یا کوئی دیوتا کہدیا کرتے تھے اور جاہلون سے حقیقت کو چھپانے کے لئے قوم کے بزرگون مین یہ ایک اصطلاح تھی مگر پھر بعد اس کے نیوگ کا مسئلہ بہت وسیع کیا گیا اور برہمن کے لفظ مین بزرگ اور مقدس ہونیکی شرط نہ رہی بلکہ یہ لفظ عام قومیت پر اطلاق پا گیا اور اب بغیر شرط اعمال کے ایک خاص قوم کے لوگونکو جو شاید ان بزرگون کی اولاد ہین برہمن کہا جاتا ہے اور اُن ہی سے نیوگ کی رسم کرائی جاتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس رسم کے لئے کسی دوسرے کو جو مضبوط جوان قابل حمل ٹھہرانے کے ہو انتخاب کیا جاتا ہے۔ ہندوؤن مین نیوگ کی رسم بکثرت رہی ہے اور اب بھی ہے مگر یہ کارروائیان بہت پردہ سے اور احتیاط سے کی جاتی ہین۔ غرض ہندوؤن کے خاندانون کی ایسی نظیرون مین کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو گیا بہت شبہ ہے اس لئے ہم ان سے جیسا کہ فائدہ اُٹھانا چاہئے نہین اُٹھا سکتے اور یونانیون مین بھی ایسے تذکرے ہین مگر دراصل یونانی گویا یورپ کے ہندو ہین پس کچھ شک نہین کہ وہ بھی نیوگ کی رسم کو پوشیدہ

رکھ کر ایسے بچون کو دیوتاؤن کی طرف منسوب کرتے رہے ہین یا یون کہو کہ انھون نے بھی مقدس انسانون کو دیوتا ہی سمجھ لیا تھا اور ہندون مین اب تک یہ عام خیال کیا جاتا ہے کہ رشی رکھی سب پرمیشر ہی کے مورت ہین اسی وجہ پھر بہت سی عورتین جگن ناتھ یا کاشی جی کے مندرون مین کسی مقدس برہمن سے اولاد لینے کے لئے پڑی رہتی ہین اور بعض جوگی جو بڑے مرتاض اور سدھ گویا پرمیشر کا روپ کہلاتے ہین وہ اجدھیا یا کاشی یا جگن ناتھ جی کے جنگلون مین کسی تالاب یا کسی بہاری سرسبز درخت کے نیچے پرمیشر کے دھیان مین بیٹھے رہتے ہین اور جب تپ مین سخت درجہ پر محو ہوتے ہین اور ایسی انقطاع کی حالت اُن پر طاری ہوتی ہے کہ سچ مچ ایشر کے ہی اوتار نظر آتے ہین اور وہ بدقسمت ہندو جنکو اولاد کی کمی ہجر وہ وید کی آگیا سے ان دھرم مورت رشیون کی خدمت مین اپنی جوان عورتین ہر طرح سے آراستہ کر کے بھیجدیتے ہین اور کسی کو خبر بھی نہین ہوتی کہ چند دن مین ہی وہ عورتین حاملہ ہو کر گھر ون مین آجاتی ہین اور شاید رام جی کا لفظ جو ہندو مذہب کے طوائف پر بولا جاتا ہے اُس کی اصلیت بھی یہی ہے کہ ان مقدسون کو رام یعنی پرمیشر سمجھا جاتا ہے اور اس طرح کی ذریت رام جنی کہلاتی ہے

غرض جس بات کی ہم تلاش مین تھے یعنی یہ کہ بغیر باپ کے پیدا ہونا اس کی نظیر یقینی طور پر ہندؤن اور یونانیون مین ہمین مل نہین سکی بلکہ اکثر یہ قصے استعارون کے رنگ مین لئے گئے گو ممکن ہے کہ ایسا بھی ہو لیکن امکان ثبوت کے قائم مقام نہین ہو سکتا - پھر جبکہ یہود اس قسم کی پیدائش کو مانتے نہین اور عیسائیون کے اس قسم کے نظائر نہین تو اس مسئلہ کے حل کرنے مین بڑی مشکلات کا سامنا ہے - چونکہ مخالف کی نظر حضرت مسیح جیسے نبی کی پاک فطرت پر دھبہ لگاتی ہے اور معصوم ہونے کے دعوے کو سرے سے اُڑا دیتی ہے اس لئے میرے خیال مین پادری صاحبون کا یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے اس مشکل پیش آمدہ سے کوئی رہائی کی راہ نکالین اور یہ کہنا کہ مسیح خدا تھا اس کو باپ کی کیا حاجت تھی یہ دعوی بردعوی ہے کیونکہ ابھی کہان ثابت کیا گیا ہے کہ درحقیقت وہ خدا ہے کیا چند معمولی نشانات جو محض قصون کے رنگ مین پائے جاتے ہین اور ایسے خوارق عادة امور مین دوسرے نبی شریک بھی ہین اُن قصون سے خدائی ثابت ہو جائے گی؟ ماسوا اس کے اگر فرض کے طور پر مان لیا جاوے کہ مسیح چونکہ خدا تھا اس لئے وہ بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا تھا تو ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر باوجود خدا ہونے کے اس کو مان کی کیا حاجت پڑی؟ اور ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ جیکہ مسیح بغیر مان کے پیدا نہین ہو سکا تو اس سے قیاس کر سکتے ہین کہ باپ بھی کہین مخفی ہوگا اور چونکہ ہم کسی مخالف کا بغیر حجت قوی کے مونہہ بند نہین کر سکتے اس لئے اس سوال کا ہمارے پاس کیا جواب ہے اگر کوئی یہ کہے کہ کیون جائز نہین کہ اندر اور چاند کی اولاد کی طرح اس جگہ بھی کوئی استعارہ ہی ہو اور صدیقہ کے حمل کے لئے کوئی مخفی مصدق ہو اور ایک عیسائی کی طرف سے یہ جواب نیک نیتی سے نہین ہو سکتا اور نہ بطور حجت صحیحہ کے قابل استدلال ہے کہ قرآن نے حضرت مسیح کی ولادت کو بے پدر مان لیا ہے کیونکہ جس حالت مین قرآن کی وحی اُن کے نزدیک خدا کی طرف سے نہین ہے بلکہ نعوذ باللہ انسانی افترا ہے تو گویا وہ انسانی افترا سے اپنی بات کو سرسبز کرنا چاہتے ہین پس قرآن کی شہادت ان کو کچھ بھی فائدہ نہین دے سکتی - بجز اس کے کہ وہ قرآنی وحی من جانب اللہ قبول کر لین

اس مشکل کے حل کرنے کے لئے مسلمانون مین سے ایک فرقہ نے جو نیچریون کے نام سے مشہور ہین اس خیال کو ظاہر کیا ہے کہ درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ یوسف کے نطفے سے تھے لیکن یہ خیال عقل اور نقل دونون کے مخالف ہے کیونکہ صرف اتنی ہی بات تھی کہ حضرت مسیح بھی اپنے چار اور بھائیون کی طرح یوسف کے نطفے سے پیدا ہوئے تھے تو عقل قبول نہین کر سکتی کہ جو شور قیامت حضرت مریم کے سر پر یہودیون نے مچایا جسکو قرآن شریف نے آیت وماکانت امك بغیا مین بیان فرمایا ہے وہ ایسی معمولی اور جائز پیدائش مین شور مچایا جاتا - اور نقل سے اس لئے یہ خیال مخالف ہے کہ قرآن کی نص صریح سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریم ابھی پیٹ مین ہی تھین کہ ان کی والدہ نے اپنے پر یہ نذر مان لی تھی کہ اس نے اپنے پیٹ کے بچے کو ہیکل یعنی خانہ خدا کی خدمت کے لئے تمام عمر تک وقف کر دیا ہے اور عہد کر لیا ہے کہ وہ بچہ جو پیٹ مین ہے ہمیشہ کے لئے دنیا کے تعلقات اور نیز تعلق بیوی یا میان سے دست بردار رہیگا تو اس صورت مین کیونکر ممکن تھا کہ برخلاف عہد کے مریم صدیقہ کا ناطہ کسی شخص سے کیا جاتا بلکہ وہ پیدا ہونے پر نذر کے موافق ہیکل کے بزرگون کے سپرد ہو چکی تھی اور مان باپ قطعاً اس سے دست بردار ہو چکے تھے جیسا کہ آیت وکفلها زکریا سے ظاہر ہے - یعنی بعد اس کے کہ وہ لڑکی مان باپ نے ہیکل کے بزرگون کے حوالہ کر دی زکریا نبی اس کی پرورش کا متکفل ہو گیا اور یہودیون مین یہ قدیم

رواج تھا کہ اس طرح پر ہیکل کی خدمت کے لئے راہبانہ زندگی بسر کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کی نذر مقرر کرنے سے مقرر ہوجاتی تھیں اسی قصہ کو قرآن شریف کی یہ دو آیتیں تصریح سے بیان کرتی ہین اذ قالت امرأة عمران رب انی نذرت لك ما فی بطنی محررا فتقبل منی انك انت السمیع العلیم دیکھو سورت آل عمران یعنی وہ وقت یاد کر جبکہ عمران کی بیوی نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ مین جو بچہ ہے اُس کو مین تعلقات زوجیت اور دوسرے کاروبار دنیا سے آزاد رکھ کر تیری نذر کرتی ہون پس میری نذر قبول کر تو سمیع علیم ہے اس آیت مین دو لفظ قابل یادداشت ہین ایک نذر اور دوسرے محرر۔ نذر کا لفظ اُس چیز پر بولا جاتا ہے جسکو انسان اپنے دل مین کسی خاص شخص کے لئے مخصوص کرلیتا ہے اور محرر کا لفظ اس کی تاکید مین ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ کسی طرح سے غیر کو اس مین اشتراک نہیں ہوگا یہان تک کہ والدین بھی ایسے بچے سے اپنی اطاعت نہیں چاہتے اور نہ کسی اور کی قید اطاعت مین لاتے ہین پس ان آیات سے صاف ثابت ہے کہ مریم کو نذر کے طور پر ہیکل کی خدمت کے لئے تارک بٹھایا گیا تھا اور چونکہ توریت مین حکم ہے کہ اپنی نذرون اور قسمون کو پورا کرو اس لئے والدین کا اختیار نہ تھا کہ وہ اپنی نذر کو توڑ کر مریم کا کسی سے ناطہ کر دیتے لہذا یہ خیال کہ مریم کا یوسف سے ناطہ ہوگیا تھا اور اس کے بعد یوسف سے حمل ہوگیا تھا نہایت جاہلانہ خیال اور نص صریح قرآن کے مخالف ہے اور انجیل بھی اس خیال کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ وہ انجیلین جو حال مین چھپی ہین جو ان چار انجیلون کے علاوہ ہین اُن مین بھی یہ نذر کا قصہ موجود ہے جو قرآن شریف سے مطابقت رکھتا ہے بلکہ اُنمین تو لکھا ہے کہ نہ صرف ماں نے یہ نذر مانی تھی بلکہ مریم کے باپ نے بھی مانی تھی اور خود مریم نے بھی بالغ ہوکر نئے سرے سے اپنے عہد اور اقرار سے اس نذر کی تجدید کی تھی یعنی خدا سے عہد کیا تھا کہ وہ مرتے دم تک خاوند نہیں کرے گی۔ اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود اس موکد عہد اور نذر کے جو کہ مریم کے باپ اور ماں اور خود مریم کی طرف سے تھا پھر کیون مریم نے خاوند کر لیا اور توریت کے حکم کو توڑ دیا ۔

اس سوال کا جواب کسی پادری صاحب نے صفائی سے نہین دیا۔ لیکن حال مین مجھے ایک فاضل یہودی کی کتاب ملی جس نے صحیح طور پر اس عقیدہ کو حل کر دیا ہے وہ کہتا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ مریم جب ہیکل کی خدمت کے لائق ہوئی تو کچھ مدت خدمت مین مشغول رہی لیکن بالغ ہونے کے ساتھ ہی کسی نامعلوم طریق سے اس کو حمل ہوگیا اور اس پر شبہات پیدا ہوئے اور یہودیون نے ایک رومی سپاہی پر یہ الزام لگایا بہرحال جب وہ حاملہ پائی گئی تو ہیکل کے منتظم بزرگون کو یہ امر بہت شاق گذرا اور اُنھون نے اس حمل کے بعد مریم کو ہیکل کی خدمت پر رکھنا نامناسب تصور کیا اس لئے اُنھون نے کوشش کر کے ایک بوڑھا آدمی بنی اسرائیل مین سے تلاش کیا جسکا نام یوسف تھا اور اس کو مجبور کیا کہ مریم کو اپنے نکاح مین لاوے وہ شخص بوڑھا بھی تھا اور وجہ معاش بھی نہایت قلیل تھی یعنی بڑھئی تھا اور اس کے گھر مین اس کی جورو بھی زندہ موجود تھی ان مشکلات کے سبب سے مریم کے جورو بنانے سے اس نے انکار کیا اور بزرگون کی خدمت مین باادب عرض کی کہ مین بوڑھا ہون اور میرے گھر مین ایک بیوی موجود ہے اور بچے بھی ہین اس لئے مجھے اس نکاح سے معاف رکھا جائے مگر بزرگون نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریم کا اس سے نکاح کرا دیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کر دیا تا خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہون کچھ تھوڑے دنون کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہوگیا جسکا نام یسوع رکھا گیا آج تک یہود اس بات کو نہیں مانتے کہ وہ لڑکا معجزے کے طور پر پیدا ہوا تھا غرض اُس یہودی فاضل کا یہ بیان ہے جو ہم نے لکھا۔ اور اس بیان سے بخوبی سمجھ مین آسکتا ہے کہ کیون ضرورت نکاح کی پڑی تھی اور اس کے مقابل پر جو انجیلون مین یہ بیان ہے کہ گویا مریم صدیقہ کا معمولی طور پر جیسا کہ دنیا جہان مین دستور ہے یوسف سے ناطہ ہوا تھا یہ بالکل دروغ اور بناوٹ ہے بلکہ سچ بات یہی ہے کہ ہیکل کے منتظم بزرگون نے ایک باکرہ عورت کے حمل کو دیکھکر اور دشمنون کے اعتراض سے ڈر کر اور خاندان کی فضیحت سے اندیشہ کر کے پردہ پوشی کے لئے یہ تدبیر سوچی تھی اور ہر چند وہ جانتے تھے کہ ایسا نکاح توریت کے برخلاف ہے کیونکہ وہ عہد جو مریم کے تارک رکھنے مین خدا سے کیا تھا وہ اس مین ٹوٹتا تھا تاہم ننگ و ناموس کی مصلحت نے اور شماتت اعدا کے خوف نے ان کو اس کام کے لئے سخت مجبور کر دیا تھا اور ہر چند اس حمل کو اس طرح پر پوشیدہ کیا گیا تھا تاہم شریر یہودیون نے جو اس خاندان کے دشمن تھے ناجائز طور پر شہرت دیدی تھی چنانچہ آج تک انہی خیالات سے وہ لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نام کو جو یسوع ہے۔ یسو بولتے ہین یعنی بغیر عین کے اور یہ ایک ایسا گندہ لفظ ہے جسکا ترجمہ کرنا ادب سے دور ہے اور میرے دل مین گذرتا ہے کہ قرآن شریف نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسٰی رکھا وہ اسی مصلحت سے ہے کہ یسوع کے نام کو یہودیون نے بگاڑ دیا تھا اور ایسے بدخطابون سے ان کا یہ مطلب تھا

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

اس رعایت سے آپ فائدہ اٹھائیں

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریئے مین ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ سے ۱۲ ستمبر ۱۹۰۲ تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف **چار روپئے** لیجاوے گی۔ اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے مین دی جاوینگی جس سے وہ صرف ایک بار فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ ایکبار خواہ ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ۔ الانذار ۔ حضرت اقدس کی عزیز عمر۔ حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۴ اصلاح النظر ۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۱ + برہان الحق ۲ ۔ سلک مروارید

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

بسم اللہ الرحمن الرحیم — **علاج طاعون** — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس جناب مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ واستغفار وتقوے وطہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جسکا نسخہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا ہے طاعون کیلئے استعمال کرنیکا حکم دیا تھا۔ اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسی لگائے جاوے۔ سو اس عاجز نے اس اشتہار کے مواقع احباب کی سہولت کیلئے گولیان عرق اور مرہم تیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے فائدہ کی نسبت مین اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ماتقدم کیطور پر ضرور استعمال کرین۔

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال کیا جاویگا

قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے

قیمت ایک صد گولیان	۱۲/	عرق شیشی کلان جو قریباً ایک ماہ کیلئے کافی ہوگی	۱۲/
، دو چند گولیان	۸/	عرق شیشی خورد ۷/ مرہم فی ڈبیہ	۸/

ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ ومعالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان
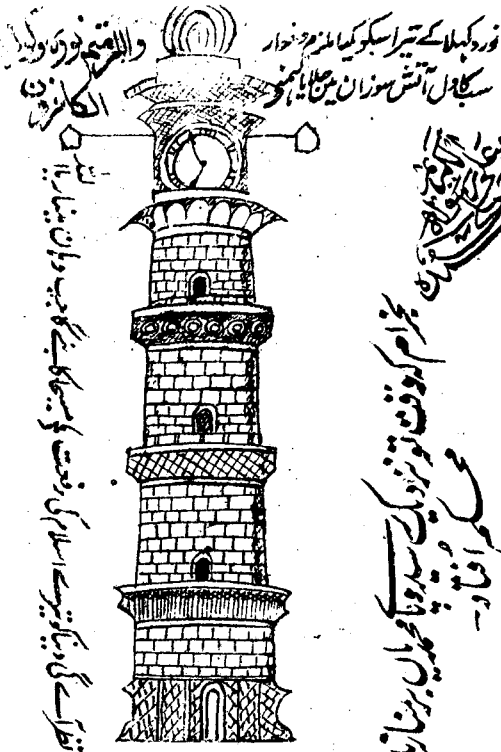
جلد ۶	۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ روز پنجشنبہ	نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیر گولڑی کی کتاب کی حقیقت

التذکرۃ والتبصرۃ لاولی الابصار والافکار

اہل انصاف غور سے پڑھیں

آج کل سائیں مہر علی صاحب چشتی نے ایک کتاب بنام سیف چشتیائی بجواب شمس بازغہ مولفہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی لکھی ہے جس کے صفحہ ۱۹۵ پر وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَہُمْ کی تفسیر و حاشیہ چڑھاتے ہوئے سائیں صاحب نے مندرجہ ذیل ایک عجیب و غریب **قصہ** بطور نظیر لکھا ہے چنانچہ وہ قصہ سیف چشتیائی سے بعینہ یہاں نقل کیا جاتا ہے وہو ہذا

قطب العالم سلطان العاشقین دیوان المعشوقین حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک خادم بارگاہ کو جب ہنود نے ایک ہندو کے مکان میں جس میں بغرض ملاقات محبوبہ جا گھسا تھا اُس کے پکڑنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اندر میں اُس محبوبہ کا شوہر ہے وہ خادم نہیں۔ بعد اس کے ایک روز قطب العالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُسکو فرمایا کہ فلانے میں تمہارے لیے کب تک فلاں ہندو بنوں گا میرے سفید بالوں سے حیا کر۔ اس قصہ غریبہ کا یہاں ذکر کرنے سے سائیں صاحب کی یہ غرض ہے کہ جیسے قطب العالم نے بشکل ہندو متشکل ہو کر اپنے خادم بارگاہ کو چھپا لیا تھا ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بھی کسی دوسرے انسان پر ڈالی گئی تھی اور اُس مشبہ کو یہودیوں نے پھانسی دیدیا۔

ناظرین غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ یہ کیسا لغو قصہ ہے جس نے مہر علی صاحب کے سارے اگلے پچھلے سرمایہ و کمال کو پبلک کے سامنے ظاہر کر دیا۔ اب ہم ترتیب وار اس لغو قصہ کو قرآن کریم کے معیار صادق کے سامنے پیش کر دیتے ہیں ناظرین خود کھرے کھوٹے کو اس سچی کسوٹی سے پرکھ کر پیر صاحب کی مولفات اور اُن کے مایہ کمال کو جانچ لیں گے کہ ایک صادق مامور من اللہ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں سے اپنی پردہ دری کرا رہے ہیں۔ غور کرو

خدا تعالےٰ فرماتا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی نیکی اور تقویٰ پر لوگوں کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو۔ پھر خداوند تعالےٰ فرماتا ہے فَلَنْ اَکُوْنَ ظَہِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ یعنی مجرموں کا مددگار نہ ہو۔ پیر صاحب کہتے ہیں کہ قطب العالم نے اپنے خادم بارگاہ کی ایسے موقعہ پر مدد کی جو گناہ کے ارادے سے بغیر اجازت مالک مکان دوسرے کے مکان میں گھس گئے پھر طرفہ یہ کہ خواجہ صاحب بر بھی مداخلت بیجا کے جرم کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ تو یوں فرماتا ہے وَلَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَہْلِہَا یعنی اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اُن کی اجازت کے سوا مت داخل ہو۔ اگر خادم بارگاہ کوئی بے علم نادان تھا تو کیا قطب العالم صاحب کو ارشاد ایزدی معلوم نہ تھا۔ اور سنو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَہُمْ یعنی مومنوں کو کہہ دو کہ اپنی آنکھیں نیچی کریں اور اپنے شرمگاہوں کی نگہبانی کریں۔ پیر صاحب لکھتے ہیں اور حضرت خواجہ محمد سلیمان پر ناحق بہتان لگاتے ہیں کہ وہ اپنے معہ خادم کے ایک اجنبی عورت کے پاس کوٹھڑی میں گھس گئے

اور اُس خادم کو اس امر شنیع سے منع نہیں کیا بلکہ کئی بار اُس کے لیے خود ہندو بنے۔

واقعی اب معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کے ساتھ عشقبازی اور مداخلت بیجا سلیمانی اپنا بہت فخر جانتے ہیں اس لیے پیر صاحب نے خواجہ صاحب اور اُن کے خادم بارگاہ کے گناہ کو بطور فخر ظاہر کیا۔ پھر پیر صاحب نے خواجہ صاحب کی جانب سے لکھا ہے کہ فلانے کب تک میں تمھارے لیے ہندو بنوں گا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ قطب العالم اس واقعہ سے پہلے بھی کئی بار بلا تعداد ہندو بن چکے ہیں مگر پیر صاحب خدا تعالے تو یوں فرماتا ہے ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم سبیلاً + یعنی جو ایمان لائے پھر کافر ہو پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر انکار میں بڑھ گئے تو خداوند تعالے اُنکو نہیں بخشے گا اور نہ اُن کو سیدھا راستہ دے گا۔ خیال فرماؤ پیر صاحب نے خواجہ صاحب پر ناحق تہمت لگائی اور اُن کو ہندو بنا کر اسلام سے خارج ہونے کی نسبت کی۔

واہ سائیں صاحب اپنے بزرگوں کا پیشواؤں اور اُن کے پیروں کی خوب عزت و تعظیم کی اور پردہ پوشی کا حق بجا لائے سو پھر پیر صاحب نے اسی فرصتی میں لکھا کہ قطب العالم نے خادم کو فرمایا میرے سفید بالوں کی حیا کر گویا قطب العالم صاحب خداوند تعالے کا خوف یاد نہیں دلاتے بلکہ اپنی شخصی عزت قائم رکھنے کے لیے فرماتے ہیں کہ میرے سفید بالوں کی حیا کر۔ مومن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعدار ہوتے ہیں وہ تو یوں فرمایا کرتے ہیں اتقوا اللہ۔ یعنی خدا تعالے سے ڈر پھر خدا تعالے فرماتا ہے اتقوا اللہ یعنی خدا تعالے سے ڈرو۔ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنَ یعنی میرے ہی سے ڈرو۔ فلا تخشوا الناس واخشونی یعنی لوگوں سے نہ ڈرو میرے ہی سے ڈرو۔ کیا جو قطب العالم ہوا کرتے ہیں وہ خدا تعالے کا خوف یاد دلاتے ہیں یا اپنا۔ واہ سائیں صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب کے مقابل ہو کر عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور اُن کے آسمان پر جانے کے خوب قابل وثوق پختہ دلائل پیش کرتے ہو جنکو بچے بھی پڑھ کر ہنسی اور ٹھٹھی کرتے ہیں ناظرین غور فرماویں یہ ہے وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کی تفسیر اور اس واقعہ کی نظیر جب لکھتے ہیں گولڑی صاحب۔ واقعی یہ قصہ پیر صاحب کے لیے یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ کا مصداق ہو گیا ہے۔ واضح ہو پیر صاحب نے یہ قصہ لکھکر جو حضرت سلیمان صاحب پر تھوپا ہے سراسر غلط اور بے ہودہ ہے۔ کیونکہ اس قصہ میں سارے کبائر گناہوں کے ثبوت دیے گئے ہیں حالانکہ ایسے گناہ متقی مومنوں بالخصوص ایسے بزرگوں سے صادر نہیں ہوتے۔ سائیں صاحب یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ سلیمان صاحب نے اپنی شکل کو متشکل کر کے خادم کو بچا لیا تھا تو حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی شبیہ خود بخود حواری پر ڈالی تھی اور وہ معہ اُس شبیہ کے مقتول ہو گیا تھا یا یہ کام خدا تعالی نے کیا یہ مقام قابل غور ہے کہ حواری معہ شبیہ حضرت علیہ مقتول ہو گیا۔ پھر اسمیں یہود سچے ہیں لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یہودیوں نے سمجھا ہوا تھا کہ عیسی جو مدعی نبوۃ ہے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہوا تو بموجب شہادت تورات کتاب استثنا ۱۸ ہم اُسکو قتل نہیں کر سکیں گے۔ تو جب کہ یہود نے بعینہ حضرت عیسی کی شبیہ کو قتل کر ڈالا تو پھر وہ معذور ہیں اور اپنے دعوے میں سچے ہوتے ہیں حالانکہ خداوند تعالے فرماتا ہے وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا یعنی اسکو قتل کرنے کا یہود کے پاس کوئی یقینی ثبوت نہیں اگر حضرت عیسی علیہ السلام کی شبیہ کو وہ قتل کرتے تو اُنکو یقین ہوتا۔ اور قتل شبیہ سے خداوند تعالے یہود کو یوں ہر گز نہ فرماتا وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا کیونکہ شبیہ کے مقتول ہونے سے یہود معذور ہو جاتے اور پھر خداوند تعالے معذور کو ملزم نہیں بناتا لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

خداوند تعالے کو حضرت عیسیٰ کے آسمان پر لیجانے کی ضرورت کیا تھی کیا ہمارے مخالفین میں سے کوئی ہے جو اسبات کو بیان کرے ہاں تو خداوند تعالے فرماتا ہے مجھے کسی زندے اور مردے انسان کو آسمان پر لے جانے کی ضرورت نہیں اور نہ یہ کام میرے قانون کی کتاب میں درج ہے چنانچہ خداوند تعالے فرماتا ہے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا یعنی کیا ہمنے زمین کو زندوں اور مردوں کے سمیٹنے والی نہیں ٹھیرایا جو ہم کسیکو آسمان پر لے جاویں۔ سائیں مہر شاہ صاحب سیف چشتیائی کے صفحہ ۱۹۵ پر ۱۹ سطر سے یوں رقمطراز ہیں "الغرض ایک شخص کا متشکل باشکال مختلفہ ہو جانا یا ایک ہی شخص کا ایک وقت میں متعدد مکانوں میں موجود ہونا صرف امکان ہی نہیں کہنا ہے بلکہ واقعات مشہودہ میں سے ہے"۔ واہ واہ سائیں صاحب اگر یہ بات ممکنات میں سے ہے تو ایسی کرامت کا اظہار آج کل فرض عین ہے آپ کی یہی ایک کرامت دیکھکر ہزاروں لوگ آپ کے آگے گردن جھکا لیں گے ورنہ عنقریب زمانہ آتا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ...... ہزار مرید ہیں لاکھوں اور آ کر شامل ہوں گے اور آپ دست حسرت ملتے ہوئے رو دینگے۔ پھر آپ لکھتے ہیں بلکہ یہ بات واقعات مشہودہ میں سے ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ اگر ہے تو دکھاؤ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔ ہاں شعبدہ بازی کا ایک طریقہ ہند و پنجاب میں آج کل بھی ہے ایک شیشہ ہے جو خود دکھائی نہیں دیتا اور اُس کے پیچھے ایک وجود کے کئی وجود بلکہ اُس شیشہ کے پیچھے ایک آدمی کے ساری اعضا کاٹے ہوئے الگ الگ دکھائی دیتے ہیں یہی کرتب سیکھکر لوگونکو دکھا دو تا کچھ اور جاہل آپ کے دام میں پھنس جاویں گے تا قطب العالم والے قصہ کی تصدیق اور سچائی کے جو معتقد ہیں کچھ تعجب نہیں کہ آپ کی یہ کرامت بھی مشتہر کر دیں مگر سائیں صاحب موتی پر ناحق تہمت نہ لگاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لَا تَذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ ایسی واہیات قصوں کو

قرآن کریم کی تفسیر میں داخل مت کرو۔ بتاؤ من فسّر القرآن برأیه فلیتبوّأ مقعدہ من النار۔ اس قصہ کو قرآن کریم کی تفسیر میں داخل کرنے والے کے مصداق ہے یا نہیں۔

پھر سائیں مہر شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے سنو حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں خدا تعالے کا فرستادہ اور اُس کا رسول ہوں اور وہ اپنی غیب کی باتیں بجز مقبول فرستادوں کے کسی پر نہیں کھولتا چونکہ مجھ پر قبل از وقت وقوع غیب کی خبریں کھولتا ہے جو پوری ہو جاتی ہیں اس لیے میں اُسکا رسول ہوں۔ چنانچہ اب تک صدہا پیشگوئیاں جو قبل از وقت وقوع دنیا کے آگے حضرت مرزا صاحب نے پیش کی ہیں پوری ہو گئی ہیں اگر وہ خدا تعالے کے فرستادہ نہ ہوتے تو فلا یظھر علٰی غیبه احدا الا من ارتضٰی من رسول کے ہرگز مصداق نہ ہوتے واقعی اگر چشتی صاحبان کو اپنے گھر کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض نہ کرتے کتاب القول المستحسن فی فخر الحسن جو کہ حضرت سلیمان صاحب کے زمانہ میں اُن کے ایک مقبول عالم مرید نے اتصال الامام الحسن البصری بامیر المومنین علی کرم اللہ وجہه کے بارہ میں عربی زبان میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جو فخر المطابع دہلی میں کئی سال سے چھپ چکی ہے اور خاندان چشت نظامی میں ایک مقبول اور معروف کتاب ہے اُس کے صفحہ ۱۹۹ سطر ۱۶ پر علامہ مؤلف یوں لکھ گئے ہیں فلا یظھر علٰی غیبه احدا الا من ارتضٰی من رسول ای ونبی وولی مقبول یعنی خداوند تعالے اپنے بھید کی باتیں بجز اپنے فرستادہ نبی اور ولی کے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اس علامہ نے اس امر کی ایک اور جگہ بھی تشریح کی ہے متقدمین اولیاء اللہ میں سے اس امر کی شہادت چاہتے ہو تو سن لو۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنه فرماتے ہیں

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ وَدُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَتْ لِیْ
وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ
وَتُعْلِمُنِیْ فَاُقْصِرُ عَنْ جِدَالِیْ

اور اپنے قصیدہ کے ان اشعار میں دعویٰ کرتے ہیں کہ قبل از وقوع امور آئندہ کی مجھے اطلاع دی جاتی ہے۔ غور کرو یہ دعویٰ رسالت نہیں تو اور کیا ہے اگر وہ رسول نہ ہوتے تو یہ دعویٰ کیوں کرتے کیونکہ انکو خبر تھی کہ اس امر میں نص قطعی الدلالة آ چکی ہے فلا یظھر علٰی غیبه احدا الا من ارتضٰی من رسول چونکہ انکو یقین تھا کہ ماتہ رابعہ کا میں مجدد ہوں خدا کا رسول ہوں اسلیے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تا دم زیست خداوند تعالے کی سُنّت میرے ساتھ یہی رہے گی کہ وہ مجھے اپنے بھید کی باتوں پر اطلاع دیتا رہیگا۔ اس لیے فرماتے ہیں۔

وتخبرنی بما یاتی ویجری
وتعلمنی فاقصر عن جدالی

یہ نہ کہو کہ انھوں نے اپنی زبان سے دعویٰ نہیں کیا اُنکے الہامات اور کتاب فتح الربانی دیکھو۔ ایک شخص بحکم لاٹ صاحب تحصیل میں آ کر تحصیلداری کا کام کرنے لگے اور اسکی تحصیلداری کے کام کو لوگ دیکھ لیں پس اُس کا کام خود دعویٰ ہے اور نیز دلیل ہے اُس کے دعویٰ کی۔ تحصیل یا ضلع کے چپڑاسی کے پاس جو چپڑاس کی مہر ہوتی ہے اُس کی وہی زبان اور دعویٰ اور دعویٰ کی بیّن دلیل ہوتی ہے کہ میں تحصیل یا ضلع کا چپڑاسی ہوں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالے ہر ایک صدی کے سر پر دین اسلام کو تازہ کرنے کے لیے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجتا ہے ان اللّٰه یبعث لھذہ الامة علٰی راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا۔ لفظ بعث جو نبیوں اور رسولوں کے لیے خداوند تعالی نے قرآن کریم میں استعمال فرمائی ہیں وہی لفظ مجدد کے لیے اس حدیث میں مذکور ہے چنانچہ خداوند تعالے فرماتا ہے فبعث اللّٰه النبیین یعنی خدا تعالی نے نبی بھیجے ان اللّٰه یبعث لھذہ الامة خداوند تعالے ہر صدی کے سر پر بھیجتا رہے گا پس جو خداوند تعالی کی طرف سے بھیجا جاوے اُسکو رسول نہ کہا جاوے تو کیا کہا جاوے خدا تعالے کا فرستادہ رسول ہی ہوتا ہے اور ہر مجدد ماة کو خدا تعالے خود اپنا رسول فرماتا ہے تم اُسکو رسول کیوں نہیں مانتے۔

بھلا انسان کا بھیجا ہوا تو رسول کہلاوے اور خدا کا بھیجا ہوا نہ رسول نہ کہلاوے کیسی بے انصافی ہے۔ عزیز مصر نے یوسف علیه السلام کے جانب جو قاصد بھیجا تھا اُس کے بارے آیا ہے فلما جاء الرسول جب وہ قاصد فرستادہ یوسف علیه السلام کے پاس آیا تھا۔ آج کل تو ہر ایک فرد دنیاوی امور میں رسول بنا ہوا ہے۔ سیر رسولان بلاغ باشد وبس۔ مگر خدا کے بھیجے ہوئے کو رسول کہنے سے جھجکتے ہیں۔ البتہ جو مجدد ہر صدی کے سر پر خداوند تعالی کی طرف سے رسول ہو کر آتے ہیں اُن کا صرف یہی کام ہوتا ہے کہ امور دین اسلام میں جو غلطیاں ہو جاتی ہیں اور اپنے خیالات اور اوہام کو لوگ داخل کر کے اسلام کے اُس اصلی شکل و چہرہ کو جس رونق کے ساتھ اُسکو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لائے تھے چھپا دیتے ہیں تب وہ مجدد لوگوں کے زوائد کو اُٹھا کر اسلام کا اصلی چہرہ و شکل دکھا دیتا ہے پس مجدد خداوند تعالے کی طرف سے اپنے امور کے لیے مامور ہو کر آتا ہے۔ چنانچہ مجدد صدی چہارم حضرت مسیح موعود کے بارے میں القول المستحسن فی فخر الحسن کے صفحہ ۵ سطر ۱ پر علامہ مؤلف یوں لکھتے ہیں وکذلك یقع من عیسی فانه اذا نزل یرفع کثیرا من شرع الاجتھاد المقرر فتبین برفعه صورته

الحق المشروع الذی کان علیہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو حکم و عدل فرمایا ہے حکم و عدل سے کئی نادان ناراض بھی ہوا کرتے ہیں۔ موجودہ فرقے اہل اسلام کے اگر راستی پر ہوتے تو خدا تعالے ایک شخص کو حکم و عدل کے نام سے نامزد کر کے کیوں بھیجتا جو انہیں آکر حق اور باطل کی انکو تمیز کر کے دکھادے۔

اگر یہ کہو کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسی کا لقب کیوں اختیار کیا تو یہ خدا تعالے سے پوچھنا چاہیے کہ خدا تعالی نے یہ لقب کیوں انکو دیا ہے دنیا میں یہی قاعدہ ہے کہ جو انسان اخلاق و صفات و قوی و کام میں کسی دوسرے کے ساتھ مشابہ ہو اسکو اسی کے نام سے موسوم کر دیتے ہیں اور خدا تعالے اور انبیا کی تو یہ قدیمی سنت ہے۔ دیکھو القول المستحسن صفحہ ۱۰۹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ذر کو حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی ہے چند نام کے موحد جو پیر صاحب کی ہاں میں ہاں ملاتے گئے ہیں منافقانہ طور پر ملا کر شامل ہو جاتے ہیں انکی کتاب سیف چشتیائی کے صفحہ ۱۰۹ سطر ۵ سے لیکر مندرجہ ذیل عبارت پڑھ لیں جہاں و لٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کی تفسیر لکھتے ہوے یہ حقائق و معارف درج کیے ہیں۔ رہا یہ کہ القاء شبہ امکان نہ قوعی بھی رکھتا ہے یا نہیں اور بر تقدیر وقوع منافی ہے حکمت الہیہ یا نہ سو معروض ہے کہ تعینات و تشکلات جو عارض ہیں حقیقت جامعہ کو بمنزلہ لباسوں کے ہوتے ہیں یہی حقیقت ایک لباس کو اتار کر دوسرے کو پہن سکتی ہے بحول اللہ و قوتہ۔

اسجگہ ہم پیر صاحب سے صرف اتنی عرض کر کے پوچھتے ہیں کہ حقیقت جامعہ سے مراد آپ کیا رکھتے ہیں۔

اعجاز المسیح میں جو آپ نے نکتہ چینیاں کی ہیں اسمیں پادریوں اور نصاری کی نکتہ چینیاں قرآن کریم پر تعداد و نمبر میں زیادہ ہیں مگر کیا وہ قرآن کا مقابلہ کر سکتی ہیں ہرگز نہیں پس جیسا پادری اور نصاری قرآن شریف کی ایک چھوٹی سی سورۃ سے فصاحت و بلاغت میں مقابلہ نہیں کر سکتے نکتہ چینیاں آسان ہیں پر نکتہ نمائی مشکل ہے اگر نکتہ نمائی آسان ہوتی تو بالمقابل تفسیر لکھنے سے کیوں بھاگے ہو۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کسی دوسرے فصیح بلیغ کتاب سے سرقہ کر کے عبارت لکھی ہے سنو۔ عرب و عجم کے سیکڑوں شاعروں و ادیبوں کی نظم و نثر میں کئی موقع میں توافق ہو گیا ہے جنھوں نے ایک دوسرے کو نہ دیکھا نہ سنا اور زمن کی امکنہ و ازمنہ پردوں میں بعد پایا گیا ہے پس کیا ہم اسپر یہ گمان کرینگے کہ وہ سب کے سب ایک دوسرے کے نقال اور سارق رہے ہیں اسلیے ان کے بعض موقع نظم و نثر میں تطابق و توافق پایا جاتا ہے نہیں نہیں کسی کا کوئی شخص نقال اور سارق ہونے سے ادیب فصیح و بلیغ نہیں ہوتا اگر یہ بات ہوتی تو آپ کے لیے اب بھی موقع ہے سورہ فاتحہ کی تفسیر ایسی فصیح و بلیغ عربی میں اگر آپ لکھ نہیں سکتے تو سرقہ کر کے ہی دنیا کو دکھاتے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا حضرت مرزا صاحب نے تو یہی اشتہار دیا تھا کہ میری عربی اور عرب کے ادیب کی عبارت میں تمیز کر کے دکھا دو تو انعام لو مگر تم لوگوں میں سے کوئی بھی نہ اٹھا اب تم احیاء دیر ہو ہو خدا کیطرف سے تمپر حجت پوری ہو چکی

محمد فضل چنگوی احمدی

مکرر

اگر کہو ختم نبوت کے معنی کیا ہیں۔ تو سنو اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ جو کچھ قرآن کریم میں خدا تعالی نے حلال و حرام اوامر و نواہی بیان کرد یے ہیں اور جو ہمکو بذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ چکے ہیں انمیں کمی و زیادتی تغیر و تبدیل نہیں ہو سکیگا اور قیامت تک نبی اور رسول آتے رہیں گے مگر احکام اوامر و نواہی وغیرہ میں سب محمد رسول صلعم کے تابع ہونگے یہی معنی ہیں ختم نبوت کے۔ محمد فضل

مختصر نوٹ اور نکات

دار الامان کی ضرورتیں یومًا فیومًا بڑھ رہی ہیں خصوصًا مدرسہ اور مہمان خانہ کی وسعت کا سوال آج کل خصوصیت سے قابل غور ہو رہا ہے مدرسہ کی حالت یہانتک کمزور ہو رہی ہے کہ اگلے مہینہ غالبًا مدرسہ کے ماہواری اخراجات بھی مشکل سے پورے ہوں اگرچہ ہمارا یقین ہے کہ یہ کاروبار جو خدا تعالے کے قائم کردہ سلسلہ سے متعلق ہے چلے گا اور ضرور چلے گا لیکن اسوقت نصرت کرنے والوں کو بڑے بڑے مدارج کا مستحق بنانے کے لیے اللہ تعالے اس قسم کی تقریبیں پیدا کر دیتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالی کے حضور تو زمین و آسمان کے خزانے ہیں پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اسوقت نصرت کر کے اجر نصرت کے مستحق ہو جاتے ہیں قال الامام الموعود علیہ السلام

بہ نصرت این اجر نصرت بدہندای اخی ورنہ
قضائے آسمانست این بہر حالت شود پیدا

ایک شخص جو اس دنیا میں موجود ہے جب تک وہ تزکیہ نفس کر کے اپنا سلوک ختم نہیں کر لیتا اور پاک ریاضتوں سے گندی جذبات دل سے نہیں نکال دیتا اسوقت تک وہ کسی حیوان یا کیڑے مکوڑے سے مشابہ ہوتا ہے اور جوں جوں وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرکے اپنی حالت میں ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اپنی اصلی انسانیت (جو ایک پاک جوہر ہے) کی طرف آتا ہے۔ اور اسی زندگی میں وہ گویا ہزار ہا موتوں سے نکل کر انسانیت کا شرف حاصل کرتا ہے یہ ایک منزل ہے سلوک کی راہ میں۔ جہاں ناواقف اور ظاہر پرست لوگوں نے بعض اہل اللہ کے کلام میں دھوکا کھایا ہے اور تناسخ کا استنباط کیا ہے جو صحیح نہیں۔

کتاب آیات الرحمن

مصنفہ فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہوی بجواب عصائے موسی الہی بخش صاحب لاہوری طیار ہے خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب کرنی چاہیئے۔ از قادیان

کلمات طیّبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء بعد نماز مغرب کی

ایک تقریر

ایک بہت ہی ضروری امر ہے جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ میری طبیعت بھی اچھی نہیں ہے لیکن کل نواب صاحب جو جانے والے ہیں اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ میں بیان کر دوں تاکہ وہ بھی سُن لیں اور جماعت کے دوسرے لوگ بھی سن لیں اور وہ یہ ہے۔

کہ تمام انبیاء علیہم السلام جو دنیا میں آئے ہیں اگرچہ انھوں نے جو احکام دنیا کو سنائے وہ مبسوط اور مطول تھے اور بہت کچھ جزئیات ہی بیان کریں اور تمام امور جو توحید۔ تہذیب۔ معاملات اور معاد کے متعلق ہوتے ہیں غرض جسقدر امور انسان کو چاہیے ان سب کے متعلق وہ ہر قسم کی ہدایتیں اور تعلیمیں لوگوں کو دیا کرتے تھے۔ یا وجود ان ساری جزئی تعلیموں اور ہدایتوں کے ہر ایک نبی کی اصل غرض اور مقصد یہ رہا ہے کہ لوگ گناہوں سے نجات پاکر اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے کلی نفرت کرکے خدا ہی کے لیے ہو جاویں۔ انسانی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد بھی یہی ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے اس لیے انبیا علیہم السلام کی بعثت کی غرض اسی مقصد کیطرف انسان کو رہبری کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ اپنی گم گشتہ متاع اور مقصد کو پھر حاصل کرلے۔ گناہ اگرچہ بہت ہیں اور ان کے بہت سے شعبے اور شاخیں ہیں یہاں تک کہ ہر ادنیٰ قسم کی غفلت بھی گناہ میں داخل ہے لیکن عظیم الشان گناہ جو اس مقصد عظیم کے بالمقابل انسان کو اصل مقصد سے ہٹانے کے لیے پڑا ہوا ہے وہ شرک ہے انسان کی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد یہ ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے اور گناہ اور اس کے محرکات سے بہت دور رہے اس لئے کہ جوں جوں بدقسمت انسان اس میں مبتلا ہوتا ہے اسی قدر اپنے اصلی مدعا سے دور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر گرتے گرتے ایسی سفلی جگہ پر جا پڑتا ہے جو مصائب اور مشکلات اور ہر قسم کی تکلیفوں اور دکھوں کا گھر ہے۔ جسکو جہنم بھی کہتے ہیں۔

دیکھو انسان کا اگر کوئی عضو اپنی اصلی جگہ سے ہٹا دیا جاوے مثلاً بازو ہی اگر اُتر جاوے یا ایک اُنگلی یا انگوٹھا ہی اپنے اصلی مقام سے ہٹ جاوے تو کسقدر درد اور کرب پیدا ہوتا ہے۔ یہ جسمانی نظارہ روحانی اور اخروی عالم کے لیے ایک زبردست دلیل ہے اور جہنم کے وجود پر ایک گواہ ہے۔ گناہ یہی ہوتا ہے کہ انسان اس مقصد سے جو اُس کی پیدائش سے رکھا گیا ہے دور ہٹ جاوے پس اپنے محل سے ہٹنے میں صاف درد کا ہونا ضروری ہے۔ تو شرک ایسی چیز ہے کہ جو انسان کو اس کے اصلی مقصد سے ہٹا کر جہنم کا وارث بنا دیتا ہے۔

شرک کی کئی قسم ہیں ایک تو وہ موٹا اور صریح شرک ہے جس میں ہندو عیسائی۔ یہود اور دوسرے بُت پرست لوگ گرفتار ہیں جس میں کسی انسان یا پتھر یا اور بیجان چیزوں یا قوتوں یا خیالی دیویوں اور دیوتاؤں کو خدا بنا لیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ شرک ابھی تک دنیا میں موجود ہے لیکن یہ زمانہ روشنی اور تعلیم کا کچھ ایسا زمانہ ہے کہ عقلیں اس قسم کے شرک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئی ہیں یہ جدا امر ہے کہ وہ قومی مذہب کی حیثیت سے بظاہر ان بیہودگیوں کا اقرار کریں لیکن دراصل بالطبع لوگ ان سے متنفر ہوتے جاتے ہیں۔

مگر ایک اور قسم کا شرک ہے جو مخفی طور پر زہر کی طرح اثر کر رہا ہے اور وہ اس زمانہ میں بہت بڑھتا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد بالکل نہیں رہا

ہم یہ ہرگز نہیں کہتے اور نہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ اسباب کی رعایت بالکل نہ کی جاوے کیونکہ خدا تعالیٰ نے رعایت اسباب کی ترغیب دی ہے اور اس حد تک جہاں تک یہ رعایت ضروری ہے اگر رعایت اسباب نہ کی جاوے تو انسانی قویٰ کی بیحرمتی کرنا اور خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان فعل کی توہین کرنا ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں جبکہ بالکل رعایت اسباب کی نہ کی جاوے ضروری ہوگا کہ تمام قوٰی کو جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں بالکل بیکار چھوڑ دیا جاوے اور ان سے کوئی کام نہ لیا جاوے اور ان سے کام نہ لینا اور انکو بیکار چھوڑ دینا خدا تعالیٰ کے فعل کو لغو اور عبث قرار دینا ہے۔ جو بہت بڑا گناہ ہے۔ پس ہمارا یہ منشا اور مذہب ہرگز نہیں کہ اسباب کی رعایت بالکل ہی نہ کی جاوے بلکہ رعایت اسباب اپنی حد تک ضروری ہے آخرت کیلیے بھی اسباب ہی ہیں خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور بدیوں سے بچنا اور دوسری نیکیوں کو اختیار کرنا اسی لیے ہے کہ اس عالم اور دوسرے عالم میں سکھ ملے تو گویا یہ نیکیاں اسباب کے قائمقام ہیں۔

اسی طرح یہ بھی خدا تعالیٰ نے منع نہیں کیا کہ دنیوی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیے اسباب کو اختیار کیا جاوے نوکری والا نوکری کرے زمیندار اپنی زمینداری کے کاموں میں رہے مزدور مزدوریاں کریں تاوہ اپنے عیال و اطفال اور دوسرے متعلقین اور اپنے نفس کے حقوق کو ادا کر سکیں۔ پس ایک جائز حد تک یہ سب درست ہے اور اسکو منع نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب انسان حد سے تجاوز کرکے اسباب ہی پر پورا بھروسہ کر لے اور سارا دارومدار اسباب ہی پر جا ٹھیرے تو یہ وہ **شرک** ہے جو انسان کو اس کے اصلی مقصد سے دور پھینک دیتا ہے۔

مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ اگر فلاں سبب نہ ہوتا تو میں بھوکا مرجاتا یا اگر یہ جائیداد یا فلاں کام نہ ہوتا تو میرا بُرا حال ہوجاتا فلاں دوست نہ ہوتا تو تکلیف ہوتی۔ یہ امور اس قسم کے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ جائداد یا اور اسباب و احباب پر اسقدر بھروسا کیا جاوے کہ خدا تعالیٰ سے کلی دور جا پڑے یہ خطرناک شرک ہے جو قرآن شریف کی تعلیم کے صریح خلاف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ

اور فرمایا

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

اور فرمایا

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

اور فرمایا

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ

قرآن شریف اس قسم کی آیتوں سے بھرا پڑا ہے کہ وہ متقیوں کا متولی اور متکفل ہوتا ہے تو پھر جب انسان اسباب پر تکیہ اور توکل کرتا ہے تو گویا خدا تعالیٰ کی ان صفات کا انکار کرتا ہے اور ان اسباب کو ان صفات سے حصہ دیتا ہے اور ایک اور خدا اپنے لیے ان اسباب کا تجویز کرتا ہے۔ چونکہ وہ ایک پہلو کیطرف جھکتا ہے اس سے شرک کیطرف گویا قدم اٹھاتا ہے جو لوگ حکام کیطرف جھکے ہوئے ہیں اور ان سے انعام یا خطاب پاتے ہیں ان کے دل میں انکی عظمت خدا کی سی عظمت داخل ہوجاتی ہے وہ ان کے پرستار ہوجاتے ہیں اور یہی ایک امر ہے جو توحید کا استیصال کرتا ہے اور انسان کو اس کے اصلی مرکز سے ہٹاکر دور پھینکدیتا ہے۔ پس انبیا علیہم السلام یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اسباب اور توحید میں تناقض نہ ہونے پاوے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر رہے اور مآل کار توحید پر جا ٹھیرے۔

وہ انسان کو یہ سکھانا چاہتے ہیں کہ ساری عزتیں سارے آرام اور حاجات براری کا متکفل خدا ہی ہے۔ پس اگر اس کے مقابل میں کسی اور کو بھی قائم کیا جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ دو ضدوں کے تقابل سے ایک ہلاک ہوجاتی ہے۔

اس لیے مقدم ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید ہو۔ رعایت اسباب کی جاوے اسباب کو خدا نہ بنایا جاوے اسی توحید سے ایک محبت خدا تعالیٰ سے پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ نفع و نقصان اُسی کے ہاتھ میں ہے محسن حقیقی وہی ہے ذرہ ذرہ اُسی سے ہے کوئی دوسرا درمیان میں نہیں آتا جب انسان اس پاک حالت کو حاصل کرے تو وہ موحد کہلاتا ہے غرض ایک حالت توحید کی یہ تھی کہ انسان پتھروں یا انسانوں یا اور کسی چیز کو خدا نہ بناوے بلکہ انکو خدا بنانے سے بیزاری اور نفرت ظاہر کرے اور دوسری حالت یہ ہے کہ رعایت اسباب سے نہ گزرے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ اپنے نفس اور وجود کے اغراض کو بھی درمیان سے اُٹھادیا جاوے اور اُسکی نفی کی جاوے بسا اوقات انسان کے زیر نظر اپنی خوبی اور طاقت بھی ہوتی ہے کہ فلاں نیکی میں نے اپنی طاقت سے کی ہے انسان اپنی طاقت پر ایسا بھروسہ کرتا ہے کہ ہر کام کو اپنی ہی قوت سے منسوب کرتا ہے انسان موحد تب ہوتا ہے جب اپنی طاقتوں کی بھی نفی کرے۔

لیکن اب اسجگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان جیسا کہ تجربہ دلالت کرتا ہے عموماً کوئی نہ کوئی حصہ گناہ کا اپنے ساتھ رکھتے ہیں بعض موٹے گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور بعض اوسط درجہ کے گناہوں میں اور بعض باریک در باریک قسم کے گناہوں کا شکار ہوتے ہیں۔ جیسے بخل ریاکاری یا اور اسی قسم کے گناہ کے حصوں میں گرفتار ہوتے ہیں جب تک ان سے رہائی نہ ملے انسان اپنے گم شدہ انوار کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام دیے ہیں بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ ان کی بجا آوری ہر ایک کو میسر نہیں ہے مثلاً حج یہ اس آدمی پر فرض ہے جسے استطاعت ہو پھر راستہ میں امن ہو پیچھے جو متعلقین ہیں انکے گذارہ کا بھی معقول انتظام ہو۔ اور اسی قسم کی ضروری شرائط پوری ہوں تو حج کرسکتا ہے ایسا ہی زکوٰۃ ہے یہ وہی دے سکتا ہے جو صاحب نصاب ہو۔ ایسا ہی نماز میں بھی تغیرات ہوجاتے ہیں لیکن ایک بات ہے جس میں کوئی تغیر نہیں وہ ہے

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اصل یہی بات ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ سب اس کے مکملات ہیں توحید کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک عبادات کی بجا آوری نہ ہو اس کے یہی معنے ہیں کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والا اس وقت اپنے اقرار میں سچا ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر عملی پہلو سے بھی وہ ثابت کر دکھائے کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی دوسرا محبوب و مطلوب اور مقصود نہیں ہے جب اس کی یہ حالت ہو اور واقعی طور پر اس کا ایمانی اور عملی رنگ اس اقرار کو ظاہر کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور اس اقرار میں جھوٹا نہیں ساری مادی چیزیں جل گئی ہیں اور ایک فنا ان پر اس کے ایمان میں آگئی ہے تب وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُنہ سے نکالتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جو اس کا دوسرا جزو ہے وہ نمونہ کے لیے ہے کیونکہ نمونہ اور نظیر سے ہر بات سہل ہوجاتی ہے انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ نمونوں کے لیے آتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمیع کمالات کے نمونوں کے جامع تھے کیونکہ سارے نبیوں کے نمونے آپ میں جمع ہیں

آپ کا نام اسی لیے محمد ہے کہ اس کے معنی ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ محمد وہ ہوتا ہے جس کی زمین و آسمان پر تعریف ہوتی ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا کے لوگوں نے انکو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا انھیں ذلیل سمجھا اور بخیال خویش ذلیل کیا لیکن آسمان پر ان کی عزت اور تعریف

ہوتی ہے وہ خدا تعالےٰ کے حضور راستباز ہوتے ہیں ۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کی تعریف کرتی ہے ہر طرف سے واہ واہ ہوتی ہے مگر آسمان اُن پر لعنت کرتا ہے خدا اور اُس کے فرشتے اور مقرب اُس پر لعنت بھیجتے ہیں ۔ تعریف نہیں کرتے مگر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان دونوں جگہ میں تعریف کیے گئے ۔ اور یہ فخر اور فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ملا ہے ۔ جس قدر پاک گروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا وہ کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا ۔ یوں تو حضرت موسیٰ کو بھی کئی لاکھ آدمیوں کی قوم مل گئی مگر وہ ایسے مستقل مزاج یا ایسی پاکباز اور عالیہمت قوم نہ تھی جیسی صحابہ کی تھی رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ قوم موسیٰ کا یہ حال تھا کہ رانکو موسیٰ ہیں تو دنکو مرتد ہیں آنحضرت اور آپکے صحابہ کا حضرت موسیٰ اور انکی قوم سے گویا کل دنیا کا مقابلہ ہوگیا ۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جو جماعت ملی وہ ایسی پاکباز اور خدا پرست اور مخلص تھی کہ اُس کی نظیر کسی دنیا کی قوم اور کسی نبی کی جماعت میں ہرگز پائی نہیں جاتی احادیث میں ان کی بڑی بڑی تعریفیں آئی ہیں یہانتک فرمایا کہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ اور قرآن شریف میں بھی ان کی تعریف ہوئی یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۔ موسیٰ کی جماعت جن مشکلات اور مصائب طاعون وغیرہ کے نیچے آئی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طیار کردہ جماعت اس سے ممتاز اور محفوظ رہی ۔ اس نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قوت قدسی اور انفاس طیبہ اور جذب الی اللہ کی قوت کا پتہ لگتا ہے کہ کیسی زبردست قوتیں آپ کو عطا کی گئی تھیں جو ایسا پاک اور جاں نثار گروہ اکٹھا کر لیا ۔ یہ خیال بالکل غلط ہے جو جاہل لوگ کہدیتے ہیں کہ یونہی لوگ ساتھ ہو جاتے ہیں ۔ جب تک ایک قوت جذب اور کشش کی نہ ہو کبھی ممکن نہیں ہے کہ لوگ جمع ہو سکیں ۔ پھر اصل سبب یہی ہے کہ آپ کی قوت قدسی ایسی تھی کہ کسی دوسرے نبی کو دنیا میں نہیں ملی ۔ اسلام کی ترقی کا راز یہی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قوت جذب بہت زبردست تھی اور پھر آپ کی باتوں میں وہ تاثیر تھی کہ جو سنتا تھا وہ گرویدہ ہو جاتا تھا جن لوگوں کو آپ نے کھینچا اُن کو پاک صاف کر دیا اور اُس کے ساتھ ہی آپ کی تعلیم ایسی سادہ اور صاف تھی کہ اس میں کسی قسم کے گورکھ دھندے اور معمے تثلیث کی طرح نہیں ہیں ۔ چنانچہ نپولین کی بابت لکھا ہے کہ وہ مسلمان تھا اور کہا کرتا تھا کہ اسلام بہت ہی سیدھا سادہ مذہب ہے اسلئے تثلیث کی تکذیب کی ہے ۔ غرض آپ وہ دین لائے جو سیدھا سادہ ہے جو خدا کے سامنے یا انسان کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا ۔ قانون قدرت اور فطرت کے ساتھ ایسا وابستہ ہے کہ ایک جنگلی بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے ۔ تثلیث کی طرح کوئی لاینحل عقدہ اس میں نہیں جسکو نہ خدا سمجھ سکے اور نہ ماننے والے جیساکہ عیسائی کہتے ہیں ۔ تثلیث قبول کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے بت پرستی اور اوہام پرستی کرے اور عقل و فکر کی قوتوں کو بالکل بے کار اور معطل چھوڑ دے ۔ حالانکہ اسلام کی توحید ایسی ہے کہ ایک دنیا سے الگ تھلگ جزیرہ میں بھی وہ سمجھ میں آسکتی ہے یہ دین عیسائی جو پیش کرتے ہیں یہ عالمگیر اور مکمل دین نہیں ہو سکتا ۔ اور نہ انسان اس سے کوئی تسلی یا اطمینان پا سکتا ہے مگر اسلام ایک ایسا دین ہے جو کیا باعتبار توحید اور اعمال حسنہ اور کیا تکمیل مسائل سب سے بڑھ کر ہے ۔ ہزاروں قسم کی بدکاریاں یہودیوں میں جو موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے ساتھ تھے پائی جاتی ہیں اور مسیح کے حواریوں کا ذکر بھی کرنا نہیں چاہیے کہ جنہیں سے ایک نے چند کھوٹے درہمے کر اپنے آقا کو پکڑا دیا اور ایک نے لعنت کی ۔ اور کسی نے بھی وفاداری کا نمونہ نہ دکھایا ۔ لیکن صحابہ کی حالت کو دیکھتے ہیں تو ان میں کوئی جھوٹ بولنے والا بھی نظر نہیں آتا ۔ ان کے تصور میں بھی بجز روشنی کے کچھ نظر نہیں آتا ۔ حالانکہ جب عرب کی ابتدائی حالت پر نگاہ کرتے ہیں تو وہ تحت الثریٰ میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں بت پرستی میں منہمک تھے یتیموں کا مال کھانے اور ہر قسم کی بدکاریوں میں دلیر اور بے باک تھے ڈاکوؤں کی طرح گذارا کرتے تھے گویا سر سے پیر تک نجاست میں غرق تھے پھر میں پوچھتا ہوں کہ وہ کونسا عظیم الشان اسم اعظم تھا جس نے انکی جھٹ پٹ کایا پلیٹ دی اور ان کو ایسا نمونہ بنا دیا کہ جس کی نظیر دنیا کی قوموں میں ہرگز نہیں ملتی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اگر اور کوئی بھی معجزہ پیش نہ کریں تو اس حیرت انگیز پاک تبدیلی کے مقابلہ میں کسی خود ساختہ خدا کا ہی کوئی معجزہ ہمیں دکھلائے ۔ ایک آدمی کا درست کرنا مشکل ہوتا ہے مگر یہاں تو ایک قوم طیار کی گئی کہ جنھوں نے اپنے ایمان اور اخلاص کا وہ نمونہ دکھایا کہ بھیڑ بکری کیطرح اس سچائی کے لیے ذبح ہو گئی جسکو اُنھوں نے اختیار کیا تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ زمینی نہ رہے تھے بلکہ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعلیم ۔ ہدایت اور مؤثر نصیحت نے اُن کو آسمانی بنا دیا تھا ۔ قدسی صفات اُن میں پیدا ہو گئی تھیں دنیا کی خباثتوں اور ریاکاریوں سے وہ ایسے سبک اور ہلکے پھلکے کر دیے گئے تھے کہ انہیں پرواز کی قوت پیدا ہو گئی تھی ۔ یہ وہ نمونہ ہے جو ہم اسلام کا دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں یہی اصلاح اور ہدایت کا باعث تھا جو اللہ تعالےٰ نے پیشگوئی کے طور پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام محمّد رکھا جس سے زمین پر بھی آپ کی ستایش ہوئی ۔ کیونکہ آپنے زمین کو امن ۔ صلحکاری ۔ اور اخلاق فاضلہ اور نیکوکاری سے بھر دیا تھا ۔

مینے پہلے بھی کہا ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسقدر اخلاق ثابت

ہوئے ہیں وہ کسی اور نبی کے نہیں۔ کیونکہ اخلاق کے اظہار کے لیے جبتک موقع نہ ملے کوئی اخلاق اخلاق ثابت نہیں ہوسکتا۔ . . . .

مثلاً سخاوت ہے لیکن اگر روپیہ نہ ہو تو اسکا ظہور کیونکر ہوا۔ ایسا ہی کسی کو لڑائی کا موقع نہ ملے تو شجاعت کیونکر ثابت ہو۔ ایسا ہی عفو اس صفت کو وہ ظاہر کرسکتا ہے جسے اقتدار حاصل ہو . . . . . .

غرض سب خلق موقع سے وابستہ ہیں۔ اب سمجھنا چاہیے کہ یہ کس قدر خدا کے فضل کی بات ہے کہ آپ کو تمام اخلاق کے اظہار کے موقعے ملے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو وہ موقعے نہیں ملے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخاوت کا موقعہ ملا۔ آپ کے پاس ایک موقع پر بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں ایک کافر نے کہا کہ آپ کے پاس اسقدر بھیڑ بکری جمع ہیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی اسقدر نہیں آپ نے سب کی سب اُسکو بخشدیں وہ اسی وقت ایمان لے آیا۔ کہ نبی کے سوا اور کوئی اس قسم کی عظیم الشان سخاوت نہیں کرسکتا۔ مکہ میں جن لوگوں نے دُکھ دیے تھے جب آپ نے مکہ کو فتح کیا تو آپ چاہتے تو سب کو ذبح کردیتے مگر آپ نے رحم کیا اور لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہدیا۔ آپ کا بخشنا تھا کہ سب مسلمان ہوگئے۔ اب اس قسم کے عظیم الشان اخلاق فاضلہ کیا کسی نبی میں پائے جاتے ہیں ؟ ہرگز نہیں وہ لوگ جنھوں نے آپ کی ذات خاص اور عزیزوں اور صحابہ کو سخت تکلیفیں دیں تھیں اور ناقابل عفو ایذائیں پہونچائی تھیں آپ نے سزا دینے کی قوت اور اقتدار کو پاکر فی الفور اُن کو بخشدیا حالانکہ اگر ان کو سزا دیجاتی تو یہ بالکل انصاف اور عدل تھا۔ مگر آپ نے اس وقت اپنے عفو اور کرم کا نمونہ دکھایا۔

یہ وہ امور تھے کہ علاوہ معجزات کے **صحابہ** پر مؤثر ہوتے تھے اس لیے آپ اسم باسمّٰی **محمد** ہوگئے تھے صلی اللہ علیہ وسلم اور زمین پر آپ کی حمد ہوتی تھی۔ اور اسی طرح آسمان پر بھی آپ کی تعریف ہوتی تھی اور آسمان پر بھی آپ **محمد** تھے یہ نام آپ کا اللہ تعالیٰ نے بطور نمونہ کے دنیا کو دیا ہے جبتک انسان اس قسم کے اخلاق اپنے اندر پیدا نہیں کرتا۔ کچھ فائدہ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کرسکتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بنالے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اسکی بابت فرمایا ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

یعنی محبوب الٰہی بننے کے لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔ سچی اتباع آپ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ آجکل لوگوں نے اتباع سے مراد صرف رفع یدین۔ آمین بالجہر اور رفع سبابہ ہی کے لیے ہے باقی امور کو جو اخلاق فاضلہ آپ کے تھے انکو چھوڑ دیا یہ منافق کا کام ہے کہ آسان اور چھوٹے امور کو بجالا ہے اور مشکل کو چھوڑتا ہے سچے مومن اور مخلص مسلمان کی ترقیوں اور ایمانی درجوں کا آخری نقطہ تو یہی ہے کہ وہ سچا متبع ہو اور آپ کے تمام اخلاق کو حاصل کرے جو سچائی کو قبول نہیں کرتا ہے وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے کروڑوں مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور مسجدیں بھی بھری ہوئی نظر آتی ہیں مگر کوئی برکت اور ظہور ان مسجدوں کے بھرے ہوئے ہونے سے نظر نہیں آتا ؟ اس لیے کہ یہ سب کچھ جو کیا جاتا ہے محض رسوم اور عادات کے طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ سچا اخلاص اور وفا جو ایمان کے حقیقی لوازم ہیں ان کے ساتھ پائے نہیں جاتے۔ سب عمل ریاکاری اور نفاق کے پردوں کے اندر مخفی ہوگئے ہیں

جوں جوں انسان ان کے حالات سے واقف ہوتا جاتا ہے اندر سے گند اور خبث نکلتا آتا ہے مسجد سے نکل کر گھر کی تفتیش کرو تو یہ ننگ اسلام نظر آئیں گے مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک کوٹھا ہزار من گندم کا بھرا ہوا خالی ہوگیا اگر چوہے اسکو نہیں کھاگئے تو وہ کہاں گیا۔ پس اسی طرح پر پچاس برس کی نمازوں کی جب برکت نہیں ہوئی اگر ریا اور نفاق نے انکو باطل اور حبط نہیں کیا تو وہ کہاں گئیں۔ خدا کے نیک بندوں کے آثار ان میں پائے نہیں جاتے۔ ایک طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے۔ اگر وہ نسخہ اس کے لیے مفید اور کارگر نہ ہو تو چند روز کے تجربے کے بعد اسکو بدل دیتا ہے اور پھر تشخیص کرتا ہے۔ لیکن ان مریضوں پر تو وہ نسخہ استعمال کیا گیا ہے جو ہمیشہ مفید اور زود اثر ثابت ہوا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے نسخہ کے استعمال میں غلطی اور بد پرہیزی کی ہے یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ارکان اسلام میں غلطی تھی اور نماز روزہ حج زکوۃ مؤثر علاج نہ تھا۔ کیونکہ اس نسخہ نے ان مریضوں کو اچھا کیا جن کی نسبت لاعلاج ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ جن لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اور بدعتیں تراشی ہیں یہ انکی اپنی شامت اعمال ہے ورنہ قرآن شریف تو کہہ چکا تھا الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ اکمال دین ہوچکا تھا اور اتمام نعمت بھی خدا کے حضور پسندیدہ دین **اسلام** ٹھہر چکا تھا۔ اب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال خیر کی راہ چھوڑ کر اپنے طریقے ایجاد کرنا اور قرآن شریف کی بجائے اور وظائف اور کافیاں پڑھنا یا اعمال صالحہ کے بجائے قسم قسم کے ذکر اذکار نکال لینا یہ لذت روح کے لیے نہیں ہے بلکہ لذت نفس کیخاطر ہے لوگوں نے **لذت نفس** اور **لذت روح** میں فرق نہیں کیا اور دونوں کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے حالانکہ وہ دو مختلف چیزیں ہیں اگر لذت نفس اور لذت روح ایک ہی چیز ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ ایک بدکار عورت کے گانے سے بدمعاش کو

باقی آئندہ

ثمر درختی آنهم اگر بگو کجا ست
محال است شد لولاک اسمی وجانی

مسیح و دختر احمد چو زنده اند ہنوز
چرا بہ عقد سماوی شدی بحیرانی

دریں صدی کہ گذشتند سالہائی کثیر
چرا مجددے نامد ز فضل سبحانی

مثیل حضرت موسیٰ ست احمد مرسل
چرا خلیفہ او در کمال روحانی

مسیح وقت نیا شد بہ گلشن ہستی
ثمر بخوردہ ز باغ رسول رضوانی

بہ تیغ قاطع برہاں بداں تو کسر صلیب
استغفارہ خنازیر را چوں مے خوانی

اگر قتال کند مہدی و مسیح زماں
شود چہ سود ازیں قتل و آتش افشانی

بجائے امن جہاں موجب فساد شدی
در آمدی بفزونی بلائے دورانی

بحق او یضع الحرب آمدست صریح
چرا سلاح نداز د بسیف برہانی

شدست دعویٰ مہدی بہ بینہ ثابت
ندیدۂ تو کسوف و خسوف رمضانی

وقوع واقعہ از پیشگوئے نبوی
مصحح بہ حدیث ضعیف گردانی

سزائے مفتریاں شد ز حق چو قطع وتین
کن انتظار اخیرش بامر ربانی

بحسن ظن دعا و بہ صبر و استقلال
ببیں بآخر کارش اگر مسلمانی

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال - کیوں اس زمانہ میں مجدد و مصلح کی ضرورت ہے اور کیا کیا مفاسد وجود مجدد و مصلح کی مستدعی ہیں۔

جواب - مذکورہ بالا سوال کا جواب اگر اسلامی اعتقاد کے لحاظ سے دیا جاوے تو اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ چونکہ ہر صدی کے سر پر ایک معلم آسمانی کا آنا ضروری ہے نہ فقط از روئے حدیث نبوی بلکہ از روئے آیت استخلاف و نیز کل وہ مفاسد جو اس مجدد و مصلح کے وجود کی مستدعی ہیں کلیتہً پیدا ہو ہو گئے ہیں اس لیے کسی مصلح کا آنا ضروری ہے رہا یہ امر کہ واقعی نیچرل طور پر کوئی ضرورت محسوس ہو سکتی ہے جو قول خداوند عز اسمہ کی مصدق ہو تو اسکا ثبوت بداہتہً ہر طبقہ نیچرل میں مل سکتا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ جمادات سے لیکر نوع انسان تک ہر شے ہر آن ایک نئے تغیر میں بدلتی رہتی ہے یہاں تک کہ ان اشیا کے خواص بھی جو ہر آن نئے جوہر دکھاتے ہیں گویا زمانہ کی بوقلمونی کی تابع ہیں وہ خوبی کو مات نہیں کر سکتی بلکہ اپنی دوڑ میں فوری جوہر ان اشیا میں دیکھتی ہے جو پہلے ماسبق حالت میں نا معلوم تھا۔ سو اسیطرح کلام الٰہی بھی اپنی متنوع خوبیوں میں نیچر سے کسیطرح اپنی خوبیوں و معارف کے دکھانے میں پیچھے نہیں۔ سو جیسا نیچر کے عاشق از زاں قدرتی اسکے باتیں بدلنے پر بھی معنًا پیدا کرتی ویسی کلام الٰہی کے از زاں زمانہ کے بدلنے پر بھی پیدا کر دیتا ہے کیونکہ جب الٰہی بیحد و لا انتہا اپنی ذات مبارک میں ہے تو اسکا قول و فعل بھی اپنی ذات میں بیحد و بے انتہا ہے جیسے کہ نیچر کے زمانے اسکے فرضی زمانہ کی ضروریات پیدا ہو جانے میں ویسے ہی اسکے کلام مجید کے سمجھنے والے اپنے موقعہ پر اللہ تعالیٰ آپ بھیجتا رہی ہے وہ مفاسد جنکو دفعیہ کیلئے جیسے نیچر خاص خاص بوٹیوں کے اُگانے سے علاج پیدا کر دیتی ہیں اسیطرح کلام الٰہی خاص خاص مفاسد نسانی کو زائل کرنیکے لیے خاص خاص علاج پیدا کر دیتی ہے گویا فعل و قول خداوندی اپنی تاثیرات و سیلاب خیزی سے یقیناً اعجازی مطابقت رکھتے ہیں جس جس قسم کے مفاسد فی زمانہ نیچر سے پیدا ہوتے رہے ویسی ویسی ہی مذہبی دنیا بھی قول خداوندی کے موافق واقعات فاسدہ پیش آتے رہے سو جیسے کہ نیچر میں خاص امراض کے ظہور کیوقت خداتعالیٰ نے نیچر کو خادم بنا کر ایک حاذق طبیب کے ہاتھ کو رسائی دیکر شفا بخشی و یسے ہی روحانی امراض کے پیدا ہوتے پر اللہ نے سلسلہ انبیاء و اولیا و مجددین و مصلحین قائم کیا جو ضرورت حقیقیہ آکر اسی رسوم پاک سے جس نے آدم کیوقت ایک قوم میں جسکی فساد کی فرشتوں نے بھی دُہائی دی تھی امن و صلحکاری پھیلائی تھی ہی کلام سے آج کی فسادی رفع کیلیے بھی مجدد و مصلح کی ضرورت ہے۔ زمانہ شاہد ہے اور تاریخ بتاتی ہے کہ کس طرح قومیں ترقی و تنزل روحانی و جسمانی کرتی ہیں اور کیا کیا رذیل اسباب انھوں نے تنزل کے لیے پیدا کیے اور کیا کیا۔ اعلیٰ اسباب کسی مصلح کے ذریعہ انکو ذلت و پستی سے نکالنے میں پیدا ہو گئے یہ بیان کے محتاج نہیں تاریخیں ہر قوم و ہر ملت کی موجود ہیں جو چاہے دیکھ سکتا ہے کل اقوام کی پستی کے اسباب ایک ہی ہیں اور کل کے عروج کی ایک ان سب کی تہ میں وہی آیت قرآنی کام کر رہی ہے جو ہر طرح سے سچ ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم مفاسد کی موجودگی ضرور بالضرور مصلح کی آمد کی نشانی ہے جیسے سو ہوا بارش کی خوشخبری لاتی ہے ویسی ہی مفاسد دنیا مصلح کی خوشخبری لاتی ہیں۔ موجودہ صورت زمانہ کی اگر تفصیلاً ذکر کی جاوے تو ایک زمانہ چاہیے اور ایک ضخیم کتاب اسکی قبح لکھنے کو جس پہلو دیکھو جا بجو پڑتا لو مفاسد زمانہ ہر شاخ و شعبہ اخلاق کے لحاظ سے مردہ مچھلی کیطرح بر سطح آب تیرتے ہیں ہر ایک بالغ خرد بند ذراسی چشم زدن میں معلوم کر سکتا ہے چہ جائیکہ بیان کر نہیں یا بیان کردہ کو پڑھتے سب وقت تحریر خرچ کیا جاوے قوموں میں دنیاوی لحاظ سے کیا مذہبی لحاظ سے کیا ملکی لحاظ سے کیا خوف و خشیت الٰہی کو سرد مہری پیدا ہو گئی اسمیں خلت و پیار قطعاً جاتا رہا۔ حیا و شرم مفقود ہی نفس پرستی پیدا ہو گئی اپنے فرائض انسانی سے بے پرواہی ہو گئی مذہبی مشاغل دو کاندار سمجھے گئے پابندی مذاہب جنون یا نابینائیت و بدکرداری و صنعاری و خوبی شانات وقت کی زمانہ بہ میں مذاہب کے مددگار معین سمجھے جاتے تہرمذہبی پالیسی میں انشرست لینا سلطنت کی بربادی سمجھنے لگے گویا انکے نزدیک سلطنتوں کی بربادی مذہبی شوق اور خدا پرستی میں تھی مذہب میں ممنوعہ میں ان کے عروج و آسودہ حالی و ملکداری کا راز ہے الغرض کہاں تک بیان کیا جاوے نہ محکوم قوموں میں خدا پرستی ہے نہ حاکموں میں زمین الٰہی محبت سے بیزار ہی بحر و بر الغیاث پکار رہی ہیں قریب ہے کہ آسمان سے ایک مصلح کا نزول ہو بلکہ ہو گیا ہو تا کیونکہ زمین ماجرہ کیطرح اپنے بچوں کے لیے ایک عرصہ سے العطش العطش پکار رہی ہے پھر کیا وجہ کہ آسمان زندہ خدا لبیک لبیک کہکر اپنے عرش سے نہ اترے کہ ای زمین ماجرہ اٹھ اور جا اپنے بچوں کو دیکھ کہ جنکے پاؤں مارتے میں وہیں سے حیات کا چشمہ دودھ سا سفید اور شہد سا میٹھا پانی لیکر نمودار ہوا ہے اور غفلت کے شرار و غفلت سے جاگو اور بستر آرام سے کروٹ بدلو اور دیکھو تمہارے لیے ہاں تمہارے لیے آسمان سے اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت مستمرہ کیموافق بطن قادیان سے ایک شخص پیدا کیا اور یہ وہی شخص ہے جسکو دانیال نبی نے اپنی کتاب میں اور عیسیٰ ابن مریم نے اپنی کتاب میں اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاک لبوں سے فرمایا تھا کہ جب سورج اور چاند گرہن لگے اور جب ایک شخص قتل ہو اور یاجوج ماجوج اپنی زمینوں سے نکلیں اور دجال کی شرارت حد سے گذرے اور مومنوں میں برائے نام ایمان ہو تو اس وقت ایک مجدد فارسی الاصل مادر النہر

الطلاق فی الاسلام

مصری اخبار المؤید میں اس عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا (جسکا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔) ایڈیٹر

اگر کوئی شخص اس بات کا دعوے کرے کہ صرف مذہب اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے آبادی کے مسئلہ کیطرف خاص توجہ کی ہے اور اُن اصولوں کو بیان کیا ہے جنپر اُس کی ترقی کا دار و مدار ہے تو یہ یہ ہرگز مبالغہ نہ سمجھا جاویگا کیونکہ آبادی کی بنیاد خاندان کے پیدا کرنے پر ہے۔ قرآن مجید میں کسی مسئلہ کی نسبت اس قدر احکام وارد نہیں ہوئے جس قدر کہ اس کی نسبت وارد ہوئے ہیں۔ کوئی سورۃ ایسی نہیں جسمیں نظام خاندان کا کوئی اصول بیان نہ کیا گیا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر اوقات اور موقعوں پر اکثر اہم امور کی نسبت سوال کیا جاتا تھا آپ کبھی تو قرآن مجید کی زبان میں اور کبھی اپنے اجتہاد سے جواب دیتے تھے مگر آپ کو کبھی ایسا جواب دینے کا اتفاق نہیں ہوا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے "† قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا وتشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما ان اللہ سمیع البصیر" واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ میرے شوہر نے مجھ سے ظہار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو اُس پر حرام ہوگئی۔ اس پر وہ عورت اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑنے لگی حتی کہ قرآن مجید نے اس بحث کا فیصلہ کردیا اور شوہر کے قول کو ایک بیہودہ اور جھوٹی بات فرمایا۔ مذہب اسلام ظہار کرنے والوں کو یہ سزا نہیں دیتا کہ عورت اس پر قطعاً حرام ہوجاوے بلکہ ایسی سزا تجویز کرتا ہے جس کا اثر خاص مرد کی ذات تک محدود رہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے:

"† الذین یظاھرون من نسائھم ما ھن امھاتھم ان امھاتھم الا اللائی ولدنھم وانھم لیقولون منکراً من القول وزوراً ۔ ان اللہ لعفو غفور۔ والذین یظاھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذالکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر۔ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا ذالک لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتلک حدود اللہ وللکافرین عذاب الیم"

قرآن مجید میں دو سورتیں عورتوں کے نام کے ساتھ موسوم ہوئی ہیں "ایک طور (؟) اور دوسری قصیر یعنی طلاق۔ ایک تیسری سورۃ بھی انہیں کے ساتھ شامل ہونی چاہیئے یعنی سورۃ مجادلہ جسمیں شوہر اور زوجہ کے تعلقات کی نسبت بحث ہے۔ اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اس جھوٹے سے گروہ یعنی خاندان کو ایک عظیم الشان چیز ظاہر کرنا مقصود ہے جس سے مرکب ہوکر قوم کا گروہ بنتا ہے:

جو امر اسلام میں اس قدر مہتم بالشان ہے وہ بیشک اس بات کا سزاوار ہے کہ سب سے پہلے ہمارے علماء کی جماعت میں مابہ البحث قرار دیا جاوے اور اُس میں اختلافات کا بالکل نام و نشان بھی باقی نہ رہنا چاہیئے۔ بلکہ لازم ہے کہ اُس کے لئے ایک خاص نظام قرار دیا جاوے جس میں حدود اللہ کی پوری پوری رعایت کی گئی ہو اور وہ اس طرح پر جاہلوں کے ہاتھ میں نہ رہنا چاہئے جیسا کہ اس وقت ہے:

خداوند تعالےٰ نے تمام قوم کو یا ان لوگوں کو جن کے ذمے قومی نگرانی عائد کی گئی ہے اس طرح پر خطاب کیا ہے "وان † خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکماً من اھلہ وحکماً من اھلھا" یوں نہیں فرمایا کہ زوجہ اور شوہر دونوں اپنے اپنے حکم بھیجیں بلکہ قوم یا اولی الامر کو حکم دیا ہے تاکہ ان کو قوم کی طرف سے قوت حاصل ہو۔ اور اُن کے فیصلہ کے نفاذ میں کوئی امر مانع نہ ہو سکے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ صریح حکم کیوں وجوب سے پھیر کر استحباب کی طرف لایا گیا بلکہ بالکل محو کردیا گیا ہے حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسئلہ تحکیم کو نہایت عظیم الشان اور اہم کاموں کی بنیاد قرار دیا ہے جیسا کہ حضرۃ علی رضہ اور حضرۃ معاویہ کے درمیان خلافت کے قصہ کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ مگر اُن کے بعد ایسے خلف پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی تمام ہمت اور قوت قوموں کے مغلوب اور مقہور کرنے میں صرف کی اور اُس کے سوا اپنے تمام فرائض دوسروں کے ذمے ڈالدیئے۔ پس ہم اُن امراء میں جو خلفاء کے نام سے مشہور ہیں کوئی ایسا شخص نہیں پاتے جس نے اُن احمقوں کے روکنے کے لئے جو اس اجازت (یعنی طلاق کی اجازت) کو بہت بری طرح استعمال کرتے ہوتا ہے:

---

† مسلمانو!! جو لوگ تم میں سے اپنی بیبیوں کے ساتھ ظہار کر بیٹھیں وہ کچھ اُن کی مائیں تو نہیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ مگر ہاں بی بی کو ماں کہہ بیٹھنے سے اُنھوں نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات کہی اور بیشک اللہ معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں۔ پھر لوٹ کر وہی کام کرنا چاہتے ہیں جسکو کہہ چکے ہیں کہ نہیں کرینگے تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرد کو ایک بردہ آزاد کرنا چاہئے:

مسلمانو! تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے تاکہ اُس پر کاربند رہو اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اُس کی سب خبر ہے پھر جسکو بردہ میسر نہ ہو وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرد لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے اور جس سے نہ ہوسکیں تو ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلاوے یہ حکم اس لئے دیا جاتا ہے کہ تم لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر پورا ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں اور جو لوگ منکر ہیں اُن کو عذاب ہے

بقیہ حاشیہ: † اگر تم کو میاں بی بی میں کھٹ پٹ کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد کے کنبے میں سے مقرر کرو اور ایک پنچ عورت کے کنبے میں سے لو:

† اے پیغمبر اللہ نے اُس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تجھ سے جھگڑتی اور خدا سے فریاد کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے:

تھے۔ تحکیم کی آیت پر کسی وقت عملدرآمد کیا ہو اسلام کا یہ ایک اصول ہے کہ اگر کوئی دولتمند شخص اپنی دولت میں بری طرح تصرف کرتا ہو تو وہ تصرف سے روک دیا جاتا ہے (جیسا کہ اسوقت کورٹ آف وارڈس کے ذریعہ سے انتظام ہوتا ہے) اگرچہ ہر شخص آزادی کے ساتھ اپنے مال مین تصرف کرسکتا ہے لیکن اس حکم مین یہ مصلحت ملحوظ ہے کہ قوم کی ... خود قوم کی طرف سے نگرانی ہو۔ تاکہ ہر شخص اپنی تمام کاروبار مین اعتدال کے طریقہ پر ثابت قدم رہے۔ قومی زندگی مین شوہر اور زوجہ کے درمیان جو تعلق اور ارتباط ہے وہ اس تعلق کی نسبت زیادہ ... ہے جو ایک شخص کو اپنے مال کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس مین پوچھتا ہون کہ ... مین کیون نہین احتیاط کیجاتی اور اس کو کس دعےٰ چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اسمین احمق لوگ جسطرح چاہین تصرف کرین؟ اگرچہ ہمارے امراء اور حکام اس کو پسند کرتے ہون مگر اسلام علانیہ اس کا انکار کرتا ہے ✤

اکثر مجلسون مین ... نے بعض کو آہستگی کے ... بات کہتے سنا کہ اس تحکیم کی آیت پر خلفائے راشدین کے مبارک زمانہ مین بھی عملدرآمد نہین ہوا حالانکہ یہ وہ لوگ ہین جو قرآن مجید کے رموز اور اسرار سمجھتے اور اس پر عمل کرنے مین سب سے زیادہ حریص تھے مین اس کے جواب مین عرض کرتا ہون ذرا تامل ... یہ خیال آپ کو صرف انہیں کتابون پر اکتفا ... سے پیدا ہوا ہے جو آپکے ہاتھو مین ہین ... کسی مجھ جیسے شخص سے جو اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کا متوقع نہین بلا۔ کشاف مین تحکیم کی آیت کی نسبت لکھا ہے کہ عبیدہ سلیمانی سے مروی ہے کہ مین حضرة علی کرم اللہ وجہہ کی ... مین حاضر ہوا ایک عورة اور اسکا شوہر بھی آپ کی ... مین حاضر تھے ان دونون کے ساتھ ... لوگ بھی تھے ان دونون جماعتون نے اپنی اپنی ... سے ایک ایک حکم مقرر کیا حضرة علی نے ان دونون ... سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ کونسا فرض تمہارے ذمہ عاید کیا گیا ہے؟ ... فرض یہ ہے کہ اگر تم زوجہ اور شوہر مین تفریق ... مناسب سمجھو تو تفریق کردو اور اگر تم ان دونو کو جمع کرنا مناسب خیال کرو تو ان کو جمع کردو

اس پر شوہر نے کہا کہ مین تفریق نہین چاہتا حضرة علی رض نے فرمایا کہ جھوٹا ہے تجھکو کتاب اللہ کا حکم بہر حال ماننا پڑیگا ✤

عورة نے کہا کہ مین قرآن مجید کے حکم پر راضی ہون خواہ میری مرضی کے موافق ہو یا مخالف۔ علماء مسلمین کو اسپر غور کرنا چاہئے اگر انکو اپنے دلائل کی اصلاح کی ضرورت ہو ✤

لوگون کے دلون مین سخت گھبراہٹ پیدا ہوگی جبکہ انکو یہ بات محسوس ہوگی کہ ہماری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ عورة کو اس کے وہ حقوق دئے جائین جو اس کو بحیثیت زوجہ ہونے کے حاصل ہین اگر خدا وند تعالےٰ نے عورت کو کوئی ایسی قدسی قوت عطا فرمائی ہوتی جس سے اس کے نفس مین دائمی اطمینان پیدا ہو جاتا اور اس پر خواہشات کے تسلط کا اندیشہ باقی نہ رہتا تو ہم ایسی حالت مین مردون کو ان کی موجودہ حالت گمراہی پر چھوڑ دیتے۔

اکثر عورتون کی حالت پر جو ان کی شوہرون کے ساتھ ہے کسی قدر غور کرو۔ مین اسبات کا ذمہ دار ہون کہ اس شقاوت اور بدبختی کے دور کرنیکا خیال تمہارے دلون مین ضرور پیدا ہوگا اور تمہاری ہمت کو اس کے دفعیہ پر آمادہ کرے گا ✤

مرد عورة کو ایسا اسباب خیال کرتا ہے جو اس کے ہاتھ مین ہے اور خاص اس کی ملک ہے جسمین کوئی دوسرا شریک نہین اور وہ اس مین جسطرح چاہے تصرف کرسکتا ہے اس خیال کی بنیاد پر وہ کبھی اس کو معلقہ چھوڑ دیتا ہے اور کبھی بے گناہ طلاق دیدیتا ہے اور خدا کی مرضی کے خلاف اس کو نقصان پہنچاتا اور احکام خداوندی کو پس پشت ڈالدیتا ہے۔ عورة نہایت حیران اور پریشان ہوتی اور کسی کو اپنا مددگار نہین پاتی ہم نے ایک ڈراما کا جو پورٹ سعید کے قاضی کے سامنے کیا گیا ایک نہایت عجب سین دیکھا ہے اور وہ یہ کہ ایک عورت چادر اوڑھتی ہے اور قاضی فوراً فسخ نکاح کا حکم دیدیتا ہے ایسا اتفاق بارہا سنا گیا۔ کیا ہمارے حاکمون اور رئیسون کو مناسب ہے؟ ہماری قومی مصیبت نہایت سخت اور خطرناک ہوگئی ہے خدا کے لئے ہماری فریاد سنو اور قوم کی حالت پر جس کی اصلاح کا بار آپکے ذمہ ڈالا گیا ہے کسی قدر غور و فکر کرنے کی زحمت گوارا کرو

ایسے اہم مسائل مین صرف ایک مجتہد کی رائے پر اکتفا کرنا کسی طرح مناسب نہین ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ دوسرے آئمہ کی رائین اس مسئلہ مین قومی مصلحتون کیمطابق اور قوم کو ہلاکت اور بربادی سے بچانے مین زیادہ تر مفید اور کار آمد ہون قسطنطنیہ کے علماء نے مصری علماء پر سبقت کی کہ انہون نے شرعی احکام کا ایک مجموعہ مرتب کر دیا جس مین انھون نے صرف امام اعظم کے مذہب کی پیروی نہین کی بلکہ انھون نے قوم کی مصلحت کو مدِ نظر رکھا ہے اور اسی کے مطابق معاملات مین شرعی احکام لکھے ہین پس اگر طلاق کے مسئلے میں بھی اسی طریقہ کی پیروی کی جاوے تو بیشک نہایت مفید ہوگا۔ جنکو خدا نے توفیق دی ہے ان پر یہ بات چندان مشکل نہیں ہے

(قوم کی بہبودی کا خواستگار المؤید)

بیعت کا کالم

نام	مقام	ضلع	
غلام رسول	خوشاب	شاہپور۔	
فتح بی بی زوجہ غلام رسول		〃	
فتح دین		〃	
غلام بی بی زوجہ فتح الدین		〃	
جلال بی بی زوجہ مولوی فضل الدین صاحب		〃	
فتح بی بی زوجہ محمد دین	لاہور	شرقپور	
محمد عبداللہ صاحب	بمبئی		
سوہنی خان نمبردار صاحب	ساونان	جالندھر	
غنی خان نمبردار صاحب	〃	〃	
منشی ولاور خان صاحب	پشاور شہر		
بھاگی زوجہ شرف الدین صاحب	کہاریان	گجرات	
محمد عبداللہ	〃	〃	
گہندیلا	گوڑپڑ	جالندھر	نوانشہر
الہ بخش	〃	〃	〃
خیر الدین	〃	〃	〃
سید ہو	〃	〃	〃
الہ بخش	〃	〃	〃
محمد بخش	〃	〃	〃
بدر الدین	〃	〃	〃

تثلیث و توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

کتا اپنی جبلی شرارتوں سے حضرت مسیح اوران کی والدہ صدیقہ کے چال چلن پر ناجائز حملہ کریں اوران کی عصمت اور طہارت سے محروم قرار دیں پس جس نہایت مکروہ صورت پر حضرت عیسیٰ اوراُن کی والدہ پر بہتان لگائے گئے اوراُن کی عیب شماری کی گئی۔ اس کی نظیر دوسری تمام نبیوں [illegible] نہیں پائی جاتی۔ حضرت مریم صدیقہ اور آپکے سعید لڑکے کو اس بہتان سے جو کچھ دلی صدمہ پہنچا ہوگا اس کا اندازہ ہر ایک شریف کر سکتا ہے

انھی بہتانوں کی وجہ سے یہود پر یہ [illegible] پڑی کہ جو عیب وہ حضرۃ مریم اور حضرۃ مسیح پر لگاتے تھے وہی عیب انکے مردوں اور عورتوں میں [illegible] کیونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو قوم [illegible] پر عیب لگاتی ہے وہ اسی عیب میں خود گرفتار ہو جاتی ہے مثلاً یورپ کے پادریوں اوراُن کے پیروؤں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر [illegible] کا الزام لگایا تھا آخر یہ لوگ جس قدر استیفاء لذات اور ناجائز شہوات میں گرے اور جس قدر ایک گروہ کثیر یورپ کے مردوں اور عورتوں نے کھلی کھلی حرام کاری کے نمونے دکھلائے دوسرے ملکوں میں اس کی نظیر تلاش کرنا ایک عبث کوشش ہے۔ غرض جو کچھ حضرت مسیح اوراُن کی والدہ کی نسبت یہود نا مسعود نے ایک طومار عیبوں کا جمع کر رکھا ہے اور جیسا کہ اُن کی ساری زندگی گناہ سے بھری ہوئی زندگی قرار دی ہے یہ نظارہ پادریوں کے لئے ایک نہایت عبرۃ کا نظارہ ہے اور [illegible] سے سمجھ آسکتا ہے کہ کیونکر ہر ایک شخص کے لئے عیب جوئی کا میدان وسیع ہے۔ پھر ان خیالات میں پڑنا کہ دوسرے تمام نبیوں کو گنہگار قرار دیں اور مسیح کا نام معصوم رکھیں۔ گویا خود لوگوں کو توجہ دلانا ہے۔ کہ اُٹھو تم بھی یسوع مسیح کے عیبوں کی تلاش کرو۔ وہ یاد رکھیں کہ اس غیر مہذب اور گندے طریق میں پڑ کر ان کو کامیابی نصیب نہیں ہوگی اور نہ یہ شریف اور نیک فطرت انسانوں کی عادت ہو سکتی ہے کہ خدا کے اُن مقدس نبیوں کو گالیاں دیں اوران کا نام فاسق اور فاجر رکھیں جنکو اُس قادر حقیقی نے کروڑہا مخلوقات کا پیشوا ٹھہرا کر جاہ و جلال کے تخت پر بٹھا دیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ تم دوسرے نبیوں کو بد کہکر مریم کے بیٹے کو نیک نہیں بنا سکتے خدا کے تمام پاک نبی ایک وجود کے حکم میں ہیں جب وجود واحد میں سے ایک عضو کی صحت خراب ہو جائے تو سارے وجود کی صحت خراب ہو جاتی ہے کسیکا عیب مت تلاش کرو کہ وہی عیب تم پر لگایا جائیگا۔ گمان مت کرو کہ دوسرے نبیوں کو عیبناک ٹھہرا کر یسوع مسیح بے عیب ثابت ہو جائیگا بلکہ خدا کی غیرت جو اس کے پاک نبیوں کے لئے ہے وہ تمہیں دکھائے گی کہ یسوع کے مخالفوں نے سب سے زیادہ اس کے عیب دکھلائے ہیں یہاں تک کہ انھوں نے اس کی والدہ کی عزۃ پر حملہ کرکے یسوع کی ولادۃ کو بھی عیبناک صورۃ میں دکھایا ہے پھر معصوم کیا اور عصمت کس بات کی۔ یہ قرآن شریف کا مسیح اوراس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کی یسوع کی ولادۃ کے بارے میں زبان بند کردی اوراُن کو تعلیم دی کہ تم بھی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا تھا ورنہ اگر قرآن بھی وہی رائے حضرۃ مسیح کی ولادۃ اوران کی ماں کی چال چلن کی نسبت ظاہر کرتا۔ جو یہودیوں نے ظاہر کی تھی تو تمام دنیا اسی کثرت رائے کی طرف مائل ہو جاتی اور ضرورۃً اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرۃ مسیح اوران کی ماں کی معصومیت ثابت کرنا ایک امر محال اور غیر ممکن ہو جاتا۔ اور گو اب بھی لوگوں کو اس جدید منطق کی طرف راہ نہیں کہ کیونکر روح القدس کنواری عورتوں کو عطیہ حمل عطا کرتا ہے اور نہ کسی کے پاس اس کی نظیریں ہیں۔ لیکن چونکہ اسلام نے وحی الٰہی کی اطاعت سے اس قسم کے حمل کو مان لیا ہے اس لئے ایمانی رنگ میں نہ کسی دلیل سے مسلمانوں کو قبول کرنا پڑا کہ ایسا ہی ہوگا۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ مسیح کا یہ کہنا کہ مجھے کیوں نیک کہتا ہے اس سے یہ مراد ہر گز نہیں ہو سکتی کہ مسیح اس طرح کی تعریف سے ناخوش تھا جب تک اس کو خدا خدا کرکے نہ پکارا جائے بلکہ ہر ایک ایماندار کا کانشنس اسی پر گواہی دیتا ہے کہ مسیح نے خدا کی عظمت اور جلال کو یاد کرکے اپنی فطرتی کمزوریوں کو تصور میں لا کر نہ چاہا کہ اس کو نیک کہا جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ مسیح نے اس کلمہ سے اُس نیک کہنے والے کو یہ بھی جتلایا کہ جب تم لوگ اپنے دلوں میں مجھے اچھا نہیں جانتے اور کہتے ہو کہ یہ شخص شراب خوار اور بے قید اور اجنبی عورتوں سے تعلق رکھنے والا اور ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور نہ سبت کی تعظیم کرتا ہے بلکہ میری ماں پر بھی ایسی ایسی تہمتیں لگاتے ہو تو پھر مجھے نیک کہنا کیا فائدہ۔ زبان سے وہی بات کہو جو تمہارے دل میں ہے یہ خیال اس لئے قرین قیاس ہے کہ یہود اب تک مسیح کو اچھا نہیں جانتے۔ جس شخص نے یہودیوں کی کتابیں دیکھی ہونگی یا اُن کے علماء سے مسیح کے چال چلن کی نسبت کچھ استفسار کیا ہوگا وہ ضرور میرے اس بیان کی تصدیق کریگا کہ عیسائیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو نکتہ چینی کی ہے۔ وہ اُس نکتہ چینی سے بہت ہی تھوڑی ہے جو یہودی حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کرتے ہیں کوئی ایسا الزام جو تقویٰ اور نیک چلنی کے برخلاف ہو تصور میں نہیں آسکتا

جو یہود نے حضرت مسیح اور اُن کی ماں اور اُن کے حواریوں پر نہیں لگایا جس قدر گستاخی سے حضرت مسیح اور اُن کی ماں کی نسبت اُنہوں نے عیب شماری کی ہے ایک مسلمان کی قلم سے وہ نہیں نکل سکتیں لیکن یہودیوں کے اعتراض کو توڑنا سہل بات نہیں وہ خدا کے مقدس کلام کو پیش کرکے کہتے ہیں کہ ضرور تھا کہ سچے مسیح سے پہلے ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آتا جیسا کہ ملاکی کی کتاب میں بصراحت موجود ہے پھر ابن مریم سچا مسیح کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ اُس کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ یہودی مسیح کی اس تاویل کو نہیں مانتے کہ ایلیا کے نزول سے مراد کوئی اور شخص ہے یعنی یوحنا جو ایلیا کے خو اور طبیعت پر آیا وہ کہتے ہیں کہ یہ ملحدانہ تاویل ہے اور ایک اور گناہ ہے جو اُس سے ظہور میں آیا کیونکہ اس نے اپنے تئیں مسیح صادق ٹھہرانے کیلئے خدا کے کلام کی تحریف کی۔ ایک یہودی فاضل اپنی کتاب میں جو اسوقت میرے سامنے رکھی ہے لکھتا ہے کہ ہمارے لئے خدا کے سامنے یہ حجت بس ہے کہ خدا نے ملاکی نبی کے صحیفے میں یہ خبر دی ہے کہ خود ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آویگا نہیں کہا کہ اس کا مثیل آئیگا۔ پھر اُن کا ایک اور اعتراض یہ ہے کہ انجیلوں میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مریم روح القدس سے حاملہ ہوئی تھی لیکن اعمال باب ۲ آیت ۳۰ میں لکھا ہے کہ خدا نے داؤد نبی سے قسم کھا کر کہا کہ مسیح تیری نسل سے ہوگا اگر مسیح روح القدس سے ہے تو داؤد کی نسل کیسے ہو سکتا ہے اور توریت سے ظاہر ہے کہ نسل مرد سے کہلاتی ہے *

یسوع کی عملی غلطیاں

اس امر کا لکھنا بھی اس جگہ غیر موزون نہ ہوگا کہ جسقدر مسیح کی عصمت اور راستبازی کے بارہ میں یہودیوں نے نکتہ چینیاں کی ہیں عیسائی قوم کے بعض محققوں نے اُن سے کم نہیں کیں وہ کہتے ہیں کہ انسان معصوم وہ ہوتا ہے کہ جو غلطی کرنے سے بھی معصوم ہوا اور گناہ سے بھی معصوم ہو لیکن مسیح سے دونوں رنگ میں خلاف عصمت حرکات صادر ہوئی ہیں وہ آخر عمر تک شراب پیتا رہا اور شراب پینے کا حامی تھا اور شراب پینے والی اور بدکار عورتوں کی اُس کے پاس آمد و رفت تھی وہ بعض ناکردہ گناہوں کی۔ نقصان رسانی کا بھی موجب ہوا اور اُس نے شراب کو عشاء ربانی یعنی ایک مذہبی رسم میں داخل کرکے عیسائی مذہب میں ہمیشہ کیلئے برا نمونہ قائم کیا جس کا خمیازہ آج تک یورپ کی قوموں کو کھینچنا پڑا یعنی شراب کا رواج حد سے زیادہ ہو گیا۔ پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ گناہ سے معصوم تھا اور گناہگار نہ تھا ایسا ہی وہ خطا سے بھی معصوم نہ تھا چنانچہ ظاہر ہے کہ اُس نے محض اپنی ذاتی غرض پر نظر رکھ کر الیاس کی دوبارہ آنے کی پیشگوئی کے حقیقی معنے ترک کرکے تاویل کے طور پر بیان کیا اور کہا کہ ایلیا خود نہیں بلکہ اس کی خو اور طبیعت پر کوئی اور آگیا ہے حالانکہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں صاف لکھا تھا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا دوبارہ آنا ضروری ہے مسیح کو اس تاویل کی اس لئے حاجت پڑی کہ وہ حقیقی معنوں کے رو سے جو ظاہر الفاظ سے نکلتے ہیں سچا نبی بھی نہیں ٹھہر سکتا تھا چہ جائیکہ اُس کو خدا بنایا جاتا۔ پس اسصورت میں اگر مسیح کی نسبت بہت ہی نرمی اور نیک ظنی کی جائے تب بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہودیوں کے مقابل پر مسیح نے صریح غلطی کی راہ اختیار کی ہے یا یوں کہو کہ خواہ نخواہ سچا مسیح بننے کے لئے ظاہر اور کھلے کھلے معنوں کو عمداً ترک کر دیا ہے اگر مسیح نے صحت نیت اور ایمانداری سے انہی معنوں کو صحیح سمجھا ہے یعنے یہ کہ حقیقی طور پر ایلیا کی آمد ثانی مراد نہیں ہے بلکہ کسی اور کا آنا مراد ہے تو پھر اُس نے اپنی آمد ثانی کے بارے میں بھی معنے کیوں بیان نہ کئے کہ وہ خود دوبارہ دنیا میں نہیں آئیگا

بلکہ کوئی اور شخص جو اس کی خو اور طبیعت پر ہوگا آئیگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ ایلیا کی آمد ثانی جس کے آج تک یہودی منتظر ہیں مسیح کے دعوے کو باطل کرتی تھی اور اس کو کاذب ٹھہراتی تھی اس لئے اُس نے اپنے تئیں سچا مسیح بنانے کے لئے یہی مصلحت دیکھی کہ ایلیا کی حقیقی آمد ثانی سے انکار کر دے بجز اس کے اُس کے لئے کوئی اور راہ نہ تھی اور نہ یہ قدرت تھی کہ اُس کو زندہ کرکے پیش کر سکتا لیکن اپنی آمد ثانی میں اُس کی ایک اور مصلحت تھی اور وہ یہ کہ مسیح کا یہ دعوی کہ داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں اُس وقت صحیح ثابت نہیں ہوا اور جس قدر لوگ اس دعوے کی اُمید پر اُس کے ساتھ ہوئے تھے بہتیرے اُن میں سے مرتد ہو گئے لہذا مسیح نے اپنی کلام کو بدل کر یہ کہنا شروع کیا کہ میری بادشاہت زمین کی نہیں بلکہ آسمان کی ہے اس سے دوستوں کی امیدیں ٹوٹ گئیں کیونکہ یہودی تو زمین کی بادشاہت کے بھوکے اور پیاسے تھے وہ آسمان کی محض ایک وہمی بادشاہت سے کیونکر تسلی پکڑ سکتے تھے وہ تو اسی امید پر جیتے تھے کہ ایسا مسیح اُن کی قوم میں سے ظاہر ہوگا کہ جو زمین پر ایک زبردست بادشاہت قائم کریگا اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرکے اُن کی ماتحتی سے ان کو نجات دیگا اب بجائے اس کے کہ ان کی سالہا سال کی امیدیں پوری کی جاتیں حضرت مسیح اس طرح پر اُن کو تسلی دینے لگے کہ نجات دینے سے مراد گناہ سے نجات دینا ہے اور بادشاہت سے مراد آسمانی بادشاہت ہے اور ایلیا سے مراد یوحنا ہے جو اُس کی خو اور طبیعت پر آگیا۔ ان استعاروں پر ایمان لاؤ اور غیر قوموں کی دستور غلامی کرو اور خوش رہو میں تمہارا ضرور منجی ہوں مگر روحانی طور پر اور ضرور بادشاہ ہوں مگر آسمانی طور پر اب وہ بیچارے مصیبت کے مارے جو غیر طاقتوں کے پیروں کے نیچے کچلے گئے

* یہ مریم مگدلینی اور نیز اس فاحشہ عورت کی طرف اشارہ ہے جس نے مسیح کے سر پر اپنا عطر ملا اور نیز اس قصے کی طرف اشارہ ہے جو یہودیوں میں مشہور ہے جو مسیح ایکدفعہ ایک عورت پر عاشق ہو گیا تھا اور اُس کی وجہ سے بعض بزرگوں نے ہمیشہ کے لئے

تباہ ہو گئے برباد ہو گئے ویران ہو گئے ملک سے جلاوطن کئے گئے غلام بنائے گئے ذلیل کئے گئے ایسے منجی کو کیا کرتے اور ان چند لفظوں پر کیونکر خوش ہو سکتے تھے کوئی عمدہ نمونہ بھی تو نظر کے سامنے نہ تھا حواری جنہوں نے اس منجی کو قبول کر لیا تھا وہ بھی تو طرح طرح کے لالچوں اور عیبوں میں گرفتار تھے جنہوں نے اس منجی پر بھی آخرکار لعنت بھیجی۔ پھر جبکہ یہودیوں کو کوئی نمایاں کرشمہ نجات کا دکھائی نہ دیا تو پھر وہ کیونکر مسیح کو منجی مان لیتے انھوں نے بار بار عرض کی کہ حضرت ہمارے گنا ہو نکا آپ کچھ فکر نہ کریں اس کا ہم خود تدارک کر لینگے ہمارے لئے اس کو چھوڑ رکھنا توریت کافی ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ اسکا کچھ زیادہ بندوبست کر ہی نہیں سکتے کیونکہ آپ کے گردوں میں کوئی عمدہ نمونہ استقامت اور ترک دنیا کا ظاہر نہیں پھر ہمیں آپ روحانی نعمت کونسی دیں گے ان باتوں کو جانے دیجئے ہم ان کو قبول نہیں کر سکتے بلکہ ایسی بیہودہ باتوں سے قوم کو زیادہ تر نفرت ہوتی جاتی ہے اگر آپ سچے مسیح ہیں اور نوشتوں کے موافق ہمارے دردوں دکھوں کو دور کرنے آئے ہیں تو ہماری قومی کمزوری کا کچھ بندوبست کیجئے۔ غیر طاقتوں کی ماتحتی سے ہمیں رہائی دیجئے جلاوطن شدہ فرقوں کو پھر وطن کا منہ دکھائیے جسمانی مصیبتوں سے توریت کے وعدے کے موافق مخلصی دلائیے اور موسی کی طرح فرعونیوں پر ہاتھ صاف کیجئے پھر آپ ہمارے اور ہم تمہارے ہیں مگر ایسے مسیح کو ہم کیا کریں کہ جو ایک ذرہ بھی ہماری ان مصیبتوں کو دور نہیں کر سکتا جنہوں نے اسرائیل کی قوم کو آگ کی طرح کھا لیا اور لوہے کے تنور میں ڈال لیا۔ یہ یہودیوں کا ایسا سوال تھا جسکا جواب مسیح کو کچھ بھی نہیں آیا مگر وہ دل میں محسوس کر گیا کہ اب میں ان کے ساتھ لاجواب ہوں تب اُس نے چالاکی سے ایک تیسرا پہلو بدلا یعنے پہلے تو یہ کہا تھا کہ ابھی میں داؤد کا تخت قائم کروں گا اور جب وہ بات غیر ممکن نظر آئی تو جھٹ کہ دیا کہ میری بادشاہت آسمانی ہے اور جب یہود نے آسمانی بادشاہت پر ہنسی اُڑائی تو اب تیسرا پہلو یہ بدلا کہ اب تو میں زمین کا بادشاہ ہو نہیں سکتا باپ کی بھی مصلحت ہے مگر آخری زمانہ میں میں بڑے جلال کے ساتھ اتروں گا اور اسرائیل کی قوم کو غیر طاقتوں سے نجات دونگا۔ اب جبکہ مسیح نے پیچھا چھوڑانے کے لئے دور کی ڈالدی اور دل میں یہ خیال کیا کہ اس قدر لمبے زمانہ کی کون تحقیقات کرے گا مگر یہودی بھی ان باتوں کے اُستاد تھے انھوں نے تاڑ لیا کہ یہ ٹالتا ہے تب اُنھوں نے باادب عرض کی جسکا یہ خلاصہ تھا کہ پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد تب مسیح نے جھٹ چوتھا پہلو بدل دیا کہ ابھی بعض تم میں سے زندہ ہوں گے کہ میں آجاؤں گا۔ اور تم ابن آدم کو آسمان کے بادلوں پر اترتے دیکھو گے تب یہودی اپنی درازی عمر کی خوشخبری پا کر خوش ہو گئے اور اس پر زیادہ بحث نہ کی کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ خوشامد کے لفظوں پر زیادہ جرح نہیں کرتا حضرت مسیح جیسا کہ انجیل میں استاد کہلاتا ہے اس حاضر جوابی کا استاد نکلا مگر افسوس کہ یہ پیشگوئی اُس کی ایسا قابل شرم دروغ تھا جس کی تصریح کی بھی حاجت نہیں۔ غرض اس فرقے کے اعتراضات میں سے ایک تو یہی اعتراض ہے جو بیان کیا گیا اور یہ فرقہ لنڈن میں موجود ہے جو فری تھنکر کہلاتے ہیں اور ہمیشہ اخبارات اور رسالے انہی مضمون کے شائع کرتے رہتے ہیں عیسائی دوسروں پر حملہ کرتے ہیں اور وہ عیسائیوں پر۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جبکہ مسیح الیاس ثانی کی نسبت جو بتصریح صحیفہ ملاکی میں موجود ہے یہ کہنا ہی کہ وہ آنا حقیقی طور پر نہیں بلکہ اس سے مراد یوحنا نبی ہے جو ایلیا کی خو اور طبیعت پر آیا ہے تو مسیح کو مناسب تھا کہ اپنی آمد ثانی کو اسی طور پر قرار دیتا مگر اُس نے ایسا نہیں کیا بلکہ دونوں موقعوں پر دو قسم کی مصلحت کو مدنظر رکھا ہے چونکہ ایلیا کی حقیقی طور پر آمد ثانی مسیح پہلے نہیں ہوتی اس لئے اُس کو بات بنانے کے لئے کہنا پڑا کہ ایلیا سے مراد یوحنا ہے تا اپنا دعوی برباد نہ ہو جائے لیکن دوسرے موقع پر جہاں اپنی آمد ثانی کا ذکر ہے یہودیوں کے آنسو پونچھنے منظور تھے تا وہ جسمانی طور پر جیسا کہ وہ انتظار کرتے تھے منجی سمجھ لیں لہذا یہی کہدیا کہ میں ہی آجاؤنگا اور یہ سراسر فریب کا طریق ہے کہ ایلیا کی آمد ثانی کے وقت کچھ کہا اور اپنی آمد ثانی کے وقت کچھ کہا اور دونوں پہلوؤں میں اپنا ہی فائدہ مدنظر رکھا۔

یہ تو اعتراض ہے مگر یاد رہے کہ مسیح کا ہرگز یہ دعوی نہیں تھے بلکہ اُس نے انجیل میں صاف طور پر اقرار کر دیا ہے کہ میری آمد ثانی بھی ایلیا یعنی الیاس کے مانند ہوگی دیکھو متی باب ۱۷ آیت ۱۰ سے بارہ تک۔ اس میں مسیح نے صاف اشارہ کر دیا کہ الیاس کو دو مرتبہ دکھ اُٹھانا پڑا ایک اپنی آمد اول میں۔ دوسرے اپنی آمد ثانی میں جو بروزی رنگ میں تھی اور ایسا ہی مسیح دکھ اُٹھائیگا صرف یہ فرق ہوگا کہ پہلے دکھ کے ساتھ محض صبر تھا اور دوسرے دکھ کے ساتھ ظفر مقدر تھی۔ پھر اسی انجیل کے ایک مقام میں لکھا ہے کہ مسیح چور کیطرح آئے گا دیکھو انجیل متی باب ۲۴ - آیت ۴۳ - اور ظاہر ہے کہ چور منہ چھپا کر آتا ہے۔ اپنی وضع بدلا کر آتا ہے اور ۱ - سلاطین - اور ۲ - سلاطین سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو الیاس کے سوانح سے بہت ہی مشابہت تھی مثلاً جن معجزات سے مسیح کو خدا بنایا جاتا ہے اور وہی معجزات ایلیا نے بھی دکھائے تھے بلکہ اُس سے بھی بڑھکر کیونکہ ایلیا کے دشمن اس کی پیشگوئی

اور بد دعا سے اس کی نظر کے سامنے ہلاک ہوئے تھے مگر مسیح ایسا نہ کر سکا پھر دوسری مشابہت یہ ہے کہ جیسا کہ نادان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مسیح آسمان پر اٹھایا گیا یہی خیال ایلیا نبی کی نسبت یہودیوں کا ہے کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا اور جیسا کہ مسیح کی نسبت کم فہم لوگ اب تک یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آسمان سے پھر نازل ہوگا ایسا ہی یہودی بکلی ایلیا کی نسبت اعتقاد ہے کہ وہ بھی نازل ہوگا اور جیسا کہ مسیح دکھ دیا گیا اس کے قتل کا ارادہ کیا گیا ایسا ہی ایلیا کے ساتھ بھی کیا گیا اور جیسا کہ آمد ثانی بروزی طور پر تھی ایسا ہی مسیح کی آمد ثانی بھی بروزی طور پر ہے اسی کی طرف مسیح متی باب ۱۷ - آیت ۱۰ سے ۱۲ تک اشارہ کرتا ہے جس کا خلاصہ یہی ہے کہ جسطرح ایلیا نے اپنی آمد اول میں مخالفوں کے ہاتھ سے دکھ اٹھایا اور پھر آمد ثانی میں بروزی طور پر دکھ اٹھایا ایسا ہی مسیح کے ساتھ ہوا اور ہوگا تو آخر وہ فتح یاب ہو کر خدا کا جلال ظاہر کریگا۔ غرض یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کہ داؤد کا تخت قائم کرنے کی پیشگوئی جب صحیح نہ نکلی تو مسیح نے اس غلطی کی پردہ پوشی کیلئے اپنی آمد ثانی کا وعدہ کیا گویا شک کرنیوالوں کو سراسر فریب سے یہ اطمینان دینا چاہا کہ گو اب میں داؤد کے تخت کو قائم نہیں کر سکا مگر آخری زمانہ میں دوبارہ آؤں گا اور پھر داؤد کا تخت قائم کروں گا کیونکہ جیسا کہ ہم بھی بیان کر چکے ہیں مسیح نے ہرگز دعوے نہیں کیا کہ فی الحقیقت میں ہی دوبارہ آجاؤں گا ایسا خیال کرنا حضرت مسیح پر سراسر تہمت ہے بلکہ انھوں نے تو یونس سے اپنے تئیں مشابہت دیکر یہ سمجھایا کہ میں قبر میں داخل ہوں گا مگر نہ مردہ بلکہ زندہ اور ایلیا سے اپنے تئیں مشابہت دیکر یہ سمجھایا کہ میری آمد ثانی ایلیا کیطرح ہوگی اور دونوں قسم کی آمد میں جاہل لوگ مجھ سے دشمنی کرینگے جیسا کہ ایلیا سے کی سو آج یہ سب باتیں پوری ہوگئیں کیونکہ جبکہ یہ راقم مسیح کی روح کے رنگ سے رنگین ہو کر اور اس کے لباس میں ظاہر ہوا تو نہ مسلمانوں نے مجھے قبول کیا نہ عیسائیوں نے اور میں کافر ٹھہرایا گیا اور قتل کے فتوے لکھے گئے ✦

یسوع کی تعلیم کی غلطیاں

اب پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ عیسائی قوم کے نکتہ چینیوں نے جیسا کہ مسیح کو اعمال کے رو سے غیر معصوم اور گنہگار ٹھہرانے کے لئے بہت کوشش کی ہے اور ایک بڑا ذخیرہ معائب کا اس کی نسبت طیار کیا ہے ایسا ہی اس امر کا بھی ثبوت دیا ہے کہ مسیح اپنے قول کے رو سے بھی معصوم نہیں تھا اور اس کی تعلیم خطا سے پاک نہیں ہے مثلاً اس نے اپنے تمام شاگردوں کو خصی ہونے کی ترغیب دی اور ظاہر ہے کہ خدا نے ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ تمام انسان خصی ہو کر سلسلہ دنیا کا ختم کریں سو اس سے ثابت ہے کہ مسیح اپنے قول کے رو سے ہرگز معصوم نہیں اور ایسی عقل اس کو ہرگز عطا نہیں کی گئی تھی جو غلطی سے اس کو بچاتی پس جس خدا نے اس کو غلطی سے نہیں بچایا کیونکر یقین ہو کہ اس کو گناہ سے بچایا ہوگا اور مسیح خود اقرار کرتا ہے کہ معصوم العمل نہ ہونا ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ معصوم القول نہ ہونا جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ جو چیز اندر جاتی ہے وہ انسان کو ناپاک نہیں کرتی ہے جو اندر سے نکلتی ہے یعنے برے کلمے جو کفر اور فسق کی تعلیم دیتے ہیں حقیقی گناہ بھی ہے اور عملی گناہ انکی فرع ہیں ✦

ایسا ہی مسیح کی تعلیم کا ایک یہ بھی مسئلہ ہے کہ خدا بیٹا میں رہا۔ خدا پیدا ہوا۔ خدا نے بچہ دیا۔ خدا بچہ بنگیا۔ اور خدا بجز اس کے پورا خدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ روح القدس اس سے شامل نہ ہوا اور نیز یسوع ابن مریم بھی شامل نہ ہو اور جب یہ تین اکٹھے ہو جائینگے تب ان کو کہا جائیگا کہ یہ ایک خدا ہے ورنہ نہیں اب ظاہر ہے کہ یہ کسقدر بیہودہ گمان اور خطا فی القول ہے اگر مسیح گناہ سے معصوم ہوتا تو ان بیہودہ باتوں سے بھی ضرور معصوم ہوتا کیونکہ اعمال میں نہ معصوم ہونے سے صرف اپنی ذات پر اثر پڑتا ہے لیکن اقوال میں نہ معصوم ہونے میں تمام دنیا پر بد اثر پڑتا ہے اور جو شخص اپنے اعمال میں معصوم نہیں وہ صرف آپ ہلاک ہوتا ہے اور جو شخص اپنے قول میں معصوم نہیں وہ نہ صرف اپنے تئیں ہلاک کرتا ہے بلکہ تمام بنی نوع کو ہلاک کرنا چاہتا ہے بلکہ قول کے گناہ بہ نسبت فعل کے گناہوں کے زیادہ سخت ہیں کیونکہ جھوٹ اور بیجا مبالغہ اور گالی اور لعنت اور بدزبانی اور کفر اور شرک اور جھوٹی گواہی یہ سب قولی گناہ ہیں اور کچھ شک نہیں کہ یہ فعلی گناہ سے بدرجہا بڑھکر ہیں ظاہر ہے کہ عملی گناہ کے لئے ہمیشہ کا جہنم نہیں مگر قولی گناہ کے لئے ہمیشہ کا جہنم ہے۔
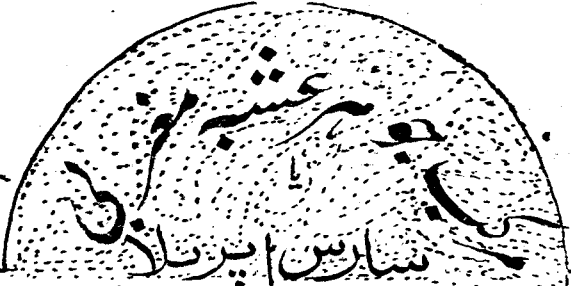
مذکورہ بالا عیسائیوں کا ایک یہ بھی اعتراض حضرت عیسی علیہ السلام پر ہے کہ یسوع مسیح کی یہ تعلیم جیسا کہ عیسائی صاحبان سمجھے بیٹھے ہیں کہ انسان اعمال سے نہیں بلکہ یسوع مسیح کے خون سے نجات پائیگا۔ اس تعلیم نے کروڑہا بندوں پر گناہ کے دروازے کھولدیے ہیں۔ اور فسق و فجور اور بے قیدی میں جو کچھ حالت یوروپ کی ہو رہی ہے اور جسقدر اکثر ان کے صلاحیت اور ضبط شہوات

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ضمیمہ اخبار الحکم نمبر ۲۲ جلد ۶

شیشی کلان ۲
شیشی خورد ۱۲

جوہر عشبہ مغربی
یا
سارس اپریلا

ان امراض کا عروج بڑے شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے غروب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے۔ جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہونچکر خون کو ردی کردے تو اس کو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو ڈبوتا نہیں بلکہ عالم وجود کو کھوتا ہے۔ جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنیکے لئے مسلمہ حکماء سلف و خلف کا نسخہ ہے۔ اس کے پینے والے کا خون گندہ نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اس کو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا قرار دیا ہے **یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون کو تباہ کرکے گوناگون رنگوں میں ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی ایک فادزہر ہے جسکے استعمال سے** وجع مفاصل۔ تیرگی خارش۔ پھوڑے۔ پھنسی۔ زخموں کا جلد اندمال کرتا ہے۔ خنازیر۔ ناصور۔ بھگندر۔ چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دھبے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہیں۔ تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ جِلدی بیماریوں سے نجات دیتا ہے۔ سوزاک کے بعد جو ہاتھوں اور پاؤں کے تلوں میں جلن رہتی ہو۔ ہڈیاں درد کرتی ہوں۔ ریح کا درد۔ عرق النسا اور عورتوں کے رحم کے بگاڑ اور تلوں کے درد وغیرہ کو بھی بھا دور کرتا ہے۔ **شیشی کلان ۲ محصولڈاک ۸ شیشی خورد ۱۲ ۸**

منجن مستحکم دندان

یہ وہ منجن ہے کہ دانتوں کو جلا دیتا ہے
سخدا ہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے
آنکھ گئی جہان گیا۔ دانت گئے سواد گیا
اس سے دانت موتیوں کی طرح چمکدار مضبوط صاف ہوجاتے ہیں۔ بدبو۔ میل دور۔ منہ سے لیسدار رطوبت کا فور۔ مسوڑے مضبوط اور خون جانا رک جاتا ہے (۴ تولہ) ۸؎ محصول ۴

صدق اللہ العلام منہا اوحی الی الامام علیہ الصلوۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ ولولا الاکرام لھلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

(جو خدا تعالے کے مرسل کی تکذیب و انکار کے)
(باعث نمودار ہوتا ہے)

روغن نوری - یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون و ہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ما تقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالے مبتلائے طاعون و ہیضہ نہ ہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ ان کے ابدان میں داخل ہوتے ہی ہلاک ہوجا ئینگے اگر مبتلائے مرض کو دیں۔ تب بھی اسی طور بفضلہ تعالی مریض شفایاب ہو علاوہ ازین اس کے استعمال سے تپ محرقہ۔ کالی کھانسی متلی۔ قے۔ اسہال۔ پیچش (مروڑ و خون آنون) کا آنا۔ جنازی بیماری۔ سوزش سینہ۔ قصور ہضم پچک نفث الدم (ابتدائی سل)، درد گوش۔ درد کان۔ ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے پھنسیاں۔ بواسیر کے زخم۔ زہر بچھو۔ زہر زنبور وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالے دور ہوتے ہیں ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی ۸؎

عطر روح افزا مصلح ہواء وبا

یہ عجیب عطر ہے اس کا پھوا کان میں رکھو تو علاوہ تعطیر و تفریح طبع کے مضر ہوا وبائی کی اصلاح ہو جہاں طاعون و ہیضہ ہو وہاں اس کا استعمال بہت مفید ہے قیمت فی شیشی ۸؎

کشتہ سم بیک آتشہ دماغ و اعصاب قیمت فی چوانی ۸؎ **گٹکہ سیماب** مصلح شیر و مصفی خون ۸؎ محصول ذمہ خریدار

المشتہر
حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ

حب فیض کشا بہ محصول

حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے جنکو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے۔ طبیعت اُن کی پریشان سر میں درد۔ منہ بدمزہ۔ سر بھاری پیٹ میں ریاح۔ منہ سے بدبو۔ زبان میلی رہتی ہے ان گولیوں کے استعمال سے ورم جگر تفخ۔ قراقر دل کا دھڑکنا۔ جسم کا پھڑکنا سن ہو جانا۔ کثرت تھک۔ کمی اشتہا وغیرہ دور ہو جاتے ہیں ایک گولی رات کو دودھ کے ہمراہ کھانے سے اور صبح اجابت با فراغت آجانے سے طبیعت بشاش۔ جسم ہلکا۔ انسان چست اور چالاک اور توانا رہ سکتا ہے اور یہی بھید عمر طبعی کو پہونچنے کا ہے ✣ دو درجن ۸؎

پتہ
زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی
ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور
موچی دروازہ اعوان منزل

اس رعایت سے آپ فائدہ اٹھائیں

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ مین ۱۲ جولائی ۱۹۰۲ء سے ۱۲ ستمبر ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف چار روپے لیجاوے گی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے مین دیجاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ ÷

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۱۲ - رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ۸ - الانذار ۴ - حضرت اقدس کی تقریر ۲ - حضرت اقدس کی پہلی تقریرین ۴ - اصلاح النظر ۲ - سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲ - برہان الحق ۳ - سلک مروارید ۱۲

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علاج طاعون

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ واستغفار وتقوی وطہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جس کا نسخہ جناب نے اُسی اشتہار مین درج فرمایا ہے۔ طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم فرمایا تھا اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسی لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولت کیلئے گولیان عرق اور مرہم تیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے فائدے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ما تقدم کے طور پر ضرور استعمال کرین ÷ قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے

قیمت فی سیکڑہ گولیان ۱۲ — عرق فی شیشی کلان جو تقریبا ایکماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲
" دو چند گولیان ۶ — عرق فی شیشی خورد ۶ - مرہم فی ڈبیہ ۸

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال ہوگا ÷

ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء قادیان

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۸ | ۱۰ اگست ۱۹۰۲ء مطابق ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ یوم یکشنہ | جلد ۶

فہرست مضامین

مختصر نوٹ اور نکات

اسلام کی صداقت اور سچائی پر معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے پہنچ جاتے ہیں اور اس کے ثبوت کے لیے ہمیں پچھلے قصوں کا حوالہ دینا نہیں پڑتا۔ جیسا کہ دوسرے مذاہب والوں کو یہ مصیبت پیش آتی ہے۔ بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہمیشہ طالبان حق کو تازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے اور متواتر نشانات مراتب عالیہ یقین تک پہنچاتے ہیں چنانچہ جیسا کہ ہر زمانہ میں خدا تعالے نبوت محمدیہ کے ثبوت کے لیے کسی نہ کسی کامل اور مقدس راستباز کو بھیجتا رہا ہے آج بھی اس نے

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو عین وقت اور خاص ضرورت کے موقعہ پر بھیجا ہے تاکہ وہ رسالت محمدیہ پر

زندہ گواہ ہو

بعض متعصب اور جاہل اصول اسلام سے ناواقف طلاق پر اعتراض کرتے ہیں اور عورتوں کو بیٹھ رہا دارہ شریر، کہکر بخیال خویش عورت کی عظمت اور عزت کو قائم کرنے کے مدعی ہیں۔ اسلام نے جسقدر عزت اور حقوق عورت کو دیے ہیں دنیا کے کسی مذاہب نے نہیں دیے۔ اسوقت ان حقوق اور مدارج پر کلام مدنظر نہیں صرف اس اعتراض پر مختصر جواب دینا ملحوظ ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ انسان تعصب و جہالت سے ایسا اندھا ہوتا ہے کہ دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا۔ عام مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ سڑ گل جاوے یا کوئی ہڈی ٹوٹ جاوے اور قابل پیوند نہ ہو تو باوجودیکہ وہ جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے لیکن دانشمند ڈاکٹر یہ تجویز کرتا ہے کہ اس حصہ جسم کو کاٹ دیا جاوے۔ عورت اور مرد کے تعلقات بھی اسی قسم کے ہیں اور عورت مرد کیلیے ایک عضو کیطرح ہی لیکن جب بعض مقاصد اس قسم کے پیدا ہو جاویں جس سے امن۔ سکینت قلبی اور لباس میں فرق آجاوے اور یہ عضو (عورۃ) درد اور کرب پیدا کرے

تالیف تجارۃ کے نام سے جدید شائع ہونے والے پندرہ روزہ اخبار کا اعلان ہمنے دوسری جگہ کیا ہے جو یکم اگست سے شروع ہو گیا ہے۔ اسپر درست کسی قسم کی رائے دینا از وقت ہے جبتک کہ کئی نمبروں کا مطالعہ نہ کر لیا جاوے لیکن اسقدر اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہ اخبار ایک بڑے کارخانہ سے متعلق ہے مالی مشکلات اسکی راہ میں کوئی روک نہیں ہو سکتی ہیں۔ مولوی سید ممتاز علی صاحب مہذب نسواں کے ایڈیٹر اور مالک ہیں (جنکی اہلیہ کی ایڈیٹری سے عورتوں کے لیے ایک اخبار ہفتہ وار شائع ہوتا ہے) اس نمبر میں مذہبی مضامین کا بھی ایک حصہ کیا ہے اس پہلے نمبر میں مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے ایک مضمون کا جو مولوی نجم الدین صاحب کے سوالوں کے جواب میں الحکم میں طبع ہوا تھا جواب لکھا گیا ہے اس مضمون پر الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز ایک مبسوط ریویو کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کے خلاف

ہمارے لاہوری جدید ہمعصر غمخوار عالم نے دنیا کا بوجھ اُٹھایا ہے اور اپنی ۳ اگست کی اشاعت میں "مرزا صاحب کے مرید" کے عنوان سے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہے۔

"۲۴ رجولائی کے الحکم میں بہت سے مریدوں کی فہرست دی گئی ہے جنھوں نے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے فہرست میں ذکور و اناث دونوں کے نام شامل ہیں۔ انمیں سے تیرہ چودہ مستورات اور چالیس کے قریب مرد ہیں اور بیعت کے کالموں کے آخر میں باقی چندہ کا اعلان دیا گیا ہے نہ معلوم لوگ کونسی کرامات دیکھکر مرزا صاحب پر فدا ہو رہے ہیں"

ہمارے عزیز ہمعصر کو اگر وہ معجزات اور تائید کے نشان جو خدا تعالی کے صادق اور برگزیدہ مسیح موعود کی تائید میں ظاہر ہو رہے ہیں نظر نہ آئیں تو شپرۂ آفتاب راچہ گناہ۔ کہ اگر ایک دو نشان ہوں تو انکا ذکر بھی کر دیا جاوے یہاں تو سیکڑوں ہزاروں کی گنتی پر اور ڈیڑھ سو کے قریب تو ایسے نشان ہیں جنکے ہزاروں لاکھوں نہیں کروڑوں لوگ گواہ ہیں۔ مختصر طور پر ایڈیٹر صاحب کے اس سوال کا جواب حضرت مسیح موعود ہی کے الفاظ میں یہ ہے

شعر

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
این دو شاہد از پے تصدیق من استادہ اند

ایڈیٹر صاحب سر دست مناسب ہے کہ آپ اپنی ہی غمخواری کیجیے اور عالم کے ہمزبان ہو کر یہ کہیے۔

شعر

غم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم
چساں در شیشہ ساعت کنم ریگ بیاباں را

حضرت حکیم الامۃ کی کسی رشتہ دار عورت کے متعلق طاعون سے جو مرجانے کی جھوٹی خبر پیسہ اخبار نے شائع کی تھی آخر اس کی تردید اس نے کردی۔ مگر پیسہ اخبار کا یہ کہنا کہ وہ بدون وکیل صاحب کے نوٹس کے بھی اصلاح کے لیے طیار تھے غالباً صحیح نہیں معلوم ہوتا اس لیے کہ جب الحکم میں ان غلط واقعات کی جو پیسہ اخبار میں طبع ہوئے تھے تردید کی گئی تھی تو اگر پیسہ اخبار اسوقت بھی اسکی تردید پر آمادہ تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس نے تردید نہیں کی بہرحال صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر آجاوے تو اُسے بھولا ہوا نہیں کہنا چاہیے آیندہ اُمید ہے کہ پیسہ اخبار احتیاط سے کام لے کر قلم اُٹھایا کرے گا۔

نزول المسیح اور خدا کی نصرت

شعر

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

ہم کسی دوسرے مقام پر کتاب نزول المسیح کی اشاعت کے متعلق اپنے مکرم مخدوم سید ناصر شاہ صاحب کی گرانقدر امداد چارسو روپے کا ذکر کر چکے ہیں اور ہم نے بطور خود جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ اس کے باقی اخراجات کے لیے کوشش کریں۔ مگر اس کے جانے کے بعد ہماری خوشی اور مسرت کی انتہا نہ رہی جب خدا تعالے کے محض فضل سے سید صاحب موصوف نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور بقیہ اخراجات کے پورا کرنے کے لیے بھی درخواست پیش کر دی۔ اب سید ناصر شاہ صاحب نے کل اخراجات کا ذمہ اپنے پر اٹھایا ہے۔ اس عظیم الشان دینی خدمت کی توفیق گویا خدا کا عظیم الشان فضل ہے جو شاہ صاحب کو ملا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

جو امر اسوقت قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کے ارادوں کی تکمیل میں اسقدر سہولت کے ساتھ موافق اسباب کا میسر آنا اور ایسی نصرت کا ملنا آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے مگر اس کے لیے جو چشم بینا رکھتا ہو۔ ہم جناب شاہ صاحب ممدوح کا وہ عریضہ جو انھوں نے نزول المسیح کے اخراجات کی کفالت کیلیے بحضور مسیح موعود علیہ السلام پیش کیا ہے ذیل میں بلاکم و کاست درج کرتے ہیں۔ جس معجزہ کا ذکر اس خط میں کیا گیا ہے اس کے متعلق ناظرین الحکم اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ایک زبردست مضمون حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے قلم سے نکلا ہوا پڑھ لیں گے سردست ہم اتنا ہی کہتے ہیں کہ یہ وہ نشان ہے جو لاکھوں کروڑوں انسانوں پر اس الہی سلسلہ کی عزت و عظمت کو ظاہر کر دے گا۔

اس خط کے درج کرنے سے پہلے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی شاہ صاحب کی اس جوانمردی اور ہمت کیلیے خود جزا ہو آمین۔ (ایڈیٹر) وہ خط یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج مومنوں کیواسطے ایک بڑی خوشی کا دن ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے برگزیدہ مسیح کی تائید میں ایک بڑا معجزہ دکھا کر مخالفین کو روسیاہ کر دیا۔ اس خوشی میں میری دلی آرزو ہے کہ اس معجزہ کو ظہور کے واسطے جو رسالہ حضور اقدس لکھ رہے ہیں اُسیر سارا خرچ اس عاجز کا ہو۔ تا کہ اس عاجز کے واسطے موجب تائید دین اور حصول رضائے الہی ہو۔ اُمید ہے کہ جیسا کہ پہلے حضور نے کرم فرمائی اس عاجز کی ناچیز نذر کو قبول

دارالامان کا ہفتہ

بندگان عالی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہلبیت خدا کے فضل سے ہر طرح تندرست ہیں۔ آپ کی صحت یوماً فیوماً عمدہ حالت پر ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب نزول المسیح کی تصنیف میں بڑے جوش اور سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں، اور اسکی طبع کے کام میں بھی بڑی سرگرمی سے کام لیا جاتا ہے چنانچہ اس کتاب کی طبع کے لیے امرتسر سے شیخ نور احمد صاحب کو چھاپنے کے لیے بلایا گیا ہے اور اب پورے چار پریسوں پر یہ کتاب جو تین ہزار چھپ رہی ہے طبع ہوگی۔ امید کیجاتی ہے کہ ستمبر میں انشاءاللہ یہ کتاب شائع ہو۔

اس کتاب کیطرف حضرت حجۃ اللہ کی خاص توجہ مبذول ہے چنانچہ ایک روز آپ فرماتے تھے کہ ہمیں تو اشاعت اور تبلیغ کا اسقدر جوش خدا نے دیا ہے کہ خواہ ہماری ساری جائیداد بھی بک جاوے مگر اشاعت عمدہ طور پر ہو جاوے۔

حضرت مامور علیہ السلام نے ارادہ فرمایا ہے کہ دو ہزار سے زیادہ جلدیں خاص آدمیوں کو بھیجکر امصار و بلاد میں شائع کی جاویں۔ یہ کتاب اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر طبع ہو رہی ہے چونکہ اسقدر جلدوں کی طبع اور اخراجات قریباً ایک ہزار روپیہ کے ہوں گے حضرت اقدس نے مناسب سمجھا ہے کہ یہ رقم وقتاً فوقتاً دوران طبع کتاب میں الگ جمع کی جاوے تا کہ کام میں کوئی روک اور دقت واقع نہ ہو۔ چنانچہ حضرت اقدس نے جناب مولوی نورالدین صاحب کے پاس کچھ روپیہ اخراجات کے لیے دیدیا ہے اس کتاب کی اشاعت پر کسقدر انقلاب عظیم ہوگا اور کسقدر سعادت مند روحیں اس پاک سلسلہ میں داخل ہوں گی اور آسمان نے کیا ارادہ کیا ہے؟ اس کا حضرت امام کی غیر معمولی توجہ سے پتا ہے اور ان جلدوں سے جو اسکی طیاری کے لیے جمع ہو رہی ہیں۔ حضرت اقدس کے اس جوش کو ہم ہرگز الفاظ میں ادا نہیں کر سکتے۔ اس امر کا اظہار غالباً ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے محترم بھائی جناب سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر جموں نے حضرت اقدس کے اس جوش اور سرگرمی کو دیکھکر اور آپ کے ارادہ پر کسی قدر اطلاع پاکر نہایت اخلاص سے ۴۰۰ چارسو روپیہ اس کتاب کی اشاعت کے لیے نذر کیا جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والعقبیٰ۔ سید صاحب کی قربانی اس کتاب کے متعلق ایک قابل رشک بات ہے ہمیں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب لاکھوں انسانوں کے لیے ہدایت کا موجب ہونیوالی ہے جسکی نیکیوں کا ذخیرہ شاہ صاحب کے نامہ اعمال میں ضرور رکھا جائیگا۔ یہ ایثار یہ جوش پیدا نہیں ہو سکتا جب تک قدسی نفس معلم قوی تاثیریں ڈالنے والا نہ ہو۔ اگر کوئی حضرت یسوع کے شاگرد ہوا اسکریوطی کا حوالہ دیکر پوچھے تو عیسائیوں کو کوئی جواب نہیں آ سکتا۔

اس قسم کے مخلص احباب کا پیدا ہو جانا اور ایسے اسباب کا میسر آجانا یہ تائیدات الٰہیہ ہیں یہ خدا کے نشان ہیں جو حقارت سے دیکھے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ اگرچہ حضرت حجۃ اللہ نے کوئی ایما صراحتہً یا کنایۃً نہیں فرمایا کہ یہ ہزار روپے کی رقم چندہ سے جمع کی جاوے لیکن اگر ہم اس پاک تحریک کو کریں تو غیر مفید نہ ہوگی۔ ہماری جماعت کے لیے یہ موقعہ ہے حصول ثواب کا۔ جو چاہے سید ناصر شاہ صاحب کی طرح اس کار خیر میں حصہ لے۔ حضرت اقدس اگرچہ ایک ہزار کے قریب خرچ تصور فرماتے ہیں مگر ہماری رائے میں اسکی اشاعت کا خرچ شامل کرکے کوئی بارہ سو روپیہ کے قریب خرچ آجائیگا جس میں سے چارسو روپیہ سید ناصر شاہ صاحب نے دیدیا ہے۔ الحکم کا ہر خریدار دو دو روپے بھی اس مد میں چندہ دیدے تو یہ رقم بہت جلد پوری ہو سکتی ہے۔

اس امر کا یاد دلانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کے متعلق ہر قسم کا چندہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے نام آنا چاہیے۔

(۲) حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بھی خدا کے فضل سے بہت خوش اور تندرست ہیں آپ کی کتاب خلافت راشدہ شائع ہوگئی کتاب کو دیکھکر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کو مشاہدہ کرکے جوش حمد سے آپ سجدہ میں گر پڑے اور بہت دیر تک خدا کے فضل کا ذکر کرتے رہے کہ اس نے اڑھائی سال کے عرصہ میں کسطرح مجھے زندہ رکھا اور اس کتاب کو پورا کیا اور پورا کرنیکی توفیق دی اور مجھے اپنی آنکھوں سے اسکی اشاعت کا دن بھی دکھایا۔

۳۔ حضرت حکیم الامۃ بھی خدا کے فضل سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں اور روحانی اور جسمانی مریضوں کے معالجہ میں بدستور مصروف ہیں۔

۴۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی امروہہ میں ہیں اور بہت جلد قادیان میں آنیوالے ہیں۔

۵۔ جولائی کے آخری دنوں میں خوب بارش ہوگئی جس سے کسی قدر موسم میں خنکی کا رنگ پیدا ہو چلا تھا مگر اب پھر حبس ہونے لگا۔

۶۔ بیعت کرنے والوں کے نام کالم بیعت میں درج ہیں۔

۷۔ اس ہفتہ میں سید ناصر شاہ صاحب جموں سے۔ بابو اصغر علی صاحب افریقہ سے آئے ہوئے ایمن آباد سے۔ اور لاہور سے شیخ احمد حسین مصحح رفاہ عام پریس اور امرتسر سے نبی بخش صاحب سوداگر پشمینہ اور سیالکوٹ وغیرہ کئی مقامات سے اور بھی احباب تشریف لائے۔ حافظ محمد صاحب برادر زادہ مولانا مولوی نورالدین صاحب علاقہ جموں سے تشریف لائے جو دو مہینے تک یہاں قیام کریں گے۔ ایڈیٹر

ابر رحمت

کے اشتہار کی طرف جو اس رسالہ کی نسبت دیا گیا ہے امید ہے کہ احباب توجہ کریں گے۔ [illegible]

۵ اگست ۱۹۰۲ء کی شام کو حضرت اقدس کی طبیعت کسی قدر ناساز تھی اسلیے شام کو آپ تشریف نہ لا سکے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے دوران گفتگو میں فرمایا کہ [محی] الدین عربی نے لکھا ہے کہ دو کیفیتوں سے میں آگاہ نہیں اور وہ میری سمجھ میں نہیں آتی ہیں اول نبوۃ کی کیفیت اور دوسرے خنزیر کی خصلت کی کیفیت۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ میری سمجھ میں اس آدمی کی حالت ہرگز نہیں آتی جو محض خدا کے لیے اخلاص سے کوئی کام نہیں کرتا۔ میں اس کیفیت کو سمجھ سکتا ہی نہیں۔ پھر اسی ضمن میں فرمایا کہ قرآن شریف کی غرض و غایت اعبدوا اللہ ہے لیکن قرآن شریف نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ فرمایا اعبدوا اللہ مخلصین له الدین حنفاء

---

۶ اگست کی شام کو حضرت مسیح موعود تشریف لائے۔ پیر گولڑی کی اس پرفن کارروائی کا ذکر تھا جو اس نے اپنی کتاب سیف چشتیائی کی تالیف میں کی ہے اور جسکا راز اگلی اشاعت میں بالکل کھولدیا جاوے گا اور دنیا کو دکھایا جاوے گا کہ کتنی کھسوٹ صنعت بھی دنیا میں ہیں۔ اس کے بعد امریکہ کے مشہور مفتری مدعی الیاس ڈوئی کا اخبار پڑھا گیا جو مفتی محمد صادق صاحب ایک عرصہ سے سنایا کرتے ہیں۔ ڈوئی نے اپنے مخالف [illegible] بادشاہوں اور سلطنتوں کی نسبت پیشگوئی کی ہے کہ وہ تباہ ہو جائیں گے اس پر حضرت اقدس کی رگ غیرت و حمیت دینی جوش میں آئی اور فرمایا کہ مفتری کذاب اسلام کا خطرناک دشمن ہے بہتر ہے اسکے نام ایک کھلا خط چھاپ کر بھیجا جاوے اور اسکو مقابلہ کے لیے بلایا جاوے [اسل]ام کے سوا دنیا میں کوئی سچا مذہب نہیں ہے اور اسلام ہی کی تائید میں برکات اور نشان ظاہر ہوتے ہیں میرا یقین ہے کہ اگر یہ مفتری میرا مقابلہ کرے گا تو سخت شکست کھائے گا۔ اور اب وقت آ گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے افترا کی اسکو سزا دے

غرض یہ قرار پایا کہ ۸ اگست کو حضرت اقدس ایک خط اس مفتری کو لکھیں اور اسے نشان نمائی کے میدان میں آنیکی دعوت کریں یہ خط انگریزی زبان میں ترجمہ ہو کر مختلف اخبارات میں بھی شائع ہوگا اور بھیجا جائیگا۔

نزول المسیح جو آج کل لکھ رہے ہیں اور پیر گولڑی کی کتاب سیف چشتیائی بھی زیر نظر ہے اسکی طرف توجہ کرنے سے یہ الہام ہوا انی انا ربک القدیر لا مبدل لکلماتی۔

---

۷ اگست کی صبحکو حسب معمول سیر کو نکلے۔ ایڈیٹر الحکم نے عرض کی کہ حضور امسال شکاگو کی طرز پر ایک مذہبی کانفرنس جاپان میں ہونیوالی ہے جسمیں مشرقی دنیا کے مذاہب کے سرکردہ ممبروں کا اجتماع ہوگا اور اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں اور تائید پر لیکچر دیے جائیں گے۔ کیا اچھا ہو اگر حضور کیطرف سے اس تقریب پر کوئی مضمون لکھا جاوے اور اسلام کی خوبیاں اس مجمع میں پیش کیجاویں ہماری جماعت کیطرف سے کوئی صاحب جیسے مولوی محمد علی صاحب ہیں چلے جائیں جاپان کے [illegible] اور جاپان والوں نے [illegible] بلکہ وہ ہندوستان سے [illegible] بھیجنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں اسپر فرمایا کہ ایسا ہمتو [illegible] اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ کب ہوگی اور اسکے قواعد کیا ہیں تو ہم اسلام کی خوبیوں اور دوسرے مذاہب کے ساتھ اسکا مقابلہ کرکے دکھلا سکتے ہیں اور اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو کہ میدان میں کامیاب ہو سکتا ہے کیونکہ مذہب کے تین جزو ہیں اول خدا شناسی۔ مخلوق کے ساتھ تعلق اور اسکے حقوق اور اپنی نفس کے حقوق۔ جسقدر مذاہب اسوقت موجود ہیں بجز اسلام کے جو ہم پیش کرتے ہیں سب نے بے اعتدالی کی ہوئی ہے پس اسلام ہی کامیاب ہوگا۔

ذکر کیا گیا کہ وہاں بدھ مذہب ہے اس کا ذکر بھی اس مضمون میں آجانا چاہیے۔ فرمایا بدھ مذہب دراصل ہندو مذہب ہی کی شاخ ہے بدھ نے جوانی میں بیوی بچوں کو چھوڑ دیا اور قطع تعلق کر لیا۔ شریعت اسلام نے اسکو جائز نہیں رکھا۔ اسلام خدا تعالیٰ کیطرف توجہ کرتی اور مخلوق سے تعلق رکھنے میں کوئی تناقض بیان نہیں کیا بدھ نے اول ہی قدم پر غلطی کھائی ہے اور ہمیں وہ حیرت پائی جاتی ہے مجھے اس بات سے کبھی تعجب نہیں ہوتا کہ ایک کتا مردار کیوں کھاتا ہے جسقدر تعجب اس بات سے ہوتا ہے کہ انسان ہو کر پھر اپنی جیسی مخلوق کی پرستش کیوں کرتا ہے اسلیے اسوقت جب خدا نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے تو سب سے اول یہ فرض ہے کہ خدا کی توحید قائم کرنے کیلیے تبلیغ اور اشاعت میں کوشش کروں پس مضمون لکھا ہو سکتا ہے اور وہاں بھیجا جا سکتا ہے پہلے قواعد آنے چاہییں

پھر فرمایا کہ اس مضمون کے پڑھنے کیلیے اگر مولوی عبد الکریم صاحب جائیں تو خوب ہے انکی آواز بڑی بارعب اور زبردست ہے اور وہ انگریزی لکھا ہوا ہو تو اسے خوب پڑھ سکتے ہیں اور ساتھ مولوی محمد علی صاحب بھی ہوں اور ایک اور شخص بھی چاہیے الرفیق ثم الطریق۔

پھر اس سلسلہ کلام میں فرمایا زمانہ میں باوجود استغراق دنیا کے مذہب کیطرف بھی توجہ ہو گئی ہے اور مذہبی چھیڑ چھاڑ کا ایسا سلسلہ جاری ہو گیا ہے کہ پہلے کبھی ایسا موقع نہیں ملا۔

پھر اس ذکر پر کہ انجمن حمایت اسلام کو بعض اخبار والوں نے توجہ دلائی ہے کہ وہ کوئی آدمی بھیجیں فرمایا ہمارے مخالف اسلام کو کیا پیش کرینگے جبکہ اسلام کی خوبیوں کا خود انکو اعتراف نہیں ہے اول خدا کی توحید اسلام نے بڑے زور سے قائم کی مگر جبکہ مسیح میں خدائی صفات کو قائم کرتے اور مانتے ہیں تو توحید کہاں رہی پھر برکات اسلام کا فخر ہے مگر یہ لوگ اس سے بھی منکر ہیں اگر بیہودہ قصے پیش کریں تو سناتن والے بھی کر سکتے ہیں اسلام تو اس پھل کی طرح تھا جو تازہ بتازہ ہو جسکے کھانے سے لذت اور خوشی محسوس ہوتی ہے مگر اب ان لوگوں نے وہ حالت کر دینی چاہی ہے جیسے ایک سڑا ہوا پھل ہو جسکی عفونت دماغ کو خراب کرے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اسلام کو تازہ ہی رکھا ہے اور اسکو بجز ہمارے کوئی دوسرا اسکو پیش نہیں کر سکتا آج اسلام کو وہی کامیاب کر سکتا ہے جو بیان کرتے کرتے مسیح کو قبر تک پہونچا دے۔

پھر اسی سلسلہ میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا ینصرك الله فی المواطن یعنی اللہ بہت سے میدانوں میں تیری مدد کریگا اب تک جسقدر میدان ہمارے سامنے آئے خدا تعالیٰ نے فتح دی۔

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت

اپنی شامت اعمال کو نہیں سوچا ان اعمال خیر کو جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے ترک کر دیا اور اُن کے بجائے خود تراشیدہ درود وظائف داخل کر لیے۔ اور چند کا فیول کا حفظ کر لینا کافی سمجھا گیا ُبلّے شاہ کی کافیوں پر وجد میں آجاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کا جہاں وعظ ہو رہا ہو وہاں بہت ہی کم لوگ جمع ہوتے ہیں لیکن جہاں اس قسم کے مجمعے ہوں وہاں ایک گروہ کثیر جمع ہو جاتا ہے۔ نیکیوں کیطرف سے یہ کم رغبتی اور نفسانی اور شہواتی امور کیطرف توجہ صاف ظاہر کرتی ہے کہ لذت روح اور لذت نفس میں ان لوگوں نے کوئی فرق نہیں [illegible] ہے۔

دیکھا [illegible] ہے کہ بعض ان رقص و سرود کی مجلسوں میں دانستہ پگڑیاں اُتار لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ میاں صاحب کی مجلس میں بیٹھتے ہی وجد ہو جاتا ہے اس قسم کی بدعتیں اور اختراعی مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جنہوں نے نماز سے لذت نہیں اُٹھائی اور اس ذوق سے محروم ہیں وہ روح کی تسلی اور اطمینان کی حالت ہی کو نہیں سمجھ سکتے اور نہیں جانتے کہ وہ سرور کیا ہوتا ہے۔ مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو اس قسم کی بدعتیں مسلمان کہلا کر نکالتے ہیں اگر روح کی خوشی اور لذت کا سامان اسی میں تھا تو چاہیے تھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جو عارف ترین اور اکمل ترین انسان دنیا میں تھے وہ بھی اس قسم کی کوئی تعلیم دیتے یا اپنے اعمال سے ہی کچھ کر دکھاتے۔ میں ان مخالفوں سے جو بڑے بڑے مشائخ اور گدی نشین اور صاحب سلسلہ ہیں پوچھتا ہوں کہ کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے ورد وظائف اور چلہ کشیاں اُلٹے سیدھے لٹکنا بھول گئے تھے اگر معرفت اور حقیقت شناسی کا یہی ذریعہ اصل تھے۔ مجھے بہت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک طرف قرآن شریف میں یہ پڑھتے ہیں الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی اور دوسری طرف اپنی ایجادوں اور بدعتوں سے اس تکمیل کو توڑ کر ناقص ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ایک طرف تو یہ ظالم طبع لوگ مجھ پر افترا کرتے ہیں کہ گویا میں ایسی مستقل نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جو صاحب شریعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا الگ نبوت ہے مگر دوسری طرف یہ اپنے اعمال کیطرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتے کہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ تو خود کر رہے ہیں جب کہ خلاف رسول اور خلاف قرآن ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔ اب اگر کسی کے دل میں انصاف اور خدا کا خوف ہے تو کوئی مجھے بتائے کہ کیا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم اور عمل پر کچھ اضافہ یا کم کرتے ہیں؟ جب کہ ہم نہیں قرآن شریف کے بموجب ہم تعلیم دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہی کو اپنا امام اور حکم مانتے ہیں کیا [illegible] آرہ کا ذکر میں نے بتایا ہے اور پاس انفاس اور نفی و اثبات کے ذکر اور کیا کیا اور کیا کیا میں سکھاتا ہوں۔ پھر جھوٹی اور مستقل نبوت کا دعویٰ تو یہ لوگ خود کرتے ہیں اور الزام مجھے دیتے ہیں۔

یقیناً یاد رکھو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں بن سکتا جبتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے۔ جب تک ان محدثات سے الگ نہیں ہوتا اور اپنے قول اور فعل سے آپ کو خاتم النبیین نہیں مانتا کچھ نہیں

سعدی نے کیا اچھا کہا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

ہمارا مدعا جس کے لیے خدا تعالےٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابد الآباد کے لیے خدا نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ قائم کی ہیں ان ساری گدیوں کو دیکھ لو اور عملی طور پر مشاہدہ کرو کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوۃ پر ہم ایمان لائے ہیں یا وہ۔

یہ ظلم اور شرارت کی بات ہے کہ ختم نبوۃ سے خدا تعالےٰ کا اتنا ہی منشا قرار دیا جائے کہ مُنہ سے ہی خاتم النبیین مانو اور کرتوتیں وہی کرو جو تم خود پسند کرو اور اپنی ایک الگ شریعت بنا لو۔ بغداد کی نماز۔ معکوس نماز وغیرہ ایجاد کی ہوئی ہے کیا قرآن شریف یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی اس کا کہیں پتہ لگتا ہے۔ اور ایسا ہی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنا اس کا ثبوت بھی کہیں قرآن شریف سے ملتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تو شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وجود بھی نہ تھا پھر یہ کس نے بتایا تھا۔ شرم کرو کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے؟ اب خود ہی فیصلہ کرو کہ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے عمل رکھکر تم اس قابل ہو کہ مجھے الزام دو کہ میں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا ہے۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ اگر تم اپنی مساجد میں بدعات کو دخل نہ دیتے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوۃ پر ایمان لا کر آپ کی طرز عمل اور نقش قدم کو اپنا امام بنا کر چلتے تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی تمہاری ان بدعتوں

اور نئی نبوتوں نے ہی خدا تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے جو ان جھوٹی نبوتوں کے بُت کو توڑ کر نیست و نابود کرے پس اسی کام کے لیے خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ غوث علی پانی پتی کے ہاں شاکت مت کا ایک منتر لکھا ہوا ہے جسکا وظیفہ کیا جاتا ہے اور ان گدی نشینوں کو سجدہ کرنا یا انکے مکانات کا طواف کرنا یہ تو بالکل معمولی اور عام باتیں ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اس لیے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔ ایک شخص جو کسی کا عاشق کہلاتا ہے اگر اس جیسے ہزاروں اور بھی ہوں تو اس کے عشق و محبت کی خصوصیت کیا رہی؟ پھر اگر یہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا ہیں جیسا کہ یہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ کیا بات ہے کہ ہزاروں قبروں اور مزاروں کی پرستش کرتے ہیں مدینہ طیبہ تو جاتے نہیں مگر اجمیر اور دوسری خانقاہوں پر ننگے سر اور ننگے پاؤں جاتے ہیں پاک پٹن کی کھڑکی میں سے گذر جانا ہی نجات کے لیے کافی سمجھتے ہیں کسی نے کوئی جھنڈا کھڑا کر رکھا ہے کسی نے کوئی اور صورت اختیار کر رکھی ہے ان لوگوں کے عرسوں اور میلوں کو دیکھکر ایک سچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے کہ یہ انھوں نے کیا بنا رکھا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو اسلام کی غیرت نہ ہوتی اور ان الدین عند اللہ الاسلام خدا کا کلام نہ ہوتا اور اس نے نہ فرمایا ہوتا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون تو بیشک آج وہ حالت اسلام کی ہوگئی تھی کہ اسکے مٹنے میں کوئی بھی شبہ نہیں ہو سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارا اور اس کی رحمت اور وعدہ حفاظت نے تقاضا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کو پھر نازل کرے اور اس زمانہ میں آپ کی نبوۃ کو نئے سر سے زندہ کر کے دکھاوے چنانچہ اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور مجھے مامور اور مہدی بنا کر بھیجا۔ آج دو قسم کے شرک پیدا ہو گئے ہیں جنھوں نے اسلام کو نابود کرنے کی بیحد سعی کی ہے اور اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل نہ ہوتا تو قریب تھا کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ دین کا نام و نشان مٹ جاتا۔ مگر چونکہ اس نے وعدہ کیا ہوا تھا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون یہ وعدہ حفاظت چاہتا تھا کہ جب غارت گری کا موقع ہو تو وہ خبر لے۔ چوکیدار کا کام ہے کہ وہ نقب دینے والوں کو پوچھتے ہیں اور دوسرے جرائم والوں کو دیکھکر اپنے منصبی فرائض عمل میں لاتے ہیں اسی طرح پر آج چونکہ فتن جمع ہو گئے تھے اور اسلام کے قلعہ پر ہر قسم کے مخالف ہتھیار باندہ کر حملہ کرنے کو طیار ہو گئے تھے اس لیے خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ منہاج نبوۃ قائم کرے یہ مواد اسلام کی مخالفت کے در اصل ایک عرصہ دراز سے پک رہے تھے اور آخر اب پھوٹ نکلے جیسے ابتدا میں نطفہ ہوتا ہے اور پھر ایک عرصہ مقررہ کے بعد بچہ بنکر نکلتا ہے۔ اسی طرح پر اسلام کی مخالفت کے بچہ کا خروج ہو چکا ہے اور اب وہ بالغ ہو کر پورے جوش اور قوت میں ہے۔ اس لیے اسکو تباہ کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے آسمان سے ایک حربہ نازل کیا اور اس مکروہ شرک کو جو اندرونی اور بیرونی طور پر پیدا ہو گیا تھا دور کرنے کے لیے اور پھر خدا تعالیٰ کی توحید اور جلال قائم کرنیکے واسطے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے یہ سلسلہ خدا کیطرف سے ہے اور میں بڑے دعویٰ اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ بیشک یہ خدا کی طرف سے ہے اس نے اپنے ہاتھ سے اسکو قائم کیا ہے جیسا کہ اس نے اپنی تائیدوں اور نصرتوں سے جو اس سلسلہ کے لیے اسنے ظاہر کی ہیں دکھایا، عادۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب بگاڑ حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اصلاح کے لیے کسیکو پیدا کر دیتا ہے۔ ظاہر نشانات تو اسکے صاف ہیں کہ صدی سے ۱۹ برس* گذر گئے اب دانشمند کے لیے غور کا مقام ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث کرنے کا وعدہ الگ ہے اور قرآن شریف اور اسلام کی حفاظت اور نصرت کا وعدہ الگ زمانہ بھی حضرت کے بعد مسیح کی آمد کے زمانہ سے پوری مشابہت رکھتا ہے۔ جو نشانات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس موعود کے آنے کے مقرر کیے ہیں وہ پورے ہو چکے ہیں تو پھر کیا ابتک بھی کوئی مصلح آسمان سے نہیں آیا؟ آیا اور ضرور آیا اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق عین وقت پر آیا مگر اسکی شناخت کرنیکے لیے ایمان کی آنکھ کی ضرورت ہے۔ باقی آئندہ

* اور اب تو بیسواں سال بھی شروع ہو گیا۔ (ایڈیٹر)

ڈائری کا اقتباس

انبیاء کی بعثت کی اصل غرض انبیا کی بعثت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالے پر ایسا ایمان پیدا کریں جو اعمال صالحہ کی قوت عطا کرتا ہے اور گناہ سوز فطرت پیدا کرتا ہے کیونکہ اعمال صالحہ کبھی نہیں ہو سکتے ہیں جب تک اللہ تعالے پر سچا ایمان اور معرفت پیدا نہ ہو۔ ہر ایک عمل معرفت صحیح اور عرفان کامل کے بعد اعمال صالحہ کی مد میں آتا ہے لوگ جو کچھ اعمال صالحہ کرتے ہیں یا صدقات و خیرات کرتے ہیں یہ رسم اور عادت کے طور پر کرتے ہیں اُس معرفت کا نتیجہ نہیں ہوتے جو ایمان علے اللہ کے بعد پیدا ہوتی ہے چونکہ دنیا کی نیکیاں اور بظاہر اعمال صالحہ رسم اور عادت کے طور پر ہوتے ہیں اور دنیا خدا شناسی اور خدا رسی کے مقاموں سے دور ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالے انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرماتا ہے جو آکر دنیا کو خدا تعالے پر ایمان لانے کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں۔ باقی تمام امور اسی ایمان کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس لیے اصل غرض انبیا کے بعثت کی یہی ہوتی ہے کہ وہ انسان کو اس کی زندگی کے اصل منشاء عبودیت تامہ سے آگاہ کریں اور خدا تعالے پر عرفان بخش ایمان لانیکی تعلیم دیں۔

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ انبیا علیہم السلام تھوڑے آتے ہوتے ہیں اور اپنے اپنے وقت پر آیا کرتے ہیں اس لیے اللہ تعالے نے تمام دنیا کو رسم اور عادت سے نجات دینے اور سچا اخلاص اور ایمان حاصل کرنے کی یہ راہ بتائی ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یہ سچی بات ہے اسکو کبھی بھولنا نہیں چاہیے کہ جس نے نبی کی اطاعت کی اُسنے اللہ تعالے کی عبادت کا حق ادا کر دیا + رسم اور عادت کی غلامی سے انسان اسی وقت نکل سکتا ہے جب وہ عرصہ دراز تک صادقوں کی صحبت اختیار کرے اور ان کے نقش قدم پر چلے۔

مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ یہ جو خدا تعالی نے فرمایا ہے مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ حقیقت یہی ہے کہ جو شخص دنیا کے لیے نفع رساں ہو اس کی عمر دراز کی جاتی ہے۔ اسپر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر چھوٹی تھی۔ یہ اعتراض صحیح نہیں ہے اول اس لیے کہ انسانی زندگی کا اصل منشا اور مقصد جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حاصل کر لیا آپ دنیا میں اُسوقت آئے جبکہ دنیا کی حالت بالطبع مصلح کو چاہتی تھی اور پھر آپ اُسوقت اُٹھے جب پوری کامیابی اپنی رسالت میں حاصل کر لی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی صدا کسی دوسرے آدمی کو نہیں آئی اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔ پوری کامیابی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا + اب جس حال میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پورے طور پر کامیاب ہو کر اُٹھے پھر یہ کہنا کہ آپ کی عمر تھوڑی تھی سخت غلطی ہے۔ اسکے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض ابدی ہیں اور ہر زمانہ میں آپ کے فیوض کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس لیے آپ کو **زندہ نبی** کہا جاتا ہے۔ اور حقیقی حیات آپکو حاصل ہے۔ طول عمر کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا۔ اور اس آیت کے موافق آپ ابدالآباد کے لیے زندہ رہے

مسیح کی وفات کے دو گواہ مسیح علیہ السلام کی وفات پر دو زبردست گواہیاں علاوہ اور گواہوں کی شہادت کے موجود ہیں جن کا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اول خدا تعالی کی شہادت، جسنے یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ فرمایا ہے اور پھر دوسری شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت کی ہے آپ نے یحیی علیہ السلام کے ساتھ حضرت مسیح کو دیکھا۔ اب ان دو گواہوں کے خلاف یہ کہنا کہ وہ زندہ ہے کہانتک صحیح ہو سکتا ہے۔؟

رجوع کا لفظ صعود کے بعد ہوتا ہے پھر جو لوگ مسیح کے مع وجود عنصری آسمان پر چڑھنے کو ثابت کرتے ہیں انکا فرض ہے کہ وہ مسیح کا رجوع ثابت کریں کیونکہ نزول کے لیے صعود لازم نہیں ہے

حدیث میں آیا ہے کہ صوم و صلوٰۃ سے درجہ نہیں ملتا بلکہ اس بات سے جو انسان کے دل میں ہے یعنی صدق و وفا۔ خدا یہی چاہتا ہے کہ عمل صالحہ ہو اور اُس کا اخفا ہو ریاکاری نہ ہو۔

صدق بڑی چیز ہے اس کے بغیر عمل صالحہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ خدا تعالے اپنی سنت نہیں چھوڑتا اور انسان اپنا طریق نہیں چھوڑنا چاہتا اس لیے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا خدا تعالے میں ہو کر جو مجاہدہ کرتا ہے اُسپر اللہ تعالے اپنی راہیں کھولدیتا ہے

بت پرست بھی وجودیوں کی طرح اپنے بتوں کو مظاہر ہی مانتے ہیں قرآن شریف اس مذہب کی تردید کرتا ہے وہ شروع ہی میں یہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین۔ اگر مخلوق اور خالق میں کوئی امتیاز نہیں بلکہ دونوں برابر اور ایک ہیں تو رب العالمین نہ کہتا۔ رب عالم تو خدا تعالیٰ میں داخل نہیں ہے کیونکہ عالم کے معنے ہیں مَا يُعْلَمُ بِهٖ اور خدا تعالیٰ کے لیے ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ

موجودات کو جو وہ عین اللہ کہتے ہیں یہ بالکل غلط ہے قرآن شریف نے عین اور غیر کی کوئی بحث نہیں کی محی الدین ابن عربی سے جو منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ الحمد للہ الذی خلق الاشیاء وھو عینھا یہ بات صحیح نہیں ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ جب انسان کو کچھ بھی خبر نہیں پھر بتاؤ کہ عینیت کہاں رہی یہ تو پکی بات ہے کہ صفات کسی چیز کے سے الگ نہیں ہوتے خواہ وہ کہیں چلی جاوے پانی کو خواہ لندن لیجاؤ آخر وہ پانی رہے گا جب انسان خدا ہو تو اس کی صفات اُس سے کیوں الگ ہونے لگی خواہ کسی حالت میں ہو۔

استحالہ کے ساتھ اُس کے صفات معدوم ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک چیز کا لقا تو اس کے صفات ہی کے ساتھ ہے۔ اگر ایک پھول کے صفات اسکے ساتھ نہیں تو وہ پھول کیونکر ہو سکتا ہے پس اگر انسان خدا ہے تو پھر اسکی خدائی کے صفات اسکے ساتھ ہونے ضروری ہیں اگر صفات نہیں ہیں نادانی سے اسے خدا بنایا جاتا ہے انسان کیسی ایسی مصیبتوں اور مشکلات میں گرفتار ہوتا ہے کہ ٹکریں مارتا پھرتا ہے اور ایسا سرگردان ہوتا ہے کہ کچھ پتہ نہیں لگتا ہزاروں آرزوئیں اور تمنائیں ایسی ہوتی ہیں کہ پوری ہوتی نہیں کیا خدا تعالیٰ کے ارادے بھی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ پورے نہ ہوں اسکی شان تو یہ ہے اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ جو انسان کو اپنے ارادوں میں نامراد کرتا ہے وہ کوئی الگ اور طاقتور ہستی ہے اگر دونوں ایک ہوتے تو یہ نامرادی نہ ہوتی۔ یہ باتیں قرآن شریف کی تعلیم کے صریح خلاف ہیں اور خدا تعالیٰ کے حضور خطرناک گستاخی کی باتیں ہیں اس قسم کے اعتراض کرنا کہ پھر دنیا کہاں سے بنائی بے ادبی ہے جب خدا تعالیٰ کو قادر مان لیا پھر ایسے اعتراض کیونکر کیے جاویں آریہ بھی اس قسم کے اعتراض کیا کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو اپنی قوت اور طاقت کے پیمانہ سے ناپنا چاہتے ہیں۔

پھر دیکھو وجودیوں کے بڑے بڑے صوفی مرے ہیں اور مرتے ہیں اگر وہ خدا تھے تو انکو تو اسوقت خدائی کا کرشمہ دکھانا چاہیے تھا نہ یہ کہ عاجز انسان کی طرح تڑپکر جان دیدیتے یاد رکھو انسان کی سعادت یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے کاموں میں اپنا دخل نہ دے۔ بلکہ اپنی عبودیت کا اعتراف کرے ہمارا تو یہ ایمان اور مذہب ہے کہ ایک فوق الفوق قادر ہستی ہے جو یہ کام کرتی ہے جدھر چاہتی ہے لیجاتی ہے وہ خالق ہے ہم مخلوق ہیں وہ حی قیوم ہے اور ہم ایک عاجز مخلوق قرآن شریف میں جو حضرت سلیمان اور بلقیس کا ذکر ہے کہ اُس نے پانی کو دیکھکر اپنی پنڈلی سے کپڑا اُٹھایا اسمیں بھی یہی تعلیم ہے جو حضرت سلیمان نے اس عورت کو دی تھی وہ در اصل آفتاب پرستی کرتی تھی اُسکو اسطریق سے انھوں نے سمجھایا کہ جیسے یہ پانی شیشہ کے اندر چل رہا ہے در اصل اوپر شیشہ ہی ہے اسیطرح یہ آفتاب کی روشنی اور ضیا بخشنے والی ایک اور زبردست طاقت ہے۔

اور یہ اعتراض جو کیا جاتا ہے کہ قرآن شریف شیر اُٹھاتے آیا تھا اسکو وجودیوں نے سمجھا نہیں قرآن شریف ایک اتحاد عام مسلمانوں میں قائم کرتا ہے نہ یہ کہ خالق اور مخلوق کو متحد فی الذات کرے۔ نظائر کے بغیر تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ پس ایسی کوئی مثال وجودیوں کو پیش کرنی چاہیے جس سے معلوم ہو جاوے کہ خالق اور مخلوق ایک ہی ہیں۔ انسان گناہ سے محبت کرتا ہے پھر وہ عین خدا کیونکر ہو سکتا ہے۔ وجودی کہتے ہیں کہ تمنے غیریت سے شریک بنا لیا ہم کہتے ہیں یہ غلط ہے ہم تو مخلوق مانتے ہیں کوئی الگ خدا تو تجویز نہیں کرتے اور پھر مخلوق بھی ایسی مانتے ہیں جس پر سارا ہی تصرف خدا تعالیٰ کا ہے کیونکہ وہ حی و قیوم خدا ہے جس کے سہارے سے زندگی قائم ہے۔ خدا تعالیٰ اس قسم کا حی و قیوم نہیں ہے کہ جیسے معمار کی عمارت کو ضرورت نہیں ہوتی کہ معمار اس کے ساتھ زندہ رہے یعنی اگر معمار مر جاوے تو عمارت کو اس کے مرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ مخلوق کی یہی صورت میں ہی کہ سہارے سے الگ ہو ہی نہیں سکتی بلکہ اور مخلوق کی زندگی اور قیام کا اصلی ذریعہ وہی ہے۔ ہم عین غیر کی بحث میں ہرگز نہیں پڑتے قرآن شریف نے ان اصطلاحوں کو کبھی بیان نہیں کیا جو تعلقات خالق اور مخلوقات کے اس نے بیان کیے ہیں اُن سے باہر جانا گستاخی اور بے ادبی ہے۔

شیخ محی الدین سے پہلے اس وحدۃ وجود کا نام و نشان نہ تھا ہاں وحدۃ شہودی تھی یعنی خدا تعالیٰ کے مشاہدہ میں اپنے آپکو فانی سمجھنا۔ وحدۃ شہودی میں من تو شدم تو من شدی استیلائے محبت کا تقاضا تھا وجودیوں نے اس سے تجاوز کرکے وہ کام کیا جو ڈاکٹر اور فلاسفر کرتے ہیں کہ وہ خدائی کے حصہ دار بنتے ہیں۔ اور دیکھا گیا ہے کہ یہ وحدۃ وجود والے عموماً اباحتی ہوتے ہیں اور نماز و روزہ کی ہرگز پروا نہیں کرتے یہانتک کہ کنجروں (کنچنوں) کے ساتھ بھی تعلقات رکھتے ہیں انکو کوئی پرہیز اور عذر نہیں ہوتا شہود کی حقیقت تو یہی ہے کہ جیسے لوہے کو آگ میں ڈالا جاوے اور وہ اسقدر گرم ہو جاوے کہ سرخ آگ کیطرح ہو جاوے اسوقت اگرچہ آگ کے خواص اسمیں پائے جاتے ہیں تاہم وہ آگ نہیں کہلا سکتا۔ اسیطرح جس شخص کو خدا تعالیٰ سے تعلقات قوی اور شدید ہوتے ہیں

دارالامان کی ایک شام

یکم اگست ۱۹۰۲ء

بعد از مغرب حضرت مسیح موعود حسب معمول تشریف فرما ہوئے سید ناصر شاہ صاحب جموں سے تشریف لائے تھے اور کئی سال بعد آئے تھے وہ پاؤں دبانے لگے آپ نے فرمایا کہ "آپ بیٹھ جائیے" سید صاحب جوش ارادت اور حسن عقیدت کی وجہ سے چاہتے تھے کہ دیر تک قدم مبارک کو دباتے رہیں۔ آپ نے پھر کمال لطف اور پیار سے فرمایا کہ "آپ بیٹھ جائیں" الامر فوق الادب سنکر سید صاحب اور فرش نشین پر بیٹھ گئے

جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے استفسار کیا کہ آج جناب نے کیا لکھا ہے۔ مولانا ممدوح کی غرض اس قسم کے استفسار سے محض ایک تحریک کرنا ہوتی ہے کہ حضرت امام کچھ بطور خلاصہ بیان فرما دیں۔

"فرمایا آج تو مین پچھلا مسودہ دیکھتا رہا کیونکہ کاتب لکھ رہا ہے"

اس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے پھر قصیدہ کی بابت دریافت کیا جو حضرت حجۃ اللہ اس کتاب کے ساتھ ضم فرما دیں گے فرمایا وہ آخر میں لگائے جاوینگے۔ نثر میں اس کے تداخل کی ضرورت نہیں اس لئے بعد ہی میں ان کو پورا کرونگا"

فرمایا فیصلہ بہت ہی آسان تھا اگر یہ لوگ فیصلہ کرنا چاہتے ہوتے۔ اب ان کو کیا معلوم ہے کہ جب میں عربی لکھتا ہوں تو کس طرح افواج کی طرح الفاظ اور فقرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں ہاں ان کو پتہ لگتا اگر یہ مقابلہ کرتے اور کچھ لکھنے کے لئے قلم اٹھاتے۔ یہ جو سرقہ کا بیہودہ الزام لگاتے ہیں ہماری طرف سے ان کو اجازت ہے ایسا دنیا کی کتابوں سے سرقہ کر لیں مگر جب علمی مضمون کو ادا ہی نہیں کر سکتے اور معارف سے آگاہ ہی نہیں تو نرے الفاظ اور جملوں کے سرقہ سے کیا ہوگا۔ الفاظ کو معانی کے تابع علم لگی

کسی مضمون کو یہ لوگ ہرگز لکھ نہیں سکتے تو وہی مثال ہے کہ ایک شخص معمار ہو اور اینٹیں چرا کر جمع کرے محض اینٹیں چرانے سے تو عمارت طیار نہیں ہو سکتی۔ سرقہ کا الزام تو حریری پر بھی لگایا گیا یہ لوگ الفاظ کا تتبع کرتے ہیں مضمون کا نہیں کر سکتے چنانچہ حریری کی بابت بھی مشہور ہے کہ جیسے ایک ایلچی لکھنی کیلئے کہا گیا تو نہ لکھ سکا۔ یہ قرآن شریف ہی کا معجزہ ہے کہ عبارت بھی فصیح بلیغ ایسی ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملسکتی اور مضامین بھی عالی اور علمی ہیں"

اس پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کی کہ حضور ایکبار میرے دل میں آیا کہ میں کوشش کر کے مقامات حریری کی طرح سجع الفاظ میں فرضی قصے لکھ سکتا ہوں؟ آخر بات کیا ہے کہ الفاظ اپنے اغراض کے ماتحت کر کے افسانے لکھ لینے آسان ہیں مگر حقایق و معارف اور واقعات تعبیر فصیح عبارت میں فرمایا یہی تو معجزہ قرآن شریف کا ہے"

پھر اسی سلسلہ کلام مین فرمایا کہ فیصلہ کی کیسی آسان راہ تھی) یہ جو مشہور کرتے ہیں کہ گولڑوی کے مقابلہ میں لاہور نہ آئے۔ ہم نے کہا تھا کہ تفاول کے طور پر قرآن کہیں سے کھول کر اس کی تفسیر المقابل لکھنی چاہیے اسکا جواب گولڑوی نے یہ دیا کہ پہلے عقائد پر تقریر کر کے مولوی محمد حسین کا فیصلہ مان لو۔ اگر وہ کہدے کہ یہ عقیدہ غلط ہے تو معاً میرے ہاتھ پر بیعت کر کے پھر تفسیر لکھلو۔ اب بتاؤ یہ کیا فیصلہ ہوا اس پر کہتے ہیں کہ لاہور نہیں آئے"

حضرت حکیم الامتہ نے سید علی حایری لاہوری شیعہ کے رسالہ کا ذکر کیا کہ اس میں حضرت امام حسین کی فضیلت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بارہ امام نور الٰہی سے پیدا ہوئے تھے جسکا ظاہری ثبوت یہی ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا (ایڈیٹر واہ حضرت شریعت مدار صاحب کیا خوب ثبوۃ دعوی اور دلیل میں غالباً آپ اچھی طرح امتیاز کر سکتے ہیں! پس جبکہ وہ نور الٰہی سے بنے تھے تو پھر شکم بتول کی فضیلت کیسی!) اور پھر لکھا ہے کہ قرآن شریف کی چودہ منزلیں ہیں یہ تقسیم اپنے طور پر کی ہے کہ لوح محفوظ پر آیا پھر جبرائیل کے پاس علی ہذا القیاس (اس پر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ کیا چودھوین منزل یہ نہیں لکھی کہ آخر حضرت عثمان کے پاس محرف مبدل ہوگیا چودھوین منزل تو ان کے اعتقاد کے موافق یہی ہوگی نہ) اور مدینہ منورہ سے کربلا ۱۴ منزل ہین

غرض اس قسم کے لغویات اس مین بھرے ہین اور ایک جگہ باپ کی کتاب ہی ثبوت کیلئے کافی قرار دیدی ہے (ایڈیٹر یہ این خیال کہ پسر نتواند پدر تمام کندیا صحیح الفاظ مین یون سمجھئے خواجہ کا گواہ مینڈک)

اور ایک مقام پر لکھا ہے کہ غایت المقصود پڑھکر اتنے ہزار مرزائی مومن ہوگئے اس پر مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کی کہ گولڑوی کہتا ہے کہ میری کتاب پڑھکر اتنے ہزار نے توبہ کی۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایکطرف تو تعداد کم بتاتے ہین اور پھر ہزاروں نکل کر ان مین بھی شامل ہوجاتے ہین اور ختم نہین ہوتے"

حضرت حجۃ اللہ نے ہنسکر فرمایا یہ عجیب حساب ہے جو سمجھ مین نہین آتا کہ اس کا کیا نام رکھا دے اربعہ ہے یا کیا کہ جسقدر کم ہوتے جاوین وہ بڑھتے جاوین"

حضرت اقدس نے ضمناً ایڈیٹر الحکم سے خطاب کر کے اشاعۃ السنہ کے متعلق دریافت فرمایا کہ ابھی شائع ہوا یا نہین۔ عرض کی گئی کہ اشتہار اشاعت کے بعد کچھ معلوم نہیں ہوا

اسی کے ضمن مین دہلی کے ایک پنجابی کتاب والے اخبار کا ذکر ایڈیٹر نے کیا کہ اس مین ایک نوٹ لکھکر گویا مختلف مقامات کی دھمکی دی ہے"

پھر ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے ایک لڑکے کا خواب بتلایا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہر شخص کی خواب اس کی ہمت اور استعداد کے موافق ہوتی ہے۔ معبرین نے بھی لکھا ہے ضمناً میاں جان محمد صاحب مرحوم امام مسجد قادیان کی ایک رویا کا تذکرہ فرمایا۔ پھر فرمایا خدا تعالیٰ کا فیضان ظرف اور استعداد کے موافق ہوتا ہے خدا تو ایک ہی ہے۔ لیکن جیسے روشنی صاف اور روشن چیز پر جیسے شیشہ ہے بہت صفائی سے پڑتی ہے اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے فیضان

کا حال ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت بہت ہی بلند تھی اس لئے قرآن شریف جیسا کلام آپ پر نازل ہوا۔ قرآن شریف مین خدا تعالیٰ کی صاف تصویر نظر آتی ہے اور اور کتابون مین دھندلی سی روشنی پڑتی ہے مسیح ہی کو دیکھلو کہ اسرائیل کی قوم ہی پیش نظر ہے مگر قران شریف کسی خاص قوم کو خطاب نہیں کرتا شروع ہی سے الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی بلند ہمت اور عام دعوت ہے کہ کہتے ہین یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً مگر انجیل مین اسرائیل ہی کا ذکر ہے۔ جو پیشگوئیان ہین وہ بھی ان ہی کے متعلق ہین۔ اسی سبب سے یہودیون کو ٹھوکر لگی اور خدا کے وعدون کے مصداق اپنی ہی قوم کو سمجھ کر تمام قوموں سے بے تعلق اور غافل ہو گئے اور خدا کے وعدون کے ایفا کی آخری منزل اسی دنیا کو خیال کر کے قیامت سے بیخبر اور بہتیرے منکر ہو گئے فرمایا ہمت بلند ہونی چاہئے چنانچہ لکھا ہی

ہمت بلند دار کہ دادار کردگار

ان باتون مین ہی اذان ہو گئی حضرۃ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لئے اُٹھے اور بعد نماز تشریف لے گئے ✤

چھوٹے چھوٹے خطبے

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ

اے مومنو اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنیکا حق ہو اور نہ مرو مگر اسصورت مین کہ تم مسلمان ہو اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رسی کو پکڑ لو۔

ایک وقت ان صحابہ کرام کو ان آیتون کا لطف جیسا کہ لطف کی حقیقت ہے آتا تھا وہ خوب سمجھتے تھے کہ ان پر ایسی حالت اور وقت گذرا ہے جب کہ وہ اجتماع کا نام و نشان نجانتے تھے وہ تمدن اور اس کے فوائد سے مطلق ناآگاہ اور ناآشنا تھے اور نہین جانتے تھے کہ سچا اتفاق اور اس کے نتائج کیونکر حاصل کر سکتے ہین۔ حقیقت مین آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے۔ ظاہری طور پر بھی نار (حرب) بھڑکتی رہتی تھی۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو اسطرح کھا جاتا تھا جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے اور حقیقی طور پر بھی وہ بت پرستی کی وجہ سے آگ مین تھے۔ جب ان کی مصیبتون اور تکلیفون کی شب تار انتہا کو پہنچ گئی اور وہ وقت قریب آگیا کہ وہ اس آگ کے گڑھے سے نکال لئے جائین تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے رحمۃ للعالمین کو بھیجا جس نے آکر ان پر ساری آتشون کو ٹھنڈا کر دیا ✤

وہ قوم جس مین انفرادی حالت اپنے انتہا کو پہونچی ہوئی تھی وہ **حبل اللہ** کو پکڑ کر ایسے متفق ہوئے اور ایسی اخوت ان مین قائم ہوئی کہ دنیا کو اتفاق کا سبق سکھایا اور سچی اخوت کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور اسی بت پرست قوم نے ابراہیم علیہ السلام کے سچے جانشین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ سے وہ آشتی کی کہ آخرت کی آگ ان پر حرام ہو گئی۔ غرض وہ قوم جو پہلے **نفاق** اور بت پرستی اور خانہ جنگیون کے امراض مین خطرناک طور پر مبتلا تھی جب اُس نے ان دکھون سے نجاۃ پائی تو خدا تعالیٰ کی ان آیات کو جو ان کے حق مین آیات الرحمۃ تھین کس ذوق اور لطف کے ساتھ اپنی حالت مین مشاہدہ کر کے پڑھتے ہونگے۔ اسی ذوق اور لطف کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے آج خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سلسلہ مین داخل ہونے کی ہم کو توفیق دی اور ہم پر انعام کیا ہر شخص جو اس سلسلہ مین داخل ہوتا ہے جب وہ اپنی پہلی حالت پر غور کرتا ہے کہ اس کی ایمانی حالت اور عرفانی حالت کیسی تھی تو وہ اپنی موجودہ حالت کو دیکھکر ان آیتون کو پڑھتا ہوا عجیب لطف اور ذوق حاصل کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف پر کیسا لذیذ ایمان پیدا ہوا ہے اور کیسی معرفت عطا ہوئی ہے۔ اگرچہ لوگ پہلے موحد بھی کہلاتے تھے۔ مگر اس وقت توحید کی ساری انتہا **آمین اور رفع یدین** تک ہی تھی اور یا بڑی بات کی تو ڈھول تاشے کے خلاف وعظین ہین اور قبرون کو سجدہ کے متعلق بحثین ہین غرض اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتون تک ساری توحید محدود تھی۔ لیکن حضرۃ مسیح کو خدا کی صفات مین شریک کرنے مین کوئی عذر نہ تھا۔ اور اسے گناہ سمجھا ہی نہ جاتا تھا۔ ایسی حالت مین ضروری تھا کہ خدا کا برگزیدہ مسیح موعود آسمان سے آسمانی حربون اور ہتیارون کو لیکر نازل ہوتا یسوع کی خدائی کے بت کو پاش پاش کرتا۔ اور فرضی اور خیالی الٰہ اور دیوتا بنائے ہوئے خدا کو ننگا کر کے دکھا دیتا اور خدا تعالیٰ کے جلال و عظمت و جبروت کو قائم کرتا اسیطرح پر اکثر شرک اور قبر پرستی سے طبیعت مین کوئی نفرت تھی اور آزادی اور یورپ کی تقلید نے نیچریت کے مذاق کی ہوا سر مین بھر دی ہوئی تھی جس سے ایمانی حالت اس درجہ پر پہنچ گئی تھی کہ یہ مان لیا تھا کہ نہ کوئی وحی ہے نہ خدا کسی سے کلام کرتا ہے معجزات کوئی چیز نہین غرض خدا تعالیٰ ایک گول مول قریباً معطل برائے نام ہستی مانا ہوا تھا۔ گویا اُسے زمین پر کسی قسم کا تصرف و قبضہ حاصل نہین۔ سچے اور اصلی معنون مین دہریت کے ہمرنگ ایک قسم کا ایمان تھا اور جو پرانے مدرسہ کے تعلیم یافتہ تھے ان کی یہ حالت تھی کہ گویا ہزارون ہزار خدا بنا ئے ہو تھے اتفاق کا ان مین نام و نشان نہ تھا ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق پر ہر وقت آمادہ اور زبان کشا تھے۔ غرض جیسی حالت عرب کی تھی بعینہ اسی رنگ کی ہماری حالت تھی پس جسطرح پر صحابہ ان آیات کو پڑھکر ایک حظ اور ذوق اس سے حاصل کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود کو عاشقانہ نگاہ سے دیکھتے تھے اسیطرح پر آج ہم اپنے سید و مولا محبوب امام کو جب دیکھتے ہین اور ان انعامات پر نظر کرتے ہین جو اس کے ذریعہ ہمپر ہوئے تو بے اختیار اس پر درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم

بعض نادان کہتے ہین کہ اسلام کو اس وقت

کسی امام کی ضرورۃ نہین ہے اس مین کوئی زوال نہیں آیا مسجدین آباد ہین۔ مولوی اور صوفی لوگ بکثرت ہین۔ لیکن ان احمقون کو اتنا معلوم نہین کہ ان مسجدون مولویون اور صوفیون کی حالت اس وقت ایک عجایب گھر کی سی ہے جسمین طیور اور سباع کے ڈھیر اور نیچر بھوسہ سے بھرے ہوئے ہین۔ ایک نادان بچہ انہین واقعی جاندار سمجھتا ہے۔ مگر دانشمند سمجھتا ہے کہ یہ نیچر اور بھوسہ کے سوا کچھ نہیں بعینہ یہی حال ان مسجدون اور نماز پڑھنے والون کا ہے حقیقی ایمان ان مین پایا نہین جاتا۔ اگر سچا ایمان اور خشیت الٰہی ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسجدون سے نکلکر بھی وہی بیباکی اور رغش دیکھا جاتا ہے۔ ایک ڈویژنل جج کی کچہری سے نکلکر بھی دلیر ایک ہیبت ہوتی ہے مگر یہ کیا بات ہے کہ خدائے ذوالجلال کے دربار سے نکلکر بے حیائی بے باکی کرنے مین کوئی پرہیز نہین۔ اگر خدا تعالیٰ کے جلال وجبروت کا کوئی اثر دلپر ہوتا تو ایسی دلیری نہوتی کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص ایک باغ مین سیر جہان عجیب عجیب خوشبودار پھول موجود ہین نکلے اور پھر کوئی خوشبو اپنے ساتھ نہ لائے یاد رکھو کہ نماز کام نہین دیسکتی جب تک غیرت نہ ہو۔ لاکھون مسلمان ہین جو نماز پڑھتے ہین۔ مگر اللہ تعالیٰ۔ رسول قرآن۔ شعایر اللہ کی غیرۃ ان مین نہین ہے حقیقی غیرت اللہ تعالیٰ نے اس **سلسلہ احمدیہ** کو ہی عنایت کی ہے۔ اس لئے اب وہی ان آیات کا مزا لیتے ہین اور کوئی نہین جو ان سے لطف اُٹھائے۔ ہماری جانین گواہی دیتی ہین۔ کہ ہم آگ سے بچے اور متفرق و پراگندہ تھے۔ ایک سلسلہ مین مسیح موعود مین ہوکر منسلک ہوئے۔ غرض ہم پر خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ اس لئے میری دوستو! اس نعمت کا شکر کرو اور خدا کے حضور سجدہ کرو اور یاد رکھو

اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون کو خوب یاد رکھو

۴ اگست کی شام کو بعد نماز مغرب حضرت حجۃ اللہ حسب معمول تشریف فرما ہوئے خدام پروانہ وار ارد گرد تھے ایک نوجوان نے عرض کی کہ مین اپنا خواب بیان کرنا چاہتا ہون فرمایا کل صبحکو بیان کرو مسنون طریق بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صبح ہی کو خواب سنا کرتے تھے ؛

اثنائے کلام مین اس امر پر تذکرہ ہوا کہ فیضی ساکن بھین نے اعجاز المسیح کا جواب لکھنا چاہا تھا جو خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق جو اعجاز المسیح کے ٹائیٹل پیج پر درج ہے بامراد نہ ہو سکا بلکہ اس دنیا سے اُٹھ گیا حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ کسقدر زبردست نشان ہے خدا کی طرف سے ہماری تصدیق اور تائید مین۔ کیونکہ قرآن شریف مین آیا ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ سلسلہ جیسا کہ ہمارے مخالف مشہور کرتے ہین خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین تھا تو چاہئے تھا کہ فیضی نے جو لوگون کی نفع رسانی کا کام شروع کیا تھا اس مین اس کی تائید کی جاتی لیکن اسطرح پر اس کا جوانا مرگ ہو جانا صاف ثابت کرتا ہے کہ اس سلسلہ کی مخالفت کیلئے قلم اُٹھانا لوگون کی نفع رسانی کا کام نہ تھا۔ کم از کم ہمارے مخالفوں کو بھی اتنا تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ اسکی نیت نیک نہ تھی ورنہ کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی تائید نکی اور اس کو مہلت نہ ملی کہ اس کو تمام کر لیتا ؛

میرے اپنے الہام مین بھی یہ ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض تیس برس سے زیادہ عرصہ ہوا جب مین تپ سے سخت بیمار ہوا اسقدر شدید تپ مجھے چڑھی ہوئی تھی کہ گویا بہت سے انگارے سینے پر رکھے ہوئے معلوم ہوتے تھے اس اثنائے مین مجھے الہام ہوا اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض مخالف اسلام بھی لمبی عمر حاصل کرتے ہین اس کی کیا وجہ ہے ؟ میرے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ اُن کا وجود بھی بعض رنگ مین مفید ہی ہوتا ہے دیکھو ابو جہل **بدر** کی جنگ تک زندہ رہا اصل بات یہ ہے کہ اگر مخالف اعتراض نکرتے تو قرآن شریف کے ۳۰ سپارے کہان سے آتے جس کے وجود کو اللہ تعالیٰ مفید سمجھتا ہے اسے مہلت دیتا ہے ہمارے مخالف بھی جو زندہ ہین اور مخالفت کرتے ہین اُن کے وجود سے بھی یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف کے حقائق و معارف عطا کرتا ہے اب اگر مہر علی شاہ اتنا شور نہ مچاتا تو **نزول مسیح** کیسے لکھا جاتا ؛

اس طرح پر جو دوسرے مذاہب باقی ہین ان کے بقا کا بھی یہی باعث ہے تاکہ **اسلام کے اصولون کی خوبی اور حسن ظاہر ہو** اب دیکھ لو کہ نیوگ اور کفارہ کے اعتقاد والے مذہب اگر موجود نہ ہوتے تو **اسلام کی خوبیون کا امتیاز کیسے ہوتا** غرض مخالف کا وجود بھی اگر مفید ہو تو اللہ تعالیٰ اسے مہلت دیتا ہے"

چونکہ حضرۃ کی طبیعت آج کسیقدر ناساز تھی اور گرمی بھی زیادہ تھی اس کے بعد جلد نماز عشاء ادا کر لی گئی ؛

طاعون کے مقابلہ کی تیاریان

تجربہ تبلا رہا ہے کہ پنجاب کے جن جن شہرون اور علاقون مین اس نامراد بیماری نے تازہ تازہ قدم جمایا ہے وہان وہ آئندہ موسم سرما مین پوری جلادت دکھائیگی۔ ایسی سخت گرمی کے موسم مین بھی کسی نہ کسی کیس کا ہوتے رہنا اس اندیشہ کو اور بھی قوی کر رہا ہے۔ گورنمنٹ کو بظاہر خاموش دیکھکر اکثر کو یہ خیال ہو گیا تھا کہ وہ انتظام کرتی کرتی تھک گئی ہے اور اب سب کچھ تقدیر پر چھوڑ بیٹھی ہے۔ لیکن ایسی پست حوصلگی اور مایوسی کی کسی مہذب حکومت سے بھی توقع نہین ہو سکتی چہ جائیکہ انگلشیہ حکومت ایسی رعیت پرور اور فرزانہ حکومت کی نسبت ایسا خیال کر لیا جائے گورنمنٹ ہند کے ایک تازہ ریزولیوشن نے جو پنجاب گورنمنٹ کی تحریک پر صادر ہوا اس خیال کو باطل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ حکومت ایسے اہم معاملہ کیطرف سے جسکا اثر نہ صرف آبادی بلکہ ملک کی آمدنی اور فوجی طاقت پر بھی بہت برا پڑ سکتا ہے کبھی بے فکر نہین ہو سکتی اس ریزولیوشن مین پہلے تمام انسدادی تدابیر کی نسبت گذشتہ تجربات کا خلاصہ بتایا گیا ہے۔ سیگریگیشن (علیحدگی) کو اب ناقابل عمل حلقہ بندی کو بیفائدہ۔ اور ڈس انفکشن کو تاوقتیکہ ادویہ نہایت تیز نہ ہون۔ جنکی بو کو دیسی سخت ناپسند کرتے ہین۔ فضول محض بتا کر کل دار مدار ٹیکہ پر رکھا گیا ہے جس سے عوام کی بدظنی بہت ہو گئی ہے اور وہ اس کی سودمندی کے قائل ہو گئے ہین۔ طاعون کا بیج چودہ بڑے شہرون مین جن کی آبادی دس لاکھ کے قریب ہے اور ۲۳ اضلاع مین پڑ چکا ہے جن مین سے نو (دہلی۔ ملتان حصار۔ کانگڑہ۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ منٹگمری سیالکوٹ۔ اور ڈیرہ غازیخان) مین کم اور باقی مین بہت موتین ہو چکی ہین شہرون کے علاوہ تیرہ اضلاع مین جن کی آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے تقریبًا نصف آبادی یعنی ۶۵ لاکھ آدمیون کو ستمبر سے لیکر جنوری ۱۹۰۳ء کے آخر تک پانچ ماہ مین ٹیکہ لگانے کی تجویز ہوئی ہے اور اقرار دیا گیا ہے کہ اس کام کے لئے زیادہ تر یورپین ڈاکٹر اور کچھ دیسی جو ذنیہ مین اسسٹنٹ سرجن سے کم نہون مقرر کئے جائین ایک آدمی ایک دن مین سات سو کو ٹیکہ لگا سکتا ہے یعنی ۶۵ لاکھ کے لئے کل ۲۷۰ ڈاکٹر درکار ہونگے جن مین سے کچھ موجود ہین۔ کچھ فوج سے مستعار لئے جاوینگے اور ۴۰ ڈاکٹر ولایت سے منگو لئے جاوینگے۔ کل خرچ ۹ لاکھ ۵۴ ہزار چار سو روپیہ اندازہ کیا گیا ہے۔ اس مین ۲ لاکھ روپیہ ٹیکہ کی دوائی کی قیمت اور کرایہ پر خرچ ہوگا۔ کل خرچ مین سے ۵ لاکھ ۴۸ ہزار روپیہ پنجاب گورنمنٹ دیگی اور باقی گورنمنٹ ہند۔ اعلیٰ منتظم کپتان ولکنس چیف پلیگ میڈیکل افسر پنجاب ہونگے۔ طاعون کو اگر اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور وہ صوبہ مین ویسی ہی ہلاکت برپا کرے جسکا اندیشہ ہے تو ملک کی آبادی کی پریشانی و بربادی کے علاوہ سرکار کو بھی کچھ کم نقصان نہ پہنچے۔ زراعت کے کاروبار کا تختہ الٹ جانے سے سرکار کو قحط کے موسمون سے غالبًا زیادہ خسارہ معافی معاملہ کی صورت مین اٹھانا پڑے اور امرتسر و فیروزپور ایسے اضلاع کی آبادی مین قلت ہو جانے سے فوج کے لئے سپاہیون کا ملنا بھی مشکل ہو جائے۔ انسانی ہمدردی کے مقتضیات کے ساتھ ہی ان باتون کا بھی سرکار کو کچھ کم فکر نہین۔ اور اس مین کوئی شبہ نہین کہ تمام رعایا اس کی اس ہمدردی اور مآل اندیشی کی دل سے قدر کریگی۔ اگر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ عورتون کے لئے لیڈی ڈاکٹر مقرر کرنیکو فضول بتایا گیا ہے اور وجہ یہ ظاہر کی گئی ہے کہ اوآن شہر اور گرد و نواح کے سید اور راجپوت باشندون سے بڑھکر کوئی جماعت پردہ کے معاملہ مین غیور نہین۔ لیکن ان کی پردہ دار مستورات نے ان لیڈی ڈاکٹرون سے جو خاص اس غرض کے لئے بھیجی گئین ٹیکہ لگوانے سے انکار کر دیا اس پر انگریز ڈاکٹر بھیجا گیا تو سب عورتون نے بڑی خوشی کے ساتھ اس سے ٹیکہ لگوا لیا۔ لیکن صرف دو تحصیلون کے تجربہ پر کل صوبہ کی نسبت یکسان قیاس کر لینا تجربہ سے غالبًا درست نہین پایا جائیگا اور قرین مصلحت بھی ہے کہ کم از کم ہر بڑے شہر اور ہر ضلع مین ایک ایک لیڈی ڈاکٹر کو ضرورت پر کام دینے کے لئے موجود رکھنے کا انتظام کر رکھا جائے

اٹلی

کے مشہور خوبصورت شہر وینس مین جو عروس بحر پکارا جاتا ہے ایک قدیم بلند مینار تھا وہ پچھلے ہفتہ یک بیک گر گیا ہے۔ اسے سارے شہر کی بربادی کا پیش خیمہ سمجھا گیا ہے زلزلہ کی رو اکثر سارے شہر مین پھر رہی ہے۔ سالونیکا اور بندر عباس مین سخت زلزلے آ چکے ہین اور خیال ہے کہ اس کی کوئی طاقت و ہر وینس کو بھی نہ وبالا کر دے گی اس مینار کی تعمیر ۹۰۰ء مین شروع ہوکر۔ دو سو اکتیس برس بعد ۱۱۳۱ء مین ختم ہوئی تھی وہ سینٹ مارک کے گرجا کے صحن مین تھا بلند بقول بعض ۳۲۵ فیٹ اور بقول رسکن ۳۵۰ فیٹ تھا شکل مربع تھی۔ لمبائی ۴۲ فیٹ مربع تھا چوٹی پر ایک لالٹین اور اس پر ایک فرشتہ کی گلٹ شدہ برنجی مورتہ تھی بنیاد سطح آب کی نچلی تہ سے شروع کی گئی تھی اور عمارت شروع کرنے سے پہلے بنیادون مین ایک فیٹ محیط کی آبنوسی چوبین پاس پاس زمین مین گاڑی گئین اس پر صنوبر کے تختے بچھائے گئے اور ان تختون پر عمارت رکھی گئی ۱۸۸۵ء مین تختون اور چوبون کی حالت دیکھنے کے لئے بنیادین کھود دی گئین تو معلوم ہوا کہ وہ بالکل صحیح و سالم ہین ؎

(عسل مصفٰی)

مولفہ جناب مرزا خدابخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق مین اور معترضون اعتراضون کے دندان شکن عقلی نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب۔ قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب سے ۲ قیمت پر علاوہ محصولڈاک ملتی ہے

تثلیث اور توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

یہان تک کہ اکثر گورے بھیڑیون کی طرح بیگانہ عورتون پر پڑتے اور گدھون کی طرح ہر ایک بدکاری کے مردار پر گرتے ہین اگر یہ تعلیم صحیح ہوتی تو عملی طور پر ہر طبقہ کے عیسائی پر اس کا بہت نیک اثر پڑتا مگر اس تعلیم کی تحریک سے یورپ مین فسق و فجور کی ندیان بہ گئی ہین اور ہر ایک شخص جس پہلو سے گناہ کرنے کی قدرت اپنے اندر رکھتا تھا اُسی پہلو سے اپنے گناہ کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ شراب خوار تمام دنیا کے شراب خوارون سے سبقت لیگئے اور قمار باز تمام دنیا کے قمار بازون سے اور بدکار مرد اور بدکار عورتین تمام دنیا کے بدکار مردون اور بدکار عورتون سے۔ پس کچھ شک نہین کہ اس تعلیم نے بدیون کے کروڑ ہا درخت یورپ مین بودیئے۔ پس جس شخص کے منہہ سے یہ تعلیم نکلی ہے کیا اُس نے کوئی گنہ کا کام نہیں کیا اور ابھی تک اس کو معصوم کہنا چاہیئے بلکہ ان زناکارون کے گناہ سے لیکر جو یسوع کو پاکر اس پر ایمان لائے ہین جن کا ذکر تہیون کے خط اول باب ۵ آیت ۱-۲-۶ اور باب ۶ آیت ۹-۱۲ مین تصریح مندرج ہے اُن بدکار عورتون اور مردون تک جن کا گروہ کثیر حال کے زمانہ مین پیرس مین موجود ہے اور نیز لنڈن مین اور دوسرے یورپ کے حصون مین۔ سب کا مواخذہ اُس معلم سے ہے جس نے ایسی باتون سے گناہ کرنے پر لوگون کو دلیر کر دیا اور ابتدائے دنیا سے تمام نبیون نے بدیون کا کفارہ نیکیون کو ٹھہرایا تھا کیونکہ یہ مسئلہ تجربہ سے سچا ثابت ہوا ہے کہ روح کا نیکی کے کامون مین قوت پانا بدیون کی قوت کو کمزور کر دیتا ہے مگر مسیح یہ سچا مسئلہ سکھلا نہ سکا اس لئے یہ ایسا سنگین گناہ اس سے ظہور مین آیا ہے کہ عیسائی دنیا کے تمام گناہون کا وہی جڑ ہے ؛

انجیلی عفو کی حقیقت

محقق عیسائیون نے اپنی کتابون مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال پر ایک یہ بھی اعتراض کیا کہ ان کی تعلیم کہ شر کا مقابلہ نکرو اور بہر حال ایک طمانچہ کہا کر دوسری گال بھی پھیر دینی چاہئے سخت قابل اعتراض اور عصمت سے دور ہے کیونکہ یہ ایک ایسا طریق ہے کہ ظالم کے اخلاق کو بگاڑتا اور مظلوم کو ناحق جان کے خطرہ میں ڈالتا ہے اور ایسی تعلیم دینے والا درحقیقت دو گناہ کا مرتکب ہے (۱) ایک یہ کہ وہ شریرون کو بے سزا چھوڑ کر ظلم کو مدد دیتا ہے اور روا رکھتا ہے کہ ظالم زمین پر بکثرت ہو جاوین (۲) دوسرے یہ کہ وہ غریب مظلومون پر دادرسی کا دروازہ بند کرنا چاہتا ہے اور اس طرح پر ایک عمدہ صفت عدل کا دشمن بنکر زمین پر بغاوت اور مفسدہ پھیلانا چاہتا ہے کیا ایسا شخص کل دنیا کی بہتری کا خواہان ہو سکتا ہے۔ جو انسانون کے ایک شریف طبقہ کو یہ نصیحت دیتا ہے کہ گو کوئی تمہاری جان پر حملہ کرے۔ یا تمہاری عزت پر پایانگ بازی اور دغا سے تمہارا مال لینا چاہے بہر حال نہیں چاہئے کہ وہ حملہ ہونے دو اور مقابلہ نکرو ظاہر ہے کہ ایسی تعلیم سے شرفا کی بیویان بھی امن سے گھر وغیرہ نہیں بیٹھ سکتین کیونکہ اس تعلیم کی رو سے جیسا کہ مردون کو شر کا مقابلہ نہیں کرنا چاہئے ویسا ہی عورتون کو بھی۔ ایسی تعلیم کو پادری صاحبان لوگون کے سامنے پیش کرتے ہین کہ بڑی عمدہ تعلیم ہے حالانکہ یہ تعلیم انتظام دنیا کی دشمن انصاف کی دشمن۔ حقیقی پاکیزگی کے پھیلنے کی دشمن ہے۔ کیا بھی تعلیم اس خدا کے منہہ سے نکلی ہے جسکے قانون قدرت کے آئینہ مین صاف دکھائی دیتا ہے کہ وہ انصاف اور رحم دونون کے سلسلہ کو اپنے اپنے محل پر مرعی رکھتا ہے اُسکے کامون مین جو دنیا مین نمایان ہین نہ صرف انتقام پر سارا مدار پایا جاتا ہے اور نہ صرف در گذر اور رحم پر بلکہ موقع اور محل کے لحاظ سے دونون پر۔ کیا یہ سچ نہیں کہ خدا کا قول و فعل خدا کے فعل سے مطابق ہونا چاہئے۔ پھر یہ تعلیم کہ جو حضرت مسیح نے دی ہے کیون خدا کے قانون قدرت سے مطابق نہیں۔ کلیسیا کے بڑے بڑے بزرگ اور دیندار جو دوسرے مذاہب کی نکتہ چینیون مین مصروف ہین کیون انجیل کی اس تعلیم پر غور نہین کرتے جو غریبون اور کمزورون کو سکھاتی ہے کہ تم ہر ایک ظلم کی برداشت کرو اور ظالمون کی سرکوبی کے لئے قانون پیش نہین کرتی۔ جو شخص دنیا کو ایسا سکھاتا اور ایسی تعلیم دیتا کیا وہ کوئی گناہ نہین کرتا۔ آپ لوگ اس مقام مین کیون اُس منطق اور فلسفہ سے مدد نہیں لیتے جس مین عمرین بسر کی ہین اگر کسی منطق سے یہ تعلیم صحیح ٹھہر سکتی ہے تو ہمین بتلا دین جو لوگ سچائی سے پیار کرنے کا دعوے رکھتے ہین وہ ہمین دکھلا دین کہ اس تعلیم مین کیا سچائی ہے کہ اپنی جان اور عزت اور مال کی نسبت کسی سے مقابلہ نہ کرو اور ہر ایک حملہ ہونے دو اور اگر سچائی تھی تو کیون عیسائیون نے اُس پر عمل نہ کیا۔ اس صورت مین یا تو وہ لوگ گنہ گار ہوئے جو عمل کرنے سے قاصر رہے اور یا وہ گنہگار ہوا جس نے ایسی تعلیم پیش کی جس مین اُنکی اور ان کی ذریت کی حق تلفی اور بربادی تھی اور پھر طرفہ تر یہ کہ ایک خفیف سزا سے در گذر کر کے ایک بڑی سزا کی دھمکی دی ہے مثلاً لکھا ہے کہ آنکھ کی نظر شہوت سے سارا بدن جہنم مین ڈالا جاویگا اب ایکطرف تو یہ منع کیا گیا ہے کہ ہر ایک قسم کے شر کا مقابلہ نکیا جائے بلکہ اس کو نہ روکا جائے جس مین بد نظری کرنے والون اور عورتون کی عفت پر حملہ کرنے والون کے شر بھی داخل ہین جسکا مقابلہ یا روکنا ایک سچے عیسائی کے لئے حرام ہے اور

اور پھر دوسری طرف زناکار کی سزا ابدی جھنم لکھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر تھوڑی سی دنیا کی سزا سے ایسے لوگوں کی سرکوبی کیجاتی تو وہ ہمیشہ جھنم سے بچ جاتے اور جرائم سے رُک جاتے۔ پس اس تعلیم نے جیسا کمزوروں پر سختی کی ہے ویسا ہی ظالموں پر بھی ایک قسم کا ظلم کیا ہے یہ تو عیسائی محققوں کے انجیل کی اتعلیم پر اعتراض ہین اور ہم اسبات کو وقعت کی نظر سے دیکھتے ہین کہ عفو اور درگذر اچھے اخلاق ہین لیکن ہر جگہ نہ ہر محل پر۔ اس بارے مین قرآنی تعلیم سے بڑھکر دنیا مین کوئی تعلیم نہین مثلاً دیکھو کہ انجیل کی اس تعلیم کے مقابلہ پر جسپر بڑے زور وشور سے آجکل یورپ مین اعتراض ہورہے ہین قرآنی تعلیم عفو یا انتقام کے بارے مین یہ ہے کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفیٰ واصلح فاجرہ علی اللہ یعنی انصاف یہی ہے کہ بدی کی اُسی قدر سزا دیجائے جس قدر بدی کی گئی ہے۔ لیکن جو شخص دینے یا دلانے سے درگذ کرے اور اس درگذر سے کوئی اصلاح ہو یعنی درگذر کرنے سے مجرم پر نیک اثر پڑے اور کوئی فساد پیدا نہ ہو اور امن عامہ مین کوئی فتنہ برپا نہ ہو۔ غرض درگذر عین محل پر ہو بے محل نہ ہو تو ایسا شخص خدا سے بڑا اجر پائیگا کیونکہ درگذر سے ایکجان کو بھی بچایا اور اس کی اخلاقی حالت کی بھی اصلاح کی اور پھر امن مین کوئی خلل آنے نہ دیا اور یہ امر صاف اور بدیہی ہے کہ گنہ کرنیوالے ایک ہی طبیعت کے نہین ہوتے بعض ایسے ہوتے ہین کہ اگر ان کا گنہ معاف کیا جائے تو آئندہ کان کو ہاتھ لگانے اور سدھر جاتے ہیں اور پھر ایسی بدی کے مرتکب نہین ہوتے بلکہ ایسی صحبتون سے مجتنب ہوجاتے ہین اور وہ تھوڑے ہین۔ اور بعض ایسے شریر ہوتے ہین کہ گناہ معاف کرنے سے اور بھی گناہ دلیر ہوجاتے ہین اور انکی نفسی

زندگی اور بھی خراب ہوجاتی ہے اور وہ اسطرح پر تمام لوگون کے ایذا دینے کا موجب ٹھہر جاتے ہین اور وہ بہت ہین وہ اُس سانپ کی طرح ہوتے ہین کہ جو ایک شخص کو کاٹ کر اسی پر بس نہین کرسکتا اور ہرگز نیک اور تائب نہیں بن سکتا بلکہ تمام عمر کے لئے یہ خاصیت اپنے اندر رکھتا ہے اور موقع پاکر پھر دوسرے کو کاٹتا ہے اور پھر تیسرے کو۔ ایسا ہی ایک شہر کو خالی کرنا چاہتا ہے جب تک اس کا سر کاٹ کر الگ نہ کردیا جائے۔ بعض پادری صاحبان اسبات کو تو قبول کرتے ہین کہ ہر جگہ عفو اور درگذر صحیح نہیں ہے بیشک اس سے مفاسد پیدا ہوتے ہین مگر ساتھ ہی یہ جواب دیتے ہیں کہ انجیل کا اس جگہ یہ منشا ہے کہ تم آپ سزا نہ دو بلکہ حاکمون سے دلاؤ۔ تو گویا انجیل عیسائیون کو یہ سکھاتی ہے کہ جب تمہین ایک گال پر طمانچہ مارا جائے تو مقدمہ سنگین بنانے کے لئے دوسری گال بھی پھیر دو اور جب دوسری گال پر طمانچہ خوب زور کا لگ جاوے اور کوئی دانت بھی ٹوٹ جائے تو پھر ضرب شدید کا دعوی کرکے عدالت مین نالش کردو اور سزا دلاؤ۔ اب بتلاؤ کہ اگر انجیل کا یہی منشا ہے جیسا کہ پادری صاحبان بیان فرماتے ہین تو کیا انجیل نے یہی اخلاق سکھلائے ہین کہ اپنے تئین درگذر کرنیوالا ظاہر کرکے دشمن کو سخت سزا کے قابل ٹھہرا دو اور ہرگز نہ چھوڑو یہ تو ایک مکاری ہے کہ اس نیت سے نرمی اور درگذر کیجائے کہ کسی طرح کوئی مجرمانہ حرکت کر بیٹھے اور جب مجرمانہ حرکت اس سے صادر ہوچکی تو پھر اس کو بذریعہ وارنٹ گرفتار کراکر جیلخانہ مین پہونچایا جائے۔ یہ خوب عفو اور درگذر ہے۔ ماسوا اس کے اس صورت مین تو انجیلی تعلیم کا مآل یہ ہوگا کہ کسی طرح دغابازی سے مجرم کو پھنسا کر سزا کے لائق اس کو کردیا جائے حالانکہ ہم ابھی بیان کرچکے ہین کہ اس بارے مین کامل تعلیم

یہ ہے کہ نہ ہمیشہ مجرمون کو سزا دی جائے اور نہ ہمیشہ درگذر کی جائے بلکہ محل اور موقع کو دیکھا جائے کہ اب قرین مصلحت کیا ہے اور بہتری کس امر مین ہے درگذر مین یا انتقام مین۔ ہم اسبات کو تسلیم کرنے مین کوئی حرج نہین سمجھتے ہین کہ مسیح کی اس تعلیم سے یہ غرض تھی کہ تا یہودیون کو جو سزا دینے پر بہت حریص تھے اس عادت سے روک دے لیکن اس مین کچھ بھی شک نہین کہ جیسا کہ یہودیون نے ہر ایک موقع مین سزا دہی پر زور ڈال کر افراط کی راہ لی۔ ایسا ہی حضرت مسیح نے ہر ایک موقع پر ترک سزا کی تعلیم دیکر تفریط کی راہ کو اختیار کرلیا اور چونکہ دونون راہین جادۂ اعتدال سے منحرف تھین اس لئے حکمت الٰہی نے تقاضا کیا کہ ایک تیسری راہ دنیا کو دکھاوے جو حکمت اور موقع شناسی کا سبق دیتی اور اعتدال اور میانہ روی سکھاتی ہے سو وہ راہ قرآن شریف لایا اور یہ داغ نہ صرف انجیل پر بلکہ توریت پر بھی ہے کہ وہ دونون اس روشن اور پرحکمت تعلیم کو پیش نہین کرسکین جو خدا کی پاک اور زندہ کلام قرآن مجید نے پیش کی کیونکہ وہ دونون کتابین قانون مختص المقام یا قانون مختص القوم کی طرح تھین اور بنی اسرائیل کی افراط اور تفریط نے بھی چاہا تھا کہ ایک زمانہ مین قانون قصاص نہایت درجہ کی سختی کے ساتھ اُن کے لئے خدا کی طرف سے نازل ہوتا اور دوسرے زمانہ مین قانون ترک سزا انتہایت درجہ کے مبالغہ کے ساتھ دیا جاتا۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانی فطرتون نے تہذیب اور شائستگی کیطرف آہستہ آہستہ ترقی کی ہے پس یہ امر ایک ضروری اور بشری پیدائش کی راہ مین تھا کہ اول انسان جذبات نفس کے جوش کی وجہ سے انتقامی شریعت زیادہ پسند کرتا اور پھر الٰہی شریعت سے متاثر ہوکر

ترک جذبات کے اشتیاق سے ایسے قانون کی خواہش کرتا جس مین عفو اور درگذر پر زور دیا گیا ہو اور آخر دونون طریق افراط اور تفریط کو آزما کر حکمت اور موقع شناسی کے قانون کو ان دونون راہون افراط اور تفریط پر ترجیح دیتا اور خدا سے ایسے قانون کی درخواست کرتا کہ نہ تو خواہ نخواہ دانت کے عوض دانت نکالنا چاہتا ہے اور نہ ہر جگہ عفو اور درگذر کو پسند کرنا پس انسانی فطرتون کی درخواست کے مطابق تین کتابین نازل ہوئین (۱) توریت جو افراط کی طرف لیجاتی ہے (۲) انجیل جو تفریط کی طرف کھینچتی ہے (۳) قرآن جو ہر ایک امر مین بین بین کی راہ اختیار کرتا اور توسط اور اعتدال کا طریق سکھاتا ہے

عیسائیون کا خدا

آج کل یہ بیماری کسی خاص فرقہ سے مخصوص نہین بلکہ جیسی عیسائیون مین ہے ایسی ہی مسلمانون مین پائی جاتی ہے اور بقدر مراتب مشرقی لوگون نے بھی اس سے حصّہ لیا ہے جیسا کہ مغربی لوگون نے مسلمانو اور عیسائیون مین فرق یہ ہے کہ مسلمان تو لاپروائی سے سچے اور قادر خدا سے غافل ہین تاہم ہمیشہ خدا اپنا جلوہ اپنا نور ان پر ظاہر کرتا رہتا ہے اور ہر زمانہ مین ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور بہت سے سعادت کے فرزند اس نور سے حصّہ لیتے ہین لیکن عیسائی تو مدت ہوئی کہ اس خدا کو کھو بیٹھے ہین جس پر یقین آنے سے پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور اس کی عظمت اور جلال کے تصور سے درحقیقت گناہ سے سچی بیزاری پیدا ہو جاتی ہے اور یہ لوگ بجائے اس حی و قیوم کے ایک عاجز انسان کو جو مریم کا بیٹا اور یسوع کہلاتا ہے خدا قرار دیتے ہین۔ حالانکہ وہ دعاؤن کو سنتا اور نہ جواب دیسکتا ہے اور نہ کوئی اپنی عظمت اور قدرت ظاہر کرسکتا ہے۔ پس اس کے ذریعے سے اگر سچی پاکیزگی حاصل ہو تو کیونکر ہو اس کی قدرت کے نمونے جو کتابون مین لکھے ہین وہی ہین۔ جو اس نے یہودیون کے ہاتھ سے طرح طرح کے دکھ اٹھائے تمام رات کی دعا قبول نہ ہوئی ہاین پر قابل شرم الزام قائم ہوا اس کی مذمت کسی خدائی چمکار سے نکر سکا اس کے معجزات مین اگر وہ صحیح بھی مان لئے جائین کوئی ایسی خوبی نہین جو دوسرے انبیاء کے معجزات مین نہ ہو۔ بلکہ ایلیا نبی کے معجزات اور اس کا مردے زندہ کرنا بکمال قدرت مسیح کے معجزات سے بہت بڑھکر ہے ایسا ہی یسعیا نبی کے معجزات بھی درحقیقت بعض ایسے ہین کہ مسیح کے معجزات کو ان سے کچھ بھی نسبت نہین اور حضرت مسیح کی پیشگوئیان تو نہایت ردی حالت مین ہین کہ بجائے اس کے کہ ان سے نیک اثر پڑے ان کو پڑھکر ہنسی آتی ہے کہ یہ کس قسم کی پیشگوئیان ہین کہ قحط پڑینگے زلزلے آئینگے لڑائیان ہونگی حالانکہ ان پیشگوئیون سے پہلے بھی سب کچھ ہو رہا تھا پس ایسے خدا پر کیون کر ایمان لاوے۔

یہ تو پہلے قصے ہین خدا جانے ان واقعات مین سچ کسقدر ہے اور جھوٹ کسقدر لیکن اس زمانہ کے لوگون کے لئے اس نئے خدا کے ماننے مین جیکا یہودیون کی تعلیم مین بھی نام و نشان نہین اور بھی مشکلات بڑھ گئے کیونکہ ان لوگون نے نہ تو مردے زندہ ہوتے بچشم خود دیکھے اور نہ بیمارون مین سے بھوتون کا نکلنا بچشم خود مشاہدہ کیا اور نہ وہ وعدے پورے ہوئے جو ان کی نسبت کئے گئے تھے یعنے یہ کہ اگر وہ کوئی زہر کھالین تو اثر نہین کریگی اور اگر ایک پہاڑ کو کہین کہ ایک جگہ سے اٹھ جاوے تو وہ فی الفور اٹھ جائیگا۔ اور سانپون کو اپنے ہاتھ مین پکڑین گے اور وہ نہیں کاٹین گے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ اکثر یورپ کے عیسائی خودکشی سے مرتے ہین اور فی الفور ان مین زہر اثر کر جاتی ہے اور پہاڑ کا تو کیا ذکر اگر ایک الٹا پڑا ہوا جوتا ہو تو فقط حکم سے اس سیدھا نہین کر سکتے جب تک ہاتھ ہلا کر سیدھا کرین اور سانپ وغیرہ زہریلے جانورون سے مرتے رہتے ہین۔ اب اگر اس کے جواب مین یہ کہا جاوے کہ ان آیات کے حقیقی معنے مراد نہین لینے چاہیئے بلکہ اس جگہ مجازی معنے مراد ہین مثلاً زہر سے مراد غصہ کھا لیتے ہین اور سانپون سے یہ مراد کہ شریر ان کو نقصان نہین پہنچا سکتے تو قبل اس کے کہ ہم ان مین بھی گفتگو کرین ہم حق رکھتے ہین کہ اس وقت یہ سوال پیش کردین کہ جبکہ تمام دعوی جو نشانون کے لئے دئے گئے اور بار بار حضرۃ مسیح نے فرمایا کہ جو کچھ نشان مین دکھاتا ہون۔ میرے پیرو بھی وہی نشان دکھائین گے صرف استعارہ اور مجاز کے رنگ مین ہین اور ان سے نشان مراد نہین ہین تو اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ حضرۃ مسیح کیطرف معجزات منسوب کئے جاتے ہین وہ بھی استعارہ کے رنگ مین ہین۔ کیونکہ حضرۃ مسیح بار بار انجیلون مین فرما چکے ہین کہ جو کچھ مین معجزات دکھاتا ہون وہی معجزات میرے سچے پیرو دکھاتے رہینگے۔ اب چونکہ معجزات کے مطالبہ کے وقت یہ جواب ملتا ہے کہ ان مقامات سے مراد معجزات نہین ہین بلکہ مسیحی لوگون کی اخلاقی حالتین مراد ہیں تو کیون نہ کہا جاوے کہ حضرۃ مسیح کے معجزاۃ سے بھی ایسے ہی امور مراد ہین۔

تالیف وتجارت

ہر چند کہ ملک میں اخبارون کی بھرمار کسی حد تک تکلیف دہ درجے کو پہنچ گئی ہے۔ اور نئے اخبارون کے لئے ظاہرا کوئی کامیابی کا میدان نظر نہین آتا۔ مگر انصاف سے دیکھا جائے تو اب تک ہمارے ملک مین بہتیرے ضروری مقاصد کے حصول کا کوئی بھی ذریعہ موجود نہین مثلاً **فن تصنیف وتالیف** کو لیجئے۔ فی الحال جس قدر اخبار اور رسالے جاری ہین اُن مین سے کوئی بھی پورے طور پر اس بات کا متکفل نہین کہ ہمارے ملک کے بعض اہل علم وفضل جن مشاغل علمیہ مین مصروف ہین۔ وہ ہمین ان مشاغل سے وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہے کہ کسی صاحب تصنیف کو اپنے معاصرین علماء سے کسی نوع کی مدد کی ضرورت ہو تو وہ اس کے ذریعے سے استمداد کر سکے یا اگر کسی جویائے کتب قدیمہ کو کسی کتاب نایاب کی جستجو ہو تو اسے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کتاب کہان کہان اور کن کن کتب خانون مین موجود ہے؟ فن تالیف وتصنیف کی خدمت کا کوئی معتدیہ ذریعہ اور ایکدوسرے کے مشاغل سے واقف ہونے کا کوئی سلسلہ موجود نہین

مذہب مین تو لوگون نے ایسی متعصبانہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ اگر کوئی مذہبی اخبار ہے تو خاص خاص فرقہ سے مخصوص ومنسوب ہے۔ کسی کی طبیعت مین اس قدر فیاضی نہین کہ مخالف کے کلام کو بھی جسمین وہ اپنے مذہب کی حقیقت ثابت کرنا چاہتا ہے اپنے اخبار مین جگہ دے سکے اور اُسے پڑھکر اپنے غیظ وغضب کو تھام سکے ؛

ان ضرورتون کا خیال کرکے مین نے قصد کیا ہے کہ اگست آئندہ سے ایک نہایت سستا پندرہ روزہ اخبار **تالیف وتجارۃ** کے نام سے اپنے اہتمام مین جاری کرون اس اخبار مین حتی الامکان نہایت کوشش سے ایسے معلومات جمع کئے جائینگے جن کی اہل علم کو اپنے اشغال علمی مین رہبری کے لئے ہمیشہ ضرورت رہتی ہے ؛

اخبار مین ایک عنوان **سیر مذاہب** بھی ہوگا جس کے تحت مین ہر مذہب وہر فرقہ کے علماء پوری آزادی سے اپنے اپنے مذہب کی حقیقت پر دل کھول کر مضامین لکھینگے اور ہر قابل شخص کو تہذیب کے ساتھ اس پر نکتہ چینی کرنے کی اجازت دیجائیگی۔

اگرچہ اس اخبار کے اجرائے سے اصلی غرض مصنفین ومؤلفین کو ان کے مشاغل علمیہ مین مدد دینا ہے۔ لیکن بدین خیال کہ شاید ان مضامین کے لئے کافی مصالحہ بہم نہ پہنچ سکے یا مبادا تصنیف وتالیف کی ناقدری کی وجہ سے اخبار کو کسی قسم کا مالی نقصان اُٹھانا پڑے اس اخبار کی مدد کے طور پر دیگر اخباری مضامین وتقریظات واشتہارات تجارتی بھی اس مین درج ہوا کرینگے۔ مگر حتی المقدور ان اشتہارات کی اجرت بھی بہت معمولی اور واجبی ہوا کرے گی ؛

اہل علم کی خدمت کے سوا جو اس اخبار کا اصلی مقصد ہے دیگر **اہل قلم** کو بھی تلاش معاش مین اسطرح مدد دیجایا کرے گی کہ کم مقدور لوگون کے اشتہار تلاش معاش بالکل **مفت چھاپے جایا کرینگے** اور عام طور پر بھی اس قسم کے اشتہار نہایت خفیف برائے نام اُجرۃ پر شائع ہوا کرینگے ؛

تجارتی اشیاء مین سے کارآمد اشیاء روزمرہ خصوصاً ان اشیاء کے اشتہارات کی طرف بہت توجہ کی جائیگی جو ہر خانہ دار شخص کو اپنی خانہ داری مین مطلوب ہوتی ہین منجملہ دیگر عنوان ہائے تجارتی کے ایک عنوان **مینا بازار** ہوا کریگا جس کے ذیل مین زنانہ صنعت کی چیزین اور مدارس زنانہ کی ہنرمندیون کے نمونے مع قیمتون کے درج ہوا کرینگے ؛

رشتے ناتے کے اشتہارات کی طرف بھی خاص توجہ ہوگی اور کم استطاعت لوگون سے ایسے اشتہارون کی کچھ اُجرۃ نہ لی جاوے گی۔ غرض اس اخبار کو اغراض مذکورہ بالا کے لئے مفید بنانے مین کوئی کسر باقی نہ رکھی جاویگی ؛

یہ اخبار ۱۲ صفحون پر ۲۲×۱۸ کی تقطیع یعنی اس اشتہار کی تقطیع پر ہر مہینے کی یکم اور پندرہ کو دار الاشاعت پنجاب لاہور سے شائع ہوا کرے گا۔ اور پہلا پرچہ یکم اگست آئندہ کو نکلیگا ؛ قیمت سالانہ عہ ؏ اور ششماہی ۱۲ ہوگی محصولڈاک بھی اس مین شامل ہے نمونہ کا پرچہ مفت ؛

المشتہر

سید ممتاز علی۔ مالک رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

بیعت کا کالم

قطب الدین	گوڑپور	نوان شہر
امیر الدین و الٰہ بخش	"	"
جھنڈو ونظام الدین	"	"
خدا بخش و عبد الرحیم	"	"
غلام محمد وعبد الرحمن	"	"
نتھو ولنگرو ہیرا	"	"
کریم بخش ونظام الدین	"	"
امام الدین ومحمد بخش	"	"
کریم بخش وخیر الدین	"	"
بدر الدین ونبی بخش	"	"
فضل الٰہی خیر الدین	"	"
کریم بخش و امام الدین	"	"
رکن الدین وغلامی	رائی پور	پھلور
عبد اللہ وشیر علی ونبیا وفتو واحمد واسمعیل وابراہیم و فتح دین		
بابو نظام الدین صاحب کلرک سٹیشن	مردان	پشاور
" طالع محمد صاحب ٹکٹ کلرک	"	"
اہلیہ بابو نظام الدین	"	"
ابن	"	"
ابن	"	"
جناب منصب علی صاحب		لودیانہ
مہتاب الدین صاحب	سدہ بدرہ	سیالکوٹ

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے

www.aaiil.org

اس رعایت سے آپ فائدہ اٹھائین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ مین ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف چار روپے لیجاوے گی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل مین درج ہے وہ ایسے خریدارون کو نصف قیمت پر اس صے مین دیجاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ ✣

فہرست کتب

تیسیر القرآن پارہ اول ۲؎ - رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۹۷ء عہ - الانذار ۱؎ - حضرت اقدس کی تقریر ۲ - حضرہ اقدس کی پیالی ... ین ۱؎ - اصلاح النظر ۲؎ - سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲ - برہان الحق ۳ - سلک مروارید ۲؎

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

علاج طاعون

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرۃ اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ و استغفار و تقوی و طہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جس کا نسخہ جناب نے اُسی اشتہار مین درج فرمایا ہے۔ طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم فرمایا تھا اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسی لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولت کیلئے گولیان عرق اور مرہم تیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے بارے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہ سکتا کہ یہ حضرۃ اقدس مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ماتقدم کیطور پر ضرور استعمال کرین ✣

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ — قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے

قیمت ایکصد گولیان ۱۲؎ — عرق شیشی کلان جو تقریباً ایکماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲؎
دو چند گولیان ۲؎ — عرق شیشی خورد ۷ - مرہم فی ڈبیہ ۸؎ — ادویہ ارسال ہوگا ✣

ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم (القرآن)

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۲۹	قادیان دارالامان ۱۷ اگست سنہ ۱۹۰۲ یوم دوشنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

مختصر نوٹ اور نکات

دنیا مین ہر طرف عبرۃ انسانی اور ذکر الٰہی کے نشانات اور بیانات موجود ہین۔ مگر انسان اپنی غفلت اور کاہلی کے نشہ مین ایسا مدہوش اور بیخبر ہے کہ وہ آنکھین رکھتا ہوا نہین دیکھتا اور کان رکھتا ہوا نہین سنتا اور دل رکھتا ہوا نہیں سوچتا ورنہ اگر آنکھین کھولکر دیکھتا۔ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار اُسے نظر آتا۔ انسان کے گرد و پیش ہر روز اسی قسم کے واقعات مشاہدہ مین آتے ہین جو اس کے لیئے بہترین معلم ہوسکتے ہین۔ مگر اصل یہ ہے ان کثیرا من الناس عن اٰیٰتنا لغٰفلون بے شک بہت سے لوگ ہماری آیات سے غافل ہین +

تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ مکافات عمل کو ہم ساتھ ساتھ دیکھتے ہین یعنی نیکیون کے عمدہ نتائج اور بدیون کے برے پھل ہر وقت دیکھتے ہین اور یہ بھی مشاہدہ مین آتا ہے کہ ایک بدی سے دوسری بدیون کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور ایک نیکی سے دوسری نیکی کا۔ باین ہمہ کہ یہ امور واقعات روزمرہ ہین لیکن ہم ہین کہ بیدار نہین ہوتے +

ملک مین آج کل جس قدر ناولون اور قصون کا رواج ترقی پا گیا ہے اس کا اندازہ ان اشتہارون اور ناولون کی اشاعت سے ہوسکتا ہے جو آئے دن شائع ہوتے ہین۔ ناول نویسی اور فسانہ گوئی کی بڑھتی ہوئی مرض ملک اور قوم کی تباہی کا پیش خیمہ معلوم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کے ارشاد کے موافق **آیات اللہ** کو جب قوم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو اس کی ہنسی اڑائی جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولٰئک لھم عذاب مھین۔ بعض لوگ ایسے ہین جو فضول قصے مول لیتے ہین تاکہ بے سمجھے سوچے خدا تعالیٰ کی راہ سے بہکا دین اور آیات الٰہی کی ہنسی اڑائین ایسے لوگون کے واسطے اہانت کرنیوالا عذاب ہے اس زمانہ مین اس قسم کے قصون کا رواج حد سے بڑھ گیا ہے جو قوم اور

خلافت راشدہ کی قبولیت کے

متعلق مختلف مقامات سے خطوط آرہے ہین جنمین سے ایک خط کسی دوسرے مقام پر درج ہے یہ کتاب بکثرت سے شائع ہونی چاہیئے تھی مگر ہم نے صرف ۳۷۵ کا پیان طبع کی تہین جن مین سے ۳۶۷ طیار ہین پاس مفت اکابران شیعہ یا بعض شوقین مگر لوگون مین تقسیم کرنیکے لئے کردی گئی ہین اور باقی ۳۷۵ مین سے قریبًا ۱۸ جلدین مختلف ایڈیٹران اخبار کے پاس بغرض ریویو روانہ کردی گئین اور ما بقی مین سے ۹ جلدین بغرض فروخت موجود ہین ۔جسکے لئے متواتر سوال آرہے ہین تاہم بعض احباب کی تحریک خصوصًا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے ایما سے یہ اعلان کردیا جاتا ہے کہ آئندہ خریدار احباب کو خواہ وہ ایک ہی جلد کیون نہ خریدین خلافت راشدہ نصف قیمت پر دیجائے گی اور محصولڈاک اس مین شامل نہ ہوگا یعنی ۸ر فیجلد علاوہ محصولڈاک ہوگی ۔

لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ

قرآن شریف کا ایک جامع اور انسانی امیدون کو ابھارنے والا جملہ ہے حقیقت مین رحمت الٰہی تقاضا کرتی ہے کہ کوئی تشنہ دہان اس خوشگوار اور شیرین پانی کی بہتی ہوئی نالی پر اپنا منہ رکھدے اور اُسے سیراب نہ کرے **رحمت الٰہی** کا خاصہ ہے کہ کوئی مریض درد کی شدت اور اضطراب مین اس سے طالب تسکین ہو اور وہ فورًا اس کو تسکین دے رحمت الٰہی ہر حال مین انسان کی دستگیری کرنیکو تیار اور آمادہ ہے مگر انسان اپنی جہالت اور سستی کی وجہ سے کچھ ایسا سخت دل ہوگیا ہے کہ وہ اپنی ہمت اور اپنی طاقت پر قیاس کرکے خدا سے مایوس ہوجاتا ہے ۔ خدا کرے کہ ہمارے دل اس سچی امید سے ہمیشہ لبریز رہین اور رحمت الٰہی کے حصول کے لئے بیقرار ہوکر دست بدعا رہین ۔ آمین

انبیا علیہم السلام کا دنیا سے خارق عادت **استغنا** اسی سے ظاہر ہے کہ وہ اپنی قوم کو مخاطب کرکے کہدیتے ہین **لا اسئلکم علیہ اجرا** اورپھر ان کی لا نظیر استقامت اپنی دعوت اور تبلیغ مین عظیم الشان معجزات ہوتے ہین اہل دل کے لئے ۔ اہل دنیا کی مخالفت اور ان کی راہ مین مختلف روکون کا پیدا کردینا ایکدم کے لئے ان کے ارادہ کو پست اور کمزور نہین کرسکتا ۔بلکہ جون جون مصائب اور مشکلات بڑھتے ہین وہ اور بھی ثابت قدم اور استقلال سے آگے بڑھتے ہین لیکن کوئی مشرک دنیا پرست اس قسم کی استقامت اور توکل اور استغنا کی نظیر پیش کرسکتا ہے؟ کبھی نہین +

مشہور امریکن

مشہور امریکن مورخ اور ممبر پارلیمنٹ مسٹر برائس نے اکسفورڈ مین اپنے ایک لکچر کے درمیان کہا تھا کہ اسلام دو صدیون مین دنیا کے پردہ سے اُٹھ جائیگا اگرچہ مسٹر مذکور نے اپنے اس بیان پر کوئی قوی دلیل اور ناطق برہان پیش نہیں کی اور اس لئے ضروری نہ تھا کہ اس پر کوئی ایکشن لیا جاتا تاہم غالبًا ہمارے ناظرین یہ سنکر حیران ہون گے کیونکہ یہ پہلی صدا نہیں جو **اسلام** کے دنیا سے نیست و نابود کرنے کی پیشگوئی پر مشتمل انکے کان مین پہونچی ہو۔ عیسائی مذہبی دنیا بڑے زور و شور سے اس امر کی کوشش کرتی ہے کہ وہ اپنے ارادون مین کامیاب ہو مگر وہ خدا جس نے **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** کا وعدہ دیا ہے اور جس نے ثابت کرکے دکھایا ہے کہ **ان الدین عند اللّٰہ الاسلام** وہ اگر غیر متغیر اور لا یزال خدا ہے تو یہ سچی بات ہے کہ اسلام بھی **ابدی** دین ہے ۔بہرحال عیسائی تو مونکی اس قسم کی پیشگوئیون سے اتنا پتہ تو ملتا ہے کہ یہ پیشگوئیان ان اسباب اور حالات کو ملحوظ رکھ کر کیجاتی ہین جو آج روئے زمین پر اسلام کے ظاہر ہورہے ہین اس لئے کیون ہم ایسے بدخواہون کو یہ نہ سنادین کہ اے بدقسمت لوگو اسلام کا خاتمہ کردینے کی بیہودہ آرزوئین کرنے والو یاد رکھو کہ **اسلام** ایک زندہ مذہب ہے جس کی صداقتین ہمیشہ خدا تعالےٰ سے الہام پاکر اور روح القدس کی تائید سے بولنے والون کے ذریعہ زندہ رہتی ہین اور آج بھی روئے زمین پر ایک شخص موجود ہے جس نے مردہ دین کا احیا کیا اور مسیح موعود کے نام سے بھیجا گیا ۔مبارک وہ جو اس کی راہ اختیار کرتا ہے **کیونکہ زندگی کا چشمہ وہی ہے**

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جمیع ممبران اہل بیت خدا کے فضل سے تندرست ہین حضرت حجۃ اللہ نزول المسیح کی تصنیف مین ہمہ تن مصروف ہین اور بڑی عجلت اور سرعت سے یہ کتاب طبع ہورہی ہے جسکی دو ہزار جلدین مناسب طریق پر تقسیم کی جائینگی +

(۲) حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ بھی خدا کے فضل سے تندرست ہین اور اعلائے کلمۃ الاسلام مین علی قدر مراتب ساعی و سرگرم ہین ۔مولوی سید محمد احسن صاحب آجکل ڈیرہ دون مین ہین +

(۳) مدرسہ تعلیم الاسلام کے موسمی تعطیلات کی تقریب پر ایک مہینے کے لئے ۱۵ اگست ۱۹۰۲ء سے بند کیا گیا ۔

(۴) جلسہ تاجپوشی کی تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام ایک دن کے لئے بند رہا اور دفتر **الحکم** اور الانوار احمدیہ پریس مین اس تقریب کی خوشی پر تعطیل کی گئی +

اس ہفتہ مین بیعت کرنیوالے احباب کے نام کالم بیعت مین درج ہین +

ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب کے ہان فرزند تولد ہوا جسکا نام ایک رویا مین **شفیق احمد** بتایا گیا تھا حضرت اقدس نے بھی یہی نام تجویز فرمایا ۔اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو دینی اور دنیوی نعمتون سے بہرہ ور کرے ۔آمین

جناب میرزا خدا بخش صاحب

جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے چندہ فراہم کرنیکے لئے حسب الارشاد حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود دورہ کررہے ہین آجکل پشاور مین ہین سلسلہ عالیہ کی ضروریات سے آگاہ قوم مدرسہ کی ضروریات پر پوری التوجہ فرماکر میرزا صاحب کو اپنے مقاصد کی تکمیل مین پوری مدد دیگی ۔ دراصل ان قومی ضرورتون کے لئے ہر فنڈ کے لئے ایک مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے اور قوم کے سامنے اسی سوال کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ آئے دن کی تکلیفون اور کشمکش سے گونہ رہائی ملے ۔ہم امید کرتے ہین کہ قوم کے اہل اثر بزرگ اپنی اپنی جگہ اس تجویز پر عمل کرنے کے

لحم خنزیر کیون نہ کہانا چاہیئے؟

اس کے جواب مین مسلمان اتنا کہدین توبس ہے:۔

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر

کیونکہ یہ فرمان الٰہی بہترین ادلہ ہے۔ مگر دوسرو نکے ... [illegible]ت نہین ہوسکتی لہذا آج ہم اُسکی حرمت کے بعض وجوہ بد[illegible] ناظرین کرکے ملتجی ہین کہ قرآن شریف کی آیاۃ مین غور و[illegible]کر نیکے عادی بنین اور اسکے اوامر ونواہی سے فائدہ اُٹہایا کرین +

گوشت خوک کے مضرات کے متعلق ہم انہین مصنفین و محققین کے اقوال پیش کرتے ہین جن ک[illegible] ہین اسکا بکثرۃ استعمال ہے " انسائکلوپیڈیا برٹانیکا" جیسی معتبر و مستند کتاب کے فاضل مؤلفین نے تسلیم کرلیا ہے کہ سوٗر غذا کے لئے خوشگوار اور عمدہ گوشت بہم نہین پہنچا سکتا کیونکہ اس کی غذا مردود اور سڑا گلا گوشت حیوانات کا پس خوردہ گھوڑون کے فرش کی روندی ہوئی گہاس اور اسی قسم کی ردی چیزین ہوا کرتی ہین علاوہ اِسکے وہ ہملاک دہن بین نامی زہریلے پودونکو بھی چٹ کرجاتا ہے جو خانگی جانورون اور پرندون کے حق مین سم قاتل ہین اسکا گوشت خاصیت مین نہایت گرم اور دیر ہضم ہے

فاضل مصنف مملکیا (کتاب شیرخوار حیوانات) مین کہتا ہے کہ سوٗر کی تاریخ مین بڑے کام کی بات ہے کہ قدیم مصنفون نے اسکے گوشت کے استعمال کو منع کیا اور اس کی کئی وجوہ ہین یعنی گرم ممالک کے ہر موسم مین اور منطقہ معتدلہ کے گرما مین اس حیوان کا گوشت بسبب اپنے تکلیف دہ کیڑون کے سخت ضرررسان ثابت ہوا ہے خاصکر اس صورۃ مین جبکہ اُس کے پکنے پکانے مین کوئی کسر رہ جائے تو یہ کیڑے کھانے والون کے جسم مین بالیدہ ہونے لگتے ہین۔ ایک قسم کے سوٗر مین "ٹریچینا" کیڑے پیدا ہوتے ہین جسکی نسبت ان دلون بڑی توجہ ہو رہی ہے۔ یہ بہت چہوٹے کیڑے ہوتے ہین جو بغیر خوردبین کے بشکل نظر آسکتے۔ کیونکہ یہ نہایت ہی باریک اور نازک بال کے برابر موٹے ہوا کرتے ہین۔ سوٗر کے پٹھون مین انکا قیام ہوا کرتا ہے۔ جب ایسے حصون کا گوشت کھانے مین آتا ہے تو یہ کیڑے انسان کے امعا مین داخل ہوجاتے ہین چونکہ یہ مقام اُن کے رہنے کے قابل نہین وہ رگون مین گھس پڑتے اور خون روان کے ساتھ شامل ہوکر پٹھون مین پہنچ جاتے ہین جب وہان پر یہ اپنی ایذادہ کارروائی شروع کرتے ہین تو انسان ناقابل برداشت درد مین مبتلا ہوجاتا ہے اور اسے سخت بخار چڑھ آتا ہے یہ مرض آبادی شمالی جرمن کو سخت پریشان کئے ہوئے ہے اور امریکہ بھی اسی بلا کا شکار ہے البتہ فرانس و انگلینڈ اس مصیبت سے کسیقدر محفوظ ہین یہان پر جرمن و امریکہ کیطرح اس کے کباب خام مستعمل نہیں ہوا کرتے یہی محقق کہتا ہے کہ اگر ایشیائی ممالک مین اس گوشت کی قطعی ممانعت نہوتی تو اسکا استعمال وہان پر بحساب امراض کا موجب ہوتا معتدل ممالک مین بھی ثابت ہوچکا ہے کہ سوٗر کا گوشت بیچنے والے مرض کدو دانے مین مبتلا ہوجاتے ہین۔ بااین بعضون کی رائے مین گوشت خوک دمہ والون کے لئے عمدہ غذا ہے اور اسکی ارزانی نے بہتون کو اسکا والہ و شیدا بنا دیا لہذا وہ اُسکے خرابیون کو دفع کرنے کے لئے ناخنون تک زور لگا رہے ہین۔ چنانچہ بعضون نے یہ ہدایتین کی ہین کہ (۱) سوٗرونکی غذا پر سخت نگرانی رکھی جائے تاکہ وہ نکاری چیزین اور مردود گوشت نہ کہانے پائین (۲) اس کا گوشت بذریعہ خوردبین کے بڑی احتیاط سے دیکھہ بھال لیا جائے (۳) کباب کے کیڑے دفع کرنے کے لئے گوشت کو خوب نمک آلودہ کرکے مسلسل دھوئین مین کم از کم ۴۰ گھنٹون تک رکھین (۴) خیال رہے کہ یہ کیڑے معمولی دھوئین کو خیال مین نہین لاتے اور دریافت ہوا ہے کہ تین دن تک دھوان ان کا بگاڑ نہین سکا۔ ہان اس سے زیادہ مدت تک دھوان دیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ نیست و نابود ہوجاوین (۵) سوٗر کے گوشت کو کھولتے ہوئے پانی مین پکانے سے ان زہریلے کیڑونکا مرجانا یقینی نہین جبتک عرصہ دراز تک اچھی طرح نہ پکایا جائے گو ایسی احتیاطین بحالات سے ہین اگر اسکا انتظام بھی کیا جاوے تو کیا ہوا کسیطرح سے اُس کو طیار کیجئے۔ نمکین کباب۔ بیکن ہام لارڈ۔ یا پڈنگ۔ اگر پورا پورا انتظام کیا گیا تو عجب نہین کہ کیڑے مرجائین مگر ان کے مردہ جسم گوشت سے الگ تو نہین کئے جا سکتے اور ان کا جو اثر ہونا ہے وہ ہوکر رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مآل اندیش محققین اس کے مضر اور حرام ثابت کرنے مین مذہبی اور علمی ادلہ پیش کرتے ہین اور کوئی عجب نہین کہ اس گوشت کی برائی آفتاب کی طرح سب پر ظاہر ہوجاوے

علامہ ابی یومیکو مقیم مغربی افریقہ نے اپنے سالانہ لکچر مین بڑے زور سے کہا ہے کہ عیسائی کسیطرح لحم خنزیر کو اپنے لئے حلال نہیں کرلے سکتے کیونکہ شریعت موسوی نے سخت ممانعت کی ہے اور سوٗر نجس سمجہا گیا ہے نصاریٰ اُس کی حلیت پر یہ انجیلی حجت پیش کرتے ہین "جسکو مین نے (خدا نے) پاک کیا اس کو حقیر نہ سمجہو" علامہ موصوف کہتا ہے کہ اس سے پطرس حواری کی یہ غرض تھی کہ کوئی کسی دوسرے شخص کو ذلیل نہ سمجہے ورنہ لازم آئیگا کہ ہم نہ سانپ چھپکلی چھچھوندر غلیظ کیڑے وغیرہ کہانے کے مجاز ہو جائین۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوسکتا بعض عیسائی اس کی حلیت اس بائیبلی آیت سے اخذ کرتے ہین "جو چیز کہ انسان مین داخل ہوتی ہے اورسکو نجس نہین کرتی کیونکہ وہ اس کے دل مین نہین بلکہ معدہ مین چلی جاتی ہے" مگر علامہ مقرر نے اس کو لغو خیال کرتے ہوئے کہا کہ شریعت موسوی عہد عیسوی مین گو بلحاظ عبادات و مراسم کفارہ گناہ متغیر ہوئی ہو مگر بلحاظ حفظان صحت وہ ہرگز منسوخ نہیں ہوسکتی بسئلہ لحم خنزیر کو زیادہ تر حفظان صحت سے تعلق ہے لہذا کوئی وجہ نہیں کہ مبنی موسوی۔ امر عیسوی ہوجائے

اگر ایسی ہی للہیت اور رائنی برضا رہنا منظور تہا تو پھر عیسائی کیون حرامیون سے گریز کیا کرتے ہین۔ اُنہین کیون اپنے کنبے مین مل مل کر رہنے نہین دیتے۔ ان کی بیٹیان کیون علیحدہ کردی گئین اوس کا جواب یہی دیا جائیگا کہ شریعت موسوی اس کی موید ہے۔ علاوہ اس فاضل کے عیسائیون کے محقق و مقبول مفسر ڈاکٹر آدم کلارک نے بھی گوشت خوک کو ناجائز سمجہا کسی دعوت مین جب اُس سے کہا گیا کہ اے ہمارے ہادی تو طعام ماحضر پر برکت کی دعا کر تو اُس نے لحم خنزیر پر دعا کرنے

مشتق [illegible] کیا ہے محقق ولسبٹر و فاضل ٹڈنس کہتے ہین کہ ۱۷ء ۶ تک اکثر یورپین اقوام کا یہ عقیدہ رہا کہ مرض خنازیر نہایت درجہ ایذارسان ہے اور جب تک کہ بادشاہ وقت بیمار کو اپنے دست شفا دہ سے مس نہ کرے ہرگز صحت نہ ہوگی۔ ٹڈنس کا قول ہے کہ عہد شاہ چارلس دوم مین (۱۷-۹۲۱) اشخاص اس مہلک مرض مین مبتلا ہوئے اس سے قیاس کرلیا جاسکتا ہے [illegible] خنازیر [illegible] یورپ پر کیا ستم ڈھایا ہوگا۔ قدیم اہل روما کو یہ دعوی تہا کہ یہ مادہ خنزیرین کنٹھ مالے کی قسم کے امراض پائے جاتے تھے اور جب انسان اس کے استعمال سے ویسے ہی امراض مین مبتلا ہونے لگے تو اس کا نام اسکرفیولا [illegible] نے اس کا ترجمہ خنازیر کرلیا (دیکھو حاشیہ صفحہ ۴)

خلافت راشدہ

ہم نے چاہا تہا کہ اس گرامی قدر کتاب کے مضامین کی فہرست جو پورے نو صفحون پر طبع ہوئی ہے ناظرین الحکم کے مطالعہ کے لئے شائع کر دیتے تاکہ اُن کو معلوم ہو جاتا کہ یہ کتاب کسقدر عالی مضامین اور حقائق و معارف کے گران بہا موتیون کی امین ہے مگر ہم کو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اب تک ہم ایسا نہیں کر سکے اور اب چونکہ اس کتاب کی بہت تھوڑی جلدین باقی رہ گئی ہین یعنی ایکسو کے قریب اس لئے پھر دوسرے وقت اسکے تیسرے ایڈیشن کے لئے اشتہار دیتے وقت فہرست مضامین چھاپ دینے کا ارادہ ہے ذیل مین اپنے مکرم مخدوم منشی تاج الدین صاحب لاہوری کا ایک گرامی نامہ درج کرتے ہین جو انہون نے اس کتاب کے دوران مین شکر گذاری لکھا ہے اور وہ یہ ہے ؛

نحمدہ و نصلی

مخدومی حضرۃ مولانا صاحب سلمہ ربہ

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مین اپنے تئین بڑا ہی ناشکر گذار جانتا اگر مین آپ کو اس کیفیت سے بے خبر رکہتا جو مجھ پر خلافت راشدہ کے مطالعہ کے وقت گذرتی ہے جس کو مین خاص اللہ تعالی کا فضل جانتا ہون کیونکہ ایسے وقت مین بڑی بڑی دعائین بے اختیار منہہ سے نکلتی ہین۔ میرے اس مبالغہ پر خیال نفرماوین مین خدا تعالی کو گواہ کر کے اس وقت لکھہ رہا ہون۔ جون جون اس کو پڑھتا ہون مارے خوشی کے آنکھون سے آنسو جاری ہین اور ان عجیب در عجیب استدلالون کو پڑھکر اپنی جگہ پر سے کود پڑتا ہون اور بار بار درود شریف اور دعائین پڑھنے لگتا ہون اس قسم کے حرکات سے صاف پایا جاتا ہے کہ لاریب خدا تعالے نے اس کتاب کے لکھنے مین آپ کی خاص مدد فرمائی ہے ورنہ آگے بھی تو آپ ہی کے قلم اور زبان سے نکلی ہوئی تحریرین ہوتی ہین۔ میری دعا ہے کہ خدا تعالے خود ہی لوگون کو الہام کرے کہ وہ ایکدفعہ اس نادر تالیف کو ضرور غور سے پڑھین تو بیشک اگر اہل بصیرۃ ہوئے تو بول اٹھینگے کہ حق اس وقت اسی احمدی جماعت مین پایا جاتا ہے باقی تو سب مردہ اور باطل پرست ہین۔ میری تو یہ حالت ہے جیسے بڑا لذیذ کہانا انسان آہستہ آہستہ کھاتا ہے اور اس کی لذت اٹھاتا ہے اسی طرح مین خلافت کی عبارت کو بار بار پڑھتا ہون اور آگے چلنے کو دل نہین چاہتا جب تک دو چار مرتبہ درود شریف اور دعا نہ کر لی جائے خدا جانے کبھی اوقات قبولیت دعا کے ہون اگر مین آپ کے روبرو اس کتاب کو پڑہتا اور میری یہی حالت ہوتی تو آپ ضرور کہتے کہ یہ بھی اللہ تعالے کا فضل ہے کہ ایمان مین ترقی ہو۔ آج میرا ارادہ ہے بھائیون کو مسجد مین تھوڑی سی سناؤن۔ اللہ تعالی توفیق عطا کرے والسلام۔ خواستگار دعا

خاکسار تاج الدین ۹ اگست ۱۹۰۲ء

تفسیر القرآن

(دوسرا پارہ)

تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی اشاعت مین بظاہر اس قدر دیر ہوئی ہے کہ لوگون کو کہ جنہون نے پہلا پارہ پڑھ لیا ہے زیادہ انتظار کی طاقت نہین اور وہ اضطراب سے بھرے ہوئے خطوط میرے پاس روانہ کرتے ہین ؛

مین نے تفسیر القرآن کے پہلا پارہ کی اشاعت کرتے وقت ظاہر کیا تہا کہ اس عظیم الشان کام کا سرانجام میری طاقت اور ہمت سے بہت ہی بالاتر ہے اور خدا تعالے کے فضل اور توفیق بدون ممکن نہین کہ اس راہ مین قدم اُٹھا سکون۔ اسی کی تائید اور توفیق کے بھروسہ پر اس خدمت کے لئے مین نے قدم اُٹھایا ہے ورنہ مین صاف ظاہر کرتا ہون کہ اس مہتم بالشان کام کی قابلیت مجھ مین نہین یہ اس کا فضل تہا کہ پہلا پارہ طیار ہو گیا اور یہ دوسرا چھپ رہا ہے۔ دوسری پارہ کی ترتیب مین بعض امور کو خصوصیت سے مد نظر رکہا گیا ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ حضرۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب بھی اس مسودہ کو جو حضرۃ حکیم الامت کی اصلاح کے بعد مجھکو ملتا ہے بہ نظر غور پڑھتے اور اس مین ضروری اصلاحین فرماتے ہین دو تین مہینون سے اس کام کی طرف بالکل توجہ نہین کر سکا اور ناظرین کے اشتیاق نے اپنے خطوط کے ذریعہ مجھے بہت ہی شرمندہ کیا ہوا ہے ان کا روز افزون اضطراب مجھے مجبور کرتا ہے اور اکثرون نے اس قسم کی خواہش ظاہر کی ہے کہ جس جس قدر حصہ طبع ہوتا جاوے وہ ساتھ کا ساتھ خریدارون کے پاس بھیجا جاوے۔ اگرچہ میرا شروع سے یہی ارادہ اور خیال تہا کہ ایک ایک پارہ ہی جاوے لیکن اگر ناظرین زیادہ ہی مجبور کرتے ہین اور اسی طریق کو پسند کرتے ہین کہ جس جس قدر طبع ہوتا جاوے ساتھ ساتھ بھیجا جاوے تو مین اس پر بھی عملدر آمد کرنیکو آمادہ ہون اور ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء تک اس تجویز کی کافی مخالفت نکی گئی تو مین ۲۶ اگست ۱۹۰۲ء کو انشاء اللہ تعالے چار جز وخریداران تفسیر القرآن کو بھیجدونگا اور آئندہ اسی طرح پر روانہ کرتا رہونگا انشاء اللہ

خاکسار شیخ یعقوب علی تراب

احمدی ایڈیٹر

عسل مصفے

مولفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق مین اور معترضون کے اعتراضون کا دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی محمد زمان سے ۸؎ علاوہ محصولڈاک ملتی ہے

محققین حال نے دریافت کیا ہے کہ لحم خنزیر سے غلو صفرہ۔ سوئی ہاضمہ اور جلد وری امراض کو بڑی مدد ملتی ہے چکاگو کی مجلس ادویہ نے اس مسئلہ کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس نے بعد تحقیقات ظاہر کر دیا کہ فیصدی دو اور بعض اوقات اس سے زیادہ سؤرون مین کیڑے اور دوسری قسم کے خراب مادے پائے گئے غالباً یہ اسی قسم کے بہت سے مصالح کا لحاظ کرتے ہوئے اسلام نے اسکو قطعاً حرام کر دیا اور ۱۳ سال سے بعد مہذب دنیا کی آنکھین کہلین اور اسلامی حکم حرمت لحم خنزیر کی خوبیان اس کی

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کیلیے دیکھو گذشتہ اشاعت

پھر عقلمند کو ماننے میں کیا تامل ہو سکتا ہے جب وہ ان تمام امور کو جو بیان کیے جاتے ہیں یکجائی نظر سے دیکھے گا۔ اب میرا مدعا اور منشا اس بیان سے یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کیے ہیں اس سے اسکی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ آخرین منہم میں داخل ہوتے ہیں اسلیے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کیطرف کریں۔ فیج اعوج (ٹیڑھی فوج) کے دشمن ہیں۔ اسلام پر تین زمانے گذرے ہیں ایک قرون ثلثہ اس کے بعد فیج اعوج کا زمانہ جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیسوا منی ولست منہم یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے اور تیسرا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ سے ملحق ہے بلکہ حقیقت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے فیج اعوج کا ذکر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھی فرماتے تو بھی قرآن شریف ہمارے ہاتھ میں ہے اور آخرین منہم لما یلحقوا بہم صاف ظاہر کرتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی ہے جو صحابہ کے مشرب کے خلاف ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ اس ہزار سال کے درمیان اسلام بہت سی مشکلات اور مصائب کا نشانہ بنا ہے معدودے چند کے سوا سب نے اسلام کو چھوڑ دیا اور بہت سے فرقے معتزلہ اور اباحتی وغیرہ پیدا ہو گئے۔

ہمکو اس بات کا اعتراف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ اسلام کی برکات کا نمونہ موجود نہ ہو مگر وہ ابدال اور اولیاء اللہ جو اس درمیانی زمانہ میں گذرے ان کی تعداد اس قدر قلیل تھی کہ ان کروڑوں انسانوں کے مقابلہ میں جو صراط مستقیم سے بھٹک کر اسلام سے دور جا پڑے تھے کچھ بھی چیز نہ تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوۃ کی آنکھ سے اس زمانہ کو دیکھا اور اس کا نام فیج اعوج رکھدیا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اور گروہ کثیر کو پیدا کرے جو صحابہ کا گروہ کہلائے مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لیے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کزرع (کھیتی کیطرح) ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کیطرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اسکو پہونچانا چاہتا ہے ابھی بہت دور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے ہیں جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشا ہے توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو تبتل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو حقوق اخوان میں خاص رنگ ہو۔

تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی اور حقیقی محبت قائم کی جاوے اور بنی نوع انسان اور اخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص رنگ پیدا کیا جاوے جب تک یہ باتیں نہ ہوں تمام امور صرف رسمی ہونگے۔

خدا تعالیٰ کی محبت کی بابت تو خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن بعض اشیا بعض سے پہچانی جاتی ہیں مثلاً ایک درخت کے نیچے پھل ہوں تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کے اوپر بھی ہوں گے لیکن اگر نیچے کچھ بھی نہیں تو اوپر کی بات کب یقین ہو سکتا ہے اسی طرح جب بنی نوع انسان اور اپنے اخوان کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو اور وہ اس اعتدال پر ہو جو خدا نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی محبت ہے پس بنی نوع کے حقوق کی نگہداشت اور اخوان کے ساتھ تعلقات بشارت دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کا رنگ بھی ضرور ہے۔

دیکھو دنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں قبریں منہ کھولے ہوئے آوازیں مار رہی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی نوبت پر جا داخل ہوتا ہے۔ عمر ایسی بے اعتبار ہے اور زندگی ایسی ناپائدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرے قدم اٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ پکی بات ہے کہ وہ یقینی ہے ٹلنے والی نہیں تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اسکے لیے طیار رہے اسی لیے قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ہر وقت جبتک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق عباد۔

اور حقوق عباد بھی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ ہے یا بیٹا مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اسی کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہیے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لیے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہیے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لیے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ میں اللہ تعالیٰ نے

کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لیے دعا
نکرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو
مذہب ہے کہ دشمن کے لیے دعا کرنا
یہ بھی سنّتِ نبوی ہے حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے اکثر
دعا کیا کرتے تھے۔ اس لیے بخل کے ساتھ
ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیے۔ اور حقیقۃً
موذی نہیں ہونا چاہیے۔ شکر کی بات
ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا
جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔
ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں
کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں خدا تعالےٰ
اس سے کہ کسیکو حقیقی طور پر ایذا پہونچائی
جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے
دشمنی کی جاوے ایسا ہی بیزار ہے
جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ
ملایا جاوے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں
چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔
یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا
کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ وہی راہ
ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی
جاوے + اس سے سینہ صاف اور انشراح
پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے
اس لیے جبتک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار
نہیں کرتی ہمیں اور اس کے غیر میں بہر
کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ
ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے
ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے
اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا
ہے۔ تو اس کے ساتھ نہایت رفق اور
ملائمت سے پیش آنا چاہیے۔ اور ان سے
محبت کرنی چاہیے کیونکہ خدا کی یہ شان ہے
بد ان را بہ نیکاں بہ بخشد کریم
پس جو تم میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں
چاہیے کہ تم ایسی قوم بنو جسکی نسبت آیا ہے
فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ
یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ انکا ہم جلیس بد
بخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے اُنکی تعلیم کا
جو تخلقوا باخلاق اللہ میں پیش کی گئی ہے

ڈائری کا اقتباس

ایڈیٹر کے اپنے الفاظ اور طرز میں

۹ اگست ۱۹۰۲ء

قیصر کی تاجپوشی سیر میں مختلف تذکروں کے بعد قیصر ہند کی تاجپوشی کا ذکر آیا۔

فرمایا کہ رعیت کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ شاہ
ایڈورڈ ہفتم ہندوستان کے سرپرست ہوئے
میری رائے تو یہ ہے کہ نوجوان بادشاہ
کی نسبت بوڑھا بادشاہ رعایا کے لیے بہت
ہی مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ نوجوان اپنے
جذبات اور جوش کے نیچے کبھی کبھی رعایا
کے حقوق اور نگہداشت کے طریقوں میں
فروگذاشت کر بیٹھتا ہے۔ مگر عمر رسیدہ
بادشاہ اپنی عمر کے مختلف حصوں میں گذر
جانے کے باعث تجربہ کار ہوتا ہے اس کے
جذبات دبے ہوئے ہوتے ہیں۔ خدا کا
خوف اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے
اس لیے وہ رعایا کے لیے بہت ہی مفید اور
خیر خواہ ہوتا ہے۔

ایمان ہی سچا سکھ ہے ۱۰ اگست کی سیر میں شیعوں کے لاہوری مجتہد سید علی حائری
کے دوسرے اشتہار یا رسالہ کا تذکرہ تھا
جسمیں علی حائری نے لغو + اور بیہودہ طریق
پر حضرت امام حسین کی فضیلت کو کل انبیا
پر ثابت کرنے کی بالکل بیہودہ کوشش
کی ہے + اور ضمناً اس امر پر بھی ذکر ہوا کہ
ہمارے مخالفین مکذبین کا جو انجام ہوا ہے
وہ ایک زبردست نشان ہے شلاً غلام
دستگیر کا اپنی کتاب میں مباہلہ کرنا اور پھر اسکے
چند روز بعد مر جانا یا مولوی اسمٰعیل علیگڈھی
کا مباہلہ کرنا اور ہلاک ہونا ایسا ہی لدھیانہ
کے اول المکذبین مولوی عبدالعزیز کا
تباہ ہونا۔ یا دوسرے مخالفوں کا مختلف
اذیتوں اور تکلیفوں میں مبتلا اور اس سلسلہ
کا کامیاب اور بامراد ہونا یہ عظیم الشان
نشان ہے۔

پھر باتوں ہی باتوں میں جناب نواب
صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص سے جینے
کہا کہ مومن ہی دنیا و آخرت میں سچا سکھ پاتا
ہے جبپر وہ شخص کہنے لگا کہ پھر سب سے بڑکر
مومن تو انگریز ہیں۔ اسپر حضرت حجۃ اللہ نے
جو کچھ فرمایا اسکا خلاصہ وہ عنوان ہے
جو ہم نے اس نوٹ کے حاشیہ میں لکھدیا ہے
حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے
کہ سچا سکھ یا راحت کفار کو حاصل ہے
ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ یہ لوگ
شراب جیسی چیزوں کے کیسے غلام ہیں اور
ان کے حوصلے کیسے پست ہیں اگر اطمینان
اور سکینت ہو تو پھر خودکشیاں کیوں
کرتے ہیں۔ ایک مومن کبھی خودکشی نہیں
کر سکتا۔ جیسے شراب اور دوسرے نشے
بظاہر غم غلط کرنے والے مشہور ہیں اسی
طرح سب سے بہتر غم غلط کرنے والا
اور راحت بخشنے والا سچا ایمان ہے + یہ
مومن ہی کے لیے ہے وَلِمَنْ خَافَ
مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ۔

مخلوق پرست دانشمند کہاں حضرت امام حسین کی فضیلت کے دلائل
یا دعاوی جو سید علی حائری نے بیان کیے
ہیں ان کے تذکرے پر حضرت اقدس نے
ایک موقع پر فرمایا کہ مخلوق پرست کبھی
دانشمند نہیں ہو سکتے اب تو زمانہ بھی
ایسا آگیا ہے علمی تحقیقات اور ایجادوں
نے خود دلوں پر ایک اثر کیا ہے اور لوگ
سمجھنے لگ گئے ہیں کہ یہ خیالی امور ہیں۔

---

۸ اگست کی شام : حضرت اقدس علیہ السلام

نے مولوی محمد علی صاحب کو وہ چٹھی دی جو ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کے مشہور عیسائی مفتری کے نام لکھی ہے چنانچہ وہ چٹھی پڑھ کر سنائی گئی۔ اس چٹھی کو ہم انشاء اللہ اخیر ستمبر ۱۹۰۲ء تک الحکم میں شائع کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔ تاہم حاصل المطلب کے طور پر اتنا اب بھی لکھ دیتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس نے اس چٹھی میں ایک عظیم الشان **فیصلہ** کی بنیاد رکھدی ہے۔ ہمارے ناظرین اخبار کو غالباً معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر ڈوئی کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ عہد نامہ کا رسول ہے وہ ایلیاس پیغمبر ہے جس کا آنا مسیح سے پہلے ضروری تھا۔ اور اس نے اپنے اخبار میں پیشگوئی کی ہے کہ وہ سلطنت وہ انسان وہ قوم ہلاک ہوجائے گی جو اسکو رسول نہیں مانتے۔ اور مسلمانوں کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ اور اس پیشگوئی میں ہماری گورنمنٹ کو بھی داخل کرلیا ہے۔ اور تمام دنیا کی سلطنتوں کو شامل کیا ہے۔

حضرت اقدس نے اس چٹھی کے ذریعہ ڈاکٹر ڈوئی کو دعوت کی ہے کہ اب فیصلہ کا طریق آسان ہے اسقدر مسلمانوں کے ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں۔

کیونکہ مسیح موعود جس کا ڈاکٹر ڈوئی انتظار کرتا ہے آگیا ہے وہ میں ہوں پس میرے ساتھ مقابلہ کرکے یہ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ کون کاذب اور مفتری ہے ڈاکٹر ڈوئی اپنے مریدوں میں سے ایک ہزار آدمی کے دستخط دیکر ایک قسم اس طرح شائع کردے کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب اور مفتری ہے وہ راستباز اور صادق سے پہلے ہلاک ہوجاوے پس پھر کاذب کی موت خود ایک نشان ہوجاوے گا یہ خلاصہ ہے اس چٹھی کا جس میں اور بھی بہت سے حقائق ہیں حضرت اقدس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہمیشہ کے لیے ثابت کردیا جاوے کہ یہ غلط خیال ہے کہ تلوار **کبھی مذہب کا فیصلہ نہیں کرسکتی**

یعنی مسئلہ جہاد پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے ضمن میں حضرت مسیح کی موت اور آپ کی قبر پر بحث کی ہے اور ان واقعات کی بنا پر جو انجیل میں درج ہوئے ہیں ثابت کیا ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرے بلکہ وہاں سے بچکر نکل کھڑے ہوئے اور کشمیر میں آکر فوت ہوئے۔

اس چٹھی کے ختم کرنے کے بعد مولوی عبداللہ صاحب کشمیری نے ایک فارسی نظم غازی و گولڑی کے جواب میں پڑھی جو دوسری جگہ درج ہے۔ پھر مولوی جمال الدین صاحب سیکھواں والے نے ایک پنجابی نظم تصدیق المسیح میں جو سوہل کے خیالات کو مخاطب کرکے لکھی گئی ہے پڑھ کر سنائی جس میں حضرت حجۃ اللہ کی صداقت کا معیار آپ کی عظیم الشان کامیابیاں اور دشمنوں کی نامرادیاں مذکور تھیں۔ ان نظموں کے پڑھے جانے کے بعد نماز عشا ادا کی گئی۔

---

۱۶ اگست کی شام

حضرت اقدس نماز مغرب سے فارغ ہوکر حسب معمول بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد کپورتھلہ سے آئے ہوئے دو تین احباب نے بیعت کی بیعت کے بعد ایک صاحب کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ قاری ہیں آپ نے فرمایا کہ کچھ سناؤ۔ چنانچہ انھوں نے آنحضرت علیہ السلام کے ارشاد کے موافق سورۂ مریم کا ایک رکوع نہایت ہی عمدہ طور پر پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد قاری صاحب سے حضرت اقدس معمولی امور دریافت فرماتے رہے۔ زاں بعد قاری صاحب نے عرض کی کہ حضور بہت عرصہ سے مجھے اس امر کا اشتیاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھے ہوجاوے اس لیے آپ کوئی وظیفہ مجھے بتادیجیے کہ ایک جھلک ہوجاوے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا

دیکھو آپ نے میری بیعت کی جو شخص بیعت میں داخل ہوتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان مقاصد کو مدنظر رکھے جو بیعت سے ہیں یہ امور کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوجاوے اصل منشا اور مدعا سلوک کے نہیں انسان کا اصل منشا یہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے قرآن شریف میں بھی یہ اصل مقصد نہیں رکھا گیا بلکہ فرمایا ہے **إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** اصل غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع ہے۔ جب انسان آپ کی اتباع میں کھویا جاتا ہے تو ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ ضمناً زیارت بھی ہوجاوے جیسے کوئی میزبان کسی کی دعوت کرتا ہے تو وہ اس کے لیے عمدہ کھانے لاتا ہے لیکن ان کھانوں کے ساتھ وہ ایک دسترخوان بھی لے آتا ہے ہاتھ بھی دھلائے جاتے ہیں۔ حالانکہ اصل مقصد تو کھانا ہوتا ہے اسیطرح پر جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کرتا ہے اور اسی کو اپنا مقصد ٹھیراتا ہے اس کے ساتھ آپ کی زیارت کا ہوجانا بھی کسی وقت ممکن ہے۔ دیکھو بہت سے لوگ یہاں جو بیعت کرنے کے لیے آتے ہیں وہ مجھے دیکھتے ہیں لیکن اگر ان میں وہ تبدیلی جو میری اصل غرض ہے اور جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں نہیں ہوتی تو میرے دیکھنے سے انکو کیا فائدہ ہوا۔ اس طرح خدا تعالے کے نزدیک وہ شخص بڑا ہی بدبخت ہے اور اس کی کچھ بھی قدر اللہ تعالے کے حضور نہیں جسے گو سارے انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی ہو مگر وہ سچا اخلاص و وفاداری اور خدا تعالے پر سچا ایمان خشیۃ اللہ اور تقوی اس کے دل میں نہ ہو۔ پس یاد رکھو کہ نری زیارتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ خدا تعالے نے جو پہلی دعا سکھلائی ہے **اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم** ہے اگر خدا کا اصل مقصود زیارت ہوتا تو وہ اهدنا کی جگہ **ارنا صور الذين انعمت عليهم** کی دعا تعلیم فرماتا جو نہیں کیا گیا۔ رسول اللہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں دیکھا کہ آپ نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ مجھے ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوجاوے۔ گو آپ کو معراج میں سب کی زیارت بھی ہوگئی۔ پس یہ امر مقصود بالذات ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ اصل مقصد تو اتباع ہے۔ چونکہ سورہ فاتحہ کا ذکر تھا آپ نے فرمایا کہ اس میں تین گروہوں کا ذکر ہے اول منعم علیہم۔ دوم مغضوب سوم ضالین۔ مغضوب سے مراد بالاتفاق یہود ہیں اور ضالین سے نصاریٰ اب تو سیدھی بات ہے کہ کوئی دانشمند باپ بھی اپنی اولاد کو وہ تعلیم نہیں دیتا جو اس کے لیے کام آنے والی نہ ہو پھر خدا تعالیٰ کی نسبت یہ کیونکر روا رکھ سکتے ہیں کہ اس نے ایسی دعا تعلیم کی جو پیش آنے والے امور نہ تھے؟ نہیں بلکہ یہ امور سب ہونے والے تھے مغضوب سے مراد یہود ہیں اور دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امت کے بعض لوگ یہودی صفت ہوجائیں گے یہاں تک کہ ان سے تشبہ اختیار کریں گے کہ اگر یہودی نے ماں سے زنا کیا ہو تو وہ بھی کریں گے۔ اب وہ یہودی جو خدا تعالیٰ کے عذاب کے نیچے آئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اُنپر لعنت پڑی تھی۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں یہ سب واقعات پیش آئیں گے۔ وہ وقت اب آگیا ہے۔ میری مخالفت میں یہ لوگ ایک قدم بھی پیچھے نہیں رہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے عرض کی کہ حضور ایک سوال اکثر آدمی دریافت کرتے ہیں کہ انکو بعض وقت ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ جبتک وہ کسی اہلکار وغیرہ کو کچھ نہ دیں انکا کام نہیں ہوتا اور وہ تباہ کردیتے ہیں فرمایا میرے نزدیک رشوت کی یہ تعریف ہے کہ کسی کے حقوق کو زائل کرنیکے واسطے یا ناجائز طور پر گورنمنٹ کے حقوق کو دبانے کے لیے کوئی مال بالاخفا کسیکو دیا جاوے لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ کسی دوسرے کا اس سے کوئی نقصان نہ ہو اور نہ کسی دوسرے کا کوئی حق ہو صرف اس لحاظ سے کہ اپنے حقوق کی حفاظت میں کچھ دیدیا جاوے تو کوئی حرج نہیں اور یہ رشوت نہیں بلکہ اسکی مثال ایسی ہے کہ ہم راستہ پر چلے جاویں اور سامنے کوئی کتا آجاوے تو اسکو ایک ٹکڑا روٹی کا ڈالکر اپنے طور پر جاویں اور اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

اسپر حضرت حکیم الامت نے عرض کی کہ بعض معاملات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ پتہ ہی نہیں لگتا کہ اصل میں حق پر کون ہے فرمایا ایسی صورتوں میں استفتاء قلب کافی ہے اسمیں شریعت کا حصہ رکھا گیا ہے۔ میں نے جو کچھ کہا ہے اسپر اگر زیادہ غور کیجاوے تو امید ہے قرآن شریف سے بھی کوئی نص مل جاوے۔ بعد نماز عشا حضور تشریف لے گئے۔

۱۱ر اگست ۱۹۰۲ء

ایک قریشی صاحب کئی روز سے بیمار ہوکر دارالامان میں حضور حکیم الامت کے علاج کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے متعدد مرتبہ حضرت حجۃ اللہ کے حضور دعا کے لیے التجا کی آپ نے فرمایا ہم دعا کریں گے۔ ۱۰ر اگست کی شام کو اُس نے بذریعہ حضرت حکیم الامت التماس کی کہ میں حضور مسیح موعود کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر پاؤں کے متورم ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہوسکتا حضرت نے خود ۱۱ر اگست کو اُنکے مکان پر جاکر دیکھنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ وعدہ کے ایفا کے لیے آپ سیر کو نکلتے ہی خدام کے حلقہ میں اس مکان پر پہونچے جہاں وہ فروکش تھے۔ آپ کچھ دیر تک مرض کے عام حالات دریافت فرماتے رہے ازاں بعد بطور تبلیغ فرمایا۔

کہ میں نے دعا کی ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ نری دعائیں کچھ نہیں کرسکتی ہیں جبتک اللہ تعالیٰ کی مرضی اور امر نہ ہو۔ دیکھو اہل حاجت لوگوں کو کسقدر تکالیف ہوتی ہیں مگر حاکم کے ذرا کہدینے اور توجہ کرنے سے وہ دور ہوجاتی ہیں اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کے امر سے سب کچھ ہوتا ہے میں دعا کی قبولیت کو اسوقت محسوس کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ کیطرف سے امر اور اذن ہو۔ کیونکہ اُس نے اُدْعُوْنِیْ تو کہا ہے مگر اَسْتَجِبْ لَکُمْ بھی ہے۔

یہ ضروری بات ہے کہ بندہ اپنی حالت میں ایک پاک تبدیلی کرے اور اندر ہی اندر خدا تعالیٰ سے صلح کرلے اور یہ معلوم کرے کہ وہ دنیا میں کس غرض کے لیے آیا ہے اور کہاں تک اس غرض کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض نہیں کرتا اسوقت تک کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر انسان تبدیلی کرے تو خدا تعالیٰ پھر رجوع برحمت کرتا ہے اُسوقت طبیب کو بھی سوجھ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر کوئی امر مشکل نہیں بلکہ اُس کی تو شان یہ ہے اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ۔

ایک بار میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک ڈپٹی انسپکٹر پنسل سے ناخن کا میل نکالتا تھا جس سے اُسکا ہاتھ ورم کر گیا آخر ڈاکٹر نے ہاتھ کاٹنے کا مشورہ دیا اس نے معمولی بات سمجھی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اسی طرح ایک دفعہ میں نے پنسل کو ناخن سے بنایا دوسرے دن جب میں سیر کو گیا تو مجھے اس ڈپٹی انسپکٹر کا خیال آیا اور ساتھ ہی میرا ہاتھ ورم کر گیا میں نے اُسی وقت دعا کی اور الہام ہوا اور پھر دیکھا تو ہاتھ بالکل درست تھا اور کوئی ورم یا تکلیف نہ تھی۔ غرض بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنا فضل کرتا ہے تو کوئی تکلیف باقی نہیں رہتی مگر اُس کے لیے بڑی شرط ہے کہ انسان اپنے اندر تبدیلی کرے پھر جسکو وہ دیکھتا ہے کہ یہ نافع وجود ہے تو اُس کی زندگی میں ترقی دیدیتا ہے۔

ہماری کتاب میں اس کی بابت صاف لکھا ہے فاما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ ایسا ہی پہلی کتابوں سے بھی پایا جاتا ہے۔ حزقیال نبی کی کتاب میں بھی درج ہے۔

انسان بہت بڑے کام کے لیے بھیجا گیا ہے لیکن جب وقت آتا ہے اور وہ اس کام کو پورا نہیں کرتا۔ تو خدا اُس کا تمام کام کر دیتا ہے خادم کو ہی دیکھلو کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا تو آقا اسکو الگ کر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ اس وجود کو کیونکر قائم رکھے جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا۔

ہمارے ... مرزا صاحب پچاس برس تک علاج کرتے رہے انکا قول تھا کہ انکو کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا۔ سچ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کے اذن کے بغیر ہر ایک ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کبھی مفید نہیں ہو سکتا۔ توبہ و استغفار بہت کرنی چاہیے تا خدا تعالےٰ اپنا فضل کرے۔ جب خدا تعالےٰ کا فضل آتا ہے تو دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ خدا نے یہی فرمایا ہے کہ دعا قبول کروں گا اور کبھی کہا کہ میری قضا و قدر مانو اس لیے میں تو جبتک اذن نہ دے لے کم اُمید قبولیت کی کرتا ہوں۔ بندہ نہایت ہی ناتوان اور بے بس ہے پس خدا کے فضل پر تکیہ رکھنی چاہیے۔

حکام اور برادری سے تعلق چودھری عبید اللہ خاں صاحب نمبردار بہاول پور نے سوال کیا کہ حکام اور برادری سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔ فرمایا ہماری تعلیم تو یہ ہے کہ سب سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی سچی اطاعت کرنی چاہیے کیونکہ وہ حفاظت کرتے ہیں جان اور مال انکے ذریعہ امن میں ہے۔ اور برادری کے ساتھ بھی نیک سلوک اور برتاؤ کرنا چاہیے کیونکہ برادری کے بھی حقوق ہیں البتہ جو متقی نہیں اور بدعات و شرک میں گرفتار ہیں اور ہمارے مخالف ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے تاہم اُن سے نیک سلوک کرنا ضرور چاہیے ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو جو دنیا میں کسی سے نیکی نہیں کر سکتا وہ آخرت میں کیا اجر لے گا۔ اس لیے سب کے لیے نیک اندیش ہونا چاہیے ہاں مذہبی امور میں اپنے آپ کو بچانا چاہیے جسطرح طبیب ہر مریض کی خواہ مند دھو یا یا عیسائی یا کوئی ہو سب کی تشخیص اور علاج کرتا ہے اسطرح پر نیکی کرنے میں عام اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کفار کو قتل کیا گیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی شرارتوں اور ایذا رسانیوں کے سبب بلا وجہ قتل کرنے مسلمانوں کے مجرم ہو چکے تھے انکو جو سزا ملی وہ مجرم کی حیثیت سے تھی۔ محض انکار اگر سادگی سے ہو اور اس کے ساتھ شرارت اور ایذا رسانی نہ ہو تو وہ اس دنیا میں عذاب کا موجب نہیں ہوتا۔

رشوت رشوت ہرگز نہیں دینی چاہیے یہ سخت گناہ ہے مگر میں رشوت کی یہ تعریف کرتا ہوں کہ جس سے گورنمنٹ یا دوسرے لوگوں کے حقوق تلف کیے جاویں۔ میں اس سے سخت منع کرتا ہوں لیکن ایسے طور پر کہ بطور نذرانہ یا ڈالی اگر کسیکو دی جاوے جس سے کسی کے حقوق کے اتلاف مدنظر نہ ہو بلکہ اپنی حق تلفی اور شر سے بچنا مقصود ہو تو یہ میرے نزدیک منع نہیں اور میں اسکا نام رشوت نہیں رکھتا کسی کے ظلم سے بچنے کو شریعت منع نہیں کرتی بلکہ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ فرمایا ہے۔

نماز کیطرح توجہ خانصاحب نواب خاں صاحب جاگیردار مالیر کوٹلہ نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ وہ امامت کا اظہار کرتا ہے مگر چاہتا ہے کہ اسکی توجہ نماز کیطرف ہو جاوے فرمایا کہ یہ لوگ خدا تعالےٰ سے ایسی شرطیں کیوں کرتے ہیں پہلے خود کوشش کرنی چاہیے قرآن شریف میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ مقدم ہے۔ خدا تعالیٰ پر کسی کا حق واجب نہیں۔ اگر وہ خود کوشش کرنا چاہتے ہیں تو مہینے تک یہاں آ کر رہیں خدا نے فرمایا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یہاں وہ نماز پڑھنے والوں کو دیکھیں گے باتیں سنیں گے خدا تعالےٰ تو غنی ہے اگر سارا دنیا اس کی عبادت نہ کرے تو اسکو کیا پروا ہے ہزاروں مومنین انسان بنڈل کرے تو خدا کو خوش کر سکتا ہے خدا تعالےٰ کی آزمائش کرنا یہ اچھا طریق نہیں۔

حدیث حدیثیں دو قسم کی ہیں۔ اوّل وہ جو صراحۃً بلا تاویل ہماری مؤید اور معاون ہیں جیسے اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ۔ لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی وغیرہ اور دوم کچھ اس قسم کی ہیں جو ہمارے مخالف پیش کرتے ہیں اُن میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ ذرا سی توجہ سے انکا مضمون اور مفہوم ہمارے مطابق ہو جاتا ہے اور بعض بالکل محرف و مبدل قرآن شریف کے منشا کے خلاف اقوال صریحہ ہیں۔ ہم انکو رد کر دیں گے۔

خدا تعالےٰ کی آواز تو ہمیشہ آتی ہے مگر مُردوں کی نہیں آتی اگر کبھی کسی مُردے کی آواز آتی ہے تو خدا کی معرفت یعنی خدا تعالےٰ کوئی خبر اُن کے متعلق دیدیتا ہے اصل یہ ہے کہ کوئی ہو خواہ نبی ہو یا صدیق یہ حال ہے کہ آخر اکثر بغیر بازنیا مد۔ اللہ تعالےٰ اُن کے درمیان اور اہل و عیال کے درمیان ایک حجاب رکھدیتا ہے وہ سب تعلق قطع ہو جاتے ہیں اسی لیے فرمایا ہے فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ

کہف والا قصہ ہماری راہ میں نہیں اگر خدا تعالےٰ نے انکو سُلایا ہو اور پھر جگایا ہو تو ہمارا کوئی حرج نہیں۔ مسیح کی وفات سے اس کو کیا تعلق؟ مسیح کے لیے کہاں رقود آیا ہے

امام حسین پر میری فضیلت سُنکر یونہی غصہ میں آتے ہیں قرآن نے کہاں امام حسین کا نام لیا ہے نہ یہ کا ہی نام لیا ہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو چاہیے تھا کہ حسین کا نام ہی لے دیا جاتا۔ اور پھر مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ کہہ کر اور بھی ابوت کا خاتمہ کر دیا۔ اگر اَلَّا حُسَیْن کہدیا ہوتا تو شیعہ کا ہاتھ پڑ سکتا تھا اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ان باتوں سے لاپرواہ ہوتے ہیں۔ ان کی تمنا بھی نہیں ہوتی۔ ورنہ اللہ تعالےٰ نبیوں کی تمنا بھی پوری کر دیتا ہے

عیسائیوں سے معانقت — قبل نماز ظہر حضرت اقدس سے دریافت کیا گیا کہ عیسائیوں کے ساتھ کھانا اور معانقہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا میرے نزدیک ہرگز جائز نہیں یہ غیرت ایمانی کے خلاف ہے کہ وہ لوگ ہمارے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور ہم اُن سے معانقہ کریں۔ قرآن شریف ایسی مجلسوں میں بیٹھنے سے بھی منع فرماتا ہے جہاں اللہ اور اس کے رسول کی باتوں پر ہنسی اُڑائی جاتی ہے اور پھر یہ لوگ خنزیر خور ہیں ان کے ساتھ کھانا کھانا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی ماں بہن کو گالیاں دے تو کیا وہ روا رکھے گا کہ اُس کے ساتھ ملکر بیٹھے اور معانقہ کرے۔ پھر جب یہ بات نہیں اللہ اور رسول کے دشمنوں اور گالیاں دینے والوں سے کیوں اسکو جائز رکھا ہے

اسی شام — بعد ادائے نماز مغرب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام معمول کے موافق خدام کے حلقہ میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قرآن شریف کے ایک مقام پر غور کرتے کرتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی عظمت اور کامیابی معلوم ہوئی جس کے مقابل میں حضرت مسیح بہت ہی کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ سورہ مائدہ میں ہے کہ نزول مائدہ کی درخواست جب حواریوں نے کی تو وہاں صاف لکھا ہے قالوا نرید ان ناکل منھا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیہا من الشاھدین اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جسقدر معجزات مسیح کے بیان کیے جاتے ہیں اور جو حواریوں نے دیکھے تھے ان سب کے بعد اُن کا یہ درخواست کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے قلوب پہلے مطمئن نہ ہوئے تھے۔ ورنہ یہ الفاظ کہنے کی انکو کیا ضرورت تھی وتطمئن قلوبنا و نعلم ان قد صدقتنا مسیح کی صداقت میں بھی اس سے پہلے کچھ شک ہی سا تھا* اور وہ اس جھاڑ پھونک کو معجزہ کی حد تک نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں صحابہ کرام ایسے مطمئن اور قوی الایمان تھے کہ قرآن شریف نے ان کی نسبت رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا اور یہ بھی بیان کیا کہ انپر سکینت نازل فرمائی یہ آیت مسیح علیہ السلام کے معجزات کی حقیقت کھولتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرتی ہے صحابہ کا کہیں ذکر نہیں کہ انھوں نے کہا کہ ہم اطمینان قلب چاہتے ہیں۔ بلکہ صحابہ کا یہ حال کہ انپر سکینت نازل ہوئی اور یہود کا یہ حال یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ان کی حالت بتائی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت یہاں تک کھل گئی تھی کہ وہ اپنے بیٹوں کی طرح شناخت کرتے تھے اور نصاریٰ کا یہ حال کہ ان کی آنکھوں سے آپ کو دیکھیں تو آنسو جاری ہو جاتے تھے یہ مراتب مسیح کو کہاں نصیب! اسپر عرض کیا گیا کہ حضور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی احیاء موتی کی کیفیت کے متعلق اطمینان چاہا تھا کیا انکو بھی پہلے اطمینان نہ تھا۔ فرمایا اصل بات یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اللہ تعالے کی مکتب میں تعلیم پانے والے ہوتے ہیں اور تلامیذ الرحمٰن کہلاتے ہیں انکی ترقی بھی تدریجی ہوتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآن شریف میں آیا ہے کذلک لنثبت بہ فؤادک ورتلناہ ترتیلا۔ میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ انبیا علیہم السلام کی حالت کیسی ہوتی ہے جس دن نبی مامور ہوتا ہے اس دن اور اسکی نبوت کے آخری دن میں ہزاروں کوس کا فرق ہو جاتا ہے۔ پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا کہا۔ ابراہیم تو وہ شخص ہے جس کی نسبت قرآن شریف نے خود فیصلہ کر دیا ہے ابراھیم الذی وفی۔ واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن پھر یہ اعتراض کسطرح ہو سکتا ہے۔ کیا ایک بچہ مثلاً مبارک (سلمہ ربہ) جو آج مکتب میں بٹھایا جاوے وہ ایم۔اے۔ یا بی۔اے کا مقابلہ کر سکتا ہے اسی طرح انبیا کی بھی حالت ہوتی ہے کہ انکی ترقی تدریجی ہوتی ہے دیکھو براہین احمدیہ میں باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے وہ تمام آیات جو حضرت مسیح سے متعلق ہیں میرے لیے نازل کی ہیں اور میرا نام مسیح رکھا اور آدم۔ داؤد۔ سلیمان۔ غرض تمام انبیا کے نام رکھے مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں جب تک خود اللہ تعالے نے اپنے وقت پر یہ راز نہ کھول دیا۔ حواریوں نے جو اطمینان قلب چاہا ہے وہ اُن سب نشانات کے بعد ہی جو وہ دیکھ چکے تھے اسلیے وہ اس اعتراض کے نیچے ہیں کہ انکو ضرور شک تھا۔

---

*لوٹ ایڈیٹر۔ قرآن شریف کے ظاہر الفاظ سے یہ تو پایا ہی نہیں جاتا کہ وہ مائدہ اُنپر نازل بھی ہوا تھا کیونکہ اس طلب مائدہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا ہے قال اللہ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العالمین اس آیت پر غور کرنے سے بھی یہ بات صاف طور پر ثابت ہوتی ہے کہ پہلے نشانات اگر مسیح نے کچھ دکھائے تھے تو بہر حال وہ اطمینان قلب حوارین کا موجب ہرگز نہ ہوئے تھے ورنہ ایسی تہدید شدید نہ ہوتی۔ اور یہ بھی کہ اس آیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ نازل بھی ہوا۔ پس حواریوں کے ایمان پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں سخت زد ہے۔ کیونکہ اگر مائدہ نازل نہ ہوا ہو تو پھر اس میں کیا شک ہے جیسا ہے کہ طلب مائدہ اطمینان کے لیے تھی

اس کے بعد امریکہ کے مشہور کاذب اور مفتری ڈاکٹر ڈوئی کے اخبار کا خلاصہ برادر مفتی محمد صادق صاحب نے پڑھ کر سنایا + اس کے سننے کے بعد حضرت حجۃ اللہ نے پھر ذکر کیا کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي سورہ مائدہ کی آیت پر آج پھر غور کرتے ہوئے ایک نئی بات معلوم ہوئی اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح سے یہ سوال ہوا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھکو اور میری ماں کو الٰہ بنا لو۔ تو وہ اپنی بریت کے لیے جواب دیتے ہیں کہ میں نے تو وہی تعلیم دی تھی جو تو نے مجھے دی تھی اور جب تک میں انہیں میں تھا میں انکا نگران تھا اور جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو اُنپر نگران تھا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں آئے تھے اور یہ سوال ہوا تھا قیامت میں تو اس کا یہ جواب نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ انکو تو یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ ہاں بیشک میرے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد انمیں شرک پھیل گیا تھا لیکن پھر دوبارہ جا کر تو میں نے صلیبوں کو توڑا فلاں کافر کو مارا اُسے ہلاک کیا اسے تباہ کیا نہ یہ کہ وہ یہ جواب دیتے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ اس جواب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کو ہرگز ہرگز خود دنیا میں نہیں آنا ہے اور یہ نص ہے ان کے عدم نزول پر۔

---

۱۴ اگست کی شام | حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ادائے نماز کے بعد جلوس فرما ہوئے اور فرمایا کہ چونکہ یہ کتاب نزول المسیح تمام مسائل کی جامع کتاب بنانی چاہتا ہوں اس لیے میرا ارادہ ہے کہ ہمارے چند احباب میری کتابوں کے مضامین کی ایک ایک فہرست بنا دیں تاکہ مجھے معلوم ہو جاوے کہ کون کون سے مضامین انمیں آچکے ہیں۔"

اس کے بعد ایڈیٹر الحکم نے الحکم کا وہ نمبر پیش کیا جو ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کا چھپا ہوا ہے اور جسمیں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک خط مولوی عبدالرحمٰن صاحب لکھوکے والے کے نام حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے ایما سے لکھا تھا اور جس میں یہ دعوی کیا گیا تھا کہ اگر تو حضرت اقدس کے برخلاف نام لے کر کوئی الہام مخالف پیش کرے گا تو ہلاک ہو جاوے گا۔ غرض وہ مضمون ناظرین الحکم پڑھ چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کی کہ مولوی محمد حسین صاحب کا ایک رسالہ آیا ہے جس میں چینیاں والی مسجد میں قیامت کے عنوان سے آپ نے ایک مضمون لکھا ہے۔ جو مولوی عبداللہ چکڑالوی کے خلاف ہے لکھتے لکھتے ایک مقام پر لکھتا ہے کہ ہم اسکو برادران قادیان کے ساتھ ملاتے ہیں یعنی کفر کا فتویٰ دیتے ہیں چنانچہ اس کے نیچے پھر کفر کا فتویٰ مرتب کیا ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے دریافت فرمایا کہ وجوہ کفر کیا ہیں۔

مولوی چکڑالوی کہتا ہے کہ حدیث کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ حدیث کا پڑھنا ایسا ہے جیسا کُتّے سو ہڈی کا چسکا ہو سکتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ قرآن کے لانے میں اس سے بڑھ کر نہیں جیسا کہ ایک چپراسی یا مذکوری کا درجہ پروانہ سرکاری لانے میں ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح نے فرمایا "ایسا کہنا کفر ہے" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی بے ادبی کرتا ہے۔ احادیث کو ایسی حقارت سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ کفار تو اپنے بتوں کے جنتر منتر کو یاد رکھتے ہیں تو کیا مسلمانوں نے اپنے رسول کی باتوں کو یاد نہ رکھا۔ قرآن شریف کے پہلے سمجھنے والے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور اسپر آپ عمل کرتے تھے اور دوسروں کو عمل کراتے تھے یہی سنت ہے اور اسی کو تعامل کہتے ہیں۔ اور بعد میں آئمہ نے نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ اُس سنت کو الفاظ میں لکھا اور جمع کیا اور اس کے متعلق تحقیقات اور چھان بین کی پس وہ حدیث ہوئی۔ دیکھو بخاری اور مسلم کو کیسی محنت کی ہے آخر انھوں نے اپنے باپ دادوں کے احوال تو نہیں لکھے بلکہ جہاں تک بس چلا صحت و صفائی کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال یعنی سنت کو جمع کیا۔ اور اکثر حدیثوں مثلاً بخاری کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں برکت اور نور ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی ہیں۔ مثلاً اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کی حدیث کیسی صاف ظاہر کرتی ہے کہ مسیح تم میں سے ہوگا۔ اور یہ عیسائیوں کا رد ہے کیونکہ عیسائی فخر کرتے تھے کہ عیسیٰ پھر آئے گا اور دین عیسوی کو بڑھائے گا لیکن آنحضرت نے سنایا کہ ہم نے اسکو آسمان پر دیگر فوت شدہ لوگوں میں دیکھا اور پھر فرمایا کہ جو آنے والا مسیح ہے وہ امامکم منکم ہوگا۔ غرض احادیث کے متعلق ایسا کلمہ نہیں بولنا چاہیے ہاں اس معاملہ میں غلو بھی نہیں کرنا چاہیے کہ اسکو قرآن اور تعامل سے بڑھ کر سمجھا جاوے۔ بلکہ جو کچھ قرآن اور سنت کے مطابق حدیث میں ہو اسکو ماننا چاہیے۔ کیونکہ جب حدیث کی کتابیں نہ تھیں تب بھی لوگ نمازیں پڑھتے تھے اور تمام شعائر اسلام بجا لاتے تھے پس قرآن شریف کے بعد تعامل یعنی سنت ہے اور پھر حدیث ہے جو اُن کے مطابق ہو۔

مولوی محمد حسین نے پہلے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں ایسا ہی ظاہر کیا تھا کہ جو لوگ خدا سے وحی اور الہام پاتے ہیں وہ اپنے طور پر براہ راست احادیث کی صحت کر لیتے ہیں بعض وقت قواعد علم حدیث کی رو سے ایک حدیث موضوع ہوتی ہے اور ان کے نزدیک صحیح اور ایک حدیث صحیح قرار دی ہوئی ان کے نزدیک موضوع۔ غرض بات یہ ہے کہ قرآن اور سنت اور حدیث تین مختلف چیزیں ہیں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے اپنا پرانا خواب مولوی محمد حسین صاحب کے متعلق بیان فرمایا جو کہ کتاب سراج منیر کے آخر میں درج ہے اور فرمایا کہ یہ بات ۹۴ء یا ۹۵ء کی ہے جب ہمنے یہ رویا دیکھا تھا کہ ہمنے جماعت کرائی ہے اور نماز عصر کا وقت ہے اور ہمنے قرأت پہلے بلند آواز سے کی ہے پھر ہمکو یاد آیا۔ اور اس کے بعد ہمنے محمد حسین سے کہا کہ ہم خدا کے سامنے جائیں گے ہم چاہتے ہیں کہ بات میں صفائی ہو اگر ہمنے آپ کے متعلق کچھ سخت الفاظ کہے ہوں تو آپ معاف کر دیں اُسنے کہا میں معاف کرتا ہوں پھر ہمنے کہا کہ ہم بھی معاف کرتے ہیں پھر ہمنے دعوت کی اور اس نے عذر خفیف کے ساتھ

اس دعوت کو قبول کر لیا۔ اور ایک شخص سلطان بیگ نام چبوترہ پر قریب الموت تھا اور ہم نے کہا کہ ایسا ہی مقدر تھا کہ اس کے مرنے کے وقت یہ واقعہ ہو اور ایسا ہی مقدر تھا کہ بہار الدین کے مرنے کے وقت یہ بات ہو۔

اس خواب کے بعد فرمایا کہ واللہ اعلم بالصواب۔ خواب میں تعینات شخصیہ ضروری نہیں۔

پھر حضرت اقدس نے مولوی محمد حسین صاحب کے اُن دنوں کی حالت کا ذکر کیا جب وہ بات بات میں خاکساری دکھاتے اور قدم قدم پر اخلاص رکھتے تھے اور جوتے اُٹھا کر جھاڑ کر آگے رکھتے تھے اور وضو کراتے تھے اور کہتے تھے کہ میں مولویت کو نہیں چاہتا مجھے اجازت دو تو میں قادیان میں آ رہوں۔ اور فرمایا کہ کسی وقت کا اخلاص اور خدمت انسان کے کام آجاتی ہے شاید اُن وقتوں کا اخلاص ہی ہو جو بالآخر مولوی محمد حسین صاحب کو اس سلسلہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق دے۔ کیونکہ وہ بہت ٹھوکریں کھا چکے ہیں اور آخر دیکھ چکے ہیں خدا کے کاموں میں کوئی حارج نہیں ہو سکتا اور ایسا ہی اجتہادی طور پر ہمیں بعض لوگوں پر بھی یہ حسن ظن ہے کہ وہ کسی وقت رجوع کریں کیونکہ ایک دفعہ الہام ہوا تھا کہ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ وسوسہ پڑ گیا ہے پر مٹی نطیفہ ہے۔ وسوسہ نہیں رہیگا مٹی رہے گی۔

اس کے بعد چند مختلف باتیں ہو کر نماز عشا ادا کی گئی۔

*

۱۳ کی شام | نماز مغرب کے بعد حضرت اقدس نے کلی کی تجویز کی تکمیل کے لیے فرمایا کہ بہت ہی بہتر ہو کہ اگر مخالفین کی کتابیں جمع کر کے اُن کے اہم اعتراضات کو یکجا کر لیا جاوے تاکہ انکا جواب بھی ہماری اس کتاب میں آجاوے اور یہ کتاب تمام مسائل کی جامع ہو جاوے۔

اس کے بعد مولوی عبد الکریم صاحب نے اس چٹھی کے مضمون کا تتمہ پڑھ کر سنایا جو امریکہ کے مشہور کاذب مفتری الیاس ڈاکٹر ڈوئی کے نام مقابلہ کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس تتمہ کا خلاصہ یہ ہے۔ حضرت اقدس نے اُسمیں لکھا ہے کہ صادق اور کاذب کی شناخت کا معیار وہ امر کبھی نہیں ہو سکتا جو مختلف قوموں میں بطور امر مشترک ہو۔ مثلاً سلب امراض کا طریق ہے جیسے ڈاکٹر ڈوئی اپنے اخبار میں لاف زنی کیا کرتا ہے کہ فلاں شخص اچھا ہو گیا اور فلاں نے صحت پائی یہ طریق اس قسم کا ہے کہ اسکے لیے ریتبار اور متقی ہونیکی بھی ضرورۃ نہیں چہ جائیکہ یہ کسی کے مامور ہونے پر گواہ ہو سکے کیونکہ سلب امراض کا طریق ہندوؤں۔ یہودیوں عیسائیوں میں بھی پایا جاتا ہے اور مسلمانوں میں بھی بعض لوگ اس قسم کے پائے جاتے ہیں حضرت مسیح جب سلب امراض کے معجزات دکھلاتے تھے اسوقت بعض یہودی بھی اس قسم کے کام کرتے تھے اور ایک تالاب بھی ایسا تھا جسمیں غسل کرنے سے بعض مریض اچھے ہو جاتے تھے غرض حضرت حجۃ اللہ نے پہلے اسمیں یہ ظاہر کیا کہ جو امر مختلف قوموں میں مشترک ہے اور جسکے لیے نیک و بد کی کوئی تمیز نہیں صادق اور کاذب کی شناخت کا معیار نہیں ہو سکتا۔ پھر اس امر پر بحث کی ہے کہ اسکی ایک صورت ہے کہ کچھ بیمار لیکر بطور قرعہ اندازی صادق اور کاذب کو تقسیم کر دیے جاویں ایسی صورت میں صادق کے حصہ کے مریض مقابلہ کاذب زیادہ اچھے ہونگے۔ اس امر کے بیان میں یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ اس طریق کو اپنے ملک میں اپنے مخالفوں کے سامنے پہلے پیش کیا ہے مگر کوئی مقابلہ کیلیے نہ آیا۔

پھر حضرت اقدس نے ڈوئی کی اس تحدی پر بحث کی ہے جو اُسنے اپنے مخالفوں کے لیے کی ہے کہ میرے مخالف ہلاک ہو جائیں گے خصوصاً مسلمان حضرت حجۃ نے بڑے پر زور اور پُر شوکت الفاظ میں لکھا ہے کہ کل مسلمانوں کو ہلاک کرنیکی کوئی ضرورت نہیں اور علاوہ ازیں یہ امر مشکوک ہو سکتا ہے اسکو یہ کہنے کی گنجایش ہے کہ مسلمان ہلاک تو ہو ہی جاتے مگر بچاس یا ساٹھ سال کے اندر اور وہ خود بھی ہلاک ہو جائیگا پھر کون اس کو دیکھنے والا ہو اسلیے بہتر ہے کہ سارے مسلمانوں کو چھوڑ کر میرے مقابل آئے اور میں عیسائیوں کے خود ساختہ خدا کی نسبت تمام مسلمانوں سے زیادہ کراہت اور نفرت رکھتا ہوں یہانتک کہ اگر کل مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ میں رکھدیجاوے اور میری نفرت ایکطرف تو میرا پلہ اس سے بھاری ہوگا اور میں ایسے شخص کو جو عورت کے پیٹ سے نکل کر خدا ہونیکا دعوی کرے بہت ہی بڑا گنہگار اور ناپاک انسان سمجھتا ہوں مگر ہاں میرا یہ مذہب ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اس الزام سے پاک ہے اُسنے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا میں اُسے اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اگرچہ خدا تعالیٰ کا فضل مجھ پر اس سے بہت زیادہ ہے اور وہ کام جو میرے سپرد کیا گیا ہے اُس کے کام سے بہت ہی بڑھ کر ہے تاہم میں اسکو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اور میں نے اُسے بار ہا دیکھا ہے ایکبار میں نے اور مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔ اسلیے میں اور وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ غرض اسطرح پر حضرت حجۃ اللہ نے بلحاظ اپنے کام اور ماموریت کے اور خدا تعالیٰ کے اُن فضلوں اور احسانوں کے جو حضرت مسیح موعود کے شامل حال ہیں تحدیث بالنعمۃ اور تبلیغ کیطور پر ذکر فرمایا اور یہاں تک کہا۔ کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے

ان امور کے پیش کرنے کے بعد آپنے پھر پُر شوکت تحدی کے ساتھ اسکو مقابلہ کے لیے دعوۃ کی ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو اُسے چاہیے میرے مقابلہ میں نکلے اور یہ دعا کرے کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے وہ صادق کے سامنے ہلاک ہو۔ یہ خلاصہ ہے اُس تتمہ کا جو ہمنے اپنے طور پر لکھا ہے اصل چٹھی ستمبر کے اخیر تک انشاء اللہ شائع ہو سکے گی۔

آج کی ڈائری میں ایک امر ہمنے فرد گذاشت کیا تھا اُسے یہاں درج کر دینا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے حضرت صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد کے ایک کبوتر کو بلی نے پکڑا جو ذبح کر لیا گیا فرمایا کہ اسوقت میرے دل میں تحریک ہوئی کہ گویا عیسائیوں کے خدا کو ہمنے ذبح کر کے کھا لیا ہے۔ پھر فرمایا کہ انگریز بھی کبوتر کا شوق کرتے ہیں اور بنی اسرائیل کی قربانیوں میں بھی شاید اسکا تذکرہ ہے بہرحال کبوتر ہمیشہ کھائے جاتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ عیسائیوں کے خدا ذبح ہوتے ہیں کیا یہ بھی کفارہ تو

مولوی غازی کے قصیدہ پر ایک سرسری نظر

الا اے غازئی نادان کجا راہ صفا بینی
چو چشم دل سے داری کجا نور و ضیا بینی
اگر عوعو کنی برمہ نہ کاہد نور آن ہر گز
کہ نور این مہ تابان ز ذات کبریا بینی
اگر تف بر چراغ حق زنی از جہل و نادانی
تو روئے خویش را سوزی و جانرا در بلا بینی
اگر چشم دلت را وا کنی ای دشمن نادان
بروئے احمد مرسل مگر نور خدا بینی
مہ چار[*] و دہم یعنی جناب میرزائی ما
ز حق مامور و مرسل در لباس انبیا بینی
ستادہ بہر تصدیقش زمین و آسمان را بین
مہ و مہر درخشان را اگر از چشم حیا بینی
چہا آیات حق از بہر تصدیق مسیح ما
بہر دم از خدا روشن ز ارض و ہم سما بینی
زمین الوقت میگوید ندا از آسمان آید
نہان در آستین او مگر دست خدا بینی
بنی وقت و سالار جہان باشد امام ... ما
ہمین آن احمد مرسل امام اولیا بینی
سمی حضرت احمد سپہدار مسلمانان
ہمہ زیب بر پاکش لباس اجتبا بینی
چنین دعویٰ ما باشد نہ از طور سخن دانی
شہادات سماوی را نشانہای خدا بینی
برون از حصر آیات خداوندی ہمی باشد
کہ مثل در تابانش بتاج اصطفا بینی
ز نور حق چو بودی بے خبر ای غازئی نادان
خور روشن کجا ہرگز ازین جہل و عما بینی
بزن ای مادح نادان ز حال پیر خود لافے
پشیمان و نگونسارش بہ پیش حق چرا بینی
کہ با این شوخی و شیخی چہ کار از وے پدید آمد
سیہ شد دفتر پیری چو کارش افترا بینی
کجا این پیری و شیخی و این وزدی بکار آید
بزودی پیش حق نادم و را اے بیحیا بینی
نباشد ہمت مردان بدزدیدن سخن گفتن
نہ این تزویر و افسون را بہ پیش حق بقا بینی
چو از تیغ براہین و ز اعجاز مسیح ... ما
سر آن صوفی دانا فتادہ در بلا ... بینی
باین تزویر و دزدی کے بری خواہد شدن از ما
چو راز دفتر دزدی بہ پیش خلق وا بینی
ز استیصال فیضی از جناب حق نمی ترسی
بزیر خاک لاشش او ز آہ میرزا بینی
ز کار فیضی نادان بہ پیری آفتے آمد
چو ان دزدان پیر خود را در جہان گمنام می بینی
نہ فیضی پیش مہدی در مقابل ہم برون آمد
مگر از کور چشمی حرف زن بر با وفا بینی
ازین بر حسب فرمان خدا شد از جہان بیرون
کہ تا تائید حق از بہر مہدی برملا ... بینی
ز فیضی فضلۂ باطل بدست خواجہ ہم آمد
بلاف محض بہر خود و را مشکل کشا ... بینی
مگر این مردۂ فیضی بہ گوئے بد ہویدا شد
ازان مردود چشتی را بمیدان وغا بینی
فلک گریان براحوالش زمین نفرین کنان گردد
ملک لعنت کنان بر روئے آن مرد کبریا بینی
مقدر این پئے مہر علی از عالم بالا
الا اے منکر نادان نشان میرزا بینی
ز آہ سرد ابدالان ترا باید حذر کردن
خصوصاً دست پاک میرزا چون بدعا بینی
چو احمد تاک السما گفتا و سیحا سیف الم
سر پیر فسو گر زمین فتادہ زیر پا بینی
نمی خواہم کہ اینجا از کمالش پردہ بردارم
کمال علم او ظاہر بزودی برملا بینی
جری اللہ بمعنائی رسول حق عیان گردد
عیان فضل و کمال پیر جاہل در دنا بینی
نظر بر منطق آن پیر دانا کن تو اے غازی
چو صغری نیز کبری در کتاب پر جفا بینی
چو از نیب مصفا از جہالت نیستی آگاہ
ازان عیر بار حد اوسط از عما بینی
چرا اے مہر شہ ناحق کشیدی زحمت و رنجے
چو کار و بار خود ظاہر تو کذب و افترا بینی
چہا از قدرت ایزد مگر بر روئے کار آید
کہ عیب چشتیائی را بہ بالائی قبا بینی
ہمی بینی کہ سیف چشتیائے عیب تو باشد
لباسے از ندامت در بر خود از ابا بینی
نہ خندد گلشن امید تو اے منکر نادان
ز بار غم چو پشت شیخی خود را دو تا بینی
ہمی بینی کہ بر آرد نہال باغ احمد چون
لباس ز عفران در روضہ ہم باد صبا بینی
ہمی بینی کہ نور الدین و دیگر عاشقان او
خرامان بر لب کوثر بصد نور و ضیا بینی
تفاخر مر ترا باید نہ کردن بر سر غازی
کہ غازی کے بکار آید چو قہر کبریا بینی
عذاب ایزدی آید بری از تو شود غازی
کند نفرین نہ پس او را مگر نغمہ سرا بینی
تکلف میکند غازی بتعریف تو ای نادان
ازان خود را با ستکبار و نخوت مبتلا بینی
ہمہ لاف و گزاف تو بود بازیچۂ طفلان
لباس خویشتن ہر دم ہمہ کبر و ریا بینی
ز ذات ایزدت ہر گز ترا شرمی نمی آید
بتائید مسیحا چون تو دست ذوالعلا بینی
ز اعجاز فصاحت چون رسیدی از سخن سازی
بہ نیرنگی چو پیران باز خود را در قبا بینی
نشان آسمانی مہر و ماہ و انجم تابان
درین امصار از ہر سو ز طاعون و وبا بینی
چرا تکذیب آیات خدا سازی تو ای نادان
چو مہدی را ز آیاتش بطرز انبیا بینی
تدبر در دلائل کن بہ بین سوئی مسیح ما
کہ تا او را بصد عزت امام اصفیا بینی
دگر نہ تا تقاضائے آسمانی انتظاری کن
کہ خود را نیز داخل در گروہ اشقیا بینی

خاکسار عبد اللہ کشمیری احمدی ساکن قادیان

[*] یہ اس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام نے پیر گولڑوی کی نسبت اعجاز المسیح میں فرمائی تھی ۱۲ -

خلافت راشدہ

جس کتاب کا ڈھائی سال سے انتظار کیا جاتا تھا۔ اب بالکل طیار ہو کر شائع ہو گئی ہے اس کے مضامین کے متعلق ہمکو کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں خود مصنف کا نام ہی اس کی عمدگی کی کافی دلیل ہے۔ قیمت مجلد علاوہ محصولڈاک ۱۲ مع محصولڈاک و خرچ وی پی ۱۳ درخواستیں دفتر الحکم قادیان میں آنی چاہئیں کوئی ڈیڑھ سو کے قریب جلدیں باقی ہیں

ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

ہذا شئی عجیب

(حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے جو خطبہ ۸ر اگست کو پڑھا اس کا مضمون مندرجہ بالا عنوان پر تھا)

[illegible] تعالیٰ کی ہمیشہ سے سنت مستمرہ اسیطرح رہی [illegible] کوئی شخص اس کی طرف سے مامور و مرسل ہو کر [illegible] ہے تو نا عاقبت اندیش کم فہم قوم نے اس [illegible] تکذیب کی اور وہ تکذیب یہی بیان کی ہے . . . ہذا شئی عجیب مین اپنی [illegible] کے ابتدائی حصے اور وقتون مین جب [illegible] آن شریف کی اس آیت یا اس قسم کی اور [illegible] کو پڑھا کرتا جن مین یہ بیان ہے کہ کفار نے کہا کہ یہ رسول تو ہماری طرح کا ایک بشر ہے جو بازارون مین چلتا پھرتا ہے اور کھانا بھی کھاتا ہے غرض تمام حوائج بشری رکھتا ہی [illegible] ہماری جنس کا آدمی ہے ہم اس پر کیون ایمان [illegible] - جب مین ان آیتون کو پڑھتا تو مجھے [illegible] ہوتا تھا کہ وہ احمق کیا تصور کئے بیٹھے تھے [illegible] جنس کے آدمی کو رسول ماننے مین کیا [illegible] [illegible] کیا عاذ نادہ ندیکھتے تھے کہ قبلہ مین جو [illegible] اور مقبول ہوتا ہے وہ ان ہی کی [illegible] کا ہوتا ہے بڑا نامی گرامی صاحب سطوت [illegible] اسی جنس سے ہوتا ہے یہ کبھی انھون نے [illegible] دیکھا تھا کہ کسی بستی پر شیر حکمران ہوا ہو یا سوق عکاظ یا مجنہ مین کوئی بھیڑیا قصیدہ کہہ لایا ہو جو سب سے بڑھکر فصیح بلیغ تسلیم کر لیا گیا ہو اور امرؤ القیس اور پہلے معلقات سے [illegible] عکریا نا گیا ہو۔ پھر وہ کیا بات تھی کہ جب ان [illegible] سے ایک شخص نے کہا کہ مین بت پرستی [illegible] نجات دینے کے لئے آیا ہون [illegible] سچی [illegible] ت اور سکھ قوم کو دینے آیا ہون تو یہ بات کیون ان کو کھا گئی۔ اور وہ تکذیب [illegible] انکار پر اتر آئے بلکہ اس سے بھی بڑھکر رسائی اور قتل تک کے منصوبے کرنے [illegible] یہ راز سربستہ مجھ پر نہین کھلا تھا۔

مین ہمیشہ اس امر پر غور کرتا رہا۔ قرآن شریف کی سچائی اور عظمت پر تو میرا بچپن کا دماغ بھی کبھی تعجب اور شک نکرتا تھا اور اس وقت بھی میرا ایمان تھا کہ جو کچھ قرآن شریف مین درج ہے بالکل سچ ہے مگر اس قسم کی کھوپڑیکے انسانون کا وجود مجھے ناممکن معلوم ہوتا تھا جو اپنی نوع اور جنس کے رسول کے مکذب ہوتے محض اسی بنا کر کہ وہ ان کی نوع کا ہے لیکن آج اس عمر مین اس وقت مین نے اپنے کانون سے اس آواز کو سنا۔ اور آنکھون سے دیکھا کہ خدا کے مرسل اور مامور نے جب اپنا پیغام ان لوگونکو پہنچایا کہ مین خدا کی طرف سے مامور ہو کر اصلاح قوم کے آیا ہون تو وہی آواز اس کی نسبت سننے مین آئی اور پھر سارا تعجب جاتا رہا۔

آج بھی وہ بھی کہتے ہین جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا پر کہا گیا تھا کہ کیون یہ قرآن دو بڑے شہرون کے نمبردارون پر نازل نہین ہوا آج بھی یہی کہتے ہین کہ کیا مہبط وحی قادیان ہی رہ گیا تھا۔ قرآن شریف مین جو یہ امور درج ہین یہ صرف

عبرت کے لئے

ہین قرآن مین جو اللہ تعالےٰ نے ان امور کو محفوظ رکھا یہ اس لئے تھا کہ آئندہ جب کبھی کوئی مامور اور مرسل خدا کی طرف سے آئے تو ایسا احمقانہ اعتراض نکیا جاوے تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہین کیا یہ خدا کی رحمت کے تقسیم کنندہ ہین کہ وہ ان کی مرضی سے اللہ تعالیٰ اکسیکو منتخب کرے۔ خدا تعالےٰ کے حضور یہ کبھی نہیں ہوتا۔ بلکہ جو دولتمند یا معزز و مکرم بنا ہی تو ہماری تقدیر اور منشاء سے بنا ہے اسیطرح پر اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

دیکھو کوئی تم مین سے اپنی امانت کی چیز رکھنا چاہے تو وہ پہلے تجربہ کرتا ہے کہ کہین وہ شخص جسکے پاس امانت رکھی جاتی ہے خائن نہو ایسا نہو کہ کل کو لیکر منکر ہو جاوے کیونکہ امانت کے گواہ تو مقرر نہیں کئے جاتے۔ جب انسان اپنے محل امانت کو اچھی طرح جانچ لیتا ہے تو کیا خدا تعالےٰ اپنی گر [illegible] قدر امانت رسالت کیلئے جانچ نہین کرتا؟ اسکا جواب یہی ہے

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

غرض یہ ہے کہ جو اعتراض اسوقت کیا جاتا تھا آج بھی کیا جاتا ہے کہ کیا قادیان مین یہی رہ گئے تھے کہ مسیح موعود ہوتے۔ یہ حق تھا نذیر حسین کا یا فلان کا مین کہتا ہون اگر ان کا حق تھا تو پھر یہ کیون نہ بنے خدا تعالےٰ نے تو اپنے فعل سے ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ یہ ہرگز ہرگز اس پاک مسند کے وارث نہ تھے جو انبیاء علیہ السلام کی مسند ہی جو نبی کریم صلعم کی مسند ہے۔ یہی اعتراض روافض کا ہے کہ حضرت علی رض کا حق خلافت تھا مین کہتا ہون کہ تمہارے نزدیک یا خدا کے نزدیک۔ اگر خدا کے نزدیک حضرة علی کا حق تھا تو پھر کیا [illegible] حضرت عائشہ اور ابوبکر جیت گئے اور خدا معاذ اللہ ناکامیاب ہوا۔ نہیں نہین خدا تعالیٰ ہی غالب ہے ہم اس خدا کو مانتے ہین جو فعال لما یرید ہے جو سخت قوت زور اور سطوت سے [illegible] کر لینے والا ہے جسکا وہ ارادہ کرتا ہے وہ علی کل شئی قدیر ہے۔ اسکا یہی ارادہ تھا اور [illegible] یہی حق تھا جو ظاہر ہوا [illegible]

[illegible] ہے۔ کوئی چیز خدا کی منشاء مشیت تامہ نافذہ نفاذہ کی راہ مین روک نہیں ہو سکتی۔ اسیطرح پر یہ رافضیانہ اور احمقانہ اعتراض ہے ان لوگون کا جو کہتے ہین کہ مرزا غلام احمد کیون مسیح موعود بنے؟

وہ تو خدا کے اپنے ہاتھ سے معطر ہو کر مسیح موعود بنگیا اب تم سب تمہارے اگلے پچھلے ناک رگڑ کر یا ہاتھ جوڑ کر اپنی تجویزون اور انتخاب سے کسی ایک کو مسیح موعود بنالو جسکو تم اس عہدہ کا اپنے خیال مین حق دار سمجھتے ہو پھر دیکھو کہ فعال لما یرید غیرتمند خدا کیا فیصلہ کرتا ہے اسوقت تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ وہ جس نے ایک گمنام گاؤن کی کوٹھری مین اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ گذارا ہے اور جو

اب خدا تعالیٰ کے انتخاب کے موافق مسیح موعود ٹھہرایا گیا ہے وہی حق ہے مگر یہ کس قدر ظلم اور اندھیر ہے کہ تم اپنا کوئی انتخاب پیش نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کے انتخاب پر اعتراض کرتے ہو۔ اور کہتے ہو ان ہذا لشئی عجیب۔

درحقیقت اسیطرح پر مادی دنیا کے فرزند کیا کرتے ہین جب ہمارے سید و مولا امام المتقین سرور عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عجیب بیکس و بیکس و بے سامان ظاہری حشمت و شوکت و دولت رکھنے والا انسان تھا اور چالیس برس تک غار حرا مین رہا نہ دنیا کی سوسائیٹی کی خرخشون مین شریک ہوا اور نہ اُن سے آگاہ غار سے نکلتے ہی بولا

اقرأ باسم ربک الذی خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم

یعنی اپنے خالق رب کے نام کی تبلیغ دنیا مین کر وہ خالق جس نے علق سے الانسان بنایا۔ ہان پڑھ اور تبلیغ کر اور خوف نکر اور تیرا رب اکرم ہے تو بھی اکرم ہوجاوے گا اور جب خدا نے یہ کہا کہ قل

یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

یعنی مین تمام دنیا کے لئے رسول ہوکر آیا ہون تمام زمین میرے پاؤن کی جوتی ہوگی خدا وہ خدا ہے جو جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے دیدیتا ہے یہ اور اس قسم کی دوسری پیشگوئیان دیکھ کر مادی عقلون پر قیاس کرنیوالے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور کبھی ان پیشگوئیون کو دیکھتے تو ان کو تعجب ہوتا یہی حال اس وقت ہو رہا ہے۔ وہ جب خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود کے منہ سے خدا تعالیٰ کے ان عظیم الشان وعدون کو سنتے ہین تو تعجب کرتے ہین اور کہتے ہین

ان ہذا لشئ عجیب

مگر کیسے مبارک ہین وہ لوگ جنکو اللہ تعالیٰ نے تعجب مین نہین ڈالا۔ انھون نے خدا کے مامور کی آواز سنی اور بڑھکر لبیک کہا اور قبول کیا کہ تو مسیح موعود ہے اور سنت اللہ کے موافق اپنے وقت پر رسولون کی چادر مین ان کے قدم پر آیا پس مبارک ہو اس قوم کو کہ خدا کی سعادت نے ان کا ساتھ دیا۔ اللہ مجھکو اور ان تمام کو جنہون نے اس مرسل و مامور جری اللہ فی حلل الانبیاء کو شناخت کیا اس عہد پر قائم رکھے جو انھون نے خدا کے مرسل کے ہاتھ پر کیا ہے اور ان تمام ٹھوکرون اور ابتلاؤن سے بچائے جو اس راہ مین آجایا کرتی ہین تاکہ ہم **شہداء علی الناس** ہون اسیطرح جیسے یہ رسول ہم پر شاہد ہے اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق کے بدون نہین ہوتا +

میرا ایمان ہے اور مین علی وجہ البصیرۃ کہتا ہون کہ یہ امام جماعت کے بدون رہ نہین سکتا۔ یہ رسالت موزون ہوئی جماعت کے لئے اسی لئے تو **جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ** اللہ تعالیٰ نے اس سے وعدہ کیا جو بجائے خود چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سچے متبعین کی ایک جماعت اس کو دیگا + اس لئے اسکا کوئی غم نہین کہ جماعت ہوگی یا نہ ہوگی جماعت ضرور ہوگی مگر غم یہ ہے کہ خدا نکرے کہ ایسی جماعت مین ہم نہ ہون۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو سابقون مین داخل ہونے کی توفیق دی ہے ایسی حالت مین کہ **سلامتی اور امن کا شہزادہ** گمنامی کے تاریک گوشہ مین بیٹھا ہوا تھا۔ اب جبکہ سورج چڑھ گیا ہے ایسا نہو کہ ہم کوئی ٹھوکر کھائین خدا تعالیٰ غیور خدا ہے وہ کسی شوخی پر عملون کو حبط کر دیتا ہے پس ایسا ہو کہ تم سے کوئی شوخی سرزد نہو۔ تم زیادہ خدا کے حضور شرمندہ ہو کہ اس نے تم پر ایسا فضل کیا ہے کہ مسیح موعود کا تمہین شناسا بنا دیا ہے۔ خدا ایسا ہی کرے کہ تم مین شعائر اللہ کی عزت اور غیرت پیدا ہو ہو تم نمازون کو قائم کرنے والے زکوتین دینے والے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو جاؤ تا خدا تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہو

والعاقبۃ عند ربک للمتقین

گورنمنٹ کے پنشن یافتہ افسرونکی تقرری دیسی ریاستون مین

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم! افسوس صد افسوس اور ہزار افسوس کا مقام ہے کہ ہماری ریاستون کی ایسی حالت خراب ہوگئی ہے کہ جس پہلو سے دیکھتا ہون خرابی ہی خرابی نظر آتی ہے اب مین آپ ہی سے پوچھتا ہون کہ یہ خرابی کیا کم ہے کہ گورنمنٹ کے پنشن یافتہ افسر دیسی ریاستون مین جا کر بڑے بڑے عہدون پر سرفراز ہو جاتے ہین کیا جو سرکاری نوکری کے لائق نہیں ہوتے وہ کیا بچارے دیسی ریاستون کے ہی قسمت مین ٹھونکے جانے کے لئے ہین! اُن کو اب چاہئے کہ آرام و چین سے گھر بیٹھین اور اللہ کی یاد اور پرمیشر کے دھیان مین اپنے آخری دن گذارین +

پنشن کیسے آدمیون کو ملتی ہے؟ اُن کو جو بوجہ کبیرسنی کے یا اور کسی وجہ سے کام کے لائق نہین رہتے یہ نہین کہ ایک مقررہ وقت تک کام کر لینے کے بعد۔ کیونکہ اگر کوئی شخص وقت مقررہ تک کام کر بھی چکا ہو تو اگر وہ کام کرنے کے لائق ہے تو اُس کو اکسٹنشن بھی ملتا ہے اس سے صاف ہوتا ہے کہ جبتک دیکھ لیا جاتا ہے کہ اب اس بچارے کے آرام کرنے کا زمانہ ہے تو پنشن ملتی ہے گورنمنٹ کچھ ایسی بیوقوف نہین کہ باوجود کام کے لائق رہنے کے پنشن دیدے۔ اور ایک تجربہ کار کی جگہ پر کسی ناتجربہ کار کو سرفراز کرے اور وہ شخص خود بھی جو ابھی کارگذاری کے لائق ہے پنشن لینا قبول نہ کرے گا کیونکہ جبتک دیکھتا ہے کہ ہم گورنمنٹ کو اپنے وجود سے فایدہ پہنچا سکتے ہین تو وہ کیون اس سے باز رہیگا پنشن یافتہ حضرات جو دیسی ریاستون مین تقرری کے لئے کوشش کرتے ہین تو وہ بچارے بھی مجبور ہین۔ اُن کے دوست واقربا ان کو یہ کہکر ضرور مجبور کرتے ہونگے کہ دیسی ریاستون مین تو گورنمنٹ کے پنشن یافتہ بحال ہوتے ہین تم کوشش کیون نہیں کرتے آخر وہ بچارے بھی کہنے سننے سے اور دیکھا دیکھی درخواست دے

بیعت کا کالم

بابو [illegible] مسعود صاحب راجپور بنگال
میاں [illegible] الرحیم صاحب ملازم ڈاکٹر عبداللہ
صاحب [illegible] اسسٹنٹ سرجن جیل سنگھبہ
میاں عبداللہ خانصاحب نمبردار رسول پور
رکھ برانچ لائل پور
میاں میر قاسم علی صاحب طالبعلم ہائی کلاس امرتسر
بابو [illegible] خانصاحب نوشہرہ
مسماۃ [illegible] صاحبہ زوجہ محمد کلال بستی رندان
ڈیرہ غازیخان مانہ
میاں احمد صاحب 〃
بابو محمد فیروزالدین صاحب سب مرمنٹ دی
انسپکٹر یوگنڈا ریلوے ملک افریقہ
میاں محمود خانصاحب بستی رندان غازیخان
میاں [illegible] ام حسین صاحب 〃 〃 〃
مسماۃ [illegible] نوائی صاحبہ زوجہ
میاں غلام حسین صاحب 〃 〃 〃
میاں خدابخش صاحب نبیرہ 〃 〃 〃
میاں غلام حسین صاحب 〃 〃 〃
مسماۃ سہائی صاحبہ نبیرہ
میاں غلام حسین صاحب 〃 〃 〃
مسماۃ [illegible] صاحبہ زوجہ فضل محمد صاحب 〃 〃
میاں خدابخش صاحب 〃 〃
میاں کالو خان صاحب 〃 〃 〃
میاں اللہ دتا صاحب 〃 〃
میاں محمد یار صاحب 〃 〃
میاں [illegible] صاحب 〃 〃
میاں [illegible] خانصاحب 〃 〃
میاں نور [illegible] صاحب 〃 〃
میاں خدابخش صاحب 〃 〃
مسماۃ نکی صاحبہ زوجہ میاں سوصاحب 〃 〃
مسماۃ بختاور 〃 زوجہ احمد علی صاحب 〃 〃
میاں [illegible] خانصاحب 〃 〃 〃
میاں [illegible] بخش صاحب برادرزادہ میاں 〃 〃
[illegible] خانصاحب 〃 〃
میاں لنگر خانصاحب 〃 〃

میاں خان محمد صاحب بستی رندان غازیخان
مسماۃ فاطمہ زوجہ صاحب خان 〃 〃
میاں محمد یار صاحب اللہ یار صاحب 〃 〃
میاں الٰہی بخش صاحب و احمد یار صاحب 〃 〃
مسماۃ عزت صاحبہ 〃 〃
میاں الٰہی بخش صاحب و علی محمد صاحب 〃 〃
میاں یوسف صاحب و میاں موسیٰ صاحب 〃 〃
میاں محمد علی صاحب و میاں احمد علی صاحب 〃 〃
میاں قادر بخش صاحب و میاں عبدالقدوس 〃 〃
مسماۃ زینب صاحبہ و مسماۃ جنت صاحبہ 〃 〃
میاں پیر محمد صاحب و میر محمد صاحب 〃 〃
میاں اللہ بخش صاحب و میاں اللہ دتا صاحب 〃 〃
میاں الٰہی بخش صاحب و میاں اللہ دتا صاحب 〃 〃
میاں رحیم بخش صاحب و میاں اللہ بخش صاحب 〃 〃
مسماۃ بخت بھری صاحبہ زوجہ میاں رحیم بخش صاحب 〃 〃
میاں عیسیٰ صاحب و مسماۃ فاطمہ صاحبہ 〃 〃
مسماۃ جنت صاحبہ و میاں مہر صاحب 〃 〃 〃
میاں عیسیٰ صاحب و میاں موسیٰ صاحب 〃 〃
میاں عمر صاحب و میاں احمد دین صاحب 〃 〃
میاں قادر بخش صاحب و میاں فتح محمد صاحب 〃 〃
مسماۃ چنن صاحبہ و مسماۃ مریم صاحبہ 〃 〃
مسماۃ عائشہ صاحبہ و مسماۃ راستی صاحبہ 〃 〃
مسماۃ بخت سوائی صاحبہ و مسماۃ جیون صاحبہ 〃 〃
میاں عمر خان صاحب و میاں احمد علی صاحب 〃 〃
میاں اللہ دتا صاحب و مسماۃ چندان صاحبہ 〃 〃
مسماۃ کھراوان زوجہ عمر خانصاحب 〃 〃
مسماۃ عزت صاحبہ و میاں اللہ دتا صاحب 〃 〃
میاں عبدالرحمٰن صاحب و میاں قادر بخش صاحب 〃 〃
مسماۃ راستی صاحبہ 〃 〃
میاں حسین صاحب 〃 〃
میاں حسین صاحب چاہ جوگی والہ 〃
میاں ولی محمد صاحب 〃 〃
میاں بہادر صاحب 〃 〃
میاں اللہ بخش صاحب چاہ بیروان 〃
مسماۃ بختاور صاحبہ زوجہ محمد دین میرک منٹگمری
مسماۃ زینب بی بی صاحبہ ہمشیرہ محمد دین 〃 〃
〃 ہاجرہ بی بی 〃 〃 〃
میاں نور الحق صاحب و میاں سراج الحق صاحب
و فیض الحق صاحب و میاں گل محمد صاحب 〃
بابو محمد علی خان اسسٹنٹ سرجن ہاسپٹل یوگنڈا

ریلوے روبی واقعہ ملک افریقہ
میاں محمد مصطفیٰ صاحب کالسنہ ریاست پٹیالہ نزد نابھہ
میاں محمد بخش صاحب سنور 〃
میاں قدرت صاحب 〃
میاں عطا محمد خانصاحب پولٹیکل ایجنٹ گلگت
میاں محمد نجیب خانصاحب نائب تحصیلدار ڈھونا گلگی [illegible]
میاں حافظ فتح محمد صاحب تلوکہ ضلع شاہ پور
میاں ریحان و میاں مہد یخان 〃 〃
میاں وینہ و میاں پہتان صاحب 〃 〃
میاں امام صاحب و میاں خانصاحب 〃 〃
میاں قائم و میاں تکہ حجام و میاں 〃 〃
خدابخش حجام صاحبان 〃 〃
مسماۃ رحمت بی بی ہمشیرہ عزیز بٹ۔ چک امیر ح کشمیری پور
میاں ملا عبدالعزیز صاحب پنڈ گمہنان ضلع سیالکوٹ
مسماۃ محمد بی بی زوجہ 〃 〃
عبدالعزیز صاحب 〃 〃
محمد ثناء اللہ صاحب 〃 〃
مسماۃ حسین بی بی صاحبہ 〃 〃
مسماۃ حاجن بی بی صاحبہ 〃 〃
میاں عباس خانصاحب نائک ۲۵ اسردی
پارٹی چمن قدیم ملک بلوچستان
میاں مہتاب خانصاحب ملازم رائی کسنوڑی
صاحبہ چابک سوار لکھنان اٹاوہ
چوہدری فوجدار خانصاحب نمبردار معہ عیال و اطفال
کوٹلی ہرنرائن سیالکوٹ
چوہدری مہتاب دین صاحب کوٹلی ہرنرائن سیالکوٹ
زوجہ و اطفال میاں مہر دین صاحب 〃
میاں چودھری جھنڈا صاحب معہ 〃 〃
زوجہ و اطفال 〃 〃
زوجہ و اطفال میاں گلاب دین 〃 〃
میاں جیوا صاحب و میاں شاہ محمد
امام مسجد 〃 〃
چودھری حیات محمد نمبردار صاحب 〃
سید کرامت علی عالیشاہ صاحب پسرور
میاں مہتاب دین صاحب کوٹلی
میاں فضل دین صاحب 〃
میاں الٰہی بخش صاحب
نور حسین ملازم ریلوی راولپنڈی سنگوئی اصل باشندہ
حکیم محمد قاسم صاحب ملازم ریلوی لالہ موسیٰ
سید حشمت شاہ صاحب کہاریاں ضلع گجرات

انوار احمد [illegible] قادیان میں شیخ یعقوب علی صاحب کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

آپ اس رعایت سے ضرور فائدہ اٹھائیں

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکرے مین ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف **چار روپے** لیجاویگی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پُرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے میں دی جاوین گی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اُٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۱۲؍ + رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۹۷ء ۶؍ + الانذار ۴؍ + حضرۃ اقدس کی تقریر ۲؍ + حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۳؍ + اصلاح النظر ۲؍ + سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲؍ + برہان الحق ۳؍ + سلک مروارید ۴؍

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علاج طاعون

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ و استغفار و تقوی و طہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جسکا نسخہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا ہے طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم دیا تھا اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسٰی لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اشتہار کیموافق احباب کی سہولت کیلئے گولیان۔ عرق۔ اور مرہم طیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی اس دوا کے فائدے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے۔ حفظ ما تقدم کے طور پر ضرور استعمال کرین۔ قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے +

قیمت یکصد گولی ۱۲؍   عرق شیشی کلان جو تقریباً ایکماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲؍
〃 دو چند گولی ۶؍   〃 〃 خورد ۸؍ مرہم فی ڈبیہ ۸؍

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال ہوگا +

ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج بورڈنگ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

رجسٹرڈ ایل

انہ اوی القریۃ

دارالامان حضرت قادیان

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چادر قادیان بینی
دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳ | مورخہ ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۹ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۲۰ھ روز یکشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

کلماتِ طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سورۂ **فاتحہ** اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پیش کی ہے اور اسمیں سب سے پہلی صفت رَبّ العٰلمین بیان کی ہے جسمیں تمام مخلوقات شامل ہے اسیطرح پر ایک مومن کی ہمدردی کا میدان سب سے پہلے اتنا وسیع ہونا چاہیے کہ تمام چرند پرند اور کل مخلوق اسمیں آجاوے * پھر دوسری صفت رحمٰن کی بیان کی ہے جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق سے ہمدردی خصوصاً کرنی چاہیے اور پھر رحیم میں اپنی نوع سے ہمدردی کا سبق ہے۔ غرض اس سورۂ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں یہ گویا خدا تعالیٰ کے اخلاق ہیں جن سے بندہ کو حصہ لینا چاہیے۔ اور وہ یہی ہے کہ اگر ایک شخص عمدہ حالت میں ہے تو اسکو اپنی نوع کے ساتھ ہر قسم کی ممکن ہمدردی سے پیش آنا چاہیے۔ اگر دوسرا شخص جو اسکا رشتہ دار ہے یا عزیز ہے خواہ کوئی ہے اس سے بیزاری نہ ظاہر کیجاوے اور اجنبی کیطرح اس سے پیش نہ آئیں۔ بلکہ ان حقوق کی پروا کریں جو اس کے تم پر ہیں۔ اسکو ایک شخص کے ساتھ قرابت ہے۔ اور اسکا کوئی حق ہے تو اسکو پورا کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک اپنے اخلاق دکھائے ہیں کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان ہے منافق کا جنازہ پڑھدیا ہے بلکہ اپنا مبارک کرتہ بھی دیدیا ہے اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے جبتک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈالدیتی ہیں اس لیے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہیے۔ دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کرسکتا جسکو وہ اپنا خیر خواہ سمجھتا ہے۔ پھر وہ شخص کیسا بیوقوف ہے

جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے۔ البتہ وہ شخص جو سلسلہ عالیہ یعنی دین اسلام سے علانیہ باہر ہو گیا ہے اور وہ گالیاں نکالتا اور خطرناک دشمنی کرتا ہے اسکا معاملہ اور ہے جیسے صحابہ کو مشکلات کو پیش آئے۔ اور اسلام کی توہین انحضرت سے اپنے بعض رشتہ داروں سے سنی تو پھر باوجود تعلقات شدیدہ کے انکو اسلام مقدم کرنا پڑا۔ اور ایسے واقعات پیش آئے جن میں باپ نے بیٹے کو یا بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا۔ اس لیے ضروری ہے کہ مراتب کا لحاظ رکھا جاوے ؎

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ٭

ایک شخص ہے جو اسلام کا سخت دشمن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس سے بیزاری اور نفرت ظاہر کی جاوے لیکن اگر کوئی شخص اس قسم کا ہو کہ وہ اپنے اعمال میں سست ہے تو وہ اس قابل ہے کہ اسکے قصور سے درگذر کیا جاوے اور اس سے ان تعلقات پر دو نہ پڑے جو وہ رکھتا ہے۔

جو لوگ بالجہر دشمن ہو گئے ہیں انسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوستی نہیں کی بلکہ ابو جہل کے سر کٹنے پر سجدہ کیا لیکن جو دوسرے عزیز تھے جیسے امیر حمزہ جنپر ایک وحشی نے حربہ چلایا تھا تو باوجودیکہ وہ مسلمان تھا آپ نے فرمایا کہ میری نظر سے الگ چلا جا کیونکہ وہ قصہ آپ کو یاد آ گیا۔ اسطرح پر دوست دشمن میں پوری تمیز کر لینی چاہیے اور پھر ان سے علیٰ قدر مراتب نیکی کرنی چاہیے۔

اصل بات یہ ہے کہ اندرونی طور پر ساری جماعت ایک درجہ پر نہیں ہوتی کیا ساری گندم تخم ریزی سے ایک ہی طرح نکل آتی ہے بہت سے دانے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انکو چڑیاں کھا جاتی ہیں۔ بعض کسی اور طرح قابل ثمر نہیں رہتے غرض انہیں سے جو ہونہار ہوتے ہیں انکو کوئی ضائع نہیں کر سکتا ٭ خدا تعالیٰ کے لیے جو جماعت طیار ہوتی ہے وہ بھی کئی درجہ ہوتی ہے اسی لیے اس اصول پر اسکی ترقی ضروری ہے پس یہ دستور ہونا چاہیے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور انکو طاقت دی جاوے یہ کسقدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اسکو ڈوبنے دے اسکا فرض ہے کہ اسکو غرق ہونے سے بچائے۔ اسی لیے قرآن شریف میں آیا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ ٭ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے۔ صحابہ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلمانوں کی کمزوریاں دیکھکر نہ چڑو کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضرور ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے ٭ اور جب چار ملکر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور انکو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیے بلکہ اجماع میں چاہیے کہ قوت آ جاوے اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مخالف لوگ جو ہماری ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھتے ہیں معمولی باتوں کو اخبار میں بہت بڑی بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور خلق کو گمراہ کرتے ہیں ٭ لیکن اگر اندرونی کمزوریاں نہ ہوں تو کیوں کسیکو جرأت ہو کہ اس قسم کے مضامین شائع کرے اور ایسی خبروں کی اشاعت سے لوگوں کو دھوکا دے ٭ کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے اور تمام عادتوں پر رحم اور ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جاوے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہییں جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔

یہاں مدرسہ ہے مطبع ہے مگر کیا اصل اغراض ہمارے یہی ہیں یا اصل امور اور مقاصد کے لیے بطور خادم ہیں؟ کیا ہماری غرض اتنی ہی ہے کہ یہ لڑکے پڑھ کر نوکریاں کریں یا کتابیں بیچتے رہیں۔ یہ تو سفلی امور ہیں انسے ہمیں کیا تعلق ٭ یہ بالکل ابتدائی امور ہیں اگر مدرسہ چلتا ہے تب بھی بنظر ظاہر ہیں۔ پس تب بھی یہ اس حالت تک نہیں پہنچ سکتا جو اسوقت علی گڑھ کالج کی ہے۔ یہ امر دیگر ہے کہ اگر خدا چاہے تو ایک دم میں اسی علیگڑھ کو کالج سے بھی بڑا بنا دے ٭ مگر ہماری ساری طاقتیں اور قوتیں اسی ایک امر میں خرچ ہو جانی ضروری نہیں ہیں ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جبتک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جسکو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے میں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسیکی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ کہ اس کے لیے دعا کرے محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے اگر عفو نہ کیا جاوے ہمدردی نہ کی جاوے اسطرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے

خدا تعالےٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب
بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے
پردہ پوشی کیجاوے جب یہ حالت پیدا
ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے
کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں
حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ ایک
شخص کا بیٹا ہو اور اس سے کوئی قصور
سرزد ہو۔ تو اس کی پردہ پوشی کیجاتی
ہے اور اسکو الگ سمجھا جاتا ہے بھائی
کی پردہ پوشی کبھی نہیں چاہتا کہ اسکیلیے
اشتہار دے پھر جب خدا تعالیٰ بھائی
بناتا ہے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی
ہیں؟ دنیا کے بھائی اخوت کا طریق
نہیں چھوڑتے۔ میں مرزا نظام الدین
وغیرہ کو دیکھتا ہوں کہ انکی اباحت کی
زندگی ہے مگر جب کوئی معاملہ ہو تو تینوں
اکٹھے ہو جاتے ہیں دفتر یکجائی الگ رہ
جاتی ہے بعض وقت انسان جانور پرند
پالتے سے بھی سیکھ لیتا ہے یہ طریق ناپاک
ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔ خدا تعالیٰ
نے صحابہ کو بھی یہی طریق نعمت اخوت
یاد دلائی ہے۔ اگر وہ سونے کے پہاڑ بھی
خرچ کرتے تو وہ اخوت انکو نہ ملتی جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انکو
ملی۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ
قائم کیا ہے اور اسی قسم کی اخوت وہ یہاں
قائم کرے گا + خدا تعالےٰ پر مجھے بہت
بڑی اُمیدیں ہیں اس نے وعدہ کیا ہے
جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ میں یقیناً جانتا
ہوں کہ وہ ایک جماعت قائم کرے گا۔
جو قیامت تک منکروں پر غالب رہیگی
مگر یہ دن جو ابتلا کے دن ہیں اور کمزوری
کے ایام ہیں ہر ایک شخص کو موقع دیتے
ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اپنی
حالت میں تبدیلی کرے۔ دیکھو ایک دوسرے کا
شکوہ کرنا دل آزاری کرنا اور سخت زبانی
کرکے دوسرے کے دلکو صدمہ پہنچانا
اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا
سخت گناہ ہے اب تم میں ایک نئی برادری
اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے پچھلے سلسلے
منقطع ہوگئے ہیں خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم
بنائی ہے + جس میں امیر غریب بچے جوان
بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں پس
غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں
کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا
فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں ان کو فقیر
اور ذلیل نہ سمجھیں + کیونکہ وہ بھی بھائی
ہیں گو باپ جدا جدا ہوں مگر آخر تم سب
کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی
درخت کی شاخیں ہیں۔ بدکاری فسق و فجور
سب گناہ ہیں مگر یہ ضرور دیکھا جاتا ہے
کہ شیطان نے یہ جو یہ جال پھینکا ہے اس سے
بجز خدا کے فضل کے کوئی نہیں بچ سکتا۔
بعض وقت یونہی جھوٹ بولدیتا ہے
مثلاً بازیگر نے دس ہاتھ چھلانگ ماری ہو
تو محض دوسروں کو خوش کرنے کے لیے
یہ بیان کردیتا ہے کہ چالیس ہاتھ کی ماری
ہے اس قسم کی شرارتیں شیطان نے
پھیلا رکھی ہیں اس لیے چاہیے کہ تمھاری
زبانیں تمھارے قابو میں ہوں ہر قسم
کے لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنے
والی ہوں۔ جھوٹ اس قدر عام ہو گیا ہے
کہ جسکی کوئی حد نہیں درویش۔ مولوی۔
قصہ گو واعظ اپنے بیانات کو سجانے کیلیے
خدا سے نہ ڈر کر جھوٹ بولدیتے ہیں اور
اس قسم کے اور بہت سے گناہ ہیں جو ملک
میں کثرت کے ساتھ پھیلے ہوئے ہیں۔

(باقی آیندہ)

اطلاع

ایک خط

جو حضرت حکیم الامت نے ایک سائل کے
جواب میں تحریر فرمایا
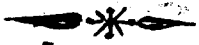
بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۔ سلام کا لینا اور سلام کا کرنا ایک
اخلاقی امر ہے اور اسلام ہی ایک اخلاقی
مذہب ہے جس نے تمام اخلاق فاضلہ میں ایسا
نمونہ دکھایا کہ سیاہ و سپید کا تفرقہ مٹایا
قرآن مجید میں صاف مرقوم ہے اِذَا
خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔
حضرت ابراہیم اپنے کافر باپ آزر کو
فرماتے ہیں سَلٰمٌ عَلَيْكَ۔ اور
بسم اللہ الرحمن الرحیم کو تو ہمارے سید و
مولےٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے
تمام بادشاہوں کو جنمیں عیسائی مجوس
تھے لکھا ہے۔

۲۔ جن امام صاحبوں کا ہمیں علم نہیں کہ
وہ موافق ہیں یا مخالف ان کے پیچھے
نماز جائز ہے۔

۳۔ آپ فتویٰ پوچھتے ہیں کہ جنمیں ۹۹
وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو
اُسے ہم کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

صاحب! یہ حیرت انگیز اور بیہودہ خیال و سوال
ہے اور نہایت کمزور ہے اس سوال پر
اگر کوئی کہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں
مانتا۔ فرشتوں۔ رسولوں انبیا کو جزا
و سزا کو نہیں مانتا مثلاً اور یہ پانچ باتیں
ہیں لاکن زنا نہیں کرتا یا شراب نہیں پیتا
تو اُسے مسلمان کہنا چاہیے۔ آپ تو ۹۹
کا سوال فرماتے ہیں میں صرف پانچ وجہ
کا تذکرہ کرتا ہوں یا ایک شخص فرشتے
مانتا ہے مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں
دیتا ہے تو اسمیں ایک وجہ کفر کی اور ایک
وجہ اسلام کی ہے کیا آپ اسے مومن
مسلمان کہیں گے۔

برادرم ہاشمی۔ سیکڑوں امور کفر کے بیٹھے ہیں

کہ اگر انہیں ایک کا بھی معتقد ہو تو کافر ہو سکتا ہے کیا ؟؟ ۔ مثلاً کوئی کہے اللہ کا ماننا لغو ہے یا کہے رسولوں کا اعتقاد بیہودہ ہے تو کیا آپ کو اس کے کفر میں تردد ہوگا۔

اسرائیلی مسیح کے وقت مسیح کے منکر یہود اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے توریت پر ان کا ایمان تھا سب رسولوں کو مانتے تھے سوائے حضرت مسیح کے کیا وہ کافر تھے یا نہ تھے۔

ہمارے پاک سردار سید و مولیٰ خاتم الرسل خاتم الانبیاء شفیع یوم الجزا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر یہود اور نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کتابوں فرشتوں کو مانتے ہیں کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں کافر ہیں اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں اگر اسرائیلی مسیح موسیٰ کا خاتم الخلفا یا خلیفہ یا متبع ایسا ہے کہ اسکا منکر کافر ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا خاتم الخلفا یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں کہ اسکا منکر بھی کافر ہو۔ اگر وہ مسیح ایسا تھا کہ اسکا منکر کافر ہے تو یہ مسیح بھی کسیطرح کم نہیں یہ محمدی مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین اور اسکا غلام ہے

کفر کے معنے ہیں انکار کرنا نہ ماننا قرآن میں مومنوں کو بھی کافر کہا ہے غور کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ سپارہ ۳ رکوع۔ پس جو مومن باللہ ہے وہ کافر بالطاغوت ہے مومن بُت کا کافر ہے اور اللہ کا مومن ہو اور مشرک بتوں کا مومن اللہ کا کافر ہے مرزا صاحب کے منکر مرزا صاحب کے کافر اور ان آیات کے کافر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے لیے مقرر فرمائیں کفر کا لفظ اپنے اندر انکار کے معنے رکھتا ہے اور بس براہین صحیحہ کے بعد جو نہ مانے وہ منکر ہے یا بمعنی وہ کافر ہے اس کی نسبت اوپر عرض کر چکا ہوں جو لوگ جماعت احمدیہ کے نہیں اور انکا جنازہ ہو چکا ہے تو پھر مکرر جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے دوبارہ جنازہ ضرور نہیں میرے خیال میں

تو بات بہت سہل ہے اگر جناب کے خیال میں یہ خط کافی نہ ہو تو آپ محمد حسین کا نیا رسالہ اشاعت السنہ دیکھیں جسمیں ایک بڑا مولوی لکھا ہے کہ مرزائیوں کا عمل اس شعر پر ہے

نہ رکھو روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ
وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا

پھر لکھا ہے یہ لوگ حج کے منکر ہیں وغیرہ وغیرہ اب آپ ہی انصاف کریں کہ آپکو مرزا صاحب نے یہ تعلیم دی ہے۔

ختم قرآن

نیاز مند اڈیٹر الحکم کے لیے ۲۲ اگست ۱۹۰۲ء کا دن نہایت ہی مبارک اور فرحت بخش تھا جبکہ اسکے پہلوٹے بیٹے **محمود احمد** سلمہ اللہ تعالیٰ نے چار برس آٹھ ماہ اور ستائیس دن کی عمر میں قرآن شریف ختم کر لیا الحمد للہ علیٰ ذالک عزیزی محمود احمد کی خوش قسمتی سے ہی ایک ایسا شفیق اور مہربان استاد میسر آیا جسنے کھیلتے ہی کھیلتے قرآن شریف پڑھا دیا۔ اور پھر اسطریق پر کہ اگر عربی خط میں صحیح اعراب دیکر کوئی عبارت لکھی ہوئی ہو تو وہ آسانی سے پڑھ سکتا ہے یہ قاعدہ **یسرنا القرآن** کی عمدگی کا بین تجربہ ہے محمود احمد نے تو مہینہ میں قرآن شریف ختم کیا ہے۔ اور یہ سب سے چھوٹی عمر کا بچہ تھا جو اپنے استاد کے پاس آجتک قرآن پڑھنے کے لیے گیا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور کرم ہے کہ میں اپنے بچہ کا قرآن ختم ہوتے دیکھ لیا اب میری دلی آرزو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے اور میرے اس بچہ اور دوسری اولاد کو قرآن شریف کے پڑھنے کا شوق عطا فرماوے اور پھر اسکی سمجھ اور عمل کی توفیق دے اور بالآخر قرآن شریف کی خدمت کا سچا جوش عطا کرے۔ آمین۔

مختصر نوٹ و نکات

نادان ناعاقبت اندیش انسان صادق کی مخالفت میں کچھ ایسا وارفتہ اور شوریدہ سر ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی بات کے نتائج اور انجام پر نظر نہیں کر سکتا جو صادق کی مخالفت میں کہتا ہے ہم اسی قسم کے واحب الرحم انسانوں میں سے ہمارے پرانے مخالف مولوی صاحب بٹالوی بھی ہیں جنھوں نے حال ہی میں اشاعۃ السنہ کے آٹھ نمبروں کا مجموعہ شائع کیا ہے ÷ جسمیں بہت سی لغو باتوں کے علاوہ آپنے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روزافزوں ترقی اور اشاعت کو دیکھکر فلسفہ اشاعت مذہب پر بھی بحث کی ہے۔ جسکا خلاصہ اور لب لباب یہ شعر ہے

نہ رکھو روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ الخ

آیا سلسلہ عالیہ احمدیہ میں یہی تعلیم دیجاتی ہے جو کہ ایک نیکدل خدا ترس مدعی علم و فضل اڈیٹر وکیل اہلحدیث **مولوی** نے بیان کی ہے ؟ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونیوالے خوش قسمت لوگ اسکو سوچیں اور اس مولوی کی حالت پر ترس کھائیں جو اسقدر سفید **جھوٹھ** بولنے میں اس قول الزور کو محسوس نہیں کر سکا۔ دروغ گویم برروئیتہ سنا تو کرتے تھے مگر ہمارے دلیر دیرینہ مخالف شیخ بٹالوی نے یہ نظارہ ہی دکھا دیا۔

ہمیں ہمارا **امام** کیا تعلیم دیتا ہے اور اسکی بیعت کے سامنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا اقرار کرنا پڑتا ہے اسکے لیے ہر احمدی کو کہاں تک طیار ہونا پڑتا ہے یہ شرائط بیعت اور الفاظ بیعت سے پتہ لگ سکتا ہے اور یا دارالامان میں آکر ہمارے امام اور اسکے متبعین کی زندگی سے لیکن تعجب تو یہ ہے کہ نادان مولوی اتنا نہیں سوچ سکا۔ کہ اگر اشاعت مذہب کی وجہ اباحت ہی ہے تو کیا رسول اللہ صلعم کی کامیابیوں کا ذریعہ بھی معاذ اللہ اباحت ہی قرار دیتا ہے ؟ جبکہ فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہوتے تھے ÷ سچ ہے صادق کی مخالفت عقل اور فہم کو چھین لیتی ہے۔ خدا رحم کرے۔

حضرت حکیم الامت نے ضرورۃ بیعت پر ایک لطیف مثال پیش کی جو ناظرین الحکم کی وسعت معلومات کے لیے ہم درج کرتے ہیں۔ فرمایا ایک درخت کے ساتھ بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اور ہر ایک شاخ کو حصہ رسد خوراک ملتی ہے لیکن اگر ایک سبز شاخ کو کاٹ کر الگ پھینکدیا جاوے اور پانی کے تالاب میں رکھدیا جاوے تو کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سبز رہ سکے ؟ کبھی نہیں حالانکہ اسے پہلے سے زیادہ پانی میں رکھا گیا لیکن یہ پانی اسکے لئے مایہ حیات نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح جبتک ایک شخص امام کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کرتا ÷ اُسوقت تک وہ ان فیوض و برکات سے حصہ نہیں لے سکتا جو امام کے ذریعہ ملتے ہیں۔ جبتک سچا پیوند اختیار [illegible]

۱۶ اگست کی شام حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء

علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ادائے نماز مغرب حسب معمول حلقۂ خدام میں بیٹھ گئے۔ کسی شخص نے ایک رقعہ دیا جو دفتر میگزین میں محرر کی اسامی کے لیے سفارش کی خواہش پر مشتمل تھا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

قبض بسط رزق کا ستر ایسا ہے کہ انسان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک طرف تو مومنوں سے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں وعدے کیے ہیں مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ یعنی جو اللہ تعالےٰ پر توکل کرتا ہے اُس کے لیے اللہ کافی ہے۔ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ جو اللہ تعالےٰ کے لیے تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالےٰ اسکو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اُس کو معلوم بھی نہیں ہوتا۔ اور پھر فرماتا ہے فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ اور پھر اللہ تعالےٰ اپنی ذات کی قسم کھاتا ہے کہ فَوَرَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ۔ آسمان و زمین کے رب کی قسم ہے کہ یہ وعدہ سچ ہے جیسا کہ تم اپنی زبان سے بول کر انکار نہیں کر سکتے۔ جبکہ اس قسم کے وعدے اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں پھر باوجود ان وعدوں کے دیکھا جاتا ہے کہ کئی آدمی ایسے دیکھے جاتے ہیں جو صالح اور متقی نیک بخت ہوتے ہیں اور انکا شعار اسلام صحیح ہوتا ہے مگر وہ رزق سے تنگ ہیں رات کو ہے تو دن کو نہیں اور دن کو ہے تو رات کو نہیں۔

جملہ معترضہ یہاں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے عرض کی کہ جب میں پہلے پہل یہاں آیا تو حضور نے **علامات المقربین** ایک رسالہ لکھا ہی تھے واپسی پر گجرات ٹھیرا تو ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل مرزا صاحب کیا لکھ رہے ہیں میں نے کہا کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ جَنّٰتِ نَعِیْمٍ کی تفسیر لکھ رہے ہیں اُس نے کہا کہ یہ کفار آرام میں نہیں سارا دن بگیاں چلتی رہتی ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ کے اس آیت کے پڑھنے سے ایک اور آیت یاد آگئی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۔

پہلو سلسلہ میں غرض یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ مگر تجربہ دلالت کرتا ہے کہ یہ امور خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ نے کیے ہیں کہ متقیوں کو خود اللہ تعالےٰ رزق دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں بیان کیا ہے۔ یہ سب سچ ہیں اور سلسلہ اہل اللہ کیطرف دیکھا جاوے تو کوئی ابرار میں سے ایسا نہیں ہے کہ بھوکا مرا ہو۔ مومنوں نے جنہیں شہادت دی اور جنکو اتقیا مان لیا گیا ہے یہی نہیں کہ وہ فقر و فاقہ سے بچے ہوئے تھے گو اعلیٰ درجہ کی خوشحالیاں نہوں مگر اس قسم کا اضطراری فقر و فاقہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ عذاب محسوس کریں۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فقر اختیار کیا ہوا تھا۔ مگر آپ کی سخاوت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود آپ نے اختیار کیا ہوا تھا۔ نہ کہ بطور سزا تھا۔ غرض اس راہ میں بہت سے مشکلات پیش آتی ہیں بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں کہ بظاہر متقی اور صالح ہوتے ہیں مگر رزق سے تنگ ہوتے ہیں ان سب حالات کو دیکھکر آخر یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے وعدے تو سب سچ ہیں لیکن انسانی کمزوری ہی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

حکیم الامۃ اور لندنی خط حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب نے پھر ذکر کیا کہ لندن سے ایک شخص نے مجھے خط لکھا کہ لندن آکر دیکھو کہ جنت عیسائیوں کو حاصل ہے یا مسلمانوں کو۔ میں نے اسکو جواب لکھا کہ سچی عیسائیت مسیح اور اس کے حواریوں میں تھی اور سچا اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ میں تھا پس ان دونوں کا مقابلہ کرکے دیکھلو۔ اسپر حضرت حجۃ اللہ نے بہ تسلسل کلام سابق پھر ارشاد فرمایا۔ ان روحانی امور میں ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ نتیجہ نکال لے۔ یہ لوگ جو لندن جاتے ہیں وہ وہاں جاکر دیکھتے ہیں کہ بڑی آزادی ہے شراب خوری کی اسقدر کثرت ہے کہ گویا اور غیر زنا میں کوئی فرق ہی نہیں۔ کیا یہ بہشت ہے؟ بہشت سے یہ مراد نہیں ہے دیکھو انسان کی بھی بیوی ہے اور وہ تعلقات زوجیت رکھتا ہے اور پرندوں اور حیوانات میں بھی یہ تعلقات ہیں مگر انسان کو اللہ تعالےٰ نے ایک نظافت اور ادراک بخشا ہے انسان جن حواس اور قویٰ کے ساتھ آیا ہے ان کے ساتھ وہ ان تعلقات زوجیت میں زیادہ لطف اور سرور حاصل کرتا ہے بمقابلہ حیوانات کے جو ایسے حواس اور ادراک نہیں رکھتے ہیں۔ اور اسی لیے وہ اپنے جوڑے کی کوئی رعایت نہیں کرتے جیسے کتے۔

پس اگر انسان ان حواس کے ساتھ سرور حاصل نہیں کر سکتے بلکہ حیوانات کیطرح زندگی بسر کرتے ہیں پھر ان میں اور حیوانوں میں کیا فرق ہوا۔ یہ جو فرمایا ہے کہ مومن کیلئے دو جنت ہے یہ اس لیے فرمایا ہے کہ سچی راحت دنیا کی لذات سے تب پیدا ہوتی ہے جب تقویٰ ساتھ ہو۔ جو تقویٰ کو چھوڑ دیتا ہے اور حلال و حرام کی قید اٹھا دیتا ہے وہ تو اپنے مقام سے نیچے گر جاتا ہے اور حیوانی درجہ میں آجاتا ہے۔

لندن میں جب ہائیڈ پارک میں حیوانوں کیطرح بدکاریاں ہوتی ہیں اور کوئی شرم و حیا ایک دوسرے سے نہیں کیا جاتا تو بھلا کوئی شخص انسانیت کو ضبط رکھکر کیسے تو ایسی بہشت اور راحت سے ہزار توبہ کریگا کہ ایسی دیوث اور بے غیرت جماعت سے خدا بچائے۔ ایسی جماعت کو جو ایسی زندگی بسر کرتی ہے بہشت میں سمجھنا حماقت ہے اصل یہی ہے کہ

بہشت کی کلید تقویٰ ہے

جسکو خدا تعالےٰ پر بھروسا نہیں اسے سچی راحت کیونکر مل سکتی ہے۔ بعض آدمی

ایسے دیکھے گئے ہیں کہ جن کو خدا پر بھروسہ نہیں تھا اُن کے پاس روپیہ تھا وہ چوری چلا گیا اُس کے ساتھ ہی زبان بند ہوگئی۔ اور ان کو دکھا جو بہشت میں کہا جاتا ہے ان کی خودکشیوں کو دیکھو کسقدر کثرت سے ہوتی ہیں تھوڑی تھوڑی باتوں پر خودکشی کر لیتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایسے ضعیف القلب اور پست ہمت ہوتے ہیں کہ غم کی برداشت ان میں نہیں ہے۔ جس کو غم کی برداشت اور مصیبت کے مقابلہ کی طاقت نہیں اس کے پاس راحت کا سامان بھی نہیں ہے خواہ ہم اسکو سمجھا سکیں یا نہ سمجھا سکیں اور کوئی سمجھ سکے یا نہ سمجھ سکے۔ حقیقت الامر یہی ہے۔ کہ لذائذ کا مزہ صرف تقوے ہی سے آتا ہے۔ جو متقی ہوتا ہے اس کے دل میں راحت ہوتی ہے اور ابدی سرور ہوتا ہی دیکھو ایک دوست کے ساتھ تعلق ہو تو کسقدر خوشی اور راحت ہوتی ہے لیکن جسکا خدا سے تعلق ہو اُسے کسقدر خوشی ہوگی۔ جسکا تعلق خدا سے نہیں ہے اُسے کیا اُمید ہوسکتی ہے اور اُمید ہی تو ایک چیز ہے **جس سے بہشتی زندگی شروع ہوتی ہے**

ان مہذب ممالک میں اسقدر خودکشیاں ہوتی ہیں کہ جن سے پایا جاتا ہے کہ کوئی راحت نہیں۔ ذرا راحت کا میدان گم ہوا اور جھٹ خودکشی کرلی۔ لیکن جو تقوی رکھتا ہے اور **خدا سے تعلق رکھتا ہے اسی وہ جاودانی خوشی حاصل ہے جو ایمان سے آتی ہے** ✦

دنیا کی تمام چیزیں معرض تغیر و تبدل میں ہیں مختلف آفات آتی رہتی ہیں بیماریاں حملے کرتی ہیں کبھی بچے مرجاتے ہیں ✦ غرض کوئی نہ کوئی دکھ یا تکلیف رہتی ہے اور دنیا جائے آفات ہے اور یہ امور شکھ کی نیند انسان کو سونے نہیں دیتے جسقدر تعلقات وسیع ہوتے ہیں اُسیقدر آفتوں اور مصیبتوں کا میدان وسیع ہوتا ہے۔ اور یہ آفتیں اور بلائیں انسان کے منزلی تعلقات میں ایک غم کو بچا سونا دیتی ہیں کیونکہ اگر اکیلا ہو تو غم کم ہو۔ مگر جب بچے بیوی۔ ماں باپ۔ بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار رکھتا ہے تو پھر ذرا سی تکلیف ہوئی اور یہ آفت میں پڑا اسقدر مجموعہ کے ساتھ تو اسوقت راحت ہوسکتی ہے جب کسیکو کوئی بیماری اور آفت نہ ہو۔ اور کوئی تکلیف میں نہ ہو۔

یہ بات بھی غلط ہے کہ مال سے راحت ہو۔ نرے مال سے راحت نہیں ہے اگر مال ہے صحت اچھی نہیں مثلاً معدہ خراب ہے تو وہ کیا بہشتی زندگی ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ مال بھی راحت کا باعث نہیں سچی بات یہی ہے کہ جو خدا سے تعلق رکھتا ہے وہی ہر پہلو سے بہشتی زندگی رکھتا ہے کیونکہ اللہ قادر ہے کہ وہ بلائیں اور آفتیں نہ آئیں۔ اور مالی اضطرار بھی نہ ہو یا آئیں تو دل میں ایسی قوت اور ہمت بخشدے کہ وہ ان کا پورا مقابلہ کرسکے

جسقدر پہلو انسان کی عافیت کے لیے ضروری ہیں وہ کسی بادشاہ کے بھی ہاتھ میں نہیں ہیں بلکہ وہ سب ایک ہی کے ہاتھ میں ہیں جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے جسے چاہے دیدے۔

بعض لوگ اس قسم کے دیکھے گئے ہیں کہ روپیہ پیسہ سب کچھ موجود ہے مگر مسلول دقوق ہوجاتے ہیں اور زندگی انھیں تلخ معلوم ہوتی ہے پس ان کروڑوں آفات کا جو انسان کو لگی ہوئی ہیں کون بندوبست کرسکتا ہے اور اگر رنج بھی ہو۔ تو صبر جمیل کون دیسکتا ہے؟ اللہ ہی ہے جو عطا کرے۔

صبر بھی بڑی چیز ہے جو بڑی بڑی آفتوں اور مصیبتوں کے وقت بھی غم کو پاس نہیں آنے دیتا۔ بعض امیر ایسے ہوتے ہیں کہ عافیت اور راحت کے زمانہ میں بڑے مغرور اور متکبر ہوتے ہیں۔ اور ذرا رنج آگیا تو بچوں کیطرح چلا اُٹھے۔ اب ہم کس کا نام لے سکتے ہیں کہ اسپر حوادث نہ آئیں۔ اور متعلقین کو رنج نہ پہونچے ہم کسی کا نام نہیں لے سکتے۔ یہ بہشتی زندگی کسکی ہوسکتی ہے صرف اُس شخص کی جسپر خدا کا فضل ہو۔

اس لیے یہ بڑی غلطی ہے جو یونہی کسیکی سفید کپڑے دیکھکر کہہ دیتے ہیں کہ وہ بہشتی زندگی رکھتے ہیں اُن سے جاکر پوچھو تو معلوم ہو کہ کتنی بلائیں سُناتے ہیں۔ صرف کپڑے دیکھکر یا بگیوں پر سوار ہوتے دیکھکر شراب پیتے دیکھکر ایسا خیال کرلینا غلط ہے۔ ماسوا اس کے انکی زندگی بجائے خود جہنم ہے کوئی ادب اور تعلق خدا سے نہیں اس سے بڑھکر جہنمی زندگی کیا ہوگی۔ کتا خواہ مردار کھالے خواہ بدکاری کرے کیا وہ بہشتی زندگی ہوگی؟ اسی طرح جو شخص مردار کھاتا ہے اور بدکاریوں میں مبتلا ہے حرام و حلال کے مال کو نہیں سمجھتا یہ **لعنتی زندگی ہے** اسکو بہشتی زندگی سے کیا تعلق

یہ سچ ہے کہ **بہشتی زندگی** بھی ہوتی ہے مگر اُن کی جنکو خدا پر پورا بھروسہ ہوتا ہے اس لیے وہ **هُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ** کے وعدہ کے موافق خدا تعالے کی حفاظت اور تولی کے نیچے ہوتے ہیں اور جو خدا تعالے سے دور ہے اُسکا ہر دن ترساں و لرزاں ہی گذرتا ہے وہ خوش نہیں ہو سکتا۔

سیالکوٹ میں ایک شخص رشوت لیا کرتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ میں ہر وقت زنجیر ہی دیکھتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ بُرے کام کا انجام بد ہی ہونا چاہیے۔ اس لیے بدی ایسی چیز ہے کہ روح اسپر راضی ہو ہی نہیں ہوسکتی پھر بدی میں لذت کہاں ہر برے کام پر آخر دل پر ٹھوکر لگتی ہے اور ایک کثافت انسان محسوس کرتا ہے کہ یہ کیا حماقت کی۔ اور اپنے اوپر لعنت کرتا ہے۔ ایک شخص نے دوبارہ آنے کے عوض میں ایک بچہ مار دیا تھا۔

غرض زندگی بجز اس کے کوئی نہیں کہ بدی سے بچے اور خدا تعالے پر بھروسہ کرے کیونکہ مصیبت سے پہلے جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے مصیبت کے وقت خدا اسکی مدد کرتا ہے جو پہلے سویا ہوا ہے وہ مصیبت کے وقت ہلاک ہوجاتا ہے حافظ نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

خیال زلف تو جُستن نہ کار خامان است
کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری است

خدا تعالےٰ غنی ہے بیکانیر وغیرہ میں جو قحط پڑے تو لوگ بچوں تک کو کھا گئے یہ اسی لیے ہوا کہ وہ کسی کے ہو کر نہیں رہے خدا کے ہو کر رہتے تو بچوں پر یہ بلا نہ آتی۔ حدیث شریف اور قرآن مجید سے ثابت ہے اور ایسا ہی پہلی کتابوں سے بھی پایا جاتا ہے کہ والدین کی بدکاریاں بچوں پر بھی بعض وقت آفت لاتی ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے **وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا** جو لوگ لااُبالی زندگی بسر کرتے ہیں اللہ تعالےٰ اُنکی طرف سے بے پروا ہو جاتا ہے دیکھو دنیا میں جو اپنے آقا کو چند روز سلام نہ کرے تو اُس کی نظر بگڑ جاتی ہے۔ تو جو خدا سے قطع کرے پھر خدا اُسکی پروا کیوں کرے گا اسی پر وہ فرماتا ہے کہ وہ ان کو ہلاک کرکے اُن کی اولاد کی بھی پروا نہیں کرتا۔ اس معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص صالح مرجاوے اُسکی اولاد کی پروا کرتا ہے جیساکہ اس آیت سے بھی پتہ لگتا ہے **وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا**۔ اس باپ کی نیکی اور صلاحیت کے لیے خضر اور موسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبر کو مزدور بنا دیا کہ وہ اُسکی دیوار درست کردیں۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس شخص کا کیا درجہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ نے لڑکوں کا ذکر نہیں کیا چونکہ ستار ہے اس لیے پردہ پوشی کے لحاظ سے اور باپ کے محل مدح میں ذکر ہونیکی وجہ سے کوئی ذکر نہیں کیا۔

پہلی کتابوں میں بھی اس قسم کا مضمون آیا ہے کہ سات پشت تک رعایت رکھتا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی متقی کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے نہیں دیکھا

غرض نشاط خدا کا رزق ہے جو غیر کو نہیں ملتا۔

ملفوظات میں سے کچھ

مولوی جان محمد صاحب مدرس ڈسکہ نے ۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء کو سوال کیا کہ حضور آپ کی بیعت کرنے کے بعد پہلی بیعت اگر کسی سے کی ہو وہ قائم رہتی ہے یا نہیں؟ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ اگر کسی کا مرشد اب زندہ بھی ہو تب بھی وہ حقائق اور معارف ظاہر نہ کرے گا جو خدا تعالےٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے۔ صرف **مسیح موعود** ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفا ہو کر آیا ہے۔ ہندوستان میں جسقدر **گدیاں اور مشائخ اور مرشد** ہیں سب سے ہمارا اختلاف ہے۔ بیعت دینی سلسلہ نہیں ہوتی ہے جو خدا تعالےٰ قائم کرتا ہے۔ ان لوگوں کا ہمارے مسائل میں اختلاف ہے اگر ان میں سے کسیکو شک ہو کہ وہ حق پر ہیں تو ہمارے ساتھ فیصلہ کرلیں قرآن شریف کو حکم ٹھہرائیں۔

اصل یہ ہے کہ اسوقت سب گدیاں ایک مردہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور زندگی صرف اسی سلسلہ میں ہے جو خدا نے میرے ہاتھ پر قائم کیا ہے اب کیسا نادان ہوگا **وہ شخص جو زندوں کو چھوڑ کر مردوں میں زندگی طلب کرتا ہے**۔ اللہ تعالےٰ نے ایسا ہی چاہا تھا کہ ایک زمانہ فیج اعوج کا ہو۔ اور اس کے بعد ہدایت کا بہت بڑا زمانہ آوے چنانچہ ہدایت کے دو ہی بڑے زمانے ہیں جو در اصل ایک ہی ہیں مگر ان کے درمیان ایک وقفہ ہے اس لیے دو سمجھے جاتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اور دوسرا مسیح موعود کا زمانہ اور مسیح موعود کے زمانہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا زمانہ قرار دیا گیا ہے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی دوسرے بیعت کب جائز ہوسکتی اور قائم رہ سکتی ہے۔ یہ اُس شخص کا زمانہ ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا۔ اب اُس کی بیعت کے سوا سب بیعتیں ٹوٹ گئیں۔

دوسرا سوال یہ کیا تھا کہ مخالف احباب رشتہ داروں سے کیسا سلوک کریں فرمایا نرمی اور نیکی تو انسان کفار سے بھی کرسکتا ہے اور کرنی چاہیے ہاں جن غلطیوں میں رشتہ دار یا احباب مبتلا ہوں۔ اُن میں انکا ساتھ ہرگز نہیں دینا چاہیے۔

دعاؤں میں بڑا اثر ہے اس لیے میں نیچری خیالات کا سخت مخالف ہوں۔ خدا تعالےٰ کی قدرتوں کا انسان احاطہ نہیں کرسکتا۔ جسقدر انسان کا عزم اور گداز دل خدا پر بھروسہ کرنے والا ہوگا اسیقدر دعاؤں پر اُمید ہوگی بدون اس کے توجہ اور اُمید نہیں ہوسکتی۔ خدا تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنے میں بڑا مزا اور تاثیر ہے۔ خدا تعالےٰ سے جسقدر تعلق کوئی پیدا کرتا ہے اور اس پر جسقدر ایمان کوئی لاتا ہے اسیقدر تاریکی اور مشکلات کے وقت وہ اُن کا کفیل اور وکیل ہو جاتا ہے بڑی بڑی مصیبتوں میں جہاں بچنے کی کوئی امید اور رستگاری کی کوئی صورت نہیں ہوتی وہ بچ نکلتا ہے اور بری ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کا قانون دوست اور دشمن کے ساتھ یکساں نہیں جس قدر کسی کا یقین خدا تعالےٰ پر ہے اُسیقدر وہ راحت و آرام میں ہے۔ درحقیقت مخلص مومن کا خدا ہی الگ ہوتا ہے۔ اور جو لوگ اسباب پرست ہوتے ہیں اُنکا خدا الگ ہوتا ہے۔ جو اپنی طرف سے اسباب کو توڑ کر خدا کی طرف آتے ہیں اُن پر وہ ایک

ترالی تجلی سے ظہور کرتا ہے + یہ یاد رکھو کہ یقین کی قوت جسقدر بڑھتی ہے اُسیقدر استجابت دعا کا دروازہ زیادہ کھلتا جاتا ہے۔ یقین کے ساتھ انسان بڑے بڑے مراحل طے کرتا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا صدق ہی تھا کہ جس نے آپکو ہر مشکل کے وقت بچایا۔ مخالفوں نے کسقدر منصوبے آپ کے خلاف کیے یہانتک کہ آپکو ہلاک کرنا چاہا۔ اور تعاقب میں غار ثور تک بھی سراغ رسان جا پہنچے۔ مگر خدا تعالے پر جو سچا یقین آپ کو تھا اسی پوشیدہ ہاتھ نے آپ کو وہاں بھی بچا لیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا بھی کہ ہم ایسے موقع پر ہیں کہ اگر مخالف ذرا بھی نیچے نگاہ کریں تو ہمکو دیکھ لیں۔ مگر آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو خدا تعالے پر کسقدر یقین اور بھروسا تھا۔ حقیقت میں جو اس رنگ کا ایمان خدا پر نہیں لاتا۔ اُسے کوئی مزہ خدا پر ایمان لانے کا نہیں آسکتا + خدا پر کامل یقین خارق عادت امور کی قوت عطا کرتا ہے۔ انبیاء سے اسی لیے معجزات صادر ہوتے ہیں اور وہ بھی شدید تکالیف کے وقت جبکہ دنیا دار انکی موت اور ہلاکت کی پیشگوئی کرتے ہیں وہ بچکر نکل جاتے ہیں۔ دیکھو ڈگلس کے سامنے جب کلارک کا مقدمہ تھا اُس وقت سب کی یہی رائے تھی کہ اب یہ پکڑا جاوے گا گر میرا خدا مجھے تسلی دے چکا تھا کہ تو عزت کے ساتھ بری ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ نتیجہ ہے خدا تعالے پر کامل یقین اور کامل ایمان کا۔

دشمن کا وجود بھی عجیب چیز ہے اس کے ذریعہ سے بہت سے حقائق اور حکمتیں ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ جب اپنے دشمنی میں حد سے بڑھکر شرارتوں اور ایذا رسانیوں کی فکر اور منصوبے کرتے ہیں اور صادقوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں مگر خدا تعالے کا ہاتھ اسوقت اُن کو نہ صرف بچالیتا بلکہ اُن کی تائید میں فوق العادت نشان ظاہر کرتا ہے۔ پس دشمنوں سے صادق کو کبھی گھبرانا نہیں چاہیے۔ ہاں صبر اور استغفار کثرت سے کرنا چاہیے۔ جسقدر مخالفت شدت سے ہو اسی قدر خدا کی نصرت قریب آتی ہے اور وہ اپنی تجلی ظاہر کرتا ہے۔ جب یہ شناخت کرلیا کہ حق کیا ہے؟ پھر اس حق کا اگر کوئی مخالف ہو تو اس مقابل کو قابل رحم سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ اہل حق کا مخالف نہیں بلکہ خدا کو اپنے مقابلہ کے لیے بلاتا ہے اور خدا سے جنگ کرتا ہے۔

خدا تعالے مستعجل نہیں وہ جلدی نہیں پکڑتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسقدر مخالفت کی گئی اور تیرہ برس تک کسقدر گالیاں آپ نے سُنیں اسی طرح پر اب تیرہ سو برس سے اُس سیّد المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملے کیے جاتے رہے اب خدا تعالی نے ان سب حملوں کا انتقام لے لیا۔ یہ انسان کی کمزوری ہے جو جلد فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔

خدا تعالے نے اس سلسلہ کا نام بھی کشتی رکھا ہے چنانچہ بیعت کے الہام میں اِصْنَعِ الْفُلْكَ ہی فرمایا ہے صاف کہہ سکتا تھا کہ بیعت لیلو۔ مگر یہ الہام بتاتا ہے کہ یہاں بھی نوح کے زمانہ کیطرح کچھ ہونیوالا ہے چنانچہ طاعون کے طوفان نے بتا دیا کہ یہ وہی طوفان ہے۔ قصیدہ الہامیہ کے ایک شعر میں بھی ہے

واللہ کہ ہمچو کشتی نوحم زکردگار
بیدولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

میرے آنے کی اصل غرض اور مقصد یہی ہے کہ توحید۔ اخلاق اور روحانیت کو پھیلاؤں۔

توحید سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالے ہی کو اپنا مطلوب۔ مقصود اور محبوب اور مطاع یقین کرلیا جاوے + موٹی موٹی بُت پرستی اور شرک سے لیکر اسباب پرستی کے شرک اور باریک شرک اپنے نفس کو بھی کچھ سمجھ لینے تک دور کیا جاوے + جس میں بڑا گرفتار ہے۔

اور اخلاق سے مراد یہ ہے کہ جسقدر قویٰ اللہ تعالےٰ نے دیکر آیا ہے انکو اپنے محل اور موقع پر خرچ کیا جاوے یہ نہیں کہ بعض کو بالکل بیکار چھوڑ دیا جاوے اور بعض پر بہت زور دیا جاوے۔ مثلاً اگر کوئی ہاتھ کو بالکل کاٹ دے تو کیا اس سے کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ سچے اور کامل اخلاق یہی ہیں کہ جو جو قوتیں اللہ تعالے نے دے رکھی ہیں انکو اپنے محل پر ایسے طور سے خرچ کیا جاوے کہ جسمیں افراط اور تفریط پیدا نہ ہو۔ افراط یہ ہے کہ مثلاً جسکو قوت شامہ میں افراط ہو تو حدت الحس کی مرض ہو جاوے گی اور پھر اس سے اور امراض شدیدہ پیدا ہو جاتے ہیں تفریط یہ ہے کہ اس کی حس بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔ اور اعتدال یہ ہے کہ دونو اپنے اپنے محل اور مقام پر رہیں اور یہی وہ درجہ اور مقام ہے جہاں اخلاق اخلاق کہلاتے ہیں۔ اور اسی کو میں قائم کرنے آیا ہوں۔

روحانیت سے مراد وہ آثار اور علامات ہیں جو خدا تعالے کے ساتھ سچا تعلق پیدا ہونے پر مترتب ہوتے ہیں اور یہ کیفیتیں ہیں جب تک پیدا نہ ہوں انسان سمجھ نہیں سکتا۔ مگر اصل غرض یہی ہیں۔

نئی جماعت کو زبان کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے حسن بیان سے ان حقائق اور معارف کو جو اپنے امام سے سیکھتی ہے دوسروں کو آگاہ کر سکے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بعض وقت صبح سے لیکر شام تک لیکچر دیتے تھے اگر کوئی شخص ان عقائد کو جو سُنتے سیکھے ہیں بیان کرنے کی قوت اور قدرت نہیں رکھتا تو وہ دوسروں کے سامنے بسا اوقات شرمندہ ہو جاتا ہے۔ اور اسے دبنا پڑتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہر ایک شخص جو اس سلسلہ میں شامل ہے ان باتوں کو جو ضروری ہیں خوب یاد رکھے اور بیان کرنے کی عادت ڈالے۔

۱۰ اگست کی شام مرزا اعظم بیگ کے پوتے **مرزا احسن بیگ** نے بیعت کی درخواست کی۔ اسپر حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا۔ بیعت اگلے جمعہ کو کرلینا مگر یہ یاد رکھو کہ بیعت کے بعد تبدیلی کرنی ضروری ہوتی ہے اگر بیعت کے بعد اپنی حالت میں تبدیلی نہ کی جاوے تو پھر یہ استخفاف ہے۔ بیعت بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ درحقیقت وہی بیعت کرتا ہے جسکی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر ایک امر میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے پہلے تعلقات معدوم ہو کر نئے تعلقات پیدا ہوتے ہیں جب صحابہ مسلمان ہوتے تو بعض کو ایسے امور پیش آتے تھے کہ احباب رشتہ دار سب سے الگ ہونا پڑتا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ ابو جہل کے ساتھ اسلام سے پہلے ملتے تھے بلکہ لکھا ہے کہ ایکمرتبہ ابو جہل نے منصوبہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جاوے اور کچھ روپیہ بھی بطور انعام مقرر کیا حضرت عمر اس کام کے لیے منتخب ہوئے چنانچہ انھوں نے اپنی تلوار کو تیز کیا اور موقع کی تلاش میں رہے آخر حضرت عمر کو پتہ ملا کہ آدھی رات کو آپ کعبہ میں آکر نماز پڑھتے ہیں چنانچہ یہ کعبہ میں آکر چھپ رہے اور انھوں نے سنا کہ جنگل کیطرف سے لا الٰہ الا اللہ کی آواز آتی ہے اور وہ آواز قریب آتی گئی یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ میں آ داخل ہوئے اور آپ نے نماز پڑھی۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ آپ نے سجدہ میں اسقدر مناجات کی کہ مجھے تلوار چلانیکی جرأت ہی نہ رہی چنانچہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ آگے چلے پیچھے پیچھے میں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی اور آپ نے پوچھا کون ہے مینے کہا کہ عمر اسپر آپ نے فرمایا اے عمر نہ تو دن کو میرا پیچھا چھوڑتا ہے اور نہ رات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے حضرت عمر کہتے ہیں کہ مینے محسوس کیا کہ اب آپ بددعا کرینگے اس لیے مینے کہا کہ حضرت آج کے بعد آپ کو ایذا نہ دوں گا۔ عربوں میں چونکہ وعدہ کا لحاظ بہت بڑا ہوتا تھا اس لیے آنحضرت نے یقین کرلیا۔ مگر دراصل حضرت عمر کا وقت آپہنچا تھا۔ آنحضرت کے دل میں گذرا کہ اسکو خدا ضائع نہیں کریگا چنانچہ آخر حضرت عمر مسلمان ہوئے اور پھر وہ دوستیاں وہ تعلقات جو ابو جہل اور دوسرے مخالفوں سے تھے یکلخت ٹوٹ گئے۔ اور انکی جگہ ایک نئی اخوت قائم ہوئی حضرت ابو بکر اور دوسرے صحابہ ملے۔ اور پھر ان پہلے تعلقات کیطرف کبھی خیال تک نہ آیا۔

غرض اس سلسلہ میں جو ابتلاؤں کا سلسلہ ہوتا ہے بہت سی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں اور بہت سی موتوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ ان انسانوں میں جو اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان میں بعض بزدل بھی ہوتے ہیں شجاع بھی ہوتے ہیں۔ بعض ایسے بزدل ہوتے ہیں کہ صرف قوم کی کثرت کو دیکھکر ہی الگ ہو جاتے ہیں + انسان بات کو تو پورا کرلیتا ہے مگر ابتلا کے سامنے ٹھہرنا مشکل ہے خداوند تعالے فرماتا ہے احَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ یعنی کیا لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ایمان لائیں اور امتحان نہ ہو غرض امتحان ضروری شئے ہے اس سلسلہ میں جو داخل ہوتا ہے وہ ابتلا سے خالی نہیں رہ سکتا۔ ہمارے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ ایکطرف ہیں اور باپ الگ۔

*

۱۹ اکی شام متقی کا منہ تو ایسے بند ہوتا ہے جیسے منہ میں روڑے ڈالے ہوئے ہوں متقی کبھی کفر کا دائرہ وسیع کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ ایمان کا دائرہ وسیع کرنا چاہتا ہے۔ ان مخالف مولویوں کی نسبت میرا یہ عقیدہ تھا کہ انمیں صفائی نہیں ہے اور ملونی سے فرق بھرے ہوئے ہیں مگر یہ میرے وہم و خیال میں بھی نہیں تھا کہ ان سے یہ کمینہ پن ظاہر ہوگا جو انھوں نے اب میری مخالفت میں ظاہر کیا ہے۔

چونکہ عمر گذرتی جاتی ہے جیسے برف ڈھلتی ہے اس لیے ہر روز یہ خیال آتا ہے کہ کوئی آدمی ایسا ہو جو ان کے پاس جاوے اور انکو فیصلہ کی راہ پر لاوے۔ اور بتائے کہ ایک وہ وقت تھا کہ اللہ تعالٰی میری دعا کی نقل فرماتا ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا اور رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی وہ زمانہ کہاں کہ دو آدمی ثابت کرنے مشکل ہیں اور یا اب یہ زمانہ ہے کہ فوجیں کی فوجیں آرہی ہیں۔ قبل از وقت کہ جیسا کہا تھا وہ کر دیا اور کر رہا ہے۔ اور لوگوں کی نظروں میں عجیب اگر کوئی سمجھنے والا ہو تو اُسے معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا نے اپنی سنت قدیمہ کے موافق کیا اور جس طرح رسل آتے ہیں وہ اسی طرح پہچانے جاتے ہیں مجھے انھیں آثار اور نشانات کے ساتھ شناخت کرو۔ جو خدا کیطرف سے آتے ہیں وہ خدا کی محکم ہدایات کے خلاف نہیں کرتے + ایسا نہیں کہ حرام کو حلال یا حلال کو حرام کردیں دوسرے وہ ایسے وقت میں آتے ہیں کہ وہ ضرورت کا وقت ہوتا ہے تیسرے یہ کہ تائید الٰہی کے بدون نہیں ہوتے۔ صریح نظر آتا ہے کہ خدا تائید کرتا ہے۔ جہانتک میں خیال کرتا ہوں سچائی کے تین ہی راہ ہیں اول نصوص قرآنیہ و حدیثیہ دوسرے عقل تیسرے خدا تعالی کے تائیدات۔ ان تینوں ذریعوں سے جو چاہیے ہم سے ثبوت لے مگر انسان بنکر نہ سفلہ پن کیطرح ہم سبکو دعوت دیتے ہیں خواہ سو روپیہ روز خرچ ہو جاوے آکر آدمیت سے پوچھ لیں۔ اب دیکھ بیٹھے ہیں نہ کتاب ہے نہ غور ہے نہ فکر ہے۔ سفلہ لوگوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر کام کرتے ہیں یہ طریق تو تقوی کے خلاف ہے اگر کوئی انسان ایسا ہو جو ان پر رعب ڈال سکتا ہو وہ انہیں جاکر سمجھائے۔ دنیا دار لوگ اگر انکو کہیں تو ان سے ڈرتے ہیں۔ خدا کرے کہ کوئی ایسا دنیا دار ہو جسکو اسطرف توجہ ہو اور انکو سمجھائے

ایک سوال کا جواب

سوال — مسلمان مرد کو تو چار بیوی سے ایک دوسری کی زندگی میں یعنی بحالت اپنی پہلی بیوی کی حین حیات میں چاہے اس سے کوئی قصور ہی سرزد ہوا ہو۔ شریعت اسلام نے نکاح کر لینے کی اجازت دی ہے لیکن برخلاف اس کے بیچاری عورت نے کیا قصور کیا کہ وہ ایک ہی شوہر کے سوا دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی یعنی اول خاوند کی زندگی میں بغیر لینے طلاق کے دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی اسحالت مین تو نیوگ والے حق پر ہین کہ مرد اور عورت دونو کا حق برابر رکھا ہے +

جواب — اسی سوال کو دوسرے لفظون مین یون ادا کر سکتے ہین کہ عورت و مرد کے حقوق مساوی ہونے چاہئے اور یہی اس اعتراض کا ماحصل ولب لباب ہے +

(۱) قدرت کا نظارہ ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہے اور اس امر کے ماننے مین کوئی شک وشبہ دامنگیر مرد حق پذیر نہین ہو سکتا کہ عورت بچے کو پیٹ مین رکھنے۔ درد زہ اُٹھانے جننے۔ پرورش کرنے وغیرہ کی تمام تکالیف اول سے آخر تک بکلی برداشت کرتی ہے لیکن مرد کو کوئی تکلیف ان تکالیف مین سے نہیں دیگئی درآنحالیکہ مرد علی العموم اولاد سے نسبت عورت کے زیادہ منفعت حاصل کرتا ہے۔

(۲) یہ بھی کوئی مخفی امر نہین کہ دونون بلحاظ قوائی جسمانی ایک دوسرے کی برابری نہین کر سکتے اور دونون کے درمیان فرق بین حائل ہے ایک فطرتاً کمزور۔ نازک اندام۔ سخت و درشت کار ہائے دنیوی سے خائف و ترسان ہے فریق ثانی ان صفتونمین سے کسیکا بھی موصوف نہین بلکہ طاقتور۔ قوی ہیکل۔ تمام رنجہائے زمانہ کے مقابلے مین بہادری کا اک زندہ نشان ہے پس جب قدرت نے عورت پر اس قدر بار ڈال رکھا ہے تو وہ شریعت جو قدرت کی مطابقت مین سرمو کا فرق بھی نہین رکھتی اگر اسکا بوجھ زیادہ کردے تو اعتراض کرنیکا کونسا محل وموقع ہے +

(۳) مرد ایک ہی مہینے مین اپنا نطفہ کئی عورتون کو دیسکتا اور ان عورتون سے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ چنانچہ چند عورتین ایک ہی مرد سے حاملہ ہو کر بچے جن سکتی ہین لیکن یہ ناممکن الوقوع امر ہے کہ ایک عورت چند مردونکا نطفہ رکھ سکے۔ تجربہ زبان حال سے اس کی تردید پر کمر بستہ ہے ہان صرف ایک ہی مرد کا نطفہ ایک وقت مین ٹھہر سکتا اور اسی ایک نطفے سے بچہ پیدا ہو سکتا ہے

(۴) آریہ مذہب جھوٹ کی تعلیم دیتا ہے غور کرو کہ اس کھلم کھلا بیحیائی کا نتیجہ یا موجب آپکے نیوگ کا بچہ دراصل اُس بناوٹی باپ کے نطفہ سے نہین ہوتا جو اولاد کا نوبہت شائق ہے لیکن طاقت خداداد اپنے اندر نہین رکھتا بلکہ بیرج داتا کا ہوتا ہے۔ **دیکھو قدرت نے تو نیوگ کرنے والے کے بیج مین یہ بات رکھی ہے کہ وہ پھلدار ہو لیکن آریہ مذہب پرمیشر کو کہتا ہے کہ ہے پرماتما ایشر دھرمی دے راجہ تو چاہے میرے سیوکان نون اپھل ہی بنا۔ پر آسان اُنہان نون پھلدار کرانگے اور منڈے کرٹہان دلاونگے** پس کیا جھوٹ نہین کہ نطفہ کسیکا ہوا اور بیٹا اسکا کہلائے جبکا وہ نطفہ درحقیقت نہین +

(۵) علاوہ برین مرد ایکطرح عورت پر افسر ہے کیونکہ قسم قسم کی حکومتون کے علاوہ بچہ کا بیج رکھکر اُس عورت سے ایک قسم کا مالیہ لیتا ہے اور یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ رعایا جس قدر کثیر ہو افسر کی عزت کا باعث ہوگی۔ لیکن جس رعایا کے افسر بہت ہون اُسکی عزت خاک بھی نہین فرض کرو ایک نوکر ہو اور بیس حکمران ہون تو نوکر کو کیا آرام ملیگا مگر ایک حکمران کے پاس اگر بیس نوکر ہون تو کثرت خدام کے لحاظ سے اس کے عزو وقار۔ جاہ و امارت مین نمایان ترقی ظہور پذیر ہوگی۔ نیز ایک نوکر کے ہاتھ بٹانے والے جب اور نوکر ہون تو اس کی راحت کا موجب ہین۔ بشرطیکہ آقا انصاف سے کام لے اور عدل کا پہلو ترک نکرے یہی مثال بعینہ کثرت ازدواج پر صادق آتی ہے اب ہمین معلوم ہو گیا کہ مرد عورت پر فائق اور بلحاظ حقوق اس سے بالاتر ہے پس جو چیز کسی چیز پر فوقیت رکھتی ہو وہ اُس کی مساوی نہین ہو سکتی اور مساوات کے لازم آنے سے فوقیت فوت ہو جاویگی اس لئے ثابت ہوا کہ مرد عورت کے حقوق مین کمی وبیشی ہے اور کثرت ازدواج عین قانون قدرت کے مطابق ہے

عبدالحق از قادیان

قصیدہ تہنیت جلوس وتاجپوشی حضرت قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

ازابو یوسف محمد مبارک علی احمدی عربک ٹیچر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

(۱) بشری لکم یا معشر الخلان
الیوم یوما لعید والشکران

(۲) یوم السرور لکل من ھو طائع
للملیک ذی الجاہ والاعوان

(۳) یوم الجلوس ویوم حریۃ لنا
وتنعم النسوان والصبیان

(۴) حیوا الینا معشر الاخوان
نسمعکم من مدحۃ السلطان

(۵) سلطاننا ایڈورڈ ملبس تاجہ
تدیلمعن سیماہ من لمعان

(۶) اسر القلوب بعدلہ وبرحمہ
ذو التاج والافواج والرضوان

(۷) خربت مظالم کلھا فی عصرہ
شادا لمراحم بعدہ العمران

(۸) فاق الملوک مرتبۃ وبحکمۃ
آثارھا ظہرت علی البلدان

(۹) طاب القلوب بحسنۃ وجمالہ
عز الکرام لدیہ من احسان

(۱۰) قطع العناد من العنود بسیفہ
وبصولہ ھو قاطع الطغیان

(۱۱) طوبی لکم طوبی لکم فی طوعہ
القاہ رب الملک فوق زمان

(۱۲) ھو قیصر الہند الذی وجبت لہ
خیر المحامد من جمیع لسان

جنگی بہادرونکا سپہ سالار (۱۴) اسکی عنایت بڑھی اور اس کے فیض عام ہوئے اپنی مراد کو پہنچا اور بڑا عالی شان ہے (۱۵) سخاوت سے اسکے ہاتھ لمبے ہوگئے۔ ہے خدا اس کی عمر بڑہا اور اس کے لئے زندگی کو لمبا کر (۱۶) ہم اس کی طرف دوڑتے ہین تا کہ اس کے فیض سے فیضیاب ہون۔ وہ ایک دریا ہے جسکی تری نے پیاسونکو سیراب کر دیا ہے (۱۷) اس کی بخشش ہماری طرف جاری ہوئی اور ہمارا دل محبت سے اُس کی طرف جاری ہے تا کہ احسان کا بدلہ احسان ہو (۱۸) مین نے یہ نظم اسکی تاج پوشی اور تخت اور علوشان کی مبارکبادی کے لئے کہی ہے (۱۹) میرا نام مبارک ہے

پیسہ اخبار
اور
سیف چشتیائی

تعصب اور عداوت بیجا کا برا ہو جو حق پوشی کا مذموم پھل لاتی ہے۔ پیسہ اخبار لاہور نے ایک کالم مشاغل علمی اور ریویو کا بھی کھول رکھا ہے جس سے پیسہ اخبار کی اپنی علمی قابلیت و واقفیت کا پورا پتہ لگتا ہے۔ کیونکہ دو چار تعریفی سطروں کے لکھدینے کا نام ریویو نہیں ہے جو پیسہ اخبار نے سمجھ رکھا ہے بہر حال اس وقت ہم ریویو کی فلاسفی پر بحث کرنا نہیں چاہتے بلکہ یہ دکھانا چاہتے ہین کہ پیسہ اخبار کے اس کالم مین بعض ریویو ایسے لکھے جاتے ہین جو یہی نہین کہ نفس مضمون سے الگ ہوتے ہین بلکہ جوش مخالفت مین واقعات سے بھی دور چلے جانا پڑتا ہے چنانچہ سیف چشتیائی پر جو ریویو ایڈیٹر پیسہ اخبار نے کیا ہے اس کو ہم پیسہ اخبار کی علمی قابلیت اور واقعات سے ناواقفی دکھلانے کے لئے ذیل مین پیش کرتے ہین ✦

”سیف چشتیائی۔ یعنی حجۃ اللہ علی الشمس البازغہ و اصلاح الفصیح لاعجاز المسیح من تصنیف زبدۃ المحققین رئیس العارفین مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب ساکن گولڑہ ضلع راولپنڈی سے مرزا صاحب قادیانی نے لاہور مین حسب وعدہ مباحثہ کرنے سے پہلو تہی کیا تہا تو پیر صاحب رسالہ شمس الہدایۃ چھاپا تھا اردو کی ان دو چار سطر و نمین جہان گرد ایڈیٹر پیسہ اخبار نے جو ٹھوکرین کہائی ہین وہ اس قابل ہین کہ ناظرین پیسہ اخبار کے مشاغل علمی کالم کی داد دین خصوصًا من تصنیف والے جملے کی خبر کو سے سے شروع ہونیوالے جملے مین مدغم کرکے ایڈیٹر صاحب نے جو نئی تراش دکھائی ہے وہ شاید اردو اخبار نویسی کے لئے قابل فخر ہوگی۔ اسی سے قیاس ہو سکتا ہے کہ سیف چشتیائی پر ریویو کرنیوالا ریویو نویس کس پایہ اور دماغ کا انسان ہے ہم اس کو سلپ آف پین (لغزش قلم) ہی تصور کر لیتے لیکن اس سے آگے چلکر ایڈیٹر صاحب نے جو اپنی وسیع واقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ اسی نے اس کو سلپ آف پین نہین رہنے دیا بلکہ تحریر کی کمزوری اور ایڈیٹر صاحب کی لیاقت ہی کا نتیجہ اسے قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپنے اپنے معلومات کی وسعت کے اظہار کے لئے لکھا ہے کہ جب لاہور مین حسب وعدہ مباحثہ کرنے سے پہلو تہی کی (بقول پیسہ اخبار کیا۔ اس لئے کہ آپ ولایت ہو آئے ہین۔ آئندہ پیسہ اخبار مین یورپین اردو بولی جایا کریگی) تو پیر صاحب نے رسالہ شمس الھدایۃ چھاپا تھا۔ کیا خوب! معلوم ہوتا ہے ایڈیٹر صاحب نے شمس الہدایۃ بھی نہین پڑہا۔ یا پیر صاحب کی مدح و ثنا مین واقعات بھول گئے۔ یہ وہی بات ہے جیسے کسی امرکین سیاح نے ہندوستان کے مسلمانون اور سکھون کے متعلق رائے دیتے ہوئے لکھا تہا کہ ہندوستان مین مسلمانون کی ایک قوم ہے جو چوٹی رکھا کرتی ہے اور ایک اور قوم سکھ آباد ہے جو داڑھی منڈوائی ہے یا اس تاریخ دان اہل کمال کی طرح جس نے سکندر اعظم کو پانڈو سے جا لڑایا تہا۔ اس سے بہتر تہا کہ ایڈیٹر صاحب شمس الہدایۃ کا ذکر ہی نکرتے تا یہ ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ حضرت ایڈیٹر پیسہ اخبار صاحب سیاح یورپ! شمس الھدایۃ سائین مہر شاہ صاحب گولڑہ کا رسالہ انکے لاہور آنے سے بہت پہلے شایع ہو چکا تھا اور یہی رسالہ موجب ہوا تھا کہ انکو تفسیر نویسی کی دعوت کی گئی تھی۔ یہ پیسہ اخبار نے اس مختصر سے ریویو مین اردو نویسی کی غلطیون کے علاوہ دو مذموم غلطیان کی ہین جو واقعات کے خلاف ہین ✦

اول یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ نہ حضرت اقدس حسب وعدہ اس مباحثہ مین نہین آئے“ پیسہ اخبار کی یہ غلطی ایسی ہے کہ افترا ہے حضرت اقدس نے مباحثہ کے لئے نہ سائین جی کو بلایا اور نہ پہلو تہی کی بلکہ حضرۃ جری اللہ نے انکو قرآن شریف کی اعجازی تفسیر نویسی کی دعوۃ کی تھی جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات کا ثبوت مقصود تھا۔ مباحثہ کی حجت گولڑی صاحب نے خود تفسیر نویسی سے پہلو تہی کرنیکے لئے نکالی تھی حضرۃ اقدس نے نہ مباحثہ کی دعوۃ کی اور نہ اسمین آپنے پہلو تہی کی اگر پیسہ اخبار سچا ہے تو وہ تحریر پیش کرے جس مین حضرت اقدس نے مباحثہ کے لئے اس کو بلایا تہا۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہین کہ وہ ہرگز پیش نکر سکیگا۔ پھر ہم پیسہ اخبار کے جہان گرد ایڈیٹر صاحب سے پوچھتے ہین کہ ایسی غلطی جو واقعات کی ناواقفی کو ظاہر کرتی ہے کیا شرمناک غلطی نہین جو غلطی کی حد سے نکل کر جھوٹ تک جا پہونچتی ہے!

دوسری قابل شرم غلطی وہ ہے جو یہ لکھا ہے کہ شمس الھدایۃ اس مباحثہ کے بعد لکھا گیا۔ لاہور مین رہکر یہان کے واقعات بلکہ لاہور ہی کے واقعات سے ناواقفی کس قدر افسوسناک ہے۔ ہم امید نہین کرتے کہ پیسہ اخبار اپنی ان غلطیون کا اسی طرح پبلک مین اعتراف کرے۔ جیسے غلط انفرمیشن اس نے پبلک کو دی ہے ✦

اس پر قیاس ہو سکتا ہے کہ یہ ریویو جو سیف چشتیائی پر پیسہ اخبار نے لکھا ہے وہ کیا وقعت رکھتا ہے۔ ہم پیسہ اخبار کی ریویو نویسی کی اہمیت کا اعتراف کر لیتے اگر وہ اس کتاب پر ریویو لکہتے ہوئے کم از کم اتنا ہی لکھدیتا کہ سائین مہر شاہ صاحب نے یہ بیشک غلطی کہائی اور کمزوری ظاہر کی کہ اعجاز المسیح پر (جو بڑے زور تحدی کے ساتھ فصیح بلیغ عربی مین ہے) اگر کچھ لکھا جاتا تو وہ بھی کم از کم عربی مین ہونا چاہئیے تہا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جو ایک ریویو نویس کی نظر سے کبھی رہ نہین سکتا مگر یہان تو دامن از کجا آرم والا معاملہ ہے ریویو نویس کے سر اور دماغ نے ریویو نویسی کی حیثیت سے یہ لکھا ہی نہیں۔ ورنہ غلط بیانی اور خلاف واقعہ امور کو یون پیش کر کے اس کی وقعت کو کم نہ کیا جاتا۔ آخر مین ہم سائین مہر شاہ صاحب اور ان کے دوستونکو ہشیار کرتے ہین کہ وہ آئندہ ایسے نادان دوست کی تعریفون پر خوش نہ ہون اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو سیف چشتیائی پر ریویو لکھکر

مراسلات

الحکم مین مراسلات کا صیغہ بہت ہی محدود اور تنگ ہے لیکن بعض احباب جو کچھ چاہتے ہین لکھکر الحکم مین درج ہونے کو بھیجدیتے ہین۔ جنپر عموماً بہت ہی کم توجہ کی جاتی ہے اور پھر اُن کی طرف سے شکایتین شروع ہوجاتی ہین۔ وہ بزرگ اگر خود ایڈیٹر کے منصب پر ہون اور ان کے پاس اس قسم کی مراسلات پہونچین توشاید ان کو بھی ان کے اندراج مین وہی عذر ہو جو الحکم کے ایڈیٹر کو ہے مین بہت سے موصول شدہ مراسلات مین سے اس مرتبہ صرف تین مضمون ذیل مین بدون کسی قسم کی رائے کے اظہار کے درج کرتا ہون جن احباب کے مضامین درج نہ ہوسکین وہ مجھے معذور سمجھین + ایڈیٹر

مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ گذارش یہ ہے کہ میرے ان چند شعرون کو اخبار الحکم کے کسی کالم مین جگہ دین مشکور ہونگا

شعر

دیکھا یہ کیسا پھولا پھلا باغ احمدی
کہتے تھے تم توسب کہ ہے دوکان احمدی
دارالامان مین دیکھو عجب سیر ہو رہا ہان
پھرتے ہین ہر طرف کو محبان احمدی
بیعت سے آؤ جلد مشرف ہو دوستو
آئیگی پھر نظر تمہین اک شان احمدی
طاعون کا شکار ہین اغیار رات دن
پرامن مین جو ہین تو محبان احمدی
احمد پہ تم نے کفر کے فتوے لگادیئے
توبہ کہان یہ کفر کہان شان احمدی
ملانے گرچہ مرمٹے پر کچھ نہو سکا
روشن ہے سب جہان مین اب شان احمدی
آؤ ہمارے سامنے گردل مین ہی گھمنڈ
میدان مین کھڑے ہین غلامانِ احمدی
بادِ خزان نے تم کو ہی برباد کردیا
پھولا پھلا جہان مین ہے بستان احمدی
احمد کا جلوہ دیکھوگے دنیا مین تم کمال
تم مردے اس طرف ہو ادھر شان احمدی
کیا گولڑی وغیرہ کے پیچھے لگے ہو تم
آجاؤ تم بذیل غلامانِ احمدی
فتوے تمہارے خاک مین سب دیکھو ملگئے
خود عرش سے خدا ہے ثناخوان احمدی
سر دار پر مخالفون کے کھنچے جاتے ہین
سردار ہین جہان مین غلامانِ احمدی

از منصوری مورخہ ۱۲ راگست سنہ ۱۹۰۲ء

ضروری یاددہانی

ناظرین کو یاد ہوگا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے ۵ رمارچ سنہ ۱۹۰۲ کو ایک اشتہار دیا تہا جسکا خلاصہ مطلب ہے کہ جملہ برادران سلسلہ احمدیہ لنگرخانہ کے انتظام کیلئے کچھ ماہواری چندہ ارسال کیا کرین اور جو صاحبان مالی مدد نہین کرسکتے وہ کسی جسمانی امداد سے اس سلسلہ کے خادم بنین اور جو نہ مالی طور سے اور نہ جسمانی طور سے اس سلسلہ کی مدد نہین کرسکتا وہ اپنے تئین اس پاک جماعت (احمدی) اور پاک سلسلہ سے نہ تصور کرے۔ ایسا شخص منافق ہے اور لکھا گیا تہا کہ مین (حضرت اقدس) یہ جو اشتہار شایع کرتا ہون کوئی معمولی تحریر نہین بلکہ ان لوگون کیلئے جو مرید کہلاتے ہین یہ آخری فیصلہ کرتا ہون مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر مین مرید ہین جو اعانت اور نصرت مین مشغول ہین مگر بعضے خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہین پس ہر ایک شخص جو مرید ہے اسکو چاہئے کہ اب اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کردے خواہ ایک پیسہ ہو خواہ ایک دھیلہ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہین کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ مدد دیسکتا ہے وہ منافق ہے اب اس کے بعد (۵ جون سنہ ۱۹۰۲) وہ سلسلہ مین رہ نہین سکیگا۔ تین ماہ تک ہر بیعت کرنے والے کا انتظار کیا جاویگا اگر تین ماہ تک کسیکا جواب نہ آیا یعنی ۵ جون سنہ ۱۹۰۲ تک تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جاویگا +

جملہ برادران قوم احمدی کی خدمت مین التماس ہے کہ ہم مین سے ہر ایک کو چاہئے کہ جو بہائی چندہ نہین دیتے ان کو اشتہار مورخہ ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کے مضمون سے خبر دین حضرت اقدس نے اشتہار مذکور کو ایک معمولی تحریر نہین کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے احباب کو اس اشتہار کے مضمون کے سمجھنے مین غلط فہمی ہوئی حقیقت یہ ہے جیساکہ حضور علیہ السلام کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ چندہ کی کوئی تعین نہین کی بلکہ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا کو مد نظر رکھکر... غربا کو پیسہ پیسہ یا دھیلا ماہواری چندہ دینے کا ارشاد فرمایا ہے اور باقیون کو حسب مقدرت چھوڑا ہے اور بہتون کے لئے جسمانی خدمت مکتفی سمجھی گئی الغرض ہر صاحب کو چاہئے کہ اس اشتہار کو بنظر غور پڑھے اور غافلون سے اس کی تعمیل کرائی جاوے ایسا نہو کہ ایسے غافل (بقول حضرت اقدس منافق) الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ انی اری الملائکۃ الشداد کے نشانہ بنین یعنی امراض شدیدہ اور دیگر مصائب وطاعون سے اُن پر یا ان کے رشتہ دارون پر ابتلا پیش آوے۔ ان لوگون پر بہت افسوس ہے

جنہون نے دنیا کے اس قدر تعلقات توڑی اور کافر اور بیدین کہلائے اور طرح طرح کی ایذائین بد اندیشون سے اٹھا ئین پھر وہ اس سلسلہ سے ہمدردی کرنیسے لاپروا اور متکبر پائے جاتے ہین ۔ چندہ دنیا کوئی نئی بات نہین آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم بھی چندہ لیا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوبکر نے چالیس ہزار روپیہ چندہ دیا تھا وآخرین منہم لما یلحقوا کے مصداق تو تب ہی بنیگے جب ان کے سے اعمال ہونگے اب ہر ایک صاحب کو مناسب ہے کہ اپنے آشناؤن اور تمام رشتہ دارون کو بذریعہ خطوط یا اشتہار اشتہار مورخہ ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کی تعمیل کے لئے طیار کرے ۔ یہ جو حضرت اقدس نے ارقام فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی طرح سے اس سلسلہ کی مدد نہین کرتا وہ منافق اور ہمارے سلسلہ سے خارج ہے بہ حق ہے کیونکہ جو کوئی خدا کے لئے ایک روپے مین سے ایک پیسہ یا ایک آنہ بھی ادا نہین کرسکتا اس نے اس آسمانی نور کی کیا قدر کی ۔

ماسٹر عبد الرحمن از قادیان

میرے مکرم مخدوم شیخ صاحب السلام علیکم اگر گنجائش ہو تو سطور ذیل کو اپنے معزز اخبار کے کسی کالم مین جگہ دیکر ممنون فرمادین ۔

ترکیب بند صادق +

یہ رسالہ میرے مخدوم میر صادق حسین صاحب احمدی مختار عدالت اٹاوہ کی طبع دقاد کا نتیجہ ہے اور صبح صادق پریس اٹاوہ مین معمولی سفید کاغذ پر کتابی تقطیع پر شائع ہوا ہے علاوہ ٹائیٹل پیج کے ۴۶ صفحون پر ختم ہوتا ہے ۳۱ صفحہ تک ۱۴۰ ترکیب بند معہ حل معانی و فٹ نوٹ ہین اور چار صفحون پر دو قصیدے ۔ ایک قصیدہ تہنیت جشن ڈائمنڈ جوبلی اور ایک قصیدہ تعزیت حضور علیا کوئن وکٹوریہ درج کرکے ہر ایک قسم کے مضامین لکھنے کی قدرۃ و طاقت دکھلانیکے علاوہ حضرۃ مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان علیہ الصلوۃ والسلام کی گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت اپنی جماعت کو وفادارانہ اور اخلاصمندانہ تعلیم کا نمونہ دیا ہے باقی ۴۳ سے ۴۶ صفحون تک ہندوستان کے مشہور سخن طراز سید امجد علی صاحب اور جناب مولوی محمد وصی صاحب بی ۔ اے ۔ ایل ایل بی کے تقریظ اور ریویو ہے

حضرت صادق سے ناظرین کو کسی جدید انٹروڈیوس کی ضرورۃ نہین وہ اپنی موزون طبع کے نتائج کے سبب خود مشہور و ہر دلعزیز ہین ۔ گلدستہ صبح صادق کی دلچسپ اور بیبہا نظمین دیکھکر کون ان کی لیاقت کا معترف نہین ہوا جو لوگ علم عروض کی مشکلاۃ سے آگاہ ہین وہ جانتے ہین کہ بالخصوص ایسی نظمین لکھنا جنکا ایک ایک مصرعہ تاریخی واقعات پر مشتمل ہو کر کس قدر مشکل ہے تاریخی واقعات اور علمی اصطلاحات کا ایک ہی شعر مین بنا ہین اور باایں ہمہ شعر کو ساقط الوزن ہونے دین فی الواقع قادر الکلامی کی دلیل ہے ۔ فٹ نوٹس ایسے مفید ہین کہ ان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ایک بھاری لائبریری کا عطر اور نہایت ہی مشہور و مستند مصنفون کی تحقیقات کا لب لباب ہین کچھ مبالغہ نہیں کاش جو انگریزی الفاظ ترکیب بندون مین استعمال کئے گئے تھے انکو حاشیہ پر کسی اور مناسب جگہ انگریزی مین ہی لکھدیا ہوتا تا کہ اردو خوان اصحاب تلفظ بگاڑنے کی کم کوشش کرتے ۔ ترکیب بند گذشتہ مسلمانون کے کارنامونکا مرقع اور موجودہ مسلمانون کی غفلت اور بے ہنری کی تصویر ہے جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ مردے از غیب برون آید و کارے بکند ۔ رسالہ مذکور مصنف سے درخواست کرنیپر ۴ر قیمت پر ملسکتا ہے اہل مذاق ناظرین ضرور ملاحظہ فرماوین اور حظ اٹھاوین ۔ مصنف کا پتہ یہ ہے میر صادق حسین صاحب صادق ایڈیٹر اٹاوہ پنچ اٹاوہ ۔

مین ہون آپکا مخلص خادم عبد الحکیم احمدی ہوشیارپوری مقیم قادیان

ایک خطبہ کا خلاصہ

ان الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون والذین ہم بآیات ربہم یؤمنون

خدا پرستی کی ساری باتونکی جڑ اور ساری نیکیونکا اصل خدا تعالیٰ کا خوف ہے اس لئے حضرۃ سلیمان اپنی کتاب مین فرماتے ہین

خدا کا خوف حکمت کا آغاز ہے

یاد رکھو جسقدر نیکیان انسان کرتا ہے اگر اس کی تہ مین خدا کا خوف نہین وہ بے فائدہ ہین اونکا کوئی پھل و نتیجہ نہین خدا تعالیٰ کے نزدیک سچا مومن اور حقیقی خدا پرست یا خدا شناس وہی ہے جو اپنے محسن مولا سے ڈرتا ہے ۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنا اس قسم کا نہین ہوسکتا جیسے انسان کسی مضر اور خوفناک چیز سے ڈرتا ہے ۔ خدا تعالیٰ تو جامع صفات کاملہ ہے اور قرآن کریم کا آغاز الحمد للہ سے صاف بتاتا ہے کہ وہ ایسی ستودہ صفات ذات ہے کہ اس کے حسن اور احسان کو دیکھکر حمد ہی کرنی پڑتی ہے یہ خوف اپنی نوعیت ایک اور قسم کی رکھتا ہے جو دنیا کے عرفی خوف سے بالکل الگ اور ماوراء ہے یہ بات کسطرح ثابت ہو کہ ایک شخص واقعی خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے ؟ اس کے ثبوت کے لئے یہ ضروری نہین کہ ہم یہ دیکھین کہ خدا تعالیٰ کا نام لینے سے اسے وحشت ہوتی ہے بلکہ اسکا پتہ اس بات سے لگتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کو کہان تک مانتا اور عمل کرتا ہے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی اتباع نہین کرتا تو اس سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ خدا سے نہین ڈرتا جب انسان پر غفلت اور بے پروائی آجاتی ہے تو اس کی حالت ان بھیڑ بکری اور حیوانات کی طرح ہوجاتی ہے جو اپنی (اُس سے آزاد ہوکر باڑہ کو توڑ کر دوسر کے کھیتون مین جاکر منہہ مارنے لگتی ہین

+ ایڈیٹر الحکم اسی ریویو کو کافی سمجھتا ہے ۔

اور ان کو نہین معلوم ہوتا کہ ان کھینوں کا کھانا ہم پر حرام ہے یا نہین اسیطرح پر یہ غفلت اور بے پروائی کے نیچے دبا ہوا بدقسمت انسان حدود الٰہی کو توڑ کر آگے نکل جاتا ہے پھر وہ ہر قسم کی بدکاری اور فسق و فجور کرتا ہے اور نہین ڈرتا کہ خدا کا غضب بھڑکیگا چوری کرتا ہے اور اسے خدا کا کچھ بھی خوف نہین ہوتا۔ غرض ٹھیک ان بھیڑ بکریون کی طرح وہ خدا کی روکی ہوئی چیزون پر نجاست کی طرح منہ مارتا ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی کتاب خدا کے مامور او مرسل اس کو کچھ فائدہ پہنچا نہین سکتے خواہ کیسے ہی طریقون سے اس کو سمجھاؤ وہ سمجھ سکتا ہی نہین وہ کان رکھتا ہے پر دانائی اور حکمت کی باتونکو جو خدا کے برگزیدہ رسول کے پاک لبون سے نکلتی ہین سن نہین سکتا ہے۔ وہ دل رکھتا پر ان کو سمجھ نہین سکتا ہے آہ۔ اس وقت یہ بدقسمت انسان اپنے آپکو شاید بڑا ہی خوش قسمت سمجھتا ہو۔ کہ وہ آزادی سے زندگی بسر کرتا ہے مگر اُسے معلوم نہین کہ خدا کا غضب میرے پیچھے آتا ہے ایسی حالت مین جبکہ وہ تمام حدود کو توڑ کر آزاد ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی پروا نہین کرتا اللہ تعالیٰ جو بڑا ہی غیور خدا ہے اپنے حدود اور احکام کی بے حرمتی کرنے والے کو سزا دیتا ہے اور اسے تباہ کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حدود کیا ہین؟ وہ احکام جو اُس نے اپنی کتاب مین بیان کئے ہین۔ دیکھو ایک غریب سے غریب زمیندار بھی کبھی پسند نہین کرتا کہ کوئی اس کے بند کو توڑ دے اور اگر کوئی اس کو توڑتا ہے تو فی الفور آمادہ پرخاش ہوجاتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کیا ایک زمیندار جتنی بھی غیرت اور حمیت نہین رکھتا کہ اس کے احکام کی بیحرمتی کی جاوے اور ان کو پاؤن کے نیچے روندا جاوے اور وہ کچھ نہ کہے ہان یہ سچ ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے رحم اور ستاری سے بھی کام لیتا ہے لیکن آخر وہ شدید البطش بھی ہے اور وہ گوارا نہین کرسکتا کہ اسکے احکام کی ہتک کی جاوے

انسان مین ایک غیرت اور غصہ کا ہونا اس پر حجت ہے کہ احکام الٰہیہ کے توڑنے پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور بھڑکتا ہے یہ اسکا رحم ہے کہ وہ مامور اور مرسل بھیجتا ہے جو آکر خدا کے غضب سے دنیا کو اطلاع دیتے ہین اور ڈراتے ہین مگر جب کوئی وعظ اور نصیحت ان سیاہ دل لوگونکو اثر نہین کرتی تو پھر خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ کی چمکار دکھاتا ہے۔ ان چمکارون مین سے ایک چمکار یہ طاعون بھی ہے جو ملک مین پھیلی ہوئی ہے تم مین سے کسی نے اس سے پہلے اس قسم کی آفت اور وبا نہین دیکھی ہوگی یہ خدا تعالیٰ کے غضب کا تیری نشان ہے کہ جس سے لوگ اسطرح پر جیسے ایک کڑاہی مین دانے بھونے جاتے ہین۔ تباہ ہو رہے ہین بعض مہینون مین ایک ایک لاکھ کے قریب طاعون کا شکار ہونیوالون کی نوبت پہونچی ہے جسطرح مرغیون مین ایک بیماری پڑتی ہے اور وہ مرنے لگتی ہین اسی طرح لوگ مر رہے ہین اسوقت خدا کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی ہے اگر اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اور کیا اسکا وقت ہے یہ معمولی مرض نہین جس سے بہت جلد آرام ہوجانیکی توقع اور امید ہو۔ یہان تو ڈاکٹر اور طبیب بھی عاجز آگئے بلکہ خود سلطنت انگلشیہ بھی حیران ہو رہی ہے۔ تم لوگ شاید اس بات کو نہین سمجھ سکتے کیونکہ اس مین ہو مگر ان شہرون کے حالات سنو جہان یہ قیامت برپا ہے۔

ایسی حالت مین خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے ان الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون۔ جو مومن خدا تعالیٰ کے خوف سے ڈرتے ہین وہ فلاح پاجائینگے طاعون خدا کا فرشتہ ہے اسکو برا نہین کہنا چاہئے کیونکہ یہ خدا کا مامور ہے اور یہ اس لئے مقرر ہوا ہے تا انکو تباہ کرے جنہون نے خدا تعالیٰ کے حدود کو توڑا ہے اور اس کے مرسل کی نافرمانی کی ہے اس سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے اور وہ **خوف الٰہی ہے**۔ میری سمجھ مین نہیں آتا کہ مین تمہین کیونکر سمجھاؤن کہ ہر ایک شخص کے دل مین خدا کا خوف پیدا ہوجائے یہ توفیق اللہ کے پاس ہے جسکو چاہے اپنا فضل دیدے۔

جیسے اللہ تعالےٰ نے ہر مرض کا نسخہ اور علاج رکھدیا ہے اسیطرح پر اسکا بھی علاج رکھا ہے اور وہ علاج **خوف الٰہی** ہے اس ڈر کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ نماز کو قائم کرو۔ اور اُسے سنوار سنوار کر پڑھو۔ جیسے کوئی اپنی روٹی کو مزے لیکر کھاتا ہے اسی طرح جو نماز کو سنوار سنوار کر پڑھیگا مین سچ کہتا ہون کہ اسے ایسا لذیذ کھانا معلوم ہوگا کہ اُس سے بڑھکر کوئی مزیدار چیز اسے معلوم نہ ہوگی ساری نماز کے معنے سیکھو پھر سوچ کر پڑھو۔ اکثر لوگ جو نماز مین سستی کرتے ہین اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ انکو مزا نہین آیا ہوا ہوتا۔

دوسری بڑی بات یہ ہے کہ ہر ایک ہماری جماعت مین سے جو سنتے ہین وہ سنین اور جو نہین سنتے انکو سنادو کہ پچھلی رات کو تہجد کے لئے اٹھو اور اپنے گناہون کی معافی چاہو۔ خدا تعالیٰ کو اس وقت کی دعائین بڑی پیاری لگتی ہین یقیناً یاد رکھو کہ اس وقت جو دعا کریگا وہ رد نہ ہوگی حضرت امام علیہ السلام جو اپنی امت پر اسیطرح کانپتے ہین۔ جیسے ماں بچے کے لئے تڑپتی ہے۔ رات دن یہی حکم دیتے ہین۔ غرض اب وقت ہے۔ بلا سے پہلے بلا سے محفوظ رہنے کی فکر کرین۔ اپنی جانون اور اپنے بچون پر رحم کرو۔ یہ وقت ہے سچی توبہ کا۔ خدا ہماری جماعت پر خاص فضل کرے اور وہ نمونہ ہو کر خدا کے فضل سے بچ جاوین آمین۔

بیعت کا کالم

میان جمال الدین صاحب ہمبڑان ضلع لودیانہ تحصیل جگراؤن
میان کمال الدین صاحب " " "
اہلیہ میان غلام محمد صاحب " " "
دختر میان غلام محمد صاحب " " "
میان کریم بخش پٹواری سیالکوٹ
میان حسن محمد صاحب "
میان محمد غیاث صاحب محرر تھانہ گجرات
میان خدابخش صاحب جہلم
محمد جمیل صاحب کنسٹبل
میان شیر خانصاحب علاقہ گلگت گوئی
میان انبیاء صاحب پٹیالہ " "
... خانم صاحبہ و صفصر ... صاحبہ پٹیالہ
میان ... صاحب پٹیالہ۔
میان سراج الدین صاحب۔ سعد اللہ پور گجرات
میان شیخ زبیر صاحب ملہور۔ ضلع کانپور
میان کریم بخش صاحب شربال علاقہ پٹیالہ
میان فتح محمد خانصاحب۔ چک براہ کشمیر اسلام آباد
میان نظیر حسین صاحب لاہور
میان محمد علی صاحب چینہ سندھوان ضلع گجرات
بابو سید ... الدین صاحب۔ ہسپتال اسسٹنٹ شمالی
لیڈ ملک افریقہ
میان کریم بخش طالب علم جماعت سوم مدرسہ جسنوئی
ضلع انبالہ و قادر نواز طالب علم جماعت سوم د
غلام حسین طالب العلم جماعت سوم " " " "
علی ... و سکندر خان " " " " "
میان محمد بیگ صاحب چک بیگی کا جڑانوالہ
میان صدر الدین خیاط سیالکوٹ رعیہ
میان محمد دین راجیکی ضلع گجرات
میان امداد بیگ صاحب ریاست پٹیالہ پائل
میان سید حسن علیشاہ صاحب لودیانہ
میان خواجہ عبد الخالق صاحب کشمیر ہری پور
میان عبد الخالق رنگریز کہوڈونی "
میان خواجہ حبیب اللہ صاحب " "
میان خواجہ احسن اللہ صاحب " "
میان عبد العزیز عرف پنڈت وانپورہ کشمیر ہری پور

میان غلام رسول صاحب عرف ڈار وانپورہ کشمیر
میان نور الدین صاحب ڈنگہ گجرات ملکہ
میان عبد الحمید معرفت حکیم شمس الدین سیالکوٹ
بازار لوہاران
میان میران بخش صاحب سیالکوٹ ڈسکہ (پنجابی)
میان اشرف علی خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس لین
میان طالب خانصاحب سپاہی پلٹن ۲۷
پنجاب انفنٹری مین وارد محکمہ کپاس سروی
پارٹی نمبر ۱۵ قدیم بلوچستان
اہلیہ میان عبد اللہ صاحب گورداسپور
" " ۳ دختر میان صاحب "
میان شیخ غلام مرتضیٰ "
میان چوہدری باغ خانصاحب شاہ پور
سماۃ سردار بیگم دختر جناب اشرف علی خانصاحب
ڈپٹی انسپکٹر پولیس لین ضلع راولپنڈی
میان غلام محمد خانصاحب حاصلانوالہ گجرات
میان ہوت خانصاحب مدرس کالہ ڈیرہ غازیخان
میان ولی محمد صاحب ڈیرہ غازیخان
میان غلام نبی صاحب "
میان محمد ڈار شہر امرتسر کٹرہ جلیمانوالہ
میان امام الدین صاحب سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب
میان نور حسین صاحب سیالکوٹ "
میان غلام حسین صاحب " "
میان محمد حسین صاحب " "
میان سراج الدین صاحب " "
میان حافظ نور الحسن صاحب چاہ میانصاحب
جان محمد منٹگمری
میان زبیر صاحب ملہور کانپور
میان علی گوہر صاحب لائل پور
میان عبد الرحیم صاحب پلٹن نمبر ۲ کائنڈ عہدہ لین
نائک ہوتی مردان کمپنی ۸ حال وارد سروس
پارٹی نمبر ۱۵
میان مصطفےٰ صاحب کاتب گجرات
محمد اشرف صاحب بلانی "
میان علی احمد حکیم صاحب رجوعہ "
اہلیہ میان علی احمد " "
و ۲ لڑکے و ۲ لڑکیان " "
میان سید گل خانصاحب گھڑی ساز انارکلی لاہور
میان محمد رمضان خانصاحب بہاٹی دروازہ "
میان محمد حسین کلارک دفتر سرکاری وکیل "

میان اشفاق حسین صاحب کلارک لاہور
سماۃ نور بھری والدہ عبد اللہ ڈیرہ غازیخان
سماۃ گھور صاحبہ زوجہ اسمعیل صاحب "
صاحبہ خاتون زوجہ پیر محمد بستی رندان "
مبارکہ صاحبہ " فتح محمد " " "
جنتی صاحبہ " اللہ دتا چاہ پیر الوالہ "
غلام جنت صاحبہ بنت فقیر محمد صاحب بستی رندان "
میان کریم بخش صاحب جہوک اوتری ڈیرہ غازیخان
میان عبد اللہ صاحب " "
میان حیدر صاحب " "
میان پیرن صاحب " "
سماۃ چند و صاحبہ زوجہ عبد اللہ صاحب "
سماۃ حوا زوجہ الٰہ بخش صاحب " "
سماۃ جنت زوجہ حسین صاحب " "
سماۃ کوکیر زوجہ اسمعیل صاحب " "
سماۃ نور بھری زوجہ حاجی " "
میان خدا بخش صاحب " "
سماۃ مبارکہ زوجہ فتح محمد صاحب " "
سماۃ جیوان " میان کالو صاحب " "
سماۃ جنن دختر کالو صاحب " "
سماۃ مریم " کالو صاحب " "
میان موسیٰ صاحب " "
سماۃ راستی زوجہ کریم بخش صاحب " "
سماۃ غلام جنت " مراد صاحب " "
سماۃ بخت بھری زوجہ میان حسین صاحب " "
سماۃ حیات بی بی دختر میان حسین صاحب " "
۴۰ اشخاص متعلقین نظیر حسین صاحب کوئٹہ ملک
بلوچستان "
محمد دین صاحب امام مسجد شاہ درہ لاہور
میان حسن صاحب بافندہ شاہ پور
میان الٰہی بخش صاحب لاہور بہاٹی دروازہ
میان پیر محمد صاحب تیلی بیدلو پور لاہور
میان سلطان علی صاحب دوالہ جہلم
میان طفیل احمد صاحب محرر کارخانہ گودام سرکاری رڑکی
میان برکت علی خانصاحب گڑھ شنکر ہوشیارپور
میان حسن محمد صاحب جہلم کہوکہران
میان فضل بیگ صاحب و میان بہادر بیگ صاحب
و میان سلطان بیگ و بڈہا رنگریز و عبد اللہ کشمیری
و غلام محمد کشمیری صاحب و دل احمد امام مسجد جامع۔ پنڈ انکا
فلعذری باقی آئندہ ؞

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

جوہر عشبہ مغربی مرکب
سارس
اپریلا
ان امراض کا عروج بڑے شدومد سے سلطنت
کرنیوالا ہوتاہے اس کے غروب کرنے کا آلہ اگر کوئی ہے
جسم مین تباہی
تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے
جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہونچکر خون کو ردی کردے تو اس کو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو
دبوتا نہین بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے۔ جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کے لئے مسلمہ حکمائے سلف و خلف کا
نسخہ ہے اسکے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اس کو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل
آفیسر۔ پروفیسر۔ علوم طب اور حکمائے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنے کا آلہ قرار دیا ہے یہ جوہر عشبہ
جوانی کے جوش غلط کاریسے جب آتشک کا زہر خونکو تباہ کر کے گوناگون رنگون مین ظاہر
ہوتا ہو تو اس وقت بھی ایک فادزہر ہے جسکے استعمال سے وجع مفاصل۔ تیرگی خارش۔ پھوڑے
پھنسی۔ زخمونکا اندمال کرتاہے۔ خنازیر۔ ناصور۔ بھگندر۔ جنبل یا جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دھبے۔ سوکھی خارش
چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہین تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ بھیانک بیماریون سے نجات دیتا ہے۔ سوزاک کے بعد جو ہاتھ اور پاؤن کے
تلوون مین جلن رہتی ہے ہڈیان درد کرتی ہون۔ ریح کا درد عرق النساء اور عورتون کے رحم بگاسا ورنلون کے درد کو بھی دور کرتا ہے
شیشی کلان عہ شیشی خورد عسہ محصول ڈاک ۸ر
پتہ زبدۃ الحکما حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ
صدق اللہ العلام فیما اوحی الی الامام
علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ
لولا الاکرام لہلک المقام
طاعون عذاب الٰہی ہے
جو خدا تعالٰی کے مرسل کی تکذیب و انکار کے
باعث نمودار ہوتا ہے
روغن نوری۔ یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون
وہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے
جو سعید لوگ حفظ ماتقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ بفضلہ تعالٰی زہریلے
طاعون وہیضہ نہون گے کیونکہ جراثیم وبائیہ ان کے بدن مین داخل ہوتے
ہی ہلاک ہوجائینگے اگر مبتلائے مرض کو دین تب بھی اس کو اللہ تعالٰی بفضلہ
تعالٰی شفایاب ہو۔ علاوہ ازین اس کے استعمال سے
کھانسی۔ تپ تلی۔ قے۔ اسہال۔ پیچش (مروڑ و خون آنون کا آنا) خنازی بیماری
سوزش سینہ۔ قصور ہضم۔ چیچک۔ نفث الدم وابتدائی سل۔ درد گوش۔ درد کان
ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے۔ پھنسیان۔ بواسیر کے زخم
زہر بچھو۔ زہر زنبور۔ وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضل تعالٰی دور ہوتے ہین
ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی عمر
جوہر آملہ سار مقوی معدہ و مشتہی و ہاضم و مصفی خون
و دافع خارش و پھوڑے پھنسی و وجع المفاصل و دمہ وریاح
وغیرہ قیمت فی شیشی ۵ر روپے آخیر ستمبر تک عہ
کشتہ سیم یک آتشہ مقوی
دماغ و اعصاب قیمت فی تولہ عہ
گٹکا سیماب مصلح شیر و مصفی خون قیمت عہ محصول بذمہ خریدار
المشتہر
حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ
موکل ضلع لاہور

آپ اس رعایت سے ضرور فائدہ اُٹھائین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریے مین ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف **چار روپے** لیجاویگی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے مین دیجاوینگی جس سے وہ دو نُ ایکبار فائدہ اُٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ +

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول عہ + رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۹۷ء عہ الانذار ۴ر + حضرت اقدس کی تقریر ۲ر حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۲ر اصلاح النظر ۲ر + سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲ر برہان الحق ۳ر + سلک مروارید ۴ر

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہیئن

علاج طاعون

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ و استغفار و تقوی و طہارۃ جدوار خالص کی گولیان اور عرق جسکا نتیجہ خباب نے اُسی اشتہار مین درج فرمایا تھا طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم دیا تھا اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل۔ ران + یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسی لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اشتہار کیموافق احباب کی سہولیت کیلئے گولیان عرق اور مرہم طیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے فائدے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ماتقدم کے طور استعمال کرین۔ قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہوگی

قیمت یکصد گولی ۱۲ر — عرق شیشی کلان جو تقریبًا ایکماہ کے لئے کافی ہوگی ۱۲ر

" دوچند گولی عہ — " " خورد ۷ر — مرہم فی ڈبیہ ۸ر

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال ہوگا +

ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ معالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

(اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ)

الحکم

[illegible] دارالاماں ہیں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۱ | دارالامان قادیان ۳۱ اگست روز پنجشنبہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۹ ہجری | جلد ۶

فہرست مضامین

دارالامان کا ہفتہ

۱ - حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مع اہلبیت تندرست ہیں اور نزول المسیح لکھ رہے ہیں جو تین پرسیوں پر تین ہزار کے قریب چھپ رہی ہے۔ ۲۰ جزو کاتب لکھ چکا ہے اور ۶ جزو کے قریب پریس چھاپ چکا ہے کام بہت سرعت سے ہو رہا ہے۔

۲ - حضرت حکیم الامۃ بھی بفضلہ تعالیٰ تندرست ہیں۔

۳ - مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت پچھلے دنوں سے ناساز ہی ہے اب بفضلہ تعالیٰ آرام ہے - خدا تعالیٰ آپکو شفاء عاجل عطا فرماوے آپ کی علالت طبع کیوجہ سے ہی موعودہ مضمون گولڑوی کی پردہ دری شائع نہیں ہو سکا - اگر اگلی اشاعت تک حضرت ممدوح نہ لکھ سکے تو پھر ایڈیٹر الحکم اس خدمت کو انشاء اللہ العزیز اپنی طاقت کے موافق سرانجام دیگا۔

بیعت

اگرچہ کالم بیعت میں بیعت کنندگان کے نام حسب معمول درج ہیں مگر ہم دو نام خصوصیت سے درج کرنا چاہتے ہیں اول ہمارے مخدوم جناب خان محمد عجب خان صاحب آف زیدہ نائب تحصیلدار ہوتی مردان ہیں الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں کالم بیعت میں آپکا نام مبائعین کے زمرہ میں درج ہے جو ہماری رائے میں کسی قدر خصوصیت اور تذکرہ کے ساتھ شائع ہونا ضروری تھا اور یہ اس لیے کہ ہمارے سید و مولیٰ مسیح موعود کی کامیابی کے نشان ہیں۔ خانصاحب مشہور و معروف خاندان زیدہ ضلع پشاور کے ایک ممتاز ممبر ہیں اور جناب خان عبد الغفور خان زیدہ سشن جج بہادر شاہ پور کے چچازاد بھائی ہیں + ایسے ممتاز خاندان سے تعلق رکھنے اور برسر حکومت ہونے کے باوجود آپکا سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف متوجہ ہونا جہاں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ضروری ہے آپکی عالی ہمتی اور دینداری کا ایک زبردست ثبوت ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ خانصاحب موصوف کا بہت اچھا اثر آپکے خاندان کے دوسرے ممبروں پر پڑیگا اور دعا کرتے ہیں کہ آپکو اللہ تعالیٰ بہت استوار رکھے آمین

دوسرا نام جو ہم خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ ہمارے عزیز مرزا احسن بیگ صاحب کا نام ہے - جنکا ذکر الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں کیا گیا ہے مرزا احسن بیگ مرزا اعظم بیگ رئیس لاہور کے نبیرہ ہیں اور ڈاکٹر مرزا اکبر بیگ مرحوم کے بیٹے - مرزا احسن بیگ کی بزرگ اس سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

(سلسلہ کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت)

قرآن شریف نے جھوٹھ کو بھی ایک نجاست رجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ دیکھو یہاں جھوٹھ کو بُت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹھ بھی ایک بُت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسیطرح جھوٹھ کے نیچے بجز ملمع سازی کے اور کچھہ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹھ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہوجاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھہ جھوٹھ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹھ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹھ کم ہوجاوے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا مدت تک ریاضت کریں تب جاکر سچ بولنے کی عادت انکو ہوگی۔ اسیطرح اور قسم قسم کی بدکاریاں اور شرارتیں ہوتی ہیں غرض دنیا میں گناہ کے سیلاب کا طوفان آیا ہوا ہے اور اس دریا کا گویا بند ٹوٹ گیا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ گناہ جو کیڑوں کی طرح چل رہے ہیں کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ جس سے یہ بلا دور ہوجاوے اور دنیا جو خیانت اور گناہ کے زہر اور لعنت سے بھر گئی ہے کسی طرح صاف ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس سوال کو قریباً تمام مذہبوں اور ملتوں نے محسوس کیا ہے۔ اور اپنی اپنی جگہ پر وہ کوئی نہ کوئی علاج بھی گناہ کا بتاتے ہیں مگر تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس زہر کا تریاق کسی کے پاس نہیں ان کے علاج استعمال کرکے مرض بڑھا ہے گھٹا نہیں

مثال کیطور پر ہم عیسائی مذہب کا نام لیتے ہیں اس مذہب نے گناہ کا علاج مسیح کے خون پر ایمان لانا رکھا ہے کہ مسیح ہمارے بدلے یہودیوں کے ہاتھوں صلیب لٹکایا جاکر جو ملعون ہوچکا ہے اسکی لعنت نے ہمکو برکت دی۔ یہ عجیب فلاسفی ہے جو کسی زمانہ اور عمر میں سمجھی نہیں جاسکتی لعنت برکت کا موجب کیونکر ہوسکتی ہے اور ایک کی موت دوسرے کی زندگی کا ذریعہ کیونکر ٹھیرتی ہے؟ ہم عیسائیوں کے اس طریق علاج کو عقلی دلائل کی معیار پر بھی پرکھنے کی ضرورت نہ سمجھتے اگر کم از کم عیسائی دنیا میں یہ نظر آتا کہ وہاں گناہ نہیں ہے۔ لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہاں حیوانوں سے بھی بڑھ کر ذلیل زندگی بسر کی جاتی ہے تو ہمکو اس طریق انسداد گناہ پر اور بھی حسرت ہوتی ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ اس سے بہتر تھا کہ یہ کفارہ نہ ہوا ہوتا جس نے اباحت کا دریا چلا دیا۔

اور پھر اسکو معافی گناہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اسی طرح پر دوسرے لوگوں نے جو طریق نجات کے ایجاد کیے ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے گناہ کی زندگی پر کبھی موت وارد ہوئی ہو۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شریر اور خطاکار قومیں معجزات دیکھکر پیشگوئیاں دیکھکر باز نہیں آئے۔ حضرت موسیٰ کے معجزات کیا کم تھے؟ کیا بنی اسرائیل نے کھلے کھلے نشان نہ دیکھے تھے لیکن تاہم ان میں وہ تقوی وہ طہارت اور نیکی جو حضرت موسیٰ چاہتے تھے کامل طور پر پیدا ہوئی آخر ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے مصداق وہ قوم ہوگئی۔ پھر حضرت مسیح کے معجزات دیکھنے والے لوگوں کو دیکھو کہ ان میں کہاں تک نیکی اور پرہیزگاری اور وفاداری کے اصولوں کی رعایت تھی۔ انہیں سے ہی ایک اٹھا اور اے ربی تجھپر سلام کہتے ہوئے پکڑوادیا اور دوسرے نے سامنے

لعنت کی ان ساری باتوں کو دیکھکر پھر سوال ہوتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے جو انسان کو واقعی گناہ سے روک سکتی ہے؟ میرے نزدیک خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت ایسی چیز ہے جو انسان کی گناہ کی زندگی پر موت وارد کرتی ہے۔ جب سچا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے تو پھر دعا کے لیے تحریک ہوتی ہے اور دعا وہ چیز ہے جو انسان کی کمزوریوں کا جبر نقصان کرتی ہے۔ اس لیے دعا کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ بعض وقت انسان کو ایک دھوکا لگتا ہے کہ وہ عرصہ دراز تک ایک مطلب کیلیے دعا کرتا ہے اور وہ مطلب پورا نہیں ہوتا تب وہ گھبرا جاتا ہے حالانکہ گھبرانا نہ چاہیے بلکہ طلبگار باید صبور و حمول۔ دعا تو قبول ہوجاتی ہے لیکن انسان کو بعض دفعہ پتہ نہیں لگتا کیونکہ وہ اپنے دعا کے انجام اور نتائج سے آگاہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اسکے لیے وہ کرتا ہے جو مفید ہوتا ہے اسلیے نادان انسان یہ خیال کرلیتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے علم میں یہی مفید تھا کہ وہ دعا اسطرح پر قبول نہ ہو بلکہ کسی اور رنگ میں ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے آگ کا سرخ انگارہ دیکھکر مانگے۔ تو کیا دانشمند ماں اُسے دیدے گی کبھی نہیں اسیطرح پر دعا کے متعلق بھی ہوتا ہے۔ غرض دعائیں کرنے سے کبھی تھکنا نہیں چاہیے۔ دعا ہی ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک قوت اور نور عطا کرتی ہے جس سے انسان بدی پر غالب آجاتا ہے۔

مجھے بارہا اس امر کا خیال آیا ہے کہ ہماری جماعت یہ افسوس نہیں کرسکتی کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے کچھہ نہیں دکھایا ہے بلکہ یہاں تو اسقدر ثبوت اور نشان اسنے جمع کردیے ہیں کہ سلسلہ نبوت میں اسکی نظیریں بہت تھوڑی ملیں گی اللہ تعالیٰ نے کوئی ہمکو ثبوت کا خالی

نہیں رکھا۔ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ ہماری تائید کرتے ہیں اور عقل اور قانون قدرت ہمارے مؤید و معاون ہیں۔ آسمانی تائیدات اور شواہد ہمارے ساتھ ہیں غرض کسی پہلو میں کمی نہیں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنی جماعت کی سہولت اور آسانی کیلیے تین قسم کی ترتیبیں اپنے دعاوی اور دلائل کے متعلق دوں اور پھر وہ ترتیب شدہ نقشہ چھاپ دیا جاوے۔ ایک نقشہ تو حروف تہجی کی ترتیب پر ان نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا ہو جو ہمارے مؤید ہیں۔ دوسرا نقشہ عقلی دلائل اور قانون قدرت کے شواہد کا ہو یہ بھی حروف تہجی کی ترتیب سے ہو ایسا ہی تیسرا نقشہ ان نشانات اور تائیدات سماویہ کا ہو جو ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیے تھے یا خدا تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ پر ظاہر کیے۔ مثلاً ان کی ترتیب یوں سمجھیں

الف

اس سے اِبْرَاء کا نشان لو یہ وہ نشان ہے جو مسٹر ڈگلس ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے سامنے پورا ہوا۔ امرت سر کے ایک پادری ڈاکٹر کلارک نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ بنایا تھا کہ عبد الحمید نام ایک شخص کو گویا میں نے اس کے قتل کے لیے بھیجا ہے۔ یہ مقدمہ مسٹر ڈگلس کے سامنے پیش ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدہ اور پیشگوئی کے موافق مجھے بری کیا جیسا کہ پہلے الہام اِبْرَاء (بے قصور ٹھیراتا) ہو چکا تھا۔ جو لوگ اسوقت یہاں ہمارے پاس موجود تھے اور دوسرے مقامات کے لوگ بھی اس کے گواہ ہیں کیونکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی عادت ہے کہ جب کوئی الہام وہ سنتے ہیں اسے فوراً بذریعہ خطوط پھیلا دیتے ہیں۔ اسطرح یہ الہامات جو اس مقدمہ کے نام و نشان سے بھی پہلے ہوئے تھے ہماری اپنی جماعت میں پورے طور پر اشاعت پا چکے تھے اور وہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مقدمہ سے پہلے اِنْ هٰذَا اِلَّا تَهْدِيْدُ الْحُكَّامِ

اور صادق آن باشد کہ ایام بلا الخ وغیرہ الہام ہوئے تھے اور ان سب کے بعد اللہ تعالیٰ نے خبر دیدی تھی کہ اِبْرَاء (بے قصور ٹھیراتا)

ایک دانشمند اور سلیم الفطرۃ اس عظیم الشان نشان سے بہت بڑا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں نہ ہو تو اور بات ہے مگر خدا ترس اور متقی آدمی سمجھ لیتا ہے کہ یہ پیشگوئی اسطرز کی نہیں ہے جیسے رادل ہاتھ دیکھکر اناپ شناپ بتا دیتے ہیں یہ خدا کی باتیں ہیں۔ جو قبل از وقت ہزارہا انسانوں میں مشتہر ہوئیں اور آخر اسی طرح ہوا ورنہ کیا کسی کے خیال اور وہم میں یہ بات آ سکتی تھی کہ سازش پورے طور پر مرتب ہو جاوے اور عبد الحمید اپنا اظہار بھی دے کہ ہاں مجھے بھیجا ہے۔ آخری وقت پر جو فیصلہ لکھنے کا وقت سمجھا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے مسٹر ڈگلس کے دل میں القا کیا کہ یہ مقدمہ بناوٹی ہے اور اس کے دلکو غیر مطمئن کر دیا چنانچہ انہی کپتان لیمارچنڈ کو (جو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا) کہا کہ میرا دل اس سے تسلی نہیں پاتا بہتر ہے کہ تم اس مقدمہ کی تفتیش کرو۔ اور عبد الحمید سے اصل حالات معلوم کرو۔ چنانچہ جب کپتان لیمارچنڈ نے اس سے پوچھا تو اسنے پھر وہی پہلا بیان دیا مگر جب کپتان صاحب نے اسے کہا کہ تو سچ سچ بتا عبد الحمید رو پڑا اور اقرار کیا کہ مجھے تو سکھایا گیا تھا + اب بتاؤ کہ کیا یہ انسان کا کام ہے کیا ہر روز یہ لوگ مقدمات میں اسیطرح کیا کرتے ہیں۔ واقعات پر فیصلے دیتے ہیں یا دل کی تسلیوں کو دیکھتے ہیں۔ نہیں یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ تھا جو وہ وعدہ کر چکا تھا وہی ہونا تھا۔ پس اِبْرَاء کا نشان عظیم الشان نشان ہے جو الف کے مد میں ہے۔

اور پھر اسیطرح اس مد میں اٰوٰی کا نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے قادیان کو طاعون کی افراتفری سے محفوظ رکھنے کے متعلق دیا ہے اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ۔ ملک میں طاعون کثرت سے پڑا ہوا ہے۔ اور خدا تعالیٰ قادیان کے انتشار اور موت الکلاب سے محفوظ رہنے کی بشارت دیتا ہے۔ کہ اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے یعنی اس گاؤں پر خصوصیت سے فضل رہیگا۔ اٰوٰی کے اصل معنی یہ ہیں کہ اسے منتشر نہ کیا جاوے اور جبکہ عام طور پر قانوناً یہ امر روا رکھا گیا ہے کہ کسی گاؤں کو جبراً باہر نہ نکالا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ افراتفری اور موت الکلاب جو دیگر شہروں میں پڑی ہے اس سے خدا تعالیٰ قادیان کو محفوظ رکھے یعنی یہاں طاعون جارف نہ ہوگی۔ پھر اسی طرح الف کے مد میں اَنْبَا کا نشان ہے۔ کتابوں اور اشتہاروں کو پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ ہر ایک کی پیدائش سے پہلے ایک اشتہار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ لڑکا پیدا ہوگا چنانچہ ان اشتہاروں کے موافق یہ لڑکے پیدا ہوئے ہیں اور پھر یہاں تک کہ تعداد بھی بتا دی کہ چار لڑکے ہوں گے اور چوتھے لڑکے کی بابت یہ بھی اعلان کر دیا گیا تھا کہ عبد الحق نہ مرے گا جب تک چوتھا لڑکا پیدا ہونے کی خبر نہ سن لے ایسا ہی مولوی صاحب (مولوی نور الدین صاحب) کے بیٹے کی بابت جب سعد اللہ نے اعتراض کیا تو خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کے بعد مجھے بشارت دی کہ مولوی صاحب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا یہانتک کہ اسکے بدن پر پھوڑوں کے نشان کا بھی پتہ دیا گیا اور اسکا علاج بھی بتایا گیا۔ اب کیا اشتہار پہلے سے نہیں دیا گیا تھا؟ اب دیکھلو کہ اس اشتہار کے موافق وہ بچہ عبد الحی نام مولوی صاحب کے گھر میں پیدا ہو گیا اور اسکی پھوڑوں کے نشانات بھی ہیں یہ وہی خصوصیتیں ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کے وقت ہوا کرتی ہیں۔

پھر اسی کے ساتھ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کا نشان ہے۔ یہ بہت پرانا الہام ہے اور اسوقت کا ہے جبکہ میرے والد صاحب مرحوم کا انتقال ہوا۔ میں لاہور گیا ہوا تھا مرزا صاحب کی بیماری کی خبر جب مجھے لاہور پہنچی میں جمعہ کو یہاں آگیا تو درد گردہ کی شکایت

تھی پہلے بھی ہوا کرتا تھا اسوقت تخفیف تھی۔ ہفتہ کے دن دوپہر کو حقہ پی رہتھی اور ایک خدمتگار پنکھا کر رہا تھا مجھے کہا کہ آرام کا وقت ہے تم جاکر آرام کرو میں چوبارہ میں چلا گیا ایک خدمتگار جمال نام ... پاؤں دبا رہا تھا تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا وَ السَّمَاءِ وَ الطَّارِقِ اور معًا اس کے ساتھ تفہیم ہوئی اب میں نہیں کہہ سکتا کہ لفظ پہلے ... گئے یا تفہیم قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو غروب آفتاب کے بعد ہونیوالا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ عزا پرسی کرتا ہے یہ ایک عجیب بات ہے جسکو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا ایک مصیبت بھی آتی ہے اور خدا اسکی عزا پرسی بھی کرتا ہے چونکہ ایک نیا عالم شروع ہونے والا تھا اسلیے خدا تعالیٰ نے قسم کھائی مجھے یہ دیکھکر خدا تعالیٰ کا عجیب احسان محسوس ہوا کہ میرے والد صاحب کے حادثہ انتقال کی وہ قسم کھاتا ہے اس الہام کے ساتھ ہی معًا میرے دلمیں بشریت کے تقاضے کے موافق یہ خیال گذرا اور میں اسکو بھی خدا تعالیٰ ہی کیطرف سے سمجھتا ہوں کہ چونکہ معاش کے بہت سے اسباب انکی زندگی سے وابستہ تھے کچھ انعام انہیں ملتا تھا اور کچھ اور مختلف صورتیں آمدنی کی تھیں جس سے کوئی دو ہزار کے قریب آمدنی ہوتی تھی۔ میںنے سمجھا کہ اب وہ چونکہ ضبط ہو جائیں گے اس لیے ہمیں ابتلا آئے گا۔ یہ خیال تکلف کیطور پر نہیں بلکہ خدا ہی کیطرف سے میرے دل میں گذرا اور اس کے گذرنے کے ساتھ ہی ... الہام ہوا أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ یعنی کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے چنانچہ یہ الہام میںنے ملا وامل اور شرمپت کی معرفت ایک انگشتری ... اسی وقت لکھوا لیا تھا ... حکیم محمد شریف ... کی معرفت امرتسر بنوائی ... انگشتری میں کھدا ہوا

الہام موجود ہے۔

اب دیکھلو کہ اس وقت سے لیکر آجتک کیسا تکفل کیا۔ اگر کسیکو شک ہو تو ملا وامل اور شرمپت سے پوچھ لے۔ محمد شریف ... کی اولاد موجود ہے شاید وہ مہرکن بھی موجود رہو۔ تکفل بڑھتا گیا ہے یا نہیں جس جس قدر ضرورتیں پیش آتی گئی ہیں خود اس نے اپنے وعدہ کے موافق تکفل کیا ہے اور کر رہا ہے۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ کوئی چھوٹا سا نشان ہے اسطرح پر الف میں اور بہت سی نشان آ سکتے ہیں۔

پھر (ب) کی مد میں دیکھو بشیر ہے یہ لڑکا بشیر جواب موجود ہے اسکی بابت پہلے اشتہار ہوا تھا اور اس اشتہار کے موافق یہ پیدا ہوا۔ پھر اسکی آنکھوں سے اسقدر پانی جاری تھا کہ آنکھیں بوٹی کیطرح سرخ ہو گئی تھیں اور مجھے اندیشہ تھا کہ آنکھوں کو خطرناک نقصان نہ پہونچے اسوقت میںنے دعا کی تب الہام ہوا بَرَّقَ طِفْلِي بَشِيرٌ بہت سے لوگ اس الہام کے بھی گواہ موجود ہیں کیونکہ میں الہام شدہ نور رکھتا ہی نہیں ہوں تبریق کے معنے ہیں آنکھوں کا اچھا ہونا چنانچہ ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ یہ بالکل اچھا ہو گیا۔

(باقی آئندہ)

پنجاب کے مشہور شہر امرتسر میں

ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ

درمندرجہ ذیل اعلان بغرض اندراج الحکم پہونچا ہے اس لیے ہم اسکو درج کرتے ہیں

پنجاب کیلیے یہ شرف کچھ کم نہیں ہے کہ برکات آسمانی کا سرچشمہ یعنی مذہب مقدس اسلام پنجاب ہی کیطرف سے ہندوستان میں آیا اور تمام ملک کو انہی برکات سے مالامال کر دیا۔ اور اب بھی پنجاب کے مسلمانوں میں جسقدر دینداری اور وضعداری کا اثر پایا جاتا ہے دوسرے صوبوں میں اتنا نہیں ہے وہاں کے مسلمانوں نے تعلیم جدید سے بھی فائدہ اٹھایا ہے مگر جہانتک ہمکو معلوم ہے آزادی اور دہریت کا رنگ ان پر ایسا نہیں چڑھا جو انکو بیخود کر دے اور فرائض مذہبی کو انکے دلوں سے بھلا دے حقیقت یہ ہے کہ پنجاب والوں کو زندہ دل کا خطاب دیا ہے اسنے بہت موزوں اور برجستہ تجویز کی ہے کیونکہ قومی اور مذہبی ضرورتوں کا احساس بہ نسبت دوسری جگہ کے باشندوں کے انکو جلد ہوا اور ایک عام تحریک انہیں پیدا ہو گئی۔

اسی تحریک کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ ندوۃ العلما کے ساتھ بہ نسبت دیگر صوبجات ہند کے زیادہ ہمدردی کی ہے۔ اور ندوۃ العلما کی ضرورت اور مقاصد سمجھنے میں وہاں کے لوگوں کو غلط فہمیاں نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے وہاں کی انجمنوں نے اپنے وکلا کو ہمیشہ ندوۃ العلما کی شرکت کے لیے بھیجا۔ اور بہ نسبت دوسرے صوبوں کے وہاں کے ارکان کی تعداد ہمیشہ زیادہ رہی۔ اور اب امرتسر میں اس کے نویں سالانہ جلسہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ امرتسر پنجاب میں ایک خوبصورت شہر اور تجارت کی منڈی ہے۔ اور کئی برس سے ایک انجمن معین الندوہ کے نام سے وہاں قائم ہے۔ جس میں شہر کے چیدہ چیدہ حضرات شریک ہیں ان حضرات نے بغیر کسی کی تحریک اور فرمایش کے ندوۃ العلما کو دعوۃ دی اور کلکتہ کے جلسہ میں تار اور خطوط وکلا کی ذریعہ سے اپنی خواہش کو ظاہر کیا جو قبول کیگئی۔ ایکمشورہ باہمی ۷ - ۸ - رجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۹-۱۰-۱۱ - اکتوبر ۱۹۰۲ء روز پنجشنبہ جمعہ شنبہ کو اجلاس ہم قرار پایا ہے۔ اور اقسان نارتھ ویسٹرن ریلوے اور اودہ روہیلکھنڈ ریلوے نے ندوۃ العلما کے مہمانوں کیلیے نصف کرایہ کی تخفیف کر دی ہے۔ اور امید ہے کہ دوسری لائنوں میں بھی ایسی ہی تخفیف ہو جائے گی۔

لہذا تمام اہل اسلام سے عمومًا اور علمائے کرام و مشائخ عظام سے خصوصًا گزارش کیجاتی ہے کہ وہ قدم رنجہ فرما کر اس جلسہ میں شریک ہوں اور اپنے مفید مشوروں سے مدد دیں مگر یہ ضرور ہے کہ وہ یکم اکتوبر سے پہلے اپنی تشریف بری کی اطلاع شیخ غلام صادق صاحب آنریری مجسٹریٹ و ناظم معین الندوہ امرتسر کو بقید تاریخ داخلہ دیدیں اور خود ان سے یا ناظم ندوۃ العلما سے سارٹیفکٹ منگوالیں جسکو دکھا کر ٹکٹ لینا ہو گا۔

یہ بھی واضح رہے کہ تخفیف کرایہ کی رعایت یکم اکتوبر سے ... اکتوبر تک رہیگی۔ معین الندوہ امرتسر

ملفوظات میں سے کچھ

معصوم ہونے کے اسباب اور معصوم بنانے کے اسباب جسقدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر آئے تھے وہ کسی دوسرے نبی کو کبھی نہیں ملے۔ اسی لیے **عصمت** کے مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس مقام اور درجہ پر ہیں وہاں اور کوئی نہیں ہے خود کوئی کبھی معصوم نہیں بن سکتا بلکہ معصوم بنانا خدا تعالےٰ کا کام ہے جس شخص کو کثیر التعداد مال ملگیا ہے اُسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ چوری کرتا پھرے؟ لیکن جسپر خدا کی مار ہے اور گویا روٹیوں کا محتاج ہے اُس سے تو ممکن بلکہ قرین قیاس ہے کہ اگر پاخانہ میں کوڑی پڑی ہوئی ہو تو وہ اُس کے اُٹھانے میں بھی کوئی مضائقہ اور دریغ نہ کرے گا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کا بہت بڑا فضل تھا جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ اور ظاہر ہے کہ انسان بچتا بھی فضل سے ہی ہے پس جس شخص پر خدا تعالےٰ کا فضل عظیم ہو اور جسکو کل دنیا کے لیے مبعوث کیا گیا ہو اور جو رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْن ہو کر آیا ہو اُس کی **عصمت** کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ عظیم الشان بلندی پر جو شخص کھڑا ہے ایک نیچے کھڑا ہوا اُس کا مقابلہ کیا کر سکتا ہے؟ مسیح کی ہمت اور بعثت صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں تک محدود رہے۔ پھر اس کی عصمت کا درجہ بھی اسی حد تک ہونا چاہیے لیکن جو شخص کل عالم کی نجات اور رستگاری کے واسطے آیا ہے ایک دانشمند خود سوچ سکتا ہے کہ اسکی تعلیم کیسی عالمگیر صداقتوں پر مشتمل ہوگی اور اسی لیے وہ اپنی تعلیم اور تبلیغ میں کسقدر حد کا معصوم ہوگا۔

حضرت مسیح ایکبار چھوڑ ہزار بار کہیں کہ میں خدا ہوں لیکن کون انکی خدائی کا اعتراف کر سکتا ہے جبکہ انسانیت کا اقبال بھی آپ کے وجود میں نظر نہیں آتا دشمنوں کے نرغہ میں آپ پھنس جاتے ہیں اور اُن سے طمانچے کھاتے ہوئے صلیب پر لٹکائے جاتے ہیں یاد جو دیکہ وہ طعن کرتے ہیں کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب سے اُتر آ مگر آپ خاموش ہیں اور کوئی خدائی کرشمہ نہیں دکھاتے۔ برخلاف اس کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خسرو پرویز نے منصوبہ کیا اور آپ کو گرفتار کر کے قتل کرنا چاہا۔ مگر اسی رات خود ہی ہلاک ہو گیا۔ اور ادھر حضرت مسیح کو ایک معمولی چپراسی پکڑ کر لیجاتا ہے تائید الٰہی کا کوئی پتہ نہیں ملا۔

غرض جس قدر ان امور کی تنقیح کیجاوے گی اسی قدر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مدارج عالیہ معلوم ہوں گے۔ اور آپ ایک بلند **مینار** پر کھڑے دکھائی دیں گے اور مسیح آپ سے مقابلہ کرنے میں بہت ہی نیچے کھڑے ہوں گے۔ اس سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور تفضیلت کیا ہوگی کہ تیرہ سو برس بعد اپنے نقوش قدم سے وہ ایک انسان کو طیار کرتے ہیں جو مسیح ابن مریم پر فضیلت پاتا ہے بلحاظ اپنے کام اور کامیابی کے یعنی مسیح موعود سے مقابلہ کرنے میں اپنی مسیح اپنی کامیابی اور بعثت کے لحاظ سے کم ہے۔ کیونکہ **محمدی مسیح** محمدی کمالات کا جامع ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام نبیوں کے کمالات یکجا جمع تھے اس لیے **مسیح موعود** جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروزی ظہور ہے ان کمالات کو اپنے اندر رکھتا ہے اور اپنی دعوۃ کی وجہ سے مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہے۔ شعر

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلام احمد ہے

مسیح کو جو آسمان پر چڑھایا جاتا ہے تو سوال ہو سکتا ہے کہ وہ آسمان پر کیوں چڑھے؟ کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ عقل اس کے لیے تین شقیں تجویز کرتی ہے اور ان تینوں صورتوں میں مسیح کا صعود ثابت نہیں ہو سکتا۔

شق اول۔ صلیب کی لعنت سے بچنے کے لیے۔ کیونکہ توریت میں لکھا ہوا تھا کہ جو صلیب پر لٹکایا جاوے وہ ملعون ہوتا ہے۔ اب اگر مسیح کے صعود الی السَّمَآء سے یہ غرض تھی کہ وہ اس لعنت سے بچ رہیں تو اس رفع کے لیے ضروری ہے کہ پہلے موت ہو۔ کیونکہ یہ رفع وہ ہے جو **قرب** الٰہی کا مفہوم ہے۔ اور بعد موت ملتا ہے اسی لیے اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ کہا گیا۔ اور یہ وہی رفع ہے جو ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً میں خدا نے بیان فرمایا ہے اور مفتحۃ لھم الابواب سے پایا جاتا ہے۔ غرض اس رفع کے لیے جو لعنت سے بچانے کے لیے ہو اور جو قرب الٰہی کے معنوں میں ہو کیونکہ لعنت کی ضد رفع تو وہی ہے جس سے قرب الٰہی ہو یہ تو بجز موت کے حاصل نہیں ہوتا۔ پھر جو لوگ ہمارے مخالف ہیں وہ چونکہ موت کے قائل نہیں اس لیے اُن کے اعتقاد کے موافق مسیح کو ابھی رفع نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ رفع انسان کی آخری زندگی کا نتیجہ ہے اور یہ انکو حاصل نہیں ہوا۔ پس اس شق کے لحاظ سے تو ان کا آسمان پر چڑھنا باطل ہوا۔

دوسری غرض رفع سے یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت مسیح کوئی نشان دکھانا چاہتے تھے مگر یہودی جنکو نشان دکھانا مقصود تھا وہ اب تک منکر ہی چلے آتے ہیں انھوں نے عین صلیب کے وقت نشان مانگا تو انکو کوئی نشان دکھایا نہ گیا پھر ایک ایسا نشان جو انکو دکہانا مقصود تھا وہ بجز شاگردوں کے کسی اور کو نہ دکھایا گیا کیا یہ تعجب کی بات نہیں چاہیے تو یہ تھا کہ صلیب پر جب ان سے نشان مانگا گیا تھا تو اُسوقت نشان دکہاتے یا کہدیتے کہ میں آسمان پر اُڑ جانے کا نشان

تمکو دکھاؤں گا - اور صعود کے دن سب کو پکار کر کہدیتے کہ آؤ اب دیکھو میں آسمان پر جاتا ہوں - پہر جب اس قسم کا کوئی واقعہ یہودیوں نے نہیں دیکھا اور وہ اب تک ہنسی اڑاتے ہیں اور خطرناک اعتراض کرتے ہیں تو یہ غرض ہی ثابت نہ ہوئی -

مسیح علیہ السلام کے مقابلہ میں ان نشانوں کو دیکھو کہ کیسے واضح اور صاف ہیں اور لاکھوں انسان اُن میں سے بعض کے گواہ ہیں + براہین احمدیہ میں یہ الہام ۲۲ برس سے زیادہ عرصہ ہوا ہے درج ہے یاتون من کل فج عمیق اور یاتیک من کل فج عمیق اسکی بابت محمد حسین ہی سے پوچھو کہ جب اس نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا تھا کس قدر لوگ یہاں آتے تھے - اور کہاں سے آتے تھے اور اب تو آنیوالے لوگوں کی بابت ہم سے دریافت کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے پولیس کا ایک کانسٹبل یہاں رہتا ہے جو آنے والے مہمانوں کی ایک فہرست طیار کر کے اپنے افسروں کے پاس بھیجا کرتا ہے ان کے کاغذات کو جا کر کوئی دیکھ لے تو اُسے معلوم ہو جاوے گا کہ یہ پیشگوئی کس شان اور عظمت سے پوری ہو رہی ہے - یہانتک کہ ہر شخص آنے والا اس پیشگوئی کو پورا کرتا ہے - اسی طرح اسکا دوسرا حصہ یاتیک من کل فج عمیق - کہ لوگ کہاں کہاں سے تحفے تحائف لے آتے ہیں اور روپیہ آتا ہے اس کے لیے بھی ڈاک خانہ کے کاغذات اور محکمہ ریلوے کے رجسٹر شہادت کے لیے کافی ہو سکتے ہیں - اب ان نشانوں کا قدر مسیح کے نشانوں سے مقابلہ تو کرکے دکھاؤ - وہاں تو یہود دہائی دیتے ہیں کہ ہمنے کچھ بھی نہیں دیکھا - اگر یہودی دیکھتے تو کیوں انکار کرتے اور یہاں مخالف تک اثبات کے گواہ ہیں - اور صدہا نشان اس قسم کے ہیں جنکو اگر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاوے تو کئی کتابوں کی ضرورت پڑے -

تیسرا شق مسیح کے صعود کے متعلق یہ ہو سکتا ہے کہ انکی غرض فرار کی تھی - یہ بالبداہت باطل ہے کیا زمین پر کوئی جگہ نہ تھی اور ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے مصداق یہودیوں سے پہر اتنا خوف تھا کہ پہلے آسمان پر بھی نہ ٹھہر سکے - غرض جس پہلو سے اس مسئلہ کو دیکھا جاوے یہ بالکل غلط ہے - ایک ہی صورت ہے کہ انھوں نے اپنی طبعی موت سے جان دی اور پہر دوسرے مقربوں کی طرح خدا نے انکا رفع کر دیا - بغیر اسکے اور کوئی صورت ایسی نہیں جو اعتراض سے خالی ہو -

علاج کی چار صورتیں تو عام ہیں دوا سے غذا سے - عمل سے پرہیز سے علاج کیا جاتا ہے ایک پانچویں قسم ہے جس سے سلب امراض ہوتا ہے وہ توجہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام اسی توجہ سے سلب امراض کیا کرتے تھے اور یہ سلب امراض کی قوۃ مومن اور کافر کا امتیاز نہیں رکھتی بلکہ اس کیلیے نیک چلن ہونا بھی ضروری نہیں ہے نبی اور عام لوگوں کی توجہ میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ نبی کی توجہ کسبی نہیں ہوتی وہبی ہوتی ہے + آج کل ڈوئی بڑے بڑے دعوے کرتا ہے یہ بھی ہیں سلب امراض ہے - توجہ ایک ایسی چیز ہے کہ اُس سے سلب ذنوب بھی ہو جاتا ہے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور مسیح علیہ السلام کی توجہ میں یہ فرق ہے کہ مسیح کی توجہ سے تو سلب امراض ہوتا تھا مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے سلب ذنوب ہوتا تھا اور اسوجہ سے آپ کی قوت قدسی کمال کے درجہ پر پہونچی ہوئی تھی - دعا بھی توجہ ہی کی ایک قسم ہوتی ہے - توجہ کا سلسلہ کڑیوں کیطرح ہوتا ہے جو لوگ حکیم اور ڈاکٹر ہوتے ہیں اُنکو اس فن میں مہارت پیدا کرنی چاہیے - مسیح کی توجہ چونکہ زیادہ تر سلب امراض کی طرف تھی اس لیے سلب ذنوب میں وہ کامیاب نہ ہونے کی وجہ یہی تھی - کہ جو جماعت اُنھوں نے طیار کی وہ اپنی صفائی نفس اور تزکیہ باطن میں ان مدارج کو نہ پہنچ سکی جو جلیل الشان صحابہ کو ملی - اور یہانتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوۃ قدسی با اثر تھی کہ آج اس زمانہ میں بھی تیرہ سو برس کے بعد سلب ذنوب کی وہی قوت اور تاثیر رکھتی ہے جو اُسوقت رکھتی تھی - مسیح اس میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے +

کافر اور مومن کی رویا میں فرق

اللہ تعالے نے وحی اور الہام کا مادہ ہر شخص میں رکھدیا ہے کیونکہ اگر یہ مادہ نہ رکھا ہوتا تو پہر حجت پوری نہ ہو سکتی - اس لیے جو نبی آتا ہے اس کی نبوت اور وحی و الہام کے سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی فطرت میں ایک ودیعت رکھی ہوئی ہے اور وہ ودیعت خواب ہے اگر کسیکو کوئی خواب سچی کبھی نہ آئی ہو تو وہ کیونکر مان سکتا ہے کہ الہام اور وحی بھی کوئی چیز ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا - اس لیے یہ مادہ اُس نے سب میں رکھدیا ہے - میرا یہ مذہب ہے کہ ایک بدکار اور فاسق فاجر کو بھی بعض وقت سچی رویا آجاتی ہے اور کبھی کبھی کوئی الہام بھی ہو جاتا ہے گو وہ شخص اس کیفیت سے کوئی فائدہ اُٹھاوے یا نہ اُٹھاوے - جبکہ کافر اور مومن دونو کو سچی رویا آجاتی ہے تو پہر سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق کیا ہے ؟ عظیم الشان فرق تو یہ ہے کہ کافر کی رویا

ہماری جماعت کے واعظ

یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ طیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں۔ تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے۔ عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں خود اس پر عمل نہیں کرتے وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے بلکہ ان کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہوتا ہے کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لیے سب سے اول جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اس کی عملی حالت ہے۔

دوسری بات جو ان واعظوں کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ انکو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اسکو انھوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہار حق کے لیے بول سکیں اور حق گوئی کے لیے ان کے دلیر نہ کسی دولتمند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔ یہ تین چیزیں جب حاصل ہو جائیں تب ہماری جماعت کے واعظ مفید ہو سکتے ہیں۔ یہ شجاعت اور ہمت ایک کشش پیدا کرے گی کہ جس سے دل اس سلسلہ کی طرف کھنچے چلے آئیں گے مگر یہ کشش اور جذب دو چیزوں کو چاہتی ہے جن کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی اول پورا علم ہو دوم تقویٰ ہو کوئی علم بدون تقویٰ کے کام نہیں دیتا ہے اور تقویٰ بدون علم کے نہیں ہو سکتا۔ سنۃ اللہ یہی ہے جب انسان پورا علم حاصل کرتا ہے تو اسے حیا اور شرم بھی دامنگیر ہو جاتی ہے۔ پس ان تین باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں اور یہ میں اس لیے چاہتا ہوں کہ اکثر ہمارے نام خطوط آتے ہیں فلاں سوال کا جواب کیا ہے؟ فلاں اعتراض کرتے ہیں اسکا کیا جواب دیں؟ اب ان خطوط کے کسقدر جواب لکھے جاویں اگر خود یہ لوگ علم صحیح اور پوری واقفیت حاصل کریں اور ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں تو وہ ان مشکلات میں نہ رہیں۔

ہماری جماعت کو عمل کی ضرورت ہے

یاد رکھو کہ ہماری جماعت اس بات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمدللہ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمی حالت ہے خدا تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھکر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض اور مقاصد کو پورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ۔ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اُسپر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قایم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدون زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جسکی طیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی ہے کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو پس اسکی قدر کرو۔ اور اسکی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔

سچا ہادی خیانت نہیں کر سکتا

جو شخص خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اُسکا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کی کمزوری کو دور کرے سچا ہادی کبھی خیانت نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ جس طرز اور چال پر کوئی چلے خواہ اُسکی زندگی اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے خلاف ہی ہو وہ پرواہ نہ کرے تو سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے اصلاح کے لیے نہیں آیا۔ بلکہ شیطان اُسکا قرین ہے۔ سچا ہادی جو دیکھتا ہے اُسکی اصلاح کرتا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ وہ کسی کی ذلت اور رسوائی نہیں کرنا چاہتا مگر مریض کے امراض کو شناخت کر کے اسکا علاج بتاتا ہے

جو لوگ دین
خدمت دین بھی کے لیے سچا
عمر بڑھانی نے جوش رکھتے
ہیں انکی عمر بڑھائی
جاوے گی اور حدیثوں میں جو آیا
ہے کہ مسیح موعود کے وقت عمریں
بڑھا دی جاویں گی اس کے معنے یہی
مجھے سمجھائے گئے ہیں کہ جو لوگ
خادم دین ہوں گے اُن کی عمریں
بڑھائی جاویں گی جو خادم نہیں
ہو سکتا وہ بڈھے بیل کی مانند ہے
کہ مالک جب چاہے اُسے ذبح
کر ڈالے۔ اور جو سچے دل سے خادم
ہے وہ خدا کا عزیز ٹھیرتا ہے
اور اسکی جان لینے میں خدا تعالےٰ
کو تردد ہوتا ہے اس لیے فرمایا وَ
اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ
فِی الْاَرْضِ +

جہاد پر مسیح موعود

ہمارے اس زمانہ میں کوئی مخالف تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ نہیں کرتا بلکہ گورنمنٹ عالیہ مسلمانوں کی خون عزت اور مال کی ایسی ہی محافظ ہے جیسا کہ ایک عیسائی کی پھر ایسے وقت میں بغاوت کا خیال دلمیں لانا بجز خبث باطن اور کیا ہے؟ اسجگہ ایک علمی نکتہ یاد رکھنا چاہیے جس کے سمجھنے سے ایسی بیہودہ خیال ایک دم کے لیے بھی دل میں نہیں ٹھہر سکتے۔ اور وہ یہ ہے کہ جہاد خدا کی جلالی صفت کا ایک نتیجہ ہے اور ترک جہاد اس کے جمالی محامد کا اثر۔ اور ابتدا اس کی اسطرح پر ہوئی کہ خدا نے پہلی اُمتوں کے ہلاک کرنے کے بعد اس زمانہ میں جبکہ فرعون مصر کا بادشاہ اپنے ظلم میں حد سے بڑھ گیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا نبی مقرر کر کے اُس کی طرف بھیجا اور موسیٰ کو معجزات بھی جلالی دیے اور شریعت بھی جلالی دی معجزات اس لیے جلالی تھے کہ وہ فرعون جیسے ایک سرکش اور مغرور اور متکبر کو دکھائے گئے تھے اور شریعت اس لیے جلالی تھی کہ بنی اسرائیل جن کو یہ شریعت ملی تھی چار سو برس تک فرعون کی غلامی میں رہ چکے تھے اور اس رذیل زندگی کی وجہ سے جیل کے بعض قیدیوں کیطرح سخت دل۔ ظالم طبع اور سفلہ مزاج اور پست خیال۔ بہائم سیرت اور کینہ ور اور زود رنج اور نہایت بدچلن ہو گئے تھے اور پھر فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد یکدفعہ تو دولت ہونیکی وجہ سے اور آرام اور عیش کے اسباب فوق العادت مہیا ہونے کیوجہ سے تکبر اور خودپسندی اور بیجا حکومت کا گھمنڈ اُن کے دل میں بہت بڑھ گیا تھا اور ایذا رسانی اور دلآزاری اُن کی عادت ہو گئی تھی ان اسباب کیوجہ سے وہ اس لائق ہو گئے تھے کہ اُن کے لیے جلالی شریعت نازل ہو جو ہمیشہ اُنکو اپنے تازیانہ سے عدل سکھلاتی رہے اور جسمیں قصاص کا پورا بندوبست ہو کیونکہ اس سے پہلے انکو عدل کے لیے کوئی قانون نہیں دیا گیا تھا۔ سو چونکہ وہ لوگ قانون عدل اور قصاص کے سخت محتاج تھے اس لیے اُنکو توریت دیگئی کیونکہ توریت میں ایسے ہی احکام اور حدود تھے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے عوض دانت اور پوری پوری قانونی سزا دیجاتی تھی۔ لیکن بنی اسرائیل نے عدل کے قانون پر زیادہ زور دیا حتی کہ درگذر اور عفو کو اس کی تفصیل سمجھ لیا تو اسکا ضروری نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر کج طبع لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ خواہ نخواہ عدل کے بہانہ سے انتقام لے لینا بڑی خوبی میں داخل ہے لہذا وہ لوگ اخلاق فاضلہ اور درگذر اور رحم سے بکلی محروم رہ گئے۔ اور احسان اور ہمدردی کا انمیں نام و نشان نہیں رہا۔ پس ان اسباب کیوجہ سے وہ اس لائق ٹھہر گئے کہ ایک اخلاقی تعلیم انکو عنایت کیجاوے سو انجیل کی تعلیم وہی تعلیم ہے جو صلح کا پیغام لانے والی اور عفو اور کرم کے دروازے کھولنے والی ہے۔ لیکن چونکہ انسان کی فطرت میں یہ خاصیت ہے کہ اگر اسکو افراط سے روکا جاوے تو وہ تفریط کیطرف رخ کرتا ہے لہذا یہی صورت اسجگہ پیش آ گئی یعنی وہ غلطی جو افراط کے رنگ میں یہودیوں سے ہوتی تھی وہی غلطی تفریط کے رنگ میں مسیحیوں سے ظہور میں آئی۔ یعنی جیسا کہ یہودیوں نے عدل پر بہت زور دیکر عفو اور درگذر اور رحم اور مروت کے اخلاق کو چھوڑ دیا تھا ایسا ہی عیسائیوں نے عفو اور درگذر کی تعلیم پر اسقدر زور دیا کہ قصاص کا پر حکمت مسئلہ جسپر حفظ حقوق موقوف تھا بھول گیا۔ تب خدا تعالےٰ نے قرآن شریف کو اس غرض سے نازل فرمایا کہ یہ دونو پہلو عفو اور انتقام کے اپنے اپنے محل پر استعمال ہوتے رہیں۔ اور قرآن شریف کا یہ کام تھا کہ جلال اور جمال کی دونوں تعلیموں کو ایک جگہ جمع کر دے اور ہر ایک کو محل مناسب پر استعمال کرنے کے لیے ہدایت فرماوے۔ کیونکہ عدل اور رحم دونوں ایسی تعلیمیں ہیں کہ کوئی بھی انمیں سے منسوخ اور موقوف کرنے کے لائق نہیں بلکہ نظام تمدن بشری انھیں دونوں صفتوں کی بقا اور وجود سے وابستہ ہے عدل کو ہاتھ سے دینا انسان کے حق واجب کو ضائع کرنا ہے ایسا ہی عفو اور مروت کی پروا نہ کر کے ہر طبعی جوش میں سست ہو جانا جو انسانی ہمدردی کے متعلق ہے اس نیکی کا دروازہ بند کرنا ہے جو طبعی طور پر بنی نوع کی حمایت کے لیے پرندوں اور چرندوں میں بھی موجود ہے اور دونوں طریق عدل اور

کو اپنے اپنے محل پر بقدر مناسب استعمال کرتا ہے وہ کمال ہے جس پر انسان کی سعادت تامہ موقوف ہے سو خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان دونوں صفتوں کے متعلق ہمیشہ کے امتیاز قائم کرنے کے لیے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نام عطا فرماوے۔

ایک **محمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی نسبت فرمایا گیا نام توریت میں ہے جو جلالی صفات کا مظہر ہے اور موسیٰ نے اپنی صفت کے ہمرنگ دیکھکر اس نام کو لکھا۔

دوسرا نام **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی نسبت فرمایا کہ یہ نام انجیل میں ہے جو جمالی صفات کا مظہر ہے۔ اور حضرت عیسیٰ نے اپنے خلق کے موافق اس نام کو لیا۔ اور ان دونوں ناموں میں یہ تقسیم فرمائی کہ اُس زمانہ کے لیے جبکہ اسلام کو تلواروں کی اشد ضرورت تھی (اپنی حفاظت اور دشمنوں کے دفاع کے لیے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تجویز فرمایا اور اس نام کی جلالی حقیقت کی تکمیل کے لیے صحابہ کو مظہر فرمایا اور اس زمانہ کے لیے جبکہ اسلام نے اپنی ذاتی خاصیت اور اندرونی روشنی ظاہر کرنا چاہتا تھا اور بیرونی حملوں سے امن میں تھا۔ احمد کا نام تجویز فرمایا حضرت عیسیٰ کی صفات کے ہمرنگ تھا اور اس نام کی تجلی کے لیے دنیا کا آخری زمانہ قرار دیا جسمیں ہم ہیں

اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں ظہور احمد کی تجلی کے لیے جسکو مسیح موعود بنا کر بھیجا اسکا نام بھی غلام احمد ہے اب ان تمام غلطیوں کی اصلاح ہوگی جو مذہب کی اشاعت کے لیے تلوار کی ضرورت بتاتی تھیں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ ان انسانی غلطیوں کی اصلاح کرے۔ اب صلح اور امن کا زمانہ ہے اب حقیقی مسلمان وہی ہیں جو اس صلح کے محل میں داخل ہوں

مختصر نوٹ اور نکات

آیات اللہ اور تذکرہ قرآنی سے مُنہ پھیرنے کے نتائج نہایت ہی خطرناک ہیں جیسا کہ قرآن شریف نے خود فیصلہ کر دیا ہے آیات اللہ سے اعراض انسان کو ظالم ترین بنا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور مجرم قرار دیتا ہے چنانچہ فرمایا ہے **وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ فَاَعْرَضَ عَنْہَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ**۔ یعنی اس شخص سے ظالم تر کون ہے جسکو اُسکی آیتوں سے یاد دہانی کرائی گئی۔ مگر اُس نے مُنہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے ذکر سے غفلت اور اعراض انسان پر تنگی رزق کی مصیبت لاتا ہے اور اسے اندھا بنا دیتا ہے کہ وہ حقائق الاشیاء کو دیکھ نہیں سکتا + اور روحانی عالم میں نابینا اُٹھتا ہے جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے **وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی** یعنی اور جسنے میرے ذکر سے اعراض کیا بیشک اُسکے لیے تنگ معیشت ہے اور ہم اسکو قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے۔ قرآن شریف کے ایک اور مقام پر ہے **مَنْ کَانَ فِیْ ہٰذِہٖۤ اَعْمٰی فَہُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی** + ان دونو آیتوں کے ملانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **ذکر اللہ** (جس سے مراد قرآن شریف رسول کریم اور ہر مامور من اللہ بھی ذکر ہی ہوتا ہے) اعراض کرنے والا اس دنیا میں بھی اندھا ہی ہوتا ہے۔ پھر کیسا بدقسمت ہے وہ انسان جو ذکر الٰہی سے مُنہ پھیر کر دین اور دنیا کی خرابی اور وبال کو خرید لیتا ہے۔ اسوقت ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں نے قرآن شریف سے غفلت اور اعراض اختیار کیا نتیجہ یہ ہوا کہ یوماً فیوماً ذلت و خواری میں ترقی کی پستی کیطرف گرتے گئے۔ کسب علوم و فنون اور تجارۃ میں ہمعصر قوموں سے بہت پیچھے رہ گئے محنت چھوڑ کر کاہل ہو گئے جو تمام مصیبتوں کی ماں ہے + دین کا یہ حال کہ مذہب کا نام انکی اصطلاح میں آ بنا (جنون) ہے + غرض مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چھوڑ دیا نہ دنیا کے رہے نہ دین کے۔

غفلت میں مدہوش انسان ایسا وارفتہ ہو جاتا ہے کہ اپنے اعمال کے ابتدائی نتائج سے بھی عبرت حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ بیخبر بدمست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے **اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمْ وَہُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ مُّعْرِضُوْنَ** لیکن جب اس غفلت کے خطرناک نتائج بھگتنے پڑتے ہیں اور حد ہو جاتی ہے اُسوقت آنکھیں کہلتی ہیں اور پکار رہتا ہے **یٰوَیْلَنَا قَدْ کُنَّا فِیْ غَفْلَۃٍ مِّنْ ہٰذَا بَلْ کُنَّا ظٰلِمِیْنَ**۔ مگر اُسوقت کیا ہوتا ہے کیونکہ۔ دوہرہ

آگے کے دن پاچھے گئے اور ہر سے کیو نہ ہیت
اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

یہ سچی بات ہے کہ عبودیت بتضرع۔ انکسار یاد الٰہی۔ اور دعا کا بڑا بھاری اثر تمام جسمانی قویٰ پر بھی ہوتا ہے روح کو صفائی اور اطمینان حاصل ہو کر تمام اعضا اور قویٰ کو تسکین حاصل ہوتی ہے اور طرح طرح کے امراض قلب و دماغ دور رہتے ہیں۔ شدت جذبات اور کثرت تفکرات دوران خون اور دماغی بہ دریں پر طرح طرح سے خراب اثر ڈالتے ہیں اور اُنکا دفعیہ اکثر حالتوں میں عبادت اور دعا سے نہایت عمدہ طور پر ہو جاتا ہے ذکر الٰہی سے قلب کو ایک خاص

اطمینان پہونچتا ہے جو کسی دنیاوی سامان اور انسانی تدابیر سے حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ قرآن شریف کا فیصلہ ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

الٰہی فطرۃ دین قیم کا دوسرا نام ہے اور اسلام بھی اسی کا مترادف سمجھنا چاہیے انسان جب اپنی فطرت کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ درا صل اس دین سے جس پر اس کو پیدائش سے قائم کیا گیا تھا الگ ہو جاتا ہے ۔ الٰہی فطرۃ کی پہچان یہ ہے کہ پیدائشی طور پر انسان اس کا محتاج ہے یعنی اسکی فطرت میں اس کے مادی اور میلان موجود ہیں ۔ خود بخود ہر ایک انسان اس کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن جو اپنی عادتوں کا غلام ہو کر فطرۃ اللہ کو تبدیل کرنا چاہتا ہے صاف ظاہر ہے کہ وہ شگفتہ نہیں ہو سکتا ۔

دعا

ایخداوند جہان اے مالک روز شمار
تیری رحمت کا ہے جھوکا باغ عالم کی بہار
ذرہ ذرہ سے ہے تیرا جلوۂ قدرت عیاں
مہ و خورشید سے تیری صناعت آشکار
[illegible] ہے تیری ثنا میں ہر برگ شجر
ہر جڑ [illegible] ہے تیری دستکاری پر نثار
تیری قدرت [illegible] نرالی تیری حکمت بے نظیر
تو ہے قادر تیرا ہر اک چیز پر ہے اختیار
تیری ہی رحمت ہے عالم کی ہر اک شئی پر محیط
تو ہی سنتا ہے ہر اک مظلوم و بیکس کی پکار
[illegible] سب طاقت ہے اے قادر توانا ذوالجلال
تجھ پہ ظاہر ہے ہمارا راز اے پروردگار
تو ہے معنی [illegible] بدل دیتا ہے سب کچھ اے کریم
پھر تری در سے پھرے محروم کیوں امیدوار
تجھ سے روشن ہے زمانہ تو ہی ہے عالم کا نور
تیری رنگ آمیزیوں سے ہے جہان کا یہ سنگھار
تیرے ہی پر نور مالک [illegible] ہے اس عالم کی کل
تیرے [illegible] ہے دنیا کا سارا کاروبار
تو اگر چاہے تو پھر یہ قوم مردہ جی اٹھے
تیرے آگے کچھ نہیں مشکل ہے اک آسان کام
[illegible] کرم کی اک نظر ہو اے کریم کارساز
کہ جھکا ہے تیرے آگے یہ سر عجز و نیاز (از ترکیب صادق)

سورۂ جمعہ پر حکیم الامۃ کا وعظ

جو ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو آپ نے بعد نماز ظہر و عصر فرمایا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ٭ ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ٭ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ٭ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ٭ مَثَلُ الَّذِیۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰىۃَ ثُمَّ لَمۡ یَحۡمِلُوۡہَا کَمَثَلِ الۡحِمَارِ یَحۡمِلُ اَسۡفَارًا ؕ بِئۡسَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ٭ قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ ہَادُوۡۤا اِنۡ زَعَمۡتُمۡ اَنَّکُمۡ اَوۡلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ٭ وَ لَا یَتَمَنَّوۡنَہٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِالظّٰلِمِیۡنَ ٭ قُلۡ اِنَّ الۡمَوۡتَ الَّذِیۡ تَفِرُّوۡنَ مِنۡہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیۡکُمۡ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰی عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ٭

یہ ایک سورہ شریف ہے اور ایسی مہتم بالشان سورہ ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کے دن پہلی رکعت میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد صحابہ ۔ تابعین ۔ تبع تابعین کے زمانہ تک سنائی جاتی تھی اور اب تک بھی پڑھی جاتی ہے ۔ اس سے تم اندازہ کر لو کہ کسقدر مسلمان گذرے ہیں اور آج تک کسقدر جمعے پڑھے گئے ہیں اور پھر اس سورہ شریف کو پڑھ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اتباع کیا ہے اور اس سورہ کو جمعہ کے دن خصوصاً پڑھ کر لوگوں کو آگاہ کیا ہے پھر جمعہ ہی کو نہیں بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جمعرات کو بھی عشاء کی پہلی رکعت میں اسکو پڑھا کرتے تھے پس ہر ہفتہ میں دوبار جہری قرأت کے ساتھ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کو پہونچایا ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو کسقدر اہتمام اس سورۃ کی تبلیغ میں تھا پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ اس سورۂ شریف پر بہت بڑی غور و فکر کریں ۔ اور میں تو پکار کر کہتا ہوں کہ افلا یتدبرون ۔

میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس التزام اور اہتمام پر نظر کر کے اس سورہ شریف پر خاص غور کی ہے یوں تو قرآن شریف میری غذا اور میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور میں جب تک ہر روز اسکو کئی مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا بچپن ہی کر میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبر کرنے والی رکھی ہے اور میں ہمیشہ دیر دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتا ہوں مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اسقدر اہتمام اس کی تبلیغ میں کیا ہے اس نے مجھے اس سورہ شریف پر بہت ہی زیادہ غور اور فکر کرنے کی طرف متوجہ کیا اور میں نے دیکھا ہے کہ اس سورہ شریف میں قیامت تک کے عجائبات سے آگاہ کیا گیا ہے ۔

بڑے بڑے عظیم الشان مقاصد جو جمعہ میں رکھے گئے ہیں اُن سے آگاہ کیا ہے ۔ میرا اپنا خیال نہیں نہیں ایمان بلکہ اس سے بھی بڑھ کر میں کہتا ہوں میرا یقین ہے اور میں علی وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ وہ مقصود کیا ہیں عظیم الشان

جمعہ (منجملہ ان کے مسیح موعود کے نزول کا مسئلہ بھی ہے) میں لوگوں کو لگی ہیں وہ اسی عدم تدبر ہی کی وجہ سے لگی ہیں اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس التزام پر عمیق نگاہ کی جاتی اور اس سورۃ پر تدبر ہوتا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت کم مشکلات ان لوگوں کو پیش آتیں۔

غرض یہ سورۃ اپنے اندر انتہائی حقائق اور نہایت ... رکھتی ہے اور قیامت تک کے واقعات کو بیان کرتی ہے جن پاک الفاظ سے اسکو شروع کیا گیا ہے اگر کم از کم ان الفاظ پر ہی غور و فکر کیجاتی تو مجھے امید ہوتی ہے کہ اسماء الٰہی پیدا ... تو کم از کم ٹھوکر نہ لگتی۔ وہ پاک الفاظ جن سے اس سورۃ کا شروع ہوتا ہے یہ ہیں

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ

جو چیز زمین و آسمان میں ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس اللہ کی جو الملک ہے القدوس ہے العزیز ہے اور الحکیم ہے۔ تسبیح کیا ہوتی ہے؟ سورۃ بقرہ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی زبان سے فرمایا ہے نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ۔ قرآن شریف میں جہاں تسبیح کا لفظ آیا ہے وہاں کچھ ایسے احسان اور انعام متفاوت بھی ظاہر کئے ہیں جن سے حمد الٰہی ظاہر ہوتی ہے اور ان احسانات اور انعامات پر غور کرنے کے بعد بے اختیار ہو کر انسان حمد الٰہی کرنے کے لیے اپنے دل میں ایک جوش پاتا ہے ہمارے پاک سید و مولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا ہے سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى غرض جہاں جہاں ذکر آیا ہے خدا کے محامد بزرگیاں اور عجیب شان کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس سورۃ کو جو يُسَبِّحُ لِلّٰهِ سے شروع فرمایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محامد اور انعامات اور احسانات اور فضل عظیم کا تذکرہ یہاں بھی موجود ہے۔ ہر چیز جو زمین اور آسمان میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے یہ ایک بدیہی اور صاف مسئلہ ہے نادان دہریہ یا حقائق الاشیاء سے ناواقف سوفسطائی اس راز کو نہ سمجھ سکے تو یہ امر دیگر ہے مگر مشاہدہ بتا رہا ہے کہ کسطرح ہر ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی تقدیس اور تسبیح بیان کر رہا ہے۔ دیکھو ایک کونپل زمین سے نکلتی ہے بلکہ میں اسکو تسبیح کرنے کی یوں کہہ سکتا ہوں کہ وہ پتہ جو بول و براز میں سے نکلتا ہے کیسا صاف شفاف ہوتا ہے کیا کوئی وہم و گمان کر سکتا تھا کہ اس گندگی میں سے اس قسم کا لہلہاتا ہوا سبزہ جو آنکھوں کو طراوت دیتا ہے نکل سکتا ہے؟ اس پتہ کی صفائی، نزاکت اور لطافت خود اس امر کی زبردست دلیل اور شہادت ہے کہ وہ اپنے خالق کی تسبیح کرتا ہے۔ اسیطرح جیسے دل اور بلند نظری سے کام لو اور دیکھو کہ انسان کے جسقدر عمدہ کام ہیں وہ روشنی میں کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے جتنے عجائبات ہیں وہ سب پردہ میں ہوتے ہیں اور پھر کیسے صاف کیسے دل خوش کن اور اللہ کی تسبیح کرنیوالے ہوتے ہیں ایک انار کے دانہ کو دیکھو کیسے انتظام اور خوبی کے ساتھ بنایا گیا ہے کیا وہ دانہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہیں کرتا اسیطرح جب آسمان اور آسمان کے عجائبات اور اجرام کو دیکھو۔ نیچر کے عجائبات سے ناواقف تو عجائبات نیچر کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ کہدیتا ہے کہ فلاں امر خلاف نیچر ہے مگر میرا یقین یہ ہے کہ جس جسقدر سائنس اور دوسرے علوم ترقی کرتے جائیں گے اسی قدر اسلام کے عجائبات اور قرآن شریف کے حقائق اور معارف زیادہ روشن اور درخشاں ہونگے اور خدا کی تسبیح ہوگی۔

غرض یہ سچی بات ہے کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ ہر ایک ذرہ گواہی دیتا ہے کہ وہ خالق ہے اور اسی کی ربوبیت اور حیات اور قیومیت کے باعث ہر چیز کی حیات اور قائمی ہے۔ اسی کی حفاظت سے محفوظ ہے۔ پھر یہ بھی کہ وہ اَلْمَلِكُ ہے وہ مالک ہے اگر سزا دیتا ہے تو مالکانہ رنگ میں اگر پکڑتا ہے تو جابرانہ نہیں بلکہ مالکانہ رنگ میں تاکہ اس شخص کی اصلاح ہو۔ پھر وہ کیسا ہے؟ القدوس ہے اسکی صفات و حمد میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو نقصان کا موجب ہو بلکہ وہ صفات کاملہ سے موصوف اور ہر قسم کی بدی سے منزہ اَلْقُدُّوْسُ ہے۔ قرآن شریف پر تدبر نہ کرنے کی وجہ سے کہو یا اسماء الٰہی کی فلاسفی نہ سمجھنے کی وجہ سے غرض یہ ایک بڑی غلطی پیدا ہو گئی ہے کہ بعض وقت اللہ تعالیٰ کے کسی فعل یا صفت کے ایسے معنے کر لیے جاتے ہیں جو اسکی دوسری صفات کے خلاف ہوتے ہیں اس لیے میں مخاطب ایک گر بتاتا ہوں کہ قرآن شریف کے معنے کرنے میں ہمیشہ اس امر کا لحاظ رکھو کہ کبھی کوئی معنے ایسے نہ کیے جاویں جو صفات الٰہی کے خلاف ہوں اسماء الٰہی مدنظر رکھ کر ایسے معنے کرو اور دیکھو کہ قدوسیت کو بٹہ تو نہیں لگتا۔ لغت میں ایک لفظ کے بہت سے معنے ہو سکتے ہیں۔ اور ایک ناپاک دل انسان کلام الٰہی کے گندے معنے بھی تجویز کر سکتا ہے۔ اور کتاب الٰہی پر اعتراض کر بیٹھتا ہے مگر تم ہمیشہ یہ لحاظ رکھو کہ جو معنے کرو انہیں دیکھ لو کہ خدا کی صفت قدوسیت کے خلاف تو نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سارے کام حق و حکمت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں جس سے اسکی اور اس کے رسول اور عامۃ المومنین کی عزت و بڑائی کا اظہار ہوتا ہے۔

لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

مومنوں کو معزز کرتا ہے اور پھر اسنے بڑھ کر اپنے رسولونکو عزت دیتا ہے اور سچی عزۃ اور بڑائی حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے غرض ہر قول و فعل میں مومن کو لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عزت کا خیال کرے کیونکہ وہ اَلْعَزِیْزُ ہے۔

ظالم طبع انسان کی عادت ہے کہ جب خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک فعل سرزد ہوتا ہے تو وہ ہمیں اپنی طرف سے نکتہ چینی کرنے لگتا ہے آدم کی بعثت پر نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ کہنے والے اپنی کمی علم اور نا واقفی کیوجہ سے اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَاءَ پکار اُٹھے مگر چونکہ یہ گروہ صاف طینت تھا آخر اُس نے اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ کہکر اللہ تعالیٰ کے اس فعل خلافت آدم کو حکمت سے بھرا ہوا تسلیم کر لیا۔ مگر وہ لوگ جو خدا سے دور ہوتے ہیں وہ عجائبات قدرت سے نا آشنا محض اور اسرار الٰہی کے علم سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں وہ اپنے خیال اور تجویزوں کے موافق کچھ چاہتے ہیں جو نہیں ہوتا جیسا ہمارے سردار سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر کہہ اٹھے لَوْلَا اُنْزِلَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو الحکیم نہیں مانتے ورنہ وہ اس قسم کے اعتراض نہ کرتے اور یقین کر لیتے کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ - اسی طرح شیعہ نے خلافت خلفاء پر بعینہ وہی اعتراض کیے جو کفار نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر کیے۔

حکیم کے معنے ہی ہیں اپنے محکم ایک چیز کو رکھنے والا اور مضبوط و محکم رکھنے والا۔ پھر اگر الحکیم صفت پر ایمان ہو تو بعثت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم پر انکار کر کے کیوں اپنے ایمان کو ضائع کرتے غرض اللہ تعالیٰ نے یہاں بتاتا ہے کہ اس کے قول اور فعل میں سراسر حکمت ہوتی ہے اسلیے اس کے انکار سے بچنے کے لیے یہی اصول ہے کہ اللہ تعالیٰ کو

الحکیم مانو

پس جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اس اللہ کی جو اَلْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ - الْعَزِیْزِ - الْحَکِیْمِ ہے۔ زمین و آسمان کے تمام ذرات اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی ان صفات پر گواہ ہیں۔ پس زمینی علوم یا آسمانی علوم جسقدر ترقی کریں گے خدا تعالیٰ کی ہستی اور ان صفات کی زیادہ وضاحت زیادہ صراحت ہوگی۔ میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرتا کہ علوم کی ترقی اور سائنس کی ترقی قرآن شریف یا اسلام کے مخالف ہے سچے علوم یقیناً وہ جسقدر ترقی کریں گے قرآن شریف کی حمد اور تعریف اُسیقدر زیادہ ہوگی۔ اس سورہ شریف کو ان پاک الفاظ سے شروع کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنا ایک انعام پیش کرتا ہے

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۔

اس اللہ نے (جسکی تسبیح زمین و آسمان کے ذرات اور اجرام کرتے ہیں اور جو ان سب پر حکمران ہے وہ اللہ جو الملک القدوس العزیز الحکیم ہے) اُمیوں میں (عربوں میں) انہی میں کا ایک رسول انہیں بھیجا۔ جو انپر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انکو پاک صاف کرتا ہے اور انکو الکتاب اور الحکمتہ سکھاتا ہے اور اگرچہ وہ اس رسول کی بعثت سے پہلے کھلی کھلی اور خدا سے قطع تعلق کرنیوالی گمراہی میں تھے۔

(باقی آئندہ)

شیخ ابو سعید محمد حسین بٹالوی کا ہمسے خطاب

اور

ہماری طرفسے جواب باصواب

نگفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی سے الحکم کے ناظرین خوب آشنا ہیں۔ اس لیے ہمیں انکو پبلک میں انٹروڈیوس کرنے کی چنداں ضرورت نہیں آج ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء کا شیخصاحب موصوف کا ایک پوسٹ کارڈ جس کی پشت پر معہ میاں فضل الدین صاحب نونی و حکیم نورالدین صاحب بھیروی جمونی اور ایڈیٹر اخبار الحکم" لکھا ہوا تھا ہمیں موصول ہوا + شیخصاحب نے تین مختلف اشخاص کو ایک ہی کارڈ میں کیوں مخاطب کیا اور کیوں عام اخلاق اور طریق تہذیب کے خلاف جداگانہ نہ لکھا اسپر ہمیں بحث کی کوئی ضرورت نہیں۔ غالباً انکی خدا داد زمین کی برکت ہے یا انکا قومی کے اصولوں کی پابندی ہے کہ تین پیسہ کے بجائے ایک پیسہ میں کام چلا لیا۔[+] بہر حال وہ خط چونکہ مولویصاحب! ایڈوکیٹ اہل حدیث! ایڈیٹر صاحب اشاعۃ السنہ کی علمیت اور قابلیت کی بہر در دستاویز ہے اس لیے ہم انکو مع اپنے جواب کے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

مولویصاحب کا خط

سملہ سنجولی۔ مکان مراد ٹھیکہ دار
۲۳ اگست ۱۹۰۲ء
نمبر ۲۹۲

میاں فضل الدین صاحب و اصلی راقم کارڈ

[+] اور شاید قواعد ڈاکخانہ کے خلاف بھی ہو۔ ایڈیٹر۔

نہ + پھر نکے کہ می آئی شنا ہم ٭
مرید پر افٹ قادیان ہو کر خاکسار کی نسبت دعویٰ حسن ظنی دھوکہ دہی۔ جس سے میرے مضمون[1] و اغراض کی تائید ہوتی ہے کیا پیر افٹ کا باوجود مستطیع ہونیکے حج نہ کرنا ان شبانہ روزی اعمال سے نہیں ہے جنسے اس کا مریدان کو آزادی دینا ثابت ہوتا ہے۔ نہیں تو کیوں نہیں۔ اور اگر نہیں تو کیوں۔ بیز دو صرف یہی بتاؤ کہ پیر افٹ حج کیوں نہیں کرتا۔ اگر اسکو فرض جانتا ہے۔ خوف قتل ہے تو بشارت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کس دن کے لیے ہے۔ کوئی مرد میدان میں نکلے تو سنبھلکر قدم رکھے۔ کوئی ناظم پڑھاوے تو پہلے اس بیت کو خیال میں لاوے ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمیں خود را رنجہ کرد

مضمون کے پورا ہونے کا انتظار تو کیا ہوتا۔ ابھی بسم اللہ شروع ہوئی ہے پہلا صفحہ دیکھکر کہتا ہے کیا آگے چلکر دیکھیے ہوتا ہے کیا

الحکم صاحب کچھ خامہ فرسائی کریں تو یہ پرچہ کھولا انکا خامہ میرے پاس بھیجدیں اور مصر نے بھی جوابی پرچہ روانہ ہوگا چنانچہ تاج الدین لاہوری کی معرفت کہا گیا تھا اور تمھاری بہتری اور خیر تو اسی میں ہے کہ اشاعۃ السنہ سے نہ الجھو ولا تذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ۔

الراقم ابو سعید محمد حسین

ہمارا جواب

جس کارڈ کا ذکر شیخصاحب نے اپنے اس کارڈ میں کیا ہے وہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ کے ایک شاگرد مولوی فضل الدین صاحب نے انکو لکھا تھا اور جسکا باعث وہ یہ بتاتے ہیں کہ جب انکا رسالہ اشاعۃ السنہ دیکھا گیا جس میں حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہندوستان و پنجاب میں اشاعت کا باعث یہ لکھا ہے کہ وہ اپنی پیرو وںکو آزادی کا سبق دیتا ہے کہ تصویر بناؤ۔ سود کھاؤ۔ اور دور دراز سفر کی مصیبت اٹھا کر مکہ کیوں جاتے ہو بجائے مکہ قادیان کو کعبہ بناؤ۔ گرمی کے موسم میں روزہ رکھکر بھوکے نہ مرو۔ بلکہ اس بیت پر عمل کرو۔ ؎

نہ رکھیں روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ
وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا

(اشاعہ صفحہ ۹۲)

اس تحریر کے پڑھنے سے پہلے انکو ایک مسلمان کی حیثیت سے شیخصاحب پر حسن ظن تھا کہ وہ مولوی کہلاتے ہیں اہل حدیث کے ایڈوکیٹ بنتے ہیں + وہ اسقدر جھوٹ نہ بولتے ہونگے لیکن جب قادیان میں آکر دیکھا کہ اباحت کی کوئی تعلیم نہیں بلکہ قرآن اور سنت پر عمل ہے اور دن رات اسی کی اشاعت اور جلال و عظمت کے اظہار کے لیے ذکر ہے تو مولوی صاحب کے اس قول الزور پر انکو سخت تعجب ہوا۔ جسپر انھوں نے شیخصاحب کو ایک کارڈ لکھدیا کہ یہ آپ نے جھوٹ لکھا ہے۔

پھر منظر مولوی صاحب نے اس کارڈ کے جواب میں مندرجہ بالا کارڈ لکھا ہے + ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب باوجود مسلمان مولوی اہلحدیث کہلانیکے پھر سوء ظن سے کام لیتے ہیں اور اس کارڈ کا راقم اصلی کسی اور شخص کو قرار دیتے ہیں۔

تعجب کا مقام ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے اس رسالہ میں (جسکا ایک کوٹیشن ہم نے اوپر دیا ہے) تو پوری اباحت اور بے دینی اور بے قیدی کا الزام سلسلہ عالیہ پر لگایا ہے لیکن اپنے کارڈ میں ساری بحث اس ایک امر پر کہدی ہے کہ کیا پیر افٹ کا باوجود مستطیع ہونیکے حج نہ کرنا ان شبانہ روزی اعمال سے نہیں ہے جنسے اسکا مریدوںکو آزادی دینا ثابت ہوتا ہے؟

مولوی صاحب کے علمی تبحر اور قرآن دانی اور حدیث فہمی کی اگرچہ ایک سے زیادہ بار قلعی کھل چکی ہے مگر اس مختصر کارڈ نے انکی اور بھی پردہ دری کی کہ مولویصاحب حج کو اعمال شبانہ روزی سے ایک عمل قرار دیتے ہیں + ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کی یہ جدید شریعت علماء سے کوئی موزون خطاب انھیں دلا دیگی۔ کیا مولویصاحب آپ بتا سکتے ہیں کہ حج رات اور دن کے ۲۴ گھنٹوں میں کتنی دفعہ فرض ہے۔ شاید حج اور نماز میں کوئی تمیز مولویصاحب کو نہیں یا روزانہ اعمال و عبادات پر اطلاع نہیں ورنہ اس قسم کی شرمناک غلطی کا ظہور ایسے دعویٰ مولویت و محدثیت پر کیا ہوتی مولویصاحب کو شاید اتنا بھی معلوم نہیں کہ حج ساری عمر میں ایکبار فرض ہے بہر حال اس نکتہ لطیفہ کی شرح مولویصاحب خود ہی کریں گے کہ حج بھی اعمال شبانہ روزی سے ہے اس سے غرض مولویصاحب کی تو یہ الزام قائم کرنا تھا کہ حضرت حجۃ اللہ باوجود مستطیع ہونے کے حج نہیں کرتے چنانچہ آگے چلکر خود ہی اس کارڈ میں یہ جملہ بھی لکھا ہے "اور باتوں کو رہنے دو صرف یہی بتاؤ کہ پیر افٹ حج کیوں نہیں کرتا۔ اگر اسکو فرض جانتا ہے خوف قتل ہے تو بشارت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کس دن کے لیے ہے؟"

اس فقرہ سے کم از کم اتنا تو پایا جاتا ہے کہ شیخ بٹالوی کو اپنے سیاہ جھوٹ پر کچھ شرم آئی ہے ورنہ بات کیا ہے کہ انکی طرف اباحت کی تعلیم قرار دیکر اور نماز روزہ کو چھڑا دینے والی تعلیم ٹھیرا کر پھر حج نہ کرنے پر اعتراض کرتا ہے۔

بہر حال ہم اسی ایک فقرہ کا جواب دیدیتے ہیں جو شیخصاحب کی تسلی کا موجب ہو جاوے گا۔

شیخصاحب! ہمکو آپ کی علمی پردہ دری پر بار بار افسوس ہوتا ہے اور شاید آپ خوش ہوتے ہوں گے کہ آپ کے شیخ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کا وہ الہام یا کشف پورا ہو گیا

+ واہ مولویصاحب! خوب تصحیح کی ہے۔ ایڈیٹر ٭ اس قسم کی ترمیم ایک مولوی اور عالم کے اتقا کے خلاف ہے یہ بھکڑپن ہے۔ ایڈیٹر۔

جو اسطر جیر ہے می بینم کہ محمد حسین
پیراہنے کلان پوشیدہ است
لاکن پارپارہ شدہ است

جس کی تعبیر بھی خود انھوں نے ہی کی تھی

کہ آن پیراہن علم ست کہ پارہ پارہ خواہد شد۔ آپ مولوی ہیں مفتی ہیں تفسیر القرآن لکھنے کے مدعی یا مشتہر ہیں آپ کی شریعت دانی کو کیا ہوگیا؟ تعجب کی بات ہے کہ آپ کی ساری عمر اسی کش مکش میں گذری کہ اور نہیں تو سیکو کافر ہی بنائیں + اشاعۃ السنہ کو ۱۸۶۸ء سے شائع کرنے کا دعویٰ مگر اسقدر صاف اور سہل مسئلہ حج کا جو قرآن شریف حدیث اور فقہ کی عام کتابوں اور مسجد کے معمولی ملانوں تک کو بھی معلوم ہے آپکو معلوم نہیں ہوا۔ دہلی میں ۱۲ برس رہ کر بھاڑ جھونکا کیے شاید ایسے ہی موقع پر بولا کرتے ہیں + مولویصاحب مانع صرف زادراہ نہیں اور

مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا+

خدا تعالیٰ نے خود بطور کلام کلی کے بیان فرمایا ہے اگر مانع حج صرف زادراہ ہی ہوتا اور اور امور مثل صحت کی حالت کا نہونا یا راہ یا مکہ میں خود امن کیصورت کا نہ ہونا یا اور کسی قسم کے عذر جو عنداللہ جائز ہوں اسمیں داخل نہ ہوتے تو یہ بطور کلام کلی کے نہ بیان فرمایا ہوتا۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپکے علم قرآن دانی کو کیا ہوا۔ بجز اس کے کہ یہ کہیں کہ مولوی عبد الرحمن کی مخالفت میں اسی طرح علم سلب ہوجایا کرتا ہے۔

مولوی صاحب! آپکو ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود کے حج کی اتنی فکر کیوں پڑی ہوئی ہے؟ آپ نے کبھی اپنے شیخ مولوی عبداللہ غزنوی کا تو اس الزام سے تبریہ کیا ہوتا صدیق حسن خان نے بھی انپر اعتراض کیا تھا وہ حج کیوں نہیں کرتے انکی پاس روپیہ تھا بڑے امن اور آرام سے زندگی بسر کرتے تھے اور کوئی مانع بھی بظاہر انکو نہ تھا انھوں نے کیوں حج نہ کیا؟ کیا سلطان روم جنکو آپ خلیفۃ المسلمین مانتے ہیں اُسنے حج کیا ہے حالانکہ انکو تو بڑی آسانی اور سہولت ہے انکو آپنے کتنی مرتبہ نصیحت کی اور حج نہ کرنیکی وجہ سے کتنی مرتبہ کفر کا فتویٰ دیا۔ حالانکہ آپنے اسی رسالہ اشاعہ میں ترکی کے اعیان سلطنت کے افراد میں خلافت شریعت کارروائی کا ارتکاب بھی تسلیم کیا ہے جسپر ہم پھر لکھیں گے۔ اور نہیں تو امیر کابل سے ہی کہا ہوتا جہاں آپکو باریابی کا موقع ملا تھا اور کچھ نقد بھی بطور زادراہ ملگیا تھا۔ اس زادراہ کے ملنے کی وجہ سے ہی تو حج کی نصیحت شاید آپنے .... نہیں کی اور خاموش رہے مگر آپکو شاید معلوم نہیں نہیں یقیناً معلوم نہیں مامور من اللہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے چلتے ہیں مواضع فتن سے بچنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے اور لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ارشاد قرآنی ہے پھر ایک مامور من اللہ قرآن کریم کا سچا متبع اور زندہ نمونہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت مردہ کا احیا کرنیوالا کب مواضع فتن میں اپنے آپکو ڈال سکتا ہے؟ ہاں آپ خلاف قرآن و سنت کرنے کے عادی ہوں تو یہ امر دیگر ہے۔ جیسا کہ تجربہ نے بتایا ہے کہ قرآن شریف نے جو خدا تعالیٰ کا قول ہے حضرت مسیح کو مُردوں میں داخل کیا جب اِنِّي مُتَوَفِّيكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کہا نبی کریم صلعم نے معراج کی رات انکو مردوں میں دیکھکر خدا تعالیٰ کے اس قول کی تصدیق کی مگر آپ ہیں کہ خلاف قرآن و سنت انکو حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بنا رہے ہیں اسپر قیاس کرکے شاید حضرت حجۃ اللہ کی نسبت بھی آپنے یہی سوچا ہوگا۔ مگر یہ لوگ جنکا قول و فعل ہر حرکت و سکون اذن الٰہی کے ماتحت ہو وہ خلاف قرآن و سنت کیونکر کر سکتے ہیں؟ اسلیے جبتک اذن الٰہی نہو یہ ضروری ہوتا ہے کہ ان احتیاطوں سے کام لیا جاوے + مگر بروقت ورود حکم الٰہی ان عذرات اور احتیاطوں کی پروا نہیں کیجاتی۔ پس اسوقت حج کے لیے قدم اُٹھانا لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ کے خلاف کرنا اور گنہگار ہونا ہے۔ حالانکہ حج مشروط بشرائط ہے اس کے علاوہ ہم مولویصاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ساری عمر آپ کی حدیث کی ورق گردانی میں گذری مگر گاؤ ما پیر شد گو سالہ نشد کا مضمون ہوگیا۔

آپ یہ تو بتائیں کہ احادیث میں مسیح موعود کا کیا کام لکھا ہے کیا جب وہ ظاہر ہوگا تو اسکا اول فرض یہی ہوگا کہ وہ حج کرے یا مسلمانونکو دجال کے خطرناک فتنہ سے بچائے اور بیتُ اللہ کی عظمت کو قائم کرے اور کاش آپکو کم از کم مسیح موعود کے ظہور کی حدیث يَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ ہی یاد ہوتی۔ اگر کوئی ایسی حدیث یا آیت آپکو معلوم ہے جس میں مسیح موعود کا یہ کام لکھا ہوا ہے کہ وہ آتے ہی حج کو جائیگا تو اُسے آپ پیش کریں اور اگر مسیح کا پہلا کام اور اسکی بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ قتل دجال کرے اور صلیب کو توڑے اور خنزیروں کو قتل کرے جس سے مراد اہلاک ملل باطلہ بذریعہ حجج و آیات بیّنہ ہے تو پھر وہی کام پہلے ہونا چاہیے اور ہم آپکو بشارت دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود حجت و براہین اور آیات بینات سے خنزیروں کے قتل اور صلیب کی شکست میں روز و شب مصروف ہیں۔ بہت سے سؤر مر چکے اور بعض سخت جان ابھی باقی ہیں اگر آپکو شک ہو تو آپ یہاں آکر دیکھ لیں کہ کیا مسیح موعود اپنے مفوضہ کام قتل خنزیر و شکست صلیب میں مصروف ہے یا نہیں؟ اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ مسیح کا پہلا کام حج کو جانا ہے تو ہم آپسے وعدہ کرتے ہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ امام زمان اس امر پر بیشک طیار ہیں کہ خواہ کوئی بھی عذر ہو وہ حج کو اپنا پہلا کام سمجھکر جانیکو طیار ہیں لیکن اگر مولویصاحب بخاری و مسلم اور قرآن شریف سے مسیح موعود کا کام استیصال فتن دجالیہ ثابت ہو تو پھر آپ کو شرم کرنی چاہیے کہ ایسے بیہودہ اعتراض سے بجز اپنی پردہ دری کے اور کیا حاصل ہوا۔ سوروں کے قتل اور صلیب کی شکست سے پہلے کسی اور کام

کسدن کے لیے ہے ؟

مولویصاحب ؟ آپکی قرآن فہمی اور علمی قابلیت پر اس قسم کے اعتراض نے پانی پھیر دیا ہے اس سے بہتر تھا کہ آپ خاموش رہتے تاکہ زمانہ پر کیطرح آپکی پردہ دری نہ ہوتی ۔ کیا آپکو معلوم نہیں کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ملی تھی ؟ پھر اے نادان مولوی اتنا تو بتا کہ آپ ایک چھوڑ دو دو زرہیں کیوں پہنا کرتے تھے ۔ اور بدر کی جنگ میں نہایت اضطراب کے ساتھ کیوں دعا کرتے تھے جبکہ فتح کا وعدہ تھا ۔ فتح مکہ میں دس ہزار آدمیوں کو لے کر کیوں آئے تھے ؟ کیا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت نہ تھی ؟ صادق کی مخالفت انسان کو فی الحقیقۃ اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے جو دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا ۔ اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب سنۃ الانبیا علیہم السلام سے محض ناواقف اور نابلد ہیں انبیا علیہم السلام خدا کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہیں مگر وہ ان وعدوں کو کبھی اللہ تعالی کے امتحان کے رنگ میں نہیں لانا چاہتے ۔ یعنی کبھی خدا تعالے کا امتحان نہیں کرنا چاہتے وہ عظمت الٰہی اور ادب کے خلاف سمجھتے ہیں جو ایسی دلیری اور جرأت کریں ۔ خدا کا امتحان کرنا شریروں اور بیباکوں کا کام ہے یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے اس وعدہ پر ایمان رکھکر ایک پتھر سر پر مار لیں اور دیکھیں مرتے ہیں یا نہیں ؟ حضرت مسیح کو شیطان نے ایک بار دھوکا دینا چاہا کہ پہاڑ پر سے گر پڑ ۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو ہلاک نہ ہوگا مسیح نے اُس شیطان کو یہی جواب دیا کہ لکھا ہے کہ تو اپنے خدا کو مت آزما اسپر شیطان خاموش ہو گیا مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ آپ ہمارے اس جواب پر کیا لکھیں ۔ مسیح کے اس واقعہ سے اتنا پایا جاتا ہے کہ شیطان بھی اتنا علم رکھتا تھا کہ خدا کی آزمایش نہیں کرنی چاہیے مگر آپکو اتنا علم بھی نہیں ۔

ہاں آپ کے اس سوال سے حضرت مسیح موعود کی مماثلت خوب ثابت ہوتی ہے شیطان نے حضرت مسیح کو گویا یہ تعلیم دینی چاہی تھی کہ تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ۔ اور یہاں آپنے ۔ فرق اتنا ہے کہ وہاں شیطان بالمقابل تھا اور یہاں ایک مخالف مولوی ۔

پس آپکو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اولیا الرحمن کبھی خدا کا امتحان نہیں کرتے ۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو مل چکی ہے یہ صحیح ثابت ہو چکی ہے اور ہمیشہ صحیح رہیگی ۔ اس قسم کے وعدوں کا ظہور اسوقت ہوتا ہے جب شریر اور خبیث مخالف صادق کی ہلاکت اور ذلت کے منصوبے کریں اور وہ اپنے زعم میں کامیاب ہونیکے قریب ہوں ۔ اور عام لوگ بھی سمجھنے لگیں کہ ہاں اب یہ مارا جاویگا اسوقت خدا تعالی اپنا کرشمہ دکھاتا ہے اور اپنی حفاظت کی شان نمودار کرتا ہے اور لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ اس کے وعدے سچے ہیں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں یہ بشارت کئی دفعہ . . . کرشمہ دکھا چکی ہے ۔ کیا آپکو معلوم نہیں جب عیسائیوں کے مقدمہ میں آپ بھی ایک لبا چوغا جبہ پہنکر مسٹر ڈگلس کے حضور بمقام بٹالہ عیسائیوں کی گواہی دینے آئے تھے اور مسٹر ڈگلس نے آپ کی طلب کرسی پر آپسے کچھ خطاب بھی کیا تھا اس مقدمہ میں آپنے اور آپکے دوست عیسائیوں آریوں اور مخالف مسلمانوں نے یقین کر لیا تھا کہ خدا کا صادق برگزیدہ اب نہ بچیگا اُسوقت قبل از وقت ابراء کی خبر دینے والا وہی خدا تھا جس نے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت دی ہوئی تھی ۔ یہ بشارت مولویصاحب ! اُسدن کے لیے تھی جب اہلحدیث کا ایڈوکیٹ کرسی مانگ کر حیران ہوا تھا اور وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت والا کرسی پر متانت سے بیٹھا تھا اور جانستان مقدمہ سے صاف بری ہوا تھا ۔ کیا آپ اُسوقت ناس میں داخل نہ تھے ؟ کیا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا نظارہ آپنے نہیں دیکھا تھا کہ کسطرح خدا نے بچایا ؟ اور نہیں تو اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کا نظارہ بھی تو آپنے دیکھا تھا شاید اس نظارہ کو یاد کرکے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ یاد آجاوے ۔ پھر یہ بشارت اسدن کیلیے تھی جب مسٹر ڈوئی کے سامنے اُس کے دشمن نامراد اور ناکام ہوئے ؟ آپ ایمان سے کہیں کہ کیا آپکی اور آپکے دوست محمد بخش متوفی ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ اور اُسکے رفقا کی یہی مراد اور غرض نہ تھی جو مسٹر ڈوئی کے سامنے پوری ہوئی ؟ جب خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے مخالفوں کو ان کے ارادوں میں نامراد کرکے کامیابی کے ساتھ واپس پھرا ۔ پھر مولویصاحب یہ بشارت اُسدن کے لیے تھی جب ٹیکس کے مقدمہ میں شریر النفس لوگوں نے مالی نقصان پہونچانا چاہا ۔ اُسوقت خدا تعالی نے اُسی بچاکر دکھا دیا کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ سچا وعدہ ہے ۔ اسپر بھی آپ حیرانی سے پوچھتے ہیں کہ یہ بشارت کسدن کے لیے ہے ؟ مسیح موعود کی زندگی میں ہر روز ہر آن ہم اس بشارت کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس کے خلاف منصوبے کیے جاتے ہیں جن میں جھوٹی مخبریاں تحریروں کے ذریعہ کرنے والوں میں خود آپ نے بڑا حصہ لیا ۔ قتل کے فتوے آپکے بعض بزرگ مولویوں نے دیے ۔ اور ہر قسم کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی کی سعی اور کوشش کی ۔ پھر اسکا ان سارے منصوبوں کی شرارت سے محفوظ رہنا ان قتل کے فتووں کے اثر سے بچنا ۔ عادل گورنمنٹ کا اسکی نسبت بدظن نہ ہونا کیا یہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی تصدیق کے لیے کافی نہیں ؟ عذر کردہ حضرت حجۃ اللہ کے حج اور واللہ یعصمک الخ پر جو آپکا اعتراض تھا اسکا جواب کافی ہو چکا ۔ اب آپکی صرف تعلی اور تکبر اور شیخی کا مختصر جواب عرض کرکے اس تحریر کو ختم کر دیا جاتا ہے آپنے حسب معمول بڑی تعلی اور تکبر سے کام لیا ہے کہ اگر کوئی مرد میدان میں نکلے تو سنبھلکر قدم رکھے اور کوئی ناحق بڑھ آوے تو پہلے اس شعر کو خیال میں لاوے ؎ ہرکہ بافولاد بازو پنجہ کرد ۔ ساعد سیمین خود را رنجہ کرد ،، یہ تو آپکو چاہیے تھا کہ شکست پر شکست آپکو ملی مگر آپ ایسے سخت جان ہیں کہ کہتے جاتے ہیں ہاں اب کے تو مار ہمتو آپکو مخاطب بھی کرنا نہیں چاہتے تھے اسلیے کہ آپکی علمی پردہ دری ہو چکی ۔ تو تم پر آپکا کوئی اثر نہیں رہا ۔ جبکہ ہزاروں انسان اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو رہے ہیں خدا کا صادق مسیح اپنی رسالت میں کامیاب ہو گیا اب ایسی اپنی راہ کے خس و خاشاک پر کیا نظر ! آپ ہیں جو ہمسے اُلجھتے ہیں اور اسکا نتیجہ بجز آپ کی مزید پردہ دری کے اور کیا ہوگا ۔ اور ہمکو جو آپنے یہ دھمکی دی ہے کہ تمھاری خیر اسمیں ہے کہ اشاعۃ السنۃ سے نہ الجھو“ ۔ اس گیدڑ بھبکی کا ہمپر کوئی اثر نہیں ہو سکتا آپ متانت اور معقولیت سے کوئی امر پیش کرینگے تو بیلک کو مغالطہ سے نجات دینے کے واسطے ہم اسپر قلم اُٹھاوینگے لیکن اگر آپ گالیوں اور دریدہ دہنی سے کام لیں گے تو ہم اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما پر عمل کرینگے مولویصاحب ! آپکو معلوم نہیں کہ یہ سلسلہ کس زور سے ترقی کر رہا ہے اور زمین کے کناروں تک کسطرح خدا کی برگزیدہ امام کی تبلیغ پہنچ رہی ہے ستر ہزار سے زیادہ لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں ۔ اب آپکی بیہودہ افترا اور جھوٹی لاف زنی کچھ نہیں کر سکتی ہے آپکو کسقدر

شرم آتی ہوگی جب آپ اشاعۃ السنۃ کا یہ دعوی کبھی پڑھتے ہوں گے کہ ہم ہی نے اسکو اونچا کیا تھا اور ہم اسکو گرائیں گے کیا آپکو معلوم نہیں ہوا ۔ کہ کسکو کسنے اونچا کیا ؟ اور کسکو کس نے گرایا ؟ ان لاف زنیوں سے باز آجاؤ ورنہ دنیا پر اب ان کا کچھ اثر نہیں ۔ کاش خدا تعالی مولویصاحب کو اتنی سمجھ دے کہ وہ خود آکر اس سلسلہ کی کامیابی کو مشاہدہ کریں ۔ اور پھر سچی اور عینی شہادت پیش کریں جو توفیق انہیں ملے جبکہ براہین احمدیہ پر ریویو کرتے وقت انھیں ملی تھی ۔ بالآخر

بیعت کا کالم

میان محمد دین صاحب ادراہیم شاہ پور بہرہ
میان فضل شاہ صاحب " گورداسپور
میان عبدالرحمن صاحب فیض اللہ چک "
میان عبدالعزیز صاحب " " "
میان مہر دین صاحب دائی والہ سیالکوٹ
میان محمد شاہ صاحب قادیان
غلام فاطمہ مبارک زوجہ سردار خان کپورتھلہ
غلام فاطمہ فضل زوجہ " "
میان رحمت اللہ صاحب " "
میان رشید صاحب " "
میان سعید صاحب " "
میان قاضی شیخ احمد ملازم اصطبل " "
مرزا نقی بیگ صاحب سامانہ ریاست پٹیالہ
مرزا محمد یوسف بیگ صاحب " " "
میان فضلدین صاحب و میان امیر الدین صاحب
الدھوا یہ خوشاب
میان علی گوہر صاحب وکیسی نیٹر اسسٹنٹ
مہرہٹہ لائن -
میان محمود علی شاہ صاحب علیا شاہ بام تکیہ
انبالہ - روپڑ
میان رحمت اللہ خیاط صاحب امرتسر کوچہ
[illegible] ان
میان [illegible] محمد صاحب پرسیان گورداسپور
تحصیل بٹالہ
چوہدری عطاء اللہ خانصاحب ذیلدار بہلول پور
ضلع سیالکوٹ + چودھری عبداللہ خانصاحب
نمبردار چک نمبر ۱۲۷ لائل پور و اہلیہ چودھری
عبداللہ خانصاحب نمبردار
والدہ میان عبداللہ خانصاحب بہلول
پوری چک ۱۲۷ لائل پور
میان چودھری کھیترا صاحب کاہلوں لائل پور
میان علی گوہر صاحب " "
میان حشمت خانصاحب " "
میان غلام حسین صاحب " "
میان مظفر علی صاحب امرتسر
میان محمد ابراہیم صاحب شادیوال گجرات

میان حسن محمد صاحب فتح پور ضلع گجرات
میان دولت علی صاحب پنڈ عزیز " کھاریان
میان نبی بخش صاحب ننگل کوٹلی ضلع گورداسپور
بابو نورالدینصاحب پوسٹماسٹر دھرم کوٹ - بٹالہ
میان محمد دینصاحب راولپنڈی
میان عبدالرحمن صاحب "
میان محمد ابراہیم برادر زادہ "
میان محمد اسمعیل برادر زادہ "
میان غلام قادر صاحب قادرآباد امرتسر
میان سید امام شاہ صاحب تبو سیالکوٹ پسرور
میان رزرو منیل صاحب مانگہ " حضرو ال
میان جیوا صاحب اصل متوطن لکھنی کلان
چک نمبر ۲۱ ننگلہ کہدروالہ جھنگ ڈاکخانہ چک نمبر ۲۰۴
میان حبیب اللہ صاحب راولپنڈی بخشۃ تالاب
اہلیہ میان حبیب اللہ صاحب " "
میان فضل الٰہی صاحب " "
دختر " " "
میان قائم الدینصاحب جہلم مارکیٹ قصابان
سید مقبول شاہ صاحب سہنان گجرات کھاریان
سید نبی شاہ صاحب بہلہ " "
میان محمود صاحب گلیانہ " "
میان جمال الدین سیکھوان بٹالہ
میان محبوب عالم لاہور اکبری منڈی
میرزا محمد احسن صاحب از قادیان
شیخ غازی احمد صاحب الہ آباد
زوجہ شیخ غازی احمد صاحب " "
بی بی احمدی زوجہ ولی محمد " "
میان احمد خان " "
والدہ ولی محمد " "
بی بی فہمین زوجہ عبدالغفور " "
بی بی محمودہ بیگم " "
زوجہ قیوم علی صاحب " "
بی بی نصیبن دختر شیخ کلن " "
بی بی امیراً "

اطلاع

ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضلدینصاحب چاہتے ہین کہ ہم مندرجہ ذیل اطلاع ان کی طرف سے الحکم مین چھاپ دین

حضرت مولانا مولوی نورالدینصاحب حکیم الامت کے نام جسقدر خطوط بیمارون کے آتے ہین مجھے عموماً انکا جواب حکیم الامت کے ایما اور مشورے سے کثرت کے ساتھ لکھنے کا اتفاق ہوتا ہے اور مجھے تجربہ ہوا ہے کہ ان مین ۷۵ فیصدی سے زیادہ خطوط اس قسم کے ہوتے ہین کہ راقم خط یا تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسکو دوا قیمتاً بذریعہ وی پی بھیجی جاوے یا یہ شکایت ہوتی ہے کہ جہان وہ رہتا ہے وہ ایک گاؤن ہے۔ جہان دوائی مل نہین سکتی یا اگر انگریزی دوائی نسخہ مین ہے تو وہ میسر نہین آتی غرض اس قسم کے مشکلات آئے خطوط مین ہوتے ہین حضرت حکیم الامت قیمتاً دوائی نہین دیتے بلکہ ہمیشہ فی سبیل اللہ دیا کرتے ہین اس لئے اگر کوئی دوائی نہ ہو تو صرف نسخہ لکھکر بھیجدیتے ہین جو مندرجہ بالا اشکلات کے پیش آنیکی وجہ سے بیمار اس سے فائدہ نہین اٹھا سکتا بہرحال اس قسم کی تکلیف کا تجربہ مجھے ہوا ہے اس لئے مین نے پہلے بھی ایک مرتبہ ظاہر کیا تھا کہ ایسے لوگون کی مدد . . . کے لئے اس خدمت کو مین ذمہ لیتا ہون کہ جو لوگ اس قسم کے خطوط روانہ کرتے ہین وہ میرے نام بھیجدیا کرین مین حضرت حکیم الامت کے **مشورہ** سے انکے لئے دوائی طیار کر کے قیمتاً بھیجدیا کرونگا۔

خاکسار حکیم فضلدینصاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

عدد التاریخ معروف زنبیل تاریخی

یہ نایاب کتاب فن تاریخ گوئی مین اپنا جواب نہیں رکھتی پہلے حصے مین جو پہلے چھپ چکا ہے فن تاریخ گوئی کے تمام اصول ۔ قواعد اور گر معہ نادر تاریخی نقشون کے درج ہے قیمت ایک روپیہ ہے دوسرا جو ابھی ابھی طیار ہوا ہے اس کی ضخامت ۳۴۸ صفحہ کا ہے کاغذ عمدہ قسم کا سفید لگایا گیا ہے چھپائی

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

الحکم نمبر ۱۳ جلد ۶
۱۳ اگست ۱۹۰۲ء
مرکب جوہر عشبہ مغربی
ان امراض کا عروج بڑے شدومد سی سلطنت جسم مین
تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے مغلوب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر
عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خونکو ردی کر دے تو اسکو کوئی درست کر سکتا ہے
تو یہی جوہر عشبہ ہے۔ یہ مرض کو دبوتا نہین بلکہ عالم وجود کو کھوتا ہے۔ جوہر عشبہ انسان کے خونکو صاف کرنیکیلئے
مسلہ حکماء سلف وخلف کا نسخہ ہے۔ اس کے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ اسکو محافظ صحت
کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل افسر پروفیسر علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون دور کرنیکا قرار دیا ہے یہ
جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خونکو تباہ کر کے گوناگون رنگون مین
ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی ایک فادزہر ہے جسکے استعمال سے وجع مفاصل۔ تیرگی خارش پھوڑے
پھنسی۔ زخمون کا جلد اندمال کرتا ہے۔ خنازیر۔ ناسور۔ بھگندر۔ چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین۔ یا تبدیل موسم پر جسم پر
سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہو جاتے ہین۔ تو وہ یہ عرق جوان جملہ تھیلی بیماریون سے نجات دیتا ہے
سوزاک کے بعد جو ہاتھ اور پاؤن کے تلون مین جلن رہتی ہون۔ ہڈیان درد کرتی ہون۔ ریح کا درد۔ عرق النسا اور عورتون
کے رحم کے بگاڑ اور تلون کے درد وغیرہ کو بھی دور کرتا ہے
شیشی کلان ۳؎ شیشی خورد ۲؎ محصول ۸؎
پتہ
زبدۃ الحکما حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی
دروازہ اعوان منزل
صدق اللہ العلام
فیما اوحی الی الامام
علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث
قال اوی القریۃ لولا الاکرام
ہک عام
طاعون عذاب الٰہی ہے
(خدا تعالیٰ کے مرسل کی تکذیب وانکار کے باعث)
(نمودار ہوتا ہے)
روغن نوری۔ یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون وہیضہ
سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ما تقدم استعمال
کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالیٰ مبتلائے طاعون وہیضہ
نہ ہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ ان کے بدن مین داخل ہوتے ہی ہلاک
ہو جاینگے۔ اگر مبتلائے مرض کو دین تب بھی اس سے بطور بفضلہ تعالیٰ
شفایاب ہو
علاوہ ازین اس کے
استعمال ہے۔ تپ محرقہ
کالی کھانسی۔ تتلی۔ قے۔ اسہال۔
پیچس (مروڑ خون وآنوں کا آنا) خارشی بیماری۔ سوزش سینہ قصور
ہضم۔ چیچک۔ نفث الدم۔ وابتدائی سل۔ درد گوش یعنی درد کان
ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے پھنسیان۔ بواسیر کے زخم
زہر بچھو۔ زہر زنبور وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہین
ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی۔ قیمت فی شیشی عہ۔ جوہر آملہ
سار مرکب مقوی معدہ ومشتہی وہاضم ومصفی خون دافع خارش
وپھوڑے پھنسی وجع المفاصل ودمہ وریاح وغیرہ قیمت فی شیشی عہ
کشتہ سیم یک آتشہ مقوی دماغ واعصاب قیمت فی تولہ عہ کشتہ
سیماب مصلح شیر ومصفی خون قیمت عہ محصول ذمہ خریدار
المشتہر
حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور

آپ اس رعایت سے ضرور فائدہ اٹھائین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکرے مین ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف **چار روپے** لیجاوے گی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جنکی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پُرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے مین دیجاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اُٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ۔

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۱۲ر رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ۶ر ۔ الانذار ۱ر + حضرت اقدس کی تقریر ۱ر + حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۲ر + اصلاح النظر ۲ر + سراج عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲ر + برہان الحق ۳ر + سلک مروارید ۱ر

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

علاج طاعون

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ و استغفار و تقوی و طہارۃ جدوار خالص کی گولیان اور عرق جس کا نتیجہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا ہے طاعون کیلئے استعمال کرنیکا حکم دیا تہا اور خدا نخواستہ طاعون کی گلٹی بغل + ران + یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم طاعون لگائی جاوے لگائی جاوے۔ سو اس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولت کے لئے گولیان۔ عرق اور مرہم طیار کی ہر قیمت بہت کم رکھی گئی۔ اس دوا کے فائدے کی مین اس سے زیادہ نہیں کہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر ضرور استعمال کرین۔ قیمت ادویہ علاوہ محصول ڈاک مندرجہ ذیل ہے ✦

قیمت یکصد گولی ۱۲ر دو چند ۱ر عرق شیشی کلان جو تقریبًا ایکماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲ر " " خورد ۸ر مرہم فی ڈبیہ ۸ر

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ارسال ہوگا

ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج

بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

انی احافظ کل من فی الدار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (انہ اوی القریہ) نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحکم

قادیان دارالامان

چہ گویم با تو گر آئی چہادر قادیان بینی
شفا بینی دوا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۳۲ | قادیان دارالامان ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء یوم چہارشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

مذہبی دنیا کی خبرین

جاپان مین مشرقی مذاہب کی کانفرنس کی تجویزین سنکر خیال ہوا تھا کہ یہ مذہبی کانفرنس مختلف مذاہب کے وکلاء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریگی جسکے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی تحریر بھیجنے کا ارادہ فرمایا تھا مگر تفصیلی حالات سے معلوم ہوا کہ صرف ہندو اور بدھ مذہب ہی پر غور و خوض کیجاویگی اصل غرض یہ ہے کہ بدھ ازم اور ہندو ازم مین باہم اتحاد قائم ہو +

حمایت اسلام لاہور کے لئے امیر کابل نے چھ ہزار سالانہ کی امداد علاوہ ایکسو پندرہ ماہوار صوفی غلام محی الدین کے وظیفہ کے منظور کی ہے انجمن ہندوستان بھر کے مسلمانون کی ریپریزنٹیٹو ہے یا نہین یہ سوال قابل غور ہے غالباً گورنمنٹ اس عطیہ کو کسی خاص نظر سے نہ دیکھے گی +

جہلم مین مولانا مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور مولوی محمد ابراہیم کے درمیان مباحثہ ہوا جسکے حالات سراج الاخبار مین

محالفین نے اپنی طرز پر تصویر کا ایک ہی رخ دکھانے کے لئے شائع کئے ہین - ہم کوشش کرین گے کہ انشاء اللہ دوسرے وقت صحیح حالات رفع وہم کے لئے چھاپ دئے جاوین +

اکبری منڈی لاہور کے ڈاکخانہ مین پوسٹ کیا ہوا ایک کارڈ غلیظ گالیون سے بھرا ہوا ایڈیٹر الحکم کو بھیجا گیا کیا یہ شریر اور خبیث باطن لوگ اس قسم کی گندی گالیون سے اشاعت حق مین سد راہ ہو سکتے ہین - وہ یاد رکھین کہ ان کی گالیان اس سے زیادہ کچھ اثر پیدا نہین کرسکتین کہ ان کی گندی فطرت کے اظہار سے **مسیح موعود کی ضرورت پر گواہ ہون** +

شروع اکتوبر ۱۹۰۲ء سے انشاء اللہ الحکم کے کالمون مین **صبح کی سیر اور شام کا دربار** دو جدید کالم عجیب لطف پیدا کرنیوالے ہونگے جو الحکم کی بہتری چاہنے والے احباب اور اس کے پڑھنے والون کی مسرت کا موجب ہونگے +

امریکہ کے ایک مشہور پادری کولمبس بریڈ فورڈ پر چرچ نے کفر کا فتویٰ دیدیا ہے کیونکہ وہ علانیہ تناسخ کے مسئلے کی تلقین کرتے ہین اس پر انہون نے

ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین

(حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے خطبہ کا خلاصہ)

والسماء بنینٰھا باید وانا لموسعون ۔ والارض فرشنٰھا فنعم الماھدون ومن کل شیٔ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین

آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھون سے بنایا اور ہم بڑی وسعت کے مالک اور وسیع کرنیوالے ہین اور زمین کو ہم نے بچھایا پس ہم کیسے عمدہ بچھانے والے ہین اور ہر ایک کے ہم نے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم یاد کرو۔ پس اللہ کیطرف بھاگو مین اسکی طرف سے کھولکر ڈرسنانیوالا ہون ٭

یہ آیتین مین نے اس لئے پڑھی ہین کہ اس بیماری مین جو تقریبًا ایک مہینہ بھر مجھے لاحق رہی اپنی کمزور طاقت اور محدود علم سے ایک نتیجہ پر پہنچا ہون اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے جو اپنے رسول کی معرفت یہ تعلیم دی ہے **ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین** یہ کیا سِر اپنے اندر رکھتی ہے ٭

اگرچہ مصائب ۔ دکھ ۔ فتنے ۔ الام اور امتحان خدا کی طرف سے آتے ہین ۔ پھر بھی خدا ہی کی طرف بھاگو اور خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر تم اللہ کو اپنا ملجا وماوا نہ بناؤ گے تو پھر ایسے مصائب آئینگے جو تمہارا استیصال کر دینگے ۔

اس سے پہلے یہ فرمایا کہ ہم نے آسمان کو بنایا اور زمین کو بچھایا ان آیتون کی ترتیب پر غور کرنے اور باہم ملانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعض حوادث زمین سے آتے ہین اور بعض آسمان سے اور زمین اور آسمان دونون خدا کی صنعت ہین پس اگر کوئی حوادث سے بچنے کیلئے جانا چاہے تو کہان جاوے کیا زمین پر؟ وہ بھی خدا کی ہے۔ کیا آسمان پر؟ وہ بھی خدا کا ہے ۔ پھر امن ۔ نجات اور راحت ان مصائب اور آلام سے کہان ملسکتی ہے؟ خدا ہی کی طرف بھاگنے مین ٭

درحقیقت یہ عجیب نکتہ معرفت اور خطا نکرنے والا علاج ہے جو رسول اللہ صلعم اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہمین بتایا گیا ہے مصائب کا آنا تو ضروری ہے مگر جس نے سیکھ لیا کہ اللہ تعالٰی کی طرف بھاگنے سے راحت اور سکھ ملسکتا ہے وہی نجات پا گیا

اس بیماری مین بسا اوقات تجربہ کیا ہے ایسے وقت مین کہ درد گوش کی شدت اور استیلا بخار تھا مین نے اپنے اندر غور کیا ہے تو مین نے ایک لذیذ ایمان خدا پر پایا اور مجھ پر کھلا وہ خدا جو قرآن نے پیش کیا ہے اور وہ صفات رب رحمان رحیم مالک جو کتاب اللہ نے خدا کی بیان کی ہین ایسا ہی خدا ہمارا مطلوب ہے خدا تعالی کی ان صفات پر یقین نے اس کرب و قلق اور شدت درد مین مجھے بڑی راحت اور طمانیت بخشی اور مین نے دیکھا ہے کہ اس یقین سے وہ تمام تکالیف جاتی رہی ہین اور عجیب عجیب خیالات آئے ہین مین نے غور کیا ہے کہ ایک بادشاہ ایسے کرب وقلق مین آرام نہین پاسکتا ۔ کوئی بڑے سے بڑا دولتمند جس کی زندگی کے ایک سیکنڈ مین لاکھون کی آمدنی ہو جب خدا تعالی کی **تقدیر** آکر اپنا شکن اثر ڈالتی ہے تو پھر کوئی دولت ومال تسلی نہین دیسکتا یورپ کے لوگون کی ان کوششون اور مساعی پر نظر کرو جبکہ ان کی قوم کی امید (شہزادہ وکٹر) بستر مرگ پر پڑا ہوا جان توڑ رہا تھا ۔ ڈاکٹر سرہانے کھڑے ہین اور باہم مشورے کر رہے ہین تاربرقیون کے ذریعہ دوسرے تمام حاذق طبیبون سے صلاحین لی جارہی ہین قوم کی قوم گھبرائی ہوئی ہے کہ کسی طرح یہ نونہال بچ جاوے ۔ عجیب عجیب تدبیرون سے سمندر کی ہوا بند کرکے اسکو پہونچائی جاتی ہے کوئی نہین جو اس کرب اور قلق کا اندازہ کرسکے جو اسوقت قوم محسوس کر رہی ہے ۔ ساری سلطنت جسپر کبھی آفتاب غروب نہین ہوتا خدا کی تقدیر کا مقابلہ نہین کرسکتی اللہ تعالٰے کے ایک چھوٹے سے مرض کا مقابلہ نہیں ہوسکتا ٭ مگر جبکہ ضروری ہین کہ امراض آئین اور انسان کو گھبراہٹ مین ڈال دین تو کیا خدا تعالی نے کوئی علاج اور تریاق اس تکلیف دہ گھڑی کے لئے نہین رکھا؟ علاج ہے اور ضرور ہے اور وہ خدا تعالے پر سچا اور **صحیح ایمان ہے** ۔ ایمان باللہ ایک ایسی چیز ہے کہ ایسے درد کی ٹیسین جن سے جسم پگھلا جاتا ہو ۔ اس وقت روح کے اندر ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ٹیسین بھی اپنا اثر پیدا نہیں کر سکتی بلکہ بعض وقت روح نے چاہا ہے کہ موت اور زندگی مین جو ایک حجاب باقی ہے وہ بھی پھٹ جاوے تو راحت کی اس کیفیت کا مشاہدہ کرلون جو اسکے بعد اپنے تمام لوازمات کے ساتھ آنیوالی ہے یورپ مین خودکشی کا بازار کیون گرم ہے؟ باوجودیکہ یہ لوگ مادی اسباب دولت وحشمت کی کانین رکھتے ہین پھر کیون دنیا کے نظارے ان کو راحت نہین دیسکتے اور وہ ایک ذراسی مشکل اور مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ نہین کر سکتے! صرف اس لئے کہ **سچا ایمان** خدا پر نہین ایک ہی چیز ہے جو انسانکو مصیبت اور مشکل کی تاریک گھڑیون مین شادمانی اور راحت کا چہرہ دکھاتی ہے اور وہ وجہ اللہ ہے دنیا کی کوئی چیز سچی راحت ہرگز نہین دیسکتی حقیقی خوشی کا گر یہی ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب حصر کے کلمہ کیساتھ خدا تعالی نے بتادیا ہے کہ قلوب کے اطمینان اور راحت کا ایک ہی ذریعہ ہے جو اللہ تعالٰے کا ذکر ہے پس جسکو یہ دولت سچے ایمان کی مل گئی ایسے کرب وقلق مین بھی سچی راحت میسر ہے اور وہ خدا تعالی کی ہر قسم کی مقادیر پر راضی اور انشراح صدر کے ساتھ ان سے صلح کرتا ہے لیکن اگر یقین نہین تو ذرا سے کرب وقلق پر بھی ایمان جاتا رہا ہے اور خدا کی مقادیر سے جنگ پیدا ہوگئی ہے۔

اس لئے اب جو تم صحت اور تندرستی کی حالت مین ہو اس وقت کو غنیمت سمجھو اور خدا پر زندہ ایمان پیدا کرو جو اس تاریکی کے گھڑی مین نور کا کام دے اگر اسوقت سچا اور زندہ ایمان پیدا نہ ہوا تو پھر خطرہ ہے کہ انسان بے ایمان نہ مرجاوے ۔ مین خدا کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ انسان کی فطرۃ بتاتی ہے کہ اسے وہی خدا مطلوب ہے جو **قرآن شریف** نے پیش کیا ہے ۔ انجیل کے خدا پر غور کرکے دیکھا ہے مین بلا مبالغہ کہتا ہون کہ اگر روح کے سامنے ایسا خدا پیش کیا جاوے جو معمولی بچون کی طرح عورت کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور پھر یہودیون سے مارین کھاتا ہوا صلیب پر لٹکایا جاتا اور ملعون ٹھہرتا ہے وہ اسپر تھوکتے بھی نہین روح کی بناوٹ ایسے خدا کو چاہتی ہے؟ نہیں وہ تو اس خدا کے سامنے سجدہ کرتی ہے جو الحمدللہ کا مصداق رب العلمین الرحمن ۔ الرحیم مالک یوم الدین کی صفات سے موصوف ہے ٭

پس مبارک ہو قرآن کو جس نے ایسا خدا پیش کیا ہے جو مصائب نازل کرتا ہے لیکن پھر بھی اس سے پیار کرنیکو جی چاہتا ہے غور کرو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت کیسے دکھون اور دردون مین گذرا مکی زندگی کس قدر مصائب اور مشکلات کا مجموعہ ہے مگر کیسا ایمان اور صدق ووفا ہے کہ پھر بھی خدا ہی کی طرف بھاگنے اور رجوع کی تعلیم دی جاتی ہے اور اقرار ہے کہ اے میرے مولا مین ان تمام مصیبتونکو اس وقت تک اٹھانے کو طیار ہون ۔ جب تک تو

مین دعوے سے کہتا ہون کہ دنیا کی کوئی قوم یہ لانظیر نمونہ ایمان کامل کا ہرگز پیش نہیں کرسکتی جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مین نظر آتا ہے پھر خدا تعالے نے نئے سرے سے ایمان زندہ کرنیکیلئے اپنے مرسل کو بھیجا ہے جو اپنے عمل سے بتا رہا ہے کہ حقیقی شے جس سے انسان زندہ ہوتا ہے وہ خدا پر ایمان ہے مبارک وہ ہین جو اس تندرستی کی حالت مین اس مرسل اللہ کے ذریعے سے سچا ایمان حاصل کرتے ہین ٭

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب

لاہور پر ریویو

نمبر ہشتم

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء)

اعتذار - یہ مضمون بعض دوسرے اہم مضامین کیوجہ سے ۲۴ اپریل کے بعد آجتک سلسلہ وار شائع نہیں ہوسکا چونکہ مضمون مین آیندہ کی قید موجود تھی اور حقیقت مین ابھی مضمون نامکمل تہا اسلئے ہم نے ضروری سمجہا کہ اسکو پہر مسلسل لکھکر خدا کے فضل سے پورا کردیا جائے ایڈیٹر

جلالی جی اُٹھنے سے نہین معلوم بشپ صاحب کی کیا مراد ہے؟ کیا اسی کا نام جلالی جی اُٹہنا ہے کہ صلیب پر سے زندہ اتارے لئے گئے اور **یوسف** کو جو مسیح کا شاگرد تہا لاش دیدی گئی اور پہر مرہم عیسیٰ کے ذریعہ زخمون کا علاج کیا گیا آخر کشمیر کیطرف چلے آئے اور خان یار کے محلہ مین آکر آپنے وفات پائی اور وہین مدفون ہوئے مسیح کا حقیقی موت مرنا اور پہر جی اٹہنا انجیل سے ہرگز ثابت نہین ہو سکتا رسالہ ترقی مین اس مضمون پر ایڈیٹر نے بحث کرنیکا وعدہ کیا ہے اس وقت ہم بھی اس پر مفصل لکھین گے انشاء اللہ العزیز

مگر سردست مختصر سی بحث اس مضمون پر بشپ صاحب اور آپکے متبع عیسائیون کی ضیافت طبع کیلئے غالبًا دلچسپی سے خالی نہ ہوگی

اول مسیح کا صلیب پر مرجانا بموجب توریت کے ان کو ملعون قرار دیتا ہے گو عیسائیون نے اپنی سبک سری سے اس امر کو قبول کرلیا ہے کہ مسیح ہمارے **ملعون** ہوا لیکن ایک سلیم الفطرت دانشمند کبھی اسبات کو گوارا نہین کرسکتا کہ خدا (بقول عیسائیان) یاکم ازکم ایک نبی اور راستباز کو ملعون ٹہرایا جاوے اگر مسیح عیسائیون کے خیال کیموافق خدا تہا تو ملعون ہونیکے وقت لازمی امر ہے **قدوس** نہ تہا اور تمام خدائی صفات اس سے سلب ہو چکی ہوئی تہین - پہر کفارہ کی اصل غرض محض انسانیت اور وہ بھی ملعون انسانیت پورا نہین کرسکتی اور اگر کفارہ کسیکے ملعون ہونے سے ہی پورا ہوسکتا ہے تو پہر **شیطان** جو ملعون کا دوسرا نام ہے بجائے خود اچہا خاصہ **کفارہ** ہوگا کیا عیسائی اسپر ایمان لاکر بھی اسیطرح نجات پا سکتے ہین جیسے وہ اپنے معتقدات کے لحاظ سے حضرۃ **مسیح** کی اس موت پر ایمان لاکر جو انہین معاذ اللہ ملعون بنادیتی ہے ایمان لاکر نجات مانتے ہین ہم حضرۃ مسیح کی شانکو اس سے بہت ہی ارفع اور اقدس سمجہتے ہین اور عیسائیون کا اس قسم کا عقیدہ آپکی نسبت رکہنا مسلمانون کے پاک عقیدہ کی توہین ہے کیونکہ ہم حضرت مسیح کو خدا کا پیارا بندہ اور راستباز نبی مانتے ہین اور ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ مرفوع ہوئے برخلاف اس کے عیسائی انہین صلیبی موت سے مرنیوالا اقرار دیکر ملعون ٹہراتے ہین +

غرض حضرۃ مسیح کی نسبت پہلے یہ جایز رکہا جاوے کہ وہ صلیب پر مرے ہین تو اس سے ان کی شان پر خطرناک الزام عاید ہوتا ہے + علاوہ برین انجیل اس امر کی نفی کرتی ہے کہ وہ صلیب پر مرے ہون جب صلیب پر مرنا ہی انکا ثابت نہین تو جی اٹہنا تو اس کی فرع ہے اور ہم اس وقت اس امر پر بحث نکرینگے کہ کیا **حقیقی مردے جی بھی اٹہا کرتے ہین** کیونکہ جب واقعات سے یہ ثابت ہوجاوے کہ وہ صلیب پر مرے ہی نہین تو اس بحث کی ضرورت ہی نہین رہتی اس لئے دوسری بات جو ہمارے اس دعوےٰ کی تصدیق کرتی ہے کہ مسیح صلیب پر نہین مرے یہ ہے -

(۲) کہ مسیح ساری رات اس موت صلیب سے بچنے کے لئے دعا کرتا رہا اور نہ خود بلکہ شاگردون کو بھی کہتا رہا اب غور طلب یہ امر ہے کہ کیا مسیح کی ساری رات کی دعا جو نہایت تضرع اور ابتہال کے ساتھ کیجاتی تھی اور صلیب کی لعنت کے خوف نے آپکو نعل در آتش کر رکہا تہا قبول ہوئی یا نہیں قطع نظر اس سوال کے کہ جب خود (بقول عیسائیان) خدا تہا تو دعا کس سے کرتا تہا کیا ایک لغو کام کر رہا تہا؟ ہم اس غور طلب امر کا جواب عیسائیون ہی سے پوچھتے ہین کہ اگر دعا قبول نہین ہوئی تو پہر وہی پہلا اعتراض ملعون ہونیکا قایم ہونے کے علاوہ انجیل کی تکذیب لازم آتی ہے جس مین لکہا ہے کہ مانگو تو تمہین دیا جاویگا جب خود حضرت مسیح کی دعا نامراد واپس آئی تو کسی اور کو کیا امید اور تسلی مسیح مین ملسکتی ہے؟ ایسی ناکامی اور نامرادی عیسائیون کی خیالی نجات کے خرمن کیلئے چنگاڑی کا کام دینیوالی ہے اور اگر دعا قبول ہوگئی اور انجیل کا یہ مقولہ کہ **مانگو تمہیں دیا جاویگا** صحیح ہے تو پہر ہماری تصدیق ہوتی ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا کیونکہ اس سے بچنے کی اسنے دعا کی تھی +

اب عیسائی یا تو کفارہ کی کل درست بٹہائین اور مسیح کو اپنے لئے ملعون قرار دے لین اور انجیل کی تکذیب کرین یا انجیل کی تکذیب کرکے اس غلط عقیدہ سے توبہ کرین کہ مسیح صلیب پر مرا پہر انجیل کے بیانات بھی اسی امر کی تصدیق کرتے ہین کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا چنانچہ

(۳) **پلاطوس** مسیح کو چہوڑنا چاہتا تہا جیساکہ انجیل سے صاف ثابت ہے لوقا ($\frac{۲۳}{۲۴\text{-}۱۴}$)

(چہارم) پلاطوس کی بیوی جسکا نام پرکلایا کلاڈیہ پروکولا ہے مسیح کی پوشیدہ شاگرد تھی کلیسائے یونان اسکو سینٹ مانتی ہے اور سائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۱۹ صفحہ ۸۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ پلاطوس نے دعامین مسیح سے درخواست کی کہ مع اپنی بیوی پروکلا کے سچا تائب سمجہا جاکر صادقون مین شمار ہو اور انجیل متی $\frac{۲۷}{۱۹}$ سے معلوم ہوتا ہے کہ پلاطوس کی بیوی نے اپنی ایک رویاء کی بناء پر پلاطوس کو مسیح کے چہوڑنے کی رائے دی جبکہ پلاطوس پہلے ہی سے اسے چہوڑنے پر مائل تہا بیوی کی رائے نے اسے اور مستحکم کردیا خصوصًا اسکے رویا کی بنا پر-

(پنجم) پلاطوس مسیح کا قائل تہا اور اسکو یہودیون کا بادشاہ مانتا تہا جبکہ اُس نے اس کی صلیب پر یہ لکھکر لگایا کہ یسوع مسیح یہودیونکا بادشاہ اور سردار کاہنون کے کہنے کے بعد بھی اسنے اُس کتبہ کو نہین بدلا۔

(ششم) صلیب کا دن سبت کی طیاری کے قریب واقع ہوا اور یہ خلاف شریعت تہا کہ کوئی سبت کے دن صلیب پر لٹکا رہے اور اس لئے مسیح صاف چند گھنٹے صلیب پر رہا جس سے وہ صرف بیہوش ہوگیا تہا + (ہفتم)

مختصر نوٹ اور نکات

مرتا مسیح کی شام کو جبکہ آسمان سے نزول بارش ہوا تو معًا ہمارے خیال مین گذرا کہ حفظ صحت کے لحاظ سے کس قدر ضروری ہو کہ **مکانات محلّہ** اور شہر اور گرد و نواح کو پاک صاف رکھا جاوے لیکن اس قدر وسیع انتظام کون کر سکتا ہے ؟ کہ تمام درختوں اور مکانات کی **بیرونی سطح کو صاف کیا** جائے اور تمام جمے ہوئے گرد و غبار کو دھو ڈالا جائے زمین کی تمام سطح اور نالیون کو دھو دیا جائے غرض کوئی انسانی طاقت یا انجمن ایسی فیاضی سے کام نہین کر سکتا یہ محض خدا کا فضل ہے جیسا اُسنے فرمایا و **ینزل علیکم من السماء ماءً لیطھرکم** اور اللہ تعالیٰ بادلون سے تم پر مینہ برساتا ہے تاکہ تم اور تمہاری بستیون کو صاف کر دے بارش حفظ صحت کے اصولون کے موافق اس قدر صفائی کرتی ہے یہ ایک وسیع مضمون ہے جو اس نوٹ مین نہین آسکتا۔ اسپر غور کرنے کے لئے کافی ہے کہ بارش ہو چکنے کے بعد کے نظارہ پر غور کرو اور دیکھو کہ درخت مکانات کی بیرونی سطحین گلیون اور نالیون کے لمبے سلسلے کیسے دھوئے دہائے صاف ستھرے نکل آتے ہین اور مہینون اور سالون کا جما ہوا کوڑا کرکٹ مینہ کے پانی مین بہا جاتا ہے فی الحقیقت یہ خدا ہی کا فضل ہے الحمد للہ علی ذالک +

یہ بالکل سچی بات ہے انسان کی زندگی اور روح قرآن ہے زندونکی زندگی اس سے قائم رہ سکتی ہے اور مردے بھی اسی کے طفیل زندہ ہو سکتے ہین اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **یاایہا الذین امنوا استجیبوا اللہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم**

رسولون کا احیا کیا ہوتا ہے وہ اپنی قوت جاذبہ سے سعید الفطرت لوگون کو اپنی طرف کھینچتے ہین اور پھر اپنے قدسی نفس کی پاک تاثیرون سے اس مینہ کیطرح جو آسمان سے آتا ہے انکو مزکی اور مطہر بناتے ہین نفس پرستی اور غفلت کی زندگی سے اُنہین نکالتے ہین اور اس رشتہ کو قائم کرتے ہین جو حقیقی طور پر انسان اور خدا کے درمیان ہے۔ خود شناسی اور خدا شناسی قوت عطا کرتے ہین اسطرح پر انکی پہلی زندگی پر ایک موت آجاتی اور نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے +

کیسے ہی ناعاقبت اندیش اور کور چشم بلکہ کور باطن ہین وہ لوگ جو دینی تنازعات مین قرآن کریم کو عمدًا چھوڑ بیٹھتے ہین اور اگر کوئی قرآن شریف کو پیش کرے تو کہہ دیتے ہین کہ قرآن ناقص ہے اور حدیث کو اسپر قاضی ٹہراتے ہین ؟ افسوس یہ لوگ کیون نہین سمجھتے کہ قرآنی دلائل جو لوگ پیش نہین کرتے انپر اللہ تعالیٰ خود فتویٰ دیتا ہے ہین کہ وہ کافر ہین۔ فاسق ہین ظالم ہین اور ہم نے قرآن مین قسم قسم کی مثال طرح طرح سے بیان کر دی ہے۔ کیونکہ انسان بہت معاملات مین جھگڑالو ہوجاتا ہے اور جو شخص الٰہی معاملات مین علم یا ہدایت یا کتاب منیر کے بغیر جھگڑا کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ سبیل اللہ سے بہک جاوے۔ دنیا مین اس کی رسوائی ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسکو عذاب جہنم کا مزا چکھا دین + ربنا وقنا عذاب النار

حقیقت مین اگر انسان غور کن طبیعت رکہتا ہو اور انصاف اور خدا ترسی سے بہرہ ور ہو تو وہ صاف سمجھ سکتا ہے کہ قرآن شریف کے زندہ معجزات مین سے یہ چھوٹا معجزہ نہین ہے کہ جسقدر کوئی پاک باطن ہو اسیقدر اسپر قرآنی فہم کہلتا جاتا ہے اور جسقدر اپنے نفس کو پاک صاف کرے اسیقدر خاص الٰہی تعلیم کے نیچے چلا آتا ہے اور اللہ کریم کی طرف خود بخود اُٹھتا جاتا ہے وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ کو مخالفت کی نگاہ سے دیکھتے ہین وہ اس معجزہ سے یا تو انکار کرین اور اگر اقرار کرتے ہین تو انصاف سے کہین کہ کیا اس کا زندہ ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک وجود اور نمونہ نہین ہے +

انسان شیطانی وساوس اور شیطانی تسلط سے بچنا چاہے تو اس کو قرآن کریم کے تعویذ سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ جو قرآن کریم کو چھوڑتا ہے اور اس ذکرالرحمٰن سے غفلت کرتا ہے شیطان اس کا قرین ضرور ہوجاتا ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **من یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ الشیطان فہو لہ قرین**۔ یعنی جو شخص ذکر رحمن سے غافل ہوتا ہے ہم شیطان کو اس پر غالب کر دیتے ہین تب وہ اسکا ساتھی ہوجاتا ہے اس لئے اس تعویذ کو ہر وقت زیر نظر رکہنا ضروری ہے +

کون آدمی ہے جو نہین چاہتا کہ اللہ تعالیٰ اسکا معین و مددگار رہے اور اسکو ایک قسم کا استقلال اور ثبات قدم حاصل ہو ؟ ہم سمجھتے ہین ہر ایک کی یہی خواہش ہو سکتی ہے اور ہے مگر اس خواہش کے پورا کرنے کے جو طریق اختیار کئے جاتے ہین انمین اکثر ایسے ہوتے ہین کہ ثبات قدم کی بجائے استیصال کا موجب ہوتے ہین خدا کی حکیم کتاب نے ایک گر بتایا ہے اگر اس کو اپنا دستور العمل بنا لیا جاوے یقینًا خدا کی نصرت آئیگی اور ثبات قدم کی دولت ملیگی وہ کیا ؟ **ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم** اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا + اور تمہارے قدمون کو ثابت کر دیگا +

خدا کی نصرت کیا ہوتی ہے ؟ خدا کسیکی مدد کا محتاج نہین مگر وہ انسان پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے اور یہ اس کے فضل کے پانے کی ایک راہ ہے وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی **عزت اور جلال** کو قائم کرنا چاہتے ہین ان کی تائید کرنا ان کے مقاصد و اغراض کے پورا کرنے مین اُنکا ساتھ دینا بھی خدا کی نصرت ہے۔ اسوقت خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے جو اس کی **توحید اور جلال** کو قائم کرتا ہے اس کی تائید اس وقت خدا کی تائید ہے مبارک وہ جو اس مین شریک ہو کیونکہ خدا اسکا مددگار ہوگا +

خدا کی نصرت کرنیکی توفیق بھی خدا ہی سے آتی ہے اس لئے مامور من اللہ جو من انصاری الی اللہ کہتا ہے تو یہ نہین کہ اس کا کوئی ناصر نہین ہوتا اللہ تعالیٰ خود اس کے لئے نعم المولیٰ

...صیت قابل تعمیل نہ ہوگی۔ البتہ لوگ جہان دو ہفتہ کے اندر جواب نہین آسکتا سنتے ہین منہ

کلمات طیبات

حضرۃ اقدس امام الزمان علیہ الرحمن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسی طرح تب کی مد میں بشمبر داس کو دخل کرتے ہیں۔ بشمبر داس قادیان کا رہنے والا ایک ہندو تھا اور ایک خوشحال برہمن جو اُسوقت پٹواری تھا یہ دونوں ایک مقدمہ میں ماخوذ ہوئے جسمیں خوشحال کو دو سال اور بشمبر داس کو ایک سال کی قید کی سزا ہوئی۔ شرمپت آریہ نے آکر مجھے دعا کے واسطے کہا۔ اور مینے دعا کی تو مینے کشف میں دیکھا کہ مینے اپنے ہاتھ سے اسکی نصف قید کاٹ دی ہے اور پھر مینے دیکھا کہ مثل واپس آکر نصف قید رہجاویگی اور خوشحال اپنی پوری سزا بھگتے گا + یہ خبر مینے پہلے ہی شرمپت کو دیدی وہ اب تک زندہ موجود ہے اور اگر اُسکو قسم دیکر پوچھا جاوے تو نہ انکار کریگا۔ غرضکہ جسطرح مینے خبر دی تھی اور مجھے دکھایا گیا تھا وہی ظہور میں آیا یعنی مثل واپس آئی اور بشمبر کی نصف سزا رہ گئی و نصف قید بھگت کر رہا ہوا۔ اسپر شرمپت نے کہا کہ تم چونکہ متقی ہو اسلیے دعا قبول ہوگئی چونکہ اسلام کے ساتھ ان لوگوں کو بغض اور عداوت ہے اسلیے شرارت سے اسلام کی تعریف نہ کی۔ اس مقدمہ میں جب اپیل کیا گیا تو رات کو علی محمد نام ایک شخص آیا اور اُسنے آکر خبر دی کہ وہ بری ہوگئے ہیں مجھے یہ خبر سُنکر تعجب ہوا کیونکہ مینے مذکورہ بالا پیشگوئی کی تھی۔ اس تردد میں جب مینے نماز پڑھی تو نماز ہی میں الہام ہوا اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى وہ بات تو اسی طرح گذر گئی اور مینے مزید تحقیقات نہ کی لیکن صبحکو اصل حال معلوم ہوگیا کہ اپیل لے گئے تھے جسسے یہ غلط نتیجہ نکال لیا گیا کہ وہ بری ہوگئے ہیں آخر جیسا کہ مینے کہا ہے اسیطرح پیشگوئی کیموافق مثل واپس آئی اور بشمبر کی قید نصف رہ گئی اور خوشحال کو پوری سزا بھگتنی پڑی۔

اب بتاؤ یہ خدا تعالے کی طرف سے کیسے زبردست نشان ہیں اب تک ان واقعات کے زندہ گواہ موجود ہیں ان سے قسم دیکر پوچھا جاوے کہ کیا قبل از وقت انکو بتایا گیا تھا یا نہیں؟ اور پھر ٹھیک پیشگوئی کیموافق انکا ظہور ہوا ہے یا نہیں۔

پھر اسیطرح جھنڈا سنگھ نامی ایک زمیندار کے ساتھ درخت کاٹنے کا مقدمہ تحصیل میں دائر تھا۔ مجھے خدا تعالے کیطرف سے معلوم ہوا کہ ڈگری ہوجائے گی۔ جب کوئی دس بارہ دن ہوئے تو لوگوں نے جو بٹالہ سے آئے کہا کہ وہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے اور خود اُسنے بھی آکر بطور تمسخر کہا کہ مقدمہ خارج ہوگیا۔ مجھے اس خبر کے سُننے سے انتہا غم ہوا کہ کبھی کسی ماتم سے بھی نہیں ہوا مینے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ڈگری کی خبر دی تھی یہ کیا کہتے ہیں + وہ اسامی تھے اور ہم مالک تھے اور مالک کی اجازت کے بغیر وہ درخت کاٹنے کے مجاز نہ تھے۔ مختلف قسم کے ۱۵ یا ۱۶ آدمی اس مقدمہ میں تھے مجھے بہت ہی غم محسوس ہوا اور میں جیسے کوئی مبہوت ہوجاتا ہے سراسیمہ ہوکر سجدہ میں گر پڑا اور دعا کی تب ایک بلند آواز سے الہام ہوا

ڈگری ہوئی ہے مسلمان ہے

یعنی آیا باور نہ کرنی۔ صبحکو جب میں تحصیل میں گیا تو وہاں جاکر ایک شخص سے جو حاکم کا سررشتہ دار تھا مینے دریافت کیا کہ کیا فلاں مقدمہ خارج ہوگیا ہے اُس نے کہا نہیں اس میں تو ڈگری ہوگئی ہے پھر مینے اُس سے کہا کہ انھوں نے گاؤں میں مشہور کیا ہے کہ وہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے یہ کیا بات ہے؟ تو کہا اصل بات یہ ہے کہ اس خبر میں وہ بھی سچے ہیں۔ جب حافظ ہدایت علی صاحب فیصلہ لکھنے لگے تو میں کہیں باہر چلا گیا تھا جب باہر سے آیا تو انھوں نے روبکار مجھے دی کہ یہ مقدمہ خارج کردیا ہے۔ سررشتہ دار کہتا ہے کہ تب میں اُنکو کہا کہ تمنے غلطی کی ہے اُس نے کہا نہیں مینے کمشنر کا فیصلہ جو انھوں نے پیش کیا تھا دیکھ لیا ہے مینے اُنکو کہا کہ فائنل کمشنر کا فیصلہ بھی تو دیکھنا تھا پھر اُسے معلوم ہوا کہ وہ فیصلہ جو اُسنے کیا تھا وہ غلط ہے اُسنے روبکار لیکر پھاڑ کر پھینکدی اور دوسری روبکار لکھی جسمیں ڈگری کا فیصلہ دیا۔

اور اسطرح یہ پیشگوئی جو خدا تعالیٰ نے قبل از وقت مجھے بتلائی تھی پوری ہوئی اس پیشگوئی کے بھی بہت سے لوگ گواہ ہیں اور اب تک موجود ہیں۔ پھر ثُمَّ میں ثَمَانِيْنَ حَوْلًا کی پیشگوئی ہے اس پیشگوئی پر ایک زمانہ گذر گیا۔ کوئی شخص ایک دم کے لیے بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں زندہ رہوں گا۔ لیکن ایک خاص تعداد سالوں تک کی خبر دیدینا کیا یہ انسانی طاقت کا کام ہے + اور پھر میرے جیسے آدمی کیلیے تو یہ قیافہ سے بھی ممکن نہیں جسکو دو بیماریاں لگی ہوئی ہیں۔ باوجود ان بیماریوں اور ضعف کے خدا تعالے کا یہ وعدہ دینا کہ تیری اسی۸۰ برس کے قریب عمر ہوگی کیسا عجیب ہے۔ اور حقیقت میں خدا ہی کیطرف سے اس قسم کی خبر ہوسکتی ہے۔ ورنہ عاجز انسان کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ پیشگوئی بھی پوری شدہ ہی سمجھو کیونکہ بہت عرصہ اسپر گذر گیا ہے اور میری عمر اب ساٹھ سے متجاوز ہوچکی ہے۔

پھر تب ہی کی مد میں ایک اور پیشگوئی ہے جو اس سے بھی عجیب تر اور عظیم الشان ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اس سے ایک عظیم الشان جماعت کے قائم کرنے کی خبر دیتا ہے جسوقت یہ پیشگوئی کی گئی تھی اُسوقت ایک آدمی بھی ہمکو نہیں جانتا تھا اور کوئی یہاں آتا جاتا نہ تھا۔ براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے لیکن اب دیکھلو کہ تیس ہزار سے زیادہ آدمی اس سلسلہ میں داخل ہوچکے ہیں اور دن بدن ترقی ہورہی ہے۔ خاص قادیان میں ایک کثیر جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر کیا یہ کوئی جھوٹی بات ہے۔ یہ خدا کے کام ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب +

اور بھی ث کی مد میں پیشگوئیاں ہیں مگر میں اسوقت صرف مثال کے طور پر اسوقت ایک دو بیان کرتا ہوں۔

اسیطرح ج کی مد میں جنازہ کا الہام ہے جب ہمارے بڑے بھائی صاحب مرزا غلام قادر مرحوم فوت ہوئے تو اُن کے مرنے سے پہلے جنازہ کا الہام ہوا تھا۔

اور اسیطرح جمال الدین کے متعلق بھی الہام تھا۔ خواجہ جمال الدین صاحب جب اپنے امتحان مضمونی میں فیل ہوئے تو میں نے دعا کی الہام ہوا سیغفر لہ چنانچہ اسد تعالیٰ نے اُس سے بہتر اُنکو جگہ دی دی۔

پھر ج ہی کے مد میں جمع بین الصلوتین کی پیشگوئی ہے جو رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نے مسیح موعود کے لیے ایک نشان ٹھیرایا ہے اس پیشگوئی کو پورا کرنا اختیاری امر نہیں ہے موت سر پر ہے خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ خود اُس کی تکمیل کر رہا ہے۔

جو شخص آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا وہ آنحضرت صلے اسد علیہ وسلم کی عزت بھی نہیں کرتا ہے۔ اس پیشگوئی سے صاف معلوم ہوتا ہے خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے کیونکہ لکھا ہے کہ تجمع لہ الصلوٰۃ یعنی اُس کے لیے نماز جمع کی جاوے گی ایسے امور جمع ہو جائیں گے کہ اُس کے لیے نمازیں جمع کیجاوینگی ایسے امور جمع ہو جائیں گے کہ اُس کے لیے نمازیں جمع کرنی پڑیں گی + آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم کی نسبت جو میں اپنا اعتقاد رکھتا ہوں اسکو میں کسی کے دل میں نہیں ڈال سکتا میں ایک سچے مسلمان کے لیے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان امور کے ساتھ جو آپ کی نبوۃ کے لیے بطور شہادت ہوں محبت کی جاوے۔ انہیں میں سے یہ پیشگوئیاں بھی ہیں۔ رسول اسد صلے اسد علیہ وسلم کی آنکھ بھی کیسی تیز ہے اور آپ کی نگاہ کیسی دور تک پہونچنے والی تھی کہ آپ نے سارا نقشہ اس زمانہ کا کھینچکر دکھایا۔ ہم اس پیشگوئی کو جو تجمع لہ الصلوٰۃ ہے بہت ہی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کے پورا ہونے پر ہمیں ایک راحت اور لذت آتی ہے جو دوسرے کو آگے بیان نہیں کر سکتے کیونکہ لذت خواہ جسمانی ہو خواہ روحانی ایک ایسی کیفیت اور اثر ہے جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے کمال درجہ کی عزۃ اور صداقت ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ پورا ہوا + اب بتاؤ کہ کیا یہ امور جو جمع نماز کے موجب ہوئے ہیں خود ہم نے پیدا کر لیے ہیں یا خدا تعالیٰ نے یہ تقریب پیدا کر دی ہے؟ صحابہ نے اس پیشگوئی کو سُنا مگر پوری ہوتے نہیں دیکھا اور اب جو پیشگوئی پوری ہوئی اور انہیں اتنی خبر ملتی ہے تو انہیں کیسی لذت آتی ہے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ جیسا اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے ہم ایک لطف اور لذت اٹھا رہے ہیں آسمان پر بھی ایک لذۃ ہے اس لیے کہ اس سے نبی کریم صلے اسد علیہ وسلم کی بزرگی اور عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ بعض زمینی امور ایسے ہوتے ہیں کہ آسمان پر انکی خبر دیجاتی ہے اور آنحضرۃ صلی اسد علیہ وسلم کی تائید میں جو کچھ ہوتا ہے اُسکی خبر دیجاتی ہے اور اُسکا انتظار ہوتا ہے۔ غرض یہ بڑی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس سے ہمارے رسول صلے اسد علیہ وسلم کی تصدیق ہوتی ہے انکو حقیر سمجھنا کفر ہے۔ یہ دوسرا نشان ہے ایک طرف ہماری صداقت کے لیے کیونکہ ہمارے لیے یہ نشان رکھا گیا تھا دوسری طرف خود نبی کریم صلی اسد علیہ وسلم کے لیے کہ آپ کی فرمائی ہوئی پیشگوئی پوری ہوئی + لوگ ناواقفی اور جہالت سے اعتراض کرتے ہیں حالانکہ یہ امر بہت ہی قابل غور ہے کیا ہم نے خود ایسے امر پیدا کر لیے ہیں کہ نمازیں جمع کی جائیں؟ پھر جب یہ امر سب خدا کیطرف سے ہیں تو پھر اعتراض کرنا ہی بڑی حماقت اور خباثت ہے جو لوگ اس پیشگوئی پر اعتراض کرتے ہیں وہ مجھ پر نہیں وہ نبی کریم صلے اسد علیہ وسلم پر بلکہ خدا تعالےٰ پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک آدہ مرتبہ نماز جمع نہ ہوگی بلکہ ایک اچھی میعاد تک نماز جمع ہوتی رہے گی کیونکہ ایک آدہ مرتبہ جمع کرنے کا اتفاق تو دوسرے مسلمانوں کو بھی ہو جاتا ہے۔ پس یہ خدا کا زبردست نشان ہے جو ہماری اور ہمارے رسول صلی اسد علیہ وسلم کی صداقت پر ایک زبردست گواہ ہے۔

ایسا ہی پھر ح کی مد میں حیات خاں کا مقدمہ ہے بہت سے لوگ اس امر کے گواہ ہیں یہانتک کہ اکثر ہندوؤں کو بھی معلوم ہے اور میرے لڑکے فضل احمد اور سلطان احمد بھی اس میں گواہ ہیں + سردار حیات خان ایک دفعہ کسی مقدمہ میں معطل ہو گیا تھا۔ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم نے مجھے کہا کہ ان کے لیے دعا کرو۔ میں نے دعا کی تو مجھے دکھایا گیا کہ یہ کرسی پر بیٹھا ہوا عدالت کر رہا ہے میں نے کہا کہ یہ تو معطل ہو گیا ہے۔ کسی نے کہا کہ اُس جہان میں معطل نہیں ہوا + تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ بحال ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کی اطلاع دی گئی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ بحال ہو گیا

ایسا ہی فحان ان تعان وتعرف بین الناس یہ پیشگوئی بھی وہیں موجود ہے کوئی ثابت کرے کہ اس الہام کیوقت کتنی جماعت تھی یا میں ہوتا تھا یا میاں شمس الدین جو براہین احمدیہ کے مسودے لکھا کرتا تھا مگر اب خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ کیموافق لاکھوں کروڑوں انسانوں میں اسکو پورا کیا۔ اور کر رہا ہے ہر نیا دن اس پیشگوئی کی شان اور عظمت کو بڑھا رہا ہے جوں جوں یہ سلسلہ ترقی کرتا جاتا ہے۔

پھر خ ہے اسمیں خسوف وکسوف کی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اسکو دیکھو کہ ۱۳ تیرہ سو برس کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نے مہدی کا نشان مقرر کیا تھا کہ اُس کے وقت میں رمضان کے مہینہ خسوف اور کسوف ہوگا + اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ نشان ابتدائے آفرینش سے لیکر کبھی نہیں ہوا۔ کسقدر عظیم الشان نشان ہے جس کی نظیر آدم سے لے کر آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم کے وقت تک اور آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم سے لے کر مہدی کے وقت تک پائی نہیں جاتی۔ اب مجھ کو دجال اور کذاب کہا جاتا ہے کیا کاذب اور دجال کے لیے ہی اسد تعالےٰ نے یہ نشان مقرر کیا تھا۔

کیا خدا تعالیٰ کو بھی دھوکا لگ گیا کہ ایک تو مجھے صدی کے سر پر بھیجا اور پھر وہ تمام نشان اور علامات بھی قائم کر دیے جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے وقت کے مقرر تھے۔ صلیب کا غلبہ بھی میرے وقت میں ہی ہو گیا اور پھر خسوف و کسوف کا نشان بھی پورا کر دیا۔ اسقدر لمبا سلسلہ خدا نے دھوکے کا رکھا۔ خدا تعالیٰ کی شان اس سے منزہ ہے کہ وہ کسیکو دھوکا دے۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت تو چاہتی تھی کہ کسی راستباز اور صادق کے ساتھ اسکی تائید کی جاتی نہ کہ ایک کاذب و مفتری کو بھیجا جاتا اور پھر اس کاذب کے وقت میں نشان وہ پورے کیے جو صادق کے لیے مقرر تھے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہ ہوگی؟ اصل یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق جبکہ اسلام بہت کمزور ہو گیا تھا اور بالکل رسم پرستی اور نام کے طور پر رہ گیا تھا اور جب کہ نصاریٰ کا فتنہ حد سے بڑھ گیا تھا اور انھوں نے اسلام کے ذلیل کرنے کے لیے ہر قسم کے منصوبے کیے اور اپنی کوششوں میں کامیاب ہونے کے لیے مل ملا کر اور اکیلے اکیلے زور لگایا + رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی یہانتک کہ آپ کو معاذ اللہ جھوٹا نبی کہا گیا اور خطرناک الزام آپ کی پاک ذات پر لگائے اور کوئی دقیقہ اسلام کی ہتک اور بیعزتی کا باقی نہ رکھا گیا۔ اور اپنے مذہب میں اسقدر غلو کیا کہ ایک ضعیفہ عورت کے بچہ کو خدائی کے تخت پر بٹھایا۔ اور ایک انسان کو خدا بنا کر پھر اسکو ملعون قرار دیکر اسکی لعنت کو برکت کا ذریعہ بنایا۔ تو خدا تعالیٰ نے جو غیور خدا ہے ایک عاجز انسان کو اپنے وعدہ کے موافق قائم کیا اور اسکی تائید اور نصرت کی۔ اس کے لیے ان نشانات کو پورا کیا جو اسوقت کے لیے مقرر تھے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین کا انتقام لینے والا ٹھیرایا۔ اور وہ اسطرح پر کہ جس عاجز انسان مسیح ابن مریم کو خدا ٹھیرایا گیا تھا۔ غیرت الٰہی نے اسکو مسیح ابن مریم سے افضل بنا کر دنیا میں بھیجا اور مسیح موعود اس کا نام رکھا۔ مسیح موعود کا مسیح ابن مریم سے افضل ہونا خود یہود و نصاریٰ کے مسلمات سے ہے۔ عیسائی اعتراف کرتے ہیں کہ اس کی آمد ثانی پہلی آمد کے مقابلہ میں جلالی آمد ہوگی۔ پہلی آمد ناکامی تھی اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیے غرض خدا نے مجھے مسیح موعود ٹھیرایا اور میرے نشانات کو قوت اور تعداد میں مسیح کے نشانات سے بہت بڑھ کر ثابت کیا اگر کسی عیسائی کو شک ہو تو قوت ثبوت اور تعداد کے لحاظ سے میرے نشانوں کا مسیح کے نشانوں سے مقابلہ کرکے دیکھ لے۔ ان نشانوں میں سے ہی یہ خسوف و کسوف کا نشان ہے جو اپنے وقت پر میری صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر مہر کرنے کے لیے پورا ہوا۔ میں نے سنا ہے کہ پٹیالہ میں ایک مولوی تھا اس نے جب دیکھا کہ خسوف وکسوف کا نشان پورا ہو گیا تو اس نے ہاتھ مار مار کر کہا کہ **اب خلقت گمراہ** ہوگی اب خلقت گمراہ ہوگی۔ مگر اس احمق سے کوئی اتنا پوچھے کہ خدا تعالیٰ نے جب وہ نشان پورا کیا جو صادق کے لیے مقرر تھا پھر لوگ گمراہ ہونگے یا ہدایت پائیں گے؟

خسوف وکسوف کا نشان

بہت بڑا نشان ہے۔

پھر د کے مد میں دیانند کے مرنے کی خبر ہے اسکی زندگی میں مرنے سے پہلے یہ خبر بذریعہ ایک رجسٹری شدہ خط کے اسکو دی گئی تھی۔ اور شرمپت اور ملاوامل موجود ہیں ان کو قسم دیکر پوچھا جاوے کہ کیا تین مہینے پہلے یہ خبر دی گئی تھی یا نہیں؟ اور اسی مد میں دلیپ سنگھ کے ناکام ہونے کی پیشگوئی ہے جبکہ ابھی اس کے آنے کی کوئی خبر بھی نہیں تھی۔

سورۂ جمعہ پر حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مکہ والوں میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور مجد کا ایک بین ثبوت ہے کیونکہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اہل دنیا اس رشتہ سے جو انسان کو اپنے خالق کے ساتھ رکھنا ضروری ہے بالکل بیخبر اور ناآشنا تھے ہزاروں ہزار مشکلات اس رشتہ کے سمجھنے ہی میں پیدا ہو گئی تھیں اوس کا قائم کرنا اور قائم رکھنا تو اور بھی مشکل تر ہو گیا تھا۔ کتب الٰہیہ اور صحف انبیاء علیہم السلام میں تاویلات باطلہ نے اہل عقائد کی جگہ لے لی تھی + اور پھر انکی خلاف ورزی مقدرت سے باہر تھی دنیا پرستی بہت غالب ہوئی ہوئی تھی ان کے بڑے بڑے سجادہ نشین احبار اور رہبانوں کو اپنی گدیاں چھوڑنا محال نظر آتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے بڑے لوگوں کا ذکر کیا کیونکہ اس سے چھوٹوں کا خود اندازہ ہو سکتا تھا۔ اگر ہم ایک نمبردار کی حالت بیان کریں کہ ایک محلہ میں اسپر فاقہ کشی کی مصیبت ہے تو اس سے چھوٹے درجہ کے زمیندار کا حال خود بخود معلوم ہو جاتا ہے + قرآن شریف نے نہایت جامع الفاظ میں فرمایا ہے کہ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

جنگلوں اور سمندروں میں غرض ہر جگہ تری و خشکی پر فساد نمودار ہو چکا ہے وہ جو اپنے آپ کو ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے انکی نسبت قرآن ہی نے خود شہادت دی ہے اَکْثَرُهُمْ فَاسِقُوْن

ان میں اکثر لوگ فاسق تھے اور یہانتک فسق و فجور نے ترقی کی ہوئی تھی کہ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ یہ اسوقت کے لکھے پڑھے علما سجادہ نشین خدا کی کتاب مقدس کے وارث لوگوں کا نقشہ ہے کہ وہ ایسے ذلیل و خوار ہیں جیسے بندر وہ ایسے شہوت پرست اور بیحیا ہیں جیسے خنزیر۔ اس سے اندازہ کرو ان لوگوں کا جو پڑھے لکھے نہ تھے جو کتاب مقدس کے وارث نہ تھے جو موسیٰ کی گدی پر نہ بیٹھے ہوئے تھے پھر یہ تو ان کے اخلاق بد عادات بد یا عزت و ذلت کی حالت کا نقشہ ہے اگرچہ ایک دانشمند اخلاقی حالت اور عرفی حالت ہی دیکھکر روحانی حالت کا پتہ لگا سکتا ہے مگر خود خدا تعالیٰ نے یہی بتا دیا ہے کہ روحانی حالت بھی ایسی خراب ہو چکی تھی کہ وہ عبد الطاغوت بن گئے تھے یعنی حدود الٰہی کے توڑنے والوں کے عبد بنے ہوئے تھے ان کے معبود طاغوت تھے۔ اب خیال کرو کہ اخلاق پر وہ اثر رو حیر یہ صدمہ عزت کی وہ حالت! یہ ہے وہ قوم جو نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاؤُهُ کہنے والی تھی اس چھوٹے درجہ کی مخلوق کا خود قیاس کر لو۔ یہ نقشہ کافی ہے عقائد کو سمجھنے کے لیے یہ کافی ہے عزت و آبرو کے سمجھنے کے لیے کہ جو بندر کی عزت ہوتی ہے۔ پھر یہ نقشہ کافی ہے اخلاق کے معلوم کرنے کے لیے جو خنزیر کے ہوتے ہیں کہ وہ سارا بیحیائی اور شہوت کا پتلا ہوتا ہے۔

جب ان لوگوں کا حال میں نے سنایا جو نحن ابناء اللہ واحباؤہ کہتے [illegible] ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے تو عیسائیوں پر اسی کا قیاس کر لو۔ انکے پاس تو کوئی کتاب ہی نہ رہی تھی۔ اور کفارہ کے اعتقاد نے ان کو پوری آزادی اور اباحت سکھا دی تھی۔ اور عربوں کا حال تو ان سے بدتر ہوگا جن کے پاس آج تک کتاب اللہ پہنچی ہی نہ تھی۔ اور پھر خصوصیت سے عرب ہی کا حال نہ تھا۔ ایران میں آتش پرستی ہوتی تھی۔ سچے خدا کو چھوڑ دیا ہوا تھا اور اہرمن اور یزدان دو جدا جدا خدا مانے گئے تھے ہندوستان کی حالت اس سے بھی بدتر تھی جہاں پتھروں۔ درختوں تک کی پوجا اور پرستش سے تسلی نہ پا کر آخر عورتوں اور مردوں کے شہوانی قوی تک کی پرستش جاری ہو چکی تھی + غرض جسطرف نظر اٹھا کر دیکھو جدھر نگاہ دوڑاؤ۔ دنیا کیا بلحاظ اخلاق فاضلہ کیا بلحاظ عبادات اور معاملات ہر طرح ایک خطرناک تاریکی میں مبتلا تھی۔ اور دنیا کی یہ حالت بالطبع چاہتی تھی کہ ؎

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک رسول کو عربوں میں مبعوث کیا جیسا کہ فرمایا

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ الآیہ

یہ رسول صرف عربوں ہی کے لیے نہ تھا گو پہلے عربوں میں مبعوث ہوا۔ بلکہ اسکی دعوت عام اور کل دنیا کے لیے تھی جیسا کہ اسنے دنیا کو مخاطب کر کے سنایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

اے لوگو میں تم سب کیطرف رسول ہو کر آیا ہوں اور پھر ایک اور مقام پر اللہ فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ یعنی ہم نے تمکو تمام عالموں پر رحمت کے لیے بھیجا ہے اسی لیے وہ شہنشاہ جہاں سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور پایا وہ ام القریٰ ٹھیرا۔ اور وہ کتاب مبین جسکی شان ہے لَا رَيْبَ فِيهِ وہ ام الکتب کہلائی اور وہ لسان جس میں ام الکتب اتری وہ ام الالسنہ ٹھیری + یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل تھا جو آدم زاد پر ہوا اور بالخصوص عرب پر جنمیں یہ رسول نے آکر کیا؟

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

پہلا کام یہ کیا کہ انپر خدا کی آیات پڑھیں یتلوا علیہم ایاتہ

پھر نرے پڑھ دینے سے تو کچھ نہیں ہو سکتا اس لیے دوسرا کام یہ کیا ویزکیہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عظیم شان اور بلند مرتبہ ہے دوسرے کسی نبی کی بابت یہ نہیں کہ یزکیہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتی قوت قدسی اور قوت تاثیر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے عربوں اور دوسری قوموں پر کیا اثر ڈالا۔ عرب کی تاریخ سے جو لوگ واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اس کی کایا پلٹ دی انکے اخلاق۔ عادات اور ایمان میں ایسی تبدیلی کی جو دنیا کے کسی مصلح اور ریفارمر کی قوم میں نظر نہیں آتی + جو شخص اس ایک ہی امر پر غور کریگا۔ تو اسے بغیر کسی چون و چرا کے ماننا پڑیگا کہ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوت قدسی اور تاثیر قوی اور افاضہ برکات میں سب نبیوں سے بڑھ کر اور افضل ہیں اور یہی ایک بات ہے جو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت دوسری تمام کتابوں اور نبیوں کے مقابلہ میں بدیہی الثبوت ہے۔

عیسائیوں نے حضرت مسیح کی شان میں غلو تو اسقدر کیا کہ (باوجودیکہ وہ اپنی عاجزی اور بیکسی کا ہمیشہ اعتراف کرتے رہے اور کبھی خدائی کا دعویٰ نہ کیا) انکو خدا بنا دیا لیکن اگر ان سے پوچھا جاوے کہ اس خدا نے دنیا میں آکر کیا کیا؟ تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی قابل اطمینان جواب اس قوم کے پاس نہیں ہے۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ جب مسیح آئے اسوقت یہودیوں کی ایمانی اور اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی تھی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے اخلاق اور عادات اور ایمان میں کیا تبدیلی کی؟

جبکہ وہ اپنے حواریوں کا بھی کامل طور پر تزکیہ نہ کر سکے تو اوروں کو تو کیا فیض پہونچتا + یہی موجودہ انجیل جو اس قوم کے ہاتھ میں ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ چند لالچی اور ضعیف الایمان آدمیوں کے سوا وہ کوئی جماعت جو اپنے تزکیہ نفس میں نمونہ ٹھہر سکے دنیا کے سامنے پیش نہ کر سکے جو ہمیشہ اپنے مرشد و امام کے ساتھ بیوفائی کرتے رہے۔ حتی کہ بعض انہیں سے اسکی جان کے دشمن ثابت ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف نے دعوی کیا ہے ویزکیھم اور اس دعوے کا ثبوت بھی دیا جبکہ انہیں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی وہ قوم جو بت پرستی میں غرق تھی وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والی ہی ثابت نہیں ہوئی بلکہ اس توحید کو جوش اور صدق سے انھوں نے قبول کیا کہ تلواروں کے سایہ میں بھی اس اقرار کو نہیں چھوڑا + ملک و مال اور جان رشتہ داروں کو چھوڑنا منظور کیا مگر اس چھوڑی ہوئی بت پرستی کو پھر منظور نہ کیا اپنے سید و مولی رسول کے ساتھ وہ وفاداری اور ثبات قدم دکھایا جس کی نظیر دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔ یہانتک کہ غیر قوموں کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا۔ یہ واقعات ہیں جنکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اس لیے مجھے ضرورت نہیں کہ میں انپر کوئی لمبی بحث کروں۔ میرا مطلب اور مدعا صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ دوسرا کام رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے یہ کیا کہ انکا تزکیہ کیا کہ ان کی حالت یہانتک پہونچی یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا + وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور انکو فروتنی میں ترقی ملتی ہے۔ اور یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا اپنے خدا کے سامنے سجدہ اور قیام میں رات کاٹ دیتے ہیں۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ راتوں کو اپنی خوابگاہوں اور بستروں سے اُٹھ اُٹھکر خوف اور اُمید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ پھر یہانتک انکا تزکیہ کیا کہ آخر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی سند اُنکو مل گئی۔ کسی ہادی اور مصلح کی ایسی سچی تاثیر اور تزکیہ کا پتہ دو! میں نے ہزاروں ہزار کتابیں پڑھی ہیں اور دنیا کے مختلف مذاہب کو ٹٹولا اور تحقیق کیا ہے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی حیرت انگیز تبدیلی کوئی ہادی۔ پیغمبر۔ نبی۔ رسول اپنی قوم میں نہیں کر سکا۔ جو ہمارے سرکار نے کی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

یہ چھوٹی سی بات نہیں یہ بہت بڑی عظیم الشان بات ہے۔ اسوقت بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تاثیر افاضۂ برکات کا **ایک زندہ نمونہ** موجود ہے جس سے آپ کی شان اور ہمت اور علو مرتبت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ تیرہ سو سال کے بعد بھی اپنی تاثیریں ویسی ہی زبردست اور قوی رکھتا ہے جس سے ہم ایک اربعہ متناسبہ کے قاعدہ سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اسکی تاثیریں ابدی ہیں اور وہ ابد الآباد کے لیے دنیا کا ہادی اور رسول ہے۔ اسوقت ہمارا **امام** زندہ نمونہ ہے ان برکات اور فیوض کا جس نے آکر ان فیوض اور برکات اور قدسی تاثیروں کا ثبوت دیا ہے جو صحابہ کی کامیاب قوم پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت سے ہوئیں + اگر دنیا میں کسی اور نبی کے برکات اور فیوض اس قسم کے ہیں تو پھر ان کے ماننے والوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر انھوں نے اپنی قوم کا تزکیہ کیا تھا۔ تو اس کے ثبوت کے لیے آج کوئی مزکی نفس پیش کرو۔ اوروں کو جانے دو یسوع مسیح کو خدا بنانے والی قوم! اسکی خدائی کا کوئی کرشمہ اب ہی دکھائے مگر یہ سب مردہ ہیں جو ایک مردہ کی پرستش کرتے ہیں اس لیے وہ زندوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے!

غرض دوسرا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ وہ آیات جو انپر پڑھ کر سنائیں اپنے عمل سے اور اس کی تاثیروں سے بتا دیا کہ اس کا منشا کیا ہے؟ منشا بھی بتا دیا اور عمل کرا کر بھی دکھایا۔ کیونکہ کتاب کا پڑھنا اور اس کے مطالب منشا سے آگاہ کر دینا کوئی بڑا کام نہیں جبتک کوئی ایسی بات نہ ہو۔ کہ عمل کرنیکی روح پیدا ہو جاوے کتاب کا پڑھنا بھی ضائع ہو جاتا ہے جبکہ کوئی سننے کے لیے طیار نہیں جبتک پڑھنے والا خود نہیں سمجھتا دوسروں کو سمجھا نہیں سکتا۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ پہلے تعلیمات صحیحہ آجاویں پھر انکو پہونچایا جاوے اور سمجھایا جاوے کہ کیسے عمل درآمد ہوتا ہے یا خود کر کے دکھایا جاوے۔ یہ ضروری مرحلہ ہے۔ غور کر کے دیکھو کہ کیا یہود کے سامنے ایک بڑا بھاری انبار کتاب کا نہ تھا۔ کیا مجوس کے پاس کتابیں نہ تھیں کیا عیسائی اپنی بغل میں کتاب مقدس مارے نہ پھرتے تھے اور کیا انمیں عمدہ باتیں بالکل نہ تھیں اور ضرور تھیں۔ مگر انمیں اگر کچھ نہ تھا تو صرف یہی نہ تھا کہ ان پر عمل کرا دینے والا کوئی نہ تھا۔ جب تک ایک روح اس قسم کی نہ آوے جو انسان کو مزکی بنا دے۔ اسوقت تک انسان ان تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ باقی آئندہ

خلافت راشدہ کا تیسرا اڈیشن

خدا کا شکر ہے کہ خلافت راشدہ کا دوسرا اڈیشن ایک ہی مہینہ کے اندر ختم ہو گیا + کتاب کی قیمت حضرت مصنف کی عام فیاضی کیوجہ سے کم کر دی گئی تھی۔ لیکن ہمیں کامل یقین تھا اور ہے کہ اگر اس کتاب کی قیمت ۱۰ بھی ہوتی تو بھی یہ اسی عزت و احترام سے خریدی جاتی جس شوق اور دلچسپی کے ساتھ اسے خریدا گیا ہے۔ فاضل مصنف اور خاکسار پبلشر کے پاس جسقدر خطوط کتاب کی خوبیوں کی تعریف اور شکریہ کے پہونچے ہیں۔ اگر فاضل مصنف کا استغنا اور حیا مانع نہ ہوتا جو مومن کے اعلی درجہ کے ایمان کا نشان ہے اسکو خود ستائی کے ضمن میں داخل نہ سمجھا جاتا تو ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں کہ ان خطوط کے اندراج کے لیے الحکم کی ایک مہینہ کی اشاعتیں بھی

ہجرۃ

قرآن شریف میں اللہ جل شانہ نے ہجرۃ کے لفظ پر بڑا زور دیا ہے اور ایک **حدیث شریف** سے جو اس پاک کلام کی تفسیر کرتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالے کی منع کی ہوئی چیزوں سے ہجرت کرتا ہے **قرآن شریف** کے متعدد مقامات پر ہجرۃ کرنے والوں کے لیے بڑے بڑے مدارج اور مراتب کا وعدہ دیا گیا ہے

ہم دیکھتے ہیں اور تاریخ شہادۃ دیتی ہے کہ وہ اسی دنیا میں صحابہ کی برگزیدہ قوم کے حق میں پورے ہو کر ہمیشہ کے لیے خدا تعالے کے اس کلام پاک کے مصدق ٹھیرے ہیں +

قرآن شریف کے اس وعدہ اور صحابہ کے حق میں اس کے پورا ہونے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **ہجرۃ کامل** کے بدون کوئی انعام مل سکتا ہی نہیں +

چنانچہ دیکھلو کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کی مسند خلافت پر **پہلا فصل** جس صادق انسان کو جگہ ملی وہ اول المہاجرین **حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ** تھے۔ کیا اللہ تعالے قادر نہ تھا کہ قریش یا انصار میں سے کسی اور کو خلیفہ بنا دیتا اور ایک عظیم الشان مثال اور رنگ قائم کرتا۔ بظاہر انصار بڑا پیارا لفظ ہے اور حقیقت میں خدا کے مرسل و مامور کی تائید اور نصرت میں حصہ لینے والا بڑا ہی خوش قسمت اور سعید انسان ہوتا ہے خصوصًا وہ جنھوں نے سید الرسل **خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم** کی نصرت کی اور **مہاجر** بظاہر (چھوڑنے والا) ایسا دل خوش کن لفظ نہیں ہے مگر اللہ تعالی نے مہاجر کو انصار پر مقدم رکھا ہے **انصار** سے خلیفہ نہ ہونا خدا تعالے کے کلام اور اس سنت پر مہر لگاتا ہے کہ کوئی انسان جب تک ہجرۃ نہ کرے وہ خدا کے مقرر کردہ درجوں اور فضیلتوں کو پا نہیں سکتا۔

قرآن شریف چونکہ ابد الآباد کے لیے ہے اس لیے خدا کا زندہ اور مبارک کلام ہر زمانہ میں زندہ اور مبارک رہنا چاہیے اس کے حقائق اور صداقتیں ہر وقت یکساں نتائج اور اثر رکھنے والی ہونی ضروری ہیں۔ اس لیے آج بھی **مہاجر** کے لیے وہی مدارج اور انعام موجود ہیں۔ خدا تعالی نے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز حضرت احمد قادیانی صلی اللہ علیہ وسلم** کو **مسیح موعود** کر کے دنیا میں بھیجا ہے تا وہ پھر **ہجرۃ** پر ملنے والے انعامات کا نمونہ دکھلائے۔ چنانچہ آپ نے ظاہر کیا ہے کہ **میرے وہ ہیں جو ہجرۃ کر کے میرے پاس بیٹھے ہیں** اور پھر یہاں تک بھی لکھدیا ہے کہ کم از کم جو شخص اتنا ارادہ نہیں رکھتا کہ اگر مجھے موقع ملے تو میں قادیان میں جا کر رہوں تو وہ ابھی کمزور ہے۔ مگر میں اسکو تمام معنی میں لینا چاہتا ہوں اور **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کے بیان کردہ مفہوم کے موافق یہی معنی کرتا ہوں کہ مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالے کی منہیات کو چھوڑتا ہے۔

مامور من اللہ کی صحبت میں رہنا اور دنیا اور دنیا کے مفاد پر لات مار کر چلے آنا یہ آسان بات نہیں یہ ہجرۃ کے مدارج ہیں ہجرۃ کی ابتدا اسی سے شروع ہوتی ہے اور پھر یہ کہ اللہ تعالے کی منہیات کو چھوڑ دے اور علاوہ بریں چونکہ خدا تعالے ہجرۃ کرنے والوں کو بڑے بڑے مدارج دینے چاہتا ہے اس لیے ضروری تھا کہ ہر ایک سچا مہاجر جو منہیات سے ہجرۃ کرتا ہے مہاجر قرار پا کر خدا تعالی کے انعامات سے حصہ لے۔

وہ **ہجرۃ** جو وطن کو چھوڑنا ہے وہ تمہید ہوتی ہے اس ہجرۃ کی جو روحانی ہجرۃ کہلاتی ہے اور جو خدا تعالی کی حرام کردہ چیزوں کے چھوڑنے سے پوری ہوتی ہے۔

ابتدا میں انسان کو اپنے وطن اور دیگر محبوبات کو چھوڑنا سرخ موت سے بھی بڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ خدا تعالے کے ایک مامور و مرسل اور خلیفہ کے لیے اعلی درجہ کے مکانوں کو چھوڑ کر تنگ جھونپڑوں میں رہنا گوارا کرتا ہے تو وہ قادر ہو جاتا ہے اس بات پر کہ نفس کی دوسری محبوبات و مرغوب چیزوں کو جو گناہ کی صورۃ میں اسے اچھی معلوم ہوتی ہیں چھوڑ دے۔ یہی وہ **ہجرۃ** ہوتی ہے جو اللہ تعالے ہر مسلمان سے چاہتا ہے اور مامور آکر جس کی بنیاد رکھدیتا ہے۔

جسطرح پر روزہ سے ایک نمونہ دکھایا ہے۔ کہ انسان اپنے منہ کو کھانے پینے اور شہوات کے پورا کرنے سے اپنے دوسرے اعضا کو باوجودیکہ تمام چیزیں اسکو جائز طور پر میسر آسکتی ہیں۔ روکتا ہے۔ تو پھر کیوں یہ حرام چیزوں کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ روزہ انسان پر ایک حجت ہے خدا کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنے کے لیے عمدہ عمدہ قسم کے کھانے اور ٹھنڈے شربت موجود ہیں مگر یہ محض اس لیے کہ خدا نے منع کیا ہے ان کو ایک وقت مقررہ تک استعمال نہیں کرتا پھر وہ کونسی چیز محرک اور باعث ہو سکتی ہے کہ یہ کسی کا مال چرا کر استعمال کرے؟

جیسے روزہ ایک سنت ہے ویسے ہی ہجرۃ بھی ایک سنت ہے جو **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** یا آپ کے جانشین کے لیے ہجرۃ کرتا ہے اور درشت اور سخت زندگی بسر کرنے پر قناعت کرتا ہے۔ وہ کیوں منہیات کو چھوڑنے پر قادر نہیں؟ ہے اور ضرور ہے

پس ہماری جماعت اس نمونہ کو مدنظر رکھے جو خدا کے کلام اور کام نے دکھایا ہے کہ مہاجرین کے لیے اللہ تعالی نے کیا وعدے کیے اور انھوں نے کیا فیض اٹھائے۔

اگر **مسیح موعود** کسیکو کوئی حکم دے تو اسکا

فرض ہے کہ وہ انشراح صدر کے ساتھ
اس سچی حالی ہجرت کے اختیار کرنے کو طیار ہوجاوے
اگر وہ خدا کے ہاں مدارج اور انعام لینا
چاہتا ہے جیسے اول المہاجرین حضرت
مولوی حکیم نورالدین صاحب
ترک وطن کا حکم دیا انہوں نے فوراً قبول کرلیا۔ مولوی
صاحب نے بھیرہ میں ایک عظیم الشان
مکان بنوایا تھا بارہ ہزار روپیہ اُس پر
لگانے کی ٹھانی تھی۔ ابھی پورے طور
پر وہ مکان طیار نہ ہوا تھا۔ میں حضرت
امام کے حضور موجود تھا جاڑہ کا موسم
تھا مولوی صاحب چلتی ہوئی ملاقات کو
آئے تھے رات کو حضرت امام کو وحی ہوئی
کہ مولوی صاحب کو ہجرت کرنی چاہیے چنانچہ
صبح کو مولوی صاحب کو سنایا کہ ہجرۃ کرو
اور وطن نہ جاؤ۔ یہ **صدیق کا فرزند**
کوئی چگونگی درمیان نہ لایا۔ مکان خراب
ہوا مگر یہ مرد خدا نہیں گیا۔ پس اس قسم
کی ہجرت کرو۔

اور پھر وہ ہجرۃ جو حقیقۃ الحقائق ہے
ساری جماعت سے مطلوب ہے تم جاگتی
ہوکر قوموں کے درمیان تم نشانہ ہوجیے
زمین کے فرزند کہتے ہیں کہ تم کب تباہ ہو
اور آسمان دیکھتا ہے کہ تم شہداء علی
الناس ہوتے ہو یا نہیں؟ پس اگر خدا
کے محرمات کو چھوڑ نہ دیا اور آسمان کیلیے
کوئی نمونہ نہ دکھایا تو بتاؤ دنیا کی نفرین
کے سوا اور تم نے کیا پایا؟ اس لیے
ضروری ہے کہ تم اپنے چال چلن اور
پاک نمونوں سے ثابت کردو کہ تم وہ
مہاجر ہو جن کی بابت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر وہ ہے جو
منہیات الٰہیہ سے ہجرۃ کرے۔ خدا کرے
کہ تم سچے مہاجر بنو تا خدا کی برکتیں تم پر
نازل ہوں اور تم دنیا پر گواہ ٹھہرو
اور امام تم پر گواہ ہو

آمین

خلاصہ خطبہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ

ڈائری کا اقتباس

ایڈیٹر کے اپنے طرز و الفاظ میں

مسیح مجھ سے ہے

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ان کھلی چٹھی
کا خلاصہ شائع کیا گیا ہے جو امریکہ کے مشہور
مفتری الیاس ڈاکٹر ڈوئی کے نام
مقابلہ کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس میں حضرت
حجۃ اللہ کا ایک یہ فقرہ بھی تھا کہ **میں
خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے
ہے**۔ اسپر ۳ ستمبر ۱۹۰۱ء کی شام کو بعد نماز
مغرب جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام
اپنے معمول کے موافق مسجد میں تشریف
رکھتے تھے جناب **میرزا نیاز بیگ صاحب**
کلانوری نے دریافت کیا کہ اسکا کیا مطلب
ہے فرمایا **مسیح مجھ سے ہے** اس کے
یہ معنے ہیں کہ مسیح کی صداقت مجھ سے ثابت
ہوئی ہے اور اس لحاظ سے گویا مسیح کا نیا
جنم ہوا ہے"

حضرت حجۃ اللہ کا یہ ارشاد کیسا صحیح اور درست
ہے۔ مسیح جسم اور روح دونو کے لحاظ سے مرچکا تھا خدا کے
صلوٰۃ اور سلام ہوں اس مسیح موعود پر جس نے
اُس کی حقیقت کو دوبارہ زندہ کیا۔ یہ ایک عظیم الشان
نشان اور معجزہ ہے جس کی آنکھیں دیکھنے
کی ہوں وہ دیکھے اور جس کے کان سننے کے
ہوں وہ سنے۔

مسیح کو جبکہ ملعون قرار دیکر مردوں میں
ڈالا گیا تھا + آج انیس سو برس کے بعد
اس برگزیدہ رسول نے اسکی بریت ثابت
کی اور اُسے **لعنۃ کی موت سے**
بچایا کیا یہ **مسیح کا احیا نہیں**؟ مانا
جاتا تھا کہ وہ ملعون ہوکر ہاویہ میں رہا۔ مگر
اس مسیح موعود نے اپنے قدسی انفاس سے
اُسے حیات طیبہ عطا کی جبکہ یہ ثابت کرکے
دکھا دیا کہ وہ اپنی طبعی موت سے مرا ہے یعنی
موت سے اور روح دوسرے آسمان پر اور
خاکی جسم کشمیر جنت نظیر میں دفن ہوا۔
اور خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اپنے
مُتَوَفِّيكَ سے فائدہ اٹھا کر مرفوع الیہ
مطہر ہوا ہے۔

ناواقف اور جاہل لوگوں نے اُسے
خدائی کی کرسی پر بٹھا کر جہنم کا ایندھن بنانا
چاہا تھا مگر حضرت مسیح موعود نے براہین
اور حجج سے ثابت کیا کہ وہ خدا کا ایک رسول
ہے اور اسطرح پر گویا مسیح کی شفاعت کی
ہے۔ غرض جس قدر الزام حضرت مسیح یا
حضرت مریم پر متعصب یہودی اپنے عناد
سے یا خوش اعتقاد عیسائی اور مسلمان
اپنی جہالت سے نادان دوست بنکر لگاتے
تھے ان سب سے انکو بچایا۔ کیا اب بھی نہ مانا
جاوے گا کہ حضرت مسیح حضرت مسیح موعود
سے ہے اور حضرۃ مسیح موعود نے مسیح کو زندہ
کیا اور مسیح کے لیے شفیع کا کام دیا؟

کاتب ڈائری

کیا مسیح نے جھوٹھ کہا

شاہ پور کے ضلع میں کسی نئے مخالف نے جنم لیا
ہے جنکا نام غالباً مولوی یار محمد ہے اسکی
کوئی مطبوعہ کتاب **مرأۃ الحق** اور کچھ
قلمی اوراق عربی زبان میں آئے تھے انکا
ذکر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب
نے کیا اور اس کے رسائل کا خلاصہ بیان کیا
جنمیں سے وفات مسیح بھی تھا حضرۃ اقدس
نے فرمایا کہ تعجب ہی ہے ان لوگوں نے مسیح
کی نسبت یہ عقیدہ رکھا ہوا ہے کہ وہ مردے
زندہ کیا کرتا تھا اور بعض پرندوں کا خالق
بھی تھا۔ عالم الغیب اور شافی بھی تھا
اور پھر یہ بھی مانتے ہیں کہ وہ معاً آسمان
پر چلا گیا ان لوگوں سے پوچھنا چاہیے کہ اس کی موت کی خبر
اور پیشگوئی کہاں ہے؟ حالانکہ قرآن شریف میں صاف
لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح سے پوچھے گا کہ کیا
تو نے کہا تھا کہ مجھکو اور میری ماں کو خدا بنالو

حضرت مسیح اس سے اپنی بریت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے نہیں کہا۔ اور پھر یہ کہتے ہیں فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ لیکن اب ہم پوچھتے ہیں کہ جب کہ حضرت مسیح کو قیامت سے پہلے آسمان سے اُترنا تھا تو پھر قیامت میں انکا یہ جواب تو دروغ گویم بر روئے تو کا مصداق ہوتا ہے؟ انکو چاہیے تھا کہ وہ یہ کہتے کہ یا اللہ تو نہیں جانتا کہ میں چالیس برس تک خنزیروں کو مارتا رہا ہوں + اور صلیبوں کو توڑتا رہا ہوں فلاں کافر اور فلاں مشرک قتل کیا فلاں صلیب پرست کا سر قلم کیا۔ یہ جواب انکو تو دینا چاہیے تھا اب وہ جو اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں تو ہمارے مخالف بتائیں کہ کیا جھوٹ بولتے ہیں؟ شاید ان مخالفوں کے عقیدہ کے موافق انھوں نے جھوٹ ہی بولا ہوگا جب ہی تو اللہ تعالیٰ نے پھر آگے فرمایا قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ + غرض سورہ مائدہ کا آخری رکوع مسیح علیہ السلام کی وفات اور عدم نزول کے لیے عجیب ہے۔ فتدبرا

موسوی مسیح بھی چودھویں صدی میں آیا تھا

حضرت مسیح موعود نے اپنی تصانیف میں متعدد جگہ اس امر پر بحث کی ہے کہ مسیح ابن مریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا + اس لیے ضروری تھا کہ آنے والا مسیح موعود بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہو۔ اگرچہ قرآن شریف میں ہی ایک لطیف اشارہ مسیح موعود کی چودھویں صدی میں آنے پر کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ۔

چونکہ حضرت مسیح موعود کا ظہور ہی مبارک صدی پر عین وقت پر ہوا اس لیے مخالفین کو جب اور کوئی وجہ انکار کی نہ ملی تو یہی کہنا شروع کیا کہ مسیح ابن مریم حضرت موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں نہیں آیا تھا چنانچہ گولڑوی نے بھی اس مسئلہ پر اپنی تاریخ دانی کا ثبوت دیا ہے اور پردہ دری کرائی ہے وہ مانتا ہے کہ مسیح ابن مریم حضرت موسیٰ کے بعد سولہویں صدی میں آئے تھے دروغگورا تا بخانہ اش باید رسانید کا مضمون صحیح ثابت کرنے کے لیے حضرت اقدس نے جناب مفتی محمد صادق صاحب کو جو عبرانی کے فاضل ہیں حکم دیا کہ وہ کسی یہودی کی تحریر اس معاملہ میں حاصل کریں چنانچہ بمبئی کے ایک یہودی فاضل نے اپنے خط میں (جو ۳ ستمبر کی شام کو مفتی صاحب نے سنایا) اعتراف کیا ہے کہ مسیح ناصری حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ۱۲۷۲ء میں پیدا ہوئے اب وہ خط محفوظ موجود ہے اور مناسب مقام پر حضرت اقدس اسے شائع کریں گے۔ اب اگر بقول عیسائیان ۳۰ سال اور اسمیں شامل کر لیے جاویں تو مسیح کی دعوت کا سال ۱۳۰۲ ہو جاتا ہے

جو چودھویں صدی کا سر ہے

اب دیکھیں گے کہ گولڑوی اس ندامت سے کیا فائدہ اُٹھاتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے جو نشان قائم کیے ہیں کوئی نہیں جو انکو جُھٹلا سکے خدا کی باتوں میں تغیر نہیں ہوتا + اے دانشمندو! غور کرو کہ اسمیں تمھارے لیے آیات ہیں

مسیح ناصری کی موت کا اعلان یورپ میں

آخر کار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح ناصری کی موت کا اعلان یورپ میں کرنے کے لیے مجوزہ اشتہار لکھدیا جس کا ذکر الحکم میں اشاعت پا چکا ہے حضرۃ اقدس نے اردو مسودہ ترجمہ کے لیے جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کو دیدیا ہے + یہ اشتہار دس ہزار شائع ہوگا۔ اس میں مسیح موسوی کی قبر کا نقشہ اور زندہ مسیح محمدی موعود کی تصویر بطور تبلیغ دی گئی ہے دنیا میں یہ پہلا اور عجیب نظارہ ہے ؎

اکیطرف ہر شعلۂ دل اکیطرف ہر آفتاب

انگریزی میں طبع ہو جانے کے بعد الحکم میں انشاء اللہ تعالے ترجمہ چھاپ دیا جاوے گا۔

فی الحال اُسکا کسی قدر خلاصہ دیدینا ہی کافی ہے اس اعلان میں حضرت اقدس نے اس عظیم الشان علمی دریافت کی خبر اہل یورپ کو پہونچائی ہے جو آپ ہی کے ساتھ مخصوص تھی یعنی یہ کہ مسیح ابن مریم صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیب پر سے زندہ اتار لیے گئے اور پھر مرہم عیسیٰ کے ذریعے اُن صلیبی زخموں کا علاج کیا گیا۔ آخرکار آپ نے کشمیر میں آکر وفات پائی اور محلہ خان یار شہر سری نگر میں مدفون ہوئے + مختصر طور پر حضرت اقدس نے ان دلائل کی طرف ایما کر دیا ہے جو اس قبر کے مسیح کی قبر ہونے کے متعلق ہیں اور آخر میں اہل یورپ کو یہ بشارت دیتے ہوئے کہ مسیح موعود نازل ہو گیا ہے اپنی تصویر دیکا ہے۔

ندوۃ العلما کے نام خط

ناظرین الحکم کو یاد ہوگا کہ سال گذشتہ میں جب ندوۃ العلما نے حضرۃ اقدس کو دعوتی خط لکھا تھا تو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ندوۃ العلما کے نام ایک خط لکھا تھا جو الحکم میں انھیں دنوں شائع ہوا تھا + اور پھر انگریزی میگزین میں یہی خط طبع ہوا + اُسوقت ہم نے اس خط کو الگ چھاپ کر شائع کرنے کی تجویز کی تھی۔ اور وہ تجویز مختلف اسباب و وجوہ کی بنا پر معرض التوا میں رہی لیکن ہمنے اپنے

ایڈیٹر کو اطلاع دیں، ۱۷ ستمبر سے یہ خط علحدہ پمفلٹ کی صورت میں طبع ہونا شروع ہوگا۔ اگر بقایا بالعموم جمع ہوگئے تو پورا دو ہزار طبع ہوگا ورنہ ۴۰۰ ۔ ہمیں کامل امید ہے کہ ہمارے ناظرین اس خط کی مناسب قدر اشاعت کے لیے دست ہمت دراز کریں گے

عام معاملات

ہم جناب پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ فرمائی کے ازبس مشکور ہین کہ انہون نے ہماری تحریرون پر قادیان سب آفس کی ڈاک کا انتظام براہ راست ریلوے میل سروس سے کردیا لیکن ابھی تبدیلی اوقات کی جو ضرورت محسوس ہورہی ہے امید ہے اس پر بھی صاحب موصوف توجہ کرینگے۔ قادیان سے ڈاک بعد دوپہر روانہ ہونی چاہیئے اور بٹالہ سے قبل دوپہر آنی چاہیئے۔

دربار دہلی پر مدعو ہونے والے بعض اخبارات نے جو بے صبری سے واویلا شروع کیا ہے اس پر ہم نے ایک مبسوط آرٹیکل لکھا تھا۔ لیکن معزز ہمعصر رفیق ہند مین جب اسپر ایک نوٹ دیکھا گیا تو اس آرٹیکل کے قائمقام اسے کافی سمجھا۔ چونکہ وہ نوٹ واقعات روان کے لحاظ سے ضروری ہے ہم اسے ذیل مین درج کرتے ہین ۔

دربار دہلی مین اردو اڈیٹران اخبار کی دعوت

گورنمنٹ نے چند اردو اخبارات کے اڈیٹران کو دربار دہلی مین شمولیت کے لئے مدعو فرمایا ہے۔ یہ لوگ کرایہ اپنا خرچ کرینگے اور گورنمنٹ کی طرف سے صرف اتنی مہمانی ہوگی کہ رہائش کے لئے خیمے اور سواری اور خشک رسد دو چار دن کے لئے مفت ہوگی۔ صرف اتنی بات نے بعض صاحبون کو (جو مدعو نہین ہوئے) اُن لوگون کے خلاف سخت جوش پیدا کردیا ہے۔ جو گورنمنٹ کی طرف سے مدعو ہوئے ہین ''رشک'' کی تعریف یہ ہے کہ بغیر دوسرے کے زوال نعمت کا خواہشمند ہونے کے آدمی خود اس کے ساتھ ہم رتبہ بننا چاہے اور ''حسد'' کی تعریف یہ ہے کہ دوسرے کو اس رتبہ پر پہنچا ہوا دیکھکر دل مین جلن پیدا ہو اور یہ خواہش کی جاوے کہ دوسرا اس منصب سے گرادیا جاوے۔ اگر دربار دہلی مین مدعو ہونا بعض سبک خیال لوگون کے نزدیک کوئی بہت بڑا منصب منیع اور پایگاہ رفیع سمجھا گیا ہے تو رشک کا کوئی مضائقہ نہتھا خود اپنے لئے بھی یہ کوشش کی ہوتی کہ مہمانی کا ٹکٹ حاصل ہوجائے لیکن جو بھائی بند مدعو ہوئے ہین۔ ان کو خفیف اور سبک الفاظ مین یاد کرنا اور ان کی ناقابلیت ثابت کرنے کے لئے اپنے اخبارات کے کالم سیاہ کرنے۔ اور اپنے دل کے جلے پھپولے پھوڑنے اور گورنمنٹ کے انتخاب پر ایسے سخت الفاظ مین لے دے کرنا ایک نہایت سبک اور اوچھی کارروائی ہے۔ بالخصوص اودھ اخبار۔ آگرہ اخبار اور وکٹوریا پیپر اور سول اینڈ ملٹری نیوز جیسے سربرآوردہ اور معزز اور ہردلعزیز ہمعصرون کی نسبت جن الفاظ کے ساتھ بعض کواٹرز مین تذکرہ کیا گیا ہے اس سے ہماری سخت دل آزاری ہوئی ہے۔ کیا یہی طریقہ ہے جس سے تمام ملک وقوم کو اتحاد واتفاق کا لکچر دینیوالے اپنے باہمی اتحاد کا نمونہ ملک کو دکھلا رہے ہین!؟ اور کیا یہ اسی سیرچشمی اور استغناء اور سلف رسپکٹ کا ثبوت ہے جسپر اخبار نویسون کا فرقہ فخر کیا کرتا ہے کہ چند وقت کی خشک رسد ملنے اور گاڑی کی سواری ملنے پر اتنا طوفان شور وغوغا برپا ہورہا ہے کہ ''حضور! خدا کے واسطے ہمین یہ نعمت عطا فرمائی جائے۔ اور ہمارے فلان بھائی بند کے حال پر یہ نزول رحمت نہو کیونکہ ہم بڑے قابل ہین، اور وہ سخت ناقابل!!! - برادرانہ ارتباط واتحاد کے تعلقات اس امر کے متقاضی تھے کہ (اگر اس دعوت کو کوئی بہت بڑی نعمت عظمیٰ سمجھا گیا تھا تو) جن صاحبان کو مدعو کیا گیا ہے اُنکو مبارکبادین دی جاتین اور کل اڈیٹران اخبارات کی طرف سے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا جاتا کہ ہمارے بھائی بندون مین سے چند کے سر پر تاج اعزاز اس موقع پر رکھا گیا ہے نہ یہ کہ آپس مین ہی خانہ جنگی شروع ہوجاتی۔ ہمارے معزز اور لائق ہمعصر صاحب اخبار ہندوستانی لکھنؤ نے کمال متانت اور سنجیدگی کیساتھ رائے ظاہر کی ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اڈیٹران اخبار کی شان اس امر سے بہت ارفع اور اعلیٰ ہے کہ وہ دربارون مین داخلہ کو اپنے لئے عزت کا معراج سمجھین اور درباری ٹکٹون کے لئے گداگری کرتے پھرین ۔

خریداران الحکم توجہ فرماوین

سال روان مین سے آٹھ مہینے گذر چکے ہین اس وقت تک کل خریدارون کی قیمت دفتر الحکم مین پہنچ جانی چاہیئے تھی مگر ابھی تک بہت سے خریدار باقی ہین جنھون نے اپنے ذمگی حساب کو بیباق نہین کیا بروقت قیمت نہ پہونچنے کی وجہ سے اخبار کے چلانے مین بسا اوقات مشکلات پیش آجاتی ہین اس لئے مین اس نوٹ کے ذریعہ ان تمام خریدارون کو متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ جنکے ذمہ کچھ بھی باقی ہے وہ فی الفور بھیجدین ورنہ مطبع کی

انبیائے کرام کی تعداد اور انکی بعثت کے مقامات

(اس عنوان سے مصری اخبار المنار نے اسلام پر لکچر نمبر ۳ شائع کیا ہے جسکا ترجمہ علیگڈہ گزٹ مین طبع ہوا ہے ہم اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لئے اسے ذیل مین نقل کرتے ہین اور اتنا اور بڑھانا چاہتے ہین کہ قرآن کریم مین جسقدر انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان کئے گئے ہین وہ وہ نبی ہین جنکے ممالک ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپکے جانشین کے تحت حکومت آجانے والے تھے اور یون وہ قصص نبی کریم صلعم کی پیشگوئیان ہین - ایڈیٹر)

انبیائے کرام علیہم السلام جو دنیا کی ہدایت کے لئے ابتدائے آفرینش سے لیکر خاتم النبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تک مبعوث ہوئے ہین انکی تعداد کی نسبت ایسی بیشمار حدیثین روایت کی گئی ہین جن سے استناد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ غالباً ضعیف اور موضوع ہین انمین زیادہ صاف اور واضح وہ حدیث ہے جسکو احمد اور طبرانی اور ابن حبان اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اسما مین ابی امامہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی تعداد کس قدر ہے؟ آپنے فرمایا کہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار جن مین تین سو پندرہ رسول ہین حاکم اور بیہقی نے جو روایت ابی ذر سے کی ہے اُس مین مرسلین کی تعداد تین سو تیرہ ۳۱۳ ہے حاکم اور ابن سعد کے نزدیک انس کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی تعداد آٹھ ہزار ہے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس سے مراد مرسلین ہین - اور جابر کی ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین ایکہزار یا زیادہ پیغمبرونکا خاتم ہون چونکہ اس قسم کی ضعیف اور موضوع حدیثون پر کچھ اعتماد نہیں کیا جا سکتا - اس لئے علماء نے تعداد انبیاء کے مسئلہ مین سکوت کا حکم دیا ہے کیونکہ ایک خاص تعداد کا قائل زیادہ کی نفی کرنیوالا ہے - پس جو شخص انبیاء کی ایک خاص تعداد کا قائل ہوگا جس مین زیادتی ہونا ممکن ہے تو گویا کہ وہ ان انبیاء کرام کی تکذیب کرنیوالا ہوگا جو اس تعداد سے زیادہ ہین سکوت کی وجہ جو ہمارے علماء نے بیان کی ہے وہ یہی ہے مگر اس سے بھی زیادہ قوی حجت یہ ہے کہ بغیر علم کے خدا کی نسبت کوئی بات کہنا مسرا سرافترا اور اعتقادی امور مین محض گمان کی پیروی ہے وان الظن لا یغنی من الحق شیئاً حالانکہ خدا تعالےٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا ہے - منهم من قصصنا علیک ومنهم من لم نقصص علیک پس ہمکو وہی تعداد کافی ہے جسکا بیان قرآن مجید مین فرمادیا ہے اور جن انبیاء کا قرآن مجید مین ذکر آیا ہے اس پر تفصیلی ایمان لانا واجب ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے : -

وتلک حجتنا آتیناها ابراهیم علی قومه نرفع درجات من نشاء ان ربک حکیم علیم ووهبنا له اسحاق ویعقوب کلاً هدینا ونوحاً هدینا من قبل ومن ذریته داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسی وهارون وکذالک نجزی المحسنین وزکریا ویحیی وعیسی والیاس کل من الصلحین واسمٰعیل والیسع ویونس ولوطاً وکلاً فضلنا علی العالمین +

"اور یہ ہماری سمجھائی ہوئی دلیل تھی جو ہم ابراہیم کو انکی قوم کے قائل معقول کرنیکے لئے بتائی ہم جسکو چاہتے ہیں اُسکے مرتبے بلند کر دیتے ہین اے پیغمبر بیشک پروردگار حکمت والا اور سب کچھ جانتا ہے اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا دو فرزند عطا فرمائے ان سب کو ہم نے راہ راست دکھلائی اور انہی کی نسل مین سے داؤد ؑ اور سلیمان ؑ اور ایوب ؑ اور یوسف ؑ اور موسیٰ ؑ اور ہارون سب کو ہم نے راہ راست دکھائی اور خلوص دل سے نیک کام کرنیوالون کو ہم ایسے ہی صلے عطا فرمایا کرتے ہین اور علی ہذالقیاس زکریا ؑ اور یحییٰ ؑ اور عیسیٰ ؑ اور الیاس کو کہ یہ سب ہمارے نیک بندون مین سے ہین اور اسمٰعیل ؑ اور الیسع ؑ اور یونس ؑ اور لوط ؑ ان سب کو ہم نے راہ راست دکھائی اور سب کو دنیا جہان کے لوگون پر برتری دی تھی"

پس نبوت اور رسالت کی بھی وہ تفصیل ہے جسکی وجہ سے انبیاء تمام لوگون پر فضیلت رکھتے ہین انبیاء کرام کے یہ نام اسی طرح پر ایک دوسرے کے ساتھ متصل وارد ہوئے ہین اور خدا فرماتا ہے "واذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقاً نبیاً"[1] اور مرسلین کے قصون کے بیان مین فرماتا ہے "والی عاد اخاهم هوداً" "والی ثمود اخاهم صالحاً" "والی مدین اخاهم شعیباً"[2] اور نیز فرماتا ہے "واذکر اسمٰعیل والیسع وذالکفل وکل من الاخیار"

انبیاء کے اس سلسلہ مین ذوالکفل کا ذکر بھی فرمادیا ہے اور سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے جو سلسلہ نبوۃ کے شروع کرنیوالے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اس سلسلہ کو ختم کرنیوالے ہین سبکا ذکر آگیا ہے کیونکہ ان دونون کا ذکر قرآن مجید مین مفصل کیا گیا ہے

ان انبیاء کرام کی تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام یا ان مین سے بلاد عرب یا اُس کے متصل شام - عراق اور فلسطین مین مبعوث ہوئے تھے اور زمین کا یہ چھوٹا سا ٹکڑہ جو جزیرہ نما ہے اور بحر ہند اور بحر احمر اور بحر متوسط سے محدود ہے آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء و مرسلین کی ولادت گاہ رہا ہے گویا کہ خدا نے تمام اپنی مخلوق کو گمراہی مین چھوڑ کر صرف انہین ممالک کے باشندون کو ہدایت کے لئے مخصوص کیا تھا غرضیکہ نبوت اور رسالت کو صرف اسی قطعہ زمین پر محدود کر دینے سے مذہب پر ملحدون کا نہایت سخت شبہ وارد ہوتا ہے چونکہ انھون نے یہود و نصاریٰ کی کتابون مین دیکھا ہے کہ ان کے نزدیک انبیاء کا سلسلہ صرف فلسطین اور شام اور اسکے قرب و جوار مین محدود ہے تو انہون نے ان ممالک کے باشندونکی طبائع اور اُن کے اخلاق و عادات سے بحث کی اور یہ شبہ پیش کیا کہ ان ممالک کے باشندون مین جو خواص ہین ان مین مذہبی دعوت قائم کرنے اور مذہبی حکومت اور روحانی ریاست کی بنیاد ڈالنے کی استعداد ہے اور جو عوام ہین انمین دعوت کے قبول کرنیکی قابلیت ہے اسی وجہ سے ان ملکون مین بیشمار ادیان اور مذاہب اور فرقے پیدا ہو گئے ہین جو دنیا کے کسی دوسرے حصے مین نہین پائے جاتے +

مگر جو شخص قرآن مجید کو سمجھتا ہے اُس کے دل مین اس قسم کے شبہات اور خطرات ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید مین صاف فرما دیا ہے "انا ارسلناک بالحق بشیراً ونذیراً وان من امة الا خلا فیها نذیر" فی الواقع ہم ہی نے تم کو خوشخبری سنانے والا

---

[1] اور قرآن مین ادریس کا مذکور بھی لوگون سے بیان کر کہ وہ بھی بڑے سچے بندے اور پیغمبر تھے +

[2] اور ہم ہی نے قوم عاد کی طرف انکے بھائی ہود کو بھیجا اور ہم نے قوم ثمود کے بھائی صالح کو ان کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم ہی نے مدین والون کی طرف

اور عذاب خدا سے ڈرانیوالا بناکر بھیجا اور کوئی امت ایسی نہین کہ اس مین کوئی ڈرانیوالا نہ گذرا ہو۔
یہ آیت اس مسئلہ مین قول فیصل اور نص قطعی ہے کہ خدا کی رحمت اور آسمانی ہدایت ایک عام عطیہ ہے جس سے تمام قومون کو حصہ ملا ہے اور روئے زمین کی کوئی قوم اس سے محروم نہین رہی اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ اس مجمل ذکر مین جو قرآن مجید مین انبیاء اور مرسلین کی نسبت کیا گیا ہے کسی ایسے پیغمبر کا مذکور نہین ہے جو ہندوستان یا چین یا یورپ یا امریکہ مین مبعوث ہوا ہو۔ اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ ان آیات مین انبیاء کرام کا ذکر اس غرض سے نہین کیا گیا تاکہ ان کا اجمالی بیان ہو جائے بلکہ ان آیات مین خدا کے ان قوانین کا بیان کرنا مقصود ہے جو قومون مین انبیاء کے ساتھ جاری ہین اور اس سے غرض یہ ہے کہ مرسلین کے دل مضبوط ہون اور ان کے امتیون کو عبرت حاصل ہو خدا فرماتا ہے لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب اور نیز فرماتا ہے وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک اور یہ عبرت اور تثبیت صرف انہین پیغمبرونکے بیان سے حاصل ہو سکتی ہے جنکا حال کچھ نہ کچھ معلوم تہا یہی وجہ ہے کہ ان انبیاء کرام کا ذکر قرآن مجید مین مکرر سہ کرر آیا ہے جنکی قومون اور جن کے ملکون کا حال تفصیلی معلوم تہا اور ان کا ذکر اس قدر نہین آیا جنکا حال صرف بالاجمال معلوم تہا اس امر کے بیان کرنیکے لئے کہ خدا کی رحمت اپنے بندون کی ہدایت کے لئے پیغمبرون کے بھیجنے مین عام ہے کیونکہ تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے جن پر وہ مہربان ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے کسی ایسے پیغمبر کا ذکر فرماتے جو مثلاً ایک لاکھ برس پیشتر امریکہ مین مبعوث ہو چکا ہے اور اس کے بعض حالات جو اس کی قوم کے ساتھ ہوئے بیان کرتے تو کیا ایسی عبرت حاصل ہو سکتی جو قوم ہود اور صالح کے حالات سے جو ثمود کے ساتھ گذرے حاصل ہوئی ہرگز نہین۔ مجہول مطلق کا ذکر کچھ مفید نہین ہو سکتا بلکہ وہ غالباً تخیل اور اختراع پر محمول کیا جاتا ہے۔
ہمکو کیا معلوم ہے شاید کونفشیوس اہل چین مین پیغمبر مبعوث ہوا ہوا ہو کیونکہ اس کی ہدایت اور حکمت کے آثار اب تک بالکل محو اور نیست و نابود نہین ہوئے یہی بات بُدھ کی نسبت کہی جا سکتی ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ ان قومون کے عقاید مین ایسی باتین پائی جاتی ہین جن کی نسبت اسلام قطعی حکم لگاتا ہے کہ کسی آسمانی مذہب کے عقائد نہین ہین۔ خصوصاً بودھ مذہب مین شرک اور بت پرستی ہے اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ کیا ان لوگون مین جنکی نسبت قرآن مجید نے تصریح کی ہے کہ ان کا مذہب سچا اور اُن کی کتاب آسمانی ہے ایسے عقائد نہین پائے جاتے جنکو اسلام شرک اور بت پرستی بتلاتا ہے پس جسطرح تاویل اور تحریف سے ان مذاہب کے اصول و عقائد فاسد ہو گئے ہین اسیطرح ان مذاہب کے اصول و عقائد بھی فاسد ہو گئے ہون۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون۔ چونکہ زمانہ بعثت کو عرصہ دراز گذرا اس لئے راہ حق سے گمراہ ہو جانیکا گمان ہوتا ہے۔ عبرت کے نمونے ہمارے سامنے اور دائین بائین موجود ہین۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب تم نے ان قومون کے لئے جن کے گذشتہ زمانہ مین اخلاق و اداب پاکیزہ اور تہذیب شائستگی اعلیٰ درجہ کی تھی یہ بات جائز رکھی ہے کہ انہون نے یہ اپنے آسمانی مذہب سے حاصل کیا ہے تو ان وحشی قومون کی نسبت تم کیا کہہ سکتے ہو جن مین اور حیوانات مین بالطبع ضاحک ہونے کے سوا کچھ فرق نہین جیسا کہ بعض افریقہ کے حبشی یا جزائر بحر اعظم کے رہنے والے۔ اگر یہ جواب دیا جاوے کہ انہین پیغمبر مبعوث ہوئے ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ انکی ہدایت کے آثار کہان ہین اور اگر یہ کہا جاوے کہ ان مین کوئی پیغمبر نہین ہوا تو ہم دریافت کرتے ہین کہ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے کیا معنے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ خداوند جلت حکمتہ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اُسکے وجود کا کمال تدریجی ترقی پر منحصر رکھا ہے پس وہ ان کمال کے مراتب مین سے جس مرتبہ کا مستحق ہوتا ہے فوراً اُس کو عطا ہوتا ہے وہ ہمیشہ جو کچھ حاصل کرتا ہے بقدر اپنی استعداد کے حاصل کرتا ہے۔ غرضیکہ اس آیت مین جو عموم ہے اُس مین اُس قید کی رعایت کرنا ضروری ہے جو نظام عالم مین عام طور پر دیکھی اور تسلیم کی جاتی ہے جبکہ ہم یہ کہتے ہین کہ ہر ایک مؤنث بچہ جننتی ہے تو اُس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ سن ولادت مین جننتی ہے پس کم سن مؤنث کے نہ جننے سے یہ کلیہ قاعدہ نہین ٹوٹ سکتا۔ اس بناء پر اگر یہ فرض کر لیا جاوے کہ ان وحشی قومون مین کوئی پیغمبر مبعوث نہین ہوا جو آسمانی الہام کے ذریعے سے انکو راہ حق اور طریق اصلاح کی طرف ہدایت کرے تو اس مین شک نہین کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مین ابھی تک حق کے سمجھنے اور برائی بھلائی کو پہچاننے کی استعداد اور قابلیت پیدا نہین ہوئی۔

اسکے علاوہ تمدن اور شائستگی مین اُن کا ترقی یافتہ نہ ہونا اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ ان مین ہدایت کی غرض سے کوئی نذیر مبعوث نہین ہوا۔ کیونکہ لوگ ہر زمانے مین انبیاء کی ہدایت سے صرف اُسیقدر فائدہ اٹھاتے ہین جس قدر کہ اُنمین استعداد ہوتی ہے بعض انبیاء پر صرف چند اشخاص ایمان لائے جیسا کہ نوح علیہ السلام کی نسبت وارد ہوا ہے اور بعض انبیاء ایسے بھی گذرے ہین جن پر ایک شخص بھی ایمان نہین لایا جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے قصے کے بعد فرمایا ہے ثم بعثنا من بعدہ رسلاً الی قومھم فجاؤھم بالبینات فما کانوا لیومنوا بما کذبوا بہ من قبل۔ اکثر انبیاء کرام کے آثار ممالک مشرق سے مٹ چکے ہین حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے بھی محفوظ نہین رہے حالانکہ وہ ابوالانبیاء اور خلیل اللہ ہین تمام مومن قومون مین اُنکا ذکر خیر صرف اس لئے محفوظ رکھا کہ ان قومون مین شائستگی کی ترقی ہو چکی تھی اور ان مین ایسے لوگ پیدا ہو گئے تھے جو پیغمبرون اور ہادیون کی قدر پہچانتے تھے اور نیز اس لئے کہ آپکے خاندان گرامی مین نبوت کا سلسلہ علی الاتصال جاری رہا پس باوجود اسکے کون شخص انکار کر سکتا ہے کہ جو پیغمبر جاہل اور وحشی قومون مین مبعوث ہوتے ہین اُن کے آثار کا محفوظ رہنا مشکل ہے مذہب نے بھی تدریجی ترقی کی ہے اور مشرق عہد ابراہیم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک اُسکی تکمیل ہوئی ہے پس تمام پیغمبر قومون کے عقائد اور اعمال و اداب اور اُن کے قومی تعلقات کی اصلاح کے لحاظ سے برابر نہین ہین۔ کیونکہ مختلف قومون اور زمانونکی اصلاح کی ضرورتین مختلف ہوتی ہین بدوے بہ نسبت شہریون کے کم علم ہوتے ہین اور ان کے خیالات مین گمراہی بھی کم ہوتی ہے کیونکہ وہ بوجہ ان کے سیدھے سادے اور عیش و تنعم سے دور ہونے سے اُن کے اخلاق و آداب مین فساد بھی کم ہوتا ہے اور نیز ان مین سوسائیٹون کے حالا

بیعت کا کالم

منشی امام الدین صاحب لمباگاؤن کانگڑہ
اہلیہ منشی امام الدین صاحب " "
محمد عقیل صاحب کانسٹیبل پولیس " "
مستری نظام الدین صاحب " "
منشی غلام دستگیر صاحب قادیان تحصیل بٹالہ
میاں ابراہیم صاحب اٹھوال گورداسپور
میاں الہ بخش صاحب " "
میاں سلطان بخش صاحب " "
صالحہ بی بی زوجہ عبدالکریم صاحب راولپنڈی ملازم ورک شاپ کیرج شاپ
میاں محمد صاحب } "
برادر عبدالکریم صاحب } "
حافظ شاہ محمد صاحب ستونگ علاقہ کوئٹہ ملک بلوچستان
میاں مہرالدین صاحب سیالکوٹ ظفروال
غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ مہرالدین صاحب "
حاکم بی بی زوجہ سلطان علی سیالکوٹ محلہ [illegible] یعقوب
مسماۃ بھاگن زوجہ اروڑا "
زوجہ میاں جانان صاحب "
غلام فاطمہ بنت میاں جانان صاحب "
برکت بی بی بنت اروڑا صاحب "
[illegible] محمد گولیکے گجرات
عبدالاکبر طالب علم انٹرنس کلاس مشن ہائی سکول کانگڑہ
میاں پیر بخش حجام سیالکوٹ
میاں بوڑا حجام "
میاں کریم بخش صاحب علیوال گورداسپور
[illegible] محمد فاضل صاحب مدرس گورنمنٹ سکول انبالہ
بابو نظام الدین صاحب کلرک ڈاک خانہ قادیان

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں اور **نزول المسیح** کی تصنیف میں ازبس مصروف ہیں یہ کتاب ۱۵۲ صفحہ تک کاتب لکھ چکا ہے تین پریسوں پر چھپ رہی ہے

(۲) حضرت حجۃ اللہ نے ٹیکا طاعون کے متعلق ایک زبردست اور ضروری اشتہار لکھا ہے

(۳) حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ اب خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں ۵ ستمبر ۱۹۰۲ء کے جمعہ میں آپنے ایک لطیف خطبہ پڑھا جو تجربہ آپنے اپنی بیماری کے دوران میں **ایمان باللہ** کی کیفیت اور اثر کا کیا ہے وہ اس خطبہ میں بیان کیا گیا جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ ہمارے ناظرین پڑھینگے

(۴) حضرۃ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی فاضل اس ہفتہ دارالامان میں وارد ہوئے تعجب نہیں جو آپ گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی پر ایں خیال توجہ فرماویں کہ وہ سالکان راہ ہدایت کے لئے غول راہ ثابت نہ ہونے پاوے

(۵) جناب سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی اور ماسٹر غلام محمد صاحب اور منشی مہتاب دین ڈرزش ماسٹر سیالکوٹ سے اور مولوی جان محمد صاحب ڈسکہ سے میاں محمد اسمٰعیل ماسٹر ٹیلر میرٹھ سے اور منشی محمد اکبر مردان سے تشریف لائے

(۶) پروفیسر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور سے تشریف لائے اور دو روز کے بعد واپس تشریف لے گئے آپ کے والد ماجد میرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور بھی تشریف لائے ہوئے ہیں

(۷) مدرسہ تعلیم الاسلام کے ڈائرکٹر صاحب جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی ایما اور ہدایت سے سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام نے ایک سرکلر ان طالب علموں کے والدین کے نام لکھی ہے جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ

ہوس میں داخل ہیں

آپ حج کیوں نہیں کرتے

شیخ ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسیقدر بسط سے شائع ہو چکا ہے لیکن اتمام حجت اور ایک نکتہ معرفت کے لئے اتنا اور عرض کرنا ضروری سمجھا ہے کہ حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جب وہ خط پڑھا گیا اور یہ اعتراض پیش کیا گیا کہ آپ کیوں حج نہیں کرتے؟ تو فرمایا کہ میرا پہلا کام **خنزیروں کا قتل** اور **صلیب کی شکست** ہے۔ ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہیں ان سے فرصت اور فراغت تو ہولے

شیخ بٹالوی صاحب اگر انصاف سے کام لینگے تو امید ہے یہ لطیف جواب انہیں تسلیم ہی کرنا پڑیگا! کیوں شیخ صاحب! ٹھیک ہے نا! پہلے خنزیروں کو قتل کر لیں؟

ایک دوست کو دشمنوں نے سخت تکلیف دی اور ان کی شکائتیں بھی افسران بالادست سے کیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکو وہاں سے تبدیل ہونا پڑا انہوں نے اسکے متعلق دعا کیلئے عرض کیا کہ اس سے دشمن خوش ہونگے یہ نہیں ہونا چاہئے اس کے متعلق جو فرمایا اسکا خلاصہ یہ ہے خدا کے ساتھ روٹھنا نہیں چاہئے اور خدا تعالیٰ کا شکوہ کرنا کہ اس نے ہماری نصرت نہیں کی سخت غلطی ہے مومنوں پر ابتلا آتے ہیں رسول اللہ صلعم ۱۳ برس تک کیسی تکلیفیں اٹھاتے رہے طائف میں گئے تو پتھر پڑے اس وقت جبکہ آپکے بدن سے خون جاری تھا آپنے کیسا صدق اور وفا کا نمونہ دکھایا اور کیا پاک الفاظ فرمائے کہ یا الٰہی میں یہ سب تکلیفیں اسوقت تک اٹھاتا رہونگا جب تک تو راضی ہو۔ امتحان کا ہونا ضروری ہے نبیوں اور صادقوں پر ابتلا آتے ہیں حضرت مسیح کو دیکھو کیسا ابتلا آیا ایلی ایلی لما سبقتنی کہنا پڑا۔ یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیا غرض مومن کو گھبرانا نہیں چاہئے

الانوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا

الحکم نمبر ۳۲ جلد ۶ — ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء

مجرب جوہر عشبہ مغربی

نسخہ سا سا پریلا یعنی کلان — فی شیشی ۴ روپیہ

ان امراض کا عروج بڑی شد و مد سے سلطنت جسم مین تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اسکے غروب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہونچکر خونکو ردی کردے تو اسکو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہی یہ مرض کو ڈبوتا نہین بلکہ عالم وجود سے کہوتا ہے جوہر عشبہ انسان کے خونکو صاف کرنیکیلئے مسئلہ حکماء سلف و خلف کا نسخہ ہے اسکے پینے والیکا خون گندہ نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ اسکو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکمائے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا آلہ قرار دیا ہے **یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاریسے جب آتشک کا زہر خونکو تباہ کرکے گوناگون رنگون مین ظاہر ہوتا ہو تو اسوقت بھی ایک تریاق ہے جسکے استعمال سے** وجع مفاصل تیرگی خارش پھوڑے پھنسی۔ زخمونکا اندمال کرتا ہے خنازیر ناصور۔ بہگندر چنبل یا جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دہبے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہین تو وہ یہ عرق جان حملہ جملہ بیماریون سے نجات دیتا ہے سوزاک کے بعد جو ہاتھ پاؤن کے تلوون مین جلن رہتی ہے ہڈیان درد کرتی ہون۔ ریح کا درد۔ عرق النساء اور عورتون کے رحم بگاڑ اور تلوون درد کو بھی دور کرتا ہے۔

حب قبض کشا حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہین رہ سکتے جنکو وقت پر پاخانہ نہ آئے طبیعت انکی پریشان سر مین درد منہ بدمزہ۔ زبان میلی رہتی ہے ان گولیون کے استعمال سے ورم جگر نفخ قراقر دل کا دھڑکنا جسم کا پھڑکنا۔ سن ہو جانا۔ کثرت تھوک کمی اشتہا وغیرہ دور ہو جاتی ہے ایک گولی رات کو دودھ کے ہمراہ کہانے سے صبح اجابت بافراغت آجانیسے طبیعت بشاش جسم ہلکا انسان چست اور چالاک ہو جاتا ہے اور توانا رہ سکتا ہے

سنون مستحکم دندان یہ وہ منجن ہے کہ دانتون کو جلا دیتا ہے۔ بخدا ہیرا یکو ہیرا ہی دکھا دیتا ہی آنکھ گئی جہان گیا دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیون کیطرح چمکدار مضبوط اور صاف ہو جاتے ہین بدبو میل دور مسوڑے مضبوط منہ سے لیسدار رطوبت کا فور اور خون جاناک جاتا ہے۔ چار تولہ ایک روپیہ

پتہ۔ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ

صدق اللہ العلام فیما اوحی الی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریہ لولا الاکرام لہلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے جو خدا تعالےٰ کے رسول کی تکذیب و انکار کے باعث نمودار ہوتا ہے

روغن نوری یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون و ہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ماتقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالےٰ مبتلائی طاعون و ہیضہ نہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ انکے بدن مین داخل ہو کر بھی ہلاک ہو جاتے ہین اگر مبتلائی مریض کو دین تب بھی اس سے بطور بفضلہ تعالےٰ شفایاب ہو علاوہ ازین اسکے استعمال سے تپ محرقہ۔ کہانسی۔ متلی قے۔ اسہال پیچش (ہیضہ خون آنون کا آنا) خنازی بیماری۔ سوزش سینہ۔ قصور ہضم۔ چیچک۔ نفث الدم و ابتدائی سل۔ درد گوش۔ درد کان۔ ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بہگندر۔ پھوڑی پھنسیان۔ بواسیر کے زخم منہ کے چھوٹے ہر زخم ناسور و غیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضل تعالےٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی عہ

جوہر آملہ ممسک مقوی معدہ و مشتہی و ہاضم و مصفی خون دوا فع خارش و پھوڑے پھنسی وجع المفاصل و دمہ و سباح وغیرہ قیمت فی شیشی صرف روپیہ آخیر ستمبر تک

کشتہ سیم پاک **آتشہ** مقوی دماغ و اعصاب قیمت فی چوکی

گٹکہ سیماب مصلح شیر و مصفی خون قیمت عہ محصول ذمہ خریدار

المشتہر حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور

رعایت سے ضرور فائدہ اٹھائیں

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ مین ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ تک جدید خریداران سے الحکم کی قیمت صرف چار روپے لیجاویگی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جنکی فہرست ذیل مین درج ہین وہ پرانے خریداروں نصف قیمت پر دیجاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اٹھا سکتے ہین

خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۸؍ رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۱۸۹۷ء ۶؍ حضرت اقدس کی تقریر حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۲؍ اصلاح النظر ۲؍ سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب ۴؍ تفسیر سورہ تبت ۲؍

تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئین

علاج طاعون

حضرت اقدس جناب مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ واستغفار وتقوی وطہارت کے جدوار خاص کی گولیان اور عرق جسکا نتیجہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا تھا طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم دیا تھا اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی - بغل - ران یا گردن کے نمودار ہو تو مرہم طاعون لگائی جاوے - سواس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولیت کے لئے گولیان اور عرق اور مرہم کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے فائدے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ما تقدم کیطور پر استعمال کرین قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے ✦

قیمت یکصد گولی ۱۲؍ عرق شیشی کلان جو تقریباً ایکماہ کے لئے کافی ہوگی ۱۲؍

دوچند ری ۸؍ ″ ″ خورد ۶؍ مرہم فی ڈبیہ ۸؍

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال ہوگا ✦

ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ معلم بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام
حضرت قادیان دارالامان

انوار احمدیہ پریس قادیان

رجسٹرڈ ایل

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْیَةَ

الحکم

دارالامان حضرت قادیان

چہ گویم باتو گرآئی چہا در قادیاں بینی
دو اہینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۳	۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ	جلد ۶

تقویم احمدیہ

یعنی

دفتر الحکم کی مرتب کی ہوئی عجیب و غریب جنتری سنہ ۱۹۰۳ء اور ڈائرکٹری

خاکسار ایڈیٹر ایک جنتری کو مرتب کر رہا ہے جو سنہ ۱۹۰۳ء کی بابت دفتر الحکم سے شائع کرنیکا وہ خدا کے بھروسہ پر ارادہ کرتا ہے۔ یہ جنتری معمولی تاریخوں دنوں اور مہینوں کی جدول کے علاوہ ایک کار آمد چیز ہوگی یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک قسم کی تاریخ ہوگی + اس جنتری کے چھاپنے کا انتظام کم از کم ۵۰۰ درخواستوں کے آنے پر ہوگا بڑے بڑے مضامین کی اجمالی فہرست کے لیے دوسرے اشتہار کا انتظار کرنا چاہیے + سردست ہر شہر کی انجمن احمدیہ سے درخواست ہے کہ وہ مندرجہ ذیل امور کی بابت خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیکر مشکور فرماویں ۱۔ انجمن کا کیا نام ہے؟ ۲۔ کب سے قائم ہے؟ کسقدر ممبر شروع میں تھے اب کتنے ہیں ۳۔ سکرٹری کا نام۔ ۴۔ صدر انجمن کا نام۔ ۵۔ مختصر طور پر اغراض و مقاصد ہفتہ وار یا ماہوار جلسوں کا انعقاد۔

پیر گولڑی کی عہد شکنی پردہ دری اور چوری

اور

حضرت مسیح موعود کا عظیم الشان معجزہ

ہمہ کارش زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتوں میں پیر گولڑی کے متعلق ایک مضمون کی اشاعت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کی ناسازی طبیعت کی وجہ سے پورا نہ ہوسکا + اور اب صحت کے بعد آپ کو بعض ایسے اہم امور درپیش ہیں کہ ابھی ایک عرصہ تک ان سے فرصت ملتی نظر نہیں آتی یعنی خلافت راشدہ کے تیسرے اڈیشن کی طبع کے باعث اس کی کسیقدر ترمیم اور ایزادی۔ اس لیے ہمنے مناسب سمجھا کہ ناظرین الحکم کو زیادہ عرصہ تک انتظار میں نہ رکھا جاوے اور اصل واقعات کو تازہ بتازہ پیش کر دیا جاوے۔ پیر گولڑی نے حال میں جو کتاب سیف چشتیائی شائع کی ہے اس میں اس نادان نے ایسا بودا فعل کیا۔ فقیر نے اپنے معاہدہ کے خلاف کیا ہے جو لاہور کی شاہی مسجد کے جلسہ میں (جسکو علماء اسلام کا جلسہ کہا جاتا ہے) اقرار کیا تھا اور سب نے متفق ہوکر قرار کیا تھا کہ آیندہ وہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے مقابلہ میں نہ آئیں گے اور آپ کی تحریر پر نہیں کوئی نوٹس نہ لیں گے + مگر جب حضرت اقدس کی طرف سے اعجاز المسیح پیر گولڑی کی علمی اور عملی قابلیت کے امتحان کی غرض سے شائع ہوئی اور فاضل امروہی کی کتاب شمس بازغہ نے گولڑوی اور اس کے منہ زور غازی رفیق کی علمی پردہ دری کر دی تو یہ لوگ نعل در آتش ہوگئے + اور اپنے وعدوں کا جو خدا کے گھر میں علماء کے ایک

نوٹ ۱۔ سکرٹری اور صدر انجمن کا پورا نام معہ مفصل پتا لکھنا چاہیے + نوٹ + یہ اطلاعیں اخیر ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک ایڈیٹر کے پاس ضرور پہونچ جائیں کیونکہ تقویم میں ان امور کا بھی ایک سلسلہ اور حصہ ہے اس جنتری کی قیمت زیادہ سے زیادہ ۲ ہوگی [illegible] +

گروہ میں کیا گیا تھا کچھ پاس نہ کر کے اس فکر میں ہوتے کہ کسی طرح سے ان کتابوں کا جواب لکھا جاوے۔

پیر گولڑی اور اس کے رفقا کی اس عہد شکنی کے ضمن میں ہم اس امر کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت اقدس نے اللہ تعالے کے حکم سے **انجام آتھم** میں آیندہ کے لیے مباحثہ نہ کرنے کا اقرار شائع کر دیا تھا۔ چنانچہ اس **آدم آخری کو آدم اول کے** دشمن کے مثیلوں نے بار ہا چاہا کہ اس منع کیے ہوئے درخت (الشجر) کا پھل کھا لے مگر کیسی عالی ہمتی اور **استقلال** اور **وفاء عہد** ہے کہ گالیاں سنی منظور کیں۔ قسم قسم کے نام رکھوا لینے پسند کیے مگر نہ پسند کیا تو خدا کا عہد توڑنا۔ (اسے خدا کے مسیح صادق تجھ پر سلام) تو نے سچ کہا ہے

آں روز خود مباد کہ عہد تو بشکنم

پبلک اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ لاہور میں جب گولڑی کو اعجازی تفسیر نویسی کی دعوت دی گئی تھی تو اس حیلہ جو پیر نے اپنے بچاؤ اور پردہ پوشی کے لیے یہ حیلہ تجویز کیا تھا کہ تفسیر سے پہلے مباحثہ کی شرط لگا دی تھی اور اصل غرض یہ تھی کہ اگر مباحثہ منظور کریں گے تو خلاف عہد کرنیوالے قرار دیئے جائیں گے ور اگر عہد پر قائم رہیں اور مباحثہ میں نہ آئیں گے اور یوں ہماری پردہ پوشی ہو گی* **خدا کے صادق** موعود نے **وفاء عہد** کو مقدم کیا اور اپنی شرائط کے موافق تفسیر نویسی کی دعوت اور مقابلہ کے لیے طیار رہے + جب پیر گولڑی نے حق کو مشتبہ کرنا چاہا تو **اعجاز المسیح** کے ذریعہ اسکی **قلعی** کھول دی **اعجاز المسیح** ایک ایسا حربہ تھا جس نے گولڑی کی خانہ ساز لیاقت کے بت کو پاش پاش کر دیا اور عام طور پر معلوم ہو گیا کہ گولڑی محض ایک گوسالہ ہے اور قرآن دانی اور عربیت سے اسے کوئی بہرہ نہیں دیا گیا اور اگر کچھ دیا گیا ہوتا تو وہ اس میدان میں کیوں پیچھے رہ جاتا جبکہ ۷۰

دن کی میعاد تھی اور پھر گھر میں بیٹھکر آرام سے لکھنا تھا یا لکھانا تھا اور یہ بھی عام اجازت تھی کہ وہ جس سے چاہے مدد لے مگر ہندوستان پنجاب میں ایک بھی عالم ایسا نہ نکلا جو **اعجاز المسیح** کا مقابلہ کرتا اور کچھ اناپ شناپ بھی عربی میں لکھکر دکھا دیتا؟ **اعجاز المسیح** ابد الآباد تک خدا تعالے کا

ایک زندہ نشان ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو اہل دل ہیں

اعجاز المسیح نے گولڑی کی گلیم درویشی کو کچھ ایسا پارہ پارہ کیا کہ اسکا رفو تو اب ناممکن ہی ہو گیا مگر گولڑی اس خیال میں رہا کہ کسی نہ کسی طرح اس داغ ندامت کو اپنے فقر و علم کے چہرہ سے دھو دے یہ کہنا کہ **اعجاز المسیح** کے مقابلہ کے لیے کوشش نہیں کی بالکل لغو اور فضول بات ہے اسنے جان توڑ کوشش کی اور جیسا کہ اس واقعہ سے جو ہم ذیل میں لکھیں گے پایا جاتا ہے اسنے ہر چند چاہا کہ کوئی ایسی ملے جو اس ندامت کو دھونے میں اسکا مددگار ہو مگر خدائے قادر کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟ اعجاز المسیح کا مقابلہ نہ ہونا تھا نہ ہوا۔

آخر **مہر علی شاہ** نے اس ندامت کو دور کرنے کی ایک تجویز سوچی اور وہ یہ کہ اسے معلوم ہو گیا کہ مولوی **محمد حسن بھیں** نے **اعجاز المسیح** پر کچھ نوٹ لکھے ہیں اسلیے وہ اس فکر میں ہوا کہ ان نوٹوں کو حاصل کیا جاوے + محمد حسن کی زندگی میں تو وہ نوٹ اسکو نہ مل سکے اس کے مرنے کے بعد خدا جانے کن حیلوں اور تدابیر سے اسکی بیوہ سے ان نوٹوں کو حاصل کر لیا۔ اور انکو ہی ترتیب دیکر **سیف چشتیائی** کے نام سے **ایک رسالہ** چھاپ کر شائع کر دیا۔ جو اس ذات فقر کی پردہ دری کا ذریعہ ہو گیا + اور پھر تعجب کی بات ہے کہ ساری کتاب انکی ہی **نوٹوں کی نقل ہے** جو صاف اور واضح الفاظ میں **چوری ہے** اور حضرت

حجۃ اللہ کے چند فقرات کو جو توارد کے طور پر آپ کے کلام میں آئے ہیں **سرقہ** قرار دیا۔ خدا کی شان ہے کہ جو الزام حضرت مسیح موعود کو دیتا تھا خود ہی اس الزام کے نیچے آ گیا۔ سچ ہے **اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ** میں اسکی اہانت کرنے والا ہوں جس نے تیری اہانت کا ارادہ کیا۔

اس امر کا ثبوت ہم واضح طور پر ابھی پیش کرینگے مگر اس سے پہلے ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ **سیف چشتیائی** پیر جی کے حق میں بہت ہی مضر ثابت ہوئی جس نے اس کی **خیانت** اور **سرقہ** کا راز طشت از بام کر دیا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ پیر صاحب ترک حیا سے کام لیں گے یا اپنی غلطی کا اعتراف کر کے نیک نیتی کا یوں ثبوت دیں گے کہ وہ **مسیح موعود** کے قدموں میں گر کر کہیں گے۔

یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ

بہر حال گولڑی صاحب کی اس تمام کارروائی سے خدا تعالے کے عظیم الشان **نشان** ثابت ہوئے ہیں

اول یہ کہ اعجاز المسیح کے ٹائٹل پیج کی پیشگوئی **وَمَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَتَنَمَّرَ فَسَوْفَ یَرَی اَنَّہٗ تَنَدَّمَ وَتَذَمَّرَ** مولوی محمد حسن ساکن بھیں کا نامراد اور ناکام رہ کر وفات پا جانا بھی سیف چشتیائی کے ذریعہ ثابت ہوا کیونکہ جب محمد حسن کے نوٹ ملے تو معلوم ہوا کہ اسنے مقابلہ کے لیے قلم اٹھایا اور ارادہ کیا تھا پس اللہ تعالیٰ نے اسکو نامراد رکھا یہ چھوٹی سی بات نہیں بلکہ **عظیم الشان نشان** ہے جو خدا کے برگزیدہ **مسیح موعود** کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔ کیونکہ محمد حسن نے جب اعجاز المسیح کے مقابلہ کا ارادہ کیا تو اسکے **تندم و تذمر** کے موافق خدا تعالیٰ نے اسکا فیصلہ کر دیا + اب غور طلب یہ امر ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود اس دعوی میں معاذ اللہ جھوٹے تھے اور یہ پیشگوئی بناوٹ تھی منجانب اللہ تھی تو محمد حسن نے جس کام کو

---

* بڑا گر۔۔ شرارت یہ تھی کہ محمد حسین بٹالوی جیسے گولڑی نے منصف قرار دیا تھا مانا ہوا سیاہ دل دشمن ہونے کے سبب سے ضرور حضرت موعود کے خلاف فیصلہ دیگا اور یوں تفسیر نویسی کا جام۔۔ ان پیالہ گولڑی کے منہ سے ٹل جائے گا۔ منہ

شروع کیا تھا پھر وہ عام نفع رسانی اور خدا کی نصرت کا کام ہونا چاہیے۔ لہذا ضروری تھا کہ عام نفع رساں وجود ہونیکے سبب سے حسب وعدہ الٰہی وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ اور اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ محمد حسن کی پوری تائید ہوتی اور وہ اپنی اس تالیف میں بامراد ہو جاتا مگر خدا نے اسکا فیصلہ کر کے ثابت کر دیا کہ وہ نافع نہ تھا اور **اعجاز المسیح** کی پیشگوئی سچی نکلی۔

دوسرا نشان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے محمد حسن کی تحریروں کو ثبوت کے لیے قائم رکھا۔ درانحالیکہ وہ پیر گولڑی کے ہاتھ میں جا چکی تھیں اور پیر گولڑی نے ان نوٹوں کو ترتیب دیکر اپنے نام سے شائع کیا۔ اور یہ اعتراف کہیں نہیں کیا کہ مینے محمد حسن کی تحریروں کو شائع کیا ہے۔ اگر یہ ذکر کر دیتے تو شاید گولڑی کے ہمخیال مسلمان (برائے نام) کم از کم اس **کشتہ اعجاز المسیح** کے لیے کوئی دعا ہی کر دیتے۔ بہرحال گولڑوی کا ان تحریروں کو اپنی پردہ پوشی کے لیے ضائع نکرنا اور قائم رکھنا۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود کی تائید کا ایک نشان ہے۔

اور پھر **تیسرا نشان** یہ ہے کہ الہام اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ پورا ہوا۔ **سیف چشتیائی** (طنبور چشتیائی) میں اس **مضمون چور** فقیر نے بڑی دلیری اور گستاخی کے ساتھ خدا کے صادق اور برگزیدہ مسیح موعود پر سرقہ کا الزام لگایا تھا۔

وہ الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اور اس سے غرض یہ تھی کہ تا خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نشان کی بےحرمتی اور بے وقری کرے۔ مگر خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اسی رنگ میں ایک اور نشان اسی پر پورا کر دکھایا کہ **محمد حسن کشتہ اعجاز المسیح** کا سارا مسودہ اپنے نام منسوب کر لیا اور اسکا کہیں ذکر تک نہیں کیا اب دیکھو کہ کیا یہ خدا تعالیٰ کا زبردست **نشان** ہے یا نہیں کہ حضرت **مسیح موعود** کی طرف دو چار فقروں کا سرقہ منسوب کرنے کے ساتھ ہی خود پوری کتاب کا سارق ثابت ہو گیا۔ اور نہ صرف چور بلکہ **کذاب** بھی کیونکہ اس ساری کتاب میں یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ مسودہ مینے محمد حسن ساکن بھیں کے نوٹوں سے لیا ہے۔ اسے پڑھ کر اس **مضمون چور درویش** کی رسوائی کیا ہوگی۔

پھر **چوتھا نشان** یہ ہے کہ اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۹۹ میں حضرت مسیح موعود کی یہ دعا لکھی ہے رَبِّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ اَعْدَائِیْ ھُمُ الصَّادِقُوْنَ الْمُخْلِصُوْنَ فَاَھْلِکْنِیْ کَمَا تُھْلِکُ الْکَذَّابُوْنَ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ مِنْکَ وَمِنْ حَضْرَتِکَ فَقُمْ لِنُصْرَتِیْ۔ یعنی اے میرے رب اگر تو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے ہیں اور مخلص ہیں تو مجھے ہلاک کر جیسا کہ جھوٹے ہلاک کئے جاتے ہیں اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں تو تو دشمن کے مقابلہ پر میری مدد کے لیے کھڑا ہو جا یعنی میرے دشمن کو ہلاک کر۔

اب صاف ظاہر ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کی تائید اور نصرت کس زور شور سے ہو رہی ہے اگر بعض لوگوں کو شاید ہمارا مخالف نہ دیکھیں مگر یہ کھلا کھلا نشان نصرت کا تو وہ دیکھ سکتے ہیں کہ محمد حسن مقابلہ کے لیے اٹھا اور اس دعا کا نشانہ ہو کر مارا گیا۔ گولڑی نے ان نوٹوں کو شائع کر کے سرقہ کا الزام لگایا۔ خود ساری کتاب کے سارق ہونے کے الزام میں پکڑا گیا اور پھر اس سے بڑھ کر اور نصرت کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی نے وہ **نوٹ** بجنسہ حضرت مسیح موعود کے پاس بھجوا دیے۔ حالانکہ وہ سخت مخالف گروہ کے ہاتھ میں تھے۔

پانچواں نشان۔ پیر گولڑی کو عہد شکن۔ مضمون چور۔ جھوٹ بولنے والا عربی تفسیر نویسی سے بے بہرہ ثابت کر دیا۔ یہ خدا کے نشان ہیں پس اے قوم تو انکو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھ اور سن۔

بنگر ای قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ برچشم نشانی ہست کبیر

اب ہم اس مضمون پر لمبی بحث کرنی نہیں چاہتے اور وہ ثبوت پیش کرتے ہیں جنسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گولڑی نے سیف چشتیائی جو لکھی ہے وہ اسکی اپنی محنت اور دماغ کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ایک کشتہ **اعجاز المسیح** کے مسودہ کی چوری ہے جس سے اسکی محنت اور دماغ سوزی کی متاع کو چرایا گیا ہے۔ ہماری تو یہ رائے ہے

مضمون کے چور کو بھی حوالات چاہیے

پیر گولڑی اور اس کے طرفدار اب بتائیں کہ انکی کیا رائے ہے

وہ ثبوت جس سے ثابت ہو کہ گولڑی مضمون چور ہے

نقل خط میاں شہاب الدین ساکن بھیں

پہلے ہم صفائی بیان کے لیے لکھنا چاہتے ہیں کہ میاں شہاب جنکا نام عنوان میں درج ہے یہ محمد حسن متوفی کے دوست ہیں اور علاوہ اس کے یہ اس بدقسمت وفات یافتہ کے ہمسایہ بھی ہیں اور انکی

اسرار سے واقف اور انھیں کی کوشش سے پیر مہر علی شاہ کے سرقہ کا مقدمہ برپا ہوا اور بڑی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ اسکی کتاب سیف چشتیائی مال مسروقہ ہے اور اسمیں مہر علی کی علم اور ... کا کچھ بھی دخل نہیں اور بجز اس کے کہ وہ اس کارروائی سے نہ صرف جرم سرقہ کا مرتکب ہوا بلکہ اُس نے اس شیخی کو حاصل کرنے کے لیے بہت قابل شرم جھوٹ بولا اور اپنی کتاب سیف چشتیائی میں اُس مردہ بدقسمت کا نام تک نہیں لیا اور بڑے زور اور دعوے سے کہا کہ اس کتاب کا میں مؤلف ہوں چنانچہ نقل خطوط یہ ہے

پہلے خط کی نقل

مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت اقدس جناب مرزا جی صاحب دام برکاتکم و فیوضکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اما بعد آپ کا خط رجسٹری شدہ آیا دل غمناک کو تازہ کیا روئداد معلوم ہوئی۔ حال یہ ہے کہ محمد حسن کا مسودہ تو خاکسار کو نہیں دکھایا گیا کیونکہ اُسکے مرنے کے بعد اس کی کتابیں اور ... کرکے مقفل کیے گئے ہیں شمس بازغہ اور اعجاز المسیح پر جو عذکمذ نے نوٹ کیے تھے وہ دیکھے ہیں اور وہی نوٹ گولڑی ظالم نے کتابیں منگوا کر درج کر دیے ہیں اپنی لیاقت سے کچھ نہیں لکھا اب محمد حسن کا والد وغیرہ میرے تو دشمن جانی بنگئے ہیں کتابیں تو بجائے خود ایک ورقہ نہیں دکھاتے پہلے بھی دیکھنے کا ذریعہ یہ ہوا تھا کہ جب گولڑی نے کتابیں یعنی شمس بازغہ اور اعجاز المسیح محمد حسن کے والد سے منگوائیں اور فارغ ہو کر واپس روانہ کیں تو چونکہ وہ ... کتب اجنبی تھا اس لیے کھولکر میرے پاس مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ مولوی محمد حسن کا گھر کدھر ہے مینے پوچھا کہ کیا کام ہے کہنے لگا کہ مہر علی شاہ نے مجھکو کتابیں دیکر روانہ کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے والد کو یہ کتابیں شمس بازغہ اعجاز المسیح دے آ پھر کتابیں لیکر دیکھیں تو ہر صفحہ ہر سطر پر نوٹ ہوئے ہوئے دیکھے میرے پاس سیف چشتیائی بھی موجود تھی عبارت کو ملایا تو بعینہ وہ عبارت تھی۔ آپ کا حکم منظور لاکن محمد حسن کا والد کتابیں نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میرے روبرو بیشک دیکھلو مگر مہلت کے واسطے نہیں دیتا خاکسار معذور ہے کیا کرے۔ دوسری مجھ سے ایک غلطی ہو گئی کہ ایک خط گولڑی کو بھی لکھا کہ تم نے خاک لکھا کہ جو کچھ محمد حسن کے نوٹ تھے وہی درج کر دیے اسواسطے گولڑی نے محمد حسن کے والد کو لکھا ہے کہ انکو کتابیں مت دکھاؤ کیونکہ یہ شخص ہمارا مخالف ہو اب مشکل ہی کہ محمد حسن کا والد گولڑی کا مرید ہے اور اس کے کہنے پر چلتا ہے مجھکو نہایت افسوس ہے کہ میں نے گولڑی کو کیوں خط لکھا جس کے سبب سب میرے دشمن بنگئے براہ عنایت خاکسار کو معاف فرماویں کیونکہ خالی میرا آنا مفت کا خرچ ہے اور کتابیں وہ نہیں دیتے فقط

خاکسار شہاب الدین از
مقام بھیں تحصیل چکوال۔

دوسرے خط کی نقل

مکرمی معظمی و مولائی جناب مولوی عبد الکریم صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اما بعد خاکسار خیریت سے ہو آپکی خیریت مطلوب میں آمدے سے کچھ انکار نہ کرتا لاکن کتابیں نہیں دیتے جنپر نوٹ ہیں یعنی شمس بازغہ اور اعجاز المسیح سیف چشتیائی میں جتنی سخت زبانی ہے اکثر محمد حسن کی ہے اسیجہ سے اسکی موت کا یہ نمونہ ہوا کہ تین دن ... کی مانند آواز کرتا اور اُسکے منہ سے کلمہ طیبہ ہرگز جاری نہ ہوا جو لوگ پاس تھے توبہ توبہ کرتے تھے قریبیوں کے سوا سب لوگ اسوقت اُٹھ گئے تھے گویا اسکو سزا اسجگہ بھی ملگئی قیامت میں جو ہوگا سو ہوگا۔ اب میرے خط لکھنے سے گولڑی خود اقراری ہے چنانچہ یہ کارڈ گولڑی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جو اُس نے مولوی کرم دین صاحب کو لکھا ہے غرض گولڑی نے محمد حسن کے والد کو بہت تاکید کی ہے کہ انکو کتابیں مت دکھاؤ یعنی اس راقم خاکسار کو۔ گولڑی کارڈ میں لکھتا ہے کہ محمد حسن کی اجازت سے لکھا گیا ہے مگر یہ اعتراف راست بازی کے تقاضا سے نہیں بلکہ اس لیے کہ یہ بھید ہمپر کھل گیا اس لیے ناچار شرمندہ ہو کر اقراری ہوا۔ دوسرے خط میں گولڑی کا کارڈ ہے جو اُس نے اپنے ہاتھ سے لکھکر روانہ کیا ہے ملاخطہ ہو۔

خاکسار شہاب الدین از بھیں۔

مولوی کرم الدین صاحب کے خط کی نقل

مکرمنا حضرت اقدس مرزا صاحب جی مدظلہ العالی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں ایک عرصہ سے آپ کی کتابیں دیکھا کرتا ہوں مجھے آپ کے کلام سے تعشق ہے۔ مینے کئی دفعہ عالم رویا میں بھی آپ کی نسبت اچھے واقعات دیکھے ہیں۔ اکثر آپ کے مخالفین سے بھی جھگڑا کرتا ہوں۔ اگرچہ مجھے ابھی تک جناب سے سلسلہ پیری و مریدی نہیں ہے کیونکہ اس بارہ میں میرے خیال میں بہت احتیاط درکار ہے جب تک بالمشافہ اطمینان نہ کیا جاوے بیعت کرنا مناسب نہیں ہوتا لیکن تاہم مجھے جناب سے غائبانہ محبت ہے۔ میں نے چار پانچ یوم کا عرصہ ہوا ہے کہ جناب کو خواب میں دیکھا ہے آپ نے مجھے مبارکباد فرمائی ہے اور کچھ شیرینی بھی عنایت کی ہے اور اسوقت میرے دل میں دو باتیں تھیں جنکو آپ نے بیان کر دیا ہے اور اُسی خواب کے عالم میں میں یہ کہتا تھا کہ آپکے کشف کا تو میں قائل ہو گیا ہوں واللہ اعلم بالصواب بعض باتوں کی سمجھ بھی نہیں آتی ہے اسواسطے میرا خیال ابھی تک جناب کی نسبت یک رخہ نہیں ہے گو آپ کے صلاح و تورع کا میں قائل ہوں مینے اگلے روز آپ کی کتاب سرمہ چشم آریہ کے اخیر میں چند اشعار فارسی اور چند اردو پڑھے ہیں

اور وہ پڑھ کر مجھے رونا آتا تھا اور کہتا تھا کہ کذابوں کے کلام میں کبھی بھی ایسا اثر نہیں ہوتا۔

کل میرے عزیز دوست میاں شہاب الدین طالب علم کے ذریعہ سے مجھے ایک خط رجسٹری جناب مولوی عبد الکریم صاحب کیطرف سے ملا جسمیں پیر صاحب گولڑی کی سیف چشتیائی کی نسبت ذکر تھا۔ میاں شہاب الدین کو خاکسار نے بھی اس امر کی اطلاع دی تھی کہ پیر صاحب کی کتاب میں اکثر حصہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے ان نوٹوں کا ہے جو مرحوم نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حاشیہ پر اپنے خیالات لکھے تھے وہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھسے منگوائی تھیں اور واپس آگئی ہیں مقابلہ کرنے سے وہ نوٹ باصلہ درج کتاب پائے گئے۔ یہ ایک نہایت سارقانہ کارروائی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھکر اپنی طرف منسوب کر لیے اور اسکا نام تک نہ لیا۔ اور طرفہ یہ کہ بعض وہ عیوب جو آپکے کلام کی نسبت وہ پکڑتے ہیں پیر صاحب کی کتاب میں خود اسکی نظیریں موجود ہیں۔ وہ دونوں کتابیں چونکہ مولوی محمد حسن صاحب کے باپ کی تحویل میں ہیں اسواسطے جناب کی خدمت میں وہ کتابیں بھیجنا مشکل ہے کیونکہ انکا خیال آپ کے خلاف میں ہے اور وہ کبھی بھی اس امر کی اجازت نہیں دے سکتے ہاں یہ ہوسکیگا کہ ان نوٹوں کو بجنسہٖ نقل کر کے آپ کے پاس روانہ کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی خاص آدمی جناب کی جماعت سے یہاں آکر خود دیکھ جائے لیکن جلدی آنے پر دیکھا جا سکے گا۔ پیر صاحب کا ایک کارڈ جو مجھے پرسوں ہی پہونچا ہے باصلہا جناب کے ملاحظہ کے لیے روانہ کیا جاتا ہے جسمیں انہوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے نوٹ انھوں نے چرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے لیکن ان سب باتوں کو میری طرف سے ظاہر فرمایا جانا خلاف مصلحت ہو ہاں اگر میاں شہاب الدین کا نام ظاہر بھی کر دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ پیر صاحب کی جماعت مجھپر سخت ناراض ہو آپ دعا فرماویں کہ آپ کی نسبت میرا اعتقاد بالکل صاف ہو جاوے اور مجھے سمجھ آجاوے کہ واقعی آپ ملہم اور مامور من اللہ ہیں۔

جناب مولوی عبد الکریم صاحب و مولانا مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں دست بستہ السلام علیکم عرض ہے۔ زیادہ لکھنے میں ضیق وقت مانع ہے میاں شہاب الدین کیطرف سے بعد السلام علیکم مضمون واحد ہے والسلام۔

خاکسار محمد کرم الدین عفی عنہ از بھیں
تحصیل چکوال مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء

دوسرا خط مولوی کرم الدین صاحب کا حکیم فضل الدین صاحب کے نام

مکرم معظم بندہ جناب حکیم صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۳۱ جولائی کو لڑکا گھر پہونچ گیا اُسی وقت کار معلومہ کی نسبت اس سے کوشش شروع کیگئی پہلے تو کتابیں دینے سے اُس نے سخت انکار کیا اور کہا کہ کتابیں جعفر زٹلی کی ہیں اور وہ مولوی محمد حسن مرحوم کا خط شناخت کرتا ہے اور اُس نے بتاکید مجھے کہا ہے کہ فوراً کتابیں لاہور زٹلی کے پاس پہنچا دوں لیکن بہت سی حکمت عملیوں اور طمع دینے کے بعد اسکو تسلیم کرایا گیا مبلغ پندرہ روپے معاوضہ پر آخر راضی ہوا اور کتاب اعجاز المسیح کے نوٹوں کی نقل دوسرے نسخہ پر کر کے اصل کتاب جسپر مولوی مرحوم کے اپنے قلم کے نوٹ ہیں ہمدست حامل عریضہ ایلاغ خدمت ہے کتاب وصول کر کے اسکی رسید حامل عریضہ کو مرحمت فرما دیں اور نیز اگر موجود ہوں تو چھ روپیہ بھی حامل کو دیدیجیے گا تاکہ لڑکے کو دیدیے جاویں اور تاکہ دوسری کتاب شمس بازغہ کے حاصل کرنے میں دقت نہو۔ آہ۔ شمس بازغہ کا جسوقت پہلا نسخہ آپ روانہ فرماویں گے فوراً اصل نسخہ جسپر نوٹ ہیں اسی طرح روانہ خدمت ہوگا آپ بالکل تسلی فرماویں انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز وعدہ خلافی نہ ہوگی۔ اُس لڑکے نے کہا ہے کہ اور بھی مولوی مرحوم کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کئی ایک نوٹ ہیں جو تلاش پر مل سکتے ہیں۔ جسوقت ہاتھ لگے تو ان کا معاوضہ علحدہ مقرر کر کے نوٹ قلمی فیضی کے بشرط ضرورت یکبار ارسال خدمت ہونگے

آپ شمس بازغہ بہت جلدی منگا کر روانہ فرماویں کیونکہ لڑکا صرف ایک ماہ کی رخصت پر گھر میں آیا ہے اس عرصہ کے انقضا پر اُس نے کتاب لاہور لے جانی ہے اور پھر کتاب کا ملنا دشوار متعذر ہو جاوے گا چکوال سے تلاش کریں شاید کوئی نسخہ مل جاوے تو حامل عریضہ کے ہاتھ روانہ فرماویں اور اپنا آدمی بھی ساتھ بھیجدیں تاکہ کتاب لے جاوے اُمید ہے کہ میری یہ ناچیز خدمت حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت قبول فرماکر میرے لیے دعائے خیر فرماویں گے لیکن میری التماس ہے کہ میرا نام بالفعل ہرگز ظاہر نہ کیا جاوے تاکہ پھر مجھسے ایسی مدد مل سکے۔ مولوی شہاب الدین کیجانب سے۔ السلام علیکم۔ والسلام

خاکسار محمد کرم الدین عفی عنہ
از بھیں تحصیل چکوال
۱۳ اگست ۱۹۰۲ء

پیر مہر علی شاہ کے کارڈ کی نقل جسمیں وہ اقرار کرتا ہے کہ کتاب سیف چشتیائی درحقیقت محمد حسن کا مضمون ہے

مجی مخلصی مولوی کرم الدین صاحب سلامت باشند۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد یک نسخہ بذریعہ ڈاک یا کسی آدم معتبر فرستادہ خواہد شد۔ آپکو واضح ہو کہ اس کتاب (سیف چشتیائی) میں تردید متعلق تفسیر فاتحہ (یعنی اعجاز المسیح) جو فیضی صاحب مرحوم و مغفور کی ہے باجازت اُن کے مندرج ہے چنانچہ فیمابین تحریراً و نیز مشافہۃً جہلم میں قرار پا چکا تھا بلکہ فیضی صاحب مرحوم کی درخواست پر میں نے تحریر جواب شمس بازغہ پر مضامین فرضیہ

اخفا کے عہد و معاون نہیں مولوی صاحب کا اخفا خدا کے حکم سے نہیں ہے صرف دلی کمزوری ہے خدا تعالیٰ انکو قوت دے +

لاہور میں ان کے پاس بھیجدیے تھے اور انکو اجازت دی تھی کہ وہ اپنے نام پر طبع کرا دیویں۔ افسوس کہ حیات نے وفا نہ کی اور نہ وہ میرے مضامین مرسلہ لاہور پہنچا مجھے ملے آخر الامر مجھکو ہی یہ کام کرنا پڑا لہذا آپ سے انکی کتابیں ... منگوا کر تفسیر کی تردید ... حسب ... سابقہ بتغیر ما کی گئی آئندہ شاید آپ کو یا مولوی غلام محمد صاحب کو تکلیف اٹھانی ہوگی۔ والسلام۔

اخبار الحکم

اس عنوان کے تحت میں آج ہم اپنے مخدومی مفتی **محمد صادق** صاحب سلمہ ربہ کا ایک ... امی نامہ درج کرتے ہیں۔ اگرچہ **الحکم** کے متعلق اسقدر خطوط ہمارے پاس مختلف اوقات میں آئے اور آتے ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جاوے تو بلا مبالغہ اچھی خاصی کتاب ہو جائے لیکن محض اس خیال سے انکو بہت ہی کم اخبار میں جگہ دی ہے کہ اول ... ستائی پر محمول نہ کیا جاوے۔ دوسرے ... خدمات کا اعتراف ہمیں کیا جاتا رہا ہے وہ ایڈیٹر الحکم کی کسی ذاتی خوبی۔ کوشش ... نتیجہ نہ تھیں اور نہ ہیں بلکہ محض خدا کا فضل تھا اور ہے جو اُسنے اپنے ایک ہیچمیرز بندہ سے ایک خدمت لی اور اسکو ایسی خدمت کے لیے موقع دیا۔ اسلیے ہر قسم کی حمد و ثنا کا مستحق مولی کریم ہی ہے۔ ہم ... دل سے اعتراف کرتے ہیں اور حقیقت یہی ہے۔ کوئی خدمت قوم یا ملک کی ہم سے نہیں ہو سکی ... ہاں دلی آرزو اور تمنا ضرور ہے کہ کوئی ایسا کام ہو جو اپنی خطا ... اور غفلت شعاریوں کی تلافی کر سکے ... اس آرزو کا پورا کرنا بھی مولی تعالیٰ ہی کے فضل پر منحصر ہے۔

غرض اس گرامی نامہ کو ہم محض تحدیث بالنعمت کے طور پر درج کرتے ہیں اور اسلیے بھی کہ ہماری قوم **الحکم** کی ضرورت کو محسوس کرے اور اسکے استقلال اور استحکام کیلیے ان عملی تجاویز پر غور کرے جو ضروری ہیں۔ چونکہ مفتی صاحب کو ہمیشہ الحکم کے ساتھ خاص محبت اور اُنس رہا ہے اور یہ صرف اس لیے کہ خدا کے صادق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک کلمات کے موتیوں کا یہ امین ہے اس لیے وہ وقتاً فوقتاً اپنی روح کے جوش سے الحکم کے متعلق اپنے سپاس نامے بھیجتے رہے ہیں۔ مفتی صاحب کے ذیل کے سپاس نامہ کو پڑھ کر ہمکو مفتی صاحب کا ایک بہت پرانا خط یاد آ گیا جبکہ الحکم کی رفتار بہت ہی سست اور دھیمی یعنی پندرہ روزہ تھی اور وہ ایک چھوٹی سی تقطیع کے معمولی کاغذ کے آٹھ صفحوں پر شائع ہوتا تھا۔ اس خط میں مفتی صاحب الحکم کے متعلق اپنا ایک خواب لکھتے ہیں۔ جو ۲۴ مارچ ۱۸۹۸ء کے الحکم میں طبع ہوا ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کے لیے اسکا اندراج یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے مفتی صاحب لکھتے ہیں چندروز ہوے کہ مینے خواب میں دیکھا کہ الحکم میری میز پر پڑا ہے گویا ڈاک والا یا کوئی چھوڑ گیا ہے اُسپر سبز ورق ہے جب مینے اسکو اٹھایا اور کھولا تو وہ ایک لمبے چوڑے کاغذ پر

سول ملٹری کیطرح ایک ضخیم اخبار ہے اور نہایت خوشخط اور خوشنما ٹائپ کا چھپا ہوا اردو میں ہے۔

یہ خواب خدا کے فضل سے کسی قدر پورا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اصلی معنوں میں بھی پورا ہو جائے گا۔

اب ہم ذیل میں وہ گرامی نامہ درج کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ قوم اسپر توجہ کرے۔

(ایڈیٹر)

اخبار الحکم

اللہ تعالیٰ کا رسول ان دنوں ایک کتاب کی تصنیف میں مصروف ہے جسکا نام **نزول المسیح** رکھا گیا ہے۔ ابتدا میں یہ ایک چھوٹا سا اشتہار شروع ہوا تھا کہ مخلوق الٰہی کو آنے والے اور آئے ہوے عذاب سے ڈرائے۔ پھر پیر گولڑی کے اُس سارق کے افشاء پر جو اُس نے ایک مردہ کے مسودوں کو اپنے نام پر شائع کیا ہے یہ رسالہ کچھ اور بڑھا لیکن بعد میں ان رات دن گالیاں دینے والوں اور کافر کہنے والوں کی ہمدردی کے جوش میں خدا کے صادق نبی نے ارادہ فرمایا کہ اس کتاب کو ہر طرح کے دلائل اور بیانات سے کامل کرکے لوگوں کی راہ نمائی کے لیے پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس کتاب کی تکمیل کے واسطے یہ بھی ضروری سمجھا گیا کہ ان نشانات میں سے بعض کی ایک فہرست بھی اسمیں درج کی جاوے جو حضرت حجۃ اللہ کے ہاتھ پر اب تک ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس امر کے واسطے اس عاجز کو بھی حکم ہوا کہ بعض نشانات کو متفرق کتابوں وغیرہ سے جمع کرکے انکی ایک یادداشت بنا کر امام برحق کی خدمت میں پیش کروں تا کہ اس جہاد دینی میں میرے لیے کچھ ثواب کا حصہ ہو۔ اس امر کے واسطے مجھے ضرورت ہوئی کہ میں اخبار الحکم کے گذشتہ پرچوں سے کچھ مدد لوں۔ چنانچہ مینے دفتر الحکم سے سارے فائل منگوائے اور انکو دیکھنا شروع کیا۔ مطلب تو اپنے مطلب سے ہی تھا لیکن ورق گردانی کرتے ہوے کبھی اس سرخی اور کبھی اُس سرخی پر نظر پڑ کر میرے دلپر اس باقاعدہ ریکارڈ کا ایک عجیب اثر ہوا اور اخبار کے کالموں میں ان سالوں کے لیے اس پاک سلسلہ کی ایک محفوظ تاریخ دیکھکر بے اختیار قلب میں ایڈیٹر الحکم کا شکریہ اور اُسکے واسطے دعائے خیر نکلی۔

سنہ ۹۰ء کا اخیر یا ۹۱ء کا ابتدا تھا جب سے مجھے حضرت اقدس مسیح موعود کے دست بیعت ہونے اور آپ کی غلامی میں شامل ہونیکا فخر حاصل ہے۔ تب ہی سے ہمیشہ میری یہ عادت رہی ہے کہ آپ کے مقدس کلمات کو نوٹ کرتا اور لکھ لیتا اور اپنی پاکٹ بکو میں جمع کرتا

دراپنے مہربانوں اور دوستوں کو کشمیر پشاور مقفلہ انبالہ لاہور سیالکوٹ افریقہ لندن روانہ کرتا جس سے احباب کی ایمان میں تازگی آتی اور میرے لیے موجب حصول ثواب ہوتا۔ مدتوں لاہور میں یہ حالت رہی کہ جب احباب سن پاتے کہ یہ عاجز دار الامان سے ہو کر آیا تو بڑے شوق اور التزام کے ساتھ ایک جگہ اکٹھے ہوتے اور میرے گرد اسطرح جمع ہو جاتے جسطرح شہد کے گرد شہد کی مکھیاں تب میں اُنھیں وہ روحانی غذا دیتا جو کہ میں اپنے امام کے پاس سے جمع کر کے لے جاتا اور اُن کی پیاسی روحوں کو اس آب زلال کے ساتھ ایسا سیر کر دیتا کہ اُنکی تشنگی اور بھی بڑھ جاتی اور اُنکی عاشقانہ روحیں اپنے محبوب کی محبت میں اُچھلنے لگتیں۔ یہی حال ہر جگہ کے محبان کا تھا حتیٰ کہ ایک مرد خدا **شیخ یعقوب علی** کو یہ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوئی کہ وہ اس سلسلہ کی تائید میں ایک ہفتہ وار اخبار نکالکر قوم کی اس اشد ضرورت کو پورا کرے۔ سو یہ اخبار پہلے امرتسر میں جاری ہوا لیکن ایک ہی سال کے اندر جلد اپنے مرکز اصلی یعنی قادیان میں آگیا۔ ضرور تھا کہ قوم کی مالی مشکلات میں یہ آرگن بھی حصہ لیتا اور اسنے جو کچھ حصہ لیا اُس کے ذکر کی مجھے ضرورت نہیں کیونکہ میں دراصل اسجگہ اسکی تاریخ لکھنے نہیں بیٹھا بلکہ صرف اپنی شکر گذاری کا اظہار کر رہا ہوں۔ قوم احمدی کی تمام تازہ خبروں کے ذریعہ سے یہ اخبار ایک جماعت کو بہت ہی مفید اور کارآمد خدمت دے رہا ہے۔ حضرت اقدس کے الہامات کی پیش از وقت اشاعت کر کے دنیا کو معجزات و خوارق کا دکھلانا تمام احمدی انسٹی ٹیوشنز مثلاً میگزین۔ مدرسہ کے متعلق جماعت کو باخبر رکھنا۔ حضرت اقدس کے کلمات طیبات دور اُفتادوں تک پہنچانا۔ سلسلہ کے حالات کا ایک باقاعدہ ریکارڈ رکھنا۔ دشمنان دین کے حملوں کا دنداں شکن جواب دینا حضرت مولوی نور الدین صاحب کے روحانی نسخجات کو قوم میں تقسیم کرنا حضرت امام کے خطوط قدیم کو محفوظ کر دینا شہر قادیان کی لوکل ضروریات سے گورنمنٹ کو وقتاً فوقتاً اطلاع دینا۔ جماعت احمدیہ کی تصانیف کا اشتہار دینا۔ حضرت مولوی نور الدین و مولوی عبد الکریم صاحب کے پر زور خطبات جماعت کو سنا دینا غرض دشمنوں پر رعب ڈالنے اور دوستوں کو خوش کرنے کے بہت سے عمدہ کام اس مفید پرچہ سے حاصل ہو رہے ہیں باوجود ان خوبیوں کے ہنوز یہ اخبار تمام نقصوں سے نکل کر اپنے کمال کو نہیں پہونچا اور ہر امر دنیا میں تدریجاً ہوتا ہے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں کہ جسطرح قوم نے اپنی وسعت کے مطابق اس کی قدر کی ہے اور ہنوز صاحب ایڈیٹر نے وقتاً فوقتاً اسکی اطلاع کی ہے۔ ایسا ہی آیندہ بھی ترقی کرانے کرتے رفتہ رفتہ یہ ایک بڑا زبردست آرگن اس قوم کا ہو جائے گا۔

اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس حسن نیت کے ساتھ لگائے ہوئے بروقت درخت کو اپنی باران رحمت کے ساتھ پرورش کرتا ہوا ایسا بلند اتنا پھیلائے کہ روزانہ اس کے پتوں کے بار دار کریم سایہ کے نیچے لاکھوں گناہ کی دھوپ کے ستائے ہوئے مسافران دنیا آرام اور راحت پاویں۔ آمین۔

محمد صادق

کتاب آیات الرحمٰن فاضل امروہی بجواب عصائے موسیٰ طیار ہے

ایک روپیہ قیمت معہ محصول ڈاک پر خاکسار محمد سراج الحق نعمانی قادیانی سے ملے گی

سورۂ جمعہ پر حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے۔)

میں بیرونی مذاہب کو چھوڑ کر اندرونی فرقوں کیطرف توجہ کرتا ہوں کیا یہی قرآن شریف جو ہمارے سرور عالم سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے اسوقت سُنّیوں۔ شیعوں۔ خوارج اور اور بہت سے فرقوں کے پاس نہیں ہے؟ کیا واعظ۔ امام۔ قاری اور دوسرے لوگ انہیں نہیں ہیں؟ مگر سب دیکھیں اور اپنی اپنی جگہ غور کریں کہ کیا اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں؟ یہ سچی بات ہے کہ جب تک کوئی مزکی نہ ہو تو تعلیمات سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ یہ صدی جسمیں میں ہوں بڑی خیر و برکت کی بھری ہوئی ہے اور حقیقت میں وہ صدی بڑی ہی بابرکت تھی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں موجود تھے اور آپ کی وساطت سے لوگ تزکیہ سے متمتع ہوتے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ دوسری صدی تابعی اس پہلی کیطرح خیر و برکت والی ہوگی اور پھر تیسری پر بھی اس پہلی کا اثر پڑے گا۔ مگر اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ کیا قرآن شریف اس چوتھی صدی میں نہ رہا تھا جس میں جھوٹ کے پھیلنے کی آپ نے پیشگوئی فرمائی کیا تعامل اور حدیث انہیں نہ تھی؟ پھر وہ کیا بات ہے جو یفشوا الکذب کہا؟ بات اصل یہی ہے کہ وہ مزکی انہیں نہ رہا۔ مزکی کو اُٹھے ہوئے تین سو سال گذر گئے بہت سی باتوں

مجھ سے سوال کیا ہے کہ ہم مہدی یا مسیح یا امام کی کیا ضرورت رکھتے ہیں جبکہ دلائل سے نتائج تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر امام کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے اُن سے پوچھا ہے کہ اگر تمہیں امام کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو اتنا بتاؤ کہ کتاب کی موجودگی میں معلم کی کیا ضرورت ہوتی ہے؟ اگر کہو بولی کے لیے ضرورت ہے؟ تو میں پھر کہتا ہوں اچھا بولی سیکھتے ہو؟ ایک عمدہ پڑھا ہوا آدمی جس نے قرآن کو خوب پڑھا ہے اور فرض کرو وہ قاری بھی ہو وہ اپنی جان پر تجربہ کر کے صاف صاف بتا دے کہ گھر میں لمبی قراءت کی نمازیں کسقدر پڑھتا ہے؟ اور باہر کسقدر؟ جسقدر جماعت میں التزام کیا جاتا ہے کیا گھر میں بھی ویسا ہی التزام کیا جاتا ہے؟ لیکن جب دیکھا جاتا ہے کہ باوصفیکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب نماز پڑھائے تو امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کا لحاظ کرلے ان میں کوئی ضعیف ہے کوئی بیمار ہے وغیرہ اسلیے ان کے لحاظ پر چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھے لیکن تنہائی میں نمازوں کو لمبا کرے مگر غور کر کے دیکھلو کہ معاملہ بالکل اس کے خلاف ہے اور حقیقۃً بالعکس ہے میں نے بہت ٹٹولا ہے اور دیکھا ہے کہ جبکہ یہ حدیث صحابہ تک پہنچتی ہے اور کذب کا کوئی احتمال نہیں رہتا تو پھر عمل درآمد کا نہ ہونا صریح اس امر کی دلیل ہے کہ ایک قوت اور کشش کی ضرورت ہے جو نہیں پائی جاتی -

ریل گاڑی کی گاڑیوں کو دیکھو اگر انہیں باہم زنجیروں کے ذریعہ پیوند بھی قائم کیا گیا ہو لیکن سٹیم انجن انکو کھینچنے والا نہ ہو تو کیا کوئی یقین کرسکتا ہے کہ وہ گاڑیاں باہم ملاپ کی وجہ سے ہی چل نکلیں گی؟ ہرگز نہیں اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہوجاتا ہے کہ نرا **اتحاد** بھی کچھ نہیں کرسکتا جب تک اس وحدۃ کے مفاد سے متمتع کرنے والا کوئی نہ ہو + غرض ہر حال میں ایک **امام** کی ضرورت ثابت ہوتی ہے اسی طرح

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا کہ **يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ** جو کچھ آپ فرماتے اور تلاوت کرتے وہی کر کے بھی دکھا دیتے اور اپنے عمل سے اسکو اور بھی مؤثر بنا دیتے - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ واعظ اگر خود کہکر عمل کرنے والا نہ ہو تو اسکا وعظ بالکل بے معنی اور فضول ہوجاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی لیے مزکی کہلائے کہ آپ جو تعلیم دیتے تھے پہلے خود کر کے دکھا دیتے تھے پانچوقت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور خود پڑھ کر دکھا دی + دیکھو **امام** کو کسقدر التزام کرنا پڑتا ہے پھر آپ پانچوں نمازوں کے خود امام ہوا کرتے تھے اس سے قیاس کرلو کہ آپ کو کسقدر التزام کرنا پڑتا تھا پھر ان پانچوں نمازوں کے علاوہ تہجد اور دوسرے نوافل بھی پڑھتے اور بعض وقت تہجد میں اتنی اتنی دیر تک اللہ تعالے کے حضور کھڑے رہتے کہ آپ کے پائے مبارک متورم ہوجاتے + جس سے آپ کا یہ التزام بھی پایا جاتا ہے کہ عام اور فرض نمازوں سے زیادہ بوجھ آپ نے اپنے اوپر رکھا ہوا ہے - پھر روزہ کی تعلیم دی آپ نے ہفتہ میں دوبار مہینہ میں تین روزے اور سال بھر میں معین مہینا روزے رکھکر دکھا دیے - اور شعبان اور شوال بھی روزے رکھا کرتے گویا قریبًا چھ مہینے سال میں روزے رکھکر بتا دیے حج کر کے دکھا دیا **خذوا عنی مناسککم** پھر زکوۃ کی تعلیم دی زکوۃ لیکر اور خرچ کر کے دکھا دی + اسی طرح جو تعلیم دی اُسے خود کر کے دکھا دیا جس سے تزکیہ نفوس ہوا۔ ایک طرف تلاوت آیات کرتے تھے اور دوسری طرف تزکیہ نفوس کرتے تھے امام ابو حنیفہ بھی امام نہ تھے مگر نماز روزہ حج زکوۃ کے مسائل جانتے تھے امام بخاری بھی امام ہونے سے پہلے نماز روزہ کرتے تھے؟ کیوں اسلیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعامل سے سب کچھ پہلے ہی سکھا دیا ہوا تھا اگر ایک بھی حدیث دنیا میں قلمبند اور جمع نہ کی جاتی - تب بھی یہ مسائل بالکل صاف تھے -

غرض اللہ تعالی کے فضل کے لیے مزکی کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ بڑی بڑی کتابوں والے عبد الطاغوت ہوجاتے ہیں اور جب یہ حالت پیدا ہوتی ہے اور قوم کے **دماغ اور دل** (علما اور مشائخ) کی حالت بگڑ جاتی ہے اُسوقت وہ مزکی آتا ہے اور اصلاح کرتا ہے - جب قوم اور ملک ضلال مبین میں پھنس جاتا ہے تو ایک انسان خدا سے تعلیم پاکر آتا ہے جو قوم کو نجات دیتا ہے- اور تزکیہ نفس کرتا ہے - خیالی ریفارمروں اور جھوٹے دعویداروں اور خدا تعالے کے مامور و مرسلوں میں بھی امتیاز اور فرق یہی ہوتا ہے کہ اول الذکر کہتے ہیں پر کر کے نہیں دکھاتے اور تزکیہ نفس نہیں کرسکتے مگر خدا کے مامور اور مرسل جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھاتے ہیں جس سے تزکیہ نفوس ہوتا ہے ان کے قلوب صافیہ سے جو کچھ نکلتا ہے وہ دوسروں پر مؤثر ہوتا ہے - انہیں جذب اور اثر کی قوت ہوتی ہے جو دنیادار ریفارمروں میں نہیں ہوسکتی - اور نہیں ہوتی اور نہیں ہوئی- پس اس نافہم کے سوال کا جواب اس سے بخوبی حل ہوسکتا ہے جو کہتا ہے کہ کسی کے آنے کی کیا ضرورت ہے - ان آیات میں اللہ تعالی نے مامور کے آنے کا وقت صاف بتا دیا ہے جبکہ فرمایا **وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ** اسکی آمد اور بعثت سے پہلے ایک کھلی گمراہی پھیلی ہوئی ہوتی اور میں نے ابھی تمہیں بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی اور پھر کسطرح آپ نے آکر اسکی اصلاح کی اور تزکیہ نفوس فرمایا - جو لوگ علم تاریخ سے واقف ہیں اُن پر یہ امر بڑی صفائی کے ساتھ منکشف ہوسکتا ہے اس سے بڑھ کر تزکیہ نفوس کا کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ آپ نے کوئی موقع انسان کی زندگی میں ایسا جانے نہیں دیا جس میں خدا پرستی کی تعلیم نہ دی ہو - میں ایک چھوٹی سی اور معمولی سی بات پیش کرتا ہوں پاخانہ کے لیے جانا ایک طبعی تقاضا اور ضرورت ہے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اسوقت کے لیے کسی ہادی اور مصلح نے کوئی تعلیم انسان کو نہیں دی مگر ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم نے

اسوقت بھی انسان کو ایک لطیف اور بیش قیمت سبق خدا پرستی کا دیا ہے جس سے آپ کے ان تعلقات محبت کا جو خدا سے آپکے لئے تھے صاف پتہ لگ سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ نوع انسان کو کس بلند رتبہ پر پہونچانا چاہتے تھے چنانچہ آپ نے اسوقت تعلیم دی ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی جسطرح انسان گندگیوں کو تو نکالتا ہے دوسری گندگیاں ہے جو انسان کی روح کو خراب کرتی ہیں بجلد جیسے پاخانہ جاتے وقت دعا تعلیم کی۔ ویسے ہی پاخانہ سے نکلتے وقت سکھایا ہے غُفْرَانَکَ۔ غور تو کرو کسقدر تزکیہ نفس کا خیال ہے + حضرت ابوالملۃ الحنفا ابراہیم علیہ السلام اپنی دعا میں کہتے ہیں وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ +

پھر اگر تزکی کی ضرورت نہ تھی تو اس دعا کی کیا ضرورت + تلاوت کو اس لیے مقدم رکھا کہ علم تزکیہ کے مراتب سکھاتا ہے اور تزکیہ کو بعد میں اس لیے رکھا ہے کہ بدون تزکیہ علم کام نہیں آتا۔ اس لیے کتاب کے بعد تزکیہ کا ذکر کر دیا۔

اور چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خیر القرون قرنی اور پھر دوسری اور تیسری صدی کو خیر القرون کہا اس کے بعد فرمایا ثم یفشو الکذب اب ایک نادان اور خدا کی سنت سے ناواقف کہہ سکتا تھا کہ آپ کی قوت قدسی معاذاللہ ایسی کمزور تھی کہ تین صدیوں سے آگے مؤثر نہ رہی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے کوریاطن کے جواب کے لیئے فرمایا

وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ

آپ کی قوت قدسی ایسی مؤثر اور نتیجہ خیز ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی ویسا ہی تزکیہ کر سکتی ہے چنانچہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کا وعدہ فرمایا + یعنی ایک اور قوم آخری زمانہ میں آنے والی ہے جو بلاواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اور برکات حاصل کرے گی۔ اور ایک بار اور ہم اسی رسول کی بعثت بروزی کرینگے وہ بعثت بھی اسی کے ہمرنگ ہوگی جو فی الامیین رسولاً کے وقت تھی + احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ امت کے اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچائے جاتے ہیں پس سوچو کیسی تڑپ آپ کو پیدا ہوئی ہوگی جب آپکو بتایا گیا ہوگا کہ اس قسم کے حاشیے چڑھائے جاتے ہیں جنسے امر حق کو شناخت کرنا قریباً محال ہوگیا ہے اور وہ باتیں داخل اسلام کرلی گئی ہیں جنکا اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اس معلم کو دوبارہ بھیجدیں گے۔ فی الامیین رسولا کی بعثت کریں گے اس کی توجہ اُنپر ڈالیں گے جو لما یلحقوا بہم کے مصداق ہیں یعنی ابھی نہیں آئے آنے والے ہیں۔

باقی آئندہ

بیعت کا ایک خط

رنگون سے ابوسعید عرب ہمارے پاس ایک خط ارسال کرتے ہیں جسمیں انھوں نے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوۃ کو قبول کر کے بیعت کی درخواست کی اور اپنی خط کی اشاعت چاہی ہے حضرت اقدس نے عرب صاحب کی بیعت منظور فرماتے ہیں اور وہ خط عام فائدہ کی غرض سے ذیل میں درج کرتے ہیں وہ یہ ہے

میری طرف سے نہایت عاجزی کے ساتھ امام وقت کی خدمت میں عرض کریں کہ مجھے اپنے خادموں میں سے شمار کریں میرے لیے یہ بڑے فخر کی بات ہے کیونکہ مجھے حق الیقین سے معلوم ہوگیا ہے کہ آپ وہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں میں خدائے واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں مجھے کچھ شک نہیں ہے بہر حال اُن نادانوں کے خیال نے اس امام آخرالزمان کو نہ پہچانا اور بُرے لفظوں سے یاد کیا اعوذ باللہ من القلب الخبیث الذی فیہ عداوۃ المسیح الموعود

ابوسعید عرب

حضرۃ صاحبزادہ بشیر احمد سلمہ اللہ الاحد کی شادی

۱۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کو بعد نماز عصر حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب کے نکاح کی مسنون رسم عمل میں آئی گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا ایک نمونہ اور نظارہ تھا۔ حضرت اقدس کے کمرہ کے سامنے والے صحن میں جو مسجد مبارک سے ملحق ہے احباب جمع ہوئے۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ نے خطبہ نکاح پڑھا اور ایجاب وقبول کے بعد خرمے تقسیم کیے گئے اور حاضرین مجلس کو چاء پیش کی گئی۔ صاحبزادہ صاحب کا یہ تعلق جناب مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور کے ہاں پیدا ہوا ہے آپکی دختر نیک اختر بی بی سرور سلطان ایک فرخندہ بخت لڑکی ہے جو خدا کے صادق اور برگزیدہ موعود کے مسعود اور بجائے خود مولود موعود کے نکاح میں آئی۔ صاحبزادہ بشیر احمد کو ہم نے اس لیے موعود کہا ہے کہ خدا نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے یہ بشارت حضرت اقدس کو دی تھی سیولد لک الولد ویدنی منک الفضل چنانچہ یہ پیشگوئی آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں درج ہے اور بذریعہ اشتہار بھی شائع کی گئی تھی۔ اور اس پیشگوئی کے موافق آپ ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے۔ صاحبزادہ صاحب اللہ تعالےٰ کے اُن نشانات میں سے ایک زبردست نشان ہیں جو اُسنے اپنے صادق بندہ کی تائید میں ظاہر فرمائے +

پھر صاحبزادہ بشیر احمد صاحب بجائے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو بھی پورا کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کی نسبت آپ نے ان الفاظ میں فرمائی تھی فیتزوج

ویولد له - آپ کی پیدائش اپنی جگہ اس بشارت عظیمہ کی مثیت ہے اسطرح پر آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کو پوری کرنیکی وجہ سے بھی خدا کا زبردست نشان اور آیت ہیں اور **مسیح موعود** کی صداقت پر بھی خدا کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ٹھہرکر ایک آیت اور گواہ ہیں - پھر **صاحبزادہ صاحب** ایک اور رنگ میں بھی خدا تعالے کے نشان ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ کی آنکھیں خراب تھیں اور آنکھوں کی ایسی حالت ہوگئی تھی کہ حضرت **اقدس امام موعود علیہ الصلوۃ و السلام** کو اندیشہ تھا کہ آنکھوں کو کوئی خطرناک نقصان نہ پہونچے بہت سے علاج کیے کچھہ فائدہ نہیں ہوا - آخر آپ نے دعا فرمائی تو **الہام** ہوا **بَرِّقْ طِفْلِی بَشِیْر** یعنی میرے لڑکے بشیر کی آنکھیں اچھی ہوگئیں اور معاً آنکھوں کو آرام ہوگیا خدا کے فضل سے اس کے بعد آجتک آنکھوں کی کوئی بیماری آپ کو نہیں ہوئی اور خدا کرے کہ ہمیشہ محفوظ رہیں آمین لہذا یہ پیشگوئی ہی جناب موصوف کے وجود پر پوری ہوئی اسلیے اس پہلو سے بھی آپ نشان ہیں غرض وہ لڑکی کیسی بیدار بخت اور خوش نصیب اور سعیدہ و رشیدہ ہے جو خدا تعالی کے بیّن نشان کے نکاح میں آئی ہے -

اور وہ باپ کیسا خوش نصیب ہے جسکو **مرزا بشیر احمد** جیسا داماد میسر آیا ہے -

جسکو اس باپ کا بیٹا ہونے کا فخر ہے جس سے **خدا تعالے کلام کرتا ہے** جسکو خدا نے اس زمانہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کا **مظہر اتم** ٹھیرایا ہے اور ضلال مبین میں پھنسی ہوئی قوم کے لیے **ہادی مہدی** بنایا اور روحانی مُردوں کے زندہ کرنے کے لیے **مسیح موعود** بناکر بھیجا +

بہرحال یہ پاک رسم بعد نماز عصر جیسا کہ اول ذکر کیا گیا ہے عمل میں آئی - غالباً یہ ذکر بھی بیمحل نہ ہوگا کہ مولوی صاحب ممدوح کی دختر پشاور ہی میں ہیں + مہر ایکہزار روپیہ کا مقرر ہوا ہے - ہم اول صدق دل سے اپنے سید و مولی امام علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت ام المؤمنین علیہا السلام اور صاحبزادہ صاحب کے خاندان ننھیال کو اور جناب مولوی غلام حسن صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اور پھر اپنی قوم کو اور دعا کرتے ہیں کہ یہ مبارک تقریب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لیے بہت سی برکات و حسنات کا موجب ہو - آمین -

۱۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کی شام کو الحکم کا ایک غیر معمولی پرچہ اس مبارک تقریب پر شائع کیا گیا ہے +

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے جو عجیب و غریب مضامین پر مشتمل خطبہ اس موقع پر پڑھا اسکو ہم اسی اشاعت سے شروع کر دیتے ہیں +

خطبۂ نکاح

صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد

از حضرۃ حکیم الامۃ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ

مومن ہر وقت اللہ تعالے کی حمد و ثنا کرتا ہے کیا بلحاظ اس کے کہ اللہ تعالی نے اسکو پیدا کیا ہے + اور یہ ایک عظیم الشان انعام انسان پر ہے کیونکہ ساری راحتیں ساری خوشیاں اور خوشحالیاں اسی کے بعد ملتی ہیں کہ پیدا ہوا ہو - اور پھر پیدا بھی اپنے رب کے ہاتھ سے ہوا - جو بتدریج کمالات تک پہونچاتا ہے + اور پھر ہمارے لیے تو خصوصیت کے ساتھہ حمد ضروری ہے کیا بلحاظ اس کے کہ ایسی نعمت عظمی کے **منعم** ہیں کہ جسقدر صداقتیں اور حق و حکمۃ آدم سے لے کر ہمارے سید مولا سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم تک مختلف اوقات میں مختلف نبیّوں - رسولوں - راستبازوں کے ذریعہ مختلف زبانوں اور ملکوں میں پہونچایا گیا ان تمام صداقتوں کا مجموعہ مبرہن اور مدلل ہوکر ہمکو ملا جس کا نام **قرآن کریم** ہے یہ انعام کیا کم انعام ہے سوچکر دیکھو کہ ساری دنیا کی کل صداقتیں وہ تمام ذریعے جو روح کی پرورش کے تھے وہ سب **مہیمن** کتاب مجید میں جس کا نام **نور - شفا - رحمۃ - برکۃ** ہے ہم کو دی گئی ہے - اور پھر **عربی مبین** میں جیسی صاف اور کہلی سہولت اور تیسیر دی گئی - وہ سب صداقتیں مدلل اور مبرہن کرکے قرآن شریف نے بیان کی ہیں اور نہایت سہل الفاظ میں جو میرے خیال میں چار ہزار سے زیادہ لغت نہیں ہیں - پھر پہونچانے والا ایسی طاقت اور تاثیر رکھتا ہے کہ بابدو شاید **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ** -

یعنی محمد بن عبد اللہ اور بن آمنہ کسطرح کا وہ معلم اور ہادی ہے اور کس طرح سے اسکی پاک تاثیروں نے ایک تبدیلی کی وہ اسی ایک واقعہ سے سمجھیں آسکتی ہے کہ اس نے حیرت انگیز - آئینہ نما - فتح - اپنی قوم پر جو عرب ہتی حاصل کی اور ایسی فتح کہ ایک بھی مخالف نہ رہا اور پھر یہ کسقدر تعجب انگیز کھلا یا آیۃ بینہ اثر ہے کہ تیرہ سو پہلے مکہ اور مدینہ میں جس قسم کے فیوض اور برکات آپ کے پاک انفاس سے پہونچے اور آپ کی تعلیم و تربیت نے جو اثر اسوقت پیدا کیا

آج تیرہ سو برس کے بعد بھی اسی کی تعلیم و تربیت کے نیچے اسکا غلام موجود ہے

(غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم)

اور پھر کیا بلحاظ اس انعام اور فضل کے جو ہم پر اللہ تعالیٰ نے کیا کہ تیرہ سو برس سے جس کے دیکھنے کو ہزاروں۔ لاکھوں، کروڑوں مخلوق کی آنکھیں ترستی گئی ہیں۔ اور اُمت کے صلحا اور اولیا اور علماء ربانی جسکو سلام کہتے گئے ہمنے اُسکا زمانہ پالیا اور پھر جس سے اکثر لوگوں کی بدبختی نے انہیں محروم رکھا ہمیں اُسکی غلامی کا شرف عطا فرمایا۔ اور اسطرح ہم پر وہ انعام کیا کہ جیسے اولین میں ایک تابع نبی اور خاتم صلے اللہ علیہ وسلم موجود تھا آخرین میں بھی اسیطرح کا تابع نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ اس لیے جب ہم پر یہ انعام یہ فضل ہوئے ہیں تو اور بھی زیادہ ہمیں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں مگر

نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ

لیکن انسان چونکہ ایک کمزور اور ضعیف ہستی ہے اس لیے ہر آن اور ہر حالت میں اسی رب العلمین اور تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص اور بدیوں سے منزہ ذات اللہ تعالیٰ کی امداد کی ضرورت ہے۔

انسان کا فانی جسم ہر آن تغیرات کے نیچے ہے اور کمزور روح علوم میں اسی فانی اور کمزور جسم کی محتاج ہے کیونکہ وہ اس جسم اور ذرات کے بغیر کوئی راحت یا علم و صداقت حاصل نہیں کر سکتی اور سارے علوم اور صداقتیں زبان۔ کان۔ آنکھ ناک اور ٹٹولنے کی حس کے ذریعے سے پہنچتی ہیں مگر یہ جسم فانی ہے اور ہر آن تنزل کی حالت پیدا کرتا ہے فضلے پیدا ہو کر جسم سے نکلتے رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے کہ روح کا ذریعہ فانی اور کمزور ہو کر پھر کیسے ترقی کرے جبتک اللہ تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو۔ اسی محسن نے کیسی پاک راہ بتائی اور سچی استعانت حقیقی محسن اللہ کی بتائی ہوئی بتائی کہ اسکے فضل اور احسان کے بغیر ایک آن گذارہ نہیں ہو سکتا اسی لیے ہم اُسکی ہی مدد چاہتے ہیں۔

وَنَسْتَغْفِرُہٗ

پھر ایک اور تعلیم دی۔ اور وہ استغفار کی تعلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وسیع قانون اور زبردست حکم اس قسم کے ہیں کہ انسان بعض بدیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے بڑے بڑے فضلوں سے محروم رہ جاتا ہے جب انسان کوئی غلطی کرتا اور خدا تعالےٰ کے کسی قانون اور حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ غلطی اور کمزوری اس کی راہ میں ایک روک ہو جاتی ہے اور یہ عظیم الشان فضل اور انعام سے محروم کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس محرومی سے بچانے کے لیے یہ تعلیم دی کہ استغفار کرو۔ یہ تعلیم بھی اللہ تعالےٰ کا محض فضل ہے۔ **استغفار** کیا ہے پچھلی کمزوریوں کو جو خواہ عمداً ہوں یا سہو اور نسیان اور خطا سے غرض **ما قدم و ما اخر** جو نہ کرنے کا کام آگے کیا اور جو نیک کام کرنے سے رہ گیا ہے اپنی تمام کمزوریوں اور اللہ تعالیٰ کی ساری نارضامندیوں کو ما اعلم و ما لا اعلم کے نیچے رکھکر یہ دعا کرے کہ میری غلطیوں کے بد نتائج اور بد اثر سے مجھے محفوظ رکھ اور آیندہ کے لیے ان غلط کاریوں سے محفوظ فرما۔ یہ ہیں استغفار کے مختصر سے معنے

بار ہا ہمارے **امام علیہ الصلوٰۃ والسلام** لوگوں کو استغفار بتاتے ہیں مینے دیکھا ہے کہ وہ اکثر مجھ سے آکر پوچھتے ہیں کہ **استغفار** کی کتنی تسبیح کریں اور آپ کے یہاں کونسا استغفار معمول ہے۔ اس لیے مینے بتایا ہے کہ سچا استغفار یہی ہے کہ انسان اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کو یاد کرکے جناب الٰہی میں یہ طلب کرے کہ ان کمزوریوں کے بُرے نتائج سے محفوظ رکھ اور آیندہ کیلیے ان کمزوریوں سے محفوظ فرما۔

وَنُؤْمِنُ بِہٖ

اور ہم پھر اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ جمیع صفات کاملہ سے موصوف۔۔۔ اور تمام بدیوں سے منزہ ہے وہ اپنی ذات میں اپنے صفات میں اسما اور محامد اور افعال میں واحد لا شریک ہے۔ وہ اپنی ذات میں یکتا ہے صفات میں بے ہمتا اور افعال میں لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اور بے نظیر ہے۔

اور اسبات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنی رضامندی اور ناراضی کی راہونکو ظاہر کرتا رہا ہے۔ اور ملائکہ کے ذریعہ اپنا کلام پاک اپنے نبیوں اور رسولوں کو پہنچاتا رہا ہے۔ اور اسکی بھیجی ہوئی کتابوں میں آخری کتاب **قرآن شریف** ہے جس کا نام تحفا فضل۔ رحمۃ اور نور ہے۔ اور آخری نبی **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ اور اب کوئی نبی اور رسول آپ کے سوا نہیں ہو سکتا۔ اسوقت بھی جو آیا وہ اُسکا **غلام** ہی ہو کر آیا ہے۔

اور پھر یہ تعلیم دی کہ

نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ

یہ بات ہم میں پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز جس مطلب اور غرض کے لیے بنائی ہیں وہ اپنے نتائج اور ثمرات اپنے ساتھ ضرور رکھتے ہیں۔ اس لیے ایسا ایمان ہونا چاہیے کہ لابد ایمان کے ثمرات اور نتائج ضرور حاصل ہوں گے اور کفر اپنے بد نتائج دیے بغیر نہ رہے گا۔ انسان بڑی غلطی کرتا اور دھوکا کھا جاتا ہے جب وہ اس اصل کو بھول جاتا ہے۔ اعمال اور اس کے نتائج کو ہرگز ہرگز بھولنا نہیں چاہیے۔ سعی اور کوشش کو ترک کرنا نہیں چاہیے۔ اور پھر یہ تعلیم دی

وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا

انسان اپنی کمزوریوں پر پوری اطلاع نہیں رکھتا

اور بعض وقت نقد کو اُدھار پر پسند کرتا اور ترجیح دیتا ہے پیش پا اُفتادہ اور زبردست چیزیں مقبول نگاہ ہوتی ہیں اس لیے الٰہی احکام کو اپنی غلطی سے بھول جاتا ہے۔ یا ان کے ثمرات اور نتائج کو اپنی غلطی اور نادانی سے اُدھار اور دوسرے ہی جہان پر منحصر سمجھکر سستی اور لاپرواہی کرتا ہے اور اسطرح سے اصل مقصد سے دور جا پڑتا ہے۔ اس غلطی کو دور کرنے اور اس کے بری نتائج سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ

نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائیں۔ کیونکہ بڑی پناہ اور معاذ اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ ہے جو ساری قدرتوں اور قوتوں کا مالک اور مولیٰ ہے۔ اور ہر نقص سے پاک ہر کامل صفت سے موصوف۔

پہلے ضروری ہے کہ شرور انفسنا سے پناہ مانگیں۔ انسان کی اندرونی بدیاں اور شرارتیں اکثر اسکو ہلاک کر دیتی ہیں مثلاً شہوت کے مقابلہ میں زیر ہو جاتا اور عفت کو ترک کرتا ہے بدنظری اور زنا کا ارتکاب کرتا ہے حلم کو چھوڑتا ہے اور غضب کو اختیار کرتا ہے اور کبھی قناعت کو جو بڑی خوشحالی کا ایک بڑا ذریعہ ہے چھوڑ کر حرص و طمع کا پابند ہو جاتا اور کبھی ہمت بلند اور استقلال نہیں رہتا۔ بلکہ پست ہمتی اور غیر مستقل مزاجی میں پھنس جاتا ہے [illegible] مجاہدہ کو ترک کرتا اور کسل میں مبتلا ہوتا ہے یہ نفس [illegible] شرور ہیں اسلیے ان تمام شرارتوں اور ان کے بری نتائج سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ مانگنا چاہیے۔ اور پھر بداعمال کے بدنتائج ہیں انسے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا جبتک اللہ تعالیٰ کی پناہ میں نہو۔

غرض

اصل تو یہ ہے مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ اسکے سوا کوئی ہادی نہیں جسکے ہاں گمراہی کا ڈر نہیں اور جسکو اللہ ہدایت دے اسکو کوئی نامراد نہیں کر سکتا۔

باقی آئندہ

مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ

یہ ایک خطبہ کا حاصل مطلب ہے جو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کے جمعہ میں پڑھا

قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْۤ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ۝ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ۝ وَّقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَیَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ ۝ وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ شَكٍّ مُّرِیْبٍ ۔ آخر رکوع سورۂ سبا۔

ان سے کہو کہ میں تمھیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ دو دو ہوکر اکیلے اکیلے یعنی باہم مشورہ کرکے اور مخلی بالطبع ہوکر خوب سوچو اور غور کرو اس شخص کی نسبت۔ جب تم ہر قسم کی بخلوں اور تیرگیوں کو دور کرکے سوچو گے تو یقیناً یقیناً تم اس نتیجہ پر پہنچو گے۔

مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ

تمھارا یہ صاحب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو رسالت کا مدعی ہے یہ مجنون نہیں ہے غور کرکے دیکھو کہ یہ کتنا بڑا دعویٰ ہے اور کتنی عظیم الشان حیرت انگیز تحدی ہے کہ یہ رسالت کا مدعی تمھارا ساتھی مجنون نہیں ہے۔ خوب سوچکر دیکھو یہ نرا دعویٰ ہی دعویٰ نہیں بلکہ **قرآن شریف** اس دعویٰ کے ثبوت میں عظیم الشان دلایل پیش کرتا ہے چنانچہ **پہلی دلیل** یہ دیتا ہے

اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ

یہ شخص ایک خطرناک عذاب سے جو بہت شدید ہے اور قریب تر ہے دور نہیں تمھارے لیے نذیر مبین ہے۔

یہ دلیل عربوں کے اپنے مذاق اور فہم کے موافق ہے عربوں میں چونکہ ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں ناگہاں ایک قبیلہ دوسرے پر شبخون مارا کرتا تھا۔ اس لیے ان میں سے بعض تجربہ کار۔ گرم و سرد روزگار آزمودہ اشخاص جو اچھے عمر کے ہوتے تھے اور جو مختلف قرائن اور حالات سے دشمن کی حرکت و سکون کا پورا پتہ لگا سکتے تھے اور سمجھ سکتے تھے کہ کس رنگ میں دشمن قوم حملہ آور ہوتی ہے اور وہ تاک گھات میں لگے رہتے اور کبھی کچھ دور آگے جاکر دیکھتے غرض جن ذرائع اور صورتوں سے ممکن ہوتا تھا وہ ان امور کی طرف نگاہ رکھتے اور جب انکو معلوم ہو جاتا کہ دشمن ایکم

تو وہ ایک اونچے ٹیلہ پر چڑھ کر آگ روشن کر دیتے ہیں جس کے ذریعہ قوم کو خبر ہو جاتی کہ نارآتی ہے اور جس سے مراد حرب ہوتی تھی۔ وہ لوگ جو ایسے ہوشیار اور معتبر ہوتے تھے انہیں نذیر کہلاتے تھے اب خدا تعالیٰ اس عرف سے جو انہیں پورا معتبر اور مسلم ... تھا یہ بتاتا ہے کہ

اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ؀

پہلے فرمایا کہ وہ مجنون نہیں ہے اور اب اس دعوی کے لیے دلیل یہ دی کہ وہ نذیر عذاب ہے انکو ملاؤ تو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی جلیل اور مجید کتاب کیسی محکم ترتیب رکھتی ہے! اسمیں بتایا ہے کہ کوئی مجنون ایسا نہیں ہوتا جو پیشگوئی کر سکے مگر یہ تمکو ایک قریب تر آنے والے عذاب سے ڈراتا ہے اب ایسی مقتدر پیشگوئی کرنا جس میں دشمن کی ہزیمت خذلان شکست ہو اور اپنی عزت کامیابی کیا کسی مجنون کی طاقت میں ہے؟ اور کیا کوئی مجنون ایسی پر شوکت تحدی جو مقتدر پیشگوئی پر مشتمل ہو کر سکتا ہے؟ یہ عادت اللہ اور سنتہ اللہ نہیں ہے پیشگوئی کرنا اس امر کی ایک بیّن دلیل ہے کہ یہ مجنون نہیں ہے۔ اور پھر تمہارے اپنے شعور اور عرف کیموافق یہ نذیر مبین کے رنگ میں پیش ہوا ہے کیا تم اسکو مجنون کہتے ہو؟ کیونکہ یہ امر تمہارے نزدیک مسلم ہے کہ مجنون کبھی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ قوم کو نہیں ڈراتا۔ اور قوم اس کے انذار پر توجہ بھی نہیں کرتی۔ کیونکہ مجنون اپنے اختلال حواس کیوجہ سے نہیں معلوم کر سکتا کہ ہوا کدھر کی ہے۔ وہ دشمن کی حرکت و سکون کے متعلق کوئی عمیق علم نہیں رکھ سکتا۔ چونکہ عرب جو جانتے تھے کہ نذیر کون ہوتا ہے اور وہ کن رنگوں اور ذرائع سے شناخت کرتا ہے کہ کوئی شبخون پڑنے والا ہے۔ ایسی واقعات کو مدنظر رکھکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نذیر مبین کہا ہے۔ تاکہ جو شخص خدا طلبی کی قوت اور دل رکھتا ہے وہ اسی لفظ ہی سے اس نتیجہ پر پہونچ جاوے گا کہ

محمد سچا رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) غرض یہ پہلی دلیل ہے اس امر پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں مجنون نہیں ہیں۔

انجیل پڑھو یا توریت یا اور کسی مذہبی کتاب کو پڑھو تمہیں معلوم ہوگا کہ ایسی پر قوت اور پر شوکت تحدی اور چیلنج انمیں نہیں ہے جو خدا کی جلیل مجید اور حکیم کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرتی ہے۔ پھر کسقدر منت اور احسان اور فضل ہے اللہ تعالیٰ کا کہ وہ نرا دعوی نہیں کرتی بلکہ ہر دعوی کا ایک جلی **ثبوت** پیش کرتی ہے۔ یہ دعوی جو کیا تھا کہ میں **مجنون نہیں** اسکی دلیل کیسی واضح ہے مگر پر شوکت تحدی کے رنگ میں دی کہ اے میری قوم! یاد رکھو میری مخالفت سے تم پر ایک شدید عذاب آنے والا ہے اور وہ عذاب دور بھی نہیں بلکہ قریب تر ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ خالی دھمکی تھی؟ کیا ایسا واقعہ نہیں ہوا؟ وہ مخالف دشمن اس انذار کے بعد ہلاک نہیں ہوئے؟ نہیں یہ نری دھمکی نہ تھی خدا کی مقتدر پیشگوئی پوری ہوئی اور مخالفت کرنے والے منکر ہلاک ہوئے اسی طرح جسطرح کہا گیا تھا اب **واقعات** نے دکھا دیا کہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نذیر مبین تھے۔ اور ابدالآباد کے لیے آپ کی سچائی پر ان واقعات نے مہر کر دی۔

پھر **دوسری دلیل** یہ دی

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ؀

ان کو کہدو کہ میں تم سے کوئی اجر اور مزدوری نہیں مانگتا تم اپنا اجر اپنے گھر رکھو میرا اجر میرے اللہ کے پاس ہے اور وہ ہر چیز پر نگران ہے۔

یعنی میں یہ نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کرتا ہوں تم سے کوئی مزدوری نہیں چاہتا۔ میرے **دوستو!** یہ عظیم الشان دلیل ہے آپ کی صداقت اور رسالت پر قسم برب العزۃ میں نے مدتوں سے اس دلیل کو بڑے غور اور فکر سے سمجھا ہوا ہے اور میرا سینہ لذت سے یوں بھر جاتا ہے جیسے شہد سے مشک بھری ہوئی ہو۔

دنیا میں آج دیکھلو مشینوں کی ایجاد کرنے والے! یورپ کے فلاسفر اور موجد جنکو لوگ نمونہ کے لیے پیش کیا کرتے ہیں انمیں ایک بھی نہیں ہے جسکی روح میں اجر طلبی نہ ہو جو مصنف ہیں وہ لاکھوں لاکھ روپیہ کتابوں کے مختلف اڈیشنوں سے کما لیتے ہیں جو موجد ہیں وہ اپنی ایجادات کو پیٹنٹ اور رجسٹر کرا کر دنیا کماتے ہیں اور ہزاروں ایسی موجد مر گئے ہیں جنکا راز کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکا۔ اور کوئی دوسرا اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکا۔

غرض جو کچھ کیا جاتا ہے اسکی غرض محض اجرت لینا اور روپیہ کمانا ہے۔ محض خدا کے لیے قدم اٹھانا اور جس میں نفس کا کوئی شائبہ نہ ہو خلوت جلوت میں موت کی آخری تلخ گھڑی تک ایک لحظہ کے لیے بھی اجر طلبی مقصود نہ ہونا یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے

محض خدا کے لیے ایک کام کرنا جس کی فطرت اور روح میں ہے

وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے یہ **فوق العادت فطرۃ بتاتی ہے کہ وہ منجانب اللہ ہے**

پس یہ کیسی لطیف دلیل ہے اس دعوی پر کہ

مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ

مجنون کی یہ حیثیت اور فطرۃ کہاں کہ وہ خلوص کے ساتھ لِلّٰہ ایک کام کرے میراں بخش کو (اس نام کا ایک شخص دیوانہ جو قادیان کی گلیوں میں بیہودہ گاتا پھرتا ہے) دیکھلو۔ کہ یہ بھی تو کچھ نہ کچھ گاتا پھرتا ہے کبھی سی حرفی پڑھتا ہے کبھی ہیر کبھی کچھ کبھی کچھ مگر آخر ایک پیسہ مانگنے لگتا ہے

پس اُسکی روح اور اُس کے ذلیل و پست جذبات کو دیکھو اور پھر اسپر غور کرو

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِیَ عَلَی اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝

پھر **تیسری دلیل** اور پیش کرتا ہے قرآن شریف کا یہ طرز استدلال ہے کہ وہ دلیل پر دلیل دیتا جاتا ہے۔ یہ ترقی ہے جو فصاحت و بلاغت کی جان ہے بڑا عظیم الشان اور بلیغ کلام وہ ہوتا ہے جسمیں ترقی پر ترقی ہو اور سُست کلام وہ ہے کہ کہیں کوئی نکتہ اتفاقی طور پر نکل جاوے تو پھر پستی شروع ہو جاوے۔ خدا کی جلیل و مجید کتاب کا شان اس سے بالاتر ہے اس میں ترقی پر ترقی ہے دیکھو ما بصاحبکم من جنۃ دعوی کیا تھا۔ پھر اسکی ایک دلیل دی دوسری دلیل دی اب تیسری دلیل اور شروع کرتا ہے

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔ کہدو کہ بیشک میرا رب دنیا پر حق پھینک رہا ہے یقذف اس لیے فرمایا کہ حق بڑی قوت اور شوکت کے ساتھ آسمان سے گرا ہے وہ حق جو موعود تھا وہ ایک مستحکم اور مضبوط چٹان ہے جو اسپر گرا وہ پاش پاش ہوا اور جسپر وہ گرا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کسقدر قوت ہیبت اور رعب اس پیشگوئی میں ہے اور پھر اسکو اور بھی قوت دی ہے یہ کہکر کہ یہ پیشگوئی علام الغیوب خدا کیطرف سے ہے عالم الغیب نہیں فرمایا بلکہ اسکی قوت اور شوکت کو بڑھانے کے واسطے مبالغہ کا صیغہ علام الغیوب بڑا بھاری غیبوں کو جاننے والا۔ جو چیز آسمان سے آتی ہے کوئی اسکو روک نہیں سکتا سیدھی اپنے مرکز پر آتی ہے یہ ایک ایسی واضح اور صاف بات ہے کہ ہر روز ہم دیکھتے ہیں آسمان سے آنے والی بات اٹل ہوتی ہے اسلیے یقذف بالحق میں بڑی قوت اور شوکت ہے کیونکہ وہ آسمان سے اُترا ہے۔ اب اسکو کوئی روک نہیں سکتا بلکہ جسپر یہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا۔ پھر دیکھلو کہ یہ بھی نرا دعوی ہی نہیں رہا۔ کون آپ کے مقابلہ کے لیے اُٹھا جو بار ور ہوا؟ ایک بھی نہیں جو مقابلہ میں آیا اُسکا استیصال ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی نبی اور مامور کی کامیابی کی نظیر پائی نہیں جاتی آپ کے سب دشمن آپ کے سامنے تباہ ہوے اور ایک بھی مخالف آپ کا آپ کی زندگی میں باقی نہ رہا۔ یہ کیسی شوکت اور اقبال کو ظاہر کرنیوالی بات ہے۔ پھر ایک اور **دلیل** دی۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۔ کہدو کہ وہ **الحق** جس کی تمام نبی پیشگوئی کرتے آئے تھے اور ساری نبوتیں اور رسالتیں اُسی کے ارہاص اور تمہید کے لیے تھیں وہ اب **خود** آگیا ہے اور **الباطل** اولاً بالذات اس مکہ معظمہ میں حق کی شوکت کے بعد جگہ نہ لے گا اور نہ اس ہیئت میں پھر عود کرے گا۔ درحقیقت ایک غور کن طبیعت اس نتیجہ پر پہونچ سکتی ہے کہ واقعات سے کیسا ثابت ہو گیا کہ یہ **علام الغیوب** خدا ہی کی باتیں تھیں اور ہیں اور درحقیقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے اور کامل نبی اور خاتم النبیین ہیں۔

میرا یہ ایمان ہرگز نہیں کہ اس آیت کیوافق صرف مکہ معظمہ ہی سے باطل بھاگا۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ بیت اللہ میں ۳۶۰ بُت تھے اور وہ مختلف مذاہب و مشارب کا نمونہ تھے۔ عیسائیوں۔ یہودیوں۔ مجوسیوں غرض ہر قوم کے بُت تھے خدا تعالی نے مکہ معظمہ سے ان بتوں کو دور کر کے اس پیشگوئی کے ذریعہ دکھا دیا کہ حقیقی شوکت اس باطل کو قرآن کریم کے بعد نہ ہوگی **عیسائی** مذہب اسوقت تک اگرچہ جاری ہے **نیوگ** پرستی اگرچہ جاری ہے آتش پرستی بھی جاری ہے مگر اب خدا کے **صادق** اور برگزیدہ **مسیح موعود** نے خدا کے سلام اور نصرتیں اسپر ہوں ان تمام مذاہب کو چیلنج کر دیا ہے اور قرآن شریف کے حجج اور براہین کے ساتھ انکو ذلیل کر دیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جسطرح خدا تعالے نے اول سے مقدر کیا ہوا تھا کہ اس کے ہاتھ پر **اسلام** کا غلبہ ہوگا جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

پس اس وعدہ کے موافق خدا کے مسیح نے قرآن شریف کے حجج و براہین اور آسمانی تائیدی نشانوں کی تلوار سے اسطرح ان تینوں کی ناک اڑا دی ہے جسطرح **سلطان محمود** نے سومنات کی ناک کو توڑ ڈالا تھا

درحقیقت جیساکہ ولیم میور ایک متعصب عیسائی آہ مار کر چلاتا ہے کہ قرآن روک ہو گیا ہے ورنہ عیسائی مذہب پھیل جاتا اور اب ہم عربوں کو انجیل نہیں سنا سکتے کیونکہ وہ موحد ہیں) یہ سچ ہے کہ اس **الحق** کے سامنے اب **باطل** رہ نہیں سکتا۔

اللہ اکبر! مبارک ہو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ ایک سیاہ دل تلخ دشمن کے منہ سے اپنے قرآن کی صداقت عظمت اور انفاس قدسیہ کی تاثیر کا اقرار لیا۔

غرض اللہ تعالے فرماتا ہے کہ الباطل اب نہ یہاں شروع ہوگا اور نہ پھر عود کریگا اب غور کر کے دیکھلو کہ یہ پیشگوئی کیسی واضح طور پر پوری ہوئی۔ اور جیساکہ میں نے ولیم میور کے حوالہ سے ابھی بیان کیا ہے تلخ سے تلخ دشمنوں کو بھی اسکا اعتراف کرنا پڑا ہے اور واقعات نے دکھا دیا ہے کہ علام الغیوب نے جو فرمایا تھا وہ پورا ہوا پھر ایک اور دلیل یعنی **پانچویں دلیل** دیتا ہے

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَا اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْ اِلَیَّ رَبِّیْ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ٭ ان کو کہدو کہ اگر میں گمراہ ہوں تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں ہلاک ہوجاؤں گا اور اگر میں صراط مستقیم پر ہوں اور میرا رب مجھپر وحی کرتا ہے تو یاد رکھو انه سمیع قریب وہ میری گریہ و زاری کو جو میں قوم کے لیے کرتا ہوں سنتا ہے اور وہ قریب ہے یعنی میری پیشگوئیاں پوری کرنیکو قریب ہے۔

خدا تعالےٰ کے اسماء اور صفات کیسے سچے ہیں اگر کوئی غور کرے تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہر ایک نے اپنی صداقت اور اثر دکھایا ٭ اب انما **نذیر مبین** کی حقیقة کو کھولکر سنایا۔

ولو تریٰ اذ فزعوا فلا فوت و اخذوا من مکان قریب ٭

عنقریب ایکوقت آتا ہے کہ اے مخاطب تو دیکھ لے گا کہ ایسی مصیبت آجائیگی جسکے احاطہ سے بھاگ نہ سکیں گے۔ اور جلدی ہی نزدیک کے مکان سے پکڑے جاؤ گے۔

چنانچہ خدا تعالیٰ کے منہ کی باتیں پوری ہوئیں۔ یہ ہیں نشانات خدا تعالےٰ کی جلیل کتاب کی سچائی کے اور اسکے منجانب اللہ ہونے کے کاش انمیں کوئی غور کرے

اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور منت ہے کہ ہمارا امام علیہ الصلوٰة والسلام بھی اسی منہاج اور نقش قدم پر چلتا ہے اسی رنگ میں براہین احمدیہ کی پیشگوئیاں ہیں جیسے آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں مکی زندگی میں نظر آتی ہیں براہین کا زمانہ مکی زندگی کا نمونہ ہے۔ پیغمبری کیطرح یہ سلسلہ قائم ہوا۔ اور اب کوئی نو برس سے ہمارے آقا کی مدنی زندگی شروع ہوئی ہے اسوقت سے خدا تعالیٰ کے نشانات کس قوت اور زور کے ساتھ پورے ہورہے ہیں اور **زندہ خدا** کا یہ نشان ہے کہ اسکے منہ کی باتیں ہر زمانہ میں زندہ رہیں اسی زندگی کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو بھیجا ہے اس نے آکر پھر ان باتوں کو زندہ کیا۔ ان باتوں کو اگر عیسائیوں۔ مجوسیوں یا یہودیوں سے پوچھو تو انکے پاس نہ ملیں گی ان لوگوں میں بھی ان کا نام و نشان نہیں جو مسلمان کہلا کر خدا کے **صادق مامور** سے دور پڑے ہوئے ہیں۔

یہ بالکل سچ ہے کہ ان مخالف سلسلوں اور ملتوں کے خدا اور انکی کتابیں سب مرگئی ہیں اور نیست و نابود ہوگئی ہیں وہ اب زندہ نہیں ہوسکتی ہیں کیونکہ **مَا یُبْدِیُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ** کا نشان پورا ہوگیا اب ابد تک **زندہ کتاب** قرآن مجید اور **زندہ رسول** محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور **زندہ مذہب اسلام** ہے اور یہ زندگی اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے **حضرت مسیح موعود کے ذریعہ عطا کی** جو **لیظہرہ علی الدین کلہ** کا مصداق ہے سو الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کو غالب کردیا۔

ڈائری کا اقتباس

ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں۔

مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور سے تشریف لائے عند الملاقات حضرت حجة اللہ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ مولوی صاحب "بادہ جود ہمارے سلسلہ میں شامل ہونے کے ہر دلعزیز ہیں" اس پر مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ حضور تقویٰ اور رزق حلال ایسی چیزیں ہیں کہ انسان کو معزز بنا دیتی ہیں حضرت حجة اللہ نے فرمایا حقیقت میں تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے انسان کا اکرام ہوتا ہے۔

طاعون کے ٹیکہ کا ذکر تھا۔ اس کے متعلق ایک مبسوط اشتہار تقویة الایمان کے نام سے عنقریب شائع ہوتا ہے جو چھپ رہا ہے وہ الحکم کی کسی اشاعت میں انشاء اللہ کامل طور پر چھپے گا ٭ اسی ذکر کے اثنا میں اور اسی کے متعلق ایک لطیف بات فرمائی کہ

دیکھو ایک زمیندار ہے اسکی زمین بارانی ہے اور ایک دوسرا ہے جسنے رات دن محنت کرکے کنوئیں سے آبپاشی کی ہے اور اپنے کھیتوں کو بھر لیا ہے مگر آسمان پر یکایک بادل ہوئے اور بارانی زمین والے تمام کھیت بھر گئے۔ اب دونوں میں سے زیادہ شکر گذار کون ہوگا؟ کیا وہ جس نے رات دن ایک کرکے اپنے کھیت بھرے ہیں؟ یا وہ جو آسمان کیطرف دیکھتا رہا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ وہ جو رات کو سویا ہوا تھا اور صبح اٹھکر دیکھا تو کھیتوں کو لبالب پایا

اسیطرح جیسے ٹیکہ کے متعلق ایک تو ہم ہیں کہ خدا تعالےٰ نے حفاظت کا وعدہ کیا ہے اور ایک وہ ہیں جو اسی پر بھروسا کیے ہوئے ہیں۔

اسباب سے اللہ تعالیٰ نے منع تو نہیں فرمایا مگر اسقدر محو فی الاسباب نہ ہونا چاہیئے کہ شرک کی حد تک پہنچ جاوے۔ اسباب سے جائز فائدہ اعتدال کی حد تک ضرور اٹھانا چاہیئے مگر شرک فی الاسباب نہ ہونے پائے۔ اور یہ شرک اسباب اسباب سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

ہزاروں ہزار مخلوق جانتی ہے کہ جب ٹیکا کرانے والوں کو فائدہ ہوگا جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے تو وہ شخص کسقدر خوش ہوگا اور کتنا بڑا نشان ہوگا جو یہ کہے گا کہ اوروں کو ٹیکہ نے فائدہ کیا اور مجھکو خدا نے ولنعم قیل - تراکشتی آورد ومارا خدا

جس راہ پر ہم چلتے ہیں یہ مرحلہ دور ہے ہم اسباب کو چھوڑتے نہیں لیکن انکو یہ جتے ہی نہیں ٭

خدا نے اپنے فضل سے ایک **نشان** دیا ہم [illegible] قدر کرتے ہیں۔ اگر وہ ہم پر ظاہر نہ کرتا تو یہ بات نہ تھی۔ لیکن اب اس **نشان** کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کی قدر کریں۔ ہر ایک شخص اپنے صدق۔ ثبات اور قوۃ کو دیکھ لے ہم کسی کو منع نہیں کرتے۔

اسباب پرستی۔ پتھر پرستی سے بڑھ کر ہے پتھروں کی پوجا اگر محرقہ ہے تو اسباب پرستی تپ دق ہے جس نے دنیا کو ہلاک کر دیا ہے۔ یاد رکھو جو اسباب میں دل لگا تا ہے وہ شرک میں مبتلا ہوتا ہے۔

الدار والوں کی حفاظت کا قوی ذمہ خدا نے لیا ہے [illegible] دار تو وہ ہے جو خس و خاشاک و خاک کا بنا ہوا در و دیوار والا گھر ہے اور ایک وہ جو ہمارے منشا کے مواعق روحانی طور پر اپنی تبدیلی کرتا ہے وہ بھی ہمارے دار میں ہے۔

برکت کا نشان۔ میرے پاس ایک شیشی مشک کی ہے جسمیں سے میں کھایا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ جب کسی چیز کے سلسلہ کو منقطع کرنا نہیں چاہتا تو جسطرح چاہے اسکو برکت دیدے میں نے گھر والوں سے کہا کہ لاؤ اس شیشی کو میں برکت دیتا ہوں چنانچہ میں نے اسمیں پھونک مار دی۔ ڈاک کے وقت عصر [illegible] کوئی ایک شیشی لایا میں نے سمجھا کہ کوئی دوا [illegible] ہے اور رکھدی مگر مخبر کو جب اسی کھولکر دیکھا تو وہ **مشک نکلا**۔ میں نے اسکو بلا کر پوچھا کہ کس نے بھیجی ہے اُسنے کہا کہ وہ کاغذ گم ہو گیا۔ اس شیشی پر بھی مرسل و فرستندہ کا نام نہیں یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے برکت کا دیا ہے میں نے گھر میں خود پھونک ماری اور دوسرے دن وہ شیشی آگئی۔ یہ خدا کے عجیب کام ہیں جو آج کل ظاہر ہو رہے ہیں **والحمد للہ علیٰ ذٰلک**

دار الامان کا ہفتہ

حضرت امام علیہ السلام اور جمیع ممبران اہلبیت خدا کے فضل سے تندرست ہیں۔ حضرت اقدس نے کشتی نوح یا تقویۃ الایمان کے نام سے عجیب و غریب اشتہار شائع کیا ہے۔ جو اگلی اشاعت میں پورا درج کیا جاویگا۔ تحفۂ گولڑویہ کتاب شائع ہو گئی

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب بھی بفضل خدا تندرست اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔

مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی گولڑی کی سیف چشتیائی پر ایک نظر لکھ رہے ہیں جسکو پڑھ کر اسلامی دنیا از بس محظوظ ہوگی اور معلوم ہو جائیگا کہ طبل سائیں از زیر گلیمش بر آمد گولڑی ہی کے لیے مقدر ہوا تھا۔

جناب سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی اپنی رؤیا حسب معمول سناتے ہیں پہلے دن آپ نے رویا کے سنانے سے پیشتر مختصر تقریر کے ذریعہ ظاہر کیا کہ یہ فیض اور برکت انکو محض حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن کے طفیل سے ملی ہے کہ ہر روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے اور صاف الفاظ میں آپ حضرت اقدس کی تصدیق کرتے ہیں شاہ صاحب نے ایک اشتہار بھی شائع کیا ہے جسمیں لکھا ہے کہ ۸۲۸ مرتبہ آنحضرتؐ کی زیارت ہو چکی ہے اس اشتہار کو ہم پھر کسی وقت شائع کریں گے مگر اس میں جو حصہ نظم کا ہے اُسے اسی صفحہ کے تیسرے کالم پر درج کرتے ہیں۔

اس ہفتہ میں ہمارے مخدوم جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر اور جناب مولوی غلام حسن صاحب سب رجسترار منشی رمضان علی صاحب اور مولوی ہند علی صاحب (جنھوں نے علی حائری لاہوری شیعہ کا جواب لکھا ہے اور جدید و رسائے علی حائری کو خطاب کر کے لکھے ہیں جنمیں سے ایک فارسی رسالہ آج کل حضرت کو سناتے ہیں)۔ پشاور سے اور بہت احباب مختلف مقامات سے تشریف فرما ہوئے

۱۶ ستمبر ۱۹۰۲ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام کھل گیا

بیعت کرنیوالوں کے نام ہم اس ہفتہ میں بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کر سکے۔

خدا کے فضل کا اظہار

خدا کے فضل کا دنیا میں ہم اظہار کرتے ہیں
عطاء پاک ربانی کا ہم اقرار کرتے ہیں

بہت سے صالحین امت احمد کو دیکھا ہے
حضور پاک نبوی میں جو پاک اذکار کرتے ہیں

خدا کی دی ہوئی نعمت سے اب کفران ہو کیونکر
ہمیں دیتا ہے وہ اور شکر ہم ہر بار کرتے ہیں

ہمارے حضرۃ اقدس مسیح وقت مہدی بھی
بحکم پاک وہ اِن تقریر گوہربار کرتے ہیں

نہیں کچھ فخر کی یہ بات ہاں تحدیث نعمت ہے
ہمیں پروا نہیں اسکی کہ لوگ انکار کرتے ہیں

شہادت ہم ادا کرتے ہیں یہ اقرار صالح ہے
خدا کو درمیاں لاتے ہیں اور اظہار کرتے ہیں

ہمیں جب حضرت مامور حق سے فیض ملتا ہے
تو جوش دل سے لذت پاکے ہم تکرار کرتے ہیں

بھری دربار میں حضرت نے صد بار فرمایا
کہ وہ مامور حق ہیں لوگ کیوں انکار کرتے ہیں

مسیح امت احمد سے ہم کو یہ ملی نعمت
کہ روز و شب محمد کا ہی ہم دیدار کرتے ہیں

مرے دربار میں دیکھا ہے تم نے مرتبہ اُن کا
غلام احمد کی عزت یاں تو سب ابرار کرتے ہیں

ید یار محمد ملگئی ہمکو رسائی اب
بلاتے ہیں ہمیں دربار میں اور پیار کرتے ہیں

خدا کی ایک حجت ہیں وہ اس آخر زمانہ میں
صراط مستقیم حق کو وہ تیار کرتے ہیں

سماں دیدنی تھا ہے کیا اک شان کا دربار عالی ہیں
کہ جب اجلاس اپنا سید ابرار کرتے ہیں

طریق مستقیم حق کو غافل چھوڑ بیٹھے تھے
وہ ان غفلت کی ماروں کو ہی اب بیدار کرتے ہیں

حضوری میں نظر آتے ہیں واں پر انبیا سارے
پھر اُن نوروں سے ہم سینہ کو پُر انوار کرتے ہیں

ستاتے ہیں اُنہیں ناگفتہ باتوں سے جو منکر
خدا سے دور ہیں وہ اور ہمیں بیزار کرتے ہیں

بہت دکھ پائیں گے آخر جو اس دامن کو چھوڑینگے
کہ وہ اصلاح بحکم حضرت دادار کرتے ہیں

مستورات بے پردہ

خیالات در بارہ مستورات۔ عورتوں

جوہر عشبہ مغربی

سنی کلان ۶ — سدس ایریلا — شیشی خورد ۳

ان امراض کا عروج بڑے شدومد سے سلطنت جسم مین تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اسکے عزوب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خونکو ردی کردے تو اسکو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو ڈبوتا نہین بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے جوہر عشبہ انسان کے خونکو صاف کرنیکیلئے مسلمہ حکماء سلف وخلف کا نسخہ ہے اس کے پینے والے کا خون گندہ نہیں ہوتا یہ ہی وجہ ہے کہ اسکو محافظ صحت کہا جاتا ہے عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکمائے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا آلہ قرار دیا ہے یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون کو تباہ کرکے گوناگون رنگوں مین ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی اکسیر فادزہر ہے جسکے استعمال سے وجع مفاصل تر گی خارش پھوڑے پھنسی زخمونکا اندمال۔ خنازیر ناصور۔ بھگندر جنبل یا جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دھبے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر سیاہ داغ پیدا ہوتے ہین تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ مہلک بیماریون سے نجات دیتا ہے۔ سوزاک کے بعد جو ہاتھ اور پانوں کے تلوؤن مین جلن رہتی ہے۔ ہڈیان درد کرتی ہون ریح کا درد وجع النساء اور عورتون کے رحم بگاڑ اور نلون کے درد کو بھی دور کرتا ہے۔

سنون مستحکم دندان یہ منجن ہر کہ دانتون کو جلا دیتا ہے۔ بجز اہیر یکو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے۔ آنکھ گئی جہان گیا دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیون کی طرح چمکدار مضبوط اور صاف ہوجاتے ہین۔ بدبو میل دور مسوڑے مضبوط منہ سے لیسدار رطوبت کا نکلنا اور خون جانا رک جاتا ہے محصولڈاک ۸ر

حب قبض کشا حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے جنکو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے طبیعت ان کی پریشان سر مین درد۔ منہ بدمزہ زبان میلی۔ ان گولیون کے استعمال سے ورم جگر نفخ۔ تراتر۔ دل کا دھڑکنا جسم کا پھڑکنا۔ سن ہوجانا۔ کثرت تھوک کمی اشتہا وغیرہ دور ہوجاتی ہے ایک گولی رات کو دودھ کے ہمراہ کہانے سے صبح اجابت بافراغت آجانے سے طبیعت بشاش جسم ہلکا انسان چست وچالاک ہوجاتا ہے [illegible] ارہ سکتا ہے دو درجن ایک روپیہ

پتہ۔ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

صدق اللہ العلام فیما اوحی الی الامام علیہ الصلوۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ لولا الاکرام لہلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی تکذیب وانکار کے باعث نازل ہوتا ہے

روغن نوری یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون وہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ماتقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ مسلم بفضلہ تعالیٰ مبتلائے طاعون وہیضہ نہونگے کیونکہ جرم وبائیہ ان کے بدنمین داخل ہوتے ہی ہلاک ہوجاتے ہیں اگر مبتلائے مرض کو دین تب بھی اس سے بطور بفضلہ تعالیٰ شفا یاب ہو علاوہ ازین اس کے استعمال سے تپ محرقہ کہانسی تنگی۔ قے۔ اسہال و چیس اسہال [illegible] خون وآلون کا آنا غنازی بیماری۔ سوزش سینہ۔ قصد ہضم چیچک نفث الدم وابتدائی سل۔ درد گوش درد کان۔ ناسور خنازیر زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے پھنسیان بواسیر کے زخم۔ زہر بچھو۔ زہر زنبور۔ وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی ۱ر

جوہر آملہ سدل مقوی معدہ ومشتہی وہاضم ومصفی خون ودافع خارش وپھوڑے پھنسی وجع المفاصل ودمہ ورباح وغیرہ قیمت فی شیشی ۸ر آخر ستمبر تک ۶ر

کشتہ سیمیک آتشہ مقوی دماغ واعصاب

قیمت فی چوکی ۸ر

کٹکہ سیماب مصلح شیر ومصفی خون قیمت ۸ر محصول بذمہ خریدار ۔

المشتہر

حکیم نور محمد [illegible]

[illegible] ضلع

شفاخانہ [illegible]

رجسٹرڈ ایل

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

من دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۴ | مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء مطابق ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ | جلد ۶

اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا ہے کہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء سے الحکم کے کالموں میں صبح کی سیر اور دربار شام خصوصیت سے دو کالم ہوں گے اور ڈائری کا اقتباس حسب ضرورت ہوتا ہی ہے ہم نے اس کار خیر کی وسعت اشاعت کے لیے ایک اور تجویز بھی کی ہے کہ

صرف حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی ڈائری کو بقید تاریخ جو الحکم میں چھپا کریگی الگ بطور ضمیمہ حضرۃ حجۃ اللہ کی تصنیف کی کتابوں کی صورت کے آٹھ صفحہ نمبر صرف ان لوگوں کے لیے جو الحکم خرید نہیں سکتے شائع کریں اسلیے ۲ مع محصولڈاک ادا کرنے پر ایسے لوگوں کو یہ ضمیمہ ملیگا الحکم کے خریداروں کو اس ضمیمہ کے خریدنیکی ضرورت نہوگی کیونکہ یہ اسی کا ایک حصہ ہے اس ضمیمہ کا نام ہم نے اُسوہ حسنہ رکھا ہے۔ ۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء سے انشاء اللہ طبع ہونا شروع ہوگا۔ حیدر

کشتی نوح

تقویۃ الایمان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

طاعون کا ٹیکا

لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ پ ۱۰ ع ۱۳

ترجمہ ہمیں کوئی مصیبت ہرگز نہیں پہنچ سکتی بجز اُس مصیبت کے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھدی ہے وہی ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے اور مومنوں کو چاہیے کہ توکل اُسی پر رکھیں ✦

شکر کا مقام ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے اپنی رعایا پر رحم کرکے دوبارہ طاعون سے بچانیکے لیے ٹیکہ کی تجویز کی اور بندگان خدا کی ہمدردی کے لیے کئی لاکھ روپے کا خرچ اپنے سر پر ڈال لیا درحقیقت یہ وہ کام ہے جسکا شکرگذاری سے استقبال کرنا دانشمند رعایا کا فرض ہے اور سخت نادان اور اپنے نفس کا وہ شخص دشمن ہے کہ جو ٹیکہ کے بارہ میں بدظنی کرے کیونکہ یہ بارہا تجربہ میں آچکا ہے کہ یہ محتاط گورنمنٹ کسی خطرناک علاج کو برعملدرآمد کرانا نہیں چاہتی بلکہ بہت سی تجاربہ کے بعد ایسے امور میں جو تدبیر فی الحقیقت مفید ثابت ہوتی ہے اُسکو پیش کرتی ہے سو یہ بات اہلیت اور انسانیت سے بعید ہے کہ جس تجویز کو خیرخواہی کیلیے لکھو کھا روپیہ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اور کرچکی ہے اُسکی یہ داد دیجائے کہ گویا گورنمنٹ کو اس سردردی اور صرف زر سے اپنا کوئی خاص مطلب ہے وہ رعایا بدقسمت ہے کہ بدظنی میں اس حد تک پہنچ جائے کچھ شک نہیں کہ اسوقت تک جو تدبیر اس علم

۲ لوگ چاہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات کی عام اشاعت ہو وہ اس کی نشرت سے اشاعت کی کوشش کریں ✦ ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان۔

اس باب میں اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ آئی وہ بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ یہ تدبیر ہے کہ ٹیکا کرایا جائے اس سے کسیطرح انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ تدبیر مفید پائی گئی ہے اور بپابندی رعایت اسباب تمام رعایا کا فرض ہے کہ اس پر کاربند ہو کر وہ غم جو گورنمنٹ کو انکی جان کے لیے ہے اس سے اسے سبکدوش کریں۔ لیکن ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لیے ایک آسمانی **روک** نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے **ہم ٹیکا کراتے** اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لیے **ایک آسمانی رحمت کا نشان** دکھاوے سو اس نے مجھے مخاطب کرکے **فرمایا** ہے کہ

تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائینگے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کرکے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لیے مت دلگیر ہو۔

یہ **حکم الٰہی** ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لیے اور ان سب کیلیے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکہ کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا میں ابھی بیان کر چکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ **خدا** جو **زمین و آسمان کا** خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اس نے مجھ پر **وحی نازل** کی ہے کہ

میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیوار میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے سامنے کسیطور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو

اور اس نے مجھے مخاطب کرکے یہ بھی **فرمایا** کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئیگی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا انکی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کرینگے کہ نسبتاً و مقابلۃً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں۔

اس بات پر بعض نادان چونک پڑیں گے اور بعض ہنسیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دینگے اور بعض حیرت میں آئیں گے کہ کیا ایسا **خدا موجود ہے** جو بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کر سکتا ہے اس کا **جواب** یہی ہے کہ ہاں بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والے زندہ ہی مر جاتے وہ عجیب قادر ہے اور اس کی پاک قدرتیں عجیب ہیں۔ ایکطرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کیطرح مسلط کر دیتا ہے اور ایکطرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ انکی خدمت کریں ایسا ہی جب دنیا پر اس کا غضب مستولی ہوتا ہے اور اس کا قہر ظالموں پر جوش مارتا ہے تو اس کی آنکھ اپنے خاص لوگوں کی حفاظت کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل حق کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا اور کوئی انکو شناخت نہ کر سکتا۔ اس کی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر بقدر یقین لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں جنکو یقین اور محبت اور اس کی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے اور نفسانی عادتوں سے باہر کیے گئے ہیں انہیں کے لیے خارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خارق عادت قدرتوں کے دکھلانے کا انہیں کے لیے ارادہ کرتا ہے جو خدا کے لیے اپنی عادتوں کو پھاڑتے ہیں۔ اس زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو اس کو جانتے ہیں اور اس کی عجائب قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ ایسے لوگ بہت ہیں جنکو ہرگز اس قادر خدا پر ایمان نہیں جس کی آواز کو ہر ایک چیز سنتی ہے اور جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ اسجگہ یاد رہے کہ اگرچہ طاعون وغیرہ امراض میں علاج کرنا گناہ نہیں ہے بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ایسا مرض نہیں جس کے لیے خدا نے دوا پیدا نہیں کی لیکن میں اس بات کو معصیت جانتا ہوں کہ خدا کے اس **نشان** کو ٹیکہ کے ذریعہ سے مشتبہ کر دوں جس نشان کو وہ ہمارے لیے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں اس کے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتک عزت کرکے ٹیکہ کیطرف رجوع کرنا نہیں چاہتا اور اگر میں ایسا کروں تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھ سے کیا گیا اور اگر ایسا ہو تو پھر تو مجھے شکرگذار اس طبیب کا ہونا چاہیے جس نے یہ نسخہ ٹیکہ کا نکالا نہ خدا کا شکرگذار جس نے مجھے وعدہ دیا کہ ہر ایک جو اس چار دیوار کے اندر ہے میں اسے بچاؤنگا۔

میں بصیرت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اس قادر خدا کے وعدے سچے ہیں اور میں آنے والے دنوں کو ایسا دیکھتا ہوں کہ گویا وہ آچکے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح طاعون سے لوگ نجات پاویں اور اگر گورنمنٹ کو آئندہ کسی وقت طاعون سے نجات پانے کے لیے ٹیکہ سے بہتر کوئی تدبیر مل جائے تو وہ خوشی سے اسکو کرے گی اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ طریق جس پر خدا نے مجھے چلایا ہے **اس گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے برخلاف نہیں** ہے اور آج سے ۲۰ برس پہلے اس بلائے عظیم طاعون کی نسبت میری کتاب براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی یہ خبر موجود ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ ص ۵۱۸ و ص ۵۱۹ پھر ماسوا اس کے یہ بڑے زور سے خداتعالیٰ کیطرف سے پیشگوئی ہے کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اسکے مامور کے سامنے تکبر نہیں کرتے بلائے طاعون سے نجات دیگا اور نسبتاً و مقابلۃً اس سلسلہ پر اس کا خاص

فضل سے گا گو کسی کی ایمانی قوۃ کے ضعف
یا نقصان عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے
جو خدا کے علم میں ہو کوئی شاذ و نادر کے طور
پر اس جماعت میں بھی کیس ہو جاوے سو
شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ہمیشہ
مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے جیسا
کہ گورنمنٹ نے خود تجربہ کرکے معلوم کر لیا ہے
کہ طاعون کا ٹیکا لگانے والے بہ نسبت دوسروں
کے بہت ہی کم مرتے ہیں۔ پس جیسا کہ شاذ
و نادر کی موت ٹیکہ کے قدر کو کم نہیں کرتی
اسی طرح اس نشان میں اگر مقابلۃً بہت
ہی کم درجہ پر قادیان میں طاعون کی وارداتیں
ہوں یا شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت
میں سے کوئی شخص اس مرض سے گذر جائے
تو اس نشان کا مرتبہ کم نہیں ہوگا وہ الفاظ
جو خدا کی پاک کلام سے ظاہر ہوتے ہیں
ان کی پابندی سے یہ پیشگوئی لکھی گئی ہے
عقلمند کا کام نہیں ہے کہ پہلے سے آسمانی
باتوں پر ہنسی کرے یہ خدا کا کلام ہے
نہ کسی منجم کی باتیں۔ یہ روشنی کے چشمہ سے
ہے نہ تاریکی کی اٹکل سے یہ اسکا کلام ہے
جس نے طاعون نازل کی اور جو اسکو دور
کر سکتا ہے۔ ہماری گورنمنٹ بلاشبہ اس
وقت اس پیشگوئی کا قدر کریگی جبکہ دیکھیگی
کہ یہ حیرت انگیز کیا کام ہوا کہ ٹیکا لگانے
والوں کی نسبت یہ لوگ عافیت اور صحت میں
رہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس
پیشگوئی کے مطابق کہ در اصل برابر بیس
یا بائیس برس سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں
نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں
میرے **منجانب اللہ** ہونیکا یہ **نشان**
ہوگا کہ میرے گھر کی چار دیوار کے اندر
رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت
سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً
و مقابلۃً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا
اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جائے گی
اسکی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان
میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کر دے
نہیں آئیگی الا کم اور شاذ و نادر کا مس اگر یہ
لوگ دلوں کے سیدھے ہونے اور خدا سے ڈرنے

تو بالکل بچائے جاتے کیونکہ مذہب کے
اختلاف کی وجہ سے دنیا میں عذاب کسی پر
نازل نہیں ہوتا اسکا مواخذہ قیامت کو ہوگا
دنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں اور
کثرت گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے
اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ
توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر
موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون
پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے
بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں
کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں اور نیز یہ
بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الٰہی وعدہ کے
مقابل اس لیے انسانی تدبیروں سے پرہیز
کرنا لازم ہے کہ تا نشان الٰہی کو کوئی دشمن
دوسری طرف منسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ
اس کے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کے ذریعہ سے
خود کوئی تدبیر سمجھا دے یا کوئی دوا بتلا دے
تو ایسی تدبیر یا دوا اس نشان میں کچھ حارج
نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس خدا کی طرف سے
ہے جس کی طرف سے وہ نشان ہے کسی کو یہ
وہم نہ گذرے کہ اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری
جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت
ہو جاوے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں
کوئی خلل آئے گا ایسا نہیں کیونکہ پہلے زمانوں میں
موسیٰ اور یشوع اور آخر میں ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں
نے تلوار اٹھائی اور صدہا انسانوں کے
خون کیے انکو تلوار سے ہی قتل کیا جائے
اور نبیوں کی طرف فتح ایک نشان تھا جسکے
بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابل مجرمین
کے اہل حق بھی انکی تلوار سے قتل ہوتے
تھے مگر بہت کم اور اسقدر نقصان سے
نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی
اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے
بعض کو باعث اسباب مذکورہ طاعون
ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الٰہی
میں کچھ بھی حرج انداز نہ ہوگی۔ کیا یہ عظیم
الشان نشان نہیں میں بار بار کہتا ہوں
کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے
ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی

شک نہیں رہیگا اور وہ سمجھ جائیگا
کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے
معاملہ کیا ہے بلکہ بطور نشان الٰہی کے
نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت
بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی
کرے گی اور انکی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے
گی اور مخالف جو ہر ایک موقعہ پر شکست
پاتے رہے ہیں جیسا کہ کتاب نزول المسیح
میں میں نے لکھا ہے اگر اس پیشگوئی کے
مطابق خدا نے اس جماعت اور دوسری
جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو انکا
حق ہوگا کہ میری تکذیب کریں اب تک جو
انھوں نے تکذیب کی ہے اسمیں تو
صرف ایک لعنت کو خریدا ہے مثلاً بار بار شور
مچایا کہ آتھم پندرہ مہینے کے اندر نہیں مرا۔
حالانکہ پیشگوئی نے صاف لفظوں میں کہدیا
تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کریگا تو پندرہ
مہینے میں نہیں مرے گا سو اس نے
عین جلسہ مباحثہ پر ستر معزز آدمیوں
کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
دجال کہنے سے رجوع کیا اور نہ صرف یہی
بلکہ اپنے پندرہ مہینے تک اپنی خاموشی
اور خوف سے اپنا رجوع ثابت کر دیا
اور پیشگوئی کی بنا یہی تھی کہ اس نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا لہٰذا
اس نے رجوع سے صرف اسقدر فائدہ
اٹھایا کہ پندرہ مہینے کے بعد مرا مگر مر گیا
یہ اس لیے ہوا کہ پیشگوئی میں یہ بیان
تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ
کے رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا سو وہ
مجھ سے پہلے مر گیا اسی طرح وہ غیب کی
باتیں جو خدا نے مجھے بتلائی ہیں اور پھر اپنے
وقت پر پوری ہوئیں وہ دس ہزار سے کم
نہیں مگر کتاب **نزول المسیح** میں جو
چھپ رہی ہے نمونہ کے طور پر صرف ڈیڑھ سو
انہیں سے مع ثبوت اور گواہوں کے لکھی
گئی ہیں۔ اور کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں
ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اس کے دو
حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا
اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی

کوئی پیشگوئی جو میرے مُنہ سے نکلی ہو اسکو پیش کرے جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی مگر
سمجھ کی تیزی سے یا بےخبری سے ہو جا ہے کہے اور
میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزارہا میری ایسی
کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے
پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں
ان کی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے
تو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ
ان کی مثل نہیں ملے گی اگر میرے مخالف اسی طریق
سے فیصلہ کرتے تو کبھی سے انکی آنکھیں کھل جاتیں
اور میں انکو ایک کثیر انعام دینے کو طیار تھا
اگر وہ دنیا میں کوئی نظیر ان پیشگوئیوں کی پیش
کر سکتے محض شرارت سے یا حماقت سے یہ کہنا کہ
فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی ہم بجز اس کے کیا کہیں
کہ ایسے اقوال کو خباثت اور بدظنی کی طرف منسوب
کریں اگر کسی مجمع میں اسی تحقیق کے لیے گفتگو کرتے
تو انکو اپنے قول سے رجوع کرنا پڑتا یا سخت شرمندہ ہونا
پڑتا۔ ہزارہا پیشگوئیوں کا ہو بہو پورا ہو جانا
اور ان کے پورا ہونے پر ہزارہا گواہ زندہ پائے
جانا یہ کچھ تھوڑی بات نہیں ہے گویا خدائے
عزوجل کو دکھلا دینا ہے کسی زمانہ میں یا کسی
زمانہ نبوی کے کبھی کسی نے مشاہدہ کیا کہ ہزارہا
پیشگوئیاں بیان کی گئیں اور وہ سب کی سب روز
روشن کی طرح پوری ہو گئیں اور ہزارہا لوگوں نے
ان کے پورے ہونے پر گواہی دی۔ میں یقیناً
جانتا ہوں کہ اس زمانہ میں جس طرح خدا تعالیٰ قریب
ہو کر ظاہر ہو رہا ہے اور صدہا امور غیب اپنے
بندہ پر کھول رہا ہے اس زمانہ کی گذشتہ زمانوں
میں بہت ہی کم مثال ملے گی۔ لوگ عنقریب دیکھ
لیں گے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا **چہرہ**
ظاہر ہوگا گویا وہ آسمان سے اُتریگا اُس نے
بہت مدت تک اپنے تئیں چھپائے رکھا اور
انکار کیا گیا اور چپ رہا۔ لیکن وہ اب نہیں چھپائے
گا اور دنیا اُس کی قدرت کے وہ نمونے دیکھے
گی کہ کبھی اُس کے باپ دادوں نے نہیں دیکھے
تھے یہ اس لیے ہوگا کہ زمین بگڑ گئی اور آسمان
اور زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں
رہا ہونٹوں پر اسکا ذکر ہے لیکن دل اس سے
پھر گئے ہیں اس لیے خدا نے کہا کہ اب میں نیا
آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔ اسکا مطلب
یہی ہے کہ زمین مرگئی یعنی زمینی لوگوں کے
دل سخت ہو گئے گویا مر گئے کیونکہ خدا کا چہرہ
ان سے چھپ گیا اور گذشتہ آسمانی نشان
سب بطور قصوں کے ہو گئے سو خدا تعالیٰ نے
ارادہ کیا کہ وہ **نئی زمین اور نیا آسمان بناوے**
وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟
نئی زمین وہ پاک دل ہیں جنکو خدا اپنے ہاتھ
سے تیار کر رہا ہے **جو خدا سے ظاہر ہوئے**
خدا اُن سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان
وہ نشان ہیں جو اُس کے بندہ کے ہاتھ سے
اُسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں لیکن افسوس
کہ دنیا نے خدا کی اس نئی تجلی سے دشمنی کی۔
ان کے ہاتھ میں بجز قصوں کے اور کچھ نہیں
اور انکا خدا اُن کے اپنے ہی تصورات ہیں اور
ٹھہرے ہیں۔ دل ہیں نہیں تھکی ہوئی ہیں اور آنکھوں پر
پردے ہیں۔ دوسری قومیں تو خود حقیقی خدا
کو کھو بیٹھی ہیں انکا کیا ذکر ہے جنھوں نے
انسانوں کے بچوں کو خدا بنا لیا۔ مسلمانوں کا
حال دیکھو کہ وہ کسقدر اس سے دور ہو گئے
ہیں۔ سچائی کے سچے دشمن ہیں راہ راست کے
جانی دشمن کی طرح مخالف ہیں مثلاً **ندوۃ
العلما** نے اسلام کے لیے جو کچھ دعویٰ کیا
ہے اور یا **انجمن حمایت الاسلام** لاہور
جو اسلام کے نام پر مسلمانوں کا مال لیتی ہے
کیا یہ لوگ خیر خواہ اسلام ہیں؟
کیا یہ لوگ صراط مستقیم کی حمایت کر رہے ہیں
کیا انکو پتا ہے کہ اسلام کن مصیبتوں کے
نیچے کچلا گیا اور دوبارہ تازہ کرنے کے لیے
خدا کی عادت کیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں
کہ **اگر میں نہ آیا ہوتا** تو ان کے اسلامی
حمایت کے دعوے کسقدر قابل قبول ہو سکتے
لیکن اب یہ لوگ **خدا کے الزام کے**
نیچے ہیں کہ حمایت کا دعویٰ کر کے جب آسمان سے
ستارہ نکلا تو سب سے پہلے منکر ہو گئے۔ اب وہ
اُس خدا کو کیا جواب دیں گے جس نے عین وقت
پر **مجھے بھیجا** ہے مگر انکو تو کچھ پروا نہیں
آفتاب دوپہر کے نزدیک آگیا ابھی اُن کے
نزدیک رات ہے۔ خدا کا چشمہ پھوٹ پڑا
مگر ابھی وہ بیابان میں رو رہے ہیں اُس کے
آسمانی علوم کا ایک دریا چل رہا ہے لیکن ان
لوگوں کو کچھ بھی خبر نہیں۔ اس کے **نشان**
ظاہر ہو رہے ہیں لیکن یہ لوگ بالکل غافل ہیں
اور نہ صرف غافل بلکہ **خدا کے سلسلہ کی
دشمنی** رکھتے ہیں۔ بس یہی حمایت اسلام اور
ترویج اسلام اور تعلیم اسلام ہے جو انکے
ہاتھوں سے ہو رہی ہے۔ مگر کیا یہ لوگ
اپنی روگردانی سے خدا کے ارادہ کو روک
دیں گے جو ابتدا سے تمام نبی اسپر گواہی دیتے
آئے ہیں۔ نہیں بلکہ خدا کی یہ پیشگوئی عنقریب
سچی ہونے والی ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ
أَنَا وَرُسُلِي۔ خدا نے جیسا کہ آج سے
دس برس پہلے اپنے بندہ کی تصدیق کے لیے
آسمان پر رمضان میں **خسوف کسوف**
کیا اور **نیر النہار** اور **نیر اللیل** کو میرے
لیے گواہ بنا کر دو نشان ظاہر فرمائے ایسا
ہی اُس نے نبیوں کی پیشگوئی کے موافق زمین
پر بھی دو نشان ظاہر کئے۔ ایک وہ نشان
جسکو تم قرآن شریف میں پڑھتے ہو وَ
إِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور حدیث میں
پڑھتے ہو وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا
يُسْعٰى عَلَيْهَا جس کی تکمیل کے لیے ارض حجاز
میں یعنی مدینہ اور مکہ کی راہ میں ریل بھی طیار
ہو رہی ہے۔ دوسرا نشان طاعون کا بھیجا
کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ
إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ
مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا سو خدا نے ملک میں
ریل بھی جاری کر دی اور طاعون بھی بھیجی
تا زمین بھی گواہ ہو اور آسمان بھی۔ اب خدا
سے مت لڑو خدا سے لڑنا بیوقوفی ہے۔
اس سے پہلے خدا نے جب **آدم کو خلیفہ**
بنانا چاہا تو فرشتوں نے روکا۔ مگر کیا خدا
ان کے قول سے رک گیا۔ اب خدا نے
دوسرا آدم پیدا کرنے کے وقت فرمایا

أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ

یعنی میں نے ارادہ کیا جو خلیفہ بناؤں پس میں نے
اس آدم کو پیدا کیا اب بتلاؤ کہ کیا تم خدا کے
ارادہ کو روک سکتے ہو پس کیوں تم خطی

باتوں کا حسن و خباثت کی پیش کرنے ہوا تو یقین کی راہ اختیار نہیں کرتے۔ امتحان میں نہ پڑو یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے ارادہ کو روکنے والا کوئی نہیں اس قسم کی لڑائیاں تقویٰ کا طریق نہیں البتہ اگر شک ہے تو یہ طریق ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ میں نے خدا سے الہام پاکر ایک گروہ انسانوں کے لیے جو میرے قول پر چلنے والے ہیں عذاب طاعون سے بچنے کے لیے خوشخبری پائی ہے اور اسکو شائع کر دیا ہے ایسا ہی اگر آپکی قوم کی بھلائی آپ لوگوں کے دل میں ہے تو آپ لوگ بھی اپنے ہم مذہبوں کے لیے خدا تعالیٰ سے نجات کی بشارت حاصل کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے اور اس بشارت کو میری طرح بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے شائع کریں تا لوگ سمجھ لیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے بلکہ یہ موقعہ عیسائیوں کے لیے بھی بہت ہی خوب ہے وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ نجات مسیح سے ہے۔ پس اب انکا بھی فرض ہے کہ ان مصیبت کے دنوں میں عیسائیوں کو طاعون سے نجات دلا دیں **ان تمام فرقوں سے** جنکی زیادہ سنی گئی وہی مقبول ہے۔ اب خدا نے ہر ایک کو موقع دیا ہے کہ خواہ مخواہ زمینی مباحثات نہ کریں اپنی قبولیت بڑھکر دکھلاویں طاعون سے بھی بچیں اور انکی سچائی بھی کھلجائے بالخصوص **پادری صاحبان** جو دنیا اور آخرت میں **مسیح ابن مریم** ہی منجی قرار دیچکے ہیں وہ اگر دل سے ابن مریم کو دنیا و آخرۃ کا مالک سمجھتے ہیں تو اب عیسائیوں کا حق ہے کہ انکے کفارہ سے نمونہ نجات دیکھ لیں اسطرح گورنمنٹ عالیہ کو بھی بہت آسانی ہو سکتی ہے کہ برٹش انڈیا کے مختلف فرقے جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی پر بھروسہ رکھتے ہیں اپنے گروہ کے چھڑانے کے لیے اور طاعون سے نجات دلانے کے لیے یہ انتظام کریں کہ اپنے اُس خدا سے جسپر وہ ایمان رکھتے ہیں یا اپنے کسی اور معبود سے جسکو انھوں نے سچا خدا سمجھ لیا ہے ان مصیبت زدوں کی شفاعت کریں اور اس سے کوئی پختہ وعدہ لیکر اشتہارات کے ذریعہ سے شائع کر دیں جیسا کہ ہم نے یہ اشتہار شائع کر دیا ہے۔ اسمیں تو سراسر مخلوق کی بھلائی اور اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت ہے اور نیز گورنمنٹ کی مدد ہے ورنہ گورنمنٹ بجز اس کے کیا چاہتی ہوگی کہ اُسکی رعایا طاعون کی بلا سے بچ جائے گو کسی طرح بچ جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ ہم اس اشتہار میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصوں پنجاب اور ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے ٹیکا لگوانے سے منع نہیں کرتے جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو انکو ضرور ٹیکا کرانا چاہیے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے اور جنکو اپنی رضامندی پر چھوڑ دیا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قائم نہیں ہیں جو انکو دی گئی ہے تو انکو بھی ٹیکا کرانا مناسب ہے تا وہ ٹھوکر نہ کھاویں اور تا وہ اپنی خراب حالت کیوجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دھوکا نہ دیں اور اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں بطور مختصر چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں۔

تعلیم

واضح رہے کہ صرف زبان سے **بیعت** کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جبتک دلکی عزیمت سے اسپر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جسکی نسبت خدا کے کلام میں یہ وعدہ ہے **اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار** یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اسکو بچاؤں گا اسجگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں **پیروی** کرنے کے لیے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ انکا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسیکا بیٹا نہ کوئی اسکا بیٹا وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ وہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اسکی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کیطرف سے جب ایک نئی رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لیے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کیوقت جب نیکی کیطرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اسپر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کیوقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اسپر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اسکے کل تعلقات پر اسکو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اسکی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اسکو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اسحالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اسمیں کچھ جدائی نہ رہے اور تمھاری مرضی اسکی مرضی اور تمھاری خواہشیں اُسکی خواہشیں ہو جائیں اور تمھارا سر ہر ایکوقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اُسکے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اسپر عمل کرے اور اسکی رضا کا طالب ہو جائے اور اسکی قضاء و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھکر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمھاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُسکی توحید زمین پر پھیلانے کے لیے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اسکے بندوں پر رحم کرو اور انپر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لیے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسیکو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم

مولا غلام

بصدق نیت اور ... ہمدرد بنجاؤ تا قبول کیے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اسکی جناب میں قبول نہیں ہوسکتے جبتک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ انکی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو **نصیحت** کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے انپر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کیطرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لیے زندگی بسر کرو اور اُس کے لیے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہیے کہ ہر ایک صبح تمھارے لیے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمھارے لیے گواہی دے کہ تمنے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کیطرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کرسکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اُسکی دونوں جہانوں میں بیخکنی کر جاتی ہے تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمھارا خدا ہے اُس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اسکو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمھاری ساری روشنی کو دور کر دیگی اور اگر تمھارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں دھوکا دو کہ جو کچھ ہمنے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمھاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے

جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کریگا تم آپس میں جلد صلح کرلو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائیگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کیطرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازہ کے لیے تم بلائے گئے ہو اسمیں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہوسکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے مُنہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم ایسے باہم ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت وہ ہے جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اُسکا مجھمیں حصہ نہیں۔ خدا کی **لعنت** سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے **بدکار** خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتا **متکبر** اُسکا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ **ظالم** اُسکا قرب حاصل نہیں کرسکتا **خائن** اُسکا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ اور ہر ایک جو اُس کے نام کے لیے **غیرت** مند نہیں اُسکا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدّوں کیطرح گرتے ہیں اور **دنیا سے آرام یافتہ** ہیں وہ اُسکا قرب حاصل نہیں کرسکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اُس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اُس سے بیخبر ہے وہ جو اُسکے لیے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائیگا وہ جو اُسکے لیے روتا ہے وہ ہنسیگا۔ وہ جو اُس کے لیے دنیا سے توڑتا ہے وہ اُسکو ملیگا تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بنجائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اُسکے ہو جاؤ تا وہ بھی تمھارا ہو جائے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جنمیں سے ایک **طاعون** بھی ہے سو تم خدا کو صدق کے ساتھ

پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جبتک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جبتک آسمان سے رحم نازل نہ ہو تمھاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو تمھیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر اُنپر بھروسا کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھکر ہے اور تمھارے لیے

ایک ضروری تعلیم یہ ہے

کہ قرآن شریف کو مہجور کیطرح نہ چھوڑ دو کہ تمھاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے انکو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اسپر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے **نجات یافتہ کون ہے؟** وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسمیں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لیے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اور اسکے ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اُسکی روحانی فیض رسانی سے اس **مسیح موعود** کو دُنیا میں بھیجا جسکا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جبتک کہ محمدی سلسلہ کے لیے ایک **مسیح روحانی رنگ** کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لیے دیا گیا تھا

اسی کیطرف یہ آیۃ اشارہ کرتی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ موسیٰ نے وہ متاع پائی جسکو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جسکو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائمقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھکر اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا* جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے

* نوٹ یہودی اپنی تاریخ کی رو سے بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ موسیٰ سے چودھویں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہوا تھا دیکھو یہودیوں کی تاریخ منہ

بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو وہ میں ہی ہوں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اسکے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیے تھا۔ اور اس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں از انجملہ ایک طاعون بھی ہے۔

پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اسکی شفاعت کریگی سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کیے جاؤ گے جب سچ سچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالےٰ کو دیکھتے ہو

اور اپنے روزوں کو خدا کے لیے صدق کے ساتھ پورے کرو ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا ضرور ہے کہ انواع مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے اگر تمہاری زمینی عزۃ ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزۃ آسمان پر دے گا سو تم اسکو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کیے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اسکی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش ہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کیطرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مریگا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اسکو چنتا ہے وہ اسکے پاس آجاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے جو اسکو عزۃ دیتا ہے وہ اسکو بھی عزۃ دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھا کرکے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کرکے اسکیطرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کریگا عقیدہ کے رو سے

جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوۃ کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی بھید ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں۔ اور اسمیں دوئی نہیں آئی اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں* اسکی

* نوٹ عیسائی محققوں نے اسی رائے کو ظاہر کیا ہے دیکھو کتاب سوپر نیچرل ریلیجن صفحہ ۵۲۲۔ اگر تفصیل چاہتے ہو تو ہماری کتاب تحفہ گولڑویہ کا صفحہ ۱۳۹ دیکھ لو۔ منہ

قبر ہے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اسکے مرجانیکی خبر دی ہے اور اگر اس آیت کے اور معنے ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے۔ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں تو گویا قرآن نے اسکے مرنیکا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مریگا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنیکی خبر دی مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کی مرنیکی خبر نہ دی۔ اسمیں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنیکی خبر اس آیت میں ہے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ ✦ سو آیت تو صاف

✦ نوٹ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ دنیا میں دوبارہ

ہوتے ہیں تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں تھی جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا اور کروڑہا عیسائیوں کو دیکھا جو اسکو خدا جانتے تھے اور صلیب توڑی اور تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو جناب الٰہی میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں تھی۔

دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے یہ معنے ہیں کہ مع جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھا لیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جسکی زندگی کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا گویا خدا نے ہمیشہ کے لیے اسلیے زندہ رہنے دیا کہ تا لوگ مشرک اور بیدین ہو جائیں اور گویا یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا تا لوگوں کو گمراہ کرے خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آ سکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اسکو زندہ سمجھا جائے **اسکو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو** خدا نے اپنے قول سے مسیح کی موت ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اسکو مُردوں میں دیکھ لیا اب بھی تم مانتے میں نہیں آتے یہ کیسا ایمان ہے کیا انسانوں کی روایتوں کو خدا کے کلام پر مقدم رکھتے ہو یہ کیا دین ہے * اور ہمارے رسول صلی اللہ

---

* قرآن شریف میں ایک آیت میں صریح کشمیر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مسیح اور اسکی والدہ صلیب کے واقعہ کے بعد کشمیر کی طرف چلے گئے جیسا فرماتا ہے وَاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ یعنی ہم نے عیسیٰ کو اور اسکی والدہ کو ایک ایسے ٹیلہ پر جگہ دی جو آرام کی جگہ تھی اور پانی صاف یعنی چشموں کا پانی وہاں تھا سو اس میں خدا تعالیٰ نے کشمیر کا نقشہ کھینچا ہے اور اوی کا لفظ لغت عرب میں کسی مصیبت یا تکلیف سے پناہ دینے کیلیے آتا ہے اور صلیب سے پہلے عیسیٰ اور اسکی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گذرا جس سے پناہ دیجاتی پس متعین ہوا کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ اور اسکی والدہ کو واقعہ صلیب کے بعد اس ٹیلہ پر پہنچایا تھا۔ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گواہی دی کہ میتی مردہ روحوں میں عیسیٰ کو دیکھا بلکہ خود مر کر بھی ظاہر کر دیا کہ اس سے پہلے کوئی زندہ نہیں رہا۔ پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں ویسا ہی سنت کو بھی چھوڑتے ہیں کیونکہ مرنا ہمارے نبی کی سنت ہے اگر عیسیٰ زندہ تھا تو مرنے میں ہمارے رسول کی بےعزتی تھی پس تم نہ اہل سنت ہو نہ اہل قرآن جبتک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رو سے **اسلام میں خاتم الخلفا** ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لیے خاتم الخلفا تھا موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اسکی عزت کرتا ہوں جسکا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اسکے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں *

---

* یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے۔ آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائلز مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔ منہ

کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے تھے نہ صرف اسیقدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض +

ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں ہے خدا تعالیٰ تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کریگا دیکھو میں یہ کہکر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اسکو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمھیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کیطرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں نہیں لگا رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُسپر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُنکی بات کو نہیں مانتا اور اُنکی تعہد خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع **مسیح موعود و مہدی معہود** نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لیے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص **مخالفوں** کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغگو۔ جعلساز اور ان کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہرگز پا نہیں سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کیے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو اُن کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا اُن کی حمایت میں۔ کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے جو ایک بیباک گنہگار اور بدباطن شریر النفس کی فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہوگا۔ جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اُس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ اُن کے لیے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا۔ وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لیے اُس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔ دنیا چاہتی ہے کہ اُن کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن اُن پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو اُن کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے اُن کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں اُن کو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اُس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اُس پر ایمان لائے ہم نے اُس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لیے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے اس زمانہ کے لیے مسیح موعود کر کے بھیجا۔ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ جو شخص اُس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے۔ ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن **وحی** پائی ہے۔ ہم نے اُسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی نہیں۔ کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اُس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں مگر وہی جو اُس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ سو جب تم دعا کرو تو اُن **جاہل نیچریوں** کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں اُن کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی۔ وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے۔ وہ مردے ہیں نہ زندے۔ خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اُس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اُس کو کمزور سمجھتے ہیں۔ سو اُن سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ اُن کی حالت ہے۔ لیکن جب تو دعا کے لیے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر بڑی مشکلات کے وقت اُس کو جو اُس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر۔ تیرا خدا وہ ہے جس نے بے شمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکایا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اُس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آ جائے گا۔ بلکہ٭ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی۔ ہمارے خدا میں بیشمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں

٭ نوٹ۔ خدا کسی کام میں عاجز نہیں آتا ہاں خدا کی کتاب نے دعا کے بارہ میں یہ قانون پیش کیا ہے کہ وہ نہایت رحیم ہو کر نیک انسان کے ساتھ دوستوں کی طرح معاملہ کرتا ہے یعنی کبھی تو اپنی مرضی کو چھوڑ کر اُس کی دعا سنتا ہے جیسا کہ خود فرمایا اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور کبھی اپنی مرضی اُس سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ الخ۔ یہ ایسا اس لیے کیا کہ تا کبھی انسان کی دعا کے موافق اُس سے معاملہ کر کے یقین اور معرفت میں اُس کو ترقی دے اور کبھی جب اپنی مرضی اُس کے موافق کر کے اپنی رضا کی اُس کو خلعت بخشے اور اُس کا مرتبہ بڑھاوے اور اُس سے محبت کر کے ہدایت کی راہوں میں اُس کو ترقی دیوے۔ منہ

جو صدق اور وفا سے اُسکے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اُسکی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اُس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جسکو ابتک یہ پتہ نہیں کہ اُسکا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُسکو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُسمیں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کیطرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا میں کیا کروں اور کسطرح خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمھارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لیے لوگوں کے کان کھُلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمھارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تعالےٰ تمہارے لیے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا تعالےٰ اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لیے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمھارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنیوالا ہے تو تم دنیا کے لیے ایسے بیخود کیوں ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُسکی قدر کرو کہ وہ تمھارے ہر ایک قدم میں تمھارا مددگار ہے تم بغیر اُسکے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی چاٹتا ہے انھوں نے سفلی اسباب کی مٹی چاٹی۔ اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انھوں نے مردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُنمیں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلہ سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے اُنکے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیے ہیں پس تم اُس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اُس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی ہے اور سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اُسکے اذن سے۔ ایک مردہ اسپر ہنسی کرے گا مگر کاش وہ اگر مر جاتا تو اس ہنسی سے اُس کے لیے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھکر انکی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی انھیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے اُنکا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اس لیے وہ غفلت میں چھوڑے گئے میں تمھیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنھوں نے سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ رکھا ہے چاہیئے کہ تمھارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے تم راستباز اُسوقت بنوگے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کیوقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کرے گا اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لیے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور سراسر اسباب پر گر گئے ہیں یہانتک کہ طاقت مانگنے کے لیے وہ مُنہ سے انشاء اللہ بھی نہیں کہتے اُن کے پیرو مت بنجاؤ۔ خدا تمھاری آنکھیں کھولے تا تمھیں معلوم ہو کہ تمھارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں نہیں بلکہ یکدفعہ گریں گی۔ اور احتمال ہے کہ اُن سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اُس سے مدد نہیں مانگو گے اور اُس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مروگے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اُس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ اسکا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اُسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اُسپر کھولے جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ سراسر مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے مگر مؤخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے بہرحال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اُس حی و قیوم خدا سے یہ لوگ بیخبر ہیں بلکہ لاپروا ہیں اور اُس سے مُنہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی اُنکو کہاں نصیب ہو سکتی ہے۔ مبارک ہو اُس انسان کو جو اس راز کو سمجھے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسیطرح تمہیں چاہیے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور اُنکو عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمھیں

اپنی کلام میں سکھلایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اُسے معلوم نہیں۔ کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلاویں۔ اے نادانو وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائیگا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جسکا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اُسے پاؤ گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دلکو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے منار تک پہونچا دیتا ہے وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لیے پاک غذا لائیگا۔ وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھا دیگا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جنکی روحین آسمان کیطرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جنکو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمھیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق وصفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے ✻ اور

✻ نوٹ قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مردہ ہے اور خدا اُس کے ساتھ نہیں۔ منہ

روح القدس اب اُتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اُتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اُترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا تم اپنے دلوں کے دروازے کھولدو تا وہ

اُن میں داخل ہو۔ تم اُس آفتاب سے خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو جبکہ اُس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان اُٹھ اور اُس کھڑکی کو کھول دے تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائیگا۔ جبکہ خدا نے دنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں تم پر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہیں جنکی اسوقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر اُسنے بند کر دی ہیں ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورہ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھولدیا ہے تو تم کیوں اُن کے لینے سے انکار کرتے ہو اُس چشمہ کے پیاسے بنو کہ پانی خود بخود بہایا جائیگا۔ اس دودھ کے لیے تم بچہ کی طرح رونا شروع کرو کہ دودھ پستان سے خود بخود اُتر آئیگا۔ رحم کے لائق بنو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑے کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے پر اُن کے لیے آسان کی جاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اسمیں اپنے محبوب کے لیے جلیں گے پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈالدیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے یہی ہے جو خدا نے فرمایا وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا الخ یعنی اے بُرو اور اے نیکو تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کے لیے اس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دیے جائیں گے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کے لیے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اُسے کھا جائیگی پس مبارک وہ جو اپنے نفس کے لیے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لیے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز

داخل نہیں ہوگا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لیے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپائدار تیز قدم اُٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھلو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاںکاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔

مینے سُنا ہے کہ بعض تم میں سے حدیث کو بکلی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں مینے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمھاری ہدایت کیلیے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اوّل قرآن شریف ہے ✻ جسمیں خدا کی

✻ نوٹ دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھلائے مثلاً نماز پڑھ کے دکھلائی کہ یوں نماز چاہیے اور روزہ رکھکر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہیے اسکا نام سنت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ میں دکھلاتے رہے سنت اسی کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کیے گئے اور حدیث کا مرتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اسکو یقینی کر دیگی

منہ

توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جسمیں ...
اُن اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود
اور نصاریٰ میں سے تھے۔ جیسا کہ یہ اختلاف
اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ فوت
کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے

نبیوں کی طرح اُس کا رفع نہیں ہوا اسی طرح
قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی
چیز کی عبادت نکرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج
کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ
اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی - سو تم ہوشیار
رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے
برخلاف ایک قدم بھی نہ اُٹھاؤ میں تمہیں
سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات
سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی
ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے
اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات
کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب
اس کے ظل تھے - سو تم قرآن کو تدبر سے
پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا
پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ
خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ
کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں
قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس
ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدم رکھتے
ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ
قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی
ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی
تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذب
قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن
کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو
بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے
خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن
جیسی کتاب تمہیں عنایت کی - میں تمہیں
سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی
اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ
ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں
دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو
دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے
منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو
تمہیں دی گئی - یہ نہایت پیاری نعمت ہے
یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا
ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ
کتاب ہے جسکے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں
انجیل کے لانے والا وہ روح القدس تھا
جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف

اور کمزور جانور ہے جسکو بلی بھی پکڑ سکتی ہے
اسی لیے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے
میں پڑتے گئے اور روحانیت اُن میں باقی
نہ رہی - کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار
کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم
الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے
زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے
تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا - پس کجا وہ
کبوترا اور کجا یہ تجلی عظیم جسکا قرآن شریف
میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان
کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض
نہ ہو **قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے** اگر تم خود اُس سے نہ بھاگو
بجز قرآن کس کتاب نے اپنے ابتدا میں ہی
اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ
اُمید دی کہ اهدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیهم یعنی ہمیں
اپنی اُن نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو
دکھلائی گئی - جو نبی اور رسول اور صدیق
اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں
بلند کرو اور قرآن کی دعوۃ کو رد مت کرو کہ
وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو
دی تھیں - کیا اُس نے بنی اسرائیل کا ملک
یعنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا نہیں کیا
جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے
سست اعتقادو اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ
خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی
اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی
طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا
تمہاری نسبت اُن سے زیادہ فیض رسانی کا
ارادہ ہے - (باقی آئندہ)

کتاب
تحفہ گولڑی طیار ہو کر شائع ہو گیا ہے جو چاہے خرید ے
قیمت ۱۰ر محصول ڈاک ۲ر
وی پی ایک آنہ -

اُسوۂ حسنہ

الحکم کی اسی اشاعت کے پہلے صفحہ پر اسوۂ حسنہ
کے عنوان سے الحکم کے ایک ضمیمہ کا اعلان
کیا گیا ہے جسکی اصل غرض حضرت حجۃ اللہ مسیح
موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک
کلمات کی اشاعت کی وسعت اور آپکی تبلیغ
کو زمین کے کناروں تک پہونچانے میں شریک
ہونے کا ثواب حاصل کرنا ہے - لیکن ہم
دیکھتے ہیں کہ قوم کسی جدید بوجھ کے برداشت
کرنیکی بصورت موجودہ شاید متحمل نہ ہوسکے
علاوہ بریں جبکہ الحکم میں وہ ڈائری بصورت
کتاب بھی طبع ہو گی تو اسکی علحدہ اشاعت
کی کوئی ضرورت بھی باقی نہیں رہ جاتی
اس لیے ہم سر دست اس ضمیمہ کی علحدہ
اشاعت کے سوال کو چھوڑ دیتے ہیں + ہاں
انشاء اللہ تعالے یہ ضرور ہو گا کہ الحکم
میں یہ حصہ بصورۃ کتاب درج ہوا کرے گا جو بعد میں ایک الگ کتاب بنجایا کریگی اور مطبع اپنے طور پر
اسکی زائد جلدیں طبع کریگا - جو بعد میں بصورۃ
کتاب مرتب ہو کر خواہش کرنیوالوں کو مل
جایا کرینگی انشاء اللہ تعالے!

اسکا باقاعدہ ہفتہ وار الگ اجرا ہماری اپنی
مرضی کے تابع نہ ہوگا + اگر قوم چاہے کہ الحکم
اس خدمت کو اس صورت میں جسکا اعلان میں
تذکرہ کیا گیا ہے بجا لائے - تو پھر ایک قومی خادم
کو عذر نہیں ہوسکتا -
الحکم کے ذریعہ آجتک قوم کی جو خدمت کیگئی ہے
اور قوم نے جس عزۃ اور قدر کی نگاہ سے اسے دیکھا ہے
اُسی نے ہمیں امید دلائی ہے کہ وہ وقت قریب ہے کہ الحکم
بصورت موجودہ اپنی خدمات کے سلسلہ کو ہفتہ وار کے
بجائے ہفتہ میں دو بار کر دے اور ہم قوم کی
خدمت میں ایک الگ سرکلر لیٹر کے ذریعہ کسی
وقت یہ سوال پیش کرنا چاہتے ہیں - کہ اگر الحکم کی
مستقل اشاعت ایک ہزار ہو جاوے تو موجودہ
قیمت میں بہت ہی خفیف اضافہ کرکے اسکی
ہفتہ وار اشاعت کو ہفتہ میں دو مرتبہ کر دیا جاوے

جہلم کے مباحثہ کے واقعات صیحیحہ

سراج الاخبار نے جہلم کے مباحثہ کے متعلق جو غلط واقعات شائع کئے ہیں اسپر ہم مفصل ریمارک بعد میں انشاء اللہ کرینگے اور سراج الاخبار ہی کی تحریر سے دکہائینگے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد کا مصداق ہوکر ایڈیٹر سراج الاخبار نے کہاں تک اپنی تحریر کو بے وقعت کردیا ہے۔ چونکہ سراج الاخبار کے ایڈیٹر نے اپنی تحریر کی کثرت اشاعت کی خواہش کیوجہ سے پیسہ اخبار مین بھی اُسکو چہپوایا ہے جسکو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ذاتی بغض اور عداوت ہے اس لئے ہم نے ضروری سمجہا کہ اصل واقعات کے سلسلہ کو بھی شروع کردیا جائے اگرچہ **کشتی نوح** کا مضمون اس سارے نمبر مین درج ہونا ہمارا مقصود تہا لیکن اسکا حد سے زیادہ بڑھ جانا اور ایک ہی اخبار کا اسکے اندراج کے لئے متحمل نہونا اور سراج الاخبار کی خلاف بیانی کے زہریلے اثر کا بہت جلد رفع کرنا ایک ضروری امر ہونا ہمین مجبور کرتا ہے کہ اس مباحثہ کے اصل حالات کے سلسلے کو شروع کردین جو ذیل مین درج کرتے ہین

ایڈیٹر

جہلم کے مباحثہ کے واقعات صیحیحہ

اس مباحثہ کی بنا اُسوقت سے پڑی شروع ہوئی جبسے کہ میان ابراہیم نے سیالکوٹ مین مولوی برہان الدین صاحب سے اس بنا سے بحث کرنے سے انکار کیا کہ وہ میرے استاذ الاستاذ ہین اور پھر اُنکے برخلاف جہلم مین جاکر اکھاڑا جمایا اور بہت سے لوگون کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے برخلاف جہلم میں برافروختہ کردیا اور کئی دن تک وعظ کے جلسے کرتے رہے اور عوام کالانعام کو جوش دلاتے رہے۔

ان دنون جہلم کی جماعت کی طرف سے ایک خط قادیان مین حضرت اقدس کے پاس پہنچا کہ مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کو مناظرہ کے لئے بھیجا جائے مگر مولوی صاحب موصوف چونکہ قادیان کے ہائی سکول مین عربی مدرس ہین اسلئے بوجہ ملازمت آنہ سکے اور حضرت اقدس نے اُن کو بھیجنا ضروری نہ سمجھا موسم گرما کی تعطیلات کی تقریب پر مولویصاحب موصوف اپنی ننھیال مین جاتے ہوئے جو جہلم سے آٹھ دس کوس کے فاصلے پر جانب شمال دریائے جہلم سے پار علاقہ ریاست جمون مین ہے، جہلم مین آگئے اور مسافرانہ طریق پر مولوی برہان الدین صاحب کے مکان پر اترے جماعت احمدیہ کو اُنکے آنے کی خبر ملی اکثر احباب ملاقات کے لئے انکے فرودگاہ پر پہونچے مولوی صاحب موصوف سے ملاقات کی اور آپکی تشریف آوری کی خوشی ظاہر کی اور آپسے استدعا کی کہ ایکدو روز جہلم مین ٹھہر کر اپنے وعظ و کلام سے احباب کو مستفید فرمادین مولویصاحب موصوف نے دو ایک روز کا رہنا بطیب خاطر قبول کیا اور ۲۴ اگست کو بوقت عشاء قاری صاحب کی مسجد مین وعظ فرمایا جماعت احمدیہ کے تمام ممبر اور اکثر دوسرے فرقے کے مسلمان بھی آپکے وعظ مین جمع ہوئے آپکا بیان علم قرآن اور اُسکے حصول کے ذرایع کے متعلق تہا قرآن کریم سے نہایت لطافت بیانی کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ علم قرآن سوائے مطہر اور مزکی نفوس کے دوسرے لوگون کو حاصل نہیں ہوسکتا اور علم قرآن کے حصول کے ذرایع مین سے بڑا ذریعہ تقویٰ و طہارت یعنی تزکیہ نفس اور تطہیر قلب اور اہل اللہ کی صحبت ہے اور یہ باتین اس زمانہ مین سوائے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت پاک کے حاصل نہین ہوسکتیں علاوہ ازین دیگر ضروری مسائل پر بھی اپنے وعظ مین بحث کی جس سے حاضرین نہایت محظوظ اور مطمئن ہوئے اختتام وعظ پر ایک صاحب صوفیانہ صورت بنائے ہوئے محمد الدین نامی اُٹھہ کھڑے ہوئے اور اُنہون نے یہ درخواست کی کہ ہمارے نزدیک آپکی جماعت کے برخلاف مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی قرآن کو بہت اچہا سمجھنے والے ہین اور ہمارا اسپر کلی یقین ہے کہ وہ بہت بڑے عالم اور ہمہ صفت موصوف ہین اس لئے یہ استدعا ہے کہ آپ حضرت مسیح کی وفات و حیات کے مسئلہ مین اُن سے مباحثہ کرین اور اس مسئلہ کو طے کرین ہم لوگ سبک نہیں ہین اور ہمارا مدعا صرف تحقیق حق ہے اگر آپکی حق ہے تو ہمین قبول کرنے مین کوئی عذر نہ ہوگا مولویصاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ ہم لوگون کو اپنے امام کی طرف سے بحث مباحثہ کی اجازت نہین اور نہ موجودہ زمانہ کے بحث مباحثہ کا کوئی اچہا نتیجہ نہین نکلتا ہے صرف مرغ بازی یا بٹیر بازی اور تو تو اور مین مین ہوتی ہے اسلئے اس طریق مباحثہ کو مین پسند نہین کرتا اس پر صوفی صاحب مذکور نے فرمایا کہ نہین یہ ہمارا بھی منشاء نہین کہ ایسا ہو اور ایک تماشاگاہ قائم کی جاوے بلکہ امن اور عافیت اور صلح کاری اور اچھے لوگون کی ذمہ داری سے یہ معاملہ طے کیا جائیگا اسپر مولویصاحب نے باتفاق رائے احباب اس امر کو قبول کیا اور صوفی صاحب مذکور کو اجازت دی کہ وہ مولوی ابراہیم صاحبکو بلالین صوفی صاحب نے یہ سنکر کہا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ اُن کے آنے سے پہلے ہی تشریف لیجاوین مولویصاحب نے بحلف اس عہد کو مستحکم کیا کہ مین انشاءاللہ العزیز آپکے مولویصاحب کے آنے سے پہلے جہلم سے باہر ہرگز نہ جاؤن گا مگر شرط یہ ہے کہ آئندہ جمعہ تک انتظار کی جاویگی اگر اس عرصہ مین وہ نہ آئے تو پھر میرا حق ہوگا کہ مین چلا جاؤن کیونکہ مین مسافرانہ طریق سے آیا ہون زیادہ نہین ٹھہر سکتا پس صوفی صاحب نے یہ سنکر کہا کہ ہم مولوی محمد ابراہیم صاحب کو ابھی تار دیتے ہین وہ انشاءاللہ فوراً چلے آوینگے اس کے بعد جلسہ وعظ برخاست ہوا اور لوگ اپنے اپنے گہر چلے گئے صبح کے وقت مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب

اسی مسجد مین تشریف لائے اور صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد اسی مسجد مین بیٹھے رہے اور اکثر احباب جمع ہوگئے مختلف مسائل پر بطور خود گفتگو ہوتی رہی جب قریباً آٹھ بجے تو مستری عبدالکریم صاحب تشریف لائے اور اکثر تماشائی لوگ بھی جمع ہوگئے مستری صاحب موصوف نے مولوی صاحب سے حضرت مسیح کی حیات وفات کے متعلق کچھ گفتگو شروع کی اور پرجوش الفاظ مین بولنے لگے اور ساتھ ہی یہ عذر بھی کیا کہ مین ایسا ہی بولا کرتا ہون آپ مجھے معذور رکھینگے مولوی صاحب نے بڑی حسن اخلاقی اور دلجوئی سے مستری صاحب کو اپنی لیاقت کے مطابق آزادی سے کلام کرنے رہنے اور مولویصاحب بڑی متانت اور حلم سے جواب دیتے رہے اتنے مین مولوی کرم الدین صاحب ساکن موضع بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم اور آپکے ہمراہ میان ملک صاحب بھی تشریف لائے اور ایکطرف آکر بیٹھ گئے مستری صاحب سوال پر سوال کرتے جاتے اور جواب باصواب پاتے جاتے تھے جب مستری صاحب نے عربیت کے کسی مسئلے مین غلطی کھائی تو مولویصاحب نے فرمایا کہ آپ عربی زبان نہین جانتے اور نہ اسکے قواعد سے آپ واقفیت رکھتے ہین اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ اپنے کسی مولویصاحب کو بطور وکیل پیش کرین تب اُنہون نے مولوی کرم دین صاحب کو اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے پیش کیا مولوی کرم دین صاحب نے قبل اسکے کہ گفتگو کرین یہ بات پیش کی کہ مین کسی خاص گروہ کا آدمی نہین مین حضرت میرزا صاحب سے حسن ظنی رکھتا ہون اور دوسرے فریق سے بھی ابھی تک مجھے تعلق ہے اور مین نے کسی جانب ابھی تک فیصلہ نہین کیا مولوی کرم الدین کی اس دورنگی گفتگو سے حاضرین کو ایک عجیب حیرت حاصل ہوئی اور جماعت احمدیہ کو تو ان کی نسبت اسی وقت سے سوء ظنی پیدا ہوگئی کہ یہ شخص "لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء" کا مصداق ہے اس کی گفتگو سے کوئی نیک نتیجہ پیدا ہونے کی امید نہین ہوسکتی الغرض مولوی کرم الدین صاحب موصوف نے مستری صاحب کی وکالت اختیار کرکے مولوی ابو یوسف صاحب سے گفتگو شروع کی اور اپنے استدلالی طریق مین ایسا الٹا مسلک اختیار کیا کہ بات بات مین ملزم ہونے لگے اور قرآن کریم سے دو ایک ایسے استدلال پیش کئے جس سے حاضرین کو علم ہوگیا کہ مولوی کرم الدین صاحب قرآن کریم مین قطعاً دسترس نہین رکھتے اور علم قرآن سے بالکل بے بہرہ ہین

آخرکار ایک ایسی غلط رائے پر اڑے کہ مستری صاحب نے سیٹھ احمد دین کے کان مین وہین اس مجلس مین بیٹھے ہوئے کہہ دیا کہ مولوی کرم دین صاحب سخت غلطی پر ہین اور نہایت غلط راہ چل رہے ہین آخر مولوی ابو یوسف صاحب نے مولوی کرم دین صاحب کو ایسا ساکت اور لاجواب کیا کہ مولوی صاحب کا رنگ فق ہوگیا اور تیور بدل گئے اور آپکی طبیعت مین ایک غیر طبعی جوش پیدا ہوگیا اور کچھ نفسانیت کا رنگ آگیا مگر مارے شرم کے کچھ بول نہ سکتے تھے اور خجالت سے عرق عرق ہوگئے اسوقت گیارہ بج چکے تھے مولوی ابو یوسف صاحب کو کھانا کھانیکے لئے پیغام آیا اور جلسہ برخاست ہوا لیکن فریق ثانی کی طرف سے مولوی کرم دین صاحب کے رنگ اُڑ جانے پر بے طرح جوش دیکھا جاتا تھا اور اسی اثنا مین یہ بھی مشہور ہوگیا تھا کہ مولوی ابراہیم صاحب بذریعہ تار بلائے گئے تھے مگر انہون نے آنے سے انکار کردیا ہے آخر مجبوراً اسی روز فریق ثانی نے صوفی صاحب کو ایک بجے کی ٹرین پر مولوی ابراہیم صاحب کو ہمراہ لانے کے لئے سیالکوٹ روانہ کیا اور ادھر مولوی کرم دین صاحب نے بخلاف اپنے اس اظہار حسن ظنی کے جو حضرت اقدس میرزا صاحب کی نسبت انہون نے گفتگو سے پہلے عام جلسہ مین کیا تھا بالاعلان حضرت اقدس اور آپکی جماعت کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور عوام کو خوب بھڑکایا اور ہنگامہ گرم کیا ادھر مولوی ابو یوسف صاحب کو کھانا کھانیکے بعد پیش از نماز ظہر نہایت شدت کے ساتھ تپ ہوگیا (اور یہ ۲۵ اگست کا دن تھا) تمام شب تپ رہا صبح کو تپ اترا اور نماز صبح مین شامل ہوئے تھے ۲۶ اگست کی صبحکو تپ اتر گیا) اس وقت شیخ محی الدین صاحب اپیل نویس آئے اور انہون نے بیان کیا کہ مولوی کرم الدین صاحب کل مجھے کچہری مین ملے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے تو میرزا صاحب سے بہت کچھ حسن ظنی ہے اور مین وفات مسیح کا بھی قائل ہون اور یہ بھی کہتے تھے کہ مین مولوی محمد مبارکعلیصاحب سے بھی ملنا چاہتا ہون مگر آج رات کے وعظ مین انہون نے حضرت میرزا صاحب کے برخلاف بہت کچھ بیان کیا ہے اتنے مین کچھ اور احباب بھی آگئے اور وہ صوفی صاحب بھی آپہونچے جو مولوی ابراہیم صاحب کو لانے کے لئے گئے تھے اور چند آدمی ان کے ہمراہ اور بھی تھے اور یہ سب لوگ آکر مولوی ابو یوسف صاحب کے پاس بیٹھ گئے تب باستدعاء حضرت مولوی برہان الدین صاحب میان نظام الدین صاحب احمدی نے حضرت اقدس میرزا صاحب کی نظم درثمین سے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا اور ان کے بعد خود مولوی ابو یوسف صاحب نے بھی درثمین مین سے ایک نظم پڑھی اس کے ختم ہونے پر صوفی صاحب نے فرمایا کہ مولوی ابراہیم صاحب تشریف لے آئے ہین آپ لوگ جلسہ مباحثہ کے لئے مکان تجویز کرین اور وقت مقرر کرین اور اپنی جماعت کے حفظ امن کے ذمہ وار بھی ہون ادھر سے عرض کیا گیا کہ ہم لوگ تھوڑے ہین اور آپ کثرت سے ہین اور آپکا شہر مین رسوخ بھی بہت ہے اور حکام تک راہ ورسم بھی ہے اس لئے ان سب امور کا انتظام آپکے ذمہ ہے ہم اسمین سے کوئی بات بھی اپنے ذمہ نہین لے سکتے بلکہ اپنی جماعت کا بھی ذمہ نہین اُٹھا سکتے آپ لوگون کا اختیار

ہوگا اگر ہماری جماعت مین سے کوئی شخص بے اعتدالی کرے تو آپ اُسکو جلسہ مباحثہ مین سے باہر نکالدین غرض اس پر بہت کچھ حیص بیص اور بحث ہوتی رہی اور فریق ثانی حفظ امن کا ذمہ وار نہ ہوا آخر دونون طرف کے لوگ شہر کے ایک معزز رئیس مہر بہاول بخش ذیلدار کے پاس گئے اُنہون نے اسبات کا ذمہ اُٹھالیا کہ ہم حفظ امن کا انتظام کر دینگے بلکہ تحصیلدار صاحب اور تہانہ دار صاحب کو بھی عین جلسہ مباحثہ مین لے آوینگے تب ذیلدار صاحب موصوف حسب قرارداد خود تحصیلدار صاحب کے پاس گئے اور حفظ امن اور مکان جلسہ کا کل فیصلہ کر کے آگئے اور فریقین کے معتبر اشخاص کو علیحدہ علیحدہ مطلع کر دیا کہ عیدگاہ شہر مین ٹھیک چار بجے سب کو جمع ہونا چاہیئے اور دونون فریق کے علماء اپنے اپنے ساز و سامان سے طیار ہووین اور عند الطلب بلا عذر و حیلہ موقع پر حاضر ہوجائین پس بموجب ارشاد ذیلدار صاحب دونون فریق طیار ہوگئے اور ٹھیک چار بجے بابو غلام حیدر صاحب تحصیلدار و میان دیوی سنگہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر مکان مباحثہ پر تشریف لے آئے اور فریقین کو طلب کیا۔ فریقین کے علماء آپہونچے اور باہم آمنے سامنے بیٹھ گئے اور باقی مخلوقات میدان عیدگاہ مین مولوی صاحبان کے اردگرد بیٹھ گئی تحصیلدار صاحب نے بالا علان فرمایا کہ کسی شخص کو سوائے مناظرین کے بولنے کی اجازت نہین اور نہ اشارہ اور کنایہ سے کوئی شخص کسی جانب سے کسی قسم کی شرارت کرے جو شخص ایسا کریگا اس سے قانونی سلوک کیا جاویگا اور چارو نطرف پولیس کے سپاہی تعینات کئے گئے۔ تب باجازت تحصیلدار صاحب مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب اُٹھے اور انہون نے مولوی ابراہیم صاحب کو مخاطب کر کے عربی زبان مین بصورت سوال ایک مختصر سی عبارت پڑھی جو اُسی وقت لکھی گئی تھی جسکا ماحصل یہ تہا کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیاۃ جسمانی اور آسمان پر بجسد عنصری مرفوع ہونیکے قائل

ہین اور اسباب مین ہم سے آپ تنازعہ کرتے ہین اور یہ امر ہمارے نزدیک خدا تعالی کی ... سنت مستمرہ کے برخلاف اور محالات عادیہ مین سے ہے اس لئے آپ ایک امر محدث اور منکر کے دعویدار ہین نہ کہ ہم لہذا آپ پر واجب ہے کہ آپ نصوص قطعیہ قرآنیہ اور حدیثیہ سے اپنے مدعا کو ثابت کرین اور اس سوال کا جواب بھی عربی زبان مین دین اور حاضرین کو ترجمہ کر کے بھی سنا دین جیسا کہ مین نے سنا دیا ہے اسکے بعد مولوی ابو یوسف صاحب بیٹھ گئے اور مولوی ابراہیم صاحب نے نقل پرچہ سوال طلب کیا۔ اس پر مولوی کرم دین صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند ژولیدہ لفظ عربی زبان مین ایک پرچہ پر لکھکر آپنے پڑھے جن کا یہ مطلب تہا کہ اہل جلسہ عربی دان نہیں ہین اس لئے عربی زبان مین تکلم فائدہ مند نہین اور اسکے بعد ایک یہ اعتراض ... بھی پیش کیا کہ آپ نے باب قال یقول ... کے بعد بجائے اِنّ مکسورہ کے اَنّ ... مفتوحہ پڑھا ہے اور یہ از روئے قاعدہ ... نحو غلط ہے اسپر مولوی ابو یوسف صاحب نے جوابدیا کہ اس مجلس مین بہت سے عربی دان موجود ہین کسی اور نے بھی میری یہ لغزش سنی ہے یا صرف آپ ہی نے۔ اسکا اہل جلسہ مین سے سب نے انکار کیا اور کہا کہ ہم نے یہ غلطی نہیں سنی حتی کہ مولوی ابراہیم صاحب نے بھی نکتہ چین صاحب کی تائید نہ کی اور ان کی اس حرکت کو اکثر لوگون نے ناپسند کیا پھر مولوی ابو یوسف صاحب نے فرمایا کہ آپ ہمارے مخاطب نہیں آپنے یہ کیون دخل در معقولات کیا ہے آپ بولنے کے قطعًا مجاز نہین۔ ہان اگر آپ مولوی ابراہیم صاحب کی اعانت کرنا چاہتے ہین تو صرف اُن سے آہستگی کے ساتھ کلام کرین۔ تب میر مجلس صاحب کی رائے سے یہ بات قرار پائی کہ سوائے مولوی ابراہیم صاحب کے اور دوسری جانب سوائے مولوی ابو یوسف صاحب کے دوسرے شخص کو بولنے کی اجازت نہین اور بالتفاق رائے یہ بھی قرار پایا کہ مضمون مباحثہ

اردو زبان مین ہی لکھا جاوے تاکہ عوام لوگ فائدہ اُٹھائین۔ اب مولوی کرم الدین صاحب خاموش ہوئے اور مولوی ابراہیم صاحب جواب دینے کے لئے اُٹھے اور کتاب کی صورت مین ایک بڑی لمبی لکھی ہوئی تحریر پڑھنی شروع کی اسپر مولوی ابو یوسف صاحب نے کہا کہ ہم اس کو کہان تک لکھتے جائینگے اُنہون نے تو بجائے تقریر کے ایک کتاب پڑھنی شروع کر دی ہے تب بحکم میر مجلس صاحب مولوی ابراہیم صاحب نے وعدہ کیا کہ مین یہ جو کچھ سناؤنگا جواب کے لئے اُس کی حرف بحرف نقل دید ونگا اور کل دس بجے سے پہلے پہلے نقل مولوی ابو یوسف صاحب کے پاس پہنچ جاویگی اور یہ بھی کہا کہ مجھے اپنی تقریر کے لئے کم سے کم چھ گھنٹے ملنے چاہیین تب میر مجلس صاحب نے فرمایا کہ شام تک جو قریبًا تین چار گھنٹے ہوتے ہین آپ تقریر کر سکتے ہین تب آپنے اپنا وہ سارا اندوختہ اور آموختہ جو آپ کی کئی سال کی جانفشانی کا نتیجہ تہا۔ جستہ جستہ مقامات سے پڑھکر سنا دیا اور بجائے چھ گھنٹے کے ایک ہی گھنٹے مین ختم کر دیا آپ کے سارے مضمون کا لب لباب یہ تہا کہ سنت اللہ کا لفظ قرآن کریم مین صرف عذاب پر بولا گیا ہے اور انہین معنے مین مقید ہے۔ انسان جب ایک ذرہ سی پتھر اُٹھاکر اوپر پھینکتا ہے اور وہ اوپر چلا جاتا ہے تو کیا خدا تعالے مسیح کو آسمان پر نہیں لیجا سکتا پرندے جو ہوا مین اُڑتے ہین تو کیا مسیح اوپر نہیں چڑھ سکتا۔ مسیح کی حیات جسمانی کا ثبوت وجدانی ہے بیان مین نہین آسکتا توفی کے معنے پورا پھر لینا ہے یعنی مع جسم کے اُٹھا لینا۔ اسپر بعض تفاسیر کے متناقض اقوال کو بطور ثبوت اور شہادت کے پیش کیا اور بعض تراجم اردو کا بھی حوالہ دیا۔ مسیح کو آیۃ اللہ قرار دیکر اور تکلم فی المہد مانکر اسکے خواص کو اوروں سے الگ مانا اور اس وجہ سے اُسکو انسانی ضوابط اور خواص سے مستثنے قرار دیا۔ آپکی تقریر اول سے آخر تک مختلط الترتیب اور آپکے

بیعت کا کالم

میاں فضل حق صاحب پٹواری ملک
بلوچستان
غلام حسین صاحب پٹواری سیالکوٹ رعیہ
فضل بی بی زوجہ غلام حسین صاحب جعفر آباد
بتول بیگم بنت " " "
مقبولہ بیگم بنت " " "
حمیدہ احمد و رشید احمد " " "
محمد حسین صاحب گوجرانوالہ محلہ دیا سنگھ
بیگم بی بی والدہ محمد حسین صاحب
بابو رحیم علی صاحب ہیڈ کلکٹری ریاست
کپورتھلہ۔
جناب منشی محمد حسین صاحب نقشہ نویس
لاہور سے بذریعہ روانہ کوچہ گنگھر وساراں
میاں الہ دتا صاحب تلونڈی تحصیل بٹالہ
میاں نور محمد صاحب " "
میاں مندا صاحب " "
میاں کرم الدین صاحب لودی ننگل
میاں قطب الدین صاحب "
میاں سلطان صاحب تلونڈی
میاں رانجہا صاحب با عنبان خانپور
سر ہند ریاست پٹیالہ
میاں قادر بخش صاحب بہادر گڑھ
برادر قادر بخش صاحب "
برادر قادر بخش صاحب "
پسر قادر بخش صاحب "
۲ پسر قادر بخش صاحب "
میاں ریاض الدین صاحب بربرا ملک
افریقہ سمالی لینڈ۔
شیخ نعمت علی صاحب ملازم رجمنٹ ۲۳
سدیا پور آسام
میاں [illegible] الدین صاحب درزی گوجرانوالہ
میاں رحیم بخش صاحب کوٹ ڈسکہ
میاں عمر الدین صاحب موچی رجوعہ گجرات
ہماۃ بہری بی بی زوجہ عمر الدین "
میاں غلام علی صاحب جوگر کہاریاں [illegible]
میاں محمد [illegible] صاحب بھیلو مہار سیالکوٹ

میاں مامون صاحب مالیر کوٹلہ
مسماۃ کیہو بھیجی مامون صاحب "
میاں الہ دین معمار راولپنڈی بازار باسانوالہ
میاں سلطان احمد صاحب میلان گجرات
اہلیہ محمد حسین دفتر سرکاری وکیل لاہور
میاں گاموں صاحب بانان کلیہ ریڈر انبالہ
میاں غلام حسین صاحب
میاں شیخ غلام حیدر طالب علم اسلامی سکول امرتسر
میاں قدرت اللہ صاحب سنور
مسماۃ عائشہ اہلیہ محمد عمر مستری جموں
میاں برکت اللہ صاحب "
میاں علی محمد صاحب کہنب خورد
ضلع گجرات تحصیل کہاریاں
میاں رحمت اللہ رجوعہ گجرات
اہلیہ رحمت اللہ صاحب مذکور
لڑکا و لڑکی وغیرہ
صادق محمد زرگر عالم پور کندرہ ملتان

تاریخ ریاستہای ہندوستانی و دربار شہنشاہی دہلی مع تصویر و نقشجات

چونکہ یکم جنوری ۱۹۰۲ء کو دربار تاجپوشی اعلیٰ حضرت ملک معظم قیصر ہند خلد اللہ ملکہ قرار پایا ہے اس کی یادگار میں حسب اصرار اکابر ذی فہم میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ تاریخ جو بکمال محنت و جانفشانی ۶ برس میں طیار ہوئی ہے موقع انعقاد دربار تک چھاپ کر شائع کر دی جائے جس میں ابتک حتی القائم و موجودہ ۱۰۰ نوابان والاشان و راجگان بلند مکان کے حالات مع فوٹو اور (۴۰۰) علمائے عظام کے ذاتی مدارج مع ان کی تصنیفات اور (۱۰۰) صوفیائے کرام کے خاندانی مراتب و سلسلہ بزرگان مع تاریخ عرس وغیرہ اور (۱۰۰) شعرائے شیرین کلام کے دلچسپ کمالات معہ نظم متعلق تہنیت دربار تاجپوشی اور (۸۰۰) اڈیٹران سحر بیان کے حالات مع کیفیت اخبارات اور (۱۰۰) روسائے عالی مقام جو خطاب یافتہ ہیں اور وہ جنکو باوجود ذیمرا تب و ذی لیاقت ہونے کے گورنمنٹ عالیہ سے ہنوز کوئی خطاب نہیں ملا ہے ذکر خیر درج ہے یہ نہایت عمدہ پسندیدہ کار آمد یادگار ہمیشہ قائم رہیگا امید کہ جن صاحبوں کے حالات ابتک نصرۃ المطابع دہلی میں نہیں پہونچے ہیں وہ ازراہ عنایت بہت جلد ماہ اکتوبر تک نصرۃ المطابع دہلی واقع کھرٹکی فراشخانہ بھیجدیں اسوقت تک کوئی ایسی جامع و صحیح تاریخ شائع نہیں ہوئی جس سے ملک کے لوگوں کی کل ضرورتیں ریاستوں کی متعلق رفع ہوجاتیں کیونکہ اکثر حضرات کسی والی ریاست کا نام معہ خطاب والقاب کے پوچھتے ہیں بعض ریاست کی آمدنی اور جو اشیاء وہاں سے ممالک غیر کو جاتی اور ممالک غیر سے آتی ہیں دریافت کرتے ہیں کیسکو سرگردانی ہے کہ فلاں ریاست کہاں واقع ہے اور وہاں تک پہونچنے کے واسطے کونسا راستہ ہے اس لئے اسمیں ریاستوں کے حالات حسب ذیل لکھے گئے ہیں +

(۱) مقام جغرافیہ (۲) نام ریاست (۳) نام فرمانروایان ریاست از بانی ریاست تا رئیس حال معہ سنہ (۴) نام رئیس حال معہ سنہ (۵) تاریخ مسند نشینی (۶) خطاب رئیس (۷) القاب (۸) شرح نسل و مذہب (۹) تعداد عمر (۱۰) تعلیم (۱۱) نام ولیعہد (۱۲) زندگی کے بڑے واقعات (۱۳) نام پولیٹیکل افسر (۱۴) حالات کامداران ریاست از [illegible] تا ۱۹۰۲ء معہ نام کامداران (۱۵) نام سکرٹری و دیگر ملازمین ریاست (۱۶) اختیارات عدالت (۱۷) رقبہ (۱۸) تعداد آبادی (۱۹) التواپ سلامی (۲۰) آمدنی یعنی محاصل (۲۱) شرح پیداوار غلہ (۲۲) شرح معدنیات (۲۳) اشیاء جو ممالک غیر سے آتی ہیں (۲۴) اشیاء جو ممالک غیر کو جاتی ہیں (۲۵) نام میلہ ہا معہ تاریخ و سنہ (۲۶) تعداد نام مدارس (۲۷) تعداد مطبع و اخبار معہ نام (۲۸) نام ریل و فاصلہ از سٹیشن تا ریاست (۲۹) اشیاء دستکاری لائق تحائف (۳۰) حدود اربعہ ریاست (۳۱) نمونہ اسٹامپ و ٹکٹ ڈاکخانہ (۳۲) نمونہ

[illegible] احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی کے اہتمام شائع ہوا +

رجسٹرڈ ایل

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریۃ

الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۵ | مورخہ ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء روز سہ شنبہ | جلد ۶

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ **فضل حق** صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونیکی وجہ سے انکے رشتہ داروں کے جو سکھ ہیں تعلقات منقطع ہو چکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیے اس شجرہ اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انھوں نے اپنی رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے + سردار صاحب ایک وجیہ اور خوبصورت دیندار متقی نوجوان ہیں جنھوں نے اسلام کیخاطر اپنے بہت سی دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کر دیا + جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب سے کرنا چاہیں وہ انسے براہ راست یا مولوی عبد الکریم صاحب سے بمقام قادیان خط و کتابت کریں۔ لڑکی سیرۃ وصورتاً و تربیت میں عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیئے +

بقیہ مضمون کشتی نوح تقویۃ الایمان

خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمھیں وارث بنایا مگر تمھارا کوئی وارث دوسرا نہ ہوگا جب تک کہ قیامت آجاوے خدا تمھیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹھ باندھے گا اور یہ کہے گا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اُسکے ملائکہ کو گواہ رکھکر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائے گا کیونکہ اُس نے اپنے خالق پر جھوٹھ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام میں ڈرو لعنت ہے اُن لوگوں پر جو جھوٹی خوابیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعوی کرتے ہیں گویا وہ ولیں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں پر خدا کا عقاب انکو سخت پکڑے گا اور انکا برا دن اُن سے ٹل نہیں سکتا سو تم صدق اور راستی اور تقوی اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جب تک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جسکی نسبت چاہے گا اُسکو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کرے گا تمھیں ایسی تمنا بھی نہیں چاہیئے تا نفسانی تمنا کی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جاوے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمھاری تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہیئے

نوٹ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں لیپل گریفن صاحب نے لکھے ہیں سردار صاحب اسوقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے سو روپیہ سے زیادہ ماہوار رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور ہیں چنانچہ

کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو۔ نجات کے لیے نہ الہام نمائی کے لیے قرآن شریف نے تمہارے لیے بہت پاک احکام لکھے ہیں جنہیں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمۂ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور بجز اس کے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بدنظری سے نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لیے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہیے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اس کی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتدا نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملے گی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ پلیدیوں سے پاک کریگا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے تم اس سے بچو۔ **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح قطعیہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام لو بلکہ تواصوا بالمرحمۃ پر بھی عمل کر اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کے لیے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہر ایک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے کہ **اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ** قرآن کا یہ منشا ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور ان سے بغلگیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں گو ابھی تکمیل نہیں ہوئی اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور بدعقیدہ ہے اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہے اس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اسے طلاق دے سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی اب تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں رہی پس تیرے لیے اب جائز نہیں ہے کہ تو دیوثی سے اس کے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کر دے اور تو مر جاوے۔ **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا بلکہ بیہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لیے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اس کی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک متنازعہ فیہ امر میں گواہی دے سے نہ فیصلہ کے لیے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے اور **قرآن** تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے **جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُہَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ** یعنی بدی کا بدلا اسیقدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر ایک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہیے اور چاہیے کہ انتقام اور عفو کی سیرت بپابندی محل اور مصلحت ہو نہ بے قیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے۔ اور **قرآن** انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیے نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لیے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہیے کہ تو ان کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ انکی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں۔

اور اس بارے میں فرماتا ہے **اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی** یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خود نمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ایتاء ذی القربی یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے۔ اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تم پر لعنت کریں ان کے لیے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو۔ تم اپنے دل سے جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے فتوی پوچھو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہیے پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ یہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اس پر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کانشنس اس کو معذور نہیں ٹھہراتا اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لیے برکت نہ چاہو۔ جیسا کہ شیطان کے لیے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اسکو لعنت سے آزاد نہیں کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری

بدظنیاں جھوٹھی ہیں اور بہتیری لعنتیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں سنبھلکر قدم رکھو اور خوب پڑتال کرکے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اسطرح تم اپنے خدا کو ناراض کردو اور تمھارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔

ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنی نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لیے نہ کرو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تم حسب مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جبکہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمھاری نفس کے لیے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جبکہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا تمھیں دو بدلے ملیں اور تا کمزور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرأت نہیں کر سکتے وہ بھی تمھاری پیروی سے اُس نیک کام کو کرلیں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا۔ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو اور دکھلا دکھلا کر بھی ان احکام کی حکمت اُس نے خود فرمائی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ ہر ایک جگہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھڑی میں جا۔ مگر قرآن سکھاتا ہے کہ اپنی دعا کو ہر ایک موقعہ پر پوشیدہ مت کرو بلکہ تم لوگوں کے روبرو اور اپنے بھائیوں کے مجمع کے ساتھ بھی کھلے کھلے طور پر دعا کیا کرو تا اگر کوئی دعا منظور ہو تو اس مجمع کے لیے ایمان کی ترقی کا موجب ہو اور تا دوسرے لوگ بھی دعا میں رغبت کریں۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ تم اسطرح دعا کرو کہ اے ہمارے باپ کہ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر آوے ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش اور جسطرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ بُرائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ نہیں کہ زمین تقدیس سے خالی ہے بلکہ زمین پر بھی خدا کی تقدیس ہو رہی ہے نہ صرف آسمان پر جیساکہ وہ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنی ذرہ ذرہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے پہاڑ اُس کے ذکر میں مشغول ہیں دریا اُس کے ذکر میں مشغول ہیں درخت اُس کے ذکر میں مشغول ہیں اور بہت سے راستباز اُسکے ذکر میں مشغول ہیں اور جو شخص دل اور زبان کے ساتھ اُسکے ذکر میں مشغول نہیں اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا اس سے طرح طرح کے شکنجوں اور عذابوں سے قضا و قدر الٰہی فروتنی کرا رہی ہے اور جو کچھ فرشتوں کے بارے میں خدا کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ نہایت درجہ اطاعت کر رہے ہیں یہی تعریف زمین کے پات پات اور ذرہ ذرہ کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہر ایک چیز اُسکی اطاعت کر رہی ہے ایک پتہ بھی بجز اُسکے امر کے گر نہیں سکتا اور بجز اس کے حکم کے نہ کوئی دوا شفا دے سکتی ہے اور نہ کوئی غذا موافق ہو سکتی ہے اور ہر ایک چیز غایت درجہ کی تذلل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے اور اُسکی فرمانبرداری میں مستغرق ہے پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جز اُنکا اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں اور اسکی اطاعت کرتے ہیں اور اُسکی تحمید اور تقدیس میں مشغول ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنے جیسے آسمان پر ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اُسکی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ پس کیا زمین پر خدا کی تحمید و تقدیس نہیں ہوتی ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے مُنہ سے نہیں نکل سکتا بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور کوئی چیز قضا و قدر کے احکام کے تابع ہے اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمربستہ ہے کیا بادل کیا ہوا کیا آگ کیا زمین سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضا و قدر کے حکم کا تابع ہے ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جُوا ہر ایک کی گردن پر ہے ہاں البتہ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الٰہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مدو جزر خود بخود نہیں خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو سو ہو گیا سو ہدایت اور ضلالت کا دور بھی دن رات کے دور کی طرح خدا کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے نہ خود بخود باوجود اس کے ہر ایک چیز اُسکی آواز سنتی ہے اور اُسکی پاکی یاد کرتی ہے مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس سے خالی ہے ؟ اسکا سبب اس انجیلی دُعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ابھی اُسمیں خدا کی بادشاہت نہیں آئی اس لیے حکومت نہ ہونے کی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی ایسے طور سے زمین پر نافذ نہیں ہو سکی جیساکہ آسمان پر نافذ ہے مگر قرآن کی تعلیم سراسر اس کے برخلاف ہے وہ تو صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ کوئی چور خونی زانی کافر فاسق سرکش جرائم پیشہ کسی قسم کی بدی زمین پر نہیں کر سکتا جبتک آسمان پر سے اُسکو اختیار نہ دیا جاوے پس کیونکر کہا جاسکے کہ آسمانی بادشاہت زمین پر نہیں کیا کوئی قبضہ زمین پر خدا کے

خدا کے احکام کے جاری ہونے سے مزاحم ہے سبحان اللہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ . . . خود خدا نے آسمان پر فرشتوں کے لیے جدا قانون بنایا اور زمین پر انسانوں کے لیے جدا اور خدا نے اپنی آسمانی بادشاہت میں فرشتوں کو کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ اُنکی فطرۃ میں ہی اطاعت کا مادہ رکھدیا وہ مخالفت کر ہی نہیں کر سکتے اور سہو و نسیان اُنپر وارد نہیں ہو سکتا لیکن انسانی فطرۃ کو قبول و عدم قبول کا اختیار دیا گیا ہے اور چونکہ یہ اختیار اوپر سے دیا گیا ہے اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ فاسق انسان کے وجود سے خدا کی بادشاہت زمین سے جاتی رہی بلکہ ہر رنگ میں خدا کی ہی بادشاہت ہے ہاں صرف قانون دو ہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لیے قضاء و قدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کیلیے خدا کے قضاء و قدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے اُنکو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے انکی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار اُنکو یہ فائدہ پہونچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ دیکھو آجکل طاعون بھی بطور سزا کے زمین پر اُتری ہے اور خدا سے سرکش اُس سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں یہ خیال مت کرو کہ اگر زمین پر خدا کی بادشاہت ہے تو پھر لوگوں سے جرائم کیوں ظہور میں آتے ہیں کیونکہ جرائم بھی خدا کے قانون قضاء و قدر کے نیچے ہیں سو اگرچہ وہ لوگ قانون شریعت سے باہر ہو جاتے ہیں مگر قانون تکوین یعنی قضاء و قدر سے باہر نہیں ہو سکتے پھر کیونکر کہا جائے کہ جرائم پیشہ لوگ الٰہی سلطنت کا جُوا اپنی گردن پر نہیں رکھتے دیکھو اس ملک برٹش انڈیا میں چوریاں بھی ہوتی ہیں زناکار اور خائن اور مرتشی وغیرہ ہر ایک قسم کے جرائم پیشہ بھی پائے جاتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں سرکار انگریزی کا راج نہیں کیونکہ راج تو ہے مگر گورنمنٹ نے عمداً ایسی سخت قانون کو مناسب نہیں سمجھا جسکی وحشت سے لوگوں پر زندگی مشکل ہو جائے ورنہ اگر گورنمنٹ تمام جرائم پیشہ کو ایک تکلیف دہ زندان میں رکھکر اُن کو جرائم سے روکنا چاہے تو بہت آسانی سے وہ رُک سکتے ہیں یا اگر قانون میں سخت سزائیں رکھی جائیں تو ان جرائم کا انسداد ہو سکتا ہے پس تم سمجھ سکتے ہو کہ جسقدر اس ملک میں شراب پی جاتی ہے فاحشہ عورتیں بڑھتی جاتی ہیں چوری اور خونوں کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ اس لیے نہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہاں راج نہیں بلکہ گورنمنٹ کے قانون کی نرمی نے جرائم میں کثرت پیدا کر دی ہے تو یہ کہ گورنمنٹ انگریزی اس جگہ سے اُٹھ گئی ہے پاک سلطنت کا اختیار ہے کہ قانون کو سخت کر کے اور سنگین سزائیں مقرر کر کے ارتکاب جرائم سے روکدے جبکہ انسانی سلطنت کا یہ حال ہے کہ جو آلہی سلطنت کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں تو الٰہی سلطنت کسقدر اقتدار اور اختیار رکھتی ہے اگر خدا کا قانون ابھی سخت ہو جائے اور ہر یک زنا کرنے والے پر بجلی پڑے اور ہر یک چور کو یہ بیماری پیدا ہو کہ ہاتھ گل سڑ کر گر جائیں اور ہر ایک سرکش خدا کا منکر اسکے دین کا منکر طاعون سے مرے تو ایک ہفتہ گذرنے سے پہلے ہی تمام دنیا راست بازی اور نیک بختی کی چادر پہن سکتے ہے۔ پس خدا کی زمین پر بادشاہت تو ہے لیکن آسمانی قانون کی نرمی نے اسقدر آزادی دے رکھی ہے کہ جرائم پیشہ جلدی نہیں پکڑے جاتے ہاں نذریں بھی ملتی رہتی ہیں۔ زلزلے آتے ہیں۔ بجلیاں پڑتی ہیں۔ کوہ آتش فشاں آتش بازی کیطرح مشتعل ہو کر ہزاروں جانوں کا نقصان کرتے جاتے ہیں جہاز غرق ہوتے ہیں ریل گاڑیوں کے ذریعہ سے صدہا جانیں تلف ہوتی ہیں طوفان آتے ہیں مکانات گرتے ہیں سانپ ڈستے ہیں درندے پھاڑتے ہیں وبائیں پڑتی ہیں اور فنا کرنے کا نہ ایک دروازہ بلکہ ہزارہا دروازے کھلے ہیں جو مجرمین کی پاداش کے لیے خدا کے قانون قدرۃ نے مقرر کر رکھے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں سچ یہی ہے کہ بادشاہت تو ہے ہر ایک مجرم کے ہاتھ میں ہتکڑیاں پڑی ہیں اور پاؤں میں زنجیر ہیں مگر حکمت الٰہی نے اسقدر اپنے قانون کو نرم کر دیا ہے کہ وہ ہتکڑیاں اور وہ زنجیریں فی الفور اپنا اثر نہیں دکھاتی ہیں اور آخر اگر انسان باز نہ آوے تو وہ انہی جہنم تک پہنچاتی ہیں اور اُس عذاب میں ڈالتی ہیں جس سے ایک مجرم نہ زندہ رہے اور نہ مرے۔ غرض قانون دو ہیں ایک وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ محض اطاعت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور اُنکی اطاعت محض فطرۃ روشنی کا ایک خاصہ ہے وہ گناہ نہیں کر سکتے مگر نیکی میں ترقی بھی نہیں کر سکتے۔ دوسرا قانون وہ ہے جو انسانوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ انسانوں کی فطرۃ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ گناہ کر سکتے ہیں مگر نیکی میں ترقی بھی کر سکتے ہیں یہ دونوں فطرتی قانون غیر متبدل ہیں اور جیسا کہ فرشتہ انسان نہیں بن سکتا ہے ایسا ہی انسان بھی فرشتہ نہیں ہو سکتا ہے یہ دونوں قانون بدل نہیں سکتے ازلی اور اٹل ہیں اسلیے آسمان کا قانون زمین پر نہیں آ سکتا اور نہ زمین کا قانون فرشتوں کے متعلق ہو سکتا ہے انسانی خطا کاریاں اگر توبہ کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا سکتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی کا مادہ نہیں انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الٰہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطا کاری کا باقی رکھا ہے تا وہ گناہ کر کے اپنی کمزوری پر اطلاع پاویں اور پھر توبہ کر کے بخشے جاویں یہی قانون ہے جو انسان کیلیے مقرر کیا گیا ہے اور اسی کو انسانوں کی فطرۃ چاہتی ہے سہو و نسیان انسانی فطرۃ کا خاصہ ہے فرشتہ کا خاصہ نہیں پھر وہ قانون جو فرشتوں

کے متعلق ہے ایسا تو نہیں کیونکر نافذ
ہو سکے۔ یہ خطا کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ
کی طرف کمزوری منسوب کی جاوے صرف
قانون کے نتائج ہیں جو زمین پر جاری
ہو رہے ہیں نعوذ باللہ کیا خدا ایسا کمزور
ہے جس کی بادشاہت اور قدرت اور جلال
صرف آسمان تک ہی محدود ہے یا زمین کا
کوئی اور خدا ہے جو زمین پر مخالفانہ قبضہ
رکھتا ہے اور عیسائیوں کو اس بات پر
زور دینا اچھا نہیں کہ صرف آسمان میں
ہی خدا کی بادشاہت ہے جو ابھی زمین
پر نہیں آئی کیونکہ وہ اس بات کے قائل
ہیں کہ آسمان کچھ چیز نہیں اب ظاہر ہے
کہ جبکہ آسمان کچھ چیز نہیں جس پر خدا کی
بادشاہت ہو اور زمین پر ابھی خدا کی
بادشاہت آئی نہیں تو گویا خدا کی بادشاہت
کسی جگہ نہیں۔ ماسوا اس کے ہم خدا کی
زمینی بادشاہت کو بچشم خود دیکھ رہے
ہیں اس کے قانون کے موافق ہماری
عمریں ختم ہو جاتی ہیں اور ہماری حالتیں
بدلتی رہتی ہیں اور صدہا رنگ کی راحت
اور رنج ہم دیکھتے ہیں ہزارہا لوگ خدا
کے حکم سے مرتے ہیں اور ہزارہا پیدا ہوتے
ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں نشان ظاہر
ہوتے ہیں زمین ہزارہا قسم کے نباتات
اور پھل اور پھول اس کے حکم سے پیدا کرتی
ہے تو کیا یہ سب کچھ خدا کی بادشاہت کے
بغیر ہو رہا ہے بلکہ آسمانی اجرام تو ایک
ہی صورت اور منوال پر چلے آتے ہیں اور
ان میں تغیر تبدیل جس سے ایک مغیر
مبدل کا پتہ ملتا ہو کچھ محسوس نہیں ہوتی
مگر زمین ہزارہا تغیرات اور انقلابات
اور تبدلات کا نشانہ ہو رہی ہے ہر روز
کروڑہا انسان دنیا سے گذرتے ہیں اور
کروڑہا پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک پہلو
اور ہر ایک طور سے ایک مقتدر صانع
کا تصرف محسوس ہو رہا ہے تو کیا ابھی تک
خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں اور انجیل
نے اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ کیوں
ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں آئی

البتہ مسیح کا باغ میں اپنے بچ جانے کے لیے
ساری رات دعا کرنا اور دعا قبول بھی
ہو جانا جیسا کہ عبرانیان ۵۔ آیت ۷
میں لکھا ہے مگر پھر بھی خدا کا اس کے
چھڑانے پر قادر نہ ہونا یہ بزعم عیسائیان
ایک دلیل ہو سکتی ہے کہ اس زمانہ میں
خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں تھی مگر ہم
نے اس سے بڑھ کر ابتلا دیکھے ہیں اور
ان سے نجات پائی ہے ہم کیونکر خدا کی
بادشاہت کا انکار کر سکتے ہیں کیا وہ خون
کا مقدمہ جو میرے قتل کرنے کے لیے
مارٹن کلارک کی طرف سے کپتان ڈگلس
کی عدالت میں پیش ہوا تھا وہ اس مقدمہ
سے کچھ خفیف تھا جو محض مذہبی خلاف
کی وجہ سے نہ کسی خون کے اتہام سے
یہودیوں کی طرف سے عدالت پلاطوس میں
دائر کیا گیا تھا مگر چونکہ خدا زمین کا بھی
بادشاہ ہے جیسا کہ آسمان کا اس لیے
اس نے اس مقدمہ کی پہلے سے مجھے خبر
دیدی کہ میں تمکو بری کروں گا اور وہ خبر
صدہا انسانوں کو قبل از وقت سنائی گئی
اور آخر مجھے بری کیا گیا پس یہ خدا کی
بادشاہت تھی جس نے اس مقدمہ سے
مجھے بچا لیا جو مسلمانوں اور ہندوؤں
اور عیسائیوں کے اتفاق سے مجھ پر کھڑا
کیا گیا تھا ایسا ہی نہ ایک دفعہ بلکہ بیسیوں
دفعہ میں نے خدا کی بادشاہت کو زمین پر
دیکھا اور مجھے خدا کی اس آیت پر ایمان لانا پڑا

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یعنی زمین پر بھی خدا کی بادشاہت ہے
اور آسمان پر بھی اور پھر اس آیت پر ایمان لانا پڑا

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

یعنی تمام زمین و آسمان اس کی اطاعت
کر رہے ہیں جب ایک کام کو چاہتا ہے
تو کہتا ہے کہ ہو جا تو فی الفور وہ کام
ہو جاتا ہے اور پھر فرماتا ہے

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

یعنی خدا اپنے ارادہ پر غالب ہے مگر اکثر لوگ
خدا کے قہر اور جبروت سے بے خبر ہیں
غرض یہ تو انجیل کی دعا ہے جو انسانوں کو
خدا کی رحمت سے نومید کرتی ہے اور اس کی
ربوبیت اور افاضہ اور جزا سزا سے عیسائیوں
کو بے باک کرتی ہے اور اس کو زمین پر
مدد دینے کے قابل نہیں جانتی جب تک
اس کی بادشاہت زمین پر نہ آوے لیکن اس کے
مقابل پر جو دعا خدا نے مسلمانوں کو قرآن
میں سکھلائی ہے وہ اس بات کو پیش کرتی
ہے کہ زمین پر خدا مسلوب السلطنت لوگوں
کی طرح بیکار نہیں ہے بلکہ اس کا سلسلہ
ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت
اور مجازات زمین پر جاری ہے اور
وہ اپنے عابدوں کو مدد دینے کی طاقت
رکھتا ہے اور مجرموں کو اپنے غضب سے
ہلاک کر سکتا ہے وہ دعا یہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝
اٰمِيْن

ترجمہ وہ خدا ہی ہے جو تمام تعریفوں
کا مستحق ہے یعنی اس کی بادشاہت میں کوئی
نقص نہیں اور اس کی خوبیوں کے لیے
کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں جو آج
نہیں مگر کل حاصل ہوگی اور اس کی بادشاہت
کے لوازم میں سے کوئی چیز بیکار نہیں
تمام عالموں کی پرورش کر رہا ہے بغیر
عوض اعمال کے رحمت کرتا ہے اور نیز
بعوض اعمال رحمت کرتا ہے جزا سزا
وقت مقررہ پر دیتا ہے اسی کی ہم عبادت
کرتے ہیں اور اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں

اور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں نعمتوں کی راہیں دکھلا اور غضب کی راہوں اور ضلالت کی راہوں سے دور رکھ +

یہ دعا جو سورۂ فاتحہ میں ہے انجیل کی دعا کی بالکل نقیض ہے کیونکہ انجیل میں زمین پر خدا کی موجودہ بادشاہت ہونے سے انکار کیا گیا ہے پس انجیل کی رو سے نہ زمین پر خدا کی ربوبیت کچھ کام کر رہی ہے نہ رحمانیت نہ رحیمیت نہ قدرت جزا سزا کیونکہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آئی۔ مگر سورۂ فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت موجود ہے اسی لیے سورۂ فاتحہ میں تمام لوازم بادشاہت کے بیان کیے گئے ہیں ظاہر ہے کہ بادشاہ میں یہ صفات ہونی چاہییں کہ وہ لوگوں کی پرورش پر قدرت رکھتا ہو سو سورۂ فاتحہ میں رَبِّ الْعٰلَمِیْن کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا گیا ہے۔ پھر دوسری صفت بادشاہ کی یہ چاہیے کہ جو کچھ اُس کی رعایا کو اپنی آبادی کے لیے ضروری سامان کی حاجت ہے وہ بغیر عوض اُن کی خدمات کے خود رحم خسروانہ سے بجا لاوے سو اَلرَّحْمٰن کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کر دیا ہے تیسری صفت بادشاہ میں یہ چاہیے کہ جن کاموں کو اپنی کوشش سے رعایا انجام تک نہیں پہنچا سکے اُن کے انجام کے لیے مناسب تدبیر مدد دے سو اَلرَّحِیْم میں اس صفت کو ثابت کیا ہے چوتھی صفت بادشاہ میں یہ چاہیے کہ جزا و سزا پر قادر ہو تا سیاست مدنی کے کام میں خلل نہ پڑے سو مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن کے لفظ سے اس صفت کو ظاہر کر دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سورۂ موصوفہ بالا نے وہ تمام لوازم بادشاہت پیش کیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت اور بادشاہی تصرفات موجود ہیں چنانچہ اس کی ربوبیت بھی موجود اور رحمانیت بھی موجود اور رحیمیت بھی موجود اور سلسلہ جزا بھی موجود اور سلسلہ سزا بھی موجود غرض جو کچھ بادشاہت کے لوازم میں سے ہوتا ہے زمین پر سب کچھ خدا کا موجود ہے اور ایک ذرہ بھی اُس کے حکم سے باہر نہیں ہر ایک جزا اُس کے ہاتھ میں ہے مگر انجیل یہ دعا سکھلاتی ہے کہ ابھی خدا کی بادشاہت تم میں نہیں آئی اُس کے آنے کے لیے خدا سے دعا مانگا کرو تا وہ آجائے یعنی ابھی تک اُن کا خدا زمین کا مالک اور بادشاہ نہیں اس لیے ایسے خدا سے کیا اُمید ہو سکتی ہے سنو اور سمجھو کہ بڑی معرفت یہی ہے کہ زمین کا ذرہ ذرہ بھی ایسا ہی خدا کے قبضہ اقتدار میں ہے جیسا کہ آسمان کا ذرہ ذرہ خدا کی بادشاہت میں ہے اور جیسا کہ آسمان پر ایک عظیم الشان تجلی ہے زمین پر بھی ایک عظیم الشان تجلی ہے بلکہ آسمان کی تجلی تو ایک ایمانی امر ہے عام انسان نہ آسمان پر گئے نہ اُس کا مشاہدہ کیا مگر زمین پر جو خدا کی بادشاہت کی تجلی ہے وہ تو صریح ہر ایک شخص کو آنکھوں سے نظر آ رہی ہے *

* نوٹ آیت حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یہ دلالت کر رہی ہے کہ خدا کا حقیقی مطیع انسان ہے جو اپنی اطاعت کو محبت اور عشق تک پہنچاتا ہے اور خدا کی بادشاہت میں ہزارہا بلاؤں کو سر پر لے کر زمین پر ثابت کرتا ہے پس یہ طاعت جو درد دل سے ملی ہوئی ہے فرشتے اس کو کب بجا لا سکتے ہیں۔ منہ

ہر ایک انسان خواہ کیسا ہی دولت مند ہو اپنی خواہش کے مخالف موت کا پیالہ پیتا ہے پس دیکھو اس شاہ حقیقی کے حکم کی کیسی زمین پر تجلی ہے کہ جب حکم آجاتا ہے تو کوئی اپنی موت کو ایک سیکنڈ بھی روک نہیں سکتا۔ ہر ایک خبیث اور ناقابل علاج مرض جب دامنگیر ہوتی ہے تو کوئی طبیب ڈاکٹر اس کو دور نہیں کر سکتا۔ پس غور کرو کہ کیسی خدا کی بادشاہت کی زمین پر تجلی ہے جو اُس کے حکم رد نہیں ہو سکتے پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں آئیگی دیکھو اسی زمانہ میں خدا کے آسمانی حکم نے طاعون کے ساتھ زمین کو ہلا دیا تا اس کے مسیح موعود کے لیے ایک نشان ہو پس کون ہے جو اس کی مرضی کے سوا اس کو دور کر سکے پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں۔ ہاں ایک بدکار قیدیوں کی طرح اس کی زمین میں زندگی بسر کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کبھی نہ مرے لیکن خدا کی سچی بادشاہت اُس کو ہلاک کر دیتی ہے اور وہ آخر پنجہ ملک الموت میں گرفتار ہو جاتا ہے پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں ہے۔ دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑہا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑہا اُس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتے ہیں اور کروڑہا اُس کی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہو جاتے ہیں پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آسمانوں پر تو صرف فرشتے رہتے ہیں مگر زمین پر آدمی بھی ہیں اور فرشتے بھی جو خدا کے کارکن اور اس کی سلطنت کے خادم ہیں جو انسانوں کے مختلف کاموں کے محافظ چھوڑے گئے ہیں اور وہ ہر وقت خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ خدا سب سے زیادہ اپنی زمینی بادشاہت سے ہی پہچانا گیا ہے کیونکہ ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ آسمان کا راز مخفی اور غیر مشہود ہے بلکہ حال کے زمانہ میں قریباً تمام عیسائی اور اُن کے فلاسفر آسمانوں کے وجود کے ہی قائل نہیں جن پر خدا کی بادشاہت کا انجیل میں سارا مدار رکھا گیا ہے مگر زمین تو فی الواقع ایک کرہ ہمارے پاؤں کے نیچے ہے اور ہزارہا قضا و قدر کے امور اس پر ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جو خود سمجھ آتا ہے کہ یہ سب کچھ تغیر و تبدل اور حدوث اور فنا کہ بغیر مالک

کے حکم سے ہو رہا ہے پھر کیونکر کہا جاوے
کہ زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت نہیں
بلکہ ایسی تعلیم ایسے زمانہ میں جبکہ عیسائیوں
میں آسمانوں کا بڑے زور سے انکار کیا
گیا ہے نہایت نامناسب ہے کیونکہ انجیل
کی اس دعا میں تو قبول کر لیا گیا ہے کہ ابھی
زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں اور دوسری
طرف تمام محققین عیسائیوں نے سچے
دل سے یہ بات مان لی ہے یعنی اپنی
تحقیقات جدیدہ سے یہ فیصلہ کر لیا ہے
کہ آسمان کچھ چیز ہی نہیں اُن کا کچھ وجود
ہی نہیں پس ماحصل یہ ہوا کہ خدا کی بادشاہت
نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں آسمانوں
سے تو عیسائیوں نے انکار کیا اور زمین
کی بادشاہت سے انکی انجیل نے خدا کو
جواب دیا تو اب بقول ان کے خدا کے
پاس نہ زمین کی بادشاہت رہی نہ آسمان
کی مگر ہمارے خدائے عزوجل نے سورہ
فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام
اور یہ کہکر حقیقت سے ہمیں خبر دیدی کہ وہ
رَبُّ الْعَالَمِیْن* ہے یعنی جہاں
تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی
مخلوق کا وجود ہے خواہ اجسام خواہ
ارواح اُن سب کا پیدا کرنے والا
اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو
ہر وقت انکی پرورش کرتا ہے اور ان کے

* نوٹ دیکھو یہ لفظ ربّ العالمین
کیسا جامع کلمہ ہے اگر ثابت ہو کہ اجرام
فلکی میں آبادیاں ہیں تب بھی وہ آبادیاں
اس کلمہ کے نیچے آئیں گی۔ منہ

مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے اور
تمام عالموں پر ہر وقت ہر دم اسکا سلسلہ
ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور
جزا سزا کا جاری ہے۔
اور یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ میں فقرہ

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ قیامت کو
جزا سزا ہوگی بلکہ قرآن شریف میں بار بار
اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ
قیامت تو مجازات کبریٰ کا وقت ہے
مگر ایک قسم کی مجازات اسی دنیا میں شروع
ہے جس کی طرف آیۃ **يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا**
اشارہ کرتی ہے۔ اب یہ بات بھی سوچنے
کہ انجیل کی دعا میں تو ہر روزہ روٹی مانگی
گئی ہے جیسا کہ کہا کہ "ہماری روزانہ
روٹی آج ہمیں بخش" مگر تعجب کہ جبکہ
ابھی تک زمین پر بادشاہت نہیں آئی
وہ کیونکر روٹی دے سکتا ہے ابھی
تک تو تمام کھیت اور تمام پھل انکے
حکم سے بلکہ خود بخود پکتے ہیں اور خود بخود
بارشیں ہوتی ہیں تو اسکا کیا اختیار ہے
کہ کسی کو روٹی دے جب بادشاہت
زمین پر آجائے گی تب اس سے
روٹی مانگنی چاہیے ابھی تو وہ ہر ایک زمینی
چیز سے بیدخل ہے جب اس جائیداد
پر پورا قبضہ پائے گا تب کسی کو روٹی
دے سکتا ہے اور اس وقت اس سے
مانگنا بھی زیبا ہے اور پھر اس کے بعد
یہ قول کہ "جس طرح ہم اپنے قرضداروں
کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض ہمیں بخشدے"
اس صورت میں یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ
زمین کی بادشاہت ابھی اسکو حاصل
نہیں اور ابھی عیسائیوں نے کچھ اسکو
ہاتھ سے لے کر کھایا نہیں تو پھر قرضہ
کونسا ہوا۔ پس ایسے تہیدست خدا کو
قرضہ بخشوانے کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ
اس سے کچھ خوف ہے کیونکہ زمین پر ابھی
اسکی بادشاہت نہیں اور نہ اسکی حکومت
کا تازیانہ کوئی رعب بٹھلا سکتا ہے کیا
مجال کہ وہ کسی مجرم کو سزا دے سکے
یا پہلے زمانہ کی نافرمان قوم کی طرح طاعون
سے ہلاک کر سکے یا قوم لوط کی طرح اُن پر
پتھر برسا سکے یا زلزلہ یا بجلی یا کسی عذاب
سے نافرمانوں کو نابود کر سکے کیونکہ ابھی
خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں پس چونکہ
عیسائیوں کا خدا ایسا ہی کمزور ہے
جیسا کہ اسکا بیٹا کمزور تھا اور ایسا ہی

بیدخل ہے جیسا کہ اسکا بیٹا بیدخل تھا
تو پھر اُس سے ایسی دعائیں مانگنا لاحاصل
کہ ہمیں قرض بخشدے اُس نے کب
قرض دیا تھا جو بخشدے کیونکہ ابھی تک
تو اُسکی زمین کی بادشاہت نہیں جبکہ
اُسکی زمین پر بادشاہت ہی نہیں تو
زمین کی روئیدگی اُس کے حکم سے نہیں
اور زمینی چیزیں اُسکی نہیں بلکہ خود بخود
ہی ہیں کیونکہ اُس کا زمین پر حکم نافذ
نہیں اور جبکہ زمین پر وہ فرمانروا
اور بادشاہ نہیں اور کوئی زمینی آثار
اُس کے شاہانہ حکم سے نہیں تو اُسکو
سزا کا نہ اختیار ہے نہ حق حاصل۔ لہذا
ایسا کمزور اپنا خدا بنانا اور اس سے
زمین پر رہکر کسی کارروائی کی اُمید رکھنا
حماقت ہے کیونکہ ابھی اُسکی زمین پر
بادشاہی نہیں۔ لیکن سورہ فاتحہ کی دعا
ہمیں سکھلاتی ہے کہ خدا کو زمین پر
ہر وقت وہی اقتدار حاصل ہے جیسا
کہ اور عالموں پر اقتدار حاصل ہے
اور سورہ فاتحہ کے سر پر خدا کے
اُن کامل اقتداروں و رحمتوں کا ذکر ہے
جو دنیا میں کسی دوسرے [illegible]
صفائی سے ذکر نہیں کیا جیسا کہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ رحمن ہے
وہ رحیم ہے وہ مالک یوم الدین ہے
پھر اس سے دعا مانگنے کی تعلیم دی ہے
اور دعا جو سکھلائی گئی ہے وہ مسیح کی تعلیم
کردہ دعا کی طرح صرف ہر روزہ روٹی
کی درخواست نہیں بلکہ جو جو انسانی
فطرت کو ازل سے استعداد بخشی گئی
ہے اور اسکو پیاس لگا دی گئی ہے وہ
دعا سکھلا دی گئی ہے اور وہ یہ ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یعنی اے ان کامل صفتوں
کے مالک اور ایسے فیاض کہ ذرہ ذرہ
تجھ سے پرورش پاتا ہے اور تیری
رحمانیت اور رحیمیت اور قدرت
جزا سزا سے متمتع اٹھاتا ہے تو

ہمیں گذشتہ راستبازوں کا وارث بنا
اور ہر ایک نعمت جو انکو دی ہے ہمیں بھی دے
اور ہمیں بچا کہ ہم نافرمان ہو کر مورد غضب نہ
ہو جائیں اور ہمیں بچا کہ ہم تیری مدد سے
بے نصیب رہ کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ آمین۔

اب اس تمام تحقیقات سے انجیل کی
دعا اور قرآن کی دعا میں فرق ظاہر ہو گیا
کہ انجیل تو خدا کی بادشاہت آنے کا ایک
وعدہ کرتی ہے مگر قرآن بتلاتا ہے کہ خدا
کی بادشاہت تم میں موجود ہے نہ صرف
موجود بلکہ عملی طور پر فیض بھی جاری ہیں
غرض انجیل میں تو صرف ایک وعدہ ہی ہے
مگر قرآن نہ محض وعدہ بلکہ قائم شدہ بادشاہت
اور اسکے فیوض کو دکھلا رہا ہے اب
قرآن کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس
خدا کو پیش کرتا ہے جو اسی زندگی دنیا میں
راستبازوں کا منجی اور آرام دہ ہے
اور کوئی نفس اس کے فیض سے خالی نہیں
بلکہ ہر ایک نفس پر حسب اسکے ربوبیت اور
رحمانیت اور رحیمیت کا فیض جاری ہے
مگر انجیل اس خدا کو پیش کرتی ہے جو ابھی
اسکی بادشاہت دنیا میں نہیں آئی صرف
وعدہ ہے اب سوچو کہ عقل کسکو قابل
پیروی سمجھتی ہے حافظ شیرازی نے سچ کہا
ہے۔

مرید پیر مغانم ز من مرنج اے شیخ
چرا کہ وعدہ تو کردی و او بجا آورد

اور انجیلوں میں حلیموں غریبوں مسکینوں
کی تعریف کی گئی ہے اور نیز انکی تعریف جو
ستائے جاتے ہیں اور مقابلہ نہیں کرتے
مگر قرآن صرف یہی نہیں کہتا کہ تم ہر وقت
مسکین بنے رہو اور شر کا مقابلہ نہ کرو
بلکہ کہتا ہے کہ حلم اور مسکینی اور غربت اور
ترک مقابلہ اچھا ہے مگر اگر بے محل استعمال
کیا جائے تو برا ہے پس تم محل اور موقعہ
کو دیکھکر ہر ایک نیکی کرو کیونکہ وہ نیکی بد
ہے جو محل اور موقعہ کے برخلاف ہے
جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ مینہ کسقدر عمدہ اور
ضروری چیز ہے لیکن اگر وہ بے موقعہ ہو تو
وہی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے تم
دیکھتے ہو کہ ایک ہی سرد غذا یا گرم غذا
کی مداومت سے تمہاری صحت قائم نہیں
رہ سکتی بلکہ صحت تبھی قائم رہے گی
کہ حسب موقع اور محل کے موافق تمہارے
کھانے اور پینے کی چیزوں میں تبدیلی
ہوتی رہے پس درشتی اور نرمی اور عفو
اور انتقام اور دعا اور بددعا اور دوسرے
اخلاق میں جو تمہارے لیے مصلحت وقت
ہے وہ بھی اسی تبدیلی کو چاہتی ہے
اعلیٰ درجہ کے حلیم اور خلیق بنو لیکن نہ
بے محل اور بے موقعہ اور ساتھ اس کے
یہ بھی یاد رکھو کہ حقیقی اخلاق فاضلہ جنکے
ساتھ نفسانی اغراض کی کوئی زہریلی آمیزش
نہیں وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس
آتے ہیں سو تم ان اخلاق فاضلہ کو محض
اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کر سکتے
جب تک تمکو اوپر سے وہ اخلاق عنایت
نہ کیے جائیں اور ہر ایک جو آسمانی فیض
سے بذریعہ روح القدس اخلاق کا حصہ
نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعوے میں
جھوٹا ہے اور اس کے پانی کے نیچے
بہت سا کیچڑ ہے اور بہت سا گوبر ہے
جو نفسانی جوشوں کے وقت ظاہر ہوتا
ہے سو تم خدا سے ہر وقت قوت مانگو
جو اس کیچڑ اور اس گوبر سے تم نجات پاؤ
اور روح القدس تم میں سچی طہارت اور
لطافت پیدا کرے۔ یاد رکھو کہ سچے
اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے
جن میں کوئی غیر شریک نہیں کیونکہ وہ جو
خدا میں محو نہیں ہوتے وہ اوپر سے قوت
نہیں پاتے اس لیے ان کے لیے ممکن نہیں
کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں سو تم
اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو ٹھٹھا
اور ہنسی کینہ وری گندہ زبانی لالچ جھوٹھ
بدکاری بدنظری بدخیالی دنیا پرستی تکبر
غرور خودپسندی شرارت کج بحثی سب
چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمہیں آسمان
سے ملے گا۔ جب تک وہ طاقت بالا
جو تمہیں اوپر کی طرف کھینچکر لے جائے
تمہارے شامل حال نہ ہو اور روح القدس
جو زندگی بخشتا ہے تم میں داخل نہ ہو تب
تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے
ہوئے ہو بلکہ ایک مردہ ہو جس میں جان
نہیں اس حالت میں نہ تو کسی مصیبت کا مقابلہ
کر سکتے ہو نہ اقبال اور دولتمندی کی حالت
میں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو اور ہر ایک
پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب
ہو سو تمہارا علاج تو درحقیقت ایک
ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے
ہاتھ سے اترتی ہے تمہارا منہ نیکی
اور راستبازی کی طرف پھیر دے تم
ابناء السماء بنو نہ ابناء الارض اور روشنی
کے وارث بنو نہ تاریکی کے عاشق تم
شیطان کی گذرگاہوں سے امن میں
آجاؤ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے
غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں کیونکہ
وہ پرانا چور ہے تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔

سورہ **فاتحہ** نری تعلیم ہی نہیں
بلکہ اسمیں ایک بڑی پیشگوئی بھی ہے
اور وہ یہ کہ خدا نے اپنی چاروں صفات
ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ ملکیت
یوم الدین یعنی اقتدار جزا سزا کا ذکر کرکے
اور اپنی عام قدرت کا اظہار فرما کر پھر
اسکے بعد کی آیتوں میں یہ دعا سکھلائی
ہے کہ خدایا ایسا کر کہ گذشتہ راستباز
نبیوں رسولوں کے ہم وارث ٹھیرائے
جائیں انکی راہ ہم پر کھولی جائے انکی
نعمتیں ہمکو دی جائیں خدایا ہمیں اس
سے بچا کہ ہم اس قوم میں سے ہو جائیں
جن پر دنیا میں ہی تیرا عذاب نازل ہوا
یعنی یہود جو حضرت عیسیٰ مسیح کے وقت
میں تھی جو طاعون سے ہلاک کی گئی۔ خدایا
ہمیں اس سے بچا کہ ہم اس قوم میں سے
ہو جائیں جنکے شامل حال تیری ہدایت
نہ ہوئی اور وہ گمراہ ہو گئی یعنی نصاریٰ
اس دعا میں یہ پیشگوئی مخفی ہے کہ بعض
مسلمانوں میں سے ایسے ہونگے کہ وہ
اپنے صدق و صفا کی وجہ سے پہلے نبیوں
کے وارث ہو جائیں گے اور نبوت اور
رسالت کی نعمتیں پائیں گے اور بعض

ایسے ہوں گے کہ وہ یہودی صفت ہو جائیں گے جن پر دنیا میں ہی عذاب نازل ہوگا اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ عیسائیت کا جامہ پہن لیں گے۔ کیونکہ خدا کے کلام میں یہ سنت مستمرہ ہے کہ جب ایک قوم کو ایک کام سے منع کیا جاتا ہے تو ضرور بعض انہیں سے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نیکی اور سعادت کا حصہ لیتے ہیں ابتداء دنیا سے اخیر تک جسقدر خدا نے کتابیں بھیجیں ان تمام کتابوں میں خدا تعالےٰ کی یہ قدیم سنت ہے کہ جب وہ ایک قوم کو ایک کام سے منع کرتا ہے یا ایک کام کی رغبت دیتا ہے تو اس کے علم میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ بعض اس کام کو کرینگے اور بعض نہیں۔ پس یہ سورۃ پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس امت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا تا وہ پیشگوئی جو آیت صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکمل اور اتم طور پر پوری ہو جائے۔ اور کوئی گروہ انہیں میں سے ان یہودیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت کی تھی اور وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے تھے تا وہ پیشگوئی جو آیت غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ سے مستنبط ہوتی ہے ظہور پذیر ہو۔ اور کوئی گروہ ان میں سے عیسائیوں کے رنگ میں ہو جائے گا عیسائی بنجائے گا جو خدا کی رہنمائی سے بوجہ اپنی شراب خواری اور اباحت اور فسق و فجور کے بے نصیب ہو گئے تا وہ پیشگوئی جو آیت وَلَا الضَّالِّينَ سے مترشح ہو رہی ہے ظاہر ہو جائے اور چونکہ یہ بات مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہے کہ آخری زمانہ میں ہزارہا مسلمان کہلانے والے یہودی صفت ہو جائیں گے اور قرآن شریف کے کئی ایک مقامات میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے اور صدہا مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا یا عیسائیوں کی سی بے قید اور آزاد زندگی اختیار کرنا خود مشہود اور محسوس ہو رہا ہے بلکہ بہت

لوگ مسلمان کہلانے والے ایسے ہیں کہ وہ عیسائیوں کی طرز معاشرت پسند کرتے ہیں اور مسلمان کہلا کر نماز روزہ اور حلال اور حرام کے احکام کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ دونوں فرقے یہودی صفت اور عیسائی صفت اس ملک میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہ دو پیشگوئیاں سورہ فاتحہ کی تو تم پوری ہوتی دیکھ چکے ہو اور بچشم خود مشاہدہ کر چکے ہو کہ کسقدر مسلمان یہودی صفت اور کسقدر عیسائیوں کے لباس میں ہیں تو اب تیسری پیشگوئی خود ماننے کے لائق ہے کہ جیسا کہ مسلمانوں نے یہودی عیسائی بننے سے یہود و نصاریٰ کی بدی کا حصہ لیا ایسا ہی انکا حق تھا کہ بعض افراد ان کے ان مقدس لوگوں کے مرتبہ اور مقام سے بھی حصہ لیں جو بنی اسرائیل میں گذر چکے ہیں یہ خدا تعالےٰ پر بدظنی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی بدی کا تو حصہ دار ٹھیرا دیا ہے یہانتک کہ انکا نام یہود بھی رکھدیا مگر انکے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس امت کو کوئی حصہ نہ دیا پھر یہ امت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی بلکہ شر الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا انکو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس امت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور انکا ظل ہو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی رحمت سے بعید ہے کہ وہ اس امت میں اس زمانہ میں ہزارہا یہودی صفت لوگ تو پیدا کرے اور ہزارہا عیسائی مذہب میں داخل کرے مگر ایک شخص بھی ایسا ظاہر نہ کرے جو انبیاء گذشتہ کا وارث اور انکی نعمت پانے والا ہو تا پیشگوئی جو آیت اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مستنبط ہوتی ہے وہ بھی ایسی ہی پوری ہو جائے جیسا کہ یہودی اور عیسائی ہونیکی پیشگوئی پوری

ہو گئی اور جس حالت میں اس امت کو بد اور برے نام دیئے گئے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا بھی ان کے نصیب میں ہے تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ مقتضا ہونا چاہیے تھا کہ جیسے گذشتہ نصاریٰ سے انھوں نے بری چیزیں لیں اسیطرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہوں اسی لیے خدا نے سورۂ فاتحہ میں آیت اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائیں گے نہ یہ کہ یہودی ہی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں اسی کی طرف سورہ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا اس آیت میں اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اسکو ملے گا پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا یعنی وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا گویا مریم ہونیکی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اسطرح وہ ابن مریم کہلائے گا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کیطرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ أَنَّى لَكِ هَذَا یعنی اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی اور اسی کیطرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ هُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ یعنی اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا۔ اور پھر اس کے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم

اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ نَفَخْتُ فِیْکَ مِنْ لَّدُنِّیْ رُوْحَ الصِّدْقِ یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُّوْحِنَا۔ پس اسجگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جسکا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اُس کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ الہام ہوا یٰعیسٰی انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ۔ اسجگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جس کے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶۔ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس اُمت میں اسطرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس اُمت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دیجائے گی پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا یہ وہ خبر محمدی عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے قرآن شریف موجود ہے ایکطرف قرآن شریف کو دیکھو اور ایکطرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۂ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس اُمت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا گویا اسمیں سے پیدا ہوگا وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اُسوقت موجود تھا جب کہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لیے کوئی آیت اُتاری جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ مجھے کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس یا بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلی زمانہ کی مریم کیطرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخرکار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھدیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بنگیا۔ اے عزیزو غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جسپر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اُسے براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئیگا سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لیے گو اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیساکہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو و نما پاتا رہا پھر جب اُسپر دو برس گذر گئے تو جیساکہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اسطور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اُس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا عقیدہ رسمی براہین احمدیہ میں لکھدیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لیے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جبتک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے سو اس وقت تک حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے اسجگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں اور مجھے یاد نہیں کہ میں وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے۔ اور وہ اس زمانہ کا ہے جبکہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فاجاءھا المخاض الٰی جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ھٰذا وکنت نسیاً منسیاً۔ یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردِ زہ تنہ کھجور

کی طرف سے آئی یعنی عوام الناس اور جاہل صوفی اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنھوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کیطرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کیطرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعوی کی برداشت نہ کرسکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انھوں نے فنا کرنا چاہا تب اُسوقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور و غوغا دیکھکر میرے دل پر گذرا اُسکا اسجگہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچدیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا کہ لقد جئت شیئا فریا۔ ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا۔ اور پھر اس کے سامنے کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے الیس اللہ بکاف عبدہ ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا. قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳ - ترجمہ - اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ[*]

---

[*] نوٹ اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعوی مسیح موعود ہونیکی کسی نے انکو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور افترا کے کاموں سے دور اور سیدھا اور صادق مسلمان تھا ایسا ہی بہتوں نے کہا کہ تمنے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوے کیا۔ منہ

اور تیری ماں تو ایسی نہ تھے مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اسکو لوگوں کے لیے ایک نشان بناوینگے اور یہ بات ابتدا سے مقدر تھی اور ایسا ہی ہونا تھا یہ عیسی بن مریم ہے جس میں لوگ شک کررہے ہیں یہی قول حق ہے یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرۃ عیسی اور اُن کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسی کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اُسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائیں گے اور یہی عیسی ہے جسکی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسی سے میں ہی مراد ہوں میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اسکو نشان بنادینگے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسی بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورۃ پرست ہیں حقیقت پر ان کی نظر نہیں۔

باقی آیندہ انشاء اللہ

سراج الاخبار جہلم کے مستفسر کو جواب

سراج الاخبار جہلم میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کے متعلق ایک استفسار شائع کیا گیا ہے جس میں حضرت مولانا مولوی **سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی** کو بھی جواب کے لیے مخاطب کیا گیا ہے اور مولوی **محمد حسین بٹالوی** اور مولوی **نذیر حسین دہلوی** کو بھی - ہم نہیں کہہ سکتے کہ شیخ بٹالوی اور شیخ دہلوی نے کیا جواب دیا ہے ہم نے سرسری طور پر اِس استفسار کو حضرت فاضل امروہی کی خدمت میں پیش کردیا آپ نے فوراً استفسار مذکور کا جواب مندرجہ ذیل لکھکر ہمیں بھیجدیا اور غالباً اسکی ایک نقل سراج الاخبار کو بھی روانہ کی گئی ہے +

مسند امام احمد بن حنبل حضرت حکیم الامۃ کے عظیم الشان کتب خانہ میں موجود ہے اور اسی سے حدیث مندرجہ جواب نقل کی گئی ہے - وہ تحریر جو حضرت فاضل امروہی نے ہمیں دی ہے یہ ہے اُمید ہے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگی - اور سراج الاخبار کے ایڈیٹر سے ہمیں اُمید ہے کہ وہ بہت جلد اسکو اپنے اخبار میں شائع کردے گا۔

السلام علیکم بعدہ آنکہ شیخ یعقوب علی صاحب مالک اخبار الحکم نے مجھسے فرمایا کہ ایڈیٹر سراج الاخبار نے مطالبہ اسناد حدیث وضع الید الیمنی علی الیسری فوق الصدر کا کیا ہے اور ہمارا نام بھی اُس مطالبہ میں لکھا ہے - لہذا لکھا جاتا ہے مسند امام ہمام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۲۶ میں حدیث ذیل مع اسناد لکھی ہے

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا یحیی بن سعید عن سفیان حدثنی سماک عن قبیصۃ بن هلب عن ابیہ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ وعن یسارہ ورایتہ قال یضع هذہ علی صدرہ وصف یحیی الیمنی علی الیسری فوق المفصل انتہی یہ حدیث جو وائل بن حجر کی روایت سے ابن خزیمہ سے محدثین نے نقل کی ہے سو وضح ہو کہ صحیح ابن خزیمہ ہندوستان میں کہیں موجود نہیں معلوم ہوئی لہذا مستند

ہمارے امام کی نئی تائیدیں

شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کا نقشہ ایک عالم یہودی نے جب دیکھا تو اُسنے اسکی طرز بناوٹ پر غور کر کے یہ رائے ظاہر کی کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل کی قبروں کے نمونہ پر ہے۔ یہ ایک شہادت ہے جو بنی اسرائیل کے ایک عالم نے دی حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اسکو کشتی نوح کے ساتھ منضم کیا جائے یہ شہادۃ بہت مؤثر ہوگی اور انشاء اللہ اس سے مفید نتائج پیدا ہوں گے۔ ایک عام تحریک ہوگی۔

پطرس کی شہادت وفات مسیح پر

مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے سٹریٹ سٹیلمنٹ سے آئے ہوئے ایک خط کا کچھ حصہ سُنایا۔ اسمیں راقم خط بحوالہ ایک اٹلی اخبار کے ناقل ہے کہ یروشلم میں ۱۳ جولائی ۱۸۷۹ء کو کور نامی ایک راہب کے مرجانے پر اسکی ترکہ میں سے بعض کاغذات برآمد ہوئے ہیں جو عبرانی زبان میں ہیں جب وہ کاغذات اور ترکہ اُس کے وارثوں کو دیا گیا اور ان کاغذات کے پڑھنے کی کوشش کی گئی تو وہ پڑھے نہ گئے کیونکہ وہ پرانی عبرانی میں تھے بہر حال بڑی کوشش اور محنت کے بعد جب کاغذ پڑھا گیا تو وہ پطرس حواری کی ایک تحریر تھی جسمیں پطرس ظاہر کرتا ہے کہ یہ کاغذ میں مسیح کی وفات سے تین برس بعد لکھتا ہے اور اب میری عمر ۹۰ سال کی ہے اور اسی کاغذ میں پطرس مسیح کو مسیح ابن مریم ہی کہتا ہے خدا۔ یا خدا کا بیٹا نہیں دیتا بلکہ الفاظ اسکو نبی ہی کے درجہ تک پہونچاتے ہیں۔ چونکہ یہ سب کشتی نوح میں طبع ہونے والا ہے کچھ ضرور نہیں کہ ہم اس مقام پر اسکا ترجمہ دیں حاصل بالمطلب ہی کافی ہے۔ غرض پطرس مسیح کی موت کا معترف ہے ورنہ موجودہ نصرانیت کے محاورہ کے موافق اگر پطرس مسیح کے جی اُٹھنے کا یا آسمان پر زندہ چلے جانے کا قائل ہوتا تو اُسے کہنا چاہیئے تھا کہ **مسیح کے جی اُٹھنے یا آسمان پر چلے جانے کے تین برس بعد میں یہ لکھتا ہوں** پطرس کا یہ لکھنا کہ مسیح ابن مریم کی وفات کے تین سال بعد اسکو لکھتا ہوں اور واقعہ صلیب کا ذکر نہ کرنا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ وہ مسیح کی اُس موت کا ذکر کرتا ہے جو **کشمیر میں واقع ہوئی** تفصیلی حالات ان کاغذات کے پوری نقلیں کی اشاعت سے معلوم ہونیکی توقع ہے۔ بائبل سوسائٹی نے ان کاغذات کی صحت کو تسلیم کرلیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ چار لاکھ لیر دیکر ان کاغذات کو **وارثان کور** سے حاصل کرنیکی تجویز کی گئی ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام اس خبر کو سنکر از بس محظوظ ہوئے کیونکہ آپ کی تائید میں ایک زبردست شہادت ہے اور عیسائیت کی شکست فاش کے لیے خود عیسائیوں کے معتبر حواری پطرس کا ہی طیار کردہ حربہ ہے۔ ایک عرصہ ہوا حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بذریعہ الہام الٰہی معلوم کرایا گیا تھا کہ کسر صلیب کے دو اسباب پیدا ہو گئے ہیں اس قسم کے اندرونی اسباب ہیں اور یہ اندرونی اسباب **کسر صلیب** کے لیے مفید ثابت ہو رہے ہیں اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

مسیح کی دعا

ان کاغذات میں ایک کاغذ مسیح کی دعا کا بھی نکلا ہے جسمیں وہ نہایت عجز کے ساتھ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔ اس دعا کی اشاعت پر جو کشتی نوح میں کی جاتی ہے عیسائی دنیا کو معلوم ہوگا کہ مسیح اپنا مقام کیا ٹھیراتا ہے؟ مسیح اعتراف کرتا ہے کہ میرے گناہ بخش اور پھر یہ بھی کہتا ہے کہ مجھپر ایسے لوگوں کو مسلط نکر جو رحم نہ کرسکیں اور یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ پرہیزگاری کے مشکلات میں مجھے نڈال اور یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ اپنے دوستوں میں مجھے حقیر نہ کر اور یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ میں اُس کمال تک نہیں پہونچا جسکی مجھے خواہش تھی غرض یہ ساری دعا جو بہت جلد شائع ہوگی مسیح کی عبودیت بندگی بیچارگی کی پوری مظہر ہے۔ اور اسکی شان نبوت کے موافق ہے۔

انگلستان میں ایک خدا پیدا ہوا۔

مسٹر پگٹ نام ایک شخص نے انگلستان میں مسیح ہونے کا اعلان اپنے گرجا میں کیا اور اُس کے مریدوں نے اُسے تسلیم کرلیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ڈاکٹر ڈوئی نے الیاس۔ عہدنامہ کا رسول ہونے کا دعوی کیا اور یہ خدا پیدا ہوا۔ اس قسم کے کاذب مفتریوں کا پیدا ہونا اور قائم ہونا صاف بتا رہا ہے کہ خدا کا صادق و برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام آگیا ہے۔ یہ غیر قوموں کی شہادۃ ہے ایسے مدعیوں کا پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ فطرتی طور پر طبیعتوں میں مسیح موعود کی بعثت کے لیے اضطراب پایا جاتا ہے اور اس ضرورۃ کو محسوس کیا جاتا ہے خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اسے پایا اور مغربی قومیں وقت آتا ہے کہ بڑی نیازمندی کے ساتھ اس کے حضور سر جھکائیں گی۔

ڈاکٹر ڈوئی کو دعوۃ

امریکہ کے مفتری الیاس کو جس دعوۃ کا ذکر ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں کیا تھا۔ وہ چٹھی انگریزی زبان میں طبع ہوکر روانہ ہوگئی اُمید کیجاتی ہے

جہلم کے مباحثہ کے واقعات صحیحہ

سلسلے کیلئے دیکھو اخبار الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء

اور آپکے استدلالات ایسے کمزور اور غریبہ تھے جنمین آپ دیگر مفسرین سے متفرد پائے جاتے تھے . . . .

اور آپکا طرز بیان نہایت کرخت اور آواز بھرائی ہوئی تھی گویا آپکو بحۃ الصوت کی بیماری ہے با اینہمہ ایک گھبراہٹ دامنگیر تھی - جس نے آپکو حواس باختہ بنا ہوا تھا غرض جون تون کرکے آپکا مضمون ختم ہوا تو میر مجلس نے فرمایا کہ ابھی آپکا بہت سا وقت باقی ہے کچھہ تو اور کہئے مگر آپ نے فرمایا کہ مین نے جو کچھہ کہنا تہا کہہ چکا ہون تب میر مجلس صاحب نے مولوی ابو یوسف صاحب کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیا آپ اس تقریر کا آج اور اسی وقت ہی جواب دینا چاہتے ہین کیونکہ آپ کے لئے ابھی کافی وقت ہی - مولوی ابو یوسف صاحب نے کہا کہ مین تحریر کا جواب تحریر سے ہی دینا چاہتا ہون میرے پاس اس وقت کوئی لکھی ہوئی کتاب موجود نہین جسکو مین سنادون اور اسطرح میری تقریر محفوظ بھی نہین رہ سکتی مجھے مولوی ابراہیم صاحب کے مضمون کی کاپی ملجاوے تو مین انشاء اللہ تعالی کل جواب دونگا ✤

✤ نوٹ اگرچہ مولوی ابراہیم صاحب نے اپنے مضمون کی کاپی دینے کا وعدہ کیا تہا مگر مولوی ابو یوسف صاحب و ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے ساتہہ ہی ساتہہ مولوی ابراہیم صاحب کی تقریر مین سے چند ضروری نوٹ کر لئے تھے دوران تقریر مین مولوی ابراہیم صاحب نے اعتراض بہی کیا تہا کہ جب مین نے تحریر دینے کا وعدہ کیا ہی تو میری تقریر کے نوٹ کیون کئے جاتے ہین اس پر مولوی ابو یوسف صاحب نے فرمایا کہ نوٹ کرنا ہمارا حق ہی ہم نے جواب دینا ہے آپ ہمکو اس سے روک نہیں سکتے بنور میر مجلس صاحب نے بھی فرمایا کہ نوٹ کرنا مولوی صاحب کا حق ہے آپ بھی اُن کی تقریر کے نوٹ کر سکتے ہین ✤

اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا یہ ۲۶ اگست ۱۹۰۲ء کا دن تہا ✤

اب صبح ۲۷ اگست ۱۹۰۲ء کو مولوی ابو یوسف صاحب نے ۶ بجے صبح ہی سے اپنا جواب لکھنا شروع کردیا اور اپنی یادداشت اور نوٹون کی بنا پر بارہ بجے تک جواب لکہکر طیار کر لیا جب مضمون پورا ہوچکا تو مولوی ابراہیم صاحب کا پرچہ بھی پہنچا اور ساتھ ہی مولوی ابو یوسف صاحب کے عربی پرچہ کا مطالبہ تہا مولوی ابو یوسف نے اپنا عربی پرچہ اس شخص کے ہاتہہ بھیجدیا جو مولوی ابراہیم صاحب کا پرچہ لایا تہا مگر ادہر سے بھی مولوی کرم الدین صاحب کے عربی پرچہ کا بالمقابل مطالبہ کیا گیا لیکن انہون نے اپنا عربی پرچہ دینے سے انکار کیا اور شدت تقاضہ پر بھی نہ بھیجا اس سے مولوی کرم دین صاحب کی عربی دانی کا ایک منصف طبع انسان کو پتہ لگ سکتا ہی کہ مولوی کرم دین صاحب کو اپنی عربی کی صحت کی نسبت کچہہ تو ڈہرکا تہا کہ بار بار کے مطالبہ پر بھی پرچہ ندیا اور خلاف معاہدہ کیا کیونکہ بالمقابل تحریرون کے دینے کا معاہدہ ہوچکا تہا ✤

مولوی ابو یوسف صاحب کو اپنا جواب مکمل کرنیکے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مولوی ابراہیم صاحب کے پرچے کو اول سے آخر تک پڑھ لینا چاہئے اور جواب کو اس سے منطبق کر لینا چاہیئے

جب مضمون مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب حرف بحرف پڑہا گیا تو معلوم ہوا کہ اسمین اکثر حصہ اُن مضامین کا نہین جو آپنے اپنی تقریر مین بیان کئے تھے اور نہ وہ نوٹ بھی درج ہین جو اُن کی تقریر سے لئے گئے تھے اور وہ نوٹ اور مضامین جو مضمون سے عمداً خارج کئے گئے ایسے اہم اور ضروری تھے جس سے مولوی ابراہیم صاحب کی ساری قلعی کھل جاتی تھی اور آپ کے علم کی پوری پردہ دری ہوتی تھی اور اس مضمون کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کچہہ زائد مضامین اور سوال بھی اس پرچہ مین درج کئے گئے ہین تب فوراً تحصیلدار صاحب کیطرف ایک خط لکہا گیا اور مولوی صاحب کی دیانت داری کا سارا حال منکشف کیا گیا لیکن تحصیلدار صاحب کی طرف سے اس خط کا کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا ✤

اس کے بعد مولوی ابو یوسف صاحب کو تپ کے آثار شروع ہوگئے اور ظہر کی نماز سے پہلے تپ کی شدت ہوگئی اور بکثرت استفراغ ہونے شروع ہوئے اور تپ کا اسقدر زور ہوا کہ ٹمپریچر ۱۰۴ درجے پر ہو گیا اور ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب آپکی تیمارداری کرنے لگے ڈاکٹر صاحب موصوف بڑی دلجوئی اور جانفشانی سے (خدا تعالی ان کو جزائے خیر دے) علاج کرتے رہے اور دم بدم بخار کا اندازہ لیتے رہے یہانتک کہ کثرت پسینہ کے سبب سے بخار دھیمہ ہوکر ۱۰۲ درجے پر پہونچا اس وقت ڈاکٹر صاحب موصوف نے ۶ گرین کونین اور فناسٹین کا مکسچر بناکر مولوی صاحبکو پلایا - ۶ بجے کے قریب بخار اسقدر ہلکا ہو گیا کہ مولوی صاحب نے چارپائی پر بیٹھکر ظہر اور عصر کی نماز جمع کرکے گزاری یہ ۲۷ اگست کا دن تہا اور وہی دن تہا جسمین مولوی ابو یوسف صاحب نے جواب سُنانا تہا ادہر عیدگاہ مین چار بجے سے پہلے ہی ایک طوفان عظیم برپا ہوا ہوا تہا قاصد پر قاصد اور بلاوے پر بلاوا چلا آتا تہا مولوی برہان الدین صاحب نے یہ کہا کہ پہلے مولوی صاحبان سے کمی بیشی مضمون کی نسبت فیصلہ کر لینا چاہئے اور ہماری جماعت کے لوگ مولوی صاحبان کی اس حرکت بیجا کا عام طور پر اعلان کردین شاید اگر اس امر کے فیصلہ تک مولوی ابو یوسف صاحب کو کچھہ صحت ہوگئی تو وہ خود جاکر مضمون سنا دینگے ورنہ کسی اور شخص کو سنانے کے لئے کھڑا کردیا جائیگا مگر پہلے اس خیانت کا تصفیہ ہونا چاہئے اور تحصیلدار صاحبکو بھی دوبارہ اسپر مطلع کیا گیا - تحصیلدار صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سے اُنکی اس تبدیل و تحریف کے بارہ مین باز پرس کی تو آپ نے طوعاً و کرہاً مان لیا کہ ہان ضرور کچھہ مضمون جلدی کے سبب سے درج نہین ہوسکا تب تحصیلدار صاحب نے آپکو بہت کچھہ نادم کیا اور آپ کی اس حرکت ناشائستہ پر آپکو ملزم ٹھہرایا مگر عوام تک ابھی یہ بات نہ پہونچی تھی اس لئے جماعت احمدیہ کے

چند تعلیم یافتہ لوگون کو عین جلسہ مین بھیجا گیا اور مولوی ابراہیم صاحب سے عام لوگونمین بہت کچہ رد وبدل کے بعد تسلیم کرایا گیا کہ آپنے کل کے سنائے ہوئے مضمون مین سے اسقدر مضامین خیانت کے طور پر چھپا لئے ہین اور ان تمام نوٹون پر جو آپ کی تقریر سے لے گئے تھے اور آپ کے مرسلہ مضمون سے خارج تھے تحصیلدار صاحب کی فہائش سے اور عام لوگون کے سامنے تسلیمی صاد کرائے گئے اور اعلان کیا گیا کہ یہ آپ کی خیانت ہے تب تو مولوی ابراہیم صاحب کو مارے خجالت کے موت کا سامنا ہو گیا اور اسقدر آپ عرق شرم مین ڈوبے کہ پانی پانی ہو گئے مگر اس خجالت کا آپ پر ایک فوری اثر تہا بعد مین پہر آپنے اپنا سر جہاڑ کر صافہ باندھ لیا اور اُس خیانت کے اظہار کی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ اس چھپائے مضمون کا جواب مولوی ابو یوسف صاحب لکھ چکے تھے پس اُسکا اظہار اگر اُسوقت نہ کیا جاتا تو مولوی ابراہیم صاحبکو اس عذر کی گنجائش ہو جاتی کہ یہ میری باتون کا جواب نہین ہے اور نہ یہ باتین میرے تحریری مضمون مین درج ہین مگر اس کارروائی کے اثنا مین مولوی ابو یوسف صاحب کی طبیعت ابھی تک نڈھال تھی اور بخار مین کوئی بھی خفت پیدا نہ ہوئی تھی اس لئے پہلے ہر بہاول بخش صاحب ذیلدار کو مولوی صاحب کا معائنہ کرایا گیا تب انہون نے تحصیلدار صاحب کی خدمت مین عرض کیا کہ مولوی ابو یوسف صاحب بعارضہ تپ شدید بیمار ہین اور مضمون سنانیکے لئے آ نہین سکتے لیکن مضمون طلب ہو پر تحصیلدار صاحب نے میان دیوی سنگہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر اور چودہری غلام قادر صاحب سب رجسٹرار اور راجہ خان بہادر خان صاحب کو مولوی ابو یوسف صاحب کی بیماری کی تصدیق کے لئے بھیجا اول الذکر صاحب نے تو مولوی صاحب کی حالت دیکھکر نہایت ہمدردی ظاہر کی اور کہا کہ واقعی اس وقت مولوی صاحب کی حالت شدت تپ کی وجہ سے دگرگون ہے اور ضعف اور ناتوانی حد سے زائد ہے مگر آخر الذکر ہر دو صاحبان نے بہت تیز زبانی کی اور راجہ خان بہادر خان صاحب نے مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپکو اور بیماری تو کوئی نہیں آپ صرف جواب نہین دیسکتے اس لئے بیمار بن بیٹھے اس وقت مولوی صاحب کے تمام کپڑے پسینہ مین تر تھے اور لحاف کے سہارے سے چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے راجہ خان بہادر خان صاحب کی بات کا آپ نے صرف اس قدر جواب دیا کہ مین آپکی زبان کو نہین تہام سکتا اور میرا حال میرا خدا ہی جانتا ہے تب راجہ صاحب نے کہا کہ ایک معمولی تپ ہے آپ اس قدر نڈھال کیون ہو گئے ہین چلکر مضمون سنا دیجئے اسکے جواب مین شیخ معراج الدین صاحب نے راجہ صاحب موصوف کو یہ کہا کہ آپ تہوڑی دیر گھوڑے پر چڑہنے سے دو دو گہنٹے تک اپنے نوکرون سے دبواتے اور چاپی کرایا کرتے ہین یہ تو تپ شدید ہے اس کی کیفیت اُسے ہی معلوم ہوتی ہے جسے چڑہتا ہے اسپر چودہری غلام قادر صاحب نے کہا کہ مولوی صاحبکو اسوقت بخار نہین آپکا بدن تو ہے ہان پسینہ آیا ہوا ہے مین ڈاکٹر صاحبکو لاتا ہون اور غلط فیس بھی دونگا اگر مولوی صاحب کو بخار ہوا تو سو روپیہ جرمانہ بھی دونگا تب ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب نے فرمایا کہ آپ ضرور ڈاکٹر صاحبکو لائین اور مولوی صاحب کا ملاحظہ کرائین اور کچہ جیب سے بھی نکالین اور جسطرح پر چاہین بیماری کی تصدیق کرائین اس رد وبدل کے بعد دوبارہ میان دیوی سنگہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو ضرور بخار ہے اور اُن کی حالت کہ رہی ہے کہ وہ اسوقت سخت ناتوان ہین مجبور نہین کرنا چاہیئے تب یہ لوگ جلسہ مین واپس گئے اور سب سے پہلے جیسا کہ سراج الاخبار بیان کرتا ہے چودہری غلام قادر صاحب نے خلاف بیانی کا ثواب لیا اور پہر شاید راجہ خان بہادر خان صاحب نے بھی ان کی تائید کر کے اپنی عقبی کو سنوارا ہان میان دیوی سنگہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے جو کچہ دیکھا تہا صاف صاف بیان کر دیا اسی لئے سراج الاخبار نے اُن کی شہادت کو اپنے حق مین غیر مفید سمجھکر اپنے بیان مین درج نہیں کیا اور چودہری غلام قادر صاحب معہ ڈاکٹر دایکپور تو ہرجانہ کے ابھی تک تشریف لا رہے ہین افسوس کہ اُن کی فضول گوئی کا نتیجہ کیا ہوا اسکے بعد ہر دو مولوی صاحبان یعنی ابراہیم وکرم الدین نوبت بہ نوبت ممبر پر چڑھے اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر وہ وہ مفوات اور ہزلیات اور الزامات اور خرافات منہہ سے نکالے کہ الامان الامان انکی بکواس کے سبب سے کوئی جماعت احمدیہ کا ممبر وہان پر نہ بیٹھ سکا کیونکہ حضرت اقدس امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کی پاک جماعت کی نسبت اہانت اور تحقیر کا کوئی دقیقہ اسوقت مولوی صاحبان نے اٹہا نہ رکہا تہا اور یہ بھی شرم نکی کہ تعلیم یافتہ لوگ اور خصوصاً حکام انتظام ہماری نسبت کیا رائے لگائینگے اور ہماری تہذیب اور شائستگی پر کس قدر نفرین کرین گے غرض مولوی صاحبان ایک ہی دھن مین لگے رہے اور ممبر پر چڑہ کر جہان قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر ہونا چاہئے تہا ہجو قبیح اور کذب صریح کے گیت گاتے اور قصیدے پڑہتے رہے اور اپنی طرف سے اس یکطرفہ کارروائی پر اپنی ظفر کا ڈنکا بجا دیا ادہر مولوی ابو یوسف صاحب نے یہ صورت حال سنکر اپنی عزت اور حمیت دینی کو کام فرمایا اور اُسی ضعف و ناتوانی کی حالت مین افتان وخیزان مجلس مین جا پہونچے آپکے ساتہ جماعت احمدیہ کے کئی ایک اشخاص تھے اور آپکو تہامے ہوئے لے گئے تب آپ تحصیلدار صاحب کے پاس جا بیٹھے اسوقت منافق طبع مولوی کرم دین کچہ ہجو کے اشعار مولوی ابو یوسف صاحب کی شان مین پڑھ رہا تہا مولوی صاحب نے بڑی متانت سے اُس کی بیحیائی کو نظر انداز کیا اور اس کی طرف سے اپنی دریا دلی سے عفو اور درگذر کو عمل مین لا کر اعراض کیا اور تحصیلدار صاحب سے کہا کہ میرا مضمون طیار ہے اگر آپ چاہین تو اس وقت مین لیکن مین خود تو سنا نہین سکتا مگر دوسرا شخص

سنا دیگا چنانچہ منشی محمد حسن صاحب احمدی۔ رہتاسی کو مضمون کے پڑھنے کے لئے پیش کیا اور یہ وقت شام کے قریب تہا تب مولوی ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ ہان مضمون سن لیا جاوے آپکا مدعا صرف یہ تہا کہ وقت تو گذر ہی چکا ہے لوگ ابھی چلے جاوینگے اور مضمون ناتمام رہ جاویگا اور اسکا کوئی اثر نہ ہوگا تحصیلدار صاحب نے اس امر کو ارکان مجلس کے پیش کیا تو انہون نے باتفاق رائے یہ بات منظور کی کہ کل چار بجے یعنی ۲۸ اگست کو مولوی ابو یوسف صاحب کا مضمون سنا جاوے اسپر مولوی ابراہیم صاحب نے چنان چنین تو بہت کیا کہ مجھے فرصت نہین مین آج چلا جاؤنگا مگر تحصیلدار صاحب و دیگر ارکان مجلس نے آپکی ایک نہ مانی اور آپکو اسپر مجبور کیا کہ ضرور آپکو مضمون سنکر جانا ہوگا اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا

جلسہ ۲۸ اگست ۱۹۰۶ء آج وقت مقررہ سے پہلے اسقدر مخلوق خدا کا ہجوم پایا گیا کہ میدان عیدگاہ پر ہوگیا اور مضافات کے لوگ بھی کثرت سے جمع ہوگئے مولوی ابو یوسف صاحب کے مضمون کے سننے کے لئے لوگونمین حد سے زائد خواہش اور آرزو پائی جاتی تھی ٹھیک چار بجے حکام انتظام اور پولیس کنسٹیبلان بھی آپہونچے اور مولوی ابو یوسف صاحب معہ جماعت احمدیہ جلسہ مین تشریف لے آئے اور بحکم میر مجلس صاحب ممبر پر بیٹھ گئے اور مضمون پڑھنا شروع کیا شروع مین بوجہ ضعف دھیمی آواز اور آہستگی سے مضمون پڑھنے لگے مگر رفتہ رفتہ آواز مین بلندی اور تلفظ مین برجستگی ہوتی گئی اور ضعف بیماری کا کل اثر جاتا رہا غرض آواز کی خوبی اور الفاظ کی شستگی اور مضامین کی ترتیب اور معانی کی دلچسپی اور عبارت کی سلاست اور استدلالات کی قوت اور استشہادات کی ثقاہت اور خصم کے دلائل پر قدح و جرح کی مضبوطی اور مضمون خوان کی متانت اور وقار نے لوگون کے دلون پر وہ خارق عادت اثر کیا کہ اتنے بڑے مجمع کثیر مین عالم سکوت ہوگیا اور مضمون کی قوت اور سچائی نے مخالفین پر وہ استیلا پایا کہ گویا وہ دریائے حیرت مین ڈوب گئے اور مخالف مولوی صاحبان پر تو موت وارد ہوگئی کا ٹو تو خون نہین جس و حرکت ندارد خاموشی کے عالم مین مولوی ابو یوسف صاحب کے چہرہ پر ٹکٹکی لگائے بیٹھے ہین اور حکام انتظام اور فہیم لوگون کے چہرہ پر آثار مسرت پائی جاتی ہین مضمون کا ابتدائی حصہ سنت اللہ کی تشریح اور تعریف اور ان مسائل طبعی کی تحقیقات مین تہا جنسے مولوی ابراہیم صاحب نے حضرت مسیح ابن مریم کے رفع جسمانی پر پتھر اور پرندون کی مثال دیکر استدلال کیا تہا اور مولوی ابو یوسف صاحب نے اس استدلال کو ان کی علم طبعی سے ناواقفی پر مبنی قرار دیکر ایسا باطل کیا کہ آئندہ مولوی صاحب کو اس قسم کے استدلال کی جرأت بھی نہ ہوگی خدا تعالی کی وہ تمام قانونی آیتین پیش کین جو اس کی مخلوقات کے لئے علیحدہ علیحدہ حد بندی رکھتی ہین اور سنت اللہ کے اصل مفہوم کو لوگون کے ذہن نشین کردیا پھر نوع انسان کے متعلق خدا تعالے کی عادت اور سنت کو بڑے بسط سے بیان کیا اور نصوص قطعیہ قرآنیہ اور حدیثیہ سے ثابت کردیا کہ حضرت مسیح بنی نوع انسان کے متعلق الہی قوانین اور ضوابط اور خواص اور لوازم سے کسی طرح بھی مستثنے نہیں ہو سکتے پھر لفظ آیۃ اللہ کی تشریح کی اور اس سے مولوی ابراہیم صاحب کا اپنے دعوے پر استدلال کرنا باطل ٹہرایا اور آیۃ اللہ اور آیۃ للناس مین قرآن ہی کی رو سے ایسے لوگون کو بھی داخل کردیا جو نبی نور کیا بلکہ کافر اور اکفر تھے پھر مولوی صاحب کا حضرت مسیح ع کے تکلم فی المہد سے اپنے دعوے پر استدلال کرنا باطل قرار دیا اور قرآن اور حدیث کی رو سے تکلم فی المہد کو حضرت مسیح ع کا ہی خاصہ ہونا غلط ٹہرایا اور نقل صحیح سے یہ ثابت کردیا کہ کئی ایک اور اشخاص انبیاء وغیرہ مین سے اس صفت سے موصوف ہین پھر لفظ توفی پر بحث کی اور لغت اور قرآن اور حدیث کی رو سے ثابت کردیا کہ جب اللہ تعالی فاعل ہو اور انسان مفعول، تو اس لفظ کے سوائے قبض روح اور موت کے اور کچھ معنے نہین اور یہ بھی بالاعلان کہا کہ اگر مولوی ابراہیم صاحب اس قاعدہ کا خلاف ثابت کردین تو ایکہزار روپیہ انعام انکو دیا جاویگا خواہ پہلے ہی سے کسی بنک مین جمع کرالین اس کے بعد توفی کے متعلق معتبر تفاسیر سے شہادتین پیش کین اور یہ بھی کہا کہ تفاسیر کے متناقض اقوال ہمارے لئے اور ہمپر حجت نہین اس کے بعد مولوی ابراہیم صاحب کے دیگر متفرق دلائل کو اپنی لطیف جرح قدح سے باطل اور خلاف مقصود ثابت کیا اس تقریر کی بڑی خوبی یہ تھی کہ جن دلائل سے خصم پر جرح قدح کیا گیا وہی دلائل اپنے مقصود کے بھی مثبت تھے گویا خصم کی نفی اور اپنا اثبات تہا اور پھر مولوی ابراہیم صاحب کے اس سوال کا جواب دینا چاہا جو انہون نے اپنے پرچے مین زائد کردیا تہا اور وہ نصوص قطعیہ قرآنیہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب پر چڑہائے نہ جانے کے ثبوت کا مطالبہ تہا جسکے جواب مین مولوی ابو یوسف صاحب نے اپنا تحریری مضمون ختم کرکے اپنا ایک مطبوعہ رسالہ جو خاص اسی سوال کا جواب تہا اور مولوی ابراہیم صاحب کے ہی مقابلہ مین لکہا ہوا تہا ماسٹر ہدایت اللہ صاحب سے انکو اپنی جگہ بٹھاکر پڑھوانا شروع کیا اول تو پڑھنے سے پہلے ہی مولوی صاحبان کی طرف سے اعتراض شروع ہوا کہ یہ چھپا ہوا مضمون ہے اور یہ ہے اور وہ ہے پھر اسکے پڑھے جانے پر خفیف سے خفیف لفظ پر بھی مولوی صاحبان بگڑنے لگے اور خواہ مخواہ شور مچانا شروع کیا میر مجلس صاحب نے فرمایا کہ اس تحریر مین ابھی تک کوئی لفظ بھی خلاف تہذیب اور ہتک کا نہیں آیا آپ کیون بات بات پر بگڑتے ہین کیا آپکو اپنی کل کی کارروائی بھول گئی ہے تم کرنی چاہئے اسپر مولوی کرم الدین صاحب بڑی گستاخی سے بول اٹھے کہ آپ فریق ثانی کی طرفداری کرتے ہین اسپر میر مجلس صاحب برافروختہ ہوگئے اور جو کچھ اس وقت مولوی کرم دین صاحب کی خاطر ہوئی اس کو ہم اس مقام مین ظاہر کرنا نہیں چاہتے اور پھر راجہ خانزمان خان صاحب بھی کچھ بولے اور کچھ سراج الاخبار کے ایڈیٹر صاحب بھی بڑبڑائے اور کچھ چودہری غلام قادر صاحب نے بھی اپنے مولوی صاحبان کے برخلاف غصہ ظاہر کیا غرض یہ سب لوگ اپنے مولویون کے برخلاف بول رہے تھے (آئندہ)

بیعت کا کالم

میاں چراغ الدین صاحب برادر
حافظ امام الدین صاحب قلعہ دیدارسنگھ
گجرانوالہ
میاں سعد اللہ صاحب نومسلم جہلم محلہ نواں
میاں عبدالرحمن صاحب معرفت حکیم
شاہنواز صاحب شہر راولپنڈی
میاں محمد رشید صاحب برادر محمد یمین صاحب
پٹواری کلیہ تحصیل روپڑ ضلع انبالہ
میاں اسعد اللہ ملازم راجہ عطا محمد خاں صاحب
کشمیر براہ اسلام آباد
میاں فقیر محمد صاحب نیچہ بند راولپنڈی
میاں مہر دین صاحب ملازم ڈاکٹر
محمد حسین ہیلتھ افسر نوانشہر جالندھر
مسماۃ نور الہی صاحبہ زوجہ حافظ محمد علی
ساکن چک
میاں محمد فیض الحسن راونکے ڈاکخانہ گجرات
میاں فاضل صاحب ״ ״
میاں فضل الہی صاحب ״ ״
میاں احد اللہ عرف عبد اللہ گوسج منگلی
مسجد خان بابا لودیانہ
میاں الہی بخش صاحب ملتان
میاں صوبا صاحب منصوراں لودیانہ
میاں علی محمد صاحب ״ ״
ہمشیرہ میاں صوبا صاحب ״ ״
میاں الہ بخش صاحب معرفت حکیم محمد عمر خان
صاحب فیروزپور
مسماۃ زینب بی بی ״
میاں محمد پسر الہ بخش صاحب ״
میاں داحد بخش ״ پاک دروازہ
شہر ״ ״ ملتان
میاں عبدالغنی صاحب جموں
میاں محمد علی صاحب مدرس بن باجوہ
میاں غلام قادر صاحب ساکن کلیہ
ڈاکخانہ چمکور شہر انبالہ تحصیل روپڑ
میاں مولا داد صاحب گجرات
میاں الہ دہو صاحب ״

میاں شاہ محمد صاحب گجرات
میاں قاضی عبداللطیف صدیقی طالبعلم
مشن سکول نارووال سیالکوٹ
مسماۃ فضل بیگم صاحبہ دختر میاں نظام الدین صاحب
بازار کلاں شہر جہلم
مسماۃ غلام فاطمہ ״ ״
میاں محمد حسین صاحب معرفت منشی جمال الدین
صاحب بھاٹی دروازہ لاہور کارخانہ
مرہم عیسیٰ۔
میاں کالو صاحب چپڑاسی تار جموں
میاں عبدالمجید صاحب کنسٹیبل نمبر ۲۰۰ کورٹ
پولیس لائن
میاں غلام مرتضیٰ صاحب ڈاکخانہ گورداسپور جہلم
میاں عبدالغنی صاحب ״ ״
میاں عبد اللہ صاحب ״ ״
اہلیہ میاں عبد اللہ صاحب ״ ״
۳ لڑکیاں ״ ״ ״
میاں عبدالحق صاحب ״ ״
میاں نور دین صاحب ״ ״
پسر میاں نور دین صاحب ״
میاں محمد لطیف صاحب ״ ״ ״
میاں رحیم بخش صاحب ״ ״
میاں چودھری باغخان صاحب ״ ״
میاں اللہ دتا بافندہ ״ ״
مسمات بھاگن زوجہ محمد لطیف صاحب ״
میاں غلام محمد حجام صاحب ״ ״
مظہر حسین سہوان محلہ سیف اللہ گنج
ضلع بدایون
میاں خدا بخش صاحب جہلم
اہلیہ ״ ״
میاں عطاء اللہ بیگ صاحب چک
جینت تحصیل سیالکوٹ
میاں خیر الدین صاحب سراج لودیانہ
محلہ ڈھولیوال متصل مکان منشی
نظام الدین صاحب مرحوم
میاں عبدالقادر شاہ صاحب ملازم
جیل جہلم
میاں محمد دین صاحب حکیم چک رحمان
گجرات
منشی ہدایت اللہ صاحب ملازم پولیس

گاڈ نمبر ۲ انارکلی لاہور۔
میاں محمد ابراہیم صاحب مستری لاہور
موچی دروازہ کوچہ لوہاران
اہلیہ میاں احمد دین سیٹھ جہلم
اطفال ״ ״
میاں مہتاب دین صاحب سیالکوٹ محلہ لٹھ
میاں فقیر محمد صاحب کشمیری
میاں عبدالرحمن صاحب سیالکوٹ محلہ
چودہری سلطان صاحب
میاں غلام سرور ساکن پشاور حال ملازم کوئٹہ
میاں احمد دین دوری باف آدوراں گوجرانوالہ
اہلیہ ״ ״
رسول فاطمہ } لڑکیاں ״
غلام فاطمہ } ״
ہمشیرہ ״ ״ ״
میاں ولی محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس
تھانہ ڈونگہ گلی ہزارہ
میاں محمد خان صاحب ڈریسر یوگنڈہ ریلوی
ملک افریقہ
میاں محمد حیات صاحب دہرم کوٹ رندہاوا
میاں حاکم بیگ صاحب دربان کچہری راولپنڈی
میاں محمد دین ملازم جیل ״ ״
میاں پیر شاہ صاحب ״ ״
میاں پیران دتا ״ ״ ״
میاں چراغ الدین صاحب زرگر سیالکوٹ اراضی یعقوب
میاں عمر الدین صاحب ״
مسماۃ عائشہ بی بی صاحبہ ״
زینب بی بی صاحبہ اہلیہ عمر الدین صاحب ״
برکت بی بی صاحبہ
بھولار بی بی صاحبہ
نواب بی بی صاحبہ
میاں عزیز الدین صاحب
عائشہ بی بی اہلیہ عزیز الدین صاحب
میاں غلام نبی
میاں غلام حیدر
محمد شفیع صاحب
میاں محمد شریف صاحب
میاں احمد حسن کلرک پورٹ سرسٹ
احسن کماری بندر کراچی
میاں طالب الحسین بھون گام مین پور

الحکم احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی کے چھپکر شائع ہوا

الحکم نمبر ۳۴ جلد ۶ — ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء

مرکب جوہر عشبہ مغربی

سارس اپریلا

ان امراض کا عروج بڑے شدومد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے غروب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو ردی کر دے تو اسکو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو ڈبوتا نہیں بلکہ عالم وجود سے کہوتا ہے جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کے لئے مسلّہ حکماء ہی سلف وخلف کا ہے اسکے پینے والے کا خون گندہ نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اسکو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا آلہ قرار دیا ہے **یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون تباہ کرے اور گوناگون رنگوں میں ظاہر ہوتا ہو تو اسوقت بھی ایک فادزہر ہے جسکے استعمال سے** وجع مفاصل تیرگی خارش پھوڑے پہنسی زخمونکا اندمال خنازیر ناصور ہگندر چنبل یا جسم سے چھلکے اترین یا بندیل موسم پر جسم پر دہبے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہیں تو وہ یہ عرق ہے جوان جملہ مہلک بیماریوں سے نجات دیتا ہے سوزاک کے بعد جو ہاتھ اور پاؤں کے تلوؤں میں جلن رہتی ہے ہڈیاں درد کرتی ہوں ریح کا درد۔ عرق النساء اور عورتوں کے رحم بگاڑ اور تلوں کے درد کو بھی دور کرتا ہے **+ سنون مستحکم دندان** یہ وہ منجن ہے کہ دانتوں کو جلا دیتا ہے۔ بجائے ہیرے کو ہیرا ہی دکہا دیتا ہے۔ آنکھ گئی جہان گیا دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیوں کی طرح چمکدار مضبوط اور صاف ہو جانے بدبو دور ہو مسوڑے مضبوط منہہ سے لیبدار رطوبت کا فور اور خون جانا رک جاتا ہے محصول ڈاک ہر **حب قبض کشا** حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے جبکو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے طبیعت ان کی پریشان سر میں درد منہہ بدمزہ زبان میلی ان گولیوں کے استعمال سے ورم جگر۔ نفخ فراقر دل کا ڈہرکنا جسم کا پہڑکنا سن ہو جانا کثرت تہوک کمی اشتہا وغیرہ دور ہو جاتی ہے ایک گولی رات کو دودہ کے ہمراہ کہانے سے صبح اجابت بافراغت آجانے سے طبیعت بشاش جسم ہلکا انسان چست وچالاک ہو جاتا ہے اور توانا رہ سکتا ہے دو درجن عہ

پتہ: زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت ہوموپیتھی دروازہ اعوان منزل

صدق اللہ العلام اوحی الی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریہ لولا الا کرام لہلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی تکذیب و انکار کے باعث نمودار ہوتا ہے۔

روغن نوری یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون و ہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے، جو سعید لوگ حفظ ما تقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالیٰ مبتلائے طاعون و ہیضہ نہ ہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ انکے بدن میں داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جائینگے اگر مبتلائے مرض کو دیں تب بھی اس سے بطور یقین بفضلہ تعالیٰ شفایاب ہو علاوہ ازیں اس کے استعمال سے تپ محرقہ کہانسی متلی۔ قے۔ اسہال پیچش (مروڑ وخون وآنوں کا آنا) خنازیری بیماری۔ سوزش سینہ قصور ہضم چیچک۔ نفث الدم وابتدائی سل درد گوش۔ درد کان۔ ناسور خنازیر۔ زخم آتشک پہگندر۔ پھوڑے پہنسیاں بواسیر کے زخم۔ زہر بچھو۔ زہر زنبور وغیرہ اس قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہیں ایسا سریع الاثر مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی عہ

جوہر املسا مقوی معدہ ومشتہی وہاضم ومصفی خون ودافع خارش وپہوڑے پہنسی وجع المفاصل ودمہ وریاح وغیرہ قیمت فی شیشی ۸ر آخر ستمبر تک ۴ر **کشتہ سیمہ یک آتشہ** مقوی دماغ واعصاب قیمت فی چوکی عہ کشتہ سیماب مصلح شیر ومصفی خون قیمت ۴ر محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر

حکیم نور محمد صاحب پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان

بہت کچھ ملگیا ہے اسیطرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہوکر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹہرائے گئے اور در اصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گومخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر یک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہانتک کہ اس ابن مریم پر ابتلا بھی اسرائیلی ابن مریم کیطرح آئے اول جیساکہ عیسی ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اسی طرح یہ مسیح بھی سورہ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا اور جیساکہ عیسی ابن مریم کی پیدایش پر بہت شور اٹھا اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا اسیطرح اسجگہ بھی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیساکہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت مخالفوں کو عیسی کی نسبت یہ جواب دیا وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا یہی جواب خداتعالی نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا کہ تم اپنے فریبوں سے اسکو نابود نہیں کرسکتے میں اسکو لوگوں کے لیے رحمت کا نشان بناؤنگا اور ایسا ہونا ابتدا سے مقدر تھا۔ اور پھر جسطرح یہودیوں کے علما نے حضرت عیسی پر فتوی تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتا طیار کیا اور دوسرے فاضلوں نے اسپر فتوی دیا یہانتک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم فاضل جو اکثر اہل حدیث تھے انھوں نے حضرت عیسی پر تکفیر کی مہریں لگا دیں ✠

یہی معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیساکہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰؑ کی نسبت کی گئی تھی انکو بہت ستایا گیا سخت سخت گالیاں دی گئیں تھیں ہجو اور بدگوئی میں کتابیں لکھی گئیں تھیں **یہی صورت** اسجگہ پیش آئی گویا ۱۹۰۰ برس کے بعد وہی مسیح پھر پیدا ہوگیا اور وہی یہودی پھر پیدا ہوگئے آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تھے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ جو خدا نے پہلے سے سمجھا دیا تھا مگر ان لوگون نے صبر نہ کیا جب تک یہودیوں کی طرح مغضوب علیہم نہ بنگئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگادی کہ مجھے عین چودھوین صدی کے سر پر جیساکہ مسیح ابن مریم چودھوین صدی کے سر پر آیا تھا۔

✠ **حاشیہ** حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقے تھے مگر جو حق پر سمجھے جاتے تھے وہ دو فرقے ہو گئے تھے - ایک وہ جو توریت کے پابند تھے اُسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے - ۲ - دوسرا فرقہ اہل حدیث تھا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجھتے تھے یہ اہلحدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پھیل گئے تھے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تھے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تھیں اور انکی یہ محبت تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہین ان پر حدیثوں کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تھا اور اس مین ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثین تھین یہ حدیثین مدت تک زبانی رہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئین اس لئے انمین کچھ موضوعات کا حصہ بھی ملگیا تھا اور بباعث اس کے کہ اس وقت یہودیون کے تہتّر فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک فرقہ اپنی حدیثین جدا جدا رکھتا تھا اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چھوڑدی تھی اکثر حدیثون پر عمل تھا اور توریت گویا متروک اور مہجور کیطرح تھی اگرچہ حدیث کے مطابق آئی تو اسکو مانا ورنہ اسکو رو کر دیا پس اس زمانہ مین حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے اور آن کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تھے زیادہ حدیثون کی عزت کرتے تھے اور نبیون کے نوشتون مین پہلے خبر دی گئی تھی کہ جب یہود کئی فرقہ پر منقسم ہو جائینگے اور خدا کی کتاب کو چھوڑ کر اسکے برخلاف حدیثون پر عمل کرینگے تب انکو ایک حکم عدل دیا جائیگا جو مسیح کہلائیگا اور اُسکو وہ قبول نہ کرینگے آخر سخت عذاب اُنپر نازل ہوگا اور وہ طاعون کا عذاب تھا نعوذ باللہ منہ ✠

مسیح الاسلام

کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہین کہ اُنکا مقابلہ کرے اور خدا کا مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کرسکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہیگا وہ توڑ نہین سکیگا مگر یہ اینٹ جب اسپر پڑیگی تو اُس کو ٹکرے ٹکرے کردیگی کیونکہ یہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفون نے طیار کر کے اسکے مقابل پر رکھدی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اسوقت کے یہودیون نے کئے تھے یہان تک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے ایک خون کا مقدمہ بھی بنایا گیا جسکی میرے خدا نے مجھے پہلے خبر دیدی تھی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسی ابن مریم کے مقدمے سے بہت سخت تھا کیونکہ حضرت عیسیٰؑ پر جو مقدمہ بنایا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تھی بلکہ کچھ بھی نہ تھی مگر میرے پر جو مقدمہ کھڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعوی تھا اور جیسا کہ مسیح کے

رجسٹرڈ ایل

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃ

الحکم

دارالامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

منارۃ المسیح الموعود علیہ السلام

جلد ۶ — ۷ رجب سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء روز مبارک جمعہ

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونیکی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات قطع ہو چکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیے اس شجرہ اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انھوں نے اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے ۔ سردار صاحب ایک وجیہ اور خوبصورت نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی اور نوجوان ہیں اور پوری صحت رکھتے ہیں جنھوں نے اسلام کی خاطر اپنے بہت سے دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کر دیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ اُنسے براہ راست یا مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے بمقام قادیان خط و کتابت کریں۔ لڑکی سیرۃ و صورت اور حسن و جمال اور تربیت میں عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔

مکرر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیپل گریفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں سردار صاحب اسوقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے تین سو روپے ماہوار سے زیادہ رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے عام شہرت ہے اور مفصل حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ والسلام

بقیہ مضمون

کشتی نوح

تقویۃ الایمان

یہ بھی یاد رہے کہ سورہ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دعا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور جسطرح انجیل کی دعا میں روٹی مانگی گئی ہے اس دعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ بھی قابل نظارہ ہے اور جسطرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان

مقدمہ مین یہودی مولویون نے جا کر گواہی دی تھی ضرور تہا کہ اس مقدمہ مین بھی کوئی مولویون مین سے گواہی دیتا اس لئے اتمام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک لمبا جبہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب دلانے کے لئے عدالت مین گواہی دینے کے لئے آیا تہا یہ بھی موجود ہوئے صرف فرق اس قدر تہا کہ سردار کاہن کو پلاطوس کی عدالت مین کرسی ملی تھی کیونکہ یہودیون کے معزز بزرگون کو گورنمنٹ رومی مین کرسی ملتی تھی اور بعض اُنمین سے آنریری مجسٹریٹ بھی تھے اس لئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قواعد کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کہڑا تہا لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنون کی امیدون کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تہا مجھے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی منسبت زیادہ بااخلاق ثابت ہوا کیونکہ عدالت کے امر مین وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشون کی اُس نے کچھ بھی پروا نہ کی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اسمین کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اُس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکہایا کہ اگر اسکے وجود کو قوم کا فخر اور حکام کے لئے نمونہ سمجہا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جبتک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے تب تک اِس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہین کرسکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہین کہ اس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تہا اس فرض کو اچھے طور پر ادا نہین کرسکا اور اس کی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیف کا نشانہ بنایا یہ فرق ہماری جماعت مین ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکہون کروڑون افراد تک پہنچیگی ویسی ویسی تعریف کے ساتھہ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہیگا اور یہ اُس کی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اُسی کو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کس قدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اسکے پاس آوین کہ ایک اُنمین سے اسکے مذہب کا مشنری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اُسکے مذہب کا مخالف ہے اور اُس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسکے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑی استقلال سے برداشت کیا اور اس کو ان کتابون کے مقام دکھلائے گئے جن مین کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اس کے چہرہ پر کچھہ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کیوجہ سے حقیقت تک پہنچ گیا تہا اور چونکہ اُس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اس لئے خدا نے اُس کی مدد کی اور اس کے دلپر سچائی کا الہام کیا اور اس پر واقعی حقیقت کہولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اُسکو نظر آگئی اُس نے مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کی طرح مخالفانہ گواہی کیلئے آیا تہا مجھے کرسی پر بیٹہا ہوا پایا اور جس لذت کو دیکھنے کے لئے میری نسبت اس کی آنکہ شوق رکہتی تھی اُس ذلت کو اُس نے دیکھا تب مساوات کو غنیمت سمجھکر وہ بھی اس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اُس پیلاطوس نے اُسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ **تجھے اور تیرے باپ کو کبھی کرسی** نہیں ملی ہمارے دفتر مین تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہین۔ اب یہ فرق بھی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیون سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہون کو کرسی دیدی اور حضرۃ مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کہڑا رکہا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیرخواہ تہا بلکہ مریدان کی طرح تہا اور اس کی بیوی مسیح کی خاص مرید تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہان تک کے بیت صادر کرائی کہ ناحق بیگناہ مسیح کو یہودیون کے حوالہ کردیا میری طرح کوئی خونکا الزام نہ تہا اس بات کو سنکر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اُس کی شکایت کی جائیگی۔ اور پھر ایک اور مماثلت پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکہنے کے لائق ہے کہ پہلے پلاطوس نے اُس وقت جو مسیح ابن مریم عدالت مین پیش کیا گیا یہودیون کو کہا گیا تہا کہ مین اس شخص کا کوئی گناہ نہین دیکہتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چندروز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہیئے کہ مجھپر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پلاطوس نے کہا کہ مین آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونوں قول پیلاطوس کے بالکل باہم مشابہ ہین اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیون کے حوالہ کردیا گو وہ اس سپردگی سے غمگین تہا اور اس کی عورت بھی غمگین تھی کیونکہ وہ دونون مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیون کا سخت شور و غوغا دیکھکر بزدلی اُس پر غالب آگئی ہان البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے اور اس سعی میں وہ کامیاب بھی ہوگیا مگر بعد اسکے مسیح صلیب پر چڑہایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی مین آگیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہرحال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہوچکی تھی دیکھو

عبرانیان باب ۵ آیت ۷ ✚ بعد اس کے مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آگیا اور وہیں فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سرینگر محلہ خان یار میں اس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تھا۔ تاہم اس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہ میں اس شخص کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اسپر کچھ مشکل نہ تھا اور وہ چھوڑنے پر قادر تھا مگر وہ قیصر کی دوہائی سنکر ڈر گیا۔ لیکن آخری پیلاطوس پادریوں کے ہجوم سے نہیں ڈرا حالانکہ اسجگہ بھی قیصر کی بادشاہی تھی لیکن یہ قیصرہ اُس قیصر سے بدرجہا بہتر تھی اسلئے کسی کے لئے ممکن نہ تھا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چھڑانے کے لئے قیصرہ سے ڈرا دے بہرحال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اٹھایا گیا تھا اور میری مخالف اور ساری قوموں کے سرگروہ جمع ہو گئے تھے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کر کے دکھلایا کہ جو اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا تھا کہ میں تم پر خون کا الزام نہیں لگاتا سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کے بچانے کے لئے حیلوں سے کام لیا مگر اس پیلاطوس نے جو کچھ عدالت کا تقاضا تھا اُس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جسمیں بزدلی کا رنگ نہ تھا جس دن میں بری ہوا اُس دن اُس عدالت میں مسیح کا ایک چور بھی پیش ہوا یہ اس لئے وقوع میں آیا کہ پہلے مسیح کے ساتھ بھی ایک چور تھا لیکن اس آخری مسیح کے ساتھ کے چور کو جو پکڑا گیا اُس پہلے کی طرح جو پہلے مسیح کیساتھ پکڑا گیا صلیب پر نہیں چڑھایا اور نہ اُس کی ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ تین ماہ کی قید ہوئی۔

اب پھر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ سورہ فاتحہ میں اس قدر حقائق و دقائق و معارف جمع ہیں کہ اگر ان سب کو لکھا جائے تو وہ باتیں ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکھئے کہ جو اس صورت میں سکھائی گئی ہے یعنی اهدنا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکھتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد کی کنجی ہے ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہیں پا سکتے اور نہ اس کے فوائد منتفع ہو سکتے ہیں جب تک ہمیں اسکے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی جسقدر مشکل اور پیچیدہ امور ہیں خواہ وہ سلطنت اور وزارت کے ذمہ واریوں کے متعلق ہوں اور خواہ سپہ گری اور جنگ و جدال سے تعلق رکھتے ہوں اور خواہ طبعی اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہوں اور خواہ صناعت طب کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور میں کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے۔ جب تک کہ ان کے بارہ میں ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت میں بھی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس مشکل سنجی کے بارے میں ایک لمبے وقت تک رات کو سوچتا رہے تا ہو کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر یک پیچیدہ اور الجھے ہوئے کام کو چلانا اسبات کو چاہتا ہے کہ اس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدھی راہ کسی امر کے متعلق ہاتھ میں آجائے تو یقیناً وہ امر بھی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکھی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹھیک ٹھیک علاج نہیں ہو سکتا جب تک اس مرض کی حقیقت سمجھنے اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نکل آوے کہ دل فتویٰ دیدے کہ اس راہ میں کامیابی ہوگی بلکہ کوئی انتظام دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتھ میں آنے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جسپر قدم رکھا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسی لئے دوسری سورۃ میں جو سورۃ البقرہ ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع میں ہی فرمایا گیا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ یعنے انعام پانے کی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں✚ پس یہ دعا یعنی دعا اهدنا الصراط المستقیم ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی اور دنیوی کے وقت میں اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف اور سیدھی راہ ڈھونڈے جس سے بآسانی اس مطلب تک پہنچ سکے اور دل یقین سے بھر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے والا خدا جوئی کی راہ اختیار نہ کریگا اُسکا مقصد تو روٹی ہے۔ جب روٹی مل گئی تو پھر اُسکو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے اور ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بنایا ہے اُنکے گلے پڑ گیا ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مسیح ابن مریم میں دوسروں کی نسبت کیا زیادتی تھی جس سے اُس کی خدائی کا خیال آیا معجزات میں پہلے اکثر نبی اس سے بڑھکر تھے جیسا کہ

✚ سورۃ فاتحہ میں راہ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ میں گویا وہ قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی منہ ۱۲

✚ مسیح نے بطور پیشگوئی خود بھی کہا کہ بجز یونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکھایا نہیں جائیگا پس مسیح نے اپنے اس قول میں یہ اشارہ کیا کہ جسطرح یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا ایسا ہی میں بھی زندہ ہی قبر میں داخل ہونگا اور زندہ ہی نکلونگا سو یہ نشان بجز اسکے کیونکر پورا ہو سکتا تھا کہ مسیح زندہ صلیب سے اُتارا جاتا اور زندہ قبر میں داخل ہوتا اور یہ حضرت مسیح نے کہا کہ کوئی اور نشان نہیں دکھایا جائیگا اس فقرہ میں گویا مسیح ان لوگوں کا رد کرتا ہے کہ جو کہتے ہیں کہ مسیح نے یہ نشان بھی دکھلایا کہ آسمان پر چڑھ گیا منہ ۱۲

موسیٰ اور الیسع اور ایلیا نبی اور مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ مین جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے مین ہوتا تو وہ کام جو مین کر سکتا ہون وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہین وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا* اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا - جبکہ مین ایسا ہون تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے

اس پاک رسولؐ کا جسکی غلامی کی طرف مین منسوب

کیا گیا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اس جگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہین جاتا خدا جو چاہے کرے جو اس کے ارادہ کے مخالف کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد مین نامراد ہی نہیں بلکہ مر کر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہو گئے وہ جنہون نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا - ہلاک ہو گئے وہ جنہون نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا مین خدا کی سب راہون مین سے آخری راہ ہون اور مین اسکے سب نورون مین سے آخری نور ہون - بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے*

* اس تصدیق کے لئے کتاب نزول المسیح کو عنقریب دیکھو گے جو چھپ رہی ہے اور دس جز تک چھپ چکی ہے اور عنقریب شائع ہونیوالی ہے یہ کتاب پیر مہر علی گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ چشتیائی کے رد مین لکھی گئی ہے جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ پیر صاحب نے محمد حسن مردہ کے مضمون کو چرا کر ایسی قابل شرم غلطیون کا ارتکاب کیا ہے کہ اب اطلاع پانے سے انکی زندگی تلخ ہو جائیگی وہ بدبخت تو ہماری پیشگوئی مندرجہ اعجاز المسیح کے موافق فوت ہو گیا اور یہ دوسرا بدبخت ناحق کتاب بنا کر پیشگوئی انی مھین من اراد اھانتک کا نشانہ بن گیا فاعتبروا یا اولی الابصار

منہ

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانون کو دیا

گیا سنت ہے

یعنی آنحضرت صلعم کی عملی کارروائیان جو آپنے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائین مثلاً قرآن شریف مین بظاہر نظر پنجگانہ نمازون کے رکعات معلوم نہیں ہوتین کہ صبح کسقدر اور دوسرے وقتون مین کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھہ کھول دیا ہے یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا مسلمانون پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ واری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگون کو سمجھا دین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتین کردنی کے پیرایہ مین دکھلا دین اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا کیا جب تک حدیثین جمع نہ ہوئی تھین لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے - ہان تیسرا ذریعہ

ہدایت کا حدیث ہے

کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثین کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم ہے جن لوگون کو ادب قرآن نہین دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہین جیسا کہ یہودیون نے اپنی حدیثون کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادمون کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے - نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے حدیث جو ایک ظنی مرتبہ ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہین ہو سکتی صرف ثبوت مؤید کے رنگ مین ہے قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسی قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت اس زمانہ مین ہدایت کر رہے تھے جبکہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا سنت ان باتون کا نام نہین ہے جو ڈیڑھ سو برس بعد کتابون مین لکھی گئیں بلکہ ان باتون کا نام حدیث ہے اور **سنت** اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانون کی عملی حالت مین ابتدا سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانون کو لگایا گیا ہان حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظنی کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اسکے اندر موجود ہے پس **حدیث** کا قدر نہ کرنا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہان اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت سے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث

* اہل حدیث فعل رسول اور قول رسول دونون کا نام حدیث ہی رکھتے ہین ہمین ان کی اصطلاح سے کچھ غرض نہین دراصل سنت

قبول کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے اور مین جانتا ہون کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرات نہین کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثون کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہین بہرحال احادیث کا قدر کرو اور اُن سے فائدہ اُٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ کی طرف منسوب ہین اور جب تک قرآن اور سنت اُن کی تکذیب نہ کرے تم بھی اُن کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل۔ مگر اسی کی تائید مین تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اُس کی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کرلو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ مین یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہو تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثون اور راویون کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہون نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی حدیثین صدہا ہین جنمین پیشگوئیان ہین اور اکثر ان مین سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہین پس اگر کوئی حدیث ان مین سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہکر ٹال دو کہ ہم اس کو نہین مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اسکا متدین نہین ہے تو اس صورت مین تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کر دو جسکا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا۔ خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثون کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کردوگے پس اس صورت مین تم اسلام کے دشمن ٹھیروگے اور اللہ تعالے فرماتا ہے فلا یظہر علٰی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہوسکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہین ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے مین کسی محدث نے غلطی کہائی ہے اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جہوٹی حدیث کو سچی کرکے خدا نے غلطی کہائی۔ اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بھی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہین جو قرآن کے موافق ہین تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثون پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہین جنہون نے اسلام مین فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدے کے موافق حدیث رکھتا ہے یہانتک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتون مین کر دیا ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاتحہ پڑہتا ہے کوئی اس پڑہنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتہہ باندھتا ہے کوئی ناف پر اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہین کل حزب بما لدیہم فرحون ورنہ سنت نے ایک ہی طریق تبلایا تہا پہر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگون کو ہلاک کر دیا۔ شیعہ بھی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حکم ٹہراتے تو ایک سورہ نور ہی انکو نور بخش سکتی ہی مگر حدیثون نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہو گئے جو ٭ اہلحدیث کہلاتے تھے کچھ مدت سے ان لوگون نے توریت کو چھوڑ دیا تہا اور جیسا کہ آج تک ان کا عقیدہ ہے ان کا یہ مذہب تہا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے سو ان مین ایسی حدیثین بکثرت موجود تھین کہ جب تک ایلیاہ دوبارہ آسمان سے اپنے عنصری وجود کے ساتہہ نازل نہ ہوگا تب تک اُن کا مسیح موعود نہیں آئے گا ان حدیثون نے ان کو سخت ٹہوکر مین ڈال دیا اور وہ لوگ ان حدیثون پر تکیہ کرکے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نکر سکے کہ الیاس سے مراد یوحنا یعنی یحیٰی نبی ہے جو الیاس کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اس کا وجود لیا ہے پس تمام ٹہوکر ان کی حدیثون کے سبب سے تھی جو آخرکار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثون کے معنون مین بھی غلطی کرتے ہون یا حدیثون مین بعض انسانی الفاظ مل گئے ہون۔ غرض شاید مسلمانون کو اس واقعہ کی خبر نہین ہوگی کہ یہودیون مین حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تھے انہون نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتوے لکہا اور انکو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابون کو مانتا نہین خدا نے الیاس کے دوبارہ آنے کی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلین کرتا اور بغیر کسی قرینہ صارفہ کے ان خبرون کو اور طرف کہینچ لیجاتا+ اور حضرت مسیح کا نام انہون

+ جسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کفر کا فتوٰی لکہا گیا اُس وقت وہ پولوس بھی مکفرین کی جماعت مین داخل تہا جس نے بعد مین اپنے تئین رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی مین آپکا سخت دشمن تہا جس قدر حضرت مسیح کے نام پر انجیلین لکہی گئین ہین ان مین سے ایک مین بھی یہ پیشگوئی نہیں ہے کہ میرے بعد پولوس توبہ کرکے رسول بنجائیگا اس شخص کے گذشتہ چال چلن کی نسبت

٭ ... حضرت موسےٰ کے الہامات ہین۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تہا کہ توریت کو چہوڑ کر تمام وقت احادیث کے پڑہنے پر لگایا جاتا تہا بعض امور مین طالمود توریت کے مخالف ہے تب بھی یہ طالمود کی بات پر عمل کرتے تھے۔ طالمود مولفہ یوسف بارکلی ...

نے صرف کافر ہی نہین بلکہ ملحد بھی رکہا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہے وہ اُنکے لئے فیج اعوج کا زمانہ تہا جہوٹی حدیثون نے اُنکو دہوکا دیا غرض حدیثون کے پڑہنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹہرا کر اس حالت تک پہنچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو انہون نے کاذب اور دجال کہا اور اُس سے انکار کر دیا ہمارے مسلمانون کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ وہی کتاب ہے جس مین صاف طور پر لکہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابین بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکہتی ہین اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہو جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہین +

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہین یقین ہی ہے جو گناہ سے چہوڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے۔ یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے۔ کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چہوڑ سکتے ہو کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے کیا مریم کا بیٹا عیسیٰ ایسا ہے کہ اسکا مصنوعی خون گناہ سے چہڑا دیگا اے عیسائیو ایسا جہوٹ مت بولو جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کے لئے یقین کا محتاج تہا اور اس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے اُن عیسائیون پر جو یہ کہکر مخلوق کو دہوکا دیتے ہین کہ ہم نے مسیح کے خون سے نجات پائی حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ مین غرق ہین وہ نہیں جانتے کہ اُن کا خدا کون ہے بلکہ زندگی تو غفلت آمیز ہے شراب کی مستی انکے دماغ مین ہے۔ مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اترتی ہے اُس سے وہ بے خبر ہین اور جو زندگی خدا کے ساتہ ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہین وہ اُس سے بے نصیب ہین پس تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہین آ سکتے اور نہ روح القدس تمہیں ملسکتا ہے مبارک وہ جو یقین رکہتے ہین کیونکہ وہی خدا کو دیکہینگے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہین کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائینگے۔ مبارک تم جبکہ تمہین یقین کی دولت دیجائے کہ اسکے بعد تمہاری گناہ کا خاتمہ ہوگا گناہ اور یقین دونون جمع نہین ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ مین ہاتہ ڈال سکتے ہو جسمین تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکہہ رہے ہو۔ کیا تم ایسی جگہ کہڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش فشان سے پتہر برستے ہین یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہان ایک مہلک طاعون نسل انسان کو معدوم کر رہی ہے پھر اگر تمہین خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہین کہ اسکے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو +

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اسوقت تم مین پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤگے جبکہ تمہارے دل یقین سے بہر جائینگے شاید تم کہوگے کہ ہمین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہین دہوکا لگا ہوا ہے یقین تمہین ہرگز حاصل نہین کیونکہ اسکے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اُٹہاتے جو اُٹہانا چاہئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچ لو کہ جسکو یقین ہے کہ فلان سوراخ مین سانپ ہے وہ اس سوراخ مین کب ہاتہ ڈالتا ہے اور جسکو یقین ہے کہ اسکے کہانے مین زہر ہے وہ اس کہانے کو کب کہاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ فلان بن مین ایک ہزار خونخوار شیر ہے اُسکا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بن کی طرف اُٹہہ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتہ اور تمہارے پاؤن اور تمہارے کان اور تمہاری آنکہین کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہین اگر تمہین خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہین ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بہسم کرنے اور کہا جانیوالی آگ کو دیکہہ رہے ہو تو کیونکر اس آگ مین اپنے تئین ڈال سکتے ہو۔ اور یقین کی دیوارین آسمان تک ہین شیطان اُنپر چڑہہ نہین سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا

(باقی آئندہ)

بقیہ حاشیہ لکہنا ہمین کچہہ ضرورت نہین کہ عیسائی خوب جانتے ہین افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک مین رہے بہت دکہہ دیا تہا اور جب وہ صلیب سے نجات پاکر کشمیر کی طرف چلے آئے تو اس نے ایک جہوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریون مین اپنے تئین داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گہڑا اور عیسائیون پر سور کہ جو توراۃ کے رو سے ابدی حرام تہا حلال کر دیا اور شراب کو بہت وسعت دیدی اور انجیلی عقیدہ میں تثلیث کو داخل کیا تا ان تمام بدعتون سے یونانی بت پرست خوش ہو جائین منہ

خطبہ

جو ۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا

پرسوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے **ضالین** کی تفسیر میں فرمایا کہ اس لفظ میں اللہ تعالےٰ نے یہ بھی پیشگوئی رکھی ہے کہ نصاریٰ اسلام کے اندر ناپدید ہو جاوینگے اور ان پر آخری زمانہ میں یہ موت آویگی کہ **اسلام** ان کو کہا جائیگا یعنی بہت سا حصہ انمیں سے اسلام میں داخل ہوگا میرے دل میں اس کو سنکر بہت سی باتیں پیدا ہوئیں سب سے بڑی بات جس نے میرے دل کی **قوت** اور ایمان کو زندگی دی ہے وہ یہ ہے کہ کسقدر عظیم الشان **امید اس مرد خدا** کو ہے میں دیکھتا ہوں اور دنیا کے حالات پر نظر کرکے دیکھا جاتا ہے کہ عموماً دلوں پر یاس غالب ہوتی ہے اور امید صرف ایک لفظ ہے جسکا سچا مفہوم بہت ہی تھوڑے دلوں میں ہوتا ہے بہت ہی کم دل ہیں جن میں امید زندہ ہو ورنہ خدا پر سوء ظن اور ناامیدی غالب ہوتی ہے خدا تعالےٰ کو جب تک دیکھ نہ لیا جاوے اور اسکا کلام نہ سن لیا جاوے اور خدا تعالےٰ کی صفات پر زندہ ایمان جب تک ہو **امید** کا خوشنما چہرہ نظر نہیں آسکتا اپنے اندر دیکھو کہ کسطرح ہر ذرا ذرا سی ناکامیوں پر ناامیدی اور بدگمانی کی اندر سے آوازیں آنے لگتی ہیں۔ پھر جس شخص کے دل میں عظیم الشان امید ایسی امید **یقین** کا نور ساتھ رکھتی ہو کیا وہ کوئی معمولی اور عام انسان ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں! پھر امید کی قسمیں ہیں ایک یہ کہ مثلاً نوکر ہو جاؤں یا اتنا ملک فتح ہو جاوے یا یہ یا وہ کام ہو جاوے اس قسم کی امیدوں کا تعلق ارضی اور سفلی امور سے ہے اور ہر شخص اس قسم کی امیدیں جو خیالی پلاؤ سے بڑھکر وقعت نہیں رکھ سکتیں اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے ایک یہ امید ہے کہ اتنا بڑا مذہب جسکے ساتھ اتنی بڑی شوکت اور طاقت اور جمعیت ہے اور جسکی اشاعت کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے اور کوئی طریق دجل و فریب کا ایسا ہماری نظر میں نہیں آتا جس سے کام نہ لیا جاتا ہو خدا کے برگزیدہ اور پاک دین کو بدنام کرنے اور معدوم کرنے کے لئے کوئی حیلہ نہیں جو استعمال نہ کیا ہو اس دین کی **نسبت** یہ امید رکھنا کہ وہ دین باوجود اسقدر عظیم الشان سامان اور زنگ دود کے **اسلام** میں ناپدید ہو جاویگا اور وہ قومیں جو اسکی حامی اور معین ہیں وہ خدا کے فضل اور نور میں داخل ہو جائینگی۔ اس قسم کی امید رکھنا اور ایسی امید جو یقین کے رنگ سے رنگین ہو۔ ہو نہیں سکتی جب تک خدا کی آواز اس کان اور دل نے نہ سنی ہو ویسا یقین پیدا ہو نہیں سکتا جب تک خدا کی تجلی اور زور آور ہاتھ کی چمکار اس نے مشاہدہ نہ کرلی ہو۔ میں جہاں تک خدا کے کلام کو دیکھتا ہوں اور بڑے غور اور فکر سے اس میں سوچتا ہوں۔ آدم سے لیکر اس وقت تک جسقدر نبوت کی تعلیم ہم تک پہنچی ہے میں نے اس تعلیم کو مختلف رنگوں اور پہلوؤں سے مطالعہ کیا ہے اور باریک در باریک نگاہ سے اس پر غور کی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ صرف **دو دل** (جو حقیقت میں ایک ہی دل ہے) ایسے نظر آتے ہیں کہ جنکی **امید بالیقین** اس قدر عظیم الشان ہو۔ اس میں شک نہیں کہ بڑے بڑے راستباز اور خدا کے برگزیدہ نبی دنیا میں گذرے ہیں ہم ان سب پر یکساں ایمان لاتے ہیں اور کسی کی توہین یا تحقیر کرنا خواہ اشارۃً ہو یا کنایتاً ہمارے نزدیک کفر ہے لیکن یہ حق ہے کہ ہر ایک نبی کی **امید** اس کی استعداد کے موافق ہوتی ہے مثلاً حضرت مسیح کی امید کا انتہا بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں ہی ہیں اسکی نظر اس سے پرے نہیں جاتی۔ وہ سامریوں تک کو بھی اپنی نظر میں نہیں رکھتا حضرت نوح اور حضرت لوط کی امید اپنی ہی بستیوں تک ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل میں ایک اولوالعزم اور عظیم الشان نبی ہیں ان کی امید کا دائرہ بھی ان ساٹھ ہزار یہودیوں پر ختم ہو جاتا ہے جو فرعون کی غلامی میں تھے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی **ہمت بلند اور امید کو دیکھو کہ کس قدر اور وسیع ہے** وہ اپنی ہمت کے دائرے کو بنی اسمٰعیل یا عرب تک محدود نہیں کرتا کسی خاص ملک اور قوم ہی کو مدنظر نہیں رکھتا بلکہ کہتا ہے

یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

اور پھر ارشاد الٰہی آپ کی شان میں یوں ہے۔

انا ارسلناک رحمۃ للعالمین

کل دنیا کے لئے آپکا بشیر و نذیر ہو کر آنا آپ کی ہمت بلند اور امید عظیم کا بخوبی اظہار ہے اور یہ کہنا کہ میں اس خدا کا رسول ہوں:

الذی لہ ملک السموات والارض

زمین و آسمان کی سلطنت جسکے قبضہ اقتدار میں ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ میری حکومت بھی اس قدر وسیع ہے اور پھر یہ کہنا۔

اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع

کہ تو جسکو چاہے ملک دے اور جس سے

چاہیے چہین لے یہ آیت صاف ظاہر کرتی ہے کہ اب مشیت الہی اسیطرح نافذ ہو چکی ہے کہ کذب اور الباطل سے ملک چہین کر الحق (احمدؐ) صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک دیا جاوے۔ غرض جس قدر تدبر اور فکر کیا جاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل انسان ثابت ہوتے ہین جنکی امید اس قدر وسیع اور ہمت ایسی بلند ہے پہر یہ باتین نرے قصے کے رنگ مین رہ جاتین اگر پوری نہ ہوتین خدا تعالے نے کیسے انکو حرفاً حرفاً پورا کرکے دکہایا قرآن شریف الباطل کو کیسے کہا گیا جیسے عصاء موسیٰ ان جادوگرون کی رسیون کو نگل گیا اسیطرح پر قرآن شریف الباطل کی تمام رسیون کو نگل گیا اور مذاہب باطلہ کے بت کو اس زبردست عصاء نے پاش پاش کر دیا۔ دہریت برہموازم بت پرستی ۔ یہودیت ۔ اور نصرانیت کو ہلاک کر دیا اور اس لکڑی کی طرح جسکو اندر سے دیمک چاٹ جاوے اور باہر سے صرف ایک ڈہیچر رہ جاوے تمام مذاہب کی بنیادون کو کہوکہلا کر دیا اور اگر کوئی قوت امین باقی تہی تو اس آخری احمد نے آکر اسکو زائل کر دیا ✦

غرض دو ہی انسان ہین جو سلسلہ نبوۃ مین اتنی بڑی عظیم الشان امید اور یقین لیکر آئے ہین اور یہ دو نہیں بلکہ ایک ہی ہین کیونکہ اول باخر نسبتے دارد اور مسیح موعود کا آنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی آمد ہے دیکہو یہ کتنی بڑی قوت یقین رکہتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس سے چند سال پہلے اس کو کوئی بہی نہین جانتا تہا اور وہ ایک ایسے گاؤن مین جسکا نام بہی باہر معلوم نہ تہا بالکل گمنامی کے گوشہ مین رہتا جہان کوئی سامان کسی قسم کی ترقی کا نہ تہا اس نے خدا تعالیٰ کی تربیت سے وہ طاقت یقین پائی اور [illegible] عظیم الشان امید اسکو ملی کہ کل دنیا کے لئے اپنے آپ کو مسیح اور مہدی ٹہراتا ہے اور خدا تعالیٰ نے زبردست تائیدون سے ثابت کر دیا کہ بیشک وہ کل دنیا کے لئے اپنے متبوع اور مخدوم محمد احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش قدم اور قلب پر مبعوث کیا گیا ہے اسی نور یقین سے اسکا سینہ لبریز ہے اور اسی شوکت اور قوت سے اسے حصہ ملا جو احمد اول کو دی گئی اسی امید سے لبریز ہوکر اب وہ اس مذہب کی نسبت (جسکی حامی سولہ سلطنتین ہین) کہتا ہے کہ وہ اسلام مین مل جاویگا کتنی بڑی قوت اور دلیری کا یہ دعوے ہے کہ

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

جو اسلام کی نسبت خدا نے مقدر کیا ہے وہ میرے ہاتہ پر ہوگا کیا یہ کسی چہوٹی ہمت اور محدود امید کے انسان کا کام ہے کہ اپنا نام کاسر الصلیب رکہے۔ اور پھر یہ کس قدر عجیب تر بات ہے کہ اسلام کی صداقت کو وہ معیار ٹہراتا ہے کہ اسکی اشاعت کے لئے تلوار کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اسلام فی نفسہ ایک ایسی قوت اور کشش ہے جو دلون پر فتح حاصل کرتی ہے وہ اپنے طرز عمل اور علم کلام سے ثابت کر چکا ہے کہ جہوٹے ہین وہ لوگ جنہون نے اسلام پر جبر کا الزام لگایا ہے اپنی بعثت کی غرض یہ ٹہراتا ہے کہ وہ ثابت کرے کہ اسلام اپنے حقائق اور معارف اور اپنی کامل اور پاک تعلیم اپنے روشن نشانون کے ساتھ تائید یافتہ مذہب ہے، اور وہ اس مقصد مین کامیاب ہو گیا ہے ۔ سیاہ باطن مخالفون نے اس امر کے بیان کرنے مین اس کی مخالفت کی اور قتل کے فتوے دیئے اور اس پر انگریزون کی خوشامد کا الزام لگایا مگر وہ اپنے کام سے نہین رکا بلکہ قدم آگے ہی رکہتا رہا ہے۔ ایکدل کو سیدہا کرنا مشکل ہوتا ہے برادری کے آدمی کو ایک بات کہنی مشکل ہوتی ہے مگر اس کی ہمت اور امید کو دیکہو کہ مغربی دنیا کے مذہب کو اسلام مین ملا دینے کا مدعی ہے ایسے وقت مین کہ اسلام کو اپنون اور بیگانون نے اپنے پاؤن کے نیچے کچل ڈالا ہے وہ کہتا ہے کہ اسلام جمیع ملل پر غالب آئیگا اور ملل باطلہ ہالکہ کی صورت اختیار کرینگے جسوقت ضالین کی تفسیر مین اس نے یہ کہا مین سچ کہتا ہون کہ میرا خیال کہان سے کہان چلا گیا۔ بار بار میرے دل سے ندا اٹھی کہ اے سبحانہ تعالے اگر تیرا کلام اسکے منہ مین نہ ہوتا اور تیری روشنی اور نور اس کے آگے چلنے والی نہوتی تو یہ عاجز بشر کسطرح یہ کہہ سکتا تہا۔ حقیقت مین اس نے تیرے چہرے کو دیکہا اور تیری آواز کو سنا ہے تب ہی تو یہ امید خوبصورت امید اسکے دل مین جلوہ گر ہے جس نے یقین کا رنگ لیا ہوا ہے میرے پاس اس وقت تک اگر اور براہین اور دلائل اس کی سچائی پر نہوتے تو مین سچ کہتا ہون کہ اس کی اتنی بڑی بلند ہمت اور عظیم الشان امید ہی اس کی خدا کی طرف سے ہونے کی کافی دلیل تہی ✱

اور یہ خدا کا کس قدر احسان اور منت ہے کہ ہم عظیم الشان اور پاک انسان کی باتون سے مزا لیتے ہین اور پہر خدا نے انکے سمجہنے کی توفیق دی اللہ تعالے سب کے دلون کو روشن کرے کہ اس کی باتون کو سمجہین اور پہر انپر عمل کرکے دکہلائین تاکہ دنیا کے لئے

شہداء علی الناس

ہوجائین

آمین

✱ سید احمد خان آنجہانی نے مایوس ہوکر قوم کا جنازہ اور اسکے ایک خلیفہ نے مذہب اسلام کی موت کا فتوے دیدیا (اور یہ خدا کا مسیح اس امید سے لبریز ہے کہ اسلام ہی درخشان اور غالب علی الکل مذہب ہوگا۔ غور کرنے والو سوچو۔ !!!

امام الزمان کی ڈائری

صبح کی سیر

۱۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول حلقہ خدام میں سیر کو نکلے۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے ایک مختصر سا اشتہار جدید تصنیف کا (جو سائیں مہر شاہ گولڑوی کے متعلق آپ لکھ رہے ہیں) سنانا شروع کیا جس میں سائیں جی کے سرقہ مضمون کشتہ اعجاز المسیح محمد حسن بھیں پر ایک لطیف ریویو کیا ہے۔ اور اعجاز المسیح کا جواب باوجود سرقہ مضامین کے اردو زبان میں بشکل سیف چشتیائی لکھنے سے سائیں جی کی قلعی کھل گئی ہے کہ اس سے وہ الزام بھی سائیں جی پر قائم ہوگیا کہ عربی تفسیر نویسی کی دعوت میں واقعی لاجواب ہوگیا تھا اور اسے کوئی قوۃ قابلیت نہیں جو حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں آتا ورنہ کیا وجہ ہے کہ اعجاز المسیح کا جواب اردو میں لکھا حالانکہ خانہ نشین ہو کر لکھا ہے بہرحال یہ لطیف اور ملیح دیباچہ سنایا گیا۔

اذا العشار عطلت شہر سے باہر نکلے تو آج اونٹوں کی ایک قطار کھڑی تھی آپ نے انکو دیکھکر فرمایا کہ یہ بعینہ ریل گاڑی کیطرح ایک سلسلہ ہے اور کوئی جانور نہیں جسکو آگے پیچھے اس طرز سے باندھیں گاڑیاں بھی اسی طرح باندھی جاتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسقدر فرمایا تھا خاکسار ایڈیٹر اسکو وسیع کرنا چاہتا ہے اور اگر بات کا سلسلہ اور نہ چلا دیا جاتا تو امید تھی کہ اس نقطہ پر بات آجاتی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اذا العشار عطلت کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے خصوصاً یہ نظارہ عرب میں اور بھی زیادہ حیرت انگیز اور مسرت بخش ہوگا جبکہ ان جنگلوں اور ریگستانوں میں جہاں یہ جہاز بیابان چلا کرتا تھا اب انجگہ ریل گاڑی چلتی نظر آئیگی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی دکھائی دیگی۔

دو دھاری تلوار گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی کے متعلق فرمایا کہ اس نے دوہرا کام کیا فیضی کی موت کا ہماری پیشگوئی کے موافق ہونا اس سے ثابت ہوگیا۔ اور گولڑوی کی پردہ دری ہوگئی۔ اگر فیضی زندہ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اصلاح کرتا یا اس ارادہ سے ہی باز آجاتا مگر موت نے پیشگوئی کے موافق اسے آلیا۔ اور گولڑوی اسکی کچی ہانڈی کھانے بیٹھ گیا اور نہ خیال کیا کہ اسکی ہریات کی خود بھی تو تحقیق کرے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی پردہ دری کرالی اور محمد حسن کی بھی۔

مسیح بن باپ تھا حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے انبالہ سے آتے ہوئے ایک خط کا تذکرہ کیا کہ کشتی نوح کے اس حصہ کو پڑھ کر جو الحکم میں شائع ہوا ہے انبالہ سے ایک مخلص دوست لکھتے ہیں کہ مسیح کے بھائی بہنوں کا جو حضرت اقدس نے ذکر کیا ہے اس سے شبہ ہوتا ہے کہ یوسف گویا مسیح کا باپ بھی تھا؟ فرمایا ہم مسیح کو بن باپ پیدا ہوا ہوا مانتے ہیں اور ہماری کتابوں رسالوں اور اخبار کے بہت سی تحریروں میں لکھا جا چکا ہے۔ اور ہم اس بات کو کیا کریں کہ یہ تاریخی غلطی مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہے جو صحیح تاریخ سے ثابت ہے کہ مریم کا یوسف کے ساتھ نکاح ہوگیا تھا۔ اور پھر اس سے اولاد بھی ہوئی تھی ہمنے تو۔۔ اس اولاد کا ذکر کیا ہے اور اسی قسم کی غلطی واقعہ صلیب کے متعلق ہے۔ مسیح کو صلیب دیے جانے کے دردناک قصے موجود ہیں اور ان علماء کے نزدیک وہ چھت پھاڑ کر اڑ گئے۔ اب ہمیں کس کا قصور ہے یہ تو انکو بالکل خدا بنانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بشریت ان کے پاس نہ آجاوے۔

اور ایسا ہی حضرت مریم کو ساری عمر بتول ٹھیرانا کہ انھوں نے نکاح نہیں کیا بڑی غلطی ہے ان تاریخی امور سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ مسیح کی نسبت ہمارا یہی مذہب ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔

والتی احصنت فرجہا مولوی مبارک علی صاحب نے عرض کیا کہ حضور اس امر کی تائید میں کہ مریم علیہا السلام نے ساری عمر نکاح نہیں کیا یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے والتی احصنت فرجہا فرمایا محصنات تو قرآن شریف میں خود نکاح والی عورتوں پر بولا گیا ہے وَالمحصنات من النساء اور التی احصنت فرجہا کے معنے تو یہیں کہ اس نے زنا سے اپنے آپکو محفوظ رکھا یہ کہاں سے نکلا کہ اس نے ساری عمر نکاح ہی نہیں کیا۔

مسیح آیۃ اللہ تھا مسیح کے آیۃ اللہ ہونے میں کوئی خصوصیت نہیں ہے جو خدا تعالے کیطرف سے آتا ہے وہ آیۃ اللہ ہی ہوتا ہے براہین احمدیہ میں مجھے مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے

لنجعلک آیۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آیت تھے۔ مسیح کی کوئی خصوصیت اسمیں نہیں عزیر بھی آیت اللہ تھے۔

مخالفوں کی طرف سے ہمارا حصہ

ان مخالفوں کی طرف سے ہمارے حصہ میں تو گالیاں ہی آئی ہیں اب ہی رسالہ کشتی نوح کو پڑھ کر بھی بہت سی باتیں بنائیں گے اور گالیاں دیں گے کوئی فریبی اور مکار کہے گا کوئی کچھ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو + اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے +

ابن مریم پر فضیلت کے دعویٰ کو یہ لوگ بڑی بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی صریح وحی کے مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ محمدی سلسلہ کا خاتم الخلفا موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفا سے بڑھ کر ہے اور غور کر کے دیکھلو کہ ہر ایک بات اس سلسلہ کی موسوی سلسلہ سے بڑھی ہوئی ہے موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لیے آئے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل دنیا کے لیے مبعوث ہوئے۔ اور فرمایا گیا مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ پھر آپ کی تائیدات موسیٰ علیہ السلام کی تائیدات سے بہت بڑھ کر آپ کے اعجازی نشان بڑھ کر۔ آپ کو جو کتاب دی گئی وہ موسیٰ کی کتاب سے بڑھ کر ہمیشہ کے لیے۔ غرض کل سامان بڑھ کر۔ کامیابیاں بڑھ کر پھر کیا وجہ ہے کہ اس سلسلہ کا خاتم الخلفاء موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفا کے بڑھ کر نہ ہو؟ ہم ایسے نبی کے وارث ہیں جو رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن۔ اور کافۃ الناس کے لیے رسول ہو کر آیا جسکی کتاب کا خدا محافظ اور جس کے حقائق معارف سب سے بڑھ کر ہیں پھر ان معارف اور حقائق کو پانے والا کیوں کم ہے۔ پھر وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ جو فرمایا گیا ہے۔ یہ مسیح موعود کے زمانہ کی ہے اور اس کے مِنْهُمْ کے وہی معنی ہیں جو اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ میں مِنْکُمْ سے مراد ہی اس صاف پایا جاتا ہے کہ وہ گروہ بھی صحابہ ہی کا گروہ ہے۔ حضرت عیسیٰ کیلیے یہ کہاں؟

اور پھر حضرت عیسیٰ اگر اسی شان سے آتے جس شان سے وہ پہلے آئے تو وہ وہ کام نہ کر سکتے جو مسیح موعود کے لیے اللہ تعالیٰ نے ٹھیرایا ہے انکا دائرہ بہت تنگ اور چھوٹا تھا اور مسیح موعود کا دائرہ بہت وسیع ہے ان سب امور پر جب نگاہ کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود (مسیح محمدی) ابن مریم (مسیح موسوی) سے بڑھا ہوا ہے اور خود عیسائیوں نے بھی مسیح کی آمد ثانی کو پہلی آمد کے مقابلہ میں بڑھ کر مانا ہے۔

انگریزی سلطنت کی خوبیاں

خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ انگریزوں کی سلطنت میں ہمیں پیدا کیا ورنہ اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو ان مولویوں ہی کے قابو میں ہوتی جو قتل کے فتوٰی اور کفر کے فتوے دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انگریزوں کو بھیجا جنھوں نے کل مذاہب کو آزادی دیدی + اور ہمارے لیے ملک بھی چن کر مقرر کیا کل مذاہب کی کھچڑی جہاں موجود ہے ہم یہاں وہ کام کر سکتے ہیں جو مکہ مدینہ میں ہرگز نہ کر سکتے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم انگریزوں کی خوشامد کرتے ہیں بلکہ ہم هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ پر عمل کرتے ہیں خوشامد وہ کرتے ہیں جو اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ مانتے اور سلطان روم کے لیے امیر المؤمنین ہونے کا فتوٰی دیتے اور پھر دل میں کچھ رکھتے اور زبان سے کچھ کہتے ہیں ہم جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے حکم کی بجاآوری کے لیے اور وہ محض خوشامد اور نفاق سے۔ اسقدر بیان فرما کر پھر حضرت تشریف لے گئے۔

نماز ظہر اور عصر

کے وقت کوئی بات قابل نوٹ نہیں حضور حجۃ اللہ علی الارض تشریف لائے اور بعد ادائے نماز تشریف لے گئے۔

دربار شام

حسب معمول حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ وَالسَّلَامُ بعد ادائے نماز مغرب شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے + خدام ایک دوسرے سے پہلے جگہ لینے کے لیے گرے پڑتے تھے آخر جب سب اپنی اپنی جگہ جہاں کسیکو ملی بیٹھ گئے تو حضرت حجۃ اللہ نے کشتی نوح کی اشاعت کے متعلق فرمایا کہ اُمید ہے جمعہ تک اشاعت ہو جاویگی۔

اور پھر انگریزی سلطنت کے متعلق قریباً وہی گفتگو فرمائی جو صبح کی سیر میں فرمائی تھی ہاں اتنا اضافہ اور کیا کہ چونکہ مسیح ابن مریم کے ساتھ ہمیں مشابہت ہے اس کے لیے جو اللہ نے فرمایا ہے وَاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ یعنی واقعہ صلیب کے بعد انکو ایک ایسی جگہ پناہ دی جہاں آرام کی جگہ اور پانی کے چشمے تھے اصل یہ ہے کہ اُسجگہ یعنی واقعات مسیح ابن مریم میں تو صرف ظل تھا اور یہاں اصل ہے ہمکو ایسی جگہ پناہ دی جہاں یہودیوں کا بس نہیں چل سکتا یعنی سلطنت انگلشیہ کے ماتحت۔ اب یہاں یہودی حملہ نہیں کر سکتے ۔ ہمارے لیے یہ پناہ کی جگہ ہے اور حقائق و معارف کے چشمے یہاں بہہ رہے ہیں۔

اتنے میں آسمان پر مغرب کیطرف سے ایک غبار سا اٹھا کبھی کبھی اس آندھی میں بجلی کی کوند کی چمک بھی نظر آتی تھی + بعض احباب نے چاہا کہ جلسہ ملتوی ہو فرمایا دیکھو جو اثر آسمان پر ہوتا ہے اسمیں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔

جناب میر صاحب نے عرض کی کہ حضور غور کر کے دیکھا جاوے تو پہلے زمانہ کی نسبت خدا کا فضل آپ پر بہت زیادہ ہے۔ فرمایا وہ نہ

اس آخری زمانہ کا نمونہ تھا اور بطور ارہاص تھا۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ قرآن کریم عصا و موسیٰ کا قائمقام تھا جو مذاہب مخالفہ کو کھا جانیوالا ہے اور حقیقت بھی یونہی ہے قرآن شریف کے مقابل پر کوئی کتاب نظر نہیں آتی۔

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے اپنی ایک رویا سنائی کہ مینے خواب میں دیکھا ہے کہ سیالکوٹ کے بازار میں ایک آریہ بڑے کھلے کھلے والا وعظ کرتا ہے اور اسیات پر زور دیتا ہے کہ وید کی دعاؤں کیطرف توجہ کرو مجھے یہ سنکر جوش اور غیرت آئی اور مینے کہا کہ بے شک وید میں دعائیں تو ہیں مگر انکی قبولیت اور مستجاب الدعوۃ ہونیکی علامت کا کوئی نشان بتاؤ۔ وید میں کہاں ہے۔ اسپر وہ بہت ہی چھوٹا سا ہو گیا"۔ یہ خواب مبارک اور آریہ پر فتح کی دلیل ہے۔

فرمایا حقیقت میں خدا سے بے نصیب جانا یہی بڑا بھاری دوزخ ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

حکایتے ست کہ از روزگار ہجران ہست

اصل یہ ہے کہ جب انسان دنیا کو مقدم کر لیتا ہے خواہ جان و مال کے لیے یا دولت و ملوک کے لیے پھر اسکو دین کیطرف آنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن جن لوگوں نے دین کو طلب کیا ہے وہ اس مقام پر اسوقت تک نہیں پہونچے جب تک انھوں نے اللہ تعالیٰ کو مقدم نہیں کر لیا اور منقطعین اور متبتلین میں داخل نہیں ہوئے۔

شعر

سخن نیست کہ مائے تو نخواہیم حیات
بشنو اے پیک سخن گیر و سخن باز رسان

قرآن شریف نے جو کہا ہے اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعا کا جواب ملتا ہے ویدوں کی دعائیں بے ثمر ہیں جنکا کوئی جواب نہیں ملتا ہے۔ بلکہ ساری دعائیں الٹی ہی پڑتی رہی ہیں۔

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ آج میں تعبیر الرؤیا پڑھ رہا تھا ایک مقام پر مجھے بہت ہی لطف آیا لکھا ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھے تو وہ دلالت کرتا ہے کہ نقل مکان کرے گا (ایڈیٹر علم تعبیر الرؤیا کی رو سے یہ کیسا عجیب استدلال ہے اس امر پر کہ مسیح اپنے ملک سے کشمیر میں ضرور آئے خصوصًا ایسی حالت میں کہ قرآن اور حدیث انکی مؤید ہوں۔)

مفتی محمد صادق صاحب آجکل ایک کتاب سُنا رہے ہیں جو داستان مسیح کہنی چاہیے اس میں واقعات صلیب کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے اور ان اسرار کا اس سے پتہ لگتا ہے جو مسیح کے صلیب پر سے زندہ اُتار لیے جانے کے مؤید ہیں مفتی صاحب نے عرض کی کہ حضور میں اسکو دیکھ رہا تھا ایک مقام پر لکھا ہے کہ جب مسیح کو صلیب پر چڑھانے کا حکم ہو چکا اور پیلاطوس اور اُس کی بیوی کے چھوڑ دینے کی تدابیر میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو پیلاطوس کی بیوی نے کہا کہ ہمیں عملی تدابیر میں لگ جانا چاہیے اور اس کے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے"۔ اس کے بعد آندھی زور پڑ گیا اور بارش کا اندیشہ ہوا اس لیے نماز عشا ادا کر لی گئی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء

آج حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود سلمہ اللہ تعالیٰ کی بارات رُڑکی کو قادیان سے علی الصباح روانہ ہوئی اس بارات میں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اور جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب اور جناب سید السادات میر ناصر نواب صاحب اور آپ کے صاحبزادہ میر محمد اسمٰعیل صاحب اور ڈاکٹر نور محمد صاحب اور صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی اور مفتی محمد صادق صاحب تھے۔ حسب مسنون طریق پر جناب میر ناصر صاحب کو امیر قافلہ بنایا گیا۔ اسی روز عشا کی نماز رُڑکی میں ادا کی گئی جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جنکی ہاں بارات جانی تھی اسٹیشن ریلوے رُڑکی پر معہ اپنے دوستوں کے استقبال کے لیو تشریف لائے اور تمام لوازمات تواضع جو ہونے چاہیے تھے نہایت خندہ پیشانی اور شرح صدر سے ادا کیے۔

سیر حضرت اقدس حسب معمول وقت مقررہ پر سیر کو نکلے۔ ابتدائے گفتگو میں فرمایا ہزارہا بدبخت لوگوں سے قبریں بھری پڑی ہیں ہزاروں نامراد بادشاہ ہمیں ہیں ہزاروں ہی بے نصیبان میں پڑے ہیں۔ انسان اگر اپنے ہی خاندان کی موت پر قیاس کرکے تو عبرت حاصل کر سکتا ہے عمر کا سلسلہ انکے خاندان سے معلوم کر سکتا ہے۔ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ انکی عمریں پچاس تک پہنچتی ہیں ناگپور اور ممالک متوسطہ کیطرف عمریں بہت ہی چھوٹی ہوتی ہیں اسطرف بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض خاندانوں کی عمریں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ بھید کسیکو معلوم نہیں ہوا۔ انگریز محقق ناحق ٹکریں مارتے پھرتے ہیں کہ زمینداروں کی عمریں زیادہ ہوتی ہیں یا دماغی محنت کرنے والونکی۔ یہ صرف خیالی باتیں ہیں۔

انسان اور حیوانات کی عمریں۔ انسان کی عمر بہت چھوٹی ہوتی ہے بعض حیوانات کی عمریں بہت بڑی ہوتی ہیں مثلاً کچھوہ کی عمر پانچہزار برس تک ہوتی ہے اس لیے اسکو عربی میں غیلم کہتے ہیں کیونکہ یہ گویا ہمیشہ ہی جوان رہتا ہے سانپ کی عمر بھی بڑی ہوتی ہے ہزار ہزار برس تک

جس کام کو کہے کہ کر دونگا اسے ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

خدا تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے چاروں طرف سے ایسے اسباب جمع ہوتے ہیں اور ایسا زور اور دباؤ پڑتا ہے کہ آخر وہ کام ہو ہی جاتا ہے بڑے بڑے راجے مہاراجے جو بعض اوقات مسلمان ہوئے خدا تعالیٰ کی مرضی اسیطرح پر

تھی چاروں طرف سے ایسا زور آ کر پڑا کہ بجز اسلام کے چارہ نہ رہا۔

اختلاف اور اتحاد

مذہب ایک ایسی چیز ہے کہ مختلف مذہب کے لوگ یک جا جمع نہیں ہو سکتے سنت اللہ کا نہ سمجھنا بھی ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے قرآن شریف میں لکھا ہے کہ بعض وقت بلا کو ہم ٹلا دیتے ہیں تو انسان بے باک ہو کر کہتا ہے کہ بلا ٹل گئی۔ اور پھر شوخیاں کرنے لگتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ پکڑتا ہے اور سخت پکڑتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے پس اگر طاعون کم ہو جاوے تو اس سے دلیر نہیں ہونا چاہیے خدا تعالیٰ کی مہلت سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔

مسیح موعود کے وقت میں وبا کا پھیلنا عیسائیوں اور مسلمانوں کے نزدیک تو مسلّم ہی ہے ہندو بھی مانتے ہیں کہ آخری دنوں میں ایک دبا ہوگی اور اُسوقت آنے والے کا نام رودر گوپال ہوگا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام میں جیسے آخری دنوں میں ایک موعود کے آنے کا عقیدہ مشترک ہے ویسے ہی یہ بھی مانا گیا ہے کہ اُسوقت وبا پڑے گی +

پس دعاؤں سے کام لینا چاہیے اور خدا تعالیٰ کے حضور استغفار کرنا چاہیے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ غنی بے نیاز ہے اُسپر کسی کی حکومت نہیں ہے ایک شخص اگر عاجزی اور فروتنی سے اس کے حضور نہیں آتا وہ اُسکی کیا پرواہ کر سکتا ہے۔ دیکھو اگر ایک سائل کسی کے پاس آجاوے اور اپنا عجز اور غربت ظاہر کرے تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ سلوک ہو۔ لیکن ایک شخص جو گھوڑے پر سوار ہو کر آوے اور سوال کرے اور یہ بھی کہے کہ اگر نہ دوگے تو ڈنڈہ مارونگا تو بجز اس کے کہ خود اسکو ڈنڈے پڑیں اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا + خدا تعالیٰ سے اڑ کر مانگنا اور اپنے ایمان کو مشروط کرنا بڑی بھاری غلطی اور ٹھوکر کا موجب ہے۔ دعاؤں میں استقلال اور صبر ایک الگ چیز ہے اور اڑ کر مانگنا اور بات ہے یہ کہنا کہ میرا فلاں کام اگر نہ ہوا تو میں انکار کر دوں گا یا یہ کہدوں گا یہ بڑی نادانی اور شرک ہے اور آداب الدعا سے ناواقفیت ہے۔ ایسے لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ ہر ایک دعا تمھاری مرضی کے موافق میں قبول کروں گا۔ بیشک ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ لیکن ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اسی قرآن شریف میں یہ بھی لکھا ہوا ہے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ الآیہ

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں اگر تمھاری مانتا ہے تو لَنَبْلُوَنَّکُمْ میں اپنی منوانی چاہتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان اور اُسکا کرم ہے کہ وہ اپنے بندہ کی بھی مان لیتا ہے ورنہ اُسکی الوہیت اور ربوبیت کی شان کے یہ ہرگز خلاف نہیں کہ اپنی ہی منوائے۔

ولنبلونکم بشیٔ من الخوف جو فرمایا تو اس مقام پر وہ اپنی منوانا چاہتا ہے کبھی کسی قسم کا خوف آتا ہے اور کبھی بھوک آتی ہے اور کبھی مالوں میں کمی واقع ہوتی ہے تجارتوں میں خسارہ ہوتا ہے اور کبھی ثمرات میں کمی ہوتی ہے اولاد ضائع ہوتی ہے اور ثمرات برباد ہو جاتے ہیں اور نتائج نقصان دہ ہوتے ہیں ایسی صورتوں میں خدا تعالیٰ کی آزمایش ہوتی ہے اُسوقت خدا اپنی شان حکومت دکھانا چاہتا ہے اور اپنی منوانا چاہتا ہے اسوقت صادق اور مومن کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ نہایت اخلاص اور انشراح صدر کے ساتھ خدا کی رضا کو مقدم کر لیتا ہے اور اُسپر خوش ہو جاتا ہے کوئی شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا۔ اسلیے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وبشر الصابرین پس صبر کرنے والوں کو بشارت دو۔ یہ نہیں فرمایا کہ دعا کرنے والوں کو بشارت دو بلکہ صبر کرنے والوں کو اس لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اگر بظاہر اپنی دعاؤں میں ناکامی دیکھے تو گھبرا نہ جاوے بلکہ صبر اور استقلال سے خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرے۔ اہل اللہ کو نظر آجاتا ہے کہ یہ کام ہونہار ہے پس جب وہ یہ دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں ورنہ قضا و قدر پر راضی رہتے ہیں اہل اللہ کے دو ہی کام ہوتے ہیں جب کسی بلا کے آثار دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں کہ قضا و قدر اسی طرح پر ہے تو صبر کرتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچوں کی وفات پر صبر کیا جنمیں سے ایک بچہ ابراہیم بھی تھا۔

جب کہ خدا تعالیٰ نے یہ دو قسمیں رکھدی ہیں اور یہ اُسکی سنت ٹھہر چکی ہے اور یہ بھی اُسنے فرمایا ہے لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا پھر کسقدر غلطی ہے جو انسان اس کے خلاف چلے۔ میں نے بارہا بتایا ہے کہ انسان کے ساتھ خدا نے دوستانہ معاملہ رکھا ہے کبھی ایک دوست دوسرے کی مان لیتا ہے اور کبھی اپنی منواتا ہے اور دعا بندہ اور خدا میں بھاجی کی طرح ہے۔ اگر انسان یہ سمجھ لے کہ خدا تعالیٰ کمزور رعایا کی طرح ہر بات مان لے تو یہ نقص ہے ماں بھی بچہ کی ہر بات نہیں مان سکتی۔ کبھی بچہ آگ کی انگاریاں مانگتا ہے تو وہ کب دیتی ہے یا مثلاً آنکھیں دکھتی ہوں تو سرمہ یا اور کوئی دوا ڈالنی ہی پڑتی ہے اسیطرح پر بندہ چونکہ تکمیل کا محتاج ہے اسے ماروں کی ضرورت ہے تا کہ وہ صدق و وفا اور ثبات قدم میں کامل ثابت ہو۔

پھر دعا کرانے والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ صابر ہو جلد باز نہ ہو جو ذرا سی بات پر دعا کو کہتے کو طیار ہے پس وہ کیا فائدہ اُٹھائے گا + اسے تو چاہیے کہ صبر کے ساتھ انتظار کرے اور حسن ظن سے کام لے جبکہ خدا تعالیٰ نے لَنَبْلُوَنَّکُمْ فرمایا ہے تو صبر کرنے والوں کے لیے بشارت

تحریر سے معلوم ہوا کہ دو نوں کتا بوں کے لیے وہی چھ روپے ہیں۔

دی اور اُولٰئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوَاتٌ بھی فرمایا۔ میرے نزدیک اس کے یہی معنی ہیں کہ قبولیت دعا کی ایک راہ نکالدیتا ہے حکام کا بھی یہی حال ہے کہ جب پر نا راض ہوتے ہیں اگر وہ صبر کے ساتھ برداشت کرتا اور شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا تو اُسے ترقی دیدیتے ہیں قرآن شریف سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ ابتلا آویں۔ جیسے فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ یعنی کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف آمنا کہنے سے چھوڑے جائیں اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں۔

انبیاء علیہم السلام کو دیکھو اوائل میں کسقدر دُکھ ملتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کیطرف دیکھو کہ آپ کو مکی زندگی میں کسقدر دکھ اُٹھانے پڑے طائف میں جب آپ گئے تو اسقدر آپکے پتھر مارے کہ خون جاری ہو گیا تب آپ نے فرمایا کہ کیسا وقت ہے میں کلام کرتا ہوں اور لوگ مُنہ پھیر لیتے ہیں اور پھر کہا کہ اے میرے رب میں اس دُکھ پر صبر کرونگا جبتک کہ تو راضی ہو جاوے۔

اولیاء اور اہل اللہ کا یہی مسلک اور عقیدہ ہوتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانی لکھتے ہیں کہ عشق کا خاصہ ہے کہ مصائب آتے ہیں اُنھوں نے لکھا ہے۔ ؎

عشقا! یارا! تو مفر گردان خوردی
یا شیر دلاں بہ رستمی ما کردی
اکنوں لاکہ بیمار رسے نبرد آوردی
ہر حیلہ کہ داری مکنی نامردی

مصائب اور تکالیف پر اگر صبر کیا جاوے اور خدا تعالےٰ کی قضا کے ساتھ رضا ظاہر کی جاوے تو وہ مشکلکشائی کا مقدمہ ہوتی ہیں ؎

ہر بلا کیں قوم را او دادہ ہست
زیر آں یک گنج ہا بنہادہ ہست

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی تکالیف کا نتیجہ تھا کہ مکہ فتح ہو گیا۔ دعا میں خدا تعالےٰ کے ساتھ شرط باندھنا بڑی غلطی اور نادانی ہے جن مقدس لوگوں نے خدا کے فضل اور فیوض کو حاصل کیا انھوں نے اسطرح حاصل کیا کہ خدا کی راہ میں مر مر کر فنا ہو گئے خدا تعالےٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دس دن کے بعد گمراہ ہو جانے والے ہوتے ہیں وہ اپنے نفس پر خود گواہی دیتے ہیں جبکہ لوگوں سے شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی۔

ہم لوگوں کی شامت اعمال کو دیکھ نہیں سکتے وہ لوگ نامراد رہیں گے جو ولی اور مامور کا یہ معیار ٹھہراتے ہیں کہ اس کی ہر دعا اسی طرح قبول ہو جائے گی جسطرح وہ چاہتے ہیں اور جو ولی یا مامور ہونے کا مدعی ایسا دعوےٰ کرے وہ بھی کذاب ہے حضرت یعقوبؑ چالیس برس تک دعا کرتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کی مکی زندگی میں مصائب بڑھتے رہے کیا آپ دعا نہ کرتے ہونگے؟ جو لوگ آسمانی علوم سے ناواقف ہیں وہ ان اسرار کو نہیں سمجھ سکتے۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور وہ اندھا ہو گیا اُسنے کہا کہ اسلام میرے لیے مبارک نہیں اسلیے مرتد ہو گیا۔ ایسے لوگ محروم رہ جاتے ہیں میں نے ایک جگہ دیکھا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فتوحات کے لیے دعا کرتے تھے ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے شہادت مقدر ہے اگر تو صبر نہ کرے گا تو اخیار ابرار کے دفتر سے تیرا نام کٹ جائے گا۔

نماز ظہر ہی سے شروع ہوتی ہے جو زوال کا وقت ہے یہانتک کہ غروب تک بالکل تاریکی ہی ہو جاتی ہے اور رات میں دنیا کرتا ہے یہاں تک کہ صبح میں سے حصہ لیتا ہے نماز کی تقسیم بھی بتاتی ہے کہ خدا نے اس تقسیم میں ایک صبح اور باقی چار ایسی رکھی ہیں جو تاریکی سے حصہ رکھتی ہیں ورنہ ممکن تھا کہ اقبال تک ختم ہو جاتیں۔

ایسا ہی سورہ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ایسے لفظ رکھے ہیں جو اس منشا کو ظاہر کرتے ہیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ سے صاف پایا جاتا ہے کہ کچھ نہیں چاہتے تیری عبادت کرتے ہیں اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سے دعا کرتے ہیں گویا اِیَّاکَ نَعْبُدُ اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور لَنَبْلُوَنَّکُمْ کو ملایا ہے۔ نَعْبُدُ تو یہی ہے کہ بھلائی بُرائی کا خیال نہ رہے سلب اُمید و امانی ہو۔ اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں دعا کی تعلیم ہے۔

ظہر خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کا ذکر ہوا۔ فرمایا اُسنے اپنے خط میں بڑی صفائی سے لکھیا تھا کہ میں آپ کے دعوی کا مصدق ہوں اور میں نے کبھی ساری عمر بدظنی نہیں کی یہ ایک ایسا کام تھا جو دوسرے گدی نشینوں سے نہیں ہوا۔ اور کسی نے خط کا جواب نہیں دیا اور کسیکو ایسی توفیق نہیں ملی۔ میرے خیال میں وہ نیکی جو اُسکی طبیعت میں سخاوت تھی اُسیکا یہ ثمرہ تھا کہ اس تصدیق کی یہ توفیق ملی۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص مسلمان ہوا۔ وہ اسلام لانے سے پہلے بڑا سخی تھا اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے اسلام سے پہلے جو سخاوت کی ہے اُسکا بھی کوئی اجر ملے گا۔ فرمایا کہ وہی روپیہ تو تجھے اسلام میں کھینچ لایا ہے۔

عصر حافظ محمد یوسف ضلعدار کی باسی کڑھی کا پھر اُبال آیا تحفۂ گولڑویہ کی اشاعت پر اُس نے اشتہار دیا ہے کہ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا پر جو اُس سے مطالبہ کیا گیا کہ کوئی ایسا مفتری پیش کرو جسنے خدا پر تقول کیا ہو اور اپنے ان مفتریات کو شائع کیا ہو اور پھر اُسنے ۲۳ برس کی مُہلت پائی ہو تو پانسو روپیہ انعام دیا جاویگا۔ اسطرح پر قطع الوتین ایک لغو سا اشتہار کسی امرتسری عطار نے دیا تھا۔ حافظ صاحب نے اپنے اشتہار میں اسی کا حوالہ دیکر اس بوجھ کو گردن سے اُتارا اور ندوہ کے جلسہ میں حضرت کو بُلایا ہے حضرت حجۃ اللہ نے تجویز فرمایا کہ اس کے متعلق ایک مختصر اشتہار ندوہ کو مخاطب کر کے لکھا جاوے چونکہ وہ اشتہار الگ طبع ہوتا ہے جو کسی وقت

ہی اور اُولٰئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ بھی
[illegible] - میرے نزدیک اس کے یہی معنی ہیں
کہ [illegible] دعا کی ایک راہ نکالدیتا ہے حکام
کا بھی یہی حال ہے کہ جسپر ناراض ہوتے
ہیں اگر وہ صبر کے ساتھ برداشت کرتا
اور شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا تو اُسے ترقی
دیتے ہیں قرآن شریف سے صاف
پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری
ہے کہ ابتلا آویں - جیسے فرمایا اَحَسِبَ
النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا
وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ یعنی کیا لوگ خیال
کرتے ہیں کہ صرف آمنا کہنے سے چھوڑے
جاویں اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں۔
[illegible] علیہم السلام کو دیکھو اوائل میں کسقدر
دکھ [illegible] اُٹھاتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
سلم کی طرف دیکھو کہ آپ کو مکی زندگی
میں کسقدر دکھ اُٹھانے پڑے طائف
میں جب آپ گئے تو اسقدر آپکے پتھر
مارے کہ خون جاری ہو گیا تب آپ نے
فرمایا کہ کیسا وقت ہے میں کلام کرتا ہوں
اور [illegible] پشت پھیر لیتے ہیں اور پھر کہا کہ
اے میرے رب میں اس دکھ پر صبر
کرونگا جبتک کہ تو راضی ہو جاوے۔
اولیا اور اہل اللہ کا یہی مسلک اور عقیدہ
ہوتا ہے - سید عبد القادر جیلانی
[illegible] ہیں کہ عشق کا خاصہ ہے کہ مصائب
آتے ہیں آتھوں نے لکھا ہے۔ ؎

عشقا! [illegible] تو منتر گردان خوردی
یا [illegible] دلاں چہ رستمی ما کردی
دکنوں کہ بجار ہوئے بزدا آوردی
ہر حیلہ کہ داری مکنی نامردی

[illegible] اور تکالیف پر اگر صبر کیا جاوے
اور [illegible] کی قضا کے ساتھ رضا ظاہر
کی جاوے تو وہ فتح کلید کشائی کا مقدمہ
ہوتی ہیں ؎

ہر بلا کیں قوم را او دادہ ست
زیر آں یک گنج ہا بنہادہ ست

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی تکالیف کا
نتیجہ [illegible] فتح ہو گیا - دعا میں خداتعالے
کے ساتھ شرط باندھنا بڑی غلطی اور نادانی
ہے جن مقدس لوگوں نے خدا کے فضل اور
فیوض کو حاصل کیا انھوں نے اسطرح حاصل
کیا کہ خدا کی راہ میں مر مر کر فنا ہو گئے خدا
تعالے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دس
دن کے بعد گمراہ ہو جانے والے ہوتے ہیں
وہ اپنے نفس پر خود گواہی دیتے ہیں جبکہ
لوگوں سے شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعا
قبول نہیں ہوئی +

ہم لوگوں کی شامت اعمال کو روک نہیں سکتے
وہ لوگ نامراد رہیں گے جو ولی اور مامور کا
یہ معیار ٹھہراتے ہیں کہ اس کی ہر دعا اسیطرح
قبول ہو جائے گی جسطرح وہ چاہتے ہیں
اور جو ولی یا مامور ہونے کا مدعی ایسا دعوٰی
کرے وہ بھی کذاب ہے حضرت یعقوبؑ
چالیس برس تک دعا کرتے رہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کی
مکی زندگی میں مصائب بڑھتے سے کیا آپ
دعا نہ کرتے ہونگے ؟ جو لوگ آسمانی علوم
سے ناواقف ہیں وہ ان اسرار کو نہیں سمجھ
سکتے - ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم پر ایمان لایا اور وہ اندھا ہو گیا اُسنے
کہا کہ اسلام میرے لیے مبارک نہیں اسلیے
مرتد ہو گیا - ایسے لوگ محروم رہ جاتے ہیں
مینے ایک جگہ دیکھا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ
فتوحات کے لیے دعا کرتے تھے ایک رات
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے شہادت مقدر ہے
اگر تو صبر نہ کرے گا تو اخیار ابرار کے دفتر
سے تیرا نام کٹ جائے گا۔

نماز ظہر ہی سے شروع ہوتی ہے جو زوال کا
وقت ہے یہانتک کہ غروب تک بالکل تاریکی
میں جا پڑتا ہے اور [illegible] رات میں داخل
کرتا ہے یہانتک کہ صبح میں سے جا حصہ
لیتا ہے نماز کی تقسیم بھی بتاتی ہے کہ [illegible]
نے اس تقسیم میں ایک صبح اور باقی چار
ایسی رکھی ہیں جو تاریکی سے حصہ رکھتی
ہیں ورنہ ممکن تھا کہ اقبال تک ختم
ہو جاتیں۔

ایسا ہی سورہ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ
نَسۡتَعِیۡنُ - ایسے لفظ رکھے ہیں جو اس
منشا کو ظاہر کرتے ہیں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ سے
صاف پایا جاتا ہے کہ کچھ نہیں چاہتے
تیری عبادت کرتے ہیں اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ
سے دعا کرتے ہیں گویا اِیَّاکَ نَعۡبُدُ
اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں اُدۡعُوۡنِیۡۤ
اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ اور لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ کو ملایا ہے۔
نعبد تو یہی ہے کہ بھلائی برائی کا خیال
نہ رہے سلب اُمید و امانی ہو اور اِیَّاکَ
نَسۡتَعِیۡنُ میں دعا کی تعلیم ہے۔

تطہر خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں
والے کا ذکر ہوا - فرمایا اُسنے
اپنے خط میں بڑی صفائی سے لکھدیا تھا
کہ میں آپ کے دعوی کا مصدق ہوں اور
مینے کبھی ساری عمر بدظنی نہیں کی یہ ایک
ایسا کام تھا جو دوسرے گدی نشینوں
سے نہیں ہوا - اور کسی نے خط کا جواب
نہیں دیا اور کسیکو ایسی توفیق نہیں ملی +
میرے خیال میں وہ نیکی جو اسکی طبیعت
میں سخاوت تھی اُسیکا یہ ثمرہ تھا کہ اس
تصدیق کی یہ توفیق ملی - حدیث میں آیا ہے
کہ ایک شخص مسلمان ہوا - وہ اسلام لانے
سے پہلے بڑا سخی تھا اُس نے عرض کی کہ
یا رسول اللہ مینے اسلام سے پہلے جو سخاوت
کی ہے اُسکا بھی کوئی اجر ملے گا - فرمایا کہ وہی
روپیہ تو تجھے اسلام میں کھینچ لایا ہے۔

عصر حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار کی بابت کہ وہ
پھر اُبال آیا ہے تحفہ گولڑویہ کی اشاعت پر اس نے
اشتہار دیا ہے کہ لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا پر جو اس
سے مطالبہ کیا گیا کہ کوئی ایسا مفتری پیش کرو جس نے
تقول کیا ہو اور اپنے افتراءات کو شائع کیا ہو اور پھر
اُسنے ۲۳ برس کی مہلت پائی ہو تو پانسو روپیہ انعام
دیا جاویگا - اس پر قطع الوتین ایک لغو سا اشتہار
کسی امرتسری عطار نے دیا تھا - حافظ صاحب نے
اپنے اشتہار میں اسی کا حوالہ دیکر اس بوجھ کو گردن سے
اُتارا اور ندوہ کے جلسہ میں حضرت کو بلایا ہے
حضرت حجۃ اللہ نے یہ تجویز فرمایا کہ اس کے متعلق ایک
مختصر اشتہار ندوہ کو مخاطب کر کے لکھا جاوے
چونکہ وہ اشتہار الگ طبع ہوتا ہے جو کسی قیمت

پرنٹر جان محمد

الحکم میں شائع ہو جاوے گا انشاء اللہ العزیز اس لیے ضرورت نہیں کہ اس مضمون کا اعادہ یہاں اپنے لفظوں میں کیا جاوے۔

دربار شام آج شیخ عبد الرشید صاحب زمیندار و تاجر میرٹھ جو آج ہی آئے تھے حضرت اقدس سے نماز سے فارغ ہوتے ہی ملے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے انکو حضرت سے انٹروڈیوس کرایا۔ ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ کے متعلق ذکر آنے پر شیخ عبد الرشید صاحب نے عرض کی کہ مینے تو ارادہ کیا تھا کہ بذریعہ عدالت اسکے سخت توہین آمیز مضامین پر نوٹس لوں۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا

ہمارے لیے خدا کی عدالت کافی ہے یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں اس لیے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔

اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے اپنی پنجابی نظم سنائی جو بہت لطیف اور معنی خیز ہے خصوصاً عورتوں کے لیے ہمنے ارادہ کیا ہے کہ عورتوں کے افادہ کے لیے اسکو الگ چھاپ دیں۔

بعد نماز عشا آج کا دربار ختم ہوا۔

۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء

آج جمعہ کا دن ہے۔ حضرت اقدس کا معمول ہے کہ جمعہ کو سیر کو تشریف نہیں لیجاتے بلکہ نماز جمعہ کی طیاری کے لیے مسنون طریق پر غسل۔ حجامت تبدیلی لباس حنا وغیرہ امور میں مصروف رہتے ہیں اس لیے سیر کو تشریف نہیں لے گئے۔ جمعہ سے پیشتر ندوہ کے لیے ایک اشتہار لکھا جو کل ۲ اکتوبر کو عصر کے وقت تجویز کیا تھا اگرچہ اشتہار صرف ایک صفحہ کا تجویز کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپکے قلم اور کلام میں وہ قوت اور روانگی دی ہے کہ جو عجائبات رنگ سے رنگین ہے اس لیے بجائے ایک صفحہ کے کئی صفحے ہو گئے۔

جمعہ جمعہ کی نماز کے لیے آپ ایک بجے سے کچھ منٹ پہلے تشریف لے گئے منشی حبیب الرحمٰن صاحب نمبردار حاجی پور بھی آپکے ساتھ تھے آپ سے پہلے ٹھیک ایک بجے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ خطبہ کیلیے کھڑے ہوے اور جو خطبہ آپ نے پڑھا۔ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے جگہ ہم درج کریں گے

بین المغرب والعشا شیخ عبد الحق صاحب نومسلم نے اپنے ایک جدید رسالہ کا کچھ حصہ سنایا اس غرض سے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ و السلام اس رسالہ کا کوئی نام تجویز کریں یہ رسالہ شیخصاحب نے ایک عیسائی کے ٹریکٹ سچا اسلام نام کے جواب میں لکھا ہے جس میں اسنے عیسائیت کو سچا اسلام قرار دیا ہے۔ حضرت اقدس نام تجویز کرنا چاہتے تھے کہ چند آدمیوں نے بیعت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ بیعت کے بعد اسکا نام تجویز کرتا ہوں۔ چنانچہ بیعت کے لیے وہ آدمی پیش ہوے اور آپ نے اُن سے بیعت تو یہ لی اور پھر اس رسالہ کا نام **اسلام نصاریٰ** یا **اسلام النصاریٰ** تجویز فرمایا اور یہ تقریر فرمائی۔

اسلام النصاریٰ اس رسالہ کا نام اسلام النصاری رکھو۔ اور اصل رسالہ سے پہلے ایک چھوٹا سا مقدمہ لکھو کہ سچا اسلام تو یہ ہے کہ قولاً اور فعلاً خدا تعالیٰ کو اپنی ساری طاقتیں سپرد کر دی جاویں اور اُس کے احکام کے آگے گردن رکھی جاوے کوئی اُسکا شریک نہ ٹھیرایا جاوے اور ہر قسم کی بدراہی کو دور رکھیں مگر یہ لوگ تو اس خدا سے دور ہیں جو اسلام نے بتایا اور کل نبیوں نے جسکی تعلیم دی۔ یہودی تو ابھی مرے نہیں عیسائی اُن سے پوچھو کہ وہ کس خدا کو مانتے ہیں وہ صاف کہتے ہیں کہ توریت نے اُس خدا کو بیان کیا ہے جو قرآن نے بتایا ہے۔ وہ انجیل کے خدا کو کب مانتے ہیں جو مریم کا بیٹا ہے۔ جسکو عیسائیوں نے خدا بنایا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس مقدمہ میں یہ بیان کیا جاوے کہ حقیقی اسلام کیا چیز ہے؟ عقل اور روشنی قلب کسکو تسلیم کرتی ہے کیا عیسائیت کو یا اسلام کو؟

پھر اسمیں عیسائی مذہب کی خرابیاں دکھاؤ۔ کہ انجیل نے کیا تعلیم دی ہے مثلاً طلاق ہی کا مسئلہ دیکھو کہ انجیل میں لکھا ہے کہ جو طلاق دیتا ہے وہ زنا کرتا اور کراتا ہے لیکن اب واقعات اور ضرورتوں نے انکو مجبور کیا ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت کو تسلیم کریں چنانچہ امریکہ میں قانون بنایا گیا۔ ایسا ہی شراب کا مسئلہ ہے جس کے بغیر عشاء ربانی کامل نہیں ہوتی۔ مگر اسکی خرابیاں دیکھو کیسی ہیں اور ولایت کا یہ حال ہے کہ وہاں سادہ پانی پینے والے پر ہنسی ہوتی ہے اور پینے کے قابل صرف شراب سمجھی جاتی ہے۔ اور پانی تو کپڑے ہی دھونے کے قابل قرار دیا گیا ہے۔

اسطرح انکی تعلیم پر ایک مختصر سی نظر کرو ان کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانیکے اور۔ مگر افسوس یہ ہے کہ وہ دکھانیکے دانت بھی خراب ہیں جب دکھانیکے دانتوں کا یہ حال ہے تو کھانے کے تو اور بھی خراب ہونگے۔ کوئی چیز بھی عمدہ نہیں۔ خدا بنایا تو ایسا اور اعتقاد تجویز کیے تو ایسے تعلیم دی تو ایسی کہ اگر ایک ہفتہ اس تعلیم پر عمل کرنیکے لیے عدالتیں بند کر دیجائیں تو پتہ لگ جاوے کہ اس شخص نے سچا اسلام نام رکھکر در اصل اسلام کو گالی دی ہے کیونکہ اسنے اسلام کو جھوٹا قرار دیا ہے اسلیے ضروری ہے کہ نصرانیت کی قلعی کھولی جاوے۔ اباحتی زندگی کو اسلام ٹھیراتے ہیں جو کچھ گند اس کتاب کے اندر ہے وہ اس نام ہی سے ظاہر ہے پس نصاری کے اسلام کی حقیقت ضرور کھولنی چاہیے اسلام کا لفظ صرف قرآن نے ہی اختیار کیا ہے اور کسی نے یہ نام اختیار نہیں کیا۔

بین المغرب والعشا

بعد ادائے نماز مغرب حضرت اقدس شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے اور طاعون کے ذکر چلنے پر فرمایا خواہ کچھ ہی ہو اگر کوئی چاہے کہ یہ بلا ارضی تدابیر سے ٹل جاوے تو یہ محال ہے۔ خدا کا ایک قانون ہے کہ جسقدر کوئی قابل ہے اسی قدر اسے بچایا جاتا ہے دیکھو شہر وہیں جو بکثرت ذبح ہوتے ہیں وہ ان کیڑوں مکوڑوں سے بہت ہی کم ہوتے ہیں جو پاؤں کے نیچے آکر مر جاتے ہیں اور بکریوں کی نسبت گائے زیادہ مفید ہے وہ اسکی نسبت کم ذبح ہوتی ہیں اور اونٹ جو اس سے بھی زیادہ مفید ہے وہ اسکی نسبت کم ذبح ہوتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر قابل قدر جانور ہے اسیقدر کم ذبح ہوتا ہے بلکہ ان سب سے زیادہ قابل قدر ہے اسپر وہ چھری نہیں چلتی جو ان جانوروں پر چلائی جاتی ہے پھر انسان تو نفس سے بھی جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے اُسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا سچا تعلق رکھتے اور اپنے اندرونہ کو صاف رکھتے ہیں اور نوع انسان کے ساتھ خیر اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں اور خدا کے سچے فرمانبردار ہیں چنانچہ قرآن شریف سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاءکم اسکے مفہوم مخالف سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ دوسروں کی پرواہ کرتا ہے اور وہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو سچا منسوب ہوتے ہیں۔ وہ تمام کسریں اپنے اندر سے نکل جاتی ہیں جو خدا سے دور ڈال دیتی ہیں۔ اور جب انسان اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور خدا سے صلح کر لیتا ہے تو خدا اسکے عذاب کو بھی ٹلا دیتا ہے خدا کو کوئی ضد تو نہیں چنانچہ اسکے متعلق ہی صاف طور پر فرمایا ہے ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم یعنی خدا نے تمکو عذاب دیکر کیا کرنا ہے اگر تم دیندار ہو جاؤ۔ طاعون بڑا خطرناک عذاب ہے جس سے بیوی بچے ہی نہیں تباہ ہوتے بلکہ یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ جنازہ نکالنے کا بھی کوئی انتظام نہیں ہو سکتا مرنے والا تو مر جاتا ہے دوسرے جو زندہ رہتے ہیں وہ بھی مفقود العقل اور زندہ در گور ہوتے ہیں ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ گھر والے مردہ کو باہر پھینک گئے ہیں اور کتوں نے اسکو کھایا اور وہ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں اس خوفناک مرض میں تعہد خدمت کا بھی نہیں ہو سکتا بیمار داری کو نفرت اور خوف ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو یہ فرمایا قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاءکم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا منشا یہ ہے کہ جیسے تم نے میرے شعار کو چھوڑ دیا ہے میں تمہاری بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ تجہیز و تکفین بھی ایک شعار ہے اب تو یہ رسم ہو گئی ہے اور اس سے بڑھ کر مصیبت ملا آتا ہے تو اسکی غرض حلوے کا لینا ہوتا ہے جنازہ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اسکا ایک لفظ آگے نہیں جاتا بلکہ وہ تو یہی سوچتا رہتا ہے کہ کچھ نمک دانے اور پیسے ملیں گے اور پھر دیکھتا ہے کہ مردہ کے کپڑے وغیرہ بھی کوئی حصہ ملیگا۔ غرض وہ تو مال تک بھی بچا نہیں چھوڑتے اپنے حقوق ہی جتاتے رہتے ہیں۔

ایک بار حضرت اقدس یہاں تک بیان کر چکے تھے کہ ایکبار آگیا یہ مولوی غلام علی صاحب ہیں جنکی کیفیت نسبت تھا کہ میں بیمار ہو گیا ہوں ... [illegible]

اب ایک لاکھ تک پہنچی ہے سب آپس میں بھائی ہیں بیٹھے ہوئے بڑے کہتے ہیں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی درد ناک آواز نہ آتی ہو جو گذر گئی وہ بھی بڑے ہی مخلص تھے جیسے ڈاکٹر بوڑھے خاں سید تفصیلات علی شاہ۔ ایوب بیگ منشی جلال الدین خدا ان سب پر رحم کرے۔

طاعون بیدار کرنیوالی ہے طاعون ہی ایکطرح اچھی ہی ہے کیونکہ یہ غفلت سے بیدار کرنے کا ذریعہ ہے اگر یہ سر پر نہ ہو تو اس زمانہ میں شاید خوف ہی نہ رہے بڑے بڑے موذی طبع معاند لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ جہاں ہیضہ وغیرہ سے پڑتا ہے تو انکے بھی خون خشک ہو گئے ہیں۔ اور اپنے اپنے طور پر ڈر گئے ہیں بعض دانشمند کہتے ہیں کہ نفس چونکہ بار نہیں آتا اسلیئے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی محرک ہی ہو۔ اس دنیا کا انجام کار خاتمہ ہے اور دوسرا عالم بھی یقینی ہے۔ اور وہ زندگی کا عالم ہے خواہ پہلی ہی ہے اگر وہاں جا کر آنکھ کھلی اور بُرے آثار ہوں تو پھر بڑی مشکلات ہیں یہ بھی خدا کا بڑا رحم ہے جو اس مردود ملک پر طاعون کا تازیانہ بھیج دیا ہے جس سے غفلت دور ہوتی ہے۔ خدا کی سنت ہے کہ جب انسان بہت ہی سخت دل ہو جاوے تو ایسے عذاب بھیجدیتا ہے۔ انسان معمولی موت سے ایسا نہیں ڈرتا جیسے ایک بندہ اپنے آپکو قریب یہ قبر سمجھتا ہے ویسے ہی ہیں بیکار نوجوان ہی غفلت اور شہوت کا نشہ ایسی چیز ہے کہ جب معمولی حوادث سے انسان سبق نہ لیا تو طاعون بھیجی۔ جو عذاب کی شکل میں ہلاک کر رہی ہے۔

الاستفتاء من ندوۃ العلماء اس کے بعد مولانا مولوی محمد یوسف سیالکوٹی صاحب نے ایک عربی قصیدہ سنایا جو مندرجہ حاشیہ عنوان ہے پہلے دو تین گھنٹہ میں لکھا ہے جب وہ قصیدہ پڑھ چکے تو مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے پنجابی نظم سنائی۔ اور بعد نماز عشا دربار ختم ہوا۔

۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

(صبح کی سیر)

نزول المسیح اور کشتی نوح کے متعلق تذکرہ پر فرمایا کشتی نوح الگ بھی تقسیم ہو اور نزول المسیح کے ہمراہ بھی۔ کیونکہ تقسیم کے وقت ہر ایک اپنی اپنی سمت الگ اختیار کرتا ہے۔

قوت جاذبہ محذوبہ دنیا میں یہ دونوں قوتیں جاذبہ اور مجذوبہ ہیں۔ اور انکا اثر بھی برابر جاری ہے اسلیئے اس قسم کی تقسیم سے یہ فائدہ ہے کہ جو روحیں صرف تعلیم کی تلاش میں ہیں انکی سیر اور تعلیم پڑھ کر ہو گی اور بعض روحیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ثبوت کی تلاش میں ہیں انکو نزول المسیح میں پورا ثبوت ملیگا اور اس سے فائدہ پہنچیگا۔ بعض صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ امام کی کیا ضرورت ہے انکے لیئے بھی یہ مفید ہو گی۔ پس یہ دو قسم کی اشاعت اچھی ہے اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس سے فائدہ پہنچے گا۔

المومن اور الناس ثبوت اس قسم کے دیئے ہیں کہ اللہ اکبر انکو دیکھکر مشہودات اور محسوسات سے ایمان کی تقویت ہوتی ہے لیکن جو لوگ ایمانی فراست سے حصہ رکھتے ہیں وہ پہلے ہی سمجھ لیتے ہیں۔ جو لوگ حق قبول کرنے میں وہ بہیوقت فراست والے کہلاتے ہیں جب وہ اول ہی اول قبول کرتے ہیں خدا جو سبقت کرنیوالوں کی تعریف کرتا ہے اور رضی اللہ عنہم فرماتا ہے ... [illegible]

اسوقت داخل ہونیوالے کا نام الناس رکھا ہے۔ اسحالت میں تو گویا منع کرتا ہے یہ کہکر لا تقولوا آمنا بل قولوا اسلمنا یعنی یہ مت کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ یہ کہو کہ ہم نے اطاعت کی۔ ایمان تو جب ہوتا ہے جب ابتلا کے موقع آویں جنپر ایمان لانیکی بعد ابتلا کی موقع نہیں آئے وہ اہلتا میں داخل ہیں یا مقبوضہ تکلیف کا نشانہ ہو کر نہیں دیکھا بلکہ وہ اقبال اور نصرت کے زمانہ میں داخل ہوکر رہے تھے تو انکو مخرکا نام اور خطاب انکو ملا۔ بلکہ الناس انکا نام رکھا گیا کیونکہ وہ اسیوقت داخل ہوئے جب کام چل پڑا۔ اور رسول اللہ نے اپنی صداقت کی روشنی دکھلائی اسوقت دوسرے مذاہب حقیر نظر آئے۔ تو سب داخل ہو گئے۔

نبی کی ذمہ داری اور استغفار نبی بہت بڑی ذمہ داری لیکر آتا ہے اسلیئے جب وہ اپنے کام کو کر چکتا ہے اور تبلیغ کرکے رخصت ہونیکو ہوتا ہے تو وہ وقت اسکا گویا خدا تعالیٰ کو چارج دینے کا ہوتا ہے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ جب اپنا فضل کرتا ہے اسپر استغفار کا لفظ بولتا ہے اسی طریق کیموافق رسول اللہ کو بھی ارشاد الٰہی اسیطرح ہوتا ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا خدا تعالیٰ ہر ایک نقص سے پاک ہے اسکی تسبیح کرو اور جو کچھ بہ بشریت کی رو سے اس ذمہ داری کے کام میں ہوا ہے ...... تو اس سے استغفار چاہو جس کے سپرد ہزاروں کام ہوں اسکی کچھ ضرور ہوتا ہے اور رسول اللہ صلعم تو مقاصد عظیم الشان لیکر آئے تھے غرض یہ ایک چارج تھا جو آپنے اللہ تعالیٰ کو دیا۔ اور جسمیں آپکی پوری کامیابی کیطرف بھی اشارہ کر دیا اور یہ سورۃ گویا آنحضرتؐ کی وفات کا ایک پروانہ تھا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ انبیا کی زندگی اسی وقت تک ہوتی ہے جبتک مصائب کا زمانہ رہے اسکے بعد جب فتح و نصرت کا وقت آتا ہے تو وہ گویا انکی وفات کا پروانہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اصل اس کام کو کر چکے ہوتے ہیں جس کے لیئے بھیجے جاتے ہیں۔ اور تو یہ ہے کہ کام تو اللہ کے فضل سے ہوتے ہیں مفت میں ثواب لینا ہوتا ہے جو شخص اسمیں بھی خود غرضی سستی۔ ریا کی آمیزش کرے وہ اصل ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔

انی احافظ کل من فی الدار کی تائیدیں ایک عرصہ ہوا میں نے خواب دیکھا تھا کہ گویا میر ناصر نواب ایک دیوار بنا رہے ہیں جو فصیل شہر ہے میں اسکو جو دیکھا تو خوف آیا کیونکہ وہ قد آدم تک آئی تھی خوف یہ ہوا کہ اسپر آدمی چڑھ سکتا ہے مگر جب دوسری طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ قادیان بہت اونچی کی گئی ہے اسلیئے یہ دیوار دوسری طرف سے بہت اونچی ہے اور یہ دیوار گویا پختہ کی بنی ہوئی ہے فرش کی زمین بھی پختہ کی گئی ہے اور خواب سے مقصود تو وہ دیوار ہمارے گھر کے ارد گرد ہے ارادہ ہے کہ قادیان کے گرد بھی بنائی جاوے شاید اللہ رحم کرکے ان بلاؤں سے تخفیف کر دے۔ قادیان میں آج دو تین موتیں ہو گئیں۔ فرمایا پہلے تو ایسے بھی موتیں ہو جایا کرتی ہیں طاعون کی تو جو ہوئی الگ ہے کوئی جنازہ اٹھانیوالا بھی نہیں ملتا بعض وقت ایک گھر میں جب ہوتی ہے تو پھر سارے گھر کا صفایا ہو جاتا ہے اور جانور تک کو ہو جاتی ہے۔ انسان کی امان کے یہ کہیں جانیکا اچھا ... [illegible]

انّ الله لا يغيّر ما بقوم حتّى يغيّروا ما بانفسهم

انّه اوى القرية

الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چه گویم با تو گر آئی چها در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

منارة المسيح الموعود عليه السلام

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۶ — ۱۴ رجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء روز مبارک جمعہ — نمبر ۳۷

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں۔ سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ابن رئیس اور امیر ابن امیر ہیں مسلمان ہونیکی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات قطع ہوچکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنی چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیے اُس شجرہ اور عبارت کو دیکھنا کافی ہوگا جو انحضور نے اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے سردار صاحب ایک وجیہہ۔ خوبصورت نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی صالح اور نوجوان ہیں۔ اور پوری صحت تندرستی رکھتے ہیں جنھوں نے اسلام کی خاطر اپنے بہت ذی وجاہت مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کردیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ اُن سے براہ راست یا مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے بمقام قادیان خط وکتابت کریں۔ لڑکی خوبصورت سیرۃ وصورۃ اور حسن وجمال اور تربیت میں عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔

مکرر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیبل گریفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں سردار صاحب اسوقت اپنی ذاتی آمدنی بلاشرکت غیرے سَو روپے ماہوار سے زیادہ رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور ومعروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے تمام حقیقت اور قابلیت معلوم ہوسکتی ہے اور جو کسی صاحب کو زیادہ حالات دریافت کرنے ہوں

تو خط وکتابت سے معلوم
ہوسکتے ہیں۔ والسلام

بقیہ مضمون

کشتی نوح

تقویۃ الایمان

یقین دکھ اُٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اُتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر دکھ کو سہل کردیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی ہے اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق وثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان

پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جسمیں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اُس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اُسکا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جسپر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی جسطرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھکر اُنکیطرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اُس کا حسن اسکو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اسکو سراسر ردّی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اُسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا و سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑ بیخبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پر زور سیلاب نے اسکے گھر کیطرف رُخ کیا ہے اور یا اس کے گھر کے ارد گرد آگ لگ چکی ہے اور ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اُس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعویٰ کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دُنیا میں پایا جاتا ہے چوہے مت بنو جو نیچے کیطرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو اور سانپ کیطرح مت بنو

جو کھال (کینچلی) اُتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمھارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اُس سے بیخبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے مگر تم اس نعمت کو کیونکر پا سکو اسکا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو **نماز کیا چیز ہے** وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے سو جب تم نماز پڑھو تو بیخبر لوگوں کیطرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور انکا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی تمام اپنی عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا ایسا ہو کہ تمھارے دلوں پر اُس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمھارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمھاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تمپر وارد ہوتے ہیں اور تمھاری فطرۃ کے لیے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے۔ (۱) **پہلے** جبکہ تم مطلع کیے جاتے ہو کہ تمپر ایک بلا آنیوالی ہے مثلاً جیسے تمھارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمھاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمھاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جسکا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

۲۔ **دوسرا تغیر** اُسوقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کیے جاتے ہو مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے

کہ جب تمھارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونیکو ہوتا ہے سو یہ حالت تمھاری اُسوقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اُسپر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اسکا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

۳۔ **تیسرا تغیر** تم پر اُسوقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمھارے نام فرد قرار داد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمھاری ہلاکت کے لیے گذر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمھارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ وقت اُسوقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام اُمیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

۴۔ **چوتھا تغیر** اُسوقت تمپر آتا ہے کہ جب بلا تمپر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اسکی سخت تاریکی تمپر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جب کہ فرد قرار داد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تمکو سنایا جاتا ہے اور قید کے لیے ایک پولس مین کے تم حوالہ کیے جاتے ہو سو یہ حالت اُسوقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے

۵۔ **پانچواں تغیر**۔ پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تمپر جوش مارتا ہے اور تمھیں اُس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمھارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھکر پانچ نمازیں تمھارے لیے مقرر کیں

تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لیے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنیوالی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء و قدر تمہارے لیے لائے گا پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولی کی جناب میں تضرع کرو تمہارے لیے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اسکی تمام راہوں میں راست باز ہیں اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کی املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپروا ہے اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اُس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اُس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اُس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنیوالی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجا۔ چرس بھنگ۔ تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لیے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر کار ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جنکی شامت سے ہر ایک سال ہزار ہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں* اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے حد سے زیادہ خدا یا اُس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپروا ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسا کر کے بکلی خدا سے مُنہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اُس کے لیے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسیکو گالی کسیکو زخمی اور کسیکو قتل کرنے کے لیے طیار ہو جاتا ہے‡ اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہانتک کہ مرے گا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لیے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے سو اپنے مولی کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمھیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالے کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمھیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کریگا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گذریں گے خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں سو خدا کیطرف آ جاؤ اور ہر ایک مخالفت اُسکی چھوڑ دو اور اسکے فرائض میں سُستی نہ کرو اور اسکے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔

اے علماء اسلام میری تکذیب میں جلدی مت کرو کہ بہت اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ انسان جلدی سے سمجھ نہیں سکتا۔ بات کو سُنکر اُسی وقت رد کرنے کے لیے طیار مت ہو جاؤ کہ یہ تقوے کا طریق نہیں ہے اگر تم میں بعض غلطیاں نہ ہوتیں اور اگر تم نے بعض احادیث کے اُلٹے معنے نہ سمجھے ہوتے تو مسیح موعود کا جو حکم ہے آنا ہی لغو تھا تم سے پہلے یہ عبرت کی جگہ موجود ہے کہ جس بات پر تم نے زور مارا ہے اور جس جگہ

---

* نوٹ یورپ کے لوگوں کو جسقدر شراب نے نقصان پہونچایا ہے اسکا سبب تو یہ تھا کہ عیسی علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پُرانی عادت کیوجہ سے مگر اے مسلمانو! تمھارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا مرنا نہیں ہے۔ منہ

---

‡ حاشیہ متعلق صفحہ ۲ کالم ۲۔
جو شخص بنی نوع پر قوت غضبی کو بڑھاتا ہے وہ غضب سے ہی ہلاک کیا جاتا ہے اسلیے خدا نے سورہ فاتحہ میں یہودکا نام معضوب علیہم رکھا یہ اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ قیامت کو ہر ایک مجرم خدا کے غضب کا مزہ چکھے گا مگر جو ناحق دنیا میں غضب کرتا ہے وہ دنیا میں ہی الٰہی غضب کا مزہ چکھ لیتا ہے نصاریٰ سے یہودیوں کی نسبت دنیا میں غضب الٰہی میں نہ آیا اسلیے سورہ فاتحہ میں انکا نام ضالین رکھا گیا ضالین کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ گمراہ ہیں اور دوسرے معنے اسکے ہیں کہ کھوئے جائیں گے یہ میرے ترکیب انکے لیے بشارت ہے کہ کسی وقت جھوٹے مذہب سے نجات پا کر اسلام میں کھوئے جائینگے اور رفتہ رفتہ مشرکانہ عقائد اور ناقص یا قابل شرم رسوم کو چھوڑتے چھوڑتے برنگ مسلمین موحد بنجائیں گے فرق الضالین

کے لفظ میں جو سورہ فاتحہ کے آخر میں ضلالت کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے کہ ایک چیز کا دوسری چیز میں محو ہونا اور کھوئے جانا ہے عیسائیوں کی آئندہ مذہبی حالت کے لیے یہ ایک پیشگوئی ہے۔ منہ

تم نے قدم رکھا اُسی جگہ یہودیوں نے قدم رکھا تھا یعنی جیسا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو وہ بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئے گا جبکہ پہلے الیاس نبی جو آسمان پر اُٹھایا گیا دوبارہ دنیا میں آجائے گا اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور وہ نہ صرف احادیث کی رو سے ایسا خیال رکھتے تھے بلکہ خدا کی کتاب کو جو صحیفہ ملاکی نبی ہے اس ثبوت میں پیش کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نسبت یہودیوں کے موعود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اُترا جو اُس دعویٰ کی شرط تھی تو یہ تمام عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہو گئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال میں تھا کہ ایلیا نبی بجسمہ عنصری آسمان سے نازل ہوگا اُسکے آخر کار یہ معنے کھلے کہ ایلیا کی خو اور طبیعت پر کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائے گا اور یہ معنی حضرت عیسیٰ نے خود بیان فرمائے جنکو دوبارہ آسمان سے اُتار رہے ہو۔ پس تم کیوں ایسی ٹھوکر کھاتے ہو جس جگہ تم سے پہلے یہود ٹھوکر کھا چکے ہیں تمھارے ملک میں ہزارہا یہودی ہیں تم انکو پوچھکر دیکھلو کہ کیا یہود کا یہی اعتقاد نہیں جو آپ تم ظاہر کر رہے ہو پس وہ خدا جس نے عیسیٰ کی خاطر ایلیا نبی کو آسمان سے نہ اُتارا اور یہود کے سامنے اسکو تاویلوں سے کام لینا پڑا وہ تمھاری خاطر کیونکر عیسیٰ کو اُتارے گا جسکو تم دوبارہ اُتارتے ہو اُسکے فیصلہ سے تم منکر ہو اگر شک ہے تو کئی لاکھ عیسائی اس ملک میں موجود ہیں اور انکی انجیل بھی موجود ہے اُن سے دریافت کر لو کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہی کہا تھا کہ ایلیا جو دوبارہ آنے والا تھا وہ یوحنا ہی ہے یعنی یحییٰ۔ اور اتنی بات کہکر کہ یہود کی پُرانی اُمیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اگر آپ یہ ضروری ہے کہ عیسیٰ نبی ہی آسمان سے آوے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ نبی سچا نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا سنۃ اللہ میں داخل ہے تو الیاس نبی کیوں واپس نہ آیا اور کیوں اسکو یحییٰ کو الیاس ٹھہراکر تاویل سے کام لیا گیا عقلمند کے لیے یہ سوچنے کا مقام ہے۔

اور نیز جس کام کے لیے آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئے گا یعنی یہ کہ مہدی سے ملکر لوگوں کو جبراً مسلمان کرنے کے لیے جنگ کرے گا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لیے جبر درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ یعنی دین میں جبر نہیں ہے پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائے گا یہانتک کہ بجز اسلام یا قتل کے جزیہ بھی قبول نہ کرے گا یہ تعلیم قرآن شریف کی کس مقام اور کس سیپارہ میں اور کس سورۃ میں ہے * سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت لڑائیاں کی گئی تھیں وہ لڑائیاں دین کو جبراً شائع کرنے کے لیے نہیں تھیں بلکہ یا تو بطور سزا تھیں یعنی ان لوگوں کو سزا دینا منظور تھا جنھوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکال دیا تھا اور نہایت سخت ظلم کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ یعنی ان مسلمانوں کو جن سے کفار جنگ کر رہے ہیں بسبب مظلوم ہونے کے مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے کہ جو ان کی مدد کرے اور یا وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت تھیں یعنی جو لوگ اسلام کے نابود کرنے کے لیے پیشقدمی کرتے تھے یا اپنے ملک میں اسلام کو شائع ہونے سے جبراً روکتے تھے ان سے بطور حفاظت خود اختیاری یا ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لیے لڑائی کی جاتی تھی بجز ان تین صورتوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس خلیفوں نے کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ اسلام نے غیر قوموں کے ظلم کی اسقدر برداشت کی ہے جو اسکی دوسری قوموں میں نظیر نہیں ملتی پھر یہ عیسیٰ مسیح اور مہدی صاحب کیسے ہوں گے جو آتے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع

---

* نوٹ۔ اگر کہو کہ عربوں کے لیے یہی حکم تھا کہ جبراً مسلمان کیے جاویں یہ خیال قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہے کہ چونکہ تمام عرب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہنچایا تھا اور بہت سے صحابہ مرد اور عورتوں کو قتل کر دیا تھا اور بقیۃ السیف کو وطن سے نکال دیا تھا اس لیے وہ تمام لوگ جو مرتکب جرم قتل یا معین قتل جرم کے تھے وہ سب خدا تعالیٰ کی نظر میں خونریزی کے عوض میں خونریزی کے لائق ہو چکے تھے انکی نسبت بطور قصاص اصل حکم قتل کا تھا مگر ارحم الراحمین کی طرف سے یہ رعایت دی گئی کہ اگر کوئی ان میں سے مسلمان ہو جائے تو اُس کا گذشتہ جرم جسکی وجہ سے وہ قابل سزائے موت ہے بخشدیا جائیگا پس کہاں یہ صورت رحم اور کہاں جبر۔ منہ

کردیں گے یہانتک کہ کسی اہلکتاب سے بھی جزیہ قبول نہیں کرینگے اور آیت حتی یعطوا الجزیۃ عَنْ یَدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ کو بھی منسوخ کردیں گے یہ دین اسلام کے کیسے حامی ہونگے کہ آتے ہی قرآن کی ان آیتوں کو بھی منسوخ کردیں گے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی منسوخ نہیں ہوئیں اور اسقدر انقلاب سے پھر بھی ختم نبوت میں حرج نہیں آئے گا۔ اس زمانہ میں جو تیرہ سو برس عہد نبوت کو گذر گئے اور خود اسلام اندرونی طور پر تہتر فرقوں پر پھیل گیا سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہیئے کہ وہ دلائل کے ساتھ دلوں پر فتح پاوے نہ تلوار کے ساتھ اور صلیبی عقیدہ کو واقعی اور سچے ثبوت کے ساتھ توڑ دے نہ یہ کہ ان صلیبوں کو توڑتا پھرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی سے بنائی جاتی ہیں اگر تم جبر کروگے تو تمہارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ✻ ہر یک نادان اور

مکہ اور مدینہ میں ہی نہیں کرسکتے تھے مگر ان کے ملک میں یہ خدا کیطرف سے حکمت تھی کہ مجھے اس ملک میں پیدا کیا پس کیا میں خدا کی حکمت کی کسرشان کروں اور جیسا کہ قرآن شریف کی آیت وَاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ میں اللہ تعالیٰ یہ بات ہمیں سمجھاتا ہے کہ صلیب کے واقعہ کے بعد ہم نے عیسیٰ مسیح کو صلیبی بلا سے رہائی دیکر اسکو اور اسکی ماں کو ایک ایسے اونچے ٹیلہ پر جگہ دی تھی کہ وہ آرام کی جگہ تھی اور اسمیں چشمے جاری تھے یعنی سرینگر کشمیر اسی طرح خدا نے مجھے اس گورنمنٹ کے اونچے ٹیلہ پر جہاں مفسدوں کا ہاتھ نہیں پہونچ سکتا جگہ دی جو آرام کی جگہ ہے اور اس ملک میں سچے علوم کے چشمے جاری ہیں اور مفسدوں کے حملوں سے امن اور قرار ہے پھر کیا واجب نہ تھا کہ ہم اس گورنمنٹ کے احسانات کا شکر کرتے۔ منہ

محتاج نہیں وہ اپنے دین کو آسمانی نشانوں کے ساتھ زمین پر پھیلائے گا اور کوئی اسکو روک نہیں سکے گا اور یاد رکھو کہ اب عیسیٰ تو ہرگز نازل نہیں ہوگا کیونکہ جو اقرار اس نے آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے رو سے قیامت کے دن کرنا ہے ایسی صفائی سے اسکا اعتراف پایا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا اور قیامت کو اسکا یہی عذر ہے کہ عیسائیوں کے بگڑنے کی مجھے خبر نہیں اور اگر وہ قیامت کے پہلے دنیا میں آتا تو کیا وہ یہی جواب دیتا کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی خبر نہیں اور اگر وہ قیامت کے پہلے دنیا میں آتا تو کیا وہ یہی جواب دیتا کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی خبر نہیں لہذا اس آیت میں اسنے صاف اقرار کیا ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں نہیں گیا اور اگر وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آنیوالا تھا اور برابر چالیس برس رہنے والا تب اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولا کہ مجھے عیسائیوں کے حالات کی کچھ خبر نہیں اسکو تو کہنا چاہیئے تھا کہ آمد ثانی کے وقت چالیس کروڑ کے قریب دنیا میں عیسائی پایا اور ان سب کو دیکھا اور مجھے ان کے بگڑنے کی خوب خبر ہے اور میں تو انعام کے لائق ہوں کہ تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا اور صلیبوں کو توڑا یہ کیسا جھوٹ ہے کہ عیسیٰ کہے گا کہ مجھے خبر نہیں غرض اس آیت میں نہایت صفائی سے مسیح کا اقرار ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہوچکا اور سری نگر محلہ خانیار میں اسکی قبر ہے ✻ اب خدا خود نازل ہوگا

✻ نوٹ ایک یہودی نے بھی اسکی تصدیق کی ہے کہ قبر واقعہ سرینگر یہودیوں کے انبیا کی قبر ونکی طرح بنی ہوئی ہے دیکھو بر جیہ علحدہ حاشیہ۔ منہ

✻ حاشیہ بعض نادان مجھپر اعتراض کرتے ہیں جیسا کہ صاحب المنار نے بھی کیا کہ یہ شخص انگریزوں کے ملک میں رہتا ہے اس لیے جہاد کی ممانعت کرتا ہے یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر میں جھوٹھ سے اس گورنمنٹ کو خوش کرنا چاہتا تو میں بار بار کیوں کہتا کہ عیسیٰ بن مریم صلیب سے نجات پاکر اپنی موت طبعی سے بمقام سری نگر کشمیر میں مر گیا اور نہ وہ خدا تھا اور نہ خدا کا بیٹا کیا انگریز مذہبی جوش والے اس فقرہ سے مجھسے بیزار نہیں ہونگے پس سنو! اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لیے ہم پر تلواریں چلاتی ہے قرآن شریف کے رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی ہو اور انکا شکر کرنا ہمیں ایسی لازم ہے کہ ہم اپنا کام

ظالم طبع جب دلیل سے عاجز آجاتا ہے تو پھر تلوار یا بندوق کی طرف ہاتھ لمبا کرتا ہے مگر ایسا مذہب ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کیطرف سے نہیں ہوسکتا جو صرف تلوار کے سہارے سے پھیل سکتا ہے نہ کسی اور طریق سے اگر تم ایسے جہاد سے باز نہیں آسکتے اور اسپر غصہ میں آکر راستبازوں کا نام بھی دجال اور ملحد رکھتے ہو تو ہم ان دو فقروں پر اس تقریر کو ختم کرتے ہیں قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ اندرونی تفرقہ اور پھوٹ کے زمانہ میں تمہارا مسیح اور فرضی مہدی کس کس پر تلوار چلائے گا کیا سنیوں کے نزدیک شیعہ اس لائق نہیں کہ ان پر تلوار اٹھائی جاوے اور شیعوں کے نزدیک سنی اس لائق نہیں کہ ان سب کو تلوار سے نیست و نابود کیا جاوے پس جبکہ تمہارے اندرونی فرقے ہی تمہارے عقیدہ کی رو سے مستوجب سزا ہیں تو تم کس کس سے جہاد کروگے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا تلوار کا

اور ان لوگوں سے آپ لڑے گا جو سچائی سے لڑتے ہیں۔ خدا کا لڑنا قابل اعتراض

نہیں کیونکہ وہ جبر کے رنگ میں ہے۔

ان مولویوں پر افسوس اگر ان میں دیانت ہوتی تو وہ تقویٰ کی راہ سے اپنی تسلی ہر طرح سے کراتے اور خدا نے نیک روحوں کی تسلی کردی مگر وہ لوگ جو ابو جہل کی مٹی سے بنے ہوئے ہیں وہ اسی طریق کو اختیار کرتے ہیں جو ابو جہل نے اختیار کیا تھا ایک مولوی صاحب نے میرٹھ سے بذریعہ رجسٹری اطلاع دی ہے کہ امرت سر میں جلسہ ندوۃ العلماء ہوگا۔ اگر بحث کرنی چاہیے مگر واضح ہو کہ اگر ان مخالفین کی نیتیں نیک ہوتیں اور فتح و شکست کا خیال نہ ہوتا تو انکو اپنی تسلی کرانے کے لیے ندوہ وغیرہ کی کیا ضرورت تھی ہم ندوہ کے علما کو امرت سر کے علما سے الگ نہیں سمجھتے ایک ہی عقیدہ ایک ہی جنس ایک ہی مادہ ہے ہر ایک کو اختیار ہے کہ قادیان میں آوے مگر بحث کے لیے نہیں بلکہ صرف طلب حق کے لیے ہماری تقریر کو سنے اگر شک ہو تو غربت اور ادب کے طریق سے اپنے شکوک رفع کرا دے اور وہ جب تک قادیان میں رہے گا بطور مہمان کے سمجھا جاوے گا ہمیں ندوہ وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ ان کی طرف حاجت ہے یہ لوگ راستی کے دشمن ہیں مگر راستی دنیا میں پھیلتی جاتی ہے کیا یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ نہیں کہ اس نے آج سے ۲۰ برس پہلے براہین احمدیہ میں اپنے الہام سے ظاہر کر دیا تھا کہ لوگ تمہارے ناکام رہنے کے لیے بڑی کوشش کرینگے اور ناخنوں تک زور لگا دینگے مگر آخر میں تمہیں ایک بڑی جماعت بناؤں گا یہ اُس وقت کی وحی الٰہی ہے جبکہ میرے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا پھر میرے دعوی کے شائع ہونے پر مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگائے آخر حسب پیشگوئی مذکورہ بالا یہ سلسلہ پھیل گیا اور اب آج کی تاریخ تک برٹش انڈیا میں یہ جماعت ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے ندوۃ العلماء کو اگر مرنا یاد ہے تو براہین احمدیہ اور سرکاری کاغذات کو دیکھکر بتلاوے کہ کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں پھر جب کہ قرآن اور معجزہ دونوں پیش کیے گئے تو اب بحث کس غرض کے لیے؟

ایسا ہی اس ملک کے گدی نشین اور پیرزادے ایسے بے تعلق اور اپنی بدعات میں ایسے دن رات مشغول ہیں کہ اُن کو اسلام کی مشکلات اور آفات کی کچھ بھی خبر نہیں انکی مجالس میں اگر جاؤ تو بجائے قرآن شریف اور کتب حدیث کے طرح طرح کے طنبورے اور سارنگیاں اور ڈھولکیاں اور قوال وغیرہ اسباب بدعات نظر آئیں گے اور پھر باوجود اس کے مسلمانوں کے پیشوا ہونے کا دعوے اور اتباع نبوی کی لاف زنی اور بعض ان میں سے عورتوں کا لباس پہنتے ہیں اور ہاتھوں میں مہندی لگاتے ہیں اور چوڑیاں پہنتے ہیں اور قرآن شریف کی نسبت اشعار پڑھنا اپنی مجلسوں میں پسند کرتے ہیں۔ یہ ایسے پرانے زنگار ہیں جو خیال میں نہیں آ سکتا کہ دور ہو سکیں تاہم خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں دکھائے گا اور اسلام کا حامی ہوگا۔

عورتوں کو کچھ نصیحت

ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں وہ تعدد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بری نظر سے دیکھتی ہیں گویا اس پر ایمان نہیں رکھتیں انکو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے پس اگر اسلام میں تعدد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں کہ جو مردوں کے لیے نکاح ثانی کے لیے پیش آجاتی ہیں اس شریعت میں انکا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لیے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرد پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے قویٰ پر یہ ظلم ہے کہ اسکو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے درحقیقت خدا کی شریعت نے انھیں امور پر نظر کر کے مردوں کے لیے یہ راہ کھلی رکھی ہے اور مجبوریوں کے وقت عورتوں کے لیے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرا لیں جو طلاق کے قائمقام ہے خدا کی شریعت دوا فروش کی دوکان کی مانند ہے پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی پس غور کرو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مشکلات مردوں کے لیے ایسی پیش آجاتی ہیں جنمیں وہ نکاح ثانی کے لیے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جس میں کل مشکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی اور دوسرے صدہا طرح کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں انکا کچھ ذکر نہ تھا اسلیے عیسائی قوم اس خامی کی برداشت نہ کر سکی اور آخر امریکہ میں ایک طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا سو اب سوچو کہ اس قانون سے انجیل کدھر گئی۔ اور اے عورتو فکر نہ کرو جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرفات کی محتاج نہیں اور اُس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں اگر عورت مرد کے تعدد ازدواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کرا سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں مسلمانوں میں پیش آنیوالی تھیں اپنی شریعت میں انکا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی سو تم اے عورتو اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی

شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تعالیٰ مخفیں مصیبت اور ابتلا سے محفوظ رکھے بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جورو ہیں کرکے انصاف نہیں کرتا۔ باقی آئندہ

حضرۃ امام الزمان کی ڈائری

بقیہ صبح کی سیر ۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء

قادیان میں چند موتیں

آج معمولی بیمی عوارض بخار وغیرہ سے یہاں کے چوڑھوں اور دوسری اقوام میں دو موتیں ہوگئی تھیں اسکا ذکر آیا فرمایا ایسی موتیں مخرقہ تب سے ہی ہوتی ہیں۔ طاعون کے حملے ہی الگ ہوتے ہیں کوئی جنازہ پڑھنے اور اُٹھانے والا بھی نہیں ملتا بعض وقت ایک گھر میں جب یہ بلا داخل ہوتی ہے تو اس گھر کے گھر کو صاف کر دیتی ہے اور عورتوں بچوں تک کو تو کھتی ہی ہے جانوروں کو بھی ہوجاتی ہے۔

طاعون معیار ایمان ہے

طاعون بجائے خود انسان کے ایمان کے پرکھے جانے کا بھی ایک ذریعہ ہے اب طاعون تو مان نہ مان میں تیرا مہمان ہو کر آئی ہے۔ اگر طاعون نہ ہوتی تو سچے مسلمان کا پتہ لگنا ہی مشکل ہوتا۔ جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ اسوقت طاعون کو دیکھکر جلد تبدیلی کرتے ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ معمولی موتیں جو ہر روز ہوتی رہتی ہیں۔ یہ گو انسان کو بیدار کرنے کے لیے کافی ہیں اگر وہ ان سے عبرت حاصل کرے لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ وہ ناکافی ہیں۔ اور وہ دنیا کے تعلقات پر موت وارد کرنے کے لیے اسقدر مفید اور مؤثر ثابت نہیں ہوتی ہیں جسقدر کہ اب طاعون! اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معمولی موتیں اب معمولی موتیں ہونے کی وجہ سے اسقدر خوفناک نہیں رہی ہیں۔ لیکن اب طاعون کے حملوں سے ایک عالمگیر خوف چھا گیا ہے اور یہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ ہی کو اپنا ماویٰ و ملجا بنایا جاوے۔ غور کرکے دیکھو کہ کسقدر وحشت ہوسکتی ہے جب ایک گھر میں دو چار مُردے پڑے ہوں اور کوئی اُٹھانے والا بھی موجود نہ ہو۔ غرض طاعون اب انسان کا جوہر کھول کر دکھا دیتی ہے۔ مصیبت اور مشکلات بھی انسان کے ایمان کے پرکھنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیں جماعت کو بہت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ موت سب سے بڑھ کر منذرات میں سے ہے۔ جو تبدیلی اس نظارہ موت سے ہوسکتی ہے وہ دوسری منذرات سے نہیں ہوتی۔

خدا تعالیٰ جو تبدیلی چاہتا ہے وہ اسی طرح ہوتی ہے یہ وقت ہے کہ لوگ خدا کی طرف رجوع کریں اور اس سے دعائیں مانگیں کہ ایک پاک تبدیلی انھیں عطا ہو جن لوگوں کی پاک تبدیلی خدا تعالیٰ نے دعاؤں سے چاہتا ہے انکی تبدیلی اسطرح پر ہوتی ہے کہ انپر بلائیں اور خوف آتے ہیں جیسے فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ الآیہ۔

شیطان کی انسان سے جنگ

اگر انسان کے افعال سے گناہ دور ہو جاوے تو شیطان چاہتا ہے کہ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ تک ہی رہے اور جب وہاں بھی اسے قابو نہیں ملتا تو پھر وہ یہاں تک کوشش کرتا ہے کہ اور نہیں تو دل ہی میں گناہ رہے۔ گویا شیطان اپنی لڑائی کو اختتام تک پہنچاتا ہے۔ مگر جس دل میں خدا کا خوف ہے وہاں شیطان کی حکومت نہیں چل سکتی۔ شیطان آخر اس سے مایوس ہو جاتا ہے اور الگ ہو نکلتا ہے اور اپنی لڑائی میں ناکام و نامراد ہو کر اسے اپنا بوریا بستر باندھنا پڑتا ہے۔

موت تمام لذتوں پر موت وارد کرتی ہے

بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ نفسانی قیدوں اور ناجائز خیالات سے الگ ہونا نہیں چاہتے اور کوئی بات انپر مؤثر نہیں ہوتی۔ آخر خدا تعالیٰ انپر یوں رحم کرتا ہے کہ بعض ابتلا آجاتے ہیں تو وہ آہستہ آہستہ ان سے باز آجاتے ہیں۔

قوموں کا باہمی جدال

اسوقت عام طور پر قوموں کا مناظرہ خدا تعالیٰ کیطرف سے پیش آگیا ہے مگر اس میں فتح و نصرت اسی کو ملے گی جو خدا کے نزدیک تقویٰ والی ہو اور زبان کو سنبھال کر رکھے۔ بندوں پر ظلم نہ کرے ان کے حقوق کی رعایت کرے سفر میں حضر میں بنی نوع انسان کی ہمدردی اور رعایت کرے تو خدا تعالیٰ اسکی رعایت کرتا ہے جب وہ تقویٰ دیکھتا ہے تو وہ خود اسکا ولی اور مددگار ہوتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کے ساتھ کوئی جسمانی رشتہ نہیں ہے خدا تعالیٰ خود انصاف ہے اور انصاف کو دوست رکھتا ہے۔ وہ خود عدل ہے عدل کو دوست رکھتا ہے اس لیے ظاہری رشتوں کی پرواہ نہیں کرتا جو تقوے کی رعایت کرتا ہے اُسے وہ اپنے فضل سے بچاتا ہے اور اُسکا ساتھ دیتا ہے اور اسی لیے اُس نے فرمایا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔ پس اس مناظرہ میں متقی ہی کامیاب ہوگا۔

عرب کی تجارتی اشیاء کا تذکرہ ہوتا رہا۔ اور طائف کے ذکر پر فرمایا کہ وہ گویا اُس ریگستان میں بہشت کا نمونہ ہے اسی ذکر میں یہ بھی کہا گیا کہ عرب میں بازاروں میں ہر ایک چیز کبھی ختم نہیں ہوتی۔ ہر وقت جسقدر چاہو میسر آسکتی ہے۔

برات کیساتھ باجا بجانا کیسا ہے۔؟

میاں الٰہی بخش صاحب امرتسری نے عرض کیا کہ حضور بعض

براتوں کے ساتھ باجے بجائے جاتے ہیں اس کے متعلق حضور کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا فقہا نے اعلان بالدف کو نکاح کے وقت جائز رکھا ہے اور یہ اس لیے کہ پیچھے جو مقدمات ہوتے ہیں تو اس سے گویا ایک قسم کی شہادت ہو جاتی ہے۔ ہمکو مقصود بالذات لینا چاہیے۔ اعلان کے لیے یہ کام کیا جاتا ہے یا کوئی اپنی شیخی اور تعلّی کا اظہار مقصود ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض چپ چاپ شادیوں میں نقصان پیدا ہوئے ہیں یعنی جب مقدمات ہوئے ہیں تو اس قسم کے سوال اٹھائے گئے ہیں۔ غرض ان خرابیوں کے روکنے کے لیے اور شہادت کے لیے اعلان بالدف جائز ہے۔ اور اس صورت میں باجا بجانا منع نہیں ہے۔ بلکہ نسبتوں کی تقریب پر جو شکر وغیرہ بانٹتے ہیں دراصل یہ بھی اس غرض کے لیے ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو خبر ہو جاوے اور پیچھے کوئی خرابی پیدا نہ ہو مگر اب یہ اصل مطلب مفقود ہو کر اس کی جگہ صرف رسم نے لے لی ہے اور نہ اسمیں بھی بہت سی باتیں اور پیدا کی گئی ہیں۔ پس انکو رسوم نہ قرار دیا جاوے بلکہ یہ رشتہ ناطہ کو جائز کرنے کے لیے ضروری امور ہیں۔ یاد رکھو جن امور سے مخلوق کو فائدہ پہنچتا ہے شرع اس پر ہرگز زد نہیں کرتی۔ کیونکہ شرع کی خود یہ غرض ہے کہ مخلوق کو فائدہ پہنچے۔

آتشبازی اور تماشا وغیرہ یہ بالکل منع ہیں کیونکہ اس سے مخلوق کو کوئی فائدہ بجز نقصان کے نہیں ہے۔ اور باجا بجانا بھی اسی صورت میں جائز ہے جبکہ یہ غرض ہو کہ اس نکاح کا عام اعلان ہو جاوے اور نسب محفوظ رہے کیونکہ اگر نسب محفوظ نہ رہے تو زنا کا اندیشہ ہوتا ہے جس پر خدا نے بہت ناراضی ظاہر کی ہے یہانتک کہ زنا کے مرتکب کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے اسلیے اعلان کا انتظام ضروری ہے البتہ ریاکاری۔ فسق۔ فجور کیلئے صلاح و تقویٰ کے خلاف کوئی منشا ہو تو منع ہے۔

شریعت کا مدار نرمی پر ہے سختی پر نہیں ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا با جس کے متعلق حرمت کا کوئی نشان بجز اس کے کہ وہ صلاح و تقویٰ کے خلاف اور ریاکاری اور فسق و فجور کے لیے ہے پایا نہیں جاتا اور پھر اعلان بالدف کو فقہا نے جائز رکھا ہے اور اصل اشیا حلت ہے اس لیے شادی میں اعلان کے لیے جائز ہے۔

لڑکیوں کا گانا کیسا ہے

پھر یہ سوال کیا گیا کہ لڑکی یا لڑکے والوں کے ہاں جو جوان عورتیں ملکر گھر میں گاتی ہیں وہ کیسا ہے؟ فرمایا اصل یہ ہے کہ یہ بھی اسیطرح پر ہے اگر گیت گندے اور ناپاک نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لیگئے تو لڑکیوں نے ملکر آپ کی تعریف میں گیت گائے تھے۔

مسجد میں ایک صحابی نے خوش الحانی سے شعر پڑھے تو حضرت عمر نے انکو منع کیا اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھتے ہوئے تو آپ نے منع نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے ایکبار اس کے شعر سنتے تو آپ نے اس کے لیے رحمت اللہ فرمایا۔ اور جسکو آپ یہ فرمایا کرتے تھے وہ شہید ہو جایا کرتا تھا غرض اسطرح پر اگر وہ فسق و فجور کے گیت نہ ہوں تو منع نہیں مگر مردوں کو نہیں چاہیے کہ عورتوں کی ایسی مجلسوں میں بیٹھیں۔ یہ یاد رکھو کہ جہاں ذرا بھی مظنہ فسق و فجور کا ہو وہ منع ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

یہ ایسی باتیں ہیں کہ انسان ان میں خود فتویٰ لے سکتا ہے جو امر تقویٰ اور خدا کی رضا کے خلاف ہے مخلوق کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے وہ منع ہے اور پھر جو اسراف کرتا ہے وہ سخت گناہ کرتا ہے اگر ریاکاری کرتا ہے تو گناہ ہے۔ غرض کوئی ایسا امر جس میں اسراف۔ ریا۔ فسق۔ ایذائے خلق کا شائبہ ہو وہ منع ہے اور جو ان سے صاف وہ منع نہیں گناہ نہیں کیونکہ اصل اشیا کی حلت ہے۔

ہر ایک کا کام نہیں کہ دین کے لیے بات کرے پہلے خود متقی ہونا چاہیے تاکہ

سخن کز دل بروں آید نشیند لا جرم بر دل

کا مصداق ہو۔

منطقی بات بے بود اور ہوتی ہے کیونکہ اسمیں نرے داؤ پیچ ہی ہوتے ہیں اس لیے منطقیانہ طریق کو چھوڑ کر عارفانہ تقریر کا پہلو اختیار کرنا چاہیے۔

دربار شام

۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

۱۔ آج بعد عصر حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد کی برات روڑکی سے واپس آئی تھی۔ اسموقعہ پر ایڈیٹر الحکم نے اپنی احمدی جماعت کی طرف سے ایک سارکباد کا خاص پرچہ شائع کیا۔ جو برات کے دکہلا مان پہونچتے ہی شائع کیا گیا تھا

۲۔ قبل نماز مغرب جب حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو روڑکی سے آئے ہوئے احباب ملے جو برات میں گئے تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے (جو حضرت اقدس کے سلسلہ میں ایک درخشندہ گوہر ہیں اور جو عیسائیوں کی کتابوں کو پڑھ کر ان میں سے ... سلسلہ عالیہ کے مفید مطلب مضامین کے اقتباس کرنے کا بیحد شوق اور جوش رکھتے ہیں) پطرس کے متعلق سنایا کہ روڑکی میں پادریوں سے ملکر میں نے اس سوال کو حل کیا ہے معلوم ہوا ہے کہ صلیب کیوقت پطرس کی عمر ۳۰ یا ۴۰ کے درمیان تھی۔ ناظرین کو اس سوال عمر پطرس کی ضرورت کے لیے ہم الحکم کا وہ نوٹ یاد دلاتے ہیں

جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ بعض کاغذات اس قسم کے ہیں جنہیں پطرس لکھتا ہے کہ مسیح کی وفات سے تین سال بعد ان کو لکھا ہے - اور اب میری عمر ۹۰ سال کی ہے گویا مسیح نے جب وفات پائی تو پطرس کی عمر ۸۷ سال کی ہوئی - اور واقعہ صلیب کے وقت پطرس کی عمر تیس اور چالیس کے درمیان بتائی جاتی ہے تو اب اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح واقعہ صلیب کے بعد کم از کم ۴۷ سال تک بموجب اس تحریر کے زندہ رہا - اور پطرس ان کے ساتھ رہا - اور یہ ثابت ہو گیا کہ صلیب پر مسیح نہیں رہا بلکہ طبعی موت سے مرا ہے - اور نہ آسمان پر اس جسم کے ساتھ اٹھایا گیا کیونکہ رأس الحواریین پطرس اسکی موت کا اعتراف کرتا ہے اور موت کا وقت دیتا ہے -

مفتی صاحب نے یہ عظیم الشان خوشخبری حضرت کو سنائی - پھر نماز مغرب ادا ہوئی

بعد نماز مغرب

۳ - بعد ادائے نماز مغرب حضرة حجة اللہ حسب معمول شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے بیٹھتے ہی حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے مبارکباد دی اور عرض کیا کہ حضور ڈاکٹر صاحب کو بہت ہی مخلص پایا ہے - کوئی بات انہوں نے نہیں کی یہی کہا کہ جو حکم دیا ہے وہ کرو - بھائیوں میں سے بھی کوئی شریک نہیں ہوا - فرمایا خدا تعالیٰ نے انکو بہت اخلاص دیا ہے اور یہ تقریب پیدا کر دی کہ مخالف بھائیوں سے قطع تعلق ہو جاوے -

پھر مولوی صاحب نے عرض کی کہ باوجودیکہ کوئی تکلف کی بات نہ تھی مگر وہ بڑی ہی خاطر و تواضع سے پیش آئے اور ابھی ادھر ادھر پھرتے رہے - فرمایا انمیں اہلیت اور نیکی بہت ہے -

اسپر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ حضور جب الحکم میں میرا ایک خطبہ فَلَا وَرَبِّكَ پر شائع ہوا تو انھوں نے بڑے ہی اخلاص اور صدق سے خط لکھا اسکو پڑھ کر میرا ایمان بڑا قوی اور تازہ ہو گیا ہے -

اسپر حضرت اقدس نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ انمیں نور فراست ہے وہ اپنے باپ سے بھی اس معاملہ میں گفتگو کیا کرتے تھے -

حافظ محمد یوسف اور قطع الوتین

حافظ محمد یوسف کا ذکر آ گیا کہ اس نے اشتہار دیا ہے اور اسمیں قطع الوتین کا حوالہ دیا ہے

اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی ہے کہ ایک مفتری کو بھی وہ تسلیم کرتا ہے کہ ۲۳ برس تک زندہ رہتا ہے - حالانکہ خدا تعالیٰ نے آپ کی صداقت کا یہ عملی زمانہ مقرر کیا ہے ایک انسان کو اگر کہا جاوے کہ تیری شکل جانور کیسی ہے اسکی توہین ہے اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدۃ نبوۃ کو کذاب کی طرح کہنا سخت بے ادبی ہے آپ کی پاک زندگی کو مومن کبھی کسی ناپاک انسان کی زندگی سے مشابہت نہیں دے سکتا - آپ کی آمد اسوقت ہوئی جب دنیا فسق و فجور اور فساد سے بھری ہوئی تھی - اور آپ اسوقت دنیا سے رخصت ہوئے جب آپ پورے کامیاب ہو گئے اور سب کام کر لیے - اس اشتہار کا جواب لکھنا ضروری تھا اس لیے میں نے ایک رسالہ مختصر سا بنا دیا ہے اور ضروری ہے کہ اس پر ٹائٹل پیج بھی لگا دیا جاوے - بائبل میں بھی چھوٹے چھوٹے صحیفے موجود ہیں - اسمیں چونکہ ندوہ کو تبلیغ ہے اس لیے اسکا نام تحفۃ الندوہ رکھدیا ہے اب بہتر ہے کہ اس کے پیچھے ایک مبارک بشارت لکھدی جاوے کہ عیسائیوں کے محققین کی تحریروں سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کے واقعہ کے بعد بھی زندہ رہے جیسا کہ پطرس کی اس تحریر سے جو ملی ہے معلوم ہوا -

اس تحقیقات سے ہر ایک محقق کو خوش ہونا چاہیے - کیونکہ یہ ان کاغذات سے ثابت ہوئی ہے جو مسیح کی خاص حواری پطرس کی لکھی ہوئی ہیں -

خاتم النبیین

خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوۃ تصدیق نہیں ہو سکتی جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے -

ہماری تائید کی عام ہوا چل رہی ہے

دنیا میں اسوقت ایک عام تحریک ہو رہی ہے اور آئے دن ایک نہ ایک بات ہماری تصدیق اور تائید میں نکلتی آتی ہے یہ خدا کا کام ہے اب دیکھو کہ یہ کاغذ نکل آئے ہیں جو پطرس کے لکھے ہوئے ہیں - ہماری جماعت انکو پڑھ کر خوش ہو گی اور انکا ایمان بڑھے گا -

ہماری تعلیم

کشتی نوح میں میں نے اپنی تعلیم لکھدی ہے اور اس سے ہر ایک شخص کو آگاہ ہونا ضروری ہے چاہیے ہر ایک شہر کی جماعت جلسہ کر کے سب کو یہ سنا دے - ایک مستعد اور فارغ شخص کو بھیجدی جاوے جو پڑھ کر سنا دے اور اگر یونہی تقسیم کرنے لگو تو خواہ پچاس ہزار چھپ کافی نہیں ہو سکتی ہیں - اس ترکیب سے اسکی اشاعت بھی ہو جاوے گی اور وہ وحدت جو ہم چاہتے ہیں جماعت میں پیدا ہونے لگے گی -

دو گروہ

خدا تعالیٰ نے دو گروہ بنا دیے ہیں جیسے صدر اسلام میں تھے - ایک منافقا اور غربا کا گروہ ہے اور دوسرا گروہ جو نفسانیت رکھتے ہیں -

۲۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب حضرة حجة اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے ہیں

غلام رسول حجام امرتسر نے اپنی مشکلات کا ذکر کیا کہ مخالف کس طرح پر انکو تکالیف دیتے ہیں اور اس نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ غلام محمد لڑکا جس نے یہاں سے جاکر ایک گندہ اشتہار شائع کیا ہے وہ سخت تکلیف میں ہے۔

۲۔ ایک ہندو فقیر کوٹ کپورہ سے آیا ہوا تھا جو آج صبح کو ملا تھا۔ اسوقت پھر اُس نے سلام کیا حضرت اقدس نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ یہ ہمارا مہمان ہے اس کے کھلانے کا انتظام بہت جلد کرنا چاہیے چنانچہ ایک شخص کو حکم دیا گیا اور وہ ایک ہندو کے گھر اُسکو کھانا کھلانے کے لیے لے گیا۔

۳۔ میاں غلام رسول نے پھر اپنی تکالیف کا ذکر کیا اور کہا کہ امرتسر کے مخالفین نے باہم اتفاق کرکے یہ سازش کی ہے کہ جن گھروں میں ہیں کھانا پکانے جایا کرتا تھا۔ انکو بند کر دیا ہے کہ وہ مجھ سے کھانا نہ پکوائیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا صبر کرنا چاہیے خبر ہے کہ تمہارے لیے کتنے گھر خدا نے رکھے ہیں اور ان سے دو چند سہ چند تمکو مل جاویں گے طاعون شروع ہو گئی ہے اور وہ ابھی ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اس لیے تم ان باتوں کا ذکر ہی نہ کرو کہ گھر چھوٹ گئے ورنہ ثواب جاتا رہیگا۔

۴۔ طاعون کے ذکر پر فرمایا تین قسم کی طاعون ہے ایک صرف تپ چڑھتا ہے اور گلٹی نکلتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ سخت تپ ہی ہوتا ہے اور بعض ایسی ہوتی ہے کہ نہ تپ ہے نہ کچھ اور بس خاتمہ ہی ہو جاتا ہے۔

۵۔ جناب نواب صاحب کے لڑکے کے گلے میں ایک ہڈی کا ٹکڑا پھنس گیا تھا۔ مولوی صاحب اُس کے علاج کے لیے گئے ہوئے تھے جب نواب صاحب کے ساتھ واپس آئے تو انھوں نے ذکر کیا کہ ہڈی پھنس گئی تھی اور شکر ہے کہ نکل گئی۔ فرمایا مچھلی کی ہڈی کا علاج تو سہل ہے کہ وہی سرکہ ملا کر پلایا جاوے تو فوراً نکل جاتی ہے اور فرمایا کہ خدا کا فضل قدم قدم پر انسان کو مطلوب ہے اگر اُسکا فضل نہ ہو تو یہ بھی نہیں نکلتا

۶۔ مولوی عبید اللہ صاحب کشمیری نے ہرم کوٹ میں جو اُن کا مباحثہ ہوا تھا کہ اُس کا مختصر سا تذکرہ کیا۔ اور مہر بخش صاحب بٹالوی کا بھی ذکر کیا کہ وہ وہاں آئے تھے اور اُنھوں نے ایک مختصر سی تقریر کی تھی مولوی عبید اللہ صاحب نے کہا کہ وہ بار بار یہ اعتراض کرتے تھے کہ مرزا صاحب کا نام قرآن سے نکال کر دکھاؤ۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ وہ احمق نہیں جانتے کہ اگر خدا تعالیٰ ایسے صاف طور پر کہتا تو اختلاف کیوں ہوتا؟ یہودی اسی طرح تو ہلاک ہوگئے۔ بات یہ ہے کہ اگر خدا اسطرح پر پردہ برانداز کلام کرے تو ایمان ایمان ہی نہ رہے فراست سے دیکھنا چاہیے کہ حق کیا ہے؟ ہماری تائیدیں تو اسقدر ہیں کہ ایک فراست والا سیر ہو کر کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے۔

۷۔ یاد رکھو کہ گفتگو کرتے وقت ضروری ہے کہ پہلے مذہب متعین کر لو۔ اس پر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ نے عرض کیا کہ گوردا سپور میں ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور اُس نے کچھ سوال کیے میں نے کہا ہم نے کسی راست باز کو دنیا میں مانا ہے یا نہیں جن دلائل سے اسکو مانا ہے اسی دلیل سے حضرت اقدس سچے ہیں یہ خاموش ہو گیا۔

۸۔ یہ لوگ جو بار بار پوچھتے ہیں کہ قرآن میں کہاں نام ہے؟ انکو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام احمد رکھا ہے

یٰاَحْمَدُ بَارَکْتَ وغیرہ بہت سے الہام ہیں میرا نام محمد رکھا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ

اور احمد نام پر ہی ہم بیعت لیتے ہیں کیا یہ نام قرآن شریف میں نہیں ہیں؟ پھر اسقدر میرے نام آدم۔ عیسیٰ۔ داؤد سلیمان وغیرہ رکھے ہیں وہ سب قرآن میں موجود ہیں۔ ماسوا اس کے یہ سلسلہ اپنے ساتھ ایک علمی ثبوت رکھتا ہے اگر ان علمی امور کو یکجائی طور پر دیکھا جاوے تو آفتاب کی طرح اس سلسلہ کی سچائی روشن نظر آتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرے سارے نبیوں کے نام رکھے ہیں اور آخر جری اللہ فی حلل الانبیاء کہا ہے۔ ہم جسطرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں

ختم نبوۃ

اور پھر یہ کہتے ہیں کہ خدا نے میرا نام نبی رکھا یہ بالکل سچی بات ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چشمہ افادات مانتے ہیں۔ ایک چراغ اگر ایسا ہو جس سے کوئی دوسرا روشن نہ ہو وہ قابل تعریف نہیں ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم ایسا نور مانتے ہیں کہ آپ سے دوسرے روشنی پاتے ہیں۔

یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یہ بالکل درست ہے خدا تعالیٰ نے آپ کی جسمانی ابوت کی نفی کی لیکن آپکی روحانی ابوت کا استثنا کیا ہے اگر یہ نہ مانا جاوے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ آپ کا نہ کوئی جسمانی بیٹا ہے نہ روحانی تو پھر اسطرح پر معاذ اللہ یہ لوگ آپکو ابتر ٹھہراتے ہیں مگر ایسا نہیں آپ کی شان تو یہ ہے کہ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی آیت میں فرمایا ہے کہ جسمانی طور پر آپ ابا نہیں مگر روحانی سلسلہ کا جاری ہے لٰکن جبر مافات کے لیے آتا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آپ خاتم ہیں آپکی مہر سے نبوت کا سلسلہ چلتا ہے۔

ہم خود بخود نہیں بن گئے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے موافق جو پیشگوئیوں میں تھے یہ اسکا فعل اور فضل ہے یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ جیسے کہ پیشتر نبیوں سے کیے تھے [illegible] یہ الہام [illegible] وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَكَانَ اَمْرًا مَّفْعُوْلًا وغیرہ [illegible] [illegible] الہام [illegible]

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہوا تھا۔ اس میں ہمارا کچھ تصرف نہیں کیا جس وقت اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ وعدے فرمائے ہم حاضر تھے جس طرح خدا تعالیٰ مرسل بھیجتا ہے اسی طرح اُس نے یہاں اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ آئندہ کے لیے اگر اسی قسم کے جلسے گفتگو کے ہوں تو سوالات پہلے قلمبند ہونے چاہئیں تا کہ اُن کے جوابات دیکھ لیے جائیں۔ کیونکہ ہم تو ان بحثوں کا سلسلہ بند کر چکے ہیں۔

چونکہ یہ کوئی تھیٹر بازی نہیں اس لیے ضروری ہے کہ پہلے سے مرتب ہو جاوے۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے جو لکھا ہے کہ سورہ نور سے نور حاصل کرو یہ ایک لطیف نکتہ معرفت ہے۔

ایک شخص نے سوال لکھ کر بھیجا تھا کہ میرے دادا نے مکان کے ایک حصہ ہی کو مسجد بنایا تھا اور اب اس کی ضرورت نہیں رہی ہے تو کیا اس کو مکان میں ملا لیا جاوے۔ فرمایا ہاں ملا لیا جاوے۔ بعد ازاں بعد نماز عشاء اجلاس ختم ہوا۔

۱۸ر اکتوبر بوقت عصر

مولوی کرم الدین صاحب جہلمی نے سائیں مہر علی شاہ گولڑوی کے پردہ دری والے مضمون کو پڑھ کر اور سُن کر ایک خط لکھا جس میں انھوں نے دھمکی دی تھی کہ اب جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں کروں گا۔ فرمایا انکو لکھ دو کہ تمہاری دھمکی تمہیں پر پڑے گی جو دوسرے مولویوں کا ہوا ہے وہی تمہارا ہوگا۔ ہماری باتیں آسمانی ہیں ہم [illegible] نہیں سمجھتے یہ نامردی ہے کہ تم نے نام تک نہیں لکھا۔

دربار شام

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بعارضہ زکام ناساز تھی بعد ادائے نماز مغرب جب آپ اجلاس فرما ہوئے تو ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب طبّی مشورہ عرض کرتے رہے پھر مولانا مولوی محمد علی صاحب نے منشی مظہر علی صاحب کا خط سنایا جو میگزین کو پڑھ کر اس سلسلہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں انھوں نے اپنے مزید اطمینان کے لیے چاہا تھا کہ ایک مقدمہ متنازعہ کے انجام کے متعلق حضرت اقدس جواب دیں آپ نے سنت انبیاء کے موافق جو اقتراحی معجزات مانگنے والوں کو جواب دینا چاہیے جواب دیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نشان نمائی میں اپنی [illegible] رکھتا ہے۔

اس کے بعد مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے اپنا ایک لطیف مضمون سنایا۔ پھر ٹیکہ طاعون پر مختلف باتیں ہوتی رہیں۔

اور طاعون کے ذکر آنے پر آپ نے اپنی پیشگوئی کو دہرایا کہ براہین میں اسکی خبر دی گئی ہے اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ اور پھر نذیر نام رکھا اور یہ کہا کہ **زور آور حملوں سے** اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اور پھر فرمایا کہ یہی زور آور حملے ہیں۔ انسان جب کوئی بیماری نہیں ہوتا تو غافل ہوتا ہے لیکن جب زلزلہ کی طرح ہلایا جاتا ہے پھر تبدیلی کرنی چاہتا ہے جیسے فرعون کا حال ہوا۔

دوزخ

حدیث آتش دوزخ کہ گفت [illegible]
حدیث آتش روزگار ہجران ست

خدا تعالیٰ سے جب انسان جدائی لے کر جاتا ہے تو اس کے تمثلات دوزخ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں کذب نہیں ہے من یات [illegible] لہ جہنم سچ فرمایا ہے جب انسان عذاب اور درد میں مبتلا ہے اگرچہ وہ زندہ ہے لیکن مردوں سے بھی بدتر ہے وہ زندگی جو مرنے کے بعد انسان کو ملتی ہے وہ صلاح اور تقویٰ کے بدوں نہیں مل سکتی۔ جسکو تپ چڑھی ہوئی ہے اُسے کیونکر زندہ کہہ سکتے ہیں سخت تپ میں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ رات ہے یا دن ہے۔

مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ نے عرض کیا کہ رڑکی میں بعض مسلمان آریہ ہو گئے ہیں میں نے اُن سے پوچھا کہ تمہیں کوئی نفع پہنچا اور اب شدھ ہو کر تم کس ورن میں ہوئے اس نے کہا کہ شودر ہوں۔ پھر دوسرے آریہ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اُس نے بھی کہا کہ میں شودر ہوں میں نے کہا کہ کیا آپ اپنی لڑکی انکو دے سکتے ہیں خاموش ہی ہو گیا۔

مسٹر ٹگیٹ کے متعلق ایک نوٹ فری تھنکر سے سنایا گیا کہ لوگوں نے اُس پر حملہ کیا پولیس نے بچا دیا۔ اور پھر مسٹر ڈوئی کا اخبار سنایا گیا اس نے ایک فقرہ لکھا ہے کہ مسیح نے دو ہزار سوروں کو شیطان میں ڈال دیا تو گویا سور کے لیے موزون جگہ شیطان ہے۔ اور پھر سور کے لیے بہتر جگہ تمہارا پیٹ ہے۔ تو اس سے نتیجہ نکلا کہ شیطان کے لیے بہترین جگہ تمہارا پیٹ ہے۔

خمیر کی مثال

انجیل میں ایک خمیر کی مثال ہے جسکو ناظرین کی دلچسپی کے لیے ہم انجیل متی کے ۱۳/۳۳ سے نقل کرتے ہیں یہ مثال ڈوئی نے بیان کی ہے اور اس پر حجۃ اللہ نے مختصر سی تقریر کی وہ ذیل میں درج ہوگی وہ مثال انجیل میں یوں لکھی ہے اُس نے ایک اور تمثیل انھیں سنائی کہ آسمان کی بادشاہت اس خمیر کی طرح ہے جسے کسی عورت نے لے کر تین پیمانہ آٹے میں ملا دیا اور ہوتے ہوتے سب خمیر ہو گیا۔ فرمایا اگر یہ صحیح ہے تو یہ پیشگوئی ہے عورت سے مراد دنیا ہے اور مسیح سے

ے کہ اسوقت تک تین ہی پیمانے ہوتے ہیں یعنی خود مسیح - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسوقت یہ سلسلہ - ہم نے جو تعلیم لکھی ہے اور کشتی نوح میں چھپی ہے اسکو پڑھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین پیمانوں کو ایک کیا گیا ہے -

عورة سے مراد دنیا ہے گو دنیا نے طبعاً تقاضا کیا کہ یہ سلسلے اس طرح پر قائم ہوں - ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو پیش کر کے مسیح کی تعلیم کے زوائد کو نکال دیا ہے - براہین کے الہامات میں مجھے اور مسیح ابن مریم کو ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے کہا گیا ہے -

اس کے بعد نماز عشا کا دربار ختم ہوا -

۱۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء

صبح کی سیر یاجوج ماجوج کے تذکرہ پر فرمایا کہ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ کے بعد وہ خدا سے جنگ کریں گے اب گویا یہ خدا سے جنگ ہی یہ استعارہ ہے کہ جب اقبال یہانتک پہونچ جاوے کہ کوئی سلطنت انکے مقابل نہ ٹھیرے تو پھر خدا سے جنگ کرنی چاہیں گے -

خدا سے جنگ یہی ہے کہ نہ انہیں تضرع اور بیداری ہے اور نہ دعا کی حقیقت پر نظر ہو بلکہ اسباب اور تدابیر پر پورا بھروسا ہو اور قضا و قدر کا مقابلہ کیا جاوے ڈوئی کے سامنے جو ہمارا مقدمہ تھا اس میں بھی خدا نے یہی فرمایا کہ ہم گویا اُتر کر لڑے انا بجا ... فانقطع العدو واسبابہ - اور ہمیں دونوں دشمن ناکام اور نامراد رہے ہے -

جب قضا و قدر اٹل ہو تو پھر جو کوئی اسکا مقابلہ کرتا ہے تو گویا خدا سے لڑائی کرتا ہے یورپ کی سلطنتوں اور خاصکر ہماری سلطنت کا بہت بڑا اقبال ہے حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر سلطنت میں طاعون جاوے گی ان کو خدا کے تصرف پر یقین نہیں پہلے پایا تھا کہ یہی حال تھا کہ جب کوئی آفت رعایا پر آتی تو خود ان میں تضرع کی حالت پیدا ہوتی اور وہ دعائیں کرتے اور کراتے اور صدقات سے کام لیتے مگر آجکل تدابیر اور اسباب ہی پر سارا بھروسہ ہے دعاؤں کو لغو اور بیہودہ شے سمجھا گیا ہے -

اور اصل تو یہ ہے کہ قضا و قدر کا سارا سلسلہ تو جیسے خدا پر ایمان لاتا تھا جب حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا مان لیا پھر اس سلسلہ پر کیوں ایمان لاتی

فرمایا جو لوگ افیون کھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں موافق آگئی ہے وہ موافق نہیں آتی دراصل وہ اپنا کام کرتی رہتی ہے اور قویٰ کو نابود کر دیتی ہے -

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ اللہ تعالے نے جو ہمیں بشارت دی ہے یہ سچ ہے اور یہ ایک نشان ہے اسکی طرف سے اللہ تعالے کسی علاج سے منع نہیں کرتا بلکہ شہد اور مشک وغیرہ کا خود ذکر کرتا ہے اس ٹیکہ - اگر ٹیکا ضروری ہوتا تو سب سے پہلے ہمکو حکم ہوتا خود گورنمنٹ کو بھی اسپر پورا وثوق نہیں ہے - یہ الہام جو انی احافظ کل من فی الدار ہے ہمیں ڈرایا بھی ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے الا الذین علوا باستکبار - جو لوگ فسق کی پرواہ نہیں کرتے وہ اللہ تعالے کی اس ذمہ داری سے الگ ہیں اور جن لوگوں کی بندگی کا درجہ ختم ہو گیا ہے وہ بھی الگ ہیں - اور سب سے آخر یہ بات ہے کہ نسبتاً جو ان میں ہیں وہ محفوظ رہیں گے قرآن شریف میں بھی آیا ہے کہ اللہ تعالے مومنوں اور کافروں میں ایک فرق رکھدیتا ہے اور ان میں فاروق ہو جاتا ہے اللہ تعالے ہر شے پر قادر ہے -

اس زندگی میں کیا مزہ ہے جو حسنات پیما تھم مارتا ہے یہی زندگی بہشتی زندگی اور قابل قدر زندگی ہے جسمیں اللہ تعالی متمسک ہو - ورنہ حسنات پر ہاتھ مارنے والوں کی زندگی کی تو ایسی مثال ہے جیسے بلی کے بچہ کے پیچھے کتا ہو اور وہ چوہے کے بلپر ہاتھ مارتا ہے -

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے اسے اس امر پر گفتگو کی کہ انسان پہلے وحشی تھا اور وہ پھر ترقی کرتے کرتے تہذیب کے درجہ پر پہونچا ہے - فرمایا کہ جب ہم انسان کو مہذب دیکھتے ہیں تو کیا اسکی جڑ تہذیب نہ بنائیں قرآن شریف سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پیچھے وحشی نکلے - میں کہتا ہوں کہ کیا خدا تعالے کو پہلا عمدہ نمونہ دکھانا چاہیے تھا یا خراب اور اول المعن مورد کا مصداق - خدا نے پیرا بنایا تھا اور پھر گھسا گھسا کر خود عمدہ بنگیا یہ خدا تعالے کی شان میں گستاخی اور توہین ہے اسکی تو یہی مثال ہے جو مثنوی میں ایک بہرہ کی حکایت لکھی ہے کہ وہ کسی بیمار کی عیادت کو گیا - اور خود ہی تجویز کر لیا کہ پہلے مزاج پوچھوں گا وہ کہیگا اچھا ہے میں کہوں گا الحمد للہ - اور پھر میں پوچھوں گا کہ آپ کیا کھاتے ہیں تو وہ چونکہ بیمار ہے یہی کہے گا کہ مونگ کی دال کھاتا ہوں میں کہونگا بہت اچھا ہے - اور پھر پوچھوں گا طبیب کون ہے وہ کہے گا کہ فلاں ہے میں کہونگا خوب ہے بہت شفا ہے لیکن جب وہاں گئے تو

بہرہ (مریض سے) آپ کا مزاج کیسا ہے؟

مریض - مر رہا ہوں

بہرہ - الحمد للہ

بہرہ (مریض سے) آپکی غذا کیا ہے

مریض - خون جگر -

بہرہ - بہت اچھی غذا ہے -

ہمزاد۔ مریض ہے، طبیب کون ہے۔
مریض۔ ملک الموت۔

ہمزاد۔ طبیب اچھا ہے دست شفا ہے۔
ان لوگوں کی بھی کچھ ایسی حالت
ہے۔

کشتی نوح

قرآن شریف سے پتہ لگتا ہے کہ جب نوحؑ کا بیٹا طوفان میں غرق ہونے لگا تو نوحؑ نے کہا کہ تو آجا تو اُس نے کہا کہ مجھے تیرے پاس آنیکی کوئی ضرورت نہیں۔ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ گویا وہ نادان اپنے اسباب اور تدابیر سے بچنا چاہتا تھا مگر خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ آج تجھے خدا سے کوئی بچانیوالا نہیں اسی طرح میرے الہام میں بھی یہی ہے کہ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ اور اس مسجد مبارک کے لیے فرمایا مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ یہ دلالت کرتے ہیں کہ ایک طوفان عظیم آنیوالا ہے اور اسمیں وہی لوگ بچیں گے جو میری کشتی میں سوار ہوں گے اور اب انی احافظ الخ الہام بھی اسکا مؤید ہے اور وہ طاعون کا طوفان ہے۔ اور براہین میں اسکی طرف اشارہ کر کے صاف فرمایا اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ اسوقت جو اسمیں سوار ہوتے ہیں اور اپنی تبدیلی کرتے ہیں وہ بچ جائیں گے۔

فرمایا زمانہ کی رسم کے موافق اب لوگ طاعون کو کہتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے یہ ایک قسم کا عام انتظام ہے جو ہمیشہ رہتا ہے۔ بلکہ لوگ ڈاکٹر ہوتے ہیں وہ نیم دہریہ ہوتے ہیں وہ اسے علاج اور اسباب پر اسقدر توکل اور تکیہ کیے ہوتے ہیں کہ خدا سے انکو کوئی تعلق نہیں رہتا۔ پنجاب میں طاعون کا حملہ بہت بڑھ کر ہے بمبئی کراچی کا کوئی اوسط اس کے ساتھ مقابلہ نہیں کھاتا۔ اور یہ بہت بڑھی ہوئی تعداد موت کی ہے۔

پنجاب پر طاعون کا حملہ کیوں ہو رہا ہے؟ ہمارے نزدیک اس کی یہ وجہ ہے کہ خدا نے یہاں ایک سلسلہ قائم کیا ہے تو اول المکذبین یہی لوگ ہوئے ہیں اور انھوں نے ہی کفر کے فتوے دیے ہیں بعض آدمیوں نے کہا کہ یہ طاعون گویا ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے یہ آواز کوئی نئی آواز نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کہا گیا تھا نَطَّيَّرْنَا يَا مُوْسٰى مگر مجھے یہ تعجب ہے کہ یہ لوگ طاعون کو ہماری شامت اعمال کا نتیجہ بناتے ہیں لیکن مبتلا خود ہوتے ہیں حالانکہ اگر ہماری شامت اعمال تھی تو چاہیے تھا کہ طاعون کی خبر ہمکو دی جاتی مگر یہ کیا ہوا کہ خبر بھی ہمکو دی گئی اور موتیں تم میں ہوتی ہیں برخلاف اس کے ہماری حفاظت کا وعدہ کیا جاتا اور اسے ایک نشان ٹھیرایا جاتا ہے کچھ تو خدا سے ڈرو۔

نذیر اور اسکے لیے زور آور حملے

خدا تعالےٰ کے نزدیک نذیر وہ ہوتا ہے جو خدا اُس کے لیے تائیدی نشان بھیجیں اُس کے مخالفوں کے لیے خوف ہو اوپر سے نازل کرتا ہے لکھا ہے کہ خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ خدا تعالیٰ کی پہلی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زور آور حملے طاعون کے ہیں بھی ہمراہ بند کی جاتی ہے اور منکر ہے اقرار کرنا پڑتا ہے یا مَسِيْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا۔

ندوہ کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا۔ اصل یہ ہے کہ متقی کے لیے تو بولنے کی جگہ نہیں ہے ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس لیے لکھا ہے کہ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۔ یہ لوگ جو امرت سر میں آتے ہیں انکی بھی تہذیب نہ رہے بلکہ اسکی حقیقت کھل جاوے۔ یاد رکھو مداہنہ سے حق نہیں پھیلتا۔ بلکہ رہی سہی برکت بھی جاتی رہتی ہے۔ اگر کوئی شخص ڈر کر یہ علما کی جماعت ہے ان کے ساتھ ہو جاوے ہمکو اسکی پروا نہیں جن لوگوں کے لیے سعادت مقدر ہے۔ انکا حرج نہیں خدا تعالےٰ ان کا آپ محافظ ہے۔ اور یہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے کہ بعض خبیث فطرت مرتد ہو جاتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی اور مسیح کے وقت میں بھی مرتد ہوئے۔

احمق نہیں جانتے کہ ہماری طرف سے بات ہوتی تو یہ شوکت کب رہتی۔ طاعون ہی کے ذریعہ سے دس ہزار کے قریب لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اگر یہ سلسلہ خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو وہ خود اس سلسلہ کو ہلاک کر دیتا۔ آخری حیلے ان لوگوں کے رشتوں ناطوں اور جنازوں کے متعلق ہوتے ہیں مکہ والوں نے بھی کیے تھے مگر جیسے وہاں پہلے ہی سے فیصلہ ہو چکا تھا کہ ان سے الگ ہیں ویسے ہی یہاں بھی۔ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورہ کیا گیا تھا اُسکا نام دار الندوہ تھا وہ بھی آخری حیلہ تھا اور یہ بھی آخری حیلہ ہے۔ امرت سر کیطرح ہو رہا ہے گندہ اشتہار وہاں ہی سے شائع ہوتے ہیں ابوجہل کے اخوان و انصار وہاں موجود ہیں۔ اور دار الندوہ کی کمی تھی وہ بھی آگیا

بعد عصر

عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جب حضرت اقدس اندر تشریف لے گئے تو لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل جو قادیان کے آریوں میں پرانے آریہ ہیں اور حضرت اقدس کی اکثر پیشگوئیوں کے گواہ ہیں اپنے اکثر احباب کو لیکر حضرت اقدس کی ملاقات کو آگئے آپ نے انمیں سے ایک شخص معمر سفید ریش کو مخاطب کر کے فرمایا

دنیا کی کشمکش کی زندگی میں لذت نہیں اگر خدا تعالیٰ کسی کو بیٹھے بٹھائے گذارہ دیدے تو کچھ ضرورت نہیں کہ انسان اہل حکومت کے پاس جاوے۔ ان لوگوں کے پاس جانا یہ بھی ایک قسم کا دوزخ ہے ان لوگوں کی حالت خارش کی طرح ہے کہ جو ایک مرض ہے اور کھجلانے والوں کو اس میں ایک لذت ملتی ہے لیکن وہ شخص احمق ہی ہوگا جو اس لذت کو پسند کرے اسی طرح حکام کے دروازوں پر جانا ایسا ہی ہے۔ گوشہ نشینی کی زندگی ایک قسم کی بہشتی زندگی ہے۔ کسی نے کہا ہے۔ ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

بچپن میں جو بچوں کو مدرسہ میں جانا ہے اس کی کشمکش ساری عمر یاد رہتی ہے استاد کی حکومت کے نیچے ایک قسم کی تلخی معلوم ہوتی ہے۔ ہمیں اس وقت تک بھی یاد ہے کہ چھٹی کے دن کے بعد یعنی ہفتہ کو جو مدرسہ کا جانا ہوتا تھا تو سخت ناگوار گذرا کرتا تھا اور تو کچھ یاد نہیں رہا مگر یہ درد ضرور یاد ہے کہ مدرسہ جانا ایک درد محسوس ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ مرضی کے خلاف بھی ایک درد ہی ہوا کرتا ہے اور جو لوگ حکام کے دروازوں پر جاتے ہیں جیسے ذیلدار وغیرہ یا اور اسی قسم کے لوگ یہ عجیب عجیب قسم کے ابتلا میں پھنس جاتے ہیں بعض کو رشوت لینے کی عادت ہو جاتی ہے وہ آدمی بڑا ہی خوش نصیب ہے اور اسکو خدا کا شکر کرنا چاہیے جو کسی حکومت کے نیچے نہیں اور جسے فکر نہیں ہے کہ رات کو یا دن کو کوئی آواز آئے گی۔ بعض لوگ اسیسر ہونے میں اپنی عزت سمجھتے ہیں مگر میں نے دیکھا ہے کہ وہ بڑے پابند ہوتے ہیں ایک بار ایک اسیسر کو جو اپنے وقت پر نہیں آیا تھا سزا ہوئی اُس نے کہا کہ میں شادی پر یا کہیں اور گیا ہوا تھا حاکم نے اُسے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ میں اسیسر ہوں اور سزا دیدی آخر چیف کورٹ نے اسکو بری کر دیا۔ غرض اس قسم کے مصائب اور مشکلات ہوتی ہیں اور ان بیچاروں کی حالت تا تریاق از عراق آوردہ شود کی مصداق ہو جاتی ہے خواہ اپیل میں بری ہو جاویں مگر بے عزتی اور مصائب کا ایکبار تو منہ دیکھ لیتے ہیں۔ کیا اچھا کہا ہے سعدی نے۔ ؎

کس نیاید بخانۂ درویش
کہ خراج یوم و باغ گذار

جسقدر انسان کشمکش سے بچا ہوا ہو اسقدر اسکی مرادیں پوری ہوتی ہیں کشمکش والے کے سینہ میں آگ ہوتی ہے اور وہ مصیبت میں پڑا ہوا ہوتا ہے اس دنیا کی زندگی میں یہی آرام ہے کہ کشمکش سے نجات ہو کہتے ہیں کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا رستہ میں ایک فقیر کو بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا ستر ہی ڈھانکا ہوا تھا اس نے اس سے پوچھا کہ سائیں جی کیا حال ہے؟ فقیر نے اُسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو گئی ہوں اُسکا حال کیسا ہوتا ہے؟ اسے تعجب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کسطرح حاصل ہو گئیں ہیں فقیر نے کہا جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہو گئیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کر کے سب کو چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملتا ہوتا ہے نجات اور مکتی یہی ہے کہ لذت ہو دکھ نہو دکھ والی زندگی تو نہ اس جہان کی اچھی ہوتی ہے اور نہ اُس جہان کی۔ جو لوگ محنت کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں وہ گویا اپنی کھال آپ اُتارتے ہیں۔ اس لیے یہ زندگی جلد ہی ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ برف کے ٹکڑہ کی طرح ہے خواہ اُسکو کیسی ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے اسی طرح خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ بھی تدبیریں کی جاویں لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہے اور روز بروز کچھ نہ کچھ فرق آتا ہی جاتا ہے دنیا میں ڈاکٹر بھی ہیں طبیب بھی ہیں مگر کسی نے عمر کا نسخہ نہیں لکھا۔ جب لوگ بڈھے ہو جاتے ہیں پیرانہ سالی کے خوش کرنے کو بعض لوگ آ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابھی تمہاری عمر کیا ہے؟ ساٹھ برس کی بھی کوئی عمر ہوتی ہے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں رحمت علی ایک مذکوری تھا اس کا بیٹا فقیر علی منصف ہو گیا تھا اور لوگ اسوجہ سے اسکی عزت بھی کیا کرتے تھے ڈپٹی قائم علی نے ایک دفعہ اس سے پوچھا کہ تمہاری کیا عمر ہے اُس نے کہا کہ ۵۵ سال کی ہو گی حالانکہ وہ ۶۵ سال کا تھا۔ قائم علی نے اسکو کہا کہ کیا ہوا ابھی تو بچے ہو۔ خود بھی وہ یہی عمر بتایا کرتا تھا میں نے کہا کہ ۵۵ کا سال بڑا مشکل ہے یہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ غرض انسان عمر کا خواہشمند ہو کر نفس کے دھوکوں میں پھنسا رہتا ہے دنیا میں عمریں دیکھتے ہیں کہ ۶۰ کے بعد تو قویٰ بالکل گداز ہونے لگتے ہیں۔ بڑا ہی خوش قسمت ہوتا ہے جو ۸۰ یا ۸۲ تک عمر پائے اور قویٰ بھی کسی حد تک اچھے رہیں ورنہ اکثر نیم سودائی سے ہو جاتے ہیں اُسے نتو پھر مشورہ میں داخل کرتے ہیں اور نہ اُن میں عقل اور دماغ کی کچھ روشنی باقی رہتی ہے بعض وقت ایسی عمر کے بڈھوں پر عورتیں بھی ظلم کرتی ہیں کہ کبھی کبھی روٹی دینی بھی بھول جاتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ دو جوانی کا رد و حیلی کرتے

اور مشکل یہ ہے کہ انسان جوانی میں مست رہتا ہے اور مرنا یاد نہیں رہتا بڑے بڑے کام اختیار کرتا ہے اور آخر میں جب سمجھتا ہے تو پھر کچھ کر ہی نہیں سکتا - غرض اس جوانی کی عمر کو غنیمت سمجھنا چاہیے ؎

نشان زندگانی تا بسی سال
چو چل آمد فرو ریزد پر و بال

انحطاط عمر کا ۴۰ سال سے شروع ہو جاتا ہے ۳۰ یا ۳۵ برس تک جسقدر قد ہونا ہوتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے - اور بعد اس کے بُڈھے ہو کر بھولنا شروع ہو جاتا ہے اور بھولنے کا نتیجہ فالج ہو جاتا ہے -

شرمپت اسوقت جانے لگے فرمایا بیٹھو! ان کے ساتھ جانا یہ شرط وفا نہیں -

پھر حضرت اقدس نے اسی سلسلہ سابقہ میں فرمایا کہ جسقدر ارادے آپ نے اپنی عمر میں کیے ہیں انمیں سے بعض پورے ہوئے ہونگے مگر اب سوچکر دیکھو کہ وہ ایک بلبلہ کی طرح تھے جو فوراً معدوم ہو جاتے ہیں اور ہاتھ پلے کچھ نہیں پڑتا - گذشتہ آرام سے کوئی فائدہ نہیں اس کے تصور سے دُکھ بڑھتا ہے اس عقلمند کے لیے یہ بات نکلتی ہے کہ انسان ابن الوقت ہو رہی زندگی انسان کی جو اس کے پاس موجود ہے - جو گذر گیا وہ وقت مر گیا اس کے تصورات بے فائدہ ہیں - دیکھو جب ماں کی گود میں ہوتا ہے اُسوقت کیا خوش ہوتا ہے سب اُٹھائے ہوئے پھرتے ہیں - وہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا بہشت ہے اور اب یاد کر کے دیکھو کہ وہ زمانہ کہاں؟ سعدی کہتا ہے ؎

من آنگہ سر تاجور داشتم
کہ بر فرق ظل پدر داشتم
اگر بر وجودم نشستی مگس

پریشان شد خاطرے چند کس

یہ زمانے پھر کہاں مل سکتے ہیں - لکھا ہے کہ ایک بادشاہ چلا جاتا تھا چند چھوٹے لڑکوں کو دیکھکر رو پڑا کہ جب سے اس صحبت کو چھوڑا دُکھ پایا ہے پیرانہ سالی کا زمانہ بُرا ہے اسوقت عزیز بھی چاہتے ہیں کہ مر جاوے اور مرنے سے پہلے قویٰ مر جاتے ہیں دانت گر جاتے ہیں آنکھیں جاتی رہتی ہیں اور خواہ کچھ ہی ہو آخر پتھر کا پتلا ہو جاتا ہے شکل تک بگڑ جاتی ہے اور بعض ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ آخر خودکشی کر لیتے ہیں + بعض اوقات جن دکھوں سے بھاگنا چاہتا ہے یکدفعہ اُن میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر اولاد ٹھیک نہ ہو تو اور بھی دُکھ اُٹھاتا ہے اُسوقت سمجھتا ہے کہ غلطی کی اور عمر یونہی گذر گئی مگر

دوہرہ

آگے کے دن پاچھے گئے اور ہر سے کیو نہ ہیت
اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

عقلمند وہی ہے جو خدا کی طرف توجہ کرے - خدا کو ایک سمجھو اُس کے ساتھ کوئی نہیں ہم نے آزما کر دیکھا ہے نہ کوئی دیوی نہ دیوتا کوئی کام نہیں آتا - اگر یہ صرف خدا کیطرف نہیں جھکتا تو کوئی اُس پر رحم نہیں کرتا - اگر کوئی آفت آ جاوے تو کوئی نہیں پوچھتا - انسان پر ہزاروں بلائیں آتی ہیں پس یاد رکھو کہ ایک پروردگار کے سوا کوئی نہیں وہی ہے جو ماں کے دل میں بھی محبت ڈالتا ہے اگر اس کے دلکو ایسا پیدا نہ کرتا تو وہ بھی پرورش نہ کر سکتی اس لیے اس کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرو -

کتاب آیات الرحمٰن فاضل امروہی کے بجاب عصائے موسٰی طیار ہے قیمت عہ خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب کرو -

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں اور اطلاعیں

ندوۃ العلماء کا جلسہ اور رسل مسیح موعود

امسال ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ امرت سر میں قرار پایا چنانچہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو یہ جلسہ امرت سر میں ہوا - اس تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے سلسلہ کی تبلیغ اور اتمام حجت کے لیے ایک وفد بھیجا تھا جن میں مندرجہ ذیل احباب شامل تھے جناب مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب فاضل امروہی جو اس وفد کے امیر تھے اور جناب مولانا مولوی ابو یوسف **محمد مبارک علی** صاحب سیالکوٹی اور جناب مولانا مولوی **سید محمد سرور شاہ** صاحب ہزاروی - اور جناب مولانا مولوی **محمد عبد اللہ** صاحب کشمیری اور خاکسار **یعقوب علی** تراب احمدی ایڈیٹر الحکم اور لاہور سے جناب **حکیم ڈاکٹر نور محمد** صاحب بھی شریک ہوئے - مسیح موعود کی اس جماعت نے ندوہ میں کیا کارروائی کی؟ اور کس عظیم الشان فتح اور کامیابی کے ساتھ یہ واپس آئی؟ یہ ایک دلچسپ اور طول طویل مضمون ہے جو ہم لکھ رہے ہیں بعد انشاء اللہ العزیز بہت جلد اسکا سلسلہ الحکم میں شروع کیا جائے گا - قلت گنجایش نے ہمیں روکا ورنہ ابھی اشاعت سے شروع کرتے بہرحال ناظرین انشاء اللہ اس دلچسپ سلسلہ کو پڑھ کر نہایت ہی محظوظ ہونگے

ابر رحمت

اکثر احباب اس نام کے رسالہ کو دریافت کرتے ہیں مختصر یہ ہے کہ یہ رسالہ ابر رحمت

نہایات کی شرح و صور تفسیر بھی ہوگی جو صاحب خریدنا چاہیں وہ پیشگی خاکسار کے پاس بھیجدیں - **خاکسار محمد سراج الحق نعمانی**

اعلان قبر مسیح کی اشاعت میں اعانت

حضرت مسیح موعود کے مقاصد اور بعثت کے اغراض سے واقف اور ان اغراض کی تکمیل میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کرنے والوں کے لیے کچھ ضرور نہیں کہ ہم زمانہ کے چکنے چپڑے الفاظ میں اس امر پر توجہ دلائیں جو ہم ذیل میں لکھنا چاہتے ہیں + الحکم کے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے اور وہ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اسلام کی زندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور قرآن کریم کی زندگی صرف ایک امر میں اسوقت ہے کہ عیسائیت کے فرضی اور خیالی

خدا یسوع مسیح کی موت ثابت کیجاوے

مسیح کی موت اسلام کی زندگی کا باعث ہے اور شرک عظیم کا یہ بت جبتک نہ ٹوٹے صلیب پرستی اور مردہ پرستی سے نجات نہیں حضرت مسیح موعود کی بعثت کی بڑی غرض یہی ہے خدا تعالے کا شکر ہے کہ خدا تعالی کا برگزیدہ رسول اپنے اس مقصد میں بہت بڑی کامیابی حاصل کر چکا ہے چنانچہ مسیح کی وفات کے مسئلہ کو اس نے کامل طور پر حل کر دیا ہے اور خدا تعالی نے اسکی عجیب عجیب تصریحیں کی ہیں - چنانچہ کشمیر میں مسیح کی قبر کا ثابت ہو جانا ایک بڑی بھاری تائید ہے + خدا کے برگزیدہ رسول مسیح موعود نے مغربی دنیا اور یورپی اقوام پر اتمام حجت کرنے کے لیے قبر مسیح کا ایک اعلان دس ہزار کے قریب انگریزی میں چھپوا کر مختلف ممالک میں شائع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے + جیسا کہ الحکم میں حضرت اقدس کے اس ارادہ کا تذکرہ بھی اس سے پہلی اشاعتوں میں ہو چکا ہے - اس اعلان کی اشاعت میں محصول ڈاک کا خرچ بہت زیادہ ہوگا اور حضرت نے چاہا ہی کہ اپنی جماعت کو بھی اس ثواب عظیم میں داخل کر لیں + اس لیے بذریعہ اعلان ہذا اپنے تمام احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ہر شخص جسقدر پیکٹ اپنے خرچ سے یورپ میں بھجوانا چاہے وہ آدھ آنہ فی پیکٹ کے حساب سے اتنے ٹکٹوں کا محصول ڈاک مولوی محمد علی صاحب ایم-اے کے نام بمقام قادیان بھیجدے ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کا ایک فرد بھی اس ثواب سے محروم نہ رہے گا یہ چندہ بہت جلد روانہ کیا جائے -

شعر

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

قوم کا خادم خاکسار
عبد الکریم سیالکوٹی

توبہ نامہ

ذیل میں ہم اپنے پرانے بھائی چودھری **عبد العزیز** صاحب نمبردار بٹالہ کا توبہ نامہ شائع کرتے ہیں جو انھوں نے حضرت اقدس کے حضور ارسال کیا ہے بیشک چودھری صاحب نے بڑی اخلاقی جرات سے کام لیا ہے آجکل اپنی بات کا نبھانا اور ضد کرنا ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے - مگر یہ خدا کا فضل ہے کہ چودھری صاحب نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور پھر خدا تعالے کے صادق مسیح موعود کے خدام میں داخل ہوئے کہ سوا نجات کی کوئی راہ نظر نہ آئی اور حقیقت میں آج نجات کے لیے خدا تعالے نے یہی راہ پسند کی ہے

بحضور فیض گنجور جناب حضرت اقدس مسیح موعود دام برکاتہ

جناب عالی

فدوی شیطان کے دہوکہ میں آکر آپ سے مرتد ہوا اور دلی بصیرت کو کھو کر ضلالت کے گڑھے میں گرا اور سال سے زیادہ عرصہ تک اسی میں رہا - اب خداوند تعالی نے آپ ہی مہربانی فرما کر حق بینی کی آنکھیں عطا فرمائیں جس سے معلوم ہوا کہ صرف حضور کے ہی سلسلہ میں نجات ہے اور باقی سب جگہ ہلاکت پس آپ بھی رحمۃ اللعالمین ہیں اس عاصی کی دستگیری کریں اور پچھلی خطا معاف فرما کر پھر سلسلہ احمدیہ میں داخل فرمائیں تاکہ نجات ہو - مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء

فدوی عبد العزیز نمبردار بٹالہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

محبی اخویم مہر نبی بخش صاحب سلمہ اللہ تعالے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - آپ کا خط پہونچا - اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ - اس لیے ہم آپ کی لغزش آپ کو معاف کرتے ہیں اور آپ کی تحریر کے موافق پھر آپ کو داخل بیعت کرتے ہیں اللہ تعالے آپ کو استقلال اور ثابت قدمی بخشے اور اب خاتمہ اسی توبہ پر کرے کہ وہ غفور و رحیم ہے آمین -

بیشک اجازت ہے - جب چاہیں آویں اور بہتر ہے کہ جلسہ دسمبر میں آویں اور انشاء اللہ تعالے جیسا مناسب ہوگا آپ کا خط یا کوئی حصہ اس کا الحکم میں چھپوا دیا جائے گا اور آپ کے پاس ایک نسخہ کشتی نوح اور ایک نسخہ تحفۃ الندوہ ارسال ہے کہ شاید ابھی تک نہیں پہونچا ہوگا اور اگر پہونچ گیا ہے تو کسی اور کو جہاں چاہیں دے دیں رسالہ ابھی نہیں دیکھا - فرصت کے وقت انشاء اللہ تعالے دیکھوں گا - شاید تین ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ قادیان کی اس گلی میں جس میں ہم اکثر سیر کو جاتے ہیں آپ مصافحہ کے لیے میری طرف آ رہے ہیں سو وہ بات پوری ہوگئی

خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک کے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم انہ اوی القریۃ

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم بالو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۸ | ۲۱ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء روز جمعہ | جلد ۶

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات منقطع ہو چکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنی چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیے اس قدر اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انہوں نے اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے۔ سردار صاحب ایک وجیہ نوجوان نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی اور نوجوان ہیں اور پوری صحت رکھتے ہیں جنہوں نے اسلام کیخاطر اپنے بہت سے دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انہیں بہت ہی عزیز تھی قربان کر دیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ انسے براہ راست یا مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے بمقام قادیان خط و کتابت کریں۔ لڑکی صورۃ و سیرۃ اور حسن و جمال اور تربیت عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔ مکرر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیپل گریفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں۔ سردار صاحب اس وقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے سو روپے ماہوار سے زیادہ مستقل رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے عام شہرت ہے اور مفصل حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

آخری مضمون کشتی نوح۔

وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جوروئیں کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے مورد قہر الٰہی مت بنو ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ اگر تم خدا تعالے کی نظر میں نیک بنو تو تمھارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضاء و قدر کا قانون تمھارے لیے کھلا ہے اگر شریعت کا قانون تمھارے لیے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعاء قضاء و قدر کے قانون سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ قضاء و قدر کا قانون شریعۃ کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے تقوی اختیار کرو دنیا سے اور اسکی زینت سے

بہت دل مت لگاؤ۔ قومی تحقیر مت کرو کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو خاوندوں سے وہ تقاضے مت کرو جو اُن کی حیثیت سے باہر ہیں کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونیکی حالت میں قبروں میں داخل ہو خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو بہت سا حصہ اُن کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس ذمہ واری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ گلہ نہ کرو ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے

خاتمہ

یہ تمام نصائح جو ہم لکھ چکے ہیں اس غرض سے ہیں کہ تا ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے خوف سے ترقی کرے اور تا وہ اس لائق ہو جاویں کہ خدا کا غضب جو زمین پر بھڑک رہا ہے وہ ان تک نہ پہنچے اور تا ان طاعون کے دنوں میں وہ خاص طور پر بچائے جائیں یہی تقویٰ

آہ بہت ہی کم ہے سچی تقویٰ

خدا کو راضی کر دیتی ہے اور خدا نہ معمولی طور پر بلکہ نشان کے طور پر کامل متقی کو بلا سے بچاتا ہے ہر ایک مکار یا نادان متقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر متقی وہ ہے جو خدا کے نشان سے متقی ثابت ہو۔ ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں۔ مگر خدا سے پیار وہ کرتا ہے جسکا پیار آسمانی گواہی سے ثابت ہو۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے مگر سچا مذہب اس شخص کا ہے جسکو اسی دنیا میں نور ملتا ہے۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے نجات ملے گی مگر اس قول میں سچا وہ ہے جو اسی دنیا میں نجات کے انوار دیکھتا ہے۔ سو تم کوشش کرو کہ خدا کے پیارے ہو جاؤ تا تم ہر ایک آفت سے بچائے جاؤ۔ کامل متقی طاعون سے بچایا جائیگا کیونکہ وہ خدا کی پناہ میں ہے سو تم کامل متقی بنو جو کچھ خدا نے طاعون کے بارے میں فرمایا تم سن چکے ہو وہ ایک غضب کی آگ ہے پس تم اپنے تئیں اُس آگ سے بچاؤ۔ جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے اور کوئی خیانت اُسکے اندر نہیں اور نہ کسل اور نہ غفلت ہے اور نہ نیکی کے ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائے گا لیکن وہ جو اس راہ میں سست قدم چلتا ہے اور تقویٰ کی راہوں میں پورے طور پر قدم نہیں مارتا یا دنیا پر گرا ہوا ہے وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کے لیے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لیے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ادا کرے کیونکہ علاوہ لنگرخانہ کے اخراجات کے دینی کارروائیاں بھی بہت سے مصارف چاہتی ہیں صدہا مہمان آتے ہیں مگر ابھی بوجہ عدم گنجایش مہمانوں کے لیے آرام دہ مکان میسر نہیں جیسا کہ چاہیے۔ چارپائیوں کا انتظام نہیں توسیع مسجد کی ضرورتیں بھی پیش ہیں تالیف اور اشاعت کا سلسلہ بمقابل مخالفوں کے نہایت کمزور ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے جہاں پچاس ہزار رسالے اور مذہبی پرچے نکلتے ہیں ہماری طرف سے بالالتزام ایکہزار بھی ماہ بماہ نکل نہیں سکتا یہی امور ہیں جنکے لیے ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیے تا خدا تعالےٰ بھی انہیں مدد دے اگر بلا ناغہ ماہ بماہ انکی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اُس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسیوقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے ہر ایک شخص کا صدق اُسکی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کیلیے اور دین کی اغراض کے لیے خدمت کا وقت ہے اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا چاہیے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہرحال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام اُن لوگوں کے لیے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوے ہیں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جو روح القدس کی تجلی ہوئی تھی وہ ہر ایک تجلی سے بڑھ کر ہے روح القدس کبھی کسی نبی پر کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا اور کبھی کسی نبی یا اوتار پر گائے کی شکل پر ظاہر ہوا اور کسی پر کچھوہ یا مچھ کی شکل پر ظاہر ہوا اور انسان کی شکل کا وقت نہ آیا جب تک انسان کامل یعنی ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو روح القدس بھی آپ پر بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پر ہی ظاہر ہوا اور چونکہ روح القدس کی قوی تجلی تھی جس نے زمین سے لے کر آسمان کا افق بھر دیا تھا اس لیے قرآنی تعلیم شرک سے محفوظ رہی لیکن چونکہ عیسائی مذہب کے پیشوا پر روح القدس نہایت کمزور شکل میں ظاہر ہوا تھا یعنی کبوتر کی شکل پر اس لیے ناپاک روح یعنی شیطان اس مذہب پر غالب ہو گیا اور اس نے اپنی عظمت اور قوت اسقدر دکھلائی کہ ایک عظیم الشان اژدہا کیطرح حملہ آور ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے عیسائیت کی ضلالت کو دنیا کی سب ضلالتوں سے اول درجہ پر شمار کیا ہے اور فرمایا کہ قریب ہے کہ آسمان و زمین سب پھٹ جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کہ زمین پر

یہ ایک بڑا گناہ کیا گیا کہ انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا اور قرآن کے اول میں بھی عیسائیوں کا رد اور انکا ذکر ہے جیسا کہ آیت ایاک نعبد اور وَلَا الضَّالِّیْنَ سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے آخر میں بھی عیسائیوں کا رد ہے جیسا کہ سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے درمیان بھی عیسائی مذہب کے فتنہ کا ذکر ہے کہ جب سے دنیا ہوئی مخلوق پرستی اور دجل کے طریقوں پر ایسا زور کبھی نہیں دیا گیا اسی وجہ سے مباہلہ کے لیے بھی عیسائی ہی بلائے گئے تھے نہ کوئی اور مشرک۔ اور یہ جو روح القدس پہلے اس سے پرندوں یا حیوانوں کی شکل پر ظاہر ہوتا رہا اسمیں کیا نکتہ تھا سمجھنے والا خود سمجھ لے اور اسقدر ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انسانیت اسقدر زبردست ہے کہ روح القدس کو بھی انسانیت کیطرف کھینچ لائی۔ پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمہیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا تعالے اسمیں اُترے۔ ایکطرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو خدا تمہاری مدد کرے۔

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لیے مفید ہو اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بنجاؤ اور زمین اُس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے امین ثم امین یا عباد اللہ اذکروا ایام اللہ واذکروہ تقوی القلوب انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جھنم لا یموت فیھا ولا یحیی فلا تخلدوا الی زینۃ الدنیا و زورھا واتقوا اللہ واستعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ وملئکتہ یصلون علے النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللھم صل علے محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم

پیشگوئی متعلق طاعون در نظم

نشاں اگرچہ نہ در اختیار کس بود است
مگر نشاں بدہم از نشاں نہ دادارم
کہ آں سعید ز طاعون نجات خواہد یافت
کہ جست وحشت پناہے بچار دیوارم
مرا نشستم بخداوند خویش و عظمت او
کہ ہست ایں ہمہ از وحی پاک گفتارم
چہ حاجت است بہ بحث دگر ہمیں کافی ست
برائے آنکہ بہ شاید دلش ز انکارم
اگر دروغ برآید ہر آنچہ وعدہ من
رواست گر ہمہ خیزند بہر پیکارم

درخواست چندہ برائے توسیع مکان

چونکہ آیندہ اسبات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جسمیں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقعہ ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کے لیے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جسمیں ہمارا حصہ ہے اُسکی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیدیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دیدیں میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہوسکتی ہے دو ہزار تک طیار ہوسکتی ہے چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصہ ملیگا اس لیے یہ کام بہت جلدی کا ہے خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہیے میں نے یہ دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آیندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجایش نہ عورت کی اس لیے توسیع کی ضرورت پڑی والسلام علی من اتبع الہدے

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

حاشیہ متعلق صفحہ ۶۹ الحکم نمبر ۳۷

کریر ڈلاسیرا جنوبی اٹلی کے سب سے مشہور اخبار نے مندرجہ ذیل عجیب خبر شائع کی ہے۔

۱۳ جولائے ۱۸۷۸ء کو یروشلم میں ایک بوڑھا راہب مسمی کورمرا جو اپنی زندگی میں ایک ولی مشہور تھا اس کے پیچھے اس کی کچھ جائیداد رہی اور گورنمنٹ نے اس کے رشتہ داروں کو تلاش کر کے انکو حوالہ دو لاکھ فرینک (ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ) کیے جو مختلف ملکوں کے سکوں میں تھے اور اس غار میں سے ملے جہاں وہ راہب بہت عرصہ سے رہتا تھا روپے کے ساتھ بعض کاغذات بھی ان رشتہ داروں کو ملے جنکو وہ پڑھ نہ سکتے تھے۔ چند عبرانی زبان کے فاضلوں کو ان کاغذات کے دیکھنے کا موقعہ ملا تو ان کو یہ عجیب بات معلوم ہوئی کہ یہ کاغذات بہت ہی پرانی عبرانی زبان میں تھے جب انکو پڑھا گیا تو ان میں یہ عبارت تھی

" پطرس ماہی گیر یسوع مریم کے بیٹے کا خادم اسطرح پر لوگوں کو خدا تعالے کے نام میں اور اُس کی مرضی کے مطابق خطاب کرتا ہے " اور یہ خط اس طرح ختم ہوتا ہے۔

میں پطرس ماہی گیر نے یسوع کے نام میں

اور اپنی عمر کے نوے سال میں یہ محبت کے الفاظ اپنے آقا اور مولیٰ یسوع مسیح مریم کے بیٹے کی موت کے تین عید فسح کے بعد (یعنی تین سال بعد) خداوند کے مقدس گھر کے نزدیک کے مکان میں لکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ان فاضلوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ نسخہ پطرس کے وقت کا چلا آتا ہے لنڈن بائبل سوسائٹی کی بھی یہی رائے ہے اور ان کا اچھی طرح سے امتحان کرانے کے بعد بائبل سوسائٹی اب ان کے عوض چار لاکھ کرا د دو لاکھ ساڑھے سینتیس ہزار روپیہ) مالکوں کو دیکر کا فدا ... کیا چاہتی ہے۔

یسوع ابن مریم کی دعا
ان دونوں پر سلام ہو
اس نے کہا

اے میرے خدا۔ میں اس قابل نہیں کہ اس چیز پر غالب آسکوں جسکو برا سمجھتا ہوں نہ میں نے اس نیکی کو حاصل کیا ہے جس کی مجھے خواہش تھی مگر دوسرے لوگ اپنے اجر کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور میں نہیں لیکن میری بڑائی میرے کام میں ہے مجھ سے زیادہ بری حالت میں کوئی شخص نہیں ہے۔ اے خدا جو سب سے بلند ہے میرے گناہ معاف کر۔ اے خدا ایسا نہ کر کہ میں اپنے دشمنوں کے لیے الزام کا سبب ہوں نہ مجھے اپنے دوستوں کی نظر میں حقیر ٹھیرا اور ایسا نہ ہو کہ تیرا تقویٰ مجھے مصائب میں ڈالے ایسا نہ کر کہ یہ دنیا میری خوشی کی جگہ یا میرا بڑا مقصد ہو اور ایسے شخص کو مجھ پر مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔ اے خدا جو بڑا رحم والا ہے اپنے رحم کی خاطر ایسا ہی کر تو جو ان سب پر رحم کرتا ہے جو تیرے رحم کے حاجت مند ہیں

شہد شاہد من بنی اسرائیل

ایک اسرائیلی عالم توریت کی شہادت

دربارہ قبر مسیح

میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے دیکھا

ایک نقشہ پاس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور تحقیق وہ صحیح ہے قبر بنی اسرائیل کی قبروں میں سے اور وہ ہے بنی اسرائیل کے اکابر کی قبروں میں سے میں نے دیکھا یہ نقشہ آج کے دن جب لکھی میں نے یہ شہادت بماہ انگریزی جون ۱۲ ۱۸۹۹ء۔

سلمان یوسف اسحاق تاجر

سلمان یہودی نے میرے روبرو یہ شہادت لکھی۔ مفتی محمد صادق بھیروی کلارک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور

اشہد باللہ ان ہذا الکتاب کتبہ سلمان بن یوسف ... رجل من اکابر بنی اسرائیل وتقدیمہ ... عبد اللہ بغدادی

فوٹوگراف ور حکیم الامۃ کا وعظ

حضرت حکیم الامۃ کا ایک مختصر وعظ سورہ والعصر پر فونوگراف میں بند کیا گیا تھا ناظرین کے فائدہ کے لیے لکھا جاتا ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ اس مختصر سی سورۃ شریفہ میں الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین نے محض اپنی رحمانیت سے کسقدر قرب کی راہیں اور آرام و عزت و ترقی کی سچی تدابیر بتائی ہیں اول یہ بتایا کہ کسی مرسل من اللہ کا زمانہ۔ اور انسان کے کمال فہم اور تجارب صحیحہ کا وقت لوگوں کے لیے عصر یعنی دنیا کا آخری وقت ہوتا ہے جیسے عصر کے بعد پھر دن کا وقت ان نمازوں کیلیے نہیں رہتا جو ایمان والوں کیلیے معراج۔ دعا۔ اور قرب کا ذریعہ۔ اور ہر ایک بھلائی اور بقاوت ... کا سبب ہیں۔ اسی طرح مرسل من اللہ کا زمانہ اور انسان کے فہم اور تجارب صحیحہ کے بعد اور کوئی وقت نہیں رہتا جسمیں انسان اپنی کھائی کو پورا کر سکے اسلیے ہر ایک مرسل من اللہ کے زمانہ اور صحت عقل کیوقت کو لوگ غنیمت جانکر یہ کام کرلیں۔ اول یہ۔ اور صحیح علوم کو حاصل کریں۔ مثلاً اللہ کی ہستی۔ یکتائی بے ہمتائی غرض وحدہ لاشریک ذات کو مانیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسما میں اسکی تعظیمات میں کسی دوسرے کو شریک نہ کریں۔ ملائکہ کی پاک

حضرۃ امام الزمان کی ڈائری

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

چونکہ خاکسار ایڈیٹر الحکم حسب الایما بندگان عالی متعالی حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۹ر اکتوبر کی صبح کو **ندوۃ العلما** کے جلسہ پر تبلیغ مسیح موعود کے وفد میں شریک ہوکر گیا تھا اس لیے ۹ر سے لے کر ۱۱ر اکتوبر تک کی ڈائری وہ خود نہیں لکھ سکا۔ **صبح کی سیر** کے متعلق جو مضمون ان تاریخوں میں ہم درج کرتے ہیں وہ مفتی فضل الرحمٰن صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ اور ہم ان کے مشکور ہیں کہ انھوں نے اپنے بھائیوں کے فائدہ کے لیے پسند کیا کہ وہ الحکم میں درج ہو جاوے۔ جزاہ اللہ خیر الجزا

ایڈیٹر

۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء یوم جمعہ

فرمایا ندوہ والوں کو ہم نے اتمام حجت کی غرض سے بھیجے ہیں ورنہ کچھ بہتری کی اُمید ہرگز نہیں۔ کیونکہ اُن کے اغراض عوام سے وابستہ ہیں یہاں تو ان کو تحفۃ الندوہ دیکر بھیجا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو نزول المسیح دلی میں بھیجیں گے والسلام

۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۲ء یوم شنبہ

ایک صاحب نو وارد کو جنکا نام مولوی **حامد حسین صاحب** تھا مخاطب کرکے فرمایا۔ بہتر ہے کہ آپ پانچ سات دن یہاں قیام کریں اتنا عزم اور جلد واپس چلا جانا ٹھیک نہیں۔ دنیاوی کاموں میں لوگ کتنی تحقیقات اور چھان بین کرتے ہیں۔ حقیقت میں جو شخص جلدی رائے قائم کرلیتا ہے وہ دوسروں کو بھی ابتلا میں ڈالتا ہے۔ پس حلاف واقعہ ...

ظاہر کرنا خون کرنے کے برابر ہے۔
بہت باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جوں جوں انسان اُنپر زیادہ غور کرتا ہے اسی قدر نتیجہ عمدہ نظر آتا جاتا ہے۔
انسان کو سچائی تک پہونچنے کے واسطے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اول خداداد عقل اور فہم ہو۔ دوم خداداد سمجھ اور سعادۃ ہو جن لوگوں کو مناسبت نہیں ہوتی اُن کے دلوں میں کراہت اور اعتراض ہی پیدا ہوتے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ گذشتہ لوگوں میں سے اکثر لوگوں نے راستبازوں کا انکار کیا۔
آپ دور دراز سے آئے ہیں اور آپکو آتے ہی ایک روک بھی پیدا ہو گئی اور ہم نے تو ایک ہی روک کا ذکر سُنا ہے مخالفانہ گفتگو کے بجز احقاق حق نہیں ہوتا۔ بہت لوگ منافقانہ طور پر ہاں میں ہاں ملا لیتے ہیں۔ ایسے لوگ کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے تم خوب جی کھول کر اعتراض کرو ہم پورے طور پر جواب دینے کو طیار ہیں۔
مولوی حامد حسین صاحب کیطرف سے سوال ہوا کہ تمام اہل مذاہب اپنے مذہب کو صحیح خیال رہے ہیں۔ ہم فیصلہ کسطرح کریں۔ فرمایا بات یہ ہے کہ آجکل بلکہ ہمیشہ صحیح مذہب کی شناخت کے لیے ضروری ہے کہ دو باتیں اُس میں موجود ہوں اول یہ کہ اُس کی تعلیم پاک ہو اور تعلیم پر انسان کی عقل اور کانشنس کا کوئی اعتراض نہ ہو کیونکہ ناممکن ہے کہ خدا کے امور ناپاک ہوں۔ دوم اُسکے ساتھ تائیدات سماویہ کا سلسلہ ایسا وابستہ ہو کہ جس کے ساتھ انسان خدا کو پہچان سکے اور اُسکی تمام صفات کا مشاہدہ کرے تاکہ گناہ سے بچ سکے گو انسان سچے مذہب میں ہی داخل ہو پر اگر اُس کے ساتھ کشتی نہیں تو وہ ایسے چشمہ کی مثل ہے کہ جو ایسی جگہ واقع ہے جس کے اردگرد پہاڑ یا دیوار یا ایسا خارستان ہے کہ وہاں ہم کسی طرح پہنچ نہیں سکتے۔ پس ایسا چشمہ ہمارے لیے فضول ہے۔ غرض ضروری شرط یہ ہے کہ اسقدر اسباب موجود ہوں جنسے یقینی طور پر معرفت الٰہی پیدا ہو جاوے۔ یہ بات بھی بدیہی ہے کہ انسان کو زیادہ مصیبت اباحت کی ہے کہ طرح طرح کے مصائب شدائد کسل وغیرہ کیڑے ایسے لگے ہوئے ہیں کہ اسکو کھاتے اور خدا سے روکتے ہیں۔ اور انھیں کیوجہ سے انسان اور خدا کے درمیان ایک بُعد پڑا ہوا ہے۔
پس اُس مذہب میں ایسے وسائل ہوں جو اُسکو روز بروز کھینچتے جاویں۔ اور کامل یقین پیدا کرا کر خدا سے ملا دیں۔
دنیا تو یہی سمجھتی ہے کہ کیا ہم خدا کے منکر ہیں۔ لیکن اُس کے اعمال کہتے ہیں کہ ضرور وہ منکر ہے۔ پہلے اباحت کا ذکر اکثر کیا ہو ہمیں یقین کیا ہے۔ دیکھو اگر ایک سوراخ میں سانپ ہو۔ تو کیا ایک شخص اباحت کو جائز کریگا کہ اُس سوراخ کے قریب جاوے گا یا اُس میں ہاتھ ڈالے گا۔ ایک بن میں بہت درندے رہتے ہیں کیا باوجود علم کے اُس بن میں کوئی جاویگا۔ ایک زہریلے کھانے کو علم پاکر کھاویگا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ امر یقین کے لوازم میں سے ہے کہ جس چیز کو وہ ہلاک سمجھتا ہے اُس کے قریب نہ جاوے۔ پس ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ایک موقعہ پر حقوق انسانی کو چھینتا ہے۔ تلف کرتا ہے۔ رشوت لیتا ہے۔ چوری کرتا ہے۔ بدمعاشی کرتا ہے۔ نہ غصہ اعتدال پر ہے۔ وغیرہ وغیرہ پھر پیرانہ سالی اسکو اُن گناہوں سے چھڑاتی ہے۔ پر جب تک جسمانی قویٰ اسکے ساتھ ہیں۔ ہر ایک قسم کی بدکاریاں کرتا ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خدا پر ایمان نہیں۔
ہر ایک شخص اپنے نفس سے گواہی دے سکتا ہے کہ جیسا اسکا حق ہے اعتدال پر چلنے کا ویسا وہ نہیں چلتا۔ پس بڑا مقصود یہ ہے کہ یہ جو بے اعتدالیاں انسان سے ظہور میں آتی ہیں۔ انپر غور کرے کہ انکا کیا سبب ہے تو آخر معلوم ہوگا کہ جیسا خدا سے ڈرنا چاہیے وہ پورا ہوا نہیں ہے۔
بعض دفعہ احسان سے اور بعض دفعہ خوف سے گناہ کم ہو جاتے ہیں جیسے نسبتہً شریر لوگ ایام امراض طاعون وہیضہ میں نمازیں شروع کر دیتے ہیں پس ضروری ہے کہ جہاں دو باتیں پائی جاویں۔ تعلیم پاک اور رفتہ رفتہ خدا تک پہنچ جانا۔ وہی سچا مذہب ہے۔ اور یہ دونوں ذریعے ایسے ہیں کہ سوائے اسلام کے کہیں نہیں ملیں گے جس خدا کو اسلام پیش کرتا ہے . . . . . . اس صفائی سے اور کسی مذہب نے پیش نہیں کیا۔ ایک طرف تو اسلام کی تعلیم اعلیٰ ہے۔ دوسری طرف ایک شخص دس دن بھی تبدیلی کرے تو اسپر انوار و برکات نازل ہونے شروع ہو جاتی ہیں آجکل اسلام کے بہت فرقے ہو گئے ہیں گویا گھر گھر ایک فرقہ بنا ہوا ہے اس سے تشویش ہو گئی ہے۔ ایکطرف شیعہ ہیں کہ حسین رضؓ کو مثل لات کے بنا رکھا ہے۔ تو ایک شخص کہے گا کہ کہاں جاؤں۔ شیعہ حسین پرست بنے ہوئے ہیں۔ خوارج علی کو گالیاں دیتے ہیں۔ درمیان میں اہل سنت ہیں اگرچہ بظاہر اُن کا اعتدال نظر آتا تھا مگر اب انھوں نے ایسے قابل شرم اعتقاد بنا رکھے ہیں کہ وہ شرک تک پہونچ گئے ہیں۔ مثلاً مسیح کو خالق بنا رکھا ہے۔ احیاء موتی کرنے والا مانا ہوا ہے۔
پس پاک مذہب وہی ہے جو قرآن کا معیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اگرچہ انسان بظاہر گھبراتا ہے کہ اُس پاک مذہب کو میں کسطرح پاؤں۔ مگر یاد رکھو کہ جوینده یابنده۔ صبر اور تقوی ہاتھ سے نہ دے۔ ورنہ خدا تعالیٰ غنی ہے اسکو کسی کی کیا پرواہ ہے۔ پس انسان خدا کے سامنے خاکسار بنے تو اُسپر لطف اور احسان کرتا اور اُسکی آنکھیں کھول دیتا ہے۔ توبہ دعا۔ استغفار کرے اور کبھی نہ گھبراوے۔ ہر ایک شخص بیمار ہے اور کبھی صحت نہیں پا سکتا جب تک

خداکو نہ دیکھ لے۔ پس ہر وقت اُداس اور دل برداشتہ رہے۔ اور تمام تعلقات کو توڑکر خدا سے تعلق پیدا کرے۔ ورنہ اُسوقت تک جبتک کہ خدا سے نہیں ملا یہ گندہ اور نجس ہے۔

خدا تعالی نے فرمایا ہے مَنۡ کَانَ فِیۡ ھٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی الآیہ خدا پر یقین بڑی دولت ہے۔ پس اندھا وہی ہے جسکو اس دنیا میں خدا پر پورا یقین حاصل نہیں ہوا۔ پس جب اُسکا حسن۔ جمال۔ جلال۔ اسپر ظاہر ہوگا تو خدا کی تجلی ہوگی اور پھر یہ دیکھکر ممکن نہیں کہ گناہ کی طرف انسان رجوع کرسکے۔ پس گناہ بھی تبھی کرتا ہے جب اُسکو خدا پر شک پڑ جاتا ہے۔ پس جو شخص نفس کا تزکیہ چاہتا ہے اُسکو تو خدا پر یقین ہونا چاہیے۔ مسیح کے زمانہ میں تو گناہ کی کمی تھی مگر کفارہ نے دنیا کو گناہ سے پر کر دیا۔

انسان اپنی کوشش سے کچھ نہیں کر سکتا

حدیث میں آیا ہے کہ تم سب اندھے ہو مگر جسکو خدا آنکھیں دے۔ تم سب بہرے ہو مگر جسکو خدا کان دے وغیرہ وغیرہ پس جب انسان کو خدا ہدایت دینے لگتا ہے تو اُس کے دل میں ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے۔ پس جب تک دل کا واعظ نہ ہو تسلی نہیں ہوسکتی۔ پس دینی امور میں جب تک تقویٰ نہ ہو روح القدس سے تائید نہیں ملے گی۔ وہ شخص ضرور ٹھوکر کھاکر گرے گا۔

اس دین کی جڑ تقویٰ اور نیک بختی ہے۔ اور یہ ممکن نہیں جب تک خدا پر یقین نہ ہو اور یقین سوائے خدا کے اور سے ملتا نہیں اسی لیے فرمایا۔ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا۔ پس انسان دنیا کو چھوڑ کر اپنی زندگی پر نظر ڈالے۔ اور اپنی حالت پر رحم کرے کہ میں نے دنیا میں کیا بنایا۔ سوچے اور ظاہری الفاظ کی پیروی نہ کرے۔ اور دعا میں مشغول رہے تو اُمید ہے کہ خدا اُسکو اپنی راہ دکھا دے گا

نیک دل لیکر خدا کے سامنے کھڑا ہو۔ اور رو رو کر دعائیں مانگے۔ تضرع اور عاجزی کرے تب ہدایت پاویگا۔

ایک فرقہ وہ بھی ہے جو ہماری باتوں کو قبول نہیں کرتا۔ اُس سے ہماری بحث نہیں۔ اُنکی سرشت میں انکار ہے وہ موت کے بعد اسکا نتیجہ دیکھ لیں گے

سعادت مند کو تو سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ پتھر پر لوہا مارنے سے آگ اس لیے نکلتی ہے کہ آگ پتھر میں موجود ہے اور وہ صرف ضرب کا محتاج تھا۔ مگر جس کے اندر موجود نہیں اُس میں سے کیا نکلے گا۔

ہر ایک نیکی تب قبول ہوتی ہے جبکہ اُس کے اندر تقویٰ ہو۔ ورنہ قبول نہیں ہوتی۔ زندگی تو برف کے ٹکڑے کی مثال رکھتی ہے۔ ہزاروں پردوں میں رکھو پگلتی جاوے گی۔

اصل میں مخالف کی بات کا امتحان مخالف سے پوچھکر ہوتا ہے میں نے تو اپنا مسلک بیان کر دیا ہے میرے پاس بہت عیسائی آیا کرتے تھے۔ اب نہیں آتے۔ میں تو ہمیشہ اُنکو یہی کہتا ہوں کہ زندہ مذہب ثابت کرو۔ مردہ تو ہمیں اُٹھانا پڑے گا۔ اور زندہ ہمکو اُٹھا دے گا۔ کچھ جواب نہیں دیسکتے یورپ۔ امریکہ میں ۱۶ ہزار اشتہار رجسٹری کرا کر بھیجا کوئی جواب نہیں آیا۔

ہمارا خدا زندہ ہے ہماری آواز سنتا ہے۔ ہمیں جواب دیتا ہے۔ پس ہم صلیب پر چڑھے ہوئے خدا کو کیوں مانیں۔ یہ لوگ شریر ہوتے ہیں اور انکے پاس باتیں ہی باتیں ہوتی ہیں۔ میں ۱۵ برس کا تھا جب سے ان کے اور میرے درمیان مباحثات شروع ہیں ان کے پاس صرف اعتراض ہی اعتراض ہیں۔ اور ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں اور جاہلوں اور بدنصیبوں کو اُن اعتراضات سے تنگ کر جاتے ہیں دوسری طرف سے یہ لوگ اُنکو طمع دنیاوی دیکر ابتلا میں ڈالکر مرتد کر لیتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ۲۹ لاکھ آدمی کو

انھوں نے مرتد کیا ہے پس اسلام کا سخت دشمن یہی مذہب ہے۔

آریہ لوگ ہیں مگر ان کے ساتھ تو زمینی سلطنت بھی یاور نہیں وہ کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

ایک اخبار نے اپنی تحقیقات لکھی ہے کہ آریہ مذہب کے ہونے سے ہندو بہت مسلمان ہو رہے ہیں۔ مرتے بھی بہت ہیں۔ اور مذہب بھی بہت چھوڑتے جاتے ہیں۔ پس یہ مذہب تو کچھ چیز نہیں۔

طاعون کو دیکھا ہے کہ پہلے ہنود میں آتی ہے۔ بمبئی۔ سیالکوٹ۔ جالندھر وغیرہ میں پہلے ہنود سے شروع ہوئی اور جب مسلمانوں میں گئی تو بھی ہنود کو شامل کر لیا۔

نو وارد صاحب نے وجودی فرقہ کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا میرے نزدیک یہ بات بھی تدبر کرنے کے لائق ہے یعنی وجود اور شہود۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ وہاں قدم رکھنا غلطی اور جرأت ہے جہاں انسان قدم رکھنے کا مستحق نہیں

وجودی فلسفی رنگ کا دعوی کرتا اور کہتا ہے کہ جسطرح ڈاکٹر مردہ پھاڑ کر اُسکا اندر دیکھ لیتا ہے میں نے بھی طرح خدا کو دیکھ لیا ہے۔ یہ بھی دعویٰ کیا ہے الحمد للہ الذی خلق الاشیاء وھو عینھا یہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔

شہودی مذہب استیلاء محبت کا نام ہے جیسے لوہا اگر آگ میں نہایت سرخ کیا جاوے تو اس صورت میں کوئی دیکھنے والا اگر اُسکو آگ کہدے تو ایک صورت سے معذور ٹھہر سکتا ہے کیونکہ آگ اُسپر مستولی ہوئی ہوئی ہے کسی کا شعر ہے۔ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

غرض شہودی مذہب کی یہ بنا ہے کہ انسان خدا کے وجود سے بہت بہرہ ور ہوسکتا ہے۔ جب خدا اور مخلوق کی محبت ایک دل میں آکر جمع ہوتی ہے تو انسان پر ایک نیا رنگ چڑھتا ہے

اور اس حالت میں وہ اپنے آپکو دیکھتا ہے کہ گویا بالکل خدا میں کھویا گیا ہے اور اپنے تئیں محو دیکھتا اور خدا ہی خدا نظر آتا ہے۔ وجودی ایک حقیقت کا اظہار ہوتا ہے اُسکو محبت سے کچھ تعلق نہیں جیسے آج کل کے وجودیوں کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے کہ میں خدا ہوں۔

شہود والا کہتا ہے کہ انسان الناس ہے خدا خدا ہے۔ یعنی شہود کے طور پر اپنے تئیں طالب اور خدا میں کھویا ہوا پاتا ہے۔

اگر انسان کو خدا بننا تھا تو یا تو اس جہان میں خدا بنتا یا آخرۃ میں خدا بنتا مگر ثابت ہے کہ یہاں بھی انسان ہے اور وہاں بھی یہ جامہ تو اس کے اوپر سے اُترتا نظر نہیں آتا۔

ہم کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص اپنا رنگ رکھتا ہے۔ بہت لوگ قوالی میں ہی لذت اُٹھاتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ عارفانہ مشرب نہیں پس اگر اسکی کوئی دلیل دنیا میں ہوتی تو چاہیے تھا کہ کوئی آدمی تو ایسا نظر آتا کہ جس میں خدائی کے صفات ہوتے دنیاوی لوگوں کے مقابلہ پر تو خدا اور خدا کے مرسل بندہ کا مقابلہ یوں ہو سکتا ہے کہ مسیح کو تو خدا مانا۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے ایک مرسل تھے۔ پس مقابلۃً دیکھلو کہ مسیح کو تو پکڑ لیا گیا۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے والا خود مرگیا۔ پس انصاف کرو کہ ایک شخص انسان کہلاتا اور اپنا کام خدا پر چھوڑتا۔ اُسکا پکڑنے والا خود مارا جاتا۔ یہودی جنکی صفت میں آیا ہے ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وہ اُس خدا کہنے والے کو ایک ہی گھنٹہ میں گرفتار کر لیتے اور مارنے کو طیار ہو جاتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اگر کوئی یہ کہے کہ وہ محض خدائی تھی تو اسکو جانے دو۔ جہانتک ہم دیکھتے ہیں خدا ہم سے باتیں کرتا ہے اور خوارق اور معجزات دکھلاتا ہے پر پھر بھی ہم انسان ہیں۔ دیوار کا وجود ایک الگ چیز ہے اور دھوپ کا وجود الگ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ الآخر السورہ

یہ ساری باتیں چاہتی ہیں کہ کوئی رب ہی اور کوئی چیز مخلوق بھی ہے۔ پس ہمکو اپنی خدائی کا ثبوت دیں۔ خدا نے انسان کو مخلوق پیدا کیا ہے اور دنیا میں بھی مخلوق بنایا ہے۔ پھر ہم چاند سورج وغیرہ کو کسطرح خدا مان لیں۔

تمام انبیا سے خوف ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اگر اُن میں کچھ بھی خدائی کا رنگ ہوتا تو خوف کیوں آتا۔

میری جماعت میں بھی ایک شخص مولوی احمد جان صاحب وجودی تھے۔ کبھی اُنھوں نے مجھ سے اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کی اب تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ اور ساری عمر اسی میں گذار دی۔

ہم کسی کے مذہب پر نہیں۔ ہم تو اسلم اور روشن تر راہ اختیار کرتے ہیں۔ وجودیوں کے کوئی دشمن نہیں ہمتو اُنکو قابل رحم سمجھتے ہیں۔

اسپر نور دار صاحب نے آیۃ ھو الاول و ھو الآخر وحدۃ وجود کے ثبوت میں پیش کی۔

فرمایا اللہ تعالےٰ کا کلام ایسا ہے کہ اُسکی تفصیل بعض آیت کی بعض آیت سے ہوتی ہے۔ اول کی تفسیر یہ ہے کہ کان اللّٰہ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئًا۔ آخر کے معنے یہ ہیں کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ ہم تو انہیں معنوں کو پسند کریں گے جو خدا نے بتلائے ہیں۔

افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بیہودہ صوم و صلوٰۃ کے تو پابند ہی نہیں اور قرآن کو کبھی کھولکر دیکھا ہی نہیں۔ ہاں میں اپنے اس ملک کی بات کرتا ہوں۔ جس میں جالندھر۔ بٹالہ۔ ہوشیارپور سیالکوٹ وغیرہ شامل ہیں۔ ان لوگوں کو پینے شراب خوروں بھنگیوں۔ اور دہریوں کی مجلس میں اکثر دیکھا ہے اکثر کہتے ہیں کہ وجودی وہ ہے جو خدا کا نام بھی نہ لے۔ بلکہ جو کچھ ہے مخلوق ہے۔ پس یہ لوگ کہتے ہیں کہ اعلے وجودی وہ ہے کہ جسکو لوگ دہریہ کہتے ہیں۔ پس ہر شخص اپنے قول و فعل کا خود ذمہ وار ہے۔

وکان اللہ و لم یکن معہ شیئا

حدیث ہے اور حدیث اور توریت سے ثابت ہے کہ خدا تھا اور زمین اور آسمان وغیرہ میں سے کچھ نہ تھا۔ یہ مسلم مسئلہ ہے تمام اہلکتاب کا پس ہمارا اختیار نہیں کہ مروڑ کر اور معنی کر لیں بعض آدمی مذاق کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ مگر مذاق بھی ایک قسم کا زہر ہے ہمیں مذاقی معنے پسند نہیں کرنا چاہیں بلکہ تو اتر۔ قرآن۔ اور حدیث کو دیکھنا چاہیے۔ وہ یہی کہتی ہیں کہ ایک وقت ایسا تھا کہ ان موجودہ چیزوں میں سے ایک بھی نہ تھی۔

میرے خیال میں وحدۃ وجود بھی مذاق سے پیدا ہوا ہے۔

کل کتب گذشتہ سے یہی معنی ثابت ہوتے ہیں۔ اور اس کی تفصیل قرآن اور توریت میں موجود ہے۔ اول تو ان بحثوں کی حاجت نہیں انسان کے واسطے پہلے تو یہی امر ضروری ہے کہ اجمالی طور پر خدا پر ایمان لاوے جب اُسکا ایمان پیدا ہوگا تو خود بخود اُسپر حقائق کھلتے جاویں گے۔

دیکھو ایک مرض میں قوت ذائقہ جاتی رہتی ہے۔ ترشی۔ میٹھا۔ کڑوا نمکین وغیرہ سب کچھ مزہ معلوم دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قوۃ حاسہ بھی کام دے رہی ہے۔ ایک قوۃ ناک میں ہوتی ہے جس کے وہ نہیں رہتی اسکو اخشم کہتے ہیں بعض نے

کانوں کی قوت ماری جاتی ہے۔ پس جیسے اس طرح بعض قوتیں جاتی رہتی ہیں تو اسی طرح بعض اوقات دینی قوتیں بھی بے حس ہو جاتی ہیں۔ اور انسان سید احمد خان کی طرح دعا کا قبول ہونا اور ایسی باتیں ناممکن خیال کر بیٹھتا ہے

دعا کے قبول ہونے پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ اور ہم نے اور ہم نے اسکا نتیجہ بھی دیکھا ہے کہ لیکھرام کے قتل سے پہلو پانچ سال مینے خبر دی تھی۔

مینے سید احمد خاں کو لکھا تھا کہ مینے لیکھرام کے واسطے دعا کی ہے تو مجھے خبر دی گئی ہے کہ تیری دعا قبول ہو گئی ہے اور خدا تعالے اسکو ہیبت ناک موت سے مارے گا یہی نمونہ تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ دعا قبول نہ ہوئی تو تمہارے دعوے کا ثبوت ہوا اور اگر قبول ہو گئی تو تم اس عقیدہ سے توبہ کرنا۔ اور وہ لیکھرام کی موت کو دیکھکر فوت ہوا تھا

پس اللہ تعالے فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ آنکھیں تو اسکو دیکھ نہیں سکتیں۔ اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ جب یہ چیز ہو گیا تو پھر باقی کیا رہ گیا۔

اصل میں یہ سب مذاقی باتیں ہیں ثبوت تو وہ ہے جس کا نمونہ انسان دکھلا دیوے۔ آنحضرۃ صلعم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ کے مصائب پر ذرا غور کرو۔

ان باتوں کے ذکر کی ضرورت نہیں اول خدا سے تعلق پیدا کرو۔ جب انسان کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو اندر کے حالات کا آپ ہی پتہ لگ جاتا ہے۔ جب تک گھر سے ہزاروں کوس دور ہے تو اندر کے حالات کسطرح بتلا سکے گا۔ یہ مناسب ہے کہ آپ چند روز ہمارے پاس رہیں اور خاص ہمارے سلسلہ کے متعلق جو اعتراض ہوں وہ بیان کریں۔

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

ہمنے بعض آدمی ایسے دیکھے ہیں جو کہتے ہیں کہ ابھی اس جھگڑے کو جانے دو۔ رفع یدین۔ اور انگلی کے اٹھانے کا فیصلہ کرو۔ مگر یہ اپنا اپنا مذاق ہوتا ہے

نو وارد صاحب کیطرف سے سوال ہوا کہ سایہ کا وجود ہے کہ نہیں یعنی اسکی ذات ہے کہ نہیں۔

فرمایا وجود کے معنے ہیں مَا يُوْجَدُ یعنی جو چیز پائی جاوے۔ اس کی ہویت ہو یا نہ ہو۔ آپ آئینہ دیکھتے ہیں اس میں چہرہ نظر آتا ہے ہویت تو نہیں یعنی ایک مستقل شے قایم بالذات پس ہویت تو نہیں ہے لیکن وجود ہے۔ وجود اور ہے۔ اور ہویت اور ہے

آفتاب سے جہاں ظل ہے وہاں بھی دھوپ ڈالتی ہے مگر ایک چیز نے درمیان آکر ظل پیدا کر دیا ہے آفتاب اور ظل کے درمیان جبتک اوٹ نہ ہو سایہ نہیں ہو سکتا۔

خیر آپ کو بھی اس وجودیت سے کچھ مذاق ہے۔ اور ہم آپ کے مذاق کے خلاف ہیں

پھر سوال ہوا کُن کا اطلاق کہاں آتا ہے۔

فرمایا۔ بات یہ ہے کہ آپ کئی مرتبہ خوابوں میں طرح طرح کے تمثلات دیکھا کرتے ہوں گے اور بعد از اں آپ جانتے ہیں کہ ان کا وجود کچھ نہیں حکماء نے بھی لکھا ہے پس جسطرح ہمارے تصورات ہوتے ہیں اسی طرح خدا کی صفات ہیں سے اس کے تصورات بھی ہیں پس جو تصور آتا ہے اگر انسانی ہے تو وہ ہیچ ہے اور اگر خدا کا ہے تو اس سے مخلوق پیدا ہو جاتی ہے مگر خدا کی کنہ میں ہم دخل نہیں دے سکتے اسلم طریق یہی ہے کہ انسان لا تدرکہ الابصار پر ایمان رکھے کہ میرا منصب نہیں کہ خدا کی کل صفات میں دیکھلوں اور اسکی تحقیقات کر لوں۔

طبیب بیان کرتے ہیں کہ پانی سرد اور آگ گرم ہے مگر یہ نہیں بتلا سکتے کہ پانی سرد کیوں ہے اور آگ گرم کیوں ہے تلاسفر بھی یہاں کنہ اشیاء میں آکر عاجز رہ گئے ہیں۔ یہاں اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ پر چلے کہ ہم خدا پر چھوڑ دیں

بعض اکابر محی الدین ابن العربی وغیرہ کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ یہ بحث فضول ہے بہت امور مرنے کے بعد معلوم ہوں گے اور بہت سے ایسے ہوں کہ مرنے کے بعد بھی نہیں معلوم ہوں گے۔

محی الدین بھی قائل ہیں کہ انسان متقی ہو اور خدا پر ایمان لانے والا ہو تو نجات پائے گا۔

۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب حسب معمول حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ الرحیم نے شحنہ ہند کے ایڈیٹر کا ایک کارڈ سنایا۔ جس میں اس نے اپنا ایک خواب لکھا تھا کہ گویا وہ قادیان آیا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ سر پائوں تک لگا ہوا ہے

مامور ایک آئینہ ہے

اس پر حضرۃ حجۃ اللہ نے فرمایا کہ تعبیر الرؤیا میں یہ صاف لکھا ہے کہ جو لوگ مامورین کو بری صورت میں دیکھتے ہیں وہ لوگ اپنی پردہ دری کراتے ہیں۔

مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کے والد مرحوم نے ایکبار مجھ سے ذکر کیا کہ ایک ہندو اُن کے پاس آیا کرتا تھا جو رغبت اسلام رکھتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ کشمیر سے آیا اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اب میں پکا ہندو ہو گیا ہوں لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد جو اسکو دیکھا تو وہ عیسائی ہو گیا تھا جب اس سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ مینے

ایک خواب دیکھا تھا جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک تاریک کوٹھڑی میں دیکھا اور اُس میں آگ جل رہی تھی (لعنۃ اللہ علیہ) گویا خبیث نے اُسکو دوزخ سمجھا اور اس کے گرد پادریوں کو دیکھا اس سے میں نے نتیجہ نکالا کہ پادری حق پر ہیں اور آپؐ (معاذ اللہ) مغلوب ہو رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو تعبیر کا علم نہ تھا مجھ سے جب اُنھوں نے کہا تو میں نے کہا کہ اسکی یہی تعبیر ہے جو حالت اس شخص کی ہوئی۔ چنانچہ تعطیر الانام میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جب کسی نبی ماُمور و مرسل کو ردّی حالت میں دیکھتا ہے مثلاً مجذوم دیکھتا ہے یا برہنہ دیکھتا ہے یا یہ کہ وہ بُری غذا کھاتے ہیں تو یہ سب اس کے اپنے ہی حالات ہوتے ہیں انبیا آئینہ کا حکم رکھتے ہیں اور اس کی اصلی صورت دکھا دیتے ہیں اور یہ بات ہماری اپنی تجربہ کردہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی ماُمور و مرسل کو بُری حالت میں دیکھتے ہیں تو جلدی ہی اُنکی وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی عقوبت کے دن قریب ہوتے ہیں یہ میری تجربات سے ہے۔

نو وارد مولوی حامد حسین صاحب نے کہا کہ میں مکہ معظمہ میں تھا حاجی امداد اللہ صاحب سے ایک شخص نے ایسا ہی کہا کہ میں نے ایسی شکل پر دیکھا ہے تو اُنہوں نے بھی یہی کہا کہ یہ تمھاری اپنی شکل ہے +

اس کے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جلسہ ندوۃ العلماء پر جو کارروائی کی تھی اُسکا تذکرہ کیا جسکو سُنکر حضرت حجۃ اللہ محظوظ ہوئے۔

پھر مولوی عبد اللہ صاحب نے اس روئیداد کے تتمہ کے طور پر مولوی محمد حسین صاحب کا کچھ ذکر کیا اور مولوی مبارک علی صاحب نے اپنا ایک واقعہ سنایا یہ سب امور جلسہ ندوہ کے متعلق ہمارے اپنے مضامین میں آئیں گے

ازاں بعد مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے ابزرور میں سے پائنیر کا نقل کیا ہوا ایک مذہب نئی عنوان سے پڑھا۔ جس میں ڈاکٹر ڈوئی کو جو دعوت کی گئی ہے اُسپر ریمارک تھا پھر بعد نماز عشاء اجلاس ختم ہوا۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(۱)

صبح کی سیر حضرت حجۃ اللہ علی الارض حسب معمول سیر کو نکلے چند آدمیوں نے اپنے خواب سُنائے آپؑ نے فرمایا باطل میں جو طیاریاں حق کیطرف آنے کے لیے ہو رہی ہیں اسکی نظارے دکھلائے جاتے ہیں۔ رویا کا بھی عجیب عالم ہوتا ہے جن باتوں کا نام و نشان نہیں ہوتا وہ وجود میں لائی جاتی ہیں معدوم کا موجود اور موجود کا معدوم دکھایا جاتا ہے اور عجیب عجیب قسم کے تغیرات ہوتے ہیں آدمی کا جانور اور جانور کے آدمی دکھائے جاتے ہیں۔

۲۔ ہمارے موجودہ مخالفوں اور دس برس پہلے کے مخالفوں میں بہت بڑا فرق ہو گیا ہے۔ پہلے تو اپنے عقیدوں کو سچے ہی سمجھتے تھے مگر اب صرف نفاق سے کہتے ہیں جو کہتے ہیں ورنہ ان عقائد کی غلطیوں کو دل میں تسلیم کر چکے ہیں (جحدوا بها واستيقنتها انفسهم)

(ایڈیٹر)

ایک شخص جو اپنے تئیں سچا سمجھتا ہے وہ خدا تعالے پر بھروسا کرتا ہے مگر یہ اب بھروسا نہیں کر سکتے۔ اور اسی لیے اگر خواہ کئی ہزار روپے کا اشتہار دیا جاوے یہ اپنے آپ کو مقابل ہو کر نشانہ نہ بنائیں گے۔

۳۔ مخالفوں کی کمی اور اپنی روز افزوں ترقی پر فرمایا۔ یہ فوق العادۃ ترقی نہ ہو اگر تغیر واقع نہ ہوا ہو۔ انکا خزانہ کم ہو رہا ہے اور ہمارا بڑھ رہا ہے۔ اگر ان کے پاس اپنی سچائی کے دلائل ہیں تو یہ لوگوں کو روک لیں اگر کوئی بڑا سیلاب آیا ہوا ہو اور کسی کا گھر تباہ ہو رہا ہو اور اُس کے پاس سامان بھی ہو تو کیا وہ اُسکے روکنے کی سعی نہ کرے گا؟

ہمارے پاس جو ہر روز بیعت کے لیے آتے ہیں انہیں سے ہی آتے ہیں آسمان سے تو نہیں آتے۔

۴۔ ندوۃ العلماء کے جلسہ کی تقریب پر فرمایا کہ اشاعت رسالوں کی

+ **نوٹ** ایڈیٹر شحنہ ہند کے مرشد سابق حال شاگرد حافظ محمد جان رامپوری کا ایک قصہ ایسا ہی پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے سُنایا کہ ایک زمانہ میں حافظ صاحب نے کہا کہ میں نے تمھارے والد شاہ حبیب الرحمن صاحب کو خواب میں دیکھا ہے کہ اُن کے تمام بدن پر زخم ہیں اور جگہ جگہ پٹیاں خراب بدبو دار بندھی ہوئی ہیں اور وہ درد سے کراہ رہے ہیں اور شاید آگ میں یا گڑھے میں پڑے ہوئے

بقیہ نوٹ۔ ہیں چنانچہ حافظ صاحب اس خواب کے بعد اُسی حالت گرفتار ہوئے چونکہ شاہ حبیب الرحمن صاحب ایک نیک اور مشہور و معروف راستباز تھے اُنکی صورت میں خدا نے جو یہ ہی اُنکو راستباز اور اولیاء الرحمن سے جانتے تھے ان کا اپنا ہی نقشہ و حالی خدا نے دکھلایا یہ ایک بد حالت میں مبتلا ہوئے کہ اجمیر سے لیکر اور سہارنپور تک لاکھوں آدمی انکی خطرناک حالت سے واقف ہیں اور اتنک اس حالت کا بقیہ موجود ہے یہ ایک مختصر کیفیت سے شحنہ ہند کو مطلع کیا گیا ہے اور تفصیلی حالات دیکھنے ہوں تو وہ خود واقف ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی یہی حالت وہ ہے کہ وہ خود اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھ سکتے ہیں۔ پس خدا نے جو کچھ ایڈیٹر شحنہ ہند کو خواب میں دکھلایا ہے وہ عین اُسکی حالت خراب کا فوٹو ہے۔ ایڈیٹر۔

خوب ہوگئی بہت اچھا ہوا بہت سے لوگ واقف ہو جائیں گے اور انکو پڑھ لیں گے۔ دہلی کے جلسہ سے پہلے نزول المسیح بھی طیار ہو جاوے تو اچھا ہے۔

۵۔ ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میاں نبی بخش صاحب عرف عبد العزیز صاحب نمبردار بٹالہ کا تو یہ نامہ جو اُنہوں نے بھیجا ہے الحکم میں چھاپ دیا جاوے اور ساتھ اپنا ایک رویا بھی جسے بارہا آپ نے فرمایا ہے سنایا کہ میں نے ایکبار اُس کے متعلق دیکھا تھا کہ گویا اسی راستہ ہم سیر کو نکلے ہیں تو اُس بڑ کے درخت کے نیچے جو میراں بخش حجام کی حویلی کے پاس ہے نبی بخش سامنے سے آکر ملا ہے اور اُس نے مصافحہ کیا ہے یہ رویا ان دنوں کی ہے جب وہ مخالفت کے اشتہار چھپوا تا پھرتا تھا۔

۶۔ جماعت کی ترقی پر اور مولوی محمد حسین کے ابھی تین سو تیرہ ہی گنتے رہنے پر فرمایا۔ کہ بڑے زور سے ترقی ہورہی ہے کیا وہ نہیں جانتا کہ خدا قادر ہے کہ ایک دم میں تین سو تیرہ سے تین لاکھ تیرہ ہزار کر دے۔ یہ ترقی محمد حسین کے لیے تو اعجاز ہے اگر وہ سوچے اور سمجھے براہین احمدیہ کو پڑھے یہ کتاب ہم نے اب تو نہیں بنا لی جس میں لکھا ہوا ہے کہ تیرے ساتھ فوجیں ہونگی باوجود مولویوں کی اسقدر مخالفت کے پھر اس قوم کا ترقی کرنا کیا یہ معجزہ نہیں جبکہ وہ اپنے ارادوں میں عاجز آگئے کسقدر جدو جہد ان لوگوں نے ہمارے نابود کرنے کے لیے کی گورنمنٹ تک سے چاہا کہ کسی نہ کسی طرح سے ہمکو پھنسا دیں مگر خدا تعالیٰ نے ایسی زور شور سے ترقی کی جسقدر زور مخالفت نے مخالفت میں لگایا + اب تو بات صاف ہوگئی ہے مردم شماری کے کاغذات سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہماری جماعت تین سو تیرہ ہے یا ایک لاکھ کے قریب

۷۔ طاعون نے انکو دو طرح گھٹایا ہے کچھ مرتے ہیں اور اکثروں کو ادھر ملا یا ہے

اصل یہ ہے کہ جو بیج اچھی طرح بویا جاوے اور وقت پر بارش بھی ہو وہ دیکھتے ہی دیکھتے نشو و نما پاتا اور ترقی کرتا ہے دلوں کا کھینچنا اور قائم رکھنا یہ خدا کا کام ہے ان مخالفوں کو اگر اب ابو سفیان کیطرح نظارہ کرایا جاوے تو حیران ہو جائیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب انکو اپنی فوج دکھائی۔ اور عباس کو کہا کہ انکے پاس ٹھیر کر دکھاؤ۔ اور جب اُس نے وہ نظارہ کیا تو اُس نے کہا کہ تیرا بھتیجا بڑا بادشاہ ہوگیا ہے مگر اسکو جواب دیا گیا کہ بادشاہی نہیں نبوۃ ہے۔

براہین احمدیہ کے زمانہ پر غور کیا جاوے جب وہ چھپ رہی تھی۔ ابتو نہیں بنائی گئی اُسوقت کے الہامات اسمیں درج ہیں جو انگریزی میں بھی ہیں اور عربی میں بھی۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَہٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ

ایک مخلوق ہماری طرف رجوع کریگی تو کہا جائے گا الیس ھذا بالحق ۔ فانتہی امر الزمان الینا عربی ہے بڑا عجیب فقرہ ہے۔ کہ زمانہ کا رجوع ہماری طرف ہو گا۔ اور آخری فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہو گا۔ غرض بڑی بڑی پیشگوئیاں ہیں جیسے یہ کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ملوک کو بھی اسطرف توجہ ہوگی۔ اور انمیں بھی اس سلسلہ کی اشاعت ہوگی۔ ملوک اور رؤسا کے کان حق کے سُننے سے بہرے ہوتے ہیں نہ خود انکو عادت ہوتی ہے اور نہ اُن کے پاس والے ایسے ہوتے ہیں ان کے مصاحب اور پاس رہنے والے بد وضع لوگ ہوتے ہیں اسلیے وہ اپنی سد و نیا کا باعث سمجھتے ہیں اگر وہ دین کی طرف توجہ کریں۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے

فرمایا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہونگے اور ان کے بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اس قوم کی ہوگی۔ پھر مجھے کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھلائے بھی گئے وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھے +

اصل یہ ہے کہ خدا کے کام تدریجی ہوتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم مکہ معظمہ کی گلیوں میں تکلیف اُٹھاتے پھرتے تھے اُسوقت کون خیال کر سکتا تھا کہ اس شخص کا مذہب دنیا میں پھیل جائے گا۔

علم خدا تعالےٰ کے سوا اور کسیکو نہیں ہوتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم کا دائرہ بھی، اشاعت اسلام کے متعلق اتنا نہ تھا جتنا اب ہے وہ تو یقین کرتے تھے کہ ہم فتح پائینگے میرا مذہب تو یہ ہے خدا تعالیٰ ہی علیم و خبیر ہے۔ ضروری نہیں کہ پیغمبروں پر بھی تفصیلی حالات ظاہر کیے جائیں۔ وہ جتنا علم چاہتا ہے دیتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگر اسوقت آئیں تو اسلام کی اسقدر وسیع اشاعت اور ترقی کو دیکھکر حیران ہو جائیں

۸۔ اپنے تائیدی ثبوتوں کے متعلق فرمایا کہ اب وہ اسقدر کثرت سے ہوگئے ہیں کہ گنے بھی نہیں جاتے۔ ہر روز زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے۔ مجھے بارہا خیال آیا ہے کہ اگر کسی رئیس کو یہ خیال پیدا ہو تو جیسی ترتیب سے خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی سچائی کو ظاہر کیا ہے وہ ایک جلسہ کرکے اس ثبوت کو ہم سے لے۔ یہ ثبوت چار قسم کے ہیں اگر عقل کو بھی اسمیں داخل کر لیا جاوے (۱) نصوص قرآنیہ وحدیثیہ (۲) آیات ارضیہ وسماویہ (۳) ضرورۃ مشہودہ ومحسوسہ (۴) دلائل عقلیہ۔ اس ترتیب سے اگر عیسائیوں کے اُس جلسہ کیطرح (جو ۱۵ دن تک مرتب ہوتا رہا) ایک جلسہ کیا جاوے۔ اور پھر سوم کیطرح جسنے ایک مذہبی جلسہ کیا تھا

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(دربار شام)

دعا بعد نماز

مولوی سید محمود شاہ صاحب نے جو سہارنپور سے تشریف لائے ہوئے ہیں حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جب آپ نماز مغرب سے فارغ ہو کر شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے یہ عرض کیا کہ میں نے آج تحفہ گولڑویہ اور کشتی نوح کے بعض مقامات پڑھے ہیں۔ میں ایک امر جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اگرچہ وہ فروعی ہے لیکن پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے

کہ ہم لوگ عموماً بعد نماز دعا مانگتے ہیں لیکن یہاں نوافل تو خیر دعا بعد نماز نہیں مانگتے

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ اصل یہ ہے کہ ہم دعا مانگنے سے تو منع نہیں کرتے اور ہم خود بھی دعا مانگتے ہیں اور صلوٰۃ بجائے خود دعا ہی ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ ہندوستان میں یہ عام بدعت پھیلی ہوئی ہے کہ تعدیل ارکان پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھتے اور ٹھونگے دار نماز پڑھتے ہیں گویا وہ نماز ایک ٹیکس ہے جس کا ادا کرنا ایک بوجھ ہے اس لیے اس طریق سے ادا کیا جاتا ہے جس میں کراہت پائی جاتی ہے حالانکہ نماز ایسی شے ہے کہ جس سے ایک ذوق، انس اور سرور بڑھتا ہے۔ مگر جس طرز پر نماز ادا کی جاتی ہے اس سے حضور قلب نہیں ہوتا اور بے ذوقی اور بے لطفی پیدا ہوتی ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نماز نہ پڑھیں بلکہ حضور قلب کی کوشش کریں جس سے ان کو سرور اور ذوق حاصل ہو۔ عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضور قلب کی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ جلدی جلدی اس کو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لیے کرتے ہیں اور دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں حالانکہ نماز کا (جو مومن کی معراج ہے) مقصود یہی ہے کہ اس میں دعا کی جاوے اور اسی لیے ام الادعیہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ دعا مانگی جاتی ہے۔ انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا جب تک کہ اقام الصلوٰۃ نہ کرے۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اس لیے فرمایا کہ نماز گری پڑتی ہے۔ مگر جو شخص اِقَامُ الصَّلٰوۃ کرتے ہیں تو وہ اس کی روحانی صورت سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو پھر وہ دعا کی محویت میں ہو جاتے ہیں۔ نماز ایک ایسا شربت ہے کہ جو ایک بار اسے پی لے اسے فرصت ہی نہیں ہوتی اور وہ فارغ ہی نہیں ہو سکتا ہمیشہ اس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔ اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسے چکھتا ہے تو پھر اس کا اثر نہیں جاتا۔ مومن کو بے شک اٹھتے بیٹھتے ہر وقت دعائیں کرنی چاہییں۔ مگر نماز کے بعد جو دعاؤں کا طریق اس ملک میں جاری ہے وہ عجیب ہے بعض مساجد میں اتنی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں کہ آدھ میل کا سفر ایک آدمی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو بہت نصیحت کی ہے کہ اپنی نماز کو سنوارو یہ بھی دعا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ تیس تیس برس تک برابر نماز پڑھتے ہیں پھر کورے کے کورے ہی رہتے ہیں کوئی اثر روحانیت اور خشوع و خضوع کا ان میں پیدا نہیں ہوتا اس کا یہی سبب ہے کہ وہ وہ نماز پڑھتے ہیں جس پر خدا تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے ایسی نمازوں کے لیے ویل آیا ہے۔ دیکھو جس کے پاس اعلیٰ درجہ کا جوہر ہے تو کیا کوڑیوں اور پیسوں کے لیے اسے اس کو پھینک دینا چاہیئے؟ ہرگز نہیں اول اس جوہر کی حفاظت کا اہتمام کرے اور پھر پیسوں کو بھی سنبھالے اس لیے نماز کو سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھے۔

سائل۔ الحمد شریف بیشک دعا ہے مگر جن کو عربی کا علم نہیں ان کو تو دعا مانگنی چاہیئے۔

حضرت اقدس۔ ہم نے اپنی جماعت کو کہا ہوا ہے کہ طوطے کی طرح مت پڑھو سوائے قرآن شریف کے جو رب جلیل کا کلام ہے اور سوائے ادعیہ ماثورہ کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھیں۔ نماز بابرکت نہ ہوگی جب تک اپنی زبان میں اپنے مطالب بیان نہ کرو۔ اس لیے ہر شخص کو جو عربی زبان نہیں جانتا ضروری ہے کہ اپنی زبان میں اپنی دعاؤں کو پیش کرے۔ اور رکوع میں سجود میں مسنون تسبیحوں کے بعد اپنی حاجات کو عرض کرے۔ ایسا ہی التحیات میں اور قیام اور جلسہ میں۔ اس لیے میری جماعت کے لوگ اس تعلیم کے موافق نماز کے اندر اپنی زبان میں دعائیں کر لیتے ہیں اور ہم بھی کر لیتے ہیں اگرچہ ہمیں تو عربی اور پنجابی یکساں ہی ہیں مگر مادری زبان کے ساتھ انسان کو ایک ذوق ہوتا ہے اس لیے اپنی زبان میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے مطالب اور مقاصد کو بارگاہ ربّ العزت میں عرض کرنا چاہیئے۔ میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ نماز کا تعہد کرو جس سے حضور اور ذوق پیدا ہو۔ فریضہ تو جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں باقی نوافل اور سنن کو جیسا چاہو طول دو۔ اور چاہیئے کہ اس میں گریہ و بکا ہو تا کہ وہ حالت پیدا ہو جاوے جو نماز کا اصل مطلب ہے۔ نماز ایسی شے ہے کہ سیّئات کو دور کر دیتی ہے جیسے فرمایا اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ

نماز کل بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔ حسنات سے مراد نماز ہے۔ مگر آجکل یہ حالت ہو رہی ہے کہ عام طور پر نمازی کو مکار سمجھا جاتا ہے کیونکہ عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں یہ اسی قسم کی ہے جس پر خدا نے واویلا کیا ہے کیونکہ اسکا کوئی نیک اثر اور نیک نتیجہ مترتب نہیں ہوتا نرے الفاظ کی بحث میں پسند نہیں کرتا آخر مرکر خداتعالے کے حضور جانا ہے دیکھو ایک مریض جو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اُسکا نسخہ استعمال کرتا ہے اگر دس بیس دن تک اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ تشخیص یا علاج میں کوئی غلطی ہے پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ سالہا سال سے نمازیں پڑھتے ہیں اور اُسکا کوئی اثر محسوس اور مشہود نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے مگر یہاں تو پچاس پچاس برس تک نماز پڑھنے والے دیکھے گئے ہیں کہ بدستور رو بدنیا اور سفلی زندگی میں نگونسار ہیں اور انھیں نہیں معلوم کہ وہ نمازوں میں کیا پڑھتے ہیں اور استغفار کیا چیز ہے؟ اسکے معنوں پر بھی انھیں اطلاع نہیں ہے طبیعتیں دو قسم کی ہیں ایک وہ جو عادت پسند ہوتی ہیں جیسے اگر ہندو کا کسی مسلمان کے ساتھ کپڑا بھی چھو جاوے تو وہ اپنا کھانا پھینک دیتا ہے حالانکہ اس کھانے میں مسلمان کا کوئی اثر سرایت نہیں کر گیا زیادہ تر اس زمانہ میں لوگوں کا یہی حال ہو رہا ہے کہ عادت اور رسم کے پابند ہیں اور حقیقت سے واقف اور آشنا نہیں ہیں۔ جو شخص دل میں یہ خیال کرے کہ یہ بدعت ہے کہ نماز کے پیچھے دعا نہیں مانگتے۔ بلکہ نماز میں دعائیں کرتے ہیں یہ بدعت نہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ادعیہ عربی میں سکھائی تھیں جو ان لوگوں کی اپنی مادری زبان تھی اسی لیے اُن کی ترقیات جلدی ہوئیں۔ لیکن جب دوسرے ممالک میں اسلام پھیلا تو وہ ترقی نہ رہی اس کی یہی وجہ تھی کہ اعمال رسم و عادت کے طور پر رہ گئے ان کے نیچے جو حقیقت اور مغز تھا وہ نکل گیا۔ اب دیکھ لو مثلاً ایک افغان نماز تو پڑھتا ہے لیکن وہ اثر نماز سے بالکل بیخبر ہے۔ یاد رکھو رسم اور چیز ہے اور صلوٰۃ اور چیز۔ صلوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالے کے قرب کا کوئی قریب ذریعہ نہیں۔ یہ قرب کی کنجی ہے اسی سے کشوف ہوتے ہیں اسی سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہیں یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا ایک ذریعہ ہے لیکن اگر کوئی اسکو اچھی طرح سے سمجھکر ادا نہیں کرتا تو وہ رسم اور عادت کا پابند ہے اور اس سے پیار کرتا ہے جیسے ہندو گنگا سے پیار کرتے ہیں۔ ہم دعاؤں سے انکار نہیں کرتے بلکہ ہمارا تو سب سے بڑھ کر دعاؤں کی قبولیت پر ایمان ہے جبکہ خداتعالےٰ نے **اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ** فرمایا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ خداتعالےٰ نے نماز کے بعد دعا کرنا فرض نہیں ٹھیرایا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی **التزامی** طور پر مسنون نہیں ہے آپ سے التزام ثابت نہیں ہے اگر التزام ہوتا اور پھر کوئی ترک کرتا تو یہ معصیت ہوتی۔ تقاضائے وقت پر آپ نے خارج نماز میں بھی دعا کر لی۔ اور ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ آپکا سارا ہی وقت دعاؤں میں گذرتا تھا لیکن نماز خاص خزینہ دعاؤں کا ہے جو مومن کو دیا گیا ہے اس لیے اسکا فرض ہے کہ جب تک اسکو درست نہ کرے اور طرف توجہ نہ کرے کیونکہ جب نفل سے فرض جاتا رہے تو فرض کو مقدم کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص ذوق اور حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو پھر خارج نماز میں بے شک دعائیں کرے ہم منع نہیں کرتے ہم **تقدیم نماز** کی چاہتے ہیں اور یہی ہماری غرض ہے مگر لوگ آجکل نماز کی قدر نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ خداتعالے سے بہت بُعد ہو گیا۔ مومن کے لیے نماز معراج ہے اور وہ اس سے ہی اطمینان قلب پاتا ہے۔ کیونکہ نماز میں اللہ تعالی کی حمد اور اپنی عبودیت کا اقرار۔ استغفار۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود غرض وہ سب امور جو روحانی ترقی کے لیے ضروری ہیں موجود ہیں ہمارے دل میں اس کے متعلق بہت سی باتیں ہیں جنکو الفاظ پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ بعض سمجھ لیتے ہیں اور بعض رہ جاتے ہیں مگر ہمارا کام یہ ہے کہ ہم تھکتے نہیں کہتے جاتے ہیں جو سعید ہوتے ہیں اور جنکو فراست دی گئی ہے وہ سمجھ لیتے ہیں

سائل۔ ایک شخص نے رسالہ لکھا تھا کہ ساری نماز اپنی ہی زبان میں پڑھنی چاہیے

حضرت اقدس۔ وہ اور طریق ہوگا جس سے ہم متفق نہیں قرآن شریف بابرکت کتاب ہے اور رب جلیل کا کلام ہے اسکو چھوڑنا نہیں چاہیے ہم نے تو ان لوگوں کے لیے دعاؤں کے واسطے کہا ہے جو اُمّی ہیں اور پورے طور پر اپنے مقاصد عرض نہیں کر سکتے انکو چاہیے کہ اپنی زبان میں دعا کر لیں۔ ان لوگوں کی حالت تو یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ فتح محمد ایک شخص تھا اس کی چچی بہت بڈھی ہو گئی تھی اُس نے کلمہ کے معنے پوچھے تو اسکو کیا معلوم تھا کہ کیا ہیں اُس نے بتائے۔ تو اُس عورت نے پوچھا کہ محمد مرد تھا یا عورت تھی جب اُسکو بتایا گیا کہ وہ مرد تھا تو وہ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگی کہ پھر کیا میں اتنی عمر تک بیگانے مرد ہی کا نام لیتی رہی؟

یہ حالت مسلمانوں کی ہو گئی ہے۔

خطبہ

جو ۱۷ اکتوبر کو حضرۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ نے پڑھا

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ الی الرکوع

محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جنکو حضور کی معیت نصیب ہوئی۔ اُن میں دو بڑی عظیم الشان صفات ہیں کفار کے مقابلہ میں بڑے شدید ہیں اور آپس میں بڑے رحیم ہیں۔

اس آیت میں غور کرنے سے بڑے بڑے سبق ملتے ہیں۔ دنیا میں جو قوم خدا تعالے کی برکات اور امداد کو حاصل کرتی ہے خواہ سیاسی اور تمدنی امور میں یا باطنی اور روحانی مطالب میں غرض ان مقاصد اور اغراض کی تکمیل اور ان برکات اور امداد کے حصول کی راہ بیان کی گئی ہے یاد رہے کہ جو قوم ایسی قوۃ قلبی اور شجاعت رکھتی ہے کہ دوسری قومیں (جو اس سے مخالف ہیں خواہ وہ ہزار کیوں نہ ہوں) اسپر اپنا اثر نہ ڈال سکیں ضروری ہے کہ وہ قوم آپس میں رحیم کریم ہو۔ اور ہر ایک اخوت رکھتا ہو۔ اپنے بھائی کے مقابلہ میں بجز ... سے کسی فرد کو نخوت و تکبر نہ ہو یہی ایک صفت ہے جو قوم کو دوسروں کے اثر سے متاثر ہونے سے بچا لیتی ہے؟ یا یوں کہو کہ اگر کوئی قوم ایسے افراد کا مجموعہ ہو کہ جن میں باہم رفق و محبت اور رحم و مروت اسدرجہ پر ہو کہ حقیقی اخوت کے تمام آثار اُنمیں پائے جائیں تو یہ ضروری ہوگا کہ وہ قوم اپنے مخالفوں کے اثر سے متاثر نہ ہو

اسبات کو ہمیشہ حضور دل سے یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم نے ہر ایسی بات بیان کی ہے جو قوم کو قوم بنانے کے لیے ضروری ہے اور جس سے سچی فلاح اور اصلاح قوم کی ہو سکتی ہے اور ان ذرائع اور طرق میں سے یہ بھی ایک ضروری راہ ہے کہ قوم میں قوم بننے والا مصلح اپنی ایسی تاثیر ڈالے کہ اس سے وہ ایسی قوی القلب ہو جاوے کہ دوسروں کا اثر ہی اسپر نہ ہو سکے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کتنی قوۃ قدسی اور کمال تاثیر ہے کہ آپ نے ایک ایسی قوم بنائی جس کے یہ دو عظیم الشان صفات کہ وہ آپس میں رحیم کریم اور کفار پر شدید ہیں۔ اللہ تعالے خود بیان فرماتا ہے۔

قرآن شریف کے اس طرز بیان اور ترتیب پر غور کرنے سے یہ ذوق اور لطف اور بھی بڑھ جاتا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا کامل اور مزکی انسان تھا اللہ تعالے قادر تھا کہ وہ اس آیت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع فرماتا مگر یہ کیا راز ہے جو محمد رسول اللہ سے شروع کیا؟ خدا تعالی کی حکیم اور مجید کتاب جو ہر لغت کے استعمال میں ایک سچا اور زندہ سائنس اور فلسفہ رکھتی ہے اس نے محمد رسول اللہ کہنے میں اس امر کیطرف صریح اشارہ کیا ہے کہ **کامیابی کے لیے محمدی قوم ہونا چاہیے** یا بتغیر الفاظ یوں کہو کہ محمدی قوم ہی کامیاب ہوگی۔ **محمدی قوم کیونکر بن سکتی ہے؟** اس قوم سے جو ہر فرد کی ہر حرکت و سکون قابل حمد ہو۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیوں کامیاب ہوئے اس لیے کہ وہ محمد تھے صلے اللہ علیہ وسلم۔ محمدیت کی فطرۃ میں ہے کہ وہ کامیاب ہو۔ جو قوم اپنے اندر اس قوت اور اثر کو لیتی ہے ضرور ہے کہ وہ کامیاب ہو اسی لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **اسوۂ حسنہ** قرار دیا گیا ہے۔

دنیا کی قدیم تاریخ پڑھو اور قوموں کے زوال کے اسباب مطالعہ کرو معلوم ہوگا کہ جب کوئی قوم محمدیت سے الگ ہوئی اور اُس نے خدا تعالے کی صفات کا جیانہ کر کے اُنکی بے حرمتی کی اور اپنے افعال اور اعمال سے خدا کی حمد نہ کی اور اسطرح جو اس قوم میں محمدیت کا اثر نہ رہا اسپر ہلاکت آئی ہے بابل جیسے قدیم شہر جس میں کئی لاکھ انسان رہتے تھے فسق و فجور کے باعث ہلاک ہو گئے بغداد جو مستعصم باللہ کے زمانہ میں بڑا بارونق شہر اور عروس دنیا کہلاتا تھا جب اسے ہلاکو خان نے ایک رافضی ملا کے اشارہ سے تباہ کیا اور ۴۰ لاکھ علما فضلا ہلاک ہوئے اسوقت اُسکی کیا حالت تھی؟ فسق و فجور تعیش اور شہوۃ البطن اور حیوانی اور بہیمی خواہش ایسی غالب ہو گئی تھیں کہ وہ بالطبع چاہتی تھیں کہ انپر تباہی آوے۔ دہلی کے قلعہ کی جب تباہی ہوئی۔ اُسوقت ایسی ہی حالت تھی صلحا نکل گئے تھے اور یہانتک بدکاری اور حرامکاری پھیل گئی تھی کہ شہزادے غیر عورتوں سے اور انکی عورتیں غیر مردوں سے سیاہ کاری کرتی تھیں ایسی حالت میں خدا کا غضب بھڑکا اور اُسنے اُسے تباہ کر دیا۔ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالی نے آسمان اور زمین کا نظام حق و حکمت سے بھرا ہوا بنایا ہے اور زمین کبھی بھی زنا کی برداشت نہیں کر سکتی جب یہ سیاہ کاری اُسکی پشت پر حد سے گذر نے لگتی ہے تو وہ اپنا تختہ الٹنا چاہتی ہے اور خدا تعالی تباہی کی کوئی صورت پیدا کر دیتا ہے غرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جو شروع کیا اسمیں اشارہ مقصود تھا کہ **محمدیت ہی کامیاب ہوگی** محمد کے معنی ہیں جو بڑا حمد کیا گیا ہے کاش عیسائی اس لفظ ہی میں غور کرتے اگر وہ خدا کو مدبر بالارادہ اور مشیت پر سچا حکم نافذ کرنیوالا مانتے اور عجز و ناتوانی سے پاک اسکی صفات کو یقین کرتے تو محمد نام ہی ہزاروں براہین صداقت اپنے اندر رکھتا تھا کیونکہ اس نام میں ہزاروں ہزار پیشگوئیاں موجود ہیں؟ منجملہ اُن کے کیا یہ کم پیشگوئی ہے کہ آج روئے زمین پر ۹۵ کروڑ انسان ہر وقت اور ہر آن اللھم صل علی محمد و آل محمد و بارک و سلم پڑھتے ہیں۔ دنیا میں کسی انسان کا نام لو

اطلاع حکیم فضل الدین صاحب مندرجہ ذیل اطلاع شائع کرتے ہیں (۱) بعض پیکٹ جو پیڈ روانہ کیے جاتے ہیں ڈاک خانہ کی غفلت کی وجہ سے گم ہو جاتے ہیں۔ جنکا بوجھ دفتر پر پڑتا ہے

جسکی اسقدر حمد کی گئی ہو ؟ اور کیجاتی ہو کیا یہ ناگہانی اور اتفاقی باتیں ہیں خدا تعالے مدبر بالارادہ ہے اور اسکا نظام حکیمانہ ہے اسکا علم تام اور کامل ہے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اپنے زمانہ میں اپنے ہمعصروں کے سامنے یہ کہا **وقد لبثت فیکم عمرًا** یہ کسی قوت اور احساس شوکت اور احساس بصیرت سے کہا ہے یعنی میں چالیس برس تک تمہاری اسی آزاد یا حتی سوسائٹی میں (جسمیں عرفاً کوئی بدی نہتھی جو نہو اور جو بڑی بیباکیوں اور دلیریوں اور عرفی مشارٌ الیہ بدیوں کا مجموعہ تھی) رہا ہوں اور پھر کس شوکت اور بصیرت سے کہتے ہیں **اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ** تم کیوں عقل نہیں کرتے

کیا ایسا پر شوکت دعویٰ (جس میں مدعی کی راستبازی اور اُسکی پاک اور بے لوث زندگی کا زبردست ثبوت اور قلبی احساس ہے) کرنا آسان ہے ؟ بڑے بڑے ظالم نکتہ چیں بھی آپکو الامین اور المامون کہتے تھے اپنے ہمعصروں کے سامنے اپنی پاک اور بے لوث زندگی کا دعویٰ کرنا اور انکا اُسپر کوئی حرف نہ رکھہ سکنا یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ؟ اگر خدا ترس دل لیکر کوئی غور کرے تو آپکی عصمت اور مطہر اور مزکی ہونیکی زبردست دلیل ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایکبار ایک صحابی نے ایک شخصکو آنحضرت پر سب اور ذم کرتے سنا اُسنے آکر حضور میں عرض کیا فرمایا **اَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ مُذَمَّمٌ**۔ آہا ؟ محمد کیسا پیارا نام ہے پہلی تو اس ذم اور سب کرنیوالے نے بھی محمد کہہ لیا جسکی بات بات میں حسن اور جس کے سراپا میں کوئی عیب نہیں ہو پھر اسکا ذم کیا تو اپنا ذم کیا + یہ بڑے غور کی بات ہے کہ جب آپکے ہمعصروں کی سوسائٹی آپکو الامین المامون اور المحمد کہتی ہے تو پھر کیا یہ خدائی کو پہونچتا ہے کہ وہ آپکی ذم کرے ؟

مجھے عیسائیوں کی گندہ اور سفلہ باتوں پر ہمیشہ افسوس ہوا ہے کہ یہ کیسی سوسائٹی ہے جسکا کام ذم کے سوا اور کچھہ نہیں - میں اللہ تعالے کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جب سے میں نے انکی کتابیں پڑھی ہیں بڑی بصیرت کے ساتھ (اور اس بصیرت میں حضرت امام کے سبب سے بہت بڑی ترقی ہوئی) اس نتیجہ پر پہونچا ہوں - کہ اس قوم سے بڑھ کر کوئی بیوقوف اور نادان قوم نہیں ہو سکتی - میں سچ کہتا ہوں کہ انکی نکتہ چینیوں اور اعتراضوں کو دیکھکر مجھے ان کے منطق اور فلسفہ پر بھی اعتماد نہیں رہا - میں بیشک انکی دانشمندی اور زیرکی کا قائل ہو جاتا - اگر یہ قوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر لیتی + کیونکہ آپکی صداقت اور سچائی ایسی روشن اور واضح ہے کہ بجز ایسے احمق اور نادان و نابینا کے جو روز روشن میں بھی آفتاب کو نہیں دیکھہ سکتا کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا - پھر یہ قوم جب انکار کرتی ہے تو اسکی دانشمندی اور زیرکی کا قائل ہونا اپنی حماقت اور نادانی کا ثبوت دینا ہے مادی دنیا کے کیڑے انکی مشینوں اور انجنوں کو دیکھکر حیران ہو جاتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ مشینیں اور یہ انجن ان رہٹوں اور بیلنوں سے بڑھ کر نہیں ساری مشینوں کا راز ایک ہی ہے - مادی باتوں پر دھوکا مت کھاؤ - علوم صحیحہ کو پانا اور حقائق الاشیا کو حاصل کرنا اور اللہ تعالے کو جمیع صفات کاملہ موصوف ماننا (جیساکہ انبیاء علیہم السلام نے آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک تعلیم دی اور اسوقت خدا کے برگزیدہ و مطہر مسیح موعود نے سمجھایا اور دکھایا ہے کہ وہ **لم یلد ولم یولد** ہے حدوث اور تغیرات سے پاک ہے مار کھانے اور اپنا عجز دکھانے سے مبرا ہے **لا تدرکه الابصار** اس کی صفت ہے غرض وہ ایسا خدا ہے جو انسانی فطرت چاہتی ہے اور جسکو قرآن شریف نے **الحمد للہ** کہکر پیش کیا ہے) ایک الگ امر ہے اور مادی اشیا پر مٹنا دوسری بات + ان میں اتنا ہی فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں ہے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان کو آسمانی بناتا ہے اور یہ مادہ پرست زمینی

غرض محمد کا لفظ اس آیت کے شروع میں رکھکر یہ ترغیب دینا ہے کہ جو قوم آپ کی معیت میں طیار ہوتی ہے اس میں محمدیت ہونی چاہیے - اور اسکی دو نشانیں لازم ہیں غیر قوموں کے مقابل شدید ہوں یعنی ان کے اثر سے متاثر نہوں - اور آپسمیں رحیم ہوں - یاد رکھو کہ کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی جبتک آپسمیں رحیم نہو - اور یہ رنگ اسمیں نہیں آسکتا جبتک کہ محمدیت کے رنگ سے رنگین نہ ہو اور محمدیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ قوم جو قوم بنا چاہتی ہے محمد کی معیت میں ہو۔

اسوقت خدا تعالیٰ نے اپنا فضل اور کرم کیا ہے ہماری جماعت کو خصوصیت کے ساتھہ اس آیۃ میں غور کرنی چاہیے کیونکہ خدا تعالیٰ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے جیساکہ سورہ جمعہ میں کہا گیا تھا **واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم** یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک تو صحابہ کو بلا واسطہ مزکی اور مطہر کرنے والے ہیں اور ایک اور قوم آنیوالی ہے اُس کے معلم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے تمام محدثین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ اخرین منهم مسیح موعود کی جماعت ہے - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اس جماعت کے بھی معلم ہیں جیساکہ اس آیۃ سے صاف معلوم ہوتا ہے اس لیے یہ بات بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا بروز ہے اور ظل ہے - اور یہی وجہ ہے کہ حدیثوں میں بھی دو ہی زمانے مبارک ٹھہرائے گئے ہیں آنحضرت کا زمانہ مہدی کا زمانہ جو وہ بھی آپ ہی کا زمانہ ہے - غرض اسوقت خدا تعالے نے مقدر کیا ہوا تھا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **غلام** ہو کر آپ ہی کی چادر کے نیچے سے بر آمد ہو اور پھر وہ محمدیۃ قائم کرے۔

چنانچہ اسطرح پر بلا تفاوت ہوئے

نیم شبی دعاؤں اور گدازش سے بھری ہوئی آمین کو ہماری جماعت کے حق میں قبول کرے اور ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ان صفات سے موصوف کرے جو واقعی قوم بننے کے لیے ضروری ہیں آمین

ندوۃ العلما کا نواں اجلاس
اور
سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

الحکم کے ناظرین کو ان اشتہارات کے ذریعہ جو وقتاً فوقتاً اراکین ندوہ کیطرف سے الحکم میں شائع ہوئے اتنا معلوم ہو چکا ہے کہ امسال ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ جو نواں جلسہ تھا ۹-۱۰-۱۱ اکتوبر امرتسر منعقد ہونیوالا تھا جو ان مقررہ تاریخوں پر ہوا + گذشتہ اجلاس کی تقریب پر ندوہ نے ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ السلام کو بھی مدعو کیا تھا مگر آپ کیطرف سے ایک مبسوط خط تبلیغ کیطور پر مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے بھیجا الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو شائع کر دیا تھا جسکا کوئی جواب ندوہ کیطرف سے نہیں دیا گیا تھا۔

رسل مسیح موعود ندوہ کے جلسہ پر

امسال امرتسر ہونیوالی اجلاس پر خاکسار ایڈیٹر الحکم کو مدعو کیا گیا تھا اور بعض خطوط اور اشتہار اس قسم کے شائع کیے گئے تھے اور بھیجے گئے تھے جنمیں حضرۃ مسیح موعود کو جلسہ ندوہ پر ندوہ کے نادان دوستوں نے اگر فیصلہ مسائل متنازعہ کی دعوۃ کی تھی اس لیے بھی اور تبلیغ کے لحاظ سے بھی حضرت نے مناسب سمجھا کہ ایک وفد اس تقریب پر ندوہ کے جلسہ پر بھیجا جاوے چنانچہ جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کی صدارت پر مسیح موعود کے رسل اس موقع پر تبلیغ کے لیے ۹ر اکتوبر کی صبحکو دار الامان سے روانہ ہوئے + ہم ناظرین کو تمام کوائف سے مطلع کرنے کے لیے ساری روئداد کو تفصیلی طور پر لکھیں گے۔

ہماری روانگی

۹ر اکتوبر کی صبحکو ہمارا قافلہ بصدارت حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امرتسر کو روانہ ہوا اور ۱۰ بجے کے بعد ہم امرتسر سٹیشن پر پہونچے۔

ندوہ کے والنٹیر اور ہم

جب ہم ریلوے سٹیشن پر پہونچے تو چند نوجوان لڑکے جنکی ڈیوٹی یہ قرار دی گئی تھی کہ وہ ریلوے سٹیشن سے ندوہ میں شریک ہونیوالے مہمان کو اسلامیہ سکول کی بلڈنگ میں (جہاں یہ جلسہ ہونیوالا تھا) لے جائیں یہ نوجوان ندوہ کے والنٹیر کہلاتے تھے اور ان کے سینہ پر "خادم ندوہ" کے بیج لگے ہوئے تھے + گاڑی سے اترتے ہی یہ لوگ ہم سے ملے اور انھوں نے ہم میں سے ہر واحد سے پوچھنا شروع کیا کہ "کیا آپ ندوہ کے مہمان ہیں" مگر ہماری طرف سے انکو یہ جواب دیا گیا کہ ہم ندوہ کے مہمان نہیں بلکہ ندوہ کو دعوت کرنے کے لیے آئے ہیں اور اس لحاظ سے میزبان ہیں + غرض پلیٹ فارم سے نکل کر ہم باہر آگئے اور ہمارے امیر جناب مولوی سید محمد احسن صاحب کے ایما اور مشورہ سے یہ قرار پایا کہ سب سے اول یہ کام کرنا چاہیے کہ حافظ محمد یوسف صاحب اور سکرٹری ندوۃ العلما کو دو

ہماری کارروائی

رجسٹرڈ خط روانہ کیے جاویں چنانچہ مندرجہ ذیل دو خط امرتسر کے بڑے ڈاکخانہ میں رجسٹری کرا کر بھیج دیے گئے

پہلا خط سکرٹری ندوہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی - بخدمت جناب سکرٹری صاحب ندوۃ العلما - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - میں اس رجسٹری شدہ چٹھی کے ذریعہ آپکو ضروری امر کیطرف توجہ دلانی چاہتا ہوں - حافظ محمد یوسف نے بذریعہ ایک اشتہار ندوۃ العلما کے اجلاس پر ہمیں فیصلہ کے لیے مدعو کیا ہے اور ایسا ہی مولوی احمد حسن ایڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ نے بذریعہ خط کے ہمیں مدعو کیا ہے کہ ندوۃ العلما کے جلسہ پر آکر علماء ندوہ کے سامنے مسائل متنازعہ کا فیصلہ کیا جاوے مگر ندوہ کیطرف سے کوئی چٹھی ہمیں اس امر کے متعلق نہیں ملی کہ انھوں نے حافظ محمد یوسف کے اشتہار کے موافق یا شحنہ ہند کے ایڈیٹر کے خط کے مطابق اس معاملہ میں فیصلہ کرنے کا کوئی رزولیوشن پاس کیا ہے یا نہیں - ۹ اور وہ اس کام کے لیے طیار ہے یا نہیں اسلیے آپکو اس ضروری رجسٹرڈ خط کے ذریعہ تکلیف دیجاتی ہے کہ آپ بواپسی ڈاک اطلاع دیں کہ ندوہ کے کون کون سے علما اس کام کے لیے منتخب کیے گئے ہیں یا ندوہ نے انکو کوئی اجازت اس موقع پر ایسا فیصلہ کرنیکی نہیں دی امید ہے کہ آپ اصل معاملات سے اطلاع دینگے اور ان ریزولیوشنز کی نقل بھی بھیج دینگے جو اس کے متعلق ندوہ نے پاس کیے ہیں - خاکسار معہ ایک جماعت علما کے آج ۱۰ بجے امرتسر پہونچ گیا ہے اور ندوہ کے اجلاس کے اختتام تک یہاں قیام کرے گا جواب آج ہی ملنا چاہیے خاکسار سید محمد احسن امروہی ۹ر اکتوبر ۱۹۰۲ء ۱۰ بجے دن کے۔

دوسرا خط حافظ محمد یوسف کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی - حافظ محمد یوسف صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ما استکبر و ما ابیٰ - آپکا ایک اشتہار بغرض فیصلہ بتقریب جلسہ ندوۃ العلما شائع ہوا اور ہمیں ملا ہے - اس اشتہار کے موافق خاکسار معہ ایک جماعت علما کے اس موقع پر محض خدا تعالیٰ کے لیے ایک ضروری امر کے فیصلہ کے لیے یہاں امرتسر آگیا ہے اسلیے خط مختصراً بصیغہ رجسٹری آپکو بھیجا جاتا ہے کہ آپ بواپسی ڈاک اطلاع دیں کہ ندوۃ العلما کے کون کون سے عالم اس فیصلہ کے لیے آپ نے منتخب کیے ہیں تاکہ بعد شرائط کے تصفیہ کے بعد اصل مضمون کے متعلق فیصلہ ہو جاوے اور اپنے اشتہار کی صداقت کے لیے ندوۃ العلما کی اس چٹھی یا ریزولیوشن کی نقل بھی ارسال کریں جس کے رو سے آپ نے اس جلسہ پر فیصلہ کے لیے ہمیں مدعو کیا ہے کیونکہ ندوہ کی اجازت اور منظوری بغیر ہمیں امید نہیں کہ آپ نے ایسا کیا ہو اور اسلیے ندوۃ العلما کو ہمنے آپکے اشتہار کے موافق اپنا مخاطب سمجھا ہے - اس خط کا جواب آپ میاں حبیب اللہ صاحب مختار عدالت کے مکان کڑہ جیمل سنگھ امرتسر کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بیرونجات سے اکثر مریض جو کسی وجہ سے قادیان نہیں پہنچ سکتے حضرت مولانا و مرشدنا حکیم الامت مولوی نورالدین صاحب کو اپنے مقام پر بلا کر علاج کرانے کی درخواست کرتے ہیں چونکہ صاحب ممدوح بباعث اہم مقاصد دینی کے دارالامان سے ایک لحظہ کے لیے بھی باہر جانا گوارا نہیں کرتے اسلیے طلبگار محروم رہتے ہیں خاکسار نے اس دقت کے رفع کرنے کے لیے صاحب ممدوح سے یہ اجازت حاصل کی ہے کہ ایسے لوگوں کے طلب کرنے پر بنفسہ نفیس حسب اقتضائے حال و حیثیت مریض ان کے پاس پہونچکر معالجہ کروں اور ضرورۃ کے وقت بعد اطلاع دہی اسباب علامات مرض حضرت ممدوح سے ہدایات بھی حاصل کرتا رہوں۔

مینے تعلیم طب حضرۃ ممدوح سے حاصل کرنے کے بعد ایک عرصہ انکی زیر نگرانی اور کچھ سال علحدہ ان تین میں بکامیابی تجربہ حاصل کیا۔ خدا کے فضل سے میرے طرز علاج کو عام پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ میرے بیان مندرجہ بالا کی تصدیق مولانا ممدوح کی تصدیق سے ظاہر ہے۔

مینے یہ بھی التزام کیا ہے کہ مریض کے مفصل حالات لکھیے اور سمجھنے پر اسکی درخواست پر خود مجرب دوائی طیار کر کے بذریعہ وی پی ارسال کردیا کرونگا

خاکسار محمد دین طبیب۔ گوجرانوالہ۔

دروازہ کھیالی۔

تصدیق

میں تصدیق کرتا ہوں کہ حکیم محمد الدین صاحب کا اشتہار راستبازی پر مبنی ہے

نورالدین۔ از قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۲ء

توسیع مکان کا چندہ

حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض نے کشتی نوح کے آخر میں جو اعلان چندہ توسیع مکان کیلیے دیا ہے اسپر ہماری جماعت کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیے۔ حضرۃ چاہتے ہیں کہ یہ مکان نومبر میں بالکل طیار ہو جاوے۔ یوماً فیوماً طاعون ملک میں بڑھ رہی ہے اور جس غرض کیلیے یہ مکان طیار کیا جاتا ہے وہ اسیصورت میں پوری ہو سکتی ہے کہ نومبر میں یہ عمارت ختم ہو دو ہزار روپے کا تخمینہ کیا گیا ہے جسمیں قادیان کی جماعت میں سو روپے سے زائد چندہ ہو گیا ہے اب ۱۹۰۰ روپے کی ضرورت ہے جو دو ہفتہ کے اندر اندر ہونا چاہیے حضرۃ کے مقاصد کی تکمیل اور اپنے امام کے فرمان کی تعمیل میں شوق سے حصہ لینے والے احباب جلدی کریں چندہ مولوی عبدالکریم صاحب کے نام قادیان آنا چاہیے اور کوپن بھی آرڈر پر چندہ توسیع مکان لکھدیا جاوے۔ مناسب سمجھا گیا ہے الحکم کے ذریعہ بھی رسید ملتی رہیگی یہ اطلاع حضرۃ اقدس کے حکم اور ایما سے لکھی گئی ہے اسلیے اسکو معمولی تحریک نہ سمجھی جاوے + +

قبر مسیح کے اعلان کی اشاعت میں اعانت

گذشتہ ہفتہ اس اعلان کی اشاعت کیلیے ہم نے چندہ کی تحریک کی ہے یہ اشتہار بھی چونکہ بہت جلد روانہ ہونا ضروری ہے اسلیے اسطرف بھی بہت جلد توجہ کی ضرورت ہے۔ جسقدر پیکٹ کوئی شخص اپنے خرچ سے روانہ کرانا چاہے وہ آدہ آنہ فی پیکٹ کے حساب سے بہت جلد بخدمت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے پاس قادیان میں بھیجدے اسقدر مختصر تحریر ہمارے نزدیک حقائق پسند قوم کیلیے کافی ہے۔

ہماری اپنی گذارش

جن احباب کے ذمہ الحکم کی کسی قدر بھی قیمت باقی ہے وہ اپنی جگہ الحکم کا وی پی لینے میں کوئی عذر نہیں رکھتے ہونگے۔ نومبر کے آخر تک سنہ ۱۹۰۲ء کا سارا حساب بیباق ہونا چاہیے۔ اور اسوقت تک جب بقایا کی فردیں طیار ہوئی ہیں تو معلوم ہوا ہے کہ قریباً ایکہزار روپیہ سنہ ۱۹۰۲ء کے آخر تک ہمارے خریداروں کے ذمہ مد بقایا میں ہیں۔ جبکہ بوجہ تعمیر دفتر الحکم ہماری قوم کا عزیز ترین خادم الحکم کئی سو روپیہ کا زیر بار ہے وہ اسکی ضرورتوں کو محسوس کر کے اسکا واجب الطلب روپیہ کا وی پی لینے میں کوئی تامل نہ کرینگے یہ سلسلہ وی پی کا جاری ہے اگر کسی صاحب کو اپنے حساب میں کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت میں رکھکر تصفیہ کر لیں۔ مگر وی پی واپس نہ کریں جس سے مطبع کو دو چندہ زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ ہماری یہ آخری اطلاع صفائی حساب کے لیے ہے۔ الحکم کی ترقی اور بہتری کے لیے آیندہ اشاعت میں ہم ایک سرکلر لکھیں انشاء اللہ۔

کتاب آیات الرحمن جو حضرۃ اقدس کے ارشاد کے بموجب عصائے موسیٰ کے جواب میں حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی سلمہ اللہ نے تحریر فرمائی ہے طیار ہے خاکسار سراج الحق نعمانی سے ایک روپیہ قیمت میں مل سکتی ہے۔ اسکی خریداری میں جلد توجہ ہونی چاہیے +

(انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی شایع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریۃ
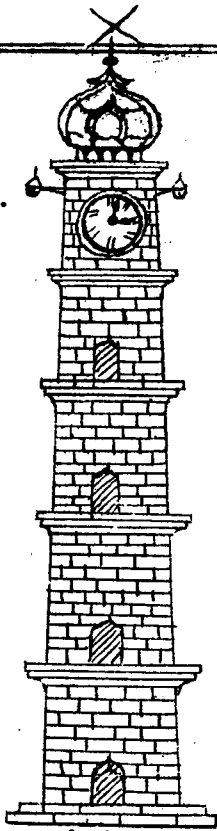
الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

منارۃ المسیح موعود

نمبر ۳۹ | دار الامان قادیان ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء مطابق ۴ رجب ۱۳۲۰ھ روز مبارک جمعہ | جلد ۶

حضرۃ امام الزمان کی ڈائری

مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے جب حضرۃ حجۃ اللہ تقریر ختم کر چکے تو مستفسر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ صاحب سفر السعادۃ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ نماز کے بعد دعا کی حدیث ثابت نہیں۔

حدیث پر میرا مذہب اسپر پھر حضرۃ اقدس نے سلسلہ کلام یوں شروع کیا۔ کہ میرا مذہب یہ ہے کہ حدیث کی بڑی تعظیم کرنی چاہیے کیونکہ یہ آنحضرت سے منسوب ہے جبتک قرآن شریف سے متعارض نہ ہو تو مستحسن یہی ہے کہ اسپر عمل کیا جاوے مگر نماز کے بعد دعا کے متعلق حدیث سے التزام ثابت نہیں ہمارا تو یہ اصول ہے کہ ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جاوے جو قرآن شریف کے مخالف نہ ہو۔

بیعت اس کے بعد دو تین آدمیوں نے بیعت کی درخواست کی اور آپ نے بیعت میں داخل کیا۔

مسٹر گیٹ اور ڈوئی مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ نے مسٹر گیٹ اور ڈوئی کے ایک جدید مدعی مسیحیت کے متعلق ولایت کے اخبار فری تھنکر سے دو نوٹ پڑھ کر سنائے۔ اور مفتی محمد صادق صاحب نے ڈاکٹر ڈوئی کے اخبار کے بعض پیرگراف سنائے۔

ڈوئی کے ذکر پر پھر حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے الیاس ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اپنے آپکو عہد نامہ کا رسول کہتا ہے۔ ہم نے اسکو دعوۃ کی ہے کہ اگر تو یسوع مسیح کو خدا سمجھتا ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا کیطرف سے مسیح موعود ہو کر آیا ہوں پس تو اس قسم کی دعا کر کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔ یہ جوش زیادہ تر مجھے اس لیے آیا ہے کہ اس نے تمام مسلمانوں کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی ہے یہ شخص اسلام کا بڑا دشمن ہے۔

مذہبی دنگل یہ زمانہ اس قسم کا آیا ہے کہ اللہ تعالے نے ایسے وسایل پیدا کر دیے ہیں کہ دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور

إِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ

کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں اور یہ ضروری امر ہے کہ انکا مقابلہ ہو۔ اور ان میں ایک ہی سچا ہوگا۔ اور غالب آئیگا۔

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

اسی طرف اشارہ کرتا ہے یہ مقابلہ مذاہب کا شروع ہو گیا ہے اور اس مذہبی کشتی کا

سلسلہ نری زبان تک ہی نہیں رہا۔ بلکہ قلم نے اس میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا ہے لاکھوں مذہبی رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ اسوقت مختلف مذاہب خصوصاً نصاریٰ کے جو حملے اسلام پر ہو رہے ہیں جو شخص ان حالات سے واقفیت رکھتا ہے اور اسے ان پر سوچنے کا موقع ملا ہے تو وہ ان ضرورتوں کو دیکھکر بے اختیار ہو کر اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اسلام کیطرف زیادہ توجہ کرے جو شخص اسلام پر ان حملوں کی رفتار کو دیکھتا ہے تو وہ اس ضرورۃ کو محسوس کرتا ہے لیکن جسکو کوئی خبر ہی نہیں ہے وہ ان نقصانوں کی بابت کیا کہہ سکتا ہے جو اسلام کو پہونچائے گئے ہیں۔ مسلمانوں نے نادان دوست کے رنگ میں اور غیر مذاہب والوں خصوصاً عیسائیوں نے دشمنی کے لباس میں۔ وہ تو یہی کہتا ہے کہ اسلام کا کیا بگڑا ہے؟ مگر اسے معلوم نہیں کہ اسلام کی ظاہری اور جسمانی صورت میں بھی ضعف آ گیا ہے وہ قوۃ اور شوکت اسلامی سلطنت کی نہیں اور دینی طور پر بھی وہ بات جو **مخلصین له الدین** میں سکھائی گئی تھی اسکا نمونہ نظر نہیں آتا ہے۔

اندرونی طور پر اسلام کی حالت بہت ضعیف ہو گئی ہے اور بیرونی حملہ آور چاہتے ہیں کہ اسلام کو نابود کر دیں ان کے نزدیک مسلمان کتوں اور خنزیروں سے بدتر ہیں انکی غرض اور ارادے یہی ہیں کہ وہ اسلام کو تباہ کر دیں اور مسلمانوں کو ہلاک کریں۔ اگر ایک سچے مسلمان کو ان ارادوں پر اطلاع ملے جو یہ لوگ اسلام کے خلاف رکھتے ہیں تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ ان کے تصور سے صدمہ ہی سے مر جاوے اب خدا کی کتاب کے بغیر اور اسکی تائید اور روشن نشانوں کے سوا انکا مقابلہ ممکن نہیں

اور اسی غرض کے لیے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

دجّال بھی کتاب ہی کا پیرو ہونا چاہیے ورنہ دجل کیا کیا یہ تحریف کرتے ہیں پہلے حاشیہ پر لکھتے ہیں پھر ان مطالب کو متن میں داخل کر لیتے ہیں اور اس طرح پر آئے دن انکی تحریف کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں جس میں انھوں نے انجیل کا ترجمہ نہیں کیا اور اپنے باطل عقیدوں کی اشاعت نہیں کی انھوں نے اپنی تحریروں اور رسالوں کے ذریعہ بہت بڑی نجاست اور گند کو پھیلایا ہے۔ انکی نیتیں اسلام کے لیے ہرگز بخیر نہیں ہیں آدم سے لیکر اسوقت تک ایسے مفسدی اور مضل پیدا نہیں ہوئے جیسی کہ یہ قوم ہے تو یہ قوۃ۔ شوکت جو آج انکو حاصل ہے اور کسیکو نہیں ہے میں پوچھتا ہوں کہ یہ قوم اسلام کے معدوم کرنے میں کسقدر کوشش کرتی ہے؟ اور کیا کیا طریق انھوں نے اختیار کیے ہیں؟ اور اپنے ارادوں اور کوششوں میں کہاں تک کامیابی اس نے حاصل کی ہے؟ اب اس سوال کا جواب سوچکر کوئی ہمیں بتاوے کہ جب یہ عظیم الشان فتنہ اور اسلام کے لیے دشمن ہے تو پھر اس کی پیشگوئی بھی تو ضرور ہونی چاہیے تھی پھر وہ کہاں ہے؟ قرآن شریف میں **ولا الضالین** تو کہا اگر دجال کوئی الگ چیز تھی تو چاہیے تھا **ولا الدجال** بھی کہا ہوتا۔ **غیر المغضوب** اور **ولا الضالین** کے متعلق تمام مفسر متفق ہیں کہ ان سے یہودی اور عیسائی مراد ہیں جب پانچ وقت نمازوں میں ان فتنوں سے بچنے کے لیے دعا تعلیم کی گئی ہے کہ **الضالین** سے نہ کرنا اور نہ مغضوب قوم میں سے بنانا تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سب سے بڑا اور اصل فتنہ یہی تھا۔ جو ام الفتن کہنا چاہیے۔

اور یا تو تکو جانے دو واقعات بھی تو کچھ چیز ہیں متشابہات کی بحث میں نہ پڑو۔ مگر یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ پیشگوئیوں کے وہ معنے ہوتے ہیں جو واقعات کی رو سے صحیح ثابت ہو جاویں۔ اب تیرہ سو برس گذر گئے اور محدثین کا اسپر اتفاق ہو گیا ہے کہ کوئی کشف اور الہام چودھویں صدی سے آگے نہیں جاتا۔ سب گویا بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی سے آگے نہیں خود عیسائی قوموں میں مسیح موعود کی بعثت کا وقت یہی سمجھا اور مانا جاتا ہے۔ اور قرائن مشہودہ محسوسہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں کہ آنے والے کے لیے یہی وقت ہے وہ علامات اور نشانات جو مقرر کیے گئے تھے سب اپنے اپنے وقت پر پورے ہو گئے **یاجوج ماجوج** بھی

من کل حدب ینسلون

کا نظارہ دکھا رہے ہیں اور **دجّال** بھی اپنے دجل اور فریب سے ایک عالم کو ہلاک کر رہا ہے مگر فرضی دجال جو مسلمانوں کے تخیل میں ہے اسکا ابھی نام و نشان نہیں۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ قرآن شریف میں تو لکھا ہوا ہے کہ

جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اور **اَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ** اور **اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ**

یعنی قیامت تک عیسائیوں کا وجود پایا جاتا ہے

لیکن یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود آ کر عیسائیوں سے لڑائی کرے گا میں کہتا ہوں کہ پھر وہ دجال کہاں گیا جس کی بابت کہتے ہیں کہ حرمین کے سوا اُسکا دخل ساری جگہ ہو گا۔ اس تناقض کا جواب ان کے پاس کیا ہے دجال تو کھوٹ کرنیوالا ہے اس لیے اسکے معنے تاجر کے بھی ہیں۔ سونے کا نام بھی دجال ہے اور شیطان کا بھی اصل یہی ہے کہ نصاری کی قوم جو اسلام کی تخریب کے درپے ہے اور طرح طرح کے مشن قائم کر کے اسلام کو نابود کرنا چاہتی ہے اور حق و باطل میں التباس کرتی ہے اور اپنی کتابوں کی تحریف کرتی ہے یہی وہ گروہ ہے جس پر دجال کا اطلاق ہوا ہے کیونکہ دجال تو گروہ کا نام ہے اور جو فطور اس نے پیدا کیا ہے وہ عام طور پر محسوس ہو چکا ہے جو بازار ارتداد کا یہاں گرم ہے وہ مصر اور دوسرے ممالک میں بھی ہو رہا ہے تو اب ایک دانشمند سوچے کہ اللہ تعالے نے جو فرضی دجال سے بچایا تو اس قریب تر آنیوالے آفت کا کوئی سامان نہیں کیا؟ اور اسکا ذکر تک بھی نہ کیا؟ یہ غلط ہے خدا نے ذکر کیا اور اس سے بچایا ہے ہمارے نزدیک یہی گروہ دجال ہے لغت میں گروہ ہی کے معنے ہیں یہی تحریف و تبدیل کرتے ہیں قرآن شریف کا اگر ترجمہ کرتے ہیں وہ بھی ایسا۔ اسلام کو معدوم کرنا اپنا فرض اور مدعا رکھتے ہیں۔ اور یہ گروہ نرے پادریانہ رنگ میں ہی اسلام پر حملہ آور نہیں بلکہ فلسفیانہ رنگ میں بھی حملہ کرتا ہے اور اپنی ذریت کو ایسی طرز پر تعلیم دینا چاہتا ہے کہ اعمال میں سُست ہو جاویں ناول ہیں تو اسطریق سے بھی انکو اسلام سے دور ہٹانا چاہتا ہے اور فسق و فجور کی زندگی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور تاریخ ہی تو اس رنگ میں بھی بداعتقادی اور بدظنی پھیلانے کا خواہشمند ہے غرض ہر پہلو سے اسلام سے بیزار کرانا چاہتا ہے اور یہ بات بالکل بدیہی ہے جو لوگ انکی پالیسی سے آگاہ ہیں اور ان کے مکائد اور اغراض کا علم رکھتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ انھوں نے اسلام کی مخالفت کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ شفاخانوں کے اجرا سے بھی یہی غرض ہے غرض جو پیرایہ اختیار کرتے ہیں اسمیں اسلام کی مخالفت اصل مدعا ہوتا ہے۔ اور ارتداد علت غائی ہوتی ہے یہ اسقدر طریق لیے پھرتے ہیں کہ فرضی دجال کے وہم و خیال میں بھی نہ ہوں گے۔

پھر بڑی غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن شریف نے ابتدا میں بھی انکا ہی ذکر کیا جیسے کہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پر سورہ فاتحہ کو ختم کیا اور پھر قرآن شریف کو بھی اسی پر تمام کیا کہ قل هو الله سے لے کر قل اعوذ برب الناس تک غور کرو۔ اور وسط قرآن میں بھی انکا ہی ذکر کیا اور تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ کہا بتاؤ اس دجال کا بھی کہیں ذکر کیا جسکا ایک خیالی نقشہ اپنے دلوں میں بنائے بیٹھے ہیں۔ پھر حدیث میں آیا ہے کہ دجال کے لیے سورہ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھو۔ اسمیں بھی انکا ہی ذکر ہے۔ اور احادیث میں ریل کا بھی ذکر ہے۔ غرض جہاں تک غور کیا جاوے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ امر ذہن میں آجاتا ہے کہ دجال سے مراد یہی نصاری کا گروہ ہے

دابة الارض

دابة الارض کے دو معنے ہیں ایک تو وہ علما جنکو آسمان سے حصہ نہیں ملا وہ زمین کے کیڑے ہیں دوسرے دابة الارض سے مراد طاعون ہے۔ دابة الارض کا نکلنا ضروری تھا قرآن شریف سے یہی ثابت ہے کہ جب تک انسان میں روحانیت پیدا نہ ہو یہ زمین کا کیڑا ہے اور طاعون کی نسبت بھی سب نبیوں نے پیشگوئی کی تھی کہ مسیح کے وقت پھیلے گی۔ تُكَلِّمُ النَّاسَ تکلیم کاٹنے کو بھی کہتے ہیں اور خود قرآن شریف نے ہی فیصلہ کر دیا ہے اس سے آگے لکھا ہے کہ وہ اسلیے لوگوں کو کھائے گی کہ ہمارے مامور پر ایمان نہیں لائے۔

یہ غور کرنے کے مقام ہیں اب زمانہ قریب آ گیا ہے اور لوگ سمجھ لیں گے۔ طاعون بڑا بھاری کتب مقدسہ اور احادیث میں مسیح موعود کا نشان ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے وقت میں بھی ہوئی تھی۔ خدا تعالی نے مجھے جو کچھ طاعون کی نسبت فرمایا ہے اُسے میں نے مفصل لکھدیا ہے یہ میرا نشان ہے جسقدر اسکا تعلق پنجاب سے ہے دوسرے حصہ ملک سے نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہ اصل جڑ اس کی پنجاب میں مخفی ہے۔ سہارنپور وغیرہ میں جو لوگ اس سلسلہ کو بُری نظر سے دیکھتے ہیں اسکی بڑی وجہ یہی ہے کہ پنجاب کیطرف سے تکفیر کا فتوی طیار ہوا ہے۔ اور پنجاب والوں نے پیشدستی کی ہے اور تہمتیں لگا کر بدنام کیا ہے۔ مگر اب جو یہ بلا آئی ہے سوچکر دیکھو تو دشمن اسی طریق سے مارے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو یہ خیال کرتے ہو کہ وہ زمین میں دفن ہوے اور حضرت عیسی کی نسبت یہ عقیدہ کہ وہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور پھر یہ کہ مسیح مُردے زندہ کرتے تھے اور وہ خالق بھی اور اُنھوں نے پرندے بنائے۔ یہاں تک کہ لاکھوں کروڑوں پرندے اب بھی موجود ہیں میں نے ایک اہل حدیث سے پوچھا کہ اگر دو جانور پیش کیے جاویں تو کیا آپ فرق کر سکتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ یہ مسیح کا ہے اور وہ خدا کا ہے اس نے یہی کہا کہ اب رل مل گئے ہیں اسلیے تمیز نہیں ہو سکتی۔ پھر جب حضرت عیسی کو خالق مانتے ہیں محیی مانتے ہیں عالم الغیب مانتے ہیں اور بقول ان کے قرآن میں انکی موت کا بھی کہیں ذکر نہیں تو پھر خدا بنانے میں کیا شک رہا۔ تعجب کی بات ہے کہ وہی متوفیک کا لفظ حضرت مسیح کی نسبت آئے تو اس کے معنے ہوں جسم سمیت آسمان پر اُٹھانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آئے تو کہدیا جائے کہ اس کے معنے ہیں مرنا۔ اب غور کر کے بتاؤ کہ عیسائیوں کو کتنا بڑا موقع اور ہتھیار حملہ کرنے کا آپ دے رہا ہے۔ اگر عیسائی سوال کریں تو پھر ان کے پاس کیا جواب ہے؟ آپ نہ پڑھ سکیں گے کہ اِنّی متوفیک یا فلما توفیتنی کیونکہ اس کے معنے

انھوں نے آسمان پر زندہ اُٹھانے کے کیے ہیں پھر کس آیت سے اُنکی وفات ثابت کریں گے اور خدائی کو باطل کریں گے۔

یقیناً سمجھو کہ ان ہتھیاروں سے ان پر فتح نہیں پا سکتے انپر فتح اور کسر صلیب کے لیے وہی ہتھیار اور حربہ ہے جو **خدا نے مجھے دیا ہے** بیشک مسلمانوں کو اس کی پرواہ نہیں کہ اسلام پر کیا آفت آرہی ہے مگر خدا تعالیٰ کو پرواہ ہے جسکا باغ ہے اسکو پرواہ ہے اُسکا باغ کاٹا جاتا ہے اور جلایا جاتا ہے برباد کیا جاتا ہے **اُس کی غیرت نے اُس کی حفاظت کے لیے تقاضا کیا ہے اور اب ایک سلسلہ خود اُس نے قائم کیا ہے اور کوئی نہیں ہے جو اس کو روک سکے۔**

۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

فرمایا دل اللہ کے قابو میں ہیں جب تک وہ سمجھانے پر نہ آئے دل کب کھلتا ہے اور کان کب سنتے ہیں۔

۲۔ منجملہ اسلام کی بہتری کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بڑے آدمی دیندار ہو جائیں اور یہ وقت پر مقدر ہے۔

۳۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ میں امرتسر میں شام کو گاڑی میں سوار ہو کر سیر کو نکلا۔ اور میں نے یہ کہہ رکھا تھا کہ جہاں ان مخالفوں کا جلسہ ہو وہاں ذرا گاڑی کو آہستہ کر دیا جاوے چنانچہ ایک مقام پر مولوی ابراہیم اور کچھ اور لوگ بیٹھے ہوئے تھے جب وہاں سے گاڑی گذری تو ایک شخص چھوٹا سا اشتہار لایا کہ حیات و وفات مسیح میں مباحثہ کر لیا جاوے میں نے اُسکو یہی جواب دیا کہ جو شخص اب بھی مسیح کی حیات کا قائل ہے اسکو ہم کَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۔ کا مصداق سمجھتے ہیں وہ ہمارا مخاطب نہیں ہے۔

پھر مولانا صاحب نے یہ بھی عرض کیا کہ میں نے یہ سوچ رکھا تھا کہ اگر مجھے کچھ کہنے کا موقع ملے تو یہ پیش کرونگا کہ حجاز ریلوے اب بڑی سرعت سے طیار ہو رہی ہے اور روئے زمین کے مسلمان اس چندہ میں شریک ہوئے ہیں حضرت اقدس سے تو اس میں کوئی چندہ بھی نہیں دیا لیکن کیا تمھیں معلوم نہیں کہ یہ بھی اسی کی صداقت کا ایک نشان ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے يُتْرَكُ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَىٰ عَلَيْهَا ۔ کسوف خسوف پہلے ہو چکا اور نشانات بھی پورے ہو گئے اب یہ بھی ہو ہی رہا اس لیے مولویوں کو چاہیے کہ وہ سلطان کے آگے جاکر رو بیٹھیں کہ یہ ریلوے نہ بنائی جاوے۔

فرمایا حقیقت میں یہ ریلوے مسیح موعود کا ایک نشان ہے قرآن شریف میں بھی اسکی طرف اشارہ ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ

۴۔ فرمایا دینداری تو تقویٰ کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ لوگ اگر غور کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ يُتْرَكُ الْقِلَاصُ میں ریل کیطرف اشارہ ہے کیونکہ اگر اس سے ریل مراد نہیں تو پھر انکا فرض ہے کہ وہ حادثہ بتائیں جس سے اونٹ ترک کیے جاوینگے پہلی کتابوں میں بھی اس امر کیطرف اشارہ ہے کہ اُسوقت آمد و رفت سہل ہو جاویگی۔ اصل تو یہ ہے کہ اسقدر نشانات پورے ہو چکے ہیں کہ یہ لوگ تو اس میدان سے بھاگ ہی گئے ہیں۔ جیسے کسوف خسوف رمضان میں کیا اس طرز پر نہیں ہوا جیسا کہ مہدی کی آیات کے لیے مقرر تھا اسی طرح ابتدائے آفرینش سے ایسی سواری بھی نہیں نکلی ہے

۵۔ فرمایا علامات دلالت کرتی ہیں کہ مسیح موعود پیدا ہو گیا ہے اگر یہ لوگ ہمکو نہیں مانتے تو پھر کسی اور کی تلاش کریں اور بتائیں کہ کون ہے کیونکہ جو نشانات اسکے مقرر کیے تھے وہ تو سب کے سب پورے ہو گئے۔

۶۔ محمد حسین اور صدیق حسن نے لکھا ہے کہ مہدی کی حدیثیں مجروح ہیں مہدی اور مسیح گویا ایک شعر کے دو مصرعہ ہیں جب ایک مصرعہ ٹوٹ گیا تو پھر دوسرا وزن پورا کرنے کے لیے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ ان کے لیے بڑی مشکلات ہیں۔

۷۔ عادۃ اللہ اسی طور پر جاری ہے کہ جب کوئی بات اسکی طرف سے پیدا ہوتی ہے تو لوگ اُسکو تعجب انگیز ہی سمجھتے ہیں۔ یہودی اپنے خیال میں انتظار ہی کرتے رہے اور آنیوالا مسیح اللہ وہ بنی گذر بھی گئے۔ تعجب کی بات ہے کہ ہمارے مخالفوں کے ہاتھ میں مسیح کی وفات کے متعلق کیا ہے جس سے انکو تسلی ملتی ہے۔

۸۔ ایک صاحب شاہجہان پور سے آنے والے نے پوچھا کہ ۳ سالہ پیشگوئی سے کیا مراد ہے۔ فرمایا۔ ان تین سال کے اندر بہت سی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں وہ سب اسی کے ماتحت ہیں اور پھر یہ طاعون والی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کے ذریعہ قریباً دس ہزار لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوئے اور ابھی اڑھائی مہینے باقی ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو اور کوئی خاص عظیم الشان نشان بھی دکھاوے جو ان سب سے بڑھ کر ہو۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑے بڑے معجزے ظاہر ہوتے رہے لیکن مخالف یہی کہتے رہے فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ۔

۹۔ یہ کتاب جواب لکھی جا رہی ہے ہر قسم کے معجزات کا مجموعہ ہے استجابت دعا کا نمونہ اسمیں موجود ہے خوارق اور پیشگوئیوں کا یہ مجموعہ ہے۔ کوئی غور کرکے دیکھے کہ کیا طاعون ہم نے خود بنا لیا اور پھر اعجاز المسیح جیسا نشان ہے مَنَعَهُ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاءِ بھی اسی کے ساتھ ہے۔

۱۰۔ ایک علی گڑھی طالب العلم نے اپنی حالت کا ذکر کیا کہ نماز میں سستی ہو جاتی ہے اور میرے ہم مجلسوں نے اسپر اعتراض کیا اور ان کے اعتراض نے مجھے بہت کچھ متاثر کیا اس لیے

حضور کوئی علاج اس سستی کا بتائیں۔

فرمایا۔ جب تک خوف الٰہی دلپر طاری نہ ہو گناہ دور نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ جہانتک موقع ملے ملاقات کرتے رہو ہم تو اپنی جماعت کو قبر کے سر پر کیا چاہتے ہیں۔ کہ قبر ہر وقت مد نظر ہو۔ لیکن جو اسوقت نہیں سمجھے گا وہ آخر خدا کے قہری نشان سے سمجھیگا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آخری دنوں میں آسمان سے ایک وبا نازل کرے گا۔ اور اس سے ہلاک کر دیگا۔ اُن دنوں میں جب موت کا بازار گرم ہو اور خدا تعالیٰ کی گرفت کا سلسلہ شروع ہو جاوے تو بہ کرے اور سمجھے کہ زندگی ناچیز ہے اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ توبہ اور خدا تعالیٰ سے خوف اُسوقت مفید ہوتا ہے جبکہ خدا کا عذاب نہ آگیا ہو۔ خدا سے دور تر وہ ہے جو آنکھ کا اندھا اور دل کا سخت ہو اگر طاعون نہ آتی تو بھی ایک دانشمند اور سعید الفطرۃ کے لیے یہ سبق کافی تھا کہ لوگوں کے باپ دادا اور بزرگ مر گئے اور مرتے جاتے ہیں اور یہاں کوئی ہمیشہ رہ نہیں سکتا۔ لیکن اب تو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کے ذریعہ مجھے اطلاع دی کہ اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَ النُّفُوْسُ تُضَاعُ مرضیں پھیلینگی اور جانیں جائیں گی اور ایسا ہی فرمایا غَضِبْتُ غَضَبًا شَدِیْدًا میں سخت غضب میں بھر گیا ہوں یاد رکھو کہ یہ ساری باتیں ہونے والی ہیں اور انکے آثار تم دیکھتے ہو۔ پس لازم ہے کہ انسان ایسی حالت بنلے کہ فرشتے بھی اُس سے مصافحہ کریں ہماری بیعت سے تو یہ رنگ آنا چاہیے کہ خدا کی ہیبت اور جلال دلپر طاری رہے جس سے گناہ دور ہوں اگر ان پیشگوئیوں پر کسیکو ایمان نہ ہو تو کم از کم اتنا ہی سمجھے کہ اب تو ڈاکٹروں کی شہادت سے بھی معلوم ہو گیا ہے کہ خطرناک بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں جبکہ اب ایسا خوفناک نمونہ پیدا ہو گیا ہے تو وہ شخص کیسا ہی بد نصیب ہے جو اسوقت بھی غفلت سے زندگی بسر کرتا ہے۔

اسبات پر تمام کتابوں کا اتفاق ہے اور سب لوگ مانتے ہیں کہ آخری دنوں میں طاعون آئیگی سارے نبی اسکی خبر دیتے آئے ہیں اور یہ جو لکھا ہے کہ آخری دنوں میں توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔ اسکے یہی معنے ہیں کہ جب موت نے آکر پکڑ لیا پھر کیا فائدہ توبہ سے ہو گا۔ پکڑا ہوا تو ہر بندہ ہی عاجز ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ اور خدا کا خوف اور خشیت پابندی نماز سے ثابت ہوتی ہے۔ دیکھو انسان گورنمنٹ کے احکام کی کسقدر پابندی کرتا ہے پھر آسمانی گورنمنٹ کے احکام کی جسکو زمینی گورنمنٹ سے کوئی نسبت ہی نہیں کیوں قدر نہیں کرتا۔ یہ بڑا ہی خطرناک وقت ہے طاعون ایک عذاب الٰہی ہے۔ اس سے ڈرو۔ اور اچھا نمونہ دنیا کو دکھاؤ۔ اگر کوئی شخص سلسلہ میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے تو اس سے سلسلہ پر کوئی اعتراض نہیں آتا کیونکہ سمندر میں تو ہر ایک چیز ہوتی ہے لیکن وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور اسے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اسواسطے بہت دعائیں کرنی چاہییں تاکہ خدا تعالیٰ غفلت سے بیدار کرے۔ سستیوں اور غفلتوں سے گناہ آتے ہیں اور پھر خدا کے خوف کا نقشہ آنکھوں سے جاتا رہتا ہے پس اسوقت وہی سعید سعادت کے دامن کے اندر ہے جو اس خطرناک وقت میں ٹھٹھے کرنیوالوں کی مجلس میں نہ بیٹھے اور خدا سے تنہائی دعائیں کرے اور اس سے ڈرے کہ ایسا نہو رات کو یا دن کے کسی حصہ میں اسکا عذاب آجاوے۔

۱۱۔ پھر اسی نوجوان نے عرض کیا کہ انھوں نے یہ سوال بھی مجھ سے کیا کہ قرآن شریف تو محرف مبدل نہیں ہوا۔ کسی کے آنیکی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا کہ کیا خدا کیطرف سے کسی کے آنے کی ضرورت کا ایک یہی باعث ہے کہ قرآن شریف محرف مبدل ہو؟ اور علاوہ بریں قرآن شریف کی معنوی تحریف تو کی جاتی ہے جبکہ اُسمیں لکھا ہے کہ مسیح مر گیا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر چڑھ گیا اور تحریف کیا ہوتی ہے۔ یہی یہ لوگ تحریف تو کر رہے ہیں اور پھر مسلمانوں کی عملی حالت بہت ہی خراب ہو رہی ہے نیچریوں ہی کو دیکھو انھوں نے کیا چھوڑا ہے بہشت دوزخ کے وہ قائل نہیں ملائکہ کے وہ قائل نہیں وحی اور دعا اور معجزات کے وہ منکر ہیں انھوں نے یہودیوں کے بھی کان کاٹے یہاں تک کہ تثلیث میں بھی نجات مان لی۔ یہ حالت ہو چکی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ کسی آنے والے کی ضرورت نہیں؟ تعجب کی بات ہے کہ دنیا تو گناہ سے بھر گئی ہے مگر انکی حالت ایسی مسخ ہوئی ہے کہ وہ محسوس ہی نہیں کرتے کہ کسی مصلح کی بھی ضرورت ہے مگر عنقریب وقت آتا ہے کہ خدا تعالیٰ انکو معلوم کرائیگا اور اُس کے غضب کا ہاتھ اب نکلتا آتا ہے۔

زمانہ تو ایسا تھا کہ رو رو کر راتیں کاٹتے مگر ان کی اس شوخی سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہی بدبخت ہیں۔

۱۲۔ گناہ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ خدا کا خوف دلپر ہو۔ اور جب خدا چاہتا ہے تو اپنا خوف ڈالدیتا ہے۔ محبت بھی ایک ذریعہ گناہ سے بچنے کا ہے مگر یہ بہت اعلیٰ مقام ہے مگر خوف ایک عام ذریعہ ہے جس سے جوان بھی ڈرجاتا ہے خصوصاً ان دنوں میں بلکہ بعض طبیبوں کا قول ہے کہ جوانوں کو بڈھوں کی نسبت طاعون کا زیادہ خطرہ ہے کیونکہ خون میں زیادہ جوش ہوتا ہے۔ پس یہ دن جنکو خدا کے قہر کے دن کہے جاتے ہیں دراصل خدا کے رحم کے دن ہیں کیونکہ انسان کو بیدار کرنے والے اور غفلت کی زندگی سے نکالنے والے ہیں چونکہ لوگ غفلت اور گناہ سے باز نہ آتے تھے خدا نے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھائی۔ یقیناً یاد رکھو کہ اب دن برے آتے جاتے ہیں جیسا کہ سب نبیوں نے خبر دی تھی خدا نے اپنا پاک کلام بھیج کر یہی بھیجا کہ اب عقوبت کے دن آتے جاتے ہیں۔ جو اسوقت دعا کریگا اور زور لگائیگا کہ نمازوں میں اسکو رونا آئے اور اُسکا دل نرم ہو جائے

اللہ تعالیٰ اُسپر رحم کرے گا جبکہ شدہ تعلق ہو اور اُسوقت ڈرنے لگتا ہے تو پھر شریر اور حق شناس میں کیا فرق ہوا؟ غرض اُسوقت کے تعلقات جو خدا سے قائم کروگے وہ کام آئیں گے کیا اچھا کہا ہے حافظ نے ۔ شعر

چہ کاری عمر ناپید است بارے آن اولیٰ
کہ روزی واقعہ پیش نگارے خود باشیم

اور ایک یہ بھی علاج ہے کہ تا ہوں سے بچنے کا کہ کشتی نوح میں جو نصائح لکھی ہیں انکو ہر روز ایک بار پڑھ لیا کرو۔

دربار شام

۱۔ حضرۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب کی طبیعت کل ناساز تھی آج الحمد للہ اچھی تھی حال دریافت فرمایا اور پھر فرمایا کہ ہم نے جو تصرفات اللہ کے دیکھے ہیں اس سے تو بعض وقت دواؤں کا بھی خیال نہیں آتا ۔ بعض وقت بھکم دوا سے شفا ہوئی اور بعض وقت محض دعا سے ۔ میں نے دعا کی کہ بدون دوا کے شفا دے ۔ تو پھر اذن ہوا کہ ہم نے شفا دی اور شفا ہو گئی۔

۲۔ اس خدا پر ایمان لانے سے کیا مزہ جو قریب قریب بتوں کے ہو نہ سنتا ہو اور نہ جواب دے اُس خدا پر ایمان لانے سے مزہ آتا ہے جو قدرتوں والا خدا ہے جو ایسے خدا پر ایمان نہیں لاتا اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور تصرف پر ایمان نہیں رکھتا اسکا خدا بُت ہے اصل میں خدا تو ایک ہی ہے مگر تجلیات الگ ہیں جو اسباب کا پابند ہے اُس سے ایسا ہی سلوک ہوتا ہے اور جو متوکل ہے اس سے وہی۔

۳۔ اگر خدا ایسا ہی کمزور ہوتا تو پھر نبیوں سے بڑھ کر کوئی ناکام نہ ہوتا ۔ کیونکہ وہ اسباب پرست نہ تھے بلکہ خدا پرست اور متوکل تھے ۔

۴۔ اس کے بعد مولوی کرم الدین کے اس جھوٹ اور کذب و افترا پر ایک لطیف مضمون عالی جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر کا لکھا ہوا پڑھا گیا ۔ جو مولوی کرم دین نے سراج الاخبار مورخہ ۲۰ اکتوبر کے ذریعہ شائع کیا ہے حضرۃ اقدس نے اس مضمون کو از بس پسند فرمایا اور بہت ہی محظوظ ہوئے اور خدا تعالیٰ نے ایک جلیل القدر نشان کا ذکر کرتے ہیں جو اس کارروائی سے ظاہر ہوا ہے ۔ جس کے متعلق تفصیلی علم ناظرین کو دوسرے موقع پر انشاء اللہ معلوم ہوگا ۔

---

۱۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(دربار شام)

رویا بعد ادائے نماز مغرب حضرۃ اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ و السلام شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے تو آپ نے بیٹھتے ہی اپنی ایک رویا سُنائی کہ میں نے اپنے والد صاحب کو خواب میں دیکھا (دراصل ملائکہ کا تمثل تھا مگر آپ کی صورۃ میں) آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھڑی ہے گویا مجھے مارنے کے لیے ہے میں نے کہا کوئی اپنی اولاد کو بھی مارتا ہے جب میں یہ کہتا ہوں تو انکی آنکھیں پُر آب ہو جاتی ہیں پھر وہ ایسا ہی کرتے ہیں تو میں یہی کہتا ہوں آخر دو تین بار جب اسی طرح ہوا پھر میری آنکھ کھُل گئی ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک الہام میں یوں بھی فرمایا ہے اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ اور یہ قرآن شریف کی ایک آیت کے موافق بھی ہے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآؤُہٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ*

ختم نبوۃ ختم نبوۃ بھی ایک عجیب علمی سلسلہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوۃ کو بھی قائم رکھتا ہے اور اسی کے استفادہ سے ایک سلسلہ جاری کرتا ہے یہ تو ایک علمی بات ہے مگر کجا یہ کہ اس سلسلہ کو اُلٹ پلٹ کر دوسرے نبی کو لایا جاوے ۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور ارادہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا نبی آوے قطع نظر اس کے کہ وہ شریعت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ خواہ شریعت نہ بھی رکھتا ہو تب بھی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی آپ کے سوا اور آپ کے استفادہ سے الگ ہو کر نہیں آسکتا ۔ ساری براہین احمدیہ اس قسم کی باتوں سے بھری پڑی ہے اور بہت سے الہام اسکے ممد و معاون ہیں ۔

علاوہ اس کے کما استخلف الذین میں جو استخلاف کا وعدہ ہے یہ بھی اسی امر پر صاف دلیل ہے کہ کوئی پُرانا نبی اخیر تک نہ آوے ۔ ورنہ کما باطل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے کما کے نیچے تو مثیل کو رکھا ہے عین کو نہیں رکھا ۔ پھر یہ کسقدر غلطی اور جرأت ہے کہ خدا تعالیٰ کے منشا کے خلاف ایک بات اپنی طرف سے پیدا کر لی جاوے اور ایک نیا اعتقاد بنا لیا جاوے ۔

اور پھر کما میں مدت کی بھی تعیین ہے کیونکہ مسیح موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں آیا تھا اس لیے ضروری تھا کہ آنے والا محمدی مسیح بھی چودھویں صدی میں آئے غرض یہ آیت ان تمام امور کو حل کرتی ہے اگر کوئی سوچنے والا ہو ۔

ابن مریم ابن مریم کا سوال بھی خدا تعالیٰ نے بڑی صفائی سے حل کیا ہوا ہے ۔ سورۃ التحریم میں اس راز کو کھول دیا ہے کہ مومن مریم صفت ہوتا ہے اور پھر اُسمیں نفخ روح ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے اسی ترتیب سے پہلے میرا نام مریم رکھا ۔ پھر ایکوقت آیا کہ اسمیں نفخ روح ہوا ۔ اب مریم کے حمل سے جیسے مسیح پیدا ہوا جو اسی روح القدس کے نفخ کا نتیجہ تھا ۔ اسلیے یہاں خود مسیح بنا دیا ۔ براہین احمدیہ کو قرآن شریف کی اس آیت کے ساتھ جو سورہ تحریم میں بیان ہوئی رکھکر دیکھو۔

* [illegible]

اور پھر اس ترتیب پر غور کرو کہ جو براہین میں رکھی ہے کہ پہلے مریم نام رکھا پھر نفخ روح کیا اور پھر یا عیسیٰ کہکر پکارا اس آیت کی تفسیر کے لیے بھی درا صل یہی زمانہ تھا زمانہ کبھی ایک قسم کی عقیم کی صورت پر ہوتا ہے۔

اور روح اللہ اس لیے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح کا تبریہ منظور تھا کیونکہ بعض اولاد میں شیطان کی شرکت ہو جاتی ہے اس واسطے روح اللہ کہکر اس الزام کو دور کیا غرض حضرت مریم کے متعلق جس قدر واقعات قرآن شریف میں ہیں وہی الہام یہاں بھی موجود ہیں یا لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا۔ دراصل جس قسم کی گھبراہٹ مریم کو تھی اسی قسم کا جوش اب بھی یہودیوں میں پیدا ہوا۔ اور ایسا ہی اَنّٰی لَکِ ھٰذَا بھی براہین میں درج ہے

مولوی نذیر حسین دھلوی مر گیا اُس کے مرنے کی خبر آئی تو آپکی زبان پر اُس کے لیے جاری ہوا مَاتَ ضَالٌّ ھَائِمًا۔

ایک شخص نبی بخش نام ساکن بٹالہ نے آپ کو لکھا کہ میں عیسائیوں سے بحث کرنے لگا ہوں اور اُس نے لکھا کہ مینے مجھیں ایک پُرانی بائبل دی تھی وہ بھیجدو۔ مینے اُسکو لکھا ہے کہ تم عیسائیوں سے کیا مباحثہ کروگے؟ انکی ساری باتیں تو تم خود مانتے ہو؟ عیسیٰ کو زندہ آسمان پر سمجھتے ہو؟ غیب دان۔ اور مردوں کو زندہ کرنے والا کہتے ہو۔ اور پھر تمھارا یہ اعتقاد ہے کہ صرف وہی مس شیطان سے پاک ہے۔ غرض اس قسم کے جب تمھارے عقائد ہیں تو پھر اُن سے کیا بحث کرنی چاہتے ہو، اس سلسلہ کے بغیر اب کوئی صورت عیسائیوں سے مباحثہ کی نہیں رہی ہمارے مخالفوں نے تو اقبالی ڈگری کرائی ہوئی ہے اور انکی تمام عقائد باطلہ کی تائید کی ہوئی ہے۔

رُوْحُ اللّٰہِ

مسیح کو جو روح اللہ کہتے ہیں اور عیسائی اسپر ناز کرتے ہیں کہ یہ مسیح کی خصوصیت ہے یہ انکی صریح غلطی ہے انکو معلوم نہیں کہ قرآن شریف میں مسیح پر رُوْحُ اللّٰہ کیوں بولا گیا ہے اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف نے مسیح بن مریم پر خصوصیت کے ساتھ بہت بڑا احسان کیا ہے جو انکا تبریہ کیا ہے۔ بعض ناپاک فطرت یہودی حضرۃ مسیح کی ولادت پر بہت ہی ناپاک اور خطرناک الزام لگاتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ بعض ولد اس قسم کے ہوتے ہیں کہ شیطان ان کی پیدایش میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرۃ مسیح اور حضرۃ مریم کے دامن کو اُن اعتراضوں سے پاک کرنے کے لیے اور اس اعتراض سے بچانے کے لیے جو ولد شیطان کا ہوتا ہے قرآن شریف میں رُوْحُ اللّٰہ کہا۔ اس سے خدائی ثابت کرنا حماقت ہے۔ کیونکہ دوسری جگہ حضرت آدم کے لیے نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ بھی تو آیا ہے یہ صرف تبریہ کیا ہے لیکن جو لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں وہ ان سے خاک بحث کریں گے۔؟

دربار شام

۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء

امانتہائی حقہ

ایک شخص نے عرض کی کہ میری آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی ہے حضور دعا کریں فرمایا دعا کروں گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آنکھ۔ کان۔ وغیرہ یہ سب خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں جنپر انسان اپنا تصرف کر کے اُن کو ضائع کر بیٹھتا ہے

۲۔ طاعون کا ذکر شروع ہونے پر نواب صاحب سے مالیر کوٹلہ کا حال دریافت فرماتے رہے اور پھر فرمایا کہ پنجاب جو پکڑا ہوا ہے اس سر کو بھی تو معلوم کرنا چاہیے۔ بعض دفعہ بالطاعون گلٹیاں ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ بخار بھی آتا ہے مگر دراصل وہ طاعون نہیں ہوتی ہے۔ طاعون تو لکھا ہے اَلطَّاعُوْنُ اَلْمَوْتُ جس کے آثار خطرناک ہوتے ہیں اور اس کے نمودار ہوتے ہی رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور سرسام ہو کر پھر چند ہی گھنٹوں میں خاتمہ ہو جاتا ہے۔

اصل بات تو یہی ہے کہ اب بجز خدا کے سہارا نہیں ہے اسی کے فضل سے سب کچھ ہوتا ہے۔

کل صبح پھر میری زبان پر جاری ہوا اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ مگر اس کے ساتھ ایک انذار بھی لگا ہوا ہے اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا بِاسْتِکْبَارٍ۔ یہ انذار برابر چلا ہی جاتا ہے

علو کی دو قسمیں

اللہ تعالیٰ کے کلام میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک انذار ہوتا ہے اور اسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ متنبہ رہیں چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے سورہ ھود نے بوڑھا کر دیا اور اسی طرح یہ انذار بھی کم نہیں ہے اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا بِاسْتِکْبَارٍ یاد رکھو علو دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو وہ علو ہے جو شیطانی علو اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ میں آیا ہے اور شیطان کے حق میں وَاسْتَعْلٰو بھی آیا ہے جیسی فرمایا اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ یعنی تیرا یہ استعلا تکبر کے رنگ میں ہے یا واقعی تو اعلیٰ ہے ورنہ حقیقی علو تو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کے لیے ہے جو اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ کے موافق اسکو ظاہر کر سکتے ہیں۔ جیسے حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی یہ علو جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے اور شیطان کا علو استکبار سے ملا ہوا تھا دیکھو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو آپ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جسطرح پر ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکہ میں آپ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دُکھ دیا جاتا تھا جب آپ نے دیکھا کہ میں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپ نے سجدہ کیا

پھر مولوی نذیر حسین دہلوی کی وفات کے تذکرہ میں مفتی صدرالدین صاحب صدر الصدور کا ذکر اور مختلف باتیں ہوتی رہیں پھر جناب مفتی محمد صادق صاحب نے مسیح کی صلیب کی داستان سُنائی۔

اس کے بعد پھر طاعون کا ذکر ہوا۔ فرمایا

البلاغ مبین الحاضر الی الغائب

میرا مذہب یہی ہے کہ اگر اللہ تعالے کے ساتھ سچا تعلق ہو تو طاعون نہیں آسکتا دیکھو چور وہاں آتا ہے جہاں تاریکی ہو۔ یہ سچ ہے کہ صحابہ میں سے بھی بعض طاعون سے مرے ہیں اور بلا شبہ ان کی موت شہیدوں کی موت تھی۔ لیکن وہ زمانہ ماموریعنی آنحضرت کے زمانہ کے بعد کا زمانہ تھا اور اس کا محفوظ رہنا تحدی کیطور پر ایک نشان نہ تھا یہاں اللہ تعالی نے یہ ایک نشان مقرر کیا ہے لیکن اسپر بھی ہم کہتے ہیں کہ کوئی بتا وے کہ کیا کوئی نبی کبھی کبھی طاعون سے فوت ہوا ہے؟ جب ایک امر تحدی کے طور پر ہو اور اس کے مشتبہ ہونے سے توحید کے اُٹھنے کا اندیشہ ہو اور مخلوق اس سے تباہ ہوتی ہو تو اللہ تعالے کبھی اس کو مشتبہ ہونے نہیں دیتا + اسلیے ہمیں جو کچھ اللہ تعالی نے بتایا ہے اُسکو ہمنے شائع کر دیا ہے۔ اور اگر اللہ تعالے ہمیں کوئی اسکی قطعی دوا بتائے اور علاج کیطرف توجہ دلائے تو ہم اُسکو استعمال کرینگے اسوقت تک جو کچھ ہمیں بتایا ہے ہم اُسپر عمل کرتے ہیں + اگر ٹیکہ کی بات ہمیں بتایا جاتا تو سب سے پہلے ہم لگواتے۔ ہر ایک شخص اپنے ایمان کو دیکھے اگر وہ اپنے اندر کوئی ضعف اور سستی پاتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ ٹیکا لگوا لے مگر ہم نہیں لگوا سکتے۔ کوتاہ بین اسپر اعتراض کریں یا جو چاہیں کہیں لیکن اگر ہم ٹیکا لگوائیں اور اسکی طرف رجوع کریں تو اس کے یہ معنے یہ ہوں گے کہ ہم خدا تعالی کے نشان پر ایمان نہیں لاتے + حالانکہ ہمکو خدا تعالی کے وعدوں پر ایسا ہی قوی ایمان ہے کہ کوئی چیز اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی ہمارے دلائل توڑ دے تو ہم ٹیکا کرا لیتے ہیں۔

کیا یہ سب کو معلوم نہیں ہے کہ ابھی ضلع جالندھر اور ہوشیار پور میں بعض وارداتیں طاعون کی ہوئی تھیں جو میں نے خدا تعالی سے خبر پا کر پنجاب کے دوسرے اضلاع میں اس کے پھیل جانے کی پیشگوئی کی تھی جسپر نا عاقبت اندیش مخالفوں نے قبل از وقت شور مچایا اور ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا + مگر اب وہ اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟ جبکہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں طاعون ہماری پیشگوئی کے منشا کے موافق پھیل گئی کیا یہ بات انسانی تصرف کے اندر ہے کہ وہ اسطرح پر کئی سال پیشتر ایک بات کی خبر دے اور پھر وہ اسیطرح پر ظہور پذیر ہو۔ پھر کسقدر کوششیں طاعون کے انسداد کے لیے کی گئی ہیں۔ لیکن اگر یہ اسباب عادیہ کے اثر کے نیچے ہوتی تو ان انسدادی تدابیر کا کوئی بین اور ممتاز نتیجہ نظر آتا؟ اس سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ انسانی تدابیر اور فراست کا کام نہیں ہے وہ کتابیں اور رسالے جنمیں طاعون کے متعلق پیشگوئیاں درج ہیں خود گورنمنٹ کے پاس بھی پہونچ چکی ہیں اور وہ ان سے ناواقف نہیں ہے کل ملک میں انکی شہرت ہو چکی ہے پس ایسی حالت میں جب کہ یہ خدا تعالی کیطرف سے ایک امتیازی نشان ہمیں دیا گیا ہے تو ہم

اپنے رب کی بےعزتی کرنا نہیں چاہتے

اور یہ اللہ بھی خدا کا فضل ہے کہ اس نے حکام کے دلوں میں ڈالدیا کہ انھوں نے

جبراً ٹیکا لگانیکی قید اُڑا دی ہے

اور اختیار دیدیا کہ جو چاہے لگوا لے احمق اور نادان اس راز کو نہ سمجھ سکے تو ہمارا کوئی قصور نہیں مگر ہمیں یقین ہے کہ یہ اختیار بھی خدا نے ہمارے ہی لیے رکھا ہے۔

غرض میرے واسطے یہ ایک نشان ہے اور میں اپنے اللہ پر یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا جیسا کہ اُس نے فرمایا انی احافظ کل من فی الدار اور احافظک خاصة مگر ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وہ نرے دعوی پر ہی نہ رہے اُسکا فرض ہے کہ وہ اپنے آپکو درست کرے اور اپنی اصلاح کرے۔ جو اپنی اصلاح نہیں کرتا اور تقوی اور طہارت اختیار نہیں کرتا وہ گویا اس سلسلہ کا دشمن ہے جو اسکو بدنام کرنا چاہتا ہے اور یہ سلسلہ خود خدا تعالی نے قائم کیا ہے اس لیے وہ اپنے عمل سے گویا خدا تعالی کی مخالفت کرتا ہے پھر اللہ تعالے اس کی کیا پرواکرے گا۔ اُسے تو اپنے سلسلہ کی عظمت منظور ہے۔ وہ ایسے لوگوں سے جو اس کے لیے دشمنی کا کام کریں سلسلہ کو صاف کر دے گا۔ دیکھو کئی بار موسی علیہ السلام کے لشکر میں وبا پڑی اور دیگر دو دشمن ہنسی کرتے ہوں گے + وہ سب جماعت کی اپنی خرابی اور بد اعمالیوں کا نتیجہ تھا۔ کہتے ہیں بلعم نے جب دعا کی تو ۷۰ ہزار ہلاک ہوئے تھے یہ سب ابتلا انکی اپنی بدکاریوں کا نتیجہ تھی اور انھوں نے اسطرح پر اپنے عمل سے گویا موسی کو بدنام کیا۔ پس تم اپنے آپکو درست کرو۔ تاکہ ایسا نہو کہ تم میں سے کوئی سلسلہ کو بدنام کرنے والا ٹھیرے بہت تھوڑے ایسے ہوتے ہیں جو کوشش کرتے ہیں کہ اپنے سلسلہ کو بدنامی سے بچائیں + جب تک پوری طہارت اور پاکیزگی نہو فرشتہ نہیں آسکتا۔ پس ضروری ہے کہ اپنے دل کے ہر حصہ کو خوب غور سے دیکھو کہ اسمیں کوئی میل نہ رہنے پائے اور پھر اپنے اعمال سے پاکیزگی کا ثبوت دو۔ دیکھو پاخانہ کو بھی صاف کرتے ہیں اور طہارت کرتے ہیں لیکن اگر کوئی ریزہ باقی رہ جاوے تو کیا کوئی کھانا کھا سکتا ہے یا اُسے نفرت نہیں آتی۔ اسی طرح پر جب تک کسی قسم کی غلاظت اور میل دلمیں اور اعمال میں ہے خدا اور اُس کے فرشتوں کا نزول نہیں ہوتا + الہام میں جو یہ آیا ہے الا الذین علو باستکبار یہ بڑا سنذر اور ڈرانے والا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بار بار کشتی نوح کو پڑھو اور قرآن کو پڑھو اور اُس کے موافق عمل کرو کسیکو کیا معلوم ہے کہ کیا ہونیوالا ہے۔ تمنے اپنی قوم کیطرف سے جو لعنت ملامت

یہ کتابیں مفید اور کار آمد ہیں۔ ایر رحمت جو حضرۃ ؑ کے حالات میں مفصل کتاب ہے اور ۸-۹ جزو سے زیادہ ہے ۴ر میں سستی ملے گی جسکو لینا منظور ہو پیشگی قیمت روانہ کریں ۰۰ہم درخواست آنے پر

یعنی ٹیکہ وہ لے چکے لیکن اگر اس لعنت کو لیکر خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی تمھارا معاملہ صاف نہ ہوا اور اسکی رحمت اور فضل کے نیچے نہ آؤ تو پھر کسقدر مصیبت اور مشکل ہے۔ اخباروں والے کسقدر شور مچاتے ہیں اور ہماری مخالفت میں ہر پہلو سے زور لگاتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا کے کام بابرکت ہوتے ہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس برکت سے حصہ لینے کے لیے ہم اپنی اصلاح اور تبدیلی کریں اس لیے تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو کہ کیا ایسی تبدیلی اور صفائی کر لی ہے کہ تمھارا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جاوے اور تم اس کی حفاظت کے سایہ میں آجاؤ۔ میں تمھیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہ نے اپنی تبدیلی کی انھوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا گویا ٹاٹ کے کپڑے پہن لیے اسی طرح تم اپنی تبدیلی کرو۔

ویدینا نہ ہو بلکہ خدا ہی کیطرف متوجہ ہو جاؤ۔

خدا تعالیٰ کا شدید عذاب آنے والا ہے اور وہ خبیث اور طیب میں ایک امتیاز کر دیگا اسے وہ تمھیں فرقان عطا کریگا جب دیکھے گا کہ تمھارے دونوں میں کسی قسم کا فرق باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی بیعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا مگر عمل سے وہ اسکی سچائی اور وفا عہد ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اسکی کیا پروا ہے۔ اگر اسطرح پر لاکھ نہیں سو بھی مر جاویں تو ہم یہی کہیں گے کہ اسنے اپنی تبدیلی نہیں کی اور وہ سچائی اور معرفت کے نور سے جو تاریکی کو دور کرتا اور دل میں ایک یقین اور لذت بخشتا ہے دور رہا اور اسلیے ہلاک ہو گیا دیکھو ٹیکے والے اپنی جگہ اسباب پر بھروسہ مارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بچ جاویں گے اور کچھ تعجب نہیں کہ اس سے فائدہ بھی اٹھاویں لیکن وہ جو ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اگر وہ اس دوا کو جو ہم پیش کرتے ہیں استعمال نہیں کرتے ہیں اور اس ٹیکہ کو جو خدا نے ان کے لیے طیار کیا ہے استعمال نہیں کرتے تو افسوس ہے کہ وہ اس ٹیکہ سے بھی جو گورنمنٹ نے طیار کیا ہے محروم رہے اس سے تو بہتر تھا کہ وہ ٹیکا ہی کرا لیتے۔ کیونکہ اگر وہ پورا ایمان اور اس کے موافق عمل نہیں رکھتے تو خدا تو انکی پروا نہ کریگا اور پھر ان کی موت حسرت کی موت ہوگی اور اس سے ان کے ایمان کو اور بھی صدمہ پہونچے گا۔ خدا تعالیٰ صورت کو نہیں دیکھتا وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ آیا اس نے میرے منشا کے موافق اپنے آپ کو بنایا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی طاعون سے مرے اور اسے کہا جاوے کہ وہ جماعت میں تھا تو یہ ایک دھوکا اور مغالطہ ہوگا وہ حقیقت میں اس سے الگ تھا اور ایک موت تو دوسری موت کا کفارہ ہوتی ہے اگر اس کے اپنے جذبات اور نفسانی خواہشوں پر موت آ چکی تھی اور وہ دنیا کے فریبوں اور مکاریوں سے الگ ہو چکا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ہلاک کیا جاتا ہے اسکا ہلاک کیا جانا ہی اس امر کی دلیل ٹھیریگی کہ وہ اس سے الگ تھا۔

طاعون سے مرنا بیشک شہید ہونا ہے مگر اسوقت خدا نے اسکو ایک نشان ٹھیرایا ہے اسلیے اگر طاعون سے جماعت تباہ ہو جاوے تو پھر یہ نتیجہ نکلے گا کہ یہ ہماری شامت ہی آئی ہے جیسا کہ بعض ظالم طبع لوگوں نے مجھے اس قسم کے خطوط لکھے۔ مگر انھیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس کی شامت ہے اور کن کے لیے آئی ہے مگر جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے ورنہ اگر نہ وہ ٹیکا کرائے اور نہ آسمانی ٹیکا لگوائے تو پھر یہ الزام ہے۔

تبدیلیاں کرو۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف کرو۔ جتنے تھوڑا سا اس کشتی نوح میں لکھا ہے خدا نے چاہا تو پھر کسی اور حصہ میں تعلیم کی تکمیل کر دونگا۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ جسقدر لکھا گیا ہے اگر اسپر بھی پورا عمل کیا جاوے اور کاربند ہوں تو اللہ تعالیٰ ضرور فضل کرے گا + دکھ پہونچنا ضرور ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہاں کہ مومن کو چاہیے کہ موت کو ہر وقت یاد رکھو تا اسے اعمال میں تبدیلی کرنیکا موقع ملے۔

مگر اسطرح طاعون سے مرنا کے نقصان ہیں دوم شماتت ہمسایہ کا مصداق ہوتا ہے ایک یہ کہ مریں اور دوسرے چھوٹے کہلائیں دوسری صورت کو دیکھتے ہیں مگر خدا حقیقت اور اصلیت کو دیکھتا ہے۔ ہم ان دنیادار کو سمجھانے کے لیے کہاں سے باریک فیصلے لاویں وہ تو صرف اتنا ہی دیکھیں گے کہ بیعت میں نام لکھا ہوا ہے۔ مگر انکو یہ کب معلوم ہوگا اور کیونکر معلوم ہوگا کہ خدا کے دفتر میں انکا نام نہ تھا۔ پس یکرنگ ہونا چاہیے دنیا تمھیں اس سلسلہ میں سمجھتی ہے اور دیکھتی ہے اسی طرح تم اپنے حالات اور اعمال کو ایسا بناؤ کہ خدا تعالیٰ کے حضور اور دفتر میں بھی تمھارا نام اسی سلسلہ میں ہو۔ اس وقت خدا نے تمھیں بڑا ترقی کا موقع دیا ہے نفس بڑا موذی ہے جبتک اس کے منہ میں لگام نہ ہو قابو میں نہیں رہتا۔ صوفی کہتے ہیں کہ جو آپ محنت کرتے ہیں سالک ہوتے ہیں لیکن جنکو خدا ٹھیراتا ہے وہ مجذوب ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ اپنا قانون کبھی نہیں بدلتا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ خدا تعالیٰ نے میرے الہام میں جو طاعون کے متعلق ہے یہ آیت رکھی ہے جو اس امر کی طرف رہبری کرتی ہے کہ تبدیلی کی بڑی ضرورت ہے یہ بڑی ہی خوفناک بات ہے کہ انکا شکر کانوں تک ہی رہتے ہیں۔ اور دل تک نہ پہونچے۔

بڑا ہی ظالم وہ شخص ہے جو ظاہری حالت پر خوش ہو جاتا ہے اور سچی اطاعت کیحالت نہیں دکھاتا۔ حالانکہ وہ ایک الگ چیز ہے پس اطاعت کا رنگ اگر دیکھنا چاہو تو وہ صحابہ میں دیکھو۔

ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکضرورت پیش کی اور چندہ کے لیے کہا حضرۃ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کچھ گھر میں تھا سب لے آئے اور حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ نصف اسی طرح علی قدر مراتب دوسرے صحابہ جب آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ کیا لائے ہو اور گھر میں کتنا چھوڑ آئے ہو تو سب نے

بتا یا حضرت ابوبکر سے جب پوچھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ گھر میں اللہ اور اسکے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا جسقدر عمل میں فرق ہے اُتنا ہی ایمان میں۔ غرض اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں یہ بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اُتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔ یہ زمانہ اب اُسی قسم کا ہے + بہت ہی نازک اور خطرناک دن آئے ہیں جو اپنے آپکو تعلیم کے مطابق بناتا نہیں وہ خدا تعالٰے کے سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔ استغفار کرو۔ اور دعائیں کرو اور اپنے آپکو درست بناؤ۔ کوئی ایک ہی حکم نہیں کہ جس کی خلاف ورزی سے دوزخ کے دروازہ سے داخل ہوگا یا فرمانبرداری سے بہشت کے دروازہ سے جائے گا۔ کوئی کسی دروازہ سے کوئی کسی دروازہ سے پس جب تک دوزخ کے سارے دروازوں کو بند نہ کروگے فائدہ نہ ہوگا یہ مت کرو کہ ایک دروازہ کھلا چھوڑ دو اور باقی کو بند کرو۔ نہیں سبکو بند کرو۔ اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی سکھاؤ۔ اور ان کے ذہن نشین کرو کہ یہ وقت بہت ہی نازک ہے اور ہماری جماعت خصوصیت کے ساتھ بڑی ذمہ داری کے نیچے ہے گورنمنٹ کو بھی ٹیکہ سے جواب دیا اور خود اصلاح بھی نہ کرو تو اس کے لیے سخت خطرہ ہے۔ گورنمنٹ تو ہمپر ایمان نہیں رکھتی جو ہماری آسمانی ٹیکہ سے فائدہ اُٹھائے مگر تم جو اس سلسلہ کو خدا کی طرف سے مانتے ہو اگر عمل نہ کروگے تو خسر الدنیا والآخرۃ ٹھہروگے دیکھو جیسے دنیا کا ایک قانون ہے اسی طرح آخرت کا بھی ایک قانون ہے مثلاً تربد۔ جو اسے کھائیگا خواہ وہ کوئی بھی ہو چوڑھا ہو ہندو ہو عیسائی ہو یا مسلمان سب کو دست آجائیں گے۔ اسی طرح ہوا۔ چاند۔ سورج وغیرہ اجرام ان سب سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے ایک خاص قانون اپنے برگزیدوں اور راستبازوں کیلیے رکھا ہوا ہے وہ ایسا ٹیکہ ہے کہ اسمیں نہ نشتر کی ضرورۃ ہے نہ اسمیں تپ آتا ہے جب کوئی اسکی شرائط کو پورا کرنے والا ہو تو وہ خدا کے سایہ میں آجاتا ہے۔ تم اسے اختیار کرو۔ تا تم ضائع نہ ہو۔ ہر شخص جو اسکو سمجھے وہ دوسرے کو سمجھاوے اور حاضر غائب کو پہنچاوے تاکہ کوئی دھکا نہ کھاوے (اس حکم کی تبلیغ کے لیے اس تقریر کا عنوان ہمنے البلاغ من الحاضر الی الغائب رکھا ہے ایڈیٹر) یاد رکھو محض اسم نویسی سے کوئی جماعت میں داخل نہیں جبتک وہ حقیقت کو اپنے اندر پیدا نہ کرے۔ آپس میں محبت کرو۔ اختلاف نہ کرو۔ اور خدا کی راہ میں دیوانہ کی طرح ہو جاؤ۔ تاکہ خدا تمپر فضل کرے اس سے کچھ باہر نہیں۔

۱۸- اکتوبر ۱۹۰۲ء

(صبح کی سیر)

الہام

حضور علیہ السلام نے باہر تشریف لاکر میدان میں کھڑے ہوتے ہی فرمایا کہ پہر رات باقی رہی ہوگی کہ یہ الہام ہوا إِنِّي أُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ۔ وَلِنَجْعَلَ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔ عِنْدِي مُعَالَجَاتٌ

مینے اس الہام کو معمول کے موافق کتاب میں لکھ لیا۔ اور پھر گھر میں (مراد حضرۃ ام المومنین علیہا السلام ایڈیٹر) دریافت کیا کہ آج تم نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ مینے ابھی ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک صندوق بذریعہ بلٹی آیا ہے جسکو شیخ رحمت اللہ نے بھیجا ہے اور وہ دوائیوں کا صندوق ہے حکیم فضل الدین کی بیوی اور مریم دائی پاس کھڑی ہیں۔ جب اُسکو کھولا گیا تو وہ لبالب دوائیوں سے بھرا ہوا تھا ڈبیا ہیں شیشیاں ہیں غرض پورے طور پر بھرا ہوا ہے گھاس پھوس کی جگہ بھی دوائیاں ہیں۔

مینے اس لحاظ سے کہ ان کے ایمان میں اور بھی ترقی ہو کہا کہ مجھے آج یہ الہام ہوا ہے اور مینے وہ لکھا ہوا الہام انکو دکھا دیا۔

خدا کی قدرۃ ہے کہ کیسا عجیب توارد ہے۔ ادھر الہام میں رحمۃ منا ہے ادھر رویا میں دکھایا گیا ہے کہ رحمت اللہ نے بھیجا ہے اور پھر حکیم فضل الدین کی بیوی مریم کا پاس ہونا چرنج کا لانا یہ سب مبشرات ہیں۔

لنجعل اٰیۃ للناس سے مراد یہ ہے کہ یہ وعدہ حفاظت جو ہے اس حفظ کو لوگوں کے لیے ایک نشان ٹھہراؤں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے اب کھلے کھلے طور پر کچھ کرنا چاہتا ہے جیسے انا تجالدنا میں ہوا تھا۔ اسوقت ایک قوم ٹیکے کے ساتھ ٹیکا کرا رہی ہے اور ہم اس نشان کے ساتھ ناز کرتے ہیں + یہ سلسلہ خدا تعالی نے دراصل ۲۵ برس سے جاری کیا ہوا ہے۔ اس الہام کے ساتھ ایک اردو الہام بھی تھا مگر وہ بہت لمبا تھا یاد نہیں رہا اُسکا خلاصہ اور مغز یاد رہا ہے کہ ایمان کے ساتھ نجات ہے۔

والرجز فاھجر

قرآن شریف میں صاف آیا ہے والرجز فاھجر اسلیے ضروری ہے کہ صفائی کا التزام رکھا جاوے۔ خدا کی شان ہے کہ یورپ کی ہم صدہا چیزیں استعمال کرتے ہیں ریل۔ تار۔ بجلی اور بہت سی اشیا حتی کہ دیا سلائی تک سے تو فائدہ اُٹھاتے ہیں مگر خدا کی کوئی عظیم الشان حکمت ہے کہ ہمکو ٹیکہ کیطرف توجہ نہیں دلائی بلکہ فرمایا عندی معالجات اور عندی کو مقدم کرکے اور بھی تاکید رنگ پیدا کیا کہ معالجات میرے ہی پاس ہیں۔ اور پھر الف اور ت کے ساتھ جو جمع ہو وہ اور بھی استغراق کا فائدہ دیتی ہے۔

غرض خدا تعالے کوئی عظیم الشان نشان دکھانیکا ارادہ فرماتا ہے۔

تُخْرَجُ الصُّدُورُ إِلَى الْقُبُورِ

یہ بھی ایک الہام ہے اس الہام کے بعد نذیر حسین دہلوی اور فتح علی اور اکبر توسوی وغیرہ اس جہان سے رخصت ہوئے اور دیکھیے کس کی باری ہے۔

نجات ایمان سے ہے جیسا کہ آج کی رویا سے معلوم ہوتا ہے در حقیقت نجات ایمان سے ہے اور خدا شناسی کی اسوقت بڑی ضرورت ہے کیونکہ خداشناسی کے بغیر گناہ کی ناپاک زندگی پر موت وارد نہیں ہوتی۔ اور خدا شناسی کا پہلا زینہ یقین ہے خدا تعالیٰ اور اسکی عجیب در عجیب قدرتوں اور طاقتوں پر سچا ایمان اور یقین ایک معرفت کا نور عطا کرتا ہے اور دل میں اس سے ایک قوت پیدا ہوتی ہے پھر انسان اس قوۃ کے ساتھ گناہ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ دیکھو یہ لوگ اپنے ظنوں پر ایک قسم کا یقین رکھتے ہیں (ٹیکا وغیرہ)

تو کیا ہم اپنے یقین پر بھی یقین نہ رکھیں؟

جو کچھ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ بالکل سچ ہے اور وہ ہو کر رہیگا۔ کوئی طاقت اور قوت اسکو روک نہیں سکتی۔ یہ زمانہ عجیب زمانہ ہے واقعات خطرناک پیش آ رہے ہیں اور اسوقت کسیکو معلوم نہیں کہ کل کیا ہونیوالا ہے مگر خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ وہ اپنے سلسلہ کی حمایت کرے گا اور مَنْ فِی الدَّار کی حفاظت کا نشان دکھائیگا۔

یہ جو لکھا ہے کہ مسیح اپنی جماعت کو کوہ طور پر لے جاوے گا اسکا مطلب یہی ہے کہ وہ اپنی قوم کو طہارت اور تقوی کی بلند چٹان پہ کھڑا کرے گا۔ کیونکہ طور تجلی گاہ حق ہے اسلیے مسیح اپنی جماعت کو قرب اور ہیبت کے مقام پر لے جائے گا۔ کوہ طور جیسا میں نے ابھی کہا ہے تجلی اور ہیبت حق کی جگہ ہے۔ جہاں تبدیلی ہوتی ہے اور انسان گناہ سے بچ جاتا ہے۔ پس یہ ایک تقریب پیش آ گئی ہے کہ انسان اپنی تبدیلی کرے اور خدا کا قرب اسکی ہیبت سے تلاش کرے۔ خدا کا خوف اور ہیبت گناہوں سے بچائیگی اور اس سے تقوی اور طہارت میں ترقی ہوگی جو قرب حق کا ذریعہ ٹھہریگی ہیبت حق کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے طاعون ایک ذریعہ اور سامان ٹھہرا دیا ہے بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو اس بلا اور طوفان میں بھی خدا سے نہیں ڈرتا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلتے۔

جو لوگ ہمپر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں یا واقعی سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اسکی اطاعت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہیں وہ غور کریں کیونکہ اگر ہم نری خوشامد کرتے ہیں تو اسوقت چاہیے تھا کہ دنیا داروں اور زمانہ سازوں کی طرح سب سے پہلے ٹیکا لگوا لیتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ با اینہمہ ہم گورنمنٹ کے سچے وفادار اور مخلص رعایا ہیں + خدا تعالیٰ کے احکام کو ہم ہر صورت میں مقدم رکھتے ہیں اطاعت بھی خدا ہی کے حکم سے ہے۔ اور اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ ہماری وفاداری اور اطاعت دوسرے لوگوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ وفاداری مذہب کا ایک جزو ہے۔

طاعون کا علاج آسمان ہی سے ہونا چاہیے خدا تعالیٰ نے طاعون کو رِجزٌ مِنَ السَّمَآءِ کہا ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسکا علاج بھی آسمانی تدبیر اور ارادہ کے موافق ہونا چاہیے۔ زمینی تجویزوں سے کچھ نہیں ہوتا۔

مجھے تو یہ خوشی ہے کہ لوگ اب سیدھے ہو جائیں گے جیسے صوفی تزکیہ اور توبۃ النصوح کے بہانہ چاہتے ہیں خدا نے یہ بہانہ پیدا کر دیا ہے۔ اب مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کر لیں گے۔

میرا انکار کیوں کرتے ہیں؟ خدا کی قدرت ہے کہ ارضی اور سماوی تمام نشانات اور علامات پوری ہوتے جاتے ہیں اور بہت سے ہو گئے ضروریات مشہودہ محسوسہ بتا رہی ہیں کہ آنے والا اب آنا چاہیے۔ اور پھر اسقدر تائیدی نشان ظاہر ہوے ہیں کہ کسی کے لیے اتنے نشان نہیں ہوے اور ایسے صاف کہ ہزاروں لاکھوں انسان اسکے گواہ ہیں پھر یہ کیوں انکار کرتے ہیں صرف حدیثوں کو ہاتھ میں لیکر جو ظن کی حد سے آگے نہیں جاتے ہیں قرآن کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیے قرآن شریف کھلے کھلے طور پر میری تائید کرتا ہے اور پھر حدیث صحیح بھی جو قرآن سے متعارض نہیں میری تائید کرتی ہے۔ عقلی دلائل بھی میرے ساتھ ہیں اور ضروریات مشہودہ محسوسہ بھی میرے ساتھ ہیں اگر تقوی ہوتا تو چاہیے تھا کہ خاموشی سے سنتے اور قبول کرتے مگر انھوں نے افترا بنائے اور طرح طرح سے مجھے دکھ دیے۔ یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے مگر گورنمنٹ سے ڈرتے ہیں۔

دربار شام

فرمایا الحکم کو میں رات کو پڑھ رہا تھا اس میں میری کسی تقریر میں لکھا ہوا تھا احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون مجھے رات کو یہی الہام ہوا اور ایک اردو الہام بھی تھا اس میں سے اتنا یاد رہا کہ نجات ایمان سے ہے

۱۹ صبح کی سیر

۱۔ دابۃ الارض سے مراد طاعون ہے اور مغضوب جو طاعون سے ہلاک ہوے۔ ان الفاظ پر مختصر سا کلام فرمایا جو ہم پہلے کئی بار چھاپ چکے ہیں اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

۲۔ فرمایا دنیا میں ہر چیز کا خاتمہ تو ہو ہی جاتا ہے ہم ہر ایک فعل پر اسی لیے بھروسہ نہیں کرتے ہم تو خدا پر توکل کرتے ہیں اصل محبت دین ہی کی محبت ہے ابتدا سے عادۃ اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے صحابہ نے جب اسلام قبول کیا اور دین سے پیار کیا تو اپنے رشتہ داروں کو جو دین کے دشمن تھے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا ہمارے مخالف اگر تقوی سے کام لیتے

تو ہمارے معاملہ میں صبر سے دیکھتے اور غور کرتے۔ نذیر حسین کفر کے فتوی سے انکار کر دیتا کیونکہ وہ قرآن میں فلما توفیتنی اور انی متوفیك پڑھتا تھا اور پھر اُسے معلوم تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح کو معراج کی رات میں مردوں میں دیکھا اور اُسے معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اسپر اجماع ہوا۔ صوفیوں کا بھی یہی مسلک ہے غرض جسقدر دلائل اطمینان کے لیے ضروری تھے وہ وفات مسیح پر موجود تھے اور اُسے معلوم تھے مگر اسنے قوم اور برادری کو حق کے لیے چھوڑنا نہ چاہا۔ پر حق کو چھوڑ دیا

۳- فرمایا اسلام کے غلبہ اور فتح کی جو راہ خدا تعالی نے ہمکو دکھائی ہے اور جو زبردست ہتھیار ہمکو بتایا گیا ہے وہ کسی دوسرے کے خواب و خیال میں بھی نہیں ان حجرہ نشین ملانوں میں یہ فراست کہاں؟ انکو اتنا معلوم نہیں کہ جب ان کے اکابر مہدی سے منکر ہوگئے ہیں تو مسیح کہاں اُترے گا جسکو اتر کر مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرنی تھی۔

دربار شام

۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء

عصمت انبیا حضرۃ حجۃ اللہ آج کل عصمت انبیا پر ایک مضمون لکھ رہے ہیں جو اس مضمون کا تتمہ ہے جو پہلے میگزین میں شائع ہو چکا ہے۔ ہمارا قیاس ہے کہ ۱۹۰۳ء کی جنوری کے نمبر میں غالباً یہ مضمون شائع ہو۔ بہر حال اسی مضمون پر مختصراً ذکر فرماتے رہے ہیں ہم ان نوٹس کو مرتب کر کے ناظرین کے سامنے پیش کر دیتے مگر ہماری رائے میں یہ طریق شاید مفید نہیں ہے کیونکہ ادھورے اور نامکمل نوٹ مزہ نہیں دیکتے اور اصل مضمون کے لطف کو کم کر سکتے ہیں اس لیے ہم ناظرین کو میگزین کے اس نمبر کے انتظار کا شوق دلاتے ہیں جس میں یہ مضمون شائع ہو۔ البتہ اسقدر کہنا ضروری ہے کہ یہ مضمون حضرت حجۃ اللہ نے بالکل نرالی طرز پر لکھا ہے۔ اور وہ اسطرح پر اختیار کیا گیا کہ آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر اعتراضات یہ ظالم طبع معترض کرتے ہیں اور گناہ دکھلاتے ہیں اسی قسم کے واقعات مسیح کی زندگی میں دکھائے گئے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں آدم نے گناہ کیا کہ اُس نے گندم کا دانہ کھایا اس کے بالمقابل دکھایا ہے کہ مسیح نے سبت کے دن غیر لوگوں کی ملکیت کے کھیت میں سے خوشے توڑ کر کھلائے اور وہ کھیت ان کے نہ تھے کیونکہ انھوں نے دوسری جگہ صاف اقرار کیا ہے کہ لومڑیوں کے لیے ماندیں اور ہوائی پرندوں کے لیے بسیرے مگر ابن آدم کو جگہ نہیں کہ اپنا سر دھرے آدم کا گناہ تو نہ تھا کیونکہ لَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا یعنی ہم نے اسکا ارادہ نہیں پایا موجود ہے مگر خوشے تو عمداً و ارادۃً توڑے گئے۔ ایسا ہی حضرت نوح پر مثلاً اعتراض کرتے ہیں کہ انھوں نے یہ خلاف ورزی کی کہ کہا گیا تھا الا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون ظالموں کے بارہ میں مجھ سے کچھ نہ کہنا وہ غرق کیے جاویں گے۔ مگر انکو یہ معلوم نہیں کہ یسوع ساری رات رو رو کر خدا کے قرار دادہ اپنی ہی پیش کردہ مسئلہ کفارہ کے خلاف دعا کرتا رہا۔ اور ایسے اضطراب اور گھبراہٹ کے نشان دکھائے کہ جسکی حد نہیں۔ یہ کیا ہوا علاوہ بریں مسیح کی سی سالہ زندگی کے واقعات تو دکھاؤ۔ شراب جو ام الجرائم اور ام الخبائث ہے وہ استعمال کرتے رہے اور بعض نامحرم اور بدوضع عورتوں کے ساتھ پھرتے رہے غرض اسطریق پر آپ نے اس سوال کو حل کرنا چاہا ہے سلطان القلم کے قلم سے جن الفاظ اور صورت پر یہ مضمون ادا ہوگا وہ تو ایک اعجاز ہوگا

شراب فرمایا جس مذہب کی بنا شراب پر ہو اُسمیں تقوی کیونکر ہو عشاء ربانی جو عیسائی مذہب کی ایک بڑی اصل ہے اُسمیں شراب کا ہونا لازمی امر ہے پھر اسکے ماننے والے کہاں اجتناب کر سکتے ہیں بہر جبکہ خداوند یسوع کا نمونہ بھی ہو۔ شراب چھوڑنے کی ایک صورت ہے کہ جیل قانون کے ذریعہ اصلاح کیجاوے۔

ایک اور تعجب کی بات ہے کہ مسیح کا مرشد یحیی شراب نہیں پیتا تھا پھر انھوں نے کیوں شروع کی۔

شراب کی حرمت کا صرف اسلام نے ہی حکم دیا ہے یہ لوگ صرف اتنا اعتراض کر سکتے ہیں کہ اوائل میں یہ حکم نہ تھا بلکہ مدینہ طیبہ میں ہوا۔ یہ اعتراض بیہودہ اور لغو ہے کیونکہ جب کہ ابھی وحی اُتر رہی تھی اور قوم نہ بنی تھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تبلیغ کر رہے تھے پھر اگر آخر وقت تک حکم نہ پایا جاتا تو اعتراض کر سکتے مگر جب اسلام نے حرام کر دیا پھر اعتراض کیوں؟۔

خلافت راشدہ کی کامیابی مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی لاجواب کتاب خلافت راشدہ کی قبولیت کے لیے جسقدر خطوط ہند کے مختلف اطراف سے آئے اور باہر سے آئے ہیں اُنکی تعداد بہت زیادہ ہے مگر افسوس کہ مخالف بجائے خود جواب دینے کی گندی گالیوں پر اُتر آئے مولوی عبدالکریم صاحب نے حائری لاہوری کا ذکر کیا کہ ایک چھوٹا سا رسالا اس نے لکھا ہے بجز سب و شتم کے اور کچھ نہیں کہا اور اسبات پر زور دیتا ہے کہ شیعہ سنی ایک ہیں سب متفق ہیں اب بجز اسی گروہ کی مہدویت کی تردید کے اور کوئی کام مت کرو۔ مگر کیا اس نے خارجیوں کو بھی ملا لیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہمکو خدا نے اسی لیے مامور کیا ہے کہ جو عاجز بندوں کی شانیں بڑھائی گئی ہیں انکو گرا کر اصل مرکز پر لایا جاوے۔ اور یہ شرک دور ہو اور یہ قاعدہ کی بات ہے جب یہ بڑھائی ہوئی شان ٹوٹ گئی تو مذہب خود ٹوٹ گیا۔

اپنے حقوق کی حفاظت ایک رئیس کو کسی حاکم سے ملنے کی ضرورت پر فرمایا کہ ہم ایسی گوشہ[illegible] تو شوق سے اس کے بیان کرنے کے لیے طیار رہنا چاہیے۔ باقی آئندہ ان شاء اللہ تعالے+

یہ خط کیوں لکھے؟ مندرجہ بالا دونوں خطوط رجسٹری کرا کر اس غرض سے بھیجے تھے کہ تا وہ اصل راز کھل جائے جو حافظ محمد یوسف کے اس اشتہار اور شحنہ ہند کے ایڈیٹر کے خط کی تہ میں مرکوز تھا۔ اور ان کا جھوٹ معلوم ہو۔ ندوہ کے سکرٹری سے ان لوگوں نے کوئی مشورہ اور اجازت حاصل نہیں کی تھی اور بدون استشارہ اس قسم کے اشتہار شائع کرنا نہ صرف اپنی ہی سبکی کرانا تھا بلکہ ندوہ کو بھی بدنام کرنا ان نادان دوستوں کی دوستی کا نتیجہ تھا +

بہر حال ہمارا مطلب یہ تھا کہ تا اصل حال معلوم ہو جاوے + اور پبلک کو دکھا سکیں کہ یہ لوگ جو مسلمانوں کی اصلاح اور فلاح کے مدعی اور حامی نومسلمانان نام کی انجمنیں بنا کر مسلمانوں کی مغلوک الحال قوم پر ٹیکس لگانے بوجھ ڈالتے ہیں ان کی یہ حالت ہے۔ حافظ یوسف اور شحنہ ہند کے ایڈیٹر اور ان کے اعیان و انصار کی غرض ایسے اشتہاروں اور خطوں سے جو انہوں نے شائع کئے یا بھیجے فقط یہ تھی کہ وہ پبلک کو مغالطہ میں ڈالیں اور سلسلہ عالیہ کی توہین کریں مگر انہیں نہیں معلوم کہ خدائے مقتدر اپنے برگزیدہ خلیفۃ فی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کر چکا ہے **انی مھین من اراد اہانتک** -

ہماری فرودگاہ غرض یہ خطوط روانہ کرنے کے بعد ہم سب احباب ایک گاڑی پر سوار ہو کر اخویم ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کے مکان کو روانہ ہوئے۔ خاکسار ایڈیٹر نے شرکت جلسہ کے لئے اپنے امیر جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی سے اجازت لی اس لئے وہ راستہ ہی میں گاڑی سے اتر گیا اور باقی احباب فرودگاہ پر پہونچے۔ امرتسری جماعت احمدیہ نے جس اخلاص اور محبت اور اخلاق کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کیا اور تین دن تک جس طرح اس نے ہماری خدمت کی اس کا تذکرہ ہم الگ کریں گے +

ندوہ کا پنڈال سردست ہم اپنے ناظرین کو ندوہ کے پنڈال میں لیجانا چاہتے ہیں اس لئے ہم ہال بازار سے اتر کر اسلامیہ سکول کے احاطہ میں پہونچے جو کنہیا لال کے مشہور و معروف تھیٹر ہال کے جوار میں بنایا گیا ہے۔ اسلامیہ سکول کی بلڈنگ بڑی عالیشان عمارت ہے جو امرتسر کی انجمن اسلامیہ کی سعی اور محنت کا نتیجہ ہے۔ اسکے وسیع احاطہ میں ندوہ کے اجلاس کیلئے پنڈال بنایا گیا تھا اور بورڈنگ ہوس اور سکول کی عمارت مہمانوں کی فرودگاہ بنائی گئی تھی۔ اس پنڈال کے مختلف دروازے تھے جہاں ٹکٹ دیکھنے والے کھڑے تھے اور پنڈال میں سامعین۔ علماء کرام اور ایڈیٹروں اور اراکین وغیرہ کی علیحدہ علیحدہ نشست گاہیں تھیں +

علماء کی نشست گاہ اور تصویروں کے پردے علماء کی نشستگاہ کے لئے ایک پلیٹ فارم بنایا گیا تھا اور جس دروازے سے علماء کرام کو داخل کیا جاتا تھا اس پر جو پردے خوبصورتی کے لئے لگائے گئے تھے ان پر **چڑیوں کی تصویریں تھیں** ہم نے ان پردوں کو خوب غور سے دیکھا اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ غالباً ان علماء کرام میں جو مختلف حصص ملک سے جمع ہوئے تھے کسی ایک نے بھی اس امر کا نوٹس نہیں لیا کہ بحالیکہ وہ تصویر کو حرام قرار دیتے ہیں (گو ہمارے نزدیک تصویر کی حرمت نسبتی ہے) لیکن انجمن اسلامیہ امرتسر نے خوب کیا کہ ان کو تصویروں کے سایہ میں جگہ دی تاکہ آئندہ ان کو تصویر کے متعلق کچھ کہنے کا موقع نہ ملے۔ یہ خدا تعالے ہی کا ایک فعل تھا جو اس طرح پر سرزد ہوا اور ان جبہ پوش معترضوں کو لاجواب کر دیا جو ہمارے سید و مولے امام حضرت اقدس مسیح موعود کی تصویر پر جو اہل یورپ پر اتمام حجت کے لئے اور تبلیغ کے لئے لی گئی تھی اعتراض کرتے تھے ان کی دیانت تقوے اور خدا ترسی کا تقاضا تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ اس پنڈال سے لاحول پڑھتے ہوئے بھاگتے مگر وہ گاؤ تکیوں کی نشست انہیں کچھ ایسی بھائی کہ ان **تصویروں** کا خیال تک نہ رہا۔

پہلا اجلاس بہر حال پہلا اجلاس ۹ - اکتوبر کو صبح کے ساڑھے سات بجے شروع ہوا۔ ہم پہلے اجلاس کے اختتام پر پہونچے تھے اس لئے ہم اس کی کوئی کارروائی اپنی چشم دید نہیں لکھ سکتے مختصراً جو کچھ لکھیں گے وہ سماعی ہے +

ندوہ اور قرآن شریف یہ امر ہندوستان کی اسلامی دنیا میں غالباً نہایت ہی تعجب سے دیکھا جاوے گا اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ندوہ اور اس کے حامی اس بات کا ہرگز کوئی جواب نہیں دے سکتے کہ ندوۃ العلماء کے کل تین دن کے ساڑھے سولہ گھنٹہ کے اجلاس میں قرآن شریف کے لئے زیادہ سے زیادہ ۱۰ منٹ دیئے گئے اور وہ بھی تبرکاً ہر جلسہ کے شروع میں ۵ منٹ پڑھا جاتا تھا یہ نہیں کہ قرآن شریف کی عظمت اور جلال ظاہر کیا جاتا اور اس کے حقایق و معارف سے اس کی محبت عمل کے لئے مسلمانوں کے دل میں بٹھائی جاتی نہیں بلکہ ایک شخص اٹھتا اور اپنے عجیب و غریب لہجہ سے قرآن شریف کی چند آیتیں پڑھ دیتا اور سننے والوں کو یہ کہنے کا موقع دیتا کہ اس قسم کی قرآن خوانی **بیری رونق مسلمانی کی مصلق ہے**

حقیقت میں ندوۃ العلماء کے اجلاس میں قرآن شریف پر اسقدر عدم توجگی ایک ناقابل عفو غلطی ہے جس کا بہت ہی برا اثر مسلمانوں پر پڑے گا۔

اور ہم جیسا کہ ندوہ کی تقریروں پر ریمارک کرتے ہوئے دکھائیں گے قرآن شریف کیطرف بہت ہی کم التفات کی گئی ہے + بہر حال یہ ایک ضمنی بات تھی جس پر ہم شرح و بسط کے ساتھ دوسری جگہ اسی سلسلہ میں بحث کریں گے +

شیخ غلام صادق صاحب کا خیر مقدم تبرکاً جب پانچ منٹ تک قرآن شریف کی تلاوت ہو چکی تو شیخ غلام صادق صاحب رئیس امرتسر خیر مقدم کے لئے سٹیج پر آئے اور انہوں نے روساء امرتسر کیطرف سے خیر مقدم پڑھا جس میں اول **ندوۃ العلماء** کا رسمی شکریہ تھا اور پھر اس مغائرت کا ذکر جو علماء اور ابنائے زمان (تعلیم یافتہ پارٹی) میں تھی علماء کی تعریف کرتے ہوئے شیخ غلام صادق صاحب نے ایک عجیب فقرہ بیان فرمایا جس پر ہم ریمارک کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے آپ کو بغیر کسی استثنا کے علماء کرام کے خاکپا سمجھتے ہیں ان کو اپنے دین کے پیشوا اور دین کے حافظ سمجھتے ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو مسلمانان درگور مسلمانی درکتاب اس وقت کی حالت ہوئی ہوتی"

حفاظت اسلام اس میں شک نہیں کہ علماء ربانی جن کی شان ہے انما یخشے اللہ من عبادہ العلماء دین کے خادم ہوتے ہیں لیکن موجودہ علماء زمان جنکو ہمارے شیخ صاحب خطاب کر رہے ہیں ان کو حافظ دین کہنا ایک خطرناک غلطی ہے اور یہ یا صرف خوش اعتقادی کی بات ہے۔ ورنہ ہم پوچھتے ہیں کہ خدا تعالے نے جو **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** کا وعدہ فرمایا ہے اور اس لئے وہ خود حافظ دین ٹھہرا ہے یا وہ جسکو خود خافظ دین مقرر کرے کیا ان علماء میں سے کوئی ایک بھی ہے؟ جو اس دعوے کیساتھ کہہ سکے کہ **ہاں خدا تعالے نے مجھے دین کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے؟** ہم دعوے سے کہیں گے کہ ایک بھی نہیں اور علاوہ بریں یہ لوگ حفاظت کیا کریں گے جبکہ انہوں نے اس قسم کے عقائد بنا رکھے ہیں جو اسلام کی حفاظت کی بجائے نصرانیت کی حفاظت کر رہے ہیں مثلاً حضرت مسیح کی نسبت یہ روا رکھنا کہ وہ اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور حوادث زمانہ کا ان پر کوئی اثر نہیں اور بالمقابل زندہ نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ ماننا کہ وہ مدینہ طیبہ کی خاک میں سوتے ہیں وہ آسمان پر زندہ نہیں اٹھائے گئے۔ یا مثلاً یہ اقرار کرنا کہ صرف مسیح ابن مریم ہی مس شیطان سے پاک ہے اور کوئی نہیں یا مثلاً یہ ماننا کہ روح القدس کے موقوفی ہیں یا مثلاً اس قسم کا عقیدہ رکھنا

خطبہ نکاح

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد

گذشتہ اشاعت سے آگے

ونشہدان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ

ونشہدان محمداً عبدہ ورسولہ

پھر عظیم الشان اصولون مین سے یہ اصل بتائی گئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود-محبوب اور مطاع بنانا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا آنکھ سے بدنظری کرتا ہے یا نہین ؟ کان سے حرص و ہوا کی باتین سنتا ہے یا نہین ۔ناک کے خیال سے تکبر اور فضول خرچیان کرتا ہے یا نہین ؟ پھر زبان - ہاتھ - پاؤن غرض کل اعضاء فرمانبرداری مین لگے ہوئے ہین یا نہین ؟ مختصر یہ کہ کوئی خوف اور امید اگر مخلوق سے ہے تو سمجھ لو کہ لا الہ الا اللہ کے معنون سے بے خبری ہے یا بے پروائی ہے۔ **لا الہ الا اللہ** کو ماننے والا کسی کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا نہین ہو سکتا اور نہ رکوع سجود کر سکتا ہے ایسا ہی مخلوق کے لئے نہ قربانی دے سکتا ہے اور نہ اپنے مال کا ایک مقرر حصہ مخلوق مین سے کسی کے لئے الگ کر سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ کے لئے الگ کرنے کا حکم ہے بلکہ ساری باتون مین وہ اپنا معبود مسجود اللہ ہی کو مانتا ہے اور اپنی امید و بیم کو اسی سے وابستہ کرتا ہے - ہر ایک کام اس کی رضا کے لئے کرتا ہے یہانتک کہ کھانا اس لئے کھاتا ہے کہ **کلوا** کا حکم ہے اور پیتا اس لئے کہ **اشربوا** کا حکم ہے بیوی سے معاشرت کرے نہ اس لئے کہ طبعی تقاضا ہے بلکہ اس لئے کہ **عاشروھن بالمعروف** کا حکم ہے اور اس لئے **وابتغوا ماکتب اللہ لکم** کا ارشاد ہے اس سے نیکی کے کامون مین پہلا جزو پیدا ہوگا جسکو **اخلاص** کہتے ہین - پھر ان سارے کامون مین **صواب** ہو اور یہ تب حاصل ہو سکتا ہے کہ ساری الٰہی رضامندیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور حکم کے نیچے ہون کیونکہ وہ کامل انسان اللہ تعالےٰ کا سچا پرستار بندہ تھا اور ہماری اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا - ان کے سوا **الٰہی رضا** ہم معلوم نہین کر سکتے اور اسی لیے فرمایا :-

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

جس طرح پر اس نے اپنے غیب اور اپنی رضا کی راہین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ظاہر کی ہین اسی طرح پر اب بھی اس کی **غلامی** مین وہ ان تمام امور کو ظاہر فرماتا ہے - اگر کوئی **انسان** اسوقت ہمارے درمیان آدم - نوح - ابراہیم - موسےٰ عیسےٰ - داؤد - **محمد** احمد ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے ہے اور آپ ہی کی چادر کے نیچے ہو کر ہے کوئی راہ اگر اس وقت کھلتی ہے اور کھلی ہے تو وہ آپ مین ہو کر ورنہ یقیناً یقیناً سب راہین بند ہین کوئی شخص براہ راست اللہ تعالےٰ سے فیضان حاصل نہین کر سکتا - اگر کوئی اس وقت یہ کہے کہ :-

من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

اور پھر وہ ہمارا مقتدا اور امام اور مطاع بننا چاہے تو یاد رکھو کہ وہ ہمارا امام اور مقتدا ہرگز نہین ہو سکتا ہمارا مقتدا اور امام وہی ہو سکتا ہے جو **ویکن میغزا سے بر مصطفےٰ** پر عمل کرنے کی ہدایت کرتا ہو اور **غلام احمد** ہو - غرض ہر ایک نیکی نیکی تب ہی ہو سکتی ہے جب وہ اولاً اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہو اور پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے نیچے ہو ۔

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ - الآیۃ :-

یہ ایک آیت شریف ہے جس سے ایک سورہ کا ابتدا ہوتا ہے اور ایسے خطبون کے وقت اس کا پڑھا جانا مسلمانون مین مروج ہے وہ اس آیت کو ضرور پڑھتے ہین وجہ یہ ہے کہ ساری سورۃ کی طرف گویا متوجہ کیا گیا ہے جس مین میان بیوی کے متعلق حقوق کو بیان کیا گیا ہے اور تفاؤل کے طور پر اسکی ابتدا کو پڑھتے ہین تاکہ سعادتمند لوگ ایسے تعلقات پیدا کرنے سے پہلے اور بعد ان امور پر نگاہ کر لیا کرین جو اس سورۃ مین بیان ہوئے ہین۔

وہ تعلق جو میان بیوی مین پیدا ہوتا ہے بظاہر وہ ایک آن کی بات ہوتی ہے - ایک شخص کہتا ہے کہ مین نے اپنی لڑکی دی اور دوسرا کہتا ہے کہ مین نے لی - بظاہر یہ ایک سکنڈ کی بات ہے مگر اس ایک بات سے ساری عمر کے لئے تعلقات کو وابستہ کیا جاتا ہے اور عظیم الشان ذمہ داریون اور جوابدہیون کا جوآ میان بیوی کی گردن پر رکھا جاتا ہے - اس لئے اس سورۃ کو **یاایہا الناس** سے شروع کیا ہے کوئی اس مین مخصوص نہین ساری مخلوق کو مخاطب کیا ہے - مومن - مقرب مخلص - اصحاب الیمین غرض کوئی ہو کسی کو الگ نہین کیا بلکہ **یاایہا الناس** فرمایا **الناس** جو انس سے تعلق رکھتا ہے وہ انسان ہے انسان جب انس سے تعلق رکھتا ہے تو سارے انسون کا سرچشمہ میان بیوی کا تعلق اور نکاح کا انس ہے اسکے ساتھ اگر ایک اجنبی لڑکی پر فرائض کا بوجھ رکھا گیا ہے تو اجنبی لڑکے پر بھی اس کی ذمہ داریون کا ایک بوجھ رکھا گیا ہے اس لئے اس تعلق مین **ہان** نازک تعلق مین جو بہت سی نئی ذمہ داریون اور فرائض کو پیدا کرتا ہے کامل انس کی ضرورت ہے جسکے بغیر اس بوجھ کا اٹھانا بہت ہی ناگوار اور تلخ ہو جاتا ہے لیکن جب وہ کامل انس ہو تو اسکے پاک رحمت اور فضل انسان کے شامل حال ہو سکتے ہین اور ہوتے ہین - غرض اس تعلق کی ابتدا انس سے ہونی چاہیئے تاکہ **دو اجنبی** وجود متحد فی الارادۃ ہو جائین اس لئے **یاایہا الناس** کہہ کر اسکو شروع فرمایا اور دوسری آیۃ **یاایہا الناس اتقوا ربکم** سے شروع ہوتی ہے -

لوگو ! تقوےٰ اختیار کرو -

تقویٰ عظیم الشان نعمت اور فضل ہے جسے ملے - انسان اپنی ضروریات زندگی مین کیسا مضطرب اور بیقرار ہوتا ہے خصوصاً رزق کے معاملہ مین لیکن متقی ایسی جگہ سے رزق پاتا ہے کہ کسی کو تو کیا معلوم ہوتا ہے خود اسکے بھی وہم گمان مین نہین ہوتا **یرزقہ من حیث لایحتسب** پھر انسان بسا اوقات بہت قسم کی تنگیون مین مبتلا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ متقی کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے جیسے فرمایا **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا** + انسان کی سعادت اور نجات کا انحصار علوم الٰہیہ پر ہے کیونکہ جبتک کتاب اللہ کا علم ہی نہ ہو وہ نیکی اور بدی اور احکام

رب العالمین سے آگاہی اور اطلاع کیونکر پا سکتا ہے مگر تقوےٰ ایک ایسی کلید ہے کہ کتاب اللہ کے علوم کے دروازے اسی سے کھلتے ہیں اور خود اللہ تعالےٰ متقی کا معلم ہوجاتا ہے و اتقوا اللہ یعلمکم اللہ انسان اپنے دشمنون سے کسقدر حیران ہوتا اور ان سے گھبراتا ہے لیکن متقی کو کیا خوف ہے اس کے دشمن ہلاک ہوجاتے ہین۔
ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ اللہ تعالےٰ سے دوری اور بُعد ساری نامرادیون کی جڑ اور ناکامیون کی اصل ہے مگر متقی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے **ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون** ۔ تقوےٰ ایسی چیز ہے جو انسان کو اپنے مولےٰ کا محبوب بناتی ہے **فان اللہ یحب المتقین** ۔ تقوے کے باعث اللہ تعالےٰ متقی کے لئے مکتفی ہوجاتا ہے اور اس سے ولایت ملتی ہے **ان اللہ ولی المتقین**۔ پھر تقوے ایسی چیز ہے کہ دعاؤن کو قبولیت کے لائق بنا دیتا ہے **انما یتقبل اللہ من المتقین**۔ بلکہ اسکے ہر فعل مین قبولیت ہوتی ہے۔
غرض تقوے جیسی چیز کیطرف توجہ دلائی ہے اور تقوے نام ہے اعتقادات صحیحہ اقوال صادقہ۔ اعمال صالحہ۔ علوم حقہ۔ اخلاق فاضلہ۔ ہمت بلند۔ شجاعت۔ استقلال۔ عفت۔ حلم۔ قناعت۔ صبر کا۔ حسن ظن باللہ تواضع ۔ صادقون کے ساتھ ہونیکا۔
پس یہ تقوے اپنے رب کا اخنیاکرو رکم مین بتایا ہے کہ وہ تمہین کمالات بخشنے والا ہے ادنےٰ حالت سے اعلیٰ حالت تک پہونچانیوالا ہے اسکے متقی بنو۔
مخلوق کی نظر کا متقی نہین اگر انسان مخلوق کی نظر مین متقی بنتا ہے لیکن آسمان پر اسکا نام متقی نہین تو یاد رکھو اسکے لئے اللہ تعالےٰ کا فتوے ہے ماہم بمومنین ۔ ایک غلط خیال عام لوگون مین پھیلا ہوا ہے مین چاہتا ہون کہ اس کو بھی دور کردون اور وہ یہ ہے کہ لوگون نے سمجھہ رکھا ہے کہ دین پر عملدرآمد کرنا انسان کی مقدرت سے باہر ہے اور یہ شریعت گویا کھینے کی ہے کہ نیکی نہین اسپر عمل نہین ہوسکتا۔ یہ بدی عام پھیلی ہوئی ہے اور اس نے بہت بڑا حصہ مخلوق کا تباہ کیا ہے در اصل اس قسم کے حیلے شریرون نے اپنی بدیون کو چھپانے کیلئے تراشے ہوئے ہین مگر مین یقیناً کہتا ہون کہ یہ بدی اور بدخیالی اللہ تعالےٰ پہ سوء ظن سے پیدا ہوئی ہے کہ انسان کہلائے اور کہے کہ شریعت کی پابندی نہین کرسکتے۔ اور فرائض اور سنن ادا نہین ہوسکتے یہ بڑی بدقسمتی ہے اسی ایک بدی نے ایک قوم کو تباہ کردیا اور اس نے شریعت کو نعوذ باللہ لعنت کہدیا۔ یعنے عیسائیون کی قوم نے شریعت کو بالکل الگ رکھدیا یہ شیطانی وسوسہ تھا اور شیطان انپر غالب آیا۔ پس ایسی باتون اور خیالون سے پرہیز کرو۔ مین نے ایک ایسے ہی خطبہ مین (یعنے نکاح کے خطبہ مین) جو اگلے روز مجھے پڑھنا پڑا اور اسی طرح صادق امام کے حضور مین پڑھا) اس امر پہ زور دیا تھا اور یہ میرا ایمان ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسی طرح ہو اور مین خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے ایسا کرنا چاہتا ہون) کہ لوگ اپنے امام کی سچی اتباع کرین اور اسکے احکام کی تعمیل کو اپنی خواہشون پر مقدم کرلین بعض بدقسمتون نے میری ان باتونکو سن کر یہی نتیجہ نکالا کہ یہ صرف کہنے کی باتین ہین ان پر عمل کرنا مشکل ہے مین کھولکر کہتا ہون کہ خطرناک بدظنی ہے جو ایک مومن کی نسبت کیجاوے اسکا محاسبہ اللہ تعالےٰ کے حضور دینا پڑیگا۔ (باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط

جناب نواب فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ــــ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ ربہ۔
السلام علیکم ۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے آپکا خط مجھے سنایا باعث مسرت اور خوشی ہوا ابتدا سے میری فراست یہ کہتی ہے کہ آپ مین ایک خاص سعادت اور رشد کا ایسا مادہ ہے کہ وہ باوجود کشاکش دنیوی مشاغل کے ہماری طرف کھینچتا رہتا ہے میری دعا ہے کہ خداوند قدیر اس مبارک مادہ کو بہت نشوونما بخشے اور آپ کی عمر اور سائیز مین بہت سی برکت دیکر آپ کے ہاتھ سے بڑے بڑے روحانی کام کرادے مجھے ایسے مردون میدان کی بہت ضرورت ہے جو ایسے پُرآشوب زمانہ مین طریق مستقیم پر دین کی نصرت کرین اور وہ جلال جو اسلام مدت سے کھو بیٹھا ہے اسکی بازآمد کیلئے اپنی تمام کوشش اور تمام اخلاص سے زور لگاوین۔ یہ مختصر زندگی بہرحال ختم ہوجاویگی وہ لوگ کبھی نہ رہینگے جو اسلام کی اعلیٰ مقاصد صرف اسیقدر سمجھتے ہین جو یہ قوم جو مسلمان کہلاتی ہین اہل یورپ کے دوش بدوش ہوجائین اور انکی اقبال اور صنعات اور چال چلن سے پورا حصہ لے لین۔ اور نہ وہ لوگ رہینگے جو اسلامی روحانیت کو قائم کرنے کیلئے ونرات خداوند جلیل کے سامنے روتے ہین مگر مین جانتا ہون کہ موخر الذکر لوگ بہت مبارک ہین اور مین یقین رکھتا ہون کہ اگر پہلے سے اسلام مین ایسی ہی ذریت ہوتی کہ وہ یورپ سے مشابہت پیدا کرنیکے عاشق ہوتے تو کبھی سے اسلام کا خاتمہ ہوجاتا۔
ہم اس بات سے نہین روکتے کہ حد اعتدال تک دنیا کی لیاقتین حاصل کیجائین مگر ہم دعا کرتے ہین کہ خدا نہ کرے کہ مسلمانون پر وہ دن آوے کہ انکے مردون اور عورتون کی ایسی زندگی ہو جیسا کہ عام اہل یورپ مثلاً خاص لنڈن اور پیرس مین نمونہ پایا جاتا ہے چونکہ زمانہ اپنی تاریکی کی انتہا تک پہونچگیا ہے اسلئے اکثر لوگونکی آنکھون سے اسلامی خوبیان مخفی ہوگئی ہین۔ وہ چاہتے ہین کہ یورپ کے قدم بقدم چلے یہانتک کہ حکم قرآنی :۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم کو بھی الوداع کہکر اپنی پاکدامن عورتونکو یورپ کی ان عورتون کی طرح بنا دین جنکو نیم بازاری کہہ سکتے ہین۔ آپکی ملاقات کا بہت شوق ہے خدا جلد نصیب کرے۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس خلیفۃ اللہ فی الارض مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے جمیع ممبران اہل بیت سمیت خیریت سے ہین اور نزول المسیح کی تصنیف کے علاوہ عصمت انبیاء پر ایک مضمون لکھ رہے ہین۔
۲۔ حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب حکیم الامت بھی خدا کے فضل سے بخیر و خوبی خدمت دین متین مین مصروف ہین۔
۳۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ اپنے رنگ مین خدمت دین مین مشغول۔ آجکل آپ خلافت راشدہ کے دوسرے حصہ کے متعلق نوٹ لکھ رہے ہین ۔ ایک طرف سب وشتم کے مذہب کے حامی گالیون کے خطوط آپکے نام بھیجتے ہین، دوسری طرف دور دراز حصص ملک سے خطوط آتے ہین کہ خلافت راشدہ نے یہانتک فتح حاصل کی ہے کہ بعض غالی شیعون کو توبہ کرادی۔ چنانچہ حال مین سمالی لینڈ سے ایک شیعہ کی توبہ کے متعلق ہمین ایک خط ملا ہے اور اسقدر قبولیت اسکو حاصل ہوئی ہے کہ پندرہ بیس ہی دن کے اندر پبلشر کو کتاب کی درخواستون کے عدم تعمیل کا نوٹس دینا پڑا۔

سب احباب توجہ کرین

حضرت مسیح کی قبر کی اشاعت کے متعلق اشتہا جس کا تذکرہ الحکم کے دو گذشتہ پرچون مین ہو چکا ہے چھپ کر تیار ہو گیا ہے - اس کی اشاعت کے متعلق حضرت اقدس کا یہ حکم تھا جسکو حضرت مولوی عبد الکریم صاحب شائع کر چکے ہین کہ ہر ایک دوست ایک خاص تعداد اشاعت کے لئے اپنے ذمے لیلیوے - چنانچہ اسوقت تک چند ایک دوستون نے ایک ایک سو اشتہار کی اشاعت کے لئے رقوم میرے نام بھیجدی ہین - اور بعض دوستون نے پانچ پانچ روپے اور بعض نے حسب استطاعت کم رقوم دی ہین جن کی میزان اسوقت تک قریباً للعہ ہو چکی ہے مگر یہ کام زیادہ تحریک کو چاہتا ہے - آٹھ ہزار اشتہار کی اشاعت کے لئے قریباً تین سو روپیہ درکار ہے اگر اسّی دوست ایک ایک سو اشتہار کی اشاعت اپنے ذمے لیوین تو یہ کام بہت جلدی بخوبی انجام پا سکتا ہے لیکن چونکہ اس کی بظاہر صورت جلد امید نہین ہو سکتی اس لئے تمام شہرون کی جماعتون پر لازم ہے کہ اس امر کی طرف توجہ کرین اور احمدی جماعت کی تمام ممبرونکو اس چندہ کے لئے تحریک کرین اور جسقدر جلدی ممکن ہو سکے رقوم فراہم کر کے خاکسار کے نام ارسال کرین کیونکہ اس اشتہار کا اب بہت جلدی شایع ہو جانا نہائت ضروری ہے اور اس کی اشاعت مین سوائے اشاعت کے سرمایہ کے جمع ہونے کے اور کوئی التوا نہین اسی اشتہار کی اشاعت مین احباب ایک اور طرح سے بھی مدد دیسکتے ہین اور وہ یہ ہے کہ کشتی نوح جو ایک عظیم الشان کتاب حضرت مسیح موعود ؑ کی تعلیم پر نکلی ہے اس کی کئی سو کاپیان اسی اشتہار کی اشاعت کی مدد کے لئے علیحدہ کر دی گئی ہین تاکہ اگر چندہ سے پورا روپیہ جمع نہ ہو تو اسی فروخت کا روپیہ بھی اسی مد مین لگایا جاوے اگر ہمارے باوسعت احباب دو دو چار چار روپیہ کی کتابین خرید کر مفت تقسیم کرین تو وہ دوہرے ثواب کے مستحق ہون گے - کیونکہ اس فروخت کا روپیہ یا تو اشتہار کی اشاعت کے لئے خرچ ہوگا اور یا اگر اشتہار کی اشاعت کے لئے کافی سرمایہ چندہ کے ذریعہ ہو گیا تو یہ روپیہ نزول المسیح کے طبع یا اشاعت مین خرچ ہوگا جو احباب اس طرح پر بھی مدد دینا پسند کرین وہ کشتی نوح کے لئے درخواستیں راقم کے نام بھیجیں + قیمت فی جلد ۲ ؍ آٹھ جلدون کے لئے صرف ایک روپیہ محصولڈاک فی جلد ۰ ؍

خاکسار

محمد علی - ۲۹ - اکتوبر ۱۹۰۲ء -

توسیع مکان کا چندہ

حضرت حجت اللہ علی الارض نے کشتی نوح کے آخر مین جو اعلان چندہ توسیع مکان کے لئے دیا ہے اسپر ہماری جماعت کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے - حضرت چاہتے ہین کہ یہ مکان نومبر مین بالکل تیار ہو جاوے - یوماً فیوماً طاعون ملک مین بڑھ رہی ہے اور جس غرض کے لئے یہ مکان تیار کیا جاتا ہے وہ اسی صورت مین پوری ہو سکتی ہے کہ نومبر مین یہ عمارت ختم ہو دو ہزار روپے کا تخمینہ کیا گیا ہے جس مین قادیان کی جماعت مین سو روپے سے زائد چندہ ہو گیا ہے اب ۱۹۰۰ روپے کی ضرورت ہے جو دو ہفتہ کے اندر اندر ہونا ضروری ہے حضرت کے مقاصد کی تکمیل اور اپنے امام کے فرمان کی تعمیل مین شوق سے حصہ لینے والے احباب جلدی کرین چندہ مولوی عبد الکریم صاحب کے نام قادیان آنا چاہیئے اور کوپن منی آڈر پر چندہ توسیع مکان لکھدیا جاوے - مناسب سمجھا گیا تو الحکم کے ذریعہ بھی رسید ملتی رہے گی - یہ اطلاع حضرت اقدس کے حکم سے اور ایما سے لکھی گئی ہے اس لئے اسکو معمولی تحریک نہ سمجھی جاوے -

ہماری اپنی گذارش

جن احباب کے ذمہ الحکم کی کسی قدر بھی قیمت باقی ہے وہ اپنی جگہ الحکم کا وی پی لینے مین کوئی عذر نہین رکھتے ہون گے - نومبر کے آخر تک سنہ ۱۹۰۲ء کا سارا حساب بیباق ہونا چاہیئے اور اس وقت تک جب بقایا کی فردین تیار ہوئی ہین تو معلوم ہوا ہے کہ قریباً ایک ہزار روپیہ سنہ ۱۹۰۲ء کے آخر تک ہمارے خریدارونکے ذمہ مد بقایا مین ہین جبکہ بوجہ تعمیر دفتر الحکم ہماری قوم کا عزیز ترین خادم الحکم کئی سو روپیہ کا زیربار ہے وہ اس کی ضرورتون کو محسوس کر کے اس کا واجب الطلب روپیہ کا وی پی لینے مین کوئی تامل نہ کرینگے یہ سلسلہ وی پی کا جاری ہے اگر کسی صاحب کو اپنے حساب مین کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت مین رکھکر تصفیہ کر لین مگر وی پی واپس نہ کرین جس سے مطبع کو دو چند زیربار ہونا پڑتا ہے - ہماری یہ آخری اطلاع صفائی حساب کے لیئے ہے ؛ الحکم کی ترقی اور بہتری کے لئے آیندہ کسی اشاعت مین ہم ایک سرکلر لیٹر انشاء اللہ شایع کرینگے +

ایڈیٹر

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی شایع ہوا -

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم باتو گرآئی بپا در قادیاں بینی

دو بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

منارۃ المسیح

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۶ — نمبر ۴۱ — ۹ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ

حضرۃ امام آخر الزمان کی ڈائری

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲

صبح کی سیر

الہام فرمایا آج الہام ہوا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَکَ وَ اَنْ یَّتَخَطَّفُوْا عِرْضَکَ اِنِّیْ مَعَکَ وَ مَعَ اَھْلِکَ۔ یہ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے اور فضل ہے کہ ہر ایک امر کے متعلق آسمان سے تار آجاتا ہے۔

یہ مضمون ۱۹ کے دربار شام کے متعلق ہے یہاں سہواً لکھا گیا۔

مامور کے الہام فرمایا مامور کے الہام ذاتی نہیں ہوتے بلکہ وہ تو شرع کا شارع ہوتا ہے۔ جیسے حضرۃ مسیح شارع تھے اور یہود کے فرقوں کو ایک کرنا چاہتے تھے ایسے طور پر یہاں اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے متفرق شدہ فرقوں کو ایک کرے۔

اِلہام رات کو ۹ بجے کے قریب الہام ہوا وَ اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ السلسلۃ السماویۃ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ جف القلم بِمَا ھُوَ کَائِنٌ ۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۔ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ ۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ ۔

وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے آدمی رکھے ہیں ایک وہ جو ناس کہلاتے ہیں یہ جانتے ہوئے نہیں جانتے اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے انمیں فہم و ادراک کی قوتیں ابھی ہوتی ہیں مگر ان سے کام نہیں لیتے۔ اور ایک وہ ہیں جو شدۃ تعصب کی وجہ سے بالکل پتھر کی طرح بحس و حرکت ہوتے اور انسانیت کی قوتیں سلب ہو جاتی ہیں وہ بھی وقود نار ہوں گے۔ پہلی قسم کے لوگ (ناس) جو وقود نار ہوں گے ان کی وجہ یہ ہے کہ انمیں انسانیت کی قوتیں ہوتی ہیں سمجھتے ہیں مگر قوم اور برادری کے خوف سے حق کو قبول نہیں کرتے۔ اور ہٹی ہوتے ہیں اس لیے وہ بھی وقود نار ہوتے ہیں۔

ان الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی تجویز اور ارادہ جو ہمارے مخالفوں نے مخفی طور پر کیا ہے یا کریں گے اس سے وہ ہمیں محفوظ رکھیگا کتنی بڑی بشارت ہے۔

دربار شام

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

خدا کا نزول بعد ادائے نماز مغرب جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول اجلاس فرما ہوئے۔ تو پادری میں جو چوہڑوں میں چند آدمی ہو گئے ہیں با نیوجب کو ان ایام میں انھوں نے کئی ہلاک شدہ مردار بھینس کھائے ہیں انکا ذکر ہوتے ہوتے آخر طاعون کا تذکرہ ہو پڑا۔ فرمایا ایکبار مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ خدا قادیان میں نازل ہوگا اپنے وعدہ کے موافق۔ اور پھر یہ بھی تھا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

۲۔ فرمایا طاعون کے خوفناک نتائج یہی ہیں کہ آخر کو جنگل بنا دیتی ہے۔ اس پر جناب مولوی **نورالدین** صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں نے پڑھا ہے یہ جو نئی آبادی بار میں ہوئی ہے اس میں پرانی آبادیوں کے نشانات ملے ہیں اور یہ لکھا ہے کہ یہ قطعات آباد تھے اور طاعون سے ہلاک ہوئے تھے۔

خدا کا جلال ظاہر ہو

۳۔ **فرمایا** خواہ موذی طبع لوگ ہزاروں ہی مر جاویں مگر میرا یہ جی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو اور دنیا کو خدا کا پتہ لگے اور ثبوت ملے کہ کوئی قادر خدا بھی ہے۔ اسوقت دہریت اور الحاد بہت پھیلا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے لاپروائی ظاہر کی جاتی ہے اور جن لوگوں نے بظاہر خدا تعالیٰ کا اقرار بھی کیا ہے انھوں نے یا تو خطرناک شرک کیا ہے جیسے عیسائی اور دوسرے مشرک بت پرست۔ اور پھر جنھوں نے بظاہر توحید کا اقرار کیا ہے یعنی مسلمان انھوں نے بھی دوہرا شرک اختیار کر رکھا ہے اور مسیح کو خدا کی صفات سے متصف ٹھیرا رکھا ہے۔ علاوہ بریں خدا تعالیٰ کی حکومت کے نشانات انکے اعمال سے ثابت نہیں ہوتے۔ اعمال میں سستی بیباکی اور دلیری پائی جاتی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف دلوں پر نہیں رہا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس بیباکی اور اباحت کے دور میں بیشک ہزاروں ظالم طبع ہلاک ہوں تاکہ دوسروں کیلیے عبرت ہو اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر ایمان لانیوالے ہوں۔

دیہات کے لوگ تو جنگل کے وحشیوں کیطرح ہیں مگر شہر والے جو تعلیم یافتہ ہیں انکی حالت بہت ہی ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں میں بھی اعلائے کلمۃ اللہ اور اپنے اعمال کی اصلاح اور تبدیلی کا جوش نہیں پایا جاتا۔ باپ دادا سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سن لیا اور اسی کو کافی سمجھا اعمال کی پروا نہیں۔

انّہ اٰوی القریۃ

۴۔ یہ جو الہام ہو چکا ہے انّہ اٰوی القریۃ اگر منتشر کرنے کا قانون منسوخ نہ ہوتا تو اس مفہوم کو الہام میں داخل سمجھا جاسکتا تھا مگر اب جبکہ سب جگہ قانون منسوخ ہوگیا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی ہے جیسا کہ دوسرے الہام لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَھَلَکَ الْمَقَامُ سے پایا جاتا ہے۔ اسمیں ایک شوکت بھی ہے اور چشم نمائی بھی جیسے ایک مجرم کو جج تین سال کی سزا دے اور ساتھ ہی یہ کہدے کہ اصل ۱۴ سال کی سزا کے لائق تھا مگر عدالت رحم کرکے تین سال ہی کی سزا دیتی ہے اسیطرح یہ الہام ظاہر کرتا ہے کہ دراصل یہ جگہ بھی ایسی ہی تھی کہ ہلاک کی جاتی مگر خدا تعالیٰ اپنے اس **سلسلہ کا اکرام** ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اسکے اکرام کیوجہ سے اسکو ہلاکت سے بچا لیا۔ اور اسطرح یہ نشان ٹھیرا۔

میری نصیحت

میری نصیحت اسوقت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ یہ دن بڑی سخت اور ہولناک ہیں اس لیے جہانتک ہوسکے اپنے دلوں کو اور آنکھوں کو برے جذبات سے روکے۔ اور اپنے اعمال اور چال چلن میں خاص تبدیلی کرے۔ یہ وقت تبدیلی کا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کا۔ پس اسوقت خدا سے سچا تعلق پیدا کرو۔ میں نے سُنا ہے کہ ایک شخص عین شادی کے دن طاعون سے مرگیا۔ دُنیا کی بے ثباتی کے لیے کیسی عبرت بخش مثال ہے۔ اگر دانشمند غور کرے تو اسکیطرح یہ دن بڑے عجیب ہیں۔ انپر نظر کرنے سے موت یاد آتی اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا ہوتا ہے اور یقین ایک ایسی شے ہے جو اعلیٰ درجہ کی لذۃ اور سرور صادق الیقین کو بخشتا ہے۔ وہ کسی اور کو میسر نہیں آسکتی۔ خداشناسی کے مسئلہ پر اسوقت ہزاروں قسم کے حجاب اور گرد وغبار ہیں اور وہ یقین جو لذۃ بخش نتائج اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ نہیں رہا۔ اور وہ سرور جو دنیا کے تعلقات میں پیدا ہونیوالے رنج اور غم کو دور کرتا ہے اسوقت نہیں۔ بلکہ یہ حالت ہو رہی ہے کہ اکسیر مل جاوے تو مل جاوے لیکن ایسے آدمی اس زمانہ میں ملنے مشکل ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایسا یقین رکھتے ہوں جس نے انکی ساری قوتوں اور جذبات پر اپنا اثر کیا ہوا ہو اور ایسی معرفت عطا کی ہو جس سے انکے گناہ کی زندگی پر موت وارد ہوگئی ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ایسے دلوں کا ملنا بہت ہی مشکل ہے جو ایمان، اور اس کے لذۃ بخش نتائج کی قدر سے بھرے ہوئے ہوں۔

ضرورتیں تو اسوقت بہت سی ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی قدرۃ کا ماتحفہ دکھانے اور اپنی چمکار سے دنیا کو روشن کرنے مگر سب سے بڑی ضرورۃ اسی معرفۃ اور یقین کا پیدا کرنا ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ طاعون اسکو پورا کر رہی ہے۔ ٹیکہ کا علاج اسوقت تک آخری سمجھا گیا ہے لیکن اگر یہ علاج خدا نخواستہ ٹھیک نہ ہو تو پھر مشکل ہوگی۔ ابھی تک اسکا پورا تجربہ بھی نہیں ہوا۔ جبتک ایک عدد کثیر نہ ہو کیا کہہ سکتے ہیں مثلاً لاہور میں ۵۰ یا ۶۰ ہزار آدمی ٹیکا لگوائیں اور پھر ایک دو جاڑے انپر امن سے گذر جائیں تو کچھ پتہ ملے۔ لیکن اگر چھ مہینے کے بعد اسکا اثر زائل ہو جاوے اور ہر ششماہی کے بعد یہ نسخہ گلے پڑا تو کچھ نہیں۔

خدا سے جنگ

احادیث میں جو آیا ہے کہ آخر خدا سے لڑائی کرینگے۔ یہ اسی قسم کی جنگ ہوگی جو خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر کے مقابلہ کیلیے ہر قسم کی طیاری کی جاویگی میرے الہام میں جو اِنِّیْ اُجَھِّزُ الْجَیْشَ ہے اس سے مراد طاعون ہی ہے۔

اور ایسا ہی حضرۃ مسیح نے اپنی آمد کا زمانہ نوح کے زمانہ کی طرح قرار دیا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے میرا نام بھی نوح رکھا اور اِصْنَعِ الْفُلْکَ الہام ہوا۔ اور لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُغْرَقُوْنَ بھی فرمایا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک عظیم الشان طوفان آنیوالا ہے۔ اور پھر اس طوفان میں میری بنائی ہوئی کشتی ہی نجاۃ کا ذریعہ ہوگی۔ اب یہ طاعون وہی طوفان ہے اور خدا کا نور آور حملہ اسکی چمکار ہے یہی وہ سیفۃ الہلاک ہے جسکا براہین میں ذکر ہوا ہے۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ اسکا کوئی نظام مقرر نہیں کہ گرمی میں کم ہوتی ہے یا سردی میں زیادہ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض مقامات میں گرمیوں میں بھی اسکی کثرۃ میں فرق نہیں آیا۔ غرض اسکا علاج بجز استغفار اور خدا تعالیٰ سے دعا اور اپنے اعمال میں پاکیزگی اور طہارۃ کے کیا ہوسکتا ہے؟

۲۱ - صبح کی سیر

۱- فرمایا بعض الفاظ قرآن شریف کے ذب الزام و دفاع کیطور پر آئے ہیں اور نادانوں نے اسکو مخصوص کرلیا ہے۔ جیسے مریم کو صدیقہ کہا یہ اس لیے کہ یہودی انپر قسم قسم کے الزام اور اتہام لگاتے تھے قرآن شریف نے صدیقہ کا لفظ کہکر ان تمام اعتراضوں کو اڑا دیا دنیا مین بھی یہی قاعدہ ہے کہ جس پر الزام ہو اس کی بریت کیجاتی ہے

۲- فرمایا عیسائیون کو جو حق سمجھ نہین آتا۔ معلوم ہوتا ہے یہ کوئی حضرت عیسے کی بددعا ہی ہے۔ ہمارے مخالف طالب حق ہوکر نہین آتے۔ حجت بازی اور دشنام دہی کا طریق انہون نے اختیار کرلیا ہے اور آدمیت کو چھوڑ دیا ہے

۲۱ - دربار شام

اول - کچھ آدمیون نے بیعت کی -

۲- کٹک سے دو بھائی آئے ہوئے ہین ان مین سے ایک نے نہایت اخلاص سے اپنی مرحومہ بیوی کا زیور حضور مین پیش کیا ہے کیونکہ مرحومہ اس کی وصیت کرگئی تھی -

مولوی نور الدین صاحب حکیم الامت نے اس پر عرض کیا کہ بڑے ہی اخلاص اور شہادت کا نشان ہے۔ فرمایا آخرین منہم سے کہکر جو خدا تعالے اس جماعت کو صحابہ سے ملاتا ہے تو صحابہ کا سا اخلاص اور وفاداری اور ارادت ان مین بھی ہونی چاہیئے صحابہ نے کیا کیا جس طرح پر انہون نے خدا تعالے کے جلال کے اظہار کو دیکھا اسی طریق کو انہون نے اختیار کر لیا یہان تک کہ اس کی راہ مین جانین دیدیں وہ جانتے تھے کہ بیویاں بیوہ ہون گی بچے یتیم رہ جائینگے لوگ ہنسی کرینگے مگر انہون نے اس امر کی ذرا پروا نہ کی۔ انہون نے سب کچھ گوارا کیا۔ مگر اس ایمان کے اظہار سے نہ رکے جو وہ اللہ اور اس کے رسول پر لائے تھے حقیقت مین ان کا ایمان بڑا قوی تھا اس کی نظیر نہین ملتی -

اب دیکھ لو ایک تو وہ گروہ تھا جس نے اپنی جانون کو خدا کی راہ مین کچھ چیز نہ سمجھا اور ایک عیسائی ہین جو مسیح کے کفارہ پر ناز کرتے ہین اور ایک جان دینے پر گھمنڈ کرتے ہین حالانکہ وہ بھی غلط نکلی ہے مقابلہ کرکے دیکھو کہ صحابہ کی وفاداری اور استقلال جانون کے دینے مین کیا تھا۔ اور خود مسیح کا کیسا!

استغفار اور گناہ گناہ افراط اور تفریط کا نام ہے اور استغفار یہ ہے کہ اے اللہ تو اپنا فضل و کرم رکھتا کہ اعتدال پر ہم رہین جو صراط مستقیم ہے اور انعمت علیہم کی راہ ہے۔ ہم ان عیسائیون سے پوچھتے ہین کہ کیا حضرت عیسے خدا کے محتاج تھے یا نہین جو شخص (خواہ وہ کوئی ہو) خدا تعالے کا محتاج اپنے آپ کو نہین سمجھتا۔ وہ بے ایمان ہے لیکن بڑا عارف اور فنافی اللہ کے مقام پر وہ ہے جو ہر آن اور ہر ساعت خدا تعالیٰ کی اعانت چاہتا ہے+ اور ایاک نستعین مین اسی کی تعلیم دی گئی ہے -

پانی اور گناہ کی معافی گناہ کی معافی کے ساتھ پانی کا تعلق ہر قوم نے رکھا ہے عیسائی بھی پانی سے بپتسمہ دیتے ہین اور دوسری بعض قومین بھی کسی نہ کسی پانی کے ذریعہ اپنے گناہون کی معافی چاہتی ہین اسلام نے ایک پانی گناہون کی معافی کے لیئے رکھا ہے جو دوسری قومون کو نصیب نہین ہے - **وہ گریہ و بکا کا پانی** ہے دوسرے بیرونی اور غیر حقیقی پانی ہین لیکن یہ پانی دل کے چشمہ سے پھوٹتا ہے اور گناہون کی تیرگی اور تاریکی کو لیجاتا ہے اور یہی حقیقی پانی ہے جس سے گناہ دھوئے جاتے ہین -

مسیح اور توبہ کا بپتسمہ مسیح نے یوحنا کے ہاتھ پر جو بپتسمہ لیا وہ توبہ ہی کا بپتسمہ تھا۔ اس بپتسمہ کے بعد ہی روح القدس اترا تھا جبکہ یوحنا گناہون سے توبہ کا بپتسمہ لیتا تھا تو پھر مسیح نے بلا ضرورت کیون لیا؟ اور اس سے پہلے روح القدس کیون نہین اترا؟ یہ گویا عملی اعتراف مسیح کا اپنے گناہون کا ہے عیسائی اس کا کیا جواب دینگے -؟

انجیل اور قرآن انجیل مین کوئی حکم اور شریعت نہین نہ حرام حلال کی تمیز بتائی ہے اور نہ کچھ اور کہان لکھا ہے انجیل مین کہ ماں یا بہن کے ساتھ نکاح جائز نہین ہے ؟ اس کے سوا اگر انجیل کی تعلیم پر ایک ہفتہ عمل کیا جاوے تو دنیا کا تختہ الٹ جاوے -

مسیح اور آنحضرت صلعم مسیح کا کوئی خلق ثابت نہین ہے کیونکہ ان کو کوئی موقع اخلاق نمائی کا ملا ہی نہین برخلاف اس کے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے خلق ثابت ہین - آپ نے صبر کے زمانہ مین استقلال اور رضا بالقضا بردباری اور انکسار و برداشت کا پورا نمونہ دکھلایا اور اقتدار اور حکومت کے وقت بھی ان اخلاق کو پورے طور پر نباہا اور سچی شجاعت - ہمت بلند اور سخاوت و عفو کا نمونہ دکھایا۔ ملک و مال کیوقت وہ نمونے دکھلائے جو اس کے حسب حال تھے ابتدائی حالت اور مشکلات مین بھی سچے اخلاق دکھلائے ۱۳- برس تک وہ صبر کا نمونہ دکھایا کہ کسی نبی کی تاریخ مین نہین ہمین کوئی مسیح کا کونسا خلق دکھائیگا ہم بالکل راستی سے کہتے ہین کہ کوئی شعبہ خلق کا ثابت نہین۔ بدون ثبوت تو ہر ایک شخص دعوے کرسکتا ہے اگر موقع ملتا اور پھر وہ اپنے اخلاق دکھاتے تو بات بھی تھی مگر یہان تو ستبئی بی از بے چادری کا معاملہ ہو رہا ہے

اسلامی جنگین اور عیسائیون کی لڑائیان اسلامی جنگین بالکل دفاعی لڑائیان تھین جب کفار کی تکالیف اور شرارتین حد سے گذر گئین تو خدا نے ان کے سزا دینے کے لیئے یہ حکم دیا۔ مگر عیسائیون نے جو مختلف اوقات مین مذہب کے نام سے لڑائیان کی ہین ان کے پاس خدا تعالیٰ کی کونسی دستاویز اور حکم تھا جسکے رو سے وہ لڑے تھے -۔ ان کو تو ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کا حکم تھا -

۲۲ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

دربار شام

گناہ کی حقیقت نماز مغرب سے فارغ ہوکر جب حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام شہ نشین پر حلقہ خدام مین اجلاس فرما ہوئے تو حسب الارشاد حضرت حجت اللہ جناب مفتی محمد صادق صاحب نے پادری ہوپر صاحب کی ایک کتاب گناہ کی حقیقت سنانی شروع کی۔ اس کتاب کے سننے کی ضرورت اس لئے ہے کہ حضرت اقدس میگزین کے لیئے **عصمت انبیا** والے مضمون کی تکمیل کے لئے ایک اور مضمون لکھنے کا ارادہ فرما رہے ہین جس کو آج کل ہی آپ شروع فرماینگے+ غرض مفتی صاحب نے اس بے معنی سی کتاب کو جسکے جملے خاص ترتیب اور ترکیب کے ہین پڑھنا شروع کیا۔ ہوپر صاحب نے **بدی اور گناہ** دو جدا جدا چیزین ٹھہرائی ہین بدی کی تعریف مین اس نے لکھا ہے جس سے غم اور تاریکی پیدا ہو - یہ سنکر آپ نے فرمایا - کہ بعض امور ایسے ہوتے ہین کہ ان سے غم پیدا ہوتا ہے مگر وہ غم گناہ نہین ہو سکتا بلکہ نیکی ہوتا ہے جیسے کہ ایک ڈاکٹر یا طبیب ایک مریض کو دیکھتا ہے تو ہمدردی سے اسکا دل بھر آتا ہے اور ایک غم اور درد اسکے دل پر مستولی ہو جاتا ہے تو کیا یہ کہا جاویگا کہ پادری صاحب کی اس تعریف کے موافق

نوٹ - ہم نے بارہ صفحہ ڈائری کیلئے دیدئے ہین پھر بھی ہفتہ کی ڈائری ختم نہین ہوتی ہم اس تدبیر مین ہین کہ اگر اللہ تعالے چاہے تو ان تمام مشکلات کو دور کرسکین (ایڈیٹر)

کہ اس نے گناہ کیا؟ ہرگز نہیں۔

ہمارے بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کی انتڑیوں میں جو زخم تھا کیا تمام رعایا اور اعیان سلطنت اور ڈاکٹروں کو ایک درد اور غم نہ تھا؟ تھا اور ضرور تھا تو پھر کیا ان سب نے گناہ کیا؟ نہیں عیسائی گناہ کی حقیقت سے ہرگز واقف نہیں۔

پھر ایک موقع پر پادری ہو یصاحب نے لکھا ہے کہ گناہ شریعت کے خلاف ہے؟ فرمایا تو ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ حضرت موسےٰ کو اس وقت کب شریعت ملی تھی جب انہوں نے قبطی کو مکا مارا تھا؟ بلکہ اس کا نام تو حفاظت خود اختیاری رکھنا چاہئے کیونکہ اس نے ایک بنی اسرائیل کو مارا تھا۔

پھر ایک جگہ پادری مذکور نے لکھا ہے کہ گناہ خود غرضی ہے فرمایا طبعی تقاضوں مثلاً بھوک پیاس کو پورا کرنا یہ ایک قسم کی خود غرضی تو ہو سکتی ہے مگر اس کو گناہ نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح پر جائز طریق سے تمام طبعی تقاضوں اور فطری خواہشوں کو پورا کرنا گناہ نہیں ٹھہر سکتا جب تک وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہوں۔

نجات فضل سے ہے | سمجھ میں نہیں آتا عیسائی

جو کہتے ہیں کہ نجات فضل سے ہے اس فضل سے مسیح نے کیا فائدہ اٹھایا؟ اور ایسا ہی شیطان اور یہودا اسکریوطی کو کیا فائدہ ہوا؟

صبح کی سیر

۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۲ء

پیشگوئی - نجومی اور نبی کی خبر میں فرق | راستباز کی صداقت کا بڑا عظیم الشان نشان غیب کی خبریں ہیں اور وہ خبریں ایسی ہوں کہ ان میں ایک قوت اور شوکت پائی جاوے۔

نجومی بھی اپنی اٹکل بازی سے پیشگوئی کرتا ہے مگر اس میں وہ قوت اور شوکت نہیں ہوتی۔ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں اپنے اندر ایسی قوت رکھتی ہیں کہ ان سے ایک مقتدر، متصرف اور بالا ارادہ ہستی کا پتہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں دشمن کی شکست اور اپنی فتح کی خبر ہوتی ہے اور یہ بات آسان نہیں کہ ایک آدمی محض اپنی اٹکل سے ایسا کر سکے۔ اور انبیاء علیہم السلام کی ایسی خبریں جب وہ دیتے ہیں بظاہر حالات ناممکن نظر آتے ہیں مگر پورا ہونے پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ انسانی طاقت سے بالاتر ہیں اور خدائے مقتدر اور متصرف کی قدرت نمائی ہے۔

۲ - فرمایا عیسائیوں کا چھیڑ چھاڑ مذہبی رنگ میں بہت بڑھ گئی ہے اور قرآن شریف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتنہ بہت بڑھیگا آخر خدا تعالےٰ مقابلہ کرے گا اور دکھا دیگا کہ آخری فتح توحید ہی کی ہے۔

توحید کے ماننے والے میں ایک رعب ہوتا ہے جو بت پرست اور باطل کے پرستار میں نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں ہوتا۔ ان کا دل خود ان کو ملزم کرتا ہے۔ مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے کہ عیسائی حضرت مسیح میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں بتا سکتے جس کی رو سے اس کو انسانیت سے بڑھ کر کوئی چیز سمجھ لیں۔ بڑی خصوصیت اقتداری معجزات کی ہوتی ہے مگر وہ بھی اس میں پائے نہیں جاتے اور جس رنگ کے معجزے انجیل میں بیان کئے گئے ہیں ویسے ہی معجزات دوسرے نبیوں کے جو ان سے پہلے گذرے ہیں بائیبل ہی میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔

۳ - سٹرگیٹ مصنوعی اور مفتری مسیح لنڈن کا ذکر ہوا - فرمایا اس کو دعوت کیجاوے ڈوئی کی نسبت اس کو دعوت کرنے سے زیادہ فائدہ ہونے کی امید ہے اسی ذکر میں فرمایا کہ معجزات مسیح کی حقیقت رہی سہی ڈوئی نے کھولدی وہ بھی سلب امراض کرتا ہے باوجودیکہ عیسائی اسے کافر کہتے ہیں اور جہاں اس سے کوئی اچھا نہیں ہوتا تو کہدیتا ہے کہ مسیح سے بھی اچھا نہیں ہوا - اگر مسیح کی خدائی ایسی ہی تھی تو **ثبوت خدائی** -

۴ - قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے تذکرہ پر فرمایا کہ الم غلبت الروم میں کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ ایرانی مشرک تھے اور رومی عیسائی تھے مگر قیصر روم نے جسکا نام ہرقل ہے جیسا کہ بخاری میں درج ہے اسلام کی عظمت کا اعتراف کیا تھا اور وہ اس طرح پر موحد ہی تھا + غرض جب ایرانیوں نے رومیوں پر فتح پائی تو کفار مکہ نے یہ سمجھ لیا کہ ہم بھی غالب ہوں گے اور مسلمان مغلوب ہو جائیں گے لیکن خدا تعالےٰ نے اس پیشگوئی میں ان کو بتا دیا کہ ایرانی پھر مغلوب ہو جائیں گے + بعض نے اس پیشگوئی کو اٹکل کہا مگر انہیں یہ معلوم نہیں کہ اس میں دوہری پیشگوئی ہے کہ اسی دن **اسلام** کی بھی فتح ہوگی۔ چنانچہ بدر کی لڑائی میں جب فتح ہوئی اسی دن ایرانی مغلوب ہوئے (اس مضمون پر ایک عظیم الشان اور گران قدر مضمون حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کا لکھا ہوا الحکم میں طبع ہو چکا ہے اس لئے اسی قدر اختصار کافی سمجھا گیا۔ (ایڈیٹر)

احیاء موتی | سلب امراض سے جن لوگوں کو مسیح نے عیسائیوں کے قول کے موافق زندہ کیا وہ آخر مر گئے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے **قد افلح من زکّٰھا** کے نیچے لا کر جن کو زندہ کیا وہ ابد الآباد تک زندہ رہے **صحابہ** کا مقابلہ حواریوں سے ہو ہی نہیں سکتا۔ ساری انجیل میں ایک بھی فقرہ ایسا نہیں جو صحابہ کی اس حالت کا جو قرآن نے بیان کی ہے۔ کہ خدا کی راہ میں انہوں نے جان و مال سے دریغ نہ کیا مقابلہ کر سکے۔ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کی راہ میں جو صدق دکھایا وہ لانظیر ہے۔

نزعنا ما فی صدورھم من غل | یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ میں باہم کوئی کسی قسم کی رنجش اُن میں نہ تھی اور بعد میں اگر ہو تو اللہ تعالےٰ اس کا ذمہ لیتا ہے کہ اس کو ہم دور کر دیں گے۔ شیعہ اگر یہ مانتا ہے کہ صحابہ کی باہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی رنجش تھی تو وہ گویا قرآن شریف کی تکذیب کرتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے کہ آپ کی نسبت جو فرمایا گیا ہے ویزکیھم تو گویا معاذ اللہ انکا تزکیہ نہ ہوا۔ یہ بڑی دلیل ہے کذب شیعہ پر (خلافت راشدہ میں یہ مضمون بڑی وسعت سے بیان ہوا ہے اور ناظرین الحکم اکثر خطبوں میں اس کا لطف اٹھا چکے ہیں۔ اس لئے زوائد کو چھوڑ کر بعض نئے مطالب ہم نے لے لئے ہیں۔ (ایڈیٹر)

غرض شیعہ سے پوچھو کہ وہ ان لوگوں کے نام تو لے جن میں زمانہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی شکر رنجی تھی اگر زمانہ نبوت کے بعد ایسا کوئی واقعہ ہوا ہو تو اسکے دور کرنے کا خدا نے وعدہ فرما دیا ہے کہ ان نزاعوں کو دور کر دینگے اور **اخوانًا علٰی سرر متقابلین** کا نظارہ دکھا دیں گے اخوانًا جو فرمایا تو کوئی بتائے کہ کیا **اخوت** کے حقوق شکر رنجی میں قائم رہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں پھر جو یہ کہتا ہے کہ شکر رنجیاں قائم رہیں

وہ خدا کے کلام کی تکذیب کرتا ہے۔ شیعہ بخاری کی ایک حدیث لا تدری ما احدثوا بعدک سے جو استدلال کرتے ہیں کہ بعد میں صحابہ میں مفسدہ برپا ہوا ہمیں معلوم نہیں کہ ان لوگوں کے لیے ہے جو رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کے مصداق ہو کر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ اور جنکو زیادہ عرصہ آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ مگر آخر اس آیت نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ نے ان کو بھی صاف کر دیا۔

۲۳ صبح کی سیر

قرآنی عظمت اور مسلمان اس سلسلہ مضمون میں فرمایا کہ مسلمانوں میں قرآن کی عظمت نہیں رہی شیعہ ہیں وہ آئمہ کے اقوال کو مقدم کرتے ہیں اور دوسرے فریق حدیثوں کے ظنی سلسلہ کو قرآن پہ قاضی بناتے ہیں۔ اسی ذکر میں عبداللہ چکڑالوی اور محمد حسین کی بحث کا ذکر آگیا فرمایا چکڑالوی نے تفریط کی ہے اور حدیث کو بالکل لاشئے سمجھا اور محمد حسین افراط کیطرف گیا ہے کہ حدیث کو بغیر قرآن کو لاشئے سمجھتا ہے۔

کتاب اللہ۔ سنّۃ اور حدیث پھر آپ نے واضح اور بیّن طور پر اس مضمون پر کلام کیا کہ ہمارے نزدیک تین چیزیں ہیں ایک کتاب اللہ دوسرے سنّۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور تیسرے حدیث۔ ہمارے مخالفوں نے دھوکا کھایا ہے کہ سنّۃ اور حدیث کو باہم ملایا ہے۔ ہمارا مذہب حدیث کے متعلق یہی ہے کہ جب تک وہ قرآن اور سنّۃ کے صریح مخالف اور معارض نہ ہو اس کو چھوڑنا نہیں چاہیے خواہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف سے ضعیف کیوں نہ ہو جبکہ ہم اپنی زبان میں دعائیں کر لیتے ہیں تو کیوں حدیث میں آئی ہوئی دعائیں نہ کریں جبکہ وہ قرآن شریف کے مخالف بھی نہیں۔ قرآن شریف پر حدیث کو قاضی بنانا سخت غلطی ہے اور قرآن شریف کی بے ادبی ہے حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک بڑھیا نے حدیث پیش کی تو انھوں نے یہی کہا کہ میں ایک بڑھیا کیلیے قرآن نہیں چھوڑ سکتا۔ ایسا ہی حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کسی نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے ماتم کرنے سے مردہ کو تکلیف ہوتی ہے تو انھوں نے یہی کہا کہ قرآن میں تو آیا ہے لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔

پس قرآن پر حدیث کو قاضی . . . . بنانے میں اہل حدیث نے سخت غلطی کھائی۔

اصل بات یہ ہے کہ اپنی موٹی عقل کی وجہ سے اگر کوئی چیز قرآن میں نہ ملے تو اسکو سنّۃ میں دیکھو اور پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ جن باتوں میں ان لوگوں نے قرآن کی مخالفت کی ہے خود انہیں اختلاف ہے انکی افراط تفریط نے ہمکو سیدھی اور اصل راہ دکھا دی جیسے یہودیوں اور عیسائیوں کی افراط اور تفریط نے اسلام بھیج دیا۔

پس حق بات یہی ہے کہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنّۃ کے ذریعہ تواتر دکھا دیا ہے اور حدیث ایک تاریخ ہے اسکو عزۃ دینی چاہیے۔ سنّۃ کا آئینہ حدیث ہے (الحکم میں کتاب۔ سنّۃ۔ حدیث۔ پر حضرۃ حجۃ اللہ کی ایک تقریر شائع ہو چکی ہے ایڈیٹر) یقین پر ظن کبھی قاضی نہیں ہوتا کیونکہ ظن میں احتمال کذب کا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک قابل قدر ہے انھوں نے قرآن کو مقدم رکھا ہے۔

معراج احادیث میں مسیح موعود کے لیے نزول من السماء نہیں لکھا نزول کا لفظ ہے اور یہ اطلاقی معنی رکھتا ہے نہ کہ حقیقی۔ نزیل لغت میں مسافر کو کہتے ہیں کیا وہ آسمان سے اترتا ہے۔ بہرحال قرآن ہر میدان میں فتحیاب ہے۔ آپکو خاتم الانبیاء ٹھیرایا اور اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کہکر مسیح موعود کو اپنا بروز بنا دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات اسی جسم کے ساتھ آسمان پر گئے ہیں مگر وہ نہیں دیکھتے کہ قرآن شریف اسکو رد کرتا ہے۔ اور حضرت عائشہ [illegible] [illegible] حقیقت یہ ہے [illegible] ایک کشف تھا جو بڑا عظیم الشان اور صاف کشف تھا اور اتم اور اکمل تھا کشف میں جسم کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ کشف میں جو جسم ملتا ہے انہیں کسی قسم کا حجاب نہیں ہوتا بلکہ بڑی بڑی طاقتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اور آپکو ایسا جسم دیا گیا جو بڑی طاقتوں والا ہوتا ہے معراج ہوا۔

پھر آپ نے اس امر کی تائید میں چند آیات سے استدلال کیا کہ آسمان پر نہیں جاتا۔ یہ باتیں تقریباً پہلے ہم الحکم میں درج کر چکے ہیں بخوف طوالت اعادہ نہیں کرتے۔

مسیح کی پیدائش کے ذکر پر فرمایا کہ خدا کی سنّۃ دو طرح پر ہوتی ہے ایک کثرتی جیسے عموماً عورت سے دو دھ نکلتا ہے مگر بعض اوقات نر سے بھی نکلا کرتا ہے ایسے واقعات دنیا میں ہوتے ہیں۔ یہ قلیل الوقوع واقعات خارق عادۃ کہے جاتے ہیں۔

دربار شام

شام کو اسی مضمون پر سلسلہ کلام جاری ہوا۔ جو آجکل آپ عصمت انبیاء پر لکھ رہے ہیں اور جسکا طرز ہم پچھلی اشاعت میں دکھا چکے ہیں۔

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر آج جمعہ ہے۔

دربار شام برادر مکرم محمد یوسف صاحب اپیل نویس نے اپنے گاؤں میں بعض لوگوں کی شرارت کے رفع کرنے کے واسطے بعض احباب کو حضرت اقدس کے ایما سے لے جانا چاہا۔ اس کی تجویز ہوئی کہ مولوی عبداللہ صاحب سنوری اور مولوی سرورشاہ صاحب کو بھیجا جاوے پھر مفتی محمد صادق صاحب نے رسالہ بیگنا ہی مسیح سنایا۔

اس کے ضمن میں مندرجہ ذیل نکات آپ نے بیان فرمائے

۱۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کے اسماء معصوم کے لفظ میں نہیں جیسے قدوس تو ہے مگر معصوم نہیں لکھا کیونکہ پھر بچا تیوالا اور ہوگا۔

اسپر مولوی نورالدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور وجود مجھ سے جب کبھی مجھ کو کلام کرنیکا موقع ملا ہے میں نے یہی کہا ہے خدا کا نام موجود نہیں لکھا کیونکہ موجود معنی مدرک ہے اور خدا تعالیٰ کی شان ہے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ اور پھر یہ لفظ خدا تعالیٰ کی نسبت صحابہ میں بھی نہیں بولا گیا

فرمایا جیسے مسیح پر کفر کا فتویٰ لگا کر انکو صلیب پر چڑھایا گیا ایسا واقعہ کسی نبی کے ساتھ نہیں ہوا۔ گناہ کا کمال کفر پر جا کر ہوتا ہے۔ اور مسیح پر یہودیوں نے کفر کا فتویٰ لگایا (ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں نے بخلاف اس کے آپکو الامین اور المامون کہا۔ مسیح کے مخالفوں

۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر سیر میں معراج الدین صاحب اپنے اور انجمن معین المسلمین کے تعلقات اور حالات مقدمہ سُناتے رہے۔ اور دربار شام میں مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے اپنی پنجابی نظم سُنائی اور آنی امور پر بعض وقت کلام ہوتا رہا۔ انی متوفیک اور لکن شبہ لھم پر کچھ ذکر ہوا جو بار ہا شائع ہو چکا ہے۔ بعد نماز عشاء دربار ختم ہوا۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء

مولوی جمال الدین صاحب ساکن سید والہ نے سوال کیا کہ حضرة ذکریا علیہ السلام کی بابت جو آیا ہے کہ الا تکلم الناس ثلثة ایام الا رمزا کیا اس سے یہ مراد ہے کہ وہ کلام نہ کرینگے۔ فرمایا اس سے یہی معلوم ہوتا ہے لا تستطیع نہیں کہا

معجزہ اور قانون قرآن سلیمان علیہ السلام کے لیے جو آیا ہے کہ لوہا نرم کر دیا اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا تدابیر عادیہ سے الگ ہو کر جو فعل ہوتا ہے اسمیں اعجازی رنگ ہوتا ہے معجزات جن باتوں میں صادر ہوتے ہیں اُنمیں سے بہت سے افعال ایسے ہوتے ہیں کہ دوسرے لوگ بھی انہیں شریک ہوتے ہیں مگر نبی ان تدابیر اور اسباب سے الگ ہو کر وہی فعل کرتا ہے اسلیے وہ معجزہ ہوتا ہے اور یہی بات یہاں سلیمان کے قصہ میں ہے۔

آنحضرة صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کیا لوگ قصائد نہ کہتے تھے؟ کہتے تھے مگر آنحضرة صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کلام فصیح و بلیغ پیش کیا تو وہ جوڑ توڑ کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وحی سے تھا۔ اسلیے معجزہ تھا کہ درمیان اسباب عادیہ نہ تھے آپکے کوئی تعلیم پائی ہوئی تھی اور بدون کوشش کے وہ کلام آپنے پیش کیا۔ غرض اسیطرح پر لوہا نرم کرنیکا معجزہ ہے کہ اسمیں اسباب عادیہ نہ تھے۔ اور یہ بھی ممکن ہو کہ اسکے اور معنی بھی ہوں۔ مشکلات صعب بھی مراد لوہا ہوتا ہے وہ حضرة سلیمان پر آسان ہو گئیں۔ مگر اصل اعجاز کا کسی حال میں ہم انکار نہیں کرتے۔ ورنہ اگر خدا تعالیٰ کی ان قدرتوں پر ایمان نہو تو پھر خدا کو کیا مانا۔

ہم اسکو خارق عادت نہیں مان سکتے جو قرآن شریف کے بیان کردہ قانون قدرة کے خلاف ہو۔ مثلاً ہم احیاء موتی حقیقی کا کیوں انکار کرتے ہیں اسلیے کہ قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہے فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ۔ اسیطرح ہم نہیں مان سکتے کہ خدا اپنے جیسا کوئی اور خدا بھی بنا لیتا ہے کیونکہ یہ اسکی توحید کے خلاف ہے یا یہ کہ وہ خودکشی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسکی صفت حیی و قیوم کے خلاف ہے۔ اسیطرح اگر کوئی کہے کہ دنیا ہمیشہ رہیگی اور یہاں ہی دوزخ بہشت ہوگا ہم نہیں مان سکتے اسکی صفت مالک یوم الدین کے خلاف ہے اور اسکے خلاف جا ٹھیرتا ہے فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ایسا ہی ہم نہیں مان سکتے کہ کوئی اس جسم کے ساتھ آسمان پر بھی چڑھ سکتا ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے کہا کہ تو آسمان پر چڑھ جا آپنے یہی فرمایا سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ایسا ہی مُردے اگر واپس آسکتے تو چاہیے تھا کہ قرآن شریف انکے لیے کوئی خاص قانون وراثت بیان کرتا اور فقہ میں کوئی باب اسکے متعلق بھی ہوتا۔ غرض جو امور قرآن شریف کے بیان کردہ قانون کے خلاف ہیں ہم انکو تسلیم نہیں کر سکتے۔

پوچھا گیا کہ قرآن کا جو نزول ہوا ہے وہ یہی الفاظ ہیں یا کسطرح۔ فرمایا۔ یہی الفاظ ہیں۔ اور یہی خدا کی طرف سے نازل ہوا قرات کا اختلاف الگ امر ہے۔ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ میں لا محدث قراءة شاذہ ہے اور یہ قراءة صحیح حدیث کا حکم رکھتی ہے۔ جسطرح نبی اور رسول کی وحی محفوظ ہوتی ہے اسیطرح محدث کی وحی بھی محفوظ ہوتی ہے جیسا کہ اس آیت سے پایا جاتا ہے۔

پوچھا گیا جبرئیل کا نزول قلب پر ہوتا تھا یا آواز آتی تھی فرمایا۔ اسمیں بحث کی کچھ ضرورة نہیں جبرئیل کا تعلق قلب ہی سے ہوتا ہے اور قرآن شریف میں لفظ آیا بھی ہے مگر یہ عالم الگ ہی ہوتا ہے۔ قرآن شریف جو تمام کتابوں اور علوم کا خاتمہ کرتا ہے اسلیے وہ بڑی اقوی وحی ہے اور شدة کیساتھ اسکا نزول تھا۔

فطرة اللہ ایک شخص نے اپنی رویا سُنائی جسمیں یہ آیت تھی فرمایا اسکے معنی یہی ہیں کہ اسلام فطرتی مذہب ہے انسان کی بناوٹ جس مذہب کو چاہتی ہے وہ اسلام ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ اسلام میں بناوٹ نہیں ہے۔ اس کے تمام اصول فطرة انسانی کے موافق ہیں تثلیث اور کفارہ کیطرح نہیں ہیں جو سمجھ میں نہیں آسکتے عیسائیوں نے خود مانا ہے کہ جہاں تثلیث نہیں گئی وہاں توحید کا مطالبہ ہوگا۔ کیونکہ فطرة کے موافق توحید ہی ہے اگر قرآن شریف بھی نہ ہو۔ تب بھی انسانی فطرة توحید ہی کو مانتی کیونکہ وہ باطنی شریعت کیموافق ہے ایسا ہی اسلام کی کل تعلیم باطنی شریعت کے موافق ہے برخلاف عیسائیوں کی تعلیم کے جو مخالف ہے+ دیکھو حال ہی میں امریکہ میں طلاق کا قانون خلاف انجیل پاس کرنا پڑا۔ یہ دقت کیوں پیش آئی اسلیے کہ انجیل کی تعلیم فطرة کیموافق نہ تھی۔

سوال کیا گیا کہ مسیح کو صلیب پر چڑھانا قرآن میں کہاں سے ثابت ہوتا ہے؟ فرمایا وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ سے یہ واقعہ عیسائیوں اور یہودیوں کو متواترات سے ہے قرآن شریف اسکا انکار کیوں کرنے لگا تھا۔ قرآن یا حدیث صحیح میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ مسیح چھت پھاڑ کر آسمان پر چلا گیا یہ صرف خیالی امر ہے کیونکہ اگر مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا اور وہ کوئی اور شخص تھا تو دو صورتوں سے خالی نہیں یا دوست ہوگا یا دشمن۔ پہلی صورة میں مسیح نے اپنے ہاتھ سے ایک دوست کو ملعون بنایا جس لعنت سے خود بچنا چاہتا تھا اسکا نشانہ دوست کو بنایا۔ یہ کون شریف پسند کر سکتا ہے۔ بس وہ حواری تو ہو نہیں سکتا۔ اگر دشمن تھا۔ تو چاہیے تھا کہ وہ دہائی دیتا اور شور مچاتا کہ میں تو فلاں شخص ہوں مجھے کیوں صلیب دیتے ہو + میری بیوی اور رشتہ داروں کو بلاؤ میرے فلاں لوگ انکے ساتھ ہیں تم دریافت کر لو۔

غرض اس تواتر کا انکار فضول ہے اور قرآن شریف نے ہرگز اسکا انکار نہیں کیا۔

ہاں یہ سچ ہے کہ قرآن شریف نے تکمیل صلیب کی نفی کی ہے جو لعنة کا موجب ہوتی تھی۔ نفس صلیب پر چڑھائے جانے کی نفی نہیں کی اسلیے مَا قَتَلُوهُ کہا اگر یہ مطلب نہ تھا تو پھر مَا قَتَلُوهُ کہنا فضول ہو جائیگا۔ یہ ان کے تواترات میں کہاں تھا؟ اسلیے فرمایا کہ صلیب کے ذریعہ قتل نہیں کیا پھر مَا صَلَبُوهُ سے اور صراحة کی اور لکن شبہ لھم سے اور صاف کر دیا کہ وہ زندہ ہی تھا ہونوں نے مردہ سمجھ لیا۔

اگر آسمان پر اُٹھایا جاتا تو خدا تعالیٰ کی قدرت پر ہنسی

+ فطرة اللہ التی فطر الناس علیہا

۲۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء صبح کی سیر

یروشلم اور بیت المقدس اس تذکرہ پر کہ عیسائیوں اور یہودیوں میں پھر اس امر کی تحریک ہو رہی ہے کہ ارض مقدس کو ترکوں سے خرید کر لیا جاوے مختلف باتوں کے دوران میں فرمایا۔

یروشلم سے مراد دراصل دارالامان ہے یروشلم کے معنے ہیں وہ سلامتی کو دیکھنا ہے یہ سنت اللہ ہے کہ وہ پیشگوئیوں میں اصل الفاظ استعمال کرتا ہے اور اس سے مراد اسکا مفہوم اور مطلب ہوتا ہے۔

اسیطرح پر بیت المقدس یعنی مسجد اقصیٰ ہے ہماری اس مسجد کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ رکھا ہے کیونکہ اقصیٰ یا با عتبار بُعد زمانہ کے ہوتا ہے اور یا بُعد مکان کے لحاظ سے اور اس الہام میں المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات زمانی کو لیا ہے اور اسکی تائید و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم سے بھی ہوتی ہے اور بارکنا حولہ کا اس زمانہ کی برکات سے ثبوت ملتا ہے جیسے ریل اور جہازوں کے ذریعہ سفروں کی آسانی اور تار اور ڈاک خانہ کے ذریعہ سلسلہ رسل و رسائل کی سہولت اور ہر قسم کے آرام و آسایش قسم قسم کی کلوں کے اجرا ہوتے جاتے ہیں **اور سلطنت بھی ایک امن کی سلطنت ہے۔**

بنی اسرائیل بنی اسرائیل خدا تعالیٰ کا دیا ہوا لقب ہے اسرائیل کے معنے ہیں جو خدا سے بیوفائی نہیں کرتے اسکی اطاعت اور محبت کے رشتہ میں منسلک قوم حقیقی اور اصلی طور پر اسلام کے یہی معنی ہیں بہت سی پیشگوئیاں جو اسرائیل کا نام رکھا ہے۔ یہ قلت فہم کیوجہ سے لوگو نکو سمجھ نہیں آئی ہیں اسرائیل سے مراد اسلام ہی ہے اور وہ پیشگوئیاں اسلام کے حق میں ہیں۔

انّ الارض یرثھا عبادی الصالحون فرمایا اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الارض سے مراد جو شام کی سرزمین ہے یہ صالحین کا ورثہ ہے اور جو اب تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔

خدا تعالیٰ نے **یرثھا** فرمایا **یملکھا** نہیں فرمایا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وارث اس کے مسلمان ہی رہیں گے اور اگر کسی اور کے قبضہ میں کسی وقت چلی بھی جاوے تو وہ قبضہ اس قسم کا ہوگا جیسے راہن اپنی چیز کا قبضہ مرتہن کو دیدیتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی عظمت ہے۔ ارض شام چونکہ انبیا کی سرزمین ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اسکی بے حرمتی نہیں کرنا چاہتا کہ وہ غیروں کی میراث ہووے **یرثھا عبادی الصالحون** فرمایا۔ صالحین معنے یہ ہیں کہ کم از کم صلاحیت کی بنیاد پر قدم ہو۔ مومن کی جو تقسیم قرآن شریف میں کی گئی ہے اسکے تین ہی درجے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں ظالم لنفسہ۔ مقتصد۔ سابق بالخیرات یہ ان کے مدارج ہیں ورنہ اسلام کے اندر یہ داخل ہیں ظالم وہ ہوتا ہے کہ ابھی اس میں بہت غلطیاں اور کمزوریاں ہیں اور مقتصد وہ ہوتا ہے کہ نفس اور شیطان سے اسکی جنگ ہوتی ہے مگر کبھی یہ غالب آجاتا اور کبھی مغلوب ہوتا ہے کچھ غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور صلاحیت بھی۔ اور سابق بالخیرات وہ ہوتا ہے جو ان دونوں درجوں سے نکل کر مستقل طور پر نیکیاں کرنے میں سبقت لیجاوے اور بالکل صلاحیت ہی ہو نفس اور شیطان کو مغلوب کر چکا ہو۔ قرآن شریف ان سب کو مسلمان ہی کہتا ہے۔

ہماری جماعت ہی کو دیکھو کہ وہ ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور یہ سب کی سب ہمارے مخالفوں ہی سے نکل کر بنی ہے اور ہر روز جو بیعت کرتے ہیں یہ انہیں ہی سے آتے ہیں اگر ان میں صلاحیت اور سعادت نہ ہوتی تو یہ کسطرح نکل کر آتے۔ بہت سے خطوط اس قسم کی بیعت کرنیوالوں کے آتے ہیں کہ پہلے میں گالیاں دیا کرتا تھا مگر اب توبہ کرتا ہوں مجھے معاف کیا جاوے غرض صلاحیت کی بنیاد پر قدم ہو۔ تو وہ صالحین میں داخل سمجھا جاتا ہے۔

دربار شام

مسیح کا جنازہ بعد ادائے نماز مغرب جب ہمارے سید و مولا شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے تھے تو ڈاکٹر سید **عبد الستار صاحب** رہتیہ نے عرض کی کہ ایک شخص منشی رحیم بخش عرضی نویس بڑا سخت مخالف تھا مگر اب تحفہ گولڑویہ پڑھ کر اس نے مسیح کی موت کا تو اعتراف کر لیا ہے۔ اور یہ بھی مجھ سے کہا کہ مسیح کا جنازہ پڑھیں میں نے تو یہی کہا کہ بعد استفسار از حضرۃ اقدس جواب دوں گا۔ فرمایا جنازہ میت کے لیے دعا ہی ہے کچھ حرج نہیں وہ پڑھ لیں۔

۲۔ ہمارے ناظرین منشی **شاہدین** صاحب سٹیشن ماسٹر مردان سے خوب واقف ہیں وہ اس سلسلہ میں قابل قدر شخص ہیں تبلیغ اور اشاعت کا سچا شوق رکھتے ہیں جہاں جاتے ہیں ایک جماعت ضرور بنا دیتے ہیں الحکم کے خاص معاونین میں سے ہیں۔ بہرحال ناظرین یہ بھی جانتے ہیں کہ مردان میں بعض شریر النفس لوگوں کیطرف سے انکو سخت ایذائیں دی گئیں اور آخر انکی شرارت سے انکی تبدیلی ہوگئی۔ حضرۃ اقدس کے حضور جب انکی تکالیف اور مصائب کا ذکر ہوا تھا تو آپ نے صبر اور استقامت کی تعلیم دی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر خدا تعالیٰ نے اظہار حق کیا۔ افسران بالادست نے بدون کسی قسم کی تحریک کے جو منشی صاحب کیطرف سے کیجاتی از خود اس مقدمہ کی تفتیش کی۔ اور انجام کار منشی شاہدین صاحب ترقی پر گوجرخان ایک عمدہ سٹیشن پر تبدیل ہوئے اور ان کے متعلق بہت ہی اطمینان بخش رائے افسروں نے قائم کی غرض جب منشی صاحب کی اس کامیابی کا ذکر ہوا فرمایا **عاقبۃ متقی کے لیے ہے۔**

بیکردن اور بیمانہ و برما گذشتہ والا معاملہ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نیک نیت حاکم کو اصلیت سمجھا دیتا ہے اگر اصلیت نہ سمجھیں تو پھر انہ صبر پیدا ہوتا

۳۔ بغداد وغیرہ کی تباہی کے ذکر پر جو ہلاکو نے کی فرمایا کہ بدکاری حد سے بڑھ گئی تھی آخر خدا تعالیٰ نے اسطرح پر انکو تباہ کیا گویا کہ آسمان سے آواز آتی تھی **ایھا الکفار اقتلوا الفجار۔**

فرمایا صادق مخالفوں کی شرارت اور ایذا رسانی سے اگر مارا بھی جاتا ہے تو وہ شہید ہوتا ہے مگر وہ ناعاقبت اندیش طاعون کا شکار ہونیکو باقی رہ جاتے ہیں جو انکی نجاست اعمال سے آتی ہے۔

۴۔ اذان ہو رہی تھی آپ نے فرمایا کیسی عمدہ شہادۃ ہے جب یہ آواز گونجتی ہوئی دلوں تک پہنچتی ہے تو اسکا عجیب اثر پڑتا ہے دوسرے مذاہب کے جسقدر عبادت کے بلانیکے طریق ہیں وہ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ انسانی آواز کا مقابلہ

دوسری مصنوعی آوازیں کب کر سکتی ہیں۔

۵۔ اپنی جماعت کے ذکر پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے لیے وعدہ فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اور خدا کے وعدے سچے ہیں۔ ابھی تو تخم ریزی ہو رہی ہے۔ ہمارے مخالف کیا چاہتے ہیں؟ اور خدا تعالیٰ کا کیا منشا ہے یہ تو انکو ابھی معلوم ہو سکتا ہے اگر وہ غور کریں کہ وہ اپنے ہر قسم کے منصوبوں اور چالوں میں ناکام اور نامراد رہتے ہیں۔ اسیطرح جیسے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف کیا چاہتے تھے؟ انکا تو یہی مدعا اور مقصد تھا کہ اس جماعت کو نابود کر دیں مگر دیکھو انجام کیا ہوا؟ اگر اس اعجاز کامیابی کو جو ہمارے نبی کو حاصل ہوئی ابوجہل اس وقت دیکھ لیتا تو اسکو پتہ لگتے کسقدر فوق العادۃ ترقی مخالفوں کی مخالفت اور شرارت کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے کر کے دکھائی یہی معاملہ یہاں ہے اگر یہ مخالف نہ ہوتے تو ایسی اعجازی ترقی ہمارے ہاں نہ ہوتی یعنی اس ترقی میں اعجازی رنگ نہ رہتا۔ کیونکہ اعجاز تو مقابلہ اور مخالفت سے ہی چمکتا ہے۔ ایکطرف تو ہمارے مخالفوں کی یہ کوششیں ہیں کہ وہ ہم کو نابود کر دیں۔ ہمارا سلام تک نہیں لیتے اور غائبانہ ذکر بھی نفرت سے کرتے ہیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ حیرت انگیز طریق پر اس جماعت کو بڑھا رہا ہے یہ معجزہ نہیں تو کیا ہے؟

کیا یہ ہمارا فعل ہے یا ہماری جماعت کا؟ نہیں یہ خدا تعالیٰ کا ایک فعل ہے جسکی تہ اور سر کو کوئی نہیں جان سکتا۔ اب انکو کسقدر تعجب ہوتا ہوگا کہ چند سال پہلے جس جماعت کو بالکل کمزور اور ذلیل اور ضعیف سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ چند آدمی شامل ہیں اب اسکا شمار ایک لاکھ سے بھی بڑھ گیا ہے اور کوئی دن نہیں جاتا کہ بذریعہ خطوط اور خود حاضر ہو کر لوگ اس سلسلہ میں داخل نہیں ہوتے۔ یہ خدا کا کام ہے اور اسکی باتیں عجیب ہوتی ہیں۔

۲۸ر صبح کی سیر

رِجْزٌ مِّنَ السَّمَآءِ

حسب معمول آپ حلقہ خدام میں سیر کو نکلے طاعون کا تذکرہ شروع ہوتے ہی فرمایا کہ قرآن شریف میں اسکو رِجْزٌ مِّنَ السَّمَآءِ کہا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسپر انسانی ہاتھ نہیں پڑ سکتا اور نہ زمینی تدابیر اس کا مقابلہ کر سکتی ہیں ورنہ یہ عذاب آسمانی نہ رہے۔

طاعون جو اسکا نام رکھا ہے یہ مبالغہ کا صیغہ ہے جیسے فاروق جب طعن اور تکذیب حد سے گذر جاتی ہیں تو پھر اس کی پاداش میں طاعون آتی ہے اور پھر صفائی کر کے ہی قہر الٰہی بس کرتا ہے۔

دَآبَّةُ الْاَرْضِ اور رِجْزٌ مِّنَ السَّمَآءِ میں تعلق۔

عرض کیا گیا کہ دابۃ الارض اور رجز من السماء میں کیا تعلق ہے؟ فرمایا امر تو آسمانی ہی ہوتے ہیں یعنی اس طاعون کا امر آسمان سے آتا ہے اور وہ [illegible] سے بالالتزام ہوتا ہے اور اسکا معالجہ بھی آسمان ہی سے ہوتا ہے۔ دابۃ الارض طاعون کو کہتے ہیں اس لیے کہ اس کے کیڑے تو زمینی ہی ہوتے ہیں۔

طاعونی موت شہادۃ ہوتی ہے

عرض کیا گیا کہ طاعون سے مرنا شہادۃ بتاتے ہیں تو پھر عذاب کیونکر ہوا؟ جو لوگ طاعون سے مرنا شہادۃ بتاتے ہیں انکو معلوم نہیں کہ طاعونی موت تو عذاب الٰہی ہی ہے لیکن یہ جو کسی حدیث میں آیا ہے کہ اگر مومن ہو کر طاعون سے مر جاوے تو شہادۃ ہے تو یہ اللہ تعالیٰ نے گویا مومن کی پردہ پوشی کی ہے کثرۃ سے اگر مرنے لگیں تو شہادۃ نہ رہیگی پھر عذاب ہو جائیگا شہادۃ کا حکم شاذ کے اندر ہے۔ کثرۃ ہمیشہ کافروں پر ہوتی ہے۔

اگر ایسی ہی شہادۃ اور برکۃ والی چیز تھی تو اسکا نام رِجْزٌ مِّنَ السَّمَآءِ نہ رکھا جاتا۔ اور پھر کثرۃ سے مومن مرتے اور انبیا مبتلا ہوتے مگر کیا کوئی کسی نبی کا نام لے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس یاد رکھو کہ اگر کوئی شاذ مومن اس سے مر جاوے تو اللہ تعالیٰ اپنی ستاری سے اسکی پردہ پوشی فرماتا ہے اور اسکے لیے کہا گیا کہ وہ شہادۃ کی موت مرتا ہے۔ ما سوا اسکے میں نے بارہا کہا ہے کہ اگر کوئی حدیث قرآن شریف کے متعارض ہو اور اسکی تاویل قرآن کے موافق نہ ہو تو اسے چھوڑ دینا چاہیے حکم ہمیشہ کثرۃ پر ہوتا ہے شاذ تو معدوم کا حکم رکھتا ہے۔

دربار شام

بیعت

بعد ادائے نماز مغرب اول چند آدمیوں نے بیعت کی۔ پھر مفتی محمد صادق صاحب نے دہلی کے اخبار سے چند پیراگراف سنائے فرمایا یہ لغو اور کفر تو ہوتا ہے مگر اس سے تحریک ہو جاتی ہے اور تحریک بچہ کے بازیچہ سے بھی ہو جاتی ہے۔

دو سوال اور ان کا جواب

ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب نے منشی رحیم بخش عرضی نویس کا خط پیش کیا جسمیں دو سوال لکھے تھے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ براہین میں مسیح کی آمد ثانی کا اقرار تھا کہ وہی مسیح آئے گا۔ پھر اس کے خلاف دعوی کیا گیا یہ تزلزل بیانی قابل اعتبار نہیں ہوتی؟

فرمایا ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہم نے ایسا لکھا ہے اور ہمیں یہ بھی دعوی نہیں ہے کہ ہم عالم الغیب ہیں ایسا دعوی کرنا ہمارے نزدیک کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ جبتک اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہدایت نہ آوے ہم کسی امر کو جو مسلمانوں میں مروج ہو چھوڑ نہیں سکتے۔ براہین احمدیہ کے وقت اس مسئلہ کیطرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ نہیں دلائی پھر جبکہ ایک چرخہ کاتنے والی بڑھیا بھی یہی عقیدہ رکھتی تھی اور جانتی تھی کہ مسیح دوبارہ آئیگا تو ہم اسکو کیسے چھوڑ سکتے تھے جبتک خدا کیطرف سے صریح حکم نہ آجاتا۔ اسلیے ہمارا بھی یہی خیال تھا* مگر جب خدا تعالیٰ نے ہمپر بذریعہ وحی اس راز کو کھول دیا اور ہمکو سمجھایا اور یہ وحی تواتر تک پہنچ گئی تو ہم نے اسکو شائع کر دیا۔ انبیا علیہم السلام کی بھی یہی حالۃ ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ کسی امر پر اطلاع دیتا ہے تو وہ اس سے ہٹ جاتے ہیں یا اختیار کرتے ہیں۔ دیکھو افک عائشہ رضی اللہ عنہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول کوئی اطلاع نہ ہوئی۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ حضرۃ عائشہ اپنے والد کے گھر چلی گئیں۔ اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی کہا کہ اگر ارتکاب کیا ہے تو توبہ کر لے۔ ان واقعات کو دیکھکر صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکو کسقدر اضطراب تھا مگر یہ راز ایک وقت تک آپ پر نہ کھلا لیکن جب خدا تعالیٰ نے اپنی وحی سے تبریہ کیا اور فرمایا اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ تو آپکو اس افک کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اس سے کیا آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی فرق آتا ہے؟ ہرگز نہیں وہ شخص ظالم اور ناخدا ترس ہے جو اس قسم کا وہم بھی کرے اور یہ کفر تک پہونچتا ہے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم

* مخالفوں کی بے ایمانی ہے کہ ایک خیال کو الہام یا وحی بنا کر پیش کرتے ہیں براہین میں یہ بات عامیانہ اعتقاد کے رنگ میں ہے نہ یہ کہ اسکی نسبت وحی کا دعوی کیا گیا ہو۔ منہ

اور انبیاء علیہم السلام نے کبھی دعوی نہیں کیا کہ وہ عالم الغیب ہیں عالم الغیب ہونا خدا کی شان ہے۔ یہ لوگ سنتہ انبیاء علیہم السلام سے اگر واقف اور آگاہ ہوں تو اس قسم کے اعتراض ہرگز نہ کریں۔ افسوس ہے انکو گلستان بھی یاد نہیں جہاں حضرت یعقوبؑ کی حکایت لکھی ہے ؎

یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند
کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوی پیراہن شنیدی
چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برق جہان ست
دمی پیدا و دیگر دم نہان ست
گہی بر طارم اعلیٰ نشینیم
گہی بر پشت پائی خود نہ بینیم
اگر درویش بر یک حال ماندے
سر دست از دو عالم برفشاندے

یہ سچی بات ہے

اور ہمیں اسکا اعتراف ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے دکھائے بغیر نہیں دیکھتے اور اسکے سنائے بغیر نہیں سنتے اور اسکے سمجھائے بغیر نہیں سمجھتے

اس اعتراف میں ہمارا فخر ہے ہمنے کبھی دعوی نہیں کیا کہ ہم عالم الغیب ہیں + ہم نے بعض خیالات کے مسلمانوں میں نشوونما پایا تھا ایسا ہی مہدی و مسیح کے متعلق ہمارا علم تھا۔ مگر جب خدا تعالیٰ نے اصل راز ہم پر کھولا اور حقیقت بتا دی تو ہم نے اسکو چھوڑ دیا اور نہ خود چھوڑا بلکہ دوسروں کو بھی اسکی طرف اسی کے حکم سے دعوۃ کی اور اسکو چھڑایا۔ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جس امر کو نادان اعتراض کے رنگ میں پیش کرتا ہے اسی میں ہمارا فائدہ اور ہماری تائید ہوتی ہے دیکھو براہین میں ایک طرف مجھے مسیح موعود ٹھیرایا ہے اور وہ تمام وعدے جو آنیوالے مسیح موعود کے حق میں تھے پیش کئے اور دوسری طرف ہم اپنے اسی قلم سے مسیح کے دوبارہ آنیکا اقرار کرتے ہیں اب ایک دانشمند اور خدا ترس مسلمان اس معاملہ میں غور کرے اور دیکھے کہ اگر یہ دعوی ہمارا افترا ہوتا اور ہم نے از خود بنایا ہوتا یا منصوبہ بازی ہوتی تو اس قسم کا اقرار ہم اسمیں کیوں کرتے ؟ یہ سادگی صاف بتاتی ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے ہمکو علم دیا اسے ہمنے ظاہر کیا + بظاہر یہ کارروائی متناقض ہے مگر ایک سعید الفطرۃ انسان کے لیے ایک روشن تر دلیل ہے۔ کیونکہ جبتک خدا تعالیٰ نے ہم پر نہیں کھولا باوجودیکہ ہماری ساتھ وہی وعدے جو مسیح موعود کے ساتھ تھے کیے جاتے اور اسی براہین میں میرا نام مسیح رکھا جاتا ہے اور هو الذی ارسل رسوله الآیہ الہام ہوتا ہے + مگر اسی قلم سے میں لکھتا ہوں کہ مسیح موعود دوبارہ آئے گا ۔ ہم نے قيام فی ما اقام الله کو نہیں چھوڑا ۔ جبتک کہ آفتاب کی طرح کھل نہیں گیا۔ یہی اعتراض ہماری سچائی کا گواہ ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی پہل وحی آئی تو آپنے یہی فرمایا خشيت على نفسى۔ بیوی کہتی ہے كلا والله ۔ اور پھر بیوی نے کہا کہ آپ ضعفا کے مددگار ہیں آپکو خدا ضائع نہیں کریگا ۔ پھر خدا تعالیٰ نے جب آپ پر امر نبوۃ کو واضح طور پر کھولدیا تو آپ نے تبلیغ اور اشاعت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ مومن اس مقام کو جہاں ہوتا ہے نہیں چھوڑتا جبتک خدا نہ چھڑائے

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ضمناً عرض کیا۔ کہ تعجب کی بات ہے ایک قوم اور بھی تو ہے جنہوں نے خدا کے اس راستباز اور صادق مسیح موعود کو تسلیم کیا ہے اور وہ اسپر ایمان لائی ہے اس کے سامنے کیا یہ باتیں نہیں ہیں ؟ ہیں مگر انکو اسپر کوئی اعتراض نہیں معلوم ... ہوتا بلکہ ایمان بڑھتا اور اسکی سچائی پر ایک عرفانی رنگ کی دلیل پیدا ہوتی ہے حضرۃ اقدس نے سنکر فرمایا بیشک یہ تو سچائی کی دلیل ہے نہ اعتراض۔ کیونکہ ماننا پڑے گا کہ تصنع سے یہ دعوی نہیں کیا گیا بلکہ خدا کے حکم اور وحی سے کیا گیا کیونکہ حضرۃ عیسی کی آمد کے واقعات کو ہی تو اس میں بیان نہیں کیا بلکہ میرا نام عیسی رکھا اور کہا ليظهره على الدين كله میرے حق میں ہے اور ادھر کوئی توجہ نہیں + پس اس سے صاف ثابت ہے کہ اگر میرا یہ کام ہوتا تو اسمیں دوبارہ آنے کا اقرار نہ ہوتا یہ اقرار ہی بتاتا ہے کہ یہ خدا کا کام ہے اسپر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے اس نکتہ سے خاص ذوق اٹھا کر عرض کیا کہ یہ بعینہ وہی بات ہے جو قرآن شریف کی حقانیت پر پیش کی جاتی ہے کہ اگر یہ آنحضرت کا اپنا کلام ہوتا تو اسمیں زینب کا قصہ نہ ہوتا۔

حضرت اقدس نے پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ اب کونسی نئی بات ہے جسکا ذکر براہین میں نہیں ہے۔ براہین کو طبع ہوئے ۲۵ برس کے قریب ہو گئے ہیں اور اسوقت کے پیدا ہوئے بچے بھی اب بچوں کے باپ ہیں۔ اس میں ساری باتیں درج ہیں بناؤ کا مقابلہ اسطرح پر ہو سکتا ہے کیا تیس برس پہلے ایک شخص ایسا منصوبہ کسطرح کر سکتا ہے جبکہ اسے اتنا بھی یقین نہیں کہ وہ اسقدر عرصہ تک زندہ رہیگا ۔ پھر کیونکر میں اپنا نام اتنے سال پہلے از خود عیسی رکھ سکتا تھا اور ان کاموں کو جو اسکے ساتھ منسوب تھے اپنے ساتھ منسوب کرتا۔ ہاں اس سے منصوبہ بے شک پایا جاتا اگر میں اسوقت لکھدیتا کہ آنیوالا میں ہی ہوں مگر اسوقت نہیں کہا باوجودیکہ هو الذی ارسل رسوله بالهدی کا اعتراف کیا ہے کہ میرے حق میں ہے یہ خدا کا کام تھا کہ مسیح کا دعوی تو اس میں بیان کیا مگر اسکو چھپایا اور زبان سے نکلوا دیا کہ وہ آئیگا۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ آج جو دعوی کیا گیا ہے براہین میں یہ سارا موجود ہے ایک لفظ بھی کم و بیش نہیں ہوا اگر اسمیں الہامات نہ ہوتے۔ تو اعتراض کی گنجایش ہوتی گو اسوقت بھی اعتراض فضول ہوتا کیونکہ وہ دعوی وحی سے نہیں تھا۔ بلکہ اپنی ذاتی رائے تھی۔ خدا تعالیٰ نے یہ اسلیے کیا تا ظنون اور جعلسازی کے وہم دور ہوں۔

مسیح موعود اور قریشی خلیفے

دوسرا سوال انکا اس امر پر تھا کہ آپنے مسیح موعود کو لکھا ہے کہ وہ قریش میں سے نہیں اور پھر بعض جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ قریشی ہے اس کی مطابقت کیونکر ہو ؟ فرمایا مسیح موعود کو جسطرح پر ہم کہتے ہیں کہ وہ قریش میں سے نہیں وہ اس اعتبار سے نہیں جیسے قریش ہیں + اہل فارس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش میں سے ٹھیرایا ہے اور میرا الہام بھی ہے سلمان منا اهل البيت۔ اسی نام کر مجھے اہلبیت میں داخل کیا ہے داخل کرنا اللہ تعالیٰ کا اور ہونا اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اختیار ہے۔

اہل فارس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت اور قریش سے ٹھیرایا ہے اسلئے مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے قریش اور اہلبیت میں ہوں۔

اسپر حضرۃ حکیم الامۃ نے یسلب الملك من قريش کا ذکر کرکے عرضکیا کہ حضور ہم قریشیوں سے ملک چھینا گیا مگر کسی ہماری قوم نے غور نہیں کی کہ کیوں ایسا ہوا۔ تکبر کا اتنا بڑا خطرناک مرض ہماری قوم میں ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ سید کی لڑکی کسی دوسرے کے گھر میں دینا کفر سمجھا گیا ہے۔ اسپر حضرت نے کہا کہ ہم سے کوئی پوچھا کرتا ہے تو اسکو یہی جواب دیا کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی ایک بہن تھی کوئی ہمیں بتائے کہ وہ کس سید کو دیگئی تھی۔

غرض اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں +

بروزنر

پھر بروز کے متعلق سلسلہ کلام یوں شروع ہوا۔ فرمایا نیکیوں کے اور بدوں کے بروز ہوتے ہیں نیکوں کے بروز میں جو موعود ہے وہ ایک ہی ہے یعنی مسیح موعود۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم سے نیکوں کا بروز اور ضالين سے عیسائیوں کا بروز اور مغضوب سے یہودیوں کا بروز مراد ہے۔ اور یہ عالم بروزی صفت میں پیدا کیا گیا ہے جیسے پہلے نیک یا بد گذرے ہیں ان کے رنگ اور صفات کے لوگ اب بھی ہیں۔ خدا تعالی ان اخلاق اور صفات کو ضائع نہیں کرتا انکے رنگ میں اور آجاتے ہیں جب یہ امر ہے تو ہمیں اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ابرار اور اخیار اپنے اپنے وقت پر ہونے رہیں گے۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک چلا جاوے گا جب یہ سلسلہ ختم ہو جائیگا تو دنیا کا بھی خاتمہ ہے لیکن وہ موعود جس کے سپرد عظیم الشان کام ہے وہ ایک ہی ہے کیونکہ جسکا وہ بروز ہے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ بھی ایک ہی ہے۔

احمدیت کی محبت

حضرۃ حکیم الامۃ نے مولوی ابو رحمت حسن صاحب کا ذکر سنایا کہ وہ بڑے اخلاص سے خط لکھتے ہیں اور انھوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ اس آیت پر مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تہذیب کے خلاف ہے فرمایا جو خدا تعالے کو خالق سمجھتے ہیں تو کیا اس خلق کو لغو اور باطل قرار دیتے ہیں جبکہ انہوں ان اعضا کو خلق کیا اسوقت تہذیب نہ تھی۔ خالق مانتے ہیں اور خلق پر اعتراض نہیں کرتے ہیں تو پھر اس ارشاد پر اعتراض کیوں؟ #

بعد نماز عشاء دربار ختم ہوا۔

۲۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

در حکمتہ

۱۔ طاعون کے ذکر پر ضمناً فرمایا۔ خدا کے کام عجیب ہوتے ہیں لوگ مغرور ہوکر مطمئن ہو جاتے ہیں مگر خدا تعالے پھر پکڑتا ہے۔

۲۔ نادان انسان ذرا سی خوشی پر تکبر سے باتیں کرتا ہے۔ مگر آخر فتح اسی کی ہوتی ہے جس کے ساتھ خدا ہو۔

۳۔ اسلام نے ہمیشہ نصرانیت کی سرکوبی کی ہے اور اب وہ وقت ہے کہ ان کے عقائد کی پردہ دری ہو گئی ہے اور اسکے بعد کسیکو حوصلہ نہ ہوگا۔ کہ انسان کے بچہ کو خدا بنائے۔

صحابہ کے فضائل

صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایسے وفادار اور مطیع فرمان تھے کہ کسی نبی کے شاگرد و میں ایسی نظیر نہیں ملتی ہے اور خدا کے احکام پر ایسے قائم تھے کہ قرآن شریف انکی تعریفوں سے بھرا پڑا ہے۔ لکھا ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نافذ ہوا تو جسقدر شراب برتنوں میں تھی وہ گرادی گئی اور کہتے ہیں اسقدر شراب بہی کہ نالیاں بہ نکلیں۔ اور پھر کسی سے ایسا فعل شنیع سرزد نہ ہوا۔ اور وہ شراب کے پکے دشمن ہو گئے۔ دیکھو یہ کیسا ثبات اور استقلال علی الاطاعۃ تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت جس وفاداری محبت اور ارادت اور جوش سے انھوں نے کی کبھی کسی نے نہیں کی موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کے حالات پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی بار پتھراؤ کرنا چاہتی تھی اور حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تو ایسے کمزور اور ضعیف الاعتقاد تھے کہ خود عیسائیوں کو تسلیم کرنا پڑا ہے اور حضرت مسیح آپ انجیل میں سست اعتقاد انکا نام رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے اُستاد کے ساتھ سخت غداری کی اور بیوفائی کا نمونہ دکھایا کہ اس مصیبت کی گھڑی میں الگ ہو گئے۔ ایک نے گرفتار کرادیا دوسرے نے لعنت بھیجکر انکار کر دیا۔

مگر صحابہ ایسے ارادتمند اور جاں نثار تھے کہ خود خدا تعالی نے انکی شہادۃ دی کہ انھوں نے خدا تعالے کی راہ میں جانوں تک دینے میں دریغ نہیں کیا۔ اور ہر صفت ایمان کی ان میں پائی جاتی ہے عابد۔ زاہد۔ سخی۔ بہادر اور وفادار یہ شرائط ایمان کی کسی دوسری قوم میں نہیں پائی جاتیں۔

ابتدائی مصائب

جسقدر مصائب اور تکالیف صحابہ کو ابتدائے اسلام میں اُٹھانی پڑیں انکی نظیر بھی کسی اور قوم میں نہیں ملتی + اس بہادر قوم نے ان مصیبتوں کو برداشت کرنا گوارا کیا لیکن اسلام کو نہیں چھوڑا۔ ان مصیبتوں کی انتہا آخر اسپر ہوئی کہ انکو وطن چھوڑنا پڑا اور نبی کریم کے ساتھ ہجرۃ کرنی پڑی۔ اور جب خدا تعالے کی نظر میں کفار کی شرارتیں حد سے تجاوز کر گئیں اور وہ قابل سزا ٹھہر گئیں تو خدا تعالی نے انھیں صحابہ کو مامور کیا کہ اس سرکش قوم کو سزا دیں۔ چنانچہ اُس قوم کو جو مسجد ومیں دن رات اپنے خدا کی عبادۃ کرتی تھی اور جسکی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ جسکے پاس کوئی سامان جنگ نہ تھا مخالفوں کے حملوں کے روکنے کیواسطے

میدان جنگ

میدان جنگ میں آنا پڑا۔ اسلامی جنگیں دفاعی تھیں۔ پھر ان جنگوں میں یہ چندسو کی جماعت کئی کئی ہزار کے مقابلہ میں آئی۔ اور ایسی بہادری اور وفاداری سے لڑی۔ اگر حواریوں کو اس قسم کا موقع پیش آتا تو انمیں سے ایک بھی آگے نہ ہوتا۔ ایک ذرا سے ابتلا پر وہ اپنے آقا کو چھوڑکر الگ ہو گئے تو ایسے معرکوں میں انکا ٹھہرنا ایک ناممکن بات ہے مگر اس ایماندار اور وفادار قوم نے اپنی شجاعت اور وفاداری کا پورا نمونہ دکھایا۔ اور یہ کچھ جو ہر انھوں نے دکھائے وہ سچے ایمان اور یقین کے نتائج تھے موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو کہا کہ بڑھ کر دشمن پر حملہ کرو تو انہوں نے کیا شرمناک جواب دیا فاذهب انت

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ

تو اور تیرا رب جاؤ اور لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے صحابہ کی لائف میں ایسا کوئی موقع نہیں آیا بلکہ انھوں نے کہا کہ ہم اُن میں سے نہیں ہیں جنھوں نے یہ کہا فاذهب انت و ربك۔ ایسی قوۃ اور شجاعت اور وفاداری کا جوش کیونکر پیدا ہو گیا تھا؟ یہ سب ایمان اور یقین کا نتیجہ تھا۔ جو آپ کی قوۃ قدسی اور تاثیر کا اثر تھا آپنے انکو ایمان سے بھر دیا تھا۔

حواری اور معجزات مسیح

مسیح کے حواریوں میں جو یہ ایمانی قوت پیدا نہیں ہوئی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انکو ان کے معجزات پر کوئی قوی ایمان اور بھروسا نہ تھا۔ بلکہ اصل بات یہی ہے جیسا کہ بعض عیسائی مصنفوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ حواری دنیادار اور سطحی خیال کے آدمی تھے انھیں یہ خیال تھا کہ یہ بادشاہ ہو جائیگا تو ہم کو عہدے ملیں گے۔ انکا تعلق ایک لالچ کے رنگ میں مسیح کے ساتھ تھا اسی لیے وہ ایمانی قوۃ اور عرفانی مذاق انمیں پیدا نہ ہوا + اگر وہ معجزات مسیح کو دیکھتے کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسے عجوبے دیکھکر بھی ایمان میں قوۃ نہ آئے + حقیقت یہی ہے کہ مسیح سے سلب امراض وغیرہ کے نشانات جو دیکھتے تھے وہ ایسے عام تھے کہ یہودی بھی کرتے تھے اور ایک تالاب پر بھی مریض جا کر اچھے ہو جایا کرتے تھے + اسلیے ان باتوں سے معجزات مسیح کی کوئی عظمت انکے دلمیں پیدا نہ ہوئی اور وہ نور یقین و معرفۃ جو گناہوں کو زائل کرتا ہے انمیں پیدا نہیں ہوا۔ اسلیے یہودا اسکریوطی جو مسیح کا خزانچی تھا اور جسکے پاس ایک ہزار روپیہ کی تھیلی رہتی تھی۔ اسمیں سے چرا لیا کرتا تھا اور اسی لالچ نے اسکو ۳۰ درہم لیکر گرفتار کرانے پر آمادہ کیا۔

مسیح اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہما وسلم

مسیح کے پاس تو ایک ہزار کی تھیلی رہتی تھی۔ اور تعجب ہے کہ باوجودیکہ ایک ہزار روپیہ پاس رہتا تھا پھر بھی کہتے ہیں کہ ابن آدم کو سر رکھنے کو جگہ نہیں آنحضرۃ صلعم کی یہ حالت تھی کہ آپکے پاس جو کچھ ہوتا وہ سخاوت کر دیا کرتے تھے ایکبار آپکے گھر میں . . . . . . ایک مہر تھی آپنے اسکو لیکر تقسیم کر دیا۔

مسیح کا شوق تھا

پادری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں پر اعتراض کرتے ہیں اپنے گھر میں نگاہ نہیں کرتے۔ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیاں بالکل دفاعی تھیں۔ مگر مسیح کو اسقدر شوق تھا کہ اس نے شاگردوں کو کہا کہ کپڑے بیچکر بھی ہتھیار خریدو۔ اصل میں مسیح کا لڑائیاں نہ کرنا ستر بی بی از بیچادری کا مصداق ہے اگر انھیں موقع ملتا تو وہ ہرگز تامل نہ کرتے بلکہ اس قسم کی تعلیم سے جو انھوں نے ہتھیاروں کے خریدنے کی دی صاف معلوم ہوتا ہے کہ انھیں کسقدر شوق تھا۔ اور داؤد کے تخت کی وراثت کا خیال لگا ہوا تھا۔ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپنے ان مخالفوں سے جنھوں نے سخت ایذائیں دی ہوئی تھیں اور جو واجب القتل ٹھہر چکے تھے پوچھا تمھارا میری نسبت کیا خیال ہے انھوں نے کہا کہ تو کریم ابن کریم ہے تو آپنے فرمایا اچھا میں نے تم سب کو بخشدیا آپکے اس رحم اور کرم نے انپر ایسا اثر کیا کہ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت مسیح کو اپنے ایسے اخلاق کے اظہار کا موقع ہی نصیب نہیں ہوا۔

اور حواریوں کے لیے تو مسیح کا آنا ایک قسم کا ابتلا تھا کیونکہ انکو کوئی فائدہ نہ ہوا اور انھوں نے کچھ نہ سیکھا۔

مسیح ابن مریم اور مسیح موعود علیہما السلام

فرمایا جو کامیابی اور اثر مسیح ابن مریم کا ہوا وہ تو صاف ظاہر ہے اور جس کمزوری اور ناکامی کے ساتھ انھوں نے زندگی بسر کی وہ انجیل کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتی ہے مگر مسیح موعود جیسا اپنے زبردست اور قوۃ قدسیہ کے کامل اثر والے متبوع کا پیرو ہے اسیطرح اس کی عظمت اور بزرگی کی شان اس سے بڑھی ہوئی ہے جو کامیابیاں اور نصرتیں اسجگہ خدا نے ظاہر کی ہیں مسیح کی زندگی میں انکا نشان نہیں نہ معجزات ہیں نہ پیشگوئیاں ہیں نہ تعلیم میں غرض جیسے آنحضرۃ صلعم اپنے مثیل موسیٰ سے ہر پہلو میں بڑھے ہوئے تھے اور گویا آپ اصل اور موسیٰ آپکا ظل تھے اسیطرح مسیح موعود موسوی مسیح سے نسبت رکھتا ہے۔

نصرانیت کا اثر

نصرانیت کا اثر آجکل عام ہو رہا ہے بعض تو بالکل مرتد ہو گئے ہیں اور بعض نے اور نہیں تو فیشن ہی انکا تتبع کر لیا ہے۔

نیکی اور بدی کی کشش

فرمایا انسان کے اندر نیکی اور بدی کی ایک کشش ہے آدمی نیکی کرتا ہے مگر نہیں سمجھ سکتا کہ کیوں نیکی کرتا ہے اسیطرح ایک شخص بدی کیطرف جاتا ہے لیکن اگر اس سے پوچھا جاوے تو کدھر جاتا ہے تو وہ نہیں بتا سکتا۔ مثنوی رومی میں ایک حکایۃ اس کشش پر لکھی ہے کہ ایک فاسق آقا کا ایک نیک غلام تھا صبحکو جو مالک نوکر کو لیکر بازار سودا خریدنے کو نکلا تو راستہ میں اذان کی آواز سنکر نوکر اجازت لیکر مسجد میں نماز کو گیا اور وہاں جو اُسے ذوق اور لذۃ پیدا ہوا تو بعد نماز ذکر میں مشغول ہو گیا۔ آخر آقا نے انتظار کر کے اسکو آواز دی اور کہا کہ تجھے اندر کسنے پکڑ لیا۔ نوکر نے کہا جسنے تجھے اندر آنے سے باہر پکڑ لیا۔ غرض ایک کشش لگی ہوئی ہے اسی کیطرف خدا نے اشارہ فرمایا ہے كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء صبح کی سیر

الہام نتیجہ خلاف اُمید ہے۔ اسکی کوئی تصریح نہیں فرمائی گئی۔

آج کی سیر میں متفرق مقامی اور آنی امور پر سلسلہ گفتگو کا شروع رہا اور ختم ہوا۔

دربار شام

عمل کی ضرورت ہے

۱- میاں نبی بخش نمبردار بیدو والہ ضلع... نے عرض کی کہ حضور میں کچھ لکھا پڑھا آدمی نہیں ہوں فرمایا علم کیا اصل ضرورۃ عمل کی ہے

قیام فی ما اقام اللہ

۲- ایک شخص نے ملازمت چھوڑ کر تجارۃ کے متعلق مشورہ پوچھا فرمایا نوکری چھوڑنی نہیں چاہیے قیام فی ما اقام اللہ بھی ضروری ہے بلا وجہ ملازمت چھوڑنا اچھا نہیں ہے۔

ایک طالب حق

۳- ایک ہندو نوجوان نے (جو طالب حق اپنا نام رکھتا تھا) عرض کی کہ حضور میں ایک عرصہ سے طلب حق چاہتا ہوں مگر مجھے ابھی تک وہ راہ نہیں ملی ہے فرمایا طلب حق کے لیے دو چیزوں کی ضرورۃ ہے اول عقل سلیم چاہیے۔ بعض لوگ طلب حق تو چاہتے ہیں مگر غبی اور بلید طبع ہوتے ہیں اور قوت فیصلہ نہیں رکھتے اسلیے جو کچھ سمجھایا جاوے اُسکو سمجھ نہیں سکتے اور کل مذاہب

ان کے سامنے پیش کیے جاویں تو وہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ امنیں سے حق کس کے ساتھ ہے - یہ بیماری ہے جسکو سوفسطائی عقل کہا ہے اپر وہم غالب ہوتا ہے- اس لیے اول طالب حق کیو اسطے ضروری ہے کہ وہم غالب نہ ہو-

دوم قبول حق کے لیے جرارت رکھتا ہو- بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ حق کو سمجھ تو لیتے ہیں مگر برادری کے تعلقات نہیں ٹوٹتے - ایسے لوگ بزدل ہوتے ہیں یہ بزدلی بھی فائدہ نہیں پہونچاتی۔

پہلے پہل جو بچہ مدرسہ میں بھیجا جاتا ہے + اسکے سامنے تو ابجد ہی پیش کی جاتی ہے - کوئی بڑی کتاب نہیں رکھی جاتی- اسیطرح مذہب کی پرکھ میں پہل نسبتاً موٹے موٹے اصولوں میں مقابلہ . . . کر کے دیکھ لینا چاہیے کہ مذہب حق کونسا ہے ؟ مجھے تعجب آتا ہے کہ اسوقت مذاہب کا مقابلہ ہو رہا ہے اور امر حق صاف طور پر معلوم ہوسکتا ہے- اور اس ہند ہی میں سب مذاہب موجود ہیں- سناتن- عیسائی- آریہ- مسلمان وغیرہ بڑے بڑے یہی مذہب ہیں- مذہب کی پہلی جز اور جڑھ خداشناسی ہے جسکا پہلا قدم ہی غلط اور بے ٹھکانے ہے دوسرا قدم اسکا کب ٹھکانہ پر پڑے گا۔

اب اس اصل پر مذاہب کی شناخت کرلو۔

خداشناسی اور سناتن دھرم

سناتن دھرم کو لو۔ انھوں نے کوئی جڑی بوٹی پتھر درخت چاند سورج غرض مخلوق میں کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کی پرستش نہیں کی اور جسکو خدا نہیں بنایا - اب جس مذہب کا خداشناسی کے متعلق یہ عقیدہ ہو - اسکو علوم حقہ سے کب حصہ مل سکتا ہے اسکی اخلاقی حالتیں کیونکر درست ہو سکتی ہیں وہ تو بیل کو بھی دیکھیں تو اُسے بھی سجدہ کرنیکو طیار ہیں اور اُسے خدا ماننے لگتے ہیں۔ انہیں لوگوں میں سے ایک اور فرقہ ہے جو اپنے آپکو اصلاح یافتہ فرقہ سمجھتا ہے اور اُسکو آریہ کہتے ہیں۔

آریہ

آریہ کی خداشناسی کا یہ حال ہے کہ انھوں نے برخلاف وید کے خدا کی توحید کا زبانی اقرار تو کیا ہے - گو وید میں اگنی وایو وغیرہ کی پرستش کی گئی ہے لیکن یہ لوگ اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم بتوں کی پوجا نہیں کرتے مگر خداشناسی میں باوجود اس اقرار کے سخت ٹھوکر کھائی ہے اور وہ یہ کہ وہ خدا کو کسی چیز کا خالق نہیں مانتے - اور اسکو صرف جوڑنے جاڑنے والا مانتے ہیں جب خدا کی اس عظیم الشان صفت سے انکار کیا گیا تو ایسا ناقص اور ادھورا خدا کب کسی کے ماننے میں آسکتا ہے - پھر انھوں نے خدا کی دوسری صفتوں کا بھی انکار کیا ہے شلاً وہ مانتے ہیں کہ وہ کسی انسان کو کوئی چیز عطا نہیں کرسکتا جو کچھ کسیکو ملتا ہے اُسکے عملوں کی ہی پاداش ملتی ہے پھر انھیں یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو دنیا کا کام نہ چل سکتا کیونکہ گلئے بکری بھینس اور دوسری آرام دہ مخلوق نہ ہوسکتی- اس قسم کا خدا انھوں نے مانا ہے - گویا خداشناسی کے مقام سے یہ مذہب بھی گرا ہوا ہے -

عیسائی مذہب

پھر ایک اور مذہب ہے جسکی اشاعت کیلیے کروڑہا روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور وہ عیسائی مذہب ہے اس میں **خداشناسی کی** اور بھی ردی حالت ہے وہ اول تو سرے سے خدا ہی کو تین مانتے ہیں اور یہ ایسا مسئلہ ہے کہ انکے نزدیک ہے کہ وہ سمجھ میں آہی نہیں سکتا - اور پھر ان تین میں سے ایک عاجز انسان بھی ہے جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا - اور جسکی ساری عمر جیسا کہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے ایک کرب اور اضطراب میں گذری - مار کھاتا رہا - اور آخر یہودیوں نے اسکو پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیا - اب اگر خدا کا یہی نمونہ ہے تو کون اسپر ایمان لاسکتا ہے

اسلام

مگر اسی خداشناسی کے متعلق جو تعلیم اسلام نے دی ہے وہ ایسی صاف ہے کہ ہر عقلمند کو اسکے ماننے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اسلام بتاتا ہے کہ اللہ وہ ہے جو تمام صفات حمیدہ سے موصوف اور تمام نقصوں سے مبرا ہے + وہ تمام اشیا کا خالق اور مالک ہے وہ رحمن اور رحیم ہے - اسلام کسی مخلوق کو خدا یا خدا کا ہمسر مثیل بتاتا - وہ خالق اور مخلوق میں فرق بتاتا ہے-

اب اس اصل میں جب مقابلہ کیا جاوے تو کیسے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ کوئی مذہب اس اصل میں اسلام کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اسلام ہی سچا مذہب ہے

دوسری اصل

پھر مذہب کی دوسری جز یا اصل یہ ہے کہ وہ مخلوق کے حقوق کیسے قائم کرتا ہے - اس اصل میں بھی دوسرے مذاہب کا مقابلہ کر کے دیکھلو- آریہ مذہب نے تو ایسا ظلم کیا ہے کہ بجز بے غیرتی کے اور معلوم نہیں ہوتا - اسنے نیوگ کی تعلیم دی ہے کہ جس شخص کے گھر میں اولاد نہ ہو تو وہ اپنی عورت کو دوسرے شخص سے ہم بستر کرادے اور اولاد حاصل کرلے - اب اس سے بڑھ کر پاکیزگی اور غیرت کا خون کیا ہوگا کہ ایک شخص کو جسکی بدقسمتی سے دو چار سال تک اولاد نہیں ہوئی کہدیا جاوے کہ تو اپنی بیوی کو دوسرے آدمی سے اولاد لینے کی خاطر ہم بستر کرائے یہ کیسی شرمناک بات ہے یہاں قادیان میں ایک شخص موجود ہے اُس سے جب اس نیوگ کی بابت پوچھا گیا تو اُس نے یہی کہا کہ کیا مضائقہ ہے -

اب کوئی عقلمند اس تعلیم کو کب گوارا کرسکتا ہے چینے پڑنا بیان کیا کہ ایک بنگالی آریہ ہوگیا ایک برہمو نے جب اُسپر نیوگ کی حقیقت کہولی تو اُسنے ستیارتھ پرکاش کو پھینک کر مارا اور کہا کہ یہ مذہب قبول کرنیکے لائق نہیں۔

عیسائیوں نے مخلوق پر یہ ظلم کیا کہ کفارہ کی تعلیم دیکر اور شریعت کو لعنت کہکر نیکی کا دروازہ ہی بند کر دیا ، اور قوائے انسانی کی بیحرمتی کی جب کہدیا کہ کوئی نیکی کر ہی نہیں سکتا - مگر اسلام مخلوق کے حقوق کو جائز اور مناسب مقام پر قائم کرتا ہے وہ ایسی تعلیم نہیں دیتا - جو نیوگ کے پیرایہ میں دیگئی وہ انسانی قویٰ کی بیحرمتی نہیں کرتا اور انسان کو کفارہ کی تعلیم دیکر سست نہیں بنانا چاہتا اُس نے شریعت کو لعنت نہیں بتایا بلکہ انسانی طاقتوں کے اندازہ سے رکھا - اسطرح معاملہ تقریباً بالکل صاف ہے اگر وہم نہو اور قبول حق میں کوئی روک نہیں ہوسکتی اگر بزدلی نہو

سائل - ان مذاہب کی بابت تو مجھے پہلے سے اعتراض ہیں - مگر اسلام کی کتابیں میں نے نہیں پڑھی ہیں - فرمایا - آپ قرآن شریف کو پڑھیں اس سے معلوم ہو جاویگا کہ وہ خدا کی نسبت کیا تعلیم دیتا ہے اور مخلوق کی نسبت کیا ؟ ان دونوں تعلیموں کو اگر آدمی غور سے دیکھلے تو حق کھل جاتا ہے

پھر مفتی صاحب نے میور کی ایک تصنیف سنائی جو اُسنے مسلمانوں سے مناظرہ کرنیکے متعلق ہدایات پر لکھی ہے - پھر چند لوگوں نے بیعت کی - پھر طالب حق نے عرض کیا کہ مجھے خواب آیا تھا کہ تو مسیح کے پاس جا اور اس سے پوچھ- اگر وہ کہے کہ میں مسیح ہوں تو پھر وہ جو کہے مان- فرمایا ہم تو سالہا سال سے اس دعویٰ کی اشاعت کررہے ہیں اور خدا نے صدہا نشان اسکی تائید میں دکھائے ہیں جسکو خدا نے سعادت اور فہم دیا ہے وہ سمجھ لیتے ہیں جسکو اسنے حصہ نہیں وہ محروم رہ جاتا ہے -

فرمایا حق شناسی کی راہ میں اگر وہم اور بزدلی نہو تو کوئی مشکل نہیں ہے + مشرق اور مغرب میں تلاش کرو - اسلام کے سوا حق نہیں ملیگا مجھے تعجب ہے کہ لوگ

شکر پر اسکو بڑھاتا ہے - پس شکر کرو کہ اُس کا فضل دریجی ترقی کرے نمازوں میں ایاک نعبد و ایاک نستعین کا تکرار بہت کرو - ایاک نستعین خدا کے فضل اور گم شدہ متاع کو واپس لاتا ہے - اس کے بعد مولوی فتح الدین صاحب نے اپنی پنجابی نظم پڑھی پھر نماز عشا ادا ہوئی اور اجلاس ختم ہوا - الحمد للہ علیٰ ذالک

کفر بالرب

(یہ خلاصہ اور ماحصل ہے اس خطبہ کا جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء کو پڑھا۔ ایڈیٹر)

مثل الذین کفروا بربہم

مثال ان لوگوں کی جنہوں نے اپنے رب کا کفر کیا کرما د اس راکھ کی سی ہے جسپر آندھی کے دن سخت شدت سے ہوا چلی جو کچھ کمائی اور کسب کر چکے ہین اس سے وہ کچھ بھی فائدہ نہین اٹہا سکتے اس سے بڑھکر اور محنت کا اکارت جانا کیا ہوتا ہے؟

اس ایت مین قابل غور یہ امر ہے کہ اللہ تعالے نے ان لوگون کے اعمال کے ضائع ہونے کی مثال دی ہے جنہون نے اپنے رب کا کفر کیا ہے دراصل کفر بالرب کفر بالنبوۃ ہے اور اسطرح پر اللہ تعالے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ جو لوگ نبوۃ پیغمبر مامورمن اللہ کا مقابلہ کرتے ہین انکی کوشش اور سعی بے سود اور اکارت جاتی ہے +

اگر دلونپر حسد اور بغض کے پردے اور وہم اور جہالت کی تاریکی غالب نہ ہو تو یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہے کہ جو شخص خدا تعالے کی طرف سے ہونیکا دعوی کرتا ہے وہ اپنے دعوے مین راستباز ہے

رات جب حضرت نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ اسلام کی سچائی کے سمجھنے مین کیا روک ہوسکتی ہے؟ پروردگار جانتا ہے کہ آپکے اس ارشاد سے مجھے بڑا ہی مزا آیا اور مین اس نکتہ پر پہنچ گیا کہ آپکو کسقدر لذت اور ذوق سے ملا ہوا یقین اسلام کی سچائی پر ہے اور آپ کس قوت اور بصیرت کیساتھ اسلام کو تمام ادیان سے افضل اور اکمل مانتے ہین اور حقیقت مین ہے بھی یون ہی +

اگر نبوۃ کی راہ مین روکین اور پتھر ہوتے تو خدا تعالے پھر رحمن نہ ٹھہرتا جو رحمانی صفت سے انبیاء کو بہیجا ہے دیکھو یہ آفتاب ماہتاب یہ زمین و آسمان یہ ہوا اور پانی غرض تمام وہ اشیاء جو انسانی وجود کی ضرورتون کے لئے محتاج ہین اپنے اسی تقاضائے رحمانی سے پیدا کئے ہین پہر اسی تقاضائے رحمانیت سے نبوۃ کا سلسلہ ہے جیسے ان اشیا اور اجرام کی پیدائش کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہین اسیطرح نبوۃ کے سلسلہ کو سمجھنا مشکل نہین بلکہ آسان تر ہے کیونکہ ایک گنوار دہقان بھی جو بارش اور سورج کے مفاد کو سمجھتا ہے کہ وہ جسم کے لئے ضروری ہین اسیطرح پر . . . روح کی پرورش کے لئے سلسلہ نبوت کی تعلیم کیا مشکل ہوسکتی ہے -

مین اوائل مین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پڑہتا اور دیکھتا کہ کسطرح پر آپ کا انکار کیا گیا تو مجھے تعجب اور حیرت ہوتی کہ کیا دنیا میں ایسے اندہے اور سیاہ اندرون لوگ بھی گذرے ہین جنہون نے محمد رسول اللہ کا انکار کیا جس کی صداقت آفتاب سے بھی بڑہکر روشن اور بین ہے - مگر میرا تعجب جاتا رہا جب مین نے ان آنکھون سے دیکھ لیا کہ **مسیح موعود کا انکار کیا گیا** -

مین بارہا اپنے مخدوم حضرت مولانا مولوی نوردین صاحب سے یہ تعجب ظاہر کیا کرتا تہا کہ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیون انکار کیا گیا جو دنیا مین ایک ہی کامل بے عیب فرد بالکل آسمانی آدمی تہا جسپر کوئی الزام اپنون اور بیگانون نے نہین لگایا بڑے سے بڑا اعتراض اگر کوئی کیا تو شاعر اور مجنون کہدیا مگر کوئی الزام فسق یا خیانت کا باوجود اس دعوے کے کہ قد لبثت فیکم عمرا وہ نہین لگا سکے آپکی پاک اور بے عیب ذات کا انکو شعور تہا اور وہ الامین اور الماموں آپ کو سمجھتے تھے پہر اتنی باتون کا شعور ضرور تہا کہ اس بات کی طرف ان کو توجہ دیتا کہ اتنا بڑا اسطہرا ور صرف و نسان جہوٹ نہین بول سکتا مگر کوئی ایسا پردہ انکے دل پر پڑا کہ وہ اسکو سمجھ نہ سکے لیکن جب مسیح موعود کا اسی رنگ مین انکار کیا گیا تو میرا تعجب جاتا رہا +

مین یہ ہمیشہ سوچتا رہا ہون کہ کیون انکار کیا جاتا ہے ایک شخص کا جو کہتا ہے کہ مین خدا کی طرف سے آیا ہون اور وہ اپنے ساتھ وہ تمام نشان تائید اور نصرت الہی کے رکھتا ہے جو ہونے چاہئین تو مین اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ اس کفر کی جڑ دراصل **کفر بالرب** ہے جنہون نے مسیح موعود کا انکار کیا ہے ان کو اس تعجب نے کھالیا ہے کہ کیون خدا تعالی فلان شخص سے ہمکلام ہوا مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہون نے زمانہ کی مشہود و محسوس ضرورتون کی طرف توجہ نہین کی انہون نے نہین دیکہا کہ اگر زمانہ کو کسی وقت کسی نبی اور مامور کی ضرورت ہوتی تھی آج اس سے بڑھکر ہے وہ دیکھتے جس جس زمانہ مین حضرت موسیٰ حضرت نوح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہوئے اسوقت دنیا کی کیا حالت تھی اسیطرح اب دیکھو کہ دنیا کی کیا حالت ہے؟ خدا کا اقرار اور سچی عبودیت اور طہارت نہین رہی بے حیائی اور بدنظری عام ہے نکتہ گیری عیب چینی بہتان کہلی بے حیائیاں اس وقت عام ہورہی ہین ہزارون ہزار مرتد ہوگئے اور ہزارون کے دل مین اعتراض اور شکوک پیدا ہورہے ہین - مولویون صوفیون اور دوسرے لوگون مین خدا کی ہستی پر وہ یقین اور ایمان نہیں جو حقیقی نور اور معرفت عطا کرتا ہے ورنہ وہ اس طرح پر خدا کے مامور و مرسل کا انکار نہ کرتے اگر روحین مجذوم نہ ہوتین تو اسوقت کیون نہ سمجھ لیتے کہ وہ خدا جس نے اپنی ربوبیت سے ساری چیزین اسوقت تک لا تبدیل رکھی ہین وہی سورج نکلتا ہے بارشین ہوتی ہین - تو کیا ایسے روحانی امساک کے وقت روحانی بارش کی ضرورت نہین! ہے اور ضرور ہے اگر ربوبیت کے فیضان پر یقین ہوتا - تو اسوقت مسیح موعود کا انکار نکیا جاتا یاد رکھو کہ مسیح کا انکار **کفر بالرب** ہے اگر خدا تعالے کے کلام مین اسکا ثبوت نہ ہوتا تو البتہ یہ بات قابل التفات ہوتی مگر جب خدا کے کلام مین اسکا ثبوت ہے پہر انکار کیون؟

خدا تعالے فرماتا ہے کہ جو لوگ کفر بالرب کرتے ہین انکے تمام اعمال اور کاروبار راکھ کے ڈھیر کیطرح ہوجاتی ہین اب دیکھو کہ تمام مولوی صوفی مسخرات کا علم کہتے

حضرت حجۃ اللہ بٹالہ میں

عنوان مذکورہ کے متعلق اس قدر معلوم کرانا ضروری ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کو بٹالہ کیوں جانا پڑا؟ یاد رہے کہ حکیم فضل الدین صاحب مہتمم مطبع ضیاء الاسلام نے قادیان کے شمالی جانب نیلام شدہ فصیل کا ایک ٹکڑا خرید کیا تھا اور حضرت اقدس ہی کے نام اس کا بیعنامہ لکھا گیا تھا۔ ایک شخص منگل ساکن قادیان نے اس زمین کے متعلق یہ دعوے کیا کہ اس میں کوئی حصہ اسکا اپنا بھی ہے۔ یہ مقدمہ قریباً ڈیرہ سال سے چلا آتا ہے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اس قدر طول اس مقدمہ کو دیا گیا ہے۔ بالآخر یہ امر چیف کورٹ کی توجہ سے کبھی نظر انداز نہیں ہونا چاہیئے۔ بہرحال آخر مدعی نے حضرت اقدس کو شہادت میں طلب کرایا۔ اس شہادت کے ادا کرنے کے لئے حضرت اقدس کو بٹالہ جانا پڑا۔ (ایڈیٹر)

روانگی ۷۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کی صبح کو بعد ادائے نماز فجر حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام بٹالہ جانے کیلئے تیار ہوئے۔ ۷۔ نومبر کی صبح کا نظارہ دارالامان کے چوک میں قابل دید تھا۔ دارالامان کی کل جماعت مدرسہ کے طالب علم نہائیت اشتیاق اور اخلاص کے ساتھ اپنے سید و مولا امام کی روانگی کے منتظر اور ہمراہ چلنے کے حکم کیلئے بیقرار تھے ہر ایک شخص اپنی اپنے طور پر مختلف حیلوں اور راہوں سے کوشش کرتا تھا کہ مجھے ساتھ جانیکا حکم ہو جاوے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے یہی فرمایا کہ چونکہ آج ہی واپس آجانا ہے اس لئے کچھ ضرورت نہیں کہ سب لوگ ساتھ جاویں۔ چند احباب آپکے ہمراہ تھے۔ جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ جناب میرزا مرزا خدابخش صاحب جناب حکیم فضل دین صاحب۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم انکے سوا شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی اور ماسٹر فقیر اللہ صاحب ماسٹر محمد نعیب صاحب اور چند طلباء مدرسہ اور صاحبزادگان اطہرہ بھی ہمراہ تھے۔ دارالامان سے کچھ فاصلے تک سب احباب ہمراہ گئے پھر حضرت نے سب کو رخصت کر دیا اور آپ رتھ میں سوار ہو گئے۔ آپ کی سواری عجیب اثر انداز تھی دو تین سوار بھی ساتھ تھے کچھ پیدل بھی تھے اور تین یکے بھی ہمراہ تھے۔

راستہ راستہ میں اگر یکے کچھ فاصلہ پر آگے ہو جاتے تھے تو ٹھیر کر حضرت اقدس کا انتظار کرتے تھے اور پھر اکٹھے ہو کر چلتے تھے۔ شیخ عبدالرحمن اور دو چار طالب علم حضرت اقدس کے ہمراہ پیدل جا رہے تھے اور سوار بھی ساتھ تھے۔ غرض آپ کی سواری ساڑھے نو بجے کے قریب بٹالہ پہونچ گئے۔ راستہ میں جہاں ذرا ٹھیرتے ادھر ادھر کے لوگ آکر دیکھنے کو جمع ہو جاتے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت کچھ کاغذ پر راستہ میں لکھتے بھی تھے بٹالہ جاکر معلوم ہوا کہ آپ **عربی قصیدہ** کے کچھ شعر کہتے جاتے تھے۔ اس بات کے اظہار سے ہمکو یہ دکھانا مقصود ہے کہ اعلاء حق اور بہی خواہی خلق کا کسقدر جوش آپکے دل کو عطا کیا گیا ہے کہ سفر میں بھی وہ درد دل کو نہیں چھوڑتا۔ (اللہم صل علے محمد وعلے آل محمد وبارک وسلم)

شیخ عبدالرحمن صاحب کا اپنا بیان ہے کہ انکو مخاطب کر کے ان کے والد صاحب (جو ہندو ہے) کے حالات دریافت کرتے رہے اور فرمایا کہ ان کی خدمت اچھی طرح کرو اور خدا تعالے سے امید رکھو کہ انکو بھی ہدایت دے اپنے اخلاق کا عمدہ نمونہ دکھاؤ اور اسلامی احکام کا عمدہ نمونہ بناؤ۔ اس قسم کی نصائح فرماتے رہے۔

بٹالہ پہونچنا جیسا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اعلیٰحضرت کی سواری ساڑھے نو بجے کے قریب بٹالہ پہونچی اترتے ہی لوگوں کا ایک ہجوم ہو گیا اور کچہری کے اہلکار اور دوسرے لوگ زیارت کے لئے آموجود ہوئے۔ اس باغ میں جو کچہری کے سامنے ہے ڈیرا کیا گیا۔ آپ بعض حوائج سے فارغ ہو کر حلقہ خدام میں اجلاس فرما ہوئے۔ اور کاغذ طلب کیا فرمایا کہ راہ میں چند شعر کہے ہیں ان کو لکھ لوں۔ چنانچہ مفتی صاحب نے اپنی نوٹ بک پیش کی اور آپ لکھنے لگے۔

دسترخوان کھانا ساتھ ہی تھا حکم دیا کہ پہلے کھانا کھا لیا جاوے چنانچہ دسترخوان بچھایا گیا۔ ابھی کھانا کھا ہی رہے تھے کہ ہمارے پرانے دوست چوہدری نبی بخش صاحب المعروف عبدالعزیز نمبردار بٹالہ جنکا توبہ نامہ الحکم میں درج ہو چکا ہے آگئے نہائیت اخلاص سے حضرت اقدس سے مصافحہ کیا۔ حضرت بھی بڑے رحم اور شفقت سے پیش آئے۔ اور کھانا کھانے کا حکم دیا اور نہائت ترحم سے باتیں کرتے رہے۔

منشی محمد یوسف صاحب سے خطاب منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ ایک دینی جہاد کر رہے ہیں اللہ تعالے اسی کی جزا دیگا۔ میں نے ایڈیٹر الحکم کو حکم دیا ہے کہ وہ سارا مباحثہ الحکم میں چھاپ دیں۔ جو زائد کا پیان آپ کو مطلوب ہوں ان سے لے لیں۔ زائد اخراجات آپ کو برداشت نہ کرنے پڑینگے اور ثواب بھی ہو گیا۔

اور فرمایا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالے جلدی اس سلسلہ کو پھیلا رہا ہے اللہ تعالے نے چاہا کہ اس سلسلہ کو دنیا میں پھیلائے۔

ضمنی باتیں ضمناً فرمایا۔ کوئی درخت اتنی جلدی **پھل نہیں لاتا** جسقدر جلدی ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے یہ خدا کا فعل ہے اور عجیب یہ خدا کا نشان اور اعجاز ہے۔

فرمایا یہ صحیح نہیں ہے کہ صحابہ حضرت مسیح کی اس شان کے قائل تھے جو خدائی کی ناواقف مسلمانوں نے انکی بنا رکھی ہے اگر وہ مسیح کو اسی شان سے مانتے کہ وہ حقیقی مردے زندہ کرتے تھے اور حی و قیوم تھے تو ایک بھی مسلمان نہ ہوتا اور اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر ان کی صفات کو یقین کرتے تو وہ اخلاص اور وفاداری ان میں پیدا نہ ہوتی۔

فرمایا۔ حضرت عیسے علیہ السلام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی بڑا احسان ہے کہ آپ نے انکا تبریہ کیا اور ان الزاموں سے پاک کیا جو ان پر ناپاک یہودی لگاتے تھے جو یہودی مسلمان ہوتا تھا کتنی بڑی بات ہے کہ حضرت عیسے کی رسالت کا اسے پہلے اقرار کرنا پڑتا تھا۔

فرمایا۔ عیسائی مذہب ایسا ہے کہ اسکو پیدا ہوتے ہی صدمہ پہونچا جیسے کوئی لڑکی پیدا ہوتے ہی اندھی ہو ایسا ہی اس مذہب کا حال ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان کیا اور اسکو پاک کیا۔

ایک قصہ بٹالہ آنیکا تذکرہ ہو پڑا۔ فرمایا ہمارا یہاں آنا تو کوئی اور ہی حکمت رکھتا ہے ورنہ یہ شہادت کیا اور شہادت بھی لاعلمی کی۔ اس پر آپنے فرمایا کہ دو بزرگ ابوالقاسم اور ابوسعید نام تھے اتفاق سے دونوں ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔ ان کے ایک مرید نے کہا کہ میرے دل میں ایک سوال ہے اتفاق سے دونوں جمع ہو گئے ہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ سوال پیش کیا کہ آنحضرت صلعم جو مدینہ میں آئے تھے اسکی وجہ کیا تھی؟ ابوالقاسم نے کہا کہ بات اصل میں یہ تھی کہ آنحضرت صلعم کے بعض کمالات مخفی تھے ان کا ظہور اور بروز وہاں آنے سے ہوا۔ ابوسعید نے کہا آنحضرت صلعم اسلئے آئے تھے کہ بعض ناقص ابھی موجود تھے ان کی تکمیل کے لئے آئے۔ گویا دونوں نے اپنے اپنے رنگ میں اپنی انکساری کا اظہار کیا۔ اور ایکدوسرے کی تکریم۔ اسی طرح ہمارے یہاں آنے کی غرض تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ میاں نبی بخش سے ملاقات ہو گئی کچھ تبلیغ ہو جاویگی بہت لوگوں کو فائدہ پہونچ جائیگا ان باتوں میں آپ کھانا کھا چکے۔

آداب مجلس کی ایک بات کھانا کھا چکنے کے بعد آپ مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور الگ جا کر خلال کیا اور ہاتھ وغیرہ دھوئے۔ جس سے ادب مجلس کا ایک عملی سبق ملا۔

متفرق باتین پھر اور لوگ ملاقات کے لئے آگئے۔ اور شہادت کے تذکرہ پر فرمایا کہ شہادت کا چھپانا گناہ ہے اور جب سرکار بلائے تو ضرور حاضر ہونا چاہیئے شہادت سے جب کسی کی بھلائی ہو اور حق کھل جاوے تو کیون ادا کرے۔ ہر جگہ جو انسان قدم رکھتا ہے اس مین خدا کی حکمت ہوتی ہے زمین پر کچھ نہین ہوتا جبتک آسمان پر تحریک اور مقدر نہو۔

شیخ علی احمد صاحب پلیڈر کی ملاقات اسی اثناء مین شیخ علی احمد صاحب پلیڈر آ گئے اور انہون نے آپ سے ملاقات کی اور اپنے قدیمی تعلقات ارادت پیش کرکے دعا کے لئے عرض کیا۔ اور اپنے کام پر چلے گئے۔

ایک سائل ایک سائل نے آکر کچھ مانگا آپ نے میر صاحب کو حکم دیا کہ اس کو کچھ دیدین اور جو آجائین انکو بھی کچھ نہ کچھ دیدو۔

منشی نبی بخش صاحب نے ایک عیسائی کا سوال پیش کیا کہ وہ **ماجعلنا البشر من قبلک الخلد** سے مسیح کی الوہیت ثابت کرتے ہین۔ فرمایا کہ بیشک ان لوگون پر جو مسیح کو زندہ آسمان پر بٹھاتے ہین یہ سوال معقول ہے۔ انسان اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے ان مسلمانون نے خود اقرار کرلیا ہے کہ مسیح زندہ ہے اور آسمان پر بیٹھا ہے اور ایسا ہی اسکے معجزات اور اسکا خالق طیور ہونا بہت سی باتین ہین جن سے عیسائیون کو مدد ملی ہے ہم عیسائیون کو کیا روئین ہمارے گھر مین خود یہ مسلمان اسلام پر چھری چلا رہے ہین۔

ایک توحید پسند ہندو لالہ کاہن چند صاحب مختار عدالت بٹالہ (جو توحید پسند ہندو ہین) نے آپ سے الہام **انت منی وانا منک** کی تشریح و تفسیر کے متعلق سوال کیا کہ دافع البلاء مین جو یہ الہام درج ہے اس سے کیا مراد ہے۔؟

انت منی وانا منک فرمایا اسکا پہلا حصہ تو بالکل صاف ہے کہ تو جو ظاہر ہوا یہ میرے فضل اور کرم کا نتیجہ ہے اور جس انسان کو خدا تعالے مامور کرکے دنیا مین بھیجتا ہے اس کو اپنی مرضی اور حکم سے مامور کرکے بھیجتا ہے۔ جیسے حکام کا بھی یہ دستور اور قاعدہ ہے۔ اب اس الہام مین جو خدا تعالے فرماتا ہے **انا منک** اسکا یہ مطلب اور منشا ہے کہ میری توحید میرا جلال اور میری عزت کا ظہور تیرے ذریعہ سے ہوگا۔ ایک وقت آتا ہے کہ زمین فسق و فجور اور شر و فساد سے بھر جاتی ہے لوگ اسباب پرستی مین ایسے فنا اور منہمک ہوتے ہین کہ گویا خدا کا نام و نشان بھی نہین ہوتا۔ ایسے وقتون مین خدا تعالے اپنے اظہار کے واسطے ایک بندہ اپنی طرف سے بھیجدیتا ہے۔ ہندوؤن نے جو اوتار کا مسئلہ مانا ہے یہ بھی اسیکا ہمرنگ ہے گویا خدا تعالے ان کے اندر مجازی طور پر بولتا ہے۔

اس زمانہ مین اسباب پرستی اور دنیا پرستی اسی طرح پھیل گئی ہے۔ خدا تعالے پر بھروسہ اور ایمان نہین رہا۔ دہریت اور الحاد کا زور ہے۔ جو کچھ حالت اس وقت زمانے کی ہو رہی ہے اسپر نظر کرکے کہنا پڑتا ہے کہ زمانہ زبان حال سے پکار رہا ہے کہ کوئی خدا نہین عملی حالت ایسی کمزور ہوگئی ہے کہ کھلی بیحیائی اور فسق و فجور بڑھ گیا ہے۔ یہ ساری باتین ظاہر کرتی ہین کہ دلون سے خدا پر ایمان اور اس کی ہیبت اٹھ گئی ہے اور کوئی یقین اس ذات پر نہین ورنہ یہ کیا بات ہے کہ انسان کو اگر معلوم ہو جاوے کہ اس سوراخ مین سانپ ہے تو وہ کبھی اس مین اپنا ہاتھ نہین ڈالتا پھر یہ بیحیائی اور فسق و فجور اتلاف حقوق جو بڑھ گیا ہے کیا اس سے صاف معلوم نہین ہوتا کہ خدا پر ایمان نہین رہا۔ یا یہ کہو کہ خدا گم ہو گیا ہے۔ اسوقت خدا تعالے نے اپنے ظہور کا ارادہ فرمایا اور مجھے مبعوث کیا۔ اسلئے مجھے کہا کہ:۔

انت منی وانا منک

اور اسکے یہی معنے ہین کہ میرا جلال اور میری توحید و عظمت کا ظہور تیرے ذریعہ ہوگا چنانچہ وہ نصرتین اور تائیدین جو اس نے اس سلسلہ کی کی ہین اور جو نشانات ظاہر ہوئے ہین وہ خدا تعالے کی ہستی اور اس کی توحید اور عظمت کے اظہار کے ذریعہ ہین +

یہ امر کوئی ایسا امر نہین کہ مشتبہ یا مشکوک ہو بلکہ تمام مذاہب مین مشترک طور پر پایا جاتا ہے کہ ایک وقت خدا کے ظہور کا آتا ہے اور ایک وقت ہوتا ہے کہ خدا اسوقت گم ہوا ہوا سمجھا جاتا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے جب اس کی ہستی اور توحید اور صفات پر ایمان نہین رہتا۔ اور عملی رنگ مین دنیا دہریہ ہو جاتی ہے۔ اسوقت جس شخص کو خدا اپنی تجلیات کا مظہر قرار دیتا ہے وہ اسکی ہستی توحید اور جلال کے اظہار کا باعث ٹھیرتا ہے۔ اور وہ **انا منک** کا مصداق ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ خدا تعالے کو کسی ذریعہ کی کیا ضرورت ہے؟ تو ہم کہین گے کہ یہ سچ ہے اسکو کوئی ضرورت نہین ہے مگر اس نے اس عالم اسباب مین ایسا ہی پسند فرمایا ہے دیکھو پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے مگر یہ پیاس اور بھوک پانی اور کھانے کے بغیر فرو نہین ہو سکتی۔ اسی طرح جسقدر قوتین اور طاقتین ہین اور انکے تقاضے ہین وہ اسی طرح پورے ہوتے ہین اسی طرح دنیا کی تمدنی زندگی کی اصلاح اور انتظام کے لئے اس نے بادشاہون اور حکومت کے سلسلے کا نظام رکھا ہے جو شریرون کو سزا دیتے اور مخلوق کے حقوق انکی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرتے ہین۔ خدا خود اتر کر تو نہین آتا حالانکہ یہ سچ ہے کہ وہی حفاظت کرتا ہے اور شریرون کی شرارت سے بچاتا اور محفوظ رکھتا ہے اسی طرح روحانی نظام کے لئے بھی اسکا ایسا ہی قانون ہے یعنی پاکیزگی اور طہارت اور وہ ایمان جس سے معرفت۔ بصیرت اور یقین پیدا ہو خدا ہی کیطرف سے آتا ہے اور اسکا مامور لے کر آتا ہے اور وہ ذریعہ ٹھیرتا ہے خدا کے جلال اور عظمت کا۔ اور وہ اس وقت آتا ہے جب دنیا مین سچی پاکیزگی نہین رہتی اور خدا سے دوری اور بُعد ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا ہے ہی نہین اور جب دنیا کے ہاتھ مین صرف پوست رہ جاتا ہے اور مغز نہین رہتا تب خدا اپنے کسی بندے کے ذریعہ اپنا ظہور فرماتا ہے چونکہ اس زمانہ مین اس نے مجھے بھیجا ہے اس لئے مجھے مخاطب کرکے فرمایا:۔

انت منی وانا منک

بابو کاہن چند آپ نے رسالہ مین اور معنے کئے ہین۔

فرمایا ہم نے اور معنے کبھی نہین کئے ہین ہم تو ہمیشہ یہی معنے کرتے ہین آتھم نے بھی یہ سوال ہم سے کیا تھا اور اسکو یہی جواب دیا گیا تھا انسان کو چاہیئے کہ انصاف ہاتھ سے نہ دے یہ تو حلاوت کی بات ہے انسان اس سے اپنا ایمان بڑھاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو پھر سلسلہ ہی ختم ہو جاتا۔ آج کل لوگ خدا کے قائل نہین رہے بلکہ دہریہ ہین اس لئے خدا تعالے نے اپنے جلال کو ظاہر کرنے کے واسطے ایک انسان کو دنیا مین بھیجا ہے ۔۔ اسکے بعد بابو صاحب تشریف لے گئے اور دھرمکوٹ کی جماعت آپہونچی۔ جنہون نے بڑے اخلاص سے حضرت اقدس سے مصافحہ کیا +

کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم الایۃ اس آیت کے معنے پوچھے گئے ۔ فرمایا ۔ انسان پر ایک زمانہ آتا ہے کہ وہ نطفہ ہوتا ہے اور اسکا کوئی وجود نہیں ہوتا پھر مدارج ستہ سے گذر کر اسپر ایک موت آتی ہے اور پھر اسے ایک احیا دیا جاتا ہے ۔ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ ہر حیات سے پہلے ایک موت ضرور آتی ہے اس آیت میں صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ان پر ایسا گذرا ہے کہ وہ بالکل مردہ تھے یعنی ہر قسم کی ضلالت اور ظلمت میں مبتلا تھے ۔ پھر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ زندگی عطا ہوئی اور پھر ان کی تکمیل اور ایک موت ان پر وارد ہوئی جو فنا فی اللہ کی موت تھی اسکے بعد ان کو بقا باللہ کا درجہ ملا ۔ اور ہمیشہ کے لئے زندگی پائی ۔

مناکم ثلاثہ ایک حدیث مولوی فتح الدین نے پیش کی جس کی تاویل کرکے اسے مسیح موعود کے وجود پر چسپان کیا جاتا تھا ۔ فرمایا کیا ضرورت ہے اس بات کی خدا تعالٰے نے کھلی کھلی تائیدیں ہمارے لئے رکھدی ہیں کیا مناکم ثلاثہ ہمارے مخالفوں کے لئے کافی نہیں ایک بخاری کا منکم (امامکم منکم) مسلم کا منکم (امکم منکم) اور سب سے بڑھ کر قرآن کا منکم (وعد اللہ الذین آمنوا منکم) پھر آپ نے آیت **فلما توفیتنی** پر تقریر کی کہ یہ کیسی واضح اور قطعیۃ الدلالت ہے اور وہی تقریر جو بارہا الحکم میں طبع ہوئی فرمائی اور ایسا ہی **فاویناھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین** سے استدلال فرمایا جو ہم الحکم میں آپ کی ڈائری کے ضمن میں کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں ۔

بیعت اور کھانا منشی نعمت علی صاحب نے کھانے کے لئے عرض کیا فرمایا تکلف کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم کھانا کھا چکے ہیں جب تم لوگوں نے بیعت کرلی تو گویا ہمارے بدن کے جزو ہوگئے ۔ پھر الگ کیا رہ گیا ۔ یہ باتیں تو اجنبی کے لئے ہوسکتی ہیں ۔

اپنی اعجازی ترقی جماعت کی اعجازی ترقی کے ذکر پر فرمایا کہ ہماری طرف سے کوئی سعی نہیں کیجاتی ہمارے واعظ نہیں باایں ہمہ اسقدر ترقی ہو رہی ہے کہ عقل حیران ہے اور اصل یہ ہے کہ اگر ہماری سعی اور کوشش سے کچھ ہوتا تو شائد شرک ہوتا ۔ اسلئے خدا تعالٰے خود چلاتا ہے کتا ہے ۔ ممالک مغربی و شمالی میں جہاں ہمکو تین آدمیوں کا بھی علم نہیں مردم شماری کے رو سے نو سو سے زائد آدمی ہیں اور یہ جماعت اب ایک لاکھ سے بھی بڑھ گئی ہے یہ خدا تعالٰے کے کام ہیں مخالف خود محرک ہو رہے ہیں بعض لوگوں کے خطوط آئے ہیں کہ محمد حسین کے رسالوں میں کوئی مضمون دیکھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ آپ حق پر ہیں اور بعض ایسے خطوط بھی آئے ہیں کہ کوئی فقیر ایک کتاب لایا تھا وہ کتاب چھوڑ گیا اور اسکا پتہ نہیں غرض اس پر ذکر فرماتے رہے کہ مخالفوں نے ہر طرح سے مخالفت کی مگر خدا نے ترقی کی یہ سچائی کی دلیل ہے کہ دنیا لوٹ کر زور لگاوے اور حق پھیل جاوے اب ہمارے مقابل کونسا دقیقہ مخالفت کا چھوڑا گیا مگر آخر انکو ناکامی ہی ہوئی ہے ۔ یہ خدا کا نشان ہے اس میں دو چیزوں نے بڑی مدد دی طاعون نے بیعت کرنے والوں کو بڑھایا اور مردم شماری نے تصدیق کی ۔

مختلف باتوں کے دوران میں فرمایا = "قبول حق کے لئے قوت اور توفیق اللہ ہی کیطرف سے آتی ہے اس کی توفیق کے سوا کوئی چارہ نہیں "

فرمایا انبیاء نے کبھی تماشے نہیں دکھائے البتہ جب ان پر شدائد اور مصائب آتے تھے تو اللہ تعالٰے انکی طرف سے تماشا دکھایا کرتا ہے جیسے قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علے ابراہیم سے معلوم ہوتا ہے ایسا ہی ہم پر قتل کا مقدمہ بھی ایک نار تھا جس سے اللہ تعالٰے نے نجات دی ۔

ایک خواب کی تعبیر میں فرمایا کہ انبیاء بھی قینچی کا کام کرتے ہیں ایک طرف سے قطع کرتے ہیں اور دوسری طرف پیوست کرتے ہیں ۔

کسی شخص نے کہا کہ صحابہ کے کپڑے میلے کچیلے ہوتے تھے پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے فرمایا یہ جھوٹ ہے میلے کچیلے ہونا اور بات ہے اور پیوند ہونے اور بات ہے ۔ قرآن شریف میں آیا ہے والرجز فاھجر ۔ پس پاک صاف رہنا ضروری ہے + ایسا ہی قرآن شریف میں فرمایا ۔ لایمسہ الا المطہرون ۔

نماز ظہر و عصر چونکہ عدالت میں ابھی پیش ہونے میں دیر تھی نماز کی تیاری کی گئی اور سفر میں ہونیکے باعث نماز ظہر و عصر قصر کرکے جمع کی گئی نماز میں کوئی دو سو کے قریب آدمی شریک تھے نماز سے فارغ ہوکر بیٹھے ہی تھے کہ امرتسر کی جماعت آگئی اور ادھر ادھر کی باتیں طاعون ۔ ٹیکہ وغیرہ کے متعلق ہوتی رہیں خلقت کا اثر دہام اور انبوہ کثرت سے تھا ۔

بہت سے آدمیوں نے اس مجمع میں دوبار بیعت کی ۔

حضرت اقدس بطور گواہ آخر دو بجے کے بعد آپ بطور گواہ پیش ہوئے خلقت کا ہجوم اسقدر تھا کہ برآمدوں اور کمرہ عدالت میں جگہ نہ تھی گویا ساری کچہری وہیں امڈ آئی اور ایک سے ایک آگے بڑھکر آپ کی زیارت کرنا چاہتا تھا منشی غلام جیلانی صاحب منصف بھی موجود تھے عدالت نے بمشکل کمرہ کو خالی کرایا اور دروازوں کو بند کرادیا معمولی طریق حلف کے بعد آپ کی شہادت ہوئی اسکے بیان اور اظہار کی ہمکو ضرورت نہیں جو کچھ آپ کو صحیح اور یقینی علم تھا آپ نے بتلا دیا ۔

عدالت کا سلوک ہم بڑی بھاری فروگذاشت کرینگے اگر اس امر کا اظہار نکریں کہ عدالت آپ سے کس طرح پیش آئی + ہم منشی نصیر الدین صاحب منصف کے اخلاق کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے نہایت احترام اور شریفانہ طریق پر حضرت اقدس کیلئے کرسی رکھوائی اور آپکو اسوقت تک کرسی پر آرام سے بیٹھے رہنے کیلئے کہا جبتک کہ وہ کمرہ عدالت سننے والوں سے خالی نکرا لیا سب کمرہ میں سے سب لوگ باہر نکال دیئے گئے تو انہیں بیانیاں دیدیا مکرہ عدالت میں آپکے خدام میں سے خاکسار ایڈیٹر الحکم ۔ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور مفتی محمد صادق صاحب اور شیخ عبد الرحمن صاحب موجود تھے ۔

الغرض ہم منشی نصیر الدین صاحب کے اخلاق اور مردم شناسی کی تعریف کرتے ہیں جب آپ شہادت دے چکے تو منصف صاحب نے حضرت اقدس کو رخصت کیا اور آپ بیک جم غفیر کے حلقہ میں فرودگاہ پر آئے اور دار الامان کیطرف روانہ ہونیکا حکم دیا + اور خیر و عافیت سے کوئی ساڑھے چھ بجے کے قریب دار الامان پہونچ گئے + والحمد للہ علی ذالک ۔
اس موقعہ پر متھول سیکھواں ۔ دھرم کوٹ اور بعض دوسرے دیہات کی جماعتیں حاضر ہوگئی تھیں ۔ ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ حضرت حجۃ اللہ آپکے اہلبیت اور اکابران ملت خدا کے فضل سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں ۔

۲ ۔ حضرت اقدس ایک عظیم الشان تصنیف میں مصروف ہیں جو خدا تعالٰی کا ایک بین نشان ثابت ہوگی ان شاء اللہ العزیز

۳ ۔ توسیع مکان کا چندہ تین ہزار کے قریب ہو چکا ہے اور ضرورت در پیش ہے + تعمیر کا کام شروع ہونیوالا ہے لکڑی کی خرید کیلئے جناب میر صاحب نواب امرتسر تشریف لیگئے

۴ ۔ پچھلے جمعہ کو مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کی اہلیہ کلاں اور ڈاکٹر فیض احمد صاحب کا جنازہ پڑھا گیا ۔

ناظرین اور ہم

۱ ۔ جو کتابیں اور رسالے یا جدید اخبار مختلف مقامات سے بغرض ریویو دفتر الحکم میں پہونچے ہیں انپر مناسب وقت پر ہم ان شاء اللہ اپنی رائے کا اظہار کرینگے ۔

۲ ۔ جن خریداران اخبار نے ہماری گذارش پر توجہ فرماکر بقیہ چندہ وی پی وصول کرلئے ہیں ہم انکی بر وقت امداد و فرمائی کو شکر گذار ہیں امید ہے دوسرے بھی ایسی ہی تمنا کرتے ہیں + نومبر کے آخر تک تمام حساب بیباق ہو جانے ضروری ہیں +

۳ ۔ **تصحیح** ۔ کسی گذشتہ اشاعت میں جو الہام انا الذین ... باستکبار درج ہوا ہے دراصل من استکبار صحیح ہے +

کشتی نوح ۔ ۰ ۔ نومبر کے بعد آٹھ جلد یا آٹھ جلد سے زیادہ

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک چھپکر شائع ہوا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۱ — دارالامان قادیان ۶ شعبان ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ — جلد ۶

امام الزمان کی ڈائری

یکم نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

مسیح کی آمد ثانی ہمارے مخالف اہل مسیح کی آمد ثانی کا ثبوت قرآن سے نہیں دے سکتے کیونکہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اس کے خلاف پڑی ہوئی ہے۔ جب ان سے یہ سوال ہوا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھکو اور میری ماں کو خدا بناؤ۔ اس کے جواب میں مسیح علیہ السلام اپنا تبریہ کرتے ہوئے ...... اور یہ کہتے ہیں کہ جب تک میں ان میں رہا میں ان کا نگران رہا۔ مگر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو ہی ان کا نگران تھا اب یہ کیسی صاف بات ہے کہ اگر مسیح قیامت سے پہلے اس دنیا میں دوبارہ آئے تھے اور انہوں نے سب کو مسلمان کیا تھا تو یہ جواب انہوں نے کیا دیا؟ ان کو تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ میں نے تو صلیبوں کو توڑا ہے اور کافروں کو مسلمان کیا ہے وغیرہ وغیرہ نہ یہ کہ مجھے خبر ہی نہیں اس آیت پر حضرت اقدس نے لمبی تقریر کی جو بارہا الحکم میں چھپ چکی ہے کہ یہ آیت نہ صرف انکی موت کا ثبوت دیتی ہے بلکہ انکی آمد ثانی کو بھی روکتی ہے۔ ورنہ ان کا یہ کلام بالکل جھوٹا ماننا پڑے گا

ہمارے مخالفین کے پاس ہمارے مخالف بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ اور حدیث حدیثوں کا ایک طومار پیش کرتے ہیں مگر وہ اتنا نہیں جانتے کہ حدیث قرآن پر مقدم نہیں ہو سکتی۔ یہ ہم پر افترا کرتے ہیں کہ ہم حدیث کو نہیں مانتے حالانکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ **ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی عمل کر لینا چاہیے اگر وہ قرآن سے معارض نہ ہو۔** مگر وہ باوجودیکہ قرآن پر حدیث کو مقدم کرتے ہیں اور قاضی ٹھیراتے ہیں لیکن پھر بھی اس کی اتنی بڑی عزت نہیں کرتے۔ چنانچہ حنفی رفع یدین کی حدیثوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور ان پر عمل برا سمجھتے ہیں اور انھیں بیکار چھوڑتے ہیں ایسا ہی دوسرے فرقوں کا حال ہے۔ کہ وہ حدیث کی خود بھی عزت نہیں کرتے۔ پھر احادیث کو وہ خود ظنی سمجھتے ہیں اور ظن وہ ہے جسمیں احتمال کذب ہو۔ پھر ظن یقین دکتاب اللہ پر حکم اور قاضی کسطرح ہو سکتا ہے؟ قرآن شریف مقبول فریقین ہے اور حدیث مقبول فریقین نہیں ہے۔

ہم یہ بھی پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسقدر اہتمام قرآن شریف کے لکھانے کا کیا ہے احادیث کا کہاں کیا ہے؟ اور علاوہ بریں کوئی حدیث ہی ہمکو دکھاؤ جس میں آپ نے پیشگوئی کی ہو کہ میرے بعد فلاں فلاں شخص آئے گا اور وہ احادیث کو جمع کرے گا۔

حدیث اور ہم ہمارا مذہب اور اعتقاد حدیث کے متعلق یہ ہے کہ ہم ہر حدیث کو جو قرآن شریف سے معارض اور سنت کے مخالف نہ ہو مانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسپر عمل کریں خواہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف سے ضعیف بھی ہو

اصل میں تین چیزیں ہیں جو میں نے کئی بار بیان کی ہیں

کتاب۔ سُنّۃ اور حدیث

یعنی کتاب ۔ سُنّۃ اور حدیث کتاب اللہ سب سے مقدم ہے جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور سُنّۃ کے معنی روش اور راہ کے ہیں یا دوسرے لفظوں میں اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک عمل کہو۔ جو کچھ آپ کو حکم ہوتا تھا آپ اُسے کر کے دکھا دیتے تھے اس کر کے دکھا دینے کا نام سُنّۃ ہے

ان لوگوں کو یہ غلطی لگی ہوئی ہے کہ سُنّۃ اور حدیث کو ایک ہی قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ دونوں الگ ہیں۔ اور اگر حدیث جو آپ کے بعد ڈیڑھ سو دو سو برس کے بعد لکھی گئی نہ بھی ہوتی تب بھی سُنّۃ مفقود نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ یہ سلسلہ تو جب سے قرآن نازل ہونا شروع ہوا ساتھ ساتھ چلا آتا ہے۔ اور حدیث وہ اقوال ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلے اور پھر آپ کے بعد دوسری صدیوں میں لکھے گئے۔ (اس مضمون پر الحکم میں پہلے ایک مبسوط مضمون نکل چکا ہے اس لیے اسقدر تلخص پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر)

مباحثہ کیلیے ہدایات

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے اعلام و الہام کے موافق انجام آتھم میں زبانی مباحثوں کو ختم کر چکے ہیں لیکن ہماری جماعت کو جب بعض مقامات پر اس قسم کے موقع پیش آجاتے ہیں تو تبلیغ اور اشاعت کے طور پر چھوٹے چھوٹے مباحثے بھی ہو جاتے ہیں۔ فرمایا مباحثوں میں ہمیں یہی طریق کو اختیار کرنا چاہیے کہ قرآن شریف کو مقدم کریں اور حدیث کو قرآن پر قاضی نہ ٹھیرائیں کیونکہ سلف نے بھی حدیث کو قرآن پر مقدم نہیں کیا اور احادیث کی صحت کا معیار قرآن شریف کو رکھیں جو حدیث قرآن کے متعارض اور سُنّۃ کے مخالف ہو اُسے چھوڑ دیا جاوے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ سوالات پہلے سے مرتب کر لیے جاویں۔ ان اصولوں کو مد نظر رکھکر کلام کیا جاوے

نزول المسیح اور احادیث

یہ لوگ اپنی جہالت سے دھوکا دہی کیلیے احادیث کے ذخیرہ کے سوا اور کچھ نہیں پیش کرتے بعض وقت نزول مسیح کی جو احادیث ہیں اُنکو پیش کرتے ہیں۔ اور اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ آسمان سے اُترے گا۔ ہم نزول مسیح کی حدیثوں کو تو صحیح سمجھتے ہیں مگر ان نادانوں کو یہ معلوم نہیں کہ نزول کے کیا معنے ہیں۔ نزول سے یہ ضروری نہیں کہ آسمان سے ہی وہ چیز آتی ہوئی دکھائی دیتی ہو۔ قرآن شریف میں کیا نہیں لکھا کہ ہمنے آسمان سے لوہا اُتارا۔ مویشی اُتارے۔ کپڑے اُتارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُتارا۔ وغیرہ وغیرہ اب کوئی بتاوے کہ کیا یہ چیزیں آسمان سے اُترتی ہوئی کسی نے دیکھی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

نزول مسیح کا سِرّ

پھر نزول کا لفظ کیوں اختیار کیا گیا اسمیں کیا سِرّ ہے؟ اس لفظ کے اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ نے ایک سِرّ رکھا ہے اگرچہ احادیث میں بَعْث کا لفظ بھی آیا ہے جس نے اس لفظ کے معنے کر دیے ہیں تاہم لفظ نزول میں اللہ تعالیٰ نے یہ راز رکھا ہے کہ اسوقت تمام برکات زمین سے اُٹھکر آسمان پر چلی جاویں گی۔ اور پھر جو کچھ آئے گا وہ آسمان سے آئے گا (ایڈیٹر صدق رسول اللہ) یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِس۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ ابن فارس ایمان کو ثریا سے لائے گا تو اُسکا نزول ہوگا یا کیا؟) غرض چونکہ ایمان اور اس کے برکات زمین پر نہیں تھے اس لیے ان برکات اور ثمرات کو لانیوالے کے نزول کا ذکر فرمایا۔

دیکھو پانی آسمان سے آتا ہے حالانکہ زمین پر بھی پانی ہوتا ہے۔ اسپر کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ قرآن میں یہ کیوں لکھا ہے کہ آسمان سے پانی اُتارا۔

اصل بات یہ ہے کہ اگر آسمان سے پانی نہ آوے تو زمینی پانی کنوؤں اور چشموں کے خشک ہو جاتے ہیں۔ اس لیے آسمان کا پانی مقدم ہے نبی اور مامور ہمیشہ آسمان سے ہی آتے ہیں اگرچہ وہ اسی زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ مگر وہ اصل ان تعلقات کی وجہ سے جو انکے آسمان سے ہوتے ہیں وہ آسمانی کہلاتے ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ

ہمارے مخالف اس آیت کو بھی پیش کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ مسیح کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب مومن ہو جائینگے

انکو اتنا معلوم نہیں کہ موتہ کی ضمیر اس طرف نہیں جاتی۔ تفسیر مظہری میں اس آیت پر خوب بحث کی گئی ہے اور انھوں نے دوسری قراءت قبل موتہم کی لکھی ہے اور ابوہریرہ کی حدیث جو اسکی تائید میں یہ لوگ پیش کرتے ہیں اسپر بھی جرح کیگئی ہے خود انہوں نے مانا ہے کہ ابوہریرہ کی درایت ٹھیک نہیں۔

علاوہ بریں یہ معنی قرآن شریف کے صریح مخالف ہیں اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو مخاطب کر کے فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اب اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منکرین کا وجود قیامت تک رہیگا۔ کیونکہ اگر منکرین ہی کا وجود نہیں تو پھر غلبہ کیسا؟ پھر دوسری جگہ فرمایا وَاَلْقَیْنَا بَیْنَہُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اور پھر تیسری جگہ فرمایا وَاَغْرَیْنَا بَیْنَہُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ان سب آیتوں پر یکجائی نظر کرنے کے بعد یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ کل فرقے باقی رہینگے یہ کہنا کہ کل مسلمان* ہو جائیں گے غلط ہے

حَکَم

آنے والے مسیح کا نام حَکَم رکھا گیا ہے یہ نام خود اشارہ کرتا ہے کہ اسوقت غلطیاں ہونگی اور مختلف الرائے ... لوگ موجود ہوں گے۔ پھر اسی کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ اگر اُسے ہر قسم کی باتیں مان لینی تھیں تو پھر اُسکا نام حَکَم ہی کیوں رکھا گیا؟

ایک لطیف دلیل

ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ مسیح آسمان سے اُترے گا۔ بہت خوب اگر آسمان سے اُترنا مسیح موعود کا ... نشان ہے پھر ہمارے مخالف بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح کا حلیہ کیوں بتایا؟ جب آسمان سے اُترتا ہوا دکھائی دیگا تو پھر کون اُسکا انکار کرے گا؟ اور پھر ایک مشکل اور ہے کہ ایکطرف تو اسکا یہ کھلا کھلا نشان ہے پھر دوسری طرف یہ بھی

---

* فٹ نوٹ۔ مامور من اللہ کا نزول یہ بھی ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی پوری قوت اور طاقت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہو اُسکی سچائی عام طور پر پھیل جاوے اور خلق اللہ کیطرف جب وہ اپنی توجہ اور شفقت کے ساتھ مبعوث ہوتا ہے اسوقت بھی اُسکا نزول ہوتا ہے یعنی مامور کا مامور ہونا

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ

یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ اس آیت سے مسیح کی حیات ثابت ہوتی ہے مگر افسوس ہے کہ ان کو اتنا معلوم نہیں کہ ساعت کے معنی صرف قیامت ہی نہیں ہوتے۔ اصل یہ ہے کہ یہودیوں کو کہا گیا تھا کہ مسیح تمہارے ادبار کی نشانی ہے اس کے بعد تم میں سلسلہ نبوت کا ختم ہو جائیگا اور بنی اسماعیل میں منتقل ہوگا ساعۃ عذاب کی گھڑی کو کہتے ہیں چنانچہ مسیح کے آنے پر ایسا ہی ہوا۔ ایک دوسری آیت بھی مثلاً لبنی اسرائیل اور لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسی ابن مریم بھی اسکی تائید کرتی ہیں + پس اس کے یہی معنے ہیں کہ مسیح یہود کی بربادی کی ساعت کا نشان تھا اس کے بعد انمیں نبوت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ایلیا کی نظیر

ہمارا آنا اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ کے موافق ہے اور اسکی نظیر موجود ہے یہودی ایلیا کے آنے کے منتظر تھے مگر جب انھوں نے حضرت مسیح کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ ایلیا کہاں ہے تو اس نے اسکا آنا بروزی رنگ ہی میں بتایا اور یوحنا کی نسبت کہا کہ آنے والا ایلیا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ یہودیوں نے اسکو تسلیم نہ کیا کیونکہ ان کے ہاں پہلے کوئی نظیر نہ تھی اب فیصلہ تو خود مسیح ہی کا کیا ہوا ہے جسکو لیے اب یہ اسقدر ٹکریں مارتے ہیں۔

یہودیوں نے جب مسیح کا یہ فیصلہ سنا تو وہ یوحنا کے پاس گئے اور اس سے پوچھا مگر انکو اسکا علم ابھی نہیں دیا گیا تھا انھوں نے انکار کر دیا۔

اس سے انکی کسر شان نہیں ہوتی پیغمبروں کے لیے اجمال جائز ہے بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی تفصیل نہیں کھلتی جیسے مثلاً قیامت ہی کے متعلق دیکھو۔

غرض یہاں یہ نظیر موجود ہے اور خود مسیح ہی کا فیصلہ ہے + جو چاہے قبول کرے۔

موت و حیات کے مسئلہ میں رسول اللہ کی سنّت

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا تھا مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اس کے موافق آپنے وفات پائی گویا اپنی سنّت سے ثابت کر دیا کہ باقی نبی بھی فوت ہو گئے۔

قرآن کریم

قرآن شریف کو جو مجمل و مجمات کہتے ہیں یہ غلط ہے قرآن تو خود کہتا ہے بیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى اور تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور اسکا نام فرقان رکھا گیا ہے اگر کوئی بات کھولکر بیان نہیں کرتا تو پھر اس کا نام فرقان کیونکر ہوگا ؟ یہ لوگ قرآن کی عزت نہیں کرتے پھر اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کیوں کہا گیا ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو قرآن شریف ہی تک تھی جب قرآن کامل ہو گیا تو اس کے بعد بہت جلد آپکا انتقال ہو گیا۔

جسکا خدا کے ساتھ خالص تعلق ہو اللہ تعالیٰ اسکو رسوائی کی موت مارے گا یہ ناممکن ہے

دل کے فعل پر اللہ تعالیٰ مؤاخذہ نہیں کرتا۔ جب تک اسپر عزیمۃ نہ کرے۔ اس لیے آدم کی بابت فرمایا وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔
(اسپر پہلے الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا ہے)

خرگوش کی حلت حرمت پر سوال کیا گیا فرمایا خرگوش اسکی حرمت خدا نے بیان نہیں کی اور نہ احادیث میں اسکا ذکر ہے

امام اعظم اور حدیث

یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام اعظم کو حدیث نہیں ملی یہ بالکل غلط ہے اصل یہ ہے کہ انھوں نے قرآن کو حدیث پر مقدم کیا تھا اور وہ بوجہ اشتغال قرآن کریم اور اس سے استنباط کرنیکی حدیث کیطرف توجہ

۲ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

اس امر کا تذکرہ تھا کہ بعض نادان ملاّ جب ہر طرح مقابلہ سے عاجز آجاتے ہیں وہ اپنا اتمام حجت کے لیے کہا جاتا ہے تو فصیح بلیغ عربی نویسی میں مقابلہ کرو تو یہ کہکر پیچھا چھڑاتے ہیں کہ ان کتابوں میں غلطیاں ہیں فرمایا۔ غلطیاں نکالنے کا جو دعوی کرتے ہیں اسمیں تو یہ امر پہلے خود تنقیح طلب ہے کہ جو غلطی انھوں نے نکالی ہے خود انکی اپنی ہی غلطی تو نہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب نے عجبت لامری پر جب اعتراض کیا کہ لام صلہ نہیں بلکہ من آتا ہے تو اسے کیسا شرمندہ ہونا پڑا۔ بالمقابل لکھکر تو دکھائیں دعوت تو لکھنے کی ہے نہ غلطیاں نکالنے کی اور پھر ایسی حالت میں یہ بہانہ کب چل سکتا ہے جب اپنی نکالی ہوئی غلطیوں میں خود اُن کی ہی غلطیاں ہوں۔

۲۔ فرمایا جو شخص انکار کرتا ہے اُسکے دل پر انکار کی سیاہی رہ جاتی ہے۔

۳۔ فرمایا وعید میں حق لازم نہیں آتا کہ اسی طرح ہو۔ بلکہ صدقہ خیرات رد بلا کا ذریعہ ہر قوم اور ہر ملک میں سمجھا گیا ہے یونس نبی کی پیشگوئی کے موافق کیوں عذاب نہ آیا جب قوم نے توبہ کرلی اور رجوع کر لیا حضرت یونس نے کہا کہ لن ارجع کذابا۔ اب دیکھلو کہ خود حضرت یونس کو اپنی پیشگوئیکا خیال تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے قانون اور سنت کو نہیں بدلا انھوں نے توبہ کی خدا نے عذاب ٹلا دیا۔

انذاری پیشگوئیاں توبہ کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں توراۃ کی پیشگوئیوں کو دیکھو جنمیں قوم کو ہلاک کرنے کی کیسی کیسی وعیدیں ہیں مگر پھر اسی توراۃ میں موجود ہے کہ خدا نے ان کو بچا لیا۔

اسلیے قرآن شریف میں وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ فرمایا یعنی بعض کا لفظ اسمیں رکھا ہے کل نہیں فرمایا۔

حضرت مسیح کی پیشگوئیوں کو دیکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ حدیبیہ اور حضرت عمر کے دل میں اسپر ایک وسوسہ سا پیدا ہوا یہ آپکا اجتہاد تھا پھر ایسا ہی ہجرت کے متعلق آپنے یمامہ سمجھا اور وہ مدینہ نکلا۔ نبی بھی آخر انسان ہی ہوتے ہیں خدا پر ضروری نہیں کہ امور غیب کے تمام اسرار اُنپر کھولدے۔

۴۔ آتھم والی پیشگوئی کا تذکرہ ہوا جو بارہا ہم لکھ چکے ہیں

۵۔ عذاب ہمیشہ گالیوں اور شرارت پر آیا کرتا ہے نرے انکار سے عذاب نہیں آتا اس لیے خدا تعالیٰ نے یوم الدین مقرر کیا۔ مغضوب علیھم اسی لیے کہا کہ انپر دنیا میں عذاب آیا۔ ورنہ ضالین بھی قیامت کو تو مغضوب ہوں گے۔

۵۔ معجزات جو نبوۃ کی جز ہیں وہ عوام کیلیے ہوتے ہیں خواص کو معجزات کی ضرورت نہیں

حقائق و معارف سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔

دربار شام

مولویوں کے ان ہتکھنڈوں کا ذکر ہوتا رہا جو وہ مباحثات میں استعمال کرتے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے مباحثات میں جو چالیں ان لوگوں کی دیکھی تہیں انکا ذکر کیا۔

۳۔ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر — حضرت اقدس اتمام حجت کیلیے ایک اشتہار کا ارادہ فرماتے ہیں اسکا ذکر مختلف رنگوں اور پہلوؤں سے ہوا ضمناً فرمایا "انجام متقی کے لیے ہے"

دربار شام ۵ نومبر ۱۹۰۲ء — جدید اعجازی تصنیف کے متعلق ذکر کرکے فرمایا کہ میں جسطرح کلمہ پر شہادت دیتا ہوں ایسی بصیرت اور یقین کے ساتھ میں اسبات پر ایمان رکھتا ہوں کہ یہ خدا تعالے کی تائید اور نصرت ہے اور ایک عظیم الشان کلام **معجزہ ہے**

جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہیں ہوگا

بہت سے شعر ایسے ہیں کہ الہامی ہیں میں اسطرز کو بیان نہیں کر سکتا۔ جسطرح یہ خدا کیطرف سے آتے ہیں ۔ کوئی فکر اور غور کی ضرورت نہیں پڑتی۔ خود بخود چلے آتے ہیں ۔ اور دل میں ایک القا ہوتا چلا جاتا ہے ۔

وحی کی دو قسم — وحی کی دو قسم ہوتی ہے ایک خفی اور ایک جلی۔ یہ وحی جو اس تصنیف میں ہو رہی ہے یہ وحی خفی ہے اسمیں غیبت حس نہیں ہوتی اور نہ قوۃ متفکرہ سے کام لینا پڑتا ہے ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ امور میں کسطرح پر بیان کروں جو دوسرے اسکو سمجھ لیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ جیسے ایک نالی چلتی ہے اسیطرح پر یہ مضامین آتے ہیں۔ خدا تعالے اسوقت خرق العادۃ طاقت دے رہا ہے اور سارے سامان اس نے پہلے سے پیدا کر دیے ہیں

قرآن کریم اور مقامات حریری وغیرہ — قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کے دعوی پر بعض نادان آریہ اور عیسائی بھی کہتے ہیں کہ مقامات حریری وغیرہ بھی فصیح و بلیغ ہیں مگر وہ یہ نہیں بتا سکتے کہ انہیں یہ دعوی کہاں کیا گیا ہے اور ان کتابوں میں کہاں پر یہ بتصریح لکھا گیا ہے کہ قرآن کی تحدی کے مقابلہ میں ہیں اور علاوہ ازیں انکو قرآن کے مقابلہ میں پیش کرنا بالکل لغو ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں حقائق اور معارف کو بیان کیا گیا ہے اور ان کتابوں میں صرف لفظوں کا اتباع کیا گیا ہے واقعات سے کوئی غرض ہی نہیں کی گئی ہے۔

مصدقوں کی خوش قسمتی — فرمایا کہ تم لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہو کہ اللہ تعالے نے اپنے فضل سے تمھارے دل کھول دیے۔ اور ملائک نے تمھیں سمجھا دیا۔ ورنہ جو بڑے بڑے مولویوں پر مخفی رہا اور مشتبہ ہو گیا وہ تمھیں سمجھا دیا گیا۔ اور تم ماننے والوں میں ٹھہرے

ایک شخص نے دعا کے لیے عرض کیا اور فرمایا میں نے تو اپنا یہ وظیفہ بنا رکھا ہے۔ پانچوں وقت اپنی جماعت کے لیے دعا کرتا ہوں

---

۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء — ہمارے مخدوم جناب **خواجہ کمال الدین** صاحب کوہاٹ کیطرف سے ہوتے ہوئے تشریف لائے انھوں نے اس علاقہ کے لوگوں میں جو غلط فہمی مخالفوں کیطرف سے پھیلائی گئی ہے اسکا ذکر کیا کہ شحنہ ہند کے ضمیمہ نے حضور سے منسوب کرکے ایک لیکچر لکھا جس نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے مناسب ہو تو اسپر توجہ کی جاوے۔ فرمایا یہاں وہ ضمیمہ مردار کی بھی بڑھ کر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ۔ یہ ضروری ہے کہ یہ لوگ ہر طرح زور لگائیں آپ دیکھتے ہیں کہ ... باوجود ایسی حالتوں کے دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور ایسے طور پر کہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آتا ۔ اصل بات یہ ہے کہ جبتک تپش نہ ہو برسات نہیں ہوتی۔ یہ لوگ اسی تپش کے مصداق ہیں۔ جس کے پیچھے ایک زور کی برسات آتی ہے۔

ابو جہل وغیرہ کسقدر شرارتیں کرتے تھے یہاں تک کہ بدر میں اس نے مباہلہ بھی کر لیا کہ یا اللہ ہم دونوں میں جو شخص زمین میں فساد ڈالتا اور قطع رحمی کرتا ہے اسے ہلاک کر اور آخر وہ آپ ہلاک ہوا۔

بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ بظاہر سمجھ میں نہیں آتے ۔ اس نے یہی سمجھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹے بھائی سے ایک شور ڈالدیا ہے ایک تفرقہ ہو گیا بھائی بھائی سے باپ سے بیٹا جدا ہو گیا ہے اس لیے یہ مباہلہ مفید ہوگا۔ مگر جو کچھ اسنے سمجھا تھا وہ غلط تھا آخر ہلاک ہوا

فتنہ۔ رحمت فتنہ۔ لعنت — اصل بات یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کے آنے پر ایک فتنہ تو پیدا ہوتا ہے مگر وہ فتنہ رحمت ہوتا ہے اور اس فتنہ کی اصل غرض ایک اتحاد اور وحدت ہوتی ہے جو آخر میں قائم ہو جاتی ہے۔ فتنہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک فتنہ رحمت ہوتا ہے اور ایک فتنہ لعنت وہ فتنہ جس سے شر بڑھے اور فساد پھیلے لعنت کا موجب ہوتا ہے۔ مگر انبیا علیہم السلام کے فتنہ کا یہ ہوتا ہے کہ آخر خدا تعالیٰ سعیدوں کو نکال لاتا ہے اور انکی ایک پاک جماعت طیار کرتا ہے۔ یہ سعید کسی معجزہ سے ہرگز بدہ ہو کر نہیں آتے بلکہ مامور میں ایک کشش ہوتی ہے جو سعیدوں کو کھینچتی ہے۔

آجکل ہمارے سلسلہ کے خلاف بھی ایک عام جوش پھیل گیا ہے یہانتک کہ بعض رافضیوں سے بڑھ کر لعنت کرتے اور گالیاں دیتے ہیں اور وہ اسکو عبادت سمجھتے ہیں مگر ایک قوم خدا نے طیار کی ہے جو اپنے اخلاص اور یقین میں یہانتک پہونچی ہوئی ہے کہ اس راہ میں انکا جان و مال حاضر ہے۔ ہم تو شرمندہ ہیں کہ ہم سے اسکی راہ میں کوشش نہیں۔ خود خدا تعالے نے ترقی کی راہیں کھولدی ہیں اور وہ لوگوں کو ہدایت کرتا ہے اور یہ اُسیکا کام ہے۔ آسمان پر اسقدر جوش ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

عیسائیت کا بودا شہتیر — خواجہ صاحب نے اپنا خواب بیان کیا کہ حضرت اقدس کا جو مقدمہ کشمیر میں مخالف ہو گیا اسکی تعبیر میں یہ نکتہ بھی بیان گیا کہ کشمیر کا مقدمہ تو قبر مسیح کا ہے اور اس کے فتح پانے پر عیسائیت کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ فرمایا عیسائیوں نے تو فلسفہ اور طبعی پڑھ کر ... بدنام کیا۔ چھوٹے چماروں کا بھی اپنے مذہب کے متعلق کہیں ہاتھ پڑ سکتا ہے مگر عیسائیوں نے تو سارا بوجھ مسیح کی صلیب کے شہتیر پر رکھا ہے جسکے گرنے کے ساتھ ہی سب کچھ دب جائیں گے۔

خود قیامت ہی کو ظاہر ہونا ہے تو پھر یہ علامت کس چیز کی ٹھیری اور اس سے فائدہ کیا ہوا ؟

خواب میں گالی دینا

خواجہ صاحب نے ایک اور خواب بیان کیا کہ خواب میں کسی نا اہل نے اس سلسلہ کو گالیاں دیں اور انھوں نے اسکو پہلے حملہ کرنے کا موقع دیا آخر ایک تھپڑ مار کر غرق کر دیا۔

فرمایا یہ بڑا عمدہ خواب ہے خواب میں گالیاں دینے والا مغلوب ہوتا ہے اور اسکی تعبیر میں استدلال یہاں سے کیا گیا ہے کہ چوروں کو گالیاں دیجاتی ہیں یا جو مقدمہ ہارتا ہے وہ گالیاں دیتا ہے۔ پس جو گالیاں دے وہ مغلوب ہوتا ہے جسکو دیجائیں وہ غالب۔

معمولی پنجابی نظموں کے بعد نماز عشا ہوئی اور اجلاس ختم ہوا۔

۱۱ نومبر ۱۹۰۲ء

ظہر و عصر

فرمایا قرآن شریف کا معجزہ ابدی معجزہ ہے۔ قلت مقابلہ ہے ورنہ اگر سمجھانے والے ہوں تو اب بھی یہ اسیطرح سمجھ میں آسکتا ہے یہ نشان کلام کا جو خدا نے مجھے دیا ہے یہ بھی ایک شوکت اپنے ساتھ رکھتا ہے جب یہ معلوم ہوگا کہ اس کے ساتھ دس ہزار کا انعام ہے اور کسی نے اسکو قبول نہ کیا تو کس قدر اسکی عظمت ظاہر ہوگی۔

یہ عظیم الشان معجزہ ہے۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ اسمیں ان واقعات کا تذکرہ ہے جو مباحثہ میں بمقام مد پیش آئے۔ اور پہلے سے اس عرصہ کا پتہ لگ سکتا ہے جسمیں یہ لکھا گیا۔ دنیا تو ہمیں سے ایک کا اعتراف انکو کرنا پڑے گا یا اسکو معجزہ اور خارق عادت نشان مانیں گے یا اگر یہ کہیں کہ پہلے سے لکھا ہوا تھا تو پھر مجھے عالم الغیب مانیں گے۔

غرض اس **نشان کلام** کے متعلق جو اس ہفتہ میں خدا نے اپنے برگزیدہ رسول کی تائید میں ظاہر فرمایا اسکا تذکرہ فرماتے رہے

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب حضرة اقدس حسب معمول شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ تو

فارقلیط اور احمد

کسی شخص کا اعتراض پیش کیا گیا کہ وہ کہتا ہے جب فارقلیط کے معنے حق و باطل میں فرق کرنے والے کے ہیں تو قرآن شریف میں جو مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ والی پیشگوئی مسیح علیہ السلام کی زبانی بیان فرمائی گئی ہے وہ انجیل میں کہاں ہے۔؟

فرمایا یہ ہمارے لیے ضروری نہیں کہ ہم انجیل میں سے یہ پیشگوئی نکالتے پھریں۔ وہ محرف مبدل ہوگئی ہے۔ جو حصہ اسکا قرآن مجید کے خلاف نہیں اور قرآن نے اس کی تصدیق کی ہے وہ ہم مان لیں گے۔ فارقلیط کی پیشگوئی انجیل میں ہے اور اس کے معنے حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے کیونکہ قرآن کا نام اللہ تعالیٰ نے فرقان رکھا ہے اور آپ صاحب القرآن ہیں۔

اور پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ میں لفظ لیط بھی آگیا ہے جس کے معنے شیطان کے ہیں۔ بہرحال فارقلیط آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور آپ کا نام جو احمد ہے احمد کے معنے ہیں خدا تعالےٰ کی بہت حمد کرنے والا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خدا کی حمد کرنے والا اور کون ہوگا؟ کیونکہ حق اور باطل میں آپ فرق کرنے والے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر وہی حمد کر سکتا ہے جو حق و باطل میں فرق کرے احمد وہی ہے جو شیطان کا حصہ دور کر کے خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال قائم کرنے والا ہو۔ پس آپ فارقلیط ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ آپ احمد ہی ہیں گویا فارقلیط والی پیشگوئی بھی احمد ہی کے حق میں ہے۔

یاتون من کل فج عمیق

حضرت اقدس کی یہ پیشگوئی ایسی کثرت کے ساتھ پوری ہوئی ہے کہ اسکا شمار مشکل سے ہو سکتا ہے اور ہر روز یہ پیشگوئی اپنا نیا ظہور دکھاتی رہتی ہے۔ آج بھی ایک نوجوان مدراس سے کوئی چار سو کوس پرے سے وی ٹی پیا نام حضرت اقدس کی ملاقات کو آئے راستہ کی ناواقفی کیوجہ سے آپکو بڑی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ مدراس سے آپ بمبئی گئے۔ اور پھر دہلی سے فیروزپور کیطرف گئے۔ غرض آج وہ قریب شام یہاں پہونچے۔ یہ نوجوان ہیں مگر شائستہ خیال رکھتے ہیں۔ ابھی تک بیعت نہیں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس میں شرف نیاز حاصل کیا اردو بہت کم بولتے ہیں ہاں سمجھ خوب لیتے ہیں تاہم حضرت اقدس ان سے مختصر حالات دریافت فرماتے رہے اور يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کے نشان پر کلام فرمایا۔

آتھم کی پیشگوئی کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسکا رجوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے تھا نہ کہ عیسیٰ سے ہی پیشگوئی کی اصل بنا اسکا یہ لفظ تھا جس سے اسنے اسیوقت رجوع کر لیا تھا اور ایک مرعوب صورت بنا کر زبان نکالی اور کانوں پر ہاتھ رکھکر کہا میں نہیں کہتا میں نہیں کہتا

پگٹ کا خط

ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے مسٹر پگٹ کو ایک خط لکھا ہوا تھا اس کے جواب میں اس نے دو نوٹس انکو بھیجے ہیں وہ انھوں نے پڑھ کر سنائے۔ حضرت اقدس نے فرمایا معقول باتوں کی قدر ہوتی اور وہ بھاتی ہیں لیکن جاہلانہ باتوں کی رونق دو تین سطروں ہی میں جاتی رہتی ہے جھوٹے نبیوں اور مسیحیوں کا قدم پہلے لندن میں رکھا گیا اور سچے مسیح کی آواز اسکے بعد لندن میں پہونچے گی۔

۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء

عصاء موسےٰ اور قرآن مجید

قرآن مجید کے اعجاز پر کلام فرماتے ہوئے آخر فرمایا کہ یہ ابدی معجزہ اور زندہ نشان ہے جو ہر وقت دکھایا جا سکتا ہے۔ عصاء موسیٰ کا جو معجزہ دکھایا گیا تھا اب اسکو کوئی کہاں سے لائے۔ وہ اگر ابدی ہوتا تو چاہیے تھا کہ اب تک کسی صندوق میں رکھا رہتا اور کچھ حصہ اس عصا کا سانپ بھی بنا ہوا ہوتا یہ فخر قرآن مجید کو ہی ہے۔

۲۔ پھر ڈوئی کا اخبار سنایا گیا۔ اور پنجابی نظم پڑھی گئی آخر میں ہی صاحب

چند باتیں ہوئیں اور آپ نے اُن کے اخلاص اور ہمت کو پسند فرمایا

۱۳ نومبر دربار شام

اہل اللہ کی زندگی اور اہل دنیا کی زندگی

اعجاز احمدی کی تصنیف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیسی گذرتی ہوگی فرمایا اہل دنیا کی زندگی اور اہل اللہ کی زندگی میں منافات ہوتی ہے۔ اہل اللہ کی زندگی یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا کے مصداق ہوتی ہے۔ مگر اہل دنیا دنیا ہی کے لیے مرتے ہیں اگر ہم اسلام کی حقیقی زندگی کو پیش کریں تو یبیتون لربھم سجدا وقیاما کے مصداق زندگی ہی کو پیش کرینگے مگر افسوس ہے کہ اسکو پیش کرتے ہیں تو دنیا کے کیڑے ہنسی کرتے ہیں۔

فرمایا آج خدا اقرب ہوکر بھی دنیا کی نظر سے مخفی ہو گیا ہے مگر خدا چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جاوے اور وہ شناخت کیا جائیگا۔

غزنویوں کی عقیدت

فرمایا ایک بار مجھے امرتسر جانیکا اتفاق ہوا۔ بعض غزنوی مجھے ملے اور مجھے پینے کو چا دی چونکہ میرے داہنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے میں اس سے نہیں پی سکتا۔ بائیں ہاتھ سے پی۔ یہ لوگ آگ ہو گئے اور مجھے کہا کہ خلاف سنت ہے + چاہیے تو یہ تھا کہ وہ مجھ سے وجہ پوچھتے۔ مگر انھوں نے ونراپروائی آخر بیٹے انحو بنایا۔ پھر مجھے کہنے لگے کہ تمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی تعریف کی ہے یہ بدعت ہے۔ یہ لوگ آنحضرت کو یونس بن متی پر ترجیح نہیں دیتے۔ حالانکہ قرآن شریف آپکے محامد سے بھرا ہوا ہے اور آپکو رحمۃ للعالمین کہتا ہے اور سب نبیوں سے افضل ٹھیرا تا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیات کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ اور تمام روحانی ترقیات آنحضرت پر ختم ہو گئی ہیں اسی لیے آپ خاتم الانبیا ٹھیرے مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ یونس سے بھی افضل نہیں مانتے تو کامل اتباع اور کامل محبت پیدا کیونکر ہو سکتی ہے۔؟

خاتم الانبیا

میں تو ہمیشہ ان وہابیوں سے الگ رہا ہوں کیونکہ مجھے ان سے بدبو آتی تھی کہ ان میں روحانیت نہیں چھلکا ہی چھلکا ان کے ہاتھ میں ہے مغز نہیں ہے۔

احادیث کی تنقید اور اہل کشف

مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے کہ اہل کشف محدثین کے طریق تنقید احادیث کے پابند نہیں ہوتے وہ براہ راست تنقید کر لیتے ہیں بعض احادیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہیں مگر اہل کشف کے نزدیک صحیح ہوتی تعجب ہے کہ اس فیصلہ کو جو اُس نے خود لکھا ہے مگر اب مسیح موعود کے لیے جو حکم ہو کر آیا ہے اسکو جائز نہیں رکھتا اس نے کیا گناہ کیا ہے؟ غرض یہ انکی مانی ہوئی بات ہے کہ اہل کشف تنقید حدیث میں محدثین کے اصول کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور ہم تو صاف کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ قرآن اور سنت کے جو موافق ہو اسپر عمل کرتے ہیں۔

فرمایا درستی خدا ہی کی راہ میں ہو سکتی ہے نفسانی اغراض سے کبھی درستی نہیں ہو سکتی

ایمان اور استقامت

ایک نومسلم نے اپنی مشکلات کو پیش کیا فرمایا اوائل میں جو شخص مسلمان ہو اُسکو بڑے صبر سے کام لینا چاہیے کہ صحابہ پر کسقدر تکالیف آئیں یہانتک کہ بعض اوقات اُن کے جنازوں پر پورے کفن بھی نہ ہوتے تھے۔ کچھ حصہ کپڑے سے اور کچھ گھاس سے ڈھانپ دیتے تھے کوئی کسیکی بھلائی نہیں کر سکتا جب تک خدا اُسکی بھلائی نہ کرے تقوی اختیار کرنا چاہیے جو ساری مشکلات میں انسان کو بچاتا ہے مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ سچا طریق ایمان کا یہی ہے۔ کہ خدا پر ایمان لاؤ۔ نہ زید اور بکر کیطرف جھکو اور پھر استقامت چاہیے جنمیں استقامت نہیں انکی ذرہ بھر قیمت نہیں۔ انبیا کے مدارج کی ترقی استقامت ہی سے ہوتی ہے۔

فرمایا جہاں تک ممکن ہو اخلاص اور تقوی کیطرف آؤ۔ کیونکہ مطعون تو تم پہلے ہی ہو۔ اب اللہ تم اپنے فضل سے اگر تم اخلاص اور تقوی میں ترقی کرو طاعون سے بچا لے گا۔

فرمایا اس حالت کو دیکھکر جو آج ہو رہی ہے معلوم ہوا کہ آنحضرت کے زمانہ میں بھی یہی نقشہ تھا مساکین جن کے لیے سعادت مقدر تھی سا تھ ہو گئے اور شریر ہونکی ایک جماعت مخالف ہو گئی۔

فرمایا ایک موت کے بعد خوف طاری ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ مطلب ہے۔ دنیا میں کوئی شخص اس فطرتی قانون سے الگ نہیں پھر جب احمد بیگ پیشگوئی کے موافق مرگیا تو یہ ضروری تھا کہ اُن کے دوسرے متعلقین پر ایک خوف طاری ہوتا۔

---

۱۴ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

نجات۔ فضل۔ اسلام۔

ایک سائل کے اس سوال کے جواب میں کہ دوسرے مذاہب میں جو نیک لوگ ہیں کیا انکو نجات مل سکتی ہے؟ فرمایا نجات اپنی کوشش سے نہیں ملتی بلکہ نجات محض اللہ تعالے کے فضل سے ملتی ہے اور اس فضل کے حصول کیلیے خدا تعالی نے ایک قانون بنایا ہے جیسے اور باتوں کے لیے قانون اور طریق ہیں اور وہ طریق اور قانون اسلام ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع جیسے فرمایا وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور پھر فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

پس اسلام ہی میں نجات ہے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے مل سکتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نجات ایسی چیز نہیں ہے جو مرنے کے بعد ہی ملتی ہو ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے۔ انقطاع الی اللہ اور اس کے برکات و ثمرات اسی دنیا میں شروع ہو جاتے ہیں دوسرے

مذاہب کے پابند بیشک اس سے ذی نصیب ہیں اگر یہ کہو کہ مسلمانوں میں بھی وہ آثار اور نشان نہیں پائے جاتے تو ہم کہیں گے کہ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے جنہوں نے توجہ نہیں کی انکی حالت اس مریض کی سی ہے۔ جس کے پاس دوا تو ہو مگر وہ اُسکو استعمال نہ کرے۔ ایسا ہی مسلمانوں کے پاس نجات کا ذریعہ قرآن تو موجود ہے لیکن جب وہ اسپر عمل ہی نہیں کرتے تو نجات یافتوں کے نشان انہیں کہاں ملیں؟ اور اصل تو یہ ہے کہ ایسے لوگ برائے نام مسلمان ہیں حقیقۃ میں مسلمان کہاں؟ مسلمان تو وہ ہے جو صوری یا معنوی طور پر قرآن شریف سے اعراض نہیں کرتا پس جو شخص قرآن کو سوچتا ہے اور اسپر عمل کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نجات پا لیتا ہے۔

قرآن شریف میں یہ حکم دیا گیا ہے کُونُوا مَعَ الصَّادِقِيْنَ۔ صادقوں کے ساتھ ہونے سے وہ تاثیرات اور انوار دلپر پڑتے ہیں جو پاکیزگی بخش اور نجات کے چشمہ تک پہونچانے والے ہوتے ہیں۔ دنیا میں یہی قاعدہ ہے کہ صادقوں کی کشش اپنا اثر کرتی ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود کیسا با برکت تھا کہ صحابہ میں آپ کی تاثیر ہوئی۔ اسیطرح سے اب بھی خدا نے تاثیر کا ایک سلسلہ رکھا ہے یہ قانون قدرت ہے حصول فضل کا جو نجات کا موجب ہوتا ہے۔

پس اس سے باہر جانے والے اور اسکو چھوڑنے والے وہ برکات اور ثمرات جو نجات کے نتائج میں اس جہان سے شروع ہوتے ہیں دوسری جگہ نہیں مل سکتے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ اسلام کے سوا دنیا میں اور کہیں رکھا ہی کیا ہے؟ ہندوؤں نے تینتیس کروڑ دیوی دیوتاؤں کو خدا بنایا ہوا ہے ایسا ہی چینیوں اور دوسرے لوگوں نے اور عیسائیوں نے ابن آدم کو خدا بنا رکھا ہے۔ غرض کسی نہ کسی قوم میں غیر اللہ کی پرستش کی جاتی ہے پھر غیر اللہ کی پرستش کرکے انسان یہ خیال کرے کہ میں نجات پا جاؤں گا یہ بھی شرک ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ سب گمراہ ہیں مگر وہی ہدایت یافتہ ہے جسکو خدا ہدایت دے یہ بالکل سچی بات ہے جو اپنی دانش اور عقل سے ہدایت پانے کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا کے قانون کو چھوڑ کر نجات چاہتا ہے وہ مشرک ہے خواہ زبانی وہ کتنا ہی توحید کا مدعی ہو۔

ہدایت کی کنجی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہی باریک ہدایتیں ہیں جو قرآن میں ہیں اور کسی دوسری کتاب میں نہیں۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک باغ ہو اور اسمیں ہر قسم کے میوے اور پھل موجود ہوں مگر بتاؤ کہ کیا کوئی باغبان اور مالک کی اجازت کے بغیر اُن سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اگر کوئی بلا اجازت ہاتھ مارنے کی کوشش کرے تو فوراً چور کرکے پکڑا جاوے اسیطرح دیکھو دوکانداروں کی دوکانوں پر ہر قسم کی اشیا موجود ہوتی ہیں۔ کیا کوئی یونہی ہاتھ مار سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس یاد رکھو اسی طرح پر کوئی شخص ہدایت اور نجات نہیں پا سکتا جبتک خدا کا فضل نہ ہو۔ اور یہ فضل سچی معرفت اور خدا سے محبت سے پیدا ہوتا ہے جو صرف اسلام پیدا کرتا ہے اور کسی مذہب میں یہ معرفت یہ تعلق اور محبت پائی نہیں جاتی جب انسان صدق دل سے اسلام میں داخل ہوتا ہے تو خدا اس کی معرفت کو بڑھانے کے لیے اپنے فضل سے نشان ظاہر کرتا ہے

معجزہ

دوسرا سوال یہ تھا کہ معجزہ کی قسم کے بعض امور اور لوگ بھی دکھاتے ہیں۔ فرمایا میں قصوں کو نہیں سُنتا۔ یہ جو فلاں یا کسی اور جگہ کے قصے سُنائے جاتے ہیں یہ کافی نہیں سب سے پہلا معجزہ تو یہ ہے کہ انسان پاک دل ہو۔ بھلا پلید دل کیا معجزہ دکھا سکتا ہے جبتک خدا سے ڈرنے والا دل نہ ہو تو کیا ہے؟ ضروری ہے کہ متقی ہو اور انہیں دیانت ہو اگر یہ نہیں تو پھر کیا یہ تماشے دکھانے والے کیا کچھ نہیں کرتے جالندھر میں ایک شخص نے بعض شعبدے دکھلائے اور رئیس نے کہا میں مولویوں سے

انکی بابت کرامت کا فتویٰ لے سکتا ہوں مگر وہ جانتا تھا کہ انکی اصلیت کیا ہے؟ وہ اس سلسلہ میں داخل ہو گیا اور اُس نے توبہ کی۔ جن ملکوں کے قصے بیان کیے جاتے ہیں وہاں اگر معجزات دکھلانے والے ہوتے تو یہ فسق و فجور کے دریا وہاں نہ ہوتے خدا تعالیٰ کے نشانات دلپر ایک پاک اثر ڈالتے ہیں اور اُسکی ہستی کا یقین دلاتے ہیں۔ مگر یہ شعبدے انسان کو گمراہ کرتے ہیں۔ انکا خداشناسی اور معرفت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ یہ کوئی پاک تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں اسلیے کہ وہ خدا کیطرف سے نہیں ہوتے۔

۵ انومبر ۱۹۰۲ء

خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان

اعجاز احمدی جو خدائے برتر و قادر کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے آج بالکل طبع ہو کر شائع ہو گیا۔ آج کے دربار شام میں خاکسار ایڈیٹر الحکم نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے حاضرین دار الامان کو اسکا ایک حصہ پڑھ کر سنایا اور بعد نماز عشا دربار ختم ہوا۔

۱۶ نومبر کی صبحکو مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم حسب الایما حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام اعجاز احمدی لیکر اتمام حجت کی غرض سے امرتسر روانہ ہوئے۔

تصحیح

الحکم نمبر ۴۳ جلد ۶ صدا کالم ۲ - میں مبارک وہ جو اپنے نفس کے لیے خدا سے جنگ کر رہے ہیں کی بجائے مبارک وہ جو خدا کے لیے اپنے نفس سے جنگ کر رہے ہیں پڑھو۔ اور اسی صہ ۳ کے میں قرآن شریف کی بجائے قرآن شریک غلط ہے۔

ندوۃ العلماء کا نواں اجلاس

اور یہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

نمبر ۳

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

گورنمنٹ کے شکر کے ضمن میں شیخ غلام صادق صاحب نے ایک بات بہت ہی قابل قدر کہی ہے اور وہ یہ ہے کہ "اگر خدا نے ہمکو اسلامی سلطنت سے لیکر کسی دوسری کے حوالہ کیا تو اچھی ہی کے حوالہ کیا"! ہم اس بات میں شیخصاحب سے پورا اتفاق رکھتے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ واقعی بہترین سلطنت ہے جس کے زیر سایہ ہم مسلمانوں کو رکھا گیا ہے مگر ہم تعجب اور افسوس سے کرتے ہیں مسلمانوں کی حالت پر کہ اگر ایسی مضمون کی تحریریں خدا تعالے کے راستباز کے قلم سے نکلیں تو مسلمان افروختہ ہو کر کہتے ہیں کہ اسلامی سلطنت کی ہتک کی جاتی ہے، جس سے وہ ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑتے البتہ اپنی وفاداری کے خیالات کو صدمہ ضرور ہی پہونچاتے ہیں۔

اور اس تقریر کے ضمن شیخصاحب نے اس بات پر بھی فخر کیا ہے کہ بجز گورنمنٹ انگلشیہ کے کسی دوسری اسلامی سلطنت میں ایسی مجلس قائم نہیں ہوئی۔ جسکی وجہ انھوں نے مذہبی آزادی۔ امن و آسایش قرار دی ہے اور یہ بالکل سچ ہے مگر ہمیں پھر وہی افسوس کرنا پڑتا ہے کہ جب خدا تعالے کے صادق مسیح موعود نے کہا کہ اس سے بڑھ کر گورنمنٹ انگلشیہ کے خیر و برکت کی گورنمنٹ ہونے کا کیا ثبوت ہے خدا نے مسیح موعود کو اس کے تحت حکومت میں بھیجا جہاں وہ اپنا کام بڑی آزادی سے کرتا ہے اور کسی اسلامی سلطنت میں یہ آسایش اور آزادی حاصل نہیں تو نابکار اور ناخدا شناس قوم نے اسپر تکفیر کے فتوے اور قتل کی دہمکیوں کے منصوبے کیے۔ افسوس صد افسوس!!

مسلمانوں کی بہتری کی صورت

گورنمنٹ کے شکریہ کے بعد شیخصاحب نے اپنے خیر مقدم میں اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ "مسلمانوں کی حالت کبھی اور ہرگز بہتر نہ ہوگی جب تک دینی اور دنیوی حالت نہ سنبھلے گی" اور پھر کہا "کہ دین کے لیے ہم پیدا کیے گئے ہیں مگر دنیا بھی اس سے کم لازم" ہمکو ان قومی (بگفتن) مجالس اور ان سپیکروں اور واعظان قوم کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی بہتری کی صورت بجز اصلاح دنیا کے اور نہیں دیکھتے اور اصلاح دنیا بھی یورپ کی تقلید اور تتبع سے دین کا نام ضرور لیا جاتا ہے مگر وہ صرف اس لیے کہ عوام بدک نہ جائیں۔ ورنہ دنیا کو دین کے برابر لازم سمجھنا صاف بتا رہا ہے کہ اصل اغراض کیا ہیں۔ ہمیں بارہا ایسے لوگوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ اور ندوہ کے ایسے اجلاس میں بعض اوقات ہمیں ان لوگوں سے (جو بخیال خویش قومی وار دینی سینہ میں رکھتے ہیں اور در اصل اپنی شہرت اور جاہ طلبی کا سوز رکھتے ہیں) اس مضمون پر گفتگو ہوئی اور ہم نے کہا کہ عرب کی تاریخ قبل اسلام اور بعد اسلام کا مقابلہ کر کے بتاؤ کہ کیا اس سے بڑھ کر اصلاح اور انقلاب دنیا کی تاریخ میں پایا جاتا ہے تو انھوں نے یہی کہا کہ نہیں پھر ہم نے ان سے پوچھا اور اب عام طور پر اس سوال کو پیش کرتے ہیں کہ پھر وہ اصلاح کا کیا طریق تھا؟ کیا یہی جیسے ندوہ یا دوسری انجمنیں امداد کا نفرنسیں کا رہنما ہو رہی ہیں؟ یا کوئی اور؟۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسطریق پر ایک مردہ قوم کو زندہ کیا اور اسکی اخلاقی مجلس۔ تمدنی اور سیاسی حالت میں بلحاظ دنیا کے اصلاح اور انقلاب پیدا کیا غیر قوموں نے اسکا اعتراف کیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جبکہ وہی حالت۔ وہی صورت اب پیدا ہو گئی ہے وہ مرض اور اس کے آثار میں تو اسکا علاج کسی خانہ زاد نسخہ سے ہو؟ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاج کی یہی صورت ہے کہ خدا تعالے اپنے ہاتھ سے ایک سلسلہ اسیطرح قائم کرے اور وہ اپنے جذب اور تاثیر کی قوت سے وحدت ارادی کی روح پھونکے اور اسکی روحانی اصلاح کرے چنانچہ خدا تعالے نے اس ضرورت کے وقت اپنے موعود امام کو بھیجا تا وہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے برکت کا موجب ہو۔ اس سے دور رہ کر مسلمان اپنی اصلاح کر سکیں؟

این خیال است و محال است و جنون۔

ہم اسکو طول دینا نہیں چاہتے ہمارے مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب نے دعوۃ الندوہ میں (جو الحکم میں طبع ہوئی تھی) مفصل بحث کی ہے۔

پھر شیخصاحب نے انگریزی تعلیم کی اہمیت پر زور دیا اور اس بات کا ذکر بڑی شد و مد سے کیا کہ انگریزی داں ایم اے بی اے عوام مسلمانوں کے مقابلہ میں زیادہ صوم و صلوۃ کے پابند ہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ انگریزی داں ایم اے۔ بی اے صوم و صلوۃ کے پابند نہیں ہوتے۔ ہوتے ہیں جنکو خدا سمجھ دیتا ہے مگر غالبا شیخصاحب کو شاہدین بیرسٹر ایٹ لا لاہوری کا انگریزی لیکچر یاد نہیں جو انھوں نے سید احمد خان کے عرس پر بمقام لاہور دیا تھا ہم چاہتے ہیں کہ شیخصاحب ۹ر جولائی ۱۹۰۲ء کے سول کو پڑھیں اور پھر بتائیں کہ انگریزی خواں شے گریجوئیٹس میں انھوں نے کہانتک واقعات نفس الامری سے کام لیا ہے؟

آخر میں شیخصاحب نے علما اور عوام کی حالت پر ایک مختصر سا ریویو کر کے اپنے خیر مقدم کو ختم کیا۔ عوام کو علماء کی عزت و احترام کیطرف توجہ دلائی اور علماء کو تکفیر بازی سے روکا مگر اسپر کیا عمل ہوگا؟

اس خیر مقدم کے بعد شاہ سلیمان پھلواری نے مولوی مسیح الزماں صاحب پنشنر استاد دکن کو میر مجلس منتخب کیا۔ جو باہمی تائید سے میر مجلس ہوئے، اور افتتاحی تقریر خود شاہ سلیمان ہی نے کی۔ پھر شبیہ الحق نائب ناظم نے سالیانہ رپورٹ پڑھی اور اسپر اظہار رائے کیا گیا۔ آخر مولوی شبلی نعمانی صاحب نے فارسی ترکیب بند پڑھا۔ اور شاہ سلیمان کے وعظ پر اجلاس اول کا خاتمہ ہوا۔ باقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

شعر

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

دس ہزار روپیہ کا اشتہار

یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کے لیے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کیطرح ایک پیشگوئی کو پورا کرے گا یعنی یہ بھی وہ نشان ہے جس کی نسبت وعدہ تھا کہ وہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا اور اس کے ساتھ دس ہزار روپے کا اشتہار اثبات کے لیے بطور گواہ کے ہے کہ اپنے دعویٰ کی سچائی کے لیے کس زور سے اور کسقدر صرف مال سے مخالفین کو متنبہ کیا گیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے موضع مد میں آواز بلند کہا تھا کہ ہم کتاب اعجاز المسیح کو معجزہ نہیں کہہ سکتے اور میں اسطرح کی ایک کتاب بنا سکتا ہوں اور یہ بھی سچ ہے کہ اگر مخالف مقابلہ کر سکیں اور اسی مقررہ مدت میں اسی طرح کی کتاب بنا سکیں تو پھر وہ معجزہ کیا ہوا اس صورت میں تو ہم صاف جھوٹے ہو گئے لیکن جب ہمارے دوست مولوی سید محمد سرور صاحب اور مولوی عبد اللہ صاحب ۲ر نومبر ۱۹۰۲ء کو قادیان میں پہنچ گئے تو چند روز کے بعد مجھے خیال آیا کہ اگر اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی گئی تو جیسا کہ ہمیشہ سے یہ مخالف لوگ حیلہ وبہانہ سے کام لیتے ہیں اسمیں بھی کہدیں گے کہ ہماری دانست میں کتاب اعجاز المسیح ستر دن میں طیار نہیں ہوئی جیسا کہ تقریر متعلقہ جلسہ مہوتسو کی نسبت مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ تقریر پہلے بنائی گئی ہے اور ایک مدت تک سوچ کر لکھی گئی ہے پس اگر اب بھی کہدیا کہ یہ اعجاز المسیح ستر دن میں نہیں بلکہ ستر مہینے میں بنائی گئی ہے تو اب یہ امر عوام کی نظر میں مشتبہ ہو جائے گا اور میں چند روز اسی فکر میں تھا کہ کیا کروں آخر ۸ر نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں کیونکہ بہرحال قصیدہ بنانے کا زمانہ یقینی اور قطعی ہے کیونکہ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۲۹ - ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بمقام مد بحث ہوئی تھی اور پھر دوسری نومبر کو ہمارے دوست قادیان پہنچے اور ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء کو میں ایک گواہی کے لیے منشی نصیر الدین صاحب منصف عدالت بٹالہ کی کچہری میں گیا شاید چلتے ایک یا دو شعر راہ میں بنائے مگر ۸ر نومبر ۱۹۰۲ء کو قصیدہ پوری توجہ سے شروع کیا اور پانچ دن تک قصیدہ اور اردو مضمون ختم کر لیا اس لیے یہ امر شک وشبہ سے پاک ہو گیا کہ کتنی مدت میں قصیدہ بنایا گیا کیونکہ اس قصیدہ میں اور نیز اردو مضمون میں واقعات اس بحث کے درج ہیں جو ۲۹-۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں بمقام مد ہوئی تھی پس اگر یہ قصیدہ اور اردو مضمون اس قلیل مدۃ میں طیار نہیں ہوا اور پہلے اس سے بنایا گیا تو پھر مجھے عالم الغیب ماننا چاہیے جسنے تمام واقعات کی پہلے سے خبر دیدی۔ غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے اور نہایت سہل طریق فیصلہ کا۔ اور یاد رہے کہ جیسا میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ یہ تمام مدۃ قصیدہ پر ہی خرچ نہیں ہوئی بلکہ اردو مضمون پر بھی خرچ ہوئی ہے جو اس قصیدہ کے ساتھ شامل ہے اور وہ دونوں بحیثیت مجموعی خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک نشان ہیں اور مقابلہ کے لیے اور دس ہزار روپیہ انعام پانے کے لیے یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اس اردو کا رد بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جسکی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو۔ اور اگر کوئی ان دونوں میں سے کسیکو چھوڑے گا تو وہ اس شرط کو توڑنے والا ہوگا میں اپنے مخالفوں پر کوئی ایسی مشقت نہیں ڈالتا جس مشقت سے میں نے حصہ نہ لیا ہو ظاہر ہے کہ اردو عبارت بھی اسی واقعہ بحث کے متعلق ہے اور اسمیں مولوی ثناء اللہ صاحب کے ان اعتراضات کا جواب ہے جو انھوں نے پیش کیے تھے اس صورۃ میں کون شک کر سکتا ہے کہ وہ اردو عبارت پہلے سے بنا رکھی تھی پس میرا حق ہے کہ جسقدر خارق وقت میں یہ اردو عبارت اور قصیدہ طیار ہوئے ہیں میں اُسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو ان تحریرات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اتنی مدت تک جو میں نے اردو مضمون اور قصیدہ پر خرچ کی ہے اسی قدر مضمون اردو جسمیں میری ہر ایک بات کا جواب ہو کوئی بات رہ نہ جائے اور اسیقدر قصیدہ جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بیان پر مشتمل ہو اور فصیح وبلیغ ہو اسی مدت مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیں تو میں انکو دس ہزار روپیہ نقد دونگا یہ بطور قسم یہ اقرار صحیح شرعی ہے جسمیں ہرگز تخلف نہیں ہوگا اور جسکا بذریعہ عدالت بھی ایفا کرا سکتے ہیں اور اگر اب مولوی ثناء اللہ اور دوسرے میرے مخالف پہلو تہی کریں اور بدستور مجھے کاذب اور دجال کہتے رہیں تو یہ ان کا حق نہیں ہوگا کہ مغلوب اور لاجواب ہو کر ایسی چالاکی ظاہر کریں اور وہ پبلک کے نزدیک جھوٹے ٹھہریں گے اور پھر میں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ وہ سب ملکر اردو مضمون کا جواب اور قصیدہ مشتملہ بر واقعات لکھدیں میں کچھ نہیں کرونگا اگر انھوں نے قصیدہ اور جواب مضمون ملحقہ قصیدہ میعاد مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیا تو میں بیشک جھوٹا ٹھہرونگا مگر چاہیے کہ میرے قصیدہ کیطرح ہر ایک بیت کے نیچے اردو ترجمہ لکھیں اور یہ خیال شرائط کے اسکو بھی ایک شرط سمجھیں اس مقابلہ سے تمام جھگڑے کا فیصلہ ہو جائیگا۔ اور انشاء اللہ ۱۶ر نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کو میں یہ رسالہ **اعجاز احمدی** مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیجدونگا جو مولوی سید محمد سرور صاحب لیکر جائیں گے اور اسی تاریخ یہ رسالہ ان تمام صاحبوں کی خدمت میں جو اس قصیدہ میں مخاطب ہیں بذریعہ رجسٹری روانہ کرونگا بالآخر میں اسبات پر بھی راضی ہو گیا ہوں کہ ان تمام مخالفوں کو جواب مذکورہ بالا کے لکھنے اور شائع کرنے کے لیے پندرہ روز کی مہلت دوں کیونکہ اگر وہ زیادہ سے زیادہ بحث کریں تو ..... اس صورت میں ۱۸ یا ۱۹ نومبر ۱۹۰۲ء تک میرا قصیدہ ان کے پاس پہنچ جائیگا۔ بہرحال ماننا پڑے گا کہ ۸ نومبر سے نصف نومبر تک پندرہ دن ہوئے مگر تاہم

میں نے ان کی حالت پر رحم کرکے تمام حجت کے طور پر پانچ دن اُن کے لئے اور زیادہ کر دئے ہیں اور ڈاک کے دن ان دنوں سے باہر ہیں پس ہم جھگڑے سے کنارہ کرنے کے لئے تین دن ڈاک کے فرض کر لیتے ہیں یعنی ۱۷-۱۸-۱۹ نومبر ۱۹۰۲ء ان دنوں تک بہر حال انکے پاس جا بجایہ قصیدہ پہنچ جائیگا اب ان کی اصل میعاد ۲۰ نومبر سے شروع ہوگی پس اسطرح پر دس دسمبر ۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہو جائیگا پھر اگر ۲۰ دن جو دسمبر ۱۹۰۲ء کی دسویں کے دن شام تک ختم ہو جائے گی انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپکر شائع کر دیا تو یوں سمجھو کہ میں نیست و نابود ہو گیا اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا اس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہیے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں لیکن اگر اب بھی مخالفوں نے عمداً کنارہ کشی کی تو نہ صرف دس ہزار روپے کے انعام سے محروم رہیں گے بلکہ دس لعنتیں انکا ازلی حصہ ہوگا اور اس انعام میں سے ثناء اللہ کو پانچہزار ملے گا اور باقی پانچ کو اگر فتح یاب ہو گئے ایک ایک ہزار ملے گا۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

وفات حسرت آیات

واقعہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حافظ عبید اللہ خلف حافظ غلام رسول سوداگر وزیر آباد نے بعارضہ بخار انتقال کیا راقم اس وقت وزیر آباد میں موجود نہ تھا گوجرانوالہ میں گیا ہوا تھا جب ہم نیچے کی گاڑی میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ مرحوم کی نسبت عام افواہ ہے کہ وہ طاعون سے فوت ہوا ہے اس لئے بندے سب سے پہلے میونسپل کمیٹی سے باعث فوتیدگی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر خدا داد خان ریلوے ہاسپٹل اسسٹنٹ اسکے معالج تھے جنہوں نے سیکرٹری صاحب میونسپل کمیٹی کی تحریری استفسار پر جواباً تحریر فرمایا ہے کہ اس کو طاعون نہ تھا بلکہ بخار متعدی (انگریزی میں اس کا نام ہے) سے فوت ہوا ہے چونکہ متوفی نہایت خوبصورت نوجوان عابد تہجد خوان اور حافظ قرآن کریم ہونے کے علاوہ اعلےٰ درجے کا خلیق اور ملنسار تھا اس لئے ہر ایک باشندہ وزیر آباد کو اسکے۔۔۔ انتقال پر ملال ہے لیکن جماعت احمدی کو علی الخصوص حافظ غلام رسول صاحب کے ساتھ ہمدردی ہے خدا سبحانہ و تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے اور اسکے والدین کو صبر کی توفیق بخشے

الراقم
نامہ نگار وزیر آباد

ایڈیٹر۔ حافظ صاحب مرحوم کی وفات کے متعلق جو غلط خبر سراج الاخبار نے شائع کی ہے ہم کو امید ہے کہ ایڈیٹر سراج الاخبار اس خبر کو پڑھکر اس کی فوراً تردید کرے گا اگر اسے کوئی شک و شبہ باقی ہے تو وہ ڈاکٹر خدا داد خانصاحب سے براہ راست دریافت کرے +

یہ دنیا بہر حال گذشتنے گذاشتنے ہے تاہم رنج و خوشی کا محسوس کرنا تقاضائے بشریت ہے اس لئے ہم اس رنج میں جو ہمارے مکرم بھائی حافظ غلام رسول صاحب کو پہنچا ہے خدا سے دعا کرتے ہیں کہ انکو صبر عطا فرماوے اور نعم البدل بخشے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے

الحکم سے خطاب

الحکم کی خدمات کے اعتراف اور اس کی تعریف میں ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں صدہا خطوط آئے ہونگے مگر ہم نے ہمیشہ ان خطوط کے اندراج سے پہلو تہی کیا ہے اور نہ اس کی ضرورت سمجھی ہے مندرجہ نظم کے لئے خاص طور پر اصرار کیا گیا ہے اس لئے ہم اسے درج کرتے ہیں

ایڈیٹر

الحکم سے خطاب

اے بشیر جملہ مہجوران مبارک روی تو
شکر احسانِ تو چون گردد از زبان خلق کسا

از کمال ہمت پُرجود تو اے پاکباز
ہر خمیسم میشود پر نور چشم انتظار

مرحبا ای کاتبِ اخبار جان بر تو فدا
انت من بیکت کنایا سوئی ہر امید وار

از کلام قدسیٔ آن مقتدائے صادقین
شادمیسازی دل غمگین بہر مہ چار بار

روز و شب از خواندنش ہر دم فزاید شوق دل
ختم چون گردد رسد حزب دگر بی انتظار

بودانجو ر زبانِ طاعنان پشتم دوتا
از ورودِ الحکم گردید رنج و غم فرار

فضل حق صد مرحبا صد رحمت از جان آفرین
باد بر تو ای قلوب شائقین را غمگسار

خاطر پاکِ رسولِ حق ز تو خشنود باد
این تمنا میکنم ہر لحظہ پیش کردگار

تقوی اللہ

(یہ اس خطبہ کا خلاصہ ہے جو مولانا مولوی حضرت عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء کو پڑھا)

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

ان دنون مین بلکہ ہمیشہ ایک ہی بات کی ضرورت ہے جسکی طرف تمام مسلمانون کو توجہ کرنی چاہیئے اور وہ ہے تقوی اللہ قرآن شریف کی علت غائی یہی ہے اور جہان تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مواعظ اور نصائح ہین انمین باریک در باریک طور پر تقوی اللہ ہی کی تعلیم اور ہدایت ہے تقوی کیا ہے ظاہر اور باطن مین خلوت مین اور جلوت مین ہر فعل قول ہر حرکت وسکون مین اللہ تعالی کا خوف اور اس کی صفات واسماء سے حیا کی جاوے اسی سے ایک مسلمان سچا مسلمان بنتا ہے +

جسقدر زہرین دنیا مین انسانون کو ہلاک کرنے والی موجود ہین انمین سے گناہ کی زہر بہت ہی خطرناک ہے کیونکہ دوسری زہرین صرف جسم کو ہلاک کرتی ہین مگر گناہ کی زہر جسم اور روح دونون کو تباہ کرتی ہے یاد رکھو سب سے بڑی چیز اللہ تعالی کی نافرمانی ہے گستاخی اور بےحیائی سے اللہ تعالے کے حدود کو توڑنا اور اس کی منع کی ہوئی چیزون سے نہ رکنا خطرناک موت کا باعث ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ اس موت سے بچے اور اس زہر کے زہر سے محفوظ رہے وہ اس تریاق کو استعمال کرے جس کا نام تقوی اللہ ہے اور جس کی ہدایت اس آیت مین بھی کی گئی ہے +

ہماری جماعت جس نے خدا تعالے کے نشانون کو دیکھا ہے اور اس کے برگزیدہ مسیح موعود کو جو اللہ تعالی کی عجیب آیت ہے دیکھا ہے اس کے لئے کیا دیر ہے کہ وہ متقی نہ بنے اس نے کہلے کہلے طور پر خدا تعالے کو دیکھ لیا ہے پہر کیون وہ متقیون کے لئے بہترین نمونہ نہو؟

تقوی اللہ وہ حلاوت اور لذت بخشتا ہے کہ خدا تعالے سے آواز آجاتی ہے کہ وہ اپنے بندے سے راضی ہو گیا اور اللہ تعالے کے راضی ہونے کا بھی ثبوت ہے کہ یہ خود اپنے اندر معائنہ اور مطالعہ کرے کہ کیا خود خدا تعالی سے راضی ہو گیا یا نہین؟ اگر اس کے دل مین خدا تعالے سے پوری صلح اور اس کی مقادیر سے پوری مصالحت ہے تو یقیناً سمجھو کہ خدا بھی اس سے راضی ہے۔

رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ

خدا تعالے سے سچی مصالحت کرنے مین جو چیز روک ہوتی ہے وہ وہی بےحیائیان اور حدود اللہ سے اعتدا اور اس کی نافرمانیان ہین پس تم جو چاہتے ہو کہ خدا تم سے راضی ہو جاوے اور تم اس سے راضی تو ان تمام نافرمانی کی راہون اور بےحیائی اور گستاخی کے طریقون کو چھوڑ دو اور ان سے بچو +

صراط الذین انعمت علیہم نبیون صالحین صدیقون۔ شہیدون اور نبیون کے کمالات سے حصہ لینے کے لئے قابلیت پیدا کرو۔ تمہارے دلون مین کسی قسم کا مادہ فاسد رہنے نہ پائے تم راستبازون اور سچائیون سے پیار کرنے والے ٹہرو خدا تعالے کی راہ مین شجاعت اور ہمت سے کام لینے والے بنو تا ان کمالات سے تمہین حصہ ملے باتون کو جانے دو۔ اور لوگ بھی باتین کرتے ہین آج باتین بہت سنتی ہین ان سے خدا راضی نہین ہو سکتا وہ دل کی تہ کو دیکھتا ہے جس کے اندر کچھ بھی حرام کاری اور غداری کا بیج ہے اور جو نہین چاہتا کہ نبیون اور رسولون کی سچی فطرت حاصل کرنے کی تڑپ اس مین ہو وہ خدا کا حضور راستبازون انعامات کا مورد نہین ٹہر سکتا پس باتون کو چھوڑ دو۔ حسن نیت اور اعمال صالحہ کو پیدا کرو۔ مین پہر کہتا ہون کہ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اللہ تعالے کو راضی کرنے کیلئے بڑی دعائین کرین اور اپنے اعمال صالحہ کو اس کی اطاعت اور حکم کے نیچے رکھین خدا سے پوری مصالحت اور مطاعت ہو تا کہ نماز مین الحمد للہ کہتے وقت کوئی شکوہ اور بظنی اس پر نہ ہو ورنہ نفاق کا اندیشہ ہے اس وقت ہم پر خدا تعالے نے بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اس نے اپنا مسیح موعود ہم مین بہیجا ہے اور اگر مین اس کے احسانون کو بیان نہ کرون تو یہ تحدیث بالنعمتہ کے خلاف ہوگا +

پس یاد رکھو کہ گناہ سے بڑہکر کوئی زہر نہین اور اللہ کو راضی کرنے سے بہتر کوئی تریاق نہین ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ کی گرفت بڑی سخت ہے مگر وہ جیسا ذو بطش ہے ذو مغفرہ بھی ہے۔ اے ہمارے بہائیو اور دوستو! جو اس فکر مین لگے ہوئے ہو کہ اس کی گرفت سے بچو اور اس کی رحمت سے حصہ لو یہ اپنے اوپر لازم کر لو کہ ایسی گفتگوئین اپنے اوپر حرام کر لو جنمین اللہ کی رضا مندی اور اعلاء کلمتہ الاسلام نہین ہے راتدن اپنا محاسبہ کرو اور دیکھو کہ وہ نعمت اور خدا کا فضل جو ہم مین موجود ہے جسکو دنیا نے رد کیا اور تم نے قبول کیا وہ نعمت جسکے لئے مین اللہ تعالے کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ کوئی لذت کہانے پینے کی یا نظارہ کی ایسی نہین جو اسکا مقابلہ کر سکے یہ وجود ہم مین ہے اور ہم مین کا ایک ہے اس تصور اور احساس سے جو ذوق اور حلاوت روح مین پیدا ہوتی ہے مین اسکو بیان کرنے کی قابلیت نہین رکھتا مگر یہ مت سمجھو کہ کفارہ والی بات اس پاک وجود کے فیض صحبت سے وہ لطف حاصل کرو۔ کہ تمہارے اعمال اور اقوال مین پاک تبدیلی ہو تم دیکھتے ہو کہ باوجودیکہ طبیعت ناساز ہے لیکن کسطرح راتدن خدا تعالے کی راہ مین سرگرم ہے دن کو دن اور رات کو رات نہین سمجھتا اسے بڑی تڑپ یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر ہو اور ان جہوٹی عزتون اور شانون کی چادر کو جو عاجز ترین بندگان خدا کو پہنائی گئی ہین چہین لے اور ہمیشہ کے لئے ان کو انکے اصلی مرکز پر بٹہا دے یہ ان جہوٹی شانون کی چادرون کو ان سے چہین رہا ہے اور انکو جلا کر ہمیشہ کیلئے ان کی راکہ اڑا دیگا مسیح کو جو خدا بنایا گیا ہے اور حسین اور علی کو جو درجے دئیے گئے ہین کہ انکو خدا بنایا گیا بخدا وبرب العرش ان کا کوئی

مسٹر پگٹ مدعی مسیحیت و الوہیت کو دعوت

اخبار ی دنیا میں انگلستان کے مصنوعی خدا اور یسوع مسٹر پگٹ کا آجکل عام چرچا ہے اسلیئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ذیل میں جو ہم جو خط درج کرینگے وہ نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھا جاویگا۔ مسٹر پگٹ کو یہ خط ہمارے مکرم مفتی محمد صادق صاحب نے دعوت کے رنگ میں لکھا ہے مفتی صاحب کے نام مسٹر پگٹ نے اپنے وہ نوٹس بھیجے ہیں جو اسنے اپنے گرجے میں تقسیم کیے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ کے تحفہ ہند کے ضمیمہ میں ڈاکٹر ڈوئی کی دعوت دیکھکر وہ اپنی ناواقفیت کیوجہ سے فرالس کا مسیح ٹھیرایا ہے حالانکہ وہ پاگل خانہ بھیجا گیا ہے یہ امریکہ میں ایک مفتری ہے کے ذکر میں مسٹر پگٹ کو دعوت نہ کرنے کی وجہ برٹش گورنمنٹ کا خوف بتاتا ہے کہ صرف ایسی دعوت نہیں کی گئی۔ یہ گورنمنٹ کے کیسے نادان دوست ہیں جو گورنمنٹ کی عطا کردہ مذہبی آزادی میں پر اسکو بہت اندازی کرنیوالا ٹھیراتے ہیں یہ گورنمنٹ کا ہی احسان ہے کہ ہم گھر بیٹھے تمام ممالک کی خبریں لے رہے ہیں اور ہم تبلیغ کر رہے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ شعر مندرجہ ذیل خط کو بڑی دلچسپی سے پڑھے گا اور انٹرنٹ کو واپس لے گا ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

آج قریبًا سولہ سو سال کا عرصہ گذر تا ہے کہ عیسائیوں کی قوم ایک سچے خدا خالق ارض و سموات کی عبادت چھوڑ کر اس ولیپر زلزلہ ڈالنے والے غلطی میں پڑے ہوئے ہیں کہ ایک فانی انسان یعنی مریم کے بیٹوں میں سے ایک یسوع ناصری کو خدا مانتے ہیں اور اس کی پرستش کرتے ہیں وہ یسوع جو اپنی گنہ گاری سے ایسا واقف تھا کہ اس نے اپنے زمانہ کے ایک کافر کو بھی اس بات کی اجازت ندی کہ اس کو نیک کے لفظ سے خطاب کرے وہ یسوع جو ہمیشہ اپنے تئیں ابن آدم کے نام سے نامزد کرتا اور اپنے اقوال اور افعال سے ہمیشہ اپنی کمزوریوں کا اظہار کرتا رہتا تھا وہ یسوع جس نے اپنی کمزور روح اور کمزور جسم کا لحاظ رکھکر ساری رات نہایت الحاح سے جناب باری میں صلیب کی لعنتی موت سے بچنے کو دعائیں مانگیں ہاں اسی یسوع کو خدا مانا جاتا ہے۔ خدائے قادر علیم وخبیر کے حضور میں یہ کتنے بڑے کفر کی بات ہے ا۔ كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا۔ بڑے دلیرانہ کفر کی بات ہے جو انکے منہ سے نکلی یہ جھوٹ ہے اور بالکل جھوٹ ہے لا اله الا الله اسکے سوا کوئی معبود نہیں قال تعالےٰ فاما الذين كفروا فاعذبهم عذابا شديدا في الدنيا والاخرة وما لهم من ناصرين اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ انکار کرتے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور کوئی ہرگز انکی مدد کرنے والا نہو گا۔

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون وہی ہے اللہ جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اس سچے دین کو دوسرے تمام ادیان پر غالب کر کے دکھلا وے اور یہ بات ہو کر رہیگی خواہ مشرک لوگ اس حق سے کراہت کر کے کیسی ہی مخالفت کریں۔

انسانوں کی جنس کی ذلت اور بیعزتی کے واسطے یہ عیسوی عقیدہ ایک انسان کو خدا بنانے کا کچھ کم نہتا لیکن اب ہم سنتے ہیں کہ تم اتنے پر راضی نہیں ہو بلکہ تم نے ایک قدم اور آگے بڑھا کر دعوی کیا ہے کہ میں بھی مسیح اور خدا ہوں۔

ہمیشہ سے عیسائیوں اور مسلمانوں میں مباحثات ہوتے چلے آئے ہیں اور مسلمان عیسائیوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ یسوع صرف ایک انسان تھا اور وہ اس میں تھوڑے بہت کامیاب بھی ہوتے رہے ہیں لیکن تثلیث کی تاریکی روئے زمین پر اسطرح سے پھیلتی ہوئی چلی گئی جیسے کہ مبروص کے بدن پر برص کا داغ۔ لیکن اب خدائے غیور و قادر کی غیرت اس جوش میں ہے کہ اس کے نام کی بیعزتی دنیا میں نہ ہوا ور اسی لئے اس حکیم خدا نے رسولوں کے سردار نبیوں کے خاتم اور ولیوں کے بادشاہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اپنا ایک نبی اور رسول دنیا میں مبعوث کیا ہے اور اس کو ایسے معجزات اور خوارق عطا کئے ہیں جن کے سامنے انجیلی معجزات ہیچ نظر آتے ہیں پس بلحاظ ہمدردی میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے تئیں یا کسی دوسرے انسان کو خدا کہنے کے بڑے اور قابل شرم گناہ سے توبہ کرو۔ یہ تو ایک ایسا ناپاک جرم ہے کہ کوئی دنیوی گورنمنٹ بھی اسبات کو گوارا نہیں کر سکتی کہ کوئی اور انکی سلطنت میں چھوٹا حاکم بن بیٹھے چہ جائیکہ اللہ تعالےٰ کی ازلی ابدی سلطنت میں کیسکو ایسا کرنے کی جرأت ہو اگر تم عاجزی اختیار کرو اور انسانوں کا شیوہ اختیار کر کے خاکساری کے ساتھ زمین پر چلو اور خدا کے اس مسیح موعود کو مانو جو ان دنوں کا مقدس رسول ہے اور جسکا نام حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے تو یقینًا خدا تمہیں بہت سی برکتیں عطا فرما وے گا۔

پر اگر تم اپنی ضد سے باز نہیں آتے اور ایک سچے خدا پر ایمان نہیں لاتے اور اس کے مقدس رسول یعنی محمدؐ و احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور اپنے تئیں مسیح اور خدا کہنے پر اصرار کرتے ہو تو پھر فیصلہ کا ایک ہی طریق ہے اور تمام شکوک کے رفع کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم بحیثیت خدا ہونے کے اپنا حکم صادر کرو کہ یہ نبی تمہارے اس دنیا پر ٹھہرنے کے زمانے کے اندر تمہارے یہاں ہوتے ہوئے مرجائے اور اپنے اس حکم سے ایک چھپی ہوئی چھٹی کے ذریعہ سے اس نبی کو مطلع کر کے اُس سے درخواست کرو کہ وہ بھی تمہارے حق میں ایسی ہی دعا کرے کہ تم اُس کی زندگی میں مرجاؤ۔ کیونکہ بائیبل میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جھوٹا نبی مرجائے گا ہاں میں یہ نہیں کہتا کہ تم اس مسیح موعود کے حق میں دعا کرو کیونکہ تم تو خود خدا ہونے کا دعوے کرتے ہو۔ اس واسطے تمہیں کسی سے دعا کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف حکم جاری کرنیکی ضرورت ہے پر یہ مسیح موعود تمہارے حق میں اپنے خدا سے دعا مانگیگا کیونکہ وہ صرف انسان اور خدا کا رسول ہونے کا مدعی ہے لیکن تم کو اختیار ہے کہ اگر تم خدا ہو تو اس کی دعا کو قبول نکرو اور اسطرح یہ مقابلہ بہر حال تمہارے حق میں مفید ہے اگر تم اسبات کو اختیار کرو گے تو جھوٹے کی موت تمام مشکل مسائل حل کر دے گی مباحثات

خطبہ نکاح

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب

سلمہ اللہ الاحد

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پھر فرمایا خلقکم من نفس واحدۃ اللہ تعالےٰ نے تم کو ایک جی سے بنایا اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کین قرآن شریف سے عمدہ اور نیک اولاد کا پیدا ہونا اللہ تعالےٰ کی رضا کا منطوق معلوم ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو دیکھو کہ خدا نے اسے کیسا برومند کیا جسمین صدہا نبی اور رسول آئے حتی کہ خاتم الرسل بھی اسی میں ہوئے مگر یہ طیب اور مبارک اولاد کسطرح سے حاصل ہو؟ اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ تقویٰ ہے تقوے کے حصول کا یہہ ذریعہ ہے کہ انسان اپنے عقائد اور اعمال کا محاسبہ کرے اور اس امر کو ہمیشہ مد نظر رکھے ان اللہ کان علیکم رقیبا جب تم یہ یاد رکھوگے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقوی سے دور پہنچا دیتی ہے بچ سکوگے دیکھو کسی عظیم الشان انسان کے سامنے انسان بدی کے ارتکاب کا حوصلہ نہین کرسکتا ہر ایک بدی کرنیوالا اپنی اس بدی کو مخفی رکھنا چاہتا ہے پھر جب خدا تعالےٰ کو رقیب اور بصیر مانے گا اور اسپر سچا ایمان لائیگا تو اپنے ارتکاب سے بچ جائے گا غرض تقوی ایسی نعمت ہے کہ متقی ذریت طیبہ بھی پالیتا ہے۔

پھر ارشاد ہوا ہے یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یہ ایک دوسری آیت ہے جس مین اللہ تعالےٰ ایسے تعلقات کے عقد کے وقت یہ نصیحت فرماتا ہے تقوی اللہ اختیار کرو اور سچی باتین کہو۔ سچی باتین حاصل ہوتی ہین کتاب اللہ کو غور کے ساتھ پڑھنے سے سنن اور تعامل کے مطالعہ سے۔ احادیث صحیحہ کے یاد رکھنے سے۔ یہ باتین ہین علوم حقہ کے حاصل کرنے کی۔ مجھے اسموقعہ پر یہ بھی کہنا ہے کہ بعض لوگ تم مین سے اپنی غلط فہمی سے احادیث کو کالمعدوم کہتے ہین یہ ان کی سخت غلطی ہے انہوں نے ہرگز ہرگز امام کے مطلب کو نہین سمجھا کیا انکو معلوم نہین کہ حضرت امام اپنے عظیم الشان پیشگوئیاں احادیث سے لیتے ہین اور اپنے دعاوی پر احادیث سے تمسک کرتے ہین ! آپکا مطلب یہ ہے کہ جو حدیث قرآن شریف کے معارض ہو وہ قابل اعتبار نہیں کیونکہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ راجح کا مقابلہ مرجوح نہیں لے سکتے اوس کو آگے بڑھانا اور یہان تک پہنچانا جہالت ہے اگر میری باتپر توجہ نہو تو تم خود دریافت کرسکتے ہو احادیث سے انکار کرنا بڑی بدقسمتی ہے۔

حضرت امام علیہ السلام نے بارہا فرمایا ہے کہ ہمارے لئے تین چیزین ہین۔ قرآن سنت اور حدیث۔ قرآن اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھکر سنایا تو سنت کے ذریعہ اسپر عمل کرکے دکھایا اور پھر حدیث نے اس تعامل کو محفوظ رکھا ہے غرض حدیث کو کبھی نہین چھوڑنا چاہئے جب تک وہ صریح قرآن شریف کے معارض اور مخالف واقع نہ ہوئی ہو بہلا دیکھو تو اسی نکاح کے متعلق غور کرو کہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ جب آدمی نکاح کرتا ہے تو کیا کیا امور مد نظر رکھتا ہے اور کا ہے عورت بیاہی جاتی ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ مالدار ہے اور کا ہے یہ کہ حسین ہے یا کسی عالی خاندان کی ہے اور بعض اوقات مقابلہ مد نظر ہوتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ علیک بذات الدین تربت یداک تاکہ تقوے بڑھے ایک سے زیادہ نکاح بھی اگر کرو تو اس لئے کہ تقوے بڑھے جب تقوے مد نظر نہو تو وہ نکاح مفید اور مبارک نہیں ہوتا۔

غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور مومنوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا انسان کی زبان بھی ایک عجیب چیز ہے جو گاہے مومن اور گاہے کافر بنا دیتی ہے معتبر بھی بنا دیتی ہے اور بے اعتبار بھی کردیتی ہے اس لئے مولا کریم فرماتا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے نگاہ کرو خصوصاً نکاحوں کے معاملہ مین اسکا فائدہ ہوتا ہے یصلح لکم تاکہ تمہارے سارے کام اصلاح پذیر ہوجاوین صدہا لوگ ان معاملات نکاح مین تقوے اور خدا ترسی سے کام نہین لیتے اور الہی حکم کی قدر اور عظمت انکو مد نظر نہین ہوتی بلکہ وہ اس تراش خراش مین رہتے ہین کہ یہ مقابلہ ہو یا شہوات کو مقدم کرتے ہین لیکن جب تقوے ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ وار اللہ تعالےٰ ہو جاتا ہے اور اگر نافرمانی ہو تو وہ معاف کردیتا ہے۔

بات یہ ہے جو اللہ رسول کا مطیع ہوتا ہے وہ بڑا کامیاب ہو جاتا ہے اس لئے یہ بات ہر ایک کو مد نظر رکھنی چاہئے پھر فرمایا

یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد

پھر تقوی کی تاکید اس تیسری آیت مین ہے کہ تقوی اللہ اختیار کرو اور ہر ایک جی کو چاہئے کہ بڑی توجہ سے دیکھ لے کہ کل کیلئے کیا کیا جو کام ہم کرتے ہین انکے نتائج ہماری مقدرت سے باہر چلے جاتے ہین اس لئے جو کام اللہ کے لئے نہوگا تو وہ سخت نقصان کا باعث ہوگا لیکن جو اللہ کے لئے ہے تو وہ ہمہ قدرت اور غیب دان خدا جو ہر قسم کی طاقت اور قدرت رکھتا ہے اس کو مفید اور مثمر ثمرات حسنہ بنا دیتا ہے۔

غرض مختصر یہ ہے کہ متقی بنو اور اللہ کا خوف کرو۔ تمہارے اعمال مین تکبر۔ کذب اور دوسرے کو ایذا نہوان شرائط کی پوری پابندی کرو جو بیعت کے وقت بیان کی گئین ہین اور پھر کثرت سے درود پڑھا کرو اور استغفار کرتے رہو اور لاحول پڑھکر دوسری قومون کے لئے نمونہ بنو اس کے بعد مین اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے اس ایجاب قبول کا اقرار کراتا ہون میان بشیر احمد صاحب جو اللہ تعالےٰ کے پیغام اور اطلاع کیموافق دنیا مین آئے ہین انکا نکاح مولوی غلام حسین صاحب کی لڑکی

ہمارے حق مین منظور کرے آمین +

سورۃ جمعہ پر حضرت حکیم الامت کا وعظ

سلسلے کے لئے دیکھو الحکم ۱۷ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء

یہ سنت اللہ اور استمراری عادۃ اللہ ہے کہ جب دنیا مین بدی پہیلتی ہے۔ بدی کیسی ! لکھے پڑھے بھی بندر سور اور عبد الطاغوت ہوجاتے ہین خدا کا خوف دلون سے اٹھہ جاتا اور انسانیت مسخ ہوکر حیوانیت اور بہیمیت سی ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے تباہ شدہ مخلوق کی دستگیری کے لئے ایک **مامور دنیا مین بھیجتا ہے** جو آکر ان کی گم شدہ متاع پھر انکو دیتا ہے اور خبیثون اور طیب لوگونمین امتیاز ہوجاتا ہے اس قاعدہ کو مدنظر رکھکر صاف اشارہ ملتا ہے کہ خدا تعالیٰ کس وقت معلم اور مزکی کو بہیجتا ہے ! اس کی شناخت کا کیا طریق اور نشان ہونا چاہیئے ؟ یہ بڑی بھاری غلطی ہوئی ہے کہ جب کوئی مامور دنیا مین آتا ہے تو ناواقف اور نادان انسان اپنی کمزور خیال کے پیمانہ اور معیار سے اسکو پرکہنا چاہتے ہین حالانکہ اس کو پرکہنے کے لئے وہ معیار ختیار کرنا چاہیئے جو **راستبازون کے لئے** ہمیشہ ہوتا ہے ۔

گورداسپور مین ایک موقعہ پر ایک شخص حضرت امام علیہ السلام کے متعلق مجھہ سے کچھہ سوال کرنے آیا مین نے جب اس سے یہ کہا کہ تم وہ معیار پیش کرو جس سے تم نے دنیا مین کسی کو راستباز مانا ہے تو وہ خاموش ہی ہوگیا اور سلسلہ کلام کو آگے نہ چلا سکا۔ یہ بڑی پکی اور سچی بات ہے کہ **راستباز** ہمیشہ ایک ہی معیار سے پرکھے جاتے ہین اور انہین کوئی نرالی اور نئی بات نہین ہوتی چنانچہ ہمارے ہادی کامل فخر بنی آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد الٰہی یون ہوا

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ

کہدے مین کوئی نیا رسول دنیا مین نہین آیا دنیا مین مجھ سے پہلے رسول آتے رہے ہین تم نے اگر کسی کو راستباز اور صادق مانا ہے توجس قاعدہ اور معیار سے مانا ہے تو وہی قاعدہ اور معیار میرے لئے بس ہے۔ مین نے قرآن شریف کے اس استدلال کی بنا پر بارہا ان لوگون سے جو حضرت میرزا صاحب کے متعلق سوال اور بحث کرتے ہین پوچہا کہ تم نے کبھی کسی کو دنیا مین راستباز اور صادق تسلیم کیا ہے یا نہین ؟ اگر کیا ہے تو وہ ذریعے اور معیار کیا تھے ؟ جن ذریعون سے تم نے صادق تسلیم کیا ہو پھر میرا ذمہ ہوگا کہ اس معیار پر اپنے صادق امام کی راستبازی اور صداقت ثابت کردون مین نے بارہا اس گر اور اصول سے بہتونکو لاجواب اور خاموش کرایا ہے۔ اور یہ میرا مجرب نسخہ ہے اس راہ سے اگر چلو تو تم تمام مباحث کا دو لفظونمین فیصلہ کردو گورداسپور کا جو واقعہ مین نے بیان کیا ہے جو لوگ میرے سنا تہہ تھے انہون نے دیکھا ہے کہ باوجودیکہ سوال کرنیوالا بڑا چلبلا اور چالاک آدمی تہا مگر میرے اس سوال پر وہ کچھہ بھی نہ کہہ سکا بعض آدمیون نے اس کو کہا بھی کہ تم کسیکا نام لے دو اس نے یہی کہا کہ مین نام لیتا ہون تو مرتا ہون (یعنی ماننا پڑتا ہے اور لاجواب ہونگا)

غرض یہ ایک سنت اللہ ہے خدا کا اٹل قانون ہے کہ جب دنیا پر ضلالت کی ظلمت چہا جاتی ہے اور یہ بدیی اور فسق و فجور کی رات اپنے انتہا تک پہنچ جاتی ہے تو اسی قانون کیموافق جو ہم رات دن دیکھتے ہین کہ رات کے آخری حصہ مین آسمان پر صبح صادق کے وقت روشنی کے آثار نظر آنے لگتے ہین کوئی آسمانی نور اترتا ہے اور دنیا کی ہدایت اور روشنی کا موجب ٹھہرتا ہے ۔

اسیطرح جب ہم دیکھتے ہین کہ جب امساک باران حد سے گذرتا ہے جسکا نام عام لوگون نے ہفتہ رکھا ہے کہ سات سال سے زیادہ نہین گذرتا تو سمجھنے والا سمجھتا ہے کہ اب بارش ضرور ہوگی ۔

اس قسم کے نشانات خدا تعالیٰ کے ایک اٹل اور مستقل قانون کا صاف پتہ دیتے ہین اگر آنکھہ بالکل بند نہ ہو اگر دل بالکل سویا ہوا نہ ہو تو اس بات کا سمجھہ لینا کہ روحانی نظام بھی اسیطرح واقع ہے کچھہ مشکل نہین مگر یہ آنکھہ کی بصیرۃ اور دل کی بیداری بھی اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے مین غور کرتے کرتے اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ **مامور من اللہ اور راستباز کی شناخت** کے لئے ہر قسم کے دلائل ملسکتے ہین انفسی اور آفاقی دونون قسم کے دلائل ہوتے ہین یعنی اندرونی اور بیرونی دلائل ۔ اندرونی دلائل مین سے ایک عقل بھی ہے پہر اس کے ساتہہ نقل کا پتہ لگا سکتے ہین اور اسے سمجھہ سکتے ہین اگر اپنی عقل یا نقل کافی نہو تو دوسرے عقیل اور فہیم لوگون سے سن کر فائدہ اٹہا سکتے ہین

بارہا میرے دل مین یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ عقل مقدم ہے یا نقل اور کیا ان دونون مین کوئی تعارض اور تناقض تو نہین ! مین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سماعی چیزون پر بھی عقل فیصلہ دیتی ہے جیسے فرمایا گیا ہے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ

اور پہر عقل صریح اور نقل صحیح مین ہرگز کوئی تعارض نہین ہوتا دونون کا ایک ہی فیصلہ ہے اور عقل مقدم ہے کیونکہ انسان مکلف نہین ہوسکتا جب تک سوچنے اور سمجھنے نہ لگے پس اب ہم اس مدعی کے دعوے کے امتیاز کے لئے عقلی اور نقلی دلائل سے اگر فیصلہ چاہین تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچینگے کہ واقعی یہ خدا کی طرف سے مامور ہوکر آیا ہے ۔

عقل سے پہلے ہمین یہ معلوم کرنا ہوگا کہ کیا اس وقت کسی کے آنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ تو جیسا کہ مین پہلے بیان کرچکا ہون خدا تعالیٰ کا مستقل اور اٹل قانون ہمین بتاتا ہے کہ اس کی طرف سے ایسے وقت پر مامور آتے ہین اور آنے چاہئین ؟ اور پہر جب ہم نقل سے اس کا موازنہ کرتے ہین تو نقل صحیح ہمکو بتاتی ہے کہ یہ وقت خدا کے ایک مامور کے آنیکا ہے ۔ تمام کشوف اور رویا اور الہامات

انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب حساب بیباق کرنا چاہتے ہین ہمارے خوش معاملہ

پر شہادت دیتے ہین کہ **مسیح موعود** اور مہدی یکا زمانہ چودہوین صدی سے آگے نہین ہر صدی پر مجدد کے آنیکا وعدہ بجائے خود ظاہر کرتا ہے کہ ایک عظیم الشان مجدد اس وقت ہونا چاہئے اور چونکہ صلیبی فتنہ کثرت سے پھیلا ہوا ہے اس لئے اس صدی کے مجدد کا نام بہر حال کاسر الصلیب ہی ہوگا خواہ وہ کوئی ہو اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون مین کاسر الصلیب جسکا نام رکھا گیا ہے وہ وہی ہے جسکو دوسرے الفاظ مین مسیح موعود کہا گیا ہے اور اسی طرح سے خدا تعالےٰ کے پاک کلام پر جب ہم نگاہ کرتے ہین تو اور بھی صفائی کے ساتھہ یہ بات کہلجاتی ہے کہ اس نے وعدہ کیا کہ اسی امت مین سے خلفاء کا ایک سلسلہ اسی نہج اور اسلوب پر قائم ہوگا جیسے بنی اسرائیل مین ہوا اور پھر یہ بھی کہول کر بیان کیا گیا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وعدہ اور پیشگوئی کے موافق جو استثنا کے ۱۸ باب مین کی گئی تھی مثیل موسیٰ ہین اور قرآن نے خود اس دعوی کو لیا۔

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا

اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ٹھہرے اور خلفاء موسویہ کے طریق پر ایک سلسلہ خلفائے محمدیہ کا خدا تعالےٰ نے قائم کرنیکا وعدہ کیا جیسا کہ سورہ نور مین فرمایا

وعداللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم الایۃ پھر کیا چودہوین صدی موسوی کے خلیفہ کے مقابل پر چودہوین صدی ہجری پر ایک خلیفہ کا آنا ضروری تہا یا نہین ؟ اگر انصاف کو ہاتھہ سے نہ دیا جاوے اور اس آیت وعدہ کے لفظ کما پر پورا غور کر لیا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑیگا کہ موسوی خلفاء کے مقابل پر چودہوین صدی کا خلیفہ **خاتم الخلفاء** ہوگا اور وہ **مسیح موعود** ہوگا + اب غور کرو کہ عقل اور نقل مین تناقض کہان ہوا ؟ عقل نے ضرورت بتائی نقل صحیح بھی بتاتی ہے کہ اس وقت ایک **مامور** کی ضرورت ہے اور وہ **خاتم الخلفاء** ہوگا اس کا نام **مسیح موعود** ہونا چاہئے۔

پھر ایک مدعی موجود ہے وہ بھی یہی کہتا ہے کہ مین **مسیح موعود** ہون اسکے دعوے کو راستبازون کے معیار پر پرکھ لو۔ مین اب ایک اور آسان ترین بات پیش کرتا ہون جو عقل اور نقل کی رو سے اس امام کی تصدیق کرتی ہے قرآن شریف مین چاند اور سورج کی سنت کے متعلق فرمایا ہے **قدرناہ منازل لتعلموا عددالسنین والحساب** سورج اور چاند کے نظام اور قانون پر نظر کرکے بہت سے حساب سمجھہ سکتے ہو جنتریان بنا سکتے ہو جیسے دو اور دو چار ایک یقینی بات ہے اسیطرح پر یہ نظام بھی حق ہے اب اگر کوئی شخص میرزا صاحب کے دعوے کے متعلق پہلے دعوے کے وقت نقل صحیح سے کام لیتا تو یہ عقیدہ کیسی آسانی سے حل ہو جاتا تہا۔ تیرہ سو برس پیشتر کہا گیا تہا کہ اس مہدی کے وقت رمضان مین کسوف اور خسوف ہوگا اور اس سے پہلے کبھی نہین ہوا بت پرست قوم بھی سال سے پہلے جنتری لکھدیتی ہے مسلمانون کو غیرت کرنی چاہئے تھی اور معلوم کرنا چاہئے تہا کہ کس سال مین یہ اجتماع ممکن ہے ؟ ہندو جاہل جب پتری بناکر کسوف خسوف کے پتے دیتا ہے تو ایک مسلمان کو جس کی کتاب مین **لتعلموا عددالسنین والحساب** لکہا ہے سوچنا چاہئے تہا کہ وہ وقت کب ہوگا۔ اور جب اسے وقت کا پتہ ملتا تو وہ تلاش کرتا کہ مدعی ہے یا نہین ؟ اگر وہ مدعی کو پالیتا تو سوچ لیتا کہ آسمان کی بات میرے یا کسی کے تعلق مین نہین ہے نقل مین موجود ہے کہ اس کے وقت کسوف خسوف ہوگا اور عقل بتاتی ہے کہ یہ اجتماع کسوف خسوف کا فلان وقت ہوگا اور وہ وقت آگیا ہے اور مدعی موجود ہے۔ جب ان امور پر غور کرتا تو بات بالکل صاف تھی اور وہ مان سکتا تہا اور بڑی سہل راہ سے سمجھہ سکتا تہا اگر اتنی عقل اور سمجھہ نہ تھی تو دعوے کے وقت ہی حدیث کو دیکھہ لیتا اور سن لیتا اور سوچتا کہ یہ حدیث کیسی ہے اور پھر کسی ہندو سے دریافت کرتا کہ یہ موقع کب ہوگا اور وہ اسے بتاتا کہ فلان سنہ مین ہوگا اور پھر جب وقوع مین آتا تو تسلیم کرکے اپنے تزکیہ کے لئے چلا آتا غرض یہ کیسی صاف اور روشن بات تھی لیکن اگر آسمان کی طرف نہیں دیکھہ سکتا تہا اور اس کی نگاہ اتنی اونچی نہ تھی تو زمین مین ہی دیکھتا کہ اس کے لئے کیا نشان ہین ! اور اس امر پر غور کرتا کہ قرآن تو اس لئے آیا ہے **لیحکم بین الناس فی ما اختلفوا فیہ** اب اس دعوی کیموافق اس وقت کوئی اختلاف ہے یا نہین ؟ اور پھر قرآن شریف اس اختلاف کے مٹانے کے لئے بس ہے یا نہین ؟ پہلی بات پر نظر کرکے صاف معلوم ہوتا کہ اختلاف کثرت سے پہیلا ہوا ہے سب سے پہلا اختلاف تو ہمین اپنے ہی اندر نظر آتا ہم دیکھتے ہین کہ بعض صداقتین ہمارے اندر ہین جنکو ہم ایمانیات یا عقاید کہتے ہین اور پھر کچھہ اعمال ہین جو یا نیک ہوتے ہین یا بد اب مطالعہ کرتے کہ کیا وہ اعمال ان مسلمہ نیکیون اور صداقتون کے موافق ہین یا مخالف ہین ؟ اگر اسکی مانی ہوئی نیکیان اور ہین اور نیک اعمال فی نفسہ اور ہین تو اس کے دل مین یہ تڑپ پیدا ہوتی کہ یہ پہلا اختلاف مٹنا چاہئے (باقی آئندہ)

لاہور ٹمپرنس ایسوسی ایشن

یہ ایسوسی ایشن عرصہ تین سال سے نہایت کامیابی کیساتھہ لاہور اور مضافات مین اشاعت ٹمپرنس کا کام کر رہی ہے چنانچہ اس کا تیسرا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-اکتوبر کو نہایت رونق اور کامیابی کیساتھہ حویلی راجہ دھیان سنگھہ مین منعقد ہوا۔ ۲۵ر اکتوبر کو ۴½ بجے شام کے حویلی مذکورہ سے ایک جلوس نہایت شان و شوکت کیساتھہ روانہ ہوا شہر کے بڑے بڑے بازارون سے گذر کر ۹ بجے شب کو واپس پہنچا +

۲۶ر اکتوبر کو صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے دوپہر تک پہلا اجلاس نہایت رونق کیساتھہ ہوا صدر جلسہ آنریبل نواب حاجی فتح علی خان صاحب

جہلم کے مباحثہ کے واقعات صحیحہ

(بقیہ مضمون)

جب دیکھا کہ حکام انتظام کو ناراضگی پیدا ہوگئی ہے تو پھر بمصداق شعر
بباید گفت اینک ماہ پروین
سعدی رحمتہ اللہ علیہ اگر شہ روز را گوید شب است این الخ سب کے سب حکام انتظام کے ہم آہنگ ہوکر ایک ہی آواز سے بولنے لگے اور اپنے مولوی صاحبان کی تعظیم بجا لاتے رہے آخر میر مجلس صاحب نے جلسہ برخاست کردیا اور احمدی جماعت کو فرمایا کہ آپ لوگ ایک جانب ہوجائیں اور دوسرے فریق کو پہلے نکل جانے دین اور ان لوگونکو باہر نکل جانے کا حکم دیدیا مگر مولوی صاحبان کی خاطر ہونی ... ہوئی دیکھکر کچھ دوسرے لوگ رکنے لگے اور جا کر پھر واپس رخ پھیرا تب حکام انتظام کے ہنٹرون نے وہ ... حاکمانہ کار روائی دکھلائی کہ جسکا نمونہ آگے تمام عمر مین نہ دیکھا گیا تھا پھر مولوی صاحبان بھی جاتے تعارنہ آئے اور میدان عیدگاہ مین سے یون گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور عام لوگ بجائے دروازے مین سے نکلنے کے دیوار پر سے پھاند پھاند کر گئے +

جب میدان صاف ہوگیا تو مولوی ابو یوسف صاحب معہ اپنی جماعت کے باہر نکلے آگے دروازے مین جناب تحصیلدار صاحب اور میان دیوی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر معہ دیگر اہل کاران کھڑے ہوئے تھے تحصیلدار صاحب نے مولوی صاحب کو دیکھکر جزاکم اللہ کہا اور ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے بشاش بشاش چہرہ سے مولوی صاحب سے ہاتھ ملایا اور فرمایا کہ اب آپ امن اور چین سے بیٹھے رہیئے تب مولوی ابو یوسف صاحب بگھی پر سوار ہوکر اپنے فرودگاہ پر تشریف لے گئے اور شہر مین احمدی جماعت کو ہر طرف سے مبارکباد کی صدائین آنی شروع ہوئین اور تنور و تیر عور تونمین بھی یہ تذکرہ تھا کہ میرزائی جیت گئے فالحمدللہ علی ذالک یہ ہے انجام اس مباحثہ کا +

عشا کے وقت کچھ رات گذری مولوی ابراہیم کی زبانی تحصیلدار صاحب کی وساطت سے ایک شخص نے وہ مضمون جو مولوی ابو یوسف صاحب نے سنایا تھا آکر طلب کیا جواب مین کہا گیا کہ وہ مضمون چھپکر شائع ہوگا تب مولوی صاحب کو ایک کاپی بھیجدی جاوے گی اور اس وقت مضمون مولوی ابو یوسف صاحب کے پاس موجود بھی نہین کسی اور شخص کے پاس رکھا گیا ہے اس کے بعد پھر مضمون کا کوئی مطالبہ نہین ہوا اور مولوی ابراہیم صاحب اسی شب کو رخصت ہوگئے دوسرے روز ۲۹ اگست ۱۹۰۲ء کو معتبر ذرائع سے سنا گیا کہ مولوی کرم الدین صاحب میر مجلس صاحب کے دولت خانہ پر عذر خواہی اور اعتراف قصور کے لئے تشریف لے گئے اور ملاقات کی درخواست کی مگر ادھر سے سوکھا جواب ملا ٹکا سا منہ لیکر واپس چلے آئے -

صدق اللہ العظیم - انی مہین من ارادہ اہانتک اے مسیح مین تیری اہانت کا ارادہ کرنے والے کی اہانت کرونگا +

اس روز تو مولوی کرم الدین صاحب نے اپنے جوش نفس سے بجانہ ایڈیٹر سراج الاخبار وعظ بھی کیا اور اپنے اندر کے بخار بھی نکالے مگر دوسرے روز یعنی ۳۰ اگست کی شام کو شیخ محی الدین اپیلنویس کو ہمراہ لئے ہوئے سیٹھ احمد الدین صاحب کے مکان پر جہان مولوی ابو یوسف صاحب فرودکش تھے آپ تشریف لائے اور اپنے تمام حرکات ناشائستہ کی وجہ اپنا جوش نفس تبلایا اور اپنے قصورون کے معترف ہوکر مولوی ابو یوسف صاحب سے معافی کے لئے خواستگار ہوئے اور یہ بھی بیان کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی کتاب سیف چشتیائی کے متعلق جو کچھ کارروائی ہوئی ہے وہ میری توسط سے ہوئی ہے اور مین نے ہی اصل کتاب مولوی محمد حسن مرحوم ساکن بہین کی جسکے نوٹون سے پیر صاحب نے اپنی سیف چشتیائی لکھی ہے حضرت میرزا صاحب کی خدمت میں بھیجی ہے تب مولوی ابو یوسف نے کہا کہ مولوی صاحب اللہ حسیبنا و حسیبکم ہمارا تمہارا اللہ کے ہان حساب ہے ہمنے تو اپنی عزت خدا کے دین کے لئے وقف کررکھی ہے اور اپنی ذلت کا ہمارے دل پر کوئی بار نہیں ہماری عزت تو سب اسی مین ہے کہ خدا اور رسول اور ان کے پاک نائب حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عزت ظاہر ہو ہم سے معاف کرانا یا نہ کرانا مساوی ہے آپ خدا سے معافی مانگین اور یہ دورنگی چھوڑ دین خدا تعالی کو راضی کرنے کی کوشش کرین تب مولوی کرم الدین صاحب نے دوبارہ کہا کہ آپ تو معاف کرین اسپر مولوی ابو یوسف صاحب نے فرمایا کہ ہماری طرف سے تو معافی ہے اور یہ بھی کہا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے متعلق جو کچھ آپ کی خط و کتابت حضرت اقدس سے ہوئی ہے مینے سب پڑھی ہے تب مولوی کرم الدین صاحب یہ کہتے ہوئے کہ مولوی نور الدین صاحب اور حکیم فضلدین صاحب اور حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین میرا السلام و علیکم عرض کردین رخصت ہوئے اور مولوی ابو یوسف صاحب اپنی علالت طبع کی وجہ سے جلدی نماز خفتن ادا کرکے سوگئے اور علی الصباح اٹھکر اپنے ننھیال کو چلے گئے اور تیسرے دن واپس آکر دو ایک روز اور جہلم مین رہے اور دو ایک وعظ بھی فرمائے اور جمعہ کے دن جمعہ پڑھاکر رات کی ٹرین پر سیالکوٹ واپس ہوگئے اب خدا کے فضل سے اس مباحثہ کے اثر سے مخالف فریق کی شورا شوری اور غیر طبعی جوش قطعاً جاتا رہا ہے اور ایک سکوت کا عالم ہے بالآخر ناظرین اور خصوصاً ایڈیٹر سراج الاخبار انصاف کرے کہ کیا مولوی کرم الدین صاحب جنکی بات بات مین نفاق کا رنگ ظاہر ہوتا رہا ہے اور جنکا خاتمہ اور جہلم سے روانگی نفاق پر ہی ہوئی ہے ایسے مولوی قابل اعتبار اور قابل وثوق ہین اور کیا انکے بھی کسی قول اور فعل کا اعتبار ہو سکتا ہے

اب ذیل مین ہم تحصیلدار صاحب و میان دیوی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر و مہر بہاول بخش صاحب ذیلدار کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین جن کے حسن انتظام اور حفظ امن سے یہ مباحثہ نتیجہ خیز اور فائدہ بخش اہل انصاف ہوا اور

الزار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر و مالک مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۴	۲۳۔ شعبان ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴ر نومبر سنہ ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ	جلد ۶

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن
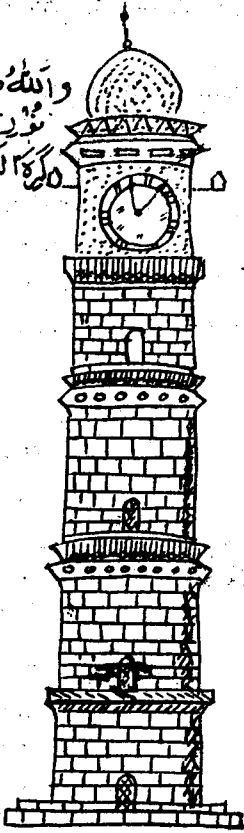
جمع بین الصلوتین کے متعلق حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک تقریر جو آپ نے ۳ر ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں فرمائی

ایڈیٹر

سب صاحبوں کو معلوم ہو کہ ایک مدت سے خدا جانے قریباً ۶ ماہ یا کم و بیش عرصہ سے ظہر اور عصر کی نماز جمع کی جاتی ہے میں اسکو مانتا ہوں کہ ایک عرصہ سے جو مسلسل نماز جمع کی جاتی ہے ایک نو وارد یا نو مرید کو (جسکو ہمارے اغراض و مقاصد کی کوئی خبر نہیں ہے) یہ شبہ گذرتا ہوگا کہ کاہلی کے سبب سے نماز جمع کر لیتے ہوں گے جیسے بعض غیر مقلد ذرا ابر ہوا یا کسی عدالت میں جانا ہوا تو نماز جمع کر لیتے ہیں اور بلا مطر اور بلا عذر بھی نماز جمع کرنا جائز سمجھتے ہیں + مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہمکو اس جھگڑے کی ضرورۃ اور حاجۃ نہیں اور نہ ہم اسمیں پڑنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ میں طبعاً اور فطرتاً اسکو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے۔ اور **نماز موقوتہ** کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں بلکہ سخت مطر میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے اگرچہ شیعوں نے اور غیر مقلدوں نے اسپر بڑے بڑے مباحثے کیئے ہیں مگر ہمکو ان سے کوئی غرض نہیں وہ صرف نفس کی کاہلی سے کام لیتے ہیں سہل حدیثوں کو اپنے مفید مطلب پا کر ان سے کام لیتے ہیں اور مشکل کو موضوع اور مجروح ٹھیراتے ہیں ہمارا یہ مدعا نہیں بلکہ ہمارا مسلک ہمیشہ حدیث کے متعلق یہی رہا ہے کہ جو قرآن اور سنت کے مخالف نہ ہو وہ اگر ضعیف بھی ہو تب بھی اس پر عمل کر لینا چاہیے۔

اسوقت جو ہم نمازیں جمع کرتے ہیں تو اصل بات یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی تفہیم۔ القا۔ اور الہام کے بدوں نہیں کرتا۔ بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ میں ظاہر نہیں کرتا مگر اکثر ظاہر ہوتے ہیں جہانتک خدا تعالیٰ نے مجھپر اس جمع بین الصلوتین کے متعلق ظاہر کیا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے **تُجمَعُ لَهُ الصَّلوٰة** کی بھی ایک عظیم الشان پیشگوئی کی تھی۔ جواب پوری ہو رہی ہے میرا یہ بھی **مذہب** ہے کہ اگر کوئی امر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھپر ظاہر کیا جاتا ہے + مثلاً کسی حدیث کی صحت یا عدم صحت کے متعلق تو گو علمائے ظواہر اور محدثین اسکو موضوع یا مجروح ہی ٹھیراویں مگر میں اُس کے مقابل اور معارض کی حدیث کو موضوع کہوں گا اگر خدا تعالیٰ نے اسکی صحت مجھپر ظاہر کر دی ہے جیسے **لَا مَہْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی** والی حدیث ہے محدثین اسپر کلام کرتے ہیں مگر مجھپر خدا تعالیٰ نے یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور یہ میرا مذہب میرا ہی ایجاد کردہ مذہب نہیں بلکہ خود یہ مسلم مسئلہ ہے کہ اہل کشف و اہل الہام لوگ محدثین کی تنقید حدیث کے محتاج اور پابند نہیں ہوتے خود مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ میں اس مضمون پر بڑی بحث

کی ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ مامور اور اہل کشف محدثین کی تنقید کے پابند نہیں ہوتے ہیں تو جب یہ حالت ہے پھر میں صاف صاف کہتا ہوں کہ میں جو کچھ کرتا ہوں خدا تعالےٰ کے القا اور اشارہ سے کرتا ہوں یہ پیشگوئی جو اس حدیث تجمع لہ الصلوٰۃ میں کی گئی ہے یہ مسیح موعود اور مہدی کی ایک علامت ہے یعنی وہ ایسی دینی خدمات اور کاموں میں مصروف ہوگا کہ اس کے لیے نماز کی جاوے گی اب یہ علامت جبکہ پوری ہو گئی اور ایسے واقعات پیش آ گئے پھر اسکو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے نہ کہ استہزا اور انکار کے رنگ میں۔

دیکھو! انسان کے اپنے اختیار میں اس کی موت فوت نہیں ہے۔ اب اس نشان کے پورا ہونے پر تو یہ لوگ رکیک اور نامعقول عذر تراشتے ہیں اور اعتراض کے رنگ میں پیش کرنے اور حدیث کی صحت اور عدم صحت کے سوال کو لے بیٹھتے ہیں لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ اگر اس نشان کے پورا ہونے سے پہلے ہماری موت آ جاتی تو یہی لوگ اسی حدیث کو جسے اب موضوع ٹھیراتے ہیں آسمان پر چڑھا دیتے اور اس سے بھی زیادہ شور مچاتے جواب مچا رہے ہیں اور دشمن اسی ہتھیار کو اپنے لیے تیز کر لیتا لیکن اب جبکہ وہ صداقت کا ایک نشان اور گواہ ٹھیرا ہے تو اسکو نکما اور لاشے قرار دیا جاتا ہے پس ایسے لوگوں کے لیے ہم کیا کہہ سکتے ہیں انھوں نے تو صدہا نشان دیکھے مگر انکار پر انکار کیا۔ اور صادق کو کاذب ہی ٹھیرایا۔ اور کس نشان کو انھوں نے مانا جو اسکی امید اب ہم رکھیں۔ کیا کسوف خسوف کا کوئی چھوٹا نشان تھا؟ اس کے پورا ہونے سے پہلے تو اسکو نشان قرار دیتے رہے مگر جب پورا ہو گیا تو اسکو بھی مشکوک کرنے کی کوشش کی بہرحال مخالفوں کی کور چشمی اور تعصب کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟ اب یہ ہی اپنی جماعت خدا کا شکر ہے کہ اسکے لیے یہ کوئی ابتلا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس نے دمشق کے منارہ پر چڑھنے والے اور فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے زرد پوش مسیح کے اُترنے کی حقیقت کو خدا کے فضل سے سمجھ لیا ہے اور جسنے خدا کی صفات والے دجال کا انکار کر کے دجال کی حقیقت حال پر اطلاع پالی ہے اور ایسا ہی دابۃ الارض اور دجال کے متعلق ان لوگوں کے خانہ ساز مجموعوں کو چھوڑا ہے اور اسقدر باتوں پر جب وہ مجھ پر نیک ظن کرنے کی باعث الگ ہو گئے ہیں تو یہ امر انکی راہ میں روک اور ابتلا کا باعث کیونکر ہو سکتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ اب بات صرف حسن ظن تک نہیں رہی بلکہ خدا تعالیٰ نے انکو معرفۃ اور بصیرت کے مقام تک پہونچا دیا ہے اور وہ دیکھ چکے ہیں کہ **میں وہی ہوں جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا ہاں میں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا** اور پھر خدا تعالیٰ نے انکی معرفۃ بڑھانے کے لیے منہاج نبوۃ پر اسقدر نشانات ظاہر کیے کہ لاکھوں انسان ان کے گواہ ہیں دوست دشمن دور و نزدیک ہر مذہب و ملت کے لوگ اسکے گواہ ہیں زمین نے اپنے نشانات الگ ظاہر کیے آسمان نے الگ وہ علامات جو میرے لیے مقرر تھیں وہ سب پوری ہو گئیں۔ پھر اس قدر نشانات کے بعد بھی اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ ہلاک ہوتا ہے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک پر خدا نے ایسا فضل کیا ہے کہ ایک بھی تم میں سے ایسا نہیں جسنے اپنی آنکھوں سے کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو؟ کیا کوئی ہے جو کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا؟ ایک بھی نہیں۔ پھر ایسی بصیرت اور معرفت بخشنے والے نشانوں کے بعد محض حسن ظن ہی نہیں رہا بلکہ میری سچائی اور خدا کی طرف سے مامور ہو کر آنے پر تم علی وجہ البصیرۃ گواہ ہو۔ اور تم پر حجت پوری ہو چکی ہے۔

پھر وہ بڑا ہی بدقسمت اور نادان ہوگا جو اتنے نشانوں کے بعد اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ابتلا میں پڑے جو اسکے ازدیاد ایمان کا موجب اور باعث ہونی چاہیے جو کہ ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا تھا کہ آنیوالے موعود کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ اسکے لیے نماز جمع کی جائیگی پس تمہیں خدا کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ یہ نشان بھی پورا ہوتا ہوا تم نے دیکھ لیا۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ یہ حدیث موضوع ہے تو میں نے پہلے اسکی بابت ایک جواب تو یہ دیا ہے کہ محدثین نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ اہل کشف اور مامور تنقید احادیث میں ان کے اصولوں کے محتاج اور پابند نہیں ہوتے تو پھر جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر اس حدیث کی صحۃ کو ظاہر کر دیا ہے تو اس پر زور دینا تقوی کے خلاف ہے۔ پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ محدثین جو یہی مانتے ہیں کہ حدیث میں سونے کے کنگن پہننے کی سخت ممانعت ہے۔ مگر وہ کیا بات تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابی کو سونے کے کنگن پہنا دیے چنانچہ اس صحابی نے بھی انکار کیا مگر وہ حضرت عمر رض نے اسکو پہنا کر ہی چھوڑے۔ کیا وہ اس حرمۃ سے آگاہ نہ تھے؟ تھے اور ضرور تھے مگر انھوں نے آنحضرۃ صلعم کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر ہزاروں حدیثوں کو قربان کرنے کو طیار تھے۔ اب غور کا مقام ہے کہ جب ایک پیشگوئی کے پورا ہونے نے حرمت کا جواز کرا دیا تو بلا مطر و بلا عذر والی بات پر انکار کیوں؟

احادیث میں تو یہانتک آیا ہے کہ اپنی خواب کو بھی سچا کرنے کی کوشش کر وجہ جائیکہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی جس شخص کو ایسا موقعہ ملے اور وہ عمل نہ کرے اور اسکو پورا کرنے کے لیے طیار نہ ہو وہ دشمن اسلام ہے اور رسول اللہ صلعم کو معاذ اللہ جھوٹا ٹھیرانا چاہتا ہے۔ اور آپ کے مخالفوں کو اعتراض کا موقع دینا چاہتا ہے۔

صحابہؓ کا مذہب یہ تھا کہ وہ آنحضرۃ صلعم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر اپنی معرفت اور ایمان میں ترقی دیکھتے تھے اور وہ اسقدر عاشق تھے کہ اگر آنحضرۃ سفر کو جاتے اور پیشگوئی کے طور پر کہدیتے کہ فلاں منزل پر نماز جمع کرینگے اور انکو موقع ملجاتا تو وہ خواہ کچھ ہی ہوتا ضرور جمع کر لیتے۔ اور خود آنحضرۃ صلعم ہی کیطرف دیکھو کہ آپ پیشگوئیوں کے پورا ہونیکے کسقدر مشتاق تھے ہمکو کوئی بتلائے کہ آپ حدیبیہ کیلئے کیوں گئے کیا کوئی وقت انکو بتایا گیا تھا اور کسی میعاد کی اطلاع دیگئی تھی پھر کیا بات تھی؟ یہی وجہ تھی کہ آپ چاہتے تھے کہ وہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہو جائے۔ یہ ایک اریاب سر اور دقیق معرفۃ کا نکتہ ہے جسکو ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا کہ انبیا اور اہل اللہ کو ان پیشگوئیوں کے پورا کرنے اور ہونیکے لیے ایک غیر معمولی رغبت اور تحریک اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔

جسقدر انبیا علیہم السلام گذرے ہیں یا اہل اللہ ہوئے ہیں انکو فطرۃً رغبت دیجاتی ہے۔

۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر ۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء سے سیر ملتوی رہی اور آج بھی آپ باہر تشریف نہیں لے گئے ظہر کی نماز میں اعجاز احمدی کے متعلق کچھ ذکر ہوتا رہا۔

دربارشام اعجاز احمدی کا تذکرہ مختلف صور تو نمیں ہوتا رہا

علاج طاعون سید عبداللہ عرب نے اپنے اطراف میں درد کی شکایت کر کے خطرہ طاعون سے محفوظ رہنے کیواسطے آنحضرت کا کرتہ طلب فرمایا آپ نے فرمایا کرتہ تو ہم دیدیں گے مگر اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالے کے فضل و رحمت کا کرتہ نہو کچھ کام نہیں آتا اگرچہ اللہ تعالے نے بارہا وعدہ فرمایا ہے کہ مجھے اور میری جماعت کو اس ذلت کی موت سے حفاظت فرمائے گا مگر اس حفاظت کے نیچے آنے کے لئے تقوے کی ضرورت ہے بدون تقوے حقیقی کے کوئی شکی مسلمان یا بیعت کنندہ کا ذمہ وار نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالے حقیقت کو دیکھتا ہے نہ ظاہر داری کو۔

ایک یہودی کا تذکرہ کہتے ہیں ایک مسلمان نے ایک یہودی کو دعوت اسلام کی اس نے جواب دیا کہ تم برائے نام مسلمان ہو صورت پر ناز نکرو کام آنے والی حقیقت چاہئے اور اس یہودی نے بیان کیا کہ میرے ایک بچہ پیدا ہوا جسکا نام خالد رکھا تھا مگر شام تک اسے قبر میں دفن کر آیا اب خالد کا لفظ اسکے کچھ کام نہ آیا اسیطرح انسان کو حقیقت اور روحانیت کو اپنا مقصد بنانا چاہئے ظاہر داری سے کچھ نہیں بنتا۔

طاعون اور اپنی جماعت فرمایا میرا دل ہرگز اس امر کو قبول نہیں کرسکتا کہ جو شخص ہماری جماعت میں سچے تقوے اور طہارت رکھتا ہو وہ کبھی بھی اس ذلت کی موت سے ہلاک نہ ہوگا۔ فرق کرنے کی ضرورت ہے یعنی تم میں اور تمہارے غیروں میں ایک فرق ہو تاکہ خدا تعالیٰ بھی فرق کرے یہ سچ ہے کہ طاعون مختلف اوقات میں آتی رہی ہے مگر اس وقت خدا کا مامور تم میں ہے جو تم میں بول رہا ہے اکثر زمانوں میں ایسا آدمی نہ تھا اس لئے اب امتیاز کی حاجت ہے جو شخص اللہ تعالے کے منشاء کے موافق سچا تقوے اختیار کریگا وہ ضرور اس سے فائدہ اٹھائے گا ہمیں خدا نے سمجھا دیا ہے کہ جو دل تقوے اختیار کرتے ہیں اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کر کے اپنے اور غیروں میں فرق کرتے ہیں وہ بچائے جائینگے اور ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی بظاہر ہماری جماعت میں شریک ہو اور طاعون سے مرے تو وہ کسی نہ کسی نوع کی غفلت اپنے اندر رکھتا ہوگا میں خدا تعالیٰ کو ہرگز ہرگز اپنے وعدوں کا خلاف کرنے والا نہیں مان سکتا وہ بیشک سچا ہے پس راتوں کو اٹھکر دعائیں کرو اور خدا کے فضل اور رحمت کی دیوار اپنے گرد بنالو۔

اگر کوئی اس موت سے ہلاک ہو تو یہ اس کے لئے ذلت کی موت ہوگی ہمپر اس سے کوئی اعتراض نہیں آتا گو لوگ اعتراض کرینگے مگر تم کو چاہئے کہ تم خود ذلت سے بچنے کے لئے سچی تبدیلی کرو جو اپنے اندر شرارت نہیں رکھتا اور درد دل رکھتا ہے خدا اسکو ضرور بچا لیگا ضرورت ہے کہ توبہ کرو۔

پرانا الہام ایک بار مجھے اردو زبان میں الہام ہوا تھا کہ

"آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام"

اصل بات یہی ہے کہ جو خدا کا ہو جائے گا خدا بھی اسکا ہو جائے گا اور اسے بچائے گا اور ضرر اٹھانے والا اپنے نفس سے ضرر اٹھائیگا اگر تم اپنی صفائی نہیں کرتے تو کوئی طبیب اور دوا تمہارے علاج کے لئے مفید نہیں ہوسکتی صرف خدا کا فضل ہی ذمہ وار ہوسکتا ہے

موتوا قبل ان تموتوا فرمایا دل کا پاک کرنا ایک موت کو چاہتا ہے جب تک انسان اپنی پہلی زندگی پر ایک موت وارد نہ کرے اور یہ محسوس نکرے کہ میں اب وہ نہیں رہا جو پہلے تھا اسوقت تک سمجھ لو کہ کوئی تبدیلی نہیں ہوئی جب یہ معلوم ہو کہ میری وہ زندگی اور طول امل نہیں رہا تو ہر قدم تقوے پر ہوگا یاد رکھو نفس انسان کو بڑے دھوکے دیتا ہے بیگانہ مال کی طمع کرتا حسد کرتا اور دوسروں کے مال کے زوال اور نقصان کا آرزو مند ہوتا ہے اس وقت نفس آخری حالت میں ہوتا اور نکلنے کے قریب ہوتا ہے اور ان سے رہائی خدا کے خوف سے ہوتی ہے جو گویا انسان کو خصی کر دیتا ہے۔

رویا بعد نماز عشا آپ نے فرمایا کہ میں نے رویا میں دیکھا ہے کہ ایک آدمی مصر سے ننگا میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آیا ہے اس سے مجھے سخت بدبو آتی ہے اس نے میرے پاس آکر کہا کہ میرے کان کے پیچھے طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے میں اسے کہتا ہوں پیچھے ہٹ جا پیچھے ہٹ جا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ کوئی تفہیم اس کے متعلق نہیں ہوئی۔

---

۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر اعجاز احمدی کے متعلق تذکرہ ہوتا رہا اور فرمایا کہ صرف یہی حیلہ کرینگے کہ اگر ہم چاہتے تو جواب لکھ سکتے ہیں فرمایا ان کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جس نے مشتہر کیا کہ میری بکری شیر کو مارتی ہے اور جب لوگوں نے اسے دیکھنا چاہا تو کہدیا کہ جب اسکا ارادہ ہو اس وقت مارتی ہے اس وقت اس کا ارادہ نہیں بس اس قسم کے حیلے حوالے کرینگے۔

فرمایا ابھی کیا معلوم ان میں ہماری جماعت کے کس قدر لوگ ہیں جوں جوں وقت آتا جائیگا ادہر آتے جائینگے اس وقت تو ایک مست شرابی کی طرح ہیں جو اپنی بیہوشی میں سب کچھ کہتا رہتا ہے۔ اور ہوش آنے پر سنبھلتا ہے یہ بھی ابھی تعصب اور حسد کی شراب سے بیہوش ہیں۔

مولوی محمد حسین کا رجوع مولوی محمد حسین کے رجوع کے متعلق ذکر پر کہا گیا کہ جو کچھ ہماری تصانیف میں اس کے متعلق لکھا گیا ہے وہ یادگار رہے گی آنحضرت نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جاویگا خدا کی شان ہے کہ جو بات وہ ہمارے لئے چاہتا تھا سب اسپر الٹ پڑی۔

خدا کی مہر فرمایا خدا کی مہر میں وہ جسپر چاہے اپنا فضل کردے یہ انسان کی غلطی ہے جو ادہر ادہر بھٹکتا اور ہاتھ پاؤں مارتا ہے انسان جسقدر لذات کا طالب ہے خدا تعالے اس کو حلال ذریعہ سے عطا کر سکتا ہے اللہ تعالے کے خلق اسباب میں جو وہ اپنے بندوں کے لئے کرتا ہے عجب مزا آتا ہے (کلارک کے مقدمہ کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا اس مقدمہ ہی کو دیکھو کسطرح انمیں پھوٹ ڈالدی۔

اگر انسان خدا کو راضی کرتا ہے تو یہ سچی بات ہے کہ حاکم کے دل کو بھی وہ اُس کی طرف پھیر دیتا ہے سب کچھ اسکے قبضۂ قدرت مین ہے جسطرف چاہے پھیر دے اس ایمان مین وجودی مذہب کا مزا آجاتا ہے مگر انکا قدم پھسلا ہوا ہے اگر یہان تک قدم نہ پڑا ہو تو توحید کا بھی مزا نہین آتا +

گناہ کیون ہوتا ہے

فرمایا لوگ شبہات مین مبتلا ہین جو گناہ کرتے ہین اگر غفلت کا حصہ نہ ہو تو عذاب کیون آوے؟ اس وقت ٹیکا طاعون کو ایسی طرح سمجھے بیٹھے ہین جیسے نوح کا بیٹا کہتا تہا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤنگا مگر جو چیز بچا سکتی ہے وہ خدا پر یقین ہے کیونکہ اس یقین کے بغیر اعمال بیہودہ برکت نہین پیدا ہوتی جو عذاب سے بچا لیتی ہے مین سچ کہتا ہون کہ اگر آج لوگ توحید پر قائم ہو جائین تو آج یہ بلا دور ہو جاوے خدا انسان کے اعمال کو دیکھتا ہے آج جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا کی توحید اور توکل کے خلاف ہے زبان سے لا الہ الا اللہ کہتے ہین مگر اسپر عمل نہین اس زمانہ مین اسباب پرستی اس قدر ہے کہ پہلے زمانہ مین اس کی نظیر نہین ملتی اب ایک وقت آئیگا کہ یا مسیح الخلق عدوانا کہین گے مگر اس وقت وہ اسی ہی ہونگے کیونکہ فرمایا ہے ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ایسے لوگون کو چندان فائدہ نہوگا +

طلوع الشمس من المغرب

مغرب سے آفتاب کے طلوع ہونے کی حقیقت بھی یہی ہے کہ اس وقت تو بہ قبول نہوگی کیونکہ انکی توبہ کوئی حقیقت اپنے اندر نہ رکھے گی جیسے آفتاب پر ایمان لانا کوئی ثواب کا موجب نہین ہے اسیطرح جب سچائی کہل گئی پھر کیا - غرض اس وقت خدا کا فضل ہی کام آئے گا اور وہ لوگ الاماشاء ربک کے نیچے ہونگے مگر مومنون کے لئے تو صاف طور پر عطاء غیر مجذوذ کا وعدہ ہے +

طاعون مامور ہے

فرمایا طاعون مامور ہے جیسے ایک سپاہی فرض منصبی پورا کرنے کے لئے وارنٹ کی تعمیل اپنے بھائی پر بھی کرتا ہے اسمین اس کا کوئی قصور نہین اسی طرح طاعون کا کیا قصور ہے یہ تو خدا کی رحمت ہے کہ یہ لوگون کو بیدار کرتا اور غافلون کے لئے تازیانہ کا کام دیگی

اب تو لوگ سالک نہ رہے بلکہ مجذوب ہو گئے خدا نے خود ان کی دستگیری کی +

ہماری نصائح کا سلسلہ جو برابر جاری ہے اب طاعون کے ساتھہ وہ بھی موثر ہوگا اور دوسرون کو تازیانہ پڑے - دیکھکر اصلاح کر لینگے کبھی انسان دوسرے کو مار پڑتے دیکھکر بھی درست ہو جاتا ہے زنا کی سزا اس لئے خدا نے رکھی ہے تا دوسرونکو عبرت ہو غرض ہمارے لئے تو یہ اولیاء اصفیاء بننے کا وقت آیا ہے جنہون نے ہمارے منشاء کو ابھی تک نہین سمجھا وہ اب سمجھ لینگے

خواب

فرمایا رات کو خواب مین دیکھا کہ خفیف سا ترشح ہو رہا ہے مگر بڑے آرام اور سکون سے -

فرمایا ایمان تب قائم رہتا ہے کہ انسان کے اندر گرمی ہو جیسے کالی مرچ کو کافور کے ساتھ ضرور رکھتے ہین کہ کافور اڑ نجائے

دربار شام

حضرت حجۃ اللہ بوجہ ناسازی طبیعت نہین آسکے +

۸ نومبر ۱۹۰۲ء

بہشتی مقبرہ

صبح کی نماز کے بعد آپنے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ نماز سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر مین نے دیکھا کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی ہے کہ جماعت کی نعشین وہان دفن کی جاوین تو کہا گیا کہ اسکا نام بہشتی مقبرہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جو اسمین دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا پھر معلوم ہوئی کہ کشمیر مین کچھ پرانی انجیلین نکلی ہین مین ارادہ کر رہا ہون کہ کچھ آدمی وہان جا کر ان انجیلون کو لائین تو ایک کتاب اسپر لکھی جاوے اس تجویز پر مولوی مبارک علی صاحب اٹھکر طیار ہوئے ہین اور کہا کہ مین جاتا ہون مگر اس مقبرہ بہشتی مین میرے لئے جگہ رکھی جاوے مین نے کہا کہ خلیفہ نور دین صاحب کو بھی ساتھ بھیجدو +

یہ خواب آپنے بیان فرمایا اور فرمایا کہ اس سے پہلے بھی مین نے ارادہ کیا تہا کہ ہماری جماعت کے لئے الگ قبرستان ہو خدا نے بھی اس کی تائید کر دی اور انجیل کے معنے بشارت کے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہان سے کوئی بڑا تائیدی امر بطور بشارت پیدا ہو اور جو شخص اس کام کو کریگا وہ قطعی بہشتی ہوگا +

سیر

آج سیر کو تشریف نہین لائے

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب نئے آئے ہوئے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا مفتی محمد صادق صاحب نے پگٹ کی تصویر کا ذکر کیا آئی ہے آپنے اسے دیکھنا چاہا +

عام ہمدردی اور ہمت کا تازہ نمونہ

مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کی علالت طبع کا ذکر آگیا کہ انکو اضطراب بہت ہے فرمایا کیوڑہ اور گاؤزبان بہت مفید ہے اور فرمایا کہ کیوڑہ تو میرے پاس بہت اعلیٰ درجہ کا ہے جو سید رضوی صاحب نے حیدر آباد دکن سے بھیجا ہے مگر گاؤزبان نہین کیوڑہ مین لائے دیتا ہون چنانچہ حضور اندر تشریف لے گئے اور تہوڑی دیر کے بعد کیوڑے کی ایک بوتل لے آئے یہ ہمدردی یہ ہمت جسمین سستی اور غفلت نام کو نہین کسی عام انسان کا خاصہ نہین ہو سکتی اس واقعہ کو ہم نے محض اسی غرض سے لکھا ہے غرض مسٹر پگٹ کی تصویر حضور نے ملاحظہ کی اور پھر آج صبح کے خواب پر باہم باتین ہوتی رہین فرمایا آج تک کشمیر کے متعلق خدا کی طرف سے کوئی خبر نہین ملی مگر آج خدا نے خود ظاہر کر دیا + فرمایا تخم ریزی شروع ہو گئی ہے امید ہے اور بھی کچھ معلوم ہو اور نہ عادۃ اللہ اسیطرح ہے یہ خواب بڑی مبشر اور سچی ہے خواب مین مجھے بڑا عظیم الشان کام معلوم ہوتا تہا اور حقیقت مین عظیم الشان ہے یہ عقدہ اللہ تعالیٰ حل کر دے تو برسون کا کام ایک ساعت مین ہو جاتا ہے اس سے عیسائیون اور مولویون کے گہر مین ماتم برپا ہو جائے گا +

فرمایا اس سے رجوع اسلام کی طرف کثرت سے ہوگا جیسے تسبیح کا ایک دانہ ٹوٹ جاتا ہے پھر باقی نہین ٹہر سکتے اسی طرح انگریز ایک آزاد قوم ہے انکو توجہ ہوئی تو پادری خواہ چیختے ہی رہین سب کے سب ادہر متوجہ ہو جائینگے

۱۹ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

بحرمت مسیح موعود ایک شخص نے عرض کیا کہ بحرمت مسیح موعود کہکر دعا مانگنا جائز ہے یا نہین؟ فرمایا اجبار کا توسل جائز ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت کے چچا کے ذریعہ بارش کی دعا کی گئی تھی +

انہ اوی القریہ فرمایا آجکل جو قادیان مین بعض اموات ہورہی ہین مین انکو دیکہکر انہ اوی القریہ کی متعلق غور کرتا تہا - مجھے معلوم ہوا کہ جہان جہان قرآن مین اوی کا لفظ آیا ہے اس سے پہلے کوئی نکوئی مصیبت اور تکلیف کا وقوع ہوا ہے جسکے بعد اوی آیا ہے جیسے مسیح کے لئے آیا۔ **فاوینہما الی ربوۃ ذات قرار و معین** ان کو بھی صلیب کے مشکلات اور تکالیف پیش آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یتیمی کے تکالیف سے بچانے کے لئے آوی کا لفظ استعمال فرمایا گیا اصحاب کہف پر بھی جب مصائب پڑے توانکو بھی اوی کہکر بچایا ہے غرض قرآن شریف مین خوب غور کرکے دیکھہ لو کہ اوی کا لفظ وہین آتا ہے جہان پہلے کچھہ خوف ہو اس الہام انہ اوی القریہ سے بھی یہی پایا جاتا ہے کہ پہلے کچھہ خوفناک صورتین پیش آئین چنانچہ وہ خواب جو بیان کی گئی تھی کہ ہمارے گہر کے گرداگرد دیوار کھچی ہے اور ابھی سارے گاؤن کے گرد نہین کھچی اس سے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے ابھی انوی کا وقت نہین آیا پہلے بعض خوفناک صورتین ہونی چاہئین +

اوائل عمر کے بچون کی بیعت فرمایا اوائل عمر کے بچون کی بیعت کے لئے میرا منشاء نہین ہوتا یہ متلون مزاج ہوتے ہین اور ذرا سے اغوا کے نیچے آجاتے ہین جب تک پختہ عمر نہ ہولے کچھہ نہین کہہ سکتے اصل یہ ہے کہ جبکے قریب موت کا خیال نہین وہ بیدار نہین ہوتا پختہ عمر اپنے آپکو موت کے قریب پاتا ہے مگر نوجوان اور اوائل عمر کے لڑکے موت کی پرواہ نہین کرتے + -

ختم نبوت کا راز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا راز ہمارے مخالفون نے ہرگز نہین سمجہا جسطرح پر وہ ختم نبوۃ مانتے ہین اسطرح پر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر قرار دیتے ہین قرآن شریف مین آیا ہے **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** اب ابوت جسمانی کی تو اللہ تعالے نے اسمین نفی کی ہے اگر روحانی ابوت کا سلسلہ بھی جاری نہ ہوا تو پہر کیا آپکو ابتر مانین گے؟ ایسا ماننا تو کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ آپ کی ابوت روحانی کا سلسلہ جاری ہے جیساکہ لفظ لاکن ظاہر کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ آیندہ جو نبوۃ یا رسالت ہوگی وہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے ہوگی کوئی شخص الہام اور وحی اور روحانی فیوض سے بہرہ ور نہین ہو سکتا جب تک وہ آنحضرۃ کی سچی اتباع سے استفادہ نہ کرے آئندہ نبوۃ کا فیض آپ ہی کے ذریعہ اور مہر سے ملے گا +

ہماری مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کوئی آئینہ مین اپنی شکل دیکھے تو کیا اس شکل مین جو آئینہ مین نظر آتی ہے اصل کے خواص اور صفات نہ ہونگے اسیطرح پر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا عکس اور پرتوہ ہے آپ سے خارج کوئی چیز نہیں - وحی کے معنے قرآن شریف مین مکالمات اور مخاطبات الہیہ کے آئے ہین جس دین مین برکات سماویہ اور مکالمات الہیہ کا سلسلہ منقطع ہو جاوے اس دین کو زندہ کہنا غلطی ہے وہ دین مردود ہوگا پس اسلام کو یہ لوگ مردہ دین قرار دینا چاہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ نبی معاذ اللہ ہم یہ نہین مانتے ہمارے نزدیک ایسا عقیدہ رکہنا کفر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہین اور اسلام زندہ مذہب کیونکہ آپکے برکات اور فیوض کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور آپکی نبوۃ مستقل نبوۃ ہے جسکے مہر سے سلسلہ نبوۃ چلتا ہے اور اسی کو ظل نبوت کہتے ہین - ہم اس نبوۃ کو کفر جانتے ہین جو آنحضرت کے توسط کے بغیر دعوی کیجاوے لیکن جو سلسلہ توسط کا انکار کرتا ہے کہ ایسا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہے وہ بھی کافر ہے کیونکہ وہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو ابتر اور اسلام کو مردہ مذہب ٹہراتا ہے اور جب اسلام ایسا مذہب ٹہرایا گیا تو پہر اس سے نجات کی کیا امید ہوگی +

یہ اسرار سمجہنے کے لئے ایک معرفت کی ضرورت ہے اور جب تک اس عالم مین معرفت کی تکمیل نکرے اس عالم مین معرفت کی کوئی امید نہین ہوسکتی اور تکمیل معرفت ہو نہین سکتی جب تک آنحضرت صلعم سے استفادہ نکرے یا ایسے لوگون کی صحبت سے فائدہ اٹہاوے جو آپکے استفادہ سے مستفید ہوکر وہی برکات لےکر آتے ہین اس لئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کونوا مع الصادقین اور پہر آنحضرت صلعم سے استفادہ کرنے کے لئے فرمایا **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** اور اس جہان کی عدم معرفت سے دوسرے عالم مین بھی معرفت سے بے نصیب ہونے کے لئے فرمایا **من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمے**

دیکھو اللہ تعالے نے جو اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا تعلیم کی ہے اور ہر رکعت نماز مین پڑھی جاتی ہے اگر یہ نعمت کسی کو ملنے والی ہی نہ تھی تو اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تھی سچی بات یہی ہے کہ میری یہ باتین سمجہہ مین نہین آسکتین جب تک آنکھہ نہ کہلے اور وہ صحبت سے میسر آتی ہے آنکھہ کہلنے سے بصیرت بعد یقین تام حاصل ہوتا ہے اور اسی جہان مین بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور دوسرے عالم مین وہ بصیرت بینائی کا باعث بنیگی اور نابینائی کی تکلیف اور مصیبت سے نجات دیتی ہے +

بڑے ہی تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ جب یہ لوگ مانتے ہین کہ یہ امت خیر الامم ہے تو کیا ایسی ہی امت خیر الامم ہوا کرتی ہے جس مین کسیکو مخاطبات اور مکالمات الہیہ کا شرف حاصل نہ ہو حضرت موسی کی اتباع سے ان کی امت مین ہزارہا نبی ہوئے لیکن اس امت مین ایک بہی ان کا مثیل نہ ہوا تو پہر یہ امت کیونکر خیر الامم ٹہری؟

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوۃ کے یہ معنے بہی ہین کہ جمیع کمالات نبوت ورسالت آپ پر ختم ہو گئے اور ایک

جیسے بادشاہ کی مہر کے بغیر کوئی فرمان مکمل نہیں ہو سکتا اسیطرح آنحضرت صلعم کی مہر کے بغیر کوئی نبوۃ سے استفادہ نہیں کر سکتا قرآن شریف مین جو فرمایا ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ محبت کے کیا معنے ہیں کیا یہی کہ وہ کور رہیں یہ کیسی محبت ہے؟

گناہ کیون ہوتے ہین

کہتے ہین کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہین اور کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہین باین ہمہ معاصی مین مبتلا ہین اصل بات یہ ہے کہ حقیقی ایمان نہین ہے اگر ایمان ہو تو پھر گناہ سرزد نہ ہون اسی بصیرت کو بخشنے کے لیے خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے تاکہ ثابت کرے کہ وہ نبی زندہ ہے اور اس کا افاضہ جاری ہے اگر نہین تو پھر اسلام بھی عیسوی دین کی طرح مردہ ہے پس خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ نصاریٰ کے قصوں کے مقابلے مین آیات و برکات کو ظاہر کرے اور وہ ظاہر نہین ہو سکتی ہین جب تک کسی کو وہ مقام نہ دیا جاوے کہ اپنے ہاتھ سے ایک کو طیار کرے اور اس کو وہ نشانات عطا فرماوے ہم جاہلون کے خیالات کی پروا نہین رکھتے یہ ہمارا کام نہین ہے خدا کا کام ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون شوریدہ اور سرکش ہے وہ خود درست کرے گا ہم کو فتح شکست سے کوئی غرض نہین ہے

۲۰ نومبر ۱۹۰۲ء

پگٹ کے متعلق دعا رویاء الہام

فرمایا رات کو مین نے پگٹ کے متعلق دعا کی اور آج صبح بھی کی مجھے یہ دکھایا گیا کہ کسی نے مجھے چار پانچ کتابین دی ہین جنپر لکھا ہوا تھا تسبیح تسبیح تسبیح بعد اس کے الہام ہوا

اللہ شدید العقاب

انہم لا یحسنون اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی موجودہ حالت خراب ہے اور یا آئندہ توبہ نکرین گے۔

اور یہ معنے بھی اس کے ہین **لا یومنون باللہ** اور یہ مطلب بھی اس سے ہے کہ اس نے یہ کام اچھا نہین کیا اللہ تعالیٰ پر افترا اور عمداً منصوبہ باندھا اور **اللہ شدید العقاب** ظاہر کرتا ہے کہ اسکا انجام اچھا نہ ہوگا اور عذاب الٰہی مین گرفتار ہوگا خلقت مین یہ بڑی شوخی ہے کہ خدائی کا دعوےٰ کیا جاوے

لفظی لطیفہ

باہمی تذکرہ مین یہ ذکر بھی آگیا کہ پگٹ کا نام اپنے اندر خنزیری معنے رکھتا ہے اس لئے کیا عجب کہ **یقتل الخنزیر** والی پیشگوئی کا پورا کرنے والا یہ بھی ٹھہرے

پگٹ کو دعوت

حضرت حجۃ اللہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ پگٹ کو دعوت الی الحق کیجاوے اور اسطرح پھر دنیا کو سچائی کا منور چہرہ دکھایا جاوے۔

چکڑالوی

چکڑالوی کے ذکر آنے پر معلوم ہوا کہ اس نے نماز مین بھی کچھ ردوبدل کی ہے التحیات اور درود شریف کو نکال دیا ہے اور بھی بعض تبدیلیان کی ہین حضرت اقدس نے چکڑالوی کے فتنے کو خطرناک قرار دیا اور آپ کی رحمت اور حمیت اسلامی نے تقاضا کیا کہ اس کے متعلق ایک اشتہار بطور محاکمہ کے لکھا جاوے جسمین یہ دکھایا جاوے مولوی محمد حسین نے اور اسنے افراط اور تفریط کی راہ اختیار کی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو صراط مستقیم پر رکھا ہے پھر آپ نے کتاب سنت اور حدیث کے متعلق وہی فرمایا جو بارہا الحکم مین درج ہو چکا ہے فرمایا نبی ہمیشہ دو چیزین لیکر آتے ہین کتاب اور سنت ایک خدا کا کلام ہوتا ہے اور دوسرے سنت یعنی اسپر عمل کر کے دکھا دیتے ہین دنیا کے کام بھی تو بغیر اس کے نہین چل سکتے دقیق مسائل جو استاد بتاتا ہے پھر اسکو حل کر کے بھی دکھا دیتا ہے پس جیسی کلام اللہ یقینی ہے ویسے سنت بھی یقینی ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمکو صراط مستقیم پر کھڑا کر رکھا ہے وہابیون نے افراط کی قرآن شریف پر حدیث کو قاضی ٹھہرایا اور قرآن کو اس کے سامنے مستغیث کی طرح کھڑا کر دیا اور چکڑالوی نے تفریط کی کہ بالکل ہی حدیث کا انکار کر دیا اس سے فتنے کا اندیشہ ہے اس کی اصلاح ضروری ہے ہمکو خدا نے حکم ٹھہرایا ہے اس لئے ہم ایک اشتہار کے ذریعہ اس غلطی کو ظاہر کرینگے اور مضمون پیچھے لکھین گے اول خویش بعد درویش۔ جس راہ پر خدا تعالیٰ نے ہمکو چلایا ہے اسپر اگر غور کی جاوے تو ایک لذت آتی ہے قرآن شریف نے کیا ٹھیک فیصلہ فرمایا ہے **فبای حدیث بعدہ یومنون** اور دوسری جگہ فرمایا **فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون** یہ ایک قسم کی پیشگوئی ہے جو ان وہابیون کے متعلق ہے اور سنت کی نفی کرنے والون کے لئے فرمایا ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

دربار شام

حضرت حجۃ اللہ کی طبیعت بسبب اعدا کسی قدر ناساز تھی آپ تشریف نہ لا سکے۔

صبح کی سیر

جمعہ کی وجہ سے آپ سیر کو نہ نکلے۔

جمعہ

جمعہ پڑھکر فرمایا کہ رات مین نے محمد حسین اور چکڑالوی کے متعلق جو مضمون لکھا تو مینے دیکھا کہ یہ دونون میرے سامنے موجود ہین تو مین نے ان کو کہا **خسف القمر والشمس فی رمضان فبای آلاء ربکما تکذبان** اور آلاء سے مراد مین خود ہون۔

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب بہت سے آدمی بیعت مین شامل ہوئے اور پھر حضرت اقدس بوجہ شکایت دردسر تشریف لے گئے۔

۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء

آج حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعدا ناساز ہے

خطبہ

جو ۲؍ نومبر ۱۹۰۲ء کو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

ایک خدا کا رسول تمھارے پاس آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے جو چیزیں تمکو دکھ دیتی ہیں وہ اسکو دکھ دیتی ہیں وہ یہ نہیں دیکھ سکتا کہ تمھیں تکلیف ہو اسے ہر وقت یہ تڑپ لگی رہتی ہے کہ تمھیں نفع پہونچے پھر جو لوگ اسکو سچے دل سے مان لیتے ہیں اور اسکے منشا کیموافق کام کرتے ہیں انپر وہ بہت ہی مہربان ہے۔ یہ آیتیں میں اسی رنگ۔ جوش اور خوشی کیساتھ تمکو سناتا ہوں جس رنگ اور خوشی سے پہلی مرتبہ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں۔ یہ آیتیں سورہ توبہ کی آخری آیتیں ہیں اس سورہ کو غور سے پڑھو تو معلوم ہوگا کہ اس میں منافقوں اور مومنوں کے حالات بیان ہوکر اور بتایا ہے کہ کسطرح آیات اللہ پر ایمان لانا چاہیے۔ اللہ جان و مال اور وطن اللہ کی راہ میں قربان کر دینا چاہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر طرفۃ العین کے لیے دیر روا نہ رکھی جائے۔ چونکہ یہ امور اور اسی قسم کی دوسری باتیں بظاہر ایک سست طبیعت اور انبیاء و رسل کی سچی اطاعت کے ذوق سے ناواقف انسان پہ گراں گذرتی ہیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رسول تمھارے نقصان کے لیے کوئی بات نہیں کہتا جو کچھ تمکو سکھاتا ہے اسمیں تمھاری ہی بھلائی اور دکھوں سے نجات ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

پس اگر مومنین سے کوئی تیری بات نمانے تو کہدے حسبی اللہ میرے لیے اللہ بس ہے اگر کوئی بھی میرے ساتھ نہو تب بھی میں کامیاب ہونگا لا الٰہ الا ھو اس نے اب ارادہ فرمالیا ہے کہ جھوٹے خدا فنا ہو جائیں علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم میرا بھروسا اسپر ہے کوئی اسکو جیت نہیں سکتا وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ پر آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر یقین ہے اور اپنی کامیابی اور اشاعت توحید کا کسقدر علم اور بصیرت ہے وہ اس آیتہ سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

یہ بڑی پکی بات ہے اور ہمیں ذرا بھی شک و شبہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اب یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی نبی اس قسم کا آپ کے بعد اندر سے یا باہر سے آجاوے جسنے آپ سے فیض نہ پایا ہو اگر کوئی اس قسم کا ایمان رکھے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی اس قسم کا آسکتا ہے کہ یا آنے کا اعتقاد رکھے کہ جو آپ سے فیض حاصل نکرے وہ کافر اور لعنتی ہے اور ایسا ہی اگر کوئی ولی غوث قطب یہ دعوی کرے کہ جو کچھ اسے ملا ہے وہ بلا توسط آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ملا ہے تو یاد رکھو وہ انسان شیطان ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس امر پر مہر کر دی اور فیصلہ فرما دیا ہے کہ اب کوئی شخص مکالمات الہیہ کے فیض سے فیضیاب ہو ہی نہیں سکتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع سے فیض حاصل نہ کرسکے جیسے کہ فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

پس توریت اور انجیل اور صحائف انبیاء جو پہلے آئے تھے وہ سب اپنے لانیوالوں کے ساتھ ہی فنا ہوگئے اور ان کے فیض و فضل کے درخت خشک ہوگئے ان سے کوئی فیض نہیں مل سکتا .... اب خدا نے یہی پسند فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابد الآباد کیلیے زندہ رسول۔ اور قرآن زندہ کتاب رہے جیسا کہ پھل تازہ بتازہ اور درخت سرسبز رہے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہمیشہ زندہ ہے اس لیے آپکے برکات اور فیوض ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں کوئی شخص فاتبعونی کے حکم کی تعمیل کرکے دیکھ لے میں کھولکر کہتا ہوں اور دعوی سے کہتا ہوں جس کے زندہ دلائل میرے پاس موجود ہیں ہاں

وہ آیت اور حجت جو اس دعوی کی روشن دلیل ہے آج ہم میں خدا کے فضل سے موجود ہے کہ آج اس دنیا میں اس زمین پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرا نام نہیں جسکے طفیل خدا نوش ہو سکتا ہو؟

وہ دلیل وہ خدا کی آیتہ جو اس میرے اس دعوی پر روشن حجت اور گواہ ہے وہ

حضرۃ مرزا غلام احمد قادیانی

(خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اس کے ساتھ ہوں آمین۔) ہے۔ جسطرح آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کا موعود قرآن لیکر آیا تھا اسی طرح پر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نبوۃ کے احیا اور زندگی کے ثبوت کے لیے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفا موسوی خلفا کے مقابل پر بھیجا جائے گا۔ جو شان احمد کا بروز ہوگا اور یوں اسمیں شان نبوۃ جلوہ گر ہوگی کیونکہ وہ آپ ہی کے قدم پر چودھویں صدی میں وٰاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مصداق کے تزکیہ کے لیے آئے گا + اسکی شان نبوۃ ختم نبوۃ کو مضر نہیں بلکہ ختم نبوۃ کے جلال کو ظاہر کرنے والی ہے کیونکہ وہ ختم نبوۃ کی مہر نبوۃ سے آئیگا + البتہ یہ مہر اسحالت میں ٹوٹ جاتی جب ایک شخص خدا تعالیٰ کے ختم کیے ہوئے خاندان اسرائیل میں سے آتا۔ اور اپنی مستقل نبوۃ لیکر آتا۔ اگر ایسا ہوتا تو بیشک نہ صرف ختمیت کی مہر ٹوٹتی بلکہ آنحضرۃ صلعم کی رسالت اور نبوۃ پر خطرناک حملہ ہو جاتا۔ اب تو آنے والا آنحضرۃ صلعم کے چشمہ فیض سے سیراب ہوکر آیا ہے اور اسکا تو یہ حق ہے کہ جو شخص یہ دعوی کرے کہ بلا استفاضہ آنحضرۃ صلعم کوئی روحانی کمال حاصل کرسکتا ہے وہ لعنتی ہے۔

میں ایمان سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں نے جو اپنی غلطی سے یہ مان رکھا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم جیتے جی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے اور پھر آئیں گے یہ جھوٹا اعتقاد ہے اس سے اللہ اور اس کے رسول اور اس کی پاک کتاب کی توہین اور بے عزتی ہوتی ہے خدا نے اس سارے کارخانہ کی عزت رکھنے کے لیے چودھویں صدی کے سر پر ایسا موعود بھیجا جس کا آنا آنحضرت کا آنا لکھا ہے کیونکہ **واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم** کا وہ معلم اور مزکی ہو کر آیا ہے اب **مرزا غلام احمد قادیانی** (زادہ اللہ بصرہ) کا اپنے دعوی مسیحیت و مہدویت میں نبوۃ کا رنگ لیکر آنا میں حلفاً کہتا ہوں کہ ختم نبوۃ کے خلاف نہیں بلکہ اس کے اثبات کے لیے ہے۔ اس سے رسول اللہ صلعم کی شان بڑھتی ہے اور آپ کی حیات پر **مرزا غلام احمد علیہ السلام** کی بعثت ایک آئینہ اور گواہ ہے۔ واویلا اور ہلاکت ہو اسکے لیے کہ جو اس آیت کا انکار کرے کیونکہ اس کے انکار سے رسول اللہ صلعم کا انکار لازم آتا ہے۔

کوئی انصاف سے بتائے کہ اس نے کیا دعوی کیا کیا یہی نہیں کیا کہ رسول اللہ صلعم کے سچے اتباع اور قرآن شریف پر عمل کرنے سے خدا میرے ساتھ بولتا ہے؟ آتھم کا جو نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اور اسکی پیشگوئی کی اسکی کیا جڑھ تھی؟ ہمیں کوئی بتائے اور دکھلائے کہ کیا اسمیں یہ لکھا تھا کہ آتھم مجھے نہیں مانتا اس لیے یہ پیشگوئی کرتا ہوں یا یہ تھا کہ اسنے معاذ اللہ آنحضرت صلعم کو اپنی کتاب میں دجال لکھا ہے پس وہ تو نشانِ نبوۃ محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام کیلیے تھی پھر ہمیں کوئی بتائے کہ کیا لیکھرام کی پیشگوئی اس لیے تھی کہ اس نے آپ کو نہ مانا تھا یا اسلیے کہ اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بدن کانپتا ہے اور اس امر کے ثبوت کے لیے یہ اشعار آپ کافی ہیں

خدا زاں سینہ بیزار ست صد بار
کہ ہست از کینہ داران محمد
الا اے منکر از شان محمد
ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان ست
بیا بنگر ز غلمان محمد

کاش کوئی ان امور میں غور کرتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ اس کی جوتیوں کا تسمہ کھولنے میں اپنی سعادت سمجھتا اور اس کی خاک پا کو سرمہ بنا کر رکھتا! دیکھو اور سنو! یہ وقت عزیز ہاتھ نہ آئے گا اور یہ مبارک دن پھر نہ ملیں گے اور ہرگز نہ ملیں گے مبارک وہ جو اسکی قدر کرتے اور حسرت اُن پر جو ہنسی میں اس رسول کی باتوں کو اُڑانا چاہتے ہیں۔

اے ناقدر شناس قوم! سن اور یاد رکھ کہ وہ تیری جور و جفا پر بھی تجھے عزیز رکھتا اور کہتا ہے

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کآخر کنند دعوی حب پیمبرم

غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کا نزول جس طرح صحابہ کے لیے خوشی کا موجب ٹھیرایا آج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پاک وحی کو پڑھتے ہوئے ہم وہی لطف اور ذوق محسوس کرتے ہیں جو صحابہ نے کیا تھا کیونکہ تیرہ سو برس کے اندر کسیکو یہ موقع نہیں ملا۔ کہ کوئی شخص میری کھڑا ہوا پڑھ رہا ہو **لقد جاء کم رسول من انفسکم** اور خدا کا مرسل و مامور اس کے سامنے موجود ہو۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ مبارک دور ہمیں ملا خدا کا مرسل ہم میں ہے اور ہم اسی ذوق سے پڑھتے ہیں

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔

جنہوں نے اسکو قبول کیا اور خدا کے فضل سے مانا ہے وہ اسکی اطاعت کرکے دیکھیں کہ یہ انپر کسقدر مہربان اور رحیم ہے۔

تم نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بڑی بھاری ذمہ داری کا بوجھ اُٹھایا ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور گناہوں سے بچنے کا اقرار کیا ہے اب اگر اپنے اس اقرار کو مضبوط نہ کروگے اور اسپر عمل نہ ہوگا تو یاد رکھو کہ سزا زیادہ ہوگی کیونکہ تمپر حجت پوری ہو چکی اسکی سچائی تمپر کھل گئی۔ پھر خدا کے مرسل کی شناخت کے بعد اگر وہی گندگی رہی تو خدا سے استہزا ہے پس ہم میں سے ہر ایک کو جیسے خوش ہونا چاہیے کہ خدا نے اپنا مرسل ہم میں بھیجا اور اپنے فضل سے اسکی شناخت کی توفیق فرمائی ویسی ہی یہ جان فرسا فکر اور غم ہو کہ اللہ تعالیٰ ایسی توفیق دے کہ اس کی سچی اطاعت کریں اور گناہ سے پاک کرکے اس کے نمونہ پر چلائے۔ تاکہ دنیا بھی گواہی دے کہ یہ احمدی ہیں۔

یاد رکھو کہ اسوقت بڑا خوفناک وقت ہے طاعون پھیلتی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام اور دھمکیوں کو دیکھکر کمر ٹوٹ جاتی ہے جو کشتی اس امام نے طیار کی ہے وہ ان لوگوں ہی کے لیے ہے جو اپنے آپ کو اسکے قابل بنائیں اور وہ امر اپنے اندر پیدا کریں جو کشتی نوح میں تعلیم کی ہے۔ خدا کی نظر کے سامنے طیار شدہ کشتی میں وہی سوار ہوگا جس کے دلکو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ یہ بیچکر فساد فی الارض نہ کرے گا خدا ارادہ فرماتا ہے کہ **احمدی قوم** کو خلیفہ بنائے اور ساتھ ہی کہتا ہے **فننظر کیف تعملون**

اے احمدی قوم اپنے آپ کو سنوار یہ خوف جو اسوقت ہو رہا ہے یہ اصلاح کے لیے ہے صحابہ نے جو سلوک کی منزلیں طے کیں وہ آگ سی تھیں کہ انکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور دکھ دیے گئے۔ قتل کیے گئے اور چکی کیطرح مصائب میں پیسے گئے پھر جب جاکر تزکیہ ہوا۔ اسی طرح اب خدا تعالیٰ ان دکھوں اور مصائب سے اسی طرح صاف کرنا چاہتا ہے تاکہ فتنہ و فساد بے حیائی اور اتلاف حقوق باقی نہ رہے اگر اب بھی کوئی فسق کا شعبہ باقی رہا تو خدا ایسے شخص کو کاٹ ڈالیگا کیونکہ وہ گندی بوٹی ہے جو دوسرے کو نقصان پہونچائے اُسے باغبان رکھ نہیں سکتا۔ اچھی اور خوشبودار بوٹیاں بنو اور اللہ کو خوش کرنے کی فکر کرو تقوی و طہارت اختیار کرو۔ ایسا ایمان پیدا کرو جس میں کوئی ملونی نہ ہو خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ایسا چال چلن اختیار کریں جو امام کا منشا ہے آمین

دعوت الحق نمبر ۲

شایع ہوا

قیمت ۲/

سورۂ جمعہ پر حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر اس اختلاف کے بعد اگر اور بلند نظری سے کام لے تو اسکو بہت بڑا اختلاف ان لوگوں میں نظر آئے گا جو بخیال خویش و بزعم خود اکابر ائمہ اور علماء امت بنے ہوئے ہیں ان کو باہمی اختلاف کو چھوڑ کر اگر خود انکی حالت پر نظر کی جاوے تو ان کے قول اور فعل میں بعد عظیم پایا جائے گا اسی کو زیر نظر رکھکر ایک پارسی شاعر نے کہا ہے

شعر

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

یہ واعظ یہ معلم الخیر ہونے کے مدعی صوفی اور سجادہ نشین چرا خود توبہ کمتر مے کنند کے مصداق ہیں؟ یہانتک تو وہ شاعر عقل و دانش کی حد کے اندر ہے اس سے اور آگے چلکر کہتا ہے۔ شعر

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر می کنند

یہ گواہی جو اس پارسی بان شاعر نے دی ہر کوئی مخفی شہادت نہیں بلکہ واعظوں، صوفیوں۔ سجادہ نشینوں تک پہونچی ہوئی ہے کیونکہ انکی مجلس وعظ یا محفل وجد و حال و قال کے لیے اسکے شعر ضروری ہیں اور ہر ایک مسلمان جو کبھی کبھی اپنی مشکلات اور مصائب میں پھنسکر بیقرار ہوتا ہے تو بدقسمتی سے اسی لسان الغیب کا فال لینے کیطرف توجہ کرتا ہے اور یوں اپنے اوپر اس دورنگی اور اختلاف کا خود واعظوں اور معلم الخیر کے مدعیوں میں سے ایک گواہ ٹھیرا تا اور اپنے اوپر حجت ملزمہ قائم کرتا ہے۔

اب ان ساری باتوں کو یکجائی نظر سے دیکھو اور غور کرو کہ کیا یہ علمی اور عملی یا ایمانی اور عملی اختلاف کسی تاکل اور شعر کے ذریعہ مٹ سکتا ہے یا خود بخود؟ اور قرآن شریف جو اختلاف مٹانے کا مدعی ہے اور سچا مدعی ہے اس نے کیا راہ بتائی ہے؟

میں بڑے درد دل سے ان مباحث اور لیکچروں کو پڑھا کرتا ہوں جو آجکل زمانہ میں مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر دیے جاتے ہیں اسباب تنزل اور اسباب ترقی کے بیان کرنے میں ہمارے ریفارمر (خود ساختہ) اور مصلح قرآن شریف کو مس نہیں کرتے اور تفرقہ کے دور کرنے کے لیے قرآن شریف میں علاج نہیں ڈھونڈتے۔

میں نے ان لیکچروں اور سپیچوں کو پڑھ کر درد دل کے ساتھ یہی کہا ہے۔

یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ٭

غرض میں اس عظیم الشان اختلاف کو ابھی پیش کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ یہ کیونکر دور ہو سکتا ہے؟ دیکھو ایک چیز ہے جسکا نام ایمان ہے اور ایک کا نام عمل ان دونوں کا باہم مقابلہ کرو اور سوچکر بتاؤ کہ کیا ان میں موافقت ہے؟ کیا حال اور قال یکساں ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر کیوں صاف دلی کے ساتھ یہ اقرار نہیں کیا جاتا کہ

ایک مزکی کی ضرورت ہے

جو انسان کو اس نفاق سے جو اس کے اندر ایمان اور عمل کی عدم موافقت سے پیدا ہو رہا ہے دور کرے اگر نرا علم کوئی چیز ہوتا معرفت صحیحہ کی ضرورت نہ ہوتی؟ اگر اس قوۃ اور کشش کی حاجت نہ ہوتی جو انسان پر اپنا عمل کرکے اس کے دلکو صاف کرنے میں معاون اور مددگار ہوتی ہے جو مزکی کی تاثیر صحبت اور پاک انفاس کی برکت سے ملتی ہے جس کیطرف کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کہکر مولا کریم نے توجہ دلائی ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ پھر اسی پارسی لسان الغیب کو کیا حاجت اور ضرورت تھی جو وہ بول اٹھا کہ مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس ٭

اس ایمانی اور عملی اختلاف کے علاوہ اور اختلاف ہے جسنے قوم کے شیرازہ کو پراگندہ اور منتشر کر دیا ہے اور وہ روح قوم میں نہ رہی جو

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

میں رکھی گئی تھی یعنے مختلف فرقے۔ شیعہ سنی - خوارج - مقلد - غیر مقلد - جبریہ قدریہ وغیرہ کے جھگڑوں اور رفضیوں پر نگاہ کرو تو عظیم الشان تفرقہ نظر آئیگا میں نے اکثر لوگوں سے پوچھا ہے کہ یہ فرقہ بندیاں کیوں ہیں؟ اکثروں نے کہا ہے کہ سب فرقے قرآن ہی سے استدلال کرتے ہیں میں نے نہایت تعجب اور افسوس کے ساتھ اس قسم کی دلیری اور جرارت کو دیکھا ہے اور سنا ہے - قرآن شریف تو اختلاف مٹانے کو آیا ہے اور یہی اس کا دعویٰ ہے جو بالکل سچا ہے پھر یہ اختلاف اس کے ذریعہ کیسے ہو سکتا ہے -؟

میرے اس سوال کا جواب کسی نے نہیں دیا - اور حقیقت بھی یہی ہے کیا مَعَاذَ اللّٰهِ قرآن شریف موم کی ناک ہے کہ جدھر چاہی پھیر دی یا وہ اپنے اس دعویٰ میں معاذ اللہ سچا نہیں جو اس نے اختلاف مٹانے کا کیا ہے؟ پھر یہ ایمان کیوں رکھتے ہو۔

میری سنو! قرآن شریف آیات محکمات ہے وہ لاریب اختلاف مٹانے کے لیے حَکَم ہے مگر اسپر مسلمانوں نے توجہ نہیں کی اور اسکو چھوڑ دیا وہ اپنی نزاعوں کو قرآن شریف کے سامنے عرض نہیں کرتے۔

مجھے ایک بار لاہور کے شیعوں کے محلہ میں وعظ کرنے کا اتفاق ہوا - مینے کہا کہ شیعوں سنیوں کے اختلاف کا قرآن پر فیصلہ ہو سکتا تھا اگر یہ توجہ کرتے ایک شخص نے کہا کہ وہ قرآن سے ہی استدلال کرتے ہیں مینے کہا کہ یہ قرآن موجود ہے آپ ہی بتا دیں کہ کہاں سے استدلال کیا گیا

غرض قرآن کو ہرگز حَکَم اور فیصلہ کن نہیں مانتے اسپر ایمان ہوتا تو بڑی صفائی سے یہ بات سمجھ میں آجاتی کہ سچی توجہ کے لیے ایک کامل الایمان مزکی اور مطہر کی ضرورت ہے جو اپنی قدسی قوۃ کی اثر سے

دلوں کے زنگ کو دور کرے۔ بدون مزکی کے یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ سمجھ میں نہ آسکے بلکہ وسیع نظارہ قدرت میں اسکی نظائر موجود ہیں۔

دیکھو ایک درخت کی ٹہنی جب تک درخت کے ساتھ پیوند رکھتی ہے وہ سرسبز ہوتی ہے۔ حالانکہ اسکو جو پانی کی غذائیت ملتی ہے وہ بہت ہی کم ہوتی ہے اب اگر اسکو دیکھکر ایک نادان اسکو کاٹ کر پانی کے ایک گڑھے میں ڈالدے کہ لے تو اب جسقدر پانی چاہے جذب کر اور اپنے دلمیں خوش ہو کہ یہ بہت جلد بار آور ہو جائیگی تو اسکی حماقت اور نادانی میں کیا شک رہ جائیگا جب وہ ڈالی بہت جلد خشک ہو کر سڑ گل جائیگی۔ اور اسکو بتا دیگی کہ میں سرسبز نہیں رہ سکتی اس درخت سے الگ ہو کر۔

اسیطرح یہ نظارہ قدرت عام اور وسیع ہے اس سے صاف سبق ملتا ہے کہ ایک مزکی کی ضرورت ہے جس کے ساتھ پیوند لگا کر انسان اپنے تزکیہ کا حصہ لے سکتا ہے ورنہ مزکی سے الگ رہ کر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنی اصلاح اور تزکیہ کریگا۔ یہ غلط اور محض غلط ہے بلکہ ع

این خیال ست و محال ست و جنوں

اور یہی مشکلے دارم کا سچا مسئلہ۔

اندرونی اختلاف اور تفرقہ اگر کچھ ایسا نہ تھا کہ اس کے دیر اثر انداز ہو سکتا۔ اور اسکو صرف جزئی اختلاف قرار دیتا تھا تو پھر ضرور تھا کہ غیر قوموں کے اعتراضوں ہی کو دیکھتا جو اسلام پر کیے جاتے ہیں اور دیکھتا کہ وہ کونسا ذریعہ ہے جو اسلام کے نابود کرنے اور اسپر اعتراض کرکے اس کو مشکوک بنانے میں غیر قوموں نے چھوڑ رکھا ہے؟ ذرا عیسائیوں ہی کو دیکھو کہ کس کس رنگ میں اسلام پر حملہ ہے شفاخانوں کے ذریعہ۔ اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ ہفتہ وار۔ روزانہ اور ماہواری ٹریکٹوں اور اشتہاروں کے ساتھ فقیروں اور جوگیوں کے لباس میں۔ مدرسوں اور کالجوں کے رنگ میں تاریخ اور فلسفہ کی شکل میں غرض کوئی پہلو نہیں جس سے اسلام پر حملہ نہ کیا جاتا ہو۔

اللہ تعالےٰ کی ذات پر وہ حملہ کہ بپتسمہ دیتے وقت کہا جاتا ہے واحد لاشریک باپ واحد لاشریک بیٹا۔ واحد لاشریک روح القدس۔ تین واحد لاشریک نہ کہو بلکہ ایک واحد لاشریک۔

باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق تین قادر مطلق نہ کہو بلکہ ایک قادر مطلق۔

باپ ازلی۔ بیٹا ازلی۔ روح القدس ازلی۔ تینوں ازلی نہ کہو بلکہ ایک ازلی۔

اب غور تو کرو۔ کہ توحید پاک پر کیسا خوفناک اور بیباک حملہ ہے۔ یہ کیا اندھیر ہے اسیطرح اس کے اسما۔ افعال اور صفات پر مختلف پیرایوں اور صورتوں میں حملہ کیا جاتا ہے اور غرض اسلام کو نابود کرنا ہے۔

اب اس اختلاف کو کون دور کرے اور کون اس مرض کا مداوا کرے؟ وہی جو مزکی ہو۔

مجھے نہایت ہی افسوس اور درد دل کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیت کے اس پُر آشوب فتنہ کو فرو کرنے کے بجائے مسلمانوں نے مدد دی ہے اور اس آگ پر پانی ڈالنے کے بجائے مٹی کے تیل ڈالدینے کا کام کیا ہے۔ جب اپنے عقائد میں ان امور کو داخل کر لیا جو عیسائیت کی تقویت کا موجب اور باعث ہوئے ہیں۔ (باقی آیندہ)

ندوۃ العلما کا نواں اجلاس

اور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

نمبر ۴

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس ۲½ بجے شروع ہوا۔ حسب معمول چند منٹ تک قرآن شریف کی چند آیتیں پڑھی گئیں اور پھر مولوی عبد الرحمٰن صاحب مدرس راولپنڈی نے ایک عربی قصیدہ پڑھا جس میں ندوہ کی تعریف کی گئی تھی۔ اور مولوی مسیح الزمان صدر ندوہ کی تعریف کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود کی پاک ذات پر کنایۃً حملہ کیا گیا تھا۔ ہم نہایت افسوس سے کہتے ہیں کہ ندوۃ العلما کے اراکین نے اس قصیدہ کا پڑھا جانا کیوں روا رکھا جبکہ اس میں ایک عظیم الشان جماعت کے پیشوا اور امام کی ہجو بھی تھی۔ دراصل ندوہ کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے اور۔ یہ منافقانہ طریق ندوہ کو کامیاب نہونے دیگا جیسے کبھی نہیں ہوا خدا تعالے نے بھی فرمایا ہے ان المنٰفقین فی الدرک الاسفل من النار

مسلمانوں کی ضرورتیں

اس دل آزار قصیدہ کے بعد مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بھیکن پوری کا لکچر مسلمانوں کی ضرورتوں پر تھا جس میں انھوں نے مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کے ہر پہلو پر بحث کی عبادات کے متعلق بتایا کہ اکثر حصہ مسلمانوں کا تارک ہے۔ اور جدید مسلمان (نئی روشنی کے نوجوان) کہتے ہیں کہ ارکان ظاہری کی ضرورت نہیں۔

عبادات

اور جو لوگ اپنے آپکو اہل عبادت اور اہل شرع سمجھتے ہیں انکی یہ حالت ہے کہ وہ شکل اور ہیئت کذائی پر قانع ہیں اور ظاہری عبادت حسن کی پاکیزگی پر اثر انداز نہیں اور کہا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں مگر وہ برائیوں سے نہیں رُکتے اور اہل عبادت میں یکتا ہی کی پندار حد درکی ہے۔

عبادات کے متعلق مسلمانوں کی موجودہ حالت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے بتائی ہے اسکا خلاصہ اسقدر ہے اور یہ بالکل صحیح ہے مگر ہم نہایت افسوس اور رنج سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس لیکچر میں جو بڑے اہم اور ضروری مضمون پر تھا یہ سننے کے آرزومند ہی رہے کہ وہ ان خرابیوں اور نقائص کی اصلاح کی کیا ضرورت پیش کرتے ہیں جسمیں انسان کے اصل منشا (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) سے اسقدر بعد اور دوری ہو گئی ہے پھر کیوں اس امر کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی کہ وہ کونسی روح تھی جواب

قوم میں نہیں رہی جس نے قوم کو مردہ بنا دیا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ حقیقی یقین اور معرفت جس سے گناہ کی زہر دور ہوتی اور صلاحیت اور نیکی کی قوت آتی ہے وہ نہیں رہا۔ اور خدا تعالےٰ پر سچا ایمان نہیں ورنہ اس قسم کی کمزوری پیدا نہ ہوتی + اس مرض کے معلوم کرنے کے بعد دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ مرض دور کس طرح ہو سکتا ہے اور جب کبھی دنیا کی اس قسم کی حالت ہوئی ہے تو اسکا علاج انسان کی اپنی تجویز کردہ دواؤں سے ہوا ہے یا خود خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی سے؟ ہم بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ ندوۃ العلماء ہو یا کوئی اور مجلس اگر اسے قرآن شریف پر سچا ایمان ہے اور وہ اسکو خدا کا کلام مانتی ہے تو اسے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ روحانیت کے ایسے اسقاط کے وقت خدا تعالیٰ نے نوع انسان کی دستگیری فرمائی ہے اور کسی مامور کو بھیجکر اپنا ظہور فرمایا ہے تاکہ محبت حق سے دلوں پر ایک مقناطیسی اثر پیدا ہو۔ اور وہ گناہ سے نفرت کریں۔ اور پھر عبادت میں انکو لذت اور مزہ آنے لگے۔

جبکہ **ندوۃ العلما** اور تمام دوسری مجالس نے بالاتفاق یہ تسلیم کر لیا ہے کہ عبادات میں (جو انسان کی خلقت کی علت غائی ہے) مسلمانوں کی یہانتک نوبت پہونچی ہوئی ہے کہ بعض انہیں سے ایسے غیر ضروری بتاتے ہیں اور جو پابند بھی ہیں ان کے ہاتھ میں بجز پوست اور ظاہر داری کے کچھ نہیں تو کیوں یہ اعتراف نہیں کرتے کہ قوم میں روحانیت کو زندہ کرنیوالی روح کے نفخ کرنے کے واسطے ایسے انسان کی ضرورت ہے جو خدا تعالےٰ میں زندہ ہو اور کہہ سکے۔ ؎

بشنوید اے مردگاں من زندہ ام

جو لوگ قوم کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں جب (بقول مولوی حبیب الرحمن صاحب اور عام تجربہ کے) خود انکی ایسی حالت ہو رہی ہے کہ ان کے ہاتھ میں پوست ہی پوست ہے اور نماز میں پڑھ کر بھی وہ اصل مقصد جو نماز کا ہے حاصل نہیں ہوتا یعنی گناہ کی زندگی پر موت نہیں آتی۔ تو پھر کس قدر ظاہر بات ہے کہ ایسی حالت میں ضرورت ہے اس وجود کی جو خود منجز کا وارث ہو۔ جس میں جذب اور اثر کی قوت ہو جو اپنے پاک انفاس سے ایسی روح نفخ کرے کہ قوم میں نیکی کی قوت آجائے۔

اب ضرورۃ تو صاف ہے پھر کیا ہم خدا تعالےٰ پر بدظنی کریں کہ اس نے کوئی انتظام نہیں کیا؟ نہیں نہیں اس نے انتظام کیا اور اپنے وعدہ کے موافق اپنے ایک **صادق مامور** کو بھیجا کہ وہ **قوۃ یقین** اور **نور معرفت** پیدا کرے جو گناہ کے ہر ہم کو دور کرتا اور انسان کو سچی بصیرت اور اقتیانہ عطا کرتا ہے وہ کون؟

حضرۃ مرزا غلام احمد قادیانی

خدا کی تائیدات اور نصرتیں اسکے ساتھ ہوں آمین۔

غرض عبادات کی حالت کے خراب ہونے سے مولوی حبیب الرحمن صاحب نے اگرچہ بتایا تو صرف اسیقدر کہ اسوقت ضرورۃ ہے کہ ؎

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

مگر ہمکو افسوس ہے کہ یہ لوگ باوجودیکہ اپنے آپکو بیمار سمجھتے ہیں لیکن علاج کے لیے خود دوسرے بیمار کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں اور اسپر امید شفاء ؎

این خیال ست و محال ست و جنون۔

معاملات — معاملات کی حالت پر بحث کرتے کرتے۔ کہا یا کہ معاملات کی صفائی رخصت ہو چکی ہے نفاق اور رنگ ریاست کا مرلیا جاتا ہے اور اسکو دیانت و تکبر یا لیسی بنا لیا ہے گویا اسے پہلو سے بھی مسیح موعود کی ضرورت ثابت کی۔

غرض اخلاقی۔ علمی۔ عملی۔ ہر حالت پر لیکچر کرتے ہوئے یہی ثابت کیا کہ مسلمانوں کی حالت بہت نازک ہے مگر افسوس کہ اس نازک حالت میں پہونچکر بھی حقیقی طبیب کے علاج سے لا پرواہ ہیں۔

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ — مولوی حبیب الرحمن صاحب کے لیکچر کو سنکر ہمیں خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ لوگ جو قوم کے ریفارمر بننا چاہتے ہیں اور اصلاح کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر ایسی تقریریں کرتے ہیں گویا ان کے دل میں قوم کے درد نے گدگدی کی ہوئی ہے تو یہ اس ندا اور آواز کے سننے کے لیے بڑی آرزو مند اور منتظر ہوں گے جو یہ کہے کہ آؤ میں تمھیں اس **قعر مذلت سے نکالوں** مگر ہمارا خیال غلط تھا + کیونکہ جب ہم نے **دعوۃ الندوہ** اور **تحفۃ الندوہ** رسایل اس قوم میں تقسیم کیے اور خود مولوی حبیب الرحمن صاحب کے مکان پر پہونچکر ان رسایل کو پیش کرنا چاہا۔ تو قبل اس کے کہ وہ انکو پڑھتے یا ہم سے ان کے متعلق کچھ دریافت کرتے نہایت ترش روئی اور بے اعتنائی سے کہا کہ **مجھے ان رسایل کی ضرورۃ نہیں**۔ جو خدا کے پیغام سننے کی ضرورۃ نہیں رکھتا خدا کو اسکی کیا پرواہ اور ضرورۃ ہے مگر ہمیں افسوس یہ ہوا کہ ابھی دو پہر کو یہی شخص گلا پھاڑ پھاڑ کر قوم قوم پکارتا تھا۔ اور مانتا تھا کہ قوم کی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے ہر پہلو سے گری ہوئی ہے۔ اور ابھی چار گھنٹے کے وقفہ کے بعد درد قوم سے بیتاب دکھائی دینے والا دل یہ نمونہ پیش کرتا ہے + غالباً یہ ثبوت ہوگا اس امر کا کہ واقعی مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے۔ اور گفتن و کردن میں واقعی فرق ہے۔

مسلمانوں کی اصلاح کی ضرورۃ — بڑے انتظار اور لمبی تقریر کے بعد مولوی حبیب الرحمن صاحب نے مسلمانوں کی حالت کا مرثیہ پڑھ کر اسکی اصلاح کیطرف توجہ کی۔ اور یہ علاج بتایا کہ ان خرابیوں کی اصلاح کے لیے ایسے علما کا موجود ہونا ضروری ہے جو متبحر ہوں اور اپنے علم پر قادر ہوں اور ایمان کا نمونہ ہوں اور ایسے علما موجود نہیں ہو سکتے یا پیدا نہیں ہو سکتے جب تک باہمی نزاعیں دور نہ ہوں اور یہ کام ندوہ نے کیا ہے۔

ہم اگلے نمبر میں انشاء اللہ تعالےٰ اس امر پر مبسوط بحث کریں گے کہ ندوہ نے کیا کام کیا ہے اور ندوہ کے مقاصد کہاں تک واجب العمل ہیں اس مضمون میں ہمکو بہت بڑا حصہ دعوۃ ندوہ کا لینا پڑیگا

باقی پانچویں نمبر میں

مختصر نوٹ اور نکات

مایوسی اور نااُمیدی ضعف ایمان کا نشان ہے ورنہ جس جس قدر ایمان قوی اور اللہ تعالےٰ کی صفات پر یقین ہوگا اُسی قدر اُمید وسیع اور اطمینان بخش ہوگی + یہی وجہ ہے کہ مہذب ممالک میں خود کشی کی واردتیں کثرت سے ہوتی ہیں کیونکہ وہ لوگ مادی دنیا سے پرے اپنی نظر نہیں پہونچا سکتے - اسباب ہی کو حقیقی اور اصلی ذریعہ کامیابی اور ناکامی کا سمجھ بیٹھے ہیں + مگر اسلام کیسا اطمینان بخش مذہب ہے کہ یوسی کے انتہائی نقطہ پر بھی خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا یقین دلاکر اُمید کا پیارا چہرہ دکھاتا ہے اور یہ صدا آتی ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا - اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

عالم اجسام اور عالم ارواح کا رب جبکہ ایک ہی ہے تو پھر کیوں انسان عالم اجسام کے قواعد وقانون کو مدنظر رکھتا ہوا عالم ارواح کے نظام پر نظر نہیں کرتا - کیا جسمانی رزق بلا طلب وتلاش کسی انسان یا حیوان کو میسر آسکتا ہے ؟ اگر نہیں تو پھر کیوں روحانی رزق بلا طلب وتلاش حاصل کرنا چاہتا ہے - انسان کا روحانی رزق قرآن ہے پس جس جس قدر انسان اپنی ہمت - استقلال اور سمجھ کے موافق قرآن شریف میں مجاہدہ کرے گا اس قدر اپنی روح کی سیری کا سامان اس سے حاصل کرے گا + اور نور وعرفان پائے گا مگر اس کیلیے وہی شرط مجاہدہ کی ہے جیسے رزق اگرچہ مقدر ہی ہے لیکن ؎

شرط عقل ست جستن از درہا +

اسی طرح ہدایت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے بے شک ہے مگر انسان کا اپنا فرض ہے سعی اور مجاہدہ اور ایسے لوگوں پر راہوں کا کھولدینا رب رحیم کا وعدہ ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ، جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم اُنکو اپنی راہیں دکھا دیتے ہیں - فقط

انسان کی فطرت میں کسی بڑے اور عظیم الشان طاقت یا ہستی کی طرف رجوع کرنا اور اپنی سمجھ کی طاقت کے موافق اُسکی عبادت کرنا موجود ہے اگرچہ یہ مادہ خطرناک بدکاریوں یا متکبرانہ زندگی کی وجہ سے کمزور اور بے حس ہوگیا ہو لیکن یقینی امر ہے کہ ہے ضرور اور یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کوئی محرک پیدا ہوتا ہے تو پھر یہ رجوع کرتا اور اقرار کرتا ہے - بیماری اور عسر کی خوفناک اور تاریک گھڑیوں میں بے اختیار اسکے مُنہ سے اللہ نکل جاتا ہے اگر اللہ کا اقرار اسکی فطرت میں نہیں تو کیوں ایسا ہوتا ہے ؟ اسی فطرتی اقرار کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انھوں نے کہا ہاں ؟ -

---

ہمارے اخبار کا ماٹو ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ + یعنی اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے + انہیں کسقدر رجوع الی اللہ اور تغافل وتساہل کے ترک کی ہدایت ہے تیرہ سو سال بعد مغربی دنیا کو یہ گولڈن رول ملا ہے مگر نبی امی (فداہ ابی وامی) کسقدر بلند ہمت اور مجاہد انسان تھا جسکو یہ وحی تیرہ سو سال پہلے ہوتی ہے + اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ -

---

ہائی جن (حفظ صحت) اور سینی ٹیشن کے قواعد پر جسقدر لطیف اور کامل بحث قرآن کریم نے کی ہے ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا محکمہ حفظان صحت بھی ان قواعد سے بڑھ کر پیش نہیں کر سکتا + کیسے مختصر اور جامع قواعد قرآن پیش کرتا ہے مثلاً فرماتا ہے وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ہر ایک قسم کی پلیدی اور گندگی سے دور رہ + اس سے ہر قسم کی صفائی اور پاکیزگی کی ہدایت کی اور يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ اور يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ کہہ کر كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا کی ہدایت فرمائی + یہاں تک تو ان اسباب اور قواعد کی پابندی کو اصولاً بیان فرمایا جو حفظ صحت کے لیے ضروری ہیں اور چونکہ اصل مبدا اور منبع تمام فضلوں کا اللہ تعالیٰ ہی ہے

اس لیے آخر اس امر کی طرف انسان کو متوجہ کیا کہ جہاں وہ ان قواعد صحت کو ملحوظ رکھے وہاں خدا تعالےٰ کی رضا کو بھی مقدم کرے اور نیک اعمال کرے جیسے فرمایا كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اور اسپر حفظ صحت کے قواعد پر عمل درآمد کا اصل منشا چونکہ درازی عمر ہے اسکا راز یوں سمجھایا وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ - جو لوگوں کو نفع پہونچاتا ہے اُسکی عمر دراز کی جاویگی اگر دانشمندان مجوزی قواعد ہائی جن پر غور کرے تو اُسے اقرار کرنا پڑے گا کہ قرآن کریم لاریب خدائے بزرگ وبرتر کا کلام ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے

غلط فہمی یا نادانی بھی خطرناک مرض ہے جو بدقسمت انسان کو لاحق ہو جاتی ہے خدا کرے کہ کوئی اسمیں مبتلا نہ ہو اس سے اچھا بھلا انسان غلط نتائج پر پہونچکر ملزم ہو جاتا ہے + آجکل کے ریفارمش کے مدعی اپنی بدنظر سوسائٹی کی معاشرت کو بھی پر نظر رکھتے ہیں اور بخیال خویش عورتوں کے حقوق کی اصلاح پر بڑا زور دے رہے ہیں اور نہایت بیباکی اور دیدہ دلیری سے کبھی کبھی یہ اعتراض بھی کر دیتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کی حالت غلامی سے بدتر ہے اس سوال کا جواب انشاء اللہ مفصل ہم اپنے ایک مبسوط رسالہ میں جو اسی مضمون پر "اسلام اور عورۃ" کے نام سے لکھا ہے دیں گے مگر مختصر طور پر کہدینا بھی کافی ہے کہ اسلام نے جسقدر عورۃ کے حقوق اور اسکی عزۃ کی نگہداشت کی ہے + کسی دوسرے مذہب نے ہرگز نہیں کی - قرآن شریف کے ایک جملہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کا مقابلہ دنیا کی کسی کتاب میں نہ ملے گا یعنی عورتوں کے ساتھ ایسے طریق سے معاشرت کرو جو فطرتی عقل اور نیک تقاضاؤں اور پسندیدہ طریقوں کے موافق ہو - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں نیک وہی ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ نیک ہیں - اس نے

کہ وہ نصیحت سے فائدہ اُٹھاتا ہے یا نہیں اور انذار اور عدم انذار کو برابر سمجھتا ہے یا عبرت زدہ ہوتا ہے اور انذار کو ترجیح دیتا ہے اور ذکر الٰہی کو چاہتا ہے یا کیا ؟ یہ ایک معیار ہے جس سے ہر ایک شخص اپنی سعادۃ وشقاوۃ کا تنہائی میں موازنہ کر سکتا ہے + قرآن نے اس معیار کا یوں ذکر فرمایا ہے فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى - پس نصیحت کر جہانتک نصیحت مفید ہو جو خدا ترس ہے وہ نصیحت پذیر ہو جاویگا مگر بدبخت اس سے کنارہ کریگا جو بڑی آگ میں داخل ہونیوالا ہے - (ربنا وقنا عذاب النار - آمین) - مع

لعنت اللہ علی الکاذبین

ہمین معلوم کرایا گیا ہے کہ کسی محمد حنیف فیروزپوری نے ریاض الاخبار گورکھپور مین ایک مضمون چھپوایا ہے جسمین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ندوۃ العلماء کا ایک گروہ بصدارت مولوی مسیح الزمان خان صاحب شاہجہانپوری بعد اختتام جلسہ ندوہ قادیان گیا تہا اور کسی نے اُنسے مباحثہ اور مقابلہ نہ کیا **لعنت اللہ علی الکاذبین**

ریاض الاخبار ہمارے دفتر مین نہین آتا اس لئے اس مضمون کو ہم نہین دیکہہ سکے لیکن ہمین یقین دلایا گیا ہے کہ اس قسم کا مضمون اس مین چہاپا گیا ہے فیروزپوری حنیف کو پنجاب مین کوئی اخبار نہ ملا جسمین وہ اس واقعہ کو درج کراتے جو گورکھپور بہاگے گئے یہ صریح دلیل اس امر کی ہے کہ وہ ایک غلط محض خبر شائع کرانا چاہتے تھے ہمکو ریاض الاخبار پر بھی افسوس ہے کہ اس نے بلا تحقیق کامل کیون اس قسم کا مضمون درج کر دیا جسکی کچہ اصل نہ تہی بہرحال کیا اس قسم کی چالبازیون اور چالاکیون سے یہ لوگ الٰہی سلسلہ پر فتح پا سکتے ہین؟ ہرگز نہین اسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ دانشمند اور سلیم الفطرت پبلک کو اس نتیجہ پر پہنچا دینگے کہ ہمارے مخالفونکے پاس کذب و زور کی نجاست کے سوا اور کچہ نہین

ہم نے ندوۃ العلماء کو دعوت کی **تحفۃ الندوہ اور دعوۃ الندوہ۔ اعلان الرسل** وغیرہ رسائل اور کتابین اور اشتہار جلسہ ندوہ پر خود امرتسر جاکر ندوہ کے جلسہ مین برابر تین روز تقسیم کئے علماء ندوہ اور اراکین ندوہ سے ملے مگر انمین سے ایک بھی ایسا نہ ہوا جو اس میدان مقابلہ مین باہر آتا اور قوم کو تفرقے سے بچانے کی سعی کرتا سکرٹری ندوہ کے نام رجسٹرڈ خط بہیجا جسکا جواب آج تک انہون نے نہین دیا۔

ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہین کہ یہ لوگ مسلمان کہلاکر جہوٹ کی نجاست پر منہ مارتے اور لعنت اللہ علی الکاذبین کے وعید سے نہیں ڈرتے۔ ہم وہ سب کتابین جو جلسہ ندوہ مین تقسیم کی گئی ہین اور الحکم کے وہ پرچے جسمین ندوہ کے سکرٹری کے نام رجسٹرڈ خط درج ہوا ہے بسبیل ڈاک ایڈیٹر ریاض الاخبار گورکھپور کو بہیجتے ہین اور امید کرتے ہین کہ وہ ایسی بیہودہ اور محض جہوٹی خبر کی تردید کرینگے۔

اور اصل واقعات کو ظاہر کرنے مین ہرگز بخل سے کام نہ لینگے شاہجہان سے مولوی محمد شرافت اللہ صاحب نے جو ندوہ کے جلسے مین موجود تھے ریاض الاخبار کو جو تردیدی نوٹ لکہا ہے وہ ہمارے پاس بھی بغرض اندراج روانہ کیا ہے جو ہم ذیل مین درج کرتے ہین

ایڈیٹر

صداقت آثار مالک و مہتمم ریاض الاخبار سلمہ الغفار

السلام علیکم۔ آپکا اخبار مطبوعہ ۸ نومبر ۱۹۰۲ء مینے دیکہا اور بہت تعجب اور حیرت سے پڑہا محمد حنیف مراسلہ نگار نے جو خبر ندوہ کے قادیان جانے کی لکہی ہے وہ بالکل جہوٹ اور سراسر خلاف ہے اسکا ایک لفظ بھی سچا نہین ہے امرتسر کے جلسہ ندوۃ العلماء مین مین خود موجود تہا اور جناب مولانا مولوی مسیح الزمان خان صاحب صدر ندوۃ العلماء اسی شہر کے جسمین مین رہتا ہون رئیس اعظم ہین اور حاجی محمد سعید خانصاحب سوداگر و رئیس اور حافظ محمد اسمٰعیل خان صاحب وکیل عدالت ججی و نیز دیگر معززان و رئیسان شاہجہانپور اس جلسہ مین شریک تھے اور لطف یہ کہ ہم سب لوگ اوسی کمرے مین ٹہرے تھے جسمین جناب مولانا مولوی مسیح الزمان خانصاحب صدر ندوۃ العلماء رونق افروز تھے اور بعد اختتام جلسہ مولویصاحب ممدوح سرہند شریف کو تشریف لے گئے تھے اور اور علماء و اراکین و معاونین ندوہ اپنے اپنے مقام کو چلے گئے لیکن یہ راقم معہ میرزا ظہور علی صاحب ساکن شاہجہانپور کے دو روز تک امرتسر مین مقیم رہا اور بعد اس کے دارالامان قادیان کو جاکر معہ میرزا صاحب موصوف کے شرف بیعت حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشرف ہوا اور ۱۹ اکتوبر تک وہان مقیم رہا لیکن ہم دونون آدمیون نے ندوہ کے کسی عالم فاضل مفتی قاضی صوفی صافی کو بغرض مباحثہ قادیان کو جاتے نہ دیکہا نہ سنا اور نہ فی الواقعہ کوئی گیا بلکہ جناب مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی بموجب اشتہار شحنہ ہند میرٹھ وغیرہ سے اسی اغراض کے لئے قادیان سے تشریف لائے ہوئے امرتسر مین موجود تھے کہ جس کسی کو بحث مباحثہ کرنا ہو کرلے اور تین روز مین تین اشتہار چہپے ہوئے اعلان الرسل وغیرہ بغرض اتمام حجت شائع کئے اور تمام شہر اور ندوہ مین تقسیم کئے اور تحفۃ الندوہ و دعوت الندوہ و کشتی نوح کی بہت سی جلدین علاوہ اراکین و معاونین ندوہ کو تقسیم کین جو کہ راقم کو بھی وہین ندوہ مین معہ اشتہارون کے ملین تہین اور اب تک راقم کے پاس موجود ہین مگر کسی عالم فاضل مفسر ندوۃ العلماء نے سانس تک بھی نہ لئے لیکن اسمین شک نہین کہ ندوۃ العلماء کی خاموشی حق بجانب تہی کیونکہ ندوۃ العلماء نے پہلے ہی مولویان امرتسر کی درخواست پر مباحثہ سے قطعی انکار کر دیا تہا اور صاف کہدیا تہا کہ بحث مباحثہ ندوہ کے اصول کے برخلاف ہے اور ہم لوگ یہان کسی سے بحث مباحثہ کرنیکے واسطے نہین آئے ہین لیکن جب جہوٹی خبر آپکے اخبار مین شائع ہوئی تو بروز پنجشنبہ بوقت صبح مخدومی مکرمی حافظ سید علی صاحب ساکن شاہجہانپور نے پاس مولانا مولوی مسیح الزمان خان صاحب کے جو کہ ندوۃ العلماء کے صدر انجمن ہین جاکر دریافت فرمایا کہ کیا آپ بصدرات ندوۃ العلماء قادیان کو تشریف لے گئے تھے تو مولوی صاحب ممدوح نے فرمایا کہ حاشا وکلا مین قادیان کے جانے سے خبر بھی نہین رکہتا جس کسی نے یہ خبر شائع کی ہے وہ بالکل غلط اور محض افترا ہے ہان البتہ یہ ہوا تہا کہ علماء امرتسر ایک درخواست بغرض مباحثہ میرزا صاحب ہمارے پاس لے کر آئے تھے لیکن ہم نے اس سے انکار کر دیا تہا اور اس درخواست پر دستخط نہین کئے تھے بلکہ ہم نے یہ بھی سنا تہا کہ قادیان کے کچہ لوگ بغرض مباحثہ آئے ہوئے ہین اور اُن لوگون نے وہان اشتہار بھی تقسیم کئے تھے فقط

تو اب مین اوس مراسلہ نگار کے حق مین بجز اس کے اور کچہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے اپنے ایمان کو بغل مین دبا کر اس جہوٹی خبر کو شائع کیا اور **لعنت اللہ علی الکاذبین** کا نشانہ بنکر خسر الدنیا والاخرۃ کے تاریک گڑہے مین جا گرا لہذا مین آپ کے اخلاق کریمانہ سے امیدوار ہون کہ آپ براہ مہربانی اس مراسلہ کی تردید اپنے آئندہ اخبار مین شائع کر دیجئے اور مراسلہ نگار کے ٹہیک پتہ سے مطلع فرمائیے تاکہ اُس کی اس غلط بیانی اور افترا بندی کی چارہ جوئی عدالت مجاز سے کی جاوے اور اگر آپ نے ایسا نکیا تو راقم الحروف اس کی تردید دوسرے اخبارونکے ذریعہ شائع کرائے اور آپ کی اس امانتداری اور دیانت کی داد دینے پر مجبور ہوگا فقط زیادہ

والسلام

راقم خاکسار محمد شرافت اللہ خان از شاہجہان پور محلہ جلال نگر مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

دربار دہلی اور ہم

دربار دہلی کی تقریب پر ملک ودیار کے چیدہ چیدہ لوگ شامل ہوئے والے ہیں اس تقریب پر بعض مذہبی سوسائیٹیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ اور وعظ کا بھی انتظام کیا ہے کیا ہمکو بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس موقع پر تبلیغ کرنی چاہیے ؟ ہماری رائے میں یہ بڑا عمدہ موقع اور تقریب ہے اور جہانتک ممکن ہو اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے - اگرچہ ہماری جماعت پر بہت سے چندوں کا بوجھ ہے لیکن خدا کا فضل ہے کہ آجتک سلسلہ کی ساری ضروریات ان ضعفا غربا ہی کی جماعت سے پوری ہوتی چلی جارہی ہیں اس لیے ہم اپنی جماعت سے ہمیشہ متوقع ہیں کہ جب کسی نیک کام کی تحریک کی جاوے تو وہ ہمیشہ اپنی ہمت سے بڑھ کر قدم مارنیکو طیار ہوتی ہے اسموقعہ پر تبلیغ کی ایک صورۃ ہمارے ذہن میں آتی ہے اگر اکابران ملت اسے پسند فرماویں تو ہمیں اپنی رایوں سے اطلاع دیں اور تحریک شروع کریں ورنہ خیر - اور وہ تجویز یہ ہے کہ ایک مختصر سا اشتہار کئی لاکھ چھپکر اس موقع پر تقسیم کیا جاوے جسمیں حضور اقدس کا دعوٰی اس کے مختصر دلائل اور آپ کی پاک تعلیم درج ہو + اس تجویز پر اگر غور کیا جاوے تو بہت جلد یہ تحریک ہونی چاہیے - یہ اشتہار انگریزی اور اردو زبان میں شائع ہو

اعلان قبر مسیح کی اشاعت

حضرت مسیح کی قبر کے متعلق اعلان چھپکر طیار ہے اسکے تین سو روپیہ اسکی اشاعت کے لیے درکار ہے جسمیں سے قریباً سوا سو جمع ہو چکا ہے باقی روپیہ بہت جلد جمع ہونا چاہیے تاکہ یہ کام شروع کیا جاوے - ہر شہر کی جماعت پر لازم ہے کہ وہ بہت جلد اس امر کیطرف توجہ کرے یہ عظیم الشان ثواب کا موجب ہے کیونکہ کسر صلیب جو مسیح موعود کی بعثت کا اصلی مقصود ہے اس کے لیے کارگر حربہ یہی ہے ہمکو امید ہے کہ بہت جلد یہ باقی روپیہ پورا کیا جاوے گا اس کے متعلق کل روپیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام آنا چاہیے اور منی آڈر کے کوپن پر تقسیم چندہ اشتہار قبر مسیح ضرور درج ہونا چاہیے + اس چندہ میں شریک ہونے والوں کے لیے ایک اور سہولت بھی رکھی گئی ہے کہ وہ کشتی نوح کی چندہ کاپیاں خرید لیں - جن کی قیمت آٹھ جلدوں کے لیے علاوہ محصول ایک روپیہ اور فی جلد ۲؎ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ بہت جلد یہ کمی پوری کیجاویگی

توسیع مکان کا چندہ

توسیع مکان کا چندہ خدا کا شکر ہے کہ جلد جلد آرہا ہے اور اگر اسی طرح احباب نے توجہ کی تو امید ہے کہ بہت جلد تخمینہ شدہ رقم جمع ہو جاویگی - چار سو روپیہ سے زائد کی لکڑی خرید ہی جا چکی ہے دوسرا مصالح وغیرہ خریدنے کی فکر ہو رہی ہے - جہانتک جلد ممکن ہو اس کار خیر میں حصہ لینے والے متوجہ ہوں - توسیع مکان کا چندہ مولوی عبد الکریم صاحب کے نام آنا چاہیے اور منی آڈر کے کوپن پر اپنا پورا پتہ اور لفظ توسیع مکان لکھنا چاہیے کیونکہ لنگر کا چندہ بھی اُن کے پاس آتا ہے اور یہ روپیہ لنگر کے چندہ سے الگ رکھا جاتا ہے -

---

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرۃ حجۃ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت تصنیف اعلا اور دوسرے امور کا م کیوجہ سے ناساز رہی - تاہم بندگان عالی نے اپنے کام کو نہیں چھوڑا - اس ناسازی طبیعت ہی کے دوران میں ایک عظیم الشان اشتہار لکھا ہے جو چکڑالوی اور مولوی بٹالوی کے مباحثہ پر بحیثیت حکم موعود ہونے کے محاکمہ ہے - یہ اشتہار بہت جلد شائع ہوگا ہے -

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے تندرست ہیں

۲- مولانا مولوی نور الدین صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب بھی خدا کے فضل سے تندرست ہیں - مولوی محمد احسن صاحب گذشتہ ہفتہ میں دارالامان پہونچ گئے تھے اور اعجاز احمدی کی اشاعت پھر آگئے تھے -

۳- مولوی نور الدین صاحب نے درس قرآن مجید ختم قرآن کے بعد پھر شروع فرمایا ہے + ایڈیٹر الحکم خدا کے فضل وکرم پر توقع کرکے آرزو رکھتا ہے کہ اس مرتبہ کے درس سے وہ قوم کی کوئی نئی مگر اہم اور ضروری خدمت کر سکے اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے آمین -

۴- اس ہفتہ ہمارے مخدوم ومحسن جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور جو پچھلے ہفتہ خیریت سے اپنے سفر انگلستان سے واپس آئے تھے دارالامان بغرض حصول نیاز امام علیہ السلام حاضر ہوے اور دو چار روز رہ کر مع الخیر لاہور واپس تشریف لیگئے

۵- دارالامان کی احمدی جماعت میں خدا کے فضل سے روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور یہ بھی خدا کا شکر ہے کہ جماعت کی حالت صحۃ بہت اچھی ہے -

۶- بیعت کی تعداد اب اسقدر بڑھ گئی ہے کہ الحکم اب اس کی لکھتی کی برداشت نہیں کر سکتا - تاہم وقتاً فوقتاً درج کرتا ہی رہتا ہے

ہم اور ہمارے معاصر

اس عنوان کے تحت میں وقتاً فوقتاً ہم اُن غلط بیانیوں کی تردید کیا کریں گے جو سلسلہ عالیہ کے متعلق کی جاتی ہیں - ایڈیٹر

پیرچارک اور پگٹ

اکتوبر کے آخری پرچہ میں جالندھری پرچارک نے اپنی معمولی فطرت کے مطابق پگٹ کے متعلق رائے زنی کرتے ہوے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی پاک ذات پر ایک کمینہ حملہ کیا ہے اور پایونیر سے اقتباس کرتے ہوے اپنی کم فہمی یا کم علمی کا ثبوت دیا ہے -

حضرت اقدس کے جیف آف قادیان ہونے پر ریمارک کرتے ہوے پرچارک کو شرم آجاتی اگر وہ کم از کم سر لیپل گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب ہی پڑھ لیتا - پھر اسے معلوم ہوتا کہ حضرت مسیح موعود واقعی قادیان کو چیف ہیں یا نہیں - ؟

پرچارک کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ پوپ آف روم کو چیلنج دیا ہے بلکہ یہ چیلنج

٭ ۲۰ نومبر کے میگزین انگریزی میں تین عظیم الشان مضامین ہیں - یعنی حضرت مسیح موعود کی تعلیم - منجانب اللہ وحی کے علامات - یسوع کی عصمت کے متعلق اناجیل کی تعلیم - آخری مضمون خصوصاً ان پادریوں کی توجہ چاہتا ہے جو ہمیشہ انبیاء علیہ السلام پر اتہام باندھکر انکو گنہگار ٹھیراتے ہیں - ایڈیٹر

ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کے ایک کذاب اور مفتری الہام کے مدعی کو دیا گیا ہے۔

پایونیر کی تقے چاٹ کر پرچارک کا یہ کہنا کہ اگر دونوں جھوٹے ہوں تو پھر فیصلہ کیا ہو پایونیر اور پرچارک دونوں کی ضعیف الاعتقادی کا ثبوت ہے جب چیلنج میں صاف لکھا ہے کہ کاذب پہلے ہلاک ہوگا۔ تو پھر دونوں کاذب کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کیا خدا کی حکومت ممیز حکومت نہیں ؟ کیا موت اور زندگی انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ تعجب ہے کہ عقل کا دعویٰ کرنیوالے ایسی بیہودہ باتیں کیوں کرتے ہیں ؟ بات اصل میں یہ ہے کہ جن کے نزدیک نیوگ جیسا حیاسوز اور اخلاق کش مسئلہ جائز ہو اور جن کے ہاں ایک عاجز انسان خدائی کے تخت پر بیٹھ سکتا ہو وہ ان اسرار معرفت کو سمجھ کیونکر سکتے ہیں !!!

جھوٹے مسیح اس عنوان سے نورافشاں کی ۱۴ نومبر کی اشاعت میں ایک نوٹ لکھا ہے اور رہتک کے کسی کاذب مدعی کا عدالت میں پیش ہونا بیان کرکے کہتا ہے کہ اس مسیح موعود کو جرمانہ اور قید کی سزا دی گئی تھی مرزا غلام احمد صاحب بھی عدالت میں پیش ہوئے تھے عدالت میں پیش ہونا کچھ مماثلت رکھتا ہے کیا مناسب نہ ہوگا کہ تمام قیدیوں کو اس مماثلت کی خبر دیدی جاوے۔ تاکہ وے بھی اپنا موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں؟ پادری ٹھاکر داس کو بات تو خوب سوجھی ہے اور بہتر ہو کہ وہ بھی اس ایجاد کو پیٹنٹ کرا کر اشتہار دیدیں۔ مسیح موعود بنانے کا اشتہار تو فضول ہے خدا بنانے کا اشتہار دیں کیونکہ صادق مسیح موعود تو جب عدالت میں پیش ہوا۔ نہایت عزت و احترام سے پیش ہوا مگر ٹھاکر داس صاحب کے مصنوعی خدا کی جو گت بنی وہ انکو خوب معلوم ہے اسلیے ہر پھانسی پانے والے طمانچے کھانیوالے۔ منہ پر تھکوانے والے کو وہ بشارت دیدیں کہ ہمارا خدا ایسا ہی ہوتا ہے اس لیے ہم اسکو تسلیم کرنے کو طیار ہیں۔ کیونکہ اب غالباً عیسائی دنیا کے نزدیک انکی آمد کا زمانہ بھی آگیا ہے۔ بہتر ہے کہ پادری ٹھاکر داس جیلخانوں میں جاکر خداگری کے اشتہار چسپاں کریں۔ اور اس مماثلت کو اہل زندان میں ڈھونڈیں۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریریں

جناب میرزا سلطان احمد صاحب افسر مال منٹگمری کے ذریعہ ہمکو حضرت حجة الله المسیح الموعود علیہ الصلوٰة والسلام کی بعض پرانی تحریریں ملی ہیں جن میں سے وقتاً فوقتاً ہم ہدیہ ناظرین کرتے رہینگے انشاء اللہ العزیز۔ یہ تحریریں کبھی شائع نہیں ہوئیں۔ مرزا صاحب موصوف نے ہمسے وعدہ کیا ہے کہ اگر انکو اور مضامین یا تحریریں کبھی دستیاب ہوں گی تو وہ الحکم کو بڑی خوشی سے دینگے جس کے لیے ہم اُن کے شکر گذار ہیں۔ ایڈیٹر

ایلی ایلی لما سبقتانی

کلامے کہ بر وے سپر دست جاں
درو بندہ خواند ست خود را عیاں
کہ یارب تو پروردگارے مرا
ندانم جز اے گذاری مرا
مسیحا دعا فرار دارد دریں
یکے جہل خود از قضائے چنیں
دوم آنکہ او ہست بے اختیار
ندارد بقول شما اقتدار
بہ بے اختیاری و جہل و نیاز
خدا سازیش نا ید شرم باز
کہ بندد چنیں منقصت بر خدا
تحیارہ انما بہ بریں عقل و رائے
زمحتاج نادان و بے اختیار
چہ خواہی پرستندۂ با شعار

الوہیت کا رد

یکے آنکہ دیدست خلق و جہاں
ز بے اختیاریش چوں بندگاں
ہم از ماندنش در رحم بندہ وار
بنہ ماہ خوں خوردن و اضطرار
ہم از زادنش از رہ مستمر
رہ بول و بد بو کہ زاید بشر
ہم از کاہش و رنج و درد بدن
ہم آہستہ بالا گرفتن بہ تن
ہم از خوردن و نیز جوعان شدن
کہ باشد دلیل از گہ از بدن
ہم از خواب و غفلت ہم از ناز و نوش
ہم از عجز و فکر و ہم از سلب ہوش
دگر آنکہ عیسیٰ خود اقرار کرد
بہ ہنگام رفتن بران کار کرد
ازاں معتبر تر بناشد کلام
کہ گوید بقرب اجل یک امام

ہماری اپنی گذارش

سال رواں قریب الختم ہے بقایا داران سے بقایا وصول کرنیکے لیے وی پی بھیجے جارہے ہیں ان خوش معاملہ خریداران کے ہم شکر گذار ہیں جنہوں نے ہماری وی پی وصول کرکے بروقت کارخانہ کی اعانت فرمائی اور انسے برادرانہ گلہ ہے جنہوں نے بلاوجہ سال کے اختتام پر بھی

بیعت کا کالم

میاں چراغ الدین صاحب برادر نظام الدین
قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
میاں سعد اللہ صاحب نومسلم جہلم محلہ لوہان
میاں عبدالرحمن صاحب معرفت حکیم شاہنواز
صاحب راولپنڈی
میاں محمد رشید الدین برادر محمد یٰسین پٹواری کلیہ
ضلع انبالہ تحصیل روپڑ
میاں اسعد اللہ ملازم راجہ عطا محمد خان
کشمیر براہ اسلام آباد
میاں نعیم محمد نیچہ بند راول پنڈی
میاں حسین علی طالب علم سیکنڈ کلاس
ایف اے گوجرانوالہ
مسماۃ نور الٰہی زوجہ حافظ محمد علی ساکن چک
میاں محمد معین الحسن صاحب گجرات راونکے
میاں محمد فاضل صاحب 〃 〃
میاں فضل الٰہی صاحب 〃 〃
میاں الٰہ بخش صاحب ملتان اندرون
دروازہ محلہ کہجی والہ
میاں صوبا صاحب منصوران ضلع لودیانہ
علی محمد صاحب ولد صوبا صاحب 〃 〃
ہمشیر میاں صوبا مذکور 〃 〃
میاں الٰہی بخش صاحب معرفت حکیم محمد خان فیروزپور
مسماۃ زینب بی بی اہلیہ الٰہ بخش صاحب 〃
میاں جا غمد صاحب 〃 〃
میاں واحد بخش صاحب 〃 〃
میاں عبدالغنی صاحب جموں
میاں محمد علی صاحب مدرس بن باجوہ
میاں غلام قادر صاحب ساکن کلیہ ڈاکخانہ چمکور
ضلع انبالہ تحصیل روپڑ۔
میاں چوہدری سہنان موضع مل سالکوٹ
ظفروال +
میاں مولاداد ملاح سعد اللہ گجرات
میاں شاہ محمد ولد چوغتا 〃
مسماۃ طالع بی بی صاحبہ زوجہ گلاب بیگ رنگریز
محلہ کشمیری سیال کوٹ
قاضی عبداللطیف طالبعلم مشن سکول نارووال 〃

مسماۃ فضل بیگم صاحبہ دختر نظام الدین درزی
بازار بڑا شہر جہلم
غلام فاطمہ صاحبہ 〃 〃 〃
میاں محمد حسن صاحب معرفت منشی صاحب الدین
بہاٹی دروازہ لاہور کارخانہ مرہم عیسیٰ
میاں کالو صاحب چپراسی تار جموں
میاں عبدالمجید کانسٹیبل نمبر ۸۰۴ کورٹ
پولیس لائن شہر جہلم
میاں غلام مرتضیٰ صاحب اوڈام باگر گورداسپور
میاں عبدالغنی صاحب 〃 〃
میاں عبداللہ صاحب 〃 〃
اہلیہ میاں عبداللہ صاحب 〃 〃
۳ دختر میاں عبداللہ صاحب 〃 〃
میاں عبدالحق صاحب 〃 〃
میاں نوردین صاحب 〃 〃
پسر ۲ میاں نوردین صاحب 〃 〃
میاں محمد لطیف صاحب 〃 〃
میاں رحیم بخش صاحب 〃 〃
میاں چوہدری باغ خان صاحب 〃
میاں الٰہ دتا صاحب بافندہ
مسماۃ بہاگن صاحبہ زوجہ محمد لطیف صاحب
میاں غلام محمد صاحب حجام 〃 〃
میاں مظہر حسن صاحب ضلع بدایون
سہوان محلہ سیف اللہ گنج
میاں خدا بخش صاحب نیا محلہ جہلم
اہلیہ میاں خدا بخش صاحب 〃 〃
میاں عطاء اللہ بیگ چک جبیا تحصیل
سیال کوٹ
میاں خیر الدین سراج لودیانہ محلہ ڈھولیوال
احد اللہ عرف عبداللہ صاحب گورج منگلی 〃
لودیانہ متصل مسجد خان بابا
میاں عبدالستار شاہ ملازم جیل جہلم
میاں محمد دین حکیم چک رحمان گجرات
میاں عباس خان صاحب ہری پور ضلع
ہزارہ
منشی ہدایت اللہ صاحب ملازم پولیس گارڈ
نمبر ۲ انارکلی لاہور
میاں محمد ابراہیم مستری لاہور موچی دروازہ
کوچہ لوہاران
اہلیہ میاں احمد دین صاحب سیٹھ جہلم
اطفال 〃 〃 〃
فقیر محمد صاحب کشمیری 〃

میاں مہتاب دین صاحب سیال کوٹ محلہ
میاں عبدالرحمن صاحب سیال کوٹ محلہ
چوہدری محمد سلطان خان صاحب
میاں غلام سرور باشندہ پشاور کوئٹہ
میاں احمد دین ڈوری باف آدوران گوجرانوالہ
اہلیہ میاں احمد دین صاحب 〃 〃
مسماۃ رسول فاطمہ صاحبہ 〃 〃
〃 غلام فاطمہ صاحبہ 〃 〃
ہمشیرہ میاں احمد دین صاحب 〃 〃
میاں ولی محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھانہ
ڈونگہ گلی ضلع ہزارہ
راجو لی خان صاحب چک نمبر ۳۸۶ گوگیرہ برانچ
ضلع جھنگ +
میاں محمد خان صاحب ڈریسر یوگنڈہ ریلوے
افریقہ
میاں محمد حیات صاحب دہرم کوٹ رندہاوا
میاں حاکم بیگ دربان جیل راول پنڈی
میاں محمد دین ملازم 〃 〃
پیر شاہ صاحب واڈار 〃
پیران دتا وارڈر جیل 〃
میاں چراغ الدین زرگر سیالکوٹ اراضی یعقوب
میاں عزیز الدین صاحب 〃 〃
میاں عمر الدین صاحب 〃 〃
مسماۃ عائشہ بی بی اہلیہ میاں چراغدین 〃
مسماۃ زینب بی بی اہلیہ میاں عمر الدین 〃
مسماۃ برکت بی بی اہلیہ میاں چراغدین 〃
مسماۃ عائشہ بی بی اہلیہ میاں عزیز الدین 〃
میاں غلام نبی صاحب 〃 〃
میاں غلام حیدر صاحب 〃
میاں محمد شفیع صاحب 〃
میاں محمد شریف صاحب 〃
احمد حسن کلارک پورٹ ٹرسٹ احسن کماری بندر کراچی
میاں محمد طالب حسین بہوگام مین پور
میاں محمد حسین صاحب چکہور سیال کوٹ
ظفروال ۔ غلام محمد صاحب برام ضلع جالندہر
تحصیل نواں شہر میاں محمد احسین صاحب پرتاب
گڑھ ۔
میاں وزیر الدین صاحب چک نمبر ۲۷۶ لائل پور
شیخ شبیر حسن صاحب و اہلیہ سامانہ ریاست پٹیالہ
میاں مہدی حسن صاحب و اہلیہ
میاں مقبول حسن صاحب و بی بی باجران
و بی بی رحمت +

در مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر کے شائع ہوا

ہو سکیں گے + ہم اپنے ان سو پرستوں کے تمام فہرست ریزرو رکھیں گے تاکہ ہمیں بلا تحریک بھی یہ اندازہ کرنے کا موقع مل سکے کہ سرپرستان الحکم میں سے کتنے بزرگ ہماری اعانت میں پیش دستی کرتے ہیں ہمکو اپنے بعض کرمفرماؤں پر یہاں تک بھی امید ہے کہ وہ اس دوسری تحریک میں اپنی جیب خاص سے بھی توسیع اشاعت کے کام میں حصہ لیں گے۔

اخبار کے متعلق ایک امر اور عرض کرنا باقی ہے کہ اس کی قیمت پیشگی دیجاوے اور ہر خریدار عہد کرے کہ وہ سال تمام میں ایک ایسا جدید خریدار پیدا کرے گا جو بجائے خود یہ عہد کرے کہ وہ سال میں ایک اور خریدار پیدا کرے گا۔

ہیچمیرز ایڈیٹر الحکم نے اپنی طاقت اور وسعت کے موافق الحکم کے اجرا کے بعد قوم کی خدمت کے لیے جو دوسرا کام اختیار کیا ہے وہ تفسیر القرآن کی اشاعت ہے یہ سچ ہے کہ وہ خود مفسر نہیں عالم نہیں مگر وہ اس امر کو تحدیث بالنعمت کے طور پر ضرور بیان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے فہم اور سمجھ دی ہے اور اسے یہ موقع نصیب ہوا ہے کہ **حکیم الامۃ** جیسے قرآن کے عاشق اور اسکی صداقتوں کے اظہار کے شائق انسان کے حلقہ درس میں بارہا بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے اور اسنے اس سے استفادہ کیا ہے اسی استفادہ کی بنا پر **تفسیر القرآن** کا پہلا پارہ شائع ہو چکا ہے اور جس حد تک وہ مقبول ہوا اور لوگوں نے اس طرز کی جدت اور تقسیم مضامین اور ادائے مطالب کو پسند کیا ہے وہ بہت کچھ مرتب کے لیے حوصلہ افزا ثابت ہوا ہے اور اسیطرح دوسرے پارہ کے کچھ اجزا خریداران **تفسیر القرآن** کے بیحد اصرار پر شائع کر دیے گئے ہم کوشش کرنی چاہتے ہیں اور خدا سے توفیق کی دعا کرتے ہیں کہ اگر اُسکا فضل شامل ہو تو اس خدمت کو مستقل طور پر سرانجام دینے کے لیے سعی کی جاوے چنانچہ دوسرے پارہ کے باقی اجزا بہت جلد اسی سال میں خدا کے فضل سے شائع کر کے شروع سال سے **تفسیر القرآن** کے مستقل ۲ جزو ماہوار شائع کرنے کا ہم انتظام کر رہے ہیں۔ کیونکہ خریداران تفسیر القرآن کا بہت سا حصہ اس امر پر اصرار کر رہا اور زور دے رہا ہے کہ ہم اسکو مستقل شائع کریں تفسیر القرآن کے موجودہ جلسہ خریداروں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہم اس کام کو شروع جنوری سے باقاعدہ کر دینے کا انشاء اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہیں اس طرح پر امید کی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ توفیق دے اور موافق اسباب میسر آئیں تو سال میں تین پارہ تک شائع ہو جاویں گے تفسیر القرآن کے خریداروں کو ۲ روپے سالانہ مع محصول دینا ہوگا۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خریداران تفسیر القرآن میں اس تجویز میں ہمارے ساتھ ساتھ متفق نہ ہو تو وہ ایک اطلاعی کارڈ دفتر الحکم میں بھیجدے تاکہ اسکا نام خارج کیا جاوے اور ہم ان دوسرے خریداران تفسیر القرآن کی **رضامندی** پر ان سے سالانہ قیمت بمد پیشگی وصول کریں گے۔ ثانیاً یہ امر بیان کر دینا ضروری ہے کہ تفسیر القرآن کی ترتیب میں اول حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر جہاں تک مل سکتی ہے مقدم کی جاتی ہے اور پھر حضرت حکیم الامۃ کے درس قرآن مجید سے لیے ہوئے نوٹس اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات اور تقریروں سے اقتباس کر کے خاص طرز پر ایڈیٹر الحکم مرتب کرتا ہے اور پھر حضرت حکیم الامۃ کو بغرض اصلاح مسودہ جاتا ہے آپکی اصلاح کے بعد دوسرے پارہ سے یہ التزام کیا ہے کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو وہ مسودہ بغرض نظر ثانی دیا جاتا ہے آپ کی نظر ثانی کے بعد کاتب کو لکھنے کو دیا جاتا ہے۔

خریداران الحکم میں سے جو احباب ابتک تفسیر القرآن کے خریدار نہیں ہوئے یا جنکو بوجہ الحکم کے جدید خریدار ہونے کے یہ علم نہیں ہے وہ بھی اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔

اب ہم اتنا اور لکھکر اس خط کو ختم کرتے ہیں اور عملی جواب کے منتظر رہتے ہیں کہ حسب معمول و دستور سابق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کا پرچہ

خریداران الحکم کے نام ۱۹۰۳ء کی پیشگی قیمتوں کے لیے وی پی کیا جاوے گا

قوم کے عملی جواب کا خواستگار ایڈیٹر الحکم و مرتب تفسیر القرآن

نوٹ جو لوگ ۱۰ دسمبر کا اخبار وی پی لینے کو طیار نہوں وہ ۳۰ نومبر تک اطلاع دیں۔ منہ

احمدی قوم کے ہر فرد کے نام عموماً اور سرپرستانِ الحکم کے نام خصوصاً

ایڈیٹر الحکم کا کھلا خط

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! میں اس عریضہ کے ذریعہ اپنی قوم کے ہر فرد کی عموماً اور سرپرستان الحکم کی خصوصاً توجہ ایک ضروری اور اہم ضروری امر کیطرف مبذول کرانیکی سعی کرنا چاہتا ہوں اور سماعت کا اندازہ کرنیکا خواہشمند ہوں کہ وہ قوم (جسمیں شکر گذاری کی سچی روح نفخ ہوچکی ہے اور جو اس پاک ارشاد کو خوب سمجھتی ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ) اپنے ایک قومی خدمتگذار کی صدا کو کس شرح صدر اور فراخدلی سے سنتی اور اس کی حوصلہ افزائی کے لیے طیار ہوتی ہے۔

(۲) میں اس امر کا دعوی کرنا نہیں چاہتا کہ مینے الحکم کے ذریعہ اپنی قوم کی کوئی خدمت کی ہے اور حقیقت میں یہ خدا تعالی کا محض مجھ ہیچمیرز پر فضل ہے کہ اس نے خدمت کا فخر مجکو دیا اور میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ میں کیا خدمت کرسکتا تھا مگر مینے ملک کے مختلف حصوں اور اپنی قوم کے ہر طبقہ کے افراد کے منہ سے یہ آوازسنی اور پڑھی ہے کہ الحکم نے احمدی قوم کی بہت بڑی خدمت کی ہے اور بہت سے خطوط شکر گذاری کے مجھ پہونچے ہیں جنکو پڑھ کر بہت ہی شرمندہ ہوتا ہوں کہ میری ناکارہ خدمت پر بھی قوم میری خدمات کی سپاس گذار ہوتی ہے بجائیکہ مجھ قوم کا شکر گذار ہونا چاہیے جسکی امداد سے میں اسخدمت کو بہت ہی چھوٹے پیمانہ پر سرانجام دیتا رہا ہوں۔ اور جو میرے نزدیک کچھ بھی نہیں۔

(۳) جو لوگ شروع سے الحکم کے پڑھنے والے ہیں وہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ الحکم نے کن کن مصائب اور مشکلات کے اندر سے گذر کر اسقدر ترقی کی ہے کہ اب ہماری قوم کو ایک مستقل آرگن کی صورت میں نظر آتی ہے۔ میں اسوقت نہیں چاہتا کہ الحکم کے فوائد کی تفسیر کرنے لگوں۔ بلکہ میرا منصب اسوقت کچھ اور ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان متعدد خطوط نے جو وقتاً فوقتاً الحکم کی قومی خدمات کے اعتراف میں آئے ہیں یا ان تقریروں نے جو مینے بالمشافہ اپنے بزرگان قوم سے الحکم کے مفاد کے متعلق سنی ہیں مجھے اس امر پر حریص کر دیا ہے کہ اگر **الحکم واقعی قوم کے لیے کوئی مفید چیز ہے؟** (اس کا فیصلہ خود قوم کریگی اور اس فیصلہ کو میں اس عملی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں جو ذیل میں پیش کروں گا) تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے مفاد کا میدان وسیع نہ کیا جاوے؟ اور وہ کیا صورتیں ہیں جنسے اسکی تبلیغ اور اشاعت کا دائرہ وسیع ہوسکے؟ اکثر احباب نے کمی قیمت کیطرف توجہ دلائی ہے میں اعتراف کرتا ہوں کہ کمی قیمت کثرت فروخت کا ایک ذریعہ ہے مگر لازمی اصول نہیں ہے کہ ارزاں چیز زیادہ فروخت ہو بلکہ ارزاں **بعلت گراں بحکمت** کا مشہور مقولہ اور مسلم اس کے خلاف ہے۔ تاہم میں اس سوال کو ہمیشہ وقعت کی نظر سے دیکھتا رہا ہوں اور مینے اس کے حل کی بھی اپنی ہمت اور استعداد کے موافق کوشش کی ہے جیسا کہ ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ہر عـ۵ سالانہ قیمت دینے والے خریدار ہے اور عـ۱ سالانہ پر دو پرچے کم بضاعت احباب کے نام جاری کرانے کا مجاز ہے اور عـ سالانہ دینے والا ہے ۱۱ پر ایک پرچہ جاری کرانے کا حق رکھتا ہے اور اسپر عمل در آمد بھی ہوا ہے۔

مگر میں ساتھ ہی یہ بھی کہوں گا کہ کمی قیمت کا سوال ایک حد تک بےموقع اور قبل از وقت ہے۔ ۱۲ صفحہ خاص ریڈنگ میٹر کا اخبار جو ایسے عمدہ کاغذ پر ایسے اہتمام کے ساتھ طبع ہوتا ہو اور پھر ایک گاؤں میں جہاں ہر ایک چیز شہروں کے مقابلہ میں نسبتاً گراں ہے عـ سالانہ پر نہیں دیا جاتا علاوہ بریں **قومی اخباروں میں** یہ سوال بالکل بے معنے ہوتا ہے کیونکہ اسکی طرف توجہ کرنیوالی ایک محدود اور مخصوص جماعت ہے اور اس کے ہی فائدہ اور نفع کے لیے وہ جاری ہوتا ہے۔ اس کا موضوع اپنی قوم ہوتا ہے اسلیے قوم کو اسکی بہتری اور بہبودی کے لیے ہر طرح مدد دینے کو آمادہ ہونا چاہیے نہ یہ کہ وہ سیاہی مصالحہ کے اخراجات کی فردیں بتا کر مالک کے نفع سالانہ کے نقشہ بناتی پھرے۔ جب قومی اخباروں کی یہ حالت ہے تو ایسے اخبار جو نہیں مذہبی اخبار اور بھی محدود الاشاعت ہوتے ہیں خصوصاً ان ایام میں جب مذہب کی طرف سے توجہ اور دلچسپی ہی نہیں رہی۔

بہرحال میں الحکم کے مقاصد اور اغراض کی اشاعت وسیع پیمانہ پر چاہتا ہوں اور خدا چاہے تو اسکے فضل سے بعید نہیں کہ بہت جلد وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو۔ مگر جیسا کہ الحکم کا ماٹو ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔

یہ سوال قوم کے حل کرنے کا ہے قوم اگر الحکم کے مقاصد کی اشاعت وسیع پیمانہ پر چاہتی ہے تو یہ اسکا فرض ہے کہ اسکی اشاعت میں کوشش کرے وہ ... نیشن سے مقررہ قیمت کو وقت پر ادا کرے۔ اسکی اشاعت میں ایک فرض سمجھکر سعی کرے۔ ہم سنہ ۱۹۰۲ء کے آخر تک اپنی قوم سے جسکی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے صرف ایک ہزار جدید خریدار چاہتے ہیں یہ ایکہزار خریدار پانچروپیہ سالانہ دینے والے ہوں تو پھر ہم اسی قدیم خریداروں کو عـ پر ۱۲ صفحہ کا اخبار دینگے۔ یا ۲۰ صفحہ کا اخبار ہفتہ میں دو بار کرکے پہونچائیں گے۔

یہ ایک ہزار جدید خریدار حق رکھیں گے۔ کہ وہ عـ سالانہ پر ایک خریدار کے نام اخبار جاری کرادیں۔ ان جدید خریداروں کے بہم پہونچانے کے لیے ہم نے اپنی جماعت سے سرگرم اور اہل اثر لوگوں میں سے سو آدمی منتخب کیے ہیں۔ اور ہم ان حقوق کی بناء پر جو الحکم کے ذریعہ پر ہوسکتے ہیں ان کو متوجہ کریں گے کہ انمیں کا ہر واحد ہمیں خصوصاً دس دس خریدار دے۔

غرض خلاصہ مطلب یہ ہے کہ الحکم کی خدمات کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنے اور اسکو عام طور پر نافع الناس بنانے کے لیے اسکی توسیع اشاعت کی ضرورت ہے اور ہم اس خط کی اشاعت کے بعد امید کرتے ہیں کہ بہت جلد ہم توسیع اشاعت الحکم کا کالم جاری کرنے کے قابل
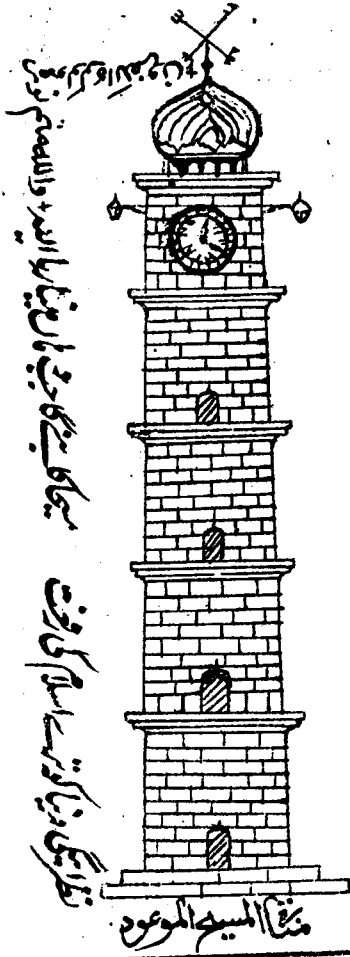
نمبر ۴۳ | ۲۹ شعبان ۱۳۲۰ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ | جلد ۶

کلمات طیبات

حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پس جب خداتعالیٰ کی طرف سے یہ بات تھی تو میرا نور قلب کب اس کے خلاف کرنیکی رائے دے سکتا تھا اسلیے مینے چاہا کہ یہ ہونا چاہیے تاکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو۔ ممکن تھا کہ ایسے واقعات پیش نہ آتے۔ لیکن جب ایسے امور پیش آگئے کہ جنہیں مصروفیت از بس ضروری تھی اور توجہ ٹھیک طور پر چاہیے تھی تو اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ اور وہ پوری ہوئی اسیطرح پر جیسے خداتعالیٰ نے ارادہ فرمایا تھا۔ والحمد للہ علی ذالک

میرا ان نمازوں کو جمع کرنا جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں اللہ تعالیٰ کے اشارہ اور ایما اور القاء سے تھا۔ حالانکہ مخالف تو خواہ نخواہ بھی جمع کر لیتے ہیں

مسجد میں بھی نہیں جاتے گھروں ہی میں جمع کر لیتے ہیں مولوی محمد حسین ہی کو قسم دیکر پوچھا جاوے کہ کیا اسنے کبھی کسی حاکم کے پاس جاتے وقت نماز جمع کی ہے یا نہیں؟ پھر خداتعالیٰ کے ایک عظیم الشان نشان پر کیوں اعتراض کیا جاوے اگر تقویٰ اور خداترسی ہو تو اعتراض کرنے سے پہلے انسان اپنے گھر میں سوچ لے کہ کیا کہتا ہوں اور اسکا اثر اور نتیجہ کیا ہوگا اور کس پر پڑے گا۔

مینے اس اجتہاد میں یہ بھی سوچا کہ ممکن تھا ہم دس دن ہی میں کام کو ختم کر دیتے جو اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا موجب اور باعث ہوا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی پسند کیا کہ جب یہ لوگ اپنے نفس کی خاطر دو دو مہینے نکال لیتے ہیں تو پیشگوئی کی تکمیل کیلئے الٰہی تجارت جاری ہو جسکی نظیر نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اگرچہ وہ مصالح ابھی تک نہیں کھلے مگر اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور مجھے امید ہے کہ ضرور کھلیں گے۔

دیکھو ضعف دماغ کی بیماری بدستور لاحق ہے اور بعض وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ موت قریب ہو جاتی ہے تم میں سے اکثر نے میری ایسی حالت کو معائنہ کیا ہے اور پھر پیشاب کی بیماری عرصہ سے گویا دو زرد چادریں مجھے یہ پہنائی گئی ہیں ایک اوپر کے حصہ بدن میں اور ایک نیچے کے حصہ بدن میں۔ ان بیماریوں کی وجہ سے وقت صافی بہت کم ملتا ہے مگر ان ایام میں خداتعالیٰ نے خاص فضل فرمایا کہ صحت بھی اچھی رہی اور کام ہوتا رہا مجھے تو افسوس اور تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ مجوزین الصلوٰتین پر روتے ہیں حالانکہ مسیح کی قسمت میں بہت سے اجتماع رکھے ہیں۔

کسوف وخسوف کا اجتماع ہوا یہ بھی میرا ہی نشان تھا اور **واذا النفوس زوجت** بھی میرے ہی لیے ہے۔ اور **اٰخرین منہم لما یلحقوا بہم** بھی ایک جمع ہی ہے کیونکہ اول اور آخر کو ملا یا گیا ہے اور یہ عظیم الشان جمع ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض کی زندگی پر دلیل اور گواہ ہے اور پھر یہ بھی جمع ہے کہ خداتعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان کاغذ کی

کثرت ڈاک خانوں تار اور ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعے کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اور بھی بڑھا رہے ہیں کیونکہ اسباب تبلیغ جمع ہو رہے ہیں اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے اخباروں اور رسالوں کا اجرا غرض اسقدر سامان تبلیغ کے جمع ہوئے ہیں کہ اسکی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ہمکو نہیں ملتی بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اغراض میں سے ایک تکمیل دین بھی تھی جس کے لیے فرمایا گیا تھا **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی**۔ اب اس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں ایک تکمیل **ہدایت** دوسری **تکمیل اشاعت ہدایت** تکمیل ہدایت کا زمانہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا پہلا زمانہ تھا اور تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ آپ کا دوسرا زمانہ ہے جبکہ **واخرین منھم لما یلحقوا بھم** کا وقت آنیوالا ہے اور وہ وقت اب ہے یعنی میرا زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ [illegible] اللہ تعالے نے تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت کے زمانوں کو بھی اس طرح ملا یا ہے۔ اور یہ بھی عظیم الشان جمع ہے اور پھر یہ بھی وعدہ ہے کہ سارے ادیان [illegible] جمع کیا جاوے گا اور ایک دین کو غالب کیا جاوے گا یعنی مسیح موعود کے وقت کی ایک جمع ہے کیونکہ **لیظھرہ علی الدین کلہ** مفسرین نے مان لیا ہے کہ مسیح موعود ہی کے وقت میں یہ ہو گا۔

پھر یہ بھی کہ وہ امن کا زمانہ ہو گا کہ بھیڑیا اور بھیڑ ایک گھاٹ پر پانی پئیں گے۔ جیسا کہ اس وقت نظر آتا ہے۔ ہمارے مخالفوں نے ہمارے قتل کے کسقدر منصوبے کیے مگر وہ کیوں کامیاب نہ ہو سکے اسی گورنمنٹ کے حسن انتظام اور امن کیوجہ سے پھر خدا نے یہ بھی ارادہ فرمایا ہوا تھا کہ اس زمانہ میں حقایق و معارف جمع کر دے۔

میں دیکھتا ہوں کہ جیسے ظہر و عصر جمع ہوئے ہیں ...... کہ ظہر آسمان کے جلالی رنگ کا ظل ہے اور عصر جمالی رنگ کا اور خدا تعالے دونوں کا اجتماع چاہتا ہے۔ اور چونکہ میرا نام اُسنے آدم بھی رکھا ہے اور آدم کے لیے یہ بھی فرمایا ہے کہ اسکو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا یعنی جلالی اور جمالی رنگ دونوں اس میں رکھے اس لیے اسجگہ بھی جلال اور جمال کا اجتماع کر کے دکھایا۔

جلالی رنگ میں طاعون وغیرہ اللہ تعالے کی گرفتیں ہیں اور انہیں سب دیکھتے ہیں اور جمالی رنگ میں اسکے انعامات اور مبشرات وغیرہ ہیں۔ اور پھر میری داستان میں اللہ تعالے نے میرے ساتھ ایک اور جمع کی بھی خبر رکھی ہے جس کی خدا نے مجھے اطلاع دی اور وہ یہ ہے کہ میری پیدائش میں میرے ساتھ ایک لڑکی بھی اس نے رکھی ہے اور پھر قومیت اور نسب میں بھی ایک جمع رکھی اور وہ یہ کہ ہماری ایک دادی **سیدا** کہتیں اور دادا اصحاب اہل فارس تھے اب بھی خدا نے اس قسم کی جمع ہمارے گھر میں رکھی کہ ایک صحیح النسب سیدہ میرے نکاح میں آئی۔ اسیطرح جیسے خدا نے ایک عرصہ پہلے بشارت دی تھی۔

اب غور تو کرو کہ خدا نے کسقدر اجتماع یہاں رکھے ہوئے ہیں ان تمام جمعوں کو خدا نے مصلحت عظیمہ کے لیے جمع کیا ہے۔

ہماری جماعت کے لیے تو یہ امر **دور از ادب** ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں پیش کریں یا ان کے دہم میں بھی ایسی باتیں آ ملیں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو [illegible] کرتا ہوں وہ خدا تعالے کی تفہیم اور اشارہ سے کرتا ہوں پھر کیوں اسکو مقدم نہیں کرتے اور پیشگوئی سمجھکر اس کی عزت [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی سمجھکر ایک صحابی کو سونے کے کڑے پہنا دیے۔ اب تم بتاؤ کہ اور کیا چاہتی ہو خدا نے اسقدر نشان تمہارے لیے جمع کر دیے ہیں۔ اگر خدا تعالے پر ایمان ہو تو کوئی وہم اور خیال اس قسم کا پیدا نہیں ہو سکتا جس سے اعتراض کا رنگ پایا جاوے اور اگر اسقدر نشان دیکھتے ہوئے بھی کوئی اعتراض کرتا اور علیحدہ ہوتا ہو تو وہ بیشک نکل جاوے اور علیحدہ ہو جاوے اسکی خدا کو کیا پرواہ ہے وہ کہیں جگہ نہیں پا سکتا۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے **حکم عدل** ٹھیرایا ہے اور تم نے مان لیا ہے پھر نشانہ اعتراض بنانا ضعف ایمان کا نشان ہے **حکم** مانکر تمام زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔ اگر مخالفوں کا خیال ہو تو انھوں نے اس سے پہلے کیا کچھ نہیں کہا دجال۔ بے ایمان۔ کافر۔ اکفر تک ٹھیرایا اور کوئی گالی باقی نہ رہی جو انھوں نے نہیں دی اور کوئی منصوبہ شرارت اور تکلیف دہی کا نہیں رہا۔ جو انھوں نے نہیں سوچا پھر اور کیا باقی رہ گیا۔ جو غیروں کی پرواہ کرتا اور اللہ تعالے کو چھوڑتا ہے اللہ تعالی اسکی پرواہ نہیں کرتا۔ جب تک خدا تعالے کے مقرر کردہ **حکم** کی بات کے سامنے اپنی زبانوں کو بند نہ کرو گے وہ ایمان پیدا نہیں ہو سکتا جو خدا چاہتا ہے اور جس غرض کے لیے اسنے مجھے بھیجا ہے + میں سچ کہتا ہوں کہ میرا یہ عمل اپنی تجویز اور خیال سے نہیں بلکہ

اللہ تعالی کی تفہیم سے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے لیے ہے۔

میں کسی اور حکم کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ جو چاہتا ہے اسکو قبول کرے اور جسکا دل نفرت کرتا ہے وہ الگ ہو جاوے۔ میں ایسے لوگوں کو یہ صلاح دیتا ہوں کہ وہ کثرت سے استغفار کریں۔ اور خدا سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ خدا انکی جگہ اور قوم لاوے۔

ایک بار مجھے الہام ہوا تھا کہ کوئی شخص میری طرف اشارہ کرکے کہتا ہے **ھذا الرجل یجر الدین** یہ شخص دین کی جڑ اکھاڑتا ہے۔ میں خوش ہوا کیونکہ آثار میں ایسا ہی لکھا ہے کہ مسیح اور مہدی کی نسبت ایسے فتوے دیے جائیں گے۔ **حجج الکرامہ** میں ایسا لکھا ہے اور ابن عربی نے لکھا ہے کہ جب مسیح نازل ہو گا تو ایک شخص کھڑا ہو کر کہے گا **ان ھذا الرجل غیر دیننا**۔

اور مجدد صاحب [illegible] کے مکتوبات میں صاف لکھا ہے کہ مسیح جو کچھ بیان کرے گا وہ اسرار غامضہ ہوں گے اور لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں گے حالانکہ وہ قرآن سے استنباط کرے گا پھر بھی لوگ اُسکی مخالفت کریں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ جیسے مسیح موعود کے ساتھ **جمع** کا ایک نشان ہے عوام کے خیال کے موافق ایک **تغیر** بھی اس کے ساتھ ضروری ہے۔ کیونکہ وہ بحیثیت **حکم** ہونیکے

غرض اگر آپ یہ چاہیں کہ ان لوگوں کی تجویز سنی جائیں تو یہ مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے کہ سب پورے برگشتہ نہ ہو جائیں پس اب یک در گیر محکم گیر پر عمل کرو۔ باقی آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ

✻

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریریں

نبوۃ و معجزات مسیح قرآن کا احسان

مسیح کی نبوۃ اور معجزات ثابت نہیں ہیں کیونکہ غایت معجزات جو انجیل میں ذکر کیے ہیں یہ ہیں کہ اندھوں کا اچھا کرنا لنگڑوں کو چنگا کرنا لیکن اسی انجیل میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ایک حوض تھا اسمیں یہ خاصیت تھی کہ غسل کرنا اسمیں ایسی مرض سے شفا بخشتا تھا۔ پس قریب قیاس ہے کہ اس کے استعمال سے مسیح ایسے کام کرتا ہو۔ اور قطع نظر اس سے بالکل ثبوت نہیں ہے اور ملاحظہ انجیل سے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ معجزے کسنے دیکھے اور انکا کیا نام تھا اور سوائے شہادۃ قوم کے ہم اعتبار نہیں کر سکتے۔

اب جاننا چاہیے کہ قرآن مجید کا مسیح پر بڑا احسان ہے جو اسکو صاحب معجزات کہا۔

مسیح کی پیشگوئیاں

کوئی پیشگوئی تو وہ بھی ہوئی نہیں بلکہ قیافہ اور قرائن معلوم ہوتا ہے جیسے انجیل میں لکھا ہے کہ تم نے آسمان دیکھا [illegible] کہ یہ کیا پیشگوئی [illegible] پیشگوئی کہ لڑائی ہوگی اب [illegible] کوئی نئی بات ہے۔

نفی و اثبات

طالب را باید کہ اہتمام در نفی آلہہ باطلہ آفاقی و انفسی نماید در جنب اثبات معبود حقیقی ہرچہ در حوصلہ وہم او در آید نیز در تحت نفی مدخل سازد۔

انجیل کی صحت

و صحت کتابہا کہ ہزار ہا بار بعلت ترجمہ از قالبی بقالبی منتقل شدند ہم آشیانہ نقاست زیرا آنکہ درایں صد ہا سال باوصف چنیں تصرفات بیجا بقاء کتب برحالت اصلی خود از محالات عادیہ ست من بعد بریں تقاویم پارینہ نازہا دا کردن از کمال دانشمندی ایں فرقہ ست۔ عقل باید کرد کہ ایں معاملہ چہ قدر دور از عقل و نزدیک بجدل ست۔

و چونکہ ہنوز صحت انجیل برپال کبوتر ست نوشتہ آنرا چہ نسبتم محل اعتماد۔ شعر

ببیں دانش شاں کہ ایں خوش بنا
لیں از دست چنیں کبر و نازو ادا

اقتراحی معجزات کیوں نہیں دیئے جاتے

در بعض اوقات از بعض قسم معجزہ کہ از انبیاء بر وقت سوال کفار ظاہر نشدہ ست حکمت عدم ظہورش ہمیں ست تا یقین شود کہ ایں فعل الہ ست فعل نبی نیست تا بر سحر وغیرہ حمل کردہ شود لیکن اکثر کہ از فعل بخاری کرامات ظاہر کنند و معتقد دعا نباشند نزول آں کرامت از جانب حق ثابت نگردد ایں چنیں کس با ساحراں شدہ مشابہت [illegible] بعض اوقات معجزہ نبی تا بمطلب [illegible] ذات خود [illegible] مسیح معجزہ [illegible] ایں قسم از سحر [illegible] فعل مخلوق [illegible] نیست بلکہ صرف از خدا ست۔

مسیح موعود کے دعائیہ اشعار

ذیل میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعائیہ اشعار کا انتخاب درج کرتے ہیں جس سے غور کرنے والی طبیعت آپ کے اخلاق اور سیرۃ پر ایک عمدہ نظر کر سکتی ہیں اور معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے دعاوی میں کیسے علیٰ وجہ البصیرۃ بولتے ہیں۔ ایڈیٹر

سخت شورے اوفتاد اندر زمیں
رحم کن بر خلق اے جاں آفریں
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھکو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ

حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
اک نشاں دکھلا کہ ہو حجت تمام

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے۔ (آئینہ)

اے خداوند من گناہم بخش — سوئے درگاہ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم — پاک کن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کن — بنگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی — وانچہ میخواہم از تو نیز توئی

اے خدا اے چشمۂ نور ہا — از کرمہا چشم ایں امت کشا
یک نظر کن سوئے ایں از تہاں — تا رہی اے طالب اندوہ و ملال

اے خداوند ارض و سما بر من در رحمت کشا
دانی تو آں درد مرا کز دیگراں پنہاں کنم
از بس لطیفے دلبرا در ہر رگ و تارم درآ
تا چوں بخود بینم ترا دل خوشتر از بستاں کنم
در سرکشی اے پاک خو جاں بر کنم از ہجر تو
زانساں ہمی گریم کزو یک عالمی گریاں کنم
خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رونما
خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آں داماں کنم

یا رب مرا بہر قدم استوار دار
واں روز خود مباد کہ عہد تو بشکنم

اے خدا اے مالک ارض و سما
اے پناہ حزب خود در ہر بلا۔
اے رحیم و دستگیر و رہنما
ایکہ در دست تو فصل ست و قضا۔
سخت شورے اوفتاد اندر زمیں
رحم کن بر خلق اے جاں آفریں
امر فیصل از جناب خود نما
تا شود قطع نزاع و فتنہ ہا

اے خداوند رہنمائے جہاں — صادقاں را ز کاذباں بنماں
آتش افتاد در جہاں زفساد — الغیاث اے مغیث عالمیاں

اے خدا اے چارہ آزار ما
کن شفاعت ہائے او در کار ما
اے خدا بر وے سلام ما رساں
ہم بر اخوانش ز ہر پیغمبرے

✻ یہ تحریریں قریب چالیس سال کے عرصہ کے ہیں۔ منہ

اے خداوندم بخیل انبیا — کش فرستادی بفضل اولیں
معرفتہم دہ چو بخشیدی علم — کرمیدہ زآں سان کہ دادی سابقین
اے خداوندم بنام مصطفیٰ — کش شدی در ہر مقام ناصر
دست گیر از رہ لطف و کرم — در ہمہ کار یار و یاور
تکیہ بر زور تو دارم گرچہ من — ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمتر

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دل تاریک را
آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

یا الٰہی بازکے آید زتو وقت مدد
بازکے بینیم آں فرخندہ ایام و سنین
ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدای ملت قلت انصار دیں
اے خدا زود آ و بر ما آب نصرت ما ببار
یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں
اے خدا نور ہدی از مشرق رحمت برار
گمرہاں را چشم کن روشن از آیات مبیں
چوں مرا بخشیدۂ صدق اندریں سوز و گداز
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی دریں

ہر شب ہزار غم بمن آید ز درد قوم
یا رب نجات بخش ازیں روز پر شرم
یا رب آب چشم من ایں کس نشاں لیشد
کا مرغ تر شدست ازیں درد لیستم
دریاب چونکہ آب ز بہر تو ریختیم
دریاب چونکہ جز تو نماندست دیگرم
یا رب بزار بیم نظرے کن بلطف و فضل
جز دست رحمت تو دگر کیست یاورم
جانم فدا شود برہ دین مصطفیٰ
اینست کام دل اگر آید میسرم

اے خدا اے چارہ ساز ہر دل اندوہ گیں
اے پناہ عاجزاں آمرزگار مذنبیں
از کرم آں بندہ خود را بخشش ما نواز
ویں جدا افتادگاں را از ترحم ہا ببیں

کہ بجا صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائی او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

سورۂ جمعہ پر حکیم الامت کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ فیصلہ بالکل آسان اور صاف تھا اگر ذرا تدبر اور غور سے کام لیا جاتا مگر رونا تو یہی آتا ہے کہ عقل سے کوئی کام نہیں لیا جاتا خدا تعالےٰ کی مخلوق میں غور نہیں کیا جاتا۔

یہ کیسی صاف بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور انسانی مخلوق کبھی برابر نہیں ہو سکتی۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کچھ انسان بناتا ہے خدا وہ کبھی نہیں بناتا اور جو اللہ تعالیٰ بناتا ہے انسان وہ ہرگز نہیں بنا سکتا۔ مثلاً ایک تنکا ہی لو۔ ساری دنیا کے صناع اور فلاسفر مل جاویں اور کوشش کریں ساری عمر جدوجہد کریں کبھی ممکن ہی نہیں کہ ایک تنکا بنا سکیں گھاس کا تنکا یا دانہ کا ذرہ نہیں بنتا پھر خیال کر لینا اور مان لینا کہ مسیح بھی خدا تعالیٰ جیسی مخلوق بنا سکتا تھا کیسی بیہودگی ہے؟ دیکھو خدا تعالےٰ کی مخلوق سے مانند انسان نہیں بنا سکتا۔

انسان اپنی صنعت سے روٹی بناتا ہے خدا تعالےٰ کی غیرت کبھی پسند نہیں کر سکتی کہ وہ درختوں سے روٹیاں نکالے۔ کپڑے خدا تعالےٰ نے نہیں بنائے ہیں اطرح پھر روئی انسان نہیں بنا سکتا۔

ہر ایسے کیمیا گروں کی حماقت اور فریب کا ایک ثبوت ملتا ہے اور کس طرح واضح طور پر انکی تکذیب ہوتی ہے سونا چاندی اور چاندی سونا نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالےٰ کی یہ صفت ہے لیس کمثلہ شئی۔

کیا کوئی ہاتھی کے بچہ کو چوہا کہہ سکتا ہے؟ اور کیا ہو سکتا ہے کہ مکھی کے انڈے سے گھوڑا نکل آوے؟ ان امور کا سمجھنا آسان نہیں گو یہ بدیہی باتیں ہیں مگر ایک مزکی جب تک موجود نہ ہو وہ انسان کو اس قسم کے شرک سے نجات نہیں دے سکتا۔

ایک وقت آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ کیا وفات مسیح کا مسئلہ بھی کوئی اہم مسئلہ تھا لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی اہمیت کس قدر ہے؟ ایک دنیا کو اس نے تباہ کر دیا ہے اور رب العالمین کے عرش پر ایک عاجز ناتوان انسان کو بٹھایا گیا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے اسما۔ صفات اور افعال کے متعلق سچا علم بخشنا اس شخص کا کام ہوتا ہے جو آیات اللہ کی تلاوت کرے اور اپنی قدسی تاثیر سے تزکیہ کرے اور سچی توحید پر قائم کرے۔ جبتک مزکی نہ ہو یہ سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ اس جہان کا پیدا کرنے والا رب العالمین ایک ہے اور اسکا کوئی بیٹا نہیں جس کے بغیر نجات عالم ہی نہ ہو سکتی ہو جیسا کہ عیسائیوں نے مان رکھا ہے۔ تعجب ہے کہ وہ خلق عالم تو اللہ تعالےٰ کی صفت مانتے ہیں پھر اس مخلوق عالم کو کیا مشکل تھا کہ نجات بھی دیدیتا؟ اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ چونکہ عادل ہے اسلیے مخلوق کے گناہوں کو بہ حیثیت عادل ہونے کے بغیر سزا کے نہ چھوڑ سکتا تھا اور رحیم بھی ہے اس لیے بیٹے کو پھانسی دیا۔ یہ کیا خوب عدل اور رحم ہے کہ گناہ گار تو بچ گئے ایک بیگناہ کو پکڑ لیا اور بیگناہ پر رحم بھی نہ کیا۔

پھر اور بھی ایک تعجب ہے کہ یہودیوں کو نجات نہ ملی حالانکہ پہلے ... نجات کے وہی مستحق تھے جنہوں نے نجات کے فعل کی تکمیل کی کوشش کی یعنی صلیب دلوانے کی۔ انکا فعل تو گویا عیسائیوں کے اعتقاد کے موافق خدا کے ارادہ اور منشا سے توارد رکھتا تھا۔ پھر وہ غضب کے نیچے کیوں رہے؟ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مسلمانوں کو نجات ملی کیا مجوسیوں کو ملی کس کو ملی؟۔

نجات تو پھر بھی محدود ہی رہی کیا فائدہ اس پھانسی سے پہونچا؟ اور پھر شیطان کا سر جب کچلا گیا تو اب کیوں گناہ ہوتا ہے۔ پھر پوچھا گیا ہے کہ گناہ کا بد اثر جسم پر ہوتا ہے یا روح پر؟ اگر روح پر ہوتا ہے تو آدم سے کہا گیا کہ محنت سے روٹی کھائے گا۔ اور عورت درد زہ سے بچہ جنے گی۔

اور اگر جسم پر پڑتا ہے تو عیسائی آتشک اور سوزاک وغیرہ امراض میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں اور کیا عیسائی عورتیں درد زہ

سے بچہ جبتی ہیں یا نہیں اس سے تو معلوم ہوا کہ نجات کے آثار پائے نہیں جاتے + اس کی وجہ یہی ہے کہ مزکی کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی۔ ان خیالی باتوں سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کفارہ کا نتیجہ تو یہ ہوا کہ دنیا میں فسق و فجور اور اباحت پھیل گئی اور خدا کا خوف اٹھ گیا۔ اب جس مزکی کی ضرورت ہے وہ ایسی خاصیت اور قوت کا ہونا چاہیے جو اس فتنہ کو دور کرے

اور اب غور کر کے دیکھلو کہ یہ مزکی اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوا ہے یا نہیں ایک ایک اصل جو اس نے پیش کی ہے اس کے ذریعہ مذاہب باطلہ کو اس نے ہلاک کر دیا ہے۔

ایک عیسائی نے مجھ سے پوچھا کہ اس نے آکر کیا کیا ہے میں نے کہا کہ تمکو لاجواب کر دیا ہے۔ باقی آیندہ

ندوۃ العلما کا نواں اجلاس
اور
سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

نمبر (۵)

ہم نے گذشتہ اشاعت میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کی تقریر پر ریویو کرتے ہوے اس فقرہ کو زیر ریمارک چھوڑا تھا کہ انھوں نے **"قوم کی اصلاح کا علاج یہ بتایا ہے کہ ان خرابیوں کی اصلاح کے لیے ایسے علمار کا موجود ہونا ضروری ہے جو متبحر ہوں اور اپنے علم پر قادر ہوں اور ایمان کا نمونہ ہوں اور ایسے علما موجود نہیں ہو سکتے جبتک باہمی نزاعیں دور نہ ہوں اور یہ کام ندوہ نے کیا ہے۔"**

ہم اور قریباً تمام سُننے والے اور یقیناً تمام سارا انڈیا اس امر کی آرزو مند اور منتظر تھا کہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے جو اپنے اس فقرہ میں یہ عظیم الشان دعوی اس ندوہ کے کام کے متعلق کیا ہے اسکا کوئی ثبوت وہ پیش کرتے۔

بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اصلاح اسی شخص کے ذریعہ ہو سکتی ہے جو اپنے ایمان کا اصل نمونہ ہو لیکن ندوہ کس انسان کو پیش کرتا ہے جو ایمان کامل کا نمونہ اور اخلاق فاضلہ کی سچی مثال ہو سکے اسکو دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیے۔ کہ حقیقی تہذیب اور کامل اصلاح کا نمونہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے اس لیے اسوقت جو شخص اصلاح کا مدعی ہو ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا اسوۂ حسنہ ہو۔ کیونکہ ان صفات حسنہ سے متصف ہوے بغیر کوئی دوسروں کے تزکیہ اور تعلیم کا تکفل نہیں کر سکتا اور اخلاق میں وہ سب شعبے داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں دکھائے گئے اور جو قوم کو قوم بنانے کے لیے ضروری اور بنیادی تھے کیونکہ ہم سچے دل سے اسبات پر ایمان لاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علمی اور عملی رنگ میں خدائے حکیم نے وہی اخلاق اور صفات بخشے تھے جو اس جہان کے انتظام اور اصلاح کے لیے ضروری اور دوسرے جہان کی اہلیت اور طیاری کے لیے مناسب اور موزون تھے۔

جو لوگ قرآن شریف کو خدا تعالے کا سچا کلام مانتے ہیں انکو اس کے ثبوت میں اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ آپ کی شان میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ پس جبتک ایسا اسوہ اور نمونہ ہم میں موجود نہو ممکن نہیں کہ سچی اصلاح ہو سکے لیکن تعجب ہے کہ ندوہ اس ضرورت کو محسوس کرتا ہے اور دعوی کرتا ہے کہ اس کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی مگر کوئی ایسا نام ہمارے سامنے پیش نہیں کرتا جس سے ہم یہ تسلی پا سکیں نری لفاظی سے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

مولوی حبیب الرحمٰن نے اپنے اس فقرہ میں ایک یہ بات بھی کہی ہے کہ ایسے علما کا پیدا کرنا جو اپنے ایمان کا نمونہ اور اپنے علم پر قادر ہوں اور مذہبی نزاعوں کو دور کر سکیں ندوہ کا کام تھا اور وہ اس میں کامیاب ہوا ہے۔

ہم اس فقرہ پر کسیقدر بسط سے بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ان شاء اللہ جہاں تک ممکن ہوگا ہم اسپر لکھیں گے مگر سر دست

ایک تازہ شہادت

لاٹ صاحب کا جواب اس کی تردید کرتا ہے

کا بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے اور کسی معمولی آدمی کی شہادت نہیں بلکہ صوبہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ کے ذمہ دار حکمراں ہز آنر سر جیمز لاٹوش بہادر بالقابہ کی رائے ہے۔

ندوۃ العلما کا ایک ڈیپوٹیشن ہز آونر کی خدمت میں بمقام آگرہ آباد اپنا ایڈریس لیکر گیا تھا اور اس میں اپنے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوے یہ بھی بیان کیا کہ مختلف فرقوں کے جھگڑوں کو دور کیا جاوے۔ اسپر ہز آونر نے اپنے جواب میں جو ریمارک کیا ہے اسکو پڑھکر اسلامی دنیا کو بخوبی معلوم ہو جاوے گا کہ ندوہ کے دعاوی نرے دعاوی ہی ہیں اور ان میں کامیابی کی امید بحالت موجودہ ناممکن محض اور اس کے علاوہ اس ایڈریس میں ایک اور راز بھی کھلا ہے جو ہندوستان کی اسلامی دنیا کے لیے ضرور قابل لحاظ ہوگا اور جسکا ذکر ہم اپنے ریویو میں کریں گے۔ بہر حال ہز آونر سر جیمز لاٹوش نے فرمایا

"آپ صاحبان کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کے مختلف فرقوں اور شاخوں کے باہمی جھگڑوں کو معدوم کرنا چاہیے۔ اور اتحاد کی کوشش کرنی چاہیے۔ کہ جسکا نتیجہ امن اور خوشدلی ہے مگر یہ مقصد کن وسائل سے حاصل ہوگا؟ اس امر کو صاف طور پر بیان نہیں کیا گیا

میں کہہ سکتا ہوں کہ عالم لوگ انہیں ضروری باتوں پر توجہ دلائیں گے جن پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے اور چھوٹی چھوٹی رسمی اور مروج باتوں میں آزادی قائم رکھیں گے۔ کیا آپکو امید ہے کہ مختلف فرقوں کے پیشوا اپنا اختلاف دور کرینگے اور تعلیمی مقصد میں شریک ہو کر آپکو مدد دیں گے؟ میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کو کہانتک کامیابی ہوگی؟ میں تسلیم کرتا ہوں

کو میں کوئی ایسے آثار نہیں پاتا کہ آپ غالباً کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ عیسائیوں میں اس غرض سے جو کارروائی بڑے بڑے پارسا اور عقلمند اشخاص کے ذریعہ سے کی گئی تھی اسکا نتیجہ بیکار نکلا۔

اب لاٹ صاحب کی اس جوابی تقریر کو پڑھ کر مسلمانان ہندوستان ضرور اس نتیجہ پر پہونچیں گے جس پر ہم پہونچے ہیں اور اب یہ انکا فرض ہوگا کہ وہ ندوہ سے اس سوال کا جواب لیں کہ وہ کن وسائل سے اس اختلاف کو مٹائیں گے۔

سر انٹونی میکڈانل لیٹ لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ کے پاس جب ندوہ کا ڈیپوٹیشن (وفد) گیا تھا تو انھوں نے بھی ندوہ کی نسبت اپنی بے اطمینانی کا ذکر کیا تھا۔ مگر افسوس اور تعجب کی جگہ ہے کہ ان کے قائممقام نے اس سے زیادہ بے اطمینانی کی صورت کا اظہار کیا اور بقول پیسہ اخبار پہلے سے بھی حالات کو مشتبہ کرا ئے۔ اور نماز بخشوانے گئے تھے روزے گلے پڑگئے کا معاملہ ہوا اگرچہ ہمیں پیسہ اخبار پر بجائے خود افسوس ہے کہ اس نے آخر الذکر بیہودہ ضرب المثل سے کیوں کام لیا۔ جو ارکان اسلام پر ایک قسم کا حملہ ہے۔

مسلمانان ہند جو اسقدر روپیہ ان ندوہ کے کارکنوں کو دیتے ہیں اسکا نتیجہ تو لاٹ صاحب کی تقریر سے صاف ظاہر ہے۔ اب اس شہادت کے بعد ہم پھر اپنے اصل مقصد کیطرف آتے ہیں اور بطور خود ریمارک کرتے ہیں اور اسی سوال کو پیش کرتے ہیں جو لاٹ صاحب نے کیا ہے کہ مختلف فرقوں کے باہمی نزاعوں کے دور کرنے میں ندوہ نے

کن وسایل سے کام لیا ہے؟

عرب کی ضرب المثل اختلاف اور شقاق کے بعد جو اتحاد اور اتفاق قوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا اسکو مد نظر رکھتے ہوئے پھر اس سوال پر ہمکو آجانا ہوگا۔ کہ فروعی اور جزئی اختلافوں کے مٹانے کے لیے اسوقت بھی اگر کوئی موثر اور کار آمد ذریعہ ہوسکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ اور اسوہ پر کوئی مزکی اور مطہر وجود خدا تعالے سے مدد پاکر وہی اثر اور قوت رکھتا ہو جو قوم کے خطرناک نزاعوں اور جھگڑوں میں در آکر زور سے کہی

اَاِلَی الْجَاھِلِیَّۃِ وَاَنَا فِیْکُمْ

اور اس آواز کو سنتے ہی جوش ٹھنڈے پڑ جائیں اور تلواریں میان میں کر لی جائیں اور مفارقت اور باغضت مصافحہ اور معانقہ سے بدل جاوے۔

عادۃ اللہ نے تو یہی دکھایا ہے کہ ایک وجود مفترض الطاعۃ اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اس آگ پر پانی نہیں پڑا جسنے کبھی ہزاروں خاندانوں کو راکھ کر ڈالا تھا۔ اور اب بھی ہماری قوم کے خرمن میں لگ رہی ہے۔ ندوہ اور اس کے امثال منہ کی پھونکوں اور آستینوں سے اس آگ کو بجھانا چاہتے ہیں مگر خدا کا قانون قدرت کسی کے لیے کیونکر بدل جاوے وہ کیونکر بجھتی جب تک آسمانی پانی اسپر نہ پڑتا جسکی فطرۃ آتش کشی کیلیے بنائی گئی ہے اور جس کے برسنے کے بعد سچی اور صاف آواز آتی ہے۔

وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا اور **فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔**

مولوی حبیب الرحمٰن اور ان کے ہم خیال بتادیں کہ وہ کس طریقہ سے اس اختلاف کو مٹا دینگے۔؟

جبتک وہی نسخہ اور تریاق اس زہر کیلیے استعمال نہ کیا جاوے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت استعمال کیا گیا ممکن نہیں کہ اصلاح ہوسکے

تعجب اور پھر تعجب کی جگہ ہے کہ ندوۃ العلما نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے اور مولوی حبیب الرحمٰن اپنی تقریر میں اعتراف کرتے ہیں جیسا کہ پہلے ہم دکھا چکے ہیں کہ جاہلیۃ نے پھر دوبارہ دنیا میں سر نکالا ہے۔

باقی آیندہ نمبر میں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر مسیح موعود حَکَم ربّانی کا ریویو اور اپنی جماعت کو ایک نصیحت۔

فریقین کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ مباحثہ مندرجہ عنوان کے پیش آنیکی وجہ یہ تھی کہ مولوی عبد اللہ صاحب احادیث نبویہ کو محض ردّی کیطرح خیال کرتے ہیں اور ایسے الفاظ منہ پر لاتے ہیں جنکا ذکر کرنا بھی سوء ادب میں داخل ہے اور مولوی محمد حسین صاحب نے انکے مقابل پر یہ حجت پیش کی تھی کہ اگر احادیث ایسی ہی ردّی اور لغو اور ناقابل اعتبار ہیں تو اس سے اکثر حصے عبادات اور مسائل فقہ کے باطل ہو جائیں گے کیونکہ احکام قرآنی کی تفاصیل کا پتہ حدیث کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے ورنہ صرف اگر قرآن کو ہی کافی سمجھا جائے تو پھر محض قرآن کے رو سے اسپر کیا دلیل ہے کہ فریضہ صبح کی دو رکعت اور مغرب کی تین رکعت اور باقی تین نمازیں چار چار رکعت ہیں یہ اعتراض ایک زبردست پیرایہ میں ہے گو اپنے اندر ایک غلطی رکھتا ہے یہی وجہ تھی کہ اس اعتراض کا مولوی عبد اللہ صاحب نے کوئی شافی جواب نہیں دیا محض فضول باتیں ہیں جو لکھنے کے بھی لائق نہیں ہاں اس اعتراض کا نتیجہ آخر کار یہ ہوا کہ مولوی عبد اللہ صاحب کو ایک نئی نماز بنانی پڑی جس کا جمیع اسلام کے فرقوں میں نام و نشان نہیں پایا جاتا انھوں نے **التحیات** اور درود اور دیگر تمام ادعیہ ماثورہ جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں درمیان سے اڑا دیں اور ان کی جگہ صرف قرآنی آیتیں رکھدیں ایسا ہی اور بہت کچھ نماز میں تبدیلی کی ہے گی۔ لیکن کیا

سچ ہے کہ حدیثیں ایسی ہی ردّی اور لغو ہیں جیسا کہ مولوی عبد اللہ صاحب نے سمجھا ہے معاذ اللہ ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ان ہر دو فریق میں سے ایک فریق نے افراط کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور دوسرے نے تفریط کی فریق اول یعنی مولوی محمد حسین صاحب اگرچہ اس بات میں سچ پر ہیں کہ احادیث نبویہ مرفوعہ متصلہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ انکو ردّی اور لغو سمجھا جاوے لیکن وہ حفظ مراتب کے قاعدہ کو فراموش کر کے احادیث کے مرتبہ کو اس بلند مینار پر چڑھاتے ہیں جس سے قرآن شریف کی ہتک لازم آتی ہے اور اس سے انکار کرنا پڑتا ہے اور کتاب اللہ کی مخالفت اور معارضت کی وہ کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور حدیث کے قصہ کو اُن قصوں پر ترجیح دیتے ہیں جو کتاب اللہ میں بتصریح موجود ہیں اور حدیث کے بیان کو کلام اللہ کے بیان پر ہر ایک حالت میں مقدم سمجھتے ہیں اور یہ صریح غلطی ہے اور جادۂ انصاف سے تجاوز ہے

اللہ جلشانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ یعنی خدا اور اُسکی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے۔ اس جگہ حدیث کے لفظ کی تنکیر جو فائدۂ عموم کا دیتی ہے صاف بتلا رہی ہے کہ جو حدیث قرآن کے معارض اور مخالف پڑے اور کوئی راہ تطبیق کی پیدا نہ ہو اسکو رد کر دو اور اس حدیث میں ایک پیشگوئی بھی ہے جو بطور اشارۃ النص اس آیت سے مترشح ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالے آیت ممدوحہ میں اس بات کیطرف اشارہ فرماتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی اس اُمت پر آنیوالا ہے کہ جب بعض افراد اس امت کے قرآن شریف کو چھوڑ کر ایسی حدیثوں پر بھی عمل کرینگے جن کے بیان کردہ قصّے قرآن شریف کے بیانات سے مخالف اور معارض ہوں گے غرض یہ فرقہ اہلحدیث اس بات میں افراط کی راہ پر قدم مار رہا ہے کہ قرآنی شہادت پر حدیث کے بیان کو مقدم سمجھتے ہیں اور اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کام لیتے تو ایسی حدیثوں کی تطبیق قرآن شریف سے کر سکتے تھے مگر وہ اس بات پر راضی ہوگئے کہ خدا کے قطعی اور یقینی کلام کو بطور متروک اور مہجور کے قرار دیدیں اور اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ ایسی حدیثوں کو جن کے قصّے کتاب اللہ سے مخالف ہیں یا تو چھوڑ دیں اور یا اُن کی کتاب اللہ سے تطبیق کریں پس یہ وہ افراط کی راہ ہے جو مولوی محمد حسین نے اختیار کر رکھی ہے۔

اور ان کے مخالف مولوی عبد اللہ صاحب نے تفریط کی راہ پر قدم مارا ہے جو سرے سے احادیث سے انکار کر دیا ہے اور احادیث سے انکار ایک طور سے قرآن شریف کا بھی انکار ہے کیونکہ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ پس جب کہ خدا تعالے کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے وابستہ ہے اور آں جناب کے عملی نمونوں کے دریافت کے لیے جنپر اتباع موقوف ہے حدیث بھی ایک ذریعہ ہے پس جو شخص حدیث کو چھوڑتا ہے وہ طریق اتباع کو بھی چھوڑتا ہے اور مولوی عبد اللہ صاحب کا یہ قول کہ تمام حدیثیں محض شکوک اور ظنون کا ذخیرہ ہے یہ قلت تدبر کی وجہ سے خیال پیدا ہوا ہے اور اس خیال کی اصل جڑ محدثین کی ایک غلط اور ناکمل تقسیم ہے جسنے بہت سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے کیونکہ وہ تقسیم کرتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں ایک تو کتاب اللہ ہے اور دوسری حدیث اور حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے گویا احادیث ایک قاضی یا جج کیطرح کرسی پر بیٹھی ہیں اور قرآن ان کے سامنے ایک مستغیث کیطرح کھڑا ہے اور حدیث کے حکم کے تابع ہے ایسی تقریر سے بے شک ہر ایک کو دھوکا لگے گا کیونکہ حدیثیں سو ڈیڑھ سو برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جمع کی گئی ہیں اور انسانی ہاتھوں کے مس سے وہ خالی نہیں ہیں اور با ایں ہمہ وہ احاد کا ذخیرہ اور ظنی ہیں اور ماسوائے قسم متواترات شاذ و نادر جو حکم معدوم کا رکھتی ہیں اور پھر وہی قرآن شریف پر قاضی بھی ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ تمام دین اسلام ظنیات کا ایک ذخیرہ ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ظن کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص محض ظن کو پنجہ مارتا ہے وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گرا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنی ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں پس قرآن شریف تو یوں ہاتھ سے گیا کہ وہ بغیر قاضی صاحب کے فتووں کے واجب العمل نہیں اور متروک اور مہجور ہے اور قاضی صاحب یعنی احادیث صرف ظن کے میلے کچیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں جنسے احتمال کذب کسی طرح مرتفع نہیں کیونکہ ظن کی تعریف یہی ہے کہ وہ دروغ کے احتمال سے خالی نہیں ہوتا پس اس صورت میں نہ تو قرآن ہمارے ہاتھ میں رہا اور نہ حدیث اس لائق کہ اس پر بھروسہ ہو سکے گویا دونوں ہاتھ سے گئے یہ غلطی ہے جس نے اکثر لوگوں کو ہلاک کیا۔ *

* نوٹ میں اس اشتہار کو ختم کر چکا تھا شاید دو تین سطریں باقی تھیں کہ خواب نے میرے پر زور کیا یہاں تک کہ میں مجبوری کاغذ کو ہاتھ سے رکھکر سو گیا خواب میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی نظر کے سامنے آ گئے میں نے ان دونوں کو مخاطب کر کے یہ کہا خسف القمر و الشمس فی رمضان۔ فبای الاء ربکما تکذبٰن۔ یعنی چاند اور سورج کو تو رمضان میں گرہن لگ چکا پس تم اے دونوں صاحبو کیوں خدا کی نعمت کی تکذیب کر رہے ہو پھر میں خواب میں اخویم مولوی عبد الکریم صاحب کو کہتا ہوں کہ آلاء سے مراد میں ہی ہوں۔ اور پھر میں نے ایک دالان کیطرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ اسمیں چراغ روشن ہے گویا رات کا وقت ہے اور اسی الہام مندرجہ بالا کو چند آدمی چراغ کے سامنے قرآن شریف کھولکر اس سے یہ دونوں فقرے نقل کر رہے ہیں گویا اسی ترتیب سے قرآن میں وہ موجود ہے اور انہیں سے ایک شخص کو میں نے شناخت کیا کہ میاں نبی بخش صاحب

اور صراط مستقیم جسکو ظاہر کرنے کے لیے ہم نے اس مضمون کو لکھا ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونیکے لیے تین چیزیں ہیں (۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھکر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں وہ خدا کا کلام ہے وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے (۲) دوسری سُنّت اور اس جگہ ہم اہل حدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں یعنی ہم حدیث اور سنت کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنت الگ چیز۔ سنت سے مراد ہماری صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتدا سے قرآن کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب انبیا علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لیے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں (۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کیے گئے ہیں پس سنت اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سنت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے اور جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کی اشاعت کے لیے مامور تھے ایسا ہی سنت کی اقامت کے لیے بھی مامور تھے پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سُنّت معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے

یہ دونوں خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے بجا لائے اور دونوں کو اپنا فرض سمجھا مثلاً جب نماز کے لیے حکم ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے اس قول کو اپنے فعل سے کھولکر دکھلا دیا اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کے لیے یہ رکعات ہیں ایسا ہی حج کر کے دکھلایا اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزارہا صحابہ کو اس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا پس عملی نمونہ جو اب تک امت میں تعامل کے رنگ میں مشہود و محسوس ہے اسی کا نام سنت ہے لیکن حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روبرو نہیں لکھوایا اور نہ اس کے جمع کرنے کے لیے کوئی اہتمام کیا۔ کچھ حدیثیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کی تھیں لیکن پھر تقویٰ کے خیال سے انھوں نے وہ سب حدیثیں جلا دیں کہ میرا سماع بلاواسطہ نہیں ہے خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے پھر جب وہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گذر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس طرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو بھی جمع کر لینا چاہیے تب حدیثیں جمع ہوئیں اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متقی اور پرہیزگار تھے انھوں نے جہاں تک ان کی طاقت میں تھا حدیثوں کی تنقید کی اور ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جو ان کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہیں لی بہت محنت کی مگر تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعد از وقت تھی اس لیے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہی بایں ہمہ سخت ناانصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ وہ سب حدیثیں لغو اور نکمی اور بے فائدہ اور جھوٹی ہیں بلکہ ان حدیثوں کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے جو اسکی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی یہودیوں میں بھی حدیثیں ہیں اور حضرت مسیح کے مقابل پر بھی وہی فرقہ یہودیوں کا تھا جو عامل بالحدیث کہلاتا تھا لیکن ثابت نہیں کیا گیا کہ یہودیوں کے محدثین نے ایسی احتیاط سے وہ حدیثیں جمع کی تھیں جیسا کہ اسلام کے محدثین نے تاہم یہ غلطی ہے کہ ایسا خیال کیا جاوے کہ جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئیں تھیں اسوقت تک لوگ نمازوں کی رکعات سے بے خبر تھے یا حج کرنے کے طریق سے ناآشنا تھے کیونکہ سلسلہ تعامل نے جو سنت کے ذریعہ سے ان میں پیدا ہو گیا تھا تمام حدود اور فرائض اسلام ان کو سکھلا دیے تھے اس لیے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ان حدیثوں کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مدت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو اسلام کی اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے ان ضرورتوں کو پورا کر دیا تھا تاہم حدیثوں نے اس نور کو زیادہ کیا گویا اسلام نور علیٰ نور ہو گیا اور حدیثیں قرآن اور سنت کے لیے گواہ کی طرح کھڑی ہو گئیں اور اسلام کے بہت سے فرقے جو بعد میں پیدا ہو گئے ان میں سے سچے فرقہ کو احادیث صحیحہ سے بہت فائدہ پہنچا۔ پس مذہب اسلم یہی ہے کہ نہ تو اس زمانہ کے اہل حدیث کی طرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہیں اور نیز اگر ان کے قصے صریح قرآن کے بیانات سے مخالف پڑیں تو ایسا نہ کریں کہ حدیثوں کے قصوں کو قرآن پر ترجیح دیجاوے اور قرآن کو چھوڑ دیا جائے اور نہ حدیثوں کو مولوی عبداللہ چکڑالوی کے عقیدہ کی طرح محض لغو اور باطل ٹھہرایا جائے بلکہ چاہیے کہ قرآن اور سنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے اور جو حدیث قرآن اور سنت کے مخالف نہ ہو اسکو بسر و چشم قبول کیا جائے یہی صراط مستقیم ہے مبارک وہ جو اس کے پابند ہوتے ہیں

نہایت بدقسمت + اور نادان وہ شخص ہے جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کے بنائے ہوئے فقہ پر اسکو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کرلیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علما اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبد اللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اُس حدیث کو چھوڑ دیں۔ یاد رکھیں کہ ہماری جماعت بہ نسبت عبد اللہ کے اہل حدیث سے اقرب ہے اور عبد اللہ چکڑالوی کے بیہودہ خیالات سے ہمیں کچھ بھی مناسبت نہیں ہر ایک جو ہماری جماعت میں ہے اُسے یہی چاہیے کہ وہ عبد اللہ چکڑالوی کے عقیدوں سے جو حدیثوں کی نسبت وہ رکھتا ہے بدل متنفر اور بیزار ہو اور ایسے لوگوں کی صحبت سے حتی الوسع نفرت رکھیں کہ یہ دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے * اور چاہیے کہ نہ وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کی طرح حدیث کے بارہ میں افراط کی طرف جھکیں اور نہ عبد اللہ کی طرح تفریط کی طرف مائل ہوں بلکہ اس بارہ میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں یعنی نہ تو ایسے طور سے کلی حدیثوں کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیدیں جن سے قرآن متروک اور مہجور کی طرح ہو جائے اور نہ ایسے طور سے اُن حدیثوں کو معطل اور لغو قرار دیدیں جن سے احادیث نبویہ بکلی ضائع ہو جائیں۔ ایسا ہی چاہیے کہ ختم نبوۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کریں اور نہ ختم نبوۃ کے یہ معنے سمجھ لیں جس سے اُمت پر مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا دروازہ بند ہو جاوے۔

اور یاد رہے کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لیے قیامت تک دروازے کھلے ہیں وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوۃ شریعت والی یا نبوۃ مستقلہ منقطع ہو چکی ہے ولا سبیل الیہا الی یوم القیمۃ ومن قال انی لست من امۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وادعی انہ نبی صاحب الشریعۃ او من دون الشریعۃ ولیس من الامۃ فمثلہ کمثل رجل غمرہ السیل المنہمر فالقاہ وراءہ ولم یغادر حتی مات۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے جس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اُسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانیت کی رو سے اُن صلحا کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جنکی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا

+ آج رات مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک درخت بار دار اور نہایت لطیف اور خوبصورت پھلوں سے لدا ہوا ہے اور کچھ جماعت تکلف اور زور سے ایک بوٹی اُسپر چڑھانا چاہتی ہے جسکی جڑ نہیں بلکہ چڑھا رکھی ہے وہ بوٹی افتیمون کی مانند ہے اور جیسے جیسے وہ بوٹی اُس درخت پر چڑھتی ہے اُسکے پھلوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور اُس لطیف درخت میں ایک کھجراہٹ اور بدشکلی پیدا ہو رہی ہے اور جن پھلوں کی اُس درخت سے توقع کی جاتی ہے اُن کے ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہے بلکہ کچھ ضائع بھی ہو چکے ہیں تب میرا دل اسبات کو دیکھکر گھبرایا اور پگھل گیا اور مینے ایک شخص کو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت پر کھڑا تھا پوچھا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بوٹی کیسی ہے جسنے ایسے لطیف درخت کو شکنجہ میں دبا رکھا ہے تب اُس نے جواب میں مجھے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے اور یہ بوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں یا مخالف ٹھیرائے جاتے ہیں اور انکی کثرت نے اس درخت کو دبا لیا ہے اور اسکو نقصان پہونچا رہے ہیں تب میری آنکھ کھل گئی چنانچہ میں آنکھ کھلتے ہی اسوقت جو رات ہے اس مضمون کو لکھ رہا ہوں اور اب ختم کرتا ہوں اور یہ شنبہ کی رات ہے اور ۱۲ بجے کے بعد ۲۰ منٹ کم دو بجے کا وقت ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ منہ

* اسی رات میں ایک الہام ہوا بوقت ۳ بجے ۲ منٹ اوپر اور وہ یہ ہے مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ نبتلہ بذریۃ فاسقۃ ملحدۃ یمیلون الی الدنیا ولا یعبدوننی شیئا۔ جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا ہم اسکو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے جنکی ملحدانہ زندگی ہوگی وہ دنیا پر گرینگے اور میری پرستش سے انکو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔ منہ

اُنکو بخشا جاتا ہے جیسا کہ وہ اللہ جل شانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیا ہے اب ظاہر ہے کہ لٰکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کے لیے آتا ہے یعنی تدارک مافات کے لیے سو اس آیۃ کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنی جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا سو لٰکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اسطرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوۃ منقطع ہو گئے اور اب کمال نبوۃ صرف اُسی شخص کو ملیگا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مُہر رکھتا ہوگا اور اسطرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا تا وہ اعتراض جسکا ذکر آیۃ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الْاَبْتَرُ میں ہے دور کیا جائے ماحصل اس آیۃ کا یہ ہوا کہ نبوۃ گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوۃ حاصل کرسکے لیکن اسطرح پر ممتنع نہیں ہے کہ وہ نبوۃ چراغ نبوۃ محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو اُمتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوۃ کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو اور اگر اسطور سے بھی تکمیل نفوس مستعدہ اُمتہ کی نفی کی جائے تو اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دونوں طور سے ابتر ٹھہرتے ہیں نہ جسمانی طور پر کوئی فرزند نہ روحانی طور پر کوئی فرزند اور معترض سچا ٹھہرتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھتا ہے۔

اب جبکہ یہ بات طے پا چکی کہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوۃ مستقلہ جو براہ راست ملتی ہے * اسکا دروازہ قیامۃ تک بند نہیں ہے اور جبتک کوئی اُمتی ہونے کی حقیقۃ اپنے اندر نہیں رکھتا اور حضرت محمدیہ کی غلامی کیطرف منسوب نہیں تب تک وہ کسی طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اُتارنا اور پھر اُنکی نسبت تجویز کرنا کہ وہ اُمتی ہیں اور اُنکی نبوۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چراغ نبوۃ محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہے کس قدر بناوٹ اور تکلف ہے جو شخص پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے اُسکی نسبت یہ کہنا کیونکر صحیح ٹھہرے گا کہ اسکی نبوۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چراغ نبوۃ سے مستفاض ہے اور اگر اس کی نبوۃ چراغ نبوۃ محمدیہ سے مستفاد نہیں ہے تو پھر وہ کن معنوں سے اُمتی کہلائے گا اور ظاہر ہے کہ اُمتہ کے معنے کسی پر صادق نہیں آسکتے جبتک ہر ایک کمال اُسکا نبی متبوع کے ذریعہ سے اسکو حاصل نہ ہو پھر جو شخص اتنا بڑا کمال نبی کہلانے کا خود بخود رکھتا ہے وہ اُمتی کیونکر ہوا بلکہ وہ تو مستقل طور پر نبی ہوگا جس کے لیے بعد آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم قدم رکھنے کی جگہ نہیں اور اگر کہو کہ پہلی نبوۃ اُسکی جو براہ راست تھی دور کی جائے گی اور اب از سر نو باتباع نبوی نئی نبوۃ اُسکو ملے گی جیسا کہ منشاء آیۃ کا ہے تو پھر اس صورت میں یہی اُمۃ جو خیر الاُمم کہلاتی ہے حق رکھتی ہے کہ انہیں سے کوئی فرد بہمین اتباع نبی اس مرتبہ ممکنہ کو پہونچ جائے اور حضرۃ عیسیٰ کو آسمان پر سے اُتارنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اگر اُمتی کو بذریعہ انوار محمدی کمالات نبوۃ مل سکتے ہیں تو اس صورت میں کسیکو آسمان سے اتارنا اصل حق دار کا حق ضائع کرنا ہے اور کون مانع ہے جو کسی اُمتی کو یہ فیض پہونچایا جائے تا نمونہ فیض محمدی کسی پر مشتبہ نہ رہے کیونکہ نبی کو نبی بنانا کیا معنے رکھتا ہے مثلاً ایک شخص سونا بنانے کا دعوے رکھتا ہے اور سونے پر ہی ایک بوٹی ڈالکر کہتا ہے کہ لو سونا ہوگیا اس سے کیا یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ کیمیاگر ہے سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کمال تو اسمیں تھا کہ اُمتی کو وہ درجہ و ترقی اتباع سے پیدا ہو جائے ورنہ ایک نبی کو جو پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے اُمتی قرار دینا اور پھر یہ تصور کر لینا کہ جو اسکو مرتبہ نبوۃ حاصل ہے وہ بوجہ اُمتی ہونے کے ہے نہ خود بخود یہ کس قدر دروغ بیفروغ ہے بلکہ یہ دونوں حقیقتیں متناقض ہیں کیونکہ حضرۃ مسیح کی حقیقۃ نبوۃ یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن کو حاصل ہے

* بعض نیم ملا میرے پر اعتراض کرکے کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خوشخبری دے رکھی ہے کہ تم میں تیس دجال آئیں گے اور ہر ایک اُن میں سے نبوۃ کا دعویٰ کرے گا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ اے نادانو! بدنصیبو!! کیا تمہاری قسمت میں یہ تیس دجال ہی لکھے ہوئے تھے۔ چودھویں صدی کا خمس بھی گذرنے پر ہے اور خلافت کے چاند نے کمال کی ۱۴ چودہ منزلیں پوری کرلیں جسکی طرف آیت وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاہُ مَنَازِلَ بھی اشارہ کرتی ہے اور دنیا ختم ہونے لگی مگر تم لوگوں کے دجال ابھی ختم ہونے میں نہیں آتے شاید تمہاری موت تک تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اے نادانو وہ دجال جو شیطان کہلاتا ہے وہ خود تمہارے اندر ہے اسلیے تم وقت کو نہیں پہچانتے آسمانی نشانوں کو نہیں دیکھتے مگر تمہارا افسوس وہ جو مسیح کی طرح موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا اُس کا نام بھی خبیث یہودیوں نے دجال ہی رکھا تھا فَاعْتَبِرُوْا تَشَابَہَتْ قُلُوْبُہُمْ - منہ

اور پھر اگر حضرت عیسیٰ کو امتی بنایا جاوے جیساکہ حدیث **امامکم منکم** سے تراشح ہے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ ہر ایک کمال انکا نبوۃ محمدیہ سے مستفاض ہے اور ابھی ہم فرض کرچکے تھے کہ کمال نبوۃ انکی کا چراغ نبوۃ محمدیہ سے مستفاض نہیں ہے اور یہی اجتماع نقیضین ہے جو بالبداہت باطل ہے۔ اور اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ امتی تو کہلائیں گے مگر نبوۃ محمدیہ سے انکو کچھ فیض نہ ہوگا تو اس صورت میں امتی ہونے کی حقیقت ان کے نفس میں سے مفقود ہوگی کیونکہ ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں کہ امتی ہونے کے بجز اسکے اور کوئی معنی نہیں کہ تمام کمال اپنا اتباع کے ذریعہ سے رکھتا ہو جیساکہ قرآن شریف میں جابجا اس کی تصریح موجود ہے اور جبکہ ایک امتی کے لیے یہ روا نہیں کہلاتا ہے کہ اپنے نبی متبوع سے فیض حاصل کرے تو پھر ایک بناوٹ کی راہ اختیار کرنا اور اجتماع نقیضین جائز رکھنا کس قدر حمق ہے اور وہ شخص کیونکہ امتی کہلا سکتا ہے جسکو کوئی کمال بذریعہ اتباع حاصل نہیں۔ اسجگہ بعض نادانوں کا یہ اعتراض بھی دفع ہو جاتا ہے کہ وحی الٰہی کے دعویٰ کو یہ امر مستلزم ہے کہ وہ وحی اپنی زبان میں ہو نہ عربی میں۔ کیونکہ اپنی مادری زبان اس شخص کے لیے لازم ہے جو مستقل طور پر بغیر استفادہ مشکوٰۃ نبوۃ محمدی کے دعویٰ نبوۃ کرتا ہے لیکن جو شخص بحیثیت ایک امتی ہونے کے فیض نبوۃ محمدیہ سے اکتساب انوار نبوۃ کرتا ہے وہ مکالمات الٰہیہ میں اپنے متبوع کی زبان میں وحی پاتا ہے تا تابع اور متبوع میں ایک علامت ہو جو انکے باہمی تعلق پر دلالت کرے افسوس حضرت عیسیٰ پر ہر ایک طور سے یہ لوگ ظلم کرتے ہیں اول بغیر تصفیہ اعتراض لعنت کے ان کے جسم کو آسمان پر چڑھاتے ہیں جس سے اصل اعتراض یہودیوں کا ان کے سر پر قائم رہتا ہے دوسرے کہتے ہیں کہ قرآن میں انکی موت کا کہیں ذکر نہیں گویا انکی خدائی کے لیے ایک وجہ پیدا کرتے ہیں۔ تیسری نامردی

کی حالت میں آسمان کیطرف انکو کھینچتے ہیں جس نبی کے ابھی بارہ حواری بھی زمین پر موجود نہیں اور کار تبلیغ ناتمام ہے اسکو آسمان کیطرف کھینچنا اسکے لیے ایک دوزخ ہے کیونکہ روح اس کی تکمیل تبلیغ کو چاہتی ہے اسکو برخلاف مرضی اس کے آسمان پر بٹھایا جاتا ہے میں اپنے نفس کی نسبت دیکھتا ہوں کہ بغیر تکمیل اپنے کام کے اگر میں زندہ آسمان پر اٹھایا جاؤں اور گو ساتویں آسمان تک پہونچایا جاؤں تو اسمیں خوش نہیں ہوں کیونکہ جب میرا کام ناقص رہا تو مجھکو کیا خوشی ہو سکتی ہے ایسا ہی انکو بھی آسمان پر جانے سے کوئی خوشی نہیں مخفی طور پر ایک ہجرت تھی جسکو نادانوں نے آسمان قرار دیا خدا ہدایت کرے والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

۲۷ نومبر ۱۹۰۲ء

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق تحریکیں

اعلان قبر مسیح کی اشاعت حضرۃ مسیح کی قبر کے متعلق اعلان چھپکر طیار ہے اور بیرونجات ہمکی اشاعت کے لیے درکار ہے جسمیں سے قریباً سو روپیہ جمع ہو چکا ہے باقی روپیہ بہت جلد جمع ہونا چاہیے تاکہ یہ کام شروع کیا جاوے ہر شہر کی جماعۃ پر لازم ہے کہ وہ بہت جلد اس طرف توجہ کرے یہ عظیم الشان ثواب کا موجب ہے کیونکہ کسر صلیب جو مسیح موعود کی بعثت کا اصل مقصود ہے اسکے لیے کارگر حربہ یہی ہے ہمکو امید ہے کہ بہت جلد باقی روپیہ پورا کیا جاویگا اسکے متعلق کل روپیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام آنا چاہیے اور منی آرڈر کے کوپن پر تقسیم چندہ اشتہار قبر مسیح ضرور درج ہونا چاہیے اس چندہ میں شریک ہونیوالوں کے لیے ایک اور سہولت بھی رکھی گئی ہے کہ وہ کشتی نوح کی چند کاپیاں خرید لیں جن کی قیمت

۸ جلدوں کے لیے علاوہ محصول ۸ع اور فی جلد ۲ر ہو ہم امید کرتے ہیں کہ بہت جلد کمی پوری کی جائیگی

توسیع مکان کا چندہ توسیع مکان کا چندہ خدا کا شکر ہے کہ جلد جلد آرہا ہے اور اگر اسی طرح احباب نے توجہ کی تو امید ہے کہ بہت جلد تخمینہ شدہ رقم جمع ہو جاویگی۔ چار سو روپیہ سے زائد کی لکڑی خریدی جا چکی ہے دوسرا مصالح وغیرہ خریدنے کی فکر ہو رہی ہے جہانتک جلد ممکن ہو اس کار خیر میں حصہ لینے والے متوجہ ہوں توسیع مکان کا چندہ مولوی عبد الکریم صاحب کے نام آنا چاہیے اور منی آرڈر کے کوپن پر پورا پتہ اور لفظ توسیع مکان لکھنا چاہیے کیونکہ لنگر کا چندہ بھی انہی کے نام میں آتا ہے اور یہ روپیہ لنگر کے چندے سے الگ مد کا ہے۔

ہماری اپنی گذارش

سال رواں قریب الختم ہے بقایا داران سے بقایا وصول کرنے کے لیے وی پی بھیجے جارہے ہیں ان خوش معاملہ خریداروں کے ہم شکرگذار ہیں جنہوں نے ہمارے وی پی وصول کرکے بروقت کارخانہ کی اعانت فرمائی اور انسے برادرانہ گلہ ہے جنہوں نے بلا وجہ سال کے اختتام پر بھی اپنی سہل انگاری سے قومی خادم کارخانہ کی ضرورتوں کو نہیں سمجھا ہم انکو یقین دلاتے ہیں کہ اس سے مطبع کو سخت نقصان پہونچتا ہے وہ اپنے فرض کو سوچیں۔ ایڈیٹر

مختصر نوٹ اور نکات

اگر انسان بدکام نہ ہو تو ایمانی اصول سے اسکی اصلاح ہوسکتی ہے + اور اسطرح پر کہ اگر انسان اللہ تعالےٰ اور اسکی صفات پر سچا ایمان رکھتا ہو اور جزاء اعمال کو صحیح مانتا ہو تو اس ایمان کے نیچے اسکو ترقی کی بہت بڑی گنجائش ہے بشرطیکہ اپنے اعمال کو ایمانیات کے مطابق بنانے کی سعی کرے اور پوری امید اور یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے استعانت چاہتا رہے۔

قرآن شریف ہر ایسے فعل کو جو کسی حقیقی ضرورت

معزز ہمعصر صحیفہ بجنور کی یہ رائے قابل ادب ہے جو اُس نے قیدیوں کی وردی اور انکی مذہبی فرائض کے متعلق لکھی ہے۔ حقیقت میں ہماری عادل گورنمنٹ کی توجہ اس امر کیطرف ضرور ہونی چاہیے جو وردی اسوقت بلا تمیز مذہب وملت قیدیوں کو دیجاتی ہے یہ ناگوار امر ہے جسکا دور ہونا ضروری ہے اور یہ بھی کہ انکو اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کے بلا تفریق مذہب اجازت دیجاوے۔ لارڈ کرزن کی حکومت اس فرقہ کو بھی اپنے فیوض سے بہرہ ور کیے بغیر نہ چھوڑے گی

ہم نے اکثر مرتبہ اپنے محسن ومخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور اپنے شیخ حکیم الامۃ سے سُنا ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ انسان اگر گناہوں سے بچنا چاہے تو اس کے لیے ایک راہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسما اور صفات پر ایمان لاوے خصوصًا اُس کے علیم خبیر سمیع بصیر اور **یعلم ما تبدون وما تکتمون** اور **واللہ مخرج ما کنتم تکتمون**۔ اس قسم کی صفات پر جب ایمان پیدا ہو تو یہ ایمان اسے گناہوں سے روکے گا۔

آریہ گزٹ نور افشاں سے سوال کرتا ہے کہ تمام قومیں اپنے مذہبی عبادت گاہوں کی جائز تکریم کرتے ہیں اور ان میں داخل ہوتے وقت جوتا اُتار لیتی ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ عیسائی داخل ہوتے وقت بجائے جوتہ کے ٹوپی اُتار لیتے ہیں۔ سوال بیشک دلچسپ ہے اگر اس کا جواب عیسائی صاحبان دیں۔

اطلاع

میاں غلام رسول حجام احمدی کھانا پکانے میں خوب ہوشیار ہیں۔ امرتسر کے مخالفوں نے اس سے کھانا پکوانا بند کر دیا ہے احمدی جماعت میں سے جس صاحب کو کسی تقریب پر کھانا پکوانے کی ضرورت ہو تو اسے بلوا لیا کریں پتہ یہ ہے۔ غلام رسول حجام۔ امرتسر قلعہ بھنگیاں۔

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ

ایک خطبہ کا خلاصہ ایڈیٹر الحکم کے الفاظ میں

دنیا میں انسان عذاب الیم سے بچنے اور سکھ اور راحت کی تلاش اور حصول میں کسقدر کوشش اور حیلہ کرتا ہے یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے کیونکہ انسان کا نفع پسند ہستی ہونا جبکہ اسکی فطرۃ میں ہے پھر وہ کیوں دُکھ سے بچنے کی کوشش نہ کرے ایک پیٹ ہی کے پالنے کو ہر ایک شخص علی قدر مراتب محنت۔ مزدوری۔ نوکری۔ زراعت۔ تجارۃ اور ان سب سے رہ کر آخر گدائی تک کرتا ہے اور بعض اس سے بھی گرے ہوئے بےحیائی اور فسق کے طریقوں کو اختیار کرتے ہیں۔

انسان کی یہ فطرۃ اور دنیوی آسایشوں اور راحتوں کے حصول کے لیے اسکی دوڑ دھوپ اسپر ایک ملزم کرنے والی حجت ہے کہ وہ آخرۃ کا فکر کیوں نہیں کرتا اور آنیوالے عذاب سے کیوں اپنے تئیں بچانے کی فکر نہیں کرتا۔

پھر جسقدر مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے خواہ وہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اسکی پیدایش اور خلق کی ایک غرض اور مقصد ہے اور انسان جب کہ اپنے آپ کو اشرف المخلوقات سمجھتا ہے اور ہے بھی پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آنکھ رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور کان رکھتے ہوئے نہیں سنتا اور دل رکھتے ہوئے نہیں سوچتا کہ اس کے اس دنیا میں آنیکا کیا مقصد ہے اور غرض ہے؟

جسقدر اکرام اور عزت اسکو دوسری مخلوق پر ہے صاف ظاہر ہے اسی شرف اور اکرام کے لحاظ سے اسکی زندگی کی غرض اور مقصد بھی اعلیٰ ہوگا مگر بہت تھوڑے بلکہ بہت ہی تھوڑے ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس امر پر کبھی غور کی ہو کہ ہم دنیا میں کیوں آئے ہیں ورنہ اکثر ایسے ہیں جو

تو معتقد کہ زیستن برائے خوردن است

کے مصداق ہیں۔ آج میں یہی راز بتانا چاہتا ہوں کہ ہم دنیا میں کیوں آئے ہیں ہماری زندگی کا مقصد ہے اور اس مقصد کے نتائج کیا ہیں؟

اس سوال کا جواب دینے کے واسطے مجھے مت کچھ کہنے کی ضرورت بھی نہیں ہے قرآن شریف نے جو خدا تعالیٰ کی زندہ اور ہمیں کو مجید کتاب ہے انسانی زندگی کی غرض اور مقصد کو خود بیان کر دیا ہے اور اس سے بہتر الفاظ میں ادا ہونا ہی ناممکن ہے پس انہیں الفاظ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری خلقت کی غرض یہ بتائی ہے۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

میں نے جنوں اور انسانوں کو اسلیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

حقیقت میں یہ عظیم الشان مقصد ہے انسانی زندگی کا اگر انسان سمجھے۔ اور اس مقصد کے پورا کرنے کے قویٰ اور فطرۃ اس اس میں موجود ہے اگر وہ کام لے۔ انسان فطرتًا اپنے محسن سے محبت کرنے اور اسکی اطاعت کرنے کا مادہ رکھتا ہے لیکن کس قدر بدقسمتی ہے کہ وہ اپنے خالق کو بھول جاوے۔ اور مادی اور مری اشیا کی پرستش میں جو خود اُسکی طرح مخلوق اور اسکی خادم ہیں مصروف ہو جاوے۔

یہ نسیان۔ یہ غفلت۔ یہ خدا فراموشی۔ یہ خود غرضی میرے دوستو یاد رکھو ایک دردناک عذاب میں انسان کو مبتلا کر دیتی ہے۔ پھر کیا تم نفع پسند ہستی ہو کر اس آواز کے سُننے کے لیے طیار ہو

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ

کیا میں تمہیں ایسی تجارۃ بتا دوں جو تمکو دردناک عذاب سے نجات دے؟

کون ہے جو عذاب سے بچنا نہیں چاہتا

کونسی فطرۃ ہے جسے سکھ کی تلاش نہیں؟ ہاں اور سب کو ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جس مفید تجارۃ کیطرف بلایا جاتا ہے اس کو منہ پھیرا جاتا ہے۔ اسکی ایک ہی وجہ ہے کہ عوذ اور فکر کی قوتیں اور ایمان کی طاقتیں زائل یا بے حس ہو چکی ہیں اور اب ضرورۃ ہے اس امر کی کہ ان کو بیدار اور ہوشیار کیا جاوے۔

سنو! دنیا کی تجارتیں ہر حال میں نفع رساں نہیں ہوسکتی ہیں انمیں بعض اوقات خطرناک خسارے آتے اور نقصان پیدا ہوتے ہیں جن کے صدمے اکثر ناقابل برداشت ثابت ہوئے ہیں۔ مگر یہ تجارۃ جو میں بتاتا ہوں نہیں نہیں خدا کی بتائی ہوئی تجارۃ جو اسکی حکیم و مجید کتاب میں درج ہے ایک ایسی تجارۃ ہے جسمیں جبکہ کبھی کوئی خسران میں نہیں پڑا۔ بلکہ اس تجارۃ کے کرنے والوں کے سرپر ہمیشہ کامیابی کا زریں تاج رکھا گیا ہے۔ اور انھوں نے اطمینان اور سکینت کی دولت کو حاصل کیا ہے۔

ہزاراں ہزار انبیاء و رسل اور صلحاء اور اولیا اس کے گواہ ہیں اور ہر شخص اپنی جان پر تجربہ کرکے دیکھ سکتا ہے۔ کہ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون کیا صحیح اور سچا ارشاد ہے۔

غرض وہ تجارت کیا ہے

تومنون باللہ ورسولہ وتجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنت تجری من تحتہا الانہار ومساکن طیبۃ فی جنت عدن ذلک الفوز العظیم۔

وہ تجارت جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے اور ابدی راحت اور سکھ عطا کرتی ہے یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور پھر جسقدر ممکن ہے اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں سعی کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر اور خیر و برکت کا موجب ہے اگر تمکو اسکا علم ہو۔

اس تجارت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمہاری خطا پوشی کرے گا اور کمزوریوں کے برے نتائج سے محفوظ رکھے گا۔ اور گناہوں کے صدور سے بچالے گا اور تمکو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی اور جس میں عمدہ عمدہ مکانات ملیں گے اور پھر ان سے کوئی نہ نکالے گا جسکو یہ میسر آجاوے اس سے بڑھکر اور کیا مراد ہوگی؟

یہ ہے وہ تجارۃ اور اسکے مفاد اور ثمرات۔

اس تجارۃ کی راہ اللہ تعالے اپنی صادق کتاب میں ان الفاظ میں بتاتا ہے جو میں نے پڑھ کر سنائی ہے۔ غور کرو اور سوچو کہ اس تجارۃ کے لیے صادق کتاب ایک اصول اور راہ بتاتی ہے اور کس محبت اور پیار سے بادشاہوں کا بادشاہ فرماتا ہے ہل ادلکم کیا میں تمہیں بتاؤں ایسی تجارۃ؟ اللہ اللہ! کیسے پیارے الفاظ ہیں دنیا کی تجارتوں میں خسارے بھی ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی محنتوں کے بعد بسا اوقات خطرناک صدمہ پہونچتا ہے۔ جہاز سارے مال و متاع کو لیکر غرق ہوجاتا ہے اور قسم قسم کے نقصان پہونچتے ہیں مگر یہ عجیب نفع بخش تجارۃ ہے کہ جس میں نام کو بھی خسارہ نہیں ہے۔ بلکہ بڑے بڑے دکھوں سے نجات دینے والی اور ابدی راحت کا موجب یہ تجارت ہے۔ پھر وہ تجارت کیا ہے؟

اللہ اور اسکے رسول کو مان لو

اللہ تعالے پر ایمان اور اس کے رسول پر ایمان حقیقت میں ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی ساری مشکلات کو آسان کردیتی اور اسے دکھوں اور تنگیوں سے نجات بخشتی ہے۔

اللہ تعالے کو جو ہمارا خالق۔ مالک رازق ہے اور جسنے بے انتہا انعام اور فضل اور مہربانیاں ہمپر کی ہیں) کی طرف سے جسقدر بے پروائی ہے کہ بیان نہیں ہوسکتی اور دنیا اور دنیا کی طرف اسقدر توجہ ہے کہ اسکا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ ایک کتے کیطرح دنیا کے لیے ہانپتا پھرتا ہے مگر خدا کیطرف ایک قدم نہیں اٹھاتا۔ یہ کیوں؟ اسلیے کہ اسپر ایمان نہیں دہریت پھیل گئی ہے اور خداشناسی کے نہونے کی وجہ سے خدا پرستی اٹھ گئی ہے

انسان کی فطرۃ میں یہ بات ہے کہ وہ جس سے محبت کرتا ہے اسکو بہت یاد کرتا ہے اسکی راہ میں قدم اٹھاتا ہے۔

میں اسبات کو نہیں سمجھ سکتا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں اور پھر وہ نافرمانی بھی کرتے ہیں یہ دھوکا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں اگر خدا کو مانتے تو گناہ کے نزدیک نہ جاتے۔ جب انسان ایک چیز کے مفید یا مضر ہونے کا سچا اور یقینی علم رکھتا ہے تو اس کے حصول یا ترک کے لیے پوری کوشش کرتا ہے یہ اس کی فطرۃ ہے جو بدل نہیں سکتی۔ پھر گناہ کی زہر کو ہلاک کرنیوالی مانکر اور خدا کو شدید العقاب مانکر کیونکر اسکی طرف قدم اٹھا سکتا ہے

ایک دولت مند دوست پر انسان کسقدر بھروسا اور ناز کرتا ہے پھر خدا جسکا مولی اور والی ہو اس سے بڑھ کر کون خوش قسمت ہوتا ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اسکی طرف انسان بہت ہی کم آتا ہے۔

جسقدر بلائیں۔ بدکاریاں۔ زنا۔ فسق۔ فجور۔ اور لڑائیاں گھر گھر ہورہی ہیں اور کوئی خوف و خطر نہیں رہا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان نہیں اگر ایمان ہو تو کوئی چور چوری کرنیوالا نہ ہو کیونکہ وہ ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالے جو اپنے وعدوں میں سچا ہے اسنے فرمایا ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون ایک زنا کرنیوالا یا بدنظری کرنے والا یا گالی دینے والا اگر خدا پر ایمان رکھتا ہو تو وہ پسند نہیں کرسکتا کہ حدود اللہ کو توڑے۔ اسکا دل کانپ جاتا ہے

تم نے سنا ہوگا کہ حضرۃ یوسف علیہ السلام کو مصر کی ایک خوبصورت نوجوان عورت نے جو بڑی دولت مند تھی ایک الگ کوٹھڑی میں لے جاکر بد فعلی کرنی چاہی مگر اس خدا کے راستباز صدیق نے انکار کیا۔ اور اسکا کہنا نہ مانا اور اسکی دہمکیوں اور لالچوں کی کچھ پرواہ نہ کی بلکہ جیسے ایک سانپ سے ڈرکر بھاگتا ہے اسی طرح وہ اس سے ڈرا اور بھاگا وہ کیا بات تھی جو اسطرح پر ہے وہ ڈرکر بھاگتے ہیں؟ صرف خدا پر

سچا ایمان اور یقین وہ جانتے تھے کہ بیے اللہ نے اسکو بہت ہی برا اور قابل نفرت فعل ٹھیرایا ہے

عزیزو غور تو کرو جس شخص کو خدا پر یقین ہو کہ اسکی غیرت کی آگ بھسم کرنے والی ہے اور جہنم ایک تنور ہے جس کا ایندھن بے حیا اور حدود اللہ کو توڑنیوالے انسان ہیں اسکا دل بیحیائی پر دلیری نہیں کر سکتا۔ تم خدا کو حاظر ناظر سمجھکر بتاؤ کہ اگر خدا کو مانتے ہو تو بیحیائی کی باتیں اور گالیاں کیوں دیتے ہو تمہاری زبان تمہاری آنکھ اور کان کیوں ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہیں جو اللہ کی قدوسیت اور غیرت کے مخالف ہیں؟ یہ حسد و بغض کیوں ہے ایک دوسرے کی چغلی کرکے کیوں بھائی کا گوشت کھانا پسند کیا جاتا ہے غرض وہ تجارۃ جو انسان کو دکھوں سے نجات دیتی ہے اور جنت کا وارث بناتی ہے اسکا پہلا جزو ایمان باللہ ہے۔ اللہ پر ایمان ایسی چیز ہے کہ سچا مومن کبھی غمگین نہیں ہوتا۔ جیسے اندھیری کوٹھڑی میں چراغ کے جلنے سے تاریکی دور ہو جاتی ہے اسیطرح خدا پر ایمان ایک ایسی روشنی ہے جس سے سینہ میں محبت اور اطمینان کا ایک چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ دنیا میں یہ ضروری ہے کہ انسان کو کوئی نہ کوئی غم اور درد پہونچے کسیکا بیٹا یا کوئی عزیز مرتا ہے یا اور کسی قسم کی تکلیف اور رنج ہوتا ہے لیکن جس سینہ میں خدا پر ایمان ہے وہ

انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر راحت اور اطمینان پاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے وعدہ کیموافق اسے بشارت ملتی ہے۔ پس تم اپنے اندر اسبات کا اندازہ کرو کہ کیا تمہارے افکار کم ہو گئے ہیں اور کوئی بیچینی اور درد تمہیں نہیں ستاتا اگر رنج اور غم تمہیں بیقرار کر رہا ہے تو پھر یقیناً سمجھو کہ اللہ پر ایمان نہیں ہے۔ میں اسی اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا بڑی قوۃ اور طاقت والا ہے خدا رکھنے والا کوئی غم رکھہ نہیں سکتا مثل مشہور ہے

خدا داری چہ غم داری

خدا کے نام میں بڑی لذت ہے۔ میں ہرگز نہیں مان سکتا کہ خدا تعالیٰ کو مانکر کوئی اسکی نافرمانی کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے میں سب اسکی صفات آجاتی ہیں۔ میرے عزیزو

حضرۃ امام آخر الزمان کی ڈائری

گذشتہ اشاعت میں ۲۴ نومبر تک کی ڈائری ہم دے چکے ہیں ۲۳ و ۲۴ کو بد قسمتی حضرۃ حجۃ اللہ کے اعدا کی طبیعت ناساز رہی اس ہفتہ زیر اشاعت میں بھی بعض اوقات ناسازی طبیعت کی شکایت رہی اس لیے صرف ہم اُن تاریخوں کا تذکرہ کرینگے جن تاریخوں میں حضرت امام والا تشریف لاتے رہے اور آئندہ کیلئے بھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی تاریخ یا وقت ہم چھوڑ دینگے تو صرف اس حالت میں جبکہ آنحضرۃ علیہ الصلوۃ والسلام نے کوئی ارشاد نہ فرمایا ہو یا کسی وجہ سے باہر تشریف نہ لائے ہوں۔ اور یہ امر بھی ہمیشہ ملحوظ رہے کہ ڈائری ترتیب میں ہمیشہ سے یہ ملحوظ خاطر رہتا ہے کہ صرف اُن امور کو ہم لیتے ہیں جو مہتم بالشان ہوتے ہیں بعض وقتی ضرورتوں کے موافق جو باتیں ہوتی ہیں وہ چھوڑ دیجاتی ہیں مثلاً ایک شخص اپنی بیماری کا ذکر کرنے لگا اور اسپر مختلف امور متعلق امراض کا سلسلہ جاری ہو تو الحکم کبھی التزام نہ کریگا کہ اس سارے سلسلہ کو قلم بند کرنیکی بے سود کوشش کرے۔ وہ اسمیں سے صرف مطلب کی بات نکال لیگا۔ پس الحکم کی ڈائری کی ترتیب میں ہمیشہ سے یہی التزام ہے اور جو نہ صرف اصول اخبار نویسی کی بنا پر بلکہ علم السیرۃ کے موافق بھی ٹھیک ہے۔

ایکبات اور قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈائری کی ترتیب مضامین کے لحاظ سے کرلی جاتی ہے اور یہ اسقدر اہم اور مشکل کام ہے کہ جسے ایڈیٹر ہی سمجھ سکتا ہے جسکو کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ سیر کے واقعات میں سے ایک مضمون کے متعلق تمام کلمات طیبات کو قریباً ایک جا کرنے پڑتے ہیں اور پھر اسطرز پر کہ کلام کا سلسلہ بھی نہ ٹوٹے اور ربط میں بھی فرق نہ آوے۔

ہمارے ناظرین الحکم کی ڈائری سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکیں گے اور پھر اس محنت کا بھی پتہ لگ سکے گا۔ ہم ڈائری کی ترتیب غیر مرتب سلسلہ پر رکھنا نہیں چاہتے کیونکہ تقریر ہمیشہ موجودہ لوگوں کے امراض کے نقشہ پر ہوتی ہے اس لیے اسمیں ہر قسم کی باتیں آتی ہیں پھر یہ ہمارا کام ہوتا ہے کہ انکو جدا جدا حصص میں تقسیم کریں۔ ان امور کو اس لحاظ سے بیان کرنا ضروری تھا کہ چونکہ یہ ایک مامور من اللہ کی قولی اور فعلی سُنتہ کے جمع کرنے کا اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے پس اگر یہ نہ بتایا جاوے کہ اسمیں ہمارا اپنا تصرف کسقدر ہے تو ایک مغالطہ کم از کم کسیوقت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہم خدا تعالیٰ کے محض فضل و کرم اور اسی کی تائید سے اس ذمہ داری کی خدمت کو سرانجام دیتے ہیں۔ ایڈیٹر

۲۵ نومبر ۱۹۰۲ء

"دربار شام"

مصر میں تبلیغ

حضرۃ حجۃ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے آج سے قریباً ۲۰ برس پیشتر یہ بشارۃ دی تھی کہ "میں تیری دعوۃ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔" اس کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں اور یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ کل دنیا پر بجز کسی شاذ قطعہ کے آپکی دعوۃ کسی نہ کسی پیرایہ میں پہونچ چکی ہے مصر میں بھی آپ کے نام کی تبلیغ تو ہو گئی اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہاں کوئی سعید گروہ بھی پیدا ہو جاوے گا۔ مختلف اوقات میں عربی رسالجات وہاں بھیجے جاتے اور وہاں کی اخبارات میں مخالفانہ اور موافقانہ رایوں کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ حال میں اللواء نام مشہور اخبار نے (کشتی نوح کا جو ٹیکہ کے متعلق انگریزی میں جدا شائع ہوا ہے) دیکھا ہے اور اسپر جو یہ آیت

لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولٰنا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون

لکھا ہے اسکو لیکر اسی قسم کا اعتراض کیا ہے کہ تم ترک اسباب کرتے ہیں اور اس آیت کا

۴ ... نا ... کھو منہ کے کہنے سے کچھ نہیں بنتا خدا کو دھوکا نہیں دے سکتے وہ دل کے ارادہ اور اسرار کو جانتا ہے۔ اگر خدا سے سچی محبت نہیں تو زبان سے خواہ کتنا ہی اللہ اللہ کرے کچھ نہیں ہوتا۔ خدا پر ایمان پیدا نہیں ہو سکتا جبتک خدا تعالیٰ کے زندہ نشانوں کے ساتھ ایک مامور دنیا میں نہ آئے ... ہمارا یہ سلسلہ اور ہمارا امام ہی خدا کی تائیدیں اور نصرتیں

صحیح مفہوم نہیں سمجھا۔ اس تذکرہ پر آپ نے فرمایا

وہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ مصر میں اعلان و اشاعت کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت اسطرح ہوئی۔ مخالف بڑے بڑے پیرایوں میں شہرت دیتے تھے سعیدوں کا گروہ ان سے نکل کر الگ ہوگیا + اس سے انکو خبر تو ہوگئی۔

(ایڈیٹر۔ اس سے آپ کو اپنی دعویٰ اور کامیابی پر جو بصیرت اور یقین ہے اسکا اندازہ کرنا چاہیے۔ یہ ایک زبردست دلیل ہے آپکی سچائی پر کہ کوئی مخالفت آپکو پر کاہ کی برابر بھی جنبش نہیں دے سکتی اور مایوس نہیں کر سکتی۔)

ایمان اور اسباب

فرمایا اسباب پرستی بھی آج کل ایک خطرناک شرک کی حد تک پہونچی ہوئی ہے مومن کا جسقدر ایمان اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے اسی قدر وہ اسباب کی نفی اپنے ایمان میں کرتا اور جب یہ ایمان کامل ہو جاتا ہے تو اسکی ایمانی نظر میں اسباب کا سلسلہ معدوم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا اور توکل رہتا ہے۔ اس درجہ پر بعض امور اس قسم کے بھی پیش آتے ہیں کہ فی الحقیقت بلا توسط اسباب ظاہری اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو مدد دیتا ہے اور شفا دیتا ہے میں نے اپنی ذات پر ان امور کو مشاہدہ کیا ہے بعض امراض میں بدون کسی دوا کے استعمال کے مجھے شفا دی ہے۔ اسباب پرست خواہ کچھ ہی کہے مگر میں ایسے نشانوں کو بیقدری کی نگاہ سے دیکھوں یا انہیں ضائع کروں تو معصیت ہی نہیں کفر تک نوبت پہنچتی ہے۔ اسی طرح یہ طاعون سے محفوظ رہنے کا نشان جو دیا گیا ہے میں اسکا کیونکر انکار کروں میں یقین رکھتا ہوں کہ

بدون ٹیکہ کے مجھے بچایا گیا ہے

مامن داء الا له دواء

یہ سچ ہے کہ ہر مرض کی دوا اس نے پیدا کی ہے۔ مگر یہ تو نہیں کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کسی مرض کو بدوں دوا کے شفا نہیں دیتا یہ ترک ادب ہے مامن

داء الا له دواء ایک چیز ہے اور مومن ہے مقام پر بعض درجہ توکل اور ایمان کا جو ہم رکھتے ہیں ایک اور مقام ہے بقول

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

رعایت اسباب

ہم رعایت اسباب کرتے ہیں اس حد تک جہاں تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جب وہ براہ راست ایک امر فرماتا ہے تو ہم اسکو چھوڑ نہیں سکتے۔ پس رعایت اسباب کی ایک وجہ ہے وہ ہمپر حرام نہیں اور نہ اسے ہم حرام سمجھتے ہیں۔ اپنی حفاظت ضروری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واللہ یعصمک من الناس پر بھی اپنی حفاظت کے اسباب کو نہ چھوڑتے تھے اور کوئی نبی یا ولی ایسا نہیں ہو سکتا جو رعایت اسباب کو حرام قرار دے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اپنی زندگی کا اصل سہارا اور تکیہ اللہ تعالیٰ کو قرار دیتا ہے + اور اللہ تعالیٰ کی آزمایش کرنا نہیں چاہتا۔ یہ گستاخی ہے۔ ہم رعایت اسباب کرتے ہیں لیکن ایمانی حالت میں نفی اسباب کرتے ہیں اور یہ ایک باریک سر ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہ قانون قدرت ہے کہ جوں جوں بندہ اپنے ایمان میں ترقی کرتا جاتا ہے اسی قدر وہ اس کے لیے اسباب کم کرتا جاتا ہے اور پھر غیب سے فضل کرتا ہے۔

واذا مرضت فھو یشفین

دنیا میں مبتلا اور اسباب میں گرفتار لوگوں کو یہ بات کس طرح سمجھ میں آئے۔ میں یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ میں نے دیکھا ہے کہ مجھے بدوں اسباب اس نے شفا دی ہے ایکبار میرے دانت میں درد ہوا ایک شخص سے میں نے علاج پوچھا اس نے کہا علاج دندان اخراج دندان میں اسی خیال میں تھا کہ یکایک غنودگی ہوئی۔ اور اس کے بعد دانت میں درد نہیں ہوا۔ اور آج تک خدا کے فضل سے نہیں ہوا۔ اسوقت میری زبان پر جاری تھا واذا مرضت فھو یشفین

جنّات

کسی شخص نے سوال کیا کہ جنات کا وجود کس قسم کا مانا گیا ہے؟ فرمایا ہمیں ہماری ایمانی حالت ہے عرفانی حالت نہیں اور یہ امر ہماری لو میں نہیں اور نہ جنوں کی ہمیں ضرورت ہے اسپر درست ہے ومن حسن الاسلام ترك ما لا يعنيه۔

(ایڈیٹر۔ اہل بصیرت آپ کے اس جواب پر غور فرمائیں کیا سچائی اسکے ساتھ بیان کر دیا ہے علماء سوء کی طرح نہیں کہ خواہ نہ خواہ جو پوچھو اسمیں دخل دینے کو طیار ہیں اور جواب دینے کو موجود تاکہ کوئی یہ نہ کہدے کہ کچھ آتا نہیں۔ مگر صادق مسیح موعود! بے شک تو خدا کا رسول ہے خدا کے رسول کے بغیر اس قدر تقویٰ اور خشیت سے کام لینے والا نہیں ہوتا۔)

علاج الطاعون

فرمایا طاعون کا علاج یہی ہے کہ جہاں تک بس ہے اپنے ایمان کو اللہ پر بڑھائے کیونکہ جسقدر اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھے گا اسی قدر اسپر توکل اور بھروسا بڑھے گا اور اسی قدر خوف پیدا ہوگا اور گناہوں سے نفرت ہوگی اور تقویٰ میں ترقی۔

جسقدر اپنی حالت کو تقویٰ میں چلا سکو چلاؤ۔ ایسی حالت پیدا کرو کہ روح ترساں و لرزاں ہو کر پانی کی طرح اللہ تعالیٰ کیطرف بہے۔ جو ایسا کرے گا وہ ایک گھر میں اگر ہو تو دوسروں کا شفیع ہوگا۔ تقویٰ والا اگر مر بھی جاوے گا تو سیدھا جنت میں جاویگا۔ یہ دھوکا مت کھاؤ۔ کہ ہم بیعت کر چکے ہیں۔ بیعت کچھ چیز نہیں اگر خدا سے تعلق نہ ہو ایک شخص جو طبیب کے نسخہ کو اسکی ہدایت کے مطابق استعمال نہیں کرتا تو ایسا نسخہ ہاتھ میں پکڑے رکھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ یہی حال اس شخص کا ہے جو ہماری بیعت میں تو داخل ہوتا ہے مگر اس تعلیم پر عمل نہیں کرتا جو ہم دیتے ہیں۔ ہمارے ساتھ تعلق رکھنے میں پاکیزگی اور طہارت شرط ہے نرا تعلق کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتا + اگر نرا تعلق کوئی سود مند ہوتا تو بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو بڑا خبیث چال چلن رکھتے ہیں۔ انکو اسلام سے کیا واسطہ اور تعلق!!!

طاعون انہی لوگوں کو سیدھا کرنے کو آئی ہے لوگ سیدھے نہ ہوتے تھے اس لیے اس نے یہ بلا مسلط کر دی یہ بھی اللہ تعالیٰ کا رحم ہے

مباحثہ مُدّ کے مفصل حالات

ایڈیٹر کا انٹروڈکٹری نوٹ

مباحثات کا فلسفہ اور حالت موجودہ

انسان کی ذہنی، علمی اور روحانی غرض ہر قسم کی ترقی کے دیگر اسباب اور ذرائع مختلفہ میں سے مباحثات بھی اہم اور ضروری چیز تھے۔ اور ہیں۔ ان سے تبادلہ خیالات کے علاوہ طبیعت کو غور کرنے اور نتائج کے استخراج کرنے کے لیے بڑی بھاری تحریک ہوتی ہے۔ انسان کا مختلف طبیعتوں اور مزاجوں کا پیدا ہونا خود اس امر کی صداقت کے لیے ایک کافی دلیل ہے۔ اس لیے ہم اس پر زیادہ بحث کرنے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس وقت صرف اتنا اور بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ زمانہ کی ترقیوں اور نیرنگیوں کے ساتھ ساتھ اس فن کی بھی بہت بڑی تنقید ہوئی ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب مباحثات ترقی کا ذریعہ نہیں رہے بلکہ تنزل کا باعث قرار دیے جاتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ مباحثات احقاق حق اور ابطال باطل کی نیت سے نہیں کیے جاتے بلکہ اصل غرض صرف فاتحیت ہوتی ہے گویا مباحثات نے آج کل قمار بازی کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس لیے مباحثہ کرنے والے ہر ایک قسم کا داؤ مکر و فریب اور حیلہ استعمال کرتے ہیں جس سے وہ اپنے فریق مخالف کو بظاہر لوگوں کے سامنے شکست یافتہ قرار دیں۔ ایسی صورت میں حق کا ظاہر ہونا قریباً ناممکن یا مشکل تر ہوتا ہے بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنی سعادت ازلی اور خدائے لم یزلی کے فضل سے راہ پا لیتے ہیں ورنہ عموماً حق کو ملتبس کیا جاتا ہے۔ اور یہ امر ایک صادق کے لیے بھی مشکل معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو کس طرح پر اس حق کو سمجھائے جو وہ لیکر آتا ہے۔ اگرچہ اسکے لیے اور بہت سی راہیں اللہ تعالیٰ کھولتا ہے۔

غرض مباحثات نفس الامر میں مفید تھے مگر زود رنج۔ غداروں اور متعصب لوگوں نے مباحثات کو قمار بازی کا رنگ دیدیا ہے۔

حضرۃ حجۃ اللہ اور مباحثات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پاک فطرت کے موافق ابتدا میں علما کو جب دعوت کی اور انھوں نے اسے نہایت تندی اور تیزی سے رد کیا نہ صرف رد کیا بلکہ اسکی مخالفت کے لیے اٹھے تو آپ نے انکو مباحثات کے لیے بلایا۔ اور نہایت نرمی۔ پیار اور محبت سے چاہا کہ وہ امر حق سمجھ لیں اور دوسروں پر اسے مشتبہ نہ کریں مگر جب ان لوگوں کے حالات مکر و زور آپ پر کھلے اور انکا ظلم و افترا حد سے گذر گیا تو آپ نے اعلام الٰہی سے مباحثات کو خود بند کر دیا۔ اور آسمانی نشانات اور تائیدات کے لیے دعوت کی۔ جب اسطرف بھی کوئی نہ آیا تو پھر آپ نے قلم کے ذریعہ اُن غلط بیانیوں کی اصلاح کرنی چاہی جو مخالف پھیلا رہے تھے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ اس میں پوری کامیاب ہوئے مگر مخالفوں نے اپنی شرارت کو نہ چھوڑا وہ اسمیں ترقی ہی کرتے رہے۔ انکا شرارتوں میں ترقی کرنا اللہ تعالیٰ کی غیرت کا محرک ہوا ادھر سے حقائق و معارف اور تائیدات کا ایک پرزور سلسلہ شروع ہو گیا اور جماعت میں اسقدر ترقی شروع ہوئی کہ اب بیعت کے نام لکھنے والے بھی تھک گئے اور اب مخالفوں کو جب کوئی اور حیلہ ہاتھ نہ آیا تو یہ تجویز سوچی کہ جہاں کوئی احمدی ہو اسکی خلاف لوگوں میں جوش پیدا کیا جاوے اور اشتعال دلا کر اسکو ہر قسم کی تکلیف دی جاوے

مباحثہ مُدّ کی اصل وجہ

چنانچہ مد میں بھی جو مباحثہ ہوا اس کی تہ میں اسی قسم کی سازشیں اور شرارتیں کام کر رہی ہیں۔ منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس اکیلے اس گاؤں میں بیعت کر کے گئے تھے لیکن وہ مردان میں رہتے تھے اور ایک قانون پیشہ اور ذکی اور ذی وجاہت ہونیکی وجہ سے ان لوگوں کے اثر سے محفوظ تھے۔ پھر جب ان کے بھائی محمد یعقوب صاحب نے بھی بیعت کر لی تو ان شریروں کو موقع ملگیا کہ ان کو تنگ کریں۔ گاؤں والے تو شاید ہی تعرض نہ کرتے مگر بعض شریروں کے اشتعال سے آخر جاہل لوگ تو تھے ہی مخالفت پر اُٹھے اور یہانتک مخالفت سے کام لیا کہ اگر مقابل میں حضرت اقدس مسیح موعود کا حکم [illegible] نہ ہوتا (جو صبر اور برداشت کی تعلیم پر آپ کے حکم سے پابند کیے جاتے ہیں) تو ممکن تھا کہ اشتعال طبع پیدا ہو کر نقض امن ہو جاتا مگر ہم منشی محمد یعقوب صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے مخالفوں کے ہر قسم کے جور و ستم سہکر اپنے طرز سے ثابت کر دکھایا کہ وہ ان تکلیفوں اور مشکلات کی ایک پرکاہ کی برابر بھی پروا نہیں کرتے۔ بہر حال جب انکو حد سے زیادہ تنگ کیا گیا یہانتک تجویزیں کیں کہ سقہ۔ دھوبی بھنگی وغیرہ لوگ ان کے کام نہ آئیں تو انہوں نے منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس کو اطلاع دی۔ انہوں نے مردان سے آکر ان مخالفوں کو مناسب طریق پر سمجھایا اور انکی ان تکالیف پر جو وہ دے رہے تھے قانونی چارہ جوئی بھی کرنی چاہی۔ لیکن آخر یہ فیصلہ فریقین کی طرف سے ہوا کہ مسائل متنازعہ کا فیصلہ ہو جاوے۔ منشی محمد یوسف صاحب نے اسکو منظور کر لیا کیونکہ وہ شوق سے چاہتے تھے کہ کسی طرح ان لوگوں کو تبلیغ ہو جاوے۔ وہ دارالامان آئے اور حضرت اقدس سے انہوں نے اپنے اس منشا کو عرض کیا حضرۃ اقدس نے حسب معمول مخالف علما کے مکر و حیل سے انکو مطلع کیا اور فرمایا کہ ایسے مباحثات سے فائدہ نہیں ہوتا مگر منشی صاحب کے اصرار پر حضرۃ اقدس نے منظور کر لیا کہ مولوی سید محمد سرور صاحب اور مولوی عبد اللہ صاحب وہاں چلے جائیں اور جیسا کہ منشی صاحب نے ظاہر کیا کہ تبلیغ ہو جاویگی کچھ وعظ کریں گے یہی غرض انکی روانگی میں رکھی گئی۔

(باقی آئندہ)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم شایع ہوا
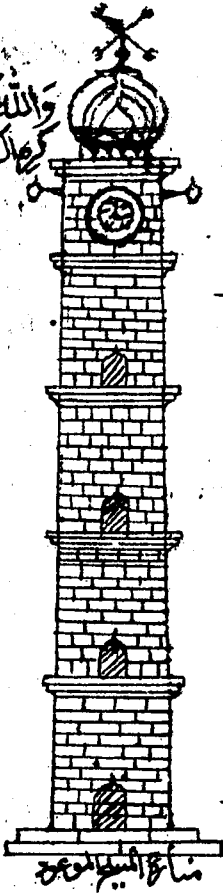
نمبر ۴۴ | ۹- رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء روز چہار شنبہ | جلد ۶

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن۔

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جو شخص ایمان لاتا ہے اُسے اپنے ایمان سے یقین اور عرفان تک ترقی کرنی چاہیئے نہ یہ کہ وہ پھر ظن میں گرفتار ہو۔ یاد رکھو ظن مفید نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بامراد کر سکتی ہے یقین کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اگر انسان ہر بات پر بدظنی کرنے لگے تو شاید ایک دم بھی دنیا میں نہ گذار سکے وہ پانی نہ پی سکے کہ شاید اس میں زہر ملا دیا ہو۔ بازار کی چیزیں نہ کھا سکے کہ انہیں ہلاک کرنیوالی کوئی شے نہو۔ پھر کسطرح وہ رہ سکتا ہے۔ یہ ایک موٹی مثال ہے اسی طرح پر انسان روحانی امور میں اس سے فایدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اب تم خود یہ سوچلو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو کہ کیا تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود۔ حَکَم عدل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل سے اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کی فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنیوالا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حَکَم ہے تو پھر اسکے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتیار ڈالدو۔ اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت اور عظمت کرنیوالے ٹھیرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کافی ہے وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا وہ حکم عدل ہوگا اگر اسپر تسلی نہیں ہوتی تو پھر کب ہوگی یہ طریق ہرگز اچھا اور مبارک نہیں ہو سکتا کہ ایمان بھی ہو۔ اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں میں اگر صادق نہیں ہوں تو پھر جاؤ اور صادق تلاش کرو اور یقیناً سمجھو کہ اسوقت اور صادق نہیں مل سکتا۔ اور پھر اگر دوسرا کوئی صادق نہ ملے اور نہیں ملے گا۔ تو پھر میں اتنا حق مانگتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو دیا ہے۔

جن لوگوں نے میرا انکار کیا ہے اور جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں اُنہوں نے مجھے شناخت نہیں کیا اور جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اور بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا۔

اصل بات یہ ہے کہ معاصرت بھی رتبہ کو گھٹا دیتی ہے اس لئے حضرت مسیح کہتے ہیں کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُنکو اہل وطن سے کیا کیا تکلیفیں اور صدمے اُٹھانے پڑے تھے اور یہ انبیاء علیہ السلام کے ساتھ ایک سنت چلی آتی ہے ہم اس سے الگ کیونکر ہو سکتے ہیں اس لئے ہم کو جو کچھ اپنے مخالفوں سے سننا پڑا یہ اسی سُنت کے موافق ہے مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن افسوس اگر یہ لوگ صاف نیت سے میرے پاس آتے تو میں انکو وہ دکھاتا جو خدا نے مجھے دیا ہے اور وہ خدا خود اُنپر اپنا فضل کرتا۔ اور انہیں سمجھا دیتا مگر اُنہوں نے بخل اور حسد سے کام لیا۔ اب میں ان کو کسطرح سمجھاؤں۔

جب انسان سچے دل سے حق طلبی کے لئے آتا ہے تو سب فیصلہ ہو جاتے ہیں لیکن جب بدگوئی اور شرارت مقصود ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ میں

کبتک ان کے فیصلے کرتا رہوں گا

حجج الکرامہ میں ابن عربی کے حوالہ سے لکہتا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو اُسے مفتری اور جاہل ٹھیرایا جائیگا اور یہانتک بہی کہا جاویگا کہ وہ دین کو تغیر کرتا ہے۔ اسوقت ایسا ہی ہو رہا ہے اس قسم کے الزام مجھے دئے جاتے ہیں۔ ان شبہات سے انسان تب نجات پا سکتا ہے جب وہ اپنے اجتہاد کی کتاب ڈہانپ لے۔ اور اسکی بجائے وہ یہ فکر کرے کہ کیا یہ سچا ہے یا نہیں بعض امور بے شک سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں لیکن جو لوگ پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں وہ حسن ظن اور صبر اور استقلال سے ایک وقت کا انتظار کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اُن پر اصل حقیقت کو کہول دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ سوال نہ کرتے تہے بلکہ منتظر رہتے تہے کہ کوئی آکر سوال کرے تو فائدہ اُٹہاتے تہے ورنہ خود خاموش سر تسلیم خم کئے ہوئے بیٹہے رہتے تہے اور جرأت سوال کرنے کی نہ کرتے تہے میرے نزدیک اصل اور سلیم طریق یہی ہے کہ ادب کرے جو شخص ادب الٰہی کو نہیں سمجہتا اور اُسکو اختیار نہیں کرتا اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ ہلاک نہ کیا جائے۔

وہ لوگ بڑی غلطی پر ہیں جو ایک ہی دن میں حق الیقین کے درجے پر پہونچنا چاہتے ہیں۔ یاد رکہو کہ ایک ظن ہوتا ہے اور ایک یقین۔ ظن صرف خیالی بات ہوتی ہے اسکی صحت اور سچائی پر کوئی حکم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں احتمال کذب کا ہوتا ہے لیکن یقین میں ایک سچائی کی روشنی ہوتی ہے پہر سمجہنا ہے کہ یقین کے بہی مدارج ہیں۔ ایک علم الیقین ہوتا ہے پہر عین الیقین اور تیسرا حق الیقین جیسے دور سے کوئی آدمی دہوآں دیکہتا ہے تو وہ آگ کا یقین کرتا ہے اور یہ علم الیقین ہے اور پہر جاکر دیکہتا ہے تو عین الیقین ہے اور جب ہاتھ ڈال کر دیکہتا ہے کہ وہ جلاتی ہے تو وہ حق الیقین ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکی ابہی ظن سے مخلصی نہیں ہوئی۔ جبکہ سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جو مامور خدا کی طرف سے آتے ہیں انکے ساتھ ابتلاء ضرور ہوتے ہیں پہر میں کیونکر ابتلا کے بغیر آسکتا تہا اگر ابتلا نہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل میں سے آجاتے۔ تاکہ انکو یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ آنیوالے کے لئے لکہا ہے کہ وہ تیرے بہائیوں میں سے ہوگا۔ اور اسیطرح حضرت مسیح کیوقت ایلیا ہی آجاتا تاکہ انکو ٹہوکر نہ لگتی۔

ایک یہودی فاضل نے اسپر بڑی کتاب لکہی ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ ایلیا نہیں آیا۔ اور اگر خدا ہی ہم سے پوچہے گا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب پیش کر دیں گے۔

اسقدر معجزات جو حضرت مسیح سے صادر ہوئے بیان کئے جاتے ہیں کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تہے ایلیا کو ہی زندہ کر کے لے آتے۔ ایما نًا بتاؤ کہ کیا ایلیا کا ابتلا بڑا تہا یا نمازوں کو جمع کرنے کا ابتلا جس ابتلا نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑہا دیا۔ اب اسقدر لوگ جو گمراہ ہوئے اور مسیح اور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر رہے تو اسکا باعث وہی **ایلیا کا** ابتلا ہی ہے یا کچہہ اور غرض ابتلا کا آنا ضروری ہے مگر سچا مومن کبہی اُن سے ضائع نہیں کیا جاتا۔

اس قسم کے لوگوں نے کسی زمانہ میں بہی فایدہ نہیں اُٹہایا کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انہوں نے فائدہ اُٹہایا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں۔ میں نے عام طور پر شایع کیا کہ استجابت دعا کا مجہے نشان دیا گیا ہے جو چاہے میرے مقابلہ پر آئے۔ میں نے کہا کہ جو مجہے حق پر نہیں سمجہتا وہ میرے ساتہہ مباہلہ کر لے میں نے یہ بہی شایع کیا کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف کا ایک نشان مجہے عطا ہوا اس میں مقابلہ کر کے دیکہہ لو۔ مگر ایک بہی ایسا نہ ہوا جو میرے سامنے آتا اور میری دعوت کو قبول کر لیتا۔ پہر خدا نے مجہے بشارت دی کہ ینصرک اللّٰہ فی مواطن۔ اور اسکا ثبوت دیا کہ ہر میدان میں مجہے کامیاب کیا۔ پس اگر ان نشانات سے کوئی فائدہ نہیں اٹہاتا اور اسکی تسلی نہیں ہوتی پہر وہ کسی اور کے پاس جاوے یا کسی عیسائی کے پاس جاوے اور تسلی کر لے اگر کر سکتا ہے لیکن سچائی کو چہوڑ کر تسلی کہاں۔

فماذا بعد الحق الا الضلال

ایسے لوگ لا من الاحیاء ولا من الاموات کے مصداق ہوتے ہیں۔

غرض نمازوں کے جمع کرنے میں یہ راز اور سر تہا۔ اور **انما الاعمال بالنیات** اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ آیا یہ سستی اور کسل کی وجہ سے تہا یا ایک معقول اور مبارک طریق پر۔

یاد رکہو کہ اسقدر نشانات دیکہہ کر بہی جسے کوئی شک و شبہ گذر سکتا ہے تو اُسے ڈرنا چاہیئے کہ شیطان اسکے ساتہہ ہے۔ میں جس راہ کی طرف بلاتا ہوں یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر غوثیت اور قطبیت ملتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے انعام ہوتے ہیں جو لوگ مجہے قبول کرتے ہیں انکی دین و دنیا بہی اچہی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما چکا ہے **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ**

درحقیقت وہ زمانہ آتا ہے کہ انکو امیت سے نکال کر خود قوت بیان عطا کریگا اور وہ منکرین پر غالب ہونگے۔ لیکن جو شخص دلائل اور نشانات کو دیکہتا ہے اور پہر دیانت امانت اور انصاف کو ہاتہہ سے چہوڑتا ہے اُسے یاد رکہنا چاہیئے کہ

ومن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبًا او کذب بآیاتہ

تم بہت سے نشانات دیکہہ چکے ہو اور صرف تمہی کے طور پر اگر ایک نقشہ طیار کیا جاوے تو کوئی حرف باقی نہ رہیگا کہ اس میں کئی کئی نشان نہ آئیں تریاق القلوب میں بہت سے نشان جمع کئے گئے ہیں اور تم نے اپنی آنکہوں سے پورے ہوتے دیکہے۔

اب وقت ہے کہ تمہارے ایمان مضبوط ہوں اور کوئی زلزلہ اور آندہی تمہیں ہلا نہ سکے۔ بعض تم میں ایسے ہی صادق ہیں کہ انہوں نے کسی نشان کی اپنے لئے ضرورت نہیں سمجہی گو خدا نے اپنے فضل سے انکو سینکڑوں نشانات دکہا دیئے لیکن اگر ایک بہی نشان نہ ہوتا تب بہی وہ مجہے صادق یقین کرتے اور میرے ساتہہ تہے۔ چنانچہ مولوی نورالدین صاحب کسی نشان کے طالب نہیں ہوئے۔ انہوں نے سنتے ہی **آمنّا** کہدیا اور فاروقی ہو کر **صدیقی** عمل کر لیا۔ لکہا ہے کہ حضرت ابوبکر شام کی طرف گئے ہوئے تہے واپس آئے تو راستہ ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے نبوت کی خبر پہونچی وہیں انہوں نے تسلیم کر لیا۔

(حضرت اقدس نے اسقدر تقریر فرمائی تہی کہ مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ ایک جوش اور صدق کے نشہ سے سرشار ہو کر اٹہے اور کہا کہ میں اس وقت حاضر ہوا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رضیت باللّٰہ ربًّا و بمحمد نبیًّا کہہ کر اقرار کیا تہا۔ اب میں اسوقت صادق امام مسیح موعود اور مہدی معہود کے حضور یہی اقرار کرتا ہوں کہ مجہے کبہی ذرا بہی شک اور وہم حضور کے متعلق نہیں گذرا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بہت سے باتیں ایسی ہیں جنکا ہمیں علم نہیں اور میں نے ہمیشہ اسکو ادب نبوت کے خلاف سمجہا ہے

رمضان المبارک کا پہلا خطبہ

(جو ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء کو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا)

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

ایمان والو تم پر روزہ لکھا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر لکھا گیا تھا غرض اس سے یہ ہے کہ تم سکھ پاؤ۔ ہر ایک انسان فطرتاً اپنا بچاؤ دکھوں سے چاہتا ہے اور سکھ اور راحت پانے کا آرزومند ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ روزہ اسی غرض کے لئے فرض کیا گیا ہے کہ تا تم سکھ پاؤ۔ حقیقت میں روزے اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہیں۔ یہ انسان کو دکھوں سے بچاتے اور انعامات الٰہیہ کا مستحق بنا دیتے ہیں۔

جیسے اس جگہ یہ فرماتا ہے کہ لعلکم تتقون اسی طرح قرآن شریف کے پہلے ہی پارہ میں جہاں انسان کو عبادت کا حکم دیا ہے یہ کہہ کر کہ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ وہاں عبادت کو سکھوں کا باعث بتایا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روزہ ایک عبادت ہے۔ قرآن شریف کی اصل غرض اور منشا یہی ہے کہ وہ انسانوں کو تقویٰ کی تعلیم دے اور وہ تقویٰ میں ترقی کریں اس لئے سارا قرآن شریف مختلف رنگوں اور صورتوں میں اسی تعلیم سے بھرا ہوا ہے۔

قرآن شریف نے اپنے اس منشا کو پورا کرنے کے لئے مختلف ذریعے استعمال کئے ہیں کہیں صفات الٰہی کا تذکرہ کیا ہے تا کہ مومن صفات الٰہی پر ایمان لائیں اور اُنسے ان میں حیا پیدا ہو اور بہت سے طریق قرآن شریف نے مدنظر رکھے ہیں روزہ بھی انہیں سے ایک ہے اور یہ سب سے بڑھ کر ہے۔ دیکھو ایک آدمی کو سخت بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ قریباً تڑپتا ہو پیاس شدید ہو ہونٹ خشک ہو رہے ہوں اور جان نکلتی ہو ٹھنڈا پانی اور خوش ذائقہ کھانا طیار موجود ہو اور ہر قسم کی خواہش کے سامان موجود ہوں مگر وہ ان سب سے بچتا ہے اور جانتا ہے کہ میرے مولا کا یہ حکم ہے کہ روزہ میں کھانا پینا اور مباشرت کرنا حرام ہے اور ان امور سے بچنا ایک ایسی موٹی بات ہے کہ ہر شخص جانتا ہے۔ ایک عامی آدمی بھی جو خداشناسی کی باریکیوں سے کوئی آگاہی اور معرفت نہیں رکھتا اگرچہ وہ کیسا ہی تنہائی میں ہو اور کوئی اُسے نہ دیکھتا ہو مثلاً غسل خانے میں ہو اور ٹونٹی سے پانی کی خوشنما دھار پڑ رہی ہو وہ کبھی جرأت نہ کریگا کہ ایک گھونٹ پانی کا پی لے اس قسم کی دلیری پیدا نہیں ہوتی۔

غور کرو کہ کسقدر پابندی ہے مگر یہ ڈھانچہ ہے مغز اور حقیقت اور ہے اللہ تعالیٰ نے یہ مشق سکھائی ہے جیسے باوجود بھوک کے کھانا نہیں کھاتا پیاس میں پانی نہیں پیتا حالانکہ سب کچھ موجود ہے۔ مگر اللہ کے حکم کے مقابلہ میں جائز اشیا سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ پھر دوسری حرام کردہ چیزوں پر کیوں دلیری کریگا۔ روزہ کی اصل غرض یہی سبق دینا ہے کہ انسان منہیات اور خدا کی حرام کردہ چیزوں سے بچے۔ جیسے روزہ میں کھانا پینا وغیرہ حرام ہے کیا اسی طرح اسنے حرام نہیں کیا چوری کرنا زنا کرنا اور فسق و فجور کی باتیں سُننا بے حیائی کے لئے آنکھ ایسے کھلے چھوڑ دینا جیسے بھیڑ بکری دوسرے کے کھیت پر جا پڑتی ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔

پھر اس موٹے حکم میں جو دیباچہ اور مقدمہ ہے ان امور کی جب ایسی پابندی کی جاتی ہے اور ایک جاہل سے جاہل بھی جرأت اور دلیری نہیں کرتا کہ اس حد بندی کو توڑے تو پھر کسقدر افسوس اور شرم کی بات ہے کہ محرمات پر انسان دلیر ہو۔

یاد رکھو اگر کوئی شخص حقیقت کی طرف نہیں گیا تو اُس نے روزہ نہیں رکھا وہ صرف بھوکا پیاسا رہا۔ سنو! اللہ کریم و رحیم ہے اُسکو ہماری بھوک پیاس سے مزا نہیں آتا وہ خود روزہ کا نتیجہ بتاتا ہے لعلکم تتقون۔ تا کہ تم سکھ پاؤ۔ پس تم اس نمونہ سے اصل حقیقت کی طرف چلے جانیکی کوشش کرو۔

مَیں سچ کہتا ہوں کہ گناہ ایک خطرناک زہر ہے جس سے جسم اور روح دونو ہلاک ہوتے ہیں اور مجذوم سے بھی بڑھ کر جسم اور روح کو سڑا دیتا ہے اس گناہ کی زہر کا تریاق یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف اور اُسکی صفات پر ایمان اور حیا پیدا ہو۔ اُسکی حد بندیوں کو توڑنے کی جرأت نہ کی جاوے اور یہ باتیں روزہ سے پیدا ہوتی ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا سے قریب کرنیوالی یہی چیز ہے مگر بات یہی ہے کہ اس ظاہر سے اصل حقیقت کی طرف بڑھے اور قدم اُٹھاوے۔

اس روزہ کے لئے بڑی شرطیں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو بڑے فیاض اور کریم تھے روزہ میں خصوصیت کے ساتھ بڑھکر فیاضی کرتے تھے۔ اس لئے جو طاقت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مساکین کے ساتھ خاص سلوک کرے۔

پس اپنے روزے کو بیکار نہ کرو جیسے حلال اور طیب چیزوں کو خدا کے ارشاد اور حکم کی تعمیل کے لئے ایک خاص وقت تک چھوڑ دیتے ہو اور گویا حرام کر لیتے ہو اسی طرح اسکی حرام کردہ چیزوں سے بہت بڑھکر بچو اور اپنے جسم اور روح کو اس ہلاکت اور عذاب سے بچاؤ۔ جو محرمات کے قریب جانے سے آتا ہے چاہیے کہ تمہارا وقت استغفار اور تسبیح اور حمد الٰہی میں گذرے تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور سوراخوں کو شیطان کے داخل ہونے سے بچاؤ۔ جیسے چور کوئی نہ کوئی سوراخ دیکھ کر اندر گھس جاتا ہے شیطان بھی متاع دین و ایمان چرانے کے لئے انسان کے سوراخوں سے داخل ہوتا ہے بڑا سوراخ آنکھ ہی ہے آنکھ اگر بے حیائی سے بچے تو یقیناً سمجھو کہ شیطان کو دوسرے سوراخوں سے کم داخل ہونیکا موقع ملتا ہے اسکا پہلا موقع یہی ہے۔ پھر کان ہیں زبان ہے غرض جس قدر سوراخ ہیں انکو بچاؤ اور بند کرو اسی طرح جسطرح اپنے صندوقوں کو قفل لگا کر بند کرتے ہو۔ اور چور سے بچاتے ہو۔

بیہودہ فسق و فجور کی باتوں کو چھوڑ دو۔ اور نامحرم عورتوں کی باتیں مت سُنو۔ تمہاری زبانوں پر سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم ہو۔ تم درود شریف اور استغفار پڑھو تا زبان محفوظ رہے۔

غرض ان ایام رمضان میں خصوصیت سے کوشش کرو کہ تا تم بدیوں اور دکھوں سے بچائے جاؤ اور تمہاری گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو جاوے۔ یہ بڑا ہی غنیمت وقت ہے خدا کا شکر کرو جسنے روزہ رکھنے کی توفیق دی ہے۔

رمضان میں شیطان زنجیروں سے جکڑا جاتا ہے مگر مومنوں کے لئے اس لئے تم مومن بنو اور اب شیطان کی زد سے نکل جاؤ۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور دعائیں کرو کہ یہ نعمت ہاتھ سے نہ جاوے۔ کیونکہ یہ گناہوں کی بخشے جانے اور گناہوں کے نہ پیدا ہونیکا ایک ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سبکو اسکی توفیق دے اور اسکے نیک نتائج سے بہرہ ور کرے۔

مختصر نوٹ اور نکات

جسطرح پستان میں آکر خون دودھ بنجاتا ہے اسی طرح توریت اور انجیل کے احکام قرآن شریف میں آکر حکمت بن گئے۔ اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا تو توریت اور انجیل اس اندھے تیر کی طرح ہوتیں کہ کبھی ایک دو مرتبہ نشانہ پر لگ گیا اور سو مرتبہ خالی گیا شریعت قصوں کے طور پر توریت سے آئی اور مثالوں کے طور پر انجیل سے ظاہر ہوئی اور حکمت کے پیرایہ میں قرآن شریف سے حق اور حقیقت کے طالبوں کو ملی۔

نبیوں کی سیرۃ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابطال باطل اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے دو قسم کی قوتوں سے کام لیا ہے ایک حکیمانہ دلائل اور بینات کے قائم کرنے سے دوسرے اقبال علی اللہ اور عقد ہمت پیچ اس بطلان کے استیصال کے لئے دعاؤں میں مصروف ہوجانے سے۔ یہ سلسلہ منہاج نبوت میں پایا جاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا تقاضا یہی ہے کہ وہ جیسے اسباب ظاہری سے نتائج پیدا کرتا ہے اسی طرح نہاں در نہاں اسباب سے بھی مختلف نتائج اور مسببات کو ظاہر کرتا ہے اس لئے نبیوں کا گروہ جیسے دلائل و بینات سے کام لیتا ہے اسی طرح دعا اور عقد ہمت سے اندرونی مخالفتوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ ان دو ذریعوں کو لیکر انصاف پسند اگر حضرت اقدس مسیح موعود کے حالات کو معائنہ کرے تو کچھ شک نہیں کہ اس پر صدق ظاہر ہوجاوے کہ کس طرح اس مویدمن اللہ نے دلائل و بینات سے بطلان کو پاش پاش کیا اور پھر کیسے خدا کے قہری تجلیوں سے اس کے جلال و جبروت کا ثبوت دیا۔ بشرطیکہ وہ اس اصل میں غور کرے۔

انسانی فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ طرح طرح کے اشغال و انہماکات میں پڑکر وہ خدا کی طرف سے غافل اور کاہل ہوجاتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کے دل پر کچھ ایسا زنگ غفلت بیٹھ جاتا ہے کہ وہ دل ازخود بیدار نہیں ہوسکتا۔ اور کچھ ایسا سستی کا بوجھ پڑتا ہے جو اسے اٹھنے نہیں دیتا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی محرک اسے تنبیہ کرنے اور خواب غفلت سے بیدار کرنے کو بھیجے چنانچہ یہی فطرت انسانی وقتاً فوقتاً مامورین اور مجددین کے آنیکی ضرورت ثابت کرتا ہے۔ اور اسی فطرت کی طرف قرآن شریف نے ایک جگہ اشارہ بھی کیا ہے

فطال علیہم الامد فقست قلوبہم یعنی

ان پر زمانہ دراز ہوگیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکے دل سخت ہوگئے اس اصل کو جو فطرتی ہے کوئی توڑ نہیں سکتا پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال بعد بھی کوئی عظیم الشان مصلح اور مامور نہیں آنا چاہیئے تھا جو آکر خفتہ دلوں کو بیدار کرے غور کرو!!!

تعجب اور حیرت ہی ہوتی ہے جب ایک طرف انسانی فطرت کو دیکھتے ہیں کہ وہ ہمیشہ چشم دید ماجرا اور ذاتی بصیرت کو چاہتا ہے اور دوسری طرف یہ عملی عقیدہ اپنے مخالفوں کا دیکھتے ہیں کہ باب الہامات اور مکالمات کا گویا سلسلہ ہی بند ہے؟

مذہب اسی زمانہ تک علم کے رنگ میں رہ سکتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کی صفات ہمیشہ تازہ بتازہ تجلی فرماتی رہیں ورنہ کہانیوں کی صورت میں ہوکر وہ جلد مر جاتا ہے کیا ایسی ناکامی کو کوئی انسانی کانشنس قبول کر سکتا ہے جبکہ ہم اپنے اندر اس بات کا احساس پاتے ہیں کہ ہم اس معرفت تامہ کے محتاج ہیں جو کسی طرح بغیر مکالمۃ الٰہیہ اور بڑے بڑے نشانوں کے پوری نہیں ہوسکتی تو کسطرح خدا تعالیٰ کی رحمت ہم پر الہامات کا دروازہ بند کردے؟ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا اس نے کوئی حدود الہام کا بند نہیں کیا بلکہ انسان کی اس فطرتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اسوقت بھی ایک مامور مرسل کو بھیجا جس نے اگر یہ گم شدہ صداقت دنیا کو پھر دی اور اپنے تائیدی نشانات سے دکھا دیا کہ جیسے تک خدا اسکے ساتھ کلام کرتا ہے اور اسکی سنتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس کے پاس آتا اور اپنی فطرتی تقاضی کو پورا کرتا ہے اور اپنی روح کی سیری کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔

اسی طرح انسان جیسے تمدنی نظام میں ایک بادشاہ یا سرگروہ کی ماتحتی میں رہتا ہے روحانی تمدن میں بھی اسے ایک ہی **امام** کے ماتحت ہوکر چلنا پڑتا ہے اور اگر وہ ایک امام کے ماتحت نہ ہو تو بے شک وہ خائب و خاسر ہوگا۔

قرآن ان تمام کمالات کا جامع ہے جنکی انسان کو تکمیل نفس کے لئے حاجت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تمام کمالات عملی رنگ میں موجود ہیں جو کل اخلاق فاضلہ کا مجموعہ ہیں۔ اور جنکی کمی تکسی حصہ زندگی میں انسان کو ضرورت پڑتی ہے۔

صفات الٰہی کے مسئلہ کو جس وضاحت اور صفائی سے اسلام نے سمجھایا ہے اور کوئی کتاب اور مذہب نہیں سکھا سکا۔ عیسائیوں نے بھی نادانی اور جہالت سے کفارہ کی کل ٹھیک بیٹھانے کے لئے جہاں اور بہت سی غلطیاں کھائی ہیں ایک یہ بھی عظیم الشان غلطی کھائی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رحم اور عدل دونو خدا تعالیٰ کی ذات میں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے کیونکہ عدل کا تقاضا سزا ہے اور رحم کا تقاضا درگذر۔ مگر وہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ کا **عدل** درحقیقت رحم ہی ہے کیونکہ وہ عدل بھی انسانوں ہی کے فائدہ کے لئے ہے۔ ظالم خطا کار کو جو سزا دیجاتی ہے تو اس سے اسکے دوسرے ہم جنسوں پر رحم ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم و جفا کاری نکریں۔ پس عدل بھی ایک قسم کا رحم ہی ہے لیکن یہ عیسائیوں کا اپنا قصور نہیں بلکہ انکی ناکمل اور ناقص تعلیم کا قصور ہے جو صفات الٰہی کے مسئلہ کو سمجھ نہیں سکی۔

انبیاء علیہم السلام کی زندگی عام انسانوں سے نرالی ہوتی ہے اور انکا ہر ایک ارادہ اور ہر فعل ایسے ایسے عجائبات کا مظہر ہوتا ہے کہ ان تمام کو آیت یا معجزہ کہہ سکتے ہیں کاش! کہ انسان ان برگزیدوں کے حالات پر نظر کرے اور غور سے دیکھے اور تمام شوخیوں اور بکواسوں کو چھوڑ کر اصلاح کی نیت سے انکا مطالعہ کرے اسوقت ان برگزیدوں کے حالات قابل اعتبار محفوظ کتاب قرآن مجید میں موجود ہیں اور انکا زندہ نمونہ حضرت مسیح موعود میں نظر آتا ہے جو جری اللہ **فی حلل الانبیاء** کا مصداق ہوکر آیا ہے۔

غفلت سے انسان کا دل ڈگمگاتا رہتا ہے اور آخر دینی دنیوی خرابی کا باعث ہوجاتا ہے انجیل نے یہ کہہ کر کل کی فکر آج مت کرو انسانی قویٰ کا خون کردیا ہے اور انسان کی فطرت پر ظلم کرنا چاہا ہے انسان فطرتاً کل کا فکر آج کرنا چاہتا ہے اور یہ مادہ اسمیں اسلئے ودیعت رکھا گیا ہے کہ تا وہ آخرت کی فکر کرے۔ مگر انجیل اس سے ہٹاتی اور روکتی ہے برخلاف اسکے قرآن کریم نے کسی صحیح تعلیم دی **ولتنظر نفس ما قدمت لغد** البتہ قرآن نے یہ تو کہا کہ یہ مت کہو کہ میں کل یہ کام کرونگا۔ مگر اس سے نہیں

سورۃ جمعہ پر حکیم الامت کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

امرتسر میں پندرہ روز تک مباحثہ ہوا۔ اگر رحیم کریم ہوتا تو ایک ہی منٹ میں ختم کر دیتا۔ ایک ہی اصل اس نے پیش کی تھی جسکا جواب عیسائی اور دوسری قومیں ہرگز ہرگز نہیں دے سکتیں اور قیامت تک نہ دے سکیں گی۔ پھر وہ اصل ایسی اصل نہیں ہے کہ اسے یونہی رد کر دیا جاوے بلکہ ہر سلیم الفطرت و دانشمند انسان کو ماننا پڑیگا کہ یہ سچی اصل ہے اور وہ اصل یہ ہے کہ ہر مذہب کی الہامی کتاب کا یہ خاصہ ہونا چاہیئے کہ جو دعویٰ وہ کرے اسکی دلیل بھی آپ ہی بیان کرے [illegible]

[illegible]

میں تو امید [illegible] کسر صلیب میں کامیاب ہو گیا [illegible] قرآن شریف کی وہ عزت اور عظمت ظاہر کی کہ میرا ایمان ہے تیرہ سو برس سے کسی نے نہیں کی۔ اس نے کل مباحثہ میں [illegible] اس طرز اور اصل کو نہیں چھوڑا۔ جو دعویٰ بیان کرتا قرآن شریف سے اور جو دلیل بیان کرتا وہ بھی کتاب اللہ سے دیتا۔

اور پندرہ دن تک برابر اسی کا التزام کیا۔ اب بتاؤ کہ یہ طرز بیان مزکی کے سوا کون ہو سکتا ہے۔ میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ جسقدر تم اسوقت موجود ہو تم سب سے زیادہ میں کتابیں پڑھ چکا ہوں۔ اور کتاب میری ہر وقت کی رفیق ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اس طرز پر مباحثہ کی بنیاد کوئی نہیں ڈال سکا۔ اور ایسی طرح کہ مخالف پہلا ہی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ جو چاہے آزما کر دیکھ لے میں نے تو آج ہی اس اصل سے فائدہ اٹھایا ایک شخص نے اعتراض کیا میں نے اسے یہی کہا کہ اس اصل کو مدنظر رکھو۔

مجھ پر اعتراض کیا گیا کہ روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ اور پھر رمضان ہی میں کیوں رکھا جاتا ہے؟ میں نے اسکو اوّلاً یہی جواب دیا کہ تم بتاؤ تمہاری کس کتاب نے منع کیا ہے کہ روزہ نہ رکھو اور پھر اس منع کے دلایل کیا دئے ہیں میں تو بتاؤں گا کہ روزہ کیوں رکھنا چاہیئے اور رمضان میں کیوں فرض کیا گیا اُسے کچھ جواب بن نہ پڑا۔ میں نے اس مضبوط اور محکم اصل کو لیکر کہا کہ دیکھو ہماری کتاب قرآن شریف روزہ کا حکم دیتی ہے تو اسکی وجہ بھی بتاتی ہے کہ کیوں روزہ رکھنا چاہیئے لعلکم تتقون۔ روزہ رکھنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم دکھوں سے بچ جاؤ گے اور سکھ پاؤ گے۔ رمضان ہی میں کیوں رکھیں؟ اسکی وجہ بتائی شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن چونکہ اس میں قرآن نازل ہوا یہ برکات الہیہ کے نزول کا موجب ہے۔ اس لئے وہ اصل غرض جو لعلکم تتقون میں ہے حاصل ہوتی ہے

اسیطرح جس امر کو لو۔ یا جس نہی کو لو۔ قرآن نے اسکے اسباب اور نتائج کو واضح طور پر بیان کیا ہے اور نہ صرف بیان کیا ہے بلکہ اُنکے نتائج سے بہرہ مند ہو کے دنیا کو دکھا دیا ہے۔ آخرت کے وعدے تو آخرت میں پورے ہوں گے اور ضرور ہوں گے مگر اس دنیا میں اسنے حصہ دیا اور ایسا حصہ دیا کہ اربعہ متناسبہ کے قاعدہ کے موافق وہ آخرت پر لاکھ دلائل اور حجج کے ٹھیرے۔ جن کو دیکھ کر اب کوئی آخرت کا انکار نہیں کر سکتا۔ صحابہ ہی تک وہ فیض اور فضل محدود اور مخصوص نہ تھا اب بھی اگر کوئی قرآن شریف پر عمل کرنیوالا ہو خلوص سے اللہ تعالیٰ کی طرف آوے وہ ان انعامات اور فضلوں سے حصہ لیتا ہے اور ضرور لیتا ہے اسوقت بھی لیتا ہے دیکھو ہمارا امام ان [illegible] اور فضلوں کا کیسا سچا نمونہ اور گواہ موجود ہے۔

غرض سب کچھ قرآن میں ہے مگر مزکی کے بغیر معلم کے بغیر وہ تزکیہ اور تعلیم نہیں ہوتی۔ مزکی اپنی کشش اور اثر سے تزکیہ کرتا ہے اور ان انعامات کا مورد بنانے میں اپنی دعا۔ عقد ہمت۔ توجہ تام سے کام لیتا ہے جو دوسرے میں نہیں ہوتی ہے ایک بھائی نے مجھ سے پوچھا کہ وفات مسیح پر اسقدر زور کیوں دیا جاتا ہے ثابت ہو گیا کہ وہ مر گیا اب اسکی کیا ضرورت ہے کہ بار بار اسی کا تذکرہ کیا جاوے؟ میں نے اسکو کہا کہ یہی وہ سر ہے جس سے یہ مسیح موعود بنایا گیا اور جو کسر صلیب کا تمغہ لیتا ہے تم اور میں اور یا اور اس قابل نہیں ہوئے یہ ثبوت ہے اس کے خدا کی طرف سے ہونے اور اس کے کامیاب ہو جانے کا۔ میں سچ کہتا ہوں اور ایمان سے کہتا ہوں کہ میری آنکھ نے وہ دیکھا جو بہت تھوڑوں نے ابھی دیکھا ہوگا۔ میں دیکھ چکا ہوں کہ کسر صلیب ہو چکی جس دن اور جس روز اسکا مشاہدہ کر لیا تھا جب اسنے امرتسر کے مباحثہ میں وہ اصل پیش کی جسکا ابھی میں نے ذکر کیا ہے اس سے بھی بہت عرصہ پہلے مجھے اسکی خوشبو آرہی تھی۔ اندر باہر۔ جہاں کہیں ہو۔ کوئی بھی مضمون ہو جس پر یہ بول رہا ہو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خواہ وہ وفات مسیح سے کتنا ہی غیر متعلق ہو مگر وفات مسیح کا ذکر ضرور ہی کریگا۔ یہ عزم۔ یہ استقلال اور عقد ہمت مامور کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ملتی ہے اور یاد رکھو نہیں ملتی ہے۔ تم مامور من اللہ کو اسکے عقد ہمت اور توجہ تام سے بھی شناخت کر سکتے ہو بے شک خدا تعالیٰ مضطر کی دعا سنتا ہے جب انسان مضطر ہو تو کیوں نہ سنے میں دیکھتا ہوں کہ اپنی بیماری۔ یا دوسرے بیماروں کو دیکھتا ہوں تو میں مضطر ہوتا ہوں اور میرا مولیٰ میری دعا سنتا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ صورت جاتی رہتی ہے تو پھر وہ حالت پیدا نہیں ہوتی اسوقت میں اپنے نفس کو کہتا ہوں کہ تو مزکی نہیں ہو سکتا اسلئے مزکی وہی ہو سکتا ہے جو ہر حالت میں مسیح کی وفات کو لے آتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ میں قرآن پڑھایا کرتا ہوں مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ فرمایا قرآن شریف پڑھایا کرتے ہو تو بس یہی کافی ہے کہ انی متوفیک کے معنے انی ممیتک پڑھا دیا کرو۔ اب غور کرو کہ کسقدر عقد ہمت ہے کیسی توجہ ہے ساری نصیحتوں میں اسے یہی ایک ضروری معلوم ہوئی ہے جو ہے اگر وہ شخص پوچھتا تو شاید سینکڑوں نصیحتیں کرتا اور وہ بظاہر ضروری بھی ہوتیں مگر نہ کرتا تو یہی نکرتا اور یہی سب سے اہم ہے یا کسی اور سے وہ پوچھتا تو وہ اپنی جگہ سوچ لے کہ کیا وہ یہی نصیحت کرتا جو اس مزکی نے کی؟ میں [illegible] سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہ کرتا۔ یہ اسی کا کام ہے دوسرے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور یہی تو بتاتا ہے کہ یہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے۔

(باقی آئندہ)

ڈائری امام الزمان سلمہ الرحمان

۲۹ نومبر ۱۹۰۲ء

(صبح کی سیر)

سہ سالہ پیشگوئی کے متعلق حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر فرماتے رہے۔ اور بلکوال میں ٹیکا کی وجہ سے جو نقص پیدا ہوا اسکا بھی ذکر فرمایا۔ فرمایا ہماری جماعت تین سو سے بھی کم تھی اور اب قریباً دو لاکھ تک نوبت پہونچتی ہے۔

فرمایا حق کا رعب ایسا ہوتا ہے کہ مُنہ بند ہوجاتے ہیں۔ آخر دسمبر تک سہ سالہ پیشگوئی کی میعاد ہے ابھی معلوم نہیں کہ اس مہینے میں اور کیا کیا ظاہر ہو۔

تعجب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کے چمکانے اور بس ہمارے سلسلہ کی تائید میں اسقدر کثرت سے زور دے رہا ہے اور پھر بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں یہ بھی عادۃ اللہ ہے کہ مکذبین کی تکذیب خدا کے نشانات کو کھینچتی ہے جب انکی تکذیب ٹھنڈی ہوجاوے گی تو نشانات بھی ٹھنڈے ہوجائیں گے۔ دیکھو برسات میں جسقدر گرمی زیادہ ہوتی ہے اُسی قدر بارش زیادہ ہوتی ہے

خدا تعالیٰ نے منہاج نبوۃ کا نظارہ دوبارہ دکھلا دیا ہے کیا کیا کچھ کیا ہے ہماری تائیدات میں نہ زمین کو چھوڑا اور نہ آسمان کو مگر ان لوگوں نے کسی بات سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ ہمیشہ سے ان لوگوں کا خیال تھا کہ صدی کے سر پر کوئی آیا کرتا ہے۔ اب اس میں سے بھی بیس سال گذر گئے۔ مگر انکو آج تک سمجھ نہ آئی۔ اب تو قیامت کا سامنا باقی ہے اور تو کوئی کسر باقی نہیں۔

تعجب ہے کہ بار بار دجال کذاب کہتے ہیں اور انکے پاس کوئی دلیل نہیں وہ غور کریں کیا اس طرح پر خدا تعالیٰ دجال اور کذاب کی تائید کیا کرتا ہے۔ ایک دفعہ ایک مخالف نے مجھے ایک خط لکھا۔ کہ آپ کی مخالفت میں لوگوں نے کچھ کمی نہیں کی مگر ایک بات کا جواب ہمیں کچھ نظر نہیں آتا۔ کہ باوجود اسقدر مخالفت کے آپ کامیاب ہوتے جاتے ہیں یہ باعث کیوں ہوتی ہے

پس یہ بات عقلمندوں کو فکر میں ڈال رہی ہے دو پہلو غور کے لائق ہیں اول یہ کہ بیس سال ہوئے جبکہ ہمارے پاس ایک شخص بھی نہ تھا اور اسوقت پیشگوئی ہو رہی تھی کہ تیرے ساتھ ایک جماعت کثیر ہوگی دوم مخالفوں کو بار بار کہا جاتا ہے کہ جسقدر شرارتیں اور مکر و فریب تم کرسکتے ہو کرو پھر ہم اسکو بڑھا کر دکھادینگے جیسے فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتھی امر الزمان الیس ھذا بالحق یعنی اُسوقت ہم ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا یہ ہماری بات اور ہمارا سلسلہ سچا نہ تھا۔

ایمان کی لذت بھی یہی ہے کہ خدائی نصرتوں کو انسان آنکھوں سے دیکھ لے تب آنکھیں کھلتی ہیں جب انسان سمجھ لیتا ہے کہ سچ یہی ہے تو پھر اُس پر مرنے کو طیار ہوجاتا ہے۔

جب تک خدا کی نصرتیں چمک کر ظاہر نہیں ہوتی ہیں اُسوقت تک یہ تذبذب میں رہتا ہے۔ مگر جب انکی چمکار نظر آجاتی ہے تو سینہ کی غلاظتیں دور ہوجاتی ہیں۔

جن لوگوں نے ابتک الحکم کا سابقہ حساب بیباق نہیں کیا وہ بہت جلد ڈسمبر کے ختم ہونے سے پہلے بھیجدیں تاکہ حساب صاف ہو اور مطبع کی ضروریات میں آسانی۔ خاکسار ایڈیٹر

---

۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

فرمایا اسی میں تو بڑا مزا ہے کہ خدا کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ تقویٰ طہارت ہی سے ایمان بڑھتا اور اسکی آبپاشی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ اسوقت ہوتا ہے جب خدا کی ہستی اور وجود ثابت ہوجاوے۔

یعنے براہین کے آخری اوراق کو دیکھا اسمیں لکھا ہے دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اسکو قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا

اسپر مجھے خیال آیا کہ اسوقت دنیا کہاں تھی اسوقت تو ہمارا دعویٰ بھی نہ تھا یہ ایک پیشگوئی تھی جو آج طاعون پر پوری ہوئی اور زور آور حملوں میں سے طاعون ہی مراد ہے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دنیا میں ابھی ایسی روحیں بھی ہیں کہ جب انکی آنکھیں کھلیں گی جب ایک انقلاب نظر آئیگا جیسے کہ ابو سفیان میں فراست کم تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو کہا کہ کیا تو اب بھی نہیں سمجھا۔ تجھے واویلا تجھے ابتک پتہ نہیں لگا کہ یہ انسانی ہاتھ کا کام نہیں تو وہ کہتا ہے کہ بے شک تائید خدا ہی تمہارے ساتھ ہے . . . . پس خدا کی تائیدات ہمارے دلائل میں سے ہوتی ہے۔ اسیطرح آخرکار لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آجاویگا کہ یہ ہونا کیا ہے؟ اور ہم کہاں چلے جاتے ہیں۔

مدت ہوئی کہ مجھے خدا کی وحی سے یہ بتایا گیا یخرون علی الاذقان سجدا ربنا اغفرلنا انا کنا خاطئین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسی قوم ہے جو بعد میں آویگی اور اُسی قوم کیواسطے خوشخبری بھی آئی ہے لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین خدا تعالیٰ نے ایک الہام میں محمد حسین کا نام فرعون رکھا ہے ہامان نذیر حسین تھا جو نامراد مرگیا مگر فرعون آخر ایمان لایا تھا ابن عربی کہتے ہیں کہ فرعون کا ایمان قرآن سے ثابت ہے اور وہ جہنم میں نہیں جاویگا کہ اسنے حضرت موسیٰ کی پرورش بطور باپ کے کی تھی اور شائد یہی وجہ ہو جس سے اُسکو ایمان نصیب ہوا ہو۔

ہمارے نبی کریمؐ کو دوسروں سے تربیت کا موقع خدا نے نہیں دیا بلکہ خدا نے خود سب کچھ سکھایا

ایک نو وارد شخص نے عرض کیا کہ میں آپ کا عاشق ہوں مجھے کوئی وظیفہ بتایا جاوے جس سے میری غفلتیں دور ہوں۔

فرمایا نماز میں استغفار بہت کیا کرو اور خدا سے دعا مانگو کہ میری غفلتوں کو دور کر خدا کے ساتھ بے صبری کرنیوالے بدنصیب اور مردود اور بدبخت ہوجاتے ہیں انکی ایسی مثال ہے کہ جیسے کسی شخص نے کنوآں کھودنے کے واسطے بیس ہاتھ گڑھا کھودا ابھی ایک ہاتھ پانی باقی تھا کہ تھک کر رہ گیا۔

خدا کی محبت اور ذوق و شوق کسیقدر محنت اور دکھ سے ملکر آتا ہے اہل اللہ کی یہی عادت تہی اور ان لوگوں کا یہ قول ہوا کرتا تہا کہ

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

یاد رکہو کہ مخالفت نفس بہی عبادت ہوتی ہے۔ سید عبدالقادر لکہتے ہیں کہ جب آدمی عابد اور عارف ہو جاتا ہے تو اسکی عبادت کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے پہر خود ہی لکہتے ہیں کہ اسکے یہ معنے ہیں کہ ہر نیکی کا اجر نقد پا لیتے ہیں یعنی جب نفس امارہ بدل کر مطمئنہ ہو جاتا ہے تو وہ جنت میں پہونچ گیا جو کچہہ پانا تہا پا لیا اب اجر کیسا پس جو شخص جلدی کرے تو پہر خدا غنی اور بے پروا ہے صبر سے خدا رحم کرتا ہے اور اُس پر دروازے کہول دیتا ہے۔

اہل اللہ کہتے ہیں کہ جب انسان عابد ہو جاتا ہے تو اسکی عبادتیں ساقط ہو جاتی ہیں پہر خود ہی شرح کرتے ہیں کہ اس سے یہ نہ سمجہنا کہ نماز روزہ معاف ہو جاتا ہے نہیں بلکہ رنجیں ساقط ہو جاتی ہیں یعنی نماز روزہ اس ذوق سے ادا کرتے ہیں جسطرح انسان دو وقت روٹی کہاتا ہے۔

فرمایا دوستی اور اخلاص کا حق جیسے خدا ادا کرتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا مگر بات یہ ہے کہ انسان صبر سے کام نہیں لیتا اور جلد نہک کر اس سے منہ پہیر لیتا ہے۔

یہ بہی کچہہ عادة اللہ ہی ہے کہ جب کوئی خدائی سلسلہ آتا ہے تو ہمیشہ مخلوق خدا کے راستباز ہی سے مخالفت کرتی ہے حالانکہ سینکڑوں کذاب دنیا میں مکر اور فریب کرکے دہوکہ دیتے پہرتے ہیں۔ انکی مخالفت کبہی نہیں کیجاتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ راستباز کی مخالفت پر تو شیطان تلا ہوا ہوتا ہے اور وہ لوگ خود شیطان کا مظہر ہوتے ہیں۔

ابوجہل کو آنحضرت صلعم نے فرعون کہا وہ پرلے درجہ کا متکبر اور سرکش اور بیدین تہا کیونکہ اول تو اسکو ایمان نصیب ہوا۔ دوسرے سر کاٹنے والے کو کہا کہ ذرا گردن لمبی کرکے کاٹنا تاکہ دوسروں سے یہ سر بڑا دکہائی دے گویا مرتے دم تک تکبر نہ چہوڑا۔ بعد میں مکہ کے لوگ سمجہ گئے کہ یہی دین سچا ہے۔ مگر مرتبہ ہمیشہ اُسی کو ملتا ہے جو عسر کے وقت ساتہہ ہوتا ہے۔

پہر فرمایا انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر سے یہی مراد ہے کہ تیری اولاد کثرت سے ہوگی اب تو عقیقہ کی قربانیاں کیا کر

مگر ہماری مخالف کم بخت روحانی اور جسمانی اولادوں سے محروم قرار دیتے ہیں۔

اشتہار کے متعلق ذکر پر فرمایا کہ غزنویوں کو یہی ضرور راستہ پانا ہے جو مولوی عبداللہ صالح آدمی تہے خدا صالح کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا شاید انکی سمجہ میں آ جاوے۔

مولوی عبداللہ کو رویا میں ایکدفعہ میں نے دیکہا کہ میں قرآن کہول کر بیٹہا ہوں الہام ہوا هٰذا کتابی وهٰذا عبادی۔ فاقرؤا کتابی علٰی عبادی خاندان لوگوں کو ہدایت ہو جاوے۔

۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

برطانیہ اور کابل فرمایا گورنمنٹ انگلشیہ نے بڑی آزادی دے رکہی ہے اور ہر قسم کا امن ہے مگر کابل میں تو لوگ ایک طرح سے اسیر اور مقید ہیں۔ وہ باہر جانا چاہیں تو انکے لئے کئی قسم کی پابندیاں ہیں اور بیہودہ نگرانیاں کیجاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اسی لئے اس مبارک سلطنت کے ماتحت رکہا۔

فرمایا جو لوگ حق کو چہپاتے ہیں وہ مرد نہیں بلکہ عورتیں ہیں۔

فرمایا جو خدا کی پروا نہیں کرتا وہ برباد ہو جاتا ہے یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے انکار کیا یہ آثار اچہے نہیں اللہ تعالیٰ بعض وقت انصاف پسند کافر کو ظالم کلمہ گو کے مقابلہ میں پسند کرتا ہے۔ اس سلسلہ کے لئے گورنمنٹ انگلشیہ کے سوا دوسری حکومتیں سخت مضر ہیں انہیں امن نہیں ہے

یکم دسمبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد مخالفوں کی مخالفت کے تذکرہ پر فرمایا کہ مخالف مامور کی عمر کو بڑہاتے ہیں اور وہ گویا سلسلہ نبوت کی رونق کا باعث ہوتے ہیں انکی مخالفت سے تحریک پیدا ہوتی اور خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے۔ جب مخالفت اُٹہہ جاتی ہے تو گویا مامور بہی اپنا کام کر چکتا ہے اور وہ فتحیاب ہوکر اُٹہایا جاتا ہے دیکہو جبتک کفار مکہ کی مخالفت کا زور شور رہا اسوقت تک بڑے بڑے اعجاز ظاہر ہوئے لیکن جب اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح کا وقت آیا اور یہہ

سورۃ اُتری تو گویا آپکے انتقال کا وقت قریب آ گیا فتح مکہ گویا تہی آپکے انتقال کا ایک مقدمہ تہی۔ غرض ان مخالفانہ تحریکوں سے بڑے بڑے فائدے ہوتے ہیں اور ہماری جماعت ان مخالفوں ہی میں سے نکل آئی ہے اور اگر یہ مخالفت نہوتی تو اس زور شور سے تحریک اور تبلیغ نہوتی۔

پہر وجودیوں رافضیوں وغیرہ کا ذکر ہوتا رہا۔ اسکے بعد آپ نے تقوےٰ کے متعلق کچہہ نصائح فرمائیں جنکا اقتباس یہ ہے۔

تقوےٰ فرمایا اصل تقوےٰ جس سے گند دہویا جاتا ہے اور جس گناہ دور ہوتے ہیں اور وہ تقوےٰ جسکے لئے نبی آتے ہیں اسوقت پایا نہیں جاتا۔ بہت ہی کم کوئی ایسا ہوگا جو قد افلح من زکّٰھا کا مصداق ہو۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر انسان متقی ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کریں اگر خدا پر ایمان ہو تو جن چیزوں کو ناجائز طور پر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ متقی اور مومن کو جائز طور پر ملتی ہیں۔ چور اور زانی کو اگر خدا تعالیٰ پر ایمان ہو تو وہ کبہی چوری یا زنا کی جرأت نکرے خدا پر ایمان ہی نہیں ہے تو اس قسم کی شوخیاں اور شرارتیں کیجاتی ہیں اور بیحیائی اور بدکاری سے خوف نہیں کیا جاتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ چور چوری نہیں کرتا جبکہ مومن ہو یہ بالکل سچی بات ہے بکری کے سر پر اگر شیر ہو تو اسکو حلال کہانا بہی بہول جاتا ہے چہجائیکہ وہ کسی دوسرے کے کہیت میں جاوے اسیطرح پر اگر خدا کا خوف ہو تو ممکن نہیں کہ گناہ کرے۔ دنیوی حکومتوں سے جب انسان ڈرتا ہے تو انکے قواعد اور قوانین کے خلاف ورزی نہیں کرتا پہر اگر خدا کا خوف واقعی کرے تو کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ گناہ پر دلیری کرے۔ میں دیکہتا ہوں اور خدا کی وحی سے دیکہتا ہوں کہ وہ اسوقت تقوےٰ کی بنیاد نئے سرے ڈال رہا ہے۔ قرآن شریف کی ابتدا تقوےٰ سے ہوئی ہے اور قرآن شریف کی غرض تقوےٰ ہی ہے۔

ایاک نعبد وایاک نستعین میں تقوےٰ ہی کی تعلیم ہے اس سے بڑہکر کون متقی ہو سکتا ہے جو عبادت کرکے پہر استعانت چاہتا ہے۔ پہر دوسری سورۃ میں بہی اسی تقوےٰ سے شروع کیا ہے۔

تقوےٰ کے نتائج اللہ تعالیٰ متقی کے ساتہہ ہوتا ہے جیسے فرمایا ان اللّٰہ مع المتقین پہر اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے جیسے فرمایا انما یتقبل اللّٰہ من المتقین۔ اللہ تعالیٰ متقی کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے

کرامت پہنچی نہیں ہوتا۔ یرزقہ من حیث لا یحتسب ہر تنگی سے اسے نجات ملتی ہے۔

پھر ہے بڑی بات یہ ہے کہ **ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ**۔

اسکا اصل مفہوم تقویٰ ہی ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت کی ان پر ملائکہ اترتے ہیں کہ خوف مت کرو اور غم مت کرو اور جس بہشت کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا اسکی خوشخبری تم کو ہو ہم تمہارے دنیا اور آخرۃ میں رفیق ہیں۔

یعنی متقی سے آخر مکالمہ الٰہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ عظیم الشان فضل اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ بھی **ولمن خاف مقام ربہ جنتان** ایک قسم کی جنت ہی ہے اصل جنت پیدا کر متقیوں سے اللہ تعالیٰ نے جس جنت کا یہاں وعدہ کیا ہے اس سے دنیا کی جنت بھی مراد ہے اور قرآن شریف میں آیا بھی ہے **ولمن خاف مقام ربہ جنتان**۔

الدنیا سجن المومن کے معنے بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ دنیا مومن کے لئے تو سجن ہوتی ہے پھر جنت کہاں؟ یہ سچ ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن ہوتی ہے مگر اسکی حقیقت سے وہ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مومن تین قسم کے ہوتے ہیں ظالم۔ مقتصد۔ اور سابق بالخیرات پہلی حالت میں یعنی ظالم ہونیکی حالت میں نفس کے ساتھ جنگ اور کشاکش ہوتی ہے اس صورت میں بھی وہ مومن تو ہوتا ہے یہ زمانہ مجاہدہ کا زمانہ ہوتا ہے یہی وہ وقت ہوتا ہے جب ایک سجن میں ہوتا ہے اسکو بعد مجاہدات کا سلسلہ رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے یہاں تک جب وہ نفس مطمئنہ کی حالت پر پہنچتا ہے تو سب سلوک کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور یہ آواز آجاتی ہے **یاایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ**

یہ رجوع الی الرب مومن کا جنت ہے اور رضوان من اللہ اکبر یہی بڑا جنت ہے۔ پس متقی کا جنت تو یہی ہے جب وہ نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے جیسے کنوئیں کا کھودنا پانی نکالنے کا مقدمہ ہوتا ہے اس میں تکالیف اور محنت تو کرنی پڑتی ہیں لیکن آخر اسکا انجام خوش کن ہے اسیلئے **الدنیا سجن المومن** ہے اور یہی اس کا حل ہے۔

ظالم۔ نفس امارہ کے جنگ وجدل کا زمانہ ہے اور مقتصد میں نفس لوامہ کی حالت ہوتی ہے

آخری حالت محبت ذاتی | اور سابق بالخیرات میں مطمئنہ ہوتا ہے۔ اس میں جنگ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور فتوحات حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسوقت یہ **ولمن خاف مقام ربہ جنتان** کا مصداق ہوتا ہے اور امر الٰہی کی تعمیل میں اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

اسکا ارادہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہو جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے اوامر کی تعمیل ایک ذوق سے کرتا ہے اور اسکی تمام حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کے جلال کے اظہار کے لئے ہوتی ہیں۔ اور وہ اسوقت اس [illegible] کی کوشش کرتا ہے کہ اگر اسکے کہا جائے کہ تیری ساری محنت کا کوئی اجر نہ ہوگا بلکہ تجھے سزا ملیگی تب بھی وہ رک نہیں سکتا۔ اسی کا نام آخری حالت اور محبت ذاتی ہے۔

وہ جنکے سہارے پر اس کے [illegible] نہیں ہوتے۔ دنیا میں بھی اس قسم کے آدمی [illegible] ہیں جو اپنی دھن میں ایک کام کرتے جاتے ہیں پس یاد رکھو کہ محبت ذاتی میں اجر کا خیال نہیں ہوتا۔ یہ آخری مقام ہے جہاں سالک کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

ان عبادی لیس لک علیہم سلطان | جب تک انسان [illegible] اسباب سے کام کرتا ہے اسوقت تک شیطان کو بہکانے کا موقع مل سکتا ہے لیکن جب وہ اس مرحلہ سے نکل جاتا ہے تو پھر **ان عبادی لیس لک علیہم سلطان** کے گروہ میں آجاتا ہے اور شیطان کے تسلط سے نکل آتا ہے جہاں تک معاملہ میں تفرقہ ممکن ہے لیکن محبت ذاتی میں تفرقہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے ماں باپ [illegible] کے تعلقات میں اگر [illegible] تو اگر دودھ نہ دے گی اور اس سے بچے کو کوئی صدمہ پہنچے تو بچے کوئی نہ پکڑے گا۔ تو وہ اس سے کوئی اثر نہ ہوگی بلکہ ایسا حکم اور مشورہ دینے والے کو گالیاں دیگی۔

ماں مارے بچہ ماں ماں پکارے | پس جب انسان نیکیوں اور ایمان میں ترقی کرتا ہے تو اسکی اس بچہ کی سی حالت ہو جاتی ہے جو ہر حالت میں ماں ہی کیطرف دوڑتا ہے جیسے ایک مثال ہے ماں مارے بچہ ماں ماں پکارے۔ جسقدر مشکلات اور مصائب آتے ہیں اسی قدر سالک قدم آگے بڑھاتا ہے اور انہیں اسے زیادہ لطف آتا ہے اور مجاہدہ میں اور بھی ترقی کرتا ہے پس یاد رکھو کہ برکات اور تائیدات نہیں ملتیں جب تک محبت ذاتی نہ ہو۔ دنیا میں اگر کوئی خدمت گار بدون کسی امید اجر کے خدمت کرتا ہے تو اسے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھا جاتا ہے۔

استغفار | انسان پر بعض اوقات غفلت کی تیرگی چھا جاتی ہے اس لئے استغفار کی ہدایت کی ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ زنگ آنے ہی نہ پائے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ بعض لوگ استغفار پر اعتراض کیوں کرتے ہیں۔ استغفار تو یہ ہے کہ زنگ پاس آنے ہی نہ پاوے اور گناہ کا صدور نہ ہو۔

تمام انبیاء وبشریت کے لحاظ سے اسکے متعلق ہیں اور جسقدر کوئی استغفار زیادہ کرتا رہتا ہے اسیقدر اسکی عظمت کا مقام بلند ہوتا ہے۔

بہشت سے تعلق ہے جو دنیا کی نظر سے [illegible] ہیں [illegible] آگئی ہے۔ [illegible] افسوس آتا ہے کہ جب اگر [illegible] انسان خدا میں سکتا ہے تو پھر وہ [illegible] ناراض ہیں۔

یکم ستمبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

"ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں اقتباس"

ماہ رمضان | آج رمضان المبارک کا چاند دیکھا گیا۔ بعد نماز مغرب خود حجۃ اللہ مسقف مسجد پر رویت ہلال کے لئے تشریف لے گئے اور چاند دیکھا اور مسجد میں آکر فرمایا کہ رمضان گذشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا ہے۔

تزکیہ نفس اور تجلی قلب | **شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن** سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیوں نے اس مہینے کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور

اور روزہ سے **تجلی قلب** ہوتی ہے تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیتا ہے انزل فیہ القرآن میں یہی اشارہ ہے۔ بے شک روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں۔

اپنا التزام صوم

ایک مرتبہ ایام جوانی میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھکو خواب میں دکھائی دیا۔ اور اُسنے یہ ذکر کرکے کہ کسیقدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے اس بات کیطرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجالاؤں۔

اپنا اہل بیت ہونا

اہل بیت کے متعلق حضرت جری اللہ نے اپنی ایک رؤیا سے جو الحکم نمبر ۴۴ جلد ۴ مورخہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کے صفحہ ۳ کالم تیسرے میں درج ہے اور اسکا اقتباس یہ استدلال فرمایا بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات بتاتے ہیں اور میں اسکو سنتا ہوں مگر صورت نہیں دیکھتا ایک حالت بین الکشف والالہام ہوتی ہے ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء کی رات کو آپ نے مسیح موعود یعنی میری نسبت یضع الحرب ویصالح الناس یعنی ایک طرف تو جنگ و جدال اور حرب کو اٹھا دیگا دوسری طرف اندرونی طور پر مصالحت کرا دیگا۔ گویا مسیح موعود کے لئے دو نشان ہونگے اور بیرونی نشان یہ کہ حرب نہ ہوگی دوسرا اندرونی کہ باہم مصالحت ہو جائیگی پھر اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان منا اھل البیت علی مشرب الحسن۔

سلمان یعنی دو صلحیں مسیح موعود کے ہاتھ سے ہونگی اور وہ علی مشرب الحسن یعنی حسنی المشرب ہوگا جنہوں نے دو صلحیں کرا دی تہیں۔ ۱۱

فرمایا میں حسین کے مشرب پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ حسن المشرب ہوں کہ جسنے صلح کرا دی تہی غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اہل بیت میں داخل کیا اور میں نے اس رویا کے موافق چھ ماہ تک برابر مخفی طور پر روزوں کا التزام کیا۔ اس اثنا میں عجیب عجیب مکاشفات میرے پر کھلے بعض گذشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور

تاثیرات روزہ

جو اعلے طبقہ کے اولیا اس امت میں گذرے چکے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جنکا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اسکے انوار روحانی تمثلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جنکا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کیطرف گئے تھے جن میں سے بعض چمکدار اور بعض سبز و سرخ تہے انکو دل سے ایسا تعلق تہا کہ انکو دیکھکر دل کو نہایت سرور پہونچتا تہا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ انکو دیکھکر دل اور روح کو لذت آتی تھی میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تہا جو دل سے نکلا اور ایک وہ نور تہا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا اُن کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جنکو ان امور سے خبر ملتی ہے"

ایڈیٹر اس حصہ کو بغرض صحت اور تفصیل کی غرض سے حضرت حجۃ اللہ کی لائف میں سے لیکر نقل کر دیا ہے غرض یہ حالت روزہ رکھنے سے گذری۔ فرمایا یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا ہے اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا۔ مگر

نشاط نوجوانی تابہ سی سال
چو چل آمد فرو ریزد پر و بال

چالیس سال کے بعد حرارت عزیزی کم ہو جاتی ہے

بدنی اور مالی عبادتیں

فرمایا عبادات دو قسم کی ہوتی ہیں عبادات مالی اور بدنی۔ مالی عبادتیں تو اس کے لئے ہیں جسکے پاس مال ہو۔ اور جسکے پاس نہیں وہ معذور ہے بدنی عبادتیں بھی انسان جوانی ہی میں کر سکتا ہے ورنہ ۶۰ سال کے بعد طرح طرح کی عوارضات لاحق ہو جاتے ہیں نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر نابینائی آجاتی ہے سچ کہا ہے پیری و صد عیب چنین گفتہ اند۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں

موئے سفید از اجل آرد پیام

اس لئے انسان کو چاہیے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔ روزہ کے بارہ میں خدا فرماتا ہے **ان تصوموا خیر لکم** یعنے اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو تمہارے لئے اس میں بڑی خیر ہے

فدیہ توفیق روزہ کا موجب ہے

ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملے خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔

اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آیندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اس لئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشدیگا۔

اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کیطرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کیواسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالی میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اُسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اسکے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالی کی راہ میں دلاور ثابت کر دے جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اسکے دل میں یہ نیت درد دل سے تہی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اسکا دل اس بات کیلئے گریاں ہے تو فرشتے اسکے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالی ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھیگا یہ ایک باریک امر ہے اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کیوجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہونگے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا ...

رحم کرکے اُسے کہتا ہے تو کیوں مشقت میں پڑا ہے مگر جو لوگ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں خدا انکو دوسری مشقت میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں انکو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نکرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اسکے نفس پر اسکے واسطے جہنم ہے اور خدا کی شفقت جنت ہے ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو کہ آگ میں خود گرنا چاہتا ہے تو خدا اُسے آگ سے بچاتا ہے۔

۲ر دسمبر تا ۸ر دسمبر ۱۹۰۲ء تک

بعہد رمضان شریف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول ہے بعد ادائے نماز مغرب آپ تشریف لیجاتے ہیں اور قریب عشاء تشریف لاتے ہیں اور کچھ دیر اجلاس فرماتے ہیں۔ اس لئے ان تاریخوں کے دربار شام کی کیفیت بہت ہی کم قابل ذکر ہے۔

یکم رمضان کی شام کو جب حضرت اقدس واپس تشریف لائے تو عیسائیوں کے ایپی فنی میں سے استغفار اور ذنب کے متعلق ایک مضمون سنایا گیا حضرت اقدس اسکو سنتے جاتے تھے اسکی جواب کے لئے بعض اشارات بھی دیتے جاتے تھے۔ امید کیجاتی ہے کہ اس مضمون پر ایک مبسوط بحث کسی وقت میگزین میں انشاء اللہ ہو گی چنداں ضرورت نہیں کہ صرف اشارات ہی دیکر ہم ڈائری کی تاریخ پوری کرنے کی سعی کریں۔ بلکہ اس کے لئے ناظرین میگزین کا انتظار کرنا چاہیئے۔ البتہ ایک بات جو اہم ہے وہ ہم درج کر دیتے ہیں

فرمایا **استغفار** کے معنے سمجھنے میں ان لوگوں نے سخت غلطی کھائی ہے استغفار کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ گناہوں سے بچا اور ان کے برے نتائج سے محفوظ رکھ اور دوسرے اس کے یہ معنے ہیں کہ گناہ سرزد ہی نہ ہو۔ جس کتاب میں یہ نہیں لکھا وہ ناقص اور ناکمل کتاب ہے ہر ایک انسان کو خدا سے مانگنا چاہیئے کہ ان قویٰ کا ظہور و بروز نہ ہو جنمیں گناہ کی سمیت ہے۔ اس دعا کی ہر بشر کو ضرورت ہے کیونکہ خدا کا سہارا طلب کرنا بشریت کا خاصہ ہے

۵ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو مسٹر ہال نے جو لیکچر عیسائیت پر دیئے ہیں انکا خلاصہ سول ملٹری گزٹ لاہور سے سنتے رہے اور ضمناً بعض فقرات پر ملاحت بھرے فقرے فرماتے رہے۔ مثلاً ذکر آیا کہ خدا محبت ہی فرمایا عیسائیوں کو تو کہنا چاہیئے خدا بغض ہے کیونکہ پہلے بیٹے سے ہی دیکھ لو کیا سلوک کیا۔

۶ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو آپکی طبیعت ناساز تھی۔ مگر اس روز ایک عظیم الشان وحی آپکو ہوئی جو ہم اسم اعظم کے نام سے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں

اسم اعظم

۶ر دسمبر ۱۹۰۲ء کی رات کو حضرت اقدس علیل تھے مسجد میں تشریف نہ لائے۔ ۷ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ فرمایا کل تین دفعہ بردِ اطراف کا دورہ ہوا۔ نصف شب کے قریب سخت دورہ ہوا۔ کہ اگر **وحی الٰہی** زندگی کی بشارت نہ دیتی تو میں یقیناً سمجھتا کہ اب آخری وقت ہے اسی حالت میں غنودگی سی آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے سے بند ہے۔ اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اس میں سے گذر سکتا ہے میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا سامنے کیا دیکھتا ہوں کہ تین بیل ہیں ایک انمیں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا اسکو میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا پھر دوسرا اسی طرح حملہ آور ہوا اسکو بھی ہٹا دیا۔ تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر گذر گیا میں اسکے ساتھ ... [illegible] ... اللہ تعالیٰ ... [illegible]

کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ ترجمہ اے میرے رب ہر چیز تیری خادم ہے اے میرے رب مجھے حفاظت میں رکھ اور میری نصرت کر اور مجھ پر رحم کر

فرمایا۔ یہ دعا ایک حرز اور تعویذ ہے اور میرے دل میں اسوقت یہ بات پڑی تھی کہ یہی اسم اعظم ہے فرمایا کہ میں اس دعا کو اب التزاماً ہر نماز میں پڑھا کرونگا۔ آپ بھی پڑھا کریں۔

فرمایا کہ اس میں بڑی بات جو سچی توحید سکھاتی یعنی اللہ جلشانہ کو ہی ضار اور نافع یقین دلاتی ہے یہ ہے کہ اس میں سکھایا گیا ہے کہ ہر شے تیری خادم ہے یعنی کوئی موذی اور مضر شے تیری ارادے اور اذن کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتی۔ میں کہتا ہوں کہ یہی وہ **قیمتی ایمان** اور جوہر **ایقان** ہے جسکے لئے یہ آسمانی سلسلہ مخصوصاً قایم ہوا ہے اور جو ہر ایک مذہب اور ملت کے دل سے بالکل اٹھ گیا ہوا ہے

توحید اور ایمان کا اصل اصول یہی ہے کہ اللہ جلشانہ کو تمام ذرات کائنات پر متصرف اور مدبر بالارادہ اور اپنی مشیت اور علم اور قدرت اور حکمت کے مقتضا کے موافق کام کرنے والا یعنی **یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید** مانا جاوے۔ اور تمام ذرات لون و مکان کو اسکے ارادہ اور قدرت کے ہاتھوں میں محض بے جان کٹھ پتلی کی طرح تسلیم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ آسمان پر اٹھ گیا ہوا رسالت پیر اس پاک رسول اور نبی کے طفیل سے جیتا ہے والحمد للہ۔

اظہار رائے

جو کتابیں رسالجات وقتاً فوقتاً دفتر الحکم میں بغرض ریویو آتے ہیں وہ زیر عنوان لکھتے ہم جو کچھ لکھنا چاہتے ہیں یکجا کرتے ہیں ایک عرصہ سے ہمارے پاس کئی کتابیں اور رسالے بغرض ریویو آئے ہوئے ہیں جن میں سے صرف دو پر ہم آج اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور باقی پر پھر کبھی۔ انشاء اللہ العزیز

ان دو میں سے پہلی کتاب

ہمارا قیصر

ہے۔ یہ کتاب دفتر پیسہ اخبار لاہور نے حال ہی میں شائع کی ہے اپنے بادشاہ کے ساتھ ارادت اور عقیدت رکھنے والی وفادار رعایا ہر فرد بشر کو چاہیئے کہ اسکے حالات اور سوانح عمری کو پڑھ کر پوری واقفیت پیدا کرے تاکہ جسقدر وہ اس کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ سے واقف ہوگا اسی قدر اسکے دل میں اپنے بادشاہ کے لئے زیادہ محبت اور زیادہ فرمانبرداری اور وفاداری کا جوش پیدا ہوگا۔

اسی غرض کو مدنظر رکھکر ہمارا قیصر نام کتاب شائع کی گئی ہے اور یہ پہلی کتاب ہے جو اردو زبان میں اس طرز اور شرح کی ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند و انگلینڈ کی لائف پر لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ۱۴۴ صفحوں پر ختم ہوئی ہے جس میں طفولیت سے لیکر تاجپوشی تک کے حالات درج ہیں۔ مصنف نے چونکہ کتاب کو عجلت میں طیار کیا ہے اسلئے اسکی ظاہری مراتب پر بہت بڑی توجہ نہیں کر سکا۔ بہرحال نفس مضمون اور ترتیب واقعات اور ضرورت وقت کے لحاظ سے یہ کتاب بہت مفید اور کارآمد ہے۔ ہماری رائے میں اس کتاب کی اشاعت کثرت سے ہونی چاہیئے۔ بلکہ سررشتہ تعلیم پنجاب کی طرف سے ہر سکول میں اسکی ایک ایک کاپی بہم پہونچائی جاوے کتاب مجلد ہے اور ۱۲ار قیمت پر دفتر پیسہ اخبار سے ملسکتی ہے۔ ہم اپنے ہمعصر کو یہ رائے دینا چاہتے ہیں کہ وہ دربار دہلی کی تقریب پر اس کتاب کو کسی قدر کم قیمت پر فروخت کریں تو بہت مفید ہو۔

دوسری کتاب جسپر ہم ریمارک کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ہمیں دفتر پیسہ اخبار ہی سے پہونچی ہے اسکا نام

عربی بول چال

ہے۔ اس کتاب کی ہم جسقدر سپارش کریں گے وہ بہت ... اور ندوۃ العلماء وغیرہ مجامع کے مکتبوں اور کالجوں میں۔ مسلمانوں کو اپنی مذہبی زبان کی علم ہشتعت کے خیال سے اس کتاب کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ یہ دونوں کتابیں دفتر پیسہ اخبار لاہور سے ملیں گی۔ باقی کتابوں اور رسالوں پر ہم انشاء اللہ جلد ریویو کریں گے۔

(حضرت فاضل امروہوی کا)

رسالہ یک روزی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

قول الشحناء والشوکۃ المردود
والقول الاحسن لتائید السلسلۃ الاحمدیۃ

شعر

من از آں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

تعریف شوکت حسب کتب لغات

شاکتہ الشوکۃ شوکاً اصابتہ و دخلت فی جسمہ + والشوکۃ ایضاً قرحۃ خبیثۃ مولمۃ تحدث غالباً فی ابہام الید + حضرت شوکت کا یہ انقلاب کیوں ہوا اسلئے کہ الہام قدیم تھا انی مہین من اراد اہانتک صدق اللہ تعالیٰ و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ واضح و لائح خاطر عاطر ناظرین ہو کیونکہ عالم اس امر کا عالم ہے کہ الہام مذکورہ حضرت مجدد الوقت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا مدۃ دراز ۲۳ یا ۲۴ سال سے دنیا میں شائع ہو رہا ہے ۔ اور ہزاروں آدمیوں نے اسکا پورا ہونا متعدد نشانوں سے متعدد مقاموں میں اور متعدد اشخاص میں مشاہدہ کر لیا ہے صدق اللہ تعالیٰ کل یوم ھو فی شان اگر کسی مخالف نے اس کے علم کی تذلیل کرنی چاہی جو مصداق علمناہ من لدنا علما کا ہے تو خود اس مخالف کے علم کی پردہ دری ہو گئی ۔ اور اگر کسی نے عدالت فوجداری میں ذلیل و ماخوذ کرانا چاہا تو ملائکۃ اللہ کی فوج در فوج مخالفین کی تذلیل کے لیے بحکم امتثال فوجدار ہو کر متعین ہو گئے اور اگر عدالت دیوانی میں کسی مخالف دیوانہ نے اسکی اہانت چاہی تو خود وہ مخالف ایسا ذلیل اور رسوا ہوا کہ دیوانی سے نوبت اسکی بدنامی تک پہنچ گئی اور جس نے مدعی الہام بنکر الہاماً اسکا مقابلہ کیا تو آیات الرحمن نے اسکے رسالہ کا تمام تار و پود ادھیڑ دیا اور اگر اسکے کلام معجز بیاں میں کسی نے اپنی جہالت اور کج فہمی سے کوئی بیجا نکتہ چینی کرنی چاہی تو وہ خود گرداب اغلاط میں ایسا پھنسا کہ پھر اس گرداب سے نکل نہ سکا اب ناظرین غور فرماویں کہ مخالفین مدعیان علم و فضل کا اس خارستان اغلاط میں پھنس جانا کسقدر موجب انکی اہانت کا ہے مگر اسکا کیا علاج کہ خود کردہ را علاجی نیست ایک مثل مشہور ہے غرضکہ نظائر اور شواہد ہیں مامورین اللہ کے مخالفین کے اہانت کی جنکی شیون مختلفہ اور متعددہ بحکم کل یوم ھو فی شان کے ظہور میں آتی ہیں ان چند سطور میں مفصلاً کب منضبط ہو سکتی ہیں بالفعل ایک نظیر حضرت شحناء و شوکت کی اس خارستان اغلاط میں پھنسنے کی ناظرین کے روبرو پیش کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ جو بوجہ ارتکاب اس بغض و شحناء کے جو انکو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے ساتھ ہے وہ حضرت مصداق شاکتہ الشوکۃ کے ہو گئے ہیں ۔ اور ایک طفل مکتب کے اشتہار کو اپنے ضمیمہ دمیمہ میں بڑے فخر کے ساتھ نقل کر کر لکھتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے بہت معقول تحریر فرمایا ہے خیر آپ کے مولانا صاحب سے تو بعد انقضاء اس میعاد کے جو حضرت اقدس نے انکو عطا فرمائی ہے بعض مواخذات اور مطالبات خود انکی کھلی چٹھی کی بموجب کیے جاوینگے بالفعل آپکی شوکت کی شان جو شاکتہ الشوکۃ کی مصداق ہو گئی ہے دکھلائی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ اگر اس تنبیہ کے بعد آپنے اپنے بغض و شحناء سے بتضرع و انکسار الہی رجوع کیا تو فبہا و نعم ما ہو شعر چوں خدا خواہد کہ ماں یاری کند + میل مارا جانب زاری کند + ورنہ یاد رکھیے کہ الشوکۃ قرحۃ خبیثۃ مولمۃ تحدث غالباً فی ابہام الید کے آپ مصداق ہو جاوینگے و لیس علی [illegible] بہ انفسہم شعر چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ پاکاں برد + اگرچہ ہم مدۃ سے سنتے تھے کہ آپ کا ضمیمہ دمیمہ مخالفت میں حضرۃ اقدس کے مدۃ سے شائع ہو رہا ہے جسمیں سوا سب و شتم کے کوئی علمی مسئلہ موجود نہیں ہوتا مگر اب تک صرف سماع ہی تک نوبت پہونچی تھی کسی ضمیمہ کا مطالعہ نہیں کیا گیا تھا کیونکہ ہمکو حضرۃ اقدس کی متابعت تھی اور آیات [illegible] سب و شتم کا جواب ہرگز نہ دینا چاہیے لیکن ضمیمہ جسمیں اعجاز احمدی پر آپنے اپنی لیاقت مجددیت السنہ مشرقیہ کی ظاہر فرمائی ہے اور ہر جگہ اعوجاج اور کجی کو اختیار کیا ہے جب مطالعہ کیا تو بحکم شعر [illegible] اور ناشنیدنی کے بغیر احقاق حق اور ابطال باطل کے رہا نہ گیا کہ الساکت عن الحق شیطان اخرس وارد ہے العجب وما ادریک ما العجب یہ مجددیت السنہ مشرقیہ کا اور اعجاز احمدی پر یہ تعلیق [illegible] اور پھر ایک طفل مکتب کو مولانا قرار دینا شعر سلم حق گرچہ مواسا کند + چونکہ از حد بگذرد رسوا کند + اولاً اسجگہ مجکو یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلا آپکی صفت شحناء اور وصف الشوکۃ قرحۃ خبیثۃ مولمۃ آہ کے کچھ اور تعریف بھی کی کیسی بیان کروں کہ آپکے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہو اور ناظرین یہ حضرت شوکت و شحناء وہی ہیں کہ سابق اسکے حضرۃ مسیح موعود کی عناد و مخالفت کے سبب آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] سے انکار کر کر تکذیب شوکت کسرا و صف محمدیہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنی تھی و نعوذ باللہ منہ یہ تکذیب و انکار اگرچہ انکے کلام میں منطوقاً نہ ہو وے لیکن التزاماً اور مفہوماً انکے کلام سے بخوبی سمجھی جاتی ہے جبتک اس مفہوم کا انکار کر کے توبہ نہ کریں اس تکذیب سے بری نہیں ہو سکتی لیکن آجتک [illegible] تکذیب و انکار سے جو مفہوماً ہی ہے تو یہ بھی نہیں کی شحناء مجسم جو مصر ہے پس ایسے شحناء سے کیا بعید ہے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کی بھی تکذیب کریں جو بروز محمدی ہیں علیہ الصلوۃ والسلام بلکہ ایسی شوکۃ و شحناء سے تو یہ بھی بعید نہیں ہے کہ اللہ کی الوہیت کے بھی مکذب اور منکر ہو جاویں و نعوذ باللہ الکریم من ہذہ الشحناء العظیم ۔ اور آپنے جسکو مولانا کر کر تحریر فرمایا ہے اسکو تو یہ حسن یا احسن الافعال آزاد کر کر مولا غناقہ کا مرتبہ عصمونۃ حاصل کر چکا ہے مگر جبکہ اب وہ خود بخود پھر ماخوذ و گرفتار ہو گیا تو اب میرا کیا قصور ہے بقول شخصے خود کردہ را علاجی نیست خیر بعد انقضا میعاد مہلت عطیہ حضرۃ اقدس اسکو بھی دیکھا جاویگا بالفعل آپکی اس تعریف مذکورہ محررہ دستخط خاص کے بعد آپکے قول کو بلفظ قول شحنا ہم نقل کرینگے اور رد اسکا زیر عبارۃ قول احسن کے لکھیں گے تاکہ ناظرین بحکم الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کے احسن الاقوال کو اختیار کر کر اسکا اتباع کریں اور قول شحناء کو ترک کر کر مردود سمجھیں ۔

حضرۃ اقدسؑ کی اچھوتی اور پرانی تحریریں

نکتۂ معرفۃ — بدانکہ اللہ تعالیٰ سہ گونہ صفات خود بر خلق می دارد۔ یکے ایجاد کردن و پرورش کردن۔ دوم مہربانی و شفقت زیراکہ حفاظت بحز مہربانی متصور نیست۔ سوم جزائے نیکان نیک دادن و پاداش بداں بد۔

پس بداں ارشدک اللّٰہ تعالیٰ کہ ایں ہر سہ صفات دریں سورہ فاتحہ بدیں نہج بیان شدہ است اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ پس مظہر صفت ربّ العٰلمین اول بنی اسرائیل شدند و مظہر صفت الرحمٰن الرحیم نصاریٰ و مظہر صفت مٰلک یوم الدین اسلام و ایں آخر صفت جامع سہ صفات بوجہ کمال ست (آگے حضرۃ اقدس نے اردو میں تحریر فرمایا ہے ایڈیٹر) اب بیان پہلی صفت کا یہ ہے کہ ظاہر ہے خدا تعالیٰ نے کس کس طرح بنی اسرائیل کی پرورش کی اور کیونکر انکو قوموں سے انتخاب کر کے برگزیدہ کیا اور آسمان سے انکو روٹیاں اور پتھروں سے انکو پانی پلایا۔ اول خدا نے دشت سینا میں چالیس برس تک آسمان سے روٹی بھیجی اور دوسرا مظہر تھا عیسیٰ مسیح کے لیے جو بن باپ پیدا ہوا۔ پھر بعد اس کے خدا نے پتھروں سے پانی نکالا اور وہ نمونہ بواسطہ ظہور خاتم الانبیاء کے تھا کیونکہ خدا نے بت پرستوں اور امیوں سے انکو پانی پلایا اور پانی کی مثال اس لیے بھی دی ہے کہ اسمٰعیل کے لیے بھی پانی ہی نکلا تھا۔

اور اسی ضمن میں وہ پیشگوئی بھی ہے کہ پتھر بے وسیلہ ہاتھوں کے تراشا گیا۔ اور یہی سے وہ پیشگوئی ہے جو انجیل میں ہے کہ خدا پتھروں میں سے ابراہیم کے لیے اولاد پیدا کر سکتا ہے سو اس نے بت پرستوں میں سے ابراہیم کے لیے اولاد پیدا کی۔

ایک سوال کا لطیف جواب — اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کسطرح سمجھا جاوے کہ معجزہ صدق دعویٰ پر دلیل ہے اسکا جواب یہ ہے کہ معجزہ کی غرض تو یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ یہ شخص خدا کیطرف سے ہے اور خدا اپنے کاموں سے شناخت کیا جاتا ہے سو جبکہ ایسے کام کہ وہ خدا ہی کر سکتا ہے ظہور میں آتی ہیں پس ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ خدا کے کام ہیں اور وہ شخص خدا کا نبی کہلاتا ہے اور خدا کے کام دنیا میں تین قسم کے ہیں یا وہ کام ہیں کہ اسکی ربوبیت پر دلالت کرتے ہیں اور یا وہ کام ہیں کہ اسکی رحمت اور فضل پر دال ہیں اور فرق ربوبیت اور رحمت میں یہ ہے کہ ربوبیت عام ہے اور رحمت خاص کیونکہ جب خدا نے ایک کو عدم سے پیدا کر کے برگزیدہ کیا اور اس کے لیے سب سامان مہیا کر دیے تا وہ پرورش پاوے یہ ربوبیت ہے اور جب خدا نے ہلاکت سے بچا کر عوض عذاب کے نعمت نازل کی تو یہ رحمت ہے اور سارا جہان اسکی رحمت سے زندہ ہے کیونکہ کوئی متنفس اس کے آگے بیگناہ نہیں ٹھہر سکتا۔

تیسرا کام پروردگار کا یہ ہے کہ وہ مالک جزا و سزا کا ہے اور یہ تیسری صفت بوجہ اکمل ہونیکے ہر دو صفات سابق کو بھی پورا کرتی ہے اب جاننا چاہیے کہ جس طور کا نبی ہوتا ہے اکثر اور زیادہ اسی طرز کے معجزات اس سے ظہور میں آتے ہیں اس لیے موسیٰ سے وہ معجزات ہوئے جن میں یہ مطلب تھا کہ تا بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے خلاص کر کر اپنی تربیت خاص سے انکو پرورش کرے اور حقیقۃ میں وہ سب معجزے جو موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے سب کے سب اسی قسم کے تھے جنسے اصلی مطلب یہ تھا کہ خدا اسطرح پر زور آور ہاتھ سے جنگ کرے اور خونی نشان دکھلا کر اپنے بندوں کو دشمنوں کے ہاتھ سے خلاصی دیتا ہے سو اس میں کمال تربیت اسکی پائی جاتی ہے بعد اسکے پتھروں سے پانی اور آسمان سے روٹی چالیس برس تک دی تا معلوم کریں کہ خدا اُن کا مربی اور تربیت کرنیوالا ہے

غرض خدا نے ابتدا سے آخر تک بنی اسرائیل سے ایسے کام کیے جنسے ارباب فطنت کو یقین کلی آتا ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کی تربیت کی بعد اس کے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور اُن سے اس قسم کے معجزات ہوئے جنسے خدا کی رحمت ثابت ہوتی ہے اور اُن کے حق میں وارد ہوا ہے **وَرَحْمَةً لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ** یعنی یہ بنی اسرائیل کے لیے رحمت ہے سو اس لیے خدا نے مسیح کا نام رحمت فرمایا کہ اس کے ظاہر کرنے سے یہ مقصد تھا کہ بنی اسرائیل خدا کی قدرتوں پر ایمان لاکر دل سے اسکی طرف متوجہ ہوں سو مسیح سے اس قسم کے معجزات صادر ہوئے اور خاتم الانبیاء کو پہلی دونوں صفتوں کی جامع صفت **مالک یوم الدین** کے ماتحت بھیجا تا وہ ان لوگوں کو زندہ کرے جو مر چکے تھے۔ اس لیے آپ کے معجزات سب سے بڑھ کر اور روشن تر اور صاف تر ہیں

نوٹ — پانی کی مثال قرآن شریف اور الہامی کتابوں میں ہمیشہ شریعت سے دی جاتی ہے اور ثبوت نبوۃ در الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اسی مثال کو لیا ہے۔

پس یہ کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے حضرۃ حجۃ اللہ کی تحریروں یا تقریروں میں یہ نکتہ پہلے نظر سے نہیں گذرا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم سب سے پہلے خوش نصیب ہیں جو اس نکتہ کے اشاعت کی توفیق پاتے ہیں جس قدر انسان اس میں فکر کرے گا وہ بڑی لذۃ سے اسکو پڑھے گا۔ ایڈیٹر

چندہ توسیع مکان

توسیع مکان کا چندہ خدا کا شکر ہے کہ جلد ہماری آمد چار سو روپیہ سے زائد کی لکڑی خرید ہو چکی ہے دوسرے اشیاء کی فکر ہے مولوی عبد الکریم صاحب کے نام یہ چندہ آنا چاہیے اور منی آرڈر کے کوپن پر لکھنا چاہیے کہ توسیع مکان کا چندہ کیونکہ لنگر کا روپیہ بھی اُن کے پاس آتا ہے۔ اور یہ چندہ لنگر کے چندہ سے الگ ہے +

ندوۃ العلماء کا نواں اجلاس

اور

ہمارے ریمارک

(نمبر ۶)

ہم نے گذشتہ نمبر میں مولوی حبیب الرحمن کی تقریر پر ریمارک کرتے ہوئے بتایا ہے کہ رفع اختلاف صرف ندوہ کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے وہ اس میں کامیاب ہو۔ اس سے بڑھ کر ہماری اس رائے کے مضبوط و مستحکم ہونے کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ سر جیمز لاٹوش نے بھی ندوہ کے ایڈریس کے جواب میں اپنی یہی رائے ظاہر کی اور لاہور کے مشہور اخبار پیسہ نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا کہ وہ لاٹ صاحب بہادر کے سامنے اور یہی حالات کو ملتبس کر آئے۔

مشتبہ نہیں حقیقۃ الحال ہی یونہی ہے ندوہ نے کوئی کام نہیں کیا اور نہ کوئی اس سے توقع ہو سکتی ہے نہ صرف ندوہ بلکہ ہماری رائے میں یہ بنام نہاد مجلسیں اس دعوی میں کامیاب ہی نہیں ہو سکتی ہیں ہمکو یاد پڑتا ہے کہ ۱۹۰۵ء میں کلکتہ کے اخبار حبل المتین نے ایک تحریک کی تھی جس کی تائید اکثر اخبارات میں ہوئی تھی بلکہ بلاد اسلامیہ کے بعض اخبارات میں بھی اس مسئلہ پر بحث چھڑی تھی اور پرزور آرٹیکل لکھے گئے تھے اور وہ تحریک یہ تھی کہ مسلمانان روئے زمین کے چند معزز و مقتدر علماء اسلام باہم ہر سال کسی مقام پر اکٹھے ہو کر مسلمانوں کی بہتری کے سوچنے اور شیعہ اور سنی مسلمانوں کے باہم اتحاد پیدا کرنیکی کوشش کیا کریں۔

یہی تحریک مختلف اوقات میں مختلف رنگوں میں مسلمانوں کے سامنے پیدا کی جاتی رہی ہے اور ندوہ نے بھی اسکو اپنے مقاصد میں داخل کیا ہے اور مولوی حبیب الرحمن صاحب نے اپنی تقریر میں تو یہ کہہ دیا کہ ندوہ نے یہ کام کیا ہے ہم انہیں ریمارکوں میں بتا چکے ہیں کہ ندوہ نے کیا کیا ہے؟ مگر ابھی ہمکو ایک اور بات اسی کے متعلق ضمناً کہنی ہے۔ غرض یہ محمڈن انٹرنیشنل کانفرنس کے متعلق تحریکیں ہو رہی تھیں۔ لاہور کی ہمعصر پیسہ اخبار نے اس کانفرنس کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے یا اسکی ضرورت کو ثابت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ کانفرنس ام القری یعنی مکہ میں ہونی چاہیے علیگڈہ کی پارٹی کی طرف سے حاجی محمد اسماعیل خان نے ایسی کانفرنس کے انعقاد سے پولیٹکل نقصانات کا اندیشہ ظاہر کیا بہرحال کثرت رائے اسطرف تھی کہ ایسی کانفرنس کی اشد ضرورت ہے۔

اسوقت ہم نے بھی بذریعہ الحکم اپنی رائے کا اظہار کیا تھا جو الحکم نمبر ۲۸-۲۹ مورخہ ۲۰ و ۲۷ ستمبر ۱۹۰۵ء میں طبع ہو چکی ہے اسکا اس سے تعلق ہے اسلیے غیر ضروری نہیں بلکہ مناسب ہوگا اگر ہم اس رائے کو یہاں نوٹ کر دیں اور وہ یہ ہے۔

میں نے بھی اس معاملہ پر خوب غور کیا اور باوجودیکہ مجھے توجہ دلائی گئی کہ میں اپنی رائے ظاہر کروں ابتداءً میں نے مصلحتاً مناسب سمجھا کہ کسی قسم کی رائے دوں کیونکہ میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ ایسی کانفرنس قائم ہو کیونکر سکتی ہے؟ میں اس امر کو نوسا نیک فال سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد ہو۔ اور وہ واعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا پر عمل کریں مگر میرے خیال میں یہ وحدت ارادی کی روح کسی مجمع یا کمیٹی سے پھونکی نہیں جا سکتی ہاں ایک شخص اس قسم کی روح مسلمانوں میں پھونک سکتا ہے جو نہ صرف مصلح ہی نہیں بلکہ آسمانی ہو۔ یہ کام ایرہ غیرہ نتھو خیرا کا نہیں بلکہ یہ ایک مامور من اللہ و ملہم کا کام ہے اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسوقت ایک **نذیر** دنیا میں آ گیا ہے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی جماعت نے عملی طور پر دکھا دیا ہے کہ ایسا اتحاد جو ماں جائے بھائیوں میں ہونا چاہیے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ہو سکتا ہے پس میں اس امر کو باواز بلند کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ مسلمانوں کے باہمی تفرقہ پردازی اور انکی حالت زبونی کو محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسلامی اخوت اور یگانگت کی روح پھونکیں تو وہ اس امام سے اپنا تعلق پیدا کریں اور پہلے خود تجربہ کریں پھر قوم کو اس **مفید نسخہ** کی طرف توجہ دلائیں تو البتہ وہ کامیاب ہو سکتے ہیں اور سچا اتحاد قائم ہو سکتا ہے ورنہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک شیعہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیزاری ظاہر کرتا ہوا کیونکہ صدق دل سے ایک سنی مسلمان سے جو انکا دل و جان سے مداح ہے مل سکتا ہے اور ایسا ہی ایک سنی کیونکر ان تبرّا بازوں کو سنتا ہوا شیعہ سے مل سکتا ہے اگر ایسا ہو تو وہ مداہنہ اور نفاق کے طور پر ہوگا جو اور بھی برا اثر پیدا کرے گا۔ ہاں اگر سچا اتحاد ہی ہو تو پھر سمجھنا کہ مذہب کو خیرباد کہنا ہوگا اھ یہ ہماری رائے ہے جو ہر وقت ہم نے ایسے اتحاد کے متعلق ظاہر کی تھی اور خدا کا فضل ہے کہ اب تک ہم اس رائے پر قائم ہیں اور وہ لوگ جو ایسی انٹرنیشنل کانفرنس بنانا چاہتے تھے وہ اسمیں اسی طرح ناکام رہے جیسے ہم نے بڑی غور و فکر کے بعد ظاہر کیا تھا۔

لاہور کے شیعہ مجتہد مولوی سید علی حائری سے حال میں ہمکو ملنے کا اتفاق ہوا۔ بہت سی باتوں کے بعد ہم نے ان سے رخصت ہوتے وقت جو سوال کیا تھا وہ عام ناظرین کے فائدہ کے لیے اور خصوصاً اس وجہ سے کہ اس مضمون سے اسکا تعلق ہے یہاں درج کرتے ہیں اور جو جواب

مذہبی دنیا

جوں جوں سائنس اور علم کی روشنی ہوتی جاتی ہے مغربی دنیا عیسائی مذہب سے اُٹھتی جاتی ہے اور مذہب کو قوم کا ایک نشان سمجھکر یا فیشن قرار دیکر وضع داری کے طور پر اسے نباہنا چاہتی ہے بشپ کولنزو اور طامس پین اور ان کے اقران و امثال کثیر التعداد ایسے لوگ تھے اور ہیں جنہوں نے موجودہ ذخیرہ بائبل سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا اور اس کے متعلق عجیب و غریب خیالات ظاہر کیے۔ اب امریکہ کے ایک آزاد خیال پال کیرس صاحب چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے لیے ایک جدید عہد نامہ تجویز کریں کہ جدید خیالات کو بھی جو حسب اقتضاء ضروریات زمانہ پیدا ہوں ... مانتے جائیں۔

اس قسم کی تحریکوں کا پیدا ہونا کسر صلیب کے اندرونی اسباب میں سے ایک سبب ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عیسائیوں کے آزاد خیال لوگ موجودہ بائبل میں وہ اطمینان اور سکینت نہیں پا سکتے جو فطرتاً مذہب کا پابند ہو کر انسان پانی چاہتا ہے اور بائبل ان علوم کے سامنے جو نت نئے پیدا ہو رہے ہیں ٹھہر نہیں سکتی۔ جدید علوم کا پیدا ہونا اور عیسائی قوموں میں اسکی ترقی انکو آزاد خیال اور بائبل سے بیزار بنا رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان میں دہریت اور الحاد پھیل رہا ہے اسلیے عیسائی کسی نہ کسی طرح چاہتے ہیں کہ اس گرتی ہوئی ناؤ کو کچھ ٹھہرائیں مگر اب وہ اپنے مرکز سے ہٹ چکی ہے انگلش اور امریکن نیشن کے آزاد خیال اسکو سہارا دینے کے بجائے دھکا دیکر گرانا چاہتے ہیں۔ سائنس اور جدید علوم کا بوجھ انکو نیچے کیطرف لا رہا ہے۔ اب وہ ٹھہر نہیں سکتی

ہم ان تحریکوں کو پڑھ کر کس قدر خوش ہوتے ہیں اور ہمیں اپنے صادق امام کی کامیابی کیسی یقینی معلوم ہوتی ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اندر ہی اندر عیسائی مذہب کے بطلان کے سامان

مبارکباد بتقریب شادی حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد طال عمرہ

جو حامد ہیں خدا کے انکو وہ محمود کرتا ہے
ہر اک کام انکا اپنے فضل سے پُرسود کرتا ہے
کچھ ایسا فضل اسکا شامل حال انکی ہوتا ہے
زمانہ چشم حیرت سے انھیں مشہود کرتا ہے
ہمیشہ راحت و فرحت شعار اُن کا بناتا ہے
ہمیشہ دشمنوں کو انکے رنج آلود کرتا ہے
بڑھاتا ہے انھیں اور نعمتیں دیتا ہے عالم میں
وہ پورا انکا رحمت سے ہر اک مقصود کرتا ہے
جب اپنے فضل کی بنیاد اُن کے حق میں رکھتا ہے
زماں بھر اپنے بندوں کی انھیں مسعود کرتا ہے
جہاں کے بادشاہوں کو بناتا ہے غلام ان کے
انہیں مخدوم کرتا ہے انہیں مسعود کرتا ہے
کھڑے ہوتے ہیں جب حاسد مقابل اسکے پاکوں کے
انھیں مقبول کرتا ہے انھیں مردود کرتا ہے
در رحمت کو اپنے کھولدیتا ہے پیاروں پر
شقاوت کی ہر اک راہ اُن پہ وہ مسدود کرتا ہے
غرض ہر کام میں انکو خدا سے نصرۃ آتی ہے
ہر اک آن انکے مقصد کو وہ خود موجود کرتا ہے
جناب حضرۃ مہدی کے گھر میں آج شادی ہے
ہر اک دم میں اسے رحمت سے حق خوشنود کرتا ہے
مبارک ہو مبارک ہو تجھے اے مہدی دوراں
تری محمود کو دلہن سے حق مسعود کرتا ہے
مرادیں تیری بر آئیں مسیحا دین و دنیا میں
جو تیرا ہے تو ہی مولا ترا موجود کرتا ہے
تری مخصوص واحد نے کیا تثلیث کو زائل
تری حملہ سے ہر اک شر کو وہ نابود کرتا ہے
ہوا کسر صلیب ایسا نہیں اب کسر کچھ باقی
یہ ہی اظہار قدرۃ وہ سے معبود کرتا ہے
تجھے رکھے سلامت حق ترقی روز افزوں ہو
بسند اب خاطر شیدا تری بہبود کرتا ہے
تجھے برکت پہ برکت ہو تجھی سے ہے قیام حق
ہر اک بخشش تجھی پر اب شہ ذوالجود کرتا ہے
ترا محمود احمد ہو بشیر الدین مبشر ہو
خدا احمد کو اپنے فضل سے محمود کرتا ہے
شرف ہو دین و دنیا کا شریف احمد ترا مہدی
مبارک ہی مبارک ہو جو دل خوشنود کرتا ہے
بنا دے انکو حق محمود اور حافظ ہو وہ انکا
وہی حاسد بناتا ہے وہی محمود کرتا ہے
رفیقو ملکے سب آمین کہو میری دعاؤں پر
جو حق سے مانگتے ہیں اُنپہ وہ افزود کرتا ہے
الٰہی سایۂ رحمت میں لے اپنے بندوں کو
مبارک پیش اب حضرۃ میں یعقوب کرتا ہے

ازمولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی احمدی مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام دار الامان قادیان

اعلان قبر مسیح کی اشاعت

حضرت مسیح کی قبر کے متعلق اعلان چھپکر طیار ہے اور ۳۰۰ روپیہ اسکی اشاعت کے لیے درکار ہے جس میں سے قریباً سو روپیہ جمع ہو چکا ہے باقی روپیہ بہت جلد جمع ہونا چاہیے تاکہ یہ کام شروع کیا جاوے ہر شہر کی جماعت پر لازم ہے کہ وہ بہت جلد اس امر کیطرف توجہ کرے۔ یہ عظیم الشان ثواب کا موجب ہے کیونکہ کسر صلیب جو مسیح موعود کی بعثت کا اصل مقصود ہے اس کے لیے کارگر حربہ یہی ہے، ہمکو امید ہے کہ بہت جلد باقی روپیہ پورا کیا جاوے گا اس کے متعلق کل روپیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام آنا چاہیے اور منی آرڈر کے کوپن پر تقسیم چندہ اشتہار قبر مسیح ضرور درج ہونا چاہیے + اس چندہ میں شریک ہونے والوں کے لیے ایک سہولت یہ بھی رکھی گئی ہے کہ وہ کشتی نوح کی چند کاپیاں خرید لیں جن کی قیمت ۸ جلدوں کے لیے علاوہ محصول عہ اور فی جلد ۲ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ بہت جلد ہی پوری کی جاویگی

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی اڈیٹر و مالک کے چھپکر شایع ہوا۔

ایک عظیم الشان معجزہ ظاہر ہوا

چہ ہیبتہا بداوند این جوان را
کہ ناید کس بہ میدان محمدؐ

ہر میدان تحدی مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر ہوئی ہے ++ اور الحمد للہ آج ۱۰ - دسمبر ۱۹۰۲ء بروز بدھ مطابق ۹ - رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ پر اسکا ظہور ہوا اور اعجاز احمدی کا خارق عادت نشان ظاہر ہوگیا -

۱۰ - دسمبر ۱۹۰۲ء تک اعجاز احمدی کا جواب لکھنے والے ثناء اللہ اور اسکے رفقاء کو دس ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا گیا تھا اور یہی حصر اسپر رکھا گیا تھا اور لطف یہ ہے کہ اعجاز احمدی کے جواب کے لئے کوئی خاص قید بھی . . . نہین تھی صرف یہی لکھا تھا کہ وہ ایسا قصیدہ مع اسیقدر اردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے بنا کر شایع کردین تو مین بلا توقف دس ہزار روپیہ انکو دیدونگا اور یہ کہہ کر انکو غیرت دلائی گئی کہ اسوجہ سے بھی انکو کوشش کرنی چاہئے کہ میرے ایک اشتہار مین پیشگوئی کے طور پر یہ خبر دیگئی ہے کہ آخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک کوئی خارق عادت نشان ظاہر ہوگا اور گو وہ نشان اور صور تون مین بھی ظاہر ہوگیا ہے لیکن اگر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مخاطبین نے اس میعاد کے اندر اس قصیدہ کا اور اس اردو مضمون کا جواب نہ لکھا یا نہ لکھوایا تو یہ نشان انکے ذریعہ سے پورا ہوجائیگا سو انہین لازم ہے کہ اگر وہ میرے کاروبار کو انسان کا منصوبہ خیال کرتے مین تو مقابلہ کرکے اس نشان کو کسی طرح روکدین اور دیکھو مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر وہ اکیلے یا دوسرون کی مدد سے میعاد معینہ کے اندر میرے قصیدہ اور اردو عبارت کے مطابق اور ان اشعار کی تعداد کے مطابق قصیدہ چھپوا کر شایع کرینگے اور تاریخ وصولی سے بیس دن کے اندر بذریعہ ڈاک میرے پاس بھیجدین گے تو صرف مین یہی نہین کرونگا کہ دس ہزار روپیہ انعام دونگا بلکہ اس عملہ سے میرا جھوٹا ہونا ثابت ہوجاویگا ورنہ ان کا حق نہین ہوگا کہ پھر کبھی مجھے جھوٹا کہین یا میرے نشانون کی تکذیب کرین - دیکھو مین آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہون کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہون اگر مین صادق ہون اور خدا تعالی جانتا ہے کہ مین صادق ہون تو کبھی ممکن نہین ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن مین ایسا قصیدہ بنا سکین اور اردو مضمون کا رد لکھ سکین کیونکہ خدا تعالے ان کی قلمون کو توڑ دیگا اور انکے دلون کو غبی کر دے گا +

اب ایک سلیم الفطرۃ غور سے ان سطور کو جو جلی قلم سے لکھے گئے ہین پڑھے اور سوچے کہ کیا یہ بشری طاقتون کے اندر ہے کہ وہ اس قسم کی تحدی کرسکے یہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی صداقت کا خاص معیار تھا اور اسی پر آنحضرت نے حصر صداقت رکھا تھا - اور آخری جلی سطرین بڑی وضاحت سے اس بصیرت اور معرفت کو ظاہر کرتی ہین جو آپ اپنے من جانب اللہ ہونے پر رکھتے ہین ان سب سے بڑھ کر عظیم الشان دو پیشگوئیان ہین جو مندرجہ ذیل الفاظ مین اسی صفحہ ۲۳ - پر درج ہین +

واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہونگے - اول - وہ قادیان مین تمام پیشگوئیون کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہین آئینگے اور سچی پیشگوئیون کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا ان کے لئے موت ہوگی - سوم - اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر ان کی روسیاہی ثابت ہوجائے گی +

اب دانشمند پبلک دیکھے اور خود انصاف کرے کہ

کیا اب بھی کہو گے کہ نشان پورا نہیں ہوا ؟

جیسے حضرت اقدس نے زمین آسمان کو گواہ رکھکر اسپر اپنی صداقت کا حصر رکھا تھا اب اسی زمین و آسمان کی شہادت سے ثابت ہوگیا کہ یہ صادق اور خدا کا مامور و مرسل ہے۔ سچ ہے۔

آسمان بارد نشان الوقت می گوید زمین
این دو شاہد از پے تصدیق من استادہ اند

اے خدا کے برگزیدہ اور مطہر کئے ہوئے مسیح موعود تجھکو مبارک ہو آج تیری صداقت آفتاب کیطرح روشن ہوگئی تجھے رحمت برکت کا نشان تیرے خدا کی طرف سے ملا اسی کے موافق جو تو نے اس سے مانگا۔ اے **مظفر** تجھ پر سلام خدا نے تیری تصدیق میں یہ نشان ظاہر کیا اور تجھے فتح و ظفر کی کلید عطا ہوئی تا ان لوگوں کو جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات ہو اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو حق اپنی برکتوں کے ساتھ آگیا اور باطل اپنی نحوستوں کے ساتھ بھاگ گیا ۔

احمدی قوم! تجھے مبارک ہو کہ تیرے پیشوا اور امام کا صدق کھل گیا۔ والحمد للہ علی ذالک۔
آخر میں پھر ہم اپنے مطاع باذن اللہ۔ محبوب و مولا امام کے حضور احمدی قوم کیطرف سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اللھم صلے علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خدمتگذار دلی خاکسار شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

ایک اور نشان ظاہر ہوا

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ ہر چشم نشانے است کبیر

عرصہ ہوا حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا تُخْرَجُ الصُّدُوْرُ اِلَی الْقُبُوْرِ اور انہیں دنوں میں یہ الہام الحکم کے ذریعہ شایع ہوگیا تھا۔ جن لوگون نے اس الہام کو پورا کیا مولوی نذیر حسین دہلوی بھی انہیں سے ایک تھا۔ ۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو ۵½ بجے صبح کے اس نشان کو پورا کرنیوالوں میں مولوی رسل بابا امرتسری بھی بعارضہ طاعون فوت ہوئے۔ مولوی رسل بابا سلسلہ عالیہ کا سخت مخالف تھا۔ ایک کتاب بھی اس نے لکھی تھی اور آجکل اس نے حضرت حجۃ اللہ کے خادموں کو امرتسر میں تکلیف دہی کا خاص مذاق پیدا کر لیا تھا مولوی رسل بابا* کے بعض نادان دوست انکو اور اپنے آپکو طاعون کا نشانہ ہونے میں بطور نشان پیش کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں کیوں طاعون نہیں ہوتا یا رسل بابا کو کیوں نہیں ہوتا آخر خدائے غیور نے رسل بابا کو طاعون میں پکڑا اور وہ ۱۶ روز تک سخت تکلیف کے بعد آخر تخرج الصدور الی القبور کا نشان پورا کرنیکو اس جہان سے کشتہ طاعون ہو کر رخصت ہوا اسکی موت مسیح موعود کی صداقت پر ایک روشن دلیل ٹھہری۔ امرتسری مقلدین و غیر مقلدین نے اسکی زندگی کیلئے بہت دعائیں کیں۔ مگر **وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ** کا مصداق ہوئیں۔ پچھلے جمعہ حضرت اقدس ؑ کو الہام ہوا تھا موت قبل یوم ہذا یعنے اگلے جمعہ سے پہلے مرجاویگا۔ چنانچہ اب رسل بابا کی موت کی خبر نے ثابت کر دیا کہ یہ پیشگوئی بہت ہی ایک عبرت انگیز نشان کی صورت میں حجت پوری ہوگئی اور رسل بابا کی لاش اور قبر زبان حال سے اپنے ہمعصر مولویوں اور دوسرے لوگوں کو جو اس سلسلہ کے مخالف ہیں مخاطب کر کے نہایت حسرت اور سوز و رقت کے ساتھ کہتی ہے ۔ سعدیا روزگار مرشد بنادانی ۔ من نکردم شما حذر بکنید ۔ کیا اہل امرتسر اس آواز کو سنیں گے اور دیدہ عبرت کھولکر

* مولوی رسل بابا نے گندی کا ایمان دینے کے لئے اپنے شاگرد انکو مامور کر رکھا ... علماء ان لوگوں کی قبر میں داخل کئے جائیں گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریۃ

الحکم

دارالامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۴۵ | مورخہ ۱۶ رمضان شریف ۱۳۲۰ھ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۲ء روز چارشنبہ | جلد ۶

کلماتِ طیبات

حضرۃ امامِ آخر الزمان سلمہ الرحمن

حضرۃ اقدس کی ایک تقریر جو ۵ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء بوقت سیر آپ نے فرمائی

فرمایا اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو ایک حالت میں رکھ سکتا تھا مگر بعض مصالح اور امور ایسے ہوتے ہیں کہ اسپر بعض عجیب و غریب اوقات اور حالتیں آتی رہتی ہیں۔ انہیں سے ایک ہم و غم کی بھی حالت ہے + ان اختلاف حالات اور تغیر و تبدیل اوقات سے اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتیں اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں کیا اچھا کہا ہے

اگر دنیا بیک دستور ماندے
بسا اسرار ہا مستور ماندے

جن لوگوں کو کوئی ہم و غم دنیا میں نہیں پہونچتا اور جو بجائے خود اپنے آپ کو بڑے ہی خوش قسمت اور خوشحال سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسرار اور حقائق سے ناواقف اور ناآشنا رہتے ہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسوں میں سلسلہ تعلیم کے ساتھ یہ بھی لازمی رکھا گیا ہے کہ ایک خاص وقت تک لڑکے ورزش بھی کریں۔ اس ورزش اور قواعد وغیرہ سے جو سکھائی جاتی ہے سررشتہ تعلیم کے افسروں کا یہ منشا تو ہو نہیں سکتا کہ انکو کسی لڑائی کے لیے طیار کیا جاتا ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ وقت ضائع کیا جاتا ہے اور لڑکوں کا وقت کھیل کود میں دیا جاتا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اعضا جو حرکت کو چاہتے ہیں اگر انکو بالکل بیکار چھوڑ دیا جائے تو پھر ان کی قوتیں زائل اور ضائع ہو جاویں اور اسطرح پر اسکو پورا کیا جاتا ہے بظاہر ورزش کرنے سے اعضا کو تکلیف اور کسی قدر تکان ان کی پرورش اور صحت کا موجب ثابت ہوتی ہے اسیطرح پر ہماری فطرۃ کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ تکلیف کو بھی چاہتی ہے تاکہ تکمیل ہو جاوے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہوتا ہے جو وہ انسان کو بعض اوقات ابتلاؤں میں ڈالدیتا ہے اس سے اس کی رضا بالقضا اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں جس شخص کو خدا پر یقین نہیں ہوتا انکی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ذرا سی تکلیف کے پہونچنے پر گھبرا جاتے ہیں اور وہ خودکشی میں آرام دیکھتا ہے + مگر انسان کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اسپر اس قسم کی ابتلا آویں۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ پر اسکا یقین بڑھے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن جنکو تفرقہ اور ابتلا نہیں آتا۔ انکا حال دیکھو کہ کیسا ہوتا ہے وہ بالکل دنیا اور اسکی خواہشوں میں منہمک ہو گئے ہیں انکا سر اوپر کیطرف نہیں اٹھتا۔ خدا تعالیٰ کا انکو بھول کر بھی خیال نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کو ضائع کر دیا اور بجائے اسکے ادنیٰ درجہ کی باتیں حاصل کیں کیونکہ ایمان اور عرفان کی ترقی ان کے لیے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتے جو کسی مال و دولت اور دنیا کی لذت میں نہیں ہیں + مگر افسوس کہ وہ ایک بچہ کیطرح آگ کے انگارہ پر خوش ہو جاتے ہیں اور اسکی سوزش اور نقصان رسانی سے آگاہ نہیں۔

لیکن جنپر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور جنکو ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کرتا ہے اُنپر ابتلا آتا ہے۔

جو کہتے ہیں کہ ہمپر کوئی ابتلا نہیں آیا وہ بدقسمت ہیں وہ ناز و نعمت میں رہ کر بہائم کی زندگی بسر کرتے ہیں ان کے زبان ہے مگر وہ حق بول نہیں سکتی خدا کی حمد و ثنا اُسپر جاری نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ صرف فسق و فجور کی باتیں کرنے کے لیے اور مزہ چکھنے کے واسطے ہے۔ اُن کے آنکھیں ہیں مگر وہ قدرت کا نظارہ نہیں دیکھ سکتیں بلکہ وہ بدکاری کے لیے ہیں پھر انکو خوشی اور راحت کہاں سے میسر آتی ہے۔ یہ ست سمجھو کہ جسکو ہم و غم پہونچتا ہے وہ بدقسمت ہے نہیں خدا اسکو پیار کرتا ہے۔ جیسے مرہم لگانے سے پہلے چیرنا اور جراحی کا عمل ضروری ہے اسی طرح خدا کی راہ میں ہم و غم آنا ضروری ہے۔ غرض یہ انسانی فطرت میں ایک امر واقعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے اور اسمیں کیا کیا بلائیں اور حوادث آتے ہیں۔

ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ

ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے

دنیا میں جسقدر قومیں ہیں کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا۔ جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو۔ کیا ایک ہندو ایک پتھر کے سامنے بیٹھکر یا درخت کے آگے کھڑا ہو کر یا بیل کے روبرو ہاتھ جوڑکر کہہ سکتا ہے کہ میرا خدا ایسا ہے کہ میں اس سے دعا کروں تو وہ مجھے جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں کیا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ جسے یسوع کو خدا مانا ہے وہ میری دعا کو سنتا اور اسکا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے جس نے کہا

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

تم مجھے پکارو میں تمکو جواب دونگا اور یہ بالکل سچی بات ہے کوئی ہو جو ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے آخر اُسکی دعاؤں کا جواب اُسے ضرور دیا جاوے گا۔

قرآن شریف میں ایک مقام پر ان لوگوں کے لیے جو گوسالہ پرستی کرتے ہیں اور گوسالہ کو خدا بناتے ہیں آیا ہے **لَا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ قَوْلًا** کہ وہ انکی بات کا کوئی جواب انکو نہیں دیتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو خدا بولتے نہیں ہیں وہ گوسالہ ہی ہیں۔ ہم نے عیسائیوں سے بارہا پوچھا ہے کہ اگر تمھارا خدا ایسا ہی ہے جو دعاؤں کو سنتا ہے اور اُن کے جواب دیتا ہے تو بتاؤ وہ کس سے بولتا ہے؟ تم جو یسوع کو خدا کہتے ہو پھر اسکو بلاکر دکھاؤ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ سارے عیسائی اکٹھے ہو کر بھی یسوع کو پکاریں وہ یقیناً کوئی جواب نہ دیگا کیونکہ وہ مر گیا۔

عیسائیوں کو ملزم کرنے کے واسطے اس سے بڑھ کر کوئی تیز ہتھیار نہیں ہے۔ ان سے پہلا سوال یہی ہونا چاہیے کہ کیا وہ ناطق خدا ہے یا غیر ناطق؟ اگر غیر ناطق ہے تو اُسکا گونگا ہونا ہی اس کے ابطال کی دلیل ہے لیکن اگر وہ ناطق ہے تو پھر اسکو ہمارے مقابل پر بلا کر دکھاؤ۔ اور اس سے وہ بولیاں بلواؤ جن سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ انسان کی مقدرت اور طاقت سے باہر ہیں یعنی علیم انسان پیشگوئیاں اور آیندہ کی خبریں۔

مگر وہ پیشگوئیاں اس قسم کی ہی نہیں ہونی چاہییں جو یسوع نے خود اپنی زندگی میں کی تھیں کہ مرغ بانگ دیگا۔ یا لڑائیاں ہونگی قحط پڑیں گے۔ بلکہ ایسی پیشگوئیاں جنہیں قیافہ اور فراست کو دخل نہ ہو۔ بلکہ وہ انسانی طاقت اور فراست سے بالاتر ہوں۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی پادری یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھ سکتا کہ خدا قادر کے مقابلہ میں ایک عاجز و ضعیف انسان یسوع کی اقتداری پیشگوئیاں پیش کر سکے۔

غرض یہ مسلمانوں کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ ان کا خدا دعاؤں کا سننے والا ہے۔ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک طالب نہایت رقت اور درد کے ساتھ دعائیں کرتا ہے مگر وہ دیکھتا ہے کہ ان دعاؤں کے نتائج میں ایک تاخیر اور توقف واقع ہوتا ہے اس کا ستر کیا ہے؟ اس میں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اول تو جس قدر امور دنیا میں ہوتے ہیں انمیں ایک قسم کی تدریج پائی جاتی ہے۔ دیکھو ایک بچہ کو انسان بننے کے لیے کسقدر مرحلے اور منازل طے کرنے پڑتے ہیں ایک بیج کا درخت بننے کے لیے کسقدر توقف ہوتا ہے۔ اسیطرح پر اللہ تعالیٰ کے امور کا نفاذ بھی تدریجاً ہوتا ہے۔ دوسرے اس توقف میں یہ مصلحت الٰہی ہوتی ہے کہ انسان اپنے عزم اور عقد ہمت میں پختہ ہو جاوے اور معرفت میں استحکام اور رسوخ ہو۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر انسان اعلیٰ مراتب اور مدارج کو حاصل کرنا چاہتا ہے اُسی قدر اسکو زیادہ محنت اور وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس استقلال اور ہمت ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو انسان کامیابی کی منزلوں کو طے نہیں کرسکتا۔ اسلیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پہلی مشکلات میں ڈالا جاوے۔ **اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا** اسی لیے فرمایا ہے۔

دنیا میں کوئی کامیابی اور راحت ایسی نہیں ہے جس کے ابتدا اور اول میں کوئی رنج اور مشکل نہ ہو۔ ہمت کو نہ ہار دینے والے مستقل مزاج فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور کچے اور ناواقف راستہ میں ہی تھک کے رہ جاتے ہیں۔ پنجابی میں کسی نے کہا ہے۔

ایہو ہیگی بیبیا جے دن تھوڑے ہو۔

پس جب خدا پر سچا ایمان ہو کہ وہ میری دعاؤں کو سننے والا ہے تو یہ ایمان مشکلات میں بھی ایک لذیذ ایمان ہو جاتا ہے اور یہ ہم بالیقین ایک اعلیٰ یا فوقی کا کام دیتا ہے۔ ہموم و غموم کے وقت اگر انسان کو کوئی پناہ نہ ہو تو دل کمزور ہو جاتا ہے اور آخر وہ مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتا اور خودکشی کرنے پر آمادہ ہوتا بلکہ بہت سے

خدا کے گھر کی حفاظت جو انسان نہ کرے
اس میں اور
حیوان مطلق فرق نہیں
حضرات! آپ انسانی گھروں کی تعمیر اور مرمت میں روز و شب حیران و سرگردان
رہتے ہو مگر یہ تو کہو جسم کا جو خدا کا گھر ہے آپ کو کس قدر فکر ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا
ہے انسان صنعت قدرت کا اک صندوق سربستہ ❊ ولیکن یہ نہیں کھلتا کہ اس میں قفل کیا ہے؟
آپ کا جسم کلوں کا مخزن ہے۔ یہاں ہر ایک کل علیحدہ علیحدہ کام میں لگی ہوئی ہے کہیں کھانا معدے میں جا رہا ہے۔ کہیں خون سے فضلہ علیحدہ ہو رہا ہے
کہیں دل گھڑی کے پنڈلم کی طرح ہل رہا ہے اور کہیں دماغ تمام اعضائے جسم پر حکمرانی کر رہا ہے۔ اس کارخانہ کا انتظام کچھ اس قسم کا ہے کہ اگر ایک کل بھی بیکار ہو جاوے تو یہ گھر گر پڑتا ہے اسلئے
دانا لوگ جو عقل اور شعور رکھتے ہیں جس طرح سے
انسانی گھروں کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح خدا کے گھر کو بھی وبائی بیماریوں سے (جو آگ کا حکم رکھتی ہیں) بچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بڑے بڑے
کارخانوں میں ہر وقت آتش زنی سے بچنے کیلئے واٹر پمپ اور پانی سے بھرے ہوئے گھڑے موجود رکھے
جاتے ہیں اسی طرح طاعون ایک خوفناک آگ ہے پس
آتش طاعون
اکسیر شفا
کو بجھانے کے لئے ترياق طاعون ایجاد کیا ہے۔ اگر یہ دوا آپ کے گھر میں (جو خدا نے آپکو عطا کیا ہے) موجود ہے تو سمجھ لیجیئے کہ اس خوفناک آگ کو بجھانے
کا ذریعہ آپ کے پاس ہے جس سے فی الفور آگ فرو ہو جائیگی۔ ہزارہا سرٹیفکیٹ موجود ہیں اور ہزاروں شیشیاں ہر مہینے میں بک جاتی ہیں۔ اس سے ضعف دل کی
جگہ تقویت دل حاصل ہوتی ہے قے اور بخار اس سے رک جاتے ہیں ❊ غریبوں مسکینوں عاجزوں درماندوں اور مفلسوں کو للہ اور فی سبیل اللہ مفت
اور اہل استطاعت و دنیا داروں سے اسکی لاگت فی شیشی (۶؍) ۳ شیشی (۱۲؍) چھ شیشی (۱؍) درجن شیشی (۲؍) محصول ڈاک بذمہ طلبگار مگر پیشگی آنا چاہئے
پتہ:۔ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور (موچی دروازہ)

ایسی بدقسمت یورپ کے ملکوں میں خصوصًا پائے جاتے ہیں جو تنہا اسی نامرادی پر گولی کھا کر مر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خودکشی کرنا خود اُن کے مذہب کی ہیئت اور کمزوری کی دلیل ہے اگر اسمیں کوئی قوت اور طاقت ہوتی تو اپنے ماننے والوں کو ایسی یاس اور نامرادی کی حالت میں نہ چھوڑتا۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ پر اسے ایمان ہے اور اس قادر کریم ہستی پر یقین رکھتا ہے کہ وہ دعائیں سنتا ہے تو اس کے دل میں ایک طاقت آتی ہے۔

یہ دعائیں حقیقت میں بہت فائدہ مند ہوتی ہیں اور دعا کرنے والا آخرکار کامیاب ہو جاتا ہے ہاں یہ نادانی اور سوء ادب ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کے ارادہ کے ساتھ لڑنا چاہے مثلاً یہ دعا کرے کہ رات کے پہلے حصہ میں سورج نکل آوے اس قسم کی دعائیں گستاخی میں داخل ہوتی ہیں۔ وہ شخص نقصان اُٹھاتا ہے اور ناکام رہتا ہے جو گھبرانے والا اور قبل از وقت چاہنے والا ہو۔ مثلاً اگر بیاہ کے دس دن بعد مرد و عورت یہ خواہش کریں کہ اب بچہ پیدا ہو جاوے تو یہ کیسی حماقت ہوگی اُس وقت تو استقرار کے خون اور چھیچھڑوں سے بھی بے نصیب رہیگی اسی طرح جو سبزہ کو نمو نہیں دیتا وہ دانہ پڑنے کی نوبت ہی آنے نہیں دیتا۔

مینے ارادہ کیا ہوا ہے کہ ایکبار اور شرح و بسط کے ساتھ دعا کے مضمون پر ایک رسالہ لکھوں مسلمان دعا سے بالکل ناواقف ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جنکو بدقسمتی سے ایسا موقع ملا کہ دعا کریں مگر انھوں نے صبر اور استقلال سے جو کہ کام نہ لیا اس لیے نامراد رہ کر سید احمد خانی مذہب اختیار کر لیا کہ دعا کوئی چیز نہیں یہ دھوکا اور غلطی اسی لیے لگتی ہے کہ لوگ حقیقت دعا سے ناواقف محض ہوتے ہیں اور اس کے اثر سے بے خبر۔ اور اپنی خیالی اول کو پورا نہ ہوتی دیکھکر کہہ اُٹھتے ہیں کہ دعا کوئی چیز نہیں ہے اور اس سے برگشتہ ہو جاتے ہیں۔

دعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے اگر دعاؤں کا اثر نہ ہوتا تو پھر اسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ باقی آئندہ

حضرۃ اقدس عم کی پرانی اور اچھوتی تقریریں

اثبات نبوۃ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم

نبوۃ اس جناب کی اسطرح پر ثابت ہے کہ انھوں نے نبوۃ کا دعوےٰ کیا اور معجزے ظاہر کیے۔ لیکن ثبوت اس امر کا کہ انھوں نے نبوۃ کا دعویٰ کیا پس تواتر سے ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا اور ثبوت معجزہ کا دو طرح پر ہے ایک یہ کہ انھوں نے خدا کا کلام لوگوں کو سنایا اور کہا کہ اگر تم کو انکار ہے تو ایسی کلام تم بھی بنا لاؤ۔ پس باوجود اس کے کہ وہ لاف بلاغت اور فصاحت کی مارتے تھے اور اکثر اُن میں شاعر تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح الزام دیں پھر بھی کم سے کم ایک سورہ کی برابر نہ بنا سکے پس باوجود اس کے کہ سب باتیں انکی نقل کی گئی ہیں مگر آج تک کسی سے منقول نہیں کہ کسی نے ان میں سے جواب بھی دیا تھا اور کس طرح ہو سکتا تھا کہ جس کلام کو صدہا مخالف سنتے تھے اور نو اعتقادوں کو پڑھایا جاتا تھا اس میں خلاف واقعہ درج ہو اور ایسا جھوٹ جسکو وہ فی الفور ثابت کر سکیں لکھا جاوے۔ اور یہی دلیل ہے شق القمر کی۔

اور دوسری قسم ثبوت معجزہ کی یہ ہے کہ اس قدر خوارق عادات نقل کیے گئے ہیں اور بطریق متعددہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس کا خلاف ہونا عقلاً محال ہے جیسے ہنود میں باوجود کثرۃ اختلاف کے اس قدر بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ ان میں اگلی زمانہ میں ایک شخص ضرور ہوا ہے جس کا نام رامچندر تھا۔ اور جیسے ثابت ہوا کہ نوشیروان ضرور عدالت کی طرف مائل تھا اور حاتم سخی تھا اور یا جیسے ہر شخص اپنی ماں کو جانتا ہے یا اولاد کو پہچانتا ہے۔ اسی طرح معجزات ثابت ہیں اور تحدی جو کی گئی وہ

ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے قرآن شریف کہتا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم گویا یہانتک یقین بڑھا ہوا ہے اور اسقدر ثبوت ہیں کہ مشاہدہ کو اسپر فوقیت ہے۔ اور سوائے اس کے دو وجہ ثبوت نبوۃ کے اور ہیں ایک وہ اخلاق عظیم کہ ان میں تھے اور ایک وہ علم و حکمۃ کہ باوجود امّی ہونے کے انمیں تھا۔ اور باوجود اس کے کہ اکثر غزوات میں مصروف تھے پھر بھی ایک نقطہ شریعت کا باقی نہ رہا جو آپ نے بیان نہ کیا ہو۔ تمام فقہ۔ عبادات۔ معاملات اور فرائض اور تعزیرات جیسے دفتر بھرے ہوئے ہیں بیان کیے۔ اور اسی طرح وہ شجاعت دلیل نبوۃ ہے جو ان میں تھی۔ اور وہ وثوق یعصمك اللہ من الناس پر اور وہ قوی دلی کہ جنگ بدر میں جب شکست آئی اور بعض لوگ پیچھے ہٹے آپ اپنی جگہ سے ایک بالشت بھر نہ ہٹے اور ہزاروں کے سامنے اکیلے حملہ کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے ان اللہ لا یکذب۔

پس خیال کرنا چاہیے کہ ایسے موقع میں اپنا آپ معلوم کر دینا اور بلند آواز سے کہنا کہ میں نبی ہوں اور وہی ہوں جس کی تلاش میں ہو سوائے صادق کے کس کا کام ہے اور اسطرح وہ اخلاق عظیم جو آپ میں تھے اور وہ صبر اور وہ حلم اور وہ مروۃ جو اُن میں تھی کہ مخالفین نے باوجود کثرت مخالفت کے کوئی عیب اُنپر ثابت نہ کیا پس کسطرح ہو سکتا ہے کہ یہ سب باتیں ایک ایسے شخص میں کہ درحقیقۃ نبی نہیں ہے جمع ہوویں؟ اور کب ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ ان سب کمالات کو اس شخص میں جمع کرے جسکو وہ جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے اور نہ صرف جمع کرے بلکہ تیئیس برس تک مہلت دے اور محفوظ رکھے اور اسکے دین کو تھوڑے عرصہ میں سب دینوں پر غالب کرے اور قیامۃ تک اسکے آثار کو باقی رکھے یہ سب باتیں سوائے صادق کے کہاں ہو سکتی ہیں اور کب ممکن ہے؟ بلکہ مفتری کاٹا جاتا ہے اسکو اللہ نہیں ملتا

پر جو حق ہے وہ باقی رہتا ہے اور بڑھتا ہے اور پھولتا ہے اور اچھے درخت کی مانند پھل دیتا ہے اور اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ وہ اس قوم میں ظاہر ہوئے۔ جو سب قوموں سے زیادہ تر جاہل تھی۔ جن کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی۔ جنکو کچھ حکمت کی خبر نہیں تھی جنکا مذہب بت پرستی تھا۔ اور پیشہ چوری تھا اور سراسر عیبوں میں بھرے ہوئے تھے۔ اس نور نے ان کے اخلاق تبدیل کیے جہل کی جگہ علم و حکمت بخشے اور فضائل علمی اور عملی میں کامل کیا اور ایک عالم کو ایمان اور عمل صالح سے منور کیا اور ان کے اخلاق ذمیمہ کا قلع قمع کیا اور ظاہر ہے کہ عادتوں اور خلقوں کا بدلنا نہایت دشوار ہے۔ اور آدمی اپنے خلقوں کو بدل نہیں سکتا۔ پس ظاہر ہے کہ جبکہ اپنا عیب دور کرنا مشکل ہے تو دوسرے آدمیوں کے عیب جو لکھو کہا ہوں تھوڑے عرصہ میں بالکل دور کر دینا کس قدر مشکل ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ اس مشکل سے بڑھ کر اور کوئی مشکل نہیں اور کلام اللہ سے یہ دونوں امور ثابت ہیں۔ اول انکا عیب دار ہونا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت سے پاک صاف ہو جانا بخوبی ثابت ہوتا ہے کیونکہ کلام اللہ میں اول کافروں کے عیب بیان ہوئے ہیں۔ پھر ان اشخاص کا حال بیان کیا کہ انہیں سے مومن ہوئے۔ ان دونوں حالات کے دیکھنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ اول وہ کسقدر شیطان کے پنجہ میں گرفتار تھے اور پھر نور صحبت سے کسقدر نورانی ہوئے جیسا کہ ان کے کفر کا حال بیان کیا ہے کہ یاکلون و یتمتعون الآیۃ اور پھر ایمان کے بعد یہ خلق حاصل ہوا یبیتون لربہم سجداً و قیاماً۔

ذوق نماز

رمضان المبارک کے دوسرے خطبہ کا خلاصہ

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْہِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ +

ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمکو ذکر الٰہی سے غفلت میں نہ ڈالدے راحت پسند اور نفع جو ہستی (انسان) کے سامنے وہ کون سی ایسی پیاری اور مرغوب شے پیش کروں جو دل بہلانے والی اور ہر حال میں کام آنے والی ہو؟ میرا ایمان ہے کہ وہ خدا ہے اور اسکے سوا کوئی چیز ایسی نافع اور دلربا نہیں جیسی ذکر اللہ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں اللہ جل شانہ بڑی دولت ہے اور یہ بالکل سچ ہے

خدا داری چہ غم داری

بعض لوگ جن کی عقل ماری گئی ہے وہ اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو اپنا محبوب بناتے ہیں مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَہُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ۔ الآیہ لیکن جو مومن ہیں وہ تمام اشیاء سے بڑھ کر اللہ ہی کو محبوب بناتے ہیں۔

یہ راز سمجھنے کے لیے (کہ کیوں جاہل انسان اللہ تعالےٰ کی محبت غیروں کو دیتا ہے اور کیوں مومن اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسیکو محبوب نہیں سمجھتا) ضروری ہے کہ انسانی فطرت پر غور کر لیا جاوے انسان بالطبع نفع رساں اور خوبصورت وجود سے محبت کرتا ہے + ظاہری اشیاء کے حسن اور احسان تک جس کی نظر اٹھتی ہے وہ ان میں گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے لیکن جو دوربین اور باریک بین ہے اس کی نظر ان سے بھی بڑھ کر اصل ذات تک جاتی ہے جو حقیقی محسن اور اپنے حسن میں یکتا اور یگانہ ہے + اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ دنیا میں ایک قوم ایسی رکھی ہے جنھوں نے اپنے چال چلن سے ثابت کر دیا ہے کہ انکی نظر میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی محبوب و محسن نہیں ہے۔ اور اسی لیے وہ دنیا میں رہ کر دنیا کے علائق رکھتے ہوئے ان تمام تعلقات سے بے تعلق اور الگ ہیں اور ذکر اللہ سے غافل نہیں اور

دل بیار دست بکار

کے مصداق ہیں۔

مگر جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے حسن و احسان کو دیکھنا نہیں چاہا اور دلفریبوں اور مال و اولاد کے افکار نے انکو اپنا پابند کر لیا ہے وہ غفلت کی حالت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور دنیا و دین میں خسارہ میں ہیں۔

جن لوگوں کی یہ حالت ہے کہ دنیا کے دھندوں سے انھیں فرصت نہیں ملتی اور وہ ذکر اللہ میں لذت نہیں پاتے۔ ان کی حالت اس سے زیادہ نہیں کہ جیسے ایک بندر نچانے والا قلندر ایک محلہ میں آکر اپنی ڈگڈگی بجاتا ہے تو بچے بیچین ہو کر جمع ہو جاتے ہیں اور اپنی ساری خوشیوں اور راحتوں کی انتہا اسی تماشے کو سمجھتے ہیں اسی طرح یہ غافل عن ذکر اللہ لوگ مال و بنون اور دنیا دوں کے تماشوں میں مبتلا ہوئے ہیں انھیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اپنا وقت عزیز رائگاں کر رہے ہیں۔ لیکن جب یہ تماشا ختم ہوگا اور آنکھ بند کرنی پڑیگی اسوقت انھیں معلوم ہوگا کہ ہم کیا کرتے رہے؟ ابھی معلوم نہیں کہ ہم کس غرض کے لیے آئے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔

اسی لیے قرآن شریف میں اس دنیا کو لہو و لعب کہا گیا ہے جو انسان کو اس کے اصل منشا اور مقصد زندگی سے الگ پھینک دیتی ہے۔

پس غور کرو اور سوچو کہ تمھارا کیا فرض ہے اور تم کیا کرتے اور تمھارے ان کاموں کا انجام کیا ہوگا؟۔

اللہ تعالےٰ کے ذکر سے اسقدر غفلت اور بے پروائی کیوں ہے؟ میرا اپنا تجربہ ہے کہ یہ غفلت اسی لیے ہے کہ انسان نے اللہ تعالےٰ کے ذکر کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ اس لذت اور ذوق سے ناآشنا ہے جو اس کے بدلے میں ملتا ہے۔

مجھے تعجب ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ انسان ایک ذائقہ پسند ہستی ہے اگر کھانے میں نمک اعتدال اور مناسبت سے زیادہ ہو تو کیسے کھانے پھینک دیتا ہے۔ اور اگر کپڑے میلے اور پھٹے ہوئے ہیں تو کیوں ان سے نفرت کرتا ہے؟ صرف اس لیے کہ وہ ذائقہ کی حس جس سے ایک مزہ اور لطف اٹھاتا ہے وہ نفرت پیدا کرتی ہے۔ پھر جب کہ ان ادنیٰ باتوں میں ایک ذائقہ چاہتا ہے تو کیوں ذکر اللہ میں ذوق لینا نہیں چاہتا؟ اگر وہ ذوق لیتا تو ہرگز اس حالت کو نہ پہونچتا اور اپنے فرض و منشاء زندگی سے دور نہ جا پڑتا۔

دیکھو اگر تم اپنے بیٹے کو بازار میں کوئی سودا لینے یا کسی اور کام کے لیے بھیجو اور وہ اصل کام کو چھوڑ کر کھیل و تماشہ میں مصروف ہو جاوے تو کیا تم اس سے خوش ہو جاؤ گے یا اسے سزا دو گے؟ یقیناً تم اسے سزا دو گے۔ پھر کیوں اللہ تعالیٰ کے حضور اس امر کو یقینی نہیں سمجھتے وہ فرماتا ہے کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو اسلیے بھیجا ہے کہ وہ میری عبادت کریں جیسے آسمان پر اس کی مخلوق ہے کہ وہ ہر وقت اس کی تحمید و تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے کوئی کھڑا عبادت کر رہا ہے کوئی سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور کوئی سبحان اللہ کہتا ہے یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا غیور خدا ہے۔ اور وہ پسند نہیں کرتا کہ اسکو چھوڑ کر اور بت بنا کر ان میں مشغول ہو۔ اولاد مال و منال اور دنیا کے مختلف اشغال سب بت ہی ہیں اگر خدا تعالیٰ کیطرف سے روکنے والے ہوں۔ وہ شخص یقیناً بت پرست ہے جو خدا کو چھوڑتا ہے اور ان بتوں کو پوجتا ہے غرض خدا تعالیٰ اس امر کو عزیز رکھتا ہے کہ زمین بتوں سے پاک کی جاوے اور سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر کا ذکر ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے بڑھ کر کوئی چیز ناراض کرنیوالی نہیں کہ اس کے ملک میں رہ کر اس کی مخلوق ہو کر اس کا رزق کھا کر پھر بیحیائی سے دوسروں کیطرف توجہ کرے یہ امر بھی تمھاری فطرۃ میں موجود ہے جن پر تم ذرا سا بھی احسان یا سلوک کرو۔ اگر وہ تمہارا ذرا سا بھی مقابلہ کرے یا خلاف مرضی کرے تو تم کیسے ناراض ہوتے ہو۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ جو خالق ہے اور رازق مالک ہے اور سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے پھر وہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ تم اسے چھوڑ کر اوروں کی پرستش کرو۔ یا اوروں کے تعلقات فائق سمجھیں اس سے ہٹ سکیں میں پھر اصل بات کیطرف آتا ہوں کہ ساری غفلتوں اور سستیوں کی جڑ یہ ہے کہ انسان ذوق عبادۃ کو حاصل کرنیکی فکر نہیں کرتا۔

پروردگار جانتا ہے کہ اپنی حیثیت کے موافق میں چکھ کر پرکھ کر اور دیکھ کر چھو کر کہتا ہوں کہ

اللہ تعالیٰ بڑی پیاری ہستی ہے

اگر اسکا خوف اور محبت رکھکر احکام اور کلام کی عزۃ کرے اور اس سے ایسا پیار کرے جیسا والدین اور اولاد سے کرتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اسمیں غور کرے گا تو حقیقۃ میں وہ دیکھ لے گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی عزیز چیز نہیں ہو سکتی۔

وہ اس امر کو تجربہ کرے گا کہ بیحیائیاں اور بدکاریاں دور ہونے لگیں گی اور روح میں ایک لذت اور اطمینان پیدا ہو جاوے گا۔ کیونکہ اطمینان اور سکینت ذکر الٰہی سے ہی پیدا ہوتے ہیں

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

یہی نمازیں ہیں جنکو ہم لوگ پڑھتے ہیں مگر کیا کبھی ان نمازوں سے کوئی مزہ اور ذوق لینا بھی چاہتا ہے۔ یا یوں ہی ایک فرض اور بوجھ سمجھکر انکو ادا کرتے ہو اگر ذوق نماز پیدا ہو جاوے تو یہ ایسی پیاری نظر آوے کہ چھوڑنے کو جی ہی نہ چاہے گا۔ مگر افسوس تو یہی ہے کہ نماز کا مزہ ہی نہیں چکھتا۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے انسان ایک ذوق پسند ہستی ہے اور میرے نزدیک یہ ایسی حجت ہے کہ جیسے معمولی اشیاء کا میں ایک مزہ اور ذوق لیتا ہے پھر کیوں نماز میں مزہ لینا پسند نہیں کرتا۔

اگر اسکو مزہ نہیں آتا تو پھر اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے جیسے ایک بیمار کے منہ کا مزہ بدل جاتا ہے۔ اور اسے شیریں چیزیں بھی تلخ معلوم ہوتی ہیں۔ اور وہ ان چیزوں کو جو بدمزہ معلوم ہوتی ہیں چھوڑ دیتا ہے پس جب نماز میں مزہ نہیں آتا تو اسکو چھوڑتا ہے اس لیے کوشش کرو کہ نمازوں میں مزہ آنے لگے۔

جب تک خدا کی نماز نہیں پڑھتا اسوقت تک مزہ نہیں آ سکتا۔ پس ہمارے سب دوست جو یہاں موجود ہیں وہ اس امر کی کوشش کریں کہ ان کو نمازوں میں ایک ذوق آنے لگے۔ اور اس کی ایک ہی راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کرو کہ کوئی اور چیز تمہیں اپنی طرف مائل کرکے ذکر اللہ سے نہ روک سکے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ اس کے انعام اور احسان کو مطالعہ کرو۔ اور آج خدا تعالیٰ پر ایمان نہ ان زندہ ایمان پیدا کرنے اور اس کے حسن اور احسان کو دکھا دینے کو اسکا برگزیدہ بندہ مسیح موعود خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اس کے ساتھ ہوں (آمین) آیا ہے مبارک وہ جو اس سے یہ نور حاصل کرتا ہے۔ غرض تم خدا کا ذکر کرو۔ اور نماز میں سنوار سنوار کر پڑھو سان روزہ میں روزہ کی حقیقت پر غور کرکے سچا روزہ رکھو یعنی اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچو اور اس کے اوامر کی تعمیل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو آمین۔

آیات الرحمٰن بقیمۃ ۸ عہ

خاکسار شیخ الحق نعمانی سے لو۔

بقیہ مضمون رسالہ

یک روزی

حضرت فاضل امروہی

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۴۴ جلد ۶

بڑا سپر تماشا یہ ہے کہ صیدی کو نکرہ سمجھکر سبب واقع ہونے اُسکی صفت کے بلفظ موصول یعنی الذی کے معترض معرفہ قرار دیتا ہے شرم شرم۔ اگر آپ مبدل منہ اور بدل کا تعریف و تنکیر میں مساوی ہونے کا لزوم ثابت کردیویں تو دس روپے انعام کی آپ کی نذر کیے جاویں گے اور جو آپ سے یہ مسئلہ حل نہ ہوسکے تو اپنے مولانا صاحب یعنی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو یہ دس روپیہ دلوا دیجئے کیونکہ انھوں نے بھی خطاب مولوی فاضل کا حاصل کرلیا ہے اگرچہ پڑھے لکھے تام مگر فاضل کے مصداق ہیں کیونکہ چند ابحاث صرفی یا نحوی فاعل و مفعول کے یاد لینے سے کوئی فضیلت بجز ترقی معکوس کے حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ اور اخذ کی جگہ پر صیدہ کو مناسب اور موزون کہنا بھی سرتاپا غلط ہے۔ کیونکہ حضرت چونکہ لفظ صیدہ کا مصرعہ اول میں آچکا ہے پھر اسکا تکرار بلا کسی وجہ لطیفہ کے کیونکر مناسب ہوسکتا ہے علاوہ یہ کہ لفظ صیادہ کا متکلم کے یائی الضمیر کو پورے طور پر ادا نہیں کرسکتا کیونکہ متکلم کا مافی الضمیر تو اسجگہ پر یہ ہے کہ اسکو ایک شدت کے ساتھ پکڑا جاوے اور ایسی پکڑ کو تمام قرآن مجید میں بلفظ اخذ ہی تعبیر فرمایا گیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم اخذتہم فکیف کان نکیر امثال اسکی قرآن مجید میں اس قدر کثرت سے موجود ہیں کہ ان کا لکھنا یہاں پر شاید موجب آپکی ملالت کا ہو لہذا ترک کیا گیا۔

قول ثناء جب ارض مخاطب ہے تو دوسرے مصرعہ میں لا تبتغوا کی جگہ لا تبتغی اور

نضاہر وا کی جگہ نضاہری چاہیے اس صورت میں قافیہ غلط ہوگا۔

قول احسن کیسی جہالت ہے اے مدعی علم السنہ کے کیا قرآن مجید میں بھی اصلاح کا ارادہ رکھتے ہو غلبت الروم فی ادنے الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون میں ضمائر جمع مذکر غائب کی کسطرف راجع ہیں ذرہ تو قرآن مجید میں غور اور تدبر کیجیے تاکہ لا تبتغوا بھی آپکی سمجھ میں آجاوے۔ اور اسجگہ پر معترض کی لیاقت علمی علم عروض و قوافی عرب کی نسبت بھی ناظرین کو معلوم ہوگئی ہوگی الحضرت برین ریش و فش یہ دعوی ہمہ دانی السنہ مشرقیہ کا معترض اتنا بھی نہیں جانتا کہ شعرا عرب اپنے قصائد اور اشعار میں مرفوع منصوب اور مجرور کو متحد القوافی یعنی مرفوع کو مجرور اور مجرور کو مرفوع وغیرہ وغیرہ پڑھتے ہیں شرح جامی ہی میں دیکھو لکھا ہے۔

شعر

سلام علی خیر الانام و سید
حبیب اللہ العلمین محمد
بشیر نذیر ھاشمی مکرم
عطوف رؤف من یسمی باحمد

اور کتاب سیبویہ میں ایک باب ہی قائم کیا ہے جسمیں ضرورۃ شعری کے لیے تغیر اعراب کو بھی منفصلا لکھا ہے کما ذکرہ قال باحمد بالفتح لاخل بالوزن ولکنہ یخل بالقافیۃ فان حرف الروی فی سائر الابیات الدال المکسورۃ ہم نے رسالہ صیانۃ الاناس عن وسواس الخناس میں کثرت سے ایسے اشعار لکھے ہیں جنمیں مرفوع منصوب مجرور کو متوافق پڑھا گیا ہے فلیرجع الیہ۔ اور شعر مذکور میں تو جمع مذکر کا صیغہ ہے یعنی تنصیروا تنصیرے جو صیغہ واحد مؤنث حاضر کا ہے افسوس معترض کو تمیز صیغہائے میں ان منتخب کی بھی نہیں ہے

قول ثناء دوسرے مصرعہ کے یعنی ہوئے کہ ایسے شخص کا ارادہ کرتے تھے جو بھیڑیے کیطرح بھونکنے اور فریب کرے کسی شخص کا کسی شخص کو ارادہ کرنا تنہ کیب ہے اگر یہ مطلب ہے کہ ایسے شخص کی جستجو کا ارادہ کرتے تھے جو بھیڑیے کیطرح غل مچائے تو یہ کہیے

شعر

ویدعون من یعوی کذئب ویختر

یعنی ایسے شخص کو بلاتے تھے۔

قول احسن اے ناظرین یہ کیسا جہل اور تحکم ہے جو معانی لطیفہ یریدون سے حاصل ہوتے ہیں وہ یدعون میں ہرگز ہرگز پیدا ہی نہیں ہوسکتے کتب لغت میں لکھا ہے الارادۃ قوۃ مرکبۃ من شہوۃ وحاجۃ وامل اور نیز لکھا ہے اراد زید فلانا علی الامر حملہ علیہ پس جبکہ اپنی مدعا کی خواہش اور شہوۃ اور امل بسبب عناد اور تعصب کے بھی تھی کہ کوئی ثناء اللہ جیسا شخص ہمکو ملے جو مثل بھیڑیے کے چیخنے والا اور فریب دینے والا ہو جو اہل حق پر معاندانہ حملہ کرے تاکہ امر حق کا ظہور نہ ہونے پاوے تو ان معنے کے اظہار کے لیے جو مافی الضمیر متکلم کے ہیں متکلم بلیغ بجائے یریدون کے جس میں معانی متعددہ کی طرف حسب مافی الضمیر متکلم کے اشارہ پایا جاتا ہے یدعون کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اس صورت میں بسبب عدم ادا اسکے مراد کے کلام مرتبہ بلاغت اور فصاحت سے گرجاویگا اے مدعی علم السنہ کیا اب بھی آپ کی وہی شوکت قائم رہی جو آپ کی خاطر میں مرکوز ہے یا حسب الہام انی مہین من اراد اہانتک کے الشوکۃ فرخۃ خبیثۃ مولۃ الخ کیطرف منقلب ہوگئی پھر آپ فرماتے ہیں کہ مخاطب تو ارض تھی پھر یہ دوسرے

شعر

لوگ کہاں سے کود پڑے
بریں فہم و دانش بباید گریست

سورہ روم وغیرہ میں جہاں سے دوسرے لوگ کود پڑے ہیں وہیں سے یہاں پر بھی کود پڑے ہیں۔ اے شوکت صاحب اگر آپ اب بھی ان مغالطات اور اغلوطات سے رجوع فرماویں گے تو وعدہ رب العالمین عسی ربکم ان یرحمکم موجود ہے ورنہ پھر وان عدتم عدنا بھی فرمایا گیا ہے۔

ثانیاً اسجگہ پر میں یہ بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر جو سید مہر شاہ صاحب گولڑوی نے حملہ کرکے اپنے علم کی پردہ دری کی ہے دو ایک اغلاط بھی

پیش کردوں تاکہ ان دو تین شاہدوں سے ناظرین پر واضح ہو جاوے کہ خود دعوی ہمنے اول میں ان سطور کے کیا ہے وہ مبنی محض صدق اور راستی پر ہے سیف چشتیائی میں صفحہ ۵ سطر اول حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ کلمہ کل بوجہ مضاف ہونیکے معرفہ کیطرف مجموع اجزا کا افادہ دیتا ہے جو یہاں پر مقصود نہیں تھی۔

اقول یہ کیسی جہالت ہے کتب فن ادب سے ہندا ہم لفظ کل کے استعمال کا جو قاعدہ کتب معتبرہ فن میں لکھا ہے یہاں پر لکھے دیتے ہیں وہی ہذہ لفظ کل جبکہ نکرہ یا معرفہ مجموع پر داخل ہووے تب تو استغراق افراد کو مفید ہوتا ہے مثال اول کل نفس ذائقة الموت مثال ثانی و کلهم اتیه یوم القیمة فردا اور جبکہ مفرد معرفہ پر آتا ہے تو استغراق اجزا مراد ہوتا ہے جیسا کہ کل زید حسن یا کل الرمان اکلت ہاں بعض مقاموں میں صرف تکثیر اور مبالغہ کے لیے بھی آ جاتا ہے کما قال الله تعالی ریح فیها عذاب الیم تدمر کل شیء بامر ربها فاصبحوا لا یری الا مساکنهم اس آیت میں لفظ کل شیء صرف واسطے تکثیر اور مبالغہ کے آیا ہے کیونکہ یہاں نہ استغراق افراد مراد ہو سکتا ہے اور نہ استغراق اجزا ورنہ اس کے بعد فاصبحوا لا یری الا مساکنهم فرمانا صحیح نہ ہوگا۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ سائیں صاحب تو کیا اپنے قاعدہ کو صحیح ثابت کر سکیں گے چونکہ آپ کو مجددیت السنہ مشرقیہ کا دعوی بھی ہے اگر آپ اس قاعدہ موضوعہ سائیں صاحب فن ادب سے ثابت کر دیویں تو میں دس روپے دینے کو طیار ہوں جہاں آپ اپنا اطمینان کرنا چاہیں جمع کر دیے جاویں۔

ایضاً سائیں صاحب ص۲ سیف چشتیائی میں لکھتے ہیں کہ لفظ ایمان کا تکرار دو دفعہ مستکرہ ہے۔ **اقول** اے ناظرین اصل عبارۃ اعجاز المسیح کی یہ ہے فلا ایمان له او یضیع ایمانه اس اعتراض سے معترض نے اپنے ایمان ہی کو ضائع کر دیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسقدر تکرار موجود ہے کہ اسکو اس جگہ پر ہم شمار نہیں کر سکتے پس یہ اعتراض قرآن مجید کی بلاغت اور فصاحت پر واقع ہوتا ہے دیکھو آیۃ بسم الله الرحمن الرحیم کا تکرار قرآن مجید میں کسقدر ہوا ہے اور پھر دیکھو متعدد مقاموں میں تکرار کلمات کا ایک ایک آیۃ میں موجود ہے قل هو الله احد الله الصمد - بالحق انزلناه و بالحق نزل - فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لهم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء - الحاقة ما الحاقة وما ادرىك ما الحاقة - القارعة ما القارعة وما ادرىك ما القارعة - انا انزلناه فی لیلة القدر وما ادرىك ما لیلة القدر لیلة القدر خیر من الف شهر - پھر دیکھو سورہ رحمن میں آیۃ فبای الاء ربکما تکذبن کتنی مرتبہ مکرر لائی گئی ہے اور سورہ مرسلات میں آیۃ ویل یومئذ للمکذبین چند مرتبہ مکرر کی گئی ہے اسکا جواب سائیں صاحب تو کیا دیویں گے مگر آپ خدمت میں یہ ہے آپکے دعوی مجددیت السنہ مشرقیہ کے مطالبہ جواب سائیں صاحب کیطرف سے کیا جاتا ہے اگر آپ اس تکرار کو منہاج قرآنی کے بموجب مستکرہ ثابت کر دیویں تو اس کے بالعوض کئی دس روپیہ انعام پیش کیے جاویں گے آنحضرت کی تحدیانہ حضرت اقدس کے مقابلہ لکھے میں یہ بھی مرکوز خاطر رہے کہ ان کا اعجاز بجند وجہ ہے وجہ اول تو یہ ہے کہ کوئی کتاب معدود پیشین گوئیوں سے خالی نہیں ہے مثلاً اعجاز المسیح میں ایک پیشین گوئی یہ بھی ہے کہ من قام للجواب وتنمر فسوف یری انه تندم وتذمر اسی قسم کی بہت پیشین گوئیاں اعجاز المسیح میں مندرج ہیں یہ پیشین گوئی کس زور شور سے پوری ہوئی ہے دیکھو محمد حسن جیسے متوفی کو جس کے اردو زبان کے نوٹ سائیں صاحب نے سرقہ کیے ہیں جب اس نے جواب کے لیے کچھ نوٹ لکھنے تو نامرادی اور ناکامی کے ساتھ فوت ہو گیا - اور پھر جب سائیں صاحب نے اسکے نوٹوں کو اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مندرج لکھا تب منجانب الله تعالے چند طرح سے اسکے علم کی پردہ دری دنیا میں شائع ہو گئی ایک رسوائی تو بحیثیت علم کے یہ ہوئی کہ یہ تدلیس ان کی طشت ازبام افتادہ ہو گئی جو مصداق مثل مشہور کے ہے کہ طبل سائیں از زیر گلیمش برآمد اور دوسری یہ ذلت علما کے لیے کیا تھوڑی ہے کہ محمد حسن متوفی نے جو نوٹ لکھے تھے وہ سب کے سب خود اسکے اغلاط تھے اگر وہ زندہ رہتا تو نہیں معلوم وہ کیا کیا تغییر و تبدیل کرتا یا کیا کیا محو و اثبات کرتا یا بالکل شائع ہی نہ کرتا مگر سائیں صاحب نے اس کے تمام رطب و یابس کو حاطب اللیل کی طرح جمع کر کر جھٹ پٹ شائع کر دیا۔

وجہ دوم اعجاز کی یہ ہے کہ مخالف و موافق خوب جانتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کسی مدرسہ یا کالج عربی میں علم ادب کی تعلیم نہیں پائی اور کتب علوم ادبیہ و فنون آلیہ میں سے کوئی کتاب کسی کالج یا مدرسہ عربی میں نہیں پڑھی اور زبان عربی انکی مادری زبان بھی نہیں ہے صرف دعا کے حصول ملکہ راسخہ زبان عربی کے دعائیں بہت کی ہیں وہ دعائیں ہی مستجاب ہوئی ہیں پس یہ ملکہ راسخہ زبان عربی میں جو ان کو حاصل ہوا محض دعا کا نتیجہ ہے جو بلا توسط اسباب کے منجانب الله تعالے ہے اور یہی معنے اعجاز کے ہیں کیونکہ معجزہ فعل الہی ہوتا ہے پس اگر حضرت اقدس مامور من الله نہ ہوتے تو یہ دعائیں باوجود ایسے دعاوی کے جو مخالفین کے نزدیک کاذبانہ ہیں کبھی قبول ہو سکتی نہیں بلکہ درصورت عدم صدق کے مادری زبان میں بھی تحریر کرنا بھلا دیا جاتا ان الله لا یهدی من هو مسرف کذاب بلکہ قطع وتین واقع ہو جاتا کما قال الله تعالے و لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا

منہ الوتین۔

وجہ ثالث وجود اعجاز سے قادر ہونا مخالفین کا ہے مقابلہ کرنے کتب متحدیانہ حضرۃ اقدس سے اُس میعاد میں جس میں خود حضرۃ اقدس نے کتب عربیہ نظم و نثر پر از معارف و حقائق قرآنی و مملو از لطائف و دقائق فرقانی تحریر فرما کر دنیا میں شائع فرمادی ہیں اور یہ وجہ اعجاز کی ایسی ہے کہ عوام پر بھی ایک حجت بینہ ہے کیونکہ عوام چونکہ اعجاز فصاحت و بلاغت کو نہیں سمجھ سکتے لہذا یہ میعاد عطیہ حضرۃ اقدس اُن پر بھی ایک بدیہی حجت ہے کیونکہ اگر حضرۃ اقدس نے در صورۃ عدم صدق دعوی کے صرف اپنی محنت اور کوشش سے بغیر استجابت دعا کے کتب تصنیف فرما کر دنیا میں تصدیق دعوی کے لیے شائع کی ہیں تو وہ کونسا امر مانع ہے کہ مخالفین بھی باوجود دعوی علم لسان عربی کے ویسی ہی کتابیں مقابلہ میں اسی المیعاد نہیں لکھ سکتے پس اس سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ تائید محض الٰہی ہی ہے جو تصدیق دعوی کے لیے منجانب اللہ واقع ہوتی ہے اور یہی حقیقت اعجاز کی ہے کہ مدعی ماموریت کے دعوی کے بموجب اللہ تعالی کیطرف سے ایسی تائید واقع ہو کہ مخالفین اُس پر قادر نہ ہوسکیں یا اللہ کیطرف سے مخالفین کی ہمت کو ہی اُس کے مقابلہ سے صرف کر دیا جاوے اور یہ تائید دعوی ماموریت مدعی کی درصورت صدق دعوی ماموریت کے ہی واقع ہوتی ہے نہ درصورۃ کاذب ہونے دعوی کے ورنہ پھر کارخانہ نبوت باطل ہو جاوے گا اور صادق کاذب کی شناخت کے لیے کوئی معیار باقی نہ رہیگا

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ الآیہ

پھر دیکھو معجزات سویدہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خذلان مسیلمہ کذاب وغیرہ کو جو کتب سیر معتبرہ میں مندرج ہیں اور کتب کلامیہ میں اس مسئلہ کی تفصیل و تشریح بخوبی موجود ہے

فلیرجع الیہا۔

پس یہ وجہ اعجاز کی اُن عوام کے لیے جو فصاحت اور بلاغت کو نہیں سمجھ سکتے ایک حجت بینہ ہے حضرت اقدس کے منجانب اللہ ہونے پر۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میعاد سے زائد میں کوئی مخالف مقابلہ کر سکے گا کیونکہ دوسری وجوہ اعجاز کی اُس مقابلہ کو مانع ہو رہے ہیں یعنی اعجاز فصاحت و بلاغت جو منجانب اللہ ہے مخالف کہاں سے لاوے گا اور پیشین گوئیاں جو فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الآیہ کے مصداق ہیں وہ اُس کے کلام میں کہاں سے آویں گے۔ اور نیز معارف و لطائف قرآنی جو لا تنقضی عجائبہ کے مصداق ہیں وہ اسکو کیونکر حاصل ہوسکیں گے کہ فلا یمسہ الا المطھرون وارد ہے

تمت

دوسرا رسالہ

یکروزی

حضرۃ فاضل امروہی کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

وہی ضمیمہ زمیمہ شحنا اور الشوکۃ الیہودیہ

اور

وہی القول الاحسن لتائید السلسلۃ الاحمدیہ

قول شحنا مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء اسکا مطلب یہ ہوا کہ یہ قصیدہ ۲۰ روز کے اندر معجزہ ہے اور اُس کے بعد معجزہ نہیں الخ

قول احسن کیسی جہالت ہے کہ اردو عبارت کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتا۔ ناظرین سے التماس طلب ہے کہ یہ مفہوم شحنا کا کس عبارت یا فقرہ سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ بیس روز کے بعد اعجاز احمدی اعجاز نہ رہیگا بلکہ ایسے کج فہموں کے لیے جابجا بصراحت مذکور کیا گیا ہے کہ اعجاز کلام کا ایسا اعجاز ہے کہ ابد الآباد تک باقی رہتا ہے۔ اور بیس روز کی جو مہلت مخالفین کو دیگئی ہے اس کی وجہ موجہ یہ ہے کہ وجوہ اعجاز میں سے ایک وجہ اعجاز عوام کے لیے یہ میعاد بھی ہے۔ کیونکہ عوام اعجاز فصاحت عبارات اور بلاغت کلام کو کب سمجھتے ہیں اور چونکہ تبلیغ و دعوۃ حضرت مسیح موعود کی جملہ عوام و خواص کے لیے ہے لہذا عوام پر بھی حجت قائم کرنا ضروری ہے اور وہ بجز اس میعاد کے بسبب عدم فہم کے وجہ اعجاز بلاغت کلام کی حجۃ نہیں ہو سکتی یعنی ایک ایسی میعاد مقرر کی جاوے جو طاقت انسانی سے اُس میعاد میں مقابلہ ہو سکے مگر جب کہ بین المیعاد مقابلہ نہ ہو سکا تو اعجاز ثابت ہو گیا مثلاً حضرۃ اقدس نے ایک کتاب پانچ روز میں نظم و نثر ہم عربی و ہم اردو متضمن معارف قرانی و لطائف فرقانی یعنی اعجاز احمدی دنیا میں اپنے دعوی کی تصدیق کے لیے متحدیانہ شائع کی اور بیس بائیس روز کی مہلت میں مخالفین سے مطالبہ جواب کیا گیا پس اگر یہ تائید الٰہی تصدیق دعوے ماموریت کے لیے منجانب اللہ نہ ہوتی تو مخالفین بیس روز میں تو اسکا مقابلہ کر سکتے تھیں جبکہ مخالفین سے اسکا مقابلہ اس قدر مہلت دینے میں بھی نہ ہو سکا تو ثابت ہوا کہ دعوی ماموریت منجانب اللہ کی تصدیق کے لیے یہ ایک فعل الٰہی تھا جسکو دوسرے لفظوں میں معجزہ کہتے ہیں اس میعاد دہی کے یہ معنے کیونکر ہو سکتے ہیں کہ بعد بیس روز کے وہ اعجاز قائم نہ رہے گا بلکہ یہ اعجاز تو قیامت تک باقی رہے گا یعنی کسی مخالف سے اس میعاد عطیہ میں مقابلہ نہ ہو سکے گا لہذا علاوہ اعجاز فصاحت اور بلاغت کے وجوہ اعجاز میں سے عوام کیلیے

ایک وجہ اعجاز کی یہ میعاد بھی ہے جیسا کہ خواص کے لئے فصاحت اور بلاغت بھی ایک وجہ اعجاز کی ہے اور جیسے اُس کتاب میں مندرج ہونا پیشین گوئیوں کا جنکا وقوع مشاہدہ ہوچکا ہے اور ہورہا ہے یہ بھی ایک وجہ اعجاز کی ہے غرضکہ وجوہ اعجاز متعدد ہیں آگے رہا یہ امر کہ مخالفین بیس بائیس روز کی میعاد سے زائد میں یعنی برس دو برس میں اُس کا مقابلہ کرسکیں گے تو پھر وہ معجزہ نہ رہا سو جواب اسکا یہ ہے کہ دیگر وجوہ اعجاز (یعنی اعجاز فصاحت و بلاغت و اعجاز اندراج پیشین گوئیہا و اندراج معارف قرآنی وغیرہ وغیرہ) مانع اس کے مقابلے سے ہیں ہم یہاں پر اسکی مسلمہ نظیر ہی پیش کرتے ہیں یعنی اعجاز المسیح جسکو شائع ہوئے دو برس ہوگئے آج تک کسی سے اُسکا جواب ومقابلہ نہ ہوسکا چنانچہ تم نے خود صفحہ ۳۶۲ سطر ۱۶ میں بالفاظ ذیل اقرار کیا ہے کہ اُس کے (یعنی اعجاز المسیح کے جواب کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوا اور ایدھر کا پلہ جیتا رہا انتہی) مگر معترض کو معجزہ کی تعریف درحقیقت نہیں معلوم جو باوجود اس اقرار کے پھر انکار کرتا ہے تعریف معجزہ کی یہی ہے کہ مدعی ماموریت کے مقابلہ میں مخالفین اُس کے امر خارق پیش کردہ کے مقابلہ پر یا تو قادر ہی نہ ہوسکیں یا اللہ تعالیٰ اُس کے مقابلہ پر اُنکی ہمت کو ہی صرف کردیوے سابق ضمیمہ ذمیمہ کے رد میں ہم نے اس وجہ ثالث اعجاز کو مفصلاً معہ براہین تحریر کردیا ہے فلیرجع الیہ باقی اس اعتراض بیجا کے تحت میں جو اور خرافات ہے اُن سے ہم اعراض کرتے ہیں والذین ھم عن اللغو معرضون مومنوں کی ہی شان ہے۔

قول شحنا صـ۳۶۱ سطر ۹۔ اور اگر قرآن پر مرزا جی کا ایمان ہے تو آیت وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ کے موافق اردو زبان میں اعجاز دکھائیں اور اسی میں تحدی کریں الخ

قول احسن کیوں حضرت شحنا صاحب یہاں پر تو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ماسوائے عرب سے بھی اس آیت سے تمسک کرکر انکار کردیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ملک عرب کا ہی رسول گردانا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اور آپ کی قوم کی زبان عربی ہی تھی نہ عجمی آپکے استدلال سے لازم آتا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ہی رسول تھے نہ عجم کے ونعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد الخبیث۔ ابتو آپ بسبب عناد حضرۃ مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایمان برسالۃ رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہاں اگر اب بھی تادب کے ساتھ ہمارے شاگرد بنکر ہم سے اس آیت کے آپ معنی سمجھیں تو آپ کا ایمان قائم رہ سکتا ہے ورنہ آپ کے ایمان کی اب خیر نہیں ہے۔ ایحضرت اس آیۃ میں صرف مرسلین ماسبق کا ذکر ہے کیونکہ ارسلنا صیغہ ماضی کا ہے اور ظاہر ہے کہ جسقدر مرسلین سابق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گذرے ہیں وہ ایک خاص خاص قوم کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور اُن کی رسالت جزئی تھی نہ کافۃ للناس چنانچہ خود لفظ قوم کا انکی اس تخصیص رسالت پر دلالت کرتا ہے لیکن آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفا اور نواب مثلاً مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اس آیت میں داخل نہیں ہیں کیونکہ اُن کے حق میں تو آیۃ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین نازل ہوچکی ہے ایضاً قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لیکر آج تک متعدد ذرائع اور سامان تبلیغ دین اسلام کے اسقدر پیدا ہوگئے ہیں کہ کل دنیا بمنزلہ ایک شہر کے ہوگئی ہے اور علاوہ ان جملہ ذرائع کے تراجم السنہ مختلفہ کے ذرائع ایسے پیدا ہوگئے ہیں کہ مرسلین سابقین کے کسی وقت میں نہیں ہوئے تھے۔ پھر دیکھو اس الہام کو جو براہین احمدیہ میں ۲۴ سال سے مندرج ہے

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کردے گا

افسوس کہ آپکے حصہ میں آیۃ مذکورکا آخری حصہ یعنی ولکن اکثر الناس لا یعلمون ہی آیا ہے۔ یہاں پر مجدد السنہ مشرقیہ نے ایک اور تماشا دکھلایا ہے اور مثل مشہور دروغگو را حافظہ نباشد کے آپ مصداق ہوگئے ہیں اور وہ یہ کہ یہاں تو آپ لکھتے ہیں کہ یہ تحدی ہندوستان کے لیے نہیں ہے بلکہ عرب کے لیے ہے ہندوستان کی مادری زبان تو اُردو ہے انتہیٰ اور ضمیمہ ذمیمہ سابقہ صفحہ ۳۵ سطر ۲ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ پھر مرزا صاحب نے اپنے قصیدہ میں صرف ہندوستان کے علما و فضلا سے تحدی کی ہے نہ کہ شیوخ و علماء عرب سے الخ جب کہ اسقدر تناقض اور تعارض آپ کے اردو کلام میں موجود ہے تو پھر دعوے مجددیت السنہ مشرقیہ کی اب بھی پردہ دری ہوئی یا نہیں بیلا نوجر ۱۵ - ایحضرت پھر یہ اعتراض کرتے ہوئے ذرہ تو عقل انسانی کو کام میں لائے ہوتے اور سمجھا ہوتا کہ حضرۃ اقدس نے تو اعجاز احمدی کے حصہ اول اردو کے ساتھ بھی تحدی کی ہے اور کتاب اعجاز المسیح کا ترجمہ بین السطور فارسی میں موجود ہے اور اُسکل کتاب کے ساتھ بھی تحدی کی گئی ہے اندریںصورت تینوں زبانوں یعنی عربی فارسی اردو میں بھی تحدی واقع ہوگئی اور آپ کے کہنے کے بموجب بھی ہندوستان کے علما فضلا

ضروری اطلاع ایڈیٹر الحکم آجکل بعض اہم ضروری معاملات میں از بس مصروف ہے

محبت پوری ہوگئی۔ اب فرمایئے کہ جاہل
اور علوم وفنون سے نا بلد بلکہ اردو زبان
سے بھی بے خبر اب بھی آپ ہوئے
یا نہیں۔ باقی آپ کی لغویات کا جواب
ہم نہیں دے سکتے ہیں۔ ہاں اعجازی
قصیدہ کے اشعار پر جو آپ نے اپنی
لیاقت علمی کی پردہ دری کی ہے اسکو
پیش کش ناظرین کرتے ہیں۔

قول شحنا یعنی اگر تجھے شک ہے
تو موضع مُدّ کے گنواروں سے پوچھ
لے درحقیقت دہقانوں کی خبر اور
شہادت بہت معتبر ہوگی سچ ہے
جیسی روح ویسے فرشتے۔ والحقیقۃ
اظہر ہر طرح سے مہمل ہے اگر اظہر صیغہ
افعل التفضیل ہے تو مبتدا اور خبر کا تذکیر
وتانیث میں مطابق ہونا چاہیے
حالانکہ حقیقت مؤنث اور اظہر مذکر
ہے اور اگر اظہر باب افعال سے متکلم
کا صیغہ ہے تو مصرعہ اولے میں شک کا
ہونا اور سوال کرنا بے معنے ہے آپنے
غالباً معنے اول مراد لیے ہیں جو قاعدہ
نحو کے خلاف ہیں پس اظہر کی جگہ تُظہر
بصیغہ مجہول چاہیے یعنی حقیقت خود
ظاہر ہو جاتی ہے۔

قول احسن ؎ مرد جاہل در سخن
باشد دلیر + زانکہ آگہ نیست از بالا وزیر
معترض نے معنی دہقان کے جنگلی جاہل
یا گنوار وحشی کے سمجھ لیے ہیں مجدد
السنۃ مشرقیہ جو ہوئے۔ ایحضرت
دہاقین جمع دہقان کی ہے اور
معنے دہقان کے کتب لغات میں لکھے
ہیں الدهقان بالکسر والضم
القوی علی التصرف مع حدة
والتاجر وزعیم فلاحی العجم
ورئیس الاقلیم پس معنی دہقان
کے حسب کتب لغات عرب وہ لوگ
ہوئے جو رئیس قریہ اور دانشمند اور
سمجھ والے ہیں چنانچہ چند صاحب اس
قریہ میں ایسے بھی ہیں۔ اور آپ کا ایراد
جو والحقیقۃ اظہر پر ہے اس سے
کل حقیقت آپ کی مجددیت السنۃ مشرقیہ
کی ہر ایک منصف پر اظہر من الشمس ہوگئی

مگر ہر جگہ ہم کتب نحو کی عبارات لکھکر آپ کو
تعلیم نہیں کر سکتے آپ کسی مدرسہ میں تعلیم
پایئے مگر بڈھے طوطہ کو کون پڑھاوے گا
اور اگر پڑھایا بھی تو کیا حاصل ؎
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
لاکھ طوطہ کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا
لیکن یہاں پر قرآن مجید سے چند شواہد
جو افعل التفضیل کے تذکیر وتانیث کے بارہ
میں ہیں ہم پیش کیے دیتے ہیں مگر افسوس کہ آپ
نے جیفہ دنیا کو آخرت پر ایسا اختیار کر لیا
ہے کہ امر حق کا قبول کرنا آپ کو سخت مشکل
اور دشوار ہوگا بل تؤثرون الحیوۃ
الدنیا والآخرۃ خیر وابقی کیوں
حضرت یہاں پر الآخرۃ تو مؤنث ہے اور
ابقی صیغہ افعل التفضیل کا مذکر ہے یا نہیں
ایضاً قال اللہ تعالےٰ وجادلہم
بالتی ھی احسن اے ناظرین اس آیت
میں التی اور ھی مونث ہے اور احسن افعل
التفضیل مذکر ہے یا نہیں اب بھی آپ
قول احسن کو تسلیم کریں گے یا نہیں خیر اب بھی
سمجھ جاؤ کہ موت درپیش ہے اور قیامت
میں وعدہ جزا سزا کا پورا ہونیوالا ہے قال
اللہ تعالےٰ بل الساعۃ موعدہم
والساعۃ ادھی وامر کیوں حضرت
یہاں پر بھی لفظ ساعۃ مؤنث ہے اور ادھی
وامر صیغہ افعل التفضیل کا مذکر ہے یا
نہیں مگر آپ نے تو اپنے گروہ گمراہ کی رعایت
کرنی اپنے اوپر فرض وواجب کر لی ہے
آپ حق کو کب قبول کر سکتے ہیں تتخذون
ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امۃ
ھی اربی من امۃ کیوں حضرت یہاں پر
لفظ امّت اور ضمیر ھی مؤنث ہے اور لفظ
اربی صیغہ افعل التفضیل کا مذکر ہے یا
نہیں غرضکہ کہاں تک میں شواہد کلام
اعجازی حضرت اقدس کے پیش کروں اگر
تقویٰ اور ایمان ہے تو یہ آیات بینہ بھی
کافی ہیں ورنہ سواء علیہم ءانذرتہم
ام لم تنذرہم لا یؤمنون بھی
قرآن مجید میں آپ جیسے لوگوں کے لیے
موجود ہے۔

قول شحنا ص ۳۰۳ سطر ۲ معلوم نہیں ترجمہ
کس ذات شریف نے کیا ہے۔ احضروا
صیغہ امر کا ترجمہ (حاضر ہو گئے) نہیں
ہے بلکہ حاضر ہو ہے پھر کیا ناس اور چیز ہے
اور خلق اور چیز۔ دونوں میں سے ایک
حشو ہے۔ یوں کہیے ؎ ونودی
بین الناس فی الجمع احضروا
یعنی لوگوں میں منادی کی گئی کہ بحث
کی جماعت میں حاضر ہو۔ اور اگر احضروا
صیغہ ماضی مجہول ہے تو علاوہ اس
کے کہ روی غلط ہوگی جب تک حسب
قاعدہ تاویل مصدر میں نہ ہو جاوے
نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ نہیں
بن سکتا۔ پس یوں چاہیے ؎ ونودی
بین الساکنین ان احضروا
اس صورت میں امر معروف کے معنے بھی
صحیح ہو سکتے ہیں۔

قول احسن چونکہ شحنا صاحب مدعی
شاعریت کو بھی ہیں لہذا بموجب خود اپنے
فتوی کے پورے مصداق ہیں آیت
الم تر انہم فی کل واد یہیمون
کے کبھی ماضی مجہول کے صیغہ کو صیغہ
امر کا قرار دے رہے ہیں کبھی فرماتے
ہیں کہ یہ مصرعہ یعنی ونودی بین
الناس والخلق احضروا اسطرح
ہونا چاہیے ونودی بین الناس
فی الجمع احضروا کبھی کہتے ہیں یوں
بھی نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے ؎ و
نودی بین الساکنین ان احضروا
افسوس کہ مطلب اور مراد متکلم بلیغ سے
بعد المشرقین اختیار کر کے کیسے سرگشتہ
اور حیران ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں
ایحضرت آپ کی الفاظ ناقصہ مراد متکلم
بلیغ کو ہرگز ادا نہیں کر سکتے کیونکہ
مافی الضمیر متکلم بلیغ کا یہ نہیں ہے
جو آپ نے اپنی جہالت سے سمجھا ہوا
ہے یعنی یہ کہ مدّ کے ساکنین کو اسکی طرف
سے حکم حاضر ہونے کا صادر ہوا تھا
بلکہ مطلب اور مراد صرف یہ ہے کہ وہاں
کے لوگوں میں اس مناظرہ کی شہرت
ہو گئی اور پھر وہاں کی خلقت مقام
مناظرہ میں حاضر ہو گئی اور یہ مطلب
انھیں الفاظ منظومہ سے حاصل ہوتا
ہے جو مصرعہ محررہ میں مابندہ کے ترجمہ

کے منسلک کیے گئے ہیں یعنی ونودی بین الناس والخلق احضروا

اور اسپر مزید یہ ہے کہ شحنا صاحب لفظ الخلق کو ناس پر معطوف سمجھتے ہیں اور اس سمجھ پر یہ امر متفرع کرتے ہیں کہ لفظ الخلق کا حشو ہے۔ ایضاً لفظ الخلق حشو نہیں ہے بلکہ مبتدا ہے اور احضروا الصیغہ ماضی مجہول اسکی خبر واقع ہوئی ہے۔ پھر لفظ نودی کو غلط قرار دیکر احضروا کو نودی ماضی مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ سمجھ لیا ہے ؂

بریں عقل و دانش بباید گریست

اے حضرت یہاں پر نودی فعل کی اسناد ظرف کیطرف واقع ہوئی ہے جو بین الناس ہے کیونکہ فعل کی اسناد ظرف کی طرف بھی مجازاً واقع ہو جاتی ہے کما قال اللہ تعالےٰ لقد تقطع بینکم وضل عنکم ما کنتم تزعمون ایضاً قال تعالےٰ ولما سقط فی ایدیھم امام مفسرین نے لکھا ہے علی ھذا القیاس یہاں پر بھی علی منہاج بلاغت وفصاحت قرآن مجید کے نودی فعل مجہول بین الناس کیطرف مسند کیا گیا ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے و نودی کون ھذہ المناظرۃ بین الناس مطلب یہ ہوا کہ اس مناظرہ کے واقع ہونے کی شہرت وہاں کے لوگوں میں ہوگئی اور اس شہرت پر خلقت وہاں کی حاضر ہوگئی۔ اور نودی کا غلط کہنا آپ کے دعوی مجددیت السنۃ المشرقیہ کا مقتضا ہے اگر آپ نے کتاب سیبویہ کا باب ما یحتمل الشعر بھی مطالعہ کیا ہوتا تو اس نکتہ چینی سے آپکو بڑی شرم آتی اُس کے حواشی پر بھی لکھا ہوا ہے وضرورۃ الشعر علی سبعۃ اوجہ وھی الزیادۃ والنقصان والحذف والتقدیم والتاخیر والابدال وتغیر وجہ من الاعراب الی وجہ اخر علی طریق التشبیہ وتانیث المذکر وتذکیر المؤنث الخ

اور اختلاف حرکات ردی کا تو اشعار عربیہ میں کوئی عیب ہی نہیں شمار کیا جاتا بلکہ فارسی اشعار میں بھی اکابر شعرا کی کلام میں واقع ہے ؂

عاشق منشو جفا اختر بود
عاشق مصطفیٰ اوکافر بود

اس مقام پر چونکہ ہماری غرض کی ہدایت منظور ہے لہٰذا عربی اشعار کو جو کثرت سے ہیں لکھے ہیں اس میں طوالت کے لیے ترک کر دیا۔

قول شحنا ... صفحہ ... پھر قافیہ کہاں گیا۔

قول احسن اجی حضرت اگر شرح جامی آپ نے نہیں پڑھی تھی تو ہدایت النحو آپ نے پڑھ کر دعویٰ تجدید سنت السنۃ المشرقیہ کا کیا ہوتا کیونکہ جب آپ کو فعل کی تذکیر وتانیث کا مسئلہ ہی نہیں معلوم تو آپ کا یہ دعوی کون قبول کریگا بہر حال اب بھی تا دب کے ساتھ ہمارے شاگرد بنجائیے مگر اول ہدایت النحو پڑھ لیجیے اور خوب یاد کر لیجیے وان کان الفاعل مونثا حقیقیا وھو ما باذائہ ذکر من الحیوان انث الفعل ابدا الی قولہ وان فصلت فلک الخیار فی التذکیر والتانیث الی قولہ وکذلک فی المونث الغیر الحقیقی نحو طلعت الشمس وان شئت قلت طلع الشمس اگر اب بھی آپ نہ سمجھیں اور کہیں کہ یہ تو بیان فاعل کا ہے نہ مفعول مالم یسم فاعلہ کا اور سکینۃ مفعول مالم یسم فاعلہ ہی انزل فعل مجہول کا تو گذارش یہ ہے کہ میں بڈھے طوطہ کو کہاں تک پڑھاؤں۔ اے حضرت مفعول مالم یسم فاعلہ کا حکم بھی بعینہ وہی ہے جو فاعل کا حکم ہے پڑھو ہدایت النحو کی یہ عبارت فـ حکمہ فی توحید فعلہ وتثنیتہ وجمعہ وتذکیرہ وتانیثہ علی قیاس ما عرفت فی الفاعل اب یہ تو فرمائیے کہ لفظ سکینہ کیا آپکے نزدیک مونث حقیقی ہے اگر ایسا کہو تو پھر بھی بڑی دقت آپکو یہ واقع ہوگی کہ اس صورت میں بھی چونکہ فصل موجود ہے لہٰذا تذکیر وتانیث ہیں دونوں جائز ہیں اور اگر لفظ سکینہ آپ کے نزدیک مونث غیر حقیقی ہے تو بھی فاش غلطی جو یہاں آپ نے کھائی ہے اسکا ہم کیا علاج کر سکتے ہیں بجز اس کے کہ چند فحول علما جماعت احمدیہ کے اس کڑکڑاتے جاڑے میں آپکو بشارت دیکر ٹھنڈا کر دیویں تا کہ آپ کے دعوے مجددیت السنۃ المشرقیہ کا دفتر ہی گاؤ خورد ہو جاوے۔

قول شحنا صفحہ ایضاً ذرہ مصرعہ ثانیہ کی تقطیع تو کیجیے عزیب کی دُم گری جاتی ہے لاحول ولا قوۃ کتنی لغویت ہے یہ دس ہزار روپیہ کا انعامی قصیدہ ہے۔ ہم محاورات کی اصلاح کریں یا تقطیع کی چولیں ٹھیک بٹھائیں

قول احسن ہاں حضرت پہلے آپ اپنی دم کی خیر منائیے آپ کے دعوے مجددیت السنۃ المشرقیہ کی دم جڑ سے اکھڑ کر گر گئی لہٰذا آپ کا دعوی بالکل لنڈورا ہو گیا ذرہ بحر طویل کی بحث کتب عروض میں ملاحظہ تو فرما لیجیے اور جو زحافات تشعث وغیرہ کے اُس میں واقع ہوتے ہیں انکو ہم سے پڑھ لیجیے تا کہ اس دم گری ہوئی میں مدا یا ندہ کر اور ٹانکے دیکر چپکا دیں۔ اب تو اے حضرت خبردار ہو جائیے اور جب تک آپ کے اس دعوی کی دم درست نہ ہو جاوے تب تک اس میدان رجال فحول احمدیہ میں آپ رونق افروز نہ ہو رہیں ہاں آپ فعل ممتاز الضرور رہیں اپنے مولانا فاضل سے جن کو ابحاث اور مسائل صرفیہ نحویہ میں ان کو مشق حاصل ہے ان سے تعلیم پالے کے آپ مجاز ہیں فقط اور باقی جو آپ نے لغویت مانگی ہے اسکا جواب اور پیسہ اخبار کی تغلیط کا جواب ہم نے اسواسطہ ترک کیا ہے کہ جہلا نے اعتراض کرنے کا قرآن کریم میں ٹھیکہ لیا ہے اور نیز ایسی باتوں کا جواب بارہا ہو چکا ہے + ۱۳ دسمبر ۱۹۰۲ء

آپ کا خیرخواہ قدیم محمد احسن امروہوی

ایک سائل کا سوال

اور

حضرۃ فاضل امروہی کیطرفسے

جواب

سوال

اگر حضرۃ مرزا صاحب کی کتابیں بلحاظ فصاحت اور بلاغت کے عربی زبان میں حد اعجاز کو پہونچی ہوئی ہیں جن کے ساتھ تحدی کی گئی ہے اور قرآن مجید بھی یہی تحدی فرماتا ہے کما قال اللہ تعالے قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا پس اگر ان دونوں تحدیوں میں کچھ فرق نہیں ہے تو مرزا صاحب کا کلام مثل قرآن مجید کے ہوگیا جو لا یاتون بمثلہ میں داخل ہے اور اگر مرزا صاحب کا کلام قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے درجہ سے جو حد اعجاز کو پہونچی ہوئی ہے گرا ہوا ہے تو پھر کلام مرزا صاحب کا اعجاز نہ ہوا وکلا الشقین باطلان۔

الجواب

اس کا جواب خود قرآن مجید میں مذکور ہے قال اللہ تعالیٰ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ کلمات الٰہیہ غیر متناہی ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ کلمات ربی جو غیر متناہی ہیں وہ کیا ہیں کیونکہ قرآن مجید جو ما فی الدفتین ہے وہ تو متناہی ہے لہذا وہ کلمات رب یا تو حقائق اور معارف قرآنیہ ہیں جن کی نسبت لا تنقضی عجائبہ بھی وارد ہے اور یہ حقائق و معارف قرآنیہ سوائے مطہرین و مقربین و ماموریں کے غیر مطہرین کیلیے مرحمت نہیں ہوتے کما قال اللہ تعالیٰ لا یمسہ الا المطھرون اور ان مطہرین کیلیے جس قدر مکذبین ہوتے ہیں چونکہ وہ سب کے سب غیر مطہرین ہوتے ہیں جن کی قدرت سے یہ معارف قرآنیہ و حقائق فرقانیہ باہر ہوتے ہیں اور وہ انکے مقابلہ میں عاجز ہوجاتے ہیں بوجہ انہیں رنگ اعجاز پیدا ہوجاتا ہے جنکا مقابلہ مکذبین غیر مطہرین نہیں کرسکتے لا یمسہ الا المطھرون ہاں آن قدیم میں اس خاتم الخلفا کے لیے کلمات رب باعتبار فصاحت و بلاغت کے بھی رنگ اعجاز میں واسطے تجدید معجزہ بلاغت و فصاحت قرآنی کے منجانب اللہ رنگین کیے گئے ہیں اور تمام امت میں سے یہ حصہ بلاغت و فصاحت ظل قرآنی کا اسی مسیح موعود کے لیے جسکو نبی اللہ اور بروز طلی اسمہ احمد اسمی فرمایا گیا ہے اور بروزی طور پر محمد ہے کما الہمہ ربہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مقرر و مقدر ہوچکا تھا کما قال تعالے و آخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم پس اعجاز المسیح و دیگر کتب متحدیانہ حضرۃ اقدس کی باعتبار فصاحت اور بلاغت کے بھی اعجاز ہوئیں اور بلحاظ معارف و حقائق قرآنیہ کے جو منجانب اللہ ہیں اور کلمات ربی ہیں بھی معجزہ ہوگئیں اور یا مراد کلمات ربی سے وہ الہامات و مکالمات الٰہیہ متضمن پیشین گوئیوں وغیرہا کو ہیں جو مقربین و مطہرین کو واسطے تائید اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کے ہمیشہ الہام ہوا کرتے ہیں انکا مقابلہ بھی غیر مطہرین و غیر مرسلین ہرگز نہیں کرسکتے کما قال اللہ تعالے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ اس زمانہ آخر میں جو تمام علوم و فنون ارضیہ انتہا درجہ کمال کو پہونچے ہوئے ہیں اس خاتم الخلفا کو تمام امت سے زیادہ تران الہامات اور مکالمات الٰہیہ سے مشرف فرمایا گیا اور ان الہامات و مکالمات کو بصبغ اعجاز مصبغ کیا گیا جو فصاحت اور بلاغت کا انتہا درجہ ہے دیکھو براہین احمدیہ وغیرہ کو جسکی صدہا الہامات فصیحہ پورے ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں اور آیندہ کو ہوتے رہینگے والحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ بہر دوحال یہ کتب حضرۃ اقدس کی جو متحدیانہ ہیں واسطے اثبات حقیت کتاب اللہ و نبوۃ محمدیہ کے منجملہ انھیں کلمات رب کے ہیں جنکی نسبت فرمایا گیا ہے ما نفدت کلمات اللہ اور ہرگاہ کہ یہ کتب متحدیانہ کلمات رب ہوگئے تو پھر ان کا اعجاز عین اعجاز قرآن مجید ہوگیا اور آیت قل لئن اجتمعت الجن الآیہ میں مراد یاتون بمثلہ سے وہ کلام ہے جو غیر کلمات رب کے ہووے یعنی جو قرآن مجید کے مخالف ہو نہ وہ تفسیر و تاویل جس میں حقائق و معارف قرآنی من جانب اللہ ہوں کیونکہ اُن کی نسبت تو اللہ تعالے خود فرماتا ہو لا یمسہ الا المطھرون جس سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ مطہرون کے سوا ان معارف کو کوئی مخالف مس تک نہیں کرسکتا فثبت الاعجاز بکلا الشقین۔ یہی سر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے تئیں افصح العرب فرمایا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مبیّن قرآن ہیں اور در صورت ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افصح العرب ظاہر ہے کہ کوئی مخالف دین اسلام کا آپ کے کلام کا مقابلہ بھی فصاحت اور بلاغت میں نہیں کرسکتا ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افصح العرب نہ رہینگے حالانکہ اگر آیت پیش کردہ معترض کے وہ معنے لیے جاویں جو معترض کے خیال میں ہیں تو چونکہ آنحضرۃ بھی الانس میں داخل ہیں تو لازم آتا ہے کہ آپ افصح العرب نہ رہیں واللازم باطل فالملزوم مثلہ پس جسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افصح العرب ہیں بروز محمدی کا بھی افصح العرب ہونا ضروری ہوا جو واقع ہے الحاصل اختلاف مدارج بلاغت کلام الہی اور کلام حضرت مسیح موعود میں بالضرور ہی لیکن حد اعجاز کو دونوں پہنچے ہوئے ہیں فقد جعل اللہ لکل شیء قدرا۔

ضروری اطلاعیں

۱۔ اس ہفتہ کی ڈائری چونکہ بہت ہی

۱۵ دسمبر کی ہوئی دوسری ۲۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو مفصل حالات پھر ان شاء اللہ تعالے

سورۃ جمعہ پر حکیم الامت کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ یقین رکھو کہ جب تک خدا تعالیٰ کے فضل کے جذب کرنے کے لئے اضطراب اور سچا اضطراب نہ ہو کچھ نہیں بنتا۔ مسیح کی موت معمولی بات نہیں یہ وہ موت ہے جو عیسوی دین کی موت کا باعث ہے۔

اس قوم کو اگر کوئی جیت سکتا ہے تو اس کیلئے یہی ایک گر ہے اب غور کر کے دیکھ لو۔ کہ اس کے لئے اس نے کس قدر دعائیں کی ہونگی دل میں کسقدر جوش اُٹھتے ہوں گے ہم تو انکو سمجھ ہی نہیں سکتے کہ ایک آدمی مرگیا بس مرگیا بات کیا ہے مراہی کرتے ہیں مگر نہیں اس کے حل سے سب کچھ حل ہے۔ یہ فہم جو اسے دیا گیا ہے یہ فہم مامور من اللہ کے سوا دوسرے کو نہیں ملتا یہ اضطراب اور جوش دوسرے کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی دعویٰ کرے تو خیال باطل اور وہم محال ہے۔

پھر اختلاف اندرونی اور بیرونی پر نظر کرو کہ کیا حالت ہو رہی ہے ایک کہتا ہے بائیبل میں یہ ہے دوسرا کہتا ہے قرآن میں یہ ہے حضرت صاحب مثال دیا کرتے ہیں کہ انہوں نے مداری کے تھیلے کی سی بات کر رکھی ہے۔ جیسے وہ چاہتا ہے اس میں سے نکالتا ہے ویسے ہی یہ بھی جو روائت اپنے مطلب کی چاہتے ہیں نکال کر پیش کر دیتے ہیں اور یہ اختلاف اس شدت سے پھیلا ہوا ہے کہ اس کا بیان کرنا ہی آسان نہیں۔ صداقت اسطرح چھپ جاتی ہے جب تک مامور من اللہ خدا تعالیٰ سے لطیف فہم لیکر نہیں آتا صداقت بیج کیطرح رہتی ہے۔ جیسے جب بارش آسمان سے آتی ہے تو خواہ ساری دنیا زور لگائے کہ بیج نشو و نما پائے وہ اُگنے سے نہیں رہتا اسی طرح جب مامور من اللہ آتا ہے تو خواہ کوئی کچھ ہی کرے وہ صداقت کو ضرور نکال لیتا ہے۔ اس کی پہچان یہی ہوتی ہے کہ جو کام وہ کرتا ہے عقل صحیح اور نقل صریح اور تائیدات سماوی اسکی تصدیق کرتے ہیں۔

اسوقت آزادی کی راہیں کھلی ہوئی ہیں اسلام پر وہ اعتراض کئے جاتے ہیں کہ پہلے کسی نے کبھی سُنے ہی نہ تھے میں نے بعض لوگوں سے سُنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پہلے بھی اعتراض کرتے تھے میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے پہلے کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا۔ اسلامی سلطنت کی سطوت و جبروت کے مقابلہ میں کون اعتراض کر سکتا تھا۔ یہ سب کچھ اسی صدی کا کرشمہ ہے اور اسی انڈیا میں اسکو ترقی ہے۔ جو چاہے کوئی کہدے اخبارات و رسالجات میں زور شور سے مخالفت کیجاتی اور اعتراض کئے جاتے ہیں کوئی نہیں روکتا۔

فسق و فجور نے یہانتک ترقی کی ہے کہ شراب جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماع الاثم کہا ہے اسی پر قیاس کر لو کہ کیا حالت ہے لنڈن ایک شہر میں اسکی یہ حالت ہے کہ صرف شراب فروشونکی دوکانوں کو الگ ایک لائن میں رکھا جاوے تو پچھتر میل سے زیادہ تک جاتی ہیں۔ اور کل کارخانے اتوار کو بند رہیں مگر شراب کی دوکانیں اتوار کو بھی کھلنی ضروری ہیں۔ اس سے اندازہ اور قیاس کر لو۔ دوسری حالتوں کا۔

عورتوں کی بابت آیا ہے کہ وہ حبایل الشیطان ہیں یعنی عورتیں شیطان کی [illegible] ہیں حقیقت میں حسقدر ابتلا ان عورتوں کے [illegible] آتے ہیں اور جس طرح شیطان ان رسیوں کے ذریعہ سے اپنا کام کرتا ہے وہ کوئی ایسی بات نہیں کہ کسی سے پوشیدہ ہو۔

مشنری عورتوں اور مشنریوں سے جو خرابیاں اکثر اوقات پیدا ہوتی ہیں اور آئے دن اس قسم کی خبریں سُننے میں آتی ہیں کہ فلاں گھر میں ایک مشنری عورت آتی تھی اور وہاں سے فلاں عورتکو نکال لے گئی۔ اس کا پتہ نہیں وغیرہ۔ پھر اس سے ذرا اور آگے بڑھو۔ ولایت میں جو لوگ پڑھنے کے واسطے جاتے ہیں اور کوئی انکی حال کا پرساں اور نگران نہیں ہوتا پھر جو کچھ وہاں وہ کر گذریں تھوڑا ہے۔ مذہب کی رسمی قیود بھی بمبئی تک ہی سمجھی جاتی ہیں اسکے بعد پھر کوئی مذہب نہیں الا ماشاء اللہ۔ ایک معزز ہندو نے نواب محمد علی خاں صاحب کے مکان پر بیان کیا کہ یہ مت پوچھو کہ ولایت میں کیا کیا کھایا بلکہ یہ پوچھئے کہ کیا نہیں کھایا۔

غرض حبایل الشیطان کی وہ حالت جماع الاثم کا وہ زور شور۔ سلطنت کا رعب سطوت و جبروت الگ یہانتک کہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ ویسے کچھہ ور ہی ظاہر کر دیا گیا ہو کہ مقدمات میں تبدیلی مذہب نجات کا موجب ہوگئی اور مجسٹریٹ نے کہدیا کہ عیسائی مذہب کیوجہ سے خلاف گواہی دیگئی یا مقدمہ بنایا گیا۔

ایک آدمی بجائے خود ذلیل اور کس مپرس ہوتا ہے لیکن مشنریوں کے ہاں جا کر اسے روزگار ملجاتا ہے یا کسی کو ممانعت روزگار ہوئی مشنریوں نے اُسے پادری بنا دیا اس قسم کے واقعات موجود ہیں یہ خیالی یا فرضی باتیں نہیں ہیں۔ مشنریوں کی بعض رپورٹوں تک سے یہ واقعات کھل جاتے ہیں اگر انپر زیادہ غور کی جاوے۔

یہ تو ان لوگوں کی آزادی کے اسباب ہیں جنہوں نے مذہب کی پروا نہیں کی۔ اس کے علاوہ مصنفوں اور ماسٹروں کا اثر پڑھنے والوں پر اندر ہی اندر ایک مخفی رنگ میں ہوتا چلا جاتا ہے تصنیف کا ایسا خوفناک اثر ہوتا ہے کہ دوسروں کو معلوم ہی نہیں ہوتا اور شاید پڑھنے والا بھی اسے جلدی محسوس نہ کر سکے مگر آخر کار وہ ایسا متاثر ہوتا ہے کہ خود اُسکو جرأت ہوتی ہے شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی اس اثر کے متعلق لکھا ہے اور میں چونکہ بہت کتابوں کے پڑھنے والا ہوں میں نے تجربہ کیا ہے اور علاوہ بریں علم طب کے ذریعہ مجھے اس راز کو سمجھنے میں بہت بڑی مدد ملی ہے میر حسن کی مثنوی پڑھکر ہزاروں ہزار لڑکے اور لڑکیاں زانی اور بدکار ہوگئی ہیں۔ اور یہ ایسی بین اور ظاہر بات ہے کہ کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ جبکہ تصانیف کا اثر طبائع پر پڑتا ہے اور ضعیف طبیعتیں بہت جلد اس اثر کو قبول کرتی ہیں تو آجکل تصانیف کے ذریعہ جو زہر مشنری گروہ نے پھیلایا ہے اس کے متعلق مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر رنگ میں فلسفہ۔ تاریخ۔ طب۔ وغیرہ ہر شاخ علم اور ہر کتاب میں مذہب سے مغایرت اور آزادی کا سبق پڑھایا جاتا اور اسلام کی پاک تعلیم پر کسی نہ کسی رنگ میں حملہ کیا جاتا ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ تعلیم کا جادو کچھ ایسا کارگر ہوا ہے کہ ہر شخص بلا سوچے سمجھے کہ اسکے بچے کو کس قسم کی تعلیم مفید اور کار آمد ہو سکتی ہے اپنے لڑکوں کو سکول اور کالج میں بھیجتا ہے جہاں حفاظت دین کے اسباب بہم نہیں پہونچائے جاتے۔ وہاں قسم قسم کی فصیح و بلیغ تقریروں والے اور بڑی بڑی لمبی ڈاڑھیوں والے عجیب غریب باتیں سناتے ہیں اور یورپین اقوام کی ترقیوں اور صناعیوں پر لیکچر دیکر نوجوانوں کو اسطرف مائل کرتے ہیں یہانتک کہ سیدھے سادھے نوجوان جو اپنی مذہبی تعلیم سے بالکل کورے اور صاف ہوتے ہیں مذہب کو ایک آزادی کی مانع چیز سمجھنے لگتے ہیں اور انسانی

ترقیوں کا مانع اسے قرار دیتے ہیں۔ باتوں ہی باتوں میں بہادئے جاتے ہیں۔ کہ اگر وہ اعتراض علماء کے سامنے کئے جاتے ہیں تو اُنپر کفر کے فتوے جڑے جاتی ہیں۔

ان اعتراضوں کا جو بُرا اثر پڑتا ہے اس کے متعلق میں ایک قصّہ بیان کرنا ہوں مگر یاد رکہو کہ میں قصّہ گو نہیں بلکہ درد دل کے ساتہہ نہیں اسلام کی حالت دکہانی چاہتا ہوں میری غرض کسی پر نکتہ چینی کرنا نہیں ہے اور نہ ہنسانا مقصود ہے + بلکہ اصلیت کا بیان کرنا مدّ نظر ہے۔

میں ایک بار ریل میں سفر کر رہا تہا جس کمرہ میں میں بیٹھا ہوا تہا اسی کمرہ میں ایک اور بڈہا شخص بیٹھا ہوا تہا ایک اور شخص جو مجہے مولوی صاحب کہہ کر مخاطب کرنے لگا تو اس دوسرے شخص کو سخت بُرا معلوم ہوا اور اسنے کہڑکی سے باہر سر نکال لیا۔ وہ شخص جو مجہہ سے مخاطب تہا اس کے بعض سوالوں کا جواب جب مینے دیا تو اس بڈہے نے بہی سر اندر کر لیا اور بڑے غور سے میری باتوں کو سننے لگا۔ اور وہ باتیں موثر معلوم ہوئیں پہر خود ہی اُسنے بیان کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ مینے کیوں سر باہر کر لیا تہا۔ مینے کہا نہیں اُسنے بیان کیا کہ مجہے مولویوں کے نام سے بڑی نفرت ہے اس شخص نے جب آپکو مولوی کہکے پکارا تو مجہے بہت بُرا معلوم ہوا۔ لیکن جب آپ کی باتیں سنیں تو مجہے انسے بڑا اثر ہوا۔ مینے پوچہا کہ مولویوں سے تمہیں نفرت ہے؟ اُس نے کہا کہ مینے لودہانہ میں ایک مولوی صاحب کا وعظ سنا اس نے دریائے نیل کے فضائل میں بیان کیا کہ وہ جبل القمر سے نکلتا ہے اور اس کے متعلق کہا کہ چاند کے پہاڑوں سے آتا ہے۔ مینے اسپر اعتراض کیا تو مجہے پٹوایا گیا اسوقت مجہے اسلام پر کچہہ شکوک پیدا ہو گئے۔ اور میں عیسائی ہو گیا بہت عرصہ تک میں عیسائی رہا پہر ایکدن پادری صاحب نے مجہے کہا کہ ایک نئی تحقیقات ہوئی ہے دریائے نیل کا منبع معلوم ہو گیا ہے اور اسنے بیان کیا کہ جبل القمر ایک پہاڑ ہے وہاں سے دریائے نیل نکلتا ہے۔ میں اسکو سنکر رو پڑا۔ اور وہ سارا واقعہ مجہے یاد آ گیا۔ ایک عیسائی نے مجہے مسلمان بنا دیا ایک مولوی نے مجہے عیسائی کیا اسوجہ سے میں ان لوگوں سے نفرت کرتا تہا مگر آپ انمیں سے نہیں ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ اسکی یہ کہانی سنکر میرے دل پر سخت چوٹ لگی۔ کہ اسوقت مسلمانوں کی یہہ حالت ہی ہے غرض اسوقت مسلمانوں کی حالت تو یہانتک پہونچی ہوئی ہے اور اسپر بہی انکو کسی کی ضرورت نہیں۔ (باقی آئندہ)

ندوۃ العلماء کا نواں اجلاس
اور
ہمارے ریمارک

(نمبر ۲)

مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ ندوۃ العلماء کا صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے اور وہ ہرگز اس مقصد میں کامیاب ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔

البتہ مداہنہ اور نفاق کو ضرور ترقی ہو گی اور غیرت ایمان جو ضروری شے ہے اس میں نقص واقع ہو گا۔

ہم معصیت کریں گے اگر اس موقع پر یہہ نہ بتائیں کہ پہر کوئی ایسی صورت ممکن بہی ہے جس سے یہ منتشر اوراق قوم پہر مجموعی صورت اختیار کریں؟ ہمارے نزدیک ایسی صورت نہ صرف ممکن بلکہ یقینی ہے اور وہ ایک ہی ہے بجز اس کے کبہی ممکن ہوا ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ اتفاق اور اتحاد قائم ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مطاع باذن اللہ امام مفترض الطاعۃ ہم میں موجود ہو۔ اور ہم ندوۃ اور تمام ایسی مجلسوں کو جنکے دل میں قوم کے اتحاد اور اتفاق کی گدگدی ہے اور جو مسلمانوں کی ذلت اور نکبت کو محسوس کرتے ہیں کہ وہ اخلاقی علمی اور عملی حالتوں میں بالکل گر گئی ہے) اور ان تمام لوگوں کو جو اپنی اصلاح کے خواہشمند ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ اس غرض کو پورا کرنیکے لئے قرآن شریف کی وعدہ خلافت کیموافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا مصداق ہو کر وہ آنیوالا آخری امام جسے مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام سے آنا تہا آ گیا ہے اُسی کے ساتہہ پیوند کرنے سے وہ قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے جو آخر اخوت کے درجہ پر پہونچاتی ہے۔ اس پر مفصل دعوۃ الندوہ میں لکہا جا چکا ہے جو اسی جلسہ میں ہم نے تقسیم کی تہی پہر مولوی حبیب الرحمٰن نے یہ بیان کیا کہ ندوہ کا اہم مقصد نصاب تعلیم کی اصلاح اور قرآن شریف کی خدمت ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ضروری مقصد ہے بے شک اسکی طرف توجہ ہونی چاہیئے مگر سوال پہر بہی ہے کہ ندوہ نے کیا کیا؟ خود ندوہ نے اعتراف کر لیا کہ چونکہ دار العلوم کو کامیابی نہیں ہوئی اس لئے پہر انگریزی کلاس کہولنے کی ضرورت پڑی۔

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ندوہ اس مقصد میں کہانتک کامیاب ہوا ہے؟ ندوہ نصاب تعلیم کی اصلاح کیا کر سکتا تہا اور قرآن شریف کی خدمت کیا کر سکتا تہا۔

قرآن شریف کے حقایق و معارف صرف اسی شخص پر کہل سکتے ہیں جو لا یمسہ الا المطہرون کے استثنا کے نیچے ہو۔ اور یہ وہ شخص ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے تائید و نصرت پا کر یہ کہنے کا حق رکہتا ہو کہ اسلام زندہ مذہب ہے اسلام کا خدا زندہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ۔ اسلام کا مرکز بیت اللہ زندہ۔ اسلام کی بول عربی زندہ قرآن نے جو معجزات اور خوارق اور پیشگوں کا علم بیان کیا ہے اسکا سلسلہ اب تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔

اب ندوہ کسی ایسے شخص کا نام لے جو یہ دعوے کرتا ہو کہ میں اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرتا ہوں۔ ندوہ کسی ایسے شخص کو پیش نہیں کرتا اور اپنے اس مقصد کی ناکامی کا وہ خود اعتراف کرتا ہے مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ ندوہ نے اس ناکامی کی اصلاح کی تو کیونکر؟ کہ کامیابی کا ذریعہ یہ تجویز کیا کہ دار العلوم میں انگریزی کی شاخ کہولی کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت انسے پوچہے کہ کیوں حضرت؟ قرآن شریف کی خدمت کو انگریزی کلاس سے کیا تعلق اور اصلاح نصاب کو اس سے کیا نسبت!

اصل یہ ہے کہ ندوہ کا اصل منشا صرف انگریزی تعلیم ہے اور مسلمانوں کے سامنے اپنے مقاصد کو ایسے طرز میں پیش کرنا کہ جس سے وہ یہ سمجہ لیں کہ ندوہ کی غرض الہیات اور دینیات کی ترقی ہے صرف روپیہ جمع کرنیکی خاطر ہے۔ ہم اپنی اس رائے کی تائید میں بہی ہز آنر سر جیمز لاٹوش بہادر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی رائے کو پیش کرتے ہیں جو اُنہوں نے ندوہ کے ایڈریس کے جواب میں ظاہر کی ہے چنانچہ ہز آنر نے فرمایا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ آپکے پروگرام کا یہ منشا نہیں ہے کہ **معرفت الٰہی اور دینیات کا ایک** سکول قائم کیا جاوے جو زور کے ساتھ صرف **دینیات اور الٰہیات سکہلا وے** بلکہ تمہاری مراد یہ ہے کہ ہمارے طالب علم انگریزی زبان میں بھی لائق فائق ہوں مگر اسکے ساتھ علوم مشرقی میں بھی کامل دستگاہ پیدا کرلیں کیا یہ منشا **سر سید احمد خاں کے منشا سے جدا گانہ ہے۔**

اگر تمہارا یہی خیال ہے تو کیوں تم علی گڈھ کالج کی مدد نہیں کرتے اور ایک علیحدہ دار العلوم قائم کرنا چاہتے ہو؟ کیا یہ اچھا ہے کہ ایک قوم کی کوشش اور عقل سے منفرق کام کیا جاوے۔

یہ وہ رائے ہے جو ہنر آنر نے ندوہ کے اس مقصد کے متعلق ظاہر کی ہے۔ لاٹ صاحب بہادر نے تو پردہ برانداز گفتگو ہی کردی اور اصل حقیقت کو طشت از بام کر دیا اگرچہ غور و فکر کرنے والے مسلمان پہلے ہی سے جانتے تھے کہ ندوۃ العلماء کی تہ میں وہی علی گڈھی سپرٹ کام کرتی ہے اور ندوہ کے اراکین میں اگر کل نہیں تو بعض ایسے لوگ ضرور ہیں جو علیگڈھ کالج کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور سالانہ جلسوں میں زیادہ حصہ لینے والے اور مقرر وہی لوگ ہوتے ہیں جو علی گڈھ سکول آف تہاٹ کے پیرو ہیں۔

علی گڈھ کالج سے جو دینی فائدہ اور اصلاح نصاب اور خدمت قرآن ہوئی ہے وہ کوئی پوشیدہ امر ہے ہی نہیں جو مسلمانوں کو معلوم نہیں۔ اسی سے ندوہ کی خدمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اور اس سے مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کی اس دعویٰ کی حقیقت اور قلعی کہلتی ہے جو انہوں نے اپنے بڑے مجمع میں کیا کہ **ندوہ ایسے علماء پیدا کریگا جو مذہبی اور اخلاقی اصلاح کرنے پر قادر ہوں گے؟**

مولوی حبیب الرحمان کو ایسا دعویٰ کرتے ہوئے خدا کا خوف کرنا چاہیئے تہا ندوہ کیا اور اسکی حقیقت کیا؟ کیا مذہبی اور اخلاقی اصلاح کرنے والے یونیورسٹی میں طیار کئے جاتے ہیں ایسے برگزیدہ مردوں کی کوئی فیکٹری ہے؟ وہ مصلح جو مذہبی اور اخلاقی اصلاح کرنے پر قادر ہوتا ہے وہ دنیا کے انتخاب سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے انتخاب سے ہوتا ہے **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔**

ندوہ کو ایسی المندیرداز کی سے تدبر اور غور کرنی چاہیئے کہ اسکی حقیقت تو ذمہ دار حکمران صوبہ پر کہول رہا ہے کہ انکی غرض انگریزی تعلیم دینا ہے بلکہ اس نے سارے حالات پر نظر کرکے ندوہ کی مجلس کو بہت کچھ مشتبہ بنا دیا ہے۔ مثلاً یتیم خانہ پر رائے زنی کرتے ہوئے ہز آنر نے فرمایا ہے۔

"درکہ میں نے اسے دیکھا ہے اس سے کسی غیر معمولی فیاضی کا ثبوت نہیں ملتا"

ان حالات کو مد نظر رکھ کر مسلمان سوچ لیں کہ ندوہ کیا چاہتا ہے اور کیا کرتا ہے اور کیا کہتا ہے؟ (باقی آٹھویں نمبر میں)

بقیہ نظم
منشی محمد نواب خانصاحب ثاقب

طاعون کے نشان کو سمجھے تھے کھیل لوگ
دیکھیں دو چند زہر اب اس کی سنان میں ہے
ٹلنے کی یہ نہیں ہے تباہی کئے بغیر
سورت میں آج صورت پیل دمان میں ہے
چن چن کے منکروں کو یہ کھائیگی بیگمان
لاریب موشوق کی جماعت امان میں ہے
وہ متقی جو صدق سے ہے اس کی دار میں
نزدیک ہے کہ دور مگر قادیان میں ہے
جس کا نہ کبر ہو سے ہو دماغ آسمان پر
دار الامان میں کہو وہ آسمان میں ہے
اے گرگ طبع چھوڑ دے روباہ بازیاں
در صورت خدا سے جو شیر ژیان میں ہے
چل دم دبا کے بہاگ اگر جان ہے تری
ایمان ترا دیکھہ لیا استخوان میں ہے
اس بیوفا میں ذرا بھی بوئے وفا نہیں
وعدہ وفا کرے ابھی عرصہ نشان میں ہے
حیران ہے حائری کہ یہ کیوں آل بنگئی
کیا جانے وہ کہ وارث دین زمانہ میں ہے
خم ٹھونک کر اور تر پڑے لیکر علی کا نام
نام علی کا زور اگر کچھ بھی جان میں ہے
رکھی رہینگی طاقتیں بالائے طاق سب
وحی خدا کا بل ہے جو اس پہلوان میں ہے
اے پیر گولڑہ کسی ہمزاد کو بلا
افسون گری کا کچھ بھی اثر گر زبان میں ہے
پیران مفتری کو بھٹی کو ... چلا

کیا خاک ان کے میکدہ و دیگدان میں ہے
اک گھونٹ پی کہ عرش بریں کی خبر ملی
ایسا اثر کچھ اس کی مئے ارغوان میں ہے
اعجاز احمدی کے مقابل ہو گر ظفر
لاؤ نکال کر جو ورق جزدان میں ہے
دیکھینگے کیا دکھائے طبیعت کی تیزیاں
اصغر علی ادیب بھی اس امتحان میں ہے
ہرگز نہیں کبھی نہیں ہوگا مقابلہ
یہ زور اس نشان مسیح زمان میں ہے
لالچ نہیں ہے حشمت دنیا کا کچھ یہاں
ثاقب متاع دین کے لئے قادیان میں ہے

اعلان

انجمن اشاعت اسلام کے

عہدہ داروں میں کچھ تغیر و تبدیل کیا گیا ہے آئندہ خیراتی یا تجارتی حصص وغیرہ کا روپیہ مفتی محمد صادق صاحب فنانشل سکرٹری کے نام آنا چاہیے

شیر علی اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اشاعت اسلام

تحریک برائے
خیراتی فنڈ میگزین

۱۰ جون ۱۹۰۲ء کے اخبار میں ایک تحریک کی گئی تھی کہ جس صاحب کی تنخواہ میں ترقی ہو وہ اپنی پہلی ترقی کا روپیہ میگزین کے خیراتی فنڈ کے لئے بھیجکر ثواب حاصل کریں اس تحریک کے مطابق دو صاحبوں نے ترقی ہونے پر اپنے پہلے اضافہ کی رقم بھیجکر میگزین کی اعانت کی ہے۔ اول منشی نعمت اللہ خانصاحب ڈیڈیرہ نری اسسٹنٹ پشاور جنہوں نے سب سے پہلے اس نیک کام میں اپنے تئیں نمونہ بنایا ہے اور اب تک للعہ روپیہ دے چکے ہیں

ٹیکا طاعون

ٹیکا طاعون کے متعلق مندرجہ ذیل اطلاع ایڈیٹر الحکم کو گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے بغرض اشاعت موصول ہوئی ہے جس کو ہم فائدہ عام کے لئے درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

گورنمنٹ پنجاب کو ٹیکا دافع طاعون کی وسیع تجویز مجبوراً عارضی طور پر بند کرنی پڑی ہے۔ یہ تجویز دوائی دافع طاعون کی ۷۰۰۰۰ (دوز) معتاد روزانہ بہم پہونچنے پر مبنی تھی اور ماہ ستمبر کے نصف یا عمل ٹیکا کے واقعی شروع ہونے سے صرف ۱۵ روز پیشتر تک یہ خیال تھا کہ بمبئی کا کارخانہ دواسازی دوائی کی اسقدر مقدار باقاعدہ طور پر بہم پہونچا سکیگا۔ لیکن پھر یہ معلوم ہوا کہ دوائی کی پوری مقدار کا بہم پہونچانا کچھہ عرصہ تک ناممکن ہوگا اور امر واقع تو یہ ہے کہ جو مقدار بہیجی گئی ہے وہ ۱۰۰۰۰ معتاد روزانہ سے بھی بقدر نصف کے کم رہی ہے جسکا اُسوقت وعدہ کیا گیا تھا جبکہ گورنمنٹ پنجاب نے اُسوقت خاص طور پر دریافت کیا تھا جب اُنکو یہ اطلاع ملی کہ دوائی دافع وبا کی تیاری کا طریق بدلا گیا ہے اور کہ کارخانہ دواسازی دوائی کی مذکورہ بالا پوری مقدار بہم پہونچانے کے قابل نہیں۔ تاہم اس تہوڑی مقدار سے بھی نہایت قابل اطمینان کام ہوا اور ماہ اکتوبر کے دوران میں قریباً ۱۲۰۰۰۰ اشخاص کو انکی مرضی سے ٹیکا لگایا گیا۔

افسوس ہے کہ اب یہ ظاہر ہوا کہ جو دوائی طریق مندرجہ بالا پر بہم پہونچائی گئی تھی وہ آلودگی سے بالکل پاک نہ تھی اور یہ ضروری معلوم ہوا کہ اُسکا کچھہ حصہ بوجہ مضر ہونے کے مسترد کیا جاوے۔ بہت تہوڑی ایسی وارداتوں کی اطلاع آئی جن میں ٹیکا لگانے کے تہوڑے عرصہ بعد موت وقوع میں آئی ہو۔ یہ کبھی ثابت نہ ہوا کہ ان وارداتوں میں سے کسی میں بہی موت فی الواقع ٹیکا لگانے کی وجہ سے وقوع میں آئی۔ لیکن اس خیال سے کہ ایسا ہونا ممکن تہا۔ یکم نومبر کو یہ احکام جاری کئے گئے کہ ٹیکا کے عمل کو بند کر دیا جاوے تاوقتیکہ پھر ایسی دوائی بہم نہ پہونچ جائے جس پر پورا بہروسہ کیا جاسکتا ہو۔ پیشتر اس کے کہ ان احکام پر عمل درآمد کیا جاتا موضع ملکوال ضلع گجرات میں ایک اندوہ ناک حادثہ وقوع میں آیا۔ یعنی ۱۹۔ اشخاص جنکو ۳۰۔ اکتوبر کو ٹیکا لگایا گیا وہ ۶ نومبر کو بوجہ تشنج ٹیٹینس بیمار پڑ گئے اور اب وہ سب مر گئے ہیں

ان سب اشخاص کو دوائی کی ایک ہی بوتل سے ٹیکا لگایا اور اُن اشخاص کے درمیان کوئی حادثہ واقع نہ ہوا جنکو دیگر بوتلوں سے اُسی وقت اور اُسی مقام پر ٹیکا لگایا گیا تہا۔ گورنمنٹ پنجاب کو اس امر کا پورا اطمینان ہے کہ گورنمنٹ موصوف کی ان ہدایات پر احتیاط کے ساتھہ عمل کیا گیا ہے کہ ٹیکا لگانے میں جبر سے کام نہ لیا جائے اور اُن جملہ اشخاص نے جن کو موضع ملکوال میں ٹیکا لگایا گیا تہا اور جنمیں وہ ۱۹ اشخاص بہی شامل تہے جو فوت ہوگئے اپنی مرضی سے ٹیکا لگوایا تہا۔ بغیر اسکے کہ سرکاری طور پر کوئی دباؤ براہ راست اُنپر ڈالا جاتا۔ بلکہ زیادہ تر انکے قرب وجوار کے بارسوخ غیر سرکاری اشخاص نے اُنکو اس عمل کے لئے ترغیب و نصیحت دی تہی۔ اس مستثنیٰ صورت میں گورنمنٹ نے اُن تمام اشخاص کے قبیلوں کو جو مر گئے ہیں فیاضانہ طور پر معاوضہ دینے کا ارادہ کر لیا ہے اور اس غرض سے اب تحقیقات ہو رہی ہے۔

یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ جو دوائی ابہی آئی تہی اُسکو قطعاً بے ضرر نہیں کہا جا سکتا اور نہ اُسکے استعمال کرنے میں کچھہ خطرہ تہا۔ اسلئے گورنمنٹ کے لئے یہ ضروری تہا کہ تمام ٹیکا کے عمل کو فی الفور اور قطعاً بند کیا جاتا تاوقتیکہ بالکل بے ضرر دوائی پھر دستیاب نہ ہو جاتی۔ پس یہ کارروائی فی الفور کی گئی۔ بعد ازاں یہ معلوم ہوا ہے کہ جب پنجاب میں بہت سی دوائی دافع وبا کی بہم رسانی شروع ہوگئی اُس وقت چند مزید تبدیلیاں جنکی گورنمنٹ کو اطلاع نہیں ملی تہی دوائی کی تیاری کے طریق میں کی گئیں۔ یہہ تبدیلیاں کمیشن وبا کی سفارشوں کے مطابق کی گئیں اور انکی غرض یہ تہی کہ دوائی کا اثر بڑہ جائے اور اسکی مقدار کم کی جائے کپتان ای دلکنسن صاحب آئی۔ ایم۔ ایس چیف افسر طبی وبا پنجاب اور کپتان سی ایچ جیمز صاحب آئی۔ ایم۔ ایس جو اب بطور افسر معائن پنجاب میں عمل ٹیکا کے متعلق تعینات ہیں اور جن صاحبان پنجاب میں ٹیکے کا بڑا وسیع تجربہ ہے ہمراہی مسٹر سی۔ جے ہیلی فیکس صاحب جوڈیشل وجنرل سیکریٹری گورنمنٹ پنجاب گورنمنٹ کے حکم سے بمبئی گئے اور اُنہوں نے یہ دریافت کیا کہ آیا بعض صورتوں میں دوا میں آلودگی ظاہر ہونیکا یہ باعث تہا کہ جدید تبدیلیوں کے لئے مزید احتیاطیں ضروری ہتیں یا یہ کہ ایک بالکل جدید پیمانہ پر دوائی تیار کرنے میں وہ دقیق احتیاطیں جو دوائی کو آلودگی سے پاک کرنے کے لئے کی جاتی ہیں پہلے کی طرح کامیابی سے نہ کی گئیں۔ اُن افسروں نے جو بمبئی سے ہو کر آئے ہیں یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے اور گورنمنٹ کو بہی یہی رپورٹ کی ہے کہ اگرچہ عملہ کا ناتجربہ کار ہونا کسیقدر آلودگی دوائی کا باعث تہا تاہم اسکی زیادہ تر وجہ یہ تہی کہ دوائی کی تیاری کے ابتدائی طریق سے انحراف کیا گیا ہے۔

برسوں کے تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ مناسب احتیاط سے ایسی دوائی تیار کیجا سکتی ہے جو بالکل بے ضرر ہو اور طاعون سے محفوظ رکہے۔ گورنمنٹ پنجاب کی تجویز صرف ایسی قسم کی دوائی کے استعمال پر مبنی تھی جسکی ایسے تجربہ سے آزمائش ہو چکی تہی۔ اس وقت کارخانہ میں کافی تربیت یافتہ اور قابل اعتبار عملہ کام کر رہا ہے اور یہ انتظام کر دیا گیا ہے کہ صرف وہ دوا پنجاب میں بہیجی جاوے جو ابتدائی طریق پر تیار کی گئی ہو اور اُس دوا کو کارخانہ مذکور میں اور نیز پنجاب میں علیحدہ طور پر چند ایسے زائد طریقوں سے آزمایا جائیگا جن سے دوا کے پاکیزہ ہونے کی نسبت ابتدائی اطمینان کو تقویت پہونچنے کی توقع ہو۔ پہلی دوا کی تہوڑی سی مقدار جس پر بے ضرر ہونے کا بہروسہ کیا جاسکتا ہے پنجاب میں اب بہی موجود ہے اور اُس دوا سے بعض اضلاع میں جہاں ٹیکا کی بہت ضرورت تہی پچھلے چند ایام میں پھر ٹیکہ کیا گیا۔ بعینہ اس قسم کی دوا کی قریباً ۳۵۰۰۰ معتاد جنکی حال کے ایجاد شدہ نہایت مکمل طریقوں سے پورے طور پر آزمائش ہو چکی ہے کارخانہ میں موجود ہیں اور وہ فوراً پنجاب میں بھیجی جائینگی اور اس مقدار کے بعد دسمبر سے ۱۰۰۰۰ معتاد روزانہ سے شروع کر کے دوا کے بڑے بڑے پارسل ہر روز لگاتار بہیجے جاوینگے اسطرح پر قطعاً بے ضرر دوائی کا بہم پہونچانا ممکن پایا گیا ہے جس سے اون اشخاص کو وقت پر ٹیکہ لگانا ممکن ہوگا۔ جو اپنی مرضی سے لگوانا چاہیں تاکہ اس بیماری رقبہ کی آبادی کو محفوظ کیا جائے جہاں وبا کے موسمی عود کا خوف ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے چھپکر شایع ہوا

نمبر ۴۶ — ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء — ۲۳ رمضان سنہ ۱۳۲۰ ہجری — جلد ۶

کلمات طیبات

حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اللہ تعالیٰ کی شناخت کی یہ زبردست دلیل اور اُسکی ہستی پر بڑی بھاری شہادت ہے کہ محو و اثبات اُس کے ہاتھ میں ہے

یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ

دیکھو اجرام سماوی کتنے بڑے اور عظیم الشان نظر آتے ہیں اور اُنکی عظمت کو دیکھکر ہی بعض نادان ان کی پرستش کی طرف جھک پڑے ہیں اور انھوں نے اُن میں صفات الٰہیہ کو مان لیا۔ جیسے ہندو یا اور دوسرے بُت پرست یا آتش پرست وغیرہ جو سورج کی پوجا کرتے ہیں اور اُسکو اپنا معبود سمجھتے ہیں کیا وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سورج اپنے اختیار سے چڑھتا ہے یا چھپتا ہے؟ ہرگز نہیں اور اگر وہ کہیں بھی تو وہ اس کا کیا ثبوت دے سکتے ہیں وہ ذرا سورج کے سامنے یہ دعا تو کریں کہ ایک دن وہ نہ چڑھے یا دوپہر کو مثلاً چھپ جاوے تاکہ معلوم ہو کہ وہ کوئی اختیار اور ارادہ بھی رکھتا ہے اُس کا ٹھیک وقت پر طلوع اور غروب تو صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس کا اپنا ذاتی کوئی اختیار اور ارادہ نہیں ہے۔

ارادہ کا مالک تب ہی معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو اور کرنیوالے امر کو کرے اور نہ کرنے والے کو نہ کرے۔

غرض اگر قبولیت دعا نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بہت سے شکوک پیدا ہو سکتے تھے اور ہوتے اور حقیقت میں جو لوگ قبولیت دعا کے قائل نہیں ہیں ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی ہستی کی کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ جو دعا اور اُسکی قبولیت پر ایمان نہیں لاتا وہ جہنم میں جائے گا۔ وہ خدا ہی کا قائل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شناخت کا یہی طریق ہے کہ اسوقت تک دعا کرتا رہے جب تک خدا اُس کے دل میں یقین نہ بھر دے اور اناالحق کی آواز اُسکو نہ آجاوے۔

اس میں شک نہیں کہ اس مرحلہ کو طے کرنے اور اس مقام تک پہونچنے کے لیے بہت سے مشکلات ہیں اور تکلیفیں ہیں مگر ان سب کا علاج صرف **صبر** ہوتا ہے حافظ نے کیا اچھا کہا ہے **شعر**

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود ولیک بخون جگر شود

یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دعا سے فیض نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے اُسکو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے وہ وقت آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ

اس کی دعاؤں کو سنے گا اور اُسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بد نصیب اور محروم نہیں ہوتے۔ بلکہ یقیناً وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں
خدا تعالےٰ کی قدرتیں اور طاقتیں بیشمار ہیں۔ اس نے انسانی تکمیل کے لیے دیر تک صبر کا قانون رکھا ہے پس اسکو وہ بدلتا نہیں اور جو چاہتا ہے کہ وہ اس قانون کو اُس کے لیے بدل دے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی کرتا اور بے ادبی کی جرأت کرتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بعض لوگ بے صبری سے کام لیتے ہیں اور مداری کی طرح چاہتے ہیں کہ ایک دم میں سب کام ہو جائیں میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بے صبری کرے تو بھلا بے صبری سے خدا تعالےٰ کا کیا بگاڑے گا۔ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بے صبری کر کے دیکھے وہ کہاں جائے گا؟

میں ان باتوں کو کبھی نہیں مان سکتا اور درحقیقت یہ جھوٹے قصے اور فرضی کہانیاں ہیں کہ فلاں فقیر نے پھونک مار کر یہ بنا دیا اور وہ کر دیا۔ یہ اللہ تعالےٰ کی سنّت اور قرآن شریعت کے خلاف ہے۔ اس لیے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

ہر امر کے فیصلہ کے لیے معیار قرآن ہی ہے دیکھو حضرۃ **یعقوب علیہ السلام** کا پیارا بیٹا **یوسف علیہ السلام** جب بھائیوں کی شرارۃ سے اُن سے الگ ہو گیا تو آپ چالیس برس تک اُس کے لیے دعائیں کرتے رہے اگر وہ جلد باز ہوتے تو کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوتا۔ چالیس برس تک دعاؤں میں لگے رہے اور اللہ تعالےٰ کی قدرتوں پر ایمان رکھا۔ آخر چالیس برس کے بعد وہ دعائیں کھینچ کر یوسف کو لے ہی آئیں۔ اس عرصہ دراز میں بعض ملامت کرنے والوں نے یہ بھی کہا کہ تو یوسف کو بے فائدہ یاد کرتا ہے مگر انھوں نے یہی کہا کہ میں خدا سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ بیشک ان کو کچھ خبر نہ تھی مگر یہ کہا انی لاجد ریح یوسف پہلے تو اتنا ہی معلوم تھا کہ دعاؤں کا سلسلہ لمبا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اگر دعاؤں میں محروم رکھنا ہوتا تو وہ جلد جواب دے دیتا مگر اس سلسلہ کا لمبا ہونا قبولیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ کریم سائل کو دیر تک بٹھا کر کبھی محروم نہیں کرتا۔ بلکہ بخیل سے بخیل بھی ایسا نہیں کرتا وہ بھی سائل کو اگر زیادہ دیر تک دروازہ پر بٹھائے تو آخر اسکو کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے۔ حضرۃ **یعقوب علیہ السلام** کے دعاؤں کے زمانہ کی درازی پر **وابیضت عیناہ** قرآن میں خود دلالت کر رہی ہیں غرض دعاؤں کے سلسلہ کے دراز ہونے سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیے۔

اللہ تعالےٰ ہر نبی کی تکمیل بھی جدا جدا پیرایوں میں کرتا ہے۔ حضرۃ یعقوبؑ کی تکمیل اللہ تعالےٰ نے اسی غم میں رکھی تھی۔ مختصر یہ کہ دعا کا یہ اصول ہے جو اسکو نہیں جانتا وہ خطرناک حالت میں پڑتا ہے اور جو اس اصول کو سمجھ لیتا ہے اس کا انجام اچھا اور مبارک ہوتا ہے اور جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اللہ تعالےٰ جب اُن کو پکڑتا بھی ہے تو پھر جان لینے ہی کے لیے پکڑتا ہے مگر مومن کے حق میں اس کی یہ عادۃ نہیں ہے اُن کی تکالیف کا انجام اچھا ہوتا ہے اور انجام کار متقی کے لیے ہی ہے جیسے فرمایا **والعاقبۃ عند ربک للمتقین**۔ ان کو جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں وہ بھی ان کی ترقیوں کا باعث بنتی ہیں تا کہ ان کو تجربہ ہو جاوے اللہ تعالےٰ پھر ان کے دن پھیر دیتا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص کے شکنجہ کے دن آتے ہیں اُس پر بہائمی زندگی کا اثر نہیں رہتا اُس پر ایک موت ضرور آجاتی ہے اور خدا شناسی کے بعد وہ لذتیں اور ذوق جو بہائمی سیرت میں معلوم ہوتے تھے نہیں رہتے بلکہ ان میں تلخی اور کدورت و کراہت پیدا ہوتی ہے اور نیکیوں کیطرف توجہ کرنا ایک معمولی عادت ہو جاتی ہے پہلے جو نیکیوں کے کرنے میں طبیعت پر گرانی اور سختی ہوتی تھی وہ نہیں رہتی۔ پس یاد رکھو کہ جب تک نفسانی جوشوں سے ملی ہوئی مرادیں ہوتی ہیں اسوقت تک خدا ان کو مصلحتاً الگ رکھتا ہے اور جب رجوع کرتا ہے تو پھر وہ حالت نہیں رہتی۔

اس بات کو کبھی مت بھولو کہ دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔ اتنا ہی کام نہیں کہ کھا پی لیا اور بہائم کیطرح زندگی بسر کر لی۔ انسان بہت بڑی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے اسلیے آخرۃ کی فکر کرنی چاہیے اور اسکی طیاری ضروری ہے اس طیاری میں جو تکالیف آتی ہیں وہ رنج اور تکلیف کے رنگ میں نہ سمجھو بلکہ اللہ تعالےٰ اُن پر بھیجتا ہے جن کو دونوں بہشتوں کا مزہ چکھانا چاہتا ہے

ولمن خاف مقام ربہ جنتان

مصائب آتے ہیں تا کہ ان عارضی امور کو جو تکلف کے رنگ میں ہوتے ہیں نکال دے مولوی رومی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

سید عبد القادر جیلانی بھی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب مومن مومن بننا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ اسپر دکھ اور ابتلا آویں۔ اور وہ یہاں تک آتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو قریب موت سمجھتا ہے اور پھر جب اسحالت تک پہنچ جاتا ہے تو رحمت الٰہیہ کا جوش ہوتا ہے تو

قلنا یا نار کونی بردا و سلاما

کا حکم ہوتا ہے

اصل اور آخری بات یہی ہے۔ مگر نہ شنیدہ کہ

خدا داری چہ غم داری

آیات الرحمٰن

حضرت فاضل امروہی بجواب عصائے موسیٰ، ایک روپیہ قیمت میں خاکسار سراج الحق سے لو۔

حکیم الامۃ کا وعظ سورۃ جمعہ پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

غرض یہ حالت اس وقت اسلام کی ہو کر اور پھر کہا جاتا ہے کہ مزکی کی ضرورۃ نہیں رہی قرآن موجود ہے میں پوچھتا ہوں اگر قرآن ہی کی ضرورۃ تھی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن شریف کے آنے کی کیا حاجت تھی۔ کسی درخت کے ساتھ لٹکا لٹکا یا ملجاتا؟ اور قرآن شریف خود کیوں یہ قید لگاتا ہے و یعلمھم الکتاب و یزکیھم وغیرہ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ معلم اور مزکی کے بدون قرآن شریف جیسے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت غیر مفید ہوتا آج بھی غیر مفید ہوتا۔

خدا تعالےٰ نے ہمیشہ سے یہ طریق پسند فرمایا ہے کہ وہ انبیاء و مرسلین کے ذریعہ ہدایت بھیجتا ہے یہ کبھی نہیں ہوا کہ ہدایت تو آجاوے مگر انبیاء و مرسلین نہ آئے ہوں۔

پس اسوقت جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں اور مختلف پہلوؤں سے میں نے دکھایا ہے ضرورتیں داعی ہورہی ہیں کہ ایک مزکی اور مطہر انسان جو قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرکے اس ہدایت کو لوگوں تک پہنچاوے جو قرآن شریف میں موجود ہے۔ یہ کام اسکا ہے کہ وہ ہدایت کی اشاعت کرے۔

جب یہ ضرورۃ ثابت ہے تو پھر اس امر کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہوسکتا کہ وہ مزکی آیا ہے یا نہیں؟ میں کہتا ہوں کہ وہ **مزکی آگیا** اب اس کی صداقت کا جانچنا باقی رہتا ہے اسکے لیے قرآن شریف اور منہاج نبوۃ کامل معیار ہے اس سے دیکھو اس کی سچائی خود بخود کھل جاوے گی۔ اور عقلی دلائل۔ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ اور تائیدات سے اسے شناخت کرلو۔

کسوف و خسوف کا کس قدر عظیم الشان نشان موجود تھا مگر دیکھنے والوں میں سے سب نے فائدہ اٹھایا؟ ہرگز نہیں۔ اس کے پورا ہونے سے پہلے تو اسے صحیح قرار دیتے تھے مگر جب وہ پورا ہوگیا تو روایت کی صحت میں شبہ کرنا شروع کردیا۔

حقیقت میں جب انسان تعصب اور ضد سے کام لیتا ہے اور ایک بات ماننی نہیں چاہتا تو اس کی بہت سی توجیہیں نکالتا ہے اور اپنے خیال کے موافق عذرات تراش لیتا ہے۔ چونکہ انسان کی قوتیں دن بدن آگے بڑھتی ہیں اس لیے وہ خیالات اور ترقی کرتے جاتے ہیں۔ دیکھو میں کل جس عمر کا تھا آج اس سے ایکدن بڑا ہوں۔ اسی طرح دیکھو پچھلا حصہ زندگانی پر جسقدر غور کروگے اور جتنا پیچھے جاؤگے اسی قدر تمہیں نمایاں فرق نظر آوے گا کہ کمزوری بڑھتی گئی ہے دیکھو پہلے بول نہ سکتا تھا پھر بولنے لگا۔ اور اپنی مادری زبان میں کلام کرنے لگا۔ پھر یہاں تک ترقی کی کہ اردو بولنے لگا۔ اور پھر بوگا عیوما اسمیں بھی ترقی کی یہاں تک کہ اب اپنی زبان میں مسلسل دوچار فقرے بھی ادا نہیں کرسکتا۔ ایک بار حضرۃ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے پنجابی زبان میں وعظ کرنے کا حکم دیا میں دوچار فقروں کے بعد ہی پھر اردو بولنے لگا۔

اسی طرح دیکھلو کہ ہر صورت میں انسان ترقی کرتا ہے بچپن کے زمانہ میں جو کپڑے کام آتے تھے اور خوبصورت اور ٹھیک موزون تھے آج میں انکو نہیں پہن سکتا۔ یہی نہیں کہ وہ میرے بدن پر نہیں آسکیں گے بلکہ بہت ہی برے ہوں گے۔

جہانتک غور کرتے جاؤ انسان ترقی کرتا جاتا ہے۔ اسی اصول کے موافق وہ نیکیوں اور بدیوں میں بھی ترقی کرتا ہے اور رسم و رواج لباس وغیرہ امور میں ترقی ہوتی رہتی ہے ایک زمانہ تھا کہ مردوں کے پاجامے گلبدن کے ہوتے تھے اور وہ دوہری پگڑیاں پہنا کرتے تھے اور بھدی سی تلواریں ہوتی تھیں اور کچھ بدنما ڈھالیں۔ مگر آج دیکھو کہ وہ طرز لباس ہی نہیں رہا۔ ان تلواروں اور ڈھالوں کی ضرورۃ ہی نہیں رہی

اس اس قسم کی توپیں اور بندوقیں آئے دن ایجاد ہورہی ہیں کہ دشمن اپنے ہی مقام پر ہلاک کردیا جاتا ہے تو اسے خبر ہوتی ہے۔

فنون حرب میں اسقدر ترقی ہوئی ہے کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ میری غرض اسوقت زمانہ کی ایجادات اور فنون کی ترقیوں پر لیکچر دینا نہیں ہے بلکہ میں اس اصل کو تمھارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ انسان ترقی کرتا ہے اور وہ جس حالت میں ہو اس میں رہ نہیں سکتا۔ غرض پھر اس حکومت کے دور دورہ میں جہاں اور ترقیاں ہوئیں۔ لباس میں بھی ترقی ہونے لگی۔ پرانی وضع کی پگڑیوں کے بجائے پگڑیوں کا طور بدلا۔ ٹوپیوں کا رواج شروع ہوا۔ بال رکھتے تھے یہ سوچا کہ سر دھونے کی تکلیف ہوتی ہے بال چھوٹے کیے جاویں۔ بالوں پر اثر پڑا۔ پھر داڑھیوں کی صفائی شروع ہوئی۔ پھر جوتہ کیطرف دیکھا کہ پرانی وضع کی جوتے بھدے اور بدنما ہیں اس لیے انہیں ترمیم کرنی چاہیے اور اس قسم کے ہونے چاہییں جیسا کہ پاؤں کا نمونہ نیچرنے رکھا ہے۔ پس بوٹ کیطرف توجہ ہوئی اور فرغل جبہ کے بجائے کوٹ نکلے۔ یہاں تک تو خیر تھی۔ لباس سے آگے اثر شروع ہوا۔ ایک نہ بندہ گنہگار کو نماز بھی چھوڑنی پڑی کیونکہ نماز پڑھنے میں ایک قیمتی پوشاک خراب ہوتی ہے۔ وضو کرنے سے کالر اور نکٹائی وغیرہ کا ستیاناس ہوتا ہے اور کفیں خراب ہوجاتی ہیں۔ یہ انسان کی ترقی کی ایکبات ہے اور یہی معنے ہیں میری نظر میں

من تشبہ بقوم فھو منھم

موجودہ زمانہ میں یہی اثر ہوا ہے۔ قوم کی حالت اسی طرح بگڑی ہے بعض کو فلسفہ نے تباہ کردیا ہے۔ بعض اور مشکلات اور حالتوں میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوئے۔ میری طبیعت فلسفہ کو پسند کرتی ہے مگر اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ اس نے قرآن جیسا حکیم فلسفہ دیا ہے اور پھر ایک اپنا امام مجھے عطا کیا ہے کہ جس کی قوۃ قدسی اور تاثیر صحبت سے

یہ فلسفہ مجھے بہت ہی عزیز ہے اور کامل تر فلسفہ ملا۔

مینے دیکھا ہے کہ آج کل کے نوجوان جو انگریزی فلسفہ کی چند کتابیں پڑھتے ہیں جسپر بجائے خود بیسیوں نہیں سیکڑوں اعتراض ہیں بڑے فخر سے مل۔ سپنسر کے نام لیتے ہیں اور ناز کرتے ہیں کہ پلیٹو نے فلسفہ میں یہ لکھا ہے اور بیتا عورت نے یہ کہا ہے۔ ان باتوں نے ان پر کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ اب وہ مذہب پر ہنسی کرتے ہیں اور اسکو ٹھٹھے میں اڑاتے ہیں۔ مذہب کی حالت تو یوں بدتر ہوئی۔ پھر سوسائٹی کیطرف دیکھو۔ ادنیٰ سے اعلیٰ تک کو مینے دیکھا ہے جب ان سے کوئی بات پوچھو تو انکے نزدیک گویا حرام ہے کسی مسلمان کا نام لینا وہ سوسائٹی کے اصولوں کو بیان کرتے ہوئے بڑے خوش ہوتے ہیں اور انگریزوں کے نام لیتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کے حوالے دینے لگتے ہیں۔

مختصر یہ کہ دنیا الگ معبود ہو رہی ہے حکومت کیطرف سے جو اثر ہوسکتا ہے وہ ظاہر ہے۔ بچے یوں مبتلا ہیں مدرسوں میں مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں اور مسلمان کر نہیں سکتے گورنمنٹ برداشت نہیں کر سکتی کہ ہر مذہب کے معلم مدرسوں میں اپنی گرہ سے قائم کرے کیونکہ مذہبی تعلیم دینا خود مسلمانوں کا اپنا فرض ہے + اور اصل تو یہ ہے کہ خود مسلمانوں کی حالت ایسی ہے کہ جہاں جہاں انھوں نے بظاہر دینی تعلیم کا انتظام کیا بھی ہے وہاں بھی یہ حالت ہے کہ دینی تعلیم اصل مقصد نہیں بلکہ دنیوی علوم کے ساتھ برائے نام ایسا رکھا گیا ہے۔

میں اپنے یہاں دیکھتا ہوں دوسرے مدرسوں کی نسبت یہاں دینیات کیطرف توجہ ہے مگر مینے دیکھا ہے کہ لڑکے مسجد میں بھی انگریزی کتابوں کے سبق یاد کرتے رہتے ہیں مجھے تعجب ہی ہوا ہے عربی اور قرآن شریف کی طرف وہ توجہ نہیں پاتا ہوں جو انگریزی اور اس کے لوازمات کی طرف ہے۔

غفلت جس قدر مسلمانوں پر سایہ کیے ہوئے ہے اس کا تو ذکر ہی نہ پوچھو۔ اعمال میں یہ حالت ہے کہ گھر میں تو انا اعطینا بھی گراں گذرتی ہے۔ لیکن اگر امام ہوں تو پھر سورہ بقرہ بھی کافی نہیں حدود اللہ میں یہ غفلت ہے کہ اپنی سستی اور کمزوری سے تمام حدود اٹھا دی ہیں کسیکو جھوٹھ یا چوری یا دوسری خلاف ورزیوں کی سزا نہیں ملتی ہے۔

ان باتوں کا اگر ذکر نہ بھی کریں اور مختصر الفاظ میں کہیں تو یہ ہے کہ مذہب ہی نابود فی ہوگئی ہے۔ مہذب جماعت نے مذہب کا ذکر ہی خلاف تہذیب سمجھ رکھا ہے مذہبی مباحثوں کو وہ اس قدر نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کی کچھ حد ہی نہیں ان کی مجلس میں اگر اسلام یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا قرآن شریف کی نسبت سخت الفاظ میں حملے کیے جائیں تو ان کو سنکر خاموش ہو رہنا اور کسی قسم کا جواب نہ دینا فراخ حوصلگی اور مرنج و مرنجاں کا ثبوت ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ مذہب کا تعلق صرف دل سے ہے زبان سے یا اعمال سے یا بال سے اس کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔

جہاں تک نظر دوڑاؤ مخلوق کو عجیب حالت میں مبتلا پاؤ گے۔ باوجود اس حالت کے آزادی یہاں تک ہے کہ شاکت مذہب کے متعلق تک بھی کتابیں شائع ہوگئی ہیں اور گیت پر کاش کے نام سے ان کے حالات ظاہر ہوگئے ہیں۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اسوقت دنیا میں موجود ہو اور اس کے عقائد اور متعلقات پبلک کے سامنے نہ آئے ہوں۔

جب یہ حالت ہے تو پھر میں مسلمانوں سے خطاب کرکے پوچھتا ہوں کہ

لیظھرہ علی الدین کلہ

کا وقت کب آئے گا۔ اور علامات اور واقعات سے اگر تم استدلال نہیں کرتے تو مجھے اس کا جواب دو کہ تمہارے مختلف کا ظہور تو اب ہو چکا ہے وہ رسول اس وقت کہاں ہے جسنے اسلام کو جمیع ملل پر غالب کرکے دکھانا ہے۔

الغرض انسان کی اپنی ضرورتیں۔ پس و پیش کی ضرورتیں۔ اعمال کا مقابلہ عقل اور فطرۃ کے ساتھ۔ عقلاء کی گواہیاں۔ راست بازوں کی گواہیاں اپنے نفس کی گواہیاں موجودہ ضروریات کیا کافی نہیں۔ یہ ثابت کرنے کے واسطے کہ یہ زمانہ امام کا زمانہ ہے۔

بے شک یہ ساری شہادتیں کافی ہیں کہ یہ امام کا زمانہ ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ کوئی درخت جڑ کے سوا کوئی کام ایک تخم کے سوا نہیں چلتا آخر خدا ہی کا فضل ہوا۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ

واللہ ذوالفضل

العظیم

باقی آیندہ

ایک ہفتہ کی رخصت

اللہ تعالے کا بے انتہا شکر ہے کہ محض اسی کے فضل سے الحکم کی چھٹی جلد اس نمبر کے ساتھ ہی ختم ہوتی ہے خاکسار ایڈیٹر اپنے سرپرستوں کے لیے دعا کرتا ہے کہ خدا انکو جزائے خیر دے جنکی ہمدردی اور اعانت سے وہ اس سال کے اخیر تک قوم کی خدمت بذریعہ الحکم کرتا رہا + پورے سال کی لگاتار خدمت کے بعد معمول کے موافق اپنے فیاض ناظرین سے ایک ہفتہ کی رخصت چاہتا ہے اور اسی نمبر کے ساتھ ۱۹۰۲ء کو ختم کرتا ہے ۳۱ دسمبر کا اخبار شائع نہ ہوگا اب ۱۹۰۳ء کا پہلا نمبر انشاء اللہ تعالے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو شائع ہوگا۔ اللہ تعالے اسے توفیق دے کہ وہ آیندہ قوم کیلیے

عید آگئی

اظہار مروت کا وقت آیا

سیالکوٹ کی معزز اور مقتدر جماعت کی یہ پاک تحریک ہمیشہ اس کی نیکیوں میں ازدیاد ثواب کا باعث رہیگی جو **مدرسہ تعلیم الاسلام** کی امداد کے لیئے انہوں نے عملی طور پر دو سال ہوئے پیش کی تھی کہ ہر فرد **احمدی جماعت** کا عید کے دن **ایک روپیہ** مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لیئے دے۔ اہل ثروت حسب استطاعت اس سے زیادہ اور کم استطاعت اس سے کم بھی دے سکتے ہیں۔ اب چونکہ عید قریب آگئی ہے اور الحکم کا اس سال کا یہ آخری نمبر ہے اسلیئے ہم تمام **احمدی قوم** کو یاد دلاتے ہیں کہ وہ اس تقریب پر حسب معمول اپنی قوم کے خادم مدرسہ تعلیم الاسلام کو نہ بھولیں اور **عید فنڈ** کے بہم پہونچانے میں پوری کوشش کریں اگر ہر ممبر قوم کا اس وقت ایک فی کس بھی دے تو **۲۵ ہزار** سے زیادہ روپیہ جمع ہو سکتا ہے بحالیکہ اکثر ایسے بھی ہیں جو کئی کئی روپے دیا کرتے ہیں۔ بہرحال دینی ضروریات سے آگاہ قوم کو اسی قدر یاد دہانی کافی ہے۔

کل روپیہ جناب خانصاحب نواب محمد علی خانصاحب ڈائرکٹر مدرسہ کے نام آنا چاہیے

اور کوپن منی آرڈر پر عید فنڈ لکھا جاوے اگر صدقہ فطر بھی بھیجا جاوے تو اس کی تفصیل الگ ہو۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح ؑ

چنانکہ خداتعالےٰ عیسیٰ ؑ را بلا پدر پیدا کرد محض از عنایت خود بوجود آورد ہمچنان آن سرور کائنات از قوم بت پرستان کہ در ایشان کتابے نبی نشده بود ظہور فرمودند۔ و آن تعجبے کہ در وقت تصدیق ولادت مسیح بلا پدر مے آید ہمان تعجب درین ست کہ امی ناخوانده را از قومے کہ کتابے در ایشان نبی نشده بود افضل انبیا کردند این ہمان سنگ ست کہ در کتاب دانیال آمد کہ سنگی بلا وسیلہ دستہا تراشیده شد۔

توریت۔ انجیل۔ قرآن

واگر تناقضے و تدافعی فیما بین انجیل و قرآن مفہوم گردد منافی حکمت بالغہ ایزدی نیست چہ در توریت بنا شریعت نہاده اند و در انجیل دیوار ہا بر کشیده و کلام مجید سقف انداز بران خانہ ست پس باینہمہ اختلاف احوال و تنوع اوضاع ضروری ست تا این خانہ نبوة بکمال خود برسد مثال آفتاب کہ اول با فق می آید باز طلوع میکند و ہر کس نتواند دید و باز جہان روشن می گردد کہ ہیچکس تاب دیدنش ندارد۔

شرک

بپرہیز ز آفاقی و نفسی
کہ شرک ست ظلم عظیم [illegible]

اصل گناه شرک ہے اور جو کوئی شرک سے یعنی مال اور رزق اور علم اور عقل اور اعمال اور نفس اور بت اور شیطان اور دوسرے معبودوں سے بیزار ہو کر صرف خدا ہی کو اپنا خدا جانے اور اُسی کے فضل کا منتظر رہے تو وہ بیشک رستگار ہو کر جنت میں جائیگا۔ لیکن وہ آدمی کہ ان شرکوں میں سے کسی شرک میں گرفتار ہے تو زندان سقر میں محبوس ہوگا اور مکروہ پیاس میں رہیگا یہانتک کہ اسپر فضل ہو اب یہ مقام بڑا نازک اور نہایت دقیق اور لغزش کی جگہ ہے اور جو لوگ رستگار ہونے ہیں اپنے کو جو جو مقامات واسطے دفع اس شرک وارد ہیں اول سورہ فاتحہ میں۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور پرستش اور تقرب میں مدد بھی تجھ ہی سے مانگتے ہیں اس اعتقاد سے وہ سب شرک جاتے رہے **اھدنا الصراط المستقیم** تو آپ ہمکو سیدھا راستہ بتلا **صراط الذین انعمت علیہم** اُن کا راستہ جنپر تیرا فضل ہوا **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین** اور بچا ہمکو ان کے راستہ سے جنپر تیرا غضب ہو اور ان سے جو راہ راست پر قائم نہیں رہے۔

پھر ایک دوسری آیت میں وارد ہے **الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی**۔ سب حمد اس خداوند تعالیٰ کے لیئے جسنے ہمکو دار السلام کی ہدایت کی ہم کیا چیز تھے جو خود بخود یہانتک پہونچتے اگر وہ ہدایت نہ دیتا۔ **قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا**۔

اور داناؤں پر ظاہر ہے کہ غرض سب احکام یہ ہے کہ تا آدمی ہر طرح کے شرک سے دور ہو کر صرف مع اللہ ہو جاوے پس جبکہ ہم کو کلام اللہ منزل مقصود تک پہونچاتا ہے تو پھر ہم انجیل کے ناقص احکام کو کیا کریں اور کہاں وہ الیں اور خدا کی عالی تعلیم کے سامنے وہ نکمی باتیں کس مرض کی دوا ہیں۔ حالانکہ وے بھی خدا کے کلام سے باہر نہیں لیکن ان کا رتبہ فروتر ہے اور عالی تعلیم ہے جو اوپر ذکر کی گئی اور صرف کلام مجید کے ذریعہ ظہور میں آئی۔ اگر ایسی تعلیم اور ایسی وضع سے انجیل میں ہوتی تو عیسائی لوگ شرک میں گرفتار نہ ہوتے اور ہم نے بیسیوں دفعہ بڑے اخلاص سے غور کر کے انجیل بھی دیکھی ہے پر نام و نشان نہیں پایا۔ پس چاہیئے کہ ہم غور سے اس بحث کو دیکھیں کیونکہ اگر سچ سچ خدا کی عالی تعلیم یہی ہے تو اور ہمیں کیا حاجت رہی۔

اصلاح حسب منشا کھلی چٹھی

مولوی ثناء اللہ صاحب

چونکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ کفن وغیرہ کی آمدنی جو اس ملک مین اکثر ملاؤن کو ہوا کرتی ہے کبھی انکو اس سے تعلق نہیں ہوا اور وہ اپنی تجارت سے گذارہ کرتے ہین اس لئے ہمین انکی ان ذاتیات سے بحث نہین اور ہم قبول کرتے ہین کہ ایسا ہی ہوگا یہ قول محض اس بنا پر تھا کہ ہمارے ملک مین اکثر ملا ایسے پائے جاتے ہین کہ مسجدون سے تعلق رکھتے اور پیشہ غسل اموات وجنازہ رکھتے ہیں اور اسی کی آمدنی لیتے ہین اب جب کہ وہ ظاہر کرتے ہین کہ مین ان مین سے نہیں ہون سو ہم اپنی اس قدر تحریر کے اس اشتہار سے اصلاح کر دیتے ہین اور درحقیقت ہماری غرض اول سے الزام نہیں ہے کیونکہ صدہا ملا اس ملک مین ایسے پائے جاتے ہین کہ یہ خدمت غسل اموات وجنازہ اپنے ذمہ لے لیتے ہین انکو بھی ہم برا نہیں کہتے کہ قدیم سے یہ کام چلا آتا ہے کوئی ان کو برا نہیں کہہ سکتا وہ سب اپنی اپنی جگہ پر عزت رکھتے ہین۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیان

۲۰ - دسمبر ۱۹۰۲ء

خدمت اسلام کی درخواست

علمائے اسلام اور صوفیائے کرام کیخدمت مین

چند اردو اخبارات مین مندرجہ بالا عنوان کے نیچے خلیل احمد ایم - اے مہتمم امراتلا مین کلکتہ کا ایک مضمون شایع ہوا ہے ہم اسے ذیل مین درج کرتے ہین اور جو مضامین اس کے جواب مین شایع ہونگے انکو بھی انشاء اللہ درج کرینگے اگر ہمارے مکرم مخدوم ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز بھی اس پر توجہ کرین تو غالباً ایک مفید نتیجہ پیدا ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے - **ایڈیٹر**

قادیان دین ! چند روز ہوئے ولایت کی ڈاک مین میرے پاس ایک خط پہنچا۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ملک نسمہ واقع فرنگستان سے کاؤنٹ ہنری کوڈن ہوف صاحب - ایل - ایل ڈی نے لکھا ہے - یہ صاحب ملک آسٹریا کے ایک امیر کبیر ہین - دولت دنیا کے علاوہ دولت علم سے بھی خدا نے اُن کو مالا مال فرمایا ہے - یہانتک کہ اُن کو ایل - ایل - ڈی کی ڈگری حاصل ہے - یورپین زبانون کے علاوہ مختلف السنہ مشرقیہ مثلاً عربی فارسی ترکی وغیرہ کے بھی عالم ہین - مختلف ادیان ومذاہب فلسفہ اور تصوف کی تحقیقات کا انکو خاص شوق ہے - ظاہر ہے کہ جو شخص اتنے علوم سے بہرہ مند ہو وہ ایک سے زیادہ ڈیڑہ یا پونے دو خداؤن کا بھی کیونکر قایل ہو سکتا ہے ؟ چہ جائیکہ پورے تین خداؤن پر ایمان لائے نتیجہ یہ ہے کہ یورپ کے اور اہل علم کیطرح یہ بھی دین مسیحی سے بدظن ہین اور پادریون کو قائل کرنے پر کمر ہمت باندہ لی ہے - اس غرض سے اونہون نے بالفعل ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا ہے اور عیسائیت کے مقابلے مین دین اسلام کو پیش کرنے کے خواہان ہین جس مین وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ جن باتون پر پادریون کو غرور ہے وہی باتین اسلام مین بدرجہا زیادہ موجود ہین پس دین مسیحی کو کوئی خاص شرف حاصل نہیں ہے - لازم ہے کہ مین آپ حضرات کیخدمت ان کا اصلی خط ہی پیش کر دون تو بہتر ہوگا - تاکہ آپ کو صحیح اندازہ کرنے کا زیادہ موقع ملے - خط تو انگریزی مین ہے - مگر اس کا ترجمہ حاضر ہے :-

جناب من ! آپ مجھے معاف کیجئیگا کہ آپ سے ذاتی واقفیت اور ملاقات کا شرف نہ حاصل ہونے پر بھی مین نے آپ کو خط لکھنے کی جرات کی ہے لیکن مشرق کے مختلف ادیان ومذاہب فلسفہ اور تصوف سے جو مجھے ایک خاص دلچسپی ہے اور نیز یہ امر کہ مندرجہ ذیل مضمون پر مین ایک کتاب شایع کرنا چاہتا ہون مجھکو یہ درخواست کرنے پر جرات دلاتا ہے کہ مہربانی کرکے اس مضمون کے متعلق آپ مجھے ضروری اطلاعین دین - اس کتاب کی تصنیف سے مندرجہ ذیل تین قولوں کی تردید منظور ہے جو ہمیشہ پادریوں کا ورد زبان ہین

(۱) کسی کے ساتھہ دل سے نیکی کرنا - سچی عصمت پاک زندگی بسر کرنا - دین کے لئے قصداً فلاکت مین زندگی بسر کرنا - صرف دین مسیحی مین رہکر ممکن ہے -

(۲) تمام فوق العادت واقعات مثلاً مردون کا زندون کی صورت مین نمودار ہونا - لاعلاج امراض کا کسی بزرگ کے واسطے سے بے علاج اچھا ہو جانا - بزرگون کا حاجتین برلانا - درگاہون اور مزارون پر مرادون کا پورا ہونا - بھوت اور جن کو اتارنا - اور تمام معجزات اور کرامات جو دین مسیحی کے سوا کسی اور مذہب کو برحق ثابت کرنے کی غرض سے دکھائی گئی ہین وہ شیاطین اور ارواح خبیثہ کے ذریعہ سے عمل مین آئی ہین

(۳) دین مسیحی کے سوا کسی اور مذہب کے پیرؤون سے کبھی ایسا نہ ہوسکا کہ ہزارون عقوبتین سہی ہون - سزائین بھگتی ہون یہانتک کہ جانین دی ہون مگر اپنے مذہب سے نہ پھرے ہون -

جو کتاب مین شایع کرنیوالا ہون اس مین انہی تین دعوؤن کی تردید ہوگی مین یہ دکھلانا چاہتا ہون کہ یہ مقولے سراسر غلط ہین - مجھکو اس مسئلہ سے کوئی بحث نہ ہوگی کہ خرق عادت فی نفسہ ممکن ہے یا غیر ممکن یا معجزات کی ہیئت اور حقیقت کیا ہے مجھکو صرف یہ دکھانا ہے کہ جن واقعات کے زور پر علماء مسیحی ایسے دعوے کرتے ہین وہ اور مذاہب مین بھی موجود ہین عیسائیت کو کوئی خاص شرف حاصل نہیں ہے آپ کا بڑا احسان ہوگا اگر آپ مستند اسلامی تصانیف سے مجھکو ان باتونکی خبر دین اور خصوصاً اولیاء کرام - اقطاب - زہاد عباد صالحین - سالکین - فقرا - اور درویشون کی سوانح - کرامت - آیت - علامت - مغفرت استدراج - دعوت - اسراع وغیرہ کا پتہ چلائیں اور تارک الدنیا فقرا اور شہداء اسلام زمانہ قدیم اور خصوصاً زمانہ حال کا ذکر کرین اور یہ بھی لکھین کہ بزرگان دین کی سوانح مین کہیں اسبات کا بھی ذکر ہے کہ کفار کو مسلمان کرنے کے لئے یا عموماً دین کے استحکام کی غرض سے کسی بزرگ نے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت پاک دکھادی ہو

دارالامان کا ہفتہ

۱ - موسم کی خشکی اور سردی میں شدت کا رنگ پیدا ہوگیا ہے خصوصاً دو تین روز سے سردی زیادہ چمک گئی ہے۔

۲ - اعلیحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح تندرست ہیں آپ ایک عربی تصنیف میں مصروف ہیں۔

۳ - مولوی صاحبان بھی خدا کے فضل سے بخیر ہیں

۴ - جناب خواجہ کمال الدین سلسلہ عالیہ کے مشہور پلیڈر آجکل معتکف ہیں۔ آپکے ساتھ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب اور میاں عبد الخالق امرتسری اور بعض دوسرے احباب بھی معتکف ہیں۔

۵ - مدرسہ تعلیم الاسلام سالانہ امتحان کے بعد معمولی رخصتوں کے ساتھ کانفرنس کی تقریب پر تعطیلات کو ملا کر ایک ماہ کے لئے بند کیا گیا ہے۔

۶ - نزول المسیح چھپ رہا ہے ابھی نہیں کہہ سکتے کہ کب تک شایع ہو۔

ہمارا مقدمہ

غالباً ناظرین منتظر ہوں گے کہ ہم انکو اس مقدمہ کے کسیقدر کوائف سے اطلاع دیں جسکا ذکر الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے اس لئے مختصراً کچھہ ظاہر کئے دیتے ہیں

ہمارا پہلا مقدمہ ناظرین کو معلوم ہے کہ سیف چشتیائی کے متعلق ۱۷ - دسمبر ۱۹۰۲ء کے الحکم میں بعض خطوط کی بنا پر جو مولوی کرم الدین ساکن بھیں اور ان کے شاگرد میاں شہاب الدین کی طرف سے قادیان میں پہنچے تھے ایک مضمون لکھا گیا تھا۔ اسپر مخالف فریق میں بہت کچھہ کھلبلی مچی اور مولوی کرم الدین نے اپنی بریت وصفائی کے لئے سراج الاخبار جہلم میں ایک مضمون شایع کردیا جس کا منشا اور مفہوم یہ تھا کہ کوئی مذکورہ ان خطوط کے بھیجنے کے متعلق جسقدر کارروائی کی ہے وہ ایک فریب اور دہوکہ تھا۔ اس پر حکیم فضل الدین صاحب مالک و مہتمم ضیاء الاسلام قادیان نے اپنے قانونی حقوق سے فائدہ اٹھا کر بذریعہ عدالت چارہ جوئی کی اور مولوی کرم الدین صاحب پر زیر دفعہ ۴۱۷ ایک نالش کردی جس میں وارنٹ ضمانتی مولوی صاحب موصوف کے نام جاری ہوگیا مگر صرف سراج الاخبار کے ایڈیٹر پر بحیثیت گواہ سمن کی تعمیل ہوئی باقیوں کی تعمیل نہیں ہوئی۔ پیر مہر شاہ صاحب بعذر بیماری حاضر نہ ہوسکے انہوں نے لکھا کہ میں اسقدر بیمار ہوں کہ چار پائی سے نہیں اٹھہ سکتا۔ اور مکرر سمن اور وارنٹ گواہوں اور مستغاث علیہ کے نام جاری ہوئے اور تاریخ مقدمہ ۸ جنوری ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔

مولوی فقیر محمد گواہ پیش ہوکر وہ اصل کاغذات حوالہ عدالت کرگئے جو اس نے اپنے اخبار میں چھاپے تھے۔ اور اپنے خرچہ کی کمی کا عذر کیا عدالت نے کچھ خرچہ انکو دلادیا اور وہ تشریف لے گئے۔

تیسرا مقدمہ اب فریق مخالف کی کیفیت سنئے ناظرین بخوبی آگاہ ہیں کہ بالمقابل نالش آجکل کے زمانہ کی ایک سنت ہوگئی ہے جب جہلم میں یہ خبر پہونچ گئی کہ نالش ہوئی ہے مولوی کرم الدین صاحب نے بھی دو استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ وغیرہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اور ایڈیٹر الحکم حکیم فضل الدین صاحب اور مولوی عبد اللہ کشمیری پر دائر کردی اور وارنٹ ضمانتی وہاں کی عدالت سے جاری ہوکر ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء تاریخ پہلی پیشی مقرر ہوئی۔

ہمارا دوسرا مقدمہ سراج الاخبار جہلم میں جو خطوط مولوی کرم الدین کی طرف سے شایع ہوئے تھے وہ چونکہ ایڈیٹر الحکم کی حیثیت عرفی کے مزیل تھے الحکم کی عزت و قعت کے لحاظ سے ہم نے قرین مصلحت سمجھا کہ عدالت سے مدد لیں اور ان مضامین کے متعلق جو قانونی حقوق ہم نے محفوظ رکھے تھے ان سے استفادہ کرنا چاہا۔ چنانچہ گورداسپور میں مولوی کرم الدین اور مولوی فقیر محمد ایڈیٹر و مالک سراج الاخبار جہلم پر ایڈیٹر الحکم کی طرف سے زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ وغیرہ استغاثہ دائر کیا گیا جس میں وارنٹ ضمانتی پانچ پانچ سو روپیہ مولوی کرم الدین اور مولوی فقیر محمد کے نام جاری ہوگئے ہیں اور تاریخ پیشی ۲۱ - جنوری ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔

باقی حالات مقدمہ سے ہم ناظرین کو وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہیں گے ہمکو کوئی ضرورت نہ تھی کہ ان حالات کو درج کرتے لیکن جبکہ دوسرے اخباروں میں یہ خبر شایع ہوگئی ہے جس سے ہمارے سرپرستوں اور بہی خواہوں کو تشویش میں ڈالا گیا ہے اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اصل حالات سے اطلاع دیدی جائے۔

گورداسپور سے فارغ ہوکر خواجہ صاحب جہلم بغرض معائنہ تشریف لے گئے اور ساتھہ ہی مناسب کارروائی کے بعد یہ حکم بھی لے آئے کہ اعلیٰحضرت کا وارنٹ بلا تعمیل واپس آجاوے چنانچہ یہ روبکار قبل از تعمیل وارنٹ پہونچ گئی۔

حادثہ ملکوال کے متعلق

گورنمنٹ پنجاب نے مندرجہ ذیل اطلاع بغرض اندراج الحکم ہمکو مشکور فرمایا ہے۔ ایڈیٹر

جنقدر مفصل حالات پنجاب گورنمنٹ کو اس حادثہ متعلقہ ٹیکہ طاعون کی بابت معلوم ہوئے جو ۳۰ - اکتوبر گذشتہ کو موضع ملکوال میں واقع ہوا انکی اطلاع فوراً گورنمنٹ موصوف نے گورنمنٹ ہند سے اسبارہ میں خط و کتابت کی اور اس واقعہ کی نہایت خاص صورتوں کے لحاظ سے یہ درخواست کی کہ ان اشخاص کے کنبوں کو جو فوت ہوئے ہیں جلد اور فیاضانہ طور پر معاوضہ عطا کرنیکی منظوری دیجاوے۔ گورنمنٹ ہند نے ایسا معاوضہ عطا کرنا منظور فرمایا جو نواب لفٹننٹ گورنر بہادر مناسب تصور فرماویں۔ انیس متوفی اشخاص کے کنبوں اور انکی حالات کے متعلق اب تحقیقات ختم ہوئی ہے اور جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے اس معاوضہ کی مقدار مقرر فرمائی ہے جو انہوں نے عطا فرمایا ہے امام الدین نمبردار کے کنبہ کے لئے جو کہ فوت ہوگیا ہے جناب ممدوح نے یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ معاوضہ کی نہایت مناسب اور پسند خاطر صورت یہ ہے کہ نہر جہلم پر زمین عطا کیجائے اور اس لئے دو مربعہ اراضی عطا کیجاتی ہے فوت شدہ

مختصر نوٹ اور نکات

تجدید دین کے متعلق جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر ایک ایسے بندے کو پیدا کرتا ہے جو اس کے دین کی تجدید کرتا ہے تو کم سواد خود غرض لوگ کہدیتے ہیں کہ علما یا صوفی موجود ہیں مجدد کی کیا ضرورت ہے؟ بحالیکہ انکو اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ تجدید دین کیا شے ہے؟

یاد رکھو **تجدید دین** وہ پاک کیفیت ہے جو اول عاشقانہ جوش کیساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہونچ گیا ہو پھر دوسرون مین جلد یا دیر سے سرایت ہوتی ہے۔

مجدد اور خیالی ریفارمر مین زمین وآسمان کا فرق ہے کیونکہ اول الذکر آسمانی ہے اور آخر الذکر زمینی جو لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہین وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہین خدا تعالےٰ انکو ان تمام نعمتون کا وارث بناتا ہے جو نبیون اور رسولوں کو دیجاتی ہین اور ان کی باتین از قبیل جوشیدن ہوتی ہین اور نہ محض از قبیل کوشیدن اور وہ حال سے بولتے ہین نہ مجرد قال سے پس ان علامات اور نشانات کو لیکر دیکھو کہ جھوٹے ریفارمرون اور اللہ تعالےٰ کے مامورون مین کیا فرق ہے؟

دل کے بیمار کبھی دلیل و برہان سے شفایاب نہیں ہوئے بلکہ تجربہ نے بتادیا ہے کہ دلائل و براہین سے انکا مرض اور بھی راسخ اور لاعلاج ہوتا گیا ہے بقول شخصے

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

قرآن شریف نے اسی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے فی قلوبہم مرض فزادھم اللّٰہ مرضا پس جب دیکھو کہ معقول اور شین باتون کو جو ایک مامور من اللہ پیش کرتا ہے اور جنکو وہ دلائل اور بیّنات سے مزین دیتا ہے سنکر تمہارے دل مین کوئی مخدوش خیال پیدا ہوتا ہے یا اوہام ترقی کرتے ہین تو اس کا علاج یہی ہے کہ استغفار کرو اور اللہ تعالےٰ سے دعائین مانگو توہمات کی ظلمت دل کو تاریک کردیگی اور نیکی اور سعادت کی قوتوں کو اندھیرے مین ڈالکر بیکار کرنا چاہے گی۔

انسان کی بناوٹ اور اس کے قوائے کی ساخت صاف بتاتی ہے کہ وہ محنت اور سعی کرے اور دنیا مین تجربہ بآواز بلند شہادت دے رہا ہے۔

ھر دو آن گرفت جان برادر کہ کار کرد

پھر تعجب اور پھر تعجب ہے کہ عیسائی قوم باوجودیکہ وہ اپنے دنیوی کاروبار کی ترقیوں مین محنت اور مساعی کو لازم سمجھتی ہے روحانی اور ابدی ترقیات کے لئے کسی مجاہدہ اور سعی کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتی بلکہ اس کے لئے ان کے پاس ایک لٹکا ہے کہ یون مسیح پر ایمان لے آوے وہ ان تمام ترقیات اور مدارج کا وارث ہو جاتا ہے اور کوئی گناہ اور فسق کی راہ اس کی ان ترقیون مین روک نہیں ہو سکتی!! یہ عجیب منطق شاید کسی عیسائی دانشمند کو سمجھ آیا ہو تو آجاوے ورنہ دنیا کا کوئی اور عقلمند تو اس کو سمجھنے سے یقیناً قاصر ہے + نور افشان اس معمہ کو حل کر دے تو عیسائی دین پر اس کا بہت بڑا احسان ہو سکتا ہے۔

حقیقت مین مبارک اور خوش قسمت ہے وہ زمانہ جس مین اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی مامور **اصلاح** خلق کے لئے مبعوث ہو اور مبارک اور خوش قسمت ہین وہ اہل زمانہ جو اس مبارک وقت کو پائیں اور اس **داعی الی اللہ** کی قدر کرین جس کی قدر حقیقت مین اپنی ہی بہتری اور بہبودی اور فلاح ہے۔

اہل زمانہ! یہ وقت بھی وہی مبارک اور سعید وقت ہے جب کہ **اصلاح خلق** کے لئے خدا کیطرف سے ایک صادق موعود اپنے وقت پر آیا اور ایک سعید الفطرت بلکہ خوش قسمت اور بلند اختر قوم نے اس کو قبول کیا۔ مگر ابھی بہت ہین جو اس چشمہ سے دور اور مہجور ہین پس اٹھو اور اسے شناخت کرکے وہ پہل کہاؤ جو وہ لے کر آیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح کو بعض واقعات ایک ہی رنگ کے پیش آئے ہین مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نتیجہ مین بڑے ہی **ممتاز** ثابت ہوتے ہین مثلاً ایک متکبر جبار کا شیطان کے وسوسہ سے برانگیختہ ہونا اور آپ کی گرفتاری کا ارادہ کرکے اپنے ہی بیٹے کے ہاتھ سے ہلاک ہو جانا ایک زبردست نشان اور گواہ ہے۔ اور اس کے بالمقابل اسی رنگ کا واقعہ مسیح کو پیش آیا جسے قطع نظر اپنے اصلی دعوون کے غلو کرنے والون نے آسمان پر چڑھا کر کہتا ہے یعنی مسیح گرفتار ہو جانا چالان کیا جانا اور پولیس کی حراست مین ایک شہر سے دوسرے شہر مین منتقل کیا جانا آخر یہودیوں کے حوالہ ہو کر صلیب پر کھینچے جانا۔ ان واقعات کو لیکر انسانیت اور خدائی کا مقابلہ کرو اور بتاؤ کہ ایسی خدائی سے وہ انسانیت ممتاز ہے یا نہین؟

عیسائیون مین جسقدر کوئی فلسفہ مین ترقی کرتا ہے اسیقدر وہ عیسائیت سے بیزار اور متنفر ہوتا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے **اسلام** کی اس قدر محبت اور عظمت بڑھ جاتی ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اسلام حق و حکمت ہی کا دوسرا نام ہے اور عیسائیت مین معقولیت اور حکمت کا نام و نشان نہین

چونکہ الحکم کا یہ نمبر اس سال کا آخری نمبر ہے اس لئے ہم اپنے ناظرین کو نئے سال اور عید کی مبارکباد دیتے ہین اللہ تعالےٰ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ ہم اپنے اعمال مین صلاحیت اور تقوے کا رنگ پیدا کرنے کے قابل ہون اور قوم اور ملک اور نوع انسان کی بھلائی کا باعث ہو سکیں۔ آمین

عید مبارک

عید مبارک قریب ہے۔ ہمین پہلے ہی امید ہے کہ احمدی قوم کو عید کے چندہ کا خود فکر ہوگا مگر یاد دہانی کے واسطے درخواست ہے کہ احمدی جماعت ایسی امداد سے مدرسہ تعلیم الاسلام کو محروم نہ رکھے گی کیونکہ قوم کو خوب معلوم ہے کہ اوس کی فیاضی سے اس جگہ آئندہ نسلوں کے جوان قوم کی خدمت کیواسطے تیار کئے جا رہے ہین اپنے شہر کے احباب اور معززین مین تحریک کرکے اور عید کا ایک ایک روپیہ وصول کرکے راقم کے نام قادیان روانہ فرما کر عند اللہ ماجور ہون۔

راقم
محمد علیخان عفی عنہ رئیس مالیرکوٹلہ و ڈائرکٹر
مدرسہ تعلیم الاسلام
قادیان

دنیوی ترقیوں میں کیوں کوشش کرتے ہیں جبکہ اس جگہ ترقی کوشش پر موقوف ہے تو کیوں دوسری عالم کی ترقی کی جڑ خون مسیح ہی کو قرار دیتے ہیں اگر یہ خون ترقیوں کا باعث ہے تو دنیوی امور میں بھی تو اس کا کوئی نمونہ ہونا چاہئے۔ اصل یہ ہے کہ ایک سچائی کے آگے اس خون مسیح نے ہزار میل کی دیوار کھڑی کر دی ہے۔

ہمارا یہی مذہب ہے کہ جیسے انسان نے اس دنیا کی ترقیات کے لئے مجاہدات اور کوششوں سے کام لیا ہے اور عالم کی ترقیات کے لئے بھی یہی راہ اختیار کرنی چاہئے۔ جب انسان اپنے فسق اور گناہوں کا مطالعہ کرتا رہتا ہے تو رفتہ رفتہ ایک پاک مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ مجاہدات پر اللہ تعالیٰ کی راہیں کھلتی ہیں اور نفس کا تزکیہ ہوتا ہے جیسے فرمایا ہے قد افلح من زکھا اور والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یہ آیات عیسائیوں کے ہاں کہاں ہیں خوب یاد رکھو کہ دنیا اور دین کی ترقیوں کے لئے کوشش کی حاجت ہے سچی ترقیوں کا خواہشمند کسی خون پر ایمان نہیں لاتا ہماری باتیں رفتہ رفتہ ان کو سمجھ آجائیں گی اور پتہ لگ جاویگا کہ انہوں نے ایک مردہ انسان کو خدا بنا رکھا ہے اور ان کے پاس قصے کہانیوں سے بڑھکر اور کچھ بھی نہیں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کیا کہ حقیقت میں جو راہیں فلاح کی قرآن شریف بیان کرتا ہے وہ ان کو معلوم نہیں ہیں اور کسی نے ان کے سامنے ان کو بیان نہیں کیا۔

پھر اس سلسلہ کلام میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ قانون کوئی توڑ نہیں سکتا اسی دنیا میں ہر شخص اپنے اپنے مقامات پر مجاہدات ہی سے پہنچتا ہے ... والے کو اپنے رنگ کی کوشش کرنی پڑتی ہے ... عالم کو اپنے رنگ کی۔ غرض ہر ایک کوشش کرتا ہے۔

جن لوگوں نے خون مسیح ہی کو کافی سمجھ لیا ہے ان سے پوچھو کہ انہوں نے کس نجاست سے نجات پائی ہے۔

فرمایا کہ یہ قصہ بالکل جھوٹا قصہ ہے کہ ایک عورت کا بچہ بھی خدا ہو جاتا ہے اور خدا عورت کے پیٹ میں گیا اور پھر معمولی طریق پر پیدا ہو کر بچوں کے عوارض

کے دکھ دیکھتا رہا اس نظارہ کو جو آدمی ذرا دیکھے تو اس کو ہنسی آتی ہے کہ بچپن میں بعض اوقات ماں کے طمانچے کھائے ہونگے اور کبھی باہر لڑکوں میں کھیلتا ہوگا ان سے لڑ بھڑ کر مار کھائی ہوگی اور روتے ہوئے گھر کو آتا ہوگا اور پھر بڑے ہو کر بھی مار کھاتا رہا کیا یہ بھی کوئی معجزہ تھا!!

مسیح کا ابتلا اصل میں سخت ابتلا ہے کہ یہودیوں کو اتنا بڑا موقع ملا کہ انہوں نے ان کی پیدائش پر بھی اعتراض کئے اور موت پر بھی۔ انسان سوچے کہ اس میں کیا بھید ہے؟ میرے نزدیک یہ بات ہے کہ چونکہ اس قدر غلو ان کی شان میں کیا جاتا تھا اور خدا کی اس قدر ہتک ہوتی تھی اس لئے یہ داغ باقی رہ گیا۔

نوٹ ... چونکہ تاریخ وار مضمون درج ہونے میں کاتب سے سہو ہو گیا ہے اور مضمون ترتیب وار نہیں لکھا گیا ناظرین عذر سمجھیں۔

۱۴ دسمبر ۱۹۰۲ء

ہمارے مہمان ظہر کے وقت لاہور سے ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب۔ جناب میر محمد اسماعیل صاحب ڈاکٹر حکیم نور محمد صاحب تشریف لائے۔

یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی بہت کثرت سے پوری ہوئی اور ہر روز پوری ہوتی ہے آج بھی اس پیشگوئی کے موافق ہمارے مخدوم و مکرم بھائی **ابو سعید عرب رنگون سے تشریف** لائے عرب صاحب ایک سعید نوجوان ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رنگون میں گویا تبلیغ شدہ نمونہ ہیں سلسلہ کی ضروریات میں اولاعزی سے حصہ لیتے ہیں ہم انشاء اللہ کسی دوسرے مقام پر دوسرے وقت عرب صاحب کے حالات سے ناظرین کو آگاہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کو آج ننھا میں گورداسپور جانا تھا انہوں نے عرض کیا کہ میں قادیان سے باہر جانا نہیں چاہتا مگر اب تو خدا لے چلا ہے آپ نے فرمایا کہ یہی تو **قیام فی ما اقام اللہ ہے**۔

۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء

طاعون طاعون کے ذکر پر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ پہلے گندھک کا جلاب دینا اور پھر کیوڑہ اور سرکہ بھی دینا اور جونک لگانا مفید ہے کیونکہ انہیں خونی اور سوداوی مواد ہوتے ہیں اس پر ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے عرض کیا کہ طاعون کے کیڑے ننگے پاؤں چلنے والے لوگوں کو پاؤں کے راستہ داخل ہو کر ران میں گلٹی کا موجب ہوتے ہیں اور بذریعہ ہاتھ داخل ہو کر بغل میں اور منہ کے راستہ داخل ہو کر زیر کان گلٹی نکلتی ہے۔ اس قسم کے تذکرہ کے بعد عصر اور ظہر کی نماز جمع ہوئی اور گورداسپور جانے والے احباب روانہ ہوئے اور یہی وجہ تھی کہ نمازیں جمع کی گئیں۔

۱۵ دسمبر ۱۹۰۲ء

دربار شام بعد نماز مغرب حسب معمول حضرت اقدس تشریف لے گئے اور پھر کھانا کھا کر تشریف لائے اور بیعت ہوئی پھر آپ نے مبائعین کو مخاطب کر کے نصائح فرمائیں کہ بیعت کر کے صرف زبانی طور پر اتنا ہی ماننا ضروری نہیں کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اس قدر مان لینا برکت اور ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ یہ دن بلا کے ہیں اور ہر طرف طاعون پھیلی ہوئی ہے صرف زبانی اقرار کچھ فائدہ نہیں دے سکتا جب تک اعمال ساتھ نہ ہوں۔ پس کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو اچھے عمل کرو نیک بنو ہر ایک بدی سے بچو اور متقی ہو جاؤ۔ یہ دن ایسے ہیں کہ دعاؤں میں گذارو۔ راتوں کو بھی تضرع زاری کرو۔ جب ابتلاء کے دن آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کا غضب جوش میں ہوتا ہے اس وقت صدقہ۔ خیرات۔ دعا اور تضرع کام آتی ہے اپنی زبان کو نرم کرو اور استغفار کثرت سے پڑھو اور نمازوں میں دعائیں کرو اگر انسان ایمان لا کر عمل نہ کرے تو ایسی ادعا کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر یہ شکایت کرنی کہ مجھے بیعت سے کچھ فائدہ نہیں ہوا بالکل بیفائدہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ صرف قول سے خوش نہیں ہوتا۔

اعمال صالحہ اس لئے جہاں ایمان کا ذکر ہے وہاں اعمال صالحہ کا بھی ذکر ضرور کیا ہے اور اعمال صالحہ وہ ہوتا ہے کہ کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یاد رکھو انسان کے اعمال پر

ہمیشہ چور پڑتے ہیں ایک اعلیٰ سو ریا کا چور ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان دوسروں کے دکھانے کے واسطے کوئی کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اس میں ملحوظ اور مقصود نہیں ہوتی۔ پھر ایک عجب کا چور ہے اور عجب یہ ہے کہ خود ہی عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے کہ میں نے نیکی کا کام کیا ہے یا عمدہ کام کیا ہے۔ اور قسم قسم کی بدکاریاں بھی دوسرے اعمال کے ابطال کا موجب ہوتی ہیں پس اعمال صالحہ ان عیبوں سے پاک ہوتے ہیں۔

اعمال صالحہ اور ایمان

اعمال صالحہ سے انسان اس دنیا میں ہی فائدہ اٹھاتا ہے اگر سارے گھر میں ایک بھی نیک ہو تو وہ گویا سارے گھر کی حفاظت کا باعث ہو جاتا ہے پس یاد رکھو کہ اعمال صالحہ تم کو فائدہ پہنچائیں گے نرا ایمان کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی طبیب کا نسخہ لیکر رکھ چھوڑے اور اس کو استعمال تو کرے نہیں اور پھر کہے کہ کچھ فائدہ نہیں ہوا تم نے اب تو یہ کی ہے آئندہ خدا دیکھنا چاہتا ہے کہ تم اس توبہ سے کیا فائدہ اٹھاتے ہو اور اپنے آپ کو کس قدر صاف کرتے ہو یہ وقت ایسا ہے کہ خدا تقوے کے ذریعے امتیاز کرتا ہے بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کا تو شکوہ کرتے ہیں مگر اپنی اصلاح نہیں کرتے انسان اپنی جان پر خود ظلم کرتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔

استغفار کی ضرورت

چونکہ بہت سے آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو گناہ سے واقف نہیں ہوتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار رکھ دیا ہے جو گویا تمام قسم اور تمام اعضاء کے گناہوں پر حاوی ہے فرمایا آج کل حضرت آدم علیہ السلام کی دعا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین کثرت سے پڑھنی چاہیئے یہ دعا پہلے ہی قبول ہو چکی ہے غفلت سے زندگی بسر نہ کرنے والا کبھی ایسے ابتلا اور بلا میں گرفتار نہیں ہوتا جو طاقت سے بالا ہو کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی۔

اس وقت گورداسپور سے احباب واپس آگئے اور آپ حالات مقدمہ سنتے رہے۔ فرمایا ہمارا ایمان ہے کہ سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے خواہ وہ اسباب سے کرے خواہ بلا اسباب۔ پھر نماز عشا پڑھ کر حضرت حجۃ اللہ تشریف لے گئے۔

(ڈائری کی یہ تاریخیں الحکم کے سپیشل رپورٹر نے نوٹ کی ہیں ایڈیٹر نے اپنے الفاظ میں مرتب کر لیا ہے کیونکہ ایڈیٹر خود سفر گورداسپور میں تھا)

ہر ایک خریدار جس کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے جلد بھیجدے

ایڈیٹر

[illegible]

حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سات کا الہام سنایا کہ اس کو درج کر دیا جاوے ۲۱ر دسمبر کی رات کو جس کی صبح کو ۲۲ر دسمبر تھی اور جو آخر عشرہ رمضان کی پہلی رات تھی آپ کو یہ الہام ہوا۔

یاتی علیک زمان کمثل زمن موسٰی

فرمایا اس زمانہ میں جو بیس پچیس برس کے قریب ہوتا ہے یہ الہام کبھی نہیں ہوا موسٰی کا نام تو کئی الہاموں میں رکھا گیا ہے۔

مولانا مولوی حضرۃ عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ مسیح اپنی جماعت کو طور پر لے جاوے گا شاید اس کا تعلق اس سے ہو۔

فرمایا خدا تعالیٰ نے جیسے بنی اسرائیل میں ایک مسیح رکھا تھا اور اس لئے لقد اتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل الایۃ فرمایا اسی طرح آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں بھی ایک مسیح رکھا ہوا تھا مگر مسلمانوں نے اس کو نہ سمجھا اور آسمان سے انتظار کرنے لگے۔

افسوس ہے کہ ان کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اسی سے پائی جاتی ہے کہ مسیح اسرائیلی آوے یا یہ کہ آپ ہی کی امت میں سے آوے یہاں بھی اسی طرح مسیح کا آنا ضروری تھا جیسے بنی اسرائیل میں ایک مسیح آیا۔

[illegible]

فرمایا بہاہین میں جو مسیح کی دوبارہ آمد کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر وہ تمام وعدہ کی آیات میرے حق میں ہیں جو مسیح موعود کے لئے ہیں اور پھر میں اقرار کرتا ہوں کہ مسیح دوبارہ آئیگا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعوی بناوٹ کی راہ سے نہیں کیا گیا اور اس قسم کے واقعات قریباً تمام نبیوں کے کی سوانح زندگی میں پائے جاتے ہیں۔

[illegible]

فرمایا مسیح کی نسبت جو کہتے ہیں کہ وہ سیاح نبی تھا ہم پوچھتے ہیں کہ وہ یہ مانتے ہیں کہ ۳۳ برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ تو وہ زمانہ کونسا تھا جو انکی سیاحت کا زمانہ کہلاتا ہے سیاح نبی جو کہا جاتا ہے سیاحت کا زمانہ بھی بتانا چاہیئے۔ بجز اس کے کہ جو ہم کہتے ہیں تسلیم کر لیا جاوے۔ اور کوئی راہ نہیں ہے

دربار شام

آج کل جیسا کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول ہے بعد ادائے نماز مغرب تشریف لیجاتے ہیں اور پھر کھانا تناول فرما کر واپس آتے ہیں اور قبل از عشا اجلاس فرماتے ہیں حضرت اقدس کے تشریف لاتے ہی ہمارے مکرم مخدوم ابو سعید عرب صاحب نے جو رنگون سے آئے ہوئے ہیں۔ سوال کیا کہ مسیح کی ولادت کے متعلق کیا بات ہے وہ بن باپ کسطرح پیدا ہوئے؟

[illegible]

حضرۃ اقدس نے جواباً فرمایا انما امرہ اذا اراد شیئا فیقول لہ کن فیکون ہم اسبات پر یقین لاتے ہیں کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے ہیں اور قرآن شریف سے یہی ثابت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرۃ مسیح یہود کے واسطے ایک نشان تھے جو ان کی شامت اعمال سے اس رنگ میں پورا ہوا نبوراور دوسری کتابوں میں لکھا گیا تھا کہ اگر تم نے اپنی عادات کو نہ بگاڑا تو نبوۃ تم میں رہے گی مگر خدا تعالیٰ

اور پاک دل ہونا نصیب نہیں ہوتا۔

سوال کیا کہ پوتا کیوں وارث نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک قانون کیا ہوا ہے اگر اسی پر وراثت کا قانون ہوتا تو پھر کھینچ کر پڑ پوتا نہ ہوتا۔ اور پھر گویا ساری دنیا آدم کی اولاد کہلا کر سلاطین اور دوسرے لوگوں سے وراثت کی حصہ دار ٹھہرتی۔ بیٹے کی نسبت اس میں ایک کمزوری جو پیدا ہو جاتی ہے ترتیب یہ چاہتی ہے کہ ایک کا نام لیا جاوے پھر جس کو وارث قرار دیا جاتا اس کے متعلق دوسرے کے محروم ہونے کا سوال ہو سکتا۔ پس یہ ایک قانون ہے اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ وصیت کے وقت دوسرے مساکین وغیرہ کو بھی دے سکتے ہیں تو پوتے کو زیر حکم **و تواصوا بالحق و تواصوا بالمرحمة** سلوک کر سکتے ہیں

فرمایا اصل یہ ہے کہ **جب تک انسان منہاج نبوت پر ایمان نہ لائے ایمان درست نہیں ہوتا۔**

اس کے بعد مفتی صاحب نے ایک یونی ٹیرین کے رسالہ متعلق بائیبل کو سنایا ہم انشاء العزیز کسی دوسرے وقت اس ٹریکٹ کا خلاصہ دینگے

۲۳ر دسمبر ۱۹۰۲ء

ظہر کی نماز سے پہلے حضرت حجۃ اللہ نے اپنا رات کا الہام سنایا **انه کریم تمشی امامك و عادی من عادی** یعنی وہ (اللہ) کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا ہے اور جو تیرا دشمن ہے وہ اس کا دشمن ہے

فرمایا میں قرائن سے سمجھتا ہوں کہ یہ الہام اسی پچھلے الہام **یاتی علیك زمن کمثل زمن موسیٰ** سے ملتا ہے یہ الہام جیسا کہ توریت سے پایا جاتا ہے کہ خدا بنی اسرائیل کے آگے آگے چلتا تھا اس سے ملتا ہے پہلے اس کو موسیٰ اور عاد کے قافیہ سے پہچانا ہے کہ ان کا باہم تعلق ہے

ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه } فرمایا بعض لوگ جہالت سے یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ ہر شخص کو اسی کی زبان میں الہام ہونا چاہئے پھر یہاں عربی میں کیوں ہوتے ہیں؟ میں اس کا جواب یہی دوں گا کہ خدا تعالیٰ سے پوچھو وہ کیوں عربی زبان میں الہام کرتا ہے۔

اور اصل سر اس میں یہ ہے کہ مجھے جو الہام عربی زبان میں ہوتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے سبب سے ہوتا ہے کیونکہ وہ ہمارے متبوع ہیں اور انہی کے ذریعہ اور طفیل سے ہم کو جو کچھ ملا ہے ملا ہے۔ اور پھر یہ سب کچھ آپ ہی کی تائید میں ہے اس لئے ہماری اصلی زبان اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے عربی ہی ہے پس اللہ تعالیٰ اس زبان کو عظمت دینے کے لئے اور اس کو زندہ زبان [illegible] کرنے کے لئے اس زبان میں الہام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زبان کو محفوظ رکھے تعجب کی بات ہے کہ جس بات میں ہم ذوق حاصل کرتے ہیں اور اس سے اسلام قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اس پر یہ مخالف اعتراض کرتے ہیں۔ اس وقت ہمارے نبی متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو اللہ تعالیٰ نے زندہ رکھا ہے اور وہ اس زبان کو نہیں چھوڑتا اور چونکہ اس وقت وہی کاروبار ہو رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے تھے اور مکہ میں ہو رہا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسی زبان کو پسند فرمایا ہے اور کثرت کے ساتھ وحی اسی زبان میں ہوتی ہے کیونکہ ساری غرض اور غایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تائید ہے ہاں شاذ و نادر کے طور پر دوسری زبانوں میں بھی وحی ہوتی ہے وہ خارق عادت کے طور پر ہے۔ جیسے مجھے انگریزی عبرانی سنسکرت وغیرہ میں بعض وقت وحی ہوئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک بار فارسی میں وحی ہوئی۔

این مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

پھر جو لوگ کہتے ہیں کہ عربی میں ہونا چاہئے وہ ایسی ہی بات کہتے ہیں جیسے یہود کہتے تھے کہ نبوت اسرائیل سے باہر نہیں ہونی چاہئے فرمایا جس قدر نبی دنیا میں آتے رہے ہیں ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی شبہ رہ ہی گیا ہے مثلاً مسیح کے وقت یہ شبہ انکار کے لئے ہو گیا کہ وہ کہتے تھے کہ میں تو داؤد کا تخت بحال کرنے کیلئے آیا ہوں پھر وہ ملک کیوں نہ ملا! ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بعض شبہات میں پڑ گئے حاصل غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض امور اس لئے مخفی رکھتا ہے کہ ایمان کی قدر ہو اگر کھلے کھلے طور پر ایک امر ہو تو پھر ایمان ایمان نہ رہا۔

حکم } آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا نام اسی لئے تو حکم رکھا تھا کہ وہ ان اختلافات میں فیصلہ کرے گا۔ ان لوگوں کے پاس حقائق و معارف نہیں ہیں بلکہ ظنون میں احادیث کا ایک ذخیرہ لوگوں کے پاس ہے اور خود ہی انہوں نے حسن و [illegible] نام رکھے ہیں اور یہ ذخیرہ سب فرقوں کے پاس الگ ہے پس ہمیں بتائیں کہ کیا مسیح موعود سب کی احادیث تسلیم کر لیگا یا کوئی رد بھی کریگا؟ اگر ایک کی مانے اور دوسروں کی رد کرے تو انہوں نے کیا تصور کیا ہے؟ غرض حکم اس لئے کہا ہے کہ وہ ان میں فیصلہ کریگا جو لینے کے قابل ہوں گی وہ لیگا اور جو رد کرنے کے لائق ہوں گی ان کو رد کریگا حکم کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس میں چھوڑنے کے بھی قابل ہوں گی۔

[illegible] } فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ۱۳ برس تک مصائب اور تکالیف برداشت کیں اور مہدی کی نسبت یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ تلوار اٹھائیگا۔ یہ بالکل غلط خیال اور وہم ہے مہدی نے اگر لڑائی کے لئے آنا ہوتا تو مسلمانوں کی حالت جنگ کے مناسب حال ہوتی اور وہ جنگی قواعد اور فنون حرب سے واقف ہوتے اور سب سے بڑھے ہوئے ہوتے حالانکہ وہ آلات حرب و ضرب میں غیروں کے محتاج ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ مہدی اس غرض کے لئے ہرگز نہیں آئے گا اور خدا کا یہ ہرگز منشا نہیں ہے۔ یہ ہمارا تلوار کیساتھ مقابلہ کرنے کا وقت نہیں ہے۔ یہ حرام ہے تلوار اٹھانا۔ ہماری تلوار ہماری دعائیں ہیں جو ایک تبدیلی پیدا کر دیں گی اور لوگوں پر حقیقت منکشف ہو جائے گی اور سچائی کی راہ کھل جائے گی۔

ناظرین الحکم کو عید اور سال نو مبارک ہو

۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء

حسنۃ الدنیا والآخرۃ

ابو سعید عرب صاحب نے دریافت کیا کہ یہ دعا جو سکھائی گئی ہے کہ ربنا اتنا

فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ

اس میں حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرۃ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا انسان نفس کی خوشحالی کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ دنیا کی زندگی میں جو مصائب و مشکلات اور شدائد اور جانکاہ بیماریوں سے محفوظ رہے۔ اور فسق و فجور اور قسم قسم کے گناہ جو روحانی بیماریاں ہیں اور جن کی وجہ سے خدا سے دور ہو کر تکالیف میں مبتلا ہو جاتا ہے ان بیماریوں سے بھی امن میں رہے پس یہی حسنۃ الدنیا ہے مختصر الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ روحانی اور جسمانی طور پر تمام بلاؤں اور ذلتوں سے محفوظ رہے +

انسان فطرتاً بہت ہی ضعیف بناوٹ رکھتا ہے جیسے فرمایا **خلق الانسان ضعیفا** ذرا ناخن میں درد ہو تو بے قرار ہو جاتا ہے اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔ بڑی بیماریوں کا تو کیا ذکر۔ مجھے ذرا بیخ زبان میں درد ہے تو اس سے ہی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور زیادہ بات کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اس سے انسان کی تکالیف کا قیاس اور اندازہ ہو سکتا ہے۔

ایسا ہی جب انسان کی زندگی خراب ہو اور فسق و فجور میں مبتلا ہو جیسے بازاری عورتیں اپنی زندگی بسر کرتی ہیں انکو معلوم بھی نہیں کہ خدا کیا چیز ہے بلکہ وہ بہائم کی سی زندگی بسر کرتی ہیں اس قسم کی حالتوں سے محفوظ رہنے کا نام حسنۃ الدنیا ہے اور حسنۃ الاخرۃ۔ آخرۃ کا ایک عالم ہے جس کا کبھی انقطاع نہیں ہوگا حسنۃ الاخرۃ دراصل اسی عالم کے حسنات کا ثمرہ اور نتیجہ ہے اسی لئے اس دعا میں اس کو موخر کیا ہے پس اگر دنیا کے حسنات اکمل اور اتم طور پر مل جاویں تو یہ فال نیک ہے حسنۃ الاخرۃ کے لئے یہ غلط خیال ہے جو کہتے ہیں کہ دعا کیا مانگنی ہو حسنۃ الدنیا ضرور مانگنی چاہئیے کیونکہ صحت کی حالت اور ہر قسم کی بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رہنا انسان کی روحانی حالت پر اثر انداز ہے آخرۃ کے لئے یہی راہ ہے اور اسی لئے دنیا کو مزرعۃ الاخرۃ کہا جاتا ہے درحقیقت جسکو اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں صحت اور اپنی فطرۃ عطا کرے اور اعمال صالحہ کی طرف رجوع دلادے وہ بڑا ہی خوش قسمت اور سعید ہے اسکو اس سے امید کی جاتی ہے کہ آخرۃ بھی اچھی ہو یہی ان دونوں عالموں میں تعلق ہے

زندگی کی دو قسمیں

پھر اس سلسلہ کلام میں فرمایا کہ اس یا لیتنا کلفنا جو دیا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان جو نیکی اور پاکیزگی کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ اپنی عمدہ فطرت کے باعث ہوتا ہے ہر ایک انسان کا یہ کام نہیں کہ وہ ان مراتب اور مدارج تک پہنچ جاوے جن تک سعید الفطرہ لوگ پہنچ جاتے ہیں بعضوں کی کھوپری کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ وہ چوری بدکاری اور ہر قسم کی بے حیائی کو ہی پسند کرتے ہیں وہ نیکوں اور پاک لوگوں کی صحبت میں بیٹھکر حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا کرتے ہیں ایسا ہی نیک اور پاک لوگ ان کی مجلس میں حیران ہوتے ہیں گویا ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک سمندر حائل ہوتا ہے یا ایک دیوار کھچی ہوئی ہوتی ہے نہ وہ ادہر آ سکتے ہیں نہ یہ ادہر جا سکتے ہیں۔ دیکھو ہماری جماعت ہے جو ہر طرح سے اپنا اخلاص ظاہر کرتی ہے ایک ہمارے مخالف ہیں جو گالیاں دینے ہی میں ثواب سمجھتے ہیں کیا ان کے دل آنکھ کان نہیں ہیں مگر وہ **صم بکم عمی فھم لا یرجعون** کے مصداق ہیں۔

ہفتہ زیر اشاعت کے الہام

۱۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء

انی مع الافواج آتی

۲۱ر دسمبر ۱۹۰۲ء

یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ

۲۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء

انہ کریم تمشی امامک

وعادیٰ من عادیٰ

۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء

انی صادق صادق سیشھد اللہ لی

اطلاع

مخزن جواھر یا خورشید

ہمارے مطبع سے یہ عدیم المثال اور نرالی طرز کا عجیب و غریب پراسرار ناول ہر انگریزی مہینے کی پہلی اور پندرہویں کو ۲۰ صفحہ کا معہ ٹائیٹل رسالہ کی صورت میں شائع ہوتا ہے قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک ؏

خلاصہ مضامین

شہزادہ جمشید اور ہیلن فلپائن کے حسن و عشق کا دلکش تاریخی افسانہ ضمناً صلیبی لڑائیاں ترکی فتوحات دنیا کے نامور سلاطین مشاہیر بانیان مذاہب کے حالات اور عقائد۔ وہ کونسا مذہب ہے جو منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ **المشتھر**

منشی نجم الدین منیجر نجم المطابع وزیر آباد پنجاب

سرپرستان الحکم کی خدمت میں التماس

(۱) میری پہلی چٹھی پر اکثر احباب نے توجہ فرماکر خریداروں کے نام بھیجنے شروع کردئے ہیں اور اکثر جن کی نسبت مجھے پورا یقین ہے کہ وہ توجہ کریں گے ابھی تک خاموش ہیں اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس ضروری امر کی طرف توجہ کریں گے

(۲) شروع سال الحکم میں بعض ضروری ترتیبیں اس کو زیادہ مفید بنانے کے متعلق زیر تجویز ہیں خدا تعالیٰ کی توفیق رفیق شامل حال ہوئی تو امید ہے ناظرین اسے نہایت دلچسپی سے پڑھیں گے

(۳) بعض احباب نے آجکی تاریخ تک بھی اپنا بقایا حساب صاف نہیں کیا اس لیے ۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء کا الحکم حساب درست کرنے کے لئے اور مطبع کی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے ہم اپنے خوش معاملہ خریداروں کی صفائی معاملہ پر توقع کرکے ان کے نام وی پی کریں گے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ وصول فرماکر کارخانہ کی اعانت کریں گے اس تحریر کے علاوہ

ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی

ملک معظم قیصر ہند کی تاجپوشی کی خوشی کے لئے دہلی مین عظیم الشان دربار یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو ہوگا اور کل ممالک محروسہ مین اس روز بڑی خوشی منائی جاویگی اور اظہار خوشی کے لئے ہر ضلع اور صوبہ اور بڑے قصبات مین مناسب تجاویز اور صورتین اختیار کی گئین ہین۔

اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خوشی کی تقریب پر ایک عظیم الشان یادگار قائم کرنے کا ارادہ فرمایا ہے جو گورنمنٹ انگلشیہ کے ان احسانات کے شکریہ مین ہے جو تاج برطانیہ کے طفیل ہمپر ہوئے ہین اس کا مفصل ذکر الحکم کی کسی اگلی اشاعت مین انشاءالله العزیز ہوگا۔ لیکن اس قدر ہم ابھی کہدیتے ہین کہ یہ یادگار۔ تمام یادگارون سے بڑھکر مفید اور موزون ہوگا اور وہ

ہمیشہ کے لئے جہاد کے موقوف کر دینے کی ایک عمدہ تجویز ہے

جو بصورت پمفلٹ اعلیٰ حضرت نے کارونیشن کی تقریب پر پیش کی ہے ہم امید کرتے ہین کہ گورنمنٹ آف انڈیا اس تجویز کے عملی طور پر مفید ثابت کرنے کے لئے بہت جلد اور مناسب نوٹس لیگی۔ کیونکہ اس تجویز پر عمل ہو جانے سے بہت بڑے فوائد گورنمنٹ اور رعایا کو پہونچنے یقینی ہین۔ بہر حال اعلیٰ حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار اگر گورنمنٹ نے توجہ فرمائی تو بہت ہی نتیجہ خیز ہوگی ۔

ایک اور یادگار

اعلیٰ حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ [illegible] ایک میموریل گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور ارسال کیا ہے وہ ایک عظیم الشان تقریب کی یادگار مین **مسلمانان ہند** کے لئے ہے کہ ان کو جمعہ کے پورے دن یا آدھے دن کی تعطیل منظور فرمائی جاوے۔ دراصل یہ تجویز اعلیٰ حضرت نے کئی سال پہلے کی تھی مگر اس وقت بعض لوگون نے چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا دیا اور پھر خود بھی کچھ نہ کیا اب الله تعالیٰ نے پھر یہ مبارک اور موزون تقریب دکھائی اس تقریب پر اعلیٰ حضرۃ مسیح موعود نے اپنا فرض سمجھا کہ اس کارونیشن کی تقریب پر یہ میموریل ہندوستان کے دراصل طبع اور بیدار مغز وائسرائے لارڈ کرزن کے حضور بھیجا جاوے کیا عجب کہ وہ اس پر توجہ فرماوین۔ کیونکہ انہون نے جہان بہت سی مسجدین واگذار کرائی ہین جہان انہون نے عظیم الشان مسجدون کو تحائف اور عطیے دئے ہین ان مسجدون کی آبادی اور رونق کے لئے اس تقریب پر مسلمانون کو یہ حق عطا فرماوین کہ وہ اس مبارک دن مین وہ نمازین پڑہین یہ یادگار نہ صرف کارونیشن کی ہوگی بلکہ لارڈ کرزن کی بھی یادگار رہیگی۔ ہم امید بھرے دل کے ساتھ لارڈ کرزن کے اس حکم کے منتظر ہین جو وہ اس میموریل کی نسبت صادر فرماوینگے۔

الحکم کی طرف سے ایک یادگار کا اعلان اگلی اشاعت مین ہوگا

تقویم احمدیہ

دفتر الحکم کی طرف سے سنہ ۱۹۰۳ء کی جنتری عجیب وغریب جنتری **تقویم احمدیہ** کے نام سے طیار ہو رہی اور امید کی جاتی ہے کہ اگر کوئی مانع اور رکاوٹ پیش نہ آئی تو انشاءالله العزیز جنوری مین یہ جنتری شائع ہو جائے گی اس سے پہلے ناظرین نے اس قسم کی جنتری نہ دیکھی ہوگی اور یہ اپنی طرز کی پہلی جنتری ہوگی جو اس سلسلہ مین شائع ہوگی مین کسی اگلی اشاعت مین اس جنتری کے مضامین کی فہرست اپنے ناظرین کو دکہاؤنگا۔

اس جنتری کی قیمت ہر حالت مین ۸ فی جلد علاوہ محصول ہوگی۔ کیونکہ اس مین بہت سی تصاویر بھی ہونگی۔

میرا چاہتا تھا کہ اس جنتری مین سلسلہ عالیہ کی ڈائرکٹری بھی بناؤن مگر مجھے افسوس ہے کہ مجھے میرے منشا کے موافق ضروری واقفیت نہ ہم پہونچا۔ [illegible] مدد نہیں دی گئی میں امید کرتا ہون کہ تقویم احمدیہ کا پہلا ایڈیشن سلسلہ عالیہ کے سرگرم ممبرون مین ایک دلچسپی اور توجہ پیدا کرے گا اور آئندہ خود بھی وہ اس کے مفید بنانے کے لئے مدد دینے کے لئے جوش پائین گے

ایڈیٹر الحکم و مرتب تفسیر القرآن و تقویم احمدیہ

اس سال کے باقی مضامین

دسمبر کا یہ آخری پرچہ ہونے کی وجہ سے ہمکو بعض ضروری اور اشد ضروری اطلاعون کا اسی نمبر مین شائع کردینا قرین مصلحت معلوم ہوا جو مختلف عنوانون کے نیچے درج ہو چکی ہین انمین سے ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ جلد ۶ اس نمبر کیساتھ ختم ہوتی ہے مگر ابھی تک بہت سے مضامین ہین جو مسلسل شروع ہین اور باوجود سال ختم ہونے کے ختم نہین ہوئے شروع سال سے ہم انشاءالله العزیز التزام کرینگے کہ ان بقایا مضامین کو پورا کردین خصوصاً لاہور کے بشپ صاحب کے مضمون یسوع مسیح پر جو ہمارے ریویو کے نمبر دو مین شائع ہو چکا ہے اسے پہلے پورا کرینگے اور ایسا ہی ندوۃ العلما کے نوین اجلاس پر جو ریمارک لکھے

واقعات اور خبرین

مذہبی دنیا

بیت المقدس مین یہودی باشندون نے ایک کتب خانہ قائم کیا ہے جسمین ۳۲ ہزار کتابین ہین جو عبرانی زبان مین ہین چند نادرالوجود قلمی نسخے بھی ہین۔

جولائی مدینہ منورہ مین محل موسومہ حنفیہ کے اندر ایک مسجد خاص شاہی خرچ سے تعمیر ہوئی ہے۔

فرانس کی گورنمنٹ نے بہت سے پادریون کو وظائف اس لئے بند کردئے ہین کہ انہون نے مجلس اخوان الصفا کی تائید مین درخواست روانہ کی تھی۔

مسز اینی بسینٹ بنارس واپس آگئین ہین اور ایک بڑے تھیوسوفیکل جلسہ کی طیاریان کر رہی ہین۔

مدراس کی مشنری کانفرنس۔ مدراس مین ۱۱ دسمبر سے ایک عالیشان مشنری کانفرنس بیٹھی ہوئی ہے اس کانفرنس مین تقریر کرتے ہوئے لارڈ بشپ مدراس نے ظاہر کیا کہ موجودہ مردم شماری کے مطابق اس وقت ہندوستان مین دس لاکھ بارہ ہزار عیسائی ہین لارڈ بشپ نے اقرار کیا کہ زیادہ تعداد اس مین بھنگیون کی ہے جو اپنی سوشل حالت کو بڑھانے کی غرض سے عیسائی ہو رہے ہین یہ ہین پادریون کی روحانی فتوحات!!!

مولوی ہدایت رسول لکھنوی بمبئی مین ایک شوہر والی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے جرم مین افسوس ہے قید کے سزایاب ہوئے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنہ کے تازہ نمبر مین ان ورثاء کو جنہون نے ان کی وصیت سے ناراضمندی ظاہر کی ہے بصورت اصرار محرومی کا خوف دلایا ہے۔

عیسائی مشنریون کی کارگزاریان ایران مین

۱۸۸۲ء سے ۱۸۸۶ء تک آنریبل ایس جے ڈبلیو بنجمن اضلاع متحدہ امریکا کی طرف سے ایران مین قونسل رہا ہے اس نے ۱۸۸۶ء مین ایک ضخیم کتاب "ایران اور ایرانی" کے نام سے شائع کی ہے [illegible] کا بیان ہے کہ مقیم ایران (۵۰) سوداگرون کی نسبت مشنریون کی اسی قدر تعداد کو ملکی امداد کی زیادہ ضرورت لاحق ہوئی غیر ملک کے سوداگرون کی طرف سے ایرانیون کے دلون مین کوئی اندیشہ نہین پیدا ہوتا لیکن کبھی کوئی یورپین یا امریکن پادری اس ملک مین قدم دہرتا ہے تو باشندگان ملک کے دلون مین تعصب بھڑک اوٹھتی ہے اور متسلمان ملک بلاوجہ اور بیجا اس کے خلاف آمادہ ہوجاتی ہین یہ کہنا ٹھیک ہے کہ مشنریون کو دیکھکر لوگون کو گبھرانا ہرگز نہین چاہیے لیکن جب کہ ہم دیکھتے ہین کہ ان کو دیکھکر غیر قومین برافروختہ اور مضطرب ہوجاتی ہین تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین کہ ان کو دیکھکر مفتوحین ناراض نہین تو کم سے کم ہراسان تو ضرور ہوتے ہون۔ مشنری ۱۵ سال سے یہان موجود ہین لیکن بقول بنجمن صاحب کے اس کا نتیجہ صرف یہ ہی حاصل ہوا ہے کہ ایرانیون کے دلون کو ان اجنبی مشنریون سے کچھ انس نہین ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمانون کے مذہب مین کچھ دخل دین چنانچہ بالفرض اگر ذرا بھی کسی قسم کی درپردہ کوشش مسلمانون کو اپنے مذہب پر لانے کے لئے ان سے سرزد ہوئی تو یقیناً ان کو یہ ملک چھوڑ دینا پڑیگا اس لئے مجبوراً یہ بیچارے صرف نسطوری یہودی۔ ارمنی۔ باشندون مین ہی جوکہ آبادی کا ایک قلیل حصہ ہین وعظ کرتے رہتے ہین جولائی ۱۸۸۵ء مین تبریز کے باشندے مشنریون کے خلاف ایسے برافروختہ ہوئے کہ ولی عہد ایران نے قونصل امریکا کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ تبریز کے مشنریون کو اپنے مدارس کل کاروبار موقوف کردینے کی ہدایت کردین تاکہ شہر کے عیسائی قتل عام کے اندیشہ سے محفوظ رہین چونکہ یہ اطلاع شہزادہ مذکور نے نیک نیتی سے دی تھی اس لئے سفیر نے اس کو بسر وچشم منظور کیا ایران مین پروٹسٹنٹ اور کیتھولک دو نون قسم کے مشنری باوجود حکام کی علانیہ مخالفت کے مسلمانون کو اپنے مذہب پر لانے کی فکر مین سرگردان رہتے ہین بنجمن صاحب سوال کرتے ہین کہ کیا مشنریون کو ایسی کارگذاریان عمل مین لانے سے پیشتر کہ جن سے [illegible] کی اور نیز اور غیر ملکی باشندون کی [illegible] ضائع ہونے کا خطرہ ہو علاوہ ازین اپنی گورنمنٹ کی مشکلات بڑھتی ہین جس کی اجازت [illegible] مہمان نوازی سے [illegible] مہمان [illegible] ہین پس [illegible] پیش کرنا لازم نہین! اور پھر بنجمن صاحب مذکور یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ درحقیقت یہ اہم مسئلہ ہے کہ مشنریون کو کہان تک غیر اقوام کے امن مین خلل ڈالنا اور پھر اس خلل اندازی کے نتائج کا ان کو ذمہ دار بنانا جائز ہے۔

دلچسپ خبرین

کہتے ہین کہ امریکا کے ڈاکٹر ٹل فیلڈ نے ایک ایسی مرکب دوا ایجاد کی ہے جس کے استعمال سے وہ مردہ مکھیون۔ کتون۔ بلیون اور نیز آدمیون کو بھی زندہ کر سکتے ہین ان کی ایجاد کا تجربہ ہو چکا ہے جو صحیح اترا ہے۔

ایڈیٹر۔ ڈاکٹر ٹل فیلڈ کی ایجاد یسوعی معجزات کی حقیقت کو بھی پھیکا کر دے گی انجیل مین تالاب کا قصہ کچھ رونق پہلے ہی کھو چکا ہے۔

کل دنیا مین ۳۰۶۴ زبانین اور ۱۰۰۰ ہزار مذہب جاری ہین۔

کہتے ہین کہ شکر کا زیادہ استعمال موتیا بند کی بیماری پیدا کرتا ہے ایک مینڈکون اور مچھلیون کے تالاب مین شکر گھول کر اس کا تجربہ کیا گیا ہے۔

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ امراض شش کے بیمارون کو پہاڑ کی ہوا جس قدر نفع دیتی ہے اسیقدر چونہ والے پہاڑون کی ہوا بھی نفع دیتی ہے۔

پیرس کے ڈاکٹر گاریل نے بجلی اور مقناطیس سے ایک آلہ ایجاد کیا ہے کہ اگر انسان کوئی چیز نگل جاوے تو اس کے ذریعے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ چیز کس جگہ ہے اور پھر نکال لی جاتی ہے۔

لنڈن کا اخبار سنیٹ کہتا ہے کہ دانت کے درد سے آنکھون کو بھی نقصان پہونچتا ہے۔

اطلاع میان غلام رسول احمدی حجام امرتسر قلعہ بھنگیان مین رہتا ہے اور قسم قسم کے کھانے پکانے مین خوب ہوشیار اور تجربہ کار ہے۔ امرتسر کے مخالفون نے اس کو اذیت پہنچانے کے لئے لوگون کو منع کر دیا ہے کہ اس سے کوئی کھانا نہ پکوائے پس ہماری جماعت مین جس شخص کو کسی مبارک تقریب پر کھانا پکوانے کی ضرورت ہو تو وہ ان کو بلائے۔ یہ کام بھی اچھا ہوگا اور ثواب بھی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام [illegible] یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا